گنجینۂ معنی کا طلسم

(اشاریۂ دیوانِ غالب)



مرتب: رشید حسن خاں

مجلس ترقی ادب، لاہور

گنجینۂ معنی کا طلسم

(اشاریۂ دیوانِ غالب)

مرتب:

رشید حسن خاں

مجلسِ ترقّیِ ادب ○ ۲۔ نرسنگھ داس گارڈن، کلب روڈ، لاہور

ویب سائٹ: www.mtalahore.com

گنجینۂ معانی کا طلسم (اشاریۂ دیوانِ غالب)

مرتب: رشید حسن خاں

(میرزا اسد اللہ خان غالب کے ایک سو پچاس ویں سالِ وفات کی مناسبت سے)

طبع اوّل: فروری ۲۰۱۹ء/ جمادی الثانی ۱۴۴۰ھ

تعداد: ۶۰۰

ناشر : ڈاکٹر تحسین فراقی
ناظم مجلسِ ترقّیِ ادب، لاہور

مطبع : مکتبہ جدید پریس، لاہور

قیمت : -/۱۶۰۰ روپے

فون : 99200856 , 99200857

ای میل : majlista2014@gmail.com

یہ کتاب محکمۂ اطلاعات و ثقافت حکومتِ پنجاب کے تعاون سے شائع ہوئی

فہرست

حرفِ چند

رشید حسن خاں (۱۹۲۵-۲۰۰۶ء) ہمارے عہد کے ایسے نامور محقق تھے جن کی پوری زندگی قلم و قرطاس سے ان کے مسلسل اور شکست ناپذیر تعلق کی گواہی دیتی ہے۔ انھیں اُردو قواعد، املا اور لغت و زبان سے طبعی مناسبت تھی۔ ان موضوعات اور ان کے علاوہ تدوینِ متن وغیرہ سے اسی فطری مناسبت کے باعث اُنھوں نے متعدد اہم کتابیں تحریر کیں جو اُردو زبان کے چاہنے والوں، دانشوروں اور دانشگاہوں کے اساتذہ اور طلبہ و طالبات کے لیے انمول گنجینے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ رشید حسن خاں کلاسیکی اُردو متون میں پیرے ہوئے اور لفظ و لسان کے تہ رس پارکھ اور محقق تھے۔ ان کا عربی اور فارسی زبانوں کا علم کافی و وافی تھا، اُردو کے نامور قدیم و جدید تخلیق کاروں کے عشاق میں سے تھے۔ انھی میں غالب بھی شامل ہیں جن کے دیوان کا ایک بے مثال اشاریہ ''گنجینۂ معنی کا طلسم'' کے زیرِ عنوان اُنھوں نے سالہاسال کی جگر توڑ کاوش و محنت کے بعد اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے تیار کر لیا تھا اور اشاعت کے لیے انجمن ترقی اُردو (ہند) کے سپرد کر دیا تھا۔ پھر نہ معلوم کیا بجوگ پڑا کہ کتاب سالہاسال تک اشاعت سے محروم رہی تا آنکہ انجمن کے موجودہ جنرل سیکرٹری ممتاز ادیب محی اطہر فاروقی صاحب کی کاوشوں سے اس کی پہلی جلد غالب انسٹی ٹیوٹ کے زیرِ اہتمام اور انجمن کے اشتراک سے چند سال پہلے شائع ہوگئی۔ (واضح رہے کہ ''گنجینۂ معنی کا طلسم'' کا کمپوزشدہ مسودہ تین جلدوں پر مشتمل ہے)۔ میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے بھی فاروقی صاحب کی طرح رشید حسن خاں سے گہرا تعلق خاطر رہا۔ ان سے چند خطوں کا تبادلہ بھی ہوا، ملاقاتیں تو متعدد رہیں۔ میرے اشتیاق کو دیکھتے ہوئے فاروقی صاحب نے کمال مہربانی سے ''گنجینۂ معنی کا طلسم'' کی تینوں جلدوں کا کمپوز شدہ مسودہ مجھے بھیج دیا اور اب یہ تینوں جلدیں اُن کی باقاعدہ اجازت سے ایک ہی جلد میں ان کے شکریے کے ساتھ شائع کی جارہی ہیں۔

اُردو کے بے مثل اور طرحدار شاعر غالب کا کلام، کیا اُردو، کیا فارسی، واقعی ''گنجینۂ معنی کا طلسم'' اور ''نقش ہائے رنگ رنگ'' سے عبارت ہے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ ان کے کلام کا ایک مفصل، مُحشّٰی اور محققانہ اشاریہ تیار کیا جائے۔ رشید حسن خاں نے اس ضرورت کو بہ طریقِ احسن پورا کیا۔ یقین ہے کہ ان کا یہ آخری کام بھی ان کے اعلیٰ تحقیقی و علمی کارناموں میں شمار ہوگا۔ اپنے مفصل اور عالمانہ مقدمے میں اُنھوں نے اپنی غیر معمولی شعرفہمی اور محققانہ زیرکی کا جابجا ثبوت مہیا کیا ہے۔ اُنھوں نے کس قدر درست لکھا ہے:

> ''کسی لفظ کو ہم کاغذ پر لکھیں تو وہ محض ایک نقش معلوم ہوگا، ایک شکل ہوگی غیر متحرک۔ اس وقت ہم صرف اس کے متعارف معنی سے واقف ہوں گے۔ اسی لفظ کو جب ہم کسی شعر میں پڑھتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ

اس کے باطن میں چھپی ہوئی معنویت نمایاں ہونے لگی ہے... کسی بڑے شاعر کے مجموعۂ کلام میں کتنے لفظ ہیں؟ ان کا اشاریہ بنانا بھی دل چسپ کام ہے لیکن یہ دیکھنا اس سے بھی زیادہ دل چسپ اور ضروری ہے کہ مختلف الفاظ نے کیسی کیسی نسبتوں کی تشکیل کی ہے۔"

حقیقت یہ ہے کہ بڑے شاعر کے ہاں لفظ ایک مجرد آواز نہیں، متعدد اور معنی خیز آوازوں اور تلازموں کا ایک حیرت آفریں مجموعہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شاعر لغت کا نہیں، لغت شاعر کا محتاج ہوتا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ بڑا تخلیق کار لفظ گر اور خلاقِ معانی ہوتا ہے۔ وہ اپنی فکر کی کارگاہ میں لفظوں کے چاند سورج ڈھالتا ہے جن سے لغت ولسان کو نئی زندگی اور طرفہ تازگی ملتی ہے۔ غالب کا شمار بھی ایسے ہی لفظ گروں اور معانی کے لعل وگہر ڈھالنے والوں میں ہوتا ہے۔

پیشِ نظر کتاب میں رشید حسن خاں نے دیوانِ غالب کے نسخۂ عرشی (طبع اوّل ۱۹۵۸ء) کو بنیادی نسخے کے طور پر استعمال کیا ہے۔ ان کے خیال میں بعض کمیوں اور فروگذاشتوں کے باوجود نسخۂ عرشی طبع اوّل ہی کو کتابِ حوالہ کی حیثیت حاصل ہے۔ طبع ثانی میں جو اضافے ہیں، ان میں بہت سا دخل اکبر علی خاں عرشی زادہ کو ہے۔ گو کہ رشید حسن خاں نے اشاریے کی بنیاد طبع اوّل ہی کو بنایا ہے مگر ہر شعر کا طبع ثانی کے متن سے تقابل ضرور کیا ہے اور بعض جگہ طبع ثانی سے استناد بھی کیا ہے۔ علاوہ ازیں اُنھوں نے غالب پر ڈاکٹر گیان چند کی کتاب "تفسیرِ غالب" کو بھی پیشِ نظر رکھا ہے اور متنِ اشعار کے سلسلے میں اس سے بھی استفادہ کیا ہے۔ رشید حسن خاں نے اپنے مقدمے میں متنِ غالب کے سلسلے میں جو دادِ تحقیق دی ہے اس کا اعتراف نہ کرنا ظلم کے مترادف ہے۔ اس ضمن میں اُنھوں نے غالب کے دیگر آثار کو بھی پیشِ نگاہ رکھا ہے۔ انھیں اس بات کی توقع تھی اور بجا طور پر کہ نقد ونظر سے تعلق رکھنے والے اصحاب ان کی اس [آخری] کاوش کو بہ نظرِ استحسان دیکھیں گے اور اس میں شامل بعض تنقیدی مباحث کو اس کے مندرجات سے نئی روشنی ملے گی۔

"گنجینۂ معنی کا طلسم" ڈاکٹر اطہر فاروقی کے مکرر شکریے کے ساتھ شائع کی جارہی ہے۔ ان کا یہ ایثار کچھ کم قابلِ داد نہیں کہ اُنھوں نے کم وبیش چودہ سو صفحات پر مشتمل کمپوز شدہ مسودہ مجلس ترقی ادب کو ہدیہ کیا۔ مجلسِ ترقی ادب کے اربابِ علم کے لیے یہ امر باعثِ افتخار ہے کہ "گنجینۂ معنی کا طلسم" غالب کے ایک سو پچاسویں سالِ وفات کے موقعے کی مناسبت سے شائع کی جارہی ہے۔ یقین ہے کہ اس کتاب سے نہ صرف غالب شناسی کی کئی نئی راہیں کھلیں گی بلکہ خود رشید حسن خاں کی روح بھی آسودہ ہوگی کہ اپنی تکمیل کے چودہ برس بعد بالآخر یہ کتاب ایک ہی مجلّد میں اشاعت کی روشنی دیکھ رہی ہے۔

۱۵ر فروری ۲۰۱۹ء

——ڈاکٹر تحسین فراقی

☆☆☆

حرفِ آغاز

رشید حسن خاں صاحب مرحوم کی یہ کتاب نہ جانے کتنے حادثات سے گزری بالآخر شائع ہورہی ہے۔ یہ کتاب تقریباً 13 برس تک کیوں شائع نہ ہوئی اس کی کہانی نہایت پُراسرار ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ یہ کتاب اس عبرت ناک انجام کو نہ پہنچی جو حشر سیکشن اکبرآبادی کی انجمن ترقی اردو (ہند) کی دعوت پر تیار کردہ فرہنگِ نظیر اکبرآبادی کا ہوا تھا۔ یہ اُس زمانے کی بات ہے جب انجمن علی گڑھ میں پناہ گزیں تھی۔ اس کی اشاعت کسی نہ کسی بہانے سے موخر ہوتی رہی اور آخر میں کہا گیا کہ کتاب کا مسودہ ہی ضائع ہوگیا۔

رشید حسن خاں صاحب کے مزاج کی سخت گیری اور لوگوں کو ناراض کرنے کے ان کے شوق کے باوجود ان کے نیاز مندوں کا ایک ایسا حلقہ بھی تھا جسے ان کے جاں نثاروں سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ انجمن میں بھی ایسے لوگ تھے جو رشید صاحب سے بے لوث اور بے پناہ محبت کرتے تھے۔ انھوں نے ہی اس کتاب کو ضائع ہونے سے بچایا۔

میں اپنا شمار بھی رشید صاحب کے نیازمندوں میں کرتا ہوں۔ رشید صاحب کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اپنے پاس آنے والے خطوط فوراً ہی ضائع کردیا کرتے تھے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی کہ وہ جن لوگوں کے ساتھ بے تکلف تھے ان سے وہ کسی قسم کی رازداری نہیں رکھتے تھے۔ میں نے بھی اس طریقے کو اختیار کیا مگر جانے کیسے ان کے میرے نام لکھے ہوئے خطوط کی ایک بڑی تعداد جو نہایت ذاتی نوعیت کے تھے اور جن میں خود میری زندگی کے کئی برہنہ باب بھی تھے، محفوظ رہ گئے اور یہ تمام خطوط جناب ٹی۔ آر۔ رینا کی کتاب ''رشید حسن خاں کے خطوط'' میں شامل ہیں۔ ان خطوط کو پڑھ کر یہ احساسِ تفاخر ضرور ہوتا ہے کہ اردو کے ایک عہد ساز محقق کی مجھ پر کیسی بے پایاں نوازشات تھیں۔

بہرکیف یہ کتاب رشید حسن خاں صاحب کی دیگر کتابوں کی طرح اردو ادب میں بیش بہا اضافہ ثابت ہوگی۔

کتاب کے بار بار پروف پڑھنے کی ذمے داری ڈاکٹر ارجمند آرا صاحبہ نے اپنے ذمے لی۔ یہ ایک نہایت مشکل کام تھا جو اُن کی توجہ سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ کتاب کا آخری پروف جس میں خصوصاً اشعار کی قرأت پر توجہ دی گئی تھی، ڈاکٹر سرورالہدیٰ صاحب نے نہایت دیدہ ریزی کے ساتھ پڑھا۔ انجمن ترقی اردو (ہند) اور میں ذاتی طور پر ڈاکٹر ارجمند آرا صاحبہ اور ڈاکٹر سرورالہدیٰ صاحب کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جب اس کتاب کی اشاعت کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی تو میں نے غالب انسٹی ٹیوٹ سے درخواست کی تھی کہ وہ کسی طرح اس کتاب کو شائع کردیں جسے انسٹی ٹیوٹ نے قبول فرمالیا تھا۔ اب یہ کتاب غالب انسٹی ٹیوٹ اور انجمن ترقی اردو (ہند) کی مشترکہ اشاعت (تین جلدوں میں) ہے جس کے لیے میں خصوصاً انسٹی ٹیوٹ کے جواں سال ڈائرکٹر ڈاکٹر رضا حیدر صاحب کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انسٹی ٹیوٹ کے سکریٹری پروفیسر صدیق الرحمٰن قدوائی صاحب تو انجمن کے صدر بھی ہیں اور رشید صاحب کے بے تکلف دوست بھی، اس لیے، ان کی فراخ دلی کا شکریہ ادا کرنا کس حد تک صحیح ہے، یہ بات تو رشید صاحب ہی بتا سکتے تھے۔ یہ کتاب تین جلدوں میں شائع ہوگی۔

ڈاکٹر اطہر فاروقی
جنرل سکریٹری
انجمن ترقی اردو (ہند)

مئی 2017

مقدّمہ

کسی لفظ کو ہم کاغذ پر لکھیں تو وہ محض ایک نقش معلوم ہوگا، ایک شکل ہوگی غیر متحرک۔ اُس وقت ہم صرف اُس کے متعارف معنی سے واقف ہوں گے۔ اُسی لفظ کو جب ہم کسی شعر میں پڑھتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ اُس کے باطن میں چھپی ہوئی معنویت نمایاں ہونے لگی ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہوتی ہے کہ شعر میں وہ لفظ ایک خاص انداز سے، کسی طرح کی مناسبت رکھنے والے کئی لفظوں کے ساتھ مل کر آیا ہے۔ بارہا ایسا ہوا کہ کسی اچھے شعر کا کوئی ایک لفظ یادداشت میں محفوظ نہیں رہا۔ مفہوم اور وزنِ شعر کی مناسبت سے دوسرا لفظ شامل کر کے شعر مکمل کر لیا گیا؛ مگر ایک نامعلوم سی عدمِ مناسبت کا احساس خلش پیدا کرتا رہا۔ جب اصل لفظ یاد آ گیا تو یہ محسوس ہوا جیسے روشنی کی ایک کرن شاملِ مفہوم ہو گئی ہے۔ اصل لفظ کی جگہ ایک اجنبی لفظ کے آ جانے سے جو مناسبتیں بگڑ گئی تھیں، اُن کا رشتہ بحال ہو گیا ہے۔

بہت سے اشعار پہلی خواندگی میں اپنی تہ داری کو ذہن کی سطح پر پوری طرح نمایاں نہیں کرتے۔ کبھی دو بار اور کبھی کئی بار پڑھنے پر معنویت کی تہیں کھلتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ شاید اسی بات کو غالبؔ نے اپنے انداز میں کہا ہے:

جو لفظ کہ غالبؔ مرے اشعار میں آوے　　گنجینۂ معنی کا طلسم اُس کو سمجھیے

کسی بڑے شاعر [یہاں "بڑے" حقیقی معنی میں استعمال کیا گیا ہے] کے مجموعۂ کلام میں کتنے لفظ ہیں؟ اُن کا اشاریہ بنانا بھی دل چسپ کام ہے؛ لیکن یہ دیکھنا اس سے بھی زیادہ دل چسپ اور ضروری ہے کہ مختلف الفاظ نے کیسی کیسی نسبتوں کی تشکیل کی ہے۔ ایک لفظ بیس بار آیا ہے، کیا ہر جگہ ایک ہی معنی اور ایک ہی مفہوم میں آیا ہے یا معنویت نے نئے نئے انداز سے بھی خود کو نمایاں کیا ہے؟ ایسے مقامات کون سے ہیں؟ اس طرح لفظ شماری کا سادہ عمل وسیلہ بن سکتا ہے رنگا رنگ معنویت کی بازیافت اور دریافت کا۔ یہ اُسی صورت میں ہو سکتا ہے جب نگاہیں لفظوں کی صرف ظاہری شکل صورت کو نہ دیکھیں، اُس کے متعلقات کے ساتھ اُسے پڑھیں بھی۔ اس کے لیے یہ ضروری ہوگا کہ ہر لفظ کے ساتھ متعلقہ شعر بھی نظر کے سامنے رہے۔ میں اپنی بات کی کچھ وضاحت کرنا چاہوں گا۔

(۱) بیان کی وسعت بھی مرزا صاحب کی شاعری کا ایک وصف ہے۔ اس صفت کی کارفرمائی نے مرکبات کی شکل میں ایک خاص طرزِ ادا کی صورت گری کی ہے۔ مثلاً "یک" اور "دو" سادہ سے لفظ ہیں۔ ترکیبی صورت میں ان لفظوں سے ایسے ٹکڑوں کی تشکیل ہوئی ہے جن میں بے کراں وسعت سما گئی ہے۔ ان مرکبات کو دیکھیے:

> یک بختِ اوج، یک بیاباں بیضۂ قمری، یک بیاباں تپشِ بالِ شرر۔ یک بیاباں جلوۂ گل، یک بیاباں حسرتِ تعمیر، یک بیاباں ماندگی، یک جہاں اُمید، یک جہاں چینِ جبیں، یک جہاں زانو تأمل، یک جہاں قماشِ ہوس، یک جہاں ہنگامہ، یک چمن جلوۂ یوسف، ماتمِ یک شہر آرزو، یک عالم چراغاں، یک گلستاں دل، یک نیستاں عالم، یک عالم افسردگاں، یک عالم گریباں چاکیِ گل، یک عالم گلستاں۔

دو جہاں ابر، دو جہاں خوابِ پریشاں، دو جہاں ریگِ رواں، دو جہاں کیفیت، دو جہاں لالہ زار، دو جہاں ناز و نیاز، دو جہاں وسعت، دو عالم آداب، دو عالم آگہی، دو عالم اوہام، دو عالم دشت، دو عالم شورِ محشر، دو عالم فتنہ، دو عالم نیرنگ۔

اب اِن (چند) مصرعوں کو پڑھیے:

ع: اسدؔ خستہ گرفتارِ دو عالم اوہام۔

ع: دو عالم آگہی: سامانِ یک خوابِ پریشاں ہے

ع: اب میں ہوں اور ماتمِ یک شہرِ آرزو۔

ع: ہر بیاباں، یک بیاباں حسرتِ تعمیر ہے

ع: یک جہاں گل تختۂ مشقِ شگفتن ہے اسدؔ

ع: یک چمن جلوۂ یوسفؔ ہے بہ چشمِ یعقوبؔ

ع: ہوائے صبح یک عالم گریباں چاکیِ گل ہے

ان مصرعوں میں [اور ایسے دوسرے مصرعوں میں] جس بے کرانی کا عکس اُتر آیا ہے، وہ بیان کے ایک خاص انداز کی نشان دہی کر رہا ہے۔ ''یک'' اور ''دو'' کے ساتھ ایسے سب مرکبات بھی بہ یک نظر سامنے ہوں اور وہ شعر بھی جن میں یہ آئے ہیں تو ایسے مرکبات کی معنویت کا بھرپور احساس غالبؔ کے اندازِ فکر کو اور اُن کے ذہن کو (خاص کر اُن کی شاعری کے دورِ اوّل کو) سمجھنے میں کس قدر معاون ثابت ہوگا!۔

(۴) مرزا صاحب کے بہت سے اشعار میں روشنی اور رنگ کی رنگا رنگ کیفیات تہ نشیں ہیں، مثلاً:

ع: چمن کا جلوہ باعث ہے مری رنگیں نوائی کا

ع: جلوۂ گل نے کیا تھا وھاں چراغاں آبجو

ع: فرش سے تا عرش وھاں طوفاں تھا موجِ رنگ کا

ع: بہ عنقا پہ رنگِ رفتہ سے کھینچی ہیں تصویریں

ع: آج رنگِ رفتہ دورِ گردشِ ساغر ہوا

ع: رنگِ شکستہ صبحِ بہارِ نظارہ ہے

ع: باندھتا ہے رنگِ گل آئینۂ تا چاکِ قفس

ع: بہارِ نالہ و رنگینیِ فغاں تجھ سے

جلوہ، گل، غنچہ، بہار، رنگ جیسے لفظ اِس صفت کی آئینہ داری کرتے ہیں۔ مثلاً ''جلوہ'' ایک عام لفظ ہے: یہ دیوانِ غالبؔ میں ایک سو اُنتالیس (۱۳۹) بار آیا ہے۔ بہ طورِ مفرد صرف اکیس (۲۱) بار اور بہ طورِ مرکب ایک سو اٹھارہ (۱۱۸) بار۔ یہ لفظ مفرد اور مرکب

صورتوں میں، خاص کر مرکّب طور پر اشعار میں جس طرح آیا ہے اگر یہ سب معنوی جہتیں بہ یک نظر سامنے آجائیں تو کیا اِس خاص صفت کو اچھی طرح سمجھنے میں مدد نہیں ملے گی؟

(۳) متداول دیوانِ غالبؔ کے پہلے شعر [نقش فریادی ہے...] کی تشریح میں اہلِ نظر نے بہت کچھ خیال آرائی کی ہے۔ مرزا صاحب نے ''فریاد'' اور ''کاغذ'' کے تلازموں کے ساتھ کئی اشعار میں اِس خیال کو الگ الگ انداز سے نظم کیا ہے۔ ایسے جتنے اشعار ہیں وہ سب لفظِ ''کاغذ'' کے تحت نظر کے سامنے ہوں تو کیا اِس خیال کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد نہیں ملے گی؟ یہاں ایسے صرف دو شعر نقل کرتا ہوں:

یہ تنک مایہ ہے فریادیِ جوشِ ایثار   پنبے ہے پیرہنِ کاغذِ ابری، نیساں   (ص ۴)

کاغذِ سرمہ ہے جامہ ترے بیماروں کا   داد خواہِ تپش و مُہرِ خموشی بر لب   (ص ۲۸)

(۴) مرزا صاحب کا معروف شعر ہے:

میں ہوں اپنی شکست کی آواز   نہ گُلِ نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز   (ص ۱۷۲)

''گُلِ نغمہ'' تشبیہی مرکّب ہے یا موسیقی کی اصطلاح ہے، اِس پر کئی صاحبوں نے اظہارِ خیال کیا ہے؛ لیکن کسی نے یہ معلوم کرنا ضروری نہیں سمجھا کہ یہ مرکّب اِسی شعر میں آیا ہے یا اُن کے کسی اور شعر میں بھی ملتا ہے؟ لفظِ ''گُل'' کے تحت اُس کے جملہ مرکّبات بھی نظر کے سامنے ہوں تو بہ آسانی معلوم ہو جائے گا کہ یہ مرکّب مرزا صاحب کے ایک اور شعر میں موجود ہے:

شاخِ گُلِ نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز   شغلِ ہوس در نظر، لیک حیا بے خبر   (ص ۴۴)

اگر یہ شعر بھی سامنے ہو تو کیا ''گُلِ نغمہ'' کی معنویت[1] روشن نہیں ہوگی؟

---

[1] ''گُلِ نغمہ سے مراد نغمے کا بہترین جزو ہے۔ دوسری ترکیب ''شاخِ گُل'' ہے، غالبؔ نے دونوں کو ملا کر ایک کر دیا ہے۔ شاخِ گُلِ نغمہ: وہ ٹہنی جس میں بہترین نغمہ موجود ہو، یعنی خود نغمہ'' [گیان چند جین: تفسیرِ غالب، ص ۲۱۷]۔ اِسی سلسلے میں یہ بھی نظر میں رہنا چاہیے کہ غالبؔ نے ایک شعر میں ''شاخِ گُلِ نقشِ پا'' بھی لکھا ہے:

آ اے بہارِ ناز! کہ تیرے خرام سے   دستار گردِ شاخِ گُلِ نقشِ پا کروں   [ص ۵۶]

اِس بحث میں اِس طرف بھی توجہ نہیں کی گئی کہ یہ ترکیب کسی اور شاعر کے یہاں بھی ملتی ہے؟ میری ناتمام معلومات کے مطابق غالبؔ سے پہلے میر حسن نے سحرالبیان میں اِس مرکّب کو نظم کیا ہے:

بجاتی وہ جوگن جہاں جوگیا   تو وھاں بیٹھتی خلق دھونی رما
گُلِ نغمہ جو اُس سے گرتے ہزار   تو لیتا اُنھیں دشت دامن پسار
گُلِ نغمۂ تر کی تھی یہ بہار   کہ صحرا کے گُل اُس کے آگے تھے خار

[سحرالبیان مرتبۂ راقم الحروف، ص ۲۳۳]

جو حضرات اِس پر اصرار کرتے ہیں کہ ''گُلِ نغمہ'' موسیقی کی اصطلاح ہے، اُنھیں اِن سب اشعار کو ایک بار غور سے پڑھ لینا چاہیے، تب محسوس ہوگا کہ اُن کا یہ اصرار بے جا ہے۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ فارسی اور اردو میں جو کتابیں ہندستانی اور ایرانی موسیقی پر لکھی گئی ہیں، کسی میں بھی ''گُلِ نغمہ'' بہ طورِ اصطلاحِ موسیقی موجود نہیں۔ میر حسن کے پہلے شعر میں ''دشت اپنے دامن میں نغموں کے پھول بھر لیتا تھا'' سامنے کی بات ہے: پھر ''گُلِ نغمہ'' کو موسیقی کی اصطلاح کہنا، اِس کو خیال آرائی کے سوا اور کیا کہا جائے!

غالب صدی کے سلسلے میں فروری ۱۹۷۰ء میں شعبۂ اردو دہلی یونی ورسٹی کی طرف سے ایک کتاب اشاریۂ کلامِ غالب شائع ہوئی تھی جس میں غالب کے اردو فارسی کلام کے منتخب مرکبات کو یک جا کیا گیا تھا۔ اِس کے پیش لفظ میں لکھا گیا تھا:

''غالب کے ذہن کے نقش و نگار بغیر اُن کی شاعرانہ ترکیبوں کے سمجھ میں نہیں آسکتے۔ اُن میں جو ندرت اور طرفگی ہے، وہ ہمارے ادب کی دولت اور شاعری میں اُن کی وسعتِ فکر کی دلیل ہے''۔

اس مجموعے کے تین مرتبین میں میرا نام بھی شامل تھا۔ یہ نا تمام کام تھا، مگر اپنے انداز کی منفرد کتاب تھی۔ اُس وقت تک ایسا کوئی جائزہ کتابی شکل میں سامنے نہیں آیا تھا۔ یہ نا تمام کام ایک مکمل کام کا اشاریہ نما ضرور تھا۔

میرے ذہن میں یہ خیال اُسی وقت بیٹھ گیا تھا کہ یہ کام بھی کرنے کا ہے؛ لیکن دوسرے ضروری کاموں نے مہلت نہیں دی۔ اِس پر تیس بتیس سال گزر گئے۔ زندگی کی محدود مدت میں سب ضروری کاموں کی تکمیل کون کرسکا ہے؛ یہ سوچ کر، اب سے دو سال پہلے میں نے اِس کام کا ڈول ڈالا۔ یہ بات عام ہے کہ ایسے کاموں میں بہت سی اُلجھنیں سامنے آتی رہتی ہیں، ایسا ہی ہوا۔ بہ ہر طور، زورقِ اندیشہ بہ ساحل رسید۔

اِس کام کا جو خاکہ بنایا گیا تھا، اُس کے مطابق دیوانِ غالب نسخۂ عرشی کے جملہ مفرد اور مرکب الفاظ اور کلیاتِ نظمِ فارسی کے صرف مرکبات کو شاملِ کتاب کیا جانا تھا۔ قواعد کی پرانی کتابوں میں [یعنی اُس زمانے کی کتابوں میں جو زمانہ مرزا غالب کا ہے، مل کر اُس کے کچھ بعد تک کی کتابوں میں] لفظ کی تین قسمیں بتائی گئی ہیں: اسم، فعل، حرف۔ اِس تقسیم کے مطابق یہ خیال کیا گیا تھا کہ پہلے حصّے میں اسموں کے مفردات اور مرکبات ہوں اور دوسرے حصّے میں افعال، حروف اور فارسی مرکبات۔ ہر مفرد اور مرکب اسم کے ساتھ متعلقہ شعر بھی لکھا جائے تا کہ دو فائدے ایک ساتھ حاصل ہوسکیں: الفاظ شماری کی بھی تکمیل ہوجائے اور لفظی شمار کے ساتھ ساتھ لفظوں کی معنوی وسعت بھی نگاہوں کے سامنے آجائے۔ آنکھیں لفظوں کو دیکھیں بھی اور پڑھیں بھی ـــــــــ لیکن ہوا یہ کہ اسموں کا احاطہ کرنے میں زیادہ صفحات مرتب ہوگئے، دو جلدیں بن گئیں۔ اِس کے نتیجے میں افعال اور حروف کو بعد کے لیے اُٹھا رکھا گیا اور فارسی مرکبات کو بھی۔ اُس تیسری جلد میں افعال اور حروف کے ساتھ متعلقہ شعر نہیں لکھے جائیں گے۔ اشعار تو سب اسما کے تحت آہی گئے ہیں؛ بس اشعار کا صفحہ نمبر لکھ دیا جائے گا۔ اِس طرح متعلقہ شعر کو تلاش کرنے میں کسی طرح کی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ اندراجات کی تکمیل بھی ہوجائے گی اور ضخامت بھی کم رہے گی۔ ہاں، فارسی مرکبات کے ساتھ اشعار ضرور نقل کیے جائیں گے۔ چوں کہ فارسی کے مفردات شامل نہیں ہوں گے، یوں سارے اندراجات ایک جلد میں بہ آسانی سما سکیں گے۔

بُنیادی ماخذ

میں نے دیوانِ غالب نسخۂ عرشی کو اپنے کام کی بُنیاد بنایا ہے۔ اِس نسخے کی دو اشاعتیں ہیں: طبعِ اوّل ۱۹۵۸ء، طبعِ ثانی ۱۹۸۲ء۔ بُنیادی نسخے کے طور پر اشاعتِ اوّل کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے، اشاعتِ ثانی کو صرف معاون نسخے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ طبعِ ثانی میں نو دریافت دیوانِ غالب کے وہ اشعار بھی شامل ہیں جو طبعِ اوّل میں موجود نہیں؛ ایسے اشعار اشاعتِ ثانی سے

منقول ہیں۔ میں نے اپنی کتاب املاے غالب میں لکھا تھا:

''اردو اشعار کے لیے بہ طورِ عموم دیوانِ غالب نسخۂ عرشی...... کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ یہ وضاحت کردی جائے کہ اشاعتِ اوّل کے حوالے دیے گئے ہیں؛ ایک دو ضمنی حوالوں سے قطعِ نظر، اس نسخے کی اشاعتِ ثانی کو بہ طورِ کتابِ حوالہ استعمال نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس اشاعت کے سرورق پر بہ طورِ مرتب نام تو عرشی صاحب ہی کا چھپا ہوا ہے، مگر یہ مجھے معلوم ہے کہ اشاعتِ اوّل پر نظرِ ثانی کا کام اُن کی طویل علالت کے دوران ہوتا رہا جو مکمل طور پر اُن کا کام نہیں۔ اِس نسخے میں کچھ اضافے بھی ہیں اور اُن کے ذمّے دار بھی وہ نہیں۔ بعض کمیوں اور کچھ فروگذاشتوں کے باوجود کتابِ حوالہ کی حیثیت نسخۂ اشاعتِ اوّل کو حاصل ہے جو مکمل طور پر عرشی صاحب کا مرتب کیا ہوا ہے'' [ص ۱۹]۔

دیوانِ غالب نسخۂ عرشی کی اشاعتِ ثانی میں ''گزارش'' کے تحت عرشی زادہ [اکبر علی خاں فرزندِ عرشی صاحب] نے جو کچھ لکھا ہے، اُس سے صورتِ حال کسی حد تک سامنے آجاتی ہے۔ اِس تحریر کے آخر میں اُنھوں نے یہ بھی لکھا ہے:

''یہ بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ طباعتِ دیوان کا بڑا حصّہ مولانا عرشی کی موجودہ علالت کے دوران میں انجام پایا ہے اور اِس کے پروف میں نے پڑھے ہیں۔ اُس زمانے میں ڈاکٹروں کی ہدایت کی وجہ سے میں بعض دریافت طلب مقامات کے بارے میں مولانا عرشی سے ہدایت بھی نہ لے سکا تھا، اِس لیے کچھ غلطیاں میری وجہ سے بھی راہ پاگئیں'' [ص ۴۶۷]۔

نسخۂ عرشی طبعِ ثانی کا مقدمہ ایک بار پڑھ لیا جائے تو واضح طور پر معلوم ہوجائے گا کہ اِس نسخے میں عرشی زادہ نے کس قدر دخل اندازی کی ہے۔ یہ بات کم لوگوں کو معلوم ہوگی کہ نسخۂ عرشی کا جو مسوّدہ طبعِ ثانی کے لیے آیا تھا؛ اُس کے سرورق پر عرشی صاحب کے نام کے نیچے عرشی زادہ نے اپنا نام بھی لکھا تھا۔ انجمن ترقیِ اردو (ہند) کے ناظم ڈاکٹر خلیق انجم اور صدر مالک رام (مرحوم) نے اِس پر اعتراض کیا۔ دونوں کی متفقہ راے تھی کہ سرورق پر بہ حیثیتِ مرتب صرف عرشی صاحب کا نام ہونا چاہیے۔ اِس جھگڑے نے طول کھینچا۔ اِس نسخے (طبعِ ثانی) کی خرابی میں اس کا بھی کچھ نہ کچھ دخل رہا ہے۔

نقلِ اشعار کے لیے میں نے بنیادی نسخے کے طور پر نسخۂ عرشی طبعِ اوّل کو سامنے رکھا؛ البتہ اِس کا التزام کیا کہ ہر شعر کا طبعِ ثانی کے متن سے مقابلہ کرلیا جائے۔ اِن دونوں نسخوں کے ساتھ ساتھ تفسیرِ غالب کو بھی پیشِ نظر رکھا گیا ہے [کچھ اشعار کے متن کے تحت اِس کتاب کے مندرجات کو بھی سامنے رکھا جانا چاہیے]۔ نسخۂ عرشی طبعِ اوّل اور طبعِ ثانی کے تقابلی مطالعے سے معلوم ہوا کہ دونوں نسخوں کے بہت سے اشعار کا متن باہم مختلف ہے اور کچھ اختلافات بہت پریشان کن ہیں۔ اِس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ایسے مقامات پر وہ وضاحتی حواشی موجود نہیں جن سے ایسے اختلافات کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے [اور جو تدوین کے طریقۂ کار کا ضروری حصّہ ہے] یوں قاری یہ فیصلہ نہیں کرپاتا کہ وہ اُس اختلاف کو تبدیلیِ متن مانے یا غلطیِ کتابت۔ [طبعِ ثانی میں ایسے اغلاطِ متن اچھی خاصی تعداد میں ہیں جن سے غلط نامہ اور استدراک کا حصّہ خالی ہے]۔ میں دو مثالوں سے اِس کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔ طبعِ ثانی میں

ص ۴۵۲ پر ایک شعر یوں چھپا ہوا ہے:

نقشِ سطرِ صد تبسم ہے بر آبِ زیرِ گاہ   حُسن کا خط پر نہاں خندیدنی انداز ہے

یہ شعر نو دریافت خود نوشت دیوانِ غالبؔ میں ہے [جس کا عکس نقوشؔ (لاہور) میں بھی شائع ہوا تھا]۔ ڈاکٹر گیان چند جین نے اپنی کتاب تفسیرِ غالبؔ میں پہلے مصرعے کو اِس طرح لکھا ہے: نقشِ صد سطرِ تبسم ہے بر آبِ زیرِ کاہ [ص ۱۵۵]۔ نقوشؔ کا مذکورہ نسخہ میرے سامنے نہیں؛ میرے استفسار پر ڈاکٹر حنیف نقوی نے مطلع کیا کہ اُس میں پہلا مصرع اُسی طرح ہے جس طرح تفسیرِ غالبؔ میں ہے۔

دیوانِ غالبؔ نسخۂ گپتا رضا میں پہلا مصرع طبعِ ثانی کے مطابق ہے، مرتب نے پہلے مصرعے کے حوالے سے یہ ضرور لکھا ہے: "نخ: صد سطرِ تبسم (شاید سہوِ کتابت)" ص ۲۳۹۔ "نخ" سے مراد ہے: "نسخۂ بھوپال قدیم بہ خطِ غالبؔ" (ایضاً ص ۱۳)۔ یہاں یہ الجھن پیدا ہوتی ہے کہ سہوِ کتابت کہاں ہے؟ اگر مراد یہ ہے کہ نسخۂ عرشی طبعِ ثانی میں سہوِ کتابت ہے اور صحیح متن "نقشِ صد سطرِ تبسم" ہے [جس طرح نخ میں ہے] تو اُسے متن میں لکھا جانا چاہیے تھا، حاشیے میں کیوں لکھا گیا؟ اگر مراد یہ ہے کہ اصل ماخذ "نخ" میں سہوِ کتابت ہے (یعنی صحیح متن وہی ہے جو نسخۂ عرشی طبعِ ثانی میں ہے) تو یہ کیسے معلوم ہوا؟ اِس کا ماخذ کیا ہے؟ مرتب نے دوسرے مصرعے کے "آبِ زیرِ گاہ" کے متعلق کچھ نہیں لکھا (یعنی یہی صحیح متن ہے) تو پھر خود اُنھوں نے "آبِ زیرِ کاہ" کیوں لکھا؟ آپ نے دیکھا، نسخۂ عرشی طبعِ ثانی کی ایک غلطیِ کتابت نے کیا گل کھلائے ہیں!!

(۲)   انجم چرخ: گوہر آگیں فرش   نور ئے، ماہ ساغرِ سیمیں

یہ ایک قصیدے کا شعر ہے۔ طبعِ ثانی میں یہی ہے [ص ۳۸۲]۔ طبعِ اوّل میں "انجمیں چرخ" ہے [ص ۲۸۰]۔ طبعِ اوّل کے متن میں اِس قصیدے کو رسالہ کمالؔ (دہلی) کے حوالے سے درج کیا گیا ہے۔ اِسی اشاعت کے حصّہ "شرحِ غالبؔ" سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اِس قصیدے کا ماخذِ اوّل یہی رسالہ ہے اور یہ کہ دیوانِ غالبؔ نسخۂ نظامی (بدایوں) میں اِسے وہیں سے نقل کیا گیا ہے [ص ۲۷۹]۔ پھر ضمیمۂ اختلافِ نسخ میں اِس قصیدے کے اختلافِ متن کے لیے کمالؔ، البلاغؔ، دیوانِ غالبؔ نسخۂ نظامیؔ اور دیوانِ غالبؔ طاہر اڈیشن کا حوالہ دیا گیا ہے اور متعلقہ شعر کے تحت لکھا گیا ہے کہ ماخذِ اوّل کمالؔ (دہلی) میں اس شعر میں "انجمِ چرخ" ہے اور البلاغؔ اور نسخۂ نظامیؔ میں بھی "انجمِ چرخ" ہے [ص ۳۶۸]۔ اگر ماخذِ اوّل کمالؔ میں "انجمِ چرخ" ہے تو پھر طبعِ اوّل کے متن میں "انجمیں چرخ" کیوں لکھا گیا؟ یہ کہاں سے منقول ہے؟ یہ بہت اُلجھن میں ڈالنے والی بات ہے۔

تفسیرِ غالبؔ میں طبعِ اوّل کے مطابق "انجمیں چرخ" ہے۔ اِس کی تشریح اِس طرح کی گئی ہے: "نواب کی بزم کا موتیوں سے ٹنکا ہوا فرش تاروں بھرے آسمان کی طرح ہے" [ص ۳۸۲]۔ نسخۂ رضا میں طبعِ ثانی کے مطابق "انجمِ چرخ" ہے [ص ۳۸۳]۔ طبعِ ثانی کے حواشیِ اختلافِ نسخ میں اِس شعر میں کسی طرح کے اختلافِ متن کا حوالہ نہیں دیا گیا، اِس کا مطلب یہی ہوا کہ چاروں مذکورۂ بالا ماٰخذ میں "انجمِ چرخ" ہے۔ اِس صورت میں طبعِ اوّل کے متن اور ضمیمۂ اختلافِ نسخ کے منقولہ اندراج کے متعلق کیا کہا جائے گا؟ یہاں وضاحتی حاشیہ ازبس ضروری ہے۔ اِس کے بغیر قاری اور ناقل، دونوں مبتلائے اُلجھن رہیں گے۔ میں

نے اس کتاب میں اس شعر میں "انجمِ چرخ" لکھا ہے لیکن میں پوری طرح مطمئن نہیں۔ ضروری وضاحت کے بغیر میری طرح دوسرے لوگ بھی اسی الجھن میں مبتلا رہیں گے۔

نہایت ضروری وضاحتی حواشی کے نہ ہونے سے بہت سے مقامات پر یہی صورتِ حال سامنے آتی ہے۔ میں مزید وضاحت کے لیے ایسی اور چند مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ طبعِ اوّل میں ص ۳۰۵ پر یہ شعر ہے:

طرزِ بیدلؔ میں ریختہ کہنا

اسداللہ خاں! قیامت ہے

اسی نسخے میں ص ۳۲۰ پر بھی یہ شعر ملتا ہے اور وہاں اس شعر میں "ریختہ لکھنا" ہے؛ مگر اس کے متعلق غلط نامے میں یہ ہدایت ملتی ہے کہ اُس سطر کو جس میں یہ شعر لکھا ہوا ہے، اُس سے پہلے کی سطر کے ساتھ یہاں سے قلم زد کر دیا جائے۔ اس سے بہ ظاہر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مرتب نے "ریختہ کہنا" کو برقرار رکھا ہے۔ طبعِ ثانی میں "ریختہ کہنا" ہے [ص ۴۲۷]۔

طبعِ اوّل نیز طبعِ ثانی کے دیباچۂ مرتب میں بھی یہ شعر آیا ہے [طبعِ اوّل ص ۲۳۔ طبعِ ثانی ص ۲۴]۔ اور وہاں بھی اس شعر میں "ریختہ کہنا" ہے۔ اس طرح بہ ظاہر یہ مسلّم ہو جاتا ہے کہ مرتب نے "ریختہ کہنا" کو درست قرار دیا ہے ــــــــــ طبعِ اوّل میں ص ۳۲۰ پر اس شعر کے ذیل میں یہ بھی لکھا گیا ہے: "اس مقطعے کو میرزا صاحب نے اپنے ایک مکتوب بہ نام مولوی عبدالرزاق شاکرؔ میں اس تمہید کے ساتھ نقل کیا ہے: قبلہ! ابتداے فکرِ سخن میں بیدلؔ و اسیرؔ و شوکتؔ کی طرز پر ریختہ لکھتا تھا، چناں چہ ایک غزل کا مقطع یہ تھا"۔ اس خط کے لیے حوالہ دیا ہے: "عود: ۱۵۹"۔ یہی عبارت طبعِ ثانی میں بھی ہے [ص ۴۲۷]۔ اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس شعر کا واحد ماخذ مرزا صاحب کا محوّلۂ بالا خط بہ نام شاکرؔ ہے اور یہ کہ مرزا صاحب کا یہ خط عودِ ہندی میں ہے۔ اس کتاب کا پہلا اڈیشن میرے پاس نہیں تھا۔ میرے دریافت کرنے پر حنیف نقوی صاحب نے مطلع کیا کہ عودِ ہندی کی اشاعتِ اوّل میں اس شعر میں "ریختہ لکھنا" ہے۔

مرزا صاحب کا یہ خط خطوطِ غالب [مرتبہ ڈاکٹر خلیق انجم] میں شامل ہے۔ مرتب کی وضاحت کے مطابق یہ عودِ ہندی طبعِ اوّل سے ماخوذ ہے؛ اس میں بھی اس شعر میں "ریختہ لکھنا" ہے [جلدِ دوم، ص ۸۴۶]۔

اس طرح یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اس شعر میں "ریختہ لکھنا" درست ہے اور "ریختہ کہنا" قابلِ قبول نہیں۔ [میں نے اسی بنا پر اس کتاب میں اس شعر میں "ریختہ لکھنا" لکھا ہے]۔

ایک ضمنی بات ــــــــــ: مرزا صاحب نے اس خط میں ایک جگہ "ریختہ لکھتا تھا" لکھا ہے: "بیدلؔ ...... کی طرز پر ریختہ لکھتا تھا" پھر زیرِ بحث شعر لکھا ہے اور اُس کے بعد لکھا ہے:: "پندرہ برس کی عمر سے پچیس برس کی عمر تک مضامینِ خیالی لکھا کیا"۔ یعنی مرزا صاحب نے اپنے قلم سے نثر میں ریختہ کہنا کے مفہوم میں "لکھتا تھا" اور "لکھا کیا" لکھا ہے۔ یہ بھی تائید مزید کے ذیل میں آتا ہے۔

جب تک مکتوبِ غالب بہ نام شاکرؔ کے مقابلے میں کوئی ایسی مضبوط سند نہ پیش کی جائے جس سے اس شعر میں "ریختہ لکھنا"

کے بجائے ''ریختہ کہنا'' کا ثبوت ملے، اُس وقت تک اس شعر میں ''ریختہ لکھنا'' کو درست مانا جائے گا اور ''ریختہ کہنا'' کو نادرست کہا جائے گا۔

نسخۂ رضا میں بھی ''ریختہ کہنا'' ہے [ص ۱۳۸]۔ اُنھوں نے بھی اِس کے لیے اِسی مکتوبِ غالب بہ نام شاکر کا حوالہ دیا ہے، اِس طرح: ''دیکھیے مکتوب بہ نامِ عبدالرزاق شاکر۔ عودِ ہندی ص ۱۵۹''۔ یعنی اُنھوں نے عودِ ہندی میں اس خط کو پڑھا نہیں، نسخۂ عرشی سے حوالہ نقل کرلیا۔

(۲) چمن زارِ تمنا ہوگیا صرفِ خزاں لیکن بہارِ نیم رنگِ آوِ حسرتناک باقی ہے

طبعِ اوّل میں اِسی طرح ہے [ص ۱۰۷]۔ طبعِ ثانی میں ''چمن زارِ تمنا ہوگئی'' ہے۔ اِس نسخے کے غلط نامے یا کسی ضمیمے میں یہ حوالہ نہیں ملتا کہ طبعِ اوّل کے ''ہوگیا'' کو ''ہوگئی'' بنایا گیا ہے۔ اِس صورت میں لامحالہ اِسے کتابت کی غلطی مانا جائے گا۔ میں نے طبعِ اوّل کے مطابق ''ہوگیا'' لکھا ہے۔

نسخۂ رضا میں ''ہوگئی'' ہے [ص ۲۳۴]۔ اور یہ محض طبعِ ثانی کی نقل ہے۔ ہاں تفسیرِ غالب میں طبعِ اوّل کے مطابق ''ہوگیا'' ہے [ص ۴۵۳]۔ شان الحق حقی نے اپنے قابلِ قدر مضمون ''کلامِ غالب کا لسانی تجزیہ'' میں اِس شعر میں ''چمن زارِ تمنا ہوگئی'' لکھا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے: ''ممکن ہے کتابت میں ''ہوگئے''، ''ہوگئی'' بن گیا ہو'' [غالب۔ جدید تنقیدی تناظرات، مرتبۂ اسلوب احمد انصاری، ص ۱۳۹]۔ غالباً حقی صاحب نے طبعِ ثانی یا نسخۂ رضا سے شعر نقل کیا، یوں متن کی یہ غلطی بھی نقل ہوگئی۔

(۳) اُن کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

طبعِ اوّل میں ''رونق منہ پر'' ہے [ص ۲۳۹]۔ یہی طبعِ ثانی میں ہے [ص ۳۱۸]۔ رضا میں ''منہ پر رونق'' ہے [ص ۴۰۲]۔ اِس غزل کے متعلق عرشی صاحب نے لکھا ہے کہ یہ غزل ''آخرِ ما'' سے ماخوذ ہے۔ ''ما'' سے مراد ہے دیوانِ غالب طبعِ دوم، مطبوعۂ ۱۸۴۸ء۔ رضا لائبریری میں موجود اِس کے ایک نسخے کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے: ''اس کے آخری سادہ اوراق پر مرزا صاحب کا وہ کلام نقل کیا گیا ہے جو اُنھوں نے اِس دیوان کی اشاعت کے بعد کہا تھا'' [طبعِ اوّل، ص ۹۷]۔ اُنھوں نے اِس کلام کی تفصیل پیش کی ہے، اُس میں یہ غزل [کمال اچھا ہے ـــ جمال اچھا ہے] بھی شامل ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ یہ کلام مطبوعہ دیوان کے آخر میں شامل سادہ اوراق پر کسی دوسرے شخص کا لکھا ہوا ہے، یہ غالب کے قلم کا لکھا ہوا نہیں؛ اِس بات کو پیشِ نظر رہنا چاہیے۔

عرشی صاحب نے طبعِ اوّل کے ضمیمۂ اختلافِ نسخ میں اِس غزل کے پانچویں شعر (اُن کے دیکھے سے ......) کے تحت لکھا ہے کہ دیوانِ غالب کے تیسرے اور چوتھے مطبوعہ اڈیشن میں اِس شعر میں ''منہ پر رونق'' ہے (ص ۳٦۱)۔

اب صورتِ حال یہ ہے کہ ''رونق منہ پر'' صرف دیوانِ غالب طبعِ دوم کے ایک نسخے کے آخر میں شامل سادہ اوراق پر کسی مجہول الاحوال شخص کے قلم کی لکھی ہوئی اِس غزل میں ہے۔ اِس کے مقابلے میں دیوانِ غالب کے تیسرے اور چوتھے مطبوعہ اڈیشن میں، جو غالب کی تصحیح کے ساتھ چھپے ہیں، ''منہ پر رونق'' ہے۔ اِن دو نسخوں کے مقابلے میں ایک نامعلوم الاحوال شخص کی تحریر کو کسی

معقول وجہ کے بغیر ترجیح نہیں دی جاسکتی۔ اِس لحاظ سے نسخۂ رضا کا متن مرجّح حیثیت رکھتا ہے اور کسی دوسرے معتبر ماخذ کی عدم موجودگی میں اُسی کو اختیار کیا جانا چاہیے۔ میں نے اِسی بنا پر اِس شعر میں ''منہ پر رونق'' لکھا ہے۔

(۴) جامِ ہر ذرّہ ہے سرشارِ تمنّا مجھ سے کس کا دل ہوں کہ دوعالم سے لگایا ہے مجھے

طبعِ اوّل میں ''دوعالم میں'' ہے (ص ۱۰۸)۔ طبعِ ثانی میں ''دوعالم سے'' ہے (ص ۱۱۵)۔ دونوں نسخوں میں اِس شعر کے دوسرے مصرعے میں کسی طرح کے اختلافِ نسخ کا حوالہ نہیں ملتا؛ اِس صورت میں کسی وضاحت کے بغیر طبعِ ثانی کے متن کو کس بنا پر قبول کیا جاسکتا ہے؟ نسخۂ رضاؔ میں طبعِ ثانی کے مطابق ''دوعالم سے'' ہے (ص ۲۵۳)۔ ڈاکٹر نقوی نے مطلع کیا کہ نسخۂ خودنوشت (نسخۂ بھوپال قدیم) میں ''دوعالم سے'' ہے۔ میں نے اِسی بنا پر طبعِ ثانی کے مطابق ''دوعالم سے'' لکھا ہے۔ عدمِ وضاحت نے خواہ مخواہ پریشانی کا سامان پیدا کردیا ہے۔

(۵) سبحہ گرداں ہے اُسی کے کفِ اُمید کا ابر نَم سے جس کے صبا توڑے ہے صد جا زُنّار

طبعِ اوّل میں یہی ہے [ص ۴]۔ طبعِ ثانی میں ''اُسی کی'' ہے [ص ۴]۔ اِس سلسلے میں یہ بات توجہ طلب ہے کہ ''چکنی ڈلی'' والے قطعے میں ''صاحب کے کفِ دست'' آیا ہے۔ طبعِ اوّل اور طبعِ ثانی، دونوں میں یہی ہے۔ اِس طرح یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ طبعِ ثانی میں ''اُسی کی کفِ اُمید'' میں ''کی'' غلطیِ کتابت ہے۔ نسخۂ رضاؔ میں ''اُسی کی'' ہے [ص ۳۰۷] اور یہ نتیجہ ہے طبعِ ثانی کی نقل کا۔ اگر طبعِ اوّل سے مقابلہ کرلیا جاتا تو معلوم ہوجاتا کہ ''اُسی کے'' ہونا چاہیے۔ ہاں، ''چکنی ڈلی'' والے قطعے میں نسخۂ رضاؔ میں بھی ''صاحب کے کفِ دست'' ہے [ص ۳۷۸]۔

(۶) نظّارہ دیگر و دلِ خونیں نفس دِگر آئینہ دیکھ، جوہرِ برگِ حنا نہ مانگ

طبعِ اوّل میں یہی ہے [ص ۵۱]۔ طبعِ ثانی میں ''جوہرِ برگِ دعا'' ہے [ص ۵۴]۔ ''برگِ حنا'' کو حاشیے میں اختلافِ نسخ کے ذیل میں لکھا گیا ہے۔ طبعِ اوّل کے ضمیمۂ اختلافِ نسخ میں ''برگِ دعا'' ہے [ص ۲۰۸]، یعنی عرشی صاحب نے ''برگِ حنا'' کو مرجّح قرار دیا تھا۔ طبعِ ثانی میں یہ نہیں لکھا گیا کہ اب ''برگِ دعا'' کو کس بنا پر ترجیح دی گئی ہے اور اِس کے بغیر اِس تبدیلی کو کس بنا پر مان لیا جائے؟ پہلے مصرعے کے ''خونیں نفس'' کی رعایت اور مناسبت سے برگِ حنا مناسب تر معلوم ہوتا ہے۔ نسخۂ رضاؔ میں یہاں طبعِ اوّل کے مطابق ''برگِ حنا'' ہے [ص ۱۹۴]۔ تفسیرِ غالب میں بھی ''برگِ حنا'' ہے۔ جیؔن صاحب نے لکھا ہے: ''جوہرِ برگِ حنا سرخ رنگ یعنی خون ہے...... نسخۂ شیرانی میں ''حنا'' کی جگہ ''دعا'' بنادیا گیا ہے۔ میرے نزدیک ''برگِ دعا'' کا کوئی محل نہیں۔ میں اِس موقعے پر نسخۂ شیرانیؔ کی ترمیم کو سہو قرار دوں گا'' [۲۴۱]۔ یہ ایسی صورتِ حال ہے کہ وضاحتی حاشیے کے بغیر ذہن کو روشنی نہیں ملے گی۔ میں نے یہاں طبعِ اوّل کی مطابقت اختیار کی ہے۔

(۷) آتشِ رنگِ رُخِ ہر گُل کو بخشے ہے فروغ ہے دمِ سردِ صبا سے گرمیِ بازارِ باغ

طبعِ اوّل میں یہی ہے [ص ۴۸]۔ طبعِ ثانی میں ''دلِ سردِ صبا'' ہے [ص ۵۱]۔ اِس کے غلط نامے یا ضمیمۂ استدراک میں اِس کا کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ ''صبا'' کی نسبت سے واضح طور پر ''دم'' کا محل ہے۔ بہ ظاہر اِسے غلطیِ کتابت مانا جائے گا۔ نسخۂ رضاؔ میں یہاں طبعِ

اوّل کے مطابق "دمِ سردِ صبا" ہے [ص ۱۹۲]۔ تفسیرِ غالب میں بھی "دمِ سرد" ہے۔ اُس میں لکھا گیا ہے: "ٹھنڈی ہوا سے باغ میں رونق ہے...... دمِ سرد اور گرمیِ بازار میں تضاد ہے" [ص ۳۳۴]۔ میں نے طبعِ اوّل کی مطابقت اختیار کی ہے۔

(۸) مگر آتش ہمارا کوکبِ اقبال چمکا دے — وگرنہ مثلِ خارِ خشک مردودِ گلستاں ہیں

طبعِ اوّل میں واضح طور پر "چمکادے" ہے [ص ۶۲]۔ طبعِ ثانی میں "چمکاوے" ہے [ص ۶۷]۔ اِس تبدیلی سے متعلق حواشی میں کسی طرح کی صراحت نہیں ملتی۔ نسخۂ رضا میں طبعِ ثانی کے مطابق "چمکاوے" ہے [ص ۳۳۷]۔ تفسیرِ غالب میں "چمکادے" ہے [ص ۲۸۴]۔ طبعِ اول کے ضمیمۂ اختلافِ نسخ کے مطابق اِس شعر میں متن کا کوئی اختلاف نہیں؛ اِس بنا پر میں نے طبعِ اوّل کی مطابقت میں "چمکادے" لکھا ہے۔

(۹) دامِ ہر موج میں ہے حلقۂ صدکامِ نہنگ — دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہوتے تک

طبعِ اوّل میں یہی ہے [ص ۱۷۵]۔ طبعِ ثانی میں "صدگامِ نہنگ" ہے [ص ۲۱۳]۔ اِس کے حاشیے میں [بہ خیالِ غالب عرشی زادہ نے] لکھا ہے: قا، گل، قب، ج، م، مد، ح، لط: کام۔ مگر اِن میں سے اکثر میں گاف کے دونوں مرکزوں کے لکھنے کا التزام نہیں"۔ اِس صراحت کے مطابق آٹھ نسخوں میں "کام" ہے۔ مگر یہ نہیں لکھا گیا کہ "گام" کس نسخے میں ہے؟ اور یہ کہ کیا اُس نسخے میں التزام کے ساتھ گ پر دونوں مرکز لگائے گئے ہیں؟ اِن دونوں صراحتوں کے بغیر "گام" کو کس بنیاد پر قبول کیا جائے گا؟ نہیں قبول کیا جاسکتا۔ نسخۂ رضا میں طبعِ اوّل کے مطابق "کام" ہے۔ میں نے بھی طبعِ اوّل کی مطابقت اختیار کی ہے۔

(۱۰) کچھ نہ کی اپنے جنونِ نارسانے ورنہ یہاں — ذرہ ذرہ روکشِ خرشیدِ عالم تاب تھا

طبعِ اوّل میں "اپنے جنونِ نارسا" ہے [ص ۱۳۵]۔ اِس کے ضمیمۂ اختلافِ نسخ میں اِس شعر کے حوالے سے لکھا گیا ہے: "مد: اپنی"۔ "مد" سے مراد ہے دیوانِ غالب کا پانچواں اڈیشن [نسخۂ شیونرائن، مطبوعۂ مابعد ۱۸۶۳ء]۔ یعنی عرشی صاحب نے "اپنی" کو متن میں جگہ نہیں دی اور بجا طور پر۔ یہ دراصل غلطیِ کتابت ہے۔

طبعِ ثانی میں "اپنی جنونِ نارسا" ہے [ص ۱۶۵]۔ اِس کے حاشیے میں لکھا گیا ہے: "ح، لط: اپنے (سہوِ کاتب)" یعنی نسخۂ حمیدیہ مطبوعۂ ۱۹۲۱ء اور لطیف اڈیشن ۱۹۳۸ء میں "اپنے" ہے، مگر اِسے سہوِ کاتب مانا گیا ہے۔ بہ ظاہر یہ اضافہ عرشی زادہ نے کیا ہے۔ عرشی صاحب نے تو "اپنی" کو ناقابلِ قبول مانا تھا۔ یہ نہیں لکھا گیا کہ اب "اپنے" کو کس بنا پر سہوِ کاتب مانا گیا ہے؟ "اپنے" اور "اپنی" محض قرائت کا مسئلہ ہے یوں کہ اب سے پہلے آخرِ لفظ میں شامل ی کے لکھنے میں آج کل کی طرح امتیازِ صورت کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا تھا۔ نسخۂ رضا میں "اپنی جنونِ نارسا" ہے [ص ۱۶۰] یہ طبعِ ثانی کی نقل ہے۔ میں نے طبعِ اوّل کی مطابقت اختیار کی ہے۔

(۱۱) بہ عجز آبادِ وہمِ مدعا تسلیمِ شوخی ہے — تغافل کو نہ کر مغرور تمکیں آزمائی کا

طبعِ اوّل ص ۱۶ —— طبعِ ثانی میں "تسلیمِ شوخی" (مع اضافت) ہے [ص ۱۶]۔ نسخۂ رضا میں طبعِ اوّل کے مطابق ہے۔ میں نے بھی طبعِ اوّل کی مطابقت میں "تسلیم" کو بغیرِ کسرۂ اضافت لکھا ہے۔

(۱۲) بے دماغی شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہیں یار تیرا جامِ مے، خمیازہ میرا آشنا
شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہ رہنا چاہیے میرا زانو مونس اور آئینہ تیرا آشنا

طبعِ اوّل میں یہ دونوں شعر دو الگ الگ غزلوں میں ملتے ہیں [ص ۱۹ ـــ ص ۱۳۹]۔ طبعِ ثانی میں بھی یہ دونوں غزلیں الگ الگ ملتی ہیں [ص ۲۰ ـــ ص ۱۷۱]۔ لیکن پہلے شعر کو، جو طبعِ اوّل میں پہلی غزل میں تھا [ص ۱۹ پر] اِس غزل میں شامل نہیں کیا گیا، اُس کو دوسری غزل کے تحت حاشیے میں اختلافِ نسخ کے ذیل میں لکھا گیا ہے [ص ۱۷۱]۔ نسخۂ رضا میں طبعِ اوّل کے مطابق اِن دونوں شعروں کو شاملِ غزل کیا گیا ہے۔ میں نے بھی طبعِ اوّل کی مطابقت اختیار کی ہے۔

(۱۳) مفت کا کس کو بُرا ہے بدرقہ رہبری میں پردۂ رہبر کھلا

طبعِ اوّل میں ''رہ روی'' ہے: رہ روی میں پردۂ رہبر کھلا [ص ۱۴۰]۔ طبعِ ثانی میں مصرع یوں ہے: رہبری میں پردۂ رہبر کھلا [ص ۱۵۷]۔ طبعِ اوّل کے ضمیمۂ اختلافِ نسخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس شعر میں کوئی اختلافِ متن موجود نہیں، طبعِ ثانی میں بھی حاشیے میں یا کہیں اور کسی اختلاف کا حوالہ نہیں ملتا؛ ہاں متن میں طبعِ اوّل کے ''رہ روی'' کے بجائے ''رہبری'' ہے۔ حاشیے میں لکھا گیا ہے کہ یہ (خ) یعنی انتخابِ غالب سے منقول ہے۔ محض اِس کی بنیاد پر یہ مان لیا گیا ہے کہ (غالباً) انتخابِ غالب میں مرزا صاحب نے ''رہ روی'' کو ''رہبری'' بنا دیا ہے۔ میں نے یہ یہاں طبعِ ثانی کی مطابقت اختیار کی ہے، لیکن یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ وضاحتی حاشیے کے بغیر بہت سے لوگ الجھن میں مبتلا رہیں گے اور میں بھی پوری طرح مطمئن نہیں۔

(۱۴) ظاہر ہیں میری شکل سے افسوس کے نشاں جوں شانہ پشتِ دست بہ دنداں گزیدہ ہوں

اوّل میں یہی ہے [ص ۶۱]۔ ثانی میں دوسرا مصرع یوں ہے: خارِ الم سے پشت بہ دنداں گزیدہ ہوں [ص ۶۵]۔ اِس کے حاشیے میں لکھا گیا ہے: ''ق، ح، قا: جوں شانہ پشتِ دست۔ موجودہ متن دیوانِ غالب حسرتؔ اڈیشن سے نقل کیا گیا ہے جو گلِ رعنا پر مبنی ہے'' [ص ۶۵]۔

مالک رامؔ صاحب کے لکھنے کے مطابق گلِ رعنا کے نسخۂ لاہور میں [جو غالبؔ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے] یہ مصرع اُسی طرح ہے جس طرح نسخۂ عرشی طبعِ اوّل میں ہے [گلِ رعنا مرتبۂ مالک رامؔ، ص ۱۷۳]۔ نیز نسخۂ حمیدیہ اور نسخۂ شیرانی میں بھی یہی متن ہے۔ ایسی صورت میں یہ کہنا کہ ''موجودہ متن دیوانِ حسرتؔ سے نقل کیا گیا ہے جو گلِ رعنا پر مبنی ہے'' کس طرح قابلِ قبول ہوسکتا ہے؟ جب گلِ رعنا کے اصل نسخے (بہ خطِ غالبؔ) میں ''جوں شانہ پشتِ دست بہ دنداں گزیدہ ہوں'' لکھا ہوا ہے، تب نسخۂ حسرتؔ کا حوالہ قابلِ قبول نہیں رہتا؛ اِس بنا پر کہ یہ معلوم نہیں کہ حسرتؔ کے پاس جو نسخۂ گلِ رعنا تھا، اُس کا احوال کیا تھا؟ غالبؔ کے خودنوشت نسخۂ گلِ رعنا کے متن پر اُس مجہول الاحوال نسخے کے متن کو ترجیح نہیں دی جا سکتی [گلِ رعنا کا نسخۂ لاہور چھپ چکا ہے، ہاں فی الوقت یہ میرے سامنے نہیں]۔ میں نے اِسی بنا پر اِس شعر میں نسخۂ عرشی طبعِ اوّل کی مطابقت اختیار کی ہے۔

تفسیرِ غالبؔ میں بھی طبعِ اوّل کے مطابق ہے [ص ۲۷۹]۔ رضاؔ میں ثانی کے مطابق ہے [ص ۲۱۱]۔ یہاں وضاحتی حاشیہ ازبس ضروری تھا اور ضروری ہے۔

(۱۵) برقِ سامانِ نظر ہے جلوۂ بیباکِ حُسن شمعِ خلوت خانہ کیجیے، ہرچہ باداباد، گُل

طبعِ اوّل میں اسی طرح ہے [ص ۵۲]۔ طبعِ ثانی میں ''برقِ سامانِ نظر'' ہے [ص ۵۶]۔ ''برق'' میں اضافت کا زیر بہ ظاہر کرشمۂ کتابت معلوم ہوتا ہے، یوں کہ حواشی میں کہیں بھی اس کی وضاحت نہیں ملتی۔ نسخۂ رضا میں طبعِ ثانی کے مطابق ''برقِ سامانِ نظر'' ہے [ص ۱۹۷]۔ تفسیرِ غالب میں طبعِ اوّل کے مطابق ''برق'' بغیرِ کسرۂ اضافت ہے [ص ۲۴۸]۔ میں نے طبعِ اوّل کی مطابقت اختیار کی ہے۔

(۱۶) اضطرابِ عمر بے مطلب نہیں آخر، کہ ہے جستجوے فرصتِ ربطِ سر و زانو مجھے

طبعِ اوّل میں ''فرصتِ ربطِ سرِ زانو'' ہے [ص ۸۷]۔ طبعِ ثانی میں بھی یہی ہے [ص ۸۴]؛ لیکن اس کے ضمیمۂ استدراک میں نسخۂ نو دریافتِ دیوانِ غالبؔ کے حوالے سے ''سروزانو'' کو صحیح بتایا گیا ہے [ص ۴۸۸]۔ نسخۂ رضا کے متن میں ''سرِ زانو'' ہے [ص ۲۳۶] اور حاشیے میں اسی نسخۂ نو دریافتِ دیوانِ غالبؔ کے حوالے سے ''سروزانو'' لکھا گیا ہے۔ یعنی مرتّب نے طبعِ ثانی کے استدراک کو دیکھا تو، مانا نہیں۔ بہ ظاہر اس کی وجہ مجھے یہ معلوم ہوتی ہے کہ تفسیرِ غالبؔ میں ''سرِ زانو'' ہے اور مرتّب نے اُس کو بہتر سمجھا ہے۔

تفسیرِ غالبؔ کے متنِ شعر میں ''سرِ زانو'' ہے اور جبیںؔ صاحب نے یہاں معنی آفرینی کا کمال دکھایا ہے، لکھا ہے:

''ربطِ سرِ زانو: دونوں زانوؤں کے سروں کا ملانا جو قیام کے وقت ہی ممکن ہے۔ چلنے میں دونوں زانو الگ الگ رہتے ہیں، زانوؤں کا مستقل ربط مرنے ہی پر ممکن ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ میری زندگی کے بے چینی بے مطلب نہیں، کیوں کہ میں ایسی فرصت چاہتا ہوں کہ دونوں زانوؤں کو ملائے رہوں۔ 'ربطِ سروزانو' ہوتا تو معنی کچھ اور ہوتے'' [ص ۳۴۸]۔

جبیںؔ صاحب نے طبعِ ثانی کے ضمیمۂ استدراک کو دیکھ لیا ہوتا تو اُن کو معلوم ہوجاتا کہ اصلاً متن میں ''سروزانو'' ہی ہے اور اُن کو اس دوراز کار معنی آفرینی کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی۔ میں نے استدراک کے مطابق ''ربطِ سروزانو'' لکھا ہے۔

(۱۷) صبا! لگا وہ تپانچہ طرف سے بلبل کے کہ روے غنچۂ گل سوے آشیاں پھر جاے

طبعِ اوّل کے متن میں مصرع یوں ہے: صبا، لگا وہ طمانچہ طرف سے بلبل کی [ص ۳۰۵]؛ لیکن اس کے غلط نامے میں لکھا گیا ہے کہ ''بلبل کی'' غلط ہے، صحیح ''بلبل کے'' ہے۔ طبعِ ثانی کے متن میں یہ مصرع یوں لکھا ہوا ہے: صبا، لگا وہ طپانچے طرف سے بلبل کی [ص ۳۲۷]۔ اس نسخے کے استدراک میں یا متعلقہ حاشیے میں یہ نہیں لکھا گیا کہ طبعِ اوّل کے غلط نامے میں ''بلبل کے'' کو صحیح لکھا گیا ہے اور یہ کہ اُسے نہ ماننے کی وجہ کیا ہے۔ یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ طبعِ اوّل میں ''طپانچہ'' ہے، اُسے ''طپانچے'' کیوں بنایا گیا۔

عرشیؔ صاحب نے مقدمۂ مکاتیبِ غالبؔ میں لکھا ہے: ''بیتابؔ نے ''طمانچہ'' لکھا تھا، میرزا صاحب نے ''طمانچہ'' کو تپانچہ بنادیا'' [مکاتیبِ غالب، طبعِ ششم ص ۲۲۳]۔ یہ مرزا صاحب کا وہی نقطۂ نظر ہے کہ فارسی الفاظ میں ت لکھنا چاہیے، ط نہیں لکھنا چاہیے۔ مرزا صاحب کی اس اصلاح کے بعد متعلقہ شعر میں ''طپانچہ'' یا ''طپانچے'' نہیں لکھا جاسکتا۔ ''تپانچہ'' لکھا جائے یا ''تپانچے''

لکھا جائے۔ میں نے اِسی بنا پر ''تپانچہ'' اور طبعِ اوّل کی اصلاحِ غلط نامہ کے مطابق ''بلبل کے'' لکھا ہے۔ نسخۂ رضا کا متن طبعِ ثانی کے مطابق ہے [ص ۱۳۸]۔ یہاں وضاحتی حاشیہ ازبس ضروری ہے۔

(۱۸) علم ہی سے قدر ہے انسان کی ہے وہی انسان جو جاہل نہیں

طبعِ اوّل میں یہی ہے [ص ۲۷۵]۔ طبعِ ثانی میں ''علم سے ہی'' ہے [ص ۳۷۴]۔ اِس نسخے کے حواشی میں اِس شعر میں اختلافِ متن کی نشان دہی نہیں کی گئی، اِس صورت میں طبعِ اوّل کے متن کو درست مانا جائے گا۔ نسخۂ رضا میں طبعِ ثانی کے مطابق ''علم سے ہی'' ہے [ص ۳۶۸]۔

(۱۹) فریبِ بہرِ تسکینِ ہوس درکار ہے، ورنہ بہ وہمِ زر گرہ میں باندھتے ہیں برقِ حاصل ہا

طبعِ اوّل میں ''غریبی بہرِ تسکینِ ہوس'' ہے [ص ۴۳]۔ طبعِ ثانی میں بھی یہی ہے [ص ۴۴]؛ مگر اِس کے ضمیمۂ استدراک میں اِس شعر کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ صحیح ''فریبے'' ہے [ص ۴۷۱]۔ تفسیرِ غالب میں لکھا گیا ہے: ''نسخۂ عرشی میں پہلا لفظ ''غریبی'' ہے، لیکن خودنوشت دیوان میں ''فریبے'' ہے اور یہی صحیح ہے'' [۱۲۶]۔ نسخۂ رضا میں پہلا لفظ ''غریبی'' ہے، یہ طبعِ ثانی کے متن کی نقل ہے۔ میں نے استدراک کے مطابق ''فریبے'' لکھا ہے۔ دوسرے مصرعے میں تفسیرِ غالب اور نسخۂ رضا دونوں میں ''برقِ حاصل ہا'' ہے۔ تفسیرِ غالب میں اِس کے معنی لکھے گئے ہیں: ''برقِ حاصل: وہ بجلی جو خرمن کو جلادے''۔ ''برق حاصل'' اور ''برقِ حاصل'' دونوں بامعنی ٹکڑے ہیں، یوں میں نے طبعِ اوّل وثانی کے مطابق ''برق حاصل ہا'' لکھا ہے۔

(۲۰) زلف، تحریرِ پریشانِ تقاضا ہے مگر شانہ ساں مو بہ زباں خامۂ مانی مانگے

طبعِ اوّل [ص ۸۷] میں ''زلف'' کے بعد کاما لگا ہوا ہے اور ''تحریر'' کے نیچے اضافت کا زیر لگا ہوا ہے۔ طبعِ ثانی میں پہلا مصرع یوں ہے: زلفِ تحریر پریشانِ تقاضا ہے، مگر [ص ۸۴]؛ مگر اِس نسخے کے کسی اندراج سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ طبعِ اوّل میں درج مصرعے کی قرائت کو بدلا گیا ہے [یہ قرائت کی تبدیلی ہے، متن کی تبدیلی نہیں]۔ وضاحت کے بغیر یہ بات کیسے معلوم ہوگی اور اُسے کس بنیاد پر مانا جائے گا؟

رضا میں طبعِ ثانی کے مطابق ہے، تفسیر میں طبعِ اوّل کے مطابق ہے۔ میں نے طبعِ اوّل کی مطابقت اختیار کی ہے۔

ایسے سب الفاظ کا احاطہ کرنا مقصود نہیں، بس اِس طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ضروری حذف اور اضافوں کے ساتھ نسخۂ عرشی کا نیا اڈیشن شائع کیا جانا ازبس ضروری ہے۔ اِس کے بغیر مجھ جیسے بہت سے کام کرنے والوں کو نقلِ اشعار میں طرح طرح کی اُلجھنوں سے دوچار ہوتا رہنا پڑے گا اور بہت سے مقامات پر اعتماد کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکے گا کہ نقل کردہ متن واقعتاً درست ہے۔

طبعِ ثانی میں بہت سے مقامات پر متن طبعِ اوّل کے متن سے مختلف ہے اور حواشی میں حوالہ دیا گیا ہے؛ میں نے یہ فرض کرلیا ہے کہ یہ تبدیلیاں عرشی صاحب کی ہدایت کے مطابق کی گئی ہوں گی [یوں کہ ضروری توضیحات نہ ہونے کی صورت میں فرض کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں] اِس بنا پر ایسے مقامات پر طبعِ ثانی کی مطابقت اختیار کی ہے۔ ہاں، جہاں صاف طور پر وہ تبدیلی

ناقابلِ قبول معلوم ہوتی ہے، وہاں طبعِ اوّل کی مطابقت اختیار کی ہے۔ انجمن ترقیِ اردو کے ناظمِ اعلا نے مطلع کیا ہے کہ انجمن کی طرف سے نسخۂ عرشی کا نیا اڈیشن جلد ہی شائع ہوگا اور اُس میں ضروری وضاحتوں پر مبنی ایک ضمیمہ آخر میں شامل ہوگا۔ اگر ایسا ہوسکا تو یہ مناسب اور بہتر صورت ہوگی۔

ایک وضاحت: یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ بنیادی لفظ [مفرد ہو یا مرکب] اگر شعر کا پہلا حصّہ ہے، ایسی صورت میں اُس لفظ کے آگے بیانیہ کا نشان (:) بنانے کے بجائے تیر کا نشان بنایا گیا ہے تاکہ بہ یک نظر معلوم ہوجائے کہ زیرِ نظر لفظ اُس شعر کا پہلا جز ہے۔ مثلاً ''و م ع ل'' کے ذیل میں ''ہلاک بے خبری'':

ہلاکِ بے خبری   نغمۂ وجود و عدم   جہان و اہلِ جہاں سے جہاں جہاں فریاد

اس سے بہ یک نظر یہ معلوم ہوجائے گا کہ ''ہلاک بے خبری'' [یا ایسے ہی دوسرے ٹکڑے] متعلقہ مصرعِ اوّل کا شروع کا حصّہ ہیں۔

املا

اسی سلسلے کا ایک مسئلہ الفاظ کی شکل صورت (املا) کا بھی ہے۔ طبعِ اوّل کا اگر نیا اڈیشن تیار کیا جائے تو اس طرف توجّہ کرنا ازبس ضروری ہے۔ میں محض بہ طورِ مثال دو لفظوں کے اختلافاتِ املا کی نشان دہی کرتا ہوں، اِسی سے صورتِ حال کا بہ خوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

(۱)   مرا شمول ہر اک دل کے پیچ و تاب میں ہے   میں مدعا ہوں تپشِ نامۂ تمنّا کا

طبعِ اوّل میں ''پیچ و تاب'' ہے [ص ۱۷]۔ طبعِ ثانی میں ''پیچ تاب'' ہے [ص ۱۷]۔ اِس کے حاشیے میں اختلافِ نسخ کے تحت ''پیچ و تاب'' لکھا گیا ہے، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرتب کے نزدیک مرجح صورت ''پیچ تاب'' ہے؛ لیکن آگے بڑھ کر اس کی تردید ہوجاتی ہے، یوں کہ اِس اشاعت میں پانچ اشعار کے متن میں ''پیچ و تاب'' ملتا ہے۔

یہ لفظ طبعِ اوّل میں شامل پندرہ اشعار میں ملتا ہے۔ اِن میں سے گیارہ اشعار میں ''پیچ و تاب'' لکھا ہوا ہے: مرا شمول ہر اک دل کے پیچ و تاب میں ہے [ص ۱۷]، جوہرِ شمشیر کو ہے پیچ و تاب آئینے پر [ص ۳۰]، پیچ و تاب جادہ ہے خطِ کفِ افسوس و بس [ص ۳۶]، پیچ و تاب جادہ ہے بھاں جوہرِ تیغِ عسس [ص ۵]، پیچ و تابِ دل نصیبِ خاطرِ آگاہ ہے [ص ۹۳]، ڈالا ہے تم کو وہم نے کس پیچ و تاب میں [۱۸۹]، جتنا کہ وہمِ غیر سے ہوں پیچ و تاب میں [ص ۱۸۹]، بہ پیچ و تابِ ہوس سلکِ عافیت مت توڑ [ص ۲۱۳]، دل نے سن کر، کانپ کر، کھا پیچ و تاب [ص ۲۶۶]، معاف پیچ و تابِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے [ص ۸۵]، ہے دلِ شوریدۂ غالب طلسمِ پیچ و تاب [ص ۲۳۲]۔

چار اشعار میں ''پیچتاب'' لکھا ہوا ہے: ہے پیچتابِ رشتۂ شمعِ سحر گہی [ص ۷۶]، مبادا اے پیچتابِ طبعِ الفتِ مدعا گم ہو [ص ۶۸]، اسدؔ کو پیچتابِ طبعِ برق آہنگ مسکن ہے [ص ۲۲]، تدبیرِ پیچتابِ نفس کیا کرے کوئی [ص ۸۸]۔

طبعِ ثانی کا احوال یہ ہے کہ اُس میں منقولۂ بالا پندرہ مصرعوں میں سے چھے مصرعوں میں ''پیچ و تاب'' ہے، پانچ مصرعوں میں

"پیچ تاب" ہے اور چار مصرعوں میں "پیچتاب" لکھا ہوا ہے۔ طبعِ ثانی میں شامل حصۂ "بادآورد" [یا نودریافت نسخۂ دیوانِ غالب] کے ایک مصرعے میں یہ لفظ آیا ہے اور اُس میں "پیچتاب" لکھا گیا ہے [جورِ زلف کی تقریر پیچتابِ خاموشی، ص ۴۵۳]۔ اِس طرح طبعِ ثانی میں چھے جگہ "پیچ وتاب" ہے، پانچ مصرعوں میں "پیچ تاب" ہے اور پانچ مصرعوں میں "پیچتاب" ملتا ہے: ایک لفظ کی تین شکلیں۔

اِس اُلجھن میں یوں اور اضافہ ہوتا ہے کہ طبعِ اوّل کے ص ۱۷ پر جس شعر میں "پیچ وتاب" لکھا ہوا ہے، اُس کے حوالے سے ضمیمۂ اختلافِ نسخ میں بتایا گیا ہے کہ ق (نسخۂ بھوپال قدیم) میں یہاں "پیچتاب" ہے۔ اِس کے بعد لکھا گیا ہے: "یہی غالب کا پسندیدہ لفظ ہے" (ص ۴۰۲)۔ اگر "پیچتاب" غالب کا پسندیدہ لفظ ہے تو متن میں اِسی کو لکھا جانا چاہیے تھا، اِسے متن میں نہ لکھنے کی وجہ کیا ہے؟ یہ معلوم نہیں ہوتا۔ پھر یہ کیسے معلوم ہوا کہ لفظ کی یہ شکل غالب کی پسندیدہ صورتِ املا ہے؟ جب تک اِس کی وضاحت نہ کی جائے، اِس قول کو کس بنا پر مانا جائے گا؟۔ نسخۂ لاہور بہ قولِ عرشی صاحب نواب فخرالدین محمد خاں دہلوی کا لکھا ہوا ہے جو میرزا صاحب کے مشہور کاتب تھے (مقدمۂ طبعِ اوّل، ص ۸۴) اِس نسخے کا عکس شائع ہو چکا ہے، اِس میں چار اشعار میں یہ لفظ آیا ہے اور ہر جگہ "پیچ وتاب" لکھا گیا ہے: ص ۱۳۲، ۱۳۲، ۱۸۲، ۲۲۸۔ بہ خوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ عدمِ تعیّن، عدمِ یکسانی اور عدمِ وضاحت نے کس قدر اُلجھن کا سامان فراہم کردیا ہے اشعار نقل کرنے والوں کے لیے!۔

اصل لفظ "پیچ وتاب" ہے [پیچ وخم کی طرح] اور طبعِ اوّل میں بھی بیش تر یہی ملتا ہے، یوں میں نے اِس لفظ کے اِسی املا کو ترجیح دی ہے۔

(۲) رام پور ایک بڑا باغ ہے از روے مثال — دل کش و تازہ و شاداب و وسیع و خوّرم

یہ ایک قطعے کا شعر ہے اور طبعِ اوّل میں اِس شعر میں "خُرّم" لکھا ہوا ہے [ص ۲۶۵]۔ یہی طبعِ ثانی میں ہے [ص ۳۶۰]۔ یہ قطعہ مرزا صاحب نے نواب کلب علی خاں کی خدمت میں بھیجا تھا اور یہ بہ خطِ غالب ملتا ہے۔ اِس کا عکس مرقعِ غالب میں شامل ہے [ص ۱۸۱] اور اِس میں مرزا صاحب نے اپنے قلم سے "خوّرم" لکھا ہے۔ مکاتیبِ غالب میں عرشی صاحب نے اِسے شامل کیا ہے اور اُس میں بھی اصل کے مطابق "خوّرم" لکھا ہوا ہے [طبعِ ششم، ص ۷۶]۔ املا کا یہ اختلاف اُلجھن پیدا کرے گا۔ اِسے "خوّرم" لکھا جانا چاہیے تھا۔ میں نے اِس کتاب میں متعلقہ شعر میں اصل کے مطابق "خوّرم" ہی لکھا ہے [اِس لفظ کے سلسلے میں مزید تفصیل کے لیے دیکھیے املاے غالب، ص ۸۵]۔

مرزا صاحب نے املا سے متعلق بھی بہت کچھ لکھا ہے، خطوں میں اُن کے ایسے اقوال بکھرے ہوئے ہیں۔ اصلاحِ کلام کے ذیل میں املا کی غلطیوں کی طرف شاگردوں کی توجہ مبذول کراتے رہتے تھے۔ لفظوں کی جن املائی شکلوں کو درست سمجھتے تھے، اُن کی بھی نشان دہی کرتے رہتے تھے اور بار بار ٹوکتے تھے۔ املا کی صحت کے اہتمام کو ملحوظ رکھنا تو ویسے بھی ضروری ہے، مگر جس مصنف کی نظر اور ذہن میں املا کی یہ اہمیت ہو، اُس کے کلام میں تو ازبس ضروری ہے۔ مرزا صاحب کے قلم کی لکھی ہوئی بہت سی تحریریں موجود ہیں اور خطوطِ غالب میں اُن کے اقوال بھی محفوظ ہیں۔

اِس خیال کے پیشِ نظر کہ مرزا صاحب کے کلام میں اُن کے منشا کے خلاف املائی صورتیں جگہ نہ پاسکیں، میں نے املاے غالب کے نام سے ایک کتاب مرتب کی تھی جو چھپ چکی ہے [دہلی میں اِسے غالب انسٹی ٹیوٹ نے چھاپا ہے اور کراچی میں ادارۂ یادگارِ غالب نے]۔ مقصود یہ تھا کہ مرزا صاحب کے اردو فارسی کلام کے مرتبین اور ناقلین جن مشکلات اور مسائل سے دوچار ہوسکتے ہیں، اُن کی نشان دہی کی جائے۔ یہ بھی واضح کیا جائے کہ مرزا صاحب نے اپنے قلم سے کس لفظ کو کس طرح لکھا ہے یا کس طرح لکھنے کی ہدایت کی ہے۔ میں نے اپنی اِس کتاب میں املاے غالب کے مندرجات کی پابندی کی ہے۔ اِس کتاب میں شامل اشعارِ غالب کے کسی لفظ کے املا سے متعلق کوئی بات دریافت طلب ہو تو املاے غالب کو دیکھا جائے۔ یہاں املاے الفاظ (جیسے: آور، تراز، تڑپھنا، زرا، یہاں، وہاں وغیرہ) سے متعلق تفصیلات لکھنا بے محل ہوگا۔ نیز اُن سے متعلق تفصیلات یہاں سما بھی نہیں پائیں گی، اِتنی گنجایش نہیں۔

تدوین میں توقیف نگاری (پنکچویشن) کی بھی اہمیت ہے اور ضروری مقامات پر اُس سے متعلق وضاحت کی بھی۔ دیوانِ غالب میں تو اِس کی بہت اہمیت ہے۔ میں اِس کی بس ایک مثال پیش کروں گا۔

طبعِ اوّل میں ص ۷۰ پر یہ شعر ہے:

حیرت ہجوم، لذّتِ غلطانیِ تپش سیماب بالش و کمرِ دل ہے آئنہ

طبعِ ثانی میں پہلے مصرعے کی صورت یہ ہے:

حیرت، ہجوم لذّتِ غلطانیِ تپش (ص ۷۵)۔

اِس کے حاشیے میں یا استدراک میں یہ نہیں بتایا گیا کہ طبعِ اوّل کے برخلاف "حیرت" کے بعد کاما کیوں لگایا گیا؟ نسخۂ رضا میں طبعِ ثانی کے مطابق ہے (ص ۲۲۳)۔ تفسیرِ غالب میں طبعِ اوّل کے مطابق ہے۔ اُس میں تفسیرِ شعر کے ذیل میں یہ بھی لکھا گیا ہے: "دل میں حیرت کا ہجوم ہے...... آئینہ، حیرت ہجوم ہوتا ہے، اِس لیے دل بھی حیرت ہجوم ہے......" (ص ۳۱۴)۔ کاما کی جگہ بدلے گی تو معنی بھی بدل جائیں گے۔ سوال یہ ہے کہ طبعِ ثانی میں اس مصرعے کے کیا معنی متعین کر کے کاما کی جگہ بدلی گئی ہے؟ ہاں، طبعِ اوّل اور طبعِ ثانی میں "غلطانی" ہے۔ میں نے اِس کتاب میں اِس مصرعے میں "غلطانی" لکھا ہے (فرمودۂ غالب کے مطابق)۔ تفصیل کے لیے املاے غالب کو دیکھا جاسکتا ہے۔ جب تک اِس کی وضاحت نہیں کی جائے گی، طبعِ ثانی کے مصرعے کو مرجّح نہیں کہا جاسکتا۔ مرجّح حیثیت طبعِ اوّل کے مصرعے کو حاصل رہے گی۔ یہ بھی سوال پیدا ہوگا کہ یہ تبدیلی کس نے کی ہے، عرشی صاحب نے یا عرشی زادہ نے؟

ترتیبِ الفاظ

پہلے مفرد لفظوں کو حروفِ تہجی کی ترتیب کے مطابق لکھا گیا ہے۔ ہر لفظ کے ساتھ نمبر شمار بھی لکھا گیا ہے۔ مقابل میں وہ شعر لکھا گیا ہے جس میں وہ لفظ آیا ہے اور ہر شعر کے آخر میں صفحہ نمبر درج کیا گیا ہے۔ یہ پہلا حصّہ ہوا۔

مرکبات کو دو حصّوں میں بانٹا گیا ہے: (۱) وہ مرکب جن میں متعلقہ لفظ مرکب کا جُزوِ اوّل ہے؛ جیسے ''اشک'' کے تحت ''اشکِ چشمِ سرمہ آلود''۔ (۲) وہ مرکب جن میں متعلقہ لفظ درمیان میں آیا ہے یا آخر میں؛ جیسے: بارانِ اشک، نازِ گراں مایگیِ اشک اور قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق۔ ہر مرکب کے ساتھ دائرے میں نمبر شمار لکھا گیا ہے؛ لیکن متعلقہ شعر نہیں لکھا گیا، یوں کہ ہر مرکب کے حرفِ اوّل کے تحت اُس شعر کو بہ آسانی اپنی جگہ دیکھا جاسکتا ہے۔ شعر بھی لکھا جاتا تو محض تکرار ہوتی۔ یہ دوسرا حصّہ ہوا۔ تیسرے حصّے میں وہ مرکبات ہیں جن میں متعلقہ لفظ مرکب کا پہلا جُز ہے۔ ایسے ہر مرکب کے ساتھ وہ شعر بھی لکھا گیا ہے جس میں وہ مرکب آیا ہے۔ ہر شعر کے ساتھ صفحہ نمبر کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ چوں کہ نسخۂ عرشی طبعِ اوّل کو بنیادی نسخہ مانا گیا ہے [اس کی وضاحت کی جاچکی ہے] اس لیے سب اشعار کے ساتھ صفحات نمبر بھی طبعِ اوّل کے ہیں۔ ہاں جن اشعار کا طبعِ ثانی میں اضافہ کیا گیا ہے، وہ طبعِ ثانی سے منقول ہیں اور اُن کے آگے ''ثانی'' یا ''طبعِ ثانی'' لکھا گیا ہے۔

جیسا کہ لکھا جاچکا ہے، لفظ شماری بھی مقصود ہے۔ اس خیال سے کہ شمارِ الفاظ میں کسی طرح کی خرابی پیدا نہ ہو، یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ ہر حرف کے تحت حصّۂ اوّل کے مفرد الفاظ کو اور تیسرے حصّے کے مرکبات کے پہلے لفظ کو (جو شمار میں آئے گا) جلی لکھا جائے۔ دوسرے حصّے کے مرکبات میں شمار کے لیے، نمبر شمار کے دائرے کو اور اُس میں مندرج نمبر شمار کو جلی لکھا جائے گا۔ اس طرح سب لفظوں کو بہ آسانی شمار کیا جاسکتا ہے۔ مزید یہ کہ حاشیے میں ہر لفظ کے متعلق یہ لکھا گیا ہے کہ وہ کُل کتنی بار آیا ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کتنی بار بہ طور مفرد آیا ہے اور کتنی بار بہ طور مرکب۔ مثلاً الفِ ممدودہ کے تحت پہلا لفظ ''آب'' ہے۔ اس کے حاشیے میں لکھا گیا ہے کہ یہ لفظ کُل باون بار آیا ہے؛ بہ طور مفرد نو بار اور بہ طور مرکب تینتالیس بار —— اس طرح یہ بات بھی سامنے آسکے گی کہ مرزا صاحب کے کلام میں مفرد اور مرکب الفاظ کا عمومی تناسب کیا ہے۔ یہ معلوم ہوسکے گا کہ مفردات کے مقابلے میں مرکبات کا اوسط زیادہ اور بہت زیادہ ہے۔ اس تناسب کو نظر میں رکھ کر مرزا صاحب کی شاعری میں خیال اور اظہار کے کئی اہم پہلوؤں پر گفتگو کی جاسکتی ہے۔ اس سلسلے میں اس کا لحاظ رکھا جانا چاہیے کہ جن الفاظ کے ساتھ مفرد یا مرکب نہ لکھا ہو، اُنھیں مفرد سمجھا جائے۔

ایک وضاحت —— : مفردات اور مرکبات کے شمار سے متعلق ایک ضروری وضاحت کی جاتی ہے۔ جیسا کہ لکھا جاچکا ہے، اس جلد میں حروف (حروفِ جار، حروفِ عطف، حروفِ ربط وغیرہ) کو شامل نہیں کیا گیا۔ کسی لفظ کا پہلا جُز کوئی حرف ہو جیسے: تا قیامت، برزمیں، بہ دل (وغیرہ) تو اصولاً وہ مرکب لفظ ہے؛ مگر مشکل یہ ہے کہ اُس کو مرکبات کے تحت درج نہیں کیا جاسکتا؛ اس لیے یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ جن اشعار میں ایسے لفظ آئیں، اُن کو مفردات کے حصّے میں لکھا جائے؛ مگر شمارِ الفاظ کے تحت اُن کو مرکبات کی گنتی میں شامل رکھا جائے۔ دو مثالوں سے اس کی وضاحت کی جاتی ہے۔

(۱) حرفِ فَ کے تحت لفظِ ''فانوس'' کے حصّۂ مفردات میں کُل دو شعر ہیں، جن میں سے ایک شعر میں ''بہ فانوس'' آیا ہے۔ حصّۂ مرکبات میں کُل چار شعر ہیں۔ اس کے حاشیے میں لکھا گیا ہے کہ ''فانوس'' بہ طور مفرد ایک بار آیا ہے اور بہ طور مرکب پانچ بار۔

(۲) حرفِ قَ کے تحت لفظِ ''قیامت'' کے حصّۂ مفردات کے دو شعروں میں ''تا قیامت'' آیا ہے [تا قیامت شبِ فرقت میں گزر جائے گی عمر —— رہا گر کوئی تا قیامت سلامت]۔ اس لفظ (قیامت) کے حصّۂ مفردات میں کُل پچیس شعر ہیں اور حصّۂ

مرکبات میں پانچ شعر ہیں۔ حاشیے میں شمار کے تحت لکھا گیا ہے کہ لفظِ ''قیامت'' مفرد طور پر تیئیس بار آیا ہے اور مرکب طور پر سات بار۔ لفظِ ''جوں''، ''سار'' اور ''ساں'' کو ایسے حروف کی فہرست میں شامل نہیں کیا گیا۔

بہ سلسلۂ مرکبات

(۱) ایسے الفاظ بہت ہیں جو دو یا زیادہ اجزا سے مل کر بنے ہیں، لیکن ایک کلمے کے طور پر استعمال میں آتے ہیں۔ ایسے لفظ جو کسی اسم اور فارسی کے فعلِ امرِ حاضر سے مل کر بنے ہیں، جنھیں قواعد کی زبان میں اسم فاعل سماعی کہا جاتا تھا، جیسے: دل کش، راہ رَو، رہ نما، خوں فشاں، نامہ رساں، شانہ کش، غاشیہ بردار، دل نواز، محفل آرا، مے پرست، بت پرست، غریب نواز، ستار نواز، ذائقہ شناس (وغیرہ)۔

ایسے مرکبات میں یائے مصدری (ی۔ئی) کا لاحقہ شامل کرلیا گیا ہو، جیسے: بت پرستی، دل نوازی، رہ نمائی، صبا خرامی، خوں فشانی، دل ربائی (وغیرہ)۔ یا حروفِ جمع کا لاحقہ آیا ہو، جیسے: مے پرستاں، بت پرستوں، دل نوازوں (وغیرہ)؛ ایسے بھی کلموں کو، جو اصلاً مرکب ہیں لیکن استعمال میں ایک کلمے کے طور پر آتے ہیں، ایک کلمہ مان کر (مفرد لفظ کی طرح) جلی لکھا گیا ہے۔

(۲) اِسی فہرست میں ایسے مرکبات بھی آتے ہیں جو دو یا زیادہ لفظوں سے مل کر بنے ہوں۔ خواہ دو اسموں سے مل کر بنے ہوں، یا اسم اور فارسی کے کسی مصدر سے مل کر بنے ہوں، جیسے: سیہ مست، کم سخن، جاں پناہ، سرخوش، ضبط آشنا، سردمہر، سخن گفتن (وغیرہ)۔ یا ایسے مرکبات میں یائے مصدری یا حروفِ جمع کے لاحقے شامل ہوگئے ہوں، جیسے: اضطراب انجامی، تغافل مشربی، غفلت نگاہی، تنگ پیرہنی، بے پروا نگاہاں، خونیں نگاہاں، چمن رویاں، نازک خیالی، سردمہری، قطرہ سامانی، کم فرصتی (وغیرہ)۔ یہ اور اِسی انداز کے دوسرے مرکبات مرزا صاحب کے کلام میں بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ ایسے لفظوں نے کلام کی معنویت اور بیان کی رنگارنگی میں بہت اضافہ کیا ہے۔ یہ سب بہ لحاظ اصل مرکب الفاظ ہیں؛ مگر اِن کی ساخت ایسی ہے کہ یہ ایک کلمے کے طور پر استعمال میں آتے ہیں اور اِسی طرح اشعار میں آئے ہیں۔ ایسے بھی مرکب ٹکڑوں کو، جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، ایک کلمے کے طور پر جلی لکھا گیا ہے مگر شمار میں اِن سب کو مرکب کلمے مانا گیا ہے۔

چند وضاحتیں

(۱) اصل لفظ اور اُس کی مخفف شکل کو دو مستقل الفاظ مانا گیا ہے اور مستقل لفظوں کے طور پر درج کیا گیا ہے، جیسے: راہ، رہ؛ شاہ، شہ؛ ماہ، مہ؛ راہگذر، رہگذر (وغیرہ)۔

(۲) اسمائے جمع کو بھی مستقل الفاظ کے طور پر درج کیا گیا ہے، جیسے: لالہ ہا، گل ہا، سخنوراں، راتیں، باتیں، فرشتوں، لوگوں (وغیرہ)۔

(۳) اسمائے اعداد [جیسے: ایک، اک، یک، دو، دوسرا، دونوں، چار، چاروں، اوّل، اوّلیں، سَو، صد، ہزار، لاکھوں، کروڑ،

سینکڑوں، دگر، دیگر (وغیرہ)] کو شامل کیا گیا ہے۔ "ہر" اور "ہمہ" کو بھی اِسی ذیل میں رکھا گیا ہے۔

(۴) کلماتِ تحسین و تعجب [جیسے: خوشا، اے خوشا، حبذا، مرحبا، واہ واہ، ہائے ہائے (وغیرہ) کو شامل کیا گیا ہے۔ اِسی طرح کلماتِ تاسّف [جیسے: دریغ، دریغا، اے دریغا، وائے، اے وائے، حیف، ہیہات، ہائے، ہائے ہائے] کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ یہ وضاحت ضروری ہے کہ "ہائے" اور "ہائے ہائے" بہ طورِ کلماتِ تاسّف بھی آتے ہیں اور بہ طورِ کلماتِ تحسین و تعجب بھی۔ مرزا صاحب کے یہاں "ہائے ہائے" دونوں کلمات کے طور پر آیا ہے [دیکھیے یہ غزل: درد سے میرے، ہے تجھ کو بے قراری، ہائے ہائے/ص ۲۰۴، اور یہ غزل: وہ بادہ ہائے ناب گوارا کہ ہائے ہائے/ص ۱۲۳]۔

(۵) دوسرے شاعروں کے جن مصرعوں یا اشعار کو تضمین کیا گیا ہے، اُن کو الفاظ شماری کے تحت نہیں لایا گیا۔

(۶) قادرنامہ نصابی رسالہ ہے، اِس بنا پر اُس کے الفاظ کو شمار میں شامل نہیں کیا گیا؛ البتہ اُس میں شامل دو غزلوں کے اشعار کو شاملِ لفظ شماری کر لیا گیا ہے۔

(۷) جن اشعار کے صفحات نمبر ۴۴۴ سے ۴۵۷ تک ہیں، وہ سب اشعار طبعِ ثانی سے منقول ہیں۔ یہ صفحات نو دریافت نسخۂ دیوانِ غالب کے متن کے ہیں جو طبعِ اوّل میں شامل نہیں تھا، طبعِ ثانی میں اُسے شامل کیا گیا ہے۔

(۸) میں نے اِس کا التزام کیا ہے کہ متن میں کسی طرح کی تبدیلی نہ کی جائے، طبعِ اوّل یا پھر طبعِ ثانی کی مطابقت کو لازماً ملحوظ رکھا جائے۔ ہاں ایک مقام ایسا ہے جہاں قرائت کی ایک غلطی کی تصحیح کی ہے۔ طبعِ اوّل میں ص ۳۱۳ پر یہ رباعی ہے:

اے منشیِ خیرہ سر! سخن ساز نہ ہو　　　عصفور ہے تو، مقابلِ باز نہ ہو
آواز تری نکلی اور آواز کے ساتھ　　　لاٹھی وہ لگی کہ جس میں آواز نہ ہو

طبعِ ثانی میں بھی یہی ہے (ص ۴۴۱)۔ "آواز نہ ہو" پر نظر رکھی جائے تو واضح طور پر معلوم ہوگا کہ "آواز تری نکلے" اور "لاٹھی وہ لگے" ہونا چاہیے۔ یہ متن کی تبدیلی نہیں، یہ محض قرائت کا معاملہ ہے۔ "لگی" اور "لگے"، اِسی طرح "نکلی" اور "نکلے" کی کتابت میں اُس زمانے میں آخرِ لفظ میں شامل یائے معروف و مجہول کی صورت نگاری میں آج کل کی طرح امتیاز نہیں کیا جاتا تھا۔ لکھا کسی طرح جائے، پڑھا جاتا تھا صحیح طور پر لفظ و معنی کی مطابقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ اِسی بنا پر یہاں "نکلے" اور "لگے" لکھا گیا ہے۔

(۹) "بے" کلمۂ نفی ہے۔ یہ بہت سے لفظوں کے ساتھ اِس طرح آیا ہے کہ جُزوِ لفظ بن گیا ہے، جوڑ نمایاں نہیں، جیسے: بیباک، بیدرد، بے خواب، بے فیض وغیرہ؛ ایسے لفظوں کو ایک لفظ مانا گیا ہے اور ایک لفظ کے طور پر درج کیا گیا ہے۔ جن لفظوں کے ساتھ اِس طرح آیا ہے کہ جُزوِ لفظ نہیں معلوم ہوتا، جیسے یہ مصرع: بے مے کسے ہے طاقتِ آشوبِ آگہی؛ ایسے مقامات پر صرف اصل لفظ کو اُس کے مقام پر لکھا گیا ہے۔ مثلاً "بے مے" میں "مے" کو میم مع ی کے تحت لکھا گیا ہے، اوّل الذکر الفاظ کی تعداد دو سو ترانوے[۹۳] ہے۔

(۱۰) کبھی مصرعے کے دو مستقل بالمعنی ٹکڑوں (جملوں) کے درمیان واو حرفِ عطف کے طور پر آتا ہے، اُسی طرح جس طرح

دو جملوں کے درمیان آتا ہے؛ اور کبھی دو لفظوں کے درمیان آتا ہے، جسے مرکّب عطفی کہتے ہیں۔ مثلاً یہ دو مصرعے: دشتِ اُلفت چمن و آبلہ مہماں پرور (ص ۴)۔ کون گل سے ضعف و خاموشیِ بلبل کہہ سکے (ص ۴۸)۔ پہلے مصرعے میں عطف کا واو اُسی طرح آیا ہے جس طرح دو جملوں کے درمیان آتا ہے اور دوسرے مصرعے میں "ضعف و خاموشیِ بلبل" مرکّبِ عطفی ہے۔ پہلی صورت میں واوِ عطف کو شامل شمار نہیں کیا گیا۔

(۱۱) متعدد لفظ ہیں جو کہیں ایک معنی میں بہ طور حرف آئے ہیں اور کہیں بہ طور اسم۔ جیسے: پئے نذر کرم تحفہ ہے شرمِ نارسائی کا (ص ۱۳۶) یہاں "پئے" لیے، واسطے کے معنی میں آیا ہے اور مثلاً یہ مصرع: ضعف سے نقشِ پئے مور ہے طوقِ گردن (ص ۱۹۵)۔ یہاں یہ لفظ پیر کے معنی میں آیا ہے۔ ایسے لفظ جہاں حرف کے طور پر آئے ہیں، اُنھیں شامل نہیں کیا گیا۔ جہاں کسی دوسرے معنی میں آئے ہیں، اُنھیں شامل کرلیا گیا ہے۔ ایسے قابلِ ذکر الفاظ یہ ہیں:

آپ: ع: آپ آتے تھے مگر کوئی عناں گیر بھی تھا، اس مصرعے میں "آپ" بہ طور ضمیر کے "تم" کے مفہوم میں آیا ہے۔ اور مثلاً یہ شعر:

پوچھے ہے کیا وجود و عدم اہلِ شوق کا   آپ اپنی آگ کے خس و خاشاک ہوگئے   (ص ۲۲۸)

اس میں یہ لفظ خود، اپنے آپ کے مفہوم میں آیا ہے۔ یا جیسے یہ شعر:

گر جوہر امتیاز ہوتا ہم میں   رُسوا کرتے نہ آپ کو عالم میں

یعنی اپنے آپ کو۔ جہاں جہاں "آپ" اِن معنوں میں آیا ہے، اُسے شامل کیا گیا ہے۔

اَور ـــــ: ایک معنی میں یہ کلمۂ عطف ہے، جیسے: دین اور دُنیا۔ یا جیسے ع: اُٹھا اور اُٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لیے۔ اور کہیں یہ مزید، دیگر کے معنوں میں آیا ہے، جیسے: بنیں گے اَور ستارے اب آسماں کے لیے۔ یا جیسے: اَور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا۔ جہاں یہ اِن معنوں میں آیا ہے اِسے شامل کیا گیا ہے۔ اِس لفظ کی اِسی معنوی نسبت سے "اَوروں" کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

سِوا ـــــ: جب یہ لفظ زیادہ کے معنی میں آیا ہے، تو اِسے شامل کیا گیا ہے، جیسے:

رنجِ طاقت سے سوا ہو تو نہ پیٹوں کیوں کر   ذہن میں خوبیِ تسلیم و رضا ہے تو سہی   (ص ۳۱۱)

جب یہ بجز کے معنی میں آیا ہے، جیسے:

سوا تاج کے، جو ہے مطلوبِ جاں   نہ وھاں آم پائیں، نہ انگور پائیں   (ص ۲۶۴)

اِن معنوں میں اِسے شامل نہیں کیا گیا۔

گویا ـــــ: یہ لفظ بہ طور حرفِ تشبیہ کئی جگہ آیا ہے جیسے کے معنی میں، مثلاً:

طبع کی واشد نے رنگِ یک گلستاں گل کیا   یہ دلِ وابستہ گویا بیضۂ طاؤس تھا   (ص ۴۳)

اور ایک جگہ کہنے والا کے معنی میں آیا ہے ع: نے زبانِ غنچہ گویا، نے زبانِ خار باغ۔ اِس معنی میں اِسے شامل کیا گیا ہے۔

استثنا

از، اور اس کی مخفف صورت ز، با، بر، برائے، بہ، در؛ یہ سب حرفِ جار ہیں۔ یہ بہ کثرت آئے ہیں۔ عام صورتوں میں ان کو شمار میں شامل نہیں کیا گیا؛ لیکن کچھ ایسے لفظ ہیں جو ان حرفوں سے مل کر ایک کلمے کے طور پر اس طرح استعمال میں آتے ہیں جیسے ایک کلمے کے سانچے میں ڈھل گئے ہوں۔ ایسے لفظوں کو مستثنا لفظوں کے طور پر شامل شمار کر لیا گیا ہے:

از ـــــــ: صرف دو لفظوں میں اسے جزوِ لفظ مانا گیا ہے: از روے [تین بار]۔ از سر (تین بار)۔ بہ طورِ مثال ایسے چار شعر:

گرچہ از روے ننگِ بے ہنری ۔۔۔ ہوں خود اپنی نظر میں اتنا خوار ۔۔۔ ص(۱۲۵)

اُس بزم پُر فروغ میں اِس تیرہ بخت کو ۔۔۔ لبریز ملا نشیب میں از روے اہتمام ۔۔۔ ص(۲۸۲)

کیا کس شوخ نے ناز از سرِ تمکیں نشستن کا ۔۔۔ کہ شاخِ گل کا خم، انداز ہے بالیں شکستن کا ۔۔۔ (ص ۲۷)

دی مرے بھائی کو حق نے از سرِ نو زندگی ۔۔۔ میرزا یوسف، ہے غالبؔ یوسفِ ثانی مجھے ۔۔۔ (ص ۲۳۲)

ایسے دوسرے کلمے ہیں: باوجود، باوصف، باہم، بجاے خود، بخود [بخود بالیدنی، بخود لرزیدن]۔ برآر، براندا ختنی، برافگندہ، برجستہ، برچیدن، برخاستن، برخود غلط [برخود غلطِ شوخیِ تاثیر]، برخود غلطی [برخود غلطی ہاے تحمل، برخود غلطی ہاے عزیزاں]، برسبیل [برسبیلِ دوام، برسبیلِ شکایت]، برگردیدنی، برگزیدہ، برمحل، بروے [بروے زمیں، بروے سفرہ، بروے کار، بروے گردوں]، بدستور، بقدر [بقدرِ لفظ و معنی، بقدرِ مصلحت وغیرہ]۔ درپردہ، درپے [درپَے حصولِ شرف، درپَے دیوار و در]، درمیاں۔

''از'' سے مرکب جو دوسرے کلمے ہیں جن میں ترکیبی صورت نمایاں ہے، جیسے: از خود رفتگاں از خود رفتگی، از خود گزشتن، ز خود رفتۂ بیداے خیال، از خویش بیروں آمدن؛ ایسے کلمات کو حرف ''خ'' کے تحت درج کیا گیا ہے۔ متعلقہ شعر اِن کے ساتھ ضرور لکھا گیا ہے، جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اصل کلمہ کیا تھا۔ اِسی طرح ''زپا افتادگی'' کو ''پ'' کے تحت لکھا گیا ہے۔

غیر معتبر کلام

نسخۂ عرشی طبعِ اوّل میں کچھ غیر معتبر کلام شامل ہو گیا تھا۔ طبعِ ثانی میں یہ اہتمام کیا گیا کہ ایسے کلام کو شامل نہ کیا جائے۔ اس اہتمام کے باوجود کچھ غیر معتبر اشعار طبعِ ثانی میں باقی رہ گئے۔ طبعِ ثانی کے غلط نامے اور استدراک میں اور نسخۂ رضا کے مقدمے میں ''حرفِ نامعتبر'' کے عنوان سے اِس کی نشان دہی کی گئی ہے (ص ۵۱)۔ میں نے اِس غیر معتبر کلام کو اِس کتاب میں شامل نہیں کیا۔ ذیل میں اس کی تفصیل لکھی جاتی ہے۔

(۱) ایک قطعہ۔ کُل سات شعر، مصرعِ اوّل: اُٹھا اک دن بگولا سا جو کچھ میں جوشِ وحشت میں (ص ۳۵۱)

(۲) ایک قطعہ۔ کُل دو شعر، پہلا مصرع: ایک اہلِ درد نے سنسان جو دیکھا قفس (ص ۳۵۲)۔ [رضا نے لکھا ہے کہ یہ قطعہ غالبؔ کے شاگرد ذاکر کا ہے اور اُن کے دیوان میں موجود ہے]۔

(۳) ص ۴۰۳ پر چار شعر۔ مصرع ہاے اوّل: [۱] دو رنگیاں یہ زمانے کی جیتے جی ہیں سب۔ [۲] پیری میں بھی کمی نہ ہوئی تاک جھانک کی۔ [۳] وہ مرغ ہے خزاں کی صعوبت سے بے خبر۔ [۴] وصل میں ہجر کا ڈر یاد آیا۔

(۴) ص ۴۱۱ — ۴۱۴: ایک غزل کے چار شعر، مصرعِ اوّل: اس قدر ضبط کہاں ہے کبھی آ بھی نہ سکوں۔

(۵) ص ۴۱۹: ایک شعر۔ پہلا مصرع: جو معشوق زلفِ دوتا باندھتے ہیں۔

(۶) ص ۴۲۰: ایک غزل کے پانچ شعر اور چار مصرعے۔ مصرعِ اوّل: نسخۂ سوزشِ دل درخورِ عتاب نہیں۔ یہ غزل تفسیرِ غالب میں بھی شامل ہوگئی ہے [ص ۵۱۵]۔

(۷) ص ۴۲۲: ایک شعر۔ مصرعِ اوّل: نتیجہ اپنی آہوں کا ہے شکلِ مستوی پورا۔

(۸) ص ۴۲۹: ایک شعر۔ پہلا مصرع: جو حدِّ تقویٰ ادا نہ ہووے تو اپنا مذہب یہی ہے غالبؔ۔

(۹) ص ۴۳۰: چھے شعر۔ مصرع ہائے اوّل: [۱] مزہ تو جب ہے کہ اے آوِ نارسا ہم سے۔ [۲] حالت ترے عاشق کی یہ اب آن بنی ہے۔ [۳] گھر سے نکلنا ہے اگر ہاں نکالیے۔ [۴] لیں بوسہ یا مصیبتِ ہجراں بیاں کریں۔ [۵] ذرا کر زور سینے پر کہ تیرِ پُرستم نکلے۔ [۶] اگر ہوتا تو کیا ہوتا، یہ کہیے۔

(۱۰) ص ۴۵۳: ایک شعر۔ پہلا مصرع: کرتا ہے گل جنونِ تماشا کہیں جسے۔

(۱۱) ص ۴۵۶: نو شعر کی ایک غزل۔ پہلا مصرع: سمجھاؤ اسے یہ وضع چھوڑے۔ یہ نو دریافت نسخۂ دیوانِ غالبؔ کی غزل ہے۔ اس کے حاشیے میں یہ لکھا گیا ہے: ''یہ غزل مخطوطے کے حاشیے پر بہ خطِ غیر نقل ہوئی ہے''۔ نسخۂ رضا میں اس کے متعلق حاشیے میں لکھا گیا ہے: ''غزل کا اسلوب غالبؔ کے اسلوب سے میل نہیں کھاتا'' (ص ۲۹۶)۔ اس طرح یہ غزل شک کے دائرے میں آجاتی ہے۔ میں نے اسے مشکوک کلام میں رکھا ہے۔ ہاں، تفسیرِ غالب میں یہ شامل ہے (ص ۵۵۴)۔

یہ کام صبر آزما ثابت ہوا، بارے، اتمام کو پہنچا۔ میں محبّ مکرم الحاج عبدالوہاب خاں سلیم کا خاص طور پر شکر گزار ہوں جن کے پیہم تقاضوں نے اور اصرار نے کام کی رفتار کو سُست نہیں ہونے دیا۔ دراصل اس موضوع پر اس انداز کی کتاب مرتّب کرنے کی فرمائش اُنھی نے کی تھی۔ میں اُن کی بات ٹال نہیں، یوں ہامی بھر لی تھی۔ عبدالوہاب خاں صاحب میرے مخلص کرم فرما اور غم گسار ہیں۔ یہ اُن کے پیہم اصرار کا فیضان ہے کہ درمیان میں کام رُکا نہیں۔ سچّی بات یہ ہے کہ خاں صاحب کی کتاب دوستی اور اُن کا بے مثال خلوص شاملِ حال نہ رہتا تو میں موجودہ حالات میں اس کام کو شاید نہ کر پاتا۔

کتاب کا نام برادرِ عزیز ڈاکٹر اسلم پرویز کا تجویز کیا ہوا ہے۔ اگر یہ کتاب چھپ بھی گئی، تو یہ لطفِ خاص ہوگا ڈاکٹر خلیق انجم کا، ورنہ اتنی ضخیم کتاب اس زمانے میں اور کون چھاپ سکتا تھا۔ خلیق صاحب کی کرم فرمائی میرے شاملِ حال رہتی ہے اور اس طرح کام کرنے کا حوصلہ بڑھتا رہتا ہے اور یقین رہتا ہے کہ ہر کتاب چھپے گی ضرور اور قاعدے قرینے کے ساتھ چھپے گی۔

توقع کرتا ہوں کہ نقد و نظر سے تعلّقِ خاطر رکھنے والے اصحاب اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے اور کلامِ غالبؔ سے متعلق بعض تنقیدی مباحث کو اس کے مندرجات سے نئی روشنی ملے گی۔

رشید حسن خاں

۱۶ر اپریل ۲۰۰۵ء

آ

آب[1]: (۱) بازگشتِ جادہ پیمائے رہِ حیرت کہاں — غافلاں غش جان کر چھڑکے ہیں آب آئینے پر — ص ۳۹

(۲) شب کہ برقِ سوزِ دل سے زہرۂ ابر آب تھا — شعلۂ جوالہ، ہر یک حلقۂ گرداب تھا — ص ۱۳۵

(۳) ہوئی ہیں آب شرمِ کوششِ بیجا سے تدبیریں — عرق ریزِ تپش ہیں موج کے مانند زنجیریں — ص ۹۳

(۴) آب ہو جاتے ہیں ننگِ ہمتِ باطل سے مرد — اشک پیدا کر اسدؔ، گر آہ بے تاثیر ہے — ص ۹۶

(۵) تو آب سے گر سلب کرے طاقتِ سیلاں — تو آگ سے گر دفع کرے تابِ شرارت — ص ۱۲۷

(۶) زہرہ گر ایسا ہی شامِ ہجر میں ہوتا ہے آب — پرتوِ مہتاب سیلِ خانماں ہو جائے گا — ص ۱۵۰

(۷) کرے ہے قتل لگاوٹ میں تیرا رُو دینا — تری طرح کوئی تیغِ نگہ کو آب تو دے — ص ۲۲۳

(۸) گھر سے بازار میں نکلتے ہوئے — زہرہ ہوتا ہے آب انساں کا — ص ۲۶۰

(۹) چھڑکے ہے شبنم آئنۂ برگِ گل پہ آب — اے عندلیب! وقتِ وداعِ بہار ہے — ص ۲۱۷

دیکھیے ـــــــ: (۱۰) آتش و آب و باد و خاک۔ (۱۱) آسیائے آب۔ (۱۲) آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب۔ (۱۳) بروئے آب۔ (۱۴) خواہشِ آب۔ (۱۵) روئے آب۔ (۱۶) سازِ صدائے آب۔ (۱۷) محیطِ آب۔ (۱۸) مشتِ آب۔ (۱۹)، (۲۰)، (۲۱) موجِ آب [تین بار]۔ (۲۲)، (۲۳)، (۲۴) نقش بر آب [تین بار]۔ (۲۵) نمد در آب۔ [نیز دیکھیے: میر آب۔ بے آب]۔

آبِ آئنہ: (۱) در آبِ آئنہ از جوشِ عکسِ گیسوے مشکیں — بہارِ سنبلستاں جلوہ گر ہے آں سوے دریا — ص ۲۲۷

(۲) ضبط سے مطلب بجز وارستگی دیگر نہیں — دامنِ تمثال آبِ آئنہ سے تر نہیں — ص ۲۶

۱؎ آب : باون بار [مفرد: نو بار، مرکب: تینتالیس بار]۔ آبے : ایک بار۔

آبِ بخشیدن زدریا: اسدؔ! جو آب بخشیدن ز دریا، خضرؔ کو کیا تھا — ڈبوتا چشمۂ حیواں میں گر کشتی سکندرؔ کی — ص ۷۷

آبِ برجاماندہ: صفائے حیرتِ آئینہ ہے سامانِ زنگ آخر — تغیر آبِ برجا ماندہ کا پاتا ہے رنگ آخر — ص ۱۹۸

آبِ بقا: (۱) مجھ کو وہ دو کہ جسے کھا کے نہ پانی مانگوں — زہر کچھ اَور سہی، آبِ بقا اَور سہی — ص ۳۱۱

(۲) دیکھیے: دمِ آبِ بقا۔ (۳) چشمۂ آبِ بقا۔

آبِ تیغِ ناز: زخم ہائے کہنہ دل رکھتے ہیں جوں افسردگی — اے خوشا! گر آبِ تیغِ ناز تیزابی کرے — ص ۱۰۰

آبِ تیغِ نگاہ: نہ پوچھ سینۂ عاشق سے آبِ تیغِ نگاہ — کہ زخمِ روزنِ در سے ہَوا نکلتی ہے — ص ۲۱۸

آبِ چشمۂ آئینہ: اسدؔ! تاثیرِ صافی ہائے حیرت جلوہ پرور ہو — گر آبِ چشمۂ آئینہ دھووے عکس زنگی کا — ص ۲۶

آبِ حیات: (۱) لبِ نگار میں آئینہ، دیکھ آبِ حیات — بہ گمرہیٔ سکندرؔ ہے محوِ حیرانی — ص ۹۶

(۲) یا خضرؔ نے لگا کے شاخِ نبات — مدّتوں تک دیا ہے آبِ حیات — ص ۱۳۱ [آم کے لیے]

آبِ حیواں: دیکھیے: نسخۂ آبِ حیواں۔

آبِ دمِ شمشیرِ ابرو: زخم میں ستم کوشوں کے ہے سامانِ خوں ریزی — سرشکِ چشمِ یار آبِ دمِ شمشیرِ ابرو ہے — ص ۹۸

آبِ رفتہ در جو: نہیں ہے بازگشتِ سیل غیر از جانبِ دریا — ہمیشہ دیدۂ گریاں کو آبِ رفتہ در جو تھا — ص ۲۲

آبِ روانِ اشک: دل خستگاں کو ہے طربِ صد چمن بہار — باغِ بہ خوں تپیدن و آبِ روانِ اشک — ص ۵۰

آبِ روئے کار: (۱) شرر ہے رنگ بعد اظہار تابِ جلوۂ تمکیں — کرے ہے سنگ پر خرشید آبِ روئے کار آتش — ص ۴۷

(۲) دیکھیے: فروغ افزائے آبِ روئے کار۔

آبِ زندگانیٔ شمع: رخِ نگار سے ہے سوزِ جاودانیٔ شمع — ہوئی ہے آتشِ گل آبِ زندگانیٔ شمع — ص ۱۶۳

آبِ زیرِ کاہ: نقشِ صد سطرِ تبسم ہے برآبِ زیرِ کاہ — حُسن کا خط پر نہاں خندیدنی انداز ہے — ص ۳۵۲

آبِ طراوت: بس کہ زیرِ خاک با آبِ طراوت راہ ہے — ریشے سے ہر تخم کا دلو اندرونِ چاہ ہے — ص ۹۲

آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ: دیکھیے: عالمِ آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ۔

آب گردیدن: شرم، آئینہ تراشِ جبہۂ طوفان ہے — آب گردیدن روا لیکن چکیدن منع ہے — ص ۱۱۳

آبِ گل: وہ نہا کر آبِ گل سے سایۂ گل کے تلے — بال کس گرمی سے سُکھلاتا تھا سنبل کے تلے — ص ۳۵۳

آبِ گہر: (۱) صاف آتی ہیں نظر آبِ گہر کی لہریں — جنبشِ بادِ سحر نے جو ہلایا سہرا — ص۲۸۸

(۲) نہ رکھ چشمِ حصولِ نفعِ صحبت ہائے مُمسک سے — لبِ خشکِ صدف آبِ گہر سے تر نہیں ہوتا — ص۲۲۵

آبِ ہفت دریا: بقدرِ حسرتِ دل چاہیے ذوقِ معاصی بھی — بھروں یک گوشۂ دامن گر آبِ ہفت دریا ہو — ص۱۹۳

آبے بروے کار آوردن: دیکھیے: حسرتِ آبے بروے کار آوردن۔

آب وتاب[1]: اِس کتابِ طرب نصاب نے جب — آب و تابِ انطباع کی پائی — ص۲۶۳

آب ودانہ[2]: (۱) یہاں آب و دانہ موسمِ گل میں حرام ہے — زُنّار واگسستہ ہے موجِ صبا مجھے — ص۷۶

(۲) سرشکِ بر زمیں اُفتادہ آسا — اُٹھا یہاں سے نہ میرا آب و دانہ — ص۳۵۱

آب ورنگِ گل[3]: حسرت سے دیکھ رہتے ہیں ہم آب و رنگِ گل — مانندِ شبنم اشک ہیں مژگانِ خار کے — ص۸۰

آب وگل[4]: (۱) جلوہ زارِ آتشِ دوزخ ہمارا دل سہی — فتنۂ شورِ قیامت کس کی آب وگل میں ہے — ص۲۳۳

(۲) دیکھیے: طوفانِ آب وگل۔

آب وہوا[5]: (۱) کوئی دُنیا میں مگر باغ نہیں ہے زاہد؟ — خلد بھی باغ ہے، خیر، آب و ہوا اور سہی — ص۳۱۱

(۲) یہاں اشک جدا گرم ہے اور آہ جدا گرم — حسرت کدۂ عشق کی ہے آب و ہوا گرم — ص۳۲۸

دیکھیے ______: (۳) دعوتِ آب وہوا۔ (۴) نازشِ دودمانِ آب وہوا۔

آب وہوائے زندگی: زہر لگتی ہے مجھے آب و ہوائے زندگی — یعنی تجھ سے تھی اِسے ناسازگاری، ہائے ہائے! — ص۲۰۳

آبی[6] پیرہن: کی ہیں کس پانی سے یہاں یعقوب نے آنکھیں سفید — ہے جو آبی پیرہن ہر موجِ زودِ نیل کی — ص۹۱

آبا[7]: دیکھیے: پیشۂ آبا۔

آباد[8]: (۱) اے اسدؔ! آباد ہے مجھ سے جہانِ شاعری — خامہ میرا، تختِ سلطانِ سخن کا پایہ ہے — ص۱۰۳

(۲) کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچے سے بہشت — یہی نقشا ہے، ولے اِس قدر آباد نہیں — ص۱۸۶

---

[1] آب وتاب : ایک بار۔

[2] آب ودانہ : دوبار۔

[3] آب ورنگ : ایک بار [مرکب]۔

[4] آب وگل : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔

[5] آب وہوا : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکب: تین بار]۔

[6] آبی : ایک بار [مرکب]۔

[7] آبا : ایک بار [مرکب]۔

[8] آباد : پچیس بار [مفرد: چار بار، مرکب: اکیس بار]۔

(۳) رہا آباد عالم اہلِ ہمت کے نہ ہونے سے　　بھرے ہیں جس قدر جام و سبو، مے خانہ خالی ہے　　ص ۲۰۹

(۴) یہ کون کہوے ہے آباد کر ہمیں لیکن　　کبھی زمانہ مرادِ دلِ خراب تو دے　　ص ۳۲۰

دیکھیے ـــــ: (۵) الم آبادِ جہاں۔ (۶) انتظار آبادِ حیرانی۔ (۷) تپش آبادِ شوق۔ (۸) تعزیت آبادِ عشق۔ (۹) حسرت آبادِ جہاں۔ (۱۰) حیرت آبادِ تغافل ہائے شوق۔ (۱۱) حیرت آبادِ جنوں۔ (۱۲) حیرت آبادِ غربت۔ (۱۳) خضر آباد۔ (۱۴) خیال آباد۔ (۱۵) شرر آبادِ تحیر۔ (۱۶) شمع خیال آباد۔ (۱۷) عجز آباد۔ (۱۸) عزلت آبادِ صدف۔ (۱۹) فضائے حیرت آبادِ تمنا۔ (۲۰) گلشن آباد۔ (۲۱) نفس آبادِ گیتی۔ (۲۲) وحشت آباد۔ (۲۳) وحشت آبادِ تسلی۔

آبادی[۱]: (۱) نگہ معمارِ حسرت ہا، چہ آبادی چہ ویرانی؟　　کہ مژگاں جس طرف وا ہو، بہ کفِ دامانِ صحرا ہے　　ص ۸۳

(۲) نظر میں کھٹکے ہے بن تیرے گھر کی آبادی　　ہمیشہ روتے ہیں ہم دیکھ کر در و دیوار　　ص ۱۶۷

(۳) اسدؔ از بس کہ فوجِ درد و غم سرگرمِ جولاں ہے　　غبارِ راہِ ویرانی ہے ملکِ دل کی آبادی　　ص ۲۵۱

(۴) دیکھیے: آرزوے خانہ آبادی۔

آبادیِ صحرا: پریشانی اسدؔ! در پردہ ہے سامانِ جمعیت　　کہ ہے آبادیِ صحرا ہجومِ خانہ بردوشاں　　ص ۳۳۹

آبجو[۲]: جلوۂ گل نے کیا تھا واں چراغاں آبجو　　یاں رواں مژگانِ چشمِ تر سے خونِ ناب تھا　　ص ۱۳۵

آبدار[۳]: (۱) قاتل بہ عزمِ ناز و دل از زخم در گداز　　شمشیر آبدار و نگہِ آبدار تر　　ص ۴۰

(۲) موجِ سرابِ دشتِ وفا کا نہ پوچھ حال　　ہر ذرہ مثلِ جوہرِ تیغ آبدار تھا　　ص ۱۵۴

آبدار تر: دیکھیے: آبدار (۱)۔

آبداریِ صمصام[۴]: مرحبا! موشگافیِ ناوک　　آفریں! آبداریِ صمصام　　ص ۱۳۸

آبرو[۵]: (۱) نہ وفا کو آبرو ہے، نہ جفا تمیز جو ہے　　چہ حسابِ جاں فشانی! چہ غرورِ دل ستانی!　　ص ۹

(۲) تشنگیِ مے نے تکلف کی مے کدے کی آبرو　　کاسۂ دریوزہ ہے پیمانہ دستِ سبو　　ص ۶۸

---

[۱] آبادی : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔
[۲] آبجو : ایک بار۔
[۳] آبدار : تین بار [مرکب: ایک بار]۔
[۴] آبداری : ایک بار [مرکب]۔
[۵] آبرو : دس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: پانچ بار]۔

(۳) تم نے مجھ کو جو آبرو بخشی — ہوئی میری وہ گرمیِ بازار — ص۱۳۵

(۴) آبرو کیا خاک اُس گُل کی کہ گلشن میں نہیں — ہے گریباں ننگِ پیراہن جو دامن میں نہیں — ص۱۸۳

(۵) ہوا ہے شہ کا مصاحب، پھرے ہے اتراتا — وگرنہ شہر میں غالبؔ کی آبرو کیا ہے! — ص۲۳۲

دیکھیے ـــــــ: (۶) پاسِ آبرو۔ (۷) پاسِ ضبطِ آبرو۔

آبروے زر: دیکھیے: عیارِ آبروے زر۔

آبروے شیوۂ اہلِ نظر: ہر بُلہوس نے حُسن پرستی شعار کی — اب آبروے شیوۂ اہلِ نظر گئی — ص۲۳۲

آبروے عشق: کیا آبروے عشق جہاں عام ہو جفا — رُکتا ہوں، تم کو بے سبب آزار دیکھ کر — ص۱۶۸

آبستنیِ[۱] تیر: مثلِ گُل زخم ہے میرا بھی سناں سے تُوأم — تیرا ترکش ہی کچھ آبستنیِ تیر نہیں — ص۵۷

آبشارِ[۲] نغمہ: دیکھیے: کوکِ صداے آبشارِ نغمہ۔

آگینہ[۳]: (۱) ہے شکستن سے بھی دل نومید، یارب! کب تلک — آگینہ کوہ پر عرضِ گراں جانی کرے — ص۲۱۱

(۲) ہاتھ دھو دل سے، یہی گرمی گر اندیشے میں ہے — آگینہ تندیِ صہبا سے پگھلا جائے ہے — ص۲۲۱

آگینہ فام: دیکھیے: فلکِ آگینہ فام۔

آگینہ گداز: ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزاں ہے — کہ شیشہ نازک و صہبا ہے آگینہ گداز — ص۴۳

آبلوں: (۱) بہ وقتِ سرنگونی ہے تصور انتظارستاں — نگہ کو آبلوں سے شغل ہے اختر شماری کا — ص۱۹

(۲) اِن آبلوں سے پاؤں کے گھبرا گیا تھا میں — جی خوش ہوا ہے راہ کو پُرخار دیکھ کر — ص۱۶۹

(۳) اہلِ تدبیر کی واماندگیاں! — آبلوں پر بھی حنا باندھتے ہیں — ص۱۸۱

(۴) نہیں گرداب جُز سرگشتگی ہاے طلب ہرگز — حبابِ بحر کے ہے آبلوں میں خارِ ماہی کا — ص۲۶

(۵) نہ ہووے آبلوں میں گر، سرشکِ دیدۂ نم سے — بہ جولاں گاہِ نومیدی نگاہِ عاجزاں پا ہے — ص۸۵

---

۱ آبستنی : ایک بار [مرکب]۔
۲ آبشار : ایک بار [مرکب]۔
۳ آگینہ : چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔

آبلہ[1]: (۱) دشتِ اُلفت چمن و آبلہ مہماں پرور   دلِ جبریل کفِ پا پہ مَلے ہے رخسار   ص ۴

(۲) عزلت گزینِ بزم ہیں واماندگانِ دید   مینائے مے ہے آبلہ پائے نگاہ کا   ص ۱۹

(۳) آبلہ پیمانۂ اندازۂ تشویش تھا   اے دماغِ نارسا! خُم خانۂ منزل نہ پوچھ   ص ۴۲

(۴) دی لطفِ ہوا نے بہ جنوں طرفہ نزاکت   تا آبلہ دعوائے تنک پیرہنی ہے   ص ۱۱۱

(۵) اے ہرزہ دوی! منتِ تمکینِ جنوں کھینچ   تا آبلہ محمل کشِ موجِ گہر آوے   ص ۱۱۳

(۶) ہرگام آبلے سے ہے دل در تہِ قدم   کیا بیم اہلِ درد کو سختیِٔ راہ کا   ص ۱۹

(۷) اے آبلے! کرم کر، یہاں رنجہ یک قدم کر   اے نورِ چشمِ وحشت! اے یادگارِ صحرا!   ص ۳۶

(۸) رفتار سے شیرازۂ اجزائے قدم باندھ   اے آبلے! محمل پئے صحرائے عدم باندھ   ص ۱۷

دیکھیے ______: (۹) اثرِ آبلہ۔ (۱۰) چشمِ آبلہ۔ (۱۱) خلوتِ آبلہ۔ (۱۲) شیرازۂ صد آبلہ۔ (۱۳) گہرِ آبلہ۔

آبلہ پا: (۱) وسعتِ سعیِ کرم دیکھ کہ سرتا سرِ خاک   گزرے ہے آبلہ پا ابرِ گہربار ہنوز   ص ۱۶۲

(۲) عشق کی راہ میں ہے چرخِ مکوکب کی وہ چال   سست رو جیسے کوئی آبلہ پا ہوتا ہے   ص ۲۳۰

(۳) ہووے ہے جادۂ رہ رشتۂ گوہر ہرگام   جس گزرگاہ سے میں آبلہ پا جاتا ہوں   ص ۲۹۷

(۴) دیکھیے: اک آبلہ پا۔

آبلہ پایانِ صحرائے نظر بازی: عجب اے آبلہ پایانِ صحرائے نظر بازی!   کہ تارِ جادۂ رہ رشتۂ گوہر نہیں ہوتا   ص ۲۲۵

آبلہ دار: دیکھیے: کفِ آبلہ دار۔

آبلہ منزل: دیکھیے: باریک قافلۂ آبلہ منزل۔

آبلۂ پا: (۱) ہے تنگ ز واماندہ شدن حوصلۂ پا   جو اشک گرا خاک میں، ہے آبلۂ پا   ص ۲۹

(۲) آیا نہ بیانِ طلبِ کام، زباں تک   تبخالۂ لب ہو نہ سکا آبلۂ پا   ص ۲۹

(۳) واماندگی بہانہ و دل بستگی فریب   دردِ طلب بہ آبلۂ پا نہ کھینچیے   ص ۱۰۶

دیکھیے ______: (۴) جرسِ آبلۂ پا۔ (۵) خلوتِ آبلۂ پا۔ (۶) طرفِ آبلۂ پا۔

---

[1] آبلہ : ستائیس بار [مفرد: سات بار، مرکب: بیس بار]۔   آبلے : دو بار [بطور جمع]۔ آبلوں : پانچ بار [بطور جمع]۔

آبلۂ نادمیدہ: یک مشتِ خوں ہے پرتوِ خور سے تمام دشت — دردِ طلب بہ آبلۂ نادمیدہ کھینچ ص۳٦

آبلے: (۱) گو بیابانِ تمنا و کجا جولانِ عجز؟ — آبلے پا کے ہیں یہاں رفتار کو دندانِ عجز ص۴۴

(۲) عروجِ نشۂ واماندگی پیمانہ محمل تر — بہ رنگِ ریشۂ تاک آبلے جادے میں پنہاں ہیں ص۹۲

آبنوسی[1] شانہ: بس کہ سودائے خیالِ زلف وحشت ناک ہے — تا دلِ شب آبنوسی شانہ آسا چاک ہے ص۱۰٦

آبیار تر[2]: بینش بہ سعیِ ضبطِ جنوں نوبہار تر — دل در گدازِ نالہ، نگہ آبیار تر ص۴۰

آبیارِ صد تمنا: اسدؔ! یاسِ تمنا سے نہ رکھ اُمیدِ آزادی — گدازِ ہر تمنا: آبیارِ صد تمنا ہے ص۸۵

آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ: دیکھیے: برق آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ۔

آبیارِ نغمہ: شوخیِ مضرابِ جولاں: آبیارِ نغمہ ہے — برگ ریزِ ناخنِ مطرب: بہارِ نغمہ ہے ص۸٦

آپ[3]: (۱) بہ فریبِ آشنائی، بہ خیالِ بے وفائی — نہ رکھ آپ سے تعلق مگر ایک بدگمانی ص۹

(۲) رہا نظارہ وقتِ بے نقابی آپ پر لرزاں — سرشک آگیں مژہ سے دست از جاں شستہ بر رو تھا ص۲۲

(۳) گر جوہرِ امتیاز ہوتا ہم میں — رُسوا کرتے نہ آپ کو عالم میں ص۱۱۸

(۴)، (۵) وائے دیوانگیِ شوق! کہ ہردم مجھ کو — آپ جانا اُدھر اور آپ ہی حیراں ہونا ص۱۵۰

(٦) لے گئے خاک میں ہم داغِ تمنائے نشاط — تو ہو اور آپ بہ صد رنگِ گلستاں ہونا ص۱۵۰

(۷) یہ غزل اپنی، مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ — ہے ردیفِ شعر میں غالبؔ زبس تکرارِ دوست ص۱٦۵

(۸) جب وہ جمالِ دل فروز، صورتِ مہرِ نیم روز — آپ ہی ہو نظارہ سوز، پردے میں مُنہ چھپائے کیوں؟ ص۱۹۳

(۹) پوچھے ہے کیا وجود و عدم اہلِ شوق کا؟ — آپ اپنی آگ کے خس و خاشاک ہو گئے ص۲۲۸

(۱۰) دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آجائے ہے — میں اُسے دیکھوں، بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے ص۲۲۱

(۱۱) کہتے ہیں: کہیں خدا سے، اللہ اللہ! — وہ آپ ہیں صبح و شام کرنے والے ص۲۵۳

(۱۲)، (۱۳) اور تو رکھنے کو ہم دہر میں کیا رکھتے تھے — فقط اک، شعر میں اندازِ رسا رکھتے تھے

اُس کا یہ حال کہ کوئی نہ ادا سنج ملا — آپ لکھتے تھے ہم اور آپ اُٹھا رکھتے تھے ص۳۲۷ [طبعِ ثانی]

---

[1] آبنوسی: ایک بار [مرتب]۔ [2] آبیار: چار بار [مرتب]۔ [3] آپ: سولہ بار۔

(۱۴) میں آپ سے جا چکا ہوں، اب بھی — اے بے خبری! اُسے خبر کر — ص۴۴۸

(۱۵) اے دل! بہ خیالِ عارضِ یار — بیر شامِ غم آپ پہ سحر کر — ص۴۴۸

(۱۶) پوچھے ہے کیا معاشِ جگر تفتگانِ عشق — جوں شمع آپ اپنی وہ خُوراک ہوگئے — ص۱۴۴ [طبعِ ثانی]

آپ سے:[۱] آپ سے وہ مرا احوال نہ پوچھے تو اسدؔ! — حسبِ حال اپنے پھر اشعار کہوں یا نہ کہوں؟ — ص۲۹۸

آپس:[۲] رشک سے لڑتی ہیں آپس میں اُلجھ کر لڑیاں — باندھنے کے لیے جب سر پہ، اُٹھایا سہرا — ص۲۸۸

آتش:[۳] (۱) لذّتِ ایجادِ ناز افسونِ عرضِ ذوقِ قتل — نعل آتش میں ہے تیغِ یار سے نخچیر کا — ص۱۱

(۲) زبس آتش نے فصلِ رنگ میں رنگِ دگر پایا — چراغِ گل سے ڈھونڈھے ہے چمن میں شمع خار اپنا — ص۱۵

(۳) مگر آتش ہمارا کوکبِ اقبال چمکا دے — وگرنہ مثلِ خارِ خشک مردودِ گلستاں ہیں — ص۶۴

(۴) طاقتِ فسانۂ باد، اندیشہ شعلہ ایجاد — اے غم ہنوز آتش! اے دل ہنوز خامی! — ص۱۹

(۵) مجھے اب، دیکھ کر ابرِ شفق آلودہ، یاد آیا — کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر — ص۱۶۷

(۶) عشق پر زور نہیں، ہے یہ وہ آتش غالبؔ! — کہ لگائے نہ لگے اور بُجھائے نہ بنے — ص۴۳۶

(۷) شعلہ رُخسارا! تحیّر سے تری رفتار کے — خارِ شمعِ آئنہ آتش میں جوہر ہوگیا — ص۳۰

(۸) کیا ضعف میں اُمید کو دل تنگ نکالوں — میں خار ہوں، آتش میں چبھوں، رنگ نکالوں — ص۶۰

[آٹھ بار بہ طورِ ردیف، ص۳۴۶]:

(۹)،(۱۰) ہوئی ہے بس کہ صرفِ مشقِ تمکینِ بہار آتش — بہ اندازِ حنا ہے رونقِ دستِ چنار آتش

(۱۱) شرر ہے رنگ، بعد اظہارِ تابِ جلوۂ تمکیں — کرے ہے سنگ پر خرشید آبِ روئے کار آتش

(۱۲) گدازِ موم ہے افسونِ ربطِ پیکر آرائی — نکالے کب نہالِ شمع بے تخمِ شرار آتش

(۱۳) خیالِ دود تھا سر جوشِ سودائے غلط فہمی — اگر رکھتی نہ خاکسترنشینی کا غبار آتش

(۱۴) ہوائے پرفشانی برقِ خرمن ہائے خاطر ہے — بہ بالِ شعلۂ بیتاب ہے پروانہ زار آتش

---

۱ آپ سے : ایک بار۔
۲ آپس : ایک بار۔
۳ آتش : اٹھتر بار [مفرد: چونتیس بار، مرکب: چوالیس بار]۔

آتش خانہ : ایک بار۔
آتش کدہ : پانچ بار [مرکب: ایک بار]۔
آتشیں : چار بار [مرکب]۔

(۱۵) نہیں برق و شرر جز وحشت و ضبطِ تپیدن ہا　　بلا گردانِ بے پروا خرامی ہائے یار آتش

(۱۶) دھویں سے آگ کے اک ابرِ دریا بار ہو پیدا　　اسدؔ! حیدر پرستوں سے اگر ہووے دوچار آتش

[چھے بار بہ طورِ ردیف، ص ۴۷]:

(۱۷)،(۱۸) بہ اقلیمِ سخن ہے جلوۂ گردِ سوادِ آتش　　کہ ہے دودِ چراغاں سے ہیولائے مدادِ آتش

(۱۹) اگر مضمونِ خاکستر کرے دیباچہ آرائی　　نہ باندھے شعلۂ جوّالہ غیر از گرد باد، آتش

(۲۰) کرے ہے لطفِ اندازِ برہنہ گوٗ خوباں　　بہ تقریبِ نگارش ہائے سطرِ شعلہ یاد آتش

(۲۱) دیا داغِ جگر کو آہ نے ساماں شگفتن کا　　نہ ہو بالیدہ غیر از جنبشِ دامانِ باد آتش

(۲۲) اسدؔ! قدرت سے حیدر کی ہوئی ہر گبر و ترسا کو　　شرارِ سنگِ بت ہی، بر بنائے اعتقاد، آتش

[دو بار بہ طورِ ردیف، ص ۱۷۳]:

(۲۳) نہ لیوے گر خسِ جوہر طراوت سبزۂ خط سے　　لگاوے خانۂ آئینہ میں روئے نگار آتش

(۲۴) فروغِ حسن سے ہوتی ہے حلِ مشکلِ عاشق　　نہ نکلے شمع کے پا سے، نکالے گر نہ خار آتش

دیکھیے ـــــــ: (۲۵) دلِ پُر آتش۔ (۲۶)،(۲۷) شعلۂ آتش [دو بار]۔ (۲۸) صحبتِ خس و آتش۔ (۲۹) نعل در آتش۔

آتش افروزیِ یک شعلۂ ایما: آتش افروزیِ یک شعلۂ ایما تجھ سے　　چشمک آرائیِ صد شہر چراغاں مجھ سے　　ص ۸۳

آتش افشانی: سخن میں خامۂ غالبؔ کی آتش افشانی　　یقیں ہے ہم کو بھی لیکن اب اس میں دم کیا ہے　　ص ۲۵۱

آتش انگیزِ تپش: ہے مساسِ دستِ افسوس آتش انگیزِ تپش　　بے تکلف آپ پیدا کر کے تف، جلتا ہوں میں　　ص ۳۳

آتش بار: جی جلے ذوقِ فنا کی ناتمامی پر نہ کیوں؟　　ہم نہیں جلتے، نفس ہر چند آتش بار ہے　　ص ۲۱۴

آتش بجاں: (۱) سایہ میرا مجھ سے مثلِ دود بھاگے ہے اسدؔ!　　پاس مجھ آتش بجاں کے کس سے ٹھہرا جائے ہے　　ص ۲۲۲

(۲) دیکھیے: بیتابیِ تجلیِ آتش بجاں۔

آتش پرست: آتش پرست کہتے ہیں اہلِ جہاں مجھے　　سرگرمِ نالہ ہائے شرر بار دیکھ کر　　ص ۱۶۸

آتشِ پنہاں: دیکھیے: صہبائے آتشِ پنہاں۔

آتشِ خاموش: (۱) دل مرا سوزِ نہاں سے بے محابا جل گیا — آتشِ خاموش کے مانند گویا جل گیا ص۱۵۱

(۲) غیروں سے اُسے گرمِ سخن دیکھ کے غالبؔ! — میں رشک سے جوں آتشِ خاموش رہا گرم ص۴۴۸

آتش خانہ: رہتے ہیں افسردگی سے سخت بیدردانہ ہم — شعلہ ہا نذرِ سمندر بلکہ آتش خانہ ہم ص۵۳

آتش خیز: کس نے دیکھا نفسِ اہلِ وفا آتش خیز؟ — کس نے پایا اثرِ نالۂ دل ہائے حزیں؟ ص۱۳۴

آتشِ داغ تمنا: دیکھیے: سوزِ آتشِ داغِ تمنا۔

آتشِ دل: (۱) شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع — مہ زِ سر تا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے ص۹۶

(۲) دیکھیے: وحشتِ آتشِ دل۔

آتشِ دوزخ: آتشِ دوزخ میں یہ گرمی کہاں! — سوزِ غم ہائے نہانی اَور ہے ص۲۳۷

(۲) دیکھیے: جلوہ زارِ آتشِ دوزخ۔

آتش دیدہ: دیکھیے: موئے آتش دیدہ۔

آتشِ رُخسار: دیکھیے: سوزِ عشقِ آتشِ رخسار۔

آتشِ رنگِ حنا: بیتابِ سیرِ دل ہے سرِ ناخنِ نگار — یعنی نعل ہے بہ آتشِ رنگِ حنا گرو ص۶۹

آتشِ رنگِ رُخِ ہر گل: آتشِ رنگِ رُخِ ہر گل کو بخشے ہے فروغ — ہے دمِ سردِ صبا سے گرمیِ بازارِ باغ ص۴۸

آتش زبانی: چارسوئے عشق میں صاحب دُکانی مفت ہے — نقد ہے داغِ دل اور آتش زبانی مفت ہے ص۱۱۳

آتش زدہ: دیکھیے ـــــــ : (۱) رنگِ کاغذِ آتش زدہ۔ (۲) حیرتِ کاغذِ آتش زدہ۔ (۳) دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ۔ (۴)، (۵) کاغذِ آتش زدہ [دو بار]۔

آتش زنِ نامِ نکو: گرمیِ دولت ہوئی آتش زنِ نامِ نکو — خانۂ خاتم میں یاقوتِ نگیں، اخگر ہوا ص۲۰

آتش زیرِ پا: بس کہ ہوں غالبؔ اسیری میں بھی آتش زیرِ پا — موئے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا ص۱۳۲

آتشِ سوزاں: ڈھونڈھے نہ ملے موجۂ دریا میں روانی — باقی نہ رہے آتشِ سوزاں میں حرارت ص۱۲۷

آتشِ غم: بہ یادِ قامت اگر ہو بلند آتشِ غم — ہر ایک داغِ جگر آفتابِ محشر ہو ص۶۷

آتش فگن: برق بہ جانِ حوصلہ آتش فگن اسدؔ! — اے دلِ فسردہ! طاقتِ ضبطِ فغاں نہیں ص۵۷

آتش کدہ: (۱) ہے بہاراں میں خزاں حاصل خیالِ عندلیب — رنگِ گُل آتش کدہ ہے زیرِ بالِ عندلیب — ص ۳۲

(۲) جاری تھی اسدؔ! داغِ جگر سے مری تحصیل — آتش کدہ جاگیرِ سمندر نہ ہوا تھا — ص ۱۵۳

(۳) ہے ننگِ سینہ، دل اگر آتش کدہ نہ ہو — ہے عارِ دل، نَفَس اگر آذر فشاں نہیں — ص ۱۸۸

(۴) آتش کدہ ہے سینہ مرا رازِ نہاں سے — اے وائے! اگر معرضِ اظہار میں آوے — ص ۲۳۴

آتش کدۂ صدتب: نالہ ہا حاصلِ اندیشہ کہ جوں رِکشتِ سپند — دلِ ناسوختہ آتش کدۂ صد تب تھا — ص ۴۳

آتشِ گل: آتشِ گل پہ قند کا ہے قوام — شیرے کے تار کا ہے ریشہ نام [آم کے لیے] — ص ۱۳۱

(۲) رُخِ نگار سے ہے سوزِ جاودانیِ شمع — ہوئی ہے آتشِ گل آبِ زندگانیِ شمع — ص ۱۶۳

(۳) دیکھیے: ذوقِ آتشِ گل۔

آتش سوے دماغِ شوق: آتش سوے دماغِ شوق ہے تیرا تپاک — ورنہ ہم کس کے ہیں اے داغِ تمنّا! آشنا — ص ۱۹

آتشِ مے: (۱) لغزشِ مستانہ و جوشِ تماشا ہے اسدؔ! — آتشِ مے سے بہارِ گرمیِ بازارِ دوست — ص ۳۳

(۲) کہوں کیا گرم جوشی مے کشی میں شعلہ رویاں کی — کہ شمعِ خانۂ دل آتشِ مے سے فروزاں کی — ص ۷۶

آتش نفَس: دیکھیے: مغنّیِ آتش نفَس۔

آتش و آب و باد و خاک: آتش و آب و باد و خاک نے لی — وضعِ سوز و نم و رم و آرام — ص ۱۳۸

آتشِ ہمسایہ: یہ آتشِ ہمسایہ کہیں گھر نہ جلادے — کی ہے دلِ سوزاں نے مرے پہلو میں جا گرم — ص ۲۲۸

آتشیں: دیکھیے ـــــ: (۱) شیشۂ آتشیں۔ (۲) آہِ آتشیں۔

آتشیں پائی: دیکھیے: عرضِ آتشیں پائی۔

آتشیں رُخ: دیکھیے: نگارِ آتشیں رخ۔

آتش باز[1]: دیکھیے: دکانِ آتشباز۔

آتش بازی[2]: آتش بازی ہے جیسے شغلِ اطفال — ہے سوزِ جگر کا بھی اِسی طور کا حال — ص ۲۵۳

آثار[3]: دیکھیے ـــــ: (۱) باغِ ہمایونِ تقدس آثار۔ (۲) جہاں دارا آفتاب آثار۔ (۳) خطِ قدرت آثار۔

---

[1] آتشباز : ایک بار۔
[2] آتشبازی : ایک بار۔
[3] آثار : چھے بار [مرتّب]۔

آثارِ جلالی و جمالی: ہیں شب میں صفاتِ ذوالجلالی باہم | آثار جلالی و جمالی باہم ص۲۵۳

آثارِ زخمِ دنداں: دیکھیے: جلوۂ آثارِ زخمِ دنداں۔

آثارِ ظہورِ شام: صبح سے معلوم آثارِ ظہورِ شام ہے | غافلاں! آغازِ کار آئینۂ انجام ہے ص۱۰۱

آج[1]: (۱) نشے میں گم کردہ رہ آیا وہ مستِ فتنہ خو | آج رنگِ رفتہ، دورِ گردشِ ساغر ہوا ص۲۰

(۲) دُوْد کو آج اُس کے ماتم میں سیہ پوشی ہوئی | وہ دلِ سوزاں کہ کل تک شمعِ ماتم خانہ تھا ص۲۵

(۳) صورتِ دیبا تپش سے میری غرقِ خوں ہے آج | خارِ پیراہن، رگِ بستر کو نشتر ہوگیا ص۲۹

(۴) اے اسدؔ! ہے مستعدِ شانۂ گیسو شدن | پنجۂ مژگاں بخود بالیدنی رکھتا ہے آج ص۳۵

[چھے بار بہ طور جزوِ ردیف، ص۳۴]:

(۵) معزولیِ تپش ہوئی افراطِ انتظار | چشمِ کشودہ حلقۂ بیرونِ در ہے آج

(۶) حیرت فروشِ صد نگرانی ہے اضطرار | ہر رشتہ چاکِ جیب کا تارِ نظر ہے آج

(۷) ہوں داغِ نیم رنگیِ شامِ وصالِ یار | نورِ چراغِ بزم سے جوشِ سحر ہے آج

(۸) کرتی ہے عاجزیِ سفرِ سوختن تمام | پیراہنِ خسک میں غبارِ شرر ہے آج

(۹) تا صبح ہے بہ منزلِ مقصد رسیدنی | دُودِ چراغ خانہ غبارِ سفر ہے آج

(۱۰) دور اوفتادۂ چمنِ فکر ہے اسدؔ | مرغِ خیالِ بلبلِ بے بال و پر ہے آج

[چار بار بہ طور جزوِ ردیف، ص۱۶۵]:

(۱۱)،(۱۲) گلشن میں بند وبست بہ رنگِ دگر ہے آج | قمری کا طوق حلقۂ بیرونِ در ہے آج

(۱۳) آتا ہے ایک پارۂ دل ہر فغاں کے ساتھ | تارِ نفس کمندِ شکارِ اثر ہے آج

(۱۴) اے عافیت! کنارہ کر، اے انتظام! چل | سیلابِ گریہ در پئے دیوار و در ہے آج

[تین بار بہ طور جزوِ ردیفِ رباعی، ص۳۵۷]:

(۱۵)،(۱۶)،(۱۷) گلخن، شرر اہتمام بستر ہے آج | یعنی تبِ عشق شعلہ پرور ہے آج

---

[1] آج : ہفدہ بار۔

ہوں دردِ ہلاکِ نامہ بر سے بیمار قارورہ مرا خونِ کبوتر ہے آج

[تین بار بہ طورِ جزو ردیفِ رباعی، ص ۱۱۸]:

(۱۸)، (۱۹)، (۲۰) دل، سوزِ جنوں سے جلوہ منظر ہے آج نیرنگِ زمانہ فتنہ پرور ہے آج
یک تارِ نفس میں جوں طنابِ صبّاغ ہر پارۂ دل بہ رنگِ دیگر ہے آج

(۲۱) شوقِ بے پروا کے ہاتھوں شکلِ سازِ نادرست کھنچتا ہے آج نالے خارج از آہنگِ دل ص ۵۳
(۲۲) چرب ہے پہلوے خیال، رزقِ دو عالم احتمال کل ہے جو وعدۂ وصال، آج بھی اے خدا! مجھ ص ۷۳
(۲۳) مرا دل مانگتے ہیں عاریت اہلِ ہوس، شاید یہ جایا چاہتے ہیں آج دعوت میں سمندر کی ص ۷۷
(۲۴) عرش پر تیرے قدم سے ہے دماغِ گردِ راہ آج تنخواہِ شکستن ہے کُلہِ جبریل کی ص ۹۱
(۲۵) ساقیا! دے ایک ہی ساغر میں سب کو، کہ آج آرزوے بوسۂ لب ہاے مے گوں ہے مجھے ص ۱۰۰
(۲۶) عجز و نیاز سے تو نہ آیا وہ راہ پر دامن کو اُس کے آج حریفانہ کھینچیے ص ۱۰۵
(۲۷) اسدؔ! ہے آج مژگانِ تماشا کی حنا بندی چراغانِ نگاہ و شوخیِ اشکِ جگر گوں ہے ص ۱۱۲
(۲۸) مژدۂ دیدار سے رُسوائیِ اظہار دور آج کی شب چشمِ کوکب تک پریدن منع ہے ص ۱۱۳
(۲۹) آج مجھ سا نہیں زمانے میں شاعرِ نغز گوے، خوش گفتار ص ۱۲۶
(۳۰) جانتا ہوں کہ آج دنیا میں ایک ہی ہے اُمید گاہِ انام ص ۱۳۶
(۳۱) غنچہ پھر لگا کھلنے، آج ہم نے اپنا دل خوں کیا ہوا دیکھا، گم کیا ہوا پایا ص ۱۳۳
(۳۲) نوروز ہے آج اور وہ دن ہے کہ ہوئے ہیں نظّارگیِ صنعتِ حق اہلِ بصارت ص ۱۲۷
(۳۳) آج کیوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی تجھے؟ کل تلک تیرا بھی دل مہر و وفا کا باب تھا ص ۱۴۵
(۳۴) بغل میں غیر کی آج آپ سوتے ہیں کہیں، ورنہ سبب کیا خواب میں آ کر تبسّم ہاے پنہاں کا؟ ص ۱۵۷
(۳۵) نے وہ کیوں بہت پیتے بزمِ غیر میں، یارب! آج ہی ہوا منظور اُن کو امتحاں اپنا ص ۱۵۹
(۳۶) کیوں اندھیری ہے شبِ غم؟ ہے بلاؤں کا نزول آج اُدھر ہی کو رہے گا دیدۂ اختر کھلا ص ۱۶۱
(۳۷) ہے خبر گرم اُن کے آنے کی آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا ص ۱۶۳

(۳۸) کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہیں	آج غالبؔ غزل سرا نہ ہوا	ص۱۶۳
(۳۹) آئے ہو کل اور آج ہی کہتے ہو کہ جاؤں؟	مانا کہ ہمیشہ نہیں، اچھا کوئی دن اور	ص۱۷۰
(۴۰) تیرے ہی جلوے کا ہے یہ دھوکا کہ آج تک	بے اختیار دوڑے ہے گل در قفائے گل	ص۱۷۶
(۴۱) شورِ جولاں تھا کنارِ بحر پر کس کا؟ کہ آج	گردِ ساحل ہے بہ زخمِ موجۂ دریا، نمک	ص۱۷۵
(۴۲) لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری	موجِ مے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں	ص۱۸۵
(۴۳) آج ہم اپنی پریشانیِ خاطر اُن سے	کہنے جاتے تو ہیں، پر دیکھیے کیا کہتے ہیں	ص۱۸۷
(۴۴) کل کے لیے کر آج نہ خست شراب میں	یہ سوءِ ظن ہے ساقیِ کوثرؔ کے باب میں	ص۱۸۹
(۴۵) ہیں آج کیوں ذلیل؟ کہ کل تک نہ تھی پسند	گستاخیِ فرشتہ ہماری جناب میں	ص۱۸۹
(۴۶) کوئی کہے کہ شبِ مہ میں کیا بُرائی ہے!	بلا سے، آج اگر دن کو ابر و باد نہیں	ص۱۹۲
(۴۷) کبھی جو یاد بھی آتا ہوں میں تو کہتے ہیں	کہ آج بزم میں کچھ فتنہ و فساد نہیں	ص۱۹۳
(۴۸) شب کو کسی کے خواب میں آیا نہ ہو کہیں	دُکھتے ہیں آج اُس بتِ نازک بدن کے پانْو	ص۱۹۶
(۴۹) دل و مژگاں کا جو مقدمہ تھا	آج پھر اُس کی روبکاری ہے	ص۲۲۳
(۵۰) ساقی گری کی شرم کرو آج، ورنہ ہم	ہر شب پیا ہی کرتے ہیں مے جس قدر ملے	ص۲۳۶
(۵۱) رکھیو غالبؔ مجھے اس تلخ نوائی میں معاف	آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے	ص۲۴۱
(۵۲) یہ ضد کہ آج نہ آوے اور آئے بِن نہ رہے	قضا سے شکوہ ہمیں کس قدر ہے، کیا کہیے!	ص۲۴۷
(۵۳) بس کہ فعّالِ مایُرید ہے آج	ہر سلحشور انگلستاں کا	ص۲۶۰
(۵۴) رام پور آج ہے وہ بُقعۂ معمور کہ ہے	مرجع و مجمعِ اشرافِ نژادِ عالم	ص۲۶۵
(۵۵) آج یہ قدر دانِ معنی ہے	بادشاہِ جہانِ معنی ہے	ص۲۶۸
(۵۶) پایا قادر نامے نے آج اختتام	اک غزل تم اور پڑھ لو والسلام	ص۲۷۵
(۵۷) میری سنو کہ آج تم اس سرزمین پر	حق کے تفضلات سے ہو مرجعِ انام	ص۲۸۳
(۵۸) خوش ہوا اے بخت! کہ ہے آج ترے سر سہرا	باندھ شہزادہ جواں بخت کے سر پر سہرا	ص۲۸۷

(۵۹) خراج بادشہِ چیں سے کیوں نہ مانگوں آج — کہ بن گیا ہے خمِ جعدِ پُرشکن، تکیہ — ص ۳۰۳

(۶۰) تحریر ہے یہ غالبِ یزداں پرست کی — تاریخ اس کی: آج نویں ہے اگست کی — ص ۳۱۲

(۶۱) دیدہ خوں بار ہے مدت سے و لے آج ندیم! — دل کے ٹکڑے بھی کئی، خون کے شامل آئے — ص ۳۱۲

(۶۲) آج یک شنبے کا دن ہے، آؤ گے؟ — یا فقط رستا ہمیں جتلاؤ گے — ص ۳۱۲

(۶۳) شہر میں چھڑیوں کے میلے کی ہے بھیڑ — آج عالم اور ہے بازار کا — [قادرنامہ]

(۶۴) لال ڈگی پر کرے گا جا کے کیا؟ — پُل پہ چل، ہے آج دن اتوار کا — [قادرنامہ]

(۶۵) کیا کہیں کھائی ہے حافظ جی کی مار — آج ہنستے آپ جو کھِل کھِل نہیں — [قادرنامہ]

آخر:[ا]

(۱) جوشِ بیداد و تپش سے ہوئی عریاں آخر — شاخِ گلبن پہ صبا، چھوڑ کے پیراہنِ خار — ص ۳

(۲) شوخیِ رنگِ حنا خونِ وفا سے کب تک؟ — آخر اے عہد شکن! تو بھی پشیماں نکلا — ص ۱۳

(۳) کچھ کھٹکتا تھا مرے سینے میں لیکن آخر — جس کو دل کہتے تھے سو تیر کا پیکاں نکلا — ص ۱۳

(۴) ضبطِ گریہ گہرِ آبلہ لایا آخر — پاے صد موج بہ طوفاں کدۂ دل باندھا — ص ۱۳

(۵) نہ بھولا اضطرابِ دم شماری انتظار اپنا — کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا — ص ۱۵

(۶) اُگی اک پنبۂ روزن سے تھی چشم سفید آخر — حیا کو انتظارِ جلوہ ریزی کے کمیں پایا — ص ۲۲

(۷) دیدار طلب ہے دلِ وامانده کہ آخر — نوکِ سرِ مژگاں سے رقم ہو گئۂ پا — ص ۲۹

[پانچ بار بہ طورِ ردیف، ص ۴۰]:

(۸) خطِ نوخیز: نیلِ چشم زخمِ صافیِ عارض — لیا آئینے نے حرزِ پرِ طوطی بہ چنگ آخر

(۹) ہلال آسا تہی رہ گر کشادن ہاے دل چاہے — ہوا مہ کثرتِ سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر

(۱۰) تڑپ کر مر گیا وہ صیدِ بال افشاں کہ مضطر تھا — ہوا ناسورِ چشمِ تعزیت زخمِ خدنگ آخر

(۱۱) لکھی یاروں کی بدمستی نے مے خانے کی پامالی — ہوئی قطرہ فشانی ہاے مے بارانِ سنگ آخر

(۱۲) اسدؔ! پیری میں بھی آہنگِ شوقِ یار قائم ہے — نہیں ہے نغمے سے خالی خمیدن ہاے چنگ آخر

[ا] آخر : اڑتالیس بار [متفرد: سینتالیس بار، مرکب: ایک بار]۔ آخرکار : ایک بار۔

[چھے بار بہ طور ردیف، ص ۴۱، ۱۶۸]:

(۱۳)، (۱۴) دیا یاروں نے بے ہوشی میں درماں کا فریب آخر   ہوا سکتے سے میں آئینۂ دستِ طبیب آخر

(۱۵) رگِ گل، جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے   ملیں گے منزلِ الفت میں ہم اور عندلیب آخر

(۱۶) غرورِ ضبط وقتِ نزع ٹوٹا بے قراری سے   نیازِ پرفشانی ہوگیا صبر و شکیب آخر

(۱۷) اسد کی طرح میری بھی، بغیر از صبحِ رخساراں   ہوئی شامِ جوانی اے دلِ حسرت نصیب! آخر

(۱۸) ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں   تکلف برطرف، مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر   ص ۱۶۸

[تین بار بہ طور ردیف، ص ۱۶۸]:

(۱۹)، (۲۰) صفائے حیرتِ آئینہ ہے سامانِ زنگ آخر   تغیر آبِ برجا ماندہ کا پاتا ہے رنگ آخر

(۲۱) نہ کی سامانِ عیش و جاہ نے تدبیر وحشت کی   ہوا جامِ زمرد بھی مجھے داغِ پلنگ آخر

(۲۲) ہم غلط سمجھے تھے، لیکن زخمِ دل پر رحم کر   آخر اس پردے میں تو ہنستی تھی اے صبحِ وصال!   ص ۵۲

(۲۳) ڈر نالہ ہائے زار سے میرے، خدا کو مان   آخر نوائے مرغِ گرفتار بھی نہیں   ص ۱۸۳

(۲۴) بوسہ نہیں، نہ دیجیے، دشنام ہی سہی   آخر زباں تو رکھتے ہو تم، گر دہاں نہیں   ص ۱۸۸

(۲۵) حد چاہیے سزا میں عقوبت کے واسطے   آخر گناہگار ہوں، کافر نہیں ہوں میں   ص ۱۹۰

(۲۶) بیدادِ وفا دیکھ کہ جاتی رہی آخر   ہر چند مری جان کو تھا ربط لبوں سے   ص ۲۰۱

(۲۷) دلا! یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے کہ آخر   نہ گریۂ سحری ہے نہ آہِ نیم شبی ہے   ص ۲۰۵

(۲۸) رونے سے اے ندیم! ملامت نہ کر مجھے   آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کرے کوئی   ص ۲۱۵

(۲۹) عاشق ہوئے ہیں آپ بھی ایک اور شخص پر   آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے   ص ۲۱۹

(۳۰) ہستی ہے نہ کچھ عدم ہے غالب!   آخر تو کیا ہے اے نہیں ہے!   ص ۲۲۹

(۳۱) دلِ ناداں! تجھے ہوا کیا ہے؟   آخر اس درد کی دوا کیا ہے؟   ص ۲۳۸

(۳۲) کریں گے کوہکن کے حوصلے کا امتحاں آخر   ابھی اس خستہ کے نیروے تن کی آزمائش ہے   ص ۲۴۴

(۳۳) اب تو مل جائے گی تیری ان سے سانٹھ   لیکن آخر کو پڑے گی ایسی گانٹھ   ص ۲۶۶

(۳۴) اُلفتِ زر ہمہ نقصاں ہے کہ آخر قاروں — زیرِ بارِ غمِ دام و درم چند رہا — ص۲۲۶

(۳۵) روشن ہوئی یہ بات دمِ نزع کہ آخر — فانوس، کفن بہرِ چراغِ سحری ہے — ص۲۵۳

(۳۶) ہوا شرمِ تہی دستی سے وہ بھی سرنگوں آخر — بس اے زخمِ جگر! اب دیکھ لی شورشِ نمک داں کی — ص۷۷

(۳۷) اضطرابِ عمر بے مطلب نہیں آخر کہ ہے — جستجوے فرصتِ ربطِ سرو زانو مجھے — ص۷۸

(۳۸) ہے دلِ افسردہ، داغِ شوخیِ مطلب اسدؔ! — شعلہ آخر فالِ مقصودِ چراغِ کشتہ ہے — ص۸۰

(۳۹) رہا بے قدر دل در پردۂ جوشِ ظہور آخر — گل و نرگس بہم، آئینہ و اقلیمِ کوراں ہے — ص۸۱

(۴۰) جس طرف سے آئے ہیں آخر اُدھر ہی جائیں گے — مرگ سے وحشت نہ کر، راہِ عدم بیہودہ ہے — ص۱۰۳

(۴۱) عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت معلوم! — عیسیٰ آخر بہ کفِ آئینہ تصویر آوے — ص۱۱۳

(۴۲) کچھ تو جاڑے میں چاہیے آخر — تا نہ دے بادِ زمہریر آزار — ص۱۲۶

(۴۳) فائدہ کیا، سوچ، آخر تو بھی دانا ہے اسدؔ! — دوستی ناداں کی ہے، جی کا زیاں ہو جائے گا — ص۱۵۱

(۴۴) ذکر اُس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا — بن گیا رقیب آخر، تھا جو رازداں اپنا — ص۱۵۹

(۴۵) ہم تھے مرنے کو کھڑے، پاس نہ آیا نہ سہی — آخر اُس شوخ کے ترکش میں کوئی تیر بھی تھا! — ص۱۵۹

(۴۶) عشق میں بیدادِ رشکِ غیر نے مارا مجھے — کشتۂ دشمن ہوں آخر، گرچہ تھا بیمار دوست — ص۱۶۳

(۴۷) نہ لڑ ناصح سے غالبؔ! کیا ہوا گر اُس نے شدت کی — ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر — ص۱۶۷

آخرِ کار: آخرِ کار گرفتارِ سرِ زلف ہوا — دلِ دیوانہ کہ وارستۂ ہر مذہب تھا — ص۲۳

آخرِ ماہِ صفر: ہے چار شنبہ آخرِ ماہِ صفر، چلو — رکھ دیں چمن میں، بھر کے مئے مشک بو کی ناند — ص۱۲۸

آداب[1]: دیکھیے: (۱) گردابِ دوعالم آداب۔ (۲) رہ و رسمِ طرحِ آداب۔

آدابِ وقار و تمکیں: دیکھیے: خارجِ آدابِ وقار و تمکیں۔

آذر فشاں[2]: ہے تنگِ سینہ، دل اگر آتش کدہ نہ ہو — ہے عارِ دل، نفس اگر آذر فشاں نہیں — ص۱۸۸

آدم[3]: (۱) چاہے گر جنت، جز آدم وارثِ آدم نہیں — شوخیِ ایمانِ زاہد سستیِ تدبیر ہے — ص۹۵

---

[1] آداب : تین بار [مرکب]۔

[2] آذر : ایک بار [مرکب]۔

[3] آدم : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

(۲) نہ کھاتے گیہوں، نکلتے نہ خلد سے باہر — جو کھاتے حضرتِ آدم یہ بیسنی روٹی — ص۱۲۳

(۳) نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن — بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے — ص۲۲۹

(۴) دیکھیے: مرجع و مجمعِ اشراف نژادِ آدم۔

آدم[۱]: (۱) دیکھیے: آدم[۱]۔ (۲) دیکھیے: یک قدِ آدم۔

آدمی[۲]: (۱) یقیں ہے آدمی کو دستگاہِ فقر حاصل ہو — دمِ تیغِ توکّل سے اگر پائے سبب کاٹے — ص۹۸

(۲) بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا — آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا — ص۱۵۰

(۳) پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق — آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا؟ — ص۱۵۹

(۴) قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں — موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں! — ص۱۹۳

(۵) ہے آدمی بجائے خود اک محشرِ خیال — ہم انجمن سمجھتے ہیں، خلوت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۳

(۶) یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے — ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو — ص۲۰۰

(۷) عشق نے غالبؔ! نکمّا کر دیا — ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے — ص۲۵۰

(۸) کوئی وھاں سے نہ آسکے یھاں تک — آدمی وھاں نہ جا سکے یھاں کا — ص۲۶۰

(۹) سب سے یہ گوشہ کنارے ہے، گلے لگ جا مرے — آدمی کو کیوں پکارے ہے، گلے لگ جا مرے — ص۲۹۱

(۱۰) تو نے دیکھا، مجھ پہ کیسی بن گئی اے رازدار! — خواب و بیداری پہ کب ہے آدمی کو اختیار — ص۲۸۹

آدھی[۳]: [تین بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص۲۸۹ (تضمین)]:

(۱)،(۲)،(۳) گھستے گھستے پانو میں زنجیر آدھی رہ گئی — مر گئے، پر قبر کی تعمیر آدھی رہ گئی

سب ہی پڑھتا کاش! کیوں تکبیر آدھی رہ گئی۔

آدینہ[۴]: دیکھیے: خونِ آدینہ۔

آراستہ[۵]: بزمِ سلطانی ہوئی آراستہ — کعبۂ امن و اماں کا در کھلا — ص۱۳۹

آرام[۶]: (۱) عکسِ رُخِ افروختہ تھا تصویر بہ پشتِ آئینہ — شوخ نے وقتِ حُسن طرازی تمکیں سے آرام کیا — ص۲۶

---

۱ آدم : دوبار [مرکب]۔
۲ آدمی : دس بار۔
۳ آدھی : تین بار۔
۴ آدینہ : ایک بار [مرکب]۔
۵ آراستہ : ایک بار۔
۶ آرام : دس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: چار بار]۔

(۲) آتش و آب و باد و خاک نے لی　　وضعِ سوز و نم و رم و آرام　　ص۱۳۸

(۳) حُسن،غمزے کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد　　بارے، آرام سے ہیں اہلِ جفا میرے بعد　　ص۱۶۶

(۴) ہوسِ گل کا تصوّر میں بھی کھٹکا نہ رہا　　عجب آرام دیا بے پر و بالی نے مجھے　　ص۲۲۲

(۵) اپنا وہ نہیں شیوہ کہ آرام سے بیٹھیں　　اُس در پہ نہیں بار تو کعبے ہی کو ہو آئے　　ص۲۳۹

(۶) نے تیر کماں میں ہے نہ صیاد کمیں میں　　گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے　　ص۲۴۵

(۷) سامانِ خور و خواب کہاں سے لاؤں　　آرام کے اسباب کہاں سے لاؤں　　ص۲۵۲

(۸) دیکھیے: فرصتِ آرام۔

آرامِ جان وتن: دیکھیے: موجبِ آرامِ جان وتن۔

آرامِ فنا: قطعِ سفرِ ہستی و آرامِ فنا ہیچ　　رفتار، نہیں بیش تر از لغزشِ پا، ہیچ　　ص۳۶

آرامیدگی: دیکھیے: محوِ آرامیدگی۔

آرامیدن[۱]: دیکھیے: جمعیتِ آرامیدن۔

آرامیدنی: خوشا مستی! کہ جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل سے　　نگہ شمشیر میں جوں جوہر آرامیدنی جانے　　ص۱۱۵

آرامیدہ: دیکھیے: دلِ آرامیدہ۔

آرائش[۲]: (۱) تیری آرائش کا استقبال کرتی ہے بہار　　جوہرِ آئینہ ہے یھاں نقشِ احضارِ چمن　　ص۵۹

(۲) خطِ نوخیز کی آئینے میں دی کس نے آرائش　　کہ ہے تہ بندیِ پرہاے طوطی رنگ جوہر کا　　ص۲۲۲

(۳) نہیں ہے خالی آرائش سے بے سامانیِ عاشق　　شکستِ حال، اندازِ آفرینِ کج کلاہی ہے　　ص۲۵۵

دیکھیے ــــــ: (۴) وقتِ آرائش۔ (۵) محوِ آرائش۔

آرائشِ بزمِ وصال: رہنِ خاموشی میں ہے آرائشِ بزمِ وصال　　ہے پرِ پروازِ رنگِ رفتۂ خوں، گفتگو　　ص۶۹

آرائشِ بیداد: ہے ترحم آفریں آرائشِ بیداد یھاں　　اشکِ چشمِ دام ہے ہر دانۂ صیاد یھاں　　ص۵۷

آرائشِ جمال: آرائشِ جمال سے فارغ نہیں ہنوز　　پیشِ نظر ہے آئنہ دائم نقاب میں　　ص۱۸۹

---

۱ آرامیدن : ایک بار [مرکب]۔　　آرامیدہ : ایک بار [مرکب]۔
آرامیدگی : ایک بار [مرکب]۔　　آرامیدنی : ایک بار۔　　۲ آرائش : بارہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: نو بار]۔

آرائشِ خمِ کاکل: تو اور آرائشِ خمِ کاکل / میں اور اندیشہ ہائے دور دراز! ص۱۷۲

آرائشِ سر و دستار: پیر و مرشد! اگرچہ مجھ کو نہیں / ذوقِ آرائشِ سر و دستار ص۱۲۶

آرائشِ فردوسِ بریں: کس سے ہوسکتی ہے مدّاحیِ ممدوحِ خدا؟ / کس سے ہوسکتی ہے آرائشِ فردوسِ بریں؟ ص۳۵

آرائشِ وصل: بہ تحیّر کدۂ فرصتِ آرائشِ وصل / دلِ شب آئنہ دارِ تپشِ کوکب تھا ص۲۲

آرزو[۱]: (۱) اگر آرزو ہے راحت، تو عبث بہ خوں تپیدن / کہ خیال ہو تعب کش بہ ہوائے کامرانی ص۱۰

(۲) اگر آرزو رسا ہو، پئے دردِ دل دوا ہو / وہ اجل کہ خونبہا ہو بہ شہیدِ ناتوانی ص۱۰

(۳) گر شہادت آرزو ہے، نشّے میں گستاخ ہو / بالِ شیشے کا، رگِ سنگِ فساں ہوجائے گا ص۲۰

(۴) مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر / بہ پائے خفتہ سیرِ وادیِ پُرخار بستر ہے ص۸۵

(۵) میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالبؔ! کہ دل / دیکھ کر طرزِ تپاکِ اہلِ دُنیا جل گیا ص۱۵۱

(۶) غالبؔ! مجھے ہے اُس سے ہم آغوشی آرزو / جس کا خیال ہے گُلِ جَیبِ قبائے گل ص۱۷۶

(۷) دل لگی کی آرزو بے چین رکھتی ہے ہمیں / ورنہ یہاں بے رونقی سودِ چراغِ کشتہ ہے ص۲۱۰

(۸) مرتے مرتے دیکھنے کی آرزو رہ جائے گی / وائے ناکامی! کہ اُس قاتل کا خنجر تیز ہے ص۲۱۳

(۹) طبع ہے مشتاقِ لذّت ہائے حسرت، کیا کروں! / آرزو سے ہے شکستِ آرزو مطلب مجھے ص۲۱۳

(۱۰) بجز زخمِ تیغِ ناز، نہیں دل میں آرزو / جَیبِ خیال بھی ترے ہاتھوں سے چاک ہے ص۲۱۹

(۱۱) چاہے ہے پھر کسی کو مقابل میں آرزو / سرمے سے تیز دشنۂ مژگاں کیے ہوئے ص۲۲۶

(۱۲) مرتے ہیں آرزو میں مرنے کی / موت آتی ہے، پر نہیں آتی ص۲۳۸

(۱۳) رہی نہ طاقتِ گفتار، اور اگر ہو بھی / تو کس اُمید پہ کہیے کہ آرزو کیا ہے ص۲۴۲

(۱۴) ہے بندے کو اعادۂ عزّت کی آرزو / چاہیں اگر حضور تو مشکل نہیں یہ کام ص۲۸۳

دیکھیے ــــــ : (۱۵) انجمنِ آرزو۔ (۱۶) اوّلِ درسِ آرزو۔ (۱۷) پست فطرتیِ طبعِ آرزو۔ (۱۸) تپشِ نبضِ آرزو۔ (۱۹) جوشِ خونِ آرزو۔ (۲۰) جَیبِ آرزو۔ (۲۱) خارِ پیرہنِ آرزو۔ (۲۲) دستِ آرزو۔ (۲۳) ساغر

---

۱ آرزو : چونتیس بار [مفرد: چودہ بار، مرکب: بیس بار]۔ آرزوئیں : ایک بار۔
آرزوہا : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

کشِ خونِ آرزو۔ (۲۴) سلسلۂ آرزو۔ (۲۵) سروبرگِ آرزو۔ (۲۶)، (۲۷)، (۲۸) شکستِ آرزو [تین بار]۔ (۲۹) شرو شورِ آرزو۔ (۳۰) فریبِ آرزو۔ (۳۱) قافلۂ آرزو۔ (۳۲) ماتمِ یک شہر آرزو۔ (۳۳) نازکیِ طبعِ آرزو۔ (۳۴) وبالِ ہزار آرزو۔

آرزو تاویل: دیکھیے: جرمِ آرزو و تاویل۔

آرزو خرامی: حاصل سے ہاتھ دھو بیٹھ اے آرزو خرامی! — دل جوشِ گریہ میں ہے ڈوبی ہوئی اسامی — ص ۲۰۳

آرزو شہیدِ وفا: اے آرزو شہیدِ وفا! خوں بہا نہ مانگ — جز بہرِ دست و بازوے قاتل دعا نہ مانگ — ص ۵۰

آرزوہا: سرنوشتِ خلق ہے طغراے عجزِ اختیار — آرزوہا خار خارِ چینِ پیشانی عبث — ص ۳۲

آرزوئیں: دیکھیے: لاکھوں آرزوئیں۔

آرزوے بخششِ خاص: ہے مجھے آرزوے بخششِ خاص — گر تجھے ہے امیدِ رحمتِ عام — ص ۱۳۶

آرزوے بوس: دیکھیے: داغِ آرزوے بوس۔

آرزوے بوسۂ لب ہاے مے گوں: ساقیا! دے ایک ہی ساغر میں سب کو ئے کہ آج — آرزوے بوسۂ لب ہاے مے گوں ہے مجھے — ص ۱۰۰

آرزوے خانہ آبادی: آرزوے خانہ آبادی نے ویراں تر کیا — کیا کروں، گر سایۂ دیوار سیلابی کرے — ص ۱۰۰

آرزوے دوست: نہیں گر ہمدمی آساں، نہ ہو، یہ رشک کیا کم ہے — نہ دی ہوتی خدایا! آرزوے دوست، دشمن کو — ص ۱۹۸

آرزوے گلچینی: مے کدے میں ہو اگر آرزوے گلچینی — بھول جا یک قدحِ بادہ بہ طاقِ گلزار — ص ۱۳۲

آرزوے مرگِ غالب: تیغ درکف، کف بہ لب آتا ہے قاتل اِس طرف — مژدہ باد اے آرزوے مرگِ غالب! مژدہ باد! — ص ۳۸

آرمیدگی: (۱) ہے آرمیدگی میں نکوہش بجا مجھے — صبحِ وطن ہے خندۂ دنداں نما مجھے — ص ۲۰۶

(۲) دیکھیے: ہوسِ آرمیدگی۔

آرمیدن[1]: حکمِ بیتابی نہیں اور آرمیدن منع ہے — باوجودِ مشقِ وحشت ہا رمیدن منع ہے — ص ۱۱۳

آرمیدہ: (۱) ممکن نہیں کہ بھول کے بھی آرمیدہ ہوں — میں دشتِ غم میں آہوے صیاد دیدہ ہوں — ص ۲۹۹

(۲) دیکھیے: یک نفسِ آرمیدہ۔

---

[1] آرمیدن : ایک بار۔
آرمیدگی : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
آرمیدہ : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔

آرے[۱]: کس روز تہمتیں نہ تراشا کیے عدو؟ — کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کیے؟ ص۲۴۳

آزاد[۲]: (۱) قید میں بھی ہے اسیری، آزاد — چشمِ زنجیر کو وا باندھتے ہیں ص۵۸

(۲) سو بار بندِ عشق سے آزاد ہم ہوئے — پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا ص۱۵۰

دیکھیے ـــــ: (۳) خاطرِ آزاد۔ (۴) نشۂ مینا آزاد۔

آزادمرد: یہ لاشِ بے کفن اسدِ خستہ جاں کی ہے — حق مغفرت کرے! عجب آزاد مرد تھا ص۱۵۵

آزادگی: دیکھیے: سررشتۂ آزادگی۔

آزادوں: غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفس — برق سے کرتے ہیں روشن شمعِ ماتم خانہ ہم ص۱۷۷

آزادہ: دیکھیے: دلِ آزادہ۔

آزادہ رَو: آزادہ رو ہوں اور مرا مسلک ہے صُلحِ کُل — ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے ص۱۲۵

آزادہ وخودبیں: بندگی میں بھی وہ آزادہ وخودبیں ہیں کہ ہم — اُلٹے پھر آئے، درِ کعبہ اگر وا نہ ہوا ص۱۶۲

آزادی[۳]: (۱) بہ تختی ہائے قیدِ زندگی معلوم آزادی — شرر بھی صیدِ دامِ رشتۂ رگ ہائے خارا ہے ص۸۵

دیکھیے ـــــ: (۲) اُمیدِ آزادی۔ (۳) باوصفِ آزادی۔ (۴) رہنِ آزادی۔ (۵) سعیِ آزادی۔ (۶) لطفِ آزادی۔

آزادیِ عشق: دیکھیے: دعویِ آزادیِ عشق۔

آزادیِ نسیم: ~~آزادیِ نسیم مبارک~~! کہ ہر طرف — ٹوٹے پڑے ہیں حلقۂ دامِ ہوائے گُل ص۱۷۶

آزار[۴]: (۱) یعنی تک انصاف نوازی کہ اگر ریزۂ سنگ — بے خبر، دے بہ کفِ پائے مسافر آزار

یک بیاباں تپشِ بالِ شرر ہے، صحرا — مغزِ کہسار میں کرتا ہے فرو نشترِ خار ص۴

(۲) کچھ تو جاڑے میں چاہیے آخر — تا نہ دے بادِ زمہریر آزار ص۱۲۶

(۳) دے مجھ کو شکایت کی اجازت کہ ستمگر! — کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار میں آوے ص۲۳۴

دیکھیے ـــــ: (۴) بقدرِ لذّتِ آزار۔ (۵) بے سبب آزار۔ (۶) جگر تشنۂ آزار۔ (۷) حریصِ لذّتِ آزار۔

---

۱ آرے : ایک بار۔

۲ آزاد : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکب: تین بار]۔

آزادگی : ایک بار [مرکب]۔

آزادوں : ایک بار۔

آزادوں : ایک بار۔

آزادہ : تین بار [مرکب]۔

۳ آزادی : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔

۴ آزار : نو بار [مفرد: تین بار، مرکب: چھے بار]۔

(۸) حسرتِ لذّتِ آزار۔ (۹) سپاسِ لذّتِ آزار دوست [مزید دیکھیے: کم آزار]۔

آزر[۱]: دیکھیے: بُت خانۂ آزر۔

آزردگاں: دیکھیے ____: (۱) بے موجب آزردگاں۔ (۲) دلِ آزردگاں۔ (۳) غبارِ خاطرِ آزردگاں۔

آزردگی: ہرچند عمر گزری آزردگی میں لیکن | ہے شرحِ شوق کو بھی جوں شکوہ ناتمامی ص ۷۵

آزردگیِ یار: میں سادہ دل آزردگیِ یار سے خوش ہوں | یعنی سبقِ شوق مکرر نہ ہوا تھا ص ۱۵۲

آزردہ[۲]: (۱) ہے بزمِ بتاں میں سخن آزردہ لبوں سے | تنگ آئے ہیں ہم ایسے خوشامد طلبوں سے ص ۲۰۱

(۲) رہے اُس شوخ سے آزردہ ہم چندے تکلّف سے | تکلّف برطرف، تھا ایک اندازِ جنوں وہ بھی ص ۲۰۲

دیکھیے ____: (۳)، (۴) دلِ آزردہ [دو بار]۔ (۵) عنوانِ بیانِ دلِ آزردہ۔

آزمائش[۳]: [بارہ مرتبہ بہ طورِ جزوِ ردیف، ص ۲۴۴]:

(۱)، (۲) حضورِ شاہ میں اہلِ سخن کی آزمائش ہے | چمن میں خوش نوایانِ چمن کی آزمائش ہے

(۳)، (۴) قد و گیسو میں قیس و کوہکن کی آزمائش ہے | جہاں ہم ہیں، وہاں دار و رسن کی آزمائش ہے

(۵) کریں گے کوہکن کے حوصلے کا امتحاں آخر | ابھی اُس خستہ کے نیروے تن کی آزمائش ہے

(۶) نسیمِ مصر کو کیا پیرِ کنعاں کی ہوا خواہی | اُسے یوسف کی بوے پیرہن کی آزمائش ہے

(۷) وہ آیا بزم میں، دیکھو نہ کہیو پھر کہ غافل تھے! | شکیب و صبرِ اہلِ انجمن کی آزمائش ہے

(۸) رہے دل ہی میں تیر، اچھا! جگر کے پار ہو، بہتر | غرض شستِ بُتِ ناوک فگن کی آزمائش ہے

(۹) نہیں کچھ سُبحہ و زُنّار کے پھندے میں گیرائی | وفاداری میں شیخ و برہمن کی آزمائش ہے

(۱۰) پڑا رہ اے دلِ وابستہ! بیتابی سے کیا حاصل | مگر پھر تابِ زلفِ پُرشکن کی آزمائش ہے

(۱۱) رگ و پے میں جب اُترے زہرِ غم تب دیکھیے کیا ہو | ابھی تو تلخیِ کام و دہن کی آزمائش ہے

۱۔ آزر : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ آزردہ : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: تین بار]۔
آزردگاں : تین بار [مرکّب]۔
آزردگی : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
۳۔ آزمائش : بارہ بار۔

(۱۲) وہ آویں گے مرے گھر، وعدہ کیسا، دیکھنا غالبؔ	نئے فتنوں میں اب چرخِ کہن کی آزمائش ہے	
آس[۱]: سرگشتگی میں عالمِ ہستی سے یاس ہے	تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے	ص ۲۰۲
آسان[۲]: (۱) بہ ہوس دردِ سرِ اہلِ سلامت تا چند!	مشکلِ عشق ہوں، مطلب نہیں آساں میرا	ص ۲۱
(۲) نہیں ہے باوجودِ ضعف سیرِ بے خودی آساں	رہِ خوابیدہ میں افگندنی ہے طرحِ منزل ہا	ص ۲۳
(۳) تکلف برطرف، فرہاد اور اتنی سبکدستی	خیال آساں تھا لیکن خوابِ خسرو نے گرانی کی	ص ۷۷
(۴) اسدؔ کو زیست تھی مشکل، اگر نہ سُن لیتا	کہ قتلِ عاشقِ دل دادہ تجھ کو آساں ہے	ص ۱۰۲
(۵) بہ فیضِ بے دلی نومیدیِ جاوید آساں ہے	کشائش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا	۱۳۳
(۶) تھی نوآموزِ فنا ہمتِ دشوار پسند	سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا	ص ۱۳۳
(۷) تھا گریزاں مژۂ یار سے دل تا دمِ مرگ	دفعِ پیکانِ قضا اِس قدر آساں سمجھا	ص ۱۳۷
(۸) بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا	آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا	ص ۱۵۰
(۹) ایسا آساں نہیں لہو رونا	دل میں طاقت، جگر میں حال کہاں!	ص ۱۸۲
(۱۰) ملنا ترا اگر نہیں آساں تو سہل ہے	دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں	ص ۱۸۳
(۱۱) رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج	مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہوگئیں	ص ۱۹۲
(۱۲) ابھی ہم قتل گہ کا دیکھنا آساں سمجھتے ہیں	نہیں دیکھا شناور جوئے خوں میں تیرے توسن کو	ص ۱۹۸
(۱۳) نہیں گر ہمدمی آساں، نہ ہو، یہ رشک کیا کم ہے	نہ دی ہوتی خدایا! آرزوئے دوست دشمن کو	ص ۱۹۸
(۱۴) لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے	ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی	ص ۲۰۳
(۱۵) مشکل ہے زبس کلام میرا اے دل!	سُن سُن کے اُسے، سخنورانِ کامل	
آساں کہنے کی کرتے ہیں فرمائش	''گویم مشکل وگر نگویم مشکل''	ص ۲۵۲
آساں کُن: اسدِ خستہ گرفتارِ دو عالم اوہام	مشکل آساں کُنِ یک خلق! تغافل تا چند؟	ص ۳۹

۱۔ آس : ایک بار۔

۲۔ آسان : سولہ بار [مفرد: پندرہ بار، مرکب: ایک بار]۔

آسائش[1]: (۱) یارب! اس آشفتگی کی داد کس سے چاہیے — رشک آسائش پہ ہے زندانیوں کی اب مجھے — ص۲۱۳

دیکھیے ـــــ : (۲) خضر آبادِ آسائش۔ (۳) سامانِ آسائش۔

آسائشِ اربابِ غفلت: رشک ہے آسائشِ اربابِ غفلت پر اسدؔ! — پیچ و تابِ دل نصیبِ خاطرِ آگاہ ہے — ص۹۳

آسائشِ درد: مژہ خواب سے کرتا ہوں بہ آسائشِ درد — بخیۂ زخمِ دل، چاک بہ یک دستہ شرار — ص۷

آسائشِ فنا: دیکھیے: تکیۂ آسائشِ فنا۔

آسائشِ وفاہا: پروانے سے ہو شاید تسکینِ شعلۂ شمع — آسائشِ وفاہا بیتابیِ جفا ہے — ص۹۳

آستاں[2]: (۱) خلوتِ دل میں نہ کر دخل بجز سجدۂ شوق — آستاں میں صفتِ آئنہ در پنہاں ہے — ص۱۰۹

(۲) نیاز، پردۂ اظہار خود پرستی ہے — جبینِ سجدہ فشاں تجھ سے، آستاں تجھ سے — ص۱۱۳

(۳) آستاں پر ہے ترے جوہرِ آئینۂ سنگ — رقمِ بندگیِ حضرتِ جبریلِ امیں — ص۱۳۵

(۴) دیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں — بیٹھے ہیں رہگزر پہ ہم، غیر ہمیں اٹھائے کیوں — ص۱۹۳

(۵) نصیرِ دولت و دیں اور معینِ ملت و ملک — بنا ہے چرخِ بریں جس کے آستاں کے لیے — ص۲۳۶

(۶) ہر مہینے میں جو یہ بدر سے ہوتا ہے ہلال — آستاں پر ترے مہ ناصیہ سا ہوتا ہے — ص۲۴۱

(۷)،(۸) دیکھیے: سنگِ آستاں [دوبار]۔

آستانِ یار: موجِ خوں سر سے گزر ہی کیوں نہ جائے — آستانِ یار سے اٹھ جائیں کیا؟ — ص۱۶۱

آستانہ[3]: (۱) سرشکِ آشفتہ سر تھا قطرہ زنِ مژگاں سے جانے میں — رہے یہاں شوخیِ رفتار سے پا آستانے میں — ص۵۸

(۲) بہ حکمِ عجزِ ابروے مہِ نَو حیرت ایما ہے — کہ یہاں گم کر جبینِ سجدہ فرسا آستانے میں — ص۵۸

آستانۂ بیدل: دل کارگاہِ فکر و اسدؔ بینواے دل — یہاں سنگِ آستانۂ بیدلؔ ہے آئنہ — ص۴۰

آستر[4]: بس کہ ہیں در پردہ مصروفِ سیہ کاری تمام — آستر ہے خرقۂ زہاد کا صوفِ مداد — ص۳۸

آستیں[5]: (۱) گریہ ہاے بے دلاں گنجِ شرر در آستیں — قہرمانِ عشق میں حسرت سے لیتے ہیں خراج — ص۳۵

---

[1] آسائش : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چھے بار]۔
[2] آستاں : نو بار [مفرد: چھے بار، مرکب: تین بار]۔
[3] آستانہ : تین بار [مرکب: ایک بار]۔
[4] آستر : ایک بار۔
[5] آستیں : پانچ بار [مرکب: تین بار]۔

(۲) گرچہ ہوں دیوانہ، پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب | آستیں میں دشنہ پنہاں، ہاتھ میں نشتر کھلا | ص۱۶۰

(۳) ٹکڑے ہوا ہے دیکھ کے تحریر کو جگر | کاتب کی آستیں ہے مگر تیغ کا نیام | ص۲۸۲

(۴) دیکھیے: نصیبِ آستیں۔

آستیں فشانی: بہ ہزار اُمیدواری رہی ایک اشک باری | نہ ہوا حصولِ زاری بجز آستیں فشانی | ص۱۰

آسماں[1]: (۱) لے زمیں سے آسماں تک فرش تھیں بیتابیاں | شوخیِ بارش سے مہ، فوارۂ سیماب تھا | ص۱۵

(۲) توڑ بیٹھے جب کہ ہم جام و سبو، پھر ہم کو کیا | آسماں سے بادۂ گلفام گر برسا کرے | ص۱۰۱

(۳) اُڑ کے جاتا کہاں کہ تاروں کا | آسماں نے بچھا رکھا تھا دام | ص۱۳۵

(۴) آسماں کو، کہا گیا کہ کہیں | گنبدِ تیز گرد نیلی فام | ص۱۳۸

(۵) فرش سے تا عرش وہاں طوفاں تھا موجِ رنگ کا | یہاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا | ص۱۳۵

(۶) ہم کہاں کے دانا تھے؟ کس ہنر میں یکتا تھے؟ | بے سبب ہوا غالبؔ دشمن آسماں اپنا | ص۱۵۹

(۷) کرتے ہو مجھ کو منعِ قدم بوس کس لیے؟ | کیا آسمان کے بھی برابر نہیں ہوں میں؟ | ص۱۹۱

(۸) کیا تنگ ہم ستم زدگاں کا جہان ہے! | جس میں کہ ایک بیضۂ مُور آسمان ہے | ص۲۰۳

(۹) یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے | ہوئے تم دوست جس کے دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو! | ص۲۰۰

(۱۰) ہے وہی بدمستیِ ہر ذرّہ کا خود عذر خواہ | جس کے جلوے سے زمیں تا آسماں سرشار ہے | ص۲۱۲

(۱۱) نالہ سرمایۂ یک عالم و عالم کفِ خاک | آسماں، بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے | ص۲۱۶

(۱۲) نویدِ امن ہے بیدادِ دوست جاں کے لیے | رہی نہ طرزِ ستم کوئی آسماں کے لیے | ص۲۳۵

(۱۳) زمانہ عہد میں اُس کے ہے محوِ آرائش | بنیں گے اور ستارے اب آسماں کے لیے | ص۲۳۶

(۱۴) زمیں پہ ایسا تماشا ہوا برات کی رات | کہ آسماں پہ کواکب بنے تماشائی | ص۲۶۲

(۱۵) اُس سے اندازِ شوکتِ تحریر | اخذ کرتا ہے آسماں کا دبیر | ص۲۶۷

(۱۶) خود آسماں ہے مہاراو راجہ پہ صدقے | ص۲۷۸

---

[1] آسماں : چوبیس بار [مفرد: سترہ بار، مرکب: سات بار]۔ آسمانی : ایک بار [مرکب]۔

(۱۷) جن کی مسند کا آسماں: گوشہ جن کی خاتم کا آفتاب: نگیں ص۲۸۰

(۱۸) جس بزم میں کہ ہو اُنھیں آہنگِ مے کشی وھاں آسمان شیشہ بنے، آفتاب جام ص۲۸۲

دیکھیے ـــــــ: (۱۹) جامِ آسماں۔ (۲۰) سات آسماں۔ (۲۱) صد دامن آسماں۔ (۲۲) یک آسماں۔

آسماں اور رنگ: دیکھیے: شہنشاہِ آسماں اور رنگ۔

آسمانِ سفلہ: دیکھتے تھے ہم بہ چشمِ خود وہ طوفانِ بلا آسمانِ سفلہ جس میں یک کفِ سیلاب تھا ص۱۵

آسمانی: دیکھیے: بلائے آسمانی۔

آسودگی[۱]: اگر آسودگی ہے مدعائے رنجِ بیتابی نثارِ گردشِ پیمانۂ مے روزگار اپنا ص۱۵

آسودہ[۲]: جوہرِ آئینہ ساں مژگاں بہ دل آسودہ ہے قطرہ جو آنکھوں سے ٹپکا، سونگہِ آلودہ ہے ص۱۰۳

دیکھیے ـــــــ: (۲) دلِ از اضطراب آسودہ۔ (۳) فریبِ خاطرِ آسودہ۔

آسودۂ مژگاں: دیکھیے: تبِ آسودۂ مژگاں۔

آسیائے آب[۳]: شکستِ گوشہ گیراں، ہے فلک کو حاصلِ گردش صدف سے آسیائے آب میں ہے دانہ گوہر کا ص۳۲۲

آشتیِ[۴] چشم و گوش: نے مژدۂ وصال، نہ نظارۂ جمال مدت ہوئی کہ آشتیِ چشم و گوش ہے ص۳۳۰

آشفتگاں: دیکھیے: دلِ آشفتگاں۔

آشفتگی: آشفتگی نے نقشِ سویدا کیا درست ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دود تھا ص۱۲۳

(۲) یارب! اِس آشفتگی کی داد کس سے چاہیے؟ رشک آسائش پہ ہے زندانیوں کی اب مجھے ص۲۱۳

(۳) دیکھیے: ہزار آشفتگی۔

آشفتگیِ جلوہ: دیکھیے: حُسنِ آشفتگیِ جلوہ۔

آشفتہ[۵]: دیکھیے: یک شبِ آشفتہ۔

آشفتہ بیانی: (۱) کیا بیاں کرکے مرا روئیں گے یار! مگر آشفتہ بیانی میری ص۲۳۱

۱ـ آسودگی : ایک بار۔

۲ـ آسودہ : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

۳ـ آسیا : ایک بار [مرکب]۔

۴ـ آشتی : ایک بار [مرکب]۔

۵ـ آشفتہ : گیارہ بار [مرکب]۔ آشفتگاں: ایک بار [مرکب]۔
آشفتگی : چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔

(۲) تو وہ بدخو کہ تحیّر کو تماشا جانے　　غم وہ افسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگے　　ص۲۰۹

آشفتہ جولانی: جب کہ نقشِ مدعا ہووے نہ جز موجِ سراب　　وادیِ حسرت میں پھر آشفتہ جولانی عبث　　ص۳۳

آشفتہ سر: (۱) سرشکِ آشفتہ سر تھا قطرہ زن، مژگاں کے جانے میں　　رہے یہاں شوخیِ رفتار سے پا آستانے میں　　ص۵۸

(۲) کہا ہے کس نے کہ غالبؔ برا نہیں؟ لیکن　　سوائے اس کے کہ آشفتہ سر ہے، کیا کہیے　　ص۲۴۷

دیکھیے ــــــــ: (۳)، (۴) غالبِؔ آشفتہ سر [دو بار]۔

آشفتہ سروں: پیشے میں عیب نہیں، رکھیے نہ فرہاد کو نام　　ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میرؔ بھی تھا　　ص۱۵۹

آشفتہ نوا: وحشتؔ و شیفتہؔ اب مرثیہ کہویں شاید　　مر گیا غالبِؔ آشفتہ نوا، کہتے ہیں　　ص۱۸۷

آشفتۂ رم: بہ بوئے زلفِ مشکیں سیہ دماغِ آشفتۂ رم ہیں　　کہ شاخِ آہواں، دودِ چراغ آسا پریشاں ہے　　ص۸۱

آشکار[۱]: (۱) جوں غنچہ و گل آفتِ فالِ نظر نہ پوچھ　　پیکاں سے تیرے جلوۂ زخم آشکار تھا　　ص۱۷

(۲) امواج کی جو یہ شکنیں آشکار ہیں　　ہے چشمِ اشک ریز سے دریا شکستہ دل　　ص۵۱

(۳) گو نفس و چہ غبار؟ جرأتِ عجز آشکار　　در تپش آبادِ شوق سرمہ، صدا نام ہے　　ص۹۹

(۴) گرہ کی ہے یہی گنتی کہ تا بہ روزِ شمار　　ہوا کرے گی ہر اک سال آشکار گرہ　　ص۲۷۸

آشنا[۲]: (۱) دلِ نااُمید کیوں کر بہ تسلی آشنا ہو　　جو اُمیدوار رہیے نہ بہ مرگِ ناگہانی　　ص۱۰

(۲) آشنا، غالبؔ نہیں ہیں دردِ دل کے آشنا　　ورنہ کس کو میرے افسانے کی تابِ استماع!　　ص۲۸

(۳) نے سرو برگِ آرزو، نے رہ و رسمِ گفتگو　　اے دل و جانِ خلق! تو ہم کو بھی آشنا سمجھ　　ص۴۳

(۵) دریائے مے ہے ساقی لیکن خمار باقی　　تا کوچہ دادنِ موجِ خمیازہ آشنا ہے　　ص۹۳

(۶)، (۷) گو ایک بادشاہ کے سب خانہ زاد ہیں　　دربار دار لوگ بہم آشنا نہیں

کانوں پہ ہاتھ دھرتے ہیں، کرتے ہوئے سلام　　اس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں　　ص۱۲۹

(۸) دے وہ جس قدر ذلت، ہم ہنسی میں ٹالیں گے　　بارے، آشنا نکلا اُن کا پاسباں، اپنا　　ص۱۵۹

---

۱ آشکار : چار بار۔　　آشکارا: ایک بار۔

۲ آشنا : سینتیس بار [مفرد: انیس بار، مرکب: اٹھارہ بار]۔

(۹) وہ نیشتر سہی، پر دل میں جب اُتر جاوے — نگاہِ ناز کو پھر کیوں نہ آشنا کہیے — ص ۲۲۸

[بہ طورِ ردیف چار بار — کُل پانچ بار ص ۱۹]:

(۱۰) خود پرستی سے، رہے باہدگر ناآشنا — بیکسی میری شریک، آئینہ تیرا آشنا

(۱۱) آتشِ موے دماغِ شوق ہے تیرا تپاک — ورنہ ہم کس کے ہیں اے داغِ تمنا! آشنا

(۱۲) بے دماغی شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہیں — یار تیرا جامِ مے، خمیازہ میرا آشنا

(۱۳)،(۱۴) جوہرِ آئینہ جز رمزِ سرِ مژگاں نہیں — آشنا کی ہمدگر سمجھے ہے ایما آشنا

[پانچ بار بہ طورِ ردیف، ص ۱۴۹]:

(۱۵) رشک کہتا ہے کہ اُس کا غیر سے اخلاص، حیف! — عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کس کا آشنا!

(۱۶) ذرّہ ذرّہ ساغرِ مے خانۂ نیرنگ ہے — گردشِ مجنوں بہ چشمک ہاے لیلا آشنا

(۱۷) میں اور ایک آفت کا ٹکڑا وہ دلِ وحشی کہ ہے — عافیت کا دشمن اور آوارگی کا آشنا

(۱۸) شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہ رہنا چاہیے — میرا، زانو مونس اور آئینہ، تیرا آشنا

(۱۹) کوہکن نقاشِ یک تمثالِ شیریں تھا اسدؔ! — سنگ سے سر مار کر ہووے نہ پیدا آشنا

دیکھیے ـــــــ: (۲۰) آوازآشنا۔ (۲۱) حق آشنا۔ (۲۲) خطِ جام آشنا۔ (۲۳) دریا آشنا۔ (۲۴) سراغِ یک نگہِ قہر آشنا۔ (۲۵) شبنم آشنا۔ (۲۶) نگاہ آشنا۔ (۲۷)، (۲۸) نگہِ آشنا [دو بار]۔ (۲۹) نمِ شرمِ جبیں آشنا۔ (۳۰) نوازش آشنا۔ (۳۱) یک نگاہ آشنا۔

آشنا تعبیرِ خوابِ سبزۂ بیگانہ: مشقِ از خود رفتگی سے ہیں بہ گلزارِ خیال — آشنا تعبیرِ خوابِ سبزۂ بیگانہ ہم — ص ۵۳

آشنا دشمن: ہم اور وہ بے سبب رنج، آشنا دشمن کہ رکھتا ہے — شعاعِ مہر سے تہمت نگہ کی چشمِ روزن پہ — ص ۱۶۸

آشنا کُش: ترے نوکر ترے در پر اسدؔ کو ذبح کرتے ہیں — ستمگر، ناخدا ترس، آشنا کُش! ماجرا کیا ہے؟ — ص ۸۴

آشناے خندہ: شورشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یھاں — دل محیطِ گریہ و لب آشناے خندہ ہے — ص ۲۱۵

آشناے گل: مژگاں تلک رسائیِ لختِ جگر کہاں — اے واے! گر نگاہ نہ ہو آشناے گل — ص ۵۳

آشناے گل و خار: دیکھیے: نگہِ آشناے گل و خار۔

آشایاں: دیکھیے: ضبطِ آشایاں۔

آشنائی[۱]: (۱) نظر بازی، طلسمِ وحشت آبادِ پرستاں ہے — رہا بیگانۂ تاثیر افسوں آشنائی کا — ص۱۶

(۲) نہ مارا جان کر بے جرم، غافل! تیری گردن پر — رہا مانندِ خونِ بے گنہ حق آشنائی کا — ص۱۳۶

دیکھیے ـــــ: (۳) حقِ آشنائی۔ (۴) فریبِ آشنائی۔

آشوب[۲] آگہی: بے مے کسے ہے طاقتِ آشوبِ آگہی — کھینچا ہے عجزِ حوصلہ نے خط ایاغ کا — ص۱۳۹

آشوبِ غم: تیرے دل میں گر نہ تھا آشوبِ غم کا حوصلہ — تو نے پھر کیوں کی تھی میری غمگساری، ہائے ہائے! — ص۲۰۳

آشیاں[۳]: (۱) گزرا جو آشیاں کا تصور بہ وقتِ بند — مژگانِ چشمِ دام ہوئے خار و خس تمام — ص۵۵

(۲) قفس میں مجھ سے رودادِ چمن کہتے نہ ڈر ہمدم! — گری ہے جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو — ص۲۰۰

(۳) اے عندلیب! یک کفِ خس بہرِ آشیاں — طوفانِ آمد آمدِ فصلِ بہار ہے — ص۲۱۸

(۴) پنہاں تھا دام، سخت قریب آشیان کے — اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے — ص۲۳۶

(۵) مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر — کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کے لیے — ص۲۳۶

(۶) نہ دیکھا کوئی ہم نے آشیاں بلبل کا گلشن میں — کہ جس کے در پہ غنچہ شکلِ قفلِ زر نہیں ہوتا — ص۲۲۵

دیکھیے ـــــ: (۷) دستِ مشتِ پر و خار آشیاں۔ (۸) سوے آشیاں۔ (۹) گرمیِ نبضِ خار و خسِ آشیاں۔ (۱۰) ہر جُزوِ آشیاں۔

آشیاں بندِ بہارِ عیش: آشیاں بندِ بہارِ عیش ہوں ہنگامِ قتل — بسملِ بے پروازِ رنگِ رفتہ، بال تیر ہے — ص۹۵

آشیانِ طائرِ رنگِ پریدہ: خوں در جگر نہفتہ، بہ زردی رسیدہ ہوں — خود آشیانِ طائرِ رنگِ پریدہ ہوں — ص۶۱

آشیانِ طائرِ رنگِ حنا: یاد رکھیے ناز ہائے التفاتِ اوّلیں — آشیانِ طائرِ رنگِ حنا ہو جائیے — ص۸۸

آشیاں گم کردہ: نواے طائرانِ آشیاں گم کردہ آتی ہے — تماشا ہے کہ رنگِ رفتہ برگردیدنی جانے — ص۱۱۵

آشیانہ[۴]: (۱) ہجومِ مژدۂ دیدار و پروازِ تماشاہا — گلِ اقبال خس ہے چشمِ بلبل آشیانے میں — ص۵۸

۱؎ آشنائی : چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔

۲؎ آشوب : دو بار [مرکب]۔

۳؎ آشیاں : چودہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: نو بار]۔

۴؎ آشیانہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔

(۲) دیکھیے: کنجِ آشیانہ۔

آشیانۂ عنقاے ناز: دیکھیے: پروازِ آشیانۂ عنقاے ناز۔

آصف[۱]: آصف کو سلیماں کی وزارت سے شرف تھا — ہے فخرِ سلیماں جو کرے تیری وزارت — ص۱۲۷

آغاز[۲]: (۱) گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یاد، گل — غنچے سے منقارِ بلبل وار ہو فریاد گل — ص۵۲

(۲) ایک میں کیا کہ سب نے جان لیا — تیرا آغاز اور ترا انجام — ص۳۶

دیکھیے ____: (۳) خار خارِ خاطرِ آغاز۔ (۴) روائیِ آغاز۔ (۵) سر خطِ آغاز۔ (۶) شعلۂ آغاز۔

آغازِ کار: صبح سے معلوم آثارِ ظہورِ شام ہے — غافلاں! آغازِ کار آئینۂ انجام ہے — ص۱۰۰

آغوش[۳]: (۱) مستیِ ابر سے گلچینِ طرب ہے حسرت — کہ اِس آغوش میں ممکن ہے دو عالم کا فشار — ص۱۳۲

دیکھیے ____: (۲) چشمِ تحیر آغوش۔ (۳) شش جہت آغوش۔

آغوشِ بلا: غم، آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو — چراغِ روشن اپنا، قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے — ص۲۱۰

آغوشِ خمار: شعلہ آغاز، ولے حیرتِ داغ انجام — موجِ مے، لیک ز سر تا قدم آغوشِ خمار — ص۹

آغوشِ خمِ حلقۂ زنّار: مرجاؤں نہ کیوں رشک سے، جب وہ تنِ نازک — آغوشِ خمِ حلقۂ زنّار میں آوے — ص۲۳۳

آغوشِ خوباں: دیکھیے: حیرتِ آغوشِ خوباں۔

آغوشِ رقیب: نقشِ نازِ بتِ طناز بہ آغوشِ رقیب — پاے طاؤس پئے خامۂ مانی مانگے — ص۲۰۹

آغوش کشا: تمثال میں تیری ہے وہ شوخی کہ بہ صد ذوق — آئینہ بہ اندازِ گل آغوش کشا ہے — ص۲۱۹

آغوش کشائی: گلشن کو تری صحبت از بس کہ خوش آئی ہے — ہر غنچے کا گل ہونا آغوش کشائی ہے — ص۲۱۰

آغوشِ گل: آغوشِ گل کشودہ براے وداع ہے — اے عندلیب! چل کہ چلے دن بہار کے — ص۲۱۰

آغوشِ گل: آغوشِ گل ہے آئنۂ ذرہ ذرہ خاک — عرضِ بہار، جوہرِ پرواز ہے مجھے — ص۹۷

آغوشِ نقشِ پا: یک گام بے خودی سے لوٹیں بہارِ صحرا — آغوشِ نقشِ پا میں کیجے فشارِ صحرا — ص۲۶

آغوشِ وداع: (۱) خشت، پشتِ دستِ عجز و قالب، آغوشِ وداع — پُر ہوا ہے سیل سے پیمانہ کس تعمیر کا؟ — ص۱۱

۱۔ آصف : ایک بار۔
۲۔ آغاز : سات بار [مفرد: دو بار، مرکب: پانچ بار]۔
۳۔ آغوش : اکیس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: بیس بار]۔

	(۲) بازماندن ہاے مژگاں ہے یک آغوشِ وداع	عید در حیرت سوادِ چشمِ قربانی عبث	ص ۳۴
	(۳) ہے جنوں اہلِ جنوں کے لیے آغوشِ وداع	چاک ہوتا ہے گریباں سے جُدا میرے بعد	ص ۱۲۶
	(۴) جادۂ رہ خُور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع	چرخ وا کرتا ہے ماہِ نو سے آغوشِ وداع	ص ۱۷۴
آغوشِ وداعِ جلوہ:	تا کجا اے آگہی! رنگِ تماشا باختن؟	چشمِ وا گردیدہ: آغوشِ وداعِ جلوہ ہے	ص ۲۱۵

آغوشِ وداعِ دل: دیکھیے: فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل۔

آغوشِ وداعِ نظر:	جمعیتِ آوارگیِ دید نہ پوچھو	دل تا مژہ آغوشِ وداعِ نظر آوے	ص ۱۱۳
آغوشِ وداعِ یوسفستاں:	تکلف برطرف، ذوقِ زلیخا جمع کر ورنہ	پریشاں خواب آغوشِ وداعِ یوسفستاں ہے	ص ۸۱
آفات[۱]:	تا مجھے پہنچائے کاہش، بختِ بد ہے گھات میں	ہاں، فراوانی اگر کچھ ہے تو ہے آفات میں	ص ۲۹۰

آفاق[۲]: دیکھیے ______: خسروِ آفاق۔ عرصۂ آفاق۔ روے شش جہت آفاق۔

آفت[۳]:	(۱) مَیں اور ایک آفت کا ٹکڑا وہ دلِ وحشی کہ ہے	عافیت کا دشمن اور آوارگی کا آشنا	ص ۱۳۹
	(۲) خطر ہے، رشتۂ الفت رگِ گردن نہ ہو جاوے	غرورِ دوستی آفت ہے، تو دشمن نہ ہو جاوے	ص ۲۱۳

دیکھیے ______: (۳) اک آفت۔ (۴) ہزار آفت۔ (۵) فقیرِ آفت رسیدہ۔ (۶) مبتلاے آفتِ رشک۔

آفتِ جولانِ ہوس:	عذرِ لنگ آفتِ جولانِ ہوس ہے، یارب!	جل اُٹھے گرمیِ رفتار سے پاے چوبیں	ص ۸
آفت زدۂ عرضِ دو عالم نیرنگ:	حیرت، آفت زدۂ عرضِ دو عالم نیرنگ	مومِ آئینۂ ایجاد ہے مغزِ تمکیں	ص ۸
آفتِ فالِ نظر:	جوں غنچہ و گل آفتِ فالِ نظر نہ پوچھ	پیکاں سے تیرے جلوۂ زخم آشکار تھا	ص ۱۷
آفتِ گیرائی:	وحشتِ زخمِ وفا دیکھ کہ سر تا سرِ دل	بخیہ جوں جوہرِ تیغ آفتِ گیرائی ہے	ص ۱۰۳
آفتِ لب:	ہوا ترکِ لباسِ زعفرانی دل کشا لیکن	ہنوز آفت لبِ یک خندہ، یعنی چاک باقی ہے	ص ۱۰۷
آفتِ نظارہ:	اگر وہ آفتِ نظارہ جلوہ گستر ہو	ہلال، ناخنِ دیدہ ہاے اختر ہو	ص ۶۷
آفتاب[۴]:	(۱) سیلِ بناے ہستیِ شبنم ہے آفتاب	چھوڑے نہ چشم میں تپشِ دل نشانِ اشک	ص ۵۰

۱۔ آفات : ایک بار۔
۲۔ آفاق : تین بار [مرکب]۔
۳۔ آفت : بارہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: گیارہ بار]۔
۴۔ آفتاب : اکیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: دس بار]۔

(۲) بٹتے ہیں سونے روپے کے چھلّے حضور میں ہے جن کے آگے سیم و زر مہر و ماہ ماند

یوں سمجھیے کہ بیچ سے خالی کیے ہوئے لاکھوں ہی آفتاب ہیں اور بے شمار چاند ص ۱۳۸

(۳) وہ نالہ دل میں خس کے برابر جگہ نہ پائے! جس نالے سے شگاف پڑے آفتاب میں ص ۱۸۹

(۴) ہے کائنات کو حرکت تیرے ذوق سے پرتو سے آفتاب کے، ذرّے میں جان ہے ص ۲۰۳

(۵) رفتارِ عمر قطعِ رہِ اضطراب ہے اِس سال کے حساب کو برق، آفتاب ہے ص ۲۰۶

(۶) جیسا کہ آفتاب نکلتا ہے شرق سے اخلاص کا ہوا ہے اِسی ملک سے ظہور ص ۲۶۳

(۷)،(۸) نہ آفتاب، ولے آفتاب کا ہم چشم نہ بادشاہ، ولے مرتبے میں ہمسرِ شاہ ص ۲۷۷

(۹) جن کی مسند کا آسماں، گوشہ جن کی خاتم کا آفتاب، نگیں ص ۲۸۰

(۱۰) سچ ہے تم آفتاب ہو جس کے فروغ سے دریائے نور ہے فلکِ آبگینہ فام ص ۲۸۲

(۱۱) جس بزم میں کہ ہو انھیں آہنگِ مے کشی وھاں آسمان شیشہ بنے، آفتاب جام ص ۲۸۲

دیکھیے ____: (۱۲) اجزاے نگاہِ آفتاب۔ (۱۳) تارِ شعاعِ آفتاب۔ (۱۴) عکسِ خطِ جامِ آفتاب۔ (۱۵) غیرتِ صد آفتاب۔

آفتاب آثار: دیکھیے: جہاں دارِ آفتاب آثار۔

آفتابِ بام: بس کہ تیرے جلوۂ دیدار کا ہے اشتیاق ہر بتِ خرشید طلعت آفتابِ بام ہے ص ۱۰۱

آفتاب پرست: ہر ایک ذرۂ عاشق ہے آفتاب پرست گئی نہ خاک ہوئے پر ہوائے جلوۂ ناز ص ۱۴۲

آفتابِ روزِ محشر: ہے سوا نیزے پہ، اُس کے قامتِ نوخیز سے آفتابِ روزِ محشر ہے گُلِ دستار دوست ص ۳۳

آفتابِ صبحِ محشر: دیکھیے: شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر۔

آفتابِ محشر: بہ یادِ قامت اگر ہو بلند آتشِ غم ہر ایک داغِ جگر آفتابِ محشر ہو ص ۶۷

آفریں[۱]: مرحبا موشگافیِ ناوک! آفریں آبداریِ صمصام! ص ۱۳۸

آفرینش[۲]: آفرینش کو ہے وھاں سے طلبِ مستیِ ناز عرضِ خمیازۂ ایجاد ہے ہر موجِ غبار ص ۱۳۳

۱۔ آفریں: ایک بار۔

۲۔ آفرینش: تین بار [مفرد: دوبار، مرکب: ایک بار]۔

(۲) ہیں زوال آمادہ اجزا آفرینش کے تمام	مہرِ گردوں ہے چراغِ رہگذارِ باد یہاں	ص ۱۷۹
(۳) دیکھیے: طلسمِ آفرینش۔		
آقائے[۱] نامور: اس کشمکش میں آپ کا مدّاح دردمند	آقائے نامور سے نہ کچھ کرسکا کلام	ص ۲۸۳
آگ[۲]: (۱) ہے شفق، سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی	ہر یک اختر، ہے فلک پر قطرۂ اشکِ کباب	ص ۳۱
(۲) رات کو آگ اور دن کو دھوپ	بھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار!	ص ۱۲۶
(۳) آگ تاپے کہاں تلک انساں!	دھوپ کھاوے کہاں تلک جاں دار!	ص ۱۲۶
(۴) دھوپ کی تابش، آگ کی گرمی	وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار	ص ۱۲۶
(۵) سوزِ دل کا کیا کرے بارانِ اشک	آگ بھڑکی، مینہ اگر دم بھر کھلا	ص ۱۳۰
(۶) دل میں ذوقِ وصل و یادِ یار تک باقی نہیں	آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا، جل گیا	ص ۱۵۱
(۷) کیا غم خوار نے رسوا، لگے آگ اس محبت کو!	نہ لاوے تاب جو غم کی وہ میرا رازداں کیوں ہو	ص ۱۹۹
(۸) تم اپنے شکوے کی باتیں نہ کھود کھود کے پوچھو	حذر کرو مرے دل سے کہ اس میں آگ دبی ہے	ص ۲۰۵
(۹) نگہِ گرم سے اک آگ ٹپکتی ہے اسدؔ	ہے چراغاں خس و خاشاکِ گلستاں مجھ سے	ص ۲۱۲
(۱۰) پوچھے ہے کیا وجود و عدم اہلِ شوق کا	آپ اپنی آگ کے خس و خاشاک ہوگئے	ص ۲۲۹
(۱۱) بگڑی ہے بہت بات بنائے نہیں بنتی	اب گھر کو بغیر آگ لگائے نہیں بنتی	ص ۲۸۳
(۱۲) تو آب سے گر سلب کرے طاقتِ سیلاں	تو آگ سے گر دفع کرے تابِ شرارت	ص ۱۲۷
(۱۳) دھوئیں سے آگ کے اک ابرِ دریا بار ہو پیدا	اسدؔ حیدر پرستوں سے اگر ہووے دوچار آتش	ص ۴۷
(۱۴) اک شرر دل میں ہے، اُس سے کوئی گھبرائے گا کیا	آگ مطلوب ہے ہم کو، جو ہوا کہتے ہیں	ص ۱۸۸
(۱۵) آگ سے، پانی میں بجھتے وقت اُٹھتی ہے صدا	ہر کوئی درماندگی میں نالے سے ناچار ہے	ص ۲۱۲
آگاہ[۳]: (۱) کوئی آگاہ نہیں باطنِ ہمدیگر سے	ہے ہر اک فرد جہاں میں ورقِ ناخواندہ	ص ۷۱

۱۔ آقا : ایک بار [مرتّب]۔
۲۔ آگ : پندرہ بار۔
۳۔ آگاہ : چار بار [مفرد: ایک بار، مرتّب: تین بار]۔

دیکھیے ــــــ ب : (۲)، (۳) دلِ آگاہ [دو بار]۔ (۴) نصیبِ خاطرِ آگاہ۔

آگاہی[1]: (۱) ہوئی جس کو بہارِ فرصتِ ہستی سے آگاہی   بہ رنگِ لالہ جامِ بادہ بر محمل پسند آیا   ص۳۱۸

دیکھیے ــــــ : (۲) افسونِ آگاہی۔ (۳) تعبیرِ آگاہی۔ (۴) تمہیدِ آگاہی۔ (۵) جادۂ صحرائے آگاہی۔ (۶) شہیدِ دردِ آگاہی۔ (۷) گردن کشِ یک درسِ آگاہی۔ (۸) وحشت کشِ درسِ سرابِ سطرِ آگاہی۔

آگاہیِ دیدارِ خوباں: دیکھیے: نامحرمِ آگاہیِ دیدارِ خوباں۔

آگہ[2]: دیکھیے: طبعِ آگہ۔

آگہی[3]: (۱) تپشِ دلِ شکستہ پئے عبرت آگہی ہے   کہ نہ دے عنانِ فرصت بہ کشاکشِ زبانی   ص۹

(۲) گل، غنچگی میں غرقۂ دریائے رنگ ہے   اے آگہی! فریبِ تماشا کہاں نہیں!   ص۵۷

(۳) ہے طلسمِ دہر میں صد حشرِ پاداشِ عمل   آگہی غافل! کہ ایک امروز بے فردا نہیں   ص۶۵

(۴) آگہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے   مدعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا   ص۱۳۲

(۵) تا کجا اے آگہی! رنگِ تماشا باختن   چشمِ واگردیدہ: آغوشِ وداعِ جلوہ ہے   ص۲۱۵

(۶) اپنی ہستی ہی سے ہو جو کچھ ہو   آگہی گر نہیں، غفلت ہی سہی   ص۲۲۰

دیکھیے ــــــ : (۷) ایمان و آگہی۔ (۸) حلِّ معمائے آگہی۔ (۹) خانۂ آگہی۔ (۱۰) دو عالم آگہی۔ (۱۱) طاقتِ آشوبِ آگہی۔ (۱۲) عیارِ آگہی۔

آگہی مخمور: بہ غفلت عطرِ گل ہم آگہی مخمور ملتے ہیں   چراغانِ تماشا چشمِ صد ناسور ملتے ہیں   ص۹۳

آگے[4]: (۱) بٹتے ہیں سونے روپے کے چھلے حضور میں   ہے جن کے آگے سیم و زر مہر و ماہ ماند   ص۱۲۸

(۲) شاہ کے آگے دھرا ہے آئنہ   اب مآلِ سعیِ اسکندر کھلا   ص۱۳۰

(۳) دل تا جگر کہ ساحلِ دریائے خوں ہے اب   اس رہ گزر میں جلوۂ گل، آگے گرد تھا   ص۱۵۳

(۴) بجلی اک کوند گئی آنکھوں کے آگے تو کیا؟   بات کرتے کہ میں لب تشنۂ تقریر بھی تھا   ص۱۵۸

---

[1] آگاہی : نو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: آٹھ بار]۔
[2] آگہ : ایک بار [مرکب]۔
[3] آگہی : تیرہ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: سات بار]۔
[4] آگے : تیس بار۔

(۵) ہوئے اُس مہروش کے جلوۂ تمثال کے آگے پرافشاں جوہر آئینے میں، مثلِ ذرّہ روزن میں ص۱۸۰

(۶) آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی اب کسی بات پر نہیں آتی ص۲۳۷

(۷) پر، یار کے آگے بول سکتے ہی نہیں غالبؔ! منہ بند ہوگیا ہے گویا ص۲۵۳

[آٹھ بار بہ طورِ ردیف، ص۲۲۷]:

(۸)، (۹) عجب نشاط سے جلّاد کے چلے ہیں ہم آگے کہ اپنے سایے سے سر، پانْو سے ہے دو قدم آگے

(۱۰) قضا نے تھا مجھے چاہا خرابِ بادۂ الفت فقط خراب لکھا، بس نہ چل سکا قلم آگے

(۱۱) غمِ زمانہ نے جھاڑی نشاطِ عشق کی مستی وگرنہ ہم بھی اُٹھاتے تھے لذّتِ الم آگے

(۱۲) خدا کے واسطے! داد اِس جنونِ شوق کی دینا کہ اُس کے در پہ پہنچتے ہیں نامہ بر سے ہم آگے

(۱۳) یہ عمر بھر جو پریشانیاں اُٹھائی ہیں ہم نے تمھارے آئیو اے طرّہ ہاے خم بہ خم! آگے

(۱۴) دل و جگر میں پرافشاں جو ایک موجۂ خوں ہے ہم اپنے زعم میں سمجھے ہوئے تھے اُس کو دم آگے

(۱۵) قسم جنازے پہ آنے کی میرے کھاتے ہیں، غالبؔ! ہمیشہ کھاتے تھے جو میری جان کی قسم آگے

[بہ طورِ جزوِ ردیف، پندرہ بار، ص۲۳۸]:

(۱۶)، (۱۷) بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے

(۱۸) اک کھیل ہے اورنگِ سلیماں مرے نزدیک اک بات ہے اعجازِ مسیحا مرے آگے

(۱۹) جز نام، نہیں صورتِ عالم مجھے منظور جز وہم نہیں، ہستیِ اشیا مرے آگے

(۲۰) ہوتا ہے نہاں گرد میں صحرا، مرے ہوتے گھستا ہے جبیں خاک پہ دریا، مرے آگے

(۲۱) مت پوچھ کہ کیا حال ہے میرا ترے پیچھے تو دیکھ کہ کیا رنگ ہے تیرا مرے آگے

(۲۲) سچ کہتے ہو، خودبین و خودآرا ہوں، نہ کیوں ہوں؟ بیٹھا ہے بتِ آئنہ سیما مرے آگے

(۲۳) پھر دیکھیے اندازِ گل افشانیِ گفتار رکھ دے کوئی پیمانۂ صہبا مرے آگے

(۲۴) نفرت کا گماں گزرے ہے، میں رشک سے گزرا کیوں کر کہوں، لو نام نہ اُن کا مرے آگے

(۲۵) ایماں مجھے روکے ہے، جو کھینچے ہے مجھے کفر کعبہ مرے پیچھے ہے، کلیسا مرے آگے

(٢٦) عاشق ہوں پہ معشوق فریبی ہے مرا کام — مجنوں کو برا کہتی ہے لیلا مرے آگے

(٢٧) خوش ہوتے ہیں، پر وصل میں یوں مر نہیں جاتے — آئی شبِ ہجراں کی تمنا مرے آگے

(٢٨) ہے موج زن اک قلزمِ خوں، کاش یہی ہو! — آتا ہے ابھی دیکھیے کیا کیا مرے آگے

(٢٩) گو ہاتھ کو جنبش نہیں، آنکھوں میں تو دم ہے — رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

(٣٠) ہم پیشہ و ہم مشرب و ہم راز ہے میرا — غالب کو برا کیوں کہو، اچھا، مرے آگے

(٣١) آم کے آگے پیش جاوے خاک — پھوڑتا ہے جلے پھپولے تاک ص١٣٠

آلِ [١] عبا: دیکھیے: خاصِ آلِ عبا۔

آلِ نبی: دیکھیے ـــــ: (١) دشمنِ آلِ نبی۔ (٢) قبلۂ آلِ نبی۔

آلاتِ [٢] مے کشی: صرف بہائے مے ہوئے آلاتِ مے کشی — تھے یہ ہی دو حساب، سو یوں پاک ہو گئے ص٢٢٩

آلود [٣]: دیکھیے ـــــ: (١) جیبِ اشکِ چشمِ سرمہ آلود۔ (٢) چشمِ حسرت آلود چراغِ کشتہ۔ (٣) زبانِ سرمہ آلود۔

آلودہ [٤]: زمزم ہی پہ چھوڑو، مجھے کیا طوفِ حرم سے — آلودہ بہ مے جامۂ احرام بہت ہے ص٢٢٥

دیکھیے ـــــ: (٢) ابرِ شفق آلودہ۔ (٣) خوابِ آلودہ مژگاں۔ (٤) دستِ حنا آلودہ۔ (٥) سرشک آلودہ۔
(٦) غبار آلودہ۔ (٧) قفلِ زنگ آلودہ۔ (٨)، (٩) مسی آلودہ [دو بار]۔ (١٠)، (١١) نگہ آلودہ [دو بار]۔

آلودۂ عصیاں: دیکھیے: دامنِ آلودۂ عصیاں۔

آلودۂ مسی: دیکھیے: موجِ تبسمِ لبِ آلودۂ مسی۔

آلودۂ وحشت: دیکھیے: داغِ مشک آلودۂ وحشت۔

آم [٥]: (١) آم کا کون مردِ میداں ہے؟ — ثمر و شاخ: گوے و چوگاں ہے ص١٣٠

(٢) آم کے آگے پیش جاوے خاک — پھوڑتا ہے جلے پھپولے تاک ص١٣٠

(٣) مجھ سے پوچھو، تمھیں خبر کیا ہے — آم کے آگے نیشکر کیا ہے! ص١٣٠

(٤) آم کو دیکھتا اگر یک بار — پھینک دیتا طلائے دست افشار ص١٣١

---

١ آل : تین بار [مرکب]۔
٢ آلات : ایک بار [مرکب]۔
٣ آلود : تین بار [مرکب]۔
٤ آلودہ : چودہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تیرہ بار]۔
٥ آم : دس بار۔
آموں : ایک بار۔

(۵)،(۶) صاحبِ شاخ و برگ و بار ہے آم — ناز پروردۂ بہار ہے آم — ص۳۱

(۷) خاص وہ آم جو نہ ارزاں ہو — نو بر نخلِ باغِ سلطاں ہو — ص۳۱

(۸) خوشی ہے یہ آنے کی برسات کے — پئیں بادۂ ناب اور آم کھائیں — ص۲۶۳

(۹) سوا تاج کے، جو ہے مقلوبِ جاں — نہ وھاں آم پائیں نہ انگور پائیں — ص۲۶۳

(۱۰) کھاتا نہ اِنھیں کہ یہ پرائے ہیں آم — ص۳۱۳

آموں: بارے، آموں کا کچھ بیاں ہوجائے — خامہ، نخلِ رطب فشاں ہوجائے — ص۳۰

آمادہ[۱]: (۱) تیرے در کے لیے اسبابِ نثار آمادہ — خاکیوں کو جو خدا نے دیے جان و دل و دیں — ص۱۳۵

(۲) ابر روتا ہے کہ بزمِ طرب آمادہ کرو — برق ہنستی ہے کہ فرصت کوئی دم ہے ہم کو — ص۱۹۵

دیکھیے ____: (۳) دُزدیدنِ دلِ ستم آمادہ۔ (۴) زوال آمادہ۔ (۵) شکست آمادہ۔ (۶) وحشتِ شوقِ خروش آمادہ۔

آمد[۲]: (۱) آمد بہار کی ہے جو بلبل ہے نغمہ سنج — اُڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی — ص۲۴۳

(۲) دیکھیے: سنگ آمد و سخت آمد۔

آمدِ خط: آمدِ خط ہے، نہ کر خندۂ شیریں کہ مباد — چشمِ مور آئنۂ دل نگرانی مانگے — ص۷۸

(۲) آمدِ خط سے ہوا ہے سرد جو بازارِ دوست — دودِ شمعِ کشتہ تھا شاید خطِ رخسارِ دوست — ص۱۶۳

آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب: آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب ہے — نقشِ پا جو کان میں رکھتا ہے اُنگلی جادہ سے — ص۲۱۷

آمدِ فصلِ بہاری: دیکھیے: نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری۔

آمدِ فصلِ لالہ کاری: پھر جگر کھودنے لگا ناخن — آمدِ فصلِ لالہ کاری ہے — ص۲۴۳

آمد و رفتِ نَفَس: ویرانیٔ مجو آمد و رفتِ نفس نہیں — ہے کوچہ ہائے نے میں غبارِ صدا بلند — ص۳۸

(۲) کس کو دوں یارب! حسابِ سوزنا کی ہائے دل؟ — آمد و رفتِ نفس جز شعلہ پیمائی نہیں — ص۶۵

آمد آمد[۳]: (۱) یہ کس بہشت شمائل کی آمد آمد ہے! — کہ غیرِ جلوۂ گل رہ گزر میں خاک نہیں — ص۱۸۳

---

۱ آمادہ : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔

۲ آمد : نو بار [مفرد: تین بار، مرکب: چھے بار]۔

۳ آمد آمد : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

(۲) دیکھیے: طوفانِ آمد آمدِ فصلِ بہار۔

آمدنامہ[۱] : جس نے قادرنامہ سارا پڑھ لیا — اُس کو آمدنامہ کچھ مشکل نہیں — ص۲۷۵

آمدن[۲] : دیکھیے: از خویش بیروں آمدن۔

آمدہ[۳] : دیکھیے ــــــ: (۱) جانِ برلب آمدہ۔ (۲) دستِ تہِ سنگ آمدہ۔

آموختن[۴] : دیکھیے: سرابِ یک تپش آموختن۔

آمیزش[۵] : یہ اُس کے عدل سے اضداد کو ہے آمیزش — کہ دشت و کوہ کے اطراف میں بہ ہر سرِ راہ — ص۲۷۷

آمین[۶] : (۱) غم و عشرت قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں ہے — دعاے مدعا گم کردگاں لبریزِ آمیں ہے — ص۸۹

(۲) دے دعا کو مری وہ مرتبۂ حُسنِ قبول — کہ اجابت کہے ہر حرف پہ سو بار آمیں — ص۱۳۵

(۳) ہے دعا بھی یہی کہ دُنیا میں — تم رہو زندہ جاوداں، آمیں! — ص۲۸۱

آنسو[۷] : آنسو کہوں کہ آہ! سوارِ ہوا کہوں — ایسا عناں گسیختہ آیا کہ کیا کہوں! — ص۵۶

(۲) غالبؔ! زبس کہ سوکھ گئے چشم میں سرشک — آنسو کی بوند گوہرِ نایاب ہوگئی — ص۹۶

(۳) نہ نکلا آنکھ سے تیری اک آنسو اُس جراحت پر — کیا سینے میں جس نے خوں چکاں مژگانِ سوزن کو — ص۱۹۸

آنکھ[۸] : (۱) باغ تجھ بن گلِ نرگس سے ڈراتا ہے مجھے — چاہوں گر سیرِ چمن، آنکھ دکھاتا ہے مجھے — ص۸۸

(۲) تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ — جب آنکھ کھل گئی، نہ زیاں تھا نہ سود تھا — ص۱۳۳

(۳) نہ نکلا آنکھ سے تیری اک آنسو اُس جراحت پر — کیا سینے میں جس نے خوں چکاں مژگانِ سوزن کو — ص۱۹۸

(۴) آنکھ کی تصویر سرنامے پہ کھینچی ہے کہ تا — تجھ پہ کھل جاوے کہ اِس کو حسرتِ دیدار ہے — ص۲۱۲

(۵) جوشِ جنوں سے کچھ نظر آتا نہیں اسدؔ! — صحرا ہماری آنکھ میں یک مشتِ خاک ہے — ص۲۱۶

(٦) مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے — بھَوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات! چاہیے — ص۲۱۹

---

۱ آمدنامہ : ایک بار۔
۲ آمدن : ایک بار [مرکب]۔
۳ آمدہ : دو بار [مرکب]۔
۴ آموختن : ایک بار [مرکب]۔
۵ آمیزش : ایک بار۔
۶ آمین : تین بار [مفرد: دو بار، مرکب: ایک بار]۔
۷ آنسو : تین بار۔
۸ آنکھ : دس بار۔
آنکھوں : سترہ بار۔
آنکھیں : آٹھ بار۔

	(۷) رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل	جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا، تو پھر لہو کیا ہے	ص ۲۳۲
	(۸) اک خوں چکاں کفن میں کروڑوں بناؤ ہیں	پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی	ص ۲۳۳
	(۹) خوں ہو کے جگر آنکھ سے ٹپکا نہیں اے مرگ!	رہنے دے مجھے یہاں کہ ابھی کام بہت ہے	ص ۲۳۵
	(۱۰) دیکھیے: ہزار آنکھ۔		
آنکھوں:	(۱) مہِ اختر فشاں کی، بہرِ استقبال، آنکھوں سے	تماشا، کشورِ آئینہ میں آئینہ بند آیا	ص ۱۱
	(۲) ناتوانی ہے تماشائیِ عمرِ رفتہ	رنگ نے آئینہ آنکھوں کے مقابل باندھا	ص ۱۳
	(۳) جو کچھ ہے محوِ شوخیِ ابروئے یار ہے	آنکھوں کو رکھ کے طاق پہ دیکھا کرے کوئی	ص ۸۸
	(۴) خیر خواہِ دید ہوں، از بہرِ دفعِ چشمِ زخم	کھینچتا ہوں اپنی آنکھوں میں سلائی نیل کی	ص ۹۱
	(۵)،(۶) زبس نکلا غبارِ دل بہ وقتِ گریہ آنکھوں سے	اسدؔ! کھائے ہوئے سُرمے نے آنکھوں میں بصارت کی	ص ۹۷
	(۷) جوہرِ آئینہ ساں مژگاں بہ دل آسودہ ہے	قطرہ جو آنکھوں سے ٹپکا سُو نگہ آلودہ ہے	ص ۱۰۳
	(۸) توفیق بہ اندازۂ ہمت ہے ازل سے	آنکھوں میں ہے وہ قطرہ کہ گوہر نہ ہوا تھا	ص ۱۵۲
	(۹) بجلی اک کوند گئی آنکھوں کے آگے تو کیا!	بات کرتے کہ میں لب تشنۂ تقریر بھی تھا	ص ۱۵۸
	(۱۰) رکھتے ہو تم قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ؟	رُتبے میں مہر و ماہ سے کم تر نہیں ہوں میں	ص ۱۹۱
	(۱۱) جوے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شامِ فراق	میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہوگئیں	ص ۱۹۱
	(۱۲) یہ کہہ سکتے ہو، ہم دل میں نہیں ہیں، پر یہ بتلاؤ	کہ جب دل میں تمھیں تم ہو تو آنکھوں سے نہاں کیوں ہو	ص ۲۰۰
	(۱۳) گو ہاتھ کو جنبش نہیں، آنکھوں میں تو دم ہے	رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے	ص ۲۲۹
	(۱۴) دل کو آنکھوں نے پھنسایا، کیا مگر	یہ بھی حلقے ہیں تمھارے دام کے؟	ص ۲۵۰
	(۱۵) جسے کہتے ہیں خوشی، اُس نے بلائیں لے کر	کبھی چوما، کبھی آنکھوں سے لگایا سہرا	ص ۲۹۳
	(۱۶) خواب و بیداری پہ کب ہے آدمی کو اختیار	مثلِ زخم آنکھوں کو سی دیتا جو ہوتا ہوشیار	ص ۲۹۰
	(۱۷) آنکھوں میں انتظار سے جاں پُرشتاب ہے	آتا ہے آ، وگرنہ یہ پا در رکاب ہے	ص ۳۵۳
آنکھیں:	(۱) اسدؔ! بزمِ تماشا میں تغافل، پردہ داری ہے	اگر ڈھانپے تو آنکھیں ڈھانپ، ہم تصویرِ عریاں ہیں	ص ۶۲

(۲) نہ گلِ نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز | میں ہوں اپنی شکست کی آواز | ص۱۴۲

(۳) پیکرِ عشاق، سازِ طالعِ ناساز ہے | نالہ، گویا گردشِ سیارہ کی آواز ہے | ص۲۲۷

(۴) کیوں نہ چیخوں کہ یاد کرتے ہیں | میری آواز گر نہیں آتی | ص۲۳۷

(۵) لڑتا ہے مجھ سے حشر میں قاتل کہ کیوں اُٹھا؟ | گویا ابھی سُنی نہیں آواز صور کی | ص۲۴۳

(۶)،(۷)،(۸) آواز تری نکلے اور آواز کے ساتھ | لاٹھی وہ لگے کہ جس میں آواز نہ ہو | ص۳۴۳

دیکھیے ـــــــ: (۹) تاثیرِ سحرِ شعلۂ آواز۔(۱۰) دوُدِ شعلۂ آواز۔(۱۱) سرمۂ آواز۔(۱۲) شعلۂ آواز۔

آوازِ آشنا: ربطِ تمیزِ اعیاں دُردِ مئے صدا ہے | اَعمیٰ کو سرمۂ چشم، آواز آشنا ہے | ص۹۳

آوازِ پرعنقا: جو عزادارِ شہیدانِ نفَس دُزدیدہ ہو | نوحۂ ماتم بہ آوازِ پرِ عنقا کرے | ص۱۰۱

آوازِ خوباں: دیکھیے: شعلۂ آوازِ خوباں۔

آوازہ[۱]: دیکھیے: بلند آوازہ۔

آوردگاں: دیکھیے: سخن برلب آوردگاں۔

آوردن[۲]: دیکھیے ـــــــ: (۱) حسرتِ آبِ بہ روے کار آوردن۔

(۲) (بہ) دست آوردنِ دل۔

آوردہ: دیکھیے: بہم آوردہ۔

آہ[۳]: (۱) طاؤس در رکاب ہے ہر ذرّہ آہ کا | یارب! نفَس غبار ہے کس جلوہ گاہ کا؟ | ص۱۹

(۲) ہر چند میں ہوں طوطیِ شیریں سخن، ولے | آئینہ آہ! میرے مقابل نہیں رہا | ص۲۱

(۳) اے آہ! میری خاطرِ وابستہ کے سوا | دُنیا میں کوئی عقدۂ مشکل نہیں رہا | ص۲۱

(۴) دیا داغِ جگر کو آہ نے ساماں شگفتن کا | نہ ہو بالیدہ، غیر از جُنبشِ دامانِ بادہ، آتش | ص۳۷

(۵) کہتا تھا کل وہ محرمِ راز اپنے سے کہ آہ! | دردِ جدائیِ اسداللہ خاں نہ پوچھ | ص۴۰

---

۱ آوازہ : ایک بار [مرکب]۔
۲ آوردن : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
آوردہ : ایک بار [مرکب]۔
آوردگاں : ایک بار [مرکب]۔
۳ آہ : چونتیس بار [مفرد: اٹھارہ بار، مرکب: سولہ بار]۔
آہیں : چار بار۔

(۲) نہ گُلِ نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز — میں ہوں اپنی شکست کی آواز — ص۱۷۲

(۳) پیکرِ عشاق، سازِ طالعِ ناساز ہے — نالہ، گویا گردشِ سیارہ کی آواز ہے — ص۲۲۷

(۴) کیوں نہ چیخوں کہ یاد کرتے ہیں — میری آواز گر نہیں آتی — ص۲۳۷

(۵) لڑتا ہے مجھ سے حشر میں قاتل کہ کیوں اُٹھا؟ — گویا ابھی سُنی نہیں آواز صور کی — ص۲۴۳

(۶)،(۷)،(۸) آواز تری نکلے اور آواز کے ساتھ — لاٹھی وہ لگے کہ جس میں آواز نہ ہو — ص۳۱۳

دیکھیے ـــــــ: (۹) تاثیرِ سحرِ شعلۂ آواز۔(۱۰) دودِ شعلۂ آواز۔(۱۱) سرمۂ آواز۔(۱۲) شعلۂ آواز۔

آوازِ آشنا: ربطِ تمیزِ اعیاں دُردِ مَےِ صدا ہے — اَعمیٰ کو سرمۂ چشم، آوازِ آشنا ہے — ص۹۳

آوازِ پرِ عنقا: جو عزادارِ شہیدانِ نفَس دُزدیدہ ہو — نوحۂ ماتم بہ آوازِ پرِ عنقا کرے — ص۱۰۱

آوازِ خوباں: دیکھیے: شعلۂ آوازِ خوباں۔

آوازہ[۱]: دیکھیے: بلند آوازہ۔

آوردگاں: دیکھیے: سخن برلب آوردگاں۔

آوردن[۲]: دیکھیے ـــــــ: (۱) حسرت آب بہ روے کار آوردن۔

(۲) (بہ) دست آوردنِ دل۔

آوردہ: دیکھیے: بہم آوردہ۔

آہ[۳]: (۱) طاؤس در رکاب ہے ہر ذرہ آہ کا — یارب! نفَس غبار ہے کس جلوہ گاہ کا؟ — ص۱۹

(۲) ہر چند میں ہوں طوطیِ شیریں سخن، ولے — آئینہ آہ! میرے مقابل نہیں رہا — ص۲۱

(۳) اے آہ! میری خاطرِ وابستہ کے سوا — دُنیا میں کوئی عقدۂ مشکل نہیں رہا — ص۲۱

(۴) دیا داغِ جگر کو آہ نے ساماں شگفتن کا — نہ ہو بالیدہ، غیر از جُنبشِ دامانِ باد، آتش — ص۴۷

(۵) کہتا تھا کل وہ محرمِ راز اپنے سے کہ آہ! — دردِ جدائیِ اسداللہ خاں نہ پوچھ — ص۷۰

---

[۱] آوازہ : ایک بار [مرکب]۔

[۲] آوردن : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔

آوردہ : ایک بار [مرکب]۔

آوردگاں : ایک بار [مرکب]۔

[۳] آہ : چونتیس بار [مفرد: اٹھارہ بار، مرکب: سولہ بار]۔

آہیں : چار بار۔

(۶) آب ہو جاتے ہیں ننگِ ہمتِ باطل سے مرد — اشک پیدا کر اسدؔ! گر آہ بے تاثیر ہے — ص۹۶

(۷) ہے عرضِ شکست، آئینۂ جرأتِ عاشق — جُز آہ کہ سر لشکرِ وحشت علمی ہے — ص۷۰

(۸) دوست دارِ دشمن ہے، اعتمادِ دل معلوم! — آہ بے اثر دیکھی، نالہ نارسا پایا — ص۱۳۳

(۹) دل میں پھر گریے نے اک شور اُٹھایا غالبؔ! — آہ! جو قطرہ نہ نکلا تھا سُو طوفاں نکلا — ص۱۳۴

(۱۰) اعتبارِ عشق کی خانہ خرابی دیکھنا — غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا — ص۱۵۱

(۱۱) آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہوتے تک — کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہوتے تک — ص۱۷۵

(۱۲) آہ وہ جُرأتِ فریاد کہاں! — دل سے تنگ آ کے جگر یاد آیا — ص۱۵۲

(۱۳) آہ کا کس نے اثر دیکھا ہے؟ — ہم بھی ایک اپنی ہَوا باندھتے ہیں — ص۱۸۱

(۱۴) کیا دے صدا کہ الفتِ گم گشتگاں سے آہ! — ہے سرمہ، گردِ رہ بہ گلوے جرس تمام — ص۵۵

(۱۵) آنسو کہوں کہ آہ! سوارِ ہَوا کہوں — ایسا عناں گسیختہ آیا کہ کیا کہوں! — ص۵۶

(۱۶) وھاں اُس کو ہولِ دل ہے تو یھاں میں ہوں شرمسار — یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو — ص۱۹۵

(۱۷) نہیں ہے آہ کو ایمائے تیر باریدن — وگرنہ ہے خمِ تسلیم سے کماں پیدا — ص۳۳۶

(۱۸) یھاں اشک جدا گرم ہے اور آہ جدا گرم — حسرت کدۂ عشق کی ہے آب و ہوا گرم — ص۳۳۸

دیکھیے ______ : (۱۹) شرارِ آہ۔ (۲۰) ضبطِ آہ۔ (۲۱) فغان و آہ۔

آہِ آتشیں: میں عدم سے بھی پرے ہوں، ورنہ غافل! بارہا — میری آہِ آتشیں سے بالِ عنقا جل گیا — ص۱۵۱

آہِ بے تاثیر: (۱) عروجِ نا اُمیدی چشمِ زخمِ چرخ کیا جانے — بہارِ بے خزاں از آہِ بے تاثیر ہے پیدا — ص۳۰

(۲) دیکھیے: آئینہ دارِ آہِ بے تاثیر۔

آہِ حسرتناک: دیکھیے: بہارِ نیم رنگِ آہِ حسرتناک۔

آہِ سحر گہ: دریغ! آہِ سحر گہ کارِ بادِ صبح کرتی ہے — کہ ہوتی ہے زیادہ سرد مہری شمع رویاں کی — ص۷۶

آہِ خاموشاں: نہیں ہے ضبط، جُز مشاقگی ہاے غم آرائی — کہ میلِ سرمۂ چشمِ داغ میں ہے آہِ خاموشاں — ص۳۳۹

آہِ شعلہ ریز: تھی میرے ہی جلانے کو اے آہِ شعلہ ریز! — گھر پر پڑا نہ غیر کے کوئی شرار، حیف! — ص۳۹

آہِ گرم: دیکھیے: اک آہِ گرم۔

آہِ نارسا: دیکھیے: یک آہِ نارسا۔

آہِ نیم شبی: دلا! یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے کہ آخر — نہ گریۂ سحری ہے، نہ آہِ نیم شبی ہے — ص۲۰۵

آہ وزاری: دیکھیے: فریاد و آہ و زاری۔

آہ وفریاد: کچھ تو دے اے فلکِ ناانصاف! — آہ و فریاد کی رُخصت ہی سہی — ص۲۲۱

آہ وفغاں: لیتا، نہ اگر دل تمھیں دیتا، کوئی دم چین — کرتا، جو نہ مرتا، کوئی دن آہ و فغاں اور — ص۱۷۰

آہیں: (۱) حسرت کشِ یک جلوۂ معنی ہیں نگاہیں — کھینچوں ہوں سویدائے دلِ چشم سے آہیں — ص۵۹

(۲) جوں مردمکِ چشم میں ہوں جمع نگاہیں — خوابیدہ بہ حیرت کدۂ داغ ہیں آہیں — ص۵۹

(۳) مت مردمکِ دیدہ میں سمجھو یہ نگاہیں — ہیں جمع سویدائے دلِ چشم میں آہیں — ص۱۸۳

(۴) بس کہ روکا میں نے اور سینے میں اُبھریں پے بہ پے — میری آہیں بخیۂ چاکِ گریباں ہوگئیں — ص۱۹۲

آہن[ا]: ہوا چرچا جو میرے پانْو کی زنجیر بننے کا — کیا بیتاب کاں میں جُنبشِ جوہر نے آہن کو — ص۱۹۸

آہنگ[۲]: (۱) نے کوچۂ رُسوائی و زنجیرِ پریشاں — اے نالہ! میں کس پردے میں آہنگ نکالوں؟ — ص۶۰

(۲) فریاد اسدؔ! غفلتِ رسوائیِ دل سے — کس پردے میں فریاد کی آہنگ نکالوں — ص۶۰

دیکھیے ــــــ: (۳) افسردگی آہنگ۔ (۴) پیچ و تابِ طبعِ برق آہنگ۔ (۵) تپش آہنگ۔ (۶) خارج از آہنگ۔ (۷) نشاط آہنگ۔

آہنگِ اسدؔ: آہنگِ اسدؔ میں نہیں جُز نغمۂ بیدلؔ — "عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ" — ص۳۶

آہنگِ زمیں بوسِ قدم: وھاں پہنچ کر جو غش آتا پئے ہم ہے ہم کو — صدرہ آہنگِ زمیں بوسِ قدم ہے ہم کو — ص۱۹۵

آہنگِ شکایت: دیکھیے: سازِ آہنگِ شکایت۔

آہنگِ شوقِ یار: اسدؔ! پیری میں بھی آہنگِ شوقِ یار قائم ہے — نہیں ہے نغمے سے خالی خمیدن ہائے چنگ آخر — ص۳۰

آہنگِ عدمِ نالہ: آہنگِ عدم نالہ بہ کہسار گرو ہے — ہستی میں نہیں شوخیِ ایجادِ صدا ہیچ — ص۳۶

ا۔ آہن : ایک بار۔ — آہنگی : دوبار [مرکّب]۔

۲۰۔ آہنگ : چودہ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: بارہ بار]۔

آہنگِ مضراب پہ پروانہ: شب تری تاثیرِ سحرِ شعلۂ آواز سے — تارِ شمع آہنگِ مضراب پہ پروانہ تھا ص۲۵

آہنگِ مےکشی: جس بزم میں کہ ہو اُنھیں آہنگِ مےکشی — وھاں آسمان شیشہ بنے، آفتاب جام ص۲۸۲

آہنگیِ پرواز: جُو غبار کردہ سیر، آہنگیِ پرواز گو؟ — بلبلِ تصویر و دعوائے پر افشانی عبث ص۳۳

آہنگیِ ہستی: دیکھیے سینہ آہنگیِ ہستی۔

آہو[1]: (۱) کسو کو ز خود رستہ کم دیکھتے ہیں — کہ آہو کو پابندِ رم دیکھتے ہیں ص۵۶

دیکھیے ____: (۲) بیاضِ دیدۂ آہو۔ (۳) پابہ زنجیرِ رمِ آہو۔ (۴) تمثالِ سوادِ چشمِ آہو۔ (۵) دوشِ رمِ آہو۔ (۶)، (۷) رمِ آہو [دوبار]۔ (۸) سوادِ چشمِ آہو۔ (۹) سوادِ چشمِ آہو۔ (۱۰) سوادِ دیدۂ آہو۔ (۱۰) سرپنجۂ مژگانِ آہو۔ (۱۱) مژگانِ آہو۔ (۱۲) ہرچشمِ آہو۔

آہواں: دیکھیے: شاخِ آہواں۔

آہوہا: دیکھیے: سوجِ رمِ آہوہا۔

آہوے بیابانِ حسن: حجر الاسود دیوارِ حرم کیجے فرض — نافہ آہوے بیابانِ حسن کا کہیے ص۱۲۲ [چھٹی زائی]

آہوے حسن: کیجے آہوے حسن کو خضرِ صحراے طلب — مشک ہے سُنبلستانِ زلف میں گردِ سواد ص۳۸

آہوے دشتِ تتار: دیکھیے: دماغِ آہوے دشتِ تتار۔

آہوے رم خوردہ: دیکھیے: عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ۔

آہوے صیاد دیدہ: ممکن نہیں کہ بھول کے بھی آرمیدہ ہوں — میں دشتِ غم میں آہوے صیاد دیدہ ہوں ص۲۹۹

آئنہ[2]: (۱) ناتوانی ہے تماشائیِ عمرِ رفتہ — رنگ نے آئنہ آنکھوں کے مقابل باندھا ص۱۳

(۲) بےخبر مت کہ ہمیں، بیدردا! خود بینی سے پوچھ — قلزمِ ذوقِ نظر میں آئنہ پایاب تھا ص۱۵

(۳) چشم بندِ خلق غیر از نقشِ خود بینی نہیں — آئنہ ہے قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست ص۳۳

(۴) آئنہ دام کو سبزے میں چھپاتا ہے عبث — کہ پری زادِ نظر قابلِ تسخیر نہیں ص۵۷

---

۱ آہو : سترہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سولہ بار]۔
آہواں : ایک بار [مرکب]۔
آہوہا : ایک بار [مرکب]۔

۲ آئنہ : ایک سو بارہ بار [مفرد: اکتالیس بار، مرکب: اکہتر بار]۔

(۵) تمثالِ ناز: جلوۂ نیرنگِ اعتبار	ہستی عدم ہے، آئنہ گر روبرو نہ ہو	ص۶۸
(۶) ریگِ روان و ہر تپش درسِ تسلیِ شعاع	آئنہ توڑ اے خیال! جلوے کو خوںبہا سمجھ	ص۷۲
(۷) جلوہ نہیں ہے دردِ سر، آئنہ صندلی نہ کر	عکس کجا و کو نظر، نقش کو مدعا سمجھ	ص۷۳
(۸) لغزشِ پا کو ہے بلد نغمۂ ''یا علی مدد''	ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ! سبحہ کو خوںبہا سمجھ	ص۷۳
(۹) بجز دیوانگی، ہوتا نہ انجامِ خود آرائی	اگر پیدا نہ کرتا آئنہ زنجیر جوہر کی	ص۷۷
(۱۰) تشنۂ خونِ تماشا جو وہ پانی مانگے	آئنہ رخصتِ اندازِ روانی مانگے	ص۷۸
(۱۱) حسنِ خوباں بس کہ بے قدرِ تماشا ہے اسدؔ!	آئنہ، یک دستِ ردِّ امتناعِ جلوہ ہے	ص۸۷
(۱۲) وہ شوخ اپنے حسن پہ مغرور ہے اسدؔ!	دکھلا کے اُس کو آئنہ توڑا کرے کوئی	ص۸۸
(۱۳) شورِ تمثال ہے کس رشکِ چمن کا یارب!	آئنہ، بیضۂ بلبل نظر آتا ہے مجھے	ص۸۸
(۱۴) حسرتِ چیدن ہا، خوںبہائے دیدن ہا	رنگِ گل کے پردے میں آئنہ پرافشاں ہے	ص۸۸
(۱۵) عکسِ خط تا سخنِ ناصحِ دانا سرسبز	آئنہ، بیضۂ طوطی نظر آیا ہے مجھے	ص۱۰۷
(۱۶) تمثالِ تماشاہا، اقبالِ تمناہا	عجزِ عرقِ شرمے اے آئنہ! حیرانی	ص۱۰۸
(۱۷) جوہرِ دستِ دعا آئنہ، یعنی تاثیر	یک طرف نازشِ مژگان و دگر سو غمِ خار	ص۱۳۳
(۱۸) شاہ کے آگے دھرا ہے آئنہ	اب مآلِ سعیِ اسکندر کھلا	ص۱۴۰
(۱۹) اب میں ہوں اور ماتمِ یک شہرِ آرزو	توڑا جو تو نے آئنہ، تمثال دار تھا	ص۱۵۲
(۲۰) آرائشِ جمال سے فارغ نہیں ہنوز	پیشِ نظر ہے آئنہ دائم نقاب میں	ص۱۸۹
(۲۱)،(۲۲) از مہر تا بہ ذرہ دل و دل ہے آئنہ	طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئنہ	ص۲۰۱
(۲۳) نہ جانوں کیونکے مٹے داغِ طعنِ بدعہدی	تجھے کہ آئنہ بھی ورطۂ ملامت ہے	ص۲۱۳
(۲۴) حسن بے پروا خریدارِ متاعِ جلوہ ہے	آئنہ، زانوے فکرِ اختراعِ جلوہ ہے	ص۲۱۵
(۲۵) دل مت گنوا، خبر نہ سہی سیر ہی سہی	اے بے دماغ! آئنہ تمثال دار ہے	ص۲۱۸
(۲۶) اُس چشمِ فسوں گر کا اگر پائے اشارہ	طوطی کی طرح آئنہ گفتار میں آوے	ص۲۳۲

(۲۷) نہ دیجے ضبطِ پاسِ آبرو وقتِ شکستن بھی	تحمل پیشۂ تمکین رہیے آئنہ آسا	ص۲۲۷
(۲۸) وحشتِ دل سے پریشاں ہے چراغانِ خیال	باندھوں ہوں آئنے پر چشمِ پری سے آئیں	ص۸
(۲۹) کھینچوں ہوں آئنے پر خندۂ گل سے مسطر	نامہ، عنوانِ بیانِ دلِ آزردہ نہیں	ص۸
(۳۰) حیرت اگر خرام ہے، کارِ نگہ تمام ہے	گر کفِ دست بام ہے، آئنے کو ہُوا سمجھ	ص۴۳
(۳۱) ہنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں	کہ جوہر آئنے کا، ہر پلک ہے چشمِ حیراں کی	ص۷۶
(۳۲) غضب شرم آفریں ہے رنگ ریزی ہائے خود بینی	سفیدی آئنے کی پنبۂ روزن نہ ہوجاوے	ص۸۵
(۳۳) تا کہ تجھ پر کھلے اعجازِ ہوائے صیقل	دیکھ برسات میں سبز آئنے کا ہوجانا	ص۱۵۶
(۳۴) کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید نہ پوچھ	بہ رنگِ خار مرے آئنے سے جوہر کھینچ	ص۱۶۵
(۳۵) پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح اسدؔ	ڈرتا ہوں آئنے سے کہ مردم گزیدہ ہوں	ص۲۹۹

[چھے بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص۷۰]:

(۳۶) حیرت ہجومِ لذتِ غلطانیِ تپش	سیماب بالش و کمرِ دل ہے آئنہ
(۳۷) غفلت بہ بالِ جوہرِ شمشیر پرفشاں	یہاں پشتِ چشمِ شوخیِ قاتل ہے آئنہ
(۳۸) حیرت نگاہ برق، تماشا بہار شوخ	در پردۂ ہُوا پرِ بسمل ہے آئنہ
(۳۹) یہاں رہ گئے ہیں ناخنِ تدبیر ٹوٹ کر	جوہر طلسمِ عقدۂ مشکل ہے آئنہ
(۴۰) ہم زانوئے تأمل و ہم جلوہ گاہِ گل	آئینہ بندِ خلوت و محفل ہے آئنہ
(۴۱) دل کارگاہِ فکر و اسدؔ بے نوائے دل	یہاں سنگِ آستانۂ بیدلؔ ہے آئنہ

دیکھیے ـــــ: (۴۲)،(۴۳) آبِ آئنہ [دوبار]۔ (۴۴) تپشِ آئنہ۔ (۴۵) تمثال گدازِ آئنہ۔ (۴۶) تمِ خاکسترِ صد آئنہ۔ (۴۷) جنونِ آئنہ۔ (۴۸)،(۴۹)،(۵۰) جوہرِ آئنہ [تین بار]۔ (۵۱) خارِ شمع آئنہ۔ (۵۲) دلِ آئنہ۔ (۵۳) رقیبِ آئنہ۔ (۵۴) زانوئے آئنہ۔ (۵۵) زنگار خوردہ آئنہ۔ (۵۶) صد آئنہ زانوئے گلستاں زدہ۔ (۵۷) صفتِ آئنہ۔ (۵۸) صفحۂ آئنہ۔ (۵۹) طلسمِ آئنہ۔ (۶۰) عکسِ آئنہ۔ (۶۱) نقش بندِ آئنہ۔ (۶۲) نگہِ آئنہ۔ (۶۳) یک عرق آئنہ۔

آئنہ انجامِ جنوں:	حیرتِ آئنہ انجامِ جنوں ہوں جوں شمع	کس قدر داغِ جگر شعلہ اُٹھاتا ہے مجھے	ص۸۸
آئنہ ایجادِ درد:	ہر رنگ گردش، آئنہ ایجادِ درد ہے	اشکِ سحاب جُز بہ وداعِ خزاں نہیں	ص۵۷
آئنہ ایجادِ کفِ گوہربار:	جوشِ طوفانِ کرم، ساقیِ کوثرؔ ساغر	نُہ فلک، آئنہ ایجادِ کفِ گوہربار	ص۳
آئنہ پرداز:	(۱) بہ فکرِ حیرتِ رم آئنہ پردازِ زانو ہے	کہ مُشکِ نافہ، تمثالِ سوادِ چشمِ آہو ہے	ص۹۸
	(۲) کس پردے میں ہے آئنہ پرداز اے خدا!	رحمت کہ عذر خواہِ لبِ بے سوال ہے	ص۲۰۵
آئنہ پردازِ داغِ ماہ:	عکسِ گل ہائے سمن سے چشمہ ہائے باغ میں	فلسِ ماہی آئنہ پردازِ داغِ ماہ ہے	ص۹۲
آئنہ پردازیِ دستِ دگراں:	ضعف، آئنہ پردازیِ دستِ دگراں ہے	تصویر کے پردے میں مگر رنگ نکالوں	ص۶۱
آئنہ تعمیر:	دید، حیرت کش و خرشید، چراغانِ خیال	عرضِ شبنم سے چمن آئنہ تعمیر آیا	ص۲۷
آئنہ خانہ:	آئنہ خانہ ہے صحنِ چمنستاں یکسر	بس کہ ہیں بے خود و وارفتہ و حیراں گل و صبح	ص۳۷
	(۲) پروازِ نقشِ دامِ تمنائے جلوہ تھا	طاؤس نے اک آئنہ خانہ رکھا گرو	ص۶۹
	(۳) ذوقِ خود داری خرابِ وحشتِ تسخیر ہے	آئنہ خانہ مری تمثال کو زنجیر ہے	ص۹۵
	(۴) شکلِ طاؤس کرے آئنہ خانہ پرواز	ذوق میں جلوے کے تیرے بہ ہوائے دیدار	ص۱۳۳
	(۵) مدعا محوِ تماشائے شکستِ دل ہے	آئنہ خانے میں کوئی لیے جاتا ہے مجھے	ص۲۱۶
آئنہ دار:	(۱) بالِ رعنائیِ دُم: موجۂ گل بندِ قبا	گردشِ کاسۂ سُم: چشمِ پری آئنہ دار	ص۵ [گھوڑے کے لیے]
	(۲) مردمک سے ہو عزا خانۂ اقبالِ نگاہ	خاکِ در کی ترے جو چشم نہ ہو آئنہ دار	ص۱۳۳
	(۳) کب مجھے کوئے یار میں رہنے کی وضع یاد تھی	آئنہ دار بن گئی حیرتِ نقشِ پا کہ یوں	ص۱۷۸
آئنہ دارِ تپشِ کوکب:	بہ تحیر کدۂ فرصتِ آرایشِ وصل	دلِ شب، آئنہ دارِ تپشِ کوکب تھا	ص۲۳
آئنہ دارِ خموشیِ دل:	تغافل، آئنہ دارِ خموشیِ دل ہے	ہوئی ہے محو بہ تقریبِ امتحاں فریاد	ص۳۷
آئنہ دارِ ہنرگر:	شوخیِ حُسن و عشق ہے آئنہ دارِ ہنرگر	خار کو بے نیام جان، ہم کو برہنہ پا سمجھ	ص۷۳
آئنہ داریِ یک دیدۂ حیراں:	گردشِ ساغرِ صد جلوۂ رنگیں تجھ سے	آئنہ داریِ یک دیدۂ حیراں مجھ سے	ص۲۱۲

آئنۂ رخساروں: فروِ آئینہ میں بخشیں شکنِ خندۂ گل — دلِ آزردہ، پسند آئنہ رخساروں کا — ص ۲۸

آئنہ ساز: فریبِ صنعتِ ایجاد کا تماشا دیکھ — نگاہ عکس فروش و خیال آئنہ ساز — ص ۴۳

آئنہ ساماں: ساغرِ جلوۂ سرشار ہے ہر ذرۂ خاک — شوقِ دیدار بلا آئنہ ساماں نکلا — ص ۳

آئنہ سیما: دیکھیے ـــــ: (۱، ۲) بُتِ آئنہ سیما [دوبار]۔

آئنہ فتراکِ دماغِ دل ہا: گرد باد: آئنہ فتراکِ دماغِ دل ہا — تیرا صحرائے طلب: محفلِ پیمانہ شکار — ص ۷

آئنہ کیفیتِ صد رنگ: درد، آئنہ کیفیتِ صد رنگ ہے، یارب! — خمیازہ طرب ساغرِ زخمِ جگر آوے — ص ۱۱۳

آئنہ منزل: دیکھیے: زیورِ صد آئنہ منزل۔

آئنۂ استغنا: دیکھیے: تمثالِ بہار آئنۂ استغنا۔

آئنۂ اعتبار: دیکھیے: گدازِ آئنۂ اعتبار۔

آئنۂ امتحاں: آئنۂ امتحاں نذرِ تغافل اسدؔ — شش جہت اسباب ہے وہمِ توکل ہنوز — ص ۴۳

آئنۂ انتظار: (۱) کس کا خیال آئنۂ انتظار تھا؟ — ہر برگِ گل کے پردے میں دل بے قرار تھا — ص ۱۷

(۲) وصال جلوہ تماشا ہے پر دماغ کہاں — کہ دیجے آئنۂ انتظار کو پرواز — ص ۱۸۱

آئنۂ برگِ گل: چھڑکے ہے شبنم آئنۂ برگِ گل پہ آب — اے عندلیب! وقتِ وداعِ بہار ہے — ص ۲۱۷

آئنۂ جراتِ عاشق: ہے عرضِ شکست آئنۂ جراتِ عاشق — جز آہ کہ سر لشکرِ وحشت علمی ہے — ص ۱۰۶

آئنۂ حسنِ یقیں: دیکھیے: زنگارِ رخِ آئنۂ حسنِ یقیں۔

آئنۂ خوابِ گرانِ شیریں: کوہکن: گرسنہ مزدورِ طرب گاہِ رقیب — بیستوں: آئنۂ خوابِ گرانِ شیریں — ص ۱۳۳

آئنۂ دل نگرانی: آمدِ خط ہے، نہ کر خندۂ شیریں کہ مباد — چشمِ مور آئنۂ دل نگرانی مانگے — ص ۷۷

آئنۂ دوجہاں مدارا: تکلف، آئنۂ دوجہاں مدارا ہے — سراغ یک نگہِ قہر آشنا معلوم! — ص ۵۳

آئنۂ ذرہ ذرہ خاک: آغوشِ گل، ہے آئنۂ ذرہ ذرہ خاک — عرضِ بہار، جوہرِ پرواز ہے مجھے — ص ۹۷

آئنۂ زانو: ساقِ گل رنگ سے اور آئنۂ زانو سے — جامہ زیبوں کے سدا ہیں تہِ داماں گل و صبح — ص ۳۷

آئینۂ شوخی: جس ادب گاہ میں تو آئینۂ شوخی ہو — جلوہ ہے ساقیِ مخموریِ تابِ دیدار — ص۶

آئینۂ صفحۂ افشاں زدہ: سازِ وحشت رقمی ہا کہ بہ اظہار اسدؔ — دشت و ریگ، آئینۂ صفحۂ افشاں زدہ ہے — ص۱۰۹

آئینۂ فرقِ جنون و تمکیں: ہرزہ ہے نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم — لغو ہے آئینۂ فرقِ جنون و تمکیں — ص۱۳۲

آئینۂ گل: حُسنِ خود آرا کو ہے مشقِ تغافل ہنوز — ہے کفِ مشاطہ میں آئینۂ گل ہنوز — ص۴۳

آئینۂ محشرِ خاکِ مجنوں: گردباد، آئینۂ محشرِ خاکِ مجنوں — یک بیاباں دلِ بیتاب اُٹھایا ہے مجھے — ص۱۰۷

آئینۂ ناز: ہر رنگِ سوز پردۂ یک ساز ہے مجھے — بالِ سمندر آئینۂ ناز ہے مجھے — ص۹۶

آئینۂ نازِ توکّل: سادگی، ہے عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا — ناکسی، آئینۂ نازِ توکّل تاچند؟ — ص۳۹

آئینۂ نشانِ حال: سوختگاں کی خاک میں ریزشِ نقشِ داغ ہے — آئینۂ نشانِ حال شکلِ گلِ چراغ ہے — ص۱۱۵

آئین[۱]: (۱) دادِ دیوانگیِ دل! کہ ترا مدحت گر — ذرّے سے باندھے ہے خرشیدِ فلک پر آئیں — ص۹

(۲) کس سے ممکن ہے تری مدح، بغیر از واجب — شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں — ص۱۳۵

دیکھیے ـــــــ : (۳) سالِ فرخی آئیں۔ (۴) سراپا شبنم آئیں۔ (۵) رسوائے آئیں۔ (۶) شرع و آئین۔ (۷) قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں۔

آئیں بندِ رنگینی: عدم: وحشت سُراغ و ہستی: آئیں بندِ رنگینی — دماغِ دو جہاں پر سُنبل و گل یک شکنجوں ہے — ص۱۱۱

آئینِ غزل خوانی: میں جو گستاخ ہوں آئینِ غزل خوانی میں — یہ بھی تیرا ہی کرم ذوق فزا ہوتا ہے — ص۲۲۱

آئینِ گلستانِ ارم: حیرت، حدِ اقلیمِ تمنائے پری ہے — آئینے پہ آئینِ گلستانِ ارم باندھ — ص۷۱

آئینِ نکتہ دانی: دیکھو اس دفترِ معانی کو — سیکھو آئینِ نکتہ دانی کو — ص۲۶۸

آئینہ[۲]: (۱) عیشِ بسمل کدۂ عیدِ حریفاں معلوم — خوں ہو آئینہ کہ ہو جامۂ طفلاں رنگیں — ص۷

(۲) توڑے ہے عجزِ تنک حوصلہ بر روے زمیں — سجدہ تمثال وہ آئینہ، کہیں جس کو جبیں — ص۷

(۳) جلوۂ برق سے ہو جائے نگہ عکس پذیر — اگر آئینہ بنے حیرتِ صورتگرِ چیں — ص۹

---

۱ آئین : گیارہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: نو بار]۔

۲ آئینہ : ایک سو پینتالیس بار [مفرد: چوّن بار، مرکب: اکیانوے بار]۔ آئینہ خانہ : پانچ بار۔ آئینہ داں : ایک بار۔

(۴) جوشِ تکلیفِ تماشا محشرستانِ نگاہ	فتنۂ خوابیدہ کو آئینہ مشتِ آب تھا	ص ۱۵
(۵) خود پرستی سے رہے باہمدگر نا آشنا	بیکسی میری شریک، آئینہ تیرا آشنا	ص ۱۹
(۶) جیبِ نیازِ عشق نشاں دارِ ناز ہے	آئینہ ہوں شکستنِ طرفِ کلاہ کا	ص ۱۹
(۷) ہر چند میں ہوں طوطیِ شیریں سخن، ولے	آئینہ آہ! میرے مقابل نہیں رہا	ص ۲۱
(۸) بہ شیرینیِ خواب آلودہ مژگاں، نشترِ زنبور	خودآرائی سے آئینہ طلسمِ مومِ جادو تھا	ص ۲۲
(۹)،(۱۰) جوہرِ فکر، پر افشانیِ نیرنگِ خیال	حُسن، آئینہ و آئینہ، چمن مشرب تھا	ص ۲۴
(۱۱) آئینہ، داغِ حیرت و حیرت، شکنجِ یاس	سیماب بے قرار و اسدؔ بے قرار تر	ص ۴۱
(۱۲) کیوں نہ طوطیِ طبیعت نغمہ پیرائی کرے	باندھتا ہے رنگِ گل آئینہ تا چاکِ قفس	ص ۴۵
(۱۳) نظارہ دیگر و دلِ خونیں نفس دگر	آئینہ دیکھ، جوہرِ برگِ حنا نہ مانگ	ص ۵۱
(۱۴) اے اسدؔ! خارش ہے طوطیِ شکر گفتار طبع	ظاہرا، رکھتا ہے آئینہ اسیرِ زنگ، دل	ص ۵۳
(۱۵) دل دے کفِ تغافلِ ابروئے یار میں	آئینہ ایسے طاق پہ گم کر کہ تو نہ ہو	ص ۶۸
(۱۶) مُجو دل، سُراغِ درد بہ دل خفتگاں نہ پوچھ	آئینہ عرض کر، خط و خالِ بیاں نہ پوچھ	ص ۷۰
(۱۷) ہوا آئینہ جامِ بادہ عکسِ روئے گل گوں سے	نشانِ خالِ رُخ، داغِ شرابِ پرتگالی ہے	ص ۷۹
(۱۸) آئینہ نفس سے بھی ہوتا ہے کدورت کش	عاشق کو غبارِ دل اک وجہِ صفائی ہے	ص ۸۰
(۱۹) تماشا سرخوشِ غفلت ہے باوصفِ حضورِ دل	ہنوز آئینہ خلوت گاہِ نازِ ربطِ مژگاں ہے	ص ۸۱
(۲۰) نہاں ہے گوہرِ مقصود جَیبِ خود شناسی میں	کہ یہاں غوّاص ہے تمثال اور آئینہ دریا ہے	ص ۸۴
(۲۱) بھونچال میں گرا تھا یہ آئینہ طاق سے	حیرت، شہیدِ جُنبشِ ابروئے یار ہے	ص ۹۰
(۲۲) لبِ نگار میں آئینہ، دیکھ آبِ حیات	بہ گریۂ سکندر ہے محوِ حیرانی	ص ۹۶
(۲۳) فرصت آئینہ و پروازِ عدم تا ہستی	یک شررِ بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ ہے	ص ۱۰۹
(۲۴) گلستاں، بے تکلف پیش پا اُفتادہ مضموں ہے	جو تو باندھے کفِ پا پر حنا، آئینہ موزوں ہے	ص ۱۱۱
(۲۵) پری بہ شیشہ و عکسِ رُخ اندر آئینہ	نگاہِ حیرتِ مشاطہ خوں فشاں تجھ سے	ص ۱۱۳

(۲۶) قتلِ عشاق نہ غفلت کشِ تدبیر آوے	یارب! آئینہ بہ طاقِ خمِ شمشیر آوے	ص ۱۱۳
(۲۷) تمثالِ بتاں گر نہ رکھے پنبۂ مرہم	آئینہ بہ عریانیِ زخمِ جگر آوے	ص ۱۱۳
(۲۸) آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے کے رہ گئے	صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا!	ص ۱۲۸
(۲۹) شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہ رہنا چاہیے	میرا، زانو مونس اور آئینہ، تیرا آشنا	ص ۱۲۹
(۳۰) اپنے کو دیکھتا نہیں، ذوقِ ستم تو دیکھ	آئینہ تاکہ دیدۂ نخچیر سے نہ ہو	ص ۱۹۵
(۳۱) اُلجھتے ہو تم اگر دیکھتے ہو آئینہ	جو تم سے شہر میں ہوں ایک دو تو کیوں کر ہو؟	ص ۱۹۷
(۳۲) کس کا سُراغ جلوہ ہے حیرت کو اے خدا!	آئینہ، فرشِ شش جہتِ انتظار ہے	ص ۲۱۷
(۳۳) آئینہ کیوں نہ دوں کہ تماشا کہیں جسے	ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے	ص ۲۱۸
(۳۴) دل خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار	آئینہ بہ دستِ بُتِ بدمستِ حنا ہے	ص ۲۱۹
(۳۵) تمثال میں تیری ہے وہ شوخی کہ بہ صد ذوق	آئینہ بہ اندازِ گُل آغوش کُشا ہے	ص ۲۱۹
(۳۶) جوہر ایجادِ خطِ سبز ہے خود بینیِ حُسن	جو نہ دیکھا تھا سو آئینے میں پنہاں نکلا	ص ۱۳
(۳۷) بس کہ آئینے نے پایا گرمیِ رُخ سے گداز	دامنِ تمثال مثلِ برگِ گُل تر ہو گیا	ص ۳۰
(۳۸) خطِ نوخیز، نیلِ چشمِ زخمِ صافیِ عارض	لیا آئینے نے حرزِ پرِ طوطی بہ چنگ آخر	ص ۴۰
(۳۹) کس دل پہ ہے عزمِ صفِ مژگانِ خود آرا؟	آئینے کے پایاب سے اُتری ہیں سپاہیں	ص ۵۹
(۴۰) یہ کس بے مہر کی تمثال کا ہے جلوہ سیمابی	کہ مثلِ ذرہ ہائے خاک آئینے پَرافشاں ہیں	ص ۶۲
(۴۱) حیرت، حدِ اقلیمِ تمنائے پری ہے	آئینے پہ آئینِ گلستانِ ارم باندھ	ص ۷۱
(۴۲) کیا بدگماں ہے مجھ سے! کہ آئینے میں مرے	طوطی کا عکس سمجھے ہے، زنگار دیکھ کر	ص ۱۶۹
(۴۳) ہوئے اُس مہروش کے جلوۂ تمثال کے آگے	پَرافشاں جوہر آئینے میں، مثلِ ذرہ روزن میں	ص ۱۸۰
(۴۴) خطِ نوخیز کی آبِ آئینے میں دی کس نے آرائش	کہ ہے تہ بندیِ پرہائے طوطی، رنگ جوہر کا	ص ۳۳۳
(۴۵) ناتوانی نے نہ چھوڑا بس کہ بیش از عکسِ جسم	مفتِ واگستردنی ہے فرشِ خواب آئینے پر	ص ۳۳۷
(۴۶) بیضۂ قمری کے آئینے میں پنہاں صیقل	سروِ بے دل سے عیاں عکسِ خیالِ قدِ یار	ص ۴

[آٹھ بار بہ طور جزوِ ردیف، ص۳۹]:

(۴۷)، (۴۸) بس کہ مائل ہے وہ رشکِ ماہ تاب آئینے پر — ہے نفس، تارِ شعاعِ آفتاب آئینے پر

(۴۹) بازگشتِ جادہ پیمائے رہِ حیرت کہاں! — غافلاں غش جان کر چھڑکے ہیں آب آئینے پر

(۵۰) بدگماں کرتی ہے عاشق کو خود آرائی تری — بے دلوں کو ہے براتِ اضطراب آئینے پر

(۵۱) مدعی میری صفائے دل سے ہوتا ہے خجل — ہے تماشا زشت رویوں کا عتاب آئینے پر

(۵۲) نازِ خود بینی کے باعث مجرمِ صد بے گناہ — جوہرِ شمشیر کو ہے پیچ و تاب آئینے پر

(۵۳) سدِّ اسکندر ہے بہرِ نگاہِ گل رخاں — گر کرے یوں امر، نہی بوتراب آئینے پر

(۵۴) دل کو توڑا جوشِ بیتابی سے، غالبؔ کیا کیا! — رکھ دیا پہلو بہ وقتِ اضطراب آئینے پر

دیکھیے ــــــــ: (۵۵) آبِ چشمۂ آئینہ۔ (۵۶) پسِ زانوے آئینہ۔ (۵۷) پشت گرمیِ آئینہ۔ (۵۸) پشت و رُخِ آئینہ۔ (۵۹) تصویر بہ پشتِ آئینہ۔ (۶۰) تمثال درآئینہ۔ (۶۱) جانشینِ جوہرِ آئینہ۔ (۶۲)۔۔(۶۹) جوہرِ آئینہ [آٹھ بار]۔ (۷۰) چمن چمن گلِ آئینہ۔ (۷۱) حبابِ چشمۂ آئینہ۔ (۷۲) حیرتِ آئینہ۔ (۷۳)، (۷۴)، (۷۵) خانۂ آئینہ [تین بار]۔ (۷۶) دامِ جوہرِ آئینہ۔ (۷۷) دامنِ آئینہ۔ (۷۸) درِ آئینہ۔ (۷۹) درونِ جوہرِ آئینہ۔ (۸۰) دلِ آئینہ۔ (۸۱) صد جلوۂ آئینہ۔ (۸۲) صفائے حیرتِ آئینہ۔ (۸۳) صورتِ آئینہ۔ (۸۴) صیقلِ آئینہ۔ (۸۵) فردِ آئینہ۔ (۸۶) قبلۂ آئینہ۔ (۸۷) کشورِ آئینہ۔ (۸۸) معزولیِ آئینہ۔ (۸۹) ہزارِ آئینہ۔ (۹۰) ہوسِ گستاخیِ آئینہ۔

آئینہ بند: مہِ اختر فشاں کی، بہرِ استقبال آنکھوں سے — تماشا، کشورِ آئینہ میں آئینہ بند آیا ص۱۱

آئینہ بندِ خلوت و محفل: ہم زانوے تامل و ہم جلوہ گاہِ گل — آئینہ بندِ خلوت و محفل ہے آئنہ ص۷۰

آئینہ بندی: نہ بخشی فرصتِ یک شبنستاں جلوۂ خور نے — تصور نے کیا ساماں ہزار آئینہ بندی کا ص۲۶

آئینہ بندیِ گوہر: بہ رہنِ ضبط ہے آئینہ بندیِ گوہر — وگرنہ بحر میں ہر قطرہ، چشمِ پُرنم ہے ص۱۰۲

آئینہ پردازِ تسلی: تماشائے بہار آئینہ پردازِ تسلی ہے — کفِ گل برگ سے پاے دلِ رنجور ملتے ہیں ص۹۳

آئینہ پردازِ نقاب: بس کہ شرمِ عارضِ رنگیں سے حیرت جلوہ ہے — ہے شکستِ رنگِ گل آئینہ پردازِ نقاب ص۳۱

آئینہ تراشِ جبہۂ طوفاں: شرم، آئینہ تراشِ جبہۂ طوفان ہے — آب گردیدن روا لیکن چکیدن منع ہے ص۱۱۴

آئینہ چراغاں: دیکھیے: یک آئینہ چراغاں۔

آئینہ خانہ: (۱) کس کا جنونِ دید تمنا شکار تھا؟ — آئینہ خانہ، وادیِ جوہر غبار تھا ص۱۷

(۲) ہر ذرہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ ہے خاک — تمثالِ شوقِ بیباک صد جا دوچار صحرا ص۲۶

(۳) ہوئی یہ بے خودی چشم و زباں کو تیرے جلوے سے — کہ طوطی، قفلِ زنگ آلودہ ہے آئینہ خانے میں ص۵۸

(۴) کیا آئینہ خانے کا وہ نقشا تیرے جلوے نے — کرے جو پرتوِ خرشید عالم شبنمستاں کا ص۱۵۶

(۵) خوشا! طوطیؔ و غنچِ آشیانہ — نہاں در زیرِ بال آئینہ خانہ ص۴۵۱

آئینہ دارِ آہِ بے تاثیر: دلِ آگاہ تسکیں خیزِ بیدردی نہ ہو یارب! — نفس، آئینہ دارِ آہِ بے تاثیر بہتر ہے ص۱۰۸

آئینہ دارِ شکستن: دیکھیے: یک آئینہ دارِ شکستن۔

آئینہ داری: تماشا! کہ اے محوِ آئینہ داری! — تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں ص۱۷۹

آئینہ داں: گرمیِ شوق طلب ہے عینِ تاپاکِ وصال — غافلاں! آئینہ داں ہے نقشِ پائے جستجو ص۶۹

آئینہ رُخاں: دیکھیے: وصلِ آئینہ رُخاں۔

آئینہ طرب: دیکھیے: دلِ آئینہ طرب۔

آئینہ کارتر: سعیِ خرام، کاوشِ ایجادِ جلوہ ہے — جوشِ چکیدنِ عرق آئینہ کارتر ص۳۱

آئینہ و اقلیمِ کوراں: رہا بے قدر دل در پردۂ جوشِ ظہور آخر — گل و نرگس بہم، آئینہ و اقلیمِ کوراں ہے ص۸۱

آئینہ و شانہ: آئینہ و شانہ ہمہ دست و ہمہ زانو — اے حُسن! مگر حسرتِ پیماں شکنی ہے؟ ص۱۱۱

آئینہ ہا: ہر ذرہ خاک: عرضِ تمنائے رفتگاں — آئینہ ہا شکستہ و تمثال ہا گرو ص۶۹

آئینۂ اخلاقِ بہار: لالہ و گل بہم آئینۂ اخلاقِ بہار — ہوں میں وہ داغ کہ پھولوں میں بسایا ہے مجھے ص۱۰۸

آئینۂ اظہار: وہ پردہ نشیں اور اسد آئینۂ اظہار — شہرت چمنِ فتنہ و عنقا ارمی ہے ص۱۰۶

آئینۂ انجام: صبح سے معلوم آثارِ ظہورِ شام ہے — غافلاں! آغازِ کار آئینۂ انجام ہے ص۱۰۱

آئینۂ ایجاد:	دیکھیے: موم آئینۂ ایجاد۔		
آئینۂ بادِ بہاری:	لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی	چمن، زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا	ص۱۳۸
آئینۂ بختِ بیدار:	خاکِ صحرائے نجف: جوہرِ سیرِ عرفا	چشمِ نقشِ قدم: آئینۂ بختِ بیدار	ص۱۳۳
آئینۂ بہار:	دل سے اُٹھا لطفِ جلوہ ہائے معانی	غیرِ گل، آئینۂ بہار نہیں ہے	ص۲۰۸
آئینۂ بے زنگ:	دیکھیے: صد آئینۂ بے زنگ۔		
آئینۂ بے مہریِ قاتل:	ہوائے سیرِ گل: آئینۂ بے مہریِ قاتل	کہ اندازِ بہ خوں غلتیدنِ بسمل پسند آیا	ص۱۲۳
آئینۂ پردازِ معانی:	گر ملے حضرتِ بیدلؔ کا خطِ لوحِ مزار	اسدؔ آئینۂ پردازِ معانی مانگے	ص۷۸
آئینۂ پیدائیِ استغنا:	یاس: آئینۂ پیدائیِ استغنا ہے	نا اُمیدی: ہے پرستارِ دلِ رنجیدہ	ص۷۲
آئینۂ پیدائیِ تمثالِ یقیں:	یاس: تمثالِ بہارِ آئنۂ استغنا	وہم: آئینۂ پیدائیِ تمثالِ یقیں	ص۷
آئینۂ تاثیر:	دیکھیے: صد آئینۂ تاثیر۔		
آئینۂ تصویر:	عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت معلوم!	عیسیٰؔ آخر بہ کفِ آئینۂ تصویر آوے	ص۱۱۳
آئینۂ تصویر نما:	معلوم ہوا حالِ شہیدانِ گزشتہ	تیغِ ستم آئینۂ تصویر نما ہے	ص۲۱۹
	(۲) دیکھیے: بزمِ آئینۂ تصویر نما۔		
آئینۂ تعبیر:	وحشتِ خوابِ عدم شورِ تماشا ہے اسدؔ	جو مژہ جوہر نہیں آئینۂ تعبیر کا	ص۱۱
آئینۂ تکرارِ تمنا:	دیر و حرم: آئینۂ تکرارِ تمنا	واماندگیِ شوق تراشے ہے پناہیں	ص۵۹
آئینۂ تمثال:	خود آرا وحشتِ چشمِ پری سے شب وہ بدخو تھا	کہ موم، آئینۂ تمثال کو تعویذِ بازو تھا	ص۲۱
آئینۂ تمہید:	ہوا ہے مانعِ عاشق نوازی نازِ خود بینی	تکلف برطرف، آئینۂ تمہید حائل ہے	ص۷۷
آئینۂ حیرت پرستی:	زبس ہر شمع یہاں آئینۂ حیرت پرستی ہے	کرے ہیں غنچۂ منقارِ طوطی نقشِ گلگیریں	ص۹۳
آئینۂ خور:	ہوا نے ابر سے کی موسمِ گل میں نمد بانی	کہ تھا آئینۂ خور پر تصورِ زنگ بستن کا	ص۲۷
آئینۂ خیال:	(۱) طرزِ آفرینِ نکتہ سرائیِ طبع ہے	آئینۂ خیال کو طوطی نما کہوں	ص۵۶
	(۲) تمثالِ جلوہ عرض کر، اے حسن! کب تلک	آئینۂ خیال کو دیکھا کرے کوئی	ص۸۷

آئینۂ دریا: دیکھیے: طوفانیِ آئینۂ دریا۔

آئینۂ دستِ طبیب: دیا یاروں نے بے ہوشی میں درماں کا فریب آخر   ہوا سکتے سے میں آئینۂ دستِ طبیب آخر   ص ۳۱

آئینۂ دل: نہ تمنا، نہ تماشا، نہ تحیّر، نہ نگاہ   گردِ جوہر میں ہے آئینۂ دل پردہ نشیں   ص ۸

(۲) دیکھیے: وحدت خانۂ آئینۂ دل۔

آئینۂ دیوار: سحر گر باغ میں وہ حیرتِ گلزار ہو پیدا   اُڑے رنگِ گل اور آئینۂ دیوار ہو پیدا   ص ۳۱

آئینۂ زانو: دیکھیے ____: (۱) طوطیِ آئینۂ زانو۔ (۲) جوہرِ آئینۂ زانو۔

آئینۂ سنگ: دیکھیے: جوہرِ آئینۂ سنگ۔

آئینۂ شانِ اظہار: تیرا پیمانہ مے: نسخۂ ادوارِ ظہور   تیرا نقشِ قدم: آئینۂ شانِ اظہار   ص ۶

آئینۂ صد رنگ خود آرائی: فرصت: آئینۂ صد رنگ خود آرائی ہے   روز و شب: یک کفِ افسوسِ تماشائی ہے   ص ۱۰۳

آئینۂ صد رنگ نشاط: پردۂ دردِ دل آئینۂ صد رنگ نشاط   بخیۂ زخمِ جگر خندۂ زیرِ لب تھا   ص ۲۲

آئینۂ طاقِ ہلال: بدر، ہے آئینۂ طاقِ ہلال   غافلاں! نقصاں سے پیدا ہے کمال   ص ۵۱

آئینۂ ناز: ذرہ اُس گرد کا: خرشید کو آئینۂ ناز   گرد اُس دشت کی: اُمید کو احرامِ بہار   ص ۱۳۳

آئینۂ نازِ پرویں: جلوۂ ریگِ رواں دیکھ کہ گردوں ہر صبح   خاک پر توڑے ہے آئینۂ نازِ پرویں   ص ۸

آئینۂ یک پرتوِ شوق: دیدہ تا دل اسدؔ آئینۂ یک پرتوِ شوق   فیضِ معنی سے خطِ ساغرِ راقم سرشار   ص ۱۳۳

آیت[1] رحمتِ حق: آیتِ رحمتِ حق بسملۂ مصحفِ ناز   مسطرِ موجۂ دیباچۂ درسِ اسرار   ص ۶

۱۔ آیت : ایک بار [مرتب]۔

الف

ابتدا[ا] : چشمۂ انطباع جاری ہے ابتدائے ورق شماری ہے ص۲۶۸

ابجد[۲] : دیکھیے ــــــــ : (۱) قفلِ ابجد۔ (۲) طلسمِ قفلِ ابجد۔

ابجدی: دیکھیے: اطفالِ ابجدی۔

ابد[۳]: (۱) ہے ازل سے روائیِ آغاز ہو ابد تک رسائیِ انجام ص۱۳۸

دیکھیے ــــــــ : (۲) سرِ سلسلۂ جنبانیِ صد عمرِ ابد۔ (۳) عیشِ ابد۔

ابداً : نسبتِ نام سے اُس کے ہے یہ رتبہ کہ رہے ابداً پشتِ فلک خم شدۂ نازِ زمیں ص۱۳۲

ابر[۴]: (۱) سبحہ گرداں ہے اُسی کے کفِ اُمید کا ابر ہم سے جس کے صبا توڑے ہے صد جا زُنّار ص۴

(۲) جوشِ بہار کلفتِ نظّارہ ہے اسدؔ! ہے ابر، پنبہ روزنِ دیوارِ باغ کا ص۱۹

(۳) ہوا نے ابر سے کی موسمِ گُل میں نمد بافی کہ تھا آئینۂ خور پر تصوّر زنگ بستن کا ص۲۷

(۴) ابر روتا ہے کہ بزمِ طرب آمادہ کرو برق ہنستی ہے کہ فرصت کوئی دم ہے ہم کو ص۷۰

(۵) خوشی کیا، کھیت پر میرے اگر سو بار ابر آوے سمجھتا ہوں کہ ڈھونڈھے ہے ابھی سے برق خرمن کو ص۱۹۸

(۶) سبزہ و گُل کہاں سے آئے ہیں! ابر کیا چیز ہے، ہوا کیا ہے! ص۲۳۸

(۷) خدا نے تجھ کو عطا کی ہے گوہر افشانی درِ حضور پہ اے ابر! بار بار برس ص۲۶۳

(۸) جوں نخلِ ماتم ابر سے مطلب نہیں مجھے رنگِ سیاہ نخلِ غبارِ سحاب ہے ص۳۵۲

ا ابتدا : ایک بار [مرکب]۔

۲ ابجد : دو بار [مرکب]۔

ابجدی : ایک بار [مرکب]۔

۳ ابد : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔

ابداً : ایک بار۔

۴ ابر : پینتیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: ستائیس بار]۔

دیکھیے ـــــــ: (۹) روزِ ابر۔ (۱۰) زہرۂ ابر۔ (۱۱) سرنوشتِ دو جہاں ابر۔ (۱۲) مستیِ ابر۔ (۱۳) ہر پارۂ ابر۔

ابرِ بہار: باغ شگفتہ تیرا بساطِ نشاطِ دل — ابرِ بہار خم کدہ کس کے دماغ کا؟ ص۱۵۰

دیکھیے ـــــــ: (۲) خلیدۂ رگِ ابرِ بہار۔ (۳) رگِ ابرِ بہار۔

ابرِ بہاری: (۱) سیہ مستی ہے اہلِ خاک کو ابرِ بہاری سے — زمیں جوشِ طرب سے جامِ لبریزِ سفالی ہے ص۷۹

(۲) ہے مجھے، ابرِ بہاری کا برس کر کھلنا — روتے روتے غمِ فرقت میں فنا ہو جانا ص۱۵۶

(۳) دیکھیے: رگِ ابرِ بہاری۔

ابرِ بے پرواخرام: اسدؔ! سودائے سرسبزی سے ہے تسلیم رنگیں تر — کہ کشتِ خشک اُس کا، ابرِ بے پرواخرام اُس کا ص۲۳

ابرِ تگرگ بار: اُنھیں کی سال گرہ کے لیے بناتا ہے — ہَوا میں بوند کو ابرِ تگرگ بار، گرہ ص۲۷۹

ابرِ چشمِ گریاں: دیکھیے: برقِ ابرِ چشمِ گریاں۔

ابرِ دریابار: دُھویں سے آگ کے اک ابرِ دریابار ہو پیدا — اسدؔ! حیدر پرستوں سے اگر ہووے دوچار آتش ص۳۷

ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں: ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں سے مدام — دُرِ شہوار ہیں، جو گرتے ہیں قطرے پَے ہم ص۲۶۵

ابرِ ستارہ بار: مقامِ شکر ہے اے ساکنانِ خطۂ خاک! — رہا ہے زور سے ابرِ ستارہ بار برس ص۲۶۳

ابرِ سیاہ: دیکھیے: رگِ ابرِ سیاہ۔

ابرِ سیہ مست: بہ سنگِ شیشہ توڑوں ساقیا! پیمانۂ پیماں — اگر ابرِ سیہ مست از سوئے کہسار ہو پیدا ص۳۱

ابرِ شفق آلودہ: مجھے اب، دیکھ کر ابرِ شفق آلودہ، یاد آیا — کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر ص۱۶۷

ابرِ گوہر بار: بزم کا التزام گر کیجے — ہے قلم میری ابرِ گوہر بار ص۱۲۶

ابرِ گہربار: (۱) وسعتِ سعیِ کرم دیکھ کہ سرتا سرِ خاک — گزرے ہے آبلہ پا ابرِ گہر بار ہنوز ص۱۷۲

(۲) دیکھیے: رگِ ابرِ گہربار۔

ابرِ مطیر: کہاں ہے ساقیِ مہ وش؟ کہاں ہے ابرِ مطیر؟ — بیار: لا ہے بہ گلنار گوں، ببار: برس ص۲۶۳

ابرِ مے خانہ: دوست اِس سلسلۂ ناز کے جوں سُنبل و گل — ابر سے خانہ کریں ساغرِ خرشید شکار ص۷

ابرِ نیساں: ابرِ نیساں سے ملے موجِ گہر کا تاواں — خلوتِ آبلہ میں گم کرے گر تو رفتار ص۵

ابر و باد: کوئی کہے کہ شبِ مہ میں کیا بُرائی ہے؟ بلا سے، آج اگر دن کو ابر و باد نہیں ص۱۹۲

ابرام[1]: (۱) عشق میں ہم نے ہی ابرام سے پرہیز کیا ورنہ جو چاہیے اسبابِ تمنّا، سب تھا ص۲۲

(۲) بوسہ دینے میں اُن کو ہے انکار دل کے لینے میں جن کو تھا ابرام ص۱۳۷

(۳) ہے قہر گر اب بھی نہ بنے بات کہ اُن کو انکار نہیں اور مجھے ابرام بہت ہے ص۲۲۵

ابراہیم[2]: دیکھیے: نشۂ مدحت سرائے ابراہیم۔

ابرو[3]: (۱) رکھا غفلت نے دور اُفتادۂ ذوقِ فنا ورنہ اشارت فہم کو ہر ناخنِ بُریدہ، ابرو تھا ص۲۲

(۲) نگاہِ ناز نے جب عرضِ تکلیفِ شرارت کی دیا ابرو کو چھیڑ اور اُس نے فتنے کو اشارت کی ص۹۷

(۳) ہاتھ سے رکھ دی کب ابرو نے کماں کب کمر سے غمزے کی خنجر کُھلا ص۱۳۰

(۴) ابرو سے ہے کیا اُس نگہِ ناز کو پیوند ہے تیر مقرّر، مگر اُس کی ہے کماں اَور ص۱۶۰

دیکھیے ______ : (۵) آبِ دمِ شمشیرِ ابرو۔ (۶) شوخیِ ابرو۔ (۷) گوشۂ ابرو۔ (۸) وسمۂ ابرو۔

ابروے بت: قبلہ و ابروے بت: یک رو خوابیدۂ شوق کعبہ و بت کدہ: یک محملِ خوابِ سنگیں ص۷

ابروے قضا: دیکھیے: موجِ ابروے قضا۔

ابروے مہِ نو: بہ حکمِ عجز، ابروے مہِ نو حیرت ایما ہے کہ یہاں خَم کر جبینِ سجدہ فرسا آستانے میں ص۵۸

ابروے یار: دیکھیے ______ : (۱) شہیدِ جُنبشِ ابروے یار۔ (۲) کفِ تغافلِ ابروے یار۔ (۳) محوِ شوخیِ ابروے یار۔

ابری[4]: دیکھیے: پیرہن کاغذِ ابری۔

ابریشمِ[5] ساز: محرومِ صدا رہا بغیر از یک تار ابریشمِ ساز موے چینی ہے مجھے ص۲۵۷

ابنائے[6] زماں: دیکھیے: خوبیِ اوضاعِ ابنائے زماں۔

ابنِ[7] علی: دیکھیے: حسین ابنِ علی۔

ابنِ مریم: ابنِ مریم ہوا کرے کوئی میرے دُکھ کی دوا کرے کوئی ص۲۲۲

اُبھار[8]: دل اُس کا پھوڑ کے نکلے بہ شکلِ پھوڑے کے خدا کرے کہ کرے اس طرح اُبھار، گرہ ص۲۷۹

۱۔ ابرام : تین بار۔
۲۔ ابراہیم : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ ابرو : چودہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: دس بار]۔
۴۔ ابری : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ ابریشم : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ اَبنا : ایک بار [مرکّب]۔
۷۔ اِبن : دو بار [مرکّب]۔
۸۔ اُبھار : ایک بار۔

ابہام[۱]:	میرے ابہام پہ ہوتی ہے تصدق توضیح	میرے اجمال سے کرتی ہے تراوش تفصیل	ص۱۲۳
اتفاق[۲]:	دیکھیے: گلشنِ اتفاق۔		
اتفاقِ چشم:	بہ وحشت گاہِ امکاں اتفاقِ چشم مشکل ہے	مہ و خرشید باہم سازِ یک خوابِ پریشاں ہیں	ص۹۳
اتفاقی[۳]:	وفائے دلبراں ہے اتفاقی ورنہ اے ہمدم!	اثر فریادِ دل ہائے حزیں کا کس نے دیکھا ہے	ص۲۲۰
اتمامِ[۴] بزمِ عیدِ اطفال:	بعد از اتمامِ بزمِ عیدِ اطفال	ایامِ جوانی رہے ساغر کشِ حال	
	آپہنچے ہیں تا سوادِ اقلیمِ عدم	اے عمرِ گزشتہ! یک قدم استقبال	ص۲۵۲
اتوار[۵]:	لال ڈگی پر کرے گا جا کے کیا؟	پل پہ چل، ہے آج دن اتوار کا	[قادرنامہ]
اٹھارہ سو[۶]:	(۱) سنینِ عیسوی اٹھارہ سو اور اٹھاون	یہ چاہتے ہیں جہاں آفریں سے شام و پگاہ	
	(۲) یہ جتنے سینکڑے ہیں، سب ہزار ہو جاویں	دراز اس کی ہو عمر اس قدر، سخن کوتاہ	ص۲۷۸
اٹھاون:	دیکھیے: اٹھارہ سو۔		
اثبات[۷]:	(۱) نفی سے کرتی ہے اثبات تراوش گویا	دی ہے جائے دہن اس کو دمِ ایجاد، نہیں	ص۱۸۶
	(۲) ہے رنگِ لالہ و گل و نسریں جدا جدا	ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے	ص۲۲۰
اثباتِ یقیں:	تجھ میں اور غیر میں نسبت ہے ولیکن بہ تضاد	وصیِ ختمِ رسُل تو ہے بہ اثباتِ یقیں	ص۹
اثر[۸]:	(۱) اسدؔ! مایوس مت ہو گر چہ رونے میں اثر کم ہے	کہ غالب ہے کہ بعد از زاریِ بسیار ہو پیدا	ص۳۱
	(۲) سبب، وارستگاں کو تنگیِ ہمت ہے، خداوندا!	اثر نرمے سے اور لب ہائے عاشق سے صدا کم ہو	ص۶۸
	(۳) اثر سوزِ محبت کا قیامت بے محابا ہے	کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے	ص۸۳
	(۴) اثر میں یہاں تک اے دستِ دعا! دخلِ تصرف کر	کہ سجدہ، قبضۂ تیغِ خمِ محراب ہو جاوے	ص۱۰۵
	(۵) لطفِ خمارِ مے کو ہے در دل ہد گر اثر	پنبۂ شیشۂ شراب کف بہ لبِ ایاغ ہے	ص۱۱۵
	(۶) آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہوتے تک	کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہوتے تک!	ص۱۷۵
	(۷) آہ کا کس نے اثر دیکھا ہے!	ہم بھی ایک اپنی ہوا باندھتے ہیں	ص۱۸۱

۱؎ ابہام : ایک بار۔
۲؎ اتفاق : دو بار [مرکب]۔
۳؎ اتفاقی : ایک بار۔
۴؎ اتمام : ایک بار [مرکب]۔
۵؎ اتوار : ایک بار۔
۶؎ اٹھارہ سو : ایک بار۔
۷؎ اثبات : تین بار [مفرد: دو بار، مرکب: ایک بار]۔
۸؎ اثر : چوبیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: تیرہ بار]۔

(۸) بھلا اُسے نہ سہی، کچھ مجھی کو رحم آتا — اثر مرے نفَسِ بے اثر میں خاک نہیں ص۱۸۳

(۹) وفائے دلبراں ہے اتفاقی، ورنہ اے ہمدم! — اثر فریادِ دل ہائے حزیں کا کس نے دیکھا ہے ص۲۲۰

(۱۰) اک گرم آہ کی تو ہزاروں کے گھر جلے — رکھتے ہیں عشق میں یہ اثر ہم جگر جلے ص۳۰۲

(۱۱) ہوئی اک عمر صرفِ مشقِ نالہ — اثر موقوف بر عمرِ دگر ہے ص۳۵۵

دیکھیے ـــــــ: (۱۲) اندازِ اثر۔ (۱۳) سرشکِ ننگ اثر۔ (۱۴) طراوتِ سحرِ ایجادیِ اثر۔ (۱۵) کمندِ شکارِ اثر۔ (۱۶) گردِ تمنائے اثر۔

اثرِ آبلہ: اثرِ آبلہ سے جادۂ صحرائے جنوں — صورتِ رشتۂ گوہر ہے چراغاں مجھ سے ص۲۱۱

اثرِ انتظار: نگاہِ دیدۂ نقشِ قدم ہے جادۂ راہ — گزشتگاں اثرِ انتظار رکھتے ہیں ص۴۳

اثرِ بانگِ حزیں: دیکھیے: دردِ اثرِ بانگِ حزیں۔

اثرِ دیدہ: ہنوز اے اثرِ دیدہ! ننگِ رُسوائی — نگاہ فتنہ خرام و درِ دوعالم باز ص۴۳

اثرِ شعلہ و دودِ دوزخ: صرفِ اعدا اثرِ شعلہ و دودِ دوزخ — وقفِ احباب گل و سنبلِ فردوسِ بریں ص۱۳۵

اثرِ کمندیِ فریادِ نارسا: اثر کمندیِ فریادِ نارسا معلوم! — غبارِ نالہ کمیں گاہِ مدعا معلوم! ص۵۳

اثرِ گریہ: کی ہم نفَسوں نے اثرِ گریہ میں تقریر — اچھے رہے آپ اُس سے، مگر مجھ کو ڈبو آئے ص۲۳۹

اثرِ نالۂ دل ہائے حزیں: کس نے دیکھا نفَسِ اہلِ وفا آتش خیز؟ — کس نے پایا اثرِ نالۂ دل ہائے حزیں؟ ص۱۳۲

اجابت[1]: (۱) دے دعا کو مری وہ مرتبۂ حُسنِ قبول — کہ اجابت کہے ہر حرف پہ سو بار آمیں ص۱۳۵

(۲) دیکھیے: یقینِ اجابت۔

اجارا[2]: غالب! ترا احوال سنا دیں گے ہم اُن کو — وہ سن کے بلا لیں، یہ اجارا نہیں کرتے ص۲۳۲

اجازت[3]: دے مجھ کو شکایت کی اجازت کہ ستمگر! — کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار میں آوے ص۲۳۲

اجازتِ تسلیم ہوش: ئے نے کیا ہے حُسنِ خود آرا کو بے حجاب — اے شوق! ہاں اجازتِ تسلیمِ ہوش ہے ص۲۳۰

اِجتہاد[4]: (۱) یہ اجتہاد عجب ہے کہ ایک دشمنِ دیں — علی سے آکے لڑے اور خطا کہیں اُس کو ص۲۸۵

۱ـ اجابت : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
۲ـ اجارا : ایک بار۔
۳ـ اجازت : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
۴ـ اجتہاد : دوبار۔

(۲) یزید کو تو نہ تھا اجتہاد کا پایہ — بُرا نہ مانیے گر ہم بُرا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

اَجزا[1]: ہیں زوال آمادہ اجزا آفرینش کے تمام — مہرِ گردوں، ہے چراغِ رہ گزارِ بادیہاں — ص۱۷۹

اَجزائے ایماں: ہم موحد ہیں، ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم — ملتیں جب مٹ گئیں، اجزائے ایماں ہو گئیں — ص۱۹۲

اَجزائے بہار: ربطِ یک شیرازۂ وحشت ہیں اجزائے بہار — سبزہ بیگانہ، صبا آوارہ، گُل نا آشنا — ص۱۹

اَجزائے پریشاں: نظر میں ہے ہماری جادۂ راہِ فنا غالبؔ! — کہ یہ شیرازہ ہے عالم کے اجزائے پریشاں کا — ص۱۵۷

اجزائے حواس: دیکھیے: بے ربطیِ شیرازۂ اجزائے حواس۔

اجزائے دو عالم دشت: یک قدم وحشت سے درسِ دفترِ امکاں کھلا — جادہ، اجزائے دو عالم دشت کا شیرازہ تھا — ص۱۳۶

اجزائے عالم: تمام اجزائے عالم صیدِ دامِ چشمِ گریاں ہے — طلسمِ شش جہت یک حلقۂ گردابِ طوفاں ہے — ص۸۱

اَجزائے قدم: دیکھیے: شیرازۂ اجزائے قدم۔

اجزائے نالہ: اللہ رے تیری تندیِ خو! جس کے بیم سے — اجزائے نالہ دل میں مرے رزقِ ہم ہوئے — ص۲۲۶

اجزائے نگاہِ آفتاب: ہوگئے ہیں جمع اجزائے نگاہِ آفتاب — ذرّے اُس کے گھر کی دیواروں کے روزن میں نہیں — ص۱۸۵

اجل[2]: (۱) اگر آرزو رسا ہو، پئے دردِ دل دوا ہو — وہ اجل کہ خوں بہا ہو بہ شہیدِ ناتوانی — ص۱۰

(۲) دیکھیے: حنائے پائے اجل۔

اچھا[3]: (۱) بسمل اس تیغِ دو دستی کا نہیں بچتا اسدؔ! — عافیت بیزار! ذوقِ کعبتین اچھا نہیں — ص۶۵

(۲) ہے جو صاحب کے کفِ دست پہ یہ چکنی ڈلی — زیب دیتا ہے، اِسے جس قدر اچھا کہیے — ص۱۳۲

(۳) گر کیا ناصح نے ہم کو قید، اچھا یوں سہی — یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جاویں گے کیا؟ — ص۱۵۵

(۴) درد، منّت کشِ دوا نہ ہوا — میں نہ اچھا ہوا، بُرا نہ ہوا — ص۱۶۱

(۵) کم نہیں نازشِ ہم نامیِ چشمِ خوباں — تیرا بیمار، بُرا کیا ہے گر اچھا نہ ہوا — ص۱۹۲

(۶) اُن کو غالبؔ! یہ سال اچھا ہے — جو اٹھہ کے ہیں تولائی — ص۲۶۳

۱۔ اجزا : دس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: نو بار]۔
۲۔ اجل : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
۳۔ اچھا : تیس بار۔
اچھوں : دو بار۔
اچھی : تین بار۔
اچھے : دو بار۔

(۷) لُو، ہم مریضِ عشق کے بیماردار ہیں — اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج — ص۱۶۵
(۸) آئے ہو کل اور آج ہی کہتے ہو کہ جاؤں — مانا کہ ہمیشہ نہیں، اچھا کوئی دن اور — ص۱۷۱
(۹) سر کھجاتا ہے، جہاں زخمِ سر اچھا ہوجائے — لذّتِ سنگ بہ اندازۂ تقریر نہیں — ص۱۸۲
(۱۰) قفس میں ہوں، گر اچھا بھی نہ جانیں میرے شیون کو — مرا ہونا برا کیا ہے نواسنجانِ گلشن کو؟ — ص۱۹۸
(۱۱) غالبؔ! برا نہ مان جو واعظ برا کہے — ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے — ص۲۱۸
(۱۲) غالبؔ! اِن مہ طلعتوں کے واسطے — چاہنے والا بھی اچھا چاہیے — ص۲۲۳
(۱۳) اچھا ہے سر انگشتِ حنائی کا تصور — دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی — ص۲۲۸
(۱۴) یہ باعثِ نومیدیِ اربابِ ہوس ہے — غالبؔ کو برا کہتے ہو، اچھا نہیں کرتے — ص۲۳۵
(۱۵)،(۱۶) قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہوجائے — کام اچھا ہے وہ، جس کا کہ مآل اچھا ہے — ص۲۳۹
(۱۷) رہے دل ہی میں تیر، اچھا، جگر کے پار ہو، بہتر — غرض شستِ بُتِ ناوک فگن کی آزمائش ہے — ص۲۴۲
(۱۸) ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالبؔ کو نہ جانے؟ — شاعر تو وہ اچھا ہے پہ بدنام بہت ہے — ص۲۴۵
(۱۹) ہم پیشہ و ہم مشرب و ہم راز ہے میرا — غالبؔ کو برا کیوں کہو، اچھا مرے آگے — ص۲۴۹

[گیارہ بار بہ طور جزوِ ردیف، ص۲۳۹]:

(۲۰)،(۲۱) حُسنِ مہ گرچہ بہ ہنگامِ کمال اچھا ہے — اُس سے میرا مہِ خورشید جمال اچھا ہے
(۲۲) بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ — جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے
(۲۳) اور بازار سے لے آئے، اگر ٹوٹ گیا — ساغرِ جم سے مرا جامِ سفال اچھا ہے
(۲۴) بے طلب دیں تو مزا اُس میں سوا ملتا ہے — وہ گدا جس کو نہ ہو خوئے سوال، اچھا ہے
(۲۵) اُن کے دیکھے سے جو آجاتی ہے مُنہ پر رونق — وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے
(۲۶) دیکھیے پاتے ہیں عشاق، بُتوں سے کیا فیض! — اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے
(۲۷) ہم سخن تیشے نے فرہاد کو شیریں سے کیا — جس طرح کا کہ کسی میں ہو کمال، اچھا ہے
(۲۸) قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہوجائے — کام اچھا ہے وہ، جس کا کہ مآل اچھا ہے

(۲۹) خضرِ سلطاں کو رکھے خالقِ اکبر سرسبز — شاہ کے باغ میں یہ تازہ نہال اچھا ہے

(۳۰) ہم کو معلوم ہے جنّت کی حقیقت لیکن — دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے

اچھوں: (۱) کی وفا ہم سے تو غیر اُس کو جفا کہتے ہیں — ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو بُرا کہتے ہیں ص۱۸۷

(۲) چاہیے اچھوں کو، جتنا چاہیے — یہ اگر چاہیں تو پھر کیا چاہیے ص۲۲۲

اچھی: (۱) فکر اچھی، پر ستایش ناتمام — عجزِ اعجازِ ستایش گر کُھلا ص۱۳۱

(۲) ہاں تجھے گھنٹے کی تو ہوتی فرصتِ عیش و طرب — شام سے آتے تو کیا اچھی گزرتی رات سب ص۲۹۱

(۳) واہ بے لڑکے! پڑھی اچھی غزل — شوق ابھی سے ہے تجھے اشعار کا [قادرنامہ]

اچھے: (۱) کی ہم نفسوں نے اثرِ گریہ میں تقریر — اچھے رہے آپ اُس سے مگر مجھ کو ڈبو آئے ص۲۳۹

(۲) ہیں اور بھی دُنیا میں سخنور بہت اچھے — کہتے ہیں کہ غالبؔ کا ہے اندازِ بیاں اور ص۱۷۰

احباب:[۱] احباب چارہ سازیِ وحشت نہ کر سکے — زنداں میں بھی خیال بیاباں نورد تھا ص۱۵۵

(۲) شورشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یاں — دل، محیطِ گریہ و لب، آشنائے خندہ ہے ص۲۱۵

دیکھیے ـــــــ: (۳) بساطِ صحبتِ احباب۔ (۴) خندۂ احباب۔ (۵) خوشنودیِ احباب۔ (۶) دعویِ جمعیتِ احباب۔ (۷) ذوقِ صحبتِ احباب۔ (۸) غبارِ خاطرِ احباب۔ (۹) گلدستۂ احباب۔ (۱۰) نفَس گریِ احباب۔ (۱۱) وقفِ احباب۔

اِحتیاج:[۲] دیکھیے: رنگِ احتیاج۔

اِحتیاجِ گواہ: ملے گی اِس کو وہ عقلِ نہفتہ داں کہ اِسے — پڑے نہ قطعِ خصومت میں احتیاجِ گواہ ص۲۷۸

اِحترام:[۳] دیکھیے: صد گونہ احترام۔

اِحتشام:[۴] دیکھیے: امیر شہ احتشام۔

اِحتمال:[۵] دیکھیے: رزقِ دو عالم احتمال۔

اِحتیاط:[۶] دیکھیے: وضعِ احتیاط۔

۱۔ احباب : گیارہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دس بار]۔
۲۔ احتیاج : دو بار [مرکب]۔
۳۔ احترام : ایک بار [مرکب]۔
۴۔ احتشام : ایک بار [مرکب]۔
۵۔ احتمال : ایک بار [مرکب]۔
۶۔ احتیاط : ایک بار [مرکب]۔

اِحرام[1]: (۱) جلوۂ بینش پناہ بخشے ہے ذوقِ نگاہ — کعبۂ پوشش سیاہ مردمک احرام ہے — ص۹۹

(۲) کعبے میں جا، بجائیں گے ناقوس — اب تو باندھا ہے دَیر میں احرام — ص۳۴۷

دیکھیے ـــــــ: (۳) آلودہ بہ مے جامۂ احرام۔(۴) جامۂ احرام۔

اِحرامِ بہار: ذرّہ اُس گرد کا: خرشید کو آئینۂ ناز — گرد اُس دشت کی: اُمید کو احرامِ بہار — ص۱۳۳

احرامِ تپش: ذوقِ راحت اگر احرامِ تپش ہو جوں شمع — پاے خوابیدہ بہ دل جوئیِ شبگیر آوے — ص۱۱۳

احرامِ فسردن: وہمِ غفلت مگر احرامِ فسردن باندھے — ورنہ ہر سنگ کے باطن میں شرر پنہاں ہے — ص۱۱۰

احرامِ گریباں: دیکھیے: فکرت احرامِ گریباں۔

احرامِ مدّعا: ہر نالۂ اسدؔ ہے مضمونِ داد خواہی — یعنی سخن کو کاغذ احرامِ مدّعا ہے — ص۹۵

احسان[2]: (۱) طلسمِ منّتِ یک خلق سے رہائی دی — جہاں جہاں مرے قاتل کا مجھ پہ احساں ہے — ص۱۰۲

(۲) سرمۂ مفتِ نظر ہوں، مری قیمت یہ ہے — کہ رہے چشمِ خریدار پہ احساں میرا — ص۱۵۳

(۳) دیوار بارِ منّتِ مزدور سے ہے خم — اے خانماں خراب! نہ احساں اُٹھائیے — ص۲۰۱

(۴) صد جلوہ رو بہ رو ہے جو مژگاں اُٹھائیے — طاقت کہاں کہ دید کا احساں اُٹھائیے — ص۲۰۱

احسانِ صاحب دولتاں: ناگوارا ہے ہمیں احسانِ صاحب دولتاں — ہے زرِ گل بھی نظر میں جوہرِ فولاد یہاں — ص۵۷

احسن اللہ خاں[3]: جس کو منظور ہو کہ زر بھیجے — احسن اللہ خاں کے گھر بھیجے — ص۲۶۸

اِحضار[4] باغ: جوشِ گل کرتا ہے استقبالِ تحریرِ اسدؔ — زیرِ مشقِ شعر ہے نقش از پئے اِحضارِ باغ — ص۴۸

اِحضارِ چمن: دیکھیے: نقشِ احضارِ چمن۔

اَحکام[5]: جب ازل میں رقم پذیر ہوئے — صفحہ ہاے لیالی و ایّام
اور اُن اوراق میں بہ کلکِ قضا — مجملاً مندرج ہوئے احکام — ص۳۸

اَحکامِ پیغمبر: دیکھیے: عقدۂ احکامِ پیغمبر۔

۱۔ احرام : نوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: آٹھ بار]۔
۲۔ احسان : پانچ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: ایک بار]۔
۳۔ احسن اللہ خاں: ایک بار۔
۴۔ اِحضار : دوبار [مرکّب]۔
۵۔ اَحکام : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔

احکامِ طالعِ مولود: لکھا کرے کوئی احکامِ طالعِ مولود | کسے خبر ہے کہ وھاں جُنبشِ قلم کیا ہے | ص ۳۱۱

احمقوں[1]: خواہش کو احمقوں نے پرستش دیا قرار | کیا پوجتا ہوں اُس بُتِ بیداوگر کو مَیں؟ | ص ۱۹۰

اَحوال[2]: (۱) شوخی تری کہہ دیتی ہے احوال ہمارا | رازِ دلِ صد پارہ کی ہے پردہ در انگشت | ص ۳۲

(۲) میرؔ کے شعر کا احوال کہوں کیا غالبؔ | جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں | ص ۵۷

(۳) غالبؔ! ترا احوال سنا دیں گے ہم اُن کو | وہ سن کے بُلالیں، یہ اجارا نہیں کرتے | ص ۲۳۳

(۴) آپ سے وہ مرا احوال نہ پوچھے تو اسدؔ | حسبِ حال اپنے پھر اشعار کہوں یا نہ کہوں؟ | ص ۲۹۸

اُحوالِ بتاں: خوں ہے دل خاک میں احوالِ بتاں پر، یعنی | اُن کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد | ص ۱۶۹

احوالِ بےخوداں: بسانِ سبزہ رگِ خواب ہے زباں ایجاد | کرے ہے خامشی احوالِ بے خوداں پیدا | ص ۴۳۶

احوالِ دل: پوچھا تھا گرچہ یار نے احوالِ دل مگر | کس کو دماغ منتِ گفت و شنود تھا | ص ۱۲

احوالِ دلِ زار: اپنا احوالِ دلِ زار کہوں یا نہ کہوں | ہے حیا مانعِ اظہار، کہوں یا نہ کہوں | ص ۲۹۸

احوالِ گرفتاریِ دل: اپنے دل ہی سے میں احوالِ گرفتاریِ دل | جب نہ پاؤں کوئی غم خوار، کہوں یا نہ کہوں | ص ۲۹۸

احوالِ واقعی: دیکھیے: گزارشِ احوالِ واقعی۔

اخبارِ لودھیانہ[3]: اخبارِ لودھیانہ میں میری نظر پڑی | تحریر ایک، جس سے ہوا بندہ تلخ کام | ص ۲۸۲

اِختتام[4]: (۱) پایا قادرنامے نے آج اختتام | اِک غزل تم اور پڑھ لو والسّلام | [قادرنامہ]

(۲) دستورِ فنِّ شعر یہی ہے قدیم سے | یعنی دُعا پہ مدح کا کرتے ہیں اختتام | ص ۲۸۳

اختر[5]: (۱) ہے عرق افشاں مشی سے ادہمِ مشکینِ یار | وقتِ شب اختر گنے ہے چشمِ بیدارِ رکاب | ص ۳۱

(۲) اقبالِ کلفتِ دلِ بے مدعا رسا | اختر کو داغ سایۂ بالِ ہما کہوں | ص ۵۶

دیکھیے ——: (۳) تیرگیِ اختر۔ (۴) دیدۂ اختر۔ (۵) سلکِ اختر۔ (۶) شبِ اختر۔ (۷) فروغِ مہ و اختر۔

(۸) مقصدِ نُہ چرخ و ہفت اختر۔ (۹) مہ و اختر۔ (۱۰) نا خنکِ دیدہ ہائے اختر۔ (۱۱) ہر یک اختر۔

---

[1] احمقوں : ایک بار۔

[2] احوال : دس بار [مفرد: چار بار، مرکب: چھے بار]۔

[3] اخبارِ لودھیانہ : ایک بار۔

[4] اختتام : دو بار۔

[5] اختر : سولہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: چودہ بار]۔

اخترِ سوختۂ قیس: اخترِ سوختۂ قیس سے نسبت دیجے — خالِ مشکینِ رُخِ دل کشِ لیلا کہیے ص۱۳۲

اختر شماری: (۱) بہ وقتِ سرنگونی، ہے تصور انتظارستاں — نگہ کو آبلوں سے شغل ہے اختر شماری کا ص۱۹

(۲) دیکھیے: خوکردۂ اختر شماری۔

اختر شمری: دیکھیے: کیں گیریِ اختر شمری۔

اختر فشاں: دیکھیے: مہِ اختر فشاں۔

اختراع[1]: دیکھیے: بجوِ اختراع۔

اختراعِ جلوہ: دیکھیے: زانوے فکرِ اختراعِ جلوہ۔

اختلاج[2]: جُنبشِ ہر برگ سے ہے گُل کے لب کو اختلاج — خَبِ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج ص۳۵

اختلاط[3]: چھوڑا نہ مجھ میں ضعف نے رنگ اختلاط کا — ہے دل پہ بار نقشِ محبت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۳

اختلافِ رنگ و بو[4]: اختلافِ رنگ و بو طرحِ بہارِ بے خودی — ضلعِ گُل گردِ ادب گاہِ نزاعِ جلوہ ہے ص۸۷

اختیار[5]: (۱) ہم رقیب سے نہیں کرتے وداعِ ہوش — مجبور یہاں تلک ہوئے اے اختیار حیف! ص۱۶۳

(۲) گریہ نکالے ہے تری بزم سے مجھ کو — ہاے! کہ رونے پہ اختیار نہیں ہے ص۲۰۸

(۳) سُن اے ندیم! برس گانٹھ کے یہ تاگے نے — تجھے بتاؤں کہ کیوں کی ہے اختیار گرہ ص۲۷۹

(۴) خواب و بیداری پہ کب ہے آدمی کو اختیار — مثلِ زخم آنکھوں کو سی دیتا، جو ہوتا ہوشیار ص۲۸۹

(۵) ہوں دردمند جبر ہو یا اختیار ہو — گہ نالۂ کشیدہ، گہ اشکِ چکیدہ ہوں ص۲۹۹

دیکھیے ______: (۶) ایک اختیار۔ (۷) طغرائے عجزِ اختیار۔

اخذ[6]: (۱) اِس سے اندازِ شوکتِ تحریر — اخذ کرتا ہے آسماں کا دبیر ص۲۶۷

(۲) مسیح جس سے کرے اخذِ فیضِ جاں بخشی — ستم ہے، کُشتۂ تیغِ جفا کہیں اُس کو ص۲۸۵

اِخفا[7]: دیکھیے: پیدائی و اخفا۔

---

۱ اختراع : دوبار [مرکب]۔
۲ اختلاج : ایک بار۔
۳ اختلاط : ایک بار۔
۴ اختلاف : ایک بار [مرکب]۔
۵ اختیار : سات بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: دوبار]۔
۶ اخذ : دوبار۔ ۷ اخفا : دوبار [مرکب]۔

اخفاے حال: گر خامشی سے فائدہ اخفاے حال ہے / خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے / ص ۲۰۵

اخگر[1]: گرمیِ دولت ہوئی آتش زنِ نامِ نکو / خانۂ خاتم میں یاقوتِ نگیں اخگر ہوا / ص ۲۰

اِخلاص[2]: (۱) رشک کہتا ہے کہ اُس کا غیر سے اخلاص، حیف! / عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کس کا آشنا! / ص ۱۳۹

(۲) جیسا کہ آفتاب نکلتا ہے شرق سے / اخلاص کا ہوا ہے اِسی ملک سے ظہور / ص ۲۶۳

اخلاقِ[3] بہار: دیکھیے: آئینۂ اخلاقِ بہار۔

ادا[4] [۱]: (۱) صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیرِ چاک / درد اور یہ کمیں کہ رہِ نالہ وا کروں / ص ۵۶

(۲) ہے غیرتِ الفت کہ اسدؔ اُس کی ادا پر / گر دیدہ و دل صلح کریں، جنگ نکالوں / ص ۹۱

(۳) بلاے جاں ہے غالبؔ اُس کی ہر بات / عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا / ص ۱۵۸

(۴) پُرسشِ طرزِ دلبری کیجیے کیا کہ بن کہے / اُس کے ہر ایک اشارے سے نکلے ہے یہ ادا کہ یوں / ص ۱۷۸

(۵) شبنم بہ گلِ لالہ نہ خالی ز ادا ہے / داغِ دلِ بیدرد نظر گاہِ حیا ہے / ص ۲۱۸

(۶) رہا بلا میں بھی میں مبتلاے آفتِ رشک / بلاے جاں ہے ادا تیری اک جہاں کے لیے / ص ۲۳۶

(۷) نہ شعلے میں یہ کرشمہ نہ برق میں یہ ادا / کوئی بتاؤ کہ وہ شوخِ تُند خو کیا ہے؟ / ص ۲۴۱

دیکھیے ____: (۸) اک ادا۔ (۹) ایک ادا۔ (۱۰) بے حاصلی ادا۔ (۱۱) تماشا ادا۔ (۱۲) تیغِ ادا۔ (۱۳) شیوہ و انداز و ادا۔ (۱۴) مستیِ ادا۔ (۱۵) معزولیِ انداز و ادا۔ (۱۶) ناز و ادا۔ (۱۷) ہر ادا۔

ادا سنج: اَور تو رکھنے کو ہم دہر میں کیا رکھتے تھے / فقط اک، شعر میں اندازِ رسا رکھتے تھے

اُس کا یہ حال کہ کوئی نہ ادا سنج ملا / آپ لکھتے تھے ہم اور آپ اُٹھا رکھتے تھے / ص ۳۲۷ [طبع ثانی]

ادا فہماں: اے ادا فہماں! صدا ہے تنگیِ فرصت سے خوں / ہے بہ صحراے تحیّر چشمِ قربانی جرس / ص ۴۸

اداے چمن عارضاں: دیکھیے: بسملِ اداے چمن عارضاں۔

اداے خاص: اداے خاص سے غالبؔ ہوا ہے نکتہ سرا / صلاے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے / ص ۲۳۶

اداے گل: دیکھیے: رنگِ اداے گل۔

۱۔ اخگر : ایک بار۔
۲۔ اخلاص : دوبار۔
۳۔ اخلاق : ایک بار [مرکب]۔
۴۔ ادا (۱) : تئیس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: سترہ بار]۔

ادائے ناز: دیکھیے: اک ادائے ناز۔

ادا[۱] [۲]: (۱) جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی — حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۲) بہ نیم غمزہ ادا کر حقِ ودیعتِ ناز — نیامِ پردۂ زخمِ جگر سے خنجر کھینچ — ص۱۶۶

(۳) لوں وام بختِ خفتہ سے یک خوابِ خوش، و لے — غالبؔ یہ خوف ہے کہ کہاں سے ادا کروں — ص۱۷۷

(۴) اے شہنشاہِ کواکب سپہ مہر علَم! — تیرے اکرام کا حق کس سے ادا ہوتا ہے — ص۲۳۱

اُداس[۲]: ہر یک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسدؔ — مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اُداس ہے — ص۲۰۵

ادب[۳]: ادب ہے اور یہی کشمکش تو کیا کیجے؟ — حیا ہے اور یہی گومگو تو کیوں کر ہو؟ — ص۱۹۷

(۲) نہیں کرنے کا میں تقریر ادب سے باہر — میں بھی ہوں محرمِ اسرار، کہوں یا نہ کہوں؟ — ص۲۹۸

(۳) ادب نے سونپی ہمیں سرمہ سائیِ حیرت — زبانِ بستہ و چشمِ کشادہ رکھتے ہیں — ص۳۳۹

(۴) دیکھیے: شمشیرِ ادب۔

ادب گاہ: جس ادب گاہ میں تو آئنۂ شوخی ہو — جلوہ ہے ساقیِ مخموریِ تابِ دیدار — ص۲

ادب گاہِ جلوہ فرمائی: دیکھیے: غبارِ ادب گاہِ جلوہ فرمائی۔

ادب گاہِ نزاعِ جلوہ: دیکھیے: گردِ ادب گاہِ نزاعِ جلوہ۔

اِدبار[۴]: (۱) بُتو! توبہ کرو، تم کیا ہو، جب ادبار آتا ہے — تو یوسفؔ سا حسیں بکنے سرِ بازار آتا ہے — ص۳۱۰

(۲) دیکھیے: کلفت خانۂ ادبار۔

ادراک[۵]: دیکھیے ــــــ: (۱) جلوۂ ادراک۔ (۲) حوصلۂ فرصتِ ادراک۔ (۳) سرحدِ ادراک۔

ادراکِ قدم بوس: ہے مشقِ اسدؔ دستگہِ وصل کی منظور — ہوں خاک نشیں از پئے ادراکِ قدم بوس — ص۳۶

ادراکِ معنی: دیکھیے: سروبرگِ ادراکِ معنی۔

۱۔ ادا (۲) : چار بار۔

۲۔ اداس : ایک بار۔

۳۔ ادب : چار بار [مفرد: تین بار، مرکب: ایک بار]۔

ادب گاہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔

۴۔ ادبار : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔

۵۔ ادراک : پانچ بار [مرکب]۔

اِدغام[۱]:	دیکھیے: صورتِ ادغام۔		
ادئی[۲]:	اُس بُتِ مغرور کو کیا ہو کسی پر التفات	جس کے حُسنِ روز افزوں کی یہ اِک ادئی ہے بات	ص ۲۹۰
اَدوارِ[۳] ظہور:	دیکھیے: نسخۂ ادوارِ ظہور۔		
اُدھار[۴]:	آپ کا بندہ اور پھروں ننگا!	آپ کا نوکر اور کھاؤں اُدھار!	ص ۱۲۷
اُدہمِ[۵] مشکینِ یار:	ہے عرق افشاں مشی سے ادہمِ مشکینِ یار	وقتِ شب اختر گنے ہے چشمِ بیدار رکاب	ص ۳۱
ادیبِ[۶] یاوگی ہائے ہوس:	بس کہ ہے عبرت ادیبِ یاوگی ہائے ہوس	میرے کام آئی دلِ مایوس! ناکامی تری	ص ۹۳
اذیّت[۷]:	شبِ فراق میں یہ حال ہے اذیّت کا	کہ سانپ فرش ہے اور سانپ کا ہے مَن، تکیہ	ص ۳۰۳
ارادت[۸]:	(۱) نصرت الملک بہادر! مجھے بتلا کہ مجھے	تجھ سے جو اتنی ارادت ہے تو کس بات سے ہے؟	ص ۱۲۷
	(۲) صرف اظہار ہے ارادت کا	ہے قلم کی جو سجدہ ریز جبیں	ص ۲۸۱
	(۳) دیکھیے: فرقِ ارادت۔		
ارادہ[۹]:	(۱) سراپا یک آئینہ دارِ شکستن	ارادہ ہوں یک عالمِ افسردگاں کا	ص ۱۸
	(۲) اگرچہ تھا یہ ارادہ مگر خدا کا شکر!	اُٹھا سکا نہ نزاکت سے گل بدن، تکیہ	ص ۳۰۳
	(۳) پُل ہی پر سے پھیر لائے ہم کو لوگ	ورنہ تھا اپنا ارادہ پار کا	[قادر نامہ]
اربابِ[۱۰] جہاں:	دیکھیے: گستاخیِ اربابِ جہاں۔		
اربابِ چمن:	دیکھیے: وجہِ سیہ مستیِ اربابِ چمن۔		
اربابِ ریا:	تھی نگہ میری نہاں خانۂ دل کی نقاب	بے خطر جیتے ہیں اربابِ ریا میرے بعد	ص ۳۸
اربابِ عجز:	دیکھیے: ساماں طرازِ نازشِ اربابِ عجز۔		
اربابِ غفلت:	دیکھیے: آسائشِ اربابِ غفلت۔		

۱۔ ادغام : ایک بار [مرتّب]۔
۲۔ ادئی : ایک بار۔
۳۔ ادوار : ایک بار [مرتّب]۔
۴۔ اُدھار : ایک بار۔
۵۔ ادہم : ایک بار [مرتّب]۔
۶۔ ادیب : ایک بار [مرتّب]۔
۷۔ اذیّت : ایک بار۔
۸۔ ارادت : تین بار [مفرد: دوبار، مرکب: ایک بار]۔
۹۔ ارادہ : تین بار۔
۱۰۔ ارباب : تیرہ بار [مرتّب]۔

اربابِ فطرت: اسدؔ! اربابِ فطرت قدر دانِ لفظ و معنی ہیں — سخن کا بندہ ہوں لیکن نہیں مشتاقِ تحسیں کا ص۲۹

اربابِ فنا: (۱) بس کہ ئے پیتے ہیں اربابِ فنا پوشیدہ — خطِّ پیمانۂ مے ہے نفسِ دزدیدہ ص۱۷

(۲) دیکھیے: رامشگرِ اربابِ فنا۔

اربابِ وفا: دیکھیے: دشمنِ اربابِ وفا۔

اربابِ ہمت: دیکھیے: دل ودستِ اربابِ ہمت۔

اربابِ ہوس: دیکھیے: باعثِ نومیدیِ اربابِ ہوس۔

اربابِ یقیں: دیکھیے ـــــــ: (۱) سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں۔ (۲) کعبۂ اربابِ یقیں۔

اُردو[۱]: شادی سے گزر کہ غم نہ رہوے — اُردی جو نہ ہو تو دَے نہیں ہے ص۲۲۹

اَرزاں[۲]: (۱) خاص وہ آم جو نہ ارزاں ہو — نوبرِ نخلِ باغِ سلطاں ہو ص۳۱

(۲) قدرِ سنگِ سرِ رہ رکھتا ہوں — سخت ارزاں ہے گرانی میری ص۲۳۱

اَرزانی[۳]: (۱) تا تخلّص جامۂ شکرفی ارزانی اسدؔ — شاعری جز سازِ درویشی نہیں، حاصل نہ پوچھ ص۴۲

(۲) مجھ کو ارزانی رہے، تجھ کو مبارک ہو جیو! — نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک ص۱۷۵

(۳) سب کو اُس کا سوادِ ارزانی — چشمِ بینش ہو جس سے نورانی ص۲۶۷

ارزانیِ مےِ جلوہ: ہوئی ہے کس قدر ارزانیِ مےِ جلوہ — کہ مست ہے ترے کوچے میں ہر در و دیوار ص۱۹۷

ارسالِ[۴] زر: ہے یہ القصہ حاصلِ تحریر — کہ نہ ارسالِ زر میں ہو تاخیر ص۲۶۸

ارشاد[۵]: کس کو کہتے ہیں غزل؟ ارشاد ہو — ہاں غزل پڑھیے، سبق گر یاد ہو [قادرنامہ]

ارقام[۶]: دیکھیے: صورتِ ارقام۔

ارم[۷]: دیکھیے ـــــــ: (۱) خیاباں خیاباں ارم۔ (۲) رشکِ گلستانِ ارم۔ گلستانِ ارم۔

۱۔ اُردی : ایک بار۔
۲۔ ارزاں : دوبار۔
۳۔ ارزانی : چار بار [مفرد: تین بار، مرکب: ایک بار]۔
۴۔ ارسال : ایک بار [مرکب]۔
۵۔ ارشاد : ایک بار۔
۶۔ ارقام : ایک بار [مرکب]۔
۷۔ ارم : تین بار [مرکب]۔

ارمان[1]: (۱) تاک کے جی میں کیوں رہے ارمان   آئے، یہ گوئے اور یہ میدان!   ص۱۳۰

(۲) ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے   بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے   ص۲۲۹

ارمغاں[2]: (۱) جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ   مبارک باد اسدؔ! غم خوارِ جانِ دردمند آیا   ص۱۳۲

(۲) ان بہم کے بیچوں کو کوئی کیا جانے   بھیجے ہیں جو ارمغاں شہِ والا نے   ص۲۵۳

ازانجا کہ حسرت کشِ یار ہیں ہم   رقیبِ تمنائے دیدار ہیں ہم

ازدحام[3]: (۱) دہانِ تنگ مجھے کس کا یاد آیا تھا؟   کہ شب خیال میں بوسوں کا ازدحام رہا   ص۳۰

(۲) آیا تھا وقت ریل کے کھلنے کا بھی قریب   تھا بارگاہِ خاص میں خلقت کا ازدحام   ص۲۸۳

ازروے[4] ننگِ بے ہنری: گرچہ از روے ننگِ بے ہنری   ہوں خود اپنی نظر میں اتنا خوار   ص۱۲۵

ازروے اہتمام: اُس بزمِ پُرفروغ میں اِس تیرہ بخت کو   لبریز ملا نشیب میں ازروے اہتمام   ص۲۸۲

ازروے مثال: رام پور ایک بڑا باغ ہے از روے مثال   دل کش و تازہ و شاداب و وسیع و خرّم   ص۲۶۵

ازسرِ تمکیں: کیا کس شوخ نے ناز از سرِ تمکیں نشستن کا؟   کہ شاخِ گل کا خم انداز ہے بالیں شکستن کا   ص۲۷

ازسرِ نَو[5]: (۱) بیضہ آسا ننگ بال و پر پہ ہے کنجِ قفس   از سرِ نَو زندگی ہو، گر رہا ہوجائیے   ص۲۱۶

(۲) دی مرے بھائی کو حق نے ازسرِ نو زندگی   میرزا یوسف، ہے غالبؔ! یوسفِ ثانی مجھے   ص۲۳۲

ازل[6]: (۱) ہے ازل سے روائیِ آغاز   ہو ابد تک رسائیِ انجام   ص۱۳۸

جب ازل میں رقم پذیر ہوئے   صفحہ ہاے لیالی و ایام   ۱۳۸

توفیق بہ اندازۂ ہمت ہے ازل سے   آنکھوں میں ہے وہ قطرہ کہ گوہر نہ ہوا تھا   ص۱۵۲

دیکھیے ______ : (۴) خطِ لوحِ ازل۔ (۵) دواخانۂ ازل۔ (۶) رشتۂ سازِ ازل۔ (۷) روزِ ازل۔ (۸) نکتۂ ایجادِ ازل۔ (۹) نیازمندِ ازل۔

اسامی[7]: حاصل سے ہاتھ دھو بیٹھ اے آرزو خرامی!   دل، جوشِ گریہ میں ہے ڈوبی ہوئی اسامی   ص۲۰۳

اسباب[8]: (۱) سامانِ خور و خواب کہاں سے لاؤں   آرام کے اسباب کہاں سے لاؤں   ص۲۵۳

۱۔ ارمان : دوبار۔
۲۔ ارمغاں : دوبار۔
۳۔ ازدحام : دوبار۔
۴۔ ازروے : تین بار [مرکب]۔
۵۔ ازسر : تین بار [مرکب]۔
۶۔ ازل : نوبار [مفرد: تین بار، مرکب: چھے بار]۔
۷۔ اسامی : ایک بار۔
۸۔ اسباب : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔

(۲) دیکھیے: شش جہت اسباب۔

اسبابِ تمنا:	(۱) عشق میں ہم نے ہی ابرام سے پرہیز کیا	ورنہ جو چاہیے اسبابِ تمنا، سب تھا	ص ۲۲
	(۲) دل تو ہو، اچھا نہیں ہے گر دماغ	کچھ تو اسبابِ تمنا چاہیے	ص ۳۲۰

اسبابِ گرفتاریِ خاطر: دیکھیے: شرحِ اسبابِ گرفتاریِ خاطر۔

اسبابِ نثار:	تیرے در کے لیے اسبابِ نثار آمادہ	خاکیوں کو جو خدا نے دیے جان و دل و دیں	ص ۱۳۵

اسبابِ ویرانی: دیکھیے: من جملۂ اسبابِ ویرانی۔

اسبابِ ہوس: دیکھیے: خرمن سوزِ اسبابِ ہوس۔

اسپند[۱]:	(۱) جیدن، دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فراش ہے	رکھا اسپند نے مجمر میں پہلو گرم تمکیں کا	ص ۲۹
	(۲) ضبط سے، جوں مردمک اسپند اقامت گیر ہے	مجمرِ بزمِ فسردن دیدۂ نخچیر ہے	ص ۹۵
اُستاد[۲]:	(۱) ریختے کے تمھیں اُستاد نہیں ہو غالبؔ!	کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا	ص ۱۵۹

دیکھیے ـــــــ: (۲)، (۳)، (۴) پیلِ اُستاد [تین بار]۔

	(۵) اُستادِ شہ سے ہو مجھے پرخاش کا خیال	یہ تاب، یہ مجال، یہ طاقت نہیں مجھے	ص ۱۳۵
اِستادہ[۳]:	تھی جنوری مہینے کی تاریخ تیرھویں	استادہ ہوگئے لبِ دریا پہ جب خیام	ص ۲۸۲
استخواں[۴]:	(۱) درد سے در پردہ دی مژگاں سیاہاں نے شکست	ریزہ ریزہ استخواں کا پوست میں نشتر ہوا	ص ۲۰
	(۲) محبت ہے نواسازِ فغاں در پردۂ دل ہا	کرے ہے مغز سے مانندِ نے کے، استخواں خالی	ص ۴۵۵

دیکھیے ـــــــ: (۳) حلوائے مغزِ استخواں۔ (۴) مثلِ استخواں۔ (۵) ہر استخواں۔

استخوانِ ریزۂ موراں:	بادِ افسانۂ بیمار ہے عیسیٰ کا نفس	استخواں ریزۂ موراں ہے سلیماں کا نگیں	ص ۷
استظہار[۵]:	ہم عبادت کو ترا نقشِ قدم: مُہرِ نماز	ہم ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار	ص ۳۳

استعداد[۶]: دیکھیے: غفلتِ استعداد۔

۱ـ اسپند : دو بار۔
۲ـ اُستاد : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔
۳ـ استادہ : ایک بار۔
۴ـ استخواں : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔
۵ـ استظہار : ایک بار۔
۶ـ استعداد : ایک بار [مرکب]۔

اِستغنا[1]: دیکھیے ـــــ: (۱) آئینۂ پیدائیِ استغنا۔ (۲) تمثال بہار آئینۂ استغنا۔ (۳) کنگرِ استغنا۔

اِستغنائے حُسن: دیکھیے: رسوائیِ اندازِ استغنائے حُسن۔

استفہام[2]: دیکھیے: طرزِ استفہام۔

استقبال[3]: (۱) سہ اخترفشاں کی، بہرِ استقبال، آنکھوں سے — تماشا، کشورِ آئینہ میں آئینہ بند آیا ص ۱۱

(۲) تیری آرائش کا استقبال کرتی ہے بہار — جوہرِ آئینہ، ہے یہاں نقشِ احضارِ چمن ص ۵۹

(۳) آپہنچے ہیں تا سوادِ اقلیمِ عدم — اے عمرِ گزشتہ یک قدم استقبال! ص ۲۵۲

(۴) دیکھیے: بیتابِ استقبال۔

استقبالِ تحریرِ اسدؔ: جوشِ گُل کرتا ہے استقبالِ تحریرِ اسدؔ — زیرِ مشقِ شعر، ہے نقش از پےِ احضارِ باغ ص ۴۸

استقبالِ رعنائی: جنوں افسردہ و جاں ناتواں، اے جلوہ، شوخی کر — گئی یک عمر خود داری بہ استقبالِ رعنائی ص ۹۲

استقبالِ ناز: دیکھیے: ریزش ہائے استقبالِ ناز۔

استماع[4]: دیکھیے: تابِ استماع۔

اُستوار[5]: (۱) فنادگی میں قدم استوار رکھتے ہیں — بہ رنگِ جادہ سرِ کوے یار رکھتے ہیں ص ۴۳

(۲) شیشہ شکستِ اعتبار، رنگ بہ گردش استوار — گر نہ مٹیں یہ کوہسار، آپ کو تو صدا سمجھ ص ۴۳

(۳) تری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بودا — کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر استوار ہوتا ص ۱۹۰

(۴) قتل کا میرے کیا ہے عہد تو بارے — وائے! اگر عہد استوار نہیں ہے ص ۲۰۸

(۵) گرہ کا نام لیا پر نہ کرسکا کچھ بات — زباں تک آکے ہوئی اَور استوار گرہ ص ۲۷۹

(۶) پےِ دُعائے بقائے جنابِ فیض مآب — لگے گی اِس میں ثوابت کی استوار گرہ ص ۲۷۹

(۷) دیکھیے: عہدِ استوار۔

اُستوارتر: اے چرخ! خاک برسرِ تعمیرِ کائنات — لیکن بنائے عہدِ وفا اُستوار تر ص ۴۱

۱۔ استغنا : چار بار [مرکب]۔
۲۔ استفہام : ایک بار [مرکب]۔
۳۔ استقبال : سات بار [مفرد: دو بار، مرکب: پانچ بار]۔
۴۔ استماع : ایک بار [مرکب]۔
۵۔ استوار : آٹھ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: دو بار]۔
استواری : ایک بار [مرکب]۔

اُستواری: دیکھیے: شرطِ اُستواری۔

استہزا[۱]: دیکھیے: جاے استہزا۔

اسد[۲]: (۱) وحشتِ خوابِ عدم شورِ تماشا ہے اسدؔ! — جو مژہ جوہر نہیں آئینۂ تعبیر کا — ص ۱۱

(۲) اسدؔ! ہر جا سخن نے طرحِ باغِ تازہ ڈالی ہے — مجھے رنگِ بہارِ ایجادیِ بیدلؔ پسند آیا — ص ۱۲

(۳) نُورِ شبنم آشنا نہ ہوا، ورنہ میں اسدؔ! — سر تا قدم گزارشِ ذوقِ سجود تھا — ص ۱۲

(۴) نے اسدؔ جفا سائل، نے ستم جنوں مائل — تجھ کو جس قدر ڈھونڈھا، الفت آزما پایا — ص ۱۳

(۵) میں بھی معذورِ جنوں ہوں اسدؔ اے خانہ خراب! — پیشوا لینے مجھے گھر سے بیاباں نکلا — ص ۱۳

(۶) نوکِ ہر خار سے تھا بس کہ سرِ دُزدیِ زخم — جوں نمد ہم نے کفِ پا پہ اسدؔ! دل باندھا — ص ۱۳

(۷) وھاں ہجومِ نغمہ ہاے سازِ عشرت تھا اسدؔ! — ناخنِ غم یھاں سرِ تارِ نفس مضراب تھا — ص ۱۵

(۸) اسدؔ! وحشت پرستِ گوشۂ تنہائیِ دل ہوں — بہ رنگِ موجِ مَے خمیازۂ ساغر ہے رم میرا — ص ۱۶

(۹) اسدؔ! یہ عجز و بے سامانیِ فرعونِ تَوأم ہے — جسے تو بندگی کہتا ہے، دعویٰ ہے خدائی کا — ص ۱۶

(۱۰) بے نوائی تر صداے نغمۂ شہرت اسدؔ! — بوریا، یک نیستاں عالم بلند آوازہ تھا — ص ۱۷

(۱۱) صبحِ قیامت ایک دُمِ گرگ تھی اسدؔ! — جس دشت میں وہ شوخِ دو عالم شکار تھا — ص ۱۷

(۱۲) بہ صورت تکلّف، بہ معنی تاسّف — اسدؔ! میں تبسّم ہوں پژمردگاں کا — ص ۱۸

(۱۳) اسدؔ! ساغر کشِ تسلیم ہو گردش سے گردوں کی — کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے گلہ بدروزگاری کا — ص ۱۹

(۱۴) جوشِ بہار کلفتِ نظارہ ہے اسدؔ! — ہے ابر، پنبہ روزنِ دیوارِ باغ کا — ص ۱۹

(۱۵) اس چمن میں ریشہ داری جس نے سر کھینچا اسدؔ! — تر زبانِ شکرِ لطفِ ساقیِ کوثر ہوا — ص ۲۰

(۱۶) بوے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی اسدؔ! — دَے نے برباد کیا پیرہنِستاں میرا — ص ۲۱

(۱۷) کل اسدؔ کو ہم نے دیکھا گوشۂ غم خانہ میں — دست بر سر، سر بہ زانوے دلِ مایوس تھا — ص ۲۱

(۱۸) اسدؔ! خاکِ درِ مے خانہ اب سر پر اُڑاتا ہوں — گئے وہ دن کہ پانی جامِ مَے سے زانو زانو تھا — ص ۲۲

۱۔ استہزا : ایک بار [مرکب]۔

۲۔ اسد : دو سو اڑسٹھ بار [مفرد: دو سو اکیاون بار، مرکب: سترہ بار]۔

(۱۹) اسدؔ کو پیچ و تابِ طبعِ برق آہنگ مسکن ہے — حصارِ شعلۂ جوّالہ میں عزلت گزیں پایا — ص ۲۲

(۲۰) اسدؔ! ہر اشک ہے یک حلقہ بر زنجیرِ افزودن — بہ بندِ گریہ ہے نقشِ بر آب اُمیدِ رستن ہا — ص ۲۳

(۲۱) اسدؔ! تارِ نفَس ہے ناگزیرِ عقدہ پیرائی — بہ نوکِ ناخنِ شمشیر کیجیے حلّ مشکل ہا — ص ۲۳

(۲۲) اسدؔ کو بت پرستی سے غرض دردِ آشنائی ہے — نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں در پردہ یارب ہا — ص ۲۳

(۲۳) اسدؔ! سودائے سرسبزی سے، ہے تسلیم رنگیں تر — کہ کشتِ خشک اُس کا، ابرِ بے پروا خرام اُس کا — ص ۲۴

(۲۴) جوشِ بے کیفیتی ہے اضطراب آرا اسدؔ! — ورنہ بسمل کا تڑپھنا، لغزشِ مستانہ تھا — ص ۲۵

(۲۵) اسدؔ! تاثیرِ صافی ہائے حیرت جلوہ پرور ہو — گر آبِ چشمۂ آئینہ دھووے عکسِ زنگی کا — ص ۲۶

(۲۶) دیوانگی اسدؔ کی حسرت کشِ طرب ہے — سر میں ہوائے گلشن، دل میں غبارِ صحرا — ص ۲۶

(۲۷) شامِ فراقِ یار میں جوشِ خیرہ سری سے ہم نے اسدؔ! — ماہ کو در تسبیحِ کواکب جائے نشینِ امام کیا — ص ۲۷

(۲۸) عیادت سے اسدؔ! میں بیش تر بیمار رہتا ہوں — سبب ہے ناخنِ دخلِ عزیزاں سینہ خستن کا — ص ۲۷

(۲۹) اے خوشا ذوقِ تمنائے شہادت کہ اسدؔ — بے تکلف بہ سجودِ خمِ شمشیر آیا — ص ۲۸

(۳۰) اسدؔ اے ہرزہ درا! نالہ بہ غوغا تا چند — حوصلہ تنگ نہ کر بے سبب آزاروں کا — ص ۲۸

(۳۱) اسدؔ! اربابِ فطرت قدردانِ لفظ و معنی ہیں — سخن کا بندہ ہوں لیکن نہیں مشتاقِ تحسیں کا — ص ۲۹

(۳۲) عیب کا دریافت کرنا، ہے ہنرمندی اسدؔ! — نقص پر اپنے ہوا جو مطّلع، کامل ہوا — ص ۲۹

(۳۳) فریاد سے پیدا ہے اسدؔ! گرمیِ وحشت — تبخالۂ لب ہے جرسِ آبلۂ پا — ص ۲۹

(۳۴) حیرتِ اندازِ رہبر ہے عناں گیر اے اسدؔ! — نقشِ پائے خضر یہاں سدِّ سکندر ہو گیا — ص ۳۰

(۳۵) اسدؔ! جس شوق سے ذرّے تپش فرسا ہوں روزن میں — جراحت ہائے دل سے جوہرِ شمشیر ہے پیدا — ص ۳۰

(۳۶) اسدؔ! مایوس مت ہو، گرچہ رونے میں اثر کم ہے — کہ غالب ہے کہ بعد از زاریِ بسیار ہو پیدا — ص ۳۱

(۳۷) شب کہ تھا نظارگی روئے بتاں کا، اے اسدؔ! — گر گیا بامِ فلک سے صبح تشتِ ماہ تاب — ص ۳۱

(۳۸) لغزشِ مستانہ و جوشِ تماشا ہے اسدؔ! — آتشِ مے سے بہارِ گرمیِ بازارِ دوست — ص ۳۳

(۳۹) دستِ برہم سودہ ہے مژگانِ خوابیدہ، اسدؔ! — اے دل از کفِ دادۂ غفلت! پشیمانی عبث — ص ۳۴

(۴۰) اے اسدؔ! بیجا ہے نازِ سجدۂ عرضِ نیاز	عالمِ تسلیم میں یہ دعوئ آرائی عبث	ص۳۳
(۴۱) دور اُفتادۂ چمنِ فکر ہے اسدؔ	مرغِ خیالِ بلبلِ بے بال و پر ہے آج	ص۳۵
(۴۲) اے اسدؔ! ہے مستعدِّ شانۂ گیسو شدن	پنجۂ مژگاں بہ خود بالیدنی رکھتا ہے آج	ص۳۵
(۴۳) خمارِ منتِ ساقی اگر یہی ہے اسدؔ!	دلِ گداختہ کے مے کدے میں ساغر کھینچ	ص۳۵
(۴۴) دریا، بساطِ دعوتِ سیلاب ہے اسدؔ!	ساغر بہ بارگاہِ دماغِ رسیدہ کھینچ	ص۳۶
(۴۵) زندگانی نہیں بیش از نفَسِ چند اسدؔ!	غفلت آرامیِ یاراں پہ ہیں خنداں گل و صبح	ص۳۷
(۴۶) بالیدگی، نیازِ قدِ جاں فزا اسدؔ!	در ہر نفَس بقدرِ نفَس ہے قبا بلند	ص۳۸
(۴۷) اسدؔ! پیری میں بھی آہنگِ شوقِ یار قائم ہے	نہیں ہے نغمے سے خالی خمیدن ہائے چنگ آخر	ص۴۰
(۴۸) آئینہ، داغِ حیرت و حیرت، شکنجِ یاس	سیماب بے قرار و اسدؔ بے قرار تر	ص۴۱
(۴۹) کیجے جوں اشک اور قطرہ زنی	اے اسدؔ! ہے ہنوز دلّی دور	ص۴۲
(۵۰) تھا مجھ کو خارِ خارِ جنونِ وفا اسدؔ!	سوزن میں تھا نہفتہ گلِ پیرہن ہنوز	ص۴۲
(۵۱) گو یک شرر؟ کہ سازِ چراغاں کروں اسدؔ!	بزمِ طرب ہے پردگیِ سوختن ہنوز	ص۴۲
(۵۲) اسدؔ سے ترکِ وفا کا گماں وہ معنی ہے	کہ کھینچیے پرِ طائر سے صورتِ پرواز	ص۴۳
(۵۳) ہوں خموشی چمنِ حسرتِ دیدار اسدؔ!	مژہ ہے شانہ کشِ طرۂ گفتار ہنوز	ص۴۳
(۵۴) دل کی صدائے شکست، سازِ طرب ہے اسدؔ!	شیشۂ بے بادہ سے چاہے ہے قُلقُل ہنوز	ص۴۴
(۵۵) آئینۂ امتحاں نذرِ تغافل اسدؔ!	شش جہت اسباب ہے وہمِ توکّل ہنوز	ص۴۴
(۵۶) بس کہ بے پایاں ہے صحرائے محبت اے اسدؔ!	گردباد اس راہ کا ہے عقدۂ پیمانِ عجز	ص۴۴
(۵۷) اے اسدؔ! تیرگیِ بختِ سیہ ظاہر ہے	نظر آتی نہیں صبحِ شبِ دیجور ہنوز	ص۴۵
(۵۸) اے اسدؔ! ہم خود اسیرِ رنگ و بوئے باغ ہیں	ظاہراً، صیّادِ ناداں ہے گرفتارِ ہوس	ص۴۵
(۵۹) یک جہاں گل تختۂ مشقِ شگفتن ہے اسدؔ!	غنچۂ خاطر رہا افسردگی مانوس و بس	ص۴۶
(۶۰) ہے مشقِ اسدؔ! دستگہِ وصل کی منظور	ہوں خاک نشیں از پئے ادراکِ قدم بوس	ص۴۶

(۶۱) دھویں سے آگ کے اک ابرِ دریا بار ہو پیدا	اسدؔ! حیدر پرستوں سے اگر ہووے دوچار آتش	ص۴۷
(۶۲) اسدؔ! قدرت سے حیدر کی، ہوئی ہر گبر و ترسا کو	شرارِ سنگِ بت، بہرِ بنائے اعتقاد، آتش	ص۴۷
(۶۳) وقتِ خیالِ جلوۂ حُسنِ بتاں اسدؔ!	دکھلائے ہے مجھے دو جہاں لالہ زار، داغ	ص۴۸
(۶۴) بنا اسدؔ! میں سرمۂ چشمِ رکابِ یار	آیا نہ میری خاک پہ وہ شہ سوار، حیف!	ص۴۹
(۶۵) یک جانب اے اسدؔ! شبِ فرقت کا بیم ہے	دامِ ہوس ہے زلفِ دل آویز یک طرف	ص۴۹
(۶۶) اِس عمل میں عیش کی لذّت نہیں ملتی اسدؔ!	زورِ نسبت مَے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک	ص۴۹
(۶۷) ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں اسدؔ!	ہے بر سرِ مژہ نگراں دیدبانِ اشک	ص۵۰
(۶۸) ہے سنگِ ظلمِ چرخ سے مے خانے میں اسدؔ!	صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل	ص۵۱
(۶۹) اُس جفا مشرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے اسدؔ!	مالِ مُغنّی کو مباح اور خونِ صوفی کو حلال	ص۵۲
(۷۰) خاک ہے عرضِ بہارِ صد نگارستاں اسدؔ!	حسرتیں کرتی ہے میری خاطرِ آزاد، گل	ص۵۲
(۷۱) اے اسدؔ! خامُش ہے طوطیِ شکر گفتارِ طبع	ظاہراً، رکھتا ہے آئینہ اسیرِ زنگ دل	ص۵۳
(۷۲) اسدؔ فریفتۂ انتخابِ طرزِ جفا	وگرنہ دلبریِ وعدۂ وفا معلوم!	ص۵۳
(۷۳) اسدؔ! شکوہ کفر و دعا ناسپاسی	ہجومِ تمنّا سے لاچار ہیں ہم	ص۵۵
(۷۴) کرنے نہ پائے ضعف سے شورِ جنوں اسدؔ!	اب کے بہار کا یونہی گزرا برس تمام	ص۵۵
(۷۵) برقِ بہ جانِ حوصلہ آتش فگن اسدؔ!	اے دل فسردہ! طاقتِ ضبطِ فغاں نہیں	ص۵۷
(۷۶) قطرہ ہائے خونِ بسمل زیبِ داماں ہیں اسدؔ!	ہے تماشا کردنی گلچینیِ جلاد یہاں	ص۵۷
(۷۷) کس کا دل زلف سے بھاگا کہ اسدؔ!	دستِ شانہ بہ قفا باندھتے ہیں	ص۵۸
(۷۸) وحشت افزا گریہ ہا موقوفِ فصلِ گل اسدؔ!	چشمِ دریا بار ہے میرِ آبِ سرکارِ چمن	ص۵۹
(۷۹) یہ مطلع اسدؔ! جوہرِ افسونِ سخن ہو	گر عرضِ تپاکِ نفسِ سوختہ چاہیں	ص۵۹
(۸۰) فریاد اسدؔ! غفلتِ رُسوائیِ دل سے	کس پردے میں فریاد کی آہنگ نکالوں؟	ص۶۰
(۸۱) ہے غیرتِ الفت کہ اسدؔ! اُس کی ادا پر	گر دیدہ و دل صلح کریں، جنگ نکالوں	ص۶۱

(۸۲) جوں بوئے گل ہوں گرچہ گراں بارِ مُشتِ زر	لیکن اسدؔ! بہ وقتِ گزشتن جریدہ ہوں	ص ۶۱
(۸۳) میرا نیاز و عجز ہے مُفتِ بتاں اسدؔ!	یعنی کہ بندۂ بہ درم ناخریدہ ہوں	ص ۶۲
(۸۴) اسدؔ! بزمِ تماشا میں تغافل، پردہ داری ہے	اگر ڈھانپے تو آنکھیں ڈھانپ، ہم تصویرِ عریاں ہیں	ص ۶۲
(۸۵) مجھ میں اور مجنوں میں وحشت، سازِ دعویٰ ہے اسدؔ!	برگ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں	ص ۶۳
(۸۶) اسد حسرت کشِ یک داغِ مشک اندود ہے یارب!	لباسِ شمع پہ عطرِ شبِ دیجور ملتے ہیں	ص ۶۳
(۸۷) اسدؔ! طرزِ عروجِ اضطرابِ دل کو کیا کہیے	سمجھتا ہوں تپش کو اُلفتِ قاتل کی تاثیریں	ص ۶۵
(۸۸) سایۂ اُفتادگی بالین و بستر ہوں اسدؔ!	جوں صنوبر دل سراپا قامت آرائی نہیں	ص ۶۵
(۸۹) بسمل اُس تیغِ دودستی کا نہیں بچتا اسدؔ!	عافیت بیزار! ذوقِ کھینچتن اچھا نہیں	ص ۶۵
(۹۰) کب تلک پھیرے اسد لب ہائے تفتہ پر زباں	تابِ عرضِ تشنگی اے ساقیِ کوثرؔ! نہیں	ص ۶۶
(۹۱) خار سے گل سینہ افگارِ جفا ہے اے اسدؔ!	برگ ریزی ہے پر افشانیِ ناوک خوردگاں	ص ۶۶
(۹۲) وھاں پر فشانِ دامِ نظر ہوں جہاں اسدؔ!	صبحِ بہار بھی قفسِ رنگ و بو نہ ہو	ص ۶۸
(۹۳) کریں خوباں جو سیرِ حُسن اسدؔ! یک پردہ نازک تر	دمِ صبحِ قیامت در گریبانِ قبا گم ہو	ص ۶۸
(۹۴) خوئے شرمِ سرد بازاری ہے سیلِ خانماں	ہے اسدؔ! نقصاں میں مُفت اور صاحبِ سرمایہ تو	ص ۶۹
(۹۵) ہوں سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن اسدؔ!	تیشے کی کوہسار میں ہے یک صدا گرو	ص ۶۹
(۹۶) دل، کارگاہِ فکر و اسدؔ، بے نوائے دل	یھاں سنگِ آستانۂ بیدلؔ ہے آئنہ	ص ۷۰
(۹۷) دیباچۂ وحشت ہے اسدؔ! شکوۂ خوباں	خوں کر دلِ اندیشہ و مضمونِ ستم باندھ	ص ۷۱
(۹۸) تا تخلّص جامۂ شکرفی ارزانی اسدؔ!	شاعری جُز سازِ درویشی نہیں، حاصل نہ پوچھ	ص ۷۲
(۹۹) نغمۂ بے دلاں اسدؔ! سازِ فسانگی نہیں	بسملِ دردِ خفتہ ہوں، گریے کو ماجرا سمجھ	ص ۷۳
(۱۰۰) لغزشِ پا کو ہے بلد نغمۂ ''یاعلی مددؔ''	ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ! سبحہ کو خونبہا سمجھ	۷۳
(۱۰۱) مت پوچھ اسدؔ! غصۂ کم فرصتیِ زیست	دو دن بھی جو کاٹے تو قیامت تعبوں سے	ص ۷۳
(۱۰۲) ہے یاس میں اسدؔ کو ساقی سے بھی فراغت	دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی	ص ۷۵

ا؎ ابرام : تمنّا ہا۔

۵؎ ابرِ چشم : ایک بار [مرتب]۔

(۱۰۳) دلّی کے رہنے والو! اسدؔ کو ستاؤ مت — بے چارہ چند روز کا یہاں میہمان ہے — ص ۷۵
(۱۰۴) گر مصیبت تھی تو غربت میں اُٹھا لیتا اسدؔ! — میری دلّی ہی میں ہونی تھی یہ خواری، ہائے ہائے — حالی، ص ۸۰
(۱۰۵) پہلو تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسدؔ! — دل وقفِ درد رکھ کہ فقیروں کا مال ہے — ص ۷۵
(۱۰۶) میں نے جنوں سے کی جو اسدؔ! التماسِ رنگ — خونِ جگر میں ایک ہی غوطہ دیا مجھے — ص ۷۶
(۱۰۷) اسدؔ کو بوریے میں دھر کے پھونکا موجِ ہستی نے — فقیری میں بھی باقی ہے شرارت نوجوانی کی — ص ۷۷
(۱۰۸) اسدؔ! جو آب بخشیدن ز دریا، خضرؔ کو کیا تھا — ڈبوتا چشمۂ حیواں میں گر کشتی سکندرؔ کی — ص ۷۷
(۱۰۹) گر ملے حضرتِ بیدلؔ کا خطِ لوحِ مزار — اسدؔ آئینۂ پردازِ معانی مانگے — ص ۷۸
(۱۱۰) سازِ ایمائے فنا ہے عالمِ پیری اسدؔ! — قامتِ خم سے ہے حاصل شوخیِ ابرو مجھے — ص ۷۸
(۱۱۱) اسدؔ! اُٹھنا قیامت قامتوں کا وقتِ آرائش — لباسِ نظم میں بالیدنِ مضمونِ عالی ہے — ص ۷۹
(۱۱۲) اسدؔ! مت رکھ تعجب خر دماغی ہائے منعم کا — کہ یہ نامرد بھی شیر افگنِ میدانِ قالی ہے — ص ۷۹
(۱۱۳) ہے دلِ افسردہ داغِ شوخیِ مطلب اسدؔ! — شعلہ آخر فالِ مقصودِ چراغِ کشتہ ہے — ص ۸۰
(۱۱۴) ہم مشقِ فکرِ وصل و غمِ ہجر سے اسدؔ! — لائق نہیں رہے ہیں غمِ روزگار کے — ص ۸۰
(۱۱۵) اسدؔ! بندِ قبائے یار ہے فردوس کا غنچہ — اگر وا ہو، تو دکھلا دوں کہ یک عالم گلستاں ہے — ص ۸۱
(۱۱۶) اسدؔ! جمعیتِ دل در کنارِ بے خودی خوش تر — دو عالم آگہی، سامانِ یک خوابِ پریشاں ہے — ص ۸۱
(۱۱۷) جادو ہے یار کی روشِ گفتگو اسدؔ! — یہاں جز فسوں نہیں اگر افسانہ چاہیے — ص ۸۲
(۱۱۸) وقت اُس اُفتادہ کا خوش جو قناعت سے اسدؔ! — نقشِ پائے مور کو تختِ سلیمانی کرے — ص ۸۲
(۱۱۹) شوخیِ اظہار غیر از وحشتِ مجنوں نہیں — لیلیِ معنی اسدؔ! محمل نشینِ راز ہے — ص ۸۲
(۱۲۰) اے اسدؔ! دسترسِ وصلِ تمنا معلوم! — کاش ہو قدرتِ برچیدنِ داماں مجھ سے! — ص ۸۳
(۱۲۱) خانماں ہا پایمالِ شوخیِ دعویٰ اسدؔ! — سایۂ دیوار سیلابِ در و دیوار ہے — ص ۸۳
(۱۲۲) اسدؔ! گرنامِ والائے علیؔ تعویذِ بازو ہو — غریقِ بحرِ خوں تمثال در آئینہ رہتا ہے — ص ۸۳
(۱۲۳) ترے نوکر ترے در پر اسدؔ کو ذبح کرتے ہیں — ستمگر، ناخدا ترس، آشنا کش! ماجرا کیا ہے؟ — ص ۸۴

(١٢٤) اسدؔ! یاسِ تمنا سے نہ رکھ اُمیدِ آزادی　گداز ہر تمنا آبیارِ صد تمنا ہے　ص ٨٥

(١٢٥) ہوں ہیولاے دوعالم صورتِ تقریر اسدؔ!　فکر نے سونپی خموشی کی گریبانی مجھے　ص ٨٦

(١٢٦) اسدؔ! بہارِ تماشاے گلستانِ حیات　وصالِ لالہ عذارانِ سرو قامت ہے　ص ٨٦

(١٢٧) غفلت استعداد ذوق و مدعا غافل اسدؔ　پنبۂ گوشِ حریفاں پود و تارِ نغمہ ہے　ص ٨٧

(١٢٨) جاے استہزا ہے عشرت کوشیِ ہستی اسدؔ!　صبح و شبنم فرصتِ نشوونماے خندہ ہے　ص ٨٧

(١٢٩) حُسنِ خوباں بس کہ بے قدرِ تماشا ہے اسدؔ!　آئنہ، یک دستِ ردِّ امتناعِ جلوہ ہے　ص ٨٧

(١٣٠) وہ شوخ اپنے حُسن پہ مغرور ہے اسدؔ!　دکھلاکے اُس کو آئنہ توڑا کرے کوئی　ص ٨٨

(١٣١) حیرتِ فکرِ سخن، سازِ سلامت ہے اسدؔ!　دل پسِ زانوے آئینہ بٹھاتا ہے مجھے　ص ٨٨

(١٣٢) وسعتِ مشرب، نیازِ کلفتِ وحشت اسدؔ!　یک بیاباں سایۂ بالِ ہما ہوجایئے　ص ٨٨

(١٣٣) اے کرم! نہ ہو غافل، ورنہ ہے اسدؔ بے دل　بے گہر صدف، گویا پشتِ چشمِ نیساں ہے　ص ٨٩

(١٣٤) بزمِ ہستی وہ تماشا ہے کہ جس کو ہم اسدؔ!　دیکھتے ہیں چشمِ از خوابِ عدم نہ کشادہ سے　ص ٨٩

(١٣٥) کیفیتِ ہجومِ تمنا رسا اسدؔ!　خمیازہ، ساغرِ مئے رنجِ خمار ہے　ص ٩٠

(١٣٦) اسدؔ کو حسرتِ عرضِ نیاز تھی دمِ قتل　ہنوز یک سخن بے صدا نکلتی ہے　ص ٩٠

(١٣٧) نالہ کھینچا ہے، سراپا داغِ جُرات ہوں اسدؔ!　کیا سزا ہے میرے جُرمِ آرزو تاویل کی؟　ص ٩١

(١٣٨) اسدؔ قربانِ لطفِ جورِ بے دل　خبر لیتے ہیں، لیکن بے دلی سے　ص ٩١

(١٣٩) خراباتِ جنوں میں ہے اسدؔ! وقتِ قدح نوشی　بہ عشقِ ساقیِ کوثر بہارِ بادہ پیمائی　ص ٩٢

(١٤٠) رشک ہے آسایشِ اربابِ غفلت پر اسدؔ!　پیچ و تابِ دل نصیبِ خاطرِ آگاہ ہے　ص ٩٢

(١٤١) وہاں سے ہے تکلیفِ عرضِ بے دماغی اور اسدؔ!　یہاں صریرِ خامہ مجھ کو نالۂ رنجور ہے　ص ٩٣

(١٤٢) سر بہ زانوے کرم رکھتی ہے شرمِ ناکسی　اے اسدؔ! بیجا نہیں ہے غفلت آرائی تری　ص ٩٣

(١٤٣) بت خانے میں اسدؔ بھی بندہ تھا گاہ گاہے　حضرت چلے حرم کو، اب آپ کا خدا ہے　ص ٩٣

(١٤٤) جو بہ شامِ غم چراغِ خلوتِ دل تھا اسدؔ!　وصل میں وہ سوزِ شمعِ مجلسِ تقریر ہے　ص ٩٥

(۱۴۵) آب ہوجاتے ہیں ننگِ ہمتِ باطل سے مرد	اشک پیدا کر اسدؔ! گر آہ بے تاثیر ہے	ص۹۶
(۱۴۶) اسدؔ نے کثرتِ دل ہائے خلق سے جانا	کہ زلفِ یار ہے مجموعۂ پریشانی	ص۹۶
(۱۴۷) ہے خامہ فیضِ بیعتِ بیدلؔ بہ کف اسدؔ!	یک نیستاں قلمرو اعجاز ہے مجھے	ص۹۷
(۱۴۸) ز بس نکلا غبارِ دل بہ وقتِ گریہ آنکھوں سے	اسدؔ! کھائے ہوئے ٹرے نے آنکھوں میں بصارت کی	ص۹۷
(۱۴۹) اسدؔ! مجھ میں ہے اُس کے بوسۂ پا کی کہاں جرأت	کہ میں نے دست و پا پایا ہم بہ شمشیرِ ادب کاٹے	ص۹۸
(۱۵۰) اسدؔ! وارستگاں باوصفِ ساماں بے تعلق ہیں	صنوبر گلستاں میں باولِ آزادہ آتا ہے	ص۹۸
(۱۵۱) اسدؔ! تا کے طبیعت طاقتِ ضبطِ الم لاوے؟	فغانِ دل بہ پہلو، نالۂ بیمارِ بدخو ہے	ص۹۸
(۱۵۲) مسیحِ کشتۂ اُلفت ببر علی خاں ہے	کہ جو اسدؔ! تپشِ نبضِ آرزو جانے	ص۹۹
(۱۵۳) گریۂ طوفاں رکاب، نالۂ محشر عناں	بے سروساماں اسدؔ فتنہ سر انجام ہے	ص۹۹
(۱۵۴) غنچگی ہے، بر نفس پیچیدنِ فکر اے اسدؔ!	واشگفتن ہائے دل دررہنِ مضموں ہے مجھے	ص۱۰۰
(۱۵۵) اسدؔ! ہمیشہ پئے کفشِ پائے سیم تناں	شعاعِ مہر سے کرتا ہے چرخ زردوزی	ص۱۰۰
(۱۵۶) ہو جہاں وہ ساقیِ خرشید رُو مجلس فروز	وھاں اسدؔ! تارِ شعاعِ مہر، خطِ جام ہے	ص۱۰۱
(۱۵۷) ناتوانی سے نہیں سر در گریبانی اسدؔ!	ہوں سراپا یک خمِ تسلیم، جو مولا کرے	ص۱۰۱
(۱۵۸) اسدؔ! بہ نازکیِ طبعِ آرزو انصاف!	کہ ایک وہمِ ضعیف و غمِ دوعالم ہے	ص۱۰۲
(۱۵۹) اسدؔ کو زیست تھی مشکل، اگر نہ سُن لیتا	کہ قتلِ عاشقِ دل دادہ تجھ کو آساں ہے	ص۱۰۲
(۱۶۰) کثرتِ انشائے مضمونِ تحیر سے اسدؔ!	ہر سرِ انگشت، نوکِ خامۂ فرسودہ ہے	ص۱۰۳
(۱۶۱) اے اسدؔ! آباد ہے مجھ سے جہانِ شاعری	خامہ میرا، تختِ سلطانِ سخن کا پایہ ہے	ص۱۰۳
(۱۶۲) کثرتِ اندوہ سے حیران و مضطر ہے اسدؔ	یا علیؑ! وقتِ عنایات و دمِ تائید ہے	ص۱۰۳
(۱۶۳) باغِ خاموشیِ دل سے سخنِ عشق اسدؔ!	نفسِ سوختۂ رمزِ چمن ایمائی ہے	ص۱۰۴
(۱۶۴) اسدؔ باوصفِ مشقِ بے تکلف خاک گردیدن	غضب ہے، گر غبارِ خاطرِ احباب ہوجاوے	ص۱۰۵
(۱۶۵) ہے ذوقِ گریہ، عزمِ سفر کیجیے اسدؔ!	رختِ جنونِ سیل بہ ویرانہ کھینچیے	ص۱۰۵

(۱۶۶) ہے بے خمار نشّۂ خونِ جگر اسدؔ! — دستِ ہوس بہ گردنِ مینا نہ کھینچیے — ص۱۰۶

(۱۶۷) وہ پردہ نشیں اور اسدؔ آئینۂ اظہار — شہرت، چمنِ فتنہ و عنقا ارمی ہے — ص۱۰۶

(۱۶۸) ہے کمندِ موجِ گل فتراکِ بیتابی اسدؔ! — رنگ، یعاں بو سے سوارِ توسنِ چالاک ہے — ص۱۰۷

(۱۶۹) جوشِ فریاد سے لوں گا دیتِ خواب اسدؔ! — شوخیِ نغمۂ بیدلؔ نے جگایا ہے مجھے — ص۱۰۸

(۱۷۰) تمنا ہے اسدؔ! قتلِ رقیب اور شکر کا سجدہ — دعاے دل بہ محرابِ خمِ شمشیر بہتر ہے — ص۱۰۸

(۱۷۱) وحشتِ دل ہے اسدؔ! عالمِ نیرنگِ نشاط — خندۂ گل بہ لبِ زخمِ جگر پنہاں ہے — ص۱۱۰

(۱۷۲) وداعِ حوصلہ، توفیقِ شکوہ، عجز وفا — اسدؔ! ہنوز گمانِ غرورِ دانائی! — ۱۱۰

(۱۷۳) فریاد اسدؔ! بے نمکی ہاے بتاں سے — سچ کہتے ہیں واللہ کہ اللہ غنی ہے — ص۱۱۱

(۱۷۴) ہے سادگیِ ذہن تمنائے تماشا — جاے کہ اسدؔ! رنگِ چمن بافتنی ہے — ص۱۱۱

(۱۷۵) اسدؔ! ہے آج مژگانِ تماشا کی حنا بندی — چراغانِ نگاہ و شوخیِ اشکِ جگر گوں ہے — ص۱۱۲

(۱۷۶) اسدؔ طلسمِ قفس میں رہے، قیامت ہے! — خرام تجھ سے، صبا تجھ سے، گلستاں تجھ سے — ص۱۱۲

(۱۷۷) مانعِ بادہ کشی نادان ہے، لیکن اسدؔ! — بے ولاے ساقیِ کوثرؔ کشیدن منع ہے — ص۱۱۳

(۱۷۸) سرِ معنی بہ گریبانِ شقِ خامہ، اسدؔ! — چاکِ دل شانہ کشِ طرّۂ تحریر آوے — ص۱۱۳

(۱۷۹) ہر غنچہ اسدؔ! بارگہِ شوکتِ گل ہے — دل فرشِ رہِ ناز ہے، بیدلؔ اگر آوے — ص۱۱۴

(۱۸۰) مال وجاہ ودست وپا بے زر خریدہ ہیں اسدؔ! — پس بہ دل ہاے دگر راحت رسانی مفت ہے — ص۱۱۴

(۱۸۱) اسدؔ! جاں نذرِ الطافے کہ ہنگامِ ہم آغوشی — زبانِ ہر سرِ موٗ حالِ دل پرسیدنی جانے — ص۱۱۵

(۱۸۲) شعر کی فکر کو اسدؔ! چاہیے ہے دل و دماغ — واے! کہ یہ فسردہ دل بے دل و بے دماغ ہے — ص۱۱۶

(۱۸۳) دیدہ تا دل اسدؔ! آئینۂ یک پرتوِ شوق — فیضِ معنی سے خطِ ساغرِ راقمؔ سرشار — ص۱۳۲

(۱۸۴) جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ — مبارک باد اسدؔ! غم خوارِ جانِ دردمند آیا — ص۱۳۲

(۱۸۵) تیشے بغیر مر نہ سکا کوہکن، اسدؔ! — سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا — ص۱۳۳

(۱۸۶) دل دیا جان کے کیوں اُس کو وفادار اسدؔ! — غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا — ص۱۳۷

(۱۸۷) فلک کو دیکھ کے، کرتا ہوں اُس کو یاد اسدؔ!	جفا میں اُس کی، ہے انداز کارفرما کا	ص ۱۴۸
(۱۸۸) جاں در ہوائے یک نگہِ گرم ہے اسدؔ!	پروانہ ہے وکیل ترے داد خواہ کا	ص ۱۴۹
(۱۸۹) کوہکن نقاشِ یک تمثالِ شیریں تھا اسدؔ!	سنگ سے سر مار کر ہووے نہ پیدا آشنا	ص ۱۴۹
(۱۹۰) فائدہ کیا؟ سوچ، آخر تو بھی دانا ہے اسدؔ!	دوستی ناداں کی ہے، جی کا زیاں ہو جائے گا	ص ۱۵۱
(۱۹۱) میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسدؔ!	سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا	ص ۱۵۲
(۱۹۲) جاری تھی اسدؔ! داغِ جگر سے مری تحصیل	آتش کدہ جاگیرِ سمندر نہ ہوا تھا	ص ۱۵۳
(۱۹۳) بیدادِ عشق سے نہیں ڈرتا مگر اسدؔ!	جس دل پہ ناز تھا مجھے، وہ دل نہیں رہا	ص ۱۵۳
(۱۹۴) اسدؔ! ہم وہ جنوں جولاں گدائے بے سر و پا ہیں	کہ ہے سر پنجۂ مژگانِ آہو پشت خار اپنا	ص ۱۵۴
(۱۹۵) تاراج کاوشِ غمِ ہجراں ہوا اسدؔ!	سینہ، کہ تھا دفینہ گہر ہائے راز کا	ص ۱۵۵
(۱۹۶) ہے اب اِس معمورے میں قحطِ غمِ الفت اسدؔ!	ہم نے یہ مانا کہ دلّی میں رہے، کھاویں گے کیا؟	ص ۱۵۵
(۱۹۷) ہوش اُڑتے ہیں مرے جلوۂ گل دیکھ اسدؔ!	پھر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موجِ شراب	ص ۱۶۳
(۱۹۸) لکھتا ہوں اسدؔ! سوزشِ دل سے سخنِ گرم	تا رکھ نہ سکے کوئی مرے حرف پر انگشت	ص ۱۶۴
(۱۹۹) اسدؔ بسمل ہے کس انداز کا؟ قاتل سے کہتا تھا	کہ مشقِ ناز کر، خونِ دو عالم میری گردن پر	ص ۱۶۸
(۲۰۰) غمِ ہستی کا اسدؔ! کس سے ہو جز مرگ علاج؟	شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک	ص ۱۷۵
(۲۰۱) دائم الحبس اِس میں ہیں لاکھوں تمنائیں اسدؔ!	جانتے ہیں سینۂ پُرخوں کو زنداں خانہ ہم	ص ۱۷۷
(۲۰۲) اسدؔ! زندانیِ تاثیرِ اُلفت ہائے خوباں ہوں	خمِ دستِ نوازش، ہو گیا ہے طوق گردن میں	ص ۱۸۱
(۲۰۳) دیکھا اسدؔ کو خلوت و جلوت میں بارہا	دیوانہ گر نہیں ہے تو ہشیار بھی نہیں	ص ۱۸۳
(۲۰۴) ہمارے شعر ہیں اب صرف دل لگی کے اسدؔ!	کھُلا کہ فائدہ عرضِ ہنر میں خاک نہیں	ص ۱۸۳
(۲۰۵) اُس فتنہ خو کے در سے اب اٹھتے نہیں اسدؔ!	اِس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو	ص ۱۹۳
(۲۰۶) ہر یک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسدؔ!	مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اُداس ہے	ص ۲۰۵
(۲۰۷) ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسدؔ!	عالم تمام، حلقۂ دامِ خیال ہے	ص ۲۰۵

(۲۰۸) گزرا اسدؔ! مسرتِ پیغامِ یار سے	قاصد پہ مجھ کو رشکِ سوال و جواب ہے	ص۲۰۶
(۲۰۹) نغمہ گرم سے اک آگ ٹپکتی ہے اسدؔ!	ہے چراغاں خس و خاشاکِ گلستاں مجھ سے	ص۲۱۲
(۲۱۰) اسدؔ ہے نزع میں، چل بے وفا برائے خدا!	مقامِ ترکِ حجاب و وداعِ تمکیں ہے	ص۲۱۳
(۲۱۱) عارضِ گل دیکھ، روئے یار یاد آیا اسدؔ!	جوششِ فصلِ بہاری اشتیاق انگیز ہے	ص۲۱۳
(۲۱۲) حسنِ فروغِ شمعِ سخن دور ہے اسدؔ!	پہلے دلِ گداختہ پیدا کرے کوئی	ص۲۱۶
(۲۱۳) جوشِ جنوں سے کچھ نظر آتا نہیں اسدؔ!	صحرا ہماری آنکھ میں یک مشتِ خاک ہے	ص۲۱۶
(۲۱۴) غفلت کفیلِ عمر و اسدؔ ضامنِ نشاط	اے مرگِ ناگہاں! تجھے کیا انتظار ہے؟	ص۲۱۸
(۲۱۵) یار سے چھیڑ چلی جائے اسدؔ!	گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی	ص۲۲۱
(۲۱۶) سایہ میرا مجھ سے مثلِ دود بھاگے ہے اسدؔ!	پاس مجھ آتش بجاں کے کس سے ٹھہرا جائے ہے	ص۲۲۲
(۲۱۷) چاہتے ہیں خوب رویوں کو اسدؔ	آپ کی صورت تو دیکھا چاہیے	ص۲۲۳
(۲۱۸) اسدؔ! خوشی سے مرے ہاتھ پانو پھول گئے	کہا جو اُس نے: ذرا میرے پانو داب تو دے	ص۲۲۳
(۲۱۹) چھوڑی اسدؔ! نہ ہم نے گدائی میں دل لگی	سائل ہوئے تو عاشقِ اہلِ کرم ہوئے	ص۲۲۷
(۲۲۰) اِس رنگ سے اُٹھائی کل اُس نے اسدؔ کی نعش	دشمن بھی جس کو دیکھ کے غمناک ہو گئے	ص۲۲۹
(۲۲۱) آپ سے وہ مرا احوال نہ پوچھے تو اسدؔ!	حسبِ حال اپنے پھر اشعار کہوں یا نہ کہوں؟	ص۲۹۸
(۲۲۲) بوڑھا ہوا ہوں، قابلِ خدمت نہیں اسدؔ!	خیرات خوارِ محض ہوں، نوکر نہیں ہوں میں	ص۲۹۸
(۲۲۳) پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح اسدؔ!	ڈرتا ہوں آئنے سے کہ مردم گزیدہ ہوں	ص۲۹۹
(۲۲۴) پروانے کا نہ غم ہو تو پھر کس لیے اسدؔ!	ہر رات شمع شام سے لے تا سحر جلے	ص۳۰۲
(۲۲۵) اسدؔ افسردگی، آوارۂ کفر و دیں ہے	یاد روزے کہ نفس در گروِ 'یارب' تھا	ص۳۳۳
(۲۲۶) خیالِ شربتِ تیغی گداز ترجبینی ہے	اسدؔ! ہوں مست دریا بخشیِ ساقیِ کوثر کا	ص۳۳۳
(۲۲۷) صفا کب جمع ہو سکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا	صدف بن قطرۂ نیساں اسدؔ! گوہر نہیں ہوتا	ص۳۳۵
(۲۲۸) اے اسدؔ! واشدنِ عقدۂ غم گر چاہے	حضرتِ زلف میں جوں شانہ دلِ چاک چڑھا	ص۳۳۵

(۲۲۹) شب کہ وہ گل باغ میں تھا جلوہ فرما اے اسدؔ! داغ مہ، جوشِ چمن سے لالۂ مہ ہو گیا ص۳۴۶

(۲۳۰) عمر بھر ہوش نہ یک جا ہوئے میرے کہ اسدؔ! میں پرستندۂ روئے صنمِ چند رہا ص۳۴۶

(۲۳۱) نصیبِ تیرہ، بلا گردش آفریں ہے اسدؔ! زمیں سے ہوتے ہیں صد دامن آسماں پیدا ص۳۴۶

(۲۳۲) اسدؔ کے واسطے رنگے بروئے کار ہو پیدا غبار، آوارہ و سرگشتہ ہے یابوتراب! اُس کا ص۳۴۷

(۲۳۳) اسدؔ! طبعِ متیں سے گر نکالوں شعرِ برجستہ شرر ہو قطرۂ خونِ فسردہ در رگِ خارا ص۳۴۷

(۲۳۴) افسانہ اسدؔ بہ ایں درازی! اے غم زدہ! قصہ مختصر کر ص۳۴۸

(۲۳۵) سرابِ یقیں ہیں پریشاں نگاہاں اسدؔ کو گر از چشمِ کم دیکھتے ہیں ص۳۴۸

(۲۳۶) پریشانی اسدؔ! در پردہ ہے سامانِ جمعیت کہ ہے آبادیِ صحرا ہجومِ خانہ بر دوشاں ص۳۴۹

(۲۳۷) اسدؔ! ہے طبع مجبورِ تمنا آفرینی ہا فغاں! بے اختیاریؔ و فریبِ آرزو خوردن ص۳۴۹

(۲۳۸) چمنِ دہر میں ہوں سبزۂ بیگانہ اسدؔ! وائے اے بے خودی و تہمتِ آرامیدن! ص۳۵۰

(۲۳۹) نالاں ہو اسدؔ! تو بھی سرِ راہ گزر پر کہتے ہیں کہ تاثیر ہے فریادِ جرس کو ص۳۵۰

(۲۴۰) یارو! اسدؔ کا نام و نشاں کیا! بے دل، فقیرِ آفت رسیدہ ص۳۵۱

(۲۴۱) اسدؔ! اندیشۂ ششدر شدن ہے نہ پھریے مہرہ ساں خانہ بہ خانہ ص۳۵۱

(۲۴۲) اسدؔ! از بس کہ فوجِ درد و غم سرگرمِ جولاں ہے غبارِ راہ ویرانی ہے ملکِ دل کی آبادی ص۳۵۱

(۲۴۳) دیکھ اے اسدؔ! بہ دیدۂ باطن کہ ظاہرا ہر ایک ذرہ غیرتِ صد آفتاب ہے ص۳۵۲

(۲۴۴) جورِ زلف کی تقریرِ پیچ و تابِ خاموشی ہند میں اسدؔ نالاں، نالہ در صفاہاں ہے ص۴۳

(۲۴۵) پئے بہ مقصد بُردنی ہے خضر نے سے اے اسدؔ! جادۂ منزل ہے خطِ ساغرِ مُل کے تلے ص۳۵۳

(۲۴۶) دیکھا نہیں ہے ہم نے بہ عشقِ بتاں اسدؔ! غیر از شکستہ حالی و حسرت کشیدگی ص۳۵۴

(۲۴۷) اسدؔ! خوباں بھی ز دورِ چرخ سے رنجیدہ خاطر ہیں گریباں چاکیِ گل ہا نشانِ داد خواہی ہے ص۳۵۵

(۲۴۸) اسدؔ! ہنستے ہیں میرے گریہ ہائے زار پر مردم بھرا ہے دہر بیدردی سے، دل کیجے کہاں خالی ص۳۵۵

(۲۴۹) اسدؔ! ہوں میں پر افشانِ رمیدن سوادِ شعر در گردِ سفر ہے ص۳۵۶

(۲۵۰) اے اسدؔ! مایوس مت ہو از درِ شاہِ نجف   صاحبِ دل با وکیلِ حضرتِ اللہ ہے   ص۲۵۶

(۲۵۱) جنسِ بازارِ معاصی اسداللہ اسدؔ   کہ سوا تیرے، کوئی اُس کا خریدار نہیں   ص۳۵

دیکھیے ــــــــ: (۱۵۲) آہنگِ اسدؔ۔ (۲۵۳) استقبالِ تحریرِ اسدؔ۔ (۲۵۴) اظہارِ اسدؔ۔ (۲۵۵) بزمِ اسدؔ۔ (۲۵۶) بے دلی ہائے اسدؔ۔ (۲۵۷) بیرو فکرِ اسدؔ۔ (۲۵۸) جانِ اسدؔ۔ (۲۵۹) جانِ بینوائے اسدؔ۔ (۲۶۰) سرشکِ چشمِ اسدؔ۔ (۲۶۱) صد نالہ اسدؔ۔ (۲۶۲) کارِ اسدؔ۔ (۲۶۳) کاروبارِ اسدؔ۔ (۲۶۴) نذرِ سبکباریِ اسدؔ۔ (۲۶۵) ہر نالۂ اسدؔ۔

اسدِ خستہ: اسدِ خستہ گرفتارِ دو عالم اوہام   مشکل آساں کُنِ یک خلق! تغافل تا چند   ص۳۹

اسدِ خستہ جاں: یہ لاشِ بے کفن اسدِ خستہ جاں کی ہے   حق مغفرت کرے! عجب آزاد مرد تھا   ص۱۵۵

اسدِ فتنہ انتظار: ہر رنگ میں جلا اسدِ فتنہ انتظار   پروانۂ تجلیِ شمعِ ظہور تھا   ص۱۸

اسداللہ اسدؔ: جنسِ بازارِ معاصی اسداللہ اسدؔ   کہ سوا تیرے کوئی اُس کا خریدار نہیں   ص۳۵

اسداللہ خاں:(۱) کہتا تھا کل وہ محرمِ راز اپنے سے کہ آہ!   دردِ جدائیِ اسداللہ خاں نہ پوچھ   ص۷۰

(۲) اسداللہ خاں تمام ہوا   اے دریغا وہ رندِ شاہد باز!   ص۱۶۲

(۳) مارا زمانے نے اسداللہ خاں تمھیں   وہ ولولے کہاں، وہ جوانی کدھر گئی؟   ص۲۳۳

(۴) طرزِ بیدلؔ میں ریختہ لکھنا   اسداللہ خاں قیامت ہے!   ص۳۲۰

اسداللہ خانِ غالبؔ: نہ ظہوریؔ ہے اور نہ طالبؔ ہے   اسداللہ خانِ غالبؔ ہے   ص۲۶۷

اسداللہ[۲]: امامِ ظاہر و باطن، امیرِ صورت و معنی   علیؔ ولی، اسداللہ، جانشینِ نبیؐ ہے   ص۷۵

اَسرار[۳]: دیکھیے ــــــــ: (۱) بادۂ جوشِ اسرار۔ (۲) محرمِ اسرار۔ (۳) مسطرِ موجۂ دیباچۂ درسِ اسرار۔ (۴) ہمہ اسرار۔

اسرارِ نیاز: دیکھیے: گردشِ یک سبحۂ اسرارِ نیاز۔

اسرافیل[۴]: پھونکتا ہے نالہ ہر شب صورِ اسرافیلؔ کی   ہم کو جلدی ہے مگر تو نے قیامت ڈھیل کی   ص۹۱

۱۔ اسداللہ: چھے بار [اسداللہ اسدؔ: ایک بار۔ اسداللہ خاں: چار بار۔ اسداللہ خانِ غالبؔ: ایک بار]۔

۲۔ اسداللہ: ایک بار [حضرت علیؔ کے لیے]۔

۳۔ اَسرار: پانچ بار [مرتب]۔

۴۔ اسرافیل: ایک بار۔

اسکندر[1]	(۱) سدِّ اسکندر ہے بہرِ نگاہِ گل رُخاں	گر کرے یوں امر، نہیِ بوتراب آئینے پر	ص۴۰
	(۲) شاہ کے آگے دھرا ہے آئنہ	اب مآلِ سعیِ اسکندر کھلا	ص۱۴۰
اسلام[2]	(۱) موجِ خمیازۂ یک نشہ، چہ اسلام و چہ کفر	کجیِ یک خطِ مسطر، چہ توہّم چہ یقیں	ص۷
	(۲) دیکھیے: نوبہارِ حدیقۂ اسلام۔		
اسم[3]	مہرِ رخشاں کا نام: خسروِ روز	ماہِ تاباں کا اسم: شحنۂ شام	ص۱۳۸
اسمِ حق:	دیکھیے: وردِ اسمِ حق۔		
اسماے جلالی:	دیکھیے: سطوتِ اسماے جلالی۔		
اسیر[4]	(۱) شوخیِ طالع سے ہوں ذوقِ معاصی میں اسیر	نامۂ اعمال ہے تاریکیِ کوکب مجھے	ص۸۶
	(۲) بھاگے تھے ہم بہت سو اسی کی سزا ہے یہ	ہو کر اسیر، دابتے ہیں راہ زن کے پانو	ص۱۹۶
	دیکھیے ـــــ: (۳) مرغِ اسیر۔ (۴) نالۂ مرغِ اسیر۔		
اسیرانِ تغافل:	دیکھیے: اصطلاحاتِ اسیرانِ تغافل۔		
اسیرِ بے زباں:	اسیرِ بے زباں ہوں، کاشکے! صیاد بے پروا	بہ دامِ جوہرِ آئینہ ہو جاوے شکار اپنا	ص۱۵
اسیرِ چاک:	صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیرِ چاک	درد اور یہ کمیں کہ رو نالہ وا کروں	ص۵۶
اسیرِ دل:	دیکھیے: شررِ اسیرِ دل۔		
اسیرِ رنگ و بوے باغ:	اے اسدؔ! ہم خود اسیرِ رنگ و بوے باغ ہیں	ظاہرا، صیادِ ناداں ہے گرفتارِ ہوس	ص۴۵
اسیرِ زنگ:	اے اسدؔ! خامش ہے طوطیِ شکرِ گفتارِ طبع	ظاہرا، رکھتا ہے آئینہ اسیرِ زنگ، دل	ص۵۳
اسیرِ ستمِ کشمکشِ دامِ وفا:	ہے اسیرِ ستمِ کشمکشِ دامِ وفا	دلِ وارستۂ ہفتاد و دو ملّت بیزار	ص۹
اسیروں:	آج کیوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی تجھے؟	کل تلک تیرا بھی دل مہر و وفا کا باب تھا	ص۱۳۵
اسیری[5]	(۱) قید میں بھی ہے اسیری، آزاد	چشمِ زنجیر کو وا باندھتے ہیں	ص۵۸

---

۱ اسکندر : دوبار [مرکّب]۔
۲ اسلام : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۳ اسم : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
اسما : ایک بار [مرکّب]۔
۴ اسیر : گیارہ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: نوبار]۔
اسیراں : ایک بار [مرکّب]۔
اسیروں : ایک بار۔
۵ اسیری : چار بار [مفرد: دوبار، مرکّب: دوبار]۔

(۲) بس کہ ہوں غالبؔ اسیری میں بھی آتشِ زیرِ پا   موے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا   ص ۱۳۲

دیکھیے ـــــ: (۳) دردِ اسیری۔ (۴) ذوقِ اسیری۔

اشاراتِ کثیر: دیکھیے: گہر اندوزِ اشاراتِ کثیر۔

اشارت[1]: (۱) ختم کر ایک اشارت میں عباراتِ نیاز   جوں مہِ نو، ہے نہاں گوشۂ ابرو میں جبیں   ص ۸

(۲) نگاہِ ناز نے جب عرضِ تکلیفِ شرارت کی   دیا ابرو کو چھیڑا اور اُس نے فتنے کو اشارت کی   ص ۹۷

(۳) جو عقدۂ دشوار کہ کوشش سے نہ ہو وا   تو وا کرے اُس عقدے کو، سو بھی بہ اشارت   ص ۱۲۷

(۴) بلاے جاں ہے غالبؔ اُس کی ہر بات   عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا   ص ۱۵۸

اشارت فہم: رکھا غفلت نے دور افتادۂ ذوقِ فنا، ورنہ   اشارت فہم کو ہر ناخنِ بریدہ، ابرو تھا   ص ۴۲

اشارہ[2]: (۱) ظاہر کرے ہے جنبشِ مژگاں سے مدعا   طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ زبانِ اشک   ص ۵۰

(۲) تجھے بہانۂ راحت ہے انتظار اے دل!   کیا ہے کس نے اشارہ کہ نازِ بستر کھینچ   ص ۱۶۵

(۳) اُس چشمِ فسوں گر کا اگر پائے اشارہ   طوطی کی طرح آئنہ گفتار میں آوے   ص ۲۳۲

(۴) چاک مت کر جیب بے ایامِ گل   کچھ اُدھر کا بھی اشارا چاہیے   ص ۲۲۳

(۵) ہے بس کہ ہر اک اُن کے اشارے میں نشاں اور   کرتے ہیں محبت تو گزرتا ہے گماں اور   ص ۱۷۰

(۶) پرسشِ طرزِ دل بری کیجیے کیا کہ بن کہے   اُس کے ہر ایک اشارے سے نکلے ہے یہ ادا کہ یوں   ص ۱۶۸

اشارۂ جیب دریدہ: گل، سر بسر اشارۂ جیبِ دریدہ ہے   نازِ بہار جز بہ تقاضا نہ کھینچیے   ص ۱۰۶

اشارے: اُس بزم میں مجھے نہیں بنتی حیا کیے   بیٹھا رہا، اگرچہ اشارے ہوا کیے   ص ۲۴۲

اشتیاق[3]: بس کہ تیرے جلوۂ دیدار کا ہے اشتیاق   ہر بتِ خورشید طلعت آفتابِ بام ہے   ص ۱۰۱

اشتیاق انگیز: عارضِ گل دیکھ، روے یار یاد آیا اسدؔ!   جوششِ فصلِ بہاری اشتیاق انگیز ہے   ص ۲۱۳

اشرافِ[4] نژادِ آدم: دیکھیے: مرجع و مجمعِ اشرافِ نژادِ آدم۔

۱۔ اشارت : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔
اشارات: ایک بار [مرکب]۔
۲۔ اشارہ : سات بار [مفرد: چھے بار، مرکب: ایک بار]۔
اشارے : ایک بار۔
۳۔ اشتیاق : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
۴۔ اشراف : ایک بار [مرکب]۔

اشرفِ شہور وسنین[۱]: شب و روز: افتخارِ لیل و نہار — مہ و سال: اشرفِ شہور و سنین — ص۲۸۰

اشعار[۲]: (۱) بزمِ شاہنشاہ میں اشعار کا دفتر کھلا — رکھیو یارب! یہ درِ گنجینۂ گوہر کھلا — ص۱۹۰

(۲) نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پروا — گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی، نہ سہی — ص۲۰۹

(۳) گنجینۂ معنی کا طلسم اس کو سمجھیے — جو لفظ کہ غالبؔ مرے اشعار میں آوے — ص۲۳۲

(۴) آپ سے وہ مرا احوال نہ پوچھے تو اسدؔ! — حسبِ حال اپنے پھر اشعار کہوں یا نہ کہوں؟ — ص۲۹۸

(۵) واہ بے لڑکے! پڑھی اچھی غزل — شوق ابھی سے ہے تجھے اشعار کا — [قادر نامہ]

اشک[۳]: (۱) چشمِ امید سے گرتے ہیں دو عالم جوں اشک — یاس، پیمانہ کشِ گریۂ مستانہ نہیں — ص۸

(۲) ہے ننگ ز واماندہ شدن حوصلۂ پا — جو اشک گرا خاک میں، ہے آبلۂ پا — ص۲۹

(۳) ہوا نہ مجھ سے بجز درد حاصلِ صیاد — بسانِ اشک گرفتارِ چشمِ دام رہا — ص۳۰

(۴) برقِ خرمن زارِ گوہر ہے نگاہِ تیز یہاں — اشک ہو جاتے ہیں خشک از گرمیِ رفتارِ دوست — ص۳۳

(۵) کیجیے جوں اشک اور قطرہ زنی — اے اسدؔ! ہے ہنوز دلّی دور — ص۴۲

(۶) ہو سکے ہے پردۂ جوشیدنِ خونِ جگر — اشک بعدِ ضبط غیر از پنبۂ مینا نہیں — ص۶۵

(۷) طاقت، بساطِ دستگہِ یک قدم نہیں — جوں اشک جب تلک نہ رکھوں دست و پا گرو — ص۶۹

(۸) حسرت سے دیکھ رہتے ہیں ہم آب و رنگِ گل — مانندِ شبنم اشک ہیں مژگانِ خار کے — ص۸۰

(۹) آب ہو جاتے ہیں تنگِ ہمتِ باطل سے مرد — اشک پیدا کر اسدؔ! گر آہ بے تاثیر ہے — ص۹۶

(۱۰) فکرِ پروازِ جنوں ہے، سببِ ضبط نہ پوچھ — اشک جوں بیضہ مژہ سے تہِ پر پنہاں ہے — ص۱۰۹

(۱۱) قیدِ ہستی سے رہائی معلوم! — اشک کو بے سر و پا باندھتے ہیں — ص۱۸۱

(۱۲) یہاں اشک جدا گرم ہے اور آہ جدا گرم — حسرت کدۂ عشق کی ہے آب و ہوا گرم — ص۴۴۸

(۱۳) ممکن نہیں کہ ہو دلِ خوباں میں کارگر — تاثیر جُستن اشک سے نقش برآب ہے — ص۴۵۳

(۱۴) روتا ہوں بس کہ در ہوسِ آرمیدگی — جوں گوہر اشک کو ہے فرامش چکیدگی — ص۴۵۴

۱۔ اشرف : ایک بار [مرکب]۔
۲۔ اشعار : پانچ بار۔
۳۔ اشک : تریسٹھ بار [مفرد: تیرہ بار، مرکب: پچاس بار]۔
اشک ہا : دو بار [مرکب]۔
اشکوں : ایک بار۔

[آٹھ بار بہ طور ردیف، ص ۵۰]:

(۱۵)،(۱۶) آئے ہیں پارہ ہاے جگر درمیانِ اشک لایا ہے لعلِ بیش بہا کاروانِ اشک

(۱۷) ظاہر کرے ہے جُنبشِ مژگاں سے مدعا طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ زبانِ اشک

(۱۸) میں وادیِ طلب میں ہوا جملہ تن عرق از بسکہ صرفِ قطرہ زنی تھا بسانِ اشک

(۱۹) رونے نے طاقت اِتنی نہ چھوڑی کہ ایک بار مژگاں کو دوں فشار پئے امتحانِ اشک

(۲۰) دل خستگاں کو ہے طربِ صد چمن بہار باغِ بہ خوں تپیدن و آبِ روانِ اشک

(۲۱) سیلِ بنائے ہستیِ شبنم ہے آفتاب چھوڑے نہ چشم میں تپشِ دل نشانِ اشک

(۲۲) ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں اسدؔ! ہے بر سرِ مژہ نگراں دیدبانِ اشک

دیکھیے: (۲۳) انگشتِ حسابِ اشک۔ (۲۴) بارانِ اشک۔ (۲۵) بعدِ ضبطِ اشک۔ (۲۶) تارِ اشک۔ (۲۷) جوشِ اشک۔ (۲۸) سیلِ اشک۔ (۲۹) صفاے اشک۔ (۳۰) صورتِ اشک۔ (۳۱) طفلِ اشک۔ (۳۲) قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق۔ (۳۳) قطرۂ اشک۔ (۳۴) لبریزِ اشک۔ (۳۵) مانعِ سیلانِ اشک۔ (۳۶) نازگراں مایگیِ اشک۔ (۳۷) وفورِ اشک۔ (۳۸) ہجومِ اشک۔ (۳۹) ہر اشک۔ (۴۰) ہر دانۂ اشک۔ (۴۱) ہر قطرۂ اشک۔

اشک افشانی: یہ سرنوشت میں میری ہے اشک افشانی کہ موجِ آب ہے ہر ایک چینِ پیشانی ص ۹۶

اشکباری: (۱) بہ ہزار اُمیدواری رہی ایک اشکباری نہ ہوا حصولِ زاری بجز آستیں فشانی ص ۱۰

(۲) بہارِ رنگِ خونِ گل، ہے ساماں اشکباری کا جنونِ برق، نشتر ہے رگِ ابرِ بہاری کا ص ۱۸

(۳) پھر ہوئے ہیں گواہِ عشق طلب اشکباری کا حکم جاری ہے ص ۲۲۳

(۴) وہی صد رنگ نالہ فرسائی وہی صد گونہ اشکباری ہے ص ۲۲۳

اشکِ جگرگوں: دیکھیے: شوخیِ اشکِ جگرگوں۔

اشکِ چکیدہ: (۱) ہوں دردمند، جبر ہو یا اختیار ہو گہ نالۂ کشیدہ، گہ اشکِ چکیدہ ہوں ص ۲۹۹

(۲) اشکِ چکیدہ، رنگِ پریدہ ہر طرح ہوں میں از خود رمیدہ ص ۳۵۰

اشکِ چشم: (۱) ہر اشکِ چشم سے یک حلقۂ زنجیر بڑھتا ہے بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب اندیشہ رستن کا ص ۲۷

(۲) عشاق اشکِ چشم سے دھوویں ہزار داغ — دیتا ہے اور، جوں گل و شبنم، بہار داغ — ص ۴۸

اشکِ چشمِ دام: ہے زخم آفریں آرائشِ بیداد یہاں — اشکِ چشمِ دام ہے ہر دانۂ صیاد یہاں — ص ۵۷

اشکِ چشمِ سرمہ آلود: دیکھیے: جَیبِ اشکِ چشمِ سرمہ آلود۔

اشکِ دیدۂ خرشید: دامنِ گردوں میں رہ جاتا ہے ہنگامِ وداع — گوہرِ شب تاب، اشکِ دیدۂ خرشید ہے — ص ۱۰۳

اشکِ دیدۂ سوزن: دیکھیے: تارِ اشکِ دیدۂ سوزن۔

اشکِ دیدۂ عاشق: دیکھیے: قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق۔

اشک ریز: دیکھیے: چشمِ اشک ریز۔

اشک ریزی: چشمِ گریاں بسملِ شوقِ بہارِ دید ہے — اشک ریزی، عرضِ بال افشانیِ اُمید ہے — ص ۱۰۳

اشکِ سحاب: ہر رنگ گردش آئنہ ایجادِ درد ہے — اشکِ سحاب جز بہ وداعِ خزاں نہیں — ص ۵۷

اشکِ شکری: شرمندۂ اُلفت ہوں مداوا طلبی سے — ہر قطرۂ شربت مجھے اشکِ شکری ہے — ص ۲۵۳

اشکِ کباب: (۱) ظاہر ہے طرزِ قید سے صیاد کی غرض — جو دانہ دام میں ہے سو اشکِ کباب ہے — ص ۷۵

(۲) دیکھیے: قطرۂ اشکِ کباب۔

اشک ہائے زمژگاں چکیدہ: دیکھیے: تسبیحِ اشک ہائے زمژگاں چکیدہ۔

اشک ہائے واچکیدہ: اُٹھائے ہیں جو میں اُفتادگی میں متصل صدمے — کروں گا اشک ہائے واچکیدہ سے حساب اُس کا — ص ۴۴۷

اشکِ یاس: دیکھیے: تارِ اشکِ یاس۔

اشکوں: بہا ہے یہاں تک اشکوں میں غبارِ کلفتِ خاطر — کہ چشمِ تر میں ہر یک پارۂ دل، پائے در گل ہے — ص ۷۷

اشیا[۱]: دیکھیے: ہستیِ اشیا۔

اصحاب[۲]: اصحاب کو جو کہ ناسزا کہتے ہیں — سمجھیں تو ذرا دل میں کہ کیا کہتے ہیں

سمجھا تھا نبی نے اُن کو اپنا ہمدم — ہے ہے! نہ کہو، کسے بُرا کہتے ہیں! — ص ۳۱۳

اصحابِ کبار: یارانِ رسول، یعنی اصحابِ کبار — ہیں گرچہ بہت، خلیفہ اُن میں ہیں چار — ص ۳۱۳

---

۱ اشیا : ایک بار [مرتب]۔

۲ اصحاب : دو بار [مرتب]۔

اصطکاکِ دَر:[۱] دل کو اظہارِ سخن، اندازِ فتح الباب ہے — یہاں صریرِ خامہ، غیر از اصطکاکِ در نہیں — ص ۲۶

اصطلاحاتِ[۲] اسیرانِ تغافل: اصطلاحاتِ اسیرانِ تغافل مت پوچھ — جو گرہ آپ نہ کھولی، اُسے مشکل باندھا — ص ۱۳

اصل[۳] (۱) قیدِ حیات و بندِ غم، اصل میں دونوں ایک ہیں — موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں — ص ۱۹۳

(۲) نشو و نما ہے اصل سے غالبؔ فروع کو — خاموشی ہی سے نکلے ہے جو بات چاہیے — ص ۲۱۹

اصلِ ایمان: وفاداری بہ شرطِ استواری اصلِ ایماں ہے — مرے بت خانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو — ص ۱۹۹

اصلِ تخم: ہے اصلِ تخمِ ہند سے اور اِس زمین سے — پھیلا ہے سب جہان میں یہ میوہ دور دور — ص ۲۹۳

اصلِ تنگ و تازِ جستجو: پیدا نہیں ہے اصلِ تنگ و تازِ جستجو — مانندِ موجِ آب زبانِ بریدہ ہوں — ص ۶۴

اصلِ خرد: اے کثرتِ فہم بے شمار اندیشہ! — ہے اصلِ خرد سے شرمسار اندیشہ — ص ۱۱۸

اصلِ دمیدن ہا: بس کہ ہے اصلِ دمیدن ہا، غبار — ہے نہالِ شکوۂ ریحاں، سفال — ص ۵۱

اصلِ شہود و شاہد و مشہود: اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے — حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں! — ص ۱۸۹

اصلاحِ[۴] مفاسد: تیری دانش، مری اصلاحِ مفاسد کی رہین — تیری بخشش، مرے انجاحِ مقاصد کی کفیل — ص ۱۳۳

اصنامِ[۵] خیالی: کثرت آرائیِ وحدت ہے پرستاریِ وہم — کر دیا کافر اِن اصنامِ خیالی نے مجھے — ص ۲۲۲

اضداد[۶]: یہ اُس کے عدل سے اضداد کو ہے آمیزش — کہ دشت و کوہ کے اطراف میں بہ ہر سرِ راہ — ص ۲۷۷

اضطراب[۷]: گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا — گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا — ص ۱۳۷

(۲) میں اور حظِّ وصل! خدا ساز بات ہے — جاں نذر دینی بھول گیا اضطراب میں — ص ۱۸۹

دیکھیے ـــــ: (۳) بالِ اضطراب۔ (۴) براتِ اضطراب۔ (۵) تسکینِ اضطراب۔ (۶) دلِ از اضطراب آسودہ۔ (۷) قطعِ رہِ اضطراب۔ (۸) گرمِ اضطراب۔ (۹) وقتِ اضطراب۔

اضطراب آرا: جوشِ بے کیفیتی ہے اضطراب آرا اسدؔ — ورنہ بسمل کا تڑپنا، لغزشِ مستانہ تھا — ص ۲۵

---

۱ اصطکاک : ایک بار [مرکّب]۔
۲ اصطلاحات : ایک بار [مرکّب]۔
۳ اصل : آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چھے بار]۔
۴ اصلاح : ایک بار [مرکّب]۔
۵ اصنام : ایک بار [مرکّب]۔
۶ اضداد : ایک بار۔
۷ اضطراب : اٹھارہ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: سولہ بار]۔

اضطرابِ انجامِ اُلفت: دیکھیے: سرنوشتِ اضطرابِ انجامِ اُلفت۔

اضطرابِ چشمِ برپا دوختہ: شرم ہے طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ ‌ ‌ اضطرابِ چشمِ برپا دوختہ غمّاز ہے ص ۸۲

اضطرابِ دل: دیکھیے: طرزِ عروجِ اضطرابِ دل۔

اضطرابِ دم شماری: نہ بھولا اضطرابِ دم شماری انتظار اپنا ‌ ‌ کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا ص ۱۵

اضطرابِ سرکش: اے اضطرابِ سرکش! یک سجدہ وار تمکیں ‌ ‌ میں بھی ہوں شمعِ کشتہ، گر داغ خوبہا ہے ص ۹۲

اضطرابِ شامِ تنہائی: دیکھیے: طوفاں گاہِ جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی۔

اضطرابِ عمر: اضطرابِ عمر بے مطلب نہیں آخر کہ ہے ‌ ‌ جستجوئے فرصتِ ربطِ سر و زانو مجھے ص ۷۸

اضطرابِ نارسائی: اضطرابِ نارسائی مایۂ شرمندگی ‌ ‌ ہے عرق ریزئ خجلت جوششِ طوفانِ عجز ص ۳۳

اضطرار[۱]: (۱) حیرت فروشِ صد نگرانی ہے اضطرار ‌ ‌ ہر رشتہ چاکِ جیب کا، تارِ نظر ہے آج ص ۳۳

(۲) دیکھیے: رقمِ اضطرار۔

اِطاعت[۲]: سہرا لکھا گیا ز رہِ امتثالِ امر ‌ ‌ دیکھا کہ چارہ غیرِ اطاعت نہیں مجھے ص ۳۲۵

اَطراف[۳]: یہ اُس کے عدل سے اضداد کو ہے آمیزش ‌ ‌ کہ دشت و کوہ کے اطراف میں بہ ہر سرِ راہ ص ۲۷۷

اَطفال[۴]: دیکھیے ـــــــــ: (۱) اتمامِ بزمِ عیدِ اطفال۔ (۲) بازیچۂ اطفال۔ (۳) داغِ اطفال۔ (۴) شغلِ اطفال۔

اَطفالِ ابجدی: کہ بحثِ علم میں اطفالِ ابجدی اُس کے ‌ ‌ ہزار بار فلاطوں کو دے چکے الزام ص ۲۶۳

اَطہر[۵]: دیکھیے: جسمِ اطہر۔

اظہار[۶]: صرف اظہار ہے ارادت کا ‌ ‌ ہے قلم کی جو سجدہ ریز جبیں ص ۲۸۱

دیکھیے ـــــــــ: (۲) آئینۂ اظہار۔ (۳) آئینۂ شانِ اظہار۔ (۴) اوجِ عرضِ اظہار۔ (۵) حسرتِ اظہار۔ (۶) خونِ اظہار۔ (۷) دامِ اظہار۔ (۸) رسوائی اظہار۔ (۹) شوخیِ اظہار۔ (۱۰) مانعِ اظہار۔ (۱۱) معرضِ اظہار۔ (۱۲) موجِ خرامِ اظہار۔ (۱۳) نشۂ اظہار۔

اظہارِ اسد: سازِ وحشت رقمی ہا کہ بہ اظہارِ اسدؔ ‌ ‌ دشت و ریگ آئنۂ صفحۂ افشاں زدہ ہے ص ۱۰۹

---

[۱] اضطرار : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
[۲] اطاعت : ایک بار [مرکب]۔
[۳] اطراف : ایک بار۔
[۴] اطفال : پانچ بار [مرکب]۔
[۵] اطہر : ایک بار [مرکب]۔
[۶] اظہار : بائیس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: اکیس بار]۔

اظہارِ بےقرار: زلفِ خیال نازک و اظہار بے قرار یارب! بیان شانہ کشِ گفتگو نہ ہو ص۶۸

اظہارِ تابِ جلوۂ تمکیں: شرر ہے رنگ، بعد اظہار تابِ جلوۂ تمکیں کرے ہے سنگ پر خرشید آبِ روے کار آتش ص۴۷

اظہارِ تپش: دیکھیے: بیتابیِ اظہارِ تپش۔

اظہارِ تپش سوتیِ گل: دیکھیے: دردِ اظہارِ تپش سوتیِ گل۔

اظہارِ حال: دیکھیے: وجہِ حیرتِ اظہارِ حال۔

اظہارِ خود پرستی: دیکھیے: پردۂ اظہارِ خود پرستی۔

اظہارِ سخن: دل کو اظہارِ سخن، اندازِ فتح الباب ہے یہاں صریرِ خامہ غیر از اصطکاکِ در نہیں ص۶۶

اظہارِ کثافت ہا: سخن تاریک طبعوں کا، ہے اظہارِ کثافت ہا کہ رنگِ خلعۂ فولاد ماناے سیاہی ہے ص۲۵۵

اِعادۂ[1] عزت: ہے بندے کو اعادۂ عزت کی آرزو چاہیں اگر حضور تو مشکل نہیں یہ کام ص۲۸۳

اعتبار[2]: (۱) ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان، جھوٹ جانا کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا ص۱۵۹

(۲) ہستی کا اعتبار بھی غم نے مٹا دیا کس سے کہوں کہ داغ، جگر کا نشان ہے ص۲۰۳

(۳) تو نے قسم مے کشی کی کھائی ہے غالب؟ تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے ص۲۰۸

دیکھیے ______: (۴) جلوۂ نیرنگِ اعتبار۔ (۵) سببِ اعتبار۔ (۶) شکستِ اعتبار۔ (۷) گدازِ آئینۂ اعتبار۔ (۸) مایۂ اعتبار۔

اعتبارِ عشق: اعتبارِ عشق کی خانہ خرابی دیکھنا غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا ص۱۵۱

اعتبارِ نغمہ: ہم نشیں! مت کہہ کہ برہم کر نہ بزمِ عیشِ دوست وہاں تو میرے نالے کو بھی اعتبارِ نغمہ ہے ص۲۱۴

اعتدال[3]: مضمحل ہو گئے قویٰ غالب! وہ عناصر میں اعتدال کہاں! ص۱۸۳

اعتقاد[4]: (۱) نہیں کہ مجھ کو قیامت کا اعتقاد نہیں شبِ فراق سے روزِ جزا زیاد نہیں ص۱۹۲

(۲) نبی کا ہو نہ جسے اعتقاد، کافر ہے رکھے امام سے جو بغض، کیا کہیں اُس کو؟ ص۲۸۶

(۳) دیکھیے: بناے اعتقاد۔

---

[1] اعادہ : ایک بار [مرکب]۔
[2] اعتبار : دس بار [مفرد: تین بار، مرکب: سات بار]۔
[3] اعتدال : ایک بار۔
[4] اعتقاد : تین بار [مفرد: دو بار، مرکب: ایک بار]۔

اعتماد[1]: (۱) زندگانی پہ اعتماد غلط — ہے کہاں قیصر اور کہاں فغفور؟ ص۴۲

(۲) جوں اعتماد نامہ و خط کا ہو مُہر سے — یوں عاشقوں میں ہے سببِ اعتبار، داغ ص۴۸

(۳) حُسن اور اُس پہ حُسنِ ظن، رہ گئی بُلہوس کی شرم — اپنے پہ اعتماد ہے، اَور کو آزمائے کیوں؟ ص۱۹۳

اعتمادِ دل: دوست دارِ دشمن ہے، اعتمادِ دل معلوم! — آہ بے اثر دیکھی، نالہ نارسا پایا ص۱۴۳

اعتمادِ وفاداری: ہے بارے، اعتمادِ وفاداری اِس قدر — غالبؔ! ہم اِس میں خوش ہیں کہ نامہربان ہے ص۲۰۳

اعجاز[2]: (۱) پامردِ یک انداز نہیں قامتِ ہستی — طاقت اگر اعجاز کرے، تُہمتِ خم باندھ ص۷۱

دیکھیے ــــــ: (۲) صورتِ اعجاز۔ (۳) عرضِ اعجاز۔ (۴) یک نیستاں قلمرو اعجاز۔

اعجازِ ستایش گر: دیکھیے: عجزِ اعجازِ ستایش گر۔

اعجازِ مسیح: دیکھیے: کعبۂ اعجازِ مسیح۔

اعجازِ مسیحا: اک کھیل ہے اورنگِ سلیماں مرے نزدیک — اک بات ہے اعجازِ مسیحا مرے آگے ص۲۲۸

اعجازِ ہوائے صیقل: تا کہ تجھ پر کُھلے اعجازِ ہوائے صیقل — دیکھ برسات میں سبز آئنے کا ہو جانا ص۱۵۶

اَعدا[3]: دیکھیے: صرفِ اعدا۔

اَعداد[4]: دیکھیے: (۱) افزایشِ اعداد۔ (۲) ریزشِ اعداد۔

اَعضا[5]: (۱) رچ گیا جوشِ صفا سے زلف کا اعضا میں عکس — ہے نزاکت جلوہ اے ظالم! سیہ فامی تری ص۹۳

(۲) چھوڑ کر جانا تنِ مجروحِ عاشق حیف ہے — دل طلب کرتا ہے زخم اور مانگے ہیں اعضا نمک ص۱۷۵

دیکھیے ــــــ: (۳) ذوبانِ اعضا۔ (۴) ذوقِ شوخیِ اعضا۔

اعضائے بہار: دیکھیے: رعشۂ اعضائے بہار۔

اعظم[6]: دیکھیے ــــــ: (۱) جُزوِ اعظم۔ (۲) سوادِ اعظمِ نثر۔

اُمّی[7]: ربطِ تمیزِ اعیاں دُردِ مئے صدا ہے — اُمّی کو سُرمۂ چشم آوازِ آشنا ہے ص۹۳

---

[1] اعتماد : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔
[2] اعجاز : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔
[3] اعدا : ایک بار [مرکب]۔
[4] اعداد : دو بار [مرکب]۔
[5] اعضا : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکب: تین بار]۔
[6] اعظم : دو بار [مرکب]۔
[7] اُمّی : ایک بار [مرکب]۔

اُعمار:[1] دیکھیے: قاطعِ اعمار۔

اعمال:[2] (۱، ۲) دیکھیے: نامۂ اعمال [دوبار]۔

اعیان:[3] دیکھیے: تحتِ "اعیٰ"۔

اِغراق:[4] مدح کے بعد دُعا چاہیے اور اہلِ سخن اِس کو کرتے ہیں بہت بڑھ کے بہ اغراق رقم ص ۲۶۵

اَغیار:[5] دیکھیے ــــــ: (۱) چشم و چراغِ محفلِ اغیار۔ (۲) دریافتنِ صحبتِ اغیار۔ (۳) رضا جوِ اغیار۔ (۴) طعنۂ اغیار۔ (۵) گنجایشِ عداوتِ اغیار۔ (۶) نگہبانِ دل ہاے اغیار۔

اُفتادگاں:[6] دیکھیے: سرپنجۂ اُفتادگاں۔

اُفتادگی:[7] (۱) اُٹھائے ہیں جو میں اُفتادگی میں متصل صدمے کروں گا اشک ہاے واچکیدہ سے حساب اُس کا ص ۳۲۷

(۲) دیکھیے: ہمہ اُفتادگی۔

اُفتادگی بالین وبستر: دیکھیے: سایۂ اُفتادگی بالین وبستر۔

اُفتادگیِ نشہ: ہے ز پا اُفتادگیِ نشہ بیاری مجھے بے سخن، تبخالۂ لب دانۂ انگور ہے ص ۹۳

اُفتادہ:[8] (۱) وقت اُس اُفتادہ کا خوش جو قناعت سے اسد نقشِ پاے مور کو تختِ سلیمانی کرے ص ۸۲

دیکھیے ــــــ: (۲) پا اُفتادۂ اعجازِ یادِ حُسنِ سبز۔ (۳) پا اُفتادۂ حسرت۔ (۴) پا اُفتادۂ زنہار۔ (۵) پیشِ پا اُفتادہ مضموں۔ (۶) دلِ بے دست و پا اُفتادہ۔ (۷) دور اُفتادہ۔ (۸)، (۹) سرشکِ برزمیں اُفتادہ [دوبار]۔ گلِ از شاخ دور اُفتادہ۔

افتخار[9] لیل ونہار: شب و روز: افتخارِ لیل و نہار مہ و سال: اشرفِ شہور و سنیں ۲۸۰

افراختگی:[10] اے بے ثمراں! حاصلِ تکلیفِ دمیدن گردن بہ تماشاے گلِ افراختگی ہے ص ۱۱۱

افروختہ:[11] دیکھیے ــــــ: (۱) عکسِ رُخِ افروختہ۔ (۲) فروغِ رُخِ افروختۂ خوباں۔

---

[1] اعمار : ایک بار [مرکب]۔
[2] اعمال : دوبار [مرکب]۔
[3] اعیان : ایک بار [مرکب]۔
[4] اغراق : ایک بار [مرکب]۔
[5] اغیار : چھے بار [مرکب]۔
[6] افتادگاں : ایک بار [مرکب]۔
[7] افتادگی : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دوبار]۔
[8] افتادہ : دس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: نوبار]۔
[9] افتخار : ایک بار [مرکب]۔ [10] افراختگی : ایک بار۔
[11] افروختہ : دوبار [مرکب]۔

افراطِ[۱] انتظار: معزولیِ تپش ہوئی افراطِ انتظار — چشم کشودہ، حلقۂ بیرونِ در ہے آج — ص۳۲

افزائش[۲]: اُسے فضائلِ علم و ہُنر کی افزائش — ہوئی ہے مبدعِ عالم سے اِس قدر انعام — ۲۶۳

افزائشِ[۲] اعداد: یہ دی جو گئی ہے رشتۂ عمر میں گانٹھ — ہے صفر کہ افزائشِ اعداد کرے — ص۲۵۳

افزائشِ درد دروں: دیکھیے: باعثِ افزائشِ درد دروں۔

افزودن[۳]: اسدؔ اہرِ اشک، ہے یک حلقہ بر زنجیرِ افزودن — بہ بندِ گریہ ہے نقشِ بر آب اُمیدِ رستن ہا — ص۲۳

افزوں[۴]: نگہ اُس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی — پرِ بالش ہے وقتِ دید مژگانِ تماشائی — ص۹۲

دیکھیے ــــــ: (۲)، (۳) روز افزوں [دوبار]۔

افسانہ[۵]: (۱) شب کہ ذوقِ گفتگو سے تیری دل بیتاب تھا — شوخیِ وحشت سے افسانہ، فسونِ خواب تھا — ص۱۵

(۲) شب کہ باندھا خواب میں آنے کا قاتل نے جناح — وہ فسونِ وعدہ میرے واسطے افسانہ تھا — ص۲۵

(۳) حیرت، اپنے نالۂ بیدرد سے، غفلت بنی — راہِ خوابیدہ کو غوغائے جرس افسانہ تھا — ص۲۵

(۴) شکستِ رنگ کی لائی سحر شبِ سُنبل — پہ زلفِ یار کا افسانہ ناتمام رہا — ص۳۰

(۵) جادو ہے یار کی روشِ گفتگو اسدؔ — یہاں جُز فسوں نہیں، اگر افسانہ چاہیے — ص۸۲

(۶) تو وہ بدخو کہ تحیّر کو تماشا جانے — غم وہ افسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگے — ص۲۰۹

(۷) افسانہ اسدؔ! بہ ایں درازی! — اے غم زدہ! قصّہ مختصر کر — ص۳۲۸

(۸) آشنا، غالبؔ! نہیں ہیں دردِ دل کے آشنا — ورنہ کس کو میرے افسانے کی تابِ استماع؟ — ص۴۸

(۹) ہجومِ سادہ لوحی پنبۂ گوشِ حریفاں ہے — وگرنہ خواب کی، مضمر ہیں افسانے میں، تعبیریں — ص۹۳

دیکھیے ــــــ: (۱۰) جوہرِ افسانہ۔ (۱۱) داغ گریِ افسانہ۔ (۱۲) دامنِ افسانہ۔ (۱۳) عالمِ آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ۔ (۱۴) یادِ افسانۂ بیمار۔

افسانۂ خوابِ زلیخا: عزیزو! ذکرِ وصلِ غیر سے مجھ کو نہ بہلاؤ — کہ یہاں افسونِ خواب، افسانۂ خوابِ زلیخا ہے — ص۸۳

---

۱ افراط : ایک بار [مرکب]۔
۲ افزائش : تین بار [مرکب: دوبار]۔
۳ افزودن : ایک بار۔
۴ افزوں : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دوبار]۔
۵ افسانہ : سولہ بار [مفرد: نوبار، مرکب: سات بار]۔

افسانۂ زلفِ یار: آتی نہیں نیند، اے شبِ تار! افسانۂ زلفِ یار سر کر ص۴۴۸

افسر[۱]: دیکھیے: وارثِ گنج و تخت و افسر۔

افسردگاں : دیکھیے ـــــ: (۱) سوے ضبطِ افسردگاں۔ (۲) یک عالم افسردگاں۔

افسردگی : (۱) رہتے ہیں افسردگی سے سخت بیدردانہ ہم شعلہ ہا نذرِ سمندر بلکہ آتش خانہ ہم ص۵۴

(۲) میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالبؔ کہ دل دیکھ کر طرزِ تپاکِ اہلِ دُنیا، جل گیا ص۱۵۱

(۳) افسردگی نہیں طرب انشاے التفات ہاں درد بن کے دل میں مگر جا کرے کوئی ص۲۱۵

دیکھیے ـــــ: (۴) غفلتِ افسردگی۔ (۵) کلفتِ افسردگی۔

افسردگی آہنگ تر: بیدلی ہاے اسدؔ افسردگی آہنگ تر یادِ ایامے کہ ذوقِ صحبتِ احباب تھا ص۱۵

افسردگیِ دل: شعلے سے نہ ہوتی، ہوسِ شعلہ نے جو کی جی کس قدر افسردگیِ دل پہ جلا ہے ص۲۱۹

افسردگی مانوس: یک جہاں گل تختۂ مشقِ شگفتن ہے اسدؔ غنچۂ خاطر رہا افسردگی مانوس و بس ص۳۶

افسردن[۲]: (۱) اگر گل حُسن و الفت کی بہم جوشیدنی جانے پرِ بلبل کے افسردن کو دامن چیدنی جانے ص۱۱۵

(۲) نہیں ہے بے سبب قطرے کو شکلِ گوہر افسردن گرہ ہے، حسرتِ آبے بروے کار آوردن ص۴۳۹

(۳) دیکھیے: ہمہ افسردن۔

افسردہ[۳]: (۱) اے عدوے مصلحت! چندے بہ ضبط افسردہ رہ کردنی ہے جمع تابِ شوخیِ دیدارِ دوست ص۳۳

(۲) جنوں افسردہ وجاں ناتواں، اے جلوہ! شوخی کر گئی یک عمر خود داری بہ استقبالِ رعنائی ص۹۲

(۳) حسد سے دل اگر افسردہ ہے، گرمِ تماشا ہو کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظارہ سے وا ہو ص۱۹۳

(۴) خو نے تری افسردہ کیا وحشتِ دل کو معشوقی و بے حوصلگی طرفہ بلا ہے ص۲۱۹

دیکھیے ـــــ: (۵) بیکسی افسردہ۔ (۶)، (۷) دلِ افسردہ [دو بار]۔

افسردہ دلی ہا : دیکھیے: حُسنِ افسردہ دلی ہا۔

---

[۱] افسر : ایک بار [مرکب]۔
[۲] افسردن : تین بار [مرکب: ایک بار]۔
افسردگاں : دو بار [مرکب]۔
افسردگی : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکب: پانچ بار]۔
[۳] افسردہ : دس بار [مفرد: چار بار، مرکب: چھے بار]۔

افسردۂ تمکیں: افسردۂ تمکیں ہے نفسِ گرمیِ احباب — پھر شیشے سے عطرِ شررِ سنگ نکالوں ص۶۱

افسردۂ دزدیدہ نفس: رہنے دو گرفتار بہ زندانِ خموشی — چھیڑو نہ مجھ افسردۂ دزدیدہ نفس کو ص۴۵۰

افسوس[1]: (۱) ظاہر ہیں میری شکل سے افسوس کے نشاں — جوں شانہ پشتِ دست بہ دنداں گزیدہ ہوں ص۶۱

(۲) سراپا رہنِ عشق و ناگزیرِ الفتِ ہستی — عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا ص۱۳۸

(۳) افسوس! کہ دنداں کا کیا رزق فلک نے — جن لوگوں کی تھی درخورِ عقدِ گہر انگشت ص۱۶۳

(۴) ٹوٹا ہے افسوس! موے خمِ زلف — ہے شانہ یکسر دستِ گزیدہ ص۴۵۰

(۵) ہم اور فسردن، اے تجلی افسوس! — تکرار روا نہیں تو تجدید سہی ص۴۵۲

دیکھیے ـــــــ: (۶) حنائے کفِ افسوس۔ (۷) کفِ افسوس۔ (۸) خطِ کفِ افسوس۔ (۹) مساسِ دستِ افسوس۔ (۱۰) یک لبِ افسوس۔ (۱۱) یک کفِ افسوسِ تماشائی۔ (۱۲) کفِ افسوسِ فرصت۔

افسوسِ گرمی ہاے صحبت: تا کجا افسوسِ گرمی ہاے صحبت اے خیال! — دل بہ سوزِ آتشِ داغِ تمنا جل گیا ص۲۰

افسوسِ ویرانی: خراب آبادِ غربت میں عبث افسوسِ ویرانی — گلِ از شاخ دور اُفتادہ ہے نزدیکِ پژمردن ص۴۴۹

افسوں[2]: (۱) نظر بازی: طلسمِ وحشت آبادِ پرستاں ہے — رہا بیگانۂ تاثیرِ افسوں آشنائی کا ص۱۶

(۲) تماشا ہے علاجِ بے دماغی ہاے دل غافل! — سویدا: مردمِ چشمِ پری، نظارہ: افسوں ہے ص۱۱۴

دیکھیے ـــــــ: (۳) پوشیدہ افسوں۔ (۴) فریبِ افسوں۔ (۵) نگاہِ عبرت افسوں۔

افسونِ آگاہی: خدایا! چشم تا دل درد ہے افسونِ آگاہی — نگہ حیرت سواد خوابِ بے تعبیر بہتر ہے ص۱۰۸

افسونِ انتظار: پھونکا ہے کس نے گوشِ محبت میں اے خدا! — افسونِ انتظار، تمنا کہیں جسے ص۲۱۸

افسونِ خواب: عزیزو! ذکرِ وصلِ غیر سے مجھ کو نہ بہلاؤ — کہ یہاں افسونِ خواب، افسانۂ خوابِ زلیخا ہے ص۸۳

افسونِ ربطِ پیکر آرائی: گدازِ موم ہے افسونِ ربطِ پیکر آرائی — نکالے کب نہالِ شمع بے تخمِ شرار، آتش ص۴۷

افسونِ سخن: دیکھیے: جوہرِ افسونِ سخن۔

افسونِ عرضِ ذوقِ قتل: لذتِ ایجادِ ناز، افسونِ عرضِ ذوقِ قتل — نعل آتش میں ہے تیغِ یار سے نخچیر کا ص۱۱

---

[1] افسوس : چودہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: نو بار]۔

[2] افسوں : بارہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: دس بار]۔

افسونِ گدازِ دل: دیکھیے: عرضِ افسونِ گدازِ دل۔

افشاں[1]: (۱) بس کہ ہر یک موے زلف افشاں سے ہے تارِ شعاع — پنجۂ خرشید کو سمجھے ہیں دستِ شانہ ہم — ص۵۳

(۲) وہ رازِ نالہ ہوں کہ بہ شرحِ نگاہِ عجز — افشاں، غبارِ سرمہ سے فردِ صدا کروں — ص۵۶

افشاں زدہ: دیکھیے: آئینۂ صفحۂ افشاں زدہ۔

افشاندنی: دیکھیے: وضعِ زر افشاندنی۔

افشاندہ[2]: (۱) خواہشِ دل ہے زباں کو سببِ گفت و بیاں — ہے سخن، گرد ز دامانِ ضمیر افشاندہ — ص۱۷

(۲) دیکھیے: پرِ افشاندہ۔

افشردگاں: دیکھیے: دنداں در جگر افشردگاں۔

افشردن[3]: (۱) دیکھیے: دنداں در دل افشردن۔ (۲) مفتِ افشردن۔

افشردۂ انگور: صاف دُردی کشِ پیمانۂ جم ہیں ہم لوگ — وائے! وہ بادہ کہ افشردۂ انگور نہیں — ص۱۸۶

افطارِ[4] صوم: افطار صوم کی کچھ اگر دستگاہ ہو — اُس شخص کو ضرور ہے روزہ رکھا کرے

جس پاس روزہ کھول کے کھانے کو کچھ نہ ہو — روزہ اگر نہ کھائے تو ناچار کیا کرے — ص۱۲۸

افعی[5]: (۱) زلفِ سیہ افعی، نظرِ بد قلمی ہے — ہرچند خطِ سبز و زمرد رقمی ہے — ص۱۰۶

(۲) باغ، پاکر خفقانی یہ ڈراتا ہے مجھے — سایۂ شاخِ گل افعی نظر آتا ہے مجھے — ص۲۱۶

(۳) دیکھیے: حریفِ دمِ افعی۔

افعیِ زلفِ سیہِ شیریں: دیکھیے: کشتۂ افعیِ زلفِ سیہِ شیریں۔

افغاں[6]: دیکھیے: حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں۔

افگار[7]: دیکھیے ___: (۱) پاے افگار۔ (۲) دل افگار۔ (۳) سینۂ افگارِ جفا۔

---

۱ افشاں : تین بار [مفرد: دوبار، مرکب: ایک بار]۔
۲ افشاندہ : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
افشاندنی : ایک بار [مرکب]۔
۳ افشردن : دوبار [مرکب]۔
افشردگاں : ایک بار [مرکب]۔
افشردہ : ایک بار [مرکب]۔
۴ افطار : ایک بار [مرکب]۔
۵ افعی : چار بار [مفرد: دوبار، مرکب: دوبار]۔
۶ افغاں : ایک بار [مرکب]۔
۷ افگار : تین بار [مرکب]۔

اَفگندنی: نہیں ہے باوجودِ ضعف سیرِ بےخودی آساں ۔۔۔ رہِ خوابیدہ میں افگندنی ہے طرحِ منزل ہا ۔۔۔ ص ۲۳

اَفگندہ[1]: دیکھیے: داغِ برافگندہ۔

اَفلاک[2]: دیکھیے: (۱) گردشِ افلاک۔ (۲) سوے چینیِ افلاک۔

اقامت[3]: زخمی ہوا ہے پاشنہ پاے ثبات کا ۔۔۔ نے بھاگنے کی گوں، نہ اقامت کی تاب ہے ۔۔۔ ص ۲۰۶

اقبال[4]: دیکھیے ــــــ: (۱) دوامِ اقبال۔ (۲) کوکبِ اقبال۔ (۳) بے دماغِ منتِ اقبال۔

اقبالِ زخم: تیرا اقبالِ زخم: مرے جینے کی نوید ۔۔۔ تیرا اندازِ تغافل: مرے مرنے کی دلیل ۔۔۔ ص ۱۴۴

اقبالِ تمنّاہا: تمثال تماشاہا اقبالِ تمنّا ہا ۔۔۔ عجزِ عرق شرمے اے آئنہ! حیرانی ۔۔۔ ص ۱۰۸

اقبالِ حُسن: دیکھیے: بجلیِ اقبالِ حُسن۔

اقبالِ رنجوری: خوشا اقبالِ رنجوری! عیادت کو تم آئے ہو ۔۔۔ فروغِ شمعِ بالیں طالعِ بیدارِ بستر ہے ۔۔۔ ص ۲۱۴

اقبالِ کلفتِ دلِ بے مدعا: اقبالِ کلفتِ دلِ بے مدعا رسا ۔۔۔ اختر کو داغِ سایۂ بالِ ہُما کہوں ۔۔۔ ص ۵۹

اقبالِ نگاہ: دیکھیے: عزاخانۂ اقبالِ نگاہ۔

اقلیم[5]: دیکھیے ــــــ: (۱) سات اقلیم۔ (۲) صانعِ ہفت چرخ و ہفت اقلیم۔

اقلیمِ اُلفت: نہیں اقلیمِ الفت میں کوئی طومارِ ناز ایسا ۔۔۔ کہ پُشتِ چشم سے جس کے نہ ہووے مُہرِ عنواں پر ۔۔۔ ص ۱۶۷

اقلیمِ تمنّاے پری: دیکھیے: حدِ اقلیمِ تمنّاے پری۔

اقلیمِ سخن: بہ اقلیمِ سخن ہے جلوۂ گردِ سواد، آتش ۔۔۔ کہ ہے دودِ چراغاں سے ہیولاے مداد، آتش ۔۔۔ ص ۴۷

اقلیمِ عدم: دیکھیے ــــــ: (۱) رہِ اقلیمِ عدم۔ (۲) سوادِ اقلیمِ عدم۔

اقلیمِ کوراں: دیکھیے: آئینۂ اقلیمِ کوراں۔

اقلیمِ ہند و سند: ہے بیہ دُعا کہ زیرِ نگیں آپ کے رہے ۔۔۔ اقلیمِ ہند و سند سے تا ملکِ روم و شام ۔۔۔ ص ۲۸۳

اِک[6]: (۱) اک آبلہ پا وادیِ پُرخار میں آوے ۔۔۔ ص ۲۳۴

---

[1] افگندہ : ایک بار[مرتب]۔
افگندنی : ایک بار۔
[2] افلاک : دوبار[مرتب]۔ [3] اقامت : ایک بار۔
[4] اقبال : نوبار[مرتب]۔
[5] اقلیم : آٹھ بار[مرتب]۔
[6] اک : اکثر بار۔

(۲۳) اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے! — ص ۱۲۳

(۲۴) دشنہ اک تیز سا ہوتا مرے غم خوار کے پاس — ص ۱۶۳

(۲۵) بلائے جاں ہے ادا تیری اک جہاں کے لیے — ص ۲۳۶

(۲۶) جو داغ نظر آیا اک چشم نمائی ہے — ص ۲۱۰

(۲۷) جی میں اترائیں نہ موتی کہ ہمیں ہیں اک چیز — ص ۲۸۷

(۲۸) وہ جو رکھتے تھے ہم اک حسرتِ تعمیر، سو ہے — ص ۲۳۲

(۲۹) روز اِس شہر میں اک حکم نیا ہوتا ہے — ص ۲۰۹

(۳۰) اُڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی — ص ۲۳۳

(۳۱) اک خوں چکاں کفن میں کروڑوں بناؤ ہیں — ص ۲۳۳

(۳۲) تھا میں اک دردمندِ سینہ فگار — ص ۱۲۴

(۳۳) خلد کا اک در ہے میری گور کے اندر کھلا — ص ۱۶۱

(۳۴) لیے بیٹھا ہے اک دو چار جامِ واژگوں وہ بھی — ص ۲۰۲

(۳۵) انتظارِ صید میں اک دیدۂ بے خواب تھا — ص ۱۳۵

(۳۶) تپشِ شوق نے ہر ذرّے پہ اک دل باندھا — ص ۱۳۴

(۳۷) گرمیِ بزم ہے اک رقصِ شرر ہوتے تک — ص ۱۷۵

(۳۸) پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت! — ص ۱۹۳

(۳۹) ہاں کچھ اک رنجِ گراں باریِ زنجیر بھی تھا — ص ۱۵۸

(۴۰) اک ذرا چھیڑیے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے — ص ۲۳۰

(۴۱) مجھ پہ گویا اک زمانہ مہرباں ہو جائے گا — ص ۱۵۱

(۴۲) تھی وہ اک شخص کے تصور سے — ص ۱۸۲

(۴۳) اک شرر دل میں ہے، اُس سے کوئی گھبرائے گا کیا! — ص ۱۸۸

(۶۵) مرے دریاے بیتابی میں ہے اک موجِ خوں وہ بھی — ص ۲۰۲

(۶۶) ہو سکے کیا مدح، ہاں اک نام ہے — ص ۱۴۱

(۶۷) جب اک نَفَس اُلجھا ہوا ہر تار میں آوے — ص ۲۳۳

(۶۸) وہ اک نگہ کہ بہ ظاہر نگاہ سے کم ہے — ص ۲۲۹

(۶۹) اک نوبہار ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ — ص ۲۲۹

(۷۰) عاشق کو غبارِ دل اک وجہِ صفائی ہے — ص ۸۰

(۷۱) قیامت اک ہواے تند ہے خاکِ شہیداں پر — ص ۱۶۷

(۷۲) قطرہ قطرہ اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا — ص ۱۸۵

اکبر[1]: دیکھیے: خالقِ اکبر۔

اکثر[2]: (۱) کیا رہوں غربت میں خوش، جب ہو حوادث کا یہ حال — نامہ لاتا ہے وطن سے نامہ بر اکثر کھلا — ص ۱۶۱

(۲) قاطعِ اعمار ہیں اکثر نجوم — وہ بلاے آسمانی اور ہے — ص ۲۳۷

(۳) وہ نہیں ہم کہ چلے جائیں حرم کو اے شیخ! — ساتھ حجاج کے اکثر کئی منزل آئے — ص ۳۱۲

اکرام[3]: اے شہنشاہِ کواکب سپہِ مہر علم! — تیرے اکرام کا حق کس سے ادا ہوتا ہے — ص ۲۳۱

اکلیل[4]: پانو سے تیرے ملے فرقِ ارادت اورنگ — فرق سے تیرے کرے کسبِ سعادت اکلیل — ص ۱۴۳

اکھاڑا[5]: (۱) راجہ اندر کا جو اکھاڑا ہے — ہے وہ بالاے سطحِ چرخِ بریں — ص ۲۸۰

(۲) اُس اکھاڑے میں جو کہ ہے مظنون — یہاں وہ دیکھا بہ چشمِ صورت بیں — ص ۲۸۱

اکیس[6] دن: سو اِس اکیس دن میں، ہولی کی — مجلسیں جا بہ جا ہوئیں رنگیں — ص ۲۸۰

الست[7]: تحریر ہے یہ غالبِ یزداں پرست کی — تاریخ اِس کی: آج نویں ہے الست کی — ص ۳۱۲

اگلے[8] زمانے: ریختے کے تمھیں اُستاد نہیں ہو غالبؔ — کہتے ہیں، اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا — ص ۱۵۹

---

[1] اکبر : ایک بار [مرتب]۔
[2] اکثر : تین بار۔
[3] اکرام : ایک بار۔
[4] اکلیل : ایک بار۔
[5] اکھاڑا : دو بار۔
[6] اکیس : ایک بار۔
[7] الست : ایک بار۔
[8] اگلے : دو بار۔

اگلے وقتوں: اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ، اِنھیں کچھ نہ کہو — جو مے و نغمہ کو اندوہ رُبا کہتے ہیں ص۱۸۷

اَلاماں[۱]: دیکھیے: پردہ سنجِ زمزمۂ الاماں۔

اللہ[۲]: (۱) فریاد اسدؔ! بے نگہی ہائے بتاں سے — سچ کہتے ہیں واللہ کہ اللہ غنی ہے ص۱۱۱

(۲) یہ چاہتا ہے کہ دُنیا میں عزّ و جاہ کے ساتھ — تمھیں اور اُس کو سلامت رکھے سدا اللہ! ص۲۲۸

(۳) دیکھیے: وکیلِ حضرتِ اللہ۔

اللہ اللہ[۳]: (۱) کہتے ہیں کہیں خدا سے، اللہ اللہ! — وہ آپ ہیں صبح و شام کرنے والے ص۲۵۳

(۲) اب جفا سے بھی ہیں محروم ہم، اللہ اللہ! — اِس قدر دشمنِ اربابِ وفا ہوجانا! ص۱۵۶

اللہ رے[۴]: (۱) اللہ رے تیری تندیِ خو! جس کے بیم سے — اجزائے نالہ دل میں مرے رزقِ ہم ہوئے ص۲۲۶

(۲) اللہ رے ذوقِ دشت نوردی! کہ بعدِ مرگ — ہلتے ہیں خود بخود مرے، اندر کفن کے پاؤں ص۱۹۶

اللہ ہی اللہ[۵]: دمِ واپسیں برسرِ راہ ہے — عزیزو! اب اللہ ہی اللہ ہے ص۳۱۲

الٰہی[۶]: (۱) دلِ خونیں جگر بے صبر و فیضِ عشق مستغنی — الٰہی! یک قیامت خاور آ ٹوٹے بدخشاں پر ص۳۰

(۲) وہ مہرباں ہو تو انجم کہیں: الٰہی شکر! — وہ خشمگیں ہو تو گردوں کہے: خدا کی پناہ! ص۲۷۷

(۳) ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار — یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے! ص۲۳۸

دیکھیے: — (۴) عنایاتِ الٰہی۔ (۵) فرمانِ الٰہی۔

التجا[۷]: اے بہ سرابِ حُسنِ خلق تشنۂ سعیِ امتحاں! — شوق کو منفعل نہ کر، ناز کو التجا سمجھ ص۴۲

(۲) صحبت میں غیر کی نہ پڑی ہو کہیں یہ خو — دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے ص۲۳۳

(۳) دیکھیے: پشتِ خمِ التجا۔

التزام[۸]: بزم کا التزام گر کیجے — ہے قلم میری ابرِ گوہر بار ص۱۳۶

التفات[۹]: (۱) بہرا ہوں میں تو چاہیے دونا ہو التفات — سنتا نہیں ہوں بات مکرر کہے بغیر ص۱۲۹

---

۱ اَلاماں : ایک بار۔
۲ اللہ : تین بار (مرکب: ایک بار)۔
۳ اللہ اللہ : دو بار۔
۴ اللہ رے : دو بار۔
۵ اللہ ہی اللہ : ایک بار
۶ الٰہی: پانچ بار (مرکب: دو بار)۔
۷ التجا : تین بار [مرکب: ایک بار]۔
۸ التزام : ایک بار۔
۹ التفات : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکب: تین بار]۔

(۲) اُس بُتِ مغرور کو کیا ہو کسی پر التفات — جس کے حُسنِ روز افزوں کی یہ اِک ادنیٰ ہے بات — ص ۲۹۰

(۳) دیکھیے: طرب انشائے التفات۔

التفاتِ اوّلیں: دیکھیے: نازہائے التفاتِ اوّلیں۔

التفاتِ ناز: ہماری سادگی تھی: التفاتِ ناز پر مرنا — ترا آنا نہ تھا ظالم! مگر تمہید جانے کی — ص ۲۰۳

التماسِ[1] بے قراری: دیکھیے: خار خار التماسِ بے قراری۔

التماسِ رنگ: میں نے جنوں سے کی جو اسدؔ التماسِ رنگ — خونِ جگر میں ایک ہی غوطہ دیا مجھے — ص ۷۶

التماسِ لذّتِ بیداد: وہ التماسِ لذّتِ بیداد ہوں کہ میں — تیغِ ستم کو پشتِ خمِ التجا کروں — ص ۵۶

التہاب[2]: ملتی ہے خوے یار سے نار، التہاب میں — کافر ہوں، گر نہ ملتی ہو راحت عذاب میں — ص ۱۸۸

اُلٹا[3]: وھاں کنگرِ استغنا ہر دم ہے بلندی پر — یھاں نالے کو اَور اُلٹا دعواے رسائی ہے — ص ۲۱۰

اُلٹی: خدایا! جذبۂ دل کی مگر تاثیر اُلٹی ہے؟ — کہ جتنا کھینچتا ہوں، اَور کِھنچتا جائے ہے مجھ سے — ص ۲۲۲

اُلٹے: بندگی میں بھی وہ آزادہ و خود بیں ہیں کہ ہم — اُلٹے پھر آئے، درِ کعبہ اگر وا نہ ہوا — ص ۱۶۲

الزام[4]: (۱) رعد کا کر رہی ہے کیا دم بند — برق کو دے رہا ہے کیا الزام

تیرے فیلِ گراں جسد کی صدا — تیرے رخشِ سبک عناں کا خرام — ص ۳۲۸

(۲) کہ بحثِ علم میں، اطفالِ ابجدی اُس کے — ہزار بار فلاطوں کو دے چکے الزام — ص ۲۶۳

الطاف[5]: دیکھیے: نذرِ الطاف۔

الف[6]: سایۂ تیغ کو دیکھ اُس کے، بہ ذوقِ یک زخم — سینۂ سنگ پہ کھینچے ہے الفِ بالِ شرار — ص ۳

دیکھیے: — (۱) لام الف۔ (۲) یک الف۔

الفت[7]: (۱) نہ ستم گر اب تو مجھ پر کہ وہ دن گئے کہ ہاں تھی — مجھے طاقت آزمائی، تجھے الفت آزمائی — ص ۱۰

---

[1] التماس : تین بار [مرکب]۔
[2] التہاب : ایک بار۔
[3] اُلٹا : ایک بار۔
الٹی : ایک بار۔
الٹے : ایک بار۔
[4] الزام : دو بار۔
[5] الطاف : ایک بار [مرکب]۔
[6] الف : تین بار [مرکب: دو بار]۔
[7] الفت : اٹھتیس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: بتیس بار]۔
الفت ہا : ایک بار۔

(۲) دلِ نازک پہ اُس کے رحم آتا ہے مجھے غالبؔ | نہ کر سرگرم اُس کافر کو اُلفت آزمانے میں ص۱۸۰

(۳) شرمِ رُسوائی سے جا چھپنا نقابِ خاک میں | ختم ہے الفت کی تجھ پر پردہ داری، ہائے ہائے! ص۲۰۳

(۴) خطِ عارض سے لکھا ہے زلف کو الفت نے عہد | یکقلم منظور ہے جو کچھ پریشانی کرے ص۲۱۱

(۵) نہیں نگار کو الفت، نہ ہو، نگار تو ہے | روانیِ روش و مستیِ ادا کہیے ص۲۲۸

(۶) یارانِ نبی میں تھی لڑائی کس میں؟ | الفت کی نہ تھی جلوہ نمائی کس میں؟ ص۳۱۳

دیکھیے ______: (۷) اقلیمِ الفت۔ (۸) چارۂ غمِ اُلفت۔ (۹) حاصلِ الفت۔ (۱۰) حُسن والفت۔ (۱۱) خرابۂ بادۂ الفت۔ (۱۲) دامِ گلۂ الفت۔ (۱۳)، (۱۴) دشتِ الفت [دوبار]۔ (۱۵) دعوائے گرفتاریِ الفت۔ (۱۶)، (۱۷) رشتۂ الفت [دوبار]۔ (۱۸) سبزۂ صحرائے الفت۔ (۱۹) سجدۂ الفت۔ (۲۰) سرنوشتِ اضطراب انجامیِ الفت۔ (۲۱) شرمندۂ الفت۔ (۲۲) غیرتِ الفت۔ (۲۳) قحطِ غمِ الفت۔ (۲۴) قلزمِ الفت۔ (۲۵) مشاطۂ الفت۔ (۲۶) منزلِ الفت۔ (۲۷) مےِ الفت۔ (۲۸) مزرعِ الفت۔ (۲۹) نوائے خفتۂ الفت۔

الفت آزما: نے اسدؔ جفا سائل، نے ستم جنوں مائل | تجھ کو جس قدر ڈھونڈھا، الفت آزما پایا ص۳۱

الفتِ دلدل: طبع کو الفتِ دلدل میں یہ سرگرمیِ شوق | کہ جہاں تک چلے اُس سے قدم اور مجھ سے جبیں ص۱۳۵

الفتِ زر: الفتِ زر ہمہ نقصاں ہے کہ آخر قاروں | زیرِ بارِ غمِ دام و درم چند رہا ص۳۳۶

الفتِ صیاد: دیکھیے: گرفتارِ الفتِ صیاد۔

الفتِ قاتل: اسدؔ طرزِ عروجِ اضطرابِ دل کو کیا کہیے! | سمجھتا ہوں تپش کو الفتِ قاتل کی تاثیریں ص۶۵

الفتِ گل: الفتِ گل سے غلط ہے دعویِ وارستگی | سرو ہے باوصفِ آزادی گرفتارِ چمن ص۱۸۱

الفتِ مژگاں: میں الفتِ مژگاں میں جو انگشت نما ہوں | لگتی ہے مجھے تیر کے مانند ہر انگشت ص۳۲

الفت نسب: دیکھیے: دلِ الفت نسب۔

الفت ہائے خوباں: دیکھیے: زندانیِ تاثیرِ الفت ہائے خوباں۔

الفتِ ہستی: دیکھیے: ناگزیرِ الفتِ ہستی۔

القصہ[۱]: ہے یہ القصہ حاصلِ تحریر | کہ نہ ارسالِ زر میں ہو تاخیر ص۲۶۸

---

[۱] القصہ : ایک بار۔

الم[1]: (۱) حسرت آبادِ جہاں میں ہے الم، غم آفریں نوحہ، گویا خانہ زادِ نالۂ رنجور ہے ص ۹۳

(۲) طاقتِ رنجِ سفر بھی نہیں پاتے اُتنی ہجرِ یارانِ وطن کا بھی الم ہے ہم کو ص ۱۱۹

دیکھیے ______ : (۳) درد والم۔ (۴) رنج والم۔ (۵) سراپا الم۔ (۶) طاقتِ ضبطِ الم۔ (۷) غم و رنج والم۔
(۸) لذّتِ الم۔ (۹) یاس والم۔

الم آبادِ جہاں: پیدا ہوئے ہیں ہم الم آبادِ جہاں میں فرسودنِ پائے طلب و دستِ ہوس کو ص ۴۵۰

الم حسرتِ دیدار: دیکھیے: خارخارِ الم حسرتِ دیدار۔

الم خیز: دیکھیے: طبعِ الم خیز۔

الم ہائے زمانہ: دیکھیے: گرفتارِ الم ہائے زمانہ

الماس[2]: (۱) جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ مبارک باد اسدؔ! غم خوارِ جانِ دردمند آیا ص ۱۳۲

(۲) دیکھیے: ریزۂ الماس۔

اَلوَر[3]: دیکھیے: جویائے حالِ دہلی و اَلوَر۔

الہام[4]: دیکھیے: (۱) معنیِ الہام۔ (۲) شانۂ زلفِ الہام۔

امام[5]: (۱) کیا غم ہے اُس کو جس کا علیؑ سا امام ہو اتنا بھی اے فلک زدہ! کیوں بے حواس ہے؟ ص ۷۵

(۲) خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد امام یہی ہے مذہبِ حق وَالسّلام وَ الاکرام ص ۲۹۷

دیکھیے ______ : (۳) بارہ امام۔ (۴) جانشینِ امام۔ (۵) قائلِ خدا و نبی و امام۔

امامِ ظاہر و باطن: امامِ ظاہر و باطن امیرِ صورت و معنی علیؑ ولی، اسداللہ، جانشینِ نبی ہے ص ۷۵

امامِ وقت: امامِ وقت کی یہ قدر ہے کہ اہلِ عناد پیادہ لے چلیں اور ناسزا کہیں اُس کو ص ۸۵

امارت[6]: دیکھیے: توقیعِ امارت۔

امامت[7]: دیکھیے: اوّلیں دورِ امامت۔

---

[1] الم : بارہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: دس بار]۔
الم ہا : ایک بار۔
[2] الماس : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
[3] الور : ایک بار [مرکب]۔
[4] الہام : دو بار [مرکب]۔
[5] امام : سات بار [مفرد: دو بار، مرکب: پانچ بار]۔
[6] امارت : ایک بار [مرکب]۔
[7] امامت : ایک بار [مرکب]۔

امان[1]: (۱) بختِ ناساز نے چاہا کہ نہ دے مجھ کو اماں   چرخِ کجباز نے تاکا کہ کرے مجھ کو ذلیل   ص۱۳۴

(۲) گرمِ فریاد رکھا شکلِ نہالی نے مجھے   تب اماں ہجر میں دی بردِ لیالی نے مجھے   ص۲۲۲

(۳) جان کی پاؤں اماں، باتیں یہ سب سچ ہیں مگر   "دل نے کی ساری خرابی، لے گیا مجھ کو ظفر"   ص۲۹۲

دیکھیے ـــــــ: (۴)، (۵) کعبۂ امن واماں [دوبار]۔

اُمت[2]: (۱) اس کی اُمت میں ہوں میں، میرے رہیں کیوں کام بند   واسطے جس شہ کے، غالبؔ! گنبدِ بے در کھلا   ص۱۶۱

(۲) دیکھیے: کفیلِ بخششِ اُمت۔

امتثالِ[3] امر: دیکھیے: ردِ امتثالِ امر۔

امتحاں[4]: (۱) ہے وہ کیوں بہت پیتے بزمِ غیر میں، یارب!   آج ہی ہوا منظور اُن کو امتحاں اپنا؟   ص۱۵۹

(۲) ہم پر جفا سے ترکِ وفا کا گماں نہیں   اک چھیڑ ہے وگرنہ مراد امتحاں نہیں   ص۱۸۷

(۳) یہی ہے آزمانا تو ستانا کس کو کہتے ہیں؟   عدو کے ہو لیے جب تم تو میرا امتحاں کیوں ہو؟   ص۲۰۰

(۴) نہ ہوئی گر مرے مرنے سے تسلی، نہ سہی   امتحاں اور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی   ص۲۰۹

(۵) فلک! نہ دور رکھ اس سے مجھے کہ میں ہی نہیں   درازدستیِ قاتل کے امتحاں کے لیے   ص۲۶۶

(۶) کریں گے کوہکن کے حوصلے کا امتحاں آخر   ابھی اُس خستہ کے نیروے تن کی آزمائش ہے   ص۲۳۳

دیکھیے ـــــــ: (۷) آئینۂ امتحاں۔ (۸) تشنۂ مشقِ امتحاں۔ (۹) تقریبِ امتحاں۔ (۱۰) رشکِ امتحاں۔ (۱۱) رنجِ امتحاں۔ (۱۲) سرِ امتحاں۔ (۱۳) سینۂ دردِ امتحاں۔ (۱۴) نذرِ امتحاں۔

امتحانِ اشک: رونے نے طاقت اتنی نہ چھوڑی کہ ایک بار   مژگاں کو دوں فشار پئے امتحانِ اشک   ص۵۰

امتحانِ ہوس: یک بار امتحانِ ہوس بھی ضرور ہے   اے جوشِ عشق! بادۂ مرد آزما مجھے   ص۷۶

امتناعِ[5] جلوہ: دیکھیے: یک دستِ ردِ امتناعِ جلوہ۔

امتیاز[6]: دیکھیے: (۱) جوہرِ امتیاز۔ (۲) رنگِ امتیاز۔

---

[1] امان : پانچ بار [مرکب: دوبار]۔
[2] اُمت : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
[3] امتثال : ایک بار [مرکب]۔
[4] امتحاں : سولہ بار [مفرد: چھ بار، مرکب: دس بار]۔
[5] امتناع : ایک بار [مرکب]۔
[6] امتیاز : تین بار [مرکب]۔

امتیازِ ناقص وکامل: بروئے شش جہت در آئینہ باز ہے — یہاں امتیازِ ناقص و کامل نہیں رہا — ص ۱۵۳

امر[1]: (۱) سبزۂ اسکندر ہے بہرِ نگاہِ گل رُخاں — گر کرے یوں امر، نہی بوتراب آئینے پر — ص ۴۰

(۲) دیکھیے: رواِمتثالِ امر۔

امرِ جدید: امرِ جدید کا تو نہیں ہے مجھے سوال — بارے، قدیم قاعدے کا چاہیے قیام — ص ۲۸۳

امروز[2]: ہے طلسمِ دہر میں صد حشرِ پاداشِ عمل — آگہی غافل! کہ ایک امروز بے فردا نہیں — ص ۶۵

امکان[3]: دیکھیے ــــــ: (۱) درسِ دفترِ امکاں۔ (۲) دشتِ امکاں۔ (۳) شکستِ رنگِ امکاں۔ (۴) عالمِ امکاں۔
(۵) وحشت گاہِ امکاں۔

املا[4]: نہ انشا معنیِ مضموں، نہ املا صورتِ موزوں — عنایت نامہ ہائے اہلِ دُنیا ہرزہ عنواں ہیں — ص ۶۴

املی[5] کے پھول: وہ کھٹّے، کہاں پائیں املی کے پھول؟ — وہ کڑوے کریلے کہاں سے منگائیں؟ — ص ۲۶۴

اُمم[6]: دیکھیے: دولتِ دیدارِ شہنشاہِ اُمم۔

امن[7]: دیکھیے: نویدِ امن۔

امن و اماں: دیکھیے: کعبۂ امن واماں [دوبار]۔

اَمواج[8]: امواج کی جو یہ شکنیں آشکار ہیں — ہے چشمِ اشک ریز سے دریا شکستہ دل — ص ۵۱

اُمید[9]: (۱) ناسازیِ نصیب درشتیِ غم سے ہے — اُمید نااُمید و تمنّا شکستہ دل — ص ۵۱

(۲) کیا ضعف میں اُمید کو دل تنگ نکالوں — میں خار ہوں، آتش میں چھپوں، رنگ نکالوں — ص ۶۰

(۳) چمن چمن گلِ آئینہ درکنار ہوس — اُمید محوِ تماشائے گلستاں تجھ سے — ص ۱۱۴

(۴) لائی ہے معتمد الدولہ بہادر کی اُمید — جادۂ رہ، کششِ کافِ کرم ہے ہم کو — ص ۱۱۶

(۵) ذرّہ اُس گرد کا، خرشید کو آئینۂ ناز — گردِ اُس دشت کی، اُمید کو احرامِ بہار — ص ۱۳۲

---

۱ امر : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔
۲ امروز : ایک بار۔
۳ امکان : پانچ بار [مرکّب]۔
۴ املا : ایک بار۔
۵ املی : ایک بار۔
۶ اُمم : ایک بار [مرکّب]۔
۷ امن : تین بار [مرکّب]۔
۸ امواج : ایک بار۔
۹ اُمید، اُمید : چونتیس بار [مفرد: سولہ بار، مرکّب: اٹھارہ بار]۔
امیدگاہ : ایک بار [مرکّب]۔

(۶)،(۷) کہتے ہیں: جیتے ہیں اُمید پہ لوگ | ہم کو جینے کی بھی اُمید نہیں ص۱۸۳
(۸) جان کر کیجے تغافل کہ کچھ اُمید بھی ہو | یہ نگاہِ غلط انداز تو سَم ہے ہم کو ص۱۹۵
(۹) ہمیں پھر اُن سے اُمید اور اُنھیں ہماری قدر | ہماری بات ہی پوچھیں نہ وُہ، تو کیوں کر ہو ص۱۹۷
(۱۰) منحصر مرنے پہ ہو جس کی اُمید | نااُمیدی اُس کی دیکھا چاہیے ص۲۲۳
(۱۱) کوئی اُمید بر نہیں آتی | کوئی صورت نظر نہیں آتی ص۲۳۷
(۱۲) ہم کو اُن سے وفا کی ہے اُمید | جو نہیں جانتے وفا کیا ہے ص۲۳۸
(۱۳) رہی نہ طاقتِ گفتار، اور اگر ہو بھی | تو کس اُمید پہ کہیے کہ آرزو کیا ہے ص۲۴۲
(۱۴) گرہ سے اور گرہ کی اُمید کیوں نہ بڑھے | کہ ہر گرہ کی گرہ میں ہے تین چار گرہ ص۲۷۸
(۱۵) ہے غنیمت کہ بہ اُمید گزر جائے گی عُمر | نہ ملے داد، مگر روزِ جزا ہے تو سہی ص۳۱۱
(۱۶) ہر چند اُمید دور تر ہو | اے حوصلے! سعی بیش تر کر ص۳۲۸

دیکھیے ____: (۱۷) بال افشانیِ اُمید۔ (۱۸) براتِ نگرانِ اُمید (۱۹) بیم واُمید۔ (۲۰)،(۲۱) چشمِ اُمید [دوبار]۔ (۲۲) خاکبازیِ اُمید۔ (۲۳) دلِ نااُمید۔ (۲۴) ضعفِ اُمید۔ (۲۵) کفِ اُمید۔ (۲۶) یاس و اُمید۔ (۲۷) یک جہاں اُمید۔

اُمیدِ آزادی: اسدؔ! یاسِ تمنا سے نہ رکھ اُمیدِ آزادی | گدازِ ہر تمنا، آبیارِ صد تمنا ہے ص۸۵
اُمیدِ رحمتِ عام: ہے مجھے آرزوے بخششِ خاص | گر تجھے ہے اُمیدِ رحمتِ عام ص۱۳۹
اُمیدِ رستن ہا: اسدؔ! ہر اشک، ہے یک حلقہ بر زنجیر افزودن | بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب اُمیدِ رستن ہا ص۲۳
اُمیدِ سعادت افزائی: سات اور سات ہوتے ہیں چودہ | بہ اُمیدِ سعادت افزائی
غرض اس سے ہیں چاردہ معصوم | جن سے ہے چشمِ جاں کو بینائی ص۳۶۳
اُمیدِ فسانہ گویاں: دیکھیے: جبینِ صبحِ امیدِ فسانہ گویاں۔
اُمیدگاہِ انام: جانتا ہوں کہ آج دُنیا میں | ایک ہی ہے اُمید گاہِ انام ص۱۳۹
اُمید و نااُمیدی: چہ اُمید و نااُمیدی؟ چہ نگاہ و بے نگاہی؟ | ہمہ عرضِ ناشکیبی، ہمہ سازِ جاں ستانی ص۱۰

أمیدوار[۱]: (۱) دلِ نااُمید کیوں کر بہ تسلّی آشنا ہو | جو امیدوار رہیے نہ بہ مرگِ ناگہانی ص۱۰

(۲) امیدوار ہوں تاثیرِ تلخ کامی سے | کہ قندِ بوسۂ شیریں لباں مکرّر ہو ص۹۷

(۳) گاہ بہ خلد امیدوار، گہ بہ جحیم بیمناک | گرچہ خدا کی یاد ہے، کلفتِ ماسوا سمجھ ص۷۲

اُمیدوارتر: سمجھا ہوا ہوں عشق میں نقصاں کو فائدہ | جتنا کہ نا امید تر، امیدوار تر ص۳۳[عالی]

امیدوارِ عنایات: امیدوارِ عنایاتِ شیو نارائن | کہ آپ کا ہے نمک خوار اور دولتخواہ ص۲۷۸

اُمیدواری: دیکھیے: ہزار اُمیدواری۔

امیر[۲]: (۱) ہر ایک قطرے کے ساتھ آئے جو ملک، وہ کہے | امیر کلبِ علی خاں جئیں ہزار برس ص۲۶۳

(۲) بلند رتبہ وہ حاکم، وہ سرفراز امیر | کہ باج تاج سے لیتا ہے جس کا طرفِ کلاہ ص۲۷۷

(۳) در پہ امیر کلبِ علی خاں کے ہوں مقیم | شایستۂ گدائیِ ہر در نہیں ہوں میں ص۲۹۹

امیرِ شاہ نشاں: بزم گہ میں: امیرِ شاہ نشاں | رزم گہ میں: حریفِ شیر کمیں ص۲۸۰

امیرِ شہ احتشام: حق گوے و حق پرست و حق اندیش و حق شناس | نوّابِ مستطاب، امیرِ شہ احتشام ص۲۸۲

امیرِ صورت و معنی: امامِ ظاہر و باطن، امیرِ صورت و معنی | علی ولی، اسداللہ، جانشینِ نبی ہے ص۷۵

امیرِ نامور: مملکتِ کمال میں ایک، امیرِ نامور | عرصۂ قیل و قال میں خسرو نام دار، ایک ص۲۹۶

امین[۳]: (۱) جلوہ پرداز ہو نقشِ قدم اُس کا جس جا | وہ کفِ خاک، ہے ناموسِ دوعالم کی امیں ص۱۳۲

(۲) دیکھیے: رقمِ بندگیِ حضرتِ جبریلِ امیں۔

أنَاالْبَحر[۴]: دیکھیے: سازِ انا البحر۔

أنام[۵]: دیکھیے: (۱) اُمیدگاہِ انام۔ (۲) مرجعِ انام۔

انبساطِ[۶] خاطرِ حضرت: میں کون، اور ریختہ؟ ہاں اِس سے مدعا | جُز انبساطِ خاطرِ حضرت نہیں مجھے ص۱۲۵

---

[۱] أمیدوار : چار بار[مفرد: تین بار، مرکب: ایک بار]۔
امیدوارتر : ایک بار[مرکب]۔
امیدواری : ایک بار مرکب]۔

[۲] امیر : سات بار[مفرد: تین بار، مرکب: چار بار]۔

[۳] امین : دو بار[مرکب: ایک بار]۔

[۴] انا البحر : ایک بار[مرکب]۔

[۵] أنام : دو بار[مرکب]۔

[۶] انبساط : ایک بار[مرکب]۔

انتخاب[1]: (۱) کھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ — شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے ص۲۰۶

(۲) دیکھیے: ورقِ انتخاب۔

انتخابِ بدگمانی ہائے حُسن: بوسۂ پا: انتخابِ بدگمانی ہائے حُسن — یہاں ہجومِ عجز سے تا سجدہ ہے جولانِ عجز ص۴۴

انتخابِ طرزِ جفا: دیکھیے: فریفتۂ انتخابِ طرزِ جفا۔

انتخابِ نقطہ آرائی: سوادِ چشمِ بسمل انتخابِ نقطہ آرائی — خرامِ ناز بے پروائیِ قاتل پسند آیا ص۱۴

انتخابِ یک نگاہ: دیکھیے: طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ۔

انتظار[2]: (۱) نہ بھولا اضطرابِ دم شماری انتظار اپنا — کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا ص۱۵

(۲) جوں چشم، باز ماندہ ہے ہر یک بہ سوے دل — رکھتا ہے داغ تازہ کا یہاں انتظار داغ ص۴۸

(۳) خاکِ فرصت بر سرِ ذوقِ فنا اے انتظار! — ہے غبارِ شیشۂ ساعت رمِ آہو مجھے ص۷۸

(۴) ہے انتظار سے شرر آبادِ رستخیز — مژگانِ کوہکن، رگِ خارا کہیں جسے ص۹۰

(۵) یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا — اگر اور جیتے رہتے، یہی انتظار ہوتا ص۱۵۹

(۶) تجھے بہانۂ راحت ہے انتظار اے دل! — کیا ہے کس نے اشارہ کہ نازِ بستر کھینچ ص۱۶۵

(۷) تا پھر نہ انتظار میں نیند آئے عمر بھر — آنے کا عہد کر گئے، آئے جو خواب میں ص۱۸۸

(۸) بچ آپڑی ہے وعدۂ دلدار کی مجھے — وہ آئے یا نہ آئے، پہ یہاں انتظار ہے ص۲۱۷

(۸) غفلت کفیلِ عمرو اسدؔ ضامنِ نشاط — اے مرگِ ناگہاں! تجھے کیا انتظار ہے؟ ص۲۱۸

(۹) آنکھوں میں انتظار سے جاں پُرشتاب ہے — آتا ہے آ، وگرنہ یہ پا در رکاب ہے ص۲۵۳

دیکھیے ______: (۱۰)، (۱۱) آئینۂ انتظار [دوبار]۔ (۱۲) اثرِ انتظار۔ (۱۳) اسدِ فتنۂ انتظار۔ (۱۴) افراطِ انتظار۔ (۱۵) افسونِ انتظار۔ (۱۶) بیدادِ انتظار۔ (۱۷) حاملِ طومارِ انتظار۔ (۱۸) خلوتِ فسردگیِ انتظار۔ (۱۹) سرِ سودائے انتظار۔ (۲۰) سرمہ سازِ انتظار۔ (۲۱) سروکارِ انتظار۔ (۲۲) صحرائے انتظار۔ (۲۳) طاقتِ بیدادِ انتظار۔ (۲۴) فرشِ شش جہتِ انتظار۔ (۲۵) گرمِ انتظار۔ (۲۶) لطفِ زخمِ انتظار۔ (۲۷) مژگانِ انتظار۔

---

[1] انتخاب : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

[2] انتظار : اُنتالیس بار [مفرد: نو بار، مرکب: تیس بار]۔

انتظارستان : دوبار۔

(۲۸) یک دلِ داغِ انتظار۔

انتظار آوارۂ دشتِ خیال: ہوں بہ وحشت انتظار آوارۂ دشتِ خیال — اک سفیدی مارتی ہے دور سے چشمِ غزال — ص۵۲

انتظار آبادِ حیرانی: تماشا کردنی ہے انتظار آبادِ حیرانی — نہیں غیر از نگہ، جوں نرگستاں، فرشِ محفل ہا — ص۴۳

انتظارِ تماشائے حُسنِ دوست: رکھتا ہے انتظارِ تماشائے حُسنِ دوست — مژگانِ باز ماندہ سے، دستِ دعا بلند — ص۳۸

انتظارِ جلوۂ کاکل: انتظارِ جلوۂ کاکل میں ہر شمشادِ باغ — صورتِ مژگانِ عاشق صرفِ عرضِ شانہ تھا — ص۲۵

انتظارِ جلوہ ریزی: اُگی اک پنبۂ روزن سے تھی چشمِ سفید آخر — حیا کو انتظارِ جلوہ ریزی کے کہیں پایا — ص۲۲

انتظارِ خوش خطاں: بس کہ چشم از انتظارِ خوش خطاں بے نور ہے — یکقلم شاخِ گلِ نرگس عصائے کور ہے — ص۹۳

انتظارِ ساغر: نفس نہ انجمنِ آرزو سے باہر کھینچ — اگر شراب نہیں، انتظارِ ساغر کھینچ — ص۱۹۵

انتظارِ صید: یاد کر وہ دن کہ ہر یک حلقہ تیرے دام کا — انتظارِ صید میں اک دیدۂ بے خواب تھا — ص۱۳۵

انتظارِ طرفہ: وصل میں دل انتظارِ طرفہ رکھتا ہے مگر — فتنہ، تاراجِ تمنا کے لیے درکار ہے — ص۸۳

انتظارِ قدومِ بتاں: دیکھیے: ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں۔

انتظارِ مہ وشاں: دیکھیے: شغلِ انتظارِ مہ وشاں۔

انتظارستاں: بہ وقتِ سرنگونی ہے تصور انتظارستاں — نگہ کو آبلوں سے شغل ہے اختر شماری کا — ص۱۹

(۲) دیکھیے: شب زندہ دارِ انتظارستاں۔

انتظام[1]: (۱) اے عافیت! کنارہ کر، اے انتظام! چل — سیلابِ گریہ درپئے دیوار و در ہے آج — ص۱۹۵

(۲) سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یکقلم — لبر رہا، نہ نذر، نہ خلعت کا انتظام — ص۲۸۲

اِنتعاشِ غم[2]: مجھے انتعاشِ غم نے پئے عرضِ حال بخشی — ہوسِ غزل سرائی، تپشِ فسانہ خوانی — ص۱۰

اِنتفاع: دیکھیے: خیالِ انتفاع۔

انتقام[3]: (۱) اِن پری زادوں سے لیں گے خلد میں ہم انتقام — قدرتِ حق سے یہی حوریں اگر واں ہو گئیں — ص۱۹۱

---

[1] انتظام : دوبار۔
[2] انتعاش : ایک بار [مرتب]۔
[3] انتفاع : ایک بار [مرتب]۔
[4] انتقام : دوبار۔

(۲) تھا ایک گونہ ناز جو اپنے کمال پر — اُس ناز کا فلک نے لیا مجھ سے انتقام — ص۲۸۲

انجاحِ[1] مقاصد: تیری دانش: مری اصلاحِ مفاسد کی رہین — تیری بخشش: مرے انجاحِ مقاصد کی کفیل — ص۱۲۲

انجام[2]: (۱) گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یادِ گل — غنچے سے منقارِ بلبل وار ہو فریادِ گل — ص۵۲

(۲) ایک میں کیا کہ سب نے جان لیا — تیرا آغاز اور ترا انجام — ص۱۳۶

دیکھیے ـــــــ: (۳) آئینۂ انجام۔ (۴) حیرتِ داغِ انجام۔ (۵) رسائیِ انجام۔

انجامِ جنوں: دیکھیے: حیرت آئینۂ انجامِ جنوں۔

انجامِ خود آرائی: بجز دیوانگی، ہوتا نہ انجامِ خود آرائی — اگر پیدا نہ کرتا آئنہ زنجیر جوہر کی — ص۷۷

انجامِ شمارِ غم: انجامِ شمارِ غم نہ پوچھو — یہ مصرفِ تا کجے نہیں ہے — ص۳۲۰

انجامِ غافل: مت رکھ اے انجام غافل! سازِ ہستی پر غرور — چیونٹی کے پر سرو برگِ خود آرائی نہیں — ص۶۵

انجامِ گل: دیکھیے: بحوِ عبرتِ انجامِ گل۔

انجم[3]: (۱) وہ مہرباں ہو تو انجم کہیں: الٰہی شکر! — وہ خشمگیں ہو تو گردوں کہے: خدا کی پناہ! — ص۲۷۷

دیکھیے: (۲) خسروِ انجم۔ (۳) نقدِ انجم۔

انجمِ چرخ: انجمِ چرخ گوہر آگیں فرش — نور: مے؛ ماہ: ساغرِ سیمیں — ص۲۸۰

انجمِ رخشندہ: شب ہوئی، پھر انجمِ رخشندہ کا منظر کھلا — اِس تکلف سے کہ گویا بت کدے کا در کھلا — ص۱۶۰

انجمن[4]: (۱) رونقِ ہستی ہے عشقِ خانہ ویراں ساز سے — انجمن بے شمع ہے گر برق خرمن میں نہیں — ص۱۸۵

(۲) ہے آدمی بجائے خود اک محشرِ خیال — ہم انجمن سمجھتے ہیں، خلوت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۳

دیکھیے ـــــــ: (۳) اہلِ انجمن۔ (۴) تپشِ انجمن۔ (۵) چراغِ انجمن۔ (۶) شکیب و صبرِ اہلِ انجمن۔
(۷) وداعِ انجمن۔ (۸) وحشتِ انجمن۔

انجمنِ آرزو: نفس نہ انجمنِ آرزو سے باہر کھینچ — اگر شراب نہیں، انتظارِ ساغر کھینچ — ص۱۶۵

انجمنِ رنگ: دیکھیے: عرضِ انجمنِ رنگ۔

---

[1] انجاح : ایک بار [مرکب]۔
[2] انجام : دس بار [مفرد: دو بار، مرکب: آٹھ بار]۔
[3] انجم : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔
[4] انجمن : تیرہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: گیارہ بار]۔

انجمن طوے میرزا جعفر:	دیکھیے: خجستہ انجمن طوے میرزا جعفر۔		
انجمنِ کبریا:	دیکھیے: شمعِ انجمنِ کبریا۔		
انجمنِ ناز:	اُس انجمنِ ناز کی کیا بات ہے غالبؔ!	ہم بھی گئے وھاں اور تری تقدیر کو رُو آئے	ص۲۳۸
انحصار[1]:	فقط ہزار برس پر کچھ انحصار نہیں	کئی ہزار برس بلکہ بے شمار برس	ص۲۶۴
انجیل[2]:	مدعا در پردہ، یعنی جو کہوں، باطل سمجھ	وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی	ص۹۱
انداختنی[3]:	ہے شعلۂ شمشیرِ فنا حوصلہ پرواز	اے داغِ تمنّا! سپر انداختنی ہے	ص۱۱۱
	[نیز دیکھیے: بر انداختنی]۔		
انداز[4]:	(۱) کیا کس شوخ نے ناز از سرِ تمکیں نشستن کا	کہ شاخِ گل کا خم، انداز ہے بالیں شکستن کا	ص۲۷
	(۲) نہاں ہے مردمک میں شوقِ رخسارِ فروزاں سے	سپندِ شعلہ نادیدہ صفت انداز جَستن کا	ص۲۷
	(۳) اسدؔ بسمل ہے کس انداز کا؟ قاتل سے کہتا تھا	کہ مشقِ ناز کر، خونِ دو عالم میری گردن پر	ص۱۲۸
	(۴) وہ دن آیا ہے تو نظر دمِ صبح	یہی انداز اور یہی اندام	ص۱۳۵
	(۵) فلک کو دیکھ کے، کرتا ہوں اُس کو یاد اسدؔ	جفا میں اُس کی، ہے انداز کارفرما کا	ص۱۳۸
	(۶) گر کیا ناصح نے ہم کو قید، اچھا، یوں سہی	یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جاویں گے کیا؟	ص۱۵۵
	(۷) اے ترا غمزہ یکقلم انگیز	اے ترا ظلم سر بسر انداز	ص۱۶۲
	(۸) وعدہ آنے کا وفا کیجے، یہ کیا انداز ہے؟	تم نے کیوں سونپی ہے میرے گھر کی دربانی مجھے؟	ص۲۳۲
	(۹) پھر اس انداز سے بہار آئی	کہ ہوئے مہر و مہ تماشائی	ص۲۵۱
	(۱۰) سات دریا کے فراہم کیے ہوں گے موتی	تب بنا ہوگا اِس انداز کا گز بھر سہرا	ص۲۸۷
	دیکھیے ــــــ: (۱۱) پامردیک انداز۔ (۱۲) خندیدنی انداز۔		
انداز آفرینِ کج کلاہی:	نہیں ہے خالی آرائش سے بے سامانیِ عاشق	شکستِ حال، انداز آفرینِ کج کلاہی ہے	ص۲۵۳

---

[1] انحصار : ایک بار۔
[2] انجیل : ایک بار۔
[3] انداختنی : ایک بار۔
[4] انداز : اڑتالیس بار [مفرد: دس بار، مرکب: اڑتیس بار]۔

اندازِ اثر: نالۂ دل میں شب اندازِ اثر نایاب تھا — تھا سپندِ بزمِ وصلِ غیر، گو بیتاب تھا — ص۱۳۵

اندازِ استغنائے حُسن: دیکھیے: رسوائیِ اندازِ استغنائے حُسن۔

اندازِ برہنہ گوئیِ خوباں: دیکھیے: لطفِ اندازِ برہنہ گوئیِ خوباں۔

اندازِ بہ خوں غلتیدنِ بسمل: ہوائے سیرِ گل آئینۂ بے مہریِ قاتل — کہ اندازِ بہ خوں غلتیدنِ بسمل پسند آیا — ص۱۳۳

اندازِ بیاں: ہیں اور بھی دُنیا میں سخنور بہت اچھے — کہتے ہیں کہ غالبؔ کا ہے اندازِ بیاں اَور — ص۱۷۰

اندازِ پرافشانی: دیکھیے: بسملِ اندازِ پرافشانی۔

اندازِ تغافل: (۱) تیرا اقبالِ ترحّم: مرے جینے کی نوید — تیرا اندازِ تغافل: مرے مرنے کی دلیل — ص۱۳۲

(۲) دیکھیے: موقوفِ اندازِ تغافل۔

اندازِ جنوں: رہے اُس شوخ سے آزردہ ہم چندے تکلّف سے — تکلّف برطرف، تھا ایک اندازِ جنوں وہ بھی — ص۲۰۲

اندازِ چراغ از چشم جستن ہا: نزاکت ہے فسونِ دعویِ طاقت شکستن ہا — شرارِ سنگ اندازِ چراغ از چشم جستن ہا — ص۲۲

اندازِ چکیدن: بساطِ عجز میں تھا ایک دل، یک قطرہ خوں وہ بھی — سو رہتا ہے بہ اندازِ چکیدن سرنگوں وہ بھی — ص۲۰۲

اندازِ چکیدن ہائے خوں: ہے گدازِ موم اندازِ چکیدن ہائے خوں — نیشِ زنبورِ عسل ہے نشترِ فصاد یہاں — ص۵۷

اندازِ حباب: دیکھیے: سرشاریِ اندازِ حباب۔

اندازِ حُسن: دیکھیے: صفادِ شوخی واندازِ حُسن۔

اندازِ حنا: ہوئی ہے بس کہ صرفِ مشقِ تمکینِ بہار آتش — بہ اندازِ حنا ہے رونقِ دستِ چنار آتش — ص۳۶

اندازِ دگر: لطفِ عشق ہر یک، اندازِ دگر دکھلائے گا — بے تکلّف یک نگاہ آشنا ہوجائیے — ص۸۸

اندازِ رسا: اَور تو رکھنے کو ہم دہر میں کیا رکھتے تھے — فقط اک، شعر میں اندازِ رسا رکھتے تھے — ص۲۳۷ (طبع ثانی)

اندازِ روانی: دیکھیے: رخصتِ اندازِ روانی۔

اندازِ رہبر: دیکھیے: حیرتِ اندازِ رہبر۔

اندازِ سخن: تیرا اندازِ سخن: شانۂ زلفِ الہام — تیری رفتارِ قلم: جنبشِ بالِ جبریل — ص۱۳۳

اندازِ شوکتِ تحریر: اِس سے اندازِ شوکتِ تحریر — اخذ کرتا ہے آسماں کا دبیر ص۲۶۷

اندازِ شہِ دلدل سوار: دیکھیے: صیدِ اندازِ شہِ دُلدُل سوار۔

اندازِ عتاب: مُنہ نہ دکھلاوے، نہ دکھلا؛ پر بہ اندازِ عتاب — کھول کر پردہ ذرا آنکھیں ہی دکھلا دے مجھے ص۲۳۵

اندازِ عیادت: پیامِ تعزیت پیدا ہے اندازِ عیادت سے — شبِ ماتم، تہِ دامانِ دودِ شمع بالیں ہے ص۸۹

اندازِ فتح الباب: دل کو اظہارِ سخن اندازِ فتح الباب ہے — یہاں صریرِ خامہ، غیر از اصطکاکِ در نہیں ص۶۶

اندازِ قاتل: دیکھیے: جوشِ حیرت اندازِ قاتل۔

اندازِ گفتگو: ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے؟ — تمھیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے؟ ص۲۳۱

اندازِ گل: تمثال میں تیری ہے وہ شوخی کہ بہ صد ذوق — آئینہ بہ اندازِ گل آغوش کشا ہے ص۲۱۹

اندازِ گل افشانیِ گفتار: پھر دیکھیے اندازِ گل افشانیِ گفتار — رکھ دے کوئی پیمانۂ صہبا مرے آگے ص۲۲۹

اندازِ نقشِ پا: دیکھیے: دل فریبیِ اندازِ نقشِ پا۔

اندازِ نگاہِ سُرمگیں: دویدن کے کمیں جوں ریشۂ زیرِ زمیں پایا — بہ گردِ سرمہ اندازِ نگاہِ سُرمگیں پایا ص۲۲

انداز و ادا: دیکھیے: (۱) شیوہ و انداز و ادا۔ (۲) معزولیِ انداز و ادا۔

اندازِ ہلال: کاٹ کر پھینکیے ناخن تو بہ اندازِ ہلال — قوتِ نامیہ اُس کو بھی نہ چھوڑے بیکار ص۳۳

اندازِ یادِ حسنِ سبز: دیکھیے: پا اُفتادۂ اندازِ یادِ حسنِ سبز۔

اندازہ[1]: دیکھیے: رستخیزِ اندازہ۔

اندازۂ تشویش: دیکھیے: پیمانۂ اندازۂ تشویش۔

اندازۂ تقریر: سر کھجاتا ہے، جہاں زخمِ سر اچھا ہو جائے — لذتِ سنگ بہ اندازۂ تقریر نہیں ص۱۸۲

اندازۂ خمار: دیتے ہیں جنت حیاتِ دہر کے بدلے — نشہ بہ اندازۂ خمار نہیں ہے ص۲۰۸

اندازۂ ہمت: توفیق بہ اندازۂ ہمت ہے ازل سے — آنکھوں میں ہے وہ قطرہ کہ گوہر نہ ہوا تھا ص۱۵۲

اندازے: از بس کہ سکھاتا ہے غم، ضبط کے اندازے — جو داغ نظر آیا، اک چشم نمائی ہے ص۲۰۱

---

[1] اندازہ: پانچ بار [مرکب]۔ اندازے: ایک بار [بطور جمع]۔

اَندام[1]: دو دن آیا ہے تو نظر دمِ صبح | یہی انداز اور یہی اندام (بہ نوٹ کے لیے) ص ۱۳۵

اِندر[2]: راجہ اِندر کا جو اکھاڑا ہے | ہے وہ بالائے سطحِ چرخِ بریں ص ۲۸۰

اَندر[3]: (۱) اللہ رے ذوقِ دشت نوردی! کہ بعدِ مرگ | ہلتے ہیں خود بہ خود مرے اندر کفن کے پانو ص ۱۹۶

(۲) ہے تیوری چڑھی ہوئی اندر نقاب کے | ہے اک شکن پڑی ہوئی طرفِ نقاب میں ص ۱۸۸

(۳) ہے خیالِ حُسن میں حُسنِ عمل کا سا خیال | خلد کا اک در ہے میری گور کے اندر کھلا ص ۱۶۱

اندرونِ[4] چاہ: بس کہ زیرِ خاک با آبِ طراوت راہ ہے | ریشے سے ہر تخم کا دلو اندرونِ چاہ ہے ص ۹۲

اندوختن[5]: دیکھیے: کشتِ سینۂ صد جگر اندوختن۔

اَندود[6]: دیکھیے: داغِ شعلہ اندود۔

اندودہ[7]: دیکھیے ـــــــ: (۱) سیم مس اندودہ۔ (۲)، (۳) مشک اندودہ [دوبار]۔

اندوہ[8]: دیکھیے: (۱) کثرتِ اندوہ۔ (۲) غم واندوہ۔

اندوہ رُبا: اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ، اِنھیں کچھ نہ کہو | جو مے و نغمہ کو اندوہ رُبا کہتے ہیں ص ۱۸۷

اندوہِ شبِ فرقت: گر نہ اندوہِ شبِ فرقت بیاں ہو جائے گا | بے تکلف داغِ مہ مُہرِ دہاں ہو جائے گا ص ۱۵۰

اندوہِ عشق: جاتی ہے کوئی کشمکش اندوہِ عشق کی | دل بھی اگر گیا، تو وہی دل کا درد تھا ص ۱۵۳

اندوہِ وفا: میں نے چاہا تھا کہ اندوہِ وفا سے چھوٹوں | وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا ص ۱۴۳

اندھے[9]: سر آغاز موسم میں اندھے ہیں ہم | کہ دلّی کو چھوڑیں، لوہارو کو جائیں ص ۲۶۳

اَندھیر[10]: (۱) کیا کہوں تاریکیِ زندانِ غم، اندھیر ہے | پنبہ نورِ صبح سے کم جس کے روزن میں نہیں ص ۱۸۵

(۲) ہو رہا ہے جہان میں اندھیر | زلف کی پھر سرشتہ داری ہے ص ۲۲۳

اندھیری[11]: کیوں اندھیری ہے شبِ غم؟ ہے بلاؤں کا نزول | آج اُدھر ہی کو رہے گا دیدۂ اختر کھلا ص ۱۶۱

---

[1] اندام : ایک بار۔
[2] اِندر : ایک بار۔
[3] اَندر : تین بار۔
[4] اندروں : ایک بار [مرکب]۔
[5] اندوختن : ایک بار [مرکب]۔
[6] اَندود : ایک بار [مرکب]۔
[7] اندودہ : تین بار [مرکب]۔
[8] اندوہ : چھے بار [مرکب]۔
[9] اندھے : ایک بار۔
[10] اندھیر : دوبار۔ [11] اندھیری : ایک بار۔

اندیشہ[۱]: (۱) نفس در سینہ ہائے ہدگر رہتا ہے پیوستہ — نہیں ہے رشتۂ الفت کو اندیشہ گسستن کا — ص۲۶

(۲) ہر اشکِ چشم سے یک حلقۂ زنجیر بڑھتا ہے — بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب اندیشہ رستن کا — ص۲۷

(۳) طاقت فسانۂ باد، اندیشہ شعلہ ایجاد — اے غم ہنوز آتش! اے دل ہنوز خامی! — ص۴۲

(۴) ہاتھ دھو دل سے، یہی گرمی گر اندیشے میں ہے — آبگینہ تندیِ صہبا سے پگھلا جائے ہے — ص۲۲۱

(۵)،(۶)،(۷) اے کثرتِ فہم بے شمار اندیشہ — ہے اصلِ خرد سے شرمسار اندیشہ

یک قطرۂ خون و دعوتِ صد نشتر — یک وہم و عبادتِ ہزار اندیشہ — ص۱۱۸

دیکھیے ـــــــ: (۸) پہلوے اندیشہ۔ (۹) جوہرِ اندیشہ۔ (۱۰) حاصلِ اندیشہ۔ (۱۱) خارخارِ وحشتِ اندیشہ۔

(۱۲) دلِ اندیشہ۔ (۱۳) شوخیِ اندیشہ۔ (۱۴) غفلت نقدِ اندیشہ۔ (۱۵) مآلِ اندیشہ۔ (۸) وحشتِ اندیشہ۔

اندیشہ‌ہاے دور دراز: تو اور آرائشِ خمِ کاکل — میں اور اندیشہ ہاے دور دراز! — ص۱۶۲

اندیشۂ ششدر شدن: اسدؔ! اندیشۂ ششدر شدن ہے — نہ پھریے مُہرہ ساں خانہ بہ خانہ — ص۳۵۱

اندیشۂ شوق: دیکھیے: گلبازیِ اندیشۂ شوق۔

اِنس[۲]: دیکھیے: جن وانس وملک۔

انسان[۳]: (۱) آگ تاپے کہاں تلک انساں — دھوپ کھاوے کہاں تلک جاں دار — ص۱۲۶

(۲) بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا — آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا — ص۱۵۰

(۳) کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جائے دل — انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں — ص۱۹۰

(۴) رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج — مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہوگئیں — ص۱۹۱

(۵) گھر سے بازار میں نکلتے ہوئے — زہرہ ہوتا ہے آب انساں کا — ص۲۶۰

(۶)،(۷) علم ہی سے قدر ہے انسان کی — ہے وہی انسان جو جاہل نہیں — [قادرنامہ]

(۸) انساں نیازِ مندِ ازل ہے کہ جوں کماں — مطلب ہے ربط سے رگ وپَے کی خمیدگی — ص۳۵۳

---

[۱] اندیشہ : اٹھارہ بار[مفرد: پانچ بار، مرکب: تیرہ بار]۔
اندیشہ‌ہا: ایک بار۔

[۲] اِنس : ایک بار[مرکب]۔

[۳] انساں : آٹھ بار۔

انشا[1]: (۱) نہ انشا معنیِ مضموں، نہ املا صورتِ موزوں — عنایت نامہ ہاے اہلِ دُنیا ہرزہ عنواں ہیں — ص ۶۳

(۲) وحشت کہاں کہ بے خودی انشا کرے کوئی — ہستی کو لفظِ معنیِ عنقا کرے کوئی — ص ۸۷

(۳) گر دکھاؤں صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ کو — دستِ رَد، سطرِ تبسم یکقلم انشا کرے — ص ۱۰۱

(۴) دیکھیے: یک انشا۔

انشاے التفات: دیکھیے: طرب انشاے التفات۔

انشاے مضموں تحیر: دیکھیے: کثرتِ انشاے مضمونِ تحیر۔

انشراحِ جشنِ جمشید[2]: کہا غالبؔ سے تاریخ اِس کی کیا ہے؟ — تو بولا: ''انشراحِ جشنِ جمشید'' (۱۲۷۰ھ) — ص ۱۳۹

انصاف[3]: (۱) کماں ہم بھی رگ و پے رکھتے ہیں، انصاف بہتر ہے — نہ کھینچے طاقتِ خمیازہ تہمت ناتوانی کی — ص ۷۷

(۲) اسدؔ! بہ نازکیِ طبعِ آرزو انصاف! — کہ ایک وہمِ ضعیف و غمِ دوعالم ہے — ص ۱۰۲

(۳) واے! گر میرا ترا انصاف محشر میں نہ ہو — اب تلک تو یہ توقع ہے کہ وھاں ہوجائے گا — ص ۱۵۱

دیکھیے ____: (۴) شب خونِ انصاف۔ (۵) شہ سوارِ طریقۂ انصاف۔

انصاف نوازی: یھاں تک انصاف نوازی کہ اگر ریزۂ سنگ — بے خبر دے بہ کفِ پاے مسافر آزار — ص ۴

انطباع[4]: (۱) اِس کتابِ طرب نصاب نے جب — آب و تاب انطباع کی پائی — ص ۲۶۲

(۲) دیکھیے: چشمۂ انطباع۔

انعام[5]: (۱) ماہ بن، ماہ تاب بن، میں کون — مجھ کو کیا بانٹ دے گا تو انعام؟ — ص ۱۳۶

(۲) اُسے فضائلِ علم و ہنر کی افزایش — ہوئی ہے مبدعِ عالم سے اس قدر انعام — ص ۲۶۳

اَنفاس[6]: دیکھیے: سر رشتۂ پاسِ انفاس۔

انفعال[7]: (۱) فلکِ سفلہ بے محابا ہے — اِس ستمگر کو انفعال کہاں! — ص ۶۶

---

[1] انشا : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکب: تین بار]۔
[2] انشراح : ایک بار [مرکب]۔
[3] انصاف : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکب: تین بار]۔
[4] انطباع : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
[5] انعام : دو بار۔
[6] انفاس : ایک بار [مرکب]۔
[7] انفعال : تین بار [مرکب: ایک بار]۔

(۲) ہنگامۂ زبونیِ ہمت ہے انفعال — حاصل نہ کیجے دہر سے عبرت ہی کیوں نہ ہو — ص ۱۹۲

دیکھیے: عرقِ انفعال۔

انکار[۱]: (۱) بوسہ دینے میں اُن کو ہے انکار — دل کے لینے میں جن کو تھا ابرام — ص ۱۳۷

(۲) ہے قہر گر اب بھی نہ بنے بات کہ اُن کو — انکار نہیں اور مجھے ابرام بہت ہے — ص ۲۲۵

(۳) یارانِ رسول، یعنی اصحابِ کبار — ہیں گرچہ بہت، خلیفہ اُن میں ہیں چار

ان چار میں ایک سے ہو جس کو انکار — غالبؔ! وہ مسلمان نہیں ہے زنہار — ص ۳۲۹

انگبیں[۲]: انگبیں کے، بہ حکمِ ربّ الناس — بھر کے بھیجے ہیں سر بہ مُہر گلاس — ص ۳۳۱ [آم کے لیے]

(۲) دیکھیے: بے و انگبیں۔

انگشت[۳]:

[سات بار بہ طور ردیف، ص ۳۲]:

(۱)، (۲) جاتا ہوں جدھر، سب کی اُٹھے ہے اُدھر انگشت — یکدست جہاں مجھ سے پھرا ہے، مگر انگشت

(۳) میں اُلفتِ مژگاں میں جو انگشت نما ہوں — لگتی ہے مجھے تیر کے مانند ہر انگشت

(۴) گرمی ہے زباں کی سببِ سوختنِ جاں — ہر شمعِ شہادت کو ہے یعنی سر بسر انگشت

(۵) خوں دل میں جو میرے نہیں باقی تو پھر اُس کی — جوں ماہیِ بے آب تڑپتی ہے ہر انگشت

(۶) شوخی تری کہہ دیتی ہے احوال ہمارا — رازِ دلِ صد پارہ کی ہے پردہ در انگشت

(۷) کس رتبے میں باریکی و نرمی ہے کہ جوں گل — آتی نہیں پنجے میں بس اُس کے نظر انگشت

[تین بار بہ طور ردیف، ص ۱۶۳]:

(۸) افسوس! کہ دنداں کا کیا رزق فلک نے — جن لوگوں کی تھی درخورِ عقدِ گہر انگشت

(۹) کافی ہے نشانی، ترا چھلّے کا نہ دینا — خالی مجھے دکھلا کے بہ وقتِ سفر انگشت

(۱۰) لکھتا ہوں اسدؔ سوزشِ دل سے سخنِ گرم — تا رکھ نہ سکے کوئی مرے حرف پر انگشت

دیکھیے ـــــــ: (۱۱) ناخنِ انگشت۔ (۱۲) ہر سرِ انگشت۔ [مزید دیکھیے: سرِ انگشت]۔

---

۱ انکار : تین بار۔

۲ انگبیں : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

۳ انگشت : اُنیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: گیارہ بار]۔
انگشت نما : ایک بار۔

انگشت بہ دنداں: خامہ انگشت بہ دنداں کہ اِسے کیا لکھیے — ناطقہ سر بہ گریباں کہ اِسے کیا کہیے ص۱۱۲

انگشتِ تحیّر: شمع سے ہے بزمِ انگشتِ تحیّر در دہن — شعلۂ آوازِ خوباں پر بہ ہنگامِ سماع ص۴۷

انگشتِ حسابِ اشک: ہجومِ گریہ سوے دل، خوشا! سرمایۂ طوفاں — برانگشتِ حسابِ اشک ناخن، نعلِ واژوں ہے ص۱۱۱

انگشتِ حنائی: دل سے مٹنا تری انگشتِ حنائی کا خیال — ہوگیا گوشت سے ناخن کا جدا ہوجانا ص۱۵۶

انگشتِ حیرت: ہے عجب مُردوں کو غفلت ہاے اہلِ دہر سے — سبزہ جوں انگشتِ حیرت در دہانِ گور ہے ص۹۳

انگشتِ خوباں: دیکھیے: ناخنِ انگشتِ خوباں۔

انگشتِ سوزن: تکلّف، خار خارِ التماسِ بے قراری ہے — کہ رشتہ باندھتا ہے پیرہن انگشتِ سوزن پر ص۴۱

انگشت نما: میں اُلفتِ مژگاں میں جو انگشت نما ہوں — لگتی ہے مجھے تیر کے مانند ہر انگشت ص۳۲

انگشتان[1]: بس کہ فعّالِ مایُرید ہے آج — ہر سلحشور انگشتاں کا ص۲۶۰

اُنگلی[2]: آمدِ سیلابِ طوفانِ صداے آب ہے — نقشِ پا جو کان میں رکھتا ہے اُنگلی، جادہ سے ص۲۱۷

اُنگلیاں: درد دل لکھوں کب تک، جاؤں اُن کو دکھلادوں — انگلیاں فگار اپنی، خامہ خوں چکاں اپنا ص۱۵۹

انگور[3]: (۱) موسمِ گل میں مَیِ گلگوں حلالِ مے کشاں — عقدِ وصلِ دُخترِ رز انگور کا ہر دانہ تھا ص۲۵

(۲) محتسب سے تنگ ہے ازبس کہ کارِ مے کشاں — رز میں جو انگور نکلا، عقدۂ مشکل ہوا ص۲۹

(۳) انگور سعیِ بے سروپائی سے سبز ہے — غالبؔ بہ دوشِ دل خُمِ مستاں اُٹھائیے ص۴۷

(۴) آم کے آگے پیش جاوے خاک — پھوڑتا ہے جلے پھپھولے تاک

نہ چلا جب کسی طرح مقدور — بادۂ ناب بن گیا انگور[3] ص۲۳۱

(۵) ہوا ناج کے، جو ہے مقلوبِ جاں — نہ وھاں آم پائیں نہ انگور پائیں ص۲۶۳

(۶) نشّۂ مے کے اُتر جانے کے غم سے انگور — صورتِ اشک بہ مژگانِ رگِ تاک چڑھا ص۳۳۵

دیکھیے: (۷) افشردۂ انگور۔ (۸)، (۹) دانۂ انگور [دوبار]۔ (۱۰) ریشۂ رز انگور۔ (۱۱) شیرۂ انگور۔

انگیز[4]: اے ترا غمزہ: یکقلم انگیز — اے ترا ظلم: سر بسر انداز ص۱۷۲

---

[1] انگشتان: ایک بار۔

[2] اُنگلی: ایک بار۔ انگلیاں: ایک بار۔

[3] انگور: گیارہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: پانچ بار]۔

[4] انگیز: ایک بار۔

انیسِ نیزۂ کاہ[1]: وہ عینِ عدل کہ دہشت سے جس کی پُرسش کی — بنے ہے شعلۂ آتش انیسِ نیزۂ کاہ — ص ۲۷۷

اوج[2]: (۱) گوہر کو عقدِ گردنِ خوباں میں دیکھنا — کیا اوج پر ستارۂ گوہر فروش ہے! — ص ۲۳۰

(۲) دیکھیے: یک بخت اوج۔

اوجِ بنائے عالمِ امکاں: دیکھیے: غزّہ اوجِ بنائے عالمِ امکاں۔

اوجِ حصار: دیکھیے: یک اوجِ حصار۔

اوجِ دو مرتبۂ معنی و لفظ: بہ سخن: اوجِ دو مرتبۂ معنی و لفظ — بہ کرم: داغِ نمِ ناصیۂ قلزم و نیل — ص ۱۲۳

اوجِ ریزی چشمِ حیا پرست: دیکھیے: قربانِ اوجِ ریزیِ چشمِ حیا پرست۔

اوجِ طالعِ لعل و گہر: ترے جواہرِ طرفِ کُلہ کو کیا دیکھیں! — ہم اوجِ طالعِ لعل و گہر کو دیکھتے ہیں — ص ۱۸۷

اوجِ عرضِ اظہار: شررِ اسیرِ دل کو ملے اوجِ عرضِ اظہار — جو بہ صورتِ چراغاں کرے شعلہ زربانی — ص ۱۰

اَور[3]: (۱) کیجیے جوں اشک اَور قطرہ زنی — ص ۴۲

(۲) دیتا ہے اَور جوں گل و شبنم بہار داغ — ص ۴۸

(۳) اَور کے لین دین سے کیا کام — ص ۱۳۶

(۴) مرنے کی اے دل اَور ہی تدبیر کر کہ میں — ص ۱۵۳

(۵) اپنے پہ اعتماد ہے، اَور کو آزمائے کیوں — ص ۱۹۳

(۶) امتحاں اَور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی — ص ۲۰۹

(۷) یھاں نالے کو اَور اُلٹا دعوائے رسائی ہے — ص ۲۱۰

(۸) کچھ اَور چاہیے وسعت مرے بیاں کے لیے — ص ۲۳۶

(۹) بنیں گے اَور ستارے اب آسماں کے لیے — ص ۲۳۶

---

[1] انیس : ایک بار [مرکب]۔

[2] اوج : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔

[3] اور : چھتیس بار۔

اوروں : دو بار۔

(۱۰) اُور بازار سے لے آئے، اگر ٹوٹ گیا — ص۲۳۹

(۱۱) زرِ قیمت کا ہوگا اُور حساب — ص۲۶۸

(۱۲) زباں تک آکے، ہوئی اُور استوار گرہ — ص۷۹

(۱۳) اک غزل تم اُور پڑھ لو، وَالسّلام — [قادرنامہ]

(۱۴) کچھ اُور ہی عالم ہے دل وچشم وزباں کا — کچھ اُور ہی نقشا نظر آتا ہے جہاں کا — ص۲۸۴

(۱۵) اُور تو رکھنے کو ہم دہر میں کیا رکھتے تھے — ص۳۰۵

(۱۶) یہ خبط نہیں تو اُور کیا ہے — ص۳۰۵

(۱۷) ضد کی ہے اُور بات، مگر خو بری نہیں — ص۲۲۳

(۱۸) عاشق ہوئے ہیں آپ بھی ایک اور شخص پر — ص۲۹۱

(۱۹) علاوہ عید کے، ملتی ہے اُور دن بھی شراب — ص۱۹۲

[بارہ بار بہ طور ردیف، کُل تیرہ بار، ص۱۷۰]:

(۲۰)، (۲۱) ہے بس کہ ہر اک اُن کے اشارے میں نشاں اُور — کرتے ہیں محبت، تو گزرتا ہے گماں اُور

(۲۲)، (۲۳) دے اُور دل اُن کو، جو نہ دے مجھ کو زباں اُور

(۲۴) ہے تیر مقرّر، مگر اُس کی ہے کماں اُور

(۲۵) لے آئیں گے بازار سے جا کر دل وجاں اُور

(۲۶) ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہے سنگِ گراں اُور

(۲۷) ہوتے جو کئی دیدۂ خونابہ فشاں اُور

(۲۸) جلّاد کو لیکن وہ کہے جائیں کہ ہاں اُور

(۲۹) ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغِ نہاں اُور

(۳۰) کرتا، جو نہ مرتا، کوئی دن آہ وفغاں اُور

(۳۱) رُکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اَور

(۳۲) کہتے ہیں کہ غالبؔ کا ہے اندازِ بیاں اَور

(۳۳) [گیارہ بار جزوِ ردیف کے طور پر، ص ۱۷۰]:

(۳۴)، (۳۵) لازم تھا کہ دیکھو مرا رستا کوئی دن اور   تنہا گئے کیوں؟ اب رہو تنہا کوئی دن اَور

(۳۶) ہوں در پہ ترے ناصیہ فرسا کوئی دن اور

(۳۷) مانا کہ ہمیشہ نہیں، اچھا کوئی دن اور

(۳۸) کیا خوب، قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور

(۳۹) کیا تیرا بگڑتا جو نہ مرتا کوئی دن اور

(۴۰) پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشا کوئی دن اور

(۴۱) کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اور

(۴۲) بچوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اور

(۴۳) کرتا تھا جواں مرگ! گزارا کوئی دن اور

(۴۴) قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن اور

[سات بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص ۲۳۷]:

(۴۵)، (۴۶) کوئی دن گر زندگانی اور ہے   اپنے جی میں ہم نے ٹھانی اور ہے

(۴۷) سوزِ غم ہائے نہانی اور ہے

(۴۸) پر، کچھ اب کے سرگرانی اور ہے

(۴۹) کچھ تو پیغامِ زبانی اور ہے

(۵۰) وہ بلائے آسمانی اور ہے

(۵۱) ایک مرگِ ناگہانی اور ہے

[دس بار بہ طورِ جزوِ ردیف، کُل گیارہ بار، ص ۳۱۱]:

(۵۲)، (۵۳) میں ہوں مشتاقِ جفا، مجھ پہ جفا اور سہی   تم ہو بیداد سے خوش، اِس سے سوا اور سہی

(۵۴) ہیں ہوس پیشہ بہت، وہ نہ ہوا اور سہی

(۵۵) تم خداوند ہی کہلاؤ، خدا اور سہی

(۵۶) آپ کا شیوہ و انداز و ادا اور سہی

(۵۷)،(۵۸) کعبہ ایک اور سہی، قبلہ نما اور سہی

(۵۹) خلد بھی باغ ہے، خیر آب و ہوا اور سہی

(۶۰) سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اور سہی

(۶۱)،(۶۲) زہر کچھ اور سہی، آبِ بقا اور سہی

(۶۳) ایک بیدادگرِ رنج فزا اور سہی

(۶۴) اگر اور جیتے رہتے، یہی انتظار ہوتا — ص۱۵۹

(۶۵) بجز قیس اور کوئی نہ آیا بروے کار — ص۱۴۳

اُوروں: (۱) نہ اَوروں کی سنتا، نہ کہتا ہوں اپنی — سرِ خستہ و شورِ وحشت سلامت — ص۳۳

(۲) تو دوست کسی کا بھی ستمگر! نہ ہوا تھا — اَوروں پہ ہے وہ ظلم کہ مجھ پر نہ ہوا تھا — ص۱۵۲

اوراق[1]: اور اُن اوراق میں بہ کلکِ قضا — مجملاً مندرج ہوئے احکام — ص۱۳۸

اوراقِ لختِ دل: نالۂ دل نے دیے اوراقِ لختِ دل بہ باد — یادگارِ نالہ یک دیوانِ بے شیرازہ تھا — ص۱۲۷

اورنگ[2]: (۱) پانو سے تیرے ملے فرقِ ارادت اورنگ — فرق سے تیرے کرے کسبِ سعادت اکلیل — ص۱۴۳

(۲) دیکھیے: شہنشاہِ آسماں اورنگ۔

اورنگِ سلیماں: اک کھیل ہے اورنگِ سلیماں مرے نزدیک — اک بات ہے اعجازِ مسیحا مرے آگے — ص۲۲۸

اُورنگزیبی[3]: نشاں باقی نہیں ہے سلطنت کا — مگر ہاں نام کو اورنگزیبی — ص۲۶۲

اُوستاد[4]: بزم میں میزبانِ قیصر و جم — رزم میں اوستادِ رستم و سام — ص۱۳۷

---

[1] اوراق : دوبار [مرتب: ایک بار]۔

[2] اورنگ : تین بار [مرتب: دو بار]۔

[3] اورنگ زیبی : ایک بار۔

[4] اُوستاد : ایک بار [مرتب]۔

اوضاعِ ابنائے زماں:[1] دیکھیے: خوبیِ اوضاعِ ابنائے زماں۔

اُفتادگی:[2] خوش اوفتادگی کہ بہ صحرائے انتظار — جوں جادہ گردِ رہ سے نگہ سرمہ ساکروں — ص ۵۶

اُفتادگیِ کشتگانِ عشق: برخاک اوفتادگیِ کشتگانِ عشق — ہے سجدۂ سپاس بہ منزل رسیدگی — ص ۳۵۳

اُفتادہ:[3] (۱) تن بہ بندِ ہوس در ندادہ رکھتے ہیں — دل ز کارِ جہاں اوفتادہ رکھتے ہیں — ص ۶۰

(۲) دور اوفتادۂ چمنِ فکر ہے اسدؔ — مرغِ خیالِ بلبلِ بے بال و پر ہے آج — ص ۳۵

اوقات:[4] (۱) اور میں وہ ہوں کہ گر جی میں کبھی غور کروں — غیر کیا، خود مجھے نفرت مری اوقات سے ہے — ص ۱۲۸

اوقات:[5] (۲) دیکھیے: سررشتۂ اوقات۔

اُوک:[6] پلادے اوک سے ساقی! جو ہم سے نفرت ہے — پیالہ گر نہیں دیتا نہ دے، شراب تو دے — ص ۲۲۳

اوّل:[7] دیکھیے: یوسف بہ قیمتِ اوّل خریدہ۔

اوّلِ درسِ آرزو: ہے خطِ عجزِ ما و تو، اوّلِ درسِ آرزو — ہے یہ سیاقِ گفتگو، کچھ نہ سمجھ فنا سمجھ — ص ۴۳

اوّلاً: اوّلاً عمرِ طبیعی بہ دوامِ اقبال — ثانیاً دولتِ دیدارِ شہنشاہِ اُمم — ص ۲۶۵

اوّلیں: دیکھیے: نازہائے التفاتِ اوّلیں۔

اوّلیں دورِ امامت: رنگریزِ گل و جامِ دو جہاں ناز و نیاز — اوّلیں دورِ امامت طرب ایجادِ بہار — ص ۴

اولاد:[8] تیری اولاد کے غم سے ہے بروئے گردوں — سلکِ اختر میں مہِ نو، مژۂ گوہر بار — ص ۱۳۳

اوہام:[9] دیکھیے ــــــ: (۱) شاہراہِ اوہام۔ (۲) شورِ اوہام۔ (۳) گرفتارِ دو عالم اوہام۔

اہتزاز:[10] ترے خیال سے روح اہتزاز کرتی ہے — بہ جلوہ ریزیِ بادو بہ پرفشانیِ شمع — ص ۱۴۳

اہتمام:[11] (۱) بہ رہنِ شرم ہے باوصفِ شوخی اہتمام اُس کا — نگیں میں جوں شرارِ سنگ ناپیدا ہے نام اُس کا — ص ۲۲

---

[1] اوضاع : ایک بار [مرکّب]۔
[2] اُفتادگی : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
[3] اُفتادہ : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
[4] اوقات (۱) : ایک بار۔
[5] اوقات (۲) : ایک بار [مرکّب]۔
[6] اُوک : ایک بار۔
[7] اوّل : دوبار [مرکّب]۔
اوّلاً : ایک بار۔ اوّلیں : دوبار [مرکّب]۔
[8] اولاد : ایک بار۔
[9] اوہام : تین بار [مرکّب]۔
[10] اہتزاز : ایک بار۔
[11] اہتمام : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔

(۲) اُس بزمِ پُرفروغ میں اِس تیرہ بخت کو — لبریز ملا نشیب میں از روے اہتمام ص۲۸۲

(۳) دیکھیے: شررا اہتمام بستر۔

اہلِ[۱] انجمن: (۱) یہ رات بھر کا ہے ہنگامہ، صبح ہوتے تک — رکھو نہ شمع پہ اے اہلِ انجمن! تکیہ ص۳۰۳

(۲) دیکھیے: شکیب وصبرِ اہلِ انجمن۔

اہلِ باغ: داغِ ربطِ ہم ہیں اہلِ باغ، گر گل ہو شہید — لالہ، چشمِ حسرت آلودِ چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

اہلِ بزم: کیا شمع کے نہیں ہیں ہوا خواہ اہلِ بزم؟ — ہو غم ہی جاں گداز تو غم خوار کیا کریں! ص۱۹۱

اہلِ بصارت: نوروز ہے آج اور وہ دن ہے کہ ہوئے ہیں — نظارگیِ صنعتِ حق اہلِ بصارت ص۱۴۷

اہلِ بینش: (۱) نقابِ یار ہے غفلت نگاہی اہلِ بینش کی — مژہ پوشیدنی ہا: پردۂ تصویرِ عریاں ہے ص۸۱

(۲) اہلِ بینش نے بہ حیرت کدۂ شوخیِ ناز — جوہرِ آئنہ کو طوطیِ بسمل باندھا ص۱۳۵

(۳) اہلِ بینش کو ہے طوفانِ حوادث، مکتب — لطمۂ موج کم از سیلیِ اُستاد نہیں ص۱۸۶

اہلِ تدبیر: اہلِ تدبیر کی واماندگیاں! — آبلوں پر بھی حنا باندھتے ہیں ص۱۸۱

اہلِ تسنّن: ہند میں اہلِ تسنّن کی ہیں دو سلطنتیں — حیدر آباد دکن رشکِ گلستانِ ارم

رام پور اہلِ نظر کی ہے نظر میں وہ شہر — کہ جہاں ہشت بہشت آ کے ہوئے ہیں باہم ص۲۶۵

اہلِ تمنّا: دیکھیے: عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنّا۔

اہلِ جفا: حُسن غمزے کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد — بارے، آرام سے ہیں اہلِ جفا میرے بعد ص۱۶۶

اہلِ جنوں: ہے جنوں اہلِ جنوں کے لیے آغوشِ وداع — چاک ہوتا ہے گریباں سے جدا میرے بعد ص۱۶۶

اہلِ جہاں: (۱) ہلاکِ بے خبری نغمۂ وجود و عدم — جہان و اہلِ جہاں سے جہاں جہاں فریاد ص۴۷

(۲) آتش پرست کہتے ہیں اہلِ جہاں مجھے — سرگرمِ نالہ ہاے شرربار دیکھ کر ص۱۶۸

(۳) کی ہے وا اہلِ جہاں نے بہ گلستانِ جہاں — چشمِ غفلت نظرِ شبنمِ خورنادیدہ ص۴۷

(۴) یوں ہی گر روتا رہا غالبؔ تو اے اہلِ جہاں! — دیکھنا اِن بستیوں کو تم کہ ویراں ہو گئیں ص۱۹۳

---

۱ اہل : باشتباہ [مرتب]۔

(۵) وہ مخزنِ رحمت و رافت کہ بہرِ اہلِ جہاں نیابتِ دمِ عیسیٰ کرے ہے جس کی نگاہ ص۲۷۷

دیکھیے ———:(۲) سامعِ زمزمۂ اہلِ جہاں۔(۲) غفلتِ اہلِ جہاں۔

اہلِ خاک: سیہ مستی ہے اہلِ خاک کو ابرِ بہاری سے زمیں جوشِ طرب سے جام لبریزِ سفالی ہے ص۷۹

اہلِ خرابات: اس پہ گزرے نہ گماں ریو و ریا کا زنہار! غالبِ خاک نشیں اہلِ خرابات سے ہے ص۱۲۸

اہلِ خرد: ہیں اہلِ خرد کس روشِ خاص پہ نازاں؟ پابستگیِ رسم و رہِ عام بہت ہے ص۲۲۵

اہلِ درد: ہر گام آبلے سے ہے دل در تہِ قدم کیا بیم اہلِ درد کو سختیِ راہ کا ص۲۰

اہلِ دل: ہے وطن سے باہر اہلِ دل کی قدر و منزلت عزلت آبادِ صدف میں قیمتِ گوہر نہیں ص۲۶

اہلِ دُنیا: دیکھیے:(۱) طرزِ تپاکِ اہلِ دُنیا۔(۲) عنایت نامہ ہائے اہلِ دنیا۔

اہلِ دہر: (۱) اپنے پہ کر رہا ہوں قیاس اہلِ دہر کا سمجھا ہوں دل پذیر متاعِ ہنر کو میں ص۱۹۰

(۲) دیکھیے: غفلت ہائے اہلِ دہر۔

اہلِ ریا: دیکھیے: بے حاصلیِ اہلِ ریا۔

اہلِ زباں: دیکھیے: زبانِ اہلِ زباں۔

اہلِ سخن: (۱) حضورِ شاہ میں اہلِ سخن کی آزمائش ہے چمن میں خوش نوایانِ چمن کی آزمائش ہے ص۲۴۲

(۲) مدح کے بعد دُعا چاہیے اور اہلِ سخن اِس کو کرتے ہیں بہت بڑھ کے بہ اغراق رقم ص۲۶۵

(۳) روا رکھو نہ رکھو، تھا جو لفظ ''تکیہ کلام'' اب اُس کو کہتے ہیں اہلِ سخن ''سخن تکیہ'' ص۳۰۳

اہلِ سلامت: دیکھیے: دردِ سرِ اہلِ سلامت۔

اہلِ شوق: پوچھے ہے کیا وجود و عدم اہلِ شوق کا آپ اپنی آگ کے خس و خاشاک ہو گئے ص۲۲۹

اہلِ طلب: ہاں اہلِ طلب! کون سُنے طعنۂ نایافت دیکھا کہ وہ ملتا نہیں، اپنے ہی کو کھو آئے ص۲۳۸

اہلِ عزا: دیکھیے: پریشاں موئِ اہلِ عزا۔

اہلِ عناد: امامِ وقت کی یہ قدر ہے کہ اہلِ عناد پیادہ لے چلیں اور ناسزا کہیں اُس کو ص۲۸۵

اہلِ غفلت: عیش، گرمِ اضطراب و اہلِ غفلت سرد مہر دورِ ساغر یک گلستاں برگ ریزِ تاک ہے ص۱۰۷

اہلِ فنا: دیکھیے: طرزِ اہلِ فنا۔

اہلِ کرم: دیکھیے: (۱) تماشائے اہلِ کرم۔ (۲) عاشقِ اہلِ کرم۔

اہلِ کنشت: دیکھیے: حقِ صحبتِ اہلِ کنشت۔

اہلِ نام: عزت پہ اہلِ نام کی ہستی کی ہے بِنا — عزت جہاں گئی، تو نہ ہستی رہی نہ نام ص ۲۸۲

اہلِ نظر: (۱) بازی خورِ فریب ہے اہلِ نظر کا ذوق — ہنگامہ گرمِ حیرتِ بود و نبود تھا ص ۱۲

(۲) خدایا! کس قدر اہلِ نظر نے خاک چھانی ہے — کہ ہیں صد رخنہ جوں غربال دیواریں گلستاں کی ص ۷۶

(۳) ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود — قبلے کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں ص ۱۸۷

(۴) رام پور اہلِ نظر کی ہے نظر میں وہ شہر — کہ جہاں ہشت بہشت آ کے ہوئے ہیں باہم ص ۲۶۵

دیکھیے: (۵) آبروئے شیوۂ اہلِ نظر۔ (۶) قبلۂ اہلِ نظر۔

اہلِ نیاز: دیکھیے: تحفۂ اہلِ نیاز۔

اہلِ ورع: اہلِ ورع کے حلقے میں ہر چند ہوں ذلیل — پر عاصیوں کے زمرے میں مَیں برگزیدہ ہوں ص ۳۰۰

اہلِ وفا: دیکھیے ———: (۱) قتلِ اہلِ وفا۔ (۲) نفَسِ اہلِ وفا۔

اہلِ وہم وخیال: دیکھیے: نظرگاہِ اہلِ وہم وخیال۔

اہلِ ہمت: رہا آباد عالم اہلِ ہمت کے نہ ہونے سے — بھرے ہیں جس قدر جام وسبو، مے خانہ خالی ہے ص ۲۰۹

اہلِ ہوس: (۱) مرا دل مانگتے ہیں عاریت اہلِ ہوس، شاید — یہ جایا چاہتے ہیں آج دعوت میں سمندر کی ص ۷۷

(۲) اہلِ ہوس کی فتح ہے ترکِ نبردِ عشق — جو پانو اُٹھ گئے، وہی اُن کے علم ہوئے ص ۲۲۷

(۳) دیکھیے: سینۂ اہلِ ہوس۔

اہلِ یقیں: (۱) زمامِ ناقہ کف اُس کے میں ہے کہ اہلِ یقیں — پس از حسینِ علی پیشوا کہیں اُس کو ص ۲۸۵

(۲) دیکھیے: ضیا بخشِ چشمِ اہلِ یقیں۔

اہم[1]: دل کے خوں کرنے کی کیا وجہ ولیکن ناچار — پاسِ بے رونقیِ دیدہ اہم ہے ہم کو ص ۱۹۵

اتمہ[2]: اُن کو غالبؔ یہ سال اچھا ہے — جو اتمہ کے ہیں تولائی ص ۲۶۳

---

[1] اہم : ایک بار۔ [2] اتمہ : ایک بار۔

ایاغ[1]: (۱) بے مئے کسے ہے طاقتِ آشوبِ آگہی — کھینچا ہے عجزِ حوصلہ نے خط ایاغ کا — ص۱۳۹

(۲) دیکھیے: لبِ ایاغ۔

ایام[2]: (۱) ہمیشہ مجھ کو طفلی میں بھی مشقِ تیرہ روزی تھی — سیاہی ہے مرے ایام میں لوحِ دبستاں کی — ص۷۶

دیکھیے ـــــ: (۲) صفحہ ہائے لیالی و ایام۔ (۳) فتنۂ ایام۔ (۴) گردشِ ایام۔

ایامِ جوانی: پس از اتمامِ بزمِ عیدِ اطفال — ایامِ جوانی رہے ساغر کشِ حال — ص۲۵۲

ایامِ خاکسترنشینی: نازشِ ایامِ خاکسترنشینی کیا کہوں — پہلوئے اندیشہ وقفِ بسترِ سنجاب تھا — ص۱۲۵

ایامِ گل: چاک مت کر جَیب بے ایامِ گل — کچھ اُدھر کا بھی اشارا چاہیے — ص۲۲۳

ایائے: دیکھیے: یاد ایائے۔

ایثار[3]: دیکھیے: فریادیِ جوشِ ایثار۔

ایجاد[4]: (۱) بس کہ یک رنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجاد نسیم — لالے کے داغ سے جوں نقطہ و خط، سنبل زار — ص۳

(۲) ایجاد کرتی ہے اسے تیرے لیے بہار — میرا رقیب ہے نفَسِ عطر سائے گل — ص۱۷۶

دیکھیے ـــــ: (۳) دمِ ایجاد۔ (۴) رقمِ ایجاد۔ (۵) زباں ایجاد۔ (۶) ستم ایجاد۔ (۷) سراسر رویِ عالمِ ایجاد۔ (۸) سرمایۂ ایجاد۔ (۹) سررشتۂ ایجاد۔ (۱۰) شعلہ ایجاد۔ (۱۱) عرضِ خمیازۂ ایجاد۔ (۱۲) فریبِ ایجاد۔ (۱۳) سومِ آئینۂ ایجاد۔ (۱۴) وحشتِ طبیعتِ ایجاد۔ (۱۵) رنگِ بہار ایجادیِ بیدل۔

ایجادِ ازل: دیکھیے: نقشۂ ایجادِ ازل۔

ایجادِ بلبل: دیکھیے: کسوتِ ایجادِ بلبل۔

ایجادِ بہار: دیکھیے: طرب ایجادِ بہار۔

ایجادِ تمنا: دیکھیے: سرمایۂ ایجادِ تمنا۔

ایجادِ صدا: دیکھیے: شوخیِ ایجادِ صدا۔

ایجادِ جلوہ: دیکھیے: کاوشِ ایجادِ جلوہ۔

---

[1] ایاغ : دوبار [مرکب: ایک بار]۔

[2] ایام : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چھے بار]۔

ایائے : ایک بار [مرکب]۔

[3] ایثار : ایک بار [مرکب]۔

[4] ایجاد : بتیس بار [مفرد: دوبار، مرکب: تیس بار]۔

ایجادِ خطِ سبز: دیکھیے: جوہرِ ایجادِ خطِ سبز۔

ایجادِ داغِ تازہ: دیکھیے: گرمِ کوششِ ایجادِ داغِ تازہ۔

ایجادِ درد: دیکھیے: آئنہ ایجادِ درد۔

ایجادِ سیہ مستی: وہمِ طربِ ہستی: ایجادِ سیہ مستی تسکیں دو صد محفل یک ساغرِ خالی ہے ص۱۱۵

ایجادِ غنا: دیکھیے: عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا۔

ایجادِ کفِ گوہربار: دیکھیے: آئنہ ایجادِ کفِ گوہربار۔

ایجادِ گریباں ہا: دریوزۂ ساماں ہا اے بے سروسامانی! ایجادِ گریباں ہا در پردۂ عریانی ص۱۰۸

ایجادِ جنوں: دیکھیے: دماغِ نشۂ ایجادِ جنوں۔

ایجادِ ناز: دیکھیے: لذّتِ ایجادِ ناز۔

ایجادِ یک نگاہ: دیکھیے: کمیں گرِ ایجادِ یک نگاہ۔

ایجادِ یقیں: دیکھیے: کعبۂ ایجادِ یقیں۔

اے خوشا:[۱] اے خوشا فیضِ ہوائے چمنِ نشوونما! بادہ پُرزور و نفَس مست و مسیحا بیمار ص۳

(۲) اے خوشا مکتبِ شوق و بلد ستانِ مراد! سبقِ نازکی ہے عجز کو صد جا تکرار ص۴

(۳) اے خوشا ذوقِ تمنائے شہادت! کہ اسدؔ بے تکلف بہ سجودِ خمِ شمشیر آیا ص۲۸

(۴) اے خوشا وقتے! کہ ساقی یک خمستاں وا کرے تار و پودِ فرشِ محفل پنبۂ مینا کرے ص۱۰۱

(۵) زخم ہائے کہنۂ دل رکھتے ہیں جوں عُمرِ دگی اے خوشا! گر آبِ تیغِ ناز تیزابی کرے ص۱۰۰

(۶) کچھ نہیں حاصل تعلّق میں، بغیر از کشمکش اے خوشا رندے! کہ مرغِ گلشنِ تجرید ہے ص۱۰۳

اے دریغا:[۲] اسد اللہ خاں تمام ہوا اے دریغا! وہ رندِ شاہد باز ص۱۷۲

ایذا:[۳] دیکھیے: باعثِ ایذا۔

ایرا:[۴] آئی اگر بلا تو جگہ سے ٹلے نہیں ایرا ہی دے کے ہم نے بچایا ہے کشت کو ص۳۲۲[ثانی]

---

[۱] اے خوشا : چھے بار۔
[۲] اے دریغا : ایک بار۔
[۳] ایذا : ایک بار[مرتّب]۔
[۴] ایرا : ایک بار۔

ایرج[1]: وارث ملک جانتے ہیں تجھے   ایرج و تور و خسرو و بہرام   ص ۱۳۷

ایک[2]: (۱) اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے   ص ۱۸۹

(۲)،(۳) لاکھوں لگاو ایک چرانا نگاہ کا   لاکھوں بناو ایک بگڑنا عتاب میں   ص ۱۸۹

(۴) ہم بھی ایک اپنی ہوا باندھتے ہیں   ص ۱۸۱

(۵) قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں   ص ۱۹۳

(۶) ایک چکر ہے مرے پانو میں زنجیر نہیں   ص ۱۸۲

(۷) رسم ہے مُردے کی چھماہی ایک   ص ۱۳۵

(۸) تھا ترنج زر ایک خسرو پاس   ص ۱۳۱

(۹) تو اور ایک وہ نشنیدن کہ کیا کہوں!   ص ۱۷۸

(۱۰) ایک فریاد و آہ و زاری ہے   ص ۲۲۲

(۱۱) ایک مرگِ ناگہانی اور ہے   ص ۲۳۷

(۱۲) عجب نسخۂ نادر لکھا ہے ایک اُس نے   ص ۲۶۳

(۱۳) تحریر ایک جس سے ہوا بندہ تلخ کام   ص ۲۸۲

(۱۴) چاہیے پھولوں کا بھی ایک مقرر سہرا   ص ۲۸۷

[بہ طور ردیف بارہ بار، کل ۲۳ بار]:

(۱۵)،(۱۶) دیکھنے میں ہیں گرچہ دو، پر ہیں یہ دونوں یار ایک   وضع میں گو ہوئی دو سر، تیغ ہے ذوالفقار ایک

(۱۷) ہم سخن اور ہم زباں حضرتِ قاسم و طپاں   ایک طپش کا جانشیں، درد کا یادگار ایک

(۱۸)،(۱۹) نقدِ سخن کے واسطے ایک، عیارِ آگہی   شعر کے فن کے واسطے مایۂ اعتبار ایک

(۲۰)،(۲۱) ایک، وفا و مہر میں تازگیِ بساطِ دہر   لطف و کرم کے باب میں زینتِ روزگار ایک

(۲۲-۲۵) گل کدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ، ایک بو   ریختے کے قماش کو پود ہے ایک، تار ایک

۱؎ ایرج : ایک بار [مرتب]۔

۲؎ ایک : ایک سو ایک بار۔

(۲۶)،(۲۷) مملکتِ کمال میں ایک، امیرِ نامور
عرصۂ قیل و قال میں خسروِ نام دار ایک

(۲۸)،(۲۹) گلشنِ اتفاق میں ایک، بہارِ بے خزاں
مے کدۂ وفاق میں بادۂ بے خمار ایک

(۳۰)،(۳۱) زندۂ شوقِ شعر کو ایک، چراغِ انجمن
کشتۂ ذوقِ شعر کو شمعِ سرِ مزار ایک

(۳۲)،(۳۳) دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر فدا
ایک محبِّ چار یار، عاشقِ ہشت و چار ایک

(۳۴)،(۳۵) جانِ وفاپرست کو ایک، شمیمِ نوبہار
فرقِ ستیزہ مست کو ابرِ تگرگ بار ایک

(۳۶)،(۳۷) لایا ہے کہہ کے یہ غزل شائبۂ ریا سے دور
کرکے دل و زبان کو غالبؔ خاکسار ایک

[جتنے بار بہ طور جز و ردیف، ص ۱۷۹]:

(۳۸)،(۳۹) ہم سے کھل جاؤ بہ وقتِ مے پرستی ایک دن
ورنہ ہم چھیڑیں گے، رکھ کر عذرِ مستی، ایک دن

(۴۰) غرۂ اوجِ بنائے عالمِ امکاں نہ ہو
اس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن

(۴۱) قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لاوے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

(۴۲) نغمہ ہائے غم کو بھی اے دل! غنیمت جانیے
بے صدا ہوجائے گا یہ سازِ ہستی ایک دن

(۴۳) دھول دھپّا اُس سراپا ناز کا شیوہ نہیں
ہم ہی کر بیٹھے تھے غالبؔ پیش دستی ایک دن

(۴۴) ایک مرگِ ناگہانی اور ہے ص ۲۳۷

(۴۵) ان چاروں میں ایک سے ہو جس کو انکار ص ۳۱۳

(۴۶) میری قسمت کا نہ ایک آدھ گریباں نکلا ص ۱۳

(۴۷) میں اور ایک آفت کا ٹکڑا وہ دلِ وحشی کہ ہے ص ۱۳۹

(۴۸) ہزار دل پہ ہم ایک اختیار رکھتے ہیں ص ۶۳

(۴۹) گر ایک ادا ہو تو اُسے اپنی قضا کہوں ص ۱۷۸

(۵۰) آگہی غافل! کہ ایک امروز بے فردا نہیں ص ۶۵

(۵۱) تکلف برطرف، تھا ایک اندازِ جنوں وہ بھی ص ۲۰۲

(۵۲) کعبہ ایک اور سہی، قبلہ نما اور سہی ص ۳۱۱

(۵۳) عاشق ہوئے ہیں آپ بھی ایک اور شخص پر — ص ۲۹۱

(۵۴)،(۵۵) ایک ایک قطرے کا مجھے دینا پڑا حساب — ص ۱۵۴

(۵۶) گو ایک بادشاہ کے سب خانہ زاد ہیں — ص ۱۲۹

(۵۷) رونے نے طاقت اتنی نہ چھوڑی کہ ایک بار — ص ۵۰

(۵۸) مجھے کیا برا تھا مرنا، اگر ایک بار ہوتا — ص ۱۶۰

(۵۹) گفتۂ غالبؔ ایک بار پڑھ کے اُسے سنا کہ یوں — ص ۱۷۸

(۶۰) حسرت میں رہے ایک بُتِ عربدہ جو کی — ص ۲۲۸

(۶۱) جس میں کہ ایک بیضۂ مور آسمان ہے — ص ۲۰۳

(۶۲) ایک بیدادگرِ رنج فزا اور سہی — ص ۳۱۱

(۶۳) اُبھرا ہوا نقاب میں ہے اُن کے ایک تار — ص ۱۹۶

(۶۴) لے جاتی ہے کہیں ایک توقع غالبؔ — ص ۱۹۵

(۶۵) ہے ایک تیر جس میں دونوں چھدے پڑے ہیں — ص ۱۵۸

(۶۶) آتا ہے ایک پارۂ دل ہر فغاں کے ساتھ — ص ۱۶۵

(۶۷) یہ ایک پیرہنِ زرنگار رکھتے ہیں — ص ۹۳

(۶۸) ایک جا حرفِ وفا لکھا تھا سو بھی مٹ گیا — ص ۳۱۲

(۶۹) میں تو دیوانہ ہوں اور ایک جہاں ہے غماز — ص ۲۹۸

(۷۰) ہر گلِ تر ایک چشمِ خوں فشاں ہو جائے گا — ص ۱۵۱

(۷۱) جہاں یہ کاسۂ گردوں ہے ایک خاک انداز — ص ۱۷۲

(۷۲) یہ اجتہاد عجب ہے کہ ایک دشمنِ دیں — ص ۲۸۵

(۷۳) بساطِ عجز میں تھا ایک دل، یک قطرہ خوں وہ بھی — ص ۲۰۲

(۷۴) ایک دل تس پر یہ ناامیدواری، ہائے ہائے! — ص ۲۰۳

(۷۵) ایک دل تھا کہ بہ صد رنگ دکھایا ہے مجھے — ص۱۰۷

(۷۶) صبحِ قیامت ایک دُمِ گرگ تھی اسدؔ! — ص۱۷

(۷۷) جاتا وگرنہ ایک دن اپنی خبر کو میں — ص۱۹۰

(۷۸) ایک دن گر نہ ہوا بزم میں ساقی، نہ سہی — ص۲۰۹

(۷۹) موت کا ایک دن معیّن ہے — ص۲۳۷

(۸۰) ایک دن مثلِ پتنگِ کاغذی — ص۲۶۶

(۸۱) ایک دن تجھ کو لڑا دیں گے کہیں — ص۲۲۶

(۸۲) جو تم سے، شہر میں ہوں ایک دو، تو کیوں کر ہو — ص۱۹۷

(۸۳) گل ہوا ہے ایک زخمِ سینہ پر خواہانِ داد — ص۳۸

(۸۴) کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب — ص۲۲۳

(۸۵) ایک صورت نئی نظر آئی — ص۲۶۴

(۸۶) سنجیدنی ہے ایک طرف رنجِ کوہکن — ص۳۹

(۸۷) ایک عالم پہ ہیں طوفانیٔ کیفیتِ فصل — ص۱۹۳

(۸۸) کہ ایک عمر سے حسرت پرستِ بالیں ہے — ص۲۱۳

(۸۹) میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہوتے تک — ص۱۷۵

(۹۰) ہر سینکڑے کو ایک گرہ فرض کریں — ص۲۵۳

(۹۱) تھا ایک گونہ ناز جو اپنے کمال پر — ص۲۸۲

(۹۲) وہ ایک مشتِ خاک کہ صحرا کہیں جسے — ص۲۱۸

(۹۳) دل وجگر میں پرافشاں جو ایک موجۂ خوں ہے — ص۲۲۸

(۹۴) ہم نے دشتِ امکاں کو ایک نقشِ پا پایا — ص۱۲

(۹۵) کہ ایک وہمِ ضعیف وغمِ دو عالم ہے — ص۱۰۲

(۹۶) ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق ص۲۰۹

(۹۷) ایک ہی ہے اُمید گاہِ انام ص۱۳۶

(۹۸) عمر بھر ایک ہی پہلو پہ سُلاتا ہے مجھے ص۳۰۴

(۹۹) ساقیا! دے ایک ہی ساغر میں سب کو ئے کہ آج ص۱۰۰

(۱۰۰) طعمہ ہوں ایک ہی نفسِ جاں گداز کا ص۱۵۵

(۱۰۱) کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہوگئے ص۲۲۹

ایمن بروں[1]: ملاذ کشور و لشکر، پناہِ شہر و سپاہ جنابِ عالیِ ایمن بروں والا جاہ ص۲۷۷

ایما[2]: (۱) جوہرِ آئینہ جز رمزِ سرِ مژگاں نہیں آشنا کی ہم دگر سمجھے ہے ایما آشنا ص۱۹

دیکھیے ــــــــ: (۲) آتش افروزیِ یک شعلۂ ایما۔ (۳) حیرت ایما۔

ایمائے تیرباریدن: نہیں ہے آہ کو ایمائے تیر باریدن وگرنہ ہے خمِ تسلیم سے کماں پیدا ص۴۳۶

ایمائے شعلہ: کرے ہے صرف بہ ایمائے شعلہ قصہ تمام بہ طرزِ اہلِ فنا ہے فسانہ خوانیِ شمع ص۱۷۳

ایمائے فنا: دیکھیے: سازِ ایمائے فنا۔

ایمان[3]: (۱) کیونکر اُس بت سے رکھوں جان عزیز کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز ص۱۷۳

(۲) ایماں مجھے روکے ہے، جو کھینچے ہے مجھے کفر کعبہ مرے پیچھے ہے، کلیسا مرے آگے ص۲۲۹

(۳) روزہ مرا ایمان ہے غالبؔ! لیکن خسخانہ و برفاب کہاں سے لاؤں ص۲۵۴

(۴) اور بارہ امام ہیں بارہ جن سے ایماں کو ہے توانائی ص۲۶۳

دیکھیے ــــــــ: (۵) اجزائے ایماں۔ (۶) اصلِ ایماں۔ (۷) فروغِ جوہرِ ایماں۔ (۸) شوخیِ ایمانِ زاہد۔

ایمانِ عجز: ہو قبولِ کم نگاہی تحفۂ اہلِ نیاز اے دل وا ے جانِ ناز! اے دین وا ے ایمانِ عجز! ص۴۴

ایمان و آگہی: دیکھیے: دشمنِ ایمان و آگہی۔

---

[1] ایمن بروں : ایک بار۔

[2] ایما : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

[3] ایمان : دس بار [مفرد: چار بار، مرکب: چھے بار]۔

اے واے:[۱]	اے واے غفلتِ نگہِ شوق! ورنہ یہاں	ہر پارہ سنگ لختِ دلِ کوہِ طور تھا	ص ۱۸
	(۲) مژگاں تلک رسائیِ لختِ جگر کہاں	اے واے! گر نگاہ نہ ہو آشناے گل	ص ۵۳
	(۳) جو تھا سو موجِ رنگ کے دھوکے میں رہ گیا	اے واے! نالۂ لبِ خونیں نواے گل	ص ۱۷۶
	(۴) آتش کدہ ہے سینہ مرا رازِ نہاں سے	اے واے! اگر معرضِ اظہار میں آوے	ص ۲۳۲
ایوب:[۲]	آپ نے مَسّنی الضُّرّ کہا ہے تو سہی	یہ بھی یا حضرتِ ایوب! گِلا ہے تو سہی	ص ۳۱۰

---

[۱] اے واے: چار بار۔

[۲] ایوب: ایک بار [مرتب]۔

ب

باب[۱]: (۱) فرش سے تا عرش وحاں طوفاں تھا موجِ رنگ کا — یعھاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا — ص ۱۳۵

(۲) آج کیوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی تجھے؟ — کل تلک تیرا بھی دل مہرو وفا کا باب تھا — ص ۱۳۵

(۳) جو منکرِ وفا ہو، فریب اُس پہ کیا چلے — کیوں بدگماں ہوں دوست سے دشمن کے باب میں — ص ۱۸۸

(۴) کل کے لیے کر آج نہ خست شراب میں — یہ سوء ظن ہے ساقیِ کوثر کے باب میں — ص ۱۸۹

(۵) ایک، وفا و مہر میں تازگیِ بساطِ دہر — لطف و کرم کے باب میں زینتِ روزگار، ایک — ص ۲۹۶

(۶) دیکھیے: اندازِ فتح الباب۔

بابِ نبرد: دھمکی میں مر گیا جو نہ بابِ نبرد تھا — عشقِ نبرد پیشہ طلبگارِ مرد تھا — ص ۱۵۳

بات[۲]: (۱) کس بات پہ مغرور ہے اے عجزِ تمنا! — سامانِ دعا وحشت و تاثیرِ دعا ہیچ — ص ۳۶

(۲)، (۳) وہ بات چاہتے ہو کہ جو بات چاہیے — صاحب کے ہم نشیں کو کرامات چاہیے — ص ۱۱۶

(۴) نصرت الملک بہادر! مجھے بتلا کہ مجھے — تجھ سے جو اتنی ارادت ہے تو کس بات سے ہے؟ — ص ۱۴۷

(۵) تجھ سے، قسمت میں مری، صورتِ قفلِ ابجد — تھا لکھا، بات کے بنتے ہی جدا ہو جانا — ص ۱۵۶

(۶) بجلی اک کوند گئی آنکھوں کے آگے تو کیا! — بات کرتے کہ میں لب تشنۂ تقریر بھی تھا — ص ۱۵۸

(۷) بہرا ہوں میں تو چاہیے دونا ہو التفات — سنتا نہیں ہوں بات مکرر کہے بغیر — ص ۱۶۹

(۸) یارب! وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات — دے اور دل اُن کو، جو نہ دے مجھ کو زباں اور — ص ۱۷۰

---

۱ باب : سات بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: دو بار]۔

۲ بات : پینتالیس بار۔

۳ باتوں : ایک بار۔
باتیں : چار بار۔

(۹) ذکر میرا بہ بدی بھی اُسے منظور نہیں	غیر کی بات بگڑ جائے تو کچھ دور نہیں	ص۱۸۵
(۱۰) زبانِ اہلِ زباں میں ہے مرگ، خاموشی	یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانیِ شمع	ص۱۷۴
(۱۱) ضعف میں طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے	بات کچھ سر تو نہیں ہے کہ اُٹھا بھی نہ سکوں	ص۱۸۶
(۱۲) میں اور حظِّ وصل! خدا ساز بات ہے	جاں نذر دینی بھول گیا اضطراب میں	ص۱۸۹
(۱۳) گئی وہ بات کہ ہو گفتگو تو کیوں کر ہو	کہے سے کچھ نہ ہوا، پھر کہو تو کیوں کر ہو	ص۱۹۷
(۱۴) ہمیں پھر اُن سے اُمید اور اُنھیں ہماری قدر	ہماری بات ہی پوچھیں نہ وو تو کیوں کر ہو	ص۱۹۷
(۱۵) گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے	خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے	ص۲۰۵
(۱۶) نشوونما ہے اصل سے غالبؔ! فروع کو	خاموشی ہی سے نکلے ہے جو بات چاہیے	ص۲۱۹
(۱۷) دشنے نے کبھی مُنہ نہ لگایا ہو جگر کو	خنجر نے کبھی بات نہ پوچھی ہو گلو کی	ص۲۲۸
(۱۸) آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی	اب کسی بات پر نہیں آتی	ص۲۳۷
(۱۹)،(۲۰) ہے کچھ ایسی ہی بات جو چپ ہوں	ورنہ کیا بات کر نہیں آتی؟	ص۲۳۷
(۲۱) اُس انجمنِ ناز کی کیا بات ہے غالبؔ!	ہم بھی گئے وہاں اور تری تقدیر کو رو آئے	ص۲۳۹
(۲۲) بات پر وھاں زبان کٹتی ہے	وہ کہیں اور سنا کرے کوئی	ص۲۴۲
(۲۳) واعظ! نہ تم پیو نہ کسی کو پلا سکو	کیا بات ہے تمھاری شرابِ طہور کی!	ص۲۴۳
(۲۴) گرمی سہی کلام میں لیکن نہ اس قدر	کی جس سے بات، اُس نے شکایت ضرور کی	ص۲۴۴
(۲۵) ہے قہر، گر اب بھی نہ بنے بات کہ اُن کو	انکار نہیں اور مجھے ابرام بہت ہے	ص۲۴۵
(۲۶)،(۲۷) نکتہ چیں ہے، غمِ دل اُس کو سنائے نہ بنے	کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے	ص۲۴۶
(۲۸) گرہ کا نام لیا، پر نہ کر سکا کچھ بات	زباں تک آ کے ہوئی اور اُستوار گرہ	ص۲۷۹
(۲۹) بگڑی ہے بہت بات بنائے نہیں بنتی	اب گھر کو بغیر آگ لگائے نہیں بنتی	ص۲۸۴
(۳۰) عدو کے سمعِ رضا میں جگہ نہ پائے وہ بات	کہ جن و انس و ملک سب بجا کہیں اُس کو	ص۲۸۵
(۳۱) کیوں کہا تو نے کہ: کہہ دل کا غم اُس کے روبرو	بات کرنے میں نکلتا ہے دم اُس کے روبرو	ص۲۸۹

(۳۲) اُس بُتِ مغرور کو کیا ہو کسی پر التفات — جس کے حُسن روز افزوں کی یہ اک ادنیٰ ہے بات — ص۹۰

(۳۳) روشن ہوئی یہ بات دمِ نزع کہ آخر — فانوس، کفن بہرِ چراغِ سحری ہے — ص۲۵۳

[تین بار بہ طور جزوِ ردیف، ص۲۹۱]:

(۳۶،۳۵،۳۴) ناگہاں یاد آ گئی ہے مجھ کو یارب! کب کی بات — کچھ نہیں کہتا کسی سے، سن رہا ہوں سب کی بات

کس لیے تجھ سے چھپاؤں ہاں وہ پرسوں شب کی بات — ص۲۹۱[تضمین]

دیکھیے ـــــــ: (۳۷)،(۳۸) اک بات [دوبار]۔ (۳۹) اور بات۔ (۴۰) سخن گسترانہ بات۔ (۴۱)، (۴۲) ہر بات [دوبار]۔ (۴۳)،(۴۴) ہر یک بات [دوبار]۔ (۴۵) ہر ایک بات۔

باتوں: لے تو لوں سوتے میں اُس کے پاؤں کا بوسہ، مگر — ایسی باتوں سے وہ کافر بدگماں ہو جائے گا — ص۱۵۱

باتیں: (۱) گو نہ سمجھوں اُس کی باتیں، گو نہ پاؤں اُس کا بھید — پر یہ کیا کم ہے کہ مجھ سے وہ پری پیکر کھلا — ص۱۶۱

(۲) تم اپنے شکوے کی باتیں نہ کھود کھود کے پوچھو — حذر کرو مرے دل سے کہ اِس میں آگ دبی ہے — ص۲۰۵

(۳) جان کی پاؤں اماں، باتیں یہ سب سچ ہیں مگر — ص۲۹۲[تضمین]

(۴) دیکھیے: لاکھ باتیں۔

باج[1]: (۱) سیرِ ملکِ حُسن کر، ے خانہ ہا نذرِ خمار — چشمِ مستِ یار سے ہے گردنِ مینا پہ باج — ص۳۵

(۲) برگ ریزی ہائے گل ہے وضعِ زر افشاندنی — باج لیتی ہے گلستاں سے گل اندامی تری — ص۹۳

(۳) بلند رُتبہ وہ حاکم، وہ سرفراز امیر — کہ باج تاج سے لیتا ہے جس کا طرفِ کُلاہ — ص۲۷۷

باج خواہِ تسکیں: کیوں نہ وحشتِ غالبؔ باج خواہِ تسکیں ہو — کشتۂ تغافل کو خصمِ خوں بہا پایا — ص۱۳

باجا[2]: پڑھوں میں شکوے سے یوں، راگ سے جیسے باجا — اک ذرا چھیڑیے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے — ص۲۳۰

باختن[3]: دیکھیے: رنگِ تماشا باختن۔

باختنی: ہے سادگیِ ذہن تمنائے تماشا — جائے کہ اسدؔ رنگِ چمن باختنی ہے — ص۱۱۱

---

[1] باج : چار بار[مفرد: تین بار، مرکب: ایک بار]۔

[2] باجا : ایک بار۔

[3] باختن : ایک بار۔

باختنی : ایک بار۔

باختہ : ایک بار[مرکب]۔

باختہ: دیکھیے: رنگِ باختہ۔

باد[1] (۱): (۱) آتش و آب و باد و خاک نے لی — وضعِ سوز و نم و رم و آرام ص ۱۳۸

(۲) نالۂ دل نے دیے اوراقِ لختِ دل بہ باد — یادگارِ نالہ یک دیوانِ بے شیرازہ تھا ص ۱۴۷

دیکھیے ____: (۳) ابر و باد۔ (۴) جلوہ ریزیِ باد۔ (۵) جنبشِ دامانِ باد۔ (۶) چراغانِ سرِ رہگذرِ باد۔

(۷) چراغِ رہگذارِ باد۔ (۸) بہ باد دادۂ دعویٰ۔ (۹) صورتِ کاغذِ باد۔ (۱۰) فسانۂ باد۔

بادِ افسانۂ بیمار: بادِ افسانۂ بیمار ہے عیسیٰؑ کا نفس — استخواں ریزۂ موراں ہے سلیماں کا نگیں ص ۷

بادِ بہار: شرمندہ رکھتے ہیں مجھے بادِ بہار سے — مینائے بے شراب و دلِ بے ہوائے گل ص ۱۷۶

بادِ بہاری: (۱) اُس شعلے نے گلگوں کو جو گلشن میں کیا گرم — پھولوں کو ہوئی بادِ بہاری وہ ہوا گرم ص ۳۴۸

(۲) دیکھیے: آئینۂ بادِ بہاری۔

باد بہ دستِ تسلیم: شکلِ مضمونِ وفا، باد بہ دستِ تسلیم — صورتِ نقشِ قدم، خاک بہ فرقِ تمکیں ص ۱۳۳

بادِ پیمائی: ہے ہوا میں شراب کی تاثیر — بادہ نوشی ہے بادپیمائی ص ۲۵۱

بادِ زمہریر: کچھ تو جاڑے میں چاہیے آخر — تا نہ دے بادِ زمہریر آزار ص ۱۳۶

بادِ سحر: دیکھیے: (۱) جنبشِ بادِ سحر۔ (۲) نفَسِ بادِ سحر۔

بادِ صبا: دیکھیے: (۱) مستیِ بادِ صبا۔ (۲) نفَسِ بادِ صبا۔

بادِ صبح: دیکھیے کاربادِ صبح۔

بادباں[2]: خامے سے پائی طبیعت نے مدد — بادباں بھی، اُٹھتے ہی لنگر، کھلا ص ۱۳۰

بادبانِ کشتیِ مے: یہ پروانہ شاید بادبانِ کشتیِ مے تھا — ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دورِ ساغر کی ص ۲۰۶

بادبانی: دیکھیے: سازِ بادبانی۔

باد[3] (۲): (۱، ۲) تیغ در کف، کف بہ لب آتا ہے قاتل اِس طرف — مژدہ باد! اے آرزوے مرگ غالبؔ مژدہ باد! ص ۳۸

بادا باد: دیکھیے: ہرچہ بادا باد۔

---

۱ باد (۱): بائیس بار [مرکب]۔
۲ بادباں: ایک بار [مرکب]۔
بادبانی: ایک بار [مرکب]۔
۳ باد (۲): دو بار [مرکب]۔
بادا باد: ایک بار۔

بادام[1]: دیکھیے: پردۂ بادام۔

بادامی: دیکھیے: دستارِ بادامی۔

بادشا[2]: سلام اُسے کہ اگر بادشا کہیں اُس کو — تو پھر کہیں کہ کچھ اِس سے سوا کہیں اُس کو ص۲۸۵

بادشاہ[3]: (۱) گو ایک بادشاہ کے سب خانہ زاد ہیں — دربار دار لوگ بہم آشنا نہیں ص۱۲۹

(۲) غالبؔ بھی گر نہ ہو تو کچھ ایسا ضرر نہیں — دُنیا ہو یارب اور مرا بادشاہ ہو ص۱۹۷

(۳) جب اُس کے دیکھنے کے لیے آئیں بادشاہ — لوگوں میں کیوں نمود نہ ہو لالہ زار کی ص۲۵۱

(۴) نہ آفتاب، ولے آفتاب کا ہم چشم — نہ بادشاہ، ولے مرتبے میں ہمسرِ شاہ ص۲۷۷

(۵) نہ بادشاہ، نہ سلطاں، یہ کیا ستائش ہے؟ — کہو کہ خاسِ آلِ عبا کہیں اُس کو ص۲۸۵

(۶) دیکھیے: مدحِ بادشاہ۔

بادشاہِ جہانِ معنی: آج یہ قدردانِ معنی ہے — بادشاہِ جہانِ معنی ہے ص۲۶۷

بادشاہِ دہلی: دیکھیے: مطیعِ بادشاہِ دہلی۔

بادشاہی: بادشاہی کا جہاں یہ حال ہو غالبؔ! تو پھر — کیوں نہ دلّی میں ہر اک ناچیز نوابی کرے ص۱۰۱

بادشہ[4]: (۱) شاد ہوں لیکن اپنے جی میں کہ ہوں — بادشہ کا غلامِ کار گزار ص۱۲۵

(۲) مہر کانپا، چرخ چکّر کھا گیا — بادشہ کا رایتِ لشکر کھلا ص۱۳۰

(۳) بادشہ کا نام لیتا ہے خطیب — اب علوِ پایۂ منبر کھلا ص۱۳۰

بادشہِ چیں: (۱) یہ ترکتاز سے برہم کرے گا کشورِ روس — یہ لے گا بادشہِ چیں سے چھین تخت و کلاہ ص۲۷۸

(۲) خراجِ بادشہِ چیں سے کیوں نہ مانگوں آج — کہ بن گیا ہے خمِ جعدِ پُرشکن، تکیہ ص۳۰۳

بادہ[5]: (۱) اے خوشا فیضِ ہوائے چمنِ نشوونما! — بادہ پُرزور و نفَس مست و مسیحا بیمار ص۳

---

[1] بادام : ایک بار [مرکّب]۔
بادامی : ایک بار [مرکّب]۔
[2] بادشا : ایک بار۔
[3] بادشاہ : آٹھ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: تین بار]۔
بادشاہی : ایک بار۔
[4] بادشہ : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔
[5] بادہ : چالیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: تینتیس بار]۔
بادہا : ایک بار۔

(۲) گرنی تھی ہم پہ برقِ تجلّی، نہ طور پر — دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر — ص ۱۶۹

(۳) صاف دُردی کشِ پیمانۂ جم ہیں ہم لوگ — وائے! وہ بادہ کہ افشردۂ انگور نہیں — ص ۱۸۶

(۴) جاں فزا ہے بادہ، جس کے ہاتھ میں جام آگیا — سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگِ جاں ہوگئیں — ص ۱۹۲

(۵) کرے ہے بادہ ترے لب سے کسبِ رنگِ فروغ — خطِ پیالہ سراسر نگاہِ گلچیں ہے — ص ۲۱۳

(۶) دیدارِ بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہ مست — بزمِ خیال مے کدۂ بے خروش ہے — ص ۲۳۰

(۷) مے کشی کو نہ سمجھ بے حاصل — بادہ غالبؔ! عرقِ بید نہیں — ص ۶۷

دیکھیے ـــــ: (۸)،(۹)،(۱۰) جامِ بادہ [تین بار]۔(۱۱) جوشِ بادہ۔(۱۲) دُردِ بادہ۔(۱۳) کفِ بادہ۔
(۱۴) محیطِ بادہ۔(۱۵)،(۱۶) موجِ بادہ۔(۱۷) شیشۂ بے بادہ۔(۱۸) یک قدحِ بادہ۔

بادہ آشامی: ہوئی اِس دور میں منسوب مجھ سے بادہ آشامی — پھر آیا وہ زمانہ جو جہاں میں جامِ جم نکلے — ص ۲۵۰

بادہ پرستوں: دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افسردگیاں — موجِ مے شکلِ خطِ جام ہے برجا ماندہ — ص ۱۷

بادہ پیمائی: دیکھیے: بہارِ بادہ پیمائی۔

بادہ خوار: یہ مسائلِ تصوف، یہ ترا بیان غالبؔ! — تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا — ص ۱۶۰

بادہ کشی: دیکھیے: مانعِ بادہ کشی۔

بادہ نوشی: ہے ہوا میں شراب کی تاثیر — بادہ نوشی ہے باد پیمائی — ص ۲۵۱

بادہ نوشیِ رنداں: دیکھیے: جاداد بادہ نوشیِ رنداں۔

بادہ ہائے ناب گوارا: وہ میوہ ہائے تازۂ شیریں کہ واہ واہ! — وہ بادہ ہائے نابِ گوارا کہ ہائے ہائے! — ص ۱۲۳

بادہ وساغر: ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو — بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر — ص ۱۶۹

بادۂ اُلفت: دیکھیے: خرابِ بادۂ الفت۔

بادۂ بے خمار: گلشنِ اتفاق میں ایک، بہارِ بے خزاں — مے کدۂ وفاق میں بادۂ بے خمار، ایک — ص ۲۹۶

بادۂ جوشِ اسرار: مدح میں تیری نہاں زمزمۂ نعتِ نبی — جام سے تیرے عیاں بادۂ جوشِ اسرار — ص ۱۳۳

بادۂ دوشینہ: ظاہر ہے کہ گھبرا کے نہ بھاگیں گے نکیرین — ہاں، منہ سے مگر بادۂ دوشینہ کی بو آئے — ص ۲۳۹

بادۂ شبانہ: وہ بادۂ شبانہ کی سر مستیاں کہاں! اُٹھیے بس اب کہ لذتِ خوابِ سحر گئی ص۲۳۳

بادۂ طرب: مجھے بادۂ طرب سے بہ خمار گاہِ قسمت جو ملی تو تلخ کامی، جو ہوئی تو سرگرانی ص۱۰

بادۂ گل رنگ: صبح آیا جانبِ مشرق نظر اک نگارِ آتشیں رخ، سر کھلا
تھی نظر بندی، کیا جب ردِّ سحر بادۂ گل رنگ کا ساغر کھلا ص۳۹

بادۂ گل فام: توڑ بیٹھے جب کہ ہم جام و سبو، پھر ہم کو کیا آسماں سے بادۂ گل فام گر برسا کرے ص۱۰۱

بادۂ گل فام مشک بو: وہ چیز جس کے لیے ہم کو ہو بہشت عزیز سوائے بادۂ گل فامِ مشک بو، کیا ہے؟ ص۲۳۲

بادۂ مرد آزما: یک بار امتحانِ ہوس بھی ضرور ہے اے جوشِ عشق! بادۂ مرد آزما مجھے ص۷۶

بادۂ ناب: (۱) نہ چلا جب کسی طرح مقدور بادۂ ناب بن گیا انگور ص۳۰

(۲) خوشی ہے یہ آنے کی برسات کے پئیں بادۂ ناب اور آم کھائیں ص۲۶۳

(۳) دیکھیے: گریباں چاکیِ موجِ بادۂ ناب۔

بادۂ نظارۂ گلشن: منع مت کر حسن کی ہم کو پرستش سے کہ ہے بادۂ نظارۂ گلشن حلالِ عندلیب ص۳۲

بار[۱] (۱): (۱) بعدِ یک عمر ورع بار تو دیتا بارے کاش! رضواں ہی درِ یار کا درباں ہوتا ص۱۵۸

(۲) اپنا وہ نہیں شیوہ کہ آرام سے بیٹھیں اُس در پہ نہیں بار تو کعبے ہی کو ہو آئے ص۲۳۹

(۳) دیکھیے: منعِ بارِ باغ۔

بار[۲] (۲): (۱) بار لائی ہے دانہ ہائے سرشک مژہ، ہے ریشۂ رزِ انگور ص۳۱

(۲) نہ گل اُس میں نہ شاخ و برگ نہ بار جب خزاں آئے تب ہو اُس کی بہار ص۳۰

(۳) دیکھیے: صاحبِ شاخ و برگ و بار۔

باروَر: ہے یہ وہ گلشنِ ہمیشہ بہار باروَر جس کا سرو، گل بے خار ص۲۶۷

بار[۳] (۳): (۱) چھوڑا نہ مجھ میں ضعف نے رنگ اختلاط کا ہے دل پہ بار، نقشِ محبت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۳

(۲) دیکھیے: گراں بارِ مشتِ زر۔

۱۔ بار (۱) : تین بار [مفرد: دو بار، مرکب: ایک بار]۔

۲۔ بار (۲) : چار بار [مرکب: دو بار]۔

۳۔ بار (۳) : نو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: آٹھ بار]۔

بارِ بستر:	(۱) بہ ذوقِ شوخیِ اعضا، تکلف بار بستر ہے	معاف پیچ و تابِ کشمکش ہر تار بستر ہے	ص ۸۵
	(۲) تپش سے میری وقفِ کشمکش ہر تار بستر ہے	مرا سر رنجِ بالیں ہے، مرا تن بارِ بستر ہے	ص ۲۱۲
بارِ خاطر:	کوہ کے ہوں بارِ خاطر، گر صدا ہو جائیے	بے تکلف اے شرارِ جستہ! کیا ہو جائیے؟	ص ۲۱۹
بارِ علائق:	ہوا چرخِ خمیدہ ناتواں بارِ علائق سے	کہ ظاہر پنجۂ خرشید، دستِ زیرِ پہلو ہے	ص ۹۸
بارِ منتِ درباں:	دیکھیے: زیرِ بارِ منتِ درباں۔		
بارِ منتِ مزدور:	دیوار، بارِ منتِ مزدور سے ہے خم	اے خانماں خراب! نہ احساں اٹھائیے	ص ۲۰۱
بارِ یک قافلۂ آبلہ منزل:	شبِ اختر، قدحِ عیش نے محمل باندھا	بارِ یک قافلۂ آبلہ منزل باندھا	ص ۱۳
بار[۱] خدایا:	زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا!	کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے	ص ۲۳۶
بارانِ[۲] اشک:	سوزِ دل کا کیا کرے بارانِ اشک؟	آگ بھڑکی، مینہ اگر دم بھر کھلا	ص ۱۳۰
بارانِ سنگ:	لکھی یاروں کی بدمستی نے مے خانے کی پامالی	ہوئی قطرہ فشانی ہائے مے بارانِ سنگ آخر	ص ۴۰
باربار[۳]:	(۱) یہی بار بار جی میں مرے آئے ہے کہ غالبؔ!	کروں خوانِ گفتگو پر دل و جاں کی میہمانی	ص ۱۰
	(۲) غالبؔ! نہ کر حضور میں تو بار بار عرض	ظاہر ہے تیرا حال سب اُن پر، کہے بغیر	ص ۱۷۰
	(۳) خدا نے تجھ کو عطا کی ہے گوہر افشانی	درِ حضور پر اے ابر! بار بار برس	ص ۲۶۳
باربدِ[۴] بزمِ سخن:	خامہ میرا کہ وہ ہے باربدِ بزمِ سخن	شاہ کی مدح میں یوں نغمہ سرا ہوتا ہے	ص ۲۲۱
بارش[۵]:	دیکھیے: (۱) عذرِ بارش۔ (۲) شوخیِ بارش۔		
بارگاہِ[۶] خاص:	آیا تھا وقت ریل کے کھلنے کا بھی قریب	تھا بارگاہِ خاص میں خلقت کا ازدحام	ص ۲۸۳
بارگاہِ دماغ رسیدہ:	دریا، بساطِ دعوتِ سیلاب ہے اسدؔ	ساغر بہ بارگاہِ دماغ رسیدہ کھینچ	ص ۳۶
بارگاہِ ناز:	دیکھیے: مسند نشینِ بارگاہِ ناز۔		
بارگہِ[۷] شوکتِ گل:	ہر غنچہ اسدؔا بارگہِ شوکتِ گل ہے	دل فرشِ رہِ ناز ہے بیدلؔ اگر آوے	ص ۱۱۳

---

[۱] بار (۳) : ایک بار [مرتب]۔
[۲] باراں : دو بار [مرتب]۔
[۳] باربار : تین بار۔
[۴] باربد : ایک بار [مرتب]۔
[۵] بارش : دو بار [مرتب]۔
[۶] بارگاہ : تین بار [مرتب]۔ [۷] بارگہ: ایک بار [مرتب]۔

بارہ[1]: (۱) اور پھر ہندسہ تھا بارہ کا — بازاراں ہزار زیبائی — ص ۲۶۳

(۲) اور بارہ امام ہیں بارہ — جن سے ایماں کو ہے توانائی — ص ۲۶۳

بارہ امام: دیکھیے: بارہ(۲)۔

بارہا[2]: (۱) کہوں کیا خوبیِ اوضاعِ اَبنائے زماں غالبؔ — بدی کی اُس نے، جس سے ہم نے کی تھی بارہا نیکی — ص ۲۰۳

(۲) بارہا دیکھی ہیں اُن کی رنجشیں — پر، کچھ اب کے سرگرانی اور ہے — ص ۲۳۶

باریدن[3]: دیکھیے: ایمائے تیرباریدن۔

باریکی[4] وزری: کس رُتبے میں باریکی وزری ہے کہ جوں گل — آتی نہیں پنجے میں بس اُس کے نظر انگشت — ص ۳۲

باز[5] (۱): (۱) ہنوز اے اثرِ دیدہ! ننگِ رسوائی — نگاہ فتنہ خرام و درِ دو عالم باز — ص ۴۳

(۲) برروے شش جہت درِ آئینہ باز ہے — یہاں امتیاز ناقص و کامل نہیں رہا — ص ۱۵۳

(۳) دیکھیے: گرونیم باز۔

باز[6] (۲): اے مشتیِ خیرہ سر! سخن ساز نہ ہو — عصفور ہے تو، مقابلِ باز نہ ہو — ص ۳۱۳

باز[7] [آنا]: (۱،۲) جور سے باز آئے، پر باز آئیں کیا — کہتے ہیں: ہم تجھ کو منہ دکھلائیں کیا — ص ۱۶۱

بازپسیں[8]: دیکھیے: نگہِ بازپسیں۔

بازگشت[9]: مستانہ طے کروں ہوں رہِ وادیِ خیال — تا بازگشت سے نہ رہے مدعا مجھے — ص ۲۰۶

بازگشتِ جادہ پیمائے رہِ حیرت: بازگشتِ جادہ پیمائے رہِ حیرت کہاں؟ — غافلاں نقشِ جاں کر چھڑکے ہیں آب آئینے پر — ص ۳۹

بازگشتِ سیل: نہیں ہے بازگشتِ سیل، غیر از جانبِ دریا — ہمیشہ دیدۂ گریاں کو آبِ رفتہ درجُو تھا — ص ۲۲

بازگشتن[10]: دیکھیے: غریبِ ستم دیدۂ بازگشتن۔

---

۱ بارہ : تین بار۔

۲ بارہا : دوبار۔

۳ باریدن : ایک بار[مرکب]۔

۴ باریکی : ایک بار[مرکب]۔

۵ باز(۱) : تین بار[مرکب: ایک بار]۔

۶ باز(۲) : ایک بار۔

۷ باز(آنا): دوبار۔

۸ بازپسیں : ایک بار[مرکب]۔

۹ بازگشت : تین بار[مفرد: ایک بار، مرکب: دوبار]۔

۱۰ بازگشتن : ایک بار[مرکب]۔

بازماندنِ ہائے مژگاں:[1] بازماندن ہائے مژگاں ہے یک آغوشِ وداع — عید در حیرت سوادِ چشمِ قربانی عبث — ص ۳۴

بازماندہ:[1] (۱) جوں چشم، بازماندہ ہے ہر یک بہ سوئے دل — رکھتا ہے داغ تازہ کا یہاں انتظار داغ — ص ۴۸

(۲)،(۳) دیکھیے: مژگانِ بازماندہ [دوبار]۔

بازار:[2] (۱) چشم بر چشم چھٹے ہے بہ تماشا مجنوں — ہر دو سو خانۂ زنجیر نگہ کا بازار — ص ۴

(۲) دو جہاں طالبِ دیدار تھا یارب! کہ ہنوز — چشمکِ ذرہ سے ہے گرم نگہ کا بازار — ص ۴

(۳) جس چمن میں ہو ترا جلوۂ محروم نواز — پرِ طاؤس کرے گرم نگہ کا بازار — ص ۵

(۴) تماشا ہے کہ ناموسِ وفا رسوائے آئیں ہے — نفس تیری گلی میں خوں ہوا اور بازار رنگیں ہے — ص ۸۹

(۵) تم شہر میں ہو تو ہمیں کیا غم، جب اٹھیں گے — لے آئیں گے بازار سے، جاکر، دل وجاں اَور — ص ۱۷۰

(۶) دل و دیں نقد لا، ساقی سے گر سودا کیا چاہے — کہ اس بازار میں ساغر، متاعِ دست گرداں ہے — ص ۲۱۰

(۷) غارت گرِ ناموس نہ ہو گر ہوسِ زر — کیوں شاہدِ گل باغ سے بازار میں آوے — ص ۲۳۳

(۸) اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا — ساغرِ جم سے مرا جامِ سفال اچھا ہے — ص ۲۳۹

(۹) سمجھ کے کرتے ہیں بازار میں وہ پرسشِ حال — کہ یہ کہے کہ سرِ رہ گزر ہے کیا کہیے! — ص ۲۴۷

(۱۰) گھر سے بازار میں نکلتے ہوئے — زہرہ ہوتا ہے آب انساں کا — ص ۲۶۰

(۱۱) شہر میں چھڑیوں کے میلے کی ہے دھوم — آج عالم اور ہے بازار کا — [قادرنامہ]

دیکھیے: (۱۲) سرِ بازار۔ (۱۳) گرمیِ بازار۔

بازارِ باغ: دیکھیے: گرمیِ بازارِ باغ۔

بازارِ جاں سپاری: دیکھیے: روزِ بازارِ جاں سپاری۔

بازارِ چمن: وقت ہے، گر بلبلِ مسکیں زلیخائی کرے — یوسفِ گل جلوہ فرما ہے بہ بازارِ چمن — ص ۵۹

بازارِ دوست: (۱) آمدِ خط سے ہوا ہے سرد جو بازارِ دوست — دودِ شمعِ کشتہ تھا شاید خطِ رخسارِ دوست — ص ۱۶۳

(۲) دیکھیے: گرمیِ بازارِ دوست۔

---

[1] بازماندن: ایک بار [مرکب]۔
بازماندہ: تین بار [مرکب]۔

[2] بازار: تیئیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: بارہ بار]۔

بازارِ عشق: دیکھیے: کوچہ گردیِ بازارِ عشق۔

بازارِ غفلت: چار سوے دہر میں بازارِ غفلت گرم ہے عقل کے نقصاں سے اُٹھتا ہے خیالِ انتفاع ص ۴۸

بازارِ فوجداری: پھر کھلا ہے درِ عدالتِ ناز گرم بازارِ فوجداری ہے ص ۲۲۳

بازارِ محبت: بیباک ہوں از بس کہ بہ بازارِ محبت سمجھا ہوں زرہ، جوہرِ شمشیرِ عسس کو ص ۲۵۰

بازارِ معاصی: دیکھیے: جنسِ بازارِ معاصی۔

بازو[1]: نیند اُس کی ہے، دماغ اُس کا ہے، راتیں اُس کی ہیں تیری زُلفیں جس کے بازو پر پریشاں ہو گئیں ص ۱۹۱

دیکھیے ـــــ: (۲)، (۳)، (۴) تعویذِ بازو [تین بار]۔ (۵) زورِ بازو۔ (۶) دست و بازو۔

بازوے شکرفانِ خود آرا: دیکھیے: حرزِ بازوے شکرفانِ خود آرا۔

بازوے فرہاد: دیکھیے: دست و بازوے فرہاد۔

بازوے قاتل: دیکھیے: دست و بازوے قاتل۔

بازی خورِ فریب[2]: بازی خورِ فریب ہے اہلِ نظر کا ذوق ہنگامہ، گرمِ حیرتِ بود و نبود تھا ص ۱۲

بازی کدۂ حسرتِ جاوید: دیکھیے: عیش بازی کدۂ حسرتِ جاوید۔

بازی گاہ: خدا سے ہے یہ توقع کہ عہدِ طفلی میں بنے گا شرق سے تا غرب اُس کا بازی گاہ ص ۲۷۷

بازیگر[3]: ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ دیتے ہیں دھوکا یہ بازیگر کھلا ص ۳۹

بازیچۂ اطفال[4]: بازیچۂ اطفال ہے دُنیا مرے آگے ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے ص ۲۲۸

باس[5]: دیکھیے: بو باس۔

باطل[6]: (۱) مدعا در پردہ، یعنی جو کہوں باطل سمجھ وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی ص ۹۱

(۲) دعواے جنوں باطل، تسلیم عبث حاصل پرواز فنا مشکل، میں عجزِ تن آسانی ص ۱۰۹

---

[1] بازو : نو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: آٹھ بار]۔

[2] بازی : ایک بار [مرکب]۔

بازی کدہ: ایک بار [مرکب]۔

بازی گاہ: ایک بار۔

[3] بازیگر : ایک بار۔

[4] بازیچہ : ایک بار [مرکب]۔

[5] باس : ایک بار [مرکب]۔

[6] باطل : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔

(۳) حریفِ جوششِ دریا نہیں خودداریِ ساحل — جہاں ساقی ہو تو، باطل ہے دعویٰ ہوشیاری کا — ص ۱۴۸

دیکھیے ـــــــ : (۴) سرِ دعویِ باطل۔ (۵) ننگِ ہمتِ باطل۔

باطن[1]: (۱) وہمِ غفلت مگر احرامِ فسردن باندھے — ورنہ ہر سنگ کے باطن میں شرر پنہاں ہے — ص ۱۱۰

دیکھیے ـــــــ : (۲) امامِ ظاہر و باطن۔ (۳) دیدۂ باطن۔ (۴)، (۵) شورشِ باطن [دو بار]۔

باطنِ ہمدگر: کوئی آگاہ نہیں باطنِ ہمدگر سے — ہے ہر اک فرد جہاں میں ورقِ ناخواندہ — ص ۱۷

باعث[2]: (۱) وہی اک بات ہے جو یاں نفس واں نکہتِ گل ہے — چمن کا جلوہ باعث ہے مری رنگیں نوائی کا — ص ۱۳۶

(۲) لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کھلتا، یعنی — ہوسِ سیر و تماشا، سو وہ کم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

باعثِ افزایشِ دردِ دروں: نہ کرتا کاش نالہ! مجھ کو کیا معلوم تھا ہمدم! — کہ ہوگا باعثِ افزایشِ دردِ دروں وہ بھی — ص ۲۰۲

باعثِ ایذا: باعثِ ایذا ہے برہم خوردنِ بزمِ سرور — لخت لختِ شیشۂ بشکستہ جز نشتر نہیں — ص ۶۶

باعثِ تاخیر: ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا — آپ آتے تھے مگر کوئی عناں گیر بھی تھا — ص ۱۵۸

باعثِ نومیدیِ اربابِ ہوس: یہ باعثِ نومیدیِ اربابِ ہوس ہے — غالبؔ کو برا کہتے ہو، اچھا نہیں کرتے — ص ۲۳۵

باعثِ واماندگی: باعثِ واماندگی ہے عمرِ فرصت جو مجھے — کر دیا ہے پا بہ زنجیرِ رمِ آہو مجھے — ص ۷۸

باغ[3]: (۱) سحر گر باغ میں وہ حیرتِ گلزار ہو پیدا — اڑے رنگِ گل اور آئینۂ دیوار ہو پیدا — ص ۳۱

(۲) بزم، داغِ طرب و باغ، کشاکِ پرِ رنگ — شمع و گل تا کے و پروانہ و بلبل تا چند! — ص ۳۹

(۳) باغ تجھ بن گلِ نرگس سے ڈراتا ہے مجھے — چاہوں گر سیرِ چمن، آنکھ دکھاتا ہے مجھے — ص ۸۸

(۴) یک ذرۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا — یاں جادہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا — ص ۱۳۹

(۵) باغ میں مجھ کو نہ لے جا ورنہ میرے حال پر — ہر گلِ تر، ایک چشمِ خوں فشاں ہو جائے گا — ص ۱۵۱

(۶) کرتا ہے بس کہ باغ میں تو بے حجابیاں — آنے لگی ہے نکہتِ گل سے حیا مجھے — ص ۲۰۶

(۷) باغ، پاکر خفقانی یہ ڈراتا ہے مجھے — سایۂ شاخِ گل افعی نظر آتا ہے مجھے — ص ۲۱۶

---

[1] باطن : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

[2] باعث : سات بار [مفرد: دو بار، مرکب: پانچ بار]۔

[3] باغ : چھپن بار [مفرد: اکیس بار، مرکب: پینتیس بار]۔

(۸) کیوں بوتے ہیں باغبان تونبے؟ گر باغ گدائے مے نہیں ہے ص۲۲۸

(۹) غارت گرِ ناموس نہ ہو گر ہوسِ زر کیوں شاہدِ گل باغ سے بازار میں آوے ص۲۳۳

(۱۰) خضر سلطاں کو رکھے خالقِ اکبر سرسبز شاہ کے باغ میں یہ تازہ نہال اچھا ہے ص۲۳۰

(۱۱) رام پور ایک بڑا باغ ہے از روے مثال دل کش و تازہ و شاداب و وسیع و خُرّم ص۲۶۵

(۱۲) جس طرح باغ میں ساؔون کی گھٹائیں برسیں ہے اسی طور پہ یہاں دجلہ فشاں دستِ کرم ص۲۶۵

(۱۳) صبح دم باغ میں آجائے جسے ہو نہ یقیں سبزہ و برگِ گل و لالہ پہ دیکھے شبنم ص۲۶۵

(۱۴) شہر میں کو بہ کو عبیر و گلال باغ میں سو بہ سو گل و نسریں ص۲۸۰

(۱۵) شہر گویا نمونۂ گلزار باغ گویا نگارخانۂ چیں ص۲۸۰

(۱۶)،(۱۷) کوئی دُنیا میں مگر باغ نہیں ہے واعظ؟ خلد بھی باغ ہے، خیر، آب و ہوا اَور سہی ص۳۱۱

(۱۸) شب کہ وہ گل باغ میں تھا جلوہ فرما اے اسدؔ! داغ مہ جوشِ چمن سے لالۂ مہ ہوگیا ص۳۳۶

(۱۹) بہار شوخ و چمن تنگ و رنگِ گل دل چسپ نسیم باغ سے پا در حنا نکلتی ہے ص۳۵۲

(۲۰) بس کہ خوباں باغ کو دیتے ہیں وقتِ مے شکست بال اُگ جاتا ہے شیشے کا رگِ گل کے تلے ص۳۵۴

(۲۱) وہ تڑاوے باغ سے میوہ، جسے پھاند جانا یاد ہو دیوار کا [قادرنامہ]

دیکھیے ـــــــ: (۲۲) اسیرِ رنگ و بوے باغ۔ (۲۳) اہلِ باغ۔ (۲۴) بزمِ باغ۔ (۲۵) بہارِ باغ۔ (۲۶) تکلیفِ سیرِ باغ۔ (۲۷) جلوۂ سیرِ باغ۔ (۲۸) چشمہ ہاے باغ۔ (۲۹) خلوت کدۂ غنچۂ باغ۔ (۳۰) روزنِ دیوارِ باغ۔ (۳۱) سروِ باغ۔ (۳۲) شمشادِ باغ۔ (۳۳) گردِ سوادِ باغ۔ (۳۴) گلگشتِ باغ۔ (۳۵) وقتِ باغ۔

[سات بار بہ طور ردیف، ص۳۸]:

(۳۶)،(۳۷) بلبلوں کو دور سے کرتا ہے منع بار باغ ہے زبانِ پاسباں خارِ سرِ دیوار باغ

(۳۸) کون آیا؟ جو چمن بیتابِ استقبال ہے جنبشِ موجِ صبا ہے شوخیِ رفتار باغ

(۳۹) میں ہمہ حیرت، جنوں بیتابِ دورانِ خمار مردمِ چشمِ تماشا نقطۂ پرکارِ باغ

(۴۰) آتشِ رنگِ رخِ ہر گل کو بخشے ہے فروغ ہے دمِ سروِ صبا سے گرمیِ بازارِ باغ

(۴۱) کون گل سے ضعف و خاموشیِ بلبل کہہ سکے نے زبانِ غنچہ گویا، نے زبانِ خارِ باغ

(۳۲) جوشِ گُل کرتا ہے استقبالِ تحریرِ اسدؔ　　زیرِ مشقِ شعر، ہے نقش از پَئے احضارِ باغ

باغ بہ خوں تپیدن: دل خستگاں کو ہے طربِ صد چمن بہار　　باغ بہ خوں تپیدن و آبِ روانِ اشک　　ص۵۰

باغِ تازہ: دیکھیے: طرحِ باغِ تازہ۔

باغِ جنّت: یا یہ ہوگا کہ فرطِ رافت سے　　باغبانوں نے باغِ جنّت سے
انگبیں کے، بہ حکمِ ربُّ النّاس　　بھر کے بھیجے ہیں سر بہ مُہر گلاس　　ص۳۱[آم]

باغِ خاموشیِ دل باغِ خاموشیِ دل سے سخنِ عشق اسدؔ!　　نفَسِ سوختۂ رمزِ چمن ایمائی ہے　　ص۱۰۳

باغِ رضواں: ستایش گر ہے زاہد اس قدر جس باغِ رضواں کا　　وہ اک گلدستہ ہے ہم بے خودوں کے طاقِ نسیاں کا　　ص۱۵۶

باغِ رنگ ہائے رفتہ: تصوّر بہرِ تسکینِ تپیدن ہائے طفلِ دل　　بہ باغِ رنگ ہائے رفتہ گلچینِ تماشا ہے　　ص۸۳

باغِ رہگزر: تماشائے جہاں مُفتِ نظر ہے　　کہ یہ گلزار، باغِ رہ گزر ہے　　ص۳۵۵

باغِ سلطاں: دیکھیے: نوبرِ نخلِ باغِ سلطاں۔

باغِ شگفتہ: باغِ شگفتہ تیرا بساطِ نشاطِ دل　　ابرِ بہار خُم کدہ کس کے دماغ کا؟　　ص۱۵۰

باغِ معنی: باغِ معنی کی دکھا دوں گا بہار　　مجھ سے گر شاہِ سخن گستر کُھلا　　ص۱۳۰

باغِ واماندگی: دیکھیے: گُلِ باغِ واماندگی۔

باغِ ہمایون تقدّس آثار: خبذا باغِ ہمایون تقدّس آثار!　　کہ جہاں چرنے کو آتے ہیں غزالانِ حرم　　ص۲۶۵

باغباں[۱]: (۱) کیوں بوتے ہیں باغبان توبنے؟　　گر باغ گدائے مَے نہیں ہے　　ص۲۲۸
(۲) دیکھیے: دامانِ باغباں۔

باغبانوں: دیکھیے: باغِ جنّت۔

باغبانیِ[۲] صحرا: لختِ جگر سے ہے رگِ ہر خار شاخِ گل　　تاچند باغبانیِ صحرا کرے کوئی!　　ص۲۱۵

بافتن[۳]: دیکھیے: سوختہ بافتن ریشۂ سُنبل۔

باقی[۴]: (۱) خوں دل میں جو میرے نہیں باقی تو پھر اس کی　　جوں ماہیِ بے آب تڑپتی ہے ہر انگشت　　ص۳۲

۱۔ باغباں : دوبار [مرتّب: ایک بار]۔
۲۔ باغبانی : ایک بار [مرتّب]۔
۳۔ بافتن : ایک بار [مرتّب]۔
۴۔ باقی : بائیس بار۔

(۲) اسدؔ کو بوریے میں دھر کے پھونکا موجِ ہستی نے ۔۔۔ فقیری میں بھی باقی ہے شرارت نوجوانی کی ۔۔۔ ص۷۹

(۳) نشانِ بے قرارِ شوق بجز مژگاں نہیں باقی ۔۔۔ کئی کانٹے ہیں اور پیراہنِ شکلِ نہالی ہے ۔۔۔ ص۸۷

(۴) دریائے مے ہے ساقی لیکن خمار باقی ۔۔۔ تا کوچہ دادنِ موج خمیازہ آشنا ہے ۔۔۔ ص۹۳

(۵) ڈھونڈے ہے نہ ملے موجۂ دریا میں روانی ۔۔۔ باقی نہ رہے آتشِ سوزاں میں حرارت ۔۔۔ ص۱۲۷

(۶) دل میں ذوقِ وصل و یادِ یار تک باقی نہیں ۔۔۔ آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا، جل گیا ۔۔۔ ص۱۵۱

(۷) ہنوز اک پرتوِ نقشِ خیالِ یار باقی ہے ۔۔۔ دلِ افسردہ گویا حجرہ ہے یوسف کے زنداں کا ۔۔۔ ص۱۵۷

(۸) بجز پروازِ شوقِ ناز کیا باقی رہا ہوگا! ۔۔۔ قیامت اک، ہوائے تند ہے خاکِ شہیداں پر ۔۔۔ ص۱۶۷

(۹) ہوں گرفتارِ اُلفتِ صیاد ۔۔۔ ورنہ باقی ہے طاقتِ پرواز ۔۔۔ ص۱۷۲

(۱۰) ہوئی ہے مانعِ ذوقِ تماشا خانہ ویرانی ۔۔۔ کفِ سیلاب باقی ہے بہ رنگِ پنبہ روزن میں ۔۔۔ ص۱۸۰

(۱۱) ضعف سے اے گریہ کچھ باقی مرے تن میں نہیں ۔۔۔ رنگ ہو کر اُڑ گیا جو خوں کہ دامن میں نہیں ۔۔۔ ص۱۸۵

(۱۲) نہ ہوئی گر مرے مرنے سے تسلی، نہ سہی ۔۔۔ امتحاں اور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی ۔۔۔ ص۲۰۹

(۱۳) تاہم کو شکایت کی بھی باقی نہ رہے جا ۔۔۔ سُن لیتے ہیں، گو ذکر ہمارا نہیں کرتے ۔۔۔ ص۲۳۲

(۱۴) ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے ۔۔۔ سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے ۔۔۔ ص۲۳۶

(۱۵) نشاں باقی نہیں ہے سلطنت کا ۔۔۔ مگر ہاں، نام کو اورنگزیب ۔۔۔ ص۲۶۲

[سات بار بہ طور ردیف، ص۱۰۷]:

(۱۶)، (۱۷) مژہ پہلوے چشم اے جلوۂ ادراک! باقی ہے ۔۔۔ ہوا وہ شعلہ داغ اور شوخیِ خاشاک باقی ہے

(۱۸) چمن میں کچھ نہ چھوڑا تو نے غیر از بیضۂ قمری ۔۔۔ عدم میں بہرِ فرقِ سرو مُشتِ خاک باقی ہے

(۱۹) گدازِ سعیِ بینش شست و شوے نقشِ خود کامی ۔۔۔ سراپا شبنم آئینہ یک نگاہِ پاک باقی ہے

(۲۰) ہوا ترکِ لباسِ زعفرانی دل کشا لیکن ۔۔۔ ہنوز آفت نسب یک خندہ، یعنی چاک باقی ہے

(۲۱) چمن زارِ تمنا ہو گیا صرفِ خزاں لیکن ۔۔۔ بہارِ نیم رنگِ آہِ حسرتناک باقی ہے

(۲۲) نہ حیرت چشمِ ساقی کی، نہ صحبت دورِ ساغر کی ۔۔۔ مری محفل میں غالبؔ گردشِ افلاک باقی ہے

باگ[۱]:	رو میں ہے رخشِ عمر، کہاں دیکھیے تھمے	نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں	ص۱۸۹
بال[۲] (۱):	وہ نہا کر آبِ گل سے سایۂ گل کے تلے	بال کس گرمی سے سکھلاتا تھا سُنبل کے تلے	ص۳۵۲
بال[۳] (۲):	(۱) گر شہادت آرزو ہے، نشّے میں گستاخ ہو	بال شیشے کا رگِ سنگِ فساں ہوجائے گا	ص۲۰
	(۲) بس کہ خوباں باغ کو دیتے ہیں وقتِ مے شکست	بال اُگ جاتا ہے شیشے کا رگِ گل کے تلے	ص۳۵۲

بال[۴] (۳)(۱)(۲): دیکھیے: زیرِ بال [دوبار]۔

بالِ اضطراب:	اے بالِ اضطراب! کہاں تک فسردگی	یک پرزدن تپش میں ہے کارِ قفس تمام	ص۵۵
بال افشاں:	(۱) فسونِ یک دلی ہے لذتِ بیداد دشمن پر	کہ وجدِ برق جوں پروانہ بال افشاں ہے خرمن پر	ص۳۱
	(۲) وحشت انجمن ہے گل، دیکھ لالے کا عالم	مثلِ دودِ مجمر کے داغ بال افشاں ہے	ص۸۹

(۳) دیکھیے: صیدِ بال افشاں۔

بال افشانیِ اُمید: دیکھیے: عرضِ بال افشانیِ اُمید۔

بالِ بلبل: دیکھیے: یک بالِ بلبل۔

بالِ بسمل:	تپشِ آئنہ پروازِ تمنا لائی	نامۂ شوق بہ بالِ پرِ بسمل باندھا	ص۱۴
بالِ پری:	(۱) جنونِ آئنہ مشتاقِ یک تماشا ہے	ہمارے صفحے پہ بالِ پری سے مسطر کھینچ	ص۳۵
	(۲) ہے وحشتِ جنونِ بہار اس قدر کہ ہے	بالِ پری بہ شوخیِ موجِ صبا گرو	ص۶۹
	(۳) نے صبا بالِ پری، نے شعلہ سامانِ جنوں	شمع سے بجز عرضِ افسونِ گدازِ دل نہ پوچھ	ص۴۲
	(۴) پروازِ آشیانۂ عنقائے ناز ہے	بالِ پری بہ وحشتِ بیجا نہ کھینچیے	ص۱۰۵
	(۵) سرورِ مہر فر ہوا جو سوار	بہ کمالِ تجمل و تزئیں	
	سب نے جانا کہ ہے پری، توسن	اور بالِ پری ہے دامنِ زیں	ص۲۸۱
	(۶) سرمایۂ وحشت ہے دلا! سایۂ گلزار	ہر سبزۂ نوخاستہ یاں بالِ پری ہے	ص۳۵۳

---

۱ باگ : ایک بار۔
۲ بال (۱) : ایک بار۔
۳ بال (۲) : دوبار۔
۴ بال (۳) : ترپن بار [مرکب]۔

دیکھیے ـــــــ: (۷) تہِ بالِ پری۔ (۸) مروحۂ بالِ پری۔

بالِ تدرو: مینائے مے ہے سرو نشاطِ بہار سے — بالِ تدرو جلوۂ موجِ شراب ہے ص۲۰۶

بالِ تیر: آشیاں بندِ بہارِ عیش ہوں ہنگامِ قتل — یعنی پرِ پروازِ رنگِ رفتہ، بالِ تیر ہے ص۹۵

بالِ جبریل: (۱) شعلۂ تحریر سے اُس برق کی، ہے کلکِ قضا — بالِ جبریل سے مسطر کشِ سطرِ زنہار ص۵

(۲) دیکھیے: جُنبشِ بالِ جبریل۔

بالِ جوہرِ شمشیر: غفلت، بہ بالِ جوہرِ شمشیر پرفشاں — یعنی پشتِ چشمِ شوخیِ قاتل ہے آئنہ ص۷۰

بالِ خاک: بہرِ جاں پروردنِ یعقوب بالِ خاک سے — دام لیتی ہے پرِ پروازِ پیراہن کی بو ص۶۹

بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ: دیکھیے: یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ۔

بالِ رعنائیِ دُم: بالِ رعنائیِ دُم موجۂ گل بندِ قبا — گردشِ کاسۂ سُم: چشمِ پری آئنہ دار ص۵

بالِ سمندر: ہر رنگِ سوز پردۂ یک ساز ہے مجھے — بالِ سمندر آئنۂ ناز ہے مجھے ص۹۶

بالِ شرر: جہاں شمعِ خموشی جلوہ گر ہے — پرِ پروانگاں بالِ شرر ہے ص۲۵۵

(۲) دیکھیے: یک بیاباں تپشِ بالِ شرر۔

بالِ شرار: (۱) سایۂ تیغ کو دیکھ اُس کے، بہ ذوقِ یک زخم — سینۂ سنگ پہ کھینچے ہے الفِ بالِ شرار ص۴

(۲) دیکھیے: تپشِ بالِ شرار۔

بالِ شعلۂ بیتاب: ہوائے پرفشانیِ برقِ خرمن ہائے خاطر ہے — بہ بالِ شعلۂ بیتاب ہے پروانہ زارِ آتش ص۴۷

بالِ شمعِ حرم: دیکھیے: تہِ بالِ شمعِ حرم۔

بالِ طاؤس: بالِ طاؤس ہے رعنائیِ ضعفِ پرواز — کون ہے داغ کہ شعلے کا عناں گیر آوے ص۱۳

بالِ عندلیب: (۱) حیرتِ حُسنِ چمن پیرا سے تیرے، رنگِ گل — بسملِ ذوقِ پریدن ہے بہ بالِ عندلیب ص۳۲

(۲) دیکھیے: زیرِ بالِ عندلیب۔

بالِ عنقا: میں عدم سے بھی پرے ہوں، ورنہ غافل! بارہا — میری آہِ آتشیں سے بالِ عنقا جل گیا — ص ۱۵۱

بالِ فشانی: وحشتِ شورِ تماشا ہے کہ جوں نکہتِ گل — نمکِ زخمِ جگر بال فشانی مانگے — ص ۷۸

بالِ کشا: (۱)،(۲) پھر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موجِ شراب — [یہ مصرع دو بار غزل میں آیا ہے]۔ — ص ۱۶۳

(۳) بس کہ دوڑے ہے رگِ تاک میں خوں ہو ہو کر — شہپرِ رنگ سے ہے بال کشا موجِ شراب — ص ۱۶۳

بالِ کشادہ: پرواز ہا نیازِ تماشائے حُسنِ دوست — بالِ کشادہ ہے نگہِ آشنا مجھے — ص ۷۶

بالِ نفس: دیکھیے: شوخیِ بالِ نفس۔

بال و پر: (۱) مگر غبار ہوئے پر ہوا اُڑا لے جائے — وگرنہ تاب و تواں بال و پر میں خاک نہیں — ۱۸۳

(۲) بلا سے، ہیں جو یہ پیشِ نظر در و دیوار — نگاہِ شوق کو ہیں بال و پر در و دیوار — ص ۱۲۶

(۳) بیضہ آسا ننگِ بال و پر ہے یہ کنجِ قفس — از سرِ نو زندگی ہو گر رہا ہو جائیے — ص ۲۱۶

(۴) خزاں کیا؟ فصلِ گل کہتے ہیں کس کو؟ کوئی موسم ہو — وہی ہم ہیں، قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے — ص ۲۲۰

(۵) دیکھیے: ہوسِ بال و پر۔

بال و پرِ پرواز: ہے صریرِ خامہ، ریزشِ ہائے استقبالِ ناز — نامہ خود پیغام کو بال و پرِ پرواز ہے — ص ۸۲

بال و پرِ قمری: دیکھیے: خلوتِ بال و پرِ قمری۔

بال و پرِ نکشودہ: دیکھیے: سرمایۂ بال و پرِ نکشودہ۔

بالِ ہما: جو ہوا غرقۂ مے، بختِ رسا رکھتا ہے — سر سے گزرے پہ بھی ہے بالِ ہما موجِ شراب — ص ۱۶۳

دیکھیے ـــــــ: (۲) داغِ سایۂ بالِ ہما۔ (۳) وبالِ سایۂ بالِ ہما۔ (۴) یک بیاباں سایۂ بالِ ہما۔

بالِ یک پیدن: بہ رنگِ کاغذِ آتش زدہ، نیرنگِ بیتابی — ہزار آئینہ دل باندھے ہے بالِ یک تپیدن پر — ص ۱۹۸

بالاتر[ل]: ہے ریا کا رتبہ بالاتر تصوّر کردنی — تیرگی سے داغ کی سہ سیمِ مِس اندودہ ہے — ص ۱۰۳

بالا دویدن: تھا کجب قطرۂ بے دست و پا بالا دویدن سے — زِ بہرِ یادگاری ہا گرہ دیتا ہے گوہر کی — ص ۲۵۲

ل بالا : پانچ بار [مرتب]۔

بالانشینِ فیض خم گردیدنی: ہے فلک بالا نشینِ فیضِ خم گردیدنی — عاجزی سے، ظاہرا رتبہ کوئی برتر نہیں — ص۶۶

بالائے سنجِ چرخ بریں: راجہ اندر کا جو اکھاڑا ہے — ہے وہ بالائے سنجِ چرخ بریں — ص۲۸۰

بالائے ہوس: چوں کہ بالائے ہوس پہ ہر قبا کوتاہ ہے — بر ہوس ہائے جہاں دامن فشانی مفت ہے — ص۱۱۴

باللہ[۱]: (۱)،(۲) یارانِ نبی سے رکھ تولاّ باللہ — ہر یک ہے کمالِ دیں میں یکتا، باللہ — ص۳۱۳

بالش[۲]: (۱) ابھی آتی ہے بو بالش سے اس کی زلفِ مشکیں کی — ہماری دید کو خوابِ زلیخا عارِ بستر ہے — ص۲۳

(۲) حیرت ہجوم لذّتِ غلطانیِ تپش — سیماب بالش و کمرِ دل ہے آئنہ — ص۷۰

دیکھیے ــــــ: (۳) پرِ بالش۔(۴)،(۵) پنبۂ بالش [دوبار]۔

بالشِ پر: دیکھیے: غلافِ بالشِ پر۔

بالشِ دل سوختگاں: تھا خواب میں کیا جلوہ پرستارِ زلیخا — ہے بالشِ دل سوختگاں میں پرِ طاؤس — ص۳۶

بالشِ سروچمنی: دیکھیے: پرِ بالشِ سروچمنی۔

بالشِ کمخواب: دیکھیے: بجوِ بالشِ کمخواب۔

بالیدن[۳]: (۱) محیطِ دہر میں بالیدن، از ہستی گزشتن ہے — کہ یہاں ہر یک حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے — ص۹۸

دیکھیے ــــــ: (۲) سامانِ چمن بالیدن۔(۳) تنگیِ بالیدن۔(۴) ہمہ بالیدن۔

بالیدنِ سنگ و گلِ صحرا: دیکھیے: ہم بالیدنِ سنگ و گلِ صحرا۔

بالیدنِ صدرنگ: دیکھیے: چمن سرمایۂ بالیدنِ صدرنگ۔

بالیدنِ مضمونِ عالی: اسدؔ! اٹھنا قیامت قامتوں کا وقتِ آرائش — لباسِ نظم میں بالیدنِ مضمونِ عالی ہے — ص۷۹

بالیدگی[۴]: (۱) بالیدگی، نیازِ قدِ جاں فزا اسدؔ — در ہر نفس بقدرِ نفس ہے قبا بلند — ص۳۹

(۲) ہے شفق، سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی — ہر یک اختر ہے فلک پر قطرۂ اشکِ کباب — ص۳۱

۱۔ باللہ : دوبار [مرکب]۔
۲۔ بالش : نوبار [مفرد: دوبار، مرکب: سات بار]۔
۳۔ بالیدن : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چھے بار]۔
۴۔ بالیدگی : دوبار۔

بالیدنی[۱ب]: (۱) فسونِ حُسن سے ہے شوخیِ گلگونہ آرائی — بہار اُس کی کفِ مشاطہ میں بالیدنی جانے — ص۱۱۵

دیکھیے ــــــ: (۲) صد بالیدنی۔ (۳) خود بالیدنی۔

بالیدنی ہا: دیکھیے: چمن بالیدنی ہا۔

بالیدہ[۲ب]: (۱) دیا داغِ جگر کو آہ نے ساماں شگفتن کا — نہ ہو بالیدہ غیر از جنبشِ داماں بادہ آتش — ص۲۷

دیکھیے ــــــ: (۲) رگِ بالیدہ۔ (۳) رگِ بالیدۂ گردن۔ (۴) سُنبلِ بالیدہ۔

بالیدہ موجِ تیز: مگر وہ شوخ ہے طوفاں تر از شوقِ خوں ریزی — کہ در بحرِ کماں بالیدہ موجِ تیر ہے پیدا — ص۳۰

بالیں[۳ب]: (۱) رنجِ تعظیمِ مسیحا نہیں اُٹھتا مجھ سے — درد ہوتا ہے مرے دل میں جو توڑوں بالیں — ص۸

(۲) مند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں غالبؔ — یار لائے مری بالیں پہ اُسے، پر کس وقت! — ص۱۶۵

دیکھیے ــــــ: (۳) تہِ دامانِ دودِ شمعِ بالیں۔ (۴) حسرت پرستِ بالیں۔ (۵) رنجِ بالیں۔ (۶) شمعِ بالیں۔ (۷) فروغِ شمعِ بالیں۔

بالیں شکستن: کیا کس شوخ نے ناز از سرِ تمکیں نشستن کا — کہ شاخِ گل کا خم، انداز ہے بالیں شکستن کا — ص۲۷

بالیں شکستن ہا: دیکھیے: طاقتِ بالیں شکستن ہا۔

بالین و بستر: دیکھیے: سایۂ اُفتادگی بالین و بستر۔

بالینِ یار: جلے ہے، دیکھ کے بالینِ یار پر مجھ کو — نہ کیوں ہو دل پہ مرے داغِ بدگمانیِ شمع — ص۱۶۳

بام[۴ب]: (۱) حیرت اگر خرام ہے، کار نگہ تمام ہے — گر کفِ دست بام ہے، آئنے کو ہوا سجھ — ص۴۳

(۲) تیرے پرتو سے ہوں فروغ پذیر — کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام — ص۳۶

دیکھیے ــــــ: (۳) آفتابِ بام۔ (۴) لبِ بام۔ (۵) ہواے بام۔ (۶) یک بام۔ (۵) یک خطِ پشتِ لبِ بام۔

بامِ فلک: شب کہ تھا نظارگی روے بتاں کا اے اسدؔ! — گر گیا بامِ فلک سے صبحِ تشتِ ماہ تاب — ص۳۱

بانگِ حزیں[۵ب]: دیکھیے: درد اثرِ بانگِ حزیں۔

ا ب بالیدنی : تین بار [مفرد: ایک بار۔ مرکب: دو بار]۔

بالیدنی ہا : ایک بار [مرکب]۔

۲ب بالیدہ : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔

۳ب بالیں : گیارہ بار [مفرد: دو بار۔ مرکب: نو بار]۔

۴ب بام : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔

۵ب بانگ : ایک بار [مرکب]۔

بانی[۱]:	گرد بادِ رہِ بیتابی ہوں	صرصرِ شوق ہے بانی میری	ص۲۳۱
باوجودِ[۲] دل جمعی:	غنچہ تا شگفتن ہا برگِ عافیت معلوم!	باوجودِ دل جمعی خوابِ گل پریشاں ہے	ص۲۱۷
باوجودِ ضعف:	نہیں ہے باوجودِ ضعف سیرِ بےخودی آساں	رہِ خوابیدہ میں افگندنی ہے طرحِ منزل ہا	ص۲۳
باوجودِ غمگینی:	جان میں ہوتی گر یہ شیرینی	کوہکن باوجودِ غمگینی	
	جان دینے میں اُس کو یکتا جان	پر وہ یوں سہل دے نہ سکتا جان	ص۱۳۰
باوجودِ مشقِ وحشت ہا:	حکمِ بیتابی نہیں اور آرمیدن منع ہے	باوجودِ مشقِ وحشت ہا رمیدن منع ہے	ص۱۱۲
باوجودِ یک جہاں ہنگامہ:	باوجودِ یک جہاں ہنگامہ پیدائی نہیں	ہیں چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ ہم	ص۱۷۷
باور[۳]:	ضعف سے گریہ مبدّل بہ دمِ سرد ہوا	باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہوجانا	ص۱۵۶
باورچیوں[۴]:	ہوا حکم باورچیوں کو کہ ہاں	ابھی جا کے پوچھو کہ کل کیا پکائیں	ص۱۹۳
باوصفِ[۵] آزادی:	الفتِ گل سے غلط ہے دعویِ وارستگی	سرو، ہے باوصفِ آزادی گرفتارِ چمن	ص۱۸۱
باوصفِ توانائی:	نازِ لطفِ عشق باوصفِ توانائی عبث	رنگ ہے سنگِ محک، دعوائے مینائی عبث	ص۳۴
باوصفِ حضورِ دل:	تماشا، سرخوشِ غفلت ہے باوصفِ حضورِ دل	ہنوز آئینہ خلوت گاہِ نازِ ربطِ مژگاں ہے	ص۸۱
باوصفِ ساماں:	اسدؔ! وارستگاں باوصفِ ساماں بےتعلق ہیں	صنوبر گلستاں میں بادلِ آزادہ آتا ہے	ص۹۸
باوصفِ شوخی:	بہ رہنِ شرم ہے باوصفِ شوخی اہتمام اُس کا	نگیں میں جوں شرارِ سنگ ناپیدا ہے نام اُس کا	ص۲۳
باوصفِ مشقِ بےتکلف خاک گردیدن:	اسدؔ باوصفِ مشقِ بےتکلف خاک گردیدن	غضب ہے، گر غبارِ خاطرِ احباب ہوجاوے	ص۱۰۵
باہر[۶]:	(۱) ہے وطن سے باہر اہلِ دل کی قدر و منزلت	عزلت آبادِ صدف میں قیمتِ گوہر نہیں	ص۶۶
	(۲) نہ کھاتے گیہوں، نکلتے نہ خلد سے باہر	جو کھاتے حضرتِ آدم یہ بیسنی روٹی	ص۱۲۳
	(۳) ماہ نے چھوڑ دیا ثَور سے جانا باہر	زُہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل	ص۱۲۴

۱۔ بانی : ایک بار۔
۲۔ باوجود : پانچ بار[مرتّب]۔
۳۔ باور : ایک بار۔
۴۔ باورچیوں : ایک بار۔
۵۔ باوصف : چھے بار[مرتّب]۔
۶۔ باہر : نو بار۔

(۴) لاکھ عقدے دل میں تھے لیکن ہر ایک — میری حدِّ وسع سے باہر کھلا — ص۱۳۹

(۵) جذبۂ بے اختیارِ شوق دیکھا چاہیے — سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا — ص۱۳۲

(۶) نَفَس نہ انجمنِ آرزو سے باہر کھینچ — اگر شراب نہیں، انتظارِ ساغر کھینچ — ص۱۶۵

(۷) عہدے سے مدحِ ناز کے باہر نہ آسکا — گر ایک ادا ہو، تو اُسے اپنی قضا کہوں — ص۱۷۸

(۸) دھوتا ہوں جب میں پینے کو، اُس سیم تن کے پانو — رکھتا ہے ضد سے کھینچ کے، باہر لگن کے پانْو — ص۱۹۶

(۹) نہیں کرنے کا میں تقریر ادب سے باہر — میں بھی ہوں محرمِ اسرار، کہوں یا نہ کہوں؟ — ص۲۹۸

باہم[1]: (۱) بہ وحشت گاہِ امکاں اتفاقِ چشم مشکل ہے — مہ و خرشید باہم سازِ یک خوابِ پریشاں ہیں — ص۶۳

(۲) اسدؔ! مجھ میں ہے اُس کے بوسۂ پا کی کہاں جرأت — کہ میں نے دست و پا باہم بہ شمشیرِ ادب کاٹے — ص۹۸

(۳،۴،۵،۶) ہیں شہ میں صفاتِ ذوالجلالی باہم — آثارِ جلالی و جمالی باہم

ہوں شاد نہ کیوں سافل و عالی باہم — ہے اب کے شبِ قدر و دوالی باہم — ص۲۵۳

(۷) گاہ روکر کہا کیے باہم — ماجرا دیدہ ہاے گریاں کا — ص۲۶۰

(۸) رام پور اہلِ نظر کی ہے نظر میں وہ شہر — کہ جہاں ہشت بہشت آ کے ہوئے ہیں باہم — ص۲۶۵

[باہُد گر: دیکھیے: ہُد گر کے تحت]۔

بہر علی خاں[2]: صبح گلشنۂ الفت بہر علی خاں ہے — کہ جو اسدؔ تپشِ نبضِ آرزو جانے — ص۹۹

بچا[3]: یہ خرگہِ نُہ پایہ جو مدت سے بچا ہے — کیا خیمۂ شبیر سے رتبے میں سوا ہے؟ — ص۲۸۳

بت[4]: (۱) کیونکر اُس بت سے رکھوں جان عزیز — کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز — ص۱۶۳

(۲) تم ہو بت، پھر تمھیں پندارِ خدائی کیوں ہے — تم خداوند ہی کہلاؤ، خدا اور سہی — ص۳۱۱

(۳) غیر سے، دیکھیے کیا خوب نباہی اُس نے — نہ سہی ہم سے، پر اُس بت میں وفا ہے تو سہی — ص۳۱۱

---

[1] باہم : آٹھ بار۔

[2] بہر علی خاں : ایک بار۔

[3] بچا : ایک بار۔

[4] بت : پچیس بار [مفرد: تین بار، مرکب: بائیس بار]۔

بتاں : پچیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: بیس بار]۔

بتو : ایک بار۔

بتوں : چار بار۔

بتے : ایک بار [مرکب]۔

دیکھیے ـــــــ: (۴) ابروے بت۔ (۵) سجدۂ بت۔ (۶) شرارِ سنگِ بت۔

بُتِ آئینہ سیما: (۱) سب کو مقبول ہے دعویٰ تری یکتائی کا — روبرو کوئی بُتِ آئنہ سیما نہ ہوا — ص۱۹۲

(۲) سچ کہتے ہو خودبین و خودآرا ہوں، نہ کیوں ہوں — بیٹھا ہے بُتِ آئنہ سیما مرے آگے — ص۲۴۹

بُتِ بدستِ حنا: دل خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار — آئینہ بہ دستِ بُتِ بدستِ حنا ہے — ص۲۱۸

بُتِ بیدادفن: مے خانۂ جگر میں یہاں خاک بھی نہیں — خمیازہ کھینچے ہے بُتِ بیداد فن ہنوز — ص۱۷۱

بُتِ بیدادگر: خواہش کو احمقوں نے پرستش دیا قرار — کیا پوجتا ہوں اُس بُتِ بیدادگر کو میں؟ — ص۱۹۰

بُت پرستی: اسدؔ کو بت پرستی سے غرض درد آشنائی ہے — نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں در پردہ یارب ہا — ص۲۳

بُتِ پیغارہ جو: دہانِ ہر بتِ پیغارہ جو زنجیرِ رُسوائی — عدم تک بے وفا! چرچا ہے تیری بے وفائی کا — ص۱۳۶

بُتِ خورشید طلعت: بس کہ تیرے جلوۂ دیدار کا ہے اشتیاق — ہر بُتِ خرشید طلعت آفتابِ بام ہے — ص۱۰۱

بُتِ رنگیں: دیکھیے: یادِ بُتِ رنگیں۔

بُت شکنی: ہر چند سبک دست ہوئے بت شکنی میں — ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہے سنگِ گراں اور — ص۱۷۰

بُتِ طناز: دیکھیے: نقشِ نازِ بُتِ طناز۔

بُتِ عربدہ جو: صد حیف! وہ ناکام کہ اک عمر سے غالبؔ — حسرت میں رہے ایک بُتِ عربدہ جُو کی — ص۲۲۸

بُتِ غالیہ مو: کہتے تو ہو تم سب کہ بُتِ غالیہ مو آئے — یک مرتبہ گھبرا کے کہو کوئی کہ وہ آئے! — ص۲۲۸

بُتِ کافر: چھوڑوں گا میں نہ اُس بُتِ کافر کا پوجنا — چھوڑے نہ خلق گو مجھے کافر کہے بغیر — ص۱۶۹

بُتِ مشکل پسند: دیکھیے: مرغوبِ بُتِ مشکل پسند۔

بُتِ مغرور: اُس بُتِ مغرور کو کیا ہو کسی پر التفات — جس کے حُسنِ روز افزوں کی یہ اک ادنیٰ ہے بات — ص۹۰

بُتِ مے خوار: کب فقیروں کو رسائی بُتِ مے خوار کے پاس — تُونبے بو دیجیے مے خانے کی دیوار کے پاس — ص۳۶

بُتِ نازک بدن: شب کو کسی کے خواب میں آیا نہ ہو کہیں — دُکھتے ہیں آج اُس بُتِ نازک بدن کے پاؤں — ص۱۹۶

بُتِ ناوک فگن: دیکھیے: شستِ بُتِ ناوک فگن۔

بتاں: (۱) پیش از نفس بتاں کے کرم نے وفا نہ کی — تھا محملِ نگاہ بہ دوشِ شرار، حیف! — ص۴۹

(۲) بتاں از ہراب اس شدت سے دو پیکانِ ناوک کو — کہ خطِ سبز تا پشتِ لبِ سوفار ہو پیدا — ص ۳۱

(۳) کجا جوہر، چہ عکسِ خط، بتاں وقتِ خود آرائی — دلِ آئینہ زیرِ پائے خیلِ مور ملتے ہیں — ص ۹۳

(۴) درونِ جوہرِ آئینہ جوں برگِ حنا خوں ہے — بتاں! نقشِ خود آرائی حیا تحریر بہتر ہے — ص ۱۰۸

(۵) اے کاش! بتاں کا خنجرِ سینہ شگاف — پہلوئے حیات سے گزر جاتا صاف — ص ۱۱۷

دیکھیے ـــــ: (۶) احوالِ بتاں۔ (۷) بے نگہی ہائے بتاں۔ (۸) تمثالِ بتاں۔ (۹) بزمِ بتاں۔ (۱۰) بلا گردانِ تمکینِ بتاں۔ (۱۱) جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بتاں۔ (۱۲) چشمِ بتاں۔ (۱۳) درازیِ رگِ خوابِ بتاں۔ (۱۴) دعویِ عشقِ بتاں۔ (۱۵) روئے بتاں۔ (۱۶) سادگی آموزِ بتاں۔ (۱۷) سازشِ صلحِ بتاں۔ (۱۸) عشقِ بتاں۔ (۱۹) کشتۂ لعلِ بتاں۔ (۲۰) منتِ بتاں۔ (۲۱) وقتِ خیالِ جلوۂ حسنِ بتاں۔ (۲۲) ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں۔

بتانِ خود آرا: وہ سبزہ زار ہائے مطرّا کہ ہے غضب! — وہ نازنیں بتانِ خود آرا کہ ہائے ہائے! — ص ۱۲۳

بتانِ شوخ: بتانِ شوخ کی تمکینِ بعد از قتل کی حیرت — بیاضِ دیدۂ نخچیر پر کھینچے ہے تصویریں — ص ۶۵

بتانِ شوخ کا دل سخت ہوگا کس قدر یارب! — مری فریاد کو کہسار، سازِ عجز نالی ہے — ص ۷۹

بُتو: بتو توبہ کرو، تم کیا ہو، جب ادبار آتا ہے — تو یوسف سا حسیں بکنے سرِ بازار آتا ہے — ص ۳۱۰

بُتوں: (۱) تمھیں کہو کہ گزارا صنم پرستوں کا — بتوں کی ہو اگر ایسی ہی خو تو کیوں کر ہو — ص ۱۹۷

(۲) لکدکوبِ حوادث کا تحمل کر نہیں سکتی — مری طاقت کہ ضامن تھی بتوں کے ناز اٹھانے کی — ص ۲۰۳

(۳) دیکھیے، پاتے ہیں عشاق بتوں سے کیا فیض — اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے — ص ۲۳۹

(۴) گو واں نہیں، پہ واں کے نکالے ہوئے تو ہیں — کعبے سے ان بتوں کو بھی نسبت ہے دور کی — ص ۲۴۲

بُتِ: بہ زاہداں رگِ گردن ہے رشتۂ زنّار — سرِ بہ پائے بتِ نانہادہ رکھتے ہیں — ص ۶۰

بُتخانہ[۱]: بتخانے میں اسدؔ بھی بندہ تھا گاہ گاہے — حضرت چلے حرم کو، اب آپ کا خدا ہے — ص ۹۳

(۲) وفاداری بہ شرطِ استواری اصلِ ایماں ہے — مرے بتخانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو — ص ۱۹۹

دیکھیے ـــــ: (۳) نازِ مسجد و بتخانہ۔ (۴) ورق گردانیِ نیرنگِ یک بتخانہ۔

---

[۱] بتخانہ: سات بار [مفرد: دو بار، مرکب: پانچ بار]۔

بُتخانۂ آزر: نقشِ پا کی صورتیں وہ دل فریب! تو کہے بُتخانۂ آزر کُھلا ص۳۹

بُتخانۂ چیں: بہ وقتِ کعبہ جوئی ہا جرس کرتا ہے ناقوسی کہ صحرا فصلِ گُل میں رشک ہے بُتخانۂ چیں کا ص۲۸

دیکھیے: رونقِ بُتخانۂ چیں۔

بُتکدہ:[1] بُتکدہ بہرِ پرستش گریِ قبلۂ ناز باندھے زنّار رگِ سنگ میانِ مُہسار ص۳

قبلہ و ابروے بت: یک رہ خوابیدۂ شوق کعبہ و بُتکدہ: یک محملِ خوابِ سنگیں ص۷

شب ہوئی، پھر انجمِ رخشندہ کا منظر کُھلا اِس تکلّف سے کہ گویا بُتکدے کا در کُھلا ص۱۶۰

بجا:[2] (۱) کہا تم نے کہ کیوں ہو غیر کے ملنے میں رُسوائی؟ بجا کہتے ہو، سچ کہتے ہو، پھر کہیو کہ ہاں کیوں ہو؟ ص۲۰۰

(۲) ہے آرمیدگی میں نکوہش بجا مجھے صبحِ وطن، ہے خندۂ دنداں نما مجھے ص۲۰۶

(۳) بجا ہے، گر نہ سُنے نالہ ہاے بلبلِ زار کہ گوشِ گُل نمِ شبنم سے پنبہ آگیں ہے ص۲۱۳

(۴) تب نازِ گراں مایگیِ اشک بجا ہے جب لختِ جگر دیدۂ خوں بار میں آوے ص۲۳۲

(۵) نہ کہیو طعن سے پھر تم کہ ہم ستمگر ہیں مجھے تو خُو ہے کہ جو کچھ کہو 'بجا' کہیے ص۲۳۸

(۶) قول حافظ کا ہے بجا اے دوست! (تضمین) ص۲۶۷

(۷) عدو کے سمعِ رضا میں جگہ نہ پائے وہ بات کہ جنّ و انس و ملک سب بجا کہیں اُس کو ص۲۸۵

بجاے خود:[3] (۱) عروجِ نشہ ہے سر تا قدم قدِ چمن رویاں بجاے خود وگرنہ سرو بھی میناے خالی ہے ص۷۹

(۲) ہے آدمی بجاے خود اک محشرِ خیال ہم انجمن سمجھتے ہیں، خلوت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۳

بجلی:[4] بجلی اک کوند گئی آنکھوں کے آگے، تو کیا! بات کرتے، کہ میں لب تشنۂ تقریر بھی تھا ص۱۵۸

(۲) قفس میں مجھ سے روداد چمن کہتے نہ ڈر ہمدم! گری ہے جس پہ کل بجلی، وہ میرا آشیاں کیوں ہو! ص۲۰۰

بچہ:[5] دیکھیے: عشقِ تر سا بچہ۔

بچوں:[6] مجھ سے تمھیں نفرت سہی، نیّر سے لڑائی بچوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اور؟ ص۱۶۷

---

[1] بُتکدہ : تین بار [مرکب: ایک بار]۔
[2] بجا : سات بار۔
[3] بجاے خود: دو بار۔
[4] بجلی : دو بار۔
[5] بچہ : ایک بار [مرکب]۔
[6] بچوں : ایک بار۔

بحثِ علم:[1] دیکھیے: اطفالِ ابجدی۔

بحث وجدال: یہ شاہ پسند دال بے بحث و جدال | ہے دولت و دین و دانش و داد کی دال | ص ۲۵۳

بحر:[2] (۱) یہ رہنِ ضبط ہے آئینۂ بندیِ گوہر | وگرنہ بحر میں ہر قطرہ، چشمِ پُرنم ہے | ص ۱۰۲

(۲)،(۳) گھر ہمارا، جو نہ روتے بھی تو ویراں ہوتا | بحر، گر بحر نہ ہوتا تو بیاباں ہوتا | ص ۱۵۸

(۴) ان کو لڑیاں نہ کہو، بحر کی موجیں سمجھو | ہے تو کشتی میں، ولے بحرِ رواں ہے سہرا | ص ۲۸۸

دیکھیے ____: (۵) حبابِ بحر۔ (۶) سلطانِ برّ و بحر۔ (۷) غریقِ بحر۔ (۸) کنارِ بحر۔ (۹) وجودِ بحر۔

بحرِ بیکراں: ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے | سفینہ چاہیے اس بحرِ بیکراں کے لیے | ص ۲۳۶

بحرِ خوں: دیکھیے: غریقِ بحرِ خوں۔

بحرِ رواں: دیکھیے: بحر (۴)۔

بحرِ کماں: مگر وہ شوخ ہے طوفاں طرازِ شوقِ خوں ریزی | کہ در بحرِ کماں بالیدہ موجِ تیر ہے پیدا | ص ۳۰

بُحرانِ عدم:[3] فرصت آرامِ غشِ ہستی ہے بُحرانِ عدم | ہے شکستِ رنگِ امکاں گردشِ پہلو مجھے | ص ۷۸

بخت:[4] خوش ہوا اے بخت! کہ ہے آج ترے سر سہرا | باندھ شہزادہ جواں بخت کے سر پر سہرا | ص ۲۸۷

دیکھیے ____: (۲) تیرہ بخت۔ (۳) کارفرمائے دین و دولت و بخت۔ (۴) کوکبِ بخت۔ (۵) یک اوجِ بخت۔

بختِ بد: تا مجھے پہنچائے کاہش، بختِ بد ہے گھات میں | ہاں، فراوانی اگر کچھ ہے تو ہے آفات میں | ص ۲۹۰

بختِ بیدار: دیکھیے ____: (۱) آئینۂ بختِ بیدار۔ (۲) ساغرِ بختِ بیدار۔

بختِ پریشاں: دیکھیے: نجمِ سیہ بختِ پریشاں۔

بختِ خفتہ: لوں وام بختِ خفتہ سے یک خوابِ خوش، ولے | غالبؔ یہ خوف ہے کہ کہاں سے ادا کروں | ص ۱۷۷

بختِ رسا: جو ہوا غرقۂ مے، بختِ رسا رکھتا ہے | سر سے گزرے پہ بھی ہے بالِ ہُما موجِ شراب | ص ۱۹۳

بختِ رقیب: دیکھیے: قسمت، بختِ رقیب۔

بختِ رمیدہ: سر پر مرے وبالِ ہزار آرزو رہا | یارب! میں کس غریب کا بختِ رمیدہ ہوں؟ | ص ۹۳

---

[1] بحث : دوبار [مرکب]۔

[2] بحر : تیرہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: نو بار]۔

[3] بحران : ایک بار [مرکب]۔

[4] بخت : سترہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سولہ بار]۔

بختِ سیاہ روز: دیکھیے: کلفتِ بختِ سیاہ روز۔

بختِ سیہ: (۱) وصل میں بختِ سیہ نے سنبلستاں گل کیا رنگِ شب، تہ بندیِ دودِ چراغ خانہ تھا ص ۲۵
(۲) دیکھیے: تیرگیِ بختِ سیہ۔

بختِ ناساز: بختِ ناساز نے چاہا کہ نہ دے مجھ کو اماں چرخِ کجباز نے تاکا کہ کرے مجھ کو ذلیل ص ۱۴۴

بخشش[۱]: تیری دانش: مری اصلاحِ مفاسد کی رہین تیری بخشش: مرے انجاحِ مقاصد کی کفیل ص ۱۴۴

بخششِ اُمت: دیکھیے: کفیلِ بخششِ اُمت۔

بخششِ خاص: دیکھیے: آرزوے بخششِ خاص۔

بخشیدن[۲]: دیکھیے: آب بخشیدن ز دریا۔

بخود[۳] بالیدنی: اے اسدؔ! ہے مستعدِ شانہ گیسو شدن پنجۂ مژگاں بخود بالیدنی رکھتا ہے آج ص ۳۵

بخود لرزیدن: دیکھیے: پرافشانِ بخود لرزیدن۔

بخیہ[۴]: (۱) تحیّر ہے گریباں گیرِ ذوقِ جلوہ پیرائی ملی ہے جوہرِ آئینہ کو جوں بخیہ گیرائی ص ۹۴
(۲) لبِ گزیدۂ معشوق ہے دلِ افگار کہ بخیہ، جلوۂ آثارِ زخمِ دنداں ہے ص ۱۰۲
(۳) وحشتِ زخمِ وفا دیکھ کہ سر تا سرِ دل بخیہ جوں جوہرِ تیغ آفتِ گیرائی ہے ص ۱۰۳
(۴) اے بے خبراں! میرے لبِ زخمِ جگر پر بخیہ جسے کہتے ہو، شکایت ہے رفو کی ص ۱۱۶
(۵) نکوہش، مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں آئی ہوا ہے خندۂ احباب، بخیہ جیب و دامن میں ص ۱۸۰
(۶) نہیں ہے زخم کوئی بخیے کے درخور مرے تن میں ہوا ہے تارِ اشکِ یاس رشتہ چشمِ سوزن میں ص ۱۸۰
(۷) جس دن سے کہ ہم غم زدہ زنجیر بہ پا ہیں کپڑوں میں جوئیں، بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں ص ۲۹۸

بخیۂ چاکِ گریباں: بس کہ روکا میں نے اور سینے میں اُبھریں پَے بہ پَے میری آہیں، بخیۂ چاکِ گریباں ہو گئیں ص ۱۹۴

بخیہ بر دامن: (۱) بہ پاسِ شوخیِ مژگاں، سرِ ہر خار سوزن ہے تبسّم، برگِ گل کو بخیۂ دامن نہ ہو جاوے ص ۸۵

---

۱ بخشش : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔
۲ بخشیدن : ایک بار [مرکب]۔
۳ بخود : دو بار [مرکب]۔
۴ بخیہ : بارہ بار [مفرد: سات بار، مرکب: پانچ بار]۔
بخیہ ہا : ایک بار [مرکب]۔

(۲) دیکھیے: صرفِ بخیۂ دامن۔

بخیۂ زخمِ جگر: پردۂ دردِ دل: آئینۂ صد رنگ نشاط — بخیۂ زخمِ جگر: خندۂ زیرِ لب تھا ص۲۴

بخیۂ زخمِ دلِ چاک: مژۂ خواب سے کرتا ہوں بہ آسایشِ درد — بخیۂ زخمِ دلِ چاک بہ یک دستہ شرار ص۹

بخیہ ہائے زخم: فزوں کی دوستوں نے حرصِ قاتل ذوقِ کشتن میں — ہوئے ہیں بخیہ ہائے زخم، جوہر تیغِ دشمن میں ص۵۸

بد[۱]: نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے — جو گل ہوں تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں ص۱۸۰

دیکھیے ____: (۲) بختِ بد۔ (۳) چشمِ بد۔ (۴) نظرِ بد۔

بدآموزیِ عدو: دیکھیے: خوفِ بدآموزیِ عدو۔

بدتر: ہوئی یہ کثرتِ غم سے تلف کیفیتِ شادی — کہ صبحِ عید مجھ کو بدتر از چاکِ گریباں ہے ص۲۱۰

بدخو: (۱) خود آرا وحشتِ چشمِ پری سے شب وہ بدخو تھا — کہ موم آئینۂ تمثال کو تعویذِ بازو تھا ص۲۱

(۲) کثرتِ جور و ستم سے ہو گیا ہوں بے دماغ — خوب رویوں نے بنایا عاقبت بدخو مجھے ص۷۸

(۳) عجز سے اپنے یہ جانا کہ وہ بدخو ہوگا — نبضِ خس سے تپشِ شعلۂ سوزاں سمجھا ص۱۲۷

(۴) تو وہ بدخو کہ تحیر کو تماشا جانے — غم وہ افسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگے ص۲۰۹

(۵) وہ بدخو اور میری داستانِ شوق طولانی — عبارت مختصر، قاصد بھی گھبرا جائے ہے مجھ سے ص۲۲۳

(۶) دیکھیے: نالۂ بیمارِ بدخو۔

بدخویاں: دیکھیے: لطفِ بدخویاں۔

بدخواہ: خوب تھا، پہلے سے ہوتے جو ہم اپنے بدخواہ — کہ بھلا چاہتے ہیں اور برا ہوتا ہے ص۲۳۰

بدروزگاری: اسدؔ! ساغرکشِ تسلیم ہو گردش سے گردوں کی — کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے گلہ بدروزگاری کا ص۱۹

بد زباں: دیکھیے: عزیزانِ بدزباں۔

بدعہدی: دیکھیے: داغِ طعنِ بدعہدی۔

---

۱ بد : سترہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سولہ بار]۔ بدتر : ایک بار۔

بدگماں:[1]	(۱) بدگماں کرتی ہے عاشق کو خود آرائی تری	بے دلوں کو ہے براتِ اضطراب آئینے پر	ص۳۹
	(۲) کیا بدگماں ہے مجھ سے کہ آئینے میں مرے	طوطی کا عکس سمجھے ہے، زنگار دیکھ کر	ص۱۶۹
	(۳) بدگماں ہوتا ہے وہ کافر، نہ ہوتا کاشکے!	اِس قدر ذوقِ نوائے مرغِ بُستانی مجھے	ص۲۳۲
	(۴) لے تو لوں سوتے میں اُس کے پانْو کا بوسہ، مگر	ایسی باتوں سے وہ کافر بدگماں ہو جائے گا	ص۱۵۱
	(۵) جو منکرِ وفا ہو، فریب اُس پہ کیا چلے	کیوں بدگماں ہوں دوست سے دشمن کے باب میں	ص۱۸۸
بدگمانی :	(۱) یہ فریبِ آشنائی، یہ خیالِ بے وفائی	نہ رکھ آپ سے تعلق مگر ایک بدگمانی	ص۹
	(۲) تغافل، بدگمانی، بلکہ میری سخت جانی سے	نگاہِ بے حجابِ ناز کو بیمِ گزند آیا	ص۱۱
	(۳) بدگمانی نے نہ چاہا اُسے سرگرمِ خرام	رُخ پہ ہر قطرہ عرق، دیدۂ حیراں سمجھا	ص۱۳۷
	(۴) اُدھر وہ بدگمانی ہے، اِدھر یہ ناتوانی ہے	نہ پوچھا جائے ہے اُس سے، نہ بولا جائے ہے مجھ سے	ص۲۲۵
	(۵) دیکھیے: ہمہ بدگمانی۔		
بدگمانیِ شمع:	دیکھیے: داغِ بدگمانیِ شمع۔		
بدگمانی ہائے حُسن:	دیکھیے: انتخابِ بدگمانی ہائے حُسن۔		
بدمستِ بشکنِ بشکنِ مے خانہ:[2]	بس کہ ہیں بدمستِ بشکن بشکنِ مے خانہ ہم	موے شیشہ کو سمجھتے ہیں خطِ پیمانہ ہم	ص۵۳
بدمستِ حنا:	دیکھیے: دستِ بُتِ بدمستِ حنا۔		
بدمستِ شراب:	ہوں تصور ہائے ہم دوشی سے بدمستِ شراب	حیرتِ آغوشِ خوباں ساغرِ بلّور ہے	ص۹۳
بدمستی:	لکھی یاروں کی بدمستی نے مے خانے کی پامالی	ہوئی قطرہ فشانی ہائے مے، بارانِ سنگ آخر	ص۳۰
بدمستیِ ہر ذرّہ:	ہے وہی بدمستیِ ہر ذرّہ کا خود عذر خواہ	جس کے جلوے سے زمیں تا آسماں سرشار ہے	ص۲۱۲
بدمعاش:[3]	یعنی ہر بار صورتِ کاغذِ باد	ملتے ہیں یہ بدمعاش لڑنے کے لیے	ص۲۵۳

---

۱ بدگماں : پانچ بار۔
بدگمانی : چھے بار [مرتّب: دو بار]۔
بدگمانی ہا : ایک بار [مرتّب]۔

۲ بدمست : تین بار [مرتّب]۔
بدمستی : دو بار [مرتّب: ایک بار]۔

۳ بدمعاش: ایک بار۔

بدنام[1]:	(۱) غفلتِ افسردگی تہمتِ تمکیں نہ ہو	اے ہمہ خوابِ گراں! حوصلہ بدنام ہے	ص۹۹
	(۲) زہرِ غم کرچکا تھا میرا کام	تجھ کو کس نے کہا کہ ہو بدنام	ص۳۴۷
	(۳) ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالبؔ کو نہ جانے	شاعر تو وہ اچھا ہے پہ بدنام بہت ہے	ص۲۳۵
بدنامِ دورنگی:	کلفت کشیِ ہستی بدنامِ دورنگی ہے	یہاں تیرگیِ اختر خالِ رُخِ زنگی ہے	ص۱۱۳
بدنامی:	ہم نشینیِ رقیباں گرچہ ہے سامانِ رشک	لیکن اُس سے ناگوارا تر ہے بدنامی تری	ص۹۳
بدنامیِ تقدیر:	خوشا! خود بینی و تدبیر و غفلت نقد اندیشہ	بہ دینِ عجز اگر بدنامیِ تقدیر بہتر ہے	ص۱۰۸
بدا[2]:	وائے محرومیِ تسلیم! و بدا حالِ وفا!	جانتا ہے کہ ہمیں طاقتِ فریاد نہیں	ص۱۸۶
بدخشاں[3]:	دلِ خونیں جگر بے صبر و فیضِ عشق مُستغنی	الٰہی! یک قیامت خاور آٹوٹے بدخشاں پر	ص۴۰
بدر[4]:	(۱) بدر ہے آئینۂ طاقِ ہلال	غافلاں! نقصاں سے پیدا ہے کمال	ص۵۱
	(۲) دیکھ لی جوشِ جوانی کی ترقی بھی کہ اب	بدر کے مانند کاہش روز افزوں ہے مجھے	ص۱۰۰
	(۳) ہر مہینے میں جو یہ بدر سے ہوتا ہے ہلال	آستاں پر ترے مہ ناصیہ سا ہوتا ہے	ص۲۳۱
بدرقہ[5]:	مفت کا کس کو بُرا ہے بدرقہ!	رہبری میں پردۂ رہبر کُھلا	ص۱۳۰
بدستور[6]:	تیرے توقیعِ سلطنت کو بھی	دی بدستور صورتِ ارقام	ص۳۳۸
بدلے[7]:	(۱) میں بھی رُک رُک کے نہ مرتا، جو زباں کے بدلے	دشنہ اک تیز سا ہوتا مرے غم خوار کے پاس	ص۱۷۳
	(۲) نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب	سو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں	ص۱۸۸
	(۳) دیتے ہیں جنت، حیاتِ دہر کے بدلے	نشہ بہ اندازۂ خمار نہیں ہے	ص۲۰۸
بدن[8]:	(۱) ہر موء بدن پہ شمع پر پرواز ہے مجھے	بیتابیِ دل تپش انگیز یک طرف	ص۴۹
	(۲) کیجیے بیاں سُرورِ تبِ غم کہاں تک	ہر مو مرے بدن پہ زبانِ سپاس ہے	ص۲۰۵

[1] بدنام : چار بار [مفرد: تین بار، مرکب: ایک بار]۔
بدنامی : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
بدگمانی ہا : ایک بار [مرکب]۔
[2] بدا : ایک بار۔
[3] بدخشاں : ایک بار۔
[4] بدر : تین بار۔
[5] بدرقہ : ایک بار۔
[6] بدستور : ایک بار۔
[7] بدلے : تین بار۔
[8] بدن : پانچ بار۔

(۳) چمک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن — ہمارے جَیب کو اب حاجتِ رفو کیا ہے — ص۲۳۷

دیکھیے: (۴) بُتِ نازک بدن۔ (۵) گل بدن۔

بدی[۱]: (۱) ذکر میرا بہ بدی بھی اُسے منظور نہیں — غیر کی بات بگڑ جائے تو کچھ دور نہیں — ص۱۸۵

(۲) کہوں کیا خوبیِ اَوضاعِ اَبنائے زماں غالبؔ — بدی کی اُس نے جس سے ہم نے کی تھی بارہا نیکی — ص۲۰۳

بدیع[۲]: دیکھیے: اک منبعِ نکاتِ بدیع۔

بذل[۳] خلیل: دیکھیے: مائدۂ بذلِ خلیل۔

بذل وکرم: دیکھیے: عطاو بذل وکرم۔

بذلہ سنجی[۴]: دیکھیے: ذوقِ بذلہ سنجی۔

برآر[۵]: حیراں ہوں شوخیِ رگِ یاقوت دیکھ کر — یعنی ہے کہ صحبتِ خس و آتش برآر ہے — ص۹۰

برا[۶]: (۱) منفعت کا کس کو برا ہے بدرقہ! — رہبری میں پردۂ رہبر کھلا — ص۱۳۰

(۲) کہوں کس سے میں کہ کیا ہے شبِ غم بری بلا ہے — مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا — ص۱۶۰

(۳) دردِ منت کشِ دوا نہ ہوا — میں نہ اچھا ہوا، برا نہ ہوا — ص۱۶۱

(۴) کم نہیں نازشِ ہم نامیِ چشمِ خوباں — تیرا بیمار، برا کیا ہے گر اچھا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۵) کی وفا ہم سے تو غیر اُس کو جفا کہتے ہیں — ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو برا کہتے ہیں — ص۱۸۷

(۶) قفس میں ہوں، گر اچھا بھی نہ جانیں میرے شیون کو — مرا ہونا برا کیا ہے نوا سنجانِ گلشن کو — ص۱۹۸

(۷)، (۸) غالبؔ برا نہ مان جو واعظ برا کہے — ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے — ص۲۱۸

(۹) یہ باعثِ نومیدیِ اربابِ ہوس ہے — غالبؔ کو برا کہتے ہو، اچھا نہیں کرتے — ص۲۲۳

(۱۰) میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالبؔ — مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے — ص۲۲۸

(۱۱) خوب تھا، پہلے سے ہوتے جو ہم اپنے بدخواہ — کہ بھلا چاہتے ہیں اور برا ہوتا ہے — ص۲۳۰

(۱۲)، (۱۳) نہ سنو، گر برا کہے کوئی — نہ کہو، گر برا کرے کوئی — ص۲۳۲

(۱۴) اس نزاکت کا برا ہو، وہ بھلے ہیں تو کیا — ہاتھ آویں تو اُنھیں ہاتھ لگائے نہ بنے — ص۲۳۶

---

۱ بدی : دوبار [مرتب: ایک بار]۔
۲ بدیع : ایک بار [مرتب]۔
۳ بذل : دوبار [مرتب]۔
۴ بذلہ : ایک بار [مرتب]۔
۵ برآر : ایک بار۔
۶ برا : انیس بار۔ برائی : چار بار۔

	(۱۵) کہا ہے کس نے کہ غالبؔ برا نہیں؟ لیکن	سوائے اس کے کہ آشفتہ سر ہے، کیا کہیے	ص۲۲۷
	(۱۶) ہم پیشہ و ہم مشرب و ہم راز ہے میرا	غالبؔ کو برا کیوں کہو، اچھا مرے آگے	ص۲۲۹
	(۱۷)،(۱۸) یزید کو تو نہ تھا اجتہاد کا پایہ	برا نہ مانیے گر ہم برا کہیں اُس کو	ص۲۸۶
	(۱۹) سمجھا تھا نبی نے اُن کو اپنا ہمدم	ہے ہے! نہ کہو، کسے برا کہتے ہیں	ص۳۱۳
بُرائی:	(۱) کوئی کہے کہ شبِ مہ میں کیا بُرائی ہے	بلا سے، آج اگر دن کو ابرو باد نہیں	ص۱۹۲
	(۲) گرچہ ہے کس کس بُرائی سے، ولے بایں ہمہ	ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اُس محفل میں ہے	ص۲۳۱
	(۳) علی کے بعد حسن اور حسن کے بعد حسین	کرے جو اُن سے بُرائی، بھلا کہیں اُس کو؟	ص۲۸۶
	(۴) یارانِ نبی میں تھی لڑائی کس میں؟	الفت کی نہ تھی جلوہ نمائی کس میں؟	
	وہ صدق، وہ عدل، وہ حیا اور وہ علم	بتلاؤ کوئی کہ تھی بُرائی کس میں؟	ص۳۱۳
برابر[1]:	(۱) چھوڑا مہِ نخشب کی طرح دستِ قضا نے	خرشید ہنوز اُس کے برابر نہ ہوا تھا	ص۱۵۳
	(۲) کرتے ہو مجھ کو منعِ قدم بوس کس لیے؟	کیا آسمان کے بھی برابر نہیں ہوں میں؟	ص۱۹۱
	(۳) یہ بھی اک بے ادبی تھی کہ قبا سے بڑھ جائے	رہ گیا آن کے دامن کے برابر سہرا	ص۲۸۷
	(۴) وہ نالہ دل میں خس کے برابر جگہ نہ پائے!	جس نالے سے شگاف پڑے آفتاب میں	ص۱۸۹
برات[2](۱):	(۱) ایسی رونق ہوئی برات کی رات	کہ کواکب ہوئے تماشائی	ص۲۶۳
	(۲) زمیں پہ ایسا تماشا ہوا برات کی رات	کہ آسماں پہ کواکب بنے تماشائی	ص۲۶۳
برات[3] (۲) براتِ اضطراب:	بدگماں کرتی ہے عاشق کو خود آرائی تری	بے دلوں کو ہے براتِ اضطراب آئینے پر	ص۳۹
براتِ معاشِ جنونِ عشق:	ہے سنگ پر براتِ معاشِ جنونِ عشق	یعنی ہنوز منتِ طفلاں اٹھائیے	ص۲۰۱
براتِ گرانِ امید:	موجِ مے پر ہے براتِ گرانِ امید	گلِ نرگس سے کفِ جام پہ ہے چشمِ بہار	ص۳

---

[1] برابر : چار بار۔

[2] برات(۱) : دو بار۔

[3] برات(۲) : تین بار [مرکب]۔

برافگندہ[1]: یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشمِ یعقوب لالہ ہا داغ برافگندہ و گل ہا بے خار ص ۳

برانداختنی[2]: کاشانۂ ہستی کہ براندا ختنی ہے یہاں سوختنی اور وہاں ساختنی ہے ص ۱۱۱

برجاماندہ: (۱) دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افسردگیاں موجِ مے مثلِ خطِ جام ہے برجاماندہ ص ۷۱

(۲) دیکھیے: آب برجاماندہ۔

برجستہ[3]: (۱) دیکھیے: شعر برجستہ۔ (۲) مصرع برجستہ۔

برچیدنِ داماں[4]: دیکھیے: قدرت برچیدنِ داماں۔

برخاستن[5]: ساتھ جنبش کے بہ یک برخاستن طے ہوگیا تو کہے، صحرا غبارِ دامنِ دیوانہ تھا ص ۲۵

برخود غلطِ[6] شوخیِ تاثیر: شب کہ دل زخمیِ عرضِ دو جہاں تیر آیا نالہ برخود غلطِ شوخیِ تاثیر آیا ص ۲۷

برخود غلطی ہا[7] ے تحمل: دیکھیے: شرح برخود غلطی ہاے تحمل۔

برخود غلطی ہاے عزیزاں: کیا پوچھے ہے برخود غلطی ہاے عزیزاں خواری کو بھی اک عار ہے عالی نسبوں سے ص ۴۷

برسبیلِ[8] دوام: مہرِ تاباں کو ہو تو ہو اے ماہ! قرب ہر روزہ برسبیلِ دوام ص ۱۳۶

برسبیلِ شکایت: ہے مجھ کو تجھ سے تذکرۂ غیر کا گلہ ہرچند برسبیلِ شکایت ہی کیوں نہ ہو ص ۱۹۳

برگردیدنی[9]: نواے طائرانِ آشیاں گم کردہ آتی ہے تماشا ہے کہ رنگِ رفتہ برگردیدنی جانے ص ۱۱۵

برباد[10]: (۱) دشمنِ حسرتِ عاشق ہے رگِ ابرِ سیاہ جس نے برباد کیا ریشۂ چندیں شبِ تار ص ۲

(۲) بوے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی اسد دے نے برباد کیا پیرہنستاں میرا ص ۲۱

بربط[11]: دیکھیے: نواے بربط و چنگ و چغانہ۔

برپا[12]: نام کا میرے ہے جو دکھ کہ کسی کو نہ ملا کام میں میرے ہے جو فتنہ کہ برپا نہ ہوا ص ۱۹۳

۱۔ برافگندہ : ایک بار۔
۲۔ براندا ختنی : ایک بار۔
۳۔ برجستہ : دوبار [مرتّب]۔
۴۔ برچیدن : ایک بار [مرتّب]۔
۵۔ برخاستن : ایک بار [مرتّب]۔
۶۔ برخود غلط : ایک بار [مرتّب]۔
۷۔ برخود غلطی ہا : دوبار [مرتّب]۔
۸۔ برسبیل : دوبار [مرتّب]۔
۹۔ برگردیدنی : ایک بار۔
۱۰۔ برباد : دوبار۔
۱۱۔ بربط : ایک بار [مرتّب]۔
۱۲۔ برپا : ایک بار۔

برتر[۱]: (۱) ہے فلک بالا نشینِ فیضِ خَم گردیدنی — عاجزی سے ظاہرا رُتبہ کوئی برتر نہیں ص۶۹

(۲) تنگ ظرفوں کا رُتبہ جہد سے برتر نہیں ہوتا — حباب ئے بہ صد بالیدنی ساغر نہیں ہوتا ص۲۲۵

برخوردارِ[۲] بستر: سرشکِ سر بہ صحرا دادہ: نورالعینِ دامن ہے — دلِ بے دست و پا اُفتادہ: برخوردارِ بستر ہے ص۲۱۲

بُردِ[۳] لیالی: گرمِ فریاد رکھا شکلِ نہالی نے مجھے — تب اماں ہجر میں دی بُردِ لیالی نے مجھے ص۲۲۲

بُرون[۴]: (۱) دیکھیے: دخلِ پئے بُرون۔

(۲) دیکھیے: تماشائے بہ یک کف بُردنِ صد دل۔

بُردہ: دیکھیے: متاعِ بُردہ۔

بُرونی: پئے بہ مقصد بُرونی ہے خضر ئے سے اے اسدؔ! — جادۂ منزل ہے خطِّ ساغرِ مُل کے تلے ص۲۵۳

برس[۵]: (۱) کرنے نہ پائے ضعف سے شورِ جنوں اسدؔ! — اب کے بہار کا یونہی گزرا برس تمام ص۵۵

(۲) اس رشتے میں لاکھ تار ہوں، بلکہ سوا — اتنے ہی برس شمار ہوں، بلکہ سوا

ہر سینکڑے کو ایک گرہ فرض کریں — ایسی گرہیں ہزار ہوں، بلکہ سوا ص۲۵۳

(۳) شفا ہو آپ کو، غالبؔ کو بندِ غم سے نجات — خدا کرے کہ یہ ایسا ہو سازگار برس ص۲۶۳

(۴)،(۵) سنینِ عُمر کے ستّر ہوئے شمار برس — بہت جیوں تو جیوں اور تین چار برس ص۲۶۳

دیکھیے ــــــ: (۶) بے شمار برس۔ (۷) پانچ چار برس۔ (۸) ستّر برس۔ (۹) کئی ہزار برس۔ (۱۰) ہر برس۔

(۱۱)، (۱۲)، (۱۳) ہزار برس [تین بار]۔

برسوں: پھر وضعِ احتیاط سے رُکنے لگا ہے دم — برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے ص۲۲۵

برس گانٹھ[۶]: (۱) یقین جان، برس گانٹھ کا جو تاگا ہے — یہ کہکشاں ہے کہ ہیں اس میں بے شمار گرہ ص۲۷۸

(۲) سُن اے ندیم! برس گانٹھ کے یہ تاگے نے — تجھے بتاؤں کہ کیوں کی ہے اختیار گرہ ص۲۷۹

برسات[۷]: (۱) تاکہ تجھ پر کھلے اعجاز ہوائے صیقل — دیکھ برسات میں سبز آئنے کا ہو جانا ص۱۵۶

---

۱ برتر : دوبار۔

۲ برخوردار : ایک بار [مرتّب]۔

۳ بُرد : ایک بار [مرتّب]۔

۴ بُردن : دوبار [مرتّب]۔

بُرونی : ایک بار۔ بُردہ : ایک بار [مرتّب]۔

۵ برس : تیرہ بار [مرتّب: چار بار]۔

۶ برس گانٹھ : دوبار۔

۷ برسات : تین بار۔

(۲) ہے یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہے اگر — موجِ ہستی کو کرے فیضِ ہَوا، موجِ شراب — ص ۱۶۳

(۳) خوشی ہے یہ آنے کی برسات کے — پییں بادۂ ناب اور آم کھائیں — ص ۲۶۳

بُرشِ تیغ:[1] بُرشِ تیغ کا اُس کی، ہے جہاں میں چرچا — قطع ہوجائے نہ سررشتۂ ایجاد کہیں! — ص ۱۳۴

بُرشِ تیغِ جفا: نہ اتنا بُرشِ تیغِ جفا پر ناز فرماؤ — مرے دریائے بیتابی میں ہے اک موجِ خوں وہ بھی — ص ۲۰۲

برشکال:[2] دیکھیے: شب ہائے تار برشکال۔

برشکالِ گریۂ عاشق: برشکالِ گریۂ عاشق ہے، دیکھا چاہیے — کھل گئی مانندِ گل سَو جا سے دیوارِ چمن — ص ۱۸۱

برطرف:[3] (۱-۸) دیکھیے: تکلف برطرف [آٹھ بار]۔

برقاب:[4] روزہ مرا ایمان ہے غالبؔ! لیکن — خس خانہ و برفاب کہاں سے لاؤں؟ — ص ۲۵۳

برق:[5] (۱) شعلہ تحریر سے اُس برق کی، ہے کلکِ قضا — بالِ جبریل سے مسطر کشِ سطرِ زنہار — ص ۵

(۲) درسِ تپش ہے برق کو اب جس کے نام سے — وہ دل ہے یہ کہ جس کا تخلص صبور تھا — ص ۱۸

(۳) نکلی ہے تپش میں بسملوں کی، برق کی شوخی — غرض اب تک خیالِ گرمیِ رفتار قاتل ہے — ص ۷۷

(۴) نگاہِ عبرت افسوں گاہ برق و گاہ مشعل ہے — ہوا ہر خلوت و جلوت سے حاصل ذوقِ تنہائی — ص ۹۴

(۵) ابر روتا ہے کہ بزمِ طرب آمادہ کرو — برق ہنستی ہے کہ فرصت کوئی دم ہے ہم کو — ص ۱۱۶

(۶) رعد کا کررہی ہے کیا دم بند — برق کو دے رہا ہے کیا الزام
تیرے فیلِ گراں جسد کی صدا — تیرے رخشِ سبک عناں کا خرام — ص ۱۳۸

(۷) سراپا رہنِ عشق و ناگزیرِ الفتِ ہستی — عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا — ص ۱۳۸

(۸) غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفس — برق سے کرتے ہیں روشن شمعِ ماتم خانہ ہم — ص ۱۷۷

(۹) تیری فرصت کے مقابل اے عمر! — برق کو پابہ حنا باندھتے ہیں — ص ۱۸۱

(۱۰) رونقِ ہستی ہے عشقِ خانہ ویراں ساز سے — انجمن بے شمع ہے گر برق خرمن میں نہیں — ص ۱۸۵

---

[1] بُرش : دوبار [مرکب]۔
[2] برشکال : دوبار [مرکب]۔
[3] برطرف : آٹھ بار۔
[4] برقاب : ایک بار [مرکب]۔
[5] برق : سینتیس بار
[مفرد: ستر ہ بار، مرکب: بیس بار]۔

(۱۱) خوشی کیا، کھیت پر میرے اگر سو بار ابر آوے — سمجھتا ہوں کہ ڈھونڈے ہے ابھی سے برق، خرمن کو — ص ۱۹۸

(۱۲) رفتارِ عمر، قطعِ رہِ اضطراب ہے — اس سال کے حساب کو برق، آفتاب ہے — ص ۲۰۶

(۱۳) نہ شعلے میں یہ کرشمہ، نہ برق میں یہ ادا — کوئی بتاؤ کہ وہ شوخِ تند خو کیا ہے؟ — ص ۲۲۱

(۱۴) اب صاعقہ و مہر میں کچھ فرق نہیں ہے — گرتا نہیں، اِس رُو سے کہو برق نہیں ہے — ص ۲۸۳

(۱۵) ہو تجلی برق کی صورت میں، ہے یہ بھی غضب — ہاں، مجھے گھٹنے کی تو ہوتی فرصتِ عیش و طرب — ص ۲۹۱

(۱۶) وا کر سکے یہاں کون بجز کاوشِ شوخی — جوں برق ہے پیچیدگیِ بندِ قبا گرم — ص ۴۴۸

(۱۷) حیرت نگاہ برق، تماشا بہار شوخ — در پردۂ ہوا پرِ بسمل ہے آئنہ — ص ۷۰

دیکھیے ____: (۱۸) جلوۂ برق۔ (۱۹) جنونِ برق۔ (۲۰) خونِ صد برق۔ (۲۱) نثارِ برق۔ (۲۲) وجدِ برق۔ (۲۳) ہجومِ برق۔

برق آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ: برق آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ ہوں — جوں نخلِ شمع ریشے میں نشوونما گرو — ص ۶۹

برق آہنگ مسکن: دیکھیے: طبعِ برق آہنگ مسکن۔

برقِ ابرِ چشمِ گریاں: صفائے اشک میں داغِ جگر جلوہ دکھاتے ہیں — پرِ طاؤس، گویا برقِ ابرِ چشمِ گریاں ہے — ص ۸۱

برقِ بجانِ حوصلہ آتش فگن: برقِ بجانِ حوصلہ آتش فگن اسدؔ — اے دل فسردہ! طاقتِ ضبطِ فغاں نہیں — ص ۵۷

برقِ بہار: برقِ بہار سے ہوں میں پا در حنا ہنوز — اے خارِ دشت! دامنِ شوقِ رمیدہ کھینچ — ص ۳۶

برقِ تبسم: دیکھ وہ برقِ تبسم بس کہ دل بیتاب ہے — دیدۂ گریاں مرا فوارۂ سیماب ہے — ص ۳۰۴

برقِ تجلی: (۱) گرنی تھی ہم پہ برقِ تجلی، نہ طور پر — دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر — ص ۱۶۹

(۲) دیکھیے: یک برقِ تجلی۔

برق حاصل ہا: فریبِ بہرِ تسکینِ ہوس درکار ہے، ورنہ — بہ وہمِ زر گرہ میں باندھتے ہیں برق حاصل ہا — ص ۲۳

برقِ حسن: نظارہ کیا حریف ہو اُس برقِ حُسن کا! — جوشِ بہار، جلوے کو جس کے نقاب ہے — ص ۲۰۶

برقِ خرام: عمر ہرچند کہ ہے برقِ خرام — دل کے خوں کرنے کی فرصت ہی سہی — ص ۲۲۱

برقِ خرمن: مری تعمیر میں مُضمر ہے اک صورت خرابی کی — ہیولیٰ برقِ خرمن کا، ہے خونِ گرم دہقاں کا — ص ۱۵۶

برقِ خرمنِ پروانہ: رات، دل گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ تھا — رنگِ روے شمع برقِ خرمنِ پروانہ تھا ص۲۵

برقِ خرمنِ راحت: کارگاہِ ہستی میں لالہ، داغ ساماں ہے — برقِ خرمنِ راحت خونِ گرمِ دہقاں ہے ص۲۱۷

برقِ خرمن زارِ گوہر: برقِ خرمن زارِ گوہر ہے نگاہِ تیز یہاں — اشک ہوجاتے ہیں خشک از گرمیِ رفتارِ دوست ص۳۳

برقِ خرمنِ سعیِ سپند: عدم، ہے خیر خواہِ جلوہ کو زندانِ بیتابی — خرامِ ناز برقِ خرمنِ سعیِ سپند آیا ص۱۲

برقِ خرمن ہاے خاطر: ہواے پرفشانی برقِ خرمن ہاے خاطر ہے — بہ بالِ شعلۂ بیتاب ہے پروانہ زارِ آتش ص۴۷

برقِ سامانِ نظر: برقِ سامانِ نظر ہے جلوۂ بیباکِ حُسن — شمعِ خلوت خانہ کیجے، ہرچہ بادا باد، گُل ص۵۲

برقِ سوزِ دل: شب کہ برقِ سوزِ دل سے زہرۂ ابر آب تھا — شعلۂ جوّالہ ہر یک حلقۂ گرداب تھا ص۱۳۵

برقِ شرریز: خرمن بباد دادۂ دعوئی ہیں، ہو نہ ہو — ہم یک طرف ہیں، برقِ شرریز یک طرف ص۳۹

برقِ فنا: دیکھیے: جلوۂ برقِ فنا۔

برق گداز: نرم رفتار ہو جس کوہ پہ وہ برق گداز — رفتنِ رنگِ حنا ہے، تپشِ بالِ شرار ص۵

برقِ نظارہ سوز: ناکامیِ نگاہ ہے برقِ نظارہ سوز — تو وہ نہیں کہ تجھ کو تماشا کرے کوئی ص۲۱۵

برق وشرر: نہیں برق وشرر، بجز وحشت وضبطِ تپیدن ہا — بلا گردانِ بے پروا خرامی ہاے یار، آتش ص۴۷

برگ[۱]: دیکھیے ــــــ: (۱) جنبشِ برگ۔ (۲) شاخ وبرگ۔ (۳) کفِ گل برگ۔ (۴) گل برگ۔ (۵) ہر برگ۔

برگ برگِ بید: مجھ میں اور مجنوں میں وحشت ساز دعوئی ہے اسدؔ — برگ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں ص۹۳

برگ برگِ سمن: چمن میں کس کی یہ برہم ہوئی ہے بزمِ تماشا — کہ برگ برگِ سمن شیشہ ریزۂ حلبی ہے ص۷۵

برگِ بیدِ مجنوں: ریشۂ شہرت دوانیدن ہے، رفتن زیرِ خاک — خنجرِ جلاّد، برگِ بیدِ مجنوں ہے مجھے ص۹۹

برگِ بینوائی: دیکھیے: یک برگِ بینوائی۔

برگِ تاک: (۱)، (۲) دیکھیے: یک برگِ تاک [دوبار]۔

برگِ حنا: (۱) کس جُرم سے ہے چشم تجھے حسرتِ قبول — برگِ حنا مگر مژۂ خوں فشاں نہیں ص۵۷

(۲) وہاں رنگ ہا بہ پردۂ تدبیر ہیں ہنوز — یہاں شعلۂ چراغ ہے برگِ حنا مجھے ص۷۹

---

۱ برگ : تیئیس بار [مرتب]۔
برگ برگ : دوبار [مرتب]۔
برگ ریز : دوبار [مرتب]۔ برگ ریزی : ایک بار۔
برگ ریزی ہا : ایک بار [مرتب]۔

(۳) درونِ جوہرِ آئینہ جوں برگِ حنا خوں ہے — بتاں! نقشِ خود آرائی حیا تحریر بہتر ہے — ص۱۰۸

(۴) دیکھیے: جوہرِ برگِ حنا۔

برگِ ریزِ تاک: دیکھیے: یک گلستاں برگ ریزِ تاک۔

برگ ریزِ ناخنِ مطرب: شوخیِ مضرابِ جولاں آبیارِ نغمہ ہے — برگ ریزِ ناخنِ مطرب بہارِ نغمہ ہے — ص۸۶

برگ ریزی: خار سے گل سینہ افگار جفا ہے اے اسدؔ! — برگ ریزی ہے پر افشانیِ ناوک خوردگاں — ص۶۶

برگ ریزی ہائے گل: برگ ریزی ہائے گل ہے وضعِ زر افشاندنی — باج لیتی ہے گلستاں سے گل اندامی تری — ص۹۳

برگِ عافیت: غنچہ تا شگفتن ہا برگِ عافیت معلوم! — باوجودِ دلجمعی خوابِ گل پریشاں ہے — ص۲۱۷

برگِ گل: برگِ گل کا ہو جو طوفانِ ہوا میں عالم — اُس کے جولاں میں نظر آئے ہے یوں دامنِ زیں — ص۹

(۲) رنگ نے گل سے، دمِ عرضِ پریشانیِ بزم — برگِ گل ریزۂ مینا کی نشانی مانگے — ص۷۸

(۳) بہ پاسِ شوخیِ مژگاں سرِ ہر خار سوزن ہے — تبسم برگِ گل کو بخیۂ دامن نہ ہو جاوے — ص۸۵

دیکھیے ـــــ: (۴) آئینۂ برگِ گل۔ (۵) مثلِ برگِ گل۔ (۴) ہر برگِ گل۔

برگِ گل و لالہ: دیکھیے: سبزہ و برگِ گل و لالہ۔

برگ و بار: صاحبِ شاخ و برگ و بار ہے آم — نازِ پروردۂ بہار ہے آم — ص۱۳۱

برگ و نوا: (۱) مبادا بے تکلف فصل کا برگ و نوا گم ہو — مگر طوفانِ مے میں کشتیِ موجِ صبا گم ہو — ص۶۸

(۲) رونقِ کارگاہِ برگ و نوا — نازشِ دودمانِ آب و ہوا — ص۱۳۱

برگزیدہ[۱]: اہلِ ورع کے حلقے میں ہر چند ہوں ذلیل — پر عاصیوں کے زمرے میں مَیں برگزیدہ ہوں — ص۳۰۰

برمحل[۲]: سات جلدوں کا پارسل پہنچا — واہ! کیا خوب برمحل پہنچا — ص۲۹۳

بر و بحر[۳]: دیکھیے: سلطانِ بر و بحر۔

بروں تاختنی[۴]: رامشگرِ اربابِ فنا نالۂ زنجیر — عیشِ ابد: از خویش بروں تاختنی ہے — ص۱۱۱

بروئے آب[۵]: عجب نہیں، پئے تحریرِ حالِ گریۂ چشم — بروئے آب جو ہر موج، نقشِ مسطر ہو — ص۶۷

---

۱ برگزیدہ : ایک بار۔ ۲ برمحل : ایک بار۔
۳ بر و بحر : ایک بار [مرتّب]۔
۴ بروں : ایک بار [مرتّب]۔
۵ بروئے : سات بار [مرتّب]۔

بروے زمیں: دہر میں اِس طرح کی بزمِ سُرور — نہ ہوئی ہو کبھی بروے زمیں ص۲۸۰

بروے سفرہ: مرے قدح میں ہے صہباے آتشِ پنہاں — بروے سفرہ کباب دلِ سمندر کھینچ ص۱۲۶

بروے کار: بجز قیس اور کوئی نہ آیا بروے کار — صحرا مگر بہ تنگیِ چشمِ حسود تھا! ص۱۳۳

(۲) اسدؔ کے واسطے رنگے بروے کار ہو پیدا — غبار، آوارہ وسرگشتہ ہے یا بوتراب! اُس کا ص۴۴۷

بڑے کار آوردن: دیکھیے: حسرت آبے بروے کار آوردن۔

بروے گردوں: تیری اولاد کے غم سے ہے بروے گردوں — سلکِ اختر میں مہِ نو مژۂ گوہر بار ص۱۳۳

برہم[1]: برہم ہے بزمِ غنچہ بہ یک جُنبشِ نشاط — کاشانہ بس کہ تنگ ہے، غافل! ہوا نہ مانگ ص۵۰

(۲) چمن میں کس کی یہ برہم ہوئی ہے بزمِ تماشا؟ — کہ برگ برگ سمن شیشہ ریزۂ حلبی ہے ص۵۷

(۳) محفلیں برہم کرے ہے گنجفہ بازِ خیال — ہیں ورق گردانیِ نیرنگِ یک بت خانہ ہم ص۱۷۷

(۴) ہم نشیں! مت کہہ کہ برہم کر نہ بزمِ عیشِ دوست — وھاں تو میرے نالے کو بھی اعتبارِ نغمہ ہے ص۲۱۴

(۵) یہ ترکتاز سے برہم کرے گا کشورِ روس — یہ لے گا بادشہِ چیں سے چھین تخت و کلاہ ص۲۷۸

برہم خوردنِ بزمِ سُرور: باعثِ ایذا ہے برہم خوردنِ بزمِ سُرور — لختِ لختِ شیشۂ بشکستہ جز نشتر نہیں ص۶۹

برہم زدن: دیکھیے: یک مژہ برہم زدن۔

برہم زدنی: دیکھیے: یک مژہ برہم زدنی۔

برہم زنِ دوعالم: برہم زنِ دو عالم تکلیفِ یک صدا ہے — مینا شکستگاں کو کہسار، خونبہا ہے ص۹۳

برہم زنِ ہنگامۂ محفل: آئیں جس بزم میں وہ، لوگ پکار اُٹھتے ہیں — لو، وہ برہم زنِ ہنگامۂ محفل آئے ص۳۱۲

برہم سودہ: دیکھیے: دستِ برہم سودہ۔

برہمن[2]: (۱) وفاداری بہ شرطِ اُستواری اصلِ ایماں ہے — مرے بت خانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو ص۱۹۹

(۲) بیچارہ کتنی دور سے آیا ہے، شیخ جی! — کعبے میں کیوں دبائیں نہ ہم برہمن کے پانو ص۳۲۲ (عانی)

دیکھیے ____: (۳) اک برہمن۔ (۴) شیخ و برہمن۔

---

[1] برہم : گیارہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: چھے بار]۔

[2] برہمن : چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔

برہنگی[1]: ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی — میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا — ص ۱۴۳

برہنہ[2] پا: شوخیِ حُسن و عشق ہے آئنہ دار ہم دگر — خار کو بے نیام جان، ہم کو برہنہ پا سمجھ — ص ۸۳

برہنہ گوئیِ خوباں: دیکھیے: لطفِ اندازِ برہنہ گوئیِ خوباں۔

برہنہ مستیِ صبحِ بہار: برہنہ مستیِ صبحِ بہار رکھتے ہیں — جنونِ حسرتِ یک جامہ دار رکھتے ہیں — ص ۹۳

بُری[3]: (۱)،(۲) قسمت بری سہی، پہ طبیعت بری نہیں — ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے — ص ۱۲۵

(۳) کہوں کس سے میں کہ کیا ہے، شبِ غم بری بلا ہے — مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا — ص ۱۶۰

(۴) ضد کی ہے اور بات مگر خو بری نہیں — بھولے سے اُس نے سینکڑوں وعدے وفا کیے — ص ۲۲۳

(۵) کھلے یہ گانٹھ تو البتہ دم نکل جاوے — بری طرح سے ہوئی ہے گلے کا ہار گرہ — ص ۲۷۹

بُریدہ[4]، بجریدہ: (۱) دیکھیے: زبانِ بریدہ۔ (۲) دستِ بریدہ۔ (۳) مضرابِ تارہائے گلوئے بریدہ۔ (۴) نبضِ دستِ بریدہ۔ (۵) ہر ناخنِ بجریدہ۔ (۶) ناخنِ بجریدہ۔

بریں[5]: (۱) دیکھیے: آرائشِ فردوسِ بریں۔ (۲) بالائے سطحِ چرخِ بریں۔ (۳) چرخِ بریں۔ (۴) خزانِ چمنِ خلدِ بریں۔ (۵) گل دستۂ فردوسِ بریں۔

بُزرگ[6]: دیکھیے: اک بزرگ۔

بزم[7]: (۱) بس کہ گستاخیِ اربابِ جہاں سے ہوں ملول — پرِ پروانہ، مری بزم میں ہے خنجرِ کیں — ص ۸

(۲) بزم: داغِ طرب و باغ: کشادِ پرِ رنگ — شمع و گل تا کے و پروانہ و بلبل تا چند؟ — ص ۳۹

(۳) شمع سے ہے بزم انگشتِ تحیّر در دہن — شعلۂ آوازِ خوباں پر بہ ہنگامِ سماع — ص ۴۷

(۴) شمع ہوں تو بزم میں جا پاؤں غالب کی طرح — بے محل اے مجلس آرائے نجف! جلتا ہوں میں — ص ۹۳

(۵) بزم ہے یک پنبۂ مینا گدازِ ربط سے — عیش کر غافل! حجابِ نشۂ محفل نہ پوچھ — ص ۴۲

---

[1] برہنگی : ایک بار [مرتّب]۔
[2] برہنہ : تین بار [مرتّب]۔
[3] بری : پانچ بار۔
[4] بریدہ، بجریدہ : چھے بار [مرتّب]۔
[5] بریں : پانچ بار [مرتّب]۔
[6] بزرگ : ایک بار۔
[7] بزم : اکاسی بار [مفرد: پچیس بار، مرکب: چھپّن بار]۔

(۶) شور ہے کس بزم کی عرضِ جراحت خانہ کا؟ — صبح، یک زخمِ نمک سودِ چراغِ کشتہ ہے — ص۸۰
(۷) بزمِ وداعِ نظر، یاسِ طرب نامہ بر — فرصتِ رقصِ شرر بوسہ بہ پیغام ہے — ص۹۹
(۸) بزم کا التزام گر کیجے — ہے قلم میری: ابرِ گوہر بار — ص۱۳۶
(۹) مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے — جوشِ قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے — ص۲۲۵
(۱۰) بزم میں میزبانِ قیصر و جم — رزم میں اوستادِ رستم و سام — ص۱۳۷
(۱۱) بوے گل، نالۂ دل، دودِ چراغِ محفل — جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا — ص۱۳۲
(۱۲) زبانِ اہلِ زباں میں ہے مرگ: خاموشی — یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانیِ شمع — ص۱۶۳
(۱۳) بزم میں اُس کے روبرو کیوں نہ خموش بیٹھیے — اُس کی تو خامشی میں بھی ہے یہی مدعا کہ یوں — ص۱۷۸
(۱۴) مجھ تک کب اُن کی بزم میں آتا تھا دورِ جام — ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں! — ص۱۸۸
(۱۵) کبھی جو یاد بھی آتا ہوں میں تو کہتے ہیں — کہ آج بزم میں کچھ فتنہ و فساد نہیں — ص۱۹۲
(۱۶) وھاں وہ غرورِ عزّ و ناز، یھاں یہ حجابِ پاسِ وضع — راہ میں ہم ملیں کہاں، بزم میں وہ بلائے کیوں — ص۱۹۳
(۱۷) گریہ نکالے ہے تری بزم سے مجھ کو — ہاے! کہ رونے پہ اختیار نہیں ہے — ص۲۰۸
(۱۸) مے پرستاں! خُمِ مے منہ سے لگائے ہی بنے — ایک دن گر نہ ہوا بزم میں ساقی، نہ سہی — ص۲۰۹
(۱۹) یا صبح دم جو دیکھیے آکر تو بزم میں — نے وہ سُرور و سوز، نہ جوش و خروش ہے — ص۲۳۰
(۲۰) جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے — جاں، کالبدِ صورتِ دیوار میں آوے — ص۲۳۳
(۲۱) لاغر اتنا ہوں کہ گر تو بزم میں جا دے مجھے — میرا ذمہ، دیکھ کر گر کوئی بتلا دے مجھے — ص۲۳۵
(۲۲) اُس بزم میں مجھے نہیں بنتی حیا کیے — بیٹھا رہا اگرچہ اشارے ہوا کیے — ص۲۴۲
(۲۳) وہ آیا بزم میں، دیکھو، نہ کہیو پھر کہ غافل تھے — شکیب و صبرِ اہلِ انجمن کی آزمائش ہے — ص۲۴۴
(۲۴) جس بزم میں کہ ہو اُنھیں آہنگِ مے کشی — وھاں آسمان شیشہ بنے، آفتاب جام — ص۲۸۲
(۲۵) آئیں جس بزم میں وہ، لوگ پکار اُٹھتے ہیں — لو، وہ برہم زنِ ہنگامۂ محفل آئے — ص۳۱۳

دیکھیے ـــــــ: (۲۶) اہلِ بزم۔ (۲۷) دمِ عرضِ پریشانیِ بزم۔ (۲۸) عزلت گزینِ بزم۔ (۲۹) پامالِ

حسرت ہائے فرشِ بزم گستردن۔ (۳۰) گرمیِ بزم۔ (۳۱) نورِ چراغِ بزم۔

بزمِ آرائیاں: (۱) یاد تھیں ہم کو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں — لیکن اب نقش و نگارِ طاقِ نسیاں ہوگئیں ص۱۹۷

(۲) اُس کی بزم آرائیاں سُن کر، دلِ رنجور یہاں — مثلِ نقشِ مدعائے غیر بیٹھا جائے ہے ص۲۲۲

بزمِ آئینہ تصویرنما: جلوہ تمثال ہے ہر ذرّۂ نیرنگ سواد — بزمِ آئینۂ تصویر نما مشتِ غبار ص۳

بزمِ اسدؔ: نہ دیکھیں روئے یک دل سرد، غیر از شمعِ کافوری — خدایا! اس قدر بزمِ اسدؔ گرمِ تماشا ہو ص۶۷

بزمِ باغ: گر بہ بزمِ باغ کھینچے نقشِ روئے یار کو — شمع ساں ہوجائے قطِّ خامۂ بہزاد، گل ص۵۲

بزمِ بتاں: ہے بزمِ بتاں میں سخن آزردہ لبوں سے — تنگ آئے ہیں ہم ایسے خوشامد طلبوں سے ص۲۰۷

بزمِ بےخودی: دیکھیے: شمعِ بزمِ بےخودی۔

بزمِ پُرفروغ: اُس بزمِ پُرفروغ میں اس تیرہ بخت کو — لبریز ملا نشیب میں از روئے اہتمام ص۲۸۲

بزمِ تماشا: (۱) اسدؔ بزمِ تماشا میں تغافل، پردہ داری ہے — اگر ڈھانپے تو آنکھیں ڈھانپ، ہم تصویرِ عریاں ہیں ص۶۲

(۲) چمن میں کس کی یہ برہم ہوئی ہے بزمِ تماشا؟ — کہ برگ برگِ سمن شیشہ ریزۂ حلبی ہے ص۷۵

بزمِ جہاں: دیکھیے: وحشت کدۂ بزمِ جہاں۔

بزمِ خوباں: بزمِ خوباں بس کہ جوشِ جلوہ سے پُرنور ہے — پشتِ دستِ عجز یہاں ہر برگِ نخلِ طور ہے ص۹۳

بزمِ خیال: (۱) حسرت نے لا رکھا تری بزمِ خیال میں — گلدستۂ نگاہ، سویدا کہیں جسے ص۲۱۸

(۲) دیدار بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہ مست — بزمِ خیال مے کدۂ بے خروش ہے ص۲۳۰

بزمِ سامانی: دودِ شمعِ کشتۂ گل، بزم سامانی عبث — یک شبِ آشفتہ نازِ سنبلستانی عبث ص۳۳

بزمِ سخن: دیکھیے: باربدِ بزمِ سخن۔

بزمِ سخن سرائی: دیکھیے: شمعِ بزمِ سخن سرائی۔

بزمِ سرور: (۱) دہر میں اس طرح کی بزمِ سرور — نہ ہوئی ہو کبھی بروئے زمیں ص۲۸۰

(۲) دیکھیے: برہم خوردنِ بزمِ سرور۔

بزمِ سلطانی: بزمِ سلطانی ہوئی آراستہ — کعبۂ امن و اماں کا در کھلا ص۱۳۹

بزمِ سیہ پوشاں: دیکھیے: دودِ مشعلِ سیہ پوشاں۔

بزمِ شادی: ہم نشیں تارے ہیں اور چاند شہاب الدین خاں — بزمِ شادی ہے فلک، کاہکشاں ہے سہرا ص۲۸۸

بزمِ شاہنشاہ: بزمِ شاہنشاہ میں اشعار کا دفتر کھلا — رکھیو یارب! یہ درِ گنجینۂ گوہر کھلا ص۱۶۰

بزمِ طرب: (۱) گو یک شرر؟ کہ سازِ چراغاں کروں اسدؔ! — بزمِ طرب ہے پردگیِ سوختن ہنوز ص۴۲

(۲) ابر روتا ہے کہ بزمِ طرب آمادہ کرو — برق ہنستی ہے کہ فرصت کوئی دم ہے ہم کو ص۱۲۶

(۳) ہوئی جب میرزا جعفرؔ کی شادی — ہوا بزمِ طرب میں رقصِ ناہید ص۱۲۹

(۴) دور چشمِ بد تری بزمِ طرب سے، واہ واہ! — نغمہ ہو جاتا ہے، وہاں گر نالہ میرا جائے ہے ص۲۲۱

بزمِ عیدِ اطفال: دیکھیے: اہتمامِ بزمِ عیدِ اطفال۔

بزمِ عیشِ دوست: ہم نشیں! مت کہہ کہ برہم کر نہ بزمِ عیشِ دوست — وہاں تو میرے نالے کو بھی اعتبارِ نغمہ ہے ص۲۱۳

بزمِ عیش گستر: فرو پیچیدنی ہے فرشِ بزمِ عیش گستر کا — دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دورِ ساغر کا ص۴۴۳

بزمِ غنچہ: برہم ہے بزمِ غنچہ بہ یک جنبشِ نشاط — کاشانہ بس کہ تنگ ہے، غافل! ہوا نہ مانگ ص۵۰

بزمِ غیر: نے وہ کیوں بہت پیتے بزمِ غیر میں، یارب! — آج ہی ہوا منظور اُن کو امتحاں اپنا ص۱۵۹

بزمِ فسردن: دیکھیے: مجمرِ بزمِ فسردن۔

بزمِ قدح: بزمِ قدح سے عیشِ تمنا نہ رکھ کہ رنگ — صیدِ ز دام جستہ ہے اِس دام گاہ کا ص۱۳۹

بزم گہ: بزم گہ میں امیرِ شاہ نشاں — رزم گہ میں حریفِ شیر کمیں ص۲۸۰

بزمِ ماتم: دیکھیے: حلقۂ یک بزمِ ماتم۔

بزمِ مہ و مہر: دیکھیے: رونقِ بزمِ مہ و مہر۔

بزمِ مے: (۱) میں اور بزمِ مے سے یوں تشنہ کام آؤں! — گر میں نے کی تھی توبہ، ساقی کو کیا ہوا تھا! ص۱۵۸

(۲) بزمِ مے وحشت کدہ ہے کس کی چشمِ مست کا؟ — شیشے میں نبضِ پری پنہاں ہے موجِ بادہ سے ص۲۱۷

بزمِ مے پرستی: یہ بزمِ مے پرستی حسرت تکلیف بیجا ہے — کہ جامِ بادہ کف برلب بہ تقریبِ تقاضا ہے ص۸۴

بزمِ مے کشی: لڑا دے گر وہ بزمِ مے کشی میں قہر و شفقت کو — بھرے پیمانۂ صد زندگانی، ایک جام اُس کا ص۴۴

بزمِ ناز: میں نے کہا کہ بزمِ ناز چاہیے غیر سے تہی — سن کے، ستم ظریف نے مجھ کو اٹھا دیا کہ یوں — ص ۱۷۸

بزمِ نشاطِ گردباد: چمن گشتن ہائے دل بزمِ نشاطِ گردباد — لذتِ عرضِ گشادِ عقدۂ مشکل نہ پوچھ — ص ۴۲

بزمِ نظر: بزمِ نظر ہیں بیضۂ طاؤس خلوتاں — فرشِ طرب بہ گلشنِ ناآفریدہ کھینچ — ص ۳۶

بزمِ وصال: دیکھیے: آرائشِ بزمِ وصال۔

بزمِ وصلِ غیر: دیکھیے: سپندِ بزمِ وصلِ غیر۔

بزمِ وفا: بے گریہ، کمال تر جبینی ہے مجھے — در بزمِ وفا خجل نشینی ہے مجھے — ص ۳۵۷

بزمِ ہستی: بزمِ ہستی وہ تماشا ہے کہ جس کو ہم اسدؔ — دیکھتے ہیں چشمِ از خوابِ عدم نکشادہ سے — ص ۸۹

بزمِ یاس: خوں ہوا جوشِ تمنا سے دو عالم کا دماغ — بزمِ یاس آں سوے پیدائی و اخفا رنگیں — ص ۷

بساط[1]: نقشِ عبرت در نظر یا نقدِ عشرت در بساط — دو جہاں وسعت بقدرِ یک فضاے خندہ ہے — ص ۸۷

دیکھیے ______: (۲)، (۳) ہر گوشۂ بساط [دوبار]۔

بساطِ انجمنِ رنگ: دیکھیے: عرضِ بساطِ انجمنِ رنگ۔

بساطِ دستگہِ یک قدم: طاقت، بساطِ دستگہِ یک قدم نہیں — جوں اشک جب تلک نہ رکھوں دست و پا گرد — ص ۶۹

بساطِ دعوتِ سیلاب: دریا، بساطِ دعوتِ سیلاب ہے اسدؔ — ساغر بہ بارگاہِ دماغ رسیدہ کھینچ — ص ۳۶

بساطِ دہر: دیکھیے: تازگی بساطِ دہر۔

بساطِ صحبتِ احباب: بھاں تنفس کرتا تھا روشن شمعِ بزمِ بے خودی — جلوۂ گل وھاں بساطِ صحبتِ احباب تھا — ص ۱۳۵

بساطِ عجز: بساطِ عجز میں تھا ایک دل، یک قطرہ خوں وہ بھی — سو رہتا ہے بہ اندازِ چکیدن سرنگوں وہ بھی — ص ۲۰۲

بساطِ نازِ مشتاق: دیکھیے: عرضِ بساطِ نازِ مشتاق۔

بساطِ نشاطِ دل: باغِ شگفتہ تیرا بساطِ نشاطِ دل — ابرِ بہار خم کدہ کس کے دماغ کا؟ — ص ۱۵۰

بساطِ نگاہ: دیکھیے: دور گردِ قربِ بساطِ نگاہ۔

بساطِ وجود: دیکھیے: عرضِ بساطِ وجود۔

---

[1] بساط : پندرہ بار [مرتب]۔

بساطِ ہوائے دل: اے تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل! زنہار! اگر تمھیں ہوسِ نائے و نوش ہے ص ۲۳۰

بساطِ ہیچ کسی: بساطِ ہیچ کسی میں بہ رنگِ ریگِ رواں ہزار دل بہ وداعِ قرار رکھتے ہیں ص ۹۳

بستِ[1]: زبس کہ مشقِ تماشا، جنوں علامت ہے کشاد و بستِ مژہ، سیلیِ ندامت ہے ص ۲۱۳

بُستانی[2]: دیکھیے: ذوقِ نوائے مرغِ بُستانی۔

بستر[3]: (۱) در پہ رہنے کو کہا اور کہہ کے کیسا پھر گیا! جتنے عرصے میں مرا لپٹا ہوا بستر کھلا ص ۱۹۱

(۲) بنا ہے تختۂ گل ہائے یاسمیں بستر ہوا ہے دستۂ نسرین و نسترن تکیہ ص ۳۰۳

[چار بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص ۸۵]:

(۳)،(۴) بہ ذوقِ شوخیِ اعضا تکلف، بارِ بستر ہے معافِ پیچ و تابِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے

(۵) معمائے تکلف، سر بہ مُہرِ چشم پوشیدن گدازِ شمعِ محفل پیچشِ طومارِ بستر ہے

(۶) مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر بہ پائے خفتہ سیرِ وادیِ پُرخارِ بستر ہے

[سات بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص ۲۱۲]:

(۷)،(۸) تپش سے میری وقفِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے مرا سر رنجِ بالیں ہے، مرا تن بارِ بستر ہے

(۹) سرشکِ سر بہ صحرا دادہ: نورالعینِ دامن ہے دلِ بے دست و پا اُفتادہ: برخوردارِ بستر ہے

(۱۰) خوشا اقبالِ رنجوری! عیادت کو تم آئے ہو فروغِ شمعِ بالیں طالعِ بیدارِ بستر ہے

(۱۱) بہ طوفاں گاہِ جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر تارِ بستر ہے

(۱۲) ابھی آتی ہے بو بالش سے اُس کی زلفِ مشکیں کی ہماری دید کو خوابِ زلیخا عارِ بستر ہے

(۱۳) کہوں کیا دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں غالب! کہ بیتابی سے ہر یک تارِ بستر، خارِ بستر ہے

دیکھیے ـــــ : (۱۴)،(۱۵) رگِ بستر [دو بار]۔ (۱۶) سایۂ اُفتادگیِ بالین و بستر۔ (۱۷) شررِ اہتمامِ بستر۔

(۱۸) نازِ بستر۔ (۱۹) ہر یک تارِ بستر۔

بسترِ سنجاب: دیکھیے: وقفِ بسترِ سنجاب۔

---

[1] بست : ایک بار [مرکب]۔

[2] بُستانی : ایک بار [مرکب]۔

[3] بستر : اکیس بار [مفرد: دو بار، مرکب: انیس بار]۔

بسترِ تمہیدِ فراغت: بے خودی بسترِ تمہیدِ فراغت ہو جو! پُر ہے سایے کی طرح میرا شبستاں مجھ سے ص۲۱۱

بستن[1]: دیکھیے ـــــ: (۱) خواب بستن۔ (۲) زنگ بستن۔

بستنِ پیمانِ وفا: حیرت ہمہ اسرار، پہ مجبور خموشی ہستی، نہیں جز بستنِ پیمانِ وفا، ہیچ ص۳۶

بستنِ رختِ سفر: دریغا! بستنِ رختِ سفر سے ہو کے میں غافل رہا پامال حسرت ہائے فرشِ بزم گستردن ص۴۳۹

بستنِ عہدِ محبت: بستنِ عہدِ محبت ہمہ نادانی تھا چشمِ نکشودہ رہا عقدۂ پیماں مجھ سے ص۸۳

بستنِ نظر: ہے دستِ رد، بہ سیرِ جہاں بستنِ نظر پائے ہوس بہ دامنِ مژگاں کشیدہ ہوں ص۶۱

بستہ: دیکھیے ـــــ: (۱) حنا بستہ۔ (۲) زبانِ بستہ۔ (۳) زنگ بستہ۔ (۴) یک درے بر روے رحمت بستہ۔

بستیوں[2]: یوں ہی گر روتا رہا غالب تو اے اہلِ جہاں! دیکھنا اِن بستیوں کو تم کہ ویراں ہو گئیں ص۱۹۲

بسمل[3]: (۱) زبس خوں گشتۂ رشکِ وفا تھا وہم بسمل کا چُرایا زخم ہائے دل نے پانی تیغِ قاتل کا ص۱۷

(۲) جوشِ بے کیفیتی ہے اضطراب آرا اسدؔ! ورنہ بسمل کا تڑپنا لغزشِ مستانہ تھا ص۲۵

(۳) بسمل اُس تیغِ دو دستی کا نہیں بچتا اسدؔ عافیت بیزار! ذوقِ کعبتین اچھا نہیں ص۶۵

(۴) اسدؔ بسمل ہے کس انداز کا! قاتل سے کہتا تھا کہ مشقِ ناز کر، خونِ دو عالم میری گردن پر ص۱۶۸

(۵) وحشت نہ کھینچ قاتل! حیرت نفس ہے بسمل جب نالہ خوں ہو غافل! تاثیر کیا بلا ہے ص۹۳

دیکھیے ـــــ: (۶) انداز بہ خوں غلتیدنِ بسمل۔ (۷) بال پرِ بسمل۔ (۸) پرِ بسمل۔ (۹) جمعیتِ چشمِ بسمل۔ (۱۰) دمِ بسمل۔ (۱۱) دو عالم دیدۂ بسمل۔ (۱۲) دیدۂ بسمل۔ (۱۳) روانی ہائے موجِ خونِ بسمل۔ (۱۴) سوادِ چشمِ بسمل۔ (۱۵) سینۂ بسمل۔ (۱۶) طوطیِ بسمل۔ (۱۷) عرصۂ تپیدنِ بسمل۔ (۱۸) قطرہ ہائے خونِ بسمل۔ (۱۹) قمریِ بسمل۔

بسملِ ادائے چمن عارضاں: ہے بسملِ ادائے چمن عارضاں، بہار گلشن کو رنگِ گل سے ہے در خوں تپیدگی ص۳۵۳

بسملِ انداز پرافشانی: یک جہاں بسملِ انداز پرافشانی ہے دام سے اُس کے قضا کو ہے رہائی دشوار ص۵

---

[1] بستن : چھے بار [مرکب]۔
بستہ : تین بار [مرکب]۔
[2] بستیوں : ایک بار۔
[3] بسمل : پچیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: بیس بار]۔
بسمل کدہ : ایک بار [مرکب]۔
بسملوں : ایک بار۔

بسملِ دردِ خفتہ: نغمۂ بے دلاں اسدؔ! سازِ فسانگی نہیں — بسملِ دردِ خفتہ ہوں، گریے کو ماجرا سمجھ — ص ۴۳

بسملِ ذوقِ پریدن: حیرتِ حُسن چمن پیرا سے تیرے رنگِ گل — بسملِ ذوقِ پریدن ہے بہ بالِ عندلیب — ص ۳۲

بسملِ شوقِ بہار دید: چشمِ گریاں بسملِ شوقِ بہار دید ہے — اشک ریزی عرضِ بالِ افشانیِ امید ہے — ص ۱۰۲

بسمل کدۂ عید حریفاں: دیکھیے: عیشِ بسمل کدۂ عید حریفاں۔

بسملِ نقصانِ بہار: تنگیِ حوصلہ، گردابِ دو عالم آداب — دید یک غنچہ سے ہوں بسملِ نقصانِ بہار — ص ۶

بسملوں: نکلتی ہے تپش میں بسملوں کی، برق کی شوخی — غرض اب تک خیالِ گرمیِ رفتار قاتل ہے — ص ۷۷

بسملۂ[1] مصحفِ ناز: آیتِ رحمتِ حق، بسملۂ مصحفِ ناز — مسطرِ موجۂ دیباچۂ درسِ اسرار — ص ۹

بسملۂ نسخۂ حسن: معنیِ لفظِ کرم، بسملۂ نسخۂ حُسن — قبلۂ اہلِ نظر، کعبۂ اربابِ یقیں — ص ۸

بسیار[2]: بے نفس مایۂ شوقِ دو جہاں ریگِ رواں — پائے رفتار کم و حسرتِ جولاں بسیار — ص ۴

دیکھیے ـــــ: (۲) بعد از زاریِ بسیار۔ (۳) حسرتِ بسیار۔ (۴) خطِ نازِ بسیار۔

بشارت[3]: اے شاہِ جہانگیر جہاں بخشِ جہاں دار — ہے غیب سے ہر دم تجھے صد گونہ بشارت — ص ۱۲۷

بشر[4]: (۱) کیا وہ بھی بے گنہ کُش و حق ناشناس ہیں؟ — مانا کہ تم بشر نہیں خورشید و ماہ ہو — ص ۱۹۶

(۲) دیا ہے دل اگر اُس کو، بشر ہے، کیا کہیے! — ہوا رقیب تو ہو، نامہ بر ہے، کیا کہیے! — ص ۲۲۷

بشکستہ[5]: دیکھیے: لختِ لختِ شیشۂ بشکستہ۔

بشکن بشکنِ[6] مے خانہ: بس کہ ہیں بدمستِ بشکن بشکنِ مے خانہ ہم — موے شیشہ کو سمجھتے ہیں خطِ پیمانہ ہم — ص ۵۴

بصارت[7]: زبس نکلا غبارِ دل بہ وقتِ گریہ آنکھوں سے — اسدؔ کھائے ہوئے سُرے نے آنکھوں میں بصارت کی — ص ۹۷

دیکھیے: اہلِ بصارت۔

بطِ[8] مے: پھر ہوا وقت کہ ہو بال کُشا موجِ شراب — دے بطِ مے کو دل و دستِ شنا موجِ شراب — ص ۱۹۳

---

۱ بسملہ : دوبار [مرکب]۔
۲ بسیار : چار بار [مرکب: تین بار، مفرد ایک بار]۔
۳ بشارت : ایک بار۔
۴ بشر : دوبار۔
۵ بشکستہ : ایک بار [مرکب]۔
۶ بشکن بشکن : ایک بار [مرکب]۔
۷ بصارت : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
۸ بط : ایک بار [مرکب]۔

بعد[1]**:**

(۱) شرر ہے رنگ بعد اظہار تابِ جلوۂ تمکیں ‌ ‌ کرے ہے سنگ پر خرشیدآبِ روے کارِ آتش ‌ ‌ ص ۴۷

(۲) کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ ‌ ‌ ہاے! اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا ‌ ‌ ص ۱۵۰

(۳) گرچہ ہے بعد عید کے نوروز ‌ ‌ لیک بیش از سہ ہفتہ بُعد نہیں ‌ ‌ ص ۲۸۰

(۴)، (۵) علی کے بعد حسن اور حسن کے بعد حسین ‌ ‌ کرے جو اُن سے بُرائی، بھلا کہیں اُس کو؟ ‌ ‌ ص ۲۸۶

(۶)، (۷) خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد امام ‌ ‌ یہی ہے مذہبِ حق وَالسّلام وَالاکرام ‌ ‌ ص ۲۹۷

[دوبار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص ۳۸]:

(۸) تھی نگہ میری نہاں خانۂ دل کی نقاب ‌ ‌ بے خطر جیتے ہیں اربابِ ریا میرے بعد

(۹) تھا میں گلدستۂ احباب کی بندش کی گیاہ ‌ ‌ متفرّق ہوئے میرے رفقا میرے بعد

[دس بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص ۱۶۶]:

(۱۰) حُسن غمزے کی کشاکش سے چُھٹا میرے بعد ‌ ‌ بارے، آرام سے ہیں اہلِ جفا میرے بعد

(۱۱) منصبِ شیفتگی کے کوئی قابل نہ رہا ‌ ‌ ہوئی معزولیِ انداز و ادا میرے بعد

(۱۲) شمع بُجھتی ہے تو اُس میں سے دھواں اُٹھتا ہے ‌ ‌ شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا میرے بعد

(۱۳) خوں ہے دل خاک میں احوالِ بتاں پر، یعنی ‌ ‌ اُن کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد

(۱۴) درخورِ عرض نہیں جوہرِ بیداد کو جا ‌ ‌ نگہِ ناز ہے سرمے سے خفا میرے بعد

(۱۵) ہے جنوں اہلِ جنوں کے لیے آغوشِ وداع ‌ ‌ چاک ہوتا ہے گریباں سے جُدا میرے بعد

(۱۶) کون ہوتا ہے حریفِ مےِ مرد افگنِ عشق ‌ ‌ ہے مکرّر لبِ ساقی میں صلا میرے بعد

(۱۷) غم سے مرتا ہوں کہ اِتنا نہیں دُنیا میں کوئی ‌ ‌ کہ کرے تعزیتِ مہر و وفا میرے بعد

(۱۸) آئے ہے بیکسیِ عشق پہ رونا غالبؔ ‌ ‌ کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد!

(۱۹) بعد از اتمامِ بزمِ عیدِ اطفال ‌ ‌ ایّامِ جوانی رہے ساغر کشِ حال ‌ ‌ ص ۲۵۲

بعد ازززاریِ بسیار: اسدؔ مایوس مت ہو، گرچہ رونے میں اثر کم ہے ‌ ‌ کہ غالب ہے کہ بعد از زاریِ بسیار ہو پیدا ‌ ‌ ص ۳۱

---

[1] بعد : بتیس بار [مفرد: اٹھارہ بار۔ مرکب: چودہ بار]۔

بعد از صافیٔ: ہوا جب حُسن کم، خط بر عذارِ سادہ آتا ہے — کہ بعد از صافیٔ ساغر میں دُردِ بادہ آتا ہے ص۹۸

بعد از قتل: دیکھیے: تمکینِ بعد از قتل۔

بعد از وصالِ دوست: تکلّف عاقبت بیں ہے، دلا! بدنِ قبا وا کر — نفس بعد از وصالِ دوست تاواں ہے گسستن کا ص۲۷

بعدِ صحرائے طلب: بیابانِ فنا ہے بعدِ صحرائے طلب، غالبؔ — پسینا توسنِ ہمت کا سیلِ خانۂ زیں ہے ص۸۹

بعدِ ضبط: ہو سکے ہے پردۂ جوشیدنِ زخمِ جگر — اشک بعدِ ضبط غیر از پنبۂ مینا نہیں ص۶۵

بعدِ ضبطِ اشک: یوں بعدِ ضبطِ اشک، پھروں گرد یار کے — پانی پیے کسو پہ کوئی جیسے وار کے ص۸۰

بعدِ قتل: جو بعدِ قتل مرا دشت میں مزار بنا — لگا کے بیٹھتے ہیں اُس سے راہزن، تکیہ ص۳۰۳

بعدِ مرگ: (۱) بس کہ ہوں بعدِ مرگ بھی نگراں — مردمک سے ہے خال برلبِ گور ص۴۱

(۲) گر بعدِ مرگ وحشتِ دل کا گلا کروں — موجِ غبار سے پرِ یک دشت وا کروں ص۵۶

(۳) بہ پر فشانیِ پروانہ چراغِ مزار! — کہ بعدِ مرگ بھی ہے لذّتِ جگر سوزی ص۱۰۰

(۴) اللہ رے ذوقِ دشت نوردی! کہ بعدِ مرگ — ہلتے ہیں خود بخود مرے اندر کفن کے پانْو ص۱۹۶

بعدِ یک عمرِ ورع: بعدِ یک عمرِ ورع بار تو دیتا، بارے — کاش رضواں ہی درِ یار کا درباں ہوتا ص۱۵۸

بُعد[1]: (۱) اُتنا ہی مجھ کو اپنی حقیقت سے بُعد ہے — جتنا کہ وہمِ غیر سے ہوں پیچ و تاب میں ص۱۸۹

(۲) گرچہ ہے بعد عید کے نوروز — لیک بیش از سہ ہفتہ بُعد نہیں ص۲۸۰

بعید[2]: رحمت اگر قبول کرے، کیا بعید ہے — شرمندگی سے عُذر نہ کرنا گناہ کا ص۱۳۹

بُغض[3]: (۱) نبی کا ہو نہ جسے اعتقاد، کافر ہے — رکھے امام سے جو بُغض، کیا کہیں اُس کو ص۲۸۶

(۲) دیکھیے: از رہِ بُغض۔

بغل[4]: بغل میں غیر کی آج آپ سوتے ہیں کہیں، ورنہ — سبب کیا خواب میں آ کر تبسم ہائے پنہاں کا ص۱۵۷

بقا[5]: (۱) حق شہ کی بقا سے خلق کو شاد کرے — تا شاہ شیوعِ دانش و داد کرے ص۲۵۳

---

[1] بُعد : دوبار۔
[2] بعید : ایک بار۔
[3] بُغض : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
[4] بغل : ایک بار۔
[5] بقا : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

دیکھیے: (۲) چمنستانِ بقا۔ (۳) دمِ آبِ بقا۔ (۴) چشمۂ آبِ بقا۔

بقائے جنابِ فیض مآب: دیکھیے: دعائے بقائے جنابِ فیض مآب۔

بقدرِ حسرتِ دل[1]: بقدرِ حسرتِ دل چاہیے ذوقِ معاصی بھی	بھروں یک گوشۂ دامن گر آبِ ہفت دریا ہو	ص ۱۹۳
بقدرِ حوصلۂ عشق: بقدرِ حوصلۂ عشق جلوہ ریزی ہے	وگرنہ خانۂ آئینہ کی فضا معلوم!	ص ۵۳
بقدرِ رنگ: شرر فرصت نگہ سامانِ یک عالم چراغاں ہے	بقدرِ رنگ یہاں گردش میں ہے پیمانہ محفل کا	ص ۱۷
بقدرِ زندگانی: ہمہ یک نفس تپش سے تب وتابِ ہجرمت پوچھ	کہ ستم کشِ جنوں ہوں نہ بقدرِ زندگانی	ص ۱۰
بقدرِ شوق: بقدرِ شوق نہیں ظرفِ تنگنائے غزل	کچھ اور چاہیے وسعت مرے بیاں کے لیے	ص ۲۳۶
بقدرِ ظرف: بقدرِ ظرف ہے ساقی خمارِ تشنہ کامی بھی	جو تو دریائے مے ہے تو میں خمیازہ ہوں ساحل کا	ص ۱۳۸
بقدرِ عددِ حرفِ علی: لیکن اس رشتۂ تحریر میں سر تا سرِ فکر	ہوں بقدرِ عددِ حرفِ علی سبحہ شمار	ص ۶
بقدرِ فہم: بہت ہے پایۂ گردِ رہِ حسین بلند	بقدرِ فہم ہے گر کیمیا کہیں اس کو	ص ۲۸۵
بقدرِ لب ودنداں: دلِ حسرت زدہ تھا مائدۂ لذتِ درد	کام یاروں کا بقدرِ لب و دنداں نکلا	ص ۱۳۲
بقدرِ لذتِ آزار: بے عشق عمر کٹ نہیں سکتی ہے، اور یہاں	طاقت بقدرِ لذتِ آزار بھی نہیں	ص ۱۸۳
بقدرِ لفظ ومعنی: بقدرِ لفظ ومعنی فکرت احرامِ گریباں ہیں	وگرنہ کیجیے جو ذرہ عریاں، ہم نمایاں ہیں	ص ۶۲
بقدرِ مصلحت: جنوں رسوائی وارستگی، زنجیر بہتر ہے	بقدرِ مصلحت دل بستگی، تدبیر بہتر ہے	ص ۱۰۸
بقدرِ نفس: بالیدگی، نیازِ قدِ جاں فزا، اسد!	در ہر نفس بقدرِ نفس ہے قبا بلند	ص ۳۹
بقدرِ یک فضائے خندہ: نقشِ عبرت در نظر یا نقدِ عشرت در بساط	دو جہاں وسعت بقدرِ یک فضائے خندہ ہے	ص ۸۷
بقدرِ یک نفس: دریغا! وہ مریضِ غم کہ فرطِ ناتوانی سے	بقدرِ یک نفس جادہ بہ صد رنج وتعب کاٹے	ص ۹۸
بقعۂ معمور[2]: رام پور آج ہے وہ بقعۂ معمور کہ ہے	مرجع و مجمعِ اشرافِ نژادِ عالم	ص ۲۶۵
بلا[3]: (۱) شکوہ و شکر کو ثمر بیم و امید کا سمجھ	خانۂ آگہی خراب، دل نہ سمجھ بلا سمجھ	ص ۴۲

---

۱ بقدر : چودہ بار [مرکب]۔
۲ بقعہ : ایک بار [مرکب]۔
۳ بلا : چھتیس بار [مفرد: بارہ بار، مرکب: چودہ بار]۔
بلائیں : دو بار۔
بلاؤں : ایک بار۔

(۲) رہا بلا میں بھی میں مبتلائے آفتِ رشک — بلائے جاں ہے ادا تیری اک جہاں کے لیے — ص۲۳۶

(۳) کہوں کس سے میں کہ کیا ہے؟ شبِ غم بری بلا ہے — مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا — ص۱۶۰

(۴) وحشت نہ کھینچ قاتل! حیرت نفس ہے بسمل — جب نالہ خوں ہو غافل! تاثیر کیا بلا ہے — ص۹۳

(۵) قہر ہو یا بلا ہو، جو کچھ ہو — کاشکے! تم مرے لیے ہوتے! — ص۲۲۳

(۶) آئی اگر بلا تو جگر سے ٹلے نہیں — ایرا ہی دے کے ہم نے بچایا ہے کشت کو — ص۳۲۲[ثانی]

(۷) بلا سے، ہیں جو یہ پیشِ نظر در و دیوار — نگاہِ شوق کو ہیں بال و پر در و دیوار — ص۱۶۶

(۸) نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب — سو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں — ص۱۸۸

(۹) ہے کیا جو کس کے باندھیے؟ میری بلا ڈرے — کیا جانتا نہیں ہوں تمھاری کمر کو میں؟ — ص۱۹۰

(۱۰) کوئی کہے کہ شبِ مہ میں کیا برائی ہے — بلا سے، آج اگر دن کو ابر و باد نہیں — ص۱۹۴

(۱۱) بلا سے، گر مژۂ یار تشنۂ خوں ہے — رکھوں کچھ اپنی بھی مژگانِ خوں فشاں کے لیے — ص۲۳۶

(۱۲) لطفِ نظارۂ قاتل دمِ بسمل آئے — جان جائے تو بلا سے پہ کہیں دل آئے — ص۳۱۲

دیکھیے ـــــ: (۱۳) آغوشِ بلا۔ (۱۴) پائے سیلِ بلا۔ (۱۵) سیلابِ بلا۔ (۱۶) طرفہ بلا۔ (۱۷) طوفانِ بلا۔
(۱۸) کمیں گاہِ بلا۔ (۱۹) ہجومِ بلا۔

بلا آئنہ ساماں: ساغرِ جلوۂ سرشار ہے ہر ذرۂ خاک — شوقِ دیدار بلا آئنہ ساماں نکلا — ص۱۳

بلاکش: جنابِ قبلۂ حاجات! اس بلاکش نے — بڑے عذاب سے کاٹے ہیں پانچ چار برس — ص۲۶۳

بلاگردانِ بے پروا خرامی ہائے یار: نہیں برق و شرر جز وحشت و ضبطِ تپیدن ہا — بلاگردانِ بے پروا خرامی ہائے یار، آتش — ص۴۷

بلاگردانِ تمکینِ بتاں: بلاگردانِ تمکینِ بتاں صد موجۂ گوہر — عرق بھی جن کے عارض پر بہ تکلیفِ حیا گم ہو — ص۶۸

بلا گردش آفریں: نصیبِ تیرہ بلا گردش آفریں ہے اسدؔ — زمیں سے ہوتے ہیں صد دامن آسماں پیدا — ص۳۲۹

بلائے آسمانی: قاطعِ اعمار ہیں اکثر نجوم — وہ بلائے آسمانی اور ہے — ص۲۳۷

بلائے جاں: بلائے جاں ہے غالبؔ اس کی ہر بات — عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا — ص۱۵۸

(۲) رہا بلا میں بھی میں مبتلائے آفتِ رشک — بلائے جاں ہے ادا تیری اک جہاں کے لیے — ص۲۳۶

بلاؤں: کیوں اندھیری ہے شبِ غم؟ ہے بلاؤں کا نزول | آج اُدھر ہی کو رہے گا دیدۂ اختر کھلا ص۱۶۱

بلائیں: (۱) ہو چکیں غالبؔ بلائیں سب تمام | ایک مرگِ ناگہانی اور ہے ص۲۲۷

(۲) جسے کہتے ہیں خوشی، اُس نے بلائیں لے کر | کبھی چوما، کبھی آنکھوں سے لگایا سہرا ص۲۸۸

بُلبُل[1]: (۱) ہو جو بلبل پیرو فکرِ اسدؔ | غنچۂ منقار گل ہو زیرِ بال ص۵۱

(۲) ہے کس قدر ہلاکِ فریبِ وفائے گل! | بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل ص۱۷۶

(۳) گلزارِ تمنّا ہوں، گلچینِ تماشا ہوں | صد نالہ اسدؔ، بلبل در بندِ زباں دانی ص۱۰۹

(۴) بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل | کہتے ہیں جس کو عشق، خلل ہے دماغ کا ص۱۳۹

(۵) قمری، کفِ خاکستر و بلبل، قفسِ رنگ | اے نالہ نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے؟ ص۲۱۹

(۶) آمدِ بہار کی ہے، جو بلبل ہے نغمہ سنج | اُڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی ص۲۳۳

(۷) صبا! لگا وہ تپانچہ طرف سے بلبل کے | کہ روئے غنچۂ گل سوئے آشیاں پھر جائے ص۳۰۵

(۸) نہ دیکھا کوئی ہم نے آشیاں بلبل کا گلشن میں | کہ جس کے در پہ غنچہ شکلِ قفلِ زر نہیں ہوتا ص۳۲۵

دیکھیے ______ : (۹)، (۱۰) بیضۂ بلبل [دو بار]۔ (۱۱)، (۱۲) پرِ بلبل [دو بار]۔ (۱۳) پروانہ و بلبل۔ (۱۴) چشمِ بلبل۔ (۱۵) خاموشیِ بلبل۔ (۱۶) خرابِ نالۂ بلبل۔ (۱۷) کسوتِ ایجادِ بلبل۔ (۱۸) گریِ گل و بلبل۔ (۱۹) معموریِ شوقِ بلبل۔ (۲۰) منقارِ بلبل۔ (۲۱)۔ (۲۴) نالۂ بلبل [چار بار]۔ (۲۵) یک بالِ بلبل۔

بلبلِ بے بال و پر: دور اُفتادۂ چمنِ فکر ہے اسدؔ | مرغِ خیال، بلبلِ بے بال و پر ہے آج ص۳۵

بلبلِ تصویر: (۱) مجز غبار کردہ سیر، آہنگِ پرواز گو؟ | بلبلِ تصویر و دعوائے پرافشانی عبث ص۳۲

(۲) بلبلِ تصویر ہوں بیتابِ اظہارِ تپش | جُنبشِ نالِ قلم جوشِ پرافشانی مجھے ص۸۶

بلبلِ رنگیں: چمن میں کون ہے طرز آفرینِ شیوۂ عشق؟ | کہ گل ہے بلبلِ رنگین و بیضہ شبنم ہے ص۱۰۲

بلبلِ زار: دیکھیے: نالہ ہائے بلبلِ زار۔

بلبلِ مسکیں: وقت ہے گر بلبلِ مسکیں زلیخائی کرے | یوسفِ گل جلوہ فرما ہے بہ بازارِ چمن ص۵۹

---

[1] بُلبُل : بتیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: چوبیس بار]۔ بلبلوں : ایک بار۔ بلبلیں : ایک بار۔

بلبل وگل:	دیکھیے: نوائے بلبل وگل۔		
بُلبُلوں:	بُلبُلوں کو دور سے کرتا ہے منعِ بارِ باغ	ہے زبانِ پاسباں خارِ سرِ دیوارِ باغ	ص۳۸
بُلبُلیں:	میں چمن میں کیا گیا گویا دبستاں کُھل گیا	بلبلیں، سن کر مرے نالے، غزل خواں ہوگئیں	ص۱۹۳
بلد[1]:	لغزشِ پا کو ہے بلد نغمۂ یا علی مدد	ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ! سبحہ کو خونبہا سمجھ	ص۴۳
بلدِشوق:	گر ہو بلدِ شوق مری خاک کو وحشت	صحرا کو بھی گھر سے کئی فرسنگ نکالوں	ص۶۰
بلدستانِ[2] مراد:	اے خوشا! مکتبِ شوق و بلدستانِ مراد	سبقِ ناز کی ہے عجز کو صد جا تکرار	ص۴
بلغمی[3] مزاج:	پی، جس قدر ملے، شبِ مہتاب میں شراب	اِس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راس ہے	ص۲۰۵
بلند[4]:	[آٹھ بار بہ طور ردیف، ص۳۸]:		
	(۱)، (۲) تو پست فطرت اور خیالِ بسا بلند	اے طفلِ خود معاملہ! قد سے عصا بلند	
	(۳) ویرانیِ نجو آمد و رفتِ نفس نہیں	ہے کوچہ ہائے نَے میں غبارِ صدا بلند	
	(۴) رکھتا ہے انتظارِ تماشائے حُسنِ دوست	مژگانِ باز ماندہ سے دستِ دعا بلند	
	(۵) موقوف کیجیے یہ تکلف نگاریاں	ہوتا ہے ورنہ شعلۂ رنگِ حنا بلند	
	(۶) قربانِ اوج ریزیِ چشمِ حیا پرست	یک آسماں ہے مرتبۂ پشتِ پا بلند	
	(۷) ہے دلبری، کمینگرِ ایجادِ یک نگاہ	کارِ بہانہ جُز چشمِ حیا بلند	
	(۸) بالیدگی، نیازِ قدِ جاں فزا اسدؔ	در ہر نفس بقدرِ نفس ہے قبا بلند	
	(۹) بہ یادِ قامت اگر ہو بلند آتشِ غم	ہر ایک داغِ جگر آفتابِ محشر ہو	ص۶۷
	(۱۰) بہت ہے پایۂ گردِ رہِ حسین بلند	بقدرِ فہم ہے گر کیمیا کہیں اُس کو	ص۲۸۵
بلند آوازہ:	نیِنوائی تر صدائے نغمۂ شہرت اسدؔ!	بوریا، یک نیستانِ عالم بلند آوازہ تھا	ص۱۷
بلند رتبہ:	بلند رتبہ وہ حاکم، وہ سرفراز امیر	کہ باج تاج سے لیتا ہے جس کا طرفِ کلاہ	ص۲۷۷
بلند مقام:	تو نہیں جانتا تو مجھ سے سُن	نامِ شاہنشہِ بلند مقام	ص۱۳۷

[1] بلد : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
[2] بلدستان : ایک بار [مرکب]۔
[3] بلغمی : ایک بار [مرکب]۔
[4] بلند : تیرہ بار [مفرد: نو بار، مرکب: چار بار]۔

بلندی[۱]: (۱) ہمتِ نشوونما میں یہ بلندی ہے کہ سرو — پہ قمری سے کرے صیقلِ تیغِ کہسار ص۳

(۲) غرّۂ اوجِ بِنائے عالمِ امکاں نہ ہو — اس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن ص۱۷۹

(۳) وھاں کنگرِ استغنا ہر دم ہے بلندی پر — یھاں نالے کو اَور اُلٹا دعوائے رسائی ہے ص۲۱۰

(۴) منظر اک، بلندی پر اَور ہم بنا سکتے — عرش سے اِدھر ہوتا کاشکے مکاں اپنا! ص۱۵۹

بلندیِ دستِ دعا: تاچند پستِ فطرتیِ طبعِ آرزو؟ — یارب! ملے بلندیِ دستِ دعا مجھے ص۷۶

بوالہوس[۲]: (۱) حُسن اور اُس پہ حُسنِ ظن، رہ گئی بوالہوس کی شرم — اپنے پہ اعتماد ہے، اَور کو آزمائے کیوں ص۱۹۳

(۲) ہر بوالہوس نے حُسن پرستی شعار کی — اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی ص۲۳۳

بلور[۳]: دیکھیے: ساغرِ بلور۔

بلوریں جام: دیکھنا میرے ہاتھ میں لبریز — اپنی صورت کا اک بلوریں جام ص۳۶۷[اوڈے]

بم[۴]: دیکھیے: زیروبمِ ہستی وعدم۔

بُنِ مو[۵]: (۱) ہنوز محرمیِ حُسن کو ترستا ہوں — کرے ہے ہر بُنِ مو کام چشمِ بینا کا ص۱۳۷

(۲) ہر بُنِ مو سے دمِ ذکر نہ ٹپکے خونناب — حمزہ کا قصہ ہوا، عشق کا چرچا نہ ہوا ص۱۶۴

بُنِ ناخنِ تدبیر: پیچھے ڈالی ہے سرِ رشتۂ اوقات میں گانٹھ — پہلے ٹھونکی ہے بُنِ ناخنِ تدبیر میں کیل ص۳۲۴

بُنِ ہرخار: جگرِ تشنۂ آزار تسلی نہ ہوا — جوئے خوں ہم نے بہائی بُنِ ہرخار کے پاس ص۱۸۳

بِنا[۶]: عزت پہ اہلِ نام کی ہستی کی ہے بِنا — عزت جہاں گئی تو نہ ہستی رہی نہ نام ص۲۸۱

---

۱ بلندی : پانچ بار[مرکب: ایک بار]۔
۲ بوالہوس : دوبار[مرکب: ایک بار]۔
۳ بلور : ایک بار[مرکب]۔
بلوریں : ایک بار[مرکب]۔
۴ بم : ایک بار[مرکب]۔
۵ بُن : چار بار[مرکب]۔
۶ بِنا : آٹھ بار۔[مفرد: ایک بار۔ مرکب: سات بار]۔

بنائے اعتقاد: اسدؔ! قدرت سے حیدرؔ کی، ہوئی ہر گبر و ترسا کو — شرارِ سنگِ بُت بہرِ بنائے اعتقاد، آتش ص ۲۷

بنائے خانۂ زنجیر: یہ کیا وحشت ہے اے دیوانے! پیش از مرگ واویلا — رکھی بیجا بنائے خانۂ زنجیر شیون پر ص ۴۱

بنائے خانہ بربادی: دیکھیے: تعمیر بنائے خانہ بربادی۔

بنائے خندہ: کلفتِ افسردگی کو عیشِ بیتابی حرام — ورنہ دنداں در دل افشردن بنائے خندہ ہے ص ۲۱۵

بنائے عالمِ امکاں: غرّۂ اوجِ بنائے عالمِ امکاں نہ ہو — اِس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن ص ۱۷۹

بنائے عہدِ وفا: اے چرخ! خاک بر سرِ تعمیرِ کائنات — لیکن بنائے عہدِ وفا اُستوار تر ص ۴۱

بنائے ہستیِ شبنم: دیکھیے: سیلِ بنائے ہستیِ شبنم۔

بَناتُ النّعشِ گردوں:[1] تھیں بَناتُ النّعشِ گردوں دن کو پردے میں نہاں — شب کو اُن کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہوگئیں ص ۱۹۱

بناو:[2] دیکھیے: (۱) کروڑوں بناو۔ (۲) لاکھوں بناو۔

بند:[3] (۱)، (۲) رعد کا کر رہی ہے کیا دم بند — برق کو دے رہا ہے کیا الزام ص ۳۸

(۲) اُس کی اُمّت میں ہوں میں، میرے رہیں کیوں کام بند — واسطے جس شہ کے غالبؔ! گنبدِ بے در کھلا ص ۱۶۱

(۳) سیرِ گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں — مژدہ اے مرغ! کہ گلزار میں صیّاد نہیں ص ۱۸۶

(۴) غالبِؔ خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں — روئیے زار زار کیا، کیجیے ہائے ہائے کیوں؟ ص ۱۹۳

(۵) دُکھ جی کے پسند ہوگیا ہے غالبؔ — دل، رک رک کر بند ہوگیا ہے غالبؔ ص ۲۵۳

(۶) پر، یار کے آگے بول سکتے ہی نہیں — غالبؔ! مُنہ بند ہوگیا ہے گویا ص ۲۵۳

دیکھیے: (۷) سرِ خطِ بند۔ (۸) وقفِ بند۔

بندِ رگِ تار: محرمِ دردِ گرفتاری مستی معلوم! — ہوں نفَس سے، صفتِ نغمہ بہ بندِ رگِ تار ص ۹

---

[1] بنات النعش: ایک بار [مرکّب]۔
[2] بناو: دو بار [مرکّب]۔
[3] بند (۱)، (۲): پچیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: سترہ بار]۔

بندِ زباں دانی: گلزار تمنا ہوں، گلچینِ تماشا ہوں — صد نالہ اسدؔ، بلبل در بندِ زباں دانی — ص۱۰۹

بندِ ساز: دیکھیے: نوا سامانِ بندِ ساز۔

بندِ عشق: سو بار بندِ عشق سے آزاد ہم ہوئے — پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا — ص۱۵۰

بندِ غم: (۱) قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں — موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں! — ص۱۹۳

(۲) شفا ہو آپ کو، غالبؔ کو بندِ غم سے نجات — خدا کرے کہ یہ ایسا ہو سازگار برس — ص۲۶۳

بندِ قبا: (۱) تکلف عاقبت بیں ہے، دلا! بندِ قبا وا کر — نفس بعد از وصالِ دوست، تاواں ہے گسستن کا — ص۲۷

(۲) نشۂ رنگ سے ہے واشدِ گل — مست کب بندِ قبا باندھتے ہیں — ص۱۸۱

(۳) دیکھیے: پیچیدگیِ بندِ قبا۔

بندِ قبائے یار: اسدؔ! بندِ قبائے یار ہے فردوس کا غنچہ — اگر وا ہو تو دکھلا دوں کہ یک عالم گلستاں ہے — ص۸۱

بندِ نقابِ حسن: وا کر دیے ہیں شوق نے بندِ نقابِ حُسن — غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا — ص۱۵۳

بندِ نقابِ یار: کشادہ رخ نہ پھرے کیوں کہ اس زمانے میں — بچی نہ از پئے بندِ نقابِ یار گرہ — ص۲۷۹

بندِ کوتہی: رشتۂ فہمیدِ ممسک ہے بہ بندِ کوتہی — عقدہ ساں ہے کیسۂ زر پر خیالِ تنگ دل — ص۵۳

بندِ گریہ: (۱) ہر اشکِ چشم سے یک حلقۂ زنجیر بڑھتا ہے — بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب اندیشہ رستن کا — ص۲۷

(۲) اسدؔ! ہر اشک ہے یک حلقہ بر زنجیر افزودن — بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب اُمیدِ رستن ہا — ص۲۳

بندِ محبت: گریے سے بندِ محبت میں ہوئی نام آوری — لختِ لختِ دل نگینِ خانۂ زنجیر ہے — ص۹۵

بندِ ہوس: تنا بہ بندِ ہوس در ندادہ رکھتے ہیں — دل ز کارِ جہاں اوفتادہ رکھتے ہیں — ص۶۰

بندش[1]: تھا میں گلدستۂ احباب کی بندش کی گیاہ — متفرق ہوئے میرے رفقا میرے بعد — ص۳۸

بندگی[2]: (۱) اسدؔ! یہ عجز و بے سامانیِ فرعون توام ہے — جسے تو بندگی کہتا ہے، دعویٰ ہے خدائی کا — ص۱۶

(۲) برنگِ سایہ ہمیں بندگی میں ہے تسلیم — کہ داغِ دل بہ جبینِ کشادہ رکھتے ہیں — ص۶۰

(۳) کیا وہ نمرود کی خدائی تھی؟ — بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا — ص۱۶۲

---

[1] بندش : ایک بار۔

[2] بندگی : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکب: چار بار]۔

(۴) بندگی میں بھی وہ آزادہ و خود بیں ہیں کہ ہم — اُلٹے پھر آئے، درِ کعبہ اگر وا نہ ہوا — ص ۱۶۴

(۵) دیکھیے: عجزِ بندگی۔

بندگیِ بوتراب: غالب! ندیمِ دوست سے آتی ہے بوئے دوست — مشغولِ حق ہوں بندگیِ بوتراب میں — ص ۱۸۹

بندگیِ حضرتِ جبریلِ امیں: آستاں پر ہے ترے جوہرِ آئینۂ سنگ — رقمِ بندگیِ حضرتِ جبریلِ امیں — ص ۱۳۵

بندگیِ گل: دیکھیے: کمالِ بندگیِ گل۔

بندوبست[۱]: گلشن میں بندوبست برنگِ دگر ہے آج — قمری کا طوق، حلقۂ بیرونِ در ہے آج — ص ۱۶۵

بندوبستِ گلشن آرائی: شہِ گل نے کیا جب بندوبستِ گلشن آرائی — عصائے سبز دے، نرگس کو خدمت دی نظارت کی — ص ۹۷

بندہ[۲]: (۱) اسدؔ! اربابِ فطرت قدردانِ لفظ و معنی ہیں — سخن کا بندہ ہوں لیکن نہیں مشتاقِ تحسیں کا — ص ۲۹

(۲) بت خانے میں اسدؔ بھی بندہ تھا گاہ گاہے — حضرت چلے حرم کو، اب آپ کا خدا ہے — ص ۹۳

(۳) آپ کا بندہ اور پھروں ننگا! — آپ کا نوکر اور کھاؤں اُدھار! — ص ۱۳۷

(۴) بارے، دو دن کہاں رہا غائب؟ — بندہ عاجز ہے، گردشِ ایام — ص ۳۵

(۵) ہے بندے کو اعادۂ عزّت کی آرزو — چاہیں اگر حضور تو مشکل نہیں یہ کام — ص ۲۸۳

(۶) میں قائلِ خدا و نبیؐ و امام ہوں — بندہ خدا کا اور علیؑ کا غلام ہوں — ص ۲۹۸

بندہ پرور: (۱) بندہ پرور کے کفِ دست کو دل کیجیے فرض — اور اِس چکنی سپاری کو سویدا کہیے — ص ۱۲۲

(۲) بے نیازی حد سے گزری، بندہ پرور! کب تلک — ہم کہیں گے حالِ دل اور آپ فرماویں گے: کیا؟ — ص ۱۵۵

(۳) بندہ پرور! ثنا ترازی سے — مدعا عرضِ فنِّ شعر نہیں — ص ۲۸۱

(۴) دیکھیے: خداوندِ بندہ پرور۔

بندۂ بہ درم ناخریدہ: میرا نیاز و عجز ہے مُفتِ جہاں اسدؔ — یعنی کہ بندۂ بہ درم ناخریدہ ہوں — ص ۹۲

بندۂ کمینہ: مسجد کے زیرِ سایہ اک گھر بنالیا ہے — یہ بندۂ کمینہ ہمسایۂ خدا ہے — ص ۳۱۲

---

۱ بندوبست : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

۲ بندہ : گیارہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: پانچ بار]۔

بندوں:	خدا کا بندہ، خداوندگار بندوں کا	اگر کہیں نہ خداوند، کیا کہیں اُس کو	ص ۲۸۵
بنگ[1]:	ہوں ز پا اُفتادۂ اندازِ یادِ حُسنِ سبز	کس قدر ہے لغزش فرسائے خمارِ بنگ، دل	ص ۵۳
بو[2]:	(۱) بیمِ جاں پروردنِ یعقوب، بالِ خاک سے	وام لیتی ہے پرِ پروازِ پیراہن کی بو	ص ۹۹
	(۲) ہے کمندِ موجِ گُل فتراکِ بیتابیِ اسدؔ!	رنگ، یہاں بُو سے سوارِ توسنِ چالاک ہے	ص ۱۰۷
	(۳) اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا	جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا	ص ۱۹۰
	(۴) ابھی آتی ہے بو بالش سے اُس کی زلفِ مشکیں کی	ہماری دید کو خوابِ زلیخا عارِ بستر ہے	ص ۲۱۳
	(۵) داغِ دل گر نظر نہیں آتا	بو بھی اے چارہ گر! نہیں آتی؟	ص ۲۳۸
	(۶) ظاہر ہے کہ گھبرا کے نہ بھاگیں گے نکیرین	ہاں منہ سے مگر بادۂ دوشینہ کی بو آئے	ص ۲۳۸
	(۷) گُل کدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ، ایک بو	ریختے کے قماش کو پود ہے ایک، تار ایک	ص ۲۹۶

دیکھیے ____: (۸) اختلافِ رنگ و بو۔ (۹) بادۂ گُل فامِ مشک بو۔ (۱۰) طوفانِ رنگ و بو۔ (۱۱) قفسِ رنگ و بو۔ (۱۲) مئ مشک بو۔

بوئے باغ: دیکھیے: رنگ و بوئے باغ۔

بوئے پیرہن:	نسیمِ مصر کو کیا پیرِ کنعاں کی ہوا خواہی	اُسے یوسف کی بوئے پیرہن کی آزمائش ہے	ص ۲۳۲

بوئے خوشِ گُل رُویاں: دیکھیے: شرمندۂ بوئے خوشِ گُل رویاں۔

بوئے دوست:	غالبؔ! ندیمِ دوست سے آتی ہے بوئے دوست	مشغولِ حق ہوں بندگیِ بوترابؔ میں	ص ۱۸۹
بوئے زلفِ مشکیں:	بہ بوئے زلفِ مشکیں ہے دماغِ آشفتۂ رم ہا	کہ شاخِ آہواں دودِ چراغ آسا پریشاں ہے	ص ۸۱
بوئے غنچہ:	بے دل نہ نازِ وحشتِ جیبِ دریدہ کھینچ	جوں بوئے غنچہ یک نفس آرمیدہ کھینچ	ص ۳۶
بوئے گُل:	(۱) ہے بوئے گُل غریبِ تسلّی گہِ وطن	ہر جزو آشیاں بہ پرواز ہے مجھے	ص ۹۷
	(۲) بوئے گُل فتنۂ بیدار و چمن جامۂ خواب	وصلِ ہر رنگ جنوں کسوتِ رُسوائی ہے	ص ۱۰۳

---

[1] بنگ : ایک بار [مرکب]۔

[2] بو : پچیس بار [مفرد: سات بار، مرکب: اٹھارہ بار]۔

(۳) جوں بوے گل، ہوں گرچہ گراں بارِ منتِ زر   لیکن اسدؔ بہ وقتِ گزشتن جریدہ ہوں   ص۶۱

(۴) فیضِ خُلق اُس کا ہی شامل ہے کہ ہوتا ہے سدا   بوے گل سے نفَسِ بادِ صبا عطر آگیں   ص۱۳۴

(۵) بوے گل، نالۂ دل، دودِ چراغِ محفل   جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا   ص۱۳۴

(۶) دیکھیے: موجِ بوے گل۔

بوے یوسف: بوے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی اسدؔ   دَے نے برباد کیا پیرہنستاں میرا   ص۲۱

بوباس: تھا ترنجِ زر ایک خسرو پاس   رنگ کا زرد، پر کہاں بوباس

آم کو دیکھتا اگر یک بار   پھینک دیتا طلاے دست افشار   ص۱۳۱

بوتراب[۱]: (۱) اسدؔ کے واسطے رنگے بروے کار ہو پیدا   غبار آوارہ و سرگشتہ ہے یا بوتراب اُس کا   ص۲۲۷

دیکھیے: (۲) بندگیِ بوتراب۔ (۳) نبیِ بوتراب۔

بوجھ[۲]: بوجھ وہ سر سے گرا ہے کہ اُٹھائے نہ اُٹھے   کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے   ص۲۳۶

بُود[۳]: لیتا ہوں مکتبِ غمِ دل میں سبق ہنوز   لیکن یہی کہ 'رفت' گیا اور 'بود' تھا   ص۱۳۳

بُودِ چراغِ کشتہ: رحم کر ظالم! کہ کیا بودِ چراغِ کشتہ ہے   نبضِ بیمارِ وفا دودِ چراغِ کشتہ ہے   ص۲۱

بُود و نبُود[۴]: دیکھیے: گرمِ حیرتِ بود و نبود۔

بُودا[۵]: (۱) تری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بُودا   کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر اُستوار ہوتا   ص۱۶۰

(۲) غم کھانے میں بُودا دلِ ناکام بہت ہے   یہ رنج کہ کم ہے مےِ گلفام، بہت ہے   ص۲۲۵

بوریا[۶]: (۱) بے نوائی تر صداے نغمۂ شہرت اسدؔ!   بوریا، یک نیستاں عالم بلند آوازہ تھا   ص۱۷

(۲) عرضِ بساطِ انجمنِ رنگ مفت ہے   موجِ بہار رکھتی ہے اک بوریا گرو   ص۶۹

(۳) ہے خبر گرم اُن کے آنے کی   آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا!   ص۱۹۲

(۴) اسدؔ کو بوریے میں دھر کے پھونکا موجِ ہستی نے   فقیری میں بھی باقی ہے شرارت نوجوانی کی   ص۷۷

---

۱ بوتراب : تین بار [مرتّب: دو بار]۔
۲ بوجھ : ایک بار۔
۳ بُود : دو بار [مرتّب: ایک بار]۔
۴ بود و نبود : ایک بار [مرتّب]۔
۵ بودا : دو بار۔
۶ بوریا : چھے بار [مرتّب: دو بار]۔

دیکھیے: (۵) موجِ بوریا۔ (۶) نقشِ بوریا۔

بوڑھا[1]: بوڑھا ہوا ہوں، قابلِ خدمت نہیں اسد | خیرات خوار محض ہوں، نوکر نہیں ہوں میں | ص ۲۹۸

بوستاں[2]: دیکھیے: مینائے سروِ بوستاں۔

بوسوں: دہانِ تنگ مجھے کس کا یاد آیا تھا؟ | کہ شب خیال میں بوسوں کا ازدحام رہا | ص ۳۰

بوسہ[3]: (۱) بہ مُہر نامہ جو بوسہ گُلِ پیام رہا | ہمارا کام ہوا اور تمھارا نام رہا | ص ۳۰

(۲) بوسے میں وہ مضائقہ نہ کرے | پر مجھے طاقتِ سوال کہاں | ص ۶۶

(۳) بوسہ کیسا، یہی غنیمت ہے | کہ نہ سمجھیں وہ لذّتِ دُشنام | ص ۳۷

(۴) بوسہ دینے میں اُن کو ہے انکار | دل کے لینے میں جن کو تھا ابرام | ص ۳۷

(۵) لے تو لوں سوتے میں اُس کے پانو کا بوسہ، مگر | ایسی باتوں سے وہ کافر بدگماں ہو جائے گا | ص ۱۵۱

(۶) غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یوں | بوسے کو پوچھتا ہوں میں مُنہ سے مجھے بتا کہ یوں | ص ۱۷۸

(۷) بوسہ نہیں، نہ دیجیے، دشنام ہی سہی | آخر زباں تو رکھتے ہو تم گر دہاں نہیں | ص ۱۸۸

(۸) کیا خوب! تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا؟ | بس چپ رہو، ہمارے بھی منہ میں زبان ہے | ص ۲۰۳

(۹) اُس لب سے مل ہی جائے گا بوسہ کبھی تو، ہاں | شوقِ فضول و جُراتِ رندانہ چاہیے | ص ۲۱۱

(۱۰) دکھا کے جُنبشِ لب ہی تمام کر ہم کو | نہ دے جو بوسہ تو منہ سے کہیں جواب تو دے | ص ۲۲۳

(۱۱) بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ | جی میں کہتے ہیں کہ مُفت آئے تو مال اچھا ہے | ص ۲۲۹

(۱۲) صحبت میں غیر کی نہ پڑی ہو کہیں یہ خو | دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے | ص ۲۳۳

دیکھیے ـــــــ: (۱۳) بہائے بوسہ۔ (۱۴) داغِ آرزوے بوسہ۔ (۱۵) دریوزہ گرِ بوسہ۔

---

[1] بوڑھا : ایک بار۔

[2] بوستاں : ایک بار [مرکب]۔

[3] بوسہ : بائیس بار [مفرد: بارہ بار، مرکب: دس بار]۔
بوسے : دو بار۔ بوسوں : ایک بار۔

بوسہ بہ پیغام: بزمِ وداعِ نظر، یاسِ طرب نامہ بر — فرصتِ رقصِ شرر بوسہ بہ پیغام ہے ص ۹۹

بوسۂ پا: بوسۂ پا انتخابِ بدگمانی ہائے حُسن — یعنی ہجومِ عجز سے تا سجدہ ہے جولانِ عجز ص ۲۳

(۲) اسدؔ مجھ میں ہے اُس کے بوسۂ پا کی کہاں جرأت — کہ میں نے دست و پایا ہم بہ شمشیرِ ادب کاٹے ص ۹۸

بوسۂ شیریں لباں: دیکھیے: قندِ بوسۂ شیریں لباں۔

بوسۂ لب: بوسۂ لب سے ملی طبع کو کیفیتِ حال — نے کشیدن سے مجھے نشۂ تریاک چڑھا ص ۲۲۵

بوسۂ لبِ شیریں: دلا! عبث ہے تمنائے خاطر افروزی — کہ بوسۂ لبِ شیریں ہے اور گلو سوزی ص ۱۰۰

بوسۂ لب ہائے مے گوں: دیکھیے: آرزوئے بوسۂ لب ہائے مے گوں۔

بوسے: (۱) غیر لیں محفل میں بوسے جام کے — ہم رہیں یوں تشنہ لب پیغام کے! ص ۲۵۱

(۲) زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا! — کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے ص ۲۳۶

بوند[1]: (۱) غالبؔ زبس کہ سوکھ گئے چشم میں سرشک — آنسو کی بوند گوہرِ نایاب ہو گئی ص ۹۶

(۲) لکھا ہے سر انگشتِ حنائی کا تصور — دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی ص ۲۲۸

(۳) اُنھیں کی سالگرہ کے لیے بناتا ہے — ہوا میں بوند کو ابرِ تگرگ بار، گرہ ص ۲۷۹

بہا[2]: دیکھیے: لعلِ بیش بہا۔

بہائے بوسہ: جاں ہے بہائے بوسہ، ولے کیوں کہے ابھی — غالبؔ کو جانتا ہے کہ وہ نیم جاں نہیں ص ۱۸۸

بہائے متاعِ ہنر: حسد، سزائے کمالِ سخن ہے کیا کیجیے! — ستم، بہائے متاعِ ہنر ہے کیا کہیے! ص ۲۲۷

بہائے مے: دیکھیے: صرفِ بہائے مے۔

بہار[3]: (۱) ہر کفِ خاک جگر تشنۂ صد رنگِ ظہور — غنچے کے مے کدے میں مستِ تامّل ہے بہار ص ۳

---

[1] بوند : تین بار۔

[2] بہا : چار بار [مرکب]۔

[3] بہار : ایک سو چھے بار [مفرد: اکتیس بار، مرکب: پچھتر بار]۔

(۲) وصفِ دلدل ہے مرے مطلعِ ثانی کی بہار — جنّتِ نقشِ قدم سے ہوں میں اُس کے، گلچیں — ص۹

(۳) بہ فرازِ گاہِ عبرت چہ بہار و کو تماشا! — کہ نگاہ ہے سیہ پوش بہ عزائے زندگانی — ص۹

(۴) عشاق اشکِ چشم سے دھوویں ہزار داغ — دیتا ہے اَور، جوں گل و شبنم، بہار داغ — ص۴۸

(۵) گل، چہرہ ہے کسو خفقانی مزاج کا — گھبرا رہی ہے بیمِ خزاں سے بہار، حیف! — ص۴۹

(۶) دل خستگاں کو ہے طربِ صد چمن بہار — باغ بہ خوں تپیدن و آبِ روانِ اشک — ص۵۰

(۷) کرنے نہ پائے ضعف سے شورِ جنوں اسدؔ! — اب کے بہار کا یونہی گزرا برس تمام — ص۵۵

(۸) بہار، در گرو غنچہ شہر جولاں ہے — طلسمِ ناز بجز تنگیِ قبا معلوم! — ص۵۳

(۹) تیری آرائش کا استقبال کرتی ہے بہار — جوہرِ آئینہ ہے یہاں نقشِ احضارِ چمن — ص۵۹

(۱۰) چشمِ نرگس میں نمک بھرتی ہے شبنم سے بہار — فرصتِ نشوونما سازِ شکیبائی نہیں — ص۶۵

(۱۱) تو مشقِ ناز کر، دلِ پروانہ ہے بہار — بیتابیِ تجلّیِ آتش بہ جاں نہ پوچھ — ص۷۰

(۱۲) جنونِ وحشتِ ہستی یہ عام ہے کہ بہار — رکھے ہے کسوتِ طاؤس میں پرافشانی — ص۹۶

(۱۳) فسونِ حُسن سے ہے شوخیِ گلگونہ آرائی — بہار اُس کی کفِ مشاطہ میں بالیدنی جانے — ص۱۱۵

(۱۴) نہ گل اُس میں، نہ شاخ و برگ، نہ بار — جب خزاں آئے تب ہو اُس کی بہار — ص۱۳۰ [بیاض]

(۱۵) باغِ معنی کی دکھا دوں گا بہار — مجھ سے گر شاہِ سخن گستر کھلا — ص۱۳۰

(۱۶) حنائے پائے خزاں ہے، بہار اگر ہے یہی — دوامِ کلفتِ خاطر ہے عیش دُنیا کا — ص۱۳۷

(۱۷) دل نہیں، تجھ کو دکھاتا ورنہ داغوں کی بہار — اِس چراغاں کا، کروں کیا، کارفرما جل گیا — ص۱۵۱

(۱۸) نشاطِ داغِ غمِ عشق کی بہار نہ پوچھ — شگفتگی، ہے شہیدِ گلِ خزانیِ شمع — ص۱۷۳

(۱۹) ایجاد کرتی ہے اُسے تیرے لیے بہار — میرا رقیب ہے نفسِ عطر سائے گل — ص۱۷۶

(۲۰) ہے جوشِ گل بہار میں یہاں تک کہ ہر طرف — اُڑتے ہوئے اُلجھتے ہیں مرغِ چمن کے پانْو — ص۱۹۶

(۲۱) ہے سبزہ زار ہر در و دیوارِ غم کدہ — جس کی بہار یہ ہو، پھر اُس کی خزاں نہ پوچھ — ص۲۰۱

(۲۲) آغوشِ گل کشودہ برائے وداع ہے | اے عندلیب! چل کہ چلے دن بہار کے | ص۲۱۰

(۲۳) ہے رنگِ لالہ و گل و نسریں جدا جدا | ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے | ص۲۲۰

(۲۴) اُگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالبؔ! | ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے | ص۲۳۳

(۲۵) آمد بہار کی ہے جو بلبل ہے نغمہ سنج | اُڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی | ص۲۴۳

(۲۶)،(۲۷) نہیں بہار کو فرصت، نہ ہو، بہار تو ہے | طراوتِ چمن و خوبیِ ہوا کہیے | ص۲۴۸

(۲۸) پھر اِس انداز سے بہار آئی | کہ ہوئے مہر و مہ تماشائی | ص۲۵۱

(۲۹) بھوکے نہیں ہیں سیرِ گلستاں کے ہم، ولے | کیوں کر نہ کھائیے کہ ہوا ہے بہار کی | ص۲۵۱

(۳۰) بہار شوخ و چمن تنگ و رنگِ گل دل چسپ | نسیم باغ سے پا در حنا نکلتی ہے | ص۲۵۲

(۳۱) ہے بسملِ ادائے چمن عارضاں، بہار | گلشن کو رنگِ گل سے ہے درخوں تپیدگی | ص۲۵۳

دیکھیے ـــــــ: (۳۲) آئینۂ بہار۔ (۳۳) آئینۂ اخلاقِ بہار۔ (۳۴) ابرِ بہار۔ (۳۵) اجزائے بہار۔ (۳۶) احرامِ بہار۔ (۳۷) بادِ بہار۔ (۳۸) برقِ بہار۔ (۳۹) برہنہ مستیِ صبحِ بہار۔ (۴۰) بسملِ نقصانِ بہار۔ (۴۱) پائے بہار۔ (۴۲) تماشائے بہار۔ (۴۳) تماشا بہار۔ (۴۴) جلوہ تخریبیہ بہار۔ (۴۵) جوشِ بہار۔ (۴۶) جولانِ بہار۔ (۴۷) چشمِ بہار۔ (۴۸) خلیدۂ رگِ ابرِ بہار۔ (۴۹) دامانِ بہار۔ (۵۰) دماغِ بہار۔ (۵۱) رگِ ابرِ بہار۔ (۵۲) رعشۂ اعضائے بہار۔ (۵۳) سویدائے بہار۔ (۵۴) شمعِ شبستانِ بہار۔ (۵۵)،(۵۶) صبحِ بہار [دوبار]۔ (۵۷) صرفِ مشقِ تمکینِ بہار۔ (۵۸) طرب ایجادِ بہار۔ (۵۹) طوفانِ آمدِ فصلِ بہار۔ (۶۰) طوفاں خزاں رنگِ طرب گاہِ بہار۔ (۶۱) عرضِ بہار۔ (۶۲) غنچۂ لبریزِ بہار۔ (۶۳) فروغِ بہار۔ (۶۴) گلشنِ ہمیشہ بہار۔ (۶۵)،(۶۶) موجِ بہار [دوبار]۔ (۶۷) نازِ بہار۔ (۶۸) ناز پروردۂ بہار۔ (۶۹) نشاطِ بہار۔ (۷۰) وحشتِ جنونِ بہار۔ (۷۱) وقتِ وداعِ بہار۔

بہار آفرینا: تماشائے گلشن: تمنائے چیدن | بہار آفرینا! گنہ گار ہیں ہم؟ | ص۵۵

بہار آئینۂ استغنا: دیکھیے: تمثالِ بہار آئینۂ استغنا۔

بہارِ ایجادیِ بیدلؔ: دیکھیے: رنگِ بہارِ ایجادیِ بیدلؔ۔

بہارِ بادہ پیمائی: خراباتِ جنوں میں ہے اسدؔ! وقتِ قدح نوشی — بہ عشقِ ساقیِ کوثر بہارِ بادہ پیمائی ص۹۲

بہارِ باغ: بہارِ باغ پامالِ خرامِ جلوہ فرمایاں — حنائے دست وخونِ کشتگاں سے تیغ رنگیں ہے ص۸۹

بہارِ بے خزاں: (۱) عروجِ نا اُمیدی چشمِ زخمِ چرخ کیا جانے — بہارِ بے خزاں از آہِ بے تاثیر ہے پیدا ص۳۰

(۲) گلشنِ اتفاق میں ایک، بہارِ بے خزاں — مے کدۂ وفاق میں بادۂ بے خمار، ایک ص۲۹۶

بہارِ بے خودی: دیکھیے: طرحِ بہارِ بے خودی۔

بہارِ تعزیت آبادِ عشق: بہارِ تعزیت آبادِ عشق ماتم ہے — کہ تیغِ یار ہلالِ مہِ محرّم ہے ص۱۰۲

بہارِ تماشائے گلستانِ حیات: اسدؔ! بہارِ تماشائے گلستانِ حیات — وصالِ لالہ عذارانِ سرو قامت ہے ص۸۶

بہارِ تیزرَو: ہے بہارِ تیزرَو گلگونِ نکہت پر سوار — یک شکستِ رنگِ گل صد جنبشِ مہمیز ہے ص۸۵

بہارِ حُسنِ یار: دیکھیے: صرفِ بہارِ حُسنِ یار۔

بہارِ حیرتِ نظارہ: بہارِ حیرتِ نظارہ سخت جانی ہے — حنائے پائے اجل خونِ کشتگاں تجھ سے ص۱۱۳

بہارِ دید: دیکھیے: بسملِ شوقِ بہارِ دید۔

بہارِ رنگِ خونِ گل: بہارِ رنگِ خونِ گل ہے ساماں اشک باری کا — جنونِ برق نشتر ہے رگِ ابرِ بہاری کا ص۱۸

بہارِ ریاضِ مہروفا: وہ بہارِ ریاضِ مہر و وفا — جس کو کہتے ہیں عمدۂ الحکما ۲۶۸

بہارِ ساماں: کشودِ غنچۂ خاطر عجب نہ رکھ غافل! — صبا خرامیِ خوباں بہار ساماں ہے ص۱۰۲

بہارِ شُعلستاں: در آبِ آئنہ از جوشِ عکسِ گیسوے مشکیں — بہارِ شُعلستاں جلوہ گر ہے آں سوے دریا ص۲۲۷

بہارِ صحرا: یک گام بے خودی سے لوٹیں بہارِ صحرا — آغوشِ نقشِ پا میں کیجیے فشارِ صحرا ص۲۶

بہارِ صدنگارستاں: دیکھیے: عرضِ بہارِ صدنگارستاں۔

بہارِ عرضِ صحرادادہ: دیکھیے: جوشِ نیرنگِ بہارِ عرضِ صحرادادہ۔

بہارِ عیش: دیکھیے: آشیاں بندِ بہارِ عیش۔

بہارِ فرصتِ ہستی: ہوئی جس کو بہارِ فرصتِ ہستی سے آگاہی — بہ رنگِ لالہ جامِ بادہ پر محمل پسند آیا ص۱۲

بہارِ گرمیِ بازارِ دوست: لغزشِ مستانہ و جوشِ تماشا ہے اسدؔ — آتشِ مے سے بہارِ گرمیِ بازارِ دوست — ص۳۳

بہارِ گل: بہارِ گل دماغ نشۂ ایجادِ مجنوں ہے — ہجومِ برق سے چرخ و زمیں یک قطرۂ خوں ہے — ص۱۱۱

بہارِ موسمِ گل: ساقی! بہارِ موسمِ گل ہے سرور بخش — پیماں سے ہم گزر گئے، پیمانہ چاہیے — ص۸۲

بہارِ ناز: (۱) آ اے بہارِ ناز! کہ تیرے خرام سے — دستار گردِ شاخِ گلِ نقشِ پا کروں — ص۵۶

(۲) بس کہ ہیں ہم اک بہارِ ناز کے مارے ہوئے — جلوۂ گل کے سوا گرد اپنے مدفن میں نہیں — ص۱۸۵

بہارِ نالہ: طراوتِ سحر ایجادیِ اثر یک سو — بہارِ نالہ و رنگینیِ فغاں تجھ سے — ص۱۱۲

بہارِ نشہ: وحشت: بہارِ نشہ و گل: ساغرِ شراب — چشمِ پری: شفق کدۂ راز ہے مجھے — ص۹۷

بہارِ نظارہ: دیکھیے: صبحِ بہارِ نظارہ۔

بہارِ نغمہ: شوخیِ مضرابِ جولاں آبیارِ نغمہ ہے — برگ ریزِ ناخنِ مطرب بہارِ نغمہ ہے — ص۸۶

بہارِ نقش بندی ہائے دہر: بت پرستی ہے بہارِ نقش بندی ہائے دہر — ہر صریرِ خامہ میں یک نالۂ ناقوس تھا — ص۲۱

بہارِ نیم رنگِ آہِ حسرت ناک: چمن زارِ تمنا ہوگیا صرفِ خزاں لیکن — بہارِ نیم رنگِ آہِ حسرت ناک باقی ہے — ص۱۰۷

بہاراں[۱]: ہے بہاراں میں خزاں حاصل خیالِ عندلیب — رنگِ گل آتش کدہ ہے زیرِ بالِ عندلیب — ص۳۲

بہاری[۲]: دیکھیے: (۱) آئینۂ بادِ بہاری۔ (۲)، (۳) ابرِ بہاری (دوبار]۔ (۴) بادِ بہاری۔ (۵) جوششِ فصلِ بہاری۔ (۶) رگِ ابرِ بہاری۔ (۷) نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری۔

بہادر[۳]: دیکھیے: (۱) نصرت الملک بہادر۔ (۲) میکلوڈ بہادر۔

بہادر شاہ[۴]: قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ — مظہرِ ذوالجلال والاکرام — ص۳۷

بہادر شہ: شاہِ روشن دل بہادر شہ کہ ہے — رازِ ہستی اُس پہ سر تا سر کھلا — ص۳۹

بھاری[۵]: تا قیامت شبِ فرقت میں گزر جائے گی عمر — سات دن ہم پہ بھی بھاری ہیں سحر ہوتے تک — ص۵۰

بھاڑ[۶]: رات کو آگ اور دن کو دھوپ — بھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار — ص۱۲۵

---

۱ بہاراں : ایک بار۔
۲ بہاری : سات بار [مرتب]۔
۳ بہادر : دوبار۔
۴ بہادر شاہ : ایک بار۔
۵ بھاری : ایک بار۔
۶ بھاڑ : ایک بار۔
بہادر شہ : ایک بار۔

بہانہ[1]:	(۱) کجا معزولیِ آئینہ، گو ترکِ خود آرائی	نمد در آب ہے اے سادہ پُرکار! اس بہانے میں	ص ۵۸
	(۲) واماندگی بہانہ و دل بستگی فریب	دردِ طلب بہ آبلۂ پا نہ کھینچیے	ص ۱۰۶
	(۳) انھیں منظور اپنے زخمیوں کا دیکھ آنا تھا	اُٹھے تھے سیرِ گل کو، دیکھنا شوخی بہانے کی	ص ۲۰۳
بہانۂ بیگانگی:	وارستگی بہانۂ بیگانگی نہیں	اپنے سے کر، نہ غیر سے، وحشت ہی کیوں نہ ہو	ص ۱۹۴
بہانۂ پردازِ خامشی:	فکرِ سخن: بہانۂ پردازِ خامشی	دودِ چراغ: سرمۂ آواز ہے مجھے	ص ۹۷
بہانہ جوئیِ چشمِ حیا:	ہے دلبری: کمیں گرِ ایجادِ یک نگاہ	کارِ بہانہ جوئیِ چشمِ حیا بلند	ص ۳۹
بہانہ جوِ رحمت:	بہانہ جوِ رحمت کمیں گرِ تقریب	وفائے حوصلہ و رنجِ امتحاں تجھ سے	ص ۱۱۴
بہانۂ راحت:	تجھے بہانۂ راحت ہے انتظار اے دل!	کیا ہے کس نے اشارہ کہ نازِ بستر کھینچ	ص ۱۶۵
بھائی[2]:	دی مرے بھائی کو حق نے از سرِ نو زندگی	میرزا یوسف، ہے غالب! یوسفِ ثانی مجھے	ص ۲۳۲
بہرا[3]:	بہرا ہوں میں تو چاہیے دونا ہو التفات	سنتا نہیں ہوں بات مکرر کہے بغیر	ص ۱۶۹
بہرام[4]:	کون ہے جس کے در پہ ناصیہ سا	ہیں مہ و مہر و زہرہ و بہرام	ص ۱۳۷
بہرام[5]:	(۱) وارثِ ملک جانتے ہیں تجھے	ایرج و تور و خسرو و بہرام	ص ۱۳۷
	(۲)، (۳) چھوڑ دیتا تھا گور کو بہرام	ران پر داغ تازہ دے کے وہیں	
	اور داغ آپ کی غلامی کا	خاص بہرام کا ہے زیبِ سُریں	ص ۲۸۱
بھرم[6]:	بھرم کھل جائے ظالم! تیرے قامت کی درازی کا	اگر اس طُرّۂ پُرپیچ و خم کا پیچ و خم نکلے	ص ۲۲۹
بہرہ ور[7]:	اس سے جو کوئی بہرہ ور ہوگا	سینہ گنجینۂ گہر ہوگا	ص ۲۶۷
بہزاد[8]:	(۱) گر بہ بزمِ باغ کھینچے نقش روے یار کو	شمع ساں ہو جائے قطِ خامۂ بہزاد گُل	ص ۵۲
	(۲) بہزاد! نقش یک دلِ صد چاک عرض کر	گر زلفِ یار کھینچ نہ سکے، شانہ کھینچیے	ص ۱۰۵
بہشت[9]:	(۱) کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچے سے بہشت	یہی نقشا ہے، ولے اس قدر آباد نہیں	ص ۱۸۶

---

[1] بہانہ : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکب: پانچ بار]۔
[2] بھائی : ایک بار۔ [3] بہرا : ایک بار۔
[4] بہرام : ایک بار [مرکب]۔
[5] بہرام : تین بار [مرکب: ایک بار]۔
[6] بھرم : ایک بار۔
[7] بہرہ ور : ایک بار۔
[8] بہزاد : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
[9] بہشت : چھے بار [مفرد: چار بار، مرکب: دو بار]۔

(۲) سُنتے ہیں جو بہشت کی تعریف، سب درست — لیکن خدا کرے وہ ترا جلوہ گاہ ہو! ص۱۸۷

(۳) طاعت میں تا رہے نہ مئے وانگبیں کی لاگ — دوزخ میں ڈال دو کوئی لے کر بہشت کو ص۱۸۷

(۴) وہ چیز، جس کے لیے ہم کو ہو بہشت عزیز — سوائے بادۂ گلفامِ مشک بُو کیا ہے؟ ص۲۳۲

(۵) دیکھیے: ہشت بہشت۔

بہشت شمائل: یہ کس بہشت شمائل کی آمد آمد ہے — کہ غیرِ جلوۂ گُل رہ گزر میں خاک نہیں ص۱۸۳

بھلا[۱] (۱): (۱) کیا وہ نمرود کی خدائی تھی؟ — بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا ص۱۹۳

(۲) واقعی دل پر بھلا لگتا تھا داغ — زخم لیکن داغ سے بہتر کُھلا ص۱۳۰

(۳) خوب تھا پہلے سے ہوتے جو ہم اپنے بدخواہ — کہ بھلا چاہتے ہیں اور بُرا ہوتا ہے ص۲۳۰

(۴)،(۵) ہاں بھلا کر، ترا بھلا ہوگا — اور درویش کی صدا کیا ہے ص۲۳۸

(۶) کیا ہی اِس چاند سے مکھڑے پہ بھلا لگتا ہے — ہے ترے حُسنِ دل افروز کا زیور، سہرا ص۲۸۷

(۷) علی کے بعد حسن اور حسن کے بعد حسین — کرے جو اُن سے بُرائی، بھلا کہیں اُس کو؟ ص۲۸۶

(۸) اِس نزاکت کا بُرا ہو، وہ بھلے ہیں تو کیا — ہاتھ آویں تو اُنھیں ہاتھ لگائے نہ بنے ص۲۳۶

بھلا[۲] (۲): (۱) بھلا اُسے نہ سہی، کچھ مجھی کو رحم آتا — اثر مرے نفسِ بے اثر میں خاک نہیں ص۱۸۳

(۲) جب کہ اپنے میں سماویں نہ خوشی کے مارے — گوندھے پھولوں کا بھلا پھر کوئی کیونکر سہرا ص۲۸۷

بہم[۳]: (۱) اے جادے! بہ سر رشتۂ یک ریشہ دویدن — شیرازۂ صد آبلہ جوں سبحہ بہم باندھ ص۷۱

(۲) رہا بے قدر دل در پردۂ جوشِ ظہور آخر — گل و نرگس بہم آئینۂ اقلیم کوراں ہے ص۸۱

(۳) لالہ و گل بہم آئینۂ اخلاقِ بہار — ہوں میں وہ داغ کہ پھولوں میں بسایا ہے مجھے ص۱۰۸

(۴) گو ایک بادشاہ کے سب خانہ زاد ہیں — دربار دار لوگ بہم آشنا نہیں ص۱۲۹

(۵) فراغت کس قدر رہتی مجھے تشویشِ مرہم سے — بہم گر صلح کرتے پارہ ہائے دل نمک داں پر ص۱۹۷

(۶) جہاں میں ہو غم و شادی بہم ہمیں کیا کام! — دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں ص۱۹۳

---

[۱] بھلا (۱) : سات بار۔
بھلے : ایک بار۔

[۲] بھلا (۲) : دو بار۔

[۳] بہم : دس بار [مفرد: سات بار، مرکب: تین بار]۔

(۷) منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو — تا گُل ز جگر زخم میں ہے راہ نفس کو — ص۲۵۰

بہم آوردہ مژگاں: نشاطِ دیدۂ بینا ہے، گو خواب و چہ بیداری — بہم آوردہ مژگاں، روے برروے تماشا ہے — ص۸۳

بہم بالیدنِ سنگ وگلِ صحرا: بہم بالیدنِ سنگ وگلِ صحرا یہ چاہے ہے — کہ تارِ جادہ بھی کہسار کو زُنّارِ مینا ہو — ص۹۷

بہم جوشیدنی: اگر گُل حُسن و اُلفت کی بہم جوشیدنی جانے — پرِ بلبل کے افسردن کو دامن چیدنی جانے — ص۱۱۵

بہمن[1]: مرے شاہِ سلیماں جاہ سے نسبت نہیں غالبؔ! — فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو — ص۱۹۹

بھوکے[2]: بھوکے نہیں ہیں سیرِ گلستاں کے ہم، ولے — کیوں کر نہ کھائیے کہ ہُوا ہے بہار کی — ص۲۵۱

بھوُلا[3]: اُس کو بھولا نہ چاہیے کہنا — صبح جو جاوے اور آوے شام — ص۳۶

بُھوں[4]: مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے — بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیے — ص۲۱۹

بُھونچال[5]: بُھونچال میں گرا تھا یہ آئینہ طاق سے — حیرت، شہیدِ جُنبشِ ابروے یار ہے — ص۹۰

بھید[6]: (۱) گو نہ سمجھوں اُس کی باتیں، گو نہ پاؤں اُس کا بھید — پر یہ کیا کم ہے کہ مجھ سے وہ پری پیکر کُھلا — ص۱۶۰

(۷) رازِ معشوق نہ رُسوا ہوجائے — ورنہ مرجانے میں کچھ بھید نہیں — ص۱۸۳

بھیڑ[7]: فقط گوشت سو بھیڑ کا ریشے دار — کہو، اُس کو، کیا کھاکے، ہم حظ اُٹھائیں — ص۲۶۳

بھیڑ[8]: شہر میں چھڑیوں کے میلے کی ہے بھیڑ — آج عالم اور ہے بازار کا — [قادرنامہ]

بھیس[9]: (۱) جلّاد سے ڈرتے ہیں نہ واعظ سے جھگڑتے — ہم سمجھے ہوئے ہیں اُسے، جس بھیس میں جو آئے — ص۲۳۸

(۲) بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ! — تماشاے اہلِ کرم دیکھتے ہیں — ص۱۷۹

بے آب[10]: خوں دل میں جو میرے نہیں باقی تو پھر اُس کی — جوں ماہیِ بے آب تڑپتی ہے ہر انگشت — ص۳۲

بے آبرو: نکلنا خلد سے آدم کا سُنتے آئے ہیں لیکن — بہت بے آبرو ہوکر ترے کوچے سے ہم نکلے — ص۲۳۹

---

[1] بہمن : ایک بار [مرکب]۔
[2] بھوکے : ایک بار۔
[3] بھُولا : ایک بار۔
[4] بُھوں : ایک بار۔
[5] بھونچال : ایک بار۔
[6] بھید : دو بار۔
[7] بھیڑ : ایک بار۔
[8] بھیڑ : ایک بار۔
[9] بھیس : دو بار۔
[10] بے (کلمۂ نفی) سے مرکب الفاظ: دو سو تراسی ہے۔

بے آرام :	کل اس کتاب کے سالِ تمام میں جو مجھے	کمالِ فکر میں دیکھا خرد نے بے آرام	ص۲۶۴
بے اثر :	(۱) وحشتِ دردِ بیکسی بے اثر اِس قدر نہیں	رشتۂ عمرِ خضر کو نالۂ نارسا سمجھ	ص۴۲
	(۲) دوستدارِ دشمن ہے، اعتمادِ دل معلوم!	آہ بے اثر دیکھی، نالہ نارسا پایا	ص۱۴۳
	(۳) کہتا ہے کون نالۂ بلبل کو بے اثر	پردے میں گل کے لاکھ جگر چاک ہوگئے	ص۲۲۹
	(۴) بھلا اُسے نہ سہی، کچھ مجھی کو رحم آتا	اثر مرے نفَسِ بے اثر میں خاک نہیں	ص۱۸۴
بے اثری:	دیکھیے: داغِ بے اثری۔		
بے اختیار:	(۱) ہوتے ہیں محوِ جلوۂ نور سے ستارگاں	دیکھا اُس کو، دل سے مٹ گئے بے اختیار، داغ	ص۴۸
	(۲) منت کشی میں حوصلہ بے اختیار ہے	دامانِ صد کفن تہِ سنگِ مزار ہے	ص۹۰
	(۳) تیرے ہی جلوے کا ہے یہ دھوکا کہ آج تک	بے اختیار دوڑے گل در قفائے گل	ص۱۷۶
	(۴) جذبۂ بے اختیارِ شوق دیکھا چاہیے	سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا	ص۱۳۲
بے اختیاری :	اسدؔ! ہے طبع مجبورِ تمنا آفرینی ہا	فغاں! بے اختیاریٔ و فریبِ آرزو خوردن	ص۲۴۹
بے ادبوں :	رندانِ درِ مے کدہ گستاخ ہیں، زاہد!	زنہار! نہ ہونا طرف اِن بے ادبوں سے	ص۲۰۱
بے ادبی :	(۱) یہ بھی اک بے ادبی تھی کہ قبا سے بڑھ جائے	رہ گیا آن کے دامن کے برابر سہرا	ص۲۸۷
	(۲) دیکھیے: کمالِ بے ادبی۔		
بے اعتدالیوں:	بے اعتدالیوں سے سبک سب میں ہم ہوئے	جتنے زیادہ ہوگئے، اُتنے ہی کم ہوئے	ص۲۲۶
بے التفاتی :	کیوں نہ ہو بے التفاتی، اُس کی خاطر جمع ہے	جانتا ہے محوِ پرسش ہائے پنہانی مجھے	ص۲۳۲
بے بنیاد :	وفا مقابل و دعوائے عشق بے بنیاد	جنونِ ساختہ و فصلِ گل قیامت ہے!	۲۱۳
بے پایاں :	بس کہ بے پایاں ہے صحرائے محبت اے اسدؔ!	گرد باد اِس راہ کا، ہے عقدۂ پیمانِ عجز	ص۳۴
بے پردہ :	(۱) ذوقِ سرشار سے بے پردہ ہے طوفاں میرا	موجِ خمیازہ ہے ہر زخم نمایاں میرا	ص۲۱
	(۲) بے پردہ سوئے وادیِ مجنوں گزر نہ کر	ہر ذرّے کے نقاب میں دل بے قرار ہے	ص۲۱۷
	(۳) دلِ نالاں سے ہے بے پردہ پیدا	نوائے بربط و چنگ و چغانہ	ص۲۵۱

(۳) دیکھیے: شعلۂ بے پردہ۔

بے پروا : (۱) فضائے خندۂ گل تنگ و ذوقِ عیش بے پروا — فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل پسند آیا — ص ۱۲

دیکھیے ـــــــ : (۲) حُسنِ بے پروا۔ (۳) شوقِ بے پروا۔ (۴) صیادِ بے پروا۔ (۵) طفلانِ بے پروا۔

بے پروا خرام : اسدؔ! سودائے سرسبزی سے ہے تسلیم رنگیں تر — کہ کشتِ خشک اُس کا، ابرِ بے پروا خرام اُس کا — ص ۲۲

بے پروا خرامی : دیکھیے: عرق افشانِ بے پروا خرامی۔

بے پروا خرامی ہائے یار: نہیں برق و شرر جز وحشت و ضبطِ تپیدن ہا — بلا گردانِ بے پروا خرامی ہائے یار، آتش — ص ۲۷

بے پروا نگاہاں: خموشی: خانہ زادِ چشمِ بے پروا نگاہاں ہے — غبارِ سرمہ: یعنی گردِ سوادِ نرگستاں ہے — ص ۸۱

بے پروائِ قاتل: سوادِ چشمِ بسمل انتخابِ نقطہ آرائی — خرامِ نازِ بے پروائِ قاتل پسند آیا — ص ۱۲

بے پروبالی: ہوسِ گل کا تصور میں بھی کھٹکا نہ رہا — عجب آرام دیا بے پر و بالی نے مجھے — ص ۲۲۲

بے پناہ : دشنۂ غمزہ جاں ستاں، ناوکِ ناز بے پناہ — تیرا ہی عکسِ رُخ سہی سامنے تیرے آئے کیوں — ص ۱۹۳

بے تاثیر: (۱) آب ہوجاتے ہیں تنگِ ہمتِ باطل سے مرد — اشک پیدا کر اسدؔ! گر آہ بے تاثیر ہے — ص ۹۶

(۲) دلِ آگاہ تسکیں خیزِ بیدردی نہ ہو یارب! — نفس آئینہ دارِ آہِ بے تاثیر بہتر ہے — ص ۱۰۸

(۳) عروجِ نا اُمیدی چشم زخمِ چرخ کیا جانے — بہارِ بے خزاں از آہِ بے تاثیر ہے پیدا — ص ۳۰

بے تحاشا : روانی ہائے موجِ خونِ بسمل سے ٹپکتا ہے — کہ لطفِ بے تحاشا رفتنِ قاتل پسند آیا — ص ۱۲

بے تعبیر : خدایا! چشم تا دل درد ہے افسونِ آگاہی — نگہ حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر بہتر ہے — ص ۱۰۸

بے تعلق : اسدؔ! وارستگاں باوصفِ ساماں بے تعلق ہیں — صنوبر گلستاں میں بادلِ آزادہ آتا ہے — ص ۹۸

بے تکلف : (۱) اے خوشا ذوقِ تمنائے شہادت! کہ اسدؔ — بے تکلف بہ سجودِ خمِ شمشیر آیا — ص ۲۸

(۲) ہے مساسِ دستِ افسوس آتش انگیزِ تپش — بے تکلف آپ پیدا کر کے تُف جلتا ہوں میں — ص ۴۳

(۳) مجھے اپنے جنوں کی بے تکلف پردہ داری تھی — ولیکن کیا کروں آوے جو رُسوائی گریباں کی — ص ۷۶

(۴) لطفِ عشقِ ہر یک، انداز دگر دکھلائے گا — بے تکلف یک نگاہِ آشنا ہوجائیے — ص ۸۸

(۵) گلستاں بے تکلف پیش پا افتادہ مضموں ہے — جو تو باندھے کفِ پا پر حنا، آئینہ موزوں ہے — ص ۱۱۱

(۶) گر نہ اندوہِ شبِ فرقت بیاں ہو جائے گا | بے تکلف داغِ مہ مُہرِ دہاں ہو جائے گا | ص ۱۵۰

(۷) تھی وطن میں شان کیا غالبؔ! کہ ہو غربت میں قدر | بے تکلف ہوں وہ مشتِ خس کہ گلخن میں نہیں | ص ۱۸۵

(۸) کوہ کے ہوں بارِ خاطر گر صدا ہو جائیے | بے تکلف اے شرارِ جستہ کیا ہو جائیے! | ص ۲۲۶

بے تکلف خاک گردیدن: اسدؔ باوصفِ مشق بے تکلف خاک گردیدن | غضب ہے گر غبارِ خاطرِ احباب ہو جاوے | ص ۱۰۵

بے تکلف دوست: غیر یوں کرتا ہے میری پرسش اُس کے ہجر میں | بے تکلف دوست ہو جیسے کوئی غم خوارِ دوست | ص ۱۶۳

بے تکلف فصل: مبادا! بے تکلف فصل کا برگ و نوا گُم ہو | مگر طوفانِ نے میں پیچشِ موجِ صبا گُم ہو | ص ۶۸

بے تمیز: دیوانگاں ہیں حاملِ رازِ نہانِ عشق | اے بے تمیز! گنج کو ویرانہ چاہیے | ص ۸۲

بے ثمراں: اے بے ثمراں! حاصلِ تکلیفِ دمیدن | گردن بہ تماشائے گُل افراختنی ہے | ص ۱۱۱

بے جُرم: نہ مارا جان کر بے جُرم، قاتل! تیری گردن پر | رہا مانندِ خونِ بے گُنہ حق آشنائی کا | ص ۱۳۶

بے چین: دل لگی کی آرزو بے چین رکھتی ہے ہمیں | ورنہ یہاں بے رونقی سودِ چراغِ کشتہ ہے | ص ۲۰۱

بے حاصل: (۱) ہے کشی کو نہ سمجھ بے حاصل | بادہ غالبؔ! عرقِ بید نہیں | ص ۳۱۹

(۲) بس ہجومِ نا اُمیدی! خاک میں مل جائے گی | یہ جو اک لذّت ہماری سعیِ بے حاصل میں ہے | ص ۳۲۱

بے حاصلی: کیا ہے ترکِ دُنیا کاہلی سے | ہمیں حاصل نہیں بے حاصلی سے | ص ۹۱

بے حاصلی ادا: وحشت اگر رسا ہے، بے حاصلی ادا ہے | پیمانہ ہُوا ہے مشتِ غبارِ صحرا | ص ۲۶

بے حاصلیِ اہلِ ریا: حیف! بے حاصلیِ اہلِ ریا پر غالبؔ | یعنی ہیں ماندہ از آں سو و ازیں سو راندہ | ص ۷۱

بے حجاب: (۱) شرم اک ادائے ناز ہے اپنے ہی سے سہی | ہیں کتنے بے حجاب کہ یوں ہیں حجاب میں | ص ۱۸۹

(۲) مَے نے کیا حُسنِ خود آرا کو بے حجاب | اے شوق! ہاں، اجازتِ تسلیمِ ہوش ہے | ص ۳۰۰

بے حجابِ ناز: تغافل، بدگمانی بلکہ میری سخت جانی سے | نگاہِ بے حجابِ ناز کو بیمِ گزند آیا | ص ۱۱

بے حجابانہ: کہاں ہے دیدۂ روشن کہ دیکھے بے حجابانہ | نقابِ یار ہے از پردہ ہائے چشمِ نابینا | ص ۳۴۷

بے حجابیاں: کرتا ہے بس کہ باغ میں تو بے حجابیاں | آنے لگی ہے نکہتِ گُل سے حیا مجھے | ص ۲۰۶

بے حِس: ہوا جب غم سے یوں بے حِس تو غم کیا سر کے کٹنے کا | نہ ہوتا گر جُدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا | ص ۱۵۰

بے حواس : کیا غم ہے اُس کو جس کا علی سا امام ہو — اِتنا بھی اے فلک زدہ کیوں بے حواس ہے! ص ۷۵

بے حوصلگی :(۱) کیوں ڈرتے ہو عشاق کی بے حوصلگی سے — یہاں تو کوئی سنتا نہیں فریاد کسو کی ص ۲۲۸

(۲) خو نے تری افسردہ کیا وحشتِ دل کو — معشوقی و بے حوصلگی طرفہ بلا ہے ص ۲۱۹

بے حوصلۂ دل : دیکھیے: ساغرِ بے حوصلۂ دل۔

بے خار : (۱) یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشمِ یعقوب — لالہ ہا داغ براگندہ و گل ہا بے خار ص ۳

(۲) ہے یہ وہ گلشن ہمیشہ بہار — بارور جس کا سرو، گل بے خار ص ۲۶۷

بے خبر : (۱) یہاں تک انصاف نوازی کہ اگر ریزۂ سنگ — بے خبر دے بہ کفِ پائے مسافر آزار ص ۳

(۲) بے خبرمت کہہ ہمیں، بیدرد! خود بینی سے پوچھ — قلزمِ ذوقِ نظر میں آئنہ پایاب تھا ص ۱۵

(۳) شغلِ ہوس در نظر لیک حیا بے خبر — شاخِ گلِ نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز ص ۴۴

(۴) تسلیم سے یہ نالۂ موزوں ہوا حصول — اے بے خبر! میں نغمۂ چنگِ خمیدہ ہوں ص ۶۱

(۵) نہ لٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا — رہا کھٹکا نہ چوری کا، دعا دیتا ہوں رہزن کو ص ۱۹۹

بے خبراں : اے بے خبراں! میرے لبِ زخمِ جگر پر — بخیہ جسے کہتے ہو، شکایت ہے رفو کی ص ۱۱۶

بے خبری : (۱) میں آپ سے جاچکا ہوں، اب بھی — اے بے خبری! اُسے خبر کر ص ۲۲۸

دیکھیے (۲) طلسمِ بے خبری۔ (۳) ہلاکِ بے خبری۔

بے خروش : دیکھیے: مے کدۂ بے خروش۔

بے خزاں : دیکھیے: بہارِ بے خزاں [دو بار]۔

بے خطر : تھی نگہ میری نہاں خانۂ دل کی نقاب — بے خطر جیتے ہیں اربابِ ریا میرے بعد ص ۳۸

بے خمار : (۱) ہے بے خمار نشۂ خونِ جگر اسدؔ! — دستِ ہوس بہ گردنِ مینا نہ کھینچیے ص ۱۰۶

(۲) دیکھیے: بادۂ بے خمار۔

بے خواب : دیکھیے: اک دیدۂ بے خواب۔

بے خوابی : (۱) یہاں سرِ پُرشور بے خوابی سے تھا دیوار جُو — وہاں وہ فرقِ ناز محوِ بالشِ کمخواب تھا ص ۱۳۵

(۲) دیکھیے: فرطِ بے خوابی۔

بے خود : (۱) بے خود بہ لطفِ چشمکِ عبرت ہے چشمِ صید　　یک داغِ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ کھینچ　　ص۳۶

(۲) بے خود ز بسکہ خاطرِ بیتاب ہوگئی　　مژگانِ باز ماندہ رگِ خواب ہوگئی　　ص۹۶

(۳) آئنہ خانہ ہے صحنِ چمنستاں یکسر　　بس کہ ہیں بے خود و وارفتہ و حیراں گلِ صبح　　ص۳۷

بے خوداں : دیکھیے: احوالِ بے خوداں۔

بے خودوں : ستایشگر ہے زاہد اس قدر جس باغِ رضواں کا　　وہ اک گلدستہ ہے ہم بے خودوں کے طاقِ نسیاں کا　　ص۱۵۶

بے خودی : (۱) بہ نظر گاہِ گلستانِ خیالِ ساقی　　بے خودی دامِ رگِ گل سے ہے پیمانہ شکار　　ص۳

(۲) ہوئی یہ بے خودی چشم و زباں کو تیرے جلوے سے　　کہ طوطی قفلِ زنگ آلودہ ہے آئینہ خانے میں　　ص۵۸

(۳) وحشت کہاں کہ بے خودی انشا کرے کوئی　　ہستی کو لفظِ معنیِ عنقا کرے کوئی　　ص۸۷

(۴) بے خودی فرماں روائے حیرت آبادِ جنوں　　زخم دوزیِ جرم و پیراہن دریدن منع ہے　　ص۱۱۳

(۵) مجھ سے کہا جو یار نے جاتے ہیں ہوش کس طرح؟　　دیکھ کے میری بے خودی چلنے لگی ہوا کہ یوں　　ص۱۷۸

(۶) پھر بے خودی میں بھول گیا راہِ کوئے یار　　جاتا وگرنہ ایک دن اپنی خبر کو میں　　ص۱۹۰

(۷) بے خودی، بسترِ تمہیدِ فراغت ہو جو!　　پُر ہے سایے کی طرح میرا شبستاں مجھ سے　　ص۲۱۱

(۸) بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ!　　کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے　　ص۲۲۳

(۹) چمنِ دہر میں ہوں سبزۂ بیگانہ اسدؔ!　　وائے اے بے خودی و تہمتِ آرامیدن!　　ص۲۵۰

دیکھیے ـــــــ : (۱۰) اک گونہ بے خودی۔ (۱۱) تمنائے بے خودی۔ (۱۲) تہمتِ بے خودی کفر۔ (۱۳) حلقۂ فتراکِ بے خودی۔ (۱۴) خندۂ بے خودیِ کبک۔ (۱۵) سیرِ بے خودی۔ (۱۶) شمعِ بزمِ بے خودی۔ (۱۷) شیرازہ بندِ بے خودی۔ (۱۸) طرحِ بہارِ بے خودی۔ (۱۹) فنا تعلیمِ درسِ بے خودی۔ (۲۰) کنارِ بے خودی۔ (۲۱) موجِ محیطِ بے خودی۔ (۲۲) مستِ بے خودی۔ (۲۳) موے دماغِ بے خودی۔ (۲۴) ہنگامِ بے خودی۔ (۲۵) یک گامِ بے خودی۔

بے خودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب: نہ پوچھ بے خودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب　　کہ ناچتے ہیں پڑے سر بسر در و دیوار　　ص۱۶۷

بے خودی و ہشیاری: سادگی و پرکاری، بے خودی و ہشیاری — حُسن کو تغافل میں جرأت آزما پایا — ص ۱۴۳

بے دست و پا: (۱) تھا کا جب قطرۂ بے دست و پا بالادویدن سے — ز بہرِ یادگاری ہا گرہ دیتا ہے گوہر کی — ص ۲۵۲

(۲) سرشکِ سر بہ صحرا دادہ: نورالعینِ دامن ہے — دلِ بے دست و پا اُفتادہ: برخوردارِ بستر ہے — ص ۲۱۲

بے دست و پائی: دیکھیے: شکوۂ بے دست و پائی۔

بے دل: (۱) شعر کی فکر کو اسدؔ! چاہیے ہے دل و دماغ — وائے! کہ یہ فسردہ دل بے دل و بے دماغ ہے — ص ۱۱۶

(۲) اے کرم! نہ ہو غافل، ورنہ ہے اسدؔ بے دل — بے گہر صدف گویا پشتِ چشمِ نیساں ہے — ص ۸۹

(۳) نہ پوچھ کچھ سروسامان و کاروبار اسدؔ — جنوں معاملہ، بے دل، فقیرِ مسکیں ہے — ص ۲۵۳

(۴) بے دل نہ نازِ وحشتِ جَیبِ دریدہ کھینچ — جوں بوے غنچہ یک نفسِ آرمیدہ کھینچ — ص ۳۶

(۵) بیگانگیِ خلق سے بے دل نہ ہو غالبؔ! — کوئی نہیں تیرا، تو مری جان! خدا ہے — ص ۲۱۹

(۶) یارو! اسدؔ کا نام و نشاں کیا — بے دل، فقیرِ آفت رسیدہ — ص ۲۵۱

(۷) اسدؔ! قربانِ لطفِ جورِ بے دل — خبر لیتے ہیں لیکن بے دلی سے — ص ۹۱

(۸) بیضۂ قمری کے آئینے میں پنہاں صیقل — سرو بے دل سے عیاں عکسِ خیالِ قدِ یار — ص ۴

بے دلاں: (۱) فسردگی میں ہے فریادِ بے دلاں تجھ سے — چراغِ صبح و گلِ موسمِ خزاں تجھ سے — ص ۱۱۴

دیکھیے ـــــــــ: (۲) گریہ ہاے بے دلاں۔ (۳) نغمۂ بے دلاں۔

بے دلوں: بے دلوں سے ہے تپش جوں خواہش آب از سراب — بے شرر سو ہوم، گر رکھتا نہ ہووے سنگ، دل — ص ۵۳

(۲) بدگماں کرتی ہے عاشق کو خود آرائی تری — بے دلوں کو ہے برات اضطراب آئینے پر — ص ۳۹

بے دلی: (۱) دیکھیے: تحتِ "بے دل"۔

(۲) سازِ عیشِ بے دلی ہے خانہ ویرانی مجھے — سَیل، یہاں کوکِ صداے آبشارِ نغمہ ہے — ص ۸۷

(۳) بہ فیضِ بے دلی نومیدیِ جاوید آساں ہے — کشائش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا — ص ۱۴۳

دیکھیے ـــــــــ: (۴) غمِ بے دلی۔ (۵) کنارِ بے دلی۔ (۶) کوے تمناے بے دلی۔

بے دلی ہاے اسدؔ: بے دلی ہاے اسدؔ افسردگی آہنگ تر — یاد ایّامے کہ ذوقِ صحبتِ احباب تھا — ص ۱۵

بے دلی ہائے تماشا: بے دلی ہائے تماشا! کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق — بیکسی ہائے تمنا! کہ نہ دنیا ہے نہ دیں — ص ۱۳۳

بے دماغ: (۱) گراں جانی سبکسار و تماشا بے دماغ آیا — کفِ افسوسِ فرصت سنگ کو و طور ملتے ہیں — ص ۶۳

(۲) کثرتِ جور و ستم سے ہوگیا ہوں بے دماغ — خوب رویوں نے بنایا عاقبت بدخو مجھے — ص ۷۸

(۳) ہوں خلوتِ فسردگیِ انتظار میں — وہ بے دماغ جس کو ہوس بھی تپاک ہے — ص ۱۱۰

(۴) دل مت گنوا، خبر نہ سہی سیر ہی سہی — اے بے دماغ! آئنہ تمثال دار ہے — ص ۲۱۸

(۵) شعر کی فکر کو اسدؔ! چاہیے ہے دل و دماغ — وائے! کہ یہ فسردہ دل بے دل و بے دماغ ہے — ص ۱۱۶

بے دماغِ تپش: بے دماغِ تپش و عرضِ دو عالم فریاد — ہوں میں وہ خاک کہ ماتم میں اُڑایا ہے مجھے — ص ۱۰۸

بے دماغِ تپشِ رشک: بے دماغِ تپشِ رشک ہوں اے جلوۂ حسن — تشنۂ خونِ دل و دیدہ ہے پیماں میرا — ص ۲۱

بے دماغِ خجلت: بے دماغِ خجلت ہوں، رشکِ امتحاں تا کے — ایک بیکسی! تجھ کو عالم آشنا پایا — ص ۱۲

بے دماغِ شوخیِ مطلب: ہوئی ہے ناتوانی بے دماغِ شوخیِ مطلب — فرو ہوتا ہے سر سجدے میں، اے دستِ دعا! گم ہو — ص ۶۸

بے دماغِ منتِ اقبال: وہ بے دماغِ منتِ اقبال ہوں کہ میں — وحشت بہ داغِ سایۂ بالِ ہما کروں — ص ۵۶

بے دماغانِ خود آرائی: غرورِ دستِ رد نے شانہ توڑا فرقِ ہدہد پر — سلیمانی ہے ننگ بے دماغانِ خود آرائی — ص ۹۲

بے دماغی: (۱) کروں عذرِ ترکِ صحبت سو کہاں وہ بے دماغی — نہ غرورِ میرزائی، نہ فریبِ ناتوانی — ص ۱۰

(۲) بے دماغی شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہیں — یار تیرا جامِ مے، خمیازہ میرا آشنا — ص ۱۹

(۳) بے دماغی حیلہ جوئے ترکِ تنہائی نہیں — ورنہ کیا موجِ نفس زنجیرِ رسوائی نہیں؟ — ص ۶۵

(۴) محبت تھی چمن سے لیکن اب یہ بے دماغی ہے — کہ موجِ بوئے گل سے ناک میں آتا ہے دم میرا — ص ۱۳۶

دیکھیے ــــــــ: (۵) پاسبانِ بے دماغی۔ (۶) تکلیفِ عرضِ بے دماغی۔

بے دماغی ہا: نہیں ہے سرنوشتِ عشق غیر از بے دماغی ہا — جبیں پر میری مدِ خامۂ قدرت خطِ چیں ہے — ص ۸۹

بے دماغی ہائے دل: دیکھیے: علاجِ بے دماغی ہائے دل۔

بے دوا: دیکھیے: درد بے دوا۔

بے ربطیِ پیچ و خمِ ہستی: دیکھیے: وحشتِ بے ربطیِ پیچ و خمِ ہستی۔

بے ربطیِ دل: دیکھیے: زنجیری بے ربطیِ دل۔

بے ربطیِ شورِ جنوں: نکوہش مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں آئی — ہوا ہے خندۂ احباب بخیہ جیب و دامن میں — ص۱۸۰

بے ربطیِ شیرازۂ اجزاے حواس: عشق: بے ربطیِ شیرازۂ اجزاے حواس — وصل: زنگارِ رخِ آئینۂ حُسنِ یقیں — ص۱۳۳

بے ربطیِ عنواں: وہ مری چینِ جبیں سے غمِ پنہاں سمجھا — رازِ مکتوب بہ بے ربطیِ عنواں سمجھا — ص۱۴۷

بے رنگ: (۱) دامانِ شفق طرفِ نقابِ مہِ نو ہے — ناخن کو جگر کاوی میں بے رنگ نکالوں — ص۶۰

(۲) گر جلوۂ خرشید خریدارِ وفا ہو — جوں ذرہ صد آئینہ بے رنگ نکالوں — ص۶۱

بے رونقی: دل لگی کی آرزو بے چین رکھتی ہے ہمیں — ورنہ یہاں بے رونقی سودِ چراغِ کشتہ ہے — ص۲۰۱

بے رونقیِ دیدہ: دل کے خوں کرنے کی کیا وجہ؟ ولیکن ناچار — پاسِ بے رونقیِ دیدہ اہم ہے ہم کو — ص۱۹۵

بے زباں: (۱) خموشی میں نہاں خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں — چراغِ مردہ ہوں میں بے زباں گورِ غریباں کا — ص۱۵۷

(۲) دیکھیے: اسیرِ بے زباں۔

بے زبانوں: ہوگئی ہے غیر کی شیریں بیانی کارگر — عشق کا اُس کو گماں ہم بے زبانوں پر نہیں — ص۱۸۳

بے زبانی: دیکھیے: (۱) کمینِ بے زبانی۔ (۲) محوِ سپاسِ بے زبانی۔

بے ساحل: دیکھیے: مے خانۂ دریاے بے ساحل۔

بے سامانیِ فرعون: اسدؔ! یہ عجز و بے سامانیِ فرعون توأم ہے — جسے تو بندگی کہتا ہے، دعویٰ ہے خدائی کا — ص۱۶

بے سامانیِ عاشق: نہیں ہے خالی آرایش سے بے سامانیِ عاشق — شکستِ حال، انداز آفرینِ کج کلاہی ہے — ص۳۵۵

بے سبب: (۱) ہم کہاں کے دانا تھے؟ کس ہنر میں یکتا تھے؟ — بے سبب ہوا غالبؔ! دشمن آسماں اپنا — ص۱۵۹

(۲) نہیں ہے بے سبب قطرے کو شکلِ گوہر افسردن — گرہ ہے حسرتِ آبِ بروے کار آوردن — ص۳۴۹

(۳) بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ! — کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے — ص۲۲۳

بے سبب آزار: کیا آبروے عشق، جہاں عام ہو جفا — رُکتا ہوں، تم کو بے سبب آزار دیکھ کر — ص۱۶۸

بے سبب آزاروں: اسدؔ اے ہرزہ درا! نالہ بہ غوغا تا چند — حوصلہ تنگ نہ کر بے سبب آزاروں کا — ص۲۸

بے سبب رنج: ہم اور وہ بے سبب رنج، آشنا دشمن، کہ رکھتا ہے — شعاعِ مہر سے تہمت نگہ کی چشمِ روزن پر — ص۱۶۸

بے سخن: ہے زپا اُفتادگیِ نشہ بیماری مجھے — بے سخن، تبخالۂ لب دانۂ انگور ہے — ص۹۳

بے سروپا: (۱) قیدِ ہستی سے رہائی معلوم! — اشک کو بے سروپا باندھتے ہیں — ص۱۸۱

(۲) دیکھیے: گدائے بے سروپا۔

بے سروپائی : دیکھیے: (۱) پرکارسعیِ بے سروپائی۔ (۲) سعیِ بے سروپائی۔

بے سروساماں : گریۂ طوفاں رکاب، نالۂ محشر عناں — بے سروساماں اسدؔ فتنہ سر انجام ہے — ص۹۹

بے سروسامانی: دریوزۂ ساماں ہا اے بے سر و سامانی! — ایجاد گریباں ہا دَر پردۂ عریانی — ص۱۰۸

بے سروسامانیِ فرصت: دیکھیے: عالمِ بے سروسامانیِ فرصت۔

بے سوال: دیکھیے: عذرخواہ لبِ بے سوال۔

بے شراب : دیکھیے: مینائے بے شراب۔

بے شمار: (۱) بٹتے ہیں سونے، روپے کے چھلّے حضور میں — ہے جن کے آگے سیم و زر مہر و ماہ ماند
یوں سمجھیے کہ بیچ سے خالی کیے ہوئے — لاکھوں ہی آفتاب ہیں اور بے شمار چاند — ص۱۲۸
(۲) یقین جان، برس گانٹھ کا جو تاگا ہے — یہ کہکشاں ہے کہ ہیں اس میں بے شمار گرہ — ص۲۷۸

بے شمار اندیشہ: اے کثرتِ فہم بے شمار اندیشہ! — ہے اصلِ خرد سے شرمسار اندیشہ — ص۱۱۸

بے شمار برس: فقط ہزار برس پر کچھ انحصار نہیں — کئی ہزار برس بلکہ بے شمار برس — ص۲۶۳

بے شیرازہ : نالۂ دل نے دیے اوراقِ لختِ دل بہ باد — یادگارِ نالہ یک دیوانِ بے شیرازہ تھا — ص۱۳۷

بے صبر: دلِ خونیں جگر بے صبر و فیضِ عشق مستغنی — الٰہی! یک قیامت خاور آ ٹوٹے بدخشاں پر — ص۳۰

بے صدا : (۱) نغمہ ہائے غم کو بھی اے دل! غنیمت جانیے — بے صدا ہو جائے گا یہ سازِ ہستی ایک دن — ص۱۷۹
دیکھیے ـــــ : (۲) زنجیرِ بے صدا۔ (۳) یک تخنِ بے صدا۔

بے صرفہ: بے صرفہ ہی گزرتی ہے ہو گرچہ عمرِ خضرؔ — حضرت بھی کل کہیں گے کہ ہم کیا کیا کیے! — ص۲۲۳

بے صرفہ گو: دیکھیے: ناصحِ بے صرفہ گو۔

بے غبار : خجلت کشِ وفا کو شکایت نہ چاہیے — اے مدعی! طلسمِ عرق بے غبار ہے — ص۹۰

بے فائدہ : (۱) زندانِ تحمل میں مہمانِ تغافل ہیں — بے فائدہ یاروں کو فرقِ غم و شادی ہے — ص۱۱۵
(۲) دیکھیے: خاک بہ سر کردنِ بے فائدہ۔

بے قدر : رہا بے قدر دل در پردۂ جوشِ ظہور آخر
گل و نرگس بہم، آئینۂ و اقلیم کوراں ہے ص۸۱

بے قدرِ تماشا: حُسنِ خوباں بس کہ بے قدرِ تماشا ہے اسدؔ
آئنہ یک دستِ ردِّ امتناعِ جلوہ ہے ص۸۷

بے قرار : (۱) کس کا خیال آئنۂ انتظار تھا
ہر برگِ گل کے پردے میں دل بے قرار تھا ص۱۷

(۲) آئینہ، داغِ حیرت و حیرت، شکنجِ یاس
سیماب بے قرار و اسدؔ بے قرار تر ص۴۱

(۳) بے پردہ سوے وادیِ مجنوں گزر نہ کر
ہر ذرّے کے نقاب میں دل بے قرار ہے ص۲۱۷

دیکھیے ـــــــ : (۴) اظہارِ بے قرار۔ (۵) دلِ بے قرار۔

بے قرار تر: دیکھیے: بے قرار (۲)۔

بے قرارِ جلوۂ مہتاب: دیکھیے: وحشت بے قرارِ جلوۂ مہتاب۔

بے قرارِ داغِ ہم طرحی: رہا کس جرم سے میں بے قرارِ داغِ ہم طرحی؟
سمندر کو پرِ پروانہ سے کافور ملتے ہیں ص۹۳

بے قرارِ شوق: دیکھیے: نشانِ بے قرارِ شوق۔

بے قرارِ نغمہ: کس سے اے غفلت! تجھے تعبیرِ آگاہی ملے؟
گوش ہا سیمابی و دل بے قرارِ نغمہ ہے ص۸۷

بے قراری: (۱) غرورِ ضبط وقتِ نزع ٹوٹا بے قراری سے
نیازِ پرفشانی ہوگیا صبر و شکیب آخر ص۴۱

(۲) درد سے میرے ہے تجھ کو بے قراری، ہاے ہاے!
کیا ہوئی ظالم! تری غفلت شعاری، ہاے ہاے! ص۲۰۳

(۳) پھر کچھ اک دل کو بے قراری ہے
سینہ، جویاے زخمِ کاری ہے ص۲۲۳

دیکھیے ـــــــ : (۴) خارخارِ التہابِ بے قراری۔ (۵) ذوقِ بے قراری۔ (۶) محشرستانِ بے قراری۔

بے کراں : دیکھیے: بحرِ بے کراں۔

بے کفن: دیکھیے: نعشِ بے کفن۔

بے کم و کاست : آج جو دیدہ ور کرے درخواست
تمن بھیجے زرِ پے وہ بے کم و کاست ص۲۶۸

بے کیفیتی: جوشِ بے کیفیتی ہے اضطراب آرا اسدؔ!
ورنہ بسمل کا تڑپھنا، لغزشِ مستانہ تھا ص۲۵

بے گرہ : درماندگی میں غالبؔ کچھ بن پڑے تو جانوں
جب رشتہ بے گرہ تھا، ناخن گرہ کشا تھا ص۱۵۸

بے گناہ : دیکھیے: مجرمِ صد بے گناہ۔

بے گناہی : دیکھیے: غرورِ بے گناہی۔

بے گنہ: (۱) خانمانِ جبریانِ غافل از معنی خراب! جب ہوئے ہم بے گنہ رحمت کی کیا تقصیر ہے؟ ص۹۵

(۲) دیکھیے: خونِ بے گنہ۔

بے گنہ کُش: کیا وہ بھی بے گنہ کُش و حق ناشناس ہیں؟ مانا کہ تم بشر نہیں، خرشید و ماہ ہو ص۱۹۶

بے گہ: دیکھیے: گہ و بے گہ۔

بے محابا: (۱) فلک سفلہ بے محابا ہے اِس ستمگر کو انفعال کہاں! ص۶۶

(۲) دل مرا سوزِ نہاں سے بے محابا جل گیا آتشِ خاموش کے مانند گویا جل گیا ص۱۵۱

(۳) اثر سوزِ محبت کا قیامت بے محابا ہے کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے ص۸۳

(۴) نگاہِ بے محابا چاہتا ہوں تغافل ہائے تمکیں آزما کیا! ص۱۵۷

بے محل : شمع ہوں تو بزم میں جا پاؤں غالبؔ کی طرح بے محل اے مجلس آرائے تجھے! جلتا ہوں میں ص۹۳

بے مدعا : (۱) نہ ہو وحشت کشِ درسِ سراب سطرِ آگاہی غبارِ راہ ہوں، بے مدعا ہے پیچ و خم میرا ص۱۹

(۲) دیکھیے: یک دلِ بے مدعا۔

بے مدعا رسا : دیکھیے: اقبالِ کلفتِ دلِ بے مدعا رسا۔

بے مدعائی : دیکھیے: ہمہ بے مدعائی۔

بے مزہ / بے مزا: کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا ص۱۹۲

(۲) شورِ اوہام سے مت ہو شبخونِ انصاف گفتگو بے مزہ و زخمِ تمنا تمکیں ص۸

بے مقصداں : فنا کو عشق ہے بے مقصداں! حیرت پرستاراں! نہیں رفتارِ عمرِ تیز رو پابندِ مطلب ہا ص۲۳

بے موجب آزردگاں : شکفتن: کمیں گاہِ تقریب جوئی تصور ہوں بے موجب آزردگاں کا ص۱۸

بے مہر : (۱) یہ کس بے مہر کی تمثال کا ہے جلوہ سیمابی کہ مثلِ ذرہ ہاے خاک آئینے پرافشاں ہیں ص۶۲

(۲) رشک کہتا ہے کہ اُس کا غیر سے اخلاص، حیف! عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کس کا آشنا! ص۱۳۹

(۳) نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تو غالبؔ!	ترے بے مہر کہنے سے وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو	ص ۲۰۰
(۴) شکوے کے نام سے بے مہر خفا ہوتا ہے	یہ بھی مت کہہ کہ جو کہیے تو گلا ہوتا ہے	ص ۲۲۰
بے مہریِ یارانِ وطن: کرتے کس منہ سے ہو غربت کی شکایت غالبؔ!	تم کو بے مہریِ یارانِ وطن یاد نہیں؟	ص ۱۸۶
بے مہریِ قاتل : دیکھیے: آئینۂ بے مہریِ قاتل۔		
بے نقابی : دیکھیے: (۱) جلوہ ریزِ بے نقابی۔ (۲) وقتِ بے نقابی۔		
بے نگاہی: دیکھیے: نگاہ و بے نگاہی۔		
بے نگہی ہائے بتاں: فریاد اسدؔ! بے نگہی ہائے بتاں سے	سچ کہتے ہیں واللہ کہ اللہ غنی ہے	ص ۱۱۱
بے ننگ و نام : لو، وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بے ننگ و نام ہے	یہ جانتا اگر تو لٹاتا نہ گھر کو میں	ص ۱۹۰
بے نور : بس کہ چشم از انتظارِ خوش خطاں بے نور ہے	یک قلم شاخِ گلِ نرگس عصائے کور ہے	ص ۹۳
بے نیاز : نغمہ ہے، محوِ ساز رہ؛ نشہ ہے، بے نیاز رہ	رندِ تمام ناز رہ، خلق کو پارسا سمجھ	ص ۷۳
بے نیازی :(۱) رہے غالبؔ خستہ مغلوبِ گردوں!	یہ کیا بے نیازی ہے حضرت سلامت!	ص ۳۳
(۲) بے نیازی حد سے گزری، بندہ پرور! کب تلک	ہم کہیں گے حالِ دل اور آپ فرمادیں گے: کیا؟	ص ۱۵۵
(۳) ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے	بے نیازی تری عادت ہی سہی	ص ۲۲۱
بے نیام: (۱) شوخیِ حُسن و عشق ہے آئنہ دارِ ہم دگر	خار کو بے نیام جان، ہم کو برہنہ پا سمجھ	ص ۷۳
(۲) دیکھیے: تیغِ بے نیام۔		
بے نیامی : دیکھیے: پابندِ بے نیامی۔		
بے وجہ: (۱) خود بے تدارک اس کا گورمنٹ کو ضرور	بے وجہ کیوں ذلیل ہو غالبؔ ہے جس کا نام	ص ۲۸۳
(۲) حاجی کلو کو دے کے بے وجہ جواب	غالبؔ کا پکا دیا کلیجا تم نے	ص ۳۱۳
بے وفا : (۱) شکوہ و درد و درد و داغ، اے بے وفا! معذور رکھ	خوں بہائے یک جہاں امید ہے تیرا خیال	ص ۵۲
(۲) دہانِ ہر بتِ پیغارہ جو زنجیرِ رُسوائی	عدم تک، بے وفا! چرچا ہے تیری بے وفائی کا	ص ۱۳۶
(۳) ظالم! مرے گماں سے، مجھے منفعل نہ چاہ	ہے ہے! خدا نہ کردہ تجھے بے وفا کہوں!	ص ۱۲۸

(۴) ہاں وہ نہیں خدا پرست، جاؤ وہ بے وفا سہی جس کو ہو دین و دل عزیز، اُس کی گلی میں جائے کیوں؟ ص ۱۹۳

(۵) اسدؔ ہے نزع میں، چل بے وفا برائے خدا! مقامِ ترکِ حجاب و وداعِ تمکیں ہے ص ۲۱۳

(۶) پھر اُسی بے وفا پہ مرتے ہیں پھر وہی زندگی ہماری ہے ص ۲۲۴

بے وفائی : (۱) کرتے ہو شکوہ کس کا؟ تم اور بے وفائی! سر پیٹتے ہیں اپنا، ہم اور نیک نامی! ص ۴۷

(۲) نہ ہو حُسنِ تماشا دوست رسوا بے وفائی کا بہ مُہرِ صد نظر ثابت ہے دعویٰ پارسائی کا ص ۱۳۶

(۳) دہانِ ہر بُتِ پیغارہ جو زنجیرِ رسوائی عدم تک بے وفا! چرچا ہے تیری بے وفائی کا ص ۱۳۶

دیکھیے ــــــــ : (۴) خیالِ بے وفائی۔ (۵) عرضِ دردِ بے وفائی۔

بے ہُنر : میں بے ہُنر کہ جوہرِ آئینہ تھا، عبث پائے نگاہِ خلق میں خارِ خلیدہ ہوں ص ۶۳

بے ہُنری: گرچہ از روئے ننگِ بے ہُنری ہوں خود اپنی نظر میں اتنا خوار ص ۱۲۵

بے ہوشی: دیا یاروں نے بے ہوشی میں درماں کا فریب آخر ہوا سکتے سے میں آئینۂ دستِ طبیب آخر ص ۴۱

بیاباں[1]: (۱) میں بھی معذورِ جنوں ہوں اسدؔ اے خانہ خراب! پیشوا لینے مجھے گھر سے بیاباں نکلا ص ۱۳

(۲) خلوتِ آبلۂ پا میں ہے جولاں میرا خوں ہے، دل تنگیِ وحشت سے بیاباں میرا ص ۶۱

(۳) خراجِ دیہِ ویراں: یک کفِ خاک بیاباں خوش ہوں تیری عاملی سے ص ۹۱

(۴) اُس بیاباں میں گرفتارِ جنوں ہوں کہ جہاں موجۂ ریگ سے دل پائے بہ زنجیر آوے ص ۱۱۳

(۵) گھر ہمارا، جو نہ روتے بھی تو ویراں ہوتا بحر گر بحر نہ ہوتا تو بیاباں ہوتا ص ۱۵۸

(۶) نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب سو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں ص ۱۸۸

(۷) ہر قدم دوریِ منزل ہے نمایاں مجھ سے میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے ص ۲۱۱

(۸) اُگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالبؔ! ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے ص ۲۳۳

(۹) گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانے کی در و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں ہونا ص ۱۵۰

دیکھیے ــــــــ : (۱۰) خارِ بیاباں۔ (۱۱) سویدائے بیاباں۔ (۱۲) صحنِ بیاباں۔ (۱۳) مختصر سا بیاباں۔

---

[1] بیاباں : اٹھائیس بار [مفرد: نوبار، مرکب: انیس بار]۔

(۱۴) ہر بیاباں۔ (۱۵) ۔۔(۱۹) یک بیاباں [پانچ بار]۔

بیابانِ تمنا: کو بیابانِ تمنا و کجا جولانِ عجز! — آبلے پا کے، ہیں یہاں رفتار کو دندانِ عجز — ص ۴۴

بیابانِ ختن: دیکھیے: آہوے بیابانِ ختن۔

بیابانِ خراب: بس کہ ہے ےخانہ ویراں جوں بیابانِ خراب — عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ ہے داغِ شراب — ص ۳۱

بیاباں زدہ: دیکھیے: سرشاریِ شوق بہ بیاباں زدہ۔

بیابانِ فنا: بیابانِ فنا ہے بعدِ صحراے طلب، غالب! — پسینا توسنِ ہمت کا، سیلِ خانۂ زیں ہے — ص ۸۹

بیاباں ماندگی: دیکھیے: یک بیاباں ماندگی۔

بیاباں مرگ: ہزار قافلۂ آرزو بیاباں مرگ — ہنوز محملِ حسرت بہ دوشِ خود رائی — ص ۱۱۰

بیاباں نُورد: احباب چارہ سازیِ وحشت نہ کر سکے — زنداں میں بھی خیال بیاباں نورد تھا — ص ۱۵۵

بیاباں نُوردِ وہمِ وجود: نہ ہو بہ ہرزہ بیاباں نوردِ وہمِ وجود — ہنوز تیرے تصور میں ہے نشیب و فراز — ص ۱۷۱

بیاضِ[۱] دیدۂ آہو: اگر وحشت عرق افشانِ بے پروا خرامی ہو — بیاضِ دیدۂ آہو کفِ سیلاب ہوجاوے — ص ۱۰۵

بیاضِ دیدۂ نخچیر: بتانِ شوخ کی تسکینِ بعد از قتل کی حیرت — بیاضِ دیدۂ نخچیر پر کھینچے ہے تصویریں — ص ۶۵

بیان[۲]: (۱) زلفِ خیال نازک و اظہار بے قرار — یارب! بیان شانہ کشِ گفتگو نہ ہو — ص ۶۸

(۲) غالب یہ کیا بیاں ہے؟ بجز مدحِ بادشاہ — بھاتی نہیں ہے اب مجھے کوئی نوشت خواند — ص ۱۲۸

(۳) بارے، آموں کا کچھ بیاں ہوجائے — خامہ، نخلِ رطب فشاں ہوجائے — ص ۱۳۰

(۴) گر نہ اندوہِ شبِ فرقت بیاں ہوجائے گا — بے تکلف داغِ مہ، مُہرِ دہاں ہوجائے گا — ص ۱۵۰

(۵) کیا کہوں بیماریِ غم کی فراغت کا بیاں — جو کہ کھایا خونِ دل، بے منتِ کیموس تھا — ص ۱۵۴

(۶) بیاں کیا کیجیے بیدادِ کاوش ہاے مژگاں کا — کہ ہر یک قطرۂ خوں، دانہ ہے تسبیحِ مرجاں کا — ص ۱۵۶

(۷) ذکر اُس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا — بن گیا رقیب آخر، تھا جو رازداں اپنا — ص ۱۵۹

(۸) یہ مسائلِ تصوف، یہ ترا بیان غالب! — تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا — ص ۱۶۰

---

[۱] بیاض : دو بار [مرکب]۔

[۲] بیان : اکتیس بار [مفرد: تیئس بار، مرکب: آٹھ بار]۔

(۹) کیجے بیاں سرورِ تبِ غم کہاں تلک — ہر مو مرے بدن پہ زبانِ سپاس ہے ص۲۰۵

(۱۰) بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی — شبِ مہ ہو جو رکھ دوں پنبہ دیواروں کے روزن میں ص۱۸۰

(۱۱) کیا بیاں کر کے مرا، روئیں گے یار — مگر آشفتہ بیانی میری ص۲۳۱

(۱۲) بقدرِ شوق نہیں ظرفِ تنگنائے غزل — کچھ اور چاہیے وسعت مرے بیاں کے لیے ص۲۳۶

(۱۳) مہربانی ہائے دشمن کی شکایت کیجیے — یا بیاں کیجے سپاسِ لذتِ آزارِ دوست ص۱۶۵

دیکھیے ______: (۱۴) اندازِ بیاں۔ (۱۵) پیرایۂ بیاں۔ (۱۶) خط و خالِ بیاں۔ (۱۷) سببِ گفت و بیاں۔

بیانِ حسنِ طبیعت: منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی — اپنا بیانِ حُسنِ طبیعت نہیں مجھے ص۱۲۳

بیانِ دلِ آزردہ: دیکھیے: عنوانِ بیانِ دلِ آزردہ۔

بیانِ شوخیِ گفتارِ دوست: چپکے چپکے مجھ کو روتے دیکھ پاتا ہے اگر — ہنس کے کرتا ہے بیانِ شوخیِ گفتارِ دوست ص۱۹۳

بیانِ طلبِ کام: آیا نہ بیانِ طلبِ کام، زباں تک — تبخالۂ لب ہو نہ سکا آبلۂ پا ص۲۹

بیباک[۱]: (۱) رونے سے، اور عشق میں بیباک ہو گئے — دھوئے گئے ہم اتنے کہ بس پاک ہو گئے ص۲۲۹

(۲) بیباک ہوں از بس کہ بہ بازارِ محبت — سمجھا ہوں زرہ جوہرِ شمشیرِ عسس کو ص۲۵۰

دیکھیے ______: (۳) تمثالِ شوقِ بیباک۔ (۴) گریۂ بیباک۔ (۵) نالۂ بیباک۔ (۶) جلوۂ بیباکِ حُسن۔

بیباکی[۲]: جب کرم رخصتِ بیباکی و گستاخی دے — کوئی تقصیر بجز خجلتِ تقصیر نہیں ص۱۸۲

بیتاب[۳]: (۱) شب کہ ذوقِ گفتگو سے تیری دل بیتاب تھا — شوخیِ وحشت سے افسانہ، فسونِ خواب تھا ص۱۵

(۲) نوائے خفتۂ الفت اگر بیتاب ہو جاوے — پرِ پروانہ تارِ شمع پر مضراب ہو جاوے ص۱۰۵

(۳) نالۂ دل میں شب، اندازِ اثر نایاب تھا — تھا سپندِ بزمِ وصلِ غیر، گو بیتاب تھا ص۱۳۵

(۴) عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب — دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہوتے تک ص۱۷۵

(۵) ہوا چرچا جو میرے پانْو کی زنجیر بننے کا — کیا بیتاب کاں میں جنبشِ جوہر نے آہن کو ص۱۹۸

(۶) دیکھ وہ برقِ تبسم بس کہ دل بیتاب ہے — دیدۂ گریاں مرا فوارۂ سیماب ہے ص۳۰۳

---

۱ بیباک : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔

۲ بیباکی : ایک بار [مرکب]۔

۳ بیتاب : سولہ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: دس بار]۔

دیکھیے ـــــــ : (۷) بالِ شعلۂ بیتاب۔ (۸) خاطرِ بیتاب۔ (۹)، (۱۰) دلِ بیتاب [دوبار]۔ (۱۱) یک بیاباں دلِ بیتاب۔

بیتابِ استقبال: کون آیا؟ جو چمن بیتابِ استقبال ہے　جُنبشِ موجِ صبا، ہے شوخیِ رفتارِ باغ　ص ۴۸

بیتابِ اظہارِ تپش: بلبلِ تصویر ہوں بیتابِ اظہارِ تپش　جُنبشِ نالِ قلم، جوشِ پرافشانی مجھے　ص ۸۶

بیتابِ تردد شکنی: کوشش ہمہ بیتابِ تردد شکنی ہے　صد جُنبشِ دل، یک مژہ برہم زدنی ہے　ص ۱۱۰

بیتابِ دورانِ خمار: دیکھیے: جنوں بیتابِ دورانِ خمار۔

بیتابِ سیرِ دل: بیتابِ سیرِ دل ہے سرِ ناخنِ نگار　یعنی نعل ہے بہ آتشِ رنگِ حنا گرو　ص ۶۹

بیتابی[1]: (۱) حسرتِ جلوۂ ساقی ہے کہ ہر پارۂ ابر　سینۂ بیتابی سے ملتا ہے بہ تیغِ کہسار　ص ۲

(۲) کروں گر عرضِ سنگینیِ کہسار اپنی بیتابی　رگِ ہر سنگ سے نبضِ دلِ بیمار ہو پیدا　ص ۳۱

(۳) خدایا! خوں ہو رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو　جنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیفِ شکیبائی　ص ۹۲

(۴) کہوں کیا، دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں غالبؔ　کہ بیتابی سے ہر یک تارِ بستر، خارِ بستر ہے　ص ۲۱۳

(۵) پڑا رہ اے دلِ وابستہ! بیتابی سے کیا حاصل　مگر پھر تابِ زلفِ پُرشکن کی آزمائش ہے؟　ص ۲۲۵

دیکھیے ـــــــ : (۶) جوشِ بیتابی۔ (۷) جوشِ بیتابی زدن۔ (۸) حکمِ بیتابی۔ (۹) دریاے بیتابی۔ (۱۰) رنجِ بیتابی۔ (۱۱) زندانِ بیتابی۔ (۱۲) سامانِ بیتابی۔ (۱۳) عیشِ بیتابی۔ (۱۴) فتراکِ بیتابی۔ (۱۵) گردبادِ رہِ بیتابی۔ (۱۶) مدعاے رنجِ بیتابی۔ (۱۷) نیرنگِ بیتابی۔

بیتابیِ تجلی آتش بہ جاں: تو مشقِ ناز کر، دلِ پروانہ ہے بہار　بیتابیِ تجلیِ آتش بہ جاں نہ پوچھ　ص ۷۰

بیتابیِ جفا: پروانے سے ہو شاید تسکینِ شعلۂ شمع　آسائشِ وفا ہا بیتابیِ جفا ہے　ص ۹۳

بیتابیِ دل: دیکھیے: سررشتۂ بیتابیِ دل۔

بیتابیِ دل تپش انگیز: ہر مو بدن پہ شہپرِ پرواز ہے مجھے　بیتابیِ دلِ تپش انگیز یک طرف　ص ۴۹

---

[1] بیتابی : پچیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: بیس بار]۔
بیتابیاں : ایک بار۔

بیتابیِ دیدار: دیکھیے: ذوقِ بیتابیِ دیدار۔

بیتابیِ رشک: دل تھا کہ جو جانِ درد تمہید سہی — بیتابیِ رشک و حسرتِ دید سہی ص۲۵۲

بیتابیِ کمند: جنوں گرمِ انتظار و نالہ بیتابیِ کمند آیا — سویدا تا بہ لب زنجیریِ دودِ سپند آیا ص۱۱

بیتابیِ یادِ دوست: بیتابیِ یادِ دوست ہم رنگِ تسلی ہے — غافل! تپشِ مجنوں محمل کشِ لیلیٰ ہے ص۱۱۳

بیتابیاں: لے زمیں سے آسماں تک فرش تھیں بیتابیاں — شوخیِ بارش سے مہ فوارۂ سیماب تھا ص۱۵

بیجا[1]: (۱) پشتِ لب تہمتِ خط کھینچے ہے بیجا، یعنی — سبز ہے موجِ تبسم بہ ہوائے گفتار ص۳

(۲) اے اسدؔ! بیجا ہے نازِ سجدۂ عرضِ نیاز — عالمِ تسلیم میں یہ دعوئ آرائی عبث ص۳۴

(۳) بہ بزمِ مے پرستی حسرتِ تکلیف بیجا ہے — کہ جامِ بادہ کف برلب بہ تقریب تقاضا ہے ص۸۴

(۴) یہ کیا وحشت ہے اے دیوانے! پیش از مرگ واویلا — رکھی بیجا بنائے خانۂ زنجیرِ شیون پر ص۴۱

(۵) دردِ ناپیدا و بیجا تہمتِ وارستگی — پردہ دارِ سادگی ہے وسعتِ مشرب مجھے ص۸۶

(۶) سر بہ زانوئے کرم رکھتی ہے شرمِ ناکسی — اے اسدؔ! بیجا نہیں ہے غفلت آرائی تری ص۹۳

(۷) تم سے بیجا ہے مجھے اپنی تباہی کا گلہ — اُس میں کچھ شائبۂ خوبیِ تقدیر بھی تھا ص۱۵۸

(۸) رقعے کا جواب کیوں نہ بھیجا تم نے؟ — ثاقبؔ! حرکت یہ کی ہے بیجا تم نے ص۳۱۳

دیکھیے ـــــ: (۹) خجالتِ بیجا۔ (۱۰) خندۂ بیجا۔ (۱۱) خندہ ہائے بیجا۔ (۱۲) داغِ مُہرِ ضبطِ بیجا۔ (۱۳) شرمِ کوششِ بیجا۔ (۱۴) نوازش ہائے بیجا۔ (۱۵) وحشتِ بیجا۔

بیجوں[2]: اِن بیم کے بیجوں کو کوئی کیا جانے — بھیجے ہیں جو ارمغاں شہِ والا نے

گن کر دیویں گے ہم دُعائیں سو بار — فیروزے کی تسبیح کے ہیں یہ دانے ص۲۵۲

بیچ[3]: (۱) یوں سمجھیے کہ بیچ سے خالی کیے ہوئے — لاکھوں ہی آفتاب ہیں اور بے شمار چاند ص۱۲۸

(۲) مزا ملے کہو کیا خاک ساتھ سونے کا — رکھے جو بیچ میں وہ شوخ سیم تن تکیہ ص۳۰۳

بیچارہ[4]: (۱) دِلّی کے رہنے والو! اسدؔ کو ستاؤ مت — بیچارہ چند روز کا یہاں میہماں ہے ص۷۵

---

[1] بیجا : پندرہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: سات بار]۔
[2] بیجوں : ایک بار۔
[3] بیچ : دو بار۔
[4] بیچارہ : تین بار۔

(۲) بیچارہ کتنی دور سے آیا ہے، شیخ جی! کعبے میں کیوں دبائیں نہ ہم برہمن کے پانْو ص۳۲۲[ثانی]

(۳) گو زندگیِ زاہدِ بیچارہ عبث ہے اِتنا ہے کہ رہتی تو ہے تدبیر وضو کی ص۳۲۰

بید[۱]: دیکھیے ـــــ: (۱) برگِ بید۔ (۲) شجرِ بید۔ (۳) عرقِ بید۔

بیدِ مجنوں: دیکھیے برگِ بیدِ مجنوں۔

بیداد[۲]: میں ہوں مشتاقِ جفا، مجھ پہ جفا اَور سہی تم ہو بیداد سے خوش، اِس سے سوا اور سہی ص۳۱۱

دیکھیے ـــــ: (۲) آرایشِ بیداد۔ (۳) التماسِ لذّتِ بیداد۔ (۴) جوہرِ بیداد۔ (۵) شکوۂ بیداد۔ (۶) گلشنِ بیداد۔ (۷) لذّتِ بیداد۔ (۸) ہدفِ ناوکِ بیداد۔

بیدادِ انتظار: بیدادِ انتظار کی طاقت نہ لا سکی اے جانِ برلب آمدہ بیتاب ہوگئی! ص۹۶

(۲) دیکھیے: طاقتِ بیدادِ انتظار۔

بیدادِ تپش: دیکھیے: جوشِ بیدادِ تپش۔

بیدادِ خو: جانِ عاشق حالِ صد غلبۂ تاثیر ہے دل کو اے بیداد خو! تعلیمِ خارائی عبث ص۳۲

بیدادِ دلبر: دیکھیے: فریادیِ بیدادِ دلبر۔

بیدادِ دوست: نویدِ امن ہے بیدادِ دوست جاں کے لیے رہی نہ طرزِ ستم کوئی آسماں کے لیے ص۲۳۵

بیدادِ ذوقِ پرفشانی: کروں بیدادِ ذوقِ پرفشانی عرض، کیا قدرت! کہ طاقت اُڑگئی، اُڑنے سے پہلے میرے شہپر کی ص۲۰۷

بیدادِ رشکِ غیر: عشق میں بیدادِ رشکِ غیر نے مارا مجھے کشتۂ دشمن ہوں آخر، گرچہ تھا بیمار دوست ص۱۹۳

بیدادِ عشق: بیدادِ عشق سے نہیں ڈرتا مگر اسدؔ! جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا ص۱۵۳

بیدادِ فن: دیکھیے: بُتِ بیدادِ فن۔

بیدادِ کاوش ہاے مژگاں: (۱) بیاں کیا کیجیے بیدادِ کاوش ہاے مژگاں کا کہ ہر یک قطرۂ خوں، دانہ ہے تسبیحِ مرجاں کا ص۱۵۶

(۲) دیکھیے: ودیعت خانۂ بیدادِ کاوش ہاے مژگاں۔

بیدادگر: دیکھیے: بُتِ بیدادگر۔

بیدادگرِ رنج فزا: مجھ سے غالبؔ! یہ علائی نے غزل لکھوائی ایک بیدادگرِ رنج فزا اور سہی ص۳۱۱

۱۔ بید : چار بار [مرکّب]۔

۲۔ بیداد : اکیس بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: بیس بار]۔

بیدادگر : دو بار [مرکّب]۔

بیدادِ وفا: بیدادِ وفا دیکھ کہ جاتی رہی آخر — ہرچند مری جان کو تھا ربط لبوں سے ص ۲۰۱

بیدار[۱]: (۱) پر یہ دولت تھی نصیبِ نگہِ معنیِ ناز — کہ ہوا صورتِ آئینہ میں جوہر بیدار ص ۳

(۲) کوہ و صحرا ہمہ معموریِ شوقِ بلبل — راہِ خوابیدہ، ہوئی خندۂ گل سے بیدار ص ۱۳۲

دیکھیے ــــــ: (۳) شب بیدار۔ (۴) آئینۂ بختِ بیدار۔ (۵) جامِ سیہ مستیِ چشمِ بیدار۔ (۶) ساغرِ بختِ بیدار۔ (۷) فتنۂ بیدار۔ (۸) طالعِ بیدار بستر۔ (۹) چشمِ بیدار رکاب۔

بیداری[۲]: (۱) نشاطِ دیدۂ بینا ہے، گو خواب و چہ بیداری — بہم آوردہ مژگاں روے بر روے تماشا ہے ص ۸۳

(۲) دیکھتا ہوں اُسے، تھی جس کی تمنا مجھ کو — آج بیداری میں ہے خوابِ زلیخا مجھ کو ص ۳۰۱

(۳) دیکھیے: خواب و بیداری۔

بیدا[۳]ے خیال: دیکھیے: خود رفتۂ بیداے خیال۔

بیدرد[۴]: (۱) بے خبر مت کہہ ہمیں، بیدرد! خود بینی سے پوچھ — قلزمِ ذوقِ نظر میں آئنہ پایاب تھا ص ۱۵

(۲) چشمِ ما روشن! کہ اُس بیدرد کا دل شاد ہے — دیدۂ پُرخوں ہمارا، ساغرِ سرشارِ دوست ص ۱۹۳

(۳) شبنم بہ گلِ لالہ نہ خالی ز ادا ہے — داغِ دلِ بیدرد نظر گاہِ حیا ہے ص ۲۱۸

(۴) دیکھیے: نالۂ بیدرد۔

بیدرداں: دیکھیے: تسکینِ نکوہش ہاے بیدرداں۔

بیدردانہ: رہتے ہیں افسردگی سے سخت بیدردانہ ہم — شعلہ ہا نذرِ سمندر، بلکہ آتش خانہ ہم ص ۵۳

بیدردی[۵]: (۱) اسدؔ! ہنستے ہیں میرے گریہ ہاے زار پر مردم — بھرا ہے دہر بیدردی سے، دل کیجے کہاں خالی ص ۳۵۵

دیکھیے ــــــ: (۲) تسکیں خیزِ بیدردی۔ (۳) تُہمتِ بیدردی۔

بیدل[۶]: (۱) اسدؔ! ہر جا سخن نے طرحِ باغِ تازہ ڈالی ہے — مجھے رنگِ بہار ایجادیِ بیدلؔ پسند آیا ص ۱۲

(۲) مطربِ دل نے مرے، تارِ نفس سے، غالبؔ — ساز پر رشتہ پئے نغمۂ بیدلؔ باندھا ص ۱۳

(۳) مجھے راہِ سخن میں خوفِ گم راہی نہیں غالبؔ — عصاے خضرِ صحراے سخن ہے خامہ بیدلؔ کا ص ۱۸

(۴) آہنگِ اسدؔ میں نہیں جز نغمۂ بیدلؔ — (تضمین) ص ۳۶

---

۱ بیدار : نو بار [مفرد: دو بار، مرکّب: سات بار]۔

۲ بیداری : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔

۳ بیدا : ایک بار [مرکّب]۔

۴ بیدرد : چار بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔

بیدرداں : ایک بار۔

بیدردانہ : ایک بار۔

۵ بیدردی : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔

۶ بیدل : گیارہ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: نو بار]۔

(۵) دل کارگاہِ فکر و اسدؔ بے نوائے دل ۔۔۔ یہاں سنگِ آستانۂ بیدلؔ ہے آئنہ ۔۔۔ ص ۷۰

(۶) جوشِ دل ہے، مجھ سے حُسنِ فطرتِ بیدلؔ نہ پوچھ ۔۔۔ قطرے سے مےخانۂ دریائے بے ساحل نہ پوچھ ۔۔۔ ص ۷۲

(۷) گر ملے حضرتِ بیدلؔ کا خطِ لوحِ مزار ۔۔۔ اسدؔ آئینۂ پروازِ معانی مانگے ۔۔۔ ص ۷۸

(۸) ہے خامہ فیضِ بیعتِ بیدلؔ بہ کفِ اسدؔ ۔۔۔ یک نیستاں قلمروِ اعجاز ہے مجھے ۔۔۔ ص ۹۷

(۹) جوشِ فریاد سے لوں گا دیتِ خواب اسدؔ ۔۔۔ شوخیِ نغمۂ بیدلؔ نے جگایا ہے مجھے ۔۔۔ ص ۱۰۸

(۱۰) ہر غنچہ اسدؔ بارگہِ شوکتِ گل ہے ۔۔۔ دل فرشِ رہِ ناز ہے، بیدلؔ اگر آوے ۔۔۔ ص ۱۱۳

(۱۱) طرزِ بیدلؔ میں ریختہ لکھنا ۔۔۔ اسداللہ خاں قیامت ہے! ۔۔۔ ص ۳۲۰

بیروں[1]: کرے گر فکرِ تعمیرِ خرابی ہائے دل گردوں ۔۔۔ نہ نکلے خشت مثلِ استخواں بیروں زقالب ہا ۔۔۔ ص ۳۳

بیروں آمدن: شوخ ہے مثلِ حباب از خویش بیروں آمدن ۔۔۔ ہے گریباں گیرِ فرصت ذوقِ عریانی مجھے ۔۔۔ ص ۸۶

بیروں دادہ: دیکھیے: عشقِ داغ بیروں دادہ۔

بیرونِ در: دیکھیے ____: (۱)، (۲) حلقۂ بیرونِ در [دوبار]۔ (۳) زنجیریِ صد حلقۂ بیرونِ در۔

بیرونِ دل: میں دور گردِ قربِ بساطِ نگاہ تھا ۔۔۔ بیرونِ دل نہ تھی تپشِ انجمن ہنوز ۔۔۔ ص ۳۲

بیروں ریختن: نقدِ انجم تا یکے از کیسہ بیروں ریختن ۔۔۔ یعنی اے پیرِ فلک! شامِ جوانی مفت ہے ۔۔۔ ص ۱۱۳

بیزار[2]: (۱) وہاں کے خاشاک سے حاصل ہو جسے یک پرِ کاہ ۔۔۔ وہ رہے مروحۂ بالِ پری سے بیزار ۔۔۔ ص ۱۳۳

(۲) مجھ سے مت کہہ تو ہمیں کہتا تھا اپنی زندگی ۔۔۔ زندگی سے بھی مرا جی اِن دنوں بیزار ہے ۔۔۔ ص ۲۱۲

(۳) ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار ۔۔۔ یاالٰہی یہ ماجرا کیا ہے! ۔۔۔ ص ۲۳۸

(۴) شکر سمجھو اِسے، یا کوئی شکایت سمجھو ۔۔۔ اپنی ہستی سے ہوں بیزار، کہوں یا نہ کہوں ۔۔۔ ص ۲۹۸

دیکھیے ____: (۵) دلِ وارستۂ ہفتاد و دو ملت بیزار۔ (۶) عاقبت بیزار۔

بیژن[3]: زورِ بازو میں مانتے ہیں تجھے ۔۔۔ گیو و گودرز و بیژن و رُہّام ۔۔۔ ص ۱۳۷

---

[1] بیروں : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکب: چار بار]۔

[2] بیزار : چھے بار [مفرد: چار بار، مرکب: دو بار]۔

[3] بیژن : ایک بار۔

بیں بار[۱]:	گنی ہیں سال کے رشتے میں بیں بار گرہ	ابھی شمار میں باقی ہیں سو ہزار گرہ	ص۲۷۸
بیستوں[۲]	کشتۂ افعیِ زلفِ سیہِ شیریں کو	بیستون سبزے سے ہے سنگِ زمرد کا مزار	ص۲
	(۲) ہو سکے کیا خاک دست و بازوے فرہاد سے	بیستوں، خوابِ گرانِ خسروِ پرویز ہے	ص۸۵
	(۳) کوہکن: گرسنہ مزدورِ طرب گاہِ رقیب	بیستوں: آئنۂ خوابِ گرانِ شیریں	ص۳۴
بیسن[۳]:	نہ پوچھ اُس کی حقیقت، حضورِ والا نے	مجھے جو بھیجی ہے بیسن کی روغنی روٹی	ص۱۲۳
بیسنی روٹی[۴]:	نہ کھاتے گیہوں، نکلتے نہ خلد سے باہر	جو کھاتے حضرتِ آدم یہ بیسنی روٹی	ص۱۲۳
بیش[۵]:	(۱) زندگانی نہیں بیش از نفسِ چند، اسدؔ!	غفلت آرائیِ یاراں پہ ہیں خنداں گل و صبح	ص۳۷
	(۲) بیش از نفَس بتاں کے کرم نے وفا نہ کی	تھا محملِ نگاہ بہ دوشِ شرار، حیف!	ص۴۹
	(۳) یک الف بیش نہیں صیقلِ آئینہ ہنوز	چاک کرتا ہوں میں جب سے کہ گریباں سمجھا	ص۱۳۷
	(۴) گرچہ ہے بعد عید کے نوروز	لیک بیش از سہ ہفتہ بُعد نہیں	ص۲۸۰
	(۵) ناتوانی نے نہ چھوڑا بس کہ بیش از عکسِ جسم	مُفتِ واگستردنی ہے فرشِ خواب آئینے پر	ص۳۴۷
	(۶) یک نظر بیش نہیں فرصتِ ہستی غافل!	گرمیِ بزم ہے اک رقصِ شرر ہوتے تک	ص۱۷۳
	(۷) غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفَس	برق سے کرتے ہیں روشن شمعِ ماتم خانہ ہم	ص۱۷۷
بیش بہا:	دیکھیے: لعلِ بیش بہا۔		
بیش تر:	(۱) عیادت سے اسدؔ! میں بیش تر بیمار رہتا ہوں	سبب ہے، ناخنِ دخلِ عزیزاں سینہ خستن کا	ص۲۷
	(۲) ہرچند اُمید دور تر ہو	اے حوصلے! سعی بیش تر کر	ص۳۲۸
	(۳) قطعِ سفرِ ہستی و آرامِ فنا ہیچ	رفتار نہیں بیش تر از لغزشِ پا، ہیچ	ص۳۶
بیضہ[۶]:	(۱) کرے گر حیرتِ نظارہ طوفاں نکتہ گوئی کا	حبابِ چشمۂ آئینہ ہووے بیضہ طوطی کا	ص۲۶
	(۲) چمن میں کون ہے طرز آفرینِ شیوۂ عشق؟	کہ گل ہے بلبلِ رنگین و بیضہ شبنم ہے	ص۱۰۲

---

۱ بیں : ایک بار۔
۲ بیستوں : تین بار۔
۳ بیسن : ایک بار۔
۴ بیسنی روٹی : ایک بار۔
۵ بیش : گیارہ بار [مرکب: چار بار]۔
۶ بیضہ : سترہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: تیرہ بار]۔

(۳) فکرِ پرواز جنوں ہے، سبب ضبط نہ پوچھ — اشک جوں بیضہ، مژہ سے تہِ پر پنہاں ہے — ص۱۰۹

(۴) بیضہ آسا تنگ بال و پر یہ ہے کنجِ قفس — از سرِ نو زندگی ہو، گر رہا ہو جائیے — ص۲۱۶

بیضۂ بلبل: پرورشِ نالہ ہے وحشتِ پرواز سے — ہے تہِ بالِ پری بیضۂ بلبل ہنوز — ص۴۴

(۲) شورِ تمثال ہے کس رشکِ چمن کا یارب! — آئنہ بیضۂ بلبل نظر آتا ہے مجھے — ص۸۸

بیضۂ طاؤس: (۱) طبع کی واشد نے رنگِ یک گلستاں گل کیا — یہ دلِ وابستہ گویا بیضۂ طاؤس تھا — ص۲۱

(۲) ہے تصور میں نہاں سرمایۂ صد گلستاں — کاسۂ زانو ہے مجھ کو بیضۂ طاؤس و بس — ص۴۶

(۳) دیکھیے: یک بیضۂ طاؤس۔

بیضۂ طاؤس خلوتاں: بزمِ نظر ہیں بیضۂ طاؤس خلوتاں — فرشِ طرب بہ گلشنِ ناآفریدہ کھینچ — ص۳۹

بیضۂ طوطی: عکسِ خط تا سخنِ ناصحِ دانا سرسبز — آئنہ بیضۂ طوطی نظر آیا ہے مجھے — ص۱۰۷

بیضۂ طوطیِ ہند: کہ ہم بیضۂ طوطیِ ہند غافل! — تہِ بالِ شمعِ حرم دیکھتے ہیں — ص۲۲۸

بیضۂ قمری: بیضۂ قمری کے آئینے میں پنہاں صیقل — سرو بیدل سے عیاں عکسِ خیالِ قدِ یار — ص۴

(۲) چمن میں کچھ نہ چھوڑا تو نے غیر از بیضۂ قمری — عدم میں بہرِ فرقِ سرو مشتِ خاک باقی ہے — ص۱۰۷

(۳) نالہ سرمایۂ یک عالم و عالم کفِ خاک — آسماں بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے — ص۲۱۶

(۴) دیکھیے: یک بیاباں بیضۂ قمری۔

بیضۂ مور: کیا تنگ ہم ستم زدگاں کا جہان ہے — جس میں کہ ایک بیضۂ مور آسمان ہے — ص۲۰۳

بیعتِ[۱] بیدل: ہے خامہ، فیضِ بیعتِ بیدل بہ کف اسد! — یک نیستاں قلمرو اعجاز ہے مجھے — ص۱۰۳

بیکار[۲]: (۱) حیرت سے ترے جلوے کی از بس کہ ہیں بیکار — نور، قطرۂ شبنم میں ہے جوں شمع بہ فانوس — ص۴۶

(۲) ساز یک ذرہ نہیں فیضِ چمن سے بیکار — سایۂ لالۂ بے داغ، سویدائے بہار — ص۱۳۲

(۳) کاٹ کر پھینکیے ناخن تو بہ اندازِ ہلال — قوتِ نامیہ اُس کو بھی نہ چھوڑے بیکار — ص۱۳۲

(۴) یک ذرۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا — یہاں جادہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا — ص۱۳۹

---

۱ بیعت : ایک بار [مرتب]۔

۲ بیکار : پانچ بار [مرتب: ایک بار]۔

(۵) دیکھیے: دستِ بیکار۔

بیکاریِ تسلیم: بیکاریِ تسلیم بہ ہر رنگ چمن ہے گر خاک ہو، گلدستۂ صد نقشِ قدم باندھ ص۱۷

بیکاریِ جنوں: بیکاریِ جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی؟ ص۲۱۶

بیکاریِ خود آرائی: نظر پرستی و بیکاریِ خود آرائی رقیبِ آئنہ ہے حیرتِ تماشائی ص۱۱۰

بیکساں[1]: دیکھیے ـــــــ: شاہِ بیکساں۔

بیکسی[2]: (۱) بے دماغِ خجلت ہوں، رشکِ امتحاں تا کے؟ ایک بیکسی تجھ کو عالم آشنا پایا ص۱۲

(۲) خود پرستی سے، رہے باہدگر نا آشنا بیکسی میری شریک، آئینہ تیرا آشنا ص۱۹

(۳) ہاتھ آیا زخمِ تیغِ یار سا پہلو نشیں کیوں نہ ہووے آج کے دن بیکسی کی روح شاد ص۳۹

(۴) مجھ کو دیارِ غیر میں مارا وطن سے دور رکھ لی مرے خدا نے میری بیکسی کی شرم ص۱۷۷

(۵) دل لگا کر، لگ گیا اُن کو بھی تنہا بیٹھنا بارے، اپنی بیکسی کی ہم نے پائی داد یہاں ص۱۷۹

(۶) ڈالا نہ بیکسی نے کسی سے معاملہ اپنے سے کھینچتا ہوں، خجالت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۳

(۷) ناچار بیکسی کی بھی حسرت اُٹھایئے دُشواریِ رہ و ستمِ ہمرہاں نہ پوچھ ص۲۰۱

دیکھیے ـــــــ: (۸) جنونِ بیکسی۔ (۹) وحشتِ دردِ بیکسی۔

بیکسی افسردہ: بیکسی افسردہ ہوں، اے ناتوانی کیا کروں! جلوۂ خرشید سے ہے گرم پہلوے ہلال ص۵۲

بیکسیِ عشق: آئے ہے بیکسیِ عشق پہ رونا غالبؔ! کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد! ص۱۲۶

بیکسی ہاے تمنا: بیدلی ہاے تماشا! کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق بیکسی ہاے تمنا! کہ نہ دُنیا ہے نہ دیں ص۱۳۳

بیکسی ہاے شبِ ہجر: بیکسی ہاے شبِ ہجر کی وحشت، ہے ہے! سایہ، خرشیدِ قیامت میں ہے پنہاں مجھ سے ص۲۱۲

بیگانہ[3]: دیکھیے ـــــــ: (۱) آشنا تعبیرِ خوابِ سبزۂ بیگانہ۔ (۲)، (۳) سبزۂ بیگانہ [دوبار]۔ (۴) مستِ بیگانہ۔ (۵) ہر بیگانہ۔

---

[1] بیکاری : تین بار [مرکب]۔
بیکساں : ایک بار [مرکب]۔

[2] بیکسی : گیارہ بار [مفرد: سات بار، مرکب: چار بار]۔
بیکسی ہا : دوبار [مرکب]۔

[3] بیگانہ : آٹھ بار [مرکب]۔

بیگانۂ تاثیر: نظر بازی: طلسمِ وحشت آبادِ پرستاں ہے — رہا بیگانۂ تاثیر افسوں آشنائی کا — ص۱۹

بیگانۂ وفا: بیگانۂ وفا ہے ہوائے چمن ہنوز — وہ سبزہ سنگ پر نہ اُگا کوہکن ہنوز — ص۴۲

(۲) ہے وہ غرورِ حُسن سے بیگانۂ وفا — ہر چند اُس کے پاس دلِ حق شناس ہے — ص۲۰۵

بیگانگی[1]: (۱) دوستی کا پردہ ہے بیگانگی — مُنہ چھپانا ہم سے چھوڑا چاہیے — ص۲۲۳

(۲) دیکھیے: بہانۂ بیگانگی۔

بیگانگیِ خلق: بیگانگیِ خلق سے بے دل نہ ہو غالبؔ — کوئی نہیں تیرا تو مری جان! خدا ہے — ص۲۱۹

بیگانگیِ خوہا: بیگانگیِ خوہا موجِ رمِ آہو ہا — دامِ گلۂ الفت زنجیرِ پشیمانی — ص۱۰۹

بیگم[2]: گاتی تھیں شمرو کی بیگم: تتّا ہا یا ہو — دودھ میں پکے تھے شلغم، تتّا ہا یا ہو — ص۲۰۱

بیم[3]: (۱) سبحہ گرداں ہے اُسی کے کفِ اُمید کا ابر — بیم سے جس کے صبا توڑے ہے صد جا زنّار — ص۴

(۲) موجِ ابروے قضا جس کے تصور سے دو نیم — بیم سے جس کے دلِ شحنۂ تقدیر فگار — ص۵

(۳) کوہ کو بیم سے اُس کے، ہے جگر باختگی — نہ کرے نذرِ صدا ورنہ متاعِ تمکیں — ص۸

(۴) ہر گام آبلے سے ہے دل در تہِ قدم — کیا بیم اہلِ درد کو سختیِ راہ کا — ص۱۹

(۵) یک جانب اے اسدؔ! شبِ فرقت کا بیم ہے — دامِ ہوس ہے زلفِ دل آویز یک طرف — ص۳۹

(۶) اللہ رے تیری تُندیِ خو! جس کے بیم سے — اجزائے نالہ دل میں مرے رزقِ ہم ہوئے — ص۲۲۶

(۷) دیکھیے: پریشانیِ بیم۔

بیمِ خزاں: گل، چہرہ ہے کسو خفقانی مزاج کا — گھبرا رہی ہے بیمِ خزاں سے بہار، حیف! — ص۳۹

بیمِ رسوائی: خرابِ نالۂ بلبل، شہیدِ خندۂ گل — ہنوز دعویِ تمکین و بیمِ رسوائی! — ص۱۱۰

بیمِ رقیب: بیمِ رقیب سے نہیں کرتے وداعِ ہوش — مجبور یہاں تلک ہوئے، اے اختیار حیف! — ص۱۴۲

بیمِ طبعِ نازکِ خوباں: بیمِ طبعِ نازکِ خوباں سے وقتِ سیرِ باغ — ریشۂ زیرِ زمیں کو بھی دویدن منع ہے — ص۱۴۳

بیمِ گزند: تغافل، بدگمانی، بلکہ میری سخت جانی سے — نگاہِ بے حجابِ ناز کو بیمِ گزند آیا — ص۱۱

---

[1] بیگانگی : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

[2] بیگم : ایک بار۔

[3] بیم : پندرہ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: نو بار]۔

بیمِ ملامت: نہ فکرِ سلامت، نہ بیمِ ملامت ز خود رفتگی ہاے حیرت سلامت ص۳۳

بیمناک: گاہ بہ خلد اُمیدوار، گہ بہ جحیم بیمناک گرچہ خدا کی یاد ہے، کُلفتِ ماسوا سمجھ ص۴۲

بیم واُمید: شکوہ و شکر کو ثمر بیم و اُمید کا سمجھ خانۂ آگہی خراب! دل نہ سمجھ، بلا سمجھ ص۴۲

بیمار[1]: (۱) اے خوشا! فیضِ ہواے چمنِ نشوونما بادہ پُرزور و نفَس مست و مسیحا بیمار ص۳

(۲) عیادت سے اسدؔ! میں بیش تر بیمار رہتا ہوں سبب ہے ناخنِ دخلِ عزیزاں سینہ خستن کا ص۲۷

(۳) تیرے بیمار پہ ہیں فریادی وہ جو کاغذ میں دوا باندھتے ہیں ص۵۸

(۴) پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو بیمار دار [دیکھیے: بیماردار]۔ ص۱۹۶

(۵) کم نہیں نازشِ ہم نامیِ چشمِ خوباں تیرا بیمار، بُرا کیا ہے، گر اچھا نہ ہوا ص۱۹۲

(۶) کیوں نہ ہو چشمِ بتاں محوِ تغافل، کیوں نہ ہو یعنی اس بیمار کو نظارے سے پرہیز ہے ص۲۱۳

(۷) اُن کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے ص۲۳۹

(۸) ہوں دردِ ہلاکِ نامہ بر سے بیمار قارورہ مرا خونِ کبوتر ہے آج ص۲۵۷

دیکھیے ــــــ: (۹) یادِ افسانۂ بیمار۔ (۱۰) تبخالِ لبِ بیمار۔ (۱۱) عاشقِ بیمار۔ (۱۲) نبضِ بیمار۔ (۱۳) نبضِ دلِ بیمار۔

بیمارِ محوِ خودرفتہ: دیکھیے: دلِ بیمار از خودرفتہ۔

بیمارِ بدخو: دیکھیے: نالۂ بیمارِ بدخو۔

بیمار پُرسی: نیاز جلوہ ریزی طاقتِ بالیں شکستن ہا تکلف کو خیال آیا ہو گر بیمار پُرسی کا ص۲۹

بیماردار: (۱) لو، ہم مریضِ عشق کے بیمار دار ہیں اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج ص۱۹۵

(۲) پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو بیماردار اور اگر مرجایئے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو ص۱۹۶

بیمارِ دوست: عشق میں بیدادِ رشکِ غیر نے مارا مجھے کشتۂ دشمن ہوں آخر، گرچہ تھا بیمارِ دوست ص۱۹۳

بیمارِ محبت: دیکھیے: عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت۔

---

[1] بیمار : اُنیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: گیارہ بار]۔
بیماروں : ایک بار۔
بیمارداری : دو بار۔
بیماری : ایک بار [مرکب]۔

بیمارِ وفا: دیکھیے: نبضِ بیمارِ وفا۔

بیماروں: داد خواہِ تپش و مُہرِ خموشی برلب / کاغذِ سرمہ ہے جامہ ترے بیماروں کا ص۲۸

بیماریِ غم: کیا کہوں بیماریِ غم کی فراغت کا بیاں / جو کہ کھایا خونِ دل، بے منتِ کیموس تھا ص۱۵۲

بینا[1] : دیکھیے ___: (۱) چشمِ بینا۔ (۲) دیدۂ بینا۔ (۳) نشاطِ دیدۂ بینا۔

بینائی[2]: (۱) سبزہ و گل کو دیکھنے کے لیے / چشمِ نرگس کو دی ہے بینائی ص۲۱۰

(۲) غرض اس سے ہیں چاردہ معصوم / جن سے ہے چشمِ جاں کو بینائی ص۲۶۳

بینش[3]: بینش بہ سعیِ ضبطِ جنوں نو بہار تر / دل در گدازِ نالہ، نگہ آبیار تر ص۴۰

دیکھیے ___: (۲)، (۳)، (۴) اہلِ بینش [تین بار]۔ (۵) جلوۂ بینش۔ (۶) چشمِ بینش۔ (۷) سازِ بینش۔ (۸) عبرتِ بینش۔ (۹) گدازِ سعیِ بینش۔

بینش پناہ: دیکھیے: جلوۂ بینش پناہ۔

بینوا[4]: (۱) دل کارگاہِ فکر و اسدؔ بینوائے دل / یہاں سنگِ آستانۂ بیدلؔ ہے آئنہ ص۷۰

(۲) تھا میں اک بینوائے گوشہ نشیں / تھا میں اک دردمندِ سینہ فگار ص۱۲۵

(۳) ہزار آفت و یک جانِ بینوائے اسدؔ / خدا کے واسطے اے شاہِ بیکساں فریاد!

بینوائی[5]: دیکھیے: یک برگِ بینوائی۔

بینوائی تر: بینوائی تر صدائے نغمۂ شہرت اسدؔ! / بوریا یک نیستاں عالم بلند آوازہ تھا ص۱۷

بیہدہ گوئی[6]: معافِ بیہدہ گوئی ہیں ناصحانِ عزیز / دلِ بہ دستِ نگارے نداده رکھتے ہیں ص۹۳

بیہودہ[7]: پنبۂ مینائے مے رکھ لو تم اپنے کان میں / مے پرستاں! ناصحِ بے صرفہ گو بیہودہ ہے ص۱۰۳

---

[1] بینا : تین بار [مرکب]۔
[2] بینائی : دوبار۔
[3] بینش : دس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: نو بار]۔
[4] بینوا : تین بار [مرکب]۔
[5] بینوائی : دوبار [مرکب]۔
[6] بیہدہ : ایک بار [مرکب]۔
[7] بیہودہ : ایک بار۔

پ

پا[1] :

(۱) گو بیابانِ تمنا و کجا جولانِ عجز — آبلے پا کے ہیں یہاں رفتار کو دندانِ عجز — ص۴۴

(۲) پا پُر از آبلہ راہِ طلبِ مَے میں ہوا — ہاتھ آیا نہیں یک دانۂ انگور ہنوز — ص۴۵

(۳) سرشکِ آشفتہ سر تھا قطرہ زن مژگاں سے جانے میں — رہے یہاں شوخیِ رفتار سے پا آستانے میں — ص۵۸

(۴) نہ سووے آبلوں میں گر سرشکِ دیدۂ نم سے — بہ جولاں گاہِ نومیدی نگاہِ عاجزاں، پا ہے — ص۸۵

(۵) فروغِ حُسن سے ہوتی ہے حلِّ مشکلِ عاشق — نہ نکلے شمع کے پا سے، نکالے گر نہ خار، آتش — ص۱۲۳

(۶) رَو میں ہے رخشِ عمر، کہاں دیکھیے تھمے — نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں — ص۱۸۹

[چھے بار بہ طورِ ردیف، ص۲۹]:

(۷)،(۸) ہے تنگ ز واماندہ شدن حوصلۂ پا — جو اشک گرا خاک میں، ہے آبلۂ پا

(۹)،(۱۰) سرمنزلِ ہستی سے ہے صحرائے طلب دور — جو خط ہے کفِ پا پہ سو ہے سلسلۂ پا

(۱۱) دیدار طلب ہے دلِ واماندہ کہ آخر — نوکِ سرِ مژگاں سے رقم ہو گلۂ پا

(۱۲) آیا نہ بیانِ طلب کام، زباں تک — تبخالۂ لب ہو نہ سکا آبلۂ پا

(۱۳) فریاد سے پیدا ہے اسدؔ گرمیِ وحشت — تبخالۂ لب ہے جرسِ آبلۂ پا

دیکھیے ——— : (۱۴)،(۱۵)،(۱۶) آبلہ پا [تین بار]۔(۱۷) آبلۂ پا۔(۱۸) آتش زیرِ پا۔(۱۹) آغوشِ نقشِ پا۔(۲۰) اضطرابِ چشم بر پادوختہ۔(۲۱) اک آبلہ پا۔(۲۲) ایک نقشِ پا۔(۲۳) برہنہ پا۔(۲۴)،(۲۵) بوسہ

---

[1] پا : ایک سوتیس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: ایک سوچوبیس بار]۔

پاانداز : ایک بار [مرکب]۔

پابوس : ایک بار [مرکب]۔

پا [دوبار]۔ (۲۶)، (۲۷) بے سروپا [دوبار]۔ (۲۸) پیشِ پا اُفتادہ۔ (۲۹) حکایتِ صبرِ گریز پا۔ (۳۰) حیرتِ نقشِ پا۔ (۳۱) خارِ پا۔ (۳۲) خلوتِ آبلۂ پا۔ (۳۳)_(۳۷) دست و پا [پانچ بار]۔ (۳۸) دل فریبیِ انداز نقشِ پا۔ (۳۹) ذوقِ کھینچیِ نقشِ کفِ پا۔ (۴۰)، (۴۱) رشتۂ پا [دوبار]۔ (۴۲) زنجیرِ پا۔ (۴۳) زنجیر بہ پا۔ (۴۴) زنجیرِ نقشِ پا۔ (۴۵)، (۴۶) سرتاپا [دوبار]۔ (۴۷) سرتا بہ پا۔ (۴۸) سرتاپا گداز۔ (۴۹) صدائے پا۔ (۵۰) طرفِ آبلۂ پا۔ (۵۱) قطرۂ بے دست و پا۔ (۵۲)_(۵۵) کفِ پا [چار بار]۔ (۵۶) گردِ شاخِ گلِ پا۔ (۵۷)_(۶۰) لغزشِ پا [چار بار]۔ (۶۱) محملِ خوابِ پا۔ (۶۲) مرتبۂ پشتِ پا۔ (۶۳) مرغِ رشتہ بر پا۔ (۶۴) ناخنِ پا۔ (۶۵)_(۷۲) نقشِ پا [آٹھ بار]۔ (۷۳) یک مژہ خوابِ پا۔

پا اُفتادگیِ نشہ: ہے ز پا اُفتادگیِ نشہ بیماری مجھے ۔۔۔ بے تحن تبخالۂ لب، دانۂ انگور ہے ص۹۳

پا اُفتادہ: دیکھیے: دلِ بے دست و پا اُفتادہ۔

پا اُفتادۂ انداز یادِ حُسنِ سبز: ہوں ز پا اُفتادۂ انداز یادِ حُسنِ سبز ۔۔۔ کس قدر ہے نشہ فرسائے خمارِ بنگ، دل ص۵۳

پا اُفتادۂ زنہار: بس کہ حیرت سے ز پا اُفتادۂ زنہار ہے ۔۔۔ ناخنِ انگشت تبخالِ لبِ بیمار ہے ص۸۳

پا اُفتادۂ حسرت: برائے حلِ مشکل ہوں ز پا اُفتادۂ حسرت ۔۔۔ بندھا ہے عقدۂ خاطر سے پیماں خاکساری کا ص۱۸

پا انداز: دیکھیے: فرشِ پا انداز۔

پابوس: دیکھیے: ہلاکِ حسرتِ پابوس۔

پا بہ حنا: (۱) حسنِ افسردہ دلی ہا رنگیں ۔۔۔ شوق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں ص۵۸

(۲) تیری فرصت کے مقابل اے عمر! ۔۔۔ برق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں ص۱۸۱

پا بہ دامن: پا بہ دامن ہو رہا ہوں بس کہ میں صحرا نورد ۔۔۔ خارِ پا ہیں جوہرِ آئینۂ زانو مجھے ص۲۰۸

پا بہ رکاب: صفا و شوخی و اندازِ حُسن پا بہ رکاب ۔۔۔ خطِ سیاہ سے ہے گردِ کارواں پیدا ص۳۳۶

پا بہ زنجیرِ رمِ آہو: باعثِ واماندگی ہے عمرِ فرصت جو مجھے ۔۔۔ کردیا ہے پا بہ زنجیرِ رمِ آہو مجھے ص۷۸

پا در حنا: (۱) برقِ بہار سے ہوں میں پا در حنا ہنوز ۔۔۔ اے خارِ دشت! دامنِ شوقِ رمیدہ کھینچ ص۳۶

(۲) شرارِ سنگ سے پا در حنا گلگونِ شیریں ہے ۔۔۔ ہنوز اے تیشۂ فرہاد! عرضِ آتشیں پائی ص۹۲

(۲) بہار شوخ و چمن تنگ و رنگِ گل دل چسپ — نسیم باغ سے پا در حنا نکلتی ہے — ص ۲۵۲

پا در رفتہ خارِ جستجو: شمع ہوں لیکن بہ پا در رفتہ خارِ جستجو — مدعا گم کردہ ہر سو، ہر طرف جلتا ہوں میں — ص ۴۳

پا در رکاب: آنکھوں میں انتظار سے جاں پُر شتاب ہے — آتا ہے آ، وگرنہ یہ پا در رکاب ہے — ص ۲۵۳

پا کوبیاں: بس کہ وہ پا کوبیاں در پردۂ وحشت ہیں یاد — ہے غلافِ دلچۂ خرشید ہر یک گردباد — ص ۳۸

پا نشستن ہا: دل از اضطراب آسودہ طاعت گاہ داغ آیا — بہ رنگِ شعلہ ہے مُہرِ نماز از پا نشستن ہا — ص ۲۳

پائے اجل: دیکھیے: حنائے پائے اجل۔

پائے افگار: پائے افگار پہ جب سے تجھے رحم آیا ہے — خارِ رہ کو ترے ہم مہر گیا کہتے ہیں — ص ۱۸۸

پائے بُت: دیکھیے: سر بہ پائے بُت نانہادہ۔

پائے بہار: لنگرِ عیش پہ سرشار تماشائے دوام — کہ رہے خونِ خزاں سے بہ حنا پائے بہار — ص ۷

پائے بہ زنجیر: (۱) ہے گرفتاریِ نیرنگِ تماشا، ہستی — پرِ طاؤس سے دل پائے بہ زنجیر آیا — ص ۲۷

(۲) اُس بیاباں میں گرفتارِ جنوں ہوں کہ جہاں — موجۂ ریگ سے دل پائے بہ زنجیر آوے — ص ۱۱۳

پائے تحمل: حسرتِ دستگہ و پائے تحمل تاچند؟ — رگِ گردن خطِ پیمانہ ہے مُل تاچند؟ — ص ۳۹

پائے ثبات: (۱) شمع آسا چہ سرِ دعوی و کو پائے ثبات — گُلِ صد شعلہ بہ یک جیب شکیبائی ہے — ص ۱۰۴

(۲) زخمی ہوا ہے پاشنہ پائے ثبات کا — نے بھاگنے کی گوں نہ اقامت کی تاب ہے — ص ۲۰۶

پائے جستجو: دیکھیے: نقشِ پائے جستجو۔

پائے چوبیں: عذرِ لنگ، آفتِ جولانِ ہوس ہے یارب! — جل اُٹھے گرمیِ رفتار سے پائے چوبیں — ص ۸

پائے حنائی: عیاں ہے پائے حنائی بہ رنگِ پرتوِ خُور — رکاب، روزنِ دیوارِ خانۂ زیں ہے — ص ۱۰۳

پائے خامۂ مُو: بہ پائے خامۂ مُو طے رہِ وصفِ کمر کیجیے — کہ تارِ جادۂ سرِ منزلِ نازک خیالی ہے — ص ۷۹

پائے خزاں: دیکھیے: حنائے پائے خزاں۔

پائے خضر: دیکھیے: نقشِ پائے خضر۔

پائے خفتہ: مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر — بہ پائے خفتہ سیرِ وادیِ پُرخار بستر ہے — ص ۸۵

پاے خُم: سر، پاے خُم پہ چاہیے ہنگامِ بے خودی — رُو سوے قبلہ وقتِ مناجات چاہیے — ص ۲۲۰

پاے خوابیدہ: ذوقِ راحت اگر احرامِ تپش ہو جوں شمع — پاے خوابیدہ بہ دل جوئیِ شبگیر آوے — ص ۱۱۳

پاے خیلِ مور: دیکھیے: زیرِ پاے خیلِ مور۔

پاے در گِل: بہا ہے یہاں تک اشکوں میں غبارِ کلفتِ خاطر — کہ چشمِ تر میں ہر یک پارۂ دل، پاے در گِل ہے — ص ۷۷

پاے دلِ رنجور: تماشاے بہار آئینہ پرداز تسلی ہے — کفِ گل برگ سے پاے دلِ رنجور ملتے ہیں — ص ۹۳

پاے رفتار: بے نفَس، مایۂ شوقِ دو جہاں ریگِ رواں — پاے رفتار کم و حسرتِ جولاں بسیار — ص ۴

پاے سبب: یقیں ہے، آدمی کو دستگاہِ فقر حاصل ہو — دمِ تیغِ توکّل سے اگر پاے سبب کاٹے — ص ۹۸

پاے سخن: کس منھ سے شکر کیجیے اس لطفِ خاص کا — پرسش ہے اور پاے سخن درمیاں نہیں — ص ۸۸

پاے سیلِ بلا: جس جا کہ پاے سیلِ بلا درمیاں نہیں — دیوانگاں کو وھاں ہوسِ خانماں نہیں — ص ۵۷

پاے سیم تناں: دیکھیے: نقشِ پاے سیم تناں۔

پاے صد موج: ضبطِ گریہ گہرِ آبلہ لایا آخر — پاے صد موج بہ طوفاں کدۂ دل باندھا — ص ۱۳

پاے طاؤس: نقشِ نازِ بتِ طنّاز بہ آغوشِ رقیب — پاے طاؤس پےِ خامۂ مانی مانگے — ص ۲۰۹

پاے طلب: (۱) ہوئے یہ رہ رواں دل خستۂ شرمِ نارسائی سے — کہ دستِ آرزو سے یکقلم پاے طلب کاٹے — ص ۲۵۵

(۲) دیکھیے: پاے طلب و دستِ ہوس۔

پاے گل: خوش حال اُس حریفِ سیہ مست کا کہ جو — رکھتا ہو مثلِ سایۂ گل سر بہ پاے گل — ص ۱۷۶

پاے مسافر: دیکھیے: کفِ پاے مسافر۔

پاے مور: (۱)، (۲) دیکھیے: نقشِ پاے مور (دو بار)۔

پاے نظر: (۱) پیچیدگی ہے حاملِ طومارِ انتظار — پاے نظر بہ دامنِ شوقِ دویدہ کھینچ — ص ۳۶

(۲) حیرت: حجابِ جلوہ و وحشت: غبارِ چشم — پاے نظر بہ دامنِ صحرا نہ کھینچیے — ص ۱۰۶

(۳) راحت، کمینِ شوخیِ تقریبِ نالہ ہے — پاے نظر بہ دامنِ افسانہ کھینچیے — ص ۱۰۵

پاے نگار: دیکھیے: کفِ پاے نگار۔

پاے نگاہ: عزلت گزینِ بزم ہیں واماندگانِ دید — میناے مے ہے آبلہ پاے نگاہ کا — ص۱۹

پاے نگاہِ خلق: میں بے ہنر کہ جوہرِ آئینہ تھا، عبث — پاے نگاہِ خلق میں خارِ خلیدہ ہوں — ص۴۳

پاے ہوس: ہے دستِ رَد بہ سیرِ جہاں، بستنِ نظر — پاے ہوس بہ دامنِ مژگاں کشیدہ ہوں — ص۶۱

پابستگیِ[1] رسم و رہِ عام: ہیں اہلِ خرد کس روشِ خاص پہ نازاں؟ — پابستگیِ رسم و رہِ عام بہت ہے — ص۲۲۵

پابندِ[2] بے نیازی: صد رنگ گُل کترنا، در پردہ قتل کرنا — تیغِ ادا نہیں ہے پابندِ بے نیازی — ص۴۷

پابندِ رم: کسو کو ز خود رَستہ کم دیکھتے ہیں — کہ آہو کو پابندِ رم دیکھتے ہیں — ص۵۶

پابندِ مطلب ہا: فنا کو عشق ہے بے مقصداں! حیرت پرستاراں! — نہیں رفتارِ عمرِ تیز رَو پابندِ مطلب ہا — ص۲۳

پابندِ نے: فریاد کی کوئی لے نہیں ہے — نالہ پابندِ نے نہیں ہے — ص۲۲۸

پاداری[3]: ہے تمکیں کی پاداری نامِ صاحبِ خانہ — ہم سے تیرے کوچے نے نقشِ مدعا پایا — ص۱۳

پاداشِ[4] عمل: کیا زُہد کو مانوں کہ نہ ہو گرچہ ریائی — پاداشِ عمل کی طمعِ خام بہت ہے — ص۲۲۵

(۲) دیکھیے: صد حشرِ پاداشِ عمل۔

پار[5] (۱) طلسمِ مستیِ دل آں سوے ہجومِ سرشک — ہم ایک مے کدہ دریا کے پار رکھتے ہیں — ص۹۳

(۲) کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیرِ نیم کش کو — یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا — ص۱۶۰

(۳) وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یارب! دل کے پار — جو مری کوتاہیِ قسمت سے مژگاں ہو گئیں — ص۱۹۲

(۴) رہے دل ہی میں تیر، اچھا! جگر کے پار ہو، بہتر — غرض شستِ بتِ ناوک فگن کی آزمائش ہے — ص۲۲۳

(۵) پُل ہی پر سے پھیر لائے ہم کو لوگ — ورنہ تھا اپنا ارادہ پار کا — [قادر نامہ]

پارسا[6]: نغمہ ہے، محوِ ساز رہ؛ نشّہ ہے، بے نیاز رہ — رندِ تمام ناز رہ، خلق کو پارسا سمجھ — ص۴۷

پارسائی[7]: (۱) نہ ہو حُسنِ تماشا دوست رسوا بے وفائی کا — بہ مُہرِ صد نظر ثابت ہے دعویٰ پارسائی کا — ص۱۳۶

(۲) پَے نذرِ کرم تحفہ ہے شرمِ نارسائی کا — بہ خوں غلتیدۂ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا — ص۱۳۶

---

[1] پابستگی : ایک بار [مرتّب]۔
[2] پابند : چار بار [مرتّب]۔
[3] پاداری : ایک بار۔
[4] پاداش : دوبار [مرتّب]۔
[5] پار : پانچ بار۔
[6] پارسا : ایک بار۔
[7] پارسائی : دوبار۔

پارسل[۱]: سات جلدوں کا پارسل پہنچا واہ! کیا خوب برمحل پہنچا ص ۲۹۳

پارہ[۲]: (۱) دیکھیے: رازِ دلِ صد پارہ۔ (۲) ہر پارہ سنگ۔

پارہ ہائے جگر: آئے ہیں پارہ ہائے جگر درمیانِ اشک لایا ہے لعلِ بیش بہا کاروانِ اشک ص ۵۰

پارہ ہائے دل: فراغت کس قدر رہتی مجھے تشویشِ مرہم سے بہم گر صلح کرتے پارہ ہائے دل نمک داں پر ص ۱۹۷

پارۂ ابر: حسرت جلوۂ ساقی ہے کہ ہر پارۂ ابر سینہ بیتابی سے ملتا ہے بہ تیغِ کہسار ص ۲

پارۂ جگر: پھر دیا پارۂ جگر نے سوال ایک فریاد و آہ و زاری ہے ص ۲۲۳

پارۂ چاکِ کتاں: شب کہ مستِ دیدنِ مہتاب تھا وہ جامہ زیب پارۂ چاکِ کتاں پرکالۂ مہ ہوگیا ص ۲۳۹

پارۂ دل: آتا ہے ایک پارۂ دل ہر فغاں کے ساتھ تارِ نفس، کمندِ شکارِ اثر ہے آج ص ۱۶۵

دیکھیے ــــــــ: (۲) عشرتِ پارۂ دل۔ (۳) ہر پارۂ دل۔ (۴) ہر یک پارۂ دل۔

پاس[۳] (۱): (۱)، (۲) کب فقیروں کو رسائی بُتِ مے خوار کے پاس تونبے بو دیجیے مے خانے کی دیوار کے پاس ص ۳۶

(۳) جس پاس روزہ کھول کے کھانے کو کچھ نہ ہو روزہ اگر نہ کھائے تو ناچار کیا کرے ص ۱۳۹

(۴) تھا ترنجِ زر ایک خسرو پاس رنگ کا زرد، پر کہاں بو باس ص ۳۱

(۵) ہم تھے مرنے کو کھڑے، پاس نہ آیا نہ سہی آخر اُس شوخ کے ترکش میں کوئی تیر بھی تھا ص ۱۵۹

(۶) لیتا نہیں مرے دلِ آوارہ کی خبر اب تک، وہ جانتا ہے کہ میرے ہی پاس ہے ص ۲۰۳

(۷) ہے وہ مغرورِ حُسن سے بیگانۂ وفا ہر چند اُس کے پاس دلِ حق شناس ہے ص ۲۰۵

(۸) مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیے ص ۲۱۹

(۹) سایہ میرا مجھ سے مثلِ دُود بھاگے ہے اسدؔ پاس مجھ آتش بجاں کے کس سے ٹھہرا جائے ہے ص ۲۲۲

(۱۰) پاس ہے اب سوادِ اعظمِ شہر دیکھیے چل کے نظمِ عالمِ شہر ص ۲۶۷

(۱۱) درم و دام اپنے پاس کہاں! چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں! ص ۲۹۸

---

۱ پارسل : ایک بار۔
۲ پارہ : نو بار [مرتب]۔
پارہ ہا : دو بار [مرتب]۔
۳ پاس (۱) : اٹھارہ بار۔

[سات بار بہ طور جزو ردیف، ص ۱۷۳]:

(۱۲) مژدہ اے ذوقِ اسیری! کہ نظر آتا ہے — دامِ خالی قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس

(۱۳) جگرِ تشنۂ آزار تسلّی نہ ہوا — جوئے خوں ہم نے بہائی بنِ ہر خار کے پاس

(۱۴) مند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں، ہے ہے! — خوب وقت آئے تم اِس عاشقِ بیمار کے پاس!

(۱۵) میں بھی رُک رُک کے نہ مرتا جو زباں کے بدلے — دشنہ اک تیز سا ہوتا مرے غم خوار کے پاس

(۱۶) دہنِ شیر میں جا بیٹھیے لیکن اے دل! — نہ کھڑے ہو جیے خوبانِ دل آزار کے پاس

(۱۷) دیکھ کر تجھ کو چمن بس کہ نمو کرتا ہے — خود بہ خود پہنچے ہے گُل گوشۂ دستار کے پاس

(۱۸) مر گیا پھوڑ کے سر غالبِ وحشی، ہے ہے! — بیٹھنا اُس کا وہ آ کر تری دیوار کے پاس!

پاسِ[1] آبرو: (۱) اے سرِ شوریدہ! ذوقِ عشق و پاسِ آبرو! — جوشِ سودا کب حریفِ منّتِ دستار ہے — ص ۸۳

(۲) جنوں، فسردۂ تمکیں ہے کاش! عہدِ وفا — گدازِ حوصلہ کو پاسِ آبرو جانے — ص ۹۹

پاسِ انفاس: دیکھیے: سررشتۂ پاسِ انفاس۔

پاسِ بے رونقیِ دیدہ: دل کے خوں کرنے کی کیا وجہ ولیکن ناچار — پاسِ بے رونقیِ دیدہ اہم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

پاسِ درد: رفوئے زخم سے مطلب ہے لذّتِ زخمِ سوزن کی — سمجھیو مت کہ پاسِ درد سے دیوانہ غافل ہے — ص ۲۰۸

پاسِ شوخیِ مژگاں: بہ پاسِ شوخیِ مژگاں سرِ ہر خار، سوزن ہے — تبسّم، برگِ گُل کو بخیۂ دامن نہ ہو جاوے — ص ۸۵

پاسِ ضبطِ آبرو: نہ دیجے پاسِ ضبطِ آبرو وقتِ شکستن بھی — تحمل پیشۂ تمکین رہیے آئنہ آسا — ص ۲۲۷

پاسِ ناموسِ وفا: فروغِ شعلۂ خس یک نفس ہے — ہوس کو پاسِ ناموسِ وفا کیا! — ص ۱۵۷

پاسِ وضع: دیکھیے: حجاب بہ پاسِ وضع۔

پاسباں[2]: (۱) کیا کروں! غم ہائے پنہاں لے گئے صبر و قرار — دزد گر ہو خانگی تو پاسباں معذور ہے — ص ۹۳

(۲) دے وہ جس قدر ذلّت، ہم ہنسی میں ٹالیں گے — بارے، آشنا نکلا اُن کا پاسباں، اپنا — ص ۱۵۹

(۳) بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے — کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو — ص ۱۹۶

۱۔ پاس (۲): نو بار [مرکّب]۔

۲۔ پاسباں: چھے بار [مفرد: چار بار، مرکّب: دو بار]۔

(۴) گدا سمجھ کے وہ چپ تھا، مری جو شامت آئے — اٹھا اور اٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لیے — ص۲۳۶

(۵) دیکھیے: زبانِ پاسباں۔

پاسبانِ بے دماغی: نوائے بلبل و گل پاسبانِ بے دماغی ہے — بہ یک مژگانِ خوباں صد چمن خوابیدنی جانے — ص۱۱۵

پاسبانی[1]: (۱) نہیں شاہ راہِ اوہام بجز آں سوے رسیدن — تری سادگی ہے غافل! درِ دل پہ پاسبانی — ص۱۰

(۲) گر نہیں پاتا درونِ خانہ ہر بیگانہ جا — بر درِ نکشودۂ دل پاسبانی مفت ہے — ص۱۱۳

(۳) جو نہ نقدِ داغِ دل کی کرے شعلہ پاسبانی — تو فسردگی نہاں ہے بہ کمینِ بے زبانی — ص۲۰۷

پاسبانیِ طلسمِ گنجِ تنہائی: ناخنِ دخلِ عزیزاں یکقلم ہے نقب زن — پاسبانیِ طلسمِ گنجِ تنہائی عبث — ص۳۲

پاسخِ مکتوب[2]: یہ جانتا ہوں کہ تو اور پاسخِ مکتوب! — مگر ستم زدہ ہوں ذوقِ خامہ فرسا کا — ص۱۳۷

پاش پاش[3]: سمجھا اسے گرآب، ہوا پاش پاش دل — دربار میں جو مجھ پہ چلی چشمکِ عوام — ص۲۸۲

پاشنہ[4]: زخمی ہوا ہے پاشنہ پائے ثبات کا — نے بھاگنے کی گوں، نہ اقامت کی تاب ہے — ص۲۰۶

پاک[5]: (۱) ہے عرضِ جوہرِ خط و خالِ ہزار عکس — لیکن ہنوز دامنِ آئینہ پاک ہے — ص۱۱۰

(۲) صرف بہائے مے ہوئے آلاتِ مے کشی — تھے یہ ہی دو حساب سو یوں پاک ہو گئے — ص۲۲۹

(۳) رونے سے، اور عشق میں بیباک ہو گئے — دھوئے گئے ہم اتنے کہ بس پاک ہو گئے — ص۲۲۹

دیکھیے ـــــــ: (۴) یک دل پاک۔ (۵) یک نگاہِ پاک۔

پامالِ حسرت ہائے فرشِ بزم گستردن: دریغا! بستنِ رختِ سفر سے ہو کے میں غافل — رہا پامالِ حسرت ہائے فرشِ بزم گستردن — ص۲۲۹

پامالِ خرامِ جلوہ فرمایاں: بہارِ باغ پامالِ خرامِ جلوہ فرمایاں — حنا سے دست و خونِ کشتگاں سے تیغ رنگیں ہے — ص۸۹

پامالی[6]: (۱) لکھی یاروں کی بدمستی نے مے خانے کی پامالی — ہوئی قطرہ فشانی ہائے مے، بارانِ سنگ آخر — ص۴۰

(۲) نہیں ہے مزرعِ الفت میں حاصل غیرِ پامالی — نظر دانہ، سرشکِ برز میں افتادہ آتا ہے — ص۹۸

---

[1] پاسبانی : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
[2] پاسخ : ایک بار [مرکب]۔
[3] پاش پاش : ایک بار۔
[4] پاشنہ : ایک بار۔
[5] پاک : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔
[6] پامال : دو بار [مرکب]۔
[7] پامالی : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

پامردِ تغافل[1]: گو حوصلہ پامردِ تغافل نہیں لیکن — خاموشیِ عاشق گلۂ کم سخنی ہے ص۱۱۱

پامردِ کثرتِ تکلیف: نہیں ہے حوصلہ پامردِ کثرتِ تکلیف — جنونِ ساختہ: حرزِ فسونِ دانائی ص۴۵۳

پامردِ یک انداز: پامردِ یک انداز نہیں قامتِ ہستی — طاقت اگر اعجاز کرے تہمتِ خم باندھ ص۷۱

پانچ چار[2]: جنابِ قبلۂ حاجات! اِس بلاکش نے — بڑے عذاب سے کاٹے ہیں پانچ چار برس ص۲۶۳

پان سات[3]: ماہِ نو نکلے پہ، گزری ہوں گی راتیں پان سات (تضمین) ص۲۹۰

پانو[4]: (۱) پانو میں جب وہ حنا باندھتے ہیں — میرے ہاتھوں کو جُدا باندھتے ہیں ص۵۸

(۲) پانو سے تیرے مَلے فرقِ ارادت، اورنگ — فرق سے تیرے کرے کسبِ سعادت اکلیل ص۱۳۳

(۳) لے تو لوں سوتے میں اُس کے پانو کا بوسہ مگر — ایسی باتوں سے وہ کافر بدگماں ہو جائے گا ص۱۵۱

(۴) ہجومِ گریہ کا سامان کب کیا میں نے — کہ گر پڑے نہ مرے پانو پر در و دیوار ص۱۶۷

(۵) اِن آبلوں سے پانو کے گھبرا گیا تھا میں — جی خوش ہوا ہے راہ کو پُرخار دیکھ کر ص۱۶۹

(۶) مانعِ دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں — ایک چکّر ہے، مرے پانو میں زنجیر نہیں ص۱۸۲

(۷) ہوا چرچا جو میرے پانو کی زنجیر بننے کا — کیا بیتاب کاں میں جنبشِ جوہر نے آہن کو ص۱۹۸

(۸)، (۹) اسدؔ! خوشی سے مرے ہاتھ پانو پھول گئے — کہا جو اُس نے: ذرا میرے پانو داب تو دے ص۲۲۳

(۱۰) ہوئے ہیں پانو ہی پہلے نبردِ عشق میں زخمی — نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے، نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے ص۲۲۵

(۱۱) اہلِ ہوس کی فتح ہے ترکِ نبردِ عشق — جو پانو اُٹھ گئے، وہی اُن کے علَم ہوئے ص۲۲۷

(۱۲) عجب نشاط سے جلّاد کے چلے ہیں ہم آگے — کہ اپنے سایے سے، سر، پانو سے ہے دو قدم آگے ص۲۲۷

(۱۳) گھستے گھستے پانو میں زنجیر آدھی رہ گئی — مر گئے پر قبر کی تعمیر آدھی رہ گئی ص۲۸۹

(۱۴) بیچارہ کتنی دور سے آیا ہے، شیخ جی! — کعبے میں کیوں دبائیں نہ ہم برہمن کے پانو ص۳۲۲[عالی]

(۱۵) دیکھیے: ہاتھ پانو۔

[دس بار بہ طور جزو ردیف، ص۱۹۶]:

---

[1] پامرد : تین بار [مرکّب]۔

[2] پانچ چار : ایک بار۔

[3] پان سات : ایک بار۔

[4] پانو : پچیس بار۔

(۱۶)،(۱۷) دھوتا ہوں جب میں پینے کو، اُس سیم تن کے پانو — رکھتا ہے ضد سے کھینچ کے باہر لگن کے پانو

(۱۸)،(۱۹) دی سادگی سے جان، پڑوں کوہکن کے پانو — ہیہات! کیوں نہ ٹوٹ گئے پیرزن کے پانو

(۲۰) بھاگے تھے ہم بہت سو اُسی کی سزا ہے یہ — ہو کر اسیر، دابتے ہیں راہزن کے پانو

(۲۱) مرہم کی جستجو میں پھرا ہوں جو دور دور — تن سے سوا فگار ہیں اِس خستہ تن کے پانو

(۲۲) اللہ رے ذوقِ دشت نوردی! کہ بعدِ مرگ — ہلتے ہیں خود بخود مرے اندر کفن کے، پانو

(۲۳) ہے جوشِ گل بہار میں یہاں تک کہ ہر طرف — اُڑتے ہوئے، اُلجھتے ہیں مرغِ چمن کے پانو

(۲۴) شب کو کسی کے خواب میں آیا نہ ہو کہیں — دُکھتے ہیں آج اُس بتِ نازک بدن کے پانو

(۲۵) غالبؔ! مرے کلام میں کیوں کر مزا نہ ہو — پیتا ہوں دھو کے خسروِ شیریں سخن کے پانو

پانی[۱]: (۱) ز بس خوں گشتۂ رشکِ وفا تھا وہم بسمل کا — چرایا زخم ہائے دل نے پانی تیغِ قاتل کا — ص۱۷

(۲) اسدؔ! خاکِ درِ میخانہ اب سر پر اُڑاتا ہوں — گئے وہ دن کہ پانی جامِ مے سے زانو زانو تھا — ص۲۲

(۳) یوں بعدِ ضبطِ اشک پھروں گرد یار کے — پانی پیے کسو پہ کوئی جیسے وار کے — ص۸۰

(۴) کی ہیں کس پانی سے یہاں یعقوب نے آنکھیں سفید؟ — ہے جو آبی پیرہن ہر موج رودِ نیل کی — ص۹۱

(۵) تشنۂ خونِ تماشا جو وہ پانی مانگے — آئنہ رخصتِ اندازِ روانی مانگے — ص۷۸

(۶) ضعف سے گریہ مبدّل بہ دمِ سرد ہوا — باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہو جانا — ص۱۵۶

(۷) نہیں معلوم کس کس کا لہو، پانی ہوا ہوگا — قیامت ہے سرشک آلودہ ہونا تیری مژگاں کا — ص۱۵۷

(۸) پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح اسدؔ! — ڈرتا ہوں آئنے سے کہ مردم گزیدہ ہوں — ص۲۹۹

(۹) مجھ کو وہ دو کہ جسے کھا کے نہ پانی مانگوں — زہر کچھ اور سہی، آبِ بقا اور سہی — ص۳۱۱

(۱۰) آگ سے، پانی میں بجھتے وقت اُٹھتی ہے صدا — ہر کوئی درماندگی میں نالے سے ناچار ہے — ص۳۱۲

پانی پانی [ہونا]: یہ بھی ناچار جی کا کھونا ہے — شرم سے پانی پانی ہونا ہے — ص۱۳۰

پایۂ تخت[۲]: ہندوستان سایۂ گل، پایۂ تخت تھا — جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بتاں نہ پوچھ — ص۷۰

---

۱ پانی : دس بار۔
پانی پانی (ہونا) : ایک بار۔

۲ پایۂ تخت : ایک بار۔

پامال[1]: شورِ حشر اُس فتنہ قامت کے حضور — سایہ آسا ہوگیا ہے پامال — ص۵۱

پامالِ شوخیِ دعویٰ: خانماں ہا پامالِ شوخیِ دعویٰ اسدؔ! — سایۂ دیوار، سیلابِ در و دیوار ہے — ص۸۳

پامالِ غمزۂ چشمِ کبود: گردشِ محیطِ ظلم رہا جس قدر فلک — میں پامالِ غمزۂ چشمِ کبود تھا — ص۱۲

پایاب[2]: (۱) بےخبر مت کہ ہمیں، بیدردا! خودبینی سے پوچھ — قلزمِ ذوقِ نظر میں آئنہ پایاب تھا — ص۱۵

(۲) کس دل پہ ہے عزمِ صفِ مژگانِ خود آرا — آئینے کے پایاب سے اُتری ہیں سپاہیں — ص۵۹

پایاں[3]: دیکھیے: بےپایاں۔

پایداری[4]: عمر بھر کا تو نے پیمانِ وفا باندھا تو کیا — عمر کو بھی تو نہیں ہے پایداری، ہائے ہائے! — ص۲۰۴

پایہ[5]: (۱) اے اسدؔ! آباد ہے مجھ سے جہانِ شاعری — خامہ میرا، تختِ سلطانِ سخن کا پایہ ہے — ص۱۰۳

(۲) تجھ کو کیا پایہ روشناسی کا؟ — جز بہ تقریبِ عیدِ ماہِ صیام — ص۱۳۶

(۳) یزیدؔ کو تو نہ تھا اجتہاد کا پایہ — بُرا نہ مانیے گر ہم بُرا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

(۴) دیکھیے: خرگہِ نُہ پایہ۔

پایہ سنجانِ دستگاہِ سخن: مژدہ اے رہروانِ راہِ سخن! — پایہ سنجانِ دستگاہِ سخن — ص۲۶۷

پایۂ گردِ رہِ حسینؔ: بہت ہے پایۂ گردِ رہِ حسینؔ بلند — بقدرِ فہم ہے، گر کیمیا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

پایۂ منبر: دیکھیے: علوِّ پایۂ منبر۔

پتا[6]: (۱) تو مجھے بھول گیا ہو تو پتا بتلادوں — کبھی فتراک میں تیرے کوئی نخچیر بھی تھا؟ — ص۱۵۸

(۲) تھک تھک کے ہر مقام پہ دو چار رہ گئے — تیرا پتا نہ پائیں تو ناچار کیا کریں! — ص۱۹۱

(۳) اپنی گلی میں مجھ کو نہ کر دفن بعدِ قتل — میرے پتے سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے — ص۲۳۶

پتنگ[7]: دیکھیے: مثلِ پتنگِ کاغذی۔

پتھر[8]: (۱) مٹ جائے گا سر، گر ترا پتھر نہ گھسے گا — ہوں در پہ ترے ناصیہ فرسا کوئی دن اور — ص۱۷۰

---

۱ پامال : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔
۲ پایاب : دو بار۔
۳ پایاں : ایک بار [مرکب]۔
۴ پایداری : ایک بار۔
۵ پایہ : سات بار [مفرد: تین بار، مرکب: چار بار]۔
۶ پتا : تین بار۔
۷ پتنگ : ایک بار [مرکب]۔
۸ پتھر : چار بار۔

(۲) زخم پر چھڑکیں کہاں طفلانِ بے پروا نمک — کیا مزا ہوتا اگر پتھر میں بھی ہوتا نمک — ص۱۷۵

(۳) دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں — خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہیں ہوں میں — ص۱۹۰

(۴) کہاں تک روؤں اُس کے خیمے کے پیچھے، قیامت ہے — مری قسمت میں یارب! کیا نہ تھی دیوار پتھر کی؟ — ص۲۰۷

پچ[۱]: پچ آپڑی ہے وعدۂ دلدار کی مجھے — وہ آئے یا نہ آئے پہ یہاں انتظار ہے — ص۲۱۷

پچاس ہزار[۲]: تم سلامت رہو ہزار برس! — ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار — ص۱۲۷

پچھلی[۳] ہائے تصور: کیا کمالِ عشق نقص آبادِ گیتی میں ملے — پچھلی ہائے تصور یہاں خیالِ خام ہے — ص۱۰۱

پچھلی ہائے کباب دل: اے خیالِ وصل! نادر ہے مئے آشامی تری — پچھلی ہائے کبابِ دل ہوئی خامی تری — ص۹۳

پدر[۴]: خدا، یعنی پدر سے مہرباں تر — پھرے ہم در بہ در ناقابلی سے — ص۹۱

پر[۵]: (۱) مت رکھ اے انجام غافل! سازِ ہستی پر غرور — چیونٹی کے پر سرو برگِ خود آرائی نہیں — ص۶۵

دیکھیے ـــــــ: (۲)۔ (۵) بال و پر [چار بار]۔ (۶) بال و پرِ کشودہ۔ (۷) بلبلِ بے بال و پر۔ (۸) بے پرو بالی۔ (۹) تہِ پر۔ (۱۰) دستِ مشتِ پر۔ (۱۱) غلافِ بالشِ پر۔ (۱۲) ہوسِ بال و پر۔

پرافشاں: (۱) سُراغ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر ہوں — پرافشاں ہے غبار آں سوئے صحرائے عدم میرا — ص۱۶

(۲) یہ کس بے مہر کی تمثال کا ہے جلوہ سیمابی — کہ مثلِ ذرہ ہائے خاک آئینے پرافشاں ہیں — ص۶۳

(۳) حیرت سپیدان ہا: خوبہائے دیدن ہا — رنگِ گُل کے پردے میں آئنہ پرافشاں ہے — ص۸۸

(۴) پرافشاں ہوگئے شعلے ہزاروں — رہے ہم داغ اپنی کاہلی سے — ص۹۱

(۵) زخم نے داد نہ دی تنگیِ دل کی یارب! — تیر بھی سینۂ بسمل سے پرافشاں نکلا — ص۱۳۳

(۶) ہوئے اُس مہروش کے جلوۂ تمثال کے آگے — پرافشاں جوہر آئینے میں، مثلِ ذرہ روزن میں — ص۱۸۰

(۷) دل و جگر میں پرافشاں جو ایک موجۂ خوں ہے — ہم اپنے زعم میں سمجھے ہوئے تھے اُس کو دم آگے — ص۲۲۸

پرافشانِ بہ خود لرزیدن: ہے فروغِ رخِ افروختۂ خوباں سے — شعلۂ شمع پہ افشانِ بہ خود لرزیدن — ص۲۵۰

---

۱ پچ: ایک بار۔
۲ پچاس ہزار: ایک بار۔
۳ پچھلی: دو بار [مرکب]۔
۴ پدر: ایک بار۔
۵ پر: تراسی بار [مفرد: ایک بار، مرکب: بیاسی بار]۔
پرہا: ایک بار [مرکب]۔

پرافشانِ تمیدن ہا: ہے پرافشانِ تمیدن ہا بہ تکلیفِ ہوس — ورنہ صد گلزار ہے یک بالِ بلبل کے تلے ص۳۵۳

پرافشانِ ذوقِ رعنائی: شکستِ سازِ خیال آں سوے گریۂ غم — ہنوز نالہ پرافشانِ ذوقِ رعنائی ص۱۱۰

پرافشانِ رمیدن: اسدؔ! ہوں میں پر افشانِ رمیدن — سوادِ شعر در گردِ سفر ہے ص۳۵۶

پرافشاندۂ درکنجِ قفس: کرے ہے دست فرسودِ ہوس وہمِ توانائی — پر افشاندہ در کنجِ قفس، تعویذِ بازو ہے ص۹۸

پرافشانی: (۱) ہاتھ پر گر ہاتھ مارے یار وقتِ قہقہہ — کرمکِ شب تاب آسا مہ پرافشانی کرے ص۸۲

(۲) جنونِ وحشتِ ہستی یہ عام ہے کہ بہار — رکھے ہے کسوتِ طاؤس میں پرافشانی ص۹۶

دیکھیے ـــــــ: (۳) بسملِ انداز پرافشانی۔ (۴) جوشِ پرافشانی۔ (۵) دعواے پرافشانی۔ (۶) ذوقِ پرافشانی۔

پرافشانیِ ناوک خوردگاں: خار سے گل سینہ افگار جفا ہے اے اسدؔ! — برگ ریزی، ہے پرافشانیِ ناوک خوردگاں ص۲۶

پرافشانیِ نیرنگِ خیال: جوہرِ فکر: پر افشانیِ نیرنگِ خیال — حسن آئینہ و آئینہ چمن مشرب تھا ص۲۳

پرِ بالش: نگہ اُس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی — پرِ بالش ہے وقتِ دید مژگانِ تماشائی ص۹۲

پرِ بالشِ سرو چمنی: از بس کہ ہے محو بہ چمن تکیہ زدن ہا — گل برگ: پرِ بالشِ سرو چمنی ہے ص۱۱۱

پرِ بسمل: (۱) حیرت نگاہ برق، تماشا بہار شوخ — در پردۂ ہوا پرِ بسمل ہے آئنہ ص۷۰

(۲) دیکھیے: بالِ پرِ بسمل۔

پرِ بلبل: (۱) اگر گل حسن و اُلفت کی بہم جوشیدنی جانے — پرِ بلبل کے افسردن کو دامن چیدنی جانے ص۱۱۵

(۲) فیض سے تیرے ہے اے شمعِ شبستانِ بہار! — دلِ پروانہ چراغاں، پرِ بلبل گلزار ص۳۳

پرِ پرواز: (۱) بہرِ جاں پروردنِ یعقوب بالِ خاک سے — دام لیتی ہے پرِ پروازِ پیراہن کی بو ص۶۹

(۲) ہے بوے گل غریبِ تسلّیِ گہِ وطن — ہر مجوِ آشیاں پرِ پرواز ہے مجھے ص۹۷

دیکھیے ـــــــ: (۳) بال و پرِ پرواز۔ (۴) شہ پرِ پرواز۔

پرِ پروازِ رنگِ رفتہ: آشیاں بندِ بہارِ عیش ہوں ہنگامِ قتل — یعنی پرِ پروازِ رنگِ رفتہ، بالِ تیر ہے ص۹۵

پرِ پروازِ رنگِ رفتۂ خوں: رہنِ خاموشی میں ہے آرایشِ بزمِ وصال — ہے پرِ پروازِ رنگِ رفتۂ خوں، گفتگو ص۶۹

پرِ پروازِ زلفِ ناز: ترے کوچے میں ہے مشاطۂ واماندگی قاصد — پرِ پروازِ زلفِ ناز ہے ہدہد کے شانے میں ص۵۸

پرِ پروانگاں: جہاں شمعِ خموشی جلوہ گر ہے | پرِ پروانگاں بالِ شرر ہے ص۳۵۵

پرِ پروانہ: (۱) دیکھیے: آہنگِ مضرابِ پرِ پروانہ۔

(۲) بس کہ گستاخیِ اربابِ جہاں سے ہوں ملول | پرِ پروانہ، مری بزم میں ہے خنجرِ کیں ص۸

(۳) رہا کس جرم سے میں بے قرار داغ ہم طرحی | سمندر کو پرِ پروانہ سے کافور ملتے ہیں ص۴۳

(۴) عاشق، نقابِ جلوۂ جانانہ چاہیے | فانوسِ شمع کو پرِ پروانہ چاہیے ص۸۲

(۵) نوائے خفتۂ الفت اگر بیتاب ہوجاوے | پرِ پروانہ تارِ شمع پر مضراب ہوجاوے ص۱۰۵

(۶) پرِ پروانہ شاید بادبانِ کشتیِ مے تھا | ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دورِ ساغر کی ص۲۰۷

پرِ تیز: دیکھیے: پروازِ پرِ تیر۔

پرِ رنگ: دیکھیے: کشادِ پرِ رنگ۔

پرِ زدن تپش: دیکھیے: یک پرزدن تپش۔

پرِ طائر: اسد سے ترکِ وفا کا گماں وہ معنی ہے | کہ کھینچیے پرِ طائر سے صورتِ پرواز ص۴۳

پرِ طاؤس: (۱) جس چمن میں ہو ترا جلوۂ محروم نواز | پرِ طاؤس کرے گرمِ نگہ کا بازار ص۵

(۲) ہے گرفتاریِ نیرنگِ تماشا، ہستی | پرِ طاؤس سے دل پائے بہ زنجیر آیا ص۲۷

(۳) تھا خواب میں کیا جلوہ پرستارِ زلیخا؟ | ہے بالشِ دل سوختگاں میں پرِ طاؤس ص۲۶

(۴) جوں پرِ طاؤس جوہر تختہ مشقِ رنگ ہے | بس کہ ہے وہ قبلۂ آئینہ محوِ اختراع ص۴۷

(۵) صفائے اشک میں داغِ جگر جلوہ دکھاتے ہیں | پرِ طاؤس گویا برقِ ابرِ چشمِ گریاں ہے ص۸۱

(۶) پرِ طاؤس ہے نیرنگِ داغِ حیرت انشائی | دو عالم دیدۂ بسمل، چراغاں جلوہ پیمائی ص۹۳

(۷) اے ہوس! عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی نہ مانگ | جوں پرِ طاؤس یکسر داغِ مشک اندودہ ہے ص۱۰۳

(۸) پرِ طاؤس تماشا نظر آیا ہے مجھے | ایک دل تھا کہ بہ صد رنگ دکھایا ہے مجھے ص۱۰۷

پرِ طوطی: دیکھیے: حرزِ پرِ طوطی۔

پرِ عنقا: (۱) خیالِ سادگی ہائے تصور نقشِ حیرت ہے | پرِ عنقا پہ رنگِ رفتہ سے کھینچی ہیں تصویریں ص۲۳

(۲) دیکھیے: آوازِ پرِ عنقا۔

پرفشاں: (۱) شمع رویوں کی سر انگشتِ حنائی دیکھ کر — غنچۂ گل پرفشاں پروانہ آسا جل گیا ص ۲۰

(۲) غفلت بہ بالِ جوہرِ شمشیر پرفشاں — یہاں پشتِ چشمِ شوخیِ قاتل ہے آئنہ ص ۷۰

پرفشانِ دامِ نظر: وحاں پرفشانِ دامِ نظر ہوں جہاں اسدؔ! — صبحِ بہار بھی قفسِ رنگ و بو نہ ہو ص ۶۸

پرفشانِ سوختن: شامِ غم میں سوزِ عشقِ آتشِ رخسار سے — پرفشانِ سوختن ہیں صورتِ پروانہ ہم ص ۵۴

پرفشانی: (۱) دامِ گاہِ عجز میں سامانِ آسایش کہاں — پرفشانی بھی فریبِ خاطرِ آسودہ ہے ص ۱۰۴

دیکھیے ــــــــ: (۲) بیدادِ ذوقِ پرفشانی۔ (۳) مشقِ پرفشانی۔ (۴) نیازِ پرفشانی۔ (۵) ہوائے پرفشانی۔

پرفشانیِ پروانہ چراغِ مزار: بہ پرفشانیِ پروانہ چراغِ مزار — کہ بعدِ مرگ بھی ہے لذّتِ جگر سوزی ص ۱۰۰

پرفشانیِ شمع: ترے خیال سے روح اہتزاز کرتی ہے — بہ جلوہ ریزیِ باد و بہ پرفشانیِ شمع ص ۱۷۴

پرِ قمری: (۱) ہمتِ نشو ونما میں یہ بلندی ہے کہ سرو — پرِ قمری سے کرے صیقلِ تیغِ کہسار ص ۳

(۲) دیکھیے: خلوتِ بال و پرِ قمری۔

پرِ کاہ: دیکھیے: یک پرِ کاہ۔

پر کھلا: کنج میں بیٹھا رہوں یوں پر کھلا — کاشکے! ہوتا قفس کا در کھلا ص ۱۴۰

پرہائے طوطی: دیکھیے: تہ بندیِ پرہائے طوطی۔

پرِ یک دشت: گر بعدِ مرگ وحشتِ دل کا گلا کروں — موجِ غبار سے پرِ یک دشت وا کروں ص ۵۶

[مزید دیکھیے: شہ پر، شہ پرِ پرواز، شہ پرِ رنگ، شہ پرِ کاہ]۔

پُر[1]: (۱) خشتِ پشتِ دستِ عجز و قالب آغوشِ وداع — پُر ہوا ہے سیل سے پیمانہ کس تعمیر کا ص ۱۱

(۲) بے خودی بسترِ تمہیدِ فراغت ہو جو! — پُر ہے سایے کی طرح میرا شبستاں مجھ سے ص ۲۱۱

(۳) پُر ہوں میں شکوے سے یوں، راگ سے جیسے باجا — اک ذرا چھیڑیے، پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے ص ۲۳۰

پُر آتش: دیکھیے: دلِ پُر آتش۔

---

[1] پُر : پچیس بار [مفرد: تین بار، مرکب: بائیس بار]۔
پُرکار : دو بار [مرکب]۔
پُرکارتر : ایک بار [مرکب]۔
پُرکاری : ایک بار [مرکب]۔

پُر از آبلہ: پا پُر از آبلہ راہِ طلب نے میں ہوا　　ہاتھ آیا نہیں یک دانۂ انگور ہنوز　ص ۳۵

پُر پیچ و خم: دیکھیے: طرّۂ پُر پیچ و خم۔

پُر خار: اِن آبلوں سے پانو کے گھبرا گیا تھا میں　　جی خوش ہوا ہے راہ کو پُر خار دیکھ کر　ص ۱۶۹

دیکھیے ــــــــ: (۲) سیرِ وادیِ پُر خار۔ (۳) وادیِ پُر خار۔

پُر خوں: دیکھیے: (۱) دیدۂ پُر خوں۔ (۲) سینۂ پُر خوں۔

پُر دُر: دیکھیے مت چشمِ کم سے سوے ضبط افسردگاں　　جوں صدف پُر دُر ہیں دنداں در جگر افشردگاں　ص ۲۶

پُر دُود: دیکھیے: روزنِ پُر دُود۔

پُر زور: اے خوشا فیضِ ہواے چمنِ نشوونما!　　بادہ پُر زور و نفَس مست و مسیحا بیمار　ص ۳

پُر شاب: آنکھوں میں انتظار سے جاں پُر شتاب ہے　　آتا ہے آ، وگرنہ یہ پا در رکاب ہے　ص ۳۵۲

پُر شکن: دیکھیے ــــــــ: (۱) خمِ جعدِ پُر شکن۔ (۲) تابِ زلفِ پُر شکن۔

پُر شور: دیکھیے: سرِ پُر شور۔

پُر عربدہ: دیکھیے: عشقِ پُر عربدہ۔

پُر غبار: دیکھیے: دلِ پُر غبار۔

پُر فروغ: دیکھیے: بزمِ پُر فروغ۔

پُرکار: (۱) سادہ پُرکار ہیں خوباں غالبؔ!　　ہم سے پیمانِ وفا باندھتے ہیں　ص ۱۸۱

(۲) کجا معزولیِ آئینہ، گو ترکِ خود آرائی　　نمد در آب ہے اے سادہ پُرکار! اِس بہانے میں　ص ۵۸

پُرکارتر: سادہ و پُرکارتر، غافل و ہشیار تر　　مانگے ہے شمشاد سے شانۂ سُنبل ہنوز　ص ۴۳

پُرکاری: دیکھیے: سادگی و پُرکاری۔

پُر گل: مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں کہ ہے　　پُر گل خیالِ زخم سے دامن نگاہ کا　ص ۱۳۹

پُر نگار: دیکھیے: دستِ پُر نگار۔

پُر نم: دیکھیے ــــــــ: (۱)، (۲) چشمِ پُر نم [دوبار]۔ (۳) دیدۂ پُر نم۔

پُر نور: (۱) بزمِ خوباں بس کہ جوشِ جلوہ سے پُر نور ہے | پشتِ دستِ عجز یھاں ہر برگِ نخلِ طور ہے ص ۹۳
(۲) دیکھیے: رُخِ پُرنور۔

پرتگالی[۱]: دیکھیے: داغِ شرابِ پرتگالی۔

پرائے[۲]: کھانا نہ انھیں کہ یہ پرائے ہیں آم ص ۳۱۳

پرتو[۳]: (۱) تیرے پرتو سے ہوں فروغ پذیر | کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام ص ۳۳۶
(۲) ہے کائنات کو حرکت تیرے ذوق سے | پرتو سے آفتاب کے، ذرّے میں جان ہے ص ۲۰۳

پرتوِ خور: (۱) یک مشتِ خوں ہے پرتوِ خور سے تمام دشت | دردِ طلب بہ آبلۂ نادمیدہ کھینچ ص ۳۶
(۲) عذارِ یار نظر بندِ چشمِ گریاں ہے | عجب کہ پرتوِ خور شمعِ شبستاں ہے ص ۱۰۲
(۳) پرتوِ خور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم | میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہوتے تک ص ۱۷۵
(۴) دیکھیے: رنگِ پرتوِ خور۔

پرتوِ خرشید: (۱) کیا آئینہ خانے کا وہ نقشا تیرے جلوے نے | کرے جو پرتوِ خرشید عالم شبنستاں کا ص ۱۵۶
(۲) ہے تجلّی تری سامانِ وجود | ذرّہ بے پرتوِ خرشید نہیں ص ۱۸۳

پرتوِ خرشیدِ جہاں تاب: اے پرتوِ خرشیدِ جہاں تاب! اِدھر بھی | سایے کی طرح ہم پہ عجب وقت پڑا ہے ص ۲۱۹

پرتوِ شوق: دیکھیے: یک پرتوِ شوق۔

پرتوِ مہتاب: زہرہ گر ایسا ہی شامِ ہجر میں ہوتا ہے آب | پرتوِ مہتاب سیلِ خانماں ہو جائے گا ص ۱۵۰

پرتوِ نقشِ خیالِ یار: ہنوز اک پرتوِ نقشِ خیالِ یار باقی ہے | دلِ افسردہ گویا حجرہ ہے یوسف کے زنداں کا ص ۱۵۷

پرخاش[۴]: اُستاد شہ سے ہو مجھے پرخاش کا خیال | یہ تاب، یہ مجال، یہ طاقت نہیں مجھے ص ۳۲۵

پرواز[۵]: (۱) وصالِ جلوہ تماشا ہے پر دماغ کہاں | کہ دیجے آئنۂ انتظار کو پرواز ص ۱۷۱
(۲) دیکھیے: جوہرِ پرواز۔

---

۱ پرتگالی : ایک بار [مرکّب]۔
۲ پرائے : ایک بار۔
۳ پرتو : بارہ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دس بار]۔
۴ پرخاش : ایک بار۔
۵ پرواز : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: سات بار]۔

پروازِ تماشا:	ہجومِ مژدۂ دیدار و پروازِ تماشاہا	گلِ اقبالِ خس ہے چشمِ بلبل آشیانے میں	ص ۵۸
پروازِ تمنا:	تپشِ آئنہ پروازِ تمنا لائی	نامۂ شوق بہ بالِ پرِ بسمل باندھا	ص ۱۴
پروازِ خامشی:	دیکھیے: بہانۂ پروازِ خامشی۔		
پروازِ سادگی:	گر صفحے کو نہ دیجیے پروازِ سادگی	جز خطِ عجز نقشِ تمنا نہ کھینچیے	ص ۱۰۶
پروازِ عرض:	ذرہ دوے مجنوں کے کس کس داغ کو پروازِ عرض	ہر بیاباں، یک بیاباں حسرتِ تعمیر ہے	ص ۹۵
پروازِ معانی:	دیکھیے: آئینۂ پروازِ معانی۔		
پردگیِ[1] سوختن:	گو یک شرر کہ سازِ چراغاں کروں اسدؔ!	بزمِ طرب ہے پردگیِ سوختن ہنوز	ص ۴۲
پردگیِ گوشِ دل:	لذتِ تقریرِ عشق پردگیِ گوشِ دل	جوہرِ افسانہ ہے عرضِ تجمل ہنوز	ص ۴۲
پردہ[2]:	(۱) محرم نہیں ہے تو ہی نواہائے راز کا	یاں ورنہ جو حجاب ہے، پردہ ہے ساز کا	ص ۱۵۵
	(۲) دوستی کا پردہ ہے بیگانگی	منہ چھپانا ہم سے چھوڑا چاہیے	ص ۲۲۳
	(۳)،(۴) در پردہ انھیں غیر سے ہے ربطِ نہانی	ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردا نہیں کرتے	ص ۲۳۴
	(۵) منہ نہ دکھلاوے، نہ دکھلا، پر بہ اندازِ عتاب	کھول کر پردہ ذرا آنکھیں ہی دکھلا دے مجھے	ص ۲۳۵
	(۶) کہہ سکے کون کہ یہ جلوہ گری کس کی ہے؟	پردہ چھوڑا ہے وہ اُس نے کہ اُٹھائے نہ بنے	ص ۲۳۶
	(۷) فشارِ تنگیِ خلوت سے بنتی ہے شبنم	صبا جو غنچے کے پردے میں جا نکلتی ہے	ص ۲۱۸
	(۸) شوق، ہر رنگ رقیبِ سروساماں نکلا	قیس، تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا	ص ۱۳۲
	(۹) نشے کے پردے میں ہے محوِ تماشائے دماغ	بس کہ رکھتی ہے سرِ نشوونما موجِ شراب	ص ۱۶۳
	(۱۰) تھیں بنات النعشِ گردوں دن کو پردے میں نہاں	شب کو ان کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہو گئیں	ص ۱۹۱
	(۱۱) جب وہ جمالِ دل فروز صورتِ مہرِ نیم روز	آپ ہی ہو نظارہ سوز، پردے میں منہ چھپائے کیوں؟	ص ۱۹۳
	(۱۲) کس پردے میں ہے آئنہ پرداز اے خدا!	رحمت کہ عذر خواہِ لبِ بے سوال ہے	ص ۲۰۵
	(۱۳) کہتا ہے کون نالۂ بلبل کو بے اثر	پردے میں گل کے لاکھ جگر چاک ہو گئے	ص ۲۲۹

---

[1] پردگی : دوبار [مرکب]۔

[2] پردہ : اٹھاون بار [مفرد: اکیس بار، مرکب: سینتیس بار]۔

(۱۴) شورِ رُسوائیِ دل دیکھ کہ یک نالۂ شوق — لاکھ پردے میں چھپا، پر وہی عریاں نکلا — ص ۳

(۱۵) حیرتِ تپیدن ہا: خونبہاے دیدن ہا — رنگِ گل کے پردے میں آئنہ پرافشاں ہے — ص ۸۸

(۱۶) کس کا خیال آئنۂ انتظار تھا — ہر برگِ گل کے پردے میں دل بے قرار تھا — ص ۱۷

(۱۷) کرے ہے حُسنِ خوباں پردے میں مشاطگی اپنی — کہ ہے تہ بندیِ خط، سبزۂ خط در تہِ لب ہا — ص ۲۳

(۱۸) ہم غلط سمجھے تھے لیکن زخمِ دل پر رحم کر — آخر اِس پردے میں تو ہنستی تھی اے صبحِ وصال! — ص ۵۲

(۱۹) فریاد اسدؔ! غفلتِ رُسوائیِ دل سے — کس پردے میں فریاد کی آہنگ نکالوں — ص ۶۰

(۲۰) نے کوچۂ رُسوائی و زنجیرِ پریشاں — اے نالہ! میں کس پردے میں آہنگ نکالوں — ص ۶۰

(۲۱) ضعف، آئنہ پردازیِ دستِ دگراں ہے — تصویر کے پردے میں مگر رنگ نکالوں — ص ۶۱

دیکھیے ـــــــ: (۲۲) بے پردہ۔ (۲۳)، (۲۴)، (۲۵) یک پردہ [تین بار]۔

پردہ دارِ رازِ عشق: گرچہ ہے طرزِ تغافل پردہ دارِ رازِ عشق — پر، ہم ایسے کھوئے جاتے ہیں کہ وہ پا جائے ہے — ص ۲۲۱

پردہ دارِ سادگی: درد ناپیدا و بیجا تہمتِ وارستگی — پردہ دارِ سادگی ہے وسعتِ مشرب مجھے — ص ۸۶

پردہ داری: (۱) اسدؔ! بزمِ تماشا میں تغافل، پردہ داری ہے — اگر ڈھانپے تو آنکھیں ڈھانپ، ہم تصویرِ عریاں ہیں — ص ۶۲

(۲) مجھے اپنے جنوں کی بے تکلف پردہ داری تھی — ولیکن کیا کروں، آوے جو رُسوائی گریباں کی — ص ۷۶

(۳) شرمِ رُسوائی سے جا چھپنا نقابِ خاک میں — ختم ہے اُلفت کی تجھ پر پردہ داری، ہاے ہاے! — ص ۲۰۳

(۴) بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ! — کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے — ص ۲۲۲

(۵) شق ہوگیا ہے سینہ، خوشا لذّتِ فراغ! — تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر گئی — ص ۲۳۳

پردہ دَر: شوخی تری کہے دیتی ہے احوال ہمارا — رازِ دلِ صد پارہ کی ہے پردہ دَر انگشت — ص ۳۳

پردۂ سنجِ زمزمۂ الاماں: جاں، مطربِ ترانۂ ''ھل مِن مزید'' ہے — لب، پردہ سنجِ زمزمۂ الاماں نہیں — ص ۱۸۸

پردہ نشیں: (۱) نہ تمنا، نہ تماشا، نہ تحیّر، نہ نگاہ — گردِ جوہر میں ہے آئینۂ دل پردہ نشیں — ص ۸

(۲) وہ پردہ نشیں اور اسدؔ آئینۂ اظہار — شہرت چمنِ فتنہ و عنقا اری ہے — ص ۱۰۶

پردہ ہاے چشمِ عبرت: نگہ کی ہم نے پیدا رشتۂ ربطِ علائق سے — ہوئے ہیں پردہ ہاے چشمِ عبرت جلوہ حائل ہا — ص ۲۳

پردہ ہائے چشمِ نابینا: کہاں ہے دیدۂ روشن کہ دیکھے بے حجابانہ — نقابِ یار ہے از پردہ ہائے چشمِ نابینا — ص ۲۲۷

پردۂ اظہارِ خود پرستی: نیاز، پردۂ اظہارِ خود پرستی ہے — جبینِ سجدہ فشاں تجھ سے، آستاں تجھ سے — ص ۱۱۲

پردۂ بادام: اِن ستم کیشوں کے کھائے ہیں زبس تیرِ نگاہ — پردۂ بادام یک غربالِ حسرت بیز ہے — ص ۸۵

پردۂ تبسمِ پنہاں: یا میرے زخمِ رشک کو رسوا نہ کیجیے — یا پردۂ تبسمِ پنہاں اُٹھائیے — ص ۲۵۵

پردۂ تدبیر: وھاں رنگ ہا بہ پردۂ تدبیر ہیں ہنوز — یھاں شعلۂ چراغ ہے برگِ حنا مجھے — ص ۷۶

پردۂ جوشِ ظہور: رہا بے قدر دل در پردۂ جوشِ ظہور آخر — گل و نرگس بہم، آئینہ و اقلیمِ کوراں ہے — ص ۸۱

پردۂ تصویرِ عریاں: نقابِ یار ہے غفلت نگاہی اہلِ بینش کی — مژہ پوشیدنی ہا: پردۂ تصویرِ عریاں ہے — ص ۸۱

پردۂ جوشیدنِ خونِ جگر: ہوسکے ہے پردۂ جوشیدنِ خونِ جگر؟ — اشک بعدِ ضبط، غیر از پنبۂ مینا نہیں — ص ۶۵

پردۂ دردِ دل: پردۂ دردِ دل آئینۂ صد رنگ نشاط — بخیۂ زخمِ جگر: خندۂ زیرِ لب تھا — ص ۲۲

پردۂ دل ہا: محبت ہے نوا سازِ فغاں در پردۂ دل ہا — کرے ہے مغز سے، مانندِ نے کے، استخواں خالی — ص ۲۵۵

پردۂ رہبر: منت کا کس کو بُرا ہے بدرقہ — رہبری میں پردۂ رہبر کھلا — ص ۱۳۰

پردۂ زخمِ جگر: دیکھیے: نیامِ پردۂ زخمِ جگر۔

پردۂ زنبور: شوخیِ فریاد سے ہے پردۂ زنبور، گل — کسوتِ ایجادِ بلبل خارخارِ نغمہ ہے — ص ۸۷

پردۂ ساز: نہ گلِ نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز — میں ہوں اپنی شکست کی آواز — ص ۱۴۲

پردۂ عریانی: دریوزۂ ساماں ہا اے بے سروسامانی! — ایجادِ گریباں ہا در پردۂ عریانی — ص ۱۰۸

پردۂ عماری: قبلۂ مقصدِ نگاہِ نیاز — پھر وہی پردۂ عماری ہے — ص ۲۲۳

پردۂ فانوس: دیکھیے: صرفِ چاکِ پردۂ فانوس۔

پردۂ محمل: قیس نے از بس کہ کی سیرِ گریبانِ نفس — یک دو چیں دامانِ صحرا، پردۂ محمل ہوا — ص ۲۹

پردۂ ناسور: زخمِ دل میں ہے نہاں غنچۂ پیکانِ نگار — جلوۂ باغ ہے در پردۂ ناسور ہنوز — ص ۳۵

پردۂ وحشت: بس کہ وہ پاکوبیاں در پردۂ وحشت ہیں یاد — ہے غلافِ دلچۂ خرشید ہر یک گردباد — ص ۳۸

پردۂ یک ساز: ہر رنگِ سوز پردۂ یک ساز ہے مجھے — بالِ سمندر آئنۂ ناز ہے مجھے — ص ۹۶

پُرزے[۱]: تھی خبر گرم کہ غالبؔ کے اُڑیں گے پُرزے — دیکھنے ہم بھی گئے تھے، پہ تماشا نہ ہوا ص۱۶۲

پرستارِ[۲] دلِ رنجیدہ: یاس: آئینۂ پیدائیِ استغنا ہے — ناامیدی: ہے پرستارِ دلِ رنجیدہ ص۷۲

پرستارِ زلیخا: تھا خواب میں کیا جلوہ پرستارِ زلیخا؟ — ہے بالشِ دلِ سوختگاں میں پرِ طاؤس ص۳۶

پرستاریِ وہم: کثرت آرائیِ وحدت ہے پرستاریِ وہم — کر دیا کافر اِن اصنامِ خیالی نے مجھے ص۲۲۲

پرستان[۳]: دیکھیے: وحشت آبادِ پرستاں۔

پرستش[۴]: (۱) منع مت کر حُسن کی ہم کو پرستش سے کہ ہے — بادۂ نظارۂ گلشن حلالِ عندلیب ص۳۲

(۲) خواہش کو احمقوں نے پرستش دیا قرار — کیا پوجتا ہوں اُس بُتِ بیدادگر کو میں؟ ص۱۹۰

پرستندۂ روئے صنمِ چند: عُمر بھر ہوش نہ یکجا ہوئے میرے کہ اسدؔ! — میں پرستندۂ روئے صنمِ چند رہا ص۲۲۶

پرستش گر: غمِ مجنوں عزادارانِ لیلیٰ کا پرستش گر — خُمِ رنگِ سیہ پیمانۂ ہر چشمِ آہو تھا ص۲۲

پرستش گریِ قبلۂ ناز: بت کدہ بہرِ پرستش گریِ قبلۂ ناز — باندھے زنّارِ رگِ سنگ میانِ کہسار ص۴

پُرسش[۵]: (۱) غیر یوں کرتا ہے میری پُرسش اُس کے ہجر میں — بے تکلف دوست ہو جیسے کوئی غم خوارِ دوست ص۱۹۳

(۲) کس منہ سے شُکر کیجیے اِس لطفِ خاص کا — پُرسش ہے اور پائے سخن درمیاں نہیں ص۱۸۸

(۳) کہتے ہیں کہ اب وہ مردم آزار نہیں — عشاق کی پُرسش سے اُسے عار نہیں ص۲۵۲

(۴) وہ عینِ عدل کہ دہشت سے اُس کی پُرسش کی — بنے ہے شعلۂ آتش انیسِ پرّۂ کاہ ص۲۷۷

(۵) دیکھیے: روپُرسش۔

پُرسشِ جراحتِ دل: پھر پُرسشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق — سامانِ صد ہزار نمک داں کیے ہوئے ص۲۲۵

پُرسشِ حال: سمجھ کے کرتے ہیں بازار میں وہ پُرسشِ حال — کہ یہ کہے کہ سرِ رہ گزر ہے کیا کہیے ص۲۲۷

پُرسشِ طرزِ دل بری: پُرسشِ طرزِ دل بری کیجیے کیا کہ بِن کہے — اُس کے ہر ایک اشارے سے نکلے ہے یہ ادا کہ یوں ص۱۷۸

---

۱ پُرزے : ایک بار۔

۲ پرستار : دو بار [مرکب]۔

پرستاری : ایک بار [مرکب]۔

۳ پرستان : ایک بار [مرکب]۔

۴ پرستش : دو بار

پرستش گر : ایک بار۔

پرستش گری : ایک بار [مرکب]۔

پرستندہ : ایک بار [مرکب]۔

۵ پُرسش : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکب: چار بار]۔

پُرسش ہا : ایک بار [مرکب]۔

پرسش ہائے پنہانی: دیکھیے: بجوِ پرسش ہائے پنہانی۔

پرسوں[۱] شب: کس لیے تجھ سے چھپاؤں ہاں وہ پرسوں شب کی بات (تضمین) ص۲۹۱

پُرسیدنی[۲]: اسدؔ! جاں نذرِ الطافے کہ ہنگامِ ہم آغوشی — زبانِ ہر سرِ مو حالِ دل پُرسیدنی جانے ص۱۱۵

پُرکار[۳]: دیکھیے: خطِ پرکار۔

پرکارِ باغ: دیکھیے: نقطۂ پرکارِ باغ۔

پرکارِ تمنا: دیکھیے: نقطۂ پرکارِ تمنا۔

پرکارِ سعیِ بے سروپائی: قطرے کو جوشِ عرق کرتا ہے دریا دستگاہ — عجز حیا پرکارِ سعیِ بے سروپائی نہیں ص۶۵

پرکارِ ہستی: دیکھیے: خطِ پرکارِ ہستی۔

پرکالۂ[۴] مہ: شب کہ مستِ دیدنِ مہتاب تھا وہ جامہ زیب — پارۂ چاکِ کتاں پرکالۂ مہ ہوگیا ص۲۳۶

پَرَن[۵]: فروغِ حسن سے روشن ہے خواب گاہ تمام — جو رختِ خواب ہے پرویں، تو ہے پرن تکیہ ص۳۰۳

پرنیاں[۶]: لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے — ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی ص۲۰۳

پروا[۷]: (۱) آج کیوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی تجھے؟ — کل تلک تیرا بھی دل مہر و وفا کا باب تھا ص۱۳۵

(۲) نہ ستایش کی تمنا نہ صلے کی پروا — گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی، نہ سہی ص۲۰۹

(۳) گھر پھونکنے میں اپنے محابا نہیں ہم کو — گر چرخ بھی جل جائے تو پروا نہیں ہم کو ص۲۸۳

پروائے داماں: نہ ذوقِ گریباں، نہ پروائے داماں — نگہ آشنائے گل و خار ہیں ہم ص۵۵

پروائے مشتاقاں: تجھ کو اے غفلت نسب! پروائے مشتاقاں کہاں! — یہاں نگہ آلودہ ہے دستارِ بادامی تری ص۳۵۲

پرواز[۸]: پروازِ نقشِ دامِ تمنائے جلوہ تھا — طاؤس نے اک آئنہ خانہ رکھا گرو ص۶۹

(۲) پرواز، یک تبِ غمِ تسخیرِ نالہ ہے — گرمیِ نبضِ خار و خسِ آشیاں نہ پوچھ ص۷۰

---

۱ پرسوں : ایک بار۔

۲ پُرسیدنی : ایک بار۔

۳ پرکار : پانچ بار [مرکب]۔

۴ پرکالہ : ایک بار [مرکب]۔

۵ پرن : ایک بار

۶ پرنیاں : ایک بار۔

۷ پروا : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔

۸ پرواز : اُنتیس بار [مفرد: سات بار، مرکب: بائیس بار]۔

پروازہا : ایک بار [مرکب]۔

(۳) ہوں گرفتارِ کمیں گاہِ تغافل کہ جہاں — خواب صیاد سے پرواز گرانی مانگے — ص۷۸

(۴) سر رشتۂ بیتابیِ دل در گرو عجز — پرواز بہ خوں خفتہ و فریاد رسا ہے — ص۹۱

(۵) کیا کہوں پرواز کی آوارگی کی کشمکش — عافیت، سرمایۂ بال و پر نکشودہ ہے — ص۱۰۳

(۶) پرواز تپش رنگی، گلزار ہمہ تنگی — خوں ہو قفسِ دل میں اے ذوقِ پرافشانی — ص۱۰۹

(۷) شکلِ طاؤس کرے آئنہ خانہ پرواز — ذوق میں جلوے کے تیرے بہ ہوائے دیدار — ص۱۳۳

دیکھیے ـــــــ: (۸) آہنگیِ پرواز۔ (۹) بال و پرِ پرواز۔ (۱۰)، (۱۱) پرِ پرواز [دوبار]۔ (۱۲) چشمِ پرواز۔

(۱۳) رعنائیِ ضعفِ پرواز۔ (۱۴) شہ پرِ پرواز۔ (۱۵)، (۱۶) صورتِ پرواز [دوبار]۔ (۱۷) طاقتِ پرواز۔

(۱۸) فکرِ پرواز۔ (۱۹) قمریِ پرواز۔ (۲۰) وحشتِ پرواز۔

پروازِ آشیانۂ عنقائے ناز: پروازِ آشیانۂ عنقائے ناز ہے — بالِ پری بہ وحشتِ بیجا نہ کھینچیے — ص۱۰۵

پروازِ پرِ تیر: عشقِ ترسا بچہ و نازِ شہادت مت پوچھ — کہ کلہ گوشہ بہ پروازِ پرِ تیر آیا — ص۲۸

پروازِ چمن تسخیر: شوخیِ نیرنگ صیدِ وحشتِ طاؤس ہے — دام سبزے میں ہے پروازِ چمن تسخیر کا — ص۱۱

پروازِ رنگِ رفتۂ خوں: دیکھیے: پرِ پروازِ رنگِ رفتۂ خوں۔

پروازِ زلفِ ناز: دیکھیے: پرِ پروازِ زلفِ ناز۔

پروازِ شوق: دیکھیے: فرسودۂ پروازِ شوق۔

پروازِ شوقِ ناز: بجز پروازِ شوقِ ناز، باقی کیا رہا ہوگا! — قیامت اک، ہوائے تند ہے گورِ غریباں پر — ص۱۶۷

پروازِ عدم: فرصت آئینہ و پروازِ عدم تا ہستی — یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ ہے — ص۱۰۹

پروازِ فنا: دعوائے جنوں باطل، تسلیم عبث حاصل — پروازِ فنا مشکل، میں عجزِ تن آسانی — ص۱۰۹

پروازہا: پروازہا نیاز تماشائے حُسنِ دوست — بال کشادہ ہے نگہِ آشنا مجھے — ص۷۶

پروانگاں: دیکھیے: پرِ پروانگاں۔

پروانہ[1]: (۱) شمع رویوں کی سر انگشتِ حنائی دیکھ کر — غنچۂ گل پرفشاں پروانہ آسا جل گیا — ص۲۰

---

[1] پروانہ : چوبیس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: اٹھارہ بار]۔

پروانگاں: ایک بار [مرکب]۔

(۲) رات، دل گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ تھا | رنگِ روے شمع برقِ خرمنِ پروانہ تھا | ص ۲۵

(۳) فسونِ یک دلی ہے لذتِ بیدادِ دشمن پر | کہ وجدِ برق جوں پروانہ بال افشاں ہے خرمن پر | ص ۴۱

(۴) پروانے سے ہو شاید تسکینِ شعلۂ شمع | آسائشِ وفاہا بیتابیِ جفا ہے | ص ۹۳

(۵) جاں در ہواے یک نگہِ گرم ہے اسدؔ! | پروانہ ہے وکیل ترے داد خواہ کا | ص ۱۴۹

(۶) پروانے کا نہ غم ہو تو پھر کس لیے اسدؔ! | ہر رات شمع شام سے لے تا سحر جلے | ص ۳۰۳

دیکھیے ــــــ: (۷) آہنگِ مضراب پرِ پروانہ۔ (۸) برقِ خرمنِ پروانہ۔ (۹) ــ (۱۳) پرِ پروانہ [پانچ بار]۔ (۱۴) چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ۔ (۱۵) حسرتِ پروانہ۔ (۱۶)، (۱۷) دلِ پروانہ [دو بار]۔ (۱۸) شبِ پروانہ۔ (۱۹) صورتِ پروانہ۔

پروانہ زار: ہواے پرفشانی برقِ خرمن ہاے خاطر ہے | بہ بالِ شعلۂ بیتاب ہے پروانہ زار آتش | ص ۴۷

پروانہ و بلبل: بزمِ داغِ طرب و باغِ کشادِ پرِ رنگ | شمع و گل تا کے و پروانہ و بلبل تا چند | ص ۳۹

پروانۂ تجلیِ شمعِ ظہور: ہر رنگ میں جلا اسدِؔ فتنہ انتظار | پروانۂ تجلیِ شمعِ ظہور تھا | ص ۱۸

پروانۂ چراغِ مزار: دیکھیے: پرفشانیِ پروانۂ چراغِ مزار۔

پروانۂ محفل: وقتِ شب اُس شمع رو کے شعلۂ آواز پر | گوشِ نسرینِ عارضاں پروانۂ محفل ہوا | ص ۲۹

پرورش[1]: (۱) نازِ پروردۂ صد رنگ تمنا ہوں ولے | پرورش پائی ہے جوں غنچہ بہ خونِ اظہار | ص ۷

(۲) غم آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو | چراغِ روشن اپنا، قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے | ص ۲۱۰

پرورشِ نالہ: پرورشِ نالہ ہے وحشتِ پرواز سے | ہے تہِ بالِ پری بیضۂ بلبل ہنوز | ص ۳۳

پروردن[2]: (۱) بہرِ پروردن سراسر لطف گستر سایہ ہے | پنجۂ مژگاں بہ طفلِ اشک دستِ دایہ ہے | ص ۱۰۳

(۲) دیکھیے: جاں پروردنِ یعقوب۔

پروردہ[3]: دیکھیے: نفَس پروردہ۔

پروردۂ بہار: دیکھیے: نازِ پروردۂ بہار۔

---

[1] پرورش : تین بار [مفرد: دو بار، مرکب: ایک بار]۔
[2] پروردن : دو بار [مرکب]۔
[3] پروردہ : تین بار [مرکب]۔

پروردۂ صد رنگ تمنا: دیکھیے: ناز پروردۂ صد رنگ تمنا۔

پرویں[1]: (۱) نصیبِ آستیں ہے حاصلِ روے عرق آگیں — پٹنے ہے کہکشاں خرمن سے مہ کے خوشہ پرویں کا — ص ۲۸

(۲) موکبِ خاص یوں زمیں پر تھا — جس طرح ہے سپہر پر پرویں — ص ۲۸۱

(۳) فروغِ حُسن سے روشن ہے خواب گاہ تمام — جو رختِ خواب ہے پرویں تو ہے پرَن تکیہ — ص ۳۰۳

(۴) دیکھیے: آئینۂ ناز پرویں۔

پژۂ گاہ[2]: دیکھیے: انیسِ پژۂ گاہ۔

پرہیز[3]: (۱) عشق میں ہم نے ہی ابرام سے پرہیز کیا — ورنہ جو چاہیے اسبابِ تمنا، سب تھا — ص ۲۴

(۲) کیوں نہ ہو چشمِ بتاں محوِ تغافل کیوں نہ ہو؟ — یعنی اِس بیمار کو نظارے سے پرہیز ہے — ص ۲۱۳

پری[4]: (۱) بہ رنگِ شیشہ ہوں یک گوشۂ دلِ خالی — کبھی پری مری خلوت میں آنکلتی ہے — ص ۹۰

(۲) پری بہ شیشہ و عکسِ رُخ اندر آئینہ — نگاہِ حیرتِ مشاطہ خوں فشاں تجھ سے — ص ۱۱۲

(۳) سب نے جانا کہ ہے پری، تو سن — اور بالِ پری ہے دامنِ زیں — ص ۲۸۰

دیکھیے ـــــــ: (۴) ـ (۹) بالِ پری [چھے بار]۔ (۱۰) تہِ بالِ پری۔ (۱۱)، (۱۲)، (۱۳) چشمِ پری [تین بار]۔ (۱۴) حدِ اقلیمِ تمناے پری۔ (۱۵) حور و پری۔ (۱۶) زلفِ پری۔ (۱۷) مردمِ چشمِ پری۔ (۱۸) مروحۂ بالِ پری۔ (۱۹) نَیِ تمثالِ پری۔ (۲۰) نبضِ پری۔ (۲۱) وحشتِ چشمِ پری۔

پری پیکر: گو نہ سمجھوں اُس کی باتیں، گو نہ پاؤں اُس کا بھید — پر یہ کیا کم ہے کہ مجھ سے وہ پری پیکر کھلا — ص ۱۶۱

پری چہرہ: (۱) کہہ چکا میں تو سب کچھ، اب تو کہہ — اے پری چہرہ پیکِ تیز خرام! — ص ۱۳۷

(۲) یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں؟ — غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے؟ — ص ۲۳۸

پری رُخ: ہو کے عاشق، وہ پری رُخ اَور نازک بن گیا — رنگ کھلتا جائے ہے جتنا کہ اُڑتا جائے ہے — ص ۲۲۲

پری زاد: دیکھیے: سر پستانِ پری زاد۔

پری زادِ نظر: آنکہ، دام کو سبزے میں چھپاتا ہے عبث — کہ پری زادِ نظر قابلِ تسخیر نہیں — ص ۵۶

---

[1] پرویں : چار بار [مرکب: ایک بار]۔
[2] پژہ : ایک بار [مرکب]۔
[3] پرہیز : دو بار۔
[4] پری : انتیس بار [مفرد: تین بار، مرکب: چھبیس بار]۔

پری زادوں: اِن پری زادوں سے لیں گے خلد میں ہم انتقام — قدرتِ حق سے، یہی، حوریں اگر وھاں ہوگئیں — ص ۱۹۱

پری وَش: ذکر اُس پری وَش کا اَور پھر بیاں اپنا! — بن گیا رقیب آخر، تھا جو رازداں اپنا — ص ۱۵۹

پرے[1]: (۱) غالبؔ! ہے رُتبہِ فہمِ تصور سے کچھ پرے — ہے عجزِ بندگی کہ علی کو خدا کہوں — ص ۵۶

(۲) میں عدم سے بھی پرے ہوں ورنہ غافل! بارہا — میری آہِ آتشیں سے بالِ عنقا جل گیا — ص ۱۵۱

(۳) ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود — قبلے کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں — ص ۱۸۷

(۴) نالہ جاتا تھا پرے عرش سے میرا، اور اب — لب تک آتا ہے، جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے — ص ۲۴۰

پریدن[2]: مژدۂ دیدار سے رسوائی اظہار دوز — آج کی شب چشم کو کب تک پریدن منع ہے — ص ۱۱۳

دیکھیے: بسملِ ذوقِ پریدن۔

پریدہ: دیکھیے ـــــــ : (۱) آشیانِ طائرِ رنگِ پریدہ۔ (۲) رنگِ پریدہ۔ (۳) طائرِ پریدۂ رنگِ حنا۔

پریشان[3]: (۱) وحشتِ دل سے پریشاں ہے چراغانِ خیال — باندھوں ہوں آئنے پر چشمِ پری سے آنچل — ص ۸

(۲) طلسمِ آفرینش حلقۂ یک بزمِ ماتم ہے — زمانے کے شبِ یلدا سے موے سر پریشاں ہیں — ص ۱۲

(۳) بہ بوے زلفِ مشکیں ہیہ دماغ آشفتۂ رم ہیں — کہ شاخِ آہواں دودِ چراغ آسا پریشاں ہے — ص ۸۱

(۴) خوابِ جمعیتِ مخمل ہے پریشاں مجھ سے — رگِ بستر کو ملی شوخیِ مژگاں مجھ سے — ص ۸۳

(۵) بوے گل، نالۂ دل، دودِ چراغِ محفل — جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا — ص ۱۳۳

(۶) تنگیِ دل کا گلہ کیا، یہ وہ کافر دل ہے — کہ اگر تنگ نہ ہوتا تو پریشاں ہوتا — ص ۱۵۸

(۷) رنگِ تمکینِ گل و لالہ پریشاں کیوں ہے — گر چراغانِ سرِ رہگزرِ باد نہیں — ص ۱۸۶

(۸) نیند اس کی ہے دماغ اُس کا ہے راتیں اُس کی ہیں — تیری زُلفیں جس کے بازو پر پریشاں ہوگئیں — ص ۱۹۱

(۹) شوقِ دیدار میں گر تو مجھے گردن مارے — ہو نگہ مثلِ گلِ شمع پریشاں مجھ سے — ص ۲۱۱

(۱۰) غنچہ تا شگفتن ہا برگِ عافیت معلوم! — باوجودِ دل جمعی خوابِ گل پریشاں ہے — ص ۲۱۷

(۱۱) مانگے ہے پھر کسی کو لبِ بام پر ہوس — زلفِ سیاہ رُخ پہ پریشاں کیے ہوئے — ص ۲۲۶

---

[1] پرے : چار بار۔

[2] پریدن : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

پریدہ : تین بار [مرکب]۔

[3] پریشان : ستائیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: سولہ بار]۔

دیکھیے ـــــــ: (۱۲) اجزاے پریشاں۔ (۱۳) تحریرِ پریشانِ تقاضا۔ (۱۴)، (۱۵) خوابِ پریشاں [دوبار]۔ (۱۶) زنجیرِ پریشاں۔ (۱۷) سازِ یک خوابِ پریشاں۔ (۱۸) سامانِ یک خوابِ پریشاں۔ (۱۹) صد خوابِ پریشاں۔ (۲۰) فالِ دو جہاں خوابِ پریشاں۔ (۲۱) گلیمِ سیہِ بختِ پریشاں۔ (۲۲) موپریشاں۔

پریشاں تر: نہ کھینچ اے دستِ سعیِ نارسا! زلفِ تمنا کو — پریشاں تر ہے موے خامہ سے تدبیر مانی کی — ص۷۷

پریشاں خواب: تکلف برطرف، ذوقِ زلیخا جمع کر ورنہ — پریشاں خواب آغوشِ وداعِ یوسفستاں ہے — ص۸۱

پریشاں موئیِ اہلِ عزا: ہے سوادِ خط: پریشاں موئیِ اہلِ عزا — خامہ میرا: شمعِ قبرِ کشتگاں کا دوُدہ ہے — ص۱۰۳

پریشاں نظری: کوچہ دیتا ہے پریشاں نظری پر صحرا — رمِ آہو کو ہے ہر ذرّے کی چشمک میں کمیں — ص۸

پریشاں نگاہاں: سرابِ یقیں ہیں پریشاں نگاہاں — اسدؔ کو گر از چشمِ کم دیکھتے ہیں — ص۳۲۸

پریشانی[۱]: (۱) خطِ عارض سے لکھا ہے زلف کو اُلفت نے عہد — یکقلم منظور ہے جو کچھ پریشانی کرے — ص۲۱۱

(۲) پریشانی سے مغزِ سر ہوا ہے پنبۂ بالش — خیالِ شوخیِ خوباں کو راحت آفریں پایا — ص۲۲

(۳) پریشانی اسدؔ! درپردہ ہے سامانِ جمعیت — کہ ہے آبادیِ صحرا ہجومِ خانہ بردوشاں — ص۳۳۹

دیکھیے ـــــــ: (۴) جوشِ پریشانی۔ (۵) مجموعۂ پریشانی۔

پریشانیِ بزم: دیکھیے: دمِ عرضِ پریشانیِ بزم۔

پریشانیِ بیم: خانہ ویرانیِ اُمید و پریشانیِ بیم — جوشِ دوزخ ہے خزانِ چمنِ خلدِ بریں — ص۷

پریشانیِ خاطر: آج ہم اپنی پریشانیِ خاطر اُن سے — کہنے جاتے تو ہیں، پر دیکھیے کیا کہتے ہیں — ص۱۸۷

پریشانیِ صہبا: دیکھیے: دو جہ پریشانیِ صہبا۔

پریشانیِ نگاہ: دیکھیے: درد پریشانیِ نگاہ۔

پریشانیاں: یہ عمر بھر جو پریشانیاں اُٹھائی ہیں ہم نے — تمھارے آئیو اے طرّہ ہاے خم بہ خم! آگے — ص۳۲۸

پژمردگاں: بہ صورت تکلف، بہ معنی تاسّف — اسدؔ! میں تبسم ہوں پژمردگاں کا — ص۱۸

پژمردن[۲]: دیکھیے: نزدیکِ پژمردن۔

---

[۱] پریشانی : دس بار [مفرد: تین بار، مرکب: سات بار]۔
پریشانیاں : ایک بار۔

[۲] پژمردن : ایک بار [مرکب]۔
پژمردگاں : ایک بار۔

پس[1] از قتل: غش آ گیا جو پس از قتل میرے قاتل کو — ہوئی ہے اُس کو مری لاشِ بے کفن، تکیہ — ص ۲۰۳

پس از مردن: پس از مردن بھی دیوانہ زیارت گاہِ طفلاں ہے — شرارِ سنگ نے تربت پہ میری گل فشانی کی — ص ۲۰۷

پسِ دیوار: میں تو دیوانہ ہوں اور ایک جہاں ہے غمّاز — گوش ہیں در پسِ دیوار، کہوں یا نہ کہوں — ص ۲۹۸

پسِ زانوے آئینہ: حیرتِ فکرِ سخن، سازِ سلامت ہے اسدؔ — دل پسِ زانوے آئینہ بٹھاتا ہے مجھے — ص ۸۸

پسِ زانوے قاتل: جوہرِ آئنہ: فکرِ سخنِ موے دماغ — عرضِ حسرت پسِ زانوے قاتل تا چند — ص ۳۹

پستانِ[2] پری زاد: دیکھیے: سرِ پستانِ پری زاد۔

پست[3] فطرت: تو پست فطرت اور خیالِ بسا بلند — اے طفلِ خود معاملہ! قد سے عصا بلند — ص ۳۸

پست فطرتیِ طبعِ آرزو: تا چند پست فطرتیِ طبعِ آرزو — یارب! ملے بلندیِ دستِ دعا مجھے — ص ۷۹

پستی[4]: غرّۂ اوجِ بنائے عالمِ امکاں نہ ہو — اس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن — ص ۱۷۹

پسند[5]: (۱) فردِ آئینہ میں بخشیں شکنِ خندۂ گل — دلِ آزردہ پسندِ آئنہ رُخساروں کا — ص ۲۸

(۲) یہ غزل اپنی مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ — ہے ردیفِ شعر میں غالبؔ! زبس تکرار دوست — ص ۱۶۵

(۳) ہیں آج کیوں ذلیل؟ کہ کل تک نہ تھی پسند — گستاخیِ فرشتہ ہماری جناب میں — ص ۱۸۹

(۴) کی اُس نے گرم سینۂ اہلِ ہوس میں جا — آوے نہ کیوں پسند کہ ٹھنڈا مکان ہے — ص ۲۰۳

(۵) دُکھ جی کے پسند ہو گیا ہے غالبؔ! — دل رُک رُک کر بند ہو گیا ہے غالبؔ! — ص ۲۵۳

(۶) دیکھیے: ہمّتِ دشوار پسند۔

[بہ طورِ جزوِ ردیف چار بار، ص ۱۲]:

(۷) سوادِ چشمِ بسمل انتخابِ نقطہ آرائی — خرامِ نازِ بے پروائیِ قاتل پسند آیا

(۸) روانی ہاے موجِ خونِ بسمل سے ٹپکتا ہے — کہ لطفِ بے تحاشا رفتنِ قاتل پسند آیا

(۹) ہوئی جس کو بہارِ فرصتِ ہستی سے آگاہی — بہ رنگِ لالہ جامِ بادہ بر محمل پسند آیا

---

۱ پس : پانچ بار [مرتب]۔
۲ پستان : ایک بار [مرتب]۔
۳ پست : دو بار [مرتب]۔
۴ پستی : ایک بار۔
۵ پسند : چودہ بار [متفرد: بارہ بار، مرتب: دو بار]۔

(۱۰) اسدؔ! ہر جا سخن نے طرحِ باغِ تازہ ڈالی ہے — مجھے رنگِ بہار ایجادیِ بیدلؔ پسند آیا

[چار بار بہ طور جزو ردیف، ص۱۴۲]:

(۱۱)، (۱۲) شمارِ سُبحہ مرغوبِ بُتِ مشکل پسند آیا — تماشائے بہ یک کف بُردنِ صد دل پسند آیا

(۱۳) بہ فیضِ بے دلی نومیدیِ جاوید آساں ہے — کشایش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا

(۱۴) ہوائے سیرِ گل آئینۂ بے مہریِ قاتل — کہ اندازِ بہ خوں غلتیدنِ بسمل پسند آیا

پسینا[۱]: (۱) بیابانِ فنا ہے بعدِ صحرائے طلب غالبؔ! — پسینا توسنِ ہمّت کا سیلِ خانۂ زیں ہے — ص۸۹

(۲) رخ پہ دولھا کے جو گرمی سے پسینا ٹپکا — ہے رگِ ابرِ گہربار سراسر سہرا — ص۲۸۷

پشت[۲]: (۱) سَو پُشت سے ہے پیشۂ آبا سپہ گری — کچھ شاعری ذریعۂ عزّت نہیں مجھے — ص۱۲۲

(۲) دیکھیے: خمِ پشت۔

پشتِ آئینہ: دیکھیے: تصویر بہ پشتِ آئینہ۔

پشتِ دست بہ دنداں گزیدہ: ظاہر ہیں میری شکل سے افسوس کے نشاں — جوں شانہ پُشتِ دست بہ دنداں گزیدہ ہوں — ص۶۱

پشتِ پا: دیکھیے: مرتبۂ پُشتِ پا۔

پشتِ چشم: (۱) عیسیٰ! طلسمِ حُسنِ تغافل ہے زینہار — جُز پُشتِ چشم، نسخۂ عرضِ دوا نہ مانگ — ص۵۰

(۲) نہیں اقلیمِ اُلفت میں کوئی طومارِ ناز ایسا — کہ پُشتِ چشم سے جس کے نہ ہووے مُہر عنواں پر — ص۱۶۷

پُشتِ چشمِ رنداں: عشق کے تغافل سے ہرزہ گرد ہے عالم — روئے شش جہت آفاق پُشتِ چشمِ رنداں ہے — ص۸۹

پشتِ چشمِ قاتل: غفلت بہ بالِ جوہرِ شمشیر پرفشاں — یہاں پُشتِ چشمِ شوخیِ قاتل ہے آئنہ — ص۷۰

پشتِ چشمِ شوخیِ نیساں: اے کرم! نہ ہو غافل ورنہ ہے اسدؔ بے دل — بے گہر صدف گویا پُشتِ چشمِ نیساں ہے — ص۸۹

پشتِ خار: اسدؔ! ہم وہ جنوں جولاں گدائے بے سر و پا ہیں — کہ ہے سر پنجۂ مژگانِ آہو پشتِ خار اپنا — ص۱۵۳

پُشتِ خمِ التجا: وہ التماسِ لذّتِ بیداد ہوں کہ میں — تیغِ ستم کو پُشتِ خمِ التجا کروں — ص۵۶

پُشتِ دستِ عجز: (۱) بزمِ خوباں بس کہ جوشِ جلوہ سے پُرنور ہے — پُشتِ دستِ عجز یہاں ہر برگِ گُل طورؔ ہے — ص۹۳

(۲) ہم سے رنجِ بیتابی کس طرح اُٹھایا جائے — داغ پُشتِ دستِ عجز، شعلہ خس بہ دنداں ہے — ص۲۱۷

۱؎ پسینا : دوبار۔

۲؎ پشت : چھبیس بار [مرتب]۔

(۳) نخشت، پشتِ دستِ عجز وقالب، آغوشِ وداع — پُر ہوا ہے سیل سے پیمانہ کس تعمیر کا؟ ص ۱۱

پشتِ فلک: نسبتِ نام سے اُس کے ہے یہ رُتبہ کہ رہے — ابداً پُشتِ فلک خم شدۂ نازِ زمیں ص ۱۲۲

پشتِ کبوتر: گیا جو نامہ بر، وھاں سے بہ رنگِ باختہ آیا — خطوطِ روے قالیں نقش ہے پشتِ کبوتر کا ص ۲۲۲

پشت گریِ آئینہ: سیماب، پشت گریِ آئینہ دے ہے، ہم — حیراں کیے ہوئے ہیں دلِ بے قرار کے ص ۲۱۰

پشت گریِ تاب وتواں: ہرچند جاں گدازیِ قہر و عتاب ہے — ہرچند پشت گریِ تاب و تواں نہیں ص ۱۸۸

پشتِ لب: پُشتِ لب تُہمتِ خط کھینچے ہے بیجا، یعنی — سبز ہے موجِ تبسم بہ ہواے گفتار ص ۲

پُشتِ لبِ بام: دیکھیے: یک خطِ پشتِ لبِ بام۔

پُشتِ لبِ سوفار: جہاں از زہرابِ اس شدت سے دو پیکانِ ناوک کو — کہ خطِ سبز تا پُشتِ لبِ سوفار ہو پیدا ص ۳۱

پشت ورُخِ آئینہ: پشت و رُخِ آئینہ ہے دین و دُنیا — منظور ہے دو جہاں سے تو، یعنی دل ص ۱۱۷

پشیماں[۱]**:** (۱) شوخیِ رنگِ حنا خونِ وفا سے کب تک؟ — آخر اے عہد شکن! تو بھی پشیماں نکلا ص ۱۳

(۲) کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ — ہاے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا! ص ۱۵۰

پشیمانی: (۱) دستِ برہم سودہ ہے مژگانِ خوابیدہ اسدؔ! — اے دل از کف دادۂ غفلت! پشیمانی عبث ص ۲۲

(۲) دیکھیے: زنجیرِ پشیمانی۔

پگاہ[۲]**:** دیکھیے: شام وپگاہ۔

پُل[۳]**:** (۱) لال ڈگّی پر کرے گا جا کے کیا — پُل پہ چل، ہے آج دن اتوار کا [قادرنامہ]

(۲) پُل ہی پر سے پھیر لائے ہم کو لوگ — ورنہ تھا اپنا ارادہ پار کا [قادرنامہ]

پلک[۴]**:** ہُنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں — کہ جوہر آئنے کا، ہر پلک ہے چشمِ حیراں کی ص ۷۶

پلنگ[۵]**:** دیکھیے: (۱)، (۲) داغِ پلنگ [دوبار]۔ (۳) ساغرکشِ داغِ پلنگ۔

پناہ[۶]**:** (۱) پیری و نیستی، خدا کی پناہ! — دستِ خالی و خاطرِ غمگیں ص ۲۸۱

---

۱ پشیماں : دوبار۔
پشیمانی : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
۲ پگاہ : ایک بار [مرکب]۔
۳ پُل : دوبار۔
۴ پلک : ایک بار۔ پلکوں : ایک بار۔
۵ پلنگ : تین بار [مرکب]۔
۶ پناہ : چار بار [مفرد: دوبار، مرکب: دوبار]۔
پناہیں : ایک بار۔

دیکھیے: (۲) جلوۂ بینش پناہ۔ (۳) خدا کی پناہ۔

پناہِ شہر و سپاہ: ملاذِ کشور و لشکر، پناہِ شہر و سپاہ — جنابِ عالیِ ایلن برونِ والا جاہ — ص۲۷۶

پناہیں: دیر و حرم آئینۂ تکرارِ تمنا — واماندگیِ شوق تراشے ہے پناہیں — ص۵۹

پنبہ[1]: (۱) جوشِ بہار کلفتِ نظارہ ہے اسدؔ! — ہے ابر، پنبہ روزنِ دیوارِ باغ کا — ص۱۹

(۲) ہوئی ہے مانعِ ذوقِ تماشا خانہ ویرانی — کفِ سیلاب باقی ہے بہ رنگِ پنبہ روزن میں — ص۱۸۰

(۳) بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی — شبِ مہ ہو جو رکھ دوں پنبہ دیواروں کے روزن میں — ص۱۸۰

(۴) کیا کہوں تاریکیِ زندانِ غم، اندھیر ہے — پنبہ، نورِ صبح سے کم جس کے روزن میں نہیں — ص۱۸۵

(۵) دیکھیے: رنگِ پنبہ۔

پنبہ آگیں: بجا ہے، گر نہ سنے نالہ ہائے بلبلِ زار — کہ گوشِ گل نمِ شبنم سے پنبہ آگیں ہے — ص۲۳

پنبۂ بالش: (۱) پریشانی سے مغزِ سر ہوا ہے پنبۂ بالش — خیالِ شوخیِ خوباں کو راحت آفریں پایا — ص۲۲

(۲) وھاں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام — گریے سے یھاں پنبۂ بالش کفِ سیلاب تھا — ص۳۵

پنبۂ روزن: (۱) اُگی اک پنبۂ روزن سے تھی چشمِ سفید آخر — حیا کو انتظارِ جلوہ ریزی کے کمیں پایا — ص۲۲

(۲) غضب شرم آفریں ہے رنگ ریزی ہائے خود بینی — سفیدی آئنے کی پنبۂ روزن نہ ہو جاوے — ص۸۵

پنبۂ شیشۂ شراب: لطفِ خمارِ مے کو ہے در دلِ ہو گر اثر — پنبۂ شیشۂ شراب کف بہ لبِ ایاغ ہے — ص۱۱۵

پنبۂ گوشِ حریفاں: (۱) ہجومِ سادہ لوحی پنبۂ گوشِ حریفاں ہے — وگرنہ خواب کی مضمر ہیں افسانے میں تعبیریں — ص۶۳

(۲) غفلت استعدادِ ذوق و مدعا غافل اسدؔ — پنبۂ گوشِ حریفاں پود و تارِ نغمہ ہے — ص۸۷

پنبۂ مرہم: تمثالِ بتاں گر نہ رکھے پنبۂ مرہم — آئینہ بہ عریانیِ زخمِ جگر آوے — ص۱۱۳

پنبۂ مینا: (۱) ہو سکے ہے پردۂ جوشیدنِ زخمِ جگر — اشک بعدِ ضبط غیر از پنبۂ مینا نہیں — ص۶۵

(۲) بزم ہے یک پنبۂ مینا گدازِ ربط سے — عیش کر غافل! حجابِ نشۂ محفل نہ پوچھ — ص۷۲

(۳) اے خوشا وقتے کہ ساقی یک خمستاں وا کرے — تار و پودِ فرشِ محفل پنبۂ مینا کرے — ص۱۰۱

---

۱ پنبہ : اکیس بار [مفرد: تین بار، مرکب: اٹھارہ بار]۔

(۴) درکار ہے شگفتنِ گل ہائے عیش کو — صبح بہار، پنبۂ مینا کہیں جسے — ص ۲۱۸

(۵) نہاں کیفیتِ مے میں ہے سامانِ حجاب اُس کا — بُنا ہے پنبۂ مینا سے ساقی نے نقاب اُس کا — ص ۴۴۷

(۶) دیکھیے: مغزِ پنبۂ مینا۔

پنبۂ مینائے مے: پنبۂ مینائے مے رکھ لو تم اپنے کان میں — مے پرستاں! ناصحِ بے صرفہ گو بیہودہ ہے — ص ۱۰۳

پنج آہنگ[1]: مطلع ہوری ہے پنج آہنگ — گل و ریحان و لالہ رنگا رنگ — ص ۲۶۷

پنجاب[2]: دیکھیے: فرماں روائے کشورِ پنجاب۔

پنجہ[3]: (۱) ہزبر پنجے سے لیتا ہے کام شانے کا — کبھی جو ہوتی ہے اُلجھی ہوئی دُمِ روباہ — ص ۲۷۷

(۲) کس رُتبے میں باریکی و نرمی ہے کہ جوں گل — آتی نہیں پنجے میں بس اُس کے نظر انگشت — ص ۳۲

پنجۂ خرشید: (۱) بس کہ ہر یک موئے زلف افشاں سے ہے تارِ شعاع — پنجۂ خرشید کو سمجھے ہیں دستِ شانہ ہم — ص ۵۴

(۲) ہوا چرخ خمیدہ ناتواں بارِ علائق سے — کہ ظاہر پنجۂ خرشید دستِ زیرِ پہلو ہے — ص ۹۸

(۳) گر ہو بہ سرِ دریوزگیِ جلوۂ دیدار — جوں پنجۂ خرشید ہوا ے دستِ دُعا! گرم — ص ۴۴۸

پنجۂ خوباں: دیوانگاں کا چارہ فروغِ بہار ہے — ہے شاخِ گل میں پنجۂ خوباں بجائے گل — ص ۵۳

پنجۂ صیاد: دیکھیے: حنائے پنجۂ صیاد۔

پنجۂ مژگاں: (۱) اے اسدؔ! ہے مستعدِ شانۂ گیسو شدن — پنجۂ مژگاں بہ خود بالیدنی رکھتا ہے آج — ص ۳۵

(۲) بہرِ پروردن سراسر لطف گستر سایہ ہے — پنجۂ مژگاں بہ طفلِ اشک دستِ دایہ ہے — ص ۱۰۳

پنجۂ ناصح[4]: دیکھیے: شورِ پندِ ناصح۔

پندار[5]: دل پھر طوافِ کوئے ملامت کو جائے ہے — پندار کا صنم کدہ ویراں کیے ہوئے — ص ۴۲۶

پندارِ خدائی: تم ہو بُت پھر تمھیں پندارِ خدائی کیوں ہے؟ — تم خداوند ہی کہلاؤ، خدا اور سہی — ص ۳۱۱

پنڈے[6]: دیکھیے: گورے پنڈے۔

---

[1] پنج آہنگ : ایک بار۔

[2] پنجاب : ایک بار [مرکب]۔

[3] پنجہ : نو بار [مفرد: دو بار، مرکب: سات بار]۔

[4] پنجہ : ایک بار [مرکب]۔

[5] پندار : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

[6] پنڈے : ایک بار۔

پنہاں[1]: (۱) بیضۂ قمری کے آئینے میں پنہاں صیقل
سرو بے دل سے عیاں عکسِ خیالِ قدِ یار ص۳

(۲) جوہر ایجادِ خطِ سبز ہے خود بینیٔ حُسن
جو نہ دیکھا تھا سو آئینے میں پنہاں نکلا ص۱۳

(۳) جہاں مٹ جائے سعیِ دید، خضرِ آبادِ آسایش
بہ جیبِ ہر نگہ پنہاں ہے حاصل رہ نمائی کا ص۱۶

(۴) ہوس گستاخیِ آئینہ تکلیفِ نظر بازی
بہ جیبِ آرزو پنہاں ہے حاصل دل ربائی کا ص۱۶

(۵) شکوۂ یاراں غبارِ دل میں پنہاں کر دیا
غالبؔ! ایسے گنج کو شایاں یہی ویرانہ تھا ص۲۵

(۶) عروجِ نشّۂ واماندگی، پیمانہ محمل تر
بہ رنگِ ریشۂ تاک آبلے جادے میں پنہاں ہیں ص۶۳

(۷) بہ نقصِ ظاہری، رنگِ کمالِ طبع پنہاں ہے
کہ بہرِ مدعائے دل، زبانِ لال زنداں ہے ص۸۰

(۸) نہیں ہے مُردنِ صاحب دلاں جُز کسبِ جمعیت
سویدا میں نَفَس، مانندِ خط نقطے میں پنہاں ہے ص۸۱

(۹) دام گر سبزے میں پنہاں کیجیے، طاؤس ہو
جوشِ نیرنگِ بہارِ عرضِ صحرا دادہ ہے ص۸۹

(۱۰) گرچہ ہوں دیوانہ پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب
آستیں میں دشنہ پنہاں، ہاتھ میں نشتر کھلا ص۱۹۰

(۱۱) سب کہاں، کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں، کیا صورتیں ہوں گی، کہ پنہاں ہو گئیں! ص۱۹۱

(۱۲) بیکسی ہائے شبِ ہجر کی وحشت ہے ہے!
سایہ خرشیدِ قیامت میں ہے پنہاں مجھ سے ص۲۱۲

(۱۳) بزمِ مے وحشت کدہ ہے کس کی چشمِ مست کا؟
شیشے میں نبضِ پری پنہاں ہے موجِ بادہ سے ص۲۱۷

(۱۴) پنہاں تھا دام، سخت قریب آشیان کے
اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے ص۲۲۶

[آٹھ بار بہ طورِ جُزوِ ردیف، ص۱۰۹]:

(۱۵)، (۱۶) خوابِ غفلت بہ کمیں گاہِ نظر پنہاں ہے
شام، سایے میں بہ تاراجِ سحر پنہاں ہے

(۱۷) دو جہاں: گردشِ یک سجۂ اسرارِ نیاز
نقدِ صد دل بہ گریبانِ سحر پنہاں ہے

(۱۸) خلوتِ دل میں نہ کر دخل بجز سجدۂ شوق
آستاں میں صفتِ آئنہ در پنہاں ہے

(۱۹) فکرِ پروازِ جنوں ہے، سببِ ضبط نہ پوچھ
اشک جوں بیضہ، مژہ سے تہِ پر پنہاں ہے

(۲۰) ہوش اے ہرزہ درا! تُہمتِ بیدردی چند؟
نالہ در گردِ تمنائے اثر پنہاں ہے

---

[1] پنہاں : تیس بار [مفرد: بائیس بار، مرکب: آٹھ بار]۔
پنہانی : ایک بار [مرکب]۔

(۲۱) وہمِ غفلت مگر احرامِ فسردن باندھے   ورنہ ہر سنگ کے باطن میں شرر پنہاں ہے

(۲۲) وحشتِ دل ہے اسدؔ! عالمِ نیرنگِ نشاط   خندۂ گل بہ لبِ زخمِ جگر پنہاں ہے

دیکھیے ـــــ : (۲۳) پردۂ تبسمِ پنہاں۔ (۲۴) تبسم ہائے پنہاں۔ (۲۵) سوزشِ داغ ہائے پنہاں۔ (۲۶) صہبائے آتشِ پنہاں۔ (۲۷)، (۲۸) غمِ پنہاں [دوبار]۔ (۲۹) غم ہائے پنہاں۔ (۳۰) کشاکشِ غمِ پنہاں۔

پنہانی: دیکھیے: محوِ پرسش ہائے پنہانی۔

پود[۱]: (۱) گل کدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ، ایک بو   ریختے قماش کو پود ہے ایک، تار ایک   ص۲۹۶

(۲)، (۳) دیکھیے: تار و پود [دوبار]۔

پود و تارِ نغمہ: غفلت استعداد ذوق و مدعا غافل اسدؔ   پنبۂ گوشِ حریفاں پود و تارِ نغمہ ہے   ص۸۷

پوست[۲]: درد سے در پردہ دی مژگاں سیاہاں نے شکست   ریزہ ریزہ استخواں کا پوست میں نشتر ہوا   ص۴۰

پوشش[۳]: کیوں نہ درکار ہو مجھے پوشش   جسم رکھتا ہوں، ہے اگرچہ نزار   ص۱۳۶

پوشش سیاہ: دیکھیے: کعبۂ پوشش سیاہ۔

پوشیدن[۴]: دیکھیے: سر بہ مُہرِ چشم پوشیدن۔

پوشیدنی ہا: دیکھیے: مژہ پوشیدنی ہا۔

پوشیدہ[۵]: (۱) بس کہ مے پیتے ہیں اربابِ فنا پوشیدہ   خطِ پیمانۂ مے، ہے نفسِ دزدیدہ   ص۱۷

(۲) میں تجھ سے اور مجھ سے تو پوشیدہ   ہے مفت نگاہ کا مقابل ہونا   ص۱۱۷

(۳) دیکھیو، غالبؔ سے گر اُلجھا کوئی!   ہے ولی پوشیدہ اور کافر کھلا   ص۱۳۰

پوشیدہ افسوں: کاوشِ دزدِ حنا پوشیدہ افسوں ہے مجھے   ناخنِ انگشتِ خوباں نعلِ وارُوں ہے مجھے   ص۹۹

پوشیدہ چشمی ہائے ناز: حُسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز   عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز   ص۴۴

پھپھولے[۶]: دیکھیے: جلے پھپھولے۔

---

۱ پود : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
۲ پوست : ایک بار۔
۳ پوشش : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
۴ پوشیدن : ایک بار [مرکب]۔ پوشیدنی ہا : ایک بار [مرکب]۔
۵ پوشیدہ : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔
۶ پھپھولے : ایک بار۔

پہلو[1]: (۱) حیدن، دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فراش ہے — رکھا اسپند نے جگر میں پہلو گرم تمکیں کا — ص۲۹

(۲) دل کو توڑا جوشِ بیتابی سے غالبؔ کیا کیا! — رکھ دیا پہلو بہ وقتِ اضطراب آئینے پر — ص۳۰

(۳) یہ آتشِ ہمسایہ کہیں گھر نہ جلا دے — کی ہے دلِ سوزاں نے مرے پہلو میں جا گرم — ص۲۲۸

دیکھیے:(۴) ایک ہی پہلو۔ (۵) دستِ زیرِ پہلو۔ (۶) صد پہلو۔ (۷) فغانِ دل بہ پہلو۔ (۸) گردشِ پہلو۔

پہلو تہی: پہلو تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسدؔ! — دل وقفِ درد رکھ کہ فقیروں کا مال ہے — ص۷۵

(۲) تغافل دوست ہوں، میرا دماغِ عجز عالی ہے — اگر پہلو تہی کیجے تو جا میری بھی خالی ہے — ص۲۰۹

پہلو نشیں: ہاتھ آیا زخمِ تیغِ یار سا پہلو نشیں — کیوں نہ ہووے آج کے دن بیکسی کی روح شاد — ص۳۸

پہلوے اندیشہ: نازشِ ایامِ خاکستر نشینی کیا کہوں — پہلوے اندیشہ وقفِ بسترِ سنجاب تھا — ص۱۳۵

پہلوے چشم: مژہ، پہلوے چشم اے جلوۂ ادراک! باقی ہے — ہوا وہ شعلہ خاک اور شوخیِ خاشاک باقی ہے — ص۱۰۷

پہلوے حیات: اے کاش! بتاں کا خنجرِ سینہ شگاف — پہلوے حیات سے گزر جاتا صاف — ص۱۱۷

پہلوے خیال: دیکھیے: چربیِ پہلوے خیال۔

پہلوے ماہ: خدا نے اُس کو دیا ایک خوب رو فرزند — ستارہ جیسے چمکتا ہوا بہ پہلوے ماہ — ص۲۷۷

پہلوے ہلال: بیکسی افسردہ ہوں اے ناتوانی! کیا کروں — جلوۂ خرشید سے ہے گرم پہلوے ہلال — ص۵۲

پہلے[2]: (۱) پیچھے ڈالی ہے سرِ رشتۂ اوقات میں گانٹھ — پہلے ٹھونکی ہے بنِ ناخنِ تدبیر میں کیل — ص۱۲۳

(۲) قیدِ حیات و بندِ غم، اصل میں دونوں ایک ہیں — موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں! — ص۱۹۳

(۳) کروں بیدادِ ذوقِ پر فشانی عرض، کیا قدرت — کہ طاقت اُڑ گئی، اُڑنے سے پہلے میرے شہ پر کی — ص۲۰۷

(۴) حُسنِ فروغِ شمعِ سخن دور ہے اسدؔ! — پہلے دلِ گداختہ پیدا کرے کوئی — ص۲۱۵

(۵) خوب تھا پہلے سے ہوتے جو ہم اپنے بدخواہ — کہ بھلا چاہتے ہیں اور برا ہوتا ہے — ص۲۴۱

پہلے ہی: (۱) دل اُس کو پہلے ہی ناز و ادا سے، دے بیٹھے — ہمیں دماغ کہاں حُسن کے تقاضا کا — ص۱۳۸

(۲) دل کو ہم صرفِ وفا سمجھے تھے، کیا معلوم تھا — یعنی یہ پہلے ہی نذرِ امتحاں ہو جائے گا — ص۱۵۱

---

[1] پہلو : سترہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: چودہ بار]۔ — پہلے ہی : دو بار۔

[2] پہلے : پانچ بار۔

پھندے[۱]: نہیں کچھ سُبحہ و زُنّار کے پھندے میں گیرائی — وفاداری میں شیخ و برہمن کی آزمایش ہے — ص ۲۲۳

پھن[۲]گشتن ہاے دل: پھن گشتن ہاے دل بزمِ نشاط گرد باد — لذّتِ عرضِ کشادِ عقدۂ مشکل نہ پوچھ — ص ۴۲

پھوڑے[۳]: دل اُس کا پھوڑ کے نکلے بہ شکل پھوڑے کے — خدا کرے کہ کرے اس طرح اُبھار گرہ — ص ۲۷۹

پھول[۴]: دیکھیے: املی کے پھول۔

پھولوں[۵]: (۱) لالہ و گل بہم آیینۂ اخلاقِ بہار — ہوں میں وہ داغ کہ پھولوں میں بسایا ہے مجھے — ص ۱۰۸

(۲) جو آئے، جام بھر کے پیے اور ہو کے مست — سبزے کو روندتا پھرے، پھولوں کو جائے پھاند — ص ۱۲۸

(۳) جی میں اترائیں نہ موتی کہ ہمیں ہیں اک چیز — چاہیے پھولوں کا بھی ایک، مقرّر سہرا — ص ۲۸۷

(۴) جب کہ اپنے میں سماویں نہ خوشی کے مارے — گوندھے پھولوں کا بھلا پھر کوئی کیونکر سہرا — ص ۲۸۷

(۵) اُس شعلے نے گُلوں کو جو گلشن میں کیا گرم — پھولوں کو ہوئی بادِ بہاری وہ ہوا گرم — ص ۴۲۸

پے[۶]: (۱)، (۲)، (۳) دیکھیے: رگ و پے [تین بار]۔

(۴) پے بہ مقصد بُردنی ہے خضر ہے سے اے اسدؔ! — جادۂ منزل ہے خطِ ساغرِ مُل کے تلے — ص ۴۵۴

پے بُردن: دیکھیے: دخل پے بُردن۔

پے بہ پے: بس کہ روکا میں نے اور سینے میں اُبھریں پے بہ پے — میری آہیں بخیۂ چاکِ گریباں ہو گئیں — ص ۱۹۲

پے مور: دیکھیے: نقشِ پے مور۔

پے ناقۂ سلمیٰ: دیکھیے: نقشِ پے ناقۂ سلمیٰ۔

پیادہ[۷]: (۱) امامِ وقت کی یہ قدر ہے کہ اہلِ عناد — پیادہ لے چلیں اور ناسزا کہیں اُس کو — ص ۲۸۵

(۲) دیکھیے: ہر پیادہ۔

---

۱ پھندے : ایک بار۔
۲ پھن : ایک بار [مرکب]۔
۳ پھوڑے : ایک بار۔
۴ پھول : ایک بار۔
۵ پھولوں : پانچ بار۔
۶ پے : آٹھ بار [مرکب]۔
پے بہ پے : ایک بار۔
۷ پیادہ : دو بار۔

پیار[1]: (١) اِن دل فریبیوں سے نہ کیوں اُس پہ پیار آئے | روٹھا جو بے گناہ تو بے عذر من گیا | ص ٢٩٣

(٢) ظلم ہے، گر نہ دو سخن کی داد | قہر ہے، گر کرو نہ مجھ کو پیار | ص ١٣٦

پیاس[2]: کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے، یارب! | اک آبلہ پا وادیِ پُرخار میں آوے | ص ٢٣٢

پیالہ[3]: (١) پلادے اوک سے ساقی! جو ہم سے نفرت ہے | پیالہ گر نہیں دیتا، نہ دے، شراب تو دے | ص ٢٢٣

(٢) دیکھیے: خطِ پیالہ۔

پیالہ وساغر: کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جائے دل | انسان ہوں، پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں | ص ١٩٠

پیام[4]: (١) مسی آلودہ ہے مُہرِ نوازش نامہ، ظاہر ہے | کہ داغ آرزوے بوسہ دیتا ہے پیام اُس کا | ص ٢٣

(٢) دیکھیے: گلِ پیام۔ (٣) مجبورِ پیام۔

پیامِ تعزیت: پیامِ تعزیت پیدا ہے اندازِ عیادت سے | شب ماتم تپِ دامانِ دودِ شمعِ بالیں ہے | ص ٨٩

پیامِ دل رسائی: کفِ موجۂ حیا ہوں بہ گزارِ عرضِ مطلب | کہ سرشک قطرہ زن ہے بہ پیامِ دل رسائی | ص ١٠

پیامِ مجلس افروزی: اگر اُس شعلہ رو کو دوں پیامِ مجلس افروزی | زبانِ شمع خلوت خانہ دیتی ہے جواب اُس کا | ص ٣٢٧

پیامِ وعدۂ دیدارِ دوست: تا کہ میں جانوں کہ ہے اِس رسائی وھاں تلک | مجھ کو دیتا ہے پیامِ وعدۂ دیدار دوست | ص ١٦٣

پیٹھ[5]: پیٹھ محراب کی قبلے کی طرف رہتی ہے | محوِ نسبت ہیں، تکلف ہمیں منظور نہیں | ص ١١٦

پیچ[6]: پیچ میں اِن کے نہ آنا زنہار | یہ نہیں ہیں گے کسو کے یارِ غار | ص ٣٦٦

پیچ دار[7]: کہاں مجالِ سخن، سانس لے نہیں سکتا | پڑی ہے غم کی مرے دل میں پیچ دار گرہ | ص ٢٧٩

پیچشِ طومار[8]: دیکھیے: واشدنِ پیچشِ طومار۔

پیچشِ طومارِ بستر: معمّاے تکلف، سر بہ مُہرِ چشم پوشیدن | گدازِ شمعِ محفل، پیچشِ طومارِ بستر ہے | ص ٨٥

پیچشِ موجِ صبا: مبادا! بے تکلف فصل کا برگ و نوا گم ہو | مگر طوفانِ مے میں پیچشِ موجِ صبا گم ہو | ص ٦٨

پیچک[9]: زہے شب زندہ دارِ انتظارستاں! کہ وحشت سے | مژہ، پیچک میں مہ کی سوزن آساچیدنی جانے | ص ١١٥

---

١ پیار : دوبار۔
٢ پیاس : ایک بار۔
٣ پیالہ : تین بار [مرکّب: دوبار]۔
٤ پیام : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چھ بار]۔
٥ پیٹھ : ایک بار۔
٦ پیچ : ایک بار۔ ٧ پیچ دار : ایک بار۔
٨ پیچش : تین بار [مرکّب]۔
٩ پیچک : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔

پیچکِ مہ: نیم رنگی ہائے شمعِ محفلِ خوباں سے ہے — پیچکِ مہ صرفِ چاکِ پردۂ فانوس و بس — ص ۳۶

پیچ وتاب[1]: (۱) مرا شمول ہر اک دل کے پیچ وتاب میں ہے — میں مدعا ہوں تپشِ نامۂ تمنا کا — ص ۱۷

(۲) نازِ خود بینی کے باعث مجرمِ صد بے گناہ — جوہرِ شمشیر کو ہے پیچ و تاب آئینے پر — ص ۴۰

(۳) میں مضطرب ہوں وصل میں خوفِ رقیب سے — ڈالا ہے تم کو وہم نے کس پیچ وتاب میں — ص ۱۸۹

(۴) اُتنا ہی مجھ کو اپنی حقیقت سے بُعد ہے — جتنا کہ وہمِ غیر سے ہوں پیچ وتاب میں — ص ۱۸۹

(۵) دل نے سُن کر، کانپ کر، کھا پیچ و تاب — غوطے میں جا کر دیا کٹ کر جواب — ص ۲۶۶

(۶) دیکھیے: طلسمِ پیچ وتاب۔

پیچ وتابِ جادہ: (۱) سختیٔ راہِ محبت منعِ دخلِ غیر ہے — پیچ وتابِ جادہ ہے یہاں جوہرِ تیغِ عسس — ص ۴۵

(۲) دشتِ الفت میں ہے خاکِ کشتگاں محبوس و بس — پیچ و تابِ جادہ ہے خطِ کفِ افسوس و بس — ص ۳۶

پیچ وتابِ خاموشی: جورِ زلف کی تقریر، پیچ و تابِ خاموشی — ہند میں اسدؔ نالاں، نالہ در صفاہاں ہے — ص ۴۵۳

پیچ وتابِ دل: رشک ہے آسایشِ اربابِ غفلت پر اسدؔ — پیچ و تابِ دل نصیبِ خاطرِ آگاہ ہے — ص ۹۳

پیچ وتابِ رشتۂ شمعِ سحر گہی: ہے پیچ و تابِ رشتۂ شمعِ سحر گہی — خجلت گدازیٔ نفسِ نارسا مجھے — ص ۷۶

پیچ وتابِ طبع: تجھے ہم مفت دیویں یک جہاں چینِ جبیں لیکن — مبادا اے پیچ و تابِ طبع! نقشِ مدعا گم ہو — ص ۶۸

پیچ وتابِ طبعِ برق آہنگ مسکن: اسدؔ کو پیچ وتابِ طبعِ برق آہنگ مسکن سے — حصارِ شعلۂ جوالہ میں عزلت گزیں پایا — ص ۲۲

پیچ وتابِ کشمکش: دیکھیے: معافِ پیچ وتابِ کشمکش۔

پیچ وتابِ نفس: دیکھیے: تدبیرِ پیچ وتابِ نفس۔

پیچ وتابِ ہوس: بہ پیچ و تابِ ہوس سلکِ عافیت مت توڑ — نگاہِ عجز سرِ رشتۂ سلامت ہے — ص ۲۱۳

پیچ وخم[2]: (۱) نہ ہو وحشت کشِ درسِ سرابِ سطرِ آگاہی — غبارِ راہ ہوں، بے مدعا ہے پیچ وخم میرا — ص ۶

(۲) بھرم کھل جائے ظالم! تیرے قامت کی درازی کا — اگر اس طرۂ پرپیچ وخم کا پیچ وخم نکلے — ص ۲۴۹

(۳) دیکھیے: طرۂ پرپیچ وخم (شعر-۲)۔

---

۱ پیچ وتاب : سولہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: گیارہ بار]۔

۲ پیچ وخم : چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔

پیچ وخمِ ہستی: دیکھیے: وحشتِ بے ربطیِ پیچ وخمِ ہستی۔

پیچھے:[1] پیچھے ڈالی ہے سرِ رشتۂ اوقات میں گانٹھ — پہلے ٹھونکی ہے بُنِ ناخنِ تدبیر میں کیل — ص۱۲۳

(۲) کہاں تک روؤں اُس کے خیمے کے پیچھے، قیامت ہے — مری قسمت میں یارب کیا نہ تھی دیوار پتھر کی! — ص۲۰۷

(۳) ایماں مجھے رُوکے ہے جو کھینچے ہے مجھے کفر — کعبہ مرے پیچھے ہے، کلیسا مرے آگے — ص۲۲۹

(۴) مت پوچھ کہ کیا حال ہے میرا ترے پیچھے — تو دیکھ کہ کیا رنگ ہے تیرا مرے آگے — ص۲۲۸

پیچیدگی:[2] پیچیدگی ہے حاملِ طومارِ انتظار — پائے نظر بہ دامنِ شوقِ دویدہ کھینچ — ص۳۶

پیچیدگیِ بندِ قبا: وا کر سکے یہاں کون بجز کاوشِ شوخی — جوں برق ہے پیچیدگیِ بندِ قبا گرم — ص۲۲۸

پیچیدنِ فکر:[3] دیکھیے: نفسِ پیچیدنِ فکر۔

پیچیدنی: فرو پیچیدنی ہے فرشِ بزمِ عیش گستر کا — دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دَورِ ساغر کا — ص۲۲۳

پیدا:[4] (۱) ہوائے صبح یک عالم گریباں چاکیِ گل ہے — دہانِ زخم پیدا کر، اگر کھاتا ہے غم میرا — ص۱۶

(۲) فریاد سے پیدا ہے اسدؔ! گرمیِ وحشت — تبخالۂ لب ہے جرسِ آبلۂ پا — ص۲۹

(۳) نگہ کی ہم نے پیدا رشتۂ ربطِ علائق سے — ہوئے ہیں پردہ ہائے چشمِ عبرت جلوہ حائل ہا — ص۳۳

(۴) ہم نے سوزِ زخمِ جگر پر بھی زباں پیدا نہ کی — گل ہوا ہے ایک زخمِ سینہ پر خواہانِ داد — ص۳۸

(۵) دھوئیں سے آگ کے اک ابرِ دریا بار ہو پیدا — اسدؔ! حیدر پرستوں سے اگر ہووے دوچار آتش — ص۴۷

(۶) بدر ہے آئینۂ طاقِ ہلال — غافلاں! نقصاں سے پیدا ہے کمال — ص۵۱

(۷) پیدا نہیں ہے اصلِ تگ و تازِ جستجو — مانندِ موجِ آب زبانِ بریدہ ہوں — ص۶۲

(۸) آنکھیں پتھرائی ہیں، نامحسوس ہے تارِ نگاہ — ہے زمیں از بس کہ سنگیں، جادہ بھی پیدا نہیں — ص۶۵

(۹) بجائے دانہ، خرمن یک بیاباں بیضۂ قمری — مرا حاصل وہ نسخہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو — ص۶۷

(۱۰) ستم کشی کا کیا دل نے حوصلہ پیدا — اب اُس سے ربط کروں جو بہت ستمگر ہو — ص۶۷

(۱۱) ہُنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں — کہ جوہر آئنے کا، ہر پلک ہے چشمِ حیراں کی — ص۷۶

---

[1] پیچھے : چار بار۔

[2] پیچیدگی : دو بار [مرتب : ایک بار]۔

[3] پیچیدن : ایک بار [مرتب]۔ پیچیدنی : ایک بار [مرتب]۔

[4] پیدا : باون بار۔

(۱۲) بجز دیوانگی، ہوتا نہ انجامِ خود آرائی — اگر پیدا نہ کرتا آئنہ زنجیر جوہر کی — ص۷۷

(۱۳) پیدا کریں دماغ تماشائے سرو و گل — حسرت کشوں کو ساغر و مینا نہ چاہیے — ص۸۲

(۱۴) تغافل مشربی سے ناتمامی بس کہ پیدا ہے — نگاہِ ناز چشمِ یار میں زُنّارِ مینا ہے — ص۸۳

(۱۵) اثر سوزِ محبت کا قیامت بے محابا ہے — کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے — ص۸۳

(۱۶) پیامِ تعزیت پیدا ہے اندازِ عیادت سے — شبِ ماتم تہِ دامانِ دودِ شمعِ بالیں ہے — ص۸۹

(۱۷) آب ہوجاتے ہیں ننگِ ہمتِ باطل سے مرد — اشک پیدا کر اسدؔ! گر آہ بے تاثیر ہے — ص۹۶

(۱۸) گر تبِ آسودۂ مژگاں تصرّف وا کرے — رشتۂ پا شوخیِ بالِ نفس پیدا کرے — ص۱۰۱

(۱۹) لعل سی کی ہے، پئے زمزمۂ مدحتِ شاہ — طوطیِ سبزۂ کہسار نے پیدا منقار — ص۱۳۲

(۲۰) لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی — چمن زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا — ص۱۳۸

(۲۱) کوہکن نقاشِ یک تمثالِ شیریں تھا اسدؔ! — سنگ سے سر مار کر ہووے نہ پیدا آشنا — ص۱۳۹

(۲۲) گردِ راہِ یار ہے سامانِ نازِ زخمِ دل — ورنہ ہوتا ہے جہاں میں کس قدر پیدا نمک — ص۱۷۵

(۲۳) درخورِ قہر و غضب جب کوئی ہم سا نہ ہوا — پھر غلط کیا ہے کہ ہم سا کوئی پیدا نہ ہوا — ص۱۹۲

(۲۴) پیدا ہوئی ہے کہتے ہیں، ہر درد کی دوا — یوں ہو تو چارۂ غمِ الفت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۳

(۲۵) جب تک دہانِ زخم نہ پیدا کرے کوئی — مشکل کہ تجھ سے راہِ سخن وا کرے کوئی — ص۲۱۵

(۲۶) ہے وحشتِ طبیعتِ ایجاد یاس خیز — یہ درد وہ نہیں کہ نہ پیدا کرے کوئی — ص۲۱۵

(۲۷) حُسنِ فروغِ شمعِ سخن دور ہے اسدؔ! — پہلے دلِ گداختہ پیدا کرے کوئی — ص۲۱۶

(۲۸) بہت دنوں میں تغافل نے تیرے پیدا کی — وہ اک نگہ کہ بہ ظاہر نگاہ سے کم ہے — ص۲۲۹

(۲۹) اسدؔ کے واسطے رنگے بروئے کار ہو پیدا — غبار آوارہ و سرگشتہ ہے یا بوتراب! اُس کا — ص۲۴۷

(۳۰) غبارِ ضبط سے بھی نقشِ اظہار پیدا ہے — تراوش شیرۂ انگور کی ہے مُفتِ افشردن — ص۲۴۹

(۳۱) پیدا ہوئے ہیں ہم الم آبادِ جہاں میں — فرسودنِ پائے طلب و دستِ ہوس کو — ص۲۵۰

(۳۲) دلِ نالاں سے ہے بے پردہ پیدا — نوائے بربط و چنگ و چغانہ — ص۲۵۱

[سات بار بہ طور جزو ردیف، ص ۳۰]:

(۳۳)، (۳۴) سحر گر باغ میں وہ حیرتِ گلزار ہو پیدا — اُڑے رنگِ گل اور آئینۂ دیوار ہو پیدا

(۳۵) جناں! از ہراب اِس شدت سے دو پیکانِ ناوک کو — کہ خطِ سبز تا پشتِ لبِ سوفار ہو پیدا

(۳۶) لگے گر سنگ سر پر یار کے دستِ نگاریں سے — بجائے زخم، گل برگوشۂ دستار ہو پیدا

(۳۷) کروں گر عرض سنگینیِ کہسار اپنی بیتابی — رگِ ہر سنگ سے نبضِ دلِ بیمار ہو پیدا

(۳۸) بہ سنگِ شیشہ توڑوں ساقیا! پیمانۂ پیماں — اگر ابرِ سیہ مست از سوئے کہسار ہو پیدا

(۳۹) اسدؔ! مایوس مت ہو گرچہ رونے میں اثر کم ہے — کہ غالب ہے کہ بعد از زاریِ بسیار ہو پیدا

[سات بار بہ طور جزو ردیف، ص ۳۱]:

(۴۰)، (۴۱) گرفتاری میں فرمانِ خطِ تقدیر ہے پیدا — کہ طوقِ قمری از ہر حلقۂ زنجیر ہے پیدا

(۴۲) زمیں کو صفحۂ گلشن بنایا خوں چکانی نے — چمن بالیدنی ہا از رمِ نخچیر ہے پیدا

(۴۳) مگر وہ شوخ ہے طوفاں تراز شوقِ خوں ریزی — کہ در بحرِ کماں بالیدہ موجِ تیر ہے پیدا

(۴۴) نہیں ہے کفِ لبِ نازک پہ، فرطِ نشۂ مے سے — لطافت ہائے جوشِ حُسن کا سرشیر ہے پیدا

(۴۵) عروجِ نااُمیدی چشمِ زخمِ چرخ کیا جانے — بہارِ بے خزاں از آہِ بے تاثیر ہے پیدا

(۴۶) اسدؔ! جس شوق سے ذرّے تپش فرسا ہوں روزن میں — جراحت ہائے دل سے جوہرِ شمشیر ہے پیدا

[دو بار بہ طور ردیف، ص ۲۹۳]:

(۴۷)، (۴۸) جگر سے، ٹوٹی ہوئی ہو گئی سناں پیدا — دہانِ زخم میں آخر ہوئی زباں پیدا — ص ۲۹۳

[چار بار بہ طور ردیف، ص ۳۳۶]:

(۴۹) بسانِ سبزہ رگِ خواب ہے زباں ایجاد — کرے ہے خامشی احوالِ بے خوداں پیدا

(۵۰) صفا و شوخی و اندازِ حُسن پا بہ رکاب — خطِ سیاہ سے ہے گردِ کارواں پید

(۵۱) نہیں ہے آہ کو ایمائے تیر باریدن — وگرنہ ہے خمِ تسلیم سے کماں پیدا

(۵۲) نصیبِ تیرہ، بلا گردشِ آفریں ہے اسدؔ! — زمیں سے ہوتے ہیں صد دامن آسماں پیدا

پیدائی[ل]: (۱) باوجودِ یک جہاں ہنگامہ، پیدائی نہیں — ہیں چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ ہم ص ۱۷۷

(۲) دیکھیے: خجالت گاہِ پیدائی۔

پیدائیِ استغنا: دیکھیے: آئینۂ پیدائیِ استغنا۔

پیدائیِ تمثال تپیدن: دیکھیے: آئینۂ پیدائیِ تمثال تپیدن۔

پیدائی و اخفا: دیکھیے: سوے پیدائی و اخفا۔

پیر[ل]: دیکھیے: (۱)، (۲) فلکِ پیر (دوبار)۔

پیر زن: دی سادگی سے جان، پڑوں کوہکن کے پانو — ہیہات! کیوں نہ ٹوٹ گئے پیر زن کے پانو ص ۱۹۶

پیرِ فلک: (۱) بہ ہواے چمن جلوہ ہے طاؤس پرست — باندھے ہے پیرِ فلک موجِ شفق سے زنّار ص ۳

(۲) نقدِ انجم تا بہ کے از کیسہ بیروں ریختن — یعنی اے پیرِ فلک! شامِ جوانی مفت ہے ص ۱۱۳

پیرِ کنعاں: نسیمِ مصر کو کیا پیرِ کنعاں کی ہوا خواہی — اُسے یوسف کی بوے پیرہن کی آزمایش ہے ص ۲۳۳

پیر[ل] و مرشد: پیر و مرشد معاف کیجیے گا! — میں نے جمنا کا کچھ نہ لکھا حال ص ۲۹۷

(۲) پیر و مرشد! اگرچہ مجھ کو نہیں — ذوقِ آرایشِ سر و دستار ص ۱۲۶

پیراہن[ل]: (۱) بہرِ جاں پروردنِ یعقوب، بالِ خاک ہے — دام لیتی ہے بہ پروازِ پیراہن کی بو ص ۶۹

(۲) سمجھ اِس فصل میں کوتاہیِ نشو و نما غالبؔ! — اگر گل سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہو جاوے ص ۲۳

(۳) چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن — ہمارے جیب کو اب حاجتِ رفو کیا ہے ص ۲۳

دیکھیے: (۴) خارِ پیراہن۔ (۵) دماغِ عطرِ پیراہن۔ (۵) تنگ پیراہن۔

پیراہنِ خار: جوشِ بیداد تپش سے ہوئی عریاں آخر — شاخِ گلبن پہ صبا چھوڑ کے پیراہنِ خار ص ۳

پیراہنِ خسک: کرتی ہے عاجزیِ سفر سوختن تمام — پیراہنِ خسک میں غبارِ شرر ہے آج ص ۳۵

پیراہنِ دریا: موج سے پیدا ہوئے پیراہنِ دریا میں خار — گریہ وحشت بے قرارِ جلوۂ مہتاب تھا ص ۱۵

پیراہن دریدن: بے خودی فرماں رواے حیرت آبادِ جنوں — زخم دوزیِ جُرم و پیراہن دریدن منع ہے ص ۱۱۲

ل پیدائی : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔

ل پیر (۱) : چھے بار [مرکب]۔

ل پیر (۲) : دو بار [مرکب]۔

ل پیراہن : تیرہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دس بار]۔

پیراہنِ دیوانہ: بس کہ جوشِ گریہ سے زیر و زبر ویرانہ تھا ـ چاکِ موجِ سیل تا پیراہنِ دیوانہ تھا ـ ص۲۵

پیراہنِ شکلِ نہالی: نشانِ بے قرارِ شوق جز مژگاں نہیں باقی ـ کئی کانٹے ہیں اور پیراہن شکلِ نہالی ہے ـ ص۷۹

پیراہنِ تجلی: دیکھیے: تکمۂ پیراہنِ تجلی۔

پیراہن[1]: (۱) تکلف، خار خارِ التماسِ بے قراری ہے ـ کہ رشتہ باندھتا ہے پیرہن انگشتِ سوزن پر ـ ص۴۱

(۲) صد تجلی کدہ ہے صرفِ جبینِ غربت ـ پیرہن میں ہے غبارِ شررِ طور ہنوز ـ ص۴۵

(۳) نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا؟ ـ کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا ـ ص۱۳۲

دیکھیے ـــــــ: (۴) آبی پیرہن۔ (۵) بوے پیرہن۔ (۶) زینتِ یک پیرہن۔ (۷) ساماں پیرہن۔ (۸) گل پیرہن۔

پیرہنِ آرزو: دیکھیے: خارِ پیرہنِ آرزو۔

پیرہنِ زرنگار: ہمیں حریرِ شرر بافِ سنگ، خلعت ہے ـ یہ ایک پیرہنِ زرنگار رکھتے ہیں ـ ص۱۳

پیرہنِ کاغذِ ابری: پہنے ہے پیرہنِ کاغذِ ابری، نیساں ـ یہ تنک مایہ ہے فریادیِ جوشِ ایثار ـ ص۴

پیرہنستاں: بوے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی اسدؔ! ـ دے نے برباد کیا پیرہنستاں میرا ـ ص۲۱

پیرایہ[2]: کیوں نہ تیغِ یار کو مشاطۂ اُلفت کہوں ـ زخم مثلِ گل سراپا کا مرے پیرایہ ہے ـ ص۱۰۳

پیرایۂ بیاں: گداے طاقتِ تقریر ہے زباں تجھ سے ـ کہ خامشی کو ہے پیرایۂ بیاں تجھ سے ـ ص۱۱۳

پیرایۂ محفل: دیدہ تا دل ہے یک آئینہ چراغاں، کس نے ـ خلوتِ ناز پہ پیرایۂ محفل باندھا ـ ص۱۳

پیروِ فکرِ اسد[3]: ہو جو بلبل پیروِ فکرِ اسدؔ ـ غنچۂ منقار گل ہو زیرِ بال ـ ص۵۱

پیروی[4]: لازم نہیں کہ خضرؔ کی ہم پیروی کریں ـ جانا کہ اک بزرگ ہمیں ہم سفر ملے ـ ص۲۳۷

پیری[5]: (۱) اسدؔ! پیری میں بھی آہنگِ شوقِ یار قائم ہے ـ نہیں ہے نغمے سے خالی خمیدن ہاے چنگ آخر ـ ص۲۰

دیکھیے ـــــــ: (۲) ضعفِ پیری۔ (۳) عالمِ پیری۔ (۴) تنگِ پیری۔

---

[1] پیراہن : گیارہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: آٹھ بار]۔
پیرہنستاں : ایک بار۔

[2] پیرایہ : تین بار [مرکب: ایک بار]۔

[3] پیرو : ایک بار [مرکب]۔

[4] پیروی : ایک بار۔

[5] پیری : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔

پیری و نیستی: پیری و نیستی خدا کی پناہ! دستِ خالق و خاطرِ غمگیں ص ۲۸۱

پیش[1]: آم کے آگے پیش جاوے خاک پھوڑتا ہے جلے پھپھولے تاک ص ۳۰۰

پیش از مرگ واویلا: یہ کیا وحشت ہے اے دیوانے! پیش از مرگ واویلا رکھی بیجا بنائے خانۂ زنجیر شیون پر ص ۴۱

پیشِ پا اُفتادہ مضموں: گلستاں، بے تکلف پیشِ پا اُفتادہ مضموں ہے جو تو باندھے کفِ پا پر حنا، آئینہ موزوں ہے ص ۱۱۱

پیشِ نظر: (۱) آرائشِ جمال سے فارغ نہیں ہنوز پیشِ نظر ہے آئنہ دائم نقاب میں ص ۱۸۹

(۲) بلا سے، ہیں جو یہ پیشِ نظر در و دیوار نگاہِ شوق کو ہیں بال و پر در و دیوار ص ۱۶۹

پیش تر[2]: (۱) تھا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا اُڑنے سے پیش تر بھی مرا رنگ زرد تھا ص ۱۵۳

(۲) نہیں ہے سایہ کہ سن کر نویدِ مقدمِ یار گئے ہیں چند قدم پیش تر در و دیوار ص ۱۶۷

پیش دستی[3]: دھول دھپا اُس سراپا ناز کا شیوہ نہیں ہم ہی کر بیٹھے تھے غالبؔ! پیش دستی ایک دن ص ۱۷۹

پیش کش[4]: رنجشِ حیرت سرشتاں سینہ صافی پیش کش جوہرِ آئینہ ہے یھاں گردِ میدانِ نزاع ص ۴۸

پیش گاہِ حضور[5]: پیش گاہِ حضور شوکت و جاہ خیر خواہِ جناب: دولت و دیں ص ۲۸۰

پیشانی[6]: دیکھیے: (۱)، (۲) چینِ پیشانی [دو بار]۔ (۳) سوادِ خطِ پیشانی۔ (۴) خارخارِ چینِ پیشانی۔

پیشوا[7]: (۱) میں بھی معذورِ جنوں ہوں اسدؔ اے خانہ خراب! پیشوا لینے مجھے گھر سے بیاباں نکلا ص ۱۳

(۲) زمامِ ناقہ کف اُس کے میں ہے کہ اہلِ یقیں پس از حسینؑ علیؑ پیشوا کہیں اُس کو ص ۲۸۵

پیشہ[8]: (۱) پیشے میں عیب نہیں، رکھیے نہ فرہاد کو نام ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا ص ۱۵۹

پیشۂ آبا: سو پشت سے ہے پیشۂ آبا سپہ گری کچھ شاعری ذریعۂ عزت نہیں مجھے ص ۱۴۳

(مزید دیکھیے: ہم پیشہ)۔

دیکھیے ـــــ: (۲) عشقِ نبرد پیشہ۔ (۳) ہوس پیشہ۔ (۴) تحمل پیشۂ تمکین۔

پیغارہ جو[9]: دیکھیے: دہانِ ہر بتِ پیغارہ جو۔

پیغام[10]: (۱) مُہر بجائے نامہ، لگائی بر لبِ پیکِ نامہ رساں قاتلِ تمکیں سنج نے یوں خاموشی کا پیغام کیا ص ۲۷

---

[1] پیش: پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔
[2] پیش تر: دو بار۔ [3] پیش دستی: ایک بار۔
[4] پیش کش: ایک بار۔
[5] پیش گاہ: ایک بار [مرکب]۔
[6] پیشانی: چار بار [مرکب]۔ [7] پیشوا: دو بار۔
[8] پیشہ: پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔
[9] پیغارہ: ایک بار [مرکب]۔
[10] پیغام: نو بار [مفرد: چار بار، مرکب: پانچ بار]۔

(۲) ہے صریرِ خامہ ریزشِ ہائے استقبالِ ناز — نامہ خود پیغام کو بال و پرِ پرواز ہے — ص ۸۲

(۳) عذر میں تین دن نہ آنے کے — لے کے آیا ہے عید کا پیغام — ص ۱۳۶

(۴) غیر لیں محفل میں بوسے جام کے — ہم رہیں یوں تشنہ لب پیغام کے! — ص ۲۵۰

(۵) دیکھیے: بوسہ بہ پیغام۔

پیغامِ تسلی: فسانِ تیغِ نازک قاتلاں! سنگِ جراحت ہے — دلِ گرمِ تپش قاصد ہے پیغامِ تسلی کا — ص ۲۶

پیغامِ زبانی: دے کے خط، مُنہ دیکھتا ہے نامہ بر — کچھ تو پیغامِ زبانی اور ہے — ص ۲۳۷

پیغامِ مرگ: نامے کے ساتھ آگیا پیغامِ مرگ — رہ گیا خط میری چھاتی پر کھلا — ص ۱۳۰

پیغامِ یار: دیکھیے: مسرتِ پیغامِ یار۔

پیغمبر[۱]: دیکھیے: عقدۂ احکامِ پیغمبر۔

پیکِ تیزخرام[۲]: کہہ چکا میں تو سب کچھ، اب تو کہہ — اے پری چہرہ پیکِ تیز خرام! — ص ۱۳۷

پیکِ نامہ رساں: دیکھیے: لبِ پیکِ نامہ رساں۔

پیکاں[۳]: (۱) کچھ کھٹکتا تھا مرے سینے میں لیکن آخر — جس کو دل کہتے تھے سو تیر کا پیکاں نکلا — ص ۱۳

(۲) جوں غنچہ و گل آفتِ فالِ نظر نہ پوچھ — پیکاں سے تیرے جلوۂ زخم آشکار تھا — ص ۱۷

(۳) دل سے نکلا، پہ نہ نکلا دل سے — ہے ترے تیر کا پیکان عزیز — ص ۱۴۳

(۴) گلشنِ زخم کھلاتا ہے جگر میں پیکاں — گرو غنچہ ہے سامانِ چمن بالیدن — ص ۲۵۰

دیکھیے ـــــــ: (۵) جراحتِ پیکاں۔ (۶) زہرآب دادہ پیکاں۔

پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد: دیکھیے: غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد۔

پیکانِ قضا: دیکھیے: دفعِ پیکانِ قضا۔

پیکانِ ناوک: ہتاں! زہراب اس شدت سے دو پیکانِ ناوک کو — کہ خطِ سبز تا پشتِ لبِ سوفار ہو پیدا — ص ۳۱

پیکانِ نگار: دیکھیے: غنچۂ پیکانِ نگار۔

پیکر[۴]: دیکھیے: پری پیکر۔

---

۱ پیغمبر : ایک بار [مرکب]۔
۲ پیک : دو بار [مرکب]۔
۳ پیکاں : دس بار [مفرد: چار بار، مرکب: چھے بار]۔
۴ پیکر : چار بار [مرکب]۔

پیکر آرائی: دیکھیے: افسونِ ربطِ پیکر آرائی۔

پیکرِ تصویر: دیکھیے: ہر پیکرِ تصویر۔

پیکرِ عشاق: پیکرِ عشاق سازِ طالعِ ناساز ہے — نالہ، گویا گردشِ سیارہ کی آواز ہے — ص۲۲۷

پیماں[1]: (۱) بے دماغِ تپشِ رشک ہوں اے جلوۂ حسن! — تشنۂ خونِ دل و دیدہ ہے پیماں میرا — ص۲۱

(۲) برائے حلِ مشکل، ہوں ز پا اُفتادۂ حسرت — بندھا ہے عقدۂ خاطر سے پیماں خاکساری کا — ص۱۸

(۳) ساقی! بہار موسمِ گل ہے سُرور بخش — پیماں سے ہم گزر گئے، پیمانہ چاہیے — ص۸۲

دیکھیے ______: (۴) پیمانہ پیماں۔ (۵) عقدۂ پیماں۔

پیماں شکنی: دیکھیے: (۱) حسرت پیماں شکنی۔ (۲) شکوۂ پیماں شکنی۔

پیمانِ عجز: دیکھیے: عقدۂ پیمانِ عجز۔

پیمانِ محبت: دیکھیے: ناموسِ پیمانِ محبت۔

پیمانِ وفا: (۱) مجبوری و دعوائے گرفتاریِ اُلفت — دستِ تہِ سنگ آمدہ پیمانِ وفا ہے — ص۲۱۹

(۲) سادہ پُرکار ہیں خوباں غالبؔ! — ہم سے پیمانِ وفا باندھتے ہیں — ص۱۸۱

(۳) عمر بھر کا تو نے پیمانِ وفا باندھا تو کیا — عمر کو بھی تو نہیں ہے پایداری، ہائے ہائے! — ص۲۰۳

(۴) دیکھیے: بستنِ پیمانِ وفا۔

پیمانہ[2]: (۱) خشتِ پشتِ دستِ عجز و قالب آغوشِ وداع — پُر ہوا ہے سیل سے پیمانہ کس تعمیر کا — ص۱۱

(۲) شررِ فرصتِ نگہ سامانِ یک عالم چراغاں ہے — بقدرِ رنگ یاں گردش میں ہے پیمانہ محفل کا — ص۱۷

(۳) شاید کہ مر گیا ترے رُخسار دیکھ کر — پیمانہ رات ماہ کا لبریزِ نور تھا — ص۱۸

(۴) عروجِ نشۂ واماندگی پیمانہ محمل تر — بہ رنگِ ریشۂ تاک آبلے جادے میں پنہاں ہیں — ص۹۳

(۵) ساقی! بہار موسمِ گل ہے سُرور بخش — پیماں سے ہم گزر گئے، پیمانہ چاہیے — ص۸۲

(۶) درسِ خرامِ تا کے خمیازۂ روانی — اس موجِ مے کو غافل! پیمانہ نقشِ پا ہے — ص۹۳

---

[1] پیماں : تیرہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دس بار]۔

[2] پیمانہ : اُنتیس بار [مفرد: سات بار، مرکب: بائیس بار]۔

(۷) یعنی دماغِ غفلتِ ساقی رسیدہ تر — خمیازۂ خمار سے پیمانہ کھینچیے — ص ۱۰۵

دیکھیے ____: (۸) خالِ لبِ پیمانہ۔ (۹) خطِ پیمانہ۔ (۱۰) دُردِ تہِ پیمانہ۔

پیمانۂ اندازۂ تشویش: آبلہ، پیمانۂ اندازۂ تشویش تھا — اے دماغِ نارسا! خم خانۂ منزل نہ پوچھ — ص ۴۲

پیمانۂ بے بُل: دیکھیے: خطِ پیمانۂ بے بُل۔

پیمانۂ پیماں: بہ سنگِ شیشہ توڑوں ساقیا! پیمانۂ پیماں — اگر ابرِ سیہ مست از سوئے کہسار ہو پیدا — ص ۳۱

پیمانۂ جم: دیکھیے: دُردی کشِ پیمانۂ جم۔

پیمانۂ دستِ سبو: خشکیِ مے نے تلف کی مے کدے کی آبرو — کاسۂ دریوزہ ہے پیمانۂ دستِ سبو — ص ۶۸

پیمانۂ ذوقِ تحسین: نقشِ معنی ہمہ، خمیازۂ عرضِ صورت — سخنِ حق ہمہ، پیمانۂ ذوقِ تحسیں — ص ۱۳۴

پیمانہ شکار: (۱) بہ نظر گاہِ گلستانِ خیالِ ساقی — بے خودی، دامِ رگِ گل سے ہے پیمانہ شکار — ص ۳

(۲) دیکھیے: محفلِ پیمانہ شکار۔

پیمانۂ صد زندگانی: لڑادے گر وہ بزمِ مے کشی میں قہر و شفقت کو — بھرے پیمانۂ صد زندگانی ایک جام اُس کا — ص ۲۳

پیمانۂ صہبا: پھر دیکھیے اندازِ گل افشانیِ گفتار — رکھ دے کوئی پیمانۂ صہبا مرے آگے — ص ۲۲۹

پیمانۂ صفات: دیکھیے: حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات۔

پیمانۂ فرصت: دیکھیے: مجملِ پیمانۂ فرصت۔

پیمانہ کشِ گریۂ مستانہ: چشمِ اُمید سے گرتے ہیں دو عالم جوں اشک — یاس، پیمانہ کشِ گریۂ مستانہ نہیں — ص ۸

پیمانۂ مے: تیرا پیمانۂ مے: نسخۂ ادوارِ ظہور — تیرا نقشِ قدم: آئینۂ شانِ اظہار — ص ۶

دیکھیے ____: (۲) خطِ پیمانۂ مے۔ (۳) نیاز گردشِ پیمانۂ مے۔

پیمانۂ وسعت کدۂ شوق: پیمانۂ وسعت کدۂ شوق ہوں اے رشک! — محفل سے مگر شمع کو دل تنگ نکالوں — ص ۶۰

پیمانۂ ہر چشمِ آہو: غمِ مجنوں عزادارانِ لیلیٰ کا پرستش گر — خُمِ رنگِ سیہ پیمانۂ ہر چشمِ آہو تھا — ص ۲۲

پیمانۂ ہوا: وحشت اگر رسا ہے، بے حاصلی ادا ہے — پیمانۂ ہوا ہے مشتِ غبارِ صحرا — ص ۲۶

پیمائشِ[۱] زمینِ رہِ عمر: جس دم کہ جادہ وار ہو تارِ نفس تمام — پیمائشِ زمینِ رہِ عمر بس تمام ص۵۵

پیمبر[۲]: دیکھیے: دوشِ پیمبر۔

بیہودہ[۳]: جس طرف سے آئے ہیں آخر اُدھر ہی جائیں گے — مرگ سے وحشت نہ کر، راہِ عدم بیہودہ ہے ص۱۰۳

پینس:[۴] پینس میں گزرتے ہیں جو کوچے سے وہ میرے — کندھا بھی کہاروں کو بدلنے نہیں دیتے ص۲۳۲

پیوستہ[۵]: (۱) نفَس در سینہ ہائے ہدگر رہتا ہے پیوستہ — نہیں ہے رشتۂ اُلفت کو اندیشہ گسستن کا ص۲۷

(۲) دیکھیے: دل بہ دل پیوستہ۔

پیوند[۶]: ابرو سے ہے کیا اُس نگہِ ناز کو پیوند؟ — ہے تیر مقرر مگر اُس کی ہے کماں اَور ص۱۷۰

پیوندِ نہالِ دوستی: دیکھیے: طرزِ پیوندِ نہالِ دوستی۔

پے ہم[۷] ـ پے ہم: وھاں پہنچ کر جو غش آتا پے ہم ہے ہم کو — صدرہ آہنگِ زمیں بوسِ قدم ہے ہم کو ص۱۹۵

(۲) ابرِ دستِ کرمِ کلب علی خاں سے مدام — دُرِ شہوار ہیں جو گرتے ہیں قطرے پے ہم ص۲۶۵

---

۱ پیمائش : ایک بار [مرتب]۔
۲ پیمبر : ایک بار [مرتب]۔
۳ بیہودہ : ایک بار۔
۴ پینس : ایک بار۔
۵ پیوستہ : دو بار۔
۶ پیوند : ایک بار۔
۷ پے ہم : دو بار۔

ت

تاب[۱]:	(۱) اُستادِ شہ سے ہو مجھے پرخاش کا خیال	یہ تاب، یہ مجال، یہ طاقت نہیں مجھے	ص۱۲۵
	(۲) تاب لائے ہی بنے گی غالبؔ!	واقعہ سخت ہے اور جان عزیز	ص۱۸۳
	(۳) زخمی ہوا ہے پاشنہ پائے ثبات کا	نے بھاگنے کی گوں، نہ اقامت کی تاب ہے	ص۲۰۶
	(۴) کیا غم خوار نے رُسوا، لگے آگ اِس محبت کو	نہ لاوے تاب جو غم کی وہ میرا رازداں کیوں ہو؟	ص۱۹۹
تابِ استماع:	آشنا غالبؔ! نہیں ہیں دردِ دل کے آشنا	ورنہ کس کو میرے افسانے کی تابِ استماع	ص۴۸
تابِ جلوۂ تمکیں:	دیکھیے: اظہارِ تابِ جلوۂ تمکیں۔		
تابِ جلوۂ دیدارِ دوست:	اے دلِ ناعاقبت اندیش! ضبطِ شوق کر	کون لاسکتا ہے تابِ جلوۂ دیدارِ دوست؟	ص۱۶۳
تابِ دیدار:	جس ادب گاہ میں تو آئنۂ شوخی ہو	جلوہ ہے ساقیِ مخموریِ تابِ دیدار	ص۷
تابِ رُخِ یار:	کیوں جل گیا نہ تابِ رُخِ یار دیکھ کر	جلتا ہوں اپنی طاقتِ دیدار دیکھ کر	ص۱۶۸
تابِ رنجِ نومیدی:	نہ لائی شوخیِ اندیشہ تابِ رنجِ نومیدی	کفِ افسوس ملنا عہدِ تجدیدِ تمنا ہے	ص۲۲۰
تابِ زُلفِ پُرشکن:	پڑا رہ اے دلِ وابستہ! بیتابی سے کیا حاصل	مگر پھر تابِ زلفِ پُرشکن کی آزمائش ہے؟	ص۲۲۵
تابِ سخن:	تابِ سخن و طاقتِ غوغا نہیں ہم کو	ماتم میں شہِ دیں کے ہیں، سودا نہیں ہم کو	ص۲۸۳
تابِ شرارت:	تو آب سے گر سلب کرے طاقتِ سیلاں	تو آگ سے گر دفع کرے تابِ شرارت	ص۱۴۷
تابِ عرضِ تشنگی:	کب تلک پھیرے اسدؔ لب ہائے تفتہ پر زباں	تابِ عرضِ تشنگی اے ساقیِ کوثر! نہیں	ص۲۶
تابِ گراں باریِ گوہر:	تار ریشم کا نہیں، ہے یہ رگِ ابرِ بہار	لائے گا تابِ گراں باریِ گوہر سہرا؟	ص۲۸۷

۱؎ تاب: سترہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: تیرہ بار]۔

تاب وتواں:(١) مگر غبار ہوئے پر ہوا اُڑا لے جائے   وگرنہ تاب وتواں بال و پر میں خاک نہیں   ص ١٨٣

(٢) دیکھیے: پشت گرمیِ تاب وتواں۔

تاباں[1]: دیکھیے ـــــ: (١) ماہِ تاباں۔(٢)،(٣) مہرِ تاباں [دوبار]۔

تابش[2]: دھوپ کی تابش، آگ کی گرمی   وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار   ص ١٢٦

تابع[3]: جوان ہو کے کرے گا یہ وہ جہانبانی   کہ تابع اِس کے ہوں روز و شب و سپید و سیاہ   ص ٢٧٨

تاپاک[4] وصال: دیکھیے: بیمِ تاپاکِ وصال۔

تاثیر[5]: (١) وحشت نہ کھینچ قاتل! حیرت نفَس ہے بسمل   جب نالہ خوں ہو غافل! تاثیر کیا بلا ہے   ص ٩٣

(٢) جوہرِ دستِ دعا آئنہ یعنی تاثیر   یک طرف نازشِ مژگان و دگر سو غمِ خار   ص ٣٣

(٣) عشق تاثیر سے نومید نہیں   جاں سپاری شجرِ بید نہیں   ص ١٨٣

(۴) وہاں اُس کو ہولِ دل ہے تو یہاں میں ہوں شرمسار   یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو   ص ١٩۵

(۵) خدایا! جذبۂ دل کی مگر تاثیر اُلٹی ہے؟   کہ جتنا کھینچتا ہوں اور کھنچتا جائے ہے مجھ سے   ص ٢٢٣

(٦) ہے ہوا میں شراب کی تاثیر   بادہ نوشی ہے بادپیمائی   ص ٢۵١

(٧) نالاں ہو اسدا! تو بھی سرِ راہ گزر پر   کہتے ہیں کہ تاثیر ہے آوازِ جرس کو   ص ٣۵٠

دیکھیے ـــــ: (٨) آہ و بے تاثیر۔(٩) برخود غلطِ شوخیِ تاثیر۔(١٠) بیگانۂ تاثیر۔(١١) حاملِ صد غلبۂ تاثیر۔

(١٢) دکانِ ناوکِ تاثیر۔(١٣) زبونی کشِ تاثیر۔(١۴) صد آئینۂ تاثیر۔(١۵) طالبِ تاثیر۔

تاثیرِ اُلفت ہائے خوباں: دیکھیے: زندانیِ تاثیرِ الفت ہائے خوباں۔

تاثیرِ تلخ کامی: اُمیدوار ہوں تاثیرِ تلخ کامی سے   کہ قندِ بوسۂ شیریں لباں مکرّر ہو   ص ٦٧

تاثیرِ جُستن: ممکن نہیں کہ ہو دلِ خوباں میں کارگر   تاثیرِ جُستن اشک سے نقشِ برآب ہے   ص ٣۵٢

تاثیرِ دعا: کس بات پہ مغرور ہے اے عجزِ تمنّا!   سامانِ دعا وحشت و تاثیرِ دعا ہیچ   ص ٣٦

---

[1] تاباں : تین بار [مرکّب]۔
[2] تابش : ایک بار۔
[3] تابع : ایک بار۔
[4] تاپاک : ایک بار [مرکّب]۔
[5] تاثیر : اکیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: چودہ بار]۔
تاثیریں : ایک بار۔

تاثیرِ سحرِ شعلۂ آواز: شب تری تاثیرِ سحرِ شعلۂ آواز سے — تارِ شمع، آہنگِ مضراب پرِ پروانہ تھا ص۲۵

تاثیرِ صافی ہائے حیرت: اسدؔ! تاثیرِ صافی ہائے حیرت جلوہ پرور ہو — گر آبِ چشمۂ آئینہ دھووے عکسِ زنگی کا ص۲۶

تاثیریں: اسدؔ! طرزِ عروجِ اضطرابِ دل کو کیا کہیے — سمجھتا ہوں تپش کو اُلفتِ قاتل کی تاثیریں ص۶۵

تاج[۱]: (۱) بلند رتبہ وہ حاکم، وہ سرفراز امیر — کہ باج تاج سے لیتا ہے جس کا طرفِ کلاہ ص۲۷۷

(۲) دیکھیے: چہرہ آرائے تاج و مسند و تخت۔

تاجِ زریں: تاجِ زریں مہرِ تاباں سے سوا — خسروِ آفاق کے منہ پر کھلا ص۳۹

تاختن[۲]: دیکھیے: سراسر تاختن۔

تاختنی[۳]: (۱) جز خاک بہ سر کردنِ بے فائدہ حاصل؟ — ہرچند بہ میدانِ ہوس تاختنی ہے ص۱۱۱

(۲) دیکھیے: بروں تاختنی۔

تاخیر[۴]: (۱)، (۲) ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا — آپ آتے تھے مگر کوئی عناں گیر بھی تھا ص۱۵۸

(۳) ہے یہ القصہ حاصلِ تحریر — کہ نہ ارسالِ زر میں ہو تاخیر ص۲۶۸

تار(۱)[۵]: دیکھیے ـــــ: (۱) چند شبِ تار۔ (۲) سراغِ خلوتِ شب ہائے تار۔ (۳) شبِ تار۔ (۴) شب ہائے تارِ برشکال۔

تار(۲)[۶]: (۱) آتشِ گل پہ قند کا ہے قوام — شیرے کے تار کا ہے ریشہ نام ص۳۰ [آم کے لیے]

(۲) دیوانگی سے دوش پہ زُنّار بھی نہیں — یعنی، ہمارے جَیب میں اک تار بھی نہیں ص۱۸۳

(۳) دکھا کے رشتہ، کسی جوتشی سے پوچھا تھا — کہ دیکھیے کتنی اُٹھا لاوے گا یہ تار، گرہ ص۲۷۸

(۴) خود آسماں ہے مہاراو راجہ پر صدقے — کرے گا سینکڑوں اِس تار پر نثار گرہ ص۲۷۸

(۵) وہ راہ و راجہ بہادر کہ حکم سے جن کے — رواں ہو تار پہ فی الفور دانہ وار، گرہ ص۲۷۹

(۶) تارِ ریشم کا نہیں، ہے یہ رگِ ابرِ بہار — لائے گا تابِ گرانباریِ گوہر، سہرا؟ ص۲۸۷

---

۱ تاج : تین بار [مرکب: دو بار]۔
۲ تاختن : ایک بار [مرکب]۔
۳ تاختنی : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
۴ تاخیر: تین بار [مرکب: ایک بار]۔
۵ تار(۱): چار بار [مرکب]۔
۶ تار(۲) : چوّن بار [مفرد: سات بار، مرکب: سینتالیس بار]۔
تارہا : ایک بار [مرکب]۔

(۷) گلکدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ، ایک بو ریختے کے قماش کو پود ہے ایک، تار ایک ص۲۹۶

دیکھیے ـــــــــ : (۸) ایک تار۔ (۹) بعدِ رگِ تار۔ (۱۰) لاکھ تار۔ (۱۱) ہر تار۔

تارِ اشک: ہوں قطرہ زن بہ مرحلۂ یاس روز و شب جُز تارِ اشک جادۂ منزل نہیں رہا ص۲۰

تارِ اشکِ دیدۂ سوزن: جراحت دوزیِ عاشق ہے جائے رحم، ترساں ہوں کہ رشتہ، تارِ اشکِ دیدۂ سوزن نہ ہو جاوے ص۸۵

تارِ اشکِ یاس: نہیں ہے زخم کوئی بخیے کے دَرخُور مرے تن میں ہوا ہے تارِ اشکِ یاس، رشتہ چشمِ سوزن میں ص۱۸۰

تارِ بستر: بہ طوفاں گاہِ جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر تارِ بستر ہے ص۲۳

دیکھیے ـــــــــ : (۲)، (۳) ہر تارِ بستر [دوبار]۔ (۴) ہر یک تارِ بستر۔

تارِ جادہ: (۱) بہم بالیدنِ سنگ و گلِ صحرا یہ چاہے ہے کہ تارِ جادہ بھی کہسار کو زُنّار میتا ہو ص۶۷

(۲) نہ دوڑا ریشۂ دیوانگی صحنِ بیاباں میں کہ تارِ جادہ سے ہے لجّۂ ریگِ رواں خالی ص۴۵۵

تارِ جادۂ رہ: (۱) بہ سعیِ غیر ہے قطعِ لباسِ خانہ ویرانی کہ تارِ جادۂ رہ رشتۂ دامانِ صحرا ہے ص۸۳

(۲) عجب اے آبلہ پایانِ صحرائے نظر بازی! کہ تارِ جادۂ رہ رشتۂ گوہر نہیں ہوتا ص۳۳۵

تارِ جادۂ سرِ منزلِ نازک خیالی: بہ پائے خامۂ مُو طے رہِ وصفِ کمر کیجیے کہ تارِ جادۂ سرِ منزلِ نازک خیالی ہے ص۷۹

تارِ جادۂ منزل: وردِ اسمِ حق سے دیدارِ صنم حاصل ہوا رشتۂ تسبیح تارِ جادۂ منزل ہوا ص۲۹

تارِ جستن ہا: سیہ مستیِ چشمِ شوخ سے ہیں جوہرِ مژگاں شرار آسا ز سنگِ سرمہ یکسر تارِ جستن ہا ص۲۲

تارِ داماں: قبائے جلوہ فزا ہے لباسِ عریانی بہ طرزِ گل، رگِ جاں مجھ کو تارِ داماں ہے ص۱۰۲

تارِ دامن: ہجومِ غم سے یہاں تک سرنگونی مجھ کو حاصل ہے کہ تارِ دامن و تارِ نظر میں فرق مشکل ہے ص۲۰۸

تارِ دامنِ قاتل: خاکِ عاشق بسکہ ہے فرسودۂ پروازِ شوق جادۂ ہر دشت تارِ دامنِ قاتل ہوا ص۳۳۵

تارِ زلف: دیکھیے: ہر تارِ زلف۔

تارِ شعاع: (۱) بس کہ ہر یک مُوئے زلف افشاں سے ہے تارِ شعاع پنجۂ خرشید کو سمجھے ہیں دستِ شانہ ہم ص۵۳

(۲) جادۂ رہ خُور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع چرخ وا کرتا ہے ماہِ نو سے آغوشِ وداع ص۱۶۳

تارِ شعاعِ آفتاب: بس کہ مائل ہے وہ رشکِ ماہ تاب آئینے پہ ہے نفس، تارِ شعاعِ آفتاب آئینے پہ ص۳۹

تارِ شعاعِ مہر: ہو جہاں وہ ساقیِ خرشید رو مجلس فروز — وھاں اسدؔ! تارِ شعاعِ مہر خطِّ جام ہے — ص۱۰۱

تارِ شمع: (۱) شب تری تاثیرِ سحر شعلۂ آواز سے — تارِ شمع، آہنگِ مضرابِ پرِ پروانہ تھا — ص۲۵

(۲) نوائے خفتۂ اُلفت اگر بیتاب ہوجاوے — پرِ پروانہ تارِ شمع پر مضراب ہوجاوے — ص۱۰۵

تارِ گیسوے دراز: دیکھیے: ذوقِ تارِ گیسوے دراز۔

تارِ نظر: (۱) حیرت فروشِ صد نگرانی ہے اضطرار — ہر رشتہ چاکِ جَیب کا تارِ نظر ہے آج — ص۳۲

(۲) ہجومِ غم سے یھاں تک سرنگونی مجھ کو حاصل ہے — کہ تارِ دامن و تارِ نظر میں فرق مشکل ہے — ص۲۰۸

(۳) دیکھیے: سِرِ تارِ نظر۔

تارِ نغمہ: دیکھیے: پُود و تارِ نغمہ۔

تارِ نفس: (۱) مطربِ دل نے مرے تارِ نفس سے غالبؔ! — ساز پر رشتہ پئے نغمۂ بیدلؔ باندھا — ص۱۳

(۲) اسدؔ! تارِ نفس ہے ناگزیرِ عقدہ پیرائی — بہ نوکِ ناخنِ شمشیر کیجے حلِّ مشکل ہا — ص۳۳

(۳) حاصلِ دل بستگی ہے عمرِ کوتہ اور بس — وقفِ عرضِ عقدہ ہاے مشکل تارِ نفس — ص۴۵

(۴) جس دم کہ جادہ وار ہو تارِ نفس تمام — پیمایشِ زمینِ رہِ عمر بس تمام — ص۵۵

(۵) آتا ہے ایک پارۂ دل ہر فغاں کے ساتھ — تارِ نفس، کمندِ شکارِ اثر ہے آج — ص۱۹۵

دیکھیے ______: (۶) سِرِ تارِ نفس۔ (۷) وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس۔ (۸) یک تارِ نفس۔

تارِ نگاہ: (۱) آنکھیں پتھرائی ہیں، نامحسوس ہے تارِ نگاہ — ہے زمیں از بس کہ سنگیں، جادہ بھی پیدا نہیں — ص۶۵

(۲) زہے ستارۂ روشن! کہ جو اُسے دیکھے — شعاعِ مہرِ درخشاں ہو اُس کا تارِ نگاہ — ص۲۷۷

تارِ نگاہ و سوزنِ مینا: ساقی نے از بہرِ گریباں چاکیِ موجِ بادۂ ناب — تارِ نگاہ و سوزنِ مینا رشتۂ خطِّ جام کیا — ص۲۷

تارِ نگہ: وھاں خود آرائی کو تھا موتی پرونے کا خیال — یھاں ہجومِ اشک میں تارِ نگہ نایاب تھا — ص۱۳۵

تار و پود: عالم جہاں بہ عرضِ بساطِ وجود تھا — جوں صبح، چاکِ جَیب مجھے تار و پود تھا — ص۱۲

تار و پودِ فرشِ محفل: اے خوشا! وقتے کہ ساقی یک خمستاں وا کرے — تار و پودِ فرشِ محفل پنبۂ مینا کرے — ص۱۰۱

تارہاے گلوے بریدہ: دیکھیے: مضرابِ تارہاے گلوے بریدہ۔

تاراجِ تمنا[۱]: وصل میں دل انتظارِ طرفہ رکھتا ہے، مگر — فتنہ تاراجِ تمنا کے لیے درکار ہے — ص ۸۳

تاراجِ چمن: سایۂ گل داغ و جوشِ نکہتِ گل موجِ دود — رنگ کی گرمی ہے تاراجِ چمن کی فکر میں — ص ۴۳

تاراجِ سحر: خوابِ غفلت بہ کمیں گاہِ نظر پنہاں ہے — شام، سایے میں بہ تاراجِ سحر پنہاں ہے — ص ۱۰۹

تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں: تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں ہوا اسدؔ! — سینہ کہ تھا دفینہ گہر ہائے راز کا — ص ۱۵۵

تاراجِ نازِ جلوہ پیرائی: دل و دین و خرد تاراجِ نازِ جلوہ پیرائی — ہوا ہے جوہرِ آئینہ خیلِ مور خرمن میں — ص ۵۸

تاروں: اُڑ کے جاتا کہاں کہ تاروں کا — آسماں نے بچھا رکھا تھا دام — ص ۳۳۵

تارے[۲]: ہم نشیں تارے ہیں اور چاند شہاب الدیں خاں — بزمِ شادی ہے فلک، کاہکشاں ہے سہرا — ص ۲۸۸

تاریخ[۳]: (۱) کہا غالبؔ سے: تاریخ اس کی کیا ہے — تو بولا: اِنشراحِ جشنِ جمشید (۱۲۷۰ھ) — ص ۳۲۹

(۲) تھی جنوری مہینے کی تاریخ تیرھویں — استادہ ہوگئے لبِ دریا پہ جب خیام — ص ۲۸۲

(۳) ہاتفِ غیب نُن کے یہ چیخا — اُن کی تاریخ، میرا تاریخا — ص ۲۹۳

(۴) تحریر ہے یہ غالبِؔ یزداں پرست کی — تاریخ اس کی: آج نویں ہے اگست کی — ص ۳۱۲

تاریخِ سال: دیکھیے: فکرِ تاریخِ سال۔

تاریخا[۴]: اُن کی تاریخ، میرا تاریخا — [دیکھیے: 'تاریخ' (۳)] — ص ۲۹۳

تاریک[۵]: دیکھیے: شب ہائے تاریک۔

تاریک طبعوں: سخن تاریک طبعوں کا، ہے اظہارِ کثافت ہا — کہ رنگِ خامۂ فولاد مانا ہے سیاہی ہے — ص ۲۵۵

تاریکیِ[۶] زندانِ غم: کیا کہوں تاریکیِ زندانِ غم، اندھیر ہے — پنبہ، نورِ صبح سے کم جس کے روزن میں نہیں — ص ۱۸۵

تاریکیِ کوکب: شوخیِ طالع سے ہوں ذوقِ معاصی میں اسیر — نامۂ اعمال ہے تاریکیِ کوکب مجھے — ص ۸۶

تازگیِ[۷] بساطِ دہر: ایک وفا و مہر میں: تازگیِ بساطِ دہر — لطف و کرم کے باب میں، زینتِ روزگار ایک — ص ۲۹۶

تازہ[۸]: (۱) سبز ہے جامِ زمرد کی طرح داغِ پلنگ — تازہ ہے ریشۂ نارنج صفت روئے شرار — ص ۳۳۲

---

[۱] تاراج : پانچ بار [مرکب]۔

[۲] تارے : ایک بار۔ تاروں : ایک بار۔

[۳] تاریخ : پانچ بار [مفرد: چار بار، مرکب: ایک بار]۔

[۴] تاریخا : ایک بار۔ [۵] تاریک: دو بار [مرکب]۔

[۶] تاریکی : دو بار [مرکب]۔ [۷] تازگی : ایک بار [مرکب]۔

[۸] تازہ : سترہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: تیرہ بار]۔

(۲) تازہ نہیں ہے نشۂ فکرِ سخن مجھے تریاکیِ قدیم ہوں دودِ چراغ کا ص۱۵۰

(۳) ہاں، نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری واہ واہ! پھر ہوا ہے تازہ سودائے غزل خوانی مجھے ص۲۳۲

(۴) تا کجا دردِ نثرہائے کہن تازہ کرتا ہے دل کو تازہ سخن ص۲۶۷

دیکھیے ـــــــ: (۵) تماشا گاہِ سوزِ تازہ۔ (۶)، (۷) داغِ تازہ [دوبار]۔ (۸) طرحِ باغِ تازہ۔ (۹) مطلعِ تازہ۔ (۱۰) گرمِ کوششِ ایجادِ داغِ تازہ۔ (۱۱) ہر داغِ تازہ۔

تازہ خیالی: بس کہ تھی فصلِ خزانِ چمنستانِ سخن رنگِ شہرت نہ دیا تازہ خیالی نے مجھے ص۲۲۰

تازہ سخن: تا کجا دردِ نثر ہائے کہن تازہ کرتا ہے دل کو تازہ سخن ص۲۶۷

تازہ نہال: خضر سلطاں کو رکھے خالقِ اکبر سرسبز شاہ کے باغ میں یہ تازہ نہال اچھا ہے ص۲۳۰

تازہ وارِدانِ بساطِ ہوائے دل: اے تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل! زنہار! اگر تمھیں ہوسِ نائے و نوش ہے ص۲۳۰

تازہ وشاداب و وسیع وخورّم: دیکھیے: دل کش وتازہ وشاداب و وسیع وخورّم۔

تازۂ شیریں: دیکھیے: میوہ ہائے تازۂ شیریں۔

تاسُّف[1]: (۱) بہ صورت تکلّف بہ معنی تاسّف اسدؔ! میں تبسم ہوں پژمردگاں کا ص۱۸

(۲) دیکھیے: دستِ تاسّف۔

تاک[2]: (۱) ہے تاک میں سُلَّم ہوسِ صد قدحِ شراب تسبیحِ زاہداں بہ کفِ مدعا گرو ص۶۹

(۲) تاک کے جی میں کیوں رہے ارمان آئے، یہ گوے اور یہ میدان ص۳۰

(۳) آم کے آگے پیش جاوے خاک پھوڑتا ہے جلے پھپھولے تاک ص۳۰

دیکھیے ـــــــ: (۴) رگِ تاک۔ (۵) رنگِ ریشۂ تاک۔ (۶) سایۂ تاک۔ (۷) کسوتِ تاک۔ (۸) مژگانِ رگِ تاک۔ (۹) یک برگِ تاک۔ (۱۰) یک گلستاں برگ ریزِ تاک۔

تاگا[3]: (۱) یقین جان، برس گانٹھ کا جو تاگا ہے یہ کہکشاں ہے کہ ہیں اُس میں بے شمار گرہ ص۲۲۸

---

[1] تاسّف : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

[2] تاک : دس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: سات بار]۔

[3] تاگا : دوبار۔

(۲) سن اے ندیم! برس گانٹھ کے یہ تاگے نے — تجھے بتاؤں کہ کیوں کی ہے اختیار گرہ — ص ۲۷۹

تالیفِ نسخہ ہائے وفا[1]: تالیفِ نسخہ ہائے وفا کر رہا تھا میں — مجموعۂ خیال ابھی فرد فرد تھا — ص ۱۵۳

تامّل[2]: دیکھیے ــــــ: (۱) پسِ زانوے تامّل۔ (۲) جَیبِ تامّل۔ (۳) ربطِ تامّل۔ (۴) زانوے تامّل۔ (۵) مستِ تامّل۔ (۶) یک جہاں زانو تامّل۔

تاوان[3]: (۱) ابرِ نیساں سے ملے موجِ گہر کا تاواں — خلوتِ آبلہ میں گم کرے گر تو رفتار — ص ۵

(۲) تکلف عاقبت بیں ہے، دلا! بندِ قبا وا کر — نفس بعد از وصالِ دوست تاواں ہے گسستن کا — ص ۲۷

تاویل[4]: دیکھیے ــــــ: (۱) جرمِ آرزو تاویل۔ (۲) ناخنِ تاویل۔

تائید[5]: دیکھیے: دمِ تائید۔

تب[6]: دیکھیے: آتش کدۂ صد تب۔

تبِ آسودۂ مژگاں: گر تبِ آسودۂ مژگاں تعرّف وا کرے — رشتۂ پا شوخیِ بالِ نفس پیدا کرے — ص ۱۰۱

تبِ خجلت: نہیں ریزشِ عرق کی، اب اُسے ذوبانِ اعضا ہے — تبِ خجلت نے یہ نبضِ رگِ گل میں حرارت کی — ص ۹۷

تبِ عشق: (۱) وہ تبِ عشق تمنا ہے کہ پھر صورتِ شمع — شعلہ تا نبضِ جگر ریشہ دوانی مانگے — ص ۲۰۹

(۲) گلخن، شررِ اہتمام بستر ہے آج — یعنی، تبِ عشق شعلہ پرور ہے آج — ص ۳۵۷

تبِ غم: دیکھیے: شرورِ تبِ غم۔

تبِ غمِ تسخیرِ نالہ: دیکھیے: یک تبِ غمِ تسخیرِ نالہ۔

تبِ گرمیِ رفتار: یکقلم کاغذِ آتش زدہ ہے صفحۂ دشت — نقشِ پا میں ہے تبِ گرمیِ رفتار ہنوز — ص ۱۸۲

تب و تابِ[7] سوختن ہا: ہوسِ فروختن ہا، تب و تابِ سوختن ہا — سرِ شمع نقشِ پا ہے بہ سپاسِ ناتوانی — ص ۱۰۷

تب و تابِ عجز: شر و شورِ آرزو سے تب و تابِ عجز بہتر — نہ کرے اگر ہوس پر غمِ بے دلی گرانی — ص ۱۰۷

---

۱ تالیف : ایک بار [مرکب]۔
۲ تامّل : چھے بار [مرکب]۔
۳ تاوان : دوبار۔
۴ تاویل : دوبار [مرکب]۔
۵ تائید : ایک بار [مرکب]۔
۶ تب : آٹھ بار [مرکب]۔
۷ تب و تاب : تین بار [مرکب]۔

تب وتابِ ہجر: ہمہ یک نفس تپش سے تب وتابِ ہجر مت پوچھ | کہ ستم کشِ جنوں ہوں نہ بقدرِ زندگانی | ص ۱۰

تباہی[1]: تم سے بیجا ہے مجھے اپنی تباہی کا گلہ | اُس میں کچھ شائبۂ خوبیِ تقدیر بھی تھا | ص ۱۵۸

تبخالۂ لب[2]: (۱) آیا نہ بیانِ طلب کام زباں تک | تبخالۂ لب ہو نہ سکا آبلۂ پا | ص ۲۹

(۲) فریاد سے پیدا ہے اسدؔ! گرمیِ وحشت | تبخالۂ لب ہے جرسِ آبلۂ پا | ص ۲۹

(۳) ہے ز پا اُفتادگیِ نشۂ بیماری مجھے | بے سخن تبخالۂ لب دانۂ انگور ہے | ص ۹۳

تبخالِ لبِ بیمار[3]: بس کہ حیرت سے ز پا اُفتادۂ زنہار ہے | ناخنِ انگشت تبخالِ لبِ بیمار ہے | ص ۸۳

تبریدیں[4]: تین دن مُسہل سے پہلے، تین دن مُسہل کے بعد | تین مُسہل، تین تبریدیں، یہ سب کے دن ہوئے؟ | ص ۱۲۹

تبسم[5]: (۱) بہ صورت تکلّف، بہ معنی تاسّف | اسدؔ! میں تبسم ہوں پژمردگاں کا | ص ۱۸

(۲) بہ پاسِ شوخیِ مژگاں سرِ ہر خار سوزن ہے | تبسم برگِ گل کو بخیۂ دامن نہ ہوجاوے | ص ۸۵

دیکھیے______: (۳) برقِ تبسم۔ (۴)، (۵) سطرِ تبسم [دوبار]۔ (۶) نقشِ صد سطرِ تبسم۔ (۷) موجِ تبسم۔

تبسمِ پنہاں: دیکھیے: پردۂ تبسمِ پنہاں۔

تبسمِ لبِ آلودۂ مِسی: دیکھیے: موجِ تبسمِ لبِ آلودۂ مِسی۔

تبسم ہائے پنہاں: بغل میں غیر کی آج آپ سوتے ہیں کہیں، ورنہ | سبب کیا خواب میں آکر تبسم ہائے پنہاں کا | ص ۱۵۷

تبلیغ[6]: ہم نہ تبلیغ کے مائل نہ غلو کے قائل | دو دُعائیں ہیں کہ وہ دیتے ہیں تو آب کو ہم | ص ۲۶۵

تپاک[7]: (۱) آتش موے دماغِ شوق ہے تیرا تپاک | ورنہ ہم کس کے ہیں اے داغِ تمنّا! آشنا | ص ۱۹

(۲) ہوں خلوتِ فسردگیِ انتظار میں | وہ بے دماغ جس کو ہوس بھی تپاک ہے | ص ۱۱۰

تپاکِ اہلِ دُنیا: دیکھیے: طرزِ تپاکِ اہلِ دُنیا۔

تپاکِ نفَسِ سوختہ: دیکھیے: عرضِ تپاکِ نفَسِ سوختہ۔

---

[1] تباہی : ایک بار۔
[2] تبخالہ : تین بار [مرکّب]۔
[3] تبخال : ایک بار [مرکّب]۔
[4] تبریدیں : ایک بار۔
[5] تبسم : نوبار [مفرد: دوبار، مرکّب: سات بار]۔
[6] تبلیغ : ایک بار۔
[7] تپاک : چار بار [مفرد: دوبار، مرکّب: دوبار]۔

تپانچہ[1]: صبا! لگا وہ تپانچہ طرف سے بلبل کے | کہ روئے غنچہ، گُل سوئے آشیاں پھر جائے ص ۳۰۵

تپش[2]: (۱) صورتِ دیبا تپش سے میری غرقِ خوں ہے آج | خارِ پیراہن رگِ بستر کو نشتر ہوگیا ص ۲۹

(۲) گلزار دمیدن، شررستانِ رمیدن | فرصت تپش و حوصلۂ نشوونما ہیچ ص ۳۶

(۳) بے دلوں سے ہے تپش، جوں خواہشِ آب از سراب | ہے شرر موہوم، گر رکھتا نہ ہووے سنگ، دل ص ۵۳

(۴) اسدؔ! طرزِ عروجِ اضطرابِ دل کو کیا کہیے | سمجھتا ہوں تپش کو اُلفتِ قاتل کی تاثیریں ص ۶۵

(۵) نکلتی ہے تپش میں بسملوں کی برق کی شوخی | غرض اب تک خیالِ گرمیِ رفتارِ قاتل ہے ص ۷۷

(۶) دیکھ تری خوئے گرم دل بہ تپش رام ہے | طائرِ سیماب کو شعلہ، رگِ دام ہے ص ۹۹

(۷) تپش تو کیا، نہ ہوئی مشقِ پر فشانی بھی | رہا میں ضعف سے شرمندۂ نو آموزی ص ۱۰۰

(۸) تپش سے میری وقفِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے | مرا سر رنجِ بالیں ہے، مرا تن بارِ بستر ہے ص ۲۱۲

دیکھیے ـــــــ: (۹) آتش انگیزِ تپش۔ (۱۰) احرامِ تپش۔ (۱۱) بیتابِ اظہارِ تپش۔ (۱۲) بے دماغِ تپش۔ (۱۳) جوشِ بیدادِ تپش۔ (۱۴) دادِ خواہِ تپش۔ (۱۵) درسِ تپش۔ (۱۶) دلِ گرمِ تپش۔ (۱۷) سرِ تپش۔ (۱۸) ضبطِ تپش۔ (۱۹) عرق ریزِ تپش۔ (۲۰) لذّتِ غلطانیِ تپش۔ (۲۱) معزولیِ تپش۔ (۲۲)، (۲۳) وقتِ تپش [دو بار]۔ (۲۴) ہر تپش۔ (۲۵) یک پرزدن تپش۔ (۲۶) یک نفس تپش۔

تپشِ آبادِ شوق: گو نفس و چہ غبار؟ جُراتِ عجز آشکار | در تپش آبادِ شوق سرمہ، صدا نام ہے ص ۹۹

تپش آموختن: دیکھیے: سراب یک تپش آموختن۔

تپش آہنگ: کو تیزیِ رفتار؟ کہ صحرا سے زمیں کو | جوں قمریِ بسمل تپش آہنگ نکالوں ص ۹۰

تپشِ آئنہ: تپشِ آئینہ پروازِ تمنا لائی | نامۂ شوق بہ بالِ پرِ بسمل باندھا ص ۱۳

تپشِ انجمن: میں دور گردِ قربِ بساطِ نگاہ تھا | بیرونِ دل نہ تھی تپشِ انجمن ہنوز ص ۳۲

تپش انگیز: دیکھیے: بیتابیِ دل تپش انگیز۔

تپشِ بالِ شرار: نرم رفتار ہو جس کوہ پہ وہ برق گداز | رفتنِ رنگِ حنا ہے تپشِ بالِ شرار ص ۵

---

[1] تپانچہ : ایک بار۔

[2] تپش : پچاس بار [مفرد: سات بار، مرکب: تینتالیس بار]۔

تپش نامہ : ایک بار [مرکب]۔

تپشِ دل: (۱) سیلِ بنائے ہستیِ شبنم ہے آفتاب — چھوڑے نہ چشم میں تپشِ دل نشانِ اشک — ص ۵۰

(۲) تپشِ دل نہیں بے رابطۂ خوفِ عظیم — کششِ دم نہیں بے ضابطۂ جرِّ ثقیل — ص ۱۲۳

(۳) وہ آکے خواب میں تسکینِ اضطراب تو دے — ولے مجھے تپشِ دل مجالِ خواب تو دے — ص ۲۲۳

(۴) دیکھیے: وسعتِ جیبِ جنونِ تپشِ دل۔

تپشِ دل شکستہ: تپشِ دلِ شکستہ پئے عبرت، آگہی ہے — کہ نہ دے عنانِ فرصت بہ کشاکشِ زبانی — ص ۹

تپشِ رشک: دیکھیے: بے دماغِ تپشِ رشک۔

تپشِ رنگی: پروازِ تپشِ رنگی، گلزارِ ہمہ تنگی — خوں ہو قفسِ دل میں اے ذوقِ پرافشانی — ص ۱۰۹

تپشِ شعلۂ سوزاں: عجز سے اپنے یہ جانا کہ وہ بدخو ہوگا — نبضِ خس سے تپشِ شعلۂ سوزاں سمجھا — ص ۱۳۷

تپشِ شوق: جب بہ تقریبِ سفر یار نے محمل باندھا — تپشِ شوق نے ہر ذرّے پہ اک دل باندھا — ص ۱۳۴

تپش فرسا: اسدؔ! جس شوق سے ذرّے تپش فرسا ہوں روزن میں — جراحت ہائے دل سے جوہرِ شمشیر ہے پیدا — ص ۳۰

تپشِ فسانہ خوانی: مجھے انتعاشِ غم نے پئے عرضِ حال بخشی — ہوسِ غزل سرائی، تپشِ فسانہ خوانی — ص ۱۰

تپشِ کسوتِ گل: دیکھیے: وردِ اظہارِ تپشِ کسوتِ گل۔

تپشِ کوکب: دیکھیے: آئینہ دارِ تپشِ کوکب۔

تپشِ مجنوں: بیتابیِ یادِ دوست ہم رنگِ تسلّی ہے — غافل! تپشِ مجنوں محمل کشِ لیلیٰ ہے — ص ۱۱۳

تپشِ نالہ: تاچند نفس غفلتِ ہستی سے برآوے — قاصد تپشِ نالہ ہے، یارب! خبر آوے — ص ۱۱۳

تپشِ نامۂ تمنا: مرا شمول ہر اک دل کے پیچ و تاب میں ہے — میں مدّعا ہوں تپشِ نامۂ تمنا کا — ص ۱۷

تپشِ نبضِ آرزو: مسیحِ کشتۂ اُلفت ببر علی خاں ہے — کہ جو اسدؔ! تپشِ نبضِ آرزو جانے — ص ۹۹

تپیدن[۱]: تپیدن، دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فراموش ہے — رکھا اسپند نے مجمر میں پہلو گرمِ تمکیں کا — ص ۲۹

دیکھیے ـــــــ : (۲) بارغ بہ خوں تپیدن۔ (۳) بالِ یک تپیدن۔

---

[۱] تپیدن : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
تپیدن ہا : چار بار [مرکب]۔
تپیدگی : ایک بار [مرکب]۔
تپیدہ : ایک بار [مرکب]۔

تپیدنِ بسل: دیکھیے: عرصۂ تپیدنِ بسل۔

تپیدن ہا: دیکھیے ـــــ: (۱) پرافشانِ تپیدن ہا۔ (۲) حیرتِ تپیدن ہا (۳) ضبطِ تپیدن ہا۔

تپیدن ہائے طفلِ دل: دیکھیے: تسکینِ تپیدن ہائے طفلِ دل۔

تپیدگی: ہے بسملِ ادائے چمن عارضاں، بہار گلشن کو رنگِ گل سے ہے درخوں تپیدگی ص ۲۵۳

تپیدہ: بعد از وداعِ یار بہ خوں در تپیدہ ہیں نقشِ قدم ہیں ہم کفِ پائے نگار کے ص ۸۰

تتار[1]: دیکھیے: دماغِ آہوئے دشتِ تتار۔

تجاہلِ پیشگی[2]: تجاہل پیشگی سے مدعا کیا؟ کہاں تک اے سراپا ناز! کیا، کیا؟ ص ۱۵۷

تجدید[3]: ہم اور فسردن! اے تجلی افسوس! تکرار روا نہیں تو تجدید سہی ص ۲۵۲

تجدیدِ تمنا: دیکھیے: عہدِ تجدیدِ تمنا۔

تجرید[4]: دیکھیے: مرغِ گلشنِ تجرید۔

تجلی[5]: (۱) گردش میں لا تجلی صد ساغرِ تسلی چشمِ تحیّر آغوش مخمورِ ہر ادا ہے ص ۹۳

(۲) ہے تجلی تری سامانِ وجود ذرہ بے پرتوِ خرشید نہیں ص ۱۸۳

(۳) منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی قسمت کھلی ترے قد و رُخ سے ظہور کی ص ۲۲۳

(۴) ہم اور فسردن! اے تجلی افسوس! [دیکھیے: تجدید]۔

(۵) ہو تجلی برق کی صورت میں، ہے یہ بھی غضب ہاں مجھے گھٹنے کی تو ہوتی فرصتِ عیش و طرب ص ۲۹۱

دیکھیے ـــــ: (۶) برقِ تجلی۔ (۷) یک برقِ تجلی۔

تجلی آتش بہ جاں: دیکھیے: بیتابیِ تجلیِ آتش بجاں۔

تجلی صبحِ ظہور: دیکھیے: پروانۂ تجلیِ شمعِ ظہور۔

تجلی کدہ: دیکھیے: صد تجلی کدہ۔

---

[1] تتار : ایک بار [مرکب]۔
[2] تجاہلِ پیشگی: ایک بار۔
[3] تجدید : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
[4] تجرید : ایک بار [مرکب]۔
[5] تجلی : نو بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: چار بار]۔
تجلی کدہ : ایک بار [مرکب]۔

تجمل[1] : دیکھیے: عرضِ تجمل۔

تجمل وتزیین: دیکھیے: کمالِ تجمل وتزیین۔

تجمل حسین خاں[2]: دیا ہے خلق کو بھی، تا اُسے نظر نہ لگے — بنا ہے عیش تجمل حسین خاں کے لیے — ص ۲۳۶

تحریر[3]: (۱) تحریر ہے یہ غالبِ یزداں پرست کی — تاریخ اِس کی: آج نویں ہے اگست کی — ص ۳۱۲

(۲) ٹکڑے ہوا ہے دیکھ کے تحریر کو، جگر — کاتب کی آستیں ہے مگر تیغ کا نیام — ص ۲۸۲

دیکھیے ــــــ: (۳) اندازِ شوکتِ تحریر۔ (۴) چمن تحریرِ درسِ شغلِ تنہائی۔ (۵) حاصلِ تحریر۔ (۶) حیاتحریر۔ (۷) خامہ ہذیاں تحریر۔ (۸)، (۹) دمِ تحریر [دوبار]۔ (۱۰) رشتہ تحریر۔ (۱۱) شانہ کشِ طرۂ تحریر۔ (۱۲) شعلہ تحریر۔ (۱۳) شوخیِ تحریر۔ (۱۴) مستیِ تحریر۔

تحریرِ اسدؔ: دیکھیے: استقبالِ تحریرِ اسدؔ۔

تحریر ایک: اخبارِ لودھیانہ میں میری نظر پڑی — تحریر ایک، جس سے ہوا بندہ تلخ کام — ص ۲۸۲

تحریرِ پریشاں تقاضا: زلف، تحریرِ پریشانِ تقاضا ہے، مگر — شانہ ساں مو بہ زباں خامۂ مانی مانگے — ص ۷۸

تحریرِ حالِ گریۂ چشم: عجب نہیں پئے تحریرِ حالِ گریۂ چشم — بروے آب جو ہر موج نقش مسطر ہو — ص ۶۷

تحسین[4]: (۱) اسدؔ! اربابِ فطرت قدردانِ لفظ ومعنی ہیں — سخن کا بندہ ہوں لیکن نہیں مشتاقِ تحسیں کا — ص ۲۹

(۲) دیکھیے: پیمانۂ ذوقِ تحسیں۔

تحصیل[5]: جاری تھی اسدؔ! داغِ جگر سے مری تحصیل — آتش کدہ جاگیرِ سمندر نہ ہوا تھا — ص ۱۵۳

تحفہ[6]: (۱) جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ — مبارک باد اسدؔ! غم خوارِ جانِ دردمند آیا — ص ۱۳۱

(۲) پئے نذرِ کرم تحفہ ہے، شرمِ نارسائی کا — بہ خوں غلتیدۂ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا — ص ۱۳۶

(۳) دیکھیے: نسخۂ تحفہ۔

تحفۂ اہلِ نیاز: ہو قبول کم نگاہی تحفۂ اہلِ نیاز — اے دلِ وائے جانِ ناز! اے دینِ وائے ایمانِ عجز! — ص ۴۲

---

[1] تجمل : دوبار [مرکب]۔

[2] تجمل حسین خاں : ایک بار۔

[3] تحریر : اٹھارہ بار [مفرد: دوبار، مرکب: سولہ بار]۔

[4] تحسین : دوبار [مرکب: ایک بار]۔

[5] تحصیل : ایک بار۔

[6] تحفہ : چار بار [مفرد: دوبار، مرکب: دوبار]۔

تحقیق[1]: دیکھیے: جنوں نُسخۂ تحقیق۔

تحمّل[2]: (۱) لکدکوبِ حوادث کا تحمّل کر نہیں سکتی — مری طاقت کہ ضامن تھی بُتوں کے ناز اُٹھانے کی — ص ۲۰۳

دیکھیے ــــــ: (۲) پاے تحمّل۔ (۳) زندانِ تحمّل۔ (۴) شرحِ برخود غلطی ہاے تحمّل۔

تحمّل پیشۂ تمکین: نہ دیجے ضبطِ پاسِ آبرو وقتِ شکستن بھی — تحمّل پیشۂ تمکین رہیے آئنہ آسا — ص ۲۲۷

تحویل[3]: ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر — زہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل — ص ۱۲۳

تحیّر[4]: (۱) نہ تمنّا، نہ تماشا، نہ تحیّر، نہ نگاہ — گردِ جوہر میں ہے آئینۂ دل پردہ نشیں — ص ۸

(۲) شعلہ رُخسارا! تحیّر سے تری رفتار کے — خارِ شمع آئنہ آتش میں جوہر ہوگیا — ص ۳۰

(۳) تمثال گداز آئنہ ہے عبرتِ بینش — نظّارہ تحیّر، چمنستانِ بقا ہیچ — ص ۳۶

(۴) تحیّر ہے گریباں گیرِ ذوقِ جلوہ پیرائی — ملی ہے جوہرِ آئینہ کو جوں بخیہ گیرائی — ص ۹۲

(۵) تو وہ بدخو کہ تحیّر کو تماشا جانے — غم وہ افسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگے — ص ۲۰۹

دیکھیے ــــــ: (۶) انگشتِ تحیّر۔ (۷) صحراے تحیّر۔ (۸) کثرتِ انشاے مضمونِ تحیّر۔

تحیّر آغوش: دیکھیے: چشمِ تحیّر آغوش۔

تحیّر شکار: ہر گردباد: حلقۂ فتراکِ بے خودی — مجنونِ دشتِ عشق تحیّر شکار تر — ص ۴۱

تحیّر کدۂ فرصتِ آرائشِ وصل: بہ تحیّر کدۂ فرصتِ آرائشِ وصل — دلِ شب آئنہ دارِ تپشِ کوکب تھا — ص ۴۴

تخت[5]: دیکھیے ــــــ: (۱) پاے تخت۔ (۲) چہرہ آراے تاج و مسند و تخت۔

تختِ سلطانِ سخن: اے اسدؔ! آباد ہے مجھ سے جہانِ شاعری — خامہ میرا تختِ سلطانِ سخن کا پایہ ہے — ص ۱۰۳

تختِ سلیماں: جس جگہ ہو مسند آرا جانشینِ مصطفیٰ — اُس جگہ تختِ سلیماں نقشِ پاے مور ہے — ص ۹۳

تختِ سلیمانی: وقت اُس اُفتادہ کا خوش جو قناعت سے اسدؔ! — نقشِ پاے مور کو تختِ سلیمانی کرے — ص ۸۲

تختِ جم: دیکھیے: عزتِ تختِ جم۔

---

[1] تحقیق : ایک بار [مرکّب]۔
[2] تحمّل : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔
[3] تحویل : ایک بار۔
[4] تحیّر : دس بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: پانچ بار]۔
تحیّر کدہ : ایک بار [مرکّب]۔
[5] تخت : آٹھ بار [مرکّب]۔

تخت و افسر: دیکھیے: وارثِ گنج و تخت و افسر۔

تخت و کلاہ: یہ ترکتاز سے برہم کرے گا کشورِ روس — یہ لے گا بادشہِ چیں سے چھین تخت و کلاہ ص ۲۷۸

تختۂ مشق[1]: ظاہر ہے ہم سے کُلفتِ بختِ سیاہ روز — گویا کہ تختۂ مشق ہیں خطِّ غبار کے ص ۸۰

تختۂ مشقِ رنگ: جوں پرِ طاؤس جوہر تختۂ مشقِ رنگ ہے — بس کہ ہے وہ قبلۂ آئینہ محوِ اختراع ص ۴۷

تختۂ گل ہائے یاسمیں: بنا ہے تختۂ گل ہائے یاسمیں بستر — ہوا ہے دستۂ نسرین و نسترن تکیہ ص ۳۰۳

تختۂ مشقِ شگفتن: یک جہاں گل تختۂ مشقِ شگفتن ہے اسدؔ! — غنچۂ خاطر رہا افسردگی مانوس و بس ص ۴۶

تخلص[2]: (۱) دربِ تپش ہے برق کو اب جس کے نام سے — وہ دل ہے یہ کہ جس کا تخلص صبور تھا ص ۱۸

(۲) تا تخلص جامۂ شکرفی ارزانی اسدؔ! — شاعری جز سازِ درویشی نہیں، حاصل نہ پوچھ ص ۴۲

تخم[3]: (۱) بس کہ زیرِ خاک با آبِ طراوت راہ ہے — ریشے سے ہر تخم کا دلو اندرونِ چاہ ہے ص ۹۲

(۲) دکھاؤں گا تماشا، دی اگر فرصت زمانے نے — مرا ہر داغِ دل اک تخم ہے سروِ چراغاں کا ص ۱۵۶

(۳) دیکھیے: اصلِ تخم۔

تخمِ شرار: گدازِ موم ہے افسونِ ربطِ پیکر آرائی — نکالے کب نہالِ شمع بے تخمِ شرار، آتش ص ۴۷

تخمِ شرر: اثر سوزِ محبت کا قیامت بے محابا ہے — کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے ص ۸۳

تدارک[4]: خود ہے تدارک اِس کا گورمنٹ کو ضرور — بے وجہ کیوں ذلیل ہو غالبؔ ہے جس کا نام ص ۲۸۳

تدبیر[5]: (۱) نہ کھینچ اے دستِ سعیِ نارسا! زلفِ تمنا کو — پریشاں تر ہے موئے خامہ سے تدبیر مانی کی ص ۷۷

(۲) جنوں رسوائیِ وارستگی، زنجیر بہتر ہے — بقدرِ مصلحت دل بستگی، تدبیر بہتر ہے ص ۱۰۸

(۳) خوشا خود بینی و تدبیر و غفلت نقد اندیشہ — بہ دینِ عجز اگر بدنامیِ تقدیر بہتر ہے ص ۱۰۸

(۴) گو زندگیِ زاہدِ بے چارہ عبث ہے — اتنا ہے کہ رہتی تو ہے تدبیر وضو کی ص ۱۱۹

(۵) مرنے کی اے دل! اَور ہی تدبیر کر، کہ میں — شایانِ دست و خنجرِ قاتل نہیں رہا ص ۱۵۳

---

[1] تختہ : چار بار [مرکّب]۔

[2] تخلص : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔

[3] تخم : پانچ بار [مرکّب]۔

[4] تدارک : ایک بار۔

[5] تدبیر : چودہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: سات بار]۔
تدبیریں : ایک بار۔

(۶) نہ کی سامانِ عیش و جاہ نے تدبیر وحشت کی — ہوا جامِ زمرد بھی مجھے داغِ پلنگ آخر — ص۱۶۸

(۷) مانعِ دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں — ایک چکر ہے مرے پانو میں زنجیر نہیں — ص۱۸۲

(۸) جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر رفو کی — لکھ دیجیو یا رب! اُسے قسمت میں عدو کی — ص۲۲۸

دیکھیے ـــــ: (۹) اہلِ تدبیر۔ (۱۰) بنِ ناخنِ تدبیر۔ (۱۱) پردۂ تدبیر۔ (۱۲) سُستیِ تدبیر۔ (۱۳) غفلت کشِ تدبیر۔ (۱۴) ناخنِ تدبیر۔

تدبیرِ پیچ و تابِ نفس: خوانا نہیں ہے خط رقمِ اضطرار کا — تدبیرِ پیچ و تابِ نفس کیا کرے کوئی — ص۸۸

تدبیریں: ہوئی ہیں آب، شرمِ کوششِ بیجا سے تدبیریں — عرق ریزِ تپش ہیں موج کے مانند زنجیریں — ص۹۳

تدرو[۱]: دیکھیے: بالِ تدرو۔

تذکرۂ[۲] غیر: ہے مجھ کو تجھ سے تذکرۂ غیر کا گلہ — ہر چند بر سبیلِ شکایت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۳

تر[۳]: (۱) بس کہ آئینے نے پایا گرمیِ رُخ سے گداز — دامنِ تمثال مثلِ برگِ گل تر ہو گیا — ص۳۰

(۲) ضبط سے مطلب بجز وارستگی، دیگر نہیں — دامنِ تمثال آبِ آئنہ سے تر نہیں — ص۲۶

(۳) دریاے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک — میرا سرِ دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا — ص۱۵۲

(۴) نہ رکھ چشمِ حصولِ نفع صحبت ہاے مُمسک سے — لبِ خشکِ صدف آبِ گہر سے تر نہیں ہوتا — ص۲۲۵

دیکھیے ـــــ: (۵)۔(۹) چشمِ تر [چار بار]۔ (۱۰) دیدۂ تر۔ (۱۱) گلِ تر۔ (۱۲) مژگانِ چشمِ تر۔

ترزباں: اس چمن میں ریشہ واری جس نے سر کھینچا اسدؔ! — تر زبانِ شکرِ لطفِ ساقیِ کوثر ہوا — ص۲۰

ترجبیں: (۱) بہ حسرت گاہِ نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں — خضر کو چشمۂ آبِ بقا سے ترجبیں پایا — ص۲۲

(۲) ترجبیں رکھتی ہے شرمِ قطرہ سامانی مجھے — موجِ گردابِ حیا ہے چینِ پیشانی مجھے — ص۸۶

ترجبینی: (۱) بے گریہ کمالِ ترجبینی ہے مجھے — در بزمِ وفا خجل نشینی ہے مجھے — ص۴۵۷

(۲) دیکھیے: گدازِ ترجبینی۔

ترازِ[۴] دوام: کاتبِ حکم نے بہ موجبِ حکم — اس رقم کو دیا ترازِ دوام — ص۳۸

---

۱ تدرو : ایک بار [مرکب]۔

۲ تذکرہ : ایک بار [مرکب]۔

۳ تر : سولہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: بارہ بار]۔

۴ تراز : تین بار [مرکب]۔

دیکھیے: ساماں طرازِ نازشِ اربابِ عجز، طوفاں طرازِ شوقِ خوں ریزی۔ [نیز دیکھیے: زینت طرازانِ چمن، وہم طرازانِ مجازی و حقیقی، ثنا طرازی، حُسن طرازی، سازِ چمن طرازیِ داماں، سحر طرازی، مدحت طرازی]۔

ترانہ خیز[1]: ضبطِ جنوں سے ہر بنِ مو ہے ترانہ خیز — یک نالہ بیٹھیے تو نیستاں اُٹھائیے — ص ۴۳

ترانۂ ہل من مزید: دیکھیے: مطربِ ترانۂ ہل من مزید۔

تراوش[2]: (۱) میرے ابہام پہ ہوتی ہے تصدق توضیح — میرے اجمال سے کرتی ہے تراوش تفصیل — ص ۱۳۳

(۲) نفی سے کرتی ہے اثبات تراوش گویا — دی ہے جائے دہن اُس کو دمِ ایجاد، نہیں — ص ۱۸۶

(۳) خمارِ ضبط سے بھی نشۂ اظہار پیدا ہے — تراوش شیرۂ انگور کی ہے مفتِ افشردن — ص ۳۲۹

تراویح[3]: (۱،۲) ہوتی ہے تراویح سے فرصت کب تک؟ — سنتے ہو تراویح میں کتنا قرآں؟ — ص ۳۱۳

تُربت[4]: پس از مُردن بھی دیوانہ زیارت گاہِ طفلاں ہے — شرارِ سنگ نے تربت پہ میری گل فشانی کی — ص ۲۰۷

تُربتِ فرہاد: سعیِ عاشق، بے فروغ افزائے آبِ روئے کار — ہے شرارِ تیشہ بہرِ تربتِ فرہاد، گُل — ص ۵۲

تربیت[5]: دیکھیے: فیضِ تربیت۔

ترحّم[6]: (۱) ترحّم میں ستم کوشوں کے، ہے سامانِ خوں ریزی — سرشکِ چشمِ یار، آبِ دمِ شمشیرِ ابرو ہے — ص ۹۸

(۲) دیکھیے: اقبالِ ترحّم۔

ترحّم آفریں: ہے ترحّم آفریں آرائشِ بیداد یہاں — اشکِ چشمِ دام ہے ہر دانۂ صیّاد یہاں — ص ۵۷

تردّد[7] دِگنی: دیکھیے: ہمہ بیتابِ تردّد دِگنی۔

ترسا[8]: دیکھیے: گبر و ترسا۔

ترسا بچہ: دیکھیے: عشقِ ترسا بچہ۔

تَرساں[9]: جراحت دوزیِ عاشق ہے جائے رحم، ترساں ہوں — کہ رشتہ، تارِ اشکِ دیدۂ سوزن نہ ہو جاوے — ص ۸۵

---

[1] ترانہ : ایک بار [مرکّب]۔
[2] تراوش : تین بار۔
[3] تراویح : دو بار۔
[4] تربت : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
[5] تربیت : ایک بار [مرکّب]۔
[6] ترحّم : تین بار [مرکّب: دو بار]۔
[7] تردّد : ایک بار [مرکّب]۔
[8] ترسا : دو بار [مرکّب]۔
[9] ترساں : ایک بار۔

ترقّی[1]: دیکھ لی جوشِ جوانی کی ترقّی بھی کہ اب — بدر کے مانند کاہش روز افزوں ہے مجھے ص۱۰۰

ترکِ تنہائی[2]: دیکھیے: حیلہ جوئے ترکِ تنہائی۔

ترکِ جستجو: ضعف سے ہے نے قناعت سے، یہ ترکِ جستجو — ہیں وبالِ تکیہ گاہِ ہمّتِ مردانہ ہم ص۱۷۷

ترکِ حجاب: دیکھیے: مقامِ ترکِ حجاب۔

ترکِ خود آرائی: کجا معزولیِ آئینہ، کو ترکِ خود آرائی؟ — نمودِ آب ہے اے سادہ پرکار! اِس بہانے میں ص۵۸

ترکِ دُنیا: کیا ہے ترکِ دُنیا کاہلی سے — ہمیں حاصل نہیں بے حاصلی سے ص۹۱

ترکِ رسوم: ہم موحّد ہیں، ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم — ملّتیں جب مٹ گئیں، اجزائے ایماں ہوگئیں ص۱۹۱

ترکِ صحبت: دیکھیے: عذرِ ترکِ صحبت۔

ترکِ لباسِ زعفرانی: ہوا ترکِ لباسِ زعفرانی دل کشا لیکن — ہنوز آفت نسب یک خندہ، یعنی چاک باقی ہے ص۱۰۷

ترکِ نبردِ عشق: اہلِ ہوس کی فتح ہے ترکِ نبردِ عشق — جو پانو اُٹھ گئے، وہی اُن کے علَم ہوئے ص۲۲۷

ترکِ وفا: (۱) اسد سے ترکِ وفا کا گماں وہ معنی ہے — کہ کھینچیے پرِ طائر سے صورتِ پرواز ص۴۳

(۲) ہم پر جفا سے ترکِ وفا کا گماں نہیں — اک چھیڑ ہے وگرنہ مراد امتحاں نہیں ص۱۸۸

(۳) ہم کوئی ترکِ وفا کرتے ہیں — نہ سہی عشق، مصیبت ہی سہی ص۲۲۱

تُرکِ فلک[3]: جمِ رُتبہ میکلوڈ بہادر کہ وقتِ رزم — تُرکِ فلک کے ہاتھ سے وہ چھین لیں حُسام ص۲۸۲

تُرکتاز[4]: یہ ترکتاز سے برہم کرے گا کشورِ رُوس — یہ لے گا بادشہِ چیں سے چھین تخت و کُلاہ ص۲۷۸

ترکش[5]: (۱) مثلِ گُل زخم ہے میرا بھی سناں سے تُوأم — تیرا ترکش ہی کچھ آبستنِ تیر نہیں ص۵۷

(۲) ہم تھے مرنے کو کھڑے، پاس نہ آیا نہ سہی — آخر اُس شوخ کے ترکش میں کوئی تیر بھی تھا ص۱۵۹

تُرنجِ زر[6]: تھا ترنجِ زر ایک، خسرو پاس — رنگ کا زرد، پر کہاں بو باس [آم کے بیان میں] ص۳۱

تریاق[7]: دیکھیے: قافیۂ تریاق۔

---

۱ ترقّی: ایک بار۔
۲ ترک: بارہا بار [مرتّب]۔
۳ تُرک: ایک بار [مرتّب]۔
۴ ترکتاز: ایک بار۔
۵ ترکش: دو بار۔
۶ تُرنج: ایک بار [مرتّب]۔
۷ تریاق: ایک بار [مرتّب]۔

ترياک[1]: دیکھیے: نشۂ تریاک۔

تریاکیِ قدیم[2]: تازہ نہیں ہے نشۂ فکرِ سخن مجھے — تریاکیِ قدیم ہوں دودِ چراغ کا — ص١٥٠

تزئین[3]: دیکھیے: کمالِ تجمل وتزئیں۔

تسبیح[4]: (١) ہوا ہے گریۂ بیباک ضبط سے تسبیح — ہزار دل پہ ہم ایک اختیار رکھتے ہیں — ص٦٣

(٢) ان سیم کے بیجوں کو کوئی کیا جانے — بھیجے ہیں جو ارمغاں شہِ والا نے
گن کر دیویں گے ہم دعائیں سو بار — فیروزے کی تسبیح کے ہیں یہ دانے — ص٢٥٣

(٣) ہزار دانے کی تسبیح چاہتا ہے بنے — بلا مبالغہ درکار ہے ہزار گرہ — ص٢٧٩

تسبیحِ اشک ہائے زمژگاں چکیدہ: کی متصل ستارہ شماری میں عمر صرف — تسبیحِ اشک ہائے ز مژگاں چکیدہ ہوں — ص٦١

تسبیحِ زاہداں: ہے تاک میں سلم ہوسِ صد قدح شراب — تسبیحِ زاہداں بہ کفِ مدعا گرو — ص٦٩

تسبیحِ مرجاں: بیاں کیا کیجیے بیدادِ کاوش ہائے مژگاں کا — کہ ہر یک قطرۂ خوں دانہ ہے تسبیحِ مرجاں کا — ص١٥٦

تسبیحِ کواکب: شامِ فراقِ یار میں، جوشِ خیرہ سری سے ہم نے اسدؔ — ماہ کو در تسبیحِ کواکب جائے نشینِ امام کیا — ص٢٧

تسبیحِ کوکب ہا: دیکھیے: رشتۂ تسبیحِ کوکب ہا۔

تسخیر[5]: دیکھیے ــــــ: (١) پروازِ چمن تسخیر۔ (٢) خرابِ وحشتِ تسخیر۔ (٣) دشتِ تسخیر۔ (٤) قابلِ تسخیر۔

تسخیرِ تماشا: دیکھیے: عرضِ تسخیرِ تماشا۔

تسخیرِ نالہ: دیکھیے: یک تبِ غمِ تسخیرِ نالہ۔

تسکین[6]: (١) جس قدر روحِ نباتی ہے جگر تشنۂ ناز — دے ہے تسکیں بہ دمِ آبِ بقا موجِ شراب — ص١٩٣

(٢) خیالِ مرگ کب تسکیں دلِ آزردہ کو بخشے — مرے دامِ تمنا میں ہے اک صیدِ زبوں وہ بھی — ص٢٠٢

(٣) سرگشتگی میں عالمِ ہستی سے یاس ہے — تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے — ص٢٠٣

(٤) تسکیں کو ہم نہ روئیں جو ذوقِ نظر ملے — حورانِ خلد میں تری صورت مگر ملے — ص٢٣٦

---

١ تریاک : ایک بار [مرکب]۔
٢ تریاکی : ایک بار [مرکب]۔
٣ تزئین : ایک بار [مرکب]۔
٤ تسبیح : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکب: پانچ بار]۔
٥ تسخیر : چھے بار [مرکب]۔
٦ تسکین : پندرہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: گیارہ بار]۔

دیکھیے ـــــــ: (۵) باج خواہِ تسکیں ۔ (۶) تہمت کشِ تسکیں ۔ (۷) شغلِ تسکیں ۔ (۸) مشقِ تسکیں ۔

تسکینِ اضطراب: وہ آکے خواب میں تسکینِ اضطراب تو دے ۔ ولے مجھے تپشِ دل مجالِ خواب تو دے ۔ ص ۲۲۳

تسکینِ بہ بیدنِ ہائے طفلِ دل: تصور بہرِ تسکینِ تپیدن ہائے طفلِ دل ۔ بہ باغِ رنگ ہائے رفتہ گلچینِ تماشا ہے ۔ ص ۸۴

تسکیں خیزِ بیدردی: دلِ آگاہ تسکیں خیزِ بیدردی نہ ہو یارب! ۔ نفس، آئینہ دارِ آہِ بے تاثیر بہتر ہے ۔ ص ۱۰۸

تسکیں دہِ صد محفل: وہمِ طربِ ہستی: ایجادِ سیہ مستی ۔ تسکیں دہِ صد محفل یک ساغرِ خالی ہے ۔ ص ۱۱۵

تسکینِ شعلۂ شمع: پروانے سے ہو شاید تسکینِ شعلۂ شمع ۔ آسائشِ وفا ہا: بیتابیِ جفا ہے ۔ ص ۹۳

تسکینِ کاوش ہائے بیدرداں: نہیں جز دردِ تسکینِ کاوش ہائے بیدرداں ۔ کہ موجِ گریہ میں صد خندۂ دنداں نما گم ہو ۔ ص ۶۸

تسکینِ ہوس: فریبِ بہرِ تسکینِ ہوس درکار ہے ورنہ ۔ بہ وہمِ زر گرہ میں باندھتے ہیں برقِ حاصل ہا ۔ ص ۲۳

تسلی[۱]: (۱) دلِ ناامید کیونکر بہ تسلی آشنا ہو ۔ جو اُمیدوار رہیے نہ بہ مرگِ ناگہانی ۔ ص ۱۰

(۲) اے تسلی! ہوسِ وعدہ، فریبِ افسوں ہے ۔ ورنہ کیا ہو نہ سکے نالہ بہ ساماں مجھ سے ۔ ص ۸۳

(۳) جگرِ تشنۂ آزار تسلی نہ ہوا ۔ جوئے خوں ہم نے بہائی بُنِ ہر خار کے پاس ۔ ص ۱۶۳

(۴) غلط نہ تھا ہمیں خط پر گماں تسلی کا ۔ نہ مانے دیدۂ دیدار جُو تو کیونکر ہو ۔ ص ۱۹۷

(۵) میں نامراد دل کی تسلی کو کیا کروں؟ ۔ مانا کہ تیرے رُخ سے نگہ کام یاب ہے ۔ ص ۲۰۶

(۶) نہ ہوئی گر مرے مرنے سے تسلی، نہ سہی ۔ امتحاں اور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی ۔ ص ۲۰۹

دیکھیے ـــــــ: (۷) آئینہ پردازِ تسلی ۔ (۸) پیغامِ تسلی ۔ (۹) حسرتِ تسلی ۔ (۱۰) صد ساغرِ تسلی ۔ (۱۱) گلچینِ گلستانِ تسلی ۔ (۱۲) منت کشِ گلبانگِ تسلی ۔ (۱۳) وجہِ تسلی ۔ (۱۴) ہم رنگِ تسلی ۔

تسلیِ شعاع: دیکھیے: درسِ تسلیِ شعاع۔

تسلی گرِ وطن: دیکھیے: غریبِ تسلی گرِ وطن۔

تسلیم[۲]: (۱) بہ عجز آباد وہمِ مدعا تسلیم، شوخی ہے ۔ تغافل کو نہ کر مغرور تمکیں آزمائی کا ۔ ص ۱۹

---

[۱] تسلی : پندرہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: دس بار]۔
تسلی گر : ایک بار [مرکب]۔

[۲] تسلیم : چوبیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: سولہ بار]۔

(۲) اسدؔ! سودائے سر سبزی سے، ہے تسلیم رنگیں تر — کہ کشتِ خشک اُس کا، ابرِ بے پروا خرام اُس کا — ص ۲۳

(۳) بہ رنگِ سایہ ہمیں بندگی میں ہے تسلیم — کہ داغِ دل بہ جبینِ گشادہ رکھتے ہیں — ص ۶۰

(۴) تسلیم سے یہ نالۂ موزوں ہوا حصول — اے بے خبر! میں نغمۂ چنگِ خمیدہ ہوں — ص ۶۱

(۵) دعوائے جنوں باطل، تسلیم عبث حاصل — پرواز فنا مشکل، میں عجز تن آسانی — ص ۱۰۹

(۶) تیری مدحت کے لیے ہیں دل و جاں، کام و زباں — تیری تسلیم کو ہیں لوح و قلم، دست و جبیں — ص ۱۳۵

(۷) عشق و مزدوریِ عشرت گہِ خسرو، کیا خوب! — ہم کو تسلیم نکونامیِ فرہاد نہیں — ص ۱۸۶

(۸) ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے — بے نیازی تری عادت ہی سہی — ص ۲۲۱

دیکھیے ـــــــ: (۹) بادہ بہ دستِ تسلیم۔ (۱۰) بیکاریِ تسلیم۔ (۱۱) خمِ تسلیم۔ (۱۲) دستِ تسلیم۔ (۱۳) ساغرِ کشِ تسلیم۔ (۱۴) سراپا یک خمِ تسلیم۔ (۱۵) سرِ جادۂ شرعِ تسلیم۔ (۱۶) عالمِ تسلیم۔ (۱۷) محرومیِ تسلیم۔

تسلیم آئیں: دیکھیے: قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں۔

تسلیمِ تمنا: دیکھیے: ذوقِ تسلیمِ تمنا۔

تسلیمِ خلت مشرباں: دیکھیے: رتبۂ تسلیمِ خلت مشرباں۔

تسلیمِ زمیں گیراں: ہووے نہ غبارِ دلِ تسلیمِ زمیں گیراں — مغرور نہ ہو ناداں! سر تا سرِ گیتی ہے — ص ۱۱۵

تسلیم فروشی: اُس قامتِ رعنا کی جہاں جلوہ گری ہے — تسلیم فروشی روشِ کبکِ دری ہے — ص ۲۵۳

تسلیم و رضا: دیکھیے: خوبیِ تسلیم و رضا۔

تسلیمِ ہوش: دیکھیے: اجازتِ تسلیمِ ہوش۔

تسمہ[1]: دیکھیے: اک تسمہ۔

تسکیں[2]: دیکھیے: اہلِ تسکیں۔

تشتِ ماہ تاب: شب کہ تھا نظارگی روئے بتاں کا اے اسدؔ! — گر گیا بامِ فلک سے صبح تشتِ ماہ تاب — ص ۳۱

تشنہ[4]: دیکھیے: جگر تشنۂ صد رنگ ظہور۔

---

۱ تسمہ : ایک بار [مرتب]۔
۲ تسکیں : ایک بار [مرتب]۔
۳ تشت : ایک بار [مرتب]۔
۴ تشنہ : انیس بار [مرتب]۔

تشنہ کام: مَیں اور بزمِ مے سے یوں تشنہ کام آؤں! گر میں نے کی تھی توبہ، ساقی کو کیا ہوا تھا؟ ص ۱۵۸

تشنہ کامی: (۱) ہے یاس میں اسدؔ کو ساقی سے بھی فراغت دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی ص ۷۵

(۲) دیکھیے: بشمارِ تشنہ کامی۔

تشنہ لب: غیر لیں محفل میں بوسے جام کے ہم رہیں یوں تشنہ لب پیغام کے ص ۲۵۰

تشنہ لبِ کربلا: وہ، جس کے ماتمیوں پر ہے سلسبیل، سبیل شہیدِ تشنہ لبِ کربلا کہیں اُس کو! ص ۲۸۵

تشنہ لبی: دیکھیے: جوشِ تشنہ لبی۔

تشنۂ آزار: دیکھیے: جگرِ تشنۂ آزار۔

تشنۂ تقریر: دیکھیے: لبِ تشنۂ تقریر۔

تشنۂ خوں: (۱) بلا سے، گر مژۂ یار تشنۂ خوں ہے رکھوں کچھ اپنی بھی مژگانِ خوں فشاں کے لیے ص ۲۳۶

(۲) شہرِ دہلی کا ذرہ ذرۂ خاک تشنۂ خوں ہے ہر مسلماں کا ص ۲۶۰

تشنۂ خونِ تماشا: ~~تشنۂ خونِ تماشا جو~~ وہ پانی مانگے آئنہ رخصتِ اندازِ روانی مانگے ص ۷۸

تشنۂ خونِ دل و دیدہ: بے دماغِ تپشِ رشک ہوں اے جلوۂ حسن! تشنۂ خونِ دل و دیدہ ہے پیماں میرا ص ۲۱

تشنۂ خونِ دو عالم: رشکِ نظارہ تھی یک برقِ تجلی کہ ہنوز تشنۂ خونِ دو عالم ہوں بہ عرضِ تکرار ص ۶

تشنۂ سرشارِ تمنا: وہ تشنۂ سرشارِ تمنا ہوں کہ جس کو ہر ذرہ بہ کیفیتِ ساغر نظر آوے ص ۱۱۳

تشنۂ سعیِ امتحاں: اے بہ سرابِ حسن خلق تشنۂ سعیِ امتحاں! شوق کو منفعل نہ کر، ناز کو التجا سمجھ ص ۷۲

تشنۂ فریاد: دیکھیے: جگرِ تشنۂ فریاد۔

تشنۂ لبِ دوختن: میں ہوں سرابِ یک تپش آموختن ہنوز زخمِ جگر ہے تشنۂ لبِ دوختن ہنوز ص ۳۲

تشنۂ ناز: دیکھیے: جگرِ تشنۂ ناز۔

تشنگی[1]: (۱) لبِ خشک در تشنگی مردگاں کا زیارت کدہ ہوں دل آزردگاں کا ص ۱۳۸

(۲) دیکھیے: تابِ عرضِ تشنگی۔

---

[1] تشنگی : تین بار [مرتب]۔

تشنگیِ شوق:	نہ باندھے تشنگیِ شوق کے مضموں غالبؔ!	گرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا	ص ۱۳۵
تشویش[۱] :	دیکھیے: پیمانۂ اندازۂ تشویش۔		
تشویشِ مرہم:	فراغت کس قدر رہتی مجھے تشویشِ مرہم سے	بہم گر صلح کرتے پارہ ہاے دل نمک داں پر	ص ۱۶۷
تصدّق[۲] :	میرے ابہام پہ ہوتی ہے تصدّق توضیح	میرے اجمال سے کرتی ہے تراوش تفصیل	ص ۱۳۲
تصرّف[۳] :	تصرّف وحشیوں میں ہے تصوّرہاے مجنوں کا	سوادِ چشمِ آہو عکسِ خالِ روے لیلا ہے	ص ۸۳
	(۲) گر تبِ آسودۂ مژگاں تصرّف وا کرے	رشتۂ پا، شوخیِ بالِ نفس پیدا کرے	ص ۱۰۱
تصوّر[۴] :	(۱) موجِ ابروے قضا جس کے تصوّر سے دونیم	ہم سے جس کے دلِ شحنۂ تقدیر فگار [ذوالفقار کے لیے]	ص ۵
	(۲) شگفتن کمیں گاہِ تقریب جوئی	تصوّر ہوں بے موجب آزردگاں کا	ص ۱۸
	(۳) بہ وقتِ سرنگونی ہے تصوّر انتظارستاں	نگہ کو آبلوں سے شغل ہے اختر شماری کا	ص ۱۹
	(۴) نہ بخشی فرصتِ یک شبنمستاں جلوۂ خور نے	تصوّر نے کیا ساماں ہزار آئینہ بندی کا	ص ۲۶
	(۵) ہوا نے ابر سے کی موسمِ گل میں نمد بافی	کہ تھا آئینۂ خور پر تصوّر زنگ بستن کا	ص ۲۷
	(۶) ہے ہوس محمل بہ دوشِ شوخیِ ساقیِ مست	نشۂ مے کے تصوّر میں نگہبانی عبث	ص ۳۳
	(۷) ہے تصوّر میں نہاں سرمایۂ صد گلستاں	کاسۂ زانو ہے مجھ کو بیضۂ طاؤس و بس	ص ۳۶
	(۸) ہے تصوّر صافیِ قطعِ نظر از غیرِ یار	لختِ دل سے لاوے ہے شمعِ خیال آبادہ گل	ص ۵۲
	(۹) گزرا جو آشیاں کا تصوّر بہ وقتِ بند	مژگانِ چشمِ دام ہوئے خار و خس تمام	ص ۵۵
	(۱۰) کیوں اسے گوہرِ نایاب تصوّر کیجے	کیوں اسے مردمکِ دیدۂ عنقا کہیے	ص ۱۳۲
	(۱۱) موجۂ گل سے چراغاں ہے گزرگاہِ خیال	ہے تصوّر میں زبس جلوہ نما موجِ شراب	ص ۱۶۳
	(۱۲) نہ ہو بہ ہرزہ بیاباں نوردِ وہمِ وجود	ہنوز تیرے تصوّر میں ہے نشیب و فراز	ص ۱۷۱
	(۱۳) تھی وہ اک شخص کے تصوّر سے	اب وہ رعنائیِ خیال کہاں!	ص ۱۸۲

---

[۱] تشویش : دوبار [مرکب]۔
[۲] تصدّق : ایک بار۔
[۳] تصرّف : دوبار۔
[۴] تصوّر : چھبّیس بار [مفرد: سولہ بار، مرکب: دس بار]۔
تصوّرہا : دوبار [مرکب]۔

(۱۴) ہوسِ گل کا تصور میں بھی کھٹکا نہ رہا — عجب آرام دیا بے پر و بالی نے مجھے — ص۲۲۲

(۱۵) نقشہ ہے سر انگشتِ حنائی کا تصور — دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی — ص۲۲۸

(۱۶) یاد آیا جو وہ کہنا کہ نہیں، واہ! غلط — کی تصور نے بہ صحرائے ہوس راہ غلط — ص۲۹۳

دیکھیے ــــــ: (۱۷) پختگی ہائے تصور۔ (۱۸) خیالِ سادگی ہائے تصور۔ (۱۹) فہمِ تصور۔ (۲۰) گرمیِ تصور۔

(۲۱) نظر بندِ تصور۔ (۲۲)، (۲۳) ہنگامِ تصور (دوبار)

تصورِ جاناں: جی ڈھونڈھتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن — بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے — ص۲۲۶

تصورکردنی: ہے ریا کا رتبہ بالاتر تصور کردنی — تیرگی سے داغ کی مہ سیم مس اندودہ ہے — ص۱۰۳

تصورہائے مجنوں: تصرّف وحشیوں میں ہے تصورہائے مجنوں کا — سوادِ چشمِ آہو عکسِ خالِ روئے لیلا ہے — ص۸۳

تصورہائے ہم دوشی: ہوں تصورہائے ہم دوشی سے بدستِ شراب — حیرتِ آغوشِ خوباں ساغرِ بلّور ہے — ص۹۳

تصورِ یار: کرتے ہوئے تصورِ یار آئے ہے حیا — کیا فائدہ کہ منّتِ بیگانہ کھینچیے — ص۱۰۵

تصوف[۱]: دیکھیے: مسائلِ تصوف۔

تصویر[۲]: (۱) ضعف آئنہ پردازیِ دستِ دگراں ہے — تصویر کے پردے میں مگر رنگ نکالوں — ص۶۱

(۲) کمالِ حُسن اگر موقوفِ اندازِ تغافل ہو — تکلف برطرف، تجھ سے تری تصویر بہتر ہے — ص۱۰۸

(۳) کھینچے گر مانیِ اندیشہ چمن کی تصویر — سبز مثلِ خطِ نوخیز ہو خطِ پرکار — ص۱۳۲

(۴) شوق ہر رنگ رقیبِ سروساماں نکلا — قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا — ص۱۳۳

(۵) آنکھ کی تصویر سرنامے پہ کھینچی ہے کہ تا — تجھ پہ کھل جاوے کہ اس کو حسرتِ دیدار ہے — ص۲۱۲

(۶) سیاہی جیسے گر جاوے دمِ تحریر کاغذ پر — مری قسمت میں یوں تصویر ہے شب ہائے ہجراں کی — ص۲۲۱

دیکھیے ــــــ: (۷) آئینہ تصویر۔ (۸)، (۹) بلبلِ تصویر [دوبار]۔ (۱۰) پیکرِ تصویر۔ (۱۱) گردۂ تصویر۔

(۱۲) نگہِ دیدۂ تصویر۔

تصویرِ چاک: دیکھیے: یک تصویرِ چاک۔

---

[۱] تصوف : ایک بار [مرکب]۔

[۲] تصویر : تیس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: چوبیس بار]۔ — تصویریں: دوبار۔

تصویر بہ پشتِ آئینہ: عکسِ رُخِ افروختہ تھا تصویر بہ پشتِ آئینہ — شوخ نے وقتِ حُسن ترازی تمکیں سے آرام کیا — ص ۲۶

تصویرِ زمیں: دیکھیے: گردۂ تصویرِ زمیں۔

تصویرِ عریاں: (۱) اسدؔ! بزمِ تماشا میں تغافل، پردہ داری ہے — اگر ڈھانپے تو آنکھیں ڈھانپ ہم تصویرِ عریاں ہیں — ص ۶۳

(۲) دیکھیے: پردۂ تصویرِ عریاں۔

تصویر نما: دیکھیے ___: (۱) آئینۂ تصویر نما۔ (۲) بزمِ آئینۂ تصویر نما۔

تصویرِ نہالی: دلِ بیمار از خود رفتہ تصویرِ نہالی ہے — کہ مژگاں ریشہ دارِ نیستانِ شیرِ قالی ہے — ص ۷۹

تصویریں: (۱) خیالِ سادگی ہائے تصور نقشِ حیرت ہے — پرِ عنقا پہ رنگِ رفتہ سے کھینچی ہیں تصویریں — ص ۶۳

(۲) بتانِ شوخ کی تمکینِ بعد از قتل کی حیرت — بیاضِ دیدۂ نخچیر پر کھینچے ہے تصویریں — ص ۶۵

تضاد[۱]: (۱) تجھ میں اور غیر میں نسبت ہے ولیکن بہ تضاد — وصیِ ختمِ رُسُل تو ہے بہ اثباتِ یقیں — ص ۹

تعب[۲]: دیکھیے: (۱)، (۲) صدرنج و تعب [دوبار]۔

تعب کش: اگر آرزو ہے راحت تو عبث بہ خوں تپیدن — کہ خیال ہو تعب کش بہ ہوائے کامرانی — ص ۱۰

تعبوں: مت پوچھ اسدؔ! غصۂ کم فرصتیِ زیست — دو دن بھی جو کاٹے تو قیامت تعبوں سے — ص ۴۷

تعبیر[۳]: بہ زلفِ مہ وشاں رہتی ہے شب بیدار، ظاہر ہے — زبانِ شانہ سے تعبیر صد خوابِ پریشاں کی — ص ۴۵۲

دیکھیے ___: (۲) آشنا تعبیرِ خوابِ سبزۂ بیگانہ۔ (۳) آئینۂ تعبیر۔

تعبیرِ آگاہی: کس سے اے غفلت! تجھے تعبیرِ آگاہی ملے؟ — گوش ہا سیمابی و دل بے قرارِ نغمہ ہے — ص ۸۶

تعبیریں: ہجومِ سادہ لوحی پنبۂ گوشِ حریفاں ہے — وگرنہ خواب کی مُضمر ہیں افسانے میں تعبیریں — ص ۶۳

تعجب[۴]: (۱) اسدؔ! مت رکھ تعجب خر دماغی ہائے منعم کا — کہ یہ نامرد بھی شیر افگنِ میدانِ قالی ہے — ص ۷۹

(۲) زبس طوفانِ آب و گِل ہے غافل! کیا تعجب ہے — کہ ہر یک گرد بادِ گلستاں گرداب ہو جاوے — ص ۱۰۵

(۳) قیامت ہے کہ سُن لیلیٰ کا دشتِ قیس میں آنا — تعجب سے وہ بولا: یوں بھی ہوتا ہے زمانے میں! — ص ۱۸۰

---

۱ تضاد : ایک بار [مرکب]۔
۲ تعب : تین بار [مرکب]۔
تعبوں : ایک بار۔
۳ تعبیر : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
تعبیریں : ایک بار۔
۴ تعجب : چار بار۔

(۴) کیا تعجب ہے جو اُس کو، دیکھ کر آجائے رحم — وھاں تلک کوئی کسی حیلے سے پہنچادے مجھے — ص ۳۳۴

تعجیل[۱]: نیک ہوتی مری حالت تو نہ دیتا تکلیف — جمع ہوتی مری خاطر تو نہ کرتا تعجیل — ص ۱۳۴

تعریف[۲]: سُنتے ہیں جو بہشت کی تعریف، سب درست — لیکن خدا کرے وہ ترا جلوہ گاہ ہو! — ص ۱۹۷

تعزیت[۳]: دیکھیے ـــــــ : (۱) پیامِ تعزیت۔ (۲) ناسورِ چشمِ تعزیت۔

تعزیت آبادِ عشق: دیکھیے: بہارِ تعزیت آبادِ عشق۔

تعزیتِ مہرووفا: غم سے مرتا ہوں کہ اِتنا نہیں دُنیا میں کوئی — کہ کرے تعزیتِ مہر و وفا میرے بعد — ص ۱۲۶

تعزیر[۴]: دیکھیے: لائقِ تعزیر۔

تعلیمِ مسیحا[۵]: دیکھیے: رنجِ تعلیمِ مسیحا۔

تعلق[۶]: (۱) بہ فریبِ آشنائی، بہ خیالِ بے وفائی — نہ رکھ آپ سے تعلق مگر ایک بدگمانی — ص ۹

(۲) کچھ نہیں حاصل تعلق میں بغیر از کشمکش — اے خوشا! رندے کہ مرغِ گلشنِ تجرید ہے — ص ۱۰۳

(۳) قطع کیجے نہ تعلق ہم سے — کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی — ص ۲۲۰

تعلیم[۷]: (۱) پرتوِ خُور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم — میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہوتے تک — ص ۱۷۵

(۲) نثرِ مدحت سرائے ابراہیم — ہے مقرّر جو اب پئے تعلیم — ص ۳۶۷

تعلیمِ خارائی: جانِ عاشق حالِ صد غلبۂ تاثیر ہے — دل کو اے بیداد خو! تعلیمِ خارائی عبث — ص ۳۲

تعلیمِ درسِ بےخودی: دیکھیے: فنا تعلیمِ درسِ بےخودی۔

تعلیمِ رنج: ساقی و تعلیمِ رنج، محفل و تمکیں گراں — سیلیِ اُستاد ہے ساغرِ بے مُل ہنوز — ص ۳۳

تعلیمِ ضبط: گر نگاہِ گرم فرماتی رہی تعلیمِ ضبط — شعلہ خس میں، جیسے خوں رگ میں، نہاں ہوجائے گا — ص ۱۵۱

تعمیر[۸]: (۱) خشتِ پشتِ دستِ عجز و قالب آغوشِ وداع — پُر ہوا ہے سَیل سے پیمانہ کس تعمیر کا؟ — ص ۱۱

---

۱ تعجیل : ایک بار۔
۲ تعریف : ایک بار۔
۳ تعزیت : تین بار [مرکّب]۔
تعزیت آباد : ایک بار [مرکّب]۔
۴ تعزیر : ایک بار [مرکّب]۔
۵ تعلیم : ایک بار [مرکّب]۔ ۶ تعلق : تین بار۔
۷ تعلیم : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۸ تعمیر : بارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: نو بار]۔

(۲) مری تعمیر میں مُضمر ہے اک صورت خرابی کی | ہیولیٰ برقِ خرمن کا ہے خونِ گرم دہقاں کا | ص۱۵۶

(۳) گھستے گھستے پانو میں زنجیر آدھی رہ گئی | مرگئے، پر قبر کی تعمیر آدھی رہ گئی [مخمس کا پہلا شعر] | ص۲۸۹

دیکھیے ___: (۴) آئنہ تعمیر۔ (۵) اک حسرتِ تعمیر۔ (۶) حسرتِ تعمیر۔ (۷) صیادِ کمیں خانۂ تعمیر۔ (۸) یک بیاباں حسرتِ تعمیر۔

تعمیرِ بنائے خانہ بربادی: کرے ہے حُسنِ ویراں کارروے سادہ رویاں پر | غبارِ خط سے تعمیرِ بنائے خانہ بربادی | ص۳۵۱

تعمیرِ خرابی ہائے دل: دیکھیے: فکرِ تعمیرِ خرابی ہائے دل۔

تعمیرِ حرا: وہ شہنشاہ کہ جس کی پئے تعمیرِ حرا | چشمِ جبریل ہوئی قالبِ خشتِ دیوار | ص۱۳۲

تعمیرِ کائنات: دیکھیے: سرِ تعمیرِ کائنات۔

تعویذِ بازو:[۱] (۱) خودآرا وحشتِ چشمِ پری سے شب وہ بدخو تھا | کہ موم، آئینۂ تمثال کو تعویذِ بازو تھا | ص۲۱

(۲) اسدؔ! گر نامِ والائے علیؑ تعویذِ بازو ہو | غریقِ بحرِ خوں، تمثال در آئینہ رہتا ہے | ص۸۴

(۳) کرے ہے دست فرسودِ ہوس وہمِ توانائی | پر افشاندہ در کنجِ قفس تعویذِ بازو ہے | ص۹۸

تغافل:[۲] (۱) تغافل بدگمانی، بلکہ میری سخت جانی سے | نگاہِ بے حجابِ ناز کو بیمِ گزند آیا | ص۱۱

(۲) بہ عجز آبادِ وہمِ مدعا تسلیم، شوخی ہے | تغافل کو نہ کر مغرورِ تمکیں آزمائی کا | ص۱۶

(۳) تغافل آئنہ دارِ خموشیِ دل ہے | ہوئی ہے محو بہ تقریبِ امتحاں فریاد | ص۳۷

(۴) اسدِ خستہ گرفتارِ دو عالم اوہام | مشکل آساں کُن یک خلق! تغافل تا چند؟ | ص۳۹

(۵) تغافل: کمیں گاہِ وحشت شناسی | نگہبانِ دل ہائے اغیار ہیں ہم | ص۵۵

(۶) اسدؔ! بزمِ تماشا میں تغافل، پردہ داری ہے | اگر ڈھانپے تو آنکھیں ڈھانپ، ہم تصویرِ عریاں ہیں | ص۶۳

(۷) عشق کے تغافل سے ہرزہ گرد ہے عالم | روئے شش جہت آفاق پشتِ چشمِ رنداں ہے | ص۸۹

(۸) سادگیؔ و پُرکاری، بے خودیؔ و ہشیاری | حُسن کو تغافل میں جُرأت آزما پایا | ص۱۳۲

---

۱ تعویذ : تین بار [مرکب]۔ — تغافل ہا : تین بار [مرکب]۔

۲ تغافل : پینتیس بار [مفرد: چودہ بار، مرکب: اکیس بار]۔

(۹) ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن — خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہوتے تک — ص ۱۷۵

(۱۰) ظلم کر ظلم اگر لطف دریغ آتا ہو — تو تغافل میں کسی رنگ سے معذور نہیں — ص ۱۸۵

(۱۱) جان کر کیجیے تغافل کہ کچھ اُمید بھی ہو — یہ نگاہِ غلط انداز تو سَم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

(۱۲) تم وہ نازک کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو — ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

(۱۳) درسِ عنوانِ تماشا بہ تغافل خوش تر — ہے نگہ رشتۂ شیرازۂ مژگاں مجھ سے — ص ۲۱۱

(۱۴) بہت دنوں میں تغافل نے تیرے پیدا کی — وہ اک نگہ کہ بہ ظاہر نگاہ سے کم ہے — ص ۲۲۹

(۱۵) کرنے گئے تھے اُس سے تغافل کا ہم گلہ — کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئے — ص ۲۲۹

دیکھیے ـــــــ: (۱۶) اصطلاحاتِ اسیرانِ تغافل۔ (۱۷) اندازِ تغافل۔ (۱۸) پامردِ تغافل۔ (۱۹) طرزِ تغافل۔ (۲۰) طلسمِ حُسنِ تغافل۔ (۲۱) طوفانِ تغافل۔ (۲۲) عناں گیرِ تغافل۔ (۲۳) کسوتِ عروجِ تغافل۔ (۲۴) کشتۂ تغافل۔ (۲۵) کمیں گاہِ تغافل۔ (۲۶) محوِ تغافل۔ (۲۷) مستِ تغافل۔ (۲۸) مشقِ تغافل۔ (۲۹) معذورِ تغافل۔ (۳۰) موقوفِ اندازِ تغافل۔ (۳۱) مہمانِ تغافل۔ (۳۲) نذرِ تغافل۔

تغافلِ ابروے یار: دیکھیے: کفِ تغافلِ ابروے یار۔

تغافل دوست: تغافل دوست ہوں، میرا دماغِ عجز عالی ہے — اگر پہلو تہی کیجیے تو جا میری بھی خالی ہے — ص ۲۰۹

تغافل مشربی: تغافل مشربی سے ناتمامی بس کہ پیدا ہے — نگاہِ نازِ چشمِ یار میں زُنّار مینا ہے — ص ۸۳

تغافل ہاے تمکیں آزما: نگاہِ بے محابا چاہتا ہوں — تغافل ہاے تمکیں آزما کیا! — ص ۱۵۷

تغافل ہاے ساقی: نَفَس موجِ محیطِ بے خودی ہے — تغافل ہاے ساقی کا گِلا کیا؟ — ص ۱۵۷

تغافل ہاے شوق: دیکھیے: حیرت آبادِ تغافل ہاے شوق۔

تغیّر[1]: صفاے حیرتِ آئینہ ہے سامانِ زنگ آخر — تغیّرِ آبِ برجا ماندہ کا پاتا ہے رنگ آخر — ص ۱۶۸

تَف[2]: ہے مساسِ دستِ افسوس آتش انگیزِ تپش — بے تکلف آپ پیدا کر کے تَف جلتا ہوں میں — ص ۹۳

تفِ فرقت: دل و جگر تفِ فرقت سے جل کے خاک ہوئے — ولے ہنوز خیالِ وصال خام رہا — ص ۳۰

---

[1] تغیّر : ایک بار۔

[2] تف : تین بار [مرتّب: دو بار]۔

تفِ نالہ: دیکھیے: سُراغِ تفِ نالہ۔

تفتہ[۱]: دیکھیے: لب ہائے تفتہ۔

تفتۂ وادی: دیکھیے: ریگِ تفتۂ وادی۔

تفرقہ[۲]: فرد اودی کا تفرقہ یک بار مٹ گیا — کل تم گئے کہ ہم پہ قیامت گزر گئی — ص ۲۳۳

تفصیل[۳]: میرے ابہام پہ ہوتی ہے تصدق توضیح — میرے اجمال سے کرتی ہے تراوش تفصیل — ص ۱۲۳

تفضلات[۴]: میری سنو کہ آج تم اس سرزمین پہ — حق کے تفضلات سے ہو مرجعِ انام — ص ۲۸۲

تقاضا[۵]: (۱) گُل سربسر اشارۂ جَیبِ دریدہ ہے — نازِ بہار جز بہ تقاضا نہ کھینچیے — ص ۱۰۶

(۲) تمنائے زباں محوِ سپاسِ بے زبانی ہے — مٹا جس سے تقاضا شکوۂ بے دست و پائی کا — ص ۱۳۶

(۳) دل اُس کو، پہلے ہی ناز و ادا سے، دے بیٹھے — ہمیں دماغ کہاں حُسن کے تقاضا کا — ص ۱۳۸

(۴) کاوش کا دل کرے ہے تقاضا کہ ہے ہنوز — ناخن پہ قرض اُس گرہِ نیم باز کا — ص ۱۵۵

(۵) فلک سے ہم کو عیشِ رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے! — متاعِ بُردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر — ص ۱۶۸

(۶) تم کون سے تھے ایسے کھرے داد و ستد کے — کرتا ملکُ الموت تقاضا کوئی دن اور — ص ۱۷۱

دیکھیے ـــــــ: (۷) تقریبِ تقاضا۔ (۸) پریشانِ تقاضا۔

تقاضائے جفا: نالہ جُز حُسنِ طلب اے ستم ایجاد! نہیں — ہے تقاضائے جفا، شکوۂ بیداد نہیں — ص ۱۸۶

تقاضائے نگہ: جلوہ از بس کہ تقاضائے نگہ کرتا ہے — جوہرِ آئنہ بھی چاہے ہے مژگاں ہونا — ص ۱۵۰

تقدس[۶] آثار: دیکھیے: بارِگِ ہمایونِ تقدس آثار۔

تقدیر[۷]: (۱) اُس انجمنِ ناز کی کیا بات ہے غالبؔ! — ہم بھی گئے وھاں اور تری تقدیر کو رو آئے — ص ۲۳۸

دیکھیے ـــــــ: (۲) بدنامیِ تقدیر۔ (۳) دلِ شحنۂ تقدیر۔ (۴) شائبۂ خوبیِ تقدیر۔ (۵) فرمانِ خطِ تقدیر۔

تقریب[۸]: (۱) غمِ دُنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اُٹھانے کی — فلک کا دیکھنا، تقریب تیرے یاد آنے کی — ص ۲۰۲

---

۱ تفتہ : دو بار [مرکب]۔

۲ تفرقہ : ایک بار۔

۳ تفصیل : ایک بار۔

۴ تفضلات : ایک بار۔

۵ تقاضا : دس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: پانچ بار]۔

۶ تقدس : ایک بار [مرکب]۔

۷ تقدیر : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔

۸ تقریب : گیارہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: نو بار]۔

(۲) سیکھے ہیں مہ رُخوں کے لیے ہم مصوّری — تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیے — ص ۲۱۹

(۳) دیکھیے: کمیں گرِ تقریب۔

تقریبِ امتحاں: تغافل آئنہ دارِ خموشیِ دل ہے — ہوئی ہے محو بہ تقریبِ امتحاں فریاد — ص ۳۷

تقریبِ تقاضا: بہ بزمِ مے پرستی حسرتِ تکلیف بیجا ہے — کہ جامِ بادہ کف برلب بہ تقریبِ تقاضا ہے — ص ۸۴

تقریب جوئی: دیکھیے: کمیں گاہِ تقریب جوئی۔

تقریبِ سفر: جب بہ تقریبِ سفر یار نے محمل باندھا — تپشِ شوق نے ہر ذرّے پہ اک دل باندھا — ص ۱۳۲

تقریبِ عیدِ ماہِ صیام: تجھ کو کیا پایہ روشناسی کا؟ — جز بہ تقریبِ عیدِ ماہِ صیام — ص ۱۳۶

تقریبِ مضامینِ خمارہ: ناامیدی نے بہ تقریبِ مضامینِ خمار — کوچۂ موج کو خمیازۂ ساحل باندھا — ص ۱۳

تقریبِ نالہ: دیکھیے: کمینِ شوخیِ تقریبِ نالہ۔

تقریبِ نگارش ہائے سطرِ شعلہ: کرے ہے لطفِ انداز برہنہ گوُ خوباں — بہ تقریبِ نگارش ہائے سطرِ شعلہ، یادِ آتش — ص ۳۷

تقریر[1]: (۱) گئے وہ دن کہ نادانستہ غیروں کی وفاداری — کیا کرتے تھے تم تقریر، ہم خاموش رہتے تھے — ص ۱۲۳

(۲) دیکھنا تقریر کی لذّت کہ جو اُس نے کہا — میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے — ص ۲۳۱

(۳) کی ہم نفسوں نے اثرِ گریہ میں تقریر — اچھے رہے آپ اُس سے مگر مجھ کو ڈبو آئے — ص ۲۳۸

(۴) نہیں کرنے کا میں تقریر ادب سے باہر — میں بھی ہوں محرمِ اسرار، کہوں یا نہ کہوں؟ — ص ۲۹۸

(۵) جورِ زلف کی تقریر پیچ و تابِ خاموشی — ہند میں اسدؔ نالاں، نالہ در صفاہاں ہے — ص ۳۵۳

دیکھیے ـــــ: (۶) اندازۂ تقریر۔ (۷) سوزِ شمعِ مجلسِ تقریر۔ (۸) صورتِ تقریر۔ (۹) عالمِ تقریر۔ (۱۰) گدائے طاقتِ تقریر۔ (۱۱) لبِ تشنۂ تقریر۔

تقریرِ عشق: دیکھیے لذّتِ تقریرِ عشق۔

تقریریں: چند آہنگیِ ہستی و سعیِ نالہ فرسائی — غبار آلودہ ہیں جوں دودِ شمعِ کشتہ تقریریں — ص ۶۳

تقصیر[2]: (۱) خانمانِ جبریاں غافل از معنی خراب — جب ہوئے ہم بے گنہ، رحمت کی کیا تقصیر ہے؟ — ص ۹۵

---

[1] تقریر : بارہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: سات بار]۔
تقریریں : ایک بار۔

[2] تقصیر : تین بار [مرکب: ایک بار]۔

(٢)، (٣) جب کرم رخصتِ بیباکی و گستاخی دے — کوئی تقصیر بجز خجلتِ تقصیر نہیں — ص١٨٢

تقلید[١]: قیس بھاگا شہر سے، شرمندہ ہو کر سوے دشت — بن گیا تقلید سے میری یہ سودائی عبث — ص٣٢

تقلیدِ تنگ ظرفیِ منصور: قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا لیکن — ہم کو تقلیدِ تنک ظرفیِ منصور نہیں — ص١٨٥

تقلیل[٢]: تا ترے وقت میں ہو عیش و طرب کی توفیر — تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقلیل — ص١٢٣

تقویٰ[٣]: دیکھیے: جادۂ سر منزلِ تقویٰ۔

تکبیر[٤]: سب ہی پڑھتا کاش! کیوں تکبیر آدھی رہ گئی — [تضمین]۔ — ص٢٨٩

تکرار[٥]: (١) اے خوشا! مکتبِ شوق و بلدستانِ مراد — سبقِ نازکی ہے عجز کو صد جا تکرار — ص٣

(٢) بس کہ لیتا ہوں ہر مہینے قرض — اور رہتی ہے سود کی تکرار — ص١٣٦

(٣) دونوں جہان دے کے وہ سمجھے یہ خوش رہا — یاں آ پڑی یہ شرم کہ تکرار کیا کریں! — ص١٩١

(٤) ہم اور فسردن! اے تجلی افسوس! — تکرار روا نہیں تو تجدید سہی — ص٢٥٢

دیکھیے ——: (٥) عرضِ تکرار۔ (٦) نمک سودۂ زخمِ تکرار۔

تکرارِ تمنا: دیکھیے: آئینۂ تکرارِ تمنا۔

تکرار دوست: یہ غزل اپنی، مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ — ہے ردیفِ شعر میں غالبؔ! ز بس تکرار دوست — ص١٦٥

تکلف[٦]: (١) بہ صورت تکلف، بہ معنی تاسف — اسدؔ! میں تبسم ہوں پژمردگاں کا — ص١٨

(٢) نیازِ جلوہ ریزی طاقتِ بالیں شکستن ہا — تکلف کو خیال آیا ہو گر بیمار پرسی کا — ص٣٦

(٣) تکلف عاقبت بیں ہے، دلا! بندِ قبا وا کر — نفس بعد از وصالِ دوست تاواں ہے گسستن کا — ص٢٧

(٤) تکلف خار خارِ التماسِ بے قراری ہے — کہ رشتہ باندھتا ہے پیرہن انگشتِ سوزن پر — ص٤١

(٥) تکلف آئنۂ دو جہاں مدارا ہے — سُراغِ یک نگہِ قہر آشنا معلوم — ص٥٣

(٦) بہ ذوقِ شوخیِ اعضا تکلف بارِ بستر ہے — معافِ پیچ و تابِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے — ص٨٥

---

١ تقلید : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
٢ تقلیل : ایک بار۔
٣ تقویٰ : ایک بار [مرکب]۔
٤ تکبیر : ایک بار۔
٥ تکرار : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکب: چار بار]۔
٦ تکلف : بیس بار [مفرد: نو بار، مرکب: گیارہ بار]۔

(۷) بیٹھ محراب کی قبلے کی طرف رہتی ہے — محو نسبت ہیں، تکلّف ہمیں منظور نہیں — ص۱۱۶

(۸) شب ہوئی، پھر انجمِ رخشندہ کا منظر کھلا — اس تکلّف سے کہ گویا بت کدے کا در کھلا — ص۱۶۰

(۹) رہے اُس شوخ سے آزردہ ہم چندے تکلّف سے — تکلّف برطرف، تھا ایک اندازِ جنوں وہ بھی — ص۲۰۲

(۱۰) دیکھیے: بمعنائے تکلّف۔

تکلّف برطرف: (۱) ہوا ہے مانعِ عاشق نوازی نازِ خود بینی — تکلّف برطرف، آئینۂ تمیز حائل ہے — ص۷۷

(۲) تکلّف برطرف، فرہاد اور اتنی سبک دستی! — خیال آساں تھا لیکن خوابِ خسرو نے گرانی کی — ص۷۷

(۳) تکلّف برطرف، ذوقِ زلیخا جمع کر ورنہ — پریشاں خوابِ آغوشِ وداعِ یوسفستاں ہے — ص۸۱

(۴) کمالِ حُسن اگر موقوفِ اندازِ تغافل ہو — تکلّف برطرف، تجھ سے تری تصویر بہتر ہے — ص۱۰۸

(۵) ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں — تکلّف برطرف، مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر — ص۱۶۸

(۶) دیکھیے: تکلّف (۹)۔

(۷) تکلّف برطرف، ہے جاں ستاں تر لطفِ بدخویاں — نگاہِ بے حجابِ نازِ تیغِ تیزِ عریاں ہے — ص۲۱۰

(۸) تکلّف برطرف، نظارگی میں بھی سہی لیکن — وہ دیکھا جائے، کب یہ ظلم دیکھا جائے ہے مجھ سے — ص۲۲۵

تکلّف سازِ رُسوائی: تکلّف سازِ رسوائی ہے غافل! شرمِ رعنائی — دلِ خوں گشتہ در دستِ حنا آلودہ عریاں ہے — ص۸۱

تکلّف نگاریاں: موقوف کیجیے یہ تکلّف نگاریاں — ہوتا ہے ورنہ شعلۂ رنگِ حنا بلند — ص۳۸

تکلیف[1]: (۱) نیک ہوتی مری حالت تو نہ دیتا تکلیف — جمع ہوتی مری خاطر تو نہ کرتا تعجیل — ص۱۲۲

دیکھیے ــــــــ: (۲) پامردِ کثرتِ تکلیف۔ (۳) جوشِ تکلیفِ تماشا۔

تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر: شق ہو گیا ہے سینہ، خوشا لذّتِ فراغ! — تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر گئی — ص۲۳۳

تکلیفِ حیا: بلا گردانِ تمکینِ بتاں صد موجۂ گوہر — عرق بھی جن کے عارض پر بہ تکلیفِ حیا گم ہو — ص۶۸

تکلیفِ دلِ رنجیدہ: دیکھیے: گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ۔

تکلیفِ دمیدن: دیکھیے: حاصلِ تکلیفِ دمیدن۔

---

[1] تکلیف: چودہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تیرہ بار]۔

تکلیفِ سیرِ باغ:	غمِ فراق میں تکلیفِ سیرِ باغ نہ دو	مجھے دماغ نہیں خندہ ہائے بیجا کا	ص ۴۷
تکلیفِ شرارت:	دیکھیے: عرضِ تکلیفِ شرارت۔		
تکلیفِ شکیبائی:	خدایا! خوں ہو رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو	جنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیفِ شکیبائی	ص ۹۳
تکلیفِ عرضِ بے دماغی:	وھاں سے ہے تکلیفِ عرضِ بے دماغی اور اسدؔ!	یہاں صریرِ خامہ مجھ کو نالۂ رنجور ہے	ص ۹۳
تکلیفِ نظر بازی:	ہوس گستاخیِ آئینہ تکلیفِ نظر بازی	بہ جیبِ آرزو پنہاں ہے حاصل دل رُبائی کا	ص ۱۶
تکلیفِ ہوس:	ہے پرافشانِ تپیدن ہا بہ تکلیفِ ہوس	ورنہ صد گلزار ہے یک بالِ بلبل کے تلے	ص ۲۵۴
تکلیفِ یک صدا:	برہم زنِ دو عالم تکلیفِ یک صدا ہے	مینا شکستگاں کو کہسار خونبہا ہے	ص ۹۳
تکمہ[1]:	کیوں اسے تکمۂ پیراہنِ لیلیٰ لکھیے	کیوں اسے نقشِ پئے ناقۂ سلمیٰ کہیے	ص ۱۲۲ [تکملی ذیلی]
تکوین[2]:	دیکھیے: صورتِ تکوین۔		
تکیہ[3]:	[سولہ بار بہ طورِ ردیف، ص ۳۰۳]:		

(۱)،(۲) شبِ وصال میں مونس گیا ہے بن تکیہ	ہوا ہے موجبِ آرامِ جان و تن تکیہ
(۳) خراجِ بادشہِ چیں سے کیوں نہ مانگوں آج	کہ بن گیا ہے خمِ جعدِ پُرشکن تکیہ
(۴) بنا ہے تختۂ گل ہائے یاسمیں بستر	ہوا ہے دستۂ نسرین و نسترن تکیہ
(۵) فروغِ حُسن سے روشن ہے خواب گاہ تمام	جو رختِ خواب ہے پرویں تو ہے پرن تکیہ
(۶) اگرچہ تھا یہ ارادہ مگر خدا کا شکر	اٹھا سکا نہ نزاکت سے گل بدن تکیہ
(۷) مزا ملے کہو کیا خاک ساتھ سونے کا	رکھے جو بیچ میں وہ شوخِ سیم تن تکیہ
(۸) بہ ضربِ تیشہ وہ اِس واسطے ہلاک ہوا	کہ ضربِ تیشہ پہ رکھتا تھا کوہکن تکیہ
(۹) شبِ فراق میں یہ حال ہے اذیّت کا	کہ سانپ فرش ہے اور سانپ کا ہے مَن تکیہ
(۱۰) ہوا ہے کاٹ کے چادر کو ناگہاں غائب	اگرچہ زانوئے نَل پر رکھے دمن تکیہ
(۱۱) اگرچہ پھینک دیا تم نے دور سے لیکن	اُٹھائے کیونکے یہ رنجورِ خستہ تن تکیہ

---

۱ تکمہ : ایک بار [مرتب]۔
۲ تکوین : ایک بار [مرتب]۔
۳ تکیہ : اٹھارہ بار [مطرد: پندرہ بار، مرتب: تین بار]۔

(۱۲) غش آ گیا جو پس از قتل میرے قاتل کو ـــ ہوئی ہے اُس کو مری لاشِ بے کفن تکیہ

(۱۳) یہ رات بھر کا ہے ہنگامہ، صبح ہوتے تک ـــ رکھو نہ شمع پہ اے اہلِ انجمن! تکیہ

(۱۴) جو بعدِ قتل مرا دشت میں مزار بنا ـــ لگا کے بیٹھتے ہیں اُس سے راہزن تکیہ

(۱۵) روا رکھو نہ رکھو، تھا جو لفظِ 'تکیہ کلام' ـــ اب اُس کو کہتے ہیں اہلِ سخن 'سخن تکیہ'

(۱۶) ہم اور تم فلکِ پیر جس کو کہتے ہیں ـــ فقیرِ غالبؔ مسکیں کا ہے کہن تکیہ

تکیۂ آسائشِ فنا: طلسمِ خاک: کمیں گاہِ یک جہاں سودا ـــ بہ مرگ تکیۂ آسائشِ فنا معلوم! ص۵۳

تکیہ زدن ہا: دیکھیے: بجوبۂ چمن تکیہ زدن ہا۔

تکیہ کلام[1]: دیکھیے: تکیہ (۱۵)۔

تکیہ گاہِ[2] ہمتِ مردانہ: دیکھیے: وبالِ تکیہ گاہِ ہمتِ مردانہ۔

تگرگ بار[3]: دیکھیے: ابرِ تگرگ بار۔

تگ و تازِ[4] آرزوہا: بہ شکنجِ جستجو ہا، بہ سرابِ گفتگو ہا ـــ تگ و تازِ آرزوہا بہ فریبِ شادمانی ص۹

تگ و تازِ جستجو: دیکھیے: اصلِ تگ و تازِ جستجو۔

تل[5]: کثرتِ جوشِ سویدا سے نہیں تل کی جگہ ـــ خال کب مشاطہ دے سکتی ہے کاکل کے تلے ص۴۵۲

تلاش[6]: (۱) دیکھیے: گل کدۂ تلاش۔ (۲) دیکھیے: وحشت کدۂ تلاش۔

تلاشِ انتخاب یک نگاہ: دیکھیے: طرزِ تلاشِ انتخاب یک نگاہ۔

تلاشِ دید: دیکھیے: کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید۔

تلافی[7]: (۱) تیری وفا سے کیا ہو تلافی کہ دہر میں ـــ تیرے سوا بھی ہم پہ بہت سے ستم ہوئے ص۲۲۶

(۲) دیکھیے: حُسنِ تلافی۔

---

[1] تکیہ کلام : ایک بار۔
[2] تکیہ گاہ : ایک بار [مرکب]۔
[3] تگرگ : ایک بار [مرکب]۔
[4] تگ و تاز : دو بار [مرکب]۔
[5] تل : ایک بار۔
[6] تلاش : چار بار [مرکب]۔
[7] تلافی : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

تلافیِ مافات: دے داد اے فلک! دلِ حسرت پرست کی — ہاں کچھ نہ کچھ تلافیِ مافات چاہیے — ص۲۱۹

تلخ کام[1]: اخبارِ لودھیانہ میں میری نظر پڑی — تحریر ایک، جس سے ہوا بندہ تلخ کام — ص۲۸۲

تلخ کامی: (۱) مجھے بادۂ طرب سے بہ خمار گاہ قسمت — جو ملی تو تلخ کامی، جو ہوئی تو سرگرانی — ص۱۰

(۲) دیکھیے: تاثیرِ تلخ کامی۔

تلخ نوائی: رکھیو غالبؔ! مجھے اِس تلخ نوائی میں معاف — آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے — ص۲۳۱

تلخیِ[2] غمِ ہجراں چشیدہ: جاں لب پہ آئی تو بھی نہ شیریں ہوا دہن — از بس کہ تلخیِ غمِ ہجراں چشیدہ ہوں — ص۲۹۹

تلخیِ کام و دہن: رگ و پے میں جب اُترے زہرِ غم تب دیکھیے کیا ہو! — ابھی تو تلخیِ کام و دہن کی آزمائش ہے — ص۲۳۵

تکلف[3]: (۱) خشکیِ مے نے تکلف کی مے کدے کی آبرو — کاسۂ دریوزہ ہے پیمانۂ دستِ سبو — ص۶۸

(۲) ہوئی یہ کثرتِ غم سے تکلف کیفیتِ شادی — کہ صبحِ عید مجھ کو بدتر از چاکِ گریباں ہے — ص۲۱۰

تلے[4]: (۱) سیدِ گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں — مژدہ اے مرغ! کہ گلزار میں صیاد نہیں — ص۱۸۶

[چھے بار بہ طورِ جزوِ ردیف ص ۴۵۳]:

(۲)، (۳) وہ نہا کر آبِ گل سے سایۂ گل کے تلے — بال کس گرمی سے سُکھلاتا تھا سنبل کے تلے

(۴) کثرتِ جوشِ سویدا سے نہیں جل کی جگہ — خال کب مشاطہ دے سکتی ہے کاکل کے تلے

(۵) بس کہ خوباں باغ کو دیتے ہیں وقتِ مے شکست — بال اُگ جاتا ہے شیشے کا رگِ گل کے تلے

(۶) ہے پر افشانِ چمیدن ہا بہ تکلیفِ ہوس — ورنہ صد گلزار ہے یک بالِ بلبل کے تلے

(۷) پے بہ مقصد بردنی ہے خضرِ مے سے اے اسدؔ! — جادۂ منزل ہے خطِ ساغرِ مُل کے تلے

تلوار[5]: (۱) آتا ہے میرے قتل کو، پر جوشِ رشک سے — مرتا ہوں اُس کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر — ص۱۶۹

(۲) اِس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا! — لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں — ص۱۸۳

(۳) شہادت تھی مری قسمت میں جو دی تھی یہ خو مجھ کو — جہاں تلوار کو دیکھا، جھکا دیتا تھا گردن کو — ص۱۹۹

---

۱ تلخ : چار بار [مرتب]۔
۲ تلخی : دو بار [مرتب]۔
۳ تکلف : دو بار۔
۴ تلے : سات بار۔
۵ تلوار : چار بار۔

	(۴) گر نہ ڈر جاؤ تو دکھلاؤں تمھیں	کاٹ اپنی کاٹھ کی تلوار کا	ص۴۷۵ [قادر نامہ]
تماشا[1]:	(۱) چشم بر چشم پئے ہے بہ تماشا مجنوں	ہر دوسو خانۂ زنجیر نگہ کا بازار	ص۴
	(۲) نہ تمنا، نہ تماشا، نہ تحیر، نہ نگاہ	گردِ جوہر میں ہے آئینۂ دل پردہ نشیں	ص۸
	(۳) بہ فراز گاہِ عبرت چہ بہار و کو تماشا	کہ نگاہ ہے سیہ پوش بہ عزائے زندگانی	ص۹
	(۴) سپہرِ اختر فشاں کی، بہرِ استقبال، آنکھوں سے	تماشا کشورِ آئینہ میں آئینہ بند آیا	ص۱۱
	(۵) سبحہ واماندگیِ شوق و تماشا منظور	جادے پر زیورِ صد آئنہ منزل باندھا	ص۱۳
	(۶) سیرِ آں سوے تماشا ہے طلب گاروں کا	خضر مشتاق ہے اِس دشت کے آواروں کا	ص۲۸
	(۷) تمنگی میری صفاے دل سے ہوتا ہے خجل	ہے تماشا زشت رویوں کا عتاب آئینے پر	ص۳۰
	(۸) فریبِ صنعتِ ایجاد کا تماشا دیکھ	نگاہ عکس فروش و خیال آئنہ ساز	ص۴۳
	(۹) گراں جانی سبکسار و تماشا بے دماغ آیا	کفِ افسوسِ فرصت سنگِ کوہِ طور ملتے ہیں	۶۳
	(۱۰) ہے تماشا حیرت آبادِ تغافل ہاے شوق	یک رگِ خواب و سراسر جوشِ خونِ آرزو	ص۷۹
	(۱۱) تماشا سرخوشِ غفلت ہے باوصفِ حضورِ دل	ہنوز آئینہ خلوت گاہِ نازِ ربطِ مژگاں ہے	ص۸۱
	(۱۲) بزمِ ہستی وہ تماشا ہے کہ جس کو ہم اسدؔ!	دیکھتے ہیں چشمِ از خوابِ عدم نکشادہ سے	ص۸۹
	(۱۳) تماشا ہے کہ ناموسِ وفا رسواے آئیں ہے	نفس تیری گلی میں خوں ہوا اور باز ارنگیں ہے	ص۸۹
	(۱۴) بہ طاؤس تماشا نظر آیا ہے مجھے	ایک دل تھا کہ بہ صد رنگ دکھایا ہے مجھے	ص۱۰۷
	(۱۵) بے تماشا نہیں جمعیتِ چشمِ بسمل	مژہ فالِ دو جہاں خوابِ پریشاں زدہ ہے	ص۱۰۹
	(۱۶) تماشا ہے علاجِ بے دماغی ہاے دل غافل!	سویدا: مردمِ چشمِ پری، نظارہ: افسوں ہے	ص۱۱۲
	(۱۷) دکھاؤں گا تماشا، دی اگر فرصت زمانے نے	مرا ہر داغِ دل اک تخم ہے سروِ چراغاں کا	ص۱۵۶
	(۱۸) اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ، ویرانی تماشا کر	مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے درباں کا	ص۱۵۷
	(۱۹) جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو؟	اک تماشا ہوا گلا نہ ہوا	ص۱۶۱

---

[1] تماشا : ستاسی بار [مفرد: انتیس بار، مرکب: اٹھاون بار]۔ تماشا گاہ : ایک بار [مرکب]۔ تماشاہا : دو بار [مرکب]۔

(۲۰) تھی خبر گرم کہ غالبؔ کے اڑیں گے پرزے — دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا — ص ۱۶۲

(۲۱) خانہ ویراں سازیِ حیرت تماشا کیجیے — صورتِ نقشِ قدم ہوں رفتۂ رفتارِ دوست — ص ۱۶۳

(۲۲) مجھ سے تمھیں نفرت سہی، نیّر سے لڑائی — بچوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اور — ص ۱۷۱

(۲۳) تماشا! کہ اے محوِ آئینہ داری! — تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں — ص ۱۷۹

(۲۴) تو وہ بدخو کہ تحیّر کو تماشا جانے — غم وہ افسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگے — ص ۲۰۹

(۲۵) ناکامیِ نگاہ ہے برقِ نظارہ سوز — تو وہ نہیں کہ تجھ کو تماشا کرے کوئی — ص ۲۱۵

(۲۶) آئینہ کیوں نہ دوں کہ تماشا کہیں جسے — ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے — ص ۲۱۸

(۲۷) بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے — ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے — ص ۲۲۸

(۲۸) زمیں پہ ایسا تماشا ہوا برات کی رات — کہ آسماں پہ کواکب بنے تماشائی — ص ۲۶۳

(۲۹) فزوں ہوتا ہے ہر دم جوشِ خوں باری، تماشا ہے — نفَس کرتا ہے رگ ہائے مژہ پر کام نشتر کا — ص ۳۴۴

(۳۰) نمک بر داغِ مشک آلودۂ وحشت تماشا ہے — سوادِ دیدۂ آہو شبِ مہتاب ہو جاوے — ص ۳۵۳

(۳۱) نوائے طائرانِ آشیاں گم کردہ آتی ہے — تماشا ہے کہ رنگِ رفتہ برگردیدنی جانے — ص ۱۱۵

دیکھیے ____: (۳۲)، (۳۳) بزمِ تماشا [دوبار]۔ (۳۴) بے دلی ہائے تماشا۔ (۳۵) بے قدرِ تماشا۔ (۳۶) تشنۂ خونِ تماشا۔ (۳۷) تمنائے تماشا۔ (۳۸) جلوہ تماشا۔ (۳۹) جوشِ تماشا۔ (۴۰) جوشِ تکلیفِ تماشا۔ (۴۱) چراغانِ تماشا۔ (۴۲) درسِ عنوانِ تماشا۔ (۴۳) ذوقِ تماشا۔ (۴۴) رنگِ تماشا۔ (۴۵) روبروئے تماشا۔ (۴۶) شورِ تماشا۔ (۴۷) عرضِ تسخیرِ تماشا۔ (۴۸) فریبِ تماشا۔ (۴۹) گرفتاریِ نیرنگِ تماشا۔ (۵۰)، (۵۱)، (۵۲) گرمِ تماشا [تین بار]۔ (۵۳)، (۵۴) گلچینِ تماشا [دوبار]۔ (۵۵) مانعِ ذوقِ تماشا۔ (۵۶) مردمِ چشمِ تماشا۔ (۵۷) مژگانِ تماشا۔ (۵۸) مشتاقِ یک تماشا۔ (۵۹) مشقِ تماشا۔ (۶۰) معذورِ تماشا۔ (۶۱) نواسازِ تماشا۔ (۶۲) وحشتِ شورِ تماشا۔ (۶۳) وہمِ تماشا۔ (۶۴) ہوسِ سیرِ تماشا۔

تماشا ادا: خوشیوں میں تماشا ادا نکلتی ہے — نگاہ دل سے ترے سرمہ سا نکلتی ہے — ص ۲۱۸

تماشا بہار: حیرت نگاہ برق، تماشا بہار شوخ — در پردۂ ہوا پرِ بسمل ہے آئنہ — ص ۷۰

تماشا دوست: دیکھیے: حُسنِ تماشا دوست۔

تماشا کرونی: تماشا کرونی ہے انتظار آبادِ حیرانی — نہیں غیر از نگہ جوں نرگستاں فرشِ محفل ہا — ص ۴۳

(۲) قطرہ ہائے خونِ بسمل زیبِ داماں ہیں اسدؔ! — ہے تماشا کرونی گلچینیِ جلاد یہاں — ص ۵۷

(۳) تماشا کرونی ہے لطفِ زخمِ انتظار اے دل! — سوادِ داغِ مرہم مردمک ہے چشمِ سوزن میں — ص ۵۸

تماشاگاہِ سوزِ تازہ: ہے تماشا گاہِ سوزِ تازہ ہر یک عضوِ تن — جوں چراغانِ دوالی صف بہ صف جلتا ہوں میں — ص ۹۳

تماشائے اہلِ کرم: بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ! — تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں — ص ۱۷۹

تماشائے بہار: تماشائے بہار آئینہ پردازِ تسلی ہے — کفِ گل برگ سے پائے دلِ رنجور ملتے ہیں — ص ۹۲

تماشائے بہ یک کف بردنِ صد دل: شمار سبحہ مرغوبِ بتِ مشکل پسند آیا — تماشائے بہ یک کف بردنِ صد دل پسند آیا — ص ۱۳۲

تماشائے جہاں: تماشائے جہاں مفتِ نظر ہے — کہ یہ گلزار باغ رہ گزر ہے — ص ۲۵۵

تماشائے چمن: بہ تمنا کدۂ حسرتِ ذوقِ دیدار — دیدہ گو خوں ہو، تماشائے چمن مطلب تھا — ص ۴۲

تماشائے حُسنِ دوست: دیکھیے: (۱) انتظارِ تماشائے حسنِ دوست۔ (۲) نیازِ تماشائے حُسنِ دوست۔

تماشائے دماغ: دیکھیے: محوِ تماشائے دماغ۔

تماشائے دوام: دیکھیے: سرشارِ تماشائے دوام۔

تماشائے سرو و گل: دیکھیے: دماغِ تماشائے سرو و گل۔

تماشائے شکستِ دل: دیکھیے: محوِ تماشائے شکستِ دل۔

تماشائے گل: اے بے ثمراں! حاصلِ تکلیفِ دمیدن — گردن بہ تماشائے گل افراختنی ہے — ص ۱۱۱

تماشائے گل و گلشن: تماشائے گل و گلشن ہے مُفتِ سر بہ جیبی ہا — ہے از چاکِ گریباں گلستاں کا در نہیں ہوتا — ص ۲۲۵

تماشائے گلستاں: دیکھیے: محوِ تماشائے گلستاں۔

تماشائے گلستانِ حیات: دیکھیے: بہارِ تماشائے گلستانِ حیات۔

تماشائے گلشن: تماشائے گلشن تمنائے چیدن — بہار آفرینا! گنہ گار ہیں ہم؟ — ص ۵۵

تماشائے نیرنگِ صورت: نہیں گر سر و برگِ ادراکِ معنی — تماشائے نیرنگِ صورت سلامت — ص ۱۶۵

تماشاہا: دیکھیے ـــــ : (۱) پروازِ تماشاہا۔ (۲) تمثالِ تماشاہا۔

تماشائی[1]: (۱) نگاہِ چشمِ حاسد وام لے اے ذوقِ خود بینی! — تماشائی ہوں وحدت خانۂ آئینۂ دل کا — ص ۱۷

(۲) پھر اس انداز سے بہار آئی — کہ ہوئے مہر و مہ تماشائی — ص ۲۵۱

(۳) زمیں پہ ایسا تماشا ہوا برات کی رات — کہ آسماں پہ کواکب بنے تماشائی — ص ۲۶۳

(۴) ایسی رونق ہوئی برات کی رات — کہ کواکب ہوئے تماشائی — ص ۲۶۳

دیکھیے ـــــ : (۵) چشمِ تماشائی۔ (۶) حیرتِ تماشائی۔ (۷) کفِ چشمِ تماشائی۔ (۸) مژگانِ تماشائی۔
(۹) یک کفِ افسوسِ تماشائی۔

تماشائیِ عمرِ رفتہ: ناتوانی ہے تماشائیِ عمرِ رفتہ — رنگ نے آئنہ آنکھوں کے مقابل باندھا — ص ۱۳

تماشائیِ نیرنگِ تمنا: ہوں میں بھی تماشائیِ نیرنگِ تمنا — مطلب نہیں کچھ اس سے کہ مطلب ہی بر آوے — ص ۲۲۹

تمام[2]: (۱) کرتی ہے عاجزیِ سفرِ سوختن تمام — پیراہنِ خسک میں غبارِ شرر ہے آج — ص ۳۵

(۲) بس کہ ہیں در پردہ مصروفِ سیہ کاری تمام — آستر ہے خرقۂ زہّاد کا صوفِ مداد — ص ۳۸

(۳) حیرت اگر خرام ہے، کارِ نگہ تمام ہے — گر کفِ دست بام ہے، آئنے کو ہوا سمجھ — ص ۴۳

(۴) دل ہوا کشمکشِ چارۂ زحمت میں تمام — مٹ گیا، گھسنے میں، اس عقدے کا وا ہو جانا — ص ۱۵۶

(۵) اسداللہ خاں تمام ہوا — اے دریغا! وہ رندِ شاہد باز — ص ۱۶۳

(۶) کرے ہے صرف بہ ایمائے شعلہ قصّہ تمام — بہ طرزِ اہلِ فنا ہے فسانہ خوانیِ شمع — ص ۱۶۳

(۷) ہیں زوال آمادہ اجزا آفرینش کے تمام — مہرِ گردوں ہے چراغِ رہ گزارِ بادیہاں — ۱۸۲

(۸) ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسدؔ! — عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے — ص ۲۰۲

(۹) دکھا کے جنبشِ لب ہی تمام کر ہم کو — نہ دے جو بوسہ تو منہ سے کہیں جواب تو دے — ص ۲۲۳

(۱۰) ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے — سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے — ص ۲۳۶

(۱۱) ہو چکیں غالبؔ! بلائیں سب تمام — ایک مرگِ ناگہانی اور ہے — ص ۲۳۷

---

[1] تماشائی : گیارہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: سات بار]۔ [2] تمام [مختلف معانی میں]: تینتیس بار [مفرد: تئیس بار، مرکب: دس بار]۔

(۱۲) عجیب نسخۂ نادر لکھا ہے ایک اُس نے — کہ جس میں حکمت و طب ہی کے مسئلے ہیں تمام — ص ۲۶۳

(۱۳) ستّر برس کی عمر میں یہ داغِ جاں گداز — جس نے جلا کے راکھ مجھے کر دیا تمام — ص ۲۸۲

(۱۴) دو رات میں تمام ہے ہنگامہ ماہ کا — حضرت کا عزّ و جاہ رہے گا علی الدّوام — ص ۲۸۲

(۱۵) فروغِ حُسن سے روشن ہے خواب گاہ تمام — جو رختِ خواب ہے پرویں تو ہے پرن تکیہ — ص ۳۰۲

(۱۶) زندگی کے ہوئے ناگہ نفسِ چند تمام — کوچۂ یار جو مجھ سے نفسِ چند رہا — ص ۳۲۶

[سات بار بہ طور ردیف ص ۵۵]:

(۱۷)، (۱۸) جس دم کہ جادہ وار ہو تارِ نفس تمام — پیمائشِ زمینِ رہِ عمر بس تمام

(۱۹) کیا دے صدا؟ کہ کلفتِ گم کشتگاں سے آہ! — ہے سرمہ گردِ رہ بہ گلوے جرس تمام

(۲۰) ڈرتا ہوں کوچہ گردیِ بازارِ عشق سے — ہیں خارِ راہ جوہرِ تیغِ عسس تمام

(۲۱) اے بالِ اضطراب! کہاں تک فسردگی — یک پرزدن تپش میں ہے کارِ قفس تمام

(۲۲) گزرا جو آشیاں کا تصوّر بہ وقتِ بند — مژگانِ چشمِ دام ہوئے خار و خس تمام

(۲۳) کرنے نہ پائے ضعف سے شورِ جنوں اسدؔ! — اب کے بہار کا یونہی گزرا برس تمام

دیکھیے ـــــــ: (۲۴) دستگاہِ تمام۔ (۲۵)، (۲۶) سالِ تمام [دو بار]۔ (۲۷) عالمِ تمام۔ (۲۸) ماہِ تمام۔

تمام اجزاے عالم: تمام اجزاے عالم صیدِ دامِ چشمِ گریاں ہے — طلسمِ شش جہت یک حلقۂ گردابِ طوفاں ہے — ص ۸۱

تمام دشت: یک مُشتِ خوں ہے پرتوِ خور سے تمام دشت — دردِ طلب بہ آبلۂ نارسیدہ کھینچ — ص ۳۶

تمام دفترِ ربطِ مزاج: اگر نہ ہووے رگِ خواب صرفِ شیرازہ — تمام دفترِ ربطِ مزاج درہم ہے — ص ۱۰۲

تمام دہر: تمام دہر میں اُس کے مطب کا چرچا ہے — کسی کو یاد بھی لقمان کا نہیں ہے نام — ص ۲۶۳

تمام ناز: دیکھیے: رندِ تمام ناز۔

تمثال[۱]: (۱) نہاں ہے گوہرِ مقصود جَیبِ خود شناسی میں — کہ یہاں غوّاص ہے تمثال اور آئینہ دریا ہے — ص ۸۲

(۲) یہ کس بے مہر کی تمثال کا ہے جلوہ سیمابی — کہ مثلِ ذرّہ ہاے خاک آئینے پُر افشاں ہیں — ص ۹۲

---

[۱] تمثال : پچیس بار [مفرد: چار بار، مرکب: اکیس بار]۔ تمثال ہا : ایک بار۔

(۳) ذوقِ خودداری خرابِ وحشتِ تسخیر ہے — آئنہ خانہ مری تمثال کو زنجیر ہے — ص۹۵

(۴) تمثال میں تیری ہے وہ شوخی کہ بہ صد ذوق — آئینہ بہ اندازِ گُل آغوش کشا ہے — ص۲۱۹

دیکھیے ____: (۵) آئینہ تمثال۔ (۶) جلوہ تمثال۔ (۷) جلوۂ تمثال۔ (۸)، (۹) دامنِ تمثال [دوبار]۔ (۱۰) سجدۂ تمثال۔ (۱۱) شورِ تمثال۔

تمثالِ جاں: تمثالِ جاں گر نہ رکھے پنبۂ مرہم — آئینہ بہ عریانیِ زخمِ جگر آوے — ص۱۱۳

تمثالِ بہار: یاس: تمثالِ بہار آئنۂ استغنا — وہم: آئینۂ پیدائیِ تمثالِ یقیں — ص۷

تمثالِ پری: دیکھیے: ہی تمثالِ پری۔

تمثالِ تماشاہا: تمثالِ تماشاہا اقبالِ تمنا ہا — عجزِ عرق شرمے اے آئنہ! حیرانی — ص۱۰۸

تمثالِ جلوہ تمثالِ جلوہ عرض کر اے حُسن! کب تلک — آئینۂ خیال کو دیکھا کرے کوئی — ص۸۷

تمثال دار: (۱) اب میں ہوں اور ماتمِ یک شہر آرزو — توڑا جو تو نے آئنہ، تمثال دار تھا — ص۱۵۳

(۲) دل مت گنوا، خبر نہ سہی سیر ہی سہی — اے بے دماغ! آئنہ تمثال دار ہے — ص۲۱۸

تمثال درآئینہ: اسدؔ! گر نامِ والائے علیؑ تعویذِ بازو ہو — غریقِ بحرِ خوں تمثال در آئینہ رہتا ہے — ص۸۳

تمثالِ سوادِ چشمِ آہو: بہ فکرِ حیرتِ رم آئنہ پردازِ زانو ہے — کہ مشکِ نافہ تمثالِ سوادِ چشمِ آہو ہے — ص۹۸

تمثالِ شوقِ بیباک: ہر ذرہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ ہے خاک — تمثالِ شوقِ بیباک صد جا دو چار صحرا — ص۲۶

تمثالِ شیریں: دیکھیے: یک تمثالِ شیریں۔

تمثال گداز آئنہ: تمثال گداز آئنہ ہے عبرتِ بینش — نظارہ تحیّر، چمنستانِ بقا ہیچ — ص۳۶

تمثالِ ناز: تمثالِ نازِ جلوۂ نیرنگِ اعتبار — ہستی عدم ہے آئنہ گر رو بروِ نہ ہو — ص۶۸

تمثالِ یقیں: دیکھیے: آئینۂ پیدائیِ تمثالِ یقیں۔

تمثال ہا: ہر ذرہ خاک عرضِ تمنائے رفتگاں — آئینہ ہا شکستہ و تمثال ہا گرو — ص۶۹

تمکیں[1]: (۱) عکسِ رخِ افروختہ تھا تصویر بہ پشتِ آئینہ — شوخ نے وقتِ حُسن طرازی تمکیں سے آرام کیا — ص۲۶

(۲) سپیدن، دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فرامش ہے — رکھا اسپند نے مجمر میں پہلو گرمِ تمکیں کا — ص۲۹

---

[1] تمکیں : تیس بار [مفرد: تین بار، مرکب: ستائیس بار]۔

(۳) ساقی و تعلیمِ رنج، محفل و تمکیں گراں ـــ سیلیِ اُستاد ہے ساغرِ بے مُل ہنوز ـــ ص۴۳

دیکھیے ـــــ: (۴) آئینۂ فرقِ جنون و تمکیں۔ (۵) اظہارِ تابِ جلوۂ تمکیں۔ (۶) افسردۂ تمکیں۔ (۷) تحمل پیشۂ تمکیں۔ (۸) جُمعیتِ تمکیں۔ (۹) خارجِ آدابِ وقار و تمکیں۔ (۱۰) دعویِ تمکیں۔ (۱۱) رونق افزائے مسندِ تمکیں۔ (۱۲) سرِ تمکیں۔ (۱۳) فرقِ تمکیں۔ (۱۴) فسردۂ تمکیں۔ (۱۵) لافِ تمکیں۔ (۱۶) متاعِ تمکیں۔ (۱۷) مغزِ تمکیں۔ (۱۸) نقشِ تمکیں۔ (۱۹) وداعِ تمکیں۔ (۲۰) یک سجدہ وار تمکیں۔

تمکیں آزما: دیکھیے: تغافل ہائے تمکیں آزما۔

تمکیں آزمائی: بہ عجز آبادِ وہمِ مدعا تسلیم شوخی ہے ـــ تغافل کو نہ کر مغرور تمکیں آزمائی کا ـــ ص۱۶

تمکینِ جاں: دیکھیے: بلاگردانِ تمکینِ جاں۔

تمکینِ بعد از قتل: بتانِ شوخ کی تمکینِ بعد از قتل کی حیرت ـــ بیاضِ دیدۂ نخچیر پر کھینچے ہے تصویریں ـــ ص۶۵

تمکینِ بہار: دیکھیے: صرفِ مشقِ تمکینِ بہار۔

تمکینِ جنوں: دیکھیے: بمنتِ تمکینِ جنوں۔

تمکیں رنج: دیکھیے: قاتلِ تمکیں رنج۔

تمکینِ گل و لالہ: دیکھیے: رنگِ تمکینِ گل و لالہ۔

تمکین وضبط: دیکھیے: عالمِ تمکین وضبط۔

تمکین وہوش: دیکھیے: رہزنِ تمکین وہوش۔

تمنا[ل]: (۱) ناز پروردۂ صد رنگ تمنا ہوں، ولے ـــ پرورش پائی ہے جوں غنچہ بہ خونِ اظہار ـــ ص۷

(۲) شورِ اوہام سے مت ہو شبِ خونِ انصاف ـــ گفتگو بے مزہ و زخمِ تمنا نمکیں ـــ ص۸

(۳) ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب! ـــ ہم نے دشتِ امکاں کو ایک نقشِ پا پایا ـــ ص۱۲

(۴) ناسازیِ نصیب و زشتیِ غم سے ہے ـــ اُمیدِ نا اُمید و تمنا شکستہ دل ـــ ص۵۱

(۵) ز بس وحشیِ رمِ آہو پہ ہے محمل تمنا کا ـــ جنونِ قیس سے بھی شوخیِ لیلیٰ نمایاں ہے ـــ ص۸۱

[ل] تمنا : تراسی بار [مفرد: اُنیس بار، مرکب: چونسٹھ بار]۔
تمنا کدہ : ایک بار [مرکب]۔
تمنا ہا : ایک بار [مرکب]۔
تمنائیں : ایک بار۔

(۶) واماندۂ ذوقِ طربِ وصل نہیں ہوں	اے حسرتِ بسیار! تمنا کی کمی ہے	ص۱۰۶
(۷) تمنا ہے اسدا قتلِ رقیب اور شکر کا سجدہ	دُعائے دل بہ محرابِ خمِ شمشیر بہتر ہے	ص۱۰۸
(۸) بزمِ قدح سے عیشِ تمنا نہ رکھ کہ رنگ	صید ز دام جستہ ہے اس دام گاہ کا	ص۱۳۹
(۹) ناداں ہو جو کہتے ہو کہ کیوں جیتے ہیں غالبؔ؟	قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن اور	ص۱۷۱
(۱۰) عاشق صبر طلب اور تمنا بیتاب	دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہوتے تک	ص۱۷۵
(۱۱) تماشا! کہ اے محوِ آئینہ داری!	تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں	ص۱۷۹
(۱۲) نہ ستائش کی تمنا، نہ صلے کی پروا	گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی نہ سہی	ص۲۰۹
(۱۳) وہ تبِ عشق تمنا ہے کہ پھر صورتِ شمع	شعلہ تا نبضِ جگر ریشہ دوانی مانگے	ص۲۰۹
(۱۴) سر بر ہوئی نہ وعدۂ صبر آزما سے عمر	فرصت کہاں کہ تیری تمنا کرے کوئی	ص۲۱۵
(۱۵) پھونکا ہے کس نے گوشِ محبت میں اے خدا!	افسونِ انتظار، تمنا کہیں جسے	ص۲۱۸
(۱۶) خوش ہوتے ہیں، پر وصل میں یوں مر نہیں جاتے	آئی شبِ ہجراں کی تمنا مرے آگے	ص۲۲۹
(۱۷) ہے دلِ شوریدۂ غالبؔ طلسمِ پیچ و تاب	رحم کر اپنی تمنا پر کہ کس مشکل میں ہے	ص۲۳۲
(۱۸) ہم رشک کو اپنے بھی گوارا نہیں کرتے	مرتے ہیں مگر اُن کی تمنا نہیں کرتے	۲۳۲
(۱۹) دیکھتا ہوں اُسے، تھی جس کی تمنا مجھ کو	آج بیداری میں ہے خوابِ زلیخا مجھ کو	ص۳۰۱

دیکھیے ـــــــ: (۲۰) آئینۂ بتکرار تمنا ـ (۲۱) آبیارِ صد تمنا ـ (۲۲)، (۲۳) اسبابِ تمنا [دوبار] ـ (۲۴) بیکسی ہائے تمنا ـ (۲۵) بیابانِ تمنا ـ (۲۶) پروازِ تمنا ـ (۲۷) تاراجِ تمنا ـ (۲۸) تپش ہلۂ تمنا ـ (۲۹) تحفۂ سرشار تمنا ـ (۳۰) تماشائی نیرنگِ تمنا ـ (۳۱) تہی آغوشیِ دستِ تمنا ـ (۳۲) جوشِ تمنا ـ (۳۳) چمن زارِ تمنا ـ (۳۴)، (۳۵) حسرتِ عرضِ تمنا [دوبار] ـ (۳۶)، (۳۷) داغِ تمنا [دوبار] ـ (۳۸) دامِ تمنا ـ (۳۹) دسترسِ وصلِ تمنا ـ (۴۰) دشتِ تمنا ـ (۴۱) ذوقِ تسلیمِ تمنا ـ (۴۲)، (۴۳) زخمِ تمنا [دوبار] ـ (۴۴) زلفِ تمنا ـ (۴۵) سادگی ہائے تمنا ـ (۴۶) سرشارِ تمنا ـ (۴۷) سرمایۂ ایجادِ تمنا ـ (۴۸) سوزِ آتشِ داغِ تمنا ـ (۴۹) سوزشِ داغِ تمنا ـ (۵۰) عجزِ تمنا ـ (۵۱) عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنا ـ (۵۲) عہدِ تجدیدِ تمنا ـ (۵۳) غنچۂ تمنا ـ (۵۴) فضائے حیرت آبادِ

تمنا۔(۵۵) کیفیتِ ہجومِ تمنا۔(۶۵) گدازِ ہر تمنا۔(۵۷) گردشِ جامِ تمنا۔(۵۸) گلزارِ تمنا۔(۵۹) معمورِ تمنا۔

(۶۰) نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنا۔ (۶۱) نقشِ تمنا۔(۶۲) نقطۂ پرکارِ تمنا۔(۶۳) تنگیِ تمنا۔(۶۴) وسعت گہِ تمنا۔

(۶۵) ہجومِ تمنا۔(۶۶) یاسِ تمنا۔

تمنا آفرینی ہا: دیکھیے: مجبورِ تمنا آفرینی ہا۔

تمنا شکار: کس کا جنونِ دید تمنا شکار تھا؟ آئینہ خانہ وادیِ جوہر غبار تھا ص۱۷

تمنا کدۂ حسرتِ ذوقِ دیدار: ہے تمنا کدۂ حسرتِ ذوقِ دیدار دیدہ گو خوں ہو، تماشائے چمن مطلب تھا ص۲۲

تمنائے اثر: دیکھیے: گردِ تمنائے اثر۔

تمنائے بے خودی: مجو عجز، کیا کروں بہ تمنائے بے خودی طاقت، حریفِ سختیِ خوابِ گراں نہیں ص۵۷

تمنائے بے دلی: دیکھیے: کوے تمنائے بے دلی۔

تمنائے پری: دیکھیے: حدِ اقلیمِ تمنائے پری۔

تمنائے تماشا: ہے سادگیِ ذہن تمنائے تماشا جائے کہ اسدؔ! رنگِ چمن بافتنی ہے ص۱۱۱

تمنائے جلوہ: دیکھیے: نقدِ دامِ تمنائے جلوہ۔

تمنائے چیدن: تماشائے گلشن: تمنائے چیدن بہار آفریتا! گنہ گار ہیں ہم؟ ص۵۵

تمنائے خامشی: دیکھیے: عرضِ تمنائے خامشی۔

تمنائے خاطر افروزی: دلا! عبث ہے تمنائے خاطر افروزی کہ بوسۂ لبِ شیریں ہے اور گلو سوزی ص۱۰۰

تمنائے دوا: دوست گر کوئی نہیں ہے جو کرے چارہ گری نہ سہی، لیک تمنائے دوا ہے تو سہی ص۳۱۱

تمنائے دیدار: دیکھیے: رقیبِ تمنائے دیدار۔

تمنائے رفتگاں: دیکھیے: عرضِ تمنائے رفتگاں۔

تمنائے زباں: تمنائے زباں محوِ سپاسِ بے زبانی ہے مٹا جس سے تقاضا شکوۂ بے دست و پائی کا ص۱۲۶

تمنائے شہادت: دیکھیے: ذوقِ تمنائے شہادت۔

تمنائے نشاط: دیکھیے: داغِ تمنائے نشاط۔

تمنّاہا: دیکھیے: اقبالِ تمنّاہا۔

تمنّائیں: دیکھیے: لاکھوں تمنّائیں۔

تمہید[۱]: (۱) ہماری سادگی تھی التفاتِ ناز پر مرنا — ترا آنا نہ تھا ظالم! مگر تمہید جانے کی — ص ۲۰۳

(۲) دیکھیے: جانِ درد تمہید۔

تمہیدِ آگاہی: غفلتِ دیوانہ جز تمہیدِ آگاہی نہیں — مغزِ سر خوابِ پریشاں ہے سخن کی فکر میں — ص ۴۳

تمہیدِ فراغت: دیکھیے: بسترِ تمہیدِ فراغت۔

تمیزِ[۲] اعیاں: دیکھیے: ربطِ تمیزِ اعیاں۔

تمیز جو: نہ وفا کو آبرو ہے، نہ جفا تمیز جو ہے — چہ حسابِ جاں فشانی! چہ غرورِ دل ستانی! — ص ۹

تمیزِ زشتی و نیکی: تمیزِ زشتی و نیکی میں لاکھ باتیں ہیں — بہ عکسِ آئنہ یک فرد سادہ رکھتے ہیں — ص ۶۰

تمچر[۳]: دیکھیے: آئینۂ تمچر۔

تن[۴]: (۱) ہوا جب غم سے یوں بے حس تو غم کیا سر کے کٹنے کا — نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا — ص ۱۹۰

(۲) نہیں ہے زخم کوئی بخیے کے درخور مرے تن میں — ہوا ہے تارِ اشکِ یاس رشتہ چشمِ سوزن میں — ص ۱۸۰

(۳) ودیعت خانۂ بیدادِ کاوش ہائے مژگاں ہوں — نگینِ نامِ شاہد ہے مرے، ہر قطرہ خوں، تن میں — ص ۱۸۰

(۴) ہزاروں دل دیے جوشِ جنونِ عشق نے مجھ کو — سیہ ہو کر سویدا ہو گیا ہر قطرہ خوں تن میں — ص ۱۸۱

(۵) ضعف سے، اے گریہ! کچھ باقی مرے تن میں نہیں — رنگ ہو کر اُڑ گیا جو خوں کہ دامن میں نہیں — ص ۱۸۵

(۶) ہو فشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود! — قد کے جھکنے کی بھی گنجائش مرے تن میں نہیں — ص ۱۸۵

(۷) قطرہ قطرہ اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا — خوں بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں — ص ۱۸۵

(۸) جاں کیوں نکلنے لگتی ہے تن سے دمِ سماع؟ — گر وہ صدا سمائی ہے چنگ و رباب میں — ص ۱۸۸

(۹) مرہم کی جستجو میں پھرا ہوں جو دور دور — تن سے سوا فگار ہیں اس خستہ تن کے پانو — ص ۱۹۶

(۱۰) تپش سے میری وقفِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے — مرا سر رنجِ بالیں ہے، مرا تن بارِ بستر ہے — ص ۲۱۲

---

۱ تمہید : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

۲ تمیز : تین بار [مرکّب]۔

۳ تمچر : ایک بار [مرکّب]۔

۴ تن : ستائیس بار [مفرد: دس بار، مرکّب: سترہ بار]۔

دیکھیے ــــــــ: (۱۱) خستہ تن۔ (۱۲) رنجور خستہ تن۔ (۱۳) سروتن۔ (۱۴) سیم تن۔ (۱۵) شوخ سیم تن۔ (۱۶) عضو تن۔ (۱۷) موجبِ آرامِ جان وتن۔ (۱۸) نیروے تن۔ (۱۹) وابستۂ تن۔ (۲۰) جملہ تن۔

تن آسانی: دیکھیے ــــــــ: (۱) ذوقِ تن آسانی۔ (۲) عجزِ تن آسانی۔

تن بہ بندِ ہوس در نداوہ: تن بہ بندِ ہوس در ندادہ رکھتے ہیں — دل ز کارِ جہاں اُفتادہ رکھتے ہیں ص۵۹

تنِ رنجور: حسرت اے ذوقِ خرابی! کہ وہ طاقت نہ رہی — عشقِ پُرعربدہ کی گوں تنِ رنجور نہیں ص۱۸۵

تنِ مجروحِ عاشق: چھوڑ کر جانا تنِ مجروحِ عاشق حیف ہے! — دل طلب کرتا ہے زخم اور مانگے ہیں اعضا نمک ص۱۷۵

تنِ نازک: مرجاؤں نہ کیوں رشک سے جب وہ تنِ نازک — آغوشِ خمِ حلقۂ زنّار میں آوے ص۲۳۳

تن ودل وجاں: میں نے مانا کہ مل گئے، پھر کیا؟ — وہی رونا تن و دل و جاں کا ص۲۶۰

تندرستی[۱]: زخمِ دل پر باندھیے حلواے مغزِ استخواں — تندرستی فائدہ اور ناتوانی مفت ہے ص۱۱۳

تنخواہ[۲]: (۱) میری تنخواہ جو مقرر ہے — اُس کے ملنے کا ہے عجب ہنجار ص۱۳۶

(۲) میری تنخواہ میں چہارم کا — ہوگیا ہے شریک ساہوکار ص۱۳۶

(۳) میری تنخواہ کیجے ماہ بہ ماہ — تا نہ ہو مجھ کو زندگی دشوار ص۱۳۶

تنخواہِ شکستن: عرش پر، تیرے قدم سے ہے، دماغِ گردِ راہ — آج تنخواہِ شکستن ہے کلہِ جبریل کی ص۹۱

تند[۳]: دیکھیے ــــ: (۱) ہیِ تند۔ (۲) ہواے تند۔

تند خو: دیکھیے: شوخِ تند خو۔

تند خویاں: دیکھیے: خشمِ تند خویاں۔

تندیِ خو[۴]: اللہ رے تیری تندیِ خو! جس کے بیم سے — اجزاے نالہ دل میں مرے رزقِ ہم ہوئے ص۲۲۶

تندیِ صہبا: ہاتھ دھو دل سے یہی گرمی گر اندیشے میں ہے — آبگینہ تندیِ صہبا سے پگھلا جائے ہے ص۲۲۱

تنزیہہ[۵]: دیکھیے: ہر موجِ محیطِ تنزیہہ۔

تنزیہہ بہار: دیکھیے: جلوۂ تنزیہہِ بہار۔

تنگ آبی[۶]: دریاے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک — میرا سرِ دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا ص۱۵۲

---

[۱] تندرستی : ایک بار۔
[۲] تنخواہ : چار بار [مرتّب: ایک بار]۔
[۳] تند : چار بار [مرتّب]۔
[۴] تندی : دوبار [مرتّب]۔
[۵] تنزیہہ : دوبار [مرتّب]۔
[۶] تنک : چھے بار [مرتّب]۔

تنگ پیرہنی: دیکھیے: دعواے تنگ پیرہنی۔

تنگ حوصلہ: دیکھیے: عجزِ تنگ حوصلہ۔

تنگ ظرفوں:	تنگ ظرفوں کا رُتبہ جہد سے برتر نہیں ہوتا	حبابِ مے بہ صد بالیدنی ساغر نہیں ہوتا	ص۲۲۵

تنگ ظرفیِ منصور: دیکھیے: تقلیدِ تنگ ظرفیِ منصور۔

تنگ مایہ:	پہنے ہے پیرہنِ کاغذِ ابری، نیساں	یہ تنگ مایہ ہے فریادیِ جوشِ ایثار	ص۴
تنکا[1]:	نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانع میرے نالوں کو	لیا دانتوں میں جو تنکا، ہوا ریشہ نیستاں کا	ص۱۵۶
تنگ[2]:	(۱) فضاے خندۂ گل تنگ و ذوقِ عیش بے پروا	فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل پسند آیا	ص۱۲
	(۲) اسدؔ اے ہرزہ درا! نالہ بہ غوغا تا چند!	حوصلہ تنگ نہ کر بے سبب آزاروں کا	ص۲۸
	(۳) محتسب سے تنگ ہے ازبس کہ کارِ کشاں	رز میں جو انگور نکلا عقدۂ مشکل ہوا	ص۲۹
	(۴) ہے تنگ ز واماندہ شدن حوصلۂ پا	جو اشک گرا خاک میں، ہے آبلۂ پا	ص۲۹
	(۵) ہلال آسا تہی رہ، گر کشادن ہاے دل چاہے	ہوا مہ کثرتِ سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر	ص۳۰
	(۶) برہم ہے بزمِ غنچہ بہ یک جنبشِ نشاط	کاشانہ بس کہ تنگ ہے، غافل! ہوا نہ مانگ	ص۵۰
	(۷) گرچہ ہے یک بیضۂ طاؤس آسا تنگ، دل	ہے چمن سرمایۂ بالیدنِ صد رنگ، دل	ص۵۳
	(۸) عرضِ سرشک پر ہے فضاے زمانہ تنگ	صحرا کہاں کہ دعوتِ دریا کرے کوئی	ص۸۸
	(۹) شرحِ اسبابِ گرفتاریِ خاطر مت پوچھ	اس قدر تنگ ہوا دل کہ میں زنداں سمجھا	ص۱۳۷
	(۱۰) آہ! وہ جرأتِ فریاد کہاں	دل سے تنگ آ کے جگر یاد آیا	ص۱۵۲
	(۱۱) تنگیِ دل کا گلہ کیا، یہ وہ کافر دل ہے	کہ اگر تنگ نہ ہوتا تو پریشاں ہوتا	ص۱۵۸
	(۱۲) ہے بزمِ بتاں میں سخن آزردہ لبوں سے	تنگ آئے ہیں ہم ایسے خوشامد طلبوں سے	ص۲۰۱
	(۱۳) کیا تنگ ہم ستم زدگاں کا جہان ہے	جس میں کہ ایک بیضۂ مور آسمان ہے	ص۲۰۳
	(۱۴) وحشت پہ میری عرصۂ آفاق تنگ تھا	دریا، زمین کو عرقِ انفعال ہے	ص۲۰۵

---

[1] تنکا : ایک بار۔

[2] تنگ : تیئیس بار [مفرد: سولہ بار، مرکب: سات بار]۔

(۱۵) بیضہ آسا تنگ بال و پر یہ ہے کنجِ قفس — از سرِ نو زندگی ہو گر رہا ہو جایئے — ص۲۱۶

(۱۶) بہار شوخ و چمن تنگ و رنگِ گل دل چسپ — نسیم، باغ سے پا در حنا نکلتی ہے — ص۲۵۲

دیکھیے ــــــ: (۱۷) مقدارِ دل تنگ۔ (۱۸) چشمِ تنگ۔ (۱۹) خانۂ تنگ۔ (۲۰)، (۲۱) دل تنگ [دوبار]۔

(۲۲) دل تنگ۔ (۲۳) دہانِ تنگ۔

تنگی[۱] — تنگیِ رفیقِ رہ تھی عدم یا وجود تھا — میرا سفر بہ طالعِ چشمِ حسود تھا — ص۱۲

(۲) گر یاس سر نہ کھینچے، تنگی عجب فضا ہے — وسعت گہِ تمنا: یک بام و صد ہوا ہے — ص۹۳

(۳) دیکھیے: دل تنگیِ وحشت۔ (۴) ہمہ تنگی۔

تنگیِ جا: (۱) ہے ذرہ ذرہ تنگیِ جا سے غبارِ شوق — گر دام یہ ہے، وسعتِ صحرا شکار ہے — ص۲۱۷

(۲) گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا — گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا — ص۱۴۷

تنگیِ چشمِ حسود: جز قیس اور کوئی نہ آیا بروئے کار — صحرا مگر بہ تنگیِ چشمِ حسود تھا! — ص۱۳۳

تنگیِ حوصلہ: تنگیِ حوصلہ گرداب دو عالم آداب — دیدِ یک غنچہ سے ہوں بسملِ نقصانِ بہار — ص۹

تنگیِ خلوت: فشارِ تنگیِ خلوت سے بنتی ہے شبنم — صبا جو غنچے کے پردے میں جا نکلتی ہے — ص۲۱۸

تنگیِ دل: (۱) زخم نے داد نہ دی تنگیِ دل کی یارب! — تیر بھی سینۂ بسمل سے پَر افشاں نکلا — ص۱۳۲

(۲) تنگیِ دل کا گلہ کیا، یہ وہ کافر دل ہے — کہ اگر تنگ نہ ہوتا تو پریشاں ہوتا — ص۱۵۸

تنگیِ فرصت: اے ادا فہماں! صدا ہے تنگیِ فرصت سے خوں — ہے بہ صحرائے تمیزِ چشم قربانی جرس — ص۴۵

تنگیِ قبا: بہار در گرو غنچہ شہر جولاں ہے — طلسمِ ناز بجز تنگیِ قبا معلوم! — ص۵۳

تنگنائے غزل[۲]: بقدرِ شوق نہیں ظرفِ تنگنائے غزل — کچھ اور چاہیے وسعت مرے بیاں کے لیے — ص۲۳۶

تنتنا با یا ہو[۳]: گاتی تھیں شرو کی بیگم تنتنا با یا ہو — دودھ میں پکے تھے شلغم، تنتنا با یا ہو — ص۳۰۱

تنور[۴]: حلقۂ گرداب جوہر کو بنا ڈالے تنور — عکس گر طوفانیِ آئینۂ دریا کرے — ص۱۰۱

---

[۱] تنگی : گیارہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: نو بار]۔

[۲] تنگنائے : ایک بار [مرکب]۔

[۳] تنتنا با یا ہو : دو بار۔

[۴] تنور : ایک بار۔

تنہا[۱]: (۱)، (۲) لازم تھا کہ دیکھو مرا رستا کوئی دن اور — تنہا گئے کیوں، اب رہو تنہا کوئی دن اور — ص ۱۷۰

(۳) دل لگا کر، لگ گیا اُن کو بھی تنہا بیٹھنا — بارے، اپنی بیکسی کی ہم نے پائی داد یہاں — ص ۱۷۹

تنہائی[۲]: دیکھیے ____: (۱) پاسبانِ طلسم گنجِ تنہائی۔ (۲) چمن تحریرِ درسِ شغلِ تنہائی۔ (۳) حیلہ جوے ترکِ تنہائی۔ (۴) شبِ تنہائی۔ (۵) ذوقِ تنہائی۔ (۶) طوفاں گاہِ جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی۔ (۷) کاو کاوِ سخت جانی ہاے تنہائی۔ (۸) وحشتِ تنہائی۔

تنہائیِ دل: دیکھیے: وحشت پرستِ گوشۂ تنہائیِ دل۔

تواضع[۳]: دیکھیے: سرو کارِ تواضع۔

تُوأم[۴]: (۱) مثلِ گُل زخم ہے میرا بھی سناں سے تُوأم — تیرا ترکش ہی کچھ آبستنِ تیر نہیں — ص ۵۷

اسدؔ! یہ عجز و بے سامانیِ فرعون توام ہے — جسے تو بندگی کہتا ہے، دعویٰ ہے خدائی کا

تواں[۵]: دیکھیے ____: (۱) پشت گرمیِ تاب و تواں۔ (۲) تاب و تواں۔

توانائی[۶]: (۱) اور بارہ امام ہیں بارہ — جن سے ایماں کو ہے توانائی — ص ۲۶۳

دیکھیے ____: (۲) بادصفِ توانائی۔ (۳) وہمِ توانائی۔

توبہ[۷]: (۱) کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ — ہاے! اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا — ص ۱۵۰

(۲) مَیں اور بزمِ مے سے یوں تشنہ کام آؤں! — گر میں نے کی تھی توبہ، ساقی کو کیا ہوا تھا؟ — ص ۱۵۸

(۳) ہُو! توبہ کرو، تم کیا ہو، جب اِدبار آتا ہے — تو یوسف سا حسیں بکنے سرِ بازار آتا ہے — ص ۳۱۰

(۴) دیکھیے: شکستِ توبہ۔

توجیہ[۸]: اِدھر نہ ہوگی توجیہ حضور کی جب تک — کبھی کُھلے گی کسی سے نہ زنہار گرہ — ص ۲۷۹

توحید[۹]: جلوہ رفتار سرِ جادۂ شرعِ تسلیم — نقشِ پا جس کا ہے توحید کو معراجِ جبیں — ص ۸

---

[۱] تنہا : تین بار۔
[۲] تنہائی : نوبار [مرکّب]۔
[۳] تواضع : ایک بار [مرکّب]۔
[۴] تُوأم : دوبار۔
[۵] تواں : دوبار [مرکّب]۔
[۶] توانائی : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔
[۷] توبہ : چار بار [مفرد: تین بار، مرکّب: ایک بار]۔
[۸] توجیہ : ایک بار۔ [۹] توحید : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

توحید فضا: دیکھیے: سینۂ توحید فضا۔

تور[1]: وارثِ ملک جانتے ہیں تجھے — ایرج و تور و خسرو و بہرام ص۳۷

توسن[2]: (۱) تیرے توسن کو صبا باندھتے ہیں — ہم بھی مضمون کی ہوا باندھتے ہیں ص۱۸۱

(۲) ابھی ہم قتل گہ کا دیکھنا آساں سمجھتے ہیں — نہیں دیکھا شناور جوئے خوں میں تیرے توسن کو ص۱۹۸

(۳) سب نے جانا کہ ہے پری توسن — اور بالِ پری ہے دامنِ زیں ص۲۸۰

توسنِ چالاک: (۱) وہ فلک رتبہ کہ بر توسنِ چالاک چڑھا — ماہ پر ہالہ صفت حلقۂ فتراک چڑھا ص۲۲۵

(۲) دیکھیے: سوارِ توسنِ چالاک۔

توسنِ حشمت: زمیں سے سودۂ گوہر اُٹھے بجائے غبار — جہاں ہو توسنِ حشمت کا اُس کے جولاں گاہ ص۲۷۷

توسنِ دولت: ہاتھ میں تیرے رہے توسنِ دولت کی عناں! — یہ دعا شام و سحر قاضیِ حاجات سے ہے ص۱۲۸

توسنِ شہ: توسنِ شہ میں ہے وہ خوبی کہ جب — تھان سے وہ غیرتِ صرصر کھلا ص۳۹

توسنِ طبع: پھر غزل کی روش پہ چل نکلا — توسنِ طبع چاہتا تھا لگام ص۳۶

توسنِ ہمت: بیابانِ فنا ہے بعدِ صحرائے طلب غالبؔ! — پسینا توسنِ ہمت کا سیلِ خانۂ زیں ہے ص۸۹

توشہ[3]: رہ روِ راہِ خلد کا توشہ — طوبیٰ و سدرہ کا جگر گوشہ ص۳۱ [آم کے لیے]

توضیح[4]: میرے ابہام پہ ہوتی ہے تصدق توضیح — میرے اجمال سے کرتی ہے تراوش تفصیل ص۱۲۳

توغل[5]: ہے گرچہ مجھے نکتہ سرائی میں توغل — ہے گرچہ مجھے سحر طرازی میں مہارت ص۱۲۷

توفیرِ درد[6]: غیر کی منت نہ کھینچوں گا پئے توفیرِ درد — زخم، مثلِ خندۂ قاتل ہے سر تا پا نمک ص۱۷۵

توفیق[7]: توفیق بہ اندازۂ ہمت ہے ازل سے — آنکھوں میں ہے وہ قطرہ کہ گوہر نہ ہوا تھا ص۱۵۲

توفیقِ شکوہ: وداعِ حوصلہ، توفیقِ شکوہ، عجزِ وفا — اسدؔ! ہنوز گمانِ غرورِ دانائی! ص۱۱۰

---

۱ تور : ایک بار [مرکب]۔
۲ توسن : دس بار [مفرد: تین بار، مرکب: سات بار]۔
۳ توشہ : ایک بار۔
۴ توضیح : ایک بار۔
۵ توغل : ایک بار۔
۶ توفیر : ایک بار [مرکب]۔
۷ توفیق : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

توقّع[۱]: (۱) واے! اگر میرا ترا انصاف محشر میں نہ ہو — اب تلک تو یہ توقّع ہے کہ وھاں ہوجائے گا ص۱۵۱

(۲) زمانہ سخت کم آزار ہے بہ جانِ اسدؔ — وگرنہ ہم تو توقّع زیادہ رکھتے ہیں ص۱۸۲

(۳) مجھے اُس سے کیا توقّع بہ زمانۂ جوانی — کبھی کودکی میں جس نے نہ سنی مری کہانی ص۲۰۷

(۴) ہوئی جن سے توقّع خستگی کی داد پانے کی — وہ ہم سے بھی زیادہ خستۂ تیغِ ستم نکلے ص۲۵۰

(۵) خدا سے ہے یہ توقّع کہ عہدِ طفلی میں — بنے گا شرق سے تا غرب اِس کا بازی گاہ ص۲۷۷

(۶) دیکھیے: ایک توقّع۔

توقیر[۲]: اُنھیں کی سال گرہ کے لیے ہے یہ توقیر — کہ بن گئے ہیں ثمرہاے شاخسار، گرہ ص۲۷۹

توقیعِ[۳] **امارت**: ہے نقشِ مریدی ترا: فرمانِ الٰہی — ہے داغِ غلامی ترا: توقیعِ امارت ص۱۲۷

توقیعِ سلطنت: تیرے توقیعِ سلطنت کو بھی — دی بدستور صورتِ ارقام ص۱۳۸

توکّل[۴]: دیکھیے ـــــــ: (۱) آئنۂ نازِ توکّل۔ (۲) دمِ تیغِ توکّل۔ (۳) وہمِ توکّل۔

تولّا[۵]: یارانِ نبی سے رکھ تولّا باللہ — ہر یک ہے کمالِ دیں میں یکتا باللہ! ص۳۱۳

تولّائی: اُن کو غالبؔ! یہ سال اچھا ہے — جو ائمہ کے ہیں تولّائی ص۲۶۳

تُونے[۶]: کب فقیروں کو رسائی بُتِ مے خوار کے پاس — تونبے بو دیجیے مے خانے کی دیوار کے پاس ص۳۶

کیوں بُوتے ہیں باغبان تونبے؟ — گر باغ گداے مے نہیں ہے ص۲۲۸

تَوَہُّم[۷]: سوج خمیازۂ یک نشہ، چہ اسلام و چہ کفر — کجیِ یک خطِ مسطر، چہ توہّم چہ یقیں ص۷

تہِ[۸] **بالِ پری**: پرورشِ نالہ ہے وحشتِ پرواز سے — ہے تہِ بالِ پری بیضۂ بلبل ہنوز ص۴۲

تہِ بالِ شمعِ حرم: کہ ہم بیضۂ طوطیِ ہندؔ، غافل! — تہِ بالِ شمعِ حرم دیکھتے ہیں ص۲۲۸

تہِ بندیِ پرہاے طوطی: خطِ نوخیز کی آئینے میں دی کس نے آرائش — کہ ہے تہ بندیِ پرہاے طوطی رنگ جوہر کا ص۲۲۲

---

[۱] توقّع : سات بار [مرکّب: ایک بار]۔
[۲] توقیر : ایک بار۔
[۳] توقیع : دو بار [مرکّب]۔
[۴] توکّل : تین بار [مرکّب]۔
[۵] تولّا : ایک بار۔ تولّائی : ایک بار۔
[۶] تونبے : دو بار۔
[۷] توہّم : ایک بار۔
[۸] تہ : اٹھارہ بار [مرکّب]۔

تہ بندیِ خط: کرے ہے حُسنِ خوباں پردے میں مشاطگی اپنی — کہ ہے تہ بندیِ خطِ سبزۂ خط در تہِ لب ہا — ص ۴۳

تہ بندیِ داغِ تمنا: دیکھیے: نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنا۔

تہ بندیِ دُودِ چراغِ خانہ: وصل میں بختِ سیہ نے سنبلستاں گُل کیا — رنگِ شب تہ بندیِ دودِ چراغِ خانہ تھا — ص ۲۵

تہِ پَر: فکرِ پرواز جنوں ہے، سببِ ضبط نہ پوچھ — اشک جوں بیضہ مژہ سے تہِ پر پنہاں ہے — ص ۱۰۹

تہِ پیمانہ: دیکھیے: دُردِ تہِ پیمانہ۔

تہِ جام: دیکھیے: دُردِ تہِ جام۔

تہِ خاکسترِ صد آئنہ: حیرتِ کاغذِ آتش زدہ ہے جلوۂ عمر — تہِ خاکسترِ صد آئنہ پایا ہے مجھے — ص ۱۰۸

تہِ داماں: ساقِ گل رنگ سے اور آئنۂ زانو سے — جامہ زیبوں کے سدا ہیں تہِ داماں گل و صبح — ص ۳۷

تہِ دامانِ صبا: مجلسِ شعلہ عذاراں میں جو آجاتا ہوں — شمع ساں میں تہِ دامانِ صبا جاتا ہوں — ص ۲۹۸

تہِ دامانِ دُودِ شمعِ بالیں: پیامِ تعزیت پیدا ہے اندازِ عیادت سے — شبِ ماتم تہِ دامانِ دودِ شمعِ بالیں ہے — ص ۸۹

تہِ سبزہ: دیکھیے: دامِ تہِ سبزہ۔

تہِ سنگ: دیکھیے: دستِ تہِ سنگ۔

تہِ سنگِ مزار: منت کشی میں حوصلہ بے اختیار ہے — دامانِ صد کفن تہِ سنگِ مزار ہے — ص ۹۰

تہِ قدم: ہر گام آبلے سے ہے دل در تہِ قدم — کیا بیم اہلِ درد کو سختیِ راہ کا — ص ۱۹

تہِ لب ہا: کرے ہے حُسنِ خوباں پردے میں مشاطگی اپنی — کہ ہے تہ بندیِ خطِ سبزۂ خط در تہِ لب ہا — ص ۴۳

تھان[۱]: توسنِ شہ میں ہے وہ خوبی کہ جب — تھان سے وہ غیرتِ صرصر کھلا — ص ۳۹

تُہمت[۲]: (۱) ہم اور وہ بے سبب رنج، آشنا دشمن، کہ رکھتا ہے — شعاعِ مہر سے تہمت نگہ کی چشمِ روزن پر — ص ۱۶۸

(۲) اُٹھاوے کب وہ جانِ شرم تہمت قتلِ عاشق کی — کہ جس کے ہاتھ میں مانندِ خوں رنگِ حنا گم ہو — ص ۶۸

(۳) کماں ہم بھی رگ و پے رکھتے ہیں، انصاف بہتر ہے — نہ کھینچے طاقتِ خمیازہ تہمت ناتوانی کی — ص ۷۷

---

[۱] تھان : ایک بار۔

[۲] تُہمت : گیارہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: آٹھ بار]۔

تھمیں : ایک بار۔

تہمتِ آرامیدن: چمنِ دہر میں ہوں سبزۂ بیگانہ اسدؔ! واے! اے بے خودی و تہمتِ آرامیدن ص۳۵۰

تہمتِ بے خودیِ کفر: تہمتِ بے خودیِ کفر نہ کھینچے یارب! کیِ ربطِ نیاز و خطِ نازِ بسیار ص۹

تہمتِ بیدردی: ہوش اے ہرزہ درا! تہمتِ بیدردی چند؟ نالہ در گردِ تمناے اثر پنہاں ہے ص۱۱۰

تہمتِ تمکیں: غفلتِ افسردگی تہمتِ تمکیں نہ ہو اے ہمہ خوابِ گراں! حوصلہ بدنام ہے ص۹۹

تہمتِ خط: پشتِ لب تہمتِ خط کھینچے ہے بیجا، یعنی سبز ہے موجِ تبسم بہ ہواے گفتار ص۳

تہمتِ خم: پا مردِ یک انداز نہیں قامتِ ہستی طاقت اگر اعجاز کرے تہمتِ خم باندھ ص۷۱

تہمت کشِ تسکیں: جنوں تہمت کشِ تسکیں نہ ہو گر شادمانی کی نمک پاشِ خراشِ دل ہے لذّت زندگانی کی ص۲۰۶

تہمتِ وارستگی: درد ناپیدا و بیجا تہمتِ وارستگی پردہ دارِ یادگی ہے وسعتِ مشرب مجھے ص۸۶

تُہمتیں: کس روز تُہمتیں نہ تراشا کیے عدو! کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کیے! ص۲۴۳

تہی[1]: (۱) چشم بے خونِ دل و دل تہی از جوشِ نگاہ بہ زباں عرضِ فسونِ ہوسِ گل تا چند ص۳۹

(۲) ہلال آسا تہی رہ گر کشادن ہاے دل چاہے ہوا مہ کثرتِ سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر ص۴۰

(۳) میں نے کہا کہ بزمِ ناز چاہیے غیر سے تہی سُن کے، ستم ظریف نے مجھ کو اُٹھا دیا کہ یوں ص۱۶۸

(۴) دیکھیے: پہلو تہی۔

تہی آغوشیِ دستِ تمنا: چنار آسا عدم سے بادلِ پُر آتش آیا ہوں تہی آغوشیِ دستِ تمنا کا ہوں فریادی ص۳۵۱

تہی دستی: دیکھیے: شرمِ تہی دستی۔

تہی ماندن: دیکھیے: از خود تہی ماندن۔

تہیۂ[2] طوفاں: غالبؔ! ہمیں نہ چھیڑ کہ پھر جوشِ اشک سے بیٹھے ہیں ہم تہیۂ طوفاں کیے ہوئے ص۲۲۶

تیر[3]: (۱) کچھ کھٹکتا تھا مرے سینے میں، لیکن آخر جس کو دل کہتے تھے، سو تیر کا پیکاں نکلا ص۱۳

(۲) میں الفتِ مژگاں میں جو انگشت نما ہوں لگتی ہے مجھے تیر کے مانند ہر انگشت ص۳۲

---

[1] تہی : سات بار [مفرد: تین بار، مرکب: چار بار]۔
[2] تہیہ : ایک بار [مرکب]۔
[3] تیر : تئیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: بارہ بار]۔

(۳) تیر کو تیرے، تیرِ غیر ہدف　　تیغ کو تیری، تیغِ خصم نیام　ص ۳۸

(۴) زخم نے داد نہ دی تنگیِ دل کی یارب!　　تیر بھی سینۂ بسمل سے پَرافشاں نکلا　ص ۱۴۲

(۵) ہم تھے مرنے کو کھڑے، پاس نہ آیا نہ سہی　　آخر اُس شوخ کے ترکش میں کوئی تیر بھی تھا　ص ۱۵۹

(۶) ابرو سے ہے کیا اُس نگہِ ناز کو پیوند　　ہے تیر مقرّر مگر اُس کی ہے کماں اور　ص ۱۷۰

(۷) دل سے نکلا، پہ نہ نکلا دل سے　　ہے ترے تیر کا پیکان عزیز　ص ۱۷۳

(۸) کیوں نہ ٹھہریں ہدفِ ناوکِ بیداد کہ ہم　　آپ اُٹھا لاتے ہیں گر تیر خطا ہوتا ہے　ص ۲۲۰

(۹) چال، جیسے کڑی کمان کا تیر　　دل میں ایسے کے جا کرے کوئی　ص ۲۳۲

(۱۰) رہے دل ہی میں تیر، اچھا! جگر کے پار ہو، بہتر　　غرض شستِ بتِ ناوک فگن کی آزمائش ہے　ص ۲۳۳

(۱۱) نے تیر کماں میں ہے نہ صیاد کمیں میں　　گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے　ص ۲۳۵

دیکھیے ـــــــ: (۱۲) آبستنی تیر۔ (۱۳) اک تیر۔ (۱۴) ایک تیر۔ (۱۵) بالِ تیر۔ (۱۶) بالیدہ موجِ تیر۔ (۱۷) پروازِ پرِ تیر۔ (۱۸) زخمی عرضِ دو جہاں تیر۔

تیر باریدن: دیکھیے: ایمائے تیر باریدن۔

تیرِ غیر: تیر کو تیرے، تیرِ غیر ہدف　　تیغ کو تیری، تیغِ خصم نیام　ص ۳۸

تیر نگاہ: اِن ستم کیشوں کے کھائے ہیں ز بس تیر نگاہ　　پردۂ بادام، یک غربالِ حسرت بیز ہے　ص ۸۵

تیرِ نیم کش: کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیرِ نیم کش کو　　یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا　ص ۱۹۰

تیر و کماں: سازشِ صلح بتاں میں ہے نہاں جنگیدن　　نغمہ و چنگ ہیں جوں تیر و کماں فہمیدن　ص ۳۵۰

تیرگی[1]: ہے ریا کا رُتبہ بالاتر تصور کردنی　　تیرگی سے داغ کی، مہ سیم مس اندودہ ہے　ص ۱۰۳

تیرگیِ اختر: کلفتِ کثرتِ ہستی بدنامِ دورنگی ہے　　یہاں تیرگیِ اختر خالِ رخِ زنگی ہے　ص ۱۱۳

تیرگیِ بختِ سیہ: اے اسدؔ! تیرگیِ بختِ سیہ ظاہر ہے　　نظر آتی نہیں صبحِ شبِ دیجور ہنوز　ص ۴۵

تیرگیِ حال: ہم آئے ہیں غالبؔ! رہِ اقلیمِ عدم سے　　یہ تیرگیِ حال لباسِ سفری ہے　ص ۳۵۳

---

[1] تیرگی : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔

تیرگیِ ظاہری: تیرگی ظاہری ہے طبعِ آگہ کا نشاں — غافلاں! عکسِ سوادِ صفحہ ہے گردِ کتاب — ص ۳۱

تیرہ[1]: دیکھیے: نصیبِ تیرہ۔

تیرہ بخت: اُس بزمِ پُرفروغ میں اس تیرہ بخت کو — لبریز ملا نشیب میں از روے اہتمام — ص ۲۸۲

تیرہ بختوں: نشانِ روشنیِ دل نہاں ہے تیرہ بختوں کا — نہیں محسوس دودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں — ص ۳۳۹

تیرہ روزی: دیکھیے: مشقِ تیرہ روزی۔

تیرہ کاری: بس کہ وقتِ گریہ نکلا تیرہ کاری کا غبار — دامنِ آلودۂ عصیاں گراں تر ہوگیا — ص ۳۰

تیرھویں[2]: تھی جنوری مہینے کی تاریخ تیرھویں — استادہ ہوگئے لبِ دریا پہ جب خیام — ص ۲۸۲

تیز[3]: (۱) میں بھی رُک رُک کے نہ مرتا جو زباں کے بدلے — دشنہ اک تیز سا ہوتا مرے غم خوار کے پاس — ص ۱۶۳

(۲) مرتے مرتے دیکھنے کی آرزو رہ جائے گی — واے ناکامی! کہ اُس کافر کا خنجر تیز ہے — ص ۲۳

(۳) چاہے ہے پھر کسی کو مقابل میں آرزو — سُرمے سے تیز دشنۂ مژگاں کیے ہوئے — ص ۲۲۶

دیکھیے ____: (۴) کاوش فروشیِ مژۂ تیز۔ (۵) نگاہِ تیز۔ (۶) وقفِ سوداے نگاہِ تیز۔ (۷) تیغِ تیزِ عریاں۔

تیز تر: تیز تر ہوتا ہے خشمِ تُند خویاں عجز سے — ہے رگِ سنگ فسانِ تیغ شعلہ، خار و خس — ص ۳۵

تیز تیز: دیکھیے: نظرہاے تیز تیز۔

تیز خرام: دیکھیے: پیکِ تیز خرام۔

تیز رَو: چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک تیز رَو کے ساتھ — پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں — ص ۱۹۰

دیکھیے ____: (۲) بہارِ تیز رَو۔ (۳) رفتارِ عمرِ تیز رَو۔

تیز گردِ نیلی فام: دیکھیے: گنبدِ تیز گردِ نیلی فام۔

تیزیِ[4] رفتار: کو تیزیِ رفتار کہ صحرا سے زمیں کو — جوں قمریِ بسمل تپش آہنگ نکالوں — ص ۶۰

---

[1] تیرہ : پانچ بار [مرکب]۔
[2] تیرھویں : ایک بار۔
[3] تیز : بارہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: نو بار]۔

تیز تیز : ایک بار [مرکب]۔
تیز تر : ایک بار۔
[4] تیزی : تین بار [مرکب]۔

تیزیِ شمشیرِ قضا: دیکھیے: شہرۂ تیزیِ شمشیرِ قضا۔

تیزی گام: جب کہ چودہ منازلِ فلکی — کر چکے قطع تیری تیزی گام ص ۳۶

تیزابی[1]: زخم ہائے کہنۂ دل رکھتے ہیں جوں مردگی — اے خوشا! گر آبِ تیغِ ناز تیزابی کرے ص ۱۰۰

تیشہ[2]: (۱) ہوں سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن اسدؔ! — تیشے کی کوہسار میں ہے یک صدا گرو ص ۶۹

(۲) تیشے بغیر مر نہ سکا کوہکن اسدؔ! — سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا ص ۱۳۲

(۳) ہم سخن تیشے نے فرہاد کو شیریں سے کیا — جس طرح کا کہ کسی میں ہو کمال، اچھا ہے ص ۲۳۸

دیکھیے ـــــ: (۴) شرارِ تیشہ۔ (۵)، (۶) ضربِ تیشہ۔

تیشۂ فرہاد: شرارِ سنگ سے پا در حنا گلگونِ شیریں ہے — ہنوز اے تیشۂ فرہاد! عرضِ آتشیں پائی ص ۹۲

تیغ[3]: (۱) جنت ہے تیری تیغ کے کشتوں کی منتظر — جوہر سوادِ جلوۂ مژگانِ حور تھا ص ۱۸

(۲) تیغ در کف، کف بہ لب آتا ہے قاتل اِس طرف — مژدہ باد اے آرزوے مرگِ غالبؔ! مژدہ باد! ص ۳۸

(۳) بہارِ باغِ پامالِ خرامِ جلوہ فرمایاں — حنائے دست و خونِ کشتگاں سے تیغ رنگیں ہے ص ۸۹

(۴) تیر کو تیرے، تیرِ غیر ہدف — تیغ کو تیری، تیغِ خصم نیام ص ۱۳۸

(۵) دیکھنے میں ہیں گرچہ دو، پر ہیں یہ دونوں یار ایک — وضع میں گو ہوئی دو سر، تیغ ہے ذوالفقار ایک ص ۲۹۶

(۶) ٹکڑے ہوا ہے دیکھ کے تحریر کو، جگر — کاتب کی آستیں ہے مگر تیغ کا نیام ص ۲۸۲

دیکھیے ـــــ: (۷) برشِ تیغ۔ (۸)، (۹) جوہرِ تیغ [دوبار]۔ (۱۰) زخمِ تیغ۔ (۱۱) سایۂ تیغ۔ (۱۲) سرِ مصراعِ صاف تیغ۔ (۱۳) مثلِ جوہرِ تیغ۔ (۱۴) ہزار تیغ بہ زہراب دادہ۔

تیغ آزما: ہاتھ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا — دل پہ اک لگنے نہ پایا زخمِ کاری، ہائے ہائے! ص ۲۰۳

تیغِ ادا: صد رنگ گل کترنا، در پردہ قتل کرنا — تیغِ ادا نہیں ہے پابندِ بے نیامی ص ۴۳

تیغِ اصفہانی: بہ گمانِ قطعِ زحمت نہ دوچار خامشی ہو — کہ زبانِ سرمہ آلود نہیں تیغِ اصفہانی ص ۹

---

[1] تیزابی : ایک بار۔
[2] تیشہ : سات بار [مفرد: تین بار، مرکب: چار بار]۔
[3] تیغ : ستاون بار [مفرد: چھے بار، مرکب: اکیاون بار]۔

تیغِ جاں: دیکھیے: ناخنِ تیغِ جاں۔

تیغِ توکل: دیکھیے: دمِ تیغِ توکل۔

تیغِ تیزِ عریاں: تکلف برطرف، ہے جاں ستاں تر لطفِ بدخویاں — نگاہِ بے حجابِ ناز تیغِ تیزِ عریاں ہے — ص۲۱۰

تیغِ جفا: (۱) دیکھیے: برشِ تیغِ جفا۔ (۲) کشتۂ تیغِ جفا۔

تیغِ جوہردار: رزم کی داستان گر سنیے — ہے زباں میری تیغِ جوہر دار — ص۳۷

تیغِ خصم: تیر کو تیرے، تیرِ غیر ہدف — تیغ کو تیری، تیغِ خصم نیام — ص۳۸

تیغِ خمِ محراب: دیکھیے: قبضۂ تیغِ خمِ محراب۔

تیغِ خوں آشام: مستعدِ قتلِ یک عالم ہے جلادِ فلک — کہکشاں موجِ شفق میں تیغِ خوں آشام ہے — ص۱۰۷

تیغِ دشمن: فزوں کی دوستوں نے حرصِ قاتل ذوقِ کشتن میں — ہوئے ہیں بخیہ ہائے زخم، جوہر تیغِ دشمن میں — ص۵۸

تیغِ دودستی: بسمل اُس تیغِ دو دستی کا نہیں بچتا اسدؔ — عافیت بیزار! ذوقِ کعبتین اچھا نہیں — ص۶۵

تیغِ دودم: رشکِ ہم طرحی و دردِ اثرِ بانگِ حزیں — نالۂ مرغِ سحر تیغِ دو دم ہے ہم کو — ص۱۹۵

تیغِ ستم: (۱) وہ التماسِ لذتِ بیداد ہوں کہ میں — تیغِ ستم کو پشتِ خمِ التجا کروں — ص۵۶

(۲) معلوم ہوا حالِ شہیدانِ گزشتہ — تیغِ ستم آئینۂ تصویر نما ہے — ص۲۱۹

(۳) دیکھیے: خستۂ تیغِ ستم۔

تیغِ سیہ تاب: موجِ تبسمِ لبِ آلودۂ مِسی — میرے لیے تو تیغِ سیہ تاب ہوگئی — ص۹۶

تیغِ شعلہ: دیکھیے: رگِ سنگِ فسانِ تیغِ شعلہ۔

تیغِ صفاہانی: وا کیا ہرگز نہ میرا عقدۂ تارِ نفس — ناخنِ بریدہ ہے تیغِ صفاہانی مجھے — ص۸۶

تیغِ عسس: دیکھیے_____: (۱)، (۲) جوہرِ تیغِ عسس۔ (دوبار)۔

تیغِ قاتل: (۱) زبس خوں گشتۂ رشکِ وفا تھا وہمِ بسمل کا — چرایا زخم ہائے دل نے پانی تیغِ قاتل کا — ص۱۷

(۲) دیکھیے: زخمِ تیغِ قاتل۔

تیغِ قضا: (۱)، (۲) دیکھیے: جوہرِ تیغِ قضا [دوبار]۔

تیغِ کہسار: (۱) حسرت جلوۂ ساقی ہے کہ ہر پارۂ ابر سینہ بیتابی سے ملتا ہے بہ تیغِ کہسار ص۲

(۲) دشت تسخیر ہو گر گردِ خرامِ دُلدل نعل در آتش ہر ذرّہ ہے تیغِ کہسار ص۵

دیکھیے ـــــ: (۳) جوہرِ تیغِ کہسار۔ (۴) صیقلِ تیغِ کہسار۔

تیغِ ناز: (۱) چاہیے درمانِ ریشِ دل بھی تیغِ ناز سے مرہمِ زنگار ہے وہ وسمۂ ابرو مجھے ص۸۷

دیکھیے ـــــ: (۲) آبِ تیغِ ناز۔ (۳) زخمِ تیغِ ناز۔

تیغِ نازک: دیکھیے: فسانِ تیغِ نازک۔

تیغِ نگاہ: دیکھیے: آبِ تیغِ نگاہ۔

تیغِ نگاہِ یار: بن گیا تیغِ نگاہِ یار کا سنگِ فساں مرحبا میں! کیا مبارک ہے گراں جانی مجھے! ص۲۳۲

تیغِ نگہ: کرے ہے قتل لگاوٹ میں تیرا رو دینا تری طرح کوئی تیغِ نگہ کو آب تو دے ص۲۲۳

تیغ و کفن: آج واں تیغ و کفن باندھے ہوئے جاتا ہوں میں عذر میرے قتل کرنے میں وہ اب لاویں گے کیا؟ ص۱۵۵

تیغِ یار: (۱) لذتِ ایجادِ ناز: افسونِ عرضِ ذوقِ قتل نعل آتش میں ہے تیغِ یار سے نخچیر کا ص۱۱

(۲) بہارِ تعزیتِ آبادِ عشق ماتم ہے کہ تیغِ یار ہلالِ مہِ محرّم ہے ص۱۰۲

(۳) کیوں نہ تیغِ یار کو مشاطۂ اُلفت کہوں زخم مثلِ گل سراپا کا مرے پیرایہ ہے ص۱۰۳

(۴) دیکھیے: زخمِ تیغِ یار۔

تیَن[1] (۱)--(۴) سہل تھا مُسہل، و لے یہ سخت مشکل آپڑی مجھ پہ کیا گزرے گی! اتنے روز حاضر بن ہوئے

تین دن مُسہل سے پہلے، تین دن مُسہل کے بعد تین مُسہل، تین تبریدیں، یہ سب کے دن ہوئے! ص۱۲۹

(۵) تین تہوار اور ایسے خوب! جمع ہرگز ہوئے نہ ہوں گے کہیں ص۲۸۰

(۶) عذر میں تین دن نہ آنے کے لے کے آیا ہے عید کا پیغام ص۳۶

(۷) آج جو دیدہ ور کرے درخواست تین بھیجے ترپّے وہ بے کم و کاست ص۲۶۸

---

[1] تیَن: تہوار۔

(۸) تین نثروں سے کام کیا نکلے ‏ ‏ اُن کے پڑھنے سے نام کیا نکلے ‏ ‏ ص۲٦۷

(۹) ستین عمر کے ستر ہوئے شمار برس ‏ ‏ بہت جیوں تو جیوں اور تین چار برس ‏ ‏ ص۲۹۳

تیوری:[۱] ہے تیوری چڑھی ہوئی اندر نقاب کے ‏ ‏ ہے اک شکن پڑی ہوئی طرف نقاب میں ‏ ‏ ص۱۸۹

تیوہار:[۲] دیکھیے: تین[۵] (تیوہار)۔

---

[۱] تیوری : ایک بار۔ ‏ ‏ [۲] تیوہار : ایک بار۔

ٹ

ٹانگوں[۱]:	جس دن سے کہ ہم غم زدہ زنجیر بہ پا ہیں	کپڑوں میں جوئیں، بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں	ص۲۹۸
ٹکڑا[۲]:	میں اور ایک آفت کا ٹکڑا وہ دلِ وحشی کہ ہے	عافیت کا دشمن اور آوارگی کا آشنا	ص۱۳۹
ٹکڑے:	(۱) دیدہ خوں بار ہے مدت سے و لے آج ندیم!	دل کے ٹکڑے بھی کئی خون کے شامل آئے	ص۳۱۲
	(۲) ٹکڑے ہوا ہے، دیکھ کے تحریر کو، جگر	کاتب کی آستیں ہے مگر تیغ کا نیام!	ص۲۸۲
ٹھنڈا[۳]:	دیکھ کر غیر کو، ہو کیوں نہ کلیجا ٹھنڈا	نالہ کرتا تھا و لے طالبِ تاثیر بھی تھا	ص۱۵۹
ٹھنڈا مکان:	کی اس نے گرم سینۂ اہلِ ہوس میں جا	آوے نہ کیوں پسند کہ ٹھنڈا مکان ہے	ص۲۰۳
ٹھینگا[۴]:	معلوم ہوا خیر کہ ٹھینگا باجا	————	ص۲۹۳
ٹیڑھا[۵]:	ہوں منحرف نہ کیوں رہ و رسمِ ثواب سے	ٹیڑھا لگا ہے قط قلمِ سر نوشت کو	ص۱۹۷

---

۱ ٹانگوں : ایک بار۔
۲ ٹکڑا : ایک بار۔
ٹکڑے : دو بار۔
۳ ٹھنڈا : دو بار۔
۴ ٹھینگا : ایک بار۔
۵ ٹیڑھا : ایک بار۔

ث

ثابت[۱]: (۱) نہ ہو حُسنِ تماشا دوست رُسوا بے وفائی کا　　بہ مُہرِ صد نظر ثابت ہے دعویٰ پارسائی کا　　ص ۱۳۶

(۲) ثابت ہوا ہے گردنِ مینا پہ خونِ خلق　　لرزے ہے موجِ مے تری رفتار دیکھ کر　　ص ۱۴۹

ثابت قدمی: دیکھیے: دعویٔ ثابت قدمی۔

ثاقب[۲]: رُقعے کا جواب کیوں نہ بھیجا تم نے؟　　ثاقبؔ! حرکت یہ کی ہے بیجا تم نے　　ص ۳۱۳

ثانی[۳]: دیکھیے ـــــ: (۱) مصرعِ ثانی۔ (۲) مطلعِ ثانی۔ (۳) یوسفِ ثانی۔

ثانیاً[۴]: اوّلاً: عُمرِ طبیعی بہ دوامِ اقبال　　ثانیاً: دولتِ دیدارِ شہنشاہِ اُمم　　ص ۲۶۵

ثبات[۵]: دیکھیے: پاے ثبات۔

ثروت[۶]: کیا کم ہے یہ شرف کہ ظفرؔ کا غلام ہوں　　مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں مجھے　　ص ۱۲۵

ثقیل[۷]: دیکھیے: ضابطۂ جرِّ ثقیل۔

ثمر[۸]: شکوہ و شکر کو ثمر بیم و اُمید کا سمجھ　　خانۂ آگہی خراب! دل نہ سمجھ بلا سمجھ　　ص ۴۲

ثمر فشاں: تب ہوا ہے ثمر فشاں یہ نخل　　ہم کہاں ورنہ اور کہاں یہ نخل　　ص ۳۱

ثمرو شاخ: آم کا کون مردِ میداں ہے؟　　ثمرو شاخ: گوے و چوگاں ہے　　ص ۳۰

ثمرہاے شاخسار: اُنھیں کی سال گرہ کے لیے ہے یہ توقیر　　کہ بن گئے ہیں ثمرہاے شاخسار، گرہ　　ص ۲۷۹

---

۱ ثابت　: دوبار۔
ثابت قدمی : ایک بار [مرکب]۔
۲ ثاقب　: ایک بار۔
۳ ثانی　: تین بار [مرکب]۔
۴ ثانیاً　: ایک بار۔

۵ ثبات　: ایک بار [مرکب]۔
۶ ثروت　: ایک بار [مرکب]۔
۷ ثقیل　: ایک بار [مرکب]۔
۸ ثمر　: تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دوبار]۔
ثمرہا　: ایک بار [مرکب]۔

(نیز دیکھیے: بے ثمراں)۔

ثمیں[1]: دیکھیے: دُرِّ ثمیں۔

ثنا ترازی[2]: بندہ پرور! ثنا ترازی سے | مدعا عرضِ فنّ شعر نہیں | ص۲۸۱

ثواب[3]: (۱) غالب! اگر اِس سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں | حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی | ص۲۴۳

(۲) کوئی اِس کا جواب دو صاحب | سائلوں کا ثواب لو صاحب | ص۲۹۳

(۳) دیکھیے: رہ و رسمِ ثواب۔

ثوابِ طاعت و زہد: جانتا ہوں ثوابِ طاعت و زہد | پر طبیعت اِدھر نہیں آتی | ص۲۳۷

ثوابت[4]: (۱) پئے دُعائے بقائے جنابِ فیض مآب | لگے گی اِس میں ثوابت کی اُستوار گرہ | ص۲۷۹

(۲) دیکھیے: روشناسِ ثوابت و سیار۔

ثور[5]: ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر | زہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل | ص۱۴۳

---

[1] ثمیں : ایک بار [مرکب]۔
[2] ثنا : ایک بار [مرکب]۔
[3] ثواب : چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔
[4] ثوابت : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
[5] ثور : ایک بار۔

ج

جا[۱]:

(۱) جس جا کہ پاے سیلِ بلا درمیاں نہیں — دیوانگاں کو وھاں ہوسِ خانماں نہیں — ص۵۷

(۲) یک نشوونما جا نہیں جولانِ ہوس کو — ہر چند بمقدارِ دلِ تنگ نکالوں — ص۶۰

(۳) شمع ہوں تو بزم میں جا پاؤں غالبؔ کی طرح — بے محل اے مجلس آراے تجف! جلتا ہوں میں — ص۹۳

(۴) گر نہیں پاتا درونِ خانہ ہر بیگانہ جا — بر درِ نکشودۂ دل پاسبانی مُفت ہے — ص۱۱۳

(۵) جلوہ پرداز ہو نقشِ قدم اُس کا جس جا — وہ کفِ خاک، ہے ناموسِ دو عالم کی امیں — ص۱۳۲

(۶) در خورِ عرض نہیں جوہرِ بیداد کو جا — نگہِ ناز ہے سرمے سے خفا میرے بعد — ص۱۶۶

(۷) داد دیتا ہے مرے زخمِ جگر کی، واہ واہ! — یاد کرتا ہے مجھے، دیکھے ہے وہ جس جا نمک — ص۱۷۵

(۸) ازانجا کہ حسرت کشِ یار ہیں ہم — رقیبِ تمناے دیدار ہیں ہم — ص۵۵

(۹) دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افسردگیاں — موج نے شکلِ خطِ جام ہے برجا ماندہ — ص۷۱

(۱۰) کی اُس نے گرم سینۂ اہلِ ہوس میں جا — آوے نہ کیوں پسند کہ ٹھنڈا مکان ہے — ص۲۰۳

(۱۱) تغافل دوست ہوں، میرا دماغِ عجز عالی ہے — اگر پہلو تہی کیجیے تو جا میری بھی خالی ہے — ص۲۰۹

(۱۲) افسردگی نہیں طرب انشاے التفات — ہاں درد بن کے دل میں مگر جا کرے کوئی — ص۲۱۵

(۱۳) تا ہم کو شکایت کی بھی باقی نہ رہے جا — سُن لیتے ہیں گو ذکر ہمارا نہیں کرتے — ص۲۲۳

(۱۴) لاغر اتنا ہوں کہ گر تو بزم میں جا دے مجھے — میرا ذمہ، دیکھ کر گر کوئی بتلا دے مجھے — ص۲۲۵

---

۱ جا، جاے: چوالیس بار [مفرد: سولہ بار، مرکب: اٹھائیس بار]۔

(۱۵) چال: جیسے کڑی کمان کا تیر — دل میں ایسے کے جا کرے کوئی — ص ۲۳۲

(۱۶) یہ آتشِ ہمسایہ کہیں گھر نہ جلادے — کی ہے دلِ سوزاں نے مرے پہلو میں جا گرم — ص ۲۳۸

(۱۷) نہ چھوڑو محفلِ عشرت میں جاے کشاں! خالی — کمیں گاہِ بلا ہے، ہوگیا شیشہ جہاں خالی — ص ۲۵۵

(۱۸) جس جا نسیم شانہ کشِ زلفِ یار ہے — نافہ، دماغِ آہوے دشتِ تتار ہے — ص ۲۱۷

دیکھیے ــــــ: (۱۹) آبِ بر جا ماندہ۔ (۲۰) ایک جا۔ (۲۱)، (۲۲) تنگیِ جا [دو بار]۔ (۲۳) سو جا۔ (۲۴)، (۲۵)، (۲۶) صد جا [تین بار]۔ (۲۷)، (۲۸) ہر جا [دو بار]۔ (۲۹) ہزار جا۔

جانشیں: ہم سخن اور ہم زباں حضرتِ قاسم و طباں — ایک طپش کا جانشیں، دردؔ کا یادگار ایک — ص ۲۹۶

جانشینِ جوہرِ آئینہ: صاف ہے از بس کہ عکسِ گل سے گلزارِ چمن — جانشینِ جوہرِ آئینہ ہے خارِ چمن — ص ۵۹

جانشینِ مصطفیٰ: جس جگہ ہو مسند آرا جانشینِ مصطفیٰ — اس جگہ تختِ سلیماں نقشِ پاے مور ہے — ص ۹۳

جانشینِ نبی: امامِ ظاہر و باطن، امیرِ صورت و معنی — علی ولی، اسد اللہ، جانشینِ نبی ہے — ص ۷۵

جانشینِ ہالۂ مہ: خط جو رُخ پر جانشینِ ہالۂ مہ ہوگیا — ہالہ، دودِ شعلۂ جوالۂ مہ ہوگیا — ص ۲۲۵

جاے جانشینِ امام: شامِ فراقِ یار میں جوشِ خیرہ سری سے ہم نے اسدؔ! — ماہ کو در تسبیح کواکب جاے نشینِ امام کیا — ص ۴۷

جاے استہزا: جاے استہزا ہے عشرت کوشیِ ہستی اسدؔ! — صبح و شبنم، فرصتِ نشو و نماے خندہ ہے — ص ۸۷

جاے حیرت: جاے حیرت ہے کہ گلبازیِ اندیشۂ شوق — اس زمیں میں نہ کرے سبز قلم کی رفتار — ص ۳

جاے خندہ: (۱) خود فروشی ہاے ہستی بس کہ جاے خندہ ہے — ہر شکستِ قیمتِ دل میں صداے خندہ ہے — ص ۸۷

(۲) عرضِ نازِ شوخیِ دنداں براے خندہ ہے — دعویِ جمعیتِ احباب جاے خندہ ہے — ص ۸۷

جاے دہن: نفی سے کرتی ہے اثبات تراوش، گویا — دی ہے جاے دہن اُس کو دمِ ایجاد: نہیں — ص ۱۸۶

جاے زخم: جراحت دوزیِ عاشق ہے جاے رحم، ترساں ہوں — کہ رشتہ، تارِ اشکِ دیدۂ سوزن نہ ہو جاوے — ص ۸۵

جاے کدو: گردِ ساحل ہے نمِ شرمِ جبینِ آشنا — گر نہ باندھے قلزمِ اُلفت میں سر، جاے کدو — ص ۶۹

جاے کہ: ہے سادگیِ ذہن تمناے تماشا — جاے کہ اسد رنگِ چمن باختنی ہے — ص ۱۱

جاے گل: وقتِ حُسن افروزیِ زینت طرازاں، جاے گل — ہر نہالِ شمع میں اک غنچۂ گلگیر ہے — ص ۹۵

جاے مے: صحبتِ رنداں سے واجب ہے حذر — جاے مے اپنے کو کھینچا چاہیے — ص ۲۲۲

جابجا[۱]:	(۱) رنگِ طرب ہے صورتِ عہدِ وفا گرو	تھا کس قدر شکستہ کہ ہے جابجا گرو	ص۶۹
	(۲) سو اس اکیس دن میں ہولی کی	مجلسیں جابجا ہوئیں رنگیں	ص۲۷۹
جاداد بادہ نوشیِ رنداں[۲]:	جاداد بادہ نوشیِ رنداں ہے شش جہت	غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے	ص۲۰۶
جادو[۳]:	جادو ہے یار کی روشِ گفتگو اسدؔ!	یہاں جز فسوں نہیں اگر افسانہ چاہیے	ص۸۲

دیکھیے ـــــــ: (۲) سومِ جادو۔ (۳) طلسمِ سومِ جادو۔

جادہ[۴]:	(۱) سبحہ واماندگیِ شوق و تماشا منظور	جادے پہ زیورِ صد آئنہ منزل باندھا	ص۱۳
	(۲) جوں جادہ سر بہ کوے تمنائے بے دلی	زنجیرِ پا ہے رشتۂ حب الوطن ہنوز	ص۳۲
	(۳) کیوں ہوا تھا طرفِ آبلۂ پا یارب!	جادہ، ہے واشدنِ پیچشِ طومار ہنوز	ص۳۳
	(۴) جس دم کہ جادہ وار ہو تارِ نفس تمام	پیمائشِ زمینِ رو عمر بس تمام	ص۵۵
	(۵) عروجِ نشۂ واماندگی پیمانہ محمل تر	بہ رنگِ ریشۂ تاک آبلے جادے میں پنہاں ہیں	ص۶۲
	(۶) آنکھیں پتھرائی ہیں، نامحسوس ہے تارِ نگاہ	ہے زمیں ازبس کہ سنگیں، جادہ بھی پیدا نہیں	ص۶۵
	(۷) ہو چکے ہم جادہ ساں صد بار قطع اور پھر ہنوز	زینتِ یک پیرہن جوں دامنِ صحرا نہیں	ص۶۵
	(۸) اے جادے! بہ سررشتۂ یک ریشہ دویدن	شیرازۂ صد آبلہ جوں سُبحہ بہم باندھ	ص۷۱
	(۹) در خیال آبادِ سودائے سرِ مژگانِ دوست	صد رگِ جاں جادہ آسا وقفِ نشتر زار ہے	ص۸۳
	(۱۰) خوں چکاں ہے جادہ مانندِ رگِ سودائیاں	سبزۂ صحرائے الفت نشترِ خوں ریز ہے	ص۸۵
	(۱۱) زنجیر یاد پڑتی ہے جادے کو دیکھ کر	اس چشم سے ہنوز نگہ یادگار ہے	ص۹۰
	(۱۲) دریغا! وہ مریضِ غم کہ فرطِ ناتوانی سے	بقدرِ یک نفس جادہ بہ صد رنج و تعب کاٹے	ص۹۸
	(۱۳) یہاں فلاخن باز کس کا نالۂ بیباک ہے؟	جادہ تا کہسار موئے چینیِ افلاک ہے	ص۱۰۶
	(۱۴) یک قدم وحشت سے درسِ دفترِ امکاں کھلا	جادہ، اجزائے دو عالم دشت کا شیرازہ تھا	ص۱۳۶

---

۱ جابجا : دو بار۔

۲ جاداد : ایک بار [مرکب]۔

۳ جادو : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔

۴ جادہ : اڑتیس بار [مفرد: اٹھارہ بار، مرکب: بیس بار]۔

(۱۵) یک ذرۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا — یہاں جادہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا — ص۱۳۹

(۱۶) شوق اُس دشت میں دوڑائے ہے مجھ کو کہ جہاں — جادہ غیر از نگہِ دیدۂ تصویر نہیں — ص۱۸۲

(۱۷) آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب ہے — نقشِ پا جو کان میں رکھتا ہے اُنگلی جادہ سے — ص۲۱۷

(۱۸) متاعِ عیش کا ہے قافلہ چلا آتا — کہ جادہ رشتہ ہے اور ہے شترِ قطار گرہ — ص۲۶۹

دیکھیے ـــــــ: (۱۹) بہ رنگِ جادہ۔ (۲۰)، (۲۱) پیچ و تابِ جادہ [دو بار]۔ (۲۲)، (۲۳) تارِ جادہ [دو بار]۔ (۲۴) شمعِ جادہ۔

جادہ پیمائے رہِ حیرت: دیکھیے: بازگشتِ جادہ پیمائے رہِ حیرت۔

جادہ رو یا ندن: دیکھیے: ضمانِ جادہ رو یا ندن۔

جادۂ تارِ نگہ: رگِ گل، جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے — ملیں گے منزلِ الفت میں ہم اور عندلیب آخر — ص۴۱

جادۂ دشتِ نجف: مشقِ نقشِ قدم: نسخۂ آبِ حیواں — جادۂ دشتِ نجف: عمرِ خضر کا طومار — ص۴

جادۂ راہ: نگاہ دیدۂ نقشِ قدم ہے جادۂ راہ — گزشتگاں اثرِ انتظار رکھتے ہیں — ص۴۳

جادۂ راہِ فنا: نظر میں ہے ہماری جادۂ راہِ فنا غالبؔ! — کہ یہ شیرازہ ہے عالم کے اجزائے پریشاں کا — ص۱۵۷

جادۂ راہِ وفا: حسرتِ لذّتِ آزار رہی جاتی ہے — جادۂ راہِ وفا جز دمِ شمشیر نہیں — ص۱۸۲

جادۂ رہ: (۱) بس کہ ہے صیاد راہِ عشق میں محوِ کمیں — جادۂ رہ سر بسر مژگانِ چشمِ دام ہے — ص۱۰۱

(۲) جادۂ رہ خُور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع — چرخ وا کرتا ہے ماہِ نو سے آغوشِ وداع — ص۱۶۳

(۳) لیے جاتی ہے کہیں ایک توقع غالبؔ! — جادۂ رہ کششِ کافِ کرم ہے ہم کو — ص۱۹۵

(۴) ہووے ہے جادۂ رہ رشتۂ گوہر ہر گام — جس گزرگاہ سے میں آبلہ پا جاتا ہوں — ص۲۹۸

(۵)، (۶) تارِ جادۂ رہ [دو بار]۔

جادۂ سرمنزلِ تقویٰ: دل گزرگاہِ خیالِ مے و ساغر ہی سہی — گر نفَس جادۂ سرمنزلِ تقویٰ نہ ہوا — ص۱۳۴

جادۂ سرمنزلِ نازک خیالی: دیکھیے: تارِ جادۂ سرمنزلِ نازک خیالی۔

جادۂ سیرِ دو جہاں: شوقِ عناں گسل اگر درپئے جنوں ہوس کرے — جادۂ سیرِ دو جہاں یک مژہ خوابِ پا بجھے — ص۴۲

جادۂ شرعِ تسلیم: دیکھیے: سرِ جادۂ شرعِ تسلیم۔

جادۂ صحراے آگاہی: عجزِ دیدن ہا بہ نازو نازِ رفتن ہا بہ چشم	جادۂ صحراے آگاہی شعاعِ جلوہ ہے	ص۸۷
جادۂ صحراے جنوں: اثرِ آبلہ سے جادۂ صحراے جنوں	صورتِ رشتۂ گوہر ہے چراغاں مجھ سے	ص۲۱۱
جادۂ گلشن: خلوتِ بال و پرِ قمری میں وا کر راہِ شوق	جادۂ گلشن بہ رنگِ ریشہ زیرِ خاک ہے	ص۱۰۷
جادۂ منزل: (۱) ہوں قطرہ زن بہ مرحلۂ یاس روز و شب	جز تارِ اشک جادۂ منزل نہیں رہا	ص۲۰
(۲) پَے بہ مقصد بُردنی ہے خضر نے سے اے اسدؔ!	جادۂ منزل ہے خطِ ساغرِ مُل کے تلے	ص۳۵۳

(۳) دیکھیے: تارِ جادۂ منزل۔

جادۂ ہر دشت: خاکِ عاشق بس کہ ہے فرسودۂ پروازِ شوق	جادۂ ہر دشت تارِ دامنِ قاتل ہوا	ص۲۲۵
جاذبہ[1]: عطا کیا ہے خدا نے وہ جاذبہ اُس کو	کہ چھوڑتا ہی نہیں رشتۂ زُنّار گرہ	ص۲۷۹
جاری[2]: (۱) جاری تھی اسدؔ! داغِ جگر سے مری تحصیل	آتش کدہ جاگیرِ سمندر نہ ہوا تھا	ص۱۵۳
(۲) پھر ہوئے ہیں گواہِ عشق طلب	اشک باری کا حکم جاری ہے	ص۲۲۲
(۳) چشمۂ انطباع جاری ہے	ابتداے ورق شماری ہے	ص۲۶۸
جاڑا[3]: کچھ تو جاڑے میں چاہیے آخر	تا نہ دے بادِ زمہریر آزار	ص۱۳۶
جاسوس[4]: دریافتنِ صحبتِ اغیار غرض ہے	اے نامہ رساں! نامہ رساں چاہیے جاسوس	ص۳۶

جاگیرِ[5] سمندر: دیکھیے: جاری (۱)۔

جام[6]: دیکھیے: مرشدِ جام۔

جام[7]: (۱) لڑادے گروہ بزم سے کشتی میں قہر و شفقت کو	بھرے پیمانۂ صد زندگانی ایک جام اُس کا	ص۲۳
(۲) نشۂ مے بے چمن، دودِ چراغِ کشتہ ہے	جام، داغِ شعلہ اندودِ چراغِ کشتہ ہے	ص۲۹

---

[1] جاذبہ : ایک بار۔
[2] جاری : تین بار۔
[3] جاڑا : ایک بار۔
[4] جاسوس : ایک بار۔
[5] جاگیر : ایک بار [مرکّب]۔
[6] جام : ایک بار [مرکّب]۔
[7] جام : تینتالیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: چھتیس بار]۔

(۳) جو آئے، جام بھر کے پیے اور ہو کے مست — سبزے کو روندتا پھرے، پھولوں کو جائے پھاند — ص ۱۲۸

(۴) مدح میں تیری نہاں زمزمۂ نعتِ نبی — جام سے تیرے عیاں بادۂ جوشِ اسرار — ص ۱۳۳

(۵) جاں فزا ہے بادہ، جس کے ہاتھ میں جام آگیا — سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگِ جاں ہوگئیں — ص ۱۹۳

(۶) غیر لیں محفل میں بوسے جام کے — ہم رہیں یوں تشنہ لب پیغام کے — ص ۲۵۰

(۷) جس بزم میں کہ ہو انھیں آہنگِ مے کشی — وہاں آسمان شیشہ ہے، آفتاب جام — ص ۲۸۲

دیکھیے ____: (۸) بلوریں جام۔ (۹) خطِ جام۔ (۱۰) دُردِ تہِ جام۔ (۱۱) دورِ جام۔ (۱۲) رشتۂ خطِ جام۔

(۱۳) کفِ جام۔ (۱۴) گردشِ صد جام۔ (۱۵) مثلِ خطِ جام۔

جامِ آسماں: نہ پھولو ریزشِ اعداد کی قطرہ فشانی پر — عزیزاں! ہے بہ رنگِ صفر جامِ آسماں خالی — ص ۲۵۵

جامِ آشنا: دیکھیے: خطِ جامِ آشنا۔

جامِ آفتاب: دیکھیے: عکسِ خطِ جامِ آفتاب۔

جامِ بادہ: (۱) ہوئی جس کو بہارِ فرصتِ ہستی سے آگاہی — بہ رنگِ لالہ جامِ بادہ پر محمل پسند آیا — ص ۱۲

(۲) ہوا آئینہ جامِ بادہ عکسِ روئے گل گوں سے — نشانِ خالِ رخ، عکسِ شرابِ پرتگالی ہے — ص ۷۹

(۳) بہ بزمِ مے پرستی حسرتِ تکلیف بیجا ہے — کہ جامِ بادہ کف بر لب بہ تقریبِ تقاضا ہے — ص ۸۳

جامِ تمنا: دیکھیے: گردشِ جامِ تمنا۔

جامِ جم: (۱) ہوئی اس دَور میں منسوب مجھ سے بادہ آشامی — پھر آیا وہ زمانہ جو جہاں میں جامِ جم نکلے — ص ۲۵۰

(۲) وہ داد و دید گراں مایہ شرط ہے ہمدم! — وگرنہ مُہرِ سلیمان و جامِ جم کیا ہے — ص ۳۱۲

جامِ جمشید: خانۂ تنگ ہجومِ دو جہاں کیفیت — جامِ جمشید ہے یہاں قالبِ خشتِ دیوار — ص ۴

جامِ جہاں نما: جامِ جہاں نما ہے شہنشاہ کا ضمیر — سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے — ص ۱۲۵

جامِ دو جہاں نازو نیاز: رنگ ریزِ گل و جامِ دو جہاں ناز و نیاز — اوّلیں دورِ امامت طربِ ایجادِ بہار — ص ۴

جامِ زر: لا کے ساقی نے صبوحی کے لیے — رکھ دیا ہے ایک جامِ زر کھلا — ص ۱۳۹

جامِ زمرد: (۱) سبز ہے جامِ زمرد کی طرح داغِ پلنگ — تازہ ہے ریشۂ نارنج صفت روئے شرار — ص ۱۳۲

(۲) نہ کی سامانِ عیش و جاہ نے تدبیر وحشت کی — ہوا جامِ زمرد بھی مجھے داغِ پلنگ آخر — ص ۱۶۸

جامِ سرشارِ مے: مطلعِ تازہ ہوا موجۂ کیفیتِ دل — جامِ سرشارِ مے و غنچۂ لبریزِ بہار — ص ۵

جامِ سفال: اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا — ساغرِ جم سے مرا جامِ سفال اچھا ہے — ص ۲۳۹

جامِ سفالی: غرورِ نشۂ گردش اگر کیفیت افزا ہو — نہاں ہر گرد بادِ دشت میں جامِ سفالی ہے — ص ۷۹

جامِ سیہ مستیِ چشمِ بیدار: سنبل و دامِ کمیں خانۂ خوابِ صیاد — نرگس و جامِ سیہ مستیِ چشمِ بیدار — ص ۳

جامِ گدائی: ہنگامِ تصور ہوں دریوزہ گرِ بوسہ — یہ کاسۂ زانو بھی اک جامِ گدائی ہے — ص ۸۰

جامِ لبریزِ سفالی: سیہ مستی ہے اہلِ خاک کو ابرِ بہاری سے — زمیں جوشِ طرب سے جامِ لبریزِ سفالی ہے — ص ۷۹

جامِ مے: (۱) اسدؔ! خاکِ درِ مے خانہ اب سر پر اڑاتا ہوں — گئے وہ دن کہ پانی جامِ مے سے زانو زانو تھا — ص ۲۲

(۲) سلطنت دست بہ دست آئی ہے — جامِ مے خاتمِ جمشید نہیں — ص ۱۸۳

(۳) دیکھیے: خطِ جامِ مے۔

جامِ مے نوشاں: دیکھیے: خطِ جامِ مے نوشاں۔

جامِ واژگوں: مےِ عشرت کی خواہش ساقیِ گردوں سے کیا کیجے — لیے بیٹھا ہے اک دو چار جامِ واژگوں وہ بھی — ص ۲۰۲

جام و سبو: (۱) توڑ بیٹھے جب کہ ہم جام و سبو، پھر ہم کو کیا — آسماں سے بادۂ گلفام گر برسا کرے — ص ۱۰۱

(۲) رہا آباد عالم اہلِ ہمت کے نہ ہونے سے — بھرے ہیں جس قدر جام و سبو، مے خانہ خالی ہے — ص ۲۰۹

جامِ ہر ذرہ: جامِ ہر ذرہ ہے سرشارِ تمنا مجھ سے — کس کا دل ہوں کہ دو عالم سے لگایا ہے مجھے — ص ۱۰۸

جامہ[1]: داد خواہِ تپش و مہرِ خموشی بر لب — کاغذِ سرمہ ہے جامہ ترے بیماروں کا — ص ۲۸

جامہ زیب: شب کہ مستِ دیدنِ مہتاب تھا وہ جامہ زیب — پارۂ چاکِ کتاں پرکالۂ مہ ہو گیا — ص ۳۳۹

جامہ زیبوں: ساقیِ گل رنگ سے اور آئنۂ زانو سے — جامہ زیبوں کے سدا ہیں تہِ داماں گل و صبح — ص ۳۷

جامۂ احرام: (۱) رات پی زمزم پہ مے اور صبح دم — دھوئے دھبے جامۂ احرام کے — ص ۲۵۰

(۲) زمزم ہی پہ چھوڑو، مجھے کیا طوفِ حرم سے — آلودہ بہ مے جامۂ احرام بہت ہے — ص ۲۲۵

---

[1] جامہ : نو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: آٹھ بار]۔

جامۂ خواب:	بوے گل فتنۂ بیدار و چمن جامۂ خواب	وصلِ ہر رنگ جنوں کسوتِ رُسوائی ہے	ص۱۰۳
جامۂ عنقرئی:	تا تخلص جامۂ عنقرئی ارزانی اسدؔ!	شاعری جز سازِ درویشی نہیں، حاصل نہ پوچھ	ص۷۲
جامۂ طفلاں:	عیشِ بسمل کدۂ عیدِ حریفاں معلوم	خوں ہو آئینہ کہ ہو جامۂ طفلاں رنگیں	ص۷
جامۂ ہستی:	خوش وحشتے کہ عرضِ جنونِ فنا کروں	جوں گردِ راہ جامۂ ہستی قبا کروں	ص۵۵
جامہ وار[۱]:	دیکھیے: جنونِ حسرتِ یک جامہ وار۔		
جان[۲]:	(۱) جنوں افسردہ و جاں ناتواں، اے جلوہ! شوخی کر	گئی یک عمر خودداری بہ استقبالِ رعنائی	ص۹۲
	(۲) اسدؔ! جاں نذرِ الطافے کہ ہنگامِ ہم آغوشی	زبانِ ہر سرِ مُو حالِ دل پُرسیدنی جانے	ص۱۱۵
	(۳)-(۵) جان میں ہوتی گر یہ شیرینی	کوہکن باوجودِ غمگینی	ص۳۰
	جان دینے میں اُس کو یکتا جان	پر وہ یوں سہل دے نہ سکتا جان	
	(۶) جاں، در ہواے یک نگہِ گرم ہے اسدؔ!	پروانہ ہے وکیل ترے داد خواہ کا	ص۱۳۹
	(۷) جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی	حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا	ص۱۶۲
	(۸) کیونکر اُس بت سے رکھوں جان عزیز	کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز	ص۱۷۳
	(۹) تاب لائے ہی بنے گی غالبؔ!	واقعہ سخت ہے اور جان عزیز	ص۱۷۳
	(۱۰) جاں، مطربِ ترانۂ 'ھل مِن مزید' ہے	لب، پردہ سنجِ زمزمۂ الاماں نہیں	ص۱۸۸
	(۱۱) جاں ہے بہاے بوسہ، ولے کیوں کہے ابھی	غالبؔ کو جانتا ہے کہ وہ نیم جاں نہیں	ص۱۸۸
	(۱۲) میں اور حظِّ وصل! خدا ساز بات ہے	جاں نذر دینی بھول گیا اضطراب میں	ص۱۸۹
	(۱۳) جاں کیوں نکلنے لگتی ہے تن سے دمِ سماع؟	گر وہ صدا سمائی ہے چنگ و رباب میں	ص۱۸۹
	(۱۴) دی سادگی سے جان، پڑوں کوہکن کے پانو	ہیہات! کیوں نہ ٹوٹ گئے پیرزن کے پانو	ص۱۹۶
	(۱۵) بیداد وفا دیکھ کہ جاتی رہی آخر	ہر چند مری جان کو تھا ربط لبوں سے	ص۲۰۱
	(۱۶) ہے کائنات کو حرکت تیرے ذوق سے	پرتو سے آفتاب کے ذرّے میں جان ہے	ص۲۰۳

---

۱ جامہ وار : ایک بار [مرکب]۔

۲ جان : نواسی بار [مفرد: اُنتیس بار، مرکب: ساٹھ بار]۔

(۱۷) آ کہ مری جان کو قرار نہیں ہے طاقتِ بیدادِ انتظار نہیں ہے ص۲۰۸

(۱۸) بیگانگیِ خلق سے بے دل نہ ہو غالبؔ! کوئی نہیں، تیرا تو مری جان! خدا ہے ص۲۱۹

(۱۹) پھر چاہتا ہوں نامۂ دلدار کھولنا جاں نذرِ دل فریبیِ عنواں کیے ہوئے ص۲۲۶

(۲۰) قسم جنازے پہ آنے کی میرے کھاتے ہیں، غالبؔ! ہمیشہ کھاتے تھے جو میری جان کی قسم آگے ص۲۲۸

(۲۱) جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے جاں کالبدِ صورتِ دیوار میں آوے ص۲۳۳

(۲۲) نویدِ امن ہے بیدادِ دوست جاں کے لیے رہی نہ طرزِ ستم کوئی آسماں کے لیے ص۲۳۴

(۲۳) جان تم پر نثار کرتا ہوں میں نہیں جانتا دُعا کیا ہے ص۲۳۸

(۲۴) رہے نہ جان تو قاتل کو خوں بہا دیجے کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہیے ص۲۴۸

(۲۵) جان کی پاؤں اماں، باتیں یہ سب سچ ہیں مگر (تضمین) ص۲۹۲

(۲۶) جاں لب پہ آئی تو بھی نہ شیریں ہوا دہن ازبسکہ تلخیِ غمِ ہجراں چشیدہ ہوں ص۲۹۹

(۲۷) میں بھولا نہیں تجھ کو اے میری جاں کروں کیا کہ یہاں گر رہے ہیں مکاں ص۲۹۹

(۲۸) لطفِ نظارۂ قاتل دمِ بسمل آئے جان جائے تو بلا سے، پہ کہیں دل آئے ص۳۱۲

(۲۹) آنکھوں میں، انتظار سے جاں پُرشتاب ہے آتا ہے آ، وگرنہ یہ پا در رکاب ہے ص۳۵۲

دیکھیے ــــــ: (۳۰) آتش بہ جاں۔ (۳۱) اسدِ خستہ جاں۔ (۳۲)، (۳۳) بلائے جاں [دوبار]۔ (۳۴) بیتابیِ تجلیِ آتش بہ جاں۔ (۳۵) تن و دل و جاں۔ (۳۶) چشمِ جاں۔ (۳۷) دستِ از جاں شستہ۔ (۳۸)۔(۴۰) دل و جاں [تین بار]۔ (۴۱) دل و جاں فیض رساناـ (۴۲) رشتۂ جاں۔ (۴۳)، (۴۴)، (۴۵) رگِ جاں [تین بار]۔ (۴۶) رنگ ریزِ جسم و جاں۔ (۴۷) سببِ سوختنِ جاں۔ (۴۸) سوختہ جاں۔ (۴۹) صدرگِ جاں۔ (۵۰) عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں۔ (۵۱) مطلوبِ جاں۔ (۵۲) نیم جاں۔

جانِ اسدؔ: زمانہ سخت کم آزار ہے بہ جانِ اسدؔ وگرنہ ہم تو توقع زیادہ رکھتے ہیں ص۱۸۲

جان بخشی: دیکھیے: فیضِ جاں بخشی۔

جاں بخشیِ خوباں: دیکھیے: حسرت گاہِ نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں۔

جانِ برلب آمدہ: بیدادِ انتظار کی طاقت نہ لا سکی — اے جانِ برلب آمدہ! بیتاب ہوگئی ص۹۶

جانِ بیجوائے اسدؔ: ہزار آفت و یک جانِ بیجوائے اسدؔ — خدا کے واسطے اے شاہِ بے کساں، فریاد! ص۳۷

جاں پرورِ دنِ یعقوب: بیمرِ جاں پروردنِ یعقوب، بال خاک سے — دام لیتی ہے پرِ پرواز پیراہن کی بو ص۶۸

جاں پناہا!: جاں پناہا! دل و جاں فیض رسانا! شاہا! — وصیِ ختمِ رُسل تو ہے بہ فتوائے یقیں ص۳۲

جانِ حوصلہ: برق بہ جانِ حوصلہ آتش فگن، اسدؔ! — اے دلِ فسردہ! طاقتِ ضبطِ فغاں نہیں ص۵۷

جانِ خلق: دیکھیے: دل و جانِ خلق۔

جاں دادگاں: جاں دادگاں کا حوصلہ فرصت گداز ہے — یہاں عرصۂ تپیدنِ بسمل نہیں رہا ص۲۰

جاں دادۂ ہوائے سرِ رہ گزار: گلیوں میں میری نعش کو کھینچے پھرو کہ میں — جاں دادۂ ہوائے سرِ رہ گزار تھا ص۱۵۳

جاں دار: آگ تاپے کہاں تلک انساں — دھوپ کھاوے کہاں تلک جاں دار ص۱۳۹

جانِ دردِ تمہید: دل تھا کہ جو جانِ دردِ تمہید سہی — بیتابیِ رشک و حسرتِ دید سہی ص۲۵۲

جانِ دردمند: دیکھیے: غم خوارِ جانِ دردمند۔

جاں سپاری: (۱) عشق تاثیر سے نومید نہیں — جاں سپاری شجرِ بید نہیں ص۱۸۳

(۲) دیکھیے: روزِ جاں سپاری۔

جاں ستاں: دشنۂ غمزہ جاں ستاں، ناوکِ ناز بے پناہ — تیرا ہی عکسِ رُخ سہی سامنے تیرے آئے کیوں ص۱۹۳

جاں ستاں تر: تکلف برطرف، ہے جاں ستاں تر لطفِ بدخویاں — نگاہِ بے حجابِ ناز تیغِ تیزِ عریاں ہے ص۲۱۰

جاں بستانی: دیکھیے: سازِ جاں بستانی۔

جانِ شرم: اُٹھاوے کب وہ جانِ شرم تہمت قتلِ عاشق کی — کہ جس کے ہاتھ میں مانندِ خوں رنگِ حنا گم ہو ص۹۸

جانِ شیریں: اور دوڑایئے قیاس کہاں — جانِ شیریں میں یہ مٹھاس کہاں ص۳۰۰ [آم کے لیے]

جانِ عاشق: جانِ عاشق حاملِ صد غلبۂ تاثیر ہے — دل کو اے بیدادِ خو! تعلیمِ خارائی عبث ص۳۲

جاں فزا: جاں فزا ہے بادہ، جس کے ہاتھ میں جام آگیا — سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگِ جاں ہوگئیں ص۱۹۲

(۲) دیکھیے: نیازِ قیدِ جاں فزا۔

جاں فشانی: دیکھیے: حسابِ جاں فشانی۔

جاں کاہیِ مرض: دیکھیے: حقیقتِ جاں کاہیِ مرض۔

جاں گداز: (۱) کیا شمع کے نہیں ہیں ہوا خواہ اہلِ بزم؟ ہو غم ہی جاں گداز تو غم خوار کیا کریں! ص۱۹۱
(۲) دیکھیے: داغِ جاں گداز۔ (۳) دیکھیے: نفَسِ جاں گداز۔

جاں گدازیِ قہر و عتاب: ہر چند جاں گدازیِ قہر و عتاب ہے ہر چند پشت گرمیِ تاب و تواں نہیں ص۱۸۸

جاں گسل: غم اگرچہ جاں گسل ہے، پہ کہاں بچیں کہ دل ہے غمِ عشق گر نہ ہوتا غمِ روزگار ہوتا ص۱۶۰

جانِ ناز: ہو قبول کم نگاہی تحفۂ اہلِ نیاز اے دل واے جانِ ناز! اے دین واے ایمانِ عجز! ص۴۳

جاں نثاروں: جاں نثاروں میں ترے قیصرِ روم جرعہ خواروں میں ترے مرشدِ جام ص۳۷

جان و تن: دیکھیے: موجبِ آرامِ جان و تن۔

جان و دلِ ختمِ رسل: مظہرِ فیضِ خدا، جان و دلِ ختمِ رسل قبلۂ آلِ نبی، کعبۂ ایجادِ یقیں ص۳۴

جان و دل و دیں: تیرے در کے لیے اسبابِ نثار آمادہ خاکیوں کو جو خدا نے دیے جان و دل و دیں ص۳۵

جانِ وفا پرست: جانِ وفا پرست کو ایک، شمیمِ نوبہار فرقِ ستیزہ مست کو ابرِ تگرگ بار، ایک ص۲۹۷

جاناں[1]: (۱) خدا شرمائے ہاتھوں کو کہ رکھتے ہیں کشاکش میں کبھی میرے گریباں کو، کبھی جاناں کے دامن کو ص۱۹۸
(۲) دیکھیے: تصورِ جاناں۔

جانانہ[2]: (۱) دیکھیے: خلوتِ جانانہ۔
(۲) گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ۔
(۳) نقابِ جلوۂ جانانہ۔

جانب[3]: دیکھیے: یک جانب۔

جانبِ دریا: نہیں ہے بازگشتِ سیل، غیر از جانبِ دریا ہمیشہ دیدۂ گریاں کو آبِ رفتہ در جو تھا ص۲۲

جانبِ مشرق: صبح آیا جانبِ مشرق نظر اک نگارِ آتشیں رُخ، سر کھلا ص۳۹

---

[1] جاناں: دو بار [مرتّب: ایک بار]۔ [2] جانانہ: تین بار [مرتّب]۔ [3] جانب: تین بار [مرتّب]۔

جانی[۱]: (۱) دیکھیے: دشمنِ جانی۔ (۲) دیکھیے: سنگِ جانی۔

جاوداں[۲]: (۱) ہے دعا بھی یہی کہ دُنیا میں — تم رہو زندہ جاوداں، آمیں! ص۲۸۱

(۲) دیکھیے: عمرِ جاوداں۔

جاودانی: دیکھیے: سوزِ جاودانیِ شمع۔

جاوید[۳]: دیکھیے ____: (۱) حیرتِ جاوید۔ (۲) رنجِ نومیدیِ جاوید۔ (۳) عیشِ بازی کدۂ حسرتِ جاوید۔ (۴) غمِ محرومیِ جاوید۔ (۵) رنجِ نومیدیِ جاوید۔

جاہ[۴]: (۱) مال و جاہ و دست و پائے زر خریدہ ہیں اسدؔ! — پس بہ دل ہائے دگر راحت رسانی مُفت ہے ص۱۱۳

(۲) کیا کم ہے یہ شرف کہ ظفرؔ کا غلام ہوں — مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں مجھے ص۱۲۵

دیکھیے ____: (۳) ایلچی بروں والا جاہ۔ (۴) دولت وعزّ و جاہ۔ (۵) سامانِ عیش و جاہ۔ (۶) شاہِ جم جاہ۔ (۷) شاہِ سلیماں جاہ۔ (۸) شوکت و جاہ۔ (۹)، (۱۰) عزّ و جاہ [دو بار]۔

جاہ و جلال: فخرِ دیں، عزِّ شان و جاہ و جلال — زینتِ طینت و جمالِ کمال ص۳۱

جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بتاں: ہندوستان سایۂ گل پائے تخت تھا — جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بتاں نہ پوچھ ص۷۰

جاہل[۵]: علم ہی سے قدر ہے انسان کی — ہے وہی انسان جو جاہل نہیں [قادرنامہ]

جبر[۶]: ہوں دردمند، جبر ہو یا اختیار ہو — گہ نالۂ کشیدہ، گہ اشکِ چکیدہ ہوں ص۲۹۹

جبریانِ غافل ازمعنی: دیکھیے: خانمانِ جبریانِ غافل ازمعنی۔

جبرئیل[۷]: (۱) دشتِ الفت چمن و آبلہ مہماں پرور — دلِ جبرئیل کفِ پا پہ ملے ہے رُخسار ص۳

(۲) شعلۂ تحریر سے اُس برق کی، ہے کلکِ قضا — بالِ جبرئیل سے مسطر کشِ سطرِ زنہار ص۵

(۳) عرش پر تیرے قدم سے ہے دماغِ گردِ راہ — آج تنخواہِ فلکستن ہے کُلہِ جبرئیل کی ص۱۱

---

۱ جانی : دو بار [مرکب]۔

۲ جاوداں : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

جاودانی : ایک بار [مرکب]۔

۳ جاوید : پانچ بار [مرکب]۔

۴ جاہ : بارہ بار [مرکب]۔

۵ جاہل : ایک بار۔

۶ جبر : ایک بار۔ جبریاں: ایک بار [مرکب]۔

۷ جبرئیل : چھے بار۔ [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

(۴) تیرا اندازِ سخن: شانۂ زلفِ الہام   تیری رفتارِ قلم: جنبشِ بالِ جبریل   ص۱۲۴

(۵) دیکھیے: چشمِ جبریل۔

جبریلِ امیں: دیکھیے: رقمِ بندگیِ حضرتِ جبریلِ امیں۔

جبہۂ [1] سائل: حیف اے ننگِ تمنا! کہ پئے عرضِ حیا   یک عرق آئنہ برجبہۂ سائل باندھا   ص۱۳

جبہہ طوفاں: دیکھیے: آئینہ تراشِ جبہہ طوفاں۔

جبیں [2]: (۱) توڑے ہے عجزِ تنک حوصلہ برروے زمیں   سجدہ تمثال وہ آئینہ کہیں جس کو جبیں   ص۷

(۲) ختم کر ایک اشارت میں عباراتِ نیاز   جوں مہِ نو ہے نہاں گوشۂ ابرو میں جبیں   ص۸

(۳) نہیں ہے سرنوشتِ عشق غیراز بے دماغی ہا   جبیں پر میری مدِّ خامۂ قدرت خطِ چیں ہے   ص۸۹

(۴) تیری مدحت کے لیے ہیں دل وجاں، کام وزباں   تیری تسلیم کو ہیں لوح وقلم، دست وجبیں   ص۱۳۵

(۵) طبع کو اُلفتِ دُلدُل میں یہ سرگرمیِ شوق   کہ جہاں تک چلے اُس سے قدم اور مجھ سے جبیں   ص۱۳۵

(۶) کہتے ہو: کیا لکھا ہے تری سرنوشت میں؟   گویا جبیں پہ سجدۂ بت کا نشاں نہیں   ص۱۸۸

(۷) ہوتا ہے نہاں گرد میں صحرا مرے ہوتے   گھستا ہے جبیں خاک پہ دریا مرے آگے   ص۲۲۸

(۸) صرف اظہار ہے ارادت کا   ہے قلم کی جو سجدہ ریز جبیں   ص۲۸۱

دیکھیے ______ : (۹)، (۱۰) تر جبیں [دوبار]۔ (۱۱) جلوۂ لولیانِ ماہ جبیں۔ (۱۲) چینِ جبیں۔ (۱۳) دست و جبیں۔ (۱۴) معراجِ جبیں۔ (۱۵) یک جہاں چینِ جبیں۔

جبینِ آشنا: دیکھیے: نمِ شرمِ جبینِ آشنا۔

جبینِ سجدہ فرسا: بہ حکمِ عجز ابروے مہِ نو حیرت ایما ہے   کہ یہاں خم کر جبینِ سجدہ فرسا آستانے میں   ص۵۸

جبینِ سجدہ فشاں: نیاز: پردۂ اظہار خود پرستی ہے   جبینِ سجدہ فشاں تجھ سے، آستاں تجھ سے   ص۱۱۲

جبینِ صبحِ اُمید فسانہ گویاں: جبینِ صبحِ اُمید فسانہ گویاں پر   درازیِ رگِ خوابِ بتاں: خطِ چیں ہے   ص۱۰۳

جبینِ غربت: دیکھیے: صرفِ جبینِ غربت۔

---

[1] جبہہ : دوبار [مرکب]۔   [2] جبیں : بائیس بار [مفرد: سات بار، مرکب: پندرہ بار]۔

جبینِ کشادہ: بہ رنگِ سایہ ہمیں بندگی میں ہے تسلیم | کہ داغِ دل بہ جبینِ کشادہ رکھتے ہیں ص ۶۰

جبینِ نیاز: دیکھیے: ریزشِ سجدۂ جبینِ نیاز۔ امید

جحیم[۱]: گاہ بہ خلد اُمیدوار، گہ بہ جحیم بیمناک | گرچہ خدا کی یاد ہے، کلفتِ ماسوا سمجھ ص ۷۲

جُدا[۲]: (۱) پانو میں جب وہ حنا باندھتے ہیں | میرے ہاتھوں کو جُدا باندھتے ہیں ص ۵۸

(۲) میرا اپنا جُدا معاملہ ہے | اُور کے لین دین سے کیا کام ص ۳۶

(۳) دل سے مٹنا تری انگشتِ حنائی کا خیال | ہوگیا گوشت سے ناخن کا جُدا ہوجانا ص ۱۵۶

(۴) تجھ سے، قسمت میں مری، صورتِ قفلِ ابجد | تھا لکھا بات کے بنتے ہی جُدا ہوجانا ص ۱۵۶

(۵) ہے ایک تیر جس میں دونوں چھدے پڑے ہیں | وہ دن گئے کہ اپنا دل سے جگر جُدا تھا ص ۱۵۸

(۶) ہوا جب غم سے یوں بے حس تو غم کیا سر کے کٹنے کا | نہ ہوتا گر جُدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا ص ۱۶۰

(۷) ہے جنوں اہلِ جنوں کے لیے آغوشِ وداع | چاک ہوتا ہے گریباں سے جُدا میرے بعد ص ۱۶۶

(۸)،(۹) یعاں اشک جُدا گرم ہے اور آہ جُدا گرم | حسرت کدۂ عشق کی ہے آب و ہوا گرم ص ۲۲۸

جُداجُدا: ہے رنگِ لالہ و گل و نسریں جدا جدا | ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے ص ۲۲۰

جُداگانہ[۳]: گر اب ذوقِ بذلہ سنجی کو | ہے جداگانہ کارفرمائی ص ۲۶۴

جُدائی[۴]: دیکھیے ـــــ: (۱) عرضِ ستم ہاے جدائی۔ (۲) یک رنجِ جُدائی۔ (۳) دردِ جُدائیِ اسداللہ خاں۔

جدال[۵]: دیکھیے: بحث و جدال۔

جدید[۶]: دیکھیے: امرِ جدید۔

جذبِ[۷] دل: غلط ہے جذبِ دل کا شکوہ، دیکھو جرم کس کا ہے؟ | نہ کھینچو گر تم اپنے کو، کشاکش درمیاں کیوں ہو؟ ص ۲۰۰

جذبِ محبت: ہوں کشاکشِ نزع میں، ہاں جذبِ محبت! | کچھ کہہ نہ سکوں، پر وہ مرے پوچھنے کو آئے ص ۲۳۸

۱۔ جحیم : ایک بار [مرتب]۔
۲۔ جُدا : نو بار۔
جُداجُدا : ایک بار۔
۳۔ جداگانہ : ایک بار۔
۴۔ جدائی : تین بار [مرتب]۔
۵۔ جدال : ایک بار [مرتب]۔
۶۔ جدید : ایک بار [مرتب]۔
۷۔ جذب : دو بار [مرتب]۔

جذبۂ[1] بےاختیارِ شوق: جذبۂ بے اختیارِ شوق دیکھا چاہیے ۔۔۔ سینۂ شمشیر سے باہر ہے دَم شمشیر کا ص۱۳۲

جذبۂ دل: (۱) میں بلاتا تو ہوں اُس کو مگر اے جذبۂ دل! ۔۔۔ اُس پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے ص۲۳۶

(۲) خدایا! جذبۂ دل کی مگر تاثیر اُلٹی ہے؟ ۔۔۔ کہ جتنا کھینچتا ہوں اور کھنچتا جائے ہے مجھ سے ص۲۲۲

جُرات[2]: (۱) اسدؔ! مجھ میں ہے اُس کے بوسۂ پا کی کہاں جُرات ۔۔۔ کہ میں نے دست و پایا ہم بہ شمشیرِ ادب کاٹے ص۹۸

(۲) دیکھیے: داغِ جرات۔

جُرات آزما: سادگیؔ و پُرکاری، بے خودیؔ و ہشیاری ۔۔۔ حُسن کو تغافل میں جُرات آزما پایا ص۱۳۳

جُراتِ رندانہ: اُس لب سے مل ہی جائے گا بوسہ کبھی تو، ہاں ۔۔۔ شوقِ فضول و جُراتِ رندانہ چاہیے ص۲۱۱

جُراتِ شوق: گریہ بے لذّتِ کاوش نہ کرے جُراتِ شوق ۔۔۔ قطرۂ اشک دلِ برصفِ مژگاں زدہ ہے ص۱۰۹

جُراتِ عاشق: دیکھیے: آئنۂ جُراتِ عاشق۔

جُراتِ عجز: کو نفَس و چہ غبار، جُراتِ عجز آشکار ۔۔۔ در تپش آبادِ شوق سرمہ، صدا نام ہے ص۹۹

جُراتِ فریاد: آہ! وہ جُراتِ فریاد کہاں! ۔۔۔ دل سے تنگ آ کے جگر یاد آیا ص۱۵۲

جُراتِ ناز: (۱) کس قدر سازِ دوعالم کو ملی جُراتِ ناز ۔۔۔ کہ ہوا ساغرِ بے حوصلۂ دل سرشار ص۳

(۲) دیکھیے: مشقِ جُراتِ ناز۔

جراحت[3]: جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ ۔۔۔ مبارک باد اسدؔ! غم خوارِ جانِ دردمند آیا ص۱۳۲

(۲) نہ نکلا آنکھ سے تیری اک آنسو اُس جراحت پر ۔۔۔ کیا سینے میں جس نے خوں چکاں مژگانِ سوزن کو ص۱۹۸

(۳) دیکھیے: سنگِ جراحت۔

جراحتِ پیکاں: نہیں ذریعۂ راحت جراحتِ پیکاں ۔۔۔ وہ زخمِ تیغ ہے جس کو کہ دل کشا کہیے ص۲۲۸

جراحت خانہ: دیکھیے: عرضِ جراحت خانہ۔

جراحتِ دل: (۱) نہ پوچھ نسخۂ مرہم جراحتِ دل کا ۔۔۔ کہ اُس میں ریزۂ الماس جُزوِ اعظم ہے ص۲۲۹

(۲) دیکھیے: پُرسشِ جراحتِ دل۔

---

[1] جذبہ : تین بار [مرکّب]۔

[2] جُرات : دس بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: نو بار]۔

[3] جراحت : سات بار [مفرد: دو بار، مرکّب: پانچ بار]۔

جراحت خانہ : ایک بار [مرکّب]۔

جراحت ہا : ایک بار [مرکّب]۔

جراحت دوزیِ عاشق: جراحت دوزیِ عاشق ہے جائے رحم، ترساں ہوں — کہ رشتہ، تارِ اشکِ دیدۂ سوزن نہ ہو جاوے ص ۸۵

جراحت ہائے دل: اسدؔ! جس شوق سے ذرّے تپش فرسا ہوں روزن میں — جراحت ہائے دل سے جوہرِ شمشیر ہے پیدا ص ۳۰

جرِ ثقیل[1]: دیکھیے: ضابطۂ جرِ ثقیل۔

جرس[2]: (۱) بہ وقتِ کعبہ جوئی یا جرس کرتا ہے ناقوسی — کہ صحرا فصلِ گل میں رشک ہے بت خانۂ چیں کا ص ۲۸

(۲) اے ادا فہماں! صدا ہے تنگیِ فرصت سے خوں — ہے بہ صحرائے تحیّر چشمِ قربانی جرس ص ۴۵

(۳) کفر ہے غیر از وفورِ شوق رہبر ڈھونڈھنا — راہِ صحرائے حرم میں ہے جرس ناقوس و بس ص ۴۶

دیکھیے ـــــــ: (۴) غوغائے جرس۔ (۵) فریادِ جرس۔ (۶) گلوئے جرس۔

جرسِ آبلۂ پا: فریاد سے پیدا ہے اسدؔ! گرمیِ وحشت — تبخالۂ لب ہے جرسِ آبلۂ پا ص ۲۹

جرسِ قافلہ: وحشتِ نالہ بہ واماندگیِ وحشت ہے — جرسِ قافلہ یہاں دل ہے گراں باروں کا ص ۲۸

جرعہ[3] خواروں: جاں نثاروں میں ترے قیصرِ روم — جرعہ خواروں میں ترے مرشدِ جام ص ۱۳۷

جرعہ نوشی ہائے یار: ریزشِ خونِ وفا ہے جرعہ نوشی ہائے یار — یہاں گلوئے شیشۂ مے قبضۂ شمشیر ہے ص ۹۵

جُرم[4]: (۱) کس جرم سے ہے چشم تجھے حسرتِ قبول — برگِ حنا مگر مژۂ خوں فشاں نہیں! ص ۵۷

(۲) رہا کس جرم سے میں بے قرار و داغ ہم طرح؟ — سمندر کو پرِ پروانہ سے کافور ملتے ہیں ص ۷۳

(۳) بے خودی فرماں روائے حیرت آبادِ جنوں — زخم دوزیِ جرم و پیراہن دریدن منع ہے ص ۱۱۳

(۴) غلط ہے جذبِ دل کا شکوہ، دیکھو جرم کس کا ہے؟ — نہ کھینچو گر تم اپنے کو، کشاکش درمیاں کیوں ہو؟ ص ۲۰۰

جُرمِ آرزو تاویل: نالہ کھینچا ہے، سراپا داغ جرأت ہوں اسدؔ! — کیا سزا ہے میرے جُرمِ آرزو تاویل کی؟ ص ۹۱

جریدہ[5]: جوں بوئے گل ہوں گرچہ گراں بارِ مشتِ زر — لیکن اسدؔ! بہ وقتِ گزشتن جریدہ ہوں ص ۶۱

جزا[6]: دیکھیے ـــــــ: (۱)، (۲) روزِ جزا۔ (۳) شافعِ روزِ جزا۔

جُزو[7]: قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جُزو میں کُل — کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا ص ۱۶۲

---

[1] جرِ ثقیل : ایک بار [مرکب]۔
[2] جرس : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکب: پانچ بار]۔
[3] جرعہ : دو بار [مرکب]۔
[4] جرم : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔
[5] جریدہ : ایک بار۔
[6] جزا : تین بار [مرکب]۔
[7] جُزو : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔

عُجوِ آشیاں: دیکھیے: ہر عُجوِ آشیاں۔

عُجوِ اعظم: نہ پوچھ نسخۂ مرہم جراحتِ دل کا / کہ اُس میں ریزۂ الماس عُجوِ اعظم ہے ص ۲۲۹

جستجو[۱]: (۱) مرہم کی جستجو میں پھرا ہوں جو دور دور / تن سے سوا فگار ہیں اِس خستہ تن کے پانو ص ۱۹۶

(۲) جلا ہے جسم جہاں، دل بھی جل گیا ہوگا / کریدتے ہو جو اب راکھ، جستجو کیا ہے؟ ص ۲۲۳

دیکھیے ـــــ: (۳) اصلِ تنگ وتازِ جستجو۔ (۴) ترکِ جستجو۔ (۵) نقشِ پائے جستجو۔ (۶) خارِ جستجو۔ (۷) سامانِ ہزار جستجو۔ (۸) معذورِ جستجو۔

جستجوہا: دیکھیے: شکنجِ جستجوہا۔

جستجوے فرصتِ ربطِ سرِ وزانو: اضطراب عمر بے مطلب نہیں آخر کہ ہے / جستجوے فرصتِ ربطِ سر و زانو مجھے ص ۷۸

جُستن[۲]: نہاں ہے مردمک میں، شوقِ رخسار فروزاں سے / سپندِ شعلہ نادیدہ صفت اندازِ جُستن کا ص ۲۷

جستن ہا: دیکھیے: (۱) اندازِ چراغ از چشم جُستن ہا۔ (۲) تارِ جُستن ہا۔

جَستہ: دیکھیے: (۱) شرارِ جَستہ۔ (۲) صیدِ زِدام جَستہ۔

جُستن[۳]: دیکھیے: تاثیر جُستن۔

جسد[۴]: دیکھیے: فیلِ گراں جسد۔

جسم[۵]: (۱) کیوں نہ درکار ہو مجھے پوشش / جسم رکھتا ہوں، ہے اگرچہ نزار ص ۱۳۶

(۲) دیکھیے: جستجو (۲)۔ (۳) دیکھیے: عکسِ جسم۔

(۴) دیکھیے: ہزار جسم۔

جسمِ اطہر: جسمِ اطہر کو ترے دوشِ پیمبر: منبر / نامِ نامی کو ترے ناصیۂ عرش: نگیں ص ۱۳۵

جسم وجاں: دیکھیے: رنگ ریزِ جسم وجاں۔

جشنِ[۶] جمشید: دیکھیے: انشراحِ جشنِ جمشید۔

---

۱ جستجو : نو بار [مفرد: دو بار، مرکب: سات بار]۔
جستجوہا : ایک بار [مرکب]۔
۲ جُستن : ایک بار۔
جستن ہا : دو بار [مرکب]۔ جَستہ : دو بار [مرکب]۔
۳ جُستن : ایک بار [مرکب]۔
۴ جسد : ایک بار [مرکب]۔
۵ جسم : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔
۶ جشن : ایک بار [مرکب]۔

جعدِ پُرشکن: دیکھیے: خمِ جعدِ پُرشکن۔

جفا[۲]: (۱) نہ وفا کو آبرو ہے نہ جفا تمیز جو ہے | چہ حسابِ جاں فشانی، چہ غرورِ دل ستانی ص ۹۰

(۲) فلک کو دیکھ کے، کرتا ہوں اُس کو یاد اسدؔ! | جفا میں اس کی، ہے انداز کارفرما کا ص ۱۳۸

(۳) کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ | ہائے! اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا ص ۱۵۰

(۴) اب جفا سے بھی ہیں محروم ہم، اللہ اللہ! | اس قدر دشمنِ اربابِ وفا ہوجانا! ص ۱۵۶

(۵) کیا آبروے عشق جہاں عام ہو جفا | رُکتا ہوں، تم کو بے سبب آزار دیکھ کر ص ۱۶۸

(۶) کی وفا ہم سے تو غیر اِس کو جفا کہتے ہیں | ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو برا کہتے ہیں ص ۱۸۷

(۷) ہم پر، جفا سے ترکِ وفا کا گماں نہیں | اک چھیڑ ہے وگرنہ مراد امتحاں نہیں ص ۱۸۸

(۸) میں ہوں مشتاقِ جفا، مجھ پہ جفا اور سہی | تم ہو بیداد سے خوش، اس سے سوا اور سہی ص ۳۱۱

دیکھیے ــــــ: (۹) اہلِ جفا۔ (۱۰) بُرشِ تیغِ جفا۔ (۱۱) بیتابیِ جفا۔ (۱۲) تقاضاے جفا۔ (۱۳) سرگرمِ جفا۔ (۱۴) سینۂ افگار جفا۔ (۱۵) فریفتۂ انتخابِ طرزِ جفا۔ (۱۶) کشتۂ تیغِ جفا۔ (۱۷) مشتاقِ جفا۔

جفا سائل: نے اسدؔ جفا سائل، نے ستم جنوں مائل | تجھ کو جس قدر ڈھونڈھا، الفت آزما پایا ص ۱۳

جفا شوخ: جفا شوخ و ہوس گستاخ مطلب ہے مگر عاشق | نفَس در قالبِ خشتِ لحد دُزدیدنی جانے ص ۱۱۵

جفا مشرب: اُس جفا مشرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے اسدؔ! | مالِ مُتی کو مباح اور خونِ صوفی کو حلال ص ۵۲

جفاے صدمۂ ضرب المثل: دیکھیے: دستِ جفاے صدمۂ ضرب المثل۔

جفائیں: کبھی نیکی بھی اُس کے جی میں گر آجائے ہے مجھ سے | جفائیں کر کے اپنی یاد شرما جائے ہے مجھ سے ص ۲۲۳

جگر[۳]: (۱) جس قدر جگر خوں ہو، کوچہ دادنِ گل ہے | زخمِ تیغِ قاتل کو طرفہ دل کشا پایا ص ۱۳

(۲) عرضِ دردِ بے وفائی وحشتِ اندیشہ ہے | خوں ہوا دل تا جگر، یارب! زبانِ شکوہ لال ص ۵۲

(۳) آہ! وہ جراتِ فریاد کہاں! | دل سے تنگ آ کے جگر یاد آیا ص ۱۵۲

۱۔ جعد : ایک بار [مرکب]۔
۲۔ جفا : اکتیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: تیرہ بار]۔
جفائیں : ایک بار۔
۳۔ جگر : ستاسی بار [مفرد: انیس بار، مرکب: اڑسٹھ بار]۔
جگر جلے : ایک بار۔

(۴) عذرِ واماندگی اے حسرتِ دل! نالہ کرتا تھا، جگر یاد آیا ص۱۵۲

(۵) ہے ایک تیر جس میں دونوں چھدے پڑے ہیں وہ دن گئے کہ اپنا دل سے جگر جدا تھا ص۱۵۸

(۶) کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیرِ نیم کش کو یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا ص۱۶۰

(۷) جگر کو مرے عشقِ خونابہ مشرب لکھے ہے خداوندِ نعمت سلامت! ص۱۶۳

(۸) ایسا آساں نہیں لہو رونا دل میں طاقت، جگر میں حال کہاں! ص۱۸۲

(۹) مرے جہان کے اپنی نظر میں خاک نہیں سوائے خونِ جگر، سو جگر میں خاک نہیں ص۱۸۳

(۱۰) حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں ص۱۹۰

(۱۱) سخن کیا کہہ نہیں سکتے کہ جویا ہوں جواہر کے جگر کیا ہم نہیں رکھتے کہ کھودیں جا کے معدن کو ص۱۹۹

(۱۲) ہستی کا اعتبار بھی غم نے مٹا دیا کس سے کہوں کہ داغ، جگر کا نشان ہے ص۲۰۳

(۱۳) پھر جگر کھودنے لگا ناخن آمدِ فصلِ لالہ کاری ہے ص۲۲۳

(۱۴) دشنے نے کبھی منہ نہ لگایا ہو جگر کو خنجر نے کبھی بات نہ پوچھی ہو گلو کی ص۲۲۸

(۱۵) دل سے تری نگاہ جگر تک اتر گئی دونوں کو اک ادا میں رضا مند کر گئی ص۲۳۳

(۱۶) رہے دل ہی میں تیر، اچھا، جگر کے پار ہو، بہتر غرض شستِ بُتِ ناوک فگن کی آزمایش ہے ص۲۴۴

(۱۷) خوں ہو کے جگر آنکھ سے ٹپکا نہیں اے مرگ! رہنے دے مجھے یہاں کہ ابھی کام بہت ہے ص۲۴۵

(۱۸) ٹکڑے ہوا ہے، دیکھ کے تحریر کو، جگر کاتب کی آستیں ہے مگر تیغ کا نیام ص۲۸۲

(۱۹) جگر سے، ٹوٹی ہوئی ہو گئی سناں پیدا دہانِ زخم میں آخر ہوئی زباں پیدا ص۲۹۳

(۲۰) گلشنِ زخم کھلاتا ہے جگر میں پیکاں گرہِ غنچہ ہے سامانِ چمن بالیدن ص۳۵۰

(۲۱) منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو تا گل ز جگر زخم میں ہے راہ نفس کو ص۳۵۰

دیکھیے ـــــــ: (۲۲) بخیۂ زخمِ جگر۔ (۲۳) پارۂ جگر۔ (۲۴) پارہ ہائے جگر۔ (۲۵) پردۂ جوشیدنِ خونِ جگر۔ (۲۶) تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر۔ (۲۷) چاکِ جگر۔ (۲۸)۔۔(۳۳) خونِ جگر [چھے بار]۔ (۳۴) خوں در جگر نہفتہ۔ (۳۵)۔۔(۳۹) داغِ جگر [پانچ بار]۔ (۴۰) دل تا جگر۔ (۴۱) دل خونیں جگر۔ (۴۲)، (۴۳) دل و جگر

[دوبار]۔ (۴۴) دود جگر۔ (۴۵) رسائی لختِ جگر۔ (۴۶) ۔۔ (۴۹) زخم جگر [چار بار]۔ (۵۰) ساغرِ زخمِ جگر۔ (۵۱)، (۵۲) سوزِ جگر [دوبار]۔ (۵۳) سوزِ زخمِ جگر۔ (۵۴) عریانیِ زخمِ جگر۔ (۵۵) قطرۂ خونِ جگر۔ (۵۶) لاکھ جگر۔ (۵۷)، (۵۸) لبِ زخمِ جگر [دوبار]۔ (۵۹)، (۶۰) لختِ جگر [دوبار]۔ (۶۱) لذتِ ریشِ جگر۔ (۶۲) مفتِ دل وجگر۔ (۶۳) مے خانہ جگر۔ (۶۴) نبضِ جگر۔ (۶۵) نشۂ خونِ جگر۔ (۶۶) نمکِ زخمِ جگر۔ (۶۷) نیامِ پردۂ زخمِ جگر۔ (۶۸) ہر ایک داغ جگر۔

جگر افسردگاں: دیکھیے: دنداں در جگر افسردگاں۔

جگر اندوختن: دیکھیے: کشتِ سینۂ صد جگر اندوختن۔

جگر خائیِ جوشِ حسرت: نہیں گر بہ کامِ دلِ خستہ گردوں | جگر خائیِ جوشِ حسرت سلامت ص ۳۳

جگر باختگی: کوہ کو بیم سے اُس کے، ہے جگر باختگی | نہ کرے نذرِ صدا ورنہ متاعِ تمکیں ص ۸

جگرِ تشنۂ آزار: جگرِ تشنۂ آزار تسلی نہ ہوا | جوئے خوں ہم نے بہائی بُنِ ہر خار کے پاس ص ۱۷۳

جگر تشنۂ صد رنگ ظہور: ہر کفِ خاک: جگر تشنۂ صد رنگ ظہور | غنچے کے مے کدے میں مستِ تامّل ہے بہار ص ۳

جگر تشنۂ فریاد: پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا | دل، جگر تشنۂ فریاد آیا ص ۱۵۴

جگر تشنۂ ناز: جس قدر روحِ نباتی ہے جگر تشنۂ ناز | دے ہے تسکیں بہ دمِ آبِ بقا موجِ شراب ص ۱۹۳

جگر تفتگانِ عشق: دیکھیے: معاشِ جگر تفتگانِ عشق۔

جگر جلے: اک گرم آہ کی تو ہزاروں کے گھر جلے | رکھتے ہیں عشق میں یہ اثر ہم جگر جلے ص ۳۰۲

جگر خراش: دیکھیے: صد ہزار نوائے جگر خراش۔

جگرداری: کیا کس نے جگرداری کا دعویٰ! | شکیبِ خاطرِ عاشق بھلا کیا! ص ۱۵۷

جگرِ سوختہ: دیکھیے: نشانِ جگرِ سوختہ۔

جگر سوزی: دیکھیے: لذتِ جگر سوزی۔

جگر کاوی: دامانِ شفق طرف نقابِ مہِ نو ہے | ناخن کو جگر کاوی میں بے رنگ نکالوں ص ۶۰

جگرِ عاشقِ شیدا: دیکھیے: طرفِ جگرِ عاشقِ شیدا۔

جگر گوشہ: رہ روِ راہِ خلد کا توشہ — طوبیٰ و سدرہ کا جگر گوشہ [آم کے لیے] ص۳۱

جگر گوشۂ وحشت: پایا سرِ ہر ذرہ جگر گوشۂ وحشت — ہیں داغ سے معمور شقائق کی کلاہیں ص۵۹

جگر گوں: دیکھیے: شوخیِ اشکِ جگر گوں۔

جگرِ لخت لخت: کرتا ہوں جمع پھر جگرِ لخت لخت کو — عرصہ ہوا ہے دعوتِ مژگاں کیے ہوئے ص۲۲۵

جگہ[1]: (۱) ہیں میری مشتِ خاک سے اُس کو کدورتیں — پائی جگہ بھی دل میں تو ہو کر غبار، حیف! ص۳۹

(۲) قسمت بری سہی، پہ طبیعت بری نہیں — ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے ص۱۲۵

(۳) سب کے دل میں ہے جگہ تیری، جو تو راضی ہوا — مجھ پہ گویا اک زمانہ مہرباں ہو جائے گا ص۱۵۱

(۴) وہ نالہ دل میں خس کے برابر جگہ نہ پائے! — جس نالے سے شگاف پڑے آفتاب میں ص۱۸۹

(۵) رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو — ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو ص۱۹۵

(۶) جب مے کدہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید — مسجد ہو، مدرسہ ہو، کوئی خانقاہ ہو ص۱۹۷

(۷) سبزے کو جب کہیں جگہ نہ ملی — بن گیا روئے آب پر کائی ص۲۵۱

(۸) جب کہ سیّد غلام بابا نے — مسندِ عیش پہ جگہ پائی ص۲۶۳

(۹) ہزار شکر کہ سیّد غلام بابا نے — فرازِ مسندِ عیش و طرب جگہ پائی ص۲۶۳

(۱۰) عدو کے سمعِ رضا میں جگہ نہ پائے وہ بات — کہ جنّ و انس و ملک سب بجا کہیں اُس کو ص۲۸۵

(۱۱) ہرگز کسی کے دل میں نہیں ہے مری جگہ — ہوں میں کلامِ نغز ولے ناشنیدہ ہوں ص۲

(۱۲) آئی اگر بلا تو جگہ سے ٹلے نہیں — ایرا ہی دے کے ہم نے بچایا ہے کشت کو ص۳۰۱

(۱۳) کثرتِ جوشِ سویدا سے نہیں جل کی جگہ — خال کب مشاطہ دے سکتی ہے کاکل کے تلے ص۳۵۳

جلاد[2]: (۱) مرتا ہوں اِس آواز پہ، ہرچند سر اُڑ جائے — جلاد کو لیکن وہ کہیں جائیں کہ: ہاں اور ص۱۶۰

(۲) عجب نشاط سے جلاد کے چلے ہیں ہم آگے — کہ اپنے سائے سے سر پانو سے ہے دو قدم آگے ص۲۲۷

---

[1] جگہ : تیرہ بار۔ جلادی : ایک بار۔

[2] جلاد : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکب: تین بار]۔

(۳) جلاد سے ڈرتے ہیں نہ واعظ سے جھگڑتے | ہم سمجھے ہوئے ہیں اُسے، جس بھیس میں جو آئے | ص ۲۳۸

(۴) دیکھیے: خنجرِ جلاد۔ (۵) گلچینِ جلاد۔

جلادِ فلک: مستعدِ قتلِ یک عالم ہے جلادِ فلک | کہکشاں، موجِ شفق میں تیغِ خوں آشام ہے | ص ۱۰۱

جلادی: کرے ہے رہ رواں سے خنجرِ راہِ عشق جلادی | ہوا ہے موجۂ ریگِ رواں شمشیرِ فولادی | ص ۳۵۱

جلال[1]: دیکھیے: (۱) جاہ و جلال۔ (۲) جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بتاں۔

جلالی[2]: دیکھیے: (۱) سطوتِ اسمائے جلالی۔ (۲) آثارِ جلالی و جمالی۔

جلد[3]: (۱) مجھے معلوم ہے جو تو نے میرے حق میں سوچا ہے | کہیں ہو جائے جلد اے گردشِ گردونِ دوں! او بھی | ص ۴۳

(۲) کہا یہ جلد کہ تو اس میں سوچتا کیا ہے | لکھا ہے "نسخۂ تحفہ" یہی ہے سالِ تمام | ص ۲۶۳

جلدی[4]: (۱) پھونکتا ہے نالہ ہر شب صورِ اسرافیل کی | ہم کو جلدی ہے مگر تو نے قیامت ڈھیل کی | ص ۹۱

(۲) کبھی آ جائے گی، کیوں کرتے ہو جلدی غالب! | شہرۂ تیزیِ شمشیرِ قضا ہے تو سہی | ص ۳۱۱

جلدوں[5]: سات جلدوں کا پارسل پہنچا | واہ! کیا خوب برمحل پہنچا | ص ۲۶۳

جلوت[6]: دیکھیے: (۱) خلوت و جلوت۔ (۲) ہر خلوت و جلوت۔

جلوہ[7]: (۱) جس ادب گاہ میں تو آئنۂ شوخی ہو | جلوہ ہے ساقیِ مخموریِ تابِ دیوار | ص ۶

(۲) تھا خواب میں کیا جلوہ پرستارِ زلیخا؟ | ہے بالشِ دل سوختگاں میں پرِ طاؤس | ص ۴۵

(۳) حیرت سے ترے جلوے کی از بس کہ ہیں بیکار | خورِ قطرۂ شبنم میں ہے جوں شمع بہ فانوس | ص ۴۶

(۴) ہوئی یہ بے خودی چشم و زباں کو تیرے جلوے سے | کہ طوطی، قفلِ زنگ آلودہ ہے آئینہ خانے میں | ص ۵۸

(۵) یہ کس بے مہر کی تمثال کا ہے جلوہ سیمابی | کہ مثلِ ذرہ ہائے خاک آئینے پرافشاں ہیں | ص ۶۴

(۶) ریگِ رواں و ہر تپشِ دردِ تسلّیِ شعاع | آئنہ توڑ اے خیال! جلوے کو خوں بہا سمجھ | ص ۶۷

---

[1] جلال : دو بار [مرکب]۔
[2] جلالی : دو بار [مرکب]۔
[3] جلد : دو بار۔
[4] جلدی : دو بار۔
[5] جلدوں : ایک بار۔
[6] جلوت : دو بار [مرکب]۔
[7] جلوہ : ایک سو انتالیس بار [مفرد: اکیس بار، مرکب: ایک سو اٹھارہ بار]۔

(۷) جلوہ نہیں ہے دردِ سر، آئنہ صندلی نہ کر — عکس کجا و کُو نظر، نقش کو مدعا سمجھ — ص ۴۳

(۸) صفاے اشک میں داغِ جگر جلوہ دکھاتے ہیں — پرِ طاؤس گویا برقِ ابرِ چشمِ گریاں ہے — ص ۸۱

(۹) جنوں افسردہ و جاں ناتواں، اے جلوہ! شوخی کر — گئی یک عمر خودداری بہ استقبالِ رعنائی — ص ۹۲

(۱۰) خبر نگہ کو، نگہ چشم کو عدو جانے — وہ جلوہ کر کہ نہ میں جانوں اور نہ تو جانے — ص ۹۸

(۱۱) کفر سوز اُس کا وہ جلوہ ہے کہ جس سے ٹوٹے — رنگِ عاشق کی طرح رونقِ بت خانۂ چیں — ص ۱۳۲

(۱۲) وہی اک بات ہے جو یہاں نفَس، وھاں نکہتِ گل ہے — چمن کا جلوہ باعث ہے مری رنگیں نوائی کا — ص ۱۳۶

(۱۳) لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی — چمن، زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا — ص ۱۳۸

(۱۴) جلوہ ازبسکہ تقاضاے نگہ کرتا ہے — جوہرِ آئنہ بھی چاہے ہے مژگاں ہونا — ص ۲۲۴

(۱۵) جلوہ پھر عرضِ ناز کرتا ہے — روزِ بازارِ جانسپاری ہے — ص ۲۲۴

(۱۶) ساقی بہ جلوہ دشمنِ ایمان و آگہی — مطرب بہ نغمہ رہزنِ تمکین و ہوش ہے — ص ۲۳۰

(۱۷) شکلِ طاؤس کرے آئنہ خانہ پرواز — ذوق میں جلوے کے تیرے، بہ ہواے دیدار — ص ۳۳

(۱۸) کیا آئینہ خانے کا وہ نقشا تیرے جلوے نے — کرے جو پرتوِ خرشید عالم شبنمستاں کا — ص ۱۵۶

(۱۹) تیرے ہی جلوے کا ہے یہ دھوکا کہ آج تک — بے اختیار دوڑے ہے گل در قفاے گل — ص ۱۸۶

(۲۰) نظّارہ کیا حریف ہو اُس برقِ حُسن کا — جوشِ بہار جلوے کو جس کے نقاب ہے — ص ۲۰۶

(۲۱) جلوے کا تیرے وہ عالم ہے کہ گر کیجے خیال — دیدۂ دل کو زیارت گاہِ حیرانی کرے — ص ۲۱۱

(۲۲) ہے وہی بدمستیِ ہر ذرّہ کا خود عذر خواہ — جس کے جلوے سے زمیں تا آسماں سرشار ہے — ص ۲۱۲

[تین بار بہ طور جزوِ ردیف ص ۸۷]:

(۲۳) عجزِ دیدن ہا بہ ناز و نازِ رفتن ہا بہ چشم — جادۂ صحراے آگاہی شعاعِ جلوہ ہے

(۲۴) اختلافِ رنگ و بو: طرحِ بہارِ بے خودی — صلحِ کُل گردِ ادب گاہِ نزاعِ جلوہ ہے

(۲۵) حُسنِ خوباں بس کہ بے قدرِ تماشا ہے اسدؔ — آئنہ: یک دستِ ردِّ امتناعِ جلوہ ہے

[تین بار بہ طور جزوِ ردیف ص ۲۱۵]:

(٢٦)،(٢٧) حُسن بے پروا خریدارِ متاعِ جلوہ ہے — آئنہ زانوے فکرِ اختراعِ جلوہ ہے

(٢٨) تا کجا اے آگہی! رنگِ تماشا باختن — چشمِ وا گردیدہ: آغوشِ وداعِ جلوہ ہے

دیکھیے ______: (٢٩) ارزانیِ مےِ جلوہ۔ (٣٠) تمثالِ جلوہ۔ (٣١) جوشِ جلوہ۔ (٣٢) حجابِ جلوہ۔

(٣٣) حسنِ آشفتگیِ جلوہ۔ (٣٤) خطِ ساغرِ جلوہ۔ (٣٥) خیر خواہِ جلوہ۔ (٣٦) سُراغِ جلوہ۔ (٣٧) صدِ جلوہ۔

(٣٨) کاوشِ ایجادِ جلوہ۔ (٣٩) گل فشانی ہاے نازِ جلوہ۔ (٤٠) نامرادِ جلوہ۔ (٤١) نزاکتِ جلوہ۔

(٤٢) نقدِ دامِ تمناے جلوہ۔ (٤٣) ہواے چمنِ جلوہ۔

جلوہ اندوزی: دیکھیے: سعیِ جلوہ اندوزی۔

جلوہ پرداز: جلوہ پرداز ہو نقشِ قدم اُس کا جس جا — وہ کفِ خاک ہے ناموسِ دو عالم کی امیں — ص ١٣٢

جلوہ پرست: دیکھیے: نگہِ جلوہ پرست۔

جلوہ پرور: اسدؔ! تاثیرِ صافی ہاے حیرت جلوہ پرور ہو — گر آبِ چشمۂ آئینہ دھووے عکس زنگی کا — ص ٢٦

جلوہ پیرائی: دیکھیے: (١) تاراجِ نازِ جلوہ پیرائی۔ (٢) گریباں گیرِ ذوقِ جلوہ پیرائی۔

جلوہ پیمائی: پرِ طاؤس ہے نیرنگِ داغِ حیرت انشائی — دو عالم دیدۂ بسمل، چراغاں جلوہ پیمائی — ص ٩٢

جلوہ تماشا: وصالِ جلوہ تماشا ہے پر دماغ کہاں — کہ دیجے آئنۂ انتظار کو پرداز — ص ١٧١

جلوہ تمثال: جلوہ تمثال ہے ہر ذرۂ نیرنگِ سواد — بزمِ آئینۂ تصویر نما مشتِ غبار — ص ٣

جلوہ حائل ہا: نگہ کی ہم نے پیدا رشتۂ ربطِ علائق سے — ہوئے ہیں پردہ ہاے چشمِ عبرت جلوہ حائل ہا — ص ٢٣

جلوہ رفتار: جلوہ رفتار سرِ جادۂ شرعِ تسلیم — نقشِ پا جس کا ہے توحید کو معراجِ جبیں — ص ٨

جلوہ ریزی: بقدرِ حوصلۂ عشق جلوہ ریزی ہے — وگرنہ خانۂ آئینہ کی فضا معلوم! — ص ٥٣

دیکھیے: (٢) انتظارِ جلوہ ریزی۔ (٣) نیازِ جلوہ ریزی۔

جلوہ ریزیِ باد: ترے خیال سے روح اہتزاز کرتی ہے — بہ جلوہ ریزیِ باد و بہ پرفشانیِ شمع — ص ١٤٣

جلوہ ریزِ بے نقابی: صبح دم وہ جلوہ ریزِ بے نقابی ہو اگر — رنگِ رخسارِ گلِ خورشید مہتابی کرے — ص ١٠٠

جلوہ زارِ آتشِ دوزخ: جلوہ زارِ آتشِ دوزخ ہمارا دل سہی — فتنۂ شورِ قیامت کس کی آب و گل میں ہے — ص ٢٣٢

جلوہ فرما:	(۱) وقت ہے، گر بلبلِ مسکین زلیخائی کرے	یوسفِ گل جلوہ فرما ہے بہ بازارِ چمن	ص۵۹
	(۲) شب کہ وہ گل باغ میں تھا جلوہ فرما اے اسدؔ!	داغِ مہ، جوشِ چمن سے لالۂ مہ ہو گیا	ص۳۳۶
جلوہ فرمائی:	(۱) وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالبؔ!	چٹکنا غنچۂ گل کا، صداے خندۂ دل ہے	ص۲۰۸
	(۲) دیکھیے: غبارِ ادب گاہِ جلوہ فرمائی۔		
جلوہ فرمایاں:	دیکھیے: پامالِ خرامِ جلوہ فرمایاں۔		
جلوہ فزا:	دیکھیے: قباے جلوہ فزا۔		
جلوہ گاہ:	(۱) طاؤس در رکاب ہے ہر ذرہ آہ کا	یارب! نفَس غبار ہے کس جلوہ گاہ کا؟	ص۱۹
	(۲) سنتے ہیں جو بہشت کی تعریف، سب درست	لیکن خدا کرے وہ ترا جلوہ گاہ ہو!	ص۱۹۷
جلوہ گاہِ گل:	ہم زانوے تامّل و ہم جلوہ گاہِ گل	آئینہ بندِ خلوت و محفل ہے آئنہ	ص۷۰
جلوہ گر:	(۱) تو ہوا جلوہ گر، مبارک ہو	ریزشِ سجدۂ جبینِ نیاز!	ص۱۷۲
	(۲) در آبِ آئنہ از جوشِ عکسِ گیسوے مشکیں	بہارِ سنبلستاں جلوہ گر ہے آں سوے دریا	ص۳۴۷
	(۳) جہاں شمعِ خموشی جلوہ گر ہے	پرِ پروانگاں بالِ شرر ہے	ص۳۵۵
جلوہ گری:	(۱) کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچے سے، بہشت	یہی نقشا ہے ولے اِس قدر آباد نہیں	ص۱۸۶
	(۲) کہہ سکے کون کہ یہ جلوہ گری کس کی ہے	پردہ چھوڑا ہے وہ اُس نے کہ اُٹھائے نہ بنے	ص۲۳۶
	(۳) اُس قامتِ رعنا کی جہاں جلوہ گری ہے	تسلیم فروشی روشِ کبکِ دری ہے	ص۳۵۳
جلوہ گستر:	اگر وہ آفتِ نظارہ جلوہ گستر ہو	ہلال، ناخنکِ دیدہ ہاے اختر ہو	ص۶۷
جلوہ گستری:	رخسارِ یار کی جو کھلی جلوہ گستری	زلفِ سیاہ بھی شبِ مہتاب ہو گئی	ص۹۶
جلوہ مایوس:	جلوہ مایوس نہیں دل، نگرانی غافل!	چشمِ اُمید ہے روزن تری دیواروں کا	ص۲۸
جلوہ نما:	موجۂ گل سے چراغاں ہے گزرگاہِ خیال	ہے تصور میں ز بس جلوہ نما موجِ شراب	ص۱۹۳
جلوہ نمائی:	یارانِ نبی میں تھی لڑائی کس میں؟	اُلفت کی نہ تھی جلوہ نمائی کس میں؟	ص۳۱۳
جلوہ منظر:	دل، سوزِ جنوں سے جلوہ منظر ہے آج	نیرنگِ زمانہ فتنہ پرور ہے آج	ص۱۱۸

جلوہ ہائے معانی: دیکھیے: لطفِ جلوہ ہائے معانی۔

جلوۂ آثارِ زخمِ دنداں: لبِ گزیدۂ معشوق ہے دلِ افگار — کہ بخیہ، جلوۂ آثارِ زخمِ دنداں ہے ص ۱۰۲

جلوۂ آئینہ: دیکھیے: صد جلوۂ آئینہ۔

جلوۂ ادراک: مژہ، پہلوے چشم اے جلوۂ ادراک! باقی ہے — ہوا وہ شعلہ داغ اور شوخیِ خاشاک باقی ہے ص ۱۰۷

جلوۂ باغ: زخمِ دل میں ہے نہاں غنچۂ پیکانِ نگار — جلوۂ باغ ہے در پردۂ ناسور ہنوز ص ۴۵

جلوۂ برق: جلوۂ برق سے ہوجائے نگہ عکس پذیر — اگر آئینہ بنے حیرتِ صورت گرِ چیں ص ۹

جلوۂ برقِ فنا: ڈھونڈھے ہے اُس مغنیِ آتش نفَس کو جی — جس کی صدا ہو جلوۂ برقِ فنا مجھے ص ۲۰۶

جلوۂ بیباکِ حُسن: برق سامانِ نظر ہے جلوۂ بیباکِ حُسن — شمعِ خلوت خانہ کیجیے، ہرچہ باداباد، گُل ص ۵۲

جلوۂ بینش: زکوٰۃِ حُسن دے اے جلوۂ بینش! کہ مہر آسا — چراغِ خانۂ درویش ہو کاسہ گدائی کا ص ۱۳۶

جلوۂ بینش پناہ: جلوۂ بینش پناہ بخشے ہے ذوقِ نگاہ — کعبہ پوشش سیاہ مردمک احرام ہے ص ۹۹

جلوۂ تجزیۂ بہار: ورنہ وہ ناز ہے، جس گلشنِ بیداد سے تھا — طور مشعل بہ کف از جلوۂ تجزیۂ بہار ص ۳

جلوۂ تمثال: ہوئے اُس مہروش کے جلوۂ تمثال کے آگے — پرافشاں جوہر آئینے میں، مثلِ ذرہ روزن میں ص ۱۸۰

جلوۂ تمکیں: دیکھیے: اظہارِ تابِ جلوۂ تمکیں۔

جلوۂ جانانہ: دیکھیے: (۱) گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ۔ (۲) نقابِ جلوۂ جانانہ۔

جلوۂ حُسن: بے دماغِ تپشِ رشک ہوں اے جلوۂ حُسن! — تشنۂ خونِ دل و دیدہ ہے پیماں میرا ص ۲۱

جلوۂ حُسنِ بتاں: دیکھیے: وقتِ خیالِ جلوۂ حُسنِ بتاں۔

جلوۂ حُسنِ غیور: سطوت سے تیرے جلوۂ حُسنِ غیور کی — خوں ہے مری نگاہ میں رنگِ ادائے گُل ص ۱۸۶

جلوۂ خرشید: (۱) بیکسی افسردہ ہوں، اے ناتوانی! کیا کروں — جلوۂ خرشید سے ہے گرم پہلوے ہلال ص ۵۲

(۲) گر جلوۂ خرشید خریدارِ وفا ہو — جوں ذرہ، صد آئینہ بے زنگ نکالوں ص ۶۱

جلوۂ خُور: (۱) ہوتے ہیں محو جلوۂ خُور سے ستارگاں — دیکھ اُس کو دل سے مٹ گئے بے اختیار داغ ص ۳۸

(۲) جلوۂ خُور سے فنا ہوتی ہے شبنم غالب! — کھو دیا سطوتِ اسمائے جلالی نے مجھے ص ۳۲۰

جلوۂ خیال: ہے جلوۂ خیال سویداے مردمک — جوں داغ شعلہ سر خطِ آغاز ہے مجھے ص ۹۷

جلوۂ دیدار:	(۱) بس کہ تیرے جلوۂ دیدار کا ہے اشتیاق	ہر بتِ خرشید طلعت آفتابِ بام ہے	ص ۱۰۱
	(۱) دیکھیے: سرِ دریوزگیِ جلوۂ دیدار۔		
جلوۂ دیدارِ دوست:	دیکھیے: تابِ جلوۂ دیدارِ دوست۔		
جلوۂ رخسار:	دیکھیے: رہنِ جلوۂ رخسار۔		
جلوۂ رنگیں:	دیکھیے: گردشِ ساغرِ صد جلوۂ رنگیں۔		
جلوۂ ریگِ رواں:	جلوۂ ریگِ رواں دیکھ کے، گردوں ہر صبح	خاک پر توڑے ہے آئینۂ نازِ پرویں	ص ۸
جلوۂ زخم:	جوں غنچہ و گل آفتِ فالِ نظر نہ پوچھ	پیکاں سے تیرے جلوۂ زخم آشکار تھا	ص ۱۷
جلوۂ ساقی:	دیکھیے: حسرتِ جلوۂ ساقی۔		
جلوۂ سرشار:	دیکھیے: ساغرِ جلوۂ سرشار۔		
جلوۂ صیاد:	زبسکہ جلوۂ صیاد حیرت آرا ہے	اڑی ہے صفحۂ خاطر سے صورتِ پرواز	ص ۴۳
جلوۂ طور:	گردِ جولاں سے ہے تیری، بہ گریباں خرام	جلوۂ طور نمک سودۂ زخمِ تکرار	ص ۶
جلوۂ عمر:	حیرتِ کاغذِ آتش زدہ ہے جلوۂ عمر	تہِ خاکسترِ صد آئنہ پایا ہے مجھے	ص ۱۰۸
جلوۂ کاکل:	دیکھیے: انتظارِ جلوۂ کاکل۔		
جلوۂ کیفیتِ دگر:	دیکھیے: طلسمِ جلوۂ کیفیتِ دگر۔		
جلوۂ گردِ سواد:	بہ اقلیمِ سخن ہے جلوۂ گردِ سوادِ آتش	کہ ہے دودِ چراغاں سے ہیولائے مدادِ آتش	ص ۴۷
جلوۂ گل:	(۱) گلشن و مے کدہ: سیلابیِ یک موجِ خیال	نشہ و جلوۂ گل: بر سرِ ہم فتنہ غبار	ص ۳
	(۲) یھاں نفس کرتا تھا روشن شمعِ بزمِ بے خودی	جلوۂ گل وھاں بساطِ صحبتِ احباب تھا	ص ۱۳۵
	(۳) جلوۂ گل نے کیا تھا وھاں چراغاں آبجو	یھاں رواں مژگانِ چشمِ تر سے خونِ ناب تھا	ص ۱۳۵
	(۴) دل تا جگر کہ ساحلِ دریائے خوں ہے اب	اِس رہ گزر میں جلوۂ گل، آگے گرد تھا	ص ۱۵۴
	(۵) بخشے ہے جلوۂ گل ذوقِ تماشا غالبؔ!	چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہو جانا	ص ۱۵۶
	(۶) ہوش اُڑتے ہیں مرے جلوۂ گل دیکھ اسدؔ!	پھر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موجِ شراب	ص ۱۶۳

(۷) یہ کس بہشت شمائل کی آمد آمد ہے! کہ غیرِ جلوۂ گل رہ گزر میں خاک نہیں ص ۱۸۳

(۸) بس کہ ہیں ہم اک بہارِ ناز کے مارے ہوئے جلوۂ گل کے سوا گرد اپنے مدفن میں نہیں ص ۱۸۵

دیکھیے: (۹) خیالِ جلوۂ گل۔ (۱۰) یک بیاباں جلوۂ گل۔

جلوۂ لولیانِ ماہ جبیں: نغمۂ مطربانِ زہرہ نوا جلوۂ لولیانِ ماہ جبیں ص ۲۸۰

جلوۂ محروم نواز: جس چمن میں ہو ترا جلوۂ محروم نواز پرِ طاؤس کرے گرم نگہ کا بازار ص ۵

جلوۂ مدعا: سیر تو دیکھو کہ کیا نظر آیا جلوۂ مدعا نظر آیا ص ۲۶۷

جلوۂ مژگانِ حور: جنت ہے تیری تیغ کے کشتوں کی منتظر جوہر سوادِ جلوۂ مژگانِ حور تھا ص ۱۸

جلوۂ معنی: دیکھیے: حسرت کش یک جلوۂ معنی۔

جلوۂ موجِ شراب: مینائے مے ہے سروِ نشاطِ بہار سے بالِ تدرو جلوۂ موجِ شراب ہے ص ۲۰۶

جلوۂ مہتاب: دیکھیے: وحشتِ بے قرار جلوۂ مہتاب۔

جلوۂ ناز: دیکھیے: ہوائے جلوۂ ناز۔

جلوۂ ناز سوختن: مُفتِ صفائے طبع ہے جلوۂ ناز سوختن داغِ دلِ سیہ دلاں مردمِ چشمِ زاغ ہے ص ۱۱۵

جلوۂ نیرنگِ اعتبار: تمثالِ ناز: جلوۂ نیرنگِ اعتبار ہستی عدم ہے، آئنہ گر رو بہ رو نہ ہو ص ۶۸

جلوۂ یکتائیِ معشوق: دہر جز جلوۂ یکتائیِ معشوق نہیں ہم کہاں ہوتے اگر حُسن نہ ہوتا خود بیں ص ۱۳۳

جلوۂ یوسف: یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشمِ یعقوب لالہ با داغ پراگندہ و گل ہا بے خار ص ۳

جلے پھپولے[۱]: آم کے آگے پیش جاوے خاک پھوڑتا ہے جلے پھپولے تاک ص ۳۰

جم[۲]: (۱) بزم میں میزبانِ قیصر و جم رزم میں اوستادِ رستم و سام ص ۳۷

(۲) مرے شاہِ سلیماں جاہ سے نسبت نہیں غالبؔ! فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو ص ۱۹۹

دیکھیے ـــــــ: (۳)، (۴) جامِ جم [دوبار]۔ (۵) ساغرِ جم۔ (۶) دُردی کشِ پیمانۂ جم۔

جم جاہ: دیکھیے: شاہِ جم جاہ۔

۱؎ جلے پھپولے : ایک بار۔ ۲؎ جم : آٹھ بار [مرکب]۔

جم رتبہ: جم مرتبہ میکلوڈ بہادر کہ وقتِ رزم — تُرکِ فلک کے ہاتھ سے وہ چھین لیں حسام — ص ۲۸۲

جمال[1]: دیکھیے: (۱) آرائشِ جمال۔ (۲) ذوقِ نظارۂ جمال۔ (۳) محرومِ جمال۔ (۴) مہِ خرشید جمال۔ (۵) نظارۂ جمال۔

جمالِ دل فروز: جب وہ جمالِ دل فروز، صورتِ مہرِ نیم روز — آپ ہی نظارہ سوز، پردے میں منہ چھپائے کیوں — ص ۱۹۳

جمالِ کمال: فخرِ دیں، عزِّ شان و جاہ و جلال — زینتِ طینت و جمالِ کمال — ص ۳۱

جمالی: دیکھیے: آثارِ جلالی و جمالی۔

جمشید[2]: دیکھیے: (۱) خاتمِ جمشید۔ (۲) انشراحِ جشنِ جمشید۔ (۳) جامِ جمشید۔

جمع[3]: (۱) تو یک جہاں قماشِ ہوس جمع کر، کہ میں — حیرت متاعِ عالَمِ نقصان و سود تھا — ص ۱۲

(۲) اے عدوے مصلحت! چندے بہ ضبط افسردہ رہ — کردنی ہے جمع تابِ شوخیِ دیدارِ دوست — ص ۳۳

(۳) جوں مردمکِ چشم میں ہوں جمع نگاہیں — خوابیدہ بہ حیرت کدۂ داغ ہیں آہیں — ص ۵۹

(۴) تکلف برطرف، ذوقِ زلیخا جمع کر ورنہ — پریشاں خوابِ آغوشِ وداعِ یوسفستاں ہے — ص ۸۱

(۵) ہو گئے باہم گر جوشِ پریشانی سے جمع — گردشِ جامِ تمنا دورِ گرداں ہے مجھے — ص ۱۰۰

(۶) نیک ہوتی مری حالت تو نہ دیتا تکلیف — جمع ہوتی مری خاطر تو نہ کرتا تعجیل — ص ۱۲۳

(۷) جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو؟ — اک تماشا ہوا گِلا نہ ہوا — ص ۱۹۲

(۸) مت مردمکِ دیدہ میں سمجھو یہ نگاہیں — ہیں جمع سویداے دلِ چشم میں آہیں — ص ۱۸۳

(۹) ہو گئے ہیں جمع اجزاے نگاہِ آفتاب — ذرّے اُس کے گھر کی دیواروں کے روزن میں نہیں — ص ۱۸۵

(۱۰) کرتا ہوں جمع پھر جگرِ لخت لخت کو — عرصہ ہوا ہے دعوتِ مژگاں کیے ہوئے — ص ۲۲۵

(۱۱) کیوں نہ ہو بے التفاتی، اُس کی خاطر جمع ہے — جانتا ہے محوِ پرسش ہاے پنہانی مجھے — ص ۲۳۲

(۱۲) تین تیوہار اور ایسے خوب — جمع ہرگز ہوئے نہ ہوں گے کہیں — ص ۲۸۰

(۱۳) صفا کب جمع ہو سکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا — صدف بن قطرۂ نیساں اسد! گوہر نہیں ہوتا — ص ۳۲۵

---

[1] جمال : سات بار [مرکب]۔
جمالی : ایک بار [مرکب]۔

[2] جمشید : تین بار [مرکب]۔

[3] جمع : سترہ بار [مفرد: چودہ بار، مرکب: تین بار]۔

(۱۴) دیکھیے: خاطرِ جمع۔

جمع و خرج: (۱) نہ کہہ کہ گریہ بمقدارِ حسرتِ دل ہے   مری نگاہ میں ہے جمع و خرج دریا کا   ص ۱۳۸

(۲) دیکھیے: فردِ جمع و خرجِ زباں ہائے لال۔

جمعہ[۱]: صبح سے دیکھیں گے رستہ یار کا   جمعے کے دن وعدہ ہے دیدار کا   ص ۲۷۳

جمعیت[۲]: دیکھیے: (۱) کسبِ جمعیت۔ (۲) سامانِ جمعیت۔

جمعیتِ آوارگیِ دید: جمعیتِ آوارگیِ دید نہ پوچھو   دل تا مژہ آغوشِ وداعِ نظر آوے   ص ۱۱۳

جمعیتِ احباب: دیکھیے: دعویِ جمعیتِ احباب۔

جمعیتِ چشمِ بسمل: بے تماشا نہیں جمعیتِ چشمِ بسمل   مژہ، فالِ دو جہاں خوابِ پریشاں زدہ ہے   ص ۱۰۹

جمعیتِ دل: اسدا جمعیتِ دل در کنارِ بےخودی خوش تر   دو عالم آگہی: سامانِ یک خوابِ پریشاں ہے   ص ۸۱

جمعیتِ مخمل: دیکھیے: خوابِ جمعیتِ مخمل۔

جملہ[۳] تن عرق: میں وادیِ طلب میں ہوا جملہ تن عرق   از بس کہ صرفِ قطرہ زنی تھا بسانِ اشک   ص ۵۰

جمنا[۴]: پیر و مرشدا معاف کیجیے گا   میں نے جمنا کا کچھ نہ لکھا حال   ص ۲۹۷

جن[۵]: عدو کے سمعِ رضا میں جگہ نہ پائے وہ بات   کہ جن و انس و ملک سب بجا کہیں اُس کو   ص ۲۸۵

جناب[۶]: (۱) ہیں آج کیوں ذلیل؟ کہ کل تک نہ تھی پسند   گستاخیِ فرشتہ ہماری جناب میں   ص ۱۸۹

(۲) دیکھیے: خیر خواہِ جناب۔

جنابِ عالی: ملاذِ کشور و لشکر، پناہِ شہر و سپاہ   جنابِ عالیِ ایلن برونِ والا جاہ   ص ۲۷۷

جنابِ فیض مآب: دیکھیے: دعائے بقائے جنابِ فیض مآب۔

جنابِ قبلۂ حاجات: جنابِ قبلۂ حاجات اِس بلاکش نے   بڑے عذاب سے کاٹے ہیں پانچ چار برس   ص ۲۶۳

جناح[۷]: شب کہ باندھا خواب میں آنے کا قاتل نے جناح   وہ فسونِ وعدہ، میرے واسطے افسانہ تھا   ص ۲۵

---

۱ جمعہ : ایک بار۔
۲ جمعیت : سات بار [مرکب]۔
۳ جملہ : ایک بار [مرکب]۔
۴ جمنا : ایک بار۔   ۵ جن : ایک بار [مرکب]۔
۶ جناب : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔
۷ جناح : ایک بار۔

جنازہ[1]: (۱) ہوئے مر کے ہم جو رسوا، ہوئے کیوں نہ غرقِ دریا — نہ کبھی جنازہ اُٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا ص۱۶۰

(۲) قسم جنازے پہ آنے کی میرے کھاتے ہیں غالبؔ! — ہمیشہ کھاتے تھے جو میری جان کی قسم، آگے ص۲۲۸

جُنبش[2]: (۱) ساتھ جُنبش کے، بہ یک برخاستن طے ہوگیا — تو کہے، صحرا غبارِ دامنِ دیوانہ تھا ص۲۵

(۲) شاخِ گل جُنبش میں ہے گہوارہ آسا ہر نفس — طفلِ شوخِ غنچۂ گل بسکہ ہے وحشی مزاج ص۳۵

(۳) لبِ عیسیٰ کی جُنبش کرتی ہے گہوارہ جُنبانی — قیامت کشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے ص۲۱۷

(۴) گو ہاتھ کو جنبش نہیں، آنکھوں میں تو دم ہے — رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے ص۲۳۹

جُنبشِ ابروے یار: دیکھیے: شہیدِ جنبشِ ابروے یار۔

جُنبشِ بادِ سحر: صاف آتی ہیں نظر آبِ گہر کی لہریں — جُنبشِ بادِ سحر نے جو ہلایا سہرا ص۲۸۸

جُنبشِ بالِ جبریل: تیرا اندازِ سخن: شانۂ زلفِ الہام — تیری رفتارِ قلم: جُنبشِ بالِ جبریل ص۲۳

جُنبشِ جوہر: ہوا چرچا جو میرے پانو کی زنجیر بننے کا — کیا بیتاب کاں میں جُنبشِ جوہر نے آہن کو ص۱۹۸

جُنبشِ دامانِ باد: دیا داغِ جگر کو آہ نے ساماں شگفتن کا — نہ ہو بالیدہ غیر از جُنبشِ دامانِ بادِ آتش ص۴۷

جُنبشِ دل: جُنبشِ دل سے ہوئے ہیں عقدہ ہاے کار وا — کم تریں مزدورِ سنگیں دست ہے فرہاد یہاں ص۵۷

(۲) دیکھیے: صد جنبشِ دل۔

جُنبشِ زباں: ہے جُنبشِ زباں بہ دہن سخت ناگوار — خونابۂ ہلاہلِ حسرت چشیدہ ہوں ص۶۱

جُنبشِ قلم: لکھا کرے کوئی احکامِ طالعِ مولود — کسے خبر ہے کہ وہاں جُنبشِ قلم کیا ہے ص۳۱۱

جُنبشِ لب: (۱) دکھا کے جُنبشِ لب ہی تمام کر ہم کو — نہ دے جو بوسہ تو منہ سے کہیں جواب تو دے ص۲۲۳

دیکھیے: (۲) صدمۂ یک جُنبشِ لب۔ (۳) یک جُنبشِ لب۔

جُنبشِ مژگاں: ظاہر کرے ہے جُنبشِ مژگاں سے مدعا — طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ زبانِ اشک ص۵۰

جُنبشِ موجِ صبا: کون آیا جو چمن بیتابِ استقبال ہے؟ — جُنبشِ موجِ صبا ہے شوخیِ رفتارِ باغ ص۴۸

جُنبشِ مہمیز: دیکھیے: صد جُنبشِ مہمیز۔

---

[1] جنازہ : ایک بار۔

[2] جُنبش : بائیس بار [مفرد: چار بار، مرکب: اٹھارہ بار]۔

جنبشِ نالِ قلم: بلبلِ تصویر ہوں بیتابِ اظہارِ تپش — جنبشِ نالِ قلم جوشِ پرافشانی مجھے ص۸۶

جنبشِ نشاط: دیکھیے: یک جنبشِ نشاط۔

جنبشِ ہر برگ: جنبشِ ہر برگ سے ہے گل کے لب کو اختلاج — حبِ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج ص۳۵

جنت[1]: (۱) جنت ہے تیری تیغ کے کشتوں کی منتظر — جوہر سوادِ جلوۂ مژگانِ حور تھا ص۱۸

(۲) چاہے گر جنت جز آدم وارثِ آدم نہیں — شوخیِ ایمانِ زاہد سستیِ تدبیر ہے ص۹۵

(۳) دیتے ہیں جنت حیاتِ دہر کے بدلے — نشہ بہ اندازۂ خمار نہیں ہے ص۲۰۸

(۴) ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن — دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ! یہ خیال اچھا ہے ص۲۲۰

(۵) دیکھیے: باغِ جنت۔

جنتِ نقشِ قدم: وصفِ دلدل ہے مرے مطلعِ ثانی کی بہار — جنتِ نقشِ قدم سے ہوں میں اُس کے گلچیں ص۹

جنتِ نگاہ: لطفِ خرامِ ساقی و ذوقِ صدائے چنگ — یہ جنتِ نگاہ، وہ فردوسِ گوش ہے ص۲۳۰

جنسِ[2] بازارِ معاصی: جنسِ بازارِ معاصی اسداللہ اسدؔ — کہ سوا تیرے کوئی اُس کا خریدار نہیں ص۱۳۵

جنسِ رسوائی: دیکھیے: دلالِ جنسِ رسوائی۔

جنسِ وفا: دیکھیے: غارت گرِ جنسِ وفا۔

جنگ[3]: ہے غیرتِ الفت کہ اسدؔ اُس کی ادا پہ — گردیدہ و دل صلح کریں، جنگ نکالوں ص۶۱

جنگ جوئی ہائے یار: دیکھیے: صرفِ جنگ جوئی ہائے یار۔

جنگل[4]: ہر یک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسدؔ — مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اُداس ہے ص۲۰۵

جنگیدن[5]: سازشِ صلح بتاں میں ہے نہاں جنگیدن — نغمہ و چنگ ہیں جوں تیر و کماں فہمیدن ص۲۵۰

جنوری[6]: تھی جنوری مہینے کی تاریخ تیرھویں — استادہ ہو گئے لبِ دریا پہ جب خیام ص۲۸۲

جنوں[7]: جنوں گرمِ انتظار و نالہ بیتابی کمند آیا — سویدا تا بہ لب زنجیریِ دودِ سپند آیا ص۱۱

---

۱ جنت : سات بار [مفرد: چار بار، مرکب: تین بار]۔
۲ جنس : تین بار [مرکب]۔
۳ جنگ : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
۴ جنگل : ایک بار۔
۵ جنگیدن : ایک بار۔
۶ جنوری : ایک بار۔
۷ جنوں : اٹھاسی بار [مفرد: بیس بار، مرکب: اڑسٹھ بار]۔

(۲) کارخانے سے جنوں کے بھی میں عریاں نکلا — میری قسمت کا نہ ایک آدھ گریباں نکلا — ص۱۳

(۳) میں نے جنوں سے کی جو اسدؔ! التماسِ رنگ — خونِ جگر میں ایک ہی غوطہ دیا مجھے — ص۷۶

(۴) مجھے اپنے جنوں کی بے تکلف پردہ داری تھی — ولیکن کیا کروں آوے جو رُسوائی گریباں کی — ص۷۶

(۵) جنوں کرا ے چمن تحریر درسِ شغلِ تنہائی! — نگاہ شوق کو صحرا بھی دیوانِ غزالی ہے — ص۷۹

(۶) خدایا! خوں ہو رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو — جنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیفِ شکیبائی — ص۹۲

(۷) جنوں افسردہ و جاں ناتواں، اے جلوہ! شوخی کر — گئی یک عمر خودداری بہ استقبالِ رعنائی — ص۹۳

(۸) جنوں فسردۂ تمکیں ہے، کاش! عہدِ وفا — گدازِ حوصلہ کو پاسِ آبرو جانے — ص۹۹

(۹) جنوں نے مجھ کو بنایا ہے مدعی میرا — ہمیشہ ہاتھ میں میرے مرا گریباں ہے — ص۱۰۲

(۱۰) فکرِ پروازِ جنوں ہے، سببِ ضبط نہ پوچھ — اشک جوں بیضہ، مژہ سے تہِ پر پنہاں ہے — ص۱۰۹

(۱۱) دی لطفِ ہوا نے بہ جنوں طرفہ نزاکت — تا آبلہ دعوائے تنک پیرہنی ہے — ص۱۱۱

(۱۲) روئے سخن کسی کی طرف ہو تو روسیاہ — سودا نہیں، جنوں نہیں، وحشت نہیں مجھے — ص۱۲۵

(۱۳) ہے جنوں اہلِ جنوں کے لیے آغوشِ وداع — چاک ہوتا ہے گریباں سے جدا میرے بعد — ص۱۶۶

(۱۴) جنوں کی دست گیری کس سے ہو گر ہو نہ عریانی — گریباں چاک کا حق ہو گیا ہے میری گردن پر — ص۱۶۸

(۱۵) نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب — سو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں — ص۱۸۸

(۱۶) مجھے جنوں نہیں غالبؔ! ولے بہ قولِ حضور — (تضمین) — ص۱۹۸

(۱۷) جنوں تہمت کشِ تسکیں نہ ہو گر شادمانی کی — نمک پاشِ خراشِ دل ہے لذّت زندگانی کی — ص۲۰۶

(۱۸) ہر سنگ و خشت ہے صدفِ گوہرِ شکست — نقصاں نہیں جنوں سے جو سودا کرے کوئی — ص۲۱۵

(۱۹) لکھتے رہے جنوں کی حکایاتِ خوں چکاں — ہر چند اس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے — ص۲۲۶

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ — کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی — ص۲۳۲

دیکھیے: (۲۱) اندازِ جنوں۔ (۲۲) اہلِ جنوں۔ (۲۳) بیکاریِ جنوں۔ (۲۴) جادۂ صحرائے جنوں۔ (۲۵)، (۲۶)، (۲۷) جوشِ جنوں [تین بار]۔ (۲۸) حیرت آئینۂ انجامِ جنوں۔ (۲۹) خراباتِ جنوں۔ (۳۰) خم خانۂ جنوں۔

(۳۱) درپے جنوں۔ (۳۲) دعوائے جنوں۔ (۳۳) دیدۂ خونیں نگاہانِ جنوں۔ (۳۴) زعمِ جنوں۔ (۳۵) سامانِ جنوں۔ (۳۶) ستم کشِ جنوں۔ (۳۷) سعیِ ضبطِ جنوں۔ (۳۸) شنبلستانِ جنوں۔ (۳۹) سوزِ جنوں۔ (۴۰) شورِ جنوں۔ (۴۱) ضبطِ جنوں۔ (۴۲) ضعفِ جنوں۔ (۴۳) عینکِ چشمِ جنوں۔ (۴۴) فرماں روائے حیرت آبادِ جنوں۔ (۴۵) گرفتارِ جنوں۔ (۴۶) مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں۔ (۴۷) معذورِ جنوں۔ (۴۸) منتِ تمکینِ جنوں۔
(۴۹) وسعتِ بے خانۂ جنوں۔ (۵۰) وسعتِ جولانِ یک جنوں۔ (۵۱) وصلِ ہر رنگ جنوں۔

جنونِ آئنہ:	جنونِ آئنہ مشتاقِ یک تماشا ہے	ہمارے صفحے پہ بالِ پری سے مسطر کھینچ	ص ۳۵
جنونِ برق:	بہار رنگِ خونِ گل ہے ساماں اشک باری کا	جنونِ برق، نشتر ہے رگِ ابرِ بہاری کا	ص ۱۸
جنونِ بہار:	دیکھیے: وحشتِ جنونِ بہار۔		
جنوں بیتابِ دورانِ خمار:	میں ہمہ حیرت، جنوں بیتابِ دورانِ خمار	مردمِ چشمِ تماشا نقطۂ پرکارِ باغ	ص ۴۸
جنونِ بیکسی:	جنونِ بیکسی ساغر کشِ داغِ پلنگ آیا	شررِ کیفیت ہے، سنگ محوِ نازِ مینائی	ص ۹۲
جنونِ تپشِ دل:	دیکھیے: وسعتِ جیبِ جنونِ تپشِ دل۔		
جنوں جولاں:	اسدؔ! ہم وہ جنوں جولاں گدائے بے سر و پا ہیں	کہ ہے سرپنجۂ مژگانِ آہو، پشت خار اپنا	ص ۱۵۳
جنونِ حسرتِ یک جامہ وار:	برہنہ مستیِ صبحِ بہار رکھتے ہیں	جنونِ حسرتِ یک جامہ وار رکھتے ہیں	ص ۹۳
جنونِ دید:	کس کا جنونِ دید تمنا شکار تھا؟	آئینہ خانہ وادیِ جوہر غبار تھا	ص ۱۷
جنوں رسوائیِ وارستگی:	جنوں رسوائیِ وارستگی زنجیر بہتر ہے	بقدرِ مصلحت دل بستگی، تدبیر بہتر ہے	ص ۱۰۸
جنونِ ساختہ:	(۱) وفا مقابل و دعوائے عشق بے بنیاد	جنونِ ساختہ و فصلِ گل قیامت ہے!	ص ۲۱۳
	(۲) نہیں ہے حوصلہ پامردِ کثرتِ تکلیف	جنونِ ساختہ حرزِ فسونِ دانائی	ص ۲۵۳
جنوں سجدۂ تحقیق:	زاہد کہ جنوں سجدۂ تحقیق ہے، یارب!	زنجیریِ صد حلقۂ بیرونِ در آوے	ص ۱۱۳
جنونِ سیل:	دیکھیے: رخصتِ جنونِ سیل۔		
جنونِ شوق:	خدا کے واسطے! داد اس جنونِ شوق کی دینا	کہ اس کے در پہ پہنچتے ہیں نامہ بر سے ہم آگے	ص ۲۲۷
جنونِ عشق:	(۱) گر کیا ناصح نے ہم کو قید، اچھا، یوں سہی	یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جاویں گے کیا؟	ص ۱۵۵

(۲) دیکھیے: براتِ معاشِ جنونِ عشق۔ (۳) جوشِ جنونِ عشق۔

جنوں علامت:	زبسکہ مشقِ تماشا: جنوں علامت ہے	کشاد و بستِ مژہ: سیلیِ ندامت ہے	ص ۲۱۴
جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ:	جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ ہے غالبؔ!	بسانِ دشت دلِ پُر غبار رکھتے ہیں	ص ۶۴
جنونِ فنا:	دیکھیے: عرضِ جنونِ فنا۔		
جنونِ قیس:	زبس دوشِ رمِ آہو پہ ہے محمل تمنا کا	جنونِ قیس سے بھی شوخیِ لیلیٰ نمایاں ہے	ص ۸۱
جنوں مائل:	نے اسدؔ جفا سائل، نے ستم جنوں مائل	تجھ کو جس قدر ڈھونڈھا اُلفت آزما پایا	ص ۱۳
جنوں معاملہ:	نہ پوچھ کچھ سروسامان و کاروبار اسدؔ	جنوں معاملہ، بے دل، فقیرِ مسکیں ہے	ص ۲۵۴
جنونِ نارسا:	کچھ نہ کی اپنے جنونِ نارسا نے، ورنہ یاں	ذرہ ذرہ روکشِ خورشیدِ عالم تاب تھا	ص ۱۳۵
جنون وتمکیں:	دیکھیے: آئینۂ فرقِ جنون وتمکیں۔		
جنونِ وحشتِ ہستی:	جنونِ وحشتِ ہستی یہ عام ہے کہ بہار	رکھے ہے کسوتِ طاؤس میں پُر افشانی	ص ۹۶
جنونِ وفا:	دیکھیے: خارخارِ جنونِ وفا۔		
جنونِ یاس والم:	خوشا! وہ دل کہ سراپا طلسمِ بے خبری ہو	جنونِ یاس و الم رزقِ مدعا طلبی ہے	ص ۷۵
جواب[۱]:	(۱) قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں	میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں	ص ۱۸۸
	(۲) وھاں گیا بھی میں تو اُن کی گالیوں کا کیا جواب	یاد تھیں جتنی دُعائیں صرفِ درباں ہو گئیں	ص ۱۹۲
	(۳) دکھا کے جنبشِ لب ہی تمام کر ہم کو	نہ دے جو بوسہ تو منہ سے کہیں جواب تو دے	ص ۲۲۳
	(۴) غالبؔ! تمھیں کہو کہ ملے گا جواب کیا	مانا کہ تم کہا کیے اور وہ سنا کیے	ص ۲۲۳
	(۵) اُنھیں سوال پہ زعمِ جنوں ہے، کیوں لڑیے	ہمیں جواب سے قطعِ نظر ہے، کیا کہیے	ص ۲۲۷
	(۶) دل نے سُن کر، کانپ کر، کھا پیچ و تاب	غوطے میں جا کر، دیا کٹ کر جواب	ص ۲۶۶
	(۷) نہیں اِس کا جواب عالم میں	نہیں ایسی کتاب عالم میں	ص ۲۶۷
	(۸) تھا تو خط، پر نہ تھا جواب طلب	کوئی اُس کا جواب کیا لکھتا	ص ۲۹۳

۱ جواب (۱) : سولہ بار [مفرد: بارہ بار، مرکب: چار بار]۔

(۹) کوئی اِس کا جواب دو صاحب — سائلوں کا ثواب لو صاحب — ص۲۹۳

(۱۰) دیکھیے کیا جواب آتا ہے — ———— — ص۳۰۹

(۱۱) رقعے کا جواب کیوں نہ بھیجا تم نے؟ — ثاقبؔ! حرکت یہ کی ہے بیجا تم نے — ص۳۱۳

(۱۲) اگر اُس شعلہ رُو کو دوں پیامِ مجلس افروزی — زبانِ شمعِ خلوت خانہ دیتی ہے جواب اُس کا — ص۳۲۷

دیکھیے: (۱۳) ایک سا جواب۔ (۱۴) رشکِ سوال و جواب۔

جوابِ سنگ دلی ہائے دشمناں: جوابِ سنگ دلی ہائے دشمناں ہمت — ز دستِ شیشۂ دل ہائے دوستاں فریاد! — ص۳۷

جواب طلب: تھا تو خط، پر نہ تھا جواب طلب — کوئی اُس کا جواب کیا لکھتا — ص۲۹۳

جواب[1] [۲]: حاجی کلّو کو دے کے بے وجہ جواب — غالبؔ کا پکا دیا کلیجا تم نے — ص۳۱۳

جوالہ[2]: دیکھیے ———: (۱) حصارِ شعلۂ جوالہ۔ (۲)، (۳) شعلۂ جوالہ [دوبار]۔ (۴) دو شعلۂ جوالہ۔

جواں[3]: (۱) ہاں اے فلکِ پیر! جواں تھا ابھی عارفؔ — کیا تیرا بگڑتا جو نہ مرتا کوئی دن اور — ص۱۷۱

(۲) جوان ہو کے کرے گا یہ وہ جہانبانی — کہ تابع اِس کے ہوں روز و شب و سپید و سیاہ — ص۲۷۷

جواں مرگ: گزری نہ بہ ہر حال یہ مدّت خوش و ناخوش — کرنا تھا جواں مرگ! گزارا کوئی دن اور — ص۱۷۱

جواں میر: پیشے میں عیب نہیں، رکھیے نہ فرہادؔ کو نام — ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا — ص۱۵۹

جواں بخت[4]: خوش ہوا اے بخت! کہ ہے آج ترے سر سہرا — باندھ شہ زادے جواں بخت کے سر پر سہرا — ص۲۸۷

جوانی[5]: (۱) کر دیا ضعف نے عاجز غالبؔ! — ننگِ پیری ہے جوانی میری — ص۲۳۱

مارا زمانے نے اسداللہ خاں تمھیں — وہ ولولے کہاں، وہ جوانی کدھر گئی؟ — ص۲۳۳

دیکھیے ———: (۳) ایّامِ جوانی۔ (۴) جوشِ جوانی۔ (۵) زمانہ جوانی۔ (۶) سیہ مستِ جوانی۔ (۷)، (۸) شامِ جوانی [دوبار]۔ (۹) گزارشِ جوانی۔

جواہر[6]: سخن کیا کہہ نہیں سکتے کہ جویا ہوں جواہر کے؟ — جگر کیا ہم نہیں رکھتے کہ کھودیں جا کے معدن کو؟ — ص۱۹۹

---

[1] جواب (۲): ایک بار۔

[2] جوالہ : چار بار [مرکب]۔

[3] جواں : چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔

[4] جواں بخت : ایک بار۔

[5] جوانی : نو بار [مفرد: دو بار، مرکب: سات بار]۔

[6] جواہر : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

جواہر رقم: خطِ لختِ دل یکقلم دیکھتے ہیں — مژہ کو جواہر رقم دیکھتے ہیں — ص۵۶

جواہرِ طرفِ کلہ: ترے جواہرِ طرفِ کُلہ کو کیا دیکھیں — ہم اوجِ طالعِ لعل و گہر کو دیکھتے ہیں — ص۱۸۷

جواہر کام: دیکھیے: معدنِ جواہر کام۔

جوتشی[۱]: دکھا کے رشتہ کسی جوتشی سے پوچھا تھا — کہ دیکھ کتنی اُٹھا لائے گا یہ تار، گرہ — ص۲۷۸

جور[۲]: جور سے باز آئے، پر باز آئیں کیا — کہتے ہیں: ہم تجھ کو مُنہ دکھلائیں کیا — ص۱۹۱

(۲) دیکھیے: شکوۂ جور۔ (۳) قربانِ لطفِ جور بے دل۔

جورِ زلف: جورِ زلف کی تقریرِ پیچ و تابِ خاموشی — ہند میں اسدؔ نالاں، نالہ در صفاہاں ہے — ص۳۵۳

جورِ ناخدا: دیکھیے: ستم و جورِ ناخدا۔

جور و ستم: دیکھیے: کثرتِ جور و ستم۔

جوش[۳]: (۱) ہے خونِ جگر جوش میں، دل کھول کے روتا — ہوتے جو کئی دیدۂ خونابہ فشاں اور — ص۱۷۰

(۲) ظلمت کدے میں میرے شبِ غم کا جوش ہے — اک شمع ہے دلیلِ سحر سو خموش ہے — ص۲۳۰

جوشِ اسرار: دیکھیے: بادۂ جوشِ اسرار۔

جوشِ اشک: غالبؔ! ہمیں نہ چھیڑ کہ پھر جوشِ اشک سے — بیٹھے ہیں ہم تہیۂ طوفاں کیے ہوئے — ص۲۲۶

جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی: دیکھیے: طوفاں گاہِ جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی۔

جوشِ ایثار: دیکھیے: فریادیِ جوشِ ایثار۔

جوشِ بادہ: ہیں بس کہ جوشِ بادہ سے شیشے اُچھل رہے — ہر گوشۂ بساط ہے سر شیشہ باز کا — ص۱۵۵

جوشِ بہار: جوشِ بہار کلفتِ نظارہ ہے اسدؔ! — ہے ابر پنبہ روزنِ دیوارِ باغ کا — ص۱۹

(۲) نظارہ کیا حریف ہو اُس برقِ حُسن کا — جوشِ بہار جلوے کو جس کے نقاب ہے — ص۲۰۶

جوشِ بیتابی: (۱) دل کو توڑا جوشِ بیتابی سے، غالبؔ کیا کیا! — رکھ دیا پہلو بہ وقتِ اضطراب آئینے پر — ص۲۰

---

[۱] جوتشی : ایک بار۔
[۲] جور : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔
[۳] جوش : اٹھاون بار [مفرد: دو بار، مرکب: چھپن بار]۔

(۲) از دلِ ہر دردمندے جوشِ بیتابی زدن — اے ہمہ بے مدعائی! یک دعا ہوجائیے ص۴۵۲

جوشِ بیدادِ تپش: جوشِ بیدادِ تپش سے ہوئی عریاں آخر — شاخِ گلبن پہ صبا، چھوڑ کے پیراہنِ خار ص۳

جوشِ بے کیفیتی: جوشِ بے کیفیتی ہے اضطراب آرا اسدؔ! — ورنہ بسمل کا تڑپھنا لغزشِ مستانہ تھا ص۲۵

جوشِ پرافشانی: بلبلِ تصویر ہوں بیتابِ اظہارِ تپش — جنبشِ نالِ قلم جوشِ پرافشانی مجھے ص۸۶

جوشِ پریشانی: ہوگئے باہم دگر جوشِ پریشانی سے جمع — گردشِ جامِ تمنا دورِ گردوں ہے مجھے ص۱۰۰

جوشِ تشنہ لبی: ہوا وصال سے شوقِ دلِ حریص زیادہ — لبِ قدح پہ کفِ بادہ جوشِ تشنہ لبی ہے ص۷۵

جوشِ تکلیفِ تماشا: جوشِ تکلیفِ تماشا محشرستانِ نگاہ — فتنۂ خوابیدہ کو آئینہ مشتِ آب تھا ص۱۵

جوشِ تمنا: خوں ہوا جوشِ تمنا سے دو عالم کا دماغ — بزمِ یاس آں سوے پیدائی و اخفا رنگیں ص۷

جوشِ جلوہ: بزمِ خوباں بس کہ جوشِ جلوہ سے پرنور ہے — پشتِ دستِ عجز یہاں ہر برگِ گل طور ہے ص۹۳

جوشِ جنوں: (۱) اے بہ ضبطِ حال خو نا کردگاں! جوشِ جنوں — نشۂ مے ہے اگر یک پردہ نازک تر ہوا ص۲۰

(۲) جوشِ جنوں سے کچھ نظر آتا نہیں اسدؔ! — صحرا ہماری آنکھ میں یک مشتِ خاک ہے ص۲۱۶

(۳) جوشِ جنوں سے جوں کسوتِ گل — سر تا بہ پا ہوں جیبِ دریدہ ص۴۵۱

جوشِ جنونِ عشق: ہزاروں دل دیے جوشِ جنونِ عشق نے مجھ کو — سیہ ہو کر سویدا ہوگیا ہر قطرہ خوں تن میں ص۱۸۱

جوشِ جوانی: دیکھ لی جوشِ جوانی کی ترقی بھی کہ اب — بدر کے مانند کاہش روز افزوں ہے مجھے ص۱۰۰

جوشِ جوہر: ذوقِ بیتابیِ دیدار سے تیرے ہے ہنوز — جوشِ جوہر سے دلِ آئنہ گلدستۂ خار ص۶

جوشِ چکیدنِ عرق: سعیِ خرام کاوشِ ایجادِ جلوہ ہے — جوشِ چکیدنِ عرق آئینہ کارتر ص۳۱

جوشِ چمن: شب کہ مستِ دیدنِ مہتاب تھا وہ جامہ زیب — داغِ مہ جوشِ چمن سے لالۂ مہ ہوگیا ص۳۳۶

جوشِ حسرت: دیکھیے: جگر خائیِ جوشِ حسرت۔

جوشِ حسن: دیکھیے: لطافت ہائے جوشِ حسن۔

جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل: خوشا مستی کہ جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل سے — نگہ شمشیر میں جوں جوہر آرامیدنی جانے ص۱۱۵

جوشِ خونِ آرزو: ہے تماشا حیرت آبادِ تغافل ہائے شوق — یک رگِ خواب و سراسر جوشِ خونِ آرزو ص۲۹

(۲) ہے جوشِ گل بہار میں یہاں تک کہ ہر طرف — اُڑتے ہوئے اُلجھتے ہیں مرغِ چمن کے پانو — ص۱۹۶

جوشِ نکہتِ گل: سایۂ گل داغ و جوشِ نکہتِ گل موجِ دُود — رنگ کی گرمی ہے تاراجِ چمن کی فکر میں — ص۴۳

جوشِ نگاہ: چشم بے خونِ دل و دل تہی از جوشِ نگاہ — بے زباں عرضِ فسونِ ہوسِ گل تا چند — ص۳۹

جوشِ نیرنگِ بہار عرضِ صحرا دادہ: دام گر سبزے میں پنہاں کیجیے طاؤس ہو — جوشِ نیرنگِ بہار عرضِ صحرا دادہ ہے — ص۸۹

جوش و خروش: یا صبح دم جو دیکھیے آکر تو بزم میں — نے وہ سُرور و سوز، نہ جوش و خروش ہے — ص۲۳۰

جوشِ ویرانی: خیمۂ لیلیٰ سیاہ و خانۂ مجنوں خراب — جوشِ ویرانی ہے عشقِ داغ بیروں دادہ سے — ص۸۹

جوششِ[1] حسرت: دیکھیے: نیازِ جوششِ حسرت۔

جوششِ دریا: دیکھیے: (۱) حریفِ جوششِ دریا۔ (۲) سنگِ راہِ جوششِ دریا۔

جوششِ سودائے زلفِ یار: جانتے ہیں جوششِ سودائے زلفِ یار میں — سُنبلِ بالیدہ کو موئے سرِ دیوانہ ہم — ص۵۴

جوششِ طوفانِ عجز: اضطراب نارسائی: مایۂ شرمندگی — ہے عرق ریزیِ خجلت: جوششِ طوفانِ عجز — ص۴۳

جوششِ فصلِ بہاری: عارضِ گل دیکھ روئے یار یاد آیا اسدؔ — جوششِ فصلِ بہاری اشتیاق انگیز ہے — ص۲۱۴

جوشیدنِ[2] خونِ جگر: دیکھیے: پردۂ جوشیدنِ خونِ جگر۔

جوشیدنی: دیکھیے: بہم جوشیدنی۔

جوگ مایا[3]: مسلمانوں کے میلوں کا ہوا قُل — بجے ہے جوگ مایا اور دہلی — ۲۶۲

جولاں[4]: (۱) برگِ گل کا ہو جو طوفانِ ہوا میں عالم — اُس کے جولاں میں نظر آئے ہے یوں دامنِ زیں — ص۹

(۲) خلوتِ آبلۂ پا میں ہے جولاں میرا — خوں ہے دل تنگیِ وحشت سے بیاباں میرا — ص۲۱

دیکھیے ـــــ: (۳) جنوں جولاں۔ (۴) حسرت جولاں۔ (۵) سرگرمِ جولاں۔ (۶) شوخیِ جولاں۔ (۷) شُور جولاں۔ (۸) شہر جولاں۔ (۹) گرد جولاں۔ (۱۰) یک عرصہ جولاں۔

---

[1] جوشش : بتے بار [مرکب]۔

[2] جوشیدن : ایک بار [مرکب]۔
جوشیدنی : ایک بار۔

[3] جوگ مایا : ایک بار۔

[4] جولاں : سولہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: چودہ بار]۔
جولاں گاہ : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
جولاں گر : ایک بار [مرکب]۔
جولاں ہا : ایک بار [مرکب]۔

جولانِ بہار: ہے سراسر رویِ عالمِ ایجاد اُسے	جیبِ خلوت کدۂ غنچہ میں جولانِ بہار ص۵
جولانِ صبا: دیکھیے: گردِ رہِ جولانِ صبا۔	
جولانِ عجز: (۱) بوسۂ پا انتخابِ بدگمانی ہائے حُسن	یہاں ہجومِ عجز سے تا سجدہ ہے جولانِ عجز ص۴۳
(۲) گو بیابانِ تمنا و کجا جولانِ عجز؟	آبلے پا کے، ہیں یہاں رفتار کو دندانِ عجز ص۴۳
جولاں گاہ: زمیں سے سودۂ گوہر اُٹھے بجائے غبار	جہاں ہو توسنِ حشمت کا اُس کے جولاں گاہ ص۲۷۷
جولاں گاہِ نومیدی: نہ سودے آبلوں میں گر سرشکِ دیدۂ نم سے	بہ جولاں گاہِ نومیدی نگاہِ عاجزاں، پا ہے ص۸۵
جولاں گہِ طوطی: نہ ہوئی ہم سے رقم حیرتِ خطِ رُخِ یار	صفحۂ آئنہ جولاں گہِ طوطی نہ ہوا ص۱۳
جولاں گاہِ گردوں: مہِ نُو سے ہے رہزن وار نعلِ واژگوں باندھا	نہیں ممکن بہ جولاں گاہِ گردوں دخل بے بُردن ص۲۲۹
جولانِ ہوس: (۱) یک نشو و نما جا نہیں جولانِ ہوس کو	ہرچند بمقدارِ دلِ تنگ نکالوں ص۶۰
(۲) دیکھیے: آفتِ جولانِ ہوس۔	
جولانِ یک جنوں: دیکھیے: وسعتِ جولانِ یک جنوں۔	
جو[۱]: دیکھیے: آبِ رفتہ در جو۔	
جوہر[۲]: (۱) پر، یہ دولت تھی نصیبِ نگہِ معنیِ ناز	کہ ہوا صورتِ آئینہ میں جوہر بیدار ص۴
(۲) وحشتِ خوابِ عدم شورِ تماشا ہے اسدؔ!	جو مژہ جوہر نہیں آئینۂ تعبیر کا ص۱۱
(۳) شعلہ رُخسارا! تمیز سے تری رفتار کے	خارِ شمعِ آئنہ آتش میں جوہر ہو گیا ص۳۰
(۴) جوں پرِ طاؤس جوہر تختہ مشقِ رنگ ہے	بلکہ ہے وہ قبلۂ آئینہ محوِ اختراع ص۴۷
(۵) فزوں کی دوستوں نے حرصِ قاتل ذوقِ کشتن میں	ہوئے ہیں بخیہ ہائے زخم جوہر تیغِ دشمن میں ص۵۸
(۶) کجا جوہر، چہ عکسِ خط، بجاں وقتِ خود آرائی	دلِ آئینہ زیرِ پائے خیلِ مور ملتے ہیں ص۶۳
(۷) ہنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں	کہ جوہر آئنے کا ہر پلک ہے چشمِ حیراں کی ص۷۶
(۸) خوشا مستی! کہ جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل سے	نگہ شمشیر میں جوں جوہر آرامیدنی جانے ص۱۱۵

---

۱ جو : ایک بار [مرکب]۔

۲ جوہر : چھیاسٹھ بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: پچپن بار]۔

	(۹) کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید نہ پوچھ	بہ رنگِ خار مرے آئنے سے جوہر کھینچ	ص۱۶۵
	(۱۰) ہوئے اُس مہروش کے جلوۂ تمثال کے آگے	پرافشاں جوہر آئینے میں مثلِ ذرّہ روزن میں	ص۱۸۰
	(۱۱) خطِ نوخیز کی آئینے میں دی کس نے آرائش؟	کہ ہے تہ بندیِ پر ہاے طوطی رنگ جوہر کا	ص۲۲۲

دیکھیے ـــــ: (۱۲) جنبشِ جوہر۔ (۱۳) جوشِ جوہر۔ (۱۴) حلقۂ گرداب جوہر۔ (۱۵) خسِ جوہر۔
(۱۶) رتبۂ جوہر۔ (۱۷) گردِ جوہر۔

جوہرِ آئنہ:	(۱) جوہرِ آئنہ فکرِ سخنِ سوے دماغ	عرضِ حسرت پسِ زانوے تامّل تاچند	ص۳۹
	(۲) اہلِ بینش نے بہ حیرت کدۂ شوخیِ ناز	جوہرِ آئنہ کو طوطیِ بسمل باندھا	ص۱۳۵
	(۳) جلوہ از بسکہ تقاضاے نگہ کرتا ہے	جوہرِ آئنہ بھی چاہے ہے مژگاں ہونا	ص۱۵۰
جوہرِ آئینہ:	(۱) جوہرِ آئینہ جز رمزِ سرِ مژگاں نہیں	آشنا کی ہم دگر سمجھے ہے ایما آشنا	ص۱۹
	(۲) رنجشِ حیرت سرشتاں سینہ صافی پیش کش	جوہرِ آئینہ ہے یہاں گردِ میدانِ نزاع	ص۴۸
	(۳) دل و دین و خرد تاراجِ نازِ جلوہ پیرائی	ہوا ہے جوہرِ آئینہ خیلِ مور خرمن میں	ص۵۸
	(۴) تیری آرائش کا استقبال کرتی ہے بہار	جوہرِ آئینہ ہے یہاں نقشِ احضارِ چمن	ص۵۹
	(۵) میں بے ہنر کہ جوہرِ آئینہ تھا، عبث	پاے نگاہِ خلق میں خارِ خلیدہ ہوں	ص۶۲
	(۶) تمیز ہے گریباں گیرِ ذوقِ جلوہ پیرائی	ملی ہے جوہرِ آئینہ کو جوں بخیہ گیرائی	ص۹۲
	(۷) جوہرِ آئینہ ساں مژگاں بہ دل آسودہ ہے	قطرہ جو آنکھوں سے ٹپکا خونگہِ آلودہ ہے	ص۱۰۳
	(۸) بسانِ جوہرِ آئینہ از ویرانیِ دل ہا	غبارِ کوچہ ہاے موج ہے خاشاکِ ساحل ہا	ص۴۳

دیکھیے ـــــ: (۹) جانشینِ جوہرِ آئینہ۔ (۱۰) دامِ جوہرِ آئینہ۔ (۱۱) درونِ جوہرِ آئینہ۔

جوہرِ آئینۂ زانو:	پا بہ دامن ہو رہا ہوں بس کہ میں صحرا نورد	خارِ پا ہیں جوہرِ آئینۂ زانو مجھے	ص۲۰۹
جوہرِ آئینۂ سنگ:	آستاں پر ہے ترے جوہرِ آئینۂ سنگ	رقمِ بندگیِ حضرتِ جبریلِ امیں	ص۱۳۵
جوہرِ افسانہ:	(۱) لذتِ تقریرِ عشق پردگیِ گوشِ دل	جوہرِ افسانہ ہے عرضِ تجمل ہنوز	ص۴۴

(۲) دیکھیے: عالمِ آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ۔

جوہرِ افسونِ سخن: یہ مطلعِ اسدؔ! جوہرِ افسونِ سخن ہو / گر عرضِ تپاکِ نفسِ سوختہ چاہیں ص ۵۹

جوہرِ امتیاز: گر جوہرِ امتیاز ہوتا ہم میں / رُسوا کرتے نہ آپ کو عالم میں ص ۱۱۸

جوہرِ اندیشہ: عرض کیجے جوہرِ اندیشہ کی گرمی کہاں / کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا ص ۱۵۱

جوہرِ ایجادِ خطِ سبز: جوہرِ ایجادِ خطِ سبز ہے خود بینیِ حُسن / جو نہ دیکھا تھا سو آئینے میں پنہاں نکلا ص ۱۳

جوہرِ ایماں: دیکھیے: فروغِ جوہرِ ایماں۔

جوہرِ برگِ حنا: نظارہ دیگر و دلِ خونیں نفس دگر / آئینہ دیکھ، جوہرِ برگِ حنا نہ مانگ ص ۵۱

جوہرِ بیداد: درخورِ عرض نہیں جوہرِ بیداد کو جا / نگہِ ناز ہے سُرمے سے خفا میرے بعد ص ۱۲۶

جوہرِ پرواز: آغوشِ گل ہے آئنۂ ذرہ ذرہ خاک / عرضِ بہار جوہرِ پرواز ہے مجھے ص ۹۷

جوہرِ تیغ: (۱) وحشتِ زخمِ وفا دیکھ کہ سرتا سرِ دل / بخیہ جوں جوہرِ تیغ آفتِ گیرائی ہے ص ۱۰۳

(۲) جوہرِ تیغ بہ سرچشمۂ دیگر معلوم! / ہوں میں وہ سبزہ کہ زہراب اُگاتا ہے مجھے ص ۲۱۹

(۳) دیکھیے: مثلِ جوہرِ تیغ۔

جوہرِ تیغِ عسس: (۱) سختیِ راہِ محبت منعِ دخلِ غیر ہے / پیچ و تابِ جادہ ہے یہاں جوہرِ تیغِ عسس ص ۴۵

(۲) ڈرتا ہوں کوچہ گردیِ بازارِ عشق سے / ہیں خارِ راہ جوہرِ تیغِ عسس تمام ص ۵۵

جوہرِ تیغِ قضا: (۱) دُزدیدنِ دلِ ستم آمادہ ہے محال / مژگاں کہوں کہ جوہرِ تیغِ قضا کہوں ص ۵۶

(۲) نظارہ سوز ہے یہاں تک ہر ایک ذرۂ خاک / کہ لوگ جوہرِ تیغِ قضا کہیں اُس کو ص ۲۸۵

جوہرِ تیغِ کہسار: مستیِ بادِ صبا سے ہے بہ عرضِ سبزہ / ریزۂ شیشۂ مے جوہرِ تیغِ کہسار ص ۱۳۲

جوہرِ خط و خالِ ہزار عکس: دیکھیے: عرضِ جوہرِ خط و خالِ ہزار عکس۔

جوہرِ دار: دیکھیے: تیغِ جوہر دار۔

جوہرِ دستِ دُعا: جوہرِ دستِ دُعا آئنہ، یعنی تاثیر / یک طرف نازشِ مژگان و دگر سو غمِ خار ص ۳۳

جوہرِ رگِ خواب: بہ چشمِ در شدہ مژگاں ہے جوہرِ رگِ خواب / نہ پوچھ نازکیِ وحشتِ شکیبائی ص ۱۱۰

جوہرِ سواد: جنت ہے تیری تیغ کے کُشتوں کی منتظر / جوہر سوادِ جلوۂ مژگانِ حور تھا ص ۱۸

جوہرِ سیر عرفا: خاکِ صحرائے نجف: جوہرِ سیرِ عرفا | چشمِ نقشِ قدم: آئینۂ بختِ بیدار ص ۳۳

جوہرِ شمشیر: (۱) اسدؔ! جس شوق سے ذرّے تپش فرسا ہوں روزن میں | جراحت ہائے دل سے جوہرِ شمشیر ہے پیدا ص ۳۰

(۲) نازِ خود بینی کے باعث مجرمِ صد بے گناہ | جوہرِ شمشیر کو ہے پیچ و تاب آئینے پر ص ۳۰

(۳) دیکھیے: بال جوہرِ شمشیر۔

جوہرِ شمشیرِ عسس: بیباک ہوں ازبسکہ بہ بازارِ محبت | سمجھا ہوں زرہ جوہرِ شمشیرِ عسس کو ص ۳۵۰

جوہرِ طلسمِ عقدۂ مشکل: یہاں رہ گئے ہیں ناخنِ تدبیر ٹوٹ کر | جوہرِ طلسمِ عقدۂ مشکل ہے آئنہ ص ۷۰

جوہرِ غبار: دیکھیے: وادیِ جوہر غبار۔

جوہرِ فکر: جوہرِ فکر پہ افشانیِ نیرنگِ خیال | حُسن آئینہ و آئینہ چمن مشرب تھا ص ۳۳

جوہرِ فولاد: ناگوارا ہے ہمیں احسانِ صاحب دولتاں | ہے زرِ گل بھی نظر میں جوہرِ فولاد یہاں ص ۵۷

جوہرِ مژگاں: سیہ مستیِ چشمِ شوخ سے ہیں جوہرِ مژگاں | شرار آسا ز سنگِ سرمہ یکسر تار جستن ہا ص ۳۲

جوئے[1] خوں: (۱) جگرِ تشنۂ آزار تسلی نہ ہوا | جوئے خوں ہم نے بہائی بُنِ ہر خار کے پاس ص ۱۶۳

(۲) جوئے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شامِ فراق | میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہو گئیں ص ۱۹۱

(۳) ابھی ہم قتل گہ کا دیکھنا آساں سمجھتے ہیں | نہیں دیکھا شناور جوئے خوں میں تیرے توسن کو ص ۱۹۸

جوئے شیر: کاو کاوِ سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچھ | صبح کرنا شام کا، لانا ہے جوئے شیر کا ص ۱۳۲

جوئے گلستاں: عیاں کیفیتِ مے خانہ ہے جوئے گلستاں میں | کرے عکسِ شفق ہے اور ساغر ہے حباب اُس کا ص ۳۲۷

جویا[2]: سخن کیا کہہ نہیں سکتے کہ جویا ہوں جواہر کے؟ | جگر کیا ہم نہیں رکھتے کہ کھودیں جا کے معدن کو؟ ص ۱۹۹

جویائے حالِ دلّی و الور: جویائے حالِ دلّی و الور سلام لو | ———————— ص ۳۰۱

جویائے خس و خاشاکِ ساحل: بہ سیلِ اشک لختِ دل ہے دامن گیر مژگاں کا | غریقِ بحر جویائے خس و خاشاکِ ساحل ہے ص ۷۷

جویائے زخمِ کاری: پھر کچھ اک دل کو بے قراری ہے | سینہ جویائے زخمِ کاری ہے ص ۲۲۳

---

[1] جوئے : پانچ بار [مرکب]۔

[2] جویا : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

جوئبار[۱] نمو: دیکھیے: سروِ سبزِ جوئبارِ نغمہ۔

جوئیں[۲]: جس دن سے کہ ہم غم زدہ زنجیر بہ پا ہیں — کپڑوں میں جوئیں بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں — ص۲۹۸

جہاں[۳]:

(۱) جاتا ہوں جدھر سب کی اُٹھے ہے اُدھر انگشت — یکدست جہاں مجھ سے پھرا ہے مگر انگشت — ص۳۲

(۲) کوئی آگاہ نہیں باطنِ ہمدیگر سے — ہے ہر اک فرد جہاں میں ورقِ ناخواندہ — ص۷۱

(۳) سیہ گلیم ہوں، لازم ہے میرا نام نہ لے — جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے — ص۱۲۸

(۴) بجوشِ تیغ کا اُس کی ہے جہاں میں چرچا — قطع ہو جائے نہ سررشتۂ ایجاد کہیں — ص۱۳۳

(۵) کام اُس سے آ پڑا ہے کہ جس کا جہان میں — لیوے نہ کوئی نام ستمگر کہے بغیر — ص۱۶۹

(۶) گردِ راہِ یار ہے سامانِ نازِ زخمِ دل — ورنہ ہوتا ہے جہاں میں کس قدر پیدا نمک — ص۱۷۵

(۷) مزے جہان کے اپنی نظر میں خاک نہیں — سوائے خونِ جگر سو جگر میں خاک نہیں — ص۱۸۲

(۸) جہاں میں ہو غم و شادی بہم، ہمیں کیا کام — دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں — ص۱۹۲

(۹) کیا تنگ ہم ستم زدگاں کا جہان ہے — جس میں کہ ایک بیضۂ مور آسمان ہے — ص۲۰۳

(۱۰) ہو رہا ہے جہان میں اندھیر — زُلف کی پھر سررشتہ داری ہے — ص۲۲۴

(۱۱) کچھ اور ہی عالم ہے دل و چشم و زباں کا — کچھ اور ہی نقشا نظر آتا ہے جہاں کا — ص۲۸۳

(۱۲) ہوئی اِس دَور میں منسوب مجھ سے بادہ آشامی — پھر آیا وہ زمانہ جو جہاں میں جامِ جم نکلے — ص۲۵۰

(۱۳) ہے اصلِ تخمِ ہند سے اور اس زمین سے — پھیلا ہے سب جہان میں یہ میوہ دور دور — ص۲۳۳

دیکھیے: (۱۴) اک جہاں۔ (۱۵) الم آبادِ جہاں۔ (۱۶)۔۔(۲۰) اہلِ جہاں [پانچ بار]۔ (۲۱) ایک جہاں۔ (۲۲) تماشائے جہاں۔ (۲۳) جادۂ سیرِ دو جہاں۔ (۲۴) جامِ دو جہاں نازو نیاز۔ (۲۵) حسرت آبادِ جہاں۔ (۲۶) دماغِ دو جہاں۔ (۲۷)، (۲۸)، (۲۹) دو جہاں [تین بار]۔ (۳۰) دو جہاں ابر۔ (۳۱) دو جہاں تیر۔ (۳۲) دو جہاں حشرِ زبانِ خشک۔ (۳۳) دو جہاں ریگِ رواں۔ (۳۴) دو جہاں لالہ زار۔ (۳۵) دو جہاں مدارا۔ (۳۶) دو جہاں وسعت۔ (۳۷) دونوں جہان۔ (۳۸) سامعِ زمزمۂ اہلِ جہاں۔ (۳۹) سیرِ جہاں۔ (۴۰) غفلتِ اہلِ جہاں۔

---

۱ جوئبار : ایک بار [مرکب]۔

۲ جوئیں : ایک بار۔

۳ جہاں : پچھتر بار [مفرد: تیرہ بار، مرکب: باسٹھ بار]۔
جہاں جہاں : دو بار۔

(۴۱) قالِ دو جہاں خوابِ پریشاں زدہ۔ (۴۲) کارِ جہاں۔ (۴۳) گستاخیِ اربابِ جہاں۔ (۴۴) گلستانِ جہاں۔
(۴۵) لوحِ جہاں۔ (۴۶) وحشت کدۂ بزمِ جہاں۔ (۴۷) ہجومِ دو جہاں کیفیت۔ (۴۸) ہوس ہائے جہاں۔
(۴۹)، (۵۰)، (۵۱) یک جہاں [تین بار]۔ (۵۲) یک جہاں اُمید۔ (۵۳) یک جہاں چیں بجبیں۔ (۵۴) یک جہاں زانو تامّل۔ (۵۵) یک جہاں سودا۔ (۵۶) یک جہاں گل۔ (۵۷) یک جہاں ہنگامہ۔

جہاں آفریں: (۱) اے جہاں آفریں خدائے کریم! صانعِ ہفت چرخ و ہفت اقلیم ص۲۷۶

(۲) سنینِ عیسوی اٹھارہ سو اور اٹھاون یہ چاہتے ہیں جہاں آفریں سے شام و پگاہ ص۲۷۸

جہانبانی: جوان ہو کے کرے گا یہ وہ جہانبانی کہ تابع اس کے ہوں روز و شب و سپید و سیاہ ص۲۷۸

جہاں بخشِ جہاں دار: دیکھیے: شاہِ جہانگیرِ جہاں بخشِ جہاں دار۔

جہاں تاب: دیکھیے: (۱) پرتوِ خرشیدِ جہاں تاب۔ (۲) خرشیدِ جہاں تاب۔ (۳) شرفِ مہرِ جہاں تاب۔ (۴) مہرِ جہاں تاب۔

جہاں جہاں: (۱) ہلاکِ بے خبری نغمۂ وجود و عدم جہان و اہلِ جہاں سے جہاں جہاں فریاد ص۳۷

(۲) طلسمِ منتِ یک خلق سے رہائی دی جہاں جہاں مرے قاتل کا مجھ پہ احساں ہے ص۱۰۲

جہانِ خراب: کب سے ہوں کیا بتاؤں جہانِ خراب میں شب ہائے ہجر کو بھی رکھوں گر حساب میں ص۱۸۸

جہاں دار: دیکھیے: شاہِ جہانگیرِ جہاں بخشِ جہاں دار۔

جہاں دار آفتاب آثار: اے شہنشاہِ آسماں اورنگ! اے جہاں دار آفتاب آثار! ص۱۲۵

جہاں دار کرم شیوۂ بے شبہ و عدیل: اے شہنشاہِ فلک منظرِ بے مثل و نظیر! اے جہاں دار کرم شیوۂ بے شبہ و عدیل! ص۱۲۳

جہاں داور: دیکھیے: دفترِ مدحِ جہاں داور۔

جہانِ شاعری: اے اسدؔ! آباد ہے مجھ سے جہانِ شاعری خامہ میرا تختِ سلطانِ سخن کا پایہ ہے ص۱۰۳

جہانگیرِ جہاں بخش: دیکھیے: شاہِ جہانگیرِ جہاں بخشِ جہاں دار۔

جہانِ معنی: دیکھیے: بادشاہِ جہانِ معنی۔

جہاں نما: دیکھیے: جامِ جہاں نما۔

جہان و اہلِ جہاں: دیکھیے: تحتِ "جہاں جہاں"۔

جہت[1]: دیکھیے ـــــ: (۱) دورِ شش جہت۔ (۲)، (۳) روے شش جہت۔ (دوبار)۔ (۴)، (۵)، (۶) شش جہت [تین بار] (۷) شش جہت اسباب۔ (۸) طلسمِ شش جہت۔ (۹) فرشِ شش جہت انتظار۔

جہد[2]:	تنگ ظرفوں کا رتبہ جہد سے برتر نہیں ہوتا	حباب مے بہ صد بالیدنی ساغر نہیں ہوتا	ص ۴۲۲
جھوٹ[3]:	(۱) صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ! خدا گواہ	کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے	ص ۱۲۵
	(۲) ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا	کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا	ص ۱۵۹
جی[4]:	(۱) یہی بار بار جی میں مرے آئے ہے کہ غالبؔ!	کروں خوانِ گفتگو پر دل و جاں کی میہمانی	ص ۱۰
	(۲) شاد ہوں لیکن اپنے جی میں کہ ہوں	بادشہ کا غلامِ کارگزار	ص ۱۲۵
	(۳) اور میں وہ ہوں کہ گر جی میں کبھی غور کروں	غیر کیا، خود مجھے نفرت مری اوقات سے ہے	ص ۱۲۸
	(۴) خجستہ انجمنِ طوے میرزا جعفر	کہ جس کے دیکھے سے سب کا ہوا ہے جی محظوظ	ص ۱۲۹
	(۵) تاک کے جی میں کیوں رہے ارماں	آئے، یہ گوے اور یہ میداں	ص ۱۳۰
	(۶) یہ بھی ناچار جی کا کھونا ہے	شرم سے پانی پانی ہونا ہے	ص ۱۳۰
	(۷) فائدہ کیا، سوچ آخر تو بھی دانا ہے اسدؔ!	دوستی ناداں کی ہے، جی کا زیاں ہو جائے گا	ص ۱۵۱
	(۸) یہ غزل اپنی مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ	ہے ردیفِ شعر میں غالبؔ! ز بس تکرارِ دوست	ص ۱۶۵
	(۹) جی میں ہی کچھ نہیں ہے ہمارے، وگرنہ ہم	سر جائے یا رہے، نہ رہیں پر کہے بغیر	ص ۱۶۹
	(۱۰) ان آبلوں سے پانو کے گھبرا گیا تھا میں	جی خوش ہوا ہے راہ کو پُر خار دیکھ کر	ص ۱۶۹
	(۱۱) تھیں بنات النعش گردوں دن کو پردے میں نہاں	شب کو اُن کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہو گئیں	ص ۱۹۱
	(۱۲) ڈھونڈھے ہے اُس مغنّیِ آتش نفَس کو جی	جس کی صدا ہو جلوۂ برقِ فنا مجھے	ص ۲۰۶
	(۱۳) جی جلے ذوقِ فنا کی ناتمامی پر نہ کیوں	ہم نہیں جلتے، نفَس ہر چند آتش بار ہے	ص ۲۱۲
	(۱۴) مجھ سے مت کہہ: تو ہمیں کہتا تھا اپنی زندگی	زندگی سے بھی مرا جی ان دنوں بیزار ہے	ص ۲۱۲

---

۱ جہت : نو بار [مرکب]۔
۲ جہد : ایک بار۔
۳ جھوٹ : دو بار۔
۴ جی : چھبیس بار۔

(۱۵) شعلے سے نہ ہوتی ہوسِ شعلہ نے جو کی — جی کس قدر افسردگیِ دل پہ جلا ہے — ص۲۱۹

(۱۶) کبھی نیکی بھی اُس کے جی میں گر آجائے ہے مجھ سے — جفائیں کرکے اپنی یاد شرما جائے ہے مجھ سے — ص۲۲۲

(۱۷) پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑے رہیں — سر زیرِ بارِ منّتِ درباں کیے ہوئے — ص۲۲۶

(۱۸) جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن — بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے — ص۲۲۶

(۱۹) کوئی دن گر زندگانی اور ہے — اپنے جی میں ہم نے ٹھانی اور ہے — ص۲۲۷

(۲۰) بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ — جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے — ص۲۲۹

(۲۱) دُکھ، جی کے پسند ہوگیا ہے غالبؔ! — دل، رُک رُک کر بند ہوگیا ہے غالبؔ! — ص۲۵۲

(۲۲) جی میں اترائیں نہ موتی کہ ہمیں ہیں اک چیز — چاہیے پھولوں کا بھی ایک مقرّر سہرا — ص۲۸۷

(۲۳) زخمِ دل تم نے دکھایا ہے کہ جی جانے ہے — ایسے ہنستے کو رُلایا ہے کہ جی جانے ہے — ص۳۰۵

جیب[۱]: (۱) دیوانگی سے دوش پہ زُنّار بھی نہیں — یعنی ہمارے جیب میں اک تار بھی نہیں — ص۱۸۳

(۲) چاکِ جگر سے جب رہِ پرسش نہ وا ہوئی — کیا فائدہ کہ جیب کو رُسوا کرے کوئی! — ص۲۱۵

(۳) چاک مت کر جیب بے ایّامِ گل — کچھ اُدھر کا بھی اشارا چاہیے — ص۲۲۳

(۴) چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن — ہمارے جیب کو اب حاجتِ رفو کیا ہے — ص۲۲

دیکھیے ــــــ: (۵)، (۶) چاکِ جیب [دوبار]۔ (۷) یک جیب۔

جیبِ آرزو: ہوس گستاخیِ آئینہ تکلیفِ نظر بازی — بہ جیبِ آرزو پنہاں ہے حاصل دل رُبائی کا — ص۱۶

جیبِ اشکِ چشم سرمہ آلود: بہ جیبِ اشکِ چشمِ سرمہ آلود — مِسی مالیدہ دندانِ گہر ہے — ص۴۵۵

جیبِ تأمل: سادگیِ یک خیال: شوخیِ صد رنگ نقش — حیرت آئینہ ہے جیبِ تأمل ہنوز — ص۴۳

جیبِ جنونِ تپشِ دل: دیکھیے: وسعتِ جیبِ جنونِ تپشِ دل۔

جیبِ خلوت کدۂ غنچہ: ہے سراسر رویِ عالمِ ایجاد اُسے — جیبِ خلوت کدۂ غنچہ میں جولانِ بہار — ص۵

جیبِ خود شناسی: نہاں ہے گوہرِ مقصود جیبِ خود شناسی میں — کہ یاں غوّاص ہے تمثال اور آئینہ دریا ہے — ص۸۲

---

[۱] جیب : چوبیس بار [مفرد: چار بار، مرکب: بیس بار]۔

جیبِ خیال: بجز زخمِ تیغِ ناز، نہیں دل میں آرزو جیبِ خیال بھی ترے ہاتھوں سے چاک ہے ص۲۱۶

جیبِ دریدہ: جوشِ جنوں سے جوں کسوتِ گل سر تا بہ پا ہوں جیبِ دریدہ ص۳۵۱

دیکھیے ـــــ: (۲) نازِ وحشتِ جیبِ دریدہ۔ (۳) اشارۂ جیبِ دریدہ۔ (۴) رشتۂ چاکِ جیبِ دریدہ۔

جیبِ شکیبائی: شمع آسا چہ سرِ دعوی و گو پائے ثبات گل صد شعلہ بہ یک جیبِ شکیبائی ہے ص۱۰۳

جیبِ قبائے گل: دیکھیے: گلِ جیبِ قبائے گل۔

جیبِ کفن: دیکھیے: زینتِ جیبِ کفن۔

جیبِ نیازِ عشق: جیبِ نیازِ عشق نشاں دارِ ناز ہے آئینہ ہوں شکستنِ طرفِ کلاہ کا ص۱۹

جیب و دامن: نکوہش، مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں آئی ہوا ہے خندۂ احباب بخیہ جیب و دامن میں ص۱۸۰

جیبِ ہر نگہ: جہاں مٹ جائے سعیِ دید، خضر آبادِ آسائش بہ جیبِ ہر نگہ پنہاں ہے حاصل رہ نمائی کا ص۱۶

چ

چادر[1]: (۱) آدمی کو کیوں پکارے ہے، گلے لگ جا مرے　　سر سے گر چادر اُتارے ہے، گلے لگ جا مرے　　ص ۲۹۱

(۲) ہوا ہے کاٹ کے چادر کو ناگہاں غائب　　اگرچہ زانوے نَل پر رکھے دُمَن تکیہ　　ص ۳۰۳

چار[2]: (۱) خانہ زاد اور مرید اور مدّاح　　تھا ہمیشہ سے یہ عریضہ نگار

نوکر بھی ہوگیا، صد شکر　　نسبتیں ہوگئیں مشخّص چار　　ص ۱۲۹

(۲) چار سے پھر نہ ہوگی کم قیمت　　اس سے لیویں گے کم نہ ہم قیمت　　ص ۲۶۸

(۳)،(۴) یارانِ رسول، یعنی اصحابِ کبار　　ہیں گرچہ بہت، خلیفہ اُن میں چار

ان چار میں ایک سے ہو جس کو انکار　　غالب! وہ مسلمان نہیں ہے زنہار　　ص ۳۴۳

(۵) ہے عشرت کی خواہش ساقیِ گردوں سے کیا کیجیے　　لیے بیٹھا ہے اک دو چار جامِ واژگوں وہ بھی　　ص ۲۰۲

[مزید دیکھیے: دو چار (۲)]۔

(۶) ستین عمر کے سٹر ہوئے شمار برس　　بہت جیوں تو جیوں اور تین چار برس　　ص ۲۹۳

(۷) حیف! اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالبؔ!　　جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا　　ص ۱۵۰

(۸) چار موجِ اُٹھتی ہے طوفانِ طرب سے ہر سو　　موجِ گل، موجِ شفق، موجِ صبا، موجِ شراب　　ص ۱۹۳

چار یار: دیکھیے: مُحِبِّ چار یار۔

---

[1] چادر : دوبار۔　　[2] چار : نوبار [مرتب: ایک بار]۔

چاردہ[1]: دیکھیے: مہِ چاردہ۔

چاردہ معصوم: غرض اس سے ہیں چاردہ معصوم — جن سے ہے چشمِ جاں کو بینائی — ص ۲۶۳

چاردہم: دیکھیے: ماہِ شبِ چاردہم۔

چارسوے[3] دہر: چارسوے دہر میں بازارِ غفلت گرم ہے — عقل کے نقصاں سے اُٹھتا ہے خیالِ انتفاع — ص ۲۸

چارسوے عشق: (۱) تاچند داغ بیٹھیے، نقصاں اُٹھائیے — اب چارسوے عشق سے دُکاں اُٹھائیے — ص ۴۳

(۲) چارسوے عشق میں صاحب دُکانی مفت ہے — نقد ہے داغِ دل اور آتش زبانی مفت ہے — ص ۱۱۳

چارہ[4]: (۱) دیوانگاں کا چارہ فروغِ بہار ہے — ہے شاخِ گل میں پنجۂ خوباں بجائے گل — ص ۵۳

(۲) سہرا لکھا گیا ز رہِ امتثالِ امر — دیکھا کہ چارہ غیرِ اطاعت نہیں مجھے — ص ۱۲۵

چارہ جوئی: زخم سلوانے سے، مجھ پر چارہ جوئی کا ہے طعن — غیر سمجھا ہے کہ لذت زخمِ سوزن میں نہیں — ص ۱۸۵

چارہ ساز: (۱) یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست، ناصح — کوئی چارہ ساز ہوتا، کوئی غم گسار ہوتا — ص ۱۶۰

(۲) غم نے جب گھیرا تو چاہا ہم نے یوں اے دل نواز! — مستیِ چشمِ سیہ سے، چل کے ہوویں چارہ ساز — ص ۲۹۰

چارہ سازیِ وحشت: احباب چارہ سازیِ وحشت نہ کر سکے — زنداں میں بھی خیال بیاباں نورد تھا — ص ۱۵۵

چارہ گر: داغِ دل گر نظر نہیں آتا — بو بھی اے چارہ گر نہیں آتی! — ص ۲۳۸

چارہ گری: دوست گر کوئی نہیں ہے جو کرے چارہ گری — نہ سہی، لیک تمنائے دوا ہے تو سہی — ص ۳۱۱

چارۂ غمِ اُلفت: پیدا ہوئی ہے، کہتے ہیں، ہر درد کی دوا — یوں ہو تو چارۂ غمِ اُلفت ہی کیوں نہ ہو — ص ۱۹۳

چارۂ زحمت: دیکھیے: کشاکشِ چارۂ زحمت۔

چاک[5]: (۱) بس کہ سودائے خیالِ زلف وحشت ناک ہے — تا دلِ شب آبنوسی شانہ آسا چاک ہے — ص ۱۰۶

(۲) ہوا ترکِ لباسِ زعفرانی دل کشا لیکن — ہنوز آفت نسب یک خندہ، یعنی چاک باقی ہے — ص ۱۰۷

(۳) دردِ اظہارِ تپش کسوتیِ گل معلوم! — ہوں میں وہ چاک کہ کانٹوں سے سلایا ہے مجھے — ص ۱۰۸

---

[1] چاردہ : دوبار [مرکب]۔
[2] چاردہم : ایک بار [مرکب]۔
[3] چارسو : تین بار [مرکب]۔
[4] چارہ : آٹھ بار [مفرد: دوبار، مرکب: چھے بار]۔
چارہ گر : ایک بار۔ چارہ گری : ایک بار۔
[5] چاک : اکتیس بار [مفرد: دس بار، مرکب: اکیس بار]۔

(۴) یک الف بیش نہیں صیقلِ آئینہ ہنوز | چاک کرتا ہوں میں جب سے کہ گریباں سمجھا | ص ۱۴۷

(۵) ہے جنوں اہلِ جنوں کے لیے آغوشِ وداع | چاک ہوتا ہے گریباں سے جدا میرے بعد | ص ۱۹۶

(۶) چاک کی خواہش اگر وحشت بہ عریانی کرے | صبح کے مانند زخمِ دل گریبانی کرے | ص ۲۱۱

(۷) جز زخمِ تیغِ ناز، نہیں دل میں آرزو | جیبِ خیال بھی ترے ہاتھوں سے چاک ہے | ص ۲۱۶

(۸) چاک مت کر جیب بے ایامِ گل | کچھ اُدھر کا بھی اشارا چاہیے | ص ۲۲۳

(۹) پھر وضعِ احتیاط سے رُکنے لگا ہے دم | برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے | ص ۲۲۵

(۱۰) کہتا ہے کون نالۂ بلبل کو بے اثر؟ | پردے میں گل کے لاکھ جگر چاک ہو گئے | ص ۲۲۹

دیکھیے ــــــ: (۱۱) اسیر چاک۔ (۱۲) دلِ چاک۔ (۱۳) دلِ صد چاک۔ (۱۴) گریباں چاک۔ (۱۵) نقشِ یک دلِ صد چاک۔ (۱۶) یک تصویرِ چاک۔

چاکِ پردۂ فانوس: دیکھیے: صرفِ چاکِ پردۂ فانوس۔

چاکِ جگر: چاکِ جگر سے جب رہِ پرسش نہ وا ہوئی | کیا فائدہ کہ جیب کو رُسوا کرے کوئی | ص ۲۱۹

چاکِ جیب: (۱) عالم جہاں بہ عرضِ بساطِ وجود تھا | جوں صبح چاکِ جیب مجھے تار و پود تھا | ص ۱۲

(۲) حیرت فروشِ صد نگرانی ہے اضطرار | ہر رشتہ چاکِ جیب کا، تارِ نظر ہے آج | ص ۴۴

چاکِ جیب دریدہ: دیکھیے: رشتۂ چاکِ جیب دریدہ۔

چاکِ دل: سرِ معنی بہ گریبانِ شقِ خامہ، اسدؔ! | چاکِ دل شانہ کشِ طرۂ تحریر آوے | ص ۱۱۳

چاکِ قفس: (۱) منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو | ص ۲۵۰

(۲) کیوں نہ طوطیِ طبیعت نغمہ پیرائی کرے | باندھتا ہے رنگِ گل آئینہ تا چاکِ قفس | ص ۴۵

چاکِ کتاں: دیکھیے: پارۂ چاکِ کتاں۔

چاکِ گریباں: (۱) دیکھیے: بخیۂ چاکِ گریباں۔

(۲) چاکِ گریباں کو ہے ربطِ تامل ہنوز | غنچے میں دل تنگ ہے حوصلۂ گل ہنوز | ص ۴۴

(۳) ہوئی یہ کثرتِ غم سے تلف کیفیتِ شادی | کہ صبحِ عید مجھ کو بدتر از چاکِ گریباں ہے | ص ۲۱۰

(۴) تب چاکِ گریباں کا مزا ہے دلِ ناداں! — جب اک نفَس اُلجھا ہوا ہر تار میں آوے — ص ۴۳۳

(۵) تماشائے گل و گلشن ہے مفتِ سر بہ جَیبی ہا — ہمہ از چاکِ گریباں گلستاں کا در نہیں ہوتا — ص ۴۳۵

چاکِ موجِ سَیل: بس کہ جوشِ گریہ سے زیر و زبر ویرانہ تھا — چاکِ موجِ سَیل تا پیراہنِ دیوانہ تھا — ص ۲۵

چال؎: (۱) عشق کی راہ میں ہے چرخِ مکوکب کی وہ چال — سُست رو جیسے کوئی آبلہ پا ہوتا ہے — ص ۴۳۰

(۲) چال: جیسے کڑی کمان کا تیر — دل میں ایسے کے جا کرے کوئی! — ص ۴۳۲

چالاک؎ (۱): (۱) دیکھیے: توسنِ چالاک۔ (۲) سوارِ توسنِ چالاک۔

چالاک؎ (۲): رُسوائے دہر گو ہوئے آوارگی سے تم — بارے، طبیعتوں کے تو چالاک ہو گئے — ص ۴۲۹

چاند؎: (۱) بنتے ہیں سونے روپے کے چھلّے حضور میں — ہے جن کے آگے سیم و زر مہر و ماہ ماند

یوں سمجھیے کہ بیچ سے خالی کیے ہوئے — لاکھوں ہی آفتاب ہیں اور بے شمار چاند — ص ۱۳۸

(۲) کیا ہی اس چاند سے مکھڑے پہ بھلا لگتا ہے — ہے ترے حُسنِ دل افروز کا زیور، سہرا — ص ۲۸۷

(۳) چاند کا دائرہ لے زہرہ نے گایا سہرا — ص ۲۸۸

(۴) ہم نشیں تارے ہیں اور چاند شہاب الدین خاں — بزمِ شادی ہے فلک، کاہکشاں ہے سہرا — ص ۲۸۸

چاہ؎: دیکھیے: اندرونِ چاہ۔

چپ؎: گدا سمجھ کے وہ چپ تھا، مری جو شامت آئے — اُٹھا اور اُٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لیے — ص ۴۳۶

چپکے چپکے؎: (۱) بس کہ وہ چشم و چراغِ محفلِ اغیار ہے — چپکے چپکے جلتے ہیں جوں شمعِ خلوت خانہ ہم — ص ۵۴

(۲) چپکے چپکے مجھ کو روتے دیکھ پاتا ہے اگر — ہنس کے کرتا ہے بیانِ شوخیِ گفتارِ دوست — ص ۱۹۴

چراغ؎: دیکھیے ــــــــ: (۱)، (۲)، (۳) دودِ چراغ [تین بار]۔ (۴) شعلۂ چراغ۔ (۵) شمعِ گل چراغ۔

چراغ از چشمِ جستن ہا: نزاکت ہے: فسونِ دعویِ طاقت شکستن ہا — شرار سنگ: اندازِ چراغ از چشم جستن ہا — ص ۲۲

؎ چال : دو بار۔
؎ چالاک (۱) : دو بار [مرتب]۔
؎ چالاک (۲) : ایک بار۔
؎ چاند : چار بار۔
؎ چاہ : ایک بار [مرتب]۔
؎ چپ : ایک بار۔
؎ چپکے چپکے : دو بار۔
؎ چراغ : تینتیس بار [مرتب]۔

چراغِ انجمن: زندۂ شوقِ شعر کو ایک چراغِ انجمن — کشتۂ ذوقِ شعر کو شمعِ سرِ مزار ایک — ص۲۹۶

چراغِ بزم: دیکھیے: نورِ چراغِ بزم۔

چراغِ خانہ: دیکھیے: (۱) تہ بندیِ دودِ چراغِ خانہ۔ (۲) دودِ چراغِ خانہ۔

چراغِ خانۂ درویش: زکوٰۃِ حسن دے اے جلوۂ بینش! کہ مہر آسا — چراغِ خانۂ درویش ہو کاسہ گدائی کا — ص۱۳۶

چراغِ خانۂ دل: مجھے شب ہائے تاریکِ فراقِ شعلہ رویاں میں — چراغِ خانۂ دل سوزشِ داغِ تمنا ہے — ص۸۳

چراغِ خلوتِ دل: جو یہ شامِ غم چراغِ خلوتِ دل تھا اسدؔ! — وصل میں وہ سوزِ شمعِ مجلسِ تقریر ہے — ص۹۵

چراغِ روشن: غم، آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو — چراغِ روشن اپنا، قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے — ص۲۱۰

چراغِ رہ گزارِ باد: ہیں زوال آمادہ اجزا آفرینش کے تمام — مہرِ گردوں، ہے چراغِ رہ گزارِ باد یہاں — ص۱۶۹

چراغِ سحری: روشن ہوئی یہ بات دمِ نزع کہ آخر — فانوس، کفن بہرِ چراغِ سحری ہے — ص۲۵۳

چراغِ صبح: فسردگی میں ہے فریادِ بے دلاں تجھ سے — چراغِ صبح و گلِ موسمِ خزاں تجھ سے — ص۱۱۳

چراغِ صحرا: دیکھیے: چشم و چراغِ صحرا۔

چراغِ کشتہ: سات بار بہ طورِ ردیف ص۷۹:

(۱)، (۲) نشۂ مے بے چمن، دودِ چراغِ کشتہ ہے — جام، داغِ شعلہ اندودِ چراغِ کشتہ ہے

(۳) داغِ ربطِ ہم ہیں اہلِ باغ گر گل ہو شہید — لالہ: چشمِ حسرت آلودِ چراغِ کشتہ ہے

(۴) شور ہے کس بزم کی عرضِ جراحت خانہ کا؟ — صبح: یک زخمِ نمک سودِ چراغِ کشتہ ہے

(۵) نامرادِ جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کرے — لالہ، داغِ شعلہ فرسودِ چراغِ کشتہ ہے

(۶) ہو جہاں تیرا دماغِ ناز مستِ بے خودی — خوابِ نازِ گل رخاں، دودِ چراغِ کشتہ ہے

(۷) ہے دلِ افسردہ داغِ شوخیِ مطلب اسدؔ! — شعلہ آخر فالِ مقصودِ چراغِ کشتہ ہے

[تین بار بہ طورِ ردیف ص۲۱۰]:

(۸)، (۹) رحم کر ظالم! کہ کیا بودِ چراغِ کشتہ ہے — نبضِ بیمارِ وفا دودِ چراغِ کشتہ ہے

(۱۰) دل لگی کی آرزو بے چین رکھتی ہے ہمیں — ورنہ یہاں بے رونقی سودِ چراغِ کشتہ ہے

چراغِ گل: زبس آتش نے فصلِ رنگ میں رنگِ دگر پایا — چراغِ گل سے ڈھونڈھے ہے چمن میں شمع خار اپنا — ص۱۵

چراغِ محفل: دیکھیے: دودِ چراغِ محفل۔

چراغِ محفلِ اغیار: دیکھیے: چشم و چراغِ محفلِ اغیار۔

چراغِ مردہ: خموشی میں نہاں خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں — چراغِ مردہ ہوں میں بے زباں گورِ غریباں کا — ص۱۵۷

چراغِ مزار: دیکھیے: پرفشانیِ پروانۂ چراغِ مزار۔

چراغاں: (۱) کجاے کو عرق، سعیِ عروجِ نشۂ رنگیں تر — خطِ رخسارِ ساقی تا خطِ ساغر چراغاں ہے — ص۸۱

(۲) فیض سے تیرے ہے اے شمعِ شبستانِ بہار! — دلِ پروانہ چراغاں، پرِ بلبل گلزار — ص۳۳۲

(۳) دل نہیں، تجھ کو دکھاتا ورنہ داغوں کی بہار — اس چراغاں کا، کروں کیا، کارفرما جل گیا — ص۱۵۱

(۴) موجۂ گل سے چراغاں ہے گزرگاہِ خیال — ہے تصور میں زبس جلوہ نما موجِ شراب — ص۱۶۳

(۵) اثرِ آبلہ سے جادۂ صحرائے جنوں — صورتِ رشتۂ گوہر ہے چراغاں مجھ سے — ص۲۱۱

(۶) نگہِ گرم سے اک آگ ٹپکتی ہے اسدؔ — ہے چراغاں خس و خاشاکِ گلستاں مجھ سے — ص۲۱۲

(۷) مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے — جوشِ قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے — ص۲۲۵

(۸) پرِ طاؤس ہے نیرنگِ داغِ حیرت انشائی — دو عالم دیدۂ بسمل، چراغاں جلوہ فرمائی — ص۱۰۸

(۹) جلوۂ گل نے کیا تھا وھاں چراغاں آبجو — یھاں رواں مژگانِ چشمِ تر سے خونِ ناب تھا — ص۱۳۵

دیکھیے ـــــــ: (۱۰) چشمک آرائیِ صد شہر چراغاں۔ (۱۱) دودِ چراغاں۔ (۱۲) سازِ چراغاں۔ (۱۳) سامانِ یک عالم چراغاں۔ (۱۴) سروِ چراغاں۔ (۱۵) سیرِ چراغاں۔ (۱۶) صورتِ چراغاں۔ (۱۷) یک آئینہ چراغاں۔

چراغانِ تماشا: بہ غفلت عطرِ گل ہم آگہی مخمور ملتے ہیں — چراغانِ تماشا چشمِ صد ناسور ملتے ہیں — ص۹۳

چراغانِ خیال: (۱) وحشتِ دل سے پریشاں ہے چراغانِ خیال — باندھوں ہوں آئنے پر چشمِ پری سے آئیں — ص۸

(۲) دید: حیرت کش و خرشید: چراغانِ خیال — عرضِ شبنم سے چمن آئنہ تعمیر آیا — ص۲۷

چراغانِ دوالی: ہے تماشا گاہِ سوزِ تازہ ہر یک عضوِ تن — جوں چراغانِ دوالی صف بہ صف جلتا ہوں میں — ص۹۳

چراغاں زدہ: دیکھیے: یک شرر بال دل و دیدہ چراغاں زدہ۔

چراغانِ سرِ رہ گزرِ باد: رنگِ تمکینِ گل و لالہ پریشاں کیوں ہے؟ — گر چراغانِ سرِ رہ گزرِ باد نہیں — ص۱۸۶

چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ: باوجودِ یک جہاں ہنگامہ، پیدائی نہیں — ہیں چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ ہم — ص۱۷۷

چراغانِ نگاہ: اسدؔ! ہے آج مژگانِ تماشا کی حنا بندی — چراغانِ نگاہ و شوخیِ اشکِ جگر گوں ہے — ص۱۱۳

چراغانِ ہوس: ہوں چراغانِ ہوس جوں کاغذِ آتش زدہ — داغ، گرمِ کوششِ ایجادِ داغِ تازہ تھا — ص۱۶

چربیِ پہلوئے خیال[1]: چربیِ پہلوئے خیال رزقِ دو عالم احتمال — کل ہے جو وعدۂ وصال آج بھی اے خدا سمجھ — ص۷۳

چرچا[2]: (۱) جرأتِ تیغ کا اُس کی ہے جہاں میں چرچا — قطع ہو جائے نہ سررشتۂ ایجاد کہیں — ص۳۲۴

(۲) دہانِ ہر بتِ پیغارہ جو زنجیرِ رُسوائی — عدم تک بے وفا! چرچا ہے تیری بے وفائی کا — ص۱۳۶

(۳) ہر بُنِ مو سے دمِ ذکر نہ ٹپکے خوناب — حمزہ کا قصہ ہوا عشق کا چرچا نہ ہوا — ص۱۶۳

(۴) ہوا چرچا جو میرے پاؤں کی زنجیر بننے کا — کیا بیتاب کاں میں جنبشِ جوہر نے آہن کو — ص۱۹۸

(۵) تمام دہر میں اُس کے مطب کا چرچا ہے — کسی کو یاد بھی لقمان کا نہیں ہے نام — ص۲۶۳

چرخ[3]: (۱) اے چرخ! خاک بر سرِ تعمیرِ کائنات — لیکن بنائے عہدِ وفا اُستوار تر — ص۴

(۲) گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ ہے از بس کہ چرخ — قرصِ کافوری ہے مہر از بہرِ سرما خوردگاں — ص۲۶

(۳) اُس قدح کا ہے دَور مجھ کو نقد — چرخ نے لی ہے جس سے گردشِ وام — ص۱۳۷

(۴) مہر کانپا، چرخ چکّر کھا گیا — بادشہ کا رایتِ لشکر کھلا — ص۱۳۰

(۵) جادۂ رہ خُور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع — چرخ وا کرتا ہے ماہِ نو سے آغوشِ وداع — ص۱۷۴

(۶) گھر پھونکنے میں اپنے محابا نہیں ہم کو — گر چرخ بھی جل جائے تو پروا نہیں ہم کو — ص۲۸۴

(۷) کہا کہ چرخ پہ ہم نے گنی ہیں نو گرہیں — جو یہاں گنیں گے تو پاویں گے نو ہزار گرہ — ص۲۷۸

(۸) کرتا ہے چرخ روز بہ صد گونہ اہتمام — فرماں روائے کشورِ پنجاب کو سلام — ص۲۷۸

---

[1] چربی : ایک بار [مرکب]۔

[2] چرچا : پانچ بار۔

[3] چرخ : ستائیس بار [مفرد: دس بار، مرکب: سترہ بار]۔

(۹) اسدؔ! ہمیشہ پئے کفشِ پائے سیم تناں — شعاعِ مہر سے کرتا ہے چرخ زر دوزی — ص۱۰۰

(۱۰) چرخ تک دھوم ہے کس دھوم سے آیا سہرا — ص۲۸۸

دیکھیے ــــــــ: (۱۱) انجمِ چرخ۔ (۱۲) چشمِ زخمِ چرخ۔ (۱۳) دورِ چرخ۔ (۱۴) سنگِ ظلمِ چرخ۔ (۱۵) کجیٔ چرخ [دوبار]۔ (۱۶) صانعِ ہفت چرخ۔

چرخِ بریں: دیکھیے: بالائے سطحِ چرخِ بریں۔

(۲) نصیرِ دولت و دیں اور معینِ ملت و ملک — بنا ہے چرخِ بریں جس کے آستاں کے لیے — ص۳۳۶

چرخِ خمیدہ: ہوا چرخِ خمیدہ ناتواں بارِ علائق سے — کہ ظاہر پنجۂ خرشید دستِ زیرِ پہلو ہے — ص۹۸

چرخِ کجباز: بختِ ناساز نے چاہا کہ نہ دے مجھ کو اماں — چرخِ کجباز نے تاکا کہ کرے مجھ کو ذلیل — ص۱۳۳

چرخِ کہن: وہ آویں گے مرے گھر، وعدہ کیا، دیکھنا غالبؔ! — نئے فتنوں میں اب چرخِ کہن کی آزمائش ہے — ص۲۲۵

چرخِ مینائی: دیکھیے: روکشِ سطحِ چرخِ مینائی۔

چرخِ کوکب: عشق کی راہ میں ہے چرخِ مکوکب کی وہ چال — سست رو جیسے کوئی آبلہ پا ہوتا ہے — ص۲۲۰

چرخِ نیلی فام: خستگی کا تم سے کیا شکوہ کہ یہ — ہتھکنڈے ہیں چرخِ نیلی فام کے — ص۲۵۰

چرخ و زمیں: (۱) خلق ہے صفحۂ عبرت سے سبق ناخواندہ — ورنہ ہے چرخ و زمیں یک ورقِ گردانده — ص۱۷

(۲) بہارِ گل دماغِ نشۂ ایجادِ جنوں ہے — ہجومِ برق سے چرخ و زمیں یک قطرۂ خوں ہے — ص۱۱۱

چشم[1]: (۱) چشم بے خونِ دل و دل تہی از جوشِ نگاہ — بے زباں عرضِ فسونِ ہوسِ گل تا چند — ص۳۹

(۲) عجزِ دیدن ہا بہ ناز و نازِ رفتن ہا بہ چشم — جادۂ صحرائے آگاہی شعاعِ جلوہ ہے — ص۸۷

(۳) زنجیر یاد پڑتی ہے جادے کو دیکھ کر — اس چشم سے ہنوز نگہ یادگار ہے — ص۹۰

(۴) نگہ اس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی — پرِ بالش ہے وقتِ دید مژگانِ تماشائی — ص۹۲

(۵) بس کہ چشم از انتظارِ خوش خطاں بے نور ہے — یکقلم شاخِ گلِ نرگس عصائے کور ہے — ص۹۳

(۶) غالبؔ! ز بس کہ سوکھ گئے چشم میں سرشک — آنسو کی بوند گوہرِ نایاب ہوگئی — ص۹۶

---

[1] چشم: ایک سو اکتیس بار [مفرد: تیرہ بار، مرکب: ایک سو اٹھارہ بار]۔ چشم ہا: ایک بار [مرکب]۔

(۷) خبر نگہ کو، نگہ چشم کو عدو جانے   وہ جلوہ گر کہ نہ میں جانوں اور نہ تو جانے   ص۹۸

(۸) محوِ آرامیدگی سامانِ بیتابی کرے   چشم میں توڑے نمک داں تا شکرخوابی کرے   ص۱۰۰

(۹) بے خونِ دل ہے چشم میں موجِ نگہ، غبار   یہ مے کدہ خراب ہے مے کے سراغ کا   ص۱۵۰

(۱۰) بخشے ہے جلوۂ گل ذوقِ تماشا غالبؔ!   چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہوجانا   ص۱۵۶

(۱۱) گوشِ مہجورِ پیام و چشمِ محرومِ جمال   ایک دل تس پر یہ نا اُمیدواری، ہائے ہائے!   ص۲۰۳

(۱۲) چشم، دلّالِ جنسِ رُسوائی   دل، خریدارِ ذوقِ خواری ہے   ص۲۲۲

(۱۳) خدایا! چشم تا دل درد ہے افسونِ آگاہی   نگہ حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر بہتر ہے   ص۱۰۸

(۱۴) یہ چشمِ در شدہ مژگاں ہے جو ہر رگِ خواب   نہ پوچھ نازکیِ وحشتِ شکیبائی   ص۱۱۰

(۱۵) جوں چشم، باز ماندہ ہے ہر یک بہ سوے دل   رکھتا ہے داغ تازہ کا یکساں انتظار داغ   ص۴۸

دیکھیے ____: (۱۶) اتفاقِ چشم۔ (۱۷) اشکِ چشم۔ (۱۸) انداز چراغ از چشم جُستن ہا۔ (۱۹)، (۲۰) پشتِ چشم [دوبار]۔ (۲۱) پہلوے چشم۔ (۲۲) تحریرِ حال گریۂ چشم۔ (۲۳) سرمۂ چشم۔ (۲۴)، (۲۵) سویداے دلِ چشم [دوبار]۔ (۲۶) عینکِ چشم۔ (۲۷) غبارِ چشم۔ (۲۸) کشودِ چشم۔ (۲۹) مردمکِ چشم۔ (۳۰) غیرِ چشم۔ (۳۱) نورِ چشمِ واصل خاں۔ (۳۲) ہر اشکِ چشم۔

چشمِ آبلہ: غبارِ دشتِ وحشت سرمہ سازِ انتظار آیا   کہ چشمِ آبلہ میں طولِ میلِ راہِ مژگاں ہے   ص۸۱

چشمِ آہو: (۱) غمِ مجنوں عزادارانِ لیلیٰ کا پرستش گر   خمِ رنگِ سیہ، پیمانۂ ہر چشمِ آہو تھا   ص۴۲

(۲) دیکھیے: تمثالِ سوادِ چشمِ آہو۔

(۳) دیکھیے: سوادِ چشمِ آہو۔

چشمِ آہوے رم خوردہ: دیکھیے: عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ۔

چشمِ از خوابِ عدم کشادہ: بزمِ ہستی وہ تماشا ہے کہ جس ہم اسدؔ!   دیکھتے ہیں چشمِ از خوابِ عدم نکشادہ سے   ص۸۹

چشمِ اسد: دیکھیے: سرشکِ چشمِ اسد۔

چشمِ اشک ریز: امواج کی جو یہ شکنیں آشکار ہیں   ہے چشمِ اشک ریز سے دریا شکستہ دل   ص۵۱

چشمِ اُمید: چشمِ اُمید سے گرے ہیں دو عالم جوں اشک — یاس پیمانہ کشِ گریۂ مستانہ نہیں ص ۸

(۲) جلوہ مایوس نہیں دل نگرانی غافل! — چشمِ اُمید ہے روزن تری دیواروں کا ص ۲۸

چشمِ اہلِ یقیں: دیکھیے: ضیا بخشِ چشمِ اہلِ یقیں۔

چشمِ بتاں: کیوں نہ ہو چشمِ بتاں محوِ تغافل، کیوں نہ ہو — یعنی اس بیمار کو نظّارے سے پرہیز ہے ص ۲۱۳

چشمِ بد: (۱) دور چشمِ بد تری بزمِ طرب سے! واہ واہ! — نغمہ ہو جاتا ہے واں گر نالہ میرا جائے ہے ص ۲۲۱

(۲) چشمِ بد دور! خسروانہ شکوہ — لوحش اللہ! عارفانہ کلام ص ۱۳۷

چشمِ برپادوختہ: شرم ہے طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ — اضطرابِ چشمِ برپادوختہ غمّاز ہے ص ۸۲

چشمِ برچشم: چشم بر چشم پہنچے ہے بہ تماشا مجنوں — ہر دو سو خانۂ زنجیرِ نگہ کا بازار ص ۲

چشمِ بسمل: دیکھیے: (۱) سوادِ چشمِ بسمل۔ (۲) جمعیتِ چشمِ بسمل۔

چشمِ بلبل: ہجومِ مژدۂ دیدار و پروازِ تماشا ہا — گُلِ اقبالِ حسن ہے چشمِ بلبل آشیانے میں ص ۵۸

چشمِ بندِ خلق: چشم بندِ خلق غیر از نقشِ خود بینی نہیں — آئنہ ہے قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست ص ۳۳

چشمِ بہار: موجِ مے پر ہے براتِ نگرانِ اُمید — گُلِ نرگس سے کفِ جام پہ ہے چشمِ بہار ص ۳

چشمِ بے پروا نگاہاں: خموشی، خانہ زادِ چشمِ بے پروا نگاہاں ہے — غبارِ سرمہ، یاں گردِ سوادِ نرگستاں ہے ص ۸۰

چشمِ بیدار: دیکھیے: جامِ سیہ مستیِ چشمِ بیدار۔

چشمِ بیدار رکاب: ہے عرق افشاں مشی سے ادہمِ مشکینِ یار — وقتِ شب اختر گنے ہے چشمِ بیدار رکاب ص ۳۱

چشمِ بینا: ہنوز محرمیِ حُسن کو ترستا ہوں — کرے ہے ہر بُنِ مُو کام چشمِ بینا کا ص ۱۳۷

چشمِ بینش: سب کو اُس کا سواد ارزانی — چشمِ بینش ہو جس سے نورانی ص ۲۶۷

چشمِ تمیز آغوش: گردش میں لا تجلّیِ صد ساغرِ تسلّی — چشمِ تمیز آغوش مخمورِ ہر ادا ہے ص ۹۳

چشمِ تر: (۱) بہا ہے یاں تک اشکوں میں غبارِ کلفتِ خاطر — کہ چشمِ تر میں ہر یک پارۂ دل، پائے در گِل ہے ص ۷۷

(۲) ہے چشمِ تر میں حسرتِ دیدار سے نہاں — شوقِ عناں گسیختہ، دریا کہیں جسے ص ۲۱۸

(۳) ڈرے کیوں میرا قاتل، کیا رہے گا اُس کی گردن پر — وہ خوں جو چشمِ تر سے عمر بھر یوں دم بہ دم نکلے ص ۲۲۹

(۴) دنداں کا خیال چشمِ ترا کر ہر دانۂ اشک کو گُہر کر ص۴۴۸

(۵) دیکھیے: مژگانِ چشمِ تر۔

چشمِ تعزیت: دیکھیے: ناسورِ چشمِ تعزیت۔

چشمِ تماشا: دیکھیے: مردمِ چشمِ تماشا۔

چشمِ تماشائی: (۱) وحشیِ خوکردۂ نظارہ ہے حیرت، جسے حلقۂ زنجیر بجز چشمِ تماشائی نہیں ص۶۵

(۲) دیکھیے: کفِ چشمِ تماشائی۔

چشمِ تنگ: حسد سے دل اگر افسردہ ہے گرمِ تماشا ہو کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظارہ سے وا ہو ص۱۹۳

چشمِ پُرنم: بہ رہنِ ضبط ہے آئینہ بندیِ گوہر وگرنہ بحر میں ہر قطرہ چشمِ پُرنم ہے ص۱۰۲

بیٹھ رہتا، لے کے چشمِ پُرنم اُس کے روبرو کیوں کہا تو نے کہ کہہ دل کا غم اُس کے روبرو ص۲۸۹

چشمِ پرواز: چشمِ پرواز و نَفَس خفتہ، مگر ضعفِ اُمید شہ پرِ کاہ پئے مژدہ رسانی مانگے ص۸۷

چشمِ پری: (۱) گردشِ کاسۂ سُم چشمِ پری آئنہ دار [وصفِ دُلدُل میں] ص۵

(۲) وحشتِ دل سے پریشاں ہے چراغانِ خیال باندھوں ہوں آئنے پر چشمِ پری سے آئینہ ص۸

(۳) وحشت بہار نشہ و گُل ساغرِ شراب چشمِ پری شفق کدۂ راز ہے مجھے ص۹۷

(۴) دیکھیے: مردمِ چشمِ پری۔ (۵) دیکھیے: وحشتِ چشمِ پری۔

چشمِ جاں: غرض اس سے ہیں چارہ معصوم جن سے ہے چشمِ جاں کو بینائی ص۳۶۳

چشمِ جبریل: وہ شہنشاہ کہ جس کی پئے تعمیرِ سرا چشمِ جبریل ہوئی قالبِ خشتِ دیوار ص۳۲

چشمِ جنوں: دیکھیے: عینکِ چشمِ جنوں۔

چشمِ حاسد: دیکھیے: نگاہِ چشمِ حاسد۔

چشمِ حبیب: دیکھیے: شوخیِ چشمِ حبیب۔

چشمِ حسرت آلود چراغِ کشتہ: داغِ ربطِ ہم ہیں اہلِ باغ، گر گُل ہو شہید لالہ، چشمِ حسرت آلودِ چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

چشمِ حسود: دیکھیے______: (۱) تنگیِ چشمِ حسود۔ (۲) طالعِ چشمِ حسود۔

چشمِ حصولِ نفع: نہ رکھ چشمِ حصولِ نفع صحبت ہائے مسک سے / لبِ خشکِ صدف آبِ گہر سے تر نہیں ہوتا ص ۴۲۵

چشمِ حیا: دیکھیے: کار بہانہ جوئی چشمِ حیا۔

چشمِ حیا پرست: دیکھیے: قربانِ اوج ریزی چشمِ حیا پرست۔

چشمِ حیراں: ہنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں / کہ جوہر آئنے کا، ہر پلک ہے چشمِ حیراں کی ص ۷۶

چشمِ حیرت: دیکھیے: فرصتِ یک چشمِ حیرت۔

چشمِ خریدار: سرمۂ مفتِ نظر ہوں، مری قیمت یہ ہے / کہ رہے چشمِ خریدار پہ احساں میرا ص ۱۵۳

چشمِ خوباں: چشمِ خوباں خامشی میں بھی نوا پرداز ہے / سرمہ، تو کہوے کہ دودِ شعلۂ آواز ہے ص ۲۲۷

چشمِ خود: دیکھتے تھے ہم بہ چشمِ خود وہ طوفانِ بلا / آسمانِ سفلہ جس میں یک کفِ سیلاب تھا ص ۱۵

چشمِ خوں فشاں: باغ میں مجھ کو نہ لے جا، ورنہ میرے حال پر / ہر گلِ تر ایک چشمِ خوں فشاں ہو جائے گا ص ۱۵۱

چشمِ داغ: نہیں ہے ضبط، بجز مشاقگی ہائے غم آرائی / کہ میلِ سرمہ چشمِ داغ میں ہے آہِ خاموشاں ص ۴۴۹

چشمِ دام: دیکھیے ـــــــ: (۱) اشکِ چشمِ دام۔ (۲) گرفتارِ چشمِ دام۔ (۳)، (۴) مژگانِ چشمِ دام [دو بار]۔

چشمِ دریابار: وحشت افزا گریہ ہا موقوفِ فصلِ گل اسدؔ / چشمِ دریابار ہے میرِ آبِ سرکارِ چمن ص ۵۹

چشمِ دل: بے چشمِ دل نہ کر ہوسِ سیرِ لالہ زار / یعنی یہ ہر ورق ورقِ انتخاب ہے ص ۷۶

چشمِ رقیب: دیکھیے: کوریِ دل و چشمِ رقیب۔

چشمِ رکابِ یار: دیکھیے: سرمۂ چشمِ رکابِ یار۔

چشمِ روزن: ہم اور وہ بے سبب رنج، آشنا دشمن، کہ رکھتا ہے / شعاعِ مہر سے تہمت نگہ کی چشمِ روزن پر ص ۱۹۸

چشمِ زاغ: دیکھیے: مردمِ چشمِ زاغ۔

چشمِ زخم: دیکھیے: دفعِ چشمِ زخم۔

چشمِ زخمِ چرخ: عروجِ نا اُمیدی چشمِ زخمِ چرخ کیا جانے / بہارِ بے خزاں از آہ بے تاثیر ہے پیدا ص ۳۰

چشمِ زخمِ صافیِ عارض: دیکھیے: نیلِ چشمِ زخمِ صافیِ عارض۔

چشمِ زنجیر: قید میں بھی ہے اسیری، آزاد / چشمِ زنجیر کو وا باندھتے ہیں ص ۵۸

چشمِ زنداں: دیکھیے: پُشتِ چشمِ زنداں۔

چشمِ ساقی: نہ حیرت چشمِ ساقی کی، نہ صُحبت دَورِ ساغر کی — مری محفل میں غالبؔ! گردشِ افلاک باقی ہے — ص ۱۰۷

چشمِ سرمہ آلود: دیکھیے: بجیبِ اشکِ چشمِ سرمہ آلود۔

چشمِ سرمہ سا: دیکھیے: نگہِ چشمِ سرمہ سا۔

چشمِ سفید: اُگی اک پنبۂ روزن سے تھی چشمِ سفید آخر — حیا کو انتظارِ جلوہ ریزی کے کہیں پایا — ص ۴۲

چشمِ سوزن: (۱) تماشا کردنی ہے لطفِ زخمِ انتظار اے دل! — سواد داغِ مرہم مردمک ہے چشمِ سوزن میں — ص ۵۸

(۲) نہیں ہے زخم کوئی بخیے کے درخور مرے تن میں — ہوا ہے تارِ اشکِ یاس رشتہ چشمِ سوزن میں — ص ۱۸۰

چشمِ سیہ: (۱) ہے کسوتِ عروجِ تغافل کمالِ حُسن — چشمِ سیہ بہ مرگِ نگہ سوگوار تر — ص ۴۰

(۲) دیکھیے: مستیِ چشمِ سیہ۔

چشمِ شبنم: آئی یک عمر سے معذورِ تماشا نرگس — چشمِ شبنم میں نہ ٹوٹا مژۂ خار ہنوز — ص ۴۳

چشمِ شوخ: دیکھیے: سیہ مستیِ چشمِ شوخ۔

چشمِ شوخیِ قاتل: دیکھیے: پُشتِ چشمِ شوخیِ قاتل۔

چشمِ صد ناسور: بہ غفلت عطرِ گُل ہم آگہی مخمور ملتے ہیں — چراغانِ تماشا چشمِ صد ناسور ملتے ہیں — ص ۶۳

چشمِ صورت بیں: راجہ اندر کا جو اکھاڑا ہے — ہے وہ بالائے سطحِ چرخِ بریں

اُس اکھاڑے میں جو کہ ہے مظنون — یہاں وہ دیکھا بہ چشمِ صورت بیں — ص ۲۸۰

چشمِ صید: بے خود بہ لطفِ چشمکِ عبرت ہے چشمِ صید — یک داغِ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ کھینچ — ص ۳۶

چشمِ عبرت: دیکھیے: پردہ ہائے چشمِ عبرت۔

چشمِ غزال: ہوں بہ وحشت انتظار آوارۂ دشتِ خیال — اک سفیدی مارتی ہے دور سے چشمِ غزال — ص ۵۲

چشمِ غفلت نظرِ شبنمِ خور نادیدہ: کی ہے وا اہلِ جہاں نے بہ گلستانِ جہاں — چشمِ غفلت نظرِ شبنمِ خور نادیدہ — ص ۱۷

چشمِ فسوں گر: اُس چشمِ فسوں گر کا اگر پائے اشارہ — طوطی کی طرح آئنہ گفتار میں آوے — ص ۲۳۳

چشمِ قربانی: (۱) اے ادا فہماں اصدا ہے تنگیِ فرصت سے خوں — ہے بہ صحرائے تحیر چشمِ قربانی جرس — ص ۴۵

(۲) ضبطِ سوزِ دل ہے وجہِ حیرتِ اظہارِ حال — داغ ہے مُہرِ دہن جوں چشمِ قربانی مجھے — ص۸۶

(۳) نظر بہ غفلتِ اہلِ جہاں، ہوا ظاہر — کہ عیدِ خلق پہ حیراں ہے چشمِ قربانی — ص۹۶

(۴) رتبۂ تسلیمِ خلقت مشرباں عالی سمجھ — چشمِ قربانی گُلِ شاخِ ہلالِ عید ہے — ص۱۰۳

(۵) دیکھیے: حیرت سوادِ چشمِ قربانی۔ (۶) سوادِ چشمِ قربانی۔

چشمِ کبود: دیکھیے: پایمالِ غمزۂ چشمِ کبود۔

چشمِ کشادہ: ادب نے سونپی ہمیں سرمہ سائیِ حیرت — زبانِ بستہ و چشمِ کشادہ رکھتے ہیں — ص۳۳۸

چشمِ کم: (۱) دیکھیے مت چشمِ کم سے سوے ضبطِ افسردگاں — جوں صدف پُر دُر ہیں دنداں در جگر افشردگاں — ص۲۶

(۱) سرابِ تیغ ہیں پریشاں نگاہاں — اسدؔ کو گر از چشمِ کم دیکھتے ہیں — ص۳۳۸

چشمِ کشودہ: معزولیِ تپش ہوئی افراطِ انتظار — چشمِ کشودہ حلقۂ بیرونِ در ہے آج — ص۳۳

چشمِ گور: چمن، نامحرمِ آگاہیِ دیدارِ خوباں ہے — سحر گل ہاے نرگس چند چشمِ گور کھلتے ہیں — ص۹۳

چشمِ کوکب: مژدۂ دیدار سے رُسوائیِ اظہار دور — آج کی شب چشمِ کوکب تک پریدن منع ہے — ص۱۱۳

چشمِ گریاں: چشمِ گریاں بسملِ شوقِ بہار دید ہے — اشک ریزی: عرضِ بال افشانیِ اُمید ہے — ص۱۰۳

دیکھیے ______ : (۲) نظر بندِ چشمِ گریاں۔ (۳) صیدِ دامِ چشمِ گریاں۔ (۴) برقِ ابرِ چشمِ گریاں۔

چشمِ ما: چشمِ ما روشن، کہ اُس بیدرد کا دل شاد ہے — دیدۂ پُرخوں ہمارا ساغرِ سرشارِ دوست — ص۱۹۳

چشمِ مست: بزم مے وحشت کدہ ہے کس کی چشمِ مست کا؟ — شیشے میں نبضِ پری پنہاں ہے موجِ بادہ سے — ص۲۱۷

چشمِ مستِ ناز: مے کدہ گر چشمِ مستِ ناز سے پاوے شکست — موے شیشہ دیدۂ ساغر کی مژگانی کرے — ص۲۱۱

چشمِ مستِ یار: سیرِ ملکِ حُسن کر، مے خانہ ہا نذرِ خمار — چشمِ مستِ یار سے ہے گردنِ مینا پہ باج — ص۳۵

چشمِ ملانگ: ہاں اے نفسِ بادِ سحر؟ شعلہ فشاں ہو — اے دجلۂ خوں! چشمِ ملانگ سے رواں ہو — ص۲۸۳

چشمِ مور: آمدِ خط ہے، نہ کر خندۂ شیریں کہ مباد — چشمِ مور آئنۂ دل نگرانی مانگے — ص۴۸

چشمِ نرگس: چشمِ نرگس میں نمک بھرتی ہے شبنم سے بہار — فرصتِ نشوونما سازِ شکیبائی نہیں — ص۶۵

(۲) سبزہ و گل کو دیکھنے کے لیے — چشمِ نرگس کو دی ہے بینائی — ص۲۵۱

چشمِ نقشِ قدم: خاکِ صحرائے نجف: جوہرِ سیرِ عرفا / چشمِ نقشِ قدم: آئینۂ بختِ بیدار ص۱۳۲

چشم نمائی: دیکھیے: اک چشم نمائی۔

چشمِ نیساں: دیکھیے: پشتِ چشمِ نیساں۔

چشم واکشادہ: میں چشم وا کشادہ و گلشن نظر فریب / لیکن عبث کہ شبنمِ خرشید دیدہ ہوں ص۶۱

چشمِ واگردیدہ: تا کجا اے آگہی! رنگِ تماشا باختن / چشمِ واگردیدہ: آغوشِ وداعِ جلوہ ہے ص۲۱۵

چشم و چراغِ صحرا: نفسِ قیس کہ ہے چشم و چراغِ صحرا / گر نہیں شمعِ سیہ خانۂ لیلیٰ، نہ سہی ص۲۰۹

چشم و چراغِ محفلِ اغیار: بس کہ وہ چشم و چراغِ محفلِ اغیار ہے / چپکے چپکے جلتے ہیں جوں شمعِ خلوت خانہ ہم ص۵۳

چشم و دل: دیکھیے: قبلۂ چشم و دل۔

چشم و دلِ ساقی: دیدن ہمہ بالدین، کردن ہمہ افسردن / خوش تر ز گل و غنچہ چشم و دلِ ساقی ہے ص۱۱۳

چشمِ وزباں: (۱) ہوئی یہ بے خودی چشم وزباں کو تیرے جلوے سے / کہ طوطی قفلِ زنگ آلودہ ہے آئینہ خانے میں ص۵۸

(۲) دیکھیے: دل و چشم وزباں۔

چشم وگوش: دیکھیے: آشتیِ چشم وگوش۔

چشمِ وحشت: دیکھیے: نورِ چشمِ وحشت۔

چشم ہائے کشادہ: حلقے ہیں چشم ہائے کشادہ بہ سوئے دل / ہر تارِ زلف کو نگہِ سرمہ سا کہوں ص۱۷۸

چشمِ یار: (۱) تغافل مشربی سے ناتمامی بس کہ پیدا ہے / نگاہِ ناز چشمِ یار میں زُنّارِ مینا ہے ص۸۳

(۱) دیکھیے: سر شکِ چشمِ یار۔

چشمِ یعقوب: یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشمِ یعقوب / لالہ ہا داغ پراگندہ و گل ہا بے خار ص۳

چشمک[1]: کوچہ دیتا ہے پریشاں نظری پر صحرا / رمِ آہو کو ہے ہر ذرّے کی چشمک میں کمیں ص۸

چشمک آرائیِ صد شہر چراغاں: آتش افروزیِ یک شعلۂ ایما تجھ سے / چشمک آرائیِ صد شہر چراغاں مجھ سے ص۸۳

چشمکِ ذرّہ: دو جہاں طالبِ دیدار تھا یارب کہ ہنوز / چشمکِ ذرّہ سے ہے گرمِ نگہ کا بازار ص۴

---

[1] چشمک: آنکھ مار [مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔

چشمِ طوفاں زدہ: گریہ: سرشاریِ شوق بہ بیاباں زدہ ہے — قطرۂ خونِ جگر: چشمِ طوفاں زدہ ہے ص۱۰۹

چشمِ عبرت: دیکھیے: لطفِ چشمِ عبرت۔

چشمِ عوام: سمجھا اُسے گراب، ہوا پاش پاش دل — دربار میں جو مجھ پہ چلی چشمِ عوام ص۳۸۲

چشمِ نگہِ ناز: طاؤسِ خاک: حُسنِ نظر باز ہے مجھے — ہر ذرہ: چشمِ نگہِ ناز ہے مجھے ص۹۷

چشم ہائے لیلا: ذرہ ذرہ ساغرِ مے خانۂ نیرنگ ہے — گردشِ مجنوں بہ چشمک ہائے لیلا آشنا ص۱۳۹

چشمۂ[1] آبِ بقا: بہ حسرت گاہِ نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں — خضر کو چشمۂ آبِ بقا سے ترجبیں پایا ص۳۲

چشمۂ آئینہ: (۱) دیکھیے: آبِ چشمۂ آئینہ (۲) حبابِ چشمۂ آئینہ۔

چشمۂ انطباق: چشمۂ انطباق جاری ہے — ابتدائے ورق شماری ہے ص۲۶۸

چشمۂ حیواں: (۱) اسد! جو آب بخشیدن ز دریا، خضر کو کیا تھا؟ — ڈبوتا چشمۂ حیواں میں گر کشتی سکندر کی ص۷۷

(۲) ممکن ہے؟ کرے خضر سکندر سے ترا ذکر — گر لب کو نہ دے چشمۂ حیواں سے طہارت ص۱۲۷

چشمۂ بہ چرخ حباب: موجِ طوفانِ غضب: چشمۂ بہ چرخ حباب — ذوالفقارِ شہِ مرداں: خطِ قدرت آثار ص۵

چشمہ ہائے باغ: عکسِ گل ہائے سمن سے چشمہ ہائے باغ میں — فلسِ ماہی: آئنہ پردازِ داغِ ماہ ہے ص۹۲

چشیدہ[2]: (۱) خونابۂ ہلاہلِ حسرت چشیدہ۔ (۲) تلخیِ غمِ ہجراں چشیدہ۔

چغانہ[3]: دیکھیے: نوائے بربط و چنگ و چغانہ۔

چکر[4]: (۱) مہر کانپا، چرخ چکر کھا گیا — بادشہ کا رایت لشکر کھلا ص۱۳۰

(۲) مانعِ دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں — ایک چکر ہے، مرے پانو میں زنجیر نہیں ص۱۸۲

چکنی[5] ڈلی: ہے جو صاحب کے کفِ دست پہ یہ چکنی ڈلی — زیب دیتا ہے، اسے جس قدر اچھا کہیے ص۱۲۲

چکنی سپاری: بندہ پرور کے کفِ دست کو دل کیجے فرض — اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیے ص۱۲۲

---

[1] چشمہ : [illegible] بار [مرتب]۔
چشمہ ہا : ایک بار۔

[2] چشیدہ : دو بار [مرتب]۔

[3] چغانہ : ایک بار [مرتب]۔

[4] چکر : دو بار۔

[5] چکنی : دو بار [مرتب]۔

چکیدگی[1]: روتا ہوں بس کہ در ہوسِ آرمیدگی — جوں گوہر اشک کو ہے فراشِ چکیدگی ص ۴۵۳

چکیدن[2]: (۱) شرمِ آئینہ تراشِ جبہۂ طوفان ہے — آگ گردیدن روا، لیکن چکیدن منع ہے ص ۱۱۳

(۲) دیکھیے: اندازِ چکیدن۔

چکیدنِ عرق: سعیِ خرام: کاوشِ ایجادِ جلوہ ہے — جوشِ چکیدنِ عرق آئینہ کار تر ص ۴۱

چکیدن ہائے خوں: دیکھیے: اندازِ چکیدن ہائے خوں۔

چکیدہ: (۱) ہوں دردمند، جبر ہو یا اختیار ہو — گہ نالۂ کشیدہ، گہ اشکِ چکیدہ ہوں ص ۲۹۹

(۲) اشکِ چکیدہ، رنگِ پریدہ — ہر طرح ہوں میں از خود رمیدہ ص ۴۵۰

دیکھیے ـــــــ: (۳) تسبیحِ اشک ہائے ز مژگاں چکیدہ۔ (۴) عرق از خط چکیدہ۔ (۵) وا چکیدہ۔

چلن[3]: رسم ہے مُردے کی چھماہی ایک — خلق کا ہے اسی چلن پہ مدار ص ۳۲۶

چمک[4]: رُخِ روشن کی دمک، گوہرِ غلطاں کی چمک — کیوں نہ دکھلائے فروغِ مہ و اختر سہرا ص ۲۸۷

چمن[5]: (۱) دشتِ الفت چمن و آبلہ مہماں پرور — دلِ جبریل کفِ پا پہ مَلے رُخسار ص ۳

(۲) جس چمن میں ہو ترا جلوۂ محروم نواز — پرِ طاؤس کرے گرم نگہ کا بازار ص ۵

(۳) نظر ہے سوے کہستاں، نہیں غیرِ شیشہ ساماں — جو گدازِ دل ہو مطلب تو چمن سنگ جانی ص ۹

(۴) زبس آتش نے فصلِ رنگ میں رنگِ دگر پایا — چراغِ گل سے ڈھونڈھے ہے چمن میں شمعِ خار اپنا ص ۱۵

(۵) اس چمن میں ریشہ واری جس نے سر کھینچا اسدؔ! — تر زبانِ لطفِ عامِ ساقیِ کوثر ہوا ص ۲۰

(۶) دید حیرت کش و خرشید چراغانِ خیال — عرضِ شبنم سے چمن آئینہ تعمیر آیا ص ۲۷

(۷) کون آیا! جو چمن بیتابِ استقبال ہے — جنبشِ موجِ صبا ہے شوخیِ رفتارِ باغ ص ۴۸

(۸) بہرِ عرضِ حال، شبنم سے رقم ایجادِ گل — ظاہرا ہے اس چمن میں لالِ مادر زادِ گل ص ۵۲

---

[1] چکیدگی : ایک بار۔

[2] چکیدن : تین بار [مرکب: دو بار]۔

چکیدن ہا : ایک بار [مرکب]۔

چکیدہ : پانچ بار [مرکب]۔

[3] چلن : ایک بار۔

[4] چمک : ایک بار۔

[5] چمن : ستّر بار [مفرد: چھیالیس بار، مرکب: چوبیس بار]۔

(۹) چمن نامحرمِ آگاہیِ دیدارِ خوباں ہے　　سحر گل ہائے نرگس چند چشمِ کور ملتے ہیں　　ص ۹۳

(۱۰) بیکاریِ تسلیم بہ ہر رنگ چمن ہے　　گر خاک ہو، گلدستۂ صد نقشِ قدم باندھ　　ص ۷۱

(۱۱) چمن میں کس کی یہ برہم ہوئی ہے بزمِ تماشا؟　　کہ برگ برگ سمن شیشہ ریزۂ حلبی ہے　　ص ۷۵

(۱۲) نقشۂ مے بے چمن: دودِ چراغِ کشتہ ہے　　جام: داغِ شعلہ اندودِ چراغِ کشتہ ہے　　ص ۷۹

(۱۳) چمن میں کون ہے طرز آفرینِ شیوۂ عشق؟　　کہ گل ہے بلبلِ رنگین و بیضہ شبنم ہے　　ص ۱۰۳

(۱۴) چمن میں کچھ نہ چھوڑا تو نے غیر از بیضۂ قمری　　عدم میں بہرِ فرقِ سرو، مشتِ خاک باقی ہے　　ص ۱۰۷

(۱۵) ہے چار شنبہ آخرِ ماہِ صفر، چلو　　رکھ دیں چمن میں بھر کے مۓ مشک بو کی ناند　　ص ۱۲۸

(۱۶) محبت تھی چمن سے لیکن اب یہ بے دماغی ہے　　کہ موجِ بوۓ گل سے ناک میں آتا ہے دم میرا　　ص ۱۳۰

(۱۷) کھینچے گر مانیِ اندیشہ، چمن کی تصویر　　سبز مثلِ خطِ نوخیز ہو خطِ پرکار　　ص ۱۳۲

(۱۸) وہی اک بات ہے جو یہاں نفس، واں نکہتِ گل ہے　　چمن کا جلوہ باعث ہے مری رنگیں نوائی کا　　ص ۱۳۶

(۱۹) لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی　　چمن زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا　　ص ۱۳۸

(۲۰) دیکھ کر تجھ کو، چمن بس کہ نمو کرتا ہے　　خود بخود پہنچے ہے گل گوشۂ دستار کے پاس　　ص ۱۷۳

(۲۱) میں چمن میں کیا گیا، گویا دبستاں کھل گیا　　بلبلیں، سن کر مرے نالے، غزل خواں ہو گئیں　　ص ۱۹۲

(۲۲) حضورِ شاہ میں اہلِ سخن کی آزمائش ہے　　چمن میں خوش نوایانِ چمن کی آزمائش ہے　　ص ۴۴۴

(۲۳) بہار شوخ و چمن تنگ و رنگِ گل دل چسپ　　نسیم باغ سے پا در حنا نکلتی ہے　　ص ۴۵۲

[دو بار بہ طور ردیف ص ۱۸۱]:

(۲۴) برشکالِ گریۂ عاشق ہے، دیکھا چاہیے　　کھل گئی مانندِ گل، سو جا سے دیوارِ چمن

(۲۵) الفتِ گل سے غلط ہے دعویِ وارستگی　　سرو، ہے باوصفِ آزادی گرفتارِ چمن

[آٹھ بار بہ طور ردیف ص ۵۹]:

(۲۶)، (۲۷) صاف ہے از بس کہ عکسِ گل سے گلزارِ چمن　　جانشینِ جوہرِ آئینہ ہے خارِ چمن

(۲۸)، (۲۹) ہے نزاکت بس کہ فصلِ گل میں معمارِ چمن　　قالبِ گل میں ڈھلی ہے خشتِ دیوارِ چمن

(۳۰) تیری آرایش کا استقبال کرتی ہے بہار | جوہرِ آئینہ ہے یہاں نقشِ احضارِ چمن

(۳۱) بس کہ پائی یار کی رنگیں ادائی سے شکست | ہے کلاہِ نازِ گل بر طاقِ دیوارِ چمن

(۳۲) وقت ہے گر بلبلِ مسکیں زلیخائی کرے | یوسفِ گل جلوہ فرما ہے بہ بازارِ چمن

(۳۳) وحشت افزا گریہ ہا موقوفِ فصلِ گل اسدؔ! | چشمِ دریا بار ہے میرِ آبِ سرکارِ چمن

دیکھیے ______: (۳۴) تاراجِ چمن۔ (۳۵) تماشائے چمن۔ (۳۶) جوشِ چمن۔ (۳۷) خوش نوایانِ چمن۔ (۳۸) رشکِ چمن۔ (۳۹) رنگِ چمن۔ (۴۰) رودادِ چمن۔ (۴۱) سبزۂ چمن۔ (۴۲) سوئے چمن۔ (۴۳) سیرِ چمن۔ (۴۴) صدِ چمن۔ (۴۵) صد چمن۔ (۴۶) طراوتِ چمن۔ (۴۷) طربِ صد چمن۔ (۴۸) فیضِ چمن۔ (۴۸) گردشِ رنگِ چمن۔ (۴۹) مرغِ چمن۔ (۵۰) مصرعِ سروِ چمن۔ (۵۱) وجہِ سیہ مستیِ اربابِ چمن۔ (۵۲) ہوائے چمن۔ (۵۳) یک چمن۔

چمن آرائے نفس: نالہ خونیں ورق و دل گلِ مضمونِ شفق | چمن آرائے نفس وحشتِ تنہائی ہے ص ۱۰۳

چمن ایمائی: باغِ خاموشیِ دل سے سخنِ عشق اسدؔ! | نفسِ سوختہ رمزِ چمن ایمائی ہے ص ۱۰۳

چمن بالیدن: دیکھیے: سامانِ چمن بالیدن۔

چمن بالیدنی ہا: زمیں کو صفحۂ گلشن بنایا خوں چکانی نے | چمن بالیدنی ہا از رمِ نخچیر ہے پیدا ص ۳۰

چمن پیرا: دیکھیے: حیرتِ حُسنِ چمن پیرا۔

چمن تحریرِ دربِ شغلِ تنہائی: جنوں کر اے چمن تحریرِ دربِ شغلِ تنہائی! | نگاہِ شوق کو صحرا بھی دیوانِ غزالی ہے ص ۷۹

چمن ترازیِ داماں: دیکھیے: سازِ چمن ترازیِ داماں۔

چمن تسخیر: دیکھیے: پروازِ چمن تسخیر۔

(بہ) چمن تکیہ زدن ہا: دیکھیے: مجو بہ چمن تکیہ زدن ہا۔

چمن جلوہ: دیکھیے: ہوائے چمن جلوہ۔

چمن چمن گلِ آئینہ: چمن چمن گلِ آئینہ در کنار ہوس | اُمید محوِ تماشائے گلستاں تجھ سے ص ۱۱۲

چمن حسرتِ دیدار: دیکھیے: خموشیِ چمن حسرتِ دیدار۔

چمنِ خلد بریں: دیکھیے: خزانِ چمنِ خلد بریں۔

چمنِ دہر: چمنِ دہر میں ہوں سبزۂ بیگانہ اسدؔ! وائے اے بے خودی و تہمتِ آرامیدن! ص۳۵۰

چمن رویاں: دیکھیے: قدِ چمن رویاں۔

چمن زارِ تمنا: چمن زارِ تمنا ہو گیا صرفِ خزاں لیکن بہارِ نیم رنگِ آہِ حسرتناک باقی ہے ص۱۰۷

چمنِ زعفراں: ہنستے ہیں، دیکھ دیکھ کے سب ناتواں مجھے یہ رنگِ زرد، ہے چمنِ زعفراں مجھے ص۳۰۲

چمن سرمایۂ بالیدنِ صد رنگ: گرچہ ہے یک بیضۂ طاؤس آسا تنگ، دل ہے چمن سرمایۂ بالیدنِ صد رنگ، دل ص۵۳

چمن عارضاں: دیکھیے: بسمل ادائے چمن عارضاں۔

چمنِ فتنہ: وہ پردہ نشیں اور اسدؔ آئینۂ اظہار شہرتِ چمنِ فتنہ و عنقا ارمی ہے ص۱۰۶

چمنِ فکر: دیکھیے: دود افتادۂ چمنِ فکر۔

چمن مشرب: جوہرِ فکر: پرافشانیِ نیرنگِ خیال حُسن آئینۂ و آئینہ چمن مشرب تھا ص۲۲

چمن نُسی: دیکھیے: دعوئِ چمن نسی۔

چمنِ نشوونما: دیکھیے: فیضِ ہوائے چمنِ نشوونما۔

چمنستان[1]: دیکھیے: حسنِ چمنستان۔

چمنستانِ بقا: تمثال گدازِ آئنہ ہے عبرتِ بینش نظارہ تحیّر، چمنستانِ بقا ہے ص۳۶

چمنستانِ سخن: دیکھیے: فصلِ خزانِ چمنستانِ سخن۔

چنار[2]: (۱) چنار آسا عدم سے بادلِ پُرآتش آیا ہوں تہی آغوشیِ دستِ تمنا کا ہوں فریادی ص۳۵۱

(۲) دیکھیے: رونقِ دستِ چنار۔

چنگِ خمیدہ: تسلیم سے یہ نالۂ موزوں ہوا حصول اے بے خبر! میں نغمۂ چنگِ خمیدہ ہوں ص۹۱

چنگ[3] و چغانہ: دیکھیے: نوائے بربط و چنگ و چغانہ۔

چنگ و رباب: جاں کیوں نکلنے لگتی ہے تن سے دمِ سماع؟ گر وہ صدا سمائی ہے چنگ و رباب میں ص۱۸۹

---

[1] چمنستان: تین بار [مرتب]۔ [2] چنار: دو بار [مرتب: ایک بار]۔ [3] چنگ: سات بار [مرتب]۔

چوبیں[1]: دیکھیے: پاے چوبیں۔

چودہ[2]: (۱) سات اور سات ہوتے ہیں چودہ — ہے اُمید سعادت افزائی — ص۲۶۲

(۲) جب کہ چودہ منازلِ فلکی — کرچکے قطع تیری تیزیِ گام — ص۲۳۶

چور[3]: (۱) ہیں نام و نگیں کہیں گہ نقبِ شعور — ہے چور پڑا ہے خانۂ خاتم میں — ص۱۱۸

(۲) وہ زندہ ہم ہیں کہ ہیں روشناسِ خلق اے خضر! — نہ تم، کہ چور بنے عمرِ جاوداں کے لیے — ص۲۳۶

چوری[4]: نہ لٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا — رہا کھٹکا نہ چوری کا، دعا دیتا ہوں رہزن کو — ص۱۹۹

چوک[5]: چوک جس کو کہیں، وہ مقتل ہے — گھر، بنا ہے نمونہ زنداں کا — ص۲۶۰

چوگاں[6]: دیکھیے: گوے و چوگاں۔

چھاتی[7]: نامے کے ساتھ آگیا پیغامِ مرگ — رہ گیا خط میری چھاتی پر کھلا — ص۱۳۰

چہارم[8]: میری تنخواہ میں چہارم کا — ہوگیا ہے شریک ساہوکار — ص۱۳۶

چہرہ[9]: (۱) گل، چہرہ ہے کسو خفقانی مزاج کا — گھبرا رہی ہے بیمِ خزاں سے بہار، حیف! — ص۳۹

(۲) اک نوبہار ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ — چہرہ فروغِ مے سے گلستاں کیے ہوئے — ص۲۲۶

(۳) رخصتِ نالہ مجھے دے کہ مبادا ظالم! — تیرے چہرے سے ہو ظاہر غمِ پنہاں میرا — ص۱۵۳

(۴)،(۵) دیکھیے: پری چہرہ [دو بار]۔

چہرہ آراے تاج و مسند و تخت: کارفرماے دین و دولت و بخت — چہرہ آراے تاج و مسند و تخت — ص۳۱

چہرۂ قیصر: روشناسوں کی جہاں فہرست ہے — وہاں لکھا ہے چہرۂ قیصر کھلا — ص۳۹

چھری[10]: خنجر سے چیر سینہ، اگر دل نہ ہو دو نیم — دل میں چھری چبھو، مژہ گر خوں فشاں نہیں — ص۱۸۸

---

۱ چوبیں : ایک بار [مرکب]۔
۲ چودہ : دو بار۔
۳ چور : دو بار۔
۴ چوری : ایک بار۔
۵ چوک : ایک بار۔
۶ چوگاں : ایک بار [مرکب]۔
۷ چھاتی : ایک بار۔
۸ چہارم : ایک بار۔
۹ چہرہ : سات بار [مفرد: تین بار، مرکب: چار بار]۔
۱۰ چھری : ایک بار۔

چھڑیوں کے میلے: شہر میں چھڑیوں کے میلے کی ہے بھیڑ | آج عالم اور ہے بازار کا [قادرنامہ]

چھلّے[۱]: (۱) بنتے ہیں سونے، روپے کے چھلّے حضور میں | یہ جن کے آگے سیم و زر مہر و ماہ ماند ص ۱۲۸

(۲) کافی ہے نشانی ترا چھلّے کا نہ دینا | خالی مجھے دکھلا کے بہ وقتِ سفر انگشت ص ۱۶۳

چھماہی[۲]: (۱، ۲) رسم ہے مُردے کی چھماہی ایک | خلق کا ہے اسی چلن پہ مدار

مجھ کو دیکھو کہ ہوں بہ قیدِ حیات | اور چھماہی ہو سال میں دو بار ص ۱۳۶

چھُٹے[۳]: ہاں چھُٹے گھٹنے کی تو ہوتی فرصتِ عیش و طرب | شام سے آتے تو کیا اچھی گزرتی رات سب ص ۲۹۱

چھیڑ[۴]: (۱) ہم پر جفا سے ترکِ وفا کا گماں نہیں | اک چھیڑ ہے وگرنہ مراد امتحاں نہیں ص ۱۸۸

(۲) یار سے چھیڑ چلی جائے اسدؔ | گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی ص ۲۲۱

چیدان[۵]: دیکھیے: تمنائے چیدان۔

چیدنی: (۱) دیکھیے: دامنِ چیدنی۔

(۲) زہے شب زندہ دارِ انتظارستاں! کہ وحشت سے | مژہ، پیچک میں مہ کی سوزن آسا چیدنی جانے ص ۱۱۵

چیدہ: دیکھیے: دامِ چیدہ۔

چیز[۶]: (۱) وہ چیز جس کے لیے ہم کو ہو بہشت عزیز | سوائے بادۂ گل فامِ مشک بو، کیا ہے ص ۲۴۲

(۲) دیکھیے: اک چیز۔

چیزیں: یا خدا! غالبؔ عاصی کے خداوند کو دے | دو وہ چیزیں کہ طلبگار رہے جن کا عالم ص ۲۶۵

چیل[۷]: درم و دام اپنے پاس کہاں | چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں ص ۲۹۸

چین[۸]: لیتا، نہ اگر دل تمھیں دیتا، کوئی دم چین | کرتا، جو نہ مرتا، کوئی دن آہ و فغاں اور ص ۱۷۰

---

۱ چھلّے : دو بار۔

۲ چھماہی : دو بار۔

۳ چھُٹے : ایک بار۔

۴ چھیڑ : دو بار۔

۵ چیدان : ایک بار [مرتّب]۔

چیدنی : دو بار [مرتّب: ایک بار]۔

چیدہ : ایک بار [مرتّب]۔

۶ چیز : دو بار۔ چیزیں : ایک بار۔

۷ چیل : ایک بار۔

۸ چین : ایک بار۔

چین[1]: (۱) کفرسوز اُس کا وہ جلوہ ہے کہ جس سے ٹوٹے   رنگِ عاشق کی طرح رونقِ بت خانۂ چیں   ص ۱۳۲

(۲) بہ وقتِ کعبہ جوئی ہا جرس کرتا ہے ناقوسی   کہ صحرا فصلِ گل میں رشک ہے بت خانۂ چیں کا   ص ۲۹

(۳) جلوۂ برق سے ہوجائے نگہ عکس پذیر   اگر آئینہ بنے حیرتِ صورت گرِ چیں   ص ۹

(۴) شہر گویا نمونۂ گلزار   باغ گویا نگارخانۂ چیں   ص ۲۸۰

دیکھیے ـــــــ: (۵)، (۶) بادشہِ چیں۔ (۷)، (۸) خطِ چیں۔

چیں[2]: دیکھیے: یک دو چیں۔

چینِ پیشانی: (۱) یہ سرنوشت میں میری ہے اشک افشانی   کہ موجِ آب ہے ہر ایک چینِ پیشانی   ص ۹۶

(۲) تر جبیں رکھتی ہے شرمِ قطرہ سامانی مجھے   موجِ گردابِ حیا ہے چینِ پیشانی مجھے   ص ۸۶

(۳) دیکھیے: خار خارِ چینِ پیشانی۔

چینِ جبیں: (۱) تجھے ہم مفت دیویں یک جہاں چینِ جبیں لیکن   مبادا اے پیچ و تابِ طبع! نقشِ مدعا گم ہو   ص ۶۸

(۲) وہ مری چینِ جبیں سے غمِ پنہاں سمجھا   رازِ مکتوب بہ بے ربطیِ عنواں سمجھا   ص ۱۳۷

چینِ دامنِ خاشاک: عرضِ وحشت پہ ہے نازِ ناتوانی ہائے دل   شعلۂ بے پردہ چینِ دامنِ خاشاک ہے   ص ۱۰۷

چینی[3]: دیکھیے ـــــــ: (۱) موئے چینی۔ (۲) موئے چینیِ افلاک۔

چیونٹی[4]: مت رکھ اے انجام غافل! سازِ ہستی پر غرور   چیونٹی کے پَرِ سرو برگِ خود آرائی نہیں   ص ۶۵

---

[1] چین : آٹھ بار [مرتب]۔
[2] چیں : سات بار [مرتب]۔
[3] چینی : دو بار [مرتب]۔
[4] چیونٹی : ایک بار۔

ح

حاجات[1]: دیکھیے ــــــــ: (۱) قاضیِ حاجات۔ (۲) جنابِ قبلۂ حاجات۔ (۳) قبلۂ حاجات۔

حاجت[2]: (۱) جامِ جہاں نما ہے شہنشاہ کا ضمیر — سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے — ص۱۲۵

(۲) کون ہے جو نہیں ہے حاجت مند — کس کی حاجت روا کرے کوئی — ص۲۲۲

حاجتِ رفو: چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن — ہمارے جیب کو اب حاجتِ رفو کیا ہے — ص۲۲۱

حاجت مند: دیکھیے: حاجت (۲)۔

حاجی[3] کلّو: حاجی کلّو کو دے کے بے وجہ جواب — غالبؔ کا پکا دیا کلیجا تم نے — ص۲۱۳

حاذق[4]: دیکھیے: حکیمِ حاذق و دانا۔

حاسد[5]: دیکھیے: نگاہِ چشمِ حاسد۔

حاصل[6]: (۱) جہاں مٹ جائے سعیِ دید، خضرِ آبادِ آسائش — بہ جیبِ ہر نگہ پنہاں ہے حاصل رہ نمائی کا — ص۱۶

(۲) ہوس گستاخیِ آئینہ تکلیفِ نظر بازی — بہ جیبِ آرزو پنہاں ہے حاصل دل رُبائی کا — ص۱۹

(۳) وردِ اسمِ حق سے دیدارِ صنم حاصل ہوا — رشتۂ تسبیح تارِ جادۂ منزل ہوا — ص۲۹

(۴) بجائے دانہ، خرمن یک بیاباں بیضۂ قمری — مرا حاصل وہ نسخہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو — ص۶۷

۱۔ حاجات : تین بار [مرکب]۔

۲۔ حاجت : چار بار [مرکب: دو بار]۔

۳۔ حاجی : ایک بار۔

۴۔ حاذق : ایک بار [مرکب]۔

۵۔ حاسد : ایک بار [مرکب]۔

۶۔ حاصل : پینتیس بار [مفرد: بائیس بار، مرکب: تیرہ بار]۔

حاصل ہا : ایک بار [مرکب]۔

(۵) تا مخلص جامۂ شگرفی ارزانی اسدؔ! — شاعری جز ساز درویشی نہیں، حاصل نہ پوچھ — ص ۴۷

(۶) ساز ایمائے فنا ہے عالمِ پیری اسدؔ! — قامتِ خم سے ہے حاصل شوخیِ ابرو مجھے — ۷۸

(۷) کیا ہے ترکِ دنیا کاہلی سے — ہمیں حاصل نہیں بے حاصلی سے — ص ۹۱

(۸) نگاہِ عبرت افسوں گاہ برق دگاہ مشعل ہے — ہوا ہر خلوت و جلوت سے حاصل ذوقِ تنہائی — ص ۹۲

(۹) نہیں ہے مزرعِ اُلفت میں حاصل غیر پامالی — نظر دانہ، سرشکِ بر زمیں اُفتادہ آتا ہے — ص ۹۸

(۱۰) یقیں ہے، آدمی کو دستگاہِ فقر حاصل ہو — دمِ تیغِ توکل سے اگر پائے سبب کاٹے — ص ۹۸

(۱۱) کچھ نہیں حاصل تعلق میں بغیر از کشمکش — اے خوشا رندے! کہ مرغِ گلشنِ تجرید ہے — ص ۱۰۳

(۱۲) مجز خاک بہ سر کردنِ بے فائدہ، حاصل — ہر چند بہ میدانِ ہوس تاختنی ہے — ص ۱۱۱

(۱۳) وھاں کے خاشاک سے حاصل ہو جسے یک پر کاہ — وہ رہے مروحۂ بالِ پری سے بیزار — ص ۱۳۳

(۱۴) سراپا رہنِ عشق و ناگزیرِ اُلفتِ ہستی — عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا — ص ۱۳۸

(۱۵) دل سے ہوائے کشتِ وفا مٹ گئی کہ وھاں — حاصل سوائے حسرتِ حاصل نہیں رہا — ص ۱۵۳

(۱۶) ہنگامۂ زبونیِ ہمت ہے انفعال — حاصل نہ کیجے دہر سے عبرت ہی کیوں نہ ہو — ص ۱۹۳

(۱۷) حاصل ہاتھ دھو بیٹھ اے آرزو خرامی! — دل، جوشِ گریہ میں ہے ڈوبی ہوئی اسامی — ص ۲۰۳

(۱۸) ہجومِ غم سے یھاں تک سرنگونی مجھ کو حاصل ہے — کہ تارِ دامن و تارِ نظر میں فرق مشکل ہے — ص ۲۰۸

(۱۹) شعر کے پڑھنے میں کچھ حاصل نہیں — مانا لیکن ہمارا دل نہیں — [قا، ۱۰۳]

(۲۰) سات اقلیم کا حاصل جو فراہم کیجے — تو وہ لشکر کا ترے نعل بہا ہوتا ہے — ص ۲۲۱

(۲۱) بچارہ اے دلِ وابستہ! بیتابی سے کیا حاصل — مگر پھر تابِ زلفِ پُرشکن کی آزمائش ہے؟ — ص ۲۲۵

(۲۲) فغان و آہ سے حاصل بجز دردِ سرِ یاراں — خوشا اے غفلت اندیشاں! نفس دزدیدنِ مردن — ص ۲۲۹

دیکھیے ـــــ: (۲۳) حسرتِ حاصل۔ (۲۴) خزاں حاصل۔ (۲۵) عبث حاصل۔ (۲۶) سعیِ بے حاصل۔

حاصلِ اُلفت: حاصلِ اُلفت نہ دیکھا جز شکستِ آرزو — دل بہ دل پیوستہ گویا یک لبِ افسوس تھا — ص ۱۵۴

حاصلِ اندیشہ: نالہ ہا حاصلِ اندیشہ کہ جوں کشتِ سپند — دل ناسوختہ آتش کدۂ صد تب تھا — ص ۴۴

حاصلِ تحریر: ہے یہ القصہ حاصلِ تحریر — کہ نہ ارسالِ زر میں ہو تاخیر — ص۲۶۸

حاصلِ تکلیفِ دمیدن: اے بے ثمراں! حاصلِ تکلیفِ دمیدن — گردن بہ تماشائے گُلِ افراختنی ہے — ص۱۱۱

حاصلِ دل بستگی: حاصلِ دل بستگی ہے عمرِ کوتہ اور بس — وقفِ عرضِ عقدہ ہائے مشکل تارِ نفس — ص۳۵
بہ نالہ حاصلِ دل بستگی فراہم کر — متاعِ خانۂ زنجیر جز صدا معلوم! — ص۱۷۷

حاصلِ روئے عرق آگیں: نصیبِ آستیں ہے حاصلِ روئے عرق آگیں — ٹپکتے ہے کہکشاں خرمن سے مہ کے خوشہ پرویں کا — ص۲۸

حاصلِ صیاد: ہوا نہ مجھ سے بجز درد حاصلِ صیاد — بسانِ اشک گرفتارِ چشم دام رہا — ص۳۰

حاصلِ گردش: شکستِ گوشہ گیراں ہے فلک کو حاصلِ گردش — صدف سے آسیائے آب میں ہے دانہ گوہر کا — ص۳۳۲

حاصل ہا: دیکھیے: برق حاصل ہا۔

حاضر[1]: سہل تھا مُسہل ولے یہ سخت مشکل آپڑی — مجھ پہ کیا گزرے گی! اتنے روز حاضر بن ہوئے — ص۱۲۹

حافظ[2]: قول حافظؔ کا ہے بجا مرے دوست! — "ہرکرا پنج روزہ نوبتِ اوست" — ص۲۶۷

حافظ جی[3]: کیا کبھی کھائیے حافظ جی کی مار؟ — آج چھٹتے آپ کو کھیل کھیل نہیں — [قادرنامہ]

حاکم[4]: بلند رتبہ وہ حاکم، وہ سرفراز امیر — ص۲۷۷

حاکمِ عادل: گرگانویں کی ہے جتنی رعیت وہ یکقلم — عاشق ہے اپنے حاکمِ عادل کے نام کی — ص۲۶۳

حال[5]:
(۱) نہ پوچھ حال شب و روزِ ہجر کا غالبؔ! — خیالِ زلف و رُخِ دوست صبح و شام رہا — ص۳۰
(۲) بادشاہی کا جہاں یہ حال ہو غالبؔ تو پھر — کیوں نہ دلّی میں ہر اک ناچیز نوابی کرے — ص۱۰۱
(۳) باغ میں مجھ کو نہ لے جا، ورنہ میرے حال پر — ہر گلِ تر ایک چشمِ خوں فشاں ہوجائے گا — ص۱۵۱
(۴) موجِ سرابِ دشتِ وفا کا نہ پوچھ حال — ہر ذرہ مثلِ جوہرِ تیغ آبدار تھا — ص۱۵۳
(۵) کیا رہوں غربت میں خوش، جب ہو حوادث کا یہ حال — نامہ لاتا ہے وطن سے نامہ بر اکثر کھلا — ص۱۶۱

۱۔ حاضر : ایک بار۔
۲۔ حافظؔ : ایک بار۔
۳۔ حافظ جی : ایک بار۔
۴۔ حاکم : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
۵۔ حال : اڑتیس بار [مفرد: چودہ بار، مرکب: چوبیس بار]۔

(۶) غالبؔ! نہ کر حضور میں تو بار بار عرض — ظاہر ہے تیرا حال سب اُن پر، کہے بغیر — ص۲۶۹

(۷) خوش حال اُس حریفِ سیہ مست کا کہ جو — رکھتا ہو مثلِ سایۂ گل سر بہ پائے گل — ص۱۷۶

(۸) ایسا آساں نہیں لہو رونا — دل میں طاقت، جگر میں حال کہاں — ص۱۸۴

(۹) گزری نہ بہ ہر حال یہ مدت خوش و ناخوش — کرنا تھا جواں مرگ! گزارا کوئی دن اَور — ص۱۷۱

(۹) اُن کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق — وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے — ص۲۳۹

(۱۰) کہوں جو حال تو کہتے ہو: مدعا کہیے — تمھیں کہو کہ جو تم یوں کہو تو کیا کہیے — ص۲۴۷

(۱۱) مت پوچھ کہ کیا حال ہے میرا ترے پیچھے — تو دیکھ کہ کیا رنگ ہے تیرا مرے آگے — ص۲۴۸

(۱۲) آتش بازی ہے جیسے شغلِ اطفال — ہے سوزِ جگر کا بھی اِسی طور کا حال — ص۲۵۳

(۱۳) میں نے جنا کا کچھ نہ لکھا حال — ص۲۹۷

(۱۴) شبِ فراق میں یہ حال ہے اذیت کا — کہ سانپ فرش ہے اور سانپ کا ہے مَن، بکیہ — ص۳۰۳

(۱۵) اور تو رکھنے کو ہم دہر میں کیا رکھتے تھے — فقط اک شعر میں انداز رسا رکھتے تھے

اُس کا یہ حال کہ کوئی نہ ادا سنج ملا — آپ لکھتے تھے ہم اور آپ اُٹھا رکھتے تھے — ص۳۰۵

دیکھیے ـــــ: (۱۶) آئینۂ نشانِ حال۔ (۱۷) اخفائے حال۔ (۱۸) پُرسشِ حال۔ (۱۹) تیرگیِ حال۔ (۲۰) حسبِ حال۔ (۲۱) ساغرکشِ حال۔ (۲۲) شکستۂ حال۔ (۲۳) صلائے عرضِ حال۔ (۲۴) غالبِ شوریدہ حال۔ (۲۵) ضبطِ حال۔ (۲۶)، (۲۷) عرضِ حال [دوبار]۔ (۲۸) کیفیتِ حال۔ (۲۹) وجہِ حیرتِ اظہارِ حال۔

حالِ دل: (۱) اسدؔ! جاں نذرِ الطافے کہ ہنگامِ ہم آغوشی — زبانِ ہر سرِ مو حالِ دل پرسیدنی جانے — ص۱۱۵

(۲) حالِ دل نہیں معلوم لیکن اس قدر، یعنی — ہم نے بارہا ڈھونڈھا، تم نے بارہا پایا — ص۱۴۳

(۳) بے نیازی حد سے گزری، بندہ پرور! کب تلک — ہم کہیں گے حالِ دل اور آپ فرماویں گے: کیا؟ — ص۱۵۵

(۴) آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی — اب کسی بات پر نہیں آتی — ص۲۳۷

حالِ دلی و انور: دیکھیے: جویائے حالِ دلی و انور۔

حالِ شہیدانِ گزشتہ: معلوم ہوا حالِ شہیدانِ گزشتہ — تیغِ ستم آئینۂ تصویر نما ہے — ص۲۱۹

حالِ عندلیب: دیکھیے: حسبِ حالِ عندلیب۔

حالِ گریۂ چشم: دیکھیے: تحریرِ حالِ گریۂ چشم۔

حالِ وفا:	وائے! محرومیِ تسلیم و بدا! حالِ وفا	جانتا ہے کہ ہمیں طاقتِ فریاد نہیں	ص۱۸۶
حالت[1]:	(۱) شوق کو یہ لت کہ ہردم نالہ کھینچے جایئے	دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہے	ص۲۲۱
	(۲) کہوں کیا دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں غالبؔ!	کہ بیتابی سے، ہر یک تارِ بستر خارِ بستر ہے	ص۲۱۳
	(۳) دیکھنا حالت مرے دل کی ہم آغوشی کے وقت	ہے نگاہِ آشنا تیرا سرِ ہر مو مجھے	ص۲۰۹
	(۴) نیک ہوتی مری حالت تو نہ دیتا تکلیف	جمع ہوتی مری خاطر تو نہ کرتا تعجیل	ص۱۲۳
حامل[2]:	صدا ہے کوہ میں حشر آفریں اے غفلت اندیشاں!	پئے سنجیدنِ یاراں ہو حاملِ خوابِ سنگیں کا	ص۲۸
حاملِ رازِ نہانِ عشق:	دیوانگاں ہیں حاملِ رازِ نہانِ عشق	اے بے تمیز! گنج کو ویرانہ چاہیے	ص۸۲
حاملِ صد غلبۂ تاثیر:	جانِ عاشق حاملِ صد غلبۂ تاثیر ہے	دل کو اے بیداد خو! تعلیمِ خارائی عبث	ص۳۲
حاملِ طومارِ انتظار:	پیچیدگی ہے حاملِ طومارِ انتظار	پائے نظر بہ دامنِ شوقِ دو دیدہ کھینچ	ص۳۶
حائل[3]:	(۱) ہوا ہے مانعِ عاشق نوازی نازِ خود بینی	تکلف برطرف، آئینۂ تمیز حائل ہے	ص۷۶
	(۲) وا کر دیے ہیں شوق نے بندِ نقابِ حُسن	غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا	ص۱۵۳

حائل ہا: دیکھیے: جلوہ حائل ہا۔

حُبِّ[4] شبنم:	جُنبشِ ہر برگ سے ہے گُل کے لب کو اختلاج	حُبِّ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج	ص۳۵

حُبُّ[5] الوطن: دیکھیے: رشتۂ حبُّ الوطن۔

حباب[6]:	(۱) محیطِ دہر میں بالیدن: از ہستی گزشتن ہے	کہ یہاں ہر یک حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے	ص۹۸
	(۲) عیاں کیفیتِ مے خانہ ہے جوشِ گلستاں میں	کرے عکسِ شفق ہے اور ساغر ہے حباب اُس کا	ص۴۴۷

دیکھیے ــــــــ: (۳) چشمۂ یکہ چرخ حباب۔ (۴) دوشِ حباب۔ (۵) سرشاریِ اندازِ حباب۔ (۶) قطرہ و

۱۔ حالت : چار بار۔ ۴۔ حُبّ : ایک بار [مرکب]۔

۲ حامل : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔ ۵۔ حُبّ : ایک بار [مرکب]۔

۳۔ حائل : دو بار۔ حائل ہا : ایک بار [مرکب]۔ ۶۔ حباب : گیارہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: نو بار]۔

موج و حباب۔ (۷) شکلِ حباب۔

حبابِ بحر:	نہیں گرداب، بجز سرگشتگی ہائے طلب ہرگز	حبابِ بحر کے ہے آبلوں میں خارِ ماہی کا	ص۲۶
حبابِ چشمۂ آئینہ:	کرے گر حیرتِ نظارہ طوفاں نکتہ گوئی کا	حبابِ چشمۂ آئینہ ہووے بیضہ طوطی کا	ص۲۶
حبابِ موجۂ رفتار:	نہ ہوگا یک بیاباں ماندگی سے ذوق کم میرا	حبابِ موجۂ رفتار ہے نقشِ قدم میرا	ص۱۳۶
حبابِ مے:	تنک ظرفوں کا رتبہ جہد سے برتر نہیں ہوتا	حبابِ مے بہ صد بالیدنی ساغر نہیں ہوتا	ص۲۲۵
حبذا[1]:	(۱) مرحبا! اے سرورِ خاصِ خواص!	حبذا! اے نشاطِ عامِ عوام!	ص۳۵
	(۲) حبذا! باغِ ہمایونِ تقدس آثار	کہ جہاں چرنے کو آتے ہیں غزالانِ حرم	ص۲۶۵
	(۳) مرحبا! طرزِ نغز گفتاری	حبذا! رسم و راہِ نگاری	ص۲۶۷

حبیب[2]: دیکھیے: شوخیٔ چشمِ حبیب۔

حج[3]:	غالب! گر اس سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں	حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی	ص۲۳۳
حجاب[4]:	(۱) محرم نہیں ہے تو ہی نواہائے راز کا	یہاں ورنہ جو حجاب ہے، پردہ ہے ساز کا	ص۱۵۵
	(۲) شرم اک ادائے ناز ہے، اپنے ہی سے سہی	ہیں کتنے بے حجاب کہ یوں ہیں حجاب میں	ص۱۸۹

دیکھیے ـــــــ: (۳) سامانِ حجاب۔ (۴) مقامِ ترکِ حجاب۔

حجابِ پاسِ وضع:	وہاں وہ غرورِ عز و ناز، یہاں یہ حجابِ پاسِ وضع	راہ میں ہم ملیں کہاں، بزم میں وہ بلائے کیوں	ص۱۹۳
حجابِ جلوہ:	حیرت: حجابِ جلوہ و وحشت: غبارِ چشم	پائے نظر بہ دامنِ صحرا نہ کھینچیے	ص۱۰۶
حجابِ نشۂ محفل:	بزم ہے یک پنبۂ مینا گداز ربط سے	عیش کر غافل! حجابِ نشۂ محفل نہ پوچھ	ص۴۲
حجاج[5]:	وہ نہیں ہم کہ چلے جائیں حرم کو اے شیخ!	ساتھ حجاج کے اکثر کئی منزل آئے	ص۳۱۲
حجت[6]:	ہوں ظہورِ حق کے مقابل میں خفائی غالب!	میرے دعوے پہ یہ حجت ہے کہ مشہور نہیں	ص۱۸۶
حجر الاسود و دیوارِ حرم[7]:	حجر الاسود دیوارِ حرم کیجے فرض	نافہ آہوئے بیابانِ ختن کا کہیے [بچشمِ دل کے لیے]	ص۱۴۲

۱۔ حبذا : تین بار۔
۲۔ حبیب : ایک بار [مرکب]۔
۳۔ حج : ایک بار۔ ۴۔ حجاب : سات بار۔
۵۔ حجاج : ایک بار۔
۶۔ حجت : ایک بار۔
۷۔ حجر الاسود : ایک بار [مرکب]۔

حجرہ[1]: ہنوز اک پرتوِ نقشِ خیالِ یار باقی ہے | دلِ افسردہ گویا حجرہ ہے یوسف کے زنداں کا ص۱۵۷

حد[2]: (۱) بے نیازی حد سے گزری بندہ پرور کب تلک | ہم کہیں گے حالِ دل اور آپ فرماویں گے: کیا؟ ص۱۵۵

(۲) حد چاہیے سزا میں عقوبت کے واسطے | آخر گناہگار ہوں، کافر نہیں ہوں میں ص۱۹۰

(۳) عشرتِ قطرہ ہے، دریا میں فنا ہو جانا | درد کا حد سے گزرنا، ہے دوا ہو جانا ص۱۵۶

حدِ اقلیمِ تمنائے پری: حیرت حدِ اقلیمِ تمنائے پری ہے | آئینے پہ آئینِ گلستانِ ارم باندھ ص۱۷

حد موافق: رگِ گل جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے | ملیں گے منزلِ اُلفت میں ہم اور عندلیب آخر ص۴۱

حدِ وسع: لاکھ عقدے دل میں تھے لیکن ہر ایک | میری حدِّ وسع سے باہر کھلا ص۳۹

حدیثِ زلفِ عنبر باردوست[3]: جب کہ میں کرتا ہوں اپنا شکوۂ ضعفِ دماغ | سر کرے ہے وہ حدیثِ زلفِ عنبر باردوست ص۱۹۳

حدیقۂ[4] اسلام: دیکھیے: نوبہار حدیقۂ اسلام۔

حذر[5]: (۱) تم اپنے شکوے کی باتیں نہ کھود کھود کے پوچھو | حذر کرو مرے دل سے کہ اس میں آگ دبی ہے ص۲۰۵

(۲) صحبتِ رنداں سے واجب ہے حذر | جائے مے اپنے کو کھینچا چاہیے ص۲۲۲

حرارت[6]: نہیں ریزشِ عرق کی، اب اسے ذوبانِ اعضا ہے | تبِ خجلت نے یہ نبضِ رگِ گل میں حرارت کی ص۹۷

(۲) ڈھونڈھے نہ ملے موجۂ دریا میں روانی | باقی نہ رہے آتشِ سوزاں میں حرارت ص۱۲۷

حرام[7]: (۱) یہاں آب و دانہ موسمِ گل میں حرام ہے | زنّار واگسستہ ہے موجِ صبا مجھے ص۷۶

(۲) مے ہی پھر کیوں نہ میں پیے جاؤں | غم سے جب ہوگئی ہو زیست حرام ص۱۳۷

(۳) کلفتِ افسردگی کو عیشِ بیتابی حرام | ورنہ دنداں در دلِ افشردن بنائے خندہ ہے ص۲۱۵

حرزِ بازوے شگرفانِ خود آرا[8]: مُہرِ مکتوبِ عزیزانِ گرامی لکھیے | حرزِ بازوے شگرفانِ خود آرا کہیے ص۲۲۲ [پیش ذیل]

حرزِ پرِ طوطی: خطِ نوخیز: نیلِ چشمِ زخمِ صافیِ عارض | لیا آئینے نے حرزِ پرِ طوطی بہ چنگ آخر ص۴۰

۱۔ حجرہ : ایک بار۔
۲۔ حد : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکب: تین بار]۔
۳۔ حدیث : ایک بار [مرکب]۔
۴۔ حدیقہ : ایک بار [مرکب]۔
۵۔ حذر : دو بار۔
۶۔ حرارت : دو بار۔
۷۔ حرام : تین بار۔
۸۔ حرز : تین بار [مرکب]۔

حرزِ فسونِ دانائی: نہیں ہے حوصلہ پامردِ کثرتِ تکلیف — جنوں ساختہ: حرزِ فسونِ دانائی ص۴۵۳

حرصِ[1] قاتل: فزوں کی دوستوں نے حرصِ قاتل ذوقِ کشتن میں — ہوئے ہیں بخیہ ہائے زخم جوہر تیغِ دشمن میں ص۵۸

حرف[2] [۱]: از خود گزشتگی میں خموشی پہ حرف ہے — موجِ غبارِ سرمہ ہوئی ہے صدا مجھے ص۷۶

حرف[3] [۲]: (۱) بہ فراقِ رفتہ یاراں خط و حرف مو پریشاں — دلِ غافل از حقیقت ہمہ ذوقِ قصہ خوانی ص۹

(۲) دے دعا کو مری وہ مرتبۂ حُسنِ قبول — کہ اجابت کہے ہر حرف پہ سو بار آمیں ص۳۵

(۳) لکھتا ہوں اسدؔ سوزشِ دل سے سخنِ گرم — تا رکھ نہ سکے کوئی مرے حرف پر انگشت ص۱۲۳

حرفِ حق: دیکھیے: بقدرِ عدو حرفِ حق۔

حرفِ مکرر: یارب! زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لیے؟ — لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرر نہیں ہوں میں ص۱۹۰

حرفِ وفا: ایک جا حرفِ وفا لکھا تھا سو بھی مٹ گیا — ظاہرا، کاغذ ترے خط کا غلط بردار ہے ص۲۱۲

حرکت[4] [۱]: ہے کائنات کو حرکت تیرے ذوق سے — پرتو سے آفتاب کے ذرّے میں جان ہے ص۲۰۳

حرکت [۲]: رُقعے کا جواب کیوں نہ بھیجا تم نے — ثاقبؔ! حرکت یہ کی ہے بیجا تم نے ص۳۱۳

حرم[5]: (۱) بت خانے میں اسدؔ بھی بندہ تھا گاہ گاہ — حضرت چلے حرم کو، اب آپ کا خدا ہے ص۹۳

(۲) دیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں — بیٹھے ہیں رہگزر پہ ہم غیر ہمیں اٹھائے کیوں ص۱۹۳

(۳) وہ نہیں ہم کہ چلے جائیں حرم کو اے شیخ! — ساتھ حجاج کے اکثر کئی منزل آئے ص۳۱۲

دیکھیے ـــــ: (۴) تہ بالِ حرم۔ (۵) حجر الاسود دیوارِ حرم۔ (۶) راہِ صحرائے حرم۔ (۷) دیر و حرم۔ (۸)، (۹) طوفِ حرم [دو بار]۔ (۱۰) غزالانِ حرم۔ (۱۱) گردِ صحرائے حرم۔

حریرِ[6] سنگ: مرگِ شیریں ہوگئی تھی کوہکن کی فکر میں — تھا حریرِ سنگ سے قطعِ کفن کی فکر میں ص۲۲

حریرِ شرر بافِ سنگ: ہمیں حریرِ شرر بافِ سنگ خلعت ہے — یہ ایک پیرہن زرنگار رکھتے ہیں ص۴۳

حریص[7]: دیکھیے: شوقِ دلِ حریص۔

۱۔ حرص : ایک بار [مرکب]۔
۲۔ حرف [۱] : ایک بار۔
۳۔ حرف [۲]: چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔
۴۔ حرکت : دو بار۔
۵۔ حرم : گیارہ بار [مفرد: تین بار، مرکب آٹھ بار]۔
۶۔ حریر : دو بار [مرکب]۔ ۷۔ حریص : دو بار [مرکب]۔

حریصِ لذّتِ آزار: واحسرتا! کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ — ہم کو حریصِ لذّتِ آزار دیکھ کر — ص١٦٩

حریف[1]: نظارہ کیا حریف ہو اُس برقِ حُسن کا — جوشِ بہار جلوے کو جس کے نقاب ہے — ص٢٠٦

حریفِ جوششِ دریا: حریفِ جوششِ دریا نہیں خودداریِ ساحل — جہاں ساقی ہو تو، باطل ہے دعویٰ ہوشیاری کا — ص١٣٨

حریفِ دمِ افعی: سبزۂ خط سے ترا کاکلِ سرکش نہ دبا — یہ زمرد بھی حریفِ دمِ افعی نہ ہوا — ص١٣٣

حریفِ دمِ عیسیٰ: مرگیا صدمۂ یک جُنبشِ لب سے غالبؔ — ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسیٰ نہ ہوا — ص١٣٣

حریفِ رازِ محبت: نہ کہ، کسی سے کہ غالبؔ! نہیں زمانے میں — حریفِ رازِ محبت، مگر در و دیوار — ص١٦٧

حریفِ تختیِ خوابِ گراں: بجز عجز کیا کروں بہ تمنائے بے خودی؟ — طاقت حریفِ تختیِ خوابِ گراں نہیں — ص٥٧

حریفِ سیہ مست: خوش حال اُس حریفِ سیہ مست کا کہ جو — رکھتا ہو مثلِ سایۂ گل سر بہ پائے گل — ص١٨٦

حریفِ شیر کمیں: بزم گہ میں: امیرِ شاہ نشاں — رزم گہ میں: حریفِ شیر کمیں — ص٢٨٠

حریفِ عرضِ سوزِ دل: حریفِ عرضِ سوزِ دل نہیں ہے — زباں ہرچند ہوجاوے زبانہ — ص٣٥١

حریفِ مطلبِ مشکل: حریفِ مطلبِ مشکل نہیں فسونِ نیاز — دعا قبول ہو یارب کہ عمرِ خضر دراز! — ص١٧١

حریفِ منتِ دستار: اے سرِ شوریدہ! ذوقِ عشق و پاسِ آبرو! — جوشِ سودا کب حریفِ منتِ دستار ہے؟ — ص٨٣

حریفِ مَیِ مردافگنِ عشق: کون ہوتا ہے حریفِ مَیِ مرد افگنِ عشق — ہے مکرر لبِ ساقی میں صلا میرے بعد — ص١٢٦

حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر: وھاں سیاہیِ مردمک ہے اور یھاں داغِ شراب — مہ حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر نہیں — ص٢٦

حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق: حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق جب آؤں — کہ مثلِ غنچہ سازِ یک گلستاں دل مہیا ہو — ص٦٧

حریفاں: دیکھیے: (١)، (٢) پنبۂ گوشِ حریفاں [دوبار]۔ (٣) عیشِ بسمل کدۂ حریفاں۔

حریفانہ: عجز و نیاز سے تو نہ آیا وہ راہ پر — دامن کو اُس کے آج حریفانہ کھینچیے — ص١٠٥

حزیں[2]: دیکھیے: (١) اثرِ نالۂ دل ہائے حزیں۔ (٢) دردِ اثرِ بانگِ حزیں۔ (٣) فریادِ دل ہائے حزیں۔ (٤) نزارِ وحزیں۔

---

[1] حریف : چودہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تیرہ بار]۔
حریفاں : تین بار [تین بار]۔
حریفانہ : ایک بار۔
[2] حزیں : چار بار [مرکب]۔

حساب:[1] (۱) ایک ایک قطرے کا مجھے دینا پڑا حساب — خونِ جگر ودیعتِ مژگانِ یار تھا — ص۱۵۳

(۲) آتا ہے داغِ حسرتِ دل کا شمار یاد — مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے خدا! نہ مانگ — ص۱۷۶

(۳) کب سے ہوں کیا بتاؤں جہانِ خراب میں — شب ہائے ہجر کو بھی رکھوں گر حساب میں — ص۱۸۸

(۴) اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے — حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں! — ص۱۸۹

(۵) رفتارِ عمر قطعِ رہِ اضطراب ہے — اس سال کے حساب کو برق، آفتاب ہے — ص۲۰۶

(۶) مطبع جب کہ ہو چکے گی کتاب — زر قیمت کا ہوگا اور حساب — ص۲۶۸

(۷) گنتی ہیں سال کے رشتے میں بیس بار گرہ — ابھی حساب میں باقی ہیں سو ہزار گرہ — ص۲۷۸

(۸) اُٹھائے ہیں جو مَیں اُفتادگی میں متصل صدمے — کروں گا اشک ہائے واچکیدہ سے حساب اُس کا — ۳۳۷

(۹) دیکھیے: دو حساب۔

حسابِ اشک: دیکھیے: انگشتِ حسابِ اشک۔

حسابِ جاں فشانی: نہ وفا کو آبرو ہے نہ جفا تمیز جو ہے — چہ حسابِ جاں فشانی چہ غرورِ دلستانی — ص۹

حسابِ سختیِ خوابِ گراں: غفلت متاعِ کفّۂ میزانِ عدل ہوں — یارب! حسابِ سختیِ خوابِ گراں نہ پوچھ — ص۴۰

حسابِ سوزناکی ہائے دل: کس کو دوں یارب! حسابِ سوزناکی ہائے دل — آمد و رفتِ نفَس جز شعلہ پیمائی نہیں — ص۶۵

حُسام:[2] جَم رُتبہ میکلوڈ بہادر کہ وقتِ رزم — تُرکِ فلک کے ہاتھ سے وہ چھین لیں حسام — ص۲۸۴

حسبِ:[3] حال: آپ سے وہ مرا احوال نہ پوچھے تو اسدؔ! — حسبِ حال اپنے پھر اشعار کہوں یا نہ کہوں — ص۲۹۸

حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات: یعنی بہ حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات — عارف ہمیشہ مستِ مئے ذات چاہیے — ص۳۳۰

حسد:[4] حسد سے دل اگر افسردہ ہے، گرمِ تماشا ہو — کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظارہ سے وا ہو — ص۱۹۳

(۲) حسد، سزائے کمالِ سخن ہے، کیا کیجے! — ستم، بہائے متاعِ ہنر ہے، کیا کہیے! — ص۲۳۷

حسدِ قماش: دیکھیے: خلقِ حسد قماش۔

۱۔ حساب : تیرہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: پانچ بار]۔

۲۔ حُسام : ایک بار۔

۳۔ حسب : تین بار [مرکب]۔

۴۔ حسد : تین بار [مرکب: ایک بار]۔

حسرت:[۱]

(۱) گریہ ہاے بے دلاں گنجِ شرر در آستیں — قہرمانِ عشق میں حسرت سے لیتے ہیں خراج — ص۳۵

(۲) نامرادِ جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کرے — لالہ داغِ شعلہ فرسود چراغِ کشتہ ہے — ص۸۰

(۳) حسرت سے دیکھ رہتے ہیں ہم آب و رنگِ گل — مانندِ شبنم اشک ہیں مژگانِ خار کے — ص۸۰

(۴) کریں گر قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق خود آرایاں — صدفِ دندانِ گوہر سے بہ حسرت اپنے لب کاٹے — ص۹۷

(۵) مستیِ ابر سے گلچینِ طرب ہے حسرت — کہ اِس آغوش میں ممکن ہے دوعالم کا فشار — ص۱۳۲

(۶) تری طرف ہے بہ حسرت نظارۂ نرگس — بہ کوریِ دل و چشمِ رقیب ساغر کھینچ — ص۱۶۶

(۷) حسرت اے ذوقِ خرابی! کہ طاقت نہ رہی — عشقِ پُرعربدہ کی گوں تنِ رنجور نہیں — ص۱۸۵

(۸) ناچار بیکسی کی بھی حسرت اٹھائیے — دُشواریِ رہ و ستمِ ہمرہاں نہ پوچھ — ص۲۰۱

(۹) حسرت نے لا رکھا تری بزمِ خیال میں — گلدستۂ نگاہ سویدا کہیں جسے — ص۲۱۸

(۱۰) ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد — یارب! اگر اِن کردہ گناہوں کی سزا ہے — ص۲۱۹

(۱۱) یار سے چھیڑ چلی جائے اسدؔ! — گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی — ص۲۲۱

(۱۲) صد حیف! وہ ناکام کہ اک عمر سے غالبؔ! — حسرت میں رہے ایک بتِ عربدہ جُو کی — ص۲۲۸

(۱۳) سادگی پر اُس کی مرجانے کی حسرت دل میں ہے — بس نہیں چلتا کہ پھر خنجر کفِ قاتل میں ہے — ص۲۳۱

دیکھیے ____: (۱۴) پا اُفتادۂ حسرت۔ (۱۵) جگر خائیِ حسرت۔ (۱۶) خونابہ ہلاہلِ حسرت۔ (۱۷) عرضِ حسرت۔ (۱۸) محملِ حسرت۔ (۱۹) محمل کشِ حسرت۔ (۲۰) مشتاقِ لذت ہاے حسرت۔ (۲۱) نیازِ جوششِ حسرت۔ (۲۲) وادیِ حسرت۔

حسرت آبادِ جہاں: حسرت آبادِ جہاں میں ہے الم، غم آفریں — نوحہ، گویا خانہ زادِ نالۂ رنجور ہے — ص۹۳

حسرتِ آبے بروے کار آوردن: نہیں ہے بے سبب قطرے کو شکلِ گوہر افسردن — گرہ ہے حسرتِ آبے بروے کار آوردن — ص۲۲۹

حسرت آلود: دیکھیے: چشمِ حسرت آلود۔

---

۱ حسرت : چھہتر بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: پینسٹھ بار]۔
حسرت آباد : ایک بار [مرکب]۔
حسرت کدہ : ایک بار [مرکب]۔
حسرت گاہ : ایک بار [مرکب]۔
حسرت ناک : ایک بار [مرکب]۔
حسرت ہا : دوبار [مرکب]۔
حسرتیں : ایک بار۔

حسرتِ اظہار: کس کو سناؤں حسرتِ اظہار کا گلہ — دل، فردِ جمع و خرجِ زباں ہائے لال ہے — ص ۲۰۵

حسرتِ بسیار: واماندۂ ذوقِ طربِ وصل نہیں ہوں — اے حسرتِ بسیار! تمنا کی کمی ہے — ص ۱۰۶

حسرتِ بیز: دیکھیے: غربالِ حسرت بیز۔

حسرتِ پابوس: دیکھیے: ہلاکِ حسرتِ پابوس۔

حسرت پرست: دیکھیے: دلِ حسرت پرست۔

حسرت پرستِ بالیں: کبھی تو اِس سرِ شوریدہ کی بھی داد ملے — کہ ایک عمر سے حسرت پرستِ بالیں ہے — ص ۲۱۳

حسرتِ پروانہ: غم اُس کو حسرتِ پروانہ کا ہے اے شعلے! — ترے لرزنے سے ظاہر ہے ناتوانیِ شمع — ص ۱۷۳

حسرتِ پیماں شکنی: آئینہ و شانہ ہمہ دست و ہمہ زانو — اے حُسن! مگر حسرتِ پیماں شکنی ہے — ص ۱۱۱

حسرتِ تسلی: نے حسرتِ تسلی، نہ ذوقِ بے قراری — یک درد و صد دوا ہے، یک دست و صد دعا ہے — ص ۹۳

حسرتِ تعمیر: ہوا ہوں عشق کی غارت گری سے شرمندہ — سوائے حسرتِ تعمیر گھر میں خاک نہیں — ص ۱۸۳

دیکھیے ـــــــ: (۲) اک حسرتِ تعمیر۔ (۳) یک بیاباں حسرتِ تعمیر۔

حسرتِ تکلیف: بہ بزمِ مے پرستی حسرتِ تکلیف بیجا ہے — کہ جامِ بادہ کف برلب بہ تقریبِ تقاضا ہے — ص ۸۳

حسرتِ جاوید: دیکھیے: بازی کدۂ حسرتِ جاوید۔

حسرتِ جلوۂ ساقی: حسرتِ جلوۂ ساقی ہے کہ ہر پارۂ ابر — سینہ بیتابی سے ملتا ہے بہ تیغِ کہسار — ص ۴

حسرتِ جولاں: بے نفَس مایۂ شوقِ دو جہاں ریگِ رواں — پائے رفتار کم و حسرتِ جولاں بسیار — ص ۴

حسرتِ حاصل: دل سے ہوائے کشتِ وفا مٹ گئی کہ واں — حاصل، سوائے حسرتِ حاصل نہیں رہا — ص ۱۵۳

حسرتِ دستگہ: حسرتِ دستگہ و پائے تحمل تا چند؟ — رگِ گردن خطِ پیمانۂ بے مُل تا چند؟ — ص ۳۹

حسرتِ دل: (۱) عذرِ واماندگی اے حسرتِ دل! — نالہ کرتا تھا، جگر یاد آیا — ص ۱۵۲

دیکھیے ـــــــ: (۲) بقدرِ حسرتِ دل۔ (۳) داغِ حسرتِ دل۔ (۴) مقدارِ حسرتِ دل۔

حسرتِ دید: دل تھا کہ جو جانِ دردِ تمہید سہی — بیتابیِ رشک و حسرتِ دید سہی — ص ۲۵۲

حسرتِ دیدار: (۱) آنکھ کی تصویر سرنامے پہ کھینچی ہے کہ تا — تجھ پہ کھل جاوے کہ اس کو حسرتِ دیدار ہے — ص ۲۱۲

(۲) ہے چشمِ تر میں حسرتِ دیدار سے نہاں شوقِ عناں گسیختہ دریا کہیں جسے ص ۲۱۸

دیکھیے ــــــــ: (۳) خار خارِ الم حسرتِ دیدار۔ (۴) خموشی چمنِ حسرتِ دیدار۔ (۵) خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار۔ (٦) نیازِ حسرتِ دیدار۔

حسرتِ ذوقِ دیدار: دیکھیے: تمنا کدۂ حسرتِ ذوقِ دیدار۔

حسرت زدہ: دیکھیے: دلِ حسرت زدہ۔

حسرت سنج: نہ دے نامے کو اتنا طول غالبؔ! مختصر لکھ دے کہ حسرت سنج ہوں عرضِ ستم ہائے جدائی کا ص ۱۳٦

حسرتِ عاشق: دیکھیے: دشمنِ حسرتِ عاشق۔

حسرتِ عرضِ تمنا: (۱) سبزہ ہے نوکِ زبانِ دہنِ گور ہنوز حسرتِ عرضِ تمنا میں ہوں رنجور ہنوز ۳۵

(۲) حسرتِ عرضِ تمنا یہاں سے سمجھا چاہیے دو جہاں حشرِ زبانِ خشک ہیں جوں شانہ ہم ص ۵۳

حسرتِ عرضِ نیاز: اسدؔ کو حسرتِ عرضِ نیاز تھی دمِ قتل ہنوز یک سخنِ بے صدا نکلتی ہے ص ۹۰

حسرتِ فرصت: ہے سوادِ چشمِ قربانی میں یک عالم مقیم حسرتِ فرصت جہاں دیتی ہے حیرت کو رواج ص ۳۵

حسرتِ قبول: کس جرم سے ہے چشم تجھے حسرتِ قبول برگِ حنا مگر مژۂ خوں فشاں نہیں ص ۵۷

حسرت کدۂ عشق: یہاں اشک جدا گرم ہے اور آہ جدا گرم حسرت کدۂ عشق کی ہے آب و ہوا گرم ص ۲۲۸

حسرت کشِ دامن: ظاہرا سر پنجۂ افتادگاں گیرا نہیں ورنہ کیا حسرت کشِ دامن ہیہ نقشِ پا نہیں ص ٦۵

حسرت کشِ طرب: دیوانگی اسدؔ کی حسرت کشِ طرب ہے سر میں ہوائے گلشن، دل میں غبارِ صحرا ص ۲٦

حسرت کشِ یار: از آنجا کہ حسرت کشِ یار ہیں ہم رقیبِ تمنائے دیدار ہیں ہم ص ۵۵

حسرت کشِ یک جلوۂ معنی: حسرت کشِ یک جلوۂ معنی ہیں نگاہیں کھینچوں ہوں سویدائے دلِ چشم سے آہیں ص ۵۹

حسرت کشِ یک داغِ مشک اندودہ: اسدؔ حسرت کشِ یک داغِ مشک اندودہ ہے یارب! لباسِ شمع پر عطرِ شبِ دیجور ملتے ہیں ص ٦۳

حسرت کشوں: پیدا کریں دماغِ تماشائے سرو و گل حسرت کشوں کو ساغر و مینا نہ چاہیے ص ۸۲

حسرت کشیدگی: دیکھا نہیں ہے ہم نے بہ عشقِ بتاں اسدؔ! غیر از شکستہ حالی و حسرت کشیدگی ص ۲۵۳

حسرت گاہِ نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں: بہ حسرت گاہِ نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں خضرؔ کو چشمۂ آبِ بقا سے ترجبیں پایا ص ۲۲

حسرتِ لذّت آزار: حسرتِ لذّتِ آزار رہی جاتی ہے　　جادۂ راہِ وفا جز دمِ شمشیر نہیں　ص۱۸۲

حسرتِ ناز: وہ بھی دن ہو! کہ اُس ستمگر سے　　ناز کھینچوں بجائے حسرتِ ناز　ص۱۷۲

حسرتناک: دیکھیے: بہارِ نیم رنگِ آہِ حسرتناک۔

حسرتِ نذرِ وحشت: حسرتِ نذرِ وحشت نہ بہ سعیِ دل ہے　　عرضِ خمیازۂ مجنوں ہے گریباں میرا　ص۲۱

حسرت نصیب: دیکھیے: دلِ حسرت نصیب۔

حسرتِ نفسِ ناکشیدہ: دیکھیے: یک داغِ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ۔

حسرت ہا: دیکھیے: معمارِ حسرت ہا۔

حسرت ہائے فرشِ بزم گستردن: دیکھیے: پامالِ حسرت ہائے فرشِ بزم گستردن۔

حسرتِ ہستی: دیکھیے: داغِ حسرتِ ہستی۔

حسرتِ یک جامہ وار: دیکھیے: جنونِ حسرتِ یک جامہ وار۔

حسرتیں: خاک ہے عرضِ بہارِ صد نگارستاں اسدؔ!　　حسرتیں کرتی ہے میری خاطرِ آزاد، گُل　ص۵۲

حَسَن[1]: علی کے بعد حَسَن اور حَسَن کے بعد حُسین　　کرے جو اُن سے برائی، بھلا کہیں اُس کو؟　ص۲۸۶

حُسن[2]: (۱) جوہرِ فکر: پر افشانیِ نیرنگِ خیال　　حُسن آئینہ و آئینہ چمن مشرب تھا　ص۲۲

(۲) منع مت کر حُسن کی ہم کو پرستش سے کہ ہے　　بادۂ نظارۂ گلشن حلالِ عندلیب　ص۳۲

(۳) حُسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز　　عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز　ص۳۲

(۴) وہ دیکھ کے حُسن اپنا مغرور ہوا غالبؔ!　　صد جلوۂ آئینہ یک صبحِ جدائی ہے　ص۸۰

(۵) وہ شوخ اپنے حُسن پہ مغرور ہے اسدؔ!　　دکھلا کے اُس کو آئنہ توڑا کرے کوئی　ص۸۸

(۶) زبس بجز حُسن منت ناگوارا ہے طبیعت پر　　گشادِ عقدہ محوِ ناخنِ دستِ نگاریں ہے　ص۸۹

(۷) ہوا جب حُسن کم، خط بر عذارِ سادہ آتا ہے　　کہ بعد از صافِ مے ساغر میں دُردِ بادہ آتا ہے　ص۹۸

(۸) طلسمِ آئنہ زانوے فکر ہے غافل!　　ہنوز حُسن کو ہے سعیِ جلوہ افروزی　ص۱۰۰

۱۔ حَسَن : دو بار۔　　۲۔ حُسن : اٹھتّر بار [مطرد: سولہ بار، مرکب: باسٹھ بار]۔

(۹) آئینہ و شانہ ہمہ دست و ہمہ زانو — اے حُسن! مگر حسرت پیماں شکنی ہے! ص ۱۱۱

(۱۰) دہر جُز جلوۂ یکتائیِ معشوق نہیں — ہم کہاں ہوتے اگر حُسن نہ ہوتا خود بیں ص ۱۳۳

(۱۱) سادگیؔ و پُرکاری، بے خودیؔ و ہشیاری — حُسن کو تغافل میں جُرأت آزما پایا ص ۱۳۳

(۱۲) دل اُس کو پہلے ہی ناز و ادا سے، دے بیٹھے — ہمیں دماغ کہاں حُسن کے تقاضا کا ص ۱۳۸

(۱۳) حُسن غمزے کی کشاکش سے چُھٹا میرے بعد — بارے، آرام سے ہیں اہلِ جفا میرے بعد ص ۱۲۶

(۱۴) حُسن اور اُس پہ حُسنِ ظن، رہ گئی بوالہوس کی شرم — اپنے پہ اعتماد ہے، اور کو آزمائے کیوں ص ۱۹۳

(۱۵) حُسن میں حور سے بڑھ کر نہیں ہونے کے کبھی — آپ کا شیوہ و انداز و ادا اور سہی ص ۳۱۱

(۱۶) نقشِ صد سطرِ تبسم ہے برآبِ زیرِ کاہ — حُسن کا خط پہ نہاں خندیدنی انداز ہے ص ۳۵۲

دیکھیے ـــــ: (۱۷) انتخابِ بدگمانی ہائے حُسن۔ (۱۸) برقِ حُسن۔ (۱۹) بسملۂ حُسن۔ (۲۰) بندِ نقابِ حُسن۔ (۲۱) جلوۂ حُسن۔ (۲۲) جلوۂ بیباکِ حُسن۔ (۲۳) خود بینیٔ حُسن۔ (۲۴) خیالِ حُسن۔ (۲۵) رسوائیِ اندازِ استغنائے حُسن۔ (۲۶) زکوٰۃِ حُسن۔ (۲۷) سیرِ حُسن۔ (۲۸) سیرِ ملکِ حُسن۔ (۲۹) شانِ حُسن۔ (۳۰) شاہانِ حُسن۔ (۳۱) صفا و شوخی و اندازِ حُسن۔ (۳۲) غرورِ حُسن۔ (۳۳)، (۳۴) فروغِ حُسن [دوبار]۔ (۳۵) فسونِ حُسن۔ (۳۶)، (۳۷) کمالِ حُسن [دوبار]۔ (۳۸) لطافت ہائے جوشِ حُسن۔ (۳۹) محرمیِ حُسن۔ (۴۰) نشانِ سواد دیارِ حُسن۔

حُسنِ آشفتگی جلوہ: حُسنِ آشفتگیِ جلوہ ہے عرضِ اعجاز — دستِ موسیٰؑ بہ سرِ دعویِ باطل باندھا ص ۱۳

حُسن افروزیِ زینت ترازاں: دیکھیے: وقتِ حُسن افروزیِ زینت ترازاں۔

حُسنِ افسردہ دلی ہا: حُسنِ افسردہ دلی ہا رنگیں — شوق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں ص ۵۸

حُسنِ بتاں: دیکھیے: وقتِ خیالِ جلوۂ حُسنِ بتاں۔

حُسنِ بے پروا: حُسن بے پروا خریدارِ متاعِ جلوہ ہے — آئنہ: زانوئے فکرِ اختراعِ جلوہ ہے ص ۲۱۵

حُسن پرستی: ہر بُلہوس نے حُسن پرستی شعار کی — اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی ص ۲۳۳

حُسن ترازی: دیکھیے: وقتِ حُسن ترازی۔

حُسنِ تغافل: دیکھیے: طلسمِ حُسنِ تغافل۔

حُسنِ تلافی: گو سمجھتا نہیں، پر حُسنِ تلافی دیکھو — شکوۂ جور سے سرگرمِ جفا ہوتا ہے — ص ۲۳۰

حُسنِ تماشادوست: نہ ہو حُسنِ تماشا دوست رُسوا بے وفائی کا — بہ مُہرِ صد نظر ثابت ہے دعویٰ پارسائی کا — ص ۱۳۶

حُسنِ چمن پیرا: دیکھیے: حیرتِ حُسنِ چمن پیرا۔

حُسنِ خُلق: دیکھیے: سرابِ حُسنِ خلق۔

حُسنِ خوباں: (۱) کرے ہے حُسنِ خوباں پردے میں مشاطگی اپنی — کہ ہے تہ بندیِ خط، سبزۂ خط در تہِ لب ہا — ص ۴۳

(۲) حُسنِ خوباں بس کہ بے قدرِ تماشا ہے اسدؔ! — آئنہ: یک دستِ ردِّ امتناعِ جلوہ ہے ہے — ص ۸۷

حُسنِ خودآرا: حُسنِ خود آرا کو ہے مشقِ تغافل ہنوز — ہے کفِ مشاطہ میں آئنۂ گل ہنوز — ص ۴۳

(۲) مَے نے کیا ہے حُسنِ خود آرا کو بے حجاب — اے شوق! ہاں، اجازتِ تسلیمِ ہوش ہے — ص ۲۳۰

حُسنِ دل افروز: یہ ترے حُسنِ دل افروز کا زیور سہرا — ص ۲۸۷

حُسنِ دوست: دیکھیے: (۱) انتظارِ تماشائے حُسنِ دوست۔ (۲) نیازِ تماشائے حُسنِ دوست۔

حُسنِ ربطِ خط: مے کشِ مضموں کو حُسنِ ربطِ خط کیا چاہیے — لغزشِ رفتارِ خامہ: مستیِ تحریر ہے — ص ۹۵

حُسنِ روزافزوں: اُس بُتِ مغرور کو کیا ہو کسی پر التفات — جس کے حُسنِ روز افزوں کی یہ اک لوٹی ہے بات — ص ۲۹۰

حُسنِ سبز: دیکھیے: پا اُفتادۂ اندازِ یادِ حُسنِ سبز۔

حُسنِ صبر: ہمارا منہ ہے کہ دیں اُس کے حُسنِ صبر کی داد؟ — مگر نبیؐ و علیؑ مرحبا کہیں اُس کو — ص ۲۸۵

حُسنِ طبیعت: دیکھیے: بیانِ حُسنِ طبیعت۔

حُسنِ طلب: نال، جُز حُسنِ طلب اے ستم ایجاد! نہیں — ہے تقاضائے جفا، شکوۂ بیداد نہیں — ص ۱۸۹

حُسنِ ظن: دیکھیے: حُسن [۱۳]۔

حُسنِ عمل: ہے خیالِ حُسن میں حُسنِ عمل کا سا خیال — خُلد کا اک در ہے میری گور کے اندر کھلا — ص ۱۹۱

حُسنِ غیور: دیکھیے: جلوۂ حُسنِ غیور۔

حُسنِ فروغِ شمعِ سخن: حُسنِ فروغِ شمعِ سخن دور ہے اسدؔ! — پہلے دلِ گداختہ پیدا کرے کوئی — ص ۲۱۶

حُسنِ فطرتِ بیدلؔ: جوشِ دل ہے، مجھ سے حُسنِ فطرتِ بیدلؔ نہ پوچھ — قطرے سے مے خانۂ دریائے بے ساحل نہ پوچھ — ص ۷۲

حُسنِ قبول: دیکھیے: مرتبۂ حُسنِ قبول۔

حُسنِ مہ: حُسنِ مہ گرچہ بہ ہنگامِ کمال اچھا ہے — اُس سے میرا مہِ خورشید جمال اچھا ہے — ص۲۳۹

حُسن والفت: اگر گل حُسن و الفت کی بہم جوشیدنی جانے — پرِ بلبل کے افسردن کو دامن چیدنی جانے — ص۱۱۵

حُسن ورعنائی: حُسن ورعنائی میں وہمِ صد سرو گردن ہے فرق — سرو کے دامن پہ گل یک دامنِ کوتاہ ہے — ص۹۳

حُسن وعشق: دیکھیے: شوخیِ حسن وعشق۔

حُسنِ ویراں کار: کرے ہے حُسنِ ویراں کار روے سادہ رویاں پر — غبارِ خط سے تعمیر بنائے خانہ بربادی — ص۳۵۱

حُسنِ یار: دیکھیے: بہارِ حُسنِ یار۔

حُسنِ یقیں: دیکھیے: زنگارِ رخِ آئینۂ حُسنِ یقیں۔

حسود[1]: (۱) دیکھیے: تنگیِ چشمِ حسود۔ (۲) طالعِ چشمِ حسود۔۔

حُسیں[2]: بُتو! توبہ کرو، تم کیا ہو، جب ادبار آتا ہے — تو یوسف سا حسیں بکنے سرِ بازار آتا ہے — ص۳۱۰

حسیناں: دیکھیے: مسی آلودہ سرانگشتِ حسیناں۔

حُسین[3]: (۱) علی کے بعد حسن اور حسن کے بعد حُسین — ص۲۸۶

(۲) دیکھیے: پایۂ گردروِ حسین۔

(۳) فروغِ جوہرِ ایماں حُسین ابنِ علی — کہ شمعِ انجمنِ کبریا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

(۴) زمامِ ناقہ کف اُس کے میں ہے کہ اہلِ یقیں — پس از حُسینِ علی پیشوا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

حشر[4]: (۱) لڑتا ہے مجھ سے حشر میں قاتل کہ کیوں اُٹھا — گویا ابھی سُنی نہیں آواز صور کی — ص۲۳۳

دیکھیے ــــــ: (۲) شورِ حشر۔ (۳) صد حشر۔ (۴) مواخذۂ روزِ حشر۔

حشرآفریں: صدا ہے کوہ میں حشرآفریں اے غفلت اندیشاں! — پیِ سنجیدنِ یاراں ہو حالِ خوابِ سنگیں کا — ص۲۸

حشرِ دوعالم فتنہ: یک مژہ برہم زدن حشرِ دو عالم فتنہ ہے — یہاں فراغ عافیت جز دیدۂ بسمل نہ پوچھ — ص۴۲

---

[1] حسود : دوبار [مرکب]۔

[2] حسیں : ایک بار۔

حسیناں : ایک بار [مرکب]۔

[3] حُسین : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

[4] حشر : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔

حشرِ زبانِ خشک: دیکھیے: دو جہاں حشرِ زبانِ خشک۔

حشر و نشر: نہ حشر و نشر کا قائل، نہ کیش و ملّت کا خدا کے واسطے! ایسے کی پھر قسم کیا ہے؟ ص ۳۱۲

حشمت[1]: دیکھیے: توسنِ حشمت۔

حصار[2]: دیکھیے: یک اوجِ حصار۔

حصارِ شعلۂ جوّالہ: اسدؔ کو پیچ و تابِ طبعِ برق آہنگ مسکن سے حصارِ شعلۂ جوّالہ میں عزلت گزیں پایا ص ۲۲

حصول[3]: تسلیم سے یہ نالۂ موزوں ہوا حصول اے بے خبر! میں نغمۂ چنگِ خمیدہ ہوں ص ۶۱

حصولِ زاری: بہ ہزار اُمیدواری رہی ایک اشکباری نہ ہوا حصولِ زاری بجز آستیں فشانی ص ۱۰

حصولِ شرف: میں جو ہوں درپئے حصولِ شرف نام عاصی کا ہے غلامِ نجف ص ۲۶۸

حصولِ ناشدنی: دیکھیے: شفائے حصولِ ناشدنی۔

حصولِ نفع: دیکھیے: چشمِ حصولِ نفع۔

حضرت[4] [۱]: (۱) مے خانے میں اسدؔ بھی بندہ تھا گاہ گاہ حضرت چلے حرم کو، اب آپ کا خدا ہے ص ۹۳

(۲) بے صرفہ ہی گزرتی ہے، ہو گرچہ عمرِ خضر حضرت بھی کل کہیں گے کہ ہم کیا کیا کیے! ص ۴۴۳

(۳) حضرت کا عزّ و جاہ رہے گا علی الدّوام ص ۴۸۲

دیکھیے ——: (۴) انبساطِ خاطرِ حضرت۔ (۵) بندگیِ حضرتِ جبریلِ امیں۔

حضرتِ آدم: نہ کھاتے گیہوں، نکلتے نہ خلد سے باہر جو کھاتے حضرتِ آدم یہ بیسنی روٹی ص ۱۲۳

حضرتِ ایوب: آپ نے مَسَّنِیَ الضُّرّ کہا ہے تو سہی یہ بھی یا حضرتِ ایوب! گلا ہے تو سہی ص ۳۱۰

حضرتِ بیدل: گر ملے حضرتِ بیدل کا خطِ لوحِ مزار اسدؔ آئینۂ پروازِ معانی مانگے ص ۶۸

حضرتِ سلامت[5]: (۱) رہے غالبؔ خستہ مغلوبِ گردوں! یہ کیا بے نیازی ہے حضرتِ سلامت! ص ۳۳

(۲) رہا گر کوئی تا قیامت سلامت پھر اک روز مرنا ہے حضرتِ سلامت! ص ۱۶۳

---

[1] حشمت : ایک بار [مرکب]۔

[2] حصار : دو بار [مرکب]۔

[3] حصول : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔

[4] حضرت [۱] : چودہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

[5] حضرت [۲] : دو بار [مرکب]۔

حضرتِ قاسم و طپاں: ہم سخن اور ہم زباں حضرتِ قاسم و طپاں — ایک طپش کا جانشیں، درد کا یادگار ایک — ص ۲۹۶

حضرتِ ناصح: حضرتِ ناصح گر آویں، دیدہ و دل فرشِ راہ — کوئی مجھ کو یہ تو سمجھا دو کہ سمجھاویں گے کیا؟ — ص ۳۵۵

حضرتِ نواب: اب ہے دلّی کی طرف کوچ ہمارا غالب! — آج ہم حضرتِ نواب سے بھی مل آئے — ص ۳۱۲

حضرتِ یوسف: نہ چھوڑی حضرتِ یوسف نے یہاں بھی خانہ آرائی — سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر — ص ۱۶۷

حضرت[۲]: (۱) اے اسد! واشدنِ عقدۂ غم گر چاہے — حضرتِ زلف میں جوں شانہ دل چاک چڑھا — ص ۴۲۵

(۲) اے اسد! مایوس مت ہو از درِ شاہِ نجف — صاحبِ دل با وکیلِ حضرتِ اللہ ہے — ص ۴۵۶

حضور[۱]: (۱) شورِ حشر اُس فتنہ قامت کے حضور — سایہ آسا ہوگیا ہے پایمال — ص ۵۱

(۲) بنتے ہیں سونے، روپے کے چھلّے حضور میں — ہے جن کے آگے سیم و زر، مہر و ماہ ماند — ص ۱۲۸

(۳) غالب! نہ کر حضور میں تو بار بار عرض — ظاہر ہے تیرا حال سب اُن پر، کہے بغیر — ص ۱۲۹

(۴) غالب! گر اِس سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں — حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی — ص ۲۴۲

(۵) اِدھر نہ ہوگی توجہِ حضور کی جب تک — کبھی کسی سے کھلے گی نہ زہ بہار گرہ — ص ۲۷۹

(۶) جو وہاں نہ کہہ سکا، وہ لکھا ہے حضور کو — دیں آپ میری داد کہ ہوں فائز المرام — ص ۲۸۳

(۷) ہے بندے کو اعادۂ عزت کی آرزو — چاہیں اگر حضور تو مشکل نہیں یہ کام — ص ۲۸۳

دیکھیے ______: (۸) قولِ حضور۔ (۹) پیش گاہِ حضور۔ (۱۰) درِ حضور۔ (۱۱) گلزارِ حضور۔

حضورِ دل: دیکھیے: باوصفِ حضورِ دل۔

حضورِ شاہ: حضورِ شاہ میں اہلِ سخن کی آزمائش ہے — چمن میں خوش نوایانِ چمن کی آزمائش ہے — ص ۲۳۲

حضورِ والا: نہ پوچھ اُس کی حقیقت، حضورِ والا نے — مجھے جو بھیجی ہے بیسن کی روغنی روٹی — ص ۱۳۳

حظ[۲]: فقط گوشت سو بھیڑ کا ریشے دار — کہو، اُس کو کیا کھا کے ہم حظ اٹھائیں — ص ۲۶۳

حظِ وصل: میں اور حظِ وصل! خدا ساز بات ہے — جاں نذر دینی بھول گیا اضطراب میں — ص ۱۸۹

حفِ نظر[۳]: صبر آزما وہ اُن کی نگاہیں کہ حف نظر! — طاقت رُبا وہ اُن کا اشارا کہ ہائے ہائے! — ص ۱۲۳

۱۔ حضور : چودہ بار [مفرد: سات بار، مرکب: سات بار]۔
۲۔ حظ : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
۳۔ حفِ نظر : ایک بار۔

حقؔ[۱][۱]: (۱) مجھے معلوم ہے جو تو نے میرے حق میں سوچا ہے — کہیں ہو جائے جلد اے گردشِ گردونِ دوں! اور بھی — ص ۴۳
(۲) نہ مارا جان کر بے جرم، غافل! تیری گردن پر — رہا مانندِ خونِ بے گنہ حق آشنائی کا — ص ۱۳۶
(۳)،(۴) جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی — حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا — ص ۱۶۴
(۵) جنوں کی دست گیری کس سے ہو گر ہو نہ عریانی — گریباں چاک کا حق ہو گیا ہے میری گردن پر — ص ۱۶۸
(۶) اے شہنشاہِ کواکب سپہ مہر علم! — تیرے اکرام کا حق کس سے ادا ہوتا ہے — ص ۲۳۱
(۷) میں کہا: اے دل! ہوائے دلبراں — بس کہ تیرے حق میں رکھتی ہے زیاں — ص ۲۶۶

حقِ آشنائی: گو بہ وقتِ قتل حقِ آشنائی اے نگاہ؟ — خنجرِ زہراب دادہ سبزۂ بیگانہ تھا — ص ۲۵

حقِ صحبتِ اہلِ کنشت: کعبے میں جا رہا تو نہ دو طعنہ، کیا کہیں — بھولا ہوں حقِ صحبتِ اہلِ کنشت کو — ص ۱۹۷

حق ناشناس: کیا وہ بھی بے گنہ کش و حق ناشناس ہیں؟ — مانا کہ تم بشر نہیں، خورشید و ماہ ہو — ص ۱۹۶

حقِ ودیعتِ ناز: بہ نیم غمزہ ادا کر حقِ ودیعتِ ناز — نیامِ پردۂ زخمِ جگر سے خنجر کھینچ — ص ۱۲۶

حق[۲]: (۱) یہ لاشِ بے کفن اسدؔ خستہ جاں کی ہے — حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا! — ص ۱۵۵
(۲) دی مرے بھائی کو حق نے از سرِ نو زندگی — میرزا یوسف ہے غالبؔ! یوسفِ ثانی مجھے — ص ۲۳۲
(۳) حق شہ کی بقا سے خلق کو شاد کرے! — تا شاہ شیوعِ دانش و داد کرے — ص ۲۵۳
(۴) حق سے کیا مانگیے اُن کے لیے جب ہو موجود — ملک و گنجینہ و خیل و سپہ و کوس و علم — ص ۲۶۵
(۵) میری سنو کہ آج تم اِس سرزمین پر — حق کے تفضلات سے ہو مرجعِ انام — ص ۲۸۴

دیکھیے ــــــ: (۶) آیتِ رحمتِ حق۔(۷)،(۸) قدرتِ حق [دو بار]۔(۹) مشاہدۂ حق۔(۱۰) مشغولِ حق۔
(۱۲) نظارگیِ صنعتِ حق۔(۱۳) وردِ اسمِ حق۔(۱۴) وسعتِ رحمتِ حق۔(۱۵) دلِ حق شناس۔

حق آشنا: دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر فدا — ایک محبِّ چار یار، عاشقِ ہشت و چار ایک — ص ۲۹۷

حق اندیش: دیکھیے: حق پرست۔

حق پرست: حق گوے و حق پرست و حق اندیش و حق شناس — نواب مستطاب، امیر ش، احتشام — ص ۲۸۴

---

[۱] حق[۱] : گیارہ بار [مفرد: سات بار، مرکب: چار بار]۔
حق[۲] : اکیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: سولہ بار]۔

حق شناس: دیکھیے: حق پرست۔

حق گوے: دیکھیے: حق پرست۔

دیکھیے ــــــــ: (۱) مذہبِ حق۔ (۲) سخنِ حق۔

حقیقت[1]:	(۱) فنا کو سونپ، گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا	فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر	ص۱۶۸
	(۲) نہ پوچھ اُس کی حقیقت، حضورِ والا نے	مجھے جو بھیجی ہے بیسن کی روغنی روٹی	ص۱۲۳
	(۳) قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا لیکن	ہم کو تقلیدِ تنک ظرفیِ منصور نہیں	ص۱۸۵
	(۴) اُتنا ہی مجھ کو اپنی حقیقت سے بُعد ہے	جتنا کہ وہمِ غیر سے ہوں پیچ و تاب میں	ص۱۸۹
	(۵) نسیہ و نقدِ دو عالم کی حقیقت معلوم!	لے لیا مجھ سے مری ہمتِ عالی نے مجھے	ص۲۲۲
	(۶) ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن	دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے	ص۲۳۰
	(۷) دیکھیے: دلِ غافل از حقیقت۔		
حقیقتِ جاں کاہیِ مرض:	کبھی حقیقتِ جاں کاہیِ مرض لکھیے	کبھی مصیبتِ ناسازیِ دوا کہیے	ص۲۳۸
حکایاتِ[2] خوں چکاں:	لکھتے رہے جنوں کی حکایاتِ خوں چکاں	ہر چند اس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے	ص۲۲۶
حکایتِ[3] صبر گریز پا:	کبھی شکایتِ رنجِ گراں نشیں کہیے	کبھی حکایتِ صبرِ گریز پا کہیے	ص۲۳۸
حکم[4]:	(۱) پھر ہوئے ہیں گواہِ عشق طالب	اشک باری کا حکم جاری ہے	ص۲۲۳
	(۲) ہوا حکم باورچیوں کو کہ ہاں	ابھی جا کے پوچھو کہ کل کیا پکائیں؟	ص۲۶۳
	(۳) وہ راو راجہ بہادر کہ حکم سے جن کے		ص۲۷۹
	(۴) رُوز اس شہر میں اک حکم نیا ہوتا ہے	کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے	ص۳۰۹
حکمِ بیتابی:	حکمِ بیتابی نہیں اور آرمیدن منع ہے	باوجودِ مشقِ وحشت ہا رمیدن منع ہے	ص۱۱۲
حکمِ رب الناس:	انگبیں کے، بہ حکمِ رب الناس	بھر کے بھیجے ہیں سر بہ مُہر گلاس	ص۱۳۱

---

۱ حقیقت : آٹھ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: دو بار]۔

۲ حکایات : ایک بار [مرکب]۔

۳ حکایت : ایک بار [مرکب]۔

۴ حکم : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکب: چار بار]۔

حکمِ عجز: بہ حکمِ عجز ابروے مہ تُو حیرت ایسا ہے ― کہ یہاں گم کر جبینِ سجدہ فرسا آستانے میں ص۵۸

حکمِ ناحق: حکمِ ناحق لکھا گیا کہ لکھیں ― خال کو دانہ اور زلف کو دام ص۱۳۸

حکمت[1]: لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے ― ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی ص۲۰۳

حکمت وطب: عجیب نسخۂ نادر لکھا ہے ایک اُس نے ― کہ جس میں حکم وطب ہی کے مسئلے ہیں تمام ص۲۶۳

حکیم[2] حاذق: سلیم خاں کہ وہ ہے نورِ چشمِ واصل خاں ― حکیمِ حاذق و دانا ہے وہ لطیف کلام ص۲۶۳

حلِ[3] مشکل: براے حلِ مشکل ہوں ز پا اُفتادۂ حسرت ― بندھا ہے عقدۂ خاطر سے پیمان خاکساری ص۱۸

حلِ مشکلِ عاشق: فروغِ حُسن سے ہوتی ہے حلِ مشکلِ عاشق ― نہ نکلے شمع کے پا سے، نکالے گر نہ خار آتش ص۱۷۳

حلِ مشکل ہا: اسدؔ! تارِ نفس ہے ناگزیرِ عقدہ پیرائی ― بہ نوکِ ناخنِ شمشیر کیجے حلِ مشکل ہا ص۲۳

حلِ معماے آگہی: عبرت طلب ہے حلِ معماے آگہی ― شبنم، گدازِ آئنۂ اعتبار ہے ص۹۰

حلال[4]: اُس جفا شرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے اسدؔ! ― مالِ مُفتی کو مُباح اور خونِ صوفی کو حلال ص۵۲

حلالِ عندلیب: منع مت کر حُسن کی ہم کو پرستش سے کہ ہے ― بادۂ نظارۂ گلشن حلالِ عندلیب ص۳۲

حلالِ مے کشاں: موسمِ گل میں مے گل گوں حلالِ مے کشاں ― عقدِ وصلِ دُخترِ رز انگور کا ہر دانہ تھا ص۲۵

حلبی[5]: دیکھیے: شیشۂ ریزۂ حلبی۔

حلقہ[6]: (۱) فکرِ نالہ میں گویا حلقہ ہوں ز سر تا پا ― عضو عضو جوں زنجیر یک دلِ صدا پایا ص۱۳

(۲) بس کہ ہوں غالبؔ! اسیری میں بھی آتش زیرِ پا ― موے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا ص۱۳۲

(۳) حلقے ہیں، چشم ہاے کشادہ بہ سوے دل ― ہر تارِ زلف کو نگہِ سرمہ سا کہوں ص۱۶۸

(۴) دل کو آنکھوں نے پھنسایا، کیا مگر ― یہ بھی حلقے ہیں تمھارے دام کے ص۲۵۰

(۵) اہلِ ورع کے حلقے میں ہر چند ہوں ذلیل ― پر عاصیوں کے زمرے میں مَیں برگزیدہ ہوں ص۳۰۰

---

[1] حکمت : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
[2] حکیم : ایک بار [مرکب]۔
[3] حل : چار بار [مرکب]۔
[4] حلال : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دوبار]۔
[5] حلبی : ایک بار [مرکب]۔
[6] حلقہ : اٹھائیس بار [مفرد: تین بار، مرکب: پچیس بار]۔
[7] حلقہ ہاے : ایک بار [مرکب]۔
[8] حلقے : دوبار [بطور جمع]۔

دیکھیے ـــــــــ: (۱) ہر یک حلقہ۔ (۲) یک حلقہ۔

حلقۂ بگوش: میں نے مانا کہ تو ہے حلقۂ بگوش — غالبؔ اُس کا مگر نہیں ہے غلام؟ ص۱۳۶

حلقۂ بیرونِ در: (۱) معزولیِ تپش ہوئی افراطِ انتظار — چشمِ کشودہ حلقۂ بیرونِ در ہے آج ص۳۲

(۲) گلشن میں بند و بست بہ رنگِ دگر ہے آج — قمری کا طوق حلقۂ بیرونِ در ہے آج ص۱۶۵

(۳) دیکھیے: زنجیریِ صد حلقۂ بیرونِ در۔

حلقۂ خمِ گیسو: یہ حلقۂ خمِ گیسو ہے راستی آموز — دہانِ مار سے گویا صبا نکلتی ہے ص۹۰

حلقۂ دامِ خیال: ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسدؔ! — عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے ص۲۰۵

حلقۂ دامِ ہوائے گل: آزادیِ نسیم مبارک! کہ ہر طرف — ٹوٹے پڑے ہیں حلقۂ دامِ ہوائے گل ص۱۷۶

حلقۂ زنّار: دیکھیے: آغوشِ خمِ حلقۂ زنّار۔

حلقۂ زنجیر: (۱) وحشیِ خو کردۂ نظارہ ہے حیرت، جسے — حلقۂ زنجیر جز چشمِ تماشائی نہیں ص۶۵

(۲) دیکھیے: ہر حلقۂ زنجیر۔

(۳) دیکھیے: یک حلقۂ زنجیر۔

حلقۂ صد کامِ نہنگ: دامِ ہر موج میں ہے حلقۂ صد کامِ نہنگ — دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہوتے تک ص۱۷۵

حلقۂ فتراک: (۱) ہے دو عالم صیدِ اندازِ شہِ دُلدُل سوار — یعنی خطِ پرکارِ ہستی حلقۂ فتراک ہے ص۱۰۶

(۲) وہ فلک رتبہ کہ بر توسنِ چالاک چڑھا — ماہ پر، ہالہ صفت حلقۂ فتراک چڑھا ص۲۲۵

حلقۂ فتراکِ بے خودی: ہر گرد باد: حلقۂ فتراکِ بے خودی — مجنونِ دشتِ عشق تحیّر شکار تر ص۳۱

حلقۂ کاکل: (۱) کوکبِ بخت بجز روزنِ پُردود نہیں — عینکِ چشمِ جنوں حلقۂ کاکل تاچند ص۳۹

(۲) پھر حلقۂ کاکل میں پڑیں دید کی راہیں — جوں دُود فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں ص۵۹

(۳) عشق کہیں گاہِ درد، وحشتِ دل دور گرد — دامِ تہِ سبزہ ہے حلقۂ کاکل ہنوز ص۴۳

حلقۂ گرداب: دیکھیے: ہر یک حلقۂ گرداب۔

حلقۂ گردابِ جوہر: حلقۂ گرداب جوہر کو بنا ڈالے تنور — عکس گر طوفانیِ آئینۂ دریا کرے ص۱۰۱

حلقۂ گرداب طوفان: دیکھیے: یک حلقۂ گرداب طوفاں۔

حلقۂ گیسو: حلقۂ گیسو کھلا ذوِر خطِ رخسار پر — ہالۂ دیگر بہ گردِ ہالۂ مہ ہوگیا ص۴۳۵

حلقہ ہائے زلف: وہ حلقہ ہائے زلف کمیں میں ہیں، اے خدا! — رکھ لیجو میری دعویِ وارستگی کی شرم ص۱۷۷

حلقۂ یک بزمِ ماتم: طلسمِ آفرینش: حلقۂ یک بزمِ ماتم ہے — زمانے کے شبِ یلدا سے، موئے سر پریشاں ہیں ص۹۲

حلوائے[1] مغزِ استخواں: زخمِ دل پر باندھیے حلوائے مغزِ استخواں — تندرستی فائدہ اور ناتوانی مفت ہے ص۱۱۳

حمام[2]: شاہ کے ہے غسلِ صحت کی خبر — دیکھیے کب دن پھریں حمام کے ص۲۵۰

حمایت[3] عہد: وہ کہ ہے والیِ ولایتِ عہد — عدل سے اُس کے، ہے حمایتِ عہد ص۱۳۱

حمزہ[4]: ہر بُنِ مو سے دمِ ذکر نہ ٹپکے خوناب — حمزہ کا قصہ ہوا، عشق کا چرچا نہ ہوا ص۱۲۲

حنا[5]:
(۱) موجِ طوفاں ہو اگر خونِ دو عالم ہستی — ہے حنا کو سرِ ناخن سے گزرنا دشوار ص۵
(۲) لشکرِ عیش پہ سرشار تماشائے دوام — کہ رہے خونِ خزاں سے بہ حنا پائے بہار ص۷
(۳) پانو میں جب وہ حنا باندھتے ہیں — میرے ہاتھوں کو جدا باندھتے ہیں ص۵۸
(۴) بہارِ باغ پامالِ خرامِ جلوہ فرمایاں — حنا سے دست و خونِ کشتگاں سے تیغ رنگیں ہے ص۸۹
(۵) گلستاں، بے تکلف پیش پا اُفتادہ مضموں ہے — جو تو باندھے کفِ پا پر حنا، آئینہ موزوں ہے ص۱۱۱
(۶) مشہدِ عاشق سے کوسوں تک جو اُگتی ہے حنا — کس قدر یارب! ہلاکِ حسرتِ پابوس تھا! ص۱۵۳
(۷) اہلِ تدبیر کی واماندگیاں! — آبلوں پر بھی حنا باندھتے ہیں ص۱۸۱

دیکھیے ـــــ: (۸) آتشِ رنگِ حنا۔ (۹) آشیانِ طائرِ رنگِ حنا۔ (۱۰) اندازِ حنا۔ (۱۱)۔ (۱۳) برگِ حنا [تین بار]۔ (۱۴)، (۱۵) پا بہ حنا [دو بار]۔ (۱۶)، (۱۷)، (۱۸) پا در حنا [تین بار]۔ (۱۹) جوہرِ برگِ حنا۔ (۲۰) دستِ بُت بدستِ حنا۔ (۲۱) رقصِ رنگِ حنا۔ (۲۲) رنگِ حنا۔ (۲۳) شعلۂ رنگِ حنا۔ (۲۴) شوخیِ رنگِ حنا۔ (۲۵) صورتِ رنگِ حنا۔ (۲۶) طائرِ پریدۂ رنگِ حنا۔ (۲۷) کاوشِ دزدِ حنا۔ (۲۸) محتاجِ حنا۔

---

[1] حلوا : ایک بار [مرکّب]۔
[2] حمام : ایک بار۔
[3] حمایت : ایک بار [مرکّب]۔
[4] حمزہ : ایک بار۔
[5] حنا : سینتیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: تیس بار]۔
حنائی : چار بار [مرکّب]۔

(۲۹) مرہونِ حنا۔

حنا آلودہ: دیکھیے: دستِ حنا آلودہ۔

حنا بستہ: ہر غنچۂ گل صورتِ یک قطرۂ خوں ہے / دیکھا ہے کسو کا جو حنا بستہ سر انگشت ص۳۲

حنا بندی: اسدؔ! ہے آج مژگانِ تماشا کی حنا بندی / چراغانِ نگاہ و شوخیِ اشکِ جگر گوں ہے ص۱۱۲

حنائے پائے اجل: بہار حیرتِ نظارہ سخت جانی ہے / حنائے پائے اجل خونِ کشتگاں تجھ سے ص۱۱۳

حنائے پائے خزاں: حنائے پائے خزاں ہے، بہار اگر ہے یہی / دوام کلفتِ خاطر ہے عیش دُنیا کا ص۱۴۷

حنائے پنجۂ صیاد: ہجومِ ریزشِ خوں کے سبب رنگ اُڑ نہیں سکتا / حنائے پنجۂ صیاد مرغِ رشتہ برپا ہے ص۸۴

حنائے کفِ افسوس: کرتا ہے، بہ یادِ بُتِ رنگیں دلِ مایوس / رنگِ ز نظر رفتہ حنائے کفِ افسوس ص۳۶

حنائے کفِ نگاریں: دیکھیے: دُزدِ حنائے کفِ نگاریں۔

حنائی: دیکھیے ــــــ: (۱) انگشتِ حنائی۔ (۲) پائے حنائی۔ (۳)، (۴) سرِ انگشتِ حنائی [دو بار]۔

حوادث[1]: (۱) کیا رہوں غربت میں خوش جب ہو حوادث کا یہ حال / نامہ لاتا ہے وطن سے نامہ بر اکثر کھلا ص۱۹۱

دیکھیے ــــــ: (۲) طوفانِ حوادث۔ (۳) لگدکوبِ حوادث۔

حواس[2]: دیکھیے: بے ربطیِ شیرازۂ اجزائے حواس۔

حوت[3]: تا ترے وقت میں ہو عیش و طرب کی توفیر / تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقلیل ص۸۳

ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر / زہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل ص۱۳۳

حور[4]: (۱) میں جو کہتا ہوں کہ ہم لیں گے قیامت میں تمھیں / کس رعونت سے وہ کہتے ہیں کہ ہم حور نہیں ص۱۸۵

(۲) اک خوں چکاں کفن میں کروڑوں بناؤ ہیں / پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی ص۲۲۳

(۳) حُسن میں حور سے بڑھ کر نہیں ہونے کے کبھی / آپ کا شیوہ و انداز و ادا اور سہی ص۳۱۱

(۴) دیکھیے: جلوۂ مژگانِ حور۔

---

[1] حوادث : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔

[2] حواس : ایک بار [مرکب]۔

[3] حوت : ایک بار [مرکب]۔

[4] حور : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔

حوراں : ایک بار [مرکب]۔

حوریں : ایک بار۔

حوران خلد: تسکیں کو ہم نہ روئیں جو ذوقِ نظر ملے — حورانِ خلد میں تری صورت مگر ملے — ص ۲۳۶

حور و پری: سامنا حور و پری نے نہ کیا ہے نہ کریں — عکس تیرا ہی مگر تیرے مقابل آئے — ص ۳۱۲

حوریں: ان پری زادوں سے لیں گے خلد میں ہم انتقام — قدرتِ حق سے یہی حوریں اگر واں ہو گئیں — ص ۱۹۱

حوصلہ: (۱) جاں دادگاں کا حوصلہ فرصت گداز ہے — یہاں عرصۂ تپیدنِ بسمل نہیں رہا — ص ۲۰

(۲) اسدؔ اے ہرزہ درا! نالہ بہ غوغا تا چند — حوصلہ تنگ نہ کر بے سبب آزاروں کا — ص ۲۸

(۳) ستم کشی کا کیا دل نے حوصلہ پیدا — اب اُس سے ربط کروں جو بہت ستمگر ہو — ص ۶۷

(۴) منت کشی میں حوصلہ بے اختیار ہے — دامانِ صد کفن تہِ سنگِ مزار ہے — ص ۹۰

(۵) غفلتِ افسردگی تہمتِ تسکیں نہ ہو — اے ہمہ خوابِ گراں! حوصلہ بدنام ہے — ص ۹۹

(۶) بہ کسوتِ عرقِ شرم قطرہ زن ہے خیال — مباد حوصلہ معذورِ جستجو ہوئے! — ص ۹۹

(۷) گو حوصلہ پا مردِ تغافل نہیں لیکن — خاموشیِ عاشق گلۂ کم سخنی ہے — ص ۱۱۱

(۸) بہ عبادت کو ترا نقشِ قدم، مُہرِ نماز — بہ ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار — ص ۳۳۳

(۹) تیرے دل میں گر نہ تھا آشوبِ غم کا حوصلہ — تو نے پھر کیوں کی تھی میری غمگساری؟ ہائے ہائے! — ص ۲۰۳

(۱۰) دیدار، بادہ، حوصلہ، ساقی، نگاہ مست — بزمِ خیال میکدۂ بے خروش ہے — ص ۲۳۰

(۱۱) کریں گے کوہکن کے حوصلے کا امتحاں آخر — ابھی اُس خستہ کے نیروئے تن کی آزمائش ہے — ص ۲۳۳

(۱۲) ہر چند اُمید دور تر ہو — اے حوصلے! سعی بیش تر کر — ص ۳۰۸

(۱۳) تمکیں بے حوصلہ پہ مرا کثرتِ تکلیف — جنونِ ساختہ: حرزِ فسونِ دانائی — ص ۳۵۳

دیکھیے ـــــ: (۱۴) تنگیِ حوصلہ۔ (۱۵) جوشِ حوصلہ۔ (۱۶) عجزِ حوصلہ۔ (۱۷) عجزِ تنگ حوصلہ۔ (۱۸) گمرہِ حوصلہ۔ (۱۹) گوشِ حوصلہ۔ (۲۰) کوتاہیِ حوصلہ۔

حوصلہ پرداز: ہے شعلۂ شمشیر فنا حوصلہ پرداز — اے داغِ تمنا! سپر انداختنی ہے — ص

حوصلۂ پا: بے تنگیِ وعدہ شدن حوصلۂ پا — جو اشک گرا خاک میں، ہے آبلۂ پا — ص ۲۰۴

ــــ حوصلہ: [illegible]

حوصلۂ عشق: دیکھیے: بقدرِ حوصلۂ عشق۔

حوصلۂ فرصتِ ادراک: اُس کی شوخی سے، بہ حیرت کدۂ نقشِ خیال — فکر کو حوصلۂ فرصتِ ادراک نہیں ص۹

حوصلۂ فضل: شوخیِ عرضِ مطالب میں ہے گستاخ طلب — ہے ترے حوصلۂ فضل پہ از بس کہ یقیں ص۳۵

حوصلۂ گل: چاکِ گریباں کو ہے ربطِ تامّل ہنوز — غنچے میں دل تنگ ہے حوصلۂ گل ہنوز ص۴۲

حوصلۂ نشوونما: گلزار دمیدن، شررستانِ رمیدن — فرصت تپش و حوصلۂ نشو و نما ہیچ ص۳۶

حیا[۱]: (۱) اُگی اک چہرۂ روزن سے تھی چشمِ سفید آخر — حیا کو انتظارِ جلوہ ریزی کے کمیں پایا ص۴۲

(۲) شغلِ ہوس در نظر، لیک حیا بے خبر — شاخِ گلِ نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز ص۴۳

(۳) قطرے کو جوشِ عرق کرتا ہے دریا دستگاہ — جُز حیا، پرکارِ سعی بے سروپائی نہیں ص۶۵

(۴) کرتے ہوئے تصورِ یار آئے ہے حیات — کیا فائدہ کہ منتِ بیگانہ کھینچیے ص۱۰۵

(۵) ادب ہے اور یہی کشمکش تو کیا کیجے — حیا ہے اور یہی گومگو تو کیوں کر ہو ص۱۹۷

(۶) کرتا ہے بس کہ باغ میں تو بے حجابیاں — آنے لگی ہے نکہتِ گل سے حیا مجھے ص۲۰۶

(۷) غیر کو یارب! وہ کیوں کر منعِ گستاخی کرے — گر حیا بھی اُس کو آتی ہے تو شرما جائے ہے ص۲۲۱

(۸) اُس بزم میں مجھے نہیں بنتی حیا کیے — بیٹھا رہا، اگرچہ اشارے ہوا کیے ص۲۳۲

(۹) کہتے ہوئے ساقی سے حیا آتی ہے ورنہ — ہے یوں کہ مجھے دُردِ تہِ جام بہت ہے ص۲۳۵

(۱۰) اپنا احوالِ دلِ زار! کہوں یا نہ کہوں — ہے حیا مانعِ اظہار، کہوں یا نہ کہوں ص۲۹۸

(۱۱) وہ صدق، وہ عدل، وہ حیا اور وہ علم — بتلاؤ کوئی کہ تھی بُرائی کس میں؟ ص۳۱۳

دیکھیے ______: (۱۲) تکلیفِ حیا۔ (۱۳) عرضِ حیات۔ (۱۴) کاربہانہ جوئیِ چشمِ حیا۔ (۱۵) کفِ موجۂ حیا۔ (۱۶) موجِ گردابِ حیا۔ (۱۷) نظرگاہِ حیا۔

حیاپرست: دیکھیے: قربانِ اوجِ ریزیِ چشمِ حیاپرست۔

حیا تحریر: درونِ جوہرِ آئینہ جوں برگِ حنا خوں ہے — بتاں! نقشِ خود آرائی حیا تحریر بہتر ہے ص۱۰۸

حیات[۲]: دیکھیے ______: (۱)، (۲) آبِ حیات [دو بار]۔ (۳) بہار تماشائے گلستانِ حیات۔۔ (۴) پہلوے

---

[۱] حیا : اُنیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: آٹھ بار]۔ [۲] حیات : سات بار [مرکب]۔

حیات۔(۵)،(۶)قیدِ حیات[دو بار]۔

حیاتِ دہر: دیتے ہیں جنت حیاتِ دہر کے بدلے — نشہ بہ اندازۂ خمار نہیں ہے ص۲۰۸

حیدر[1]: اسدؔ! قدرت سے حیدر کی، ہوئی ہر گبر و تر ساکو — شرار سنگِ بت بہر بنائے اعتقاد، آتش ص۴۲۷

حیدر پرستوں: دھوئیں سے آگ کے اک ابر دریا بار ہو پیدا — اسدؔ! حیدر پرستوں سے اگر ہووے دو چار آتش ص۴۲۷

حیدرآباد[2]: (۱) ہند میں اہلِ تسنن کی ہیں دو سلطنتیں — حیدرآباد دکن رشکِ گلستانِ ارم ص۴۶۵

(۲) حیدرآباد بہت دور ہے، اِس ملک کے لوگ — اُس طرف کو نہیں جاتے ہیں، جو جاتے ہیں تو کم ص۴۶۵

حیراں[3]: حیراں ہوں شوخیِ رگِ یاقوت دیکھ کر — یہاں ہے کہ صحبتِ خس و آتش بر آر ہے ص۹۰

(۲) نظر بہ غفلتِ اہلِ جہاں، ہوا ظاہر — کہ عیدِ خلق پہ حیراں ہے چشمِ قربانی ص۹۹

(۳) وائے دیوانگیِ شوق! کہ ہردم مجھکو — آپ جانا اُدھر اور آپ ہی حیراں ہونا ص۱۵۰

(۴) اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے — حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں! ص۱۸۹

(۵) حیراں ہوں، دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں — مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں ص۱۹۰

(۶) سیماب، پشت گرمیِ آئینہ دے ہے، ہم — حیراں کیے ہوئے ہیں دلِ بے قرار کے ص۲۱۰

(۷) حیراں ہوں دامنِ مژہ کیوں جھاڑتا نہیں — خط صفحۂ عذار پہ گردِ کتاب ہے ص۴۵۲

دیکھیے ــــــ:(۸) آئینہ داریِ یک دیدۂ حیراں۔(۹) بےخود و وارفتہ و حیراں۔(۱۰) دیدۂ حیراں۔

حیران و مضطر: کثرتِ اندوہ سے حیران و مضطر ہے اسدؔ — یا علی! وقتِ عنایات و دمِ تائید ہے ص۱۰۳

حیرانی[4]: (۱) تمثال تماشا ہا، اقبال تمنا ہا — عجزِ عرق شرمے اے آئنہ! حیرانی ص۱۰۸

دیکھیے:(۲) انتظار آبادِ حیرانی۔(۳) دیکھیے: زیارت گاہِ حیرانی۔(۴) دیکھیے: محوِ حیرانی۔

حیرانیِ بیمارِ محبت: دیکھیے: عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت۔

حیرت[5]: حیرت آفت زدۂ عرضِ دو عالم نیرنگ — مومِ آئینۂ ایجاد ہے مغزِ تمکیں ص۸

---

[1] حیدر : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

[2] حیدرآباد : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

[3] حیراں : گیارہ بار [مفرد: سات بار، مرکب: چار بار]۔

[4] حیرانی : پانچ بار [مرکب: چار بار]۔

[5] حیرت : ستر بار [مفرد: پندرہ بار، مرکب: باسٹھ بار]۔

(۲) حیرت، اپنے نالۂ بیدرد سے غفلت بنی	راہِ خوابیدہ کو، غوغاے جرس افسانہ تھا	ص۲۵
(۳) ہے سوادِ چشمِ قربانی میں یک عالم مقیم	حسرتِ فرصت جہاں دیتی ہے حیرت کو رواج	ص۳۵
(۴) حیرت ہمہ اسرار پہ مجبور خموشی	ہستی، نہیں جز بستنِ پیمانِ وفا، ہیچ	ص۳۶
(۵) آئینہ داغِ حیرت و حیرت شکنجِ یاس	سیماب بے قرار و اسدؔ بے قرار تر	ص۴۱
(۶) ترے جلوے کی از بس کہ ہیں بیکار	خُور قطرۂ شبنم میں ہے جو شمع بہ فانوس	ص۴۶
(۷) بجانِ شوخ کی تمکینِ بعد از قتل کی حیرت	بیاضِ دیدۂ نخچیر پر کھینچے ہے تصویریں	ص۶۵
(۸) وحشیِ خو کردۂ نظارہ ہے حیرت، جسے	حلقۂ زنجیر جز چشمِ تماشائی نہیں	ص۶۵
(۹) حیرت، حدِ اقلیمِ تمنّاے پری ہے	آئینے پہ آئینِ گلستانِ ارم باندھ	ص۷۱
(۱۰) حیرت اگر خرام ہے، کارِ نگہ تمام ہے	گر کفِ دست بام ہے آئنے کو ہو سمجھ	ص۷۳
(۱۱) بس کہ حیرت سے ز پا اُفتادۂ زنہار ہے	ناخنِ انگشت تبخالِ لبِ بیمار ہے	ص۸۳
(۱۲) بھونچال میں گرا تھا یہ آئینہ طاق سے	حیرت، شہیدِ جنبشِ ابروے یار ہے	ص۹۰
(۱۳) حیرت، حجابِ جلوہ و وحشت، غبارِ چشم	پاے نظر بہ دامنِ صحرا نہ کھینچیے	ص۱۰۶
(۱۴) نہ حیرت چشمِ ساقی کی نہ صحبت دورِ ساغر کی	مری محفل میں غالبؔ! گردشِ افلاک باقی ہے	ص۱۰۷
(۱۵) قطرۂ مے بس کہ حیرت سے نفَس پرور ہوا	خطِّ جامِ مے سراسر رشتۂ گوہر ہوا	ص۱۵۱
(۱۶) کس کا سراغ جلوہ ہے حیرت کو اے خدا!	آئینہ فرشِ ششِ جہتِ انتظار ہے	ص۲۱۷

دیکھیے ـــــــ: (۱۷) انگشتِ حیرت۔ (۱۸) بازگشتِ جادہ پیماے رہِ حیرت۔ (۱۹) تاثیرِ صافی ہاے حیرت۔ (۲۰) جاے حیرت۔ (۲۱) خانہ ویراں سازیِ حیرت۔ (۲۲) خود رفتگی ہاے حیرت۔ (۲۳) داغِ حیرت۔ (۲۴) سرمہ سائیِ حیرت۔ (۲۵) فرصتِ یک چشم حیرت۔ (۲۶) کاروانِ حیرت۔ (۲۷) منزلِ حیرت۔ (۲۸) نقشِ حیرت۔ (۲۹) ہمہ حیرت۔

حیرت آبادِ تغافل ہاے شوق:	ہے تماشا حیرت آبادِ تغافل ہاے شوق	یک رگِ خواب و سراسر جوشِ خونِ آرزو	ص۶۹

حیرت آبادِ تمنّا: دیکھیے: فضاے حیرت آبادِ تمنّا۔

حیرت آبادِ جنوں: دیکھیے: فرماں روائے حیرت آبادِ جنوں۔

حیرت آرا: ز بس کہ جلوۂ صیاد حیرت آرا ہے — اُڑی ہے صفحۂ خاطر سے صورتِ پرواز — ص۴۳

حیرت آزمائی: ہنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں — کہ جوہر آئنے کا، ہر پلک ہے چشمِ حیراں کی — ص۷۶

حیرتِ آغوشِ خوباں: ہوں تصور ہائے ہم دوشی سے بدمستِ شراب — حیرتِ آغوشِ خوباں ساغرِ بلور ہے — ص۹۳

حیرتِ آئینہ: (۱) سادگی یک خیال: شوخیِ صد رنگ نقش — حیرتِ آئینہ ہے بجیبِ تامّل ہنوز — ص۴۳

(۲) دیکھیے: صفائے حیرتِ آئینہ۔

حیرتِ آئنہ انجامِ جنوں: حیرتِ آئینہ انجامِ جنوں ہوں جوں شمع — کس قدر داغِ جگر شعلہ اُٹھاتا ہے مجھے — ص۸۸

حیرتِ اظہارِ حال: دیکھیے: وجہِ حیرتِ اظہارِ حال۔

حیرتِ اندازِ رہبر: حیرتِ اندازِ رہبر ہے عناں گیر اے اسدؔ! — نقشِ پائے خضر یہاں سدِّ سکندر ہوگیا — ص۳۰

حیرتِ اندازِ قاتل: دیکھیے: جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل۔

حیرت انشائی: دیکھیے: نیرنگِ داغِ حیرت انشائی۔

حیرت ایما: بہ حکمِ عجزِ ابروئے مہ تو حیرت ایما ہے — کہ یہاں گم کر جبینِ سجدہ فرسا آستانے میں — ص۵۸

حیرتِ بود و نبود: دیکھیے: گرمِ حیرتِ بود و نبود۔

حیرت پرستاراں: فنا کو عشق ہے بے مقصداں! حیرت پرستاراں! — نہیں رفتارِ عمرِ تیز رو پابندِ مطلب ہا — ص۴۳

حیرت پرستِ طرزِ نا گیرائیِ مژگاں: نفس حیرت پرستِ طرزِ نا گیرائیِ مژگاں — مگر یک دست و دامانِ نگاہ وا پسیں پایا — ص۴۲

حیرت پرستی: دیکھیے: آئینۂ حیرت پرستی۔

حیرتِ تمہیدن ہا: حیرتِ تمہیدن ہا خونبہائے دیدن ہا — رنگِ گل کے پردے میں آئنہ پرافشاں ہے — ص۸۸

حیرتِ تماشائی: نظر پرستی و بیکاریِ خود آرائی — رقیبِ آئنہ ہے حیرتِ تماشائی — ص۱۱۰

حیرتِ جاوید: میں ہوں اور حیرتِ جاوید، مگر ذوقِ خیال — بہ فسونِ نگہِ ناز ستاتا ہے مجھے — ص۸۸

حیرت جلوہ: بس کہ شرمِ عارضِ رنگیں سے حیرت جلوہ ہے — ہے شکستِ رنگِ گل آئینہ پردازِ نقاب — ص۳۱

حیرتِ حُسنِ چمن پیرا: حیرتِ حُسنِ چمن پیرا سے تیرے رنگِ گل — بسملِ ذوقِ پریدن ہے بہ بالِ عندلیب — ص۳۲

حیرتِ خطِ رُخِ یار: نہ ہوئی ہم سے رقم حیرتِ خطِ رُخِ یار — صفحۂ آئنہ جولاں گہِ طوطی نہ ہوا — ص۱۳

حیرتِ داغِ انجام: شعلہ آؔواز، وے حیرتِ داغِ انجام — موجِ مے، لیکن ز سر تا قدم آغوشِ خمار — ص۶

حیرتِ دم: دیکھیے: فکرِ حیرتِ دم۔

حیرت زدہ: دیکھیے: دلِ حیرت زدہ۔

حیرت سرشان: دیکھیے: رنجشِ حیرت سرشاں۔

حیرت سوادِ چشمِ قربانی: باز ماندن ہائے مژگاں ہے یک آغوشِ وداع — عید در حیرت سوادِ چشمِ قربانی عبث — ص۳۳

حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر: خدایا! چشم تا دل درد ہے افسونِ آگاہی — نگہ حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر بہتر ہے — ص۱۰۸

حیرتِ صورت گرِ چیں: جلوۂ برق سے ہوجائے نگہ عکس پذیر — اگر آئینہ بنے حیرتِ صورت گرِ چیں — ص۹

حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں: ہجومِ نالہ: حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں ہے — خموشی: ریشۂ صد نیستاں سے خس بہ دنداں ہے — ص۲۱۰

حیرت فروشِ صد نگرانی: حیرت فروشِ صد نگرانی ہے اضطرار — ہر رشتہ چاکِ جَیب کا تارِ نظر ہے آج — ص۳۲

حیرتِ فکرِ سخن: حیرتِ فکرِ سخن سازِ سلامت ہے اسدؔ! — دل پسِ زانوے آئینہ بٹھاتا ہے مجھے — ص۸۸

حیرتِ کاغذِ آتش زدہ: حیرتِ کاغذِ آتش زدہ ہے جلوۂ عمر — تہِ خاکسترِ صد آئنہ پایا ہے مجھے — ص۱۰۸

حیرت کدۂ داغ: جوں مردمکِ چشم میں ہوں جمع نگاہیں — خوابیدہ بہ حیرت کدۂ داغ ہیں آہیں — ص۵۹

حیرت کدۂ شوخیِ ناز: اہلِ بینش نے بہ حیرت کدۂ شوخیِ ناز — جوہرِ آئنہ کو طوطیِ بسمل باندھا — ص۱۳۵

حیرت کدۂ نقشِ خیال: اُس کی شوخی سے، بہ حیرت کدۂ نقشِ خیال — فکر کو حوصلۂ فرصتِ ادراک نہیں — ص۹

حیرت کدۂ نقشِ قدم: جس کے حیرت کدۂ نقشِ قدم میں مانی — خونِ صد برق سے باندھے بہ کفِ دست نگار — ص۵

حیرت کش: دید: حیرت کش و خرشید: چراغانِ خیال — عرضِ شبنم سے چمن آئنہ تعمیر آیا — ص۲۷

حیرتِ گلزار: سحر گر باغ میں وہ حیرتِ گلزار ہو پیدا — اُڑے رنگِ گل اور آئینۂ دیوار ہو پیدا — ص۳۱

حیرت متاعِ عالمِ نقصان و سود: تو یک جہاں قماشِ ہوس جمع کر کہ میں — حیرت متاعِ عالمِ نقصان و سود تھا — ص۱۲

حیرتِ مشاطہ: دیکھیے: نگاہِ حیرتِ مشاطہ۔

حیرتِ نظارہ: (۱) کرے گر حیرتِ نظارہ طوفاں نکتہ گوئی کا — حبابِ چشمۂ آئینہ ہووے بیضہ طوطی کا — ص ۲۶

(۲) دیکھیے: بہارِ حیرتِ نظارہ۔

حیرتِ نفس: وحشت نہ کھینچ قاتل! حیرت نفس ہے بسمل — جب نالہ خوں ہو غافل! تاثیر کیا بلا ہے — ص ۴۳

حیرتِ نقشِ پا: کب مجھے کوئے یار میں رہنے کی وضع یاد تھی — آئنہ دار بن گئی حیرتِ نقشِ پا کہ یوں — ص ۱۷۸

حیرتِ نگاہ: حیرت نگاہ برق، تماشا بہار شوخ — در پردۂ ہوا پرِ بسمل ہے آئنہ — ص ۷۰

حیف[1]: حیف اے ننگِ تمنا! کہ پئے عرضِ حیا — یک عرق آئنہ بر جبہۂ سائل باندھا — ص ۱۳

(۲) حیف! بے حاصلیِ اہلِ ریا پر غالبؔ — یعنی، ہیں مائدہ ازاں سو و ازیں سو رائدہ — ص ۷۱

(۳) یک نفس، ہر یک نفس جاتا ہے قسطِ عمر میں — حیف ہے اُن کو جو سمجھیں زندگانی مفت ہے — ص ۱۱۳

(۴) رشک کہتا ہے کہ اُس کا غیر سے اخلاص، حیف! — عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کس کا آشنا! — ص ۱۳۹

(۵) حیف! اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالبؔ! — جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا — ص ۱۵۰

(۶) چھوڑ کر جانا تنِ مجروحِ عاشق حیف ہے! — دل طلب کرتا ہے زخم اور مانگے ہیں اعضا نمک — ص ۱۷۷

(۷) دیکھیے: صد حیف۔

[سات بار بہ طور ردیف ص ۳۹]

(۸)،(۹) نامہ بھی لکھتے ہو تو بہ خطِ غبار، حیف! — رکھتے ہو مجھ سے اتنی کدورت، ہزار حیف!

(۱۰) پیش از نفس بتاں کے کرم نے وفا نہ کی — تھا محملِ نگاہ بہ دوشِ شرار، حیف!

(۱۱) تھی میرے ہی جلانے کو اے آہِ شعلہ ریز! — گھر پر پڑا نہ غیر کے کوئی شرار، حیف!

(۱۲) گل، چہرہ ہے کسو خفقانی مزاج کا — گھبرا رہی ہے بیمِ خزاں سے بہار، حیف!

(۱۳) ہیں میری مشتِ خاک سے اُس کو کدورتیں — پائی جگہ بھی دل میں تو ہو کر غبار، حیف!

---

[1] حیف : سولہ بار [مفرد: پندرہ بار، مرکب: ایک بار]۔

[2] حیلہ : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

[3] حیواں : تین بار [مرکب]۔

(۱۴) بنا اسدؔ: میں سرمۂ چشمِ رکابِ یار آیا نہ میری خاک پہ وہ شہ سوار، حیف!

[دوبار بہ طور ردیف ص ۱۷۹]

(۱۵) ہم رقیب سے نہیں کرتے وداعِ ہوش مجبور یھاں تلک ہوئے، اے اختیار، حیف!

(۱۶) جلتا ہے دل کہ کیوں نہ ہم اک بار جل گئے اے ناتمامیِ نفسِ شعلہ بار، حیف!

حیلہ[۱]: کیا تعجب ہے جو اُس کو، دیکھ کر آ جائے رحم وھاں تلک کوئی کسی حیلے سے پہنچا دے مجھے ص ۲۳۵

حیلہ جوے ترکِ تنہائی: بے دماغی حیلہ جوے ترکِ تنہائی نہیں ورنہ کیا موجِ نفس زنجیرِ رُسوائی نہیں؟ ص ۶۵

حیواں[۱]: (۱)، (۲) دیکھیے: چشمۂ حیواں [دوبار]۔ (۳) نسخۂ آبِ حیواں۔

~~~~~
~~~~~

خ

خاتم[1]: (۱) جس کی مسند کا آسماں گوشہ   جس کی خاتم کا آفتاب: نگیں   ص۲۸۰
(۲) دیکھیے: خانۂ خاتم۔

خاتمِ جمشید: سلطنت دست بہ دست آئی ہے   جامِ مے خاتمِ جمشید نہیں   ص۱۸۳

خاتمِ دستِ سلیماں: (۱) بہ دست آوردنِ دل گوہرِ دریائے شاہی ہے   وگرنہ خاتمِ دستِ سلیماں فلسِ ماہی ہے   ص۳۵۴
(۲) خاتمِ دستِ سلیماں کے مشابہ لکھیے   سرِ پستانِ پری زاد سے مانا کہیے   ص۱۳۲

خار[2]: (۱) زبس آتش نے فصلِ رنگ میں رنگِ دگر پایا   چراغِ گل سے ڈھونڈھے ہے چمن میں شمع خار اپنا   ص۱۵
(۲) موج سے پیدا ہوئے پیراہنِ دریا میں خار   گریہ، وحشت بے قرارِ جلوۂ مہتاب تھا   ص۱۵
(۳) فروغِ حُسن سے ہوتی ہے حلِ مشکلِ عاشق   نہ نکلے شمع کے پا سے، نکالے گر نہ خار آتش   ص۱۸۳
(۴) نہیں گرداب جُز سرگشتگی ہائے طلب ہرگز   حبابِ بحر کے ہے آبلوں میں خار ماہی کا   ص۳۶
(۵) کیا ضعف میں اُمید کو دل تنگ نکالوں   میں خار ہوں، آتش میں چبھوں رنگ نکالوں   ص۶۰
(۶) خار سے گل سینۂ افگار جفا ہے اے اسدؔ!   برگ ریزی: ہے پر افشانئِ ناوک خوردگاں   ص۲۶
(۷) شوخیِ حُسن و عشق ہے آئنہ دار ہمدگر   خار کو بے نیام جان، ہم کو برہنہ پا سمجھ   ص۴۳
(۸) یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشمِ یعقوب   لالہ ہا داغ براگندہ و گل ہا بے خار   ص۳

---

[1] خاتم : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔
[2] خار : اکیاون بار [مفرد: سات بار، مرکب: چوالیس بار]۔
[3] خار خار : سات بار [مرکب]۔

(۹) ہے یہ وہ گلشنِ ہمیشہ بہار | بارور جس کا سرو، گُل بے خار | ص۲۶۷

دیکھیے:- (۱۰) بُنِ ہر خار (۱۱) پُرخار۔ (۱۲) پیراہن خار۔ (۱۳) خس و خار۔ (۱۴) رگِ ہر خار۔ (۱۵) رنگِ خار۔ (۱۶) سرِ ہر خار۔ (۱۷) سیرِ وادیِ پُرخار۔ (۱۸) طاقتِ خلشِ خار۔ (۱۹) غمِ خار۔ (۲۰) گلدستۂ خار۔ (۲۱) مژگانِ خار۔ (۲۲) مژۂ خار۔ (۲۳) نشترِ خار۔ (۲۴) نگہ آشنائے گل و خار۔ (۲۵) نوکِ ہر خار۔ (۲۶) وادیِ پُرخار۔ (۲۷) ہر یک خار۔

خار آشیاں: دیکھیے: دستِ مُشتِ پر و خار آشیاں۔

خار باغ: دیکھیے: زبانِ خار باغ۔

خار بستر: کہوں کیا دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں غالبؔ | کہ بیتابی سے ہر یک تارِ بستر خارِ بستر ہے | ص۲۳

خارِ بیاباں: لرزتا ہے مرا دل زحمتِ مہرِ درخشاں پر | میں ہوں وہ قطرۂ شبنم کہ ہو خارِ بیاباں پر | ص۱۹۷

خارِ پا: پا بہ دامن ہو رہا ہوں بس کہ میں صحرا نورد | خارِ پا ہیں جوہرِ آئینۂ زانو مجھے | ص۲۰۸

خارِ پیراہن: صورتِ دیبا تپش سے میری غرقِ خوں ہے آج | خارِ پیراہن رگِ بستر کو نشتر ہوگیا | ص۲۹

خارِ پیرہنِ آرزو: عرضِ نشاطِ دید ہے مژگانِ انتظار | یارب! کہ خارِ پیرہنِ آرزو نہ ہو | ص۶۸

خارِ جستجو: شمع ہوں لیکن بہ پا در رفتہ خارِ جستجو | مدعا گم کردہ، ہر سو ہر طرف جلتا ہوں میں | ص۴۳

خارِ چمن: صاف ہے از بس کہ عکسِ گل سے گلزارِ چمن | جانشینِ جوہرِ آئینہ ہے خارِ چمن | ص۵۹

خار خارِ التماسِ بے قراری: تکلف، خار خارِ التماسِ بے قراری ہے | کہ رشتہ باندھتا ہے پیرہن انگشتِ سوزن پر | ص۴۱

خار خارِ المِ حسرتِ دیدار: خار خارِ المِ حسرتِ دیدار تو ہے | شوقِ گلچینِ گلستانِ تسلی نہ سہی | ص۲۰۹

خار خارِ جنونِ وفا: تھا مجھ کو خار خارِ جنونِ وفا اسدؔ! | سوزن میں تھا نہفتہ گلِ پیرہن ہنوز | ص۴۲

خار خارِ چینِ پیشانی: سرنوشتِ خلق ہے طغرائے عجزِ اختیار | آرزوہا خار خارِ چینِ پیشانی عبث | ص۳۳

خار خارِ خاطرِ آغاز: سرنوشتِ اضطرابِ انجامیِ اُلفت نہ پوچھ | نالِ خامہ خار خارِ خاطرِ آغاز ہے | ص۸۲

خار خارِ نغمہ: شوخیِ فریاد سے ہے پردۂ زنبور، گل | کسوتِ ایجادِ بلبل خار خارِ نغمہ ہے | ص۸۷

خار خارِ وحشتِ اندیشہ: فالِ ہستی خار خارِ وحشتِ اندیشہ ہے | شوخیِ سوزن ہے ساماں پیرہن کی فکر میں | ص۶۲

خارِ خشک: (۱) نظر بہ نقصِ گدایاں کمال بے ادبی ہے | کہ خارِ خشک کو بھی دعوئ چمن نسبی ہے | ص۲۵۵

(۲) دیکھیے: مثلِ خارِ خشک۔

خارِ ضیدہ: میں بے ہنر کہ جوہرِ آئینہ تھا عبث | پائے نگاہِ خلق میں خارِ ضیدہ ہوں | ص۳

خارِ دشت: برقِ بہار سے ہوں میں پا در حنا ہنوز | اے خارِ دشت! دامنِ شوقِ رمیدہ کھینچ | ص۳۰

خارِ راہ: ڈرتا ہوں کوچہ گردیِ بازارِ عشق سے | ہیں خارِ راہ جوہرِ تیغِ عسس تمام | ص۵۵

خارِ رہ: پائے افگار پہ جب سے تجھے رحم آیا ہے | خارِ رہ کو ترے ہم مہرِ گیا کہتے ہیں | ص۷۸

خارِ سرِ دیوارِ باغ: بلبلوں کو دور سے کرتا ہے منع بارِ باغ | ہے زبانِ پاسباں خارِ سرِ دیوارِ باغ | ص۲۸

خارِ شمعِ آئینہ: شعلہ رخسارا! تحیّر سے تری رفتار کے | خارِ شمعِ آئنہ آتش میں جوہر ہوگیا | ص۳۰

خارِ کسوتِ فانوس: شب کہ وہ مجلس فروزِ خلوتِ ناموس تھا | رشتۂ ہر شمع خارِ کسوتِ فانوس تھا | ص۱۳۱

خارِ گل: گر وہ مستِ ناز دیوے گا صلائے عرضِ حال | خارِ گل، بہرِ دہانِ گل زباں ہوجائے گا | ص۱۹

خار وخس: (۱) تیز تر ہوتا ہے خشمِ تُند خویاں عجز سے | ہے رگِ سنگِ فسانِ تیغِ شعلہ، خار وخس | ص۲۵

(۲) گزرا جو آشیاں کا تصور بہ وقتِ بند | مژگانِ چشمِ دام ہوئے خار وخس تمام | ص۵۵

خاتم: دیکھیے ـــــــ: (۳) مشتِ خار وخس۔ (۴) ہجومِ خار وخس۔

خار وخسِ آشیاں: دیکھیے: گرمیِ نبضِ خار وخسِ آشیاں۔

خارا[1]: دیکھیے ـــــــ: (۱) رگِ خارا۔ (۲) سیلیِ خارا۔ (۳) صیدِ دامِ رشتۂ رگ ہائے خارا۔

خارائی: دیکھیے: تعلیمِ خارائی۔

خارج[2] آداب وقار وتمکیں: کس قدر ہرزہ سرا ہوں کہ عیاذاً باللہ! | یک قلم خارجِ آدابِ وقار وتمکیں | ص۳۲

خارج از آہنگ: شوقِ بے پروا کے ہاتھوں مثلِ سازِ نادرست | کھینچتا ہے آج نالے خارج از آہنگِ دل | ص۵۲

خاستہ[3]: دیکھیے: ہر سبزۂ نوخاستہ۔

---

[1] خارا : تین بار [مرتّب]۔
خارائی : ایک بار [مرتّب]۔

[2] خارج : دو بار [مرتّب]۔

[3] خاستہ : ایک بار [مرتّب]۔

خاشاک ا ؎: (۱) وھاں کے خاشاک سے حاصل ہو جسے یک پرِ کاہ — وہ رہے مروحۂ بالِ پری سے بیزار — ص ۱۳۳

دیکھیے ـــــ: (۲) فروغِ طالعِ خاشاک۔ (۳) خس و خاشاک۔ (۴) چینِ دامنِ خاشاک۔ (۵) شوخیِ خاشاک۔

خاشاکِ ساحل: دیکھیے: جو یائے خس و خاشاکِ ساحل۔

خاشاکِ ساحل ہا: بسانِ جوہرِ آئینہ از ویرانیِ دل ہا — غبارِ کوچہ ہائے موج ہے خاشاکِ ساحل ہا — ص ۲۳

خاشاکِ گلستاں: دیکھیے: خس و خاشاکِ گلستاں۔

خاص ۲ ؎: (۱) خاص وہ آم جو نہ ارزاں ہو — نَوبَرِ نخلِ باغِ سلطاں ہو — ص ۱۳۱

(۲) اور داغ آپ کی غلامی کا — خاص بہرام کا ہے زیبِ سُریں — ص ۲۸۱

دیکھیے ـــــ: (۳) آرزوئے بخششِ خاص۔ (۴) ادائے خاص۔ (۵) اُمّیدِ نگاہِ خاص۔ (۶) بارگاہِ خاص۔ (۷) روشِ خاص۔ (۸) سُرورِ خاص خواص۔ (۹) لطفِ خاص۔ (۱۰) موکبِ خاص۔

خاطر ۳ ؎: (۱) کیوں نہ ہو بے التفاتی، اُس کی خاطر جمع ہے — جانتا ہے محوِ پُرسشہائے پنہانی مجھے — ص ۲۳۲

(۲) نیک ہوتی مری حالت تو نہ دیتا تکلیف — جمع ہوتی مری خاطر تو نہ کرتا تعجیل — ص ۱۲۳

دیکھیے ـــــ: (۳) بارِ خاطر۔ (۴) برقِ خرمن ہائے خاطر۔ (۵) پریشانیِ خاطر۔ (۶) رنجیدہ خاطر۔ (۷) شرحِ اسبابِ گرفتاریِ خاطر۔ (۸) صفحۂ خاطر۔ (۹) عقدۂ خاطر۔ (۱۰) غبارِ کلفتِ خاطر۔ (۱۱) غنچۂ خاطر۔ (۱۲) فتادہ خاطر۔ (۱۳) گمانِ رنجشِ خاطر۔ (۱۴) کشودِ غنچۂ خاطر۔ (۱۵) کلفتِ خاطر۔

خاطرِ آزاد: خاک ہے عرضِ بہارِ صد نگارستاں اسدؔ! — حسرتیں کرتی ہے میری خاطرِ آزاد، گل — ص ۵۲

خاطرِ آزردگاں: دیکھیے: غبارِ خاطرِ آزردگاں۔

خاطرِ آسودہ: دیکھیے: فریبِ خاطرِ آسودہ۔

خاطرِ آغاز: دیکھیے: خارِ خارِ خاطرِ آغاز۔

خاطرِ آگاہ: دیکھیے: نصیبِ خاطرِ آگاہ۔

ا ؎ خاشاک : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔

۲ ؎ خاص : دس بار [مفرد: دو بار، مرکب: آٹھ بار]۔

۳ ؎ خاطر : اُنتیس بار [مفرد: دو بار، مرکب: ستائیس بار]۔

خاطرِ احباب: دیکھیے: غبارِ خاطرِ احباب۔

خاطر افروزی: دیکھیے: تمنائے خاطر افروزی۔

خاطرِ بیتاب: بے خود ز بس کہ خاطرِ بیتاب ہو گئی — مژگانِ باز ماندہ رگِ خواب ہو گئی ص۹۶

خاطرِ جمع: واسطے فکرِ مضامینِ متیں کے غالبؔ! — چاہیے خاطرِ جمع و دلِ آرامیدہ ص۴۷

خاطرِ حضرت: دیکھیے: انبساطِ خاطرِ حضرت۔

خاطرِ عاشق: دیکھیے: شکیبِ خاطرِ عاشق۔

خاطرِ غمگیں: پیری و نیستی خدا کی پناہ! — دستِ خالی و خاطرِ غمگیں ص۲۸۱

خاطرِ وابستہ: (۱) اے آہ! میری خاطرِ وابستہ کے سوا — دُنیا میں کوئی عقدۂ مشکل نہیں رہا ص۲۱

(۲) دیکھیے: عُشّاقِ خاطرِ وابستہ۔

خاقانِ[1] نام آور: جانتا ہوں، ہے خطِ لوحِ ازل — تم پہ اے خاقانِ نام آورا! کھلا ص۱۳۱

خاک[2]: (۱) جلوۂ ریگِ رواں دیکھ کے، گردوں ہر صبح — خاک پر توڑے ہے آئینۂ نازِ پرویں ص۸

(۲) کس قدر خاک ہوا ہے دلِ مجنوں یارب! — نقشِ ہر ذرہ سویدائے بیاباں نکلا ص۱۳

(۳) ہر ذرہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ ہے خاک — تمثالِ شوقِ بیباک صد جا دو چار صحرا ص۲۶

(۴) ہے تنگ ز واماندہ شدن حوصلۂ پا — جو اشک گرا خاک میں ہے آبلۂ پا ص۲۹

(۵) دل وجگر تفِ فرقت سے جل کے خاک ہوئے — ولے ہنوز خیالِ وصال خام رہا ص۳۰

(۶) اے چرخ! خاک برسرِ تعمیر کائنات — لیکن بنائے عہدِ وفا اُستوار تر ص۳۱

(۷) بنا اسدؔ! میں سرمۂ چشمِ رکابِ یار — آیا نہ میری خاک پہ وہ شہ سوار، حیف! ص۳۹

(۸) گر ہو بلدِ شوق مری خاک کو وحشت — صحرا کو بھی گھر سے کئی فرسنگ نکالوں ص۶۰

(۹) بجائے دانہ، خرمن یک بیاباں بیضۂ قمری — مرا حاصل وہ نسخہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو ص۹۷

(۱۰) بیکاریِ تسلیم بہ ہر رنگ چمن ہے — گر خاک ہو، گلدستۂ صد نقشِ قدم باندھ ص۱۷

---

[1] خاقان : ایک بار [مرکب]۔

[2] خاک : پچاسی بار [مفرد: پینتالیس بار، مرکب: چالیس بار]۔

خاکی : ایک بار۔

خاکیوں : ایک بار۔

(۱۱) خدایا! کس قدر اہلِ نظر نے خاک چھانی ہے — کہ ہیں صد رخنہ جوں غربال دیواریں گلستاں کی — ص۷۶

(۱۲) سینے کا داغ ہے وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا — خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۱۳) خوں ہے دل خاک میں احوالِ بتاں پر، یعنی — اُن کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد — ص۱۶۶

(۱۴) مے خانۂ جگر میں یہاں خاک بھی نہیں — خمیازہ کھینچے ہے بتِ بیداد فن ہنوز — ص۱۷۱

(۱۵) ہر ایک ذرۂ عاشق ہے آفتاب پرست — گئی نہ خاک ہوئے پر ہوائے جلوۂ ناز — ص۱۷۲

(۱۶) ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن — خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہوتے تک — ص۱۷۵

(۱۷) آبرو کیا خاک اُس گُل کی کہ گلشن میں نہیں — ہے گریباں ننگِ پیراہن جو دامن میں نہیں — ص۱۸۴

[آٹھ بار بہ طور ردیف ص۱۴]

(۱۸)،(۱۹) مزے جہان کے اپنی نظر میں خاک نہیں — سوائے خونِ جگر، سو جگر میں خاک نہیں

(۲۰) مگر غبار ہوئے پر ہوا اُڑا لے جائے — وگرنہ تاب و تواں بال و پر میں خاک نہیں

(۲۱) یہ کس بہشت شمائل کی آمد آمد ہے — کہ غیر جلوۂ گُل رہ گزر میں خاک نہیں

(۲۲) بھلا اُسے نہ سہی کچھ مجھی کو رحم آتا — اثر مرے نفَسِ بے اثر میں خاک نہیں

(۲۳) خیالِ جلوۂ گُل سے خراب ہیں مے کش — شراب خانے کے دیوار و در میں خاک نہیں

(۲۴) ہوا ہوں عشق کی غارت گری سے شرمندہ — سوائے حسرتِ تعمیر گھر میں خاک نہیں

(۲۵) ہمارے شعر ہیں اب صرف دل لگی کے اسدؔ! — کھلا کہ فائدہ عرضِ ہنر میں خاک نہیں

(۲۶) دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں — خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہیں ہوں میں — ص۱۹۰

(۲۷) سب کہاں، کچھ لالہ و گُل میں نمایاں ہو گئیں — خاک میں، کیا صورتیں ہوں گی، کہ پنہاں ہو گئیں — ص۱۹۱

(۲۸) گُل فشانی ہائے نازِ جلوہ کو کیا ہو گیا! — خاک پر ہوتی ہے تیری لالہ کاری، ہائے ہائے — ص۲۰۳

(۲۹) خاک میں ناموسِ پیمانِ محبت مل گئی — اُٹھ گئی دُنیا سے راہ و رسمِ یاری، ہائے ہائے — ص۲۰۳

(۳۰) ہم سے عبث ہے گمانِ رنجشِ خاطر — خاک میں عشاق کی غبار نہیں ہے — ص۲۰۸

(۳۱) کرنے گئے تھے اُس سے تغافل کا ہم گلہ — کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئے — ص۲۲۹

(۳۲) بس ہجومِ نااُمیدی! خاک میں مل جائے گی — یہ جو اِک لذّت ہماری سعیِ بے حاصل میں ہے — ص۲۳۱

(۳۳) اُڑتی پھرے ہے خاک مری کوئے یار میں — بارے، اب اے ہَوا! ہوسِ بال و پر گئی — ص۲۳۳

(۳۴) مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم! — تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے؟ — ص۲۳۳

(۳۵) ہوتا ہے نہاں گرد میں صحرا مرے ہوتے — گِھستا ہے جبیں خاک پہ دریا مرے آگے — ص۲۳۸

(۳۶) روندی ہوئی ہے کوکبۂ شہریار کی — اترائے کیوں نہ خاک سرِ رہ گزار کی — ص۲۵۱

(۳۷) بے دماغِ تپش و عرضِ دو عالم فریاد — ہوں میں وہ خاک کہ ماتم میں اُڑایا ہے مجھے — ص۱۰۸

(۳۸) آتش و آب و باد و خاک نے لی — وضعِ سوز و نم و رم و آرام — ص۳۸

(۳۹) مثلِ مضمونِ وفا باد بہ دستِ تسلیم — صورتِ نقشِ قدم خاک بہ فرقِ تمکیں — ص۳۲

(۴۰) کہ گر اپنے کو میں کہوں خاکی — جانتا ہوں کہ آئے خاک کو عار — ص۱۲۵

(۴۱) سوختگاں کی خاک میں ریزشِ نقشِ داغ ہے — آئنہ نشانِ حال مثلِ گُلِ چراغ ہے — ص۱۱۵

(۴۲) ہوسکے کیا خاک دست و بازوے فرہاد سے! — بیستوں: خوابِ گرانِ خسرو پرویز ہے — ص۸۵

(۴۳) خاک ہے عرضِ بہار صد نگارستاں اسدؔ! — حسرتیں کرتی ہے میری خاطرِ آزاد، گُل — ص۵۲

(۴۴) لے گئے خاک میں ہم داغِ تمنائے نشاط — تو ہو اور آپ بہ صد رنگ گلستاں ہونا! — ص۱۵۰

(۴۵) آم کے آگے پیش جاوے خاک — پھوڑتا ہے جلے پھپھولے تاک — ص۳۰

(۴۶) مزا لے کہو کیا خاک ساتھ سونے کا — رکھے جو بیچ میں وہ شوخِ سیم تن، تکیہ — ص۳۰۳

دیکھیے ـــــــ: (۴۷) آئنۂ ذرّہ ذرّہ خاک۔ (۴۸) اہلِ خاک۔ (۴۹) ایک مُشتِ خاک۔ (۵۰) پالِ خاک۔ (۵۱) ذرّہ ذرّۂ خاک۔ (۲۵)، (۳۵)، (۴۵) زیرِ خاک [تین بار]۔ (۵۵) ساکنانِ خطۂ خاک۔ (۵۶) سرتاسرِ خاک۔ (۵۷) طاؤسِ خاک۔ (۵۸) طلسمِ خاک۔ (۵۹)، (۶۰) کفِ خاک [دوبار]۔ (۶۱) مثلِ ذرّہ ہائے خاک۔ (۶۲)، (۶۳) مُشتِ خاک [دوبار]۔ (۶۴) نقابِ خاک۔ (۶۵) ہرایک ذرّہ خاک۔ (۶۶) ہرذرّہ خاک۔ (۶۷) ہرذرّۂ خاک۔ (۶۸)، (۶۹) دیکھیے: ہر کفِ خاک [دوبار]۔ (۱۷)، (۷۲)

یک کفِ خاک [دو بار]۔

خاک افتادگیِ کشتگانِ عشق: بر خاک افتادگیِ کشتگانِ عشق — ہے سجدۂ سپاس بہ منزل رسیدگی ص ۴۵۴

خاک بہ سر کردن بے فائدہ: جُز خاک بہ سر کردنِ بے فائدہ، حاصل؟ — ہر چند بہ میدانِ ہوس تاختنی ہے ص ۱۱۱

خاکِ در: مردمک سے ہو عزا خانۂ اقبال نگاہ — خاکِ در کی ترے جو چشم نہ آئینہ دار ص ۳۳۳

خاکِ درِ مے خانہ: اسدؔ خاکِ درِ مے خانہ اب سر پر اُڑاتا ہوں — گئے وہ دن کہ پائی جامِ مے سے زانو زانو تھا ص ۲۲

خاکِ دشتِ مجنوں: رگِ لیلیٰ کو خاکِ دشتِ مجنوں ریشگی بخشے — اگر بووے بجائے دانہ دہقاں نوک نشتر کی ص ۲۰۷

خاکِ شہیداں: بجز پروازِ شوقِ ناز، کیا باقی رہا ہوگا! — قیامت اک، ہوائے تند ہے خاکِ شہیداں پر ص ۱۹۷

خاکِ صحرائے نجف: خاکِ صحرائے نجف جوہرِ سیرِ عرفا — چشمِ نقشِ قدم: آئینۂ بختِ بیدار ص ۱۳۳

خاکِ عاشق: خاکِ عاشق بس کہ ہے فرسودۂ پروازِ شوق — جادۂ ہر دشت تارِ دامنِ قاتل ہوا ص ۳۳۵

خاکِ فرصت: خاکِ فرصت بر سرِ ذوقِ فنا اے انتظار! — ہے غبارِ شیشۂ ساعت رمِ آہو مجھے ص ۴۸

خاکِ کشتگاں: دشتِ اُلفت میں ہے خاکِ کشتگاں محبوس وبس — پیچ و تابِ جادہ، ہے خطِ کفِ افسوس وبس ص ۳۶

خاکِ گردیدن: دیکھیے: باوصفِ مشقِ بے تکلف خاک گردیدن۔

خاکِ گلشن: دیکھیے: کفِ ہر خاکِ گلشن۔

خاکِ مجنوں: دیکھیے: آئینۂ محشرِ خاکِ مجنوں۔

خاکی: کہ گر اپنے کو میں کہوں خاکی — جانتا ہوں کہ آئے خاک کو عار ص ۱۲۵

خاکیوں: تیرے ذر کے کیے اسباب نثار آمادہ — خاکیوں کو جو خدا نے دیے جان و دل و دیں ص ۳۵

خاک[1] انداز: نہ پوچھ وسعتِ مے خانۂ جنوں غالبؔ! — جہاں یہ کاسۂ گردوں ہے ایک خاک انداز ص ۱۴۲

خاکبازیِ[2] امید: خاکبازیِ اُمید کارخانۂ طفلی — یاس کو دو عالم سے لب بہ خندہ وا پایا ص ۳

---

[1] خاک انداز: ایک بار۔

[2] خاکبازی: ایک بار [مرتب]۔

خاک نشیں[1]: ذوقِ گلچینیٔ نقشِ کفِ پا سے تیرے — عرش چاہے ہے کہ ہو درپہ ترے خاک نشیں — ص ۹۰

(۲) ہے مشق اسدؔ! دستۂ وصل کی منظور — ہوں خاک نشیں از پئے ادراکِ قدم بوس — ص ۳۶

(۳) دیکھیے: غالبِ خاک نشیں۔

خاکسار[2]: (۱) خدا نے دی ہے وہ غالب کو دستگاہِ سخن — کروڑوں ڈھونڈھ کے لاتا یہ خاکسار، گرہ — ص ۲۷۹

(۲) ہوں خاکسار، پر نہ کسی سے ہے مجھ کو لاگ — نے دانۂ فتادہ ہوں نے دامِ چیدہ ہوں — ص ۲۹۹

(۳) دیکھیے: غالبِ خاکسار۔

خاکساری: برائے حلِّ مشکل ہوں ز پا افتادۂ حسرت — بندھا ہے عقدۂ خاطر سے پیاں خاکساری کا — ص ۱۸

خاکستر[3]: دیکھیے ——:(۱) کفِ خاکستر۔ (۲) مشتِ خاکستر۔ (۳) مضمونِ خاکستر۔ (۴) تہِ خاکستر صدآئنہ۔

خاکسترنشینی: (۱) خیالِ دود تھا سر جوشِ سودائے غلط فہمی — اگر رکھتی نہ خاکسترنشینی کا غبار آتش — ص ۲۷

(۲) دیکھیے: نازشِ ایامِ خاکسترنشینی۔

خال[4]: (۱) بس کہ ہوں بعدِ مرگ بھی نگراں — مردمک سے ہے خال بر لبِ گور — ص ۴۱

(۲) صافیٔ رخ سے ترے ہنگامِ شب — عکسِ داغِ مہ ہوا عارض پہ خال — ص ۵۱

(۳) کثرتِ جوشِ سویدا سے نہیں تل کی جگہ — خال کب مشاطہ دے سکتی ہے کاکل کے تلے — ص ۴۵۴

(۴) حکم ناطق لکھا گیا کہ لکھیں — خال کو دانہ اور زلف کو دام — ص ۳۸

خالِ رخ: دیکھیے: نشانِ خالِ رخ۔

خالِ رخ زنگی: کلفت کشیٔ ہستی بدنامِ دو رنگی ہے — یہاں تیرگی اختر خالِ رخِ زنگی ہے — ص ۱۱۵

خالِ روئے لیلا: دیکھیے: عکسِ خالِ روئے لیلا۔

---

۱ خاک نشیں: تین بار [مرکب: ایک بار]۔

۲ خاکسار: تین بار [مفرد: دو بار، مرکب: ایک بار]۔
خاکساری: ایک بار۔

۳ خاکستر: چار بار [مرکب]۔
خاکسترنشینی: ایک بار۔

۴ خال: دس بار [مفرد: چار بار، مرکب: چھے بار]۔

خالِ سیاہ و رنگیں رُخاں: خالِ سیاہ و رنگیں رُخاں سے — ہے داغِ لالہ در خوں تپیدن ص۳۵۰

خالِ کنجِ دہن: دلِ آشفتگاں خالِ کنجِ دہن کے — سویدا میں سیرِ عدم دیکھتے ہیں ص۱۶۹

خالِ مشکینِ رُخِ دل کشِ لیلا: اخگرِ سوختۂ قیس سے نسبت دیجے — خالِ مشکینِ رخِ دل کشِ لیلا کہیے ص۱۳۲ [بجلی دل کے لیے]

خالقِ اکبر:[1] خضرِ سلطاں کو رکھے خالقِ اکبر سرسبز — شاہ کے باغ میں یہ تازہ نہال اچھا ہے ص۲۳۰

خالی:[2] (۱) اسدؔ! پیری میں بھی آہنگِ شوقِ یار قائم ہے — نہیں ہے نغمے سے خالی خمیدن ہائے چنگ آخر ص۳۰

(۲) کافی ہے نشانی، ترا چھلّے کا نہ دینا — خالی مجھے دکھلا کے بہ وقتِ سفر انگشت ص۱۹۳

(۳) تغافل دوست ہوں، میرا دماغِ عجز عالی ہے — اگر پہلو تہی کیجے تو جا میری بھی خالی ہے ص۲۰۹

(۴) رہا آباد عالم اہلِ ہمت کے نہ ہونے سے — بھرے ہیں جس قدر جام و سبو، مے خانہ خالی ہے ص۲۰۹

(۵) شبنم بہ گلِ لالہ نہ خالی ز ادا ہے — داغِ دلِ بیدرد نظر گاہِ حیا ہے ص۲۱۸

(۶) نہیں ہے خالی آرائش سے بے سامانیِ عاشق — شکستِ حال انداز آفرینِ کج کلاہی ہے ص۳۵۵

(۷) یوں سمجھیے کہ بیچ سے خالی کیے ہوئے — لاکھوں ہی آفتاب ہیں اور بے شمار چاند ص۱۲۸ [سونے روپے کے چھلّے]

[آٹھ بار بہ طور ردیف، ص۳۵۵]

(۸)،(۹) نہ چھوڑ و محفلِ عشرت میں جامِ مے کشاں! خالی — کہیں گاؤ بلا ہے، ہو گیا شیشہ جہاں خالی

(۱۰) نہ دوڑا ریشۂ دیوانگی صحنِ بیاباں میں — کہ تارِ جادہ سے ہے نبضِ ریگِ رواں خالی

(۱۱) دکانِ ناوکِ تاثیر ہے از خود تہی ماندن — سراسر عجز ہو، کر خانۂ ماننِدِ کماں خالی

(۱۲) محبت ہے نوا سازِ فغاں در پردۂ دل ہا — کرے ہے مغز سے مانندِ نے کے استخواں خالی

(۱۳) عبث ہے خطِ ساغرِ جلوہ، طوقِ گردنِ قمری — نے اُلفت سے ہے مینائے سروِ بوستاں خالی

(۱۴) نہ پھولو ریزشِ اعداد کی قطرہ فشانی پر — عزیزاں! ہے بہ رنگِ صفر جامِ آسماں خالی

(۱۵) اسدؔ ہنستے ہیں میرے گریہ ہائے زار پر مردم — بھرا ہے دہر بیدردی سے، دل کیجے کہاں خالی

دیکھیے ——: (۱۶) دامِ خالی۔ (۱۷) دستِ خالی۔ (۱۸) ساغرِ خالی۔ (۱۹) مینائے خالی۔ (۲۰) یک ساغر

---

[1] خالق : ایک بار [مرکب]۔

[2] خالی : اکیس بار [مفرد: پندرہ بار، مرکب: چھے بار]۔

خالی۔(۲۱) یک گوشۂ دلِ خالی۔

خام[1]: (۱) دل و جگر تپِ فرقت سے جل کے خاک ہوئے / ولے ہنوز خیالِ وصال، خام رہا ص۳۰

دیکھیے——:(۲)،(۳) خیالِ خام [دوبار]۔(۴) طمعِ خام۔

خاصِ[2] آلِ عبا: نہ بادشاہ، نہ سلطاں؛ یہ کیا ستائش ہے؟ / کہو کہ خاصِ آلِ عبا کہیں اُس کو ص۲۸۵

خائش[3]: اے اسدؔ! خائش ہے طوطیِ شکر گفتارِ طبع / ظاہرا، رکھتا ہے آئینہ اسیرِ زنگِ دل ص۵۳

خامُشی[4]: (۱) بزم میں اُس کے روبرو کیوں نہ خموش بیٹھیے / اُس کی تو خامُشی میں بھی ہے یہی مدعا کہ یوں ص۱۲۸

(۲) گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے / خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے ص۲۰۵

(۳) بسانِ سبزہ رگِ خواب ہے زباں ایجاد / کرے ہے خامشی احوالِ بے خوداں پیدا ص۴۳۶

(۴) گدائے طاقتِ تقریر ہے زباں تجھ سے / کہ خامشی کو ہے پیرایۂ بیاں تجھ سے ص۱۱۲

(۵) چشمِ خوباں خامشی میں بھی نوا پرداز ہے / سرمہ، تو کہوے کہ دودِ شعلۂ آواز ہے ص۲۱۱

دیکھیے——:(۶) بہانہ پردازِ خامُشی۔(۷) دوچار خامُشی۔(۸) عرضِ تمنائے خامُشی۔

خاموش[5]: (۱) گئے وہ دن کہ نادانستہ، غیروں کی وفاداری / کیا کرتے تھے تم تقریر، ہم خاموش رہتے تھے ص۱۳۳

(۲)،(۳) دیکھیے: آتشِ خاموش [دوبار]۔

خاموشی[6]: (۱) مُہر بجائے نامہ، لگائی بر لبِ پیکِ نامہ رساں / قاصدِ تمکینِ سخن نے یوں خاموشی کا پیغام کیا ص۲۸

(۲) نشو و نما ہے اصل سے غالبؔ! فروع کو / خاموشی ہی سے نکلے ہے، جو بات چاہیے ص۲۱۹

(۳) زبانِ اہلِ زباں میں ہے مرگ، خاموشی / یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانیِ شمع ص۱۷۲

دیکھیے——:(۴) پیچ و تابِ خاموشی۔(۵) رہنِ خاموشی۔

خاموشیِ بلبل: کون گل سے ضعف و خاموشیِ بلبل کہہ سکے / نے زبانِ غنچہ گویا، نے زبانِ خارِ باغ ص۴۸

خاموشیِ دل: دیکھیے: باغِ خاموشیِ دل۔

---

[1] خام : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
[2] خاص : ایک بار [مرکب]۔
[3] خائش : ایک بار۔
[4] خامشی : آٹھ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: تین بار]۔
[5] خاموش : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔
[6] خاموشی : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکب: پانچ بار]۔

خاموشیِ عاشق: ہو حوصلہ پا مردِ تغافل نہیں لیکن خاموشیِ عاشق گلۂ کم سخنی ہے ص۱۱۱

خامہ[1]: (۱) مجھے راہِ سخن میں خوفِ گمراہی نہیں غالبؔ! عصائے خضرِ صحرائے سخن ہے خامہ بیدلؔ کا ص۱۸

(۲) دردِ دل لکھوں کب تک، جاؤں اُن کو دکھلادوں انگلیاں فگار اپنی، خامہ خوں چکاں اپنا ص۱۵۹

(۳) خامہ میرا، کہ وہ ہے باربدِ بزمِ سخن شاہ کی مدح میں یوں نغمہ سرا ہوتا ہے ص۲۲۱

(۴) ہے خامہ، فیضِ بیعتِ بیدلؔ بہ کفِ اسدؔ! یک نیستاں قلمروِ اعجاز ہے مجھے ص۹۷

(۵) ہے سوادِ خط: پریشاں موئیِ اہلِ عزا خامہ میرا: شمعِ قبرِ کشتگاں کا دودہ ہے ص۱۰۳

(۶) اے اسدؔ! آباد ہے مجھ سے جہانِ شاعری خامہ میرا: تختِ سلطانِ سخن کا پایہ ہے ص۱۰۳

(۷) خامہ انگشت بہ دنداں کہ اسے کیا لکھیے! ناطقہ سر بہ گریباں کہ اِسے کیا کہیے! ص۱۲۲

(۸) بارے، آموں کا کچھ بیاں ہوجائے خامہ نخلِ رطب فشاں ہوجائے ص۳۰

(۹) خامے کا صفحے پر رواں ہونا شاخِ گل کا ہے گل فشاں ہونا ص۳۰

(۱۰) خامے سے پائی طبیعت نے مدد بادباں بھی، اُٹھتے ہی لنگر، کھلا ص۳۰

دیکھیے ـــــــ: (۱۱)-(۱۴) دیکھیے: صریرِ خامہ [چار بار]۔ (۱۵) گریبانِ شقِ خامہ۔ (۱۶) لغزشِ رفتارِ خامہ۔

(۱۷) موئے خامہ۔ (۱۸) نالِ خامہ۔ (۱۹) ہرصریرِ خامہ۔

خامۂ بہزاد: دیکھیے: خطِ خامۂ بہزاد۔

خامۂ غالبؔ: سخن میں خامۂ غالبؔ کی آتش افشانی یقیں ہے ہم کو بھی، لیکن اب اُس میں دم کیا ہے ص۲۵۱

خامہ فرسا: دیکھیے: ذوقِ خامہ فرسا۔

خامۂ فرسودہ: دیکھیے: نوکِ خامۂ فرسودہ۔

خامۂ فولاد: دیکھیے: رنگِ خامۂ فولاد۔

خامۂ قدرت: دیکھیے: نمودِ خامۂ قدرت۔

خامۂ مانیؔ: (۱) زلف، تحریرِ پریشانِ تقاضا ہے، مگر شانہ ساں مو بہ زباں خامۂ مانیؔ مانگے ص۸۷

---

[1] خامہ : تیس بار [مفرد: دس بار، مرکب: بیس بار]۔

(۲) نقشِ نازِ بُتِ طناز بہ آغوشِ رقیب   پاے طاؤس پئے خامۂ مانی مانگے   ص۲۰۹

خامۂ مژگاں: پھر بھر رہا ہوں خامۂ مژگاں بہ خونِ دل   سازِ چمن طرازیِ داماں کیے ہوئے   ص۲۲۵

خامۂ مو: دیکھیے: پاے خامۂ مو۔

خامۂ ہذیاں تحریر: نقشِ "لاحول" لکھ اے خامۂ ہذیاں تحریر!   "یاعلی" عرض کر اے فطرتِ وسواس قریں!   ص۳۴

خامی[1]:   اے خیالِ وصل! نادر ہے مے آشامی تری   پختگی ہاے کبابِ دل ہوئی خامی تری   ص۹۳

خانقاہ[2]:   جب مے کدہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید   مسجد ہو، مدرسہ ہو، کوئی خانقاہ ہو   ص۱۹۷

خانگی[3]:   کیا کروں، غم ہاے پنہاں لے گئے صبر و قرار   دُزد گر ہو خانگی تو پاسباں معذور ہے   ص۹۳

خانماں[4]:   دیکھیے ـــــ: (۱)، (۲) سیلِ خانماں [دوبار]۔ (۳) ہوسِ خانماں۔

خانماں خراب: دیوار، بارِ منتِ مزدور سے ہے خم   اے خانماں خراب! نہ احساں اُٹھائیے   ص۲۰۱

خانمانِ عاشقاں: خانمانِ عاشقاں دُکانِ آتش باز ہے   شعلہ رو جب ہو گئے گرمِ تماشا، جل گیا   ص۲۰

خانماہا: خانماہا پایمالِ شوخیِ دعویٰ، اسدؔ!   سایۂ دیوار سیلابِ در و دیوار ہے   ص۸۳

خانہ[5]:   (۱) دُکانِ ناوکِ تاثیر ہے از خود تہی ماندن   سراسر عجز ہو، کر خانہ ماندِ کماں خالی   ص۲۵۵

(۲) خانہ ہے سیل سے خو کردۂ دیدار ہنوز   دوبیں در زدہ ہے رخنۂ دیوار ہنوز   ص۴۳

دیکھیے ـــــ: (۳) آتش خانہ۔ (۴)-(۸) آئنہ خانہ [۵ بار]۔ (۹)-(۱۳) آئینہ خانہ [۵ بار]۔ (۱۴) ابرِ ے خانہ۔ (۱۵)-(۱۹) بت خانہ [۵ بار]۔ (۲۰) بت خانۂ آزر۔ (۲۱) بت خانۂ چیں۔ (۲۲) تہ بندیِ دودِ چراغِ خانہ۔ (۲۳) جراحت خانہ۔ (۲۴) خس خانہ۔ (۲۵)، (۲۶) خلوت خانہ [دوبار]۔ (۲۷)، (۲۸) خُم خانہ [دوبار]۔ (۲۹) دروازۂ مے خانہ۔ (۳۰) درونِ خانہ۔ (۳۱) دوا خانہ۔ (۳۲) دودِ چراغِ خانہ۔ (۳۳) زنداں خانہ۔ (۳۴) سیہ خانۂ لیلیٰ۔ (۳۵) شراب خانہ۔ (۳۶) شمعِ خلوت خانہ۔ (۳۷)، (۳۸) شمعِ ماتم خانہ [دوبار]۔ (۳۹) صورت خانۂ خمیازہ۔ (۴۰) ظرف خانۂ دہر۔ (۴۱) عزا خانۂ اقبالِ نگاہ۔

---

[1] خامی : ایک بار

[2] خانقاہ : ایک بار۔

[3] خاخانگی : ایک بار۔

[4] خانماں : پانچ بار [مرکب]۔ خانماں ہا: پانچ بار [مرکب]۔

[5] خانہ : ایک سو پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکب: ایک سو تین بار]۔
خانہ ہا : ایک بار [مرکب]۔

(۴۲) غم خانہ۔ (۴۳) قمار خانۂ عشق۔ (۴۴) کلفت خانہ۔ (۴۵) کمیں خانہ۔ (۴۶) کمیں خانۂ تعمیر۔ (۴۷) کیفیتِ مے خانہ۔ (۴۸)-(۶۰) مے خانہ [تیرہ بار]۔ (۶۱) مے خانۂ نیرنگ۔ (۶۲) مے خانہ ہا۔ (۶۳) نازِ مسجد و بت خانہ۔ (۶۴) نامِ صاحب خانہ۔ (۶۵) نگار خانہ۔ (۶۶) نہاں خانہ۔ (۶۷) وحدت خانہ۔ (۶۸) ودیعت خانہ۔ (۶۹) ورق گردانیِ نیرنگِ یک بت خانہ۔

خانہ آبادی: دیکھیے: آرزوے خانے آبادی۔

خانہ آرائی: نہ چھوڑی حضرتِ یوسف نے یھاں بھی خانہ آرائی — سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر ص۱۶۷

خانۂ آگہی: شکوہ و شکر کو ثمر بیم و اُمید کا سمجھ — خانۂ آگہی خراب! دل نہ سمجھ بلا سمجھ ص۴۲

خانۂ آئینہ: (۱) بقدرِ حوصلۂ عشق جلوہ ریزی ہے — وگرنہ خانۂ آئینہ کی فضا معلوم! ص۵۳

(۲) نہ لیوے گر خسِ جوہر طراوت سبزۂ خط سے — لگاوے خانۂ آئینہ میں روے نگار، آتش ص۱۴۳

(۳) غمِ عشاق نہ ہو سادگی آموزِ بتاں — کس قدر خانۂ آئینہ ہے ویراں مجھ سے ص۲۱۱

خانہ بربادی: دیکھیے: تعمیر بناے خانہ بربادی۔

خانۂ تنگ: خانۂ تنگ ہجومِ دو جہاں کیفیت — جامِ جمشید ہے یھاں قالب خشتِ دیوار ص۲

خانۂ خاتم: (۱) گرمیِ دولت ہوئی آتش زنِ نامِ نکو — خانۂ خاتم میں ہیں یاقوتِ نگیں اخگر ہوا ص۲۰

(۲) ہیں نام و نگیں کمیں گہِ نقبِ شعور — یہ چور پڑا ہے خانۂ خاتم میں ص۱۸۸

خانہ خراب: میں بھی معذورِ جنوں ہوں اسدؔ اے خانہ خراب! — پیشوا لینے مجھے گھر سے بیاباں نکلا ص۱۳

خانہ خرابِ صحرا: دل در رکابِ صحرا خانہ خرابِ صحرا — موجِ سرابِ صحرا، عرضِ خمارِ صحرا ص۲۶

خانہ خرابی: اعتبارِ عشق کی خانہ خرابی دیکھنا — غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا ص۱۵۱

خانۂ درویش: دیکھیے: چراغِ خانۂ درویش۔

خانۂ دل: (۱) شمعِ خانۂ دل۔ (۲) چراغِ خانۂ دل۔

خانۂ زنجیر: (۱) چشم بر چشم بچھے ہے بہ تماشا مجنوں — ہر دو سو خانۂ زنجیر، تنگ کا بازار ص۲

(۲) شعلہ‌ستانِ جنوں ہوں، ستمِ تسبیحِ زلف — موکشاں خانۂ زنجیر میں لایا ہے مجھے ص۱۰۷

دیکھیے:(۳) بنائے خانۂ زنجیر۔(۴) متاعِ خانۂ زنجیر۔(۵) مکینِ خانۂ زنجیر۔

خانۂ زیں: دیکھیے:(۱) روزنِ دیوارِ خانۂ زیں۔(۲) سیلِ خانۂ زیں۔

خانۂ عاشق: مقدمِ سیلاب سے دل کیا نشاط آہنگ ہے! خانۂ عاشق مگر سازِ صدائے آب تھا ص۱۴۵

خانۂ مجنوں: خیمۂ لیلیٰ سیاہ و خانۂ مجنوں خراب جوشِ ویرانی ہے عشقِ داغ بیروں دادہ سے ص۸۹

خانۂ مجنونِ صحرا گرد: مانعِ وحشت خرامی ہائے لیلیٰ کون ہے؟ خانۂ مجنونِ صحرا گرد بے دروازہ تھا ص۱۳۶

خانۂ مکتب: ہے کُشادِ خاطرِ وابستہ در رہنِ سخن تھا طلسمِ قفلِ ابجد خانۂ مکتب مجھے ص۲۱۳

خانہ ویراں: دیکھیے: خیالِ خانہ ویراں۔

خانہ ویراں ساز: دیکھیے: عشقِ خانہ ویراں ساز۔

خانہ ویراں سازیِ حیرت: خانہ ویراں سازیِ حیرت تماشا کیجیے صورتِ نقشِ قدم ہوں رفتۂ رفتارِ دوست ص۱۳۶

خانہ ویرانی: (۱) سازِ عیشِ بے دلی ہے خانہ ویرانی مجھے سَیل، یہاں کوکِ صدائے آبشار نغمہ ہے ص۸۷

(۲) ہوئی ہے مانعِ ذوقِ تماشا خانہ ویرانی کفِ سیلاب باقی ہے بہ رنگِ پنبہ روزن میں ص۱۸۰

(۳) یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے؟ ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اس کا آسماں کیوں ہو! ص۲۰۰

(۴) دیکھیے: قطعِ لباسِ خانہ ویرانی۔

خانہ ویرانیِ امید: خانہ ویرانیِ اُمید و پریشانیِ بیم جوشِ دوزخ ہے خزانِ چمنِ خلدِ بریں ص۷

خانہ ہائے منعماں: دیکھیے: گردِ خانہ ہائے منعماں۔

خانۂ ہمسایہ: دیکھیے: یک سرو دِ خانۂ ہمسایہ۔

خانہ بہ خانہ[1]: اسدؔ! اندیشۂ ششدر شدن ہے نہ پھریے مُہرہ ساں خانہ بہ خانہ ص۲۵۱

خانہ بر انداز[2]: زباں سے عرضِ تمنائے خامشی معلوم! مگر وہ خانہ بر انداز گفتگو جانے ص۹۹

خانہ بر دوشاں[3]: دیکھیے: ہجومِ خانہ بر دوشاں۔

خانہ زاد[4]: (۱) خانہ زاد اور مرید اور مدّاح تھا ہمیشہ سے یہ عریضہ نگار ص۱۳۶

---

[1] خانہ بہ خانہ : ایک بار۔

[2] خانہ بر انداز : ایک بار [مرکّب]۔

[3] خانہ بر دوشاں : ایک بار [مرکّب]۔

[4] خانہ زاد : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: تین بار]۔

(۲) گو ایک بادشاہ کے سب خانہ زاد ہیں — دربار دار لوگ بہم آشنا نہیں — ص۱۲۹

خانہ زادِ چشمِ بے پروا نگاہاں: خوشی: خانہ زادِ چشمِ بے پروا نگاہاں ہے — غبارِ سرمہ یہاں گردِ سوادِ نرگستاں ہے — ص۸۱

خانہ زادِ زلف: خانہ زادِ زلف ہیں، زنجیر سے بھاگیں گے کیوں؟ — ہیں گرفتارِ وفا، زنداں سے گھبراویں گے کیا! — ص۵۵

خانہ زادِ نالۂ رنجور: حسرت آبادِ جہاں میں ہے الم، غم آفریں — نوحہ گویا خانہ زادِ نالۂ رنجور ہے — ص۹۳

خاور[1]: (۱) دیکھیے: دروازۂ خاور۔ (۲) یک قیامت خاور۔

خبر[2]: (۱) اسدؔ! قربانِ لطفِ جورِ بے دل — خبر لیتے ہیں لیکن بے دلی سے — ص۹۱

(۲) خبر نگہ کو، نگہ چشم کو عدو جانے — وہ جلوہ کر کہ نہ میں جانوں اور نہ تو جانے — ص۹۸

(۳) تا چند نفَس غفلتِ ہستی سے برآوے — قاصد تپشِ نالہ ہے، یارب! خبر آوے — ص۱۱۳

(۴) مجھ سے پوچھو، تمھیں خبر کیا ہے — آم کے آگے نیشکر کیا ہے — ص۱۳۰

(۵) ہے خبر گرم اُن کے آنے کی — آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا! — ص۱۶۲

(۶) تھی خبر گرم کہ غالبؔ کے اُڑیں گے پرزے — دیکھنے ہم بھی گئے تھے، پہ تماشا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۷) ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن — خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہوتے تک — ص۱۷۵

(۸) پھر بے خودی میں بھول گیا راہِ کوے یار — جاتا وگرنہ ایک دن اپنی خبر کو میں — ص۱۹۰

(۹) قید میں یعقوب نے لی گو نہ یوسف کی خبر — لیکن آنکھیں روزنِ دیوارِ زنداں ہوگئیں — ص۱۹۱

(۱۰) لیتا نہیں مرے دلِ آوارہ کی خبر — اب تک وہ جانتا ہے کہ میرے ہی پاس ہے — ص۲۰۳

(۱۱) دل مت گنوا، خبر نہ سہی، سیر ہی سہی — اے بے دماغ! آئنہ تمثال دار ہے — ص۲۱۸

(۱۲) سختی کشانِ عشق کی پوچھے ہے کیا خبر؟ — وہ لوگ رفتہ رفتہ سراپا الم ہوئے — ص۲۲۶

(۱۳) ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی — کچھ ہماری خبر نہیں آتی — ص۲۳۸

(۱۴) زہے کرشمہ! کہ یوں دے رکھا ہے ہم کو فریب — کہ بن کہے ہی اُنھیں سب خبر ہے کیا کہیے — ص۲۴۷

(۱۵) شاہ کے ہے غسلِ صحت کی خبر — ص۲۵۰

---

[1] خاور : دو بار [مرکب]۔

[2] خبر : انیس بار [مفرد سترہ بار، مرکب: دو بار]۔

(۱۶) لکھا کرے کوئی احکامِ طالعِ مولود　　کسے خبر ہے کہ وھاں جُنبشِ قلم کیا ہے　ص۲۱۱

(۱۷) میں آپ سے جا چکا ہوں، اب بھی　　اے بے خبری! اُسے خبر کر　ص۴۲۸

دیکھیے ـــــ :(۱۸) اُڑتی سی اک خبر۔(۱۹) اک خبر۔

خبط[۱]: یہ خبط نہیں تو اور کیا ہے؟ ص۳۰۵

ختم[۲]: ختم کرتا ہوں اب دعا پہ کلام　　شاعری سے نہیں مجھے سروکار　ص۱۲۷

(۲) کیوں کر نہ کروں مدح کو میں ختم دُعا پر　　قاصر ہے ستایش میں تری میری عبارت　ص۱۲۷

(۳) شرمِ رُسوائی سے جا چھپنا نقابِ خاک میں　　ختم ہے اُلفت کی تجھ پر پردہ داری، ہائے ہائے　ص۲۰۳

ختمِ رُسُل: دیکھیے:(۱) جان و دلِ ختمِ رُسُل۔(۲)،(۳) وصیِ ختمِ رُسُل [دو بار]۔

ختن[۳]: (۱) یارب! یہ دردمند ہے کس کی نگاہ کا؟　　ہے ربطِ مشک و داغِ سوادِ ختن ہنوز　ص۴۲

(۲) کیجے آہوے ختن کو خضرِ صحراے طلب　　مشک ہے سنبلستانِ زلف میں گردِ سواد　ص۳۸

(۳) حجرالاسود دیوارِ حرم کیجے فرض　　نافہ آہوے بیابانِ ختن کا کیجے　ص۱۳۲

خجالت[۴]: ڈالا نہ بیکسی نے کسی سے معاملہ　　اپنے سے کھینچتا ہوں خجالت ہی کیوں نہ ہو　ص۱۹۳

خجالتِ بیجا: دامانِ دل بہ وہمِ تماشا نہ کھینچیے　　اے مدّعی! خجالتِ بیجا نہ کھینچیے　ص۱۰۵

خجالت گاہِ پیدائی: شکستِ قیمتِ دل آں سوے قدر شناسائی　　طلسمِ نا اُمیدی ہے خجالت گاہِ پیدائی　ص۹۲

خجستہ[۵]: خجستہ انجمنِ طوے میرزا جعفر　　کہ جس کے دیکھے سے، سب کا ہوا ہے جی محظوظ　ص۱۲۹

خجل[۶]: مدعی میری صفاے دل سے ہوتا ہے خجل　　ہے تماشا، زشت رویوں کا عتاب آئینے پر　ص۲۰

خجل نشینی: بے گریہ کمالِ تر جبینی ہے مجھے　　در بزمِ وفا خجل نشینی ہے مجھے　ص۴۵۷

خجلت[۷]: دیکھیے ـــــ :(۱) بے دماغِ خجلت۔(۲) تبِ خجلت۔(۳) عرق ریزیِ خجلت۔

خجلتِ تقصیر: جب کرمِ رُخصتِ بیباکی و گستاخی دے　　کوئی تقصیر بجز خجلتِ تقصیر نہیں　ص۱۸۲

---

۱ خبط : ایک بار۔
۲ ختم : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکب: تین بار]۔
۳ ختن : تین بار [مرکب]۔
۴ خجالت : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
خجالت گاہ : ایک بار [مرکب]۔
۵ خجستہ : ایک بار۔
۶ خجل : دو بار [مفرد ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
۷ خجلت : چھے بار [مرکب]۔

خجلت کشِ وفا:	خجلت کشِ وفا کو شکایت نہ چاہیے	اے مدعی! طلسمِ عرق بے غبار ہے	ص۹۰
خجلت گدازیِ نفسِ نارسا:	ہے پیچ و تابِ رشتۂ شمعِ سحر گہی	خجلت گدازیِ نفسِ نارسا مجھے	ص۷۶
خدا[1]:	(۱) پھر وہ سوئے چمن آتا ہے، خدا خیر کرے	رنگ اُڑتا ہے گلستاں کے ہَوا داروں کا	ص۲۸
	(۲) ہزار آفت و یک جانِ بے نوائے اسدؔ	خدا کے واسطے اے شاہِ بے کساں فریاد!	ص۳۷
	(۳) غالبؔ! ہے رُتبہ فہم تصور سے کچھ پرے	ہے عجز بندگی کہ علی کو خدا کہوں	ص۵
	(۴) گاہ بہ خلد اُمیدوار، گہ بہ جحیم بیمناک	گرچہ خدا کی یاد ہے، کلفتِ ماسوا بجھ	ص۴۲
	(۵) چربیِ پہلوئے خیال، رزقِ دو عالم احتمال	کل ہے جو وعدۂ وصال، آج بھی اے خدا! بجھ	ص۴۳
	(۶) خدا، یعنی پدر سے مہرباں تر	پھرے ہم در بہ در ناقابلی سے	ص۹۱
	(۷) بت خانے میں اسدؔ بھی بندہ تھا گاہ گاہے	حضرت چلے حرم کو، اب آپ کا خدا ہے	ص۹۳
	(۸) صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ! خدا گواہ	کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے	ص۱۲۵
	(۹) سایہ اُس کا، ہُما کا سایہ ہے	خلق پر وہ خدا کا سایہ ہے	ص۱۳۱
	(۱۰) تیرے در کے لیے اسبابِ نثار آمادہ	خاکیوں کو جو خدا نے دیے جان و دل و دیں	ص۱۳۵
	(۱۱)،(۱۲) نہ تھا کچھ تو خدا تھا، کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا	ڈبویا مجھ کو ہونے نے، نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا؟	ص۱۶۰
	(۱۳) آتا ہے داغِ حسرتِ دل کا شمار یاد	مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے خدا! نہ مانگ	ص۱۷۶
	(۱۴) مجھ کو دیارِ غیر میں مارا وطن سے دور	رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم	ص۱۷۷
	(۱۵) وہ حلقہ ہائے زلف کمیں میں ہیں، اے خدا!	رکھ لیجو میرے دعویِ وارستگی کی شرم	ص۱۷۷
	(۱۶)،(۱۷) رات کے وقت مے پیے، ساتھ رقیب کو لیے	آئے وہ یاں خدا کرے، پر نہ کرے خدا کہ یوں	ص۱۷۸
	(۱۸) اِس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا	لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں	ص۱۸۳
	(۱۹) شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبالِ دوش	صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں	ص۱۸۳
	(۲۰) ڈر نالہ ہائے زار سے میرے، خدا کو مان	آخر نوائے مرغِ گرفتار بھی نہیں	ص۱۸۳

---

[1] خدا : سرسٹھ بار [مفرد چھپن بار، مرکب: گیارہ بار]۔ خدانخواستہ : ایک بار۔ خدانکردہ : دو بار۔

(۲۱) وہ آئے گھر میں ہمارے، خدا کی قدرت ہے!	کبھی ہم اُن کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں	ص ۱۸۷
(۲۲) غالبؔ! خدا کرے کہ سوارِ سمندِ ناز	دیکھوں علی بہادرِ عالی گہر کو میں	ص ۱۹۰
(۲۳) جہاں ہوں غم و شادی بہم، ہمیں کیا کام	دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں	ص ۱۹۲
(۲۴) سُنتے ہیں جو بہشت کی تعریف، سب درست	لیکن خدا کرے وہ ترا جلوہ گاہ ہو!	ص ۱۹۷
(۲۵) خدا شرمائے ہاتھوں کو کہ رکھتے ہیں کشاکش میں	کبھی میرے گریباں کو کبھی جاناں کے دامن کو	ص ۱۹۸
(۲۶) مرے دل میں ہے غالبؔ شوقِ وصل و شکوۂ ہجراں	خدا وہ دن کرے جو اُس سے میں یہ بھی کہوں، وہ بھی	ص ۲۰۲
(۲۷) کس پردے میں ہے آئنہ پرداز اے خدا!	رحمت، کہ عذر خواہِ لبِ بے سوال ہے	ص ۲۰۵
(۲۸) اسدؔ ہے نزع میں، چل بے وفا برائے خدا!	مقامِ ترکِ حجاب و وداعِ تمکیں ہے	ص ۲۱۳
(۲۹) کس کا سُراغ جلوہ ہے حیرت کو اے خدا!	آئینہ، فرشِ ششش جہتِ انتظار ہے	ص ۲۱۷
(۳۰) پھونکا ہے کس نے گوشِ محبت میں اے خدا!	افسونِ انتظار تمنّا کہیں جسے	ص ۲۱۸
(۳۱) بیگانگیِ خلق سے بے دل نہ ہو غالبؔ!	کوئی نہیں تیرا تو مری جان! خدا ہے	ص ۲۱۹
(۳۲) قیامت ہے کہ ہووے مدّعی کا ہم سفر، غالبؔ!	وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے	ص ۲۲۵
(۳۳) خدا کے واسطے! داد اِس جنونِ شوق کی دینا	کہ اُس کے در پہ پہنچتے ہیں نامہ بر سے ہم آگے	ص ۲۲۷
(۳۴) زندگی اپنی جب اِس شکل سے گزری غالبؔ!	ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے!	ص ۲۳۴
(۳۵) جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود	پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے؟	ص ۲۳۸
(۳۶) بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ	کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی	ص ۲۴۲
(۳۷) سفینہ جب کہ کنارے پہ آلگا غالبؔ!	خدا سے کیا ستم و جورِ ناخدا کہیے	ص ۲۴۸
(۳۸) کہتے ہیں کہیں خدا سے، اللہ اللہ!	وہ آپ ہیں صبح و شام کرنے والے	ص ۲۵۴
(۳۹) خدا نے تجھ کو عطا کی ہے گوہر افشانی	درِ حضور پہ اے ابر! بار بار برس	ص ۲۶۳
(۴۰) شفا ہو آپ کو، غالبؔ کو بندِ غم سے نجات	خدا کرے کہ یہ ایسا ہو سازگار برس!	ص ۲۶۳
(۴۱) یا خدا! غالبؔ عاصی کے خداوند کو دے	دو وہ چیزیں کہ طلبگار ہے جن کا عالم	ص ۲۶۵

(۴۲) خدا نے اُس کو دیا ایک خوب رو فرزند	ستارہ جیسے چمکتا ہوا بہ پہلوے ماہ	ص۲۷۷
(۴۳) خدا سے ہے یہ توقّع کہ عہدِ طفلی میں	بنے گا شرق سے تا غرب اُس کا بازی گاہ	ص۲۷۷
(۴۴) وہ خشمگیں ہو تو گردوں کہے: خدا کی پناہ!		ص۲۷۷
(۴۵) عطا کیا ہے خدا نے وہ جاذبہ اُس کو		ص۲۷۹
(۴۶) خدا نے دی ہے وہ غالب کو دستگاہِ سخن	کروڑوں ڈھونڈھ کے لاتا یہ خاکسار، گرہ	ص۲۷۹
(۴۷) دل اُس کا پھوڑ کے، نکلے بہ شکل پھوڑے کے	خدا کرے کہ کرے اِس طرح اُبھار، گرہ	ص۲۷۹
(۴۸) پیری و نیستی، خدا کی پناہ!	دستِ خالی و خاطرِ غمگیں	ص۲۸۱
(۴۹) خدا کی راہ میں شاہی و خسروی کیسی؟	کہو کہ رہبرِ راہِ خدا کہیں اُس کو	ص۲۸۵
(۵۰) خدا کا بندہ، خداوندگار بندوں کا	اگر کہیں نہ خداوند، کیا کہیں اُس کو؟	ص۲۸۵
(۵۱) خدا سے میں بھی چاہوں از رو مہر	فروغِ میرزا حاتم علی مہر	ص۲۹۳
(۵۲) خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد امام	یہی ہے مذہبِ حق، وَالسّلام وَ الاکرام	ص۲۹۷
(۵۳) میں قائلِ خدا و نبی و امام ہوں	بندہ خدا کا اور علی کا غلام ہوں	ص۲۹۸
(۵۴) اگرچہ تھا یہ ارادہ مگر خدا کا شکر	اُٹھا سکا نہ نزاکت سے گل بدن، تکیہ	ص۳۰۳
(۵۵) تم ہو بت پھر تمھیں پندارِ خدائی کیوں ہے؟	تم خداوند ہی کہلاؤ، خدا اور سہی	ص۳۱۱
(۵۶) نہ حشر و نشر کا قائل نہ کیش و ملّت کا	خدا کے واسطے، ایسے کی پھر قسم کیا ہے!	ص۳۱۱
(۵۷) بن گیا تیغِ نگاہِ یار کا سنگِ فساں	...	

دیکھیے ـــــ: (۵۸) رہبرِ راہِ خدا۔ (۵۹) طالبانِ خدا۔ (۶۰) مدّاحِ ممدوحِ خدا۔ (۶۱) مظہرِ فیضِ خدا۔
(۶۲) نامِ خدا۔ (۶۳) ہمسایۂ خدا۔

خداپرست:	ہاں وہ نہیں خدا پرست، جاؤ وہ بے وفا سہی	جس کو ہو دین و دل عزیز اُس کی گلی میں جائے کیوں	ص۱۹۳
خداساز:	میں اور حظِّ وصل، خدا ساز بات ہے!	جاں نذر دینی بھول گیا اضطراب میں	ص۱۸۹
خدانخواستہ:	ہے ہے! خدا نخواستہ وہ اور دشمنی!	اے شوقِ منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے!	ص۵۰۲

خدانکردہ: (۱) طرف سخن نہیں ہے مجھ سے خدا نکردہ! ہے نامہ بر کو اُس سے دعوائے ہم کلامی ص ۴۳

(۲) ظالم! مرے گماں سے مجھے منفعل نہ چاہ ہے ہے! خدا نکردہ تجھے بے وفا کہوں! ص ۱۷۸

خدا: دیکھیے: قائلِ خداونبی وامام۔

خدائے کریم: اے جہاں آفریں خدائے کریم! صانعِ ہفت چرخ و ہفت اقلیم ص ۲۷۶

خدائی[1]: (۱) کیا وہ نمرود کی خدائی تھی؟ بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا ص ۱۶۲

(۲) اسدؔ! یہ عجز و بے سامانیِ فرعون توأم ہے جسے تو بندگی کہتا ہے دعویٰ ہے خدائی کا ص ۱۶

(۳) دیکھیے: پندارِ خدائی۔

خدایا[2]: (۱) نہ دیکھیں روئے یک دل سرد غیر از شمعِ کافوری خدایا! اِس قدر بزمِ اسدؔ گرمِ تماشا ہو ص ۶۷

(۲) خدایا! کس قدر اہلِ نظر نے خاک چھانی ہے کہ ہیں صد رخنہ جوں غربال دیواریں گلستاں کی ص ۷۶

(۳) خدایا! خوں ہو رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو جنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیفِ شکیبائی ص ۹۲

(۴) خدایا! دل کہاں تک دن بہ صد رنج و تعب کاٹے خمِ گیسو ہو شمشیرِ سیہ تاب اور شب کاٹے ص ۹۷

(۵) خدایا! چشم تا دل درد ہے افسونِ آگاہی نگہ، حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر بہتر ہے ص ۱۰۸

(۶) نہیں گر ہمدمی آساں، نہ ہو، یہ رشک کیا کم ہے؟ نہ دی ہوتی خدایا! آرزوئے دوستِ دشمن کو ص ۱۹۸

(۷) خدایا! جذبۂ دل کی مگر تاثیر اُلٹی ہے؟ کہ جتنا کھینچتا ہوں، اور کھنچتا جائے ہے مجھ سے ص ۲۲۳

(۸) دیکھیے: بارِ خدایا۔

خداوند[3]: (۱) یا خدا! غالبؔ عاصی کے خداوند کو دے دو وہ چیزیں کہ طلب گار ہے جن کا عالم ص ۳۶۵

(۲) خدا کا بندہ، خداوندگار بندوں کا اگر کہیں نہ خداوند، کیا کہیں اُس کو ص ۲۸۵

(۳) تم ہو بت پھر تمھیں پندارِ خدائی کیوں ہے؟ خداوند ہی کہلاؤ، خدا اور سہی ص ۳۱۱

خداوندِ بندہ پرور: اِس خداوندِ بندہ پرور کو وارثِ گنج و تاج و افسر کو ص ۳۰۰

خداوندِ کارساز: عطا کرے گا خداوندِ کارساز اسے روانِ روشن و خوئے خوش و دلِ آگاہ ص ۲۷۸

---

[1] خدائی : تین بار [مفرد: دو بار، مرکب: ایک بار]۔
[2] خدایا : آٹھ بار۔
[3] خداوند : چھے بار۔ [مفرد: تین بار، مرکب: تین بار]۔
خداوندا : ایک بار۔ خداوندگار : ایک بار۔

خداوندگار: دیکھیے: خداوند[۲]۔

خداوندِ نعمت: جگر کو مرے، عشقِ خونابہ مشرب | لکھے ہے: خداوندِ نعمت سلامت! ص ۱۹۳

خداوندا: سبب، وارستگاں کو تنگِ ہمت ہے، خداوندا! | اثر سرے سے اور لب ہائے عاشق سے صدا گم ہو! ص ۶۸

خدمت[۱]: شہِ گل نے کیا جب بندوبستِ گلشن آرائی | عصائے سبزۂ نرگس کو خدمت دی نظارت کی ص ۹۷

(۲) دیکھیے: قابلِ خدمت۔

خدنگ[۲]: دیکھیے: زخمِ خدنگ۔

خراب[۳]: شکوہ و شکر کو ثمر بیم و اُمید کا سمجھ | خانۂ آگہی خراب! دل نہ سمجھ، بلا سمجھ ص ۴۲

(۲) خیمۂ لیلیٰ سیاہ و خانۂ مجنوں خراب | جوشِ ویرانی ہے عشقِ داغ بیروں دادہ سے ص ۸۹

(۳) بے خونِ دل ہے چشم میں موجِ نگہ، غبار | یہ مے کدہ خراب ہے مَے کے سراغ کا ص ۱۵۰

(۴) خیالِ جلوۂ گل سے خراب ہیں مے کش | شراب خانے کے دیوار و در میں خاک نہیں ص ۱۸۸

(۵) نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب | سو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں ص ۱۸۸

(۶) جا داو بادہ نوشیِ رنداں ہے شش جہت | غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے ص ۲۰۶

(۷) قضا نے تھا مجھے چاہا خرابِ بادۂ اُلفت | فقط خراب لکھا، بس نہ چل سکا قلم آگے ص ۲۲۷

دیکھیے ـــــ: (۸) بیابانِ خراب۔ (۹) جہانِ خراب۔ (۱۰) خانماں خراب۔ (۱۱) خانہ خراب۔ (۱۲) خانہ خرابِ صحرا۔ (۱۳) مرادِ دلِ خراب۔

خراب آبادِ غربت: خراب آبادِ غربت میں عبث افسوسِ ویرانی | گل از شاخ دور اُفتادہ ہے نزدیک پژمردن ص ۴۴۹

خرابِ بادۂ اُلفت: دیکھیے: خراب[۷]۔

خرابِ نالۂ بلبل: خرابِ نالۂ بلبل شہیدِ خندۂ گل | ہنوز دعویِ تمکین و بیم رسوائی! ص ۱۱۰

خرابِ وحشتِ تسخیر: ذوقِ خودداری خرابِ وحشتِ تسخیر ہے | آئنہ خانہ مری تمثال کو زنجیر ہے ص ۹۵

۱۔ خدمت : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔

۲۔ خدنگ : ایک بار [مرکب]۔

۳۔ خراب : سولہ بار [مفرد: سات بار، مرکب: نو بار]۔

خراب آباد: ایک بار [مرکب]۔

خرابات[۱]: (۱) مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے :بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیے ص۲۱۹

(۲) دیکھیے: اہلِ خرابات۔

خراباتِ جنوں: خراباتِ جنوں میں ہے اسدؔ وقتِ قدح نوشی بہ عشقِ ساقیِ کوثر بہارِ بادہ پیمائی ص۹۲

خرابی[۲]: (۱) گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانے کی در و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں ہونا ص۱۵۰

(۲) مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی ہیولیٰ برقِ خرمن کا ہے خونِ گرم دہقاں کا ص۱۵۶

(۳) کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں ص۱۸۶

دیکھیے ــــ:(۴) خانہ خرابی۔(۵) ذوقِ خرابی۔(۶) گرفتارِ خرابی۔

خرابی ہائے دل: دیکھیے: فکرِ تعمیرِ خرابی ہائے دل۔

خراج[۳]: (۱) گریہ ہائے بے دلاں گنجِ شرر در آستیں قہرمانِ عشق میں حسرت سے لیتے ہیں خراج ص۳۵

(۲) خراج بادشہِ چیں سے کیوں نہ مانگوں آج کہ بن گیا ہے خمِ جعدِ پرشکن، تکیہ ص۳۰۳

خراجِ دہِ ویراں: خراجِ دہِ ویراں یک کفِ خاک بیاباں خوش ہوں تیری عاملی سے ص۹۱

خراشِ[۴] دل: دیکھیے: نمک پاشِ خراشِ دل۔

خراشِ نالہ: دیکھیے: نذرِ خراشِ نالہ [مزید دیکھیے: نوائے جگر خراش]۔

خرام[۵]: (۱) شب، نظارہ پرور تھا خواب میں خرام اُس کا صبح، موجۂ گل کو نقشِ بوریا پایا ص۳

(۲) آ اے بہارِ ناز! کہ تیرے خرام سے دستار گردِ شاخِ گلِ نقشِ پا کروں ص۵۶

(۳) حیرت اگر خرام ہے، کار نگہ تمام ہے گر کفِ دست بام ہے، آئنے کو ہوا مجھ ص۶۳

(۴) اسدؔ طلسمِ قفس میں رہے، قیامت ہے! خرام تجھ سے، صبا تجھ سے، گلستاں تجھ سے ص۱۱۴

(۵) تیرے فیلِ گراں جسد کی صدا تیرے رخشِ سبک عناں کا خرام ص۳۸

دیکھیے ــــ:(۶)،(۷) درسِ خرام [دوبار]۔(۸) سرگرمِ خرام۔(۹) مستیِ خرام۔(۱۰) عناں گیرِ خرام۔

---

۱ خرابات : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔
۲ خرابی : ایک بار [مرکب]۔
۳ خراج : تین بار [مفرد: دو بار، مرکب: ایک بار]۔
۴ خراش : دو بار [مرکب]۔
۵ خرام : بائیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: سترہ بار]۔

(۱۱) گرمِ خرام۔ (۱۲) گریبان خرام۔ (۱۳) برق خرام

خرامِ اظہار: دیکھیے: موجِ خرامِ اظہار۔

خرامِ جلوہ فرمایاں: دیکھیے: پامالِ خرامِ جلوہ فرمایاں۔

خرامِ زلزل: دیکھیے: گردِ خرامِ زلزل۔

خرامِ ساقی: دیکھیے: لطفِ خرامِ ساقی۔

خرامِ ناز: (۱) عدم: ہے خیرخواہِ جلوہ کو زندانِ بیتابی ۔ خرامِ ناز: برقِ خرمنِ سعیِ سپند آیا ص ۱۲

(۲) سوادِ چشمِ بسمل انتخابِ نقطہ آرائی ۔ خرامِ ناز بے پروا قاتل پسند آیا ص ۱۲

دیکھیے ــــــ: (۳) گرمِ خرامِ ناز۔ (۴) ہوائے خرامِ ناز۔

خرامِ یار: دیکھیے: موجِ خرامِ یار۔

خراج[۱]: دیکھیے: (۱) فردِ جمع و خرجِ زباں ہائے لالا۔ (۲) جمع و خرج۔

خرد[۲]: (۱) دل و دین و خرد تاراجِ نازِ جلوہ پیرائی ۔ ہوا ہے جوہرِ آئینہ خیلِ مور خرمن میں ص ۵۸

(۲) کل اِس کتاب کے سالِ تمام میں جو مجھے ۔ کمالِ فکر میں دیکھا خرد نے بے آرام ص ۳۶۳

(۳) دیکھیے: اصلِ خرد۔ (۴) اہلِ خرد۔

خردفزا: دیکھیے: نکتہ ہائے خردفزا۔

خردماغی ہائے فردفزا منعم: اسدؔ! مت رکھ تعجب خردماغی ہائے منعم کا ۔ کہ یہ نامرد بھی شیر افگنِ میدانِ قالی ہے ص ۹۷

خرشید[۴]: (۱) دیدِ حیرت کش و خرشید چراغانِ خیال ۔ عرضِ شبنم سے چمن آئنہ تعمیر آیا ص ۲۷

(۲) شرر، ہے رنگ بعدِ اظہار تابِ جلوۂ تمکیں ۔ کرے ہے سنگ پر خرشید، آبِ روئے کارِ آتش ص ۲۷

(۳) نور سے تیرے ہے اُس کی روشنی ۔ ورنہ تھا خرشید یک دستِ سوال ص ۵۱

(۴) ذرّہ اُس گرد کا، خرشید کو آئینۂ ناز ۔ گرد اُس دشت کی، اُمید کو احرامِ بہار ص ۱۳۳

---

۱ خراج : دوبار [مرکب]۔

۲ خرد : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔

۳ خردماغی : ایک بار [مرکب]۔

۴ خرشید : اٹھائیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: تئیس بار]۔

(۵) چھوڑا مہِ نخشب کی طرح دستِ قضا نے — خورشید ہنوز اُس کے برابر نہ ہوا تھا — ص۱۵۲

دیکھیے ـــــــ: (۶) اشکِ دیدۂ خورشید۔ (۷)، (۸) پرتوِ خورشید [دو بار]۔ (۹)، (۱۰)، (۱۱) پنجۂ خورشید [تین بار]۔ (۱۲)، (۱۳) جلوۂ خورشید [دو بار]۔ (۱۴) رنگِ رخسارِ گلِ خورشید۔ (۱۵) ساغرِ خورشید۔ (۱۶) غلافِ دلچۂ خورشید۔ (۱۷)، (۱۸) مہ و خورشید۔

خورشید جمال: دیکھیے: مہِ خورشید جمال۔

خورشیدِ جہاں تاب[۱]: (۱) لوگوں کو ہے خورشیدِ جہاں تاب کا دھوکا — ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغِ نہاں اَور — ص۱۷۰

(۲) دیکھیے: پرتوِ خورشیدِ جہاں تاب۔

خورشید دیدہ: دیکھیے: شبنمِ خورشید دیدہ۔

خورشید رو: دیکھیے: ساقیِ خورشید رو۔

خورشید طلعت: دیکھیے: ہر بُتِ خورشید طلعت۔

خورشیدِ عالم تاب: دیکھیے: روکشِ خورشیدِ عالم تاب۔

خورشیدِ فلک: داد دیوانگیِ دل، کہ ترا مدحت گر — ذرّے سے باندھے ہے خورشیدِ فلک پر آئینہ — ص۹

خورشیدِ قیامت: بیکسی ہائے شبِ ہجر کی وحشت، ہے ہے! — سایہ خورشیدِ قیامت میں ہے پنہاں مجھ سے — ص۲۱۲

خورشید و ماہ: کیا وہ بھی بے گنہ کش و حق ناشناس ہیں؟ — مانا کہ تم بشر نہیں خورشید و ماہ ہو — ص۱۹۶

خرقہ[۱] و سجادہ: رکھتا پھروں ہوں خرقہ و سجّادہ رہنِ مے — مدّت ہوئی ہے دعوتِ آب و ہوا کیے — ص۲۲۳

خرقۂ زُہّاد: بس کہ ہیں در پردہ مصروفِ سیہ کاری تمام — آستر ہے خرقۂ زُہّاد کا صوفِ مداد — ص۳۸

خرقۂ ہستی: رنگ ریزِ جسم و جاں نے از خمستانِ عدم — خرقۂ ہستی نکالا ہے بہ رنگِ احتیاج — ص۳۲۷

خرگہ[۲] نُہ پایہ: یہ خرگہِ نُہ پایہ جو مدّت سے بپا ہے — کیا خیمۂ شبیر سے رُتبے میں سوا ہے؟ — ص۲۸۳

خرمن[۳]: (۱) نصیبِ آستیں ہے حاصلِ روئے عرق آگیں — پھٹے ہے کہکشاں خرمن سے مہ کے خوشہ پرویں کا — ص۲۸

---

۱ خرقہ : تین بار [مرکب]۔

۲ خرگہ : ایک بار [مرکب]۔

۳ خرمن : تیرہ بار۔ [مفرد: سات بار، مرکب: چھے بار]۔

(۲) فسونِ یک دلی ہے لذّتِ بیداد دشمن پر — کہ وجدِ برق جوں پروانہ بال افشاں ہے خرمن پر — ص ۴۱

(۳) دل و دین و خرد تاراجِ نازِ جلوہ پیرائی — ہوا ہے جوہرِ آئینہ خیلِ مور خرمن میں — ص ۵۸

(۴) بجائے دانہ خرمن یک بیاباں بیضۂ قمری — مرا حاصل وہ نسخہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو — ص ۶۷

(۵) رونقِ ہستی ہے عشقِ خانہ ویراں ساز سے — انجمن بے شمع ہے گر برق خرمن میں نہیں — ص ۱۸۵

(۶) غالبؔ! کچھ اپنی سعی سے لہنا نہیں مجھے — خرمن جلے اگر نہ ملخ کھائے کشت کو — ص ۱۹۷

(۷) خوش کیا، کھیت پر میرے اگر سو بار ابر آوے — سمجھتا ہوں کہ ڈھونڈھے ہے ابھی سے برق خرمن کو — ص ۱۹۸

(۸) دیکھیے: برقِ خرمن۔

خرمن بہ باد دادۂ دعویٰ: خرمن بہ باد دادۂ دعویٰ ہیں، ہو سو ہو — ہم یک طرف ہیں، برقِ شرر ریز یک طرف — ص ۲۹

خرمنِ پروانہ: دیکھیے: برقِ خرمنِ پروانہ۔

خرمنِ راحت: دیکھیے: برقِ خرمنِ راحت۔

خرمن زارِ گوہر: دیکھیے: برقِ خرمن زارِ گوہر۔

خرمنِ سعی چند: دیکھیے: برقِ خرمنِ سعی چند۔

خرمن سوز اسبابِ ہوس: نیازِ عشق خرمن سوزِ اسبابِ ہوس بہتر — جو ہو جاوے نثارِ برق مشتِ خار و خس بہتر — ص ۲۹۲

خرمن ہائے خاطر: دیکھیے: برقِ خرمن ہائے خاطر۔

خروش[1]: (۱) دیکھیے: مے کدۂ بے خروش۔ (۲) جوش و خروش۔

خروش آمادہ: دیکھیے: وحشتِ شوق خروش آمادہ۔

خریدار[2]: (۱) جنسِ بازارِ معاصی اسداللہ اسدؔ — کہ سوا تیرے کوئی اُس کا خریدار نہیں — ص ۳۳۵

(۲) پھر شوق کر رہا ہے خریدار کی طلب — عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں کیے ہوئے — ص ۲۲۵

دیکھیے ———: (۳) چشمِ خریدار۔ (۴) عیارِ طبعِ خریدار۔

---

۱ خروش : تین بار [مرکب]۔ — خریداری : ایک بار۔

۲ خریدار : سات بار [مفرد: دو بار، مرکب: پانچ بار]۔ — خریدہ : دو بار [نیز دیکھیے: ناخریدہ]۔

خریدارِ ذوقِ خواری: چشم، دلّالِ جنسِ رُسوائی — دل، خریدارِ ذوقِ خواری ہے ص۲۲۳

خریدارِ متاعِ جلوہ: حُسن بے پروا خریدارِ متاعِ جلوہ ہے — آئنہ زانوے فکرِ اختراعِ جلوہ ہے ص۲۱۵

خریدارِ وفا: گر جلوۂ خرشید خریدارِ وفا ہو — جوں ذرّہ صد آئینہ بے زنگ نکالوں ص۶۱

خریداری: ہو سخن کی جسے طلبگاری — کرے اس نسخے کی خریداری ص۲۶۸

خریدہ: (۱) دیکھیے: بے زرخریدہ۔ (۲) دیکھیے: یوسفِ بہ قیمتِ اوّل خریدہ۔

خزاں[1]: (۱) مجھ سے پوچھو، تمھیں خبر کیا ہے — آم کے آگے نیشکر کیا ہے
نہ گُل اُس میں، نہ شاخ و برگ، نہ بار — جب خزاں آئے تب ہو اُس کی بہار ص۳۰
(۲) ہے سبزہ زار ہر در و دیوارِ غم کدہ — جس کی بہار یہ ہو پھر اُس کی خزاں نہ پوچھ ص۲۰
(۳) خزاں کیا، فصلِ گُل کہتے ہیں کس کو؟ کوئی موسم ہو — وہی ہم ہیں، قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے ص۲۲۰
دیکھیے ــــــ: (۴)، (۵) بہارِ بے خزاں [دوبار]۔ (۶) بیمِ خزاں۔ (۷) حنائے پائے خزاں۔ (۸) خونِ خزاں۔ (۹) صرفِ خزاں۔ (۱۰) گُلِ موسمِ خزاں۔ (۱۱) وداعِ خزاں۔

خزانِ چمنِ خلدِ بریں: خانہ ویرانیِ اُمید و پریشانیِ بیم — جوشِ دوزخ، ہے خزانِ چمنِ خلدِ بریں۔ ص۷

خزانِ چمنستانِ سخن: دیکھیے: فصلِ خزانِ چمنستانِ سخن۔

خزاں حاصل: ہے بہاراں میں خزاں حاصل خیالِ عندلیب — رنگِ گُل آتش کدہ ہے زیرِ بالِ عندلیب ص۳۲

خزانِ رنگِ طربگاہِ بہار: دیکھیے: طوفانِ خزاں رنگِ طربگاہِ بہار۔

خزانی: دیکھیے: شہیدِ گُلِ خزانیِ شمع۔

خزینۂ[2] راز: دیکھیے: درِ خزینۂ راز۔

خس[3]: (۱) گر نگاہِ گرم فرماتی رہی تعلیمِ ضبط — شعلہ خس میں جیسے خوں رگ میں نہاں ہو جائے گا ص۱۵۱
(۲) نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے — جو گُل ہوں تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں ص۱۸۰

---

[1] خزاں : پندرہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: بارہ بار]۔
خزانی : ایک بار [مرکب]۔
[2] خزینہ : ایک بار [مرکب]۔
[3] خس : پچیس بار [مفرد: چار بار، مرکب: اکیس بار]۔

(۳) وہ نالہ دل میں خس کے برابر جگہ نہ پائے! جس نالے سے شگاف پڑے آفتاب میں ص ۱۸۹

(۴) مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کے لیے ص ۲۳۶

دیکھیے ـــــ: (۵)، (۶)، (۷) خار و خس [تین بار]۔ (۸) فروغِ شعلۂ خس۔ (۹) گلِ اقبالِ خس۔ (۱۰) مُشتِ خس۔ (۱۱) مُشتِ خار و خس۔ (۱۲) نبضِ خس۔ (۱۳) ہجومِ خار و خس۔ (۱۴) یک کفِ خس۔

خس بہ دنداں: (۱) ہجومِ نالہ، حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں ہے خموشی، ریشۂ صد نیستاں سے خس بہ دنداں ہے ص ۲۱۰

(۲) ہم سے رنجِ بیتابی کس طرح اُٹھایا جائے داغِ پشتِ دستِ عجز؛ شعلہ خس بہ دنداں ہے ص ۲۱۷

خس خانہ: روزہ مرا ایمان ہے غالبؔ لیکن! خس خانہ و برفاب کہاں سے لاؤں ص ۳۵۳

خسِ جوہر: نہ لیوے گر خسِ جوہر طراوت سبزۂ خط سے لگاوے خانۂ آئینہ میں روئے نگار آتش ص ۱۶۳

خس و آتش: دیکھیے: صحبتِ خس و آتش۔

خس و خار: فرش اس دشتِ تمنا میں نہ ہوگا گر عدل گرمیِ شعلۂ رفتار سے جلتے خس و خار ص ۵

خس و خاشاک: پوچھے ہے کیا وجود و عدم اہلِ شوق کا آپ اپنی آگ کے خس و خاشاک ہو گئے ص ۲۲۹

خس و خاشاکِ ساحل: دیکھیے: جویائے خس و خاشاکِ ساحل۔

خس و خاشاکِ گلستاں: نغمہ گرم سے اک آگ ٹپکتی ہے اسدؔ! ہے چراغاں خس و خاشاکِ گلستاں مجھ سے ص ۲۱۳

خست[۱]: کل کے لیے کر آج نہ خست شراب میں یہ سوءِ ظن ہے ساقیِ کوثر کے باب میں ص ۱۸۹

خستگی[۲]: (۱) خستگی کا ہو بھلا جس کے سبب سے سرِ دست نسبت اک گونہ مرے دل کو تری بات سے ہے ص ۱۲۸

(۲) ہوئی جن سے توقع خستگی کی داد پانے کی وہ ہم سے بھی زیادہ خستۂ تیغِ ستم نکلے ص ۲۵۰

(۳) خستگی کا تم سے کیا شکوہ کہ یہ ہتھکنڈے ہیں چرخِ نیلی فام کے ص ۲۵۰

خستن[۳]: دیکھیے: سینہ خستن۔

خستہ[۴]: (۱) کریں گے کوہکن کے حوصلے کا امتحاں آخر ابھی اُس خستہ کے نیروئے تن کی آزمائش ہے ص ۲۲۳

دیکھیے ـــــ: (۲) اسدِ خستہ۔ (۳) کامِ دلِ خستہ۔ (۴) دلِ خستہ۔ (۵) سرِ خستہ۔ (۶)، (۷) غالبِؔ خستہ [دو بار]۔ (۸) غالبِؔ دل خستہ۔

---

۱ خست : ایک بار [مرکب]۔
۲ خستگی : تین بار۔
۳ خستن : ایک بار۔
۴ خستہ : تیرہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: بارہ بار]۔

خستہ تن: (۱) مرہم کی جستجو میں پھرا ہوں جو دور دور — تن سے سوا فگار ہیں اس خستہ تن کے پانو — ص۱۹۶

(۲) دیکھیے: رنجور خستہ تن۔

خستہ جاں: دیکھیے: اسدِ خستہ جاں۔

خستۂ تیغِ ستم: دیکھیے: خستگی [۲]۔

خستہ نوازی: قبلۂ کون و مکاں! خستہ نوازی میں یہ دیر! — کعبۂ امن و اماں! عقدہ کشائی میں یہ ڈھیل! — ص۱۲۳

خسرو[1] [۱]: (۱) تکلف برطرف، فرہاد اور اتنی سبک دستی! — خیال آساں تھا لیکن خوابِ خسرو نے گرانی کی — ص۷۷

(۲) وارثِ ملک جانتے ہیں تجھے — ایرج و تور و خسرو و بہرام — ص۱۳۷

(۳) تھا ترنجِ زر ایک خسرو پاس — رنگ کا زرد پر کہاں بو باس — ص۱۳۱

(۴) دیکھیے: مزدوریِ عشرت گہِ خسرو۔

خسرو پرویز: (۱) سنجیدنی ہے ایک طرف رنج کوہکن — خوابِ گرانِ خسرو پرویز یک طرف — ص۲۹

(۲) ہو سکے کیا خاک دست و بازوے فرہاد سے — بیستوں، خوابِ گرانِ خسرو پرویز ہے — ص۸۵

خسرو[2] [۲]: ملے دو مرشدوں کو حضرتِ حق سے ہیں دو طالب — نظام الدین کو خسروؔ، سراج الدین کو غالبؔ — ص۲۹۳

خسرو[3] آفاق: تاجِ زریں، مہرِ تاباں سے سوا — خسرو آفاق کے مُنہ پر کھلا — ص۱۳۹

خسرو انجم: خسرو انجم کے آیا صرف میں — شب کو تھا گنجینۂ گوہر کھلا — ص۱۳۹

خسرو روز: مہرِ رخشاں کا نام: خسرو روز — ماہِ تاباں کا اسم: شحنۂ شام — ص۱۳۸

خسرو ستارہ سپاہ: لکھیں گے لوگ اسے خسرو سپاہ — ص۲۷۸

خسرو شیریں سخن: غالبؔ! مرے کلام میں کیوں کر مزا نہ ہو — پیتا ہوں دھو کے خسرو شیریں سخن کے پانو — ص۱۹۶

خسرو نام دار: مملکتِ کمال میں ایک امیر نامور — عرصۂ قیل و قال میں خسرو نام دار ایک — ص۲۹۶

خسروانہ شکوہ: چشمِ بددور! خسروانہ شکوہ — لوحش اللہ! عارفانہ کلام — ص۱۳۷

---

[1] خسرو(۱) : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

[2] خسرو(۲) : ایک بار۔

[3] خسرو : چھے بار [مرکب]۔

خسروانہ : ایک بار [مرکب]۔

خسروی : ایک بار [مرکب]۔

خسروی: دیکھیے: شاہی و خسروی۔

خسک[۱]: دیکھیے: پیراہنِ خسک۔

خشت[۲]: (۱) خشت پشتِ دستِ عجز و قالب آغوشِ وداع — پُر ہوا ہے سَیل سے پیمانہ کس تعمیر کا؟ ص ۱۱

(۲) کرے گر فکرِ تعمیرِ خرابی ہاے دل گردوں — نہ نکلے خشت مثلِ استخواں بیروں ز قالب ہا ص ۲۳

دیکھیے ———: (۳) سنگ و خشت۔ (۴) ہر سنگ و خشت۔

خشتِ خُمِ صہبا: صومعے میں اِسے ٹھہرایئے گر مُہرِ نماز — مے کدے میں اِسے خشتِ خُمِ صہبا کہیے ص ۱۲۲ [بچی دلی]

خشتِ دیوار: دیکھیے: (۱)، (۲) قالبِ خشتِ دیوار [دو بار]۔

خشتِ در و دیوارِ دوست: دیکھیے: قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست۔

خشتِ دیوارِ چمن: ہے نزاکت بس کہ فصلِ گل میں معمارِ چمن — قالبِ گل میں ڈھلی ہے خشتِ دیوارِ چمن ص ۵۹

خشتِ لحد: دیکھیے: قالبِ خشتِ لحد۔

خشک[۳]: (۱) برقِ خرمن زارِ گوہر ہے نگاہِ تیز یاں — اشک ہو جاتے ہیں خشک از گرمیِ رفتارِ دوست ص ۳۳

(۲) ہے یاس میں اسد کو ساقی سے بھی فراغت — دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی ص ۷۵

(۳) دریاے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک — میرا سرِ دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا ص ۱۵۲

دیکھیے ———: (۴) خارِ خشک۔ (۵) دو جہاں حشر زبانِ خشک۔ (۶) کشتِ خشک۔ (۷)، (۸) لبِ خشک [دو بار]۔ (۹) مثلِ خارِ خشک۔

خشکیِ مے: خشکیِ مے نے تلف کی مے کدے کی آبرو — کاسۂ دریوزہ ہے پیمانۂ دستِ سبو ص ۶۸

خشمِ[۴] تند خویاں: تیز تر ہوتا ہے خشمِ تند خویاں عجز سے — ہے رگِ سنگِ فسانِ تیغِ شعلہ خار و خس ص ۴۵

خشمگیں: وہ مہرباں ہو تو انجم کہیں: الٰہی شکر! — وہ خشمگیں ہو تو گردوں کہے: خدا کی پناہ! ص ۲۷۷

خصم[۵]: دیکھیے: تیغِ خصم۔

خصمِ خوں بہا: کیوں نہ وحشتِ غالب باج خواہِ تسکیں ہو — کشتۂ تغافل کو خصمِ خوں بہا پایا ص ۱۳

خصومت[۶]: دیکھیے: قطعِ خصومت۔

---

۱ خسک : ایک بار [مرکّب]۔
۲ خشت : دس بار [مفرد: دو بار، مرکّب: آٹھ بار]۔
۳ خشک : نو بار [مفرد: تین بار، مرکّب: چھے بار]۔
خشکی : ایک بار [مرکّب]۔
۴ خشم : ایک بار [مرکّب]۔
خشمگیں : ایک بار۔
۵ خصم : دو بار [مرکّب]۔
۶ خصومت : ایک بار [مرکّب]۔

خضر[۱]: (۱) بہ حسرت گاہِ نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں — خضر کو چشمۂ آبِ بقا سے ترجبیں پایا — ص۲۲

(۲) سیرِ آں سوے، تماشا ہے طلبگاروں کا — خضر مشتاق ہے اس دشت کے آواروں کا — ص۲۸

(۳) اسدؔ! جو آب بخشیدن ز دریا، خضر کو کیا تھا؟ — ڈبوتا چشمۂ حیواں میں گر کشتی سکندر کی — ص۷۷

(۴) ممکن ہے کرے خضر، سکندر سے ترا ذکر؟ — گر لب کو نہ دے چشمۂ حیواں سے طہارت — ص۱۲۷

(۵) تو سکندر ہے، مرا فخر ہے ملنا تیرا — گو شرف خضر کی بھی مجھ کو ملاقات سے ہے — ص۱۲۸

(۶) یا لگا کر خضر نے شاخِ نبات — مدتوں تک دیا ہے آبِ حیات — ص۱۳۱ [آم کے لیے]

(۷) وہ زندہ ہم ہیں کہ ہیں روشناسِ خلق اے خضر! — نہ تم کہ چور بنے عمرِ جاوداں کے لیے — ص۲۳۶

(۸) لازم نہیں کہ خضر کی ہم پیروی کریں — جانا کہ اک بزرگ ہمیں ہم سفر ملے — ص۲۳۷

(۹) کیا کیا خضر نے سکندر سے! — اب کسے رہنما کرے کوئی — ص۲۴۲

(۱۰) مسلکِ شرع کے ہیں راہ رو و راہ شناس — خضر بھی یہاں اگر آ جائے تو لے اُن کے قدم — ص۲۶۵

دیکھیے——:(۱۱)-(۱۳) عمرِ خضر [تین بار]۔(۱۴) رشتۂ عمرِ خضر۔(۱۵) نقشِ پاے خضر۔

خضر آبادِ آسایش: جہاں مٹ جائے سعیِ دید، خضر آبادِ آسایش — بہ جیبِ ہر نگہ پنہاں ہے حاصل رہ نمائی کا — ص۱۹

خضرِ راہِ عشق: کرے ہے رہ رواں سے خضرِ راہِ عشق جلادی — ہوا ہے موجۂ ریگِ رواں شمشیرِ فولادی — ص۲۵۱

خضرِ صحراے سخن: دیکھیے: عصاے خضرِ صحراے سخن۔

خضرِ صحراے طلب: کیجیے آہوے ختن کو خضرِ صحراے طلب — مشک ہے سنبلستانِ زلف میں گردِ سواد — ص۳۸

خضرت سلطاں[۲]: خضر سلطاں جو رکھے خالقِ اکبر سرسبز — شاہ کے باغ میں یہ تازہ نہال اچھا ہے — ص۲۳۰

خط[۳]: (۱) نامے کے ساتھ آ گیا پیغامِ مرگ — رہ گیا خط میری چھاتی پر کھلا — ص۱۳۰

(۲) ہو لیے کیوں نامہ بر کے ساتھ ساتھ؟ — یارب اپنے خط کو ہم پہنچائیں کیا! — ص۱۹۱

(۳) قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں — میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں — ص۱۸۸

(۴) غلط نہ تھا ہمیں خط پر گماں تسلی کا — نہ مانے دیدۂ دیدار جو تو کیوں کر ہو — ص۱۹۷

---

۱ خضر : اٹھارہ بار [مفرد: دس بار، مرکب: آٹھ بار]۔
خضر آباد : ایک بار [مرکب]۔

۲ خضر سلطاں: ایک بار۔

۳ خط (۱) : گیارہ بار [مفرد: دس بار، مرکب: ایک بار]۔

(۵) ایک جا حرفِ وفا لکھا تھا، سو بھی مٹ گیا — ظاہرا، کاغذ ترے خط کا غلط بردار ہے — ص۲۱۲

(۶) دے کے خط منہ دیکھتا ہے نامہ بر — کچھ تو پیغامِ زبانی اور ہے — ص۲۳۷

(۷) غیر پھرتا ہے لیے یوں ترے خط کو کہ اگر — کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے؟ تو چھپائے نہ بنے — ص۲۳۹

(۸) مگر لکھوائے کوئی اس کو خط تو ہم سے لکھوائے — ہوئی صبح اور گھر سے کان پر رکھ کر قلم نکلے — ص۲۵۰

(۹) خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو — ہم تو عاشق ہیں تمھارے نام کے — ص۲۵۰

(۱۰) تھا تو خط، پر نہ تھا جواب طلب — کوئی اس کا جواب کیا لکھتا — ص۲۹۳

(۱۱) دیکھیے: نامہ وک خط۔

خطّ[۲]: (۱) اے عبادت! تجھے کس خط سے ہے ربطِ نیرنگ؟ — اے نگہ! تجھ کو ہے کس نقطے میں مشقِ تسکیں؟ — ص۸

(۲) خوانا نہیں ہے خط رقمِ اضطرار کا — تدبیرِ پیچ و تابِ نفس کیا کرے کوئی! — ص۸۸

(۳) دیکھیے: حُسنِ ربطِ خط۔

خطِ تقدیر: دیکھیے: فرمانِ خطِ تقدیر۔

خطِ جبیں: (۱) نہیں ہے سرنوشتِ عشق غیر از بے دماغی ہا — جبیں پر میری مدِ خانۂ قدرت خطِ جبیں ہے — ص۸۹

(۲) جبینِ صبحِ اُمید فسانہ گویاں پر — درازیِ رگِ خوابِ جہاں خطِ جبیں ہے — ص۱۰۳

خطِ شکستہ: ہے سرنوشت میں رقمِ واشکستگی — ہوں جوں خطِ شکستہ بہ ہر جا شکستہ دل — ص۵۱

خطِ غبار: (۱) نامہ بھی لکھتے ہو تو بہ خطِ غبار، حیف! — رکھتے ہو مجھ سے اتنی کدورت، ہزار حیف! — ص۴۹

(۲) ظاہر ہے ہم سے کلفتِ بختِ سیاہ روز — گویا کہ تختۂ مشق ہیں خطِ غبار کے — ص۸۰

خطِ لوحِ ازل: جانتا ہوں، ہے خطِ لوحِ ازل — تم پہ اے خاقانِ نام آور! کھلا — ص۱۳۱

خطِ لوحِ مزار: گر ملے حضرتِ بیدلؔ کا خطِ لوحِ مزار — اسدؔ، آئینۂ پروازِ معانی مانگے — ص۸۷

خطّ[۳]: (۱) بہ فراقِ رفتہ یاراں خط و حرف مو پریشاں — دلِ غافل از حقیقت ہمہ ذوقِ قصہ خوانی — ص۹

(۲) سرمنزلِ ہستی سے ہے صحرائے طلب دور — جو خط ہے کفِ پا پہ سو ہے سلسلۂ پا — ص۲۹

(۳) نہیں ہے مَردانِ صاحب دلاں بجز کسبِ جمعیت — سویدا میں نفَس، مانندِ خط نقطے میں پنہاں — ص۸۱

خط(۲) : گیارہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: نو بار]۔

مرکب: اکتیس بار]۔

(۴) بے مے کسے ہے طاقتِ آشوبِ آگہی؟ کھینچا ہے عجزِ حوصلہ نے خط ایاغ کا ص۱۳۹

دیکھیے——:(۵) نقطہ و خط۔(۶) یک خطِ پشتِ لبِ بام۔

خطِ پرکار: کھینچے گر مانیِ اندیشہ چمن کی تصویر سبز مثلِ خطِ نوخیز ہو خطِ پرکار ص۱۳۲

خطِ پرکارِ ہستی: ہے دو عالم صید اندازِ شہِ دلدل سوار یعنی خطِ پرکارِ ہستی حلقۂ فتراک ہے ص۱۰۶

خطِ پیالہ: کرے ہے بادہ ترے لب سے کسبِ رنگِ فروغ خطِ پیالہ سراسر نگاہِ گلچیں ہے ص۲۱۳

خطِ پیشانی: دیکھیے: سوادِ خطِ پیشانی۔

خطِ پیمانہ: بس کہ ہیں بدمستِ بشکن بشکنِ مے خانہ ہم موئے شیشہ کو سمجھتے ہیں خطِ پیمانہ ہم ص۵۳

خطِ پیمانۂ بے مُل: حسرتِ دستگہ و پایۂ تحمل تا چند رگِ گردن خطِ پیمانۂ بے مُل تا چند ص۳۹

خطِ پیمانۂ مے: بس کہ مے پیتے ہیں اربابِ فنا پوشیدہ خطِ پیمانۂ مے ہے نفسِ دُزدیدہ ص۱۷

خطِ جام: (۱) ہو جہاں وہ ساقیِ خرشید رو مجلس فروز وھاں اسدؔ! تارِ شعاعِ مہر خطِ جام ہے ص۱۰۱

دیکھیے——:(۲) رشتۂ خطِ جام۔(۳) مثلِ خطِ جام۔

خطِ جام آشنا: روانیِ موجِ مے کی گر خطِ جام آشنا ہووے لکھے کیفیت اُس سطرِ تبسم کی عبارت کی ص۹۷

خطِ جامِ آفتاب: دیکھیے: بعکسِ خطِ جامِ آفتاب۔

خطِ جامِ مے: قطرۂ مے بس کہ حیرت سے نفَس پرور ہوا خطِ جامِ مے سراسر رشتۂ گوہر ہوا ص۱۵۱

خطِ جامِ مے نوشاں: عنانِ جادہ رو یا ندن ہے خطِ جامِ مے نوشاں وگرنہ منزلِ حیرت سے کیا واقف ہیں مدہوشاں؟ ص۲۲۹

خطِ ساغر: کجا مے؟ کو عرق؟ سعیِ عروجِ نشہ رنگیں تر خطِ رخسارِ ساقی تا خطِ ساغر چراغاں ہے ص۸۱

خطِ ساغرِ جلوہ: عبث ہے خطِ ساغرِ جلوہ طوقِ گردنِ قمری مے اُلفت سے ہے مینائے سروِ بوستاں خالی ص۲۵۵

خطِ ساغرِ راقم: دیدہ تا دل اسدؔ! آئینۂ یک پرتوِ شوق فیضِ معنی سے خطِ ساغرِ راقم سرشار ص۱۳۳

خطِ ساغرِ مُل: پئے بہ منزل بردنی ہے خضرِ مے سے اے اسدؔ! جادۂ منزل ہے خطِ ساغرِ مُل کے تلے ص۲۵۳

خطِ سبز: جتاں از ہراب اِس شدت سے دو پیکانِ ناوک کو کہ خطِ سبز تا پشتِ لبِ سوفار ہو پیدا ص۳۱

خطِ عجز: گر صفحے کو نہ دیکھیے پروازِ سادگی مجز خطِ نقشِ تمنا نہ کھینچیے ص۱۰۶

خطِ عجزِ ما و تو: ہے خطِ عجزِ ما و تو، اوّلِ درسِ آرزو — ہے یہ سیاقِ گفتگو، کچھ نہ سمجھ فنا سمجھ ص ۴۳

خطِ فنا: دو عالم کی ہستی پہ خطِ فنا کھینچ — دل و دستِ اربابِ ہمت سلامت ص ۳۳

خطِ قدرت آثار: موجِ طوفانِ غضب چشمۂ نہ چرخِ حباب — ذوالفقارِ شہِ مرداں: خطِ قدرت آثار ص ۵

خطِ کفِ افسوس: دشتِ الفت میں ہے خاکِ کشتگاں محبوس وبس — پیچ و تابِ جادہ، ہے "کفِ افسوس" وبس ص ۳۶

خطِ نسخِ دل: خطِ نسخِ دل یک قلم دیکھتے ہیں — مژہ کو جواہر رقم دیکھتے ہیں ص ۵۶

خطِ مسطر: دیکھیے: کفِ یک خطِ مسطر۔

خطِ نازِ بسیار: تہمتِ بے خودیِ کفر نہ کھینچے یارب! — کی ربطِ نیاز و خطِ نازِ بسیار ص ۹

خط[۲][1]: (۱) ہوا جب حُسن کم، خط بر عذارِ سادہ آتا ہے — کہ بعد از صافِ مئے ساغر میں دُردِ بادہ آتا ہے ص ۹۸

(۲) ہوا نشانِ سوادِ دیارِ حُسن عیاں — کہ خط، غبارِ زمیں خیزِ زلفِ مشکیں ہے ص ۱۰۳

(۳) خط جو رُخ پر جانشینِ ہالۂ مہ ہوگیا — ہالہ، دودِ شعلۂ جوّالۂ مہ ہوگیا ص ۳۳۵

(۴) نقشِ صد سطرِ تبسم ہے بر آبِ زیرِ کاہ — حُسن کا خط پر نہاں خندیدنی انداز ہے ص ۳۵۲

(۵) حیراں ہوں، دامنِ مژہ کیوں جھاڑتا نہیں — خط صفحۂ عذار پہ گردِ کتاب ہے ص ۴۵۲

دیکھیے ـــــ: (۶)، (۷) آمدِ خط [دوبار]۔ (۸) تہ بندیِ خط۔ (۹) تہمتِ خط۔ (۱۰)، (۱۱)، (۱۲) سبزۂ خط [تین بار]۔ (۱۳) سوادِ خط۔ (۱۴) عرق از خط چکیدہ۔ (۱۵)، (۱۶) عکسِ خط [دوبار]۔ (۱۷) غبارِ خط۔

خطِ رُخسار: دیکھیے: دورِ خطِ رخسار۔

خطِ رخسارِ دوست: آمدِ خط سے ہوا ہے سرد جو بازارِ دوست — دودِ شمعِ کشتہ تھا شاید خطِ رخسارِ دوست ص ۱۹۳

خطِ رُخسارِ ساقی: کجاۓ؟ کو عرق؟ سی عروجِ نشہ رنگیں تر — خطِ رخسارِ ساقی تا خطِ ساغر چراغاں ہے ص ۸۱

خطِ رُخِ یار: دیکھیے: حیرتِ خطِ رُخِ یار۔

خطِ سبز: (۱) زلف سے افعی نظرِ بدگلی ہے — ہرچند خطِ سبز و زمرد رقمی ہے ص ۱۰۶

(۲) شمشیرِ صاف یار جو زہراب دادہ ہو — وہ خطِ سبز ہے کہ بہ رخسارِ سادہ ہو ص ۳۰۱

(۳) دیکھیے: جوہرِ ایجادِ خطِ سبز۔

---

[1] خط[۲] : اُنتیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: چوبیس بار]۔

خطِ سیاہ: صفا و شوخی و انداز حُسن پا بہ رکاب — خطِ سیاہ سے ہے گردِ کارواں پیدا ص۳۳۶

خطِ عارض: خطِ عارض سے لکھا ہے زلف کو اُلفت نے عہد — یکقلم منظور ہے جو کچھ پریشانی کرے ص۲۱۱

خطِ نوخیز: (۱) خطِ نوخیز نیلِ چشم زخمِ صافیِ عارض — لیا آئینے نے حرزِ پرِ طوطی بہ چنگ آخر ص۳۰۰

(۲) خطِ نوخیز کی آئینے میں دی کس نے آرائش — کہ ہے تہ بندی پر ہائے طوطی رنگ جوہر کا ص۳۳۳

(۳) دیکھیے: مثلِ خطِ نوخیز۔

خط و خال[۱]: دیکھیے: شورِ سودائے خط و خال۔

خط و خالِ بیاں: بجز دل، سراغ درد بہ دل خفتگاں نہ پوچھ — آئینہ عرض کر، خط و خالِ بیاں نہ پوچھ ص۷۰

خط و خالِ ہزار عکس: دیکھیے: عرضِ جوہر خط و خالِ ہزار عکس۔

خطا[۲]: (۱) قاصد کو اپنے ہاتھ سے گردن نہ ماریے — اُس کی خطا نہیں ہے، یہ میرا قصور تھا ص۱۳۸

(۲) کیوں نہ ٹھہریں ہدفِ ناوکِ بیداد کہ ہم — آپ اُٹھا لاتے ہیں گر تیر خطا ہوتا ہے ص۳۳۰

(۳) روک لو گر غلط چلے کوئی — بخش دو گر خطا کرے کوئی ص۳۳۲

(۴) یہ اجتہاد عجب ہے کہ ایک دشمن دیں — علی سے آکے لڑے اور خطا کہیں اُس کو ص۲۸۵

خطر[۳]: خطر ہے، رشتۂ اُلفت رگِ گردن نہ ہوجاوے — غرورِ دوستی آفت ہے، تو دشمن نہ ہوجاوے ص۲۱۳

خطوط[۴] روئے قالیں: گیا جو نامہ بر وھاں سے بہ رنگِ باختہ آیا — خطوطِ روئے قالیں، نقش ہے پشتِ کبوتر کا ص۳۳۳

خطۂ[۵] خاک: دیکھیے: (۱)، (۲) ساکنانِ خطۂ خاک [دوبار]۔

خطیب[۶]: بادشہ کا نام لیتا ہے خطیب — اب علوِ پایۂ منبر کھلا ص۱۳۰

خفا[۷]: (۱) اعتبارِ عشق کی خانہ خرابی دیکھنا — غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا ص۱۵۱

(۲) درخورِ عرض نہیں جوہرِ بیداد کو جا — نگہِ ناز ہے سرمے سے خفا میرے بعد ص۱۲۶

---

۱ خط و خال : تین بار [مرکب]۔
۲ خطا : چار بار۔
۳ خطر : ایک بار۔
۴ خطوط : ایک بار [مرکب]۔
۵ خطہ : ایک بار [مرکب]۔
۶ خطیب : ایک بار۔
۷ خفا : تین بار۔

(۳) شکوے کے نام سے بے مہر خفا ہوتا ہے — یہ بھی مت کہہ، کہ جو کہیے تو گلا ہوتا ہے — ص۲۲۰

خفائی:[1] ہوں ظہوری کے مقابل میں خفائی، غالبؔ! — میرے دعوے پہ یہ حجت ہے کہ مشہور نہیں — ص۱۸۶

خفتہ:[2] (۱) چشمِ پرواز و نفَس خفتہ، مگر ضعفِ اُمید — شہ پرِ کاہ پئے مژدہ رسانی مانگے — ص۷۸

(۲) سررشتۂ بیتابیِ دل در گرہِ عجز — پرواز بہ خوں خفتہ و فریاد رسا ہے — ص۹۱

دیکھیے ـــــ: (۳) بختِ خفتہ۔ (۴) بسملِ دردِ خفتہ۔ (۵) پائے خفتہ۔

خفتۂ الفت: دیکھیے: نوائے خفتۂ اُلفت۔

خفقانی:[3] باغ، پا کر خفقانی یہ ڈراتا ہے مجھے — سایۂ شاخِ گل افعی نظر آتا ہے مجھے — ص۲۱۹

خفقانی مزاج: گل، چہرہ ہے کسو خفقانی مزاج کا — گھبرا رہی ہے بیمِ خزاں سے بہار، حیف! — ص۴۹

خُلّت مشرباں:[4] دیکھیے: رحبۂ تسلیم خُلّت مشرباں۔

خُلد:[5] (۱) گاہ بہ خُلد اُمیدوار، گہ بہ جحیم بیمناک — گرچہ خدا کی یاد ہے کلفتِ ماسوا سمجھ — ص۴۲

(۲) نہ کھاتے گیہوں، نکلتے نہ خلد سے باہر — جو کھاتے حضرتِ آدم یہ بیسنی روٹی — ص۱۴۳

(۳) کیا ہی رضواں سے لڑائی ہوگی! — گھر ترا خلد میں گر یاد آیا — ص۱۵۲

(۴) ہے خیالِ حُسن میں حُسنِ عمل کا سا خیال — خلد کا اک در ہے میری گور کے اندر کھلا — ص۱۶۱

(۵) ان پری زادوں سے لیں گے خلد میں ہم انتقام — قدرتِ حق سے یہی حوریں اگر واں ہو گئیں — ص۱۹۱

(۶) نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن — بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے — ص۲۲۹

(۷) کوئی دنیا میں مگر باغ نہیں ہے واعظ؟ — خلد بھی باغ ہے، خیر آب و ہوا اور سہی — ص۳۱۱

دیکھیے ـــــ: (۸) حورانِ خلد۔ (۹) رہ رو راہِ خلد۔

خلدِ بریں: دیکھیے: خزانِ چمنِ خلدِ بریں۔

---

[1] خفائی : ایک بار۔

[2] خفتہ : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

[3] خفقانی : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

[4] خُلّت مشرباں : ایک بار [مرکب]۔

[5] خلد : دس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: چار بار]۔

خلش[۱]: کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیرِ نیم کش کو یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا ص۱۶۰

خلشِ خار: دیکھیے: طاقتِ خلشِ خار۔

خلشِ غمزۂ خوں ریز: خلش غمزۂ خوں ریز نہ پوچھ دیکھ خونابہ فشانی میری ص۲۳۰

خلشِ غمزہ ہاے ناز: مفتِ دل و جگر خلشِ غمزہ ہاے ناز کاوش فروشیِ مژۂ تیز یک طرف ص۲۹

خلعت[۲]: (۱) ہمیں حریرِ شرر بافِ سنگ خلعت ہے یہ ایک پیرہنِ زر نگار رکھتے ہیں ص۴۳

(۲) سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یکقلم لبر رہا نہ نذر نہ خلعت کا انتظام ص۲۸۲

خلق[۳]: خلق ہے صفحۂ عبرت سے سبق ناخواندہ ورنہ ہے چرخ و زمیں یک ورقِ گردانده ص۱۷

(۲) نغمہ ہے، محوِ ساز رہ؛ نشہ ہے، بے نیاز رہ رندِ تمام ناز رہ، خلق کو پارسا سمجھ ص۴۳

(۳) رسم ہے مُردے کی چھماہی ایک خلق کا ہے اِسی چلن پہ مدار
مجھ کو دیکھو کہ ہوں بہ قیدِ حیات اور چھماہی ہو سال میں دوبار ص۱۲۶

(۴) سایہ اُس کا، ہُما کا سایہ ہے خلق پر وہ خدا کا سایہ ہے ص۱۳۱

(۵) ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے اب فریبِ طغرل و سنجر کھُلا ص۱۳۰

(۶) چھوڑوں گا میں نہ اُس بُتِ کافر کا پوجنا چھوڑے نہ خلق گو مجھے کافر کہے بغیر ص۱۶۹

(۷) دیا ہے خلق کو بھی تا اُسے نظر نہ لگے بنا ہے عیش تجمل حسین خاں کے لیے ص۲۳۶

(۸) اپنی گلی میں مجھ کو نہ کر دفن بعدِ قتل میرے پتے سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے ص۲۳۶

(۹) حق، شہ کی بقا سے خلق کو شاد کرے تا شاہ شیوعِ دانش و داد کرے ص۲۵۳

(۱۰) کہے گی خلق اِسے داورِ سپہر شکوہ لکھیں گے لوگ اِسے خسرو ستارہ سپاہ ص۲۷۸

دیکھیے ـــــــ: (۱۱) بیگانگیِ خلق۔ (۱۲) پاے نگاہِ خلق۔ (۱۳) چشمِ بدِ خلق۔ (۱۴) دل و جانِ خلق۔ (۱۵) روشناسِ خلق۔ (۱۶) سرنوشتِ خلق۔ (۱۷) طلسمِ منتِ یک خلق۔ (۱۸) عیدِ خلق۔ (۱۹) کثرتِ دل ہاے خلق۔ (۲۰) مشکل آساں کنِ یک خلق۔ (۲۱) خونِ خلق۔

---

۱ خلش : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
۲ خلعت : دوبار۔
۳ خلق : بائیس بار [مفرد: دس بار، مرکب: بارہ بار]۔

خلقِ حسد قماش: بے خلقِ حسد قماش لڑنے کے لیے — وحشت کدۂ تلاش لڑنے کی لیے ص۲۵۳

خُلق[۱]: دیکھیے: (۱)، (۲) قالبِ خشتِ دیوار [دوبار]۔

خلقت[۲]: تھا بارگاہِ خاص میں خلقت کا ازدحام ص۲۸۳

خلل[۳]: بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل — کہتے ہیں جس کو عشق، خلل ہے دماغ کا ص۱۳۹

خلوت[۴]: (۱) بہ رنگِ شیشہ ہوں یک گوشۂ دلِ خالی — کبھی پری مری خلوت میں آنکلتی ہے ص۹۰

(۲) ہے آدمی بجائے خود اک محشرِ خیال — ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۳

(۳) میرے ہونے میں ہے کیا رُسوائی؟ — اے وہ مجلس نہیں خلوت ہی سہی ص۲۲۰

دیکھیے ———: (۴) فشارِ تنگیِ خلوت۔ (۵) ہر خلوت وجلوت۔

خلوتِ آبلہ: ابرِ نیساں سے ملے موجِ گہر کا تاواں — خلوتِ آبلہ میں گم کرے گر تو رفتار ص۵

خلوتِ آبلہ پا: خلوتِ آبلہ پا میں ہے جولاں میرا — خوں ہے دل تنگیِ وحشت سے بیاباں میرا ص۳۱

خلوتِ بال وپرِ قمری: خلوتِ بال و پرِ قمری میں وا کر راہِ شوق — جادۂ گلشن بہ رنگِ ریشۂ زیرِ خاک ہے ص۱۰۷

خلوتِ جانانہ: تا چند نازِ مسجد و بت خانہ کھینچیے — جوں شمع دل بہ خلوتِ جانانہ کھینچیے ص۱۰۵

خلوت خانہ: (۱) دیکھیے: زبانِ شمعِ خلوت خانہ۔ (۲)، (۳) شمعِ خلوت خانہ [دوبار]۔

خلوتِ دل: خلوتِ دل میں نہ کر دخل بجز سجدۂ شوق — آستاں میں، صفتِ آئنہ، در پنہاں ہے ص۱۰۹

(۲) دیکھیے: چراغِ خلوتِ دل۔

خلوتِ سنگ: داغِ اطفال ہے دیوانہ بہ کہسار ہنوز — خلوتِ سنگ میں ہے نالہ طلبگار ہنوز ص۳۳

خلوتِ شب ہا: بہ شغلِ انتظارِ مہ وشاں در خلوتِ شب ہا — سرِ تارِ نظر، ہے رشتۂ تسبیحِ کوکب ہا ص۲۳

خلوتِ شب ہائے تار: دیکھیے: چراغِ خلوتِ شب ہائے تار۔

---

[۱] خُلق : دوبار [مرکب]۔

[۲] خلقت : ایک بار۔

[۳] خلل : ایک بار۔

[۴] خلوت : اُنیس بار [مفرد: تین بار، مرکب: سولہ بار]۔

خلوت خانہ: تین بار [مرکب]۔

خلوت کدہ: دوبار [مرکب]۔

خلوت گاہ: ایک بار [مرکب]۔

خلوتِ فسردگیِ انتظار: ہوں خلوتِ فسردگیِ انتظار میں — وہ بے دماغ جس کو ہوس بھی تپاک ہے — ص ۱۱۰

خلوت کدۂ غنچہ: دیکھیے: بجیبِ خلوت کدۂ غنچہ۔

خلوت کدۂ غنچۂ باغ: موجِ گل ڈھونڈھ بہ خلوت کدۂ غنچۂ باغ — گم کرے گوشۂ مے خانہ میں گر تو دستار — ص ۱۳۲

خلوت گاہِ ناز ربطِ مژگاں: تماشا سرخوشِ غفلت ہے باوصفِ حضورِ دل — ہنوز آئینہ، خلوت گاہِ نازِ ربطِ مژگاں ہے — ص ۸۱

خلوتِ ناز: دیدہ تا دل ہے یک آئینہ چراغاں، کس نے — خلوتِ ناز پہ پیرایۂ محفل باندھا — ص ۱۳

خلوتِ ناموس: دیکھیے: مجلس فروزِ خلوتِ ناموس۔

خلوت وجلوت: دیکھا اسد کو خلوت و جلوت میں بارہا — دیوانہ گر نہیں ہے تو ہشیار بھی نہیں — ص ۱۸۴

خلوت ومحفل: دیکھیے: آئینہ بندِ خلوت ومحفل۔

خلیدہ:[۱] دیکھیے: خارِ خلیدہ

خلیدۂ رگِ ابرِ بہار: مژگاں، خلیدۂ رگِ ابرِ بہار ہے — نشتر بہ مغزِ پنبۂ مینا فرو نہ ہو — ص ۶۸

خلیفہ:[۲] یارانِ رسول، یعنی اصحابِ کبار — ہیں گرچہ بہت، خلیفہ اُن میں ہیں چار — ص ۲۹۳

خلیل:[۳] تجھ سے عالم پہ کھلا رابطۂ قربِ کلیم — تجھ سے دُنیا میں بچھا مائدۂ بذلِ خلیل — ص ۱۴۴

خم:[۴] (۱) کیا کس شوخ نے ناز از سرِ تمکیں نشستن کا — کہ شاخِ گل کا خم، انداز ہے بالیں شکستن کا — ص ۲۷

(۲) دیوار، بارِ منتِ مزدور سے ہے خم — اے خانماں خراب! نہ احساں اُٹھائیے — ص ۲۰۱

دیکھیے ——:(۳)، (۴) پیچ وخم [دوبار]۔ (۵) تجہتِ خم۔ (۶) طرۂ پُر پیچ وخم۔ (۷) قامتِ خم۔

خمِ التجا: دیکھیے: پشتِ خمِ التجا۔

خم بہ خم: دیکھیے: (۱) زلفِ خم بہ خم۔ (۲) طرہ ہاے خم بہ خم۔

خمِ پشت: ہوئے مشقِ تجراتِ ناز رہ ورسمِ طرحِ آداب — خمِ پشت خوش نما تھا بہ گزارشِ جوانی — ص ۱۰۰

خمِ تسلیم: (۱) نہیں ہے آہ کو ایماے تیر باریدن — ورنہ ہے خمِ تسلیم سے کماں پیدا — ص ۴۴۹

---

۱ خلیدہ : دوبار [مرکب]۔

۲ خلیفہ : ایک بار۔

۳ خلیل : ایک بار [مرکب]۔

۴ خم : انتیس بار

[مفرد: دوبار، مرکب: ستائیس بار]۔

خم بہ خم : دوبار [مرکب]۔

(۲) دیکھیے: یک خمِ تسلیم۔

خمِ جعدِ پرشکن: خراج بادشاہِ چیں سے کیوں نہ مانگوں آج | کہ بن گیا ہے خمِ جعدِ پرشکن تکیہ ص ۳۰۳

خمِ حلقۂ زنار: مرجاؤں نہ کیوں رشک سے، جب وہ تنِ نازک | آغوشِ خمِ حلقۂ زنار میں آوے ص ۳۳۴

خمِ دستِ نوازش: اسدؔ! زندانیِ تاثیرِ الفت ہائے خوباں ہوں | خمِ دستِ نوازش ہوگیا ہے طوق گردن میں ص ۱۸۱

خمِ دوشِ مزدور: دیکھیے: ہجومِ خمِ دوشِ مزدور۔

خمِ زلف: دیکھیے: موئے خمِ زلف۔

خمِ زلفِ دوتا: گستاخیِ وصال ہے مشاطۂ نیاز | یعنی دعا بجز خمِ زلفِ دوتا نہ مانگ ص ۵۰

خم شدۂ ناز زمیں: نسبتِ نام سے اُس کے ہے یہ رتبہ کہ رہے | اَبداً پشتِ فلک خم شدۂ ناز زمیں ص ۳۴

خمِ شمشیر: دیکھیے: (۱) ہجومِ خمِ شمشیر۔ (۲) طاقِ خمِ شمشیر۔ (۳) محرابِ خمِ شمشیر۔

خمِ طرۂ یار: دیکھیے: شکن آموزِ خمِ طرۂ یار۔

خمِ کاکل: دیکھیے: آرائشِ خمِ کاکل۔

خم گردیدنی: دیکھیے: بالانشینِ فیضِ خم گردیدنی۔

خمِ گیسو: (۱) سروکار تواضع تا خمِ گیسو رسانیدن | بسانِ شانہ زینت ریز ہے دستِ سلام اُس کا ص ۴۴

(۲) خدایا! دل کہاں تک دن بہ صد رنج و تعب کاٹے | خمِ گیسو ہو شمشیرِ سیہ تاب اور شب کاٹے ص ۹۷

(۳) دیکھیے: حلقۂ خمِ گیسو۔

خمِ محراب: دیکھیے: قبضۂ تیغِ خمِ محراب۔

خمِ ہستی: دیکھیے: پیچ و خمِ ہستی۔

خُم: (۱) وہاں شراب اگر خُم بھی دیکھ لوں دو چار | یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے ص ۲۳۲

دیکھیے: (۲) پائے خُم۔ (۳) صد خُم۔

لے خُم : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔

خُم خانہ : ایک بار۔

خُم کدہ : ایک بار۔

خُمستاں : دو بار [مرکب]۔

خُم خانۂ جنوں:	دورانِ سر سے گردشِ ساغر ہے متصل	خُم خانۂ جنوں میں دماغ رسیدہ ہوں	ص۶۱
خُم خانۂ منزل:	آبلہ، پیمانۂ اندازۂ تشویش تھا	اے دماغِ نارسا! خُم خانۂ منزل نہ پوچھ	ص۴۲
خُم رنگِ سیہ:	خمِ مجنوں عزادارانِ لیلیٰ کا پرستش گر	خُم رنگِ سیہ پیمانۂ ہر چشمِ آہو تھا	ص۲۲
خُم صہبا:	دیکھیے: خشتِ خُمِ صہبا۔		
خُم کدہ:	باغ شگفتہ، تیرا بساطِ نشاطِ دل	ابرِ بہار خم کدہ کس کے دماغ کا؟	ص۱۵۰
خُم مستاں:	انگور سعی بے سروپائی سے سبز ہے	غالبؔ! بہ دوشِ دل خُمِ مستاں اُٹھایئے	ص۴۷
خُم مے:	(۱) ہے دورِ قدح وجہِ پریشانیِ صہبا	یک بار لگادو خُمِ مے میرے لبوں سے	ص۲۰۱
	(۲) مے پرستاں! خُمِ مے مُنہ سے لگائے ہی بنے	ایک دن گر نہ ہوا بزم میں ساقی، نہ سہی	ص۲۰۹
خُمستاں:	دیکھیے: یک خُمستاں۔		
خُمستانِ عدم:	رنگ ریزِ جسم و جاں نے از خُمستانِ عدم	خرقۂ ہستی نکالا ہے بہ رنگِ احتیاج	ص۲۲۷
خُمار[1]:	(۱) تو وہ ساقی ہے کہ ہر موجِ محیطِ خُم سے	کھینچے خمیازے میں تیرے لبِ ساغر کا خُمار	ص۹
	(۲) دریائے مے ہے ساقی لیکن خمار باقی	تا کوچۂ دامنِ موجِ خمیازہ آشنا ہے	ص۹۳

دیکھیے ــــــ: (۳) آغوشِ خمار۔ (۴) اندازۂ خمار۔ (۵) بے خمار۔ (۶) تقریبِ مضامینِ خمار۔ (۷) جنوں بیتابِ دورانِ خمار۔ (۸) خمیازۂ خمار۔ (۹) ساغرِ مےِ رنجِ خمار۔ (۱۰) لبریزِ خمار۔ (۱۱) نذرِ خمار۔ (۱۲) یک درازیِ عمرِ خمار۔

خُمارِ بنگ:	دیکھیے: نشہ فرسائے خمارِ بنگ۔		
خُمارِ تشنہ کامی:	بقدرِ ظرف ہے ساقی! خمارِ تشنہ کامی بھی	جو تو دریائے مے ہے تو میں خمیازہ ہوں ساحل کا	ص۱۳۸
خُمارِ رسوم و قیود:	دیکھیے: سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود۔		
خُمارِ شوقِ ساقی:	شب، خمارِ شوقِ ساقی رستخیز اندازہ تھا	تا محیطِ بادہ صورت خانۂ خمیازہ تھا	ص۱۳۶
خُمارِ صحرا:	دیکھیے: عرضِ خمارِ صحرا۔		
خُمارِ ضبط:	خمارِ ضبط سے بھی نشۂ اظہار پیدا ہے	تراوشِ شیرۂ انگور کی ہے مفتِ افشردن	ص۲۲۹
خُمارگاہِ قسمت:	مجھے بادۂ طرب سے بہ خمار گاہِ قسمت	جو ملی تو تلخ کامی، جو ہوئی تو سرگرانی	ص۱۰
خُمارِ منتِ ساقی:	خُمارِ منتِ ساقی اگر یہی ہے اسدؔ!	دلِ گداختہ کے مے کدے میں ساغر کھینچ	ص۳۵
خُمارِ مے:	دیکھیے: بلطفِ خمارِ مے۔		

---

[1] خمار : تین بار [مفرد: دو بار، مرکب: ایک بار]۔ خمارگاہ : ایک بار [مرکب]۔

خموش[1]:
(۱) بزم میں اُس کے روبرو کیوں نہ خموش بیٹھیے   اُس کی تو خامشی میں بھی ہے یہی مدعا کہ یوں   ص۱۷۸
(۲) ظلمت کدے میں میرے شبِ غم کا جوش ہے   اک شمع ہے دلیلِ سحر سو خموش ہے   ص۲۳۰
(۳) داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی   اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے   ص۲۳۰
(۴) دیکھیے: زبانِ خموش۔

خموشاں: دیکھیے: طلسمِ ضمیرِ خموشاں۔

خموشی[2]:
(۱) از خود گزشتگی میں خموشی پہ حرف ہے   موجِ غبارِ سرمہ ہوئی ہے صدا مجھے   ص۷۶
(۲) خموشی، خانہ زادِ چشمِ بے پروا نگاہاں ہے   غبارِ سرمہ یعنی گردِ سوادِ نرگستاں ہے   ص۸۱
(۳) ہوں ہیولائے دو عالم، صورتِ تقریر اسدؔ   فکر نے سونپی خموشی کی نگہبانی مجھے   ص۸۶
(۴) خموشی میں نہاں خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں   چراغِ مردہ ہوں، میں بے زباں، گورِ غریباں کا   ص۱۵۷
(۵) تم وہ نازک کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو   ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو   ص۱۹۵
(۶) ہجومِ نالہ، حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں ہے   خموشی، ریشۂ صد نیستاں سے خس بہ دنداں ہے   ص۲۱۰
دیکھیے ـــــ: (۷)، (۸) زندانِ خموشی [دو بار]۔ (۹) شمعِ خموشی۔ (۱۰) مجبورِ خموشی۔ (۱۱) ضمیرِ خموشی۔

خموشیِ چمن حسرتِ دیدار: ہوں خموشیِ چمن حسرتِ دیدار اسدؔ!   مژہ ہے شانہ کشِ طرۂ گفتار ہنوز   ص۴۳

خموشیِ دل: دیکھیے: آئنہ دارِ خموشیِ دل۔

خموشیوں: خموشیوں میں تماشا ادا نکلتی ہے   نگاہ دل سے ترے سرمہ سا نکلتی ہے   ص۲۱۸

خمیازہ[3]:
(۱) تو وہ ساقی ہے کہ ہر موجِ محیطِ خُم سے   کھینچے خمیازے میں تیرے لبِ ساغر کا خمار   ص۹
(۲) دیکھی وفائے فرصتِ رنج و نشاطِ دہر   خمیازہ، یک درازیِ عمرِ خمار تھا   ص۱۷
(۳) کیفیتِ ہجومِ تمنا رسا اسدؔ!   خمیازہ، ساغرِ مئے رنجِ خمار ہے   ص۹۰
(۴) دریا ئے مے ہے ساقی لیکن خمار باقی   تا کوچہ دادنِ موجِ خمیازہ آشنا ہے   ص۹۳
(۵) بقدرِ ظرف ہے ساقی! خمارِ تشنہ کامی بھی   جو تو دریائے مے ہے تو میں خمیازہ ہوں ساحل کا   ص۱۳۸

---

[1] خموش : چار بار [مفرد: تین بار، مرکب: ایک بار]۔
خموشاں : ایک بار [مرکب]۔
[2] خموشی : تیرہ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: سات بار]۔
خموشیوں : ایک بار۔
[3] خمیازہ : اُنیس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: تیرہ بار]۔
خمیازہ ہا : ایک بار۔

(۶) ے خانۂ جگر میں یہاں خاک بھی نہیں — خمیازہ کھینچے ہے بُتِ بیداد فن ہنوز ص۱۷۱

دیکھیے ـــــــ: (۷) صورت خانۂ خمیازہ۔ (۸) طاقتِ خمیازہ۔ (۹) موجِ خمیازہ۔

خمیازۂ ایجاد: دیکھیے: عرضِ خمیازۂ ایجاد۔

خمیازۂ خمار: یعنی دماغِ غفلتِ ساقی رسیدہ تر — خمیازۂ خمار سے پیمانہ کھینچیے ص۱۰۵

خمیازۂ روانی: دریِ خرام تا گے خمیازۂ روانی؟ — اس موجِ مے کو غافل! پیمانہ نقشِ پا ہے ص۹۳

خمیازۂ ساحل: ناامیدی نے بہ تقریبِ مضامینِ خمار — کوچۂ موج کو خمیازۂ ساحل باندھا ص۱۳

خمیازۂ ساغر: اسدؔ! وحشت پرستِ گوشۂ تنہائیِ دل ہوں — بہ رنگِ موجِ مے خمیازۂ ساغر ہے رم میرا ص۱۶

خمیازۂ سیلاب: دیکھیے: عرضِ خمیازۂ سیلاب۔

خمیازۂ طرب: درد آئنہ کیفیتِ صد رنگ ہے یارب! — خمیازہ طرب ساغرِ زخمِ جگر آوے ص۱۳

خمیازۂ عرضِ صورت: نقشِ معنی ہمہ، خمیازۂ عرضِ صورت — سخنِ حق ہمہ، پیمانۂ ذوقِ تحسیں ص۳۲

خمیازۂ مجنوں: دیکھیے: عرضِ خمیازۂ مجنوں۔

خمیازۂ یک نشہ: دیکھیے: موجِ خمیازۂ یک نشہ۔

خمیازہ ہائے صبح آغوشاں: دیکھیے: مے کیفیتِ خمیازہ ہائے صبح آغوشاں۔

خمیدگی: انساں نیازمندِ ازل ہے کہ جوں کماں — مطلب ہے ربط سے رگ و پے کی خمیدگی ص۳۵

خمیدن[۱]: خمیدن نشۂ مے میں، بہ شرمِ زشتِ اعمالی — دماغِ زہد میں آخر غرورِ بے گناہی ہے ص۲۵۵

خمیدن ہائے چنگ: اسدؔ! پیری میں بھی آہنگِ شوقِ یار قائم ہے — نہیں ہے نغمے سے خالی خمیدن ہائے چنگ آخر ص۳۰

خمیدہ: دیکھیے: (۱) چرخِ خمیدہ۔ (۲) نغمۂ چنگِ خمیدہ۔

خنجر[۲]:
(۱) طرفہ موزونی ہے صرفِ جنگ جوئی ہائے یار — ہے بہ رنگِ مصراعِ صافِ تیغ، خنجر مستزاد ص۳۸
(۲) ہاتھ سے رکھ دی کب ابرو نے کماں — کب کمر سے غمزے کی خنجر کھلا ص۱۳۰
(۳) بہ نیم غمزہ ادا کر حقِ ودیعتِ ناز — نیامِ پردۂ زخمِ جگر سے خنجر کھینچ ص۱۶۹
(۴) خنجر سے چیر سینہ، اگر دل نہ ہو دو نیم — دل میں چھری چبھو، مژہ گر خوں چکاں نہیں ص۱۸۸

۱۔ خمیدن : ایک بار۔ — خمیدگی: ایک بار۔ — خمیدہ : دو بار [مرتب]۔
خمیدن ہا : ایک بار [مرتب]۔
۲۔ خنجر : پندرہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرتب: سات بار]۔

(۵) مرتے مرتے دیکھنے کی آرزو رہ جائے گی — وائے ناکامی! کہ اُس کافر کا خنجر تیز ہے — ص۲۳

(۶) دشنے نے کبھی مُنہ نہ لگایا ہو جگر کو — خنجر نے کبھی بات نہ پوچھی ہو گلوں کی — ص۲۲۸

(۷) سادگی پر اُس کی مر جانے کی حسرت دل میں ہے — بس نہیں چلتا کہ پھر خنجر کفِ قاتل میں ہے — ص۲۳۱

(۸) رہے نہ جان تو قاتل کو خونبہا دیجے — کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہیے — ص۲۲۸

(۹) دیکھیے: دشنہ و خنجر۔

خنجر آزما: ہم کہاں قسمت آزمانے جائیں — تو ہی جب خنجر آزما نہ ہوا — ص۱۹۲

خنجرِ جلاد: ریشۂ شہرت دوانیدن ہے، رفتن زیرِ خاک — خنجرِ جلاد برگِ بیدِ مجنوں ہے مجھے — ص۹۹

خنجرِ زہراب دادہ: کو بہ وقتِ قتل حقِ آشنائی اے نگاہ! — خنجرِ زہراب دادہ سبزۂ بیگانہ تھا — ص۲۵

خنجرِ سینہ شگاف: اے کاش! بتاں کا خنجرِ سینہ شگاف — پہلوے حیات سے گزر جاتا صاف — ص۱۱۷

خنجرِ قاتل: دیکھیے: شایانِ دست و خنجرِ قاتل۔

خنجرِ کہیں: بس کہ گستاخیِ اربابِ جہاں سے ہوں ملول — بے پروانہ مری بزم میں ہے خنجر کہیں — ص۸

خنداں[1]: زندگانی نہیں بیش از نفسِ چند اسدؔ! — غفلت آرائیِ یاراں پہ ہیں خنداں گل و صبح — ص۳۷

خندہ[2]: (۱) بجاے غنچہ و گل، ہے ہجومِ خار و خس بعماں تک — کہ صرفِ بخیۂ دامن ہوا ہے خندہ گل چیں کا — ص۲۸

[چار بار بہ طور ردیف ص۸۷]:

(۲)، (۳) خود فروشی ہاے ہستی بس کہ جاے خندہ ہے — ہر شکستِ قیمتِ دل میں صداے خندہ ہے

(۴) نقشِ عبرت در نظر یا نقدِ عشرت در بساط — دو جہاں وسعت بقدرِ یک فضاے خندہ ہے

(۵) جاے استہزا ہے عشرت کوشیِ ہستی اسدؔ! — صبح و شبنم، فرصتِ نشو و نماے خندہ ہے

[پانچ بار بہ طور ردیف ص۲۱۴]

(۶)، (۷) عرضِ نازِ شوخیِ دنداں، براے خندہ ہے — دعویِ جمعیتِ احباب، جاے خندہ ہے

(۸) ہے عدم میں غنچہ، محوِ عبرتِ انجامِ گل — یک جہاں زانو تامل در قفاے خندہ ہے

(۹) کلفتِ افسردگی کو عیشِ بیتابی حرام — ورنہ دنداں در دل افشردن، بناے خندہ ہے

---

[1] خنداں : ایک بار۔

[2] خندہ : تیس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: انتیس بار]۔

خندہ ہا : تین بار [مرکب]۔

خندیدنی : ایک بار [مرکب]۔

(۱۰) شورشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یہاں دل محیطِ گریہ و لب آشنائے خندہ ہے

دیکھیے ــــــــ: (۱۱) لب بہ خندہ وا۔ (۱۲) دیکھیے: یک خندہ۔

خندۂ احباب: نکوہش مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں آئی ہوا ہے خندۂ احباب بخیہ جیب و دامن میں ص۱۸۰

خندۂ بیجا: کس فرصتِ وصال پہ ہے گل کو عندلیب! زخمِ فراق، خندۂ بیجا کہیں جسے ص۹۱

خندۂ بےخودیِ کبک: سنگ یہ کارگہِ ربطِ نزاکت ہے کہ ہے خندۂ بے خودیِ کبک بہ دندانِ شرار ص۲

خندۂ دل: دیکھیے: صدائے خندۂ دل۔

خندۂ دنداں نما: (۱) ہے آرمیدگی میں نکوہش بجا مجھے صبحِ وطن ہے خندۂ دنداں نما مجھے ص۲۰۶

(۲) نکوہش ہے سزا فریادیِ بیدادِ دلبر کی مبادا! خندۂ دنداں نما ہو صبحِ محشر کی ص۲۰۷

(۳) دیکھیے: صد خندۂ دنداں نما۔

خندہ زیرِ لب: یاد ہے شادی میں بھی ہنگامۂ 'یارب' مجھے سُبحۂ زاہد ہوا ہے، خندہ زیرِ لب مجھے ص۲۱۳

خندۂ زیرِ لب: پردۂ دردِ دل آئینۂ صد رنگ نشاط بخیۂ زخمِ جگر خندۂ زیرِ لب تھا ص۲۴

خندۂ شیریں: آمدِ خط ہے، نہ کر خندۂ شیریں کہ مباد چشمِ مور آئنۂ دل نگرانی مانگے ص۴۸

خندۂ قاتل: دیکھیے: بسملِ خندۂ قاتل۔

خندۂ گل: (۱) کھینچوں ہوں آئنے پر خندۂ گل سے مسطر نامہ، عنوانِ بیانِ دلِ آزردہ نہیں ص۸

(۲) وحشتِ دل ہے اسدؔ! عالمِ نیرنگِ نشاط خندۂ گل بہ لبِ زخمِ جگر پنہاں ہے ص۱۱۰

(۳) کوہ و صحرا ہمہ معموریِ شوقِ بلبل راہِ خوابیدہ ہوئی خندۂ گل سے بیدار ص۱۳۲

(۴) مجھ کو ارزانی رہے! تجھ کو مبارک ہوجیو! نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک ص۱۷۵

دیکھیے ــــــــ: (۵) شکنِ خندۂ گل۔ (۶) شہیدِ خندۂ گل۔ (۷) فضائے خندۂ گل۔

خندہ ہائے بیجا: غمِ فراق میں تکلیفِ سیرِ باغ نہ دو مجھے دماغ نہیں خندہ ہائے بیجا کا ص۱۳۷

خندہ ہائے گل: (۱) بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل کہتے ہیں جس کو عشق، خلل ہے دماغ کا ص۱۳۹

(۲) ہے کس قدر ہلاکِ فریبِ وفائے گل بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل ص۱۷۶

خندیدنیِ انداز: نقشِ صد طرح تبسم ہے بر آبِ زیرِ کاہ حُسن کا خط پر نہاں خندیدنیِ انداز ہے ص۲۵۲

خو[1]:	(۱) تمھیں کہو کہ گزارا صنم پرستوں کا	بتوں کی ہو اگر ایسی ہی خو، تو کیوں کر ہو	ص ۱۹۷
	(۲) شہادت تھی مری قسمت میں جو دی تھی یہ خو مجھ کو	جہاں تلوار کو دیکھا، جھکا دیتا تھا گردن کو	ص ۱۹۹
	(۳) وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے، ہم اپنی وضع کیوں چھوڑیں؟	سبک سر بن کے کیا پوچھیں کہ ہم سے سر گراں کیوں ہو	ص ۱۹۹
	(۴) خو نے تری افسردہ کیا وحشتِ دل کو	معشوقی و بے حوصلگی طرفہ بلا ہے	ص ۲۱۹
	(۵) ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے	بے نیازی تری عادت ہی سہی	ص ۲۲۱
	(۶) ضد کی ہے اور بات مگر خو بری نہیں	بھولے سے اس نے سیکڑوں وعدے وفا کیے	ص ۲۲۳
	(۷) صحبت میں غیر کی نہ پڑی ہو کہیں یہ خو	دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے	ص ۲۲۳
	(۸) نہ کہو طعن سے پھر تم کہ ہم ستمگر ہیں	مجھے تو خو ہے کہ جو کچھ کہو، بجا کہیے	ص ۲۲۸

دیکھیے:——(۹)-(۱۳) بدخو [پانچ بار]۔ (۱۴) بیدادخو۔ (۱۵) تندی خو۔ (۱۶) شوخیِ تندخو۔ (۱۷) فتنہ خو۔ (۱۸) مستِ فتنہ خو۔ (۱۹) نالۂ بیمار بدخو۔

خوکردۂ اختر شماری:	کس طرح کاٹے کوئی شب ہائے تارِ برشگال	ہے نظر خوکردۂ اختر شماری، ہائے ہائے!	ص ۲۰۳
خوکردۂ دیدار:	خانہ ہے سیل سے خوکردۂ دیدار ہنوز	دور بیں در زدہ ہے رخنۂ دیوار ہنوز	ص ۴۳
خوکردۂ نظارہ:	دیکھیے: وحشیِ خوکردۂ نظارہ۔		
خوناکردگاں:	اے بہ ضبطِ حال خوناکردگاں! جوشِ جنوں	نشۂ مے ہے، اگر یک پردہ نازک تر ہو	ص ۲۰
خوہا:	دیکھیے: بیگانگیِ خوہا۔		
خوے خوش:	عطا کرے گا خداوندِ کارساز اسے	روانِ روشن و خوے خوش و دلِ آگاہ	ص ۲۷۸
خوے سوال:	بے طلب دیں، تو مزا اس میں سوا ملتا ہے	وہ گدا جس کو نہ ہو خوے سوال، اچھا ہے	ص ۲۳۹
خوے گرم:	دیکھ تری خوے گرم، دل بہ تپش رام ہے	طائرِ سیماب کو شعلہ، رگِ دام ہے	ص ۹۹
خوے یار:	ملتی ہے خوے یار سے نار التہاب میں	کافر ہوں گر نہ ملتی ہو راحت عذاب میں	ص ۱۸۸

---

[1] خو : انیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: گیارہ بار]۔
خوکردہ : تین بار [مرکب]۔
خوناکردگاں : ایک بار۔
خوہا : ایک بار [مرکب]۔

خواب[1]:

(۱) شب نظارہ پرور تھا خواب میں خرام اُس کا | صبح موجۂ گل کو نقشِ بوریا پایا | ص ۱۳

(۲) شب کہ باندھا خواب میں آنے کا قاتل نے جناح | وہ فسونِ وعدہ میرے واسطے افسانہ تھا | ص ۲۵

(۳) تھا خواب میں کیا جلوہ پرستارِ زلیخا؟ | ہے بالشِ دل سوختگاں میں پرِ طاؤس | ص ۳۶

(۴) ہجومِ سادہ لوحی پنبۂ گوشِ حریفاں ہے | وگرنہ خواب کی مُضمر ہیں افسانے میں تعبیریں | ص ۶۳

(۵) نشاطِ دیدۂ بینا ہے، گو خواب و چہ بیداری | بہم آوردہ مژگاں، روے بروے تماشا ہے | ص ۸۴

(۶) یارب! ہمیں تو خواب میں بھی مت دکھائیو | یہ محشرِ خیال کہ دُنیا کہیں جسے | ص ۹۱

(۷) تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ | جب آنکھ کھل گئی، نہ زیاں تھا نہ سود تھا | ص ۱۴۳

(۸) بغل میں غیر کی آج آپ سوتے ہیں کہیں، ورنہ | سبب کیا خواب میں آ کر تبسم ہاے پنہاں کا؟ | ص ۱۵۷

(۹) تا پھر نہ انتظار میں نیند آئے عمر بھر | آنے کا عہد کر گئے، آئے جو خواب میں | ص ۱۸۸

(۱۰)،(۱۱) ہے غیبِ غیب، جس کو سمجھتے ہیں ہم شہود | ہیں خواب میں ہنوز، جو جاگے ہیں خواب میں | ص ۱۸۹

(۱۲) شب کو کسی کے خواب میں آیا نہ ہو کہیں | دُکھتے ہیں آج اُس بُتِ نازک بدن کے پانو | ص ۱۹۶

(۱۳) وہ آ کے خواب میں، تسکینِ اضطراب تو دے | ولے مجھے تپشِ دل مجالِ خواب تو دے | ص ۲۲۳

دیکھیے ـــــــ: (۱۴) افسونِ خواب۔ (۱۵) اک دیدۂ بے خواب۔ (۱۶) پریشاں خواب۔ (۱۷) جامۂ خواب۔ (۱۸) جوہرِ رگِ خواب۔ (۱۹) دیت خواب۔ (۲۰) رختِ خواب۔ (۲۱)-(۲۴) رگِ خواب [چار بار]۔ (۲۵) سامانِ خور و خواب۔ (۲۶) سرخوشِ خواب۔ (۲۷) فرشِ خواب۔ (۲۸) فسونِ خواب۔ (۲۹) مجالِ خواب۔ (۳۰) مجموعۂ یک خواب۔ (۳۱) مژۂ خواب۔ (۳۲) یک رگِ خواب۔

خواب آلودہ مژگاں: دیکھیے: شیرِ مستیٔ خواب آلودہ مژگاں۔

خوابِ جاں: دیکھیے: درازیٔ رگِ خوابِ جاں۔

خوابِ بستن: گداز دل کو کرتی ہے کشودِ چشم، شب پیما | تنک ہے شمع میں جوں موم جادۂ خوابِ بستن کا | ص ۲۷

خواب بندی: نظر راحت پہ میری کر نہ وعدہ شب کے آنے کا | کہ میری خواب بندی کے لیے ہوگا فسوں وہ بھی | ص ۴۷

خوابِ بے تعبیر: دیکھیے: حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر۔

---

[1] خواب: بہتر بار [مفرد: تیرہ بار، مرکب: اُنسٹھ بار]۔
خواب بندی: ایک بار۔
خوابناک: دو بار [مرکب]۔
خواب گاہ: ایک بار۔

خوابِ پا: دیکھیے: (۱) مخملِ خوابِ پا۔ (۲) دیکھیے: یک مژہ خوابِ پا۔

خوابِ پریشاں: (۱) فہم، زنجیریِ بے ربطیِ دل ہے یارب! کس زباں میں ہے لقب "خوابِ پریشاں" میرا؟ ص ۲۱

(۲) غفلتِ دیوانہ جز تمہیدِ آگاہی نہیں مغزِ سر خوابِ پریشاں ہے سخن کی فکر میں ص ۴۳

دیکھیے ——: (۳) سازِ یک خوابِ پریشاں۔ (۴) سامانِ یک خوابِ پریشاں۔ (۵) صد خوابِ پریشاں۔

خوابِ پریشاں زدہ: دیکھیے: فالِ دو جہاں خوابِ پریشاں زدہ۔

خوابِ جمعیتِ مخمل: خوابِ جمعیتِ مخمل پریشاں مجھ سے رگِ بستر کو ملی شوخیِ مژگاں مجھ سے ص ۸۲

خوابِ خسرو: تکلف برطرف، فرہاد اور اتنی سبک دستی! خیال آساں تھا لیکن خوابِ خسرو نے گرانی کی ص ۷۷

خوابِ خوش: دیکھیے: یک خوابِ خوش۔

خوابِ زلیخا: (۱) کرے کیا سازِ بینش وہ شہیدِ دردِ آگاہی جسے موئے دماغِ بے خودی خوابِ زلیخا ہو ص ۶۷

(۲) ابھی آتی ہے بو بالش سے اُس کی زلفِ مشکیں کی ہماری دید کو خوابِ زلیخا عارِ بستر ہے ص ۲۳

(۳) دیکھتا ہوں اُسے تھی جس کی تمنا مجھ کو آج بیداری میں ہے خوابِ زلیخا مجھ کو ص ۳۰۱

دیکھیے ——: (۴) افسانۂ خوابِ زلیخا۔ (۵) صفتِ رگِ خوابِ زلیخا۔

خوابِ سبزۂ بیگانہ: دیکھیے: آشنا تعبیر خوابِ سبزۂ بیگانہ۔

خوابِ سحر: دیکھیے: بلاغتِ خوابِ سحر۔

خوابِ سنگیں: (۱) صدا ہے کوہ میں حشر آفریں اے غفلت اندیشاں! پئے سنجیدنِ یاراں ہو حاصل خوابِ سنگیں کا ص ۲۸

(۲) لبِ عیسیٰ کی جنبش کرتی ہے گہوارہ جنبانی قیامت، کشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے ص ۲۱۷

(۳) دیکھیے: یک مخملِ خوابِ سنگیں۔

خوابِ صیاد: ہوں گرفتارِ کمیں گاہِ تغافل کہ جہاں خوابِ صیاد سے پرواز گرانی مانگے ص ۷۸

(۲) دیکھیے: دامِ کمیں خانۂ خوابِ صیاد۔

خوابِ عدم: دیکھیے: (۱) دہشتِ خوابِ عدم۔ (۲) چشم از خوابِ عدم نگشادہ۔

خوابِ غفلت: خوابِ غفلت بہ کمیں گاہِ نظر پنہاں ہے شام، سایے میں بہ تاراجِ سحر پنہاں ہے ص ۱۰۹

خوابِ فراموش: تمہیدنِ دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فراموش ہے رکھا! اسپند نے مجمر میں پہلو گرمِ تمکیں کا ص ۲۹

خواب گاہ: فروغِ حُسن سے روشن ہے خواب گاہ تمام جو رختِ خواب ہے پرویں تو ہے پرَن تکیہ ص ۳۰۳

خوابِ گراں: دیکھیے: (۱) حریفِ تختیِ خوابِ گراں۔ (۲) حسابِ تختیِ خوابِ گراں۔ (۳) ہمہ خوابِ گراں۔

خوابِ گرانِ خسرو پرویز: (۱) شجیدنی ہے ایک طرف رنجِ کوہکن خوابِ گرانِ خسرو پرویز یک طرف ص ۴۹

(۲) ہو سکے کیا خاک دست و بازوے فرہاد سے بیستوں، خوابِ گرانِ خسرو پرویز ہے ص ۸۵

خوابِ گرانِ شیریں: دیکھیے: آئینۂ خوابِ گرانِ شیریں۔

خوابِ گل: غنچہ تا شگفتن ہا برگِ عافیت معلوم! باوجودِ دل جمعی خوابِ گل پریشاں ہے ص ۲۱۷

خوابِ ناز: دیکھیے: محوِ خوابِ ناز۔

خوابِ نازِ گل رُخاں: ہو جہاں تیرا دماغِ ناز مستِ بے خودی خوابِ نازِ گل رُخاں دودِ چراغِ کشتہ ہے ص ۸۰

خوابناک: دیکھیے: (۱) مژۂ خوابناک۔ (۲) یک مژۂ خوابناک۔

خواب و بیداری: خواب و بیداری پہ کب ہے آدمی کو اختیار مثلِ زخم آنکھوں کو سی دیتا جو ہوتا ہوشیار ص ۲۹۰

خوابیدنی[۱]: نواے بلبل و گل پاسبانِ بے دماغی ہے بہ یک مژگانِ خوباں صد چمن خوابیدنی جانے ص ۱۱۵

خوابیدہ[۲]: (۱) جوں مردمکِ چشم میں ہوں جمع نگاہیں خوابیدہ بہ حیرت کدۂ داغ ہیں آہیں ص ۵۹

دیکھیے ــــــ: (۲) پاے خوابیدہ۔ (۳)، (۴) راہِ خوابیدہ [دوبار]۔ (۵)، (۶) رہِ خوابیدہ [دوبار]۔ (۷) فتنۂ خوابیدہ۔ (۸) مژگانِ خوابیدہ۔ (۹) یک رہِ خوابیدۂ شوق۔

خوار[۳]: گرچہ از روے ننگِ بے ہنری ہوں خود اپنی نظر میں اِتنا خوار ص ۱۲۵

خواری[۴]: (۱) کیا پوچھے ہے بر خود غلطی ہاے عزیزاں خواری کو بھی اک عار ہے عالی نسبوں سے ص ۴۳

(۲) گر مصیبت تھی تو غربت میں اُٹھا لیتا اسدؔ! میری دِلّی ہی میں ہونی تھی یہ خواری، ہاے ہاے! ص ۴۵

دیکھیے ــــــ: (۳) خریدارِ ذوقِ خواری۔ (۴) ذوقِ خواری۔

خواص[۵]: دیکھیے: سرورِ خاص خواص۔

خوانا[۶]: خوانا نہیں ہے خط رقمِ اضطرار کا تدبیر پیچ و تابِ نفَس کیا کرے کوئی! ص ۸۸

---

[۱] خوابیدنی : ایک بار۔
[۲] خوابیدہ : نو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: آٹھ بار]۔
[۳] خوار : ایک بار۔
[۴] خواری : چار بار [مفرد: دوبار، مرکب: دوبار]۔
[۵] خواص : ایک بار [مرکب]۔
[۶] خوانا : ایک بار۔

خوان[1] گفتگو: کبھی بار بار جی میں مرے آئے ہے کہ غالبؔ! — کروں خوانِ گفتگو پر دل و جاں کی میہمانی — ص ۱۰

خواہاں[2]: وصلِ آئینہ رُخاں ہم نفَسِ یک دیگر — ہیں دعا ہاے سحر گاہ سے خواہاں گل و صبح — ص ۳۷

خواہانِ داد: ہم نے سوزِ جگر پر بھی زباں پیدا نہ کی — گل ہوا ہے ایک زخمِ سینہ پر خواہانِ داد! — ص ۳۸

خواہش[3]: خواہش کو احمقوں نے پرستش دیا قرار — کیا پوجتا ہوں اُس بُتِ بیداد گر کو میں؟ — ص ۱۹۰

(۲) نےِ عشرت کی خواہش ساقیِ گردوں سے کیا کیجے — لیے بیٹھا ہے اک دو چار جامِ واژگوں وہ بھی — ص ۲۰۲

(۳) چاک کی خواہش اگر وحشت بہ عریانی کرے — صبح کے مانند زخمِ دل گریبانی کرے — ص ۲۱۱

(۴) ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے — بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے — ص ۲۲۹

خواہشِ آب: ہے دلوں کے تپش، جوں خواہشِ آب از سراب — ہے شررِ موہوم، گر رکھتا نہ ہووے سنگ، دل — ص ۵۳

خواہشیں: دیکھیے: خواہش [۸]۔

خواب[4]: (۱) یوں ہی دُکھ کسی کو دینا نہیں خوب، ورنہ کہتا — کہ مرے عدو کو یارب! ملے میری زندگانی — ص ۲۰۷

(۲) خوب تھا پہلے سے ہوتے جو ہم اپنے بدخواہ — کہ بھلا چاہتے ہیں اور برا ہوتا ہے — ص ۲۳۰

(۳) تین تہوار اور ایسے خوب — جمع ہرگز ہوئے نہ ہوں گے کبھی — ص ۲۸۰

دیکھیے ــــــ: (۴)، (۵)، (۶)، (۷)، (۸) کیا خوب [پانچ بار]۔

خوب رُو: خدا نے اُس کو دیا ایک خوب رو فرزند — ص ۲۷۷

خوب رویاں: (۱) کثرتِ جور و ستم سے ہو گیا ہوں بے دماغ — خوب رویوں نے بنایا عاقبت بدخو مجھے — ص ۴۸

(۲) چاہتے ہیں خوب رویوں کو اسدؔ — آپ کی صورت تو دیکھا چاہیے! — ص ۲۲۳

خوب وقت: مند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں ہے ہے! — خوب وقت آئے تم اس عاشقِ بیمار کے پاس! — ص ۱۶۳

خوباں[5]: (۱) کریں خوباں جو سیرِ حُسن اسدؔ! ایک پردہ نازک تر — دمِ صبح قیامت در گریبانِ قبا گم ہو — ص ۶۸

(۲) ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں — تکلف بر طرف، مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر — ص ۱۹۸

---

[1] خوان : ایک بار۔

[2] خواہاں : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

[3] خواہش : چھے بار [مفرد: چار بار، مرکب: دو بار]۔
خواہشیں : ایک بار۔

[4] خواب : نو بار [مفرد: تین بار، مرکب: چھے بار]۔
خوب رو : ایک بار۔
خوب رویاں : دو بار۔

[5] خوباں : تیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: پچیس بار]۔

(۳) سادہ پُرکار ہیں خوباں، غالبؔ! ہم سے پیمانِ وفا باندھتے ہیں ص ۱۸۱

(۴) ہے فروغِ رُخِ افروختۂ خوباں سے شعلۂ شمع پرافشانِ بہ خود لرزیدن ص ۴۵۰

(۵) بس کہ خوباں باغ کو دیتے ہیں وقتِ ئے شکست بال اُگ جاتا ہے شیشے کا رگِ گل کے تلے ص ۴۵۴

دیکھیے:—— (۶) بزمِ خوباں۔ (۷) بیمِ طبعِ نازکِ خوباں۔ (۸) پنجۂ خوباں۔ (۹) چشمِ خوباں۔ (۱۰) حسرت گاہِ نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں۔ (۱۱) محسنِ خوباں۔ (۱۲) حُسنِ خوباں۔ (۱۳) حیرتِ آغوشِ خوباں۔ (۱۴) خیالِ شوخیِ خوباں۔ (۱۵) دلِ خوباں۔ (۱۶) زندانیِ تاثیرِ اُلفت ہاے خوباں۔ (۱۷) شعلۂ آوازِ خوباں۔ (۱۸) شکوۂ خوباں۔ (۱۹) صبا خرامیِ خوباں۔ (۲۰) عشرتِ صحبتِ خوباں۔ (۲۱) عقدِ گردنِ خوباں۔ (۲۲) فروغِ رخِ افروختۂ خوباں۔ (۲۳) قامتِ خوباں۔ (۲۴) لطفِ اندازِ برہنہ گوئیِ خوباں۔ (۲۵) ناخنِ انگشتِ خوباں۔ (۲۶) نازشِ ہم نامیِ چشمِ خوباں۔ (۲۷) نامحرمِ آگاہیِ دیدارِ خوباں۔ (۲۸) نیم رنگی ہاے شمعِ محفلِ خوباں۔ (۲۹) یک مژگانِ خوباں۔

خوبانِ دل آزار: دہنِ شیریں جا بیٹھیے لیکن اے دل! نہ کھڑے ہوجیے خوبانِ دل آزار کے پاس ص ۱۶۳

خوبی[1]: توسنِ شہ میں ہے وہ خوبی کہ جب تھان سے وہ غیرتِ صرصر کھلا
نقشِ پا کی صورتیں وہ دل فریب تو کہے بت خانۂ آزر کھلا ص ۳۳۹

خوبیِ اوضاعِ ابنائے زماں: کہوں کیا خوبیِ اوضاعِ ابنائے زماں، غالبؔ! بدی کی اُس نے جس سے ہم نے کی تھی بارہا نیکی ص ۲۰۳

خوبیِ تسلیم ورضا: رنج طاقت سے سوا ہو تو نہ پیٹوں کیوں کر ذہن میں خوبیِ تسلیم و رضا ہے تو سہی ص ۳۱۰

خوبیِ تقدیر: دیکھیے: شاہدِ خوبیِ تقدیر۔

خوبیِ ہوا: نہیں بہار کو فرصت، نہ ہو، بہار تو ہے طراوتِ چمن و خوبیِ ہوا کہیے ص ۴۳۸

خود[2]: (۱) اے اسدؔ! ہم خود اسیرِ رنگ و بوے باغ ہیں ظاہرا، صیادِ ناداں ہے گرفتارِ ہوس ص ۴۶

(۲) خوں در جگر نہفتہ، بہ زردی رسیدہ ہوں خود آشیانِ طائرِ رنگِ پریدہ ہوں ص ۶۱

(۳) گرچہ از روے ننگِ بے ہنری ہوں خود اپنی نظر میں اتنا خوار ص ۱۲۵

(۴) اور میں وہ ہوں کہ گر جی میں کبھی غور کروں غیر کیا، خود مجھے نفرت مری اوقات سے ہے ص ۱۲۸

---

[1] خوبی : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔

[2] خود : پینسٹھ بار [مفرد: سات بار، مرکب: اٹھاون بار]۔

(۵) ہے وہی بدمستی ہر ذرہ کا خود عذر خواہ — جس کے جلوے سے زمیں تا آسماں سرشار ہے — ص ۲۱۲

(۶) خود آسماں ہے مہاراو راجہ پر صدقے — ص ۲۷۸

(۷) خود ہے تدارک اِس کا گورمنٹ کو ضرور — ص ۲۸۳

(۸) ذکانِ ناوکِ تاثیر ہے از خود تہی ماندن — سراسر عجز کر خانہ مانندِ کماں خالی — ص ۴۵۵

دیکھیے:——(۹)،(۱۰) بجائے خود [دوبار]۔(۱۱) چشمِ خود۔

خود آرا: خود آرا وحشتِ چشمِ پری سے شب وہ بدخو تھا — ص ۲۱

(۲) غافل بہ وہمِ ناز خود آرا ہے ورنہ یہاں — بے شانۂ صبا نہیں طرّہ گیاہ کا — ص ۱۲۹

دیکھیے:——(۳) جانِ خود آرا۔(۴) حرزِ بازوے شگرفانِ خود آرا۔(۵)،(۶) حُسنِ خود آرا [دوبار]۔

(۷) خود بین و خود آرا۔(۸) عزمِ صفِ مژگانِ خود آرا۔

خود آرائی خود آرائی سے آئینہ طلسمِ مومِ جادو تھا — ص ۲۲

(۲) بدگماں کرتی ہے عاشق کو خود آرائی تری — بے دلوں کو ہے براتِ اضطراب آئینے پر — ص ۳۰

(۳) وھاں خود آرائی کو تھا موتی پرونے کا خیال — یہاں ہجومِ اشک میں تارِ نگہ نایاب تھا — ص ۱۳۵

دیکھیے:——(۴) آئینۂ صد رنگ خود آرائی۔(۵) انجامِ خود آرائی۔(۶) بیکاریِ خود آرائی۔(۷) ترکِ خود آرائی۔(۸) ذوقِ خود آرائی۔(۹) رنجِ خود آرائی۔(۱۰) سروبرگِ خود آرائی۔(۱۱) کشمکشِ خود آرائی۔(۱۲) ننگِ بے دماغانِ خود آرائی۔(۱۳) وقتِ خود آرائی۔

خود آرایاں: کریں گر قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق خود آرایاں — صدف دندانِ گوہر سے بہ حسرت اپنے لب کاٹے — ص ۹۷

خود بیں: (۱) دہر جز جلوۂ یکتائیِ معشوق نہیں — ہم کہاں ہوتے اگر حُسن نہ ہوتا خود بیں — ص ۱۳۳

(۲) دیکھیے: آزادہ و خود بیں۔

خود بین و خود آرا: سچ کہتے ہو، خود بین و خود آرا ہوں، نہ کیوں ہوں؟ — بیٹھا ہے بُتِ آئنہ سیما مرے آگے — ص ۲۲۹

خود بینی: (۱) بے خبر مت کہ ہمیں، بیداد! خود بینی سے پوچھ — قلزمِ ذوقِ نظر میں آئنہ پایاب تھا — ص ۱۵

(۲) خوشا! خود بینی و تدبیر و غفلت نقد اندیشہ — بہ دینِ عجز اگر بدنامیِ تقدیر بہتر ہے — ص ۱۰۸

دیکھیے:——(۳) ذوقِ خود بینی۔(۴) رنگ ریزی ہاے خود بینی۔(۵) نازِ خود بینی۔(۶) نازِ خود بینی۔(۷)

نقشِ خود بینی۔

خود بینیِ حُسن: جوہر ایجادِ خطِ سبز ہے خود بینیِ حُسن — جو نہ دیکھا تھا سو آئینے میں پنہاں نکلا — ص۳

خود پرستی: خود پرستی سے رہے باہمدگر نا آشنا — بیکسی میری شریک، آئینہ تیرا آشنا — ص۱۹

(۲) دیکھیے: پردۂ خود پرستی۔

خودداری: دیکھیے: (۱) دردِ سرِ خودداری۔ (۲) ذوقِ خودداری۔ (۳) زورقِ خودداری۔ (۴) یک عُمرِ خودداری۔

خودداریِ ساحل: حریفِ جوششِ دریا نہیں خودداریِ ساحل — جہاں ساقی ہو تو، باطل ہے دعوئ ہوشیاری کا — ص۱۳۸

خودرائی: دیکھیے: دوشِ خودرائی۔

خود رستہ: کسو کو ز خود رستہ کم دیکھتے ہیں — کہ آہو کو پابندِ رم دیکھتے ہیں — ص۵۶

خودرفتگاں: یک نگاہِ گرم ہے جوں شمع سرتاپا گداز — بہر از خود رفتگاں رنجِ خود آرائی عبث — ص۳۴

خودرفتگی: دیکھیے: مشقِ از خودرفتگی۔

خودرفتگی ہائے حیرت: نہ فکرِ سلامت، نہ بیمِ ملامت — ز خود رفتگی ہائے حیرت سلامت — ص۳۳

خود رفتہ: دیکھیے: دلِ بیمار از خودرفتہ۔

خودرفتۂ بیدائے خیال: ہوں ز خود رفتۂ بیدائے خیال — بھول جانا ہے نشانی میری — ص۲۳۱

خود رمیدہ: اشکِ چکیدہ، رنگِ پریدہ — ہر طرح ہوں میں از خود رمیدہ — ص۲۵۰

خودشناسی: دیکھیے: بعیبِ خودشناسی۔

خودفروشی ہائے ہستی: خودفروشی ہائے ہستی بس کہ جائے خندہ ہے — ہر شکستِ قیمتِ دل میں صدائے خندہ ہے — ص۸۷

خودکامی: دیکھیے: شست و شوے نقشِ خود کامی۔

خودگزشتگی: از خود گزشتگی میں خموشی پہ حرف ہے — موجِ غبارِ سرمہ ہوئی ہے صدا مجھے — ص۷۶

خودگزشتنِ دل: ز خود گزشتنِ دل، کاروانِ حیرت ہے — تگ، غبارِ ادب گاہِ جلوہ فرمائی — ص۱۱۰

خودنمائی: دیکھیے: سرگرمِ خودنمائی۔

خود بہ خود:[1] (۱) دیکھ کر تجھ کو، چمن بس کہ نمو کرتا ہے — خود بہ خود پہنچے ہے گل گوشۂ دستار کے پاس — ص۷۳

---

[1] خود بہ خود : تین بار۔

(۲) اللہ رے ذوقِ دشت نوردی! کہ بعدِ مرگ — ہلتے ہیں خود بہ خود مرے اندر کفن کے پانو — ص۱۹۶

(۳) خود بہ خود کچھ ہم سے کنیانے لگا — اِس قدر بگڑا کہ سر کھانے لگا — ص۲۶۶

خُور:[1] خُورِ شبنم آشنا نہ ہوا، ورنہ میں اسدؔ! — سر تا قدم گزارشِ ذوقِ سجود تھا — ص۱۲

(۲) حیرت سے ترے جلوے کی ازبس کہ ہیں بیکار — خور، قطرۂ شبنم میں ہے جوں شمع بہ فانوس — ص۳۶

(۳) جادہ رہ خُور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع — چرخ وا کرتا ہے ماہِ نَو سے آغوشِ وداع — ص۱۶۳

دیکھیے ـــــــ: (۴) آئینۂ خُور۔ (۵)، (۶)، (۷) پرتوِ خُور [تین بار]۔ (۸)، (۹)، (۱۰) جلوۂ خُور [تین بار]۔ (۱۱) چشمِ غفلت؛ نظرِ شبنمِ خورنادیدہ۔ (۱۲) رنگ پر توِ خُور۔

خوراک:[2] پوچھے ہے کیا معاشِ جگر تفتگانِ عشق — جوں شمع آپ اپنی وہ خوراک ہو گئے — ص۱۴۳ [نسخۂ عرشی طبع علی]

خوردن:[3] (۱) اسدؔ! ہے طبع مجبورِ تمنا آفرینی ہا — فغاں! بے اختیاری و فریبِ آرزو خوردن — ص۳۵۰

(۲) دیکھیے: برہم خوردن۔

خوردہ: دیکھیے: (۱) آہوے رم خوردہ۔ (۲) زنگار خوردہ۔ (۳) عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ۔

خُورزم:[4] رام پور ایک بڑا باغ ہے از روے مثال — دل کش و تازہ و شاداب و وسیع و خُورزم — ص۲۶۵

خوردخواب:[5] دیکھیے: سامانِ خوردخواب۔

خوش:[6] خوش وحشتے کہ عرضِ جنونِ فنا کروں — جوں گردِ راہ جامۂ ہستی قبا کروں — ص۵۵

(۲) خراجِ دیہِ ویراں یک کفِ خاک — بیاباں خوش ہوں تیری عاملی سے — ص۹۱

(۳) میں سادہ دل آزردگیِ یار سے خوش ہوں — یعنی سبقِ شوق مکرر نہ ہوا تھا — ص۱۵۳

(۴) کیا رہوں غربت میں خوش جب ہو حوادث کا یہ حال — نامہ لاتا ہے وطن سے نامہ بر اکثر کھلا — ص۱۶۱

(۵) اِن آبلوں سے پانو کے گھبرا گیا تھا میں — جی خوش ہوا ہے راہ کو پُر خار دیکھ کر — ص۱۶۹

(۶) خوش حال اُس حریفِ سیہ مست کا کہ جو — رکھتا ہو مثلِ سایۂ گل سر بہ پاے گل — ص۱۸۶

---

[1] خُور : بارہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: نو بار]۔
[2] خوراک : ایک بار۔
[3] خوردن : دو بار۔
خوردہ : تین بار۔
[4] خُورزم : ایک بار [مرکب]۔
[5] خوردخواب : ایک بار [مرکب]۔
[6] خوش : اٹھائیس بار [مفرد: سترہ بار، مرکب: بارہ بار]۔

(۷) رنجِ نومیدیِ جاوید گوارا رہیو! — خوش ہوں گر نالہ زبونی کشِ تاثیر نہیں — ص ۱۸۲

(۸) سب، رقیبوں سے ہوں ناخوش، پر زنانِ مصر سے — ہے زلیخا خوش کہ محوِ ماہِ کنعاں ہوگئیں — ص ۱۹۱

(۹) دونوں جہان دے کے وہ سمجھے یہ خوش رہا — یہاں آپڑی یہ شرم کہ تکرار کیا کریں — ص ۱۹۱

(۱۰) ہے بارے، اعتمادِ وفاداری اس قدر — غالبؔ! ہم اس میں خوش ہیں کہ نامہربان ہے — ص ۲۰۳

(۱۱) گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے — خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے — ص ۲۰۵

(۱۲) گلشن کو تری صحبت از بس کہ خوش آئی ہے — ہر غنچے کا گل ہونا آغوش کشائی ہے — ص ۲۱۰

(۱۳) یہاں تلک میری گرفتاری سے وہ خوش ہے کہ میں — زلف گر بن جاؤں تو شانے میں اُلجھادے مجھے — ص ۲۳۵

(۱۴) ہم کو معلوم ہے جنّت کی حقیقت لیکن — دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ! یہ خیال اچھا ہے — ۲۳۰

(۱۵) خوش ہوتے ہیں پر وصل میں یوں مر نہیں جاتے — آئی شبِ ہجراں کی تمنّا مرے آگے — ص ۲۳۹

(۱۶) خوش ہوا ے بخت! کہ ہے آج ترے سر سہرا — باندھ شہزادہ جواں بخت کے سر پر سہرا — ص ۲۸۷

(۱۷) میں ہوں مشتاقِ جفا، مجھ پہ جفا اور سہی — تم ہو بیداد سے خوش، اس سے سوا اور سہی — ص ۳۱۱

دیکھیے ــــــ: (۱۸) خوے خوش۔ (۱۹) یک خوابِ خوش۔ (۲۰) شرمندۂ بوے خوشِ گل رویاں۔

خوش اُفتادگی: خوش اُفتادگی کہ بہ صحراے انتظار — جوں جادہ گردِ رہ سے نگہ سُرمہ سا کروں — ص ۵۵

خوش تر: (۱) اسدؔ! جمعیتِ دل در کنارِ بے خودی خوش تر — دو عالم آگہی سامانِ یک خوابِ پریشاں ہے — ص ۸۱

(۲) دیدن ہمہ بالیدن، کردن ہمہ افسردن — خوش تر زگل و غنچہ چشم و دلِ ساقی ہے — ص ۱۱۳

(۳) دربِ عنوانِ تماشا بہ تغافل خوش تر — ہے نگہ رشتۂ شیرازۂ مژگاں مجھ سے — ص ۲۱۱

خوش خطاں: دیکھیے: انتظارِ خوش خطاں۔

خوش گفتار: دیکھیے: شاعرِ نغز گوے خوش گفتار۔

خوش نما: ہوئے مشقِ جرأتِ نازِ رہ و رسمِ طرحِ آداب — خمِ پشت خوش نما تھا بہ گزارشِ جوانی — ص ۱۰

خوش نوایانِ چمن: حضورِ شاہ میں اہلِ سخن کی آزمائش ہے — چمن میں خوش نوایانِ چمن کی آزمائش ہے — ص ۲۳۲

خوش و ناخوش: گزری نہ بہ ہر حال یہ مدت خوش و ناخوش — کرنا تھا جواں مرگ! گزارا کوئی دن اور — ص ۱۷۱

خوشا[1]: خوشا وہ دل کہ سراپا طلسمِ بے خبری ہو — جنونِ یاس و الم رزقِ مدّعا طلبی ہے — ص ۷۵

(۲) خوشا! خود بینی و تدبیر و غفلت نقد اندیشہ — بہ دستِ عجز اگر بدنامیِ تقدیر بہتر ہے — ص ۱۰۸

(۳) ہجومِ گریہ سوے دل، خوشا! سرمایۂ طوفاں — برانگشتِ حسابِ اشک ناخن نعلِ واژگوں ہے — ص ۱۱۱

(۴) خوشا! مستی کہ جوشِ حیرت انداز قاتل ہے — نگہ شمشیر میں جوں جوہر آرامیدنی جانے — ص ۱۱۵

(۵) شرحِ ہنگامۂ ہستی ہے، زہے موسمِ گل — رہبرِ قطرہ بہ دریا ہے، خوشا! موجِ شراب — ص ۱۲۳

(۶) وعدۂ سیرِ گلستاں ہے، خوشا! طالعِ شوق — مژدۂ قتل مقدر ہے جو مذکور نہیں — ص ۱۸۵

(۷) خوشا! اقبالِ رنجوری عیادت کو تم آئے ہو — فروغِ شمعِ بالیں طالعِ بیدارِ بستر ہے — ص ۲۱۲

(۸) شق ہوگیا ہے سینہ، خوشا! لذّتِ فراغ — تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر گئی — ص ۲۳۳

(۹) خوشا! عجزے کہ عاشق جل بجھے جوں شعلۂ خاشش — کہ کم از سرمہ اُس کا مشتِ خاکستر نہیں ہوتا — ص ۲۳۵

(۱۰) فغان و آہ سے حاصل بجز دردِ سرِ یاراں — خوشا اے غفلت آگاہاں! نفس دزدیدن و مردن — ص ۲۳۹

(۱۱) خوشا! طوطی و کنجِ آشیانہ — نہاں در زیرِ بالِ آئینہ خانہ — ص ۲۵۱

خوشامد[2] طلبوں: ہے بزمِ بتاں میں سخن آزردہ لبوں سے — تنگ آئے ہیں ہم ایسے خوشامد طلبوں سے — ص ۲۰۱

خوشنودیِ[3] احباب: خوشنودیِ احباب کا طالب غالبؔ — ص ۲۹۳

خوشہ[4]: نصیبِ آستیں ہے حاصلِ روے عرق آگیں — چٹے ہے کہکشاں خرمنِ مہ کے خوشۂ پرویں کا — ص ۲۸

خوشی[5]: (۱) ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان، جھوٹ جانا — کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا — ص ۱۵۹

(۲) خوشی کیا! کھیت پر میرے اگر سو بار ابر آوے — سمجھتا ہوں کہ ڈھونڈے ہے ابھی سے برق خرمن کو — ص ۱۹۸

(۳) اسدؔ! خوشی سے مرے ہاتھ پانو پھول گئے — کہا جو اُس نے: ذرا میرے پانو داب تو دے — ص ۲۲۳

(۴) کیوں نہ دُنیا کو ہو خوشی غالبؔ! — شاہِ دیں دار نے شفا پائی — ص ۲۵۱

(۵) خوشی ہے یہ آنے کی برسات کے — پئیں بادۂ ناب اور آم کھائیں — ص ۲۶۳

(۶) جب کہ اپنے میں سماویں نہ خوشی کے مارے — گوندھے پھولوں کا بھلا پھر کوئی کیوں کر سہرا — ص ۲۸۷

---

۱ خوشا : گیارہ بار۔
۲ خوشامد : ایک بار [مرکب]۔
۳ خوشنودی : ایک بار [مرکب]۔
۴ خوشہ : ایک بار۔
۵ خوشی : آٹھ بار۔

	(۷) جسے کہتے ہیں خوشی، اُس نے بلائیں لے کر	کبھی چوما، کبھی آنکھوں سے لگایا سہرا	ص۲۸۸
	(۸) خوشی جینے کی کیا، مرنے کا غم کیا	ہماری زندگی کیا اور ہم کیا	ص۲۹۳
خوف[۱]:	لوں وام بختِ خفتہ سے یک خوابِ خوش، و لے	غالبؔ! یہ خوف ہے کہ کہاں سے ادا کروں	ص۱۷۷
خوفِ بدآموزیِ عدو:	یہ رشک ہے کہ وہ ہوتا ہے ہم سخن تم سے	وگرنہ خوفِ بدآموزیِ عدو کیا ہے	ص۲۳۱
خوفِ رقیب:	میں مضطرب ہوں وصل میں خوفِ رقیب سے	ڈالا ہے تم کو وہم نے کس پیچ و تاب میں	ص۱۸۹
خوفِ عظیم:	دیکھیے: رابطۂ خوفِ عظیم۔		
خوفِ گم رہی:	مجھے راہِ سخن میں خوفِ گم راہی نہیں غالبؔ!	عصائے خضرِ صحرائے سخن ہے خامہ بیدلؔ کا	ص۱۸
خوگر[۲]:	رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج	مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں	ص۱۹۲
خوں[۳]:	(۱) عیشِ بسمل کدۂ عیدِ حریفاں معلوم!	خوں ہو آئینہ کہ ہو جلوۂ طفلاں رنگیں	ص۷
	(۲) خوں ہوا جوشِ تمنائے دوعالم کا دماغ	بزمِ یاس آں سوئے پیدائی و اخفا رنگیں	ص۷
	(۳) جس قدر جگر خوں ہو، کوچہ دادنِ گل ہے	زخمِ تیغِ قاتل کو طرفہ دل کشا پایا	ص۱۳
	(۴) خلوتِ آبلۂ پا میں ہے جولاں میرا	خوں ہے دل تنگیِ وحشت سے بیاباں میرا	ص۲۱
	(۵) بہ تمنا کدۂ حسرتِ ذوقِ دیدار	دیدہ گو خوں ہو تماشائے چمن مطلب تھا	ص۲۳
	(۶) خوں دل میں جو میرے نہیں باقی تو پھر اُس کی	جوں ماہیِ بے آب تڑپتی ہے ہر انگشت	ص۳۲
	(۷) درونِ جوہرِ آئینہ جوں برگِ حنا خوں ہے	بتاں! نقشِ خود آرائی حیا تحریر بہتر ہے	ص۱۰۸
	(۸) اے ادا فہماں! اسدؔ ہے تنگیِ فرصت سے خوں	ہے بہ صحرائے تحیر چشمِ قربانی جرس	ص۴۵
	(۹) عرضِ دردِ بے وفائیِ وحشتِ اندیشہ ہے	خوں ہوا دل تا جگر، یارب! زبانِ شکوہ لال	
	(۱۰) خوں در جگر نہفتہ، بہ زردی رسیدہ ہوں	خود آشیانِ طائرِ رنگِ بریدہ ہوں	ص۶۱
	(۱۱) دیباچۂ وحشت ہے اسدؔ! شکوۂ خوباں	خوں کر دلِ اندیشہ و مضمونِ ستم باندھ	ص۷۱
	(۱۲) بعد از وداعِ یار بہ خوں در تپیدہ ہیں	نقشِ قدم ہیں ہم کفِ پائے نگار کے	ص۸۰
	(۱۳) تماشا ہے کہ ناموسِ وفا سوائے آئیں ہے	نفس تیری گلی میں خوں ہوا اور بازار رنگیں ہے	ص۸۹

---

۱ خوف : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔

۲ خوگر : ایک بار۔

۳ خوں : ایک سو سینتالیس بار [مفرد: چھبیس بار، مرکب: ایک سو اکیس بار]۔

(۱۴) سررشتۂ بیتابیِ دل در گرو عجز — پرواز بہ خوں خفتہ و فریاد رسا ہے — ص ۹۱

(۱۵) خدایا! خوں ہو رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو — جنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیفِ شکیبائی — ص ۹۲

(۱۶) وحشت نہ کھینچ قاتل، حیرت نفس ہے بسمل — جب نالہ خوں ہو غافل! تاثیر کیا بلا ہے! — ص ۹۳

(۱۷) پرواز تپش رنگی، گلزار ہمہ تنگی — خوں ہو قفسِ دل میں اے ذوق پرافشانی! — ص ۱۰۹

(۱۸) غنچہ پھر لگا کھلنے، آج ہم نے اپنا دل — خوں کیا ہوا دیکھا، گم کیا ہوا پایا — ص ۱۳۳

(۱۹) پئے نذرِ کرم تحفہ ہے شرمِ نارسائی کا — بہ خوں غلتیدۂ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا — ص ۱۳۶

(۲۰) گر نگاہِ گرم فرماتی رہی تعلیمِ ضبط — شعلہ خس میں جیسے خوں رگ میں، نہاں ہو جائے گا — ص ۱۵۱

(۲۱) خوں ہے دل خاک میں احوالِ بتاں پر، یعنی — اُن کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد — ص ۱۶۹

(۲۲) بس کہ دوڑے ہے رگِ تاک میں خوں ہو ہو کر — شہپرِ رنگ سے ہے بال کشا موجِ شراب — ص ۱۶۳

(۲۳) سطوت سے تیرے جلوۂ حسنِ غیور کی — خوں ہے مری نگاہ میں رنگِ ادائے گل — ص ۱۷۶

(۲۴) قطرہ قطرہ اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا — خوں بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں — ص ۱۸۵

(۲۵) ضعف سے اے گریہ! کچھ باقی مرے تن میں نہیں — رنگ ہو کر اڑ گیا جو خوں کہ دامن میں نہیں — ص ۱۸۵

(۲۶) دل کے خوں کرنے کی کیا وجہ، ولیکن ناچار — پاسِ بے رونقیِ دیدہ اہم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

(۲۷) عمر ہرچند کہ ہے برق خرام — دل کے خوں کرنے کی فرصت ہی سہی — ص ۲۲۱

(۲۸) خوں ہو کے جگر آنکھ سے ٹپکا نہیں اے مرگ — رہنے دے مجھے یاں کہ ابھی کام بہت ہے — ص ۲۲۵

(۲) ڈرے کیوں میرا قاتل، کیا رہے گا اُس کی گردن پر — وہ خوں جو چشمِ تر سے عمر بھر یوں دم بہ دم نکلے — ص ۲۲۹

(۳۰) اگر آرزو ہے راحت، تو عبث بہ خوں تپیدن — کہ خیال ہو تعب کش بہ ہوائے کامرانی — ص ۱۰

(۳۱) دیدۂ خوں بار ہے مدت سے، و لے آج ندیم — دل کے ٹکڑے بھی کئی خون کے شامل آئے — ص ۳۱۲

(۳۲) خالِ سیاہ رنگیں رخاں سے — ہے داغِ لالہ در خوں تپیدہ — ص ۳۵۰

(۳۳) ہے بسملِ ادائے چمن عارضاں بہار — گلشن کو رنگِ گل سے ہے در خوں تپیدگی — ص ۳۵۳

(۳۴) دل خستگاں کو ہے طربِ صد چمن بہار — باغِ بہ خوں تپیدن و آبِ روانِ اشک — ص ۵۰

دیکھیے ـــــ: (۳۵) انداز بہ خوں غلتیدنِ بسمل۔ (۳۶) انداز چکیدن ہائے خوں۔ (۳۷) پرِ پروازِ رنگ

رفتۂ خوں۔(۳۸) دیدۂ پُرخوں۔(۳۹)،(۴۰) تختۂ خوں۔(۴۱)،(۴۲)،(۴۳) جوے خوں[تین بار]۔
(۴۴) دجلۂ خوں۔(۴۵) ساحلِ دریاے خوں۔(۴۶) سینہ پُرخوں۔(۴۷) فرقِ خوں۔(۴۸) غریقِ
بحرِ خوں۔(۴۹) قطرۂ خوں۔(۵۰) قلزمِ خوں۔(۵۱) ماتیۂ خوں۔(۵۲)،(۵۳) موجِ خوں[دوبار]۔
(۵۴)،(۵۵) موجۂ خوں[دوبار]۔(۵۶) ہجومِ ریزشِ خوں۔(۵۷)،(۵۸) ہرقطرۂ خوں[دوبار]۔(۵۹)
ہر یک قطرۂ خوں۔(۶۰) یک قطرۂ خوں۔(۶۱)،(۶۲)،(۶۳) یک قطرۂ خوں[تین بار]۔(۶۴) یک
مُشتِ خوں۔

خونِ آدینہ:	عیشِ بازی کدۂ حسرتِ جاوید، رسا	خونِ آدینہ سے رنگیں ہے دبستاں میرا	ص۲۱
خوں آشام:	دیکھیے: تیغ خوں آشام۔		
خونِ اظہار:	ناز پروردۂ صد رنگ تمنا ہوں، ولے	پرورش پائی ہے جوں غنچہ بہ خونِ اظہار	ص۶
خوں بار:(۱)	دیکھیے: خون[۳۱]۔		
(۲)	دست گاہِ دیدۂ خوں بارِ مجنوں۔	(۳) دیدۂ خوں بار۔	
خوں باری:	دیکھیے: جوشِ خوں باری۔		
خونِ آدینہ:	دیکھیے:(۱) روانی ہاے موجِ خونِ بسمل۔(۲) قطرہ ہاے خونِ بسمل۔		
خونِ بےگنہ:	نہ مارا جان کر بے جرم، قاتل! تیری گردن پر	رہا مانندِ خونِ بے گنہ حق آشنائی کا	ص۱۳۶
خونِ تماشا:	دیکھیے: بحنۂ خونِ تماشا۔		
خونِ جگر:(۱)	میں نے جنوں سے کی جو اسدؔ! التماسِ رنگ	خونِ جگر میں ایک ہی غوطہ دیا مجھے	ص۷۶
(۲)	غمِ شبیر سے ہو سینہ یہاں تک لبریز	کہ رہیں خونِ جگر سے مری آنکھیں رنگیں	ص۱۳۵
(۳)	ایک ایک قطرے کا مجھے دینا پڑا حساب	خونِ جگر ودیعتِ مژگانِ یار تھا	ص۱۵۲
(۴)	ہے خونِ جگر جوش میں، دل کھول کے رُوتا	ہوتے جو کئی دیدۂ خونابہ فشاں اور	ص۱۷۰
(۵)	عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب	دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہوتے تک!	ص۱۷۵
(۶)	مزے جہان کے اپنی نظر میں خاک نہیں	سواے خونِ جگر، سو جگر میں خاک نہیں	ص۱۸۳

دیکھیے ــــــــ:(۷) پردۂ جوشیدنِ خونِ جگر۔(۸) قطرۂ خونِ جگر۔(۹) نشۂ خونِ جگر۔

خوں چکاں: خوں چکاں ہے جادہ مانندِ رگِ سودائیاں — سبزۂ صحرائے الفت نشترِ خوں ریز ہے — ص ۸۵

(۲) درد دل لکھوں کب تک، جاؤں اُن کو دکھلا دوں — اُنگلیاں فگار اپنی، خامہ خوں چکاں اپنا — ص ۱۵۹

(۳) خنجر سے چیر سینہ، اگر دل نہ ہو دونیم — دل میں چھری چبھو، مژہ گر خوں چکاں نہیں — ص ۱۸۸

(۴) نہ نکلا آنکھ سے تیری اک آنسو اُس جراحت پر — کیا سینے میں جس نے خوں چکاں مژگانِ سوزن کو — ص ۱۹۸

(۵) دیکھیے: حکایاتِ خوں چکاں۔

خوں چکاں کفن: اک خوں چکاں کفن میں کروڑوں بناؤ ہیں — پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی — ص ۲۲۳

خوں چکانی: زمیں کو صفحۂ گلشن بنایا خوں چکانی نے — چمن بالیدنی ہا از رمِ نخچیر ہے پیدا — ص ۳۰

خونِ خزاں: لغزشِ عیش پہ سرشار تماشائے دوام — کر رہے خونِ خزاں سے بہ حنا پائے بہار — ص ۷

خونِ خلق: ثابت ہوا ہے گردنِ مینا پہ خونِ خلق — لرزے ہے موجِ مے تری رفتار دیکھ کر — ص ۱۲۹

خونِ دل: (۱) کیا کہوں بیماریٔ غم کی فراغت کا بیاں — جو کہ کھایا خونِ دل، بے منتِ کیموس تھا — ص ۱۵۲

(۲) پھر بھر رہا ہوں خامۂ مژگاں بہ خونِ دل — سازِ چمن طرازیٔ داماں کیے ہوئے — ص ۲۲۵

(۳) چشم بے خونِ دل و دل تہی از جوشِ نگاہ — ص ۳۹

(۴) بے خونِ دل ہے چشم میں موجِ نگہ، غبار — یہ مے کدہ خراب ہے مے کے سراغ کا — ص ۱۵۰

خونِ دل و دیدہ: دیکھیے: تشنۂ خونِ دل و دیدہ۔

خونِ دو عالم: (۱) اسد بسمل ہے کس انداز کا؟ قاتل سے کہتا تھا — کہ: مشقِ ناز کر، خونِ دو عالم میری گردن پر — ص ۱۹۸

(۲) دیکھیے: تشنۂ خونِ دو عالم۔

خونِ دو عالم ہستی: موجِ طوفاں ہو اگر خونِ دو عالم ہستی — ہے حنا کو سرِ ناخن سے گزرنا دشوار — ص ۵

خوں ریز: (۱) دیکھیے: خلشِ غمزۂ خوں ریز۔ (۲) نشترِ خوں ریز۔

خوں ریزی: (۱) دیکھیے: سامانِ خوں ریزی۔ (۲) طوفاں طرازِ شوقِ خوں ریزی۔

خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار: دل خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار — آئینہ بہ دستِ بُتِ بدمستِ حنا ہے — ص ۲۱۸

خونِ صد برق: جس کے حیرت کدۂ نقشِ قدم میں مانی — خونِ صد برق سے باندھے بہ کفِ دستِ نگار — ص ۵

خونِ صوفی: اُس جفا مشرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے اسدؔ — مالِ مُغ کو مباح اور خونِ صوفی کو حلال — ص ۵۲

خونِ فسردہ: دیکھیے: قطرۂ خونِ فسردہ۔

خوں فشاں: (۱) پری بہ شیشہ و عکسِ رُخ اندر آئینہ — نگاہِ حیرتِ مشاطہ خوں فشاں تجھ سے — ص۱۱۳

دیکھیے ———: (۲) چشمِ خوں فشاں۔ (۳) مژگانِ خوں فشاں۔ (۴) مژۂ خوں فشاں۔

خونِ کبوتر: ہوں دردِ ہلاکِ نامہ بر سے بیمار — قارورہ مرا خونِ کبوتر ہے آج — ص۳۵۷

خونِ کشتگاں: (۱) بہارِ باغِ پامالِ خرامِ جلوہ فرمایاں — حنائے دست و خونِ کشتگاں سے تیغ رنگیں ہے — ص۸۹

(۲) بہارِ حیرتِ نظارہ سخت جانی ہے — حنائے پائے اجل خونِ کشتگاں تجھ سے — ص۱۱۳

خونِ گرم: مری تعمیر میں مُضمر ہے اک صورت خرابی کی — ہیولیٰ برقِ خرمن کا ہے، خونِ گرم دہقاں کا — ص۱۵۶

خونِ گرمِ دہقاں: کارگاہِ ہستی میں لالہ، داغ ساماں ہے — برقِ خرمنِ راحت خونِ گرمِ دہقاں ہے — ص۲۱۷

خوں گشتہ: (۱) خموشی میں نہاں خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں — چراغِ مردہ ہوں میں بے زباں گورِ غریباں کا — ص۱۵۷

(۲) دیکھیے: دلِ خوں گشتہ۔

خونِ کشتۂ رشکِ وفا: زبس خوں کشتۂ رشکِ وفا تھا وہم بسمل کا — چرایا زخم ہائے دل نے پانی تیغِ قاتل کا — ص۱۷

خونِ گل: دیکھیے: بہار رنگِ خونِ گل۔

خونِ ناب: جلوۂ گل نے کیا تھا وھاں چراغاں آبجو — یھاں رواں مژگانِ چشمِ تر سے خونِ ناب تھا — ص۱۳۵

خونِ نگہ: کس قدر فکر کو ہے نالِ قلم موئے دماغ — کہ ہوا خونِ نگہ شوق میں نقشِ تمکیں — ص۸

خونِ وفا: (۱) شوخیِ رنگِ حنا خونِ وفا سے کب تک؟ — آخر اے عہد شکن! تو بھی پشیماں نکلا — ص۱۳

(۲) دیکھیے: ریزشِ خونِ وفا۔

خونِ ہُدہُد: سر خطِ بند ہوا نامہ گنہ گاروں کا — خونِ ہُدہُد سے لکھا نقش گرفتاروں کا — ص۲۸

خوناب[1]: ہر بُنِ مو سے دمِ ذکر نہ ٹپکے خوناب — حمزہ کا قصہ ہوا، عشق کا چرچا نہ ہوا — ص۱۹۲

خونابہ: ناگہاں اِس رنگ سے خونابہ ٹپکانے لگا — دل کہ ذوقِ کاوشِ ناخن سے لذت یاب تھا — ص۱۳۵

خونابہ فشاں: دیکھیے: دیدۂ خونابہ فشاں۔

خونابہ فشانی: خلشِ غمزۂ خوں ریز نہ پوچھ — دیکھ خونابہ فشانی میری — ص۲۳۰

---

[1] خوناب : ایک بار۔ — خونابہ : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔

خونابہ مشرب: دیکھیے: عشقِ خونابہ مشرب۔

خونابۂ بلاہلِ حسرت: ہے جنبشِ زباں بہ دہن سخت ناگوار — خونابۂ بلاہلِ حسرت چشیدہ ہوں ص ۶۱

خوں بہا[۱]: (۱) اگر آرزو رسا ہو، پئے دردِ دل دوا ہو — وہ اجل کہ خوں بہا ہو بہ شہیدِ ناتوانی ص ۱۰

(۲) اے آرزو شہیدِ وفا! خوں بہا نہ مانگ — جز بہرِ دست و بازوے قاتل دُعا نہ مانگ ص ۵۰

(۳) ریگِ رواں و ہر تپش درسِ تسلّیِ شعاع — آئنہ توڑ اے خیال! جلوے کو خوں بہا سمجھ ص ۴۲

(۴) لغزشِ پا کو ہے بلد نغمۂ "یا علی مدد" — ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ! سُبحہ کو خوں بہا سمجھ ص ۴۳

(۵) برہم زنِ دو عالم تکلیفِ یک صدا ہے — مینا شکستگاں کو کہسار خوں بہا ہے ص ۹۳

(۶) اے اضطرابِ سرکش! یک سجدہ وار تمکیں — میں بھی ہوں شمعِ کشتہ گر داغ خوں بہا ہے ص ۹۳

(۷) محابا کیا ہے؟ میں ضامن، اِدھر دیکھ — شہیدانِ نگہ کا خوں بہا کیا! ص ۱۵۷

(۸) رہے نہ جان تو قاتل کو خوں بہا دیجے — کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہیے ص ۲۲۸

خوں بہاے دیدن ہا: حیرت سو تمہیدن ہا خوں بہاے دیدن ہا — رنگِ گل کے پردے میں آئنہ پرافشاں ہے ص ۸۸

خوں بہاے یک جہاں اُمید: شکوہ و درد و درد و داغ، اے بے وفا معذور رکھ! — خوں بہاے یک جہاں اُمید ہے تیرا خیال ص ۵۴

خوں بیں[۲]: دیکھیے: فشارِ دلِ خوں بیں۔

خوں بیں جگر: دیکھیے: دلِ خوں بیں جگر۔

خوں بیں نفس: دیکھیے: دلِ خوں بیں نفس۔

خوں بیں نگاہانِ جنوں: دیکھیے: دیدۂ خوں بیں نگاہانِ جنوں۔

خوں بیں نوا: بھرا ہے غالبؔ دل خستہ کے کلام میں درد — غلط نہیں ہے کہ خوں بیں نوا کہیں اُس کو ص ۲۸۶

خوں بیں نواے گل: دیکھیے: نالۂ لبِ خوں بیں نواے گل۔

خوں بیں ورق: نالہ، خوں بیں ورق و دل، گلِ مضمونِ شفق — چمن آراے نفس وحشتِ تنہائی ہے ص ۱۰۳

خویش[۳]: (۱) شوخ ہے مثلِ حباب از خویش بیروں آمدن — ہے گریباں گیرِ فرصت ذوقِ عریانی مجھے ص ۸۶

(۲) رامشگرِ اربابِ فنا نالۂ زنجیر — عیشِ ابد از خویش بروں تاختنی ہے ص ۱۱۱

---

۱ خوں بہا : دس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: دو بار]۔
۲ خوں بیں : سات بار [مرکب]۔
۳ خویش : دو بار [مرکب]۔

خوے[1] شرمِ سردبازاری: خوے شرمِ سردبازاری ہے سیلِ خانماں	اسدؔ! نقصاں میں مفت اور صاحبِ سرمایہ تو	ص۶۹
خیاباں[2] خیاباں ارم: جہاں تیرا نقشِ قدم دیکھتے ہیں	خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں	ص۱۷۹
خیال[3]: (۱) اگر آرزو ہے راحت تو عبث بہ خوں تپیدن	کہ خیال ہو تعب کش بہ ہواے کام رانی	ص۱۰
(۲) بہ کسوتِ عرقِ شرم قطرہ زن ہے خیال	مباد حوصلہ معذورِ جستجو جانے	ص۹۹
(۳) کس کا خیال آئنۂ انتظار تھا	ہر برگِ گل کے پردے میں دل بے قرار تھا	ص۱۷
(۴) تا کجا افسوسِ گرمی ہاے صحبت اے خیال!	دل بہ سوزِ آتشِ داغِ تمنا جل گیا	ص۲۰
(۵) نیازِ جلوہ ریزی طاقتِ بالیں شکستن ہا	تکلف کو خیال آیا ہو گر بیمار پری کا	ص۲۶
(۶) دہانِ رنگ مجھے کس کا یاد آیا تھا؟	کہ شب خیال میں بوسوں کا ازدحام رہا	ص۳۰
(۷) فریبِ صنعتِ ایجاد کا تماشا دیکھ	نگاہ عکس فروش و خیال آئنہ ساز	ص۴۳
(۸) شکوہ و درد و درد داغ، اے بے وفا! معذور رکھ	خوں بہاے یک جہاں اُمید ہے تیرا خیال	ص۵۲
(۹) ریگِ روان و ہر تپش ورقِ تسلی شعاع	آئنہ توڑ اے خیال! جلوے کو خوں بہا سمجھ	ص۶۲
(۱۰) تکلف برطرف، فرہاد اور اتنی سبک دستی	خیال آساں تھا لیکن خوابِ خسرو نے گرانی کی	ص۷۷
(۱۱) اُستاد شہ سے ہو مجھے پرخاش کا خیال	یہ تاب، یہ مجال، یہ طاقت نہیں مجھے	ص۱۲۵
(۱۲) پھر ہوا مدحت طرازی کا خیال	پھر مہ و خرشید کا دفتر کھلا	ص۱۳۰
(۱۳) تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ	جب آنکھ کھل گئی، نہ زیاں تھا نہ سود تھا	ص۱۳۳
(۱۴) وحاں خود آرائی کو تھا موتی پرونے کا خیال	یہاں ہجومِ اشک میں تارِ نگہ نایاب تھا	ص۱۳۵
(۱۵) عرض کیجے جوہرِ اندیشہ کی گرمی کہاں	کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا	ص۱۵۱
(۱۶) پھر ترے کوچے کو جاتا ہے خیال	دلِ گم گشتہ مگر یاد آیا	ص۱۵۲
(۱۷) گو میں رہا رہینِ ستم ہاے روزگار	لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا	ص۱۵۳
(۱۸) احباب چارہ سازیِ وحشت نہ کر سکے	زنداں میں بھی خیال بیاباں نورد تھا	ص۱۵۵

---

[1] خوے : ایک بار [مرکّب]۔
[2] خیاباں : ایک بار [مرکّب]۔
[3] خیال : چھیاسٹھ بار
[مفرد: اکتیس بار، مرکّب: پینتیس بار]۔
خیال آباد : دوبار [مرکّب]۔
خیالی : ایک بار [مرکّب]۔

(۱۹) دل سے مٹنا تری انگشتِ حنائی کا خیال	ہوگیا گوشت سے ناخن کا جدا ہوجانا	ص۱۵۶
(۲۰) ہے خیالِ حُسن میں حُسنِ عمل کا سا خیال	خلد کا اک در ہے میری گور کے اندر کھلا	ص۱۶۱
(۲۱) ترے خیال سے روح اہتزاز کرتی ہے	بہ جلوہ ریزیِ بادو بہ پرفشانیِ شمع	ص۱۷۳
(۲۲) غالبؔ! مجھے ہے اُس سے ہم آغوشی آرزو	جس کا خیال، ہے گلِ جَیبِ قبائے گل	ص۱۷۶
(۲۳) ہَے ہَے! خدا نخواستہ وہ اور دشمنی!	اے شوقِ منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے!	ص۲۰۵
(۲۴) گر ترے دل میں ہو خیال وصل میں شوق کا زوال	موجِ مُحیطِ آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں	ص۱۷۸
۲۵) کیوں مری غم خوارگی کا تجھ کو آیا تھا خیال؟	دشمنی اپنی تھی، میری دوست داری،ہائے ہائے!	ص۲۰۳
(۲۶) جلوے کا تیرے وہ عالم ہے کہ گر کیجے خیال	دیدۂ دل کو زیارت گاہِ حیرانی کرے	ص۲۱۱
(۲۷) دوڑے ہے پھر ہر ایک گل و لالہ پر خیال	صد گلستاں نگاہ کا ساماں کیے ہوئے	ص۲۲۱
(۲۸) آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں	غالبؔ! صریرِ خامہ نوائے سروش ہے	ص۲۳۰
(۲۹) ہم کو معلوم ہے جنّت کی حقیقت لیکن	دل کے خوش رکھنے کو، غالبؔ! یہ خیال اچھا ہے	ص۲۳۰
(۳۰) تمھیں نہیں ہے سرِ رشتۂ وفا کا خیال	ہمارے ہاتھ میں کچھ ہے مگر ہے کیا؟ کہیے	ص۲۴۷
(۳۱) دنداں کا خیال چشمِ تر! کر	ہر دانۂ اشک کو گہر کر	ص۲۴۸

دیکھیے:——(۳۲)،(۳۳) آئینۂ خیال [دوبار]۔(۳۴) انتظارآوارۂ دشتِ خیاں۔(۳۵)،(۳۶) بزمِ خیال [دوبار]۔(۳۷)،(۳۸) جلوۂ خیال [دوبار]۔(۳۹) ذوقِ خیال۔(۴۰) جوہر افشانیِ نیرنگِ خیال۔(۴۱) جَیبِ خیال۔(۴۲)،(۴۳) چراغانِ خیال [دوبار]۔(۴۴) چرِ پہلوئے خیاں۔(۴۵) حلقۂ دامِ خیال۔(۴۶) حیرت کدۂ نقشِ خیال۔(۴۷) رعنائیِ خیال۔(۴۸) روداریِ خیال۔(۴۹) خود رفتۂ بیدائے خیال۔(۵۰) زلفِ خیال۔(۵۱) سادگیِ یک خیال۔(۵۲) سودائیِ خیال۔(۵۳) سیلابیِ یک موجِ خیال۔(۵۴) شامِ آں سوئے خیال۔(۵۵) شکستِ سازِ خیال۔(۵۶) گزرگاہِ خیال۔(۵۷) گلزارِ خیال۔(۵۸) گنجفہ بازِ خیال۔(۵۹) مجموعۂ خیال۔(۶۰) محشرِ خیال۔(۶۱) محشرِ خیال۔(۶۲) مرغِ خیال۔(۶۳) نشتر زارِ سودائے خیال۔(۶۴) نظارۂ خیال۔(۶۵) نظر گاہِ اہلِ وہم و خیال۔

خیال آباد: دیکھیے: مصعِ خیال آباد۔

خیال آبادِ سودائے سرِ مژگانِ دوست:	در خیال آبادِ سودائے سرِ مژگانِ دوست	صد رگِ جاں جادہ آسا وقفِ نشتر زار ہے	ص۳۸
خیال انقاع:	چار سوئے دہر میں بازارِ غفلت گرم ہے	عقل کے نقصاں سے اُٹھتا ہے خیالِ انقاع	ص۳۸

خیالِ بسا بلند: تو پست فطرت اور خیالِ بسا بلند — اے طفلِ خود معاملہ قد سے عصا بلند! ص ۳۸

خیالِ بے وفائی: بہ فریبِ آشنائی، بہ خیالِ بے وفائی — نہ رکھ آپ سے تعلق مگر ایک بدگمانی ص ۹

خیالِ تنگ دل: رشتۂ فہمیدِ مُمسک ہے بہ بندِ کو تہی — عقدہ ساں ہے کیسۂ زر پر خیالِ تنگ دل ص ۵۳

خیالِ جلوۂ جانانہ: دیکھیے: گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ۔

خیالِ جلوۂ حسنِ بتاں: دیکھیے: وقتِ خیالِ جلوۂ حُسنِ بتاں۔

خیالِ جلوۂ گل: خیالِ جلوۂ گل سے خراب ہیں مے کش — شراب خانے کے دیوار و در میں خاک نہیں ص ۱۸۳

خیالِ حُسن: ہے خیالِ حُسن میں حُسنِ عمل کا سا خیال — خُلد کا اک در ہے میری گور کے اندر کھلا ص ۱۹۱

خیالِ خام: (۱) کیا کمالِ عشق نقصِ آباد گیتی میں ملے — پختگی ہائے تصور یہاں خیالِ خام ہے ص ۱۰۱

(۲) چاہا تھا میں نے تم کو مہِ چاردہ کہوں — دل نے کہا کہ یہ بھی ہے تیرا خیالِ خام ص ۲۸۲

خیالِ خانہ ویراں: یک در بر روئے رحمت بستۂ دُوری ششِ جہت — ناامیدی ہے، خیالِ خانہ ویراں کیا کرے! ص ۱۰۱

خیالِ دُود: خیالِ دُود تھا سر جوشِ سودائے غلط فہمی — اگر رکھتی نہ خاکستر نشینی کا غبار، آتش ص ۴۷

خیالِ زخم: عقل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں کہ ہے — پُرگل خیالِ زخم سے دامن نگاہ کا ص ۱۳۹

خیالِ زلف: دیکھیے: (۱) سودائے خیالِ زلف۔ (۲) شامِ خیالِ زلف۔

خیالِ زلف و رخِ دوست: نہ پوچھ حالِ شب و روزِ ہجر کا غالبؔ! — خیالِ زلف و رُخِ دوست صبح و شام رہا ص ۳۰

خیالِ سادگی ہائے تصور: خیالِ سادگی ہائے تصور نقشِ حیرت ہے — پرِ عنقا پہ رنگِ رفتہ سے کھینچی ہیں تصویریں ص ۹۳

خیالِ ساقی: دیکھیے: نظرگاہِ گلستانِ خیالِ ساقی۔

خیالِ شربتِ عیسیٰ: خیالِ شربتِ عیسیٰ گدازِ ترجبینی ہے — اسدؔ! ہوں مستِ دریا بخشیِ ساقیِ کوثر کا ص ۲۲۲

خیالِ شوخیِ خوباں: پریشانی سے، مغز سر ہوا ہے پنبۂ بالش — خیالِ شوخیِ خوباں کو راحت آفریں پایا ص ۲۲

خیالِ طرۂ لیلا: عالم، غبارِ وحشتِ مجنوں ہے سر بہ سر — کب تک خیالِ طرۂ لیلا کرے کوئی ص ۲۱۵

خیالِ عارضِ یار: اے دل! بہ خیالِ عارضِ یار — یہ شامِ غم آپ پر سحر کر ص ۲۲۸

خیالِ عندلیب: ہے بہاراں میں خزاں حاصل خیالِ عندلیب — رنگِ گل آتش کدہ ہے زیرِ بالِ عندلیب ص ۲۲

خیالِ قدِ یار: دیکھیے: عکسِ خیالِ قدِ یار۔

خیالِ گرمیِ رفتارِ قاتل: نکلتی ہے تپش میں بسملوں کی برق کی شوخی — غرض اب تک خیالِ گرمیِ رفتارِ قاتل ہے ص ۷۷

خیالِ مرگ: خیالِ مرگ کب تسکیں دلِ آزردہ کو بخشے — مرے دامِ تمنا میں ہے اک صیدِ زبوں وہ بھی ص ۲۰۲

خیالِ مے و ساغر: دیکھیے: گزرگاہِ خیالِ مے و ساغر۔

خیالِ وصال: دل و جگر تفِ فرقت سے جل کے خاک ہوئے — ولے ہنوز خیالِ وصال، خام رہا ص ۳۰

خیالِ وصل:	اے خیالِ وصل! نادر ہے نے آشائی تری	پختگی ہائے کبابِ دل ہوئی خامی تری	ص ۹۳
خیالِ یار:	دیکھیے: (۱) پرتوِ نقشِ خیالِ یار۔ (۲) دامانِ خیالِ یار۔		
خیالی:	دیکھیے: اصنامِ خیالی۔		
خیام[1]:	تھی جنوری مہینے کی تاریخ تیرھویں	استادہ ہو گئے لبِ دریا پہ جب خیام	ص ۲۸۲
خیر[2]:	(۱) پھر وہ سوے چمن آتا ہے، خدا خیر کرے!	رنگ اُڑتا ہے گلستاں کے ہوا داروں کا	ص ۴۸
	(۲) یوسف اُس کو کہوں اور کچھ نہ کہے، خیر ہوئی!	گر بگڑ بیٹھے تو میں لائقِ تعزیر بھی تھا	ص ۱۵۸
(۳)	معلوم ہوا کہ خیر، ٹھیکا باجا		ص ۲۹۳
(۴)	بن گیا تیغِ نگہِ یار کا سنگِ فساں		
(۴)	بن گیا نُحمہ وہ زُنّار، خدا خیر کرے!	وہ جو نازک ہے کمر، اُس پہ بہت دل آئے	ص ۳۱۲
خیر باد[3]:	جو آؤں سامنے اُن کے تو "مرحبا" نہ کہیں	جو جاؤں وھاں سے کہیں کو تو "خیر باد" نہیں	ص ۱۹۲
خیر خواہِ[4] جلوہ:	عدم ہے خیر خواہِ جلوہ کو زندانِ بیتابی	خرامِ ناز، برقِ خرمنِ سعیِ سپند آیا	ص ۱۲
خیر خواہِ جناب:	پیش گاہِ حضور: شوکت و جاہ	خیر خواہِ جناب: دولت و دیں	ص ۲۸۰
خیر خواہِ دید:	خیر خواہِ دید ہوں از بہرِ دفعِ چشمِ زخم	کھینچتا ہوں اپنی آنکھوں میں سلائی نیل کی	۹۱
خیراتِ[5] خوارِ محض:	بوڑھا ہوا ہوں، قابلِ خدمت نہیں اسدؔ!	خیرات خوارِ محض ہوں نوکر نہیں ہوں میں	ص ۲۹۸
خیرہ سر[6]:	دیکھیے: منشیِ خیرہ سر۔		
خیرہ سری:	دیکھیے: جوشِ خیرہ سری۔		
خیلِ[7] مور:	(۱) دل و دین و خرد تاراجِ نازِ جلوہ پیرائی	ہوا ہے جوہرِ آئینہ خیلِ مور خرمن میں	ص ۵۸
	(۲) دیکھیے: زیرِ پائے خیلِ مور۔		
خیل و سپہ:	حق سے کیا مانگیے اُن کے لیے، جب ہو موجود	ملک و گنجینہ و خیل و سپہ و کوس و علم	ص ۲۶۵
خیمہ[8]:	کہاں تک روؤں اُس کے خیمے کے پیچھے، قیامت ہے!	مری قسمت میں یارب! کیا نہ تھی دیوار پتھر کی؟	ص ۲۰۷
خیمۂ قیصر:	یہ خرگہہ کہ پایہ جو مدت سے بپا ہے	کیا خیمۂ قیصر سے رُتبے میں سوا ہے؟	ص ۲۸۳
خیمۂ لیلیٰ:	خیمۂ لیلیٰ سیاہ و خانۂ مجنوں خراب	جوشِ ویرانی ہے عشقِ داغِ بیروں دادہ سے	ص ۸۹

---

[1] خیام : ایک بار۔
[2] خیر : چار بار۔
[3] خیر باد : ایک بار۔
[4] خیر خواہ : تین بار [مرتب]۔
[5] خیرات : ایک بار [مرتب]۔
[6] خیرہ سر : ایک بار [مرتب]۔
خیرہ سری : ایک بار [مرتب]۔
[7] خیل : تین بار [مرتب]۔
[8] خیمہ : تین بار [مطبوعہ: ایک بار، مرتب: دو بار]۔

د

داد[1]:

داد از دستِ جفائے صدمۂ ضربِ المثل — گر ہمہ اُفتادگی جوں نقشِ پا ہوجایئے — ص۸۸

(۲) ظلم ہے گر نہ دو سخن کی داد — قہر ہے گر کرو نہ مجھ کو پیار — ص۱۳۶

(۳) زخم نے داد نہ دی تنگیِ دل کی یارب! — تیر بھی سینۂ بسمل سے پَر افشاں نکلا — ص۱۴۳

(۴) داد دیتا ہے مرے زخمِ جگر کی، واہ واہ! — یاد کرتا ہے مجھے، دیکھے ہے وہ جس جا نمک — ص۱۷۵

(۵) دل لگا کر، لگ گیا اُن کو بھی تنہا بیٹھنا — بارے، اپنی بیکسی کی ہم نے پائی داد یہاں — ص۱۷۹

(۶) پاتا ہوں اُس سے داد کچھ اپنے کلام کی — روح القدس اگرچہ مرا ہم زباں نہیں — ص۱۸۸

(۷) کبھی تو اِس سرِ شوریدہ کی بھی داد ملے — کہ ایک عمر سے حسرت پرستِ بالیں ہے — ص۲۱۳

(۸) یارب! اِس آشفتگی کی داد کس سے چاہیے؟ — رشکِ آسایش پہ ہے زندانیوں کی اب مجھے — ص۲۱۴

(۹) ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد — یارب! اگر اِن کردہ گناہوں کی سزا ہے — ص۲۱۹

(۱۰) دے داد اے فلک! دلِ حسرت پرست کی — ہاں کچھ نہ کچھ تلافیِ مافات چاہیے — ص۲۱۹

(۱۱) خدا کے واسطے! داد اِس جنونِ شوق کی دینا — کہ اُس کے در پہ پہنچتے ہیں نامہ بر سے ہم آگے — ص۲۲۷

(۱۲) ہوئی جن سے توقع خستگی کی داد پانے کی — وہ ہم سے بھی زیادہ خستۂ تیغِ ستم نکلے — ص۲۵۰

(۱۳) جو وہاں نہ کہہ سکا، وہ لکھا ہے حضور کو — دیں آپ میری داد کہ ہوں فائز المرام — ص۲۸۳

(۱۴) ہمارا منہ ہے کہ دیں اُس کے حُسنِ صبر کی داد! — مگر نبی و علی مرحبا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

(۱۵) ہے غنیمت کہ بہ اُمید گزر جائے گی عمر — نہ ملے داد مگر روزِ جزا ہے تو سہی — ص۳۱۱

---

[1] داد : تیئیس بار [مفرد: پندرہ بار، مرکب: آٹھ بار]۔

دیکھیے:— (۱۶) خوابانِ داد۔ (۱۷) دولت و دین و دانش و داد۔ (۱۸) شیوۂ دانش و داد۔

دادخواہ: جاں در ہوائے یک نگہِ گرم ہے اسدؔ | پروانہ ہے وکیل ترے داد خواہ کا | ص ۱۳۹

دادخواہِ تپش: داد خواہِ تپش و مُہرِ خموشی بر لب | کاغذِ سرمہ ہے جامہ ترے بیماروں کا | ص ۲۸

دادخواہی: دیکھیے: (۱) مضمونِ دادخواہی۔ (۲) نشانِ دادخواہی۔

دادِ دیوانگیِ دل: دادِ دیوانگیِ دل کہ ترا مدحت گر | ذرّے سے باندھے ہے خرشیدِ فلک پر آئیں | ص ۹

دادن[1]: دیکھیے:— (۱) شب درمیاں دادن۔ (۲) کوچہ دادن۔ (۳) کوچہ دادنِ موج۔

دادوستد[2]: تم کون سے تھے ایسے کھرے داد و ستد کے | کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اور | ص ۱۷۱

دادہ[3]: دیکھیے:— (۱) جاں دادہ۔ (۲) خرمن بہ باد دادۂ دعویٰ۔ (۳) خنجرِ زہراب دادہ۔ (۴) دل از کف دادۂ غفلت۔ (۵) زہراب دادہ۔ (۶) زہراب دادہ پیکاں۔ (۷)، (۸) سرشکِ سر بہ صحرا دادہ [دوبار]۔ (۹) عرضِ صحرا دادہ۔ (۱۰) عشقِ داغِ بیروں دادہ۔ (۱۱) قتلِ عاشقِ دل دادہ۔ (۱۲) متاعِ زندگانی با بہ غارت دادہ۔ (۱۳) ہزار تیغ بہ زہراب دادہ۔

دادودیدِ گراں مایہ[4]: وہ داد و دید گراں مایہ شرط ہے ہمدم! | وگرنہ مُہرِ سلیمان و جامِ جم کیا ہے | ص ۳۱۲

دارا[5]: پہلے دارا کا نکل آیا ہے نام | اُس کے سرہنگوں کا جب دفتر کھلا | ص ۳۱۹

داراب[6]: مرے شاہِ سلیماں جاہ سے نسبت نہیں غالبؔ! | فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو | ص ۱۹۹

دار[7] و رسن: قد و گیسو میں قیس و کوہکن کی آزمائش ہے | جہاں ہم ہیں، وہاں دار و رسن کی آزمائش ہے | ص ۲۲۳

داڑھی[8]: ذرِ معنی سے مرا صفحہ: لقا کی داڑھی | غمِ گیتی سے مرا سینہ: عُمر کی زنبیل | ص ۱۲۳

داستاں[9]: رزم کی داستاں اگر سُنیے | ہے زباں میری تیغ جوہر دار | ص ۱۳۹

داستانِ شوق: وہ بدخو اور میری داستانِ شوق طولانی | عبارت مختصر، قاصد بھی گھبرا جائے ہے مجھ سے | ص ۲۲۳

داستانِ شہِ دکن: ورزشِ قصۂ کہن کب تک؟ | داستانِ شہِ دکن کب تک؟ | ص ۲۶۷

داغ[10]: (۱) بس کہ یک رنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجاد نسیم | لالے کے داغ سے، جوں نقطۂ خط، سنبل زار | ص ۳

---

۱ دادن : تین بار [مرکّب]۔
۲ دادوستد : ایک بار۔
۳ دادہ : تیرہ بار [مرکّب]۔
۴ دادودید : ایک بار [مرکّب]۔
۵ دارا : ایک بار۔
۶ داراب : ایک بار۔
۷ دار : ایک بار [مرکّب]۔
۸ داڑھی : ایک بار۔
۹ داستان : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔
۱۰ داغ : ایک سو اکیس بار [مفرد: چھبیس بار، مرکّب: پچانوے بار]۔
داغوں : ایک بار۔
داغہا : ایک بار [مرکّب]۔

(۲) ہوں چراغانِ ہوس جوں کاغذِ آتش زدہ داغ، گرمِ کوششِ ایجادِ داغِ تازہ تھا ص۱۷

[بہ طور ردیف سات بار، ص۴۸]

(۳)،(۴) عشاق اشکِ چشم سے دھوویں ہزار داغ دیتا ہے اور، جوں گل و شبنم، بہار داغ

(۵) جوں چشم باز ماندہ ہے ہر یک بہ سوے دل رکھتا ہے داغِ تازہ کا یہاں انتظار داغ

(۶) بے لالہ عارضاں مجھے گلگشتِ باغ میں دیتی ہے گرمیِ گل و بلبل ہزار داغ

(۷) جوں اعتماد نامہ و خط کا ہو مُہر سے یوں عاشقوں میں ہے سببِ اعتبار داغ

(۸) ہوتے ہیں محو جلوۂ خور سے ستارگاں دیکھ اُس کو، دل سے مٹ گئے بے اختیار داغ

(۹) وقتِ خیالِ جلوۂ حُسنِ بتاں اسدؔ! دکھلائے ہے مجھے دو جہاں لالہ زار، داغ

(۱۰) شکوہ درد و درد داغ، اے بے وفا! معذور رکھ خوں بہاے یک جہاں امید ہے تیرا خیال ص۵۲

(۱۱) پایا سر ہر ذرہ جگر گوشۂ وحشت ہیں داغ سے معمور شقائق کی کلاہیں ص۵۹

(۱۲) طاؤس خطِ داغ کے گر رنگ نکالوں یک فرد نسب نامۂ نیرنگ نکالوں ص۶۰

(۱۳) سایۂ گل داغ و جوشِ نکہتِ گل موجِ دود رنگ کی گرمی ہے تاراجِ چمن کی فکر میں ص۶۳

(۱۴) بے درد، سر بہ سجدۂ الفت فرو نہ ہو جوں شمع غوطہ داغ میں کھا، گر وضو نہ ہو ص۶۷

(۱۵) تاچند داغ بیٹھیے، نقصاں اُٹھائیے اب چار سوے عشق سے دُکاں اُٹھائیے ص۷۳

(۱۶) ضبطِ سوزِ دل ہے وجہِ حیرتِ اظہارِ حال داغ ہے مُہرِ دہن جوں چشمِ قربانی مجھے ص۸۶

(۱۷) وحشت انجمن ہے گل، دیکھ لالے کا عالم مثلِ دودِ مجمر کے داغ بال افشاں ہے ص۸۹

(۱۸) پُر افشاں ہو گئے شعلے ہزاروں رہے ہم داغ اپنی کاہلی سے ص۹۱

(۱۹) اے اضطرابِ سرکش! یک سجدہ وار تمکیں میں بھی ہوں شمعِ کشتہ گر داغ خوں بہا ہے ص۹۳

(۲۰) ذرہ درے مجنوں کے کس کس داغ کو پرواز عرض؟ ہر بیاباں یک بیاباں حسرتِ تعمیر ہے ص۹۵

(۲۱) ہے جلوۂ خیال سویداے مردمک جوں داغ، شعلہ سر خطِ آغاز ہے مجھے ص۹۷

(۲۲) اے ہوس! عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی نہ مانگ جوں پرِ طاؤس یکسر داغِ مشک اندودہ ہے ص۱۰۳

(۲۳) ہے ریا کا رتبہ بالاتر تصور کردنی تیرگی سے داغ کہ مہ سیم مس اندودہ ہے

(۲۴) مژہ پہلوے چشم اے جلوۂ ادراک! باقی ہے — ہوا وہ شعلہ داغ اور شوخیِ خاشاک باقی ہے — ص۱۰۷

(۲۵) لالہ و گل بہم آئینۂ اخلاقِ بہار — ہوں میں وہ داغ کہ پھولوں میں بسایا ہے مجھے — ص۱۰۸

(۲۶) بالِ طاؤس ہے رعنائیِ ضعفِ پرواز — کون ہے داغ کہ شعلے کا عناں گیر آوے؟ — ص۱۱۳

(۲۷)،(۲۸) واقعی دل پہ بھلا لگتا تھا داغ — زخم لیکن داغ سے بہتر کھلا — ص۱۳۰

(۲۹) آشفتگی نے نقشِ سویدا کیا درست — ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دوُد تھا — ص۱۳۳

(۳۰) یک ذرۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا — یہاں جادہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا — ص۱۳۹

(۳۱) سینے کا داغ ہے وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا — خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہ ہوا — ص۱۹۲

(۳۲) ہستی کا اعتبار بھی غم نے مٹا دیا — کس سے کہوں کہ داغ، جگر کا نشان ہے — ص۲۰۳

(۳۳) ازبس کہ سکھاتا ہے غم، ضبط کے اندازے — جو داغ نظر آیا اک چشم نمائی ہے — ص۲۱۰

(۳۴) ہم سے رنجِ بیتابی کس طرح اٹھایا جائے — داغ پشتِ دستِ عجز، شعلہ خس بہ دنداں ہے — ص۲۱۷

(۳۵) اِس طرح کے وصال سے یارب! — کیا مٹے دل سے داغ ہجراں کا! — ص۲۶۰

(۳۶) اور داغ آپ کی غلامی کا — خاص بہرام کا ہے نسبِ سُریں — ص۲۸۱

دیکھیے ـــــــ: (۳۷) بےداغ۔ (۳۸) چشمِ داغ۔ (۳۹) حیرت کدۂ داغ۔ (۴۰) ریزشِ نقشِ داغ۔
(۴۱) طاعت گاہِ داغ۔

داغِ آرزوے بوسہ: مسی آلودہ ہے مُہرِ نوازش نامہ، ظاہر ہے — کہ داغِ آرزوے بوسہ دیتا ہے پیام اُس کا — ص۲۴

داغِ اطفال: داغِ اطفال ہے دیوانہ بہ کہسار ہنوز — خلوتِ سنگ میں ہے نالہ طلبگار ہنوز — ص۴۳

داغِ انتظار: دیکھیے: یک دل داغِ انتظار۔

داغِ انجام: دیکھیے: حیرتِ داغِ انجام۔

داغِ بدگمانیِ شمع: جلے ہے، دیکھ کے بالینِ یار پر مجھ کو — نہ کیوں ہو دل پہ مرے داغِ بدگمانیِ شمع — ص۱۸۳

داغِ براگندہ: یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشمِ یعقوب — لالہ ہا داغِ براگندہ و گل ہاے خار — ص۳

داغِ بےاثری: ہوئی ہے سوزشِ دل بس کہ داغِ بےاثری — اُگی ہے دودِ جگر سے شبِ سیہ روزی — ص۱۰۰

داغِ بیروں دادہ: دیکھیے: عشقِ داغِ بیروں دادہ۔

داغِ پلنگ:	(۱) سبز ہے جامِ زمرد کی طرح داغِ پلنگ	تازہ ہے ریشۂ نارنج صفت روئے شرار	ص۱۳۲
	(۲) نہ کی سامانِ عیش و جاہ نے تدبیر وحشت کی	ہوا جامِ زمرد بھی مجھے داغِ پلنگ آخر	ص۱۶۸
	(۳) دیکھیے: ساغرکشِ داغِ پلنگ۔		
داغِ تازہ:	(۱) جوں چشمِ باز ماندہ ہے ہر یک بہ سوئے دل	رکھتا ہے داغِ تازہ کا بھاں انتظار داغ	ص۴۸
	(۲) ہر داغِ تازہ، یک دلِ داغ انتظار ہے	عرضِ فضائے سینۂ درد امتحاں نہ پوچھ	ص۷۰
	(۳) چھوڑ دیتا تھا گور کو بہرام	ران پر داغِ تازہ دے کے وہیں	ص۲۸۱
	(۴) دیکھیے: گرم کوششِ ایجادِ داغِ تازہ۔		
داغِ تمنا:	(۱) آتشِ موئے دماغِ شوق ہے تیرا تپاک	ورنہ ہم کس کے ہیں، اے داغِ تمنا! آشنا	ص۱۹
	(۲) ہے شعلۂ شمشیرِ فنا حوصلہ پرواز	اے داغِ تمنا! سپر انداختنی ہے	ص۱۱۱
	دیکھیے ——: (۳) سوزِ آتشِ داغِ تمنا۔ (۴) سوزشِ داغِ تمنا۔ (۵) نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنا۔		
داغِ تمنائے نشاط:	لے گئے خاک میں ہم داغِ تمنائے نشاط	تو ہو اور آپ بہ صد رنگ گلستاں ہونا	ص۱۵۰
داغِ جاں گداز:	ستر برس کی عمر میں یہ داغِ جاں گداز	جس نے جلا کے راکھ مجھے کر دیا تمام	ص۲۸۲
داغِ جرأت:	نار کھینچا ہے، سراپا داغِ جرأت ہوں اسدؔ	کیا سزا ہے میرے جرمِ آرزو تاویل کی؟	ص۹۱
داغِ جگر:	(۱) دیا داغِ جگر کو آہ نے سامانِ شگفتن کا	نہ ہو بالیدہ غیر از جنبشِ دامانِ باد، آتش	ص۴۷
	(۲) بہ یادِ قامت اگر ہو بلند آتشِ غم	ہر ایک داغِ جگر آفتابِ محشر ہو	ص۶۷
	(۳) صفائے اشک میں داغِ جگر جلوہ دکھاتے ہیں	پرِ طاؤس گویا برقِ ابرِ چشمِ گریاں ہے	ص۸۱
	(۴) حیرت آئینہ انجامِ جنوں ہوں جوں شمع	کس قدر داغِ جگر شعلہ اُٹھاتا ہے مجھے	ص۸۸
	(۵) جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ	مبارک باد اسدؔ! غم خوارِ جانِ دردمند آیا	ص۱۳۲
	(۶) جاری تھی اسدؔ! داغِ جگر سے مری تحصیل	آتش کدہ جاگیرِ سمندر نہ ہوا تھا	ص۱۵۳
داغِ حسرتِ دل:	آتا ہے داغِ حسرتِ دل کا شمار یاد	مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے خدا! نہ مانگ	ص۱۶۹
داغِ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ:	بے خود بہ لطفِ چشمکِ عبرت ہے چشمِ صید	یک داغِ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ کھینچ	ص۳۹
داغِ حسرتِ ہستی:	جاتا ہوں داغِ حسرتِ ہستی لیے ہوئے	ہوں شمعِ کشتہ، درخورِ محفل نہیں رہا	ص۱۵۳

داغِ حیرت: آئینہ داغِ حیرت و حیرت، شکنجِ یاس — سیماب بے قرار و اسدؔ بے قرار تر ص۴۱

داغِ حیرت انشائی: دیکھیے: نیرنگِ داغِ حیرت انشائی۔

داغِ دل: (۱) چار سوے عشق میں صاحب دکانی مفت ہے — نقد ہے داغِ دل اور آتش زبانی مفت ہے ص۱۱۳

(۲) بہ رنگِ سایہ ہمیں بندگی میں ہے تسلیم — کہ داغِ دل بہ جبینِ کشادہ رکھتے ہیں ص۶۰

(۳) فراغ تبِ نالہ لے داغِ دل سے — کہ شب رَو کا نقشِ قدم دیکھتے ہیں ص۱۷۹

(۴) داغِ دل گر نظر نہیں آتا — بو بھی اے چارہ گر نہیں آتی؟ ص۲۳۸

دیکھیے——:(۵) نقدِ داغِ دل۔(۶) ہر داغِ دل۔

داغِ دلِ بیدرد: شبنم بہ گلِ لالہ نہ خالی ز ادا ہے — داغِ دلِ بیدرد نظر گاہِ حیا ہے ص۲۱۸

داغِ دلِ سیہ دلاں: مفتِ صفاے طبع ہے جلوۂ نازِ سوختن — داغِ دلِ سیہ دلاں مردمِ چشمِ زاغ ہے ص۱۱۵

داغِ ربطِ ہم: داغِ ربطِ ہم ہیں اہلِ باغ گر گل ہو شہید — لالہ، چشمِ حسرت آلودِ چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

داغِ ساماں: کارگاہِ ہستی میں لالہ داغِ ساماں ہے — برقِ خرمنِ راحت خونِ گرمِ دہقاں ہے ص۲۱۷

داغِ سایۂ بالِ ہما: وہ بے دماغِ منتِ اقبال ہوں کہ میں — وحشت بہ داغِ سایۂ بالِ ہما کروں ص۵۶

داغِ سوادِ نخچیر: یارب! یہ دردمند ہے کس کی نگاہ کا؟ — ہے ربطِ مشک و داغِ سوادِ ختن ہنوز ص۴۲

داغِ شراب: (۱) وحشت سیاہی مردمک ہے اور یہاں داغِ شراب — مہ حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر نہیں ص۲۶

(۲) بس کہ ہے مے خانہ ویراں جوں بیابانِ خراب — عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ ہے داغِ شراب ص۳۱

داغِ شرابِ پرتگالی: ہوا آئینہ جامِ بادہ عکسِ روے گل گوں سے — نشانِ خالِ رُخ داغِ شرابِ پرتگالی ہے ص۷۹

داغِ شعلہ اندود چراغِ کشتہ: نشۂ مے بے چمن، دودِ چراغِ کشتہ ہے — جام، داغِ شعلہ اندود چراغِ کشتہ ہے ص۷۹

داغِ شعلہ فرسود چراغِ کشتہ: نامرادِ جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کرے — لالہ، داغِ شعلہ فرسود چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

داغِ شوقِ مطلب: ہے دلِ افسردہ داغِ شوقِ مطلب اسدؔ! — شعلہ آخر فالِ مقصود چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

داغِ طرب: بزم، داغِ طرب و باغ، کشادہ بہ رنگ — شمع و گل تا کے و پروانہ و بلبل تا چند ص۳۹

داغِ طرفِ جگرِ عاشقِ شیدا: مسی آلودہ سرِ انگشتِ حسیناں لکھیے — داغِ طرفِ جگرِ عاشقِ شیدا لکھیے ص۱۳۲ [نسخۂ دلی]

داغِ طعنِ بدعہدی:	نہ جانوں کیونکے مٹے داغِ طعنِ بدعہدی	تجھے کہ آئنہ بھی ورطۂ ملامت ہے	ص۲۱۴
داغِ عشق:	فارغ مجھے نہ جان کہ مانندِ صبح و مہر	ہے داغِ عشق زینتِ جیبِ کفن ہنوز	ص۱۷۱
داغِ عیوبِ برہنگی:	ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی	میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا	ص۱۳۳
داغِ غلامی:	ہے نقشِ مریدی ترا: فرمانِ الٰہی	ہے داغِ غلامی ترا: توقیعِ امارت	ص۱۲۷
داغِ غمِ عشق:	دیکھیے: نشاطِ داغِ غمِ عشق۔		
داغِ فراقِ صحبتِ شب:	داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی	اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے	ص۲۳۰
داغِ کہن:	دیکھیے: گل فروشِ شوخیِ داغِ کہن۔		
داغِ گرمیِ افسانہ:	فرطِ بے خوابی سے، ہیں شب ہائے ہجرِ یار میں	جوں زبانِ شمع داغِ گرمیِ افسانہ ہم	ص۵۳
داغِ لالہ:	(۱) خالِ سیاہِ رنگیں رُخاں سے	ہے داغِ لالہ در خوں تپیدہ	۲۵۰
	(۲) سودائیِ خیال ہے طوفانِ رنگ و بو	یھاں ہے کہ داغِ لالہ دماغِ بہار ہے	ص۹۰
داغِ ماہ:	دیکھیے ـــــ: (۱) آئنہ پردازِ داغِ ماہ۔ (۲) شست وشوئے داغِ ماہ۔		
داغِ مرہم:	دیکھیے: سوادِ داغِ مرہم۔		
داغِ مشک آلودۂ وحشت:	تمل بر داغِ مشک آلودۂ وحشت تماشا ہے	سوادِ دیدۂ آہو شبِ مہتاب ہوجاوے	ص۲۵۳
داغِ مشک اندودہ:	دیکھیے: حسرت کشِ یک داغِ مشک اندودہ۔		
داغِ مہ:	(۱) گر نہ اندوہِ شبِ فرقت بیاں ہوجائے گا	بے تکلف، داغِ مہ مُہرِ دہاں ہوجائے گا	ص۱۵۰
	(۲) شب کہ وہ گل باغ میں تھا جلوہ فرما اے اسدؔ!	داغِ مہ جوشِ چمن سے لالۂ مہ ہوگیا	ص۲۳۶
	(۳) دیکھیے: عکسِ داغِ مہ۔		
داغِ مُہرِ ضبط بیجا:	داغِ مُہرِ ضبطِ بیجا مستی سعیِ سپند	دودِ جگر لالہ ساں ذُردِ تہِ پیمانہ تھا	ص۲۵
داغِ ناتمامی:	اُس شمع کی طرح سے جس کو کوئی بُجھا دے	میں بھی، جلے ہوؤں میں، ہوں داغِ ناتمامی	ص۲۰۳
داغِ نمایاں:	بہ یادِ گرمیِ صحبت بہ رنگِ شعلہ دہکے ہے	چھپاؤں کیونکے غالبؔ! سوزشیں داغِ نمایاں کی	ص۷۷
داغِ نیلِ ناصیۂ قلزم و نیل:	بہ سخن اوجِ دہِ مرتبۂ معنی و لفظ	بہ کرم داغِ نِہ ناصیۂ قلزم و نیل	ص۱۳۳
داغِ نہاں:	لوگوں کو ہے خورشیدِ جہاں تاب کا دھوکا	ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغِ نہاں اور	ص۱۷۰

داغِ نظر دوختن:	مجنوں! فسونِ شعلہ خرامی فسانہ ہے	ہے شمع جادہ داغِ نظر دوختن ہنوز	ص۴۲
داغِ نیم رنگی شامِ وصالِ یار:	ہوں داغِ نیم رنگیِ شامِ وصالِ یار	نورِ چراغِ بزم سے جوشِ سحر ہے آج	ص۳۵
داغ ہائے پنہاں:	دیکھیے: سوزشِ داغ ہائے پنہاں۔		
داغِ ہم طرحی:	دیکھیے: بے قرارِ داغِ ہم طرحی۔		
داغوں:	دل نہیں، تجھ کو دکھاتا ورنہ داغوں کی بہار	اِس چراغاں کا، کروں کیا، کارفرما جل گیا	ص۱۵۱
دال[۱] [1]:	(۱) بھیجی ہے جو مجھ کو شاہِ جم جاہ نے دال	ہے لطف و عنایاتِ شہنشاہ پہ دال	ص۲۵۳
	(۲) شاہ پسند دال۔ (دیکھیے: دال[۳] کے تحت)		
دال[۲] [2]:	ہے لطف و عنایاتِ شہنشاہ پہ دال	[دیکھیے: دال[۱] مصرعِ اوّل]۔	
دال[۳] [3]:	یہ شاہ پسند دال، بے بحث و جدال	ہے دولت و دین و دانش و داد کی دال	ص۲۵۳
دام [4]:	(۱) یک جہاں بسملِ انداز پر افشانی ہے	دام سے اُس کے قضا کو ہے رہائی دشوار	ص۵
	(۲) شوخیِ نیرنگ صیدِ وحشتِ طاؤس ہے	دام سبزے میں ہے پروازِ چمن تسخیر کا	ص۱۱
	(۳) ہے زخم آفریں آرایشِ بیدادِ یہاں	اشکِ چشمِ دام ہے ہر دانہ صیّاد یہاں	ص۵۷
	(۴) ظاہر ہے طرزِ قید سے صیّاد کی غرض	جو دانہ دام میں ہے سو اشکِ کباب ہے	ص۷۵
	(۵) دام گر سبزے میں پنہاں کیجیے، طاؤس ہو	جوشِ نیرنگِ بہار عرضِ صحرا دادہ ہے	ص۸۹
	(۶) اُڑ کے جاتا کہاں؟ کہ تاروں کا	آسماں نے بچھا رکھا تھا دام	ص۱۳۵
	(۷) حکمِ ناطق لکھا گیا کہ لکھیں	خال کو دانہ اور زلف کو دام	ص۱۳۸
	(۸) یاد کر وہ دن کہ ہر یک حلقہ تیرے دام کا	انتظارِ صید میں اک دیدۂ بے خواب تھا	ص۱۳۵
	(۹) ہے ذرّہ ذرّہ تنگیِ جا سے غبارِ شوق	گر دام یہ ہے، وسعتِ صحرا شکار ہے	ص۲۱۷
	(۱۰) پنہاں تھا دام، سخت قریب آشیان کے	اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے	ص۲۲۹
	(۱۱) دل کو آنکھوں نے پھنسایا، کیا مگر	یہ بھی حلقے ہیں تمھارے دام کے؟	ص۲۵۰

---

[1] دال[۱] : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
[2] دال[۲] : ایک بار۔
[3] دال[۳] : ایک بار۔
[4] دام[۱] : اکتالیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: تیس بار]۔
دام گاہ : دوبار [مرکب: ایک بار]۔

دیکھیے:——: (۱۲) اشکِ چشمِ دام۔ (۱۳) رگِ دام۔ (۱۴) صرفِ تماشائے دام۔ (۱۵) صیدش زدام جستہ۔
(۱۶) گرفتارِ چشمِ دام۔ (۱۷)، (۱۸) مژگانِ چشمِ دام [دوبار]۔

دامِ اظہار: ذوقِ تسلیمِ تمنائے بہ گلزارِ حضور — عرضِ تسخیرِ تماشا سے بہ دامِ اظہار ص ۵

دامِ تمنا: خیالِ مرگ کب تسکیں دلِ آزردہ کو بخشے — مرے دامِ تمنا میں ہے اک صیدِ زبوں وہ بھی ص ۲۰۲

دامِ تمنائے جلوہ: دیکھیے: نقدِ دامِ تمنائے جلوہ۔

دامِ تہِ سبزہ: عشق کمیں گاہِ درد، وحشتِ دل دور گرد — دامِ تہِ سبزہ ہے حلقۂ کاکل ہنوز ص ۴۳

دامِ جوہرِ آئینہ: اسیرِ بے زباں ہوں، کاشکے صیاد بے پروا — بہ دامِ جوہرِ آئینہ ہو جاوے شکار اپنا ص ۱۵

دامِ چشمِ گریاں: دیکھیے: صیدِ دامِ چشمِ گریاں۔

دامِ چیدہ: ہوں خاکسار، پر نہ کسی سے ہے مجھ کو لاگ — نے دانۂ فتادہ ہوں، نے دامِ چیدہ ہوں ص ۲۹۹

دامِ خالی: مژدہ اے ذوقِ اسیری! کہ نظر آتا ہے — دامِ خالی قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس ص ۱۶۳

دامِ خیال: دیکھیے: حلقۂ دامِ خیال۔

دامِ رشتۂ رگ ہائے خارا: دیکھیے: صیدِ دامِ رشتۂ رگ ہائے خارا۔

دامِ رگِ گل: بہ نظر گاہِ گلستانِ خیالِ ساقی — بےخودی دامِ رگِ گل سے ہے پیمانہ شکار ص ۳

دامِ شنیدن: آگہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے — مدعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا ص ۱۳۲

دامِ کمیں خانۂ خوابِ صیاد: سنبل و دامِ کمیں خانۂ خوابِ صیاد — نرگس و جامِ سیہ مستیِ چشمِ بیدار ص ۳

دامِ گلۂ الفت: بیگانگی خوہا، موجِ رمِ آہوہا — دامِ گلۂ الفت زنجیرِ پشیمانی ص ۱۰۹

دامِ نظر: دیکھیے: پرفشانِ دامِ نظر۔

دامِ وفا: دیکھیے: اسیرِ ستم کشمکشِ دامِ وفا۔

دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ: کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ: قمری پرواز — دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ: طاؤس شکار ص ۱۳۲

دامِ ہر موج: دامِ ہر موج میں ہے حلقۂ صد کامِ نہنگ — دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہوتے تک! ص ۱۶۵

دامِ ہوائے گل: دیکھیے: حلقۂ دامِ ہوائے گل۔

دامِ ہوس: (۱) نالہ دامِ ہوس و دردِ اسیری معلوم! — شرحِ برخود غلطی ہائے تحمل تا چند ص ۳۹

(۲) یک جاب اے اسدؔ لب فرقت کا بیم ہے — دامِ ہوس ہے زلفِ دل آویز یک طرف — ص۴۹

دام گاہ: بزمِ قدح سے عیش تمنا نہ رکھ کہ رنگ — صید ز دام جستہ ہے اِس دام گاہ کا — ص۱۳۹

دام گاہِ عجز: دام گاہِ عجز میں سامانِ آسائش کہاں — پَرفشانی بھی فریبِ خاطرِ آسودہ ہے — ص۱۰۳

دام[۲]: درم و دام اپنے پاس کہاں؟ — چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں؟ — ص۲۹۸

دام و درمِ چند: الفتِ زر ہمہ نقصاں ہے کہ آخر قاروں — زیرِ بارِ غمِ دام و درمِ چند رہا — ص۳۳۶

داماں: دیکھیے ــــــ: (۱) پروائے داماں۔ (۲) تارِ داماں۔ (۳) تہِ داماں۔ (۴) زیبِ داماں۔ (۵) سازِ چمن ترازیِ داماں۔ (۶) قدرتِ برچیدنِ داماں۔

دامانِ باد: دیکھیے: جنبشِ دامانِ باد۔

دامانِ باغباں: یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط — دامانِ باغبان و کفِ گل فروش ہے — ص۲۳۰

دامانِ بہار: وحشتِ فرصتِ یک جیب کشش نے کھویا — صورتِ رنگِ حنا ہاتھ سے دامانِ بہار — ص۹

دامانِ خیالِ یار: سنبھلنے دے مجھے اے ناامیدی، کیا قیامت ہے! — کہ دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے — ص۲۲۵

دامانِ دل: دامانِ دل بہ وہمِ تماشا نہ کھینچیے — اے مدعی! خجالتِ بیجا نہ کھینچیے — ص۱۰۵

دامانِ دو دمِ بالیں: دیکھیے: تہِ دامانِ دو دمِ بالیں۔

دامانِ شوق: دامانِ شفق طرفِ نقابِ مہِ نو ہے — ناخن کو جگر کاوی میں بے رنگ نکالوں — ص۶۰

دامانِ صبا: دیکھیے: تہِ دامانِ صبا۔

دامانِ صحرا: (۱) نگہ معمارِ حسرت ہا چہ آبادی، چہ ویرانی — کہ مژگاں جس طرف وا ہو، بہ کفِ دامانِ صحرا ہے — ص۸۳

دیکھیے ــــــ: (۲) رشتۂ دامانِ صحرا۔ (۳) یک دو جیبِ دامانِ صحرا۔

دامانِ صدکفن: منت کشی میں حوصلہ بے اختیار ہے — دامانِ صد کفن تہِ سنگِ مزار ہے — ص۹۰

دامانِ ضمیر: دیکھیے: گرو زدامانِ ضمیر۔

دامانِ عصیاں: دیکھیے: نمِ دامانِ عصیاں۔

دامانِ گلچیں: ہمارا دیکھنا گر ننگ ہے، سیرِ گلستاں کر — شرارِ آہ سے موجِ صبا دامانِ گلچیں ہے — ص۸۹

دامانِ نگاہِ واپسیں: دیکھیے: یک دست و دامانِ نگاہِ واپسیں۔

---

[1] داماں : بائیس بار [مرتب]۔

دامن[۱]: (۱) عجز و نیاز سے تو نہ آیا وہ راہ پر — دامن کو اُس کے آج حریفانہ کھینچیے ص۱۰۵
(۲) مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں، کہ ہے — پُرگل خیالِ زخم سے دامن نگاہ کا ص۱۳۹
(۳) ضعف سے اے گریہ! کچھ باقی مرے تن میں نہیں — رنگ ہو کر اُڑ گیا جو خوں کہ دامن میں نہیں ص۱۸۵
(۴) آبرو کیا خاک اُس گل کی کہ گلشن میں نہیں! — ہے گریباں ننگِ پیراہن جو دامن میں نہیں ص۱۸۳
(۵) خدا شرمائے ہاتھوں کو! کہ رکھتے ہیں کشاکش میں — کبھی میرے گریباں کو کبھی جاناں کے دامن کو ص۱۹۸
(۶) یہ بھی اک بے ادبی تھی کہ قبا سے بڑھ جائے — رہ گیا آن کے دامن کے برابر سہرا ص۱۸۷

دیکھیے ـــــــ: (۷) بخیۂ دامن۔ (۸) پا بہ دامن۔ (۹) تار دامن۔ (۱۰) جیب و دامن۔ (۱۱) حسرت کشِ دامن۔ (۱۲) سرِ دامن۔ (۱۳) صرفِ بخیۂ دامن۔ (۱۴) نورالعینِ دامن۔ (۱۵) یک گوشۂ دامن۔ (۱۶) صد دامن آسماں۔

دامنِ آلودۂ عصیاں: بس کہ وقتِ گریہ نکلا تیرہ کاری کا غبار — دامنِ آلودۂ عصیاں گراں تر ہو گیا ص۳۰

دامنِ آئینہ: ہے عرضِ جوہر خط و خالِ ہزار عکس — لیکن ہنوز دامنِ آئینہ پاک ہے ص۱۱۰

دامنِ افسانہ: راحت کمینِ شوخیِ تقریبِ نالہ ہے — پائے نظر بہ دامنِ افسانہ کھینچیے ص۱۰۵

دامن افشانی: دیکھیے: گرمِ دامن افشانی۔

دامنِ تمثال: (۱) بس کہ آئینے نے پایا گرمیِ رُخ سے گداز — دامنِ تمثال مثلِ برگِ گل تر ہو گیا ص۳۰
(۲) ضبط سے مطلب بجز وابستگی، دیگر نہیں — دامنِ تمثال آبِ آئنہ سے تر نہیں ص۲۶

دامن چیدنی: اگر گل حُسن و اُلفت کی بہم جوشیدنی جانے — پرِ بلبل کے افسردن کو دامن چیدنی جانے ص۱۱۵

دامنِ خاشاک: دیکھیے: چینِ دامنِ خاشاک۔

دامنِ دلِ دیوانہ: زلفِ پری بہ سلسلۂ آرزو رسا — یک عمر دامنِ دلِ دیوانہ کھینچیے ص۱۰۵

دامنِ دیوانہ: دیکھیے: غبارِ دامنِ دیوانہ۔

دامنِ زیں: (۱) برگِ گل کا ہو جو طوفانِ ہوا میں عالم — اُس کے جولاں میں نظر آئے ہے یوں دامنِ زیں ص۹
(۲) سب نے جانا کہ ہے پری توسن — اور بالِ پری ہے دامنِ زیں ص۲۸۰

---

۱ دامن : تینتالیس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: سینتیس بار]۔ دامن گیر : ایک بار۔

دامنِ شوق دویدہ: پیچیدگی، ہے حاصلِ طومارِ انتظار — پائے نظر بہ دامنِ شوق دویدہ کھینچ ص۳۶

دامنِ شوق رمیدہ: برقِ بہار سے ہوں میں پا در حنا ہنوز — اے خارِ دشت! دامنِ شوق رمیدہ کھینچ ص۳۶

دامنِ صحرا: (۱) ہو چکے ہم جادہ ساں صد بار قطع اور پھر ہنوز — زینتِ یک پیرہن جوں دامنِ صحرا، نہیں ص۶۵

(۲) حیرت، حجابِ جلوہ و وحشت، غبارِ چشم — پائے نظر بہ دامنِ صحرا نہ کھینچیے ص۱۰۶

دامنِ صد رنگ گلستاں: نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانی ہے — بہ کر دامنِ صد رنگ گلستاں زدہ ہے ص۲۵۳

دامن فشانی: چوں کہ بالائے ہوس پر ہر قبا کوتاہ ہے — بر ہوس ہائے جہاں دامن فشانی مفت ہے ص۱۱۳

دامنِ قاتل: دیکھیے: تارِ دامنِ قاتل۔

دامنِ قطعِ شب: یاد روزے کہ نفَس سلسلۂ یارب تھا — نالۂ دل بہ کمر دامنِ قطعِ شب تھا ص۲۳

دامن کشی: دیکھیے: مانعِ دامن کشی۔

دامنِ کوتاہ: دیکھیے: یک دامنِ کوتاہ۔

دامنِ گردوں: دامنِ گردوں میں رہ جاتا ہے ہنگامِ وداع — گوہرِ شب تابِ اشکِ دیدۂ خرشید ہے ص۱۰۳

دامنِ گلچیں: نقشِ سُمِ سمند سے یکسر — بن گیا دشت دامنِ گلچیں ص۲۸۱

دامن گیر: بہ سیلِ اشک لختِ دل ہے دامن گیر مژگاں کا — غریقِ بحر جویائے خس و خاشاکِ ساحل ہے ص۷۷

دامنِ مژگاں: ہے دستِ رد بہ سیرِ جہاں بستنِ نظر — پائے ہوس بہ دامنِ مژگاں کشیدہ ہوں ص۶۱

دامنِ مژہ: حیراں ہوں دامنِ مژہ کیوں جھاڑتا نہیں — خط، صفحۂ عذار پہ گردِ کتاب ہے ص۲۵۲

دانا[1]: (۱) فائدہ کیا؟ سوچ، آخر تو بھی دانا ہے اسدؔ! — دوستی ناداں کی ہے، جی کا زیاں ہو جائے گا ص۱۵۱

(۲) ہم کہاں کے دانا تھے؟ کس ہنر میں یکتا تھے؟ — بے سبب ہوا غالبؔ! دشمن آسماں اپنا ص۱۵۹

دیکھیے ـــــــ: (۳) حکیمِ حاذق و دانا۔ (۴) سخنِ ناصحِ دانا۔

دانائی[2]: دیکھیے ـــــــ: (۱) حرفِ افسونِ دانائی۔ (۲) گمانِ غرورِ دانائی۔

دانتوں[3]: نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانع میرے نالوں کو — لیا دانتوں میں جو تنکا، ہوا ریشہ نیستاں کا ص۱۵۶

دانش[4]: (۱) تیری دانش: مری اصلاحِ مفاسد کی رہین — تیری بخشش: مرے انجاحِ مقاصد کی کفیل ص۱۲۳

---

[1] دانا : چار بار [مرکب: دو بار]۔
[2] دانائی : دو بار [مرکب]۔
[3] دانتوں : ایک بار۔
[4] دانش : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

دیکھیے ـــــــ: (۲) لافِ دانش۔ (۳) دولت و دین و دانش و داد۔ (۴) شیوۂ دانش و داد۔

دانہ:[۱]
(۱) ظاہر ہے طرزِ قید سے صیاد کی غرض — جو دانہ دام میں ہے سو اشکِ کباب ہے — ص۷۵
(۲) نہیں ہے مزرعِ اُلفت میں حاصل غیرِ پامالی — نظر دانہ سرشکِ بر زمیں اُفتادہ آتا ہے — ص۹۸
(۳) حکمِ ناحق لکھا گیا کہ لکھیں — خال کو دانہ اور زلف کو دام — ص۱۳۸
(۴) بیاں کیا کیجیے بیدادِ کاوش ہائے مژگاں کا — کہ ہر یک قطرۂ خوں دانہ ہے تسبیحِ مرجاں کا — ص۱۵۶
(۵) رگِ لیلیٰ کو خاکِ دشتِ مجنوں ریشگی بخشے — اگر بووے بجائے دانہ دہقاں نوک نشتر کی — ص۲۰۷
(۶) وہ راو راجہ بہادر کہ حکم سے جن کے — رواں ہو تار پہ فی الفور دانہ وار، گرہ — ص۲۷۹
(۷) شکستِ گوشہ گیراں ہے فلک کو حاصلِ گردش — صدف سے آسیائے آب میں ہے دانہ گوہر کا — ص۳۳۳
(۸) بجائے دانہ خرمن یک بیاباں بیضۂ قمری — مرا حاصل وہ نسخہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو — ص۶۷

دیکھیے ـــــــ: (۹)، (۱۰) آب و دانہ [دوبار]۔ (۱۱) سُبحہ صد دانہ۔ (۱۲) ہر دانہ۔

دانۂ اشک: دیکھیے: ہر دانۂ اشک۔ — ص۸۸

دانۂ انگور:
(۱) پا پُر از آبلہ راہِ طلبِ مے میں ہوا — ہاتھ آیا نہیں یک دانۂ انگور ہنوز — ص۳۵
(۲) ہے ز پا اُفتادگی نشۂ بیماری مجھے — بے سخن تبخالۂ لب دانۂ انگور ہے — ص۴۳

دانۂ فتادہ: ہوں خاکسار، پر نہ کسی سے ہے مجھ کو لاگ — نے دانۂ فتادہ ہوں، نے دامِ چیدہ ہوں — ص۲۹۹

دانۂ تسبیح: زُہد: گردیدن ہے گردِ خانہ ہائے مُنعماں — دانۂ تسبیح سے میں مُہرہ در ششدر ہوا — ص۲۰

دانۂ صیاد: دیکھیے: ہر دانۂ صیاد۔

دانۂ سرشک: بار لائی ہے دانہ ہائے سرشک — مژہ، ہے ریشۂ رزِ انگور — ص۳۷

دانے:
(۱) اِن سیم کے بیجوں کو کوئی کیا جانے — بھیجے ہیں جو ارمغاں شہِ والا نے
(۲) گن کر دیویں گے ہم دُعائیں سو بار — فیروزے کی تسبیح کے ہیں یہ دانے — ص۲۵۳

داور:[۲]
(۱) دیکھیے: دفترِ مدحِ جہاں داور۔
(۲) دیکھیے: ہزار دانے۔

---

[۱] دانہ : اٹھارہ بار [مطبوعہ: بیس بار، مرتب: بارہ بار]۔
دانہا : ایک بار [مرتب]۔

دانے : دو بار [مرتب: ایک بار]۔
[۲] داور : دو بار [مرتب]۔

داورِ سپہر شکوہ: کہے گی خلق اِسے داورِ سپہر شکوہ لکھیں گے لوگ اِسے خسروِ ستارہ سپاہ ص۲۷۸

دائرہ[1]: چرخ تک دھوم ہے، کس دھوم سے آیا سہرا چاند کا دائرہ لے زہرہ نے گایا سہرا ص۲۸۸

دائم[2]: دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہیں ہوں میں ص۱۹۰

(۲) آرائشِ جمال سے فارغ نہیں ہنوز پیشِ نظر ہے آئنہ دائم نقاب میں ص۱۸۹

دائم الحبس[3]: دائم الحبس اِس میں ہیں لاکھوں تمنائیں اسدؔ! جانتے ہیں سینۂ پُرخوں کو زنداں خانہ ہم ص۱۷۷

دایہ[4]: دیکھیے: دستِ دایہ۔

دبستاں[5]: (۱) عیشِ بازی کدۂ حسرتِ جاوید، رسا خونِ آدینہ سے رنگیں ہے دبستاں میرا ص۲۱

(۲) میں چمن میں کیا گیا گویا دبستاں کھل گیا بلبلیں سُن کر مرے نالے غزل خواں ہو گئیں ص۱۹۲

دیکھیے ــــــ: (۳) دیوارِ دبستاں۔ (۴) لوحِ دبستاں۔

دبیر[6]: اس سے انداز شوکتِ تحریر اخذ کرتا ہے آسماں کا دبیر ص۲۶۷

دجلہ[7]: قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کُل کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا ص۱۶۳

دجلہ فشاں: جس طرح باغ میں ساون کی گھٹائیں برسیں ہے اسی طور پہ یھاں دجلہ فشاں دستِ کرم ص۲۶۵

دجلۂ خوں: ہاں اے نفَسِ بادِ سحر! شعلہ فشاں ہو اے دجلۂ خوں! چشمِ ملائک سے رواں ہو ص۲۸۳

دُختِ رَز[8]: دیکھیے: عقدِ وصلِ دختِ رز۔

دخل[9]: خلوتِ دل میں نہ کر دخل بجز سجدۂ شوق آستاں میں، صفتِ آئنہ، در پنہاں ہے ص۱۰۹

دخلِ پَے بردن: مہ نو سے ہے رہزن وار نعلِ واژگوں باندھا نہیں ممکن پہ جولاں ہائے گردوں دخلِ پے بردن ص۳۲۹

دخلِ تصرف: اثر میں یہاں تک اے دستِ دعا دخلِ تصرف کر کہ سجدہ، قبضۂ تیغِ خمِ محراب ہو جاوے ص۱۰۵

دخلِ عزیزاں: دیکھیے: (۱)، (۲) دیکھیے: ناخنِ دخلِ عزیزاں [دو بار]۔

دخلِ غیر: دیکھیے: منعِ دخلِ غیر۔

---

[1] دائرہ : ایک بار۔
[2] دائم : دو بار۔
[3] دائم الحبس : ایک بار۔
[4] دایہ : ایک بار [مرکب]۔
[5] دبستاں : چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔
[6] دبیر : ایک بار۔
[7] دجلہ : تین بار [مرکب: دو بار]۔
[8] دُخت : ایک بار [مرکب]۔
[9] دخل : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

در[1]:

(۱) ذوقِ گلچینیِ نقشِ کفِ پا سے تیرے — عرش چاہے ہے کہ ہو در پہ ترے خاک نشیں — ص ۹

(۲) ضعفِ جنوں کو وقتِ تپش در بھی دور تھا — اک گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا — ص ۱۸

(۳) خلوتِ دل میں نہ کر دخل بجز سجدۂ شوق — آستاں میں، صفتِ آئنہ، در پنہاں ہے — ص ۱۰۹

(۴) تیرے در کے لیے اسبابِ نثار آمادہ — خاکیوں کو جو خدا نے دیے جان و دل و دیں — ص ۱۳۵

(۵) کون ہے؟ جس کے در پہ ناصیہ سا — ہیں مہ و مہر و زہرہ و بہرام — ص ۱۳۷

(۶) بزمِ سلطانی ہوئی آراستہ — کعبۂ امن و اماں کا در کھلا — ص ۱۳۹

(۷) کنج میں بیٹھا رہوں یوں پَر کھلا — کاشکے! ہوتا قفس کا در کھلا — ص ۱۴۰

(۸) تم کرو صاحقرانی، جب تلک — ہے طلسمِ روز و شب کا در کھلا — ص ۱۴۱

(۹) شب ہوئی، پھر انجمِ رخشندہ کا منظر کھلا — اِس تکلف سے کہ گویا بت کدے کا در کھلا — ص ۱۶۰

(۱۰) ہے خیالِ حُسن میں حُسنِ عمل کا سا خیال — خلد کا اک در ہے میری گور کے اندر کھلا — ص ۱۶۱

(۱۱) در پہ رہنے کو کہا اور کہہ کے کیسا پھر گیا! — جتنے عرصے میں مرا لپٹا ہوا بستر کھلا — ص ۱۶۱

(۱۲) گھر جب بنا لیا ترے در پر، کہے بغیر — جانے گا اب بھی تو نہ مرا گھر، کہے بغیر — ص ۱۶۹

(۱۳) مٹ جائے گا سر، گر ترا پتھر نہ گھِسے گا — ہوں در پہ ترے ناصیہ فرسا کوئی دن اَور — ص ۱۷۰

(۱۴) جاتا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار — اے کاش! جانتا نہ ترے رہگذر کو میں — ص ۱۹۰

(۱۵) دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں — خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہیں ہوں میں — ص ۱۹۰

(۱۶) دَیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں — بیٹھے ہیں رہگذر پہ ہم غیر ہمیں اُٹھائے کیوں — ص ۱۹۳

(۱۷) اُس فتنہ خو کے در سے اب اُٹھتے نہیں اسدؔ! — اِس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو — ص ۱۹۳

(۱۸) پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑے رہیں — سر زیرِ بارِ منتِ درباں کیے ہوئے — ص ۲۲۶

(۱۹) خدا کے واسطے! داد اِس جنونِ شوق کی دینا — کہ اُس کے در پہ پہنچتے ہیں نامہ بر سے ہم آگے — ص ۲۲۷

(۲۰) اپنا وہ نہیں شیوہ کہ آرام سے بیٹھیں — اُس در پہ نہیں بار تو کعبے ہی کو ہو آئے — ص ۲۳۹

(۲۱) دل ہی تو ہے، سیاستِ درباں سے ڈر گیا — میں اور جاؤں در سے ترے بِن صدا کیے! — ص ۲۴۲

---

[1] در : ستر بار [مفرد: چھتیس بار، مرکب: پینتالیس بار]۔

(۲۲) ملک و سپہ نہ ہو تو نہ ہو، کچھ ضرر نہیں — سلطانِ بر و بحر کے در کا ہوں میں غلام — ص۲۸۳

(۲۳) در پر امیر کلب علی خاں کے ہوں مقیم — شایستۂ گدائیِ ہر در نہیں ہوں میں — ص۲۹۸

(۲۴) تماشائے گل و گلشن ہے مُفتِ سر بہ جیبی ہا — پہ از چاکِ گریباں گلستاں کا در نہیں ہوتا — ص۳۳۵

(۲۵) نہ دیکھی کوئی ہم نے آشیاں بلبل کا گلشن میں — کہ جس کے در پہ غنچہ شکلِ قفلِ زر نہیں ہوتا — ص۳۳۵

دیکھیے ———: (۲٦) اِصطکاکِ در۔ (۲۷)، (۲۸) حلقۂ بیرونِ در [دو بار]۔ (۲۹) خاکِ در۔ (۳۰) درپئے دیوار و در۔ (۳۱)، (۳۲)، (۳۳) دیوار و در [تین بار]۔ (۳۴) زخمِ روزنِ در۔ (۳۵) زنجیریِ صد حلقۂ بیرونِ در۔ (۳٦) شایستۂ گدائیِ ہر در۔ (۳۷) گنبدِ بے در۔

در آئینہ: بر روئے شش جہت درِ آئینہ باز ہے — یاں امتیازِ ناقص و کامل نہیں رہا — ص۱۵۳

درِ بر روئے رحمت: دیکھیے: یک در بر روئے رحمت بستہ۔

درِ حضور: خدا نے تجھ کو عطا کی ہے گوہر افشانی — درِ حضور پہ اے ابر! بار بار برس — ص۲٦۳

درِ خزینۂ راز: ہاں، دلِ دردمند زمزمہ ساز — کیوں نہ کھولے درِ خزینۂ راز — ص۳۰

درِ دل: نہیں شاہراہِ اوہام بجز آں سوئے رسیدن — تری سادگی ہے غافل! درِ دل پہ پاسبانی — ص۱۰

درِ دو عالم: ہنوز اے اثرِ دیدہ ننگِ رسوائی — نگاہ فتنہ خرام و درِ دو عالم باز — ص۳۳

درِ شاہِ نجف: اے اسدؔ! مایوس مت ہو از درِ شاہِ نجف — صاحبِ دل ہا وکیلِ حضرتِ اللہ ہے — ص۳۵٦

درِ عدالتِ ناز: پھر کھلا ہے درِ عدالتِ ناز — گرم بازارِ فوجداری ہے — ص۳۳۳

درِ کعبہ: بندگی میں بھی وہ آزادہ و خودبیں ہیں کہ ہم — اُلٹے پھر آئے، درِ کعبہ اگر وا نہ ہوا — ص۱۹۲

درِ گنجِ محبت: دیکھیے: قفلِ درِ گنجِ محبت۔

درِ گنجینۂ گوہر: بزمِ شاہنشاہ میں اشعار کا دفتر کھلا — رکھیو یارب! یہ درِ گنجینۂ گوہر کھلا — ص۱٦۰

درِ مے خانہ: دیکھیے: خاکِ درِ مے خانہ۔

درِ مے کدہ: دیکھیے: رندانِ درِ مے کدہ۔

درِ نکشودۂ دل: گر نہیں پاتا درونِ خانہ ہر بیگانہ جا — بر درِ نکشودۂ دل پاسبانی مفت ہے — ص۱۱۳

در و دیوار: (۱) گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانے کی — در و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں ہونا — ص۱۵۰

(۲)،(۳) بلا سے، ہیں جو یہ پیشِ نظر در و دیوار   نگاہِ شوق کو ہیں بال و پر در و دیوار

(۴) وفورِ اشک نے کاشانے کا کیا یہ رنگ   کہ ہو گئے مرے دیوار و در، در و دیوار

(۵) نہیں ہے سایہ، کہ سُن کر نویدِ مقدمِ یار   گئے ہیں چند قدم پیش تر در و دیوار

(۶) ہوئی ہے کس قدر ارزانیِ مئے جلوہ   کہ مست ہے ترے کوچے میں ہر در و دیوار

(۷) جو ہے تجھے سرِ سودائے انتظار تو آ   کہ ہیں دکانِ متاعِ نظر در و دیوار

(۸) ہجومِ گریہ کا سامان کب کیا میں نے   کہ گر پڑے نہ مرے پانو پر در و دیوار

(۹)،(۱۰) وہ آرہا ہے مرے ہمسائے میں تو سائے سے   ہوئے فدا در و دیوار پر در و دیوار

(۱۱) نظر میں کھٹکے ہے بن تیرے گھر کی آبادی   ہمیشہ روتے ہیں ہم دیکھ کر در و دیوار

(۱۲) نہ پوچھ بے خودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب   کہ ناچتے ہیں پڑے سر بسر در و دیوار

(۱۳) نہ کہہ کسی سے کہ غالبؔ! نہیں زمانے میں   حریفِ رازِ محبت مگر در و دیوار

(۱۴) اُگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالبؔ!   ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے   ص۲۳۳

(۱۵) بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے   کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو   ص۱۹۶

دیکھیے ـــــــ:(۱۶) سیلاب بدرودیوار۔(۱۷) ہر درو دیوارِ غم کدہ۔(۱۸) درودیوارِ دوست۔

درِ یار: بعدِ یک عمر ورع بار تو دیتا بارے   کاش رضواں ہی درِ یار کا درباں ہوتا   ص۱۵۸

دُر[۱]: دیکھیے: پُردُر۔

دُرِّ خوشیں: یعنی زمیں پہ نظر جہاں تک جائے   ژالہ آسا بچھے ہیں دُرِّ خوشیں   ص۲۸۱

دُرِ شہوار: ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں سے مدام   دُرِ شہوار ہیں جو گرتے ہیں قطرے پیہم   ص۲۶۵

دُرِ معنی: دُرِ معنی سے مرا صفحہ: لقا کی داڑھی   غمِ گیتی سے مرا سینہ: عَمر کی زنبیل   ص۱۲۳

درا[۲]: دیکھیے: ہرزہ درا۔

دراز[۳]: (۱) شبِ دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع   صد ز سرتا ناخنِ پا رزقِ یک شمشیر ہے   ص۹۶،

---

۱ دُر : چار بار [مرتّب]۔
۲ درا : ایک بار [مرتّب]۔
۳ دراز : پانچ بار [متفرق: تین بار، مرتّب: دو بار]۔

(۲) حریفِ مطلبِ مشکل نہیں فسونِ نیاز — دُعا قبول ہو یارب کہ عُمرِ خضر دراز! ص۱۷۱

(۳) یہ جتنے سیکڑے ہیں سب ہزار ہوجاویں — دراز اس کی ہر عمر اس قدر! سخن کوتاہ ص۲۷۸

دیکھیے ـــــــ: (۴) ذوقِ تارِ گیسوے دراز۔ (۵) مژہ ہاے دراز۔

درازدستیِ[۱] قاتل: فلک! نہ دور رکھ اُس سے مجھے کہ میں ہی نہیں — دراز دستیِ قاتل کے امتحاں کے لیے ص۲۳۶

درازی[۲]: (۱) بھرم کھل جائے ظالم! تیرے قامت کی درازی کا — اگر اس طرّۂ پُرپیچ و خم کا پیچ و خم نکلے ص۲۲۹

(۲) افسانہ اسدؔ! یہ ایں درازی — اے غم زدہ! قصّہ مختصر کر ص۲۲۸

درازیِ رگِ خوابِ جاں: جبینِ صبحِ اُمید فسانہ گویاں پر — درازیِ رگِ خوابِ جہاں خطِ تیغ ہے ص۱۰۳

درازیِ عمرِ خار: دیکھیے: یک درازیِ عمرِ خار۔

دربار[۳]: سمجھا اُسے گراب، ہوا پاش پاش دل — دربار میں جو مجھ پہ چلی چشمکِ عوام ص۲۸۲

دربار دار: گو ایک بادشاہ کے سب خانہ زاد ہیں — دربار دار لوگ بہم آشنا نہیں ص۱۳۹

دربان[۴]: (۱) اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ، ویرانی تماشا کر — مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے درباں کا ص۱۵۷

(۲) بعدِ یک عمر ورع بار تو دیتا بارے — کاش رضواں ہی درِ یار کا درباں ہوتا! ص۱۵۸

دیکھیے ـــــــ: (۳) زیرِ بارِ منّتِ درباں۔ (۴) سیاستِ درباں۔ (۵) صرفِ درباں۔ (۶) منّتِ درباں۔

دربانی[۵]: وعدہ آنے کا وفا کیجے، یہ کیا انداز ہے! — تم نے کیوں سونپی ہے میرے گھر کی دربانی مجھے ص۲۳۲

دربدر[۶]: خدا، یعنی پدر سے مہرباں تر — پھرے ہم در بہ در ناقابلی سے ص۹۱

درپردہ[۷]: (۱) درد سے درپردہ دی مژگاں سیاہاں نے شکست — ریزہ ریزہ استخواں کا پوست میں نشتر ہوا ص۲۰

(۲) اسدؔ کو بت پرستی سے غرض درد آشنائی ہے — نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں درپردہ یارب ہا ص۲۳

(۳) بس کہ ہیں درپردہ مصروف سیہ کاری تمام — آستر ہے خرقۂ زہاد کا صوفِ مداد ص۳۸

(۴) فانوسِ شمع ہے کفنِ کشتگانِ شوق — درپردہ ہے معاملۂ سوختن ہنوز ص۴۲

---

[۱] درازدستی : ایک بار [مرکب]۔

[۲] درازی : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

[۳] دربار : ایک بار۔

دربار دار : ایک بار۔

[۴] دربان : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔

[۵] دربانی : ایک بار۔

[۶] دربدر : ایک بار۔

[۷] درپردہ : چو بار۔

(۵) صد رنگ گل کترنا، درپردہ قتل کرنا   تیغِ ادا نہیں ہے پابندِ بے نیازی   ص۴۳

(۶) مدعا درپردہ، یعنی جو کہوں باطل سمجھ   وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی   ص۹۱

(۷) دیکھ کر درپردہ گرمِ دامن افشانی مجھے   کر گئی وابستۂ تن، میری عریانی مجھے   ص۲۳۲

(۸) درپردہ اُنھیں غیر سے ہے ربطِ نہانی   ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردا نہیں کرتے   ص۲۳۵

(۹) پریشانی اسدؔ! درپردہ ہے سامانِ جمعیت   کہ ہے آبادیِ صحرا، ہجومِ خانہ بردوشاں   ص۲۳۹

درپئے[1] حصولِ شرف: میں جو ہوں درپئے حصولِ شرف   نام عاصی کا ہے غلامِ نجف   ص۲۶۸

درپئے دیوار و در: اے عافیت کنارہ کر، اے انتظام! چل   سیلابِ گریہ درپئے دیوار و در ہے آج   ص۱۶۵

درخشاں[2]: دیکھیے: (۱) رحمتِ مہرِ درخشاں۔ (۲) شعاعِ مہرِ درخشاں۔

درخواست[3]: آج جو دیدہ ور کرے درخواست   تین بھیجے رُپئے وہ بے کم و کاست   ص۲۶۸

دَرخُور[4]: نہیں ہے زخم کوئی بخیے کے درخُور مرے تن میں   ہوا ہے تارِ اشکِ یاس رشتہ چشمِ سوزن میں   ص۱۸۰

درخورِ عرض: درخورِ عرض نہیں جوہرِ بیداد کو جا   نگہِ ناز ہے سرمے سے خفا میرے بعد   ص۱۶۶

درخورِ عقدِ گہر: افسوس! کہ دنداں کا کیا رزق فلک نے   جن لوگوں کی تھی درخورِ عقدِ گہر انگشت   ص۱۹۳

درخورِ قہر و غضب: درخُورِ قہر و غضب جب کوئی ہم سا نہ ہوا   پھر غلط کیا ہے کہ ہم سا کوئی پیدا نہ ہوا   ص۱۹۴

درخورِ محفل: جاتا ہوں داغِ حسرتِ ہستی لیے ہوئے   ہوں شمعِ کشتہ، درخورِ محفل نہیں رہا   ص۱۵۳

درد[5]: (۱) رشکِ تعظیمِ مسیحا نہیں اُٹھتا مجھ سے   درد ہوتا ہے مرے دل میں جو توڑوں بالیں   ص۸

(۲) درد سے درپردہ دی مژگاں سیاہاں نے شکست   ریزہ ریزہ استخواں کا پوست میں نشتر ہوا   ص۲۰

(۳) ہوا نہ مجھ سے بجز درد حاصلِ صیاد   بسانِ اشک گرفتارِ چشم دام رہا   ص۳۰

(۴)، (۵) شکوہ و درد و درد و داغ، اے بے وفا! معذور رکھ   خونبہاے یک جہاں اُمید ہے تیرا خیال   ص۵۲

(۶) بے درد، سر بہ سجدۂ الفت فرو نہ ہو   جوں شمع غوطہ داغ میں کھا، گر وضو نہ ہو   ص۶۷

(۷) نہیں بجز درد تسکین کاوش ہاے بیدرداں   کہ موجِ گریہ میں صد خندۂ دنداں نما گم ہو   ص۶۸

---

[1] درپئے : دوبار [مرکب]۔

[2] درخشاں : دوبار [مرکب]۔

[3] درخواست : ایک بار۔

[4] دَرخُور : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔

[5] درد : چھیاسٹھ بار [مفرد: چھبیس بار، مرکب: چالیس بار]۔

(۸) درد ناپیدا و بجا تہمتِ وارستگی　　پردہ دارِ یادگی ہے وسعتِ مشرب مجھے　ص۸۶

(۹) خدایا! چشم تا دل درد ہے افسونِ آگاہی　　نگہ، حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر بہتر ہے　ص۱۰۸

(۱۰) درد، آئنہ کیفیتِ صد رنگ ہے، یارب!　　خمیازہ طربِ ساغرِ زخمِ جگر آوے　ص۱۳

(۱۱) عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا　　درد کی دوا پائی، دردِ بے دوا پایا　ص۱۳۳

(۱۲) جاتی ہے کوئی کشمکش اندوہِ عشق کی　　دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تھا　ص۱۵۳

(۱۳) عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا　　درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا　ص۱۵۶

(۱۴) درد منت کشِ دوا نہ ہوا　　میں نہ اچھا ہوا، برا نہ ہوا　ص۱۶۱

(۱۵) مجھ کو ارزانی رہے، تجھ کو مبارک ہوجیو!　　نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک　ص۱۷۵

(۱۶) دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت، درد سے بھر نہ آئے کیوں!　　روئیں گے ہم ہزار بار، کوئی ہمیں ستائے کیوں!　ص۱۹۳

(۱۷) درد سے میرے ہے تجھ کو بے قراری، ہائے ہائے!　　کیا ہوئی ظالم! تری غفلت شعاری، ہائے ہائے!　ص۲۰۳

(۱۸) ہے وحشتِ طبیعتِ ایجاد یاس خیز　　یہ درد وہ نہیں کہ نہ پیدا کرے کوئی　ص۲۱۵

(۱۹) افسردگی نہیں طربِ انشائے التفات　　ہاں، درد بن کے دل میں مگر جا کرے کوئی　ص۲۱۵

(۲۰) دلِ ناداں! تجھے ہوا کیا ہے؟　　آخر اس درد کی دوا کیا ہے؟　ص۲۳۸

(۲۱) رکھیو غالبؔ مجھے اس تلخ نوائی میں معاف　　آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے　ص۲۴۱

(۲۲)،(۲۳) ہمارے درد کی یارب! کہیں دوا نہ ملے　　اگر نہ درد کی اپنے دوا کہیں اس کو　ص۲۸۵

(۲۴) بھرا ہے غالبؔ دلِ خستہ کے کلام میں درد　　غلط نہیں ہے کہ خونیں نوا کہیں اس کو　ص۲۸۶

دیکھیے ـــــــ: (۲۵) آسایشِ درد۔ (۲۶) آئنۂ ایجادِ درد۔ (۲۷) اہلِ درد۔ (۲۸) پاسِ درد۔ (۲۹) توفیرِ درد۔ (۳۰) ذوقِ درد۔ (۳۱) سراغِ درد۔ (۳۲) کمیں گاہِ درد۔ (۳۳) مائدۂ کلفتِ درد۔ (۳۴) وقفِ درد۔ (۳۵) ہر درد۔ (۳۶) یک درد (۳۷) یک درد و صد دوا۔

درد آشنائی: اسد کو بت پرستی سے غرض درد آشنائی ہے　　نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں در پردہ یارب ہا　ص۲۳

درد آفریں: عیسیٰ مہرباں ہے شفا ریز یک طرف　　درد آفریں ہے طبعِ الم خیز یک طرف　ص۲۹

(۲) واماندگی بہانہ و دل بستگی فریب — درد طلب بہ آبلۂ پا نہ کھینچیے ص۱۰۶

دردِ غریبی: دیکھیے: ہجومِ دردِ غریبی۔

دردِ کشیدہ: گو یاد مجھ کو کرتے ہیں خوباں — لیکن بسانِ دردِ کشیدہ ص۳۵۰

دردِ گرفتاریِ ہستی: دیکھیے: محرمِ دردِ گرفتاریِ ہستی۔

درد والم: دلا! یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے کہ آخر — نہ گریۂ سحری ہے نہ آہِ نیم شبی ہے ص۲۰۵

درد وغم: دیکھیے: فوجِ درد وغم۔

دردِ ہلاکِ نامہ بر: ہوں دردِ ہلاکِ نامہ بر سے بیمار — قارورہ مرا خونِ کبوتر ہے آج ص۴۵۷

درد[1]: ہم سخن اور ہم زباں حضرتِ قاسمؔ و طپاںؔ — ایک طپش کا جانشیں، دردؔ کا یادگار ایک ص۳۹۹

دردمند[2]: (۱) یارب! یہ دردمند ہے کس کی نگاہ کا؟ — ہے ربطِ مشک داغِ سوادِ ختن ہنوز ص۴۲

(۲) ہوں دردمند، جبر ہو یا اختیار ہو — گہ نالۂ کشیدہ، گہ اشکِ چکیدہ ہوں ص۳۹۹

دیکھیے ـــــ: (۳) غم خوارِ جانِ دردمند۔ (۴) مداحِ دردمند۔

دردمندِ زمزمہ ساز: دیکھیے: دلِ دردمندِ زمزمہ ساز۔ — گر ہمہ افتادگی جوں نقشِ پا ہو جائیے ص۸۸

دردمندِ سینہ فگار: تھا میں اک بے نوائے گوشہ نشیں — تھا میں اک دردمندِ سینہ فگار ص۱۲۵

دردمندِ دوریِ یارانِ یک دل: نہ پایا دردمندِ دوریِ یارانِ یک دل نے — سوادِ خطِ پیشانی سے نسخہ مومیائی کا ص۱۶

دردمندے: دیکھیے: دلِ ہر دردمندے۔

دُردِ[3] بادہ: ہوا جب حسن کم، خط بر عذارِ سادہ آتا ہے — کہ بعد از صافِ ساغر میں دُردِ بادہ آتا ہے ص۹۸

دُردِ تہِ پیمانہ: داغِ مہرِ ضبط بجا مستی سی سپند — دودِ جگر، لالہ ساں دُردِ تہِ پیمانہ تھا ص۲۵

دُردِ تہِ جام: کہتے ہوئے ساقی سے حیا آتی ہے ورنہ — ہے یوں کہ مجھے دُردِ تہِ جام بہت ہے ص۲۲۵

دُردِ بے صدا: ربطِ تمیزِ اعیاں دُردِ بے صدا ہے — اعمیٰ کو سرمۂ چشم آوازِ آشنا ہے ص۹۳

دُردِ یک ساغرِ غفلت: لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم! — دُردِ یک ساغرِ غفلت ہے چہ دنیا و چہ دیں ص۱۳۲

---

[1] دردؔ : ایک بار۔

[2] دردمند : سات بار[مفرد: دو بار، مرکب: پانچ بار]۔
دردمندے : ایک بار۔

[3] دُرد : پانچ بار[مرکب]۔
دُردی : ایک بار[مرکب]۔

دُردی کشِ پیمانۂ جم: صاف دُردی کشِ پیمانۂ جم ہیں ہم لوگ — وائے! وہ بادہ کہ افشردۂ انگور نہیں ص١٨٦

درس[1] آرزو: دیکھیے: اوّلِ درسِ آرزو۔

درسِ آگاہی: دیکھیے: گردن کشِ یک درسِ آگاہی۔

درسِ اسرار: دیکھیے: بہ سطرِ موجۂ دیباچۂ درسِ اسرار۔

درسِ بے خودی: دیکھیے: فنا تعلیمِ درسِ بے خودی۔

درسِ تاسف: ہاتھ پر ہو ہاتھ تو درسِ تاسف ہی سہی — شوق مفتِ زندگی ہے اے بہ غفلت مردگاں! ص٢٦

درسِ تپش: درسِ تپش ہے برق کو اب جس کے نام سے — وہ دل ہے یہ کہ جس کا تخلّص صبور تھا ص١٨

درسِ تسلیِ شعاع: ریگِ روان و ہر تپش درسِ تسلیِ شعاع — آئنہ توڑ اے خیال! جلوے کو خوبہا سمجھ ص٤٢

درسِ جنوں: شوقِ عناں گسل اگر درسِ جنوں ہوس کرے — جادۂ سیرِ دو جہاں یک مژہ خواب پا سمجھ ص٤٢

درسِ خرام: (١) دیوانگی ہے تجھ کو درسِ خرام دینا — موجِ بہار یکسر زنجیرِ نقشِ پا ہے ص٩٣

(٢) درسِ خرام تا کے خمیازۂ روانی؟ — اس موجِ مے کو غافل! پیمانۂ نقشِ پا ہے ص٩٣

درسِ دفترِ امکاں: یک قدم وحشت سے درسِ دفترِ امکاں کھلا — جادہ، اجزائے دو عالم دشت کا شیرازہ تھا ص١٣٦

درسِ سرابِ سطرِ آگاہی: دیکھیے: وحشت کشِ درسِ سرابِ سطرِ آگاہی۔

درسِ شغلِ تنہائی: دیکھیے: چمن تحریرِ درسِ شغلِ تنہائی۔

درسِ عنوانِ تماشا: درسِ عنوانِ تماشا بہ تغافل خوش تر — ہے نگہ رشتۂ شیرازۂ مژگاں مجھ سے ص٢١١

درسِ نثرہائے کہن: تا کجا درسِ نثرہائے کہن؟ — تازہ کرتا ہے دل کو تازہ سخن ص٢٦٧

درسِ نیرنگ: (١) اے عبارت! تجھے کس خط سے ہے درسِ نیرنگ؟ — اے نگہ! تجھ کو ہے کس نقطے میں مشقِ تسکیں؟ ص٨

(٢) درسِ نیرنگ ہے کس موجِ نگہ کا یارب! — غنچہ، صد آئنہ زانوے گلستاں زدہ ہے ص١٠٩

درست[2]: (١) آشفتگی نے نقشِ سویدا کیا درست — ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دوُد تھا ص١٣٣

(٢) سنتے ہیں جو بہشت کی تعریف سب درست — لیکن خدا کرے وہ ترا جلوہ گاہ ہو! ص١٩٧

---

[1] درس : سترہ بار [مرتب]۔ [2] درست : دوبار۔

درشتیِ[1] غم: ناسازیِ نصیب درشتیِ غم سے ہے — اُمید نااُمید و تمنا شکستہ دل — ص۵۱

درشدہ[2]: یہ چشم درشدہ مژگاں، ہے جوہر رگِ خواب — نہ پوچھ نازکیِ وحشتِ شکیبائی — ص۱۱۰

درکار[3]: (۱) فریبِ بیمِ تسکین ہوس درکار ہے، ورنہ — بہ وہمِ زر گرہ میں باندھتے ہیں برق حاصل ہا — ص۲۳

(۲) وصل میں دل انتظارِ طرفہ رکھتا ہے مگر — فتنہ تاراجِ تمنا کے لیے درکار ہے — ص۸۳

(۳) کیوں نہ درکار ہو مجھے پوشش — جسم رکھتا ہوں، ہے اگرچہ نزار — ص۱۲۶

(۴) درکار ہے شگفتنِ گل ہاے عیش کو — صبحِ بہار پنبۂ مینا کہیں جسے — ص۲۱۸

(۵) ہزار دانے کی تسبیح چاہتا ہے بنے — بلا مبالغہ درکار ہے ہزار گرہ — ص۲۷۹

درم[4]: دیکھیے: بندۂ بےدرم ناخریدہ۔

درمِ چند: دیکھیے: زیرِ بارِ غمِ دام و درمِ چند۔

درم و دام: درم و دام اپنے پاس کہاں — چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں — ص۲۹۸

درماں[5]: دیا یاروں نے بےہوشی میں درماں کا فریب آخر — ہوا سکتے سے میں آئینہ دستِ طبیب آخر — ص۳۱

درمانِ ریشِ دل: چاہیے درمانِ ریشِ دل بھی تیغِ ناز سے — مرہمِ زنگار ہے وہ وسمۂ ابرو مجھے — ص۲۸

درماندگی[6]: درماندگی میں غالبؔ! کچھ بن پڑے تو جانوں — جب رشتہ بے گرہ تھا ناخن گرہ کشا تھا — ص۱۵۸

(۲) آگ سے، پانی میں بجھتے وقت اُٹھتی ہے صدا — ہر کوئی درماندگی میں نالے سے ناچار ہے — ص۲۱۲

درمیاں[7]: (۱) جس جا کہ پاے سیلِ بلا درمیاں نہیں — دیوانگاں کو وھاں ہوسِ خانماں نہیں — ص۵۷

(۲) کس منہ سے شکر کیجیے اس لطفِ خاص کا — پرسش ہے اور پاے سخن درمیاں نہیں — ص۱۸۸

(۳) غلط ہے جذبِ دل کا شکوہ، دیکھو جرم کس کا ہے — نہ کھینچو گر تم اپنے کو کشاکش درمیاں کیوں ہو — ص۲۰۰

درمیانِ اشک: آئے ہیں پارہ ہاے جگر درمیانِ اشک — لایا ہے لعلِ بیش بہا کاروانِ اشک — ص۵۰

---

[1] درشتی : ایک بار [مرکب]۔

[2] درشدہ : ایک بار۔

[3] درکار : پانچ بار۔

[4] درم : تین بار [مرکب]۔

[5] درماں : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

[6] درماندگی : دو بار۔

[7] درمیاں : پانچ بار

[مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔

درمیاں دادن: دیکھیے: شب درمیاں دادن۔

درنگ[۱]: ہم گرچہ بنے سلام کرنے والے / کرتے ہیں درنگ کام کرنے والے
کہتے ہیں: کہیں خدا سے، اللہ اللہ! / وہ آپ ہیں صبح و شام کرنے والے ص۲۵۳

دروازہ[۲]: (۱) ہم پکاریں اور کھلے، یوں کون جائے / یار کا دروازہ پاویں گر کھلا ص۱۳۰
(۲) مانعِ وحشت خرامی ہائے لیلیٰ کون ہے؟ / خانۂ مجنونِ صحرا گرد بے دروازہ تھا ص۱۳۶
(۳) کہاں مے خانے کا دروازہ غالبؔ اور کہاں واعظ! / پر اِتنا جانتے ہیں، کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے ص۲۵۰

دروازۂ خاور: صبح دم دروازۂ خاور کھلا / مہرِ عالم تاب کا منظر کھلا ص۱۳۸

دروازۂ مے خانہ: کھول کر دروازۂ مے خانہ بولا مے فروش / اب شکستِ توبہ مے خواروں کو فتح الباب ہے ص۳۰۳

درودن[۳]: دیکھیے: معزولیِ شعلہ درودن۔

دروں[۴]: دیکھیے: باعثِ افزایشِ دردِ دروں۔

درونِ جوہرِ آئینہ: درونِ جوہرِ آئینہ جوں برگِ حنا خوں ہے / بتاں! نقشِ خود آرائی حیا تحریر بہتر ہے ص۱۰۸

درونِ خانہ: گر نہیں پاتا درونِ خانہ ہر بیگانہ جا / بر درِ نگشودۂ دل پاسبانی مفت ہے ص۱۱۳

درویش[۵]: (۱) ہاں بھلا کر، ترا بھلا ہوگا / اور درویش کی صدا کیا ہے ص۲۳۸
(۲) دیکھیے: چراغِ خانۂ درویش۔

درویشی: دیکھیے: سازِ درویشی۔

دَرہم[۶]: اگر نہ ہووے رگِ خواب صرفِ شیرازہ / تمام دفترِ ربطِ مزاج درہم ہے ص۱۰۲

دری[۷]: دیکھیے: روشِ کبکِ دری۔

دریا[۸]: (۱) دریا بساطِ دعوتِ سیلاب ہے اسدؔ! / ساغر بہ بارگاہِ دماغِ رسیدہ کھینچ ص۳۶

---

۱ درنگ : ایک بار۔
۲ دروازہ : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکب: تین بار]۔
۳ درودن : ایک بار۔
۴ دروں : تین بار [مرکب]۔
۵ درویش : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
درویشی : ایک بار [مرکب]۔
۶ دَرہم : ایک بار۔
۷ دری : ایک بار [مرکب]۔
۸ دریا : چھیالیس بار [مفرد: سولہ بار، مرکب: تیس بار]۔

(۲) امواج کی جو یہ شکنیں آشکار ہیں — ہے چشمِ اشک ریز سے دریا شکستہ دل — ص ۵۱

(۳) طلسمِ مستیِ دل آں سوئے ہجومِ سرشک — ہم ایک مے کدہ دریا کے پار رکھتے ہیں — ص ۴۳

(۴) ہے یاس میں اسد کو ساقی سے بھی فراغت — دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی — ص ۷۵

(۵) اسدؔ! جز آب بخشیدن ز دریا خضر کو کیا تھا؟ — ڈبوتا چشمۂ حیواں میں گر کشتی سکندر کی — ص ۷۷

(۶) نہاں ہے گوہرِ مقصود جیبِ خودشناسی میں — کہ یہاں غواص ہے تمثال اور آئینہ دریا ہے — ص ۸۳

(۷) نہ بندھے تشنگیِ شوق کے مضموں غالبؔ! — گرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا — ص ۱۳۵

(۸) گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا — گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا — ص ۱۳۷

(۹) نہ کہہ کہ گریہ بمقدارِ حسرتِ دل ہے — مری نگاہ میں ہے جمع و خرج دریا کا — ص ۱۳۸

(۱۰) عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا — درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا — ص ۱۵۶

(۱۱) سینے کا داغ ہے وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا — خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہ ہوا — ص ۱۶۴

(۱۲) قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا لیکن — ہم کو تقلیدِ تنک ظرفیِ منصور نہیں — ص ۱۸۵

(۱۳) وحشت پہ میری عرصۂ آفاق تنگ تھا — دریا زمین کو عرقِ انفعال ہے — ص ۲۰۵

(۱۴) ہے چشمِ تر میں حسرتِ دیدار سے نہاں — شوقِ عناں گسیختہ دریا کہیں جسے — ص ۲۱۸

(۱۵)،(۱۶) قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہو جائے — کام اچھا ہے وہ جس کا کہ مآل اچھا ہے — ص ۲۳۹

(۱۷) ہوتا ہے نہاں گرد میں صحرا مرے ہوتے — گھستا ہے جبیں خاک پہ دریا مرے آگے — ص ۲۴۸

دیکھیے——:(۱۸) آبِ ہفت دریا۔(۱۹) پیراہنِ دریا۔(۲۰) جانبِ دریا۔(۲۱) حریفِ جوششِ دریا۔(۲۲) دعوتِ دریا۔(۲۳) روبہ قطرہ بہ دریا۔(۲۴) زخمِ موجۂ دریا۔(۲۵) سات دریا۔(۲۶) سنگِ راہِ جوششِ دریا۔(۲۷) سوئے دریا۔(۲۸) طوفانیِ آئینۂ دریا۔(۲۹) غرقِ دریا۔(۳۰) لبِ دریا۔(۳۱) موجۂ دریا۔

دریا آشنا: شوق بے ساماں طرازِ نازشِ اربابِ عجز — ذرہ صحرا دستگاہ و قطرہ دریا آشنا — ص ۱۳۹

دریا بار: دیکھیے:(۱) ابرِ دریا بار۔(۲) چشمِ دریا بار۔

دریابخشیِ ساقیِ کوثر: خیالِ شربتِ عیسیٰ گدازِ ترجبینی ہے — اسدؔ ہوں مست دریا بخشیِ ساقیِ کوثر کا — ص۴۴۴

دریا دستگاہ: قطرے کو جوشِ عرق کرتا ہے دریا دستگاہ — عجز حیا، پرکار سعی بے سر و پائی نہیں — ص۶۵

دریاکشی: دیکھیے: دعویِ دریاکشی۔

دریاے بیتابی: نہ اتنا برّشِ تیغِ جفا پر ناز فرماؤ — مرے دریاے بیتابی میں ہے اک موجِ خوں وہ بھی — ص۲۰۲

دریاے بےساحل: دیکھیے: مےخانۂ دریاے بےساحل۔

دریاے خوں: دیکھیے: ساحلِ دریاے خوں۔

دریاے رنگ: دیکھیے: غرقۂ دریاے رنگ۔

دریاے شاہی: دیکھیے: گوہرِ دریاے شاہی۔

دریاے معاصی: دریاے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک — میرا سرِ دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا — ص۱۵۲

دریاے مے: دریاے مے ہے ساقی لیکن خمار باقی — تا کوچہ دادنِ موج خمیازہ آشنا ہے — ص۹۳

دریاے نور: سچ ہے، تم آفتاب ہو جس کے فروغ سے — دریاے نور ہے فلکِ آبگینہ فام — ص۲۸۲

دریافت[1]: عیب کا دریافت کرنا ہے ہنرمندی اسدؔ — نقص پر اپنے ہوا جو مطلع، کامل ہوا — ص۲۹

دریافتن[2]: دریافتنِ صحبتِ اغیار غرض ہے — اے نامہ رساں! نامہ رساں چاہیے جاسوس — ص۳۶

دریدن[3]: دیکھیے: پیراہن دریدن۔

دریدہ[4]: دیکھیے: (۱) اشارۂ جیبِ دریدہ۔ (۲) جیبِ دریدہ۔ (۳) رشتۂ چاکِ جیبِ دریدہ۔ (۴) نازِ وحشتِ جیبِ دریدہ۔

دریغ[5]:
(۱) اے ناتوانی! ورنہ ہم ضبط آشنایاں نے — طلسمِ رنگ میں باندھا تھا عہدِ اُستوار اپنا — ص۱۵
(۲) دریغ! آہِ سحرگہ کار بادِ صبح کرتی ہے — کہ ہوتی ہے زیادہ سردمہری شمع رویاں کی — ص۷۶
(۳) زلف سے شب درمیاں دادن نہیں ممکن، دریغ! — ورنہ صد محشر بہ رہنِ جلوۂ رُخسار ہے — ص۸۳
(۴) ظلم کر ظلم، اگر لطف دریغ آتا ہو — تو تغافل میں کسی رنگ سے معذور نہیں — ص۱۸۵
(۵) رکھتے ہو تم قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ؟ — رُتبے میں مہر و ماہ سے کم تر نہیں ہوں میں — ص۱۹۱

---

۱ دریافت : ایک بار۔
۲ دریافتن : ایک بار [مرتب]۔
۳ دریدن : ایک بار۔
۴ دریدہ : چار بار [مرتب]۔
۵ دریغ : پانچ بار۔

دریغا[۱]: (۱) دریغا! وہ مریضِ غم کہ فرطِ ناتوانی سے — بقدرِ یک نفَس جادہ بہ صد رنج و تعب کاٹے ص ۹۸

(۲) فرو پیچیدنی ہے فرشِ بزمِ عیش گستر کا — دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دَورِ ساغر کا ص ۲۲۲

(۳) دریغا! بستنِ رختِ سفر سے ہو کے میں غافل — رہا پامالِ حسرت ہائے فرشِ بزم گستردن ص ۲۲۹

(۴) اے دریغا! کہ نہیں طبعِ نزاکت ساماں — ورنہ کانٹے میں نکلے ہے سخنِ سنجیدہ ص ۲۵۱

(۵) اسد اللہ خاں تمام ہوا — اے دریغا! وہ رندِ شاہد باز ص ۱۶۲

دریوزہ[۲]: دیکھیے: کاسۂ دریوزہ۔

دریوزہ گرِ بوسہ: ہنگامِ تصور ہوں دریوزہ گرِ بوسہ — یہ کاسۂ زانو بھی اک جامِ گدائی ہے ص ۸۰

دریوزگیِ جلوۂ دیدار: دیکھیے: سرِ دریوزگیِ جلوۂ دیدار۔

دریوزۂ ساماں ہا: دریوزۂ ساماں ہا اے بے سروسامانی — ایجادِ گریباں ہا در پردۂ عریانی ص ۱۰۸

دُزد[۳]: کیا کروں! غم ہائے پنہاں لے گئے صبر و قرار — دُزد گر ہو خانگی تو پاسباں معذور ہے ص ۹۳

دُزدِ حنا: دیکھیے: کاوشِ دزدِ حنا۔

دُزدِ حنائے کفِ نگاریں: شفق بہ دعویِ عاشق گواہِ رنگیں ہے — کہ ماہ دُزدِ حنائے کفِ نگاریں ہے ص ۱۰۲

دُزدیِ زخم: دیکھیے: سرِ دُزدیِ زخم۔

دُزدیدن[۴]: دیکھیے: نفَسِ دُزدیدن۔

دُزدیدنِ دلِ ستم آمادہ: دُزدیدنِ دلِ ستم آمادہ ہے محال — مژگاں کہوں کہ جوہرِ تیغِ قضا کہوں ص ۵۶

دُزدیدن و مُردن: دیکھیے: نفَس دُزدیدن و مُردن۔

دُزدیدہ: دیکھیے ——: (۱) عزادارِ شہیدانِ نفَس دُزدیدہ۔ (۲) نفَسِ دُزدیدہ۔

دُزدیدہ نفَس: دیکھیے: افسردۂ دُزدیدہ نفَس۔

دُزدیدنی: جفا شوخ و ہوس گستاخِ مطلب ہے، مگر عاشق — نفَس در قالبِ خشتِ لحد دُزدیدنی جانے ص ۱۱۵

۱؎ دریغا : پانچ بار۔

۲؎ دریوزہ : دو بار [مرکب]۔

دریوزہ گر : ایک بار [مرکب]۔

دریوزگی : ایک بار [مرکب]۔

۳؎ دُزد : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔

دُزدی : ایک بار [مرکب]۔

۴؎ دُزدیدن : تین بار [مرکب]۔

دُزدیدہ : تین بار [مرکب]۔

دُزدیدنی : ایک بار۔

دست[1]: (۱) بہار باغ پامال خرام جلوہ فرمایاں — حنائے دست وخونِ کشتگاں سے تیغ رنگیں ہے — ص۸۹

(۲) پوچھ مت رُسوائیِ انداز استغنائے حُسن — دست مرہونِ حنا، رخسار رہنِ غازہ تھا — ص۱۴۷

(۳) بہ دست آوردنِ دل گوہر دریائے شاہی ہے — وگرنہ خاتمِ دستِ سلیماں فلسِ ماہی ہے — ص۴۵۴

دیکھیے ــــــ: (۴) زرِ از دست رفتہ۔ (۵) سبک دست۔ (۶)، (۷)، (۸)، (۹) کفِ دست [چار بار]۔

(۱۰) کم تریں مزدورِ سنگیں دست۔ (۱۱) ہمہ دست۔ (۱۲) یک دست۔ (۱۳) یک دست وصد دُعا۔

دستِ آرزو: ہوئے یہ رہرواں دل خستہ شرمِ نارسائی سے — کہ دستِ آرزو سے یکقلم پائے طلب کاٹے — ص۴۵۵

دستِ اربابِ ہمت: دیکھیے: دل و دستِ اربابِ ہمت۔

دستِ ازجاں شستہ بردہ: رہا نظارہ وقتِ بے نقابی آپ پر لرزاں — سرشک آگیں مژہ سے دست ازجاں شستہ بردہ تھا — ص۲۲

دستِ افسوس: دیکھیے: مساسِ دستِ افسوس۔

دستِ افشار: دیکھیے: طلائے دست افشار۔

دستِ بُتِ مستِ حنا: دل خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار — آئینہ بہ دستِ بُتِ بدمستِ حنا ہے — ۲۱۸

دستِ برسر: کل اسد کو ہم نے دیکھا گوشۂ غم خانہ میں — دست برسر، سر بہ زانوئے دلِ مایوس تھا — ص۲۱

دستِ برہم سودہ: دستِ برہم سودہ ہے مژگانِ خوابیدہ اسدؔ — اے دل از کف دادۂ غفلت! پشیمانی عبث — ص۳۳

دستِ بریدہ: (۱) نے مجھ سے علاقہ نہ ساغر سے واسطہ — میں معرضِ مثال میں دستِ بریدہ ہوں — ص۲۹۹

(۲) دیکھیے: بغلِ دستِ بریدہ۔

دست بہ دست: سلطنت دست بہ دست آئی ہے — جامِ مے خاتمِ جمشید نہیں — ص۱۸۳

دست بہ دنداں گزیدہ: دیکھیے: پشتِ دست بہ دنداں گزیدہ۔

دستِ بیکار: طرّہ ہا بس کہ گرفتارِ صبا ہیں، شانہ — زانوئے آئنہ پر مارے ہے دستِ بیکار — ص۳

دستِ پرنگار: دیکھ اُس کے ساعدِ سیمین و دستِ پرنگار — شاخِ گل جلتی تھی مثلِ شمع، گل پروانہ تھا — ص۲۵

دستِ تسلیم: دیکھیے: باد بہ دستِ تسلیم۔

دستِ تمنا: دیکھیے: تہی آغوشیِ دستِ تمنا۔

---

[1] دست : اٹھاسی بار [مفرد: دوبار، مرکب: چھیاسی بار]۔

دستِ تہِ سنگ آمدہ: مجبوری و دعوائے گرفتاریِ اُلفت! — دستِ تہِ سنگ آمدہ پیمانِ وفا ہے — ص ۲۱۹

دستِ جفائے صدمۂ ضربِ المثل: داد از دستِ جفائے صدمۂ ضربِ المثل! — گر ہمہ اُفتادگی جوں نقشِ پا ہوجائیے — ص ۸۸

دستِ چنار: دیکھیے: رونقِ دستِ چنار۔

دستِ حنا آلودہ: تکلف ساز رُسوائی ہے غافل! شرمِ رعنائی — دلِ خوں گشتہ در دستِ حنا آلودہ عریاں ہے — ص ۸۱

دستِ خالی: پیری و نیستی، خدا کی پناہ! — دستِ خالی و خاطرِ غمگیں — ص ۲۸۱

دستِ دایہ: بہرِ پروردن سراسر لطف گستر سایہ ہے — پنجۂ مژگاں بہ طفلِ اشک دستِ دایہ ہے — ص ۱۰۳

دستِ دُعا: (۱) گر ہے سرِ دریوزگیِ جلوۂ دیدار — جوں پنجۂ خرشید ہوا اے دستِ دعا! گرم — ص ۲۲۸

(۲) ہوئی ہے ناتوانی بے دماغِ شوخیِ مطلب — فرو ہوتا ہے سر کھینچے میں، اے دستِ دُعا! گم ہو — ص ۹۸

(۳) اثر میں یہاں تک اے دستِ دعا! دخلِ تصرف کر — کہ سجدہ قبضۂ تیغِ خمِ محراب ہوجاوے — ص ۱۰۵

(۴) رکھتا ہے انتظارِ تماشائے حُسنِ دوست — مژگانِ باز ماندہ سے دستِ دعا بلند — ص ۳۸

دیکھیے ـــــ: (۵) بلندیِ دستِ دعا۔ (۶) جوہرِ دستِ دعا۔

دستِ دگراں: دیکھیے: آئنہ پردازیِ دستِ دگراں۔

دستِ رد: (۱) گر دکھاؤں صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ کو — دستِ رد سطرِ تبسم یک قلم انشا کرے — ص ۱۰۱

(۲) ہے دستِ رد بہ سیرِ جہاں بستنِ نظر — پائے ہوس بہ دامنِ مژگاں کشیدہ ہوں — ص ۶۱

(۳) دیکھیے: غرورِ دستِ رد۔

دستِ رنگیں: دستِ رنگیں سے جو رُخ پروا کرے زلفِ رسا — شاخِ گل میں ہو نہاں، جوں شانہ در شمشاد گل — ص ۵۲

دستِ زیرِ پہلو: ہوا چرخِ خمیدہ ناتواں بارِ علائق سے — کہ ظاہر پنجۂ خرشید دستِ زیرِ پہلو ہے — ص ۹۸

دستِ سبو: دیکھیے: پیمانۂ دستِ سبو۔

دستِ سعیِ نارسا: نہ کھینچ اے دستِ سعیِ نارسا! زلفِ تمنا کو — پریشاں تر ہے موئے خامہ سے تدبیر مانی کی — ص ۷۷

دستِ سلام: سروکار تواضع تا خمِ گیسو رسانیدن — بسانِ شانہ زینت ریز ہے دستِ سلام اُس کا — ص ۲۲

دستِ سلیماں: دیکھیے: (۱)، (۲) خاتمِ دستِ سلیماں [دوبار]۔

دستِ سوال: دیکھیے: یک دستِ سوال۔

دستِ شانہ: (۱) بس کہ ہر یک موے زلف افشاں سے ہے تارِ شعاع   پنجۂ خورشید کو سمجھے ہیں دستِ شانہ ہم   ص۵۳

(۲) کس کا دل زلف سے بھاگا؟ کہ اسدؔ   دستِ شانہ بہ قفا باندھتے ہیں   ص۵۸

دستِ شرم: بہ روے قیس دستِ شرم ہے مژگانِ آہو سے   مگر روزِ عروسی گم ہوا تھا شانہ لیلیٰ کا   ص۲۶

دستِ شا: دیکھیے: دل و دستِ شا۔

دستِ شیشہ دلی ہاے دوستاں: جوابِ سنگ دلی ہاے دشمناں، ہمت   ز دستِ شیشہ دلی ہاے دوستاں فریاد   ص۳۷

دستِ طلب: دیکھیے: آئینۂ دستِ طلب۔

دستِ عجز: دیکھیے: (۱)، (۲)، (۳) پشتِ دستِ عجز [تین بار]۔

دستِ فرسودِ ہوس: کرے ہے دست فرسودِ ہوس وہمِ توانائی   پر افشاندہ در کنجِ قفس تعویذِ بازو ہے   ص۹۸

دستِ قضا: چھوڑا مہِ نخشب کی طرح دستِ قضا نے   خورشید ہنوز اُس کے برابر نہ ہوا تھا   ص۱۵۲

دستِ کرم: (۱) جس طرح باغ میں ساون کی گھٹائیں برسیں   ہے اسی طور پہ یہاں دجلہ فشاں دستِ کرم   ص۲۶۵

(۲) ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں سے مدام   دُرِ شہوار ہیں جو گرتے ہیں قطرے پیہم   ص۲۶۵

دستِ گزیدہ: ٹوٹا ہے افسوس! موے خمِ زلف   ہے شانہ یکسر دستِ گزیدہ   ص۲۵۰

دستِ مُشتِ پر: کمالِ بندگیِ گل ہے رہنِ آزادی   ز دستِ مُشتِ پر و خارِ آشیاں فریاد!   ص۳۷

دستِ موسیٰ: حُسنِ آشفتگیِ جلوہ ہے عرضِ اعجاز   دستِ موسیٰ بہ سرِ دعویِ باطل باندھا   ص۱۳

دستِ نگارے: دیکھیے: دل بہ دستِ نگارے ندادہ۔

دستِ نگاریں: (۱) لگے گر سنگ سر پر یار کے دستِ نگاریں سے   بجاے زخمِ گل بر گوشۂ دستار ہو پیدا   ص۳۱

(۲) دیکھیے: عجزِ ناخنِ دستِ نگاریں۔

دستِ نوازش: دیکھیے: خمِ دستِ نوازش۔

دست و بازو: نظر لگے نہ کہیں اُس کے دست و بازو کو   یہ لوگ کیوں مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہیں   ص۱۸۷

دست و بازوے فرہاد: ہو سکے کیا خاک دست و بازوے فرہاد سے   بیستوں خوابِ گرانِ خسرو پرویز ہے   ص۸۵

دست و بازوے قاتل: اے آرزو شہیدِ وفا! خوں بہا نہ مانگ   جز بہر دست و بازوے قاتل دُعا نہ مانگ   ص۵۰

دست و پا: (۱) طاقت، بساطِ دستگہِ یک قدم نہیں   جوں اشک جب تلک نہ رکھوں دست و پا گرو   ص۶۹

(۲) اسدؔ! مجھ میں ہے اُس کے بوسۂ پا کی کہاں جرأت   کہ میں نے دست و پا پایا ہم بہ شمشیرِ ادب کاٹے   ص ۹۸

(۳) مال و جاہ و دست و پا بے زر خریدہ ہیں اسدؔ!   پس بہ دل ہائے دگر راحت رسانی مفت ہے   ص ۱۱۳

(۴) ترے دل میں ہو خیالِ وصل میں شوق کا زوال   موجِ محیطِ آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں   ص ۱۷۸

دیکھیے ــــــــ: (۵) دلِ بے دست و پا۔ (۶) قطرۂ بے دست و پا۔

دست و جبیں: تیری مدحت کے لیے ہیں دل و جاں، کام و زباں   تیری تسلیم کو ہیں لوح و قلم، دست و جبیں   ص ۳۳۵

دست و خنجرِ قاتل: دیکھیے: شایانِ دست و خنجرِ قاتل۔

دست و گریباں: دعویِ عشقِ بتاں سے بہ گلستاں گل و صبح   ہیں رقیبانہ بہم دست و گریباں گل و صبح   ص ۳۷

دستِ ہوس: (۱) ہے بے خمار نشۂ خونِ جگر اسدؔ!   دستِ ہوس بہ گردنِ مینا نہ کھینچیے   ص ۱۰۶

(۲) پیدا ہوئے ہیں ہم الم آبادِ جہاں میں   فرسودنِ پائے طلب و دستِ ہوس کو   ص ۴۵۰

دستگرداں[۱]: دیکھیے: متاعِ دستگرداں۔

دستگیری[۲]: جنوں کی دستگیری کس سے ہو گر ہو نہ عریانی   گریباں چاک کا حق ہو گیا ہے میری گردن پر   ص ۱۶۸

دستار[۳]: (۱) آ اے بہارِ ناز! کہ تیرے خرام سے   دستار گردِ شاخِ گلِ نقشِ پا کروں   ص ۵۶

(۲) موجِ گل ڈھونڈھ بہ خلوت کدۂ غنچۂ باغ   گم کرے گوشۂ مے خانہ میں گر تو دستار   ص ۳۲

دیکھیے ــــــــ: (۳) حریفِ منتِ دستار۔ (۴) ذوقِ آرایشِ سرو دستار۔ (۵)، (۶) گوشۂ دستار [دو بار]۔

دستارِ بادامی: تجھ کو اے غفلت نسب! پروائے مشتاقاں کہاں   یعنی نگہ آلودہ ہے دستارِ بادامی تری   ص ۴۵۳

دستارِ دوست: دیکھیے: گلِ دستارِ دوست۔

دسترسِ[۴] وصلِ تمنا: اے اسدؔ! دسترسِ وصلِ تمنا معلوم!   کاش! ہو قدرتِ برچیدنِ داماں مجھ سے   ص ۸۳

دستگاہ[۵]: (۱) افطارِ صوم کی کچھ اگر دستگاہ ہو   اُس شخص کو ضرور ہے روزہ رکھا کرے

جس پاس روزہ کھول کے کھانے کو کچھ نہ ہو   روزہ اگر نہ کھائے تو ناچار کیا کرے!   ص ۱۲۸

(۲) دیکھیے: دریا دستگاہ۔

---

[۱] دستگرداں : ایک بار [مرکب]۔

[۲] دستگیری : ایک بار۔

[۳] دستار : آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکب: چھے بار]۔

[۴] دسترس : ایک بار [مرکب]۔

[۵] دستگاہ : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔

(۳) دیکھیے: صحرا دستگاہ۔

دستگاہِ تمام: فنِ صورت گری میں تیرا گُرز — گر نہ رکھتا ہو دستگاہِ تمام
اُس کے مضروب کے سر و تن سے — کیوں نمایاں ہو صورتِ اِدغام ص۳۸

دستگاہِ دیدۂ خوں بارِ مجنوں: دستگاہِ دیدۂ خوں بارِ مجنوں دیکھنا! — یک بیاباں جلوۂ گل فرشِ پا انداز ہے ص۲۲۷

دستگاہِ سخن: (۱) خدا نے دی ہے وہ غالبؔ کو دستگاہِ سخن — کروڑوں ڈھونڈھ کے لاتا یہ خاکسار، گرہ ص۲۷۹
(۲) دیکھیے: پایۂ سنجانِ دستگاہِ سخن۔

دستگاہِ فقر: یقیں ہے آدمی کو دستگاہِ فقر حاصل ہو — دمِ تیغِ توکّل سے اگر پائے سبب کاٹے ص۹۸

دستگہ[۱]: دیکھیے: حسرتِ دستگہ۔

دستگہِ وصل: ہے مشقِ اسدؔ! دستگہِ وصل کی منظور — ہوں خاک نشیں از پئے ادراکِ قدم بوس ص۳۶

دستگہِ یک قدم: دیکھیے: بساطِ دستگہِ یک قدم۔

دستور[۲]: ظلم کرتا گدائے عاشق پہ — نہیں شاہانِ حُسن کا دستور ص۳۲

دستورِ فنِ شعر: دستورِ فنِ شعر یہی ہے قدیم سے — یعنی دعا پہ مدح کا کرتے ہیں اختتام ص۲۸۳

دستہ[۳]: دیکھیے: یک دستہ۔

دستۂ نسرین و نسترن: بنا ہے تختۂ گل ہائے یاسمن بستر — ہوا ہے دستۂ نسرین و نسترن تکیہ ص۳۰۳

دشت[۴]: (۱) فخِ قیامت ایک دمِ گرگ تھی اسدؔ! — جس دشت میں وہ شوخِ دو عالم شکار تھا ص۱۷
(۲) سیرِ آں سوئے تماشا ہے طلبگاروں کا — خضر مشتاق ہے اِس دشت کے آواروں کا ص۲۸
(۳) جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ ہے غالبؔ! — بسانِ دشت دلِ پُر غبار رکھتے ہیں ص۶۳
(۴) ذرّہ اُس دشت کا: خرشید کو آئینۂ ناز — گرد اُس دشت کی: اُمید کو احرامِ بہار ص۱۳۳
(۵) کوئی ویرانی سی ویرانی ہے! — دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا ص۱۵۲
(۶) شوق اُس دشت میں دوڑائے ہے مجھ کو کہ جہاں — جادہ غیر از نگہِ دیدۂ تصویر نہیں ص۱۸۲
(۷) کم نہیں وہ بھی خرابی میں پہ وسعت معلوم؟! — دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں ص۱۸۶

---

۱ دستگہ : تین بار [مرکّب]۔
۲ دستور : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
۳ دستہ : دو بار [مرکّب]۔
۴ دشت : سینتیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: انتیس بار]۔

(۸) نقشِ سمِ سمند سے یکسر بن گیا دشت دامنِ گلچیں ص ۲۸۱

(۹) جو بعدِ قتل مرا دشت میں مزار بنا لگا کے بیٹھتے ہیں اُس سے راہزن تکیہ ص ۳۰۳

دیکھیے ــــــ: (۱۰) اجزاے دوعالم دشت۔ (۱۱) بہ یک دشت۔ (۱۲) تمام دشت۔ (۱۳) خارِ دشت۔

(۱۴) سوے دشت۔ (۱۵) صفحۂ دشت۔ (۱۶) محملِ دشت۔ (۱۷) ہر دشت۔ (۱۸) ہر گرد بادِ دشت۔

دشتِ اُلفت: دشتِ اُلفت چمن و آبلہ مہماں پرور دلِ جبریل کفِ پا پہ ئے ہے رخسار ص ۴

(۲) دشتِ اُلفت میں ہے خاکِ کشتگاں محبوس و بس پیچ و تابِ جادہ ہے خطِ کفِ افسوس و بس ص ۳۶

دشتِ امکاں: ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب! ہم نے دشتِ امکاں کو ایک نقشِ پا پایا ص ۱۴

دشتِ تتار: دیکھیے: دماغِ آہوے دشتِ تتار۔

دشتِ تسخیر: دشتِ تسخیر ہو گر گردِ خرامِ ڈلڈل نعل در آتش ہر ذرہ ہے تیغِ کہسار ص ۵

دشتِ تمنا: فرش اِس دشتِ تمنا میں نہ ہوتا گر عدل گرمیِ شعلۂ رفتار سے جلتے خس و خار ص ۵

دشتِ خیال: دیکھیے: انتظارِ آوارۂ دشتِ خیال۔

دشتِ ساماں: رنجشِ دل یک جہاں ویراں کرے گی اے فلک! دشت ساماں ہے غبارِ خاطرِ آشفتگاں ص ۶۶

دشتِ عشق: دیکھیے: مجنونِ دشتِ عشق۔

دشتِ غم: ممکن نہیں کہ بھول کے بھی آرمیدہ ہوں میں دشتِ غم میں آہوے صیاد دیدہ ہوں ص ۲۹۹

دشتِ قیس: قیامت ہے کہ سُن لیلیٰ کا دشتِ قیس میں آنا تعجب سے وہ بولا: یوں بھی ہوتا ہے زمانے میں؟ ص ۱۸۰

دشتِ مجنوں: دیکھیے: خاکِ دشتِ مجنوں۔

دشتِ نجف: دیکھیے: جادۂ دشتِ نجف۔

دشت نوردی: دیکھیے: (۱) ذوقِ دشت نوردی۔ (۲) مانعِ دشت نوردی۔

دشتِ وحشت: دیکھیے: غبارِ دشتِ وحشت۔

دشت و ریگ: سازِ وحشت رقمی ہا کہ بہ اظہارِ اسدؔ دشت و ریگ آئنۂ صفحۂ افشاں زدہ ہے ص ۱۰۹

دشتِ وفا: دیکھیے: موجِ سرابِ دشتِ وفا۔

دشت و کوہ: یہ اُس کے عدل سے اضداد کو ہے آمیزش کہ دشت و کوہ کے اطراف میں بہ ہر سرِ راہ ص ۲۷۷

دشمن[۱]: (۱) فسونِ یک دلی ہے لذتِ بیدادِ دشمن پر — کہ وجدِ برق جوں پروانہ بال افشاں ہے خرمن پر — ص۴۱

(۲) میں دور گردِ عرضِ رسومِ نیاز ہوں — دشمن سمجھ، ولے نگہِ آشنا نہ مانگ — ص۵۰

(۳) ہم کو ہے اِس رازداری پر گھمنڈ — دوست کا ہے راز دشمن پر کھلا — ص۱۳۰

(۴) میں اور ایک آفت کا ٹکڑا وہ دلِ وحشی کہ ہے — عافیت کا دشمن اور آوارگی کا آشنا — ص۱۳۹

(۵) تا کرے نہ غمّازی، کرلیا ہے دشمن کو — دوست کی شکایت میں ہم نے ہم زباں اپنا — ص۱۵۹

(۶) ہم کہاں کے دانا تھے؟ کس ہنر میں یکتا تھے؟ — بے سبب ہوا غالبؔ! دشمن آسماں، اپنا — ص۱۵۹

(۷) جو منکرِ وفا ہو فریب اُس پہ کیا چلے — کیوں بدگماں ہوں دوست سے دشمن کے باب میں — ص۱۸۸

(۸) نہیں گر ہمدمی آساں نہ ہو، یہ رشک کیا کم ہے؟ — نہ دی ہوتی خدایا! آرزوے دوست دشمن کو — ص۱۹۸

(۹) یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے؟ — ہوئے تم دوست جس کے دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو — ص۲۰۰

(۱۰) خطر ہے، رشتۂ اُلفت رگِ گردن نہ ہو جاوے — غرورِ دوستی آفت ہے، تو دشمن نہ ہو جاوے — ص۲۱۳

(۱۱) ہم بھی دشمن تو نہیں ہیں اپنے — غیر کو تجھ سے محبت ہی سہی — ص۲۲۰

(۱۲) دشمنی نے میری کھویا غیر کو — کس قدر دشمن ہے دیکھا چاہیے — ص۲۲۳

(۱۳) اِس رنگ سے اُٹھائی کل اُس نے اسدؔ کی نعش — دشمن بھی جس کو دیکھ کے غمناک ہو گئے — ص۲۲۹

(۱۴) بسے ہے یوں گرد بے گرد کوئے دوست کو اب — اگر نہ کہیے کہ دشمن کا گھر ہے، کیا کہیے؟ — ص۲۳۷

(۱۵) وہ دوست نبی کے اور تم اُن کے دشمن — لاحولَ ولا قوّۃ اِلّا باللّٰہ! — ص۳۱۳

دیکھیے ـــــــ: (۱۶) آشنا دشمن۔ (۱۷) تیغِ دشمن۔ (۱۸) دوست دارِ دشمن۔ (۱۹) علی الرّغمِ دشمن۔ (۲۰) کشتۂ دشمن۔ (۲۱) مہربانی ہاے دشمن۔

دشمنِ آلِ نبی: دشمنِ آلِ نبی کو بہ طربِ خانۂ دہر — عرضِ خمیازۂ سیلاب ہو طاقِ دیوار — ص۱۳۳

دشمنِ اربابِ وفا: اب جفا سے بھی ہیں محروم ہم، اللہ اللہ! — اِس قدر دشمنِ اربابِ وفا ہو جانا! — ص۱۵۶

دشمنِ ایمان و آگہی: ساقی بہ جلوہ دشمنِ ایمان و آگہی — مطرب بہ نغمہ رہزنِ تمکین و ہوش ہے — ص۲۳۰

دشمنِ جانی: دل کے ہاتھوں سے کہ ہے دشمنِ جانی میرا — ہوں اک آفت میں گرفتار، کہوں یا نہ کہوں — ص۲۹۸

---

۱ دشمن : اٹھائی بار [مفرد: پندرہ بار، مرکب: تیرہ بار]۔ دشمناں : ایک بار [مرکب]۔

دشمنِ حسرتِ عاشق: دشمنِ حسرتِ عاشق ہے رگِ ابرِ سیاہ — جس نے برباد کیا ریشۂ چندیں شبِ تار — ص ۲

دشمنِ دیں: دیکھیے: ایک دشمنِ دیں۔

دشمن کام: لکھ دیا شاہدوں کو: عاشق کش — لکھ دیا عاشقوں کو: دشمن کام — ص ۳۸

دُشمناں: دیکھیے: جوابِ سنگ دلی ہاے دشمناں۔

دشمنی[1]: (۱) دوستو! مجھ ستم رسیدہ سے — دشمنی ہے وصال کا مذکور — ص ۳۲

(۲) کیوں مری غم خوارگی کا تجھ کو آیا تھا خیال — دشمنی اپنی تھی میری دوستداری، ہاے ہاے! — ص ۲۰۳

(۳) ہَے ہَے، خدا نخواستہ وہ اور دشمنی! — اے شوقِ منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے! — ص ۲۰۵

(۴) دشمنی نے میری کھویا غیر کو — کس قدر دشمن ہے، دیکھا چاہیے — ص ۲۲۳

دُشنام[2]: (۱) بوسہ نہیں نہ دیجے، دُشنام ہی سہی — آخر زباں تو رکھتے ہو تم گر دہاں نہیں — ص ۱۸۸

(۲) دیکھیے: بلذّتِ دشنام۔

دشنہ[3]: (۱) گرچہ ہوں دیوانہ پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب؟ — آستیں میں دشنہ پنہاں، ہاتھ میں نشتر کھلا — ص ۱۶۰

(۲) میں بھی رُک رُک کے نہ مرتا جو زباں کے بدلے — دشنہ اک تیز سا ہوتا مرے غم خوار کے پاس — ص ۱۶۳

(۳) دشنے نے کبھی منہ نہ لگایا ہو جگر کو — خنجر نے کبھی بات نہ پوچھی ہو گلوں کی — ص ۲۲۸

دشنہ و خنجر: مقصد ہے ناز و غمزہ، ولے گفتگو میں کام — چلتا نہیں ہے دشنہ و خنجر کہے بغیر — ص ۱۶۹

دشنۂ غمزہ: دشنۂ غمزہ جاں ستاں، ناوکِ ناز بے پناہ — تیرا ہی عکسِ رُخ سہی، سامنے تیرے آئے کیوں — ص ۱۹۳

دشنۂ مژگاں: چاہے ہے پھر کسی کو مقابل میں آرزو — سُرمے سے تیز دشنۂ مژگاں کیے ہوئے — ص ۲۲۶

دشوار[4]: (۱) موجِ طوفاں ہو اگر خونِ دو عالم ہستی — ہے حنا کو سرِ ناخن سے گزرنا دُشوار — ص ۵

(۲) یک جہاں بسملِ اندازِ پرافشانی ہے — دام سے اُس کے قفا کو ہے رہائی دشوار — ص ۵

(۳) میری تنخواہ کیجے ماہ بہ ماہ — تا نہ ہو مجھ کو زندگی دشوار — ص ۱۴۷

(۴) بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا — آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا — ص ۱۵۰

---

۱ دشمنی : چار بار۔

۲ دشنام : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

۳ دشنہ : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکب: تین بار]۔

۴ دشوار : آٹھ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: دو بار]۔

دشواری : ایک بار [مرکب]۔

	(۵)،(۶) ملنا ترا اگر نہیں آساں تو سہل ہے	دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں	ص۱۸۳
	(۷) دیکھیے: عقدۂ دشوار۔		
دشوار پسند:	دیکھیے: ہمتِ دشوار پسند۔		
دشواریِ رہ:	ناچار بے کسی کی بھی حسرت اُٹھایئے	دشواریِ رہ و ستمِ ہمرہاں نہ پوچھ	ص۲۰۱
دُعا[1]:	(۱) اے آرزو شہیدِ وفا! خوں بہا نہ مانگ	جز بہرِ دست و بازوے قاتل دعا نہ مانگ	ص۵۰
	(۲) گستاخیِ وصال ہے مشاطۂ نیاز	یعنی دعا بجز خمِ زلفِ دوتا نہ مانگ	ص۵۰
	(۳) اسدؔ! شکوہ کفر و دُعا ناسپاسی	ہجومِ تمنّا سے لاچار ہیں ہم	ص۵۵
	(۴) ختم کرتا ہوں اب دُعا پہ کلام	شاعری سے نہیں مجھے سروکار	ص۱۲۷
	(۵) کیوں کر نہ کروں مدح کو میں ختم دُعا پر	قاصر ہے ستایش میں تری میری عبارت	ص۱۲۷
	(۶) ہاتھ میں تیرے رہے توسنِ دولت کی عناں!	یہ دُعا شام و سحر قاضیِ حاجات سے ہے	ص۱۲۸
	(۷) دے دُعا کو مری وہ مرتبۂ حُسنِ قبول	کہ اجابت کہے ہر حرف پہ سو بار آمیں	ص۱۳۵
	(۸) حریفِ مطلبِ مشکل نہیں فسونِ نیاز	دُعا قبول ہو یارب کہ عمرِ خضر دراز!	ص۱۷۱
	(۹) گر تجھ کو ہے یقینِ اجابت، دُعا نہ مانگ	یعنی، بغیر یک دلِ بے مدعا نہ مانگ	ص۱۶۷
	(۱۰) غالبؔ! وظیفہ خوار ہو دو شاہ کو دُعا	وہ دن گئے جو کہتے تھے: نوکر نہیں ہوں میں	ص۱۹۱
	(۱۱) نہ لٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا؟	رہا کھٹکا نہ چوری کا، دعا دیتا ہوں رہزن کو	ص۱۹۹
	(۱۲) جان تم پر نثار کرتا ہوں	میں نہیں جانتا دُعا کیا ہے	ص۲۳۸
	(۱۳) مدح کے بعد دُعا چاہیے اور اہلِ سخن	اُس کو کرتے ہیں بہت بڑھ کے بہ اغراقِ رقم	ص۲۶۵
	(۱۴) دُعا یہ ہے کہ مخالف کے دل میں از رہِ بغض	پڑی ہے یہ جو بہت سخت نابکار گرہ	ص۲۷۹
	(۱۵) ہے دُعا بھی یہی کہ دُنیا میں	تم رہو زندہ جاوداں، آمیں!	ص۲۸۱
	(۱۶) دستورِ فنِ شعر یہی ہے قدیم سے	یعنی دعا پہ مدح کا کرتے ہیں اختتام	ص۲۸۳
	(۱۷) ہے یہ دعا کہ زیرِ نگیں آپ کے رہے	اقلیمِ ہند و سند سے تا ملکِ روم و شام!	ص۲۸۳

---

[1] دُعا : اکتیس بار [مفرد: سترہ بار، مرکب: چودہ بار]۔ دعاہا : ایک بار [مرکب]۔ دعائیں: تین بار۔

دیکھیے ——: (۱۸) بلندیِ دستِ دُعا۔ (۱۹) تاثیرِ دعا۔ (۲۰) جوہرِ دستِ دعا۔ (۲۱)-(۲۴) دستِ دعا [چار بار]۔ (۲۵) سامانِ دُعا۔ (۲۶) یک دعا۔ (۲۷) یک دست وصد دعا۔

دعاے بقاے جنابِ فیض مآب: پئے دعاے بقاے جنابِ فیض مآب — لگے گی اِس میں ثوابت کی اُستوار گرہ ص ۲۷۹

دعاے دل: تمناے اسدؔ قتلِ رقیب اور شکر کا سجدہ — دعاے دل بہ محرابِ خمِ شمشیر بہتر ہے ص ۱۰۸

دعاے مدعا گم کردگاں: غم و عشرت قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں ہے — دعاے مدعا گم کردگاں لبریزِ آمیں ہے ص ۸۹

دعویٰ-دعوا:[1] (۱) اسدؔ! یہ عجز و بے سامانیِ فرعون توأم ہے — جسے تو بندگی کہتا ہے، دعویٰ ہے خدائی کا ص ۱۱

(۲) نہ ہو حُسنِ تماشا دوست رُسوا بے وفائی کا — بہ مُہرِ صد نظر ثابت ہے دعویٰ پارسائی کا ص ۱۳۹

(۳) پئے نذرِ کرم تحفہ ہے شرمِ نارسائی کا — بہ خوں غلتیدۂ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا ص ۱۳۹

(۴) حریفِ جوششِ دریا نہیں خود داریِ ساحل — جہاں ساقی ہو تو، باطل ہے دعویٰ ہوشیاری کا ص ۱۳۸

(۵) کیا کس نے جگر داری کا دعویٰ؟ — شکیبِ خاطرِ عاشق بھلا کیا؟ ص ۱۵۷

(۶) سب کو مقبول ہے دعویٰ تری یکتائی کا — رو بہ رو کوئی بُتِ آئنہ سیما نہ ہوا ص ۱۹۳

(۷) ہوں ظہوریؔ کے مقابل میں خفائی، غالبؔ! — میرے دعوے پہ یہ حجت ہے کہ مشہور نہیں ص ۱۸۶

دیکھیے ——: (۸) پایمالِ شوخیِ دعویٰ۔ (۹) خرمن بہ بادِ دادۂ دعویٰ۔ (۱۰) سازِ دعویٰ۔ (۱۱) سرِ دعویٰ۔

دعویٰ آرائی: اے اسدؔ! بجا ہے نازِ سجدۂ عرضِ نیاز — عالمِ تسلیم میں یہ دعویٰ آرائی عبث ص ۳۲

دعویِ باطل: دیکھیے: سرِ دعویِ باطل۔

دعویِ تمکیں: خرابِ نالۂ بلبل، شہیدِ خندۂ گل — ہنوز دعویِ تمکین و بیمِ رُسوائی ص ۱۱۰

دعویِ ثابت قدمی: ہے مشقِ وفا، جانتے ہیں، لغزشِ پا تک — اے شمع! تجھے دعویِ ثابت قدمی ہے! ص ۱۰۶

دعویِ جمعیتِ احباب: عرضِ نازِ شوخیِ دنداں براے خندہ ہے — دعویِ جمعیتِ احباب جاے خندہ ہے ص ۲۱۴

دعویِ چمن نسبی: نظر بہ نقصِ گدایاں کمالِ بے ادبی ہے — کہ خارِ خشک کو بھی دعویِ چمن نسبی ہے ص ۷۵

دعویِ دریا کشی: محملِ پیمانۂ فرصت ہے بردوشِ حباب — دعویِ دریا کشی و نشہ پیمائی عبث ص ۳۴

دعویِ طاقت شکستن ہا: دیکھیے: فسونِ دعویِ طاقت شکستن ہا۔

---

[1] دعویٰ-دعوا: بتیس بار [مفرد: سات بار، مرکب: پچیس بار]۔

دعویِ عاشق: شفق بہ دعویِ عاشق گواہِ رنگیں ہے — کہ ماہ، دُزدِ حنائے کفِ نگاریں ہے ص۱۰۲

دعویِ عشقِ بتاں: دعویِ عشقِ بتاں سے بہ گلستاں گل و صبح — ہیں رقیبانہ بہم دست و گریباں گل و صبح ص۳۷

دعویِ وارستگی: (۱) وہ حلقہ ہائے زلف کمیں میں ہیں، اے خدا! — رکھ لیجو میرے دعویِ وارستگی کی شرم ص۱۷۷

(۲) الفتِ گل سے غلط ہے دعویِ وارستگی — سرو، ہے باوصفِ آزادی، گرفتارِ چمن ص۱۸۱

دعوائے پرافشانی: بجز غبار کردہ سیر، آہنگِ پرواز کو؟ — بلبلِ تصویر و دعوائے پرافشانی عبث ص۳۲

دعوائے تنگ پیرہنی: دی لطفِ ہوا نے بہ جنوں طرفہ نزاکت — تا آبلہ دعوائے تنگ پیرہنی ہے ص۱۱۱

دعوائے جنوں: دعوائے جنوں باطل، تسلیم عبث حاصل — پرواز فنا مشکل، میں عجز تن آسانی ص۱۰۹

دعوائے رسائی: وهاں کنگرِ استغنا ہردم ہے بلندی پہ — یہاں نالے کو اور اُلٹا دعوائے رسائی ہے ص۲۱۰

دعوائے عشق: وفا مقابل و دعوائے عشق بے بنیاد — جنونِ ساختہ و فصلِ گل، قیامت ہے! ص۲۱۲

دعوائے گرفتاریِ اُلفت: مجبوری و دعوائے گرفتاریِ اُلفت! — دستِ تہِ سنگ آمدہ پیمانِ وفا ہے ص۲۱۹

دعوائے بینائی: تازِ لطفِ عشق باوصفِ توانائی عبث — رنگ ہے سنگِ محک، دعوائے بینائی عبث ص۳۲

دعوائے ہم کلامی: طرفِ سخن نہیں ہے مجھ سے خدا نکردہ! — ہے نامہ بر کو اُس سے دعوائے ہم کلامی ص۴۷

دفتر[1]: (۱) پہلے دارا کا نکل آیا ہے نام — اُس کے سرہنگوں کا جب دفتر کھلا ص۱۳۹

(۲) پھر ہوا مدحت ترازی کا خیال — پھر مہ و خرشید کا دفتر کھلا ص۱۳۰

(۳) بزمِ شاہنشاہ میں اشعار کا دفتر کھلا — رکھیو یارب! یہ درِ گنجینۂ گوہر کھلا ص۱۶۰

دفترِ امکاں: دیکھیے: ورقِ دفترِ امکاں۔

دفترِ ربطِ مزاج: دیکھیے: تمام دفترِ ربطِ مزاج۔

دفترِ مدحِ جہاں داور: ہو سکے کیا مدح، ہاں اک نام ہے — دفترِ مدحِ جہاں داور کھلا ص۱۳۱

دلچۂ[2] خرشید: دیکھیے: غلافِ دلچۂ خرشید۔

دفع[3]: تو آب سے گر سلب کرے طاقتِ سیلاں — تو آگ سے گر دفع کرے تابِ شرارت ص۱۲۷

دفعِ پیکانِ قضا: تھا گریزاں مژۂ یار سے دل تا دمِ مرگ — دفعِ پیکانِ قضا اِس قدر آساں سمجھا! ص۱۲۷

---

۱ دفتر : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکب: تین بار]۔

۲ دلچہ : ایک بار [مرکب]۔

۳ دفع : تین بار [مرکب: دو بار]۔

دفعِ چشم زخم: خیر خواہِ دید ہوں از بہرِ دفعِ چشم زخم   کھینچتا ہوں اپنی آنکھوں میں سلائی نیل کی   ص ۹۱

دفن[1]: (۱) موت بس اُن کی ہے جو مر کے وہیں دفن ہوئے   زیست اُن کی ہے جو اُس کوچے سے گھائل آئے   ص ۲۴۳

(۲) اپنی گلی میں مجھ کو نہ کر دفن بعدِ قتل   میرے پتے سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے   ص ۲۳۶

دفینہ[2]: تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں ہوا اسدؔ!   سینہ کہ تھا دفینہ گہر ہائے راز کا   ص ۱۵۵

دُکاں[3]، دُکان: (۱) تا چند داغ بیٹھیے، نقصاں اُٹھائیے   اب چار سوئے عشق سے دُکاں اُٹھائیے   ص ۴۳

(۲) خانمانِ عاشقاں دُکانِ آتش باز ہے   شعلہ رو جب ہوگئے گرمِ تماشا، جل گیا   ص ۲۰

دُکانِ متاعِ نظر: جو ہے تجھے سرِ سودائے انتظار تو آ   کہ ہیں دُکانِ متاعِ نظر در و دیوار   ص ۱۹۷

دُکانِ ناوکِ تاثیر: دُکانِ ناوکِ تاثیر ہے از خود تہی ماندن   سراسر عجز ہو، کر خانہ یاسِیِ کماں خالی   ص ۲۵۵

دکن[4]: دیکھیے ــــــ: (۱) داستانِ شہِ دکن۔ (۲) حیدر آبادِ دکن۔

دُکھ[5]: (۱) تو اور سوئے غیر نظر ہائے تیز تیز!   میں اور دُکھ تری مژہ ہائے دراز کا!   ص ۱۵۵

(۲) نام کا میرے ہے، جو دُکھ کہ کسی کو نہ ملا   کام میں میرے ہے، جو فتنہ کہ برپا نہ ہوا   ص ۱۶۴

(۳) یوں ہی دُکھ کسی کو دینا نہیں خوب، ورنہ کہتا   کہ مرے عدو کو یارب! ملے میری زندگانی   ص ۲۰۷

(۴) ابنِ مریم ہوا کرے کوئی   میرے دُکھ کی دوا کرے کوئی   ص ۲۴۲

(۵) دُکھ جی کے پسند ہوگیا ہے غالبؔ!   دل رُک رُک کر بند ہوگیا ہے غالبؔ!   ص ۲۵۳

دگر[6]: (۱) نظارہ دیگر و دلِ خونیں نفس دگر   آئینہ دیکھ، جوہرِ برگِ حنا نہ مانگ   ص ۵۱

دیکھیے ــــــ: (۲) اندازِ دگر۔ (۳)، (۴) دل ہائے دگر [دو بار]۔ (۵)، (۶) رنگِ دگر [دو بار]۔ (۷) طلسمِ جلوۂ کیفیتِ دگر۔ (۸) عمرِ دگر۔ (۹) وقتِ دگر۔

دگراں: دیکھیے: آئنہ پردازیِ دستِ دگراں۔

دگرسو: جوہرِ دستِ دعا آئنہ، یعنی تاثیر   یک طرف نازشِ مژگان و دگر سو غمِ خار   ص ۱۳۳

دل[7]: (۱) بس کہ یک رنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجاد نسیم   لالے کے داغ سے جوں نقطہ و خط، سنبل زار   ص ۳

---

[1] دفن : دو بار۔

[2] دفینہ : ایک بار۔

[3] دُکاں، دُکان : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

[4] دکن : دو بار [مرکب]۔

[5] دُکھ : پانچ بار۔

[6] دگر : دس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: نو بار]۔
دگراں : ایک بار [مرکب]۔

[7] دل : چھ سو ستائیس بار
[مفرد: دو سو پینتالیس بار، مرکب: تین سو بیاسی بار]۔

(۲) رنجِ تعظیمِ مسیحا نہیں اُٹھتا مجھ سے	درد ہوتا ہے مرے دل میں جو توڑوں بالیں	ص ۸
(۳) کچھ کھٹکتا تھا مرے سینے میں لیکن آخر	جس کو دل کہتے تھے سو تیر کا پیکاں نکلا	ص ۱۳
(۴) نوکِ ہر خار سے تھا بس کہ سرِ دُزدیِ زخم	جوں نمد ہم نے کفِ پا پہ اسدؔ دل باندھا	ص ۱۴
(۵) شب کہ ذوقِ گفتگو سے تیری دل بیتاب تھا	شوخیِ وحشت سے افسانہ فسونِ خواب تھا	ص ۱۵
(۶) کس کا خیال آئنۂ انتظار تھا؟	ہر برگِ گل کے پردے میں دل بے قرار تھا	ص ۱۷
(۷) مرا شمول ہر اک دل کے پیچ و تاب میں ہے	میں مدعا ہوں تپشِ نامۂ تمنا کا	ص ۱۷
(۸) ملی نہ وسعتِ جولانِ یک جنوں ہم کو	عدم کو لے گئے دل میں غبارِ صحرا کا	ص ۱۷
(۹) درسِ تپش ہے برق کو اب جس کے نام سے	وہ دل ہے یہ کہ جس کا تخلص صبور تھا	ص ۱۸
(۱۰) ہر گام آبلے سے ہے دل در تہِ قدم	کیا بیم اہلِ درد کو سختیِ راہ کا	ص ۱۹
(۱۱) تا کجا افسوسِ گرمی ہائے صحبت اے خیال!	دل بہ سوزِ آتشِ داغِ تمنا جل گیا	ص ۲۰
(۱۲) رات، دل گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ تھا	رنگِ روے شمع برقِ خرمنِ پروانہ تھا	ص ۲۵
(۱۳) دل در رکابِ صحرا خانہ خرابِ صحرا	موجِ سرابِ صحرا: عرضِ غبارِ صحرا	ص ۲۶
(۱۴) دیوانگیِ اسدؔ کی حسرت کشِ طرب ہے	سر میں ہوائے گلشن، دل میں غبارِ صحرا	ص ۲۶
(۱۵) ہے گرفتاریِ نیرنگِ تماشا، ہستی	پرِ طاؤس سے دل پائے بہ زنجیر آیا	ص ۲۷
(۱۶) شب کہ دل زخمیِ عرضِ دو جہاں تیر آیا	نالہ بر خود غلطِ شوخیِ تاثیر آیا	۲۷
(۱۷) عیادت سے زبس ٹوٹا ہے دل یارانِ غمگیں کا	نظر آتا ہے موے شیشہ رشتہ شمعِ بالیں کا	ص ۲۸
(۱۸) جلوہ مایوس نہیں دل نگرانی غافل!	چشمِ اُمید ہے روزن تری دیواروں کا	ص ۲۸
(۱۹) وحشتِ نالہ بہ واماندگیِ وحشت ہے	جرسِ قافلہ یعنی دل ہے گراں باروں کا	ص ۲۸
(۲۰) تپیدن، دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فراش ہے	رکھا اسپند نے جگر میں پہلو گرمِ تمکیں کا	ص ۲۹
(۲۱) خوں دل میں جو میرے نہیں باقی تو پھر اُس کی	جوں ماہیِ بے آب تڑپتی ہے ہر انگشت	ص ۳۲
(۲۲) جانِ عاشق حاصلِ صد غلبۂ تاثیر ہے	دل کو اے بیدادِ خو! تعلیمِ خارائی عبث	ص ۳۳
(۲۳) دل کو توڑا جوشِ بیتابی سے، غالبؔ کیا کیا!	رکھ دیا پہلو بہ وقتِ اضطراب آئینے پر	ص ۴۰

(۲۴) قاتل بہ عزمِ ناز و دل از زخم در گداز — شمشیر آبدار و نگہ آبدار تر ص ۴۰

(۲۵) بینش بہ سعیِ ضبطِ جنوں نوبہار تر — دل در گدازِ نالہ، نگہ آبیار تر ص ۴۰

(۲۶) ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزاں ہے — کہ شیشہ نازک و صہبا ہے آبگینہ گداز ص ۴۳)

(۲۷) دل کی صدائے شکست سازِ طرب ہے اسدؔ! — شیشۂ بے بادہ سے چاہے ہے قُلقُل ہنوز ص ۴۴

(۲۸) دل میں ہے سودائے زلف مستِ تغافل ہنوز — ہے مژۂ خوابناک ریشۂ سُنبل ہنوز ص ۴۴

(۲۹) ہو قبولِ کم نگاہی تحفۂ اہلِ نیاز — اے دل وائے جانِ نازِ! اے دین وائے ایمانِ عجز! ص ۴۴

(۳۰) ہوتے ہیں محو جلوۂ خور سے ستارگاں — دیکھا اُس کو، دل سے مٹ گئے بے اختیار داغ ص ۴۸

(۳۱) ہیں میری مشتِ خاک سے اُس کو کدورتیں — پائی جگہ بھی دل میں تو ہو کر غبار، حیف! ص ۴۹

(۳۲) عرضِ دردِ بے وفائی وحشتِ اندیشہ ہے — خوں ہوا دل تا جگر، یارب! زبانِ شکوہ لال ص ۵۲

(۳۳) کس دل پہ ہے عزمِ صفِ مژگانِ خود آرا — آئینے کے پایاب سے اُتری ہیں سپاہیں ص ۵۹

(۳۴) اے نوا سازِ تماشا! سر بہ کف جلتا ہوں میں — یک طرف جلتا ہے دل اور یک طرف جلتا ہوں میں ص ۶۳

(۳۵) صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیرِ چاک — درد اور یہ کمیں کہ رہِ نالہ وا کروں ص ۵۶

(۳۶) تماشا کردنی ہے لطفِ زخمِ انتظار اے دل! — سوادِ داغ مرہم مردمک ہے چشمِ سوزن میں ص ۵۸

(۳۷) کس کا دل زلف سے بھاگا؟ کہ اسدؔ! — دستِ شانہ بہ قفا باندھتے ہیں ص ۵۸

(۳۸) دل کو، اظہارِ سخن اندازِ فتح الباب ہے — یہاں صریرِ خامہ، غیر از اصطکاکِ در نہیں ص ۶۶

(۳۹) سایۂ اُفتادگی بالین و بستر ہوں اسدؔ! — جوں صنوبر دل سراپا قامت آرائی نہیں ص ۶۵

(۴۰) وہ دل، جوں شمع، بہرِ دعوتِ نظارہ لاجس سے — نگہ لبریزِ اشک و سینہ معمورِ تمنا ہو ص ۶۷

(۴۱) ستم کشی کا کیا دل نے حوصلہ پیدا — اب اُس سے ربط کروں جو بہت ستمگر ہو ص ۶۷

(۴۲) دل دے کفِ تغافلِ ابروئے یار میں — آئینہ ایسے طاق پہ گم کر کہ تو نہ ہو ص ۶۸

(۴۳) دل کارگاہِ فکر و اسدؔ بینوائے دل — یہاں سنگِ آستانۂ بیدلؔ ہے آئینہ ص ۷۰

(۴۴) مجو دل، سُراغِ درد بہ دل خفتگاں نہ پوچھ — آئینہ عرض کر، خط و خالِ بیاں نہ پوچھ ص ۷۰

(۴۵) شکوہ و شکر کو ثمر بیم و اُمید کا سمجھ — خانۂ آگہی خراب! دل نہ سمجھ بلا سمجھ ص ۷۲

(۶۸) رنجشِ یارِ مہرباں عیش و طرب کا ہے نشاں — دل سے اُٹھے ہے جو غبار گردِ سوادِ باغ ہے ص۱۱۶

(۶۹) دل سوزِ جنوں سے جلوہ منظر ہے آج — نیرنگِ زمانہ فتنہ پرور ہے آج ص۱۱۸

(۷۰) بندہ پرور کے کفِ دست کو دل کیجیے فرض — اور اِس چکنی سپاری کو سویدا کہیے ص۱۲۲

(۷۱) خستگی کا ہو بھلا جس کے سبب سے سرِ دست — نسبت اک گونہ مرے دل کو ترے ہات سے ہے ص۱۲۸

(۷۲) بوسہ دینے میں اُن کو ہے انکار — دل کے لینے میں جن کو تھا ابرام ص۱۳۷

(۷۳) لاکھ عقدے دل میں تھے لیکن ہر ایک — میری حدِّ وسع سے باہر کھلا ص۱۳۹

(۷۴) واقعی دل پر بھلا لگتا تھا داغ — زخم لیکن داغ سے بہتر کھلا ص۱۴۰

(۷۵)،(۷۶) کہتے ہو: نہ دیں گے ہم دل اگر پڑا پایا — دل کہاں کہ گم کیجیے، ہم نے مدعا پایا ص۱۴۳

(۷۷) غنچہ پھر لگا کھلنے، آج ہم نے اپنا دل — خوں کیا ہوا دیکھا، گم کیا ہوا پایا ص۱۴۳

(۷۸) دل گزرگاہِ خیالِ مے و ساغر ہی سہی — گر نفَس جادۂ سرمنزلِ تقویٰ نہ ہوا ص۱۴۴

(۷۹) دل میں پھر گریے نے اک شور اُٹھایا غالبؔ! — آہ! جو قطرہ نہ نکلا تھا سو طوفاں نکلا ص۱۴۴

(۸۰) جب بہ تقریبِ سفر یار نے محمل باندھا — تپشِ شوق نے ہر ذرّے پہ اک دل باندھا ص۱۴۴

(۸۱) نہ بندھے تشنگیِ شوق کے مضموں غالبؔ! — گرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا ص۱۴۵

(۸۲) مقدمِ سیلاب سے دل کیا نشاط آہنگ ہے! — خانۂ عاشق مگر سازِ صدائے آب تھا ص۱۴۵

(۸۳) ناگہاں اِس رنگ سے خونابہ ٹپکانے لگا — دل کہ ذوقِ کاوشِ ناخن سے لذت یاب تھا ص۱۴۵

(۸۴) آج کیوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی تجھے؟ — کل تلک تیرا بھی دل مہر و وفا کا باب تھا ص۱۴۵

(۸۵) شرحِ اسبابِ گرفتاریِ خاطر مت پوچھ — اِس قدر تنگ ہوا دل کہ میں زنداں سمجھا ص۱۴۷

(۸۶) تھا گریزاں مژۂ یار سے دل تا دمِ مرگ — دفعِ پیکانِ قضا اِس قدر آساں سمجھا! ص۱۴۷

(۸۷) دل دیا جان کے کیوں اُس کو وفادار اسدؔ! — غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا ص۱۴۷

(۸۸) گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا — گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا ص۱۴۷

(۸۹) دل اُس کو پہلے ہی ناز و ادا سے، دے بیٹھے — ہمیں دماغ کہاں حُسن کے تقاضا کا ص۱۴۸

(۹۰) ہمہ ناامیدی، ہمہ بدگمانی	میں دل ہوں فریبِ وفا خوردگاں کا	ص ۱۴۸
(۹۱) آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے کے رہ گئے	صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا!	ص ۱۴۸
(۹۲) سو بار بندِ عشق سے آزاد ہم ہوئے	پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا	ص ۱۵۰
(۹۳) دل مرا سوزِ نہاں سے بے محابا جل گیا	آتشِ خاموش کے مانند گویا جل گیا	ص ۱۵۱
(۹۴) دل میں ذوقِ وصل و یادِ یار تک باقی نہیں	آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا	ص ۱۵۱
(۹۵) دل نہیں، تجھ کو دکھاتا ورنہ داغوں کی بہار	اس چراغاں کا، کروں کیا، کارفرما جل گیا	ص ۱۵۱
(۹۶) میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالبؔ! کہ دل	دیکھ کر طرزِ تپاکِ اہلِ دُنیا جل گیا	ص ۱۵۱
(۹۷) دل کو ہم صرفِ وفا سمجھے تھے، کیا معلوم تھا	یعنی، یہ پہلے ہی نذرِ امتحاں ہوجائے گا	ص ۱۵۱
(۹۸) سب کے دل میں ہے جگہ تیری، جو تو راضی ہوا	مجھ پہ گویا اک زمانہ مہرباں ہوجائے گا	ص ۱۵۱
(۹۹) پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا	دل، جگر تشنۂ فریاد آیا	ص ۱۵۲
(۱۰۰) آہ! وہ جراتِ فریاد کہاں!	دل سے تنگ آ کے جگر یاد آیا	ص ۱۵۲
(۱۰۱)، (۱۰۲) عرضِ نیازِ عشق کے قابل نہیں رہا	جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا	ص ۱۵۳
(۱۰۳) دل سے ہوائے کشتِ وفا مٹ گئی کہ وہاں	حاصل، سوائے حسرتِ حاصل نہیں رہا	ص ۱۵۳
(۱۰۴) مرنے کی اے دل! اور ہی تدبیر کر کہ میں	شایانِ دست و خنجرِ قاتل نہیں رہا	ص ۱۵۳
(۱۰۵)، (۱۰۶) حاصلِ اُلفت نہ دیکھا جز شکستِ آرزو	دل بہ دل پیوستہ، گویا یک لبِ افسوس تھا	ص ۱۵۴ [۲ بار]
(۱۰۷)، (۱۰۸) جاتی ہے کوئی کشمکش اندوہِ عشق کی	دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تھا	ص ۱۵۴ [۲ بار]
(۱۰۹) کاوش کا دل کرے ہے تقاضا کہ ہے ہنوز	ناخن پہ قرض اس گرہِ نیم باز کا	ص ۱۵۵
(۱۱۰) دل ہوا کشمکشِ چارۂ زحمت میں تمام	مٹ گیا گھسنے میں، اس عقدے کا وا ہوجانا	ص ۱۵۶
(۱۱۱) دل سے مٹنا تری انگشتِ حنائی کا خیال	ہوگیا گوشت سے ناخن کا جدا ہوجانا	ص ۱۵۶
(۱۱۲) ہے ایک تیر جس میں دونوں چھدے پڑے ہیں	وہ دن گئے کہ اپنا دل سے جگر جدا تھا	ص ۱۵۸
(۱۱۳) تنگیِ دل کا گلہ کیا، یہ وہ کافر دل ہے	کہ اگر تنگ نہ ہوتا تو پریشاں ہوتا	ص ۱۵۸
(۱۱۴) کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیرِ نیم کش کو	یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا	ص ۱۶۰

(۱۱۵) غم اگرچہ جاں گسل ہے، پہ کہاں بچیں کہ دل ہے	غمِ عشق گر نہ ہوتا، غمِ روزگار ہوتا	ص ۱۶۰
(۱۱۶) رہزنی ہے کہ دلستانی ہے!	لے کے دل، دلستاں روانہ ہوا	ص ۱۶۲
(۱۱۷) چشمِ ماروشن! کہ اُس بیدرد کا دل شاد ہے	دیدۂ پُرخوں ہمارا، ساغرِ سرشار دوست	ص ۱۶۳
(۱۱۸) مجھے بہانۂ راحت ہے انتظار، اے دل!	کیا ہے کس نے اشارہ کہ نازِ بستر کھینچ	ص ۱۶۵
(۱۱۹) خوں ہے دل خاک میں احوالِ بتاں پر، یعنی	اُن کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد	ص ۱۶۶
(۱۲۰) لرزتا ہے مرا دل زحمتِ مہرِ درخشاں پر	میں ہوں وہ قطرۂ شبنم کہ ہو خارِ بیاباں پر	ص ۱۶۷
(۱۲۱) بہ رنگِ کاغذِ آتش زدہ نیرنگِ بیتابی	ہزار آئینہ دل باندھے ہے بالِ یک تپیدن پر	ص ۱۶۸
(۱۲۲) کہتے ہیں، جب رہی نہ مجھے طاقتِ سخن	جانوں کسی کے دل کی میں کیوں کر کہے بغیر	ص ۱۶۹
(۱۲۳) یارب! وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات	دے اور دل اُن کو جو نہ دے مجھ کو زباں اور	ص ۱۷۰
(۱۲۴) لیتا، نہ اگر دل تمھیں دیتا، کوئی دم چین	کرتا، جو نہ مرتا، کوئی دن آہ و فغاں اور	ص ۱۷۰
(۱۲۵) ہے خونِ جگر جوش میں، دل کھول کے روتا	ہوتے جو کئی دیدۂ خوں نابہ فشاں اور	ص ۱۷۰
(۱۲۶) نہیں دل میں مرے وہ قطرۂ خوں	جس سے مژگاں ہوئی نہ ہو گلباز	ص ۱۷۲
(۱۲۷)،(۱۲۸) دل سے نکلا، پہ نہ نکلا دل سے	ہے ترے تیر کا پیکان عزیز	ص ۱۷۳ [دو بار]
(۱۲۹) دہنِ شیر میں جا بیٹھیے لیکن اے دل!	نہ کھڑے ہوجیے خوبانِ دل آزار کے پاس	ص ۱۷۳
(۱۳۰) جلتا ہے دل کہ کیوں نہ ہم اک بار جل گئے	اے ناتمامیِ نفَسِ شعلہ بار حیف!	ص ۱۷۳
(۱۳۱) جلے ہے دیکھ کے بالینِ یار پر مجھ کو	نہ کیوں ہو دل پہ مرے داغِ بدگمانیِ شمع	ص ۱۷۳
(۱۳۲) چھوڑ کر جانا تنِ مجروحِ عاشق حیف ہے!	دل طلب کرتا ہے زخم اور مانگے ہیں اعضا نمک	
(۱۳۳) گر ترے دل میں ہو خیال، وصل میں شوق کا زوال	موجِ محیطِ آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں	ص ۱۷۸
(۱۳۵) نغمہ ہائے غم کو بھی اے دل! غنیمت جانیے	بے صدا ہو جائے گا یہ سازِ ہستی ایک دن	ص ۱۷۹
(۱۳۶)،(۱۳۷) دل تو دل، وہ دماغ بھی نہ رہا	شورِ سودائے خط و خال کہاں!	ص ۱۸۲
(۱۳۸) ایسا آساں نہیں لہو رونا	دل میں طاقت، جگر میں حال کہاں!	ص ۱۸۲
(۱۳۹) دل کو نیازِ حسرتِ دیدار کر چکے	دیکھا تو ہم میں طاقتِ دیدار بھی نہیں	ص ۱۸۳

(۱۳۰) گنجائشِ عداوتِ اغیار یک طرف	یاں دل میں ضعف سے ہوسِ یار بھی نہیں	ص۱۸۳
(۱۳۱) دل میں ہے یار کی صفِ مژگاں سے روکشی	حال آنکہ طاقتِ خلشِ خار بھی نہیں	ص۱۸۷
(۱۳۲) دل میں آجائے ہے، ہوتی ہے جو فرصت غش سے	اور پھر کون سے نالے کو رسا کہتے ہیں؟	ص۱۸۷
(۱۳۳) اک شرر دل میں ہے، اُس سے کوئی گھبرائے گا کیا	آگ مطلوب ہے ہم کو جو ہوا کہتے ہیں	ص۱۸۷
(۱۳۴)،(۱۳۵) خنجر سے چیر سینہ، اگر دل نہ ہو دونیم	دل میں چھری چبھو، مژہ گر خوں فشاں نہیں	ص۱۸۸ [دوبار]
(۱۳۶) ہے ننگِ سینہ، دل اگر آتش کدہ نہ ہو	ہے عارِ دل، نفَس اگر آذر فشاں نہیں	ص۱۸۸
(۱۳۷) وہ نالہ دل میں خس کے برابر جگہ نہ پائے!	جس نالے سے شگاف پڑے آفتاب میں	ص۱۸۹
(۱۳۸) حیراں ہوں، دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں	مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں	ص۱۹۰
(۱۳۹) کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جائے دل	انسان ہوں، پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں	ص۱۹۰
(۱۵۰) وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یارب! دل کے پار	جو مری کوتاہیِ قسمت سے مژگاں ہوگئیں	ص۱۹۲
(۱۵۱) جہاں میں ہو غم و شادی بہم، ہمیں کیا کام!	دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں	ص۱۹۲
(۱۵۲) دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت، درد سے بھر نہ آئے کیوں	روئیں گے ہم ہزار بار، کوئی ہمیں ستائے کیوں	ص۱۹۲
(۱۵۳) حسد سے دل اگر افسردہ ہے، گرمِ تماشا ہو	کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظّارہ سے وا ہو	ص۱۹۳
(۱۵۴) چھوڑا نہ مجھ میں ضعف نے رنگ اختلاط کا	ہے دل پہ بار، نقشِ محبت ہی کیوں نہ ہو	ص۱۹۳
(۱۵۵)،(۱۵۶) دل کو میں اور مجھے دل محوِ وفا رکھتا ہے	کس قدر ذوقِ گرفتاریِ ہم ہے ہم کو!	ص۱۹۵ [دوبار]
(۱۵۷) دل کے خوں کرنے کی کیا وجہ، ولیکن ناچار	پاسِ بے رونقیِ دیدہ اہم ہے ہم کو	ص۱۹۵
(۱۵۸)،(۱۵۹) کسی کو دے کے دل، کوئی نوا سنجِ فغاں کیوں ہو	نہ ہو جب دل ہی سینے میں تو پھر منہ میں زباں کیوں ہو	ص۱۹۹ [دوبار]
(۱۶۰)،(۱۶۱) یہ کہہ سکتے ہو: ہم دل میں نہیں ہیں، پر یہ بتلاؤ	کہ جب دل میں تمھیں تم ہو تو آنکھوں سے نہاں کیوں ہو	ص۲۰۰ [دوبار]
(۱۶۲)،(۱۶۳) از مہر تا بہ ذرہ دل و دل ہے آئنہ	طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئنہ	ص۲۰۱ [دوبار]
(۱۶۴) لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے	ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی	ص۲۰۲
(۱۶۵) مرے دل میں ہے غالبؔ شوقِ وصل و شکوۂ ہجراں	خدا وہ دن کرے! جو اس سے میں یہ بھی کہوں، وہ بھی	ص۲۰۲

(۱۶۶) حاصل سے ہاتھ دھو بیٹھ اے آرزو خرامی! دل، جوشِ گریہ میں ہے ڈوبی ہوئی اسامی ص ۲۰۳

(۱۶۷) تیرے دل میں گر نہ تھا آشوبِ غم کا حوصلہ تو نے پھر کیوں کی تھی میری غم گساری؟ ہائے ہائے! ص ۲۰۳

(۱۶۸) ہاتھ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا دل پہ اک لگنے نہ پایا زخمِ کاری، ہائے ہائے! ص ۲۰۳

(۱۶۹) عشق نے پکڑا نہ تھا غالبؔ! ابھی وحشت کا رنگ رہ گیا تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری، ہائے ہائے! ص ۲۰۳

(۱۷۰) کس کو سناؤں حسرتِ اظہار کا گلہ؟ دل فردِ جمع و خرجِ زباں ہائے لال ہے ص ۲۰۵

(۱۷۱) تم اپنے شکوے کی باتیں نہ کھود کھود کے پوچھو حذر کرو مرے دل سے کہ اس میں آگ دبی ہے ص ۲۰۵

(۱۷۲) کھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے ص ۲۰۶

(۱۷۳) دل سے اٹھا لطفِ جلوہ ہائے معانی غیرِ گل، آئینۂ بہار نہیں ہے ص ۲۰۸

(۱۷۴) دیکھنا حالت مرے دل کی ہم آغوشی کے وقت ہے نگاہِ آشنا تیرا سر ہر مو مجھے ص ۲۰۹

(۱۷۵) ہے شکستن سے بھی دل نومید، یارب! کب تلک آبگینہ کوہ پر عرضِ گراں جانی کرے ص ۲۱۱

(۱۷۶) کیوں کیا، دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں غالبؔ! کہ بیتابی سے ہر یک تارِ بستر، خارِ بستر ہے ص ۲۱۳

(۱۷۷) دل لگا کر آپ بھی غالبؔ! مجھی سے ہوگئے عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحب مجھے ص ۱۳

(۱۷۸) شورشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یاں دل محیطِ گریہ و لب آشنائے خندہ ہے ص ۲۱۵

(۱۷۹) افسردگی نہیں طرب انشائے التفات ہاں درد بن کے دل میں مگر جا کرے کوئی ص ۲۱۵

(۱۸۰) بجز زخمِ تیغِ ناز، نہیں دل میں آرزو جیبِ خیال بھی ترے ہاتھوں سے چاک ہے ص ۲۱۶

(۱۸۱) دل مدعی و دیدہ بنا مدعا علیہ نظارے کا مقدمہ پھر روبکار ہے ص ۲۱۷

(۱۸۲) بے پردہ سوئے وادیِ مجنوں گزر نہ کر ہر ذرّے کے نقاب میں دل بے قرار ہے ص ۲۱۷

(۱۸۳) دل مت گنوا، خبر نہ سہی، سیر ہی سہی اے بے دماغ! آئنہ تمثال دار ہے ص ۲۱۸

(۱۸۴) خموشیوں میں تماشا ادا نکلتی ہے نگاہ دل سے ترے سرمہ سا نکلتی ہے ص ۲۱۸

(۱۸۵) دل، خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار آئینہ بہ دستِ بتِ بدمستِ حنا ہے ص ۲۱۹

(۱۸۶) عمر ہرچند کہ ہے برق خرام دل کے خوں کرنے کی فرصت ہی سہی ص ۲۲۱

(۱۸۷) ہاتھ دھو دل سے، یہی گرمی گر اندیشے میں ہے	آبگینہ تندیِ صہبا سے پگھلا جائے ہے	ص۲۲۱
(۱۸۸) شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جایئے	دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہے	ص۲۲۱
(۱۸۹) چاہنے کو تیرے کیا سمجھا تھا دل!	بارے، اب اِس سے بھی سمجھا چاہیے	ص۲۲۲
(۱۹۰) پھر کچھ اک دل کو بے قراری ہے	سینہ، جویائے زخمِ کاری ہے	ص۲۲۳
(۱۹۱) چشم، دلّالِ جنسِ رُسوائی	دل، خریدارِ ذوقِ خواری ہے	ص۲۲۳
(۱۹۲) دل، ہوائے خرامِ ناز سے پھر	محشرستانِ بے قراری ہے	ص۲۲۳
(۱۹۳) دل پھر طوافِ کوئے ملامت کو جائے ہے	پندار کا صنم کدہ ویراں کیے ہوئے	ص۲۲۶
(۱۹۴) اللہ رے تیری تندیِ خو! جس کے بیم سے	اجزائے نالہ دل میں مرے رزقِ ہم ہوئے	ص۲۲۶
(۱۹۵) اُٹھا ہے سر انگشتِ حنائی کا تصوّر	دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی	ص۲۲۸
(۱۹۶) سادگی پر اُس کی، مر جانے کی حسرت دل میں ہے	بس نہیں چلتا کہ پھر خنجر کفِ قاتل میں ہے	ص۲۳۱
(۱۹۷) دیکھنا تقریر کی لذّت کہ جو اُس نے کہا	میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے	ص۲۳۱
(۱۹۸) جلوہ زارِ آتشِ دوزخ ہمارا دل سہی	فتنۂ شورِ قیامت کس کی آب و گل میں ہے؟	ص۲۳۲
(۱۹۹) دل سے تری نگاہ جگر تک اُتر گئی	دونوں کو اک ادا میں رضامند کر گئی	ص۲۳۳
(۲۰۰) بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ	جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے	ص۲۳۹
(۲۰۱) ہم کو معلوم ہے جنّت کی حقیقت، لیکن	دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ! یہ خیال اچھا ہے	ص۲۴۰
(۲۰۲) رکھیو غالبؔ! مجھے اِس تلخ نوائی میں معاف	آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے	ص۲۴۱
(۲۰۳) جلا ہے جسم جہاں، دل بھی جل گیا ہوگا	کریدتے ہو جو اب راکھ، جستجو کیا ہے؟	ص۲۴۱
(۲۰۴) چال، جیسے کڑی کمان کا تیر	دل میں ایسے کے جا کرے کوئی	ص۲۴۲
(۲۰۵) دل ہی تو ہے، سیاستِ درباں سے ڈر گیا	میں اور جاؤں در سے ترے بِن صدا کیے!	ص۲۴۲
(۲۰۶) میری قسمت میں غم گر اِتنا تھا	دل بھی یارب! کئی دیے ہوتے	ص۲۴۳
(۲۰۷) رہے دل ہی میں تیر، اچھا! جگر کے پار ہو، بہتر	غرض شستِ بُتِ ناوک فگن کی آزمایش ہے	ص۲۴۴

(۲۰۸) دیا ہے دل اگر اُس کو، بشر ہے، کیا کہیے!   ہوا رقیب تو ہو، نامہ بر ہے، کیا کہیے   ص۲۴۷

(۲۰۹) وہ نیشتر سہی، پر دل میں جب اُتر جاوے   نگاہِ ناز کو پھر کیوں نہ آشنا کہیے   ص۲۴۸

(۲۱۰) دل کو آنکھوں نے پھنسایا کیا مگر   یہ بھی حلقے ہیں تمھارے دام کے؟   ص۲۵۰

(۲۱۱) مشکل ہے ز بس کلام میرا اے دل!   ص۲۵۲

(۲۱۲) دل تھا کہ جو جانِ دردِ تمہید سہی   بیتابیِ رشک و حسرتِ دید سہی   ص۲۵۲

(۲۱۳) دل سخت نژند ہوگیا ہے گویا   اُس سے گلہ مند ہوگیا ہے گویا   ص۲۵۳

(۲۱۴) دُکھ جی کے پسند ہوگیا ہے غالبؔ!   دل رُک رُک کر بند ہوگیا ہے غالبؔ   ص۲۵۳

(۲۱۵) اِس طرح کے وصال سے یارب!   کیا مٹے دل سے داغ ہجراں کا   ص۲۶۰

(۲۱۶) ایک دن مثلِ پتنگِ کاغذی   لے کے دل سر رشتۂ آزادگی   ص۲۶۶

(۲۱۷) میں کہا: اے دل! ہوائے دلبراں   بس کہ تیرے حق میں رکھتی ہے زیاں   ص۲۶۶

(۲۱۸) سخت مشکل ہوگا سُلجھانا تجھے   قہر ہے، دل اِن سے اُلجھانا تجھے   ص۲۶۶

(۲۱۹) دل نے سُن کر، کانپ کر، کھا پیچ و تاب   غوطے میں جاکر، دیا کٹ کر جواب   ص۲۶۶

(۲۲۰) تاکجا درسِ نثر ہائے کہن؟   تازہ کرتا ہے دل کو تازہ سخن   ص۲۶۷

(۲۲۱) شعر کے پڑھنے میں کچھ حاصل نہیں   مانتا لیکن ہمارا دل نہیں   [قادر نامہ]

(۲۲۲) دُعا یہ ہے کہ مخالف کے دل میں از رہِ بغض   پڑی ہے یہ جو بہت سخت نابکار گرہ   ص۲۷۹

(۲۲۳) دل اُس کا پھوڑ کے نکلے بہ شکل پھوڑے کے   ص۲۷۹

(۲۲۴) پڑی ہے غم کی مرے دل میں پیچ دار گرہ   ص۲۷۹

(۲۲۵) چاہا تھا میں نے، تم کو مہِ چاردہ کہوں   دل نے کہا کہ یہ بھی ہے تیرا خیالِ خام   ص۲۸۲

(۲۲۶) سمجھا اُسے گراب، ہوا پاش پاش دل   دربار میں جو مجھ پہ چلی چشمکِ عوام   ص۲۸۲

(۲۲۷) کیوں کہا تو نے کہ کہہ دل کا غم اُس کے روبرو   ص۲۸۹

(۲۲۸) دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر فدا   ایک محبِّ چاریار، عاشقِ ہشت و چار ایک   ص۲۹۷

(۲۲۹) اپنے دل ہی سے، میں احوالِ گرفتاریِ دل — جب نہ پاؤں کوئی غم خوار، کہوں یا نہ کہوں — ص۲۹۸

(۲۳۰) دل کے ہاتھوں سے، کہ ہے دشمنِ جانی میرا — ہوں اک آفت میں گرفتار، کہوں یا نہ کہوں — ص۲۹۸

(۲۳۱) ہرگز کسی کے دل میں نہیں ہے مری جگہ — ہوں میں کلامِ نغز، ولے ناشنیدہ ہوں — ص۳۰۰

(۲۳۲) دیکھ وہ برقِ تبسم بس کہ دل بیتاب ہے — دیدۂ گریاں مرا فوارۂ سیماب ہے — ص۳۰۲

(۲۳۳) لطفِ نظارۂ قاتل دمِ بسمل آئے — جان جائے تو بلا سے پہ کہیں دل آئے — ص۳۱۲

(۲۳۴) دیدۂ خوں بار ہے مدت سے، ولے آج ندیم! — دل کے ٹکڑے بھی کئی خون کے شامل آئے — ص۳۱۲

(۲۳۵) بن گیا سُبحہ وہ زُنّار، خدا خیر کرے! — وہ جو نازک ہے کمر، اُس پہ بہت دل آئے — ص۳۳۵ [طبعِ ثانی]

(۲۳۶) جس دل میں کہ "تا بہ کے" سما جائے — وہاں عزتِ تختِ کَے نہیں ہے — ص۳۲۰

(۲۳۷) دل تو ہو، اچھا، نہیں ہے گر دماغ — کچھ تو اسبابِ تمنا چاہیے — ص۳۲۰

(۲۳۸) اصحاب کو جو کہ ناسزا کہتے ہیں — سمجھیں تو ذرا دل میں کہ کیا کہتے ہیں — ص۳۳۹ [طبعِ ثانی]

(۲۳۹) اے دل! بہ خیالِ عارضِ یار — یہ شامِ غم آپ پر سحر کر — ص۳۴۸

(۲۴۰) اسدؔ اُٹھتے ہیں میرے گریہ ہائے زار پر مردم — بھرا ہے دہر بیدردی سے، دل کیجے کہاں خالی — ص۳۵۵

[سات بار بہ طور ردیف، ص ۵۳]

(۲۴۱)،(۲۴۲) گرچہ ہے یک بیضۂ طاؤس آسا تنگ دل — ہے چمن سرمایۂ بالیدنِ صد رنگ، دل

(۲۴۳) بے دلوں کے ہے تپش جوں خواہشِ آب از سراب — ہے شررِ موہوم گر رکھتا نہ وے سنگ، دل

(۲۴۴) رشتۂ فہمیدِ ممسک ہے بہ جہد کو تہی — عقدہ ساں ہے کیسۂ زر پر خیالِ تنگ دل

(۲۴۵) ہوں ز پا اُفتادۂ اندازِ یادِ حُسنِ سبز — کس قدر ہے نشہ فرسائے خمارِ بنگ، دل

(۲۴۶) شوقِ بے پروا کے ہاتھوں مثلِ سازِ نادرست — کھینچتا ہے آج نالے خارج از آہنگ، دل

(۲۴۷) اے اسدؔ! خامش ہے طوطیِ شکر گفتار طبع — ظاہرا، رکھتا ہے آئینہ اسیرِ زنگ، دل

[تین بار بہ طور جزوِ ردیف، رباعی، ص ۱۱۷]

(۲۴۸)-(۲۵۲) ہر عضو غم سے ہے شکن آسا شکستہ دل — جوں زلفِ یار ہوں میں سراپا شکستہ دل

(۲۵۳) ہے سرنوشت میں رقمِ وا شکستگی　　ہوں جوں خطِ شکستہ بہ جا شکستہ دل

(۲۵۴) امواج کی جو یہ شکنیں آشکار ہیں　　ہے چشمِ اشک ریز سے دریا شکستہ دل

(۲۵۵) ناسازیِ نصیب درشتیِ غم سے ہے　　اُمید، نااُمید و تمنا، شکستہ دل

(۲۵۶) ہے سنگِ ظلمِ چرخ سے مے خانے میں اسدؔ!　　صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل

دیکھیے ـــــ: (۲۵۷) آتشِ دل۔ (۲۵۸) آئینہ دارِ خموشیِ دل۔ (۲۵۹) آئینۂ دل۔ (۲۶۰) احوالِ دل۔ (۲۶۱) احوالِ گرفتاریِ دل۔ (۲۶۲) اعتمادِ دل۔ (۲۶۳) افسردگیِ دل۔ (۲۶۴) اوراقِ لختِ دل۔ (۲۶۵) اہلِ دل۔ (۲۶۶)، (۲۶۷) ایک دل [دو بار]۔ (۲۶۸) باغِ خاموشیِ دل۔ (۲۶۹) باوصفِ حضورِ دل۔ (۲۷۰) بہ دست آوردنِ دل۔ (۲۷۱) برقِ سوزِ دل۔ (۲۷۲) بساطِ نشاطِ دل۔ (۲۷۳) بقدرِ حسرتِ دل۔ (۲۷۴) بیتابیِ سیرِ دل۔ (۲۷۵)-(۲۸۱) بے دل [سات بار]۔ (۲۸۲) سرو بے دل۔ (۲۸۳) بیرونِ دل۔ (۲۸۴) بیتوائے دل۔ (۲۸۵)، (۲۸۶) پارۂ دل [دو بار]۔ (۲۸۷) پارہ ہائے دل۔ (۲۸۸) پختگی ہائے کبابِ دل۔ (۲۸۹) پردگیِ گوشِ دل۔ (۲۹۰) پردۂ دردِ دل۔ (۲۹۱) پرسشِ جراحتِ دل۔ (۲۹۲) پہنِ گلشنِ دل۔ (۲۹۳) پیامِ دل رسانی۔ (۲۹۴) پیچ و تابِ دل۔ (۲۹۵) تازہ وارِدانِ بساطِ ہوائے دل۔ (۲۹۶)، (۲۹۷)، (۲۹۸) تپشِ دل [تین بار]۔ (۲۹۹) تماشائے بہ یک کف بُردنِ صد دل۔ (۳۰۰)، (۳۰۱) تنگیِ دل [دو بار]۔ (۳۰۲) جان و دل و دیں۔ (۳۰۳) جذبِ دل۔ (۳۰۴)، (۳۰۵) جذبۂ دل [دو بار]۔ (۳۰۶) جراحتِ دل۔ (۳۰۷) جراحت ہائے دل۔ (۳۰۸) جمعیتِ دل۔ (۳۰۹) جُنبشِ دل۔ (۳۱۰) جوشِ دل۔ (۳۱۱) چاکِ دل۔ (۳۱۲) چراغِ خانۂ دل۔ (۳۱۳) چراغِ خلوتِ دل۔ (۳۱۴) چشمِ دل۔ (۳۱۵) چشمِ تا دل۔ (۳۱۶)-(۳۱۹) حالِ دل [چار بار]۔ (۳۲۰) حریفِ عرضِ سوزِ دل۔ (۳۲۱) حسابِ سوزنا کی ہائے دل۔ (۳۲۲) حسرتِ دل (۳۲۳) خطِ لختِ دل۔ (۳۲۴) خلوتِ دل۔ (۳۲۵) خواہشِ دل۔ (۳۲۶)-(۳۲۸) خونِ دل [چار بار]۔ (۳۲۹) خونِ دل و دیدہ۔ (۳۳۰) خیالِ تنگ دل۔ (۳۳۱) دادِ دیوانگیِ دل۔ (۳۳۲)-(۳۳۶) داغِ حسرتِ دل۔ (۳۳۸) دامانِ دل۔ (۳۳۹) دردِ دل۔ (۳۴۰) درمانِ دل۔ (۳۴۱) درِ نکشودۂ دل۔ (۳۴۲)-(۳۴۴) دردِ دل [تین بار]۔ (۳۴۵) دردمند

دوریِ یاراں یک دل۔ (۳۴۶) دعاے دل۔ (۳۴۷) دنداں در دِ دل افشردن (۳۴۸) دوشِ دل۔
(۳۴۹)، (۳۵۰) دیدہ تا دل [دوبار]۔ (۳۵۱)۔ (۳۵۲) دیدہ و دل [دوبار]۔ (۳۵۳) دیدۂ دل۔
(۳۵۴) دین و دل۔ (۳۵۵) رازِ دل۔ (۳۵۶) رنجشِ دل۔ (۳۵۷)۔ (۳۶۲) زخمِ دل [چھے بار]۔
(۳۶۳) زخم ہاے دل۔ (۳۶۴) زخم ہاے کہنۂ دل۔ (۳۶۵) ز خود گزشتنِ دل۔ (۳۶۶) زنجیریِ بے ربطیِ
دل۔ ((۳۶۷) سادہ دل۔ (۳۶۸) سازِ عریانیِ کیفیتِ دل۔ (۳۶۹) سازِ یک گلستاں دل۔ (۳۷۰) ساغرِ
بے حوصلۂ دل۔ (۳۷۱) سامانِ نازِ زخمِ دل۔ (۳۷۲) سرتا سرِ دل۔ (۳۷۳) سر رشتۂ بیتابیِ دل۔ (۳۷۴)
سیِ دل۔ (۳۷۵) سنگِ دل۔ (۳۷۶) سوزِ دل۔ (۳۷۷)، (۳۷۸) سوزشِ دل [دوبار]۔ (۳۷۹)۔
(۳۸۱) سوے دل [تین بار]۔ (۳۸۲)، (۳۸۳) سویداے دل [دوبار]۔ (۳۸۴) شاہِ روشن دل۔
(۳۸۴) شرر اسیرِ دل۔ (۳۸۶)، (۳۸۷) شکستِ قیمتِ دل [دوبار]۔ (۳۸۸) شمعِ خانۂ۔ (۳۸۹) شورِ
رسوائیِ دل۔ (۳۹۰) شیونِ دل۔ (۳۹۱) صد جنبشِ دل۔ (۳۹۲) صداے خندۂ دل۔ (۳۹۳) صفاے
دل۔ (۳۹۴) ضبطِ سوزِ دل۔ (۳۹۵) طرزِ عروجِ اضطرابِ دل۔ (۳۹۶) طفلیِ دل۔ (۳۹۷) طلسمِ مستیِ
دل۔ (۳۹۸) طوفاں کدۂ دل۔ (۳۹۹) طوفانِ نالۂ دل۔ (۴۰۰) عارِ دل۔ (۴۰۱) عرضِ افسونِ گدازِ دل۔
(۴۰۲) عشرتِ پارۂ دل۔ (۴۰۳) عقدۂ دل۔ (۴۰۴) علاجِ بے دماغی ہاے دل۔ (۴۰۵)۔ (۴۰۸)
غبارِ دل [چار بار]۔ (۴۰۹) غفلتِ رسوائیِ دل۔ (۴۱۰) غمِ دل۔ (۴۱۱) فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل۔
(۴۱۲) فسردہ دل۔ (۴۱۳) فغانِ دل۔ (۴۱۴) فکرِ تعمیرِ خرابی ہاے دل۔ (۴۱۵) قبلۂ چشم و دل۔ (۴۱۶)
قفسیِ دل۔ (۴۱۷) کامِ دل۔ (۴۱۸) کشادن ہاے دل۔ (۴۱۹) کلفتِ دل۔ (۴۲۰) کمرِ دل۔ (۴۲۱)
کیفیتِ دل۔ (۴۲۲)، (۴۲۳)، (۴۲۴) گدازِ دل [تین بار]۔ (۴۲۵)، (۴۲۶) لختِ دل [دوبار]۔
(۴۲۷) لختِ لختِ دل۔ (۴۲۸) محوِ تماشاے شکستِ دل۔ (۴۲۹) مدعاے دل۔ (۴۳۰) مطربِ دل۔
(۴۳۱) مقدارِ حسرتِ دل۔ (۴۳۲) مکتبِ غمِ دل۔ (۴۳۳) ملکِ دل۔ (۴۳۴) موجۂ کیفیتِ دل۔
(۴۳۵) نازِ ناتوانی ہاے دل۔ (۴۳۶)۔ (۴۳۹) نالۂ دل [چار بار]۔ (۴۴۰) نامرادِ دل۔ (۴۴۱) نشانِ
روشنیِ دل۔ (۴۴۲) نقدِ داغِ دل۔ (۴۴۳) نقدِ صد دل۔ (۴۴۴) نمک پاشِ خراشِ دل۔ (۴۴۵) نہاں

خانۂ دل۔ (۳۴۶) واشگفتن ہائے دل۔ (۳۴۷) وحدت خانۂ آئینۂ دل۔ (۳۴۸)۔ (۳۵۱) وحشتِ دل [چار بار]۔ (۳۵۲) وحشتِ آتشِ دل۔ (۳۵۳) وحشت پرست گوشۂ تنہائیِ دل۔ (۳۵۴) وسعتِ جَیبِ جنونِ تپشِ دل۔ (۳۵۵) ہر داغِ دل۔ (۳۵۶) ہر شکستِ قیمتِ دل۔ (۳۵۷) ہر یک پارۂ دل۔ (۳۵۸) ہزاروں دلِ۔ (۳۵۹)، (۳۶۰) ہزار دل [دو بار]۔ (۳۶۱) ہولِ دل۔ (۳۶۲) درمانِ ریشِ دل۔

دلِ آرامیدہ: واسطے فکرِ مضامینِ متیں کے غالبؔ! چاہیے خاطرِ جمع و دلِ آرامیدہ ص۴۲

دلِ آزادہ: اسدؔ! وارستگاں باوصفِ ساماں بے تعلق ہیں صنوبر گلستاں میں بادلِ آزادہ آتا ہے ص۹۸

دلِ آزار: دیکھیے: خوبانِ دل آزار۔

دلِ آزردگان: لب خشک در تشنگی مُردگاں کا زیارت کدہ ہوں دلِ آزردگاں کا ص۱۳۸

دلِ آزردہ: (۱) فروِ آئینہ میں بخشیں شکنِ خندۂ گل دلِ آزردہ، پسند آئنہ رخساروں کا ص۲۸

(۲) خیالِ مرگ کب تسکیں دلِ آزردہ کو بخشے مرے دامِ تمنا میں ہے اک صیدِ زبوں وہ بھی ص۲۰۲

(۳) دیکھیے: عنوانِ بیانِ دلِ آزردہ۔

دلِ آشفتگاں: دلِ آشفتگاں خالِ کنجِ دہن کے سویدا میں سیرِ عدم دیکھتے ہیں ص۱۶۹

دلِ آگاہ: (۱) دلِ آگاہ تسکیں خیزِ بیدردی نہ ہو یارب! نفس آئینہ دارِ آہ بے تاثیر بہتر ہے ص۱۰۸

(۲) عطا کرے گا خداوندِ کارساز اسے روانِ روشن و خوئے خوش و دلِ آگاہ ص۲۷۸

دلِ آوارہ: لیتا نہیں مرے دلِ آوارہ کی خبر اب تک، وہ جانتا ہے کہ میرے ہی پاس ہے ص۲۰۳

دل آویزی: دیکھیے: زلفِ دل آویز۔

دلِ آئنہ: ذوقِ بیتابیِ دیدار سے تیرے، ہے ہنوز جوشِ جوہر سے دلِ آئنہ، گلدستۂ خار ص۹

دلِ آئینہ: کجا جوہر، چہ عکسِ خط، بجاں وقفِ خود آرائی دلِ آئینہ زیرِ پائے خیلِ مور ملتے ہیں ص۹۳

دلِ آئینہ طرب: نے تمثالِ پری، نشۂ مینا آزاد دلِ آئینہ طرب، ساغرِ بخت بیدار ص۷

دلِ از اضطراب آسودہ: دلِ از اضطراب آسودہ طاعت گاہِ داغ آیا بہ رنگِ شعلہ ہے مُہرِ نماز از پا نشستن ہا ص۴۳

دلِ از کف دادۂ غفلت: دستِ برہم سودہ ہے مژگانِ خوابیدہ اسدؔ! اے دلِ از کف دادۂ غفلت! پشیمانی عبث ص۴۳

دل افروز: دیکھیے: حُسنِ دل افروز۔

دل افسردگیاں: دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افسردگیاں   موجِ مے، مثلِ خطِ جام ہے برجا ماندہ   ص۱۷

دلِ افسردہ: (۱) ہے دلِ افسردہ، داغِ شوخیِ مطلب اسدؔ!   شعلہ آخر فالِ مقصودِ چراغِ کشتہ ہے   ص۸۰

(۲) ہنوز اک پرتوِ نقشِ خیالِ یار باقی ہے   دلِ افسردہ، گویا حجرہ ہے یوسف کے زنداں کا   ص۱۵۷

دلِ افگار: لبِ گزیدۂ معشوق ہے دلِ افگار   کہ بخیہ، جلوۂ آثارِ زخمِ دنداں ہے   ص۱۰۲

دلِ الفت نسب: دلِ الفت نسب و سینۂ توحید فضا   نگہِ جلوہ پرست و نفسِ صدق گزیں   ص۱۳۵

دلِ اندیشہ: دیباچۂ وحشت ہے اسدؔ! شکوۂ خوباں   خوں کر دلِ اندیشہ و مضمونِ ستم باندھ   ص۱۷

دلِ بیتاب: (۱) کیا فلک اور مہرِ جہاں تاب کہاں کا   ہوگا دلِ بیتاب کسی سوختہ جاں کا   ص۲۸۳

(۲) بیتاب کہ سینے میں دمِ چند رہا   ہے دمِ چند گرفتارِ غمِ چند رہا   ص۳۳۶

(۳) دیکھیے: یک بیاباں دلِ بیتاب۔

دلِ بیدرد: دیکھیے: داغِ دلِ بیدرد۔

دلِ بےدست و پا اُفتادہ: سرشکِ سر بہ صحرا دادہ، نور العین دامن ہے   دلِ بے دست و پا اُفتادہ، برخوردارِ بستر ہے   ص۲۱۳

دلِ بےقرار: سیماب، پشت گرمیِ آئینہ دے ہے، ہم   حیراں کیے ہوئے ہیں دلِ بے قرار کے   ص۲۱۰

دلِ بےمدعا: دیکھیے: یک دلِ بے مدعا۔

دلِ بےمدعا رسا: دیکھیے: اقبالِ کلفتِ دلِ بے مدعا رسا۔

دلِ بےہوائے گل: شرمندہ رکھتے ہیں مجھے بادِ بہار سے   مینائے بے شراب و دلِ بے ہوائے گل   ص۱۸۶

دلِ بدستِ نگارے نداوہ: معافِ بیہدہ گوئی ہیں ناصحانِ عزیز   دلِ بدستِ نگارے نداوہ رکھتے ہیں   ص۶۰

دلِ برصفِ مژگاں زدہ: رہے بے لذتِ کاوش نہ کرے جراتِ شوق   قطرۂ اشک، دلِ برصفِ مژگاں زدہ ہے   ص۱۰۹

دلِ بیمار: دیکھیے: نبضِ دلِ بیمار۔

دلِ بیمار از خود رفتہ: دلِ بیمار از خود رفتہ تصویرِ نہالی ہے   کہ مژگاں، ریشہ دارِ نیستانِ شیر قالی ہے   ص۴۷

دلِ پاک: ہر ذرہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ بے خاک   تمثالِ شوقِ بیباک صد جا دوچار صحرا   ص۲۶

دلِ پُر آتش: چنار آسا عدم سے با دلِ پُر آتش آیا ہوں — تہی آغوشیِ دستِ تمنا کا ہوں فریادی ص ۲۵۱

دلِ پُرغبار: جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ ہے غالبؔ! — بسانِ دشت دلِ پُرغبار رکھتے ہیں ص ۹۳

دلِ پروانہ: (۱) تو مشقِ ناز کر، دلِ پروانہ ہے بہار — بیتابیِ تجلیِ آتش بہ جاں نہ پوچھ ص ۷۰

(۲) فیض سے تیرے ہے اے شمعِ شبستانِ بہار! — دلِ پروانہ چراغاں، پرِ بلبل گلزار ص ۳۳

(۳) دیکھیے: چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ۔

دلِ تا جگر: دل تا جگر ساحلِ دریائے خوں ہے اب — اس رہ گزر میں جلوۂ گل، آگے گرد تھا ص ۱۵۴

دلِ تپش انگیز: دیکھیے: بیتابیِ دلِ تپش انگیز۔

دلِ تسلیم آئیں: دیکھیے: قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں۔

دلِ تنگ: دیکھیے: بمقدار دلِ تنگ۔

دلِ جبریل: دشتِ اُلفت چمن و آبلہ مہماں پرور — دلِ جبریل کفِ پا پہ ملے ہے رخسار ص ۳

دلِ چاک: اے اسدؔ! واشدنِ عقدۂ غم گر چاہے — حضرتِ زلف میں جوں شانہ دلِ چاک چڑھا ص ۲۲۵

دلِ چشم: دیکھیے: سویدائے دلِ چشم۔

دلِ حریص: دیکھیے: شوقِ دلِ حریص۔

دلِ حسرت پرست: دے داد اے فلک! دلِ حسرت پرست کی — ہاں کچھ نہ کچھ تلافیِ مافات چاہیے ص ۲۱۹

دلِ حسرت زدہ: دلِ حسرت زدہ، تھا مائدۂ لذتِ درد — کام یاروں کا بقدرِ لب و دنداں نکلا ص ۱۳۲

دلِ حسرت نصیب: اسدؔ کی طرح میری بھی، بغیر از صبحِ رُخساراں — ہوئی شامِ جوانی اے دلِ حسرت نصیب! آخر ص ۴۱

دلِ حق شناس: ہے وہ غرورِ حُسن سے بیگانۂ وفا — ہر چند اُس کے پاس دلِ حق شناس ہے ص ۲۰۵

دلِ حیرت زدہ: توڑے ہے نالہ سرِ رشتۂ پاسِ انفاس — سر کرے ہے دلِ حیرت زدہ شغلِ تسکیں ص ۷

دلِ خالی: دیکھیے: یک گوشۂ دلِ خالی۔

دلِ خمِ زُلف: دیکھیے: جان و دلِ خمِ زُلف۔

دلِ خراب: دیکھیے: مراد دلِ خراب۔

دلِ خستگاں: دلِ خستگاں کو ہے طربِ صد چمن بہار — باغ بہ خوں تپیدن و آبِ روانِ اشک ص۵۰

دلِ خستہ: (۱) ہوئے یہ رہ رواں دلِ خستہ شرمِ نارسائی سے — کہ دستِ آرزو سے یکقلم پائے طلب کاٹے ص۲۵۵

(۲) دیکھیے: غالبِ دلِ خستہ۔

دلِ خستہ: دیکھیے: کامِ دلِ خستہ۔

دلِ خُفتگاں: بجز دل، سُراغِ درد بہ دلِ خفتگاں نہ پوچھ — آئینہ عرض کر، خط و خالِ بیاں نہ پوچھ ص۷۰

دلِ خوباں: ممکن نہیں کہ ہو دلِ خوباں میں کارگر — تاثیرِ جُستنِ اشک سے، نقش برآب ہے ص۲۵۲

دلِ خوں گشتہ: تکلف سازِ رسوائی ہے غافل! شرمِ رعنائی — دلِ خوں گشتہ، در دستِ حنا آلودہ عریاں ہے ص۸۱

دلِ خونیں: دیکھیے: فشارِ دلِ خونیں۔

دلِ خونیں جگر: دلِ خونیں جگر بے صبر و فیضِ عشق مُستغنی — الٰہی! یک قیامت خاور آ ٹوٹے بدخشاں پر ص۴۰

دلِ خونیں نفس: نظارہ دیگر و دلِ خونیں نفس دگر — آئینہ دیکھ، جوہرِ برگِ حنا نہ مانگ ص۵۱

دلِ دادہ: دیکھیے: قتلِ عاشقِ دل دادہ۔

دلِ داغِ انتظار: دیکھیے: یک دلِ داغِ انتظار۔

دلِ دردمندِ زمزمہ ساز: ہاں، دلِ دردمندِ زمزمہ ساز — کیوں نہ کھولے درِ خزینۂ راز ص۱۳۰

دلِ دیوانہ: (۱) آخرِ کار گرفتارِ سرِ زلف ہوا — دلِ دیوانہ کہ وارستۂ ہر مذہب تھا ص۲۳

(۲) دیکھیے: دامنِ دلِ دیوانہ۔

دلِ رنجور: (۱) اُس کی بزم آرائیاں سُن کر، دلِ رنجور یہاں — مثلِ نقشِ مدعائے غیر بیٹھا جائے ہے ص۲۲۲

(۲) دیکھیے: پائے دلِ رنجور۔

دیکھیے ــــــ: (۱) پرستارِ دلِ رنجیدہ۔ (۲) گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ۔

دلِ زار: اپنا احوالِ دلِ زار کہوں یا نہ کہوں — ہے حیا مانعِ گفتار، کہوں یا نہ کہوں ص۲۹۸

دلِ ز کارِ جہاں اوفتادہ: تن بہ بندِ ہوس در ندادہ رکھتے ہیں — دلِ ز کارِ جہاں اوفتادہ رکھتے ہیں ص۵۹

دلِ ساقی: دیکھیے: چشم و دلِ ساقی۔

دلِ سائل: دیکھیے: طلسمِ دلِ سائل۔

دلِ ستم آمادہ: دیکھیے: دُزدیدنِ دلِ ستم آمادہ۔

دلِ سرد: نہ دیکھیں روئے یک دلِ سرد، غیر از شمع کافوری — خدایا! اس قدر بزمِ اسدؔ گرمِ تماشا ہو ص ۶۷

دلِ سمندر: دیکھیے: کبابِ دلِ سمندر۔

دلِ سوختگاں: دیکھیے: بالشِ دلِ سوختگاں۔

دلِ سوزاں: (۱) وہ دُو کو آج اُس کے ماتم میں سیہ پوشی ہوئی — وہ دلِ سوزاں کہ کل تک شمعِ ماتم خانہ تھا ص ۲۵

(۲) یہ آتشِ ہمسایہ کہیں گھر نہ جلادے — کی ہے دلِ سوزاں نے مرے پہلو میں جا گرم ص ۴۲۸

دلِ سیہ دلاں: دیکھیے: داغِ دلِ سیہ دلاں۔

دلِ شب: (۱) بہ تحیّر کدۂ فرصتِ آرایشِ وصل — دلِ شب آئنہ دارِ تپشِ کوکب تھا ص ۴۴

(۲) بس کہ سودائے خیالِ زلف وحشتناک ہے — تا دلِ شب، آبنوسی شانہ آسا چاک ہے ص ۱۰۶

دلِ محوِ تقدیر: موجِ ابروئے قضا جس کے تصوّر سے دونیم — بیم سے جس کے دلِ محوِ تقدیر فگار ص ۵

دلِ شکستہ: دیکھیے: تپشِ دلِ شکستہ۔

دلِ شوریدۂ غالبؔ: ہے دلِ شوریدۂ غالبؔ طلسمِ پیچ و تاب — رحم کر اپنی تمنّا پر کہ کس مشکل میں ہے ص ۴۳۲

دلِ صدا: دیکھیے: یک دلِ صدا۔

دلِ صد پارہ: دیکھیے: رازِ دلِ صد پارہ۔

دلِ صد چاک: دیکھیے ——: (۱) بخیۂ زخمِ دلِ صد چاک۔ (۲) یک دلِ صد چاک۔

دلِ عاشق: زلفِ معشوق کشش، سلسلۂ وحشتِ ناز — دلِ عاشق، شکن آموزِ خمِ طرّۂ یار ص ۷

دلِ غافل از حقیقت: بہ فراقِ رفتہ یاراں خط و حرف، مو پریشاں — دلِ غافل از حقیقت ہمہ ذوقِ قصہ خوانی ص ۹

دل فروز: دیکھیے: جمالِ دل فروز۔

دل فریب: نقشِ پا کی صورتیں وہ دل فریب — تو کہے، بت خانۂ آزر کھلا ص ۳۹

دل فریبیِ اندازِ نقشِ پا: دیکھو تو دل فریبیِ اندازِ نقشِ پا — موجِ خرامِ یار بھی کیا گل کتر گئی! ص ۴۳۳

دل فریبی عنواں: دیکھیے: نذرِ دل فریبی عنواں۔

دل فریبوں: ان دل فریبوں سے نہ کیوں اُس پہ پیار آئے روٹھا جو بے گناہ، تو بے عذر من گیا ص۲۹۳

دل فسردہ: برق بہ جانِ حوصلہ آتش فگن اسدؔ! اے دل فسردہ! طاقتِ ضبطِ فغاں نہیں ص۵۷

دل کش: (۱) رام پور ایک بڑا باغ ہے از روے مثال دل کش و تازہ و شاداب و وسیع و خرّم ص۲۶۵
دیکھیے ــــــ: (۲) قدِ دل کش۔ (۳) خالِ مُشکینِ رخِ دل کش۔

دل کشا: (۱) جس قدر جگر خوں ہو، کوچہ دادنِ گل ہے زخمِ تیغِ قاتل کو طرفہ دل کشا پایا ص۳
(۲) ہوا ترکِ لباسِ زعفرانی دل کشا، لیکن ہنوز آفت نسب یک خندہ، یعنی چاک باقی ہے ص۱۰۷
(۳) نہیں ذریعۂ راحت جراحتِ پیکاں وہ زخمِ تیغ ہے جس کو کہ دل کشا کہیے ص۲۲۸

دلِ کوہ طور: دیکھیے: لختِ دلِ کوہ طور۔

دلِ گداختہ: (۱) خمارِ منتِ ساقی اگر یہی ہے اسدؔ! دلِ گداختہ کے مے کدے میں ساغر کھینچ ص۳۵
(۲) حُسنِ فروغِ شمعِ سخن دور ہے اسدؔ! پہلے دلِ گداختہ پیدا کرے کوئی ص۲۱۶

دلِ گرمِ تپش: فسانِ تیغِ نازک قاتلاں! سنگِ جراحت ہے دلِ گرمِ تپش قاصد ہے پیغامِ تسلّی کا ص۲۶

دلِ گم گشتہ: پھر ترے کوچے کو جاتا ہے خیال دلِ گم گشتہ مگر یاد آیا ص۱۵۲

دلِ نالاں: (۱) تب چاکِ گریباں کا مزا ہے دلِ نالاں! جب اک نفَس اُلجھا ہوا ہر تار میں آوے ص۲۳۲
(۲) دلِ نالاں سے ہے بے پردہ پیدا نواے بربط و چنگ و چغانہ ص۲۵۱

دلِ مایوس: (۱) کرتا ہے، بہ یادِ بتِ رنگیں دلِ مایوس رنگِ ز نظر رفتہ حناے کفِ افسوس ص۲۶
(۲) بس کہ ہے عبرت، ادبِ یادگی ہاے ہوس میرے کام آئی دلِ مایوس! ناکامی تری ص۹۳
(۳) دیکھیے: زانوے دلِ مایوس۔

دلِ مجروح: دیکھیے: گلشن آبادِ دلِ مجروح۔

دلِ مجنوں: کس قدر خاک ہوا ہے دلِ مجنوں یارب! نقشِ ہر ذرّہ، سویداے بیاباں نکلا ص۳

دلِ مضطر: تیرے کوچے کا ہے مائل دلِ مضطر میرا کعبہ اک اور سہی، قبلہ نما اور سہی ص۳۱۱

دلِ مصور: دیکھیے: نقشِ دلِ مصور۔

دلِ نااُمید: دلِ نااُمید کیوں کر بہ تسلی آشنا ہو — جو اُمیدوار رہیے نہ بہ مرگِ ناگہانی — ص ۱۰

دلِ ناداں: دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے؟ — آخر اس درد کی دوا کیا ہے؟ — ص ۲۳۸

دلِ نازک: دلِ نازک پہ اُس کے رحم آتا ہے مجھے غالبؔ! — نہ کر سرگرم اُس کافر کو اُلفت آزمانے میں — ص ۱۸۰

دلِ ناسوختہ: نالہ ہا حاصلِ اندیشہ کہ جوں کشتِ سپند — دلِ ناسوختہ، آتش کدۂ صد تب تھا — ص ۲۳

دلِ ناعاقبت اندیش: اے دلِ ناعاقبت اندیش! ضبطِ شوق کر — کون لاسکتا ہے تابِ جلوۂ دیدارِ دوست؟ — ص ۱۹۳

دلِ ناکام: غم کھانے میں بودا، دلِ ناکام بہت ہے — یہ رنج کہ کم ہے مئے گلفام، بہت ہے — ص ۲۲۵

دلِ نالاں: تب چاکِ گریباں کا مزا ہے دلِ نالاں! — جب اک نفس اُلجھا ہوا ہر تار میں آوے — ص ۲۳۲

دلِ نگرانی: دیکھیے: آئینۂ دلِ نگرانی۔

دلِ وابستہ: (۱) طبع کی واشد نے رنگِ یک گلستاں گل کیا — یہ دلِ وابستہ گویا بیضۂ طاؤس تھا — ص ۲۱

(۲) تھا دلِ وابستہ قفلِ بے کلید — کس نے کھولا؟ کب کھلا؟ کیوں کر کھلا؟ — ص ۳۹

(۳) پڑا رہ اے دلِ وابستہ! بیتابی سے کیا حاصل — مگر پھر تابِ زلفِ پُرشکن کی آزمائش ہے؟ — ص ۲۲۵

دلِ وارستۂ ہفتاد و دو ملت بیزار: ہے اسیرِ ستمِ کشمکشِ دامِ وفا — دلِ وارستۂ ہفتاد و دو ملت بیزار — ص ۹

دلِ واماندہ: دیدار طلب ہے دلِ واماندہ کہ آخر — نوکِ سرِ مژگاں سے رقم ہو گئے پا — ص ۲۹

دل و جاں: (۱) یہی بار بار جی میں مرے آئے ہے کہ غالبؔ! — کروں خوانِ گفتگو پر دل و جاں کی میہمانی — ص ۱۰

(۲) تیری مدحت کے لیے ہیں دل و جاں، کام و زباں — تیری تسلیم کو ہیں لوح و قلم، دست و جبیں — ص ۳۰۵

(۳) تم شہر میں ہو تو ہمیں کیا غم، جب اُٹھیں گے — لے آئیں گے بازار سے جا کر دل و جاں اور — ص ۱۴۰

دیکھیے ـــــ: (۴) تن و دل و جاں۔ (۵) عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں۔

دل و جانِ خلق: نے سرو برگِ آرزو، نے رہ و رسمِ گفتگو — اے دل و جانِ خلق! تو ہم کو بھی آشنا سمجھ — ص ۴۳

دل و جاں فیض رسانا: جاں پناہا! دل و جاں فیض رسانا! شاہا! — وصیِ ختمِ رُسل تو ہے بہ فتوائے یقیں — ص ۳۰۲

دل و جگر: (۱) دل و جگر تفِ فرقت سے جل کے خاک ہوئے — و لے ہنوز خیالِ وصال خام رہا — ص ۳۰۰

(۲) دل وجگر میں پرافشاں جو ایک موجۂ خوں ہے   ہم اپنے زعم میں سمجھے ہوئے تھے اُس کو دم آگے   ص۲۲۸

(۳) دیکھیے: بصفتِ دل وجگر۔

دل وچشمِ رقیب: دیکھیے: کوریِ دل و چشمِ رقیب۔

دل وچشم وزباں: کچھ اور ہی عالم ہے دل و چشم و زباں کا   کچھ اور ہی نقشا نظر آتا ہے جہاں کا   ص۲۸۳

دلِ وحشی: میں اور ایک آفت کا ٹکڑا وہ دلِ وحشی کہ ہے   عافیت کا دشمن اور آوارگی کا آشنا   ص۳۹

دل ودستِ اربابِ ہمت: دو عالم کی ہستی پہ خطِ فنا کھینچ   دل و دستِ اربابِ ہمت سلامت!   ص۳۳

دل ودستِ شنا: پھر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موجِ شراب   دے بطِ مے کو دل و دستِ شنا، موجِ شراب   ص۱۴۳

دل ودماغ: شعر کی فکر کو اسدؔ چاہیے ہے دل و دماغ   وائے! کہ یہ فسردہ دل بے دل و بے دماغ ہے   ص۱۱۹

دل ودیدہ: (۱)   باہم دگر ہوئے ہیں دل و دیدہ پھر رقیب   نظارہ و خیال کا ساماں کیے ہوئے   ص۲۲۵

دیکھیے ــــــ: (۲) تحفۂ خونِ دل ودیدہ۔ (۳) یک شرربالِ دل ودیدہ۔

دل ودیں: دل و دیں نقد لا، ساقی سے گر سودا کیا چاہے   کہ اس بازار میں ساغر متاعِ دست گرداں ہے   ص۲۱۰

دل ودین وخرد: دل و دین و خرد تاراجِ نازِ جلوہ پیرائی   ہوا ہے جوہرِ آئینہ، خیلِ مور خرمن میں   ص۵۸

دل وزباں: لایا ہے کہہ کے یہ غزل شائبۂ ریا سے دور   کر کے دل و زبان کو غالبؔ خاکسار، ایک   ص۲۹۷

دل ومژگاں: دل و مژگاں کا جو مقدمہ تھا   آج پھر اُس کی روبکاری ہے   ص۲۲۳

دل ہا: دیکھیے ــــــ: (۱) آئینۂ فتراکِ دماغِ دل ہا۔ (۲) پردۂ دل ہا۔ (۳) صاحب دل ہا۔ (۴) ویرانیِ دل ہا۔

دل ہائے اغیار: دیکھیے: نگہبانِ دل ہائے اغیار۔

دل ہائے حزیں: دیکھیے ــــــ: (۱) اثرِ نالۂ دل ہائے حزیں۔ (۲) فریادِ دل ہائے حزیں۔

دل ہائے خلق: دیکھیے: کثرتِ دل ہائے خلق۔

دل ہائے دگر: مال و جاہ و دست و پا بے زر خریدہ ہیں اسدؔ!   پس بہ دل ہائے دگر راحت رسانی مفت ہے   ص۱۱۳

دل ہائے دوستاں: دیکھیے: دستِ شیشۂ دل ہائے دوستاں۔

دل ہائے ہر دردمندے: از دلِ ہر دردمندے جوشِ بیتابی زدن   اے ہمہ بے مدعائی! یک دُعا ہو جائیے   ص۳۵۲

دلِ ہر قطرہ: دل ہر قطرہ ہے سازِ انا البحر — ہم اُس کے ہیں، ہمارا پوچھنا کیا! ص۱۵۷

دلِ ہم دگر: لطفِ خمار مے کو ہے در دلِ ہم دگر اثر — پنبۂ شیشہ شراب کف بہ لبِ ایاغ ہے ص۱۱۵

دلا: (۱) تکلف عافیت تجھ سے ہے، دلا! بندِ قبا وا کر — نفس بعد از وصالِ دوست، تاواں ہے گسستن کا ص۲۷

(۲) دلا! عبث ہے تمنائے خاطر افروزی — کہ بوسۂ لبِ شیریں ہے اور گلو سوزی ص۱۰۰

(۳) دلا! یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے کہ آخر — نہ گریۂ سحری ہے نہ آہِ نیم شبی ہے ص۲۰۵

(۴) سرمایۂ وحشت ہے دلا! سایۂ گلزار — ہر سبزۂ نوخاستہ یہاں بالِ پری ہے ص۲۵۳

دلالِ[۱] جنسِ رسوائی: چشم: دلالِ جنسِ رسوائی — دل: خریدارِ ذوقِ خواری ہے ص۲۲۳

دلبر[۲]: دیکھیے: فریادی بیداد دلبر۔

دلبراں: دیکھیے ــــــ: (۱) ہوائے دلبراں۔ (۲) وفائے دلبراں۔

دلبری[۳]: ہے دلبری، کمیں گرِ ایجادِ یک نگاہ — کارِ بہانہ جوئیِ چشمِ حیا بلند

دلبریِ وعدۂ وفا: اسدؔ فریفتۂ انتخابِ طرزِ جفا — وگرنہ دلبریِ وعدۂ وفا معلوم! ص۵۳

دل بستگی[۴]: (۱) واماندگی بہانہ و دل بستگی فریب — دردِ طلب بہ آبلۂ پا نہ کھینچیے ص۱۰۶

(۲) جنوں رسوائیِ وارستگی، زنجیر بہتر ہے — بقدرِ مصلحت دل بستگی، تدبیر بہتر ہے ص۱۰۸

(۳)، (۴) دیکھیے: حاصلِ دلبستگی۔

دل پذیر[۵]: اپنے پہ کر رہا ہوں قیاس اہلِ دہر کا — سمجھا ہوں دل پذیر متاعِ ہنر کو میں ص۱۹۰

دل تنگ[۶]: (۱) چاکِ گریباں کو ہے ربطِ تامّل ہنوز — غنچے میں دل تنگ ہے حوصلۂ گل ہنوز ص۴۴

(۲) پیمانۂ وسعت کدۂ شوق ہوں، اے رشک! — محفل سے مگر شمع کو دل تنگ نکالوں ص۹۰

(۳) کیا ضعف میں اُمید کو دل تنگ نکالوں — میں خار ہوں، آتش میں چبھوں، رنگ نکالوں ص۹۰

---

۱ دلال : ایک بار [مرتب]۔
۲ دلبر : ایک بار [مرتب]۔
دلبراں : دو بار [مرتب]۔
۳ دلبری : تین بار [مرتب: دو بار]۔
۴ دل بستگی : چار بار [مرتب: دو بار]۔
۵ دل پذیر : ایک بار۔
۶ دل تنگ : تین بار۔
دل تنگی : ایک بار [مرتب]۔

دل تنگیِ وحشت: خلوتِ آبلۂ پا میں ہے جولاں میرا | خوں ہے دل تنگیِ وحشت سے بیاباں میرا ص ۲۷

دل جمعی[1]: دیکھیے: باوجود دل جمعی۔

دل جوئیِ شبگیر[2]: ذوقِ راحت اگر احرامِ تپش ہو جوں شمع | پائے خوابیدہ بہ دل جوئیِ شبگیر آوے ص ۱۳۳

دلچسپ[3]: بہار شوخ و چمن تنگ و رنگِ گل دلچسپ | نسیم باغ سے پا در حنا نکلتی ہے ص ۲۵۲

دلدار[4]: دیکھیے ــــــ: (۱) ساکنانِ کوچۂ دلدار۔ (۲) نامۂ دلدار۔ (۳) وعدۂ دلدار۔

دُلدُل[5]: (۱) وصفِ دلدل ہے مرے مطلعِ ثانی کی بہار | جنت نقشِ قدم سے ہوں میں اُس کے گلچیں ص ۹

دیکھیے ــــــ: (۲) اُلفتِ دلدل۔ (۳) گردِ خرامِ دلدل۔

دلدل سوار: دیکھیے: بصید اندازیِ شہِ دلدل سوار۔

دلربائی[6]: ہوس گستاخیِ آئینہ تکلیفِ نظر بازی | بہ جیبِ آرزو پنہاں ہے حاصل دلربائی کا ص ۱۶

دلستاں[7]: رہزنی ہے کہ دلستانی ہے؟ | لے کے دل دلستاں روانہ ہوا ص ۱۶۲

دلستانی: دیکھیے: (۱) غرورِ دلستانی۔ (۲) بہ ذیلِ "دلستاں"۔

دل شاد[8]: شاد و دل شاد و شادماں رکھیو | اور غالبؔ پہ مہرباں رکھیو ص ۳۱

دل لگی[9]: (۱) ہمارے شعر ہیں اب صرف دل لگی کے اسدؔ | کھلا کہ فائدہ عرضِ ہنر میں خاک نہیں ص ۱۸۳

(۲) دل لگی کی آرزو بے چین رکھتی ہے ہمیں | ورنہ یاں بے رونقی سودِ چراغِ کشتہ ہے ص ۲۱۰

(۳) چھوڑی اسدؔ نہ ہم نے گدائی میں دل لگی | سائل ہوئے تو عاشقِ اہلِ کرم ہوئے ص ۲۲۷

دلنواز[10]: غم نے جب گھیرا تو چاہا ہم نے یوں اے دلنواز! | مستیِ چشمِ سیہ سے، چل کے، ہوویں چارہ ساز ص ۲۹۰

دَلو[11]: بس کہ زیرِ خاک با آبِ طراوت راہ ہے | ریشے سے، ہر تخم کا دلو اندرونِ چاہ ہے ص ۹۳

دلّی[12]: (۱) کیجے جوں اشک اور قطرہ زنی | اے اسدؔ! ہے ہنوز دلّی دور ص ۳۲

۱۔ دل جمعی : ایک بار [مرتب]۔
۲۔ دل جوئی : ایک بار [مرتب]۔
۳۔ دلچسپ : ایک بار۔
۴۔ دلدار : تین بار [مرتب]۔
۵۔ دُلدُل : چار بار [مرتب]۔
۶۔ دلربائی : ایک بار۔
۷۔ دلستاں : ایک بار۔
دلستانی : دو بار [مرتب: ایک بار]۔
۸۔ دلشاد : ایک بار [مرتب]۔
۹۔ دل لگی : تین بار۔
۱۰۔ دلنواز : ایک بار۔
۱۱۔ دَلو : ایک بار۔
۱۲۔ دلّی : سات بار۔

(۲) دلّی کے رہنے والو! اسدؔ کو ستاؤ مت — بے چارہ چند روز کا یھاں میہمان ہے — ص۷۵

(۳) گر مصیبت تھی تو غربت میں اُٹھا لیتا اسدؔ! — میری، دلّی ہی میں ہونی تھی یہ خواری، ہائے ہائے! — ص۸۰ [طبعِ ثانی]

(۴) بادشاہی کا جہاں یہ حال ہو غالبؔ! تو پھر — کیوں نہ دلّی میں ہر اک ناچیز، نوابی کرے — ص۱۰۱

(۵) ہے اب اِس معمورے میں قحطِ غمِ اُلفت اسدؔ! — ہم نے یہ مانا کہ دلّی میں رہے، کھاویں گے کیا — ص۱۵۵

(۶) سر آغازِ موسم میں، اندھے ہیں ہم — کہ دلّی کو چھوڑیں، لوہارو کو جائیں — ص۲۰۳

(۷) اب ہے دلّی کی طرف کوچ ہمارا غالبؔ — آج ہم حضرتِ نوابؔ سے بھی مل آئے — ص۲۱۲

دلیل[1]:

(۱) تیرا اقبالِ ترحّم: مرے جینے کی نوید — تیرا اندازِ تغافل: مرے مرنے کی دلیل — ص۱۳۳

(۲) ہستی ہماری، اپنی فنا پر دلیل ہے — یھاں تک مٹے کہ آپ ہم اپنی قسم ہوئے — ص۲۲٦

دلیلِ سحر:

ظلمت کدے میں میرے شبِ غم کا جوش ہے — اک شمع ہے دلیلِ سحر، سو خموش ہے — ص۲۳۰

دم[2] [۱]:

(۱) لیتا، نہ اگر دل تمھیں دیتا، کوئی دم چین — کرتا، جو نہ مرتا، کوئی دن آہ و فغاں اور — ص۱۴۰

(۲) ابر روتا ہے کہ بزمِ طرب آمادہ کرو — برق ہنستی ہے کہ فرصت کوئی دم ہے ہم کو — ص۱۱٦

(۳) ابر کا کر رہی کیا دم بند — برق کو دے رہی ہے کیا الزام — ص۱۳۸

(۴) محبت تھی چمن سے لیکن اب یہ بے دماغی ہے — کہ موجِ بوئے گل سے ناک میں آتا ہے دم میرا — ص۱۳٦

(۵) دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز — پھر ترا وقتِ سفر یاد آیا — ص۱۵۲

(٦) شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جائیے — دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہے — ص۲۲۱

(۷) پھر وضعِ احتیاط سے رُکنے لگا ہے دم — برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے — ص۲۲۵

(۸) نالے، عدم میں چند ہمارے سپرد تھے — جو واں نہ کھنچ سکے، سو وہ یھاں آ کے دم ہوئے — ص۲۲۷

(۹) وائے! واں بھی شورِ محشر نے نہ دم لینے دیا — لے گیا تھا گور میں ذوقِ تن آسانی مجھے — ص۲۳۲

(۱۰) گو ہاتھ کو جنبش نہیں، آنکھوں میں تو دم ہے — رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے — ص۲۲۹

---

[1] دلیل : تین بار [مفرد: دو بار، مرکب: ایک بار]۔

[2] دم [۱] : اٹھائیس بار [مفرد: پندرہ بار، مرکب: تیرہ بار]۔

دم [۲] : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔

دم [۳] : ستائیس بار [مفرد: دو بار، مرکب: پچیس بار]۔

دم [۴] : ایک بار [مرکب]۔

	(۱۱) کھلے یہ گانٹھ تو البتہ دم نکل جاوے	بری طرح سے ہوئی ہے گلے کا ہار، گرہ	ص۲۶۹
	(۱۲) ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے	بہت نکلے مرے ارماں لیکن پھر بھی کم نکلے	ص۲۴۹
	(۱۳) محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا	اُسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کافر پہ دم نکلے	ص۲۵۰
	(۱۴) سخن میں خامۂ غالبؔ کی آتش افشانی	یقیں ہے ہم کو بھی لیکن اب اُس میں دم کیا ہے	ص۲۵۱
	(۱۵) بات کرنے میں نکلتا ہے دم اُس کے رو بہ رو		ص۲۸۹
	(۱۶) دیکھیے: کششِ دم۔		
دمِ افعی:	دیکھیے: حریفِ دمِ افعی۔		
دم بھر:	سوزِ دل کا کیا کرے بارانِ اشک	آگ بھڑکی، مینہ اگر دم بھر کھلا	ص۱۳۰
دمِ چند:	(۱)، (۲) دلِ بیتاب کہ سینے میں دمِ چند رہا	ہے دمِ چند گرفتارِ غمِ چند رہا	ص۴۴۶
دمِ سرد:	ضعف سے گریہ مبدّل بہ دمِ سرد ہوا	باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہوجانا	ص۱۵۶
دمِ سردِ صبا:	آتشِ رنگِ رُخِ ہر گل کو بخشے ہے فروغ	ہے دمِ سردِ صبا سے گرمیِ بازار	ص۴۸
دمِ سردکشیدہ:	سودائے عشق سے دمِ سرد کشیدہ ہوں	شامِ خیالِ زلف سے صبحِ دمیدہ ہوں	ص۶۱
دم شماری:	دیکھیے: اضطرابِ دم شماری۔		
دمِ صبحِ قیامت:	کریں خوباں جو سیرِ حُسن اسدؔ ایک پردہ نازک تر	دمِ صبحِ قیامت در گریبانِ قبا کم ہو	ص۶۸
دمِ عیسیٰ: (۱)	دیکھیے: حریفِ دمِ عیسیٰ۔ (۲) نیابتِ دمِ عیسیٰ۔		
دمِ واپسیں:	دمِ واپسیں بر سرِ راہ ہے	عزیزو! اب اللہ ہی اللہ ہے	ص۳۱۲
دَم [۲]:	(۱) جذبۂ بے اختیارِ شوق دیکھا چاہیے	سینۂ شمشیر سے باہر ہے دمِ شمشیر کا	ص۱۳۲
	(۲) دیکھیے: تیغِ دودم۔		
دمِ تیغِ توکّل:	یقیں ہے، آدمی کو دستگاہِ فقر حاصل ہو	دمِ تیغِ توکّل سے اگر پائے سبب کاٹے	ح۹۸
دمِ شمشیر:	حسرتِ لذّتِ آزار رہی جاتی ہے	جادۂ راہِ وفا جز دمِ شمشیر نہیں	ص۱۸۲
دمِ شمشیرِ ابرو:	دیکھیے: آبِ دمِ شمشیرِ ابرو۔		
دَم [۳]:	(۱) جس دم کہ جادہ وار ہو تارِ نفس تمام	پیمائشِ زمین رو عمر بس تمام	ص۵۵

(۲) دل و جگر میں پَر افشاں جو ایک موجۂ خوں ہے — ہم اپنے زعم میں سمجھے ہوئے تھے اُس کو دم آگے ص ۲۲۸

دیکھیے ــــــ: (۳)-(۷) صبح دم [پانچ بار]-(۸)-(۱۲) ہر دم [پانچ بار]۔

دمِ ایجاد: نفی سے کرتی ہے اثبات تراوش گویا — دی ہے جائے دہن اُس کو دمِ ایجاد، نہیں ص ۱۸۶

دمِ بسمل: لطفِ نظارۂ قاتل دمِ بسمل آئے — جان جائے تو بلا سے، پہ کہیں دل آئے ص ۳۱۲

دم بہ دم: ڈرے کیوں میرا قاتل، کیا رہے گا اُس کی گردن پر — وہ خوں جو چشمِ تر سے عمر بھر یوں دم بہ دم نکلے ص ۲۲۹

دمِ تائید: کثرتِ اندوہ سے حیران و مضطر ہے اسدؔ — یا علی! وقتِ عنایات و دمِ تائید ہے ص ۱۰۳

دمِ تحریر: (۱) پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق — آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا؟ ص ۱۵۹

(۲) سیاہی جیسے گر جاوے دمِ تحریر کاغذ پر — مری قسمت میں یوں تصویر ہے شب ہائے ہجراں کی ص ۲۳۵

دمِ ذکر: ہر بُنِ مو سے دمِ ذکر نہ ٹپکے خوناب — حمزہ کا قصہ ہوا، عشق کا چرچا نہ ہوا ص ۱۴۲

دمِ سماع: جاں کیوں نکلنے لگتی ہے تن سے دمِ سماع؟ — گر وہ صدا سمائی ہے چنگ و رباب میں ص ۱۸۹

دمِ صبح: وہ دن آیا ہے تو نظر دمِ صبح — یہی انداز اور یہی اندام ص ۳۵ [حاشیہ]

دمِ عرضِ پریشانیِ بزم: رنگ نے گل سے، دمِ عرضِ پریشانیِ بزم — برگِ گل ریزۂ مینا کی نشانی مانگے ص ۷۸

دمِ عیسیٰ: (۱) مرگیا صدمۂ یک جنبشِ لب سے غالبؔ — ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسیٰ نہ ہوا ص ۱۳۳

(۲) وہ مخزنِ رحمت و رافت کہ بہرِ اہلِ جہاں — نیابتِ دمِ عیسیٰ کرے ہے جس کی نگاہ ص ۲۷۷

دمِ قتل: اسدؔ کو حسرتِ عرضِ نیاز تھی دمِ قتل — ہنوز یک سخن بے صدا نکلتی ہے ص ۹۰

دمِ مرگ: تھا گریزاں مژۂ یار سے دل تا دمِ مرگ — دفعِ پیکانِ قضا اِس قدر آساں سمجھا ص ۱۴۷

دمِ نزع: روشن ہوئی یہ بات دمِ نزع کہ آخر — فانوس، کفن بہرِ چراغِ سحری ہے ص ۲۵۳

دم [۲]: جس قدر روحِ نباتی ہے جگر تشنۂ ناز — دے ہے تسکیں بہ دمِ آبِ بقا موجِ شراب ص ۱۹۳

دُم [۱]: دیکھیے: بالِ رعنائیِ دُم۔

دُمِ روباہ: ہزر پیچ سے لیتا ہے کام شانے کا — کبھی جو اُلجھی ہوئی ہوتی ہے دُمِ روباہ ص ۲۷۷

دُمِ گرگ: دیکھیے: ایک دُمِ گرگ۔

دماغ [۲]: (۱) خوں ہوا جوشِ تمنا سے دو عالم کا دماغ — بزمِ یاس آں سوے پیدائی و اخفا رنگیں ص ۷

---

[۱] دُم : تیس بار [مرکب]۔

[۲] دماغ : بیالیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: اکتیس بار]۔

(۲) غمِ فراق میں تکلیفِ سیرِ باغ نہ دو | مجھے دماغ نہیں خندہ ہائے بیجا کا | ص۱۴۷
(۳) دل اُس کو، پہلے ہی ناز و ادا سے، دے بیٹھے | ہمیں دماغ کہاں حُسن کے تقاضا کا | ص۱۴۷
(۴) بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل | کہتے ہیں جس کو عشق، خلل ہے دماغ کا | ص۱۴۹
(۵) باغ شگفتہ، تیرا بساطِ نشاطِ دل | ابرِ بہار خُم کدہ کس کے دماغ کا؟ | ص۱۵۰
(۶) دل تو ہو، اچھا، نہیں ہے گر دماغ | کچھ تو اسبابِ تمنّا چاہیے | ص۳۲۰
(۷) بہ بوئے زلفِ مُشکیں یہ دماغ آشفتۂ رم ہیں | کہ شاخِ آہواں دودِ چراغ آسا پریشاں | ص۸۱
(۸) فغاں! کہ بہرِ شفائے حصولِ ناشدنی | دماغ، ناز کشِ منّتِ طبیباں ہے | ص۱۰۲
(۹) وصال جلوہ تماشا ہے، پر دماغ کہاں | کہ دیجے آئنۂ انتظار کو پرواز | ص۱۷۱
(۱۰) دل تو دل، وہ دماغ بھی نہ رہا | شورِ سودائے خط و خال کہاں! | ص۱۸۲
(۱۱) نیند اُس کی ہے دماغ اُس کا ہے راتیں اُس کی ہیں | تیری زُلفیں جس کے بازو پر پریشاں ہو گئیں | ص۱۹۱

دیکھیے ــــــ: (۱۲) بے دل و بے دماغ (۱۳)-(۱۶) بے دماغ [چار بار]۔ (۱۷) بے دماغِ منّتِ اقبال (۱۸) دل و دماغ (۱۹) شکوۂ ضعفِ دماغ۔ (۲۰) فکرِ سخن سوے دماغ۔ (۲۱) محوِ تماشائے دماغ۔ (۲۲) سوے دماغ۔

دماغِ آہوئے دشتِ تتار: جس جا نسیم شانہ کشِ زلفِ یار ہے | نافہ، دماغِ آہوئے دشتِ تتار ہے | ص۲۱۷
دماغِ بہار: سودائے خیال ہے طوفانِ رنگ و بو | یہاں ہے کہ داغِ لالہ، دماغِ بہار ہے | ص۹۰
دماغِ بے خودی: دیکھیے: سوے دماغِ بے خودی۔
دماغِ تماشائے سرو و گل: پیدا کریں دماغِ تماشائے سرو و گل | حسرت کشوں کو ساغر و مینا نہ چاہیے | ص۸۲
دماغِ دل ہا: دیکھیے: آئنہ فتراکِ دماغِ گل ہا۔
دماغِ دوجہاں: عدم وحشت سراغ و ہستی آہنگ بہ رنگینی | دماغِ دوجہاں پر سُنبل و گل یک شکنوں ہے | ص۱۱۱
دماغِ رسیدہ: (۱) دورانِ سر سے گردشِ ساغر ہے متصل | خُم خانۂ جنوں میں دماغِ رسیدہ ہوں | ص۲۶
(۲) دیکھیے: بارگاہِ دماغِ رسیدہ۔
دماغِ زہد: خمیدن نشۂ مے میں، بے شرمِ زشت اعمالی | دماغِ زہد میں آخر غرورِ بے گناہی ہے | ص۲۵۴

دماغِ شوق: دیکھیے: آتشِ سوے دماغِ شوق۔

دماغِ عجز: تغافل دوست ہوں، میرا دماغِ عجز عالی ہے | اگر پہلو تہی کیجے تو جا میری بھی خالی ہے | ص ۲۰۹

دماغِ عطرِ پیراہن: دماغ عطر پیراہن نہیں ہے | غمِ آوارگی ہاے صبا کیا! | ص ۱۵۷

دماغِ غفلتِ ساقی: یعنی دماغ غفلتِ ساقی رسیدہ تر | خمیازۂ خمار سے پیمانہ کھینچیے | ص ۱۰۵

دماغِ گردِ راہ: عرش پر تیرے قدم سے ہے دماغِ گردِ راہ | آج تنخواہِ شکستن ہے کلہ جبریل کی | ص ۹۱

دماغِ منتِ گفت و شنود: پوچھا تھا گرچہ یار نے احوالِ دل، مگر | کس کو دماغِ منتِ گفت و شنود تھا | ص ۱۲

دماغِ نارسا: آبلہ، پیمانۂ اندازۂ تشویش تھا | اے دماغِ نارسا! خم خانۂ منزل نہ پوچھ | ص ۴۲

دماغِ ناز: ہو جہاں تیرا دماغِ ناز مستِ بے خودی | خوابِ نازِ گل رخاں دودِ چراغِ کشتہ ہے | ص ۸۰

دماغِ نشۂ ایجادِ جنوں: بہارِ گل، دماغِ نشۂ ایجادِ جنوں ہے | ہجومِ برق سے جوہرِ دزمیں یک قطرہ خوں ہے | ص ۱۱۱

دماغِ نفریں: سامعِ زمزمۂ اہلِ جہاں ہوں لیکن | نہ سرو برگِ ستائش، نہ دماغِ نفریں | ص ۳۳۲

دماغِ وحشت: دیکھیے: موے دماغِ وحشت۔

دمک[1]: رخِ روشن کی دمک، گوہرِ غلطاں کی چمک | کیوں نہ دکھلاوے فروغِ مہ و اختر سہرا | ص ۲۸۷

دمن[2]: ہوا ہے کاٹ کے چادر کو ناگہاں غائب | اگرچہ زانوے گل پر رکھے دمن تکیہ | ص ۳۰۳

دمیدن[3]: دیکھیے: (۱) حاصلِ تکلیفِ دمیدن۔ (۲) گلزارِ دمیدن۔

دمیدن ہا: دیکھیے: اصلِ دمیدن ہا۔

دمیدہ: دیکھیے: (۱) برق آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ۔ (۲) صبحِ دمیدہ۔ (۳) نادمیدہ۔

دن[4]: (۱) نہ ستم کراب تو مجھ پر کہ وہ دن گئے کہ ہاں تھی | مجھے طاقت آزمائی، تجھے الفت آزمائی | ص ۱۰

(۲) اسدؔ! خاک درِ میخانہ اب سر پر اُڑاتا ہوں | گئے وہ دن کہ پانی جامِ مے سے زانو زانو تھا | ص ۲۲

(۳) خدایا! دل کہاں تک دن بہ صد رنج و تعب کاٹے | خمِ گیسو ہو شمشیرِ سیہ تاب اور شب کاٹے | ص ۹۷

(۴) گئے وہ دن کہ نادانستہ غیروں کی وفاداری | کیا کرتے تھے تم تقریر، ہم خاموش رہتے تھے | ص ۱۲۳

---

[1] دمک : ایک بار۔
[2] دمن : ایک بار۔
[3] دمیدن : تین بار [مرکب]۔
دمیدہ : تین بار [مرکب]۔
دمیدن ہا : ایک بار [مرکب]۔
[4] دن : ستاون بار [مفرد: بیالیس بار، مرکب: پندرہ بار]۔

(۵) رات کو آگ اور دن کو دھوپ | بھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار | ص۱۲۶

(۶) تم سلامت رہو ہزار برس | ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار | ص۱۲۷

(۷) نوروز ہے آج اور وہ دن ہے کہ ہوئے ہیں | نظارگیِ صنعتِ حق اہلِ بصارت | ص۱۲۷

(۸)-(۱۰) تین دن مسہل سے پہلے، تین دن مسہل کے بعد | تین مسہل، تین تبریدیں، یہ سب کے دن ہوئے؟ | ص۱۲۹ [تین بار]

(۱۱) یاد کر وہ دن کہ ہر یک حلقہ تیرے دام کا | انتظارِ صید میں اک دیدۂ بے خواب تھا | ص۱۳۵

(۱۲) ہے ایک تیر جس میں دونوں چھدے پڑے ہیں | وہ دن گئے کہ اپنا دل سے جگر جدا تھا | ص۱۵۸

(۱۳) لیتا، نہ اگر دل تمھیں دیتا، کوئی دم چین | کرتا، جو نہ مرتا، کوئی دن آہ و فغاں اور | ص۱۷۰

(۱۴) وہ بھی دن ہو! کہ اس ستمگر سے | ناز کھینچوں، بجائے حسرتِ ناز | ص۱۸۲

[گیارہ بار جزوِ ردیف کے طور پر، ص۱۷۰]

(۱۵)،(۱۶) لازم تھا کہ دیکھو مرا رستا کوئی دن اور | تنہا گئے کیوں، اب رہو تنہا کوئی دن اور

(۱۷) مٹ جائے گا سر، گر ترا پتھر نہ گھسے گا | ہوں در پہ ترے ناصیہ فرسا کوئی دن اور

(۱۸) آئے ہو کل اور آج ہی کہتے ہو کہ جاؤں؟ | مانا کہ ہمیشہ نہیں، اچھا کوئی دن اور

(۱۹) جاتے ہوئے کہتے ہو: قیامت کو ملیں گے | کیا خوب! قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور

(۲۰) ہاں اے فلکِ پیر! جواں تھا ابھی عارفؔ | کیا تیرا بگڑتا جو نہ مرتا کوئی دن اور

(۲۱) تم ماہِ شبِ چاردہم تھے مرے گھر کے | پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشا کوئی دن اور

(۲۲) تم کون سے تھے ایسے کھرے داد و ستد کے | کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اور

(۲۳) مجھ سے تمھیں نفرت سہی، نیّر سے لڑائی | بچوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اور

(۲۴) گزری نہ بہ ہر حال یہ مدت خوش و ناخوش | کرنا تھا جواں مرگ! گزارا کوئی دن اور

(۲۵) ناداں ہو جو کہتے ہو کہ کیوں جیتے ہیں غالبؔ؟ | قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن اور

(۲۶) صبح سے دیکھیں گے رستہ یار کا | جمعے کے دن وعدہ ہے دیدار کا | [قادرنامہ]

(۲۷) لال ڈگی پر کرے گا جا کے کیا | پل پہ چل، ہے آج دن اتوار کا | 〃 〃

(۲۸) کس روز تہمتیں نہ تراشا کیے عدو | کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کیے | ص۲۲۳

(۲۹) آج یک شنبے کا دن ہے، آؤ گے؟ — یا فقط رستا ہمیں جتلاؤ گے — ص۳۱۲

(۳۰) غالبؔ! وظیفہ خوار ہو، دو شاہ کو دُعا — وہ دن گئے جو کہتے تھے: نوکر نہیں ہوں میں — ص۱۹۱

(۳۱) تھیں بنات النعشِ گردوں دن کو پردے میں نہاں — شب کو اُن کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہو گئیں — ص۱۹۱

(۳۲) کوئی کہے کہ شبِ مہ میں کیا بُرائی ہے — بلا سے، آج اگر دن کو ابر و باد نہیں — ص۱۹۲

(۳۳) یاد ہیں غالبؔ! تجھے وہ دن کہ وجدِ ذوق میں — زخم سے گرتا تو میں پلکوں سے چنتا تھا نمک — ص۱۹۵

(۳۴) جسے نصیب ہو روزِ سیاہ میرا سا — وہ شخص دن نہ کہے رات کو تو کیوں کر ہو — ص۱۹۷

(۳۵) نہ لٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا — رہا کھٹکا نہ چوری کا، دعا دیتا ہوں رہزن کو — ص۱۹۹

(۳۶) مرے دل میں ہے غالبؔ شوقِ وصل و شکوۂ ہجراں — خدا وہ دن کرے جو اس سے میں یہ بھی کہوں، وہ بھی — ص۲۰۲

(۳۷) آغوشِ گل کشودہ برائے وداع ہے — اے عندلیب! چل کہ چلے دن بہار کے — ص۲۱۰

(۳۸) جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن — بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے — ص۲۲۶

(۳۹) کوئی دن گر زندگانی اور ہے — اپنے جی میں ہم نے ٹھانی اور ہے — ص۲۲۷

(۴۰) آہی جاتا وہ راہ پر، غالبؔ! — کوئی دن اور بھی جیے ہوتے — ص۲۳۳

(۴۱) شاہ کے ہے غسلِ صحت کی خبر — دیکھیے کب دن پھریں حمام کے — ص۲۵۰

(۴۲) جس دن سے کہ ہم غم زدہ زنجیر بہ پا ہیں — کپڑوں میں جوئیں بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں — ص۲۹۸

دیکھیے ——: (۴۳) ــ (۴۸) ایک دن [چھے بار]۔ (۴۹) اکیس دن۔ (۵۰) اور دن (۵۱) تین دن۔ (۴۵)، (۵۳)، (۵۴) دو دن [تین بار]۔ (۵۵) رات دن۔ (۵۶) سات دن۔

دن رات: مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو؟ — اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے — ص۲۱۹

دنوں: (۱) بہت دنوں میں تغافل نے تیرے پیدا کی — وہ اک نگہ کہ بہ ظاہر نگاہ سے کم ہے — ص۲۲۹

(۲) مجھ سے مت کہہ تو ہمیں کہتا تھا اپنی زندگی — زندگی سے بھی مرا جی اِن دنوں بیزار ہے — ص۲۱۲

دنداں[1]: (۱) افسوس! کہ دنداں کا کیا رزق فلک نے — جن لوگوں کی تھی درخورِ عقدِ گہر انگشت — ص۱۹۳

(۲) دنداں کا خیال چشم تر کر — ہر دانۂ اشک کو گہر کر — ص۴۴۸

---

[1] دنداں : اٹھارہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: سولہ بار]۔

دیکھیے ـــــ: (۳) انگشت بہ دنداں۔ (۴) بقدرِ لب و دنداں۔ (۵) جلوۂ آثارِ زخمِ دنداں۔ (۶)، (۷) خس بہ دنداں [دو بار]۔ (۸) عرضِ نازِ شوخیِ دنداں۔

دنداں در جگر افشردن: دیکھیے مت چشمِ کم سے سوے ضبطِ افسردگاں — جوں صدف پُر دُر ہیں دنداں در جگر افشردگاں ص ۲۹

دنداں در دل افشردن: کلفتِ افسردگی کو عیشِ بیتابی حرام — ورنہ دنداں در دل افشردن بنائے خندہ ہے ص ۲۱۵

دندانِ شرار: سنگ بہ کارگہِ ربطِ نزاکت ہے کہ ہے — خندۂ بے خودیِ کبک بہ دندانِ شرار ص ۲

دندانِ عجز: کو بیابانِ تمنا و کجا جولانِ عجز — آبلے پا کے ہیں یہاں رفتار کو دندانِ عجز ص ۲۲

دندانِ گزیدہ: دیکھیے: پشتِ دست بہ دنداں گزیدہ۔

دندانِ گوہر: کریں گر قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق خود آرایاں — صدف دندانِ گوہر سے بہ حسرت اپنے لب کاٹے ص ۹۷

دندانِ گہر: بہ جیبِ اشکِ چشمِ سرمہ آلود — مسی مالیدہ دندانِ گہر ہے ص ۲۵۵

دنداں نما: دیکھیے ـــــ: (۱)، (۲) خندۂ دنداں نما [دو بار]۔ (۳) صد خندۂ دنداں نما۔

دُنیا[1]:

(۱) اے آہ! میری خاطرِ وابستہ کے سوا — دُنیا میں کوئی عقدۂ مشکل نہیں رہا ص ۲۱

(۲) یارب! ہمیں تو خواب میں بھی مت دکھائیو — یہ محشرِ خیال کہ دُنیا کہیں جسے ص ۹۱

(۳) تجھ سے عالم پہ کھلا رابطۂ قربِ کلیم — تجھ سے دُنیا میں بچھا مائدۂ بذلِ خلیل ص ۱۲۳

(۴) بے دلی ہاے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق — بیکسی ہاے تمنا کہ نہ دُنیا ہے نہ دیں ص ۱۳۲

(۵) لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم! — دُردِ یک ساغرِ غفلت ہے چہ دُنیا و چہ دیں

(۶) جانتا ہوں کہ آج دُنیا میں — ایک ہی ہے اُمید گاہِ انام ص ۱۳۶

(۷) حنائے پائے خزاں ہے، بہار اگر ہے یہی — دوامِ کلفتِ خاطر ہے عیشِ دُنیا کا ص ۱۳۷

(۸) غم سے مرتا ہوں کہ اتنا نہیں دُنیا میں کوئی — کہ کرے تعزیتِ مہر و وفا میرے بعد ص ۱۶۶

(۹) ہیں اور بھی دُنیا میں سخنور بہت اچھے — کہتے ہیں کہ غالبؔ کا ہے اندازِ بیاں اور ص ۱۷۰

(۱۰) غالبؔ بھی گر نہ ہو، تو کچھ ایسا ضرر نہیں — دُنیا ہو یارب اور مرا بادشاہ ہو! ص ۱۹۷

(۱۱) خاک میں ناموسِ پیمانِ محبت مل گئی — اُٹھ گئی دُنیا سے راہ و رسمِ یاری، ہاے ہاے! ص ۲۰۳

---

[1] دنیا : بائیس بار [مفرد: سولہ بار، مرکب: چھے بار]۔

---

[1] خارا : تین بار [مرکب]۔

[2] خارائی : ایک بار [مرکب]۔

[3] خارج : دو بار [مرکب]۔

[4] خاستہ : ایک بار [مرکب]۔

(۱۲) بازیچۂ اطفال ہے دُنیا مرے آگے — ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے — ص ۲۲۸

(۱۳) کیوں نہ دُنیا کو ہو خوشی غالبؔ! — شاہِ دیں دار نے شفا پائی — ص ۲۵۱

(۱۴) یہ چاہتا ہے کہ دُنیا میں عزّ و جاہ کے ساتھ — تمھیں اور اُس کو سلامت رکھے سدا اللہ — ص ۲۷۸

(۱۵) ہے دُعا بھی یہی کہ دُنیا میں — تم رہو زندہ جاوداں، آمیں! — ص ۲۸۱

(۱۶) کوئی دُنیا میں مگر باغ نہیں ہے واعظ؟ — خلد بھی باغ ہے، خیر آب و ہوا اور سہی — ص ۳۱۱

دیکھیے ــــــ: (۱۷) ترکِ دُنیا۔ (۱۸) دین و دنیا۔ (۱۹) طرزِ تپاکِ اہلِ دُنیا۔ (۲۰) عنایت نامہ ہائے اہلِ دُنیا۔ (۲۱) غمِ دُنیا۔ (۲۲) فکرِ دُنیا۔

دو[ل]:

(۱) ہند سے پہلے سات سات کے دو — دیے ناگاہ مجھ کو دکھلائی — ص ۲۶۲

(۲) یا خدا! غالبؔ عاصی کے خداوند کو دے — دو وہ چیزیں کہ طلبگار ہے جن کا عالم — ص ۲۶۵

(۳) دیکھنے میں ہیں گرچہ دو، پر ہیں یہ دونوں یار ایک — وضع میں گو ہوئی دو سر، تیغ ہے ذوالفقار ایک — ص ۲۹۶

(۴) جوے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شامِ فراق — میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہو گئیں — ص ۱۹۱

(۵) مجھ کو دیکھو کہ ہوں بہ قیدِ حیات — اور چھماہی ہو سال میں دو بار — ص ۱۲۶

(۶) صرف بہا نے ہوئے آلاتِ مے کشی — تھے یہ ہی دو حساب سو یوں پاک ہو گئے — ص ۲۲۹

(۷) ہم نہ تبلیغ کے مائل، نہ غلو کے قائل — دو دعائیں ہیں کہ وہ دیتے ہیں تو اب کو ہم — ص ۲۶۵

(۸) مت پوچھ اسدؔ! غصۂ کم فرصتیِ زیست — دو دن بھی جو کاٹے تو قیامت تعبوں سے — ص ۴۳

(۹) وہ دن آیا ہے تو نظر دمِ صبح — یہی انداز اور یہی اندام — ص ۳۳۵

(۱۰) بارے، دو دن کہاں رہا غائب؟ — بندہ عاجز ہے، گردشِ ایّام — ص ۳۳۵

(۱۱) دو رات میں تمام ہے ہنگامہ ماہ کا — حضرت کا عزّ و جاہ رہے گا علی الدّوام — ص ۲۸۲

(۱۲) ہند میں اہلِ تسنّن کی ہیں دو سلطنتیں — ص ۲۶۵

(۱۳)، (۱۴) ملے دو مرشدوں کو قدرتِ حق سے ہیں دو طالب — نظام الدّین کو خسروؔ، سراج الدّین کو غالبؔ — ص ۲۹۳

(۱۵) عجب نشاط سے جلّاد کے چلے ہیں ہم آگے — کہ اپنے سایے سے سر، پانو سے ہے دو قدم آگے — ص ۲۲۷

[ل] دو: [کُل سترہ بار] مفرد: سولہ بار، مرکب: ایک بار]۔

دو جہاں: (۱) دو جہاں طالبِ دیدار تھا یارب! کہ ہنوز — چشمکِ ذرّہ سے ہے گرم نگہ کا بازار ص ۴

(۲) دو جہاں، گردشِ یک سُبحۂ اسرارِ نیاز — نقدِ صد دل بہ گریبانِ سحر پنہاں ہے ص ۱۰۹

(۳) پشت و رُخِ آئنہ ہے دین و دنیا — منظور ہے دو جہاں سے تو، یعنی دل ص ۱۱۷

دیکھیے ——: (۴) جادۂ سیرِ دو جہاں۔ (۵) دماغِ دو جہاں۔

دو جہاں ابر: دیکھیے: سرنوشتِ دو جہاں ابر۔

دو جہاں تیر: دیکھیے: زخمیِ عرضِ دو جہاں تیر۔

دو جہاں حشرِ زبان خشک: حسرتِ عرضِ تمنا یہاں سے سمجھا چاہیے — دو جہاں حشرِ زبانِ خشک ہیں جوں شانہ ہم ص ۵۳

دو جہاں خواب پریشاں زدہ: دیکھیے: فالِ دو جہاں خوابِ پریشاں زدہ۔

دو جہاں ریگِ رواں: دیکھیے: مایۂ شوقِ دو جہاں ریگِ رواں۔

دو جہاں کیفیت: دیکھیے: ہجومِ دو جہاں کیفیت۔

دو جہاں لالہ زار: وقتِ خیالِ جلوۂ حُسنِ بتاں، اسدؔ — دکھلائے ہے مجھے دو جہاں لالہ زار، داغ ص ۴۸

دو جہاں مدارا: دیکھیے: آئنۂ دو جہاں مدارا۔

دو جہاں ناز و نیاز: دیکھیے: جامِ دو جہاں ناز و نیاز۔

دو جہاں وسعت: نقشِ عبرت در نظر یا نقدِ عشرت در بساط — دو جہاں وسعت بقدرِ یک فضائے خندہ ہے ص ۸۷

دو دستی: دیکھیے: تیغِ دو دستی۔

دو دم: دیکھیے: تیغِ دو دم۔

دو رنگی: دیکھیے: بدنامِ دو رنگی۔

دو سر: دیکھنے میں ہیں گرچہ دو، پر ہیں یہ دونوں یار ایک — وضع میں گو ہوئی دو سر، تیغ ہے ذوالفقار ایک ص ۲۹۶

دو عالم: (۱) خوں ہوا جوشِ تمنا سے دو عالم کا دماغ — بزمِ یاس آں سوے پیدائی و اخفا رنگیں ص ۷

(۲) چشمِ اُمید سے گرتے ہیں دو عالم جوں اشک — یاس پیمانہ کشِ گریۂ مستانہ نہیں ص ۸

(۳) خاکبازیِ اُمید: کارخانۂ طفلی — یاس کو دو عالم سے لب بہ خندہ وا پایا ص ۳۱

(۴) دو عالم کی ہستی پہ خطِّ فنا کھینچ — دل و دستِ اربابِ ہمت سلامت! ص ۳۳

(۵) ہے دو عالم صید انداز شہِ دُلدُل سوار ص ۱۰۶

(۶) جامِ ہر ذرہ ہے سرشار تمنا مجھ سے کس کا دل ہوں کہ دو عالم سے لگایا ہے مجھے ص ۱۰۸

(۷) مستی ابر سے گلچینِ طرب ہے حسرت کہ اِس آغوش میں ممکن ہے دو عالم کا فشار ص ۱۳۲

دیکھیے:(۸) برہم زنِ دو عالم۔ (۹) تختۂ خونِ دو عالم۔ (۱۰) خونِ دو عالم۔ (۱۱) دردِ دو عالم۔ (۱۲) سازِ دو عالم۔ (۱۳) سجدۂ عرضِ دو عالم۔ (۱۴) شیرازۂ دو عالم۔ (۱۵) طاقِ فراموشیِ سودائے دو عالم۔ (۱۶) غمِ دو عالم۔ (۱۷) سوزِ وفائی دو عالم۔ (۱۸) ناموسِ دو عالم۔ (۱۹) نسیہ ونقدِ دو عالم۔ (۲۰) ہیولائے دو عالم۔

دو عالم آداب: دیکھیے: گردابِ دو عالم آداب۔

دو عالم آگہی: اسدؔ جمعیتِ دل در کنارِ بے خودی خوش تر دو عالم آگہی سامانِ یک خوابِ پریشاں ہے ص ۸۱

دو عالم احتمال: دیکھیے: رزقِ دو عالم احتمال۔

دو عالم اوہام: دیکھیے: گرفتارِ دو عالم اوہام۔

دو عالم دشت: دیکھیے: اجزائے دو عالم دشت۔

دو عالم دیدۂ بسمل: پرِ طاؤس ہے نیرنگِ داغِ حیرت انشائی دو عالم دیدۂ بسمل، چراغاں جلوہ پیمائی ص ۹۲

دو عالم شکار: دیکھیے: شوخِ دو عالم شکار۔

دو عالم شورِ محشر: دیکھیے: سراغِ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر۔

دو عالم صفہاں: گردِ رہ: سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں نقشِ ہر گام: دو عالم صفہاں زیرِ نگیں ص ۹

دو عالم فتنہ: دیکھیے: حشرِ دو عالم فتنہ۔

دو عالم فریاد: دیکھیے: عرضِ دو عالم فریاد۔

دو عالم نیرنگ: دیکھیے: آفت زدۂ عرضِ دو عالم نیرنگ۔

دو عالم ہستی: دیکھیے: خونِ دو عالم ہستی۔

دونیم[۱]: (۱) موجِ ابروئے قضا جس کے تصور سے دونیم ہم سے جس کے دل ِ مخمۂ تقدیر نگار ص ۵

(۲) خنجر سے چیر سینہ؟ اگر دل نہ ہو دونیم دل میں چھری چبھو، مژہ گر خوں چکاں نہیں ص ۱۸۸

---

[۱] دونیم : دو پارہ۔

دوتا[۱]: دیکھیے: خمِ زلفِ دوتا۔

دوا[۲]: (۱) اگر آرزو رسا ہو، پئے دردِ دل دوا ہو — وہ اجل کہ خوںبہا ہو بہ شہیدِ ناتوانی ص۱۰
(۲) تیرے بیمار پہ ہیں فریادی — وہ جو کاغذ میں دوا باندھتے ہیں ص۵۸
(۳) عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا — درد کی دوا پائی، دردِ بے دوا پایا ص۱۳۳
(۴) عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہوجانا — درد کا حد سے گزرنا، ہے دوا ہوجانا ص۱۵۶
(۵) پیدا ہوئی ہے، کہتے ہیں، ہر درد کی دوا — یوں ہو تو چارۂ غمِ اُلفت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۳
(۶) دلِ ناداں! تجھے ہوا کیا ہے؟ — آخر اِس درد کی دوا کیا ہے؟ ص۲۳۸
(۷) ابنِ مریم ہوا کرے کوئی — میرے دُکھ کی دوا کرے کوئی ص۲۳۲
(۸)،(۹) ہمارے درد کی یارب! کہیں دوا نہ ملے — اگر نہ درد کی اپنے دوا کہیں اُس کو ص۲۸۵ [دوبار]

دیکھیے ـــــ: (۱۰) تمنائے دوا۔ (۱۱) دردِ بےدوا۔ (۱۲) مصیبتِ ناسازیِ دوا۔ (۱۳) منت کشِ دوا۔
(۱۴) نسخۂ عرضِ دوا۔ (۱۵) یک درد و صد دوا۔

دواخانۂ ازل: نظر آتا ہے یوں مجھے یہ ثمر — کہ دواخانۂ ازل میں مگر
آتشِ گُل پہ قند کا ہے قوام — شیرے کے تار کا ہے ریشہ نام ص۳۷ [آم کے لیے]

دوالی[۳]: دیکھیے: (۱) چراغانِ دوالی۔ (۲) شبِ قدر و دوالی۔

دوام[۴]: (۱) حنائے پائے خزاں ہے بہار اگر ہے یہی — دوامِ کلفتِ خاطر ہے عیش دُنیا کا ص۱۳۷
دیکھیے ـــــ: (۲) برسبیلِ دوام۔ (۳) ترازِ دوام۔ (۴) سرشارِ تماشائے دوام۔

دوامِ اقبال: اوّلاً: عمرِ طبیعی بہ دوامِ اقبال — ثانیاً: دولتِ دیدارِ شہنشاہِ اُمم ص۲۶۵

دَوانیدن[۵]: دیکھیے: ریشۂ شہرت دوانیدن۔

دوچار[۱][۶]: (۱) عکسِ موجِ گُل و سرشاریِ اندازِ حباب — خُمِ آئنہ کیفیتِ دل سے ہے دوچار ص۴

---

۱ دوتا : ایک بار [مرکّب]۔
۲ دوا : سولہ بار [مفرد: نوبار، مرکّب: سات بار]۔
دواخانہ : ایک بار [مرکّب]۔
۳ دوالی : دوبار [مرکّب]۔
۴ دوام : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔
۵ دوانیدن : ایک بار [مرکّب]۔
۶ دوچار[۱] : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دوبار]۔

(۲) دھویں سے آگ کے اک ابر دریا بار ہو پیدا — اسدؔ حیدر پرستوں سے اگر ہووے دوچار آتش — ص۲۷

(۳) اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا — جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا — ص۱۹۰

دوچار خامشی: بہ گمانِ قطعِ زحمت نہ دوچار خامشی ہو — کہ زبانِ سرمہ آلود نہیں تیغِ اصفہانی — ص۹

دوچار صحرا: ہر ذرہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ بے خاک — تمثالِ شوقِ بیباک صد جا دوچار صحرا — ص۲۶

دوچار[۲][۱]: (۱) تھک تھک کے ہر مقام پہ دوچار رہ گئے — تیرا پتا نہ پائیں تو ناچار کیا کریں — ص۱۹۱

(۲) پیوں شراب اگر خُم بھی دیکھ لوں دوچار — یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے — ص۲۲۱

(۳) دیکھیے: اک دوچار۔

دوختن[۲]: دیکھیے: بخیۂ لب دوختن۔

دوختہ: دیکھیے: اضطرابِ چشم بر پادوختہ۔

دُود[۳]: (۱) میرا شعلستاں سے کرے ہے ہمسری — بس کہ ذوقِ آتشِ گل سے سراپا جل گیا — ص۲۰

(۲) دُود کو آج اُس کے ماتم میں سیہ پوشی ہوئی — وہ دلِ سوزاں کہ کل تک شمعِ ماتم خانہ تھا — ص۲۵

(۳) پھر حلقۂ کاکل میں پڑیں دید کی راہیں — جوں دُود فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں — ص۵۹

(۴) آشفتگی نے نقشِ سویدا کیا درست — ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دُود تھا — ص۱۳۳

دیکھیے ———: (۵) خیالِ دُود۔ (۶) روزنِ پُردُود۔ (۷) صورتِ دُود۔ (۸) مشکِ دُود۔ (۹) موجِ دُود۔

دُودِ جگر: ہوئی ہے سوزشِ دل بس کہ داغِ بے اثری — اُگی ہے دُودِ جگر سے شبِ سیہ روزی — ص۱۰۰

دُودِ چراغ: (۱) بہ بوئے زلفِ مشکیں یہ دماغِ آشفتۂ رم ہیں — کہ شاخِ آہواں دودِ چراغ آسا پریشاں ہے — ص۸۱

(۲) فکرِ سخن یک انشائے زندانیِ خموشی — دودِ چراغ گویا زنجیرِ بے صدا ہے — ص۹۳

(۳) فکرِ سخن بہانۂ پروازِ خامشی — دودِ چراغ سرمۂ آواز ہے مجھے — ص۹۷

(۴) تازہ نہیں ہے نشۂ فکرِ سخن مجھے — تریاکیِ قدیم ہوں دودِ چراغ کا — ص۱۵۰

دُودِ چراغ خانہ: (۱) تا صبح ہے بہ منزلِ مقصد رسیدنی — دودِ چراغ خانہ غبارِ سفر ہے آج — ص۳۵

(۲) دیکھیے: تہ بندیِ دودِ چراغ خانہ۔

---

۱ دوچار[۲] : تین بار۔
۲ دوختن : ایک بار [مرتب]۔
دوختہ : ایک بار [مرتب]۔
۳ دُود : بتیس بار [مفرد: چار بار، مرتب: اٹھائیس بار]۔

دُودِ چراغِ کشتہ: (۱) نغمۂ نَے بے چمن دودِ چراغِ کشتہ ہے — جامِ داغِ شعلہ اندودِ چراغِ کشتہ ہے ص۷۹

(۲) ہو جہاں تیرا دماغِ نازِ مستِ بے خودی — خوابِ نازِ گُل رُخاں، دودِ چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

(۳) رحم کر ظالم کہ کیا بودِ چراغِ کشتہ ہے! — نبضِ بیمارِ وفا دودِ چراغِ کشتہ ہے ص۲۱۰

دُودِ چراغِ محفل: بوئے گُل، نالۂ دل، دُودِ چراغِ محفل — جو تری بزم سے نکلا، سو پریشاں نکلا ص۳۲

دُودِ چراغاں: بہ اقلیمِ سخن، ہے جلوۂ گردِ سوادِ آتش — کہ ہے دودِ چراغاں سے ہیولائے مدادِ آتش ص۴۷

دُودِ دوزخ: دیکھیے: اثرِ شعلۂ دودِ دوزخ۔

دُودِ سپند: دیکھیے: زنجیریِ دودِ سپند۔

دُودِ شعلۂ آواز: چشمِ خوباں خامشی میں بھی نوا پرداز ہے — سرمہ، تو کہوے کہ دودِ شعلۂ آواز ہے ص۲۲۷

دُودِ شعلۂ جوّالۂ مہ: خط جو رُخ پر جانشینِ ہالۂ مہ ہو گیا — ہالہ دودِ شعلۂ جوّالۂ مہ ہو گیا ص۲۲۵

دُودِ شمعِ بالیں: دیکھیے: نیمِ دامانِ دودِ شمعِ بالیں۔

دُودِ شمعِ کشتہ: (۱) سپند آہنگیِ ہستی و سعیِ نالہ فرسائی — غبار آلودہ ہیں جوں دودِ شمعِ کشتہ تقریریں ص۳۳

(۲) آمدِ خط سے ہوا ہے سرد جو بازارِ دوست — دُودِ شمعِ کشتہ تھا شاید خطِ رخسارِ دوست ص۱۹۳

دُودِ شمعِ کشتۂ گل: دُودِ شمعِ کشتۂ گل بزم سامانی عبث — یک شبِ آشفتہ نازِ شعلہ جانی عبث ص۳۳

دُودِ جگر: (۱) داغِ مُہرِ ضبطِ بیجا مستیِ سعیِ سپند — دودِ جگر لالہ ساں دُردِ تہِ پیمانہ تھا ص۲۵

(۲) وحشتِ انجمن بے گُل، دیکھ لالے کا عالم — مثلِ دُودِ جگر کے داغ بال افشاں ہے ص۸۹

دُودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں: نشانِ روشنیِ دل نہاں ہے تیرہ بختوں کا — نہیں محسوس دودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں ص۲۲۹

دُودمانِ[1] آب وہوا: دیکھیے: نازشِ دودمانِ آب وہوا۔

دُودہ[2]: ہے سوادِ خط پریشاں موئے اہلِ عزا — خامہ میرا شمعِ قبرِ کشتگاں کا دودہ ہے ص۱۰۲

دودھ[3]: دودھ میں بچے تھے شلغم تنا ہاہا یا ہو ص۳۰۱

دَور[4]: (۱) اُس قدح کا ہے دَور مجھ کو نقد — چرخ نے لی ہے جس سے گردشِ وام ص۱۳۷

(۲) ہوئی اِس دَور میں منسوب مجھ سے بادہ آشامی — پھر آیا وہ زمانہ، جو جہاں میں جامِ جم نکلے ص۲۵۰

---

[1] دودمان : ایک بار [مرکب]۔

[2] دُودہ : ایک بار۔

[3] دودھ : ایک بار۔

[4] دَور : چودہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: گیارہ بار]۔

(۳) فردِ بیدِلی ہے فرشِ بزمِ عیشِ گستر کا — دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دَورِ ساغر کا ص۲۲۲

دَورِ امامت: دیکھیے: اوّلیں دورِ امامت۔

دَورِ جام: مجھ تک کب اُن کی بزم میں آتا تھا دورِ جام — ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں! ص۱۸۸

دَورِ چرخ: اسدؔ! خوباں بھی دورِ چرخ سے رنجیدہ خاطر ہیں — گریباں چاکیِ گل بانشانِ داد خواہی ہے ص۴۵۵

دَورِ خطِ رخسار: حلقۂ گیسو کھلا دَورِ خطِ رخسار پر — ہالۂ دیگر بہ گردِ ہالۂ مہ ہوگیا ص۴۴۵

دَورِ ساغر: (۱) عیشِ گرمِ اضطراب و اہلِ غفلت سرد مہر — دورِ ساغر، یک گلستاں برگ ریزِ تاک ہے ص۱۰۷

(۲) بہ پروانہ شاید بادبانِ کشتیِ مے تھا — ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دَورِ ساغر کی ص۲۰۷

(۳) نہ حیرت چشمِ ساقی کی نہ صحبت دورِ ساغر کی — مری محفل میں، غالبؔ! گردشِ افلاک باقی ہے ص۱۰۷

دَورِ شش جہت: یک در بروے رحمت بستہ دورِ شش جہت — نا اُمیدی ہے، خیالِ خانہ ویراں کیا کرے! ص۱۰۱

دَورِ قدح: ہے دَورِ قدح وجہِ پریشانیِ صہبا — یک بار لگا دو خُم مے میرے لبوں سے ص۲۰۱

دَورِ گردشِ ساغر: نشے میں گم کردہ رہ آیا وہ مستِ فتنہ خو — آج رنگِ رفتہ دَورِ گردشِ ساغر ہو ص۲۰

دَورِ گردوں: ہوگئے باہم گر جوشِ پریشانی سے جمع — گردشِ جامِ تمنا دَورِ گردوں ہے مجھے ص۱۰۰

دَورانِ[1] خمار: دیکھیے: جنوں بیتابِ دورانِ خمار۔

دَورانِ سر: دورانِ سر سے گردشِ ساغر ہے متصل — خُم خانۂ جنوں میں دماغ رسیدہ ہوں ص۹۱

دُور[2]: (۱) ضعفِ جنوں کو وقتِ تپش در بھی دور تھا — اک، گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا ص۱۸

(۲) سرمنزلِ ہستی سے ہے صحراے طلب دور — جو خط ہے کفِ پا پہ، سو ہے سلسلۂ پا ص۲۹

(۳) کیجے جوں اشک اور قطرہ زنی — اے اسدؔ! ہے ہنوز دلّی دور ص۳۲

(۴) بلبلوں کو دور سے کرتا ہے منعِ بارِ باغ — ہے زبانِ پاسباں خارِ سرِ دیوارِ باغ ص۴۸

(۴) ہوں بہ وحشت انتظار آوارۂ دشتِ خیال — اک سفیدی مارتی ہے دور سے چشمِ غزال ص۵۲

(۵) مژدۂ دیدار سے رُسوائیِ اظہار دور — آج کی شب چشمِ کوکب تک پریدن منع ہے ص۱۱۳

---

[1] دَوران : دوبار [مرکب]۔

[2] دُور : چوبیس بار [مفرد: سولہ بار، مرکب: آٹھ بار]۔

دوربیں : ایک بار۔

دوردراز : ایک بار [مرکب]۔

دوردور : دوبار۔

دوری : دوبار [مرکب]۔

(۶) مجھ کو دیارِ غیر میں مارا وطن سے دور — رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم — ص۱۷۷

(۷) غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یوں — بوسے کو پوچھتا ہوں میں، منھ سے مجھے بتا کہ یوں — ص۱۷۸

(۸) ذکر میرا بہ بدی بھی اُسے منظور نہیں — غیر کی بات بگڑ جائے تو کچھ دور نہیں — ص۱۵۸

(۹) چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک تیز رَو کے ساتھ — پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں — ص۱۹۰

(۱۰) حُسنِ فروغِ شمعِ سخن دور ہے اسدؔ! — پہلے دلِ گداختہ پیدا کرے کوئی — ص۲۱۶

(۱۱) دور چشمِ بد تری بزمِ طرب سے، واہ واہ! — نغمہ ہو جاتا ہے وھاں گر نالہ میرا جائے ہے — ص۲۲۱

(۱۲) فلک! نہ دور رکھ اُس سے مجھے کہ میں ہی نہیں — درازدستیِ قاتل کے امتحاں کے لیے — ص۲۳۶

(۱۳) گو وھاں نہیں، پہ وھاں کے نکالے ہوئے تو ہیں — کعبے سے ان بتوں کو بھی نسبت ہے دور کی — ص۲۴۴

(۱۴) لایا ہے کہہ کے یہ غزل شائبۂ ریا سے دور — کرکے دل و زبان کو غالبؔ خاکسار ایک — ص۲۹۷

(۱۵) بیچارہ کتنی دور سے آیا ہے، شیخ جی! — کعبے میں کیوں دبائیں نہ ہم برہمن کے پانو — ص۳۲۲ [illegible]

(۱۶) اگرچہ پھینک دیا تم نے دور سے، لیکن — اُٹھائے کیونکے یہ رنجورِ خستہ تن تکیہ — ص۳۰۳

دیکھیے ـــــــ: (۱۷) چشمِ بد دور۔ (۱۸) گُل از شاخ دور افتادہ۔

دور اُفتادۂ ذوقِ فنا: رکھا غفلت نے دور اُفتادۂ ذوقِ فنا ورنہ — اشارت فہم کو ہر ناخنِ بُریدہ، ابرو تھا — ص۲۲

دور اُفتادۂ چمنِ فکر: دور اُفتادۂ چمنِ فکر ہے اسدؔ — مرغِ خیال بلبلِ بے بال و پَر ہے آج — ص۳۵

دور بیں: خانہ ہے سیل سے خوگردۂ دیدار ہنوز — دوربیں در زدہ ہے رخنۂ دیوار ہنوز — ص۳۳

دورتر: ہر چند اُمید دور تر ہو — اے حوصلے! سعیِ بیش تر کر — ص۲۲۸

دور دراز: دیکھیے: اندیشہ ہائے دور دراز۔

دور دور: (۱) مرہم کی جستجو میں پھرا ہوں جو دور دور — تن سے سوا فگار ہیں اس خستہ تن کے پانو — ص۱۹۶

(۲) ہے اصلِ تخمِ ہند سے اور اس زمین سے — پھیلا ہے سب جہان میں یہ میوہ دور دور — ص۲۴۳

دور گرد: عشق کہیں گاوِ درد، وحشتِ دل دور گرد — دامِ تہِ سبزہ ہے حلقۂ کاکل ہنوز — ص۴۴

دور گردِ عرضِ رسومِ نیاز: میں دور گردِ عرضِ رسومِ نیاز ہوں — دشمن سمجھ، ولے نگہِ آشنا نہ مانگ — ص۵۰

دور گردِ قُربِ بساطِ نگاہ: میں دور گردِ قُربِ بساطِ نگاہ تھا — بیرونِ دل نہ تھی تپشِ انجمن ہنوز — ص۴۲

دوریِ منزل: ہر قدم دوریِ منزل ہے نمایاں مجھ سے   میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے   ص ۲۱۱

دوریِ یارانِ یک‌دل: دیکھیے: دردِ مسعود دوریِ یارانِ یک دل۔

دوزخ[۱]: (۱) طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ   دوزخ میں ڈال دو کوئی لے کر بہشت کو   ص ۱۹۷

(۲) کیوں نہ فردوس میں دوزخ کو ملا لیں یارب!   سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اور سہی   ص ۲۱۱

دیکھیے ——: (۳) آتشِ دوزخ۔ (۴) اثرِ شعلہ و دودِ دوزخ۔ (۵) جلوہ زارِ آتشِ دوزخ۔ (۶) جوشِ دوزخ۔

دوست[۲]: (۱) دوست اِس سلسلۂ ناز کے، جوں سنبل و گل   بہ سے خانہ کریں ساغرِ خورشید شکار   ص ۷

(۲) ہم کو ہے اِس رازداری پر گھمنڈ   دوست کا ہے راز دشمن پر کھلا   ص ۱۳۰

(۳) تو دوست کسی کا بھی ستمگر! نہ ہوا تھا   اوروں پہ ہے وہ ظلم کہ مجھ پر نہ ہوا تھا   ص ۱۵۲

(۴) دوست، غمخواری میں میری سعی فرماویں گے کیا؟   زخم کے بھرتے تلک ناخن نہ بڑھ جاویں گے کیا   ص ۱۵۵

(۵) تا کرے نہ غمازی، کرلیا ہے دشمن کو   دوست کی شکایت میں ہم نے ہم زباں اپنا   ص ۱۵۹

(۶) یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست، ناصح   کوئی چارہ ساز ہوتا، کوئی غمگسار ہوتا   ص ۱۵۹

(۷) گرچہ ہوں دیوانہ، پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب   آستیں میں دشنہ پنہاں، ہاتھ میں نشتر کھلا   ص ۱۶۰

(۸) جو منکرِ وفا ہو، فریب اُس پہ کیا چلے   کیوں بدگماں ہوں دوست سے دشمن کے باب میں   ص ۱۸۸

(۹) یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے؟   ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو   ص ۲۰۰

(۱۰) قولِ حافظ کا ہے بجا اے دوست!   "ہر کرا پنج روزہ نوبتِ اوست"   ص ۲۶۷

(۱۱) دوست گر کوئی نہیں ہے جو کرے چارہ گری   نہ سہی، لیک تمنائے دوا ہے تو سہی   ص ۳۱۱

(۱۲) اُن کو کیا علم کہ کشتی پہ مری کیا گزری   دوست جو ساتھ مرے تا لبِ ساحل آئے   ص ۳۱۲

(۱۳) وہ دوست نبی کے اور تم اُن کے دشمن!   لاحول ولا قوۃ الا باللہ   ص ۳۱۳

[بارہ بار بہ طور ردیف، ص ۱۶۳]:

(۱۴) آمدِ خط سے ہوا ہے سرد جو بازارِ دوست   دودِ شمعِ کشتہ تھا شاید خطِ رخسارِ دوست

---

۱ دوزخ : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔

۲ دوست : بیالیس بار [مفرد: تیرہ بار، مرکب: اُنتیس بار]۔

دوست‌دار : ایک بار [مرکب]۔

دوست‌داری : ایک بار۔

دوستاں : دو بار [مرکب]۔

دوستو : ایک بار۔   دوستوں : ایک بار۔

(۱۵) اے دلِ ناعاقبت اندیش! ضبطِ شوق کر　　کون لا سکتا ہے تابِ جلوۂ دیدارِ دوست

(۱۶) خانہ ویراں سازیِ حیرت تماشا کیجیے　　صورتِ نقشِ قدم ہوں رفتۂ رفتارِ دوست

(۱۷) عشق میں بیداد رشکِ غیر نے مارا مجھے　　کشتۂ دشمن ہوں آخر، گرچہ تھا بیمارِ دوست

(۱۸) چشمِ ما روشن! کہ اُس بیدرد کا دل شاد ہے　　دیدۂ پُرخوں ہمارا ساغرِ سرشارِ دوست

(۱۹) غیر یوں کرتا ہے میری پُرسش اُس کے ہجر میں　　بے تکلف دوست ہو جیسے کوئی غم خوارِ دوست

(۲۰) تاکہ میں جانوں کہ ہے اس کی رسائی وھاں تلک　　مجھ کو دیتا ہے پیامِ وعدۂ دیدارِ دوست

(۲۱) جب کہ میں کرتا ہوں اپنا شکوۂ ضعفِ دماغ　　سر کرے ہے وہ حدیثِ زلفِ عنبر بارِ دوست

(۲۲) چپکے چپکے مجھ کو روتے دیکھ پاتا ہے اگر　　ہنس کے کرتا ہے بیانِ شوخیِ گفتارِ دوست

(۲۳) مہربانی ہاے دشمن کی شکایت کیجیے　　یا بیاں کیجیے سپاسِ لذتِ آزارِ دوست

(۲۴) یہ غزل اپنی مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ　　ہے ردیفِ شعر میں غالبؔ! زبس تکرارِ دوست

[پانچ بار بہ طور ردیف، ص ۳۳]:

(۲۵) چشم بندِ خلق غیر از نقشِ خود بینی نہیں　　آئنہ ہے قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست

(۲۶) برقِ خرمن زارِ گوہر ہے نگاہِ تیز یھاں　　اشک ہو جاتے ہیں خشک از گرمیِ رفتارِ دوست

(۲۷) ہے سوا نیزے پہ، اُس کے قامتِ نوخیز سے　　آفتابِ روزِ محشر ہے گلِ دستارِ دوست

(۲۸) اے عدوے مصلحت! چندے بہ ضبط افسردہ رہ　　کردنی ہے جمع تابِ شوخیِ دیدارِ دوست

(۲۹) لغزشِ مستانہ و جوشِ تماشا ہے اسدؔ　　آتشِ مے سے بہارِ گرمیِ بازارِ دوست

دیکھیے ـــــ: (۳۰) آرزوے دوست۔ (۳۱) انتظارِ تماشاے حُسنِ دوست۔ (۳۲) بزمِ عیشِ دوست۔ (۳۳) بوے دوست۔ (۳۴) بیتابیِ یادِ دوست۔ (۳۵) بیدادِ دوست۔ (۳۶) تغافلِ دوست۔ (۳۷) حُسنِ تماشا دوست۔ (۳۸) خیال آبادِ سوداے سرِ مژگانِ دوست۔ (۳۹) رُخِ دوست۔ (۴۰) کوے دوست۔ (۴۱) ندیمِ دوست۔ (۴۲) نیازِ تماشۂ حُسنِ دوست۔ (۴۳) وصالِ دوست۔

دوست دارِ دشمن:　دوست دارِ دشمن اعتمادِ دل معلوم!　　آہ بے اثر دیکھی، نالہ نارسا پایا　ص ۱۳۳

دوست داری:　کیوں مری غمخوارگی کا تجھ کو آیا تھا خیال؟　　دشمنی اپنی تھی میری دوست داری، ہاے ہاے!　ص ۲۱۳

دوستاں: دیکھیے: دستِ شیشۂ دل ہاے دوستاں۔

دوستانِ لباسی: دیکھیے: دیدارِ دوستانِ لباسی۔

دوستو: دوستو مجھ ستم رسیدہ سے — دشمنی ہے وصال کا مذکور ص ۳۲

دوستوں: فزوں کی دوستوں نے حرصِ قاتل ذوقِ کشتن میں — ہوئے ہیں بخیہ ہاے زخم، جوہر تیغِ دشمن میں ص ۸۵

دوستی[1]: (۱) ہر چند کہ دوستی میں کامل ہونا — ممکن نہیں یک زبان و یک دل ہونا ص ۱۱۷

(۲) فائدہ کیا؟ سوچ، آخر تو بھی دانا ہے اسدؔ! — دوستی ناداں کی ہے، جی کا زیاں ہو جائے گا ص ۱۵۱

(۳) یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست، ناصح — کوئی چارہ ساز ہوتا، کوئی غم گسار ہوتا ص ۱۹۰

(۴) دوستی کا پردہ ہے بیگانگی — منہ چھپانا ہم سے چھوڑا! چاہیے ص ۲۲۳

دیکھیے ———: (۵) طرزِ پیوندِ نہالِ دوستی۔ (۶) فرو بردِ دوستی۔

دوسرا[2]: ہے کہاں تمنّا کا دوسرا قدم یارب؟ — ہم نے دشتِ امکاں کو ایک نقشِ پا پایا ص ۱۲

دوش[3]: (۱) دیوانگی سے دوش پہ زنّار بھی نہیں — یعنی ہمارے جیب میں اک تار بھی نہیں ص ۱۸۳

(۲) ہو کر شہیدِ عشق میں، پائے ہزار جسم — ہر موجِ گردِ راہ، مرے سر کو دوش ہے ص ۳۲۰

(۳) دیکھیے: وبالِ دوش۔

دوشِ پیمبر: جسمِ اطہر کو ترے دوشِ پیمبر: منبر — نامِ نامی کو ترے ناصیۂ عرش: نگیں ص ۳۳۵

دوشِ حباب: محملِ پیمانۂ فرصت ہے بر دوشِ حباب — دعویٔ دریا کشی و نشہ پیمائی عبث ص ۳۲

دوشِ خود رائی: ہزار قافلۂ آرزو بیاباں مرگ — ہنوز محملِ حسرت بہ دوشِ خود رائی ص ۱۱۰

دوشِ دل: انگور سعی بے سروپائی سے سبز ہے — غالبؔ! بہ دوشِ دل خُمِ مستی اٹھائیے ص ۳۲

دوشِ رمِ آہو: ز بس دوشِ رمِ آہو پہ ہے محمل تمنّا کا — جنونِ قیس سے بھی شوخیٔ لیلیٰ نمایاں ہے ص ۸۱

دوشِ رمِ نخچیر: وسعتِ جیبِ جنونِ کششِ دل مت پوچھ — محملِ دشت بہ دوشِ رمِ نخچیر آیا ص ۲۷

دوشِ شرار: پیش از نفس بتاں کے کرم نے وفا نہ کی — تھا محملِ نگاہ بہ دوشِ شرار، حیف! ص ۲۹

---

[1] دوستی : چھے بار [مفرد: چار بار، مرکب: دو بار]۔

[2] دوسرا : ایک بار۔

[3] دوش : بارہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: دس بار]۔

دوشِ شوخیِ ساقیِ مست: دیکھیے: محمل بہ دوشِ شوخیِ ساقیِ مست۔

دوشِ مزدور: دیکھیے: ہجومِ غم دوشِ مزدور۔

دوشینہ[1]: دیکھیے: بادۂ دوشینہ۔

دولت[2]:	(۱) پر، یہ دولت تھی نصیبِ ثمرِ معنیِ ناز	کہ ہوا صورتِ آئینہ میں جوہر بیدار	ص۴
	دیکھیے ——: (۲) توسنِ دولت۔ (۳) عمر و دولت۔ (۴) گرمیِ دولت۔		
دولت خواہ:	اُمیدوار عنایات شیو نارائن	کہ آپ کا ہے نمک خوار اور دولت خواہ	ص۴۷۸
دولتِ دیدارِ شہنشاہِ اُمم:	اوّلاً عمرِ طبیعی بہ دوامِ اقبال	ثانیاً دولتِ دیدار شہنشاہِ اُمم	ص۳۶۵
دولتِ نظارہ کش:	فصلِ گل میں دیدۂ خونیں نگاہانِ جنون	دولتِ نظارۂ گل سے شفق سرمایہ ہے	ص۱۰۳
دولت و بخت:	دیکھیے: کار فرمائے دین و دولت و بخت۔		
دولت و دیں:	(۱) پیشگاہِ حضور: دولت و جاہ	خیر خواہِ جناب: دولت و دیں	ص۴۸۰
	(۲) دیکھیے: نصیرِ دولت و دیں۔		
دولت و دین و دانش و داد:	بھیجی ہے جو مجھ کو شاہِ جم جاہ نے دال	ہے لطف و عنایتِ شہنشاہ پہ دال	
	یہ شاہ پسند دال بے بحث و جدال	ہے دولت و دین و دانش و داد کی دال	ص۴۵۳
دولت و عزّ و جاہ:	تم سلامت رہو ہزار برس	دولت و عزّ و جاہ روز افزوں	ص۴۹۸
دولھا[3]:	رخ پہ دولھا کے جو گرمی سے پسینا ٹپکا	ہے رگِ ابرِ گہربار سراسر سہرا	ص۴۸۷
دوں[4]:	دیکھیے: گردشِ گردونِ دوں۔		
دونا[5]:	بہرا ہوں میں تو چاہیے دونا ہو التفات	سنتا نہیں ہوں بات مکرّر کہے بغیر	ص۱۶۹
دونوں[6]:	(۱) ہے ایک تیر جس میں دونوں چھدے پڑے ہیں	وہ دن گئے کہ اپنا دل سے جگر جدا تھا	ص۱۵۸
	(۲) قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں	موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں	ص۱۱۹۳
	(۳) دل سے تری نگاہ جگر تک اتر گئی	دونوں کو اک ادا میں رضامند کر گئی	ص۲۲۳

---

[1] دوشینہ : ایک بار [مرکّب]۔
[2] دولت : بارہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: گیارہ بار]۔
[3] دولھا : ایک بار۔
[4] دوں : ایک بار [مرکّب]۔
[5] دونا : ایک بار۔
[6] دونوں : سات بار۔

(۴)،(۵) دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر فدا | ایک محبّ چار یار، عاشق ہشت و چار ایک ص۲۹۷

دونوں جہاں: دونوں جہان دے کے وہ سمجھے یہ خوش رہا | یہاں آپڑی یہ شرم کہ تکرار کیا کریں ص۱۹۱

دونوں یار: دیکھنے میں ہیں گرچہ دو، پر ہیں یہ دونوں یار، ایک | وضع میں گو ہوئی دو سر، تیغ ہے ذوالفقار ایک ص۲۹۶

دویدن[۱]: (۱) دویدن کے کہیں جوں ریشۂ زیرِ زمیں پایا | بہ گردِ سرمہ اندازِ نگاہِ شرمگیں پایا ص۴۲

(۲) محبّت، طرزِ پیوندِ نہالِ دوستی جانے | دویدن ریشہ ساں مفتِ رگِ خوابِ زلیخا ہے ص۸۳

(۳) ہم طبعِ نازکِ خوباں وقتِ سیرِ باغ | ریشۂ زیرِ زمیں کو بھی دویدن منع ہے ص۱۳

دیکھیے ــــــ:(۴) بالا دویدن۔(۵) سررشتۂ یک ریشہ دویدن۔

دویدہ: دیکھیے: دامنِ شوق دویدہ۔

دوئی[۳]: اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا | جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا ص۱۲۰

دہاں[۴]: (۱) بوسہ نہیں نہ دیجیے، دشنام ہی سہی | آخر زباں تو رکھتے ہو تم، گر دہاں نہیں ص۱۸۸

(۲) دیکھیے: بمُہر دہاں۔

دہانِ تنگ: دہانِ تنگ مجھے کس کا یاد آیا تھا؟ | کہ شب خیال میں بوسوں کا اژدحام رہا ص۳۰

دہانِ زخم: (۱) ہوائے صبح یک عالم گریباں چاکیِ گل ہے | دہانِ زخم پیدا کر اگر کھاتا ہے غم میرا ص۱۷

(۲) جب تک دہانِ زخم نہ پیدا کرے کوئی | مشکل کہ تجھ سے راہِ سخن وا کرے کوئی ص۲۱۵

(۳) جگر سے، ٹوٹی ہوئی ہوگئی سناں پیدا | دہانِ زخم میں آخر ہوئی زباں پیدا ص۲۴۳

دہانِ گل: گرو مستِ ناز دیوے گا صلائے عرضِ حال | خارِ گل بہرِ دہانِ گل زباں ہوجائے گا ص۱۹

دہانِ گور: ہے عجب مُردوں کو غفلت ہائے اہلِ دہر سے | سبزہ جوں انگشتِ حیرت در دہانِ گور ہے ص۹۳

دہانِ مار: بہ حلقۂ خمِ گیسو ہے راستی آموز | دہانِ مار سے گویا صبا نکلتی ہے ص۹۰

دہانِ ہر بتِ پیغارہ جو: دہانِ ہر بتِ پیغارہ جو زنجیرِ رسوائی | عدم تک بے وفا! چرچا ہے تیری بے وفائی کا ص۱۳۶

دھبّے[۵]: رات پی زمزم پہ مے اور صبح دم | دھوئے دھبّے جامۂ احرام کے ص۲۵۰

دہر[۶]: (۱) دہر جز جلوۂ یکتائیِ معشوق نہیں | ہم کہاں ہوتے اگر حسن نہ ہوتا خود بیں ص۱۳۳

---

۱ دویدن : پانچ بار[مرکب: دو بار]۔
دویدہ : ایک بار[مرکب]۔
۳ دوئی ایک بار۔
۴ دہاں : دس بار[مفرد: ایک بار، مرکب: نو بار]۔
۵ دھبّے : ایک بار۔
۶ دہر : نو بار[مفرد: آٹھ بار، مرکب: ایک بار]۔

(۲) دہر میں نقشِ وفا وجہِ تسلی نہ ہوا — ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا — ص ۱۳۲

(۳) ہنگامۂ زبونیِ ہمت ہے انفعال — حاصل نہ کیجے دہر سے عبرت ہی کیوں نہ ہو — ص ۱۹۳

(۴) تیری وفا سے کیا ہو تلافی، کہ دہر میں — تیرے سوا بھی ہم پہ بہت سے ستم ہوئے — ص ۲۲۶

(۵) دہر میں اس طرح کی بزمِ سرور — نہ ہوئی ہو کبھی بروے زمیں — ص ۲۸۰

(۶) وکٹوریا کا دہر میں جو مدح خوان ہو — شاہانِ عصر چاہیے لیں عزت اُس سے وام — ص ۲۸۳

(۷) اَور تو رکھنے کو ہم دہر میں کیا رکھتے تھے! — فقط اک شعر میں انداز رسا رکھتے تھے — ص ۳۲۷ [مطبع اول]

(۸) اسدؔ اُٹھتے ہیں میرے گریہ ہاے زار پر مردم — بھرا ہے دہر بیدردی سے، دل کیجے کہاں خالی — ص ۳۵۵

دیکھیے ——:(۹) اہلِ دہر۔(۱۰) بہارِ نقش بندی ہاے دہر۔(۱۱) تازگیِ بساطِ دہر۔(۱۲) تمام دہر۔(۱۳) چارسوے دہر۔(۱۴) چمنِ دہر۔(۱۵) حیاتِ دہر (۱۶) رُسواے دہر۔(۱۷) طرب خانۂ دہر۔(۱۸) طلسمِ دہر۔(۱۹) غفلت ہاے اہلِ دہر۔(۲۰) محیطِ دہر۔

دہری[1]: (۱)،(۲) جن لوگوں کو ہے مجھ سے عداوت گہری — کہتے ہیں مجھے وہ رافضی اور دہری

دہری کیونکر ہو جو کہ ہووے صوفی؟ — شیعی کیوں کر ہو ماوراء النہری؟ — ص ۳۱۳

دہشت[2]: وہ عینِ عدل کہ دہشت سے جس کی پُرسش کی — بنے ہے شعلۂ آتش انیسِ پرّۂ کاہ — ص ۲۷۷

دہقاں[3]: (۱) مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی — ہیولیٰ برقِ خرمن کا ہے، خونِ گرمِ دہقاں کا — ص ۱۵۶

(۲) رگِ لیلیٰ کو خاکِ دشتِ مجنوں ریشگی بخشے — اگر بووے بجاے دانہ دہقاں، نوکِ نشتر کی — ص ۲۰۷

(۳) دیکھیے: خونِ گرمِ دہقاں۔

دلی[4]: دیکھیے: (۱) شاہراہِ دلی۔(۲) شہرِ دلی۔(۳) مطبعِ بادشاہِ دلی۔

دلی و الور: دیکھیے: جویاے حالِ دلی و الور۔

دھکی[5]: دھکی میں مرگیا جو نہ بابِ نبرد تھا — عشقِ نبرد پیشہ طلبگارِ مرد تھا — ص ۱۵۳

دہن[6]: (۱) شمع سے ہے بزم انگشتِ تحیر در دہن — شعلۂ آوازِ خوباں پر بہ ہنگامِ سماع — ص ۳۷

---

[1] دہری : دو بار۔
[2] دہشت : ایک بار۔
[3] دہقاں : تین بار [مرکب: دو بار]۔
[4] دلی : چار بار [مرکب]۔
[5] دھکی : ایک بار۔
[6] دہن : گیارہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: نو بار]۔

	(۲) ہے جنبشِ زباں بہ دہن سخت ناگوار	خونابۂ ہلاہل حسرت چشیدہ ہوں	ص ٦١
	(۳) دہن اُس کا جو نہ معلوم ہوا	کھل گئی ہیچ مدانی میری	ص ٢١٣
	(۴) جاں لب پہ آئی تو بھی نہ شیریں ہوا دہن	از بس کہ تلخیٔ غمِ ہجراں چشیدہ ہوں	ص ٢٩٩

دیکھیے ــــــ: (۵) تلخیٔ کامِ دہن۔ (٦) جائے دہن۔ (۷) خالِ کنجِ دہن۔ (۸) ضمیرِ دہن۔

دہنِ شیر:	دہنِ شیر میں جا بیٹھیے لیکن اے دل!	نہ کھڑے ہوجیے خوبانِ دل آزار کے پاس	ص ١٤٣
دہنِ مور:	دیکھیے: نوکِ زبانِ دہنِ مور۔		
دہنِ یار:	نہ بندھا تھا بہ عدم نقشِ دلِ مور ہنوز	تب سے ہے یاں دہنِ یار کا مذکور ہنوز	ص ٣٥
ڈھن[1]:	نزعِ مخمور ہوں اُس دید کی ڈھن میں کہ مجھے	رشتۂ سازِ ازل ہے نگہِ باز پسیں	ص ٧
ڈھواں[2]:	(۱) شمع بجھتی ہے تو اُس میں سے ڈھواں اُٹھتا ہے	شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا میرے بعد	ص ١٢٩
	(۲) ڈھویں سے آگ کے اک ابرِ دریا بار ہو پیدا	اسدؔ حیدر پرستوں سے اگر ہووے دوچار آتش	ص ٢٧
دھوپ[3]:	(۱) رات کو آگ اور دن کو دھوپ	بھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار!	ص ١٣٦
	(۲) آگ تاپے کہاں تلک انساں	دھوپ کھاوے کہاں تک جاں دار	ص ١٣٦
	(۳) دھوپ کی تابش، آگ کی گرمی	وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار	ص ١٣٦
دھوکا[4]:	(۱) ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ	دیتے ہیں دھوکا یہ بازیگر، کھلا	ص ٣٩
	(۲) لاگ ہو تو اُس کو ہم سمجھیں لگاو	جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائیں کیا	ص ٤١
	(۳) لوگوں کو ہے خورشیدِ جہاں تاب کا دھوکا	ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغِ نہاں اور	ص ١٤٠
	(۴) جو تھا سو موجِ رنگ کے دھوکے میں رہ گیا	اے وائے! نالۂ لبِ خونیں نوائے گل	ص ١٤٦
	(۵) تیرے ہی جلوے کا ہے یہ دھوکا کہ آج تک	بے اختیار دوڑے ہے گل در قفائے گل	ص ١٤٦
دھول دھپّا[5]:	دھول دھپّا اُس سراپا ناز کا شیوہ نہیں	ہم ہی کر بیٹھے تھے غالبؔ! پیش دستی ایک دن	ص ١٤٩
دھوم[6]:	(۱)، (۲) چرخ تک دھوم ہے، کس دھوم سے آیا سہرا		ص ٢٨٨

---

[1] ڈھن : ایک بار۔
[2] ڈھواں : دوبار۔
[3] دھوپ : تین بار۔
[4] دھوکا : پانچ بار۔
[5] دھول دھپّا : ایک بار۔
[6] دھوم : دوبار۔

دی[1]: دیکھیے: فرداودی۔

دے[2]: (۱) بوے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی اسدؔ! دے نے برباد کیا پیرہنستاں میرا ص۲۱

(۲) شادی سے گزر کہ غم نہ رہوے اُردی جو نہ ہو تو دے نہیں ہے ص۲۲۹

دیار[3] حسن: دیکھیے: نشانِ سوادِ دیارِ حسن۔

دیارِ عشق: دیارِ عشق میں جاتا ہے جو سوداگری ساماں متاعِ زندگانی ہا بہ غارت دادہ آتا ہے ص۹۸

دیارِ غیر: مجھ کو دیارِ غیر میں مارا وطن سے دور رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم ص۱۷۷

دیا[4]: دیکھیے: (۱) صورتِ دیا۔ (۲) کارخانۂ دیا۔

دیباچہ[5] آرائی: اگر مضمونِ خاکستر کرے دیباچہ آرائی نہ باندھے شعلۂ جوالہ غیر از گرد بادِ آتش ص۲۷

دیباچۂ درسِ اسرار: دیکھیے: بسطرِ موجۂ دیباچۂ درسِ اسرار۔

دیباچۂ وحشت: دیباچۂ وحشت ہے اسدؔ! شکوۂ خوباں خوں کر دلِ اندیشہ و مضمونِ ستم باندھ ص۱۷

دیت[6] خواب: جوشِ فریاد سے لوں گا دیتِ خواب اسدؔ! شوخیِ نغمۂ بیدل نے جگایا ہے مجھے ص۱۰۸

دیجور[7]: دیکھیے: (۱) گنجِ شبِ دیجور۔ (۲) مطرفِ شبِ دیجور۔

دید[8]: (۱) دید حیرت کش و خرشید چراغانِ خیال عرضِ شبنم سے چمن آئنہ تعمیر آیا ص۲۷

(۲) نزع مخمور ہوں اُس دید کی دُھن میں کہ مجھے رشتۂ سازِ ازل ہے نگہِ بازپسیں ص۱۷

(۳) پھر حلقۂ کاکل میں پڑیں دید کی راہیں جوں دُود فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں ص۵۹

(۴) صد جلوہ رو بہ رو ہے جو مژگاں اُٹھائیے طاقت کہاں کہ دید کا احساں اُٹھائیے ص۲۰۱

(۵) ابھی آتی ہے بو بالش سے اُس کی زلفِ مشکیں کی ہماری دید کو خوابِ زلیخا عارِ بستر ہے ص۲۳

دیکھیے ———: (۶) بسملِ شوقِ بہارِ دید۔ (۷) جمعیتِ آوارگیِ دید۔ (۸) جنونِ دید۔ (۹) حسرتِ دید۔ (۱۰) خیرخواہِ دید۔ (۱۱) سعیِ دید۔ (۱۲) عرضِ نشاطِ دید۔ (۱۳) کمال گریِ سعیِ تلاشِ دید۔ (۱۴) واماندگانِ دید۔

---

[1] دی : ایک بار [مرکب]۔

[2] دے : دو بار۔

[3] دیار : تین بار [مرکب]۔

[4] دیا : تین بار [مرکب]۔

[5] دیباچہ : تین بار [مرکب]۔

[6] دیت : ایک بار [مرکب]۔

[7] دیجور : دو بار [مرکب]۔

[8] دید : سترہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: بارہ بار]۔

(۱۵) وقتِ دید۔

دیدِ گراں مایہ: دیکھیے: دادِ دیدِ گراں مایہ۔

دیدِ یک غنچہ: تنگیِ حوصلہ گرداب دو عالم آداب — دیدِ یک غنچہ سے ہوں بسملِ نقصانِ بہار ص۹۷

دیدبانِ اشک[1]: بہ ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں، اسدؔ — ہے برسرِ مژہ نگراں دیدبانِ اشک ص۵۰

دیدار[2]: (۱) دیدارِ بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہ مست — بزمِ خیال مے کدۂ بے خروش ہے ص۲۳۰

(۲) صبح سے دیکھیں گے رستا یار کا — جمعے کے دن وعدہ ہے دیدار کا [نادرات]

دیکھیے ـــــ: (۳) تمنا کدۂ دیدار۔ (۴) جلوۂ دیدار۔ (۵)، (۶) حسرتِ دیدار [دو بار]۔ (۷) خارخارِ الم حسرتِ دیدار۔ (۸) خوشیِ چمنِ حسرتِ دیدار۔ (۹) خو کردۂ دیدار۔ (۱۰) خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار۔ (۱۱) ذوقِ بیتابیِ دیدار۔ (۱۲) رقیبِ تمنائے دیدار۔ (۱۳) سرِ دریوزگیِ جلوۂ دیدار۔ (۱۴) شوقِ دیدار۔ (۱۵)، (۱۶) طاقتِ دیدار [دو بار]۔ (۱۷) طالبِ دیدار۔ (۱۸) مژدۂ دیدار۔ (۱۹) نیازِ حسرتِ دیدار۔ (۲۰) ہجومِ مژدۂ دیدار۔ (۲۱) ہوائے دیدار۔

دیدارجو: دیکھیے: دیدۂ دیدارجو۔

دیدارِ خوباں: دیکھیے: نامحرمِ آگاہیِ دیدارِ خوباں۔

دیدارِ دوست: (۱) دیکھیے: پیامِ وعدۂ دیدارِ دوست۔

(۲) دیکھیے: تابِ جلوۂ دیدارِ دوست۔

دیدارِ دوستانِ لباسی: دیدارِ دوستانِ لباسی ہے ناگوار — صورت بہ کارخانۂ دیبا نہ کھینچیے ص۱۰۶

دیدارِ شہنشاہِ اُمم: دیکھیے: دولتِ دیدارِ شہنشاہِ اُمم۔

دیدارِ صنم: وردِ اسمِ حق سے دیدارِ صنم حاصل ہوا — رشتۂ تسبیح تارِ جادۂ منزل ہوا ص۲۹

دیدارطلب: دیدار طلب ہے دلِ واماندہ کہ آخر — نوکِ سرِ مژگاں سے رقم ہو گئے پا ص۲۹

دیدن[3]: دیدن ہمہ بالیدن، کردن ہمہ افسردن — خوش تر ز گل و غنچہ چشم و دلِ ساقی ہے ص۱۱۳

دیدنِ مہتاب: دیکھیے: بہ سببِ دیدنِ مہتاب۔

---

۱ دیدبان : ایک بار [مرتب]۔

۲ دیدار : اٹھائیس بار [بطریہ: دو بار، مرتب: ستائیس بار]۔

۳ دیدن : دو بار [مرتب: ایک بار]۔

دیدن ہا : دو بار [مرتب]۔

دیدن ہا: دیکھیے: (۱) خوبہاے دیدن ہا۔ (۲) عجزِ دیدن ہا۔

دیدہ[۱]: (۱) بہ تمنّا کدۂ حسرتِ ذوقِ دیدار   دیدہ گو خوں ہو، تماشاے چمن مطلب تھا   ص ۴۲

(۲) دل مدّعی و دیدہ بنا مدّعیٰ علَیہ   نظارے کا مقدمہ پھر روبکار ہے   ص ۲۱۷

(۳) دیدہ خوں بار ہے مدّت سے و لے آج ندیم!   دل کے ٹکڑے بھی کئی خون کے شامل آئے   ص ۳۱۳

دیکھیے ـــــ: (۴) اثرِ دیدہ۔ (۵) پاسِ بے رونقیِ دیدہ۔ (۶) تحفۂ خونِ دل و دیدہ۔ (۷) دل و دیدہ۔ (۸) روشنیِ دیدہ۔ (۹) مردمکِ دیدہ۔ (۱۰) یک شرربالِ دل و دیدہ۔

دیدہ تا دل: (۱) دیدہ تا دل ہے یک آئینہ چراغاں، کس نے   خلوتِ ناز پہ پیرایۂ محفل باندھا   ص ۱۳

(۲) دیدہ تا دل اسدؔ آئینۂ یک پرتوِ شوق   فیضِ معنی سے خطِ ساغرِ راقم سرشار   ص ۳۳۳

دیدہ و دل: (۱) بے غیرتِ اُلفت کہ اسدؔ! اُس کی ادا پر   گر دیدہ و دل صلح کریں، جنگ نکالوں   ص ۶۱

(۲) حضرتِ ناصح گر آویں دیدہ و دل فرشِ راہ   کوئی مجھ کو یہ تو سمجھا دو کہ سمجھاویں گے کیا   ص ۱۵۵

دیدہ ور: آج جو دیدہ ور کرے درخواست   تین بھیجے ٹپّے وہ بے کم و کاست   ص ۲۶۸

دیدہ ہاے اختر: دیکھیے: ناخنکِ دیدہ ہاے اختر۔

دیدہ ہاے گریاں: گاہ رو کر کہا کیے باہم   ماجرا دیدہ ہاے گریاں کا   ص ۲۶۰

دیدہ آہو: دیکھیے: (۱) بیاضِ دیدۂ آہو۔ (۲) سوادِ دیدۂ آہو۔

دیدۂ اختر: کیوں اندھیری ہے شبِ غم؟ ہے بلاؤں کا نزول   آج اُدھر ہی کو رہے گا دیدۂ اختر کھلا   ص ۱۶۱

دیدۂ اربابِ یقیں: دیکھیے: سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں۔

دیدۂ باطن: دیکھ اے اسدؔ! بہ دیدۂ باطن کہ ظاہرا   ہر ایک ذرّہ غیرتِ صد آفتاب ہے   ص ۳۵۲

دیدۂ بسمل: (۱) یک مژہ برہم زدن حشرِ دو عالم فتنہ ہے   یہاں سُراغِ عافیت جُز دیدۂ بسمل نہ پوچھ   ص ۴۷

(۲) دیکھیے: دو عالم دیدۂ بسمل۔

دیدۂ بے خواب: دیکھیے: اک دیدۂ بے خواب۔

دیدۂ بینا: (۱) قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کُل   کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا   ص ۱۹۳

۱؎ دیدہ[۱]: باون بار [مفرد: تین بار، مرکب: اُنچاس بار]۔   دیدہ ہا: دو بار [مرکب]۔   دیدہ ور: ایک بار۔

(۲) دیکھیے: نشاطِ دیدۂ بینا۔

دیدۂ پُرخوں: چشمِ ما روشن! کہ اُس بیدرد کا دل شاد ہے — دیدۂ پُرخوں ہمارا ساغرِ سرشارِ دوست — ص ۱۹۳

دیدۂ پُرنم: رویا میں ہزار آنکھ سے صبح تلک — ہر قطرۂ اشک دیدۂ پُرنم تھا — ص ۲۵۲

دیدۂ تر: پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا — دل، جگر تشنۂ فریاد آیا — ص ۱۵۲

دیدۂ تصویر: دیکھیے: نمِ دیدۂ تصویر۔

دیدۂ حیراں: (۱) بدگمانی نے نہ چاہا اُسے سرگرمِ خرام — رُخ پہ ہر قطرہ عرق دیدۂ حیراں سمجھا — ص ۱۴۷

(۲) دیکھیے: آئینہ داریِ یک دیدۂ حیراں۔

دیدۂ خرشید: دیکھیے: اشکِ دیدۂ خرشید۔

دیدۂ خونابہ فشاں: ہے خونِ جگر جوش میں، دل کھول کے روتا — ہوتے جو کئی دیدۂ خونابہ فشاں اَور — ص ۱۴۰

دیدۂ خوں بار: تب ناز گراں مایگیِ اشک بجا ہے — جب لختِ جگر دیدۂ خوں بار میں آوے — ص ۲۳۳

دیدۂ خوں بارِ مجنوں: دیکھیے: دستگاہِ دیدۂ خوں بارِ مجنوں۔

دیدۂ خونیں نگاہانِ جنوں: فصلِ گل میں دیدۂ خونیں نگاہانِ جنوں — دولتِ نظارۂ گل سے شفق سرمایہ ہے — ص ۱۰۲

دیدۂ دل: جلوے کا تیرے وہ عالم ہے کہ گر کیجے خیال — دیدۂ دل کو زیارت گاہِ حیرانی کرے — ص ۲۱۱

دیدۂ دیدار جو: غلط نہ تھا ہمیں خط پہ گماں تسلّی کا — نہ مانے دیدۂ دیدار جو تو کیوں کر ہو — ص ۱۹۷

دیدۂ روشن: کہاں ہے دیدۂ روشن کہ دیکھے بے حجابانہ — نقابِ یار ہے از پردہ ہائے چشمِ نابینا — ص ۲۲۷

دیدۂ ساغر: مے کدہ گر چشمِ مستِ ناز سے پاوے شکست — موئے شیشہ دیدۂ ساغر کی مژگانی کرے — ص ۲۱۱

دیدۂ سوزن: دیکھیے: تارِ اشکِ دیدۂ سوزن۔

دیدۂ عاشق: دیکھیے: قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق۔

دیدۂ عبرت نگاہ: دیکھو مجھے، جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو — میری سنو، جو گوشِ نصیحت نیوش ہو — ص ۲۳۰

دیدۂ عنقا: دیکھیے: مردمکِ دیدۂ عنقا۔

دیدۂ گریاں: (۱) نہیں ہے بازگشتِ سیلِ غار از جانبِ دریا — ہمیشہ دیدۂ گریاں کو آبِ رفتہ در جو تھا — ص ۲۲

(۲) دیکھ وہ برقِ تبسّم بس کہ دل بیتاب ہے — دیدۂ گریاں مرا فوّارۂ سیماب ہے — ص ۳۰۲

دیدۂ نخچیر: (۱) اپنے کو دیکھتا نہیں، ذوقِ ستم تو دیکھ آئینہ تاکہ دیدۂ نخچیر سے نہ ہو ص۱۹۵

(۲) ضبط سے جوں مردمک اسپند اقامت گیر ہے مجمرِ بزمِ فسردن دیدۂ نخچیر ہے ص۹۵

دیکھیے ــــــ: (۳) بیاضِ دیدۂ نخچیر۔ (۴) مژۂ دیدۂ نخچیر۔

دیدۂ نقشِ قدم: دیکھیے: نگاہِ دیدۂ نقشِ قدم۔

دیدۂ نم: دیکھیے: سرشکِ دیدۂ نم۔

دیدۂ یعقوب: نہ چھوڑی حضرتِ یوسف نے یاں بھی خانہ آرائی سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر ص۱۹۷

دیدہ [۲][1]: دیکھیے: (۱) آہوے صیاد دیدہ۔ (۲) شبنمِ خرشید دیدہ۔ (۳) سوے آتش دیدہ۔ (۴) نادیدہ۔ (۵) نادیدہ صفت۔ (۶) ستم دیدۂ بازگشتن۔

دیر[2]: (۱) دیر و حرم: آئینۂ تکرارِ تمنا واماندگیِ شوق تراشے ہے پناہیں ص۵۹

(۲) کعبے میں جا بجائیں گے ناقوس اب تو باندھا ہے دیر میں احرام ص۱۳۷

(۳) دیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں بیٹھے ہیں رہ گزر پہ ہم غیر ہمیں اُٹھائے کیوں ص۱۴۳

دیر[3]: قبلۂ کون و مکاں! خستہ نوازی میں یہ دیر! کعبۂ امن و اماں! عقدہ کشائی میں یہ ڈھیل! ص۱۴۴

دیگر[4]: (۱) نظارہ دیگر و دلِ خونیں نفس دگر آئینہ دیکھ، جوہرِ برگِ حنا نہ مانگ ص۵۱

(۲) ضبط سے مطلب بجز وارستگی، دیگر نہیں دامنِ تمثال آبِ آئنہ سے تر نہیں ص۲۶

دیکھیے ــــــ: (۳) رنگِ دیگر۔ (۴) سرچشمۂ دیگر۔ (۵) کیفیتِ دیگر۔ (۶) پالۂ دیگر۔ (۷) ہم نفسِ دیگر۔

دین[5]: (۱) ہو قبول کم نگاہی تحفۂ اہلِ نیاز اے دل واے جانِ ناز! اے دین واے ایمانِ عجز! ص۴۴

(۲) بے دلی ہاے تماشا! کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق بیکسی ہاے تمنا! کہ نہ دُنیا ہے نہ دیں ص۴۴

(۳) لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم! دُردِ یک ساغرِ غفلت ہے چہ دُنیا و چہ دیں ص۴۴

(۴) تیرے در کے کیے اسباب نثار آمادہ خاکیوں کو جو خدا نے دیے جان و دل و دیں ص۳۵

دیکھیے ــــــ: (۵) افسردگیِ آوارۂ کفر و دیں۔ (۶) ایک دشمنِ دیں۔ (۷) دل و دیں۔ (۸) دولت و دیں۔

---

[1] دیدہ [۲] : چھے بار [مرکب]۔

[2] دیر : تین بار [مرکب: ایک بار]۔

[3] دیر : ایک بار۔

[4] دیگر : سات بار [مفرد: دو بار، مرکب: پانچ بار]۔

[5] دین : بیس بار [مفرد: دو بار، مرکب: اٹھارہ بار]۔

(۹) شہ دیں۔ (۱۰) فخرِ دیں۔ (۱۱) فخرِ دیں۔ (۱۲) کمالِ دیں۔ (۱۳) نصیرِ دولت و دیں۔

دیں دار: دیکھیے: شاہِ دیں دار۔

دینِ عجز: خوشا! خود بینی و تدبیر و غفلت نقد اندیشہ | بہ دینِ عجز اگر بدنامیِ تقدیر بہتر ہے ص۱۰۸

دین و خرد: دیکھیے: دل و دین و خرد۔

دین و دانش و داد: دیکھیے: دولت و دین و دانش و داد۔

دین و دل: ہاں وہ نہیں خدا پرست، جاؤ وہ بے وفا سہی | جس کو ہو دین و دل عزیز اُس کی گلی میں جائے کیوں؟ ص۱۴۳

دین و دنیا: پشت و رُخِ آئینہ ہے دین و دنیا | منظور ہے دو جہاں سے تو، یعنی دل ص۱۱۷

دین و دولت و بخت: دیکھیے: کارفرمائے دین و دولت و بخت۔

دین[۱]: دیکھیے: یقینِ دیں۔

دیوار[۲]: (۱) کب فقیروں کو رسائی بُتِ مے خوار کے پاس | تُونبے بو دیجیے مے خانے کی دیوار کے پاس ص۳۶

(۲) سر پھوڑنا وہ غالبؔ شوریدہ حال کا | یاد آگیا مجھے تری دیوار دیکھ کر ص۱۶۹

(۳) مرگیا پھوڑ کے سر غالبؔ وحشی ہے ہے! | بیٹھنا اُس کا وہ آ کر تری دیوار کے پاس! ص۱۷۳

(۴) وہ چُرا دے باغ سے میوہ، جسے | پھاند جانا یاد ہو دیوار کا [قادرنامہ]

(۵) شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر، وبالِ دوش | صحرا میں اے خدا! کوئی دیوار بھی نہیں ص۱۸۳

(۶) دیوار، بارِ منتِ مزدور سے ہے خم | اے خانماں خراب! نہ احساں اُٹھائیے ص۲۰۱

(۷) کہاں تک روؤں اُس کے خیمے کے پیچھے، قیامت ہے! | مری قسمت میں یارب! کیا نہ تھی دیوار پتھر کی ص۲۰۴

دیکھیے ـــــ: (۸) آئینۂ دیوار۔ (۹) بے در و دیوار۔ (۱۰) پسِ دیوار۔ (۱۱)-(۲۸) در و دیوار [۱۸ بار]۔ (۲۹) رخنۂ دیوار۔ (۳۰) ساقیِ کثوری تابِ دیوار۔ (۳۱) سایۂ دیوار۔ (۳۲) سایۂ دیوار۔ (۳۳) سیلابِ در و دیوار۔ (۳۴) طاقِ دیوار۔ (۳۵) قالبِ خشتِ دیوار۔ (۳۶) کالبدِ صورتِ دیوار۔

دیوار باغ: دیکھیے: (۱) خارِ سرِ دیوارِ باغ۔ (۲) روزنِ دیوارِ باغ۔

دیوار جو: یاں سرِ پُرشور بے خوابی سے تھا دیوار جو | واں وہ فرقِ ناز محوِ بالشِ کمخواب تھا ص۱۳۵

---

۱ دین: ایک بار [مرکب]۔ دیواروں: تین بار۔

۲ دیوار: پچپن بار [مفرد: سات بار، مرکب: اڑتالیس بار]۔ دیواریں: ایک بار۔

دیوارِ چمن: (۱) برشکالِ گریۂ عاشق ہے، دیکھا چاہیے — کھل گئی مانندِ گل سو جا سے دیوارِ چمن — ص۱۸۱

دیکھیے ــــــ: (۲) خشتِ دیوارِ چمن۔ (۳) طاقِ دیوارِ چمن۔

دیوارِ حرم: دیکھیے: حجرالاسود دیوارِ حرم۔

دیوارِ خانۂ زیں: دیکھیے: روزنِ دیوارِ خانۂ زیں۔

دیوارِ دبستاں: فنا تعلیمِ درسِ بے خودی ہوں اُس زمانے سے — کہ مجنوں "لام الف" لکھتا تھا دیوارِ دبستاں پر — ص۱۹۷

دیوارِ دوست: دیکھیے: قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست۔

دیوارِ زنداں: دیکھیے: روزنِ دیوارِ زنداں۔

دیوارِ غم کدہ: دیکھیے: ہر در و دیوارِ غم کدہ۔

دیوارِ قصر: جن کی دیوارِ قصر کے نیچے — آسماں ہے گدائے سایہ نشیں — ص۲۸۰

دیوارِ یار: دیکھیے: سایۂ دیوارِ یار۔

دیوار و در: (۱) وفورِ اشک نے کاشانے کا کیا یہ رنگ — کہ ہو گئے مرے دیوار و در، در و دیوار — ص۱۹۷

(۲) خیالِ جلوۂ گل سے خراب ہیں مے کش — شراب خانے کے دیوار و در میں خاک نہیں — ص۱۸۳

(۳) یہ ہم جو ہجر میں دیوار و در کو دیکھتے ہیں — کبھی صبا کو، کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں — ص۱۸۷

(۴) دیکھیے: در پئے دیوار و در۔

دیواروں: (۱) جلوہ مایوس نہیں دل نگرانی غافل! — چشمِ امید ہے روزن تری دیواروں کا — ص۲۸

(۲) بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی — شبِ مہ ہو جو رکھ دوں پنبہ دیواروں کے روزن میں — ص۱۸۰

(۳) ہو گئے ہیں جمع اجزائے نگاہِ آفتاب — ذرّے اُس کے گھر کی دیواروں کے روزن میں نہیں — ص۱۸۵

دیواریں: خدایا! کس قدر اہلِ نظر نے خاک چھانی ہے — کہ ہیں صد رخنہ، جوں غربال، دیواریں گلستاں کی — ص۷۶

دیوان[1]: میرؔ کے شعر کا احوال کہوں کیا غالبؔ! — جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں — ص۵۷

دیوانِ بے شیرازہ: دیکھیے: یک دیوانِ بے شیرازہ۔

دیوانِ غزالی: جنوں کرا ے چمن تحریرِ درسِ شغلِ تنہائی! — نگاہِ شوق کو صحرا بھی دیوانِ غزالی ہے — ص۷۹

دیوانہ[2]: (۱) داغِ اطفال ہے دیوانہ بہ کہسار ہنوز — خلوتِ سنگ میں ہے نالہ طلبگار ہنوز — ص۴۳

دیوانگاں : تین بار۔

[1] دیوان : تین بار [مرکب: دو بار]۔

[2] دیوانہ : پندرہ بار [مفرد: سات بار، مرکب: آٹھ بار]۔

(۲) یہ کیا وحشت ہے اے دیوانے! پیش از مرگ واویلا! — رکھی بے جا بنائے خانۂ زنجیر شیون پر — ص۴۱

(۳) گرچہ ہوں دیوانہ؟ پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب — آستیں میں دشنہ پنہاں، ہاتھ میں نشتر کھلا — ص۱۶۰

(۴) دیکھا اسد کو خلوت و جلوت میں بارہا — دیوانہ گر نہیں ہے تو ہشیار بھی نہیں — ص۱۸۴

(۵) پس از مُردن بھی دیوانہ زیارت گاہِ طفلاں ہے — شرارِ سنگ نے تربت پہ میری گل فشانی کی — ص۲۰۷

(۶) رفوئے زخم سے مطلب ہے لذّت زخمِ سوزن کی — سمجھیو مت کہ پاسِ درد سے دیوانہ غافل ہے — ص۲۰۸

(۷) میں تو دیوانہ ہوں اور ایک جہاں ہے غمّاز — گوش ہیں در پسِ دیوار، کہوں یا نہ کہوں! — ص۲۹۸

دیکھیے ـــــــ: (۸) پیراہنِ دیوانہ۔ (۹) دامنِ دلِ دیوانہ۔ (۱۰) دلِ دیوانہ (۱۱) عاشقِ دیوانہ (۱۲) غبارِ دامنِ دیوانہ۔ (۱۳) خلطِ دیوانہ۔ (۱۴)، (۱۵) سوئے سرِ دیوانہ [دو بار]۔

دیوانگاں: (۱) دیوانگاں کا چارہ فروغِ بہار ہے — ہے شاخِ گل میں پنجۂ خوباں بجائے گل — ص۵۲

(۲) جس جا کہ پائے سیلِ بلا درمیاں نہیں — دیوانگاں کو واں ہوسِ خانماں نہیں — ص۵۷

(۳) دیوانگاں ہیں حاملِ رازِ نہانِ عشق — اے بے تمیز! گنج کو ویرانہ چاہیے — ص۸۲

دیوانگی:[1] (۱) دیوانگی اسدؔ کی حسرت کشِ طرب ہے — سر میں ہوائے گلشن، دل میں غبارِ صحرا — ص۳۷

(۲) بجز دیوانگی ہوتا نہ انجامِ خود آرائی — اگر پیدا نہ کرتا آئنہ زنجیر جوہر کی — ص۷۷

(۳) دیوانگی ہے تجھ کو درسِ خرام دیتا — موجِ بہار یکسر زنجیرِ نقشِ پا ہے — ص۹۳

(۴) دیوانگی سے دوش پہ زنّار بھی نہیں — یعنی، ہمارے جیب میں اک تار بھی نہیں — ص۱۸۳

(۵) دیکھیے: ریشۂ دیوانگی۔

دیوانگیِ دل: دیکھیے: دادِ دیوانگیِ دل۔

دیوانگیِ شوق: وائے دیوانگیِ شوق! کہ ہر دم مجھ کو — آپ جانا اُدھر اور آپ ہی حیراں ہونا — ص۱۵۰

دِہِ ویراں:[2] خراجِ دِہِ ویراں: یک کفِ خاک — بیاباں خوش ہوں تیری عاملی سے — ص۹۱

ـــــــ

---

[1] دیوانگی : سات بار [مفرد: چار بار، مرکب: تین بار]۔ [2] دِہ : ایک بار [مرکب]۔

ڈ

ڈر[۱]: سر پہ چڑھنا تجھے پھبتا ہے، پر اے طرفِ کلاہ! — مجھ کو ڈر ہے کہ نہ چھینے ترا لمبر سہرا — ص ۲۸۷

ڈلی[۲]: دیکھیے: چکنی ڈلی۔

ڈورے[۳]: گورے پنڈے پہ نہ کر ان کے نظر — کھینچ لیتے ہیں یہ ڈورے ڈال کر — ص ۲۶۶

ڈھیل[۴]: (۱) پھونکتا ہے نالہ ہر شب صور اسرافیل کی — ہم کو جلدی ہے مگر تو نے قیامت ڈھیل کی — ص ۹۷

(۲) قبلۂ کون و مکاں! خستہ نوازی میں یہ دیر! — کعبۂ امن و اماں! عقدہ کشائی میں یہ ڈھیل! — ص ۱۲۴

---

۱ ڈر : ایک بار۔

۲ ڈلی : ایک بار۔

۳ ڈورے : ایک بار۔

۴ ڈھیل : دو بار۔

ذ

ذات[1]: (۱) گرچہ تو وہ ہے کہ ہنگامہ اگر گرم کرے — رونقِ بزمِ مہ و مہر تری ذات سے ہے — ص ۱۲۸

(۲) دیکھیے ہستِ بےذات۔

ذبح[2]: ترے نوکر ترے در پر اسدؔ کو ذبح کرتے ہیں — ستمگر، ناخدا ترس، آشنا کش! ماجرا کیا ہے؟ — ص ۸۳

ذرّہ[3]: (۱) کوچہ دیتا ہے پریشان نظری پر صحرا — رمِ آہو کو ہے ہر ذرّے کی چشمک میں کمیں — ص ۸

(۲) دادِ دیوانگیِ دل کہ ترا مدحت گر — ذرّے سے باندھے ہے خرشیدِ فلک پر آئیں — ص ۹

(۳) گر جلوۂ خرشید خریدارِ وفا ہو — جوں ذرّہ صد آئینہ بے رنگ نکالوں — ص ۶۱

(۴) بقدرِ لفظ و معنی فکرت احرامِ گریباں ہیں — وگرنہ کیجیے جو ذرّہ عریاں، ہم نمایاں ہیں — ص ۶۳

(۵) ذرّہ دے مجنوں کے کس کس داغ کو پروازِ عرض؟ — ہر بیاباں، یک بیاباں حسرتِ تعمیر ہے — ص ۹۵

(۶) ذرّہ اُس گرد کا: خرشید کو آئینۂ ناز — گرد اُس دشت کی: اُمید کو احرامِ بہار — ص ۱۳۲

(۷) شوق: ہے ساماں طرازِ نازشِ اربابِ عجز — ذرّہ صحرا دستگاہ و قطرہ دریا آشنا — ص ۱۳۹

(۸) ہے تجلی تری: سامانِ وجود — ذرّہ بے پرتوِ خرشید نہیں — ص ۱۸۳

(۹) از مہر تا بہ ذرّہ دل و دل ہے آئنہ — طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئنہ — ص ۲۰۱

(۱۰) ہے کائنات کو حرکت تیرے ذوق سے — پرتو سے آفتاب کے، ذرّے میں جان ہے — ص ۲۰۳

---

[1] ذات : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
[2] ذبح : ایک بار۔
[3] ذرّہ : تینتیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: پچیس بار]۔
ذرّہا : ایک بار۔
ذرّہ ذرّہ : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دوبار]۔
ذرّے : دوبار [بطورِ جمع]۔

دیکھیے ــــــ: (۱۱) بدمستیِ ذرہ۔ (۱۲) جامِ ہر ذرہ۔ (۱۳) چشمکِ ذرہ۔ (۱۴) سازِ یک ذرہ۔ (۱۵) سرِ ہر ذرہ۔ (۱۶) عملِ ذرہ۔ (۱۷) نعل در آتشِ ہر ذرہ۔ (۱۸) نقشِ ہر ذرہ۔ (۱۹)۔(۲۵) ہر ذرہ [سات بار]۔ (۲۶) ہر ایک ذرہ۔

ذرہ خاک: دیکھیے: ہر ذرہ خاک۔

ذرۂ خاک: دیکھیے: (۱) ہر ذرۂ خاک۔ (۲) ہر ایک ذرۂ خاک۔

ذرۂ زمیں: دیکھیے: یک ذرۂ زمیں۔

ذرۂ عاشق: ہر ایک ذرۂ عاشق ہے آفتاب پرست | گئی نہ خاک ہوئے پر ہوائے جلوۂ ناز ص۱۷۲

ذرۂ ناچیز: کر ہوا مجھ سا ذرۂ ناچیز | روشناسِ ثوابت و سیار ص۱۲۵

ذرۂ نیرنگ سواد: دیکھیے: ہر ذرۂ نیرنگ سواد۔

ذرہ ہائے خاک: دیکھیے: عملِ ذرہ ہائے خاک۔

ذرہ ذرہ: (۱) کچھ نہ کی اپنے جنونِ نارسا نے، ورنہ یاں | ذرہ ذرہ روکشِ خورشیدِ عالم تاب تھا ص۱۳۵

(۲) ذرہ ذرہ ساغرِ مے خانۂ نیرنگ ہے | گردشِ مجنوں بہ چشمک ہائے لیلیٰ آشنا ص۱۳۹

(۳) ہے ذرہ ذرہ تنگیِ جا سے غبارِ شوق | گر دام یہ ہے، وسعتِ صحرا شکار ہے ص۲۱۷

ذرہ ذرہ خاک: دیکھیے: آئنۂ ذرہ ذرہ خاک۔

ذرہ ذرۂ خاک: شہرِ دہلی کا ذرہ ذرۂ خاک | تشنۂ خوں ہے ہر مسلماں کا ص۲۶۰

ذرّے: (۱) ہو گئے ہیں جمع اجزائے نگاہِ آفتاب | ذرّے اُس کے گھر کی دیواروں کے روزن میں نہیں ص۱۸۵

(۲) اسدؔ! جس شوق سے ذرّے تپش فرسا ہوں روزن میں | جراحت ہائے دل سے جوہرِ شمشیر ہے پیدا ص۳۰

ذریعۂ[1] راحت: نہیں ذریعۂ راحت جراحتِ پیکاں | وہ زخمِ تیغ ہے جس کو کہ دل کشا کہیے ص۲۲۸

ذریعۂ عزت: سو پشت سے ہے پیشۂ آبا سپہ گری | کچھ شاعری ذریعۂ عزت نہیں مجھے ص۱۲۲

ذکر[2]: (۱) کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں! | اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے! ص۱۳۳

(۲) ممکن ہے؟ کرے خضر سکندر سے ترا ذکر | گر لب کو نہ دے چشمۂ حیواں سے طہارت ص۱۲۷

(۳) ذکر اُس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا | بن گیا رقیب آخر، تھا جو رازداں اپنا ص۱۵۹

---

[1] ذریعہ : دوبار [مرکب]۔

[2] ذکر : نوبار [مفرد: سات بار، مرکب: دوبار]۔

(۴) ذکر میرا بہ بدی بھی اُسے منظور نہیں — غیر کی بات بگڑ جائے تو کچھ دور نہیں — ص۱۸۵

(۵) تم اُن کے وعدے کا ذکر اُن سے کیوں کرو غالبؔ! — یہ کیا کہ تم کہو اور وہ کہیں کہ یاد نہیں — ص۱۹۲

(۶) گرچہ ہے کس کس برائی سے، ولے باایں ہمہ — ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اُس محفل میں ہے — ص۲۳۱

(۷) تا ہم کو شکایت کی بھی باقی نہ رہے جا — سُن لیتے ہیں، گو ذکر ہمارا نہیں کرتے — ص۲۳۲

(۸) دیکھیے: دمِ ذکر۔

ذکرِ وصلِ غیر: عزیزو! ذکرِ وصلِ غیر سے مجھ کو نہ بہلاؤ — کہ یہاں افسونِ خواب افسانۂ خوابِ زلیخا ہے — ص۸۳

ذلّت[۱]: دے وہ جس قدر ذلّت، ہم ہنسی میں ٹالیں گے — بارے، آشنا نکلا اُن کا پاسباں، اپنا — ص۱۵۹

ذلیل[۲]: (۱) ہیں آج کیوں ذلیل؟ کہ کل تک نہ تھی پسند — گستاخیِ فرشتہ ہماری جناب میں — ص۱۸۹

(۲) بختِ ناساز نے چاہا کہ نہ دے مجھ کو اماں — چرخِ کجباز نے تاکا کہ کرے مجھ کو ذلیل — ص۱۲۳

(۳) خود ہے تدارک اِس کا گورمنٹ کو ضرور — بے وجہ کیوں ذلیل ہو غالبؔ ہے جس کا نام — ص۲۸۳

(۴) اہلِ ورع کے حلقے میں ہرچند ہوں ذلیل — پر عاصیوں کے زُمرے میں مَیں برگزیدہ ہوں — ص۲۹۹

ذمّہ[۳]: یا غر اِتنا ہوں کہ گر تو بزم میں جا دے مجھے — میرا ذمّہ، دیکھ کر گر کوئی بتلا دے مجھے — ص۲۳۵

ذُوالجلالِ[۴] وَالاِکرام: دیکھیے: مظہرِ ذوالجلالِ وَالاکرام۔

ذُوالجلالی دیکھیے: صفاتِ ذوالجلالی۔

ذُوالفقار[۵]: دیکھنے میں ہیں گرچہ دو، پر ہیں یہ دونوں یار ایک — وضع میں گو ہوئی دو سر، تیغ ہے ذوالفقار ایک — ص۲۹۶

ذُوالفقارِ شیرِ مرداں: موجِ طوفانِ غضب: چشمۂ نہ چرخ حباب — ذوالفقارِ شیرِ مرداں: خطِ قدرت آثار — ص۵

ذوبانِ[۶] اعضا: نہیں ریزشِ عرق کی، اب اُسے ذوبانِ اعضا ہے — تپِ خجلت نے یہ نبضِ رگِ گل میں حرارت کی — ص۹۷

ذوق[۷]: (۱) بازی خورِ فریب ہے اہلِ نظر کا ذوق — ہنگامہ گرمِ حیرتِ بود و نبود تھا — ص۱۲

(۲) غفلت استعداد ذوق و مدعا غافل اسدؔ — پنبۂ گوشِ حریفاں پود و تارِ نغمہ ہے — ص۸۷

(۳) شکلِ طاؤس کرے آئنہ خانہ پرواز — ذوق میں جلوے کے تیرے بہ ہوائے دیدار — ص۱۳۳

(۴) بے دلی ہائے تماشا! کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق — بیکسی ہائے تمنّا! کہ نہ دُنیا ہے نہ دیں — ص۱۳۲

(۵) نہ ہوگا یک بیاباں ماندگی سے ذوق کم میرا — حبابِ موجۂ رفتار ہے نقشِ قدم میرا — ص۱۳۶

---

۱ ذلّت : ایک بار۔
۲ ذلیل : چار بار۔
۳ ذمّہ : ایک بار۔
۴ ذوالجلال والاکرام: ایک بار [مرکب]۔
ذوالجلالی : ایک بار [مرکب]۔
۵ ذوالفقار : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
۶ ذوبان : ایک بار [مرکب]۔
۷ ذوق : تیرہ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: سات بار]۔

(۶) ہے کائنات کو حرکت تیرے ذوق سے — پرتو سے آفتاب کے، ذرّے میں جان ہے ص۲۰۳

(۷) دیکھیے: صد ذوق۔ (۸) وجدِ ذوق۔

ذوقِ آتشِ گل: وہ و میرا شعلستاں سے کرے ہے ہمسری — بس کہ ذوقِ آتشِ گل سے سراپا جل گیا ص۲۰

ذوقِ آرایشِ سر و دستار: پیر و مرشد! اگرچہ مجھ کو نہیں — ذوقِ آرایشِ سر و دستار ص۱۲۶

ذوقِ اسیری: مژدہ اے ذوقِ اسیری! کہ نظر آتا ہے — دامِ خالی قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس ص۱۶۳

ذوقِ بذلہ سنجی: مگر اب ذوقِ بذلہ سنجی کو — ہے جدا گانہ کار فرمائی ص۲۴۲

ذوقِ بیتابیِ دیدار: ذوقِ بیتابیِ دیدار سے تیرے، ہے ہنوز — جوشِ جوہر سے دلِ آئینہ: گلدستۂ خار ص۹

ذوقِ بے قراری: نے حسرتِ تسلی، نہ ذوقِ بے قراری — یک درد و صد دوا ہے، یک دست و صد دعا ہے ص۹۳

ذوقِ پر افشانی: پرواز تپش رنگی، گلزار ہمہ تنگی — خوں ہو قفسِ دل میں اے ذوقِ پر افشانی! ص۱۰۹

ذوقِ فشانی: دیکھیے: بیداد ذوقِ پرفشانی۔

ذوقِ پریدن: دیکھیے: بسملِ ذوقِ پریدن۔

ذوقِ تارِ گیسوے دراز: سُنبلی خواں ہے یہ ذوقِ تارِ گیسوے دراز — نالۂ زنجیرِ مجنوں رشتہ دارِ نغمہ ہے ص۸۷

ذوقِ تحسیں: دیکھیے: پیمانۂ ذوقِ تحسیں۔

ذوقِ تسلیمِ تمنا: ذوقِ تسلیمِ تمنا سے بہ گلزارِ حضور — عرضِ تسخیرِ تماشا سے بہ دامِ اظہار ص۵

ذوقِ تماشا: (۱) بخشے ہے جلوۂ گل ذوقِ تماشا غالبؔ! — چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہو جانا ص۱۵۶

(۲) دیکھیے: مانعِ ذوقِ تماشا۔

ذوقِ تمناے شہادت: اے خوشا ذوقِ تمناے شہادت! کہ اسدؔ — بے تکلف بہ وجودِ خمِ شمشیر آیا ص۴۸

ذوقِ تن آسانی: واے! واں بھی شورِ محشر نے نہ دم لینے دیا — لے گیا تھا گور میں ذوقِ تن آسانی مجھے ص۲۳۲

ذوقِ تنہائی: نگاہِ عبرت افسوں گاہ برق و گاہ مشعل ہے — ہوا ہر خلوت و جلوت سے حاصل ذوقِ تنہائی ص۹۲

ذوقِ جلوہ پیرائی: دیکھیے: گریباں گیرِ ذوقِ جلوہ پیرائی۔

ذوقِ خامہ فرسا: یہ جانتا ہوں کہ تو اور پاسخِ مکتوب! — مگر ستم زدہ ہوں ذوقِ خامہ فرسا کا ص۱۳۷

ذوقِ خرابی: حسرت اے ذوقِ خرابی! کہ وہ طاقت نہ رہی — عشقِ پُر عربدہ کی گوں تنِ رنجور نہیں ص۱۸۵

ذوقِ خواری: (۱) عشق نے پکڑا نہ تھا غالبؔ! ابھی وحشت کا رنگ — رہ گیا تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری، ہاے ہاے! ص۲۰۳

(۲) دیکھیے: خریدارِ ذوقِ خواری۔

ذوقِ خود آرائی: مگر ہو مانعِ دامن کشی ذوقِ خود آرائی — ہوا ہے نقش بندِ آئنہ سنگِ مزار اپنا ص۱۵

ذوقِ خود بینی:	نگاہِ چشمِ حاسد وام لے اے ذوقِ خود بینی	تماشائی ہوں وحدت خانۂ آئینۂ دل کا	ص۱۸۷
ذوقِ خودداری:	ذوقِ خود داری خرابِ وحشتِ تسخیر ہے	آئنہ خانہ مری تمثال کو زنجیر ہے	ص۹۵
ذوقِ خیال:	میں ہوں اور حیرتِ جاوید، مگر ذوقِ خیال	بہ فسونِ نگہِ ناز ستاتا ہے مجھے	ص۸۸
ذوقِ درد:	قطرہ قطرہ اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا	خوں بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں	ص۱۸۵
ذوقِ دشت نوردی:	اللہ رے ذوقِ دشت نوردی! کہ بعدِ مرگ	ہلتے ہیں خود بہ خود مرے، اندر کفن کے، پانو	ص۱۹۶
ذوقِ دیدار:	دیکھیے: تمنا کدۂ حسرتِ ذوقِ دیدار		
ذوقِ راحت:	اگر احرامِ تپش ہو جوں شمع	پائے خوابیدہ بہ دل جوئیِ شبگیر آوے	ص۱۳
ذوقِ رعنائی:	دیکھیے: پر افشانِ ذوقِ رعنائی۔		
ذوقِ زلیخا:	تکلف برطرف، ذوقِ زلیخا جمع کر ورنہ	پریشاں خوابِ آغوشِ وداعِ یوسفستاں ہے	ص۸۱
ذوقِ ستم:	اپنے کو دیکھتا نہیں، ذوقِ ستم تو دیکھ	آئینہ تاکہ دیدۂ نخچیر سے نہ ہو	ص۱۹۵
ذوقِ سجود:	دیکھیے: گزارشِ ذوقِ سجود۔		
ذوقِ سرشار:	ذوقِ سرشار سے بے پردہ ہے طوفاں میرا	موجِ خمیازہ ہے ہر زخم نمایاں میرا	ص۲۱
ذوقِ شعر:	دیکھیے: کلفتۂ ذوقِ شعر۔		
ذوقِ شوخیِ اعضا:	بہ ذوقِ شوخیِ اعضا تکلف بار بستر ہے	معافِ پیچ و تابِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے	ص۸۵
ذوقِ صحبتِ احباب:	بے ولا ہائے اسدؔ افسردگی آہنگ تر	یاد ایامے کہ ذوقِ صحبتِ احباب تھا	ص۱۵
ذوقِ صدائے چنگ:	لطفِ خرامِ ساقی و ذوقِ صدائے چنگ	یہ جنتِ نگاہ، وہ فردوسِ گوش ہے	ص۲۳۰
ذوقِ طربِ وصل:	دیکھیے: واماندۂ ذوقِ طربِ وصل۔		
ذوقِ عریانی:	شوخ ہے مثلِ حباب از خویش بیروں آمدن	ہے گریباں گیرِ فرصت ذوقِ عریانی مجھے	ص۸۶
ذوقِ عشق:	اے سرِ شوریدہ! ذوقِ عشق و پاسِ آبرو!	جوشِ سودا کب حریفِ منتِ دستار ہے	ص۸۳
ذوقِ عیش:	فضائے خندۂ گل تنگ و ذوقِ عیش بے پروا	فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل پسند آیا	ص۱۲
ذوقِ غفلتِ ساقی:	مستی، بہ ذوقِ غفلتِ ساقی ہلاک ہے	موجِ شراب: یک مژۂ خوابناک ہے	ص۲۱۶
ذوق فزا:	میں جو گستاخ ہوں آئینِ غزل خوانی میں	یہ بھی تیرا ہی کرم ذوق فزا ہوتا ہے	ص۲۳۱
ذوقِ فنا:	(۱) جی جلے ذوقِ فنا کی ناتمامی پر نہ کیوں؟	ہم نہیں جلتے، نفس ہر چند آتش بار ہے	ص۳۵۲
	(۲) زندگی میں بھی رہا ذوقِ فنا کا مارا	نشہ بخشا غضب اس ساغرِ خالی نے مجھے	ص۳۲۰
	دیکھیے ——: (۳) دور افتادۂ ذوقِ فنا۔ (۴) سرِ ذوقِ فنا۔		
ذوقِ قتل:	دیکھیے: افسونِ عرضِ ذوقِ قتل۔		

ذوقِ قصہ خوانی: دیکھیے: ہمہ ذوقِ قصہ خوانی۔

ذوقِ کاوشِ ناخن: ناگہاں اس رنگ سے خونابہ ٹپکانے لگا — دل، کہ ذوقِ کاوشِ ناخن سے لذت یاب تھا ص ۱۳۵

ذوقِ کشتن: فزوں کی دوستوں نے حرصِ قاتل ذوقِ کشتن میں — ہوئے ہیں بخیہ ہائے زخم جوہر تیغِ دشمن میں ص ۵۸

ذوقِ کھجیتین: بسمل اُس تیغ دو دستی کا نہیں بچتا اسدؔ! — عافیت بیزارا! ذوقِ کھجیتین تنہا نہیں ص ۶۵

ذوقِ گرفتاریِ ہم: دل کو میں اور مجھے دل محوِ وفا رکھتا ہے — کس قدر ذوقِ گرفتاریِ ہم ہے ہم کو ص ۱۹۵

ذوقِ گریباں: نہ ذوقِ گریباں، نہ پروائے داماں — نگہ آشنائے گل و خار ہیں ہم ص ۵۵

ذوقِ گریہ: ہے ذوقِ گریہ، عزمِ سفر کیجیے اسدؔ! — رختِ جنونِ سیل بہ ویرانہ کھینچیے ص ۱۰۵

ذوقِ گفتگو: شب کہ ذوقِ گفتگو سے تیری دل بیتاب تھا — شوخیِ وحشت سے افسانہ، فسونِ خواب تھا ص ۱۵

ذوقِ گل چینیِ نقشِ کفِ پا: ذوقِ گل چینیِ نقشِ کفِ پا سے تیرے — عرش چاہے ہے کہ ہو در پہ ترے خاک نشیں ص ۹

ذوقِ معاصی: (۱) شوخیِ طالع سے ہوں ذوقِ معاصی میں اسیر — ہمۂ اعمال ہے تاریکیِ کوکب مجھے ص ۸۲
(۲) بقدرِ حسرتِ دل چاہیے ذوقِ معاصی بھی — بھروں یک گوشۂ دامن گر آبِ ہفت دریا ہو ص ۱۹۳

ذوقِ نظارۂ جمال: فرصتِ کاروبارِ شوق کسے! — ذوقِ نظارۂ جمال کہاں؟ ص ۱۸۲

ذوقِ نظر: (۱) تسکیں کو ہم نہ روئیں، جو ذوقِ نظر ملے — حورانِ خلد میں تری صورت مگر ملے ص ۲۳۶
(۲) دیکھیے: قلزمِ ذوقِ نظر۔

ذوقِ نگاہ: جلوۂ بینش پناہ بخشے ہے ذوقِ نگاہ — کعبۂ پوشش سیاہ مردمکِ احرام ہے ص ۹۹

ذوقِ نوائے مرغِ بستانی: بدگماں ہوتا ہے وہ کافر، نہ ہوتا کاشکے! — اس قدر ذوقِ نوائے مرغِ بستانی مجھے ص ۲۳۲

ذوقِ وصل: دل میں ذوقِ وصل و یادِ یار تک باقی نہیں — آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا، جل گیا ص ۱۵۱

ذوقِ یک زخم: سایۂ تیغ کو دیکھ اُس کے، بہ ذوقِ یک زخم — سینۂ سنگ پہ کھینچے ہے الف، بالِ شرار ص ۳

ذہن[1]: (۱) ہمارے ذہن میں اس فکر کا ہے نام وصال — کہ گر نہ ہو تو کہاں جائیں، ہو تو کیوں کر ہو ص ۱۹۷
(۲) رنجِ طاقت سے سوا ہو تو نہ پیٹوں کیوں کر — ذہن میں خوبیِ تسلیم و رضا ہے تو سہی ص ۳۱۰
(۳) دیکھیے: سادگیِ ذہن۔

---

[1] ذہن : تین بار [منفرد: دو بار، مرکب: ایک بار]۔

ر

رابطۂ[1] خوفِ عظیم: تپشِ دل نہیں بے رابطۂ خوفِ عظیم — کششِ دم نہیں بے ضابطۂ جرِّ ثقیل ص۱۳۳

رابطۂ قربِ کلیم: تجھ سے عالم پہ کھلا رابطۂ قربِ کلیم — تجھ سے دُنیا میں بچھا مائدۂ بذلِ خلیل ص۱۳۳

رات[2]: (۱) شاید کہ مر گیا ترے رخسار دیکھ کر — پیمانہ رات ماہ کا لبریزِ نور تھا ص۱۸

(۲) رات، دل گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ تھا — رنگِ روئے شمع برقِ خرمنِ پروانہ تھا ص۲۵

(۳) رات کو آگ اور دن کو دھوپ — بھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار! ص۱۲۶

(۴) سبحِ گردوں پہ پڑا تھا رات کو — موتیوں کا ہر طرف زیور کھلا ص۱۳۹

(۵) میں نے روکا رات غالب کو، وگرنہ دیکھتے — اُس کی سیلِ گریہ میں گردوں کفِ سیلاب تھا ص۱۳۶

(۶) رات کے وقت مے پیے، ساتھ رقیب کو لیے — آئے وہ یاں خدا کرے، پر نہ خدا کرے کہ یوں ص۱۶۸

(۷) غیر سے رات کیا بنی؟ یہ جو کہا تو دیکھیے — سامنے آن بیٹھنا اور یہ دیکھنا کہ یوں ص۱۶۸

(۸) جسے نصیب ہو روزِ سیاہ میرا سا — وہ شخص دن نہ کہے رات کو تو کیوں کر ہو ص۱۹۷

(۹) نہ لٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا — رہا کھٹکا نہ چوری کا، دُعا دیتا ہوں رہزن کو ص۱۹۹

(۱۰) رات پی زمزم پہ مے اور صبح دم — دھوئے دھبّے جامۂ احرام کے ص۲۵۰

(۱۱) ایسی رونق ہوئی برات کی رات — کہ کواکب ہوئے تماشائی ص۳۶۳

(۱۲) زمیں پہ ایسا تماشا ہوا برات کی رات — کہ آسماں پہ کواکب بنے تماشائی ص۳۶۳

---

[1] رابطہ : دوبار [مرکب]۔

[2] رات : بیس بار [مفرد: تیرہ بار، مرکب: سات بار]۔

راتیں : دوبار۔

(۱۳) ہاں مجھے گھٹنے کی تو ہوتی فرصتِ عیش و طرب — شام سے آتے تو کیا؟ یوں بھی گزرتی رات سب ص۲۹۱

دیکھیے ——:(۱۴) دو رات۔ (۱۵) ہر رات۔ (۱۶) دن رات

رات بھر: (۱) موت کا ایک دن معین ہے — نیند کیوں رات بھر نہیں آتی ص۲۳۷

(۲) یہ رات بھر کا ہے ہنگامہ، صبح ہوتے تک — رکھو نہ شمع پہ اے اہلِ انجمن! تکیہ ص۳۰۳

رات دن: (۱) رات دن گردش میں ہیں سات آسماں — ہو رہے گا کچھ نہ کچھ، گھبرائیں کیا! ص۱۲۱

(۲) جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن — بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے ص۲۲۱

راتیں: (۱) نیند اس کی ہے، دماغ اس کا ہے، راتیں اس کی ہیں — تیری زلفیں جس کے بازو پر پریشاں ہو گئیں ص۱۹۱

(۲) جس کے حسنِ روز افزوں کی یہ اک ادنیٰ ہے بات — ماہِ نو نکلے پہ گزری ہوں گی راتیں پانچ سات ص۲۹۰

راجہ[۱] اندر: راجہ اندر کا جو اکھاڑا ہے — ہے وہ بالاے سطحِ چرخِ بریں ص۲۸۰

راحت[۲]: (۱) اگر آرزو ہے راحت تو عبث بہ خوں تپیدن — کہ خیال ہو تعب کش بہ ہواے کامرانی ص۱۰

(۲) نظر راحت پہ میری، کر نہ وعدہ شب کے آنے کا — کہ میری خواب بندی کے لیے ہوگا فسوں وہ بھی ص۴۳

(۳) راحت، کمینِ شوخیِ تقریبِ نالہ ہے — پاے نظر بہ دامنِ افسانہ کھینچیے ص۱۰۵

(۴) ملتی ہے خوے یار سے نار التہاب میں — کافر ہوں گر نہ ملتی ہو راحت عذاب میں ص۱۸۸

دیکھیے ——:(۵) برقِ خرمنِ راحت۔ (۶) بہانۂ راحت۔ (۷) ذریعۂ راحت۔ (۸) ذوقِ راحت۔

راحت آفریں: پریشانی سے مغزِ سر ہوا ہے پنبۂ بالش — خیالِ شوخیِ خوباں کو راحت آفریں پایا ص۴۲

راحت رسانی: مال و جاہ و دست و پا بے زرخریدہ ہیں اسدؔ! — پس بہ دل ہاے دگر راحت رسانی مفت ہے ص۱۱۳

راحت طلبی: طرزِ عیش میں کی ضعف نے راحت طلبی — ہر قدم کو سایے کو میں اپنے شبستاں سمجھا ص۱۴۷

راز[۳]: (۱) ہم کو ہے اس راز داری پر گھمنڈ — دوست کا ہے راز دشمن پر کھلا ص۱۳۰

دیکھیے ——:(۲) در خزینۂ راز۔ (۳) شق کردۂ راز۔ (۴) کارنامۂ راز۔ (۵) گہر ہاے راز۔ (۶) محرمِ راز۔ (۷) محمل نشینِ راز۔ (۸) نگارنامۂ راز۔ (۹) نواہاے راز۔

---

۱ راجہ : ایک بار۔

۲ راحت : گیارہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: سات بار]۔

۳ راز : پچیس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چوبیس بار]۔

رازہا : ایک بار [مرکب]۔

رازدار:	تو نے دیکھا، مجھ پہ کیسی بن گئی اے رازدار!	خواب و بیداری پہ کب ہے آدمی کو اختیار	ص۲۸۹
رازداری:	ہم کو ہے اِس رازداری پر گھمنڈ	[دیکھیے: راز]۔	ص۱۴۰
رازداں:	(۱) ذکر اُس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا	بن گیا رقیب آخر، تھا جو رازداں اپنا	ص۱۵۹
	(۲) کیا غم خوار نے رُسوا، لگے آگ اِس محبت کو!	نہ لاوے تاب جو غم کی وہ میرا رازداں کیوں ہو	ص۱۹۹
رازِ دل:	رازِ دل مجھ سے کیوں چھپاتا ہے؟	مجھ کو سمجھا ہے کیا کہیں نمّام	ص۳۶
رازِ دلِ صد پارہ:	شوخی تری کہہ دیتی ہے احوال ہمارا	رازِ دلِ صد پارہ کی ہے پردہ درِ انگشت	ص۳۲
رازِ عشق:	دیکھیے: پردہ دارِ رازِ عشق۔		
رازِ محبت:	دیکھیے: حریفِ رازِ محبت۔		
رازِ معشوق:	رازِ معشوق نہ رُسوا ہو جائے	ورنہ مر جانے میں کچھ بھید نہیں	ص۱۸۳
رازِ مکتوب:	وہ مری چینِ جبیں سے غمِ پنہاں سمجھا	رازِ مکتوب بہ بے ربطیِ عنواں سمجھا	ص۱۴۷
رازِ مہ و اختر:	وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود	صبح کو رازِ مہ و اختر کھلا	ص۳۹
رازِ نالہ:	وہ رازِ نالہ ہوں کہ بہ شرحِ نگاہِ عجز	افشاں غبارِ سرمہ سے فردِ صدا کروں	ص۵۶
رازِ نہاں:	آتش کدہ ہے سینہ مرا رازِ نہاں سے	اے وائے! اگر معرضِ اظہار میں آوے	ص۲۳۳
رازِ نہانِ عشق:	دیکھیے: حاملِ رازِ نہانِ عشق۔		
رازہائے سینہ گداز:	لافِ تمکیں: فریبِ سادہ دلی	ہم ہیں اور رازہائے سینہ گداز	ص۱۶۲
رازِ ہستی:	شاہِ روشن دل بہادر شہ کہ ہے	رازِ ہستی اُس پہ سر تا سر کھلا	ص۳۹
راس[1]:	پی، جس قدر ملے، شبِ مہتاب میں شراب	اِس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راس ہے	ص۲۰۵
راستی آموز[2]:	بہ حلقۂ خمِ گیسو ہے راستی آموز	دہانِ مار سے گویا صبا نکلتی ہے	ص۹۰
راضی[3]:	(۱) میں نے چاہا تھا کہ اندوہِ وفا سے چھوٹوں	وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا	ص۱۳۳
	(۲) ہوں ترے وعدہ نہ کرنے میں بھی راضی کہ کبھی	گوش منت کشِ گلبانگِ تسلی نہ ہوا	ص۱۳۳
	(۳) سب کے دل میں ہے جگہ تیری، جو تو راضی ہوا	مجھ پہ گویا اک زمانہ مہرباں ہو جائے گا	ص۱۵۱

---

[1] راس : ایک بار۔

[2] راستی : ایک بار [مرکب]۔

[3] راضی : تین بار۔

رافت[۱]: دیکھیے ـــــ : (۱) فرطِ رافت۔ (۲) محفلِ رحمت و رافت۔

رافضی[۲]: جن لوگوں کو ہے مجھ سے عداوت گہری — کہتے ہیں مجھے وہ رافضی اور دہری ص۳۴۳

راقم[۳]: دیکھیے خطِ ساغرِ راقم۔

راکھ[۴]: (۱) جلا ہے جسم جہاں، دل بھی جل گیا ہوگا — کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے؟ ص۲۳

(۲) ستّر برس کی عمر میں یہ داغِ جاں گداز — جس نے جلا کے راکھ مجھے کر دیا تمام ص۲۸۲

راگ[۵]: (۱) پڑھوں میں شکوے سے یوں راگ سے جیسے باجا — اک ذرا چھیڑیے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے ص۲۳۰

(۲) فرِ مدحت سرائے ابراہیم — ہے مقرر جو آپ پہنچے تعلیم

اس کے فقروں میں کون آتا ہے — کیا کہیں کیا وہ راگ گاتا ہے ص۲۹۷

رام[۶]: (۱) وحشی بن صیاد نے ہم رم خوردوں کو کیا رام کیا — رشتۂ چاکِ جیب دریدہ صرفِ قماشِ دام کیا ص۲۶

(۲) دیکھ تری خوے گرم، دل بہ تپش رام ہے — طائرِ سیماب کو شعلہ رگِ دام ہے ص۹۹

رام پور[۷]: (۱) رام پور اہلِ نظر کی ہے نظر میں وہ شہر — کہ جہاں ہشت بہشت آ کے ہوئے ہیں باہم ص۲۶۵

(۲) رام پور آج ہے وہ بقعۂ معمور کہ ہے — مرجع و مجمعِ اشرافِ نژادِ عالم ص۲۶۵

(۳) رام پور ایک بڑا باغ ہے از روے مثال — دل کش و تازہ و شاداب و وسیع و خرّم ص۲۶۵

رامشگر[۸] ارباب فنا: رامشگرِ اربابِ فنا نالۂ زنجیر — عیشِ ابد: از خویش بروں تاختنی ہے ص۱۱

ران[۹]: چھوڑ دیتا تھا گور کو بہرام — ران پر داغ تازہ دے کے وہیں ص۲۸۱

رانده[۱۰]: خیف بے حاصلی اہلِ ریا پر غالب! — یعنی ہیں مانده ازاں سو و ازیں سو رانده ص۱۷

راوراجہ بہادر[۱۱]: وہ راو راجہ بہادر کہ حکم سے جن کے — رواں ہو تار پہ فی الفور دانہ وار گرہ ص۲۷۹

راه[۱۲]: (۱) گر دو رہ اس کی بھریں شیشۂ ساعت میں اگر — ہر نفس راہ میں تو نے نفسِ لیل و نہار ص۵

---

۱ رافت : دوبار [مرکب]۔
۲ رافضی : ایک بار۔
۳ راقم : ایک بار [مرکب]۔
۴ راکھ : دوبار۔
۵ راگ : دوبار۔ ۶ رام : دوبار۔
۷ رام پور : تین بار۔
۸ رامشگر : ایک بار [مرکب]۔
۹ ران : ایک بار۔
۱۰ رانده : ایک بار۔
۱۱ راوراجہ : ایک بار۔
۱۲ راه : پچاس بار [مفرد: سولہ بار، مرکب: چونتیس بار]۔
راہیں : ایک بار۔

(۲) بس کہ بے پایاں ہے صحرائے محبت اے اسدؔ — گرد باد اس راہ کا، ہے عقدۂ پیمانِ عجز — ص ۴۳

(۳) بس کہ زیرِ خاک با آبِ طراوت راہ ہے — ریشے سے ہر تخم کا دلوِ اندرونِ چاہ ہے — ص ۹۳

(۴) عجز و نیاز سے تو نہ آیا وہ راہ پر — دامن کو اُس کے آج حریفانہ کھینچیے — ص ۱۰۵

(۵) عمر بھر دیکھا کیا مرنے کی راہ — مر گئے پر، دیکھیے دکھلائیں کیا؟ — ص ۱۶۱

(۶) زُنّار باندھ، سُبحۂ صد دانہ توڑ ڈال — رہ رَو چلے ہے راہ کو ہموار دیکھ کر — ص ۱۶۹

(۷) اِن آبلوں سے پانو کے گھبرا گیا تھا میں — جی خوش ہوا ہے راہ کو پُر خار دیکھ کر — ص ۱۶۹

(۸) پاتے نہیں جب راہ تو چڑھ جاتے ہیں نالے — رُکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اور — ص ۱۸۰

(۹) ہرچند سبک دست ہوئے بت شکنی میں — ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہے سنگِ گراں اور — ص ۱۸۰

(۱۰) وھاں وہ غرورِ عزّ و ناز یھاں یہ حجابِ پاسِ وضع — راہ میں ہم ملیں کہاں، بزم میں وہ بلائے کیوں — ص ۱۹۳

(۱۱) عشق کی راہ میں ہے چرخِ مکوکب کی وہ چال — سُست رَو جیسے کوئی آبلہ پا ہوتا ہے — ص ۲۲۰

(۱۲) آ ہی جاتا وہ راہ پر غالبؔ! — کوئی دن اور بھی جیے ہوتے — ص ۲۲۳

(۱۳) موت کی راہ نہ دیکھوں، کہ بِن آئے نہ رہے — تم کو چاہوں، کہ نہ آؤ تو بلائے نہ بنے — ص ۲۲۶

(۱۴) خدا کی راہ میں شاہی و خسروی کیسی! — کہو کہ رہبرِ راہِ خدا کہیں اُس کو — ص ۲۸۵

(۱۵) یاد آیا جو وہ کہنا کہ: نہیں، واہ، غلط — کی تصوّر نے بہ صحرائے ہوس راہ غلط — ص ۲۹۵

(۱۶) منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو — تا گل ز جگر زخم میں ہے راہ نفَس کو — ص ۳۵۰

دیکھیے ــــــ: (۱۷) جادۂ راہ۔ (۱۸) خارِ راہ۔ (۱۹) دماغِ گردِ راہ۔ (۲۰) حقّیِ راہ۔ (۲۱) سرِ راہ۔ (۲۲) غبارِ راہ۔ (۲۳) فرشِ راہ۔ (۲۴)، (۲۵) گردِ راہ [دوبار]۔ (۲۶) ہر سرِ راہ۔ (۲۷) ہر موجِ گردِ راہ۔

راہِ جوششِ دریا: دیکھیے: سنگِ راہِ جوششِ دریا۔

راہِ خدا: دیکھیے: رہبرِ راہِ خدا۔

راہِ خوابیدہ: (۱) حیرت، اپنے نالۂ بیدرد سے غفلت بجی — راہِ خوابیدہ کو غوغائے جرسِ افسانہ تھا — ص ۲۵

(۲) کوہ و صحرا ہمہ معموریِ شوقِ بلبل — راہِ خوابیدہ ہوئی خندۂ گل سے بیدار — ص ۳۲

راہِ خُلد: دیکھیے: رہ رَوِ راہِ خُلد۔

راہِ سخن: (۱) مجھے راہِ سخن میں خوفِ گمراہی نہیں غالبؔ! — عصائے خضرِ صحرائے سخن ہے خامہ بیدلؔ کا ص۱۸

(۲) جب تک دہانِ زخم نہ پیدا کرے کوئی — مشکل کہ تجھ سے راہِ سخن وا کرے کوئی ص۲۱۵

(۳) دیکھیے: رہ روانِ راہِ سخن۔

راہ شناس: مسلکِ شرع کے ہیں راہ رو و راہ شناس — خضر بھی یہاں اگر آجائے تو لے اُن کے قدم ص۲۶۵

راہِ شوق: (۱) خلوتِ بال و پرِ قمری میں وا کر راہِ شوق — جادۂ گلشن بہ رنگِ ریشۂ زیرِ خاک ہے ص۱۰۷

(۲) طے کرو راہِ شوق زوداً زود — آن پہنچی ہے منزلِ مقصود ص۲۶۷

راہِ صحرائے حرم: کفر ہے غیر از وفورِ شوق رہبر ڈھونڈھنا — راہِ صحرائے حرم میں ہے جرسِ ناقوس و بس ص۳۱

راہِ طلبِ مے: یا پُر از آبلہ راہِ طلبِ مے میں ہوا — ہاتھ آیا نہیں یک دانۂ انگور ہنوز ص۳۵

راہِ عدم: جس طرف سے آئے ہیں آخر اُدھر ہی جائیں گے — مرگ سے وحشت نہ کر، راہِ عدم بیہودہ ہے ص۱۰۳

راہِ عشق: (۱) بس کہ ہے صیاد راہِ عشق میں محوِ کمیں — جادۂ رہ سر بسر مژگانِ چشمِ دام ہے ص۱۰۱

(۲) دیکھیے: خضرِ راہِ عشق۔

راہِ فنا: دیکھیے: جادۂ راہِ فنا۔

راہِ کوئے یار: پھر بے خودی میں بھول گیا راہِ کوئے یار — جاتا وگرنہ ایک دن اپنی خبر کو میں ص۱۹۰

راہِ محبت: دیکھیے: سختیِ راہِ محبت۔

راہِ مژگاں: دیکھیے: طولِ میلِ راہِ مژگاں۔

راہِ وفا: دیکھیے: جادۂ راہِ وفا۔

راہِ ویرانی: دیکھیے: غبارِ راہِ ویرانی۔

راہِ یار: دیکھیے: گردِ راہِ یار۔

راہیں: پھر حلقۂ کاکل میں پڑیں دید کی راہیں — جوں دود فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں ص۵۹

راہبر[1]: چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک تیز رَو کے ساتھ — پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں ص۱۹۰

راہ رَو[2]: مسلکِ شرع کے ہیں راہ رَو و راہ شناس — خضر بھی یہاں اگر آجائے تو لے اُن کے قدم ص۲۶۵

---

۱ راہبر : ایک بار۔

۲ راہ رَو : ایک بار۔

راہزن[۱]: (۱) بھاگے تھے ہم بہت سو اسی کی سزا ہے یہ — ہو کر اسیر دابتے ہیں راہزن کے پانو ص۱۹۶

(۲) جو بعدِ قتل مرا دشت میں مزار بنا — لگا کے بیٹھتے ہیں اُس سے راہزن تکیہ ص۲۰۳

راہگزر[۲]: (۱) زندگی یوں بھی گزر ہی جاتی — کیوں ترا راہگزر یاد آیا ص۱۵۲

(۲) دیکھیے: سرِ راہگزر۔

راہ و رسم[۳] یاری: خاک میں ناموسِ پیمانِ محبت مل گئی — اُٹھ گئی دُنیا سے راہ و رسمِ یاری، ہائے ہائے! ص۲۰۳

رایت[۴] لشکر: مہر کانپا، چرخ چکّر کھا گیا — بادشہ کا رایتِ لشکر کھلا ص۱۳۰

رب[۵] [یارب]: (۱) کس قدر عرض کروں ساغرِ شبنم یارب! — موجۂ سبزۂ نوخیز ہے لبریزِ بہار ص۳

(۲) دو جہاں طالبِ دیدار تھا یارب! کہ ہنوز — چشمکِ ذرّہ سے ہے گرم نگہ کا بازار ص۳

(۳) تُہمتِ بے خودیِ کفر نہ کھینچے یارب! — کی ربطِ نیاز و خطِ نازِ بسیار ص۶

(۴) عذرِ لنگ آفتِ جولانِ ہوس ہے یارب! — جل اُٹھے گرمیِ رفتار سے پائے چوبیں ص۸

(۵) ہے کہاں تمنّا کا دوسرا قدم یارب! — ہم نے دشتِ امکاں کو ایک نقشِ پا پایا ص۱۲

(۶) کس قدر خاک ہوا ہے دلِ مجنوں یارب! — نقشِ ہر ذرّہ: سویدائے بیاباں نکلا ص۱۳

(۷) طاؤس در رکاب ہے ہر ذرّہ آہ کا — یارب! نفس غبار ہے کس جلوہ گاہ کا؟ ص۱۳

(۸) فہم، زنجیریِ بے ربطیِ دل ہے یارب! — کس زباں میں ہے لقب 'خوابِ پریشاں' میرا! ص۲۱

(۹) اسد کو بت پرستی سے غرض دردآشنائی ہے — نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں در پردہ یارب ہا ص۲۳

(۱۰) یارب! یہ دردمند ہے کس کی نگاہ کا؟ — ہے ربطِ مشک و داغِ سوادِ ختن ہنوز ص۳۲

(۱۱) کیوں ہوا تھا طرفِ آبلۂ پا یارب! — جادہ، ہے واشدنِ پیچشِ طومار ہنوز ص۴۳

(۱۲) عرضِ دردِ بے وفائی وحشتِ اندیشہ ہے — خوں ہوا دل تا جگر، یارب! زبانِ شکوہ لال ص۵۲

(۱۳) سر پہ مرے وبالِ ہزار آرزو رہا — یارب! میں کس غریب کا بختِ رمیدہ ہوں؟ ص۶۳

(۱۴) اسد حسرت کشِ یک داغِ مشک اندود ہے یارب! — لباسِ شمع پر عطرِ شبِ دیجور ملتے ہیں ص۶۳

(۱۵) کس کو دوں یارب! حسابِ سوزنا کی ہائے دل؟ — آمد و رفتِ نفس جز شعلہ پیمائی نہیں ص۶۵

(۱۶) عرضِ نشاطِ دید ہے مژگانِ انتظار — یارب! کہ خارِ پیرہنِ آرزو نہ ہو ص۶۸

---

۱ راہزن : دوبار۔

۲ راہگزر : دوبار [مرتب: ایک بار]۔

۳ راہ و رسم : ایک بار [مرتب]۔

۴ رایت : ایک بار [مرتب]۔

۵ رب : ترتیس بار۔

ربّ الناس: ایک بار [مرتب]۔

(۱۷) زلفِ خیالِ نازک و اظہار بے قرار یارب! بیان شانہ کشِ گفتگو نہ ہو ص ۶۸

(۱۸) غفلت متاعِ کفۂ میزانِ عدل ہوں یارب! حسابِ سختیِ خوابِ گراں نہ پوچھ ص ۷۰

(۱۹) تا چند پست فطرتیِ طبعِ آرزو؟ یارب! ملے بلندیِ دستِ دُعا مجھے ص ۷۶

(۲۰) بتانِ شوخ کا دل سخت ہوگا کس قدر یارب! مری فریاد کو کہسار، سازِ عجز نالی ہے ص ۷۹

(۲۱) شورِ تمثال ہے کس رشکِ چمن کا یارب! آئنہ بیضۂ بلبل نظر آتا ہے مجھے ص ۸۸

(۲۲) یارب! ہمیں تو خواب میں بھی مت دکھائیو یہ محشرِ خیال کہ دُنیا کہیں جسے ص ۹۱

(۲۳) دلِ آگاہ تسکیں خیزِ بیدردی نہ ہو یارب! نفَس آئینہ دارِ آہ بے تاثیر بہتر ہے ص ۱۰۸

(۲۴) درپئے نیرنگ ہے کس موجِ نگہ کا یارب! غنچہ صد آئنہ زانوے گلستاں زدہ ہے ص ۱۰۹

(۲۵) قتلِ عشاق نہ غفلت کشِ تدبیر آوے یارب! آئینہ بہ طاقِ خمِ شمشیر آوے ص ۱۱۳

(۲۶) تا چند نفَس غفلتِ ہستی سے بر آوے قاصد تپشِ نالہ ہے، یارب! خبر آوے ص ۱۱۳

(۲۷) درد: آئنہ کیفیتِ صد رنگ ہے یارب! خمیازہ طرب ساغرِ زخمِ جگر آوے ص ۱۱۳

(۲۸) زاہد کہ جنوں سبحۂ تحقیق ہے، یارب! زنجیریِ صد حلقۂ بیرونِ در آوے ص ۱۱۳

(۲۹) زخم نے داد نہ دی تنگیِ دل کی یارب! تیر بھی سینۂ بسمل سے پَر افشاں نکلا ص ۱۳۲

(۳۰) مشہدِ عاشق سے کوسوں تک جو اُگتی ہے حنا کس قدر یارب! ہلاکِ حسرتِ پابوس تھا! ص ۱۵۳

(۳۱) نے وہ کیوں بہت پیتے بزمِ غیر میں یارب! آج ہی ہوا منظور اُن کو امتحاں اپنا ص ۱۵۹

(۳۲) بزمِ شاہنشاہ میں اشعار کا دفتر کھلا رکھیو یارب! یہ درِ گنجینۂ گوہر کھلا ص ۱۶۰

(۳۳) ہو لیے کیوں نامہ بر کے ساتھ ساتھ؟ یارب! اپنے خط کو ہم پہنچائیں کیا؟ ص ۱۶۱

(۳۴) یارب! وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات دے اور دل اُن کو جو نہ دے مجھ کو زباں اور ص ۱۷۰

(۳۵) حریفِ مطلبِ مشکل نہیں فسونِ نیاز دعا قبول ہو یارب! کہ عمرِ خضر دراز! ص ۱۸۱

(۳۶) یارب! زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لیے؟ لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرر نہیں ہوں میں ص ۱۹۰

(۳۷) وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یارب! دل کے پار جو مری کوتاہیِ قسمت سے مژگاں ہو گئیں ص ۱۹۲

(۳۸) غالب بھی گر نہ ہو تو کچھ ایسا ضرر نہیں دُنیا ہو یارب! اور مرا بادشاہ ہو ص ۱۹۷

(۳۹) کھلے گا کس طرح مضموں مرے مکتوب کا یارب! — قسم کھائی ہے اُس کافر نے کاغذ کے جلانے کی — ص ۲۰۳
(۴۰) یوں ہی دُکھ کسی کو دینا نہیں خوب، ورنہ کہتا — کہ مرے عدو کو یارب! ملے میری زندگانی — ص ۲۰۷
(۴۱) کہاں تک روؤں اُس کے خیمے کے پیچھے؟ قیامت ہے! — مری قسمت میں یارب! کیا نہ تھی دیوار پتھر کی — ص ۲۰۷
(۴۲) بے شکستن سے بھی دل نومید، یارب! کب تلک — آبگینہ کوہ پر عرضِ گراں جانی کرے — ص ۲۱۱
(۴۳) یاد ہے شادی میں بھی "ہنگامۂ یارب" مجھے — سبحۂ زاہد ہوا ہے خندہ زیرِ لب مجھے — ص ۲۱۳
(۴۴) ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد — یارب! اگر اِن کردہ گناہوں کی سزا ہے — ص ۲۱۹
(۴۵) غیر کو یارب! وہ کیوں کر منعِ گستاخی کرے؟ — گر حیا بھی اُس کو آتی ہے تو شرما جائے ہے — ص ۲۲۱
(۴۶) جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر رفو کی — لکھ دیجیو یارب! اُسے قسمت میں عدو کی — ص ۲۲۸
(۴۷) کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے، یارب! — اک آبلہ پا وادیِ پُرخار میں آوے — ص ۲۳۲
(۴۸) میری قسمت میں غم گر اتنا تھا — دل بھی یارب! کئی دیے ہوتے — ص ۲۴۳
(۴۹) اِس طرح کے وصال سے، یارب! — کیا مٹے دل سے داغ ہجراں کا — ص ۲۶۰
(۵۰) ہمارے درد کی یارب! کہیں دوا نہ ملے! — اگر نہ درد کی اپنے دوا کہیں اُس کو — ص ۲۸۵
(۵۱) ناگہاں یاد آ گئی ہے مجھے کو یارب! کب کی بات — کچھ نہیں کہتا کسی سے، سُن رہا ہوں سب کی بات — ص ۲۹۱
(۵۲) کیوں نہ فردوس میں دوزخ کو ملا لیں یارب! — سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اور سہی — ص ۳۱۱
(۵۳) یارب! اِس آشفتگی کی داد کس سے چاہیے — رشک آسائش پہ ہے زندانیوں کی اب مجھے — ص ۳۱۳

ربّ الناس: انجمیں کے، بہ حکمِ ربِّ الناس — بھر کے بھیجے ہیں سر بہ مُہر گلاس [آم کے لیے] ص ۳۳۷

رباب[1]: دیکھیے: چنگ و رباب۔

ربط[2]:
(۱) ستم کشی کا کیا دل نے حوصلہ پیدا — اب اُس سے ربط کروں جو بہت ستمگر ہو — ص ۶۷
(۲) بیدادِ وفا دیکھ کہ جاتی رہی آخر — ہرچند مری جان کو تھا ربط لبوں سے — ص ۲۰۱
(۳) انساں نیازمندِ ازل ہے کہ جوں کماں — مطلب ہے ربط سے رگ و پے کی خمیدگی — ص ۳۵۲
(۴) دیکھیے: گداز ربط۔

---

[1] رباب : ایک بار [مرکب]۔
[2] ربط : اُنیس بار [مفرد: تین بار، مرکب: سولہ بار]۔

ربطِ این و آں: دیکھیے: کلفتِ ربطِ این و آں۔

ربطِ پیکر آرائی: دیکھیے: افسونِ ربطِ پیکر آرائی۔

ربطِ تامّل: چاکِ گریباں کو ہے ربطِ تامّل ہنوز — غنچے میں دل تنگ ہے حوصلۂ گل ہنوز — ص ۴۳

ربطِ تیزیِ امیاں: ربطِ تیزیِ امیاں ذرہ بے صدا ہے — اُمّی کو سرمۂ چشم آوازِ آشنا ہے — ص ۹۳

ربطِ خط: دیکھیے: حُسنِ ربطِ خط۔

ربطِ سرو زانو: دیکھیے: جستجوے فرصتِ ربطِ سرو زانو۔

ربطِ علائق: دیکھیے: رشتۂ ربطِ علائق۔

ربطِ مزاج: دیکھیے: تمام دفترِ ربطِ مزاج۔

ربطِ مژگاں: دیکھیے: خلوت گاہِ نازِ ربطِ مژگاں۔

ربطِ مشک و داغِ سوادِ ختن: یارب! یہ دردمند ہے کس کی نگاہ کا؟ — ہے ربطِ مشک و داغِ سوادِ ختن ہنوز — ص ۴۳

ربطِ نزاکت: دیکھیے: کارگہِ ربطِ نزاکت۔

ربطِ نہانی: در پردہ انھیں غیر سے ہے ربطِ نہانی — ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردا نہیں کرتے — ص ۲۳۵

ربطِ نیاز: دیکھیے: کمیِ ربطِ نیاز۔

ربطِ ہم: دیکھیے: داغِ ربطِ ہم۔

ربطِ یک شیرازۂ وحشت: ربطِ یک شیرازۂ وحشت ہیں اجزاے بہار — سبزہ بیگانہ، صبا آوارہ، گل نا آشنا — ص ۱۹

رُپے[1]: آج جو دیدہ وَر کرے درخواست — تین بیجے رُپے وہ بے کم و کاست — ص ۲۶۸

رُتبہ[2]: (۱) غالب! ہے رُتبہ فہم تصوّر سے کچھ پرے — ہے عجز بندگی کہ علی کو خدا کہوں — ص ۵۶

(۲) ہے فلک بالا نشیں فیضِ خم گردیدنی — عاجزی سے، ظاہرا رتبہ کوئی برتر نہیں — ص ۶۶

(۳) ہے ریا کا رُتبہ بالاتر تصور کردنی — تیرگی سے داغ کی مہ سیم مس اندودہ ہے — ص ۱۰۳

(۴) کس رُتبے میں باریکی و نرمی ہے کہ جوں گل — آتی نہیں پنجے میں بس اُس کے نظر انگشت — ص ۳۲

(۵) نسبتِ نام سے اُس کے ہے یہ رتبہ کہ رہے — ابداً پشتِ فلک خم شدۂ نازِ زمیں — ص ۳۲

---

۱ رُپے : ایک بار۔

۲ رُتبہ : تیرہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: پانچ بار]۔

(٦) رکھتے ہو تم قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ؟ رُتبے میں مہر و ماہ سے کم تر نہیں ہوں میں ص۱۹۱

(۷) یہ خرگہِ سہ پایہ جو مدّت سے بپا ہے کیا خیمۂ شبّیر سے رُتبے میں ہوا ہے؟ ص۲۸۳

(۸) تنگ ظرفوں کا رُتبہ جہد سے برتر نہیں ہوتا حبابِ مے بہ صد بالیدنی ساغر نہیں ہوتا ص۳۲۵

دیکھیے ـــــــ: (۹) بلند رُتبہ۔ (۱۰) جم رُتبہ۔ (۱۱) فلک رُتبہ۔

رُتبۂ تسلیم خلت مشرباں: رُتبۂ تسلیمِ خلّت مشرباں عالی سمجھ چشمِ قربانی: گُلِ شاخِ ہلالِ عید ہے ص۱۰۳

رُتبۂ جوہر: مدح سے ممدوح کی دیکھی شکوہ یہاں عَرَض سے رُتبۂ جوہر کھلا ص۱۳۰

رحم[1]: (۱) ہم غلط سمجھے تھے لیکن زخمِ دل پر رحم کر آخر اِس پردے میں تو خندی تھی اے رنجِ وصال! ص۵۲

(۲) دلِ نازک پہ اُس کے رحم آتا ہے مجھے غالبؔ! نہ کر سرگرم اُس کافر کو اُلفت آزمانے میں ص۱۸۰

(۳) بھلا اُسے نہ سہی، کچھ مجھی کو رحم آتا اثر مرے نفَسِ بے اثر میں خاک نہیں ص۱۸۳

(۴) پائے افگار پہ جب سے تجھے رحم آیا ہے خارِ رہ کو ترے ہم مہرِ گیا کہتے ہیں ص۱۸۷

(۵) رحم کر ظالم کہ کیا بودِ چراغِ کشتہ ہے! نبضِ بیمارِ وفا، دودِ چراغِ کشتہ ہے ص۲۱۰

(٦) ہے دلِ شوریدۂ غالبؔ طلسمِ پیچ و تاب رحم کر اپنی تمنّا پر کہ کس مشکل میں ہے ص۲۳۲

(۷) کیا تعجب ہے جو اُس کو دیکھ کر آجائے رحم وہاں تلک کوئی کسی حیلے سے پہنچا دے مجھے ص۲۳۵

(۸) دیکھیے: جائے رحم۔

رحمت[2]: (۱) خانمانِ جبریانِ غافل از معنی خراب! جب ہوئے ہم بے گنہ، رحمت کی کیا تقصیر ہے؟ ص۹۵

(۲) رحمت اگر قبول کرے، کیا بعید ہے شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا ص۱۳۹

(۳) کس پردے میں ہے آئنہ پرداز اے خدا! رحمت، کہ عذر خواہ لبِ بے سوال ہے ص۲۰۵

دیکھیے ـــــــ: (۴) بہانہ جوئی رحمت۔ (۵) یک در بر روئے رحمت بستہ۔

رحمتِ حق: دیکھیے ـــــــ: (۱) آیتِ رحمتِ حق۔ (۲) وسعتِ رحمتِ حق۔

رحمتِ عام: دیکھیے: اُمیدِ رحمتِ عام۔

رحمت و رافت: دیکھیے: مجلسِ رحمت و رافت۔

---

[1] رحم : آٹھ بار [مفرد: سات بار، مرکب: ایک بار]۔ [2] رحمت : نو بار [مفرد: تین بار، مرکب: چھے بار]۔

رُخ[1]:

(۱) دستِ رنگیں سے جو رُخ پروا کرے زلفِ رسا — شاخِ گل میں ہو نہاں، جوں شانہ در شمشادِ گل ص ۵۲

(۲) بدگمانی نے نہ چاہا اُسے سرگرمِ خرام — رُخ پہ ہر قطرہ عرق، دیدۂ حیراں سمجھا ص ۱۳۷

(۳) میں نامراد دل کی تسلّی کو کیا کروں! — مانا کہ تیرے رُخ سے نگہ کامیاب ہے ص ۲۰۶

(۴) مانگے ہے پھر کسی کو لبِ بام پر ہوس — زلفِ سیاہ رُخ پہ پریشاں کیے ہوئے ص ۲۲۶

(۵) نظارے نے بھی کام کیا واں نقاب کا — مستی سے ہر نگہ ترے رُخ پر بکھر گئی ص ۲۳۳

(۶) رُخ پہ دولھا کے جو گرمی سے پسینا ٹپکا — ہے رگِ ابرِ گہربار سراسر سہرا ص ۲۸۷

(۷) خط جو رُخ پر جانشینِ ہالہ سا ہو گیا — ہالہ، دودِ شعلۂ جوالہ سا ہو گیا ص ۳۳۵

دیکھیے ــــــ: (۸) پری رُخ۔ (۹) صافیٔ رُخ۔ (۱۰)، (۱۱) عکسِ رُخ [دو بار]۔ (۱۲) قدو رُخ۔ (۱۳) کشادہ رُخ۔ (۱۴) گرمیٔ رُخ۔ (۱۵) نشانِ خالِ رُخ۔ (۱۶) نگارِ آتشیں رُخ۔

رُخ آمدِ حسنِ یقیں: دیکھیے: زنگارِ رُخِ آئینۂ حسنِ یقیں۔

رُخِ آئینہ: دیکھیے: پشت و رُخِ آئینہ۔

رُخِ افروختہ: دیکھیے: عکسِ رُخِ افروختہ۔

رُخِ افروختۂ خوباں: دیکھیے: فروغِ رُخِ افروختۂ خوباں۔

رُخِ پُرنور: ہیئۂ آتشیں: رُخِ پُرنور — عرق از رُخ چکیدہ: روغنِ سور ص ۴۱

رُخِ دل کشِ لیلا: دیکھیے: خالِ مُشکینِ رُخِ دل کشِ لیلا۔

رُخِ دوست: نہ پوچھ حال شب و روزِ ہجر کا غالبؔ! — خیالِ زلف و رُخِ دوست صبح و شام رہا ص ۳۰۷

رُخِ روشن: رُخِ روشن کی دمک، گوہرِ غلطاں کی چمک — کیوں نہ دکھلاوے فروغِ مہ و اختر سہرا ص ۲۸۷

رُخِ زنگی: دیکھیے: خالِ رُخِ زنگی۔

رُخِ عرق فشاں: دیکھیے: زلف و رُخِ عرق فشاں۔

رُخِ نگار: رُخِ نگار سے ہے سوزِ جاودانیٔ شمع — ہوئی ہے آتشِ گل آبِ زندگانیٔ شمع ص ۱۸۳

رُخِ ہرگل: دیکھیے: آتش رنگِ رُخِ ہرگل۔

---

[1] رُخ : تیس بار [مفرد: سات بار، مرکب: تئیس بار]۔

رُخِ یار: دیکھیے ــــ:(۱) تابِ رُخِ یار۔ (۲) حیرت خطِ رُخِ یار۔

رختِ[1] جنونِ سیل: ہے ذوقِ گریہ، عزمِ سفر کیجیے اسدؔ! رختِ جنونِ سیل بہ ویرانہ کھینچیے ص۱۰۵

رختِ خواب: فروغِ حُسن سے روشن ہے خواب گاہ تمام جو رختِ خواب ہے پرویں تو ہے پرَن تکیہ ص۳۰۳

رختِ سفر: دیکھیے: بستنِ رختِ سفر۔

رُخسار[2]: (۱) دشتِ اُلفت چمن و آبلہ مہماں پرور دلِ جبریل کفِ پا پہ نئے ہے رُخسار ص۴

(۲) شاید کہ مرگیا ترے رُخسار دیکھ کر پیمانہ رات ماہ کا لبریز نور تھا ص۱۸

(۳) پوچھ مت رُسوائیِ اندازِ استغنائے حُسن دست مرہونِ حنا، رخسار رہنِ غازہ تھا ص۱۲۷

دیکھیے ــــ:(۴) دَورِ خطِ رخسار۔ (۵) رہنِ جلوۂ رخسار۔ (۶) سوزِ عشقِ آتشیں رخسار۔

رُخسارِ دوست: دیکھیے: خطِ رُخسارِ دوست۔

رُخسارِ سادہ: شمشیرِ صافِ یار جو زہراب دادہ ہو وہ خطِ سبز ہے کہ بہ رُخسارِ سادہ ہو ص۳۰۱

رُخسارِ ساقی: دیکھیے: خطِ رخسارِ ساقی۔

رُخسارِ فروزاں: دیکھیے: شوقِ رخسارِ فروزاں۔

رُخسارِ یار: رُخسارِ یار کی جو کھُلی جلوہ گستری زلفِ سیاہ بھی شبِ مہتاب ہوگئی ص۹۱

رُخساروں: دیکھیے: آئنۂ رُخساروں۔

رَخشِ[3] سبک عناں: تیرے فیلِ گراں جسد کی صدا تیرے رَخشِ سبک عناں کا خرام ص۳۱۸

رَخشِ عمر: رَو میں ہے رَخشِ عمر، کہاں دیکھیے تھمے نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں ص۱۸۹

رخشاں[4]: دیکھیے: مہرِ رخشاں۔

رخشندہ[5]: دیکھیے: انجمِ رخشندہ۔

رُخصت[6]: کچھ تو دے اے فلکِ ناانصاف! آہ و فریاد کی رُخصت ہی سہی ص۲۲۱

---

[1] رخت : تین بار [مرکب]۔

[2] رخسار : گیارہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: آٹھ بار]۔

رخساروں : ایک بار [مرکب]۔

[3] رخش : دو بار [مرکب]۔

[4] رخشاں : ایک بار [مرکب]۔

[5] رخشندہ : ایک بار [مرکب]۔

[6] رخصت : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

رخصتِ اندازِ روانی: تحفۂ خونِ تماشا جو وہ پانی مانگے — آئنہ رخصتِ اندازِ روانی مانگے ص۸۶

رخصتِ بیباکی گستاخی: جب کرم رخصتِ بیباکی و گستاخی دے — کوئی تقصیر بجز خجلتِ تقصیر نہیں ص۱۸۲

رخصتِ نالہ: رخصتِ نالہ مجھے دے کہ مبادا ظالم! — تیرے چہرے سے ہو ظاہر غمِ پنہاں میرا ص۱۵۳

رخنہ[۱]: دیکھیے: صدرخنہ۔

رخنۂ دیوار: خانہ ہے سیل سے خو کردۂ دیدار ہنوز — دوربیں در زدہ ہے رخنۂ دیوار ہنوز ص۴۳

رد[۲]: دیکھیے ـــــ: (۱)، (۲)، دستِ رد [دوبار]۔ (۳) فرو دستِ رد۔

ردِّ اختراعِ جلوہ: دیکھیے: یک دستِ ردِّ اختراعِ جلوہ۔

ردِّ سحر: تھی نظر بندی، کیا جب ردِّ سحر — بادۂ گل رنگ کا ساغر کھلا ص۳۹

ردِّ قدح: کیوں ردِّ قدح کرے ہے زاہد — مے ہے، یہ مگس کی قے نہیں ہے ص۲۲۹

ردیفِ[۳] شعر: یہ غزل اپنی مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ — ہے ردیفِ شعر میں غالبؔ! زبس تکرارِ دوست ص۱۹۵

رز[۴]: (۱) محتسب سے تنگ ہے ازبس کہ کارے کشاں — رز میں جو انگور نکلا، عقدۂ مشکل ہوا ص۲۹

(۲) دیکھیے: عقدِ وصلِ دخترِ رز۔

رزِ انگور: دیکھیے: ریشۂ رزِ انگور۔

رزق[۵]: (۱) سینے کا داغ ہے وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا — خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہ ہوا ص۱۲۲

(۲) افسوس! کہ دنداں کا کیا رزق فلک نے — جن لوگوں کی تھی درخورِ عقدِ گہر انگشت ص۱۲۳

رزقِ دو عالم احتمال: چربیِ پہلوے خیال: رزقِ دو عالم احتمال — کل ہے جو وعدۂ وصال آج بھی اے خدا! بجھ ص۶۳

رزقِ مدعا طلبی: خوشا وہ دل کہ سراپا طلسمِ بے خبری ہو — جنون و یاس و الم رزقِ مدعا طلبی ہے ص۷۵

رزقِ ہُم: اللہ رے تیری تندیِ خو! جس کے بیم سے — اجزاے نالہ دل میں مرے رزقِ ہم ہوئے ص۲۶۶

رزقِ یک شبگیر: شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع — مے ز سر تا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے ص۹۶

---

۱ رخنہ : دوبار [مرکب]۔

۲ رد : چھے بار [مرکب]۔

۳ ردیف : ایک بار [مرکب]۔

۴ رز : تین بار [مرکب: دوبار]۔

۵ رزق : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکب: چار بار]۔

رزم:[1] (۱) رزم کی داستان گر سُنیے ہے زباں میری تیغ جوہر دار ص ۱۲۶

(۲) رزم میں اُوستادِ رستم و سام ص ۳۲۷

(۳) دیکھیے: وقتِ رزم۔

رزم گہ: بزم گہ میں امیرِ شاہ نشاں رزم گہ میں حریفِ شیر کمیں ص ۲۸۰

رسا:[2] (۱) اگر آرزو رسا ہو، پئے دردِ دل دوا ہو وہ اجل کہ خوں بہا ہو بہ شہیدِ ناتوانی ص ۱۰

(۲) عیشِ بازی کدۂ حسرتِ جاوید رسا خونِ آدینہ سے رنگیں ہے دبستاں میرا ص ۲۱

(۳) وحشت اگر رسا ہے، بے حاصلی ادا ہے پیمانہ ہوا ہے مشتِ غبارِ صحرا ص ۲۶

(۴) کیفیتِ ہجومِ تمنا رسا اسدؔ! خمیازہ: ساغرِ مئے رنجِ خمار ہے ص ۹۰

(۵) زلفِ پری بہ سلسلۂ آرزو رسا یک عمر دامنِ دلِ دیوانہ کھینچیے ص ۱۰۵

(۶) غلطی ہائے مضامیں مت پوچھ لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں ص ۱۸۱

(۷) دل میں آجائے ہے، ہوتی ہے جو فرصت غش سے اور پھر کون سے نالے کو رسا کہتے ہیں؟ ص ۱۸۷

(۸) نالہ جاتا تھا پرے عرش سے میرا، اور اب لب تک آتا ہے جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے ص ۲۴۰

دیکھیے——:(۹) اقبالِ کلفتِ دلِ بے مدعا۔ (۱۰) انداز رسا۔ (۱۱) بختِ رسا۔ (۱۲) زلفِ رسا۔

رسانیدن:[3] سروکار تواضع تا خمِ گیسو رسانیدن بسانِ شانہ زینت ریز ہے دستِ سلام اُس کا ص ۲۲

رسائی:[4] (۱) کب فقیروں کو رسائی بُتِ مے خوار کے پاس تونبے بو دیجیے مے خانے کی دیوار کے پاس ص ۳۶

(۲) تاکہ میں جانوں کہ ہے اِس کی رسائی وھاں تک مجھ کو دیتا ہے پیامِ وعدۂ دیدار دوست ص ۱۹۳

(۳) دیکھیے: دعوائے رسائی۔

رسائیِ انجام: ہے ازل سے روائیِ آغاز ہو ابد تک رسائیِ انجام ص ۳۳۸

رسائیِ لختِ جگر: مژگاں تلک رسائیِ لختِ جگر کہاں اے وائے! گر نگاہ نہ ہو آشنائے گل ص ۵۳

رستا:[5] (۱) لازم تھا کہ دیکھو مرا رستا کوئی دن اور تنہا گئے کیوں؟ اب رہو تنہا کوئی دن اور ص ۱۴۰

---

۱ رزم : چار بار [مرکب: دو بار]۔

۲ رسا : بارہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: چار بار]۔

۳ رسانیدن : ایک بار۔

۴ رسائی : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکب: تین بار]۔

۵ رستا : تین بار۔

(۲) آج یک شنبے کا دن ہے، آؤ گے؟ یا فقط رستا ہمیں جتلاؤ گے ص۳۳

(۳) صبح سے دیکھیں گے رستا یار کا جمعے کے دن وعدہ ہے دیدار کا [قادرنامہ]

رستخیز:[۱] دیکھیے: شور آباد رستخیز۔

رستخیز انداز: شب، خمار شوق ساقی رستخیز اندازہ تھا تا محیط بادہ صورت خانۂ خمیازہ تھا ص۱۳۶

رستم:[۲] بزم میں میزبانِ قیصر و جم رزم میں اوستادِ رستم و سام ص۱۳۷

رستن:[۳] ہر اشکِ چشم سے یک حلقۂ زنجیر بڑھتا ہے بہ بندِ گریہ ہے نقش بر آب اندیشہ رستن کا ص۲۷

رسُل:[۴] دیکھیے ــــــ: (۱) جان و دل ختمِ رُسُل۔ (۲)، (۳) وصی ختمِ رُسُل [دوبار]۔

رسم:[۵] رسم ہے، مُردے کی چھماہی ایک خلق کا ہے اسی چلن پہ مدار ص۱۳۶

رسم وراہ:[۶] تم جانو، تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو مجھ کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو؟ ص۱۹۶

رسم وراہِ نگاری: مرحبا! طرزِ نغز گفتاری حبذا! رسم و راہِ نگاری ص۲۶۷

رسم ورہِ عام:[۷] دیکھیے: پابستگی رسم و رہِ عام۔

رسن:[۸] دیکھیے: دار و رسن۔

رسوا:[۹] (۱) گر جوہرِ امتیاز ہوتا ہم میں رسوا کرتے نہ آپ کو عالم میں ص۱۱۸

(۲) نہ ہو حُسنِ تماشا دوست رسوا بے وفائی کا بہ مُہرِ صد نظر ثابت ہے دعویٰ پارسائی کا ص۱۳۶

(۳) ہوئے مر کے ہم جو رسوا، ہوئے کیوں نہ غرقِ دریا نہ کبھی جنازہ اُٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا ص۱۶۰

(۴) رازِ معشوق نہ رسوا ہو جائے ورنہ مر جانے میں کچھ بھید نہیں ص۱۸۳

(۵) کیا غم خوار نے رسوا، لگے آگ اس محبت کو! نہ لاوے تاب جو غم کی وہ میرا راز داں کیوں ہو ص۱۹۹

(۶) یا میرے زخمِ رشک کو رسوا نہ کیجیے یا پردۂ تبسّمِ پنہاں اُٹھائیے ص۲۰۱

---

[۱] رستخیز : دوبار [مرکب]۔

[۲] رستم : ایک بار [مرکب]۔

[۳] رستن : ایک بار۔

رستن را : ایک بار۔

[۴] رُسُل : تین بار [مرکب]۔

[۵] رسم : ایک بار۔

[۶] رسم وراہ : دوبار [مرکب: ایک بار]۔

[۷] رسم ورہ : ایک بار [مرکب]۔

[۸] رسن : ایک بار [مرکب]۔

[۹] رسوا : دس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: دو بار]۔

(۷) کھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ — شعروں کے انتخاب نے رُسوا کیا مجھے — ص۲۰۶

(۸) چاکِ جگر سے جب رہِ پُرسش نہ وا ہوئی — کیا فائدہ کہ جَیب کو رسوا کرے کوئی — ص۲۱۵

رُسوائے آئیں: تماشا ہے کہ ناموسِ وفا رُسوائے آئیں ہے — نفَس تیری گلی میں خوں ہوا اور بازار رنگیں ہے — ص۸۹

رُسوائے دہر: رُسوائے دہر گو ہوئے آوارگی سے تم — بارے، طبیعتوں کے تو چالاک ہو گئے — ص۲۲۹

رُسوائی[1]: (۱) مجھے اپنے جنوں کی بے تکلف پردہ داری تھی — ولیکن کیا کروں، آوے جو رُسوائی گریباں کی — ص۷۶

(۲) کہا تم نے کہ کیوں ہو غیر کے ملنے میں رُسوائی؟ — بجا کہتے ہو، سچ کہتے ہو، پھر کہیو کہ ہاں کیوں ہو؟ — ص۲۰۰

(۳) میرے ہونے میں ہے کیا رسوائی — اے وہ مجلس نہیں خلوت ہی سہی — ص۲۲۰

(۴) اپنی، رسوائی میں کیا چلتی ہے سعی — یار ہی ہنگامہ آرا چاہیے — ص۲۲۳

دیکھیے ــــــ: (۵) ہمہ رسوائی۔ (۶) تکلف سازِ رسوائی۔ (۷) دلالِ جنسِ رُسوائی۔ (۸)، (۹) زنجیرِ رسوائی [دوبار]۔ (۱۰) شرمِ رسوائی۔ (۱۱) فالِ رسوائی۔ (۱۲) کسوتِ رُسوائی۔ (۱۳) کوچۂ رسوائی۔ (۱۴) ننگِ رُسوائی۔

رُسوائیِ اظہار: مژدۂ دیدار سے رسوائیِ اظہار دور — آج کی شب چشم کو کب تک پریدن منع ہے — ص۱۱۳

رُسوائیِ اندازِ استغنائے حُسن: پوچھ مت رُسوائیِ اندازِ استغنائے حُسن — دست مرہونِ حنا، رُخسار رہنِ غازہ تھا — ص۱۷

رُسوائیِ دل: دیکھیے ــــــ: (۱) شورِ رسوائیِ دل۔ (۲) لطفِ رسوائیِ دل۔

رُسوائیِ وارستگی: دیکھیے: جنوں رسوائیِ وارستگی۔

رُسوائیِ وصال: دیکھیے: طاقتِ رُسوائیِ وصال۔

رسول[2]: (۱) دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر فدا — ایک محبِّ چار یار، عاشقِ ہشت و چار ایک — ص۲۹۷

(۲) دیکھیے: یارانِ رسول۔

رسوم[3]: دیکھیے: ترکِ رسوم۔

رسومِ نیاز: دیکھیے: دور گردِ رسومِ نیاز۔

---

[1] رسوائی : اُنیس بار [مفرد: چار بار، مرکب: پندرہ بار]۔ [3] رسوم : تین بار [مرکب]۔

[2] رسول : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

رسوم وقیود: دیکھیے: سرگشتۂ خمارِ رسوم وقیود۔

رسیدگی: دیکھیے: سجدۂ سیلاب بہ منزل رسیدگی۔

رسیدن[1]: رسیدن گلِ باغ واماندگی ہے — عبث محمل آرائے رفتار ہیں ہم ص۵۵

رسیدنی: تا صبح ہے بہ منزلِ مقصد رسیدنی — دودِ چراغ خانہ غبارِ سفر ہے آج ص۲۵

رسیدہ: دیکھیے ـــــ: (۱) بارگاہ و دماغ رسیدہ۔ (۲) دماغ رسیدہ۔ (۳) زردی رسیدہ۔ (۴) ستم رسیدہ۔ (۵) فقیرِ آفت رسیدہ۔

رسیدہ تر: یعنی، دماغِ غفلتِ ساقی رسیدہ تر — خمیازۂ خمار سے پیمانہ کھینچیے ص۱۰۵

رشتہ[2]: (۱) مطربِ دل نے مرے تارِ نفس سے غالبؔ! — ساز پر رشتہ پئے نغمۂ بیدلؔ باندھا ص۱۳

(۲) عیادت سے زبس ٹوٹا ہے دل یارانِ غمگیں کا — نظر آتا ہے موئے شیشہ رشتہ شمع بالیں کا ص۲۸

(۳) تکلف، خار خارِ التماسِ بے قراری ہے — کہ رشتہ باندھتا ہے پیرہن انگشتِ سوزن پر ص۳۱

(۴) جراحت دوزیٔ عاشق ہے جائے رحم ترساں ہوں — کہ رشتہ، تارِ اشکِ دیدۂ سوزن نہ ہو جاوے ص۸۵

(۵) درماندگی میں غالبؔ! کچھ بن پڑے تو جانوں — جب رشتہ بے گرہ تھا، ناخن گرہ کشا تھا ص۱۵۸

(۶) نہیں ہے زخم کوئی بخیے کے درخور مرے تن میں — ہوا ہے تارِ اشکِ یاس رشتہ چشمِ سوزن میں ص۱۸۰

(۷) اِس رشتے میں لاکھ تار ہوں، بلکہ سوا! — اتنے ہی برس شمار ہوں، بلکہ سوا! ص۲۵۳

(۸) دکھا کے رشتہ، کسی جوتشی سے پوچھا تھا — کہ دیکھ کتنی اُٹھا لائے گا یہ تار، گرہ ص۲۴۸

(۹) گنی ہیں سال کے رشتے میں بیس بار گرہ — ابھی حساب میں باقی ہیں سو ہزار گرہ ص۲۴۸

(۱۰) عطا کیا ہے خدا نے وہ جاذبہ اُس کو — کہ چھوڑتا ہی رشتہ زنجبار گرہ ص۲۴۹

(۱۱) متاعِ عیش کا ہے قافلہ چلا آتا — کہ جادہ رشتہ ہے اور ہے شتر قطار گرہ ص۲۴۹

(۱۲) دیکھیے: ہر رشتہ۔

---

[1] رسیدن : ایک بار۔
رسیدگی : ایک بار۔
رسیدنی : ایک بار۔
رسیدہ : پانچ بار [مرکب]۔

رسیدہ تر : ایک بار۔
[2] رشتہ : تینتالیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: بتیس بار]۔
رشتہ بر پا : ایک بار [مرکب]۔
رشتہ دار : ایک بار [مرکب]۔

رشتہ بر پا: دیکھیے: مرغِ رشتہ بر پا۔

رشتۂ دارِ نفس: شغلی خواں ہے بہ ذوقِ تارِ گیسوے دراز — نالۂ زنجیرِ مجنوں رشتۂ دارِ نفس ہے — ص ۸۷

رشتۂ اُلفت: (۱) نفس در سینہ ہاے ہدگر رہتا ہے پیوستہ — نہیں ہے رشتۂ اُلفت کو اندیشہ گسستن کا — ص ۲۷

(۲) خطر ہے، رشتۂ اُلفت رگِ گردن نہ ہو جاوے — غرورِ دوستی آفت ہے، تو دشمن نہ ہو جاوے — ص ۲۳

رشتۂ اوقات: دیکھیے: سرِ رشتۂ اوقات۔

رشتۂ پا: (۱) نغمہ ہے کانوں میں اُس کے نالۂ مرغِ اسیر — رشتۂ پا یہاں نوا سامانِ بندِ ساز ہے — ص ۸۲

(۲) گر جیبِ آسودۂ مژگاں تصرّف وا کرے — رشتۂ پا شوخیِ بالِ نفس پیدا کرے — ص ۱۰۱

رشتۂ پاسِ انفاس: دیکھیے: سرِ رشتۂ پاسِ انفاس۔

رشتۂ تحریر: لیکن اِس رشتۂ تحریر میں سر تا سرِ فکر — ہوں بقدرِ عددِ حرفِ علی سُبحہ شمار — ص ۹

رشتۂ تسبیح: وردِ اسمِ حق سے دیدارِ صنم حاصل ہوا — رشتۂ تسبیح تارِ جادۂ منزل ہوا — ص ۲۹

رشتۂ تسبیحِ کوکب ہا: بہ شغلِ انتظارِ مہ وشاں در خلوتِ شب ہا — سرِ تارِ نظر ہے رشتۂ تسبیحِ کوکب ہا — ص ۲۳

رشتۂ چاکِ جیبِ دریدہ: وحشی بن صیاد نے ہم رم خوردوں کو کیا رام کیا — رشتۂ چاکِ جیبِ دریدہ صرفِ قماشِ دام کیا — ص ۲۶

رشتۂ حُبّ الوطن: جوں جادہ، سر بہ کوے تمنّاے بے دلی — زنجیرِ پا ہے رشتۂ حبّ الوطن ہنوز — ص ۳۲

رشتۂ خطِ جام: ساقی نے از بہرِ گریباں چاکیِ موجِ بادۂ ناب — تارِ نگاہِ سوزنِ مینا رشتۂ خطِ جام کیا — ص ۲۷

رشتۂ دامانِ صحرا: بہ سعیِ غیر ہے قطعِ لباسِ خانہ ویرانی — کہ تارِ جادۂ رہ رشتۂ دامانِ صحرا ہے — ص ۸۳

رشتۂ ربطِ علائق: ربطِ علائق: نگہ کی ہم نے پیدا رشتۂ ربطِ علائق سے — ہوئے ہیں پردہ ہاے چشمِ عبرت جلوہ حائل ہا — ص ۲۳

رشتۂ جاں: ہے رشتۂ جاں فرطِ کشش سے — مانندِ نبضِ دستِ بریدہ — ص ۲۵۰

رشتۂ رگ ہاے خارا: دیکھیے: بصیدِ دامِ رشتۂ رگ ہاے خارا۔

رشتۂ زنّار: بہ زاہداں رگِ گردن ہے رشتۂ زنّار — سر بہ پاے بتِ نانہادہ رکھتے ہیں — ص ۶۰

رشتۂ سازِ ازل: نزعِ مخمور ہوں اُس دید کی دُھن میں کہ مجھے — رشتۂ سازِ ازل ہے دمِ بازِ پسیں — ص ۷

رشتۂ سلامت: دیکھیے: سرِ رشتۂ سلامت۔

رشتۂ شمعِ سحرگہی: دیکھیے: پیچ و تابِ رشتۂ شمعِ سحرگہی۔

رشتۂ شیرازۂ مژگاں:	درپے عنوانِ تماشا بہ تغافل خوش تر	ہے نگہ رشتۂ شیرازۂ مژگاں مجھ سے	ص۲۱۱
رشتۂ عمر:	یہ دی جو گئی ہے رشتۂ عمر میں گانٹھ	ہے صفر کہ افزایشِ اعداد کرے	ص۲۵۳
رشتۂ عمرِ خضر:	وحشتِ دردِ بیکسی بے اثر اس قدر نہیں	رشتۂ عمرِ خضر کو نالۂ نارسا سمجھ	ص۴۷
رشتۂ لمبیدِ مُمسک:	رشتۂ لمبیدِ مُمسک ہے بہ بندِ کوتہی	عقدہ ساں ہے کیسۂ زر پر خیالِ تنگ دل	ص۵۳
رشتۂ فیضِ ازل:	فلک العرش: ہجومِ خمِ دوشِ مزدور	رشتۂ فیضِ ازل: سازِ طنابِ معمار	ص۳۳
رشتۂ گوہر:	(۱) قطرۂ مے بس کہ حیرت سے نَفَس پرور ہوا	خطِ جامِ مے سراسر رشتۂ گوہر ہوا	ص۱۵۱
	(۲) ہووے ہے جادۂ رہ رشتۂ گوہر ہر گام	جس گزرگاہ سے میں آبلہ پا جاتا ہوں	ص۲۹۸
	(۳) عجب اے آبلہ پایانِ صحرائے نظر بازی!	کہ تارِ جادۂ رہ رشتۂ گوہر نہیں ہوتا	ص۲۲۵
	(۴) دیکھیے: صورتِ رشتۂ گوہر۔		
رشتۂ وفا:	دیکھیے: سر رشتۂ وفا۔		
رشتۂ ہر شمع:	شب کہ وہ مجلس فروزِ خلوتِ ناموس تھا	رشتۂ ہر شمع خارِ کسوتِ فانوس تھا	ص۱۵۳
رشک[1]:	(۱) بہ وقتِ کعبہ جوئی ہا جرس کرتا ہے ناقوسی	کہ صحرا فصلِ گل میں رشک ہے بت خانۂ چیں کا	ص۲۸
	(۲) پیمانۂ وسعت کدۂ شوق ہوں اے رشک!	محفل سے مگر شمع کو دربستہ نکالوں	ص۶۰
	(۳) رشک ہے آسایشِ اربابِ غفلت پر اسدؔ!	پیچ و تابِ دل نصیبِ خاطرِ آگاہ ہے	ص۹۳
	(۴) رشک کہتا ہے کہ اس کا غیر سے اخلاص، حیف!	عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کس کا آشنا؟	ص۱۳۹
	(۵) چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں	ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں؟	ص۱۹۰
	(۶) نہیں گر ہمدمی آساں، نہ ہو، یہ رشک کیا کم ہے؟	نہ دی ہوتی خدایا! آرزوے دوست دشمن کو	ص۱۹۸
	(۷) یارب! اس آشفتگی کی داد کس سے چاہیے؟	رشک آسایش پہ ہے زندانیوں کی اب مجھے	ص۲۱۳
	(۸) دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آجائے ہے	میں اُسے دیکھوں، بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے	ص۲۲۱
	(۹) ہم رشک کو اپنے بھی گوارا نہیں کرتے	مرتے ہیں مگر اُن کی تمنا نہیں کرتے	ص۲۳۲
	(۱۰) مرجاؤں نہ کیوں رشک سے، جب وہ تنِ نازک	آغوشِ خمِ حلقۂ زنّار میں آوے	ص۲۳۳

[1] رشک : اکیس بار (مطبوعہ: چودہ بار، مرتب: سترہ بار)۔

(۱۱) یہ رشک ہے کہ وہ ہوتا ہے ہم سخن تم سے — وگرنہ خوفِ بد آموزیِ عدو کیا ہے — ص۲۳۱

(۱۲) نفرت کا گماں گزرے ہے، میں رشک سے گزرا — کیوں کر کہوں لو نام نہ اُن کا مرے آگے — ص۲۲۹

(۱۳) رشک سے لڑتی ہیں آپس میں اُلجھ کر لڑیاں — باندھنے کو جو ترے سر پہ، اُٹھایا سہرا — ص۲۸۸

(۱۴) غیروں سے اُسے گرمِ سخن دیکھ کے غالبؔ! — میں رشک سے جوں آتشِ خاموش رہا گرم — ص۲۲۸

دیکھیے ــــــــ: (۱۵) بیتابیِ رشک۔ (۱۶) بے دماغِ کاوشِ رشک۔ (۱۷) جوشِ رشک۔ (۱۸) زخمِ رشک۔
(۱۹) سامانِ رشک۔ (۲۰) مبتلائے آفتِ رشک۔

رشکِ امتحاں: بے دماغِ خجلت ہوں، رشکِ امتحاں تا کے؟ — ایک بیکسی تجھ کو عالم آشنا پایا — ص۱۲

رشکِ چمن: شورِ تمثال ہے کس رشکِ چمن کا یارب! — آئنہ بیضۂ بلبل نظر آتا ہے مجھے — ص۸۸

رشکِ سوال وجواب: گزرا اسدؔ مسرتِ پیغامِ یار سے — قاصد پہ مجھ کو رشکِ سوال و جواب ہے — ص۲۰۶

رشکِ غیر: دیکھیے: بیداد رشکِ غیر۔

رشکِ فارسی: جو یہ کہے کہ ریختہ کیونکے ہو رشکِ فارسی؟ — گفتۂ غالبؔ ایک بار پڑھ کے اُسے سنا کہ یوں — ص۱۷۸

رشکِ گلستانِ ارم: ہند میں اہلِ تسنّن کی ہیں دو سلطنتیں — حیدرآبادِ دکن رشکِ گلستانِ ارم — ص۲۶۵

رشکِ ماہ تاب: بس کہ مائل ہے وہ رشکِ ماہ تاب آئینے پر — ہے نفَس، تارِ شعاعِ آفتاب آئینے پر — ص۳۹

رشکِ نظارہ: رشکِ نظارہ تھی یک برقِ تجلّی کہ ہنوز — تشنۂ خونِ دو عالم ہوں بہ عرضِ تکرار — ص۶

رشکِ وفا: دیکھیے: خوں گشتۂ رشکِ وفا۔

رشکِ ہمدِگر: دیکھیے: شکوۂ سنجِ رشکِ ہمدِگر۔

رشکِ ہم طرحی: رشکِ ہم طرحی و دردِ اثرِ بانگِ حزیں — نالۂ مرغِ سحر تیغِ دو دم ہے ہم کو — ص۱۹۵

رضا[1]: دیکھیے ــــــــ: (۱) خوبیِ تسلیم و رضا۔ (۲) تسلیم و رضا۔

رضاجوئیِ اغیار: گو تم کو رضا جوئیِ اغیار ہے لیکن — جاتی ہے ملاقات کب ایسے سبھوں سے — ص۴۲

رضامند[2]: دل سے تری نگاہ جگر تک اُتر گئی — دونوں کو اک ادا میں رضامند کر گئی — ص۲۳۳

رضواں[3]: (۱) کیا ہی رضواں سے لڑائی ہوگی! — گھر ترا خلد میں گر یاد آیا — ص۱۵۲

---

[1] رضا : دوبار [مرغّب]۔
رضاجوئی : ایک بار [مرغّب]۔

[2] رضامند : ایک بار۔

[3] رضواں : تین بار [مرغّب: ایک بار]۔

(۲) بعدِ یک عمر ورع، بار تو دیتا بارے | کاش! رضواں ہی درِ یار کا درباں ہوتا ص۱۵۸

(۳) دیکھیے: باغِ رضواں۔

رطب[1] فشاں: دیکھیے: نخلِ رطب فشاں۔

رعد[2]: رعد کا کررہی ہے کیا دم بند! | برس کو دے رہا ہے کیا الزام
تیرے فیلِ گراں جسد کی صدا | تیرے رخشِ سبک عناں کا خرام ص۳۸

رعشۂ[3] اعضائے بہار: غنچۂ لالہ بہ مستِ جوانی ہے ہنوز | شبنمِ صبح ہوئی رعشۂ اعضائے بہار ص۳

رعنا[4]: دیکھیے: قامتِ رعنا۔

رعنائی: دیکھیے ــــ: (۱) استقبالِ رعنائی۔ (۲) پرفشانِ ذوقِ رعنائی۔ (۳) شرمِ رعنائی۔

رعنائیِ خیال: تھی وہ اک شخص کے تصور سے | اب وہ رعنائیِ خیال کہاں! ص۱۸۲

رعنائیِ ذم: دیکھیے: بالِ رعنائیِ ذم۔

رعنائیِ سرو: بہ غرورِ طرحِ قامت و رعنائیِ سرو | طوق ہے گردنِ قمری میں رگِ بالیدہ ص۱۷

رعنائیِ ضعفِ پرواز: بالِ طاؤس ہے رعنائیِ ضعفِ پرواز | کون ہے داغ کہ شعلے کا عناں گیر آوے ص۱۳

رعونت[5]: میں جو کہتا ہوں کہ ہم لیں گے قیامت میں تمھیں | کس رعونت سے وہ کہتے ہیں کہ ہم حور نہیں ص۱۸۵

رعیت[6]: گوکہ ہوں کی ہے جتنی رعیت وہ یکقلم | عاشق ہے اپنے حاکمِ عادل کے نام کی ص۲۰۳

رَفت[7]: (۱) لیتا ہوں مکتبِ غمِ دل میں سبق ہنوز | لیکن یہی کہ "رَفت" گیا، اور "بود" تھا ص۱۳۳

(۲) دیکھیے: آمد و رفتِ نفس۔

رفتار[8]: (۱) جائے حیرت ہے کہ گل بازیِ اندیشۂ شوق | اس زمیں میں نہ کرے سبز قلم کی رفتار ص۳
(۲) ابرِ نیساں سے ملے موجِ گہر کا تاواں | خلوتِ آبلہ میں گم کرے گر تو رفتار ص۵

---

[1] رطب : ایک بار [مرکب]۔
[2] رعد : ایک بار۔
[3] رعشہ : ایک بار [مرکب]۔
[4] رعنا : ایک بار [مرکب]۔
رعنائی : سات بار [مرکب]۔
[5] رعونت : ایک بار۔
[6] رعیت : ایک بار۔
[7] رفت : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
[8] رفتار : چھبّیس بار
[مفرد: ایک بار، مرکب: اٹھارہ بار]۔

(۳) شعلہ رُخسارا! تحیّر سے تری رفتار کے   خارِ شمع آئنہ آتش میں جوہر ہوگیا   ص۳۰

(۴) قطعِ سفرِ ہستی و آرام فنا ہیچ   رفتار نہیں بیش تر از لغزشِ پا ہیچ   ص۳۶

(۵) گو بیابانِ تمنا و کجا جولانِ عجز؟   آبلے پا کے، ہیں یعنی رفتار کو دندانِ عجز   ص۴۳

(۶) رفتار سے شیرازۂ اجزائے قدم باندھ   اے آبلے! محمل پئے صحرائے عدم باندھ   ص۴۷

(۷) ثابت ہوا ہے گردنِ مینا پہ خونِ خلق   لرزے ہے موجِ مے تری رفتار دیکھ کر   ص۱۱۹

(۸) ہر قدم دوریِ منزل ہے نمایاں مجھ سے   میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے   ص۲۱

دیکھیے ـــــــ: (۹) پائے رفتار۔ (۱۰) تبِ گرمیِ رفتار۔ (۱۱) تیزیِ رفتار۔ (۱۲) جلوہ رفتار۔ (۱۳) حبابِ موجۂ رفتار۔ (۱۴) شوخیِ رفتار۔ (۱۵) گرمیِ رفتار۔ (۱۶) گرمیِ شعلۂ رفتار۔ (۱۷) محمل آرائے رفتار۔ (۱۸) نرم رفتار۔

رفتارِ باغ: دیکھیے: شوخیِ رفتارِ باغ۔

رفتارِ خامہ: دیکھیے: لغزشِ رفتارِ خامہ۔

رفتارِ دوست: دیکھیے ـــــــ: (۱) رفتۂ رفتارِ دوست۔ (۲) گرمیِ رفتارِ دوست۔

رفتارِ عمر: رفتارِ عمر قطعِ رہِ اضطراب ہے   اِس سال کے حساب کو برق، آفتاب ہے   ص۲۰۶

رفتارِ عمرِ تیز رَو: فنا کو عشق ہے بے مقصداں! حیرت پرستاراں!   نہیں رفتارِ عمرِ تیز رَو پابندِ مطلب ہا   ص۲۳

رفتارِ قاتل: دیکھیے: خیالِ گرمیِ رفتارِ قاتل۔

رفتارِ قلم: تیرا اندازِ سخن: شانۂ زلفِ الہام   تیری رفتارِ قلم: جنبشِ بالِ جبریل   ص۱۲۳

رفتگاں: دیکھیے: عرضِ تمنائے رفتگاں۔

رفتن[1]: ریشۂ شہرت دوانیدن ہے رفتن زیرِ خاک   خنجرِ جلاد برگِ بیدِ مجنوں ہے مجھے   ص۹۹

رفتنِ رنگِ حنا: نرم رفتار ہو جس کوہ پہ وہ برق گداز   رفتنِ رنگِ حنا ہے تپشِ بالِ شرار   ص۵۰

رفتنِ قاتل: دیکھیے: لطفِ بے تحاشا رفتنِ قاتل۔

رفتن ہا: دیکھیے: نازِ رفتن ہا۔

---

[1] رفتن : تین بار [مرتب: دو بار]۔
رفتن ہا : ایک بار [مرتب]۔
رفتگاں : ایک بار [مرتب]۔
رفتہ : انیس بار [مرتب]۔

رفتہ:	(۱) شمع ہوں لیکن بہ پا در رفتہ خارِ جستجو	مدعا گم کردہ ہر سو، ہر طرف جلتا ہوں میں	ص ۴۳

دیکھیے ـــــــ: (۲) آبِ رفتہ۔ (۳) باغِ رنگ ہاے رفتہ۔ (۴) پرِ پروازِ رنگِ رفتہ۔ (۵) تماشائیِ عمرِ رفتہ۔ (۶) جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ۔ (۷) دلِ بیمارِ از خود رفتہ۔ (۸)-(۱۱) رنگِ رفتہ [چار بار]۔ (۱۲) رنگِ زِ نظر رفتہ۔ (۱۳) زِ راز دست رفتہ۔ (۱۴) صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ۔ (۱۵) عیشِ رفتہ۔

رفتہ یاراں: دیکھیے: فراقِ رفتہ یاراں۔

رفتۂ بیداے خیال: دیکھیے: خود رفتۂ بیداے خیال۔

رفتہ رفتہ[۱]:	سختی کشانِ عشق کی پوچھے ہے کیا خبر	وہ لوگ رفتہ رفتہ سراپا الم ہوئے	ص ۲۲۶
رفعتِ ہمتِ صد عارف[۲]:	سبزۂ نہ چمن و یک خطِ پشتِ لبِ بام	رفعتِ ہمتِ صد عارف و یک اوجِ حصار	ص ۳۳۲ [صحرائے نجف]
رُفقا[۳]:	تھا میں گلدستۂ احباب کی بندش کی گیاہ	متفرق ہوئے میرے رُفقا میرے بعد	ص ۳۸
رفو[۴]:	(۱) اے بے خبراں! میرے لبِ زخمِ جگر پر	بخیہ جسے کہتے ہو شکایت ہے رفو کی	ص ۱۱۶
	(۲) جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر رفو کی	لکھ دیجیو یارب! اُسے قسمت میں عدو کی	ص ۲۲۸
	(۳) دیکھیے: حاجتِ رفو۔		
رفوے زخم:	(۱) عیادت ہاے طعن آلودِ یاراں زہرِ قاتل ہے	رفوے زخم کرتی ہے بہ نوکِ نیشِ عقرب ہا	ص ۴۳
	(۲) رفوے زخم سے مطلب ہے لذت زخمِ سوزن کی	سمجھیو مت کہ پاسِ درد سے دیوانہ غافل ہے	ص ۲۰۸
رفیقِ[۵] رہ:	تھی رفیقِ رہ تھی عدم یا وجود تھا	میرا سفر بہ طالعِ چشمِ حسود تھا	ص ۱۴
رقصِ شرر[۶]:	(۱) یک نظر بیش نہیں فرصتِ ہستی غافل!	گرمیِ بزم ہے اک رقصِ شرر ہوتے تک	ص ۱۴۵
	(۲) دیکھیے: فرصتِ رقصِ شرر۔		
رقصِ ناہید:	ہوئی جب میرزا جعفر کی شادی	ہوا بزمِ طرب میں رقصِ ناہید	ص ۱۲۹
رُقعہ[۷]:	رقعے کا جواب کیوں نہ بھیجا تم نے؟	ثاقب! حرکت یہ کی ہے بیجا تم نے	ص ۳۱۳
رقم[۸]:	(۱) نہ ہوئی ہم سے رقم حیرتِ خطِ رخِ یار	صفحۂ آئنہ جولاں گہِ طوطی نہ ہوا	ص ۱۳

---

۱ رفتہ رفتہ : ایک بار۔
۲ رفعت : ایک بار [مرکب]۔
۳ رُفقا : ایک بار۔
۴ رفو : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکب: تین بار]۔
۵ رفیق : ایک بار [مرکب]۔
۶ رقص : تین بار [مرکب]۔
۷ رقعہ : ایک بار۔
۸ رقم : بارہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: سات بار]۔

	(٢) دیدار طلب ہے دلِ واماندہ کہ آخر	نوکِ سرِ مژگاں سے رقم ہو گئے پا	ص ٢٩
	(٣) کاتبِ حکم نے بہ موجبِ حکم	اُس رقم کو دیا طرازِ دوام	ص ١٣٨
	(٤) میرے غم خانے کی قسمت جب رقم ہونے لگی	لکھ دیا منجملۂ اسبابِ ویرانی مجھے	ص ٢٣٢
	(٥) مدح کے بعد دعا چاہیے، اور اہلِ سخن	اُس کو کرتے ہیں بہت بڑھ کے بہ اغراق رقم	ص ٢٦٥
	(٦) دیکھیے: جواہر رقم۔		
رقم آموزِ عباراتِ قلیل:	فکر میری: گہر اندوزِ اشاراتِ کثیر	کلک میری: رقم آموزِ عباراتِ قلیل	ص ١٢٣
رقمِ اضطرار:	خورنا نہیں ہے خط رقمِ اضطرار کا	تدبیرِ پیچ و تابِ نفس کیا کرے کوئی	ص ٨٨
رقمِ ایجاد:	بہرِ عرضِ حالِ شبنم سے رقمِ ایجادِ گل	ظاہرا ہے اس چمن میں لالِ مادرزادِ گل	ص ٥٢
رقمِ بندگیِ حضرتِ جبریلِ امیں:	آستاں پر ہے ترے جوہرِ آئینۂ سنگ	رقمِ بندگیِ حضرتِ جبریلِ امیں	ص ١٣٥
رقم پذیر:	جب ازل میں رقم پذیر ہوئے	صفحہ ہائے لیالی و ایام	ص ١٣٨
رقمِ وارفتگی:	ہے سرنوشت میں رقمِ وارفتگی	ہوں جوں خطِ شکستہ بہ ہر جا شکستہ دل	ص ٥١
رقیب[1]:	(١) نفس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو	زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے	ص ٩٩
	(٢) ذکر اُس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا	بن گیا رقیب آخر، تھا جو رازداں اپنا	ص ١٥٩
	(٣) کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب	گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا	ص ١٦٣
	(٤) ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں	تکلف برطرف، مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر	ص ١٦٩
	(٥) ایجاد کرتی ہے اسے تیرے لیے بہار	میرا رقیب ہے نفسِ عطر سائے گل	ص ١٦٧
	(٦) رات کے وقت مے پیے، ساتھ رقیب کو لیے	آئے وہ یاں خدا کرے، پر نہ خدا کرے کہ یوں	ص ١٦٨
	(٧) جاتا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار	اے کاش! جانتا نہ ترے رہ گزر کو میں	ص ١٩٠
	(٨) بچتے نہیں مواخذۂ روزِ حشر سے	قاتل اگر رقیب ہے تو تم گواہ ہو	ص ١٩٦
	(٩) باہم دگر ہوئے ہیں دل و دیدہ پھر رقیب	نظارہ و خیال کا ساماں کیے ہوئے	ص ٢٢٥

---

[1] رقیب : اکیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: دس بار]۔
رقیباں : ایک بار [مرکب]۔

رقیبانہ : ایک بار۔
رقیبوں : دو بار۔

(۱۰) دیا ہے دل اگر اُس کو، بشر ہے، کیا کہیے — ہوا رقیب تو ہو، نامہ بر ہے، کیا کہیے — ص۲۲۷

(۱۱) تمھاری طرز و روش جانتے ہیں ہم، کیا ہے — رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے — ص۲۵۱

دیکھیے:—(۱۲) آغوشِ رقیب۔(۱۳) ہم رقیب۔(۱۴) خوفِ رقیب۔(۱۵) قتلِ رقیب۔(۱۶) قسمتِ عتبِ رقیب۔(۱۷) کوریِ دل وچشمِ رقیب۔(۱۸) گرسنہ مزدورِ طرب گاہِ رقیب۔

رقیبِ آئینہ: نظر پرستی و بے کاریِ خود آرائی — رقیب آئنہ ہے حیرتِ تماشائی! — ص۱۱۰

رقیبِ تمنائے دیدار: از آں جا کہ حسرت کشِ یار ہیں ہم — رقیبِ تمنائے دیدار ہیں ہم — ص۵۵

رقیبِ سروساماں: شوق ہر رنگ رقیبِ سروساماں نکلا — قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا — ص۳۲

رقیباں: دیکھیے: ہم نفسیِ رقیباں۔

رقیبانہ: دعویِ عشقِ بتاں سے بہ گلستاں گل و صبح — ہیں رقیبانہ بہم دست و گریباں گل و صبح — ص۳۷

رقیبوں: (۱) جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو؟ — اک تماشا ہوا، گلا نہ ہوا — ص۱۲۱

(۲) سب رقیبوں سے ہوں ناخوش، پر زنانِ مصر سے — ہے زلیخا خوش کہ محوِ ماہِ کنعاں ہوگئیں — ص۱۹۱

رکاب[۱]: (۱) عیاں ہے پائے حنائی بہ رنگِ پرتوِ خور — رکاب، روزنِ دیوارِ خانۂ زیں ہے — ص۱۰۳

(۲) رَو میں ہے رخشِ عمر، کہاں دیکھیے تھمے — نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں — ص۱۸۹

دیکھیے:—(۳) پابہ رکاب۔(۴) چشمِ بیدار رکاب۔(۵) طاؤس در رکاب۔(۶) گریۂ طوفاں رکاب۔

رکابِ صحرا: دل در رکابِ صحرا خانہ خرابِ صحرا — موجِ سرابِ صحرا عرضِ غبارِ صحرا — ص۲۶

رکابِ یار: دیکھیے: سرمۂ چشمِ رکابِ یار۔

رگ[۲]: (۱) اثرِ سوزِ محبت کا قیامت بے محابا ہے — کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے — ص۸۳

(۲) گر نگاہِ گرم فرماتی رہی تعلیمِ ضبط — شعلہ خس میں، جیسے خوں رگ میں، نہاں ہوجائے گا — ص۱۵۱

(۳) لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری — موجِ مے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں — ص۱۸۵

رگِ ابرِ بہار: (۱) تارِ ریشم کا نہیں، ہے یہ رگِ ابرِ بہار — لائے گا تابِ گراں باریِ گوہر، سہرا؟ — ص۲۸۷

---

۱ رکاب : آٹھ بار [منفرد: دو بار، مرکب: چھے بار]۔ — رگوں : ایک بار۔

۲ رگ : پچاس بار [منفرد: تین بار، مرکب: سینتالیس بار]۔ — رگ‌ہا : دو بار [مرکب]۔

(۲) دیکھیے: خلیدۂ رگِ ابرِ بہار۔

رگِ ابرِ بہاری: بہار رنگِ خونِ گل ہے ساماں اشک باری کا — جنونِ برق نشتر ہے رگِ ابرِ بہاری کا ص۱۸

رگِ ابرِ سیاہ: دشمنِ حسرتِ عاشق ہے رگِ ابرِ سیاہ — جس نے برباد کیا رشتۂ چندیں شبِ تار ص۲

رگِ ابرِ گہربار: رُخ پہ دولھا کے جو گرمی سے پسینا ٹپکا — ہے رگِ ابرِ گہربار سراسر سہرا ص۲۸۷

رگِ بالیدہ: بہ غرورِ طرحِ قامت و رعنائیِ سرو — طوق، ہے گردنِ قمری میں رگِ بالیدہ ص۱۷

رگِ بالیدۂ گردن: ز بس ہے ناز بردارِ غرورِ نشۂ صہبا — رگِ بالیدۂ گردن ہے موجِ بادہ در مینا ص۳۳۷

رگِ بستر: (۱) صورتِ دیبا تپش سے میری غرقِ خوں ہے آج — خارِ پیراہن رگِ بستر کو نشتر ہوگیا ص۲۹

(۲) خوابِ جمعیتِ مخمل ہے پریشاں مجھ سے — رگِ بستر کو ملی شوخیِ مژگاں مجھ سے ص۸۳

رگِ تار: دیکھیے: بخیۂ رگِ تار۔

رگِ تاک: (۱) بس کہ دوڑے ہے رگِ تاک میں خوں ہو ہو کر — شہ پرِ رنگ سے ہے بال کشا موجِ شراب ص۱۴۳

(۲) دیکھیے: مژگانِ رگِ تاک۔

رگِ جاں: (۱) قبائے جلوہ فزا ہے لباسِ عریانی — بہ طرزِ گل رگِ جاں مجھ کو تارِ داماں ہے ص۱۰۳

(۲) جاں فزا ہے بادہ، جس کے ہاتھ میں جام آگیا — سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگِ جاں ہوگئیں ص۱۹۲

(۳) بتاؤ اُس مژہ کو دیکھ کر، کہ مجھ کو قرار — یہ نیش ہو رگِ جاں میں فرو، تو کیوں کر ہو ص۱۹۸

(۴) دیکھیے: صدرگِ جاں۔

رگِ خارا: (۱) ہے انتظار سے شرر آبادِ رستخیز — مژگانِ کوہکن، رگِ خارا کہیں جسے ص۹۰

(۲) اسدؔ! طبعِ متیں سے گر نکالوں شعرِ برجستہ — شرر ہو قطرۂ خونِ فسردہ در رگِ خارا ص۳۳۷

رگِ خواب: (۱) ہے تماشا حیرت آبادِ تغافل ہائے شوق — یک رگِ خواب و سراسر جوشِ خونِ آرزو ص۹۹

(۲) بے خود ز بس کہ خاطرِ بیتاب ہوگئی — مژگانِ باز ماندہ رگِ خواب ہوگئی ص۹۲

(۳) اگر نہ ہووے رگِ خواب صرفِ شیرازہ — تمام دفترِ ربطِ مزاج درہم ہے ص۱۰۳

(۴) بسانِ سبزہ رگِ خواب ہے زباں ایجاد — کرے ہے خامشی احوالِ بے خوداں پیدا ص۳۳۹

(۵) شفق ساں موجۂ خوں ہے رگِ خواب — کہ مژگانِ کشودہ نیشتر ہے ص۳۵۵

(٦) دیکھیے: جوہرِ رگِ خواب۔

رگِ خوابِ جاں: دیکھیے: درازیِ رگِ خوابِ جاں۔

رگِ خوابِ زلیخا: دیکھیے: جنبشِ رگِ خوابِ زلیخا۔

رگِ دام:	دیکھ تری خوے گرم دل بہ تپش رام ہے	طائرِ سیماب کو شعلہ رگِ دام ہے	ص ٩٩
رگِ سنگ:	(١) رگِ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا	جسے غم سمجھ رہے ہو یہ اگر شرار ہوتا	ص ١٢٠
	(٢) دیکھیے: زُنّارِ رگِ سنگ۔		
رگِ سنگِ فساں:	گر شہادت آرزو ہے، نشے میں گستاخ ہو	بالِ شیشے کا رگِ سنگِ فساں ہو جائے گا	ص ٢٠
رگِ سنگِ فسانِ تیغِ شعلہ:	تیز تر ہوتا ہے خشمِ تندخویاں عجز سے	ہے رگِ سنگِ فسانِ تیغِ شعلہ خار و خس	ص ٢٥
رگِ سودائیاں:	خوں چکاں ہے جادہ مانندِ رگِ سودائیاں	سبزۂ صحراے الفت نشترِ خوں ریز ہے	ص ٨٥
رگِ گردن:	(١) حسرتِ دستگہ و پاے تحمل تا چند	رگِ گردن خطِ پیمانۂ بے مُل تا چند	ص ٣٩
	(٢) بہ زاہداں رگِ گردن ہے رشتۂ زنّار	سر بہ پاے بتِ نابرادہ رکھتے ہیں	ص ٢٠
	(٣) خطر ہے رشتۂ اُلفت رگِ گردن نہ ہو جاوے	غرورِ دوستی آفت ہے تو دشمن نہ ہو جاوے	ص ٢٣
رگِ گل:	(١) رگِ گل جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے	ملیں گے منزلِ اُلفت میں ہم اور عندلیب آخر	ص ٣١
	(٢) بس کہ خوباں باغ کو دیتے ہیں وقتِ نے شکست	بال اُگ جاتا ہے شیشے کا رگِ گل کے تلے	ص ٢٥٢
	دیکھیے ——: (٣) دامِ رگِ گل۔ (٤) نبضِ رگِ گل۔		
رگِ لیلیٰ:	رگِ لیلیٰ کو خاکِ دشتِ مجنوں ریشگی بخشے	اگر بووے بجاے دانہ دہقاں نوکِ نشتر کی	ص ٢٠٧
رگ و پے:	(١) کہاں ہم بھی رگ و پے رکھتے ہیں، انصاف بہتر ہے	نہ کھینچے طاقتِ خمیازہ تہمت ناتوانی کی	ص ٧٧
	(٢) رگ و پے میں جب اُترے زہرِ غم تب دیکھیے کیا ہو	ابھی تو تلخیِ کام و دہن کی آزمائش ہے	ص ٢٣٥
	(٣) انساں نیازمندِ ازل ہے کہ جوں کماں	مطلب ہے ربط سے رگ و پے کی خمیدگی	ص ٢٥٢
رگ ہاے خارا:	دیکھیے: بصیدِ دامِ رشتۂ رگ ہاے خارا۔		
رگ ہاے مژہ:	فزوں ہوتا ہے ہر دم جوشِ خوں باری، تماشا ہے	نَفَس کرتا ہے رگ ہاے مژہ پر کام نشتر کا	ص ٢٢٢
رگِ ہر خار:	لختِ جگر سے ہے وہ رگِ ہر خار شاخِ گل	تا چند باغبانیِ صحرا کرے کوئی	ص ٢١٥

رگِ ہر سنگ: کروں گر عرضِ سنگینیِ کہسار اپنی بیتابی — رگِ ہر سنگ سے نبضِ دلِ بیمار ہو پیدا — ص ۳۱

رگِ یاقوت: (۱) یک نگاہِ صاف صد آئینۂ تاثیر ہے — ہے رگِ یاقوت عکسِ خطِ جامِ آفتاب — ص ۳۱

(۲) دیکھیے: شوخیِ رگِ یاقوت۔

رگوں: رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل — جب آنکھ سے ہی نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے! — ص ۲۲۲

رَم[1]: (۱) اسدؔ! وحشت پرستِ گوشۂ تنہائیِ دل ہوں — بہ رنگِ موج مے خمیازۂ ساغر ہے رم میرا — ص ۱۹

(۲) آتش و آب و باد و خاک نے لی — وضعِ سوز و نم و رم و آرام — ص ۳۳۸

دیکھیے ———: (۳) آشفتۂ رم۔ (۴) فکرِ حیرت رم۔ (۵) پابندِ رم۔ (۶) طاقتِ رم۔

رمِ آہو: (۱) کوچہ دیتا ہے پریشاں نظری پر صحرا — رمِ آہو کو ہے ہر ذرّے کی چشمک میں کمیں — ص ۸

(۲) خاکِ فرصت برسرِ ذوقِ فنا اے انتظار! — ہے غبارِ شیشۂ ساعت رمِ آہو مجھے — ص ۷۸

دیکھیے ———: (۳) پابہ زنجیرِ رمِ آہو۔ (۴) دوشِ رمِ آہو۔

رمِ آہوہا: دیکھیے: موجِ رمِ آہوہا۔

رم خوردہ: دیکھیے: عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ۔

رم خوردوں: وحشی بن صیاد نے ہم رم خوردوں کو کیا رام کیا — رشتۂ چاکِ جیبِ دریدہ صرفِ قماشِ دام کیا — ص ۲۷

رمِ نخچیر: (۱) زمیں کو صفحۂ گلشن بنایا خوں چکانی نے — چمن بالیدنی ہا از رمِ نخچیر ہے پیدا — ص ۳۰

(۲) دیکھیے: دوشِ رمِ نخچیر۔

رمز[2] چمن ایمائی: باغِ خاموشیِ دل سے سخنِ عشق اسدؔ! — نفَسِ سوختہ رمزِ چمن ایمائی ہے — ص ۱۰۳

رمزِ سرِ مژگاں: جوہرِ آئینہ جز رمزِ سرِ مژگاں نہیں — آشنا کی ہم دگر سمجھے ہے ایما آشنا — ص ۱۹

رَمَضاں[3]: اے روشنیِ دیدہ شہاب الدّین خاں! — کٹتا ہے بتاؤ کس طرح سے رَمَضاں؟ — ص ۲۱۳

رمیدن[4]: (۱) حکمِ بیتابی نہیں اور آرمیدن منع ہے — باوجودِ مشقِ وحشت رمیدن منع ہے — ص ۱۱۳

دیکھیے ———: (۲) پرافشانِ رمیدن۔ (۳) شررستانِ رمیدن۔

---

[1] رَم : پندرہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چودہ بار]۔

[2] رمز : دو بار [مرکب]۔

[3] رَمَضان : ایک بار۔

[4] رمیدن : تین بار [مفرد: ایک بار]۔
رمیدہ : تین بار [مرکب]۔

رمیدہ: دیکھیے:۔۔۔۔۔ (۱) خودرمیدہ۔ (۲) بختِ رمیدہ۔ (۳) دامنِ شوقِ رمیدہ۔

رنج[۱]: (۱) رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج / مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں ص ۱۹۲

(۲) غم کھانے میں بودا دلِ ناکام بہت ہے / یہ رنج کہ کم ہے مئے گلفام، بہت ہے ص ۲۲۵

(۳) رنج طاقت سے سوا ہو تو نہ پیٹوں کیوں کر؟ / ذہن میں خوبیِ تسلیم و رضا ہے تو سہی ص ۳۱۰

(۴) دیکھیے: تعلیمِ رنج۔

رنجِ امتحاں: بہانہ جوئیِ رحمت کمیں گرِ تقریب / وفائے حوصلہ و رنجِ امتحاں تجھ سے ص ۱۱۳

رنجِ بالیں: تپش سے میری وقفِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے / مرا سر رنجِ بالیں ہے، مرا تن بارِ بستر ہے ص ۲۱۲

رنجِ بیتابی: (۱) ہم سے رنجِ بیتابی کس طرح اُٹھایا جائے / داغِ پشتِ دستِ عجز، شعلہ خس بہ دنداں ہے ص ۲۱۷

(۲) دیکھیے: مدعائے رنجِ بیتابی۔

رنجِ تعلیمِ مسیحا: رنجِ تعلیمِ مسیحا نہیں اُٹھتا مجھ سے / درد ہوتا ہے مرے دل میں جو توڑوں بالیں ص ۸

رنجِ خمار: دیکھیے: ساغرِ بے رنجِ خمار۔

رنجِ خودآرائی: یک نگاہ گرم ہے جوں شمع سرتا پا گداز / بے ہر از خود رفتگاں رنجِ خود آرائی عبث ص ۳۳

رنجِ رہ: رنجِ رہ کیوں کھینچیے، واماندگی کو عشق ہے / اُٹھ نہیں سکتا ہمارا جو قدم منزل میں ہے ص ۲۳۱

رنجِ سفر: دیکھیے: طاقتِ رنجِ سفر۔

رنج فزا: دیکھیے: بیدادگرِ رنج فزا۔

رنجِ کوہکن: سنجیدنی ہے ایک طرف رنجِ کوہکن / خوابِ گرانِ خسرو پرویز یک طرف ص ۴۹

رنجِ گراں باریِ زنجیر: قید میں ہے ترے وحشی کو وہی زلف کی یاد / ہاں کچھ اک رنجِ گراں باریِ زنجیر بھی تھا ص ۱۵۸

رنجِ گراں نشیں: دیکھیے: شکایتِ رنجِ گراں نشیں۔

رنجِ نومیدی: دیکھیے: تابِ رنجِ نومیدی۔

رنجِ نومیدِ جاوید: رنجِ نومیدیِ جاوید گوارا رہیو! / خوش ہوں گر نالہ زبونی کشِ تاثیر نہیں ص ۱۹۲

رنج و الم: (۱) تا ترے وقت میں ہو عیش و طرب کی توفیر / تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقلیل ص ۱۲۴

---

۱ رنج : چھتیس بار [مطرود: چار بار، مرکب: اکتیس بار]۔

(۲) دیکھیے: غم وا رنج والم۔

رنج وتعب: (۱)، (۲) دیکھیے: صدرنج وتعب [دوبار]۔

رنج ونشاطِ دہر: دیکھیے: وفائے فرصتِ رنج ونشاطِ دہر۔

رنجشِ[1] حیرت سرشتاں: رنجشِ حیرت سرشتاں سینہ صافی پیش کش ۔۔ جوہرِ آئینہ ہے یہاں گردِ میدانِ نزاع ص ۴۸

رنجشِ خاطر: دیکھیے: گمانِ رنجشِ خاطر۔

رنجشِ دل: رنجشِ دل یک جہاں ویراں کرے گی اے فلک! ۔۔ دشت ساماں ہے غبارِ خاطرِ آزردگاں ص ۲۶

رنجشِ یارِ مہرباں: رنجشِ یارِ مہرباں عیش وطرب کا ہے نشاں ۔۔ دل سے اُٹھے ہے جو غبار گردِ سوادِ باغ ہے ص ۱۱۶

رنجشیں: بارہا دیکھی ہیں اُن کی رنجشیں ۔۔ پر کچھ اب کے سرگرانی اور ہے ص ۲۳۷

رنجور[2]: (۱) سبزہ ہے نوکِ زبانِ دہنِ گور ہنوز ۔۔ حسرتِ عرضِ تمنا میں ہوں رنجور ہنوز ص ۴۵

دیکھیے ــــــ: (۲) پائے دلِ رنجور۔ (۳) تنِ رنجور۔ (۴) خانہ زادِ نالۂ رنجور۔ (۵)، (۶) دلِ رنجور [دوبار]۔ (۷) نالۂ رنجور۔

رنجورِ خستہ تن: اگرچہ پھینک دیا تم نے دور سے لیکن ۔۔ اُٹھائے کیونکے یہ رنجورِ خستہ تن تکیہ ص ۲۰۳

رنجوری: دیکھیے: اقبالِ رنجوری۔

رنجہ[3]: اے آبلے! کرم کر، یہاں رنجہ یک قدم کر ۔۔ اے نورِ چشمِ وحشت! اے یادگارِ صحرا! ص ۲۶

رنجیدہ[4]: دیکھیے ــــــ: (۱) پرستارِ دلِ رنجیدہ۔ (۲) گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ۔

رنجیدہ خاطر: اسد خوباں بھی دورِ چرخ سے رنجیدہ خاطر ہیں ۔۔ گریباں چاکیِ گل یا نشانِ دادخواہی ہے ص ۴۵۵

رند[5]: کچھ نہیں حاصل تعلق میں بغیر از کشمکش ۔۔ اے خوشا رندے کہ مرغِ گلشنِ تجرید ہے ص ۱۰۳

رندِ تمام ناز: نغمہ ہے، محوِ ساز رہ؛ نشہ ہے، بے نیاز رہ ۔۔ رندِ تمام ناز رہ، خلق کو پارسا سمجھ ص ۸۳

رندِ شاہد باز: اسداللہ خاں تمام ہوا ۔۔ اے دریغا! وہ رندِ شاہد باز ص ۱۴۳

---

[1] رنجشیں : چار بار [مرکب]۔
رنجشیں : ایک بار۔

[2] رنجور : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔

[3] رنجہ : ایک بار۔

[4] رنجیدہ : تین بار [مرکب]۔

[5] رند : تین بار [مرکب]۔
رنداں : چار بار [مرکب]۔
رندانہ : ایک بار [مرکب]۔

رنداں: دیکھیے ـــــــ:(۱) جادؤ بادہ نوشیِ رنداں۔(۲) صحبتِ رنداں۔(۳) پُشتِ چشمِ رنداں۔

رندانِ درِ مے کدہ:	رندانِ درِ مے کدہ گستاخ ہیں زاہد!	زنہار نہ ہونا طرف اِن بے ادبوں سے	ص۲۰۱

رندانہ: دیکھیے: جرأتِ رندانہ۔

رنگ[۱]:	(۱) ناتوانی ہے تماشائیِ عُمرِ رفتہ	رنگ نے آئنہ آنکھوں کے مقابل باندھا	ص۱۴
	(۲) پھر وہ سوے چمن آتا ہے، خدا خیر کرے!	رنگ اُڑتا ہے گلستاں کے ہَوا داروں کا	ص۲۸
	(۳) نازِ لطفِ عشق باوصفِ توانائی عبث	رنگ ہے سنگِ محک، دعواے یکتائی عبث	ص۳۲
	(۴) شرر ہے رنگ بعد اظہار تابِ جلوۂ تمکیں	کرے ہے سنگ پر خرشید آبِ روے کار آتش	ص۴۷
	(۵) کیا ضعف میں اُمید کو دل تنگ نکالوں	میں خار ہوں آتش میں چھپوں، رنگ نکالوں	ص۶۰
	(۶) طاؤس نمط داغ کے گر رنگ نکالوں	یک فردِ نسب نامۂ نیرنگ نکالوں	ص۶۰
	(۷) ضعف، آئنہ پردازیِ دستِ دِگراں ہے	تصویر کے پردے میں مگر رنگ نکالوں	ص۶۱
	(۸) سایۂ گل داغ و جوشِ نکہتِ گل موجِ دُود	رنگ کی گرمی ہے تاراجِ چمن کی فکر میں	ص۶۳
	(۹) شیشۂ شکستِ اعتبار، رنگ بہ گردش اُستوار	گر نہ مٹیں یہ کوہسار، آپ کو تو صدا سمجھ	ص۶۳
	(۱۰) رنگ نے گل سے دمِ عرضِ پریشانیِ بزم	برگِ گل ریزۂ مینا کی نشانی مانگے	ص۶۸
	(۱۱) ہجومِ ریزشِ خوں کے سبب رنگ اُڑ نہیں سکتا	حناے پنجۂ صیاد مرغِ رشتہ بر پا ہے	ص۸۳
	(۱۲) ہے کمندِ موجِ گل فتراکِ یکتائیِ اسدؔ!	رنگ بھاں تُو سے سوار توسنِ چالاک ہے	ص۱۰۷
	(۱۳) وضع میں اس کو اگر سمجھیے قافِ تریاق۔	رنگ میں سبزۂ نوخیزِ مسیحا کہیے	ص۱۴۲ (ابجی اِل کے لیا
	(۱۴) تھا ترنجِ زر ایک خسرو پاس	رنگ کا زرد، پر کہاں بو باس!	ص۱۳۷
	(۱۵) ناگہاں اِس رنگ سے خونابہ ٹپکانے لگا	دل کہ ذوقِ کاوشِ ناخن سے لذت یاب تھا	ص۱۳۵
	(۱۶) بزمِ قدح سے عیشِ تمنا نہ رکھ کہ رنگ	صیدِ ز دام جستہ ہے اِس دام گاہ کا	ص۱۳۹
	(۱۷) تھا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا	اُڑنے سے پیش تر بھی مرا رنگ زرد تھا	ص۱۵۳
	(۱۸) دَورِ اشک نے کاشانے کا کیا یہ رنگ	کہ ہو گئے مرے دیوار و در، در و دیوار	ص۱۶۷

---

[۱] رنگ : ایک سو ساٹھ بار
[مفرد: چھتیس بار، مرکب: ایک سو اٹھائیس بار]۔

رنگہا : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
رنگے : ایک بار۔

(۱۹) صفائے حیرتِ آئینہ ہے سامانِ زنگ آخر — تغیّر آبِ برجا ماندہ کا پاتا ہے رنگ آخر — ص ۱۶۸

(۲۰) عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب — دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہوتے تک! — ص ۱۷۵

(۲۱) قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں — رنگ لاوے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن — ص ۱۷۹

(۲۲) ضعف سے اے گریہ! کچھ باقی مرے تن میں نہیں — رنگ ہو کر اُڑ گیا جو خوں کہ دامن میں نہیں — ص ۱۸۵

(۲۳) ظلم کر ظلم اگر لطف دریغ آتا ہو — تو تغافل میں کسی رنگ سے معذور نہیں — ص ۱۸۵

(۲۴) دیکھیے لاتی ہے اُس شوخ کی نخوت کیا رنگ — اُس کی ہر بات پہ ہم "نامِ خدا" کہتے ہیں — ص ۱۸۷

(۲۵) چھوڑا نہ مجھ میں ضعف نے رنگ اختلاط کا — ہے دل پہ بار، نقشِ محبت ہی کیوں نہ ہو — ص ۱۹۳

(۲۶) عشق نے پکڑا نہ تھا غالبؔ! ابھی وحشت کا رنگ — رہ گیا تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری ہائے ہائے! — ص ۲۰۳

(۲۷) ہو کے عاشق وہ پری رخ اور نازک بن گیا — رنگ کھلتا جائے ہے جتنا کہ اُڑتا جائے ہے — ص ۲۲۲

(۲۸) اِس رنگ سے اُٹھائی کل اُس نے اسدؔ کی نعش — دشمن بھی جس کو دیکھ کے غمناک ہو گئے — ص ۲۲۹

(۲۹) مت پوچھ کہ کیا حال ہے میرا ترے پیچھے — تو دیکھ کہ کیا رنگ ہے تیرا مرے آگے — ص ۲۳۸

(۳۰) گل کدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ، ایک بو — ریختے کے قماش کو پود ہے ایک، تارا یک — ص ۲۹۶

(۳۱) خطِ نوخیز کی آئینے میں دی کس نے آرایش؟ — کہ ہے تہ بندیِ پر ہائے طوطی رنگ جوہر کا — ص ۳۳۳

(۳۲) نظر بندِ تصور ہے قفس میں لطفِ آزادی — شکستِ آرزو کے رنگ کی کرتا ہوں صیّادی — ص ۳۵۱

دیکھیے ——: (۳۳) آئنہ کیفیت صد رنگ۔ (۳۴) آئینۂ صد رنگ۔ (۳۵) آئینۂ صد رنگ خود آرائی۔ (۳۶) التماسِ رنگ۔ (۳۷) بادۂ گل رنگ۔ (۳۸) بقدر رنگ۔ (۳۹) بہارِ نیم رنگِ آہِ حسرت ناک۔ (۴۰) تختۂ مشقِ رنگ۔ (۴۱) چمن سرمایۂ بالیدنِ صد رنگ۔ (۴۲) خُم رنگِ سیہ۔ (۴۳) ساقِ گل رنگ۔ (۴۴) شادابِ رنگ۔ (۴۵) شکستِ رنگ۔ (۴۶) شہ پرِ رنگ۔ (۴۷) صد آئینۂ بے رنگ۔ (۴۸)، (۴۹)، (۵۰) صد رنگ [تین بار]۔ (۵۱) صد رنگ تمنا۔ (۵۲) صد رنگ ظہور۔ (۵۳) صد رنگ گل۔ (۵۴) دامنِ صد رنگ گلستاں۔ (۵۵) صد رنگ نقش۔ (۵۶) طلسمِ رنگ۔ (۵۷) طوفانِ خزاں رنگِ طرب گاہِ بہار۔ (۵۸) عرضِ بساطِ انجمنِ رنگ۔ (۵۹) غرقۂ دریائے رنگ۔ (۶۰) فشیدۂ صد رنگ۔ (۶۱) فصلِ رنگ۔ (۶۲) قفسِ رنگ۔ (۶۳) کشادِ پر رنگ۔ (۶۴) لالہ رنگ۔ (۶۵)، (۶۶) موجِ رنگ [دوبار]۔ (۶۷) بے گل رنگ۔

(٦٨) نقطۂ رنگ۔ (٦٩)۔(٧٥) ہر رنگ [سات بار]۔ (٧٦) ہر رنگِ جنوں۔ (٧٧) ہر رنگِ گردش۔

رنگِ احتیاج: رنگ ریزِ جسم و جاں نے از خمستانِ عدم — خرقۂ ہستی نکالا ہے بہ رنگِ احتیاج — ۴۴۷

رنگِ ادائے گل: سطوت سے تیرے جلوۂ حسنِ غیور کی — خوں ہے مری نگاہ میں رنگ ادائے گل — ص ۱۷۹

رنگِ امتیاز: خدایا! خوں ہو رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو — جنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیفِ شکیبائی — ص ۹۲

رنگِ امکاں: دیکھیے: شکستِ رنگِ امکاں۔

رنگِ باختہ: گیا جو نامہ بر، وھاں سے بہ رنگِ باختہ آیا — خطوطِ روے قالیں نقش ہے پشتِ کبوتر کا — ص ۴۴۳

رنگِ بہارِ ایجادیِ بیدلؔ: اسدؔ! ہر جا سخن نے طرحِ باغِ تازہ ڈالی ہے — مجھے رنگِ بہارِ ایجادیِ بیدلؔ پسند آیا — ص ۱۲

رنگِ پرتوِ خور: عیاں ہے پاے حنائی بہ رنگِ پرتوِ خور — رکاب، روزنِ دیوارِ خانۂ زیں ہے — ص ۱۰۳

رنگِ پریدہ: (۱) اشکِ چکیدہ، رنگِ پریدہ — ہر طرح ہوں میں از خود رمیدہ — ص ۴۵۰

(۲) دیکھیے: آشیانِ طائرِ رنگِ پریدہ۔

رنگِ پنبہ: ہوئی ہے مانعِ ذوقِ تماشا خانہ ویرانی — کفِ سیلاب باقی ہے بہ رنگِ پنبہ روزن میں — ص ۱۸۰

رنگِ تماشا باختن: تا کجا اے آگہی! رنگِ تماشا باختن؟ — چشمِ وا گردیدہ: آغوشِ وداعِ جلوہ ہے — ص ۴۱۵

رنگِ تمکینِ گل و لالہ: رنگِ تمکینِ گل و لالہ پریشاں کیوں ہے؟ — گر چراغانِ سرِ رہ گزرِ باد نہیں — ص ۱۸۶

رنگِ جادہ: فتادگی میں قدم استوار رکھتے ہیں — بہ رنگِ جادہ سرِ کوے یار رکھتے ہیں — ص ۹۳

رنگِ چمن: (۱) بے سادگیِ ذہن تمنّاے تماشا — جائیکہ اسدؔ! رنگِ چمن باختنی ہے — ص ۱۱

(۲) دیکھیے: گردشِ رنگِ چمن۔

رنگِ حنا: (۱) اُٹھاوے کب وہ جانِ شرمِ تہمتِ قتلِ عاشق کی — کہ جس کے ہاتھ میں مانندِ خوں رنگِ حنا گم ہو — ص ۶۸

دیکھیے ——: (۲) آتشِ رنگِ حنا۔ (۳) آشیانِ طائرِ رنگِ حنا۔ (۴) رقصِ رنگِ حنا۔ (۵) شعلۂ رنگِ حنا۔

(۶) شوخیِ رنگِ حنا۔ (۷) صورتِ رنگِ حنا۔ (۸) طائرِ پریدۂ رنگِ حنا۔

رنگِ خار: کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید نہ پوچھ — بہ رنگِ خار مرے آئنے سے جوہر کھینچ — ص ۱۶۵

رنگِ خندۂ فولاد: سخن تاریک طبعوں کا ہے اظہارِ کثافت یاں — کہ رنگِ خندۂ فولاد ماناے سیاہی ہے — ص ۴۵۵

رنگِ خونِ گل: دیکھیے: بہارِ رنگِ خونِ گل۔

رنگِ دگر: (۱) زبس آتش نے فصلِ رنگ میں رنگِ دگر پایا — چراغِ گل سے ڈھونڈھے ہے چمن میں شمع خار اپنا ص۱۵

(۲) گلشن میں بندوبست بہ رنگِ دگر ہے آج — قمری کا طوق حلقۂ بیرونِ در ہے آج ص۱۶۵

رنگِ دمیدہ: دیکھیے: برق آبیار فرصتِ رنگِ دمیدہ۔

رنگِ دیگر: یک تار نفس میں جوں طنابِ صباغ — ہر پارۂ دل بہ رنگِ دیگر ہے آج ص۱۱۸

رنگِ رُخ ہر گل: دیکھیے: آتشِ رنگِ رخِ ہر گل۔

رنگِ رخسارِ گلِ خرشید: صبح دم وہ جلوہ ریزِ بے نقابی ہو اگر — رنگِ رخسارِ گلِ خرشید مہتابی کرے ص۱۰۰

رنگِ رفتہ: (۱) نشے میں گم کردہ رہ آیا وہ مستِ فتنہ خو — آج رنگِ رفتہ دورِ گردشِ ساغر ہوا ص۲۰

(۲) خیالِ سادگی ہاے تصور نقشِ حیرت ہے — پرِ عنقا پہ رنگِ رفتہ سے کھینچی ہیں تصویریں ص۹۳

(۳) نواے طائرانِ آشیاں گم کردہ آتی ہے — تماشا ہے کہ رنگِ رفتہ برگردیدنی جانے ص۱۱۵

دیکھیے ——: (۴) پرِ پروازِ رنگِ رفتہ۔ (۵) صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ۔

رنگِ رفتۂ خوں: دیکھیے: پرِ پروازِ رنگِ رفتۂ خوں۔ — ہے نامہ بر کو اُس سے دعواے ہم کلامی ص۴۷

رنگِ روے شمع: رات دل گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ تھا — رنگِ روے شمع برقِ خرمنِ پروانہ تھا ص۲۵

رنگِ ریشہ: خلوتِ بال و پرِ قمری میں وا کر راہِ شوق — جادۂ گلشن بہ رنگِ ریشہ زیرِ خاک ہے ص۱۰۷

رنگِ ریشۂ تاک: عروجِ نشۂ واماندگی پیمانہ محمل تر — بہ رنگِ ریشۂ تاک آبلے جادے میں پنہاں ہیں ص۹۲

رنگِ ریگِ رواں: بساطِ ہیچ کسی میں بہ رنگِ ریگِ رواں — ہزار دل بہ وداعِ قرار رکھتے ہیں ص۹۳

رنگِ زرد: ہنستے ہیں، دیکھ دیکھ کے سب ناتواں مجھے — یہ رنگِ زرد، ہے چمنِ زعفراں مجھے ص۳۰۴

رنگِ ز نظر رفتہ: کرتا ہے بہ یادِ بُتِ رنگیں دلِ مایوس — رنگِ ز نظر رفتہ حناے کفِ افسوس ص۴۶

رنگِ سایہ: (۱) بہ رنگِ سایہ ہمیں بندگی میں ہے تسلیم — کہ داغِ دل بہ جبینِ کشادہ رکھتے ہیں ص۹۰

(۲) بہ رنگِ سایہ سروکارِ انتظار نہ پوچھ — فراغِ خلوتِ شب ہاے تار رکھتے ہیں ص۴۴۹

رنگِ سبزہ: بہ رنگِ سبزہ عزیزانِ بدزباں یکدست — ہزار تیغ بہ زہر آب دادہ رکھتے ہیں ص۹۰

رنگِ سوز: دیکھیے: ہر رنگِ سوز۔

رنگِ سیاہ و نیل: جوں مخملِ ماتم ابر سے مطلب نہیں مجھے — رنگِ سیاہ و نیل غبارِ سحاب ہے ص۴۵۲

رنگِ شب: وصل میں بختِ سیہ نے سنبلستاں گل کیا — رنگِ شب تہ بندیِ دودِ چراغِ خانہ تھا — ص۲۵

رنگِ شعلہ: (۱) دل از اضطراب آسودہ طاعت گاہ داغ آیا — بہ رنگِ شعلہ ہے مُہرِ نماز از پا نشستن ہا — ص۲۳

(۲) بہ یادگریِ صحبت بہ رنگِ شعلہ دیکھے ہے — چھپاؤں کیونکے غالب! سوزشیں داغِ نمایاں کی — ص۷۷

رنگِ شکستہ: رنگِ شکستہ صبحِ بہارِ نظارہ ہے — یہ وقت ہے شگفتنِ گل ہائے ناز کا — ص۱۵۵

رنگِ شہرت: بس کہ تھی فصلِ خزانِ چمنستانِ سخن — رنگِ شہرت نہ دیا تازہ خیالی نے مجھے — ص۳۲۰

رنگِ شیشہ: بہ رنگِ شیشہ ہوں یک گوشۂ دلِ خالی — کبھی پری مری خلوت میں آنکلتی ہے — ص۹۰

رنگِ صفر: نہ پھولو ریزشِ اعداد کی قطرہ فشانی پر — عزیزاں! ہے بہ رنگِ صفر جامِ آسماں خالی — ص۲۵۵

رنگِ طرب: رنگِ طرب ہے صورتِ عہدِ وفا گرو — تھا کس قدر شکستہ کہ ہے جابجا گرو — ص۲۹

رنگِ عاشق: کفر سوز اُس کا وہ جلوہ ہے کہ جس سے ٹوٹے — رنگِ عاشق کی طرح رونقِ بت خانۂ چیں — ص۳۳

رنگِ فروغ: دیکھیے: کسبِ رنگِ فروغ۔

رنگِ کاغذِ آتش زدہ: بہ رنگِ کاغذِ آتش زدہ نیرنگِ بیتابی — ہزار آئینہ دل باندھے ہے بالِ یک تپیدن پر — ص۱۶۸

رنگِ کمالِ طبع: بہ نقصِ ظاہری رنگِ کمالِ طبع پنہاں ہے — کہ بہرِ مدعائے دل زبانِ ناخن دنداں ہے — ص۸۰

رنگِ گل: (۱) سحر گر باغ میں وہ حیرتِ گلزار ہو پیدا — اُڑے رنگِ گل اور آئینۂ دیوار ہو پیدا — ص۳۱

(۲) حیرتِ حُسنِ چمن پیرا سے تیرے رنگِ گل — بسملِ ذوقِ پریدن ہے بہ بالِ عندلیب — ص۳۲

(۳) ہے بہاراں میں خزاں حاصل خیالِ عندلیب — رنگِ گل آتش کدہ ہے زیرِ بالِ عندلیب — ص۳۲

(۴) کیوں نہ طوطیِ طبیعت نغمہ پیرائی کرے — باندھتا ہے رنگِ گل آئینہ تا چاکِ قفس — ص۳۵

(۵) حیرتِ تپیدن ہا خونبہائے دیدن ہا — رنگِ گل کے پردے میں آئنہ پرافشاں ہے — ص۸۸

(۶) بہ رنگِ گل اگر شیرازۂ بندِ بے خودی رہیے — ہزار آشفتگی مجموعۂ یک خواب ہو جاوے — ص۱۰۵

(۷) بہار شوخ و چمن تنگ و رنگِ گل دلچسپ — نسیمِ باغ سے پا در حنا نکلتی ہے — ص۳۵۲

(۸) ہے بسملِ ادائے چمن عارضاں، بہار — گلشن کو رنگِ گل سے ہے درخوں تپیدگی — ص۳۵۳

دیکھیے ——: (۹) رنگِ گل۔ (۱۰)۔ (۱۱) شکستِ رنگِ گل [دوبار]۔

رنگِ لالہ: ہوئی جس کو بہارِ فرصتِ ہستی سے آگاہی — بہ رنگِ لالہ جامِ بادہ بر محمل پسند آیا — ص۱۲

رنگِ لالہ و گل و نسریں: ہے رنگِ لالہ و گل و نسریں جدا جدا — ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے ص۲۲۰

رنگِ موجِ مے: اسدؔ! وحشت پرستِ گوشۂ تنہائیِ دل ہوں — بہ رنگِ موجِ مے خمیازۂ ساغر رم میرا ص۱۹

رنگِ نے: نوازشِ نفسِ آشنا کہاں، ورنہ — بہ رنگِ نے ہے نہاں در ہر استخواں فریاد ص۳۷

رنگ و بو: دیکھیے ——: (۱) اختلافِ رنگ و بو۔ (۲) طوفانِ رنگ و بو۔ (۳) قفسِ رنگ و بو۔

رنگ و بوئے باغ: دیکھیے: اسیرِ رنگ و بوئے باغ۔

رنگ ہا: وھاں رنگ ہا بہ پردۂ تدبیر ہیں ہنوز — یھاں شعلۂ چراغ ہے برگِ حنا مجھے ص۷۶

رنگ ہائے رفتہ: دیکھیے: باغِ رنگ ہائے رفتہ۔

رنگے: اسدؔ کے واسطے رنگے بروئے کار ہو پیدا — غبار آوارہ و سرگشتہ ہے یا بوتراب اُس کا ص۳۳۷

رنگِ یک گلستاں: طبع کی واشد نے رنگِ یک گلستاں گل کیا — یہ دلِ وابستہ گویا بیضۂ طاؤس تھا ص۲۱

رنگِ یک نفس: صبح ناپیدا ہے کلفت خانۂ ادبار میں — توڑتا ہوتا ہے رنگِ یک نفس ہر شب مجھے ص۸۶

رنگارنگ[1]: (۱) یاد تھیں ہم کو بھی رنگارنگ بزم آرائیاں — لیکن اب نقش و نگارِ طاقِ نسیاں ہوگئیں ص۱۹۱

(۲) مطلع ہو رہی ہے پیچ آہنگ — گل و ریحان و لالہ رنگا رنگ ص۲۶۷

رنگ ریزِ[2] جسم و جاں: رنگ ریزیِ جسم و جاں نے از خمستانِ عدم — خرقۂ ہستی نکالا ہے بہ رنگِ احتیاج ص۳۳۷

رنگ ریزِ گل: رنگ ریزِ گل و جامِ دو جہاں ناز و نیاز — اوّلیں دورِ امامت طربِ ایجادِ بہار ص۴

رنگ ریزی ہائے خود بینی: غضب شرم آفریں ہے رنگ ریزی ہائے خود بینی — سفیدی آئنے کی پنبۂ روزن نہ ہو جاوے ص۸۵

رنگیں[3]: (۱) خوں ہوا جوشِ تمنا سے دو عالم کا دماغ — بزمِ یاس آں سوئے پیدائی و اخفا رنگیں ص۷

(۲) عیشِ بسمل کدۂ عیدِ حریفاں معلوم — خوں ہو آئینہ کہ ہو جادۂ طفلاں رنگیں ص۷

(۳) عیشِ بازی کدۂ حسرتِ جاوید رسا — خونِ آدینہ سے رنگیں ہے دبستاں میرا ص۲۱

(۴) حُسنِ افسردہ دلی ہا رنگیں — شوق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں ص۵۸

---

۱ رنگارنگ : دوبار۔

۲ رنگ ریز : دوبار [مرتب]۔

رنگ ریزی : ایک بار [مرتب]۔

۳ رنگیں : اٹھارہ بار [متفرق: آٹھ بار، مرتب: دس بار]۔

رنگیں رخاں : دوبار [مرتب]۔

رنگیں نوائی : ایک بار

(۵) بہارِ باغ پامالِ خرامِ جلوہ فرمایاں — حنا سے دستِ خونِ کشتگاں سے تیغ رنگیں ہے — ص۸۹

(۶) تماشا ہے کہ ناموسِ وفا رُسوائے آئیں ہے — نَفَس تیری گلی میں خوں ہوا اور بازار رنگیں ہے — ص۸۹

(۷) غمِ تقدیر سے ہو سینہ یہاں تک لبریز — کہ رہیں خونِ جگر سے مری آنکھیں رنگیں — ص۱۳۵

(۸) سو اِس اکیس دن میں ہولی کی — مجلسیں جا بہ جا ہوئیں رنگیں — ص۲۸۰

دیکھیے ــــــ: (۹) بلبلِ رنگیں۔ (۱۰) دستِ رنگیں۔ (۱۱) شرمِ عارضِ رنگیں۔ (۱۲) شکایت ہائے رنگیں۔ (۱۳) گردشِ ساغرِ صد جلوۂ رنگیں۔ (۱۴) گواہِ رنگیں۔ (۱۵) یادِ بتِ رنگیں۔

رنگیں ادائی: بس کہ پائی یار کی رنگیں ادائی سے شکست — ہے کلاہِ نازِ گل بر طاقِ دیوارِ چمن — ص۵۹

رنگیں تر: (۱) اسدؔ! سودائے سرسبزی سے ہے تسلیم رنگیں تر — کہ کشتِ خشک اُس کا ابرِ بے پروا خرام اُس کا — ص۲۲

(۲) کجا ہے؟ گو عرق؟ سعیِ عروجِ نشہ رنگیں تر — خطِ رخسارِ ساقی تا خطِ ساغر چراغاں ہے — ص۸۱

رنگیں رُخاں: دیکھیے: خالِ سیاہِ رنگیں رُخاں۔

رنگیں نوائی: وہی اک بات ہے جو یہاں نَفَس، وہاں نکہتِ گل ہے — چمن کا جلوہ باعث ہے مری رنگیں نوائی کا — ص۱۳۶

رنگینی[1]: دیکھیے: آئینہ بعدِ رنگینی۔

رنگینیِ سحر قلم مانی: دیکھیے: نقشِ رنگینیِ سحر قلمِ مانی۔

رنگینیِ فغاں: طراوتِ سحر ایجادیِ اثر یک سو — بہارِ نالہ و رنگینیِ فغاں تجھ سے — ص۱۱۳

رَو[2]: رَو میں ہے رخشِ عمر، کہاں دیکھیے تھمے — نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں — ص۱۸۹

رُو[3]: (۱) سر، پائے خُم پہ چاہیے ہنگامِ بے خودی — رُو سوئے قبلہ وقتِ مناجات چاہیے — ص۲۲۰

(۲) اب صاعقہ و مہر میں کچھ فرق نہیں ہے — گرتا نہیں، اِس رُو سے کہو برق نہیں ہے — ص۲۸۲

دیکھیے ــــــ: (۳) خوب رُو۔ (۴) دست از جاں شستہ بر رُو۔ (۵) ساقیِ خورشید رُو۔ (۶)، (۷) شعلہ رُو [دو بار]۔ (۸) شمع رُو۔

روئے آب: سبزے کو جب کہیں جگہ نہ ملی — بن گیا روئے آب پر کائی — ص۲۵۱

---

[1] رنگینی : تین بار [مرکب]۔

[2] رَو : ایک بار۔

[3] رُو : تینتیس بار [مفرد: دو بار، مرکب: اکتیس بار]۔

روے بتاں: شب کہ تھا نظارگی روے بتاں کا اے اسدؔ! / گر گیا بام پہ فلک سے صبح تشتِ ماہ تاب ص ۳۱

روے برروے تماشا: نشاط دیدۂ بینا ہے گو خواب و چہ بیداری / بہم آوردہ مژگاں روے برروے تماشا ص ۸۴

روے رحمت: دیکھیے: یک در برروے رحمت۔

روے زمیں: (۱) توڑے ہے عجز تنک حوصلہ برروے زمیں / سجدہ تمثال و آئینہ کہیں جس کو جبیں ص ۷

(۲) دہر میں اس طرح کی بزمِ سُرور / نہ ہوئی ہو کبھی برروے زمیں ص ۲۸۰

رُوے سادہ رُویاں: کرے ہے حُسنِ ویراں کار رُوے سادہ رویاں پہ / غبارِ خط سے تعمیر بنائے خانہ بربادی ص ۲۵۱

رُوے سخن: رُوے سخن کسی کی طرف ہو تو رُو سیاہ! / سودا نہیں، جنوں نہیں، وحشت نہیں مجھے ص ۱۲۵

روے شرار: سبزے ہے جامِ زمرد کی طرح داغ پلنگ / تازہ ہے ریشۂ نارنج صفت روے شرار ص ۱۳۲

روے شش جہت: برروے شش جہت در آئینہ باز ہے / یہاں امتیاز ناقص و کامل نہیں رہا ص ۱۵۳

روے شش جہت آفاق: عشق کے تغافل سے ہرزہ گرد ہے عالم / روے شش جہات آفاق پشتِ چشمِ زنداں ہے ص ۵۸۳

روے شمع: دیکھیے: رنگِ روے شمع۔

روے صنم چند: دیکھیے: پرستندۂ روے صنمِ چند۔

روے عرق آگیں: دیکھیے: حاصلِ روے عرق آگیں۔

روے غنچۂ گل: صبا! لگا وہ تپانچہ طرف سے بلبل کے / کہ روے غنچۂ گل سوے آشیاں پھر جائے ص ۳۰۵

روے قالیں: دیکھیے: خطوطِ روے قالیں۔

روے قیس: بہ روے قیس دستِ شرم ہے مژگانِ آہو سے / مگر روزِ عروسی گم ہوا تھا شانہ لیلیٰ کا ص ۲۶

روے گلگوں: دیکھیے: عکسِ روے گلگوں۔

روے لیلا: دیکھیے: عکسِ خالِ روے لیلا۔

روے نگار: نہ لیوے گر خسِ جوہر طراوت سبزۂ خط سے / لگاوے خانۂ آئینہ میں روے نگار آتش ص ۱۶۳

روے یار: (۱) عارضِ گل دیکھ روے یار یاد آیا اسدؔ! / جوششِ فصلِ بہاری اشتیاق انگیز ہے ص ۲۱۳

دیکھیے ــــــ: (۲) فکرِ کشیدن ہاے نقشِ روے یار۔ (۳) نقشِ روے یار۔ (۴) یادِ روے یار۔

روے یک دل سرد: نہ دیکھیں روے یک دل سرد غیر از شمع کافوری / خدایا! اس قدر بزمِ اسدؔ گرمِ تماشا ہو ص ۹۷

روبرو[1]: (۱) تمثالِ ناز: جلوۂ نیرنگِ اعتبار / ہستی عدم ہے آئنہ گر رو برو نہ ہو — ص۶۸
(۲) سب کو مقبول ہے دعویٰ تری یکتائی کا / روبرو کوئی بُتِ آئنہ سیما نہ ہوا — ص۱۹۲
(۳) بزم میں اُس کے روبرو کیوں نہ خموش بیٹھیے / اُس کی تو خامشی میں بھی ہے یہی مدعا کہ یوں — ص۱۷۸
(۴) صد جلوہ روبرو ہے جو مژگاں اُٹھائیے / طاقت کہاں کہ دید کا احساس اُٹھائیے — ص۲۰۱
(۵)-(۷) بیٹھ رہتا لے کے چشمِ پُرنم اُس کے روبرو / کیوں کہا تو نے کہ کہہ دل کا غم اُس کے روبرو — ص
بات کرنے میں نکلتا ہے دم اُس کے روبرو — ص۲۸۹

روبکار[2]: دل مدعی و دیدہ بنا مدعی علیہ / نظارے کا مقدمہ پھر روبکار ہے — ص۲۱۷

روبکاری[3]: دل و مژگاں کا جو مقدمہ تھا / آج پھر اُس کی روبکاری ہے — ص۲۲۳

روسیاہ[4]: (۱) روئے سخن کسی کی طرف ہو تو روسیاہ! / سودا نہیں، جنوں نہیں، وحشت نہیں مجھے — ص۱۳۵
(۲) مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو! / اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے — ص۲۱۹

روشناس[5]: سکّۂ شہ کا ہوا ہے روشناس / اب عیارِ آبروئے زر کھُلا — ص۱۳۰

روشناسِ ثوابت وسیّار: کہ ہوا مجھ سا ذرّۂ ناچیز / روشناسِ ثوابت و سیّار — ص۱۳۵

روشناسِ خلق: وہ زندہ ہم ہیں کہ ہیں روشناسِ خلق اے خضر! / نہ تم کہ چور بنے عمرِ جاوداں کے لیے — ص۲۳۶

روشناسوں: روشناسوں کی جہاں فہرست ہے / وہاں لکھا ہے چہرۂ قیصر کھُلا — ص۱۳۹

روکشِ[6] خورشیدِ عالم تاب: کچھ نہ کی اپنے جنونِ نارسا نے ورنہ یاں / ذرہ ذرہ روکشِ خورشیدِ عالم تاب تھا — ص۱۳۵

روکشِ سطحِ چرخِ مینائی: کہ زمیں ہوگئی ہے سر تا سر / روکشِ سطحِ چرخِ مینائی — ص۲۵۱

روکشی: دل میں ہے یار کی صفِ مژگاں سے روکشی / حالانکہ طاقتِ خلشِ خار بھی نہیں — ص۱۸۳

روا[7]: (۱) شرمِ آئینہ تراشِ جبہۂ طوفان ہے / آب گردیدن روا لیکن چکیدن منع ہے — ص۱۱۳
(۲) زخم گر دب گیا، لہو نہ تھما / کام گر رُک گیا، رواں نہ ہوا — ص۱۹۲

---

[1] روبرو : سات بار۔
[2] روبکار : ایک بار۔
[3] روبکاری : ایک بار۔
[4] روسیاہ : دوبار۔
[5] روشناس : تین بار [مرکب دوبار]۔
روشناسوں : ایک بار۔
روشناسی : ایک بار۔
[6] روکش : دوبار [مرکب]۔
روکشی : ایک بار۔
[7] روا : پانچ بار۔

(۳) کون ہے جو نہیں ہے حاجت مند؟ — کس کی حاجت روا کرے کوئی؟ ص ۲۳۲

(۴) ہم اور فسردن! اے تجلی افسوس! — تکرار روا نہیں تو تجدید سہی ص ۲۵۲

(۵) روا رکھو نہ رکھو، تھا جو لفظ تکیہ کلام — اب اس کو کہتے ہیں اہلِ سخن "سخن تکیہ" ص ۳۰۳

رواج[۱]: ہے سوادِ چشمِ قربانی میں یک عالم مقیم — حسرتِ فرصت جہاں دیتی ہے حیرت کو رواج ص ۳۵

رواں[۲]: (۱) خامے کا صفحے پہ رواں ہونا — شاخِ گل کا ہے گل فشاں ہونا ص ۳۰

(۲) جلوۂ گل نے کیا تھا وہاں چراغاں آبجو — یہاں رواں مژگانِ چشمِ تر سے خونِ ناب تھا ص ۱۳۵

(۳) پاتے نہیں جب راہ تو چڑھ جاتے ہیں نالے — رکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اور ص ۱۶۰

(۴) وہ سحر مدعا طلبی میں نہ کام آئے! — جس سحر سے سفینہ رواں ہو سراب میں ص ۱۸۹

(۵) وہ راو راجہ بہادر کہ حکم سے جن کے — رواں ہو تار پہ فی الفور دانہ وار گرہ ص ۲۷۹

(۶) ہاں اے نفسِ بادِ سحر! شعلہ فشاں ہو — اے دجلۂ خوں! چشمِ ملائک رواں ہو ص ۲۸۳

دیکھیے ـــــ: (۷) آبِ روانِ اشک۔ (۸) بحرِ رواں۔ (۹) جلوۂ ریگِ رواں۔ (۱۰)، (۱۱) ریگِ رواں [دوبار]۔ (۱۲) لجۂ ریگِ رواں۔ ۱۳) مایۂ شوق دو جہاں ریگِ رواں۔ (۱۴) موجۂ ریگِ رواں۔

روانِ[۳] روشن: عطا کرے گا خداوندِ کارساز اسے — روانِ روشن و خوے خوش و دلِ آگاہ ص ۲۷۸

روانہ[۴]: رہزنی ہے کہ دل ستانی ہے؟ — لے کے دل، دلستاں روانہ ہوا ص ۱۶۲

روانی[۵]: روانیِ موجِ مے کی گر خطِ جام آشنا ہووے — لکھے کیفیت اس سطرِ تبسم کی عبارت کی ص ۹۷

(۲) ڈھونڈھے نہ ملے موجۂ دریا میں روانی — باقی نہ رہے آتشِ سوزاں میں حرارت ص ۱۲۷

(۳) کشاکش ہاے ہستی سے کرے کیا سعیِ آزادی — ہوئی زنجیرِ موجِ آب کو فرصت روانی کی ص ۲۰۶

(۴) یہ پروانہ شاید بادبانِ کشتیِ مے تھا — ہوئی مجلس کی گرمی سے روانیِ دورِ ساغر کی ص ۲۰۷

(۵) متقابل ہے مقابل میرا — رک گیا دیکھ روانی میری ص ۲۳۱

دیکھیے ـــــ: (۶) خمیازۂ روانی۔ (۷) رخصتِ اندازِ روانی۔

---

۱ رواج : ایک بار۔

۲ رواں[۱] : چودہ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: آٹھ بار]۔

۳ رواں[۲] : ایک بار [مرکب]۔

۴ روانہ : ایک بار۔

۵ روانی : آٹھ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: تین بار]۔

روانی ہا : ایک بار [مرکب]۔

روانیِ روش و مستیِ ادا: نہیں نگار کو اُلفت نہ ہو، نگار تو ہے / روانیِ روش و مستیِ ادا کہیے ص۲۲۸

روانی ہائے موجِ خونِ بسمل: روانی ہائے موجِ خونِ بسمل سے ٹپکتا ہے / کہ لطفِ بے تحاشا رفتنِ قاتل پسند آیا ص۱۲

روانیِ[۱] آغاز: ہے ازل سے روانیِ آغاز / ہو ابد تک رسائیِ انجام ص۳۸

روباہ[۲]: دیکھیے: دُمِ روباہ۔

رُوپے[۳]: بنتے ہیں سونے، رُوپے کے چھلّے حضور میں / ہے جن کے آگے سیم و زر، مہر و ماہ ماند ص۱۲۸

روئی[۴]: دیکھیے ——: (۱) بیسنی روئی۔ (۲) روغنی روئی۔

روح[۵]: (۱) ہاتھ آیا زخمِ تیغِ یار سا پہلو نشیں / کیوں نہ ہووے آج کے دن بیکسی کی روح شاد ص۳۸

(۲) ترے خیال سے روح اہتزاز کرتی ہے / بہ جلوہ ریزیِ باد و بہ پر فشانیِ شمع ص۱۷۳

روحِ نباتی: جس قدر روحِ نباتی ہے جگر تشنۂ ناز / دے ہے تسکیں بہ دمِ آبِ بقا موجِ شراب ص۱۹۳

روح القدس[۶]: پاتا ہوں اُس سے داد کچھ اپنے کلام کی / روح القدس اگرچہ مرا ہم زباں نہیں ص۱۸۸

رودادِ[۷] چمن: قفس میں مجھ سے رودادِ چمن کہتے نہ ڈر ہمدم! / گری ہے جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو ص۲۰۰

رودِ[۸] نیل: کی ہیں کس پانی سے یاں یعقوب نے آنکھیں سفید؟ / ہے جو آبی پیرہن ہر موجِ رودِ نیل کی ص۹۱

رُوز[۹]: (۱) سہل تھا مُسہل ولے یہ سخت مشکل آپڑی / مجھ پہ کیا گزرے گی اتنے رُوز حاضر بِن ہوئے ص۱۲۹

(۲) کس رُوز تہمتیں نہ تراشا کیے عدو؟ / کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کیے؟ ص۲۳۳

(۳) کرتا ہے چرخ رُوز بہ صد گونہ احترام / فرماں روائے کشورِ پنجاب کو سلام ص۲۸۲

(۴) رُوز اس شہر میں اک حکم نیا ہوتا ہے / کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے! ص۳۰۹

دیکھیے ——: (۵) اک رُوز۔ (۶) چند رُوز۔ (۷) خسروِ رُوز۔ (۸)، (۹)، (۱۰) شب و رُوز [تین بار]۔
(۱۱) صورتِ مہرِ نیم رُوز۔ (۱۲) کلفتِ عشبِ سیاہ رُوز۔ (۱۳) ہر رُوز۔

---

۱ روائی : ایک بار [مرکب]۔
۲ روباہ : ایک بار [مرکب]۔
۳ رُوپے : ایک بار۔
۴ روئی : دو بار۔
۵ روح : تین بار [مرکب: ایک بار]۔
۶ روح القدس : ایک بار۔
۷ روداد : ایک بار [مرکب]۔
۸ رود : ایک بار [مرکب]۔
۹ رُوز : اکتیس بار [مفرد: چار بار، مرکب: ستائیس بار]۔
رُوزے : دو بار [مرکب]۔

رُوزِ ابر و شبِ ماہتاب: غالبؔ! چھٹی شراب پر اب بھی کبھی کبھی — پیتا ہوں روزِ ابر و شبِ ماہ تاب میں ص۱۸۹

رُوزِ ازل: نقل کرتا ہوں اُسے نامۂ اعمال میں مَیں — کچھ نہ کچھ روزِ ازل تم نے لکھا ہے تو سہی ص۳۱۱

رُوزِ بازارِ جاں سپاری: جلوہ پھر عرضِ ناز کرتا ہے — رُوزِ بازارِ جاں سپاری ص۲۲۳

رُوزِ جزا: (۱) نہیں کہ مجھ کو قیامت کا اعتقاد نہیں — شبِ فراق سے رُوزِ جزا زیاد نہیں ص۱۹۲

(۲) ہے غنیمت کہ بہ اُمید گزر جائے گی عُمر — نہ ملے داد مگر رُوزِ جزا ہے تو سہی ص۳۱۱

(۳) دیکھیے: شافعِ رُوزِ جزا۔

رُوزِ حشر: دیکھیے: مواخذۂ رُوزِ حشر۔

رُوزِ روشن: ہے بہ یادِ زلفِ مشکیں سال و ماہ — روزِ روشن، شامِ آں سوے خیال ص۵۱

رُوزِ سیاہ: جسے نصیب ہو روزِ سیاہ میرا سا — وہ شخص دن نہ کہے رات کو تو کیوں کر ہو ص۱۹۷

رُوزِ شمار: گرہ کی ہے یہی گنتی کہ تا بہ رُوزِ شمار — ہوا کرے گی ہر اک سال آشکار گرہ ص۲۸۸

رُوزِ عروسی: بروئے قیس دستِ شرم ہے مژگانِ آہو سے — مگر روزِ عروسی گم ہوا تھا شانہ لیلیٰ کا ص۲۹

رُوزِ محشر: دیکھیے: آفتابِ روزِ محشر۔

رُوزِ وصالِ عندلیب: ہے مگر موقوف بروقتِ دگر کارِ اسدؔ — اے شبِ پروانہ و روزِ وصالِ عندلیب ص۳۲

رُوزِ ہجر: دیکھیے: شب و روزِ ہجر۔

رُوز و شب: (۱) ہوں قطرہ زن بہ مرحلۂ یاس رُوز و شب — جز تارِ اشک جادۂ منزل نہیں رہا ص۲۰

(۲) فرصت: آئینۂ صد رنگ خود آرائی ہے — رُوز و شب: یک کفِ افسوسِ تماشائی ہے ص۱۰۲

(۳) دیکھیے: طلسمِ رُوز و شب۔

رُوز و شب و سپید و سیاہ: جوان ہو کے کرے گا یہ وہ جہانبانی — کہ تابع اس کے ہوں رُوز و شب و سپید و سیاہ ص۲۷۷

رُوزے: دیکھیے: یادِ روزے۔

رُوزے چند: اے کاش! بتاں کا خنجرِ سینہ شگاف — پہلوے حیات سے گزر جاتا صاف

اک تسمہ لگا رہا کہ تا روزے چند — رہیے نہ مشقتِ گدائی سے معاف ص۱۱۷

روز افزوں:[1] (۱) دیکھ لی جوشِ جوانی کی ترقی بھی کہ اب — بدر کے مانند کاہش روز افزوں ہے مجھے ص۱۰۰

(۲) تم سلامت ہو قیامت تک — دولت و عز و جاہ روز افزوں ص۲۹۸

(۳) دیکھیے: حُسنِ روز افزوں۔

روزہ:[2] (۱)،(۲)،(۳) افطار صوم کی کچھ اگر دستگاہ ہو — اُس شخص کو ضرور ہے روزہ رکھا کرے

جس پاس روزہ کھول کے کھانے کو کچھ نہ ہو — روزہ اگر نہ کھائے تو ناچار کیا کرے ص۱۲۸

(۴) رُوزہ مرا ایمان ہے غالبؔ! لیکن — خس خانہ و برفاب کہاں سے لاؤں؟ ص۲۵۳

رُوزگار:[3] (۱) اگر آسودگی ہے مدعائے رنجِ بیتابی — نیازِ گردشِ پیمانۂ مے روزگار اپنا ص۱۵

دیکھیے ——— :(۲) رہینِ ستم ہائے روزگار۔ (۳) زحمتِ روزگار۔ (۴)،(۵)،(۶) غمِ روزگار [تین بار]۔

روزن:[4] (۱) جلوہ مایوس نہیں دل نگرانی غافل! — چشمِ اُمید ہے روزن تری دیواروں کا ص۲۸

(۲) اسدؔ! جس شوق سے ذرّے تپش فرسا ہوں روزن میں — جراحت ہائے دل سے جوہرِ شمشیر ہے پیدا ص۳۰

(۳) پھر حلقۂ کاکل میں پڑیں دید کی راہیں — جوں دُود فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں ص۵۹

(۴) ہوئی ہے مانعِ ذوقِ تماشا خانہ ویرانی — کفِ سیلاب باقی ہے بہ رنگِ پنبہ روزن میں ص۱۸۰

(۵) ہوئے اُس مہروش کے جلوۂ تمثال کے آگے — پَرافشاں جوہر آئینہ میں مثلِ ذرّہ روزن میں ص۱۸۰

(۶) بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی — شبِ مہ ہو جو رکھ دوں پنبہ دیواروں کے روزن میں ص۱۸۰

(۷) ہو گئے ہیں جمع اجزائے نگاہِ آفتاب — ذرّے اُس کے گھر کی دیواروں کے روزن میں نہیں ص۱۸۵

(۸) کیا کہوں تاریکیِ زندانِ غم، اندھیر ہے — پنبہ، نورِ صبح سے کم جس کے روزن میں نہیں ص۱۸۵

دیکھیے ——— :(۹)،(۱۰) پنبۂ روزن [دوبار]۔ (۱۱) چشمِ روزن۔

روزنِ پردۂ: کوکبِ بخت بجز روزنِ پردود نہیں — عینکِ چشمِ جنوں حلقۂ کاکل تاچند ص۳۹

روزنِ دَر: دیکھیے: زخمِ روزنِ در۔

روزنِ دیوارِ باغ: جوشِ بہار کلفتِ نظّارہ ہے اسدؔ! — ہے ابر پنبہ روزنِ دیوارِ باغ کا ص۱۹

روزنِ دیوارِ خانۂ زیں: عیاں ہے پائے حنائی بہ رنگِ پرتوِ خُور — رکابِ روزنِ دیوارِ خانۂ زیں ہے ص۱۰۳

---

[1] روز افزوں: تین بار [مفرد: دوبار، مرکب: ایک بار]۔

[2] روزہ : چار بار۔

[3] روزگار : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

[4] روزن : سترہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: نو بار]۔

روزنِ دیوارِ زنداں: قید میں یعقوب نے لی گو نہ یوسف کی خبر | لیکن آنکھیں روزنِ دیوارِ زنداں ہو گئیں ص۱۹۱

روزنِ زنداں: کُنجِ تاریک و کمیں گیریِ اختر شمری | عینکِ چشم بنا روزنِ زنداں مجھ سے ص۸۳

روس[1]: یہ ترکتاز سے برہم کرے گا کشورِ روس | یہ لے گا بادشہِ چیں سے چھین تخت و کلاہ ص۲۷۸

روش[2]: (۱) پھر غزل کی روش پہ چل نکلا | توسنِ طبع چاہتا تھا لگام ص۳۳۶

دیکھیے ——— :(۲) روانیِ روشِ مستیِ ادا۔ (۳) طرز و روش۔

روشِ خاص: ہیں اہلِ خرد کس روشِ خاص پہ نازاں؟ | پابستگیِ رسم و رہِ عام بہت ہے ص۲۲۵

روشِ کبکِ دری: اُس قامتِ رعنا کی جہاں جلوہ گری ہے | تسلیم فروشِ روشِ کبکِ دری ہے ص۲۵۳

روشِ گفتگو: جادو ہے یار کی روشِ گفتگو اسدؔ! | یھاں جز فسوں نہیں، اگر افسانہ چاہیے ص۸۲

روشن[3]: (۱) یھاں نفَس کرتا تھا روشن شمعِ بزمِ بے خودی | جلوۂ گل وھاں بساطِ صحبتِ احباب تھا ص۱۳۵

(۲) زبانِ اہلِ زباں میں ہے مرگ، خاموشی | یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانیِ شمع ص۱۷۲

(۳) غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفَس | برق سے کرتے ہیں روشن شمعِ ماتم خانہ ہم ص۱۷۷

(۴) فروغِ حُسن سے روشن ہے خواب گاہ تمام | جو رختِ خواب ہے پرویں تو ہے پرن، تکیے ص۳۰۳

(۵) روشن ہوئی یہ بات دمِ نزع کہ آخر | فانوسِ کفن بہرِ چراغِ سحری ہے ص۲۵۳

(۶) چشمِ ما روشن! کہ اُس بیدرد کا دل شاد ہے | دیدۂ پُرخوں ہمارا ساغرِ سرشارِ دوست ص۱۶۳

دیکھیے ——— :(۷) چراغِ روشن۔ (۸) دیدۂ روشن۔ (۹) رُخِ روشن۔ (۱۰) روانِ روشن۔ (۱۱) روزِ روشن۔

(۱۲) ستارۂ روشن۔ (۱۳) شاد و روشن دل۔

روشنی[4]: نور سے تیرے ہے اُس کی روشنی | ورنہ تھا خورشید یک دستِ سوال ص۵۵

روشنیِ دل: دیکھیے: نشانِ روشنیِ دل۔

روشنیِ دیدہ: اے روشنیِ دیدہ شہاب الدین خاں! | کہتا ہے بتاؤ کس طرح سے زمضاں ص۳۱۳

روغنِ[5] سور: شیشۂ آتشیں: رُخِ پُرنور | عرق از رُخ چکیدہ: روغنِ سور ص۳

رونق[6]: (۱) ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق | نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی ص۲۰۹

---

[1] روس : ایک بار [مرکب]۔

[2] روش : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

[3] روشن : تیرہ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: سات بار]۔

[4] روشنی : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔

[5] روغن : ایک بار [مرکب]۔

[6] رونق : سات بار [مفرد: دو بار، مرکب: پانچ بار]۔

(۲) اُن کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق — وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے — ص ۲۳۹

رونقِ بت خانۂ چیں: عُمر سوز اس کا وہ جلوہ ہے کہ جس سے ٹوٹے — رنگِ عاشق کی طرح رونقِ بت خانۂ چیں — ص ۳۳

رونقِ بزمِ مہ و مہر: گرچہ تو وہ ہے کہ ہنگامہ اگر گرم کرے — رونقِ بزمِ مہ و مہر تری ذات سے ہے — ص ۱۲۸

رونقِ دستِ چنار: ہوئی ہے بس کہ صرفِ مشقِ تمکینِ بہار، آتش — بہ اندازِ حنا ہے رونقِ دستِ چنار، آتش — ص ۴۶

رونقِ کارگاہِ برگ و نوا: رونقِ کارگاہِ برگ و نوا — نازشِ دودمانِ آب و ہوا — ص ۴۳۱ [آم کے لیے]

رونقِ ہستی: رونقِ ہستی ہے عشقِ خانہ ویراں ساز سے — انجمن بے شمع ہے گر برق خرمن میں نہیں — ص ۱۸۵

رویاندن[1]: دیکھیے: ضمانِ جادہ رویاندن۔

روے کار[2]: دیکھیے: (۱)، (۲) آبِ روے کار [دوبار]۔

رہ[3] [۱]: دیکھیے ———: (۱)، (۲) تارِ جادۂ رہ [دوبار]۔ (۳)، (۴)، (۵)، (۶) جادۂ رہ [چار بار]۔ (۷) خارِ رہ۔ (۸) دشواریِ رہ۔ (۹) رفیقِ رہ۔ (۱۰) رنجِ رہ۔ (۱۱) فرشِ رہ۔ (۱۲) قدرِ سنگِ سرِ رہ۔ (۱۳)، (۱۴)، (۱۵)، (۱۶) گردِ رہ [چار بار]۔ (۱۷) گم کردہ رہ۔

رہِ اضطراب: دیکھیے: قطعِ رہِ اضطراب۔

رہِ اقلیمِ عدم: ہم آئے ہیں غالب! رہِ اقلیمِ عدم سے — یہ تیرگیِ حال لباسِ سفری ہے — ص ۴۵۳

رہِ امتثالِ امر: سہرا لکھا گیا ز رہِ امتثالِ امر — دیکھا کہ چارہ غیرِ اطاعت نہیں مجھے — ص ۱۳۵

رہِ نفس: دُعا یہ ہے کہ تغافل کے دل میں از رہِ نفس — پڑی ہے یہ جو بہت سخت نابکار گرہ — ص ۴۷۹

رہِ بیتابی: دیکھیے: گردبادِ رہِ بیتابی۔

رہِ پرسش: چاکِ جگر سے جب رہِ پرسش نہ وا ہوئی — کیا فائدہ کہ جیب کو رسوا کرے کوئی — ص ۲۱۵

رہِ جولانِ صبا: دیکھیے: گردِ رہِ جولانِ صبا۔

رہِ تحسین: دیکھیے: پایۂ گردِ رہِ تحسین۔

رہِ حیرت: دیکھیے: بازگشتِ جادہ پیماے رہِ حیرت۔

رہِ خوابیدہ: (۱) رہِ خوابیدہ تھی گردن کشِ یک درسِ آگاہی — زمیں کو سیلیِ اُستاد ہے نقشِ قدم میرا — ص ۱۹

---

[1] رویاندن: ایک بار [مرتب]۔

[2] روے کار: دوبار۔

[3] رہ: پینتیس بار [مرتب]۔

(۲) نہیں ہے باوجودِ ضعف سیرِ بے خودی آساں ‏ رہِ خوابیدہ میں افگندنی ہے طرحِ منزل ہا ‏ ص۲۳

رہِ خوابیدۂ شوق: دیکھیے: یک رہِ خوابیدۂ شوق۔

رہِ عمر: دیکھیے: پیمایشِ زمینِ رہِ عمر۔

رہِ بہر: خدا سے میں بھی چاہوں از رہِ بہر ‏ فروغ میرزا حاتم علی بہرؔ ‏ ص۲۹۳

رہِ ناز: دیکھیے: فرشِ رہِ ناز۔

رہِ نالہ: صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیرِ چاک ‏ درد اور یہ کمیں کہ رہِ نالہ وا کروں ‏ ص۵۶

رہِ وادیِ خیال: مستانہ طے کروں ہوں رہِ وادیِ خیال ‏ تا بازگشت سے نہ رہے مدعا مجھے ‏ ص۲۰۶

رہِ وصف کمر: بہ پائے خامۂ مو، طے رہِ وصفِ کمر کیجیے ‏ کہ تارِ جادۂ سرمنزلِ نازک خیالی ہے ‏ ص۷۹

رہ[۲][1]: وھاں پہنچ کر جو غش آتا پئے ہم ہے ہم کو ‏ صد رہ آہنگِ زمیں بوسِ قدم ہے ہم کو ‏ ص۱۹۵

رہبر[2]: (۱) کفر ہے غیر از وفورِ شوق رہبر ڈھونڈھنا ‏ راہِ صحرائے حرم میں ہے جرس ناقوس و بس ‏ ص۳۶

دیکھیے ـــــ: (۲) پردۂ رہبر۔ (۳) حیرتِ انداز رہبر۔

رہبرِ راہِ خدا: خدا کی راہ میں شاہی و خسروی کیسی ‏ کہو کہ رہبرِ راہِ خدا کہیں اس کو ‏ ص۲۸۵

رہبرِ قطرہ بہ دریا: شرحِ ہنگامۂ ہستی ہے، زہے موسمِ گل! ‏ رہبرِ قطرہ بہ دریا ہے، خوشا موجِ شراب! ‏ ص۱۲۳

رہبری: مفت کا کس کو برا ہے بدرقہ ‏ رہبری میں پردۂ رہبر کھلا ‏ ص۱۳۰

رہرو[3]: زنار باندھ، سبحۂ صد دانہ توڑ ڈال ‏ رہرو چلے ہے راہ کو ہموار دیکھ کر ‏ ص۱۶۹

رہروِ راہِ خلد: رہرو راہِ خلد کا توشہ ‏ طوبی و سدرہ کا جگر گوشہ ‏ ص۳۱ [آم کے لیے]

رہ رواں: (۱) سراسر تاختن کو شش جہت، یک عرصہ جولاں تھا ‏ ہوا واماندگی سے رہ رواں کی فرقِ منزل کا ‏ ص۱۸

(۲) کرے ہے رہ رواں سے خنجرِ راہِ عشق جلادی ‏ ہوا ہے موجۂ ریگِ رواں شمشیرِ فولادی ‏ ص۳۵۱

(۳) ہوئے یہ رہ رواں دل خستۂ شرمِ نارسائی سے ‏ کہ دستِ آرزو سے یک قلم پائے طلب کاٹے ‏ ص۳۵۵

رہ روانِ راہِ سخن: مژدہ اے رہروانِ راہِ سخن! ‏ پایہ سنجانِ دستگاہِ سخن ‏ ص۳۶۷

---

[1] رہ[۲] : ایک بار [مرکب]۔

[2] رہبر : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔

رہبری : ایک بار

[3] رہرو : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

رہرواں : چار بار [مرکب: ایک بار]۔

رہروؤں : ایک بار۔

رہزن[۱]: (۱) فلک سے ہم کو عیشِ رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے! — متاعِ بردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر — ص ۱۶۸

(۲) نہ لُٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا — رہا کھٹکا نہ چوری کا دُعا دیتا ہوں رہزن کو — ص ۱۹۹

رہزنِ تمکین و ہوش: ساقی بہ جلوہ دشمنِ ایمان و آگہی — مطرب بہ نغمہ رہزنِ تمکین و ہوش ہے — ص ۲۳۰

رہزن وار: سبزہ تو سے ہے رہزن وار نعلِ واژگوں باندھا — نہیں ممکن بہ جولاں ہائے گردوں دخل پئے بُردن — ص ۳۲۹

رہزنی[۲]: رہزنی ہے کہ دلستانی ہے؟ — لے کے دل دلستاں روانہ ہوا — ص ۱۶۳

رہگوار[۳]: (۱) جاں دادۂ ہوائے سرِ رہگوار — (۲) سرِ رہگوار۔

رہگوار باد: دیکھیے ـــــ: (۱) چراغِ رہگوار باد۔ (۲) سرِ رہگوار باد۔

رہگذر[۴]: (۱) دل تا جگر کہ ساحلِ دریائے خوں ہے اب — اس رہگذر میں جلوۂ گل، آگے گرد تھا — ص ۱۵۳

(۲) یہ کس بہشت شمائل کی آمد آمد؟ — کہ غیر جلوۂ گل رہگذر میں خاک نہیں — ص ۱۸۳

(۳) جاتا پڑا رقیب کے در پہ ہزار بار — اے کاش! جانتا نہ ترے رہگذر کو میں — ص ۱۹۰

(۴) دیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں — بیٹھے ہیں رہگذر پہ ہم غیر ہمیں اُٹھائے کیوں — ص ۱۹۳

دیکھیے ـــــ: (۵) باغِ رہگذر۔ (۶) سرِ رہگذر۔

رہگذار باد: دیکھیے: چراغانِ سرِ رہگذرِ باد۔

رہ نما[۵]: (۱) کیا کیا خضر نے سکندر سے؟ — اب کسے رہ نما کرے کوئی! — ص ۲۳۲

(۲) وہ ریگِ تفتۂ وادی پہ گام فرسا ہے — کہ طالبانِ خدا رہ نہ کہیں اُس کو — ص ۲۸۵

رہ نمائی: جہاں مٹ جائے سعی دید: خضر آبادِ آسائش — بہ جیبِ ہر نگہ پنہاں ہے حاصل رہ نمائی کا — ص ۱۶

رہ و رسمِ ثواب[۶]: ہوں منحرف نہ کیوں رہ و رسمِ ثواب سے — ٹیڑھا لگا ہے قط قلمِ سرنوشت کو — ص ۱۸۷

رہ و رسمِ طرحِ آداب: ہوئے عشق جرأت ناز و رہ و رسمِ طرحِ آداب — خمِ پشت خوش نما تھا بہ گزارشِ جوانی — ص ۱۰

رہ و رسمِ گفتگو: نے سرو برگِ آرزو، نے رہ و رسمِ گفتگو — اے دل و جانِ خلق! تو ہم کو بھی آشنا سمجھ — ص ۷۳

---

۱ رہزن : چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔
۲ رہزنی : ایک بار۔
۳ رہگوار : چار بار [مرکب: ایک بار]۔
۴ رہگذر : سات بار [مفرد: چار بار، مرکب: تین بار]۔
۵ رہ نما : دو بار۔
رہ نمائی : ایک بار۔
۶ رہ و رسم : تین بار [مرکب]۔

رہا[1]:	بیضہ آسا ننگِ بال و پر ہے یہ کنجِ قفس	از سرِ نو زندگی ہو گر رہا ہو جائیے	ص۲۱۶
رُہام[2]:	زورِ بازو میں مانتے ہیں تجھے	گیو و گودرز و بیژن و رُہام	ص۱۳۷
رہائی[3]:	(۱) یک جہاں بسملِ انداز پر افشانی ہے	دام سے اُس کے قضا کو ہے رہائی دشوار	ص۵
	(۲) طلسمِ منتِ یک خلق سے رہائی دی	جہاں جہاں مرے قاتل کا مجھ پہ احساں ہے	ص۱۰۲
	(۳) قیدِ ہستی سے رہائی معلوم!	اشک کو بے سر و پا باندھتے ہیں	ص۱۸۱
رہنِ[4] آزادی:	کمالِ بندگیِ گل ہے رہنِ آزادی	ز دستِ مشتِ پر و خار آشیاں فریاد!	ص۳۷
رہنِ جلوۂ رخسار:	زلف سے شب درمیاں دادن نہیں ممکن دریغ!	ورنہ صد محشر بہ رہنِ جلوۂ رخسار ہے	ص۸۳
رہنِ خاموشی:	رہنِ خاموشی میں ہے آرایشِ بزمِ وصال	ہے پرِ پروازِ رنگِ رفتۂ خوں، گفتگو	ص۶۹
رہنِ سخن:	ہے کشادِ خاطرِ وابستہ در رہنِ سخن	تھا طلسمِ قفلِ ابجد خانۂ مکتب مجھے	ص۲۱۳
رہنِ شرم:	بہ رہنِ شرم ہے باوصفِ شوخی اہتمام اُس کا	نگیں میں جوں شرارِ سنگ ناپیدا ہے نام اُس کا	ص۲۴
رہنِ ضبط:	بہ رہنِ ضبط ہے آئینہ بندیِ گوہر	وگرنہ بحر میں ہر قطرہ چشمِ پرنم ہے	ص۱۰۲
رہنِ عشق:	دیکھیے: سراپا رہنِ عشق۔		
رہنِ غازہ:	پوچھ مت رُسوائیِ اندازِ استغنائے حُسن	دست مرہونِ حنا، رخسار رہنِ غازہ تھا	ص۱۳۷
رہنِ مضموں:	خُنکی ہے برنفس پیچیدنِ فکر اے اسدؔ!	واشگفتن ہائے دل در رہنِ مضموں ہے مجھے	ص۱۰۰
رہنِ مے:	رکھتا پھروں ہوں خرقہ و سجّادہ رہنِ مے	مدّت ہوئی ہے دعوتِ آب و ہوا کیے	ص۲۲۳
رَہیں[5]:	تیری دانش: مری اصلاحِ مفاسد کی رَہیں	تیری بخشش: مرے انجاحِ مقاصد کی کفیل	ص۱۲۲
رَہینِ ستم ہائے روزگار:	گو میں رہا رَہینِ ستم ہائے رُوزگار	لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا	ص۱۵۳
ریا[6]:	(۱) ہے ریا کا رُتبہ بالاتر تصور کردنی	تیرگی سے داغ کی سہ سیم مس اندودہ ہے	ص۱۰۳

دیکھیے ــــــــ: (۲) اربابِ ریا۔ (۳) بے حاصلیِ اہلِ ریا۔ (۴) ریو و ریا۔ (۵) شائبۂ ریا۔

---

۱ رہا : ایک بار۔
۲ رُہام : ایک بار۔
۳ رہائی : تین بار۔
۴ رہن : دس بار [مرکّب]۔
۵ رہین : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
۶ ریا : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔
ریائی : ایک بار۔

ریائی: کیا زُہد کو مانوں؟ کہ نہ ہو گرچہ ریائی ‌ ‌ پاداشِ عمل کی طمعِ خام بہت ہے ‌ ‌ ص ۲۲۵

ریاضِ[۱] مہر و وفا: دیکھیے: بہارِ ریاضِ مہر و وفا۔

ریاضت[۲]: ہم عبادت کو ترا نقشِ قدم مُہرِ نماز ‌ ‌ ہم ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار ‌ ‌ ص ۳۳

ریحانِ[۳] سفال: (۱) بس کہ ہے اصلِ دمیدن یا غبار ‌ ‌ ہے نہالِ شکوہ ریحانِ سفال ‌ ‌ ص ۵۱

(۲) ہے نفس پرورده گلشن کس ہوائے بام کا؟ ‌ ‌ طوقِ قمری میں ہے سرو باغ ریحانِ سفال ‌ ‌ ص ۵۲

ریحان و لالہ: دیکھیے: گل و ریحان و لالہ۔

ریختن[۴]: دیکھیے: بیروں ریختن۔

ریختہ[۵]: (۱) میں کون اور ریختہ؟ ہاں اس سے مدعا ‌ ‌ جُز انبساطِ خاطرِ حضرت نہیں مجھے ‌ ‌ ص ۱۲۵

(۲) ریختے کے تمھیں اُستاد نہیں ہو غالبؔ! ‌ ‌ کہتے ہیں: اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا ‌ ‌ ص ۱۵۹

(۳) جو یہ کہے کہ ریختہ کیونکے ہو رشکِ فارسی؟ ‌ ‌ گفتۂ غالبؔ ایک بار پڑھ کے اُسے سنا کہ یوں ‌ ‌ ص ۱۷۸

(۴) گل کدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ، ایک بو ‌ ‌ ریختے کے قماش کو پود ہے ایک، تار ایک ‌ ‌ ص ۲۹۶

(۵) طرزِ بیدلؔ میں ریختہ لکھنا ‌ ‌ اسداللہ خاں قیامت ہے! ‌ ‌ ص ۳۲۰

ریزش[۶]: (۱) نہیں ریزش عرق کی، اب اسے ذوبانِ اعضا ہے ‌ ‌ تبِ خجلت نے یہ بخشی رگِ گل میں حرارت کی ‌ ‌ ص ۹۷

ریزشِ اعداد: نہ پھولو ریزشِ اعداد کی قطرہ فشانی پر ‌ ‌ عزیزاں! ہے یہ رنگِ صفر جوں آسماں خالی ‌ ‌ ص ۳۵۵

ریزشِ خوں: دیکھیے: ہجومِ ریزشِ خوں۔

ریزشِ خونِ وفا: ریزشِ خونِ وفا جرعہ نوشی ہائے یار ‌ ‌ یعنی گلوے عیدؔ نے قبضۂ شمشیر ہے ‌ ‌ ص ۹۵

ریزشِ سجدۂ جبینِ نیاز: تو ہوا جلوہ گر، مبارک ہو! ‌ ‌ ریزشِ سجدۂ جبینِ نیاز ‌ ‌ ص ۲۶۱

ریزشِ نقشِ داغ: سوختگاں کی خاک میں ریزشِ نقشِ داغ ہے ‌ ‌ آئنۂ نشانِ حال مثلِ گلِ چراغ ہے ‌ ‌ ص ۱۱۵

ریزش ہائے استقبالِ ناز: ہے صریرِ خامہ ریزش ہائے استقبالِ ناز ‌ ‌ نامہ خود پیغام کو بال و پرِ پرواز ہے ‌ ‌ ص ۸۲

ریزہ[۷]: دیکھیے: شیشہ ریزۂ حلبی۔

---

۱ ریاض : ایک بار [مرکب]۔

۲ ریاضت : ایک بار۔

۳ ریحان : تین بار [مرکب]۔

۴ ریختن : ایک بار۔

۵ ریختہ : پانچ بار۔

۶ ریزش : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

ریزش ہا : ایک بار [ایک بار]۔

۷ ریزہ : چھے بار [مرکب]۔ ریزہ ریزہ : ایک بار

ریزۂ الماس:	نہ پوچھ نسخۂ مرہم جراحتِ دل کا	کہ اُس میں ریزۂ الماس جزوِ اعظم ہے	ص۲۲۹
ریزہ ریزہ:	درد سے در پردہ دی مژگاں سیاہاں نے شکست	ریزہ ریزہ استخواں کا پوست میں نشتر ہوا	ص۲۰
ریزۂ سنگ:	یہاں تک انصاف نوازی کہ اگر ریزۂ سنگ	بے خبر دے بہ کفِ پائے مسافر آزار	ص۴
ریزۂ شیشۂ مے:	مستی بادِ صبا سے ہے بہ عرضِ سبزہ	ریزۂ شیشۂ مے جوہرِ تیغِ کہسار	ص۳۲
ریزۂ موراں:	دیکھیے: استخواں ریزۂ موراں۔		
ریزۂ مینا:	رنگ نے گل سے دمِ عرضِ پریشانیِ بزم	برگِ گل ریزۂ مینا کی نشانی مانگے	ص۸۷
ریشِ[1] جگر:	دیکھیے: بلذّت ریشِ جگر۔		
ریشِ دل:	دیکھیے: درمانِ ریشِ دل۔		
ریشگی:	رگِ لیلیٰ کو خاکِ دشتِ مجنوں ریشگی بخشے	اگر بووے بجائے دانہ دہقاں نوکِ نشتر کی	ص۲۰۷
ریشم[2]:	تار ریشم کا نہیں، ہے یہ رگِ ابرِ بہار	لائے گا تابِ گراں باریِ گوہر، سہرا؟	ص۲۸۷
ریشہ[3]:	(۱) برق آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ ہوں	جوں نخلِ شمع ریشے میں نشوونما گرو	ص۹۹
	(۲) محبت طرزِ پیوندِ نہالِ دوستی جانے	دویدن ریشہ ساں صفتِ رگِ خوابِ زلیخا ہے	ص۸۳
	(۳) اثر سوزِ محبت کا قیامت بے محابا ہے	کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے	ص۸۳
	(۴) بس کہ زیرِ خاک با آبِ طراوت راہ ہے	ریشے سے ہر تخم کا دلو اندرونِ چاہ ہے	ص۹۳
	(۵) آتشِ گل پہ قند کا ہے قوام	شیرے کے تار کا ہے ریشہ نام	ص۳۷ [آم کے لیے]
	(۶) نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانع میرے نالوں کو	لیا دانتوں میں جو تنکا، ہوا ریشہ نیستاں کا	ص۱۵۶
	(۷) دیکھیے: رنگِ ریشہ۔		
ریشہ دار:	فقط گوشت سو بھیڑ کا ریشے دار	کہو، اُس کو کیا، کھا کے ہم، حظ اُٹھائیں	ص۲۶۳
ریشہ دارِ نیستانِ شیرِ قالی:	دلِ بیمار از خود رفتہ تصویرِ نہالی ہے	کہ مژگاں ریشہ دارِ نیستانِ شیرِ قالی ہے	ص۷۹
ریشہ داری:	اِس چمن میں ریشہ داری جس نے سر کھینچا اسدؔ	تر زبانِ شکرِ لطفِ ساقیِ کوثر ہوا	ص۲۰

---

[1] ریش : دوبار [مرکب]۔
ریشگی : ایک بار۔

[2] ریشم : ایک بار۔

[3] ریشہ : بائیس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: سولہ بار]۔

ریشہ دوانی: وہ تپِ عشق تمنا ہے کہ پھر صورتِ شمع — شعلہ تا نبضِ جگر ریشہ دوانی مانگے ص۲۰۹

ریشہ دویدن: دیکھیے: سر رشتۂ یک ریشہ دویدن۔

ریشۂ تاک: دیکھیے: رگِ ریشۂ تاک۔

ریشۂ چدیں شب تار: دشمنِ حسرتِ عاشق ہے رگِ ابرِ سیاہ — جس نے برباد کیا ریشۂ چدیں شب تار ص۲

ریشۂ دیوانگی: نہ دوڑا ریشۂ دیوانگی صحنِ بیاباں میں — کہ تارِ جادہ سے ہے نبضِ ریگِ رواں خالی ص۲۵۵

ریشۂ رزانگور: بار لائی ہے دانہ ہائے سرشک — مژہ ہے ریشۂ رز انگور ص۳۱

ریشۂ زیرِ زمیں: (۱) دویدن کے کہیں جوں ریشۂ زیرِ زمیں پایا — بہ گردِ عرصۂ اندازِ نگاہِ شرمگیں پایا ص۴۲

(۲) ہیمِ طبعِ نازکِ خوباں سے وقتِ سیرِ باغ — ریشۂ زیرِ زمیں کو بھی دویدن منع ہے ص۱۱۳

ریشۂ سنبل: (۱) دل میں ہے سودائے زلفِ مستِ تغافل ہنوز — ہے مژۂ خوابناک ریشۂ سنبل ہنوز ص۴۳

ریشۂ شہرت: ریشۂ شہرت دوانیدن ہے، رفتن زیرِ خاک — خنجرِ جلاد، برگِ بیدِ مجنوں ہے مجھے ص۹۹

ریشۂ صدنیستاں: ہجومِ نالہ، حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں ہے — خموشی، ریشۂ صدنیستاں سے خس بہ دنداں ہے ص۲۱۰

ریشۂ نارنج صفت: سبز ہے جامِ زمرد کی طرح داغِ پلنگ — تازہ ہے ریشۂ نارنج صفت روئے شرار ص۱۳۲

ریگ[1] تفتہ وادی: (۱) وہ ریگِ تفتۂ وادی پہ گام فرسا ہے — کہ طالبانِ خدا رہ نہ تھکیں اُس کو ص۲۸۵

دیکھیے ——— : (۲) دشت و ریگ۔ (۳) موجۂ ریگ۔

ریگِ رواں: (۱) بساطِ ہیچ کسی میں بہ رنگِ ریگِ رواں — ہزار دل بہ وداعِ قرار رکھتے ہیں ص۶۳

(۲) ریگِ روان و ہر تپش ورنہ تسلی شعاع — آئنہ توڑ اے خیال! جلوے کو خونبہا سمجھ ص۶۲

دیکھیے ——— : (۳) جلوۂ ریگِ رواں۔ (۴) نبضِ ریگِ رواں۔ (۵) موجۂ ریگِ رواں۔ (۶) مایۂ شوق دو جہاں ریگِ رواں۔

ریل[2]: آیا تھا وقت ریل کے کھلنے کا بھی قریب — تھا بارگاہِ خاص میں خلقت کا ازدحام ص۲۸۳

ریو[3] و ریا: اس پہ گزرے نہ گماں ریو و ریا کا زنہار! — غالبؔ خاک نشیں اہلِ خرابات سے ہے ص۱۲۸

---

[1] ریگ : نوبار [مرتب]۔
[2] ریل : ایک بار۔
[3] ریو : ایک بار [مرتب]۔

ز

زاد[1]: دیکھیے: (۱) خانہ زاد۔ (۲) مادر زاد۔

زادہ: دیکھیے: فرنگی زادہ۔

زار[2]: دیکھیے ـــــ: (۱) دلِ زار۔ (۲) ریشم کدۂ نالۂ زار۔ (۳) گریہ ہائے زار۔ (۴) نالہ ہائے زار۔ (۵) نالہ ہائے بلبلِ زار۔

زار زار: غالبؔ خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں؟ روئیے زار زار کیا، کیجیے ہائے ہائے کیوں! ص ۱۹۳

زار و حزیں: دیکھیے: نزار و زار و حزیں۔

زاری: دیکھیے ـــــ: (۱) حصولِ زاری۔ (۲) فریاد و آہ و زاری۔

زاریِ بسیار: دیکھیے: بعد از زاریِ بسیار۔

زاغ[3]: دیکھیے: مردمِ چشمِ زاغ۔

زانو[4]: (۱) بہ فکرِ حیرتِ رم آئنہ پردازِ زانو ہے کہ مشکِ نافہ تمثالِ سوادِ چشمِ آہو ہے ص ۹۸

(۲) شکوہ رنجِ رشکِ ہمدیگر نہ رہنا چاہیے میرا زانو مونس اور آئینہ تیرا آشنا ص ۳۹

(۳) ہوا جب غم سے یوں بے حس تو غم کیا سر کے کٹنے کا نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا ص ۱۹۰

---

1 زاد : دو بار۔
زادہ : ایک بار۔

2 زار : چھے بار [مرتّب]۔
زار زار : ایک بار۔

زاری : ایک بار [مرتّب]۔

3 زاغ : ایک بار [مرتّب]۔

4 زانو : بائیس بار [مطفرد: تین بار، مرتّب: انیس بار]۔
زانو زانو : ایک بار۔

دیکھیے ـــــــ: (۴) آئینۂ زانو۔ (۵) جستجوے فرصتِ ربطِ سرو زانو۔ (۶) جوہرِ آئینۂ زانو۔ (۷) ساغرِ زانو۔
(۸) طوطیِ آئینۂ زانو۔ (۹)، (۱۰) کاسۂ زانو [دوبار]۔ (۱۱) ہمدست و ہمزانو۔ (۱۲) یک جہان زانو تامل۔

زانو زانو: اسدؔ! خاک درِ میخانہ اب سر پر اُڑاتا ہوں گئے وہ دن کہ پانی جام مے سے زانو زانو تھا ص۲۲

زانوے آئنہ: طرہ ہا بس کہ گرفتار صبا ہیں، شانہ زانوے آئنہ پر مارے ہے دستِ بیکار ص۳

زانوے آئینہ: دیکھیے: بوسِ زانوے آئینہ۔

زانوے تامل: (۱) ہم زانوے تامل و ہم جلوہ گاہِ گل آئینہ بندِ خلوت و محفل ہے آئنہ ص۷۰
(۲) دیکھیے: بوسِ زانوے تامل۔

زانوے دلِ مایوس: کل اسد کو ہم نے دیکھا گوشۂ غم خانہ میں دست بر سر، سر بہ زانوے دلِ مایوس تھا ص۲۷

زانوے فکر: طلسمِ آئنہ، زانوے فکر ہے غافل! ہنوز حُسن کو ہے سعیِ جلوہ اندوزی ص۱۰۰

زانوے کرم: دیکھیے: سر بہ زانوے کرم۔

زانوے گلستاں زدہ: دیکھیے: صد آئنہ زانوے گلستاں زدہ۔

زانوے گل: ہوا ہے کاٹ کے چادر کو ناگہاں غائب اگرچہ زانوے گل پر رکھے دمن تکیہ ص۳۰۳

زاہد[1]: (۱) زاہد کہ جنوں نسخۂ تحقیق ہے، یارب! زنجیریِ صد حلقۂ بیرونِ در آوے ص۱۱۴
(۲) ستائش گر ہے زاہد اس قدر جس باغِ رضواں کا وہ اک گلدستہ ہے ہم بے خودوں کے طاقِ نسیاں کا ص۱۵۶
(۳) رندانِ درِ میکدہ گستاخ ہیں زاہد! زنہار نہ ہونا طرف ان بے ادبوں سے ص۲۰۱
(۴) کیوں ردِ قدح کرے ہے زاہد؟ مے ہے، یہ مگس کی قے نہیں ہے ص۲۲۹
دیکھیے ـــــــ: (۵) سبحۂ زاہد۔ (۶) شوخیِ ایمانِ زاہد۔

زاہدِ بیچارہ: دیکھیے: زندگیِ زاہدِ بیچارہ۔

زاہداں: (۱) بہ زاہداں، رگِ گردن ہے رشتۂ زُنّار سر بہ پاے بتِ ناتراشیدہ رکھتے ہیں ص۲۰
(۲) دیکھیے: تسبیح زاہداں۔

زگل[2]: فنا، کرتی ہے زگل سرنوشتِ کلفتِ ہستی سحر راز ہیر شکست وشوے داغِ ماہ صابوں ہے ص۱۱۲

زباں[3]: (۱) گرو مستِ نازدیوے گا صلاے عرضِ حال خارِ گل بہر دہانِ گل زباں ہو جائے گا ص۱۹

---

[1] زاہد : سات بار [مفرد: چار بار، مرکب: تین بار]۔
زاہداں : دو بار [مرکب]۔
[2] زگل : ایک بار۔
[3] زباں : پچپن بار
[مفرد: چوبیس بار، مرکب: اکتیس بار]۔
زباں ہا : ایک بار [مرکب]۔

(۲) فہم، زنجیریِ بے ربطیِ دل ہے، یارب!	کس زباں میں ہے لقب خوابِ پریشاں میرا	ص ۲۷
(۳) آیا نہ بیانِ طلب کام زباں تک	تبخالۂ لب ہو نہ سکا آبلۂ پا	ص ۲۹
(۴) گرمی ہے زباں کی سوختنِ جاں	ہر شمع شہادت کو ہے یعاں سر بسر انگشت	ص ۳۲
(۵) ہم نے سوزِ زخمِ جگر پر بھی زباں پیدا نہ کی	گل ہوا ہے ایک زخمِ سینہ پر خواہانِ داد	ص ۳۸
(۶) چشم بے خونِ دل تہی از جوشِ نگاہ	بے زباں عرضِ فسونِ ہوسِ گل تا چند	ص ۳۹
(۷) کب تلک پھیرے اسد لب ہائے تفتہ پر زباں؟	تابِ عرضِ تشنگی اے ساقیِ کوثر! نہیں	ص ۴۶
(۸) خواہشِ دل ہے زباں کو سببِ گفت و بیاں	ہے سخن: گرد ز دامانِ ضمیر افشاندہ	ص ۴۷
(۹) زباں سے عرضِ تمنائے خامشی معلوم!	مگر وہ خانہ برانداز گفتگو جانے	ص ۹۹
(۱۰) گدائے طاقتِ تقریر ہے زباں تجھ سے	کہ خامشی کو ہے پیرایۂ بیاں تجھ سے	ص ۱۱۲
(۱۱) رزم کی داستان گر سُنیے	ہے زباں میری تیغ جوہردار	ص ۱۳۶
(۱۲) یارب! وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات	دے اور دل اُن کو جو نہ دے مجھ کو زباں اور	ص ۱۴۰
(۱۳) میں بھی رک رک کے نہ مرتا جو زباں کے بدلے	دشنہ اک تیز سا ہوتا مرے غم خوار کے پاس	ص ۱۴۳
(۱۴) بوسہ نہیں نہ دیجیے، دُشنام ہی سہی	آخر زباں تو رکھتے ہو تم، گر دہاں نہیں	ص ۱۸۸
(۱۵) کسی کو دے کے دل کوئی نوا سنجِ فغاں کیوں ہو؟	نہ ہو جب دل ہی سینے میں تو پھر مُنہ میں زباں کیوں ہو؟	ص ۱۹۹
(۱۶) کیا خوب! تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا؟	بس چپ رہو، ہمارے بھی مُنہ میں زبان ہے	ص ۲۰۳
(۱۷) کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے، یارب!	اک آبلہ پا وادیِ پُر خار میں آوے	ص ۲۳۳
(۱۸)،(۱۹) زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا!	کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے	ص ۲۳۶ [۴،۱۱]
(۲۰) میں بھی مُنہ میں زبان رکھتا ہوں	کاش! پوچھو کہ مدعا کیا ہے	ص ۲۳۸
(۲۱) بات پر واں زبان کٹتی ہے	وہ کہیں اور سنا کرے کوئی	ص ۲۴۲
(۲۲) رہے نہ جان تو قاتل کو خونبہا دیجے	کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہیے	ص ۲۴۸
(۲۳) گرہ کا نام لیا، پہ نہ کر سکا کچھ بات	زباں تک آ کے ہوئی اور اُستوار گرہ	ص ۲۷۹
(۲۴) جگر سے، ٹوٹی ہوئی ہو گئی سناں پیدا	دہانِ زخم میں آخر ہوئی زباں پیدا	ص ۲۹۳

(۲۵) حسبِ عرضِ سوزِ دل نہیں ہے   زباں ہر چند ہوجاوے زبانہ   ص۳۵۱

دیکھیے:——(۲۶) اہلِ زباں۔ (۲۷) تمنائے زباں۔ (۲۸) جُنبشِ زباں۔ (۲۹) چشم وزباں۔ (۳۰) دل وزباں۔ (۳۱) دل وچشم وزباں۔ (۳۲) عزیزانِ بدزباں۔ (۳۳) کام وزباں۔ (۳۴) لکنتِ زباں۔ (۳۵) مُو بہ زباں۔ (۳۶) یک زباں۔ [مزید دیکھیے: اسیرِ بے زباں، بے زباں]۔

زبانِ اشک: ظاہر کرے ہے جُنبشِ مژگاں سے مدعا   طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ زبانِ اشک   ص۵۰

زبانِ اہلِ زباں: زبانِ اہلِ زباں میں ہے مرگ: خاموشی   یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانیِ شمع   ص۱۷۱

زباں ایجاد: بسانِ سبزہ رگِ خواب ہے زباں ایجاد   کرے ہے خامشی احوالِ بے خوداں پیدا   ص۳۲۹

زبانِ بریدہ: پیدا نہیں ہے اصلِ تگ و تازِ جستجو   مانندِ موجِ آب زبانِ بریدہ ہوں   ص۶۲

زبانِ بستہ: ادب نے سونپی ہمیں سرمہ سائیِ حیرت   زبانِ بستہ و چشمِ کشادہ رکھتے ہیں   ص۳۳۸

زبانِ پاسباں: بلبلوں کو دور سے کرتا ہے منعِ بارِ باغ   ہے زبانِ پاسباں خارِ سرِ دیوارِ باغ   ص۴۸

زبانِ خارِ باغ: کون گل سے ضعف وخاموشیِ بلبل کہہ سکے؟   نے زبانِ غنچہ گویا، نے زبانِ خارِ باغ   ص۴۸

زبانِ خشک: دیکھیے: دو جہاں حشرِ زبانِ خشک۔

زبانِ خموش: ہجومِ ضبطِ فغاں سے مری زبانِ خموش   بہ زنگِ بستۂ زہرابِ دادہ پیکاں ہے   ص۱۰۲

زبانِ دہنِ گور: دیکھیے: نوکِ زبانِ دہنِ گور۔

زبانِ سپاس: کیجیے بیاں سُرورِ تبِ غم کہاں تلک   ہر مو مرے بدن پہ زبانِ سپاس ہے   ص۲۰۵

زبانِ سرمہ آلود: بہ گمانِ قطعِ زحمت نہ دوچارِ خامشی ہو   کہ زبانِ سرمہ آلود نہیں تیغِ اصفہانی   ص۹

زبانِ شانہ: بہ زلفِ مہ وشاں رہتی ہے شب بیدار، ظاہر ہے   زبانِ شانہ سے تعبیرِ صد خوابِ پریشانی   ص۳۵۲

زبانِ شکوہ: عرضِ دردِ بے وفائی وحشتِ اندیشہ ہے   خوں ہوا دل تا جگر، یارب زبانِ شکوہ لال!   ص۵۲

زبانِ شمع: فرطِ بے خوابی سے ہیں شب ہائے ہجرِ یار میں   جوں زبانِ شمع داغِ گرمیِ افسانہ ہم   ص۵۲

زبانِ شمعِ خلوت خانہ: اگر اُس شعلہ رو کو دوں پیامِ مجلس افروزی   زبانِ شمعِ خلوت خانہ دیتی ہے جواب اُس کا   ص۳۲۶

زبانِ غنچہ: دیکھیے: زبانِ خارِ باغ۔

زبانِ لال: بہ نقصِ ظاہری رنگِ کمالِ طبع پنہاں ہے   کہ بہرِ مدعائے دل زبانِ لال، زنداں ہے   ص۸۰

زبانِ ہر سرِ مُو: اسدؔ! جاں نذرِ الطافے کہ ہنگامِ ہم آغوشی — زبانِ ہر سرِ مُو حالِ دل پرسیدنی جانے — ص۱۱۵

زبان دانی[۱]: دیکھیے: نہجِ زبان دانی۔

زبانہ[۲]: حریفِ عرضِ سوزِ دل نہیں ہے — زباں ہر چند ہوجاوے زبانہ — ص۲۵۱

زبانی[۳]: (۱) کب وہ سنتا ہے کہانی میری — اور پھر وہ بھی زبانی میری — ص۲۳۰

(۲) آمد بہار کی ہے جو بلبل ہے نغمہ سنج — اڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی — ص۲۳۳

دیکھیے ـــــــ: (۳) پیغامِ زبانی۔ (۴) کشاکشِ زبانی۔

زبانِ شمع: زبانِ اہلِ زباں میں ہے مرگ: خاموشی — یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانی شمع — ص۱۸۲

زبوں[۴]: دیکھیے: اک صیدِ زبوں۔

زبونی کشِ تاثیر: رنجِ نومیدیِ جاوید! گوارا رہیو — خوش ہوں، گر نالہ زبونی کشِ تاثیر نہیں — ص۱۸۲

زبونیِ ہمت: دیکھیے: ہنگامۂ زبونیِ ہمت۔

زحمت[۵]: دیکھیے ـــــــ: (۱) کشمکشِ چارۂ زحمت۔ (۲) گمانِ قطعِ زحمت۔

زحمتِ مہرِ درخشاں: لرزتا ہے مرا دل زحمتِ مہرِ درخشاں پر — میں ہوں وہ قطرۂ شبنم کہ ہو خارِ بیاباں پر — ص۱۹۷

زخم[۶]: (۱)، (۲) لگے گر زخم سر پر یار کے دستِ نگاریں سے — بجائے زخمِ گل برگوشۂ دستار ہو پیدا — ص۳۱

(۳) قاتل بہ عزمِ ناز و دل از زخم در گداز — شمشیر آب دار و نگہ آب دار تر — ص۴۰

(۴) مثلِ گل زخم ہے میرا بھی سناں سے توأم — تیرا ترکش ہی کچھ آبستنیِ تیر نہیں — ص۵۷

(۵) کیوں نہ تیغِ یار کو مشاطۂ الفت کہوں — زخم مثلِ گل سراپا کا مرے پیرایہ ہے — ص۱۰۳

(۶) واقعی دل پر بھلا لگتا تھا داغ — زخم لیکن داغ سے بہتر کھلا — ص۱۳۰

(۷) شورِ پندِ ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا — آپ سے کوئی پوچھے: تم نے کیا مزا پایا؟ — ص۱۳۳

(۸) زخم نے داد دی تنگیِ دل کی یارب! — تیر بھی سینۂ بسمل سے پرافشاں نکلا — ص۱۳۴

---

۱ زبان دانی : ایک بار [مرکب]۔
۲ زبانہ : ایک بار۔
۳ زبانی : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکب: تین بار]۔
۴ زبوں : ایک بار [مرکب]۔
زبونی : دوبار [مرکب]۔
۵ زحمت : تین بار [مرکب]۔
۶ زخم : اُنتّر بار [مفرد: سولہ بار، مرکب: ترپّن بار]۔
زخم ہا : دوبار۔

(۹) دوست غم خواری میں میری سعی فرماویں گے کیا؟	زخم کے بھرتے تلک ناخن نہ بڑھ جاویں گے کیا؟	ص۱۵۵
(۱۰) زخم گر دب گیا، لہو نہ تھما	کام گر رُک گیا، روا نہ ہوا	ص۱۲
(۱۱) زخم پر چھڑکیں کہاں طفلانِ بے پروا نمک	کیا مزا ہوتا اگر پتھر میں بھی ہوتا نمک	ص۱۷۵
(۱۲) غیر کی منت نہ کھینچوں گا پئے توفیرِ درد	زخم، مثلِ خندۂ قاتل، ہے سر تا پا نمک	ص۱۷۵
(۱۳) چھوڑ کر جانا تنِ مجروحِ عاشق حیف ہے!	دل طلب کرتا ہے زخم اور مانگے ہیں اعضا نمک	ص۱۷۵
(۱۴) یاد ہیں غالبؔ! تجھے وہ دن کہ وجدِ ذوق میں	زخم سے گرتا تو میں پلکوں سے چنتا تھا نمک	ص۱۷۵
(۱۵) نہیں ہے زخم کوئی بخیے کے درخور مرے تن میں	ہوا ہے تارِ اشکِ یاس رشتہ چشمِ سوزن میں	ص۱۸۰
(۱۶) زخم سلوانے سے مجھ پر چارہ جوئی کا ہے طعن	غیر سمجھا ہے کہ لذت زخمِ سوزن میں نہیں	ص۱۸۵
(۱۷) جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر رفو کی	لکھ دیجیو یارب! اُسے قسمت میں عدو کی	ص۲۲۸
(۱۸) منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو	تا گل ز جگر زخم میں ہے راہ نفس کو	ص۳۵۰

دیکھیے ——: (۱۹) بخیۂ زخمِ جگر۔ (۲۰) بخیہ ہائے زخمِ جگر۔ (۲۱) تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر۔ (۲۲) جلوۂ زخمِ جگر۔ (۲۳) چشمِ زخمِ چرخ۔ (۲۴) خیالِ زخمِ جگر۔ (۲۵) دفعِ چشم زخم۔ (۲۶)، (۲۷)، (۲۸) دہانِ زخم [تین بار]۔ (۲۹) ذوقِ یک زخم۔ (۳۰)، (۳۱) رفوے زخم [دوبار]۔ (۳۲) سرخیِ زخمِ جگر۔ (۳۳) سپرِ زردیِ زخم۔ (۳۴) سوزِ زخم۔ (۳۵) عریانیِ زخمِ جگر۔ (۳۶) گلشنِ زخم۔ (۳۷)، (۳۸) لبِ زخمِ جگر [دوبار]۔ (۳۹) مثلِ زخم۔ (۴۰) نمکِ زخمِ جگر۔ (۴۱) نیامِ پردۂ زخمِ جگر۔ (۴۲) نیلِ چشمِ زخمِ صافیِ عارض۔

زخمِ انتظار:	دیکھیے: لطفِ زخمِ انتظار۔		
زخمِ تکرار:	دیکھیے: نمک سودۂ زخمِ تکرار۔		
زخمِ تمنا: (۱)	عشرتِ پارۂ دل: زخمِ تمنا کھانا	لذتِ ریشِ جگر: غرقِ نمک داں ہونا	ص۱۵۰
(۲)	شورِ اوہام سے مت ہو شبِ خونِ انصاف	گفتگو بے مزہ و زخمِ تمنا نمکیں	ص۸
زخمِ تیغ:	نہیں ذریعۂ راحت جراحتِ پیکاں	وہ زخمِ تیغ ہے جس کو کہ دل کشا کہیے	ص۲۲۸
زخمِ تیغِ قاتل:	جس قدر جگر خوں ہو، کوچہ دادنِ گل ہے	زخمِ تیغِ قاتل کو طرفہ دل کشا پایا	ص۱۳
زخمِ تیغِ ناز:	بجز زخمِ تیغِ ناز نہیں دل میں آرزو	جیبِ خیال بھی ترے ہاتھوں سے چاک ہے	ص۲۱۶

زخمِ تیغِ یار: ہاتھ آیا زخمِ تیغِ یار سا پہلو نشیں — کیوں نہ ہووے آج کے دن بیکسی کی روح شاد ص۳۸

زخمِ جگر: (۱) میں ہوں سراب یک تپش آموختن ہنوز — زخمِ جگر ہے تشنۂ لب دوختن ہنوز ص۴۲

(۲) ہوا شرمِ تہی دستی سے وہ بھی سرنگوں آخر — بس اے زخمِ جگر! اب دیکھ لی شورش نمک داں کی ص۷۷

(۳) داد دیتا ہے مرے زخمِ جگر کی، واہ واہ! — یاد کرتا ہے مجھے، دیکھے ہے وہ جس جا نمک ص۱۲۵

(۴) نظر لگے نہ کہیں اُس کے دست و بازو کو — یہ لوگ کیوں مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہیں ص۱۸۷

زخمِ خدنگ: تڑپ کر مر گیا وہ صیدِ بال افشاں کہ مضطر تھا — ہوا ناسورِ چشمِ تعزیت زخمِ خدنگ آخر ص۴۰

زخمِ دل: (۱) زخمِ دل میں ہے نہاں غنچۂ پیکانِ نگار — جلوۂ باغ ہے در پردۂ ناسور ہنوز ص۴۵

(۲) ہم غلط سمجھے تھے، لیکن زخمِ دل پر رحم کر — آخر اس پردے میں تو ہنستی تھی اے صبحِ وصال! ص۵۲

(۳) وہ غریبِ وحشت آبادِ تسلی ہوں جسے — کوچہ دے ہے زخمِ دل صبحِ وطن کی فکر میں ص۹۳

(۴) زخمِ دل پر باندھیے حلوائے مغزِ استخواں — تندرستی فائدہ اور ناتوانی مفت ہے ص۱۱۳

(۵) چاک کی خواہش اگر وحشت بہ عریانی کرے — صبح کے مانند زخمِ دل گریبانی کرے ص۲۱۱

(۶) زخمِ دل تم نے دکھایا ہے کہ جی جانے ہے — ایسے ہنستے کو رُلایا ہے کہ جی جانے ہے ص۳۰۵

(۷) دیکھیے: سامانِ نازِ زخمِ دل۔

زخمِ دلِ صد چاک: دیکھیے: بخیۂ زخمِ دلِ صد چاک۔

زخمِ دنداں: دیکھیے: جلوۂ آثارِ زخمِ دنداں۔

زخم دوزی: بے خودی: فرماں روائے حیرت آبادِ جنوں — زخم دوزی جُرم و پیراہن دریدن منع ہے ص۱۱۳

زخمِ رشک: یا میرے زخمِ رشک کو رُسوا نہ کیجیے — یا پردۂ تبسمِ پنہاں اُٹھائیے ص۲۰۱

زخمِ روزنِ در: نہ پوچھ سینۂ عاشق سے آبِ تیغِ نگاہ — کہ زخمِ روزنِ در سے ہَوا نکلتی ہے ص۲۱۸

زخمِ سر: سر کھجاتا ہے، جہاں زخمِ سر اچھا ہو جائے — لذّتِ سنگ بہ اندازۂ تقریر نہیں ص۱۸۴

زخمِ سوزن: دیکھیے ——: (۱) زخم [۱۵]۔ (۲) رفوئے زخم۔

زخمِ سینہ: ہم نے سو زخمِ جگر پر بھی زباں پیدا نہ کی — گل ہوا ہے ایک زخمِ سینہ پر خواہانِ داد ص۳۸

زخمِ فراق: کس فرصتِ وصال پہ ہے گل کو، عندلیب! — زخمِ فراق، خندۂ بیجا کہیں جسے ص۹۱

زخمِ کاری: (۱) ہاتھ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا — دل پہ اک لگنے نہ پایا زخمِ کاری، ہائے ہائے! ص۲۰۳

(۲) دیکھیے: جویائے زخمِ کاری۔

زخمِ موجۂ دریا: شورِ جولاں تھا کنارِ بحر پر کس کا؟ کہ آج — گردِ ساحل ہے بہ زخمِ موجۂ دریا، نمک ص۱۷۵

زخمِ نمایاں: دیکھیے: ہر زخمِ نمایاں۔

زخمِ نمک سود چراغِ کشتہ: شور ہے کس بزم کی عرضِ جراحت خانہ کا؟ — صبح، یک زخمِ نمک سود چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

زخمِ وفا: دیکھیے: وحشتِ زخمِ وفا۔

زخمہائے دل: ز بس خوں گشتۂ رشکِ وفا تھا وہمِ بسمل کا — چرایا زخمہائے دل نے پانی تیغِ قاتل کا ص۱۷

زخمہائے کہنۂ دل: زخمہائے کہنۂ دل رکھتے ہیں جوں مردگی — اے خوشا! گر آبِ تیغِ ناز تیزابی کرے ص۱۰۶

زخمی[1]: (۱) زخمی ہوا ہے پاشنہ پائے ثبات کا — نے بھاگنے کی گوں، نہ اقامت کی تاب ہے ص۲۰۶

(۲) ہوئے ہیں پانو ہی پہلے نبردِ عشق میں زخمی — نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے ص۲۲۵

زخمیِ عرضِ دو جہاں تیر: شب کہ دل زخمیِ عرضِ دو جہاں تیر آیا — نالہ برخود غلطِ شوخیِ تاثیر آیا ص۲۷

زخمیوں: انھیں منظور اپنے زخمیوں کا دیکھ آنا تھا — اٹھے تھے سیرِ گل کو، دیکھنا شوخی بہانے کی ص۲۰۳

زدن[2]: (۱) مجھ میں اور مجنوں میں وحشت ساز دعویٰ ہے اسدؔ! — برگِ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں ص۹۳

دیکھیے ——: (۲) جوشِ بیتابی زدن۔ (۳) یک پر زدن تپش۔ (۴) یک مژہ برہم زدن۔

زدن ہا: دیکھیے: مو بہ چمن تکیہ زدن ہا۔

زدہ[3]: [سات بار بہ طورِ ردیف، ص۱۰۹]:

(۱)، (۲) گریہ سرشاریِ شوق بہ بیاباں زدہ ہے — قطرۂ خونِ جگر چشمکِ طوفاں زدہ ہے

(۳) گریہ بے لذتِ کاوش نہ کرے جراتِ شوق — قطرۂ اشکِ دل بر صفِ مژگاں زدہ ہے

(۴) بے تماشا نہیں جمعیتِ چشمِ بسمل — مژہ فالِ دو جہاں خوابِ پریشاں زدہ ہے

(۵) فرصتِ آئینہ و پروازِ عدم تا ہستی — یک شررِ بالِ دل و دیدۂ چراغاں زدہ ہے

---

[1] زخمی : تین بار [مرتب: ایک بار]۔
زخمیوں : ایک بار۔

[2] زدن : چار بار [مرتب]۔
زدن ہا : ایک بار [مرتب]۔

[3] زدہ : تین بار [مرتب]۔

(۶) درپی نیرنگ ہے کس موجِ نگہ کا یارب! غنچہ صد آئنہ زانوے گلستاں زدہ ہے

(۷) سازِ وحشت رقمی ہا کہ بہ اظہار اسدؔ دشت و ریگ آئنۂ صفحۂ افشاں زدہ ہے

دیکھیے ـــــ: (۸) آفت زدۂ عرضِ دو عالم نیرنگ۔ (۹) حیرت کاغذِ آتش زدہ۔ (۱۰) دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ۔ (۱۱) دامنِ صد رنگ گلستاں زدہ۔ (۱۲) دلِ حسرت زدہ۔ (۱۳) دلِ حیرت زدہ۔ (۱۴) رنگِ کاغذِ آتش زدہ۔ (۱۵) ستم زدہ۔ (۱۶)، (۱۷) غم زدہ [دو بار]۔ (۱۸) فلک زدہ۔ (۱۹)، (۲۰) کاغذِ آتش زدہ [دو بار]۔

زر[1]: (۱) جس کو منظور ہو کہ زر بھیجے احسن اللہ خاں کے گھر بھیجے ص۲۶۸

(۲) مال و جاہ و دست و پا بے زر خریدہ ہیں اسدؔ پس بہ دل ہاے دگر راحت رسانی مفت ہے ص۱۱۳

دیکھیے ـــــ: (۳) ارسالِ زر۔ (۴) الفتِ زر۔ (۵) ترنجِ زر۔ (۶) جامِ زر۔ (۷) قفلِ زر۔ (۸) عیارِ آبروے زر۔ (۹) کیسۂ زر۔ (۱۰) گراں بارِ مشتِ زر۔ (۱۱) وہمِ زر۔ (۱۲) ہوسِ زر۔

زرِ از دست رفتہ: بے نازِ مفلساں زرِ از دست رفتہ پر ہوں گل فروشِ شوخیِ داغِ کہن ہنوز ص۱۷۱

زر افشاندنی: دیکھیے: وضعِ زر افشاندنی۔

زرِ قیمت: مطبع جب کر ہو چکے گی کتاب زرِ قیمت کا ہوگا اور حساب ص۲۶۸

زرِ گل: ناگوارا ہے ہمیں احسانِ صاحب دولتاں ہے زرِ گل بھی نظر میں جوہرِ فولاد یہاں ص۵۷

زرِ مہر و ماہ: دیکھیے: سیم و زرِ مہر و ماہ۔

زر و گوہر: دیکھیے: لعل و زمرد و زر و گوہر۔

زردوزی[2]: اسدا بے شہ پۓ کفشِ پاے سیم تناں شعاعِ مہر سے کرتا ہے چرخ زردوزی ص۱۰۰

زرنگار[3]: ہمیں حریرِ شرر باف سنگ خلعت ہے یہ ایک پیرہنِ زرنگار رکھتے ہیں ص۳۳

زریں[4]: تاجِ زریں مہرِ تاباں سے ہوا خسروِ آفاق کے منہ پر کھلا ص۱۳۹

زرد[5]: (۱) تھا ترنجِ زر ایک خسرو پاس رنگ کا زرد، پر کہاں بو باس ص۱۳۱

(۲) تھا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا اڑنے سے پیش تر بھی مرا رنگ زرد تھا ص۱۵۳

---

[1] زر : اٹھارہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سترہ بار]۔

[2] زردوزی : ایک بار۔

[3] زرنگار : ایک بار [مرکب]۔

[4] زریں : ایک بار [مرکب]۔

[5] زرد : تین بار [مرکب: ایک بار]۔

	(۳) دیکھیے: رنگِ زرد۔		
زردی[۱] رسیدہ:	خوں در جگر نہفتہ بہ زردی رسیدہ ہوں	خود آشیانِ طائرِ رنگِ پریدہ ہوں	ص۶۱
زرہ[۲]:	بیباک ہوں از بس کہ بہ بازارِ محبت	سمجھا ہوں زرہ جوہرِ شمشیر عسس کو	ص۳۵۰
زشت[۳] اعمالی:	دیکھیے: شرمِ زشت اعمالی۔		
زشت رویوں:	مدعی میری صفائے دل سے ہوتا ہے خجل	ہے تماشا، زشت رویوں کا عتاب آئینے پر	ص۳۰
زشتی[۴]:	دیکھیے: تمیزِ زشتی و نیکی۔		
زعفران[۵]:	دیکھیے: چمنِ زعفراں۔		
زعفرانی:	دیکھیے: ترکِ لباسِ زعفرانی۔		
زعم[۶]:	دل و جگر میں پرافشاں جو ایک موجۂ خوں ہے	ہم اپنے زعم میں سمجھے ہوئے تھے اُس کو دم آگے	ص۲۲۸
زعمِ جنوں:	انھیں سوال پہ زعمِ جنوں ہے، کیوں لڑیے!	ہمیں جواب سے قطعِ نظر ہے، کیا کہیے!	ص۲۲۷
زکوٰۃِ[۷] حسن:	زکوٰۃِ حسن دے اے جلوۂ بینش! کہ مہر آسا	چراغِ خانۂ درویش ہو کاسہ گدائی کا	ص۱۳۶
زلف[۸]:	(۱) کس کا دل زلف سے بھاگا؟ کہ اسدؔ!	دستِ شانہ بہ قفا باندھتے ہیں	ص۵۸
	(۲) زلف سے شب درمیاں دادن نہیں ممکن، دریغ!	ورنہ صد محشر بہ رہنِ جلوۂ رخسار ہے	ص۸۳
	(۳) رچ گیا جوشِ صفائے زلف کا اعضا میں عکس	ہے نزاکت جلوہ اے ظالم! سیہ فامی تری	ص۹۳
	(۴) حکمِ ناطق لکھا گیا کہ لکھیں	خال کو دانہ اور زلف کو دام	ص۱۳۸
	(۵) قید میں ہے ترے وحشی کو وہی زلف کی یاد	ہاں، کچھ اک رنجِ گراں باریِ زنجیر بھی تھا	ص۱۵۸
	(۶) منہ نہ کھلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہیں	زلف سے بڑھ کر نقاب اُس شوخ کے منہ پر کھلا	ص۱۹۱
	(۷) آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہوتے تک	کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہوتے تک!	ص۱۷۵

---

۱ زردی : ایک بار [مرکب]۔
۲ زرہ : ایک بار۔
۳ زشت : دو بار [مرکب]۔
۴ زشتی : ایک بار [مرکب]۔
۵ زعفران : ایک بار [مرکب]۔
زعفرانی : ایک بار [مرکب]۔
۶ زعم : دو بار [مرکب]۔
۷ زکوٰۃ : ایک بار [مرکب]۔
۸ زلف : پچپن بار [گیارہ بار، مرکب چوالیس بار]۔
زلفی : ایک بار۔

(۸) خطِ عارض سے لکھا ہے زلف کو الفت نے عہد — یک قلم منظور ہے جو کچھ پریشانی کرے — ص ۲۱۱

(۹) ہو رہا ہے جہان میں اندھیر — زلف کی پھر سرشتہ داری ہے — ص ۲۲۳

(۱۰) یہاں تلک میری گرفتاری سے وہ خوش ہے کہ میں — زلف گر بن جاؤں تو شانے میں اُلجھا دے مجھے — ص ۲۲۵

(۱۱) زلف، تحریرِ پریشانِ تقاضا ہے مگر — شانہ ساں مو بہ زباں خامۂ مانی مانگے — ص ۷۸

دیکھیے:—(۱۲) افسانۂ زلفِ یار۔ (۱۳) جورِ زلف۔ (۱۴) جوششِ سودائے زلفِ یار۔ (۱۵) حضرتِ زلف۔ (۱۶) حلقہ ہائے زلف۔ (۱۷) خانہ زادِ زلف۔ (۱۸) خیالِ زلف۔ (۱۹) ستم نسبتِ زلف۔ (۲۰) شُعلستانِ زلف۔ (۲۱) سودائے زلف۔ (۲۲) سودائے خیالِ زلف۔ (۲۳) شامِ خیالِ زلف۔ (۲۴) شانہ کشِ زلف۔ (۲۵) گرفتارِ سرِ زلف۔ (۲۶) موئے خمِ زلف۔ (۲۷) ہر تارِ زلف۔ (۲۸) ہر یک موئے زلف۔

زلفِ الہام: دیکھیے: شانۂ زلفِ الہام۔

زلفِ پُرشکن: دیکھیے: تابِ زلفِ پُرشکن۔

زلفِ پری: زلفِ پری بہ سلسلۂ آرزو رسا — یک عمر دامنِ دلِ دیوانہ کھینچیے — ص ۱۰۵

زلفِ تمنا: نہ کھینچ اے دستِ سعیِ نارسا! زلفِ تمنا کو — پریشاں تر ہے موئے خامہ سے تدبیر مانی کی — ص ۷۷

زلفِ خم بہ خم: کہتے تو شب کہیں، کاٹے تو سانپ کہلاوے — کوئی بتاؤ کہ وہ زلفِ خم بہ خم کیا ہے؟ — ص ۲۱۱

زلفِ خیال: زلفِ خیال نازک و اظہار بے قرار — یارب! بیانِ شانہ کشِ گفتگو نہ ہو — ص ۹۸

زلفِ دل آویز: یک جانب اے اسد آہِ فرقت کا بیم ہے — دامِ ہوس ہے زلفِ دل آویز یک طرف — ص ۳۹

زلفِ دوتا: دیکھیے: خمِ زلفِ دوتا۔

زلفِ رسا: دستِ رنگیں سے جو رُخ پردا کرے زلفِ رسا — شاخِ گل میں ہو نہاں جوں شانہ در شمشادِ گل — ص ۵۲

زلفِ سیاہ: (۱) رخسارِ یار کی جو کھلی جلوہ گستری — زلفِ سیاہ بھی شبِ مہتاب ہو گئی — ص ۹۱

(۲) مانگے ہے پھر کسی کو لبِ بام پر ہوس — زلفِ سیاہ رُخ پہ پریشاں کیے ہوئے — ص ۲۲۶

زلفِ سیہ: زلفِ سیہ افعی، نظرِ بد قلمی ہے — ہر چند خطِ سبز و زمرد رقمی ہے — ص ۱۰۶

زلفِ سیہ شیریں: دیکھیے: کشتۂ افعیِ زلفِ سیہ شیریں۔

زلفِ عنبر بار: دیکھیے: صحبتِ زلفِ عنبر بار و دوست۔

زلفِ مشکیں: (۱) ابھی آتی ہے بو بالش سے اُس کی زلفِ مشکیں کی ہماری دید کو خوابِ زلیخا عارِ بستر ہے ص۲۴۳

دیکھیے ـــــ: (۲) بوئے زلفِ مشکیں۔ (۳) غبار زمیں خیز زلفِ مشکیں۔ (۴) یادِ زلفِ مشکیں۔

زلفِ معشوق کشش: زلفِ معشوق کشش سلسلۂ وحشتِ ناز دلِ عاشق شکن آموزِ خمِ طرۂ یار ص۷

زلفِ مہ فشاں: یہ زلفِ مہ فشاں رہتی ہے شب بیدار ظاہر ہے زبانِ شانہ سے تعبیرِ صد خوابِ پریشاں کی ص۴۵۲

زلفِ ناز: دیکھیے: پرِ پروازِ زلفِ ناز۔

زلف و رخِ عرق فشاں: شبِ زلف و رخِ عرق فشاں کا غم تھا کیا شرح کروں کہ طرفہ تر عالم تھا ص۴۵۲

زلفِ یار: (۱) شکستِ رنگ کی لائی سحر شبِ سنبل پہ زلفِ یار کا افسانہ ناتمام رہا ص۳۰

(۲) ہر عضو غم سے ہے شکن آسا شکستہ دل جوں زلفِ یار ہوں میں سراپا شکستہ دل ص۵۱

(۳) اسدؔ نے کثرتِ دل ہائے خلق سے جانا کہ زلفِ یار ہے مجموعۂ پریشانی ص۹۶

(۴) بہ ہر ادا نقش یکِ دل صد چاک عرض کر گر زلفِ یار کچھ نہ سکے، شانہ کھینچیے ص۱۰۵

زلفیں: نیند اس کی ہے دماغ اس کا ہے راتیں اس کی ہیں تیری زلفیں جس کے بازو پر پریشاں ہو گئیں ص۱۹۱

زلیخا[1]: (۱) تھا خواب میں کیا جلوہ پرستارِ زلیخا؟ ہے بالشِ دل سوختگاں میں پرِ طاؤس ص۴۶

(۲) تکلف برطرف، ذوقِ زلیخا جمع کر ورنہ پریشاں خواب آغوشِ وداعِ یوسفستاں ہے ص۸۱

(۳) محبت طرز پیوند نہالِ دوستی جانے دویدن ریشہ ساں مفتِ رگِ خوابِ زلیخا ہے ص۸۳

(۴) عزیزو! ذکرِ وصلِ غیر سے مجھ کو نہ بہلاؤ کہ یاں افسونِ خواب افسانۂ خوابِ زلیخا ہے ص۸۳

(۵) سب رقیبوں سے ہوں ناخوش، پر زنانِ مصر سے ہے زلیخا خوش کہ محوِ ماہِ کنعاں ہو گئیں ص۱۹۱

(۶) ابھی آتی ہے بو بالش سے اُس کی زلفِ مشکیں کی ہماری دید کو خوابِ زلیخا عارِ بستر ہے ص۲۴۳

(۷) کرے کیا سازِ بینش وہ شہیدِ دردِ آگاہی جسے موئے دماغِ بے خودی خوابِ زلیخا ہو ص۶۷

(۸) دیکھتا ہوں اُسے، تھی جس کی تمنا مجھ کو آج بیداری میں ہے خوابِ زلیخا مجھ کو ص۳۰۱

زلیخائی: وقت ہے گر بلبلِ مسکیں زلیخائی کرے یوسفِ گل جلوہ فرما ہے بہ بازارِ چمن ص۵۹

---

[1] زلیخا : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔ زلیخائی : ایک بار۔

زمامِ[1] ناقہ: زمامِ ناقہ کف اُس کے میں ہے کہ اہلِ یقیں — پس از حُسین علی پیشوا کہیں اُس کو ص ۲۸۵

زماں[2]: دیکھیے: خوبیِ اوضاعِ ابنائے زماں۔

زمانہ[3]: (۱) زمانہ سخت کم آزار ہے بہ جانِ اسدؔ — وگرنہ ہم تو توقع زیادہ رکھتے ہیں ص ۱۸۲

(۲) یارب! زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لیے؟ — لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرّر نہیں ہوں میں ص ۱۹۰

(۳) زمانہ عہد میں اُس کے، ہے محوِ آرائش — بنیں گے اَور ستارے اب آسماں کے لیے ص ۲۳۶

(۴) ہوئی اس دَور میں منسوب مجھ سے بادہ آشامی — پھر آیا وہ زمانہ جو جہاں میں جامِ جم نکلے ص ۲۵۰

(۵) یہ کون کہوے ہے آباد کر ہمیں؛ لیکن — کبھی زمانہ مرادِ دلِ خراب تو دے ص ۳۲۰

(۶) طلسمِ آفرینش: حلقۂ یک بزمِ ماتم ہے — زمانے کے شبِ یلدا سے، موئے سر پریشاں ہیں ص ۶۲

(۷) آج مجھ سا نہیں زمانے میں — شاعرِ نغز گوئے، خوش گفتار ص ۱۲۶

(۸) دکھاؤں گا تماشا، دی اگر فرصت زمانے نے — مرا ہر داغِ دل اک تخم ہے سروِ چراغاں کا ص ۱۵۶

(۹) ریختے کے تمھیں اُستاد نہیں ہو غالبؔ! — کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا ص ۱۵۹

(۱۰) فنا تعلیمِ درسِ بےخودی ہوں اُس زمانے سے — کہ مجنوں "لام الف" لکھتا تھا دیوارِ دبستاں پر ص ۱۶۷

(۱۱) نہ کہہ کسی سے کہ غالبؔ! نہیں زمانے میں — حریفِ رازِ محبت مگر در و دیوار ص ۱۶۷

(۱۲) قیامت ہے کہ سُن لیلیٰ کا دشتِ قیس میں آنا — تعجب سے وہ بولا: یوں بھی ہوتا ہے زمانے میں؟ ص ۱۸۰

(۱۳) مارا زمانے نے اسداللہ خاں! تمھیں — وہ ولولے کہاں؟ وہ جوانی کدھر گئی؟ ص ۲۳۳

(۱۴) تھے ظہوریؔ و عرفیؔ و طالبؔ — اپنے اپنے زمانے میں غالبؔ ص ۲۶۷

(۱۵) کشادہ رخ نہ پھرے کیونکے اِس زمانے میں — بجی نہ از پئے بندِ نقاب یار گرہ ص ۲۷۹

دیکھیے ــــــ: (۱۶) اک زمانہ۔ (۱۷) غمِ زمانہ۔ (۱۸) فضائے زمانہ۔ (۱۹) گرفتارِ الم ہائے زمانہ ۰ (۲۰) نیرنگِ زمانہ۔

زمانۂ جوانی: مجھے اُس سے کیا توقع بہ زمانۂ جوانی — کبھی کودکی میں جس نے نہ سُنی مری کہانی ص ۲۰۷

---

[1] زمام : ایک بار [مرکب]۔

[2] زماں : ایک بار [مرکب]۔

[3] زمانہ : اکیس بار [مفرد: پندرہ بار، مرکب: چھے بار]۔

زمرد:[1] (۱) سبزۂ خط سے ترا کاکلِ سرکش نہ دبا — یہ زمرد بھی حریفِ دمِ افعی نہ ہوا ص ۱۲۲

دیکھیے ــــــ: (۲) لعل وزمرد وزروگوہر۔ (۳)، (۴) جامِ زمرد [دوبار]۔ (۵) سنگِ زمرد۔

زمرد رقمی: زلف سیہ افعی، نظرِ بد قلمی ہے — ہر چند خطِ سبز و زمرد رقمی ہے ص ۱۰۷

زمرہ:[2] اہلِ ورع کے حلقے میں ہر چند ہوں ذلیل — پر عاصیوں کے زمرے میں میں برگزیدہ ہوں ص ۳۰۰

زم زم:[3] (۱) رات پی زم زم پہ مے اور صبح دم — دھوئے دھبے جامۂ احرام کے ص ۲۵۰

(۲) زم زم ہی پہ چھوڑو، مجھے کیا طوفِ حرم سے — آلودہ بہ مے جامۂ احرام بہت ہے ص ۲۲۵

زمزمہ ساز:[4] دیکھیے: دل ور دمید زمزمہ ساز۔

زمزمۂ الاماں: دیکھیے: پردہ سنج زمزمۂ الاماں۔

زمزمۂ اہلِ جہاں: دیکھیے: سامع زمزمۂ اہلِ جہاں۔

زمزمۂ قم: اے زمزمۂ قم! لبِ عیسیٰ پہ فغاں ہو — اے ماتمیانِ شہِ مظلوم! کہاں ہو؟ ص ۲۸۳

زمزمۂ مدحتِ شاہ: لعل سی کی ہے پئے زمزمۂ نعتِ نبی — جام سے تیرے عیاں بادۂ جوشِ اسرار ص ۳۳

زمہریر:[5] دیکھیے: بادِ زمہریر۔

زمیں:[6] (۱) جائے حیرت ہے کہ گلبازیِ اندیشۂ شوق — اس زمیں میں نہ کرے سبز قلم کی رفتار ص ۳

(۲) رہِ خوابیدہ، تھی گردن کشِ یک درسِ آگاہی — زمیں کو سیلیِ اُستاد ہے نقشِ قدم میرا ص ۱۶

(۳) لے زمیں سے آسماں تک فرش تھیں بیتابیاں — شوخیِ بارش سے مہ فوارۂ سیماب تھا ص ۱۵

(۴) زمیں کو صفحۂ گلشن بنایا خوں چکانی نے — چمن بالیدنی ہا از رمِ نخچیر ہے پیدا ص ۳۰

(۵) آنکھیں پتھرائی ہیں، نامحسوس ہے تارِ نگاہ — ہے زمیں ازبس کہ تنگیں، جادہ بھی پیدا نہیں ص ۶۵

(۶) یہ مستی ہے اہلِ خاک کو ابرِ بہاری سے — زمیں جوشِ طرب سے جامِ لبریزِ سفالی ہے ص ۷۹

(۷) دل سراپا وقفِ سودائے نگاہِ تیز ہے — یہ زمیں مثلِ نیستاں سخت ناوک خیز ہے ص ۸۵

---

[1] زمرد : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔
زمرد رقمی : ایک بار۔

[2] زمرہ : ایک بار۔

[3] زم زم : دو بار۔

[4] زمزمہ : چھے بار [مرکب]۔

[5] زمہریر : ایک بار [مرکب]۔

[6] زمیں : تینتیس بار [مفرد: سترہ بار، مرکب: سولہ بار]۔
زمیں گیراں : چھے بار [مرکب]۔

(۸) فرش سے تا عرش وھاں طوفاں تھا موجِ رنگ کا — یھاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا — ص ۱۳۵

(۹) وحشت پہ میری عرصۂ آفاق تنگ تھا — دریا، زمین کو عرقِ انفعال ہے — ص ۲۰۵

(۱۰) کہ زمیں ہوگئی ہے سر تا سر — روکشِ سطحِ چرخِ مینائی — ص ۲۵۱

(۱۱) زمیں پہ ایسا تماشا ہوا برات کی رات — کہ آسماں پہ کواکب بنے تماشائی

(۱۲) زمیں سے سودۂ گوہر اُٹھے بجائے غبار — جہاں ہو توسنِ حشمت کا اُس کے جولاں گاہ — ص ۲۷۷

(۱۳) کو تیزیِ رفتار کہ صحرا سے زمیں کو — جوں قمریِ بسمل تپش آہنگ نکالوں — ص ۹۰

(۱۴) یھاں زمیں پر نظر جہاں تک جائے — ژالہ آسا بچھے ہیں دُرِّ ثمیں — ص ۲۸۰

(۱۵) موکبِ خاص یوں زمیں پر تھا — جس طرح ہے سپہر پر پرویں — ص ۲۸۱

(۱۶) ہے اصلِ تخمِ ہند سے اور اس زمین سے — پھیلا ہے سب جہان میں یہ میوہ دور دور — ص ۲۹۳

(۱۷) نصیبِ تیرہ، بلا گردشِ آفریں ہے اسدؔ! — زمیں سے ہوتے ہیں صد دامنِ آسماں پیدا — ص ۳۳۶

دیکھیے ـــــــ: (۱۸)، (۱۹) چرخ و زمیں [دوبار]۔ (۲) خم شدۂ ناز زمیں۔ (۲۱)، (۲۲) روے زمیں [دوبار]۔ (۲۳)، (۲۴) ریشۂ زیرِ زمیں [دوبار]۔ (۲۵) سرِ شکِ برزمیں اُفتادہ۔ (۲۶) سوگِ زمیں۔ (۲۷) گروۂ تصویرِ زمیں۔ (۲۸) نافِ زمیں۔ (۲۹) یک ذرۂ زمیں۔

زمیں بوسِ قدم: دیکھیے: آہنگِ زمیں بوسِ قدم۔

زمیں تا آسماں: ہے وہی بدمستیِ ہر ذرہ کا خود عذر خواہ — جس کے جلوے میں زمیں تا آسماں سرشار ہے — ص ۲۱۲

زمیں خیزِ زلفِ مشکیں: دیکھیے: غبارِ زمیں خیزِ زلفِ مشکیں۔

زمینِ روشمر: دیکھیے: پیمایشِ زمینِ روشمر۔

زمیں گیراں: دیکھیے: تسلیمِ زمیں گیراں۔

زن[1]: دیکھیے پیرزن۔

زنانِ مصر: سب رقیبوں سے ہوں ناخوش، پر زنانِ مصر سے — ہے زلیخا خوش کہ محوِ ماہِ کنعاں ہوگئیں — ص ۱۹۱

زُنّار[2]: (۱) بہ ہواے چمن جلوہ ہے طاؤس پرست — باندھے ہے پیرِ فلک موجِ شفق سے زنّار — ص ۳

---

[1] زن : ایک بار [مرکب]۔ زنان : ایک بار [مرکب]۔ [2] زُنّار : چودہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: نو بار]۔

(۲) سبحہ گرداں ہے اُسی کے کفِ اُمید کا ابر — نیم سے جس کے صبا توڑے ہے صد جا زنّار — ص۴

(۳) زنّار باندھ، سبحۂ صد دانہ توڑ ڈال — رہ رو چلے ہے راہ کو ہموار دیکھ کر — ص۱۶۹

(۴) بن گیا سبحہ وہ زنّار، خدا خیر کرے! — وہ جو نازک ہے کمر اُس پہ بہت دل آئے — ص۳۱۲

(۵) دیوانگی سے دوش پہ زنّار بھی نہیں — یعنی ہمارے جیب میں اک تار بھی نہیں — ص۱۸۳

دیکھیے ـــــ: (۶) آغوشِ خمِ حلقۂ زنّار۔ (۷) رشتۂ زنّار۔ (۸) سبحہ و زنّار۔ (۹) کوچۂ زنّار۔

زنّارِ رگِ سنگ: بت کدہ بہرِ پرستش گریِ قبلۂ ناز — باندھے زنّارِ رگِ سنگ میانِ کہسار — ص۴

زُنّارِ سلیمانی: شبنم آسا کو مجالِ سبحہ گردانی مجھے — ہے شعاعِ مہر زُنّارِ سلیمانی مجھے — ص۸۶

زُنّارِ مینا: (۱) ہم بالیدنِ سنگ و گلِ صحرا یہ چاہے ہے — کہ تارِ جادہ بھی کہسار کو زُنّارِ مینا ہو — ص۶۷

(۲) تغافل مشربی سے ناتمامی بس کہ پیدا ہے — نگاہِ ناز چشمِ یار میں زُنّارِ مینا ہے — ص۸۳

زُنّارِ واگسستہ: یہاں آب و دانہ موسمِ گل میں حرام ہے — زُنّارِ واگسستہ ہے موجِ صبا مجھے — ص۷۹

زنبور[۱]: دیکھیے ـــــ: (۱) پردۂ زنبور۔ (۲) نشترِ زنبور۔

زنبورِ عسل: دیکھیے: نیشِ زنبورِ عسل۔

زنبیل[۲]: ز معنی سے مرا صفحہ: لقا کی داڑھی — غمِ گیتی سے مرا سینہ: عمر کی زنبیل — ص۱۲۳

زنجیر[۳]: (۱) فکرِ نالہ میں گویا حلقہ ہوں زِ سر تا پا — عضو عضو، جوں زنجیر یک دلِ صدا پایا — ص۱۳

(۲) اسدؔ! بہرِ اشک ہے یک حلقہ بر زنجیر افزودن — بہ بندِ گریہ ہے نقشِ بر آبِ اُمید رستن ہا — ص۲۳

(۳) بجز دیوانگی، ہوتا نہ انجامِ خود آرائی — اگر پیدا نہ کرتا آئنہ زنجیر جوہر کی — ص۷۷

(۴) زنجیر یاد پڑتی ہے جادے کو دیکھ کر — اُس چشم سے ہنوز نگہ یادگار ہے — ص۹۰

(۵) ذوقِ خودداری خرابِ وحشتِ تسخیر ہے — آئنہ خانہ مری تمثال کو زنجیر ہے — ص۹۵

(۶) جنونِ رسوائیِ وارستگی، زنجیر بہتر ہے — بقدرِ مصلحت دل بستگی، تدبیر بہتر ہے — ص۱۰۸

(۷) بس کہ ہوں غالبؔ! اسیری میں بھی آتش زیرِ پا — موئے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا — ص۱۳۲

---

۱ زنبور : تین بار [مرکب]۔

۲ زنبیل : ایک بار۔

۳ زنجیر : چھتیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: پچیس بار]۔ زنجیری : تین بار [مرکب]۔ زنجیریں : ایک بار۔

(۸) خانہ زادِ زلف ہیں، زنجیر سے بھاگیں گے کیوں! ہیں گرفتارِ وفا، زنداں سے گھبراویں گے کیا! ص۱۵۵

(۹) مانعِ دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں ایک چکّر ہے، مرے پانو میں زنجیر نہیں ص۱۸۲

(۱۰) ہوا چرچا جو میرے پانو کی زنجیر بننے کا کیا بیتاب کاں میں جنبشِ جوہر نے آہن کو ص۱۹۸

(۱۱) کشاکش ہاے ہستی سے کرے کیا سعیِ آزادی ہوئی زنجیر موجِ آب کو فرصت روانی کی ص۲۰۶

(۱۲) گھستے گھستے پانو میں زنجیر آدھی رہ گئی مر گئے پر قبر کی تعمیر آدھی رہ گئی ص۲۸۸

دیکھیے ـــــــ: (۱۳) بنائے خانۂ زنجیر۔ (۱۴)، (۱۵) پاے بہ زنجیر [دوبار]۔ (۱۶) چشمِ زنجیر۔ (۱۷)، (۱۸)، (۱۹) حلقۂ زنجیر [دوبار]۔ (۲۰) رنجِ گراں باریِ زنجیر۔ (۲۱) متاعِ خانۂ زنجیر۔ (۲۲) نالۂ زنجیر۔ (۲۳) نگینِ خانۂ زنجیر۔ (۲۴) ہر حلقۂ زنجیر۔ (۲۵) یک حلقۂ زنجیر۔

زنجیر بہ پا: جس دن سے کہ ہم غم زدہ زنجیر بہ پا ہیں کپڑوں میں جوئیں بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں ص۲۹۸

زنجیر بے صدا: فکرِ سخن یک انشا زندانیِ خموشی دودِ چراغ گویا زنجیرِ بے صدا ہے ص۹۳

زنجیر پا: جوں جادہ سر بہ کوے تمناے بے دلی زنجیرِ پا ہے رشتۂ حبّ الوطن ہنوز ص۴۲

زنجیر پریشاں: نے کوچۂ رُسوائی و زنجیرِ پریشاں اے نالہ! میں کس پردے میں آہنگ نکالوں ص۶۰

زنجیر پشیمانی: بیگانگیِ خوہا، موجِ رمِ آہوہا دامِ گلۂ اُلفت زنجیرِ پشیمانی ص۱۰۹

زنجیر رسوائی: (۱) بے دماغی حیلہ جوے ترکِ تنہائی نہیں ورنہ کیا موجِ نفس زنجیرِ رسوائی نہیں؟ ص۶۵

(۲) دہانِ ہر بُتِ پیغارہ جو زنجیرِ رسوائی عدم تک بے وفا! چرچا ہے تیری بے وفائی کا ص۱۳۶

زنجیر رمِ آہو: دیکھیے: پا بہ زنجیر آہو۔

زنجیر مجنوں: دیکھیے: نالۂ زنجیر مجنوں۔

زنجیر نقشِ پا: دیوانگی ہے تجھ کو درسِ خرام دینا موجِ بہار یکسر زنجیرِ نقشِ پا ہے ص۹۳

زنجیریِ بے ربطیِ دل: فہم، زنجیریِ بے ربطیِ دل ہے یارب! کس زباں میں ہے لقبِ 'خوابِ پریشاں' میرا؟ ص۲۱

زنجیریِ دودِ سپند: جنوں گرمِ انتظار و نالہ بیتابی کمند آیا سویدا تا بہ لب زنجیریِ دودِ سپند آیا ص۱۱

زنجیریِ صد حلقۂ بیرونِ در: زاہد کہ جنوں سبحۂ تحقیق ہے، یارب! زنجیریِ صد حلقۂ بیرونِ در آوے ص۱۱۳

زنجیریں: ہوئی ہیں آبِ شرم کوشش بجاے تدبیریں عرق ریزِ تپش ہیں موج کے مانند زنجیریں ص۹۳

زنداں:[1] (۱) یہ نقشِ ظاہری رنگِ کمالِ طبع پنہاں ہے ‏— کہ بہرِ مدعائے دل زبانِ لال زنداں ہے ‏ص۸۰

(۲) شرحِ اسبابِ گرفتاریِ خاطر مت پوچھ ‏— اس قدر تنگ ہوا دل کہ میں زنداں سمجھا ‏ص۱۴۷

(۳) احباب چارہ سازیِ وحشت نہ کر سکے ‏— زنداں میں بھی خیال بیاباں نورد تھا ‏ص۱۵۵

(۴) خانہ زادِ زلف ہیں، زنجیر سے بھاگیں گے کیوں! ‏— ہیں گرفتارِ وفا، زنداں سے گھبراویں گے کیا! ‏ص۱۵۵

(۵) جنوز اک پرتوِ نقشِ خیالِ یار باقی ہے ‏— دلِ افسردہ گویا حجرہ ہے یوسف کے زنداں کا ‏ص۱۵۷

(۶) نہ چھوڑی حضرتِ یوسف نے یہاں بھی خانہ آرائی ‏— سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر ‏ص۱۹۷

(۷) چوک جس کو کہیں، وہ مقتل ہے ‏— گھر، بنا ہے نمونہ زنداں کا ‏ص۲۱۰

(۸) دیکھیے: روزنِ زنداں۔

زندانِ بیتابی: عدم ہے خیر خواہِ جلوہ کو زندانِ بیتابی ‏— خرامِ ناز برقِ خرمنِ سعیِ سپند آیا ‏ص۱۳

زندانِ تحمل: زندانِ تحمل میں مہمانِ تغافل ہیں ‏— بے فائدہ یاروں کو فرقِ غم و شادی ہے ‏ص۱۱۵

زنداں خانہ: دائم الحبس اس میں ہیں لاکھوں تمنائیں اسدؔ! ‏— جانتے ہیں سینۂ پرخوں کو زنداں خانہ ہم ‏ص۱۶۷

زندانِ خموشی: رہنے دو گرفتار بہ زندانِ خموشی ‏— چھیڑو نہ مجھ افسردۂ دُزدیدہ نفَس کو ‏ص۲۵۰

زندانِ غم: دیکھیے: تاریکیِ زندانِ غم۔

زندانیِ تاثیرِ اُلفت ہائے خوباں: اسدؔ! زندانیِ تاثیرِ اُلفت ہائے خوباں ہوں ‏— خمِ دستِ نوازش ہو گیا ہے طوق گردن میں ‏ص۱۸۱

زندانیِ خموشی: فکرِ سخن یک انشا زندانیِ خموشی ‏— دودِ چراغ گویا زنجیرِ بے صدا ہے ‏ص۹۳

زندانیوں: یارب! اس آشفتگی کی داد کس سے چاہیے؟ ‏— رشک آسائش پہ ہے زندانیوں کی اب مجھے ‏ص۲۱۳

زندگانی:[2] (۱) زندگانی نہیں بیش از نفَسِ چند اسدؔ! ‏— غفلت آرائیِ یاراں پہ ہیں خنداں گل و صبح ‏ص۲۷

(۲) زندگانی پہ اعتماد غلط ‏— ہے کہاں قیصر اور کہاں فغفور؟ ‏ص۳۲

(۳) یک نفَس ہر یک نفَس جاتا ہے قسطِ عمر میں ‏— حیف ہے اُن کو جو سمجھیں زندگانی مفت ہے ‏ص۱۱۳

---

[1] زنداں : بارہ بار [مفرد: سات بار، مرکب: پانچ بار]۔
زندانی : دو بار [مرکب]۔
زندانیوں : ایک بار۔
زنداں خانہ : ایک بار۔

[2] زندگانی : دس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: چار بار]۔
زندگانیہا : ایک بار [مرکب]۔

(۴) جنوں تہمت کشِ تسکیں نہ ہو گر شادمانی کی — نمک پاشِ خراشِ دل ہے لذّت زندگانی کی ص۲۰۶

(۵) یوں ہی دُکھ کسی کو دینا نہیں خوب، ورنہ کہتا — کہ مرے عدو کو یارب! ملے میری زندگانی ص۲۰۷

(۶) کوئی دن گر زندگانی اور ہے — اپنے جی میں ہم نے ٹھانی اور ہے ص۲۳۷

دیکھیے——:(۷) بقدرِ زندگانی۔(۸) پیمانۂ صدزندگانی۔(۹) عزاے زندگانی۔

زندگانیِ شمع: دیکھیے: آبِ زندگانیِ شمع۔

زندگانی ہا: دیکھیے: متاعِ زندگانی ہا۔

زندگی[۱]: (۱) زندگی یوں بھی گزر ہی جاتی — کیوں ترا راہ گزر یاد آیا! ص۱۵۴

(۲) میری تنخواہ کیجے ماہ بہ ماہ — تا نہ ہو مجھ کو زندگی دشوار ص۱۳۷

(۳) تھا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا — اُڑنے سے پیش تر بھی مرا رنگ زرد تھا ص۱۵۴

(۴) دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں — خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہیں ہوں میں ص۱۹۰

(۵)،(۶) مجھ سے مت کہ: تو ہمیں کہتا تھا اپنی زندگی — زندگی سے بھی مرا جی اِن دنوں بیزار ہے ص۲۱۲

(۷) زندگی میں تو وہ محفل سے اُٹھا دیتے تھے — دیکھوں اب مر گئے پر کون اُٹھاتا ہے مجھے ص۲۱۹

(۸) بیضہ آسا ننگ بال و پر ہے یہ کنجِ قفس — از سرِ نو زندگی ہو گر رہا ہو جایئے ص۲۱۶

(۹) پھر اُسی بے وفا پہ مرتے ہیں — پھر وہی زندگی ہماری ہے ص۲۲۳

(۱۰) دی مرے بھائی کو حق نے از سرِ نو زندگی — میرزا یوسف، ہے غالبؔ! یوسفِ ثانی مجھے ص۲۳۲

(۱۱) زندگی اپنی جب اس شکل سے گزری غالبؔ! — ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے ص۲۳۳

(۱۲) خوشی جینے کی کیا، مرنے کا غم کیا — ہماری زندگی کیا اور ہم کیا ص۲۴۳

(۱۳) زندگی میں بھی رہا ذوقِ فنا کا مارا — نشہ بخشا غضب اس ساغرِ خالی نے مجھے ص۳۲۰

(۱۴) زندگی کے ہوئے ناگہ نفَس چند تمام — کوچۂ یار جو مجھ سے قدم چند رہا ص۳۲۶

دیکھیے——:(۱۵) آب و ہواے زندگی۔(۱۶) تختی ہاے قیدِ زندگی۔(۱۷) مُفتِ زندگی۔

زندگی افزا: اے ترا لطف: زندگی افزا — اے ترا عہد: فرّخی فرجام ص۱۳۷

---

[۱] زندگی : اُنیس بار [مفرد: چودہ بار، مرکب: پانچ بار]۔

زندگیِ زہد بے چارہ: گو زندگیِ زہد بے چارہ عبث ہے — اِتنا ہے کہ رہتی تو ہے تدبیر وضو کی ص۱۱۶

زندہ[۱]: (۱) وہ زندہ ہم ہیں کہ ہیں روشناسِ خلق اے خضر! — نہ تم، کہ چور بنے عمرِ جاوداں کے لیے ص۲۳۶

(۲) ہے دُعا بھی یہی کہ دُنیا میں — تم رہو زندہ جاوداں، آمین! ص۲۸۱

زندہ دارِ انتظارستاں: دیکھیے: شبِ زندہ دارِ انتظارستاں۔

زندۂ شوقِ شعر: زندۂ شوقِ شعر کو ایک، چراغِ انجمن — کشتۂ ذوقِ شعر کو شمعِ سرِ مزار، ایک ص۲۹۶

زنگ[۲]: دیکھیے ——— : (۱) اسیرِ زنگ۔ (۲) سامانِ زنگ۔

زنگ آلودہ: دیکھیے: قفلِ زنگ آلودہ۔ — بے نامہ بر کو اُس سے دعوائے ہم کلامی ص۴۷

زنگ بستن: ہوا نے ابر سے کی موسمِ گل میں نمد بافی — کہ تھا آئینۂ خور پر تصورِ زنگ بستن کا ص۲۷

زنگ بستہ: ہجومِ ضبطِ فغاں سے مری زبانِ خموش — بہ زنگ بستۂ زہرابِ دادہ پیکاں ہے ص۱۰۲

زنگار[۳]: (۱) لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی — چمن زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا ص۱۳۸

(۲) کیا بدگماں ہے مجھ سے! کہ آئینے میں مرے — طوطی کا عکس سمجھے ہے زنگار دیکھ کر ص۱۹۹

(۳) دیکھیے: مرہمِ زنگار۔

زنگار خوردہ آئنہ: کلفت: طلسمِ جلوۂ کیفیتِ دگر — زنگار خوردہ آئنہ یک برگِ تاک ہے ص۱۱۰

زنگارِ رُخِ آئنۂ حُسنِ یقیں: عشق: بے ربطیِ شیرازۂ اجزائے حواس — وصل: زنگارِ رُخِ آئنۂ حُسنِ یقیں ص۳۳۲

زنگی[۴]: (۱) اسدؔ! تاثیرِ صافی ہائے حیرت جلوہ پرور ہو — گر آبِ چشمۂ آئینہ دھووے عکسِ زنگی کا ص۲۶

(۲) دیکھیے: خالِ رُخِ زنگی۔

زنہار[۵]: (۱) رندانِ درِ مے کدہ گستاخ ہیں زاہد! — زنہار نہ ہونا طرف ان بے ادبوں سے! ص۲۰۱

(۲) اے تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل! — زنہار! اگر تمھیں ہوسِ نائے و نوش ہے ص۲۳۰

(۳) یارانِ رسول یعنی اصحابِ کبار — ہیں گرچہ بہت، خلیفہ اُن میں ہیں چار

---

[۱] زندہ : چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔

[۲] زنگ : پانچ بار [مرکب]۔

[۳] زنگار : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکب: تین بار]۔

[۴] زنگی : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

[۵] زنہار : پانچ بار [مرکب: دو بار]۔

اِن چار میں ایک سے ہو جس کو انکار　　غالبؔ! وہ مسلمان نہیں ہے زنہار　　ص۴۳۹

دیکھیے ـــــــ: (۴) پا اُفتادۂ زنہار۔ (۵) مسطرِ کشِ سطرِ زنہار۔

زوال[1]: گر ترے دل میں ہو خیال وصل میں شوق کا زوال　　موج محیطِ آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں　　ص۱۶۸

زوال آمادہ: ہیں زوال آمادہ اجزا آفرینش کے تمام　　مہرِ گردوں ہے چراغِ رہگذارِ باد یہاں　　ص۱۶۹

زُودازُود[2]: طے کرو راہِ شوق زودا زود　　آن پہنچی ہے منزلِ مقصود　　ص۲۶۷

زود[3] پشیماں: کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ　　ہائے! اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا　　ص۱۵۰

زُور[۱][4]: اِس عمل میں عیش کی لذت نہیں ملتی اسدؔ!　　زُور نسبت مے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک　　ص۲۹

زُور[۲][5]: (۱) نہ لڑ ناصح سے غالبؔ! کیا ہوا گر اُس نے شدّت کی　　ہمارا بھی تو آخر زُور چلتا ہے گریباں پر　　ص۱۶۷

(۲) عشق پر زور نہیں، ہے یہ وہ آتش غالبؔ!　　کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے　　ص۲۳۶

(۳) مقامِ شکر ہے اے ساکنانِ خطۂ خاک!　　رہا ہے زور سے ابرِ ستارہ بار برس　　ص۲۴۳

زُورِ بازو: زورِ بازو میں مانتے ہیں تجھے　　گیو و گودرز و بیزن و زہّام　　ص۱۳۷

زورق[6] خودداری: رکھ فکرِ سخن میں تو معذور مجھے غالبؔ!　　یہاں زورقِ خودداری طوفانیِ معنی ہے　　ص۱۱۵

زُہّاد[7]: دیکھیے: خرقۂ زُہّاد۔

زُہد[8]: (۱) زُہد گردیدن ہے گردِ خانہ ہائے منعماں　　دانۂ تسبیح سے میں مُہرہ در ششدر ہوا　　ص۲۰

(۲) کیا زُہد کو مانوں! کہ نہ ہو گرچہ ریائی　　پاداشِ عمل کی طمعِ خام بہت ہے　　ص۲۲۵

دیکھیے ـــــــ: (۳) ثوابِ طاعت و زُہد۔ (۴) دماغِ زُہد۔

زہر[9]: (۱) زہر ملتا ہی نہیں مجھ کو ستمگر! ورنہ　　کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکوں　　ص۱۸۶

---

۱ زوال : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
۲ زودازود : ایک بار [مرکب]۔
۳ زود : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
۴ زُور[۱] : ایک بار۔
۵ زور[۲] : چار بار [مرکب: ایک بار]۔
۶ زورق : ایک بار [مرکب]۔
۷ زُہّاد : ایک بار [مرکب]۔
۸ زُہد : چار بار [مرکب: دوبار]۔
۹ زہر : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکب: تین بار]۔

(۲) زہر لگتی ہے مجھے آب و ہوائے زندگی — یعنی تجھ سے تھی اسے ناسازگاری، ہائے ہائے! ص۲۰۳

(۳) مجھ کو وہ دو کہ جسے کھا کے نہ پانی مانگوں — زہر کچھ اور سہی، آبِ بقا اور سہی ص۳۱۱

زہرِ غم: (۱) زہر غم کر چکا تھا میرا کام — تجھ کو کس نے کہا کہ ہو بدنام ص۳۳۷

(۲) رگ و پے میں جب اُترے زہرِ غم تب دیکھیے کیا ہو — ابھی تو تلخیِ کام و دہن کی آزمائش ہے ص۲۲۵

زہرِ قاتل: عیادت ہائے طعن آلودِ یاراں زہرِ قاتل ہے — رفوئے زخم کرتی ہے بہ نوکِ نیشِ عقرب ہا ص۲۳

زہراب[1]: (۱) جاں، زہراب اس شدّت سے دو پیکانِ ناوک کو — کہ خطِ سبز تا پُشتِ لبِ سوفار ہو پیدا ص۳۱

(۲) جوہرِ تیغ بہ سرچشمۂ دیگر معلوم! — ہوں میں وہ سبزہ کہ زہراب اُگاتا ہے مجھے ص۲۱۹

زہراب دادہ: (۱) شمشیرِ صافِ یار جو زہراب دادہ ہو — وہ خطِ سبز ہے کہ بہ رُخسار سادہ ہو ص۳۰۱

دیکھیے ——— :(۲) بہ زارِ تیغ بہ زہراب دادہ۔ (۳) خنجرِ زہراب دادہ۔

زہراب دادہ پیکاں: ہجومِ ضبطِ فغاں سے مری زبانِ خموش — بہ زنگ بستۂ زہراب دادہ پیکاں ہے ص۱۰۲

زہرہ[2]: (۱) زہرہ گر ایسا ہی شامِ ہجر میں ہوتا ہے آب — پرتوِ مہتاب سیلِ خانماں ہوجائے گا ص۱۵۰

(۲) گھر سے بازار میں نکلتے ہوئے — زہرہ ہوتا ہے آب انساں کا ص۲۶۰

زہرۂ ابر: شب کہ برقِ سوزِ دل سے زہرۂ ابر آب تھا — شعلۂ جوالہ ہر یک حلقۂ گرداب تھا ص۱۳۵

زُہرہ[3]: (۱) ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر — زُہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل ص۱۲۵

(۲) کون ہے؟ جس کے در پہ ناصیہ سا — ہیں مہ و مہر و زُہرہ و بہرام ص۱۳۷

(۳) چرخ تک دھوم ہے، کس دھوم سے آیا سہرا — چاند کا دائرہ لے زُہرہ نے گایا سہرا ص۲۸۸

زُہرہ نوا: دیکھیے: نغمۂ مطربانِ زُہرہ نوا۔

زہے[4]: (۱) زہے شبِ زندہ دارِ انتظارستاں! کہ وحشت سے — مژہ، ویچک میں مہ کی سوزنِ آسا چیونٹی جانے ص۱۱۵

(۲) شرحِ ہنگامۂ ہستی ہے، زہے! موسمِ گل — رہبرِ قطرہ بہ دریا ہے، خوشا موجِ شراب! ص۱۹۳

(۳) زہے ستارۂ روشن! کہ جو اُسے دیکھے — شعاعِ مہر درخشاں ہو اُس کا تارِ نگاہ ص۲۷۷

(۴) زہے کرشمہ! کہ یوں دے رکھا ہے ہم کو فریب — کہ بِن کہے ہی اُنھیں سب خبر ہے، کیا کہیے ص۲۳۷

---

[1] زہراب : چھ بار [مرتب: چار بار]۔

[2] زہرہ : تین بار [مرتب: ایک بار]۔

[3] زُہرہ : چار بار [مرتب: ایک بار]۔

[4] زہے : چار بار۔

زیاد[۱]: نہیں کہ مجھ کو قیامت کا اعتقاد نہیں — شبِ فراق سے روزِ جزا زیاد نہیں ص۱۹۲

زیادہ[۲]: (۱) ہوا وصال سے شوقِ دلِ حریص زیادہ — لبِ قدح پہ کفِ بادہ: جوشِ تشنہ لبی ہے ص۷۵

(۲) دریغ! آہِ سحرگہ کارِ بادِ صبح کرتی ہے — کہ ہوتی ہے زیادہ سرد مہری شمع رویاں کی ص۷۹

(۳) نفس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو — زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے ص۹۹

(۴) زمانہ سخت کم آزار ہے بہ جانِ اسدؔ — وگرنہ ہم تو توقع زیادہ رکھتے ہیں ص۱۸۲

(۵) ہوئی جن سے توقع خستگی کی داد پانے کی — وہ ہم سے بھی زیادہ خستۂ تیغِ ستم نکلے ص۲۵۰

(۶) بے اعتدالیوں سے سبک سب میں ہم ہوئے — جتنے زیادہ ہوگئے، اُتنے ہی کم ہوئے ص۲۲۶

زیارت[۳]: تجھ کو شرفِ مہرِ جہاں تاب مبارک! — غالبؔ کو ترے عتبۂ عالی کی زیارت ص۱۲۷

زیارت کدہ: لبِ خشک در تشنگی مُردگاں کا — زیارت کدہ ہوں دل آزردگاں کا ص۱۳۸

زیارت گاہِ حیرانی: جلوے کا تیرے وہ عالم ہے کہ گر کیجے خیال — دیدۂ دل کو زیارت گاہِ حیرانی کرے ص۲۱۱

زیارت گاہِ طفلاں: پس از مُردن بھی دیوانہ زیارت گاہِ طفلاں ہے — شرارِ سنگ نے تربت پہ میری گل فشانی کی ص۲۰۷

زیاں[۴]: (۱) تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ — جب آنکھ کھل گئی، نہ زیاں تھا نہ سود تھا ص۱۳۳

(۲) فائدہ کیا، سوچ آخر تو بھی دانا ہے اسدؔ! — دوستی ناداں کی ہے، جی کا زیاں ہوجائے گا ص۱۵۱

(۳) میں کہا: اے دل! ہوائے دلبراں — بس کہ تیرے حق میں رکھتی ہے زیاں ص۲۶۶

زیب[۵]: ہے جو صاحب کے کفِ دست پہ یہ چکنی ڈلی — زیب دیتا ہے اسے جس قدر اچھا کہیے ص۱۲۲

زیبِ داماں: قطرہ ہائے خونِ بسمل زیبِ داماں ہیں اسدؔ! — ہے تماشا کردنی گلچینیِ جلاد یہاں ص۵۷

زیبِ سریں: اور داغ آپ کی غلامی کا — خاص بہرام کا ہے زیبِ سریں ص۲۸۱

زیبائی: دیکھیے: ہزاراں ہزار زیبائی۔

---

۱ زیاد : ایک بار۔

۲ زیادہ : چھے بار۔

۳ زیارت : ایک بار۔

زیارت کدہ : ایک بار۔

زیارت گاہ : دو بار [مرکب]۔

۴ زیاں : تین بار۔

۵ زیب : تین بار [مرکب: دو بار]۔

زیبائی : ایک بار [مرکب]۔

زیرِ[۱] بارِ غمِ دام و درمِ چند: الفتِ زر ہمہ نقصاں ہے کہ آخر قاروں / زیرِ بارِ غمِ دام و درمِ چند رہا ص ۲۲۶

زیرِ بارِ منتِ درباں: پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑے رہیں / سر زیرِ بارِ منتِ درباں کیے ہوئے ص ۲۲۶

زیرِ بال: (۱) ہو جو بلبل پیروِ فکرِ اسدؔ / غنچۂ منقارِ گل ہو زیرِ بال ص ۵۱

(۲) خوشا طوطی و کنجِ آشیانہ / نہاں در زیرِ بال آئینہ خانہ ص ۲۵۱

زیرِ بالِ عندلیب: ہے بہاراں میں خزاں حاصل خیالِ عندلیب / رنگِ گل آتش کدہ ہے زیرِ بالِ عندلیب ص ۳۲

زیرِ پا: دیکھیے: آتش زیرِ پا۔

زیرِ پائے خیلِ مور: کجا جوہر، چہ عکسِ خط، بجاں وقتِ خود آرائی / دلِ آئینہ زیرِ پائے خیلِ مور مٹتے ہیں ص ۹۳

زیرِ پہلو: دیکھیے: دستِ زیرِ پہلو۔

زیرِ خاک: (۱) بس کہ زیرِ خاک با آبِ طراوت راہ ہے / ریشے میں ہر تخم کا دلوِ اندرونِ چاہ ہے ص ۹۳

(۲) ریشۂ شہرت دوانیدن ہے: رفتن زیرِ خاک / خنجرِ جلاد: برگِ بیدِ مجنوں ہے مجھے ص ۹۹

(۳) خلوتِ بال و پرِ قمری میں وا کر راہِ شوق / جادۂ گلشن بہ رنگِ ریشہ زیرِ خاک ہے ص ۱۰۷

زیرِ زمیں: (۱)، (۲) دیکھیے: ریشۂ زیرِ زمیں [دوبار]۔

زیرِ سایہ: (۱) مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے / بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات! چاہیے ص ۲۱۹

(۲) مسجد کے زیرِ سایہ اک گھر بنا لیا ہے / یہ بندۂ کمینہ ہمسایۂ خدا ہے ص ۳۱۳

زیرِ کاہ: دیکھیے: آبِ زیرِ کاہ۔

زیرِ لب: دیکھیے ـــــ: (۱) خندہ زیرِ لب۔ (۲) خندۂ زیرِ لب۔

زیرِ نگیں: (۱) گردِ رہ: سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں / نقشِ ہر گام: دو عالم صفہاں زیرِ نگیں ص ۸

(۲) ہے یہ دعا کہ زیرِ نگیں آپ کے رہے / اقلیمِ ہند و سند سے تا ملکِ روم و شام ص ۲۸۳

زیرِ مشقِ[۲] شعر: جوشِ گل کرتا ہے استقبالِ تحریرِ اسدؔ / زیرِ مشقِ شعر، ہے نقش از پئے احضارِ باغ ص ۲۸

زیر[۳] و بمِ ہستی و عدم: دیکھیے: نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم۔

زیر و زبر[۴]: (۱) بس کہ جوشِ گریہ سے زیر و زبر ویرانہ تھا / چاکِ موجِ سیل تا پیراہنِ دیوانہ تھا ص ۲۵

---

۱ زیرِ : تیس بار [مرتب]۔
۲ زیرِ مشق : ایک بار [مرتب]۔
۳ زیرِ : ایک بار [مرتب]۔
۴ زیر و زبر : دوبار۔

(۲) بس کہ ویرانی سے کفر و دیں ہوئے زیر و زبر — گردِ صحرائے حرم تا کوچۂ زنّار ہے ص۸۳

زیست:[1] (۱) اسد کو زیست تھی مشکل، اگر نہ سن لیتا — کہ قتلِ عاشقِ دل دادہ تجھ کو آساں ہے ص۱۰۲

(۲) مے ہی پھر کیوں نہ میں پیے جاؤں — غم سے جب ہو گئی ہو زیست حرام ص۱۳۷

(۳) عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا — درد کی دوا پائی، دردِ بے دوا پایا ص۱۳۳

(۴) موت بس اُن کی ہے جو مر کے وہیں دفن ہوئے — زیست اُن کی ہے جو اُس کوچے سے گھائل آئے ص۳۱۲

(۵) دیکھیے: غصۂ کم فرصتیِ زیست۔

زہن:[2] دیکھیے ——: (۱)، (۲) دامنِ زہن [دو بار]۔ (۳) روزنِ دیوارِ خانۂ زہن۔ (۴) سیلِ خانۂ زہن۔

زینت ترازاں:[3] دیکھیے: وقتِ حُسن افروزیِ زینت ترازاں۔

زینتِ جیبِ کفن: فارغ مجھے نہ جان کہ مانندِ صبح و مہر — ہے داغِ عشق زینتِ جیبِ کفن ہنوز ص۱۷۱

زینت ریز: سرودکار، تواضع تا خمِ گیسو رسانیدن — بسانِ شانہ زینت ریز ہے دستِ سلام اُس کا ص۲۲

زینتِ طینت: فخرِ دیں، عزِ شان و جاہ و جلال — زینتِ طینت و جمالِ کمال ص۳۱

زینتِ یک پیرہن: ہو چکے ہم جادہ ساں صد بار قطع، اور پھر ہنوز — زینتِ یک پیرہن جوں دامنِ صحرا نہیں ص۹۵

زنہار[4] (۱) عیسی: طلسمِ حُسن تغافل ہے زنہار — جُز پنبۂ چشم نسخۂ عرضِ دوا نہ مانگ ص۵۰

(۲) پیچ میں ان کے نہ آنا زنہار! — یہ نہیں ہیں گے کسو کے یارِ غار ص۲۶۶

(۳) اِدھر نہ ہوگی توجّہ حضور کی جب تک — کبھی کسی سے کھلے گی نہ زنہار، گرہ ص۲۷۹

(۴) عطا کیا ہے خدا نے وہ جاذبہ اس کو — کہ چھوڑتا ہی نہیں رشتہ، زنہار گرہ ص۲۷۹

زیور:[5] (۱) سطحِ گردوں پہ پڑا تھا رات کو — موتیوں کا ہر طرف زیور کھلا ص۳۲۹

(۲) کیا ہی اس چاند سے مکھڑے پہ بھلا لگتا ہے — ہے ترے حُسنِ دل افروز کا زیور، سہرا ص۲۸۷

زیورِ صد آئینہ منزل: نسخۂ واماندگیِ شوق و تماشا منظور — جادے پہ زیورِ صد آئینہ منزل باندھا ص۱۳

---

[1] زیست : پانچ بار [مرتّب: ایک بار]۔
[2] زہن : چار بار [مرتّب]۔
[3] زینت : پانچ بار [مرتّب]۔
[4] زنہار : چار بار۔
[5] زیور : تین بار [مرتّب: ایک بار]۔

ژ

ژالہ[1]: کھاں زمیں پہ نظر جہاں تک جائے ژالہ آسا بچھے تھا وزّہ شمس ص ۲۸۰

---

[1] ژالہ : ایک بار اولہ بر ۔

س

سات[1]: (۱)،(۲) ہند سے پہلے سات، سات کے دو | دیے ناگاہ مجھ کو دکھلائی ص۲۶۲

سات آسماں: رات دن گردش میں ہیں سات آسماں | ہو رہے گا کچھ نہ کچھ، گھبرائیں کیا! ص۱۶۱

سات اقلیم: سات اقلیم کا حاصل جو فراہم کیجیے | تو وہ لشکر کا ترے نعل بہا ہوتا ہے ص۲۳۱

سات اور سات: سات اور سات ہوتے ہیں چودہ | بہ اُمید سعادت افزائی ص۲۶۲

سات جلدوں: سات جلدوں کا پارسل پہنچا | واہ! کیا خوب برمحل پہنچا ص۲۹۳

سات دریا: سات دریا کے فراہم کیے ہوں گے موتی | تب بنا ہوگا اِس انداز کا گز بھر سہرا ص۲۸۷

سات دن: تاقیامت شب فرقت میں گزر جائے گی عمر | سات دن ہم پہ بھی بھاری ہیں سحر ہوتے تک ص۵۰

ساتھ[2]: (۱) سایے کی طرح ساتھ پھریں سرو و صنوبر | تو اِس قدِ دل کش سے جو گلزار میں آوے ص۲۳۳

(۲) غالب! اگر اِس سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں | حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی ص۲۳۲

(۳) مزا ملے کہو کیا خاک ساتھ سونے کا | رکھے جو بیچ میں وہ شوخ سیم تن تکیہ ص۳۰۳

ساحل[3]: (۱) نہ بندھے تشنگیِ شوق کے مضموں غالبؔ! | گرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا ص۱۳۵

(۲) بقدرِ ظرف ہے ساقی! خمارِ تشنہ کامی بھی | جو تو دریائے مے ہے تو میں خمیازہ ہوں ساحل کا ص۱۳۸

دیکھیے ــــــ: (۳) جو یائے خس و خاشاکِ ساحل۔ (۴) خمیازۂ ساحل۔ (۵) خودداریِ ساحل۔ (۶)، (۷)، (۸) گردِ ساحل [تین بار]۔ (۹) لبِ ساحل۔

---

[1] سات : نو بار۔

[2] ساتھ : تین بار۔

[3] ساحل : دس بار [مفرد: دو بار، مرکب: آٹھ بار]۔
ساحل ہا : ایک بار [مرکب]۔

ساحلِ دریائے خوں: دل تا جگر کہ ساحلِ دریائے خوں ہے اب | اس رہ گزر میں جلوۂ گل آگے گرد تھا | ص ۱۵۲

ساحل ہا | دیکھیے: خاشاکِ ساحل ہا۔

ساختہ[1]: (۱)، (۲) دیکھیے: جنونِ ساختہ [دو بار]۔

ساختگی[2]: کاشانۂ ہستی کہ بر انداختنی ہے | یہاں سوختنی اور وہاں ساختنی ہے | ص ۱۱۱

سادگی[3]: (۱) نہیں شاہراہِ اوہام بجز آں سوئے رسیدن | تری سادگی ہے غافل درِ دل پہ پاسبانی | ص ۱۰

(۲) سادگی، ہے عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا | تا کسی، آئنۂ نازِ توکّل تا چند؟ | ص ۳۹

(۳) اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا! | لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں! | ص ۱۸۳

(۴) وہی سادگی سے جان، پڑوں کوہ کن کے پانو | ہیہات! کیوں نہ ٹوٹ گئے پیرزن کے پانو | ص ۱۹۲

(۵) ہماری سادگی تھی التفاتِ ناز پر مرنا | ترا آنا نہ تھا ظالم! مگر تمہید جانے کی | ص ۲۰۳

(۶) سادگی پر اس کی، مر جانے کی حسرت دل میں ہے | بس نہیں چلتا کہ پھر خنجر کفِ قاتل میں ہے | ص ۲۳۱

(۷) دیکھیے: پروازِ سادگی۔

سادگی آموزِ بتاں: غمِ عشاق نہ ہو سادگی آموزِ بتاں | کس قدر خانۂ آئینہ ہے ویراں مجھ سے! | ص ۲۱۱

سادگیِ ذہن: ہے سادگیِ ذہن، تمنائے تماشا | جائے کہ اسدؔ رنگِ چمن باختنی ہے | ص ۱۱۱

سادگی و پرکاری: سادگی و پرکاری بے خودی و ہشیاری | حُسن کو تغافل میں جُرأت آزما پایا | ص ۱۴۳

سادگی ہائے تصور: دیکھیے: خیالِ سادگی ہائے تصور۔

سادگی ہائے تمنا: سادگی ہائے تمنا یعنی | پھر وہ نیرنگِ نظر یاد آیا | ص ۱۵۲

سادگیِ یک خیال: سادگیِ یک خیال شوخیِ صد رنگ نقش | حیرتِ آئینہ ہے جیبِ تامّل ہنوز | ص ۴۳

سادہ[5]: دیکھیے ــــــ: (۱) عذارِ سادہ۔ (۲) رخسارِ سادہ۔ (۳) فردِ سادہ۔

سادہ پُرکار: (۱) سادہ پُرکار ہیں خوباں غالبؔ | ہم سے پیمانِ وفا باندھتے ہیں | ص ۱۸۱

(۲) کجا معزولیِ آئینہ، کو ترکِ خود آرائی | نمود آب ہے جائے سادہ پُرکار اس بہانے میں | ص ۴۲۶

---

[1] ساختہ : دو بار [مرتب]۔
[2] ساختنی : ایک بار۔
[3] سادگی : تیرہ بار [مطبوعہ: چھے بار، مرتب: پانچ بار]۔
[4] سادگی ہا : دو بار [مرتب]۔
[5] سادہ : دس بار [مرتب]۔

سادہ دل: میں سادہ دل آزردگیِ یار سے خوش ہوں — یعنی سبقِ شوق مکرّر نہ ہوا تھا ص۱۵۲

سادہ دلی: دیکھیے: فریبِ سادہ دلی۔

سادہ رُویاں: دیکھیے: روے سادہ رویاں۔

سادہ لوحی: دیکھیے: ہجومِ سادہ لوحی۔

سادہ و پُرکارتر: سادہ و پُرکار تر غافل و ہشیار تر — مانگے ہے شمشاد سے شانۂ سُنبل ہنوز ص۴۴

ساز:[1] (۱) مطربِ دل نے مرے تارِ نفَس سے غالبؔ — ساز پر رشتۂ پے نغمۂ بیدلؔ باندھا ص۱۴

(۲) محرم نہیں ہے تو ہی نواہاے راز کا — یاں ورنہ جو حجاب ہے، پردہ ہے ساز کا ص۱۵۵

دیکھیے: (۳) ابریشمِ ساز۔ (۴) پردۂ ساز۔ (۵) پردۂ یک ساز۔ (۶) محوِ ساز۔ (۷) نوا سامانِ بند ساز۔

سازِ آہنگِ شکایت: ہوں سراپا سازِ آہنگِ شکایت، کچھ نہ پوچھ — ہے یہی بہتر کہ لوگوں میں نہ چھیڑے تو مجھے ص۲۰۹

سازِ ازل: دیکھیے: رشتۂ سازِ ازل۔

سازِ انا البحر: دلِ ہر قطرہ، ہے سازِ انا البحر — ہم اُس کے ہیں، ہمارا پوچھنا کیا! ص۱۵۷

سازِ ایماے فنا: سازِ ایماے فنا ہے عالمِ پیری اسدؔ — قامتِ خم سے ہے حاصل شوخیِ ابرو مجھے ص۷۸

سازِ بادبانی: غمِ عجز کا سفینہ بہ کنارِ بے دلی ہے — مگر ایک شہپرِ مور کرے سازِ بادبانی ص۱۰

سازِ بینش: کرے کیا سازِ بینش وہ شہیدِ دردِ آگاہی — جسے موے دماغِ بے خودی خوابِ زلیخا ہو ص۹۷

سازِ جاں ستانی: چہ اُمید و نا اُمیدی، چہ نگاہ و بے نگاہی — ہمہ عرضِ ناشکیبی، ہمہ سازِ جاں ستانی ص۱۰

سازِ چراغاں: تو یک شرر؟ کہ سازِ چراغاں کروں اسدؔ — بزمِ طرب ہے پردگیِ سوختن ہنوز ص۴۲

سازِ چمن طرازیِ داماں: پھر بھر رہا ہوں خامۂ مژگاں بہ خونِ دل — سازِ چمن طرازیِ داماں کیے ہوئے ص۲۲۵

سازِ خیال: دیکھیے: شکستِ سازِ خیال۔

سازِ درویشی: تا تخلص جامۂ شنگرفی ارزانی اسدؔ — شاعری جز سازِ درویشی نہیں، حاصل نہ پوچھ ص۷۲

سازِ دعویٰ: مجھ میں اور مجنوں میں وحشت، سازِ دعویٰ ہے اسدؔ — برگ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں ص۱۳

---

[1] ساز : اُنتالیس بار [مطبوعہ: دو بار، مرتّب: سینتیس بار]۔ سازہا : دو بار۔

سازِ دوعالم: کس قدر سازِ دوعالم کو ملی جرأتِ ناز — کہ ہوا ساغرِ بے حوصلۂ دل سرشار — ص ۳

سازِ سلامت: حیرتِ فکرِ سخن، سازِ سلامت ہے اسدؔ — دل پسِ زانوے آئینہ بٹھاتا ہے مجھے — ص ۸۸

سازِ شکیبائی: چشمِ نرگس میں نمک بھرتی ہے شبنم سے بہار — فرصتِ نشوونما سازِ شکیبائی نہیں — ص ۶۵

سازِ صدائے آب: مقدمِ سیلاب سے دل کیا نشاط آہنگ ہے! — خانۂ عاشق مگر سازِ صدائے آب تھا — ص ۱۳۵

سازِ طالعِ ناساز: پیکرِ عشاق سازِ طالعِ ناساز ہے — نالہ، گویا گردشِ سیارہ کی آواز ہے — ص ۲۲۷

سازِ طرب: دل کی صدائے شکست سازِ طرب ہے اسدؔ — شیشۂ بے بادہ سے چاہے ہے قلقل ہنوز — ص ۴۴

سازِ طنابِ معمار: فلکُ العرش، ہجومِ خمِ دوشِ مزدور — رشتۂ فیضِ ازل، سازِ طنابِ معمار — ص ۳۳

سازِ عجز نالی: بتانِ شوخ کا دل سخت ہوگا کس قدر یارب! — مری فریاد کو کہسار سازِ عجز نالی ہے — ص ۷۹

سازِ عریانیِ کیفیتِ دل: سازِ عریانیِ کیفیتِ دل ہے لیکن — یہ نے نغمہ، نہیں موجِ خرامِ اظہار — ص ۳

سازِ عشرت: دیکھیے: ہجومِ نغمہ ہائے سازِ عشرت۔

سازِ عیشِ بے دلی: سازِ عیشِ بے دلی ہے خانہ ویرانی مجھے — سیل، یہاں کوکِ صدائے آبشارِ نغمہ ہے — ص ۸۷

سازِ فسانگی: نغمۂ بے دلاں اسدؔ سازِ فسانگی نہیں — بسملِ دردِ خفتہ ہوں، گریے کو ماجرا سمجھ — ص ۴۳

سازِ نادرست: دیکھیے: مثلِ سازِ نادرست۔

سازِ وحشت رقمی ہا: سازِ وحشت رقمی ہا کہ بہ اظہار اسدؔ — دشت و ریگ: آئنۂ صفحۂ افشاں زدہ ہے — ص ۱۰۹

سازِ ہستی: (۱) مت رکھ اے انجام غافل! سازِ ہستی پر غرور — چیونٹی کے پر سرو برگِ خود آرائی نہیں — ص ۶۵

(۲) نغمہ ہائے غم کو بھی اے دل! غنیمت جانیے — بے صدا ہوجائے گا یہ سازِ ہستی ایک دن — ص ۱۷۹

سازِ یک خوابِ پریشاں: بہ وحشت گاہِ امکاں اتفاقِ چشم مشکل ہے — مہ و خورشید باہم سازِ یک خوابِ پریشاں ہیں — ص ۹۳

سازِ یک درد: دیکھیے: قربانِ سازِ یک درد۔

سازِ یک ذرہ: سازِ یک ذرہ نہیں فیضِ چمن سے بیکار — سایۂ لالۂ بے داغ، سویدائے بہار — ص ۱۳۲

سازِ یک گلستاں دل: حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق جب آؤں — کہ مثلِ غنچہ سازِ یک گلستاں دل مہیا ہو — ص ۶۷

سازہا: (۱) تھا سرِ سلسلہ جنبانیِ صد عمرِ ابد — سازہا مفتِ بریشم کدۂ نالۂ زار — ص ۶

(۲) نغمہ ہا شادابِ رنگ و سازہا مستِ طرب — شیشۂ مے، سروِ سبزِ جوئبارِ نغمہ ہے — ص ۲۱۳

سازشِ[۱] صُلحِ بتاں: سازشِ صلحِ بتاں میں ہے نہاں جنگیدن — نغمہ و چنگ ہیں جوں تیر و کماں فہمیدن ص۳۲۹

سازگار[۲]: شفا ہو آپ کو، غالب کو بندِ غم سے نجات — خدا کرے کہ یہ ایسا ہو سازگار برس ص۲۶۳

ساعت[۳]: دیکھیے ـــــ:(۱)،(۲) شیشۂ ساعت [دوبار]۔(۳) غبارِ شیشۂ ساعت۔

ساعدِ[۴] سیمیں: دیکھ اُس کے ساعدِ سیمیں و دستِ پُرنگار — شاخِ گُل جلتی تھی مثلِ شمع، گُل پروانہ تھا ص۲۵

ساغر[۵]:(۱) خمارِ منتِ ساقی اگر یہی ہے اسدؔ — دلِ گداختہ کے مے کدے میں ساغر کھینچ ص۳۵

(۲) دریا، بساطِ دعوتِ سیلاب ہے اسدؔ — ساغر بہ بارگاہِ دماغِ رسیدہ کھینچ ص۳۶

(۳) ہوا جب حُسن کم، خط برعذارِ سادہ آتا ہے — کہ بعد از صافِ مے ساغر میں دُردِ بادہ آتا ہے ص۹۸

(۴) ساقیا! دے ایک ہی ساغر میں سب کو مے کہ آج — آرزوے بوسۂ لب ہاے مے گوں ہے مجھے ص۱۰۰

(۵) تھی نظر بندی، کیا جب ردِّ سحر — بادۂ گُل رنگ کا ساغر کھلا ص۱۳۹

(۶) تری طرف ہے بہ حسرت نظارۂ نرگس — بہ کوریِ دل و چشمِ رقیب ساغر کھینچ ص۱۶۶

(۷) دل و دیں نقد لا، ساقی سے گر سودا کیا چاہے — کہ اس بازار میں ساغر متاعِ دست گرداں ہے ص۲۱۰

(۸) نے سُبحہ سے علاقہ نہ ساغر سے واسطہ — میں معرضِ مثال میں دستِ بریدہ ہوں ص۲۹۹

(۹) فرو پیچیدنی ہے فرشِ بزمِ عیش گستر کا — دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دَورِ ساغر کا ص۳۲۲

(۱۰) تنک ظرفوں کا رتبہ جہد سے برتر نہیں ہوتا — حبابِ مے بہ صد بالیدنی ساغر نہیں ہوتا ص۳۲۵

(۱۱) عیاں کیفیتِ مے خانہ ہے جوے گلستاں میں — کہ مے عکسِ شفق ہے اور ساغر، ہے حباب اُس کا ص۳۲۷

دیکھیے ــــ:(۱۲) انگارِ ساغر۔(۱۳) بادہ و ساغر۔(۱۴) پیالہ و ساغر۔(۱۵) حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر۔
(۱۶) خطِ ساغر۔(۱۷) خمیازۂ ساغر۔(۱۸)،(۱۹)،(۲۰) دورِ ساغر [تین بار]۔(۲۱) دورِ گردشِ ساغر۔
(۲۲) دیدۂ ساغر۔(۲۳) ساقیِ کوثر ساغر۔(۲۴) کیفیتِ ساغر۔(۲۵) گردشِ ساغر۔(۲۶) گزرگاہِ خیال
مے و ساغر۔(۲۷) لبِ ساغر۔

ساغرِ بختِ بیدار: ہے تمثالِ پری، نشۂ مینا آزاد — دلِ آئینہ طرب، ساغرِ بختِ بیدار ص۷

---

۱ سازش : ایک بار [مرکب]۔
۲ سازگار : ایک بار۔
۳ ساعت : تین بار [مرکب]۔
۴ ساعد : ایک بار [مرکب]۔
۵ ساغر : چھتیس بار
[مفرد: گیارہ بار، مرکب: پچیس بار]۔

ساغرِ بلور: ہوں تصور ہائے ہوروشی سے بدستِ شراب / حیرتِ آغوشِ خوباں ساغرِ بلور ہے ص ۴۳

ساغرِ بے حوصلۂ دل: کس قدر سازِ دو عالم کو ملی جرأتِ ناز / کہ ہوا ساغرِ بے حوصلۂ دل سرشار ص ۴

ساغرِ بے مُل: ساقی و تعلیمِ رنج، محفل و تمکینِ گراں / سیلیِ اُستاد ہے ساغرِ بے مُل ہنوز ص ۴۳

ساغرِ تسلی: دیکھیے: صد ساغرِ تسلی۔

ساغرِ جلوہ: دیکھیے: خطِ ساغرِ جلوہ۔

ساغرِ جلوۂ سرشار: ساغرِ جلوۂ سرشار ہے ہر ذرۂ خاک / شوقِ دیدار بلا آئنہ ساماں نکلا ص ۳

ساغرِ جم: اور بازار سے لے آئے، اگر ٹوٹ گیا / ساغرِ جم سے مرا جامِ سفال اچھا ہے ص ۲۲۹

ساغرِ خالی: (۱) وہمِ طرب ہستی ایجاد سیہ مستی / تسکیں دو صد محفل یک ساغرِ خالی ہے ص ۱۱۵

(۲) زندگی میں بھی رہا ذوقِ فنا کا مارا / نشہ بخشا غضب اس ساغرِ خالی نے مجھے ص ۲۲۰

ساغرِ خرشید: دوست اس سلسلۂ ناز کے جوں سنبل و گل / ابر سے خانہ کریں ساغرِ خرشید شکار ص ۷

ساغرِ راقم: دیکھیے: خطِ ساغرِ راقم۔

ساغرِ زانو: بہ ہنگامِ تصور ساغرِ زانو سے پیتا ہوں / مَے کیفیتِ خمیازہ ہائے صبحِ آغوشاں ص ۲۲۹

ساغرِ زخمِ جگر: درد، آئنہ کیفیتِ صد رنگ ہے، یارب! / خمیازہ طرب ساغرِ زخمِ جگر آوے ص ۱۱۳

ساغرِ سرشارِ دوست: چشمِ ما روشن! کہ اُس بیدرد کا دل شاد ہے / دیدۂ پُرخوں ہمارا ساغرِ سرشارِ دوست ص ۱۹۳

ساغرِ سیمیں: انجمِ چرخ، گوہر آگیں فرش / نورِ مے، ماہ ساغرِ سیمیں ص ۲۸۰

ساغرِ شبنم: کس قدر عرض کروں ساغرِ شبنم یارب! / موجۂ سبزۂ نوخیز ہے لبریزِ خمار ص ۳

ساغرِ شراب: وحشت بہار نشہ و گل ساغرِ شراب / چشمِ پری شفق کدۂ راز ہے مجھے ص ۹۷

ساغرِ صد جلوۂ رنگیں: دیکھیے: گردشِ ساغرِ صد جلوۂ رنگیں۔

ساغرِ غفلت: دیکھیے: دُردِ یک ساغرِ غفلت۔

ساغرکشِ تسلیم: اسدؔ! ساغرکشِ تسلیم ہو گردش سے گردوں کی / کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے گلہ بد روزگاری کا ص ۱۹

ساغرکشِ حال: بعد از اتمامِ بزمِ عیدِ اطفال / ایامِ جوانی رہے ساغرکشِ حال

آپہنچے ہیں تا سوادِ اقلیمِ عدم / اے عمرِ گزشتہ! یک قدم استقبال! ص ۲۵۲

ساغرکشِ خونِ آرزو: سامانِ ہزار جستجو، یعنی دل — ساغر کشِ خونِ آرزو، یعنی دل
پشت و رُخِ آئینہ ہے دین و دنیا — منظور ہے دو جہاں سے تو، یعنی دل ص۱۱۷

ساغرکشِ داغِ پلنگ: جنونِ بیکسی ساغرکشِ داغِ پلنگ آیا — شرر کیفیتِ مے، سنگ محوِ نازِ مینائی ص۹۳

ساغرِ مُل: دیکھیے: خطِ ساغرِ مُل۔

ساغرِ مے خانۂ نیرنگ: ذرہ ذرہ ساغرِ مے خانۂ نیرنگ ہے — گردشِ مجنوں بہ چشمک ہائے لیلا آشنا ص۱۳۹

ساغرِ مۓ رنجِ خمار: کیفیتِ ہجومِ تمنا رسا، اسدؔ — خمیازہ، ساغرِ مۓ رنجِ خمار ہے ص۹۰

ساغر و مینا: (۱) پیدا کریں دماغِ تماشائے سرو و گل — حسرت کشوں کو ساغر و مینا نہ چاہیے ص۸۲
(۲) گو ہاتھ کو جنبش نہیں، آنکھوں میں تو دم ہے — رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے ص۲۲۹

سافل[1] و عالی: ہوں شاد نہ کیوں سافل و عالی باہم — ہے اب کے شبِ قدر و دوالی باہم ص۲۵۳

ساقیِ[2] گل رنگ: ساقیِ گل رنگ سے اور آئنۂ زانو سے — جامہ زیبوں کے سدا ہیں تہِ داماں گل و صبح ص۳۷

ساقی[3]: (۱) تو وہ ساقی ہے کہ ہر موجِ محیطِ تنزیہ — کھینچے خمیازے میں، تیرے لبِ ساغر کا خمار ص۹
(۲) ساقی نے از بہرِ گریباں چاکیِ موجِ بادۂ ناب — تارِ نگاہِ سوزنِ مینا رشتۂ خطِ جام کیا ص۲۷
(۳) ساقی و تعلیمِ رنجِ محفل و تمکیں گراں — سیلیِ استاد ہے ساغرِ بے مُل ہنوز ص۳۳
(۴) ہے یاس میں اسد کو ساقی سے بھی فراغت — دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی ص۵۷
(۵) ساقی! بہار موسمِ گل ہے سرور بخش — پیماں سے ہم گزر گئے، پیمانہ چاہیے ص۸۲
(۶) دریائے مے ہے ساقی لیکن خمار باقی — تا کوچہ دادنِ موجِ خمیازہ آشنا ہے ص۹۳
(۷) اے خوشا! وقتے کہ ساقی یک خمستاں وا کرے — تار و پودِ فرشِ محفل پنبۂ مینا کرے ص۱۰۱
(۸) لائے ساقی نے صبوحی کے لیے — رکھ دیا ہے ایک جامِ زر کھلا ص۱۳۹
(۹) بقدرِ ظرف ہے ساقی! خمارِ تشنہ کامی بھی — جو تو دریائے مے ہے، تو میں خمیازہ ہوں ساحل کا ص۱۴۸
(۱۰) حریفِ جوششِ دریا نہیں خودداریِ ساحل — جہاں ساقی ہو تو، باطل ہے دعویٰ ہوشیاری کا ص۱۴۸
(۱۱) میں اور بزمِ مے سے یوں تشنہ کام آؤں! — گر میں نے کی تھی توبہ، ساقی کو کیا ہوا تھا؟ ص۱۵۸
(۱۲) لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری — موجِ مے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں ص۱۸۵

---

[1] سافل : ایک بار [مرتب]۔
[2] ساقی : ایک بار [مرتب]۔
[3] ساقی : چھیالیس بار [مفرد: بیس بار، مرتب: چھبّیس بار]۔
ساقی گری : ایک بار۔ ساقی گری : ایک بار۔

(۱۳) مجھ تک کب اُن کی بزم میں آتا تھا دورِ جام — ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں! ص ۱۸۸

(۱۴) مے پرستاں! خُمِ مے مُنہ سے لگائے ہی بنے — ایک دن گر نہ ہوا بزم میں ساقی، نہ سہی ص ۲۰۹

(۱۵) دل و دیں نقد لا، ساقی سے گر سودا کیا چاہے — کہ اس بازار میں ساغر، متاعِ دست گرداں ہے ص ۲۱۰

(۱۶) پلا دے اوک سے ساقی جو ہم سے نفرت ہے — پیالہ گر نہیں دیتا، نہ دے، شراب تو دے ص ۲۲۳

(۱۷) ساقی بہ جلوہ دشمنِ ایمان و آگہی — مطرب بہ نغمہ رہزنِ تمکین و ہوش ہے ص ۲۳۰

(۱۸) دیدارِ بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہ مست — بزمِ خیال مے کدۂ بے خروش ہے ص ۲۳۰

(۱۹) کہتے ہوئے ساقی سے حیا آتی ہے ورنہ — ہے یوں کہ مجھے دُردِ تہِ جام بہت ہے ص ۲۳۵

(۲۰) نہاں کیفیتِ مے میں ہے سامانِ حجاب اُس کا — بنا ہے پنبۂ مینا سے ساقی نے نقاب اُس کا ص ۲۳۷

دیکھیے ——: (۲۱) تغافل ہائے ساقی۔ (۲۲) چشمِ ساقی۔ (۲۳) چشم و دلِ ساقی۔ (۲۴) حسرتِ جلوۂ ساقی۔ (۲۵) خطِ رخسارِ ساقی۔ (۲۶) خمارِ شوقِ ساقی۔ (۲۷) خمارِ منتِ ساقی۔ (۲۸) دماغِ غفلتِ ساقی۔ (۲۹) ذوقِ غفلتِ ساقی۔ (۳۰) غرورِ لطفِ ساقی۔ (۳۱) لبِ ساقی۔ (۳۲) لطفِ خرامِ ساقی۔ (۳۳) نظرگاہِ گلستانِ خیالِ ساقی۔

ساقیِ خورشیدرو: ہو جہاں وہ ساقیِ خورشید رو مجلس فروز — وھاں اسدؔ! تارِ شعاعِ مہر، خطِ جام ہے ص ۱۰۱

ساقیِ کوثر: (۱) کب تلک پھیرے اسدؔ لب ہائے تفتہ پر زباں — تابِ عرضِ تشنگی اے ساقیِ کوثر! نہیں ص ۶۶

(۲) کل کے لیے کر آج نہ خسّت شراب میں — یہ سوءِ ظن ہے ساقیِ کوثر کے باب میں ص ۱۸۹

دیکھیے ——: (۳) تر زبانِ لطفِ شکرِ ساقیِ کوثر۔ (۴) دریا بخشیِ ساقیِ کوثر۔ (۵) عشقِ ساقیِ کوثر۔ (۶) غلامِ ساقیِ کوثر۔ (۷) ولائے ساقیِ کوثر۔

ساقیِ کوثر ساغر: جوشِ طوفانِ کرم، ساقیِ کوثر ساغر — نہ فلک، آئنۂ ایجادِ کفِ گوہر بار ص ۳

ساقیِ گردوں: ہے عشرت کی خواہش ساقیِ گردوں سے کیا کیجے — لیے بیٹھا ہے اک دو چار جامِ واژگوں وہ بھی ص ۲۰۲

ساقی گری: ساقی گری کی شرم کرو آج، ورنہ ہم — ہر شب پیا ہی کرتے ہیں مے جس قدر ملے ص ۲۳۶

ساقیِ مخموری تابِ دیوار: جس ادب گاہ میں تو آئنۂ شوخی ہو — جلوہ، ہے ساقیِ مخموریِ تابِ دیوار ص ۷

ساقیِ مست: دیکھیے: مجملِ بدوشِ شوخیِ ساقیِ مست۔

ساقیِ سروَش: کہاں ہے ساقیِ سروَش، کہاں ہے ابرِ مطیر — بیار، لا ہے بہ گلنار گوں، بہار، برس ص۲۶۳

ساقیا: (۱) بہ سنگِ شیشہ توڑوں ساقیا! پیمانۂ پیماں — اگر ابرِ سیہ مست از سوے کہسار ہو پیدا ص۳۱

(۲) ساقیا! اُٹھ ایک ہی ساغر میں سب کو دے، کہ آج — آرزوے بوسۂ لب ہاے مے گوں ہے مجھے ص۱۰۰

ساکنانِ خطۂ خاک[۱]: (۱) دیکھو اے ساکنانِ خطۂ خاک — اس کو کہتے ہیں عالم آرائی ص۲۵۱

(۲) مقامِ شکر ہے اے ساکنانِ خطۂ خاک — رہا ہے زور سے ابرِ ستارہ بار برس ص۲۶۳

ساکنانِ کوچۂ دلدار: اے ساکنانِ کوچۂ دلدار، دیکھنا! — تم کو کہیں جو غالبؔ آشفتہ سر ملے ص۲۳۷

سال[۲]: (۱) کچھ خریدا نہیں ہے اب کے سال — کچھ بنایا نہیں ہے اب کی بار ص۱۲۶

(۲) مجھ کو دیکھو کہ ہوں بہ قیدِ حیات — اور چھماہی ہو سال میں دو بار ص۱۲۷

(۳) ہوئی ہے ایسے ہی فرخندہ سال میں غالبؔ — نہ کیوں ہو مادّۂ سالِ عیسوی "محظوظ" ۱۸۵۴ء ص۱۲۹

(۴) رفتارِ عمر، قطعِ رہِ اضطراب ہے — اِس سال کے حساب کو برق، آفتاب ہے ص۲۰۶

(۵) دیکھیے، پاتے ہیں عشاق بُتوں سے کیا فیض! — اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے ص۲۳۹

(۶) اُن کو غالبؔ یہ سال اچھا ہے — جو اِنتہ کے ہیں تولائی ص۲۶۳

(۷) گرہ کی ہے یہی گنتی کہ تا بہ روزِ شمار — ہوا کرے گی ہر اک سال آشکار گرہ ص۲۷۸

دیکھیے ـــــــ: (۸) فکرِ تاریخِ سال۔ (۹) ماہ و سال۔ (۱۰) سہ و سال۔

سال بہ سال: اُنھیں کی سالگرہ کے لیے ہے سال بہ سال — کہ لائے غیب سے غنچوں کی نوبہار گرہ ص۲۷۹

سالِ تمام: (۱) کل اُس کتاب کے سالِ تمام میں جو مجھے — کمالِ فکر میں دیکھا خرد نے بے آرام ص۲۶۳

(۲) لکھا ہے "نسخۂ تحفہ" ۱۲۷۹ھ، یہی ہے سالِ تمام ص۲۶۳

سالِ عندلیب: دیکھیے: ماہ و سالِ عندلیب۔

سالِ عیسوی: دیکھیے: مادّۂ سالِ عیسوی۔

سالِ فرخی آئیں: مرحبا! سالِ فرخی آئیں — عیدِ شوّال و ماہِ فروردیں ص۲۸۰

سال و ماہ: ہے بہ یادِ زلفِ مشکیں سال و ماہ — روزِ روشن، شام آں سوے خیال ص۵۱

---

[۱] ساکنان : تین بار [مرکب]۔
[۲] سال : سترہ بار [مفرد: سات بار، مرکب: دس بار]۔

سال بہ سال : ایک بار۔

سالِ ہجری: سال ہجری تو ہوگیا معلوم — ہے شمولِ عبارت آرائی ص۲۶۲

سالگرہ[1]: (۱) انھیں کی سالگرہ کے لیے ہے سال بہ سال ص۲۷۹

(۲) انھیں کی سالگرہ کے لیے بناتا ہے ص۲۷۹

(۳) انھیں کی سالگرہ کی یہ شادمانی ہے ص۲۷۹

(۴) انھیں کی سالگرہ کے لیے ہے یہ توقیر ص۲۷۹

سام[2]: بزم میں میزبانِ قیصر و جم — رزم میں اوستادِ رستم و سام ص۱۳۷

سامان[3]: (۱) نظرے سوے گلستاں، نہیں غیر شیشہ ساماں — جو گدازِ دل ہو مطلب، تو چمن ہے سنگ جانی ص۹

(۲) بہار رنگِ خونِ گل ہے، ساماں اشک باری کا — جنونِ برق، نشتر ہے رگِ ابرِ بہاری کا ص۱۸

(۳) نہ بخشی فرصتِ یک شبنمستاں جلوۂ خور نے — تصور نے کیا ساماں ہزار آئینہ بندی کا ص۲۶

(۴) دیا داغِ جگر کو آہ نے ساماں شگفتن کا — نہ ہو بالیدہ، غیر از جنبشِ دامانِ بادِ آتش ص۲۷

(۵) ہجومِ گریہ کا سامان کب کیا میں نے — کہ گر پڑے نہ مرے پانو پر در و دیوار ص۱۶۷

(۶) باہم دگر ہوئے ہیں دل و دیدہ پھر رقیب — نظارہ و خیال کا ساماں کیے ہوئے ص۲۲۵

(۷) دوڑے ہے پھر ہر ایک گل و لالہ پر خیال — صد گلستاں، نگاہ کا ساماں کیے ہوئے ص۲۲۶

دیکھیے ——: (۸) آئنہ ساماں۔ (۹) باوصفِ ساماں۔ (۱۰) بہار ساماں۔ (۱۱) داغ ساماں۔ (۱۲) وحشت ساماں۔ (۱۳) سوداگری ساماں۔ (۱۴) شوق سامان۔ (۱۵) طبع نزاکت ساماں۔

سامانِ آسائش: دام گاہِ عجز میں سامانِ آسائش کہاں — پرفشانی بھی فریبِ خاطرِ آسودہ ہے ص۱۰۳

سامانِ بدساز: دیکھیے: نوا سامانِ بدساز۔

سامانِ بیتابی: محو آرامیدگی، سامانِ بیتابی کرے — چشم میں توڑے نمک داں، تا شکر خوابی کرے ص۱۰۶

سامانِ پیرہن: فالِ ہستی، خار خارِ وحشتِ اندیشہ ہے — شوخیِ سوزن ہے ساماں پیرہن کی فکر میں ص۹۳

سامانِ طرازِ نازشِ اربابِ عجز: شوق، ہے ساماں طرازِ نازشِ اربابِ عجز — ذرہ، صحرا دستگاہ و قطرہ، دریا آشنا ص۱۳۹

سامانِ جمعیت: پریشانی، اسدؔ در پردہ ہے سامانِ جمعیت — کہ ہے آبادیِ صحرا، ہجومِ خانہ بردوشاں ص۳۲۹

سامانِ جنوں: نے صبا بالِ پری، نے شعلہ سامانِ جنوں — شمع سے جز عرضِ افسونِ گدازِ دل نہ پوچھ ص۴۲

---

۱ سالگرہ : چار بار۔

۲ سام : ایک بار [مرتب]۔

۳ سامان : سینتیس بار [نظم: سات بار، مرتب: تیس بار]۔

سامانِ چمن بالیدن: گلشن زخم کھلاتا ہے چمن میں پیکاں گرو غنچہ، ہے سامانِ چمن بالیدن ص۲۵۰

سامانِ حجاب: نہاں کیفیتِ مے میں ہے سامانِ حجاب اُس کا بُنا ہے پنبۂ مینا سے ساقی نے حجاب اُس کا ص۴۳۶

سامانِ خور و خواب: سامانِ خور و خواب کہاں سے لاؤں آرام کے اسباب کہاں سے لاؤں ص۲۵۳

سامانِ خوں ریزی: رزم میں ستم کوشوں کے، ہے سامانِ خوں ریزی سرشکِ چشمِ یار، آبِ دمِ شمشیرِ ابرو ہے ص۹۸

سامانِ دعا: کس بات پہ مغرور ہے اے عجزِ تمنا! سامانِ دعا وحشت و تاثیرِ دعا ہیچ ص۳۶

سامانِ رشک: ہم نشینی رقیباں گرچہ ہے سامانِ رشک لیکن اُس سے ناگوارا تر ہے بدنامی تری ص۹۳

سامانِ زنگ: صفائے حیرتِ آئینہ، ہے سامانِ زنگ آخر تغیرِ آبِ بر جا ماندہ کا، پاتا ہے رنگ آخر ص۱۶۸

سامانِ صد ہزار نمک داں: پھر پرسشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق سامانِ صد ہزار نمک داں کیے ہوئے ص۲۲۵

سامانِ عیش و جاہ: نہ کی سامانِ عیش و جاہ نے تدبیر وحشت کی ہوا جامِ زمرد بھی مجھے داغِ پلنگ آخر ص۱۶۸

سامانِ نازِ زخمِ دل: گردِ راہِ یار، ہے سامانِ نازِ زخمِ دل ورنہ ہوتا ہے جہاں میں کس قدر پیدا نمک ص۱۶۵

سامانِ نظر: دیکھیے: برق سامانِ نظر۔

سامانِ وجود: ہے تجلی تری، سامانِ وجود ذرہ، بے پرتوِ خُرشید نہیں ص۱۸۳

سامانِ ہزار جستجو: سامانِ ہزار جستجو یعنی دل ساغر کشِ خونِ آرزو، یعنی دل ص۱۱۷

سامانِ یک خوابِ پریشاں: اسدؔ، جمعیتِ دل در کنارِ بے خودی خوش تر دو عالم آگہی، سامانِ یک خوابِ پریشاں ہے ص۸۱

سامانِ یک عالم چراغاں: شررِ فرصت نگہ، سامانِ یک عالم چراغاں ہے بقدرِ رنگ یھاں گردش میں ہے پیمانہ محفل کا ص۱۷

سامع[1] زمزمۂ اہلِ جہاں: سامعِ زمزمۂ اہلِ جہاں ہوں، لیکن نہ سرو برگِ ستائش، نہ دماغِ نفریں ص۳۲

سامنا[2]: سامنا حور و پری نے نہ کیا ہے نہ کریں عکس تیرا ہی مگر تیرے مقابل آئے ص۳۱۲

سامنے[3]: (۱) غیر سے رات کیا بنی؟ یہ جو کہا، تو دیکھیے: سامنے آن بیٹھنا اور یہ دیکھنا کہ یوں ص۱۶۸

(۲) جو آؤں سامنے اُن کے تو "مرحبا" نہ کہیں جو جاؤں وھاں سے کہیں کو تو "خیر باد" نہیں ص۱۹۲

(۳) دشنۂ غمزہ جاں ستاں، ناوکِ ناز بے پناہ تیرا ہی عکسِ رخ سہی سامنے تیرے آئے کیوں ص۱۹۳

---

۱ سامع : ایک بار [مرتب]۔

۲ سامنا : ایک بار۔

۳ سامنے : تین بار۔

سانپ[1]: (۱)،(۲) شبِ فراق میں یہ حال ہے اذیّت کا — کہ سانپ فرش ہے اور سانپ کا ہے مَن، تکیہ — ص ۳۰۳

(۳) کہے تو شب کہیں، کاٹے تو سانپ کہلاوے — کوئی بتاؤ کہ وہ زلفِ خم بہ خم کیا ہے؟ — ص ۳۱۱

سانٹھ[2]: اب تو مل جائے گی تیری ان سے سانٹھ — لیکن آخر کو پڑے گی ایسی گانٹھ — ص ۲۶۶

سانس[3]: کہاں مجالِ سخن، سانس لے نہیں سکتا — پڑی ہے غم کی مرے دل میں پیچ دار گرہ — ص ۲۷۹

ساون[4]: جس طرح باغ میں ساون کی گھٹائیں برسیں — ہے اُسی طور پہ یعنی دجلہ فشاں دستِ کرم — ص ۲۹۵

ساہوکار[5]: میری تنخواہ میں چہارم کا — ہوگیا ہے شریک ساہوکار — ص ۱۲۹

سائل[6]: (۱) چھوڑی اسدؔ نہ ہم نے گدائی میں دل لگی — سائل ہوئے، تو عاشقِ اہلِ کرم ہوئے — ص ۲۲۷

دیکھیے ——— :(۲) جبہۂ سائل۔ (۳) جاسائل۔ (۴) طلسمِ دلِ سائل۔

سائلوں: کوئی اس کا جواب دو صاحب — سائلوں کا ثواب لو صاحب — ص ۲۹۳

سایہ[7]: (۱) شورِ حشر اُس فتنہ قامت کے حضور — سایہ آسا ہوگیا ہے پایمال — ص ۵۱

(۲) بہرِ پرورِدن، سراسر لطف گستر سایہ ہے — پنجۂ مژگاں، بہ طفلِ اشک دستِ دایہ ہے — ص ۱۰۳

(۳) خوابِ غفلت بہ کمیں گاہِ نظر پنہاں ہے — شام سایے میں بہ تاراجِ سحر پنہاں ہے — ص ۱۰۹

(۴)،(۵)،(۶) خلق پر وہ خدا کا سایہ ہے — سایہ اُس کا، خدا کا سایہ ہے — ص ۱۳۱ [تین بار]

(۷) طرزِ عشق میں کی ضعف نے راحت طلبی — ہر قدم سایے کو میں اپنے، شبستاں سمجھا — ص ۱۳۷

(۸) نہیں ہے سایہ، کہ سُن کر نویدِ مقدمِ یار — گئے ہیں چند قدم پیش تر در و دیوار — ص ۱۹۷

(۹) وہ آرہا مرے ہمسایے میں تو سایے سے — ہوئے فدا در و دیوار پر در و دیوار — ص ۱۹۷

(۱۰) بے خودی، بسترِ تمہیدِ فراغت ہو جو! — پُر ہے سایے کی طرح میرا شبستاں مجھ سے — ص ۲۱۱

(۱۱) وحشتِ آتشِ دل سے شبِ تنہائی میں — صورتِ دُود رہا سایہ گریزاں مجھ سے — ص ۲۱۱

(۱۲) بیکسی ہائے شبِ ہجر کی وحشت، ہے ہے! — سایہ، خورشیدِ قیامت میں ہے پنہاں مجھ سے — ص ۲۱۲

---

۱ سانپ : دو بار۔
۲ سانٹھ : ایک بار۔
۳ سانس : ایک بار۔
۴ ساون : ایک بار۔
۵ ساہوکار : ایک بار۔
۶ سائل : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
سائلوں : ایک بار۔
۷ سایہ : اَڑتالیس بار [مفرد: سولہ بار، مرکب: بتّیس بار]۔

(۱۳) اے پرتوِ خرشید جہاں تاب! اِدھر بھی — سایے کی طرح ہم پہ عجب وقت پڑا ہے — ص ۲۱۹

(۱۴) سایہ میرا مجھ سے مثلِ دُود بھاگے ہے اسدؔ — پاس مجھ آتش بجاں کے کس سے ٹھہرا جائے ہے — ص ۲۲۲

(۱۵) عجب نشاط سے جلّاد کے چلے ہیں ہم آگے — کہ اپنے سایے سے سر، پانْو سے ہے دو قدم آگے — ص ۲۲۷

(۱۶) سایے کی طرح ساتھ پھریں سرو و صنوبر — تو اس قدِ دل کش سے جو گلزار میں آوے — ص ۲۳۳

دیکھیے ـــــــ: (۱۷)، (۱۸) رنگِ سایہ [دوبار]۔ (۱۹)، (۲۰) زیرِ سایہ [دوبار]۔

سایہ نشیں: دیکھیے: گدائے سایہ نشیں۔

سایہ دَوْر: دیکھیے ـــــــ: (۱) مفیضِ وجودِ سایہ دَوْر۔ (۲) نمودِ سایہ دَوْر۔

سایۂ اُفتادگیِ بالین و بستر: سایۂ اُفتادگیِ بالین و بستر ہوں اسدؔ — جوں صنوبر دل سراپا قامت آرائی نہیں — ص ۶۵

سایۂ بالِ ہُما: دیکھیے ـــــــ: (۱) داغِ سایۂ بالِ ہُما۔ (۲) وبالِ سایۂ بالِ ہما۔

(۳) یک بیاباں سایۂ بالِ ہُما۔

سایۂ تاک: پوچھ مت وجہ سیہ مستیِ اربابِ چمن — سایۂ تاک میں ہوتی ہے ہُوا، موجِ شراب — ص ۱۹۳

سایۂ تیغ: سایۂ تیغ کو دیکھ اُس کے، بہ ذوقِ یک زخم — سینۂ سنگ پہ کھینچے ہے الف، بالِ شرار — ص ۴

سایۂ دیوار: (۱) خانماں ہا پایمالِ شوخیِ دعویٰ اسدؔ — سایۂ دیوار، سیلابِ در و دیوار ہے — ص ۸۳

(۲) آرزوے خانہ آبادی نے ویراں تر کیا — کیا کروں گر سایۂ دیوار سیلابی کرے — ص ۱۰۰

سایۂ دیوارِ یار: بیٹھا ہے جو کہ سایۂ دیوارِ یار میں — فرماں روا ے کشورِ ہندوستان ہے — ص ۲۰۳

سایۂ شاخِ گل: باغ، پاکر خفقانی یہ ڈراتا ہے مجھے — سایۂ شاخِ گل، افعی نظر آتا ہے مجھے — ص ۲۱۶

سایۂ گل: (۱) سایۂ گل داغ و جوشِ نکہتِ گل، موجِ دُود — رنگ کی گرمی ہے تاراجِ چمن کی فکر میں — ص ۹۳

(۲) ہندوستان سایۂ گل پاے تخت تھا — جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بتاں نہ پوچھ — ص ۷۰

(۳) وہ نہا کر آبِ گل سے سایۂ گل کے تلے — بال کس گرمی سے سُکھلاتا تھا سُنبل کے تلے — ص ۴۵۲

(۴) دیکھیے: مثلِ سایۂ گل۔

سایۂ گلزار: سرمایۂ وحشت ہے دلا! سایۂ گلزار — ہر سبزۂ نوخاستہ، یہاں بالِ پری ہے — ص ۴۵۳

سایۂ لالۂ بے داغ: ساز یک ذرّہ نہیں فیضِ چمن سے بیکار — سایۂ لالۂ بے داغ، سویداے بہار — ص ۱۳۲

سبب[۱]: (۱) عیادت سے اسدؔ میں بیش تر بیمار رہتا ہوں | سبب ہے ناخنِ دخلِ عزیزاں سینہ خستن کا ص ۲۷

(۲) سبب وارستگاں کو ننگِ ہمت ہے، خداوندا! | اثر سرمے سے اور لب ہائے عاشق سے صدا گم ہو ص ۶۸

(۳) بغل میں غیر کی آج آپ سوتے ہیں کہیں، ورنہ | سبب کیا خواب میں آ کر تبسم ہائے پنہاں کا؟ ص ۱۵۷

(۴) دیکھیے: پائے سبب۔ [مزید دیکھیے: بے سبب]۔

سببِ اعتبار: جوں اعتماد نامہ وخط کا ہو مہر سے | یوں عاشقوں میں ہے سببِ اعتبار داغ ص ۴۸

سببِ سوختنِ جاں: گرمی ہے زباں کی سببِ سوختنِ جاں | ہر شمعِ شہادت کو ہے یہاں سر بسر انگشت ص ۳۲

سببِ ضبط: فکرِ پروازِ جنوں ہے، سببِ ضبط نہ پوچھ | اشک جوں بیضہ مژہ سے تہِ پر پنہاں ہے ص ۱۰۹

سببِ گفت وبیاں: خواہشِ دل ہے زباں کو سببِ گفت و بیاں | ہے سخن، گرد ز دامانِ ضمیر افشاندہ ص ۱۷

سبھوں: گو تم کو رضا جوئیِ اغیار ہے، لیکن | جاتی ہے ملاقات کب ایسے سبھوں سے ص ۴۷

سُبحہ[۲]: (۱) سُبحہ واماندگیِ شوق و تماشا منظور | جادے پر زیورِ صد آئنہ منزل باندھا ص ۱۳

(۲) اے جادے! بہ سر رشتۂ یک ریشہ دویدن | شیرازۂ صد آبلہ جوں سُبحہ بہم باندھ ص ۱۷

(۳) لغزشِ پا کو ہے بلد نغمۂ ''یا علی مدد'' | ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ سبحہ کو خوں بہا سمجھ ص ۴۳

(۴) نے سبحہ سے علاقہ نہ ساغر سے واسطہ | میں معرضِ مثال میں دستِ بریدہ ہوں ص ۲۹۹

(۵) بن گیا سبحہ وہ زنار، خدا خیر کرے! | وہ جو نازک ہے کمر، اُس پہ بہت دل آئے ص ۳۱۲ [طبع ثانی]

دیکھیے ——:(۶) شمارِ سبحہ۔ (۷) یک سبحۂ اسرارِ نیاز۔

سبحہ شمار: لیکن اِس رشتۂ تحریر میں سر تا سرِ فکر | ہوں بقدرِ عددِ حرفِ علی سبحہ شمار ص ۹

سبحہ گرداں: سبحہ گرداں ہے اُسی کے کفِ اُمید کا ابر | ہم سے جس کے صبا توڑے ہے صد جا زنار ص ۳

سبحہ گردانی: دیکھیے: مجالِ سبحہ گردانی۔

سبحہ و زنار: نہیں کچھ سبحہ و زنار کے پھندے میں گیرائی | وفاداری میں شیخ و برہمن کی آزمائش ہے ص ۲۲۳

سبحۂ تحقیق: دیکھیے: جنونِ سبحۂ تحقیق۔

سبحۂ زاہد: یاد ہے شادی میں بھی ہنگامۂ یارب مجھے | سبحۂ زاہد ہوا ہے خندہ زیرِ لب مجھے ص ۲۱۳

---

[۱] سبب : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکب: پانچ بار]۔
سبھوں : ایک بار۔

[۲] سبحہ : پندرہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: دس بار]۔

سبحۂ صد دانہ: زنّار باندھ، سبحۂ صد دانہ توڑ ڈال — رہرو چلے ہے راہ کو ہموار دیکھ کر — ص۱۶۹

سبحۂ عرضِ دو عالم: کسوتِ تاک میں ہے نشۂ ایجادِ ازل — سبحۂ عرضِ دو عالم بہ کفِ آبلہ دار — ص۳

سبد[1] گل: سبدِ گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں — مژدہ اے مرغ! کہ گلزار میں صیاد نہیں — ص۱۸۶

سبز[2]: (۱) جائے حیرت ہے کہ گلبازیِ اندیشۂ شوق — اس زمیں میں نہ کرے سبز قلم کی رفتار — ص۳

(۲) پشتِ لب تُہمتِ خط کھینچے ہے بیجا، یعنی — سبز ہے موجِ تبسم بہ ہوائے گفتار — ص۳

(۳) انگور سعی بے سر و پائی سے سبز ہے — غالبؔ بہ دوشِ دل خُمِ مستاں اُٹھائیے — ص۲۷

(۴) سبز ہے جامِ زمرد کی طرح داغِ پلنگ — تازہ ہے ریشۂ نارنج صفت روئے شرار — ص۳۲

(۵) کھینچے گر مانیِ اندیشہ چمن کی تصویر — سبز مثلِ خطِ نوخیز ہو خطِ پرکار — ص۳۲

(۶) تا کہ تجھ پر کھلے اعجاز ہوائے صیقل — دیکھ برسات میں سبز آئنے کا ہو جانا — ص۱۵۶

دیکھیے ——: (۷) جوہر ایجادِ خطِ سبز۔ (۸) حُسنِ سبز۔ (۹)، (۱۰) خطِ سبز [دو بار]۔ (۱۱) خطِ سبز۔ (۱۲) سروِ سبز جوئبارِ نغمہ۔ (۱۳) عصائے سبز۔

سبزہ[3]: (۱) کشتۂ افعیِ زلفِ سیہِ شیریں کو — بیستوں، سبزے سے ہے سنگِ زمرد کا مزار — ص۲

(۲) شوخیِ نیرنگ صیدِ وحشتِ طاؤس ہے — دام سبزے میں ہے پروازِ چمن تسخیر کا — ص۱۱

(۳) ربطِ یک شیرازۂ وحشت ہیں اجزائے بہار — سبزہ بیگانہ، صبا آوارہ، گل ناآشنا — ص۱۹

(۴) بیگانۂ وفا ہے ہوائے چمن ہنوز — وہ سبزہ سنگ پر نہ اُگا، کوہکن ہنوز — ص۴۲

(۵) سبزہ ہے نوکِ زبانِ دہنِ گور ہنوز — حسرتِ عرضِ تمنا میں ہوں رنجور ہنوز — ص۴۵

(۶) آئنہ، دام کو سبزے میں چھپاتا ہے عبث — کہ پری زادِ نظر قابلِ تسخیر نہیں — ص۵۶

(۷) دام گر سبزے میں پنہاں کیجیے، طاؤس ہو — جوشِ نیرنگِ بہار عرضِ صحرا دادہ ہے — ص۸۹

(۸) ہے عجب مُردوں کو غفلت ہائے اہلِ دہر سے — سبزہ، جوں انگشتِ حیرت در دہانِ گور ہے — ص۹۳

(۹) شکلِ طاؤس گرفتار بنایا ہے مجھے — ہوں وہ گُل دام کہ سبزے میں چھپایا ہے مجھے — ص۱۰۷

(۱۰) جو آئے، جام بھر کے پیے اور ہو کے مست — سبزے کو روندتا پھرے، پھولوں کو جائے پھاند — ص۱۲۸

---

۱ سبد : ایک بار [مرکب]۔

۲ سبز : تیرہ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: سات بار]۔

۳ سبزہ : چونتیس بار [مفرد: چودہ بار، مرکب: بیس بار]۔

(۱۱) اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ، ویرانی تماشا کر — مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے درباں کا — ص۱۵۷

(۱۲) جوہرِ تیغ بہ سر چشمۂ دیگر معلوم! — ہوں میں وہ سبزہ کہ زہراب اُگاتا ہے مجھے — ص۲۱۹

(۱۳) اُگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالبؔ — ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے — ص۲۳۳

(۱۴) سبزے کو جب کہیں جگہ نہ ملی — بن گیا روئے آب پر کائی — ص۲۵۱

(۱۵) بسانِ سبزہ رگِ خواب ہے زباں ایجاد — کرے ہے خامشی احوالِ بے خوداں پیدا — ص۲۲۶

(۱۶) صبح دم باغ میں اور آجائے، جسے ہو نہ یقیں — سبزہ و برگِ گل و لالہ پہ دیکھے شبنم — ص۲۱۵

دیکھیے ——: (۱۷) دامِ تہِ سبزہ۔ (۱۸) رنگِ سبزہ۔ (۱۹) عرضِ سبزہ۔

سبزہ و گل: (۱) سبزہ و گل کہاں سے آئے ہیں؟ — ابر کیا چیز ہے؟ ہوا کیا ہے؟ — ص۲۳۸

(۲) سبزہ و گل کے دیکھنے کے لیے — چشمِ نرگس کو دی ہے بینائی — ص۲۵۱

سبزۂ بیگانہ: (۱) گو بہ وقتِ قتل حقِ آشنائی اے نگاہ! — خنجرِ زہراب دادہ سبزۂ بیگانہ تھا — ص۲۵

(۲) دیکھیے: آشنا تعبیرِ خوابِ سبزۂ بیگانہ۔

(۳) چمنِ دہر میں ہوں سبزۂ بیگانہ اسدؔ — وائے! اے بے خودی و تہمتِ آرامیدن! — ص۲۵۰

سبزۂ خط: (۱) کرے ہے حُسنِ خوباں پردے میں مشاطگی اپنی — کہ ہے تہ بندیِ خط، سبزۂ خط در تہِ لب ہا — ص۲۳

(۲) سبزۂ خط سے ترا کاکلِ سرکش نہ دبا — یہ زمرد بھی حریفِ دمِ افعی نہ ہوا — ص۱۳۲

(۳) نہ لیوے گر خسِ جوہر طراوت سبزۂ خط سے — لگاوے خانۂ آئینہ میں روئے نگار آتش — ص۱۸۳

سبزۂ صحرائے اُلفت: خوں چکاں ہے جادہ مانندِ رگِ سودائیاں — سبزۂ صحرائے الفت نشترِ خوں ریز ہے — ص۸۵

سبزۂ کہسار: دیکھیے: طوطیِ سبزۂ کہسار۔

سبزۂ نو خاستہ: دیکھیے: ہر سبزۂ نو خاستہ۔

سبزۂ نوخیز: (۱)، (۲) دیکھیے: موجۂ سبزۂ نوخیز [دو بار]۔

سبزۂ نوخیزِ مسیحا: وضع میں اس کو اگر سمجھیے قافِ تریاق — رنگ میں سبزۂ نوخیزِ مسیحا کہیے — ص۱۳۲ [illegible]

سبزۂ رہِ چمن: سبزۂ رہِ چمن و یک خطِ پشتِ لبِ بام — رفعتِ ہمتِ صد عارف و یک اوجِ حصار — ص۳۳

سبزہ زار[۱]: ہے سبزہ زار ہر در و دیوارِ غم کدہ — جس کی بہار یہ ہو پھر اُس کی خزاں نہ پوچھ ص۲۰۱

سبزہ زارہائے مُطرّا: وہ سبزہ زارہائے مُطرّا کہ ہے غضب! — وہ نازنیں بتانِ خود آرا کہ ہائے ہائے! ص۱۲۳

سبک[۲]: بے اعتدالیوں سے سبک سب میں ہم ہوئے — جتنے زیادہ ہو گئے، اُتنے ہی کم ہوئے ص۲۲۶

سبکباریِ اسدؔ: دیکھیے: نذرِ سبکباریِ اسدؔ۔

سبک دست: ہر چند سبک دست ہوئے بت شکنی میں — ہم ہیں، تو ابھی راہ میں ہے سنگِ گراں اَور ص۱۷۰

سبک دستی: تکلّف برطرف، فرہاد اور اِتنی سبک دستی! — خیال آساں تھا لیکن خوابِ خسرو نے گرانی کی ص۷۷

سبک رَو: سرگراں مجھ سے سبک رَو کے نہ رہنے سے رہو — کہ بہ یک جُنبشِ لب مثلِ صدا جاتا ہوں ص۲۹۷

سبکسار: گراں جانی سبکسار و تماشا بے دماغ آیا — کفِ افسوسِ فرصت سنگ کو وطور ملتے ہیں ص۹۳

سبکساری: دیکھیے: معذورِ سبکساری۔

سبک سر: وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے، ہم اپنی وضع کیوں چھوڑیں؟ — سبک سر بن کے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو؟ ص۱۹۹

سبک عناں: دیکھیے: رَخشِ سبک عناں۔

سبق[۳]: (۱) لیتا ہوں مکتبِ غمِ دل میں سبق ہنوز — لیکن یہی کہ "رفت" گیا اور "بود" تھا ص۱۳۳

(۲) کس کو کہتے ہیں غزل ارشاد ہو — ہاں غزل پڑھیے سبق گر یاد ہو [قادرنامہ]

(۳) کس طرح پڑھتے ہو رُک رُک کر سبق — ایسے پڑھنے کا تو میں قائل نہیں [قادرنامہ]

سبقِ شوق: میں سادہ دل آزردگیِ یار سے خوش ہوں — یعنی سبقِ شوق مکرّر نہ ہوا تھا ص۱۵۲

سبقِ ناخواندہ: خلق ہے صفحۂ عبرت سے سبقِ ناخواندہ — ورنہ ہے چرخ و زمیں، یک ورقِ گردانیدہ ص۱۷

سبقِ ناز: اے خوشا مکتبِ شوق و بلدستانِ مراد! — سبقِ نازکی ہے عجز کو صد جا تکرار ص۳

سبو[۴]: (۱) پیوں شراب اگر خُم بھی دیکھ لوں دوچار — یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے؟ ص۲۲۲

دیکھیے ـــــــ: (۲) پیمانۂ دستِ سبو۔ (۳)، (۴) جام و سبو [دو بار]۔

---

۱ سبزہ زار : ایک بار۔
سبزہ زارہا : ایک بار [مرکب]۔

۲ سبک : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔
سبکباری : ایک بار [مرکب]۔
سبکسار : ایک بار۔
سبکساری : ایک بار [مرکب]۔

۳ سبق : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکب: تین بار]۔

۴ سبو : چار بار [مرکب]۔

سبیل[۱]: وہ، جس کے ہاتھوں پر ہے سلسبیل سبیل — شہیدِ تشنہ لب کربلا کہیں اُس کو! ص۲۸۵

سُپاری[۲]: دیکھیے: چکنی سپاری۔

سپاس[۳]: دیکھیے: زبانِ سپاس۔

سپاسِ بہ منزل رسیدگی: دیکھیے: سجدۂ سپاسِ بہ منزل رسیدگی۔

سپاسِ بے زبانی: دیکھیے: محوِ سپاسِ بے زبانی۔

سپاسِ لذّت آزار دوست: مہربانی ہائے دشمن کی شکایت کیجیے — یا بیاں کیجے سپاسِ لذّتِ آزارِ دوست ص۱۹۵

سپاسِ ناتوانی: ہوں فروغن ہا، تب و تابِ سوختن ہا — سرِ شمع نقشِ پا ہے بہ سپاسِ ناتوانی ص۱۰

سپاہ[۴]: دیکھیے ـــــ: (۱) پناہِ شہر و سپاہ۔ (۲) خسرو ستارہ سپاس۔

سپاہاں: دیکھیے: مژگاں سپاہاں۔

سپاہیں: کس دل پہ ہے عزمِ صفِ مژگانِ خود آرا — آئینے کے پایاب سے اُتریں ہیں سپاہیں ص۵۹

سپر[۵]: ہے شعلۂ شمشیرِ فنا حوصلہ پرداز — اے داغِ تمنّا! سپرِ اندختنی ہے ص۱۱۱

سپرد[۶]: نالے عدم میں چند ہمارے سپرد تھے — جو واں نہ کھنچ سکے سو وہ یہاں آ کے دم ہوئے ص۲۲۷

سپند[۷]: فرصتِ یک چشمِ حیرت شش جہت آغوش ہے — ہوں سپند آسا وداعِ انجمن کی فکر میں ص۲۳

دیکھیے ـــــ: (۲) برقِ خرمن سی سپند ن۔ (۳) زنجیریِ دودِ سپند۔

سپند آہنگیِ ہستی: سپند آہنگیِ ہستی وسیِ نالہ فرسائی — غبار آلودہ ہیں جوں دودِ شمع ملخنۃ تقریریں ص۲۳

سپندِ بزمِ وصلِ غیر: نالۂ دل میں شب اندازِ اثر نایاب تھا — تھا سپندِ بزمِ وصلِ غیر، گو بیتاب تھا ص۱۳۵

سپندِ شعلہ نادیدہ: نہاں ہے مردمک میں شوقِ رخسارِ فروزاں سے — سپندِ شعلہ نادیدہ صفت اندازِ جُستن کا ص۲۷

سپندِ صد جگر اندوختن: دیکھیے: کشتِ سپندِ صد جگر اندوختن۔

سپہ[۸]: دیکھیے ـــــ: (۱) خیل و سپہ۔ (۲) شہنشاہِ کواکب سپہ۔ (۳) ملک و سپہ۔

---

۱ سبیل: ایک بار۔
۲ سپاری: ایک بار۔
۳ سپاس: پانچ بار [مرکب]۔
۴ سپاہ: دو بار [مرکب]۔
سپاہاں: ایک بار [بطور جمع]۔
سپاہیں: ایک بار۔
۵ سپر: ایک بار۔
۶ سپرد: ایک بار۔
۷ سپند: سات بار [مرکب: چھے بار]۔
۸ سپہ: تین بار [مرکب]۔

سپہ گری[۱]: سو پشت سے ہے پیشۂ آبا سپہ گری — کچھ شاعری ذریعۂ عزت نہیں مجھے ص ۱۲۳

سپہر[۲]: موکبِ خاص یوں زمیں پر تھا — جس طرح ہے سپہر پر پرویں ص ۲۸۱

سپہر شکوہ: دیکھیے: داورِ سپہر شکوہ۔

سپید[۳] و سیاہ: دیکھیے: روز و شب و سپید و سیاہ۔

ستارگاں: ہوتے ہیں محو جلوۂ خُور سے ستارگاں — دیکھ اُس کو، دل سے مٹ گئے بے اختیار داغ ص ۲۸

ستارہ[۴]: خدا نے اُس کو دیا ایک خوب رو فرزند — ستارہ جیسے چمکتا ہوا بہ پہلوے ماہ ص ۲۷۷

ستارہ بار: دیکھیے: ابرِ ستارہ بار۔

ستارہ سپاہ: دیکھیے: خسرو ستارہ سپاہ۔

ستارہ شماری: کی متصل ستارہ شماری میں عمر صرف — تسبیح اشک ہاے ز مژگاں چکیدہ ہوں ص ۶۱

ستارۂ روشن: تو ہے ستارۂ روشن! کہ جو اُسے دیکھے — شعاعِ مہر درخشاں ہو اُس کا تارِ نگاہ ص ۲۷۷

ستارۂ گوہر فروش: گوہر کو عقدِ گردنِ خوباں میں دیکھنا — کیا اوج پر ستارۂ گوہر فروش ہے! ص ۲۳۰

ستارے: زمانہ عہد میں اُس کے ہے محوِ آرایش — بنیں گے اَور ستارے اب آسماں کے لیے ص ۲۳۶

ستایش[۵]: (۱) کیوں کر نہ کروں مدح کو میں ختم دعا پر — قاصر ہے ستایش میں تری میری عبارت ص ۱۲۷

(۲) فکر اچھی، پر ستایش ناتمام — عجزِ اعجازِ ستایش گر کھلا ص ۱۴۱

(۳) نہ ستایش کی تمنا نہ صلے کی پروا — گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی، نہ سہی ص ۲۰۹

(۴) نہ بادشاہ، نہ سلطاں، یہ کیا ستایش ہے؟ — کہو کہ خامسِ آلِ عبا کہیں اُس کو ص ۲۸۵

(۵) دیکھیے: سرو برگِ ستایش۔

ستایش گر: (۱) ستایش گر ہے زاہد اس قدر جس باغِ رضواں کا — وہ اک گلدستہ ہے ہم بے خودوں کے طاقِ نسیاں کا ص ۱۵۶

(۲) دیکھیے: عجزِ اعجازِ ستایش گر۔

---

۱ سپہ گری : ایک بار۔

۲ سپہر : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

۳ سپید : ایک بار [مرکب]۔

۴ ستارہ : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

ستارگاں : ایک بار

ستارے : ایک بار [بطور جمع]۔

۵ ستایش : پانچ بار [مفرد: چار بار، مرکب: ایک بار]۔

ستایش گر : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

ستر[۱]:	سنینِ عمر کے ستر ہوئے شمار برس	بہت جیوں تو جیوں اور تین چار برس	ص ۲۹۳
ستر برس:	ستر برس کی عمر میں یہ داغِ جاں گداز	جس نے جلا کے، راکھ مجھے کر دیا تمام	ص ۲۸۲
ستم[۲]: (۱)	نہ ستم کر اب تو مجھ پر کہ وہ دن گئے کہ ہاں تھی	مجھے طاقت آزمائی، تجھے اُلفت آزمائی	ص ۱۰
	(۲) نے اسدؔ جفا سائل، نے ستم جنوں مائل	تجھ کو جس قدر ڈھونڈھا، اُلفت آزما پایا	ص ۱۳
	(۳) وا حسرتا! کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ	ہم کو حریصِ لذّتِ آزار دیکھ کر	ص ۱۶۹
	(۴) ہم کو ستم عزیز، ستمگر کو ہم عزیز	نامہرباں نہیں ہے اگر مہرباں نہیں	ص ۱۸۸
	(۵) تم وہ نازک کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو	ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو	ص ۱۹۵
	(۶) عاشق ہوئے ہیں آپ بھی ایک اور شخص پر	آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے	ص ۲۱۹
	(۷) تیری وفا سے کیا ہو تلافی کہ دہر میں	تیرے سوا بھی ہم پہ بہت سے ستم ہوئے	ص ۲۲۶
	(۸) حسد، سزائے کمالِ سخن ہے کیا کیجے!	ستم، بہائے متاعِ ہنر ہے کیا کہیے!	ص ۲۲۷
	(۹) تمھاری طرز و روش جانتے ہیں ہم کیا ہے	رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے؟	ص ۲۵۱
	(۱۰) مسیح جس سے کرے اخذِ فیضِ جاں بخشی	ستم ہے، کشتۂ تیغِ جفا کہیں اُس کو	ص ۲۸۵

دیکھیے——: (۱۱)، (۱۲) تیغِ ستم [دوبار]۔ (۱۳) خستۂ تیغِ ستم۔ (۱۴) ذوقِ ستم۔ (۱۵) طرزِ ستم۔ (۱۶) کثرتِ جور و ستم۔ (۱۷) مضمونِ ستم۔

ستم آمادہ:	دیکھیے: دُزدیدنِ دلِ ستم آمادہ۔		
ستم ایجاد:	نالہ، جُز حُسنِ طلب اے ستم ایجاد نہیں	ہے تقاضائے جفا، شکوۂ بیداد نہیں	ص ۱۸۹
ستم دیدۂ بازگشتن:	دیکھیے: فریبِ ستم دیدۂ بازگشتن۔		
ستم رسیدہ:	دوستو! مجھ ستم رسیدہ سے	دشمنی ہے، وصال کا مذکور	ص ۳۲
ستم زدگاں:	کیا تنگ ہم ستم زدگاں کا جہان ہے!	جس میں کہ ایک بیضۂ مور آسمان ہے	ص ۲۰۳
ستم زدہ:	یہ جانتا ہوں کہ تو اور پاسخِ مکتوب!	مگر ستم زدہ ہوں ذوقِ خامہ فرسا کا	ص ۱۳۷
ستم کش:	ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں	تکلف برطرف، مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر	ص ۱۶۸

---

۱ ستر : دوبار۔

۲ ستم : بتیس بار [مفرد: دس بار، مرکب: بائیس بار]۔

ستم ہا : دوبار [مرکب]۔

ستم کشِ جنوں: ہمہ یک نفس تپش سے تب و تابِ ہجر مت پوچھ — کہ ستم کشِ جنوں ہوں نہ بقدرِ زندگانی ص ۱۰

ستم کشی: ستم کشی کا کیا دل نے حوصلہ پیدا — اب اُس سے ربط کروں جو بہت ستمگر ہو ص ۹۷

ستم کشمکشِ دامِ وفا: ہے اسیرِ ستمِ کشمکشِ دامِ وفا — دلِ وارستۂ ہفتاد و دو ملّت بیزار ص ۹

ستم کوشوں: زخم میں ستم کوشوں کے، ہے سامانِ خوں ریزی — سرِ شکِ چشمِ یار، آبِ دمِ شمشیر ابرو ہے ص ۹۸

ستم کیشوں: اِن ستم کیشوں کے کھائے ہیں زبس تیرِ نگاہ — پردۂ بادام، یک غربالِ حسرت بیز ہے ص ۸۵

ستم نسبتِ زلف: سُنبلستانِ جنوں ہوں، ستمِ نسبتِ زلف — موکشاں خانۂ زنجیر میں لایا ہے مجھے ص ۱۰۷

ستم و جورِ ناخدا: سفینہ جب کہ کنارے پہ آلگا غالبؔ — خدا سے کیا ستم و جورِ ناخدا کہیے ص ۲۲۸

ستم ہائے جدائی: دیکھیے: عرضِ ستم ہائے جدائی۔

ستم ہائے روزگار: دیکھیے: رہینِ ستم ہائے روزگار۔

ستمِ ہمرہاں: ناچار بیکسی کی بھی حسرت اُٹھایئے — دشواریِ رہ و ستمِ ہمرہاں نہ پوچھ ص ۲۰۱

ستمگر[1]:
(۱) فلک سفلہ بے محابا ہے — اِس ستمگر کو انفعال کہاں! ص ۲۶
(۲) اب اُس سے ربط کروں جو بہت ستمگر ہو — [دیکھیے: ستم کشی]۔
(۳) ترے توکر ترے در پر اسدؔ کو ذبح کرتے ہیں — ستمگر، ناخدا ترس، آشنا کُش! ماجرا کیا ہے؟ ص ۸۳
(۴) میں نے چاہا تھا کہ اندوہِ وفا سے چھوٹوں — وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا ص ۱۳۲
(۵) تو دوست کسی کا بھی ستمگر! نہ ہوا تھا — اَوروں پہ ہے وہ ظلم کہ مجھ پر نہ ہوا تھا ص ۱۵۲
(۶) کام اُس سے آپڑا ہے کہ جس کا جہان میں — لیوے نہ کوئی نام ستمگر کہے بغیر ص ۱۶۹
(۷) وہ بھی دن ہو! کہ اُس ستمگر سے — ناز کھینچوں بجائے حسرتِ ناز ص ۱۸۲
(۸) زہر ملتا ہی نہیں مجھ کو ستمگر! ورنہ — کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکوں ص ۱۸۶
(۹) ہم کو ستم عزیز، ستمگر کو ہم عزیز — نامہرباں نہیں ہے، اگر مہرباں نہیں ص ۱۸۸
(۱۰) دے مجھ کو شکایت کی اجازت کہ ستمگر! — کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار میں آوے ص ۲۳۲
(۱۱) نہ کہیو طعن سے پھر تم کہ ہم ستمگر ہیں — مجھے تو خو ہے کہ جو کچھ کہو، بجا کہیے ص ۲۲۸

---

[1] ستمگر : گیارہ بار۔

ستیزہ دست:[1]	دیکھیے: فرقِ ستیزہ دست۔		
سجادہ:[2]	دیکھیے: خرقہ و سجادہ۔		
سجود:[3]	دیکھیے: گزارشِ ذوقِ سجود۔		
سجودِ خمِ شمشیر:	اے خوشا ذوقِ تمنائے شہادت! کہ اسدؔ	بے تکلف بہ سجودِ خمِ شمشیر آیا	ص۲۸
سجدہ:[4]	(۱) بوسۂ پا، انتخابِ بدگمانی ہائے حُسن	یعنی ہجومِ عجز سے تا سجدہ ہے جولانِ عجز	ص۴۴
	(۲) ہوئی ہے ناتوانی بے دماغِ شوخیِ مطلب	فرو ہوتا ہے سر سجدے میں اے دستِ دعا! گم ہو!	ص۹۸
	(۳) اثر میں یعنی تک اے دستِ دعا! دخلِ تصرف کر	کہ سجدہ، قبضۂ تیغِ خمِ محراب ہو جاوے	ص۱۰۵
	(۴) تمنائے اسدؔ قتلِ رقیب اور شکر کا سجدہ	دعائے دل بہ محرابِ خمِ شمشیر بہتر ہے	ص۱۰۸
	(۵) دیکھیے: تنگِ سجدہ۔		
سجدہ تمثال:	توڑے ہے عجز تنک حوصلہ بر روئے زمیں	سجدہ تمثال وہ آئینہ، کہیے جس کو جبیں	ص۷
سجدہ ریز:	صرف اظہار ہے ارادت کا	ہے قلم کی جو سجدہ ریز جبیں	ص۲۸۱
سجدہ فرسا:	دیکھیے: جبینِ سجدہ فرسا۔		
سجدہ فشاں:	دیکھیے: جبینِ سجدہ فشاں۔		
سجدہ وار:	دیکھیے: یک سجدہ وار۔		
سجدۂ اُلفت:	بے درد سر بہ سجدۂ اُلفت فرو نہ ہو	جوں شمع غوطہ داغ میں کھا، گر وضو نہ ہو	ص۹۷
سجدۂ بت:	کہتے ہو، کیا لکھا ہے تری سرنوشت میں؟	گویا جبیں پہ سجدۂ بت کا نشاں نہیں	ص۱۸۸
سجدۂ جبینِ نیاز:	دیکھیے: ریزشِ سجدۂ جبینِ نیاز۔		
سجدۂ سہاپی بہ منزل رسیدگی:	بر خاک وفتادگی کشتگانِ عشق	ہے سجدۂ سہاپی بہ منزل رسیدگی	ص۴۵۳
سجدۂ شوق:	خلوتِ دل میں نہ کر دخل بجز سجدۂ شوق	آستاں میں، صفتِ آئنہ در پنہاں ہے	ص۱۰۹
سجدۂ عرضِ نیاز:	دیکھیے: نازِ سجدۂ عرضِ نیاز۔		

---

۱ ستیزہ : ایک بار [مرتب]۔
۲ سجادہ : ایک بار [مرتب]۔
۳ سجود : دو بار [مرتب]۔
۴ سجدہ : سولہ بار [متفرقہ: تین بار، مرتب: تیرہ بار]۔

سچ[1]:

(۱) فریاد اسدؔ! بے نمکی ہائے بتاں سے — سچ کہتے ہیں واللہ کہ اللہ غنی ہے — ص ۱۱۱

(۲) صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ، خدا گواہ! — کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے — ص ۱۲۵

(۳) کہا تم نے کہ کیوں ہو غیر کے ملنے میں رُسوائی؟ — بجا کہتے ہو، سچ کہتے ہو، پھر کہیو کہ ہاں کیوں ہو؟ — ص ۲۰۰

(۴) سچ کہتے ہو خود بین و خود آرا ہوں، نہ کیوں ہوں؟ — بیٹھا ہے بُتِ آئنہ سیما مرے آگے — ص ۲۲۹

(۵) سچ ہے تم آفتاب ہو، جس کے فروغ سے — دریائے نور ہے فلکِ آبگینہ فام — ص ۲۸۲

(۶) جان کی پاؤں اماں، باتیں یہ سب سچ ہیں مگر — ص ۲۹۲ [ضمیمہ]

سحاب[2]: دیکھیے ——: (۱) اشکِ سحاب۔ (۲) غبارِ سحاب۔

سَحَر[3]:

(۱) شکستِ رنگ کی لائی سحر، شبِ سُنبل — پہ زلفِ یار کا افسانہ ناتمام رہا — ص ۳۰

(۲) تا قیامت شبِ فرقت میں گزر جائے گی عمر — سات دن ہم پہ بھی بھاری ہیں سحر ہوتے تک — ص ۵۰

(۳) چمن، نامحرمِ آگاہیٔ دیدارِ خوباں ہے — سحر گل ہائے نرگس چند چشمِ کور نکلتے ہیں — ص ۹۳

(۴) فنا، کرتی ہے زائل سرنوشتِ کُلفتِ ہستی — سحر، از بہرِ شستِ دشوے داغِ ماہ، صابوں ہے — ص ۱۱۳

(۵) غمِ ہستی کا اسدؔ کس سے ہو جز مرگ، علاج — شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک — ص ۱۲۵

(۶) پروانے کا نہ غم ہو، تو پھر کس لیے اسدؔ — ہر رات شمع شام سے لے تا سحر جلے — ص ۲۰۲

(۷) اے دل! بہ خیالِ عارضِ یار — یہ شامِ غم آپ پہ سحر کر — ص ۲۲۸

دیکھیے ——: (۸) تاراجِ سحر۔ (۹) جنبشِ سحر۔ (۱۰) جوشِ سحر۔ (۱۱) دلیلِ سحر۔ (۱۲) شام و سحر۔ (۱۳) گریبانِ سحر۔ (۱۴) لذتِ خوابِ سحر۔ (۱۵) نالۂ مرغِ سحر۔ (۱۶) نفَسِ بادِ سحر۔

سحر ایجادیٔ اثر: دیکھیے: طراوتِ سحر ایجادیٔ اثر۔

سحرگاہ: دیکھیے: دُعاہائے سحرگاہ۔

سحرگہ: (۱) سحرگہ باغ میں وہ حیرتِ گلزار ہو پیدا — اُڑے رنگِ گل اور آئینۂ دیوار ہو پیدا — ص ۳۱

---

1. سچ : چھے بار۔
2. سحاب : دوبار [مرکب]۔
3. سَحَر : سترہ بار [مفرد: سات بار، مرکب: دس بار]۔

سحرگاہ : ایک بار [مرکب]۔

سحرگہ : دوبار [مرکب: ایک بار]۔

سحرگہی : ایک بار [مرکب]۔

سحری : دوبار [مرکب]۔

(۲) دیکھیے: آہِ سحرگہ۔

سحرگہی: دیکھیے: پیچ و تابِ رشتۂ شمعِ سحرگہی۔

سحری: دیکھیے ——: (۱) چراغِ سحری۔ (۲) گریۂ سحری۔

سحر[1]**:** (۱)، (۲) وہ سحر مدعا طلبی میں نہ کام آئے | جس سحر سے سفینہ رواں ہو سراب میں | ص۱۸۹

(۳) دیکھیے: رزِ سحر۔

سحر طرازی: ہے گرچہ مجھے نکتہ سرائی میں توغّل | ہے گرچہ مجھے سحر طرازی میں مہارت | ص۱۲۷

سحر شعلۂ آواز: دیکھیے: تاثیرِ سحرِ شعلۂ آواز۔

سخت[2]**:** (۱) جنابِ شوخ کا دل سخت ہوگا کس قدر یارب! | مری فریاد کو کہسار، سازِ عجز نالی ہے | ص۷۹

(۲) دل سراپا وقفِ سودائے نگاہِ تیز ہے | یہ زمیں مثلِ نیستاں سخت ناوک خیز ہے | ص۸۵

(۳) تھی نوآموزِ فنا ہمتِ دشوار پسند | سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا | ص۱۴۳

(۴) تاب لائے ہی بنے گی غالبؔ | واقعہ سخت ہے اور جان عزیز | ص۱۷۳

(۵) پنہاں تھا دام، سخت قریب آشیان کے | اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے | ص۲۲۹

(۶) دل سخت نژند ہوگیا ہے گویا | اُس سے گلہ مند ہوگیا ہے گویا | ص۲۵۳

(۷) سہل تھا مُسہل، و لے یہ سخت مشکل آپڑی | مجھ پہ کیا گزرے گی! اتنے روز حاضر بن ہوئے | ص۱۲۹

(۸) سخت مشکل ہوگا سلجھانا تجھے | قہر ہے، دل اِن سے اُلجھانا تجھے | ص۲۶۶

(۹) زمانہ سخت کم آزار ہے بہ جانِ اسدؔ | وگرنہ ہم تو توقع زیادہ رکھتے ہیں | ص۱۸۲

(۱۰) ہے جنبشِ زباں بہ دہن سخت ناگوار | خونابۂ ملالِ حسرت چشیدہ ہوں | ص۶۱

(۱۱) قدرِ سنگِ سرِ رہ رکھتا ہوں | سخت ارزاں ہے گرانی میری | ص۲۳۱

(۱۲) خدایا! خوں ہو رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو | جنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیفِ شکیبائی | ص۹۲

(۱۳) رہتے ہیں افسردگی سے سخت بیدردانہ ہم | شعلہ ہا نذرِ سمندر، بلکہ آتش خانہ ہم | ص۵۲

(۱۴) دیکھیے: سنگ آمد و سخت آمد۔

---

[1] سحر : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکب: تین بار]۔

[2] سخت : چودہ بار۔

سخت جان : ایک بار [مرکب]۔

سخت جانی : دو بار۔

سخت جانی ہا : ایک بار [مرکب]۔

سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن: ہوں سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن اسدؔ — تیشے کی، کوہسار میں ہے یک صدا گرو ص۲۹

سخت جانی: (۱) تغافل، بدگمانی، بلکہ میری سخت جانی سے — نگاہِ بے حجابِ ناز کو بیمِ گزند آیا ص۱۱

(۲) بہارِ حیرتِ نظارہ سخت جانی ہے — حنائے پائے اجل خونِ کشتگاں تجھ سے ص۱۱۲

سخت جانی ہائے تنہائی: دیکھیے: کاوِ کاوِ سخت جانی ہائے تنہائی۔

سختی[1] خوابِ گراں: دیکھیے ——: (۱) حریفِ سختیِ خوابِ گراں۔ (۲) حسابِ سختیِ خوابِ گراں۔

سختیِ راہ: ہر گام آبلے سے ہے دل در تہِ قدم — کیا بیم اہلِ درد کو سختیِ راہ کا ص۱۹

سختیِ راہِ محبت: سختیِ راہِ محبت منعِ دخلِ غیر ہے — پیچ و تابِ جادہ، ہے یکساں جوہرِ تیغِ عسس ص۲۵

سختیِ کشانِ عشق: سختی کشانِ عشق کی پوچھے ہے کیا خبر — وہ لوگ رفتہ رفتہ سراپا الم ہوئے ص۲۲۶

سختی ہائے قیدِ زندگی: بہ سختی ہائے قیدِ زندگی معلوم آزادی! — شرر بھی صیدِ دامِ رشتۂ رگ ہائے خارا ہے ص۸۵

سخن[2]: (۱) اسدؔ! ہر جا سخن نے طرحِ باغِ تازہ ڈالی ہے — مجھے رنگِ بہارِ ایجادیِ بیدلؔ پسند آیا ص۱۲

(۲) غریبِ ستم دیدۂ بازگشتن — سخن ہوں، سخن بر لب آوردگاں کا ص۱۸

(۳) اسدؔ! اربابِ فطرت قدردانِ لفظ و معنی ہیں — سخن کا بندہ ہوں لیکن نہیں مشتاق تحسیں کا ص۲۹

(۴) دیتا ہوں کشتگاں کو سخن سے سرِ تپش — مضرابِ تارہائے گلوئے بریدہ ہوں ص۶۱

(۵) غفلتِ دیوانہ جز تمہیدِ آگاہی نہیں — مغزِ سر، خوابِ پریشاں ہے سخن کی فکر میں ص۶۳

(۶) خواہشِ دل ہے زباں کو سببِ گفت و بیاں — ہے سخن، گردِ زِ دامانِ ضمیر افشاندہ ص۶۷

(۷) ہر نالۂ اسدؔ ہے مضمونِ داد خواہی — یعنی سخن کو کاغذ احرامِ مدعا ہے ص۹۵

(۸) ہے سخن اوج دہِ مرتبۂ معنی و لفظ — ہے کرم داغ نہِ ناصیۂ قلزم و نیل ص۱۲۳

(۹) ظلم ہے گر نہ دو سخن کی داد — قہر ہے گر کرو نہ مجھ کو پیار ص۱۲۶

(۱۰) سخن کیا کہہ نہیں سکتے کہ جویا ہوں جواہر کے — جگر کیا ہم نہیں رکھتے کہ کھودیں جا کے معدن کو ص۱۹۹

(۱۱) سخن میں خامۂ غالبؔ کی آتش افشانی — یقیں ہے ہم کو بھی لیکن اب اُس میں دم کیا ہے! ص۲۵۱

(۱۲) ہے بزمِ بتاں میں سخن آزردہ لبوں سے — تنگ آئے ہیں ہم ایسے خوشامد طلبوں سے ص۲۰۱

---

1. سختی : چھے بار [مرکب]۔
2. سخن : اڑسٹھ بار [مفرد: چودہ بار، مرکب: چوّن بار]۔

سخنور : ایک بار۔
سخنوران : ایک بار [مرکب]۔

(۱۳) ہو سخن کی جسے طلبگاری کرے اِس نسخے کی خریداری ص۲۶۸

(۱۴) یہ جتنے جھگڑے ہیں، سب بیزار ہو جاویں دراز اِس کی ہو عمر اِس قدر، سخن کوتاہ ص۲۷۸

(۱۵) سخن تاریک طبعوں کا، ہے اظہار کثافت ہا کہ رنگِ خامۂ فولاد مانا ہے سیاہی ہے ص۲۵۲

(۱۶) ہے ز پا اُفتادگی نشہ بیماری مجھے بے سخن تبخالۂ لب، دانۂ انگور ہے ص۴۳

دیکھیے ـــــ: (۱۷) اظہارِ سخن۔ (۱۸) اقلیمِ سخن۔ (۱۹) اندازِ سخن۔ (۲۰)، (۲۱)، (۲۲) اہلِ سخن [تین بار]۔ (۲۳) بارہو بزمِ سخن۔ (۲۴) پائے سخن۔ (۲۵) پایہ سخباں دستگاہ سخن۔ (۲۶) تابِ سخن۔ (۲۷) تازہ سخن۔ (۲۸) تحفۂ سلطانِ سخن۔ (۲۹) جوہرِ افسونِ سخن۔ (۳۰) حُسن فروغِ شمعِ سخن۔ (۳۱) حیرتِ فکرِ سخن۔ (۳۲) خسرو شیریں سخن۔ (۳۳) دستاگہِ سخن۔ (۳۴)، (۳۵) راہِ سخن [دوبار]۔ (۳۶) روئے سخن۔ (۳۷) رو روانِ راہِ سخن۔ (۳۸) رہنِ سخن۔ (۳۹) سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن۔ (۴۰) سزائے کمالِ سخن۔ (۴۱) طاقتِ سخن۔ (۴۲) طرفِ سخن۔ (۴۳) طوطیِ شیریں سخن۔ (۴۴) عصائے خضرِ صحرائے سخن۔ (۴۵) فصلِ خزانِ چمنستانِ سخن۔ (۴۶)، (۴۷)، (۴۸)، (۴۹) فکرِ سخن [چار بار]۔ (۵۰) گرمیِ سخن۔ (۵۱) متاعِ سخن۔ (۵۲) مجالِ سخن۔ (۵۳) نشۂ فکرِ سخن۔ (۵۴) نقدِ سخن۔

سخن برلب آوردگاں: فریبِ ستم دیدۂ باز گشتن سخن ہوں، سخن بر لب آوردگاں کا ص۱۸

سخن بے صدا: دیکھیے: یک سخن بے صدا۔

سخن تکیہ: روا رکھو نہ رکھو، تھا جو لفظ تکیہ کلام اب اُس کو کہتے ہیں اہلِ سخن، سُخن تکیہ ص۳۰۳

سخنِ حق: نقشِ معنی ہمہ خمیازۂ عرضِ صورت سخنِ حق ہمہ پیمانۂ ذوقِ تحسیں ص۳۳

سخن ساز: اے عندلیبِ خیرہ سرا! سخن ساز نہ ہو عصفورہ ہے تو، مقابلِ باز نہ ہو ص۳۴۳

سخن سرائی: دیکھیے: شمعِ بزمِ سخن سرائی۔

سخنِ سنجیدہ: اے دریغا! کہ نہیں طبعِ نزاکت ساماں ورنہ کانٹے میں تلے ہے سخنِ سنجیدہ ص۳۵۱

سخنِ عشق: باغِ خاموشیِ دل سے سخنِ عشق اسدؔ نفسِ سوختۂ رمزِ چمن ایمائی ہے ص۱۰۳

سخن فہم: ہم سخن فہم ہیں، غالبؔ کے طرفدار نہیں دیکھیں، اِس سہرے سے کہہ دے کوئی بڑھ کر سہرا ص۲۸۸

سخنِ گرم: لکھتا ہوں اسدؔ! سوزشِ دل سے سخنِ گرم تا رکھ نہ سکے کوئی مرے حرف پہ انگشت ص۱۹۳

سخن گستر: دیکھیے: شاہِ سخن گستر۔

سخن گسترانہ: مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات — مقصود اُس سے، قطعِ محبت نہیں مجھے ص۱۲۵

سخن موے دماغ: دیکھیے: فکرِ سخن موے دماغ۔

سخن ناسخ دانا: عکسِ خط تا سخنِ ناسخِ دانا سرسبز — آئنہ، بیضۂ طوطی نظر آیا ہے مجھے ص۱۰۷

سخنور: ہیں اور بھی دُنیا میں سخنور بہت اچھے — کہتے ہیں کہ غالب کا ہے اندازِ بیاں اور ص۱۶۰

سخنورانِ کامل: مشکل ہے ز بس کلام میرا اے دل — سُن سُن کے اُسے، سخنورانِ کامل
آساں کہنے کی کرتے ہیں فرمائش — "گویم مشکل، وگر نگویم مشکل" ص۲۵۲

سدِّ اسکندر[1]: سدِّ اسکندر بنے بہرِ نگاہِ گل رخاں — گر کرے یوں امر، نہی بوتراب آئینے پہ ص۳۰

سدِّ سکندر: حیرتِ اندازِ رہبر ہے عناں گیر اے اسدؔ! — نقشِ پاے خضر یہاں سدِّ سکندر ہوگیا ص۳۰

سدرہ: رہ رو راہِ خلد کا توشہ — طوبیٰ و سدرہ کا جگر گوشہ ص۳۱

سدا[2]: (۱) ساقیِ گل رنگ سے اور آئنہ زانو سے — جامہ زیبوں کے سدا ہیں تہِ داماں گل و صبح ص۳۷
(۲) فیضِ خُلق اُس کا ہی شامل ہے، کہ ہوتا ہے سدا — بوے گل سے نفسِ بادِ صبا عطر آگیں ص۳۲
(۳) تم سیں اور اُس کو سلامت رکھے سدا اللہ ص۲۲۸

سر[3]: (۱) اِس چمن میں ریشہ واری جس نے سر کھینچا اسدؔ — تر زبانِ شکرِ لطفِ ساقیِ کوثر ہوا ص۲۰
(۲) کل اسدؔ کو ہم نے دیکھا گوشۂ غم خانہ میں — دست بر سر، سر بہ زانوے دلِ مایوس تھا ص۲۱
(۳) اسدؔ! خاکِ درِ مے خانہ اب سر پر اُڑاتا ہوں — گئے وہ دن کہ پانی جامِ مے سے زانو زانو تھا ص۲۲
(۴) دیوانگیِ اسدؔ کی حسرت کشِ طرب ہے — سر میں ہواے گلشن، دل میں غبارِ صحرا ص۲۶
(۵) لگے گر سنگ سر پر یار کے دستِ نگاریں سے — بجاے زخم، گل بر گوشۂ دستار ہو پیدا ص۳۱
(۶) جوں جادہ سر بہ کوے تمناے بے دلی — زنجیرِ پا ہے رشتۂ حبّ الوطن ہنوز ص۳۲
(۷) یک بخت اوج نذرِ سبکباریِ اسدؔ — سر پر وبالِ سایۂ بالِ ہما نہ مانگ ص۵۱
(۸) سر پہ مرے وبالِ ہزار آرزو رہا — یارب! میں کس غریب کا بختِ رمیدہ ہوں ص۶۲
(۹) بے درد، سر بہ سجدۂ اُلفت فرو نہ ہو — جوں شمع غوطہ داغ میں کھا گر وضو نہ ہو ص۶۷

---

[1] سدّ : دو بار [مرتب]۔
[2] سدا : تین بار
[3] سر : ایک سو چھپن بار [مفرد پچاس بار، مرتب: (مختلف معنوں میں) ایک سو پانچ بار]۔

(۱۰) ہوئی ہے ناتوانی بے دماغِ شوقِ مطلب	فرو ہوتا ہے سر سجدے میں، اے دستِ دُعا! گم ہو	ص ۶۸
(۱۱) گردِ ساحل ہے، بہ شرمِ جبین آشنا	گر نہ باندھے قلزمِ الفت میں سر جائے کدو	ص ۶۹
(۱۲) کرتے ہو شکوہ کس کا؟ تم اور بے وفائی!	سر پیٹتے ہیں اپنا، ہم اور نیک نامی!	ص ۷۷
(۱۳) گر یاس سر نہ کھینچے، تنگی عجب فضا ہے	وسعت گہِ تمنا، یک بام و صد ہوا ہے	ص ۹۳
(۱۴) صبح آیا جانبِ مشرق نظر	اک نگارِ آتشیں رُخ، سر کھلا	ص ۱۳۹
(۱۵) کوہکن، نقاشِ یک تمثالِ شیریں تھا اسدؔ	سنگ سے سر مار کر ہووے نہ پیدا آشنا	ص ۱۳۹
(۱۶) میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسدؔ	سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا	ص ۱۵۲
(۱۷) ہیں بس کہ جوشِ بادہ سے شیشے اُچھل رہے	ہر گوشۂ بساط، ہے سر شیشہ باز کا	ص ۱۵۵
(۱۸) ہوا جب غم سے یوں بے حس تو غم کیا سر کے کٹنے کا؟	نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا	ص ۱۶۰
(۱۹) موجِ خوں سر سے گزر ہی کیوں نہ جائے	آستانِ یار سے اُٹھ جائیں کیا؟	ص ۱۶۱
(۲۰) جو ہوا غرقۂ مے، بختِ رسا رکھتا ہے	سر سے گزرے پہ بھی ہے بالِ ہما موجِ شراب	ص ۱۶۳
(۲۱) سر پھوڑنا وہ غالبؔ شوریدہ حال کا	یاد آگیا مجھے تری دیوار دیکھ کر	ص ۱۶۹
(۲۲) جی میں ہی کچھ نہیں ہے ہمارے، وگرنہ ہم	سر جائے یا رہے، نہ رہیں پر کہے بغیر	ص ۱۶۹
(۲۳) مٹ جائے گا سر گر ترا پتھر نہ گھسے گا	ہوں در پہ ترے ناصیہ فرسا کوئی دن اور	ص ۱۷۰
(۲۴) مرتا ہوں اس آواز پہ، ہر چند سر اُڑ جائے	جلاد کو لیکن وہ کہے جائیں کہ: ہاں اور	ص ۱۷۰
(۲۵) مرگیا پھوڑ کے سر غالبؔ وحشی، ہے ہے!	بیٹھنا اُس کا وہ آ کر تری دیوار کے پاس!	ص ۱۷۳
(۲۶) خوش حال اُس حریفِ سیہ مست کا کہ جو	رکھتا ہو مثلِ سایۂ گل سر بہ پائے گل	ص ۱۷۹
(۲۷) سر کھجاتا ہے، جہاں زخمِ سر اچھا ہو جائے	لذتِ سنگ بہ اندازۂ تقریر نہیں	ص ۱۸۲
(۲۸) فکرِ دنیا میں سر کھپاتا ہوں	میں کہاں اور یہ وبال کہاں!	ص ۱۸۳
(۲۹) شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبالِ دوش	صحرا میں اے خدا! کوئی دیوار بھی نہیں	ص ۱۸۳
(۳۰) ضعف میں طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے	بات کچھ سر تو نہیں ہے کہ اُٹھا بھی نہ سکوں	ص ۱۸۶
(۳۱) اُس فتنہ خو کے در سے اب اُٹھتے نہیں اسدؔ	اس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو	ص ۱۹۳

(۳۲)،(۳۳) سر اُڑانے کے جو وعدے کو مکرر چاہا　　ہنس کے بولے کہ ترے سر کی قسم ہے ہم کو　ص۱۹۵

(۳۴) وفا کیسی، کہاں کا عشق، جب سر پھوڑنا ٹھہرا　　تو پھر اے سنگ دل! تیرا ہی سنگِ آستاں کیوں ہو؟　ص۲۰۰

(۳۵) غمِ دُنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اُٹھانے کی　　فلک کا دیکھنا، تقریب تیرے یاد آنے کی　ص۲۰۲

(۳۶) تپش سے میری، وقفِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے　　مرا سر رنجِ بالیں ہے، مرا تن بارِ بستر ہے　ص۲۱۲

(۳۷) بیکاریِ جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل　　جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی!　ص۲۱۶

(۳۸) سر پر ہجومِ دردِ غریبی سے ڈالیے　　وہ ایک مُشتِ خاک کہ صحرا کہیں جسے　ص۲۱۸

(۳۹) سر پائے خُم پہ چاہیے ہنگامِ بے خودی　　رُو سوئے قبلہ وقتِ مناجات چاہیے　ص۲۲۰

(۴۰) پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑے رہیں　　سر زیرِ بارِ منتِ درباں کیے ہوئے　ص۲۲۶

(۴۱) عجب نشاط سے جلاد کے چلے ہیں ہم آگے　　کہ اپنے سایے سے سر پانْو سے ہے دو قدم آگے　ص۲۲۷

(۴۲) کس روز تُہمتیں نہ تراشا کیے عدو؟　　کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کیے؟　ص۲۳۳

(۴۳) بوجھ وہ سر سے گرا ہے کہ اُٹھائے نہ اُٹھے　　کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے　ص۲۳۶

(۴۴) خود بہ خود کچھ ہم سے کنیانے لگا　　اس قدر بگڑا کہ سر کھانے لگا　ص۲۶۶

(۴۵)،(۴۶) خوش ہو اے بخت! کہ ہے آج ترے سر سہرا　　باندھ شہ زادہ جواں بخت کے سر پر سہرا　ص۲۸۷

(۴۷) سر پہ چڑھنا تجھے پھبتا ہے، پر اے طرفِ کُلاہ!　　مجھ کو ڈر ہے کہ نہ چھینے ترا لمبر سہرا　ص۲۸۷

(۴۸) رشک سے لڑتی ہیں آپس میں اُلجھ کر لڑیاں　　باندھنے کو جو ترے سر پہ اُٹھایا سہرا　ص۲۸۸

(۴۹) آدمی کو کیوں پکارے ہے، گلے لگ جا مرے　　سر سے گر چادر اُتارے ہے، گلے لگ جا مرے　ص۲۹۱

(۵۰) ہو کر شہیدِ عشق میں، پائے ہزار جسم　　ہر موجِ گردِ راہ مرے سر کو دوش ہے　ص۳۲۰

دیکھیے ــــــ: (۵۱)،(۵۲) آشفتہ سر [دوبار]۔ (۵۳) خاک بہ سر کردن بے فائدہ۔ (۵۴) دردِ سر۔ (۵۵) دست بر سر۔ (۵۶) دو سر۔ (۵۷) دورانِ سر۔ (۵۸) زخمِ سر۔ (۵۹)،(۶۰) غالب آشفتہ سر [دوبار]۔ (۶۱)، (۶۲) مغزِ سر [دوبار]۔ (۶۳) منشیِ خیرہ سر۔ (۶۴) موے سر۔

سر آغازِ موسم:　سر آغازِ موسم میں، اندھے ہیں ہم　　کہ دِلّی کو چھوڑیں، لوہارو کو جائیں　ص۲۶۳

سرِ امتحاں:　عبرت سے پوچھ دردِ پریشانیِ نگاہ　　یہ گردِ وہم، جز بہ سرِ امتحاں نہیں　ص۵۷۵

سرِ انگشت: ہر غنچۂ گل، صورتِ یک قطرۂ خوں ہے — دیکھا ہے کسو کا جو حنا بستہ سرِ انگشت ص ۳۲

سرِ انگشت: کثرتِ انشائے مضمونِ تحیر سے اسدؔ — ہر سرِ انگشت، نوکِ خامۂ فرسودہ ہے ص ۱۰۳

سرِ انگشتِ حسیناں: دیکھیے: مسی آلودہ سرِ انگشتِ حسیناں۔

سرِ انگشتِ حنائی: (۱) شمع رویوں کی سرِ انگشتِ حنائی دیکھ کر — غنچۂ گل پرفشاں پروانہ آسا جل گیا ص ۲۰

(۲) تھا ہے سرِ انگشتِ حنائی کا تصور — دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی ص ۲۲۸

سرِ اہلِ سلامت: دیکھیے: دردِ سرِ اہلِ سلامت۔

سرِ بازار: لو! توبہ کرو، تم کیا ہو، جب ادبار آتا ہے — تو یوسف سا حسیں بکنے سرِ بازار آتا ہے ص ۳۱۰

سر بہ پائے خم نانہادہ: بہ زاہداں رگِ گردن ہے رشتۂ زنار — سر بہ پائے خم نانہادہ رکھتے ہیں ص ۹۰

سر بہمی ہا: دیکھیے: بغفلتِ سر بہمی ہا۔

سر بہ زانوے کرم: سر بہ زانوے کرم رکھتی ہے شرمِ ناکسی — اے اسدؔ! بیجا نہیں ہے غفلت آرائی تری ص ۹۳

سر بہ صحرا دادہ: (۱)، (۲) دیکھیے: سرِ شکِ سر بہ صحرا دادہ [دوبار]۔

سر بکف: اے نوا ساز تماشا! سر بکف جلتا ہوں میں — یک طرف جلتا ہے دل اور یک طرف جلتا ہوں میں ص ۹۳

سر بگریباں: خامہ انگشت بہ دنداں کہ اسے کیا لکھیے — ناطقہ سر بہ گریباں کہ اسے کیا کہیے ص ۱۲۲

سر بہ مہر گلاس: انگبیں کے، بہ حکمِ ربّ الناس — بھر کے بھیجے ہیں سر بہ مہر گلاس ص ۱۳۱

سر بہ مہرِ چشم پوشیدن: معمائے تکلف، سر بہ مہرِ چشم پوشیدن — گدازِ شمعِ محفل، پیچشِ موبار بستر ہے ص ۸۵

سرِ پرشور: یہاں سرِ پرشور بے خوابی سے تھا دیوار جو — وہاں وہ فرقِ ناز محوِ بالشِ کمخواب تھا ص ۱۳۵

سرِ پستانِ پری زاد: خاتمِ دستِ سلیماں کے مشابہ لکھیے — سرِ پستانِ پری زاد سے مانا کہیے ص ۱۲۲

سر تا بہ پا: جوشِ جنوں سے جوں کسوتِ گل — سر تا بہ پا ہوں جیبِ دریدہ ص ۳۵۱

سر تا پا: (۱) فکرِ نالہ میں گویا حلقہ ہوں ز سر تا پا — عضو عضو جوں زنجیر یک دلِ صدا پایا ص ۱۲

(۲) غیر کی منت نہ کھینچوں گا پئے توفیرِ درد — زخم، مثلِ خندۂ قاتل ہے سر تا پا نمک ص ۱۸۵

سر تا پا گداز: یک نگاہِ گرم ہے جوں شمع سر تا پا گداز — غیر از خود رفتگاں رنجِ خود آرائی عبث ص ۳۴

سرِ تارِ نظر: بہ شغلِ انتظارِ مہ وشاں، در خلوتِ شب ہا — سرِ تارِ نظر، ہے رشتۂ تسبیحِ کوکب ہا ص ۳۳

سرِ تارِ نفس: وھاں ہجومِ نغمہ ہاے سازِ عشرت تھا اسدؔ ناخنِ غم یہاں سرِ تارِ نفس مضراب تھا ص۱۵

سر تا قدم: (۱) شعلہ آغاز، ولے حیرت داغ انجام موجِ مے، لیک ز سر تا قدم آغوشِ خمار ص۷

(۲) خور، شبنم آشنا نہ ہوا، ورنہ میں اسدؔ سر تا قدم گزارشِ ذوقِ سجود تھا ص۱۲

(۳) عروجِ نشہ ہے سر تا قدم قدِ چمن رویاں بجاے خود وگرنہ سرو بھی میناے خالی ہے ص۷۹

سر تا ناخنِ پا: شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع مے، ز سر تا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے ص۹۲

سرِ تپش: دیتا ہوں کشتگاں کو سخن سے سرِ تپش مضرابِ تارہاے گلوے بریدہ ہوں ص۶۱

سرِ تعمیرِ کائنات: اے چرخ! خاک برسرِ تعمیرِ کائنات لیکن بناے عہدِ وفا اُستوار تر ص۴۱

سرِ جادۂ شرعِ تسلیم: جلوہ رفتار سرِ جادۂ شرعِ تسلیم نقشِ پا جس کا ہے توحید کو معراجِ جبیں ص۸

سرِ خستہ: نہ اوروں کی سنتا، نہ کہتا ہوں اپنی سرِ خستہ و شورِ وحشت سلامت ص۳۳

سرِ خودداری: دیکھیے: دردِ سرِ خودداری۔

سرِ دامن: دریاے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک میرا سرِ دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا ص۱۵۲

سر در گریبانی: ناتوانی سے نہیں سر در گریبانی اسدؔ ہوں سراپا یک خمِ تسلیم، جو مولا کرے ص۱۰۱

سرِ دریوزگیِ جلوۂ دیدار: گر ہے سرِ دیوزگیِ جلوۂ دیدار جوں پنجۂ خرشید ہو اے دستِ دعا! گرم ص۲۲۸

سرِ ذزدیِ زخم: نوکِ ہر خار سے تھا بس کہ سرِ ذزدیِ زخم جوں نمد، ہم نے کفِ پا پہ اسدؔ دل باندھا ص۱۳

سرِ دعویٰ: شمع آسا چہ سرِ دعویٰ و گو پاے ثبات؟ گلِ صد شعلہ بہ یک جیب شکیبائی ہے ص۱۰۳

سرِ دعویِ باطل: حُسنِ آشفتگیِ جلوہ ہے عرضِ اعجاز دستِ موسیٰ بہ سرِ دعویِ باطل باندھا ص۱۳

سرِ دیوارِ باغ: دیکھیے: خارِ سرِ دیوارِ باغ۔

سرِ دیوانہ: (۱)، (۲) دیکھیے: موے سرِ دیوانہ [دوبار]۔

سرِ ذوقِ فنا: خاکِ فرصت بر سرِ ذوقِ فنا، اے انتظار! ہے غبارِ شیشۂ ساعت رمِ آہو مجھے ص۸۷

سرِ راہ: (۱) دمِ واپسیں برسرِ راہ ہے عزیزو! اب اللہ ہی اللہ ہے! ص۲۱۲

(۲) دیکھیے: ہر سرِ راہ۔

سرِ راہ گزر: نالاں ہوں اسدؔ تو بھی سرِ راہ گزر پر کہتے ہیں کہ: تاثیر ہے فریاد جرس کو ص۲۵۰

سرِ رشتۂ پاسِ انفاس: توڑے ہے نالہ سر رشتۂ پاسِ انفاس — سر کرے ہے دلِ حیرت زدہ شغلِ تسکیں — ص ۷

سرِ رہ گزار: (۱) روندی ہوئی ہے کوکبۂ شہریار کی — اترائے کیوں نہ خاک سرِ رہ گزار کی — ص ۲۵۱

(۲) دیکھیے: جاں دادۂ ہوائے سرِ رہ گزار۔

سرِ رہ گزر: سمجھ کے کرتے ہیں بازار میں وہ پرسشِ حال — کہ یہ کہے کہ سرِ رہ گزر ہے کیا کہیے — ص ۲۲۷

سرِ رہ گزرِ باد: دیکھیے: چراغانِ سرِ رہ گزرِ باد۔

سرِ زلف: دیکھیے: گرفتارِ سرِ زلف۔

سرِ سلسلہ جنبانیِ صد عمرِ ابد: تھا سرِ سلسلہ جنبانیِ صد عمرِ ابد — سازہا مفتِ بریشم کدۂ نالۂ زار — ص ۹

سرِ سودائے انتظار: جو ہے تجھے سرِ سودائے انتظار، تو آ — کہ ہیں متاعِ دکانِ نظر در و دیوار — ص ۱۹۷

سرِ شمع: ہوسِ فروغِ تن ہا، تب و تابِ سوختن ہا — سرِ شمع نقشِ پا ہے بہ سپاسِ ناتوانی — ص ۱۰

سرِ شوریدہ: (۱) اے سرِ شوریدہ! ذوقِ عشق و پاسِ آبرو! — جوشِ سودا کب حریفِ منتِ دستار ہے — ص ۸۳

(۲) کبھی تو اِس سرِ شوریدہ کی بھی داد ملے — کہ ایک عمر سے حسرت پرستِ بالیں ہے — ص ۲۳

سرِ کوئے یار: فتادگی میں قدم استوار رکھتے ہیں — بہ رنگِ جادہ سرِ کوئے یار رکھتے ہیں — ص ۹۳

سرِ لشکرِ وحشت علمی: ہے عرضِ شکست، آئنۂ جراتِ عاشق — نجو آہ، کہ سرِ لشکرِ وحشت علمی ہے — ص ۱۰۶

سرِ مصراعِ صافِ تیغ: طرزِ موزونی ہے صرفِ جنگ جوئی ہائے یار — ہے سرِ مصراعِ صافِ تیغ، خنجر مستزاد — ص ۳۸

سرِ مژگاں: دیکھیے ——: (۱) رمزِ سرِ مژگاں۔ (۲) نوکِ سرِ مژگاں۔

سرِ مژگانِ دوست: دیکھیے: خیال آبادِ سودائے سرِ مژگانِ دوست۔

سرِ مژہ: ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں، اسدؔ — ہے بر سرِ مژہ نگراں دیدبانِ اشک — ص ۵۰

سرِ معنی: سرِ معنی بہ گریبانِ شقِ خامہ، اسدؔ — چاکِ دل، شانہ کشِ طرۂ تحریر آوے — ص ۱۳

سرِ مزار: دیکھیے: شمعِ سرِ مزار۔

سرِ منزلِ تقویٰ: دیکھیے: جادۂ سرِ منزلِ تقویٰ۔

سرِ منزلِ نازک خیالی: دیکھیے: تارِ جادۂ سرِ منزلِ نازک خیالی۔

سرِ منزلِ ہستی: سرِ منزلِ ہستی سے ہے صحرائے طلب دور — جو خط ہے کفِ پا پہ، سو ہے سلسلۂ پا — ص ۲۹

سرِ مو: دیکھیے: زباں ہر سرِ مو۔

سرِ ناخن: موجِ طوفاں ہو اگر خونِ دو عالم ہستی — ہے حنا کو سرِ ناخن سے گزرنا دشوار ص۵

سرِ ناخنِ نگار: بیتابِ سیرِ دل ہے سرِ ناخنِ نگار — یعنی نعل ہے بہ آتشِ رنگِ حنا گرو ص۶۹

سرِ نشو و نما: نشّے کے پردے میں ہے محوِ تماشائے دماغ — بس کہ رکھتی ہے سرِ نشو و نما موجِ شراب ص۱۴۳

سرنگوں: (۱) ہوا شرمِ تہی دستی سے وہ بھی سرنگوں آخر — بس اے زخمِ جگر اب دیکھ لی شورشِ نمک داں کی ص۷۷

(۲) بساطِ عجز میں تھا ایک دل، یک قطرہ خوں وہ بھی — سو رہتا ہے بہ اندازِ چکیدن سرنگوں وہ بھی ص۲۰۲

سرنگونی: (۱) ہجومِ غم سے یہاں تک سرنگونی مجھ کو حاصل ہے — کہ تارِ دامن و تارِ نظر میں فرق مشکل ہے ص۲۰۸

(۲) دیکھیے: وقتِ سرنگونی۔

سر و پا: (۱)، (۲) دیکھیے: بے سر و پا [دوبار]۔

سر و تن: فنِ صورت گری میں تیرا گرز — گر نہ رکھتا ہو دستگاہ تمام

اُس کے مضروب کے سر و تن سے — کیوں نمایاں ہو صورتِ ادغام؟ ص۳۲۸

سر و دستار: دیکھیے: ذوقِ آرائشِ سر و دستار۔

سر و زانو: دیکھیے: جستجوئے فرصتِ ربطِ سر و زانو۔

سر و گردن: دیکھیے: وہمِ صد سر و گردن۔

سرِ ہر خار: بہ پاسِ شوخیِ مژگاں، سرِ ہر خار سوزن ہے — تبسم، برگِ گل کو بخیۂ دامن نہ ہو جاوے ص۸۵

سرِ ہر ذرّہ: پایا سرِ ہر ذرّہ جگر گوشۂ وحشت — ہیں داغ سے معمور شقائق کی کلاہیں ص۵۹

سرِ ہر مو: دیکھنا حالت مرے دل کی ہم آغوشی کے وقت — ہے نگاہِ آشنا تیرا سرِ ہر مو مجھے ص۲۰۹

سرِ ہم فتنہ طلبار: گلشن و مے کدہ، سیلابیِ یک موجِ خیال — نشہ و جلوۂ گل، بر سرِ ہم فتنہ طلبار ص۳

سرِ یاراں: دیکھیے: دردِ سرِ یاراں۔

سر[1] [کرنا]: (۱) آتی نہیں نیند اے شبِ ہجرا! — افسانۂ زلفِ یار سر کر ص۲۲۸

(۲) توڑے ہے نالہ سرِ رشتۂ پاسِ انفاس — سر کرے ہے دلِ حیرت زدہ شغلِ تسکیں ص۷

---

[1] سر [کرنا]: تین بار۔

(۳) جب کہ میں کرتا ہوں اپنا شکوۂ ضعفِ دماغ — سرکرے ہے وہ حدیثِ زلفِ عنبر بارِ دوست — ص۱۶۳

سر[۱] [ہوتے تک]: آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہوتے تک — کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہوتے تک — ص۱۷۵

سرا[۲]: دیکھیے: تعمیر سرا۔

سراب[۳]: (۱) بے دلوں سے ہے تپش جوں خواہشِ آب از سراب — ہے شرر موہوم گر رکھتا نہ ہووے سنگ، دل — ص۵۳

(۲) وہ سحر مدعا طلبی میں نہ کام آئے! — جس سحر سے سفینہ رواں ہو سراب میں — ص۱۸۹

دیکھیے ——: (۳) فریب نامۂ موجِ سراب۔ (۴) موجِ سراب۔

سرابِ حسنِ خلق: اے بہ سرابِ حسنِ خلق تشنۂ سعیِ امتحاں! — شوق کو منفعل نہ کر، ناز کو التجا سمجھ — ص۷۲

سرابِ دشتِ وفا: دیکھیے: موجِ سرابِ دشتِ وفا۔

سرابِ سطرِ آگاہی: دیکھیے: وحشت کشِ درسِ سرابِ سطرِ آگاہی۔

سرابِ صحرا: دیکھیے: موجِ سرابِ صحرا۔

سرابِ گفتگوہا: بہ شکنجِ جستجوہا، بہ سرابِ گفتگوہا — تگ و تازِ آرزوہا بہ فریبِ شادمانی — ص۹

سرابِ یقیں: سرابِ یقیں ہیں پریشاں نگاہاں — اسدؔ کو گر از چشمِ کم دیکھتے ہیں — ص۲۲۸

سرابِ یک تپش آموختن: میں ہوں سرابِ یک تپش آموختن ہنوز — زخمِ جگر ہے تشنۂ لب دوختن ہنوز — ص۲۲

سراپا[۴]: (۱) سراپا یک آئینہ دارِ شکستن — ارادہ ہوں یک عالمِ افسرگاں کا — ص۱۸

(۲) وہ ذو میرا اشتعلتاں سے کرے ہے ہمسری — بس کہ ذوقِ آتشِ گل سے سراپا جل گیا — ص۴۰

(۳) ہر عضو غم سے ہے شکن آسا شکستہ دل — جوں زلفِ یار ہوں میں سراپا شکستہ دل — ص۵۱

(۴) خوشا! وہ دل کہ سراپا طلسمِ بے خبری ہو — جنون و یاس و الم، رزقِ مدعا طلبی ہے — ص۷۵

(۵) دل سراپا وقفِ سودائے نگاہِ تیز ہے — یہ زمیں مثلِ نیستاں سخت ناوک خیز ہے — ص۸۵

(۶) کیوں نہ تیغِ یار کو مشاطۂ الفت کہوں؟ — زخم مثلِ گل سراپا کا مرے پیرایہ ہے — ص۱۰۳

(۷) حق کشانِ عشق کی پوچھے ہے کیا خبر؟ — وہ لوگ رفتہ رفتہ سراپا الم ہوئے — ص۲۲۶

(۸) نالہ کھینچا ہے، سراپا داغِ جرأت ہوں اسدؔ — کیا سزا ہے میرے جرمِ آرزو تاویل کی؟ — ص۹۱

---

۱ سر [ہوتے تک]: ایک بار۔

۲ سرا : ایک بار [مرکب]۔

۳ سراب : گیارہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: نو بار]۔

۴ سراپا : چودہ بار۔

(۹) سراپا رہنِ عشق و ناگزیرِ اُلفتِ ہستی — عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا — ص۱۴۸

(۱۰) ہوں سراپا سازِ آہنگِ شکایت، کچھ نہ پوچھ — ہے یہی بہتر کہ لوگوں میں نہ چھیڑے تو مجھے — ص۲۰۹

(۱۱) گدازِ سعیِ بینش، شکست وشوے نقشِ خود کامی — سراپا شبنم آئینہ یک نگاہِ پاک باقی ہے — ص۱۰۷

(۱۲) سایۂ اُفتادگی بالین و بستر ہوں اسدؔ! — جوں صنوبر دل سراپا قامت آرائی نہیں — ص۶۵

(۱۳) تجاہل پیشگی سے مدعا کیا؟ — کہاں تک اے سراپا ناز! کیا کیا — ص۱۵۷

(۱۴) دھول دھپّا اُس سراپا ناز کا شیوہ نہیں — ہم ہی کر بیٹھے تھے غالبؔ پیش دستی ایک دن — ص۱۷۹

(۱۵) ناتوانی سے نہیں سر در گریبانی اسدؔ — ہوں سراپا یک خمِ تسلیم، جو مولا کرے — ص۱۰۱

سراج الدین[۱]: ملے دو مرشدوں کو قدرتِ حق سے ہیں دو طالب — نظام الدین کو خسروؔ، سراج الدین کو غالبؔ — ص۱۹۳

سراسر[۲]: (۱) ہے تماشا حیرت آبادِ تغافل ہائے شوق — یک رگِ خواب و سراسر جوشِ خونِ آرزو — ص۶۹

(۲) قطرۂ مے بس کہ حیرت سے نفس پرور ہوا — خطِ جامِ مے سراسر رشتۂ گوہر ہوا — ص۱۵۱

(۳) کرے ہے بادہ ترے لب سے کسبِ رنگِ فروغ — خطِ پیالہ سراسر نگاہِ گلچیں ہے — ص۲۱۳

(۴) رُخ پہ دولھا کے جو گرمی سے پسینا ٹپکا — ہے رگِ ابرِ گہربار سراسر، سہرا — ص۲۸۷

(۵) دکانِ ناوکِ تاثیر ہے از خود تہی ماندن — سراسر عجز ہو، کرخانہ مانندِ کماں خالی — ص۳۵۵

(۶) سراسر تاختن کو شش جہت، یک عرصہ جولاں تھا — ہوا واماندگی سے رہرواں کی، فرق منزل کا — ص۱۸

(۷) ہے سراسر روی عالمِ ایجاد آسے — جَیبِ خلوت کدۂ غنچہ میں جولانِ بہار — ص۵

(۸) بہرِ پروردن سراسر لطف گستر سایہ ہے — پنجۂ مژگاں بہ طفلِ اشک دستِ دایہ ہے — ص۱۰۳

سُراغ[۳]: (۱) بے خونِ دل، ہے چشم میں موجِ نگہ، غبار — یہ مے کدہ، خراب ہے مے کے سُراغ کا — ص۱۵۰

(۲) دیکھیے: وحشت سراغ۔

سُراغِ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر: سُراغِ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر ہوں — پرافشاں ہے غبار آں سوے صحراے عدم میرا — ص۱۶

سُراغِ تفِ نالہ: سُراغِ تفِ نالہ لے داغِ دل سے — کہ شب رَو کا نقشِ قدم دیکھتے ہیں — ص۱۷۹

---

۱ سراج الدین [بہادر شاہ ظفر] : ایک بار۔

۲ سراسر : آٹھ بار۔

۳ سُراغ : نو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

سراغِ جلوہ:	کس کا سراغ جلوہ ہے حیرت کو اے خدا!	آئینہ، فرشِ جہتِ انتظار ہے	ص۲۱۷
سراغِ خلوتِ شب ہائے تار:	بہ رنگِ سایہ سروکار انتظار نہ پوچھ	سراغِ خلوتِ شب ہائے تار رکھتے ہیں	ص۲۲۹
سراغِ درد:	بجز دل، سراغِ درد بہ دل خفتگاں نہ پوچھ	آئینہ عرض کر، خط و خالِ بیاں نہ پوچھ	ص۷۰
سراغِ عافیت:	یک مژہ برہم زدن حشرِ دو عالم فتنہ ہے	یعاں سراغِ عافیت جز دیدۂ بسمل نہ پوچھ	ص۴۲
سراغِ یک نگہِ قہر آشنا:	تکلف، آفتِ دو جہاں مدارا ہے	سراغ یک نگہِ قہر آشنا معلوم!	ص۵۳
سرانجام[1]:	گریۂ طوفاں رکاب، نالۂ محشر عناں	بے سروساماں اسدؔ، فتنہ سرانجام ہے	ص۹۹
سربر[2]:	سربر ہوئی نہ وعدۂ صبر آزما سے عمر	فرصت کہاں کہ تیری تمنا کرے کوئی	ص۲۱۵
سربسر[3]:	(۱) عالم، طلسمِ شہرِ خموشاں ہے سربسر	یا میں غریبِ کشورِ گفت و شنود تھا	ص۲۱۹
	(۲) گرمی ہے زباں کی سببِ سوختنِ جاں	ہر شمع شہادت کو ہے یعاں سربسر انگشت	ص۳۲
	(۳) بس کہ ہے صیادِ راہِ عشق میں محوِ کمیں	جادۂ رہ سربسر مژگانِ چشمِ دام ہے	ص۱۰۱
	(۴) گل سربسر اشارۂ جیبِ دریدہ ہے	نازِ بہار جز بہ تقاضا نہ کھینچیے	ص۱۰۶
	(۵) نہ پوچھ بے خودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب	کہ ناچتے ہیں پڑے سربسر در و دیوار	ص۱۶۷
	(۶) اے ترا غمزہ، یک قلم انگیز	اے ترا ظلم، سربسر انداز	ص۱۴۲
	(۷) عالم، غبارِ وحشتِ مجنوں ہے سربسر	کب تک خیالِ طرۂ لیلا کرے کوئی!	ص۲۱۵
سرپنجۂ[4] افتادگاں:	ظاہرا سرپنجۂ افتادگاں گیرا نہیں	ورنہ کیا حسرت کشِ دامن یہ نقشِ پا نہیں؟	ص۹۵
سرپنجۂ مژگانِ آہو:	اسدؔ! ہم وہ جنوں جولاں گدائے بے سروپا ہیں	کہ ہے سرپنجۂ مژگانِ آہو پشت خار اپنا	ص۱۵۳
سرتاسر[5]:	(۱) شاہِ روشن دل بہادر شہ، کہ ہے	رازِ ہستی اس پہ سرتاسر کھلا	ص۳۹
	(۲) کہ زمیں ہوگئی ہے سرتاسر	روکشِ سطحِ چرخِ مینائی	ص۲۵۱
سرتاسرِ خاک:	وسعتِ سعیِ کرم دیکھ کہ سرتاسرِ خاک	گزرے ہے آبلہ پا ابرِ گہربار ہنوز	ص۱۴۲

---

[1] سرانجام : ایک بار۔

[2] سربر : ایک بار۔

[3] سربسر : سات بار۔

[4] سرپنجہ : دوبار [مرکب]۔

[5] سرتاسر : چھ بار

[مفرد: دوبار، مرکب: چار بار]۔

سرتاسرِ دل:	وحشتِ زخمِ وفا دیکھ کہ سر تا سرِ دل	بخیہ، جوں جوہرِ تیغ آلتِ گیرائی ہے	ص ۱۰۳
سرتاسرِ فکر:	لیکن اِس رشتۂ تحریر میں سر تا سرِ فکر	ہوں بقدرِ عددِ حرفِ علی سُبحہ شمار	ص ۹
سرتاسرِ گیتی:	ہووے نہ غبارِ دلِ تسلیم زمیں گیراں	مغرور نہ ہو ناداں، سر تا سرِ گیتی ہے	ص ۱۱۵
سرجوشِ[1] سودائے غلط فہمی:	خیالِ دُود، تھا سرجوشِ سودائے غلط فہمی	اگر رکھتی نہ خاکستر نشینی کا غبار آتش	ص ۲۷
سرچشمۂ[2] دیگر:	جوہرِ تیغ بہ سرچشمۂ دیگر معلوم!	ہوں میں وہ سبزہ کہ زہراب اُگاتا ہے مجھے	ص ۲۱۶
سرحدِ[3] ادراک:	ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود	قبلے کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں	ص ۱۸۷
سرخطِ[4] آغاز:	ہے جلوۂ خیال سویدائے مردمک	جوں داغ، شعلہ سرخطِ آغاز ہے مجھے	ص ۹۷
سرخطِ بند:	سرخطِ بند ہوا نامہ گنہ گاروں کا	خونِ ہدہد سے لکھا نقش گرفتاروں کا	ص ۲۸
سرخوشِ[5] خواب:	گل کھلے، غنچے چٹکنے لگے اور صبح ہوئی	سرخوشِ خواب ہے وہ نرگسِ مخمور ہنوز	ص ۳۵
سرخوشِ غفلت:	تماشا سرخوشِ غفلت ہے باوصفِ حضورِ دل	ہنوز آئینہ خلوت گاہِ نازِ ربطِ مژگاں ہے	ص ۸۱
سرد[6]: (۱)	آمدِ خط سے ہوا ہے سرد جو بازارِ دوست	دودِ شمعِ کشتہ تھا شاید خطِ رخسارِ دوست	ص ۱۹۳

دیکھیے ——: (۲) دلِ سرد۔ (۳)، (۴) دمِ سرد [دوبار]۔ (۵) دمِ سرد کشیدہ۔

سرد بازاری: دیکھیے: خوئے سرد بازاری۔

سرد مہر:	عیش، گرمِ اضطراب و اہلِ غفلت سرد مہر	دورِ ساغر، یک گلستاں برگ ریزِ تاک ہے	ص ۱۰۷
سردمہری:	دریغ! آہِ سحرگہ کارِ بادِ صبح کرتی ہے	کہ ہوتی ہے زیادہ سردمہری شمع رویاں کی	ص ۷۶
سرِ دست[7]:	خنکی کا ہو بھلا جس کے سبب سے سرِ دست	نسبت اک گونہ مرے دل کو ترے ہات سے ہے	ص ۱۲۸
سررشتہ داری[8]:	ہو رہا ہے جہان میں اندھیر	زلف کی پھر سررشتہ داری ہے	ص ۲۲۳
سررشتۂ[9] آزادگی:	ایک دن مثلِ پتنگِ کاغذی	لے کے دل سررشتۂ آزادگی	ص ۲۶۶

---

۱ سرجوش : ایک بار [مرکب]۔
۲ سرچشمہ : ایک بار [مرکب]۔
۳ سرحد : ایک بار [مرکب]۔
۴ سرخط : دوبار [مرکب]۔
۵ سرخوش : دوبار [مرکب]۔
۶ سرد : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔
۷ سرِ دست : ایک بار۔
۸ سررشتہ داری : ایک بار۔
۹ سررشتہ، سر رشتہ : نو بار۔

سررشتۂ اوقات: پیچھے ڈالی ہے سرِ رشتۂ اوقات میں گانٹھ — پہلے ٹھونکی ہے بُنِ ناخنِ تدبیر میں کیل ص۱۲۳

سررشتۂ ایجاد: بخششِ تیغ کا اُس کی ہے جہاں میں چرچا — قطع ہوجائے نہ سررشتۂ ایجاد کہیں ص۳۲

سررشتۂ بیتابیِ دل: سررشتۂ بیتابیِ دل در گروِ عجز — پرواز بہ خوں خفتہ و فریاد رسا ہے ص۹۱

سررشتۂ پاسِ انفاس: توڑے ہے نالہ سر رشتۂ پاسِ انفاس — سر کرے ہے دلِ حیرت زدہ شغلِ تسکیں ص۷

سررشتۂ سلامت: بہ پیچ و تابِ ہوس سلکِ عافیت مت توڑ — نگاہِ عجز، سررشتۂ سلامت ہے ص۲۱۴

سررشتۂ فنا: سوے دماغِ وحشت سررشتۂ فنا ہے — شیرازۂ دو عالم یک آہِ نارسا ہے ص۹۳

سررشتۂ وفا: تمھیں نہیں ہے سرِ رشتۂ وفا کا خیال — ہمارے ہاتھ میں کچھ ہے، مگر ہے کیا؟" کہیے ص۲۲۷

سررشتۂ یک ریشۂ دویدن: اے جادے! بہ سررشتۂ یک ریشۂ دویدن — شیرازۂ صد آبلہ جوں سُبحہ بہم باندھ ص۱۱

سرزمین[1]: (۱) ہندوستان کی بھی عجب سرزمین ہے — جس میں وفا و مہر و محبت کا ہے وفور ص۲۴۳

(۲) میری سنو کہ آج تم اِس سرزمین پر — حق کے تفضلات سے ہو مرجعِ انام ص۲۸۲

سرسبز[2]: (۱) عکسِ خط تا محنِ باغِ دانا سرسبز — آئنہ، بیضۂ طوطی نظر آیا ہے مجھے ص۱۰۷

(۲) خضر سلطاں کو رکھے خالقِ اکبر سرسبز — شاہ کے باغ میں یہ تازہ نہال اچھا ہے ص۲۲۰

سرسبزی: دیکھیے: سوداے سرسبزی۔

سرشار[3]: (۱) کس قدر سازِ دو عالم کو ملی جراتِ ناز — کہ ہوا ساغرِ بے حوصلۂ دل سرشار ص۴

(۲) دیدہ تا دل اسدؔ! آئینۂ یک پرتوِ شوق — فیضِ معنی سے خطِ ساغرِ راقم سرشار ص۳۳

(۳) ہے وہی بدمستیِ ہر ذرہ کا خود عذر خواہ — جس کے جلوے سے زمیں تا آسماں سرشار ہے ص۲۱۲

دیکھیے ——: (۴) ذوقِ سرشار۔ (۵) ساغرِ سرشارِ دوست۔ (۶) ساغرِ جلوۂ سرشار۔

سرشارِ تماشاے دوام: لشکرِ عیش پہ سرشارِ تماشاے دوام — کہ رہے خونِ خزاں سے بہ حنا پاے بہار ص۷

سرشارِ تمنا: (۱) جامِ ہر ذرہ ہے سرشارِ تمنا مجھ سے — کس کا دل ہوں کہ دو عالم سے لگایا ہے مجھے ص۱۰۸

(۲) دیکھیے: بحرِ سرشارِ تمنا۔

---

[1] سرزمین: دوبار۔

[2] سرسبز: دوبار۔

سرسبزی: ایک بار [مرکب]۔

[3] سرشار: دس بار

[مفرد: تین بار، مرکب: سات بار]۔

سرشاری: دوبار [مرکب]۔

سرشارِ نے: دیکھیے: جامِ سرشارِ نے۔

سرشاریِ اندازِ حباب: عکسِ موجِ گل و سرشاریِ اندازِ حباب — نغمۂ آئنہ کیفیتِ دل سے ہے دوچار ص ۴

سرشاریِ شوق بہ بیاباں زدہ: گریہ، سرشاریِ شوق بہ بیاباں زدہ ہے — قطرۂ خونِ جگر، چشمکِ طوفاں زدہ ہے ص ۱۰۹

سرشک[1]: (۱) کفِ موجۂ حیا ہوں بہ گزارِ عرضِ مطلب — کہ سرشک قطرہ زن ہے بہ پیامِ دل رسانی ص ۱۰

(۲) سرشک آشفتہ سرتھا قطرہ زن مژگاں سے جانے میں — رہے یہاں شوخیِ رفتار سے پا آستانے میں ص ۵۸

(۳) غالبؔ! زبس کہ سوکھ گئے چشم میں سرشک — آنسو کی بوند، گوہرِ نایاب ہوگئی ص ۴۹

دیکھیے ——:(۴) آں سوے ہجومِ سرشک۔ (۵) دانہ ہاے سرشک۔ (۶) عرضِ سرشک۔

سرشک آگیں مژہ: رہا نظارہ وقتِ بے نقابی آپ پر لرزا — سرشک آگیں مژہ سے ستا ازں جاں رشتہ بر رو تھا ص ۳۲

سرشک آلودہ: نہیں معلوم کس کس کا لہو پانی ہوا ہوگا! — قیامت ہے سرشک آلودہ ہونا تیری مژگاں کا ص ۱۵۷

سرشک بر زمیں اُفتادہ: (۱) نہیں ہے مزرعِ اُلفت میں حاصل غیرِ پامالی — نظر دانہ، سرشکِ بر زمیں افتادہ آتا ہے ص ۹۸

(۲) سرشکِ بر زمیں اُفتادہ آسا — اُٹھا یہاں سے نہ میرا آب و دانہ ص ۳۵۱

سرشک چشمِ اسد: صدف کی ہے ترے نقشِ قدم میں کیفیت — سرشکِ چشمِ اسد کیوں نہ اُس میں گوہر ہو ص ۶۷

سرشک چشمِ یار: زخم میں ستم کوشوں کے ہے سامانِ خوں ریزی — سرشکِ چشمِ یار آبِ دمِ شمشیرِ ابرو ہے ص ۹۸

سرشکِ سر بہ صحرا دادہ: (۱) دیکھتا ہوں وحشتِ شوقِ خروش آمادہ سے — فالِ رُسوائی سرشکِ سر بہ صحرا دادہ سے ص ۸۹

(۲) سرشک سر بہ صحرا دادہ، نورالعین دامن ہے — دلِ بے دست و پا اُفتادہ، برخوردارِ بستر ہے ص ۲۱۲

سرشکِ تنک اثر: نذرِ خراشِ نالہ سرشکِ تنک اثر — لطفِ کرم بدو الجم ہماں اُٹھائیے ص ۷۳

سرشیر[2]: نہیں ہے کفِ لبِ نازک پہ فرطِ نشۂ نے سے — لطافت ہاے جوشِ حُسن کا سرشیر ہے پیدا ص ۳۰

سرفراز[3]: بلندر رتبہ وہ حاکم، وہ سرفراز امیر — کہ باج تاج سے لیتا ہے جس کا طرفِ کلاہ ص ۲۷۷

سرکارِ[4] چمن: دیکھیے: میرِ آب بہ سرکارِ چمن۔

سرکش[5]: دیکھیے ——:(۱) اضطرابِ سرکش۔ (۲) کاکلِ سرکش۔

---

[1] سرشک : پندرہ بار

[مفرد: تین بار، مرکب: بارہ بار]۔

[2] سرشیر : ایک بار۔

[3] سرفراز : ایک بار۔

[4] سرکاری : ایک بار [مرکب]۔

[5] سرکش : دو بار [مرکب]۔

سرگراں:[1] (۱) کلفتِ ربطِ این و آں، غفلتِ مدعا سمجھ — شوق کرے جو سرگراں، محملِ خوابِ پا سمجھ — ص ۴۳

(۲) وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے، ہم اپنی وضع کیوں چھوڑیں؟ — سبک سر بن کے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو؟ — ص ۱۹۹

(۳) سرگراں مجھ سے سبک زد کے، نہ دینے سے رہو — کہ بہ یک جنبشِ لب مثلِ صدا جاتا ہوں — ص ۲۹۸

سرگرانی: (۱) مجھے بادۂ طرب سے بہ خمار گاہِ قسمت — جو ملی تو تلخ کامی، جو ہوئی تو سرگرانی — ص ۱۰

(۲) بارہا دیکھی ہیں اُن کی رنجشیں — پر کچھ اب کے سرگرانی اور ہے — ص ۲۳۷

سرگرم:[2] دل نازک پہ اُس کے رحم آتا ہے مجھے غالبؔ — نہ کر سرگرم اُس کافر کو اُلفت آزمانے میں — ص ۱۸۰

سرگرمِ جفا: گو سمجھتا نہیں پر حُسنِ تلافی دیکھو — شکوۂ جور سے سرگرمِ جفا ہوتا ہے — ص ۲۳۰

سرگرمِ جولاں: اسدؔ از بس کہ فوجِ دردوغم سرگرمِ جولاں ہے — غبارِ راہ ویرانی ہے مُلکِ دل کی آبادی — ص ۲۵۱

سرگرمِ خرام: بدگمانی نے نہ چاہا اُسے سرگرمِ خرام — رُخ پہ ہر قطرہ عرق دیدۂ حیراں سمجھا — ص ۱۳۷

سرگرمِ خودنمائی: کل وہ سرگرمِ خود نمائی تھے — شمعِ بزمِ سخن سرائی تھے — ص ۲۶۷

سرگرمِ نالہ ہاے شرربار: آتش پرست کہتے ہیں اہلِ جہاں مجھے — سرگرمِ نالہ ہاے شرربار دیکھ کر — ص ۱۶۷

سرگرمیِ شوق: طبع کو اُلفتِ دُلدُل میں یہ سرگرمیِ شوق — کہ جہاں تک چلے اُس سے قدم اور مجھ سے جبیں — ص ۳۳۵

سرگشتگی: سرگشتگی میں عالمِ ہستی سے یاس ہے — تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے — ص ۲۰۳

سرگشتگی ہاے طلب: نہیں گرداب، بجز سرگشتگی ہاے طلب ہرگز — حبابِ بحر کے ہے آبلوں میں خارِ ماہی کا — ص ۲۶

سرگشتہ:[3] دیکھیے: آوارہ و سرگشتہ۔

سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود: تیشے بغیر مر نہ سکا کوہکن، اسدؔ — سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا — ص ۱۳۳

سرماخوردگاں:[4] گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ ہے از بس کہ چرخ — قرصِ کافوری ہے بہرِ از بہرِ سرما خوردگاں — ص ۹۶

سرمایہ:[5] (۱) آشفتگی نے نقشِ سویدا کیا درست — ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دود تھا — ص ۱۳۳

---

[1] سرگراں : تین بار۔
سرگرانی : دو بار۔

[2] سرگرم : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔
سرگرمی : ایک بار [مرکب]۔

[3] سرگشتہ : دو بار [مرکب]۔

سرگشتگی : ایک بار۔
سرگشتگی ہا : ایک بار [مرکب]۔

[4] سرما : ایک بار [مرکب]۔

[5] سرمایہ : بارہ بار
[مفرد: ایک بار، مرکب: گیارہ بار]۔

دیکھیے ـــــــ: (۲) چمن سرمایۂ بالیدنِ صد رنگ۔ (۳) شفق سرمایہ۔ (۴) صاحب سرمایہ۔

سرمایہ اندوزی: دیکھیے: کثرتِ سرمایہ اندوزی۔

سرمایۂ ایجاد: ہو وہ سرمایۂ ایجاد جہاں گرمِ خرام — ہر کفِ خاک ہے وھاں گردۂ تصویرِ زمیں — ص ۳۲

سرمایۂ ایجادِ تمنا: شوقِ سامانِ فضولی ہے وگرنہ غالبؔ — ہم میں سرمایۂ ایجادِ تمنا کب تھا — ص ۳۳

سرمایۂ بال و پرِ نکشودہ: کیا کہوں پرواز کی آوارگی کی کشمکش — عافیت، سرمایۂ بال و پرِ نکشودہ ہے — ص ۱۰۳

سرمایۂ صد گلستاں: ہے تصور میں نہاں سرمایۂ صد گلستاں — کاسۂ زانو ہے مجھ کو بیضۂ طاؤس و بس — ص ۳۶

سرمایۂ طوفاں: ہجومِ گریہ سوے دل، خوشا سرمایۂ طوفاں! — برانگشتِ حسابِ اشک، تاخنِ نعلِ واژوں ہے — ص ۱۱

سرمایۂ وحشت: سرمایۂ وحشت ہے دلا! سایۂ گلزار — ہر سبزۂ نوخاستہ یھاں بالِ پری ہے — ص ۲۵۳

سرمایۂ یک عالم: نالہ، سرمایۂ یک عالم و عالم، کفِ خاک — آسماں بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے — ص ۲۱۶

سرمستیاں[ل]: وہ بادۂ شبانہ کی سرمستیاں کہاں! — اُٹھیے بس اب کہ لذتِ خوابِ سحر گئی — ص ۲۳۳

سُرمہ[ع]: (۱) کیا دے صدا کہ کُلفتِ خُم کشتگاں سے، آہ! — ہے سُرمہ، گردِ رہ بہ گلوے جرس تمام — ص ۵۵

(۲) سبب وارستگاں کو تنگیِ ہمت ہے، خداوندا! — اثر سُرمے سے اور لبہاے عاشق سے صدا گم ہو — ص ۶۸

(۳) زبس نکلا غبارِ دل بہ وقتِ گریہ آنکھوں سے — اسدؔ! کھائے ہوئے سُرمے نے آنکھوں میں بصارت کی — ص ۹۷

(۴) گو نفَس و چہ غبار؟ جُراتِ عجز آشکار — در تپش آبادِ شوقِ سُرمہ، صدا نام ہے — ص ۹۹

(۵) درخورِ عرض نہیں جوہرِ بیداد کو جا — نگہِ ناز ہے سُرمے سے خفا میرے بعد — ص ۱۲۶

(۶) چاہے ہے پھر کسی کو مقابل میں آرزو — سُرمے سے تیز دشنۂ مژگاں کیے ہوئے — ص ۲۲۶

(۷) چشمِ خوباں خامشی میں بھی نوا پرداز ہے — سُرمہ تو کہوے کہ دودِ شعلۂ آواز ہے — ص ۲۲۷

(۸) خوشا! عجزے کہ عاشق جل بجھے جوں شعلہ تخانش — کہ کم از سُرمہ اُس کا مشتِ خاکستر نہیں ہوتا — ص ۲۲۵

دیکھیے ـــــــ: (۹) سنگِ سُرمہ۔ (۱۰) غبارِ سُرمہ۔ (۱۱)، (۱۲) غبارِ سُرمہ [دو بار]۔ (۱۳) کاغذِ سُرمہ۔ (۱۴) گردِ سُرمہ۔ (۱۵) موجِ غبارِ سُرمہ۔ (۱۶) میلِ سُرمہ۔

ل سرمستیاں : ایک بار۔ — سرنامہ : ایک بار۔

ع سُرمہ : اٹھائیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: بیس بار]۔

سُرمہ آلود: دیکھیے ـــــ: (۱) زبانِ سرمہ آلود۔ (۲) جَیبِ اشکِ چشمِ سرمہ آلود۔

سُرمہ سا: (۱) خوش اُفتادگی کہ بہ صحرائے انتظار — جوں جادہ، گردِ رہ سے نگہ سرمہ سا کروں — ص۵۶

(۲) خموشیوں میں، تماشا ادا نکلتی ہے — نگاہ، دل سے ترے سُرمہ سا نکلتی ہے — ص۲۱۸

دیکھیے ـــــ: (۳) نگہِ سرمہ سا۔ (۴) نگہِ چشمِ سرمہ سا۔

سرمہ سازِ انتظار: غبارِ دشتِ وحشت سرمہ سازِ انتظار آیا — کہ چشمِ آبلہ میں طولِ میلِ راہ مژگاں ہے — ص۸۱

سرمہ سائیِ حیرت: ادب نے سونپی ہمیں سرمہ سائیِ حیرت — زبانِ بستہ و چشمِ کشادہ رکھتے ہیں — ص۲۲۹

سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں: گردِ رہ، سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں — نقشِ ہر گام، دو عالم صفہاں زیرِ نگیں — ص۸

سُرمۂ آواز: فکرِ سخن، بہانۂ پروازِ خامشی — دودِ چراغ، سرمۂ آواز ہے مجھے — ص۹۷

سُرمۂ چشم: ربطِ تمیزِ اعیاں، دُردِ مےِ صدا ہے — اعمیٰ کو سرمۂ چشم، آوازِ آشنا ہے — ص۹۳

سُرمۂ چشمِ رکابِ یار: بنا اسدؔ! میں سرمۂ چشمِ رکابِ یار — آیا نہ میری خاک پہ وہ شہ سوار، حیف! — ص۲۹

سُرمۂ مفتِ نظر: سرمۂ مفتِ نظر ہوں، مری قیمت یہ ہے — کہ رہے چشمِ خریدار پہ احساں میرا — ص۱۵۳

سرنامہ: آنکھ کی تصویر سرنامے پہ کھینچی ہے کہ تا — تجھ پہ کھل جاوے کہ اس کو حسرتِ دیدار ہے — ص۲۱۲

سروبرگِ[1] آرزو: نے سروبرگِ آرزو، نے رہ و رسمِ گفتگو — اے دل و جانِ خلق! تو ہم کو بھی آشنا سمجھ — ص۴۷

سروبرگِ ادراکِ معنی: نہیں گر سروبرگِ ادراکِ معنی — تماشائے نیرنگِ صورت سلامت! — ص۱۹۳

سروبرگِ خودآرائی: مت رکھ اے انجام غافل! سازِ ہستی پر غرور — چیونٹی کے پر، سروبرگِ خود آرائی نہیں — ص۹۵

سروساماں[2]: دیکھیے ـــــ: (۱) رقیبِ سروساماں۔

(۲) نہ پوچھ کچھ سروسامان و کاروبارِ اسدؔ — جنوں معاملہ، بے دل، فقیرِ مسکیں ہے — ص۲۵۲

سروکار[3]: ختم کرتا ہوں اب دُعا پہ کلام — شاعری سے نہیں مجھے سروکار — ص۱۲۷

سروکارِ انتظار: بہ رنگِ سایہ سروکارِ انتظار نہ پوچھ — سراغِ خلوتِ شب ہائے تار رکھتے ہیں — ص۲۲۹

سروکارِ تواضع: سروکارِ تواضع تا خمِ گیسو رسانیدن — بسانِ شانہ زینت ریز ہے دستِ سلام اُس کا — ص۲۲

سرنوشت[4]: (۱) ہے سرنوشت میں رقمِ وا شکستگی — ہوں جوں خطِ شکستہ بہ ہر جا شکستہ دل — ص۵۱

---

۱ سروبرگ : تین بار [مرکب]۔

۲ سروساماں : دوبار [مرکب]۔

۳ سروکار : تین بار [مرکب: دوبار]۔

۴ سرنوشت : نوبار [مفرد: تین بار، مرکب: چھے بار]۔

(۲) یہ سرنوشت میں میری ہے اشک افشانی — کہ موجِ آب ہے ہر ایک چینِ پیشانی ص۹۶

(۳) کہتے ہو، کیا لکھا ہے تری سرنوشت میں؟ — گویا جبیں پہ سجدۂ بت کا نشاں نہیں ص۱۸۸

(۴) ہوں منحرف نہ کیوں رہ و رسمِ ثواب سے — ٹیڑھا لگا ہے قط قلم سرنوشت کو ص۱۹۷

سرنوشتِ اضطراب انجامیِ اُلفت: سرنوشتِ اضطراب انجامیِ اُلفت نہ پوچھ — نالِ خامہ، خار خارِ خاطرِ آغاز ہے ص۸۲

سرنوشتِ خلق: سرنوشتِ خلق ہے طغرائے عجزِ اختیار — آرزوہا خار خارِ چینِ پیشانی عبث ص۳۲

سرنوشتِ دو جہاں ابر: سونپے ہے فیضِ ہوا صورتِ مژگانِ یتیم — سرنوشتِ دو جہاں ابر بہ یک سطرِ غبار ص۱۳۲

سرنوشتِ عشق: نہیں ہے سرنوشتِ عشق غیر از بے دماغی ہا — جبیں پر میری مدِّ خامۂ قدرت خطِ چیں ہے ص۸۹

سرنوشتِ کلفتِ ہستی: فنا کرتی ہے زائل سرنوشتِ کلفتِ ہستی — سحر از بہرِ شست و شوئے داغِ ماہ، صابوں ہے ص۱۱۴

سرو[1]: (۱) بحتِ نشوونما میں یہ بلندی ہے کہ سرو — پرِ قمری سے کرے صیقلِ تیغِ کہسار ص۳

(۲) عروجِ نشہ ہے سر تا قدم قدِ چمن رویاں — بجائے خود وگرنہ سرو بھی مینائے خالی ہے ص۷۹

(۳) حُسن و رعنائی میں وہمِ صد سرو گردن ہے فرق — سرو کے قامت پہ گل، یک دامنِ کوتاہ ہے ص۹۴

(۴) کہوں وہ مصرعِ برجستہ وصفِ قامت میں — کہ سرو ہو نہ سکے اُس کا مصرعِ ثانی ص۹۹

(۵) اُلفتِ گل سے، غلط ہے دعویِ وارستگی — سرو ہے باوصفِ آزادی گرفتارِ چمن ص۱۸۱

(۶) مینائے مے ہے سرو، نشاطِ بہار سے — بالِ تدرو، جلوۂ موجِ شراب ہے ص۲۰۶

(۷) سمجھ اِس فصل میں کوتاہیِ نشوونما غالبؔ — اگر گل سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہو جاوے ص۲۱۳

(۸) ہے یہ وہ گلشنِ ہمیشہ بہار — بار ور جس کا سرو، گل بے خار ص۲۶۷

دیکھیے ـــــــ: (۹) رعنائیِ سرو۔ (۱۰) فرقِ سرو۔

سرو باغ: ہے نفس پروردہ گلشن کس ہوائے بام کا؟ — طوقِ قمری میں ہے سرو باغ، ریحانِ سفال ص۵۲

سرو بوستاں: دیکھیے: مینائے سرو بوستاں۔

سرو بے دل: بیضۂ قمری کے آئینے میں پنہاں صیقل — سرو بے دل سے عیاں عکسِ خیالِ قدِ یار ص۴

سرو چراغاں: دکھاؤں گا تماشا، دی اگر فرصت زمانے نے — مرا ہر داغِ دل، اک تخم ہے سرو چراغاں کا ص۱۵۶

---

[1] سرو : بائیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: چودہ بار]۔

سرو چمن: دیکھیے: مصرعِ سروِ چمن۔

سرو چمنی: دیکھیے: بہ بالش سرو چمنی۔

سرو سبز جوئبار نغمہ:	نغمہ ہا شاداب رنگ و ساز ہا مستِ طرب	شیشۂ مے، سرو سبز جوئبار نغمہ ہے	ص ۲۱۳
سرو قامت:	ترے سرو قامت سے، یک قدِ آدم	قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں	ص ۱۷۹
سرو قد:	اگر وہ سرو قد گرمِ خرامِ ناز آجاوے	کفِ ہر خاکِ گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو	ص ۱۹۳
سرو و صنوبر:	سایے کی طرح ساتھ پھریں سرو و صنوبر	تو اس قدِ دل کش سے جو گلزار میں آوے	ص ۲۳۲

سرو و گل: دیکھیے: دماغِ تماشائے سرو و گل۔

سرود[1]: دیکھیے: یک سرود خانۂ ہمسایہ۔

سُرور[2]: دیکھیے ——: (۱) برہم خوردنِ بزمِ سُرور۔ (۲) بزمِ سُرور۔ (۳) صد نشاط و سُرور۔

سُرور بخش:	ساقی! بہار موسمِ گل ہے سُرور بخش	پیماں سے ہم گزر گئے، پیمانہ چاہیے	ص ۸۲
سُرورِ تپِ غم:	کیجیے بیاں سُرورِ تپِ غم کہاں تلک	ہر مو مرے بدن پہ زبانِ سپاس ہے	ص ۲۰۵
سُرورِ خاص خواص:	مرحبا! اے سُرورِ خاص خواص	حبّذا! اے نشاطِ عامِ عوام	ص ۳۳۶
سُرورِ نقطۂ گردش:	سُرورِ نقطۂ گردش اگر کیفیت افزا ہو	نہاں ہر گرد باد دشت میں جامِ سفالی ہے	ص ۷۹
سُرور و سوز:	یا صبح دم جو دیکھیے آکر تو بزم میں	نے وہ سُرور و سوز، نہ جوش و خروش ہے	ص ۲۳۰
سَرورِ مہرفر[3]:	سَرورِ مہرفر ہوا جو سوار	بہ کمالِ تجمل و تزئین	ص ۲۸۱

سروش[4]: دیکھیے: نوائے سروش۔

سرہنگوں[5]:	پہلے دارا کا نکل آیا ہے نام	اس کے سرہنگوں کا جب دفتر کھلا	ص ۱۳۹

سُریں[6]: دیکھیے: زیبِ سُریں۔

سزا[7]: (۱)	نالہ کھینچا ہے، سراپا داغِ جرأت ہوں اسدؔ	کیا سزا ہے میرے جرمِ آرزو تاویل کی؟	ص ۹۱

---

[1] سرود : ایک بار [مرتب]۔

[2] سرور : آٹھ بار [مرتب]۔

[3] سَرور : ایک بار [مرتب]۔

[4] سروش : ایک بار [مرتب]۔

[5] سرہنگوں : ایک بار [مرتب]۔

[6] سُریں : ایک بار [مرتب]۔

[7] سزا : ایک بار [مرتب]۔

(۲) حد چاہیے سزا میں عقوبت کے واسطے — آخر گناہگار ہوں، کافر نہیں ہوں میں — ص۱۹۰

(۳) بھاگے تھے ہم بہت، سو اسی کی سزا ہے یہ — ہو کر اسیر، دابتے ہیں راہ زن کے پانو — ص۱۹۶

(۴) نکوہش ہے سزا فریادیِ بیدادِ دلبر کی — مبادا! خندۂ دنداں نما ہو صبحِ محشر کی — ص۲۰۷

(۵) ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد — یارب! اگر اِن کردہ گناہوں کی سزا ہے — ص۲۱۹

سزائے کمالِ سخن: حسد، سزائے کمالِ سخن ہے، کیا کیجے! — ستم، بہائے متاعِ ہنر ہے، کیا کیجے! — ص۲۲۷

شست رو[۱]: عشق کی راہ میں ہے چرخِ مکوکب کی وہ چال — سست رو جیسے کوئی آبلہ پا ہوتا ہے — ص۲۳۰

سستیِ تدبیر: چاہے گر جنت، جز آدم وارثِ آدم نہیں — شوخیِ ایمانِ زاہد، سستیِ تدبیر ہے — ص۹۵

سطحِ[۲] چرخِ بریں: دیکھیے: بالائے سطحِ چرخِ بریں۔

سطحِ چرخِ مینائی: دیکھیے: روکشِ سطحِ چرخِ مینائی۔

سطحِ گردوں: سطحِ گردوں پہ پڑا تھا رات کو — موتیوں کا ہر طرف زیور کھلا — ص۱۳۹

سطرِ[۳] آگاہی: دیکھیے: وحشت کشِ درسِ سراب۔سطرِ آگاہی۔

سطرِ تبسم: (۱) روانیِ موجِ مے کی گر خطِ جام آشنا ہووے — لکھے کیفیت اس سطرِ تبسم کی عبارت کی — ص۹۷

(۲) گر دکھاؤں صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ کو — دستِ زد، سطرِ تبسم یک قلم انشا کرے — ص۱۰۱

سطرِ زنہار: دیکھیے: مسطرکشِ سطرِ زنہار۔

سطرِ شعلہ: دیکھیے: تقریبِ نگارش ہائے سطرِ شعلہ۔

سطرِ تجسم: دیکھیے: نقشِ صد سطرِ تجسم۔

سطرِ غبار: دیکھیے: یک سطرِ غبار۔

سطوت[۴]: سطوت سے تیرے جلوۂ حسنِ غیور کی — خوں ہے مری نگاہ میں رنگِ ادائے گل — ص۱۶۷

سطوتِ اسمائے جلالی: جلوۂ خور سے فنا ہوتی ہے شبنم غالبؔ — کھو دیا سطوتِ اسمائے جلالی نے مجھے — ص۳۲

سطوتِ قاتل: نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانع میرے نالوں کو — لیا دانتوں میں جو تنکا، ہوا ریشہ نیستاں کا — ص۱۵۶

---

۱ شست : ایک بار [مرتب]۔
سستی : ایک بار [مرتب]۔
۲ سطح : تین بار [مرتب]۔
۳ سطر : سات بار [مرتب]۔
۴ سطوت : تین بار [مرتب: دو بار]۔

سعادت[1]: دیکھیے: کسبِ سعادت۔

سعادت افزائی: دیکھیے: اُمیدِ سعادت افزائی۔

سعی[2]: (۱) دوست غم خواری میں میری، سعی فرماویں گے کیا؟ — زخم کے بھرتے تلک ناخن نہ بڑھ جاویں گے کیا؟ ص ۱۵۵

(۲) غالبؔ! کچھ اپنی سعی سے لہنا نہیں مجھے — خرمن جلے، اگر نہ ملخ کھائے کشت کو ص ۱۹۷

(۳) اپنی، رُسوائی میں کیا چلتی ہے سعی! — یار ہی ہنگامہ آرا چاہیے ص ۲۲۳

(۴) ہرچند اُمید دور تر ہو — اے حوصلے! سعی بیشتر کر ص ۲۲۸

سعیِ آزادی: کشاکش ہائے ہستی سے کرے کیا سعیِ آزادی — ہوئی زنجیر، موجِ آب کو فرصت روانی کی ص ۲۰۹

سعیِ اسکندر: دیکھیے: تمالِ سعیِ اسکندر۔

سعیِ امتحاں: دیکھیے: بخشۂ سعیِ امتحاں۔

سعیِ بے حاصل: بس ہجومِ نااُمیدی! خاک میں مل جائے گی — یہ جو اک لذت ہماری سعیِ بے حاصل میں ہے ص ۲۳۱

سعیِ نارسا: دیکھیے: دستِ سعیِ نارسا۔

سعیِ بے سروپائی: (۱) انگور، سعیِ بے سروپائی سے سبز ہے — غالبؔ! یہ دوشِ دل خُمِ مستاں اُٹھائیے ص ۷۷

(۲) دیکھیے: پرکارِ سعیِ بے سروپائی۔

سعیِ بینش: دیکھیے: گدازِ سعیِ بینش۔

سعیِ تلاشِ دید: دیکھیے: کمال گرئ سعیِ تلاشِ دید۔

سعیِ جلوہ اندوزی: طلسمِ آئنہ زانوے فکر ہے غافل! — ہنوز حُسن کو ہے سعیِ جلوہ اندوزی ص ۱۰۰

سعیِ خرام: سعیِ خرام کاوشِ ایجادِ جلوہ ہے — جوشِ چکیدنِ عرق آئینہ کار تر ص ۳۱

سعیِ دل: حسرت نگہ وحشت نہ بہ سعیِ دل ہے — عرضِ خمیازۂ مجنوں ہے گریباں میرا ص ۲۱

سعیِ دید: جہاں مٹ جائے سعیِ دید، خضر آبادِ آسائش — بہ جیبِ ہر نگہ پنہاں ہے حاصل رہ نمائی کا ص ۱۹

سعیِ سپند: دیکھیے ـــــ: (۱) برقِ خرمنِ سعیِ سپند۔ (۲) مستیِ سعیِ سپند۔

سعیِ ضبطِ جنوں: بینش بہ سعیِ ضبطِ جنوں نوبہار تر — دل در گدازِ نالہ، نگہ آبیار تر ص ۳۰

---

[1] سعادت : دوبار [مرکب]۔

[2] سعی : چھبّیس بار [مفرد: چار بار، مرکب: بائیس بار]۔

سعیِ عاشق: سعیِ عاشق ہے فروغ افزائے آبِ روئے کار — ہے شرارِ تیشہ بہرِ تربتِ فرہاد، گل ص۵۲

سعیِ عروجِ نشہ: کجا ہے، گو عرق، سعیِ عروجِ نشہ رنگیں تر — خطِ رخسارِ ساقی تا خطِ ساغر چراغاں ہے ص۸۱

سعیِ غیر: بہ سعیِ غیر ہے قطعِ لباسِ خانہ ویرانی — کہ تارِ جادۂ رہ، رشتۂ دامانِ صحرا ہے ص۸۴

سعیِ قلمِ مانی: دیکھیے: نقش رنگینیِ سعیِ قلمِ مانی۔

سعیِ کرم: دیکھیے: وسعتِ سعیِ کرم۔

سعیِ نالہ فرسائی: سپند آہنگیِ ہستی و سعیِ نالہ فرسائی — غبار آلودہ ہیں جوں دودِ شمع کشتہ تقریریں ص۶۳

سفال[1]: دیکھیے ——— : (۱) جامِ سفال۔ (۲)، (۳) ریحانِ سفال [دوبار]۔

سفالی: دیکھیے ——— : (۱) جامِ سفالی۔ (۲) جامِ لبریزِ سفالی۔

سفر[2]: (۱) نہ تھی رنجِ رہ تھی، عدم یا وجود تھا — میرا سفر بہ طالعِ چشمِ حسود تھا ص۱۲

(۲) غالبؔ! اگر اس سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں — حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی ص۲۲۲

دیکھیے ——— : (۳) بستنِ رختِ سفر۔ (۴) تقریبِ سفر۔ (۵) طاقتِ رنجِ سفر۔ (۶) عزمِ سفر۔ (۷) غبارِ سفر۔ (۸) گردِ سفر۔ (۹)، (۱۰) وقتِ سفر [دوبار]۔

سفرِ سوختن: کرتی ہے عاجزیِ سفرِ سوختن تمام — پیراہنِ خسک میں غبارِ شرر ہے آج ص۳۵

سفرِ عشق: سفرِ عشق میں کی ضعف نے راحت طلبی — ہر قدم سایے کو میں اپنے، شبستاں سمجھا ص۱۲۷

سفرِ ہستی: دیکھیے: قطعِ سفرِ ہستی۔

سفری: دیکھیے: لباسِ سفری۔

سفرہ[3]: دیکھیے: بروئے سفرہ۔

سفلہ[4]: دیکھیے ——— : (۱) آسمانِ سفلہ۔ (۲) فلکِ سفلہ۔

سفید[5]: (۱) کیا ہیں کس پانی سے یعقوبؑ نے آنکھیں سفید؟ — ہے جو آبی پیرہن ہر موجِ رودِ نیل کی ص۹۱

(۲) دیکھیے: چشمِ سفید۔

سفیدی: (۱) ہوں بہ وحشت انتظار آوارۂ دشتِ خیال — اک سفیدی مارتی ہے دور سے چشمِ غزال ص۵۲

---

[1] سفال : دوبار [مرتب]۔
سفالی : دوبار [مرتب]۔
[2] سفر : ایک بار [مرتب]۔
[3] سفرہ : دوبار [مرتب]۔
[4] سفلہ : دوبار [مرتب: ایک بار]۔
[5] سفید : تین بار۔

	(۲) غضب شرم آفریں ہے رنگ ریزی ہائے خود بینی	سفیدی آئنے کی پنبۂ روزن نہ ہو جاوے	ص۸۵
	(۳) نہ چھوڑی حضرتِ یوسف نے یہاں بھی خانہ آرائی	سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر	ص۱۶۷
سفینہ[1]:	(۱) ہم عجز کا سفینہ بہ کنارِ بے دلی ہے	مگر ایک شہ پہ مغرور کرے سازِ بادبانی	ص۱۰
	(۲) وہ بحرِ مدعا طلبی میں نہ کام آئے!	جس بحر سے سفینہ رواں ہو سراب میں	ص۱۸۹
	(۳) ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے	سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے	ص۲۳۶
	(۴) سفینہ جب کہ کنارے پہ آ لگا غالبؔ	خدا سے کیا ستم و جورِ ناخدا کہیے	ص۲۴۸
سکتہ[2]:	(۱) موزونیِ دو عالم قربانِ سازِ یک درد	مصراعِ نالۂ نے سکتہ ہزار جا ہے	ص۹۴
	(۲) دیا یاروں نے بے ہوشی میں درماں کا فریب آخر	ہوا سکتے سے میں آئینۂ دستِ طبیب آخر	ص۴۱
سکندر[3]:	(۱) حیرتِ اندازِ رہبر ہے عناں گیر اے اسدؔ	نقشِ پائے خضر یہاں سدِّ سکندر ہو گیا	ص۳۰
	(۲) اسدؔ! جو آبِ بخشیدن ز دریا، خضر کو کیا تھا؟	ڈبوتا چشمۂ حیواں میں گر کشتی سکندر کی	ص۷۷
	(۳) لبِ نگار میں، آئینہ، دیکھ آبِ حیات	بہ گریۂ سکندر ہے محوِ حیرانی	ص۹۶
	(۴) ممکن ہے کرے خضر، سکندر سے ترا ذکر؟	گر لب کو نہ دے چشمۂ حیواں سے طہارت	ص۱۲۷
	(۵) تو سکندر ہے، مرا فخر ہے ملنا تیرا	گو شرف خضر کی بھی مجھ کو ملاقات سے ہے	ص۲۸
	(۶) کیا کیا خضر نے سکندر سے!	اب کسے رہنما کرے کوئی؟	ص۲۳۲
سکّۂ[4] شہ:	سکّۂ شہ کا ہوا ہے روشناس	اب عیارِ آبروئے زر کھلا	ص۱۴۰
سگ[5] گزیدہ:	پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح اسدؔ	ڈرتا ہوں آئنے سے کہ مردم گزیدہ ہوں	ص۳۰۰
سلام[6]:	(۱) گو ایک بادشاہ کے سب خانہ زاد ہیں	دربار دار لوگ بہم آشنا نہیں	
	کانوں پہ ہاتھ دھرتے ہیں کرتے ہوئے سلام	اس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں	ص۲۴۹
	(۲) ہاں، صبا تو! سنیں ہم اس کا نام	جس کو تو جھک کے کر رہا ہے سلام	ص۳۳۵
	(۳) تجھ سے تو کچھ کلام نہیں لیکن اے ندیم!	میرا سلام کہیو اگر نامہ بر ملے	ص۲۳۷

---

۱ سفینہ : چار بار۔
۲ سکتہ : دو بار۔
۳ سکندر : چھے بار [مفرد: چار بار، مرکب: دو بار]۔
۴ سکّہ : ایک بار [مرکب]۔
۵ سگ : ایک بار [مرکب]۔
۶ سلام : آٹھ بار [مفرد: سات بار، مرکب: ایک بار]۔

(۴) ہم گرچہ بنے سلام کرنے والے | کرتے ہیں درنگ کام کرنے والے ص ۲۵۳

(۵) کرتا ہے چرخ روز بہ صد گونہ احترام | فرماں روائے کشورِ پنجاب کو سلام ص ۲۸۴

(۶) سلام اُسے کہ اگر بادشا کہیں اُس کو | تو پھر کہیں کہ کچھ اِس سے سوا کہیں اُس کو ص ۲۸۵

(۷) جویاے حالِ دہلی و الور! سلام لو ص ۳۰۱

(۸) دیکھیے: دستِ سلام۔

سلامت:[1] [چھے بار بہ طور ردیف ص ۳۳]:

(۱) دو عالم کی ہستی پہ خطِ فنا کھینچ | دل و دستِ اربابِ ہمت سلامت

(۲) نہیں گریہ کامِ دلِ خستہ گردوں | جگر خائیِ جوشِ وحشت سلامت

(۳) نہ اَوروں کی سنتا، نہ کہتا ہوں اپنی | سرِ خستہ و شورِ وحشت سلام

(۴)،(۵) وفورِ وفا ہے، ہجومِ بلا ہے | سلامت ملامت، ملامت سلامت

(۶)،(۷) نہ فکرِ سلامت، نہ بیمِ ملامت | ز خود رفتگی ہاے حیرت سلامت

(۸) رہے غالبِ خستہ مغلوبِ گردوں! | یہ کیا بے نیازی ہے حضرت سلامت

[پانچ بار بہ طور ردیف ص ۱۶۴]:

(۹)،(۱۰) رہا گر کوئی تا قیامت سلامت | پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت!

(۱۱) جگر کو مرے، عشقِ خونابہ مشرب | لکھے ہے: خداوندِ نعمت، سلامت!

(۱۲)،(۱۳) علی الرغمِ دشمن شہیدِ وفا ہوں | مبارک مبارک، سلامت، سلامت

(۱۴) نہیں گر سر و برگِ اوراکِ معنی | تماشاے نیرنگِ صورت سلامت

(۱۵) تم سلامت رہو ہزار برس! | ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

(۱۶) تمھیں اور اُس کو سلامت رکھے سدا اللہ! ص ۲۷۸

(۱۷) تم سلامت رہو قیامت تک | دولت و عز و جاہ روز افزوں! ص ۲۹۸

دیکھیے ــــــ: (۱۸) دردِ سرِ اہلِ سلامت۔ (۱۹) سازِ سلامت۔ (۲۰) سررشتۂ سلامت۔ (۲۱) فکرِ سلامت۔

---

[1] سلامت: اکیس بار [مفرد: سترہ بار، مرکب: چار بار]۔

سلائی[۱]: خیر خواہِ دید ہوں، از بہرِ دفعِ چشم زخم — کھینچتا ہوں اپنی آنکھوں میں سلائی نیل کی ص۹۱

سلب[۲]: تو آب سے گر سلب کرے طاقتِ سیلاں — تو آگ سے گر دفع کرے تابِ شرارت ص۱۲۷

سلحشور[۳]: دیکھیے: ہر سلحشور۔

سلسبیل[۴]: وہ، جس کے ماتھوں پہ ہے سلسبیل سبیل — شہیدِ تشنہ لبِ کربلا کہیں اُس کو! ص۲۸۵

سلسلۂ[۵] آرزو: زلفِ پری بہ سلسلۂ آرزو رسا — یک عمر دامنِ دلِ دیوانہ کھینچیے ص۱۰۵

سلسلۂ پا: سر منزلِ ہستی سے ہے صحرائے طلب دور — جو خط ہے کفِ پا پہ، سو ہے سلسلۂ پا ص۲۹

سلسلہ جنباں: دل ہی نہیں کہ منتِ درباں اُٹھائیے — کس کو وفا کا سلسلہ جنباں اُٹھائیے؟ ص۴۳

سلسلہ جنبانیِ صد عمرِ ابد: دیکھیے: سرِ سلسلہ جنبانیِ صد عمرِ ابد۔

سلسلۂ شوق: دیکھیے: مقطعِ سلسلۂ شوق۔

سلسلۂ ناز: دوست اِس سلسلۂ ناز کے، جو سُنبل و گل — ابر سے خانہ کریں ساغرِ خرشید شکار ص۷

سلسلۂ وحشتِ ناز: زلفِ معشوق کشش سلسلۂ وحشتِ ناز — دلِ عاشق شکن آموزِ خمِ طرۂ یار ص۷

سلسلۂ یارب: یاد روزے کہ نَفَس سلسلۂ یارب تھا — نالۂ دل بہ کمر دامنِ قطعِ شبِ تھا ص۲۳

سلطاں[۶]: (۱) نہ بادشاہ، نہ سلطاں، یہ کیا ستائش ہے؟ — کہو کہ خامسِ آلِ عبا کہیں اُس کو ص۲۸۵

(۲) دیکھیے: نوبرِ نخلِ باغِ سلطاں۔

سلطانِ بر و بحر: ملک و سپہ نہ ہو تو نہ ہو، کچھ ضرر نہیں — سلطانِ بر و بحر کے در کا ہوں میں غلام ص۲۸۳

سلطانِ سخن: دیکھیے: تختِ سلطانِ سخن۔

سلطانی: دیکھیے: بزمِ سلطانی۔

سلطنت[۷]: (۱) سلطنت دست بہ دست آئی ہے — جامِ مے خاتمِ جمشید نہیں ص۱۸۳

(۲) نشاں باقی نہیں ہے سلطنت کا — مگر ہاں، نام کو اورنگ زیبی ص۲۹۲

---

۱ سلائی : ایک بار۔

۲ سلب : ایک بار۔

۳ سلحشور : ایک بار [مرکب]۔

۴ سلسبیل : ایک بار۔

۵ سلسلہ : آٹھ بار [مرکب]۔

۶ سلطان : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

سلطانی : ایک بار [مرکب]۔

۷ سلطنت : تین بار [مفرد: دو بار، مرکب: ایک بار]۔

(۳) دیکھیے: توقیعِ سلطنت۔

سلطنتیں: دیکھیے: دو سلطنتیں۔

سلکِ[۱] اختر: تیری اولاد کے غم سے ہے بروئے گردوں — سلکِ اختر میں مہِ نو، مژۂ گوہر بار ص ۳۳

سلکِ عافیت: بہ پیچ و تابِ ہوس سلکِ عافیت مت توڑ — نگاہِ عجز، سرِ رشتۂ سلامت ہے ص ۲۱۳

سَلم[۲]: ہے تاک میں سلم، ہوسِ صد قدحِ شراب — تسبیحِ زاہداں بہ کفِ مدعا گرو ص ۶۹

سلما[۳]: کیوں اسے حلقۂ پیراہنِ لیلیٰ لکھیے؟ — کیوں اسے نقشِ پئے ناقۂ سلما کہیے ص ۱۲۲

سلیماں[۴]: (۱) بادِ افسانۂ بیمار ہے عیسیٰ کا نفس — استخواں ریزۂ موراں ہے سلیماں کا نگیں ص ۷

(۲) جس جگہ ہو مسند آرا جانشینِ مصطفیٰ — اس جگہ تختِ سلیماں، نقشِ پائے مور ہے ص ۹۳

(۳)،(۴) آصف کو سلیماں کی وزارت سے شرف تھا — ہے فخرِ سلیماں جو کرے تیری وزارت ص ۱۲۷

دیکھیے ــــــ: (۵)،(۶) خاتمِ دستِ سلیماں [دوبار]۔ (۷) اورنگِ سلیماں۔ (۸) فخرِ سلیماں۔ (۹) مُہرِ سلیماں۔

سلیماں جاہ: دیکھیے: شاہِ سلیماں جاہ۔

سلیمانی: (۱) غرورِ دستِ رد نے شانہ توڑا فرقِ ہدہد پر — سلیمانی، ہے ننگِ بے دماغانِ خود آرائی ص ۹۲

دیکھیے ــــــ: (۲) تختِ سلیمانی۔ (۳) زُنارِ سلیمانی۔

سلیم خاں[۵]: سلیم خاں کہ وہ ہے نورِ چشمِ واصل خاں — حکیمِ حاذق و دانا ہے وہ لطیف کلام ص ۲۶۳

سَم[۶]: جان کر کیجے تغافل کہ کچھ اُمید بھی ہو — یہ نگاہِ غلط انداز تو سَم ہے ہم کو ص ۱۹۵

سُم[۷]: دیکھیے: گردشِ کاسۂ سُم۔

سُمِ سمند: دیکھیے: نقشِ سُمِ سمند۔

سماع[۸]: دیکھیے ــــــ: (۱) دمِ سماع۔ (۲) ہنگامِ سماع۔

---

۱ سلک : دوبار [مرکب]۔
۲ سلم : ایک بار۔
۳ سلما : ایک بار [مرکب]۔
۴ سلیماں : دس بار [مفرد: دوبار، مرکب: آٹھ بار]۔
سلیمانی : تین بار [مرکب: دوبار]۔
۵ سلیم خاں : ایک بار۔
۶ سَم : ایک بار۔
۷ سُم : دوبار [مرکب]۔
۸ سماع : دوبار [مرکب]۔

سمجھ[۱]:	(۱) ہے صاعقہ و شعلہ و سیماب کا عالم	آتا ہی سمجھ میں مری آتا نہیں، گو آئے	ص ۲۳۸
	(۲) روز اس شہر میں اک حکم نیا ہوتا ہے	کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے!	ص ۲۰۹
سمعِ[۲] رضا:	عدو کے سمعِ رضا میں جگہ نہ پائے وہ بات	کہ جن و انس و ملک سب بجا کہیں اُس کو	ص ۲۸۵

سمن[۳]: دیکھیے——:(۱) برگِ برگِ سمن۔(۲) عکسِ گل ہائے سمن۔

سمند[۴]: دیکھیے——:(۱) نقشِ سمِ سمند۔(۲) یالِ سمند۔

سمندِ ناز: دیکھیے: سوارِ سمندِ ناز۔

سمندر[۵]:	(۱) رہا کس جرم سے میں بے قرارِ داغِ ہم طرحی	سمندر کو یہ پروانہ سے کافور ملتے ہیں	ص ۴۳
	(۲) مرا دل مانگتے ہیں عاریت اہلِ ہوس، شاید	یہ جایا چاہتے ہیں آج دعوت میں سمندر کی	ص ۷۷

دیکھیے——:(۳) جاگیرِ سمندر۔(۴) کبابِ دلِ سمندر۔(۵) نذرِ سمندر۔

سناں[۶]:	(۱) مثلِ گلِ زخم ہے میرا بھی سناں سے توام	تیرا ترکش ہی کچھ آبستنِ تیر نہیں	ص ۵۷
	(۲) جگر سے ٹوٹی ہوئی ہوگئی سناں پیدا	دہانِ زخم میں آخر ہوئی زباں پیدا	ص ۲۹۳
سنبل[۷]:(۱)	سنبل و دامِ کمیں خانۂ خوابِ صیاد	نرگس و جامِ سیہ مستیِ چشمِ بیدار	ص ۳
	(۲) وہ نہا کر آبِ گل سے، سایۂ گل کے تلے	بال کس گرمی سے سکھوتا تھا سنبل کے تلے	ص ۲۵۴

دیکھیے——:(۳) شانۂ سنبل۔(۴) عیبِ سنبل۔(۵) ریشۂ سنبل۔(۶) سوئے باطنِ ریشۂ سنبل۔

سنبلِ بالیدہ:	جانتے ہیں جوششِ سودائے زلفِ یار میں	سنبلِ بالیدہ کو موئے سرِ دیوانہ ہم	ص ۵۴
سنبل زار:	بس کہ یک رنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجاد نسیم	لالے کے داغ سے، جوں نقطہ و خط، سنبل زار	ص ۳

سنبلِ فردوس بریں: دیکھیے: گل و سنبلِ فردوس بریں۔

سنبل و گل:(۱)	دوست اس سلسلۂ ناز کے، جوں سنبل و گل	بہ سے خانہ کریں ساغرِ خورشید شکار	ص ۷
	(۲) عدم، وحشت سراغِ وہستی، آئینہ بعدِ رنگینی	دماغِ دو جہاں پر سنبل و گل یک شکنوں ہے	ص ۱۱

---

۱ سمجھ : دوبار۔
۲ سمع : ایک بار [مرکب]۔
۳ سمن : دوبار [مرکب]۔
۴ سمند : تین بار [مرکب]۔
۵ سمندر : پانچ بار [مرکب: تین بار]۔

۶ سناں : دوبار۔
۷ سنبل : دس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: نو بار]۔
سنبلستاں : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکب: تین بار]۔
سنبلستانی : ایک بار [مرکب]۔
سنبل زار : ایک بار۔

سُنبلستاں: (۱) وہ، دو میرا سُنبلستاں سے کرے ہے ہمسری | بس کہ ذوقِ آتشِ گُل سے سراپا جل گیا | ص ۲۰
(۲) وصل میں بختِ سیہ نے سُنبلستاں گل کیا | رنگِ شب، تہ بندیِ دودِ چراغِ خانہ تھا | ص ۲۵
(۳) دیکھیے: بہارِ سُنبلستاں۔

سُنبلستانِ جنوں: سُنبلستانِ جنوں ہوں، ستمِ نسبتِ زلف | موکشاں خانۂ زنجیر میں لایا ہے مجھے | ص ۱۰۷

سُنبلستانِ زلف: سُنبلستانِ زلف کیجے آہوئے ختن کو خضرِ صحرا طلب | مشک ہے سُنبلستانِ زلف میں گردِ سواد | ص ۳۸

سُنبلستانی: دیکھیے: یک شبِ آشفتہ نازِ سنبلستانی۔

سُنبلی خواں[۱]: سنبلی خواں ہے بہ ذوقِ تارِ گیسوے دراز | نالۂ زنجیرِ مجنوں رشتہ دارِ نغمہ ہے | ص ۸۷

سنجاب[۲]: دیکھیے: وقفِ بسترِ سنجاب۔

سنجر[۳]: ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے | اب فریبِ طغرل و سنجر کھلا | ص ۱۳۰

سنجیدنِ[۴] یاراں: صدا ہے کوہ میں حشر آفریں اے غفلت اندیشاں! | پَے سنجیدنِ یاراں، ہو حاملِ خوابِ سنگیں کا | ص ۴۸

سنجیدنی: سنجیدنی ہے ایک طرف رنجِ کوہکن | خوابِ گرانِ خسرو پرویز یک طرف | ص ۴۹

سنجیدہ: دیکھیے: سخنِ سنجیدہ۔

سنگ[۵]: (۱) سنگ سیہ کارگہِ ربطِ نزاکت ہے کہ ہے | خندۂ بے خودیِ کبک بہ دندانِ شرار | ص ۲
(۲) لگے گر سنگ سر پر، یار کے دستِ نگاریں سے | بجاے زخم، گُل برگوشۂ دستار ہو پیدا | ص ۳۱
(۳) بیگانۂ وفا ہے ہواے چمن ہنوز | وہ سبزہ سنگ پر نہ اُگا کوہکن ہنوز | ص ۴۲
(۴) شرر ہے رنگ، بعد اظہارِ تابِ جلوۂ تمکیں | کرے ہے سنگ پر خرشید، آبِ روے کار آتش | ص ۴۷
(۵) بے دلوں کے ہے تپش، جوں خواہشِ آب از سراب | ہے شررِ موہوم، گر رکھتا نہ ہووے سنگ، دل | ص ۵۳
(۶) اثرِ سوزِ محبت کا قیامت بے محابا ہے | کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے | ص ۸۳
(۷) جنوں بے کسی ساغر کشِ داغِ پلنگ آیا | شررِ کیفیتِ مے، سنگ محوِ نازِ مینائی | ص ۹۳

---

۱ سنبلی خواں: ایک بار۔
۲ سنجاب : ایک بار [مرکب]۔
۳ سنجر : ایک بار [مرکب]۔
۴ سنجیدن : ایک بار [مرکب]۔
سنجیدنی : ایک بار۔
سنجیدہ : ایک بار [مرکب]۔
۵ سنگ : ترپن بار [مفرد: بارہ بار، مرکب: اکتالیس بار]۔
سنگ جانی : ایک بار۔
سنگ دلی ہا : ایک بار [مرکب]۔

(۸) سنگ آمد و سخت آمد درد سر خود داری — معذور سبکساری، مجبور گراں جانی — ص۱۰۹

(۹) بے طاقتِ فراموشیِ سودائے دو عالم — وہ سنگ کہ گلدستۂ جوشِ شرر آوے — ص۱۱۳

(۱۰) کوہکن نقاشِ یک تمثالِ شیریں تھا اسدؔ! — سنگ سے سر مار کر ہووے نہ پیدا آشنا — ص۱۳۹

(۱۱) میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسدؔ — سنگ اٹھایا تھا کہ سر یاد آیا — ص۱۵۲

(۱۲) ہے سنگ پر براتِ معاشِ جنونِ عشق — یعنی ہنوز منتِ طفلاں اٹھائیے — ص۲۰

دیکھیے ——: (۱۳) بارانِ سنگ۔ (۱۴) جوہرِ آئینۂ سنگ۔ (۱۵) حریرِ سنگ۔ (۱۶) حریرِ شرر بافِ سنگ۔
(۱۷) خلوتِ سنگ۔ (۱۸) دستِ تہِ سنگ۔ (۱۹) رگِ سنگ۔ (۲۰) رگِ ہر سنگ۔ (۲۱) ریزۂ سنگ۔ (۲۲)
ژگارِ رگِ سنگ۔ (۲۳) سینۂ سنگ۔ (۲۴)، (۲۵)، (۲۶)، (۲۷) شرارِ سنگ [چار بار]۔ (۲۸) عطرِ شرر
سنگ۔ (۲۹) کلفتِ سنگ۔ (۳۰) ہر پارہ سنگ۔ (۳۱) ہر سنگ و خشت۔

سنگِ آستاں: (۱) گھستے گھستے مٹ جاتا، آپ نے عبث بدلا — ننگِ سجدہ سے میرے، سنگِ آستاں اپنا — ص۱۵۹

(۲) وفا کیسی؟ کہاں کا عشق؟ جب سر پھوڑنا ٹھہرا — تو پھر اے سنگ دل! تیرا ہی سنگِ آستاں کیوں ہو — ص۲۰۰

سنگِ آستانۂ بیدلؔ: دل، کارگاہِ فکر و اسدؔ، بے نوائے دل — یاں سنگِ آستانۂ بیدلؔ ہے آئنہ — ص۴۰

سنگِ بت: دیکھیے: شرارِ سنگِ بت۔

سنگِ جانی: نظرے سوئے گلستاں، نہیں غیر شیشہ ساماں — جو گداز دل ہو مطلب تو چمن ہے سنگ جانی — ص۹

سنگِ جراحت: نسانِ تیغِ نازک قاتلاں! سنگِ جراحت ہے — دلِ گرمِ تپش قاصد ہے پیغامِ تسلی کا — ص۲۶

سنگِ دل: دیکھیے: سنگِ آستاں [۲]۔

سنگِ راہِ جوششِ دریا: ہو سکے کب کلفتِ دل مانعِ سیلانِ اشک — گرد ساحل سنگِ راہِ جوششِ دریا نہیں — ص۹۵

سنگِ زمرد: عکسِ خط الجھی زلفِ سیہ شیریں کو — دستوں، سبزے سے ہے سنگِ زمرد کا مزار — ص۲

سنگِ سرِ راہ: دیکھیے: قدرِ سنگِ سرِ رہ۔

سنگِ سرمہ: ہے مستیِ چشمِ شوخ سے ہیں جوہرِ مژگاں — شرار آسا ز سنگِ سرمہ یکسر تار جستن ہا — ص۲۲

سنگِ شیشہ: ہے سنگِ شیشہ توڑوں ساقیا! پیمانۂ پیماں — اگر ابرِ سیہ مست از سوئے کہسار ہو پیدا — ص۳۱

سنگِ ظلمِ چرخ: ہے سنگِ ظلمِ چرخ سے مے خانے میں اسدؔ — صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل — ص۵۱

سنگِ فساں: (۱) بن گیا تیغِ نگاہِ یار کا سنگِ فساں — مرحبا میں! کیا مبارک ہے گراں جانی مجھے — ص۲۳۲

(۲) دیکھیے: رگِ سنگِ فساں۔

سنگِ فسانِ تیغِ شعلہ: دیکھیے: رگِ سنگِ فسانِ تیغِ شعلہ۔

سنگِ کوہِ طور: گراں جانی سبکسار و تماشا بے دماغ آیا — کفِ افسوسِ فرصت سنگِ کوہِ طور ملتے ہیں — ص۶۳

سنگِ گراں: ہرچند سبک دست ہوئے بت شکنی میں — ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہے سنگِ گراں اور — ص۱۷۰

سنگِ محک: نازِ لطفِ عشق باوصفِ توانائی عبث — رنگ ہے سنگِ محک، دعوائے بینائی عبث — ص۳۳

سنگِ مزار: (۱) مگر ہو مانعِ دامن کشی ذوقِ خود آرائی — ہوا ہے نقش بندِ آئنہ سنگِ مزار اپنا — ص۱۵

(۲) دیکھیے: تہِ سنگِ مزار۔

سنگ وخشت: دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت، درد سے بھر نہ آئے کیوں — روئیں گے ہم ہزار بار، کوئی ہمیں ستائے کیوں — ص۱۹۳

سنگ وگلِ صحرا: دیکھیے: بہم بالیدنِ سنگ وگلِ صحرا۔

سنگ دلی ہائے دشمناں: دیکھیے: جوابِ سنگ دلی ہائے دشمناں۔

سنگیں[۱]: (۱) آنکھیں پتھرائی ہیں، نامحسوس ہے تارِ نگاہ — ہے زمیں از بس کہ سنگیں، جادہ بھی پیدا نہیں — ص۶۵

دیکھیے ــــــ: (۲)، (۳) خوابِ سنگیں [دوبار]۔ (۴) یک عمل خوابِ سنگیں۔

سنگیں دست: دیکھیے: کم تریں مزدورِ سنگیں دست۔

سنگینیِ کہسار: دیکھیے: عرضِ سنگینیِ کہسار۔

سند[۲]: دیکھیے: اقلیمِ ہند وسند۔

سختی[۳]: دیکھیے: مالِ سختی۔

سنین[۴]: دیکھیے: اشرفِ شہور وسنین۔

سنینِ عمر: سنینِ عمر کے ستّر ہوئے شمار، برس — بہت جیوں تو جیوں اور تین چار برس — ص۲۹۳

سنینِ عیسوی: سنینِ عیسوی اٹھارہ سو اور اٹھاون — یہ چاہتے ہیں جہاں آفریں سے شام وپگاہ — ص۲۷۸

---

۱ سنگیں : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
سنگینی : ایک بار [مرکب]۔
۲ سند : ایک بار [مرکب]۔
۳ سختی : دوبار [مرکب]۔
۴ سنین : تین بار [مرکب]۔

سَو بار[۱]: (۱) دے دُعا کو مری وہ مرتبۂ حُسنِ قبول — کہ اجابت کہے ہر حرف پہ سو بار آمیں — ص ۳۴۵

(۲) سو بار بندِ عشق سے آزاد ہم ہوئے — پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا — ص ۱۵۰

(۳) خوشی کیا، کھیت پر میرے اگر سو بار ابر آوے — سمجھتا ہوں کہ ڈھونڈے ہے ابھی سے برق خرمن کو — ص ۱۹۸

(۴) گن کر دیویں گے ہم دُعائیں سو بار — فیروزے کی تسبیح کے ہیں یہ دانے — ص ۲۵۳

سَو پشت: سَو پشت سے ہے پیشۂ آبا سپہ گری — کچھ شاعری ذریعۂ عزت نہیں مجھے — ص ۱۲۳

سَو جا: برشکالِ گریۂ عاشق ہے، دیکھا چاہیے — کھِل گئی مانندِ گل سَو جا سے دیوارِ چمن — ص ۱۸۱

سَو زخمِ جگر: ہم نے سو زخمِ جگر پر بھی زباں پیدا نہ کی — گُل ہوا ہے ایک زخمِ سینہ پر خواہانِ داد — ص ۳۸

سَو گز زمیں: نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب — سو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں — ص ۱۸۸

سَو ہزار گرہ: گنی ہیں سال کے رشتے میں بیس بار گرہ — ابھی حساب میں باقی ہیں سو ہزار گرہ — ص ۲۷۸

سُو[۲]: (۱)، (۲) حیف! بے حاصلیِ اہلِ ریا پر غالبؔ — یعنی ہیں ماندہ ازاں سُو و ازیں سُو راندہ — ص ۷

دیکھیے ــــــ: (۳)، (۴)، (۵)، (۶) ہر سُو [تین بار]۔ (۷) ہر دو سو۔ (۸) یک سو۔

سو بہ سو: شہر میں کو بہ کو عبیر و گلال — باغ میں سو بہ سو گل و نسریں — ص ۲۸۰

سوئے آشیاں: صبا! لگا وہ تپانچہ طرف سے بلبل کے — کہ روئے غنچۂ گل سوئے آشیاں پھر جائے — ص ۳۰۵

سوئے پیدائی و اخفا: خوں ہوا دردِ دو عالم سے تمنا کا دماغ — بزمِ یاس آں سوئے پیدائی و اخفا، رنگیں — ص ۷

سوئے چمن: پھر وہ سوئے چمن آتا ہے، خدا خیر کرے! — رنگ اُڑتا ہے گلستاں کے ہوا داروں کا — ص ۲۸

سوئے خیال: دیکھیے: شامِ آں سوئے خیال۔

سوئے دریا: در آب آئنہ از جوشِ عکسِ گیسوئے مشکیں — بہارِ سنبلستاں جلوہ گر ہے آں سوئے دریا — ص ۳۴۷

سوئے دشت: قیس بھاگا شہر سے، شرمندہ ہو کر، سوئے دشت — بن گیا تقلید سے میری یہ سودائی عبث — ص ۳۲

سوئے دل: (۱) حلقے ہیں، چشم ہائے کشادہ بہ سوئے دل — ہر تارِ زلف کو نگہِ سرمہ سا کہوں — ص ۱۶۸

(۲) جوں چشم، باز ماندہ ہے ہر یک بہ سوئے دل — رکھتا ہے داغِ تازہ کا یعنی انتظار داغ — ص ۴۸

---

۱ سَو : سوبار۔
۲ سُو : اتیس بار [مرتب]۔
سُو بہ سُو : ایک بار۔

(۳) ہجومِ گریہ سوے دل، خوشا! سرمایۂ طوفاں برانگشتِ حسابِ اشک، ناخن نعل و اژگوں ہے ص۱۱۱

سوے رسیدن: نہیں شاہراہِ اوہام بجز آں سوے رسیدن تری سادگی ہے غافل! درِ دل پہ پاسبانی ص۱۰

سوے صحراے عدم: سراغِ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر ہوں پر افشاں ہے غبار آں سوے صحراے عدم میرا ص۱۶

سوے ضبطِ افسردگاں: دیکھیے مت چشمِ کم سے سوے ضبطِ افسردگاں جوں صدف پُر دُر ہیں دنداں در جگر افشردگاں ص۲۶

سوے عذر شناسائی: شکستِ قیمتِ دل آں سوے عذر شناسائی طلسمِ ناامیدی ہے خجالت گاہِ پیدائی ص۹۲

سوے غیر: تو اور سوے غیر نظر ہاے تیز تیز! میں اور دُکھ تری مژہ ہاے دراز کا! ص۱۵۵

سوے قبلہ: سر، پاے خُم پہ چاہیے ہنگامِ بے خودی رو سوے قبلہ وقتِ مناجات چاہیے ص۲۲۰

سوے کہستاں: نظرے سوے کہستاں، نہیں غیر شیشہ ساماں جو گداز دل ہو مطلب، تو چمن ہے سنگ جانی ص۹

سوے کہسار: بہ سنگِ شیشہ توڑوں ساقیا! پیمانۂ پیماں اگر ابرِ سیہ مست از سوے کہسار ہو پیدا ص۳۱

سوے گریۂ غم: شکستِ سازِ خیال آں سوے گریۂ غم ہنوز نالہ پہ افشانِ ذوقِ رعنائی ص۱۱۰

سوے وادیِ مجنوں: بے پردہ سوے وادیِ مجنوں گزر نہ کر ہر ذرّے کے نقاب میں دل بے قرار ہے ص۲۱۷

سوے ہجومِ سرشک: طلسمِ مستیِ دل آں سوے ہجومِ سرشک ہم ایک سے کدہ دریا کے پار رکھتے ہیں ص۹۳

سوءِ[1] ظن: کل کے لیے کر آج نہ خسّت شراب میں یہ سوءِ ظن ہے ساقیِ کوثر کے باب میں ص۱۸۹

شوا[2]: بے سوا نیزے پہ اُس کے قامتِ نوخیز سے آفتابِ روزِ محشر، ہے گُلِ دستارِ دوست ص۳۳

ہوا[3]: (۱) تاجِ زرّیں مہرِ تاباں سے ہوا خسروِ آفاق کے مُنہ پر کھلا ص۳۳۹

(۲) بے طلب دیں تو مزا اُس میں سوا ملتا ہے وہ گدا جس کو نہ ہو خوے سوال، اچھا ہے ص۲۳۹

(۳) رکھیو غالبؔ مجھے اِس تلخ نوائی میں معاف آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے ص۲۴۱

(۴) یہ خرگہہ کے پایہ جو مدّت سے بپا ہے کیا خیمۂ شبّیر سے رُتبے میں سوا ہے؟ ص۲۸۳

(۵) سلام اُسے کہ اگر بادشا کہیں اُس کو تو پھر کہیں کہ کچھ اِس سے سوا کہیں اُس کو ص۲۸۵

(۶) جس دن سے کہ ہم غم زدہ زنجیر بہ پا ہیں کپڑوں میں جوئیں، بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں ص۲۹۸

---

۱ سوءِ : ایک بار [مرکب]۔
۲ شوا : ایک بار۔
۳ ہوا : گیارہ بار۔

(۷) رنجِ طاقت سے سوا ہو تو نہ پیٹوں کیوں کر — ذہن میں خوبیِ تسلیم و رضا ہے تو سہی — ص ۳۱۱

(۸) میں ہوں مشتاقِ جفا، مجھ پہ جفا اور سہی — تم ہو بیداد سے خوش، اس سے سوا اور سہی — ص ۳۱۱

(۹)، (۱۰)، (۱۱) اس رشتے میں لاکھ تار ہوں، بلکہ سوا — ایسی گرہیں ہزار ہوں، بلکہ سوا

ہر سیکڑے کو ایک گرہ فرض کریں — ایسی گرہیں ہزار ہوں، بلکہ سوا — ص ۴۵۳ [تین بار]

سواد[۱]: سب کو اُس کا سواد ارزانی — چشمِ بینش ہو جس سے نورانی — ص ۴۶۷

سوادِ اعظمِ نثر: پاس ہے اب سوادِ اعظمِ نثر — دیکھیے چل کے قلمِ عالمِ نثر — ص ۴۶۷

سوادِ اقلیمِ عدم: آپہنچے ہیں تا سوادِ اقلیمِ عدم — اے عمرِ گزشتہ! یک قدم استقبال — ص ۴۵۲

سوادِ باغ: دیکھیے: گردِ سوادِ باغ۔

سوادِ چشمِ آہو: (۱) تصرف وحشیوں میں ہے تصورہائے مجنوں کا — سوادِ چشمِ آہو عکسِ خالِ روئے لیلا ہے — ص ۸۴

(۲) دیکھیے: تمثالِ سوادِ چشمِ آہو۔

سوادِ چشمِ بسمل: سوادِ چشمِ بسمل انتخابِ نقطہ آرائی — خرامِ نازِ بے پروائیِ قاتل پسند آیا — ص ۱۴

سوادِ چشمِ قربانی: (۱) ہے سوادِ چشمِ قربانی میں یک عالم مقیم — حسرتِ فرصت جہاں دیتی ہے حیرت کو رواج — ص ۳۵

(۲) دیکھیے: حیرت سوادِ چشمِ قربانی۔

سوادِ چمن: دیکھیے: داغِ سوادِ چمن۔

سوادِ خط: ہے سوادِ خط، پریشاں موئیِ اہلِ عزا — خامہ میرا، شمعِ قبرِ کشتگاں کا دودہ ہے — ص ۱۰۳

سوادِ خطِ پیشانی: نہ پایا دردمندِ دوریِ یارانِ یک دل نے — سوادِ خطِ پیشانی سے نسخہ مومیائی کا — ص ۱۶

سوادِ داغِ مرہم: تماشا کردنی ہے لطفِ زخمِ انتظار اے دل! — سوادِ داغِ مرہم، مردمک ہے چشمِ سوزن میں — ص ۵۸

سوادِ یارِ حسن: دیکھیے: نشانِ سوادِ یارِ حسن۔

سوادِ دیدۂ آہو: نمک بر داغِ مشک آلودۂ وحشت تماشا ہے — سوادِ دیدۂ آہو شبِ مہتاب ہو جاوے — ص ۴۵۳

سوادِ شعر: اسدؔ! ہوں میں پہ افشانِ رمیدن — سوادِ شعر در گردِ سفر ہے — ص ۴۵۶

سوادِ صفحہ: دیکھیے: عکسِ سوادِ صفحہ۔

---

۱ سواد : چھبیس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پچیس بار]۔

دیکھیے ـــــــ: (۱) جلوۂ گردِ سواد۔ (۲) جوہر سواد۔ (۳) حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر۔ (۴) گردِ سواد۔ (۵) ہر ذرّۂ نیرنگ سواد۔

سوار[1]: (۱) ہے بہار تیز رَو گلگونِ نکہت پر سوار — یک شکستِ رنگِ گل صد جنبشِ مہمیز ہے — ص۸۵

(۲) غرورِ مہر فر ہوا جو سوار — بہ کمالِ تجمل و تزئیں — ص۲۸۱

دیکھیے ـــــــ: (۳) شہ سوار۔ (۴) صید اندازِ شہِ دلدل سوار۔

سوارِ توسنِ چالاک: ہے کمندِ موجِ گل فتراکِ بیتابیِ اسدؔ — رنگ، یعنی بُو سے سوارِ توسنِ چالاک ہے — ص۱۰۷

سوارِ سمندِ ناز: غالبؔ خدا کرے کہ سوارِ سمندِ ناز — دیکھوں علی بہادرِ عالی گہر کو میں — ص۱۹۰

سوارِ ہوا: آنسو کہوں کہ آہ! سوارِ ہوا کہوں؟ — ایسا عناں گسیختہ آیا کہ کیا کہوں! — ص۵۶

سوال[2]: (۱) پھر دیا پارۂ جگر نے سوال — ایک فریاد و آہ و زاری ہے — ص۲۲۳

(۲) اُنھیں سوال پہ زُعمِ جنوں ہے، کیوں لڑیے؟ — ہمیں جواب سے قطعِ نظر ہے، کیا کہیے! — ص۲۲۷

(۳) ہر جدید کا تو نہیں ہے مجھے سوال — بارے، قدیم قاعدے کا چاہیے قیام — ص۲۸۳

دیکھیے ـــــــ: (۴) عذر خواہِ لبِ بے سوال۔ (۵) خوے سوال۔ (۶) طاقتِ سوال۔ (۷) یک دستِ سوال۔

سوال وجواب: دیکھیے: رشکِ سوال وجواب۔

سوختن[3]: (۱) فرش سے تا عرش وعاں طوفاں تھا موجِ رنگ کا — یعنی زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا — ص۱۳۵

دیکھیے ـــــــ: (۲) پردگیِ سوختن۔ (۳) پرفشانِ سوختن۔ (۴) جلوۂ نازِ سوختن۔ (۵) طرزِ سوختن۔ (۶) معاملۂ سوختن۔

سوختنِ جاں: دیکھیے: سببِ سوختنِ جاں۔

سوختگاں: سوختگاں کی خاک میں ریزشِ نقشِ داغ ہے — آئنۂ نشانِ حال مثلِ گلِ چراغ ہے — ص۱۱۵

سوختن ہا: دیکھیے: تب وتابِ سوختن ہا۔

---

[1] سوار : سات بار [مفرد: دو بار، مرکب: پانچ بار]۔

[2] سوال : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکب: پانچ بار]۔

[3] سوختن : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چھے بار]۔

سوختگاں : ایک بار۔

سوختن ہا : ایک بار۔

سوختنی : ایک بار۔

سوختہ : چھے بار [مرکب]۔

سوختہ: دیکھیے ———: (۱) اخترِ سوختۂ قیس۔ (۲) عرضِ تپاکِ نفسِ سوختہ۔ (۳) دلِ نا سوختہ۔ (۴) نشانِ جگرِ سوختہ۔
(۵) نفسِ سوختہ۔

سوختہ جاں: کیا فلک؟ اور مہرِ جہاں تاب کہاں کا؟ ہوگا دلِ بیتاب کسی سوختہ جاں کا ص۴۸۴

سوختنی: کاشانۂ ہستی کہ براندا ختنی ہے یہاں سوختنی اور وہاں ساختنی ہے ص۱۱

سود[1] [۱]: (۱) تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ جب آنکھ کھل گئی، نہ زیاں تھا نہ سود تھا ص۱۴۴
(۲) دیکھیے: حیرت متاعِ عالمِ نقصان وسود۔

سودِ چراغِ کشتہ: دل لگی کی آرزو بے چین رکھتی ہے ہمیں ورنہ یہاں بے رونقی، سودِ چراغِ کشتہ ہے ص۲۱۰

سود[2] [۲]: بس کہ لیتا ہوں ہر مہینے قرض اور رہتی ہے سود کی تکرار ص۳۰۹

سود[3] [۳]: دیکھیے: زخمِ نمک سود۔

سودہ: دیکھیے: نمک سودۂ زخمِ تکرار۔

سودۂ گوہر: زمیں سے سودۂ گوہر اُٹھے بجائے غبار جہاں ہو توسنِ حشمت کا اُس کے جولاں گاہ ص۲۷۷

سودا[4] [۱]: (۱) دل و دیں نقد لا، ساقی سے گر سودا کیا چاہے کہ اس بازار میں ساغر، متاعِ دست گرداں ہے ص۲۱۰
(۲) ہر سنگ و خشت، ہے صدفِ گوہرِ شکست نقصاں نہیں، جنوں سے جو سودا کرے کوئی ص۲۱۵

سودا[5] [۲]: (۱) روئے سخن کسی کی طرف ہو تو روسیاہ! سودا نہیں، جنوں نہیں، وحشت نہیں مجھے ص۱۲۵
(۲) تابِ سخن و طاقتِ غوغا نہیں ہم کو ماتم میں شبِ دیں کے ہیں، سودا نہیں ہم کو ص۴۸۴
دیکھیے ———: (۳) جوشِ سودا۔ (۴) کمیں گاہِ یک جہاں سودا۔

سودائے انتظار: دیکھیے: ہمہ سودائے انتظار۔

سودائے خط وخال: دیکھیے: شورِ سودائے خط وخال۔

سودائے خیال: دیکھیے: نشتر زارِ سودائے خیال۔

سودائے خیالِ زلف: بس کہ سودائے خیالِ زلف وحشت ناک ہے تا دلِ شب آبنوسی شانہ آسا چاک ہے ص۱۰۶

---

1 سود[۱] : تین بار [مرکب: دوبار]۔
2 سود[۲] : ایک بار۔
3 سود[۳] : ایک بار [مرکب]۔
سودہ : دوبار [مرکب]۔
4 سودا [۱] : دوبار۔
5 سودا [۲] : سترہ بار [مفرد: دوبار، مرکب: پندرہ بار]۔

سوداے دوعالم: دیکھیے: طاقِ فراموشی سوداے دوعالم۔

سوداے زلف: دل میں ہے سوداے زلف مستِ تغافل ہنوز ۔۔۔ ہے مژۂ خواب ناک ریشۂ سنبل ہنوز ص ۴۴

سوداے زلفِ یار: دیکھیے: جوششِ سوداے زلفِ یار۔

سوداے سرسبزی: اسدؔ سوداے سرسبزی سے، ہے تسلیم رنگیں تر ۔۔۔ کہ کشتِ خشک اُس کا، ابرِ بے پروا خرام اُس کا ص ۴۴

سوداے سرِ مژگان دوست: دیکھیے: خیال آبادِ سوداے سرِ مژگانِ دوست۔

سوداے عشق: سوداے عشق سے دمِ سرد کشیدہ ہوں ۔۔۔ شامِ خیالِ زلف سے صبحِ دمیدہ ہوں ص ۶۱

سوداے غزل خوانی: ہاں نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری واہ واہ! ۔۔۔ پھر ہوا ہے تازہ سوداے غزل خوانی مجھے ص ۲۳۲

سوداے غلط فہمی: دیکھیے: سرجوشِ سوداے غلط فہمی۔

سوداے نگاہِ تیز: دیکھیے: وقفِ سوداے نگاہِ تیز۔

سودائی: قیس بھاگا شہر سے، شرمندہ ہو کر، سوے دشت ۔۔۔ بن گیا تقلید سے میری یہ سودائی عبث ص ۴۳

سودائیِ خیال: سودائیِ خیال ہے طوفانِ رنگ و بو ۔۔۔ یھاں ہے کہ داغِ لالہ دماغِ بہار ہے ص ۹۰

سودائیاں: دیکھیے: رگِ سودائیاں۔

سوداگری[1] ساماں: دیارِ عشق میں جاتا ہے جو سوداگری ساماں ۔۔۔ متاعِ زندگانی ہا بہ غارت دادہ آتا ہے ص ۹۸

سور[2]: یا صبح دم جو دیکھیے آکر تو بزم میں ۔۔۔ نے وہ سُرور و سور، نہ جوش و خروش ہے ص ۲۳۰

سوز[3]: (۱) آتش و آب و باد و خاک نے لی ۔۔۔ وضعِ سوز و نم و رم و آرام ص ۱۳۸

دیکھیے ــــــ: (۲) نظارہ سوز۔ (۳) برقِ نظارہ سوز۔

سوزِ آتشِ داغِ تمنا: تا کجا افسوسِ گرمی ہاے صحبت اے خیال! ۔۔۔ دل بہ سوزِ آتشِ داغِ تمنا جل گیا ص ۲۰

سوزِ تازہ: دیکھیے: تماشا گاہِ سوزِ تازہ۔

سوزِ جاودانیِ شمع: رُخِ نگار سے ہے سوزِ جاودانیِ شمع ۔۔۔ ہوئی ہے آتشِ گل، آبِ زندگانیِ شمع ص ۱۴۳

---

[1] سوداگری : ایک بار [مرتب]۔
[2] سور : ایک بار [مرتب]۔
[3] سوز : تیس بار [مرتب]۔
سوزاں : چار بار [مرتب]۔
سوزش : چار بار [مرتب]۔
سوزشیں : ایک بار۔
سوزناکی ہا : ایک بار [مرتب]۔

سوزِ جگر: (۱) ہے شفق، سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی — ہر یک اختر، ہے فلک پر قطرۂ اشکِ کباب ص۳۱

(۲) آتش بازی ہے جیسے شغلِ اطفال — ہے سوزِ جگر کا بھی اِسی طور کا حال ص۲۵۳

سوزِ جنوں: دل، سوزِ جنوں سے جلوہ منظر ہے آج — نیرنگِ زمانہ فتنہ پرور ہے آج ص۱۱۸

سوزِ دل: (۱) سوزِ دل کا کیا کرے بارانِ اشک؟ — آگ بھڑکی، مینہ اگر دم بھر کھلا ص۱۳۰

دیکھیے ــــــ: (۲) سوزِ دل۔ (۳) ضبطِ سوزِ دل۔ حریفِ عرضِ سوزِ دل۔

سوزِ شمعِ مجلسِ تقریر: جو بہ شامِ غم چراغِ خلوتِ دل تھا اسدؔ! — وصل میں وہ سوزِ شمعِ مجلسِ تقریر ہے ص۹۵

سوزِ عشق: مجھ بن، دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فراغت ہے — رکھا اسپند نے مجمر میں پہلو گرمِ تمکیں کا ص۲۹

سوزِ عشقِ آتشِ رخسار: شامِ غم میں سوزِ عشقِ آتشِ رخسار سے — پرفشانِ سوختن ہیں صورتِ پروانہ ہم ص۵۳

سوزِ غم: لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے — ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی ص۲۰۳

سوزِ غم ہائے نہانی: آتشِ دوزخ میں یہ گرمی کہاں! — سوزِ غم ہائے نہانی اور ہے ص۲۳۷

سوزِ محبت: اثر سوزِ محبت کا قیامت بے محابا ہے — کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے ص۸۴

سوزِ نہاں: دل مرا سوزِ نہاں سے بے محابا جل گیا — آتشِ خاموش کے مانند گویا جل گیا ص۱۵۱

سوزاں: دیکھیے ــــــ: (۱) آتشِ سوزاں۔ (۲) تپشِ شعلۂ سوزاں۔ (۳)، (۴) دلِ سوزاں [دوبار]۔

سوزشِ داغِ تمنا: مجھے شب ہائے تاریکِ فراق شعلہ رویاں میں — چراغِ خانۂ دل، سوزشِ داغِ تمنا ہے ص۸۳

سوزشِ داغ ہائے پنہاں: گاہ جل کر کیا کیے شکوہ — سوزشِ داغ ہائے پنہاں کا ص۲۶۰

سوزشِ دل: (۱) ہوئی ہے سوزشِ دل بس کہ داغِ بے اثری — اُگی ہے دودِ جگر سے شبِ سیہ روزی ص۱۰۰

(۲) لکھتا ہوں اسدؔ! سوزشِ دل سے سخنِ گرم — تا رکھ نہ سکے کوئی مرے حرف پر انگشت ص۱۹۳

سوزشیں: بہ یادِ گرمیِ صحبت بہ رنگِ شعلہ دہکے ہے — چھپاؤں کیونکے غالبؔ سوزشیں داغِ نمایاں کی ص۷۷

سوزنا کی ہائے دل: دیکھیے: حسابِ سوزنا کی ہائے دل۔

سوزن[1]: (۱) تھا مجھ کو خارِ خارِ جنونِ وفا اسدؔ! — سوزن میں تھا نہفتہ گلِ پیرہن ہنوز ص۳۲

(۲) بہ پاسِ شوخیِ مژگاں سرِ ہر خار، سوزن ہے — تبسم، برگِ گل کو بخیۂ دامن نہ ہو جاوے ص۸۵

---

[1] سوزن : بار دبار [مفرد: دو بار، مرکب: دس بار]۔

(۳) زہے شب زندہ دار انتظارستاں! کہ وحشت سے مژہ، پیچک میں مہ کی سوزنِ آسا چیدنی جانے ص۱۱۵

دیکھیے ـــــــ: (۴) انگشتِ سوزن۔ (۵) تارِ اشکِ دیدۂ سوزن۔ (۶)، (۷) چشمِ سوزن [دوبار]۔ (۸)، (۹) زخمِ سوزن [دوبار]۔ (۱۰) شوخیِ سوزن۔ (۱۱) مژگانِ سوزن۔

سوزنِ مینا: ساقی نے از پئے گریباں چاکیِ موجِ بادۂ ناب تارِ نگاہِ سوزنِ مینا رشتۂ خطِ جام کیا ص۲۷

سوفار:[1] دیکھیے: پشتِ لبِ سوفار۔

سوگند:[2] (۱) جامِ جہاں نما ہے شہنشاہ کا ضمیر سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے ص۱۲۵

(۲) واللہ! کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں سونا، سوگند ہوگیا ہے غالبؔ ص۲۵۳

سوگوار تر:[3] ہے کسوتِ عروجِ تغافل کمالِ حُسن چشمِ سیہ بہ مرگِ نگہ سوگوار تر ص۳۰

سونا:[4] بجتے ہیں سونے، روپے کے چھلّے حضور میں ہے جن کے آگے سیم و زر، مہر و ماہ، ماند ص۱۲۸

سویدا:[5] (۱) جنوں گرمِ انتظار و نالہ بیتابی کمند آیا سویدا تا بہ لب زنجیریِ دودِ سپند آیا ص۱۱

(۲) نہیں ہے مُردنِ صاحب دلاں جُز کسبِ جمعیت سویدا میں نفَس، مانندِ خط نقطے میں، پنہاں ہے ص۸۱

(۳) کیا یکسر گداز دل نیاز جوششِ حسرت سویدا، نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنّا ہے ص۸۳

(۴) تماشا ہے علاجِ بے دماغی ہائے دل، غافل! سویدا، مردمِ چشمِ پری: نظارہ، افسوں ہے ص۱۱۲

(۵) بندہ پرور کے کفِ دست کو دل کیجیے فرض اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیے ص۱۳۲

(۶) دلِ آشفتگاں خالِ کُنجِ دہن کے سویدا میں سیرِ عدم دیکھتے ہیں ص۱۶۹

(۷) ہزاروں دل دیے جوشِ جنونِ عشق نے مجھ کو سیہ ہوکر سویدا ہوگیا ہر قطرہ خوں تن میں ص۱۸۱

(۸) حسرت نے لا رکھا تری بزمِ خیال میں گلدستۂ نگاہ، سویدا کہیں جسے ص۲۱۸

دیکھیے ـــــــ: (۹) کثرتِ جوشِ سویدا۔ (۱۰) نقشِ سویدا۔

سویدائے بہار: سازِ یک ذرّہ نہیں فیضِ چمن سے بیکار سایۂ لالۂ بے داغ، سویدائے بہار ص۱۳۲

سویدائے بیاباں: کس قدر خاک ہوا ہے دلِ مجنوں یارب! نقشِ ہر ذرّہ، سویدائے بیاباں نکلا ص۱۳

---

[1] سوفار : ایک بار [مرکّب]۔
[2] سوگند : دوبار۔
[3] سوگوار : ایک بار۔
[4] سونا : ایک بار۔
[5] سویدا : سولہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

سویداے دل: اے شعلہ! فرصت کہ سویداے دل سے ہوں | کشتِ سپندِ صد جگر اندوختن ہنوز ص۳۲

سویداے دلِ چشم: (۱) حسرت کشِ یک جلوۂ معنی ہیں نگاہیں | کھینچوں ہوں سویداے دلِ چشم سے آہیں ص۵۹

(۲) مت مردمکِ دیدہ میں سمجھو یہ نگاہیں | ہیں جمع سویداے دلِ چشم میں آہیں ص۱۸۳

سویداے مردمک: ہے جلوۂ خیال، سویداے مردمک | جوں داغ، شعلہ سرخطِ آغاز ہے مجھے ص۹۷

سہرا[1]: سہرا لکھا گیا ز رو امتثالِ امر | دیکھا کہ چارہ غیرِ اطاعت نہیں مجھے ص۱۲۵

(۲) ہم سخن فہم ہیں، غالبؔ کے طرف دار نہیں | دیکھیں، اِس سہرے سے کہہ دے کوئی بڑھ کر سہرا ص۲۸۷

[تیرہ بار بہ طور ردیف، ص۲۸۷]:

(۳)،(۴) خوش ہو اے بخت! کہ ہے آج ترے سر سہرا | باندھ شہ زادہ جواں بخت کے سر پر سہرا

(۵) کیا ہی اس چاند سے مکھڑے پہ بھلا لگتا ہے | ہے ترے حُسنِ دل افروز کا زیور سہرا

(۶) سر پہ چڑھنا تجھے پھبتا ہے، پر اے طرفِ کلاہ! | مجھ کو ڈر ہے کہ نہ چھینے ترا لمبر سہرا

(۷) ناؤ بھر کر ہی پروئے گئے ہوں گے موتی | ورنہ کیوں لائے ہیں کشتی میں لگا کر سہرا

(۸) سات دریا کے فراہم کیے ہوں گے موتی | تب بنا ہوگا اس انداز کا گز بھر سہرا

(۹) رُخ پہ دولھا کے جو گرمی سے پسینا ٹپکا | ہے رگِ ابرِ گہر بار سراسر سہرا

(۱۰) یہ بھی اک بے ادبی تھی کہ قبا سے بڑھ جائے | رہ گیا آن کے دامن کے برابر سہرا

(۱۱) جی میں اترائیں نہ موتی کہ ہمیں ہیں اک چیز | چاہیے پھولوں کا بھی ایک مقرر سہرا

(۱۲) جب کہ اپنے میں سماویں نہ خوشی کے مارے | گوندھے پھولوں کا بھلا پھر کوئی کیوں کر سہرا

(۱۳) رُخِ روشن کی دمک، گوہرِ غلطاں کی چمک | کیوں نہ دکھلاوے فروغِ مہ و اختر سہرا

(۱۴) تار ریشم کا نہیں، ہے یہ رگِ ابرِ بہار | لائے گا تابِ گرانباریِ گوہر سہرا

(۱۵) ہم سخن فہم ہیں، غالبؔ کے طرف دار نہیں | دیکھیں اس سہرے سے کہہ دے کوئی بڑھ کر سہرا

[پانچ بار بہ طور ردیف، ص۲۸۸]:

(۱۶)،(۱۷) خرج تک دھوم ہے، کس دھوم سے آیا سہرا | چاند کا دائرہ لے زُہرہ نے گایا سہرا

---

[1] سہرا : بائیس بار۔

(۱۸) جسے کہتے ہیں خوشی، اُس نے بلائیں لے کر — کبھی چوما، کبھی آنکھوں سے لگایا سہرا

(۱۹) رشک سے لڑتی ہیں آپس میں اُلجھ کر لڑیاں — باندھنے کو جو ترے سر پہ اُٹھایا سہرا

(۲۰) صاف آتی ہیں نظر آبِ گہر کی لہریں — جنبشِ بادِ سحر نے جو ہلایا سہرا

[دوبار بہ طور ردیف، ص ۲۸۸]:

(۲۱) ہم نشیں تارے ہیں، اور چاند شہاب الدین خاں — بزمِ شادی ہے فلک، کاہکشاں ہے سہرا

(۲۲) اِن کو لڑیاں نہ کہو، بحر کی موجیں سمجھو — ہے تو کشتی میں، ولے بحرِ رواں ہے سہرا

سہل[1]: (۱) سہل تھا مُسہل، ولے یہ سخت مشکل آپڑی — مجھ پہ کیا گزرے گی! اتنے روز حاضر بن ہوئے ص ۱۲۹

(۲) جان دینے میں اُس کو یکتا جان — پر وہ یوں سہل دے نہ سکتا جان ص ۱۳۰

(۳) ملنا ترا اگر نہیں آساں، تو سہل ہے — دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں ص ۱۸۳

سہ[2] ہفتہ: گرچہ ہے بعد عید کے نوروز — لیک بیش از سہ ہفتہ بُعد نہیں ص ۲۸۰

سیار[3]: دیکھیے: روشناسِ ثوابت وسیار۔

سیارہ[4]: دیکھیے: گردشِ سیارہ۔

سیاستِ[5] درباں: دل ہی تو ہے، سیاستِ درباں سے ڈر گیا — میں اور جاؤں در سے ترے بن صدا کیے! ص ۲۴۲

سیاقِ[6] گفتگو: ہے خطِ عجزِ ما و تو اوّلِ درسِ آرزو — ہے یہ سیاقِ گفتگو کچھ نہ سمجھ، فنا سمجھ ص ۴۳

سیاہ[7]: (۱) خیمۂ لیلیٰ سیاہ و خانۂ مجنوں خراب — جوشِ ویرانی ہے عشقِ داغ بیروں دادہ سے ص ۸۹

دیکھیے ——: (۲) خالِ سیاہ رنگیں رُخاں۔ (۳) خطِ سیاہ۔ (۴) رنگِ سیاہ ونیل۔ (۶) روزِ سیاہ۔ (۷) روز و شبِ سپید وسیاہ۔ (۸)، (۹) روسیاہ [دوبار]۔ (۱۰)، (۱۱) زلفِ سیاہ [دوبار]۔ (۱۲) کعبۂ پوشش سیاہ۔

سیاہ روز: دیکھیے: کلفتِ بختِ سیاہ روز۔

سیاہی: (۱) وھاں سیاہی مردمک ہے اور یھاں داغِ شراب — مہ، حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر نہیں ص ۲۶

---

[1] سہل : تین بار۔
[2] سہ : ایک بار [مرکّب]۔
[3] سیار : ایک بار [مرکّب]۔
[4] سیارہ : ایک بار [مرکّب]۔
[5] سیاست : ایک بار [مرکّب]۔
[6] سیاق : ایک بار [مرکّب]۔
[7] سیاہ : تیرہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: بارہ بار]۔
سیاہی : چار بار [مرکّب: ایک بار]۔

(۲) ہمیشہ مجھ کو طفلی میں بھی مشقِ تیرہ روزی تھی — سیاہی ہے مرے ایام میں لوحِ دبستاں کی — ص ۷۶

(۳) سیاہی جیسے گر جاوے دمِ تحریر کاغذ پر — مری قسمت میں یوں تصویر ہے شب ہاے ہجراں کی — ص ۲۳۵

(۴) دیکھیے: ماناے سیاہی۔

سیّد:[1] (۱) جب کہ سیّد غلام بابا نے — مسندِ عیش پر جگہ پائی — ص ۲۶۲

(۲) ہزار شکر کہ سیّد غلام بابا نے — فرازِ مسندِ عیش و طرب جگہ پائی — ص ۲۶۲

سیر:[2] (۱) دل مت گنوا، خبر نہ سہی، سیر ہی سہی — اے بے دماغ! آئنہ تمثال دار ہے — ص ۲۱۸

(۲) کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب؟ — آؤ نہ، ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی — ص ۲۳۲

(۳) کیوں نہ فردوس میں دوزخ کو ملا لیں یارب! — سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اور سہی — ص ۲۱۱

(۴) دیکھیے: طہار گردہ سیر۔

سیر آں سوے: سیر آں سوے تماشا ہے طلبگاروں کا — خضر مشتاق ہے اس دشت کے آواروں کا — ص ۴۸

سیر باغ: دیکھیے ——: (۱) تکلیفِ سیرِ باغ۔ (۲) وقتِ سیرِ باغ۔

سیر بےخودی: نہیں ہے باوجود ضعف سیرِ بےخودی آساں — رہِ خوابیدہ میں افگندنی ہے طرحِ منزل ہا — ص ۴۳

سیر جہاں: ہے دستِ رد بہ سیرِ جہاں بستنِ نظر — پاے ہوس بہ دامنِ مژگاں کشیدہ ہوں — ص ۹۱

سیر چراغاں: پھر گرمِ نالہ ہاے شرر بار ہے نفَس — مدت ہوئی ہے سیرِ چراغاں کیے ہوئے — ص ۲۲۵

سیر چمن: باغ تجھ بن، گلِ نرگس سے ڈراتا ہے مجھے — چاہوں گر سیرِ چمن، آنکھ دکھاتا ہے مجھے — ص ۸۸

سیر حسن: کریں خوباں جو سیرِ حسن اسد یک پردہ نازک تر — دمِ صبحِ قیامت در گریباں قبا گم ہو — ص ۹۸

سیر دل: دیکھیے: بیتاب سیرِ دل۔

سیر دو جہاں: دیکھیے: جادۂ سیرِ دو جہاں۔

سیر عدم: دل آشفتگاں خالِ کنجِ دہن کے — سویدا میں سیرِ عدم دیکھتے ہیں — ص ۱۶۹

سیر غزا: دیکھیے: جوہرِ سیرِ غزا۔

سیر گریبان نفَس: قیس نے از بس کہ کی سیرِ گریبانِ نفَس — یک دو جیب دامانِ صحرا پردۂ محمل ہوا — ص ۲۹

---

[1] سیّد : دوبار۔

[2] سیر : ستائیس بار [مفرد: تین بار، مرکب: چوبیس بار]۔

سیرِ گل: (۱) اُنھیں منظور اپنے زخمیوں کا دیکھ آنا تھا | اُٹھے تھے سیرِ گل کو، دیکھنا شوخی بہانے کی | ص۲۰۳

(۲) دیکھیے: ہوائے سیرِ گل۔

سیرِ گلستاں: (۱) ہمارا دیکھنا گر ننگ ہے، سیرِ گلستاں کر | شرارِ آہ سے موجِ صبا دامانِ گلچیں ہے | ص۸۹

(۲) بھوکے نہیں ہیں سیرِ گلستاں کے ہم ولے | کیوں کر نہ کھائیے کہ ہوا ہے بہار کی | ص۲۵۱

(۳) دیکھیے: وعدۂ سیرِ گلستاں۔

سیرِ لالہ زار: دیکھیے: ہوسِ سیرِ لالہ زار۔

سیرِ ملکِ حُسن: سیرِ ملکِ حُسن کر، مے خانہ ہا نذرِ خمار | چشمِ مستِ یار سے، ہے گردنِ مینا پہ باج | ص۳۵

سیرِ نجف: دیکھیے: عزمِ سیرِ نجف۔

سیرِ وادیِ پُرخار بستر: مژہ فرشِ رہ و دل ناتواں و آرزو مضطر | بہ پائے خفتہ سیرِ وادیِ پُرخار بستر ہے | ص۸۵

سیر و تماشا: دیکھیے: ہوسِ سیر و تماشا۔

سیل[۱]: (۱) خشتِ پشتِ دستِ عجز و قالب، آغوشِ وداع | پُر ہوا ہے سیل سے پیمانہ کس تعمیر کا؟ | ص۱۱

(۲) خانہ بے سیل سے خو کردۂ دیدار ہنوز | دوربیں در زدہ ہے رخنۂ دیوار ہنوز | ص۳۳

(۳) ہے فروغِ ماہ سے ہر موج اک تصویرِ چاک | سیل سے فرشِ کتاں کرتے ہیں تا ویرانہ ہم | ص۵۲

(۴) سازِ عیشِ بے دلی ہے، خانہ ویرانی مجھے | سیلِ بنیاں کوبِ صدائے آبشارِ نغمہ ہے | ص۸۷

(۵) وہ گرفتارِ خرابی ہوں کہ فوارہ نمط | سیل، صیاد کمیں خانۂ تعمیر آوے | ص۱۱۳

دیکھیے ——: (۶) بازگشتِ سیل۔ (۷) چاکِ موجِ سیل۔ (۸) رختِ جنونِ سیل۔

سیلِ اشک: بہ سیلِ اشک لختِ دل ہے دامن گیر مژگاں کا | غریقِ بحر، جویائے خس و خاشاکِ ساحل ہے | ص۷۷

سیلِ بلا: دیکھیے: پائے سیلِ بلا۔

سیلِ بنائے ہستیِ شبنم: سیلِ بنائے ہستیِ شبنم ہے آفتاب | چھوڑے نہ چشم میں تپشِ دل نشانِ اشک | ص۵۰

سیلِ خانماں: (۱) خوئے شرمِ سرد بازاری ہے سیلِ خانماں | ہے اسد نقصاں میں منت اور صاحب سرمایہ تو | ص۶۹

(۲) زہرہ گر ایسا ہی شامِ ہجر میں ہوتا ہے آب | پرتوِ مہتاب، سیلِ خانماں ہو جائے گا | ص۱۵۰

سیلِ خانہ زیں: بیابانِ فنا ہے بعدِ صحرائے طلب، غالبؔ | پسینا توسنِ ہمت کا سیلِ خانہ زیں ہے | ص۸۹

---

[۱] سیل : پندرہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: دس بار]۔

سیلاب[1]: دیکھیے ———: (۱) بساطِ دعوتِ سیلاب۔ (۲) بے خودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب۔ (۳) عرضِ خمیازۂ سیلاب۔ (۴)۔(۷) کفِ سیلاب [چار بار]۔ (۸) مقدمِ سیلاب۔ (۹) یک کفِ سیلاب۔

سیلابِ بلا: آئے ہے بیکسیِ عشق پہ رونا غالبؔ! — کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد — ص ۱۶۶

سیلابِ در و دیوار: خانماں ہا پائمالِ شوخیِ دعویٰ اسدؔ! — سایۂ دیوار، سیلابِ در و دیوار ہے — ص ۸۳

سیلابِ طوفانِ صدائے آب: دیکھیے: آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب۔

سیلابِ گریہ: اے عافیت! کنارہ کر، اے انتظام! چل — سیلابِ گریہ درپئے دیوار و در ہے آج — ص ۱۹۵

سیلابی: آرزوئے خانہ آبادی نے ویراں تر کیا — کیا کروں گر سایۂ دیوار سیلابی کرے — ص ۱۰۰

سیلابیِ یک موجِ خیال: گلشن و مے کدہ سیلابیِ یک موجِ خیال — نشہ و جلوۂ گل بر سرِ ہم تختۂ غبار — ص ۳

سیلان[2]: دیکھیے: طاقتِ سیلان۔

سیلانِ اشک: دیکھیے: مانعِ سیلانِ اشک۔

سیلیِ[3] استاد: (۱) رہِ خوابیدہ، تھی گردن کشِ یک سطرِ آگاہی — زمیں کو سیلیِ استاد ہے نقشِ قدم میرا — ص ۱۶

(۲) ساقی و تعلیمِ رنج، محفل و تمکینِ گراں — سیلیِ استاد ہے ساغرِ بے مُل ہنوز — ص ۴۳

(۳) اہلِ بینش کو ہے طوفانِ حوادث، مکتب — لطمۂ موج کم از سیلیِ استاد نہیں — ص ۱۸۶

سیلیِ خارا: حال آنکہ ہے یہ سیلیِ خارا سے لالہ رنگ — غافل کو میرے شیشے پہ مے کا گماں ہے — ص ۲۰۳

سیلیِ ندامت: ز بس کہ مشقِ تماشا، جنوں علامت ہے — کشاد و بستِ مژہ، سیلیِ ندامت ہے — ص ۲۱۳

سیم[4]: اِن سیم کے بیجوں کو کوئی کیا جانے — بھیجے ہیں جو ارمغاں شہِ والا نے

گن کر دیویں گے ہم دعائیں سو بار — فیروزے کی تسبیح کے ہیں یہ دانے — ص ۲۵۳

سیم تن[5]: (۱) دھوتا ہوں جب میں پینے کو اُس سیم تن کے پانو — رکھتا ہے ضد سے، کھینچ کے باہر لگن کے پانو — ص ۱۹۶

(۲) دیکھیے: شوخِ سیم تن۔

---

[1] سیلاب : تیرہ بار [مرتب]۔
سیلابی : دو بار [مرتب: ایک بار]۔
[2] سیلان : دو بار [مرتب]۔
[3] سیلی : پانچ بار [مرتب]۔
[4] سیم : ایک بار۔
[5] سیم : پانچ بار [مرتب]۔ سیمیں : دو بار [مرتب]۔

سیم تناں: دیکھیے: پائے سیم تناں۔

سیم مس اندودہ: بے ریا کا رتبہ بالا تر تصور کردنی | تیرگی سے داغ کی مہ سیم مس اندودہ ہے | ص۱۰۳

سیم و زر مہر و ماہ: بٹتے ہیں سونے، روپے کے چھلے حضور میں | ہے جن کے آگے سیم و زر مہر و ماہ ماند | ص۱۲۸

سیمیں: دیکھیے ——:(۱) ساعدِ سیمیں۔(۲) ساغرِ سیمیں۔

سیما[1]: (۱)،(۲) دیکھیے: بُتِ آئنہ سیما [دوبار]۔

سیماب[2]: (۱) آئینہ، داغِ حیرت و حیرت، شکنجِ یاس | سیماب بے قرار و اسدؔ بے قرار تر | ص۴۱

(۲) سیماب، پشت گرمیِ آئینہ دے ہے، ہم | حیراں کیے ہوئے ہیں دلِ بے قرار کے | ص۲۱۰

(۳) ہے صاعقہ و شعلہ و سیماب کا عالم | آتا ہی سمجھ میں مری آتا نہیں، گو آئے | ص۲۳۹

(۴) حیرت، ہجومِ لذّتِ غلطانیِ تپش | سیماب بالش و کمرِ دل ہے آئنہ | ص۷۰

دیکھیے ——:(۵) طائرِ سیماب۔(۶)،(۷) فوّارۂ سیماب [دوبار]۔

سیمابی: (۱) یہ کس بے مہر کی تمثال کا ہے جلوہ سیمابی | کہ مثلِ ذرہ ہائے خاک آئینے پر افشاں ہیں | ص۶۳

(۲) کس سے اے غفلت! تجھے تعبیر آگاہی ملے؟ | گوش ہا سیمابی و دل بے قرار نغمہ ہے | ص۸۶

سیمیا[3]: وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود | صبح کو رازِ مہ و اختر کھلا | ص۳۹

سینکڑوں[4]: (۱) خود آسماں ہے مہا راو راجہ پر صدقے | کرے گا سینکڑوں اس تار پر نثار گرہ | ص۲۷۸

(۲) ضد کی ہے اور بات، مگر خو بری نہیں | بھولے سے اس نے سینکڑوں وعدے وفا کیے | ص۲۳۳

سینکڑے: (۱) ہر سینکڑے کو ایک گرہ فرض کریں | ایسی گرہیں ہزار ہوں، بلکہ سوا | ص۲۵۳

(۲) یہ جتنے سینکڑے ہیں، سب ہزار ہو جاویں | دراز اس کی ہو عمر اس قدر، سخن کوتاہ | ص۲۷۸

سینہ[5]: (۱) حسرتِ جلوۂ ساقی ہے کہ ہر پارۂ ابر | سینہ چاکی سے ملتا ہے بہ تیغ کہسار | ص۲

(۲) کچھ کھٹکتا تھا مرے سینے میں، لیکن آخر | جس کو دل کہتے تھے، سو تیر کا پیکاں نکلا | ص۱۳

---

۱ سیما : پانچ بار [مرکّب]۔

۲ سیماب : سات بار [مفرد: تین بار، مرکّب: چار بار]۔

سیمابی : دوبار۔

۳ سیمیا : ایک بار۔

۴ سینکڑوں : دوبار۔

سینکڑے : دوبار۔

۵ سینہ : تینتیس بار [مفرد: سترہ بار، مرکّب: سولہ بار]۔

سینہ ہا : ایک بار [مرکّب]۔

(۳) وہ دل جوں شمعِ بہرِ دعوتِ نظّارہ لا، جس سے — نگہ لبریزِ اشک و سینہ معمورِ تمنّا ہو — ص ۶۷

(۴) کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں! — اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے! — ص ۱۲۳

(۵) زرِ معنی سے مرا صفحہ، لقا کی داڑھی — غمِ گیتی سے مرا سینہ، عَمَر کی زنبیل — ص ۱۲۳

(۶) غمِ شبیر سے ہو سینہ یہاں تک لبریز — کہ رہیں خونِ جگر سے مری آنکھیں رنگیں — ص ۱۳۵

(۷) تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں ہوا، اسدؔ! — سینہ کہ تھا دفینہ گہر ہائے راز کا — ص ۱۵۵

(۸) سینے کا داغ ہے وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا — خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہ ہوا — ص ۱۶۴

(۹) خنجر سے چیر سینہ، اگر دل نہ ہو دو نیم — دل میں چھری چبھو، مژہ گر خوں چکاں نہیں — ص ۱۸۸

(۱۰) بس کہ رُوکا میں نے اور سینے میں اُبھریں پے بہ پے — میری آہیں، بخیۂ چاکِ گریباں ہو گئیں — ص ۱۹۲

(۱۱) نہ نکلا آنکھ سے تیری اک آنسو اس جراحت پر — کیا سینے میں جس نے خوں چکاں مژگانِ سوزن کو — ص ۱۹۸

(۱۲) کسی کو دے کے دل، کوئی نوا سنجِ فغاں کیوں ہو؟ — نہ ہو جب دل ہی سینے میں تو پھر مُنہ میں زباں کیوں ہو؟ — ص ۱۹۹

(۱۳) پھر کچھ اک دل کو بے قراری ہے — سینہ جُویائے زخمِ کاری ہے — ص ۲۲۳

(۱۴) شق ہوگیا ہے سینہ، خوشا لذّتِ فراغ — تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر گئی — ص ۲۲۳

(۱۵) آتش کدہ ہے سینہ مرا رازِ نہاں سے — اے وائے! اگر معرضِ اظہار میں آوے — ص ۲۲۳

(۱۶) اس سے جو کوئی بہرہ ور ہوگا — سینہ، گنجینۂ گہر ہوگا — ص ۲۲۷

(۱۷) دلِ بیتاب کہ سینے میں دمِ چند رہا — بہ دمِ چند گرفتارِ غمِ چند رہا — ص ۲۲۶

دیکھیے:—— (۱۸) ایک زخمِ سینہ۔ (۱۹) تنگیِ سینہ۔

سینہ افگارِ جفا: خار سے گل سینہ افگارِ جفا ہے اے اسدؔ! — برگ ریزی، ہے پر افشانیِ ناوک خوردگاں — ص ۲۶

سینہ خستن: عیادت سے اسدؔ میں بیش تر بیمار رہتا ہوں — سبب ہے ناخنِ دخلِ عزیزاں سینہ خستن کا — ص ۲۷

سینہ شگاف: دیکھیے: خنجرِ سینہ شگاف۔

سینہ صافی: رنجشِ حیرت سرشتاں، سینہ صافی پیش کش — جوہرِ آئینہ ہے یعنی گردِ میدانِ نزاع — ص ۲۸

سینہ فگار: دیکھیے: دردمندِ سینہ فگار۔

سینہ گداز: دیکھیے: رازہائے سینہ گداز۔

سینہ ہائے ہدگر: نفَس در سینہ ہائے ہدگر رہتا ہے پیوستہ — نہیں ہے رشتۂ اُلفت کو اندیشہ گسستن کا — ص ۲۷

سینۂ اہلِ ہوس: کی اُس نے گرم سینۂ اہلِ ہوس میں جا — آوے نہ کیوں پسند کہ ٹھنڈا مکان ہے ص۲۰۳

سینۂ بسمل: زخم نے داد نہ دی تنگیِ دل کی یارب! — تیر بھی سینۂ بسمل سے پَرافشاں نکلا ص۱۳۳

سینۂ پُرخوں: دائم الحبس اس میں ہیں لاکھوں تمنائیں اسدؔ — جانتے ہیں سینۂ پُرخوں کو زنداں خانہ ہم ص۱۷۷

سینۂ توحید فضا: دلِ اُلفت نسب و سینۂ توحید فضا — نگہِ جلوہ پرست و نفسِ صدق گزیں ص۱۳۵

سینۂ درد امتحاں: دیکھیے: عرضِ فضائے سینۂ درد امتحاں۔

سینۂ سنگ: سایۂ تیغ کو دیکھ اُس کے، بہ ذوقِ یک زخم — سینۂ سنگ پہ کھینچے ہے الف، بالِ شرار ص۴

سینۂ شمشیر: جذبۂ بے اختیارِ شوق دیکھا چاہیے — سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا ص۱۳۲

سینۂ عاشق: نہ پوچھ سینۂ عاشق سے آبِ تیغِ نگاہ — کہ زخمِ روزنِ در سے ہَوا نکلتی ہے ص۲۱۸

سیہ[۱]: (۱) ہزاروں دل دیے جوشِ جنونِ عشق نے مجھ کو — سیہ ہو کر سویدا ہو گیا ہر قطرہ خوں تن میں ص۱۸۱

دیکھیے ـــــ: (۲) بختِ سیہ۔ (۳) تیرگیِ بختِ سیہ۔ (۴) چشمِ سیہ۔ (۵) خُمِ رنگِ سیہ۔ (۶) زلفِ سیہ۔

(۷) افعیِ زلفِ سیہ شیریں۔ (۸) گلیمِ سیہ بختِ پریشاں۔ (۹) مستیِ چشمِ سیہ۔

سیہ پوش: (۱) بہ فرازِ گاہِ عبرت چہ بہار و کو تماشا! — کہ نگاہ ہے سیہ پوش بہ عزائے زندگانی ص۹

(۲) شمع بجھتی ہے تو اُس میں سے دھواں اُٹھتا ہے — شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا میرے بعد ص۱۲۶

سیہ پوشاں: دیکھیے: دودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں۔

سیہ پوشی: دود کو آج اُس کے ماتم میں سیہ پوشی ہوئی — وہ دلِ سوزاں کہ کل تک شمعِ ماتم خانہ تھا ص۲۵

سیہ تاب: دیکھیے ـــــ: (۱) تیغِ سیہ تاب۔ (۲) شمشیرِ سیہ تاب۔

سیہ دلاں: دیکھیے: داغِ سیہ دلاں۔

سیہ خانۂ[۲] لیلیٰ: دیکھیے: شمعِ سیہ خانۂ لیلیٰ۔

سیہ روزی[۳]: دیکھیے: شبِ سیہ روزی۔

سیہ فامی[۴]: رچ گیا جوشِ صفائے زلف کا اعضا میں عکس — ہے نزاکت جلوہ اے ظالم! سیہ فامی تری ص۹۳

---

[۱] سیہ : سولہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پندرہ بار]۔

[۲] سیہ خانہ : ایک بار [مرکب]۔

[۳] سیہ روزی : ایک بار [مرکب]۔

[۴] سیہ فامی : ایک بار۔

سیہ کاری[۱]: دیکھیے: معروفِ سیہ کاری۔

سیہ گلیم[۲]: سیہ گلیم ہوں، لازم ہے میرا نام نہ لے جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے ص ۱۲۸

سیہ مست[۳]: دیکھیے ــــــ: (۱) ابرِ سیہ مست۔ (۲) حریفِ سیہ مست۔

سیہ مستِ جوانی: غنچۂ لالہ سیہ مستِ جوانی ہے ہنوز شبنمِ صبح ہوئی رعشۂ اعضائے بہار ص ۳

سیہ مستی: (۱) سیہ مستی ہے اہلِ خاک کو ابرِ بہاری سے زمیں، جوشِ طرب سے جامِ لبریزِ سفالی ہے ص ۸۷

(۲) دیکھیے: ایجادِ سیہ مستی۔

سیہ مستیِ اربابِ چمن: دیکھیے: وجہِ سیہ مستیِ اربابِ چمن۔

سیہ مستیِ چشمِ بیدار: دیکھیے: جامِ سیہ مستیِ چشمِ بیدار۔

سیہ مستیِ چشمِ شوخ: سیہ مستیِ چشمِ شوخ سے ہیں جوہرِ مژگاں شرار آسا ز سنگِ سرمہ یکسر تار جستن ہا ص ۲۲

ــــــــ

---

۱ سیہ کاری : ایک بار [مرتب]۔

۲ سیہ گلیم : ایک بار۔

۳ سیہ مست : تین بار [مرتب]۔

سیہ مستی : پانچ بار [مرتب: چار بار]۔

ش

شاخ[1]: (۱) آم کا کون مردِ میداں ہے؟ — ثمر و شاخ: گوے و چوگاں ہے ص ۳۰۰

(۲) خراب آبادِ غربت میں عبث افسوسِ ویرانی — گل از شاخ دور افتادہ، بے نزدیکِ پژمردن ص ۲۹۹

شاخِ آہواں: بہ بوے زلفِ مشکیں یہ دماغِ آشفتۂ رم ہیں — کہ شاخِ آہواں دودِ چراغ آسا پریشاں ہے ص ۸۱

شاخِ گل: (۱) دیکھ اُس کے ساعدِ سیمین و دستِ پُرنگار — شاخِ گل جلتی تھی مثلِ شمع، گل پروانہ تھا ص ۲۵

(۲) کیا کس شوخ نے ناز از سرِ تمکیں نشستن کا — کہ شاخِ گل کا خم: انداز ہے بالیں شکستن کا ص ۲۷

(۳) شاخِ گل جنبش میں ہے گہوارہ آسا ہر نفس — طفلِ شوخِ غنچۂ گل بس کہ ہے وحشی مزاج ص ۳۵

(۴) دستِ رنگیں سے جو رُخ پروا کرے زلفِ رسا — شاخِ گل میں ہو نہاں جوں شانہ در شمشاد، گل ص ۵۲

(۵) دیوانگاں کا چارہ فروغِ بہار ہے — ہے شاخِ گل میں پنجۂ خوباں، بجاے گل ص ۵۳

(۶) خامے کا صفحے پہ رواں ہونا — شاخِ گل کا ہے گل فشاں ہونا ص ۱۳۰

(۷) لختِ جگر سے ہے رگِ ہر خار شاخِ گل — تا چند باغبانیِ صحرا کرے کوئی؟ ص ۲۱۵

(۸) دیکھیے: سایۂ شاخِ گل۔

شاخِ نرگس: بس کہ چشم از انتظارِ خوش خطاں بے نور ہے — یکقلم شاخِ گلِ نرگس عصاے کور ہے ص ۴۳

شاخِ گلِ نغمہ: شغلِ ہوس در نظر، لیک حیا بے خبر — شاخِ گلِ نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز ص ۳۳

شاخِ گلِ نقشِ پا: دیکھیے: گردِ شاخِ گلِ نقشِ پا۔

۱۔ شاخ : گیارہ بار [مرتب]۔

شاخِ گلبن: جوشِ بیداد تپش سے ہوئی عریاں آخر — شاخِ گلبن پہ صبا، چھوڑ کے پیراہن خار ص ۳

شاخِ ناوکِ صیاد: دیکھیے: غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد۔

شاخ و برگ: نہ گل اُس میں، نہ شاخ و برگ، نہ بار — جب خزاں آئے، تب ہو اُس کی بہار ص ۳۰

شاخ و برگ و بار: صاحبِ شاخ و برگ و بار ہے آم — ناز پروردۂ بہار ہے آم ص ۳۷

شاخِ ہلالِ عید: دیکھیے: گلِ شاخِ ہلالِ عید۔

شاخسار[۱]: دیکھیے: ثمرہائے شاخسار۔

شاد[۲]: (۱) ہاتھ آیا زخمِ تیغِ یار سا پہلو نشیں — کیوں نہ ہووے آج کے دن ہے کسی کی رُوح شاد ص ۳۸

(۲) شاد ہوں لیکن اپنے جی میں کہ ہوں — بادشہ کا غلامِ کارگزار ص ۱۲۵

(۳) شاد و دل شاد و شادماں رکھیو! — اور غالبؔ پہ مہرباں رکھیو! ص ۱۳۱

(۴) چشمِ ما روشن! کہ اُس بیدرد کا دل شاد ہے — دیدۂ پُرخوں ہمارا ساغرِ سرشار دوست ص ۱۹۳

(۵) جہاں میں ہو غم و شادی بہم، ہمیں کیا کام — دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں ص ۱۹۲

(۶) ہوں شاد نہ کیوں سافل و عالی باہم — ہے آج شبِ قدر و دوالی باہم ص ۲۵۳

(۷) حق، شہ کی بقا سے خلق کو شاد کرے — تا شاہ شیوعِ دانش و داد کرے ص ۲۵۴

[مزید دیکھیے: دل شاد]

شاداب[۳]: رام پور ایک بڑا باغ ہے از روے مثال — دل کش و تازہ و شاداب و وسیع و خوش خرم ص ۲۶۵

شاداب رنگ: نغمہ ہا شاداب رنگ و ساز ہا مستِ طرب — شیشۂ مے: سروِ سبزِ جویبارِ نغمہ ہے ص ۲۱۳

شادماں[۴]: (۱) شاد و دل شاد و شادماں رکھیو — [دیکھیے: شاد ۳ کے تحت]۔ ص ۳۱

(۲) عمر و دولت سے شادماں رہیں — اور غالبؔ پہ مہرباں رہیں ص ۲۷۶

شادمانی: (۱) جنوں، تہمت کشِ تسکیں نہ ہو گر شادمانی کی — نمک پاشِ خراشِ دل ہے لذت زندگانی کی ص ۲۰۶

(۲) انھیں کی سالگرہ کی یہ شادمانی ہے — کہ ہو گئے ہیں گہرہاے شاہوار، گرہ ص ۲۷۹

(۳) دیکھیے: فریبِ شادمانی۔

---

[۱] شاخسار : ایک بار [مرکب]۔

[۲] شاد : سات بار
[مفرد: چھے بار، مرکب: ایک بار]۔

[۳] شاداب : دو بار [مرکب]۔

[۴] شادماں : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

شادمانی : تین بار [مرکب: ایک بار]۔

شادی[۱][۱]: (۱) ہوئی جب میرزا جعفر کی شادی ہوا بزمِ طرب میں رقص ناہید ص۲۹

(۲) دیکھیے: بزمِ شادی۔

شادی[۲][۲]: (۱) یاد ہے شادی میں بھی ہنگامۂ "یارب" مجھے سبحۂ زاہد ہوا ہے خندہ زیرِ لب مجھے ص۲۱۳

(۲) شادی سے گزر، کہ غم نہ رہوے اُردی جو نہ ہو تو دے نہیں ہے ص۲۲۹

دیکھیے ـــــ: (۳) غم و شادی۔ (۴) فرقِ غم و شادی۔ (۵) کیفیتِ شادی۔ (۶) نغمۂ شادی۔

شاعر[۳]: (۱) ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالب کو نہ جانے! شاعر تو وہ اچھا ہے پہ بدنام بہت ہے ص۲۲۵

(۲) آج مجھ سا نہیں زمانے میں شاعرِ نغز گوے، خوش گفتار ص۱۲۶

شاعری[۴]: (۱) تا تخلص جامۂ فقرنی ارزانی اسدؔ! شاعری جز سازِ درویشی نہیں، حاصل نہ پوچھ ص۴۲

(۲) سو پشت سے ہے پیشۂ آبا سپہ گری کچھ شاعری ذریعۂ عزت نہیں مجھے ص۱۲۳

(۳) ختم کرتا ہوں اب دعا پہ کلام شاعری سے نہیں مجھے سروکار ص۱۲۷

(۴) دیکھیے: جہانِ شاعری۔

شافع[۵] روزِ جزا: کفیلِ بخششِ اُمّت ہے، بن نہیں پڑتی اگر نہ شافعِ روزِ جزا کہیں اُس کو ص۲۸۵

شام[۶]: (۱) اُس کو بھولا نہ چاہیے کہنا صبح جو جاوے اور آوے شام ص۱۳۶

(۲) کاو کاوِ سخت جانی ہاے تنہائی نہ پوچھ صبح کرنا شام کا، لانا ہے جوے شیر کا ص۱۳۲

(۳) خوابِ غفلت بہ کمیں گاہِ نظر پنہاں ہے شام سایے میں بہ تاراجِ سحر پنہاں ہے ص۱۰۹

(۴) ہاں جیتے گھٹنے کی تو ہوتی فرصتِ عیش و طرب شام سے آتے تو کیا اچھی گزرتی رات سب ص۲۹۱

(۵) پروانے کا نہ غم ہو تو پھر کس لیے اسدؔ! ہر رات شمع شام سے لے تا سحر جلے ص۳۰۲

دیکھیے ـــــ: (۶) آثارِ ظہورِ شام۔ (۷) تحفۂ شام۔ (۸)، (۹) صبح و شام [دوبار]۔ (۱۰) وقتِ شام۔

شامِ آں سوے خیال: ہے بہ یادِ زلفِ مشکیں سال و ماہ روزِ روشن، شامِ آں سوے خیال ص۵۱

شامِ تنہائی: بہ طوفاں گاہِ جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر، تارِ بستر ہے ص۲۳

---

۱ شادی[۱] : دوبار [مرکب: ایک بار]۔

۲ شادی[۲] : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکب: چار بار]۔

۳ شاعر : دوبار [مرکب: ایک بار]۔

۴ شاعری : چار بار [مفرد: تین بار، مرکب: ایک بار]۔

۵ شافع : ایک بار [مرکب]۔

۶ شام : چوبیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: انیس بار]۔

شامِ جوانی: (۱) اسدؔ کی طرح میری بھی، بغیر از صبحِ رُخساراں — ہوئی شامِ جوانی اے دلِ حسرت نصیب! ص۴۱
(۲) کلکِ انجم تا بہ کے از کیسہ بیروں ریختن؟ — یعنی اے پیرِ فلک! شامِ جوانی مفت ہے ص۱۱۳

شامِ خیالِ زلف: سودائے عشق سے دمِ سرد کشیدہ ہوں — شامِ خیالِ زلف سے صبحِ دمیدہ ہوں ص۶۱

شامِ غم: (۱) شامِ غم میں سوزِ عشقِ آتشِ رخسار سے — پر فشانِ سوختن ہیں صورتِ پروانہ ہم ص۵۳
(۲) جو بہ شامِ غم چراغِ خلوتِ دل تھا اسدؔ! — وصل میں وہ سوزِ شمعِ مجلسِ تقریر ہے ص۹۵
(۳) اے دل! بہ خیالِ عارضِ یار — یہ شامِ غم آپ پہ سحر کر ص۴۴۸

شامِ فراق: جو ے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شامِ فراق — میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہو گئیں ص۱۹۱

شامِ فراقِ یار: شامِ فراقِ یار میں جوشِ خیرہ سری سے ہم نے اسدؔ! — ماہ کو در تسبیح کواکب جائے نشینِ امام کیا ص۴۷

شامِ و پگاہ: سنینِ عیسوی اٹھارہ سو اور اٹھاون — یہ چاہتے ہیں جہاں آفریں سے شام و پگاہ ص۴۷۸

شامِ و سحر: ہاتھ میں تیرے رہے توسنِ دولت کی عناں — یہ دُعا شام و سحر قاضیِ حاجات سے ہے ص۱۳۸

شامِ وصالِ یار: دیکھیے: داغِ نیم رنگیِ شامِ وصالِ یار۔

شامِ ہجر: زہرہ گر ایسا ہی شامِ ہجر میں ہوتا ہے آب — پرتوِ مہتاب سیلِ خانماں ہو جائے گا ص۱۵۰

شام[1]: دیکھیے: مُلکِ رومؔ و شامؔ۔

شامت[2]: گدا سمجھ کے وہ چپ تھا، مری جو شامت آئے — اُٹھا اور اُٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لیے ص۴۳۶

شامل[3]: (۱) دیدہ خوں بار ہے مدت سے، و لے آج ندیم — دل کے ٹکڑے بھی کئی، خونِ کے شامل آئے ص۳۱۴
(۲) فیضِ خُلق اُس کا ہی شامل ہے کہ ہوتا ہے سدا — بوے گل سے نفَسِ بادِ صبا عطر آگیں ص۳۳۴

شان[4]: (۱) تھی وطن میں شان کیا غالبؔ کہ ہو غربت میں قدر؟ — بے تکلف ہوں وہ مشتِ خس کہ گلخن میں نہیں ص۱۸۵
(۲) دیکھیے: عزّ و شان۔

شانِ اظہار: دیکھیے: آئینۂ شانِ اظہار۔

شانِ حُسن: عشق کو ہر رنگ شانِ حُسن ہے مدِّ نظر — مصرعِ سروِ چمن ہے حسبِ حالِ عندلیب ص۳۲

شانہ[5]: (۱) طرّہ ہا بس کہ گرفتارِ صبا ہیں، شانہ — زانوے آئنہ پر مارے ہے دستِ بیکار ص۳

---

[1] شام : ایک بار۔
[2] شامت : ایک بار۔
[3] شامل : دو بار۔
[4] شان : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
[5] شانہ : اٹھائیس بار
[مفرد: تیرہ بار، مرکب: پندرہ بار]۔

(۲) سروکار تواضع، تا خمِ گیسو رسانیدن	بسانِ شانہ زینت ریز ہے دستِ سلام اُس کا	ص ۲۲
(۳) بروئے قیس دستِ شرم ہے مژگانِ آہو سے	مگر روزِ عروسی گم ہوا تھا شانہ لیلیٰ کا	ص ۲۶
(۴) دستِ رنگیں سے جو زرخ پرواکرے زلفِ رسا	شاخِ گل میں ہو نہاں جوں شانہ در شمشادِ گل	ص ۵۲
(۵) حسرتِ عرضِ تمنا یہاں سے سمجھا چاہیے	دو جہاں حشرِ زبانِ خشک ہیں جوں شانہ ہم	ص ۵۳
(۶) ترے کوچے میں ہے مشاطۂ واماندگی قاصد	پرِ پرواز زلفِ ناز ہے ہُدہُد کے شانے میں	ص ۵۸
(۷) زلف، تحریرِ پریشانِ تقاضا ہے مگر	شانہ ساں مو بہ زباں خامۂ مانی مانگے	ص ۷۸
(۸) غرورِ دستِ رد نے شانہ توڑا فرقِ ہُدہُد پر	سلیمانی، ہے ننگِ بے رماغانِ خود آرائی	ص ۹۲
(۹) بہزادا! نقشِ یک دلِ صد چاک عرض کر	گر زلفِ یار کھنچ نہ سکے، شانہ کھینچیے	ص ۱۰۵
(۱۰) یہاں تک میری گرفتاری سے وہ خوش ہے کہ میں	زلف گر بن جاؤں تو شانے میں اُلجھا دے مجھے	ص ۲۳۵
(۱۱) بزبرِ پنجے سے لیتا ہے کام شانے کا	کبھی جو ہوتی ہے اُلجھی ہوئی دُمِ روباہ	ص ۲۷۷
(۱۲) اے اسدؔ! واشدنِ عقدۂ غم گر چاہے	حضرتِ زلف میں جوں شانہ دلِ چاک چڑھا	ص ۲۲۵
(۱۳) نوحہ ہے افسوس! موئے خمِ زلف	ہے شانہ یکسر دستِ گزیدہ	ص ۲۵۰
(۱۴) ظاہر ہیں میری شکل سے افسوس کے نشاں	جوں شانہ پشتِ دست بدنداں گزیدہ ہوں	ص ۶۱

دیکھیے ــــــ: (۱۵) آہوئی شانہ۔ (۱۶) آئینہ و شانہ۔ (۱۷)، (۱۸) دستِ شانہ [دوبار]۔ (۱۹) زبانِ شانہ۔ (۲۰) صرفِ عرضِ شانہ۔

شانہ کشِ زلفِ یار: جس جا نسیم شانہ کشِ زلفِ یار ہے	نافہ، دماغِ آہوئے دشتِ تتار ہے	ص ۲۱۷
شانہ کشِ طرۂ تحریر: سرِ معنی بہ گریبانِ شقِ خامہ، اسدؔ!	چاکِ دل شانہ کشِ طرۂ تحریر آوے	ص ۱۳
شانہ کشِ طرۂ گفتار: ہوں خموشی چمنِ حسرتِ دیدار، اسدؔ	مژہ ہے شانہ کشِ طرۂ گفتار ہنوز	ص ۴۳
شانہ کشِ گفتگو: زلفِ خیال نازک و اظہار بے قرار	یارب! بیان شانہ کشِ گفتگو نہ ہو	ص ۶۸
شانۂ زلفِ الہام: تیرا اندازِ سخن: شانۂ زلفِ الہام	تیری رفتارِ قلم: جنبشِ بالِ جبریل	ص ۱۲۳
شانۂ سنبل: سادہ و پرکار تر، غافل و ہشیار تر	مانگے ہے شمشاد سے شانۂ سنبل ہنوز	ص ۴۳
شانۂ صبا: غافل بہ وہمِ ناز خود آرا ہے، ورنہ یہاں	بے شانۂ صبا نہیں طرّہ گیاہ کا	ص ۱۳۹

شانۂ گیسوشدن: دیکھیے: مستعدِ شانۂ گیسو شدن۔

شاہ[1]:

(۱) مجھ پہ، فیضِ تربیت سے شاہ کے	منصبِ مہر و مہ و محور کھلا	ص ۱۳۹
(۲) شاہ کے آگے دھرا ہے آئنہ	اب مآلِ سعیِ اسکندر کھلا	ص ۱۴۰
(۳) غالبؔ! وظیفہ خوار ہو، دو شاہ کو دُعا	وہ دن گئے جو کہتے تھے: نوکر نہیں ہوں میں	ص ۱۹۱
(۴) خضر سلطاں کو رکھے خالقِ اکبر سرسبز	شاہ کے باغ میں یہ تازہ نہال اچھا ہے	ص ۲۲۰
(۵) خامہ میرا کہ وہ ہے باربدِ بزمِ سخن	شاہ کی مدح میں یوں نغمہ سرا ہوتا ہے	ص ۲۲۱
(۶) شاہ کے ہے غسلِ صحت کی خبر	دیکھیے: کب دن پھریں حمام کے	ص ۲۵۰
(۷) حق، شہ کی بقا سے خلق کو شاد کرے	تا شاہ شیوعِ دانش و داد کرے	ص ۲۵۳

دیکھیے ---: (۸) حضورِ شاہ۔ (۹) زمزمۂ مدحتِ شاہ۔ (۱۰) ہمسرِ شاہ۔

شاہِ بیکساں:	ہزار آفت و یک جانِ بے نوائے اسدؔ	خدا کے واسطے اے شاہِ بیکساں! فریاد!	ص ۳۷
شاہِ جم جاہ:	بھیجی ہے جو مجھ کو شاہِ جم جاہ نے دال	ہے لطف و عنایاتِ شہنشاہ پہ دال	ص ۲۵۳
شاہِ جہانگیر:	اے شاہِ جہانگیر جہاں بخشِ جہاندار!	ہے غیب سے ہر دم تجھے صد گونہ بشارت	ص ۱۲۷
شاہِ دیں دار:	کیوں نہ دُنیا کو ہو خوشی غالبؔ!	شاہِ دیں دار نے شفا پائی	ص ۲۵۱
شاہِ روشن دل:	شاہِ روشن دل بہادر شہ کہ ہے	رازِ ہستی اُس پہ سر تا سر کھلا	ص ۱۳۹
شاہِ سخن گستر:	باغِ معنی کی دکھا دوں گا بہار	مجھ سے گر شاہِ سخن گستر کھلا	ص ۱۴۰
شاہِ سلیماں جاہ:	مرے شاہِ سلیماں جاہ سے نسبت نہیں غالبؔ!	فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو	ص ۱۹۹
شاہِ نجف:	دیکھیے: درِ شاہِ نجف۔		
شاہِ نشاں:	دیکھیے: امیرِ شاہ نشاں۔		
شاہ پسند دال:	یہ شاہ پسند دال، بے بحث و جدال	ہے دولت و دین و دانش و داد کی دال	ص ۲۵۳
شاہا:	جاں پناہا! دل و جاں فیض رساںا! شاہا!	وصیِ ختمِ رُسُل تو ہے بہ فتوائے یقیں	ص ۳۲

---

[1] شاہ : بیس بار
[مفرد: سات بار، مرکب: تیرہ بار]۔

شاہا : ایک بار۔
شاہان : دو بار [مرکب]۔

شاہانِ حُسن: ظلم کرتا گدائے عاشق پہ — نہیں شاہانِ حُسن کا دستور ص۳۲

شاہانِ عصر: وکٹوریا کا دہر میں جو مدح خوان ہو — شاہانِ عصر، چاہیے لیں عزت اُس سے وام ص۲۸۳

شاہد[1]: دیکھیے: بکینِ نامِ شاہد۔

شاہد باز: اسد اللہ خاں تمام ہوا — اے دریغا! وہ رندِ شاہد باز ص۱۷۲

شاہدِ گل: غارت گرِ ناموس نہ ہو گر ہوسِ زر — کیوں شاہدِ گل باغ سے بازار میں آوے ص۲۳۳

شاہدِ ہستیِ مطلق: شاہدِ ہستیِ مطلق کی کمر ہے عالم — لوگ کہتے ہیں کہ ہے، پر ہمیں منظور نہیں ص۱۸۵

شاہد و مشہود: اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے — حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں! ص۱۸۹

شاہدوں: لکھ دیا شاہدوں کو: عاشق کُش — لکھ دیا عاشقوں کو: دشمن کام ص۳۸

شاہراہِ[2] اوہام: نہیں شاہراہِ اوہام، بجز آں سوے رسیدن — تری سادگی ہے غافل! دِر دل پہ پاسبانی ص۱۰

شاہراہِ دہلی: ہاں یہی شاہراہِ دہلی ہے — مطلعِ بادشاہ دہلی ہے ص۲۶۷

شاہنشاہ[3]: دیکھیے: بزمِ شاہنشاہ۔

شاہنشہِ بلند مقام: تو نہیں جانتا تو مجھ سے سُن — نامِ شاہنشہِ بلند مقام ص۱۳۷

شاہوار[4]: دیکھیے: گہرہاے شاہوار۔

شاہی[5]: (۱) ولی عہدی میں شاہی ہو مبارک! — عنایاتِ الٰہی ہو مبارک! ص۲۹۷

(۲) دیکھیے: گوہرِ دریاے شاہی۔

شاہی و خسروی: خدا کی راہ میں شاہی و خسروی کیسی؟ — کہو کہ رہبرِ راہِ خدا کہیں اُس کو ص۲۸۵

شائبۂ[6] خوبیِ تقدیر: تم سے بیجا ہے مجھے اپنی تباہی کا گلہ — اُس میں کچھ شائبۂ خوبیِ تقدیر بھی تھا ص۱۵۸

شائبۂ ریا: لایا ہے، کہہ کے یہ غزل شائبۂ ریا سے دور — کرکے دل و زبان کو غالبؔ خاکسار، ایک ص۲۹۷

---

۱ شاہد : چار بار [مرتّب]۔
شاہد باز : ایک بار۔
شاہدوں : ایک بار۔
۲ شاہراہ : دو بار [مرتّب]۔
۳ شاہنشاہ : ایک بار [مرتّب]۔
شاہنشہ : ایک بار [مرتّب]۔
۴ شاہوار : ایک بار [مرتّب]۔
۵ شاہی : تین بار [مرتّب: دو بار]۔
۶ شائبہ : دو بار [مرتّب]۔

شایاں[1]:	شکوۂ یاراں غبارِ دل میں پنہاں کر دیا	غالبؔ! ایسے گنج کو شایاں یہی ویرانہ تھا	ص۲۵
شایانِ دست و خنجرِ قاتل:	مرنے کی اے دل! اور ہی تدبیر کر کہ میں	شایانِ دست و خنجرِ قاتل نہیں رہا	ص۱۵۳
شاید[2]:	(۱) شاید کہ مر گیا ترے رخسار دیکھ کر	پیمانہ رات ماہ کا لبریزِ نور تھا	ص۱۸
	(۲) پروانے سے ہو شاید تسکینِ شعلۂ شمع	آسایشِ وفا ہا بیتابیِ جفا ہے	ص۹۳
	(۳) مرا دل مانگتے ہیں عاریت اہلِ ہوس، شاید	یہ جایا چاہتے ہیں آج دعوت میں سمندر کی	ص۷۷
	(۴) وحشتؔ و شیفتہؔ اب مرثیہ کہویں شاید	مر گیا غالبؔ آشفتہ نوا، کہتے ہیں	۱۸۸
	(۵) پہ پروانہ شاید بادبانِ کشتیِ مے تھا	ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دورِ ساغر کی	ص۲۰۷
شایستۂ چشمِ گدائی پرور[3]:	در پہ امیر کلب علی خاں کے ہوں مقیم	شایستۂ گدائیِ ہر در نہیں ہوں میں	ص۲۹۸
	(۶) حسد سے دل اگر افسردہ ہے، گرمِ تماشا ہو	کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظارہ سے وا ہو	ص۱۹۳
شب[4]:	(۱) خود آرا وحشتِ چشمِ پری سے شب وہ بدخو تھا	کہ موم، آئینۂ تمثال کو تعویذِ بازو تھا	ص۲۱
	(۲) شب کہ ذوقِ گفتگو سے تیری، دل بیتاب تھا	شوخیِ وحشت سے افسانہ، فسونِ خواب تھا	ص۱۵
	(۳) شب، نظارہ پرور تھا خواب میں خرام اُس کا	صبح، موجۂ گل کو نقشِ بوریا پایا	ص۳۰
	(۴) شب، تری تاثیرِ سحر شعلۂ آواز سے	تارِ شمع، آہنگِ مضرابِ پرِ پروانہ تھا	ص۲۵
	(۵) شب کہ تھی کیفیتِ محفل بہ یادِ روئے یار	ہر نظر میں داغ نے غاب لبِ پیمانہ تھا	ص۲۵
	(۶) شب کہ باندھا خواب میں آنے کا قاتل نے جناح	وہ فسونِ وعدہ میرے واسطے افسانہ تھا	ص۲۵
	(۷) شب کہ دل زخمیِ عرضِ دو جہاں تیر آیا	نالہ، برخود غلطِ شوخیِ تاثیر آیا	ص۲۷
	(۸) دہانِ تنگ مجھے کس کا یاد آیا تھا!	کہ شب خیال میں بوسوں کا ازدحام رہا	ص۳۰
	(۹) شب کہ تھا نظارگی روئے بتاں کا، اے اسدؔ!	گر گیا بامِ فلک سے صبحِ تشتِ ماہ تاب	ص۳۱
	(۱۰) صبح ناپیدا ہے کلفت خانۂ ادبار میں	توڑتا ہوتا ہے رنگِ یک نفس ہر شب مجھے	ص۸۶

---

۱ شایاں : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
۲ شاید : چھے بار [مرکب: ایک بار]۔
۳ شایستہ : ایک بار [مرکب]۔
۴ شب : تراسی بار [مفرد: اڑتیس بار، مرکب: پینتالیس بار]۔
شب ہا : سات بار [مرکب]۔

(۱۱) نظر راحت پہ میری، کر نہ وعدہ شب کے آنے کا　　کہ میری خواب بندی کے لیے ہوگا فسوں وہ بھی　　ص ۴۷

(۱۲) شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع　　مہ، ز سر تا ناخنِ پا رزق یک شبگیر ہے　　ص ۹۶

(۱۳) خدایا! دل کہاں تک دن بہ صدرنج و تعب کاٹے　　خمِ گیسو ہو شمشیر سیہ تاب اور شب کاٹے　　ص ۹۷

(۱۴) مژدۂ دیدار سے رُسوائیِ اظہار دور　　آج کی شب چشم کو کب تک پریدن منع ہے　　ص ۱۱۳

(۱۵) خسرو انجم کے آیا صرف میں　　شب کو تھا گنجینۂ گوہر کھلا　　ص ۱۳۸

(۱۶) شب کہ برقِ سوزِ دل سے زہرۂ ابر آب تھا　　شعلۂ جوالہ ہر یک حلقۂ گرداب تھا　　ص ۱۳۵

(۱۷) نالۂ دل میں شب، اندازِ اثر نایاب تھا　　تھا سپندِ بزمِ وصلِ غیر، گو بیتاب تھا　　ص ۱۳۵

(۱۸) شب، خمارِ شوقِ ساقی رستخیز اندازہ تھا　　تا محیطِ بادہ صورت خانۂ خمیازہ تھا　　ص ۱۳۶

(۱۹) شب کہ وہ مجلس فروزِ خلوتِ ناموس تھا　　رشتۂ ہر شمع، خارِ کسوتِ فانوس تھا　　ص ۱۵۳

(۲۰) شب ہوئی، پھر انجمِ رخشندہ کا منظر کھلا　　اس تکلف سے کہ گویا بت کدے کا در کھلا　　ص ۱۶۰

(۲۱) تھیں بنات النعشِ گردوں دن کو پردے میں نہاں　　شب کو اُن کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہوگئیں　　ص ۱۹۱

(۲۲) شب کو کسی کے خواب میں آیا نہ ہو کہیں　　دُکھتے ہیں آج اُس بتِ نازک بدن کے پانو　　ص ۱۹۶

(۲۳) یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط　　دامانِ باغبان و کفِ گل فروش ہے　　ص ۲۳۰

(۲۴) شب زلف و رُخِ عرق فشاں کا غم تھا　　کیا شرح کروں کہ طرفہ تر عالم تھا　　ص ۲۵۲

(۲۵) واللہ! کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں　　سونا، سوگند ہوگیا غالبؔ　　ص ۲۵۳

(۲۶) کہتے تو شب کہیں، کاٹے تو سانپ کہلاوے　　کوئی بتاؤ کہ وہ زلفِ خم بہ خم کیا ہے؟　　ص ۳۱۱

(۲۷) شب کہ وہ گل باغ میں تھا جلوہ فرما اے اسدؔ!　　داغِ مہ، جوشِ چمن سے لالۂ مہ ہوگیا　　ص ۳۲۶

(۲۸) شب کہ مستِ دیدنِ مہتاب تھا وہ جامہ زیب　　پارۂ چاکِ کتاں، پرکالۂ مہ ہوگیا　　ص ۳۲۶

(۲۹) یہ زلفِ مہ وشاں رہتی ہے شب بیدار، ظاہر ہے　　زبانِ شانہ سے تعبیرِ صد خوابِ پریشاں کی　　ص ۳۵۲

دیکھیے ———: (۳۰) پرسوں شب۔ (۳۱) داغِ فراقِ صحبتِ شب۔ (۳۲) دامنِ قطعِ شب۔ (۳۳)، (۳۴) دلِ شب [دوبار]۔ (۳۵) رنگِ شب۔ (۳۶)، (۳۷) روز و شب [دوبار]۔ (۳۸) طلسمِ روز و شب۔ (۳۹)، (۴۰) وقتِ شب [دوبار]۔ (۴۱)، (۴۲) ہر شب [دوبار]۔ (۴۳) ہنگامِ شب۔

شبِ اختر: شبِ اختر قدحِ عیش نے محمل باندھا — بارِ یک قافلۂ آبلہ منزل باندھا — ص۱۴

شبِ پروانہ: ہے مگر موقوف بروقتِ دگر کارِ اسدؔ — اے شبِ پروانہ و روزِ وصالِ عندلیب! — ص۳۲

شبِ پیما: گدازِ دل کو کرتی ہے کشودِ چشم، شب پیما — تنک ہے شمع میں جوں موم جادہ خوابِ بستن کا — ص۲۷

شب تاب: دیکھیے ـــــــ: (۱) گوہرِ شب تاب۔ (۲) کرمکِ شب تاب۔

شبِ تار: (۱) آتی نہیں نیند اے شبِ تار! — افسانۂ زلفِ یار سر کر — ص۴۴۸

(۲) دیکھیے: ریشۂ چندیں شبِ تار۔

شبِ تنہائی: وحشتِ آتشِ دل سے شبِ تنہائی میں — صورتِ دُود رہا سایہ گریزاں مجھ سے — ص۲۱۱

شبِ چاردہم: دیکھیے: ماہِ شبِ چاردہم۔

شبِ درمیاں داون: زلف سے شب درمیاں داون نہیں ممکن، دریغ! — ورنہ صد محشر بہ رہنِ جلوۂ رُخسار ہے — ص۸۳

شبِ دیجور: دیکھیے ـــــــ: (۱) صبحِ شبِ دیجور۔ (۲) عطرِ شبِ دیجور۔

شبِ زندہ دارِ انتظارستاں: زہے شب زندہ دارِ انتظارستاں! کہ وحشت سے — مژہ پیچک میں مہ کی سوزنِ آسا چیونٹی جانے — ص۱۱۵

شبِ سپید و سیاہ: دیکھیے: روز و شبِ سپید و سیاہ۔

شبِ شنبل: شکستِ رنگ کی لائی سحر شبِ شنبل — پہ زلفِ یار کا افسانہ ناتمام رہا — ص۳۰

شبِ سیہ روزی: ہوئی ہے سوزشِ دل بس کہ داغِ بے اثری — اُگی ہے دودِ جگر سے شبِ سیہ روزی — ص۱۰۰

شبِ غم: (۱) کہوں کس سے میں کہ کیا ہے؟ شبِ غم بری بلا ہے — مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا — ص۱۹۰

(۲) کیوں اندھیری ہے شبِ غم؟ ہے بلاؤں کا نزول — آج اُدھر ہی کو رہے گا دیدۂ اختر کھلا — ص۱۹۱

(۳) ظلمت کدے میں میرے شبِ غم کا جوش ہے — اک شمع ہے دلیلِ سحر سو خموش ہے — ص۲۳۰

شبِ فراق: (۱) نہیں کہ مجھ کو قیامت کا اعتقاد نہیں — شبِ فراق سے روزِ جزا زیاد نہیں — ص۱۹۲

(۲) شبِ فراق میں یہ حال ہے اذیت کا — کہ سانپ فرش ہے اور سانپ کا ہے مَن تکیہ — ص۲۰۳

شبِ فرقت: (۱) یک جانب اے اسدؔ! شبِ فرقت کا بیم ہے — دامِ ہوس ہے زلفِ دل آویز یک طرف — ص۴۹

(۲) تاقیامت شبِ فرقت میں گزر جائے گی عمر — سات دن ہم پہ بھی بھاری ہیں سحر ہوتے تک — ص۵۰

(۳) دیکھیے: اندوہِ شبِ فرقت۔

شبِ قدر:	ہوں شاد نہ کیوں سافل و عالی باہم	ہے اپنے شبِ قدر و دوالی باہم	ص۲۵۳
شبِ ماتم:	پیامِ تعزیت پیدا ہے اندازِ عیادت سے	شبِ ماتم، تہِ دامانِ دودِ شمعِ بالیں ہے	ص۸۹
شبِ مہ:	(۱) بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی	شبِ مہ ہو جو رکھ دوں پنبہ دیواروں کے روزن میں	ص۱۸۰
	(۲) کوئی کہے کہ شبِ مہ میں کیا برائی ہے؟	بلا سے، آج اگر دن کو ابر و باد نہیں	ص۱۹۲
شبِ ماہ تاب:	غالبؔ! چھٹی شراب، پر اب بھی کبھی کبھی	پیتا ہوں روزِ ابر و شبِ ماہ تاب میں	ص۱۸۹
شبِ مہتاب:	(۱) رخسارِ یار کی جو کھلی جلوہ گستری	زلفِ سیاہ بھی شبِ مہتاب ہو گئی	ص۹۶
	(۲) پی جس قدر ملے، شبِ مہتاب میں شراب	اس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راست ہے	ص۲۰۵
	(۳) نمک بر داغِ مشک آلودۂ وحشت تماشا ہے	سوادِ دیدۂ آہو شبِ مہتاب ہو جاوے	ص۲۵۳
شبِ وصال:	شبِ وصال میں مونس گیا ہے بن، تکیہ	ہوا ہے موجبِ آرامِ جان و تن تکیہ	ص۳۰۳
شب و روز:	(۱) بازیچۂ اطفال ہے دُنیا مرے آگے	ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے	ص۲۲۸
	(۲) شب و روز: افتخارِ لیل و نہار	مہ و سال: اشرفِ شہور و سنیں	ص۲۸۰
	(۳) وہ فراق اور وہ وصال کہاں!	وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں!	ص۱۸۲
شب و روزِ ہجر:	نہ پوچھ حال شب و روزِ ہجر کا غالبؔ!	خیالِ زلف و رُخِ دوست صبح و شام رہا	ص۳۰
شب ہا:	دیکھیے: خلوتِ شب ہا۔		
شب ہائے تار:	دیکھیے: سراغِ خلوتِ شب ہائے تار۔		
شب ہائے تارِ برشکال:	کس طرح کاٹے کوئی شب ہائے تارِ برشکال	ہے نظر خو کردۂ اختر شماری، ہائے ہائے!	ص۲۰۳
شب ہائے تاریکِ فراقِ شعلہ رویاں:	مجھے شب ہائے تاریکِ فراقِ شعلہ رویاں میں	چراغِ خانۂ دل سوزشِ داغِ تمنا ہے	ص۸۳
شب ہائے ہجر:	کب سے ہوں کیا بتاؤں، جہانِ خراب میں	شب ہائے ہجر کو بھی رکھوں گر حساب میں	ص۱۸۸
شب ہائے ہجراں:	سیاہی جیسے گر جاوے دمِ تحریر کاغذ پر	مری قسمت میں یوں تصویر ہے شب ہائے ہجراں کی	ص۲۲۱
شب ہائے ہجرِ یار:	فرطِ بے خوابی سے ہیں شب ہائے ہجرِ یار میں	جوں زبانِ شمع، داغِ گرمیِ افسانہ ہم	ص۵۳
شبِ ہجر:	دیکھیے: بے کسی ہائے شبِ ہجر۔		
شبِ ہجراں:	خوش ہوتے ہیں، پر وصل میں یوں مر نہیں جاتے	آئی شبِ ہجراں کی تمنا مرے آگے	ص۲۲۹

شب یلدا: طلسمِ آفرینش: حلقۂ یک بزمِ ماتم ہے — زمانے کے شبِ یلدا سے موئے سر پریشاں ہیں ص ۶۲

شبانہ[۱۷]**:** وہ بادۂ شبانہ کی سرمستیاں کہاں! — اُٹھیے بس اب کہ لذّتِ خوابِ سحر گئی ص ۲۳۳

شبہ[۱۸]**:** دیکھیے: یک شبہ۔

شب خونِ[۱۹] **انصاف:** شورِ اوہام سے مت ہو شب خونِ انصاف — گفتگو بے مزہ و زخمِ تمنا نمکیں ص ۸

[مزید دیکھیے: شبخون]۔

شب رَو[۲۰]**:** سراغِ تفِ نالہ لے داغِ دل سے — کہ شب رَو کا نقشِ قدم دیکھتے ہیں ص ۱۷۹

شبستاں[۲۱]**:** (۱) عمرِ عیش میں کی ضعف نے راحت طلبی — ہر قدم سایے کو میں اپنے، شبستاں سمجھا ص ۱۳۷

(۲) بے خودی، بسترِ تمہیدِ فراغت ہو جو! — پُر ہے سایے کی طرح میرا شبستاں مجھ سے ص ۲۱۱

(۳) بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی — شبِ مہ ہو جو رکھ دوں پنبہ دیواروں کے روزن میں ص ۱۸۰

شبستانِ بہار: فیض سے تیرے ہے اے شمعِ شبستانِ بہار! — دلِ پروانہ چراغاں، پرِ بلبل گلزار ص ۳۳

شبستانِ دلِ پروانہ: باوجودِ یک جہاں ہنگامہ، پیدائی نہیں — ہیں چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ ہم ص ۱۷۷

شبگیر[۲۲]**:** (۱) ذوقِ راحت اگر احرامِ تپش ہو جوں شمع — پائے خوابیدہ بہ دل جوئیِ شبگیر آوے ص ۱۱۳

(۲) شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع — صبر زِ سر تا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے ص ۹۹

شبنم[۲۳]**:** (۱) بہرِ عرضِ حالِ، شبنم سے رقم ایجادِ گل — ظاہرا، ہے اِس چمن میں لالِ مادر زاد، گل ص ۵۲

(۲) چشمِ نرگس میں نمک بھرتی ہے شبنم سے بہار — فرصتِ نشوونما سازِ شکیبائی نہیں ص ۲۵

(۳) حسرت سے دیکھ رہتے ہیں ہم آب و رنگِ گل — مانندِ شبنم اشک ہیں مژگانِ خار کے ص ۸۰

(۴) شبنم آسا گو مجالِ سُبحہ گردانی مجھے — ہے شعاعِ مہر زنّارِ سلیمانی مجھے ص ۸۶

(۵) عبرت طلب ہے حلِ معمائے آگہی — شبنم، گدازِ آئینۂ اعتبار ہے ص ۹۰

(۶) چمن میں کون ہے طرز آفرینِ شیوۂ عشق؟ — کہ گل ہے بلبلِ رنگین و بیضہ شبنم ہے ص ۱۰۲

---

۱۷ شبانہ : ایک بار [مرکب]۔
۱۸ شبہ : ایک بار [مرکب]۔
۱۹ شب خون : ایک بار [مرکب]۔
۲۰ شب رَو : ایک بار۔

۲۱ شبستاں : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔
۲۲ شبگیر : دو بار [مرکب]۔
۲۳ شبنم : چھبیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: پندرہ بار]۔
شبستاں : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔

(۷) پرتوِ خُور سے، ہے شبنم کو فنا کی تعلیم — میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہوتے تک ص۱۶۵

(۸) چھڑکے ہے شبنم آئینۂ برگِ گل پہ آب — اے عندلیب! وقتِ وداعِ بہار ہے ص۲۱۷

(۹) فشارِ تنگیِ خلوت سے بنتی ہے شبنم — صبا جو غنچے کے پردے میں جا نکلتی ہے ص۲۱۸

(۱۰) شبنم بہ گلِ لالہ نہ خالی ز ادا ہے — داغِ دلِ بیدرد نظر گاہِ حیا ہے ص۲۱۸

(۱۱) صبح دم باغ میں آجائے، جسے ہو نہ یقیں — سبزہ و برگِ گل و لالہ پہ دیکھے شبنم ص۲۶۵

(۱۲) جلوۂ خور سے فنا ہوتی ہے شبنم غالبؔ! — کھو دیا سطوتِ اسمائے جلالی نے مجھے ص۳۲۰

دیکھیے ــــــــ: (۱۳) چشمِ شبنم۔ (۱۴) حُبِّ شبنم۔ (۱۵) ساغرِ شبنم۔ (۱۶) سیل بنائے ہستیِ شبنم۔ (۱۷) صبح و شبنم۔ (۱۸) عرضِ شبنم۔ (۱۹) قطرۂ شبنم۔ (۲۰) گل و شبنم۔ (۲۱) نمِ شبنم۔

شبنم آشنا: خُورِ شبنم آشنا نہ ہوا، ورنہ میں اسدؔ — سر تا قدم گزارشِ ذوقِ سجود تھا ص۱۲

شبنم آمیں: گدازِ سعیِ بینش، بشست و شوئے نقشِ خود کلامی — سراپا شبنم آمیں یک نگاہِ پاک باقی ہے ص۱۰۷

شبنمِ خرشید دیدہ: میں چشمِ وا گشادہ و گلشن نظر فریب — لیکن عبث کہ شبنمِ خرشید دیدہ ہوں ص۶۱

شبنمِ خُور نادیدہ: کی ہے وا اہلِ جہاں نے بہ گلستانِ جہاں — چشمِ غفلت نظرِ شبنمِ خُور نادیدہ ص۴۷

شبنمِ صبح: غنچۂ لالہ سیہ مستِ جوانی ہے ہنوز — شبنمِ صبح ہوئی رعشۂ اعضائے بہار ص۳

شبستاں: (۱) عذارِ یار نظر بندِ چشمِ گریاں ہے — عجب کہ پرتوِ خُور، شمعِ شبستاں ہے ص۱۰۲

(۲) کیا آئینہ خانے کا وہ نقشا تیرے جلوے نے — کرے جو پرتوِ خرشید عالم شبستاں کا ص۱۵۶

(۳) دیکھیے: فرصتِ یک شبستاں۔

شبیہ و عدیل[۱]: اے شہنشاہِ فلک منظرِ بے مثل و نظیر! — اے جہاں دارِ کرم شیوۂ بے شبہ و عدیل! ص۱۲۳

شبخوں[۲]: عدم: وحشت سراغِ ہستی: آئینہ بندِ رنگینی — دماغِ دو جہاں پر سُنبل و گل، یک شبخوں ہے ص۱۱

شتیر[۳]: (۱) غمِ شتیر سے ہو سینہ یہاں تک لبریز — کہ رہیں خونِ جگر سے مری آنکھیں رنگیں ص۱۳۵

(۲) یہ ترگہ کہ پایہ جو رفعت سے بچا ہے — کیا خیمۂ شتیر سے رُتبے میں ہوا ہے؟ ص۲۸۳

شتاب[۴]: آنکھوں میں انتظار سے جاں پُر شتاب ہے — آتا ہے آ، وگرنہ یہ پا در رکاب ہے ص۳۵۲

---

۱ شبیہ : ایک بار[مرتب]۔

۲ شبخوں : ایک بار۔

۳ شتیر : دوبار[مرتب]۔

۴ شتاب : ایک بار[مرتب]۔

شتر[۱] قطار: متاعِ عیش کا ہے کارواں چلا آتا — کہ جادہ، رشتہ ہے اور ہے شترِ قطار، گرہ — ص۲۷۹

شجر[۲] بید: عشق تاثیر سے نومید نہیں — جاں سپاری شجرِ بید نہیں — ص۱۸۳

شحنۂ[۳] تقدیر: دیکھیے: دل شحنۂ تقدیر۔

شحنۂ شام: سپہر رخشاں کا نام: خسرو روز — ماہِ تاباں کا اسم: شحنۂ شام — ص۳۸

شخص[۴]: (۱) جسے نصیب ہو روزِ سیاہ میرا سا — وہ شخص دن نہ کہے رات کو تو کیوں کر ہو — ص۱۹۷

(۲) تھی وہ اک شخص کے تصور سے — اب وہ رعنائیِ خیال کہاں! — ص۱۸۲

(۳) عاشق ہوئے ہیں آپ بھی ایک اور شخص پر — آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے — ص۲۱۹

شدت[۵]: (۱) جتاں! زہراب اِس شدت سے دو پیکانِ ناوک کو — کہ خطِ سبز تا پشتِ لبِ سوفار ہو پیدا — ص۳۱

(۲) نہ لڑ ناصح سے غالبؔ! کیا ہوا گر اُس نے شدت کی — ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر — ص۱۹۷

شدن[۶]: دیکھیے ـــــ: (۱) اندیشہ سشدر شدن۔ (۲) مستعدِ شانۂ گیسو شدن۔ (۳)، (۴) واشدن [دوبار]۔ (۵) واماندہ شدن۔

شدہ: (۱) نسبتِ نام سے اُس کے ہے یہ رتبہ کہ رہے — ابداً پشتِ فلک خم شدۂ نازِ زمیں — ص۳۰۳

(۲) کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ: قمری پرواز — دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ: طاؤس شکار — ص۳۰۲

(۳) دل خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار — آئینہ بہ دستِ بُتِ بدمستِ حنا ہے — ص۲۱۹

شروشور[۷] آرزو: شر و شورِ آرزو سے تب و تابِ عجز بہتر — نہ کرے اگر ہوس پر غمِ بے دلی گرانی — ص۱۰

شراب[۸]: (۱) نفس نہ انجمنِ آرزو سے باہر کھینچ — اگر شراب نہیں، انتظارِ ساغر کھینچ — ص۱۹۵

(۲) مجھ تک کب اُن کی بزم میں آتا تھا دورِ جام — ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں! — ص۱۸۸

(۳) غالبؔ! چھٹی شراب، پر اب بھی کبھی کبھی — پیتا ہوں روزِ ابر و شبِ ماہ تاب میں — ص۱۸۹

---

۱ شتر : ایک بار [مرکب]۔

۲ شجر : ایک بار [مرکب]۔

۳ شحنہ : دو بار [مرکب]۔

۴ شخص : تین بار۔

۵ شدت : دو بار۔

۶ شدن : پانچ بار۔

شدہ : تین بار [مرکب]۔

۷ شروشور : ایک بار [مرکب]۔

۸ شراب : پینتیس بار [مفرد: دس بار، مرکب: پچیس بار]۔

شراب خانہ: ایک بار۔

(۴) کل کے لیے کر آج نہ خست شراب میں — یہ سوء ظن ہے ساقیِ کوثر کے باب میں — ص۱۸۹

(۵) علاوہ عید کے، ملتی ہے اور دن بھی شراب — گدائے کوچۂ مے خانہ نامراد نہیں — ص۱۹۲

(۶) پی جس قدر ملے، شبِ مہتاب میں شراب — اس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راست ہے — ص۲۰۵

(۷) پلادے اوک سے ساقی! جو ہم سے نفرت ہے — پیالہ گر نہیں دیتا، نہ دے، شراب تو دے — ص۲۲۳

(۸) ہیوں شراب اگر خُم بھی دیکھ لوں دو چار — یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے! — ص۲۲۴

(۹) بہت سہی غمِ گیتی، شراب کم کیا ہے — غلامِ ساقیِ کوثر ہوں، مجھ کو غم کیا ہے! — ص۲۵۱

(۱۰) ہے ہَوا میں شراب کی تاثیر — بادہ نوشی ہے باد پیمائی — ص۲۵۱

دیکھیے ـــــ: (۱۱) بدستِ شراب۔ (۱۲) پنبۂ شیشۂ شراب۔ (۱۳) جلوۂ موجِ شراب۔ (۱۴)، (۱۵) داغِ شراب [دوبار]۔ ساغرِ شراب۔ (۱۷)، (۱۸) موجِ شراب [دوبار]۔ مینائے بے شراب۔ (۲۰) ہوسِ صد قدح شراب۔

شرابِ پرتگالی: ہوا آئینہ جامِ بادہ عکسِ روئے گل گوں سے — نشانِ خالِ رُخ، داغِ شرابِ پرتگالی ہے — ص۷۹

شراب خانہ: خیالِ جلوۂ گل سے خراب ہیں مے کش — شراب خانے کے دیوار و در میں خاک نہیں — ص۱۸۳

شرابِ طہور: واعظ! نہ تم پیو نہ کسی کو پلا سکو — کیا بات ہے تمھاری شرابِ طہور کی! — ص۲۴۳

شراب: [تیرہ بار بہ طور جزو ردیف، ص ۱۶۳]:

(۱)، (۲) پھر ہوا وقت کہ ہو بال کُشا موجِ شراب — دے بطِ مے کو دل و دستِ شنا موجِ شراب

(۳) پوچھ مت وجہ سیہ مستیِ اربابِ چمن — سایۂ تاک میں ہوتی ہے ہَوا، موجِ شراب

(۴) جو ہوا غرقۂ مے، بختِ رسا رکھتا ہے — سر سے گزرے پہ بھی ہے بالِ ہما موجِ شراب

(۵) ہے یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہے اگر — موجِ ہستی کو کرے فیضِ ہَوا موجِ شراب

(۶) چار موجِ اُٹھتی ہے طوفانِ طرب سے ہر سو — موجِ گل، موجِ شفق، موجِ صبا، موجِ شراب

(۷) جس قدر روح نباتی ہے جگر تشنۂ ناز — دے ہے تسکیں بہ دمِ آبِ بقا موجِ شراب

(۸) بس کہ دوڑے ہے رگِ تاک میں خوں ہو ہو کر — شہپرِ رنگ سے ہے بال کُشا موجِ شراب

(۹) موجۂ گل سے چراغاں ہے گزرگاہِ خیال — ہے تصور میں ز بس جلوہ نما موجِ شراب

(۱۰) نشّے کے پردے میں ہے محوِ تماشاے دماغ | بس کہ رکھتی ہے سرِ نشوونما موجِ شراب
(۱۱) ایک عالم پہ ہیں طوفانیِ کیفیتِ فصل | موجۂ سبزۂ نوخیز سے تا موجِ شراب
(۱۲) شرحِ ہنگامۂ ہستی ہے، زہے موسمِ گل! | رہبرِ قطرہ بہ دریا ہے، خوشا موجِ شراب!
(۱۳) ہوش اُڑتے ہیں مرے جلوۂ گل دیکھ اسدؔ! | پھر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موجِ شراب

شرار[۱]: (۱) یہ مستیِ چشمِ شوخ سے ہیں جوہرِ مژگاں | شرار آسا ز سنگِ سرمہ یکسر تار جُستن ہا ص۲۲
(۲) تھی میرے ہی جلانے کو اے آہ شعلہ ریز! | گھر پر پڑا نہ غیر کے کوئی شرار، حیف! ص۴۹
(۳) رگِ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا | جسے غم سمجھ رہے ہو یہ اگر شرار ہوتا ص۱۹۰

دیکھیے:—— (۴) بالِ شرار۔ (۵) تخمِ شرار۔ (۶) دندانِ شرار۔ (۷) دوشِ شرار۔ (۸) روے شرار۔ (۹) یک دستِ شرار۔

شرارِ آہ: ہمارا دیکھنا گر ننگ ہے، سیرِ گلستاں کر | شرارِ آہ سے موجِ صبا دامن گھسٹی ہے ص۸۹
شرارِ تیشہ: سعیِ عاشق ہے فروغ افزاے آبِ روے کار | ہے شرارِ تیشہ بہرِ تربتِ فرہاد، گل ص۵۲
شرارِ جستہ: گو کے ہوں بارِ خاطر، گر صدا ہو جائیے | بے تکلف اے شرارِ جستہ کیا ہو جائیے! ص۲۱۶
شرارِ سنگ: (۱) نزاکت: ہے فسونِ دعویِ طاقت شکستن ہا | شرارِ سنگ: اندازِ چراغ از چشمِ جُستن ہا ص۲۲
(۲) بہ رہنِ شرم ہے، با وصفِ شوخی اہتمام اُس کا | نگیں میں جوں شرارِ سنگ ناپیدا ہے نام اُس کا ص۲۳
(۳) شرارِ سنگ سے پادر حنا گلگونِ شیریں ہے | ہنوز اے تیشۂ فرہاد عرضِ آتشیں پائی! ص۹۲
(۴) پس از مُردن بھی دیوانہ زیارت گاہِ طفلاں ہے | شرارِ سنگ نے تربت پہ میری گل فشانی کی ص۲۰۷
شرارِ سنگِ بت: اسدؔ! قدرت سے حیدر کی ہوئی ہر گبر و ترسا کو | شرارِ سنگِ بت بہرِ بناے اعتقاد، آتش ص۴۷
شرارت[۲]: (۱) اسدؔ کو بوریے میں دھر کے پھونکا موجِ ہستی نے | فقیری میں بھی باقی ہے شرارت نوجوانی کی ص۷۷

دیکھیے:—— (۲) تابِ شرارت۔ (۳) عرضِ تکلیفِ شرارت۔

شربت[۳]: شرمندۂ اُلفت ہوں مداوا طلبی سے | ہر قطرۂ شربت مجھے اشکِ شکری ہے ص۴۵۳
شربتِ عیسیٰ: خیالِ شربتِ عیسیٰ گدازِ ترجبینی ہے | اسدؔ! ہوں مستِ دریا بخشیِ ساقیِ کوثر کا ص۴۲۳

---

[۱] شرار : سترہ بار [طفرو: تین بار، مرکب: چودہ بار]۔
[۲] شرارت : تین بار [مرکب: دو بار]۔
[۳] شربت : دو بار [مرکب]۔

شرح[1]:	شب زلف و رُخِ عرق فشاں کا غم تھا	کیا شرح کروں کہ طرفہ تر عالم تھا	ص۲۵۲
شرحِ اسبابِ گرفتاریِ خاطر:	شرحِ اسبابِ گرفتاریِ خاطر مت پوچھ	اس قدر تنگ ہوا دل کہ میں زنداں سمجھا	ص۱۳۷
شرحِ برخود غلطی ہائے تحمل:	نالہ دامِ ہوس و دردِ اسیری معلوم	شرحِ برخود غلطی ہائے تحمل تاچند!	ص۳۹
شرحِ شوق:	ہرچند عمر گزری آزردگی میں لیکن	ہے شرحِ شوق کو بھی جوں شکوہ ناتمامی	ص۷۵
شرحِ نگاہِ عجز:	وہ رازِ نالہ ہوں کہ بہ شرحِ نگاہِ عجز	افشاں، غبارِ سرمہ سے فردِ صدا کروں	ص۵۶
شرحِ ہنگامۂ ہستی:	شرحِ ہنگامۂ ہستی ہے، زہے! موسمِ گل	رہبرِ قطرہ بہ دریا ہے، خوشا! موجِ شراب	ص۱۹۳
شرر[2]:	(۱) شرر ہے رنگ، بعد اظہارِ تابِ جلوۂ تمکیں	کرے ہے سنگ پر خرشیدِ آبِ روئے کارِ آتش	ص۲۷
	(۲) بے دلوں کے ہے تپش، جوں خواہشِ آب از سراب	ہے شررِ موہوم، گر رکھتا نہ ہووے سنگ، دل	ص۵۳
	(۳) بہ سختی ہائے قیدِ زندگی معلوم آزادی	شرر بھی صیدِ دامِ رشتۂ رگ ہائے خارا ہے	ص۸۵
	(۴) جنونِ بیکسی ساغر کشِ داغِ پلنگ آیا	شرر کیفیتِ مے، سنگ محوِ نازِ مینائی	ص۹۲
	(۵) وہمِ غفلت مگر احرامِ فسردن باندھے	ورنہ ہر سنگ کے باطن میں شرر پنہاں ہے	ص۱۱۰
	(۶) اک شرر دل میں ہے اس سے کوئی گھبرائے گا کیا	آگ مطلوب ہے ہم کو جو ہوا کہتے ہیں	ص۱۸۷
	(۷) اسدؔ! طبع متیں سے گر نکالوں شعرِ برجستہ	شرر ہو قطرۂ خونِ فسردہ در رگِ خارا	ص۲۲۷

دیکھیے ———: (۸) اک رقصِ شرر۔ (۹) بالِ شرر۔ (۱۰) برق و شرر۔ (۱۱) تخمِ شرر۔ (۱۲) عطرِ شررِ سنگ۔ (۱۳) غبارِ شرر۔ (۱۴) فرصتِ رقصِ شرر۔ (۱۵) گلدستۂ جوشِ شرر۔ (۱۶) گنجِ شرر۔ (۱۷) یک بیاباں تپشِ بالِ شرر۔ (۱۸) یک شرر۔ (۱۹) یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ۔

شررآباد رستخیز:	ہے انتظار سے شرر آبادِ رستخیز	مژگانِ کوہکن، رگِ خارا کہیں جسے	ص۹۰
شررِ اسیرِ دل:	شررِ اسیرِ دل کو ملے اوجِ عرضِ اظہار	جو بہ صورتِ چراغاں کرے شعلہ نردبانی	ص۱۰
شرراہتمام بستر:	گلخن، شرر اہتمام بستر ہے آج	یعنی تبِ عشق شعلہ پرور ہے آج	ص۲۵۷
شرربار:	(۱) آتش پرست کہتے ہیں اہلِ جہاں مجھے	سرگرمِ نالہ ہائے شرربار دیکھ کر	ص۱۶۸

---

[1] شرح : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

[2] شرر : تیس بار [مفرد: سات بار، مرکب: تئیس بار]۔
شررستان : ایک بار [مرکب]۔

(۲) پھر گرمِ نالہ ہائے شرر بار ہے نفس مدت ہوئی ہے سیرِ چراغاں کیے ہوئے ص ۲۲۵

شرر بافِ سنگ: دیکھیے: حریرِ شرر بافِ سنگ۔

شرر بیز: دیکھیے: برقِ شرر بیز۔

شررستانِ رمیدن: گلزارِ دمیدن، شررستانِ رمیدن فرصت تپش و حوصلۂ نشوونما ہیچ ص ۳۶

شررِ سنگ: دیکھیے: بہ طرزِ شررِ سنگ۔

شررِ طور: دیکھیے: غبارِ شررِ طور۔

شرر فرصت نگہ: شرر فرصت نگہ سامانِ یک عالم چراغاں ہے بقدرِ رنگ یہاں گردش میں ہے پیمانہ محفل کا ص ۱۷

شررکار: نفس ہو نہ معزولِ شعلہ درودن کہ ضبطِ تپش سے شررکار ہیں ہم ص ۵۵

شرط:[1] وہ داد و دید گراں مایہ شرط ہے ہمدم! وگرنہ مُہرِ سلیمان و جامِ جم کیا ہے! ص ۳۱۲

شرطِ اُستواری: وفاداری بہ شرطِ اُستواری اصلِ ایماں ہے مرے بت خانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو ص ۹۹

شرع:[2] دیکھیے: مسلکِ شرع۔

شرعِ تسلیم: دیکھیے: سرِ جادۂ شرعِ تسلیم۔

شرع و آئین: شرع و آئین پر مدار سہی ایسے قاتل کا کیا کرے کوئی! ص ۲۳۲

شرف:[3] (۱) کیا کم ہے یہ شرف کہ ظفر کا غلام ہوں مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں مجھے ص ۱۲۵

(۲) آصف کو سلیماں کی وزارت سے شرف تھا ہے فخرِ سلیماں جو کرے تیری وزارت ص ۱۲۷

(۳) تو سکندر ہے، مرا فخر ہے ملنا تیرا گو شرف خضر کی بھی مجھ کو ملاقات سے ہے ص ۱۲۸

(۴) ہر یک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسدؔ! مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اُداس ہے ص ۲۰۵

(۵) دیکھیے: حصولِ شرف۔

شرفِ مہرِ جہاں تاب: تجھ کو شرفِ مہرِ جہاں تاب مبارک! غالبؔ کو ترے عتبۂ عالی کی زیارت ص ۱۲۷

شرق:[4] (۱) جیسا کہ آفتاب نکلتا ہے شرق سے اخلاص کا ہوا ہے اسی ملک سے ظہور ص ۲۴۳

(۲) خدا سے ہے یہ توقع کہ عہدِ طفلی میں بنے گا شرق سے تا غرب اس کا بازی گاہ ص ۲۷۷

---

[1] شرط : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

[2] شرع : تین بار [مرکب]۔

[3] شرف : چھے بار [مفرد: چار بار، مرکب: دو بار]۔

[4] شرق : دو بار۔

شرم[۱]: (۱) شرم ہے طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ — اضطرابِ چشم بر پا دوختہ غمّاز ہے ص۸۲

(۲) شرم: طوفانِ خزاں رنگِ طرب گاہِ بہار — ماہتابی بہ کفِ چشمِ تماشائی ہے ص۱۰۳

(۳) شرم: آئینہ تراشِ جبہۂ طوفان ہے — آب گردیِن روا لیکن چکیدن منع ہے ص۱۱۳

(۴) یہ بھی ناچار جی کا کھونا ہے — شرم سے پانی پانی ہونا ہے ص۱۳۰

[دو بار بہ طورِ ردیف، ص۱۷۷]:

(۵) مجھ کو دیارِ غیر میں مارا وطن سے دور — رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم

(۶) وہ حلقہ ہائے زلف کمیں میں ہیں، اے خدا! — رکھ لیجو میرے دعویِ وارستگی کی شرم

(۷) شرم اک ادائے ناز ہے، اپنے ہی سے سہی — ہیں کتنے بے حجاب کہ یوں ہیں حجاب میں ص۱۸۹

(۸) دونوں جہان دے کے وہ سمجھے یہ خوش رہا — یھاں آپڑی یہ شرم کہ تکرار کیا کریں ص۱۹۱

(۹) حُسن اور اُس پہ حُسنِ ظن، رہ گئی بوالہوس کی شرم — اپنے پہ اعتماد ہے، اَور کو آزمائے کیوں ص۱۹۳

(۱۰) ساقی گری کی شرم کرو آج، ورنہ ہم — ہر شب پیا ہی کرتے ہیں مَے جس قدر ملے ص۲۳۶

(۱۱) کعبے کس منہ سے جاؤگے غالبؔ! — شرم تم کو مگر نہیں آتی! ص۲۳۸

دیکھیے ———: (۱۲) جانِ شرم۔ (۱) دستِ شرم۔ (۱۳) رہنِ شرم۔ (۱۵) کسوتِ عرقِ شرم۔

شرم آفریں: غضب شرم آفریں ہے رنگ ریزی ہائے خود بینی — سفیدی آئنے کی پنبۂ روزن نہ ہو جاوے ص۸۵

شرمِ تہی دستی: ہوا شرمِ تہی دستی سے وہ بھی سرنگوں آخر — بس اے زخمِ جگر! اب دیکھ لی شورشِ نمک داں کی ص۷۷

شرمِ جبیں آشنا: دیکھیے: نمِ شرمِ جبیں آشنا۔

شرمِ رُسوائی: شرمِ رُسوائی سے جا چھپنا نقابِ خاک میں — ختم ہے اُلفت کی تجھ پر پردہ داری، ہائے ہائے! ص۲۰۳

شرمِ سرد بازاری: دیکھیے: خوئے شرمِ سرد بازاری۔

شرمِ رعنائی: تکلف سازِ رسوائی ہے غافل! شرمِ رعنائی — دلِ خوں گشتہ در دستِ حنا آلودہ عریاں ہے ص۸۱

شرمِ زشت اَعمالی: خمیدن نقشہ ئے میں، ہے شرمِ زشت اَعمالی — دماغِ زہد میں آخر غرورِ بے گناہی ہے ص۲۵۵

شرمِ عارضِ رنگیں: بس کہ شرمِ عارضِ رنگیں سے حیرت جلوہ ہے — ہے شکستِ رنگِ گل آئینہ پردازِ نقاب ص۳۱

---

[۱] شرم : اٹھائیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: سترہ بار]۔ شرم : ایک بار۔

شرمِ قطرہ سامانی: ترجبیں رکھتی ہے شرمِ قطرہ سامانی مجھے — موجِ گرداب حیا ہے چینِ پیشانی مجھے — ص۸۶

شرمِ کوشش بیجا: ہوئی ہیں آب، شرمِ کوشش بیجا سے تدبیریں — عرق ریزِ تپش ہیں موج کے مانند زنجیریں — ص۹۳

شرمِ نارسائی: (۱) پئے نذرِ کرم تحفہ ہے شرمِ نارسائی کا — بہ خوں غلتیدۂ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا — ص۱۲۶

(۲) ہوئے یہ رہرواں دل خستہ شرمِ نارسائی سے — کہ دستِ آرزو سے یکقلم پائے طلب کاٹے — ص۴۵۵

شرمِ ناکسی: سر بہ زانوئے کرم رکھتی ہے شرمِ ناکسی — اے اسدؔ! بیجا نہیں ہے غفلت آرامی تری — ص۹۳

شرمے: دیکھیے: عجزِ عرقِ شرمے۔

شرمسار[1]: (۱) اے کثرتِ فہم بے شمار اندیشہ! — ہے اصلِ خرد سے شرمسار اندیشہ

یک قطرۂ خون و دعوتِ صد نشتر! — یک وہم و عبادتِ ہزار اندیشہ! — ص۱۸۸

(۲) وہاں اُس کو ہولِ دل ہے تو یہاں میں ہوں شرمسار — یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو — ص۱۹۵

شرمگیں[2]: دیکھیے: اندازِ نگاہِ شرمگیں۔

شرمندہ[3]: (۱) قیس بھاگا شہر سے، شرمندہ ہو کر، سوئے دشت — بن گیا تقلید سے میری یہ سودائی عبث — ص۳۲

(۲) شرمندہ رکھتے ہیں مجھے بادِ بہار سے — مینائے بے شراب و دلِ بے ہوائے گل — ص۱۷۶

(۳) ہوا ہوں عشق کی غارت گری سے شرمندہ — سوائے حسرتِ تعمیر گھر میں خاک نہیں — ص۱۸۳

شرمندۂ اُلفت: شرمندۂ اُلفت ہوں مداوا طلبی سے — ہر قطرۂ شربت مجھے نقبِ شکری ہے — ص۴۵۳

شرمندۂ بوئے خوشِ گل رویاں: بس کہ شرمندۂ بوئے خوشِ گل رویاں ہے — نکہتِ گل کو ہے غنچے میں نفس دزدیدن — ص۴۵۰

شرمندۂ معنی: دہر میں نقشِ وفا وجہِ تسلی نہ ہوا — ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا — ص۱۳۲

شرمندۂ نوآموزی: تپش تو کیا، نہ ہوئی مشق پر فشانی بھی — رہا میں ضعف سے شرمندۂ نوآموزی — ص۱۰۰

شرمندگی[4]: (۱) بس اب بگڑے پہ کیا شرمندگی! جانے دو، مل جاؤ — قسم لو ہم سے گر یہ بھی کہیں: کیوں ہم نہ کہتے تھے! — ص۱۳۳

(۲) رحمت اگر قبول کرے، کیا بعید ہے — شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا — ص۱۴۹

(۳) دیکھیے: مایۂ شرمندگی۔

---

۱ شرمسار: دوبار۔

۲ شرمگیں: ایک بار [مرکب]۔

۳ شرمندہ: سات بار [مفرد: تین بار، مرکب: چار بار]۔

۴ شرمندگی: تین بار [مفرد: دوبار، مرکب: ایک بار]۔

شریک[1]: (۱) خود پرستی سے، رہے باہمدگر ناآشنا — بیکسی میری شریک، آئینہ تیرا آشنا ص۱۹

(۲) میری تنخواہ میں چہارم کا — ہوگیا ہے شریک ساہوکار ص۱۳۶

(۳) ہوا نہ غلبہ میسر کبھی کسی پہ مجھے — کہ جو شریک ہو میرا، شریکِ غالب ہے ص۱۲۹

شریکِ غالب: دیکھیے: شریک[۳]۔

شستِ[2] بتِ ناوک فگن: رہے دل ہی میں تیر، اچھا! جگر کے پار ہو، بہتر — غرض شستِ بتِ ناوک فگن کی آزمائش ہے ص۲۲۳

شستہ[3] وشوے داغِ ماہ: فنا کرتی ہے زائل سرنوشتِ کلفتِ ہستی — سحر، از بہرِ شستہ وشوے داغِ ماہ، صابوں ہے ص۱۱۲

شستہ وشوے نقشِ خودکامی: گدازِ سعیِ بینش: شستہ وشوے نقشِ خودکامی — سراپا شبنم آئینہ یک نگاہِ پاک باقی ہے ص۱۰۷

شستہ[4]: دیکھیے: دست از جاں شستہ۔

شش جہت[5]: (۱) سراسر تاختن کو شش جہت، یک عرصہ جولاں تھا — ہوا واماندگی سے رہرواں کی فرق منزل کا ص۱۸

(۲) از مہر تا بہ ذرہ دل و دل ہے آئنہ — طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئنہ ص۲۰۱

(۳) جا داوِ بادہ نوشیِ رنداں ہے شش جہت — غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے ص۲۰۶

(۴) برروے شش جہت درِ آئینہ باز ہے — یہاں امتیاز ناقص و کامل نہیں رہا ص۱۵۳

دیکھیے ـــــ: (۵) دورِ شش جہت۔ (۶) طلسمِ شش جہت۔

شش جہت آغوش: فرصتِ یک چشمِ حیرت شش جہت آغوش ہے — ہوں سپند آسا وداعِ انجمن کی فکر میں ص۹۳

شش جہت آفاق: دیکھیے: روے شش جہت آفاق۔

شش جہت اسباب: آئینہ امتحاں نذرِ تغافل اسدؔ — شش جہت اسباب ہے وہمِ توکل ہنوز ص۴۴

شش جہت انتظار: دیکھیے: فرشِ شش جہتِ انتظار۔

ششدر[6]: زہد: گردیدن ہے گردِ خانہ ہاے منعماں — دانۂ تسبیح سے میں مہرہ در ششدر ہوا ص۲۰

ششدر شدن: دیکھیے: اندیشۂ ششدر شدن۔

---

۱ شریک : چار بار [مفرد: تین بار، مرکب: ایک بار]۔
۲ شست : ایک بار [مرکب]۔
۳ شستہ وشو : دو بار [مرکب]۔
۴ شستہ : ایک بار [مرکب]۔
۵ شش جہت : دس بار [مفرد: تین بار، مرکب: سات بار]۔
۶ ششدر : دو بار [مرکب]۔

شعر[1]: (۱) میرؔ کے شعر کا احوال کہوں کیا غالبؔ! جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں ص۵۷

(۲) شعر کی فکر کو اسدؔ! چاہیے ہے دل و دماغ وائے کہ یہ فسردہ دل بے دل و بے دماغ ہے ص۱۱۶

(۳) ہمارے شعر ہیں اب صرف دل لگی کے اسدؔ! کُھلا کہ فائدہ عرضِ ہنر میں خاک نہیں ص۱۸۳

(۴) شعر کے پڑھنے میں کچھ حاصل نہیں مانتا لیکن ہمارا دل نہیں [قادرنامہ]

(۵) قطعہ سخن کے واسطے ایک، عیار آگہی شعر کے فن کے واسطے مایۂ اعتبار، ایک ص۲۹۶

(۶) اور تو رکھنے کو ہم دہر میں کیا رکھتے تھے فقط اک شعر میں انداز رسا رکھتے تھے ص۳۲۷ [طبع ثانی]

دیکھیے ـــــــ: (۷) دستورِ فنِ شعر۔ (۸) ردیفِ شعر۔ (۹) زمزمۂ شوقِ شعر۔ (۱۰) زیرِ مشقِ شعر۔ (۱۱) سوادِ شعر۔ (۱۲) عرضِ فنِ شعر۔ (۱۳) کشتۂ ذوقِ شعر۔

شعرِ برجستہ: اسدؔ طبع حتیٰں سے گر نکالوں شعرِ برجستہ شرر ہو قطرۂ خونِ فسردہ در رگِ خارا ص۳۲۷

شعروں[2]: کُھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ شعروں کے انتخاب نے رُسوا کیا مجھے ص۲۰۶

شعار[3]: ہر بلہوس نے حُسن پرستی شعار کی اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی ص۲۳۳

شعاع[4]: دیکھیے ـــــــ: (۱)، (۲) تارِ شعاع [دوبار]۔ (۳) وردِ تسلّیِ شعاع۔

شعاعِ آفتاب: دیکھیے: تارِ شعاعِ آفتاب۔

شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر: بہ طوفاں گاہِ جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر تارِ بستر ہے ص۲۳

شعاعِ جلوہ: مجز دیدن ہا بہ ناز و ناز رفتن ہا بہ چشم جادۂ صحرائے آگاہی شعاعِ جلوہ ہے ص۸۷

شعاعِ مہر: (۱) شبنم آسا تُو مجالِ نمِ گردانی مجھے ہے شعاعِ مہر زُنّارِ سلیمانی مجھے ص۸۹

(۲) اسدؔ! ہمیشہ پئے کفشِ پائے سیم تناں شعاعِ مہر سے کرتا ہے چرخ زردوزی ص۱۰۰

(۳) ہم اور وہ بے سبب رنج آشنا دشمن، کہ رکھتا ہے شعاعِ مہر سے تُہمت نگہ کی چشمِ روزن پر ص۱۶۸

(۴) دیکھیے: تارِ شعاعِ مہر۔

شعاعِ مہرِ درخشاں: زہے ستارۂ روشن! کہ جو اُسے دیکھے شعاعِ مہرِ درخشاں ہو اُس کا تارِ نگاہ ص۲۷۷

---

۱ شعر : چودہ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: آٹھ بار]۔

۲ شعروں : ایک بار۔

۳ شعار : ایک بار۔

۴ شعاع : گیارہ بار [مرکب]۔

شعلہ[۱]:

(۱) شررِ اسیر دل کو ملے اوجِ عرضِ اظہار — جو بہ صورتِ چراغاں کرے شعلہ زد بانی — ص۱۰

(۲) اے شعلہ! فرصتے کہ سویداے دل سے ہوں — کشتِ سپندِ صد جگر اندوختن ہنوز — ص۳۲

(۳) نے صبا بالِ پری، نے شعلہ سامانِ جنوں — شمع سے بجز عرضِ افسونِ گداز دل نہ پوچھ — ص۴۲

(۴) بے دلِ افسردہ داغِ شوخیِ مطلب اسدؔ — شعلہ آخر فالِ مقصودِ چراغِ کشتہ ہے — ص۸۰

(۵) حیرتِ آئینہ انجامِ جنوں ہوں جوں شمع — کس قدر داغِ جگر شعلہ اُٹھاتا ہے مجھے — ص۸۸

(۶) ہے جلوۂ خیال، سویداے مردمک — جوں داغ، شعلہ سرِ خطِ آغاز ہے مجھے — ص۹۶

(۷) دیکھ تری خوے گرم دل بہ تپش رام ہے — طائرِ سیماب کو شعلہ، رگِ دام ہے — ص۹۹

(۸) مژہ پہلوے چشم اے جلوۂ ادراک! باقی ہے — ہوا وہ شعلہ داغ اور شوخیِ خاشاک باقی ہے — ص۱۰۷

(۹) بالِ طاؤس ہے رعنائیِ ضعفِ پرواز — کون ہے داغ کہ شعلے کا عناں گیر آوے؟ — ص۱۱۳

(۱۰) گر نگاہِ گرم فرماتی رہی تعلیمِ ضبط — شعلہ خس میں، جیسے خوں رگ میں نہاں ہو جائے گا — ص۱۵۱

(۱۱) غم اس کو حسرتِ پروانہ کا ہے اے شعلے! — ترے لرزنے سے ظاہر ہے ناتوانیِ شمع — ص۱۷۳

(۱۲) جو نہ نقدِ داغِ دل کی کرے شعلہ پاسبانی — تو فسردگی نہاں ہے بہ کمینِ بے زبانی — ص۲۰۷

(۱۳) وہ حبِ عشق تمنا ہے کہ پھر صورتِ شمع — شعلہ تا نبضِ جگر ریشہ دوانی مانگے — ص۲۰۹

(۱۴) ہم سے رنجِ بیتابی کس طرح اُٹھایا جائے — داغِ پُشتِ دستِ عجز، شعلہ خس بہ دنداں ہے — ص۲۱۷

(۱۵) شعلے سے نہ ہوتی، ہوسِ شعلہ نے جو کی — جی کس قدر افسردگیِ دل پہ جلا ہے — ص۲۱۹

(۱۶) نہ شعلے میں یہ کرشمہ، نہ برق میں یہ ادا — کوئی بتاؤ کہ وہ شوخِ تُند خو کیا ہے؟ — ص۲۲۱

(۱۷) اُس شعلے نے گلگوں کو جو گلشن میں کیا گرم — پھولوں کو ہوئی بادِ بہاری، وہ ہوا گرم — ص۲۲۸

دیکھیے ——: (۱۸) اخگرِ شعلہ و دودِ دوزخ۔ (۱۹) ایمانے شعلہ۔ (۲۰) تقریبِ نگارش ہاے سطرِ شعلہ۔ (۲۱) رگِ سنگ فسانِ تیغِ شعلہ۔ (۲۲)، (۲۳) رنگِ شعلہ [دو بار]۔ (۲۴) گلِ صد شعلہ۔ (۲۵) ہوسِ شعلہ۔

شعلہ آغاز: شعلہ آغاز و لے حیرتِ داغ انجام — موجِ مے، لیک ز سر تا قدم آغوشِ خمار — ص۹

شعلہ اندود: نقشِ مے بے چمن، دودِ چراغِ کشتہ ہے — جام، داغِ شعلہ اندودِ چراغِ کشتہ ہے — ص۷۹

---

۱ شعلہ : چھیاسٹھ بار [مفرد: سترہ بار، مرکب: انچاس بار]۔ شعلے : ایک بار [بطورِ جمع]۔ شعلہ ہا : ایک بار۔

شعلہ ایجاد:	طاقت فسانۂ بادہ، اندیشہ شعلہ ایجاد	اے غم! ہنوز آتش، اے دل! ہنوز خامی	ص۴۷
شعلہ بار:	دیکھیے: ناتمامیِ نفَسِ شعلہ بار۔		
شعلہ پرور:	گلشن، شرر اہتمام بستر ہے آج	یعنی تپِ عشق شعلہ پرور ہے آج	ص۳۵۷
شعلہ پیمائی:	کس کو دوں یارب! حسابِ سوزنا کی ہائے دل؟	آمد و رفتِ نفَس جز شعلہ پیمائی نہیں	ص۱۵
شعلہ تحریر:	شعلہ تحریر ہے اُس برق کی، بے کلکِ قضا	بالِ جبریل سے مسطر کشِ سطرش زنہار	ص۵
شعلہ خرامی:	دیکھیے: فسونِ شعلہ خرامی۔		
شعلہ دروں:	نفَس ہو نہ معزولِ شعلہ درونی	کہ ضبطِ تپش سے شرر کار ہیں ہم	ص۵۵
شعلہ رخسار:	شعلہ رُخسارا! تحیر سے تری رفتار کے	خارِ شمع آئنۂ آتش میں جوہر ہوگیا	ص۳۰
شعلہ رو:	(۱) خانمانِ عاشقاں دُکانِ آتش باز ہے	شعلہ رو جب ہوگئے گرمِ تماشا، جل گیا	ص۲۰
	(۲) اگر اُس شعلہ رو کو دوں پیامِ مجلس افروزی	زبانِ شمع خلوت خانہ دیتی ہے جواب اُس کا	ص۴۴
شعلہ رویاں:	(۱) کہوں کیا گرم جوشی مے کشی میں شعلہ رویاں کی	کہ شمعِ خانۂ دل آتشِ مے سے فروزاں کی	ص۷۶
	(۲) مجھے شب ہائے تاریکِ فراقِ شعلہ رویاں میں	چراغِ خانۂ دل سوزشِ داغِ تمنا ہے	ص۸۳
شعلہ ریز:	تھی میرے ہی جلانے کو اے آہِ شعلہ ریز!	گھر پر پڑا نہ غیر کے کوئی شرار، حیف!	ص۴۹
شعلہ عذاراں:	مجلسِ شعلہ عذاراں میں جو آجاتا ہوں	شمع ساں میں تہِ دامان سیا جاتا ہوں	ص۲۹۷
شعلہ فرسود:	نامرادِ جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کرے	لالہ، داغِ شعلہ فرسود چراغِ کشتہ ہے	ص۸۰
شعلہ فشاں:	ہاں اے نفَسِ بادِ سحر! شعلہ فشاں ہو	اے دجلۂ خوں! چشمِ ملائک سے رواں ہو	ص۲۸۳ (ر۔پ)
شعلہ نادیدہ:	دیکھیے: سپندِ شعلہ نادیدہ صفت۔		
شعلہ وسیماب:	ہے صاعقہ و شعلہ و سیماب کا عالم	آنا ہی سمجھ میں مری آتا نہیں، گو آئے	ص۲۳۸
شعلہ ہا:	رہتے ہیں افسردگی سے سخت بیدردانہ ہم	شعلہ ہا نذرِ سمندر بلکہ آتش خانہ ہم	ص۵۴
شعلۂ آتش:	(۱) لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے	ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی	ص۲۰۳
	(۲) رومیِ عدل کہ وحشت سے جس کی پرسش کی	بنے ہے شعلۂ آتش، اگیں پرِ کاہ	ص۲۷۷
شعلۂ آواز:	(۱) وقتِ شب اُس شمع رو کے شعلۂ آواز پر	گوشِ نسریں عارضاں، پروانۂ محفل ہوا	ص۲۹

(۲) شب تری تاثیر گر شعلۂ آواز سے — تار شمع، آہنگِ مضراب پہ پروانہ تھا ص۲۵

(۳) چشمِ خوباں خامشی میں بھی نوا پرداز ہے — سُرمہ، تو کہوے کہ دودِ شعلۂ آواز ہے ص۲۲۷

شعلۂ آوازِ خوباں: شمع سے ہے بزم انگشتِ تحیّر در دہن — شعلۂ آوازِ خوباں پر، بہ ہنگامِ سماع ص۲۷

شعلۂ ایما: دیکھیے: آتش افروزیِ یک شعلۂ ایما۔

شعلۂ بیتاب: دیکھیے: بالِ شعلۂ بیتاب۔

شعلۂ بے پردہ: عرضِ وحشت پر ہے ناز ناتوانی ہائے دل — شعلۂ بے پردہ چینِ دامنِ خاشاک ہے ص۱۰۷

شعلۂ چراغ: وھاں رنگ ہا بہ پردۂ تدبیر ہیں ہنوز — یھاں شعلۂ چراغ ہے برگِ حنا مجھے ص۷۶

شعلۂ خاکش: خوشا عجزے، کہ عاشق جل بجھے جوں شعلہ خاکش — کہ کم از سرمہ اُس کا مشتِ خاکستر نہیں ہوتا ص۲۲۵

شعلۂ خس: فروغِ شعلۂ خس یک نفس ہے — ہوس کو پاسِ ناموسِ وفا کیا؟ ص۱۵۷

شعلۂ رفتار: دیکھیے: گرمیِ شعلۂ رفتار۔

شعلۂ رنگِ حنا: موقوف کیجیے یہ تکلف نگاریاں — ہوتا ہے ورنہ شعلۂ رنگِ حنا بلند ص۳۸

شعلۂ سوزاں: عجز سے اپنے یہ جانا کہ وہ بدخو ہوگا — نبضِ خس سے تپشِ شعلۂ سوزاں سمجھا ص۱۴۷

شعلۂ شمع: (۱) کس سے ممکن ہے تری مدح، بغیر از واجب — شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں ص۳۳۵

(۲) ہے فروغِ رُخِ افروختۂ خوباں سے — شعلۂ شمع پُرافشانِ پہ خود لرزیدن ص۳۵۰

(۳) پروانے سے ہو شاید تسکینِ شعلۂ شمع — آسایشِ وفاہا بیتابیِ جفا ہے ص۹۳

شعلۂ شمشیر فنا: ہے شعلۂ شمشیر فنا حوصلہ پرداز — اے داغِ تمنّا! سپر انداختنی ہے ص۱۱۱

شعلۂ عشق: (۱) ہم نے وحشت کدۂ بزمِ جہاں میں جوں شمع — شعلۂ عشق کو اپنا سروساماں سمجھا ص۱۷

(۲) شمع بجھتی ہے تو اُس میں سے دُھواں اُٹھتا ہے — شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا میرے بعد ص۱۲۶

شعلے: پر افشاں ہوگئے شعلے ہزاروں — رہے ہم داغ اپنی کاہلی سے ص۹۱

شعلۂ جوّالہ[1]: (۱) اگر مضمونِ خاکستر کرے دیباچہ آرائی — نہ باندھے شعلۂ جوّالہ غیر از گرد باد، آتش ص۲۷

(۲) شب کہ برقِ سوزِ دل سے زہرۂ ابر آب تھا — شعلۂ جوّالہ ہر یک حلقۂ گرداب تھا ص۱۳۵

۱۔ شعلۂ جوّالہ : چار بار [مرتّب: دوبار]۔

(۳) اسد کو پیچ و تابِ طبعِ برق آہنگ مسکن سے — حصارِ شعلۂ جوالہ میں عزلت گزیں پایا — ص۲۲

(۴) دیکھیے: دودِ شعلۂ جوالہ ص ۔

شعور[1]: ہیں نام و نگیں، کمیں گہِ نقبِ شعور — یہ چور پڑا ہے خانۂ خاتم میں — ص۱۱۸

شغل[2]: (۱) بہ وقتِ سرنگونی، ہے تصور انتظارستاں — نگہ کو آبلوں سے شغل ہے اختر شماری کا — ص۱۹

(۲) بیکاریِ جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل — جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی — ص۲۱۱

شغلِ اطفال: آتش بازی ہے جیسے شغلِ اطفال — ہے سوزِ جگر کا بھی اسی طور کا حال — ص۲۵۳

شغلِ انتظارِ مہ وشاں: بہ شغلِ انتظارِ مہ وشاں در خلوتِ شب ہا — سرِ تارِ نظر، ہے رشتۂ تسبیحِ کوکب ہا — ص۲۳

شغلِ تسکیں: توڑے ہے نالہ سر رشتۂ پایِ انفاس — سر کرے ہے دلِ حیرت زدہ شغلِ تسکیں — ص۷

شغلِ تنہائی: دیکھیے: چمن تحریرِ درسِ شغلِ تنہائی۔

شغلِ ہوس: شغلِ ہوس در نظر، لیک حیا بے خبر — شاخِ گلِ نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز — ص۲۴

شفا[3]: (۱) کیوں نہ دُنیا کو ہو خوشی غالبؔ — شاہِ دیں دار نے شفا پائی — ص۲۵۱

(۲) شفا ہو آپ کو، غالب کو بندِ غم سے نجات — خدا کرے کہ یہ ایسا ہو سازگار برس — ص۲۶۳

شفاریز: عیسیِ مہرباں ہے شفا ریز یک طرف — دردآفریں ہے طبعِ الم خیز یک طرف — ص۴۹

شفائے حصولِ ناشدنی: فغاں! کہ بہرِ شفائے حصولِ ناشدنی — دماغ نازکشِ منتِ طبیباں ہے — ص۱۰۲

شفق[4]: (۱) ہے شفق سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی — ہر یک اختر ہے فلک پر قطرۂ اشکِ کباب — ص۳۱

(۲) شفق بہ دعویِ عاشق گواہِ رنگیں ہے — کہ ماہ دزدِ حنائے کفِ نگاریں ہے — ص۱۰۲

(۳) شفق ساں موجۂ خوں ہے رگِ خواب — کہ مژگانِ کشودہ نیشتر ہے — ص۲۵۵

(۴) دامانِ شفق طرفِ نقابِ مہِ نو ہے — ناخن کو جگر کاوی میں بے رنگ نکالوں — ص۶۰

دیکھیے——:(۵) عکسِ شفق۔(۶) گلِ مضمونِ شفق۔(۷)،(۸)،(۹) موجِ شفق[تین بار]۔

شفق آلودہ: مجھے اب، دیکھ ابرِ شفق آلودہ، یاد آیا — کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر — ص۱۹۷

شفق سرمایہ: فصلِ گل میں، دیدۂ خونیں نگاہانِ جنوں — دولتِ نظارۂ گل سے شفق سرمایہ ہے — ص۱۰۳

---

[1] شعور : ایک بار[مرکب]۔

[2] شغل : سات بار[مفرد: دو بار، مرکب: پانچ بار]۔

[3] شفا : چار بار[مرکب: دو بار]۔

[4] شفق : گیارہ بار[مفرد: تین بار، مرکب: آٹھ بار]۔

شفق کدۂ[۱] راز:	وحشت: بہارِ نشہ و گل: ساغرِ شراب	چشمِ پری: شفق کدۂ راز ہے مجھے	ص۹۷
شفقت[۲]:	لڑاوے گر وہ بزم سے کشتی میں قہر و شفقت کو	بھرے پیمانۂ صد زندگانی ایک جام اُس کا	ص۴۳
شفقتے:	یار معذورِ تغافل ہے، عزیزاں شفقتے!	نالۂ بلبل بہ گوشِ گل شنیدن منع ہے	ص۱۱۳
شق[۳]:	شق ہوگیا ہے سینہ، خوشا! لذتِ فراغ	تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر گئی	ص۲۳۳
شقِ خامہ:	دیکھیے: گریبانِ شقِ خامہ۔		
شقائق:	پایا سرِ ہر ذرہ جگر گوشۂ وحشت	ہیں داغ سے معمور شقائق کی کلاہیں	ص۵۹
شکار:	(۱) دوست اس سلسلۂ ناز کے، جوں سنبل و گل	ہے سے خانہ کریں ساغرِ خورشید شکار	ص۷
	(۲) اسیرِ بے زباں ہوں، کاشکے! صیاد بے پروا	بہ دامِ جوہرِ آئینہ ہوجاوے شکار اپنا	ص۱۵
	(۳) ہے ذرہ ذرہ تنگیِ جا سے غبارِ شوق	گر دام یہ ہے، وسعتِ صحرا شکار ہے	ص۲۱۷

دیکھیے ——: (۴) پیمانہ شکار۔ (۵) تمنا شکار۔ (۶) تحیّر شکار تر۔ (۷) شوخِ دو عالم شکار۔ (۸) طاؤس شکار۔ (۹) محفلِ پیمانہ شکار۔

شکار اثر: دیکھیے: کمندِ شکار اثر۔

شکایت[۴]:	(۱) خجلت کشِ وفا کو شکایت نہ چاہیے	اے مدعی! طلسمِ عرق بے غبار ہے	ص۹۰
	(۲) اے بے خبراں! میرے لبِ زخمِ جگر پر	بخیہ جسے کہتے ہو، شکایت ہے رفو کی	ص۱۱۶
	(۳) قسمت بری سہی، پہ طبیعت بری نہیں	ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے	ص۱۲۵
	(۴) کس سے محرومیِ قسمت کی شکایت کیجیے؟	ہم نے چاہا تھا کہ مرجائیں سو وہ بھی نہ ہوا	ص۱۳۲
	(۵) تا کرے نہ غمازی، کرلیا ہے دشمن کو	دوست کی شکایت میں ہم نے ہم زباں اپنا	ص۱۵۹
	(۶) مہربانی ہاے دشمن کی شکایت کیجیے	یا بیاں کیجے سپاسِ لذتِ آزارِ دوست	ص۱۶۵
	(۷) کرتے کس منہ سے ہو غربت کی شکایت غالبؔ!	تم کو بے مہریِ یارانِ وطن یاد نہیں؟	ص۱۸۶
	(۸) تا ہم کو شکایت کی بھی باقی نہ رہے جا	سن لیتے ہیں، گو ذکر ہمارا نہیں کرتے	ص۲۳۲
	(۹) دے مجھ کو شکایت کی اجازت کہ ستمگر!	کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار میں آوے	ص۲۳۳
	(۱۰) گرمی سہی کلام میں لیکن نہ اس قدر	کی جس سے بات، اُس نے شکایت ضرور کی	ص۲۳۳

---

۱ شفق کدہ : ایک بار [مرکب]۔
۲ شفقت : ایک بار [مرکب]۔
شفقتے : ایک بار۔
۳ شق : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
۴ شکایت : چودہ بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: تین بار]۔
شکایت ہا : ایک بار [مرکب]۔

(۱۱) شکر سمجھو اسے یا کوئی شکایت سمجھو　　اپنی ہستی سے ہوں بیزار، کہوں یا نہ کہوں　　ص۲۹۸

دیکھیے ـــــــ: (۱۲) بر سبیلِ شکایت۔ (۱۳) سازِ آہنگِ شکایت۔

شکایتِ رنجِ گراں نشیں: کبھی شکایتِ رنجِ گراں نشیں کیجے　　کبھی حکایتِ صبرِ گریز پا کہیے　　ص۲۲۸

شکایت ہائے رنگیں: نوازش ہائے بیجا دیکھتا ہوں　　شکایت ہائے رنگیں کا گلا کیا　　ص۱۵۷

شکر[۱] خوابی: محوِ آرامیدگی سامانِ بیتابی کرے　　چشم میں توڑے نمک داں تا شکر خوابی کرے　　ص۱۰۰

شکر گفتار طبع: دیکھیے: طوطیِ شکر گفتار طبع۔

شکری: دیکھیے: اشکِ شکری۔

شکر[۲]: (۱) تمنائے اسد قتلِ رقیب اور شکر کا سجدہ　　دُعائے دل بہ محرابِ خمِ شمشیر بہتر ہے　　ص۱۰۸

(۲) قسمت بری سہی پہ طبیعت بری نہیں　　ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے　　ص۱۲۵

(۳) کس منہ سے شکر کیجے اس لطفِ خاص کا　　پُرسش ہے اور پائے سخن درمیاں نہیں　　ص۱۸۸

(۴) وہ مہرباں ہو تو انجم کہیں: الٰہی شکر!　　وہ خشمگیں ہو تو گردوں کہے: خدا کی پناہ!　　ص۲۷۷

(۵) شکر سمجھو اسے یا کوئی شکایت سمجھو　　اپنی ہستی سے ہوں بیزار، کہوں یا نہ کہوں　　ص۲۹۸

(۶) اگرچہ تھا یہ ارادہ مگر خدا کا شکر!　　اُٹھا سکا نہ نزاکت سے گل بدن تکیہ　　ص۳۰۳

دیکھیے ـــــــ: (۷) شکوہ و شکر۔ (۸) صد شکر۔ (۹) مقامِ شکر۔ (۱۰) ہزار شکر۔

شکرِ لعبِ ساقیِ کوثر: اس چمن میں ریشہ داری جس نے سر کھینچا اسدؔ　　تر زبانِ شکرِ لعبِ ساقیِ کوثر ہوا　　ص۲۰

شکست[۳]: (۱) درد سے در پردہ دی مژگاں سیاہاں نے شکست　　ریزہ ریزہ استخواں کا پوست میں نشتر ہوا　　ص۲۰

(۲) بس کہ پائی یار کی رنگیں ادائی سے شکست　　ہے کلاہِ نازِ گل بر طاقِ دیوارِ چمن　　ص۵۹

(۳) نہ گلِ نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز　　میں ہوں اپنی شکست کی آواز　　ص۱۶۲

(۴) مے کدہ گر چشمِ مستِ ناز سے پاوے شکست　　موئے شیشہ دیدۂ ساغر کی مژگانی کرے　　ص۲۱۱

(۵) بس کہ خوباں باج کو دیتے ہیں وقتِ بے شکست　　بال اُگ جاتا ہے شیشے کا رگِ گل کے تلے　　ص۳۵۳

---

[۱] شکر　: دو بار [مرکب]۔
　شکری　: ایک بار [مرکب]۔

[۲] شکر　: گیارہ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: پانچ بار]۔

[۳] شکست　: پچیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: بیس بار]۔
　شکستگاں　: ایک بار [مرکب]۔
　شکستگی　: ایک بار [مرکب]۔

دیکھیے ـــــــ: (۶) صدائے شکست۔ (۷) صدفِ گوہر شکست۔ (۸) عرضِ شکست۔

شکستِ آرزو: (۱) حاصلِ اُلفت نہ دیکھا جُز شکستِ آرزو — دل بہ دل پیوستہ گویا یک لبِ افسوس تھا ص۱۵۳

(۲) طبع ہے مشتاقِ لذت ہائے حسرت، کیا کروں! — آرزو سے، ہے شکستِ آرزو مطلب مجھے ص۲۱۳

(۳) نظر بہ نقصِ تصور ہے قفس میں لطفِ آزادی — شکستِ آرزو کے رنگ کی کرتا ہوں صیادی ص۴۵۱

شکستِ آمادہ: محیطِ دہر میں بالیدن، از ہستی گزشتن ہے — کہ یھاں ہر یک حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے ص۹۸

شکستِ اعتبار: شیشۂ شکستِ اعتبار، رنگ بہ گردش اُستوار — گر نہ مٹیں یہ کوہسار، آپ کو تو صدا سمجھ ص۷۳

شکستِ توبہ: کھول کر دروازۂ مے خانہ بولا مے فروش — اب شکستِ توبہ مے خواروں کو فتح الباب ہے ص۳۰۳

شکستِ حال: نہیں ہے خالی آرائش سے بے سامانیِ عاشق — شکستِ حال، اندازِ آفرینِ کج کلاہی ہے ص۳۵۳

شکستِ دل: مدعا محوِ تماشائے شکستِ دل ہے — آئنہ خانے میں کوئی لیے جاتا ہے مجھے ص۲۱۶

شکستِ رنگ: شکستِ رنگ کی لائی سحر شبِ سنبل — پہ زلفِ یار کا افسانہ ناتمام رہا ص۳۰

شکستِ رنگِ امکاں: فرصت آرامِ غشِ ہستی ہے بُحرانِ عدم — ہے شکستِ رنگِ امکاں گردشِ پہلو مجھے ص۷۹

شکستِ رنگِ گل: (۱) بس کہ شرمِ عارضِ رنگیں سے حیرت جلوہ ہے — ہے شکستِ رنگِ گل آئینہ پردازِ نقاب ص۳۱

(۲) ہے بہار تیز رَو گلگونِ نکہت پہ سوار — یک شکستِ رنگِ گل صد جُنبشِ مہمیز ہے ص۸۵

شکستِ سازِ خیال: شکستِ سازِ خیال آں سوے گریۂ غم — ہنوز نالہ پہ افشانِ ذوقِ رعنائی ص۱۱۰

شکستِ قیمتِ دل: (۱) شکستِ قیمتِ دل آں سوے عذر شناسائی — طلسمِ ناامیدی ہے خجالت گاہِ پیدائی ص۹۲

(۲) سُن اے غارت گرِ جنسِ وفا! سُن — شکستِ قیمتِ دل کی صدا کیا! ص۱۵۷

(۳) دیکھیے: ہر شکستِ قیمتِ دل۔

شکستِ گوشہ گیراں: شکستِ گوشہ گیراں ہے فلک کو حاصلِ گردش — صدف سے آسیائے آب میں ہے دانہ گوہر کا ص۴۴۳

شکستگی: دیکھیے: واشکستگی۔

شکستن[1، 2]: (۱) ہے شکستن سے بھی دل نومید، یارب! کب تلک — آبگینہ کوہ پر عرضِ گراں جانی کرے ص۲۱۱

دیکھیے ـــــــ: (۲) بالیں شکستن۔ (۳) تخواہ شکستن۔ (۴) وقتِ شکستن۔ (۵) یک آئینہ دار شکستن۔

---

[1] شکستن : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

[2] شکستنہا : دو بار۔

شکستنِ طرفِ کلاہ: جیبِ نیازِ عشق نشاں دارِ ناز ہے — آئینہ ہوں شکستنِ طرفِ کلاہ کا — ص۱۹

شکستن ہا: دیکھیے ——: (۱) طاقتِ بالیں شکستن ہا۔ (۲) فسونِ دعویٰ طاقت شکستن ہا۔

شکستہ[1]: (۱) رنگِ طرب ہے صورتِ عہدِ وفا گرو — تھا کس قدر شکستہ کہ ہے جا بہ جا گرو — ص۶۰

(۲) ہر ذرہ خاک عرضِ تمنائے رفتگاں — آئینہ ہا شکستہ و تمثال ہا گرو — ص۶۹

دیکھیے ——: (۳) جوششِ دلِ شکستہ۔ (۴) خطِ شکستہ۔ (۵) رنگِ شکستہ۔

شکستہ دل: [چھے بار بہ طورِ ردیف، ص۵۱]:

(۱)،(۲) ہر عضو غم سے ہے شکن آسا شکستہ دل — جوں زلفِ یار ہوں میں سراپا شکستہ دل

(۳) ہے سرنوشت میں رقمِ وا شکستگی — ہوں جو خطِ شکستہ بہ ہر جا شکستہ دل

(۴) امواج کی جو یہ شکنیں آشکار ہیں — ہے چشمِ اشک ریز سے دریا شکستہ دل

(۵) ناسازیِ نصیب درشتیِ غم سے ہے — اُمید، ناامید و تمنا، شکستہ دل

(۶) ہے سنگِ ظلمِ چرخ سے مے خانے میں، اسدؔ! — صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل

شکل[2]: (۱) ظاہر ہیں میری شکل سے افسوس کے نشاں — جوں شانہ پشتِ دست بہ دنداں گزیدہ ہوں — ص۶۱

(۲) زندگی اپنی جب اس شکل سے گزری غالبؔ! — ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے! — ۲۳۲

(۳) منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی — قسمت کھلی ترے قد و رخ سے ظہور کی — ص۲۳۳

(۴) دل اُس کا پھوڑ کے نکلے بہ شکلِ پھوڑے کے — خدا کرے کہ کرے اِس طرح اُبھار گرہ — ص۲۷۹

شکلِ طاؤس: (۱) شکلِ طاؤس کرے آئنہ خانہ پرواز — ذوق میں جلوے کے تیرے، بہ ہوائے دیدار — ص۳۳

(۲) شکلِ طاؤس گرفتار بنایا ہے مجھے — ہوں وہ گلدام کہ سبزے میں چھپایا ہے مجھے — ص۱۰۷

شکلِ قفلِ زر: نہ دیکھا کوئی ہم نے آشیاں بلبل کا گلشن میں — کہ جس کے در پہ غنچہ شکلِ قفلِ زر نہیں ہوتا — ص۲۲۵

شکلِ قمری: اگر وہ سرو قد گرمِ خرامِ ناز آجاوے — کفِ ہر خاکِ گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو — ص۱۹۳

شکلِ گوہر: نہیں ہے بے سبب قطرے کو شکلِ گوہر افسردن — گرہ ہے حسرتِ آبِ بروئے کار آوردن — ص۲۳۹

شکلِ نہال: (۱) گرمِ فریاد رکھا شکلِ نہالی نے مجھے — تب اماں ہجر میں دی بردِ لیالی نے مجھے — ص۲۲۲

---

[1] شکستہ : بارہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: دس بار]۔

[2] شکل : گیارہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: سات بار]۔

(۲) دیکھیے: پیراہنِ شکلِ نہالی۔

شکن[1]: (۱) ہر عضو غم سے ہے شکن آسا شکستہ دل — جوں زلفِ یار ہوں میں سراپا شکستہ دل — ص ۵۱

(۲) ہے تیوری چڑھی ہوئی اندر نقاب کے — ہے اک شکن پڑی ہوئی طرفِ نقاب میں — ص ۱۸۹

(۳) بزارہ اے دلِ وابستہ! بیتابی سے کیا حاصل — مگر پھر تابِ زلفِ پُرشکن کی آزمائش ہے؟ — ص ۲۲۵

(۴) دیکھیے: خمِ جعدِ پُرشکن۔

شکن آموزِ خمِ طرۂ یار: زلفِ معشوق کشش، سلسلۂ وحشتِ ناز — دلِ عاشق، شکن آموزِ خمِ طرۂ یار — ص ۷

شکنِ خندۂ گل: فرو آئینہ میں بخشیں شکنِ خندۂ گل — دلِ آزردہ، پسند آئینہ رخساروں کا — ص ۲۸

شکنِ زلفِ عنبریں: شکنِ زلفِ عنبریں کیوں ہے؟ — نگہِ چشمِ سرمہ سا کیا ہے؟ — ص ۲۳۸

شکنیں: امواج کی جو یہ شکنیں آشکار ہیں — ہے چشمِ اشک ریز سے دریا شکستہ دل — ص ۵۱

شکنجِ[2] جستجوہا: بہ شکنجِ جستجوہا، بہ سرابِ گفتگو ہا — تگ و تازِ آرزوہا بہ فریبِ شادمانی — ص ۹

شکنجِ یاس: آئینہ داغِ حیرت و حیرت شکنجِ یاس — سیماب بے قرار و اسدؔ بے قرار تر — ص ۴۱

شکوہ[3]: (۱) شکوہ وردِ و وردِ داغ، اے بے وفا! معذور رکھ — خونبہائے یک جہاں اُمید ہے تیرا خیال — ص ۵۲

(۲) اسدؔ! شکوہ کُفر و دعا ناسپاسی — ہجومِ تمنا سے لاچار ہیں ہم — ص ۵۵

(۳) کرتے ہو شکوہ کس کا؟ تم اور بے وفائی! — سر پیٹتے ہیں اپنا، ہم اور نیک نامی! — ص ۶۳

(۴) ہرچند عمر گزری آزردگی میں لیکن — ہے شرحِ شوق کو بھی جوں شکوہ ناتمامی — ص ۷۵

(۵) ضعف میں طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے — بات کچھ سر تو نہیں ہے کہ اُٹھا بھی نہ سکوں — ص ۱۸۲

(۶) غلط ہے جذبِ دل کا شکوہ، دیکھو جرم کس کا ہے؟ — نہ کھینچو گر تم اپنے کو، کشاکش درمیاں کیوں ہو؟ — ص ۲۰۰

(۷) تم اپنے شکوے کی باتیں نہ کھود کھود کے پوچھو — حذر کرو مرے دل سے کہ اس میں آگ دبی ہے — ص ۲۰۵

(۸) شکوے کے نام سے بے مہر خفا ہوتا ہے — یہ بھی مت کہہ، کہ جو کہیے تو گلا ہوتا ہے — ص ۲۳۰

(۹) پُرہوں میں شکوے سے یوں، راگ سے جیسے باجا — اک ذرا چھیڑیے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے — ص ۲۳۰

---

[1] شکن : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چھے بار]۔
شکنیں : ایک بار۔

[2] شکنج : دو بار [مرکب]۔

[3] شکوہ : چھبیس بار [مفرد: بارہ بار، مرکب: چودہ بار]۔

(۱۰) یہ ضد کہ آج نہ آوے اور آئے بِن نہ رہے — قضا سے شکوہ ہمیں کس قدر ہے، کیا کہیے! ص۲۲۷

(۱۱) خفگی کا تم سے کیا شکوہ کہ یہ — ہتھکنڈے ہیں چرخِ نیلی فام کے ص۲۵۰

(۱۲) گاہ جل کر کیا کیے شکوہ — سوزشِ داغ ہائے پنہاں کا ص۲۶۰

دیکھیے ——: (۱۳) توفیقِ شکوہ۔ (۱۴)، (۱۵) زبانِ شکوہ [دوبار]۔ (۱۶) نہالِ شکوہ۔

شکوہ رنجِ رشکِ ہمدِگر: شکوہ رنجِ رشکِ ہمدِگر نہ رہنا چاہیے — میرا زانو مونس اور آئینہ تیرا آشنا ص۱۳۹

شکوہ و شکر: شکوہ و شکر کو ثمر بیم و اُمید کا سمجھ — خانۂ آگہی خراب! دل نہ سمجھ، بلا سمجھ ص۴۲

شکوۂ بیداد: نالہ، جُز حُسنِ طلب اے ستم ایجاد! نہیں — ہے تقاضائے جفا، شکوۂ بیداد نہیں ص۱۸۶

شکوۂ بےدست و پائی: تمنائے زباں محوِ سپاسِ بے زبانی ہے — مٹا جس سے تقاضا شکوۂ بے دست و پائی کا ص۱۳۶

شکوۂ پیماں شکنی: لکھ سکا میں نہ اُسے شکوۂ پیماں شکنی — لاجرم، توڑ کے عاجز قلمِ چند رہا ص۲۲۶

شکوۂ جور: گو سمجھتا نہیں، پر حُسنِ تلافی دیکھو — شکوۂ جور سے سرگرمِ جفا ہوتا ہے ص۲۲۰

شکوۂ خوباں: دیباچۂ وحشت ہے اسدؔ! شکوۂ خوباں — خوں کر دلِ اندیشہ و مضمونِ ستم باندھ ص۴۷

شکوۂ ضعفِ دماغ: جب کہ میں کرتا ہوں اپنا شکوۂ ضعفِ دماغ — سر کرے ہے وہ حدیثِ زلفِ عنبر بار دوست ص۱۶۳

شکوۂ ہجراں: مرے دل میں ہے غالبؔ شوقِ وصل و شکوۂ ہجراں — خدا وہ دن کرے جو اُس سے میں یہ بھی کہوں وہ بھی ص۲۰۲

شکوۂ یاراں: شکوۂ یاراں غبارِ دل میں پنہاں کر دیا — غالبؔ! ایسے گنج کو شایاں یہی ویرانہ تھا ص۲۵

شکوہ[1]: (۱) مدح سے ممدوح کی دیکھی شکوہ — یہاں عَرَض سے رتبۂ جوہر کھلا ص۱۳۰

دیکھیے ——: (۲) خسروانہ شکوہ۔ (۳) داور سپہر شکوہ۔

شکیب[2]: غرورِ ضبط وقتِ نزع ٹوٹا بے قراری سے — نیاز پر فشانی ہو گیا صبر و شکیب آخر ص۴۱

شکیبِ خاطرِ عاشق: کیا کس نے جگرداری کا دعویٰ؟ — شکیبِ خاطرِ عاشق بھلا کیا! ص۱۵۷

شکیب و صبرِ اہلِ انجمن: وہ آیا بزم میں، دیکھو نہ کہیو پھر کہ غافل تھے — شکیب و صبرِ اہلِ انجمن کی آزمائش ہے ص۲۲۳

شکیبائی: دیکھیے ——: (۱) تکلیفِ شکیبائی۔ (۲) جَیبِ شکیبائی۔ (۳) سازِ شکیبائی۔ (۴) نازکیِ وحشتِ شکیبائی۔

---

[1] شکوہ : تین بار [مرتب: دو بار]۔
[2] شکیب : تین بار [مرتب]۔
شکیبائی : چار بار [مرتب]۔

شگاف[1]: وہ نالہ دل میں خس کے برابر جگہ نہ پائے! جس نالے سے شگاف پڑے آفتاب میں ص۱۸۹

شگرفانِ[2] خودآرا: دیکھیے: حرزِ بازوے شگرفانِ خودآرا۔

شگفتگی: نشاطِ داغِ غمِ عشق کی بہار نہ پوچھ شگفتگی، ہے شہیدِ گُلِ خزانیِ شمع ص۱۴۳

شگفتن[3]: (۱) شگفتن کمیں گاہِ تقریب جوئی تصوّر ہوں بے موجبِ آزردگاں کا ص۱۸

(۲) دیا داغِ جگر کو آہ نے ساماں شگفتن کا نہ ہو بالیدہ غیر از جنبشِ داماں باد، آتش ص۴۷

(۳) دیکھیے: تختۂ مشقِ شگفتن۔

شگفتنِ گل ہاے عیش: درکار ہے شگفتنِ گل ہاے عیش کو صبحِ بہار، پنبۂ مینا کہیں جسے ص۲۱۸

شگفتنِ گل ہاے ناز: رنگِ شکستہ: صبحِ بہارِ نظارہ ہے یہ وقت ہے شگفتنِ گل ہاے ناز کا ص۱۵۵

شگفتن ہا: (۱) غنچہ تا شگفتن ہا برگِ عافیت معلوم! باوجودِ دل جمعی خوابِ گل پریشاں ہے ص۲۱۷

(۲) دیکھیے: واشگفتن ہاے دل۔

شگفتہ: باغِ شگفتہ تیرا بساطِ نشاطِ دل ابرِ بہار خُم کدہ کس کے دماغ کا؟ ص۱۵۰

شلغم[4]: گاتی تھیں شرو کی بیگم: تتّاہا یا ہو دودھ میں پکتے تھے شلغم، تتّاہا یا ہو ص۳۰۱

شمار[5]: (۱) آتا ہے داغِ حسرتِ دل کا شمار یاد مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے خدا! نہ مانگ ص۱۶۲

(۲) اِس رشتے میں لاکھ تار ہوں بلکہ سوا اتنے ہی برس شمار ہوں بلکہ سوا ص۲۵۳

(۳) سنینِ عمر کے ستّر ہوئے شمار برس بہت جیوں تو جیوں اور تین چار برس ص۲۹۵

(۴) دیکھیے ـــــ: روزِ شمار۔ (۵) سُبحہ شمار۔

شمارِ سُبحہ: شمارِ سُبحہ مرغوبِ بُتِ مشکل پسند آیا تماشاے بہ یک کف بُردنِ صد دل پسند آیا ص۱۳۲

شمارِ غم: دیکھیے: انجامِ شمارِ غم۔

شمائل[6]: یہ کس بہشت شمائل کی آمد آمد ہے؟ کہ غیر جلوۂ گل رہ گزر میں خاک نہیں ص۱۸۴

---

1. شگاف : ایک بار۔
2. شگرفان : ایک بار [مرکب]۔
3. شگفتن : سات بار [مرکب: پانچ بار]۔
   شگفتگی : ایک بار۔
   شگفتہ : ایک بار [مرکب]۔
4. شلغم : ایک بار۔
5. شمار : سات بار [مفرد: تین بار، مرکب: چار بار]۔
6. شمائل : ایک بار [مرکب]۔

شررو:[1]	کاتی تھیں شررو کی بیگم: شتابا یاہو	دودھ میں پکے تھے شلغم، شتابا یاہو	ص۳۰۱
شمشاد:[2]	(۱) سادہ و پُرکارتر، غافل و ہُشیار تر	مانگے ہے شمشاد سے شانۂ سُنبل ہنوز	ص۴۳
	(۲) دستِ رنگیں سے جو رُخ پر وا کرے زلفِ رسا	شاخِ گل میں ہو نہاں، جوں شانہ در شمشادِ گل	ص۵۲
شمشادِ باغ:	انتظارِ جلوۂ کاکل میں ہر شمشادِ باغ	صورتِ مژگانِ عاشق صرفِ عرضِ شانہ تھا	ص۲۵
شمشیر:[3]	(۱) قاتل بہ عزمِ ناز و دل از زخم در گداز	شمشیر آبدار و نگہ آبدار تر	ص۴۰
	(۲) خوشا! مستی کہ جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل سے	نگہ شمشیر میں جوں جوہر آرامیدنی جانے	ص۱۱۵
	(۳) جذبۂ بے اختیارِ شوق دیکھا چاہیے	سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا	ص۱۳۲
	(۴) عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنا مت پوچھ	عیدِ نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا	ص۱۵۰

دیکھیے ——: (۵) بالِ جوہرِ شمشیر۔ (۶)، (۷) جوہرِ شمشیر [دو بار]۔ (۸) دمِ شمشیر۔ (۹) سجودِ خمِ شمشیر۔
(۱۰) سینۂ شمشیر۔ (۱۱) طاقِ خمِ شمشیر۔ (۱۲) قبضۂ شمشیر۔ (۱۳) محرابِ خمِ شمشیر۔ (۱۴) نوکِ ناخنِ شمشیر۔

شمشیرِ ابرو:	زخم میں ستم کشوں کے ہے سامانِ خوں ریزی	سرشکِ چشمِ یار آبِ دمِ شمشیرِ ابرو ہے	ص۹۸
شمشیرِ ادب:	اسد! مجھ میں ہے اس کے بوسۂ پا کی کہاں جرأت	کہ میں نے دست و پا و ہم بہ شمشیرِ ادب کاٹے	ص۹۸
شمشیرِ سیہ تاب:	خدایا! دل کہاں تک دن بہ صد رنج و تعب کاٹے	خمِ گیسو ہو شمشیرِ سیہ تاب اور شب کاٹے	ص۹۷
شمشیرِ صافِ یار:	شمشیرِ صافِ یار جو زہراب دادہ ہو	وہ خطِ سبز ہے کہ بہ رُخسار سادہ ہو	ص۳۰۱
شمشیرِ عسس:	دیکھیے: جوہرِ شمشیرِ عسس۔		
شمشیرِ فنا:	دیکھیے: شعلۂ شمشیرِ فنا۔		
شمشیرِ فولادی:	کرے ہے رہرواں سے خضرِ راہِ عشق جلادی	ہوا ہے موجۂ ریگِ رواں شمشیرِ فولادی	ص۳۵۱
شمشیرِ قضا:	کبھی آ جائے گی، کیوں کرتے ہو جلدی غالب!	شہرۂ تیزیِ شمشیرِ قضا ہے تو سہی	ص۳۱۱
شمع:[4]	(۱) زبس آتش نے فصلِ رنگ میں رنگِ دگر پایا	چراغِ گل سے ڈھونڈے ہے چمن میں شمعِ خار اپنا	ص۱۵
	(۲) ہم نے وحشت کدۂ بزمِ جہاں میں جوں شمع	شعلۂ عشق کو اپنا سروساماں سمجھا	ص۱۷

---

[1] شررو : ایک بار۔
[2] شمشاد : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔
[3] شمشیر : بائیس بار [مفرد: چار بار، مرکب: اٹھارہ بار]۔
[4] شمع : ستانوے بار [مفرد: اٹھائیس بار، مرکب: انہتر بار]۔
شمعیں : ایک بار۔

(۳) گدازِ دل کو کرتی ہے کشودِ چشم، شب پیدا — تنک ہے شمع میں جوں مومِ جادو، خوابِ بستن کا — ص ۲۷

(۴) یک نگاہِ گرم ہے جوں شمع سرتا پا گداز — بہر از خود رفتگاں رنجِ خود آرائی عبث — ص ۳۲

(۵) حیرت سے ترے جلوے کی از بس کہ ہیں بیکار — خورِ قطرۂ شبنم میں ہے جوں شمع بہ فانوس — ص ۴۶

(۶) شمع سے ہے بزم انگشتِ تحیر در دہن — شعلۂ آوازِ خوباں پر بہ ہنگامِ سماع — ص ۴۷

(۷) گر بہ بزمِ باغ کھینچے نقشِ روے یار کو — شمع ساں ہوجائے قطِ خامۂ بہزاد، گل — ص ۵۲

(۸) پیمانۂ وسعت کدۂ شوق ہوں اے رشک! — محفل سے مگر شمع کو دل تنگ نکالوں! — ص ۶۰

(۹) شمع ہوں تو بزم میں جاپاؤں غالب کی طرح — بے محل اے مجلس آرائے نجف! جلتا ہوں میں — ص ۶۳

(۱۰) شمع ہوں لیکن بہ پا در رفتۂ خارِ جستجو — مدعا گم کردہ ہر سو، ہر طرف جلتا ہوں میں — ص ۶۳

(۱۱) بے درد، سر بہ سجدۂ اُلفت فرو نہ ہو — جوں شمع غوطہ داغ میں کھا، گر وضو نہ ہو — ص ۶۷

(۱۲) وہ دل جوں شمع بہرِ دعوتِ نظارہ لا، جس سے — نگہ لبریزِ اشک و سینہ معمورِ تمنا ہو — ص ۶۷

(۱۳) نے صبا بالِ پری، نے شعلہ سامانِ جنوں — شمع سے بجز عرضِ افسونِ گدازِ دل نہ پوچھ — ص ۷۲

(۱۴) حیرتِ آئینہ انجامِ جنوں ہوں جوں شمع — کس قدر داغِ جنوں شعلہ اُٹھاتا ہے مجھے — ص ۸۸

(۱۵) تا چند نازِ مسجد و بت خانہ کھینچیے — جوں شمع دل بہ خلوتِ جانانہ کھینچیے — ص ۱۰۵

(۱۶) بے عشقِ وفا، جانتے ہیں، لغزشِ پا تک — اے شمع! تجھے دعویِ ثابت قدمی ہے — ص ۱۰۶

(۱۷) ذوقِ راحت اگر احرامِ تپش ہو جوں شمع — پاے خوابیدہ بہ دل جوئیِ شبگیر آوے — ص ۱۱۳

(۱۸) پوچھے ہے کیا معاشِ جگر تفتگانِ عشق — جوں شمع آپ اپنی وہ خوراک ہو گئے — ص ۱۳۳ [طبع ثانی]

(۱۹) شمع بجھتی ہے تو اس میں سے دُھواں اُٹھتا ہے — شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا میرے بعد — ص ۱۶۹

(۲۰) فروغِ حسن سے ہوتی ہے حلِ مشکلِ عاشق — نہ نکلے شمع کے پا سے، نکالے گر نہ خار آتش — ص ۱۷۳

(۲۱) غمِ ہستی کا اسدؔ کس سے ہو جز مرگ، علاج — شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک — ص ۱۷۵

(۲۲) رونقِ ہستی ہے عشقِ خانہ ویراں ساز سے — انجمن بے شمع ہے گر برق خرمن میں نہیں — ص ۱۸۵

(۲۳) کیا شمع کے نہیں ہیں ہوا خواہ اہلِ بزم؟ — ہو غم ہی جاں گداز تو غم خوار کیا کریں! — ص ۱۹۱

(۲۴) اُس شمع کی طرح سے، جس کو کوئی بجھا دے   میں بھی جلے ہوؤں میں ہوں داغِ ناتمامی   ص ۲۰۳

(۲۵) مجلسِ شعلہ عذاراں میں جو آ جاتا ہوں   شمع ساں میں تہِ دامانِ صبا جاتا ہوں   ص ۲۹۷

(۲۶) یہ رات بھر کا ہے ہنگامہ، صبح ہوتے تک   رکھو نہ شمع پہ اے اہلِ انجمن تکیہ   ص ۳۰۳

(۲۷) پروانے کا نہ غم ہو تو پھر کس لیے اسدؔ   ہر رات شمع شام سے لے تا سحر جلے   ص ۳۰۳

(۲۸) شمع آسا چہ سرِ دعوی و کو پائے ثبات؟   گلِ صد شعلہ بہ یک جیب شکیبائی ہے   ص ۱۰۳

دیکھیے ـــــ: (۲۹)، (۳۰) اک شمع [دوبار]۔ (۳۱)، (۳۲) تارِ شمع [دوبار]۔ (۳۳) تسکینِ شعلۂ شمع۔ (۳۴) رشتۂ ہر شمع۔ (۳۵) رنگِ روے شمع۔ (۳۶) زبانِ شمع۔ (۳۷) سرِ شمع۔ (۳۸)، (۳۹)، (۴۰) شعلۂ شمع [تین بار]۔ (۴۱) صورتِ شمع۔ (۴۲)، (۴۳) فانوسِ شمع [دوبار]۔ (۴۴) لبِ شمع۔ (۴۵) مثلِ شمع۔ (۴۶) مثلِ گلِ شمع۔ (۴۷) نخلِ شمع۔ (۴۸)، (۴۹) نہالِ شمع [دوبار]۔ (۵۰)، (۵۱) ہر شمع [دوبار]۔

شمعِ آئینہ: دیکھیے: خارِ شمع آئینہ۔

شمعِ انجمنِ کبریا: فروغِ جوہرِ ایماں حسین ابنِ علی   کہ شمعِ انجمنِ کبریا کہیں اُس کو   ص ۲۸۵

شمعِ بالیں: (۱) پیامِ تعزیت پیدا ہے اندازِ عیادت سے   شبِ ماتم تہِ دامانِ دود شمعِ بالیں ہے   ص ۸۹

(۲) عیادت سے زبس ٹوٹا ہے دل یارانِ غمگیں کا   نظر آتا ہے موے شیشہ رشتہ شمعِ بالیں کا   ص ۴۸

(۳) خوشا اقبالِ رنجوری! عیادت کو تم آئے ہو   فروغِ شمعِ بالیں: طالعِ بیدارِ بستر ہے   ص ۲۱۲

شمعِ بزمِ بے خودی: یہاں نفس کرتا تھا روشن شمعِ بزمِ بے خودی   جلوۂ گل وہاں بساطِ صحبتِ احباب تھا   ص ۱۳۵

شمعِ بزمِ سخن سرائی: کل وہ سرگرمِ خود نمائی تھے   شمعِ بزمِ سخن سرائی تھے   ص ۲۶۷

شمعِ جادہ: مجنوں! فسونِ شعلہ خرامی فسانہ ہے   ہے شمعِ جادہ داغِ طمعِ وطن ہنوز   ص ۴۲

شمعِ حرم: دیکھیے: تہِ بالِ شمعِ حرم۔

شمعِ خانۂ دل: کہوں کیا گرم جوشی مے کشی میں شعلہ رویاں کی   کہ شمعِ خانۂ دل آتشِ مے سے فروزاں کی   ص ۷۶

شمعِ خلوت خانہ: (۱) برق سامانِ نظر ہے جلوۂ بیباکِ حسن   شمعِ خلوت خانہ کیجے، ہرچہ بادا باد، گل   ص ۵۲

(۲) بس کہ وہ چشم و چراغِ محفلِ اغیار ہے   چپکے چپکے جلتے ہیں جوں شمعِ خلوت خانہ ہم   ص ۵۳

(۳) دیکھیے: زبانِ شمعِ خلوت خانہ۔

شمعِ خیال آباد: ہے تصور صافیِ قطعِ نظر از غیرِ یار   لختِ دل سے لاوے ہے شمعِ خیال آباد، گل   ص ۵۲

شمعِ رو: وقتِ شب اُس شمع رو کے شعلۂ آواز پر   گوشِ نسریں عارضیاں پروانۂ محفل ہوا   ص ۲۹

شمع رویاں: دریغ! آہِ سحر گہ کارِ بادِ صبح کرتی ہے   کہ ہوتی ہے زیادہ سرد مہری شمع رویاں کی   ص ۷۶

شمع رویوں: شمع رویوں کی سر انگشتِ حنائی دیکھ کر   غنچۂ گل پر فشاں پروانہ آسا جل گیا   ص ۲۰

شمعِ سحرگہی: دیکھیے: پیچ و تابِ رشتۂ شمعِ سحرگہی۔

شمعِ سخن: دیکھیے: حُسنِ فروغِ شمعِ سخن۔

شمعِ سرِ مزار: زندۂ شوقِ شعر کو ایک، چراغِ انجمن   کشتۂ ذوقِ شعر کو شمعِ سرِ مزار، ایک   ص ۲۹۶

شمعِ سیہ خانۂ لیلیٰ: نفسِ قیس کہ ہے چشم و چراغِ صحرا   گر نہیں شمعِ سیہ خانۂ لیلیٰ، نہ سہی   ص ۲۰۹

شمعِ شبستانِ بہار: فیض سے تیرے ہے اے شمعِ شبستانِ بہار!   دلِ پروانہ چراغاں، پرِ بلبل گلزار   ص ۱۳۳

شمعِ شبستاں: عذارِ یار نظر بندِ چشمِ گریاں ہے   عجب کہ پرتوِ خُور شمعِ شبستاں ہے   ص ۱۰۲

شمعِ ظہور: دیکھیے: پروانۂ تجلیِ شمعِ ظہور۔

شمعِ قبرِ کشتگاں: ہے سوادِ خط، پریشاں موئے اہلِ عزا   خامہ میرا شمعِ قبرِ کشتگاں کا دودہ ہے   ص ۱۰۳

شمعِ کافوری: نہ دیکھیں روئے یک دل سرد غیر از شمعِ کافوری   خدایا! اس قدر بزمِ اسد گرمِ تماشا ہو   ص ۶۷

شمعِ کشتہ: (۱) اے اضطراب سرکش! یک سجدہ وار تمکیں   میں بھی ہوں شمعِ کشتہ، گر داغ خوںبہا ہے   ص ۹۳

(۲) جاتا ہوں داغِ حسرتِ ہستی لیے ہوئے   ہوں شمعِ کشتہ، درخورِ محفل نہیں رہا   ص ۱۵۳

(۳)، (۴) دیکھیے: دودِ شمعِ کشتہ [دو بار]۔

شمعِ کشتۂ گل: دودِ شمعِ کشتۂ گل۔

شمعِ ماتم خانہ: (۱) دود کو آج اُس کے ماتم میں سیہ پوشی ہوئی   وہ دلِ سوزاں کہ کل تک شمعِ ماتم خانہ تھا   ص ۲۵

(۲) غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفس   برق سے کرتے ہیں روشن شمعِ ماتم خانہ ہم   ص ۱۷۷

شمعِ مجلسِ تقریر: دیکھیے: سوزِ شمعِ مجلسِ تقریر۔

شمعِ محفل: دیکھیے: گدازِ شمعِ محفل۔

شمعِ محفلِ خوباں: دیکھیے: نیرنگی ہائے شمعِ محفلِ خوباں۔

شمع و گل: بزم: داغِ طرب و باغ: کشاوِ پر رنگ — شمع و گل تا کے و پروانہ و بلبل تا چند؟ ص ۲۹

[آٹھ بار بہ طور ردیف، ص ۱۷۳]:

زخ نگار سے ہے سوزِ جاودانیِ شمع — ہوئی ہے آتشِ گل آبِ زندگانیِ شمع

زبانِ اہلِ زباں میں ہے مرگ، خاموشی — یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانیِ شمع

کرے ہے صرف بہ ایمائے شعلہ قصہ تمام — بہ طرزِ اہلِ فنا ہے فسانہ خوانیِ شمع

غم اُس کو حسرتِ پروانہ کا ہے، اے شعلے! — ترے لرزنے سے ظاہر ہے ناتوانیِ شمع

ترے خیال سے روح اہتزاز کرتی ہے — بہ جلوہ ریزیِ باد و بہ پرفشانیِ شمع

نشاطِ داغِ غمِ عشق کی بہار نہ پوچھ — شگفتگی، ہے شہیدِ گلِ خزانیِ شمع

جلے ہے، دیکھ کے بالینِ یار پر مجھ کو — نہ کیوں ہو دل پہ مرے داغِ بدگمانیِ شمع

شمعیں: جو ے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شامِ فراق — میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہو گئیں ص ۱۹۱

شمول[1]: مرا شمول ہر اک دل کے پیچ و تاب میں ہے — میں مدعا ہوں تپشِ نامۂ تمنا کا ص ۱۷

شمولِ عبارت آرائی: سالِ ہجری تو ہو گیا معلوم — بے شمولِ عبارت آرائی ص ۲۶۲

شمیم[2] نوبہار: جانِ وفا پرست کو ایک، شمیمِ نوبہار — فرقِ ستیزہ مست کو ابرِ تگرگ بار، ایک ص ۲۹۷

شا[3]: دیکھیے: دل و دستِ شا۔

شناسائی[4]: دیکھیے: عذرِ شناسائی۔

شناور[5]: ابھی ہم قتل گہ کا دیکھنا آساں سمجھتے ہیں — نہیں دیکھا شناور جوے خوں میں تیرے توسن کو ص ۱۹۸

شگرفی[6]: دیکھیے: جلوۂ شگرفی۔

شنود[7]: دیکھیے ـــــــ: (۱) دماغِ منتِ گفت و شنود۔ (۲) فریبِ کشورِ گفت و شنود۔

شنیدن[8]: (۱) یارِ معذورِ تغافل ہے، عزیزاں! شفقتے — نالۂ بلبل بہ گوشِ دل شنیدن منع ہے ص ۱۳

---

[1] شمول : دو بار [مفرد: ایک بار]۔

[2] شمیم : ایک بار [مرکب]۔

[3] شا : ایک بار [مرکب]۔

[4] شناسائی : ایک بار [مرکب]۔

[5] شناور : ایک بار۔

[6] شگرفی : ایک بار [مرکب]۔

[7] شنود : دو بار [مرکب]۔

[8] شنیدن : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

(۲) آگہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے — مدعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا ص ١٣٢

شوال[1]: دیکھیے: عیدِ شوال۔

شوخ[2]: (۱) عکسِ رخِ افروختہ تھا تصویر بہ پشتِ آئینہ — شوخ نے وقتِ حُسن طرازی تمکیں سے آرام کیا ص ٢٦

(۲) کیا کس شوخ نے ناز از سرِ تمکیں نشستن کا — کہ شاخِ گل کا خم، انداز ہے بالیں شکستن کا ص ٢٧

(۳) مگر وہ شوخ ہے طوفاں طرازِ شوقِ خوں ریزی — کہ در بحرِ کماں بالیدہ موجِ تیر ہے پیدا ص ٣٠

(۴) حیرت نگاہ برق، تماشا بہار شوخ — در پردۂ ہوا پرِ تسمل ہے آئنہ ص ٧٠

(۵) شوخ ہے مثلِ حباب از خویش بیروں آمدن — ہے گریباں گیرِ فرصت ذوقِ عریانی مجھے ص ٨٦

(۶) وہ شوخ اپنے حُسن پہ مغرور ہے اسدؔ! — دکھلا کے اُس کو آئنہ توڑا کرے کوئی ص ٨٨

(۷) ہم تھے مرنے کو کھڑے، پاس نہ آیا نہ سہی — آخر اُس شوخ کے ترکش میں کوئی تیر بھی تھا ص ١٥٩

(۸) مُنہ نہ کھلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہیں — زلف سے بڑھ کر نقاب اُس شوخ کے مُنہ پر کھلا ص ١٦١

(۹) دیکھیے لاتی ہے اُس شوخ کی نخوت کیا رنگ — اُس کی ہر بات پہ ہم "نامِ خدا" کہتے ہیں ص ١٨٨

(۱۰) ہے اُس شوخ سے آزردہ ہم چندے تکلف سے — تکلف برطرف، تھا ایک اندازِ جنوں وہ بھی ص ٢٠٢

(۱۱) بہار شوخ و چمن تنگ و رنگِ گل دل چسپ — نسیم باغ سے پا در حنا نکلتی ہے ص ٢٥٢

دیکھیے——: (۱۲)، (۱۳) بتانِ شوخ [دوبار]۔ (۱۴) جفا شوخ۔ (۱۵) طفلِ شوخ غنچۂ گل۔ (۱۶) سیہ مستی چشمِ شوخ۔ (۱۷) معشوقِ شوخ۔

شوخِ تندخو: نہ شعلے میں یہ کرشمہ، نہ برق میں یہ ادا — کوئی بتاؤ کہ وہ شوخِ تند خو کیا ہے؟ ص ٢٢١

شوخِ دوعالم شکار: صبحِ قیامت ایک دُمِ گرگ تھی اسدؔ — جس دشت میں وہ شوخِ دوعالم شکار تھا ص ١٧

شوخِ سیم تن: مزا ملے کہو کیا خاک ساتھ سونے کا — رکھے جو بیچ میں وہ شوخِ سیم تن تکیہ ص ٢٠٣

شوخی[3]: (۱) اُس کی شوخی سے، بہ حیرت کدۂ نقشِ خیال — فکر کو حوصلۂ فرصتِ ادراک نہیں ص [illegible]

(۲) بہ عجز آبادِ وہمِ مدعا، تسلیمِ شوخی ہے — تغافل کو نہ کر مغرورِ تمکیں آزمائی کا ص ١٦

---

۱ شوال : ایک بار [مرکب]۔

۲ شوخ : بیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: نو بار]۔

۳ شوخی : پچپن بار [مفرد: سات بار، مرکب: اڑتالیس بار]۔

(۳) شوخی تری کہہ دیتی ہے احوال ہمارا — رازِ دلِ صد پارہ کی ہے پردہ درِ انگشت — ص۳۲

(۴) نکلی ہے تپش میں بسملوں کی، برق کی شوخی — غرض اب تک خیالِ گرمیِ رفتار قاتل ہے — ص۷۷

(۵) جنوں افسردہ وجاں ناتواں، اے جلوہ! شوخی کر — گئی یک عمر خودداری بہ استقبالِ رعنائی — ص۹۲

(۶) اُنھیں منظور اپنے زخمیوں کا دیکھ آنا تھا — اُٹھے تھے سیرِ گل کو، دیکھنا شوخی بہانے کی — ص۲۰۳

(۷) تمثال میں تیری ہے وہ شوخی کہ بہ صد ذوق — آئینہ بہ اندازِ دلِ آغوش کشا ہے — ص۲۱۹

دیکھیے ———:(۸) آئنہ شوخی۔(۹) باوصفِ شوخی۔(۱۰) کاوشِ شوخی۔

شوخیِ ابرو: سازِ ایماے فن ہے عالمِ پیری اسدؔ — قامتِ خم سے ہے حاصل شوخیِ ابرو مجھے — ص۷۸

شوخیِ ابروے یار: دیکھیے: محوِ شوخیِ ابروے یار۔

شوخیِ اشکِ جگرگوں: اسدؔ! ہے آج مژگانِ تماشا کی حنا بندی — چراغانِ نگاہ و شوخیِ اشکِ جگرگوں ہے — ص۱۱۴

شوخیِ اظہار: شوخیِ اظہار غیر از وحشتِ مجنوں نہیں — لیلیِ معنی اسدؔ! محمل نشینِ راز ہے — ص۸۴

شوخیِ اعضا: بہ ذوقِ شوخیِ اعضا تکلف، بار بستر ہے — معافِ پیچ و تابِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے — ص۸۵

شوخیِ اندیشہ: نہ لائی شوخیِ اندیشہ تابِ رنجِ نومیدی — کفِ افسوس ملنا، عہدِ تجدیدِ تمنا ہے — ص۲۲۰

شوخیِ ایجادِ صدا: آہنگِ عدم نالہ بہ کہسار گرو ہے — ہستی میں نہیں شوخیِ ایجادِ صدا ہیچ — ص۳۶

شوخیِ ایمانِ زاہد: چاہے گر جنت، جز آدم وارثِ آدم نہیں — شوخیِ ایمانِ زاہد سستیِ تدبیر ہے — ص۹۵

شوخیِ بارش: لے زمیں سے آسماں تک فرش تھیں بیتابیاں — شوخیِ بارش سے مہ، فوارۂ سیماب تھا — ص۱۵

شوخیِ بالِ نفس: گر تب آسودۂ مژگاں تصرف وا کرے — رشتۂ پا شوخیِ بالِ نفس پیدا کرے — ص۱۰۱

شوخیِ تاثیر: دیکھیے: برخود غلطِ شوخیِ تاثیر۔

شوخیِ تحریر: نقش، فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا؟ — کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا — ص۱۳۲

شوخیِ تقریبِ نالہ: دیکھیے: کمینِ شوخیِ تقریبِ نالہ۔

شوخیِ چشمِ حبیب: شوخیِ چشمِ حبیب فتنۂ ایام ہے — قسمتِ بختِ رقیب گردشِ صد جام ہے — ص۹۹

شوخیِ حسن وعشق: شوخیِ حسن و عشق ہے آئنہ دارِ ہم دگر — خار کو بے نیام جان، ہم کو برہنہ پا سمجھ — ص۴۳

شوخیِ خاشاک: مژہ پہلوے چشم اے جلوۂ ادراک! باقی ہے — ہوا وہ شعلہ داغ اور شوخیِ خاشاک باقی ہے — ص۱۰۷

شوخیِ خوباں: دیکھیے: خیالِ شوخیِ خوباں۔

شوخیِ داغِ کہن: دیکھیے: گل فروشِ شوخیِ داغِ کہن۔

شوخیِ دعویٰ: دیکھیے: پامالِ شوخیِ دعویٰ۔

شوخیِ دنداں: دیکھیے: عرضِ نازِ شوخیِ دنداں۔

شوخیِ رفتار: سرشک آشفتہ سر تھا قطرہ زن مژگاں سے جانے میں
رہے یہاں شوخیِ رفتار سے پا آستانے میں ص۵۸

شوخیِ رفتارِ باغ: کون آیا، جو چمن بیتابِ استقبال ہے؟
جنبشِ موجِ صبا، ہے شوخیِ رفتارِ باغ ص۴۸

شوخیِ رگِ یاقوت: حیراں ہوں شوخیِ رگِ یاقوت دیکھ کر
یہاں ہے صحبتِ خس و آتش برآر ہے ص۹۰

شوخیِ رنگِ حنا: شوخیِ رنگِ حنا خونِ وفا سے کب تک؟
آخر اے عہد شکن تو بھی پشیماں نکلا! ص۳

شوخیِ ساقیِ مست: دیکھیے: محمل بہ دوشِ شوخیِ ساقیِ مست۔

شوخیِ سوزن: فالِ ہستی، خار خارِ وحشتِ اندیشہ ہے
شوخیِ سوزن ہے ساماں پیرہن کی فکر میں ص۳۳

شوخیِ صد رنگ نقش: سادگی یک خیال شوخیِ صد رنگ نقش
حیرتِ آئینہ ہے جیبِ تامّل ہنوز ص۳۳

شوخیِ عرضِ مطالب: شوخیِ عرضِ مطالب میں ہے گستاخِ طلب
ہے ترے حوصلۂ فضل پہ از بس کہ یقیں ص۱۳۵

شوخیِ عنواں: ہستی، فریبِ نامۂ موجِ سراب ہے
یک عمر نازِ شوخیِ عنواں اُٹھائیے ص۴۲

شوخیِ فریاد: شوخیِ فریاد سے ہے پردۂ زنبور، گل
کسوتِ ایجادِ بلبل خار خارِ نغمہ ہے ص۸۷

شوخیِ قاتل: دیکھیے: پشتِ چشمِ شوخیِ قاتل۔

شوخیِ گفتارِ دوست: دیکھیے: بیانِ شوخیِ گفتارِ دوست۔

شوخیِ گلگونہ آرائی: فسونِ حُسن سے ہے شوخیِ گلگونہ آرائی
بہار اُس کی کفِ مشاطہ میں بالیدنی جانے ص۱۱۵

شوخیِ لیلیٰ: زبس دوشِ رمِ آہو پہ ہے محمل تمنا کا
جنونِ قیس سے بھی شوخیِ لیلیٰ نمایاں ہے ص۸۱

شوخیِ مژگاں: (۱) خوابِ جمعیتِ محمل ہے پریشاں مجھ سے
رگِ بستر کو ملی شوخیِ مژگاں مجھ سے ص۸۳

(۲) دیکھیے: پاسِ شوخیِ مژگاں۔

شوخیِ مضرابِ جولاں: شوخیِ مضرابِ جولاں آبیارِ نغمہ ہے
برگ ریزِ ناخنِ مطرب بہارِ نغمہ ہے ص۸۶

شوخیِ مطلب: دیکھیے ـــــ: (۱) بے دماغِ شوخیِ مطلب۔ (۲) داغِ شوخیِ مطلب۔

شوخیِ موجِ صبا: بے وحشتِ جنونِ بہار اِس قدر کہ ہے ‌ بالِ پری بہ شوخیِ موجِ صبا گرو ص۶۹

شوخیِ ناز: دیکھیے: حیرت کدۂ شوخیِ ناز۔

شوخیِ نغمۂ بیدلؔ: جوشِ فریاد سے لوں گا دیتِ خواب، اسدؔ ‌ شوخیِ نغمۂ بیدلؔ نے جگایا ہے مجھے ص۱۰۸

شوخیِ نیرنگ: شوخیِ نیرنگ صیدِ وحشتِ طاؤس ہے ‌ دامِ سبزے میں ہے پروازِ چمن تسخیر کا ص۱۱

شوخی واندازِ حسن: صفا و شوخی و اندازِ حُسن پا بہ رکاب ‌ خطِ سیاہ سے ہے گردِ کارواں پیدا ص۴۴۶

شوخیِ وحشت: شب کہ ذوقِ گفتگو سے تیری، دل بیتاب تھا ‌ شوخیِ وحشت سے افسانہ، فسونِ خواب تھا ص۱۵

شور[1]: (۱) شور ہے کس بزم کی عرضِ جراحت خانہ کا ‌ صبح، یک زخمِ نمک سودِ چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

دیکھیے ـــــــ: (۲) اک شور۔ (۳) سرِ پُرشور۔ (۴) شرحِ شورِ آرزو۔

شورِ اوہام: شورِ اوہام سے مت ہو شبِ خونِ انصاف ‌ گفتگو بے مزہ و زخمِ تمنّا نمکیں ص۸

شورِ پندِ ناصح: شورِ پندِ ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا ‌ آپ سے کوئی پوچھے تم نے کیا مزا پایا؟ ص۱۳۳

شورِ تماشا: (۱) وحشتِ خوابِ عدم شورِ تماشا ہے اسدؔ! ‌ جو مژہ جوہر نہیں آئینۂ تعبیر کا ص۱۱

(۲) دیکھیے: وحشتِ تماشا۔

شورِ تمثال: شورِ تمثال ہے جس رشکِ چمن کا یارب! ‌ آئنہ، بیضۂ بلبل نظر آتا ہے مجھے ص۸۸

شورِ جنوں: (۱) کرنے نہ پائے ضعف سے شورِ جنوں اسدؔ! ‌ اب کے بہار کا یونہی گزرا برس تمام ص۵۵

(۲) دیکھیے: ماتمِ بے ربطیِ شورِ جنوں۔

شورِ جولاں: شورِ جولاں تھا کنارِ بحر پر کس کا؟ کہ آج ‌ گردِ ساحل، ہے بہ زخمِ موجۂ دریا، نمک ص۱۶۵

شورِ حشر: شورِ حشر اُس فتنہ قامت کے حضور ‌ سایہ آسا ہو گیا ہے پایمال ص۵۱

شورِ رسوائیِ دل: شورِ رسوائیِ دل دیکھ کہ یک نالۂ شوق ‌ لاکھ پردے میں چھپا، پر وہی عریاں نکلا ص۳

شورِ سودائے خط وخال: دل تو دل وہ دماغ بھی نہ رہا ‌ شورِ سودائے خط و خال کہاں! ص۱۸۲

شورِ قیامت: جلوہ زارِ آتشِ دوزخ ہمارا دل سہی ‌ فتنۂ شورِ قیامت کس کی آب وگِل میں ہے؟ ص۲۳۲

شورِ محشر: (۱) وائے! واں بھی شورِ محشر نے نہ دم لینے دیا ‌ لے گیا تھا گور میں ذوقِ تن آسانی مجھے ص۲۳۲

---

[1] شور : انیس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: اٹھارہ بار]۔

(۲) دیکھیے: سراغِ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر۔

شورِ وحشت: نہ اوروں کی سنتا، نہ کہتا ہوں اپنی — سرِ خستہ و شورِ وحشت سلامت ص ۳۳

شورش[1]: ہوا شرمِ تہی دستی سے وہ بھی سرنگوں آخر — بس اے زخمِ جگر! اب دیکھ لی شورش نمک داں کی ص ۷۷

شورشِ باطن: (۱) شورشِ باطن سے یہاں تک مجھ کو غفلت ہے کہ آہ! — شیونِ دل، یک سرود خانۂ ہمسایہ ہے ص ۱۰۳

(۲) شورشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یہاں — دل، محیطِ گریہ و لب، آشنائے خندہ ہے ص ۲۱۵

شوریدہ[2]: دیکھیے ———: (۱) دلِ شوریدۂ غالبؔ۔ (۲)، (۳) سرِ شوریدہ [دوبار]۔

شوریدہ حال: دیکھیے: غالبؔ شوریدہ حال۔

شوریدگی: شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبالِ دوش — صحرا میں اے خدا! کوئی دیوار بھی نہیں ص ۱۸۳

شوق[3]: (۱) کس قدر فکر کو ہے نالِ قلم موئے دماغ — کہ ہوا خونِ نگہ شوق میں نقشِ تمکیں ص ۸

(۲) اسدؔ! جس شوق ذرّے کے تپش فرسا ہوں روزن میں — جراحت ہائے دل سے جوہرِ شمشیر ہے پیدا ص ۳۰

(۳) حُسنِ افسردہ دلی ہا رنگی — شوق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں ص ۵۸

(۴) ہاتھ پر ہو ہاتھ تو دردِ تاسّف ہی سہی — شوق مفتِ زندگی ہے اے بہ غفلت مُردگاں! ص ۶۶

(۵) اے بر سرابِ حُسنِ خلق تشنۂ سعیِ امتحاں — شوق کو منفعل نہ کر، ناز کو التجا سمجھ ص ۷۲

(۶) کلفتِ ربطِ این و آں غفلتِ مدعا سمجھ — شوق کرے جو سرگراں، محملِ خوابِ پا سمجھ ص ۷۳

(۷) شوق ہر رنگ رقیبِ سروساماں نکلا — قیس، تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا ص ۱۳۲

(۸) گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا — گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا ص ۱۳۷

(۹) شوق ہے ساماں طرازِ نازشِ اربابِ عجز — ذرّہ، صحرا دستگاہ و قطرہ، دریا آشنا ص ۱۳۹

(۱۰) وا کر دیے ہیں شوق نے بندِ نقابِ حُسن — غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا ص ۱۵۳

(۱۱) گرترے میں ہو خیال، وصل میں شوق کا زوال — موجِ محیطِ آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں ص ۱۶۸

(۱۲) شوق اس دشت میں دوڑائے ہے مجھ کو کہ جہاں — جادہ، غیر از نگہِ دیدۂ تصویر نہیں ص ۱۸۲

---

[1] شورش : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔

شوریدگی : ایک بار۔

[2] شوریدہ : چار بار [مرکب]۔

[3] شوق : تراسی بار [مفرد: سترہ بار، مرکب: چھیاسٹھ بار]۔

(۱۳) خارِ خارِ الم حسرتِ دیدار تو ہے　　شوق گلچینِ گلستانِ تسلی نہ سہی　　ص ۲۰۹

(۱۴) شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جائیے　　دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہے　　ص ۲۲۱

(۱۵) پھر شوق کر رہا ہے خریدار کی طلب　　عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں کیے ہوئے　　ص ۲۲۶

(۱۶) نے نے کیا ہے حُسنِ خود آرا کو بے حجاب　　اے شوق! ہاں، اجازتِ تسلیم ہوش ہے　　ص ۲۳۰

(۱۷) واہ بے لڑکے! پڑھی اچھی غزل　　شوق ابھی سے ہے تجھے اشعار کا　[قادر نامہ]

دیکھیے ــــــ: (۱۸) آتش موے دماغِ شوق۔ (۱۹) آئینۂ یک پرتوِ شوق۔ (۲۰) اہلِ شوق۔ (۲۱) بقدرِ شوق۔ (۲۲) بلیدِ شوق۔ (۲۳) پیمانۂ وسعت کدۂ شوق۔ (۲۴) پیچشِ شوق۔ (۲۵) تپش آبادِ شوق۔ (۲۶) تشنگیِ شوق۔ (۲۷) جذبۂ شوق۔ (۲۸) جُراتِ شوق۔ (۲۹) جنونِ شوق۔ (۳۰) حیرت آبادِ تغافل ہاے شوق۔ (۳۱) داستانِ شوق۔ (۳۲) دیوانگیِ شوق۔ (۳۳)، (۳۴) راہِ شوق [دوبار]۔ (۳۵) سبقِ شوق۔ (۳۶) سجدۂ شوق۔ (۳۷) سرگریِ شوق۔ (۳۸) شرحِ شوق۔ (۳۹) صرصرِ شوق۔ (۴۰) ضبطِ شوق۔ (۴۱) طالعِ شوق۔ (۴۲) غبارِ شوق۔ (۴۳) غفلتِ ہمّتِ شوق۔ (۴۴) فرسودۂ پروازِ شوق۔ (۴۵) فرصتِ کاروبارِ شوق۔ (۴۶) کفنِ کشتگانِ شوق۔ (۴۷) گل بازیِ اندیشۂ شوق۔ (۴۸) محتسبِ شوق۔ (۴۹) مقطعِ سلسلۂ شوق۔ (۵۰) نامۂ شوق۔ (۵۱) نشانِ بے قرارِ شوق۔ (۵۲)، (۵۳) نگاہِ شوق [دوبار]۔ (۵۴)، (۵۵) واماندگیِ شوق [دوبار]۔ (۵۶) وفورِ شوق۔ (۵۷) یک رہِ خوابیدۂ شوق۔ (۵۸) یک نالۂ شوق۔

شوقِ بلبل:　کوہ و صحرا ہمہ معموریِ شوقِ بلبل　راہِ خوابیدہ ہوئی خندۂ گل سے بیدار　ص ۳۲

شوقِ بہ بیاباں زدہ:　دیکھیے: سرشاریِ شوقِ بہ بیاباں زدہ۔

شوقِ بہار دید:　دیکھیے: بسملِ شوقِ بہار دید۔

شوقِ بیباک:　دیکھیے: تمثالِ شوقِ بیباک۔

شوقِ بے پروا:　شوقِ بے پروا کے ہاتھوں مثلِ سازِ نادرست　کھینچتا ہے آج نالے خارج از آہنگِ دل　ص ۵۳

شوقِ خروش آمادہ:　دیکھیے: وحشتِ شوقِ خروش آمادہ۔

شوقِ خوں ریزی:　دیکھیے: طوفاں طرازِ شوقِ خوں ریزی۔

شوقِ دلِ حریص:　ہوا وصال سے شوقِ دلِ حریص زیادہ　لبِ قدح پہ کفِ بادہ، جوشِ تشنہ لبی ہے　ص ۵۷

شوقِ دوجہاں ریگِ رواں: دیکھیے: مایۂ شوقِ دوجہاں ریگِ رواں۔

شوقِ دویدہ: دیکھیے: دامنِ شوقِ دویدہ۔

شوقِ دیدار: (۱) ساغرِ جلوۂ سرشار ہے ہر ذرّۂ خاک — شوقِ دیدار بلا آئنہ ساماں نکلا ص۳۰

(۲) شوقِ دیدار میں گر تو مجھے گردن مارے — ہو نگہ مثلِ گُلِ شمع پریشاں مجھ سے ص۲۱۱

شوقِ رخسارِ فروزاں: نہاں ہے مردمک میں شوقِ رخسارِ فروزاں سے — سپندِ شعلہ نادیدہ صفت انداز جُستن کا ص۲۷

شوقِ رمیدہ: دیکھیے: دامنِ شوقِ رمیدہ۔

شوقِ ساقی: دیکھیے: خمارِ شوقِ ساقی۔

شوقِ سامان: شوقِ سامان فضولی ہے وگرنہ غالبؔ — ہم میں سرمایۂ ایجادِ تمنّا کب تھا ص۲۳

شوقِ شعر: دیکھیے: زندۂ شوقِ شعر۔

شوقِ طلب: دیکھیے: گرمیِ شوقِ طلب۔

شوقِ عناں گسل: شوقِ عناں گسل اگر درپئے جنوں ہوس کرے — جادۂ سیرِ دوجہاں یک مژہ خوابِ پا کجھ ص۴۲

شوقِ عناں گسیختہ: ہے چشمِ تر میں حسرتِ دیدار سے نہاں — شوقِ عناں گسیختہ، دریا کہیں جسے ص۲۱۸

شوقِ فضول: اُس لب سے مل ہی جائے گا بوسہ کبھی تو، ہاں — شوقِ فضول و جرأتِ رندانہ چاہیے ص۲۱۱

شوقِ منفعل: ہے ہے! خدا نخواستہ، وہ اور دشمنی! — اے شوقِ منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے! ص۲۰۵

شوقِ ناز: دیکھیے: پروازِ شوقِ ناز۔

شوقِ وصل: مرے دل میں ہے غالبؔ شوقِ وصل و شکوۂ ہجراں — خدا وہ دن کرے جو اُس سے میں یہ بھی کہوں وہ بھی ص۲۰۲

شوقِ یار: دیکھیے: آہنگِ شوقِ یار۔

شوکتِ[1] تحریر: دیکھیے: اندازِ شوکتِ تحریر۔

شوکتِ گل: دیکھیے: بارگہِ شوکتِ گل۔

شوکت وجاہ: پیش گاہِ حضور: شوکت و جاہ — خیر خواہِ جناب: دولت و دیں ص۲۸۰

شومیِ[2] طالع: شومیِ طالع سے ہوں ذوقِ معاصی میں اسیر — نامۂ اعمال ہے تاریکیِ کوکب مجھے ص۸۶

---

[1] شوکت : تین بار [مرتب]۔ [2] شومی : ایک بار [مرتب]۔

شہ[1]:	(۱) اُس کی اُمّت میں ہوں میں، میرے رہیں کیوں کام بند	واسطے جس شہ کے غالبؔ گنبدِ بے در کھلا	ص ۱۹۱
	(۲) ہوا ہے شہ کا مصاحب، پھرے ہے اِتراتا	وگرنہ شہر میں غالبؔ کی آبرو کیا ہے	ص ۲۳۲
	(۳) ہیں شہ میں صفاتِ ذوالجلالی باہم	آثارِ جلالی و جمالی باہم	ص ۲۵۳
	(۴) حق، شہ کی بقا سے خلق کو شاد کرے	تا شاہ شیوعِ دانش و داد کرے	ص ۲۵۳
	دیکھیے ـــــــ: (۵) اُستادِ شہ۔ (۶) توسنِ شہ۔ (۷) سکّۂ شہ۔		
شہِ احتشام:	دیکھیے: امیر شہِ احتشام۔		
شہِ دکن:	دیکھیے: داستانِ شہِ دکن۔		
شہِ زلزل سوار:	دیکھیے: بصید اندازِ شہِ زلزل سوار۔		
شہِ دیں:	تابِ سخن و طاقتِ غوغا نہیں ہم کو	ماتم میں شہِ دیں کے ہیں، سودا نہیں ہم کو	ص ۲۸۳
شہِ گل:	شہِ گل نے کیا جب بندوبستِ گلشن آرائی	عصائے سبزۂ نرگس کو دی خدمت نظارت کی	ص ۹۷
شہِ مظلوم:	دیکھیے: ماتمیانِ شہِ مظلوم۔		
شہِ والا:	ان بہم کے بیجوں کو کوئی کیا جانے	بھیجے ہیں جو ارمغاں شہِ والا نے	ص ۲۵۳
شہِ مرداں[2]:	دیکھیے: ذوالفقارِ شہِ مرداں۔		
شہزادہ[3]:	خوش ہوا اے بخت! کہ ہے آج ترے سر سہرا	باندھ شہزادہ جواں بخت کے سر پر سہرا	ص ۲۸۷
شہسوار[4]:	بختا اسدؔ! میں سرمۂ چشمِ رکابِ یار	آیا نہ میری خاک پہ وہ شہسوار، حیف!	ص ۴۹
شہاب الدین خاں[5]:	(۱) ہم نشیں تارے ہیں اور چاند شہاب الدین خاں	بزمِ شادی ہے فلک، کاہکشاں ہے سہرا	ص ۲۸۸
	(۲) اے روشنیِ دیدہ شہاب الدین خاں!	کتنا ہے، بتاؤ کس طرح سے رمضاں؟	ص ۳۱۳
شہادت[۱][6]:	گر شہادت آرزو ہے، نشے میں گستاخ ہو	بال شیشے کا، رگِ سنگِ فساں ہو جائے گا	ص ۲۰
	(۲) شہادت تھی مری قسمت میں جو دی تھی یہ خو مجھ کو	جہاں تلوار کو دیکھا، جھکا دیتا تھا گردن کو	ص ۱۹۹
	دیکھیے ـــــــ: (۳) ذوقِ تمنائے شہادت۔ (۴) نازِ شہادت۔		

---

[1] شہ : چودہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: دس بار]۔

[2] شہِ مرداں : ایک بار [مرکب]۔

[3] شہزادہ : ایک بار۔

[4] شہسوار : ایک بار۔

[5] شہاب الدین خاں : دو بار۔

[6] شہادت[۱]: چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔

شہادت[۱] [۲]: گرمی ہے زباں کی سبب سوختنِ جاں — ہر شمع شہادت کو ہے یہاں سر بسر انگشت — ص ۳۲

شہپر[۲]: کروں بیدادِ ذوقِ پرفشانی عرض، کیا قدرت! — کہ طاقت اڑ گئی، اُڑنے سے پہلے میرے شہپر کی — ص ۲۰۷

شہپرِ پرواز: ہر مو بدن پہ شہپرِ پرواز ہے مجھے — بیتابیِ دلِ تپش انگیز یک طرف — ص ۴۹

شہپرِ رنگ: بس کہ دوڑے ہے رگِ تاک میں خوں ہو ہو کر — شہپرِ رنگ سے ہے بال کشا موجِ شراب — ص ۱۶۳

شہپرِ مور: ہم عجز کا سفینہ بہ کنارِ بے دلی ہے — گر ایک شہپرِ مور کرے سازِ بادبانی — ص ۱۰

شہر[۳]: (۱) قیس بھاگا شہر سے، شرمندہ ہو کر، سوئے دشت — بن گیا تقلید سے میری یہ سودائی عبث — ص ۳۳

(۲) منقطع سلسلۂ شوق نہیں ہے یہ شہر — عزمِ سیرِ نجف و طوفِ حرم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

(۳) اُلجھتے ہو تم اگر دیکھتے ہو آئینہ — جو تم سے شہر میں ہوں ایک دو تو کیوں کر ہو — ص ۱۹۷

(۴) تم شہر میں ہو تو ہمیں کیا غم، جب اُٹھیں گے — لے آئیں گے بازار سے جا کر دل و جاں اور — ص ۱۴۰

(۵) ہوا ہے شہ کا مصاحب، پھرے ہے اِتراتا — وگرنہ شہر میں غالبؔ کی آبرو کیا ہے — ص ۲۳۲

(۶) رام پور اہلِ نظر کی ہے نظر میں وہ شہر — کہ جہاں ہشت بہشت آ کے ہوئے ہیں باہم — ص ۲۶۵

(۷) شہر میں کو بہ کو عبیر و گلال — باغ میں سو بہ سو گل و نسریں — ص ۲۸۰

(۸) شہر گویا نمونۂ گلزار — باغ گویا نگار خانۂ چیں — ص ۲۸۰

(۹) روز اِس شہر میں اک حکم نیا ہوتا ہے — کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے — ص ۳۰۵

(۱۰) شہر میں چھڑیوں کے میلے کی ہے بھیڑ — آج عالم اور ہے بازار کا — [قادرنامہ]

دیکھیے ــــــ: (۱۱) صد شہر چراغاں۔ (۱۲) ماتمِ یک شہر آرزو۔

شہرِ جولاں: بہار، در گروِ غنچہ شہرِ جولاں ہے — طلسمِ ناز بجز تنگیِ قبا معلوم! — ص ۵۳

شہرِ خموشاں: دیکھیے: طلسمِ شہرِ خموشاں۔

شہرِ دہلی: شہرِ دہلی کا ذرّہ ذرّۂ خاک — تشنۂ خوں ہے ہر مسلماں کا — ص ۲۶۰

شہر و سپاہ: دیکھیے: پناہِ شہر و سپاہ۔

---

۱ شہادت [۲]: ایک بار۔

۲ شہپر : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

۳ شہر : پندرہ بار [مفرد: دس بار، مرکب: پانچ بار]۔

شہرِ خموشاں : ایک بار [مرکب]۔

شہرت[۱]: (۱) وہ پردہ نشیں اور اسدؔ آئینۂ اظہار — شہرت چمن فتنہ و عنقا اری ہے — ص۱۰۶

(۲) عشق مجھ کو نہیں، وحشت ہی سہی — میری وحشت تری شہرت ہی سہی — ص۲۲۰

دیکھیے ——: (۳) رنگِ شہرت۔ (۴) ریشۂ شہرت۔ (۵) صدائے نغمۂ شہرت۔

شہرۂ[۲] تیزیِ شمشیرِ قضا: کبھی آجائے گی، کیوں کرتے ہو جلدی غالبؔ! — شہرۂ تیزیِ شمشیرِ قضا ہے تو سہی — ص۳۱۱

شہریار[۳]: دیکھیے: کوکبۂ شہریار۔

شہنشاہ[۴]: (۱) جامِ جہاں نما ہے شہنشاہ کا ضمیر — سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے — ص۱۲۵

(۲) وہ شہنشاہ کہ جس کی پئے تعمیرِ سرا — چشمِ جبریل ہوئی قالبِ خشتِ دیوار — ص۱۳۲

(۳) دیکھیے: لطف و عنایاتِ شہنشاہ۔

شہنشاہِ آسماں اورنگ: اے شہنشاہِ آسماں اورنگ! — اے جہاں دارِ آفتاب آثار! — ص۱۲۵

شہنشاہِ اُمم: دیکھیے: دولتِ دیدارِ شہنشاہِ اُمم۔

شہنشاہِ فلک منظرِ بے مثل و نظیر: اے شہنشاہِ فلک منظرِ بے مثل و نظیر! — اے جہاں دارِ کرم شیوۂ بے شبہ و عدیل! — ص۱۳۳

شہنشاہِ کواکب سپہِ مہرِ علم: اے شہنشاہِ کواکب سپہِ مہر علم! — تیرے اکرام کا حق کس سے ادا ہوتا ہے — ص۲۲۱

شہوار[۵]: دیکھیے: دُرِ شہوار۔

شہود[۶]: (۱) ہے غیب غیب جس کو سمجھتے ہیں ہم شہود — ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں — ص۱۸۹

(۲) دیکھیے: اصلِ شہود۔

شہور[۷]: شہور و سنین۔

شہید[۸]: (۱) داغِ ربطِ ہم ہیں اہلِ باغ گر گل ہو شہید — لالہ، چشمِ حسرت آلودِ چراغِ کشتہ ہے — ص۸۰

(۲) ہو کر شہیدِ عشق میں، پائے ہزار جسم — ہر موجِ گردِ راہ، مرے سر کو دوش ہے — ص۳۲۰

---

۱ شہرت : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکب: تین بار]۔
۲ شہرہ : ایک بار [مرکب]۔
۳ شہریار : ایک بار [مرکب]۔
۴ شہنشاہ : سات بار [مفرد: دو بار، مرکب: پانچ بار]۔
۵ شہوار : ایک بار [مرکب]۔
۶ شہود : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
۷ شہور : ایک بار [مرکب]۔
۸ شہید : دس بار [مفرد: دو بار، مرکب: آٹھ بار]۔
شہیداں : چار بار [مرکب]۔
شہیدوں : ایک بار۔

شہیدِ تشنہ لبِ کربلا: وہ، جس کے ماتمیوں پر ہے سلسبیل، سبیل — شہیدِ تشنہ لبِ کربلا کہیں اُس کو ص۲۸۵

شہیدِ جنبشِ ابروئے یار: بھونچال میں گرا تھا یہ آئینہ طاق سے — حیرت، شہیدِ جنبشِ ابروئے یار ہے ص۹۰

شہیدِ خندۂ گل: خرابِ نالۂ بلبل، شہیدِ خندۂ گل — ہنوز دعویِ تمکین و بیمِ رُسوائی ص۱۱۰

شہیدِ درد آگاہی: کرے کیا سازِ بینش وہ شہیدِ دردِ آگاہی — جسے موئے دماغِ بے خودی خوابِ زلیخا ہو ص۶۷

شہیدِ گل خزانیِ شمع: نشاطِ داغِ غمِ عشق کی بہار نہ پوچھ — شگفتگی، ہے شہیدِ گلِ خزانیِ شمع ص۱۶۳

شہیدِ ناتوانی: اگر آرزو رسا ہو پئے دردِ دل دوا ہو — وہ اجل کہ خوں بہا ہو بہ شہیدِ ناتوانی ص۱۰۱

شہیدِ وفا: (۱) علی الرّغمِ دُشمن شہیدِ وفا ہوں — مبارک مبارک! سلامت سلام! ص۱۶۳

(۲) دیکھیے: آرزوِ شہیدِ وفا۔

شہیداں: دیکھیے: خاکِ شہیداں۔

شہیدانِ گزشتہ: دیکھیے: حالِ شہیدانِ گزشتہ۔

شہیدانِ نفَس دُزدیدہ: دیکھیے: عزادارِ شہیدانِ نفَس دُزدیدہ۔

شہیدانِ نگہ: محابا کیا ہے؟ میں ضامن، اِدھر دیکھ — شہیدانِ نگہ کا خوں بہا کیا! ص۱۵۷

شہیدوں: اک خوں چکاں کفن میں کروڑوں بناو ہیں — پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی ص۲۳۳

شے[۱]: (۱)، (۲) ہر چند ہر ایک شے میں تو ہے — پر تجھ سی کوئی شے نہیں ہے ص۳۲۸

شیخ[۲]: وہ نہیں ہم کہ چلے جائیں حرم کو اے شیخ! — ساتھ حجاج کے اکثر کئی منزل آئے ص۳۱۲

شیخ جی: (۱) شیخ جی کعبے کا جانا معلوم! — آپ مسجد میں گدھا باندھتے ہیں ص۵۸

(۲) بیچارہ کتنی دور سے آیا ہے، شیخ جی! — کعبے میں کیوں دبائیں نہ ہم برہمن کے پانو ص۳۹۱

شیخ و برہمن: نہیں کچھ سُبحہ و زُنّار کے پھندے میں گیرائی — وفاداری میں شیخ و برہمن کی آزمائش ہے ص۲۲۴

شیدا[۳]: دیکھیے: داغِ طرفِ جگرِ عاشقِ شیدا۔

شیر[۴]: دیکھیے: دامنِ شیر۔

شیر افگنِ میدانِ قالی: اسدؔ! مت رکھ تعجب خر دماغی ہائے منعم کا — کہ یہ نامرد بھی شیر افگنِ میدانِ قالی ہے ص۷۹

شیرِ قالی: دیکھیے: ریشہ دارِ نیستانِ شیرِ قالی۔

شیری: دیکھیے: حریفِ شیر کیں۔

---

۱ شے : ایک بار۔

۲ شیخ : چار بار [مرتب: ایک بار]۔

۳ شیدا : ایک بار [مرتب]۔

۴ شیر : چار بار [مرتب]۔

شیر[1]: دیکھیے: جوے شیر۔

شیرازہ[2]: (۱) یک قدم وحشت سے درسِ دفترِ امکاں کھلا — جادہ، اجزاے دو عالم دشت کا شیرازہ تھا — ص۱۳۶

(۲) نظر میں ہے ہماری جادۂ راہِ فنا، غالبؔ! — کہ یہ شیرازہ ہے عالم کے اجزاے پریشاں کا — ص۱۵۷

(۳) دیکھیے: صرفِ شیرازہ [مزید دیکھیے: بے شیرازہ]۔

شیرازۂ اجزاے حواس: عشق: بے ربطیِ شیرازۂ اجزاے حواس — وصل: زنگارِ رخِ آئینۂ حُسنِ یقیں — ص۱۳۲

شیرازۂ اجزاے قدم: رفتار سے شیرازۂ اجزاے قدم باندھ — اے آبلے! محمل پئے صحراے عدم باندھ — ص۱۷

شیرازہ بندِ بے خودی: بہ رنگِ گل اگر شیرازہ بندِ بے خودی رہیے — ہزار آشفتگی مجموعۂ یک خواب ہو جاوے — ص۱۰۵

شیرازۂ دو عالم: موے دماغِ وحشت سر رشتۂ فنا ہے — شیرازۂ دو عالم یک آہِ نارسا ہے — ص۹۳

شیرازۂ صد آبلہ: اے جادے! بہ سر رشتۂ یک ریشہ دویدن — شیرازۂ صد آبلہ جوں سبحہ بہم باندھ — ص۱۷

شیرازۂ مژگاں: دیکھیے: رشتۂ شیرازۂ مژگاں۔

شیرازۂ وحشت: دیکھیے: ربطِ یک شیرازۂ وحشت۔

شیریں[3] [۱]: (۱) کتنے شیریں ہیں تیرے لب! کہ رقیب — گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۲) جاں لب پہ آئی تو بھی نہ شیریں ہوا دہن — از بس کہ تلخیِ غمِ ہجراں چشیدہ ہوں — ص۲۹۹

دیکھیے ——: (۳) بوسۂ لبِ شیریں۔ (۴) جانِ شیریں۔ (۵) خندۂ شیریں۔ (۶) میوہ ہاے تازۂ شیریں۔

شیریں بیانی: ہوگئی ہے غیر کی شیریں بیانی کارگر — عشق کا اُس کو گماں ہم بے زبانوں پر نہیں — ص۱۸۳

شیریں سخن: دیکھیے ——: (۱) خسروِ شیریں سخن۔ (۲) طوطیِ شیریں سخن۔

شیریں لباں: دیکھیے: قندِ بوسۂ شیریں لباں۔

شیریں[4] [۲]: (۱) ہم سخن تیشے نے فرہاد کو شیریں سے کیا — جس طرح کا کہ کسی میں ہو کمال، اچھا ہے — ص۲۳۹

(۲) مرگِ شیریں ہوگئی تھی کوہکن کی فکر میں — تھا حریرِ سنگ سے قطعِ کفن کی فکر میں — ص۹۳

دیکھیے ——: (۳) آئینۂ خوابِ گرانِ شیریں۔ (۴) کشتۂ افعیِ زلفِ سیہِ شیریں۔ (۵) گلگونِ شیریں۔

(۶) یک تمثالِ شیریں۔

---

۱ شیر : ایک بار [مرکب]۔

۲ شیرازہ : دس بار [مفرد: دو بار، مرکب: آٹھ بار]۔

۳ شیریں [۱] : دس بار [مفرد: دو بار، مرکب: آٹھ بار]۔

۴ شیریں [۲] : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔

شیرینی[1]:	جان میں ہوتی گر یہ شیرینی	[آم کے لیے]	ص ۱۳۰
شیرینیِ خواب آلودہ مژگاں:	بہ شیرینیِ خواب آلودہ مژگاں نشترِ زنبور	خود آرائی سے آئینہ طلسمِ مومِ جادو تھا	ص ۲۲
شیرہ[2]:	آتشِ گل پہ قند کا ہے قوام	شیرے کے تار کا ہے ریشہ نام [آم کے لیے]	ص ۱۳۱
شیرۂ انگور:	خمار ضبط سے بھی نشۂ اظہار پیدا ہے	تراوشِ شیرۂ انگور کی ہے مفتِ افشردن	ص ۲۲۹
شیشہ[3]: (۱)	گر شہادت آرزو ہے، نشے میں گستاخ ہو	بالِ شیشے کا، رگِ سنگِ فساں ہوجائے گا	ص ۲۰
	(۲) ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزاں ہے	کہ شیشہ نازک و صہبا ہے آبگینہ گداز	ص ۴۳
	(۳) افسردۂ تمکیں ہے نفَس گرمیِ احباب	پھر شیشے سے عطرِ شررِ سنگ نکالوں	ص ۶۱
	(۴) شیشہ شکستِ اعتبار، رنگ بہ گردشِ استوار	گر نہ مٹیں یہ کوہسار، آپ کو تو صدا سمجھ	ص ۷۳
	(۵) پری بہ شیشہ و عکسِ رُخ اندر آئینہ	نگاہِ حیرتِ مشاطہ خوں فشاں تجھ سے	ص ۱۱۴
	(۶) حال آنکہ ہے یہ سیلیِ خارا سے لالہ رنگ	غافل کو میرے شیشے پہ مے کا گمان ہے	ص ۲۰۳
	(۷) بزمِ مے وحشت کدہ ہے کس کی چشمِ مست کا؟	شیشے میں نبضِ پری پنہاں ہے موجِ بادہ سے	ص ۲۱۷
	(۸) پیوں شراب اگر خُم بھی دیکھ لوں دو چار	یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے!	ص ۲۲۲
	(۹) جس بزم میں کہ ہو اُنھیں آہنگِ مے کشی	وھاں آسمان شیشہ بنے، آفتاب جام	ص ۲۸۲
	(۱۰) بس کہ خوباں باغ کو دیتے ہیں وقتِ مے شکست	بال اُگ جاتا ہے شیشے کا رگِ گل کے تلے	ص ۴۵۴
	(۱۱) نہ چھوڑ محفلِ عشرت میں جائے مے کشاں! خالی	کمیں گاہِ بلا ہے ہو گیا شیشہ جہاں خالی	ص ۴۵۵

دیکھیے: (۱۲) رنگِ شیشہ۔ (۱۳) سنگِ شیشہ۔ (۱۴) غیرِ شیشہ۔ (۱۵)، (۱۶)، (۱۷) موے شیشہ [تین بار]۔

شیشہ ریزۂ حلبی:	چمن میں کس کی یہ برہم ہوئی ہے بزمِ تماشا؟	کہ برگ برگِ سمن، شیشہ ریزۂ حلبی ہے	ص ۷۵
شیشۂ آتشیں:	شیشۂ آتشیں رُخِ پُرنور	عرق از خطِ چکیدہ، روغنِ مور	ص ۳۱

شیشۂ بشکستہ: دیکھیے: لختِ لختِ شیشۂ بشکستہ۔

شیشۂ دل ہاے دوستاں: دیکھیے: دستِ شیشۂ دل ہاے دوستاں۔

شیشۂ ساعت: (۱)	گردِ رہ اُس کی بھریں شیشۂ ساعت میں اگر	ہر نفَس راہ میں ٹوٹے نفَسِ لیل و نہار	ص ۵
	(۲) نہ بھولا اضطرابِ دم شماری انتظار اپنا	کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا	ص ۱۵

---

۱ شیرینی : دوبار [مرکب: ایک بار]۔

۲ شیرہ : دوبار [مرکب: ایک بار]۔

۳ شیشہ : اٹھائیس بار [مفرد: نو بار، مرکب: انیس بار]۔

شیشے : ایک بار [بطور جمع]۔

(۳) دیکھیے: غبارِ شیشۂ ساعت۔

شیشۂ شراب: دیکھیے: پنبۂ شیشۂ شراب۔

شیشۂ مے: (۱) نغمہ ہا شاداب رنگ و سازہا مستِ طرب — شیشۂ مے، سرو سبز جویبار نغمہ ہے ص۲۱۳

دیکھیے ——: (۲) ریزۂ شیشۂ مے۔ (۳) ٹکڑے شیشۂ مے۔

شیشے: دیکھیے: شیشہ باز۔

شیشہ باز:[۱] ہیں بس کہ جوشِ بادہ سے شیشے اچھل رہے — ہر گوشۂ بساط ہے سر شیشہ باز کا ص۱۵۵

شیعی:[۲] دہری کیوں کر ہو جو کہ ہووے صوفی؟ — شیعی کیوں کر ہو ماوراء النہری! ص۳۱۳

شیعگی:[۳] دیکھیے: منصبِ شیعگی۔

شیفتہ:[۴] وحشت و شیفتہ اب مرثیہ کہویں شاید — مر گیا غالبؔ آشفتہ نوا، کہتے ہیں ص۱۸۸

شیوعِ[۵] دانش و داد: حق، شہ کی بقا سے خلق کو شاد کرے! — تا شاہ، شیوعِ دانش و داد کرے ص۲۵۳

شیون:[۶] (۱) یہ کیا وحشت ہے اے دیوانے؟ پیش از مرگ واویلا — رکھی بیجا بنائے خانۂ زنجیر شیون پر ص۳۱

(۲) قفس میں ہوں، گر اچھا بھی نہ جانیں میرے شیون کو — مرا ہونا برا کیا ہے نوا سنجانِ گلشن کو ص۱۹۸

شیونِ دل: شورشِ باطن سے یہاں تک مجھ کو غفلت ہے کہ آہ! — شیونِ دل، یک سرودِ خانۂ ہمسایہ ہے ص۱۰۳

شیونارائن:[۷] امیدوار عنایات شیونارائن — کہ آپ کا ہے نمک خوار اور دولت خواہ ص۲۷۸

شیوہ:[۸] (۱) ڈھول دھپا اُس سراپا ناز کا شیوہ نہیں — ہم ہی کر بیٹھے تھے غالبؔ پیش دستی ایک دن ص۱۷۹

(۲) اپنا وہ نہیں شیوہ کہ آرام سے بیٹھیں — اُس در پہ نہیں بار تو کعبے ہی کو ہو آئے ص۲۳۸

(۳) دیکھیے: جہاں دارِ کرم شیوہ۔

شیوۂ اہلِ نظر: دیکھیے: آبروے شیوۂ اہلِ نظر۔

شیوۂ عشق: دیکھیے: طرز آفرینِ شیوۂ عشق۔

شیوہ و انداز و ادا: حُسن میں حور سے بڑھ کر نہیں ہونے کے کبھی — آپ کا شیوہ و انداز و ادا اور سہی ص۳۱۱

---

۱ شیشہ باز : ایک بار۔
۲ شیعی : ایک بار۔
۳ شیعگی : ایک بار [مرکب]۔
۴ شیفتہ : ایک بار [مرکب]۔
۵ شیوع : ایک بار [مرکب]۔
۶ شیون : تین بار [مرکب: ایک بار]۔
۷ شیونارائن : ایک بار۔
۸ شیوہ : چھے بار [مطرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔

ص

صابون[1]:	فنا کرتی ہے زائل سرنوشتِ کلفتِ ہستی	سحر، از بہرِ شست وشوئے داغِ ماہ، صابوں ہے	ص۱۱۳
صاحِب[2]، صاحب:	(۱) وہ بات چاہتے ہو کہ جو بات چاہیے	صاحِب کے ہم نشیں کو کرامات چاہیے	ص۱۱۶
	(۲) ہے جو صاحِب کے کفِ دست پہ یہ چکنی ڈلی	زیب دیتا ہے، اسے جس قدر اچھا کہیے	ص۱۳۲
	(۳) آئینہ دیکھ، اپنا سا منہ لے کے رہ گئے	صاحِب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا!	ص۱۳۸
	[دوبار بہ طور ردیف، ص۲۳۹]:		
	(۴)،(۵) کوئی اس کا جواب دو صاحِب	سائلوں کا ثواب لو، صاحِب	
	(۶) دل لگا کر آپ بھی غالبؔ مجھی سے ہو گئے	عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحِب مجھے	ص۲۱۳
صاحب خانہ:	دیکھیے: نامِ صاحب خانہ۔		
صاحب دُکانی:	چار سوئے عشق میں صاحب دُکانی مفت ہے	نقد ہے داغِ دل اور آتش زبانی مفت ہے	ص۱۱۳
صاحب دلاں:	دیکھیے: مُردنِ صاحب دلاں۔		
صاحب دل ہا:	اے اسدؔ! مایوس مت ہو از درِ شاہِ نجف	صاحب دل ہا وکیلِ حضرت اللہ ہے	ص۲۵۶
صاحب دوتاں:	دیکھیے: احسانِ صاحب دوتاں۔		
صاحب سرمایہ:	خوئے شرمِ سرد بازاری، ہے سیلِ خانماں	ہے اسدؔ نقصاں میں مفت اور صاحب سرمایہ تو	ص۶۹
صاحب شاخ و برگ و بار:	صاحب شاخ و برگ و بار ہے آم	ناز پروردۂ بہار ہے آم	ص۱۳۱

---

[1] صابون : ایک بار۔

[2] صاحب : چودہ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: آٹھ بار]۔

صاحبِ عالی مقام: سو یہ نظر فروز قلم دان نذر ہے — مسطر کو ان صاحبِ عالی مقام کی — ص۲۶۳

صاحبقرانی[۱]: تم کرو صاحبقرانی، جب تلک — ہے طلسمِ روز و شب کا در کھلا — ص۱۳۱

صادق[۲]: صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ خدا گواہ! — کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے — ص۱۲۵

صاعقہ[۳]: ہے صاعقہ و شعلہ و سیماب کا عالم — آنا ہی سمجھ میں مری آتا نہیں گو آئے — ص۲۳۸

صاعقہ و مہر: اب صاعقہ و مہر میں کچھ فرق نہیں ہے — گرتا نہیں، اس رو سے کہو برق نہیں ہے — ص۲۸۳

صاف[۴]: (۱) صاف ہے ازبس کہ عکسِ گل سے گلزارِ چمن — جانشینِ جوہرِ آئینہ ہے خارِ چمن — ص۵۹

(۲) اے کاش! بتاں کا خنجرِ سینہ شگاف — پہلوے حیات سے گزر جاتا صاف — ص۱۱۷

(۳) صاف دُردی کشِ پیمانۂ جم ہیں ہم لوگ — وائے وہ بادہ! کہ افشردۂ انگور نہیں — ص۱۸۶

(۴) صاف آتی ہیں نظر آبِ گہر کی لہریں — جنبشِ بادِ سحر نے جو ہلایا سہرا — ص۳۹۳ [طبع ثانی]

دیکھیے——: (۵) یک نگاہِ صاف۔ (۶) سرِ مصراعِ صافِ تیغ۔ (۷) شمشیرِ صافِ یار۔

صافِ مے: ہوا جب حُسن کم، خط بر عذارِ سادہ آتا ہے — کہ بعد از صافِ مے، ساغر میں دُردِ بادہ آتا ہے — ص۹۸

صافی[۵]: دیکھیے: سینہ صافی۔

صافیِ رُخ: صافیِ رُخ سے ترے ہنگامِ شب — عکسِ داغِ مہ، ہوا عارض پہ خال — ص۵۱

صافیِ عارض: دیکھیے: نیلِ چشمِ صافیِ عارض۔

صافیِ قطعِ نظر: ہے تصور، صافیِ قطعِ نظر از غیرِ یار — لختِ دل سے لاوے ہے شمعِ خیال آباد، گل — ص۵۲

صافی ہاے حیرت: دیکھیے: تاثیرِ صافی ہاے حیرت۔

صانعِ[۶] ہفت چرخ و ہفت اقلیم: اے جہاں آفریں خداے کریم! — صانعِ ہفت چرخ و ہفت اقلیم — ص۳۷۶

صبا[۷]: (۱) جوشِ بیداد و تپش سے ہوئی عریاں آخر — شاخِ گلبن پہ صبا چھوڑ کے پیرہنِ خار — ص۴

(۲) نُسخہ گرداں ہے اُسی کے کفِ اُمید کا، ابر — ہم سے جس کے صبا توڑے ہے صد جا زُنّار — ص۴

---

۱ صاحبقرانی : ایک بار۔

۲ صادق : ایک بار۔

۳ صاعقہ : دو بار [مرکب]۔

۴ صاف : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکب: چار بار]۔

۵ صافی : چار بار [مرکب]۔

صافی ہا : ایک بار [مرکب]۔

۶ صانع : ایک بار [مرکب]۔

۷ صبا : چھبیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: پندرہ بار]۔

(۳) ربطِ یک شیرازۂ وحشت ہیں اجزائے بہار — سبزہ بیگانہ، صبا آوارہ، گل نا آشنا ص۱۹

(۴) جنبشِ ہر برگ سے ہے گل کے لب کو اختلاج — خبثِ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج ص۳۵

(۵) نے صبا بالِ پری، نے شعلہ سامانِ جنوں — شمع سے جز عرضِ افسونِ گدازِ دل نہ پوچھ ص۴۲

(۶) یہ حلقۂ خمِ گیسو ہے ، راستی آموز — دہانِ مار سے گویا صبا نکلتی ہے ص۹۰

(۷) اسد طلسمِ قفس میں رہے، قیامت ہے! — خرام تجھ سے، صبا تجھ سے، گلستاں تجھ سے ص۱۱۲

(۸) تیرے توسن کو صبا باندھتے ہیں — ہم بھی مضموں کی ہوا باندھتے ہیں ص۱۸۱

(۹) یہ ہم جو ہجر میں دیوار و در کو دیکھتے ہیں — کبھی صبا کو، کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں ص۱۸۷

(۱۰) فشارِ تنگیِ خلوت سے بنتی ہے شبنم — صبا جو غنچے کے پردے میں جا نکلتی ہے ص۲۱۸

(۱۱) صبا! لگا وہ تپانچہ طرف سے بلبل کے — کہ روئے غنچۂ گل سوئے آشیاں پھر جائے ص۳۰۵

دیکھیے:—— (۱۲) تپشِ موجِ صبا۔ (۱۳) تہِ دامانِ صبا۔ (۱۴) جنبشِ موجِ صبا۔ (۱۵) دمِ سردِ صبا۔ (۱۶) شانۂ صبا۔ (۱۷) شوخیِ موجِ صبا۔ (۱۸) غمِ آوارگی ہائے صبا۔ (۱۹) گردِ رہِ جولانِ صبا۔ (۲۰) گرفتارِ صبا۔ (۲۱) مستیِ بادِ صبا۔ (۲۲)، (۲۳)، (۲۴) موجِ صبا [تین بار]۔ (۲۵) نکہتِ بادِ صبا۔

صبا خرامیِ خوباں: کشودِ غنچۂ خاطر عجب نہ رکھ غافل! — صبا خرامیِ خوباں بہار ساماں ہے ص۱۰۲

صباح[1]: دیکھیے: خطابِ صباح۔

صبح[2]: (۱) عالم جہاں بہ عرضِ بساطِ وجود تھا — جوں صبح، چاکِ جیب مجھے تار و پود تھا ص۱۲

(۲) شب نظارہ پرور تھا خواب میں خرام اُس کا — صبح موجۂ گل کو نقشِ بوریا پایا ص۳۱

(۳) شب کہ تھا نظارگی روئے بتاں کا اے اسدؔ! — گر گیا بامِ فلک سے صبح تشتِ ماہ تاب ص۳۱

(۴) تا صبح ہے بہ منزلِ مقصد رسیدنی — دودِ چراغ خانہ غبارِ سفر ہے آج ص۳۵

(۵) گل کھلے، غنچے چٹکنے لگے اور صبح ہوئی — سرخوشِ خواب ہے وہ نرگسِ مخمور ہنوز ص۳۵

(۶) اُس کو بھولا نہ چاہیے کہنا — صبح جو جاوے اور آوے شام ص۳۶

(۷) شور ہے کس بزم کی عرضِ جراحت خانہ کا؟ — صبح، یک زخمِ نمک سود چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

---

[1] صباح : ایک بار [مرتب]۔

[2] صبح : چوالیس بار [مفر: سترہ بار، مرتب: ستائیس بار]۔

صبح دم : پانچ بار۔

(٨) صبح ناپیدا ہے کلفتِ خانۂ ادبار میں — توڑتا ہوتا ہے رنگِ یک نفس ہر شب مجھے — ص۸۶

(٩) صبح سے معلوم آثارِ ظہورِ شام ہے — غافلاں! آغازِ کار آئینۂ انجام ہے — ص۱۰۱

(١٠) وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود — صبح کو رازِ مہ و اختر کھلا — ص۳۹

(١١) صبح آیا جانبِ مشرق نظر — اک نگارِ آتشیں رُخ، سر کھلا — ص۳۹

(١٢) کاوش ہے سزا فریادیِ بیدادِ دلبر کی — مبادا! خندۂ دنداں نما ہو صبحِ محشر کی — ص۲۰۷

(١٣) کاو کاوِ سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچھ — صبح کرنا شام کا، لانا ہے جوئے شیر کا — ص۱۳۲

(١٤) چاک کی خواہش اگر وحشت بہ عریانی کرے — صبح کے مانند زخمِ دل گریبانی کرے — ص۲۱۱

(١٥) مگر لکھوائے کوئی اُس کو خط تو ہم سے لکھوائے — ہوئی صبح اور گھر سے کان پر رکھ کر قلم نکلے — ص۲۵۰

(١٦) رویا میں ہزار آنکھ سے صبح تلک — ہر قطرۂ اشک، دیدۂ پُرنم تھا — ص۲۵۲

(١٧) یہ رات بھر کا ہے ہنگامہ، صبح ہوتے تک — رکھو نہ شمع پر اے اہلِ انجمن، تکیہ — ص۳۰۳

(١٨) صبح سے دیکھیں گے رستہ یار کا — جمعے کے دن وعدہ ہے دیدار کا — [قادرنامہ]

دیکھیے:——(١٩) چراغِ صبح۔(٢٠) دمِ صبح۔(٢١) شبنمِ صبح۔(٢٢) کاریدۂ صبح۔(٢٣) نورِ صبح۔(٢٤) ہر صبح۔(٢٥) ہوائے صبح۔

صبح آغوشاں: بہ ہنگامِ تصوّر ساغرِ زانو سے پیتا ہوں — مئے کیفیتِ خمیازہ ہائے صبح آغوشاں — ص۲۲۹

صبحِ اُمید فسانہ گویاں: دیکھیے: جبینِ صبحِ اُمید فسانہ گویاں۔

صبحِ بہار: (١) وحشیِ پرافشانِ دامِ نظر ہوں جہاں اسدؔ — صبحِ بہار بھی قفسِ رنگ و بو نہ ہو — ص۶۸

(٢) درکار ہے شگفتنِ گل ہائے عیش کو — صبحِ بہار، پنبۂ مینا کہیں جسے — ص۲۱۸

صبحِ بہار نظارہ: رنگِ شکستہ، صبحِ بہارِ نظارہ ہے — یہ وقت ہے شگفتنِ گل ہائے ناز کا — ص۱۵۵

صبحِ جدائی: دیکھیے: یک صبحِ جدائی۔

صبح دم: (١) صبح دم وہ جلوہ ریزِ بے نقابی ہو اگر — رنگِ رخسارِ گلِ خورشید مہتابی کرے — ص۱۰۰

(٢) صبح دم دروازۂ خاور کھلا — مہرِ عالم تاب کا منظر کھلا — ص۳۸

(٣) یا صبح دم جو دیکھیے آکر تو بزم میں — نے وہ سرور و سوز، نہ جوش و خروش ہے — ص۲۳۰

(۴) صبح دم باغ میں آجائے، جسے ہو نہ یقیں — سبزہ و برگِ گل و لالہ پہ دیکھے شبنم ص۲۶۵

(۵) رات پی زمزم پہ مے اور صبح دم — دھوئے دھبّے جامۂ احرام کے ص۲۵۰

صبحِ دمیدہ: سودائے عشق سے دمِ سرد کشیدہ ہوں — شامِ خیالِ زلف سے صبحِ دمیدہ ہوں ص۶۱

صبحِ شب دیجور: اے اسدؔ! تیرگیِ بختِ سیہ ظاہر ہے — نظر آتی نہیں صبحِ شبِ دیجور ہنوز ص۴۵

صبحِ عید: ہوئی یہ کثرتِ غم سے تلف کیفیتِ شادی — کہ صبحِ عید مجھ کو بدتر از چاکِ گریباں ہے ص۲۱۰

صبحِ قیامت: (۱) صبحِ قیامت ایک دُمِ گرگ تھی اسدؔ — جس دشت میں وہ شوخِ دو عالم شکار تھا ص۱۷

(۲) دیکھیے: دمِ صبحِ قیامت۔

صبحِ محشر: دیکھیے: شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر۔

صبح و شام: (۱) نہ پوچھ حال شب و روزِ ہجر کا غالبؔ — خیالِ زلف و رُخِ دوست صبح و شام رہا ص۳۰

(۲) کہتے ہیں: کہیں خدا سے، اللہ اللہ! — وہ آپ ہیں صبح و شام کرنے والے ص۲۵۴

صبح و شبنم: جائے استہزا ہے عشرت کوشیِ ہستی اسدؔ — صبح و شبنم فرصتِ نشوونمائے خندہ ہے ص۸۷

صبحِ وصال: ہم غلط سمجھے تھے لیکن زخمِ دل پر رحم کر — آخر اِس پردے میں تو ہنستی تھی اے صبحِ وصال! ص۵۲

صبحِ وطن: (۱) وہ غریبِ وحشت آبادِ تسلّی ہوں جسے — کوچہ دے ہے زخمِ دل، صبحِ وطن کی فکر میں ص۶۳

(۲) بے آرمیدگی میں نکوہش بجا مجھے — صبحِ وطن، ہے خندۂ دنداں نما مجھے ص۲۰۶

صبح و مہر: فارغ مجھے نہ جان کہ مانندِ صبح و مہر — ہے داغِ عشق زینتِ جیبِ کفن ہنوز ص۱۷۱

صبر[۱]: (۱) صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیر چاک — درد اور یہ کمیں کہ رہِ نالہ وا کروں ص۵۶

(۲) دیکھیے: حُسنِ صبر۔

صبر آزما: (۱) صبر آزما وہ اُن کی نگاہیں کہ حَف نظر! — طاقت رُبا وہ اُن کا اشارا کہ ہائے ہائے! ص۱۳۳

(۲)،(۳) دیکھیے: وعدۂ صبر آزما [دوبار]۔

صبرِ اہلِ انجمن: دیکھیے: شکیب و صبرِ اہلِ انجمن۔

صبر طلب: عاشقی صبر طلب اور تمنّا بیتاب — دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہوتے تک ص۱۷۵

---

۱ صبر : دس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: نو بار]۔

صبر گریز پا: دیکھیے: حکایتِ صبر گریز پا۔

صبر و شکیب: غرورِ ضبط وقتِ نزع ٹوٹا بے قراری سے | نیازِ پر فشانی ہو گیا صبر و شکیب آخر ص ۴۱

صبر و قرار: کیا کروں! غم ہائے پنہاں لے گئے صبر و قرار | دزد گر ہو خانگی تو پاسباں معذور ہے ص ۹۳

صبوحی[1]: لا کے ساقی نے صبوحی کے لیے | رکھ دیا ہے ایک جامِ زر کھلا ص ۱۳۹

صبور[2]: درپئے تپش ہے برق کو اب جس کے نام سے | وہ دل ہے یہ کہ جس کا تخلص صبور تھا ص ۱۸

صحبت[3]: (۱) نہ حیرت چشمِ ساقی کی نہ صحبت دورِ ساغر کی | مری محفل میں غالبؔ گردشِ افلاک باقی ہے ص ۱۰۷

(۲) نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے | جو گل ہوں تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں ص ۱۸۰

(۳) گلشن کو تری صحبت از بس کہ خوش آئی ہے | ہر غنچے کا گل ہونا: آغوش کشائی ہے ص ۲۱۰

(۴) صحبت میں غیر کی نہ پڑی ہو کہیں یہ خو | دینے لگا ہے بوسہ، بغیر التجا کیے ص ۲۲۳

دیکھیے ـــــ: (۵) افسوس گری ہائے صحبت۔ (۶) عذرِ ترکِ صحبت۔ (۷) یادِ گرمیِ صحبت۔

صحبتِ احباب: دیکھیے ـــــ: (۱) بساطِ صحبتِ احباب۔ (۲) ذوقِ صحبتِ احباب۔

صحبتِ اغیار: دیکھیے: دریافتنِ صحبتِ اغیار۔

صحبتِ اہلِ کنشت: دیکھیے: حقِ صحبتِ اہلِ کنشت۔

صحبتِ خس و آتش: حیراں ہوں شوخیِ رگِ یاقوت دیکھ کر | یاں ہے کہ صحبتِ خس و آتش برابر ہے ص ۹۰

صحبتِ خوباں: دیکھیے: عشرتِ صحبتِ خوباں۔

صحبتِ رنداں: صحبتِ رنداں سے واجب ہے حذر | جائے مے، اپنے کو کھینچا چاہیے ص ۲۲۲

صحبتِ شب: دیکھیے: داغِ فراقِ صحبتِ شب۔

صحبت ہائے ممسک: نہ رکھ چشمِ حصولِ نفع صحبت ہائے ممسک سے | لبِ خشکِ صدف آبِ گہر سے تر نہیں ہوتا ص ۲۲۵

صحت[4]: دیکھیے: غسلِ صحت۔

صحتِ تو اب: دیکھیے: بحفلِ غسلِ صحتِ نواب۔

---

[1] صبوحی : ایک بار۔

[2] صبور : ایک بار۔

[3] صحبت : چودہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: گیارہ بار]۔

صحبت ہا : ایک بار [مرکب]۔

[4] صحت : دو بار [مرکب]۔

صحرا:[۱]

(۱) یک بیاباں تپشِ بالِ شرر سے صحرا — مغزِ کہسار میں کرتا ہے فرو نشترِ خار — ص۵

(۲) کوچہ دیتا ہے پریشاں نظری پر صحرا — رمِ آہو کو ہے ہر ذرّے کی چشمک میں کمیں — ص۸

(۳) ملی نہ وسعتِ جولانِ یک جنوں ہم کو — عدم کو لے گئے دل میں غبارِ صحرا کا — ص۱۷

(۴) ساتھ جنبش کے بہ یک برخاستن طے ہوگیا — تو کہے، صحرا غبارِ دامنِ دیوانہ تھا — ص۲۵

(۵) بہ وقتِ کعبہ جوئی ہا جرس کرتا ہے ناقوسی — کہ صحرا فصلِ گل میں رشک ہے بت خانہ چیں کا — ص۲۸

(۶) گو تیزیِ رفتار کہ صحرا سے زمیں کو — جوں قمریِ بسمل تپش آہنگ نکالوں — ص۶۰

(۷) گر ہو بلدِ شوق مری خاک کو وحشت — صحرا کو بھی گھر سے کئی فرسنگ نکالوں — ص۶۰

(۸) جنوں کر اے چمن تحریر درسِ شغلِ تنہائی! — نگاہِ شوق کو صحرا بھی دیوانِ غزالی ہے — ص۷۹

(۹) عرضِ سرشک پر ہے فضائے زمانہ تنگ — صحرا کہاں کہ دعوتِ دریا کرے کوئی — ص۸۸

(۱۰) بجز قیس اور کوئی نہ آیا بروئے کار — صحرا مگر بہ تنگیِ چشمِ حسود تھا! — ص۱۳۳

(۱۱) عرض کیجے جوہرِ اندیشہ کی گرمی کہاں — کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا — ص۱۵۱

(۱۲) شوریدگی کے ہاتھ سے ہے، وبالِ دوش — صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں! — ص۱۸۳

(۱۳) جوشِ جنوں سے کچھ نظر آتا نہیں اسدؔ — صحرا ہماری آنکھ میں یک مشتِ خاک ہے — ص۲۱۶

(۱۴) سر پر ہجومِ دردِ غریبی سے ڈالیے — وہ ایک مشتِ خاک کہ صحرا کہیں جسے — ص۲۱۸

(۱۵) ہوتا ہے نہاں گرد میں صحرا مرے ہوتے — گھستا ہے جبیں خاک پہ دریا مرے آگے — ص۲۲۸

[سات بار بہ طور ردیف، ص۳۶]:

(۱۶)،(۱۷) یک گام بے خودی سے لوٹیں بہارِ صحرا — آغوشِ نقشِ پا میں کیجے فشارِ صحرا

(۱۸) وحشت اگر رسا ہے، بے حاصلی ادا ہے — پیمانہ ہُوا ہے مشتِ غبارِ صحرا

(۱۹) اے آبلے! کرم کر، یہاں رنجہ یک قدم کر — اے نورِ چشمِ وحشت! اے یادگارِ صحرا!

(۲۰)-(۲۳) دل در رکابِ صحرا، خانہ خرابِ صحرا — موجِ سرابِ صحرا، عرضِ خمارِ صحرا

(۲۴) ہر ذرہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ بے خاک — تمثالِ شوقِ بیباک صد جا دوچارِ صحرا

---

[۱] صحرا : اٹھائیس بار [مفرد: پندرہ بار، مرکب: تیرہ بار]۔

(۲۵) دیوانگی اسدؔ کی حسرت کش طرب ہے　　سر میں ہوائے گلشن، دل میں غبار صحرا

دیکھیے:— (۲۶) آبادیِ صحرا۔ (۲۷) باغبانیِ صحرا۔ (۲۸) بہم بالیدنِ سنگ وگلِ صحرا۔ (۲۹) جوشِ نیرنگِ بہارِ عرضِ صحرادادہ (۳۰) چشم وچراغِ صحرا۔ (۳۱) دامانِ صحرا۔ (۳۲)، (۳۳) دامنِ صحرا [دوبار]۔ (۳۴) رشتۂ دامانِ صحرا۔ (۳۵) سرشکِ سربہ صحرادادہ۔ (۳۶) کوہ وصحرا۔ (۳۷) وسعتِ صحرا۔ (۳۸) یک دو جیبِ دامانِ صحرا۔

صحرا دستگاہ: شوق، ہے ساماں طرازِ نازشِ اربابِ عجز　　ذرہ صحرا دستگاہ و قطرہ دریا آشنا　ص۱۳۹

صحرا گرد: دیکھیے: خانۂ مجنونِ صحرا گرد۔

صحرانورد: پا بہ دامن ہو رہا ہوں بس کہ میں صحرانورد　　خارِ پا ہیں جوہرِ آئینۂ زانو مجھے　ص۲۰۸

صحرائے آگاہی: دیکھیے: جادۂ صحرائے آگاہی۔

صحرائے اُلفت: دیکھیے: سبزۂ صحرائے اُلفت۔

صحرائے انتظار: خوش اُفتادگی کہ بہ صحرائے انتظار　　جوں جادہ گردِ رہ سے نگہ سُرمہ سا کروں　ص۵۶

صحرائے تحیّر: اے ادافہماں! صدا ہے تنگیِ فرصت سے خوں　　ہے بہ صحرائے تحیّر چشمِ قربانی جرس　ص۳۵

صحرائے جنوں: دیکھیے: جادۂ صحرائے جنوں۔

صحرائے حرم: دیکھیے: (۱) راہِ صحرائے حرم۔ (۲) گردِ صحرائے جنوں۔

صحرائے سخن: دیکھیے: عصائے خضرِ صحرائے سخن۔

صحرائے طلب: (۱) گرد باد آئنہ فتراکِ دماغِ دل ہا　　تیرا صحرائے طلب، محملِ پیمانہ شکار　ص۹

(۲) سرِ منزلِ ہستی سے ہے صحرائے طلب دور　　جو خط ہے کفِ پا پہ سو ہے سلسلۂ پا　ص۲۹

(۳) دیکھیے: بعدِ صحرائے طلب۔　　(۴) خضرِ صحرائے طلب۔

صحرائے عدم: (۱) رفتار سے شیرازۂ اجزائے قدم باندھ　　اے آبلہ! محمل پئے صحرائے عدم باندھ　ص۱۷

(۲) سراغِ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر ہوں　　پَرافشاں ہے غبار آں سوئے صحرائے عدم میرا　ص۱۶

صحرائے محبت: بس کہ بے پایاں ہے صحرائے محبت اے اسدؔ!　　گرد باد اِس راہ کا، ہے عقدۂ پیمانِ عجز　ص۴۳

صحرائے نجف: دیکھیے: خاکِ صحرائے نجف۔

صحراے نظربازی: دیکھیے: آبلہ پایانِ صحراے نظربازی۔

صحراے ہوس: یاد آیا جو وہ کہنا کہ نہیں، واہ! غلط — کی تصور نے بہ صحراے ہوس راہ غلط ص۲۹۵

صحن[1]: تیرے پرتو سے ہوں فروغ پذیر — کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام ص۳۶

صحنِ بیاباں: نہ دوڑا ریشۂ دیوانگی صحنِ بیاباں میں — کہ تارِ جادہ سے ہے لجۂ ریگِ رواں خالی ص۲۵۵

صحنِ چمنستاں: آئنہ خانہ ہے صحنِ چمنستاں یکسر — بس کہ ہیں بے خود و وارفتہ و حیراں گل و صبح ص۳۶

صد[2] آبلہ: دیکھیے: شیرازۂ صد آبلہ۔

صد آفتاب: (۱) درپے نیرنگ ہے کس موجِ گُم کا یارب! — غنچہ، صد آئنہ زانوے گلستاں زدہ ہے ص۱۰۹

(۲) دیکھیے: تہِ خاکسترِ صد آئنہ۔

صد آئنہ: دیکھیے: زیورِ صد آئنہ منزل۔

صد آئینۂ بے رنگ: گر جلوۂ خرشید خریدارِ وفا ہو — جوں ذرہ صد آئینہ بے رنگ نکالوں ص۶۱

صد آئینۂ تاثیر: یک نگاہِ صاف صد آئینۂ تاثیر ہے — ہے رگِ یاقوت عکسِ خطِ جامِ آفتاب ص۳۱

صد بار: ہو چکے ہم جادہ ساں صد بار قطع اور پھر ہنوز — زحمتِ یک پیرہن جوں دامنِ صحرا نہیں ص۶۵

صد بالیدنی: تنگ ظرفوں کا رتبہ جہد سے برتر نہیں ہوتا — حباب مے بہ صد بالیدنی ساغر نہیں ہوتا ص۲۲۵

صد برق: دیکھیے: خونِ صد برق۔

صد بے گناہ: دیکھیے: جرمِ صد بے گناہ۔

صد پارہ: دیکھیے: رازِ دلِ صد پارہ۔

صد پہلو: یاد مژگاں میں بہ نشتر زارِ سوداے خیال — چاہیے وقتِ تپش یک دست صد پہلو مجھے ص۴۸

صد تب: دیکھیے: آتش کدۂ صد تب۔

صد تجلی کدہ: صد تجلی کدہ ہے صرفِ جبینِ غربت — پیرہن میں ہے غبارِ شررِ طور ہنوز ص۲۵

صد تمنا: دیکھیے: آبیارِ صد تمنا۔

صد جا: (۱) سُبحہ گرداں ہے اسی کے کفِ اُمید کا ابر — ہم سے جس کے صبا توڑے ہے صد جا زُنّار ص۴

---

[1] صحن : تین بار [مرتب]۔

[2] صد : ستانوے بار [مرتب]۔

(۲) اے خوشا مکتبِ شوق و بلدستانِ مراد! سبقِ نازکی ہے عجز کو صد جا تکرار ص۲

(۳) ہر ذرہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ ہے خاک تمثالِ شوقِ بیباک صد جا دوچار صحرا ص۲۶

صد جگر اندوختن: دیکھیے: کششِ سینۂ صد جگر اندوختن۔

صد جلوہ: صد جلوہ رو برو ہے جو مژگاں اٹھائیے طاقت کہاں کہ دید کا احساں اٹھائیے! ص۲۰۱

صد جلوۂ آئینہ: وہ دیکھ کے حُسن اپنا مغرور ہوا، غالبؔ! صد جلوۂ آئینہ: یک صبحِ جدائی ہے ص۸۰

صد جلوۂ رنگیں: دیکھیے: گردشِ ساغرِ صد جلوۂ رنگیں۔

صد جُنبشِ دل: کوشش: ہمہ بیتابِ تردّد شکنی ہے صد جُنبشِ دل: یک مژہ برہم زدنی ہے ص۱۱۰

صد جُنبشِ مہمیز: ہے بہار تیز رو گلگونِ نکہت پر سوار یک شکستِ رنگِ گل صد جُنبشِ مہمیز ہے ص۸۵

صد چاک: دیکھیے ــــــ: (۱) بخیۂ زخمِ دلِ صد چاک۔ (۲) نقشِ یک دلِ صد چاک۔

صد چمن: (۱) نوائے بلبل و گل پاسبانِ بے دماغی ہے بہ یک مژگانِ خوباں صد چمن خوابیدنی جانے ص۱۱۵

(۲) دیکھیے: طربِ صد چمن۔

صد حشرِ پاداشِ عمل: ہے طلسمِ دہر میں صد حشرِ پاداشِ عمل آگہی، غافل! کہ ایک امروز بے فردا نہیں ص۶۵

صد حلقۂ بیرونِ در: دیکھیے: زنجیریِ صد حلقۂ بیرونِ در۔

صد حیف: صد حیف وہ ناکام! کہ اک عمر سے غالبؔ حسرت میں رہے ایک بُتِ عربدہ جو کی ص۲۲۸

صد خُم: کیفیتِ دیگر ہے فشارِ دلِ خونیں یک غنچے سے صد خُم نے گل رنگ نکالوں ص۶۰

صد خندۂ دنداں نما: نہیں جُز دردِ، تسکیں نکوہش ہائے بیدرداں کہ موجِ گریہ میں صد خندۂ دنداں نما گم ہو ص۶۸

صد خوابِ پریشاں: بہ زلفِ سر فشاں رہتی ہے شب بیدار، ظاہر ہے زبانِ شانہ سے تعبیر صد خوابِ پریشاں کی ۲۵۲

صد دامنِ آسماں: نصیبِ تیرہ، بلا گردش آفریں ہے اسدؔ زمیں سے ہوتے ہیں صد دامن آسماں پیدا ۲۲۶

صد دانہ: دیکھیے: سُبحۂ صد دانہ۔

صد دعا: دیکھیے: یک دست و صد دعا۔

صد دعوتِ نیساں: یک برگ بے نوائی: صد دعوتِ نیساں طوفانِ نالۂ دل تا موجِ بوریا ہے ص۹۵

صد دل: دیکھیے ــــــ: (۱) تماشائے بہ یک کف بُردنِ صد دل۔ (۲) نقدِ صد دل۔

صد دوا: دیکھیے: یک درد و صد دوا۔

صد ذوق: تمثال میں تیری ہے وہ شوخی کہ بہ صد ذوق — آئینہ بہ اندازِ گل آغوش کشا ہے ص۲۱۹

صد رخنہ: خدایا! کس قدر اہلِ نظر نے خاک چھانی ہے — کہ ہیں صد رخنہ جوں غربال دیواریں گلستاں کی ص۷۶

صد رگِ جاں: در خیال آبادِ سودائے سرِ مژگانِ دوست — صد رگِ جاں جادہ آسا، وقفِ نشتر زار ہے ص۸۳

صد رنج و تعب: (۱) خدایا! دل کہاں تک دن بہ صد رنج و تعب کاٹے — خمِ گیسو ہو شمشیر سیہ تاب اور شب کاٹے ص۹۷

(۲) دریغا! وہ مریضِ غم کہ فرطِ ناتوانی سے — بقدرِ یک نفس جادہ بہ صد رنج و تعب کاٹے ص۹۸

صد رنگ: (۱) پرِ طاؤس تماشا نظر آیا ہے مجھے — ایک دل تھا کہ بہ صد رنگ دکھایا ہے مجھے ص۱۰۷

(۲) لے گئے خاک میں ہم داغِ تمنائے نشاط — تو ہو اور آپ بہ صد رنگ گلستاں ہونا ص۱۵۰

(۳) صد رنگ گل کترنا، در پردہ قتل کرنا — تیغِ ادا نہیں ہے پابندِ بے نیامی ص۴۷

دیکھیے ــــــ: (۴) آئینہ کیفیتِ صد رنگ۔ (۵) چمن سرمایۂ بالیدنِ صد رنگ۔ (۶) غلتیدۂ صد رنگ۔

صد رنگِ تمنا: نازِ پروردۂ صد رنگ تمنا ہوں، ولے — پرورش پائی ہے جوں غنچہ بہ خونِ اظہار ص۶

صد رنگِ خود آرائی: دیکھیے: آئینۂ صد رنگ خود آرائی۔

صد رنگِ ظہور: دیکھیے: جگر تشنۂ صد رنگ ظہور۔

صد رنگِ گلستاں: نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانی ہے — بہ کمر دامنِ صد رنگ گلستاں زدہ ہے ص۴۵۳

صد رنگِ نالہ فرسائی: ذو ہی صد رنگ نالہ فرسائی — ذو ہی صد گونہ اشک باری ہے ص۳۲۲

صد رنگِ نشاط: دیکھیے: آئینۂ صد رنگ نشاط۔

صد رنگِ نقش: دیکھیے: شوخیِ صد رنگ نقش۔

صد رہ: وہاں پہنچ کر جو غش آتا پئے ہم ہے ہم کو — صد رہ آہنگِ زمیں بوسِ قدم ہے ہم کو ص۱۹۵

صد زندگانی: دیکھیے: پیمانۂ صد زندگانی۔

صد ساغرِ تسلی: گردش میں لا تجلی صد ساغرِ تسلی — چشمِ تحیر آغوش مخمورِ ہر ادا ہے ص۹۳

صد سرو گردن: دیکھیے: وہمِ صد سرو گردن۔

صد سطرِ تبسم: دیکھیے: نقشِ صد سطرِ تبسم۔

صد شعلہ: دیکھیے: بغلِ صد شعلہ۔

صد شکر: بارے نوکر بھی ہو گیا، صد شکر! نسبتیں ہو گئیں مشخص چار ص۱۲۶

صد شہر چراغاں: دیکھیے: چشمک آرائے صد شہر چراغاں۔

صد عارف: دیکھیے: رفعتِ ہمّتِ صد عارف۔

صد عمرِ ابد: دیکھیے: سر سلسلہ جنبانیِ صد عمرِ ابد۔

صد غلبۂ تاثیر: دیکھیے: حاصلِ صد غلبۂ تاثیر۔

صد قدح شراب: دیکھیے: ہوسِ صد قدح شراب۔

صد کام نہنگ: دیکھیے: حلقۂ صد کامِ نہنگ۔

صد کفن: دیکھیے: دامانِ صد کفن۔

صد گلزار: ہے پرافشانِ تپیدن ہا بہ تکلیفِ ہوس ورنہ صد گلزار ہے یک بالِ بلبل کے تلے ص۳۵۳

صد گلستاں: (۱) دوڑے ہے پھر ہر ایک گل و لالہ پر خیال صد گلستاں نگاہ کا ساماں کیے ہوئے ص۲۲۶

(۲) دیکھیے: سرمایۂ صد گلستاں۔

صد گونہ اشک باری: وہ ہی صد رنگ نالہ فرسائی وہ ہی صد گونہ اشک باری ہے ص۲۲۳

صد گونہ بشارت: اے شاہِ جہاں گیرِ جہاں بخشِ جہاں دار! ہے غیب سے ہر دم تجھے صد گونہ بشارت ص۱۲۷

صد گونہ احترام: کرتا ہے چرخ روز بہ صد گونہ احترام فرماں روائے کشورِ پنجاب کو سلام ص۲۸۲

صد محشر: زلف سے شب درمیاں دادن نہیں ممکن، دریغ! ورنہ صد محشر بہ رہنِ جلوۂ رخسار ہے ص۸۳

صد محفل: دیکھیے: تسکینِ دو صد محفل۔

صد موج: دیکھیے: پائے صد موج۔

صد موجۂ گوہر: بلا گردانِ تمکینِ جہاں صد موجۂ گوہر عرق بھی جن کے عارض پر بہ تکلیفِ حیا کم ہو ص۶۸

صد ناسور: دیکھیے: چشمِ صد ناسور۔

صد نالہ: گلزارِ تمنّا ہوں، گلچینِ تماشا ہوں صد نالہ اسدؔ، بلبل در بندِ زباں دانی ص۱۰۹

صد نشاط و غرور: نام مکلوڈ جن کا ہے مشہور ہے ہمیشہ بہ صد نشاط و غرور ص۲۷۶

صد نشتر: دیکھیے: دعوتِ صد نشتر۔

صد نظر: دیکھیے: مُہرِ صد نظر۔

صد نقشِ قدم: دیکھیے: گلدستۂ صد نقشِ قدم۔

صد نگارستاں: دیکھیے: عرضِ بہارِ صد نگارستاں۔

صد نگرانی: دیکھیے: حیرت فروشِ صد نگرانی۔

صد نیستاں: دیکھیے: ریشۂ صد نیستاں۔

صد ہزار نمک داں: دیکھیے: سامانِ صد ہزار نمک داں۔

صد ہزار نوائے جگر خراش: میں اور صد ہزار نوائے جگر خراش — تو اور ایک وہ نشنیدن کہ کیا کہوں! ص۱۴۸

صد ہوا: دیکھیے: یک بام و صد ہوا۔

صدا[1]:
(۱) اے ادا فہماں! صدا ہے تنگیِ فرصت سے خوں — ہے بہ صحرائے تحیر چشمِ قربانی جرس ص۳۵
(۲) صدا ہے کوہ میں حشر آفریں اے غفلت اندیشاں! — پئے سنجیدنِ یاراں ہو حالِ خوابِ سنگیں کا ص۳۸
(۳) کیا دے صدا کے کلفتِ گم گشتگاں سے آہ! — ہے سرمہ گردِ رہ بہ گلوئے جرس تمام ص۵۵
(۴) سبب، وارستگاں کو تنگیِ ہمت ہے، خداوندا! — اثر شرمے سے اور لب ہائے عاشق سے صدا گم ہو ص۶۸
(۵) شیشۂ شکستِ اعتبار، رنگ بہ گردش اُستوار — گر نہ مٹیں یہ کوہسار، آپ کو تو صدا سمجھ ص۷۳
(۶) از خود گزشتگی میں خموشی پہ حرف ہے — موجِ غبارِ سرمہ ہوئی ہے صدا مجھے ص۷۶
(۷) گو نفس و چہ غبار! جراتِ عجز آشکار — در تپش آبادِ شوق سرمہ، صدا نام ہے ص۹۹
(۸) تیرے فیلِ گراں جسد کی صدا — تیرے رخشِ سبک عناں کا خرام ص۱۳۸
(۹) سُن اے غارت گرِ جنسِ وفا! سُن — شکستِ قیمتِ دل کی صدا کیا! ص۱۵۸
(۱۰) بہ نالہ حاصلِ دل بستگی فراہم کر — متاعِ خانۂ زنجیر جز صدا معلوم! ص۱۶۷
(۱۱) جاں کیوں نکلنے لگتی ہے تن سے دمِ سماع؟ — گر وہ صدا سمائی ہے چنگ و رباب میں ص۱۸۹
(۱۲) ڈھونڈھے ہے اُس مغنیِ آتش نفس کو جی — جس کی صدا، ہو جلوۂ برقِ فنا مجھے ص۲۰۶

---

[1] صدا : سینتیس بار [مفرد: سولہ بار، مرکب: اکیس بار]۔

(۱۳) آگ سے، پانی میں بجھتے وقت اُٹھتی ہے صدا — ہر کوئی درماندگی میں نالے سے ناچار ہے — ص۲۱۲

(۱۴) کوہ کے ہوں بارِ خاطر، گر صدا ہو جایئے — بے تکلف اے شرارِ جستہ! کیا ہو جایئے؟ — ص۲۱۶

(۱۵) ہاں بھلا کر، ترا بھلا ہوگا — اور درویش کی صدا کیا ہے! — ص۲۳۸

(۱۶) دل ہی تو ہے سیاستِ درباں سے ڈر گیا — میں اور جاؤں در سے ترے بِن صدا کیے! — ص۲۴۲

دیکھیے ـــــ: (۱۷)-(۱۹) بے صدا [تین بار]۔(۲۰) تکلیفِ صدا۔(۲۱) ذرۂ بے صدا۔(۲۲) شوخیِ ایجادِ صدا۔(۲۳) غبارِ صدا۔(۲۴) فردِ صدا۔(۲۵) مثلِ صدا۔(۲۶) محرومِ صدا۔(۲۷) نذرِ صدا۔(۲۸) یک دل صدا۔(۲۹) یک صدا۔

صدائے آب: دیکھیے ـــــ: (۱) آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب۔(۲) سازِ صدائے آب۔

صدائے آبشارِ نغمہ: دیکھیے: کوکِ صدائے آبشارِ نغمہ۔

صدائے پا: تو صدائے پا سے جاگا، تھا جو محوِ خوابِ ناز — [تضمین] — ص۲۰۹

صدائے چنگ: دیکھیے: ذوقِ صدائے چنگ۔

صدائے خندہ: خود فروشی ہائے ہستی بس کہ جائے خندہ ہے — ہر شکستِ قیمتِ دل میں صدائے خندہ ہے — ص۸۷

صدائے خندۂ دل: وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالبؔ — چٹکنا غنچۂ گل کا، صدائے خندۂ دل ہے — ص۲۰۸

صدائے شکست: دل کی صدائے شکست سازِ طرب ہے اسدؔ — شیشۂ بے بادہ سے چپ ہے بے قلقل ہنوز — ص۴۴

صدائے نغمۂ شہرت: بے نوائی تر صدائے نغمۂ شہرت، اسدؔ! — بوریا، یک نیستاں عالم بلند آوازہ تھا — ص۱۷

صدف[1]: (۱) دیکھیے مت چشمِ کم سے سوئے ضبطِ افسردگاں — چوں صدف پُر دُر ہیں دنداں در جگر افشردگاں — ص۶۶

(۲) صدف کی ہے ترے نقشِ قدم میں کیفیت — سرشکِ چشمِ اسدؔ کیوں نہ اُس میں گوہر ہو — ص۱۶۷

(۳) کریں گر قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق، خود آرایاں — صدف دندانِ گوہر سے بہ حسرت اپنے لب کاٹے — ص۹۷

(۴) شکستِ گوشہ گیراں، ہے فلک کو حاصلِ گردش — صدف سے آسیائے آب میں ہے دانہ گوہر کا — ص۲۴۴

(۵) صفا کب جمع ہو سکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا — صدف بن قطرۂ نیساں اسدؔ! گوہر نہیں ہوتا — ص۲۴۵

(۶) اے کرم! نہ ہو غافل ورنہ ہے اسدؔ بے دل — بے گہر صدف گویا پشتِ چشمِ نیساں ہے — ص۸۹

---

[1] صدف : نو بار [مفرد: چھے بار، مرکب: تین بار]۔

دیکھیے ـــــ: (۷) عزلت آبادِ صدف۔ (۸) لبِ خشکِ صدف۔

صدفِ گوہرِ شکست: ہر سنگ و خشت، ہے صدفِ گوہرِ شکست — نقصاں نہیں، جنوں سے جو سودا کرے کوئی — ص ۲۱۵

صدق[۱]: وہ صدق، وہ عدل، وہ حیا اور وہ علم — بتلاؤ کوئی کہ تھی برائی کس میں؟ — ص ۳۱۳

صدق گزیں: دیکھیے: نفسِ صدق گزیں۔

صدقے[۲]: خود آسماں ہے مہاراو راجہ پر صدقے — ص ۲۷۸

صدمہ[۳] ضرب المثل: دیکھیے: دستِ جفائے صدمہ ضرب المثل۔

صدمۂ یک جنبشِ لب: مرگیا صدمۂ یک جنبشِ لب سے غالبؔ — ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسیٰ نہ ہوا — ص ۱۳۲

صدمے: اٹھائے ہیں جو میں اُفتادگی میں متصل صدمے — کروں گا اشک ہائے واچکیدہ سے حساب اُس کا — ص ۴۴۷

صرصر[۴]: دیکھیے ـــــ: (۱) غیرتِ صرصر۔ (۲) قلزمِ صرصر۔

صرصرِ شوق: گرد بادِ رہِ بیتابی ہوں — صرصرِ شوق ہے بانی میری — ص ۲۳۱

صَرف[۵]: (۱) کی متصل ستارہ شماری میں عمر صَرف — تسبیحِ اشک ہائے ز مژگاں چکیدہ ہوں — ص ۶۱

(۲) خسروِ انجم کے آیا صرف میں — شب کو تھا گنجینۂ گوہر کھلا — ص ۳۹

(۳) صَرفِ اعدا اثرِ شعلہ و دودِ دوزخ — وقفِ احباب گل و سنبلِ فردوسِ بریں — ص ۳۳۵

صرفِ غنچۂ دامن: بجائے غنچہ و گل، ہے ہجومِ خار و خس یہاں تک — کہ صرفِ غنچۂ دامن ہوا ہے خندہ گلچیں کا — ص ۲۸

صرفِ بہارِ حسنِ یار: عمر میری ہوگئی صرفِ بہارِ حُسنِ یار — گردشِ رنگِ چمن ہے ماہ و سالِ عندلیب — ص ۳۲

صرفِ بہائے مے: صرفِ بہائے مے ہوئے آلاتِ مے کشی — تھے یہ ہی دو حساب سو یوں پاک ہوگئے — ص ۴۲۹

صرفِ جبینِ غربت: صد تجلی کدہ ہے صرفِ جبینِ غربت — پیرہن میں ہے غبارِ شررِ طور ہنوز — ص ۲۵

صرفِ جنگ جوئی ہائے یار: طرزِ موزونی ہے صرفِ جنگ جوئی ہائے یار — ہے سرِ مصراعِ صافِ تیغ، خنجر مستزاد — ص ۳۸

صرفِ چاکِ پردۂ فانوس: نیم رنگی ہائے شمعِ محفلِ خوباں سے ہے — پیچکِ مہ، صرفِ چاکِ پردۂ فانوس و بس — ص ۳۶

---

۱ صدق : دوبار [مفرد: ایک بار]۔

۲ صدقے : ایک بار۔

۳ صدمہ : دوبار [مرکب]۔ صدمے : ایک بار [بطور جمع]۔

۴ صرصر : تین بار [مرکب]۔

۵ صَرف : انیس بار [مفرد: دوبار، مرکب: سترہ بار]۔

صرفِ خزاں:	چمن زارِ تمنا ہوگیا صرفِ خزاں لیکن	بہارِ نیم رنگِ آہ حسرت ناک باقی ہے	ص۱۰۷
صرفِ درباں:	وھاں گیا بھی میں تو اُن کی گالیوں کا کیا جواب	یاد تھیں جتنی دُعائیں، صرفِ درباں ہوگئیں	ص۱۹۲
صرفِ شیرازہ:	اگر نہ ہووے رگِ خواب صرفِ شیرازہ	تمام دفترِ ربطِ مزاج درہم ہے	ص۱۰۲
صرفِ عبادت:	نخشا ہے فوتِ فرصتِ ہستی کا غم کوئی	عُمرِ عزیز صرفِ عبادت ہی کیوں نہ ہو	ص۱۹۳
صرفِ عرضِ شانہ:	انتظارِ جلوۂ کاکل میں ہر شمشادِ باغ	صورتِ مژگانِ عاشق صرفِ عرضِ شانہ تھا	ص۲۵
صرفِ قطرہ زنی:	میں وادیِ طلب میں ہوا جملہ تن عرق	از بس کہ صرفِ قطرہ زنی تھا بسانِ اشک	ص۵۰
صرفِ قماشِ دام:	وحشیِ بن، صیّاد نے ہم رم خوردوں کو کیا رام کیا	رشتۂ چاکِ جیبِ دریدہ صرفِ قماشِ دام کیا	ص۲۶
صرفِ مشقِ تمکینِ بہار:	ہوئی ہے بس کہ صرفِ مشقِ تمکینِ بہار، آتش	بہ اندازِ حنا ہے رونقِ دستِ چنار، آتش	ص۲۹
صرفِ مشقِ نالہ:	ہوئی یک عُمر صرفِ مشقِ نالہ	اثر موقوف بر عُمرِ دگر ہے	ص۲۵۵
صرفِ وفا:	دل کو ہم صرفِ وفا سمجھے تھے، کیا معلوم تھا	یعنی یہ پہلے ہی نذرِ امتحاں ہوجائے گا	ص۱۵۱
بےصرف[۱]:	(۱) کرے ہے بےصرف بہ ایمائے شعلہ قصّہ تمام	بہ طرزِ اہلِ فنا ہے فسانہ خوانیِ شمع	ص۱۷۳
	(۲) ہمارے شعر ہیں اب بےصرفِ دل لگی کے، اسدؔ!	کھلا کہ فائدہ عرضِ ہنر میں خاک نہیں	ص۱۸۳
	(۳) بےصرف اظہار ہے ارادت کا	ہے قلم کی جو سجدہ ریز جبیں	ص۲۸۱
صرفہ[۲]:	صرفہ ہے ضبطِ آہ میں میرا، وگرنہ میں	طعمہ ہوں ایک ہی نَفَسِ جاں گداز کا	ص۱۵۵
	[مزید دیکھیے: بےصرف — ناصحِ بےصرفہ گو]۔		
صریرِ[۳] خامہ:	(۱) دل کو، اظہارِ سخن اندازِ فتح الباب ہے	یھاں صریرِ خامہ، غیر از اصطکاکِ در نہیں	ص۶۶
	(۲) ہے صریرِ خامہ، ریزشِ ہائے استقبالِ ناز	نامہ خود پیغام کو بال و پرِ پرواز ہے	ص۸۲
	(۳) وھاں سے ہے تکلیفِ عرضِ بےدماغی، اور اسدؔ	یھاں صریرِ خامہ مجھ کو نالۂ رنجور ہے	ص۹۳
	(۴) آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں	غالبؔ! صریرِ خامہ نوائے سروش ہے	ص۲۳۰
	(۵) دیکھیے: ہر صریرِ خامہ۔		
صف بہ صف[۴]:	ہے تماشا گاہِ سوزِ تازہ ہر یک عضوِ تن	جوں چراغانِ دِوالی صف بہ صف جلتا ہوں میں	ص۹۳

---

۱ بےصرف : تین بار۔
۲ صرفہ : ایک بار۔
۳ صریر : پانچ بار [مرتب]۔
۴ صف بہ صف : چار بار [مرتب]۔

صفِ مژگاں: (۱) دل میں ہے یار کی صفِ مژگاں سے روکشی — حال آنکہ طاقتِ خلشِ خار بھی نہیں ص۱۸۳

(۲) دیکھیے: دل بر صفِ مژگاں زدہ۔

صفِ مژگانِ خود آرا: دیکھیے: عزمِ صفِ مژگانِ خود آرا۔

صفا[۱]: (۱) صفا کب جمع ہو سکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا — صدف بِن قطرۂ نیساں اسد گوہر نہیں ہوتا ص۲۲۵

(۲) صفا و شوخی و اندازِ حُسن پا بہ رکاب — خطِ سیاہ سے ہے گردِ کارواں پیدا ص۲۲۶

(۳) دیکھیے: جوشِ صفا۔

صفائے اشک: صفائے اشک میں داغِ جگر جلوہ دکھاتے ہیں — پرِ طاؤس، گویا برقِ ابرِ چشمِ گریاں ہے ص۸۱

صفائے حیرتِ آئینہ: صفائے حیرتِ آئینہ ہے سامانِ زنگ آخر — تغیّر آبِ برجا ماندہ کا، پاتا ہے رنگ آخر ص۱۶۸

صفائے دل: مذّی میری صفائے دل سے ہوتا ہے خجل — ہے تماشا زشت رویوں کا عتاب آئینے پر ص۴۰

صفائے طبع: دیکھیے: صفتِ صفائے طبع۔

صفات[۲]: دیکھیے: جسپِ گردشِ پیمانۂ صفات۔

صفاتِ ذوالجلال: ہیں شہ میں صفاتِ ذوالجلال باہم — آثارِ جلالی و جمالی باہم ص۲۵۳

صفاہاں[۳]: جوہرِ زلف کی تقریرِ پیچ و تابِ خاموشی — ہند میں اسدؔ نالاں، نالہ در صفاہاں ہے ص۳۵۳

صفاہانی: دیکھیے: تیغِ صفاہانی۔

صفائی[۴]: دیکھیے: وجہِ صفائی۔

صفت[۵]: دیکھیے: (۱) ریشۂ نارنجِ صفت۔ (۲) بالِ صفت۔ (۳) سپندِ شعلۂ نادیدہ صفت۔

صفتِ آئنہ: خلوتِ دل میں نہ کر دخل بجز سجدۂ شوق — آستاں میں صفتِ آئنہ در پنہاں ہے ص۱۰۹

صفتِ نغمہ: محرمِ دردِ گرفتاریِ مستی معلوم! — ہوں نفَس سے صفتِ نغمہ بہ بندِ رگِ تار ص۹

صفحہ[۶]: (۱) جنونِ آئنہ مشتاقِ یک تماشا ہے — ہمارے صفحے پہ بالِ پری سے مسطر کھینچ ص۳۵

---

۱ صفا : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چھ بار]۔
۲ صفات : دو بار [مرکب]۔
۳ صفاہاں : ایک بار [مرکب]۔
صفاہانی : ایک بار [مرکب]۔
۴ صفائی : ایک بار [مرکب]۔
۵ صفت : پانچ بار [مرکب]۔
۶ صفحہ : چودہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: دس بار]۔
صفحہ ہا : ایک بار [مرکب]۔

(۲) گر صفحے کو نہ دیجیے پروازِ سادگی | جز خطِ عجز، نقشِ تمنا نہ کھینچیے | ص۱۰۶

(۳) ذرِ معنی سے مرا صفحہ: لقا کی داڑھی | غمِ گیتی سے مرا سینہ: عمر کی زنبیل | ص۱۲۳

(۴) خامے کا صفحے پہ رواں ہونا | شاخِ گل کا ہے گل فشاں ہونا | ص۳۰

(۵) دیکھیے: بعکسِ سوادِ صفحہ۔

صفحہ ہاے لیالی و ایام: جب ازل میں رقم پذیر ہوئے | صفحہ ہاے لیالی و ایام | ص۳۸

صفحۂ آئنہ: نہ ہوئی ہم سے رقم حیرتِ خطِ رخِ یار | صفحۂ آئنہ جولاں گہِ طوطی نہ ہوا | ص۱۳

صفحۂ افشاں زدہ: دیکھیے: آئنہ صفحۂ افشاں زدہ۔

صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ: گر دکھاؤں صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ کو | دستِ زد سطرِ تبسم یک قلم انشا کرے | ص۱۰۱

صفحۂ خاطر: ز بس کہ جلوۂ صیاد حیرت آرا ہے | اڑی ہے صفحۂ خاطر سے صورتِ پرواز | ص۴۳

صفحۂ دشت: یک قلم کاغذِ آتش زدہ ہے صفحۂ دشت | نقشِ پا میں ہے تبِ گرمیِ رفتار ہنوز | ص۱۶۲

صفحۂ عبرت: خلق ہے صفحۂ عبرت سے سبق ناخواندہ | ورنہ ہے چرخ و زمیں یک ورقِ گرداندہ | ص۶۱

صفحۂ عذار: حیراں ہوں، دامنِ مژہ کیوں جھاڑتا نہیں | خط صفحۂ عذار پہ، گردِ کتاب ہے | ص۴۵۲

صفحۂ گلشن: زمیں کو صفحۂ گلشن بنایا خوں چکانی نے | چمن بالیدنی ہا از رمِ نخچیر ہے پیدا | ص۳۰

صفحۂ نامہ: بس کہ عاجز نارسائی سے کبوتر ہوگیا | صفحۂ نامہ، غلافِ بالشِ پر ہوگیا | ص۲۹

صِفر[۱]: (۱) یہ دی جو گئی ہے رشتۂ عمر میں گانٹھ | ہے صفر کہ افزایشِ اعداد کرے | ص۴۵۳

(۲) نہ بھولو ریزشِ اعداد کی قطرہ فشانی پر | عزیزاں! ہے بہ رنگِ صفر جامِ آسماں خالی | ص۴۵۵

صَفَر[۲]: دیکھیے: آخرِ ماہِ صفر۔

صفہاں[۳]: گردِ رہ: سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں | نقشِ ہرگام: دو عالم صفہاں زیرِ نگیں | ص۹ [اصعب] [زلزال میں]

صلا[۴]: کون ہوتا ہے حریفِ مےِ مرد افگنِ عشق | ہے مکرر لبِ ساقی پہ صلا میرے بعد | ص۱۲۶

صلاے عام: اداے خاص سے غالبؔ ہوا ہے نکتہ سرا | صلاے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے | ص۲۳۶

---

۱ صِفر : دو بار [مفرد: ایک بار]۔
۲ صَفَر : ایک بار [مرکب]۔
۳ صفہاں : ایک بار [مرکب]۔
۴ صلا : تین بار [مفرد: ایک بار]۔

صلائے عرضِ حال: گر وہ مستِ ناز دیوے گا صلائے عرضِ حال — خارِ گل، بہرِ دہانِ گل زباں ہو جائے گا — ص۹۱

صُلح[1]: (۱) ہے غیرتِ اُلفت کہ اسدؔ! اُس کی ادا پر — گر دیدہ و دل صلح کریں، جنگ نکالوں — ص۹۶

(۲) فراغت کس قدر رہتی مجھے تشویشِ مرہم سے — بہم گر صلح کرتے پارہ ہائے دل نمک داں پر — ص۱۶۷

صُلحِ بتاں: دیکھیے: سازشِ صُلحِ بتاں۔

صُلحِ کُل: (۱) اختلافِ رنگ و بو، طرحِ بہارِ بے خودی — صُلحِ کُل گردِ ادب گاہِ نزاعِ جلوہ ہے — ص۸۷

(۲) آزادہ رَو ہوں اور مرا مسلک ہے صُلحِ کُل — ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے — ص۱۳۵

صلہ[2]: نہ ستائش کی تمنّا نہ صلے کی پروا — گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی، نہ سہی — ص۲۰۹

صمصام[3]: دیکھیے: آبداریِ صمصام۔

صندلی[4]: جلوہ نہیں ہے دردِ سر، آئنہ صندلی نہ کر — عکس کجا و کو نظر؟ نقش کو مدعا سمجھ — ص۴۳

صنعتِ[5] ایجاد: دیکھیے: فریبِ صنعتِ ایجاد۔

صنعتِ حق: دیکھیے: نگارگیِ صنعتِ حق۔

صنم[6]: دیکھیے: دیدارِ صنم۔

صنم پرستوں: تمھیں کہو کہ گزارا صنم پرستوں کا — بتوں کی ہو اگر ایسی ہی خو، تو کیوں کر ہو — ص۱۹۷

صنمِ چند: دیکھیے: پرستندۂ روے صنمِ چند۔

صنم کدہ: دل پھر طوافِ کوے ملامت کو جائے ہے — پندار کا صنم کدہ ویراں کیے ہوئے — ص۲۲۶

صنوبر[7]: (۱) سایۂ اُفتادگی بالیں و بستر ہوں اسدؔ! — جوں صنوبر دل سراپا قامت آرائی نہیں — ص۹۵

(۲) اسدؔ! وارستگاں باوصفِ ساماں بے تعلّق ہیں — صنوبر گلستاں میں با دلِ آزادہ آتا ہے — ص۹۸

(۳) دیکھیے: سرو و صنوبر۔

صُور[8]: (۱) پھونکتا ہے نالہ ہر شب صورِ اسرافیل کی — ہم کو جلدی ہے مگر تو نے قیامت ڈھیل کی — ص۹۱

---

[1] صلح : پانچ بار [مفرد: دو بار]۔
[2] صلہ : ایک بار۔
[3] صمصام : ایک بار [مرکّب]۔
[4] صندلی : ایک بار۔
[5] صنعت : دو بار [مرکّب]۔
[6] صنم : تین بار [مرکّب]۔
صنم کدہ : ایک بار۔
[7] صنوبر : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
[8] صوُر : دو بار [مرکّب]۔

(۲) لڑتا ہے مجھ سے حشر میں قاتل کہ کیوں اُٹھا | گویا ابھی سُنی نہیں آواز صور کی | ص۲۴۳

صُوَر:[۱] دیکھیے: نمود صُوَر۔

صورت:[۲] (۱) بہ صورت تکلّف، بہ معنی تاسّف | اسدؔ! میں تبسم ہوں پژمردگاں کا | ص۱۸

(۲) دیدارِ دوستاں لباسی ہے ناگوار | صورت بہ کارخانۂ دیبا نہ کھینچیے | ص۱۰۶

(۳) دیکھنا میرے ہاتھ میں لبریز | اپنی صورت کا اک بلوریں جام | ص۱۳۶

(۴) مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی | ہیولیٰ برقِ خرمن کا ہے، خونِ گرم دہقاں کا | ص۱۵۹

(۵) چاہتے ہیں خوب رویوں کو اسدؔ | آپ کی صورت تو دیکھا چاہیے! | ص۲۲۳

(۶) تسکیں کو ہم نہ روئیں جو ذوقِ نظر ملے | حورانِ خلد میں تری صورت مگر ملے | ص۲۳۶

(۷) کوئی اُمید بر نہیں آتی | کوئی صورت نظر نہیں آتی | ص۲۳۷

(۸) فکرِ تاریخ سال میں مجھ کو | ایک صورت نئی نظر آئی | ص۲۶۳

(۹) ہو تجلی برق کی صورت میں، ہے یہ بھی غضب | ہاں جھپکنے کی تو ہوتی ہے فرصتِ عیش و طرب | ص۲۹۱

دیکھیے ـــــــ: (۱۰) تماشائے نیرنگِ صورت۔ (۱۱) خمیازۂ عرضِ صورت۔

صورتِ آئینہ: پر یہ دولت تھی نصیب شمۂ معنیِ ناز | کہ ہوا صورتِ آئینہ میں جوہر بیدار | ص۴

صورتِ ادغام: اُس کے مضروب کے سر و تن سے | کیوں نمایاں ہو صورتِ ادغام | ص۱۳۸

صورتِ ارقام: تیرے توقیعِ سلطنت کو بھی | دی بدستور صورتِ ارقام | ص۱۳۸

صورتِ اشک: نشّۂ مے کے اُتر جانے کے غم سے انگور | صورتِ اشک بہ مژگانِ رگِ تاک چڑھا | ص۲۴۵

صورتِ اعجاز: جس کا ہر فعل: صورتِ اعجاز | جس کا ہر قول: معنیِ الہام | ص۱۳۷

صورت بیں: دیکھیے: چشمِ صورت بیں۔

صورتِ پرواز: (۱) ز بس کہ جلوۂ صیاد حیرت آرا ہے | اُڑی ہے صفحۂ خاطر سے صورتِ پرواز | ص۳۳

(۲) اسدؔ سے ترکِ وفا کا گماں وہ معنی ہے | کہ کھینچیے پرِ طائر سے صورتِ پرواز | ص۳۳

---

۱ صُوَر : ایک بار [مرکب]۔

۲ صورت : بیالیس بار

[مفرد: آٹھ بار، مرکب: چونتیس بار]۔

صورتیں : تین بار۔

صورتگر : ایک بار [مرکب]۔

صورتگری : ایک بار [مرکب]۔

صورتِ پروانہ:	شامِ غم میں، سوزِ عشقِ آتشِ رخسار سے	پرفشانِ سوختن ہیں صورتِ پروانہ ہم	ص۵۳
صورتِ تقریر:	ہوں ہیولائے دو عالم صورتِ تقریر، اسدؔ!	فکر نے سونپی خموشی کی گریبانی مجھے	ص۸۶
صورتِ تکوین:	وہ کہ جس کی صورتِ تکوین میں	مقصدِ نُہ چرخ و ہفت اختر کُھلا	ص۳۹
صورتِ چراغاں:	شرر اسیر دل کو طے اوجِ عرضِ اظہار	جو بہ صورتِ چراغاں کرے شعلہ، نردبانی	ص۱۰
صورتِ خانۂ خمیازہ:	شب، خمارِ شوقِ ساقی رستخیز اندازہ تھا	تا محیطِ بادہ صورت خانۂ خمیازہ تھا	ص۱۳۶
صورتِ دُود:	وحشتِ آتشِ دل سے شبِ تنہائی میں	صورتِ دُود رہا سایہ گریزاں مجھ سے	ص۲۱۱
صورتِ دیبا:	صورتِ دیبا، تپش سے میری غرقِ خوں ہے آج	خارِ پیراہن، رگِ بستر کو نشتر ہوگیا	ص۲۹
صورتِ دیوار:	دیکھیے: کالبدِ صورتِ دیوار۔		
صورتِ رنگِ حنا:	وحشتِ فرصتِ یک جَیب کشش نے کھویا	صورتِ رنگِ حنا ہاتھ سے دامانِ بہار	ص۶
صورتِ رشتۂ گوہر:	اثرِ آبلہ سے، جادۂ صحرائے جنوں	صورتِ رشتۂ گوہر، ہے چراغاں مجھ سے	ص۲۱۱
صورتِ شمع:	وہ حبِ عشق تمنا ہے کہ پھر صورتِ شمع	شعلہ تا نبضِ جگر ریشہ دوانی مانگے	ص۲۰۹
صورتِ عالم:	بجز نام، نہیں صورتِ عالم مجھے منظور	بجز وہم نہیں، ہستیِ اشیا مرے آگے	ص۲۲۸
صورتِ عہدِ وفا:	رنگِ طرب، ہے صورتِ عہدِ وفا گرو	تھا کس قدر شکستہ کہ ہے جابجا گرو	ص۶۹
صورتِ قفلِ ابجد:	تجھ سے، قسمت میں مری، صورتِ قفلِ ابجد	تھا لکھا، بات کے بنتے ہی جُدا ہوجانا	ص۱۵۶
صورتِ کاغذِ باد:	یعنی ہر بار صورتِ کاغذِ باد	ملتے ہیں یہ بدمعاش لڑنے کے لیے	ص۲۵۳
صورتگرِ چیں:	دیکھیے: حیرتِ صورتگرِ چیں۔		
صورتگری:	دیکھیے: فنِ صورتگری۔		
صورتِ مژگانِ عاشق:	انتظارِ جلوۂ کاکل میں ہر شمشاد باغ	صورتِ مژگانِ عاشق صرفِ عرضِ شانہ تھا	ص۲۵
صورتِ مژگانِ یتیم:	سونپے ہے فیضِ ہوا، صورتِ مژگانِ یتیم	سرنوشتِ دوجہاں ابر بہ یک سطرِ غبار	ص۳۲
صورتِ موزوں:	نہ انشا معنیِ مضموں، نہ املا صورتِ موزوں	عنایت نامہ ہائے اہلِ دُنیا ہرزہ عنواں ہیں	ص۶۳
صورتِ مہرِ نیم روز:	جب وہ جمالِ دل فروز، صورتِ مہرِ نیم روز	آپ ہی ہو نظارہ سوز، پردے میں مُنہ چھپائے کیوں	ص۱۹۳
صورتِ نقشِ قدم:	(۱) مثلِ مضمونِ وفا، باد بہ دستِ تسلیم	صورتِ نقشِ قدم، خاک بہ فرقِ تمکیں	ص۱۳۲

(۲) خانہ ویراں سازیِ حیرت تماشا کیجیے — صورتِ نقشِ قدم ہوں رفتۂ رفتارِ دوست ص۱۹۳

صورت وحشی: دیکھیے: اسیر صورت وحشی۔

صورتِ یک قطرۂ خوں: ہر غنچہ و گل صورتِ یک قطرۂ خوں ہے — دیکھا ہے کسو کا جو حنا بستہ سرِ انگشت ص۳۲

صورتیں: (۱) نقشِ پا کی صورتیں وہ دل فریب — تو کہے، بت خانۂ آزر کھلا ص۳۹

(۲) سب کہاں، کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں — خاک میں، کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں ص۱۹۱

(۳) دیکھیے: سب صورتیں۔

صوف[1] مداد: بس کہ ہیں در پردہ مصروفِ سیہ کاری تمام — آستر ہے خرقۂ زہاد کا، صوفِ مداد ص۳۸

صوفی[2]: (۱) دہری کیوں کر ہو جو کہ ہووے صوفی؟ — شیعی کیوں کر ہو ماوراء النہری؟ ص۲۱۳

(۲) دیکھیے: خونِ صوفی۔

صوم[3]: دیکھیے: افطارِ صوم۔

صومعہ[4]: صومعے میں اسے ٹھہرائیے گر مُہرِ نماز — مے کدے میں اسے خشتِ خُمِ صہبا کہیے ص۱۲۳

صہبا[5]: (۱) ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزاں ہے — کہ شیشہ نازک و صہبا ہے آبگینہ گداز ص۴۳

(۲) ہے سنگِ ظلمِ چرخ سے مے خانے میں اسدؔ! — صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل ص۵۱

دیکھیے ——: (۳) پیالۂ صہبا۔ (۴) تُندیِ صہبا۔ (۵) خشتِ خُمِ صہبا۔ (۶) نازبردارِ غرورِ نشۂ صہبا۔ (۷) وجہِ پریشانیِ صہبا۔

صہبائے آتشِ پنہاں: مرے قدح میں ہے صہبائے آتشِ پنہاں — بروئے سفرہ کبابِ دلِ سمندر کھینچ ص۱۲۶

صیاد[6]: (۱) ظاہر ہے طرزِ قید سے صیاد کی غرض — جو دانہ دام میں ہے سو اشکِ کباب ہے ص۷۵

(۲) وحشی بن صیاد نے ہم رم خوردوں کو کیا رام کیا — رشتۂ چاکِ جیبِ دریدہ صرفِ قماشِ دام کیا ص۲۶

(۳) بس کہ ہے صیاد راہِ عشق میں محوِ کمیں — جادۂ رہ سر بسر مژگانِ چشمِ دام ہے ص۱۰۱

(۴) سبو گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں — مژدہ اے مرغ! کہ گلزار میں صیاد نہیں ص۱۸۶

---

۱ صوف : ایک بار [مرکب]۔
۲ صوفی : دو بار [مفرد: ایک بار]۔
۳ صوم : ایک بار [مرکب]۔
۴ صومعہ : ایک بار۔
۵ صہبا : آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکب: چھے بار]۔
۶ صیاد : سترہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: بارہ بار]۔
صیادی : ایک بار۔

(۵) نے تیر کماں میں ہے نہ صیاد کمیں میں گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے ص۲۲۵

دیکھیے ـــــ: (۶) جلوۂ صیاد۔ (۷) حاصلِ صیاد۔ (۸) حنائے پنجۂ صیاد۔ (۹) خوابِ صیاد۔ (۱۰) دامِ کمیں خانۂ خوابِ صیاد۔ (۱۱) غنچۂ پیکانِ ناوکِ صیاد۔ (۱۲) گرفتارِ الفتِ صیاد۔ (۱۳) ہر دانۂ صیاد۔

صیادِ بے پروا: اسیرِ بے زباں ہوں، کاشکے! صیادِ بے پروا بہ دامِ جوہرِ آئینہ ہو جاوے شکار اپنا ص۱۵

صیادِ دیدہ: دیکھیے: آہوے صیاد دیدہ۔

صیادِ کمیں خانۂ تعمیر: وہ گرفتارِ خرابی ہوں کہ فوارہ نمط سیل، صیادِ کمیں خانۂ تعمیر آوے ص۱۳

صیادِ ناداں: اے اسدؔ! ہم خود اسیرِ رنگ و بوے باغ ہیں ظاہرا صیادِ ناداں ہے گرفتارِ ہوس ص۳۵

صیادی: نظر بند تصور ہے قفس میں لطفِ آزادی شکستِ آرزو کے رنگ کی کرتا ہوں صیادی ص۲۵۱

صیام[1]: دیکھیے: تقریبِ عیدِ ماہِ صیام۔

صید[2]: دیکھیے ـــــ: (۱) اک صیدِ زبوں۔ (۲) انتظارِ صید۔ (۳) چشمِ صید۔

صیدِ اندازِ شہِ دُلدُل سوار: ہے دو عالم صیدِ اندازِ شہِ دُلدُل سوار یعنی خطِ پرکارِ ہستی حلقۂ فتراک ہے ص۱۰۶

صیدِ بال افشاں: تڑپ کر مر گیا وہ صیدِ بال افشاں کہ مضطر تھا ہوا ناسورِ چشمِ تعزیت، زخمِ خدنگ آخر ص۴۰

صیدِ دامِ چشمِ گریاں: تمام اجزاے عالم: صیدِ دامِ چشمِ گریاں ہے طلسمِ شش جہت: یک حلقۂ گردابِ طوفاں ہے ص۸۱

صیدِ دامِ رشتۂ رگ ہاے خارا: بہ سختی ہاے قیدِ زندگی معلوم آزادی! شرر بھی صیدِ دامِ رشتۂ رگ ہاے خارا ہے ص۸۵

صیدِ زدامِ جستہ: بزمِ قدح سے عیشِ تمنا نہ رکھ کہ رنگ صیدِ ز دامِ جستہ ہے اِس دام گاہ کا ص۱۳۹

صیدِ وحشتِ طاؤس: شوخیِ نیرنگ، صیدِ وحشتِ طاؤس ہے دام سبزے میں ہے پروازِ چمن تسخیر کا ص۱۱

صیقل[3]: (۱) بیضۂ قمری کے آئینے میں پنہاں صیقل سروِ بے دل سے عیاں عکسِ خیالِ قدِ یار ص۳

(۲) دیکھیے: اعجازِ ہواے صیقل۔

صیقلِ آئینہ: یک الف بیش نہیں صیقلِ آئینہ ہنوز چاک کرتا ہوں میں جب سے کہ گریباں سمجھا ص۱۳۷

صیقلِ تیغِ کہسار: ہمتِ نشو و نما میں یہ بلندی ہے کہ سرو پرِ قمری سے کرے صیقلِ تیغِ کہسار ص۳

~~~~~~~~

---

[1] صیام : ایک بار [مرکب]۔
[2] صیام : نو بار [مرکب]۔
[3] صیقل : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
~~~~~~~~

ض

ضابطۂ جرِّ ثقیل:	جنبشِ دل نہیں ہے رابطۂ خوفِ عظیم	کششِ دم نہیں ہے ضابطۂ جرِّ ثقیل	ص ۱۳۳
ضامن ۲ س:(۱)	محابا کیا ہے؟ میں ضامن، ادھر دیکھ	شہیدانِ نگہ کا خوں بہا کیا!	ص ۱۵۷
(۲)	لگدکوبِ حوادث کا تحمل کر نہیں سکتی	مری طاقت کہ ضامن تھی بتوں کے ناز اٹھانے کی	ص ۲۰۳
ضامنِ نشاط:	غفلت کفیلِ عمر و اسدؔ ضامنِ نشاط	اے مرگِ ناگہاں! تجھے کیا انتظار ہے؟	ص ۲۱۸
ضبط ۳ س:(۱)	اے عدوئے مصلحت! چندے بہ ضبط افسردہ رہ	کردنی ہے جمع تابِ شوخیٔ دیدارِ دوست	ص ۳۳
	(۲) ضبط سے مطلب بجز وارستگی، دیگر نہیں	دامنِ تمثال آبِ آئنہ سے تر نہیں	ص ۶۶
	(۳) ہوا ہے گریۂ بیباک ضبط سے تسبیح	ہزار دل پہ ہم ایک اختیار رکھتے ہیں	ص ۹۳
	(۴) ضبط سے جوں مردمک، اسپند اقامت گیر ہے	مجمرِ بزمِ فسردن، دیدۂ نخچیر ہے	ص ۹۵
	(۵) از بس کہ سکھاتا ہے غم، ضبط کے اندازے	جو داغ نظر آیا، اک چشم نمائی ہے	ص ۲۱۰
	(۶) نہیں ہے ضبط بجز مشاقی ہائے غم آرائی	کہ میلِ سرمہ، چشمِ داغ میں ہے آہِ خاموشاں	ص ۲۲۹

دیکھیے ——: (۷) بعدِ ضبط۔ (۸) تعلیمِ ضبط۔ (۹) خمارِ ضبط۔ (۱۰) رہنِ ضبط۔ (۱۱) سببِ ضبط۔ (۱۲) عالمِ تمکین وضبط۔ (۱۳) غرورِ ضبط۔

ضبطِ آبرو: دیکھیے: پاسِ ضبطِ آبرو۔

ضبطِ آشنایاں:	دریغ اے ناتوانی ورنہ ہم ضبط آشنایاں نے	طلسمِ رنگ میں باندھا تھا عہدِ استوار اپنا	ص ۱۵

ضبطِ آہ: صرفہ ہے ضبطِ آہ میں میرا، وگرنہ میں طعمہ ہوں ایک ہی نفَسِ جاں گداز کا ص۱۵۵

ضبطِ اشک: دیکھیے: بعدِ ضبطِ اشک۔

ضبطِ افسردگاں: دیکھیے: سوے ضبطِ افسردگاں۔

ضبطِ الم: دیکھیے: طاقتِ ضبطِ الم۔

ضبطِ بیجا: دیکھیے: داغِ مُہرِ ضبطِ بیجا۔

ضبطِ تپش: نفَس ہو نہ معزولِ شعلہ دروداں کہ ضبطِ تپش سے شرر کار ہیں ہم ص۵۵

ضبطِ تمہیدن ہا: نہیں برق و شرر جُز وحشت و ضبطِ تمہیدن ہا بلا گردانِ بے پروا خرامی ہاے یار، آتش ص۴۷

ضبطِ جنوں: (۱) سعیِ ضبطِ جنوں۔

(۲) ضبطِ جنوں سے، ہر بُنِ مو ہے ترانہ خیز یک نالہ کھینچیے، تو نیستاں اُٹھایئے ص۴۳

ضبطِ حال: اے بہ ضبطِ حال خو ناکردگاں! جوشِ جنوں نشۂ مے ہے اگر یک پردہ نازک تر ہوا ص۳۰

ضبطِ سوزِ دل: ضبطِ سوزِ دل ہے وجہِ حیرتِ اظہارِ حال داغ ہے مُہرِ دہن جوں چشمِ قربانی مجھے ص۸۶

ضبطِ شوق: اے دلِ ناعاقبت اندیش! ضبطِ شوق کر کون لاسکتا ہے تابِ جلوۂ دیدارِ دوست؟ ص۱۹۴

ضبطِ فغاں: (دیکھیے ــــــ: (۱) طاقتِ ضبطِ فغاں۔ (۲) ہجومِ ضبطِ فغاں۔

ضبطِ گریہ: ضبطِ گریہ گہر آبلہ لایا آخر پاے صد موج بہ طوفاں کدۂ دل باندھا ص۱۳

ضد[۱]: (۱) دھوتا ہوں جب میں، پینے کو، اُس سیم تن کے پانو رکھتا ہے ضد سے کھینچ کے، باہر لگن کے پانو ص۱۹۶

(۲) ضد کی ہے اور بات مگر خو بری نہیں بھولے سے اُس نے سینکڑوں وعدے وفا کیے ص۲۳۳

(۳) یہ ضد کہ آج نہ آوے اور آئے بِن نہ رہے قضا سے شکوہ ہمیں کس قدر ہے، کیا کہیے! ص۲۴۷

ضرب المثل[۲]: دیکھیے: دستِ جفاے صدمۂ ضربُ المثل۔

ضربِ تیشہ[۳]: (۲،۱) یہ ضربِ تیشہ وہ اِس واسطے ہلاک ہوا کہ ضربِ تیشہ پہ رکھتا تھا کوہکن تکیہ ص۳۰۳

ضرر[۴]: (۱) غالبؔ بھی گر نہ ہو تو کچھ ایسا ضرر نہیں دُنیا ہو یارب اور مرا بادشاہ ہو! ص۱۹۷

(۲) ملک و سپہ نہ ہو تو نہ ہو، کچھ ضرر نہیں سلطانِ بر و بحر کے در کا ہوں میں غلام ص۲۸۳

---

۱ ضابط : ایک بار [مرکب]۔

۲ ضامن : تین بار [مفرد: دو بار، مرکب: ایک بار]۔

۳ ضبط : تیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: پچیس بار]۔

ضرور[1]:	(۱) ضعفِ جنوں کو وقتِ تپش در بھی دور تھا	اک، گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا	ص۱۸
	(۲) یک بار امتحانِ ہوس بھی ضرور ہے	اے جوشِ عشق! بادۂ مرد آزما مجھے	ص۷۶
	(۳) افطارِ صوم کی کچھ اگر دستگاہ ہو	اُس شخص کو ضرور ہے روزہ رکھا کرے	ص۱۲۸
	(۴) گرمی سہی کلام میں لیکن نہ اس قدر	کی جس سے بات، اُس نے شکایت ضرور کی	ص۲۲۲
	(۵) خود ہے تدارک اِس کا گورمنٹ کو ضرور	بے وجہ کیوں ذلیل ہو، غالبؔ ہے جس کا نام	ص۲۸۳

ضروری[2] الاظہار: دیکھیے: مدعائے ضروری الاظہار۔

ضعف[3]:	(۱) کون گل سے ضعف و خاموشیِ بلبل کہہ سکے	نے زبانِ غنچہ گویا، نے زبانِ خارِ باغ	ص۴۸
	(۲) کیا ضعف میں اُمید کو دل تنگ نکالوں	میں خار ہوں، آتش میں چبھوں، رنگ نکالوں	ص۶۰
	(۳) کرنے نہ پائے ضعف سے شورِ جنوں اسدؔ	اب کے بہار کا یونہی گزرا برس تمام	ص۵۵
	(۴) ضعف، آئنہ پردازیِ دستِ دگراں ہے	تصویر کے پردے میں مگر رنگ نکالوں	ص۶۱
	(۵) تپش تو کیا، نہ ہوئی مشقِ پرفشانی بھی	رہا میں ضعف سے شرمندۂ نوآموزی	ص۱۰۰
	(۶) طرِ عشق میں کی ضعف نے راحت طلبی	ہر قدم سایے کو میں اپنے، شبستاں سمجھا	ص۱۳۷
	(۷) ضعف سے، گریہ مبدّل بہ دمِ سرد ہوا	باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہو جانا	ص۱۵۶
	(۸) ضعف سے ہے، نے قناعت سے، یہ ترکِ جستجو	ہیں وبالِ تکیہ گاہِ ہمتِ مردانہ ہم	ص۱۷۷
	(۹) گنجائشِ عداوتِ اغیار یک طرف	یاں دل میں ضعف سے ہوسِ یار بھی نہیں	ص۱۸۳
	(۱۰) ضعف سے اے گریہ! کچھ باقی مرے تن میں نہیں	رنگ ہو کر اُڑ گیا جو خوں کہ دامن میں نہیں	ص۱۸۵
	(۱۱) ضعف میں طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے	بات کچھ سر تو نہیں ہے کہ اُٹھا بھی نہ سکوں	ص۱۸۶
	(۱۲) چھوڑا نہ مجھ میں ضعف نے رنگ اختلاط کا	ہے دل پہ بار، نقشِ محبت ہی کیوں نہ ہو	ص۱۹۳
	(۱۳) ضعف سے نقشِ پئے مور ہے طوقِ گردن	تیرے کوچے سے کہاں طاقتِ رم ہے ہم کو	ص۱۹۵
	(۱۴) کر دیا ضعف نے عاجز غالبؔ!	ننگِ پیری ہے جوانی میری	ص۲۳۱

---

[1] ضد : تین بار۔
[2] ضرب المثل : ایک بار [مرتب]۔
[3] ضرب : دو بار [مرتب]۔
[4] ضرر : دو بار۔

دیکھیے ـــــ:(۱۵)باوجودِضعف۔(۱۶)نشارِضعف۔

ضعفِ اُمید:	چشمِ پرواز و نفس خفتہ، مگر ضعفِ امید	شہ پر کاہ پئے مژدہ رسائی مانگے	ص۸۸
ضعفِ پرواز:	دیکھیے:رعنائیِ ضعفِ پرواز۔		
ضعفِ پیری:	اور پھر اب کہ ضعفِ پیری سے	ہوگیا ہوں نزار و زار و حزیں	ص۲۸۱
ضعفِ جنوں:	ضعفِ جنوں کو وقتِ تپش در بھی دور تھا	اک، گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا	ص۱۸
ضعفِ دماغ:	دیکھیے:شکوۂ ضعفِ دماغ۔		
ضعیف[1]:	دیکھیے:وہمِ ضعیف۔		
ضمانِ[2] جادہ رو یا مدن:	ضمانِ جادہ رو یامدن ہے خطِ جام نے نوشاں	وگرنہ منزلِ حیرت سے کیا واقف ہیں مدہوشاں؟	ص۴۲۸
ضمیر[3]:	(۱) خواہشِ دل ہے زباں کو سببِ گفت و بیاں	ہے سخن: گرد ز دامانِ ضمیر افشاندہ	ص۱۷
	(۲) جامِ جہاں نما ہے شہنشاہ کا ضمیر	سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے	ص۱۲۵
ضیا[4] بخشِ چشمِ اہلِ یقیں:	وہ نظر گاہِ اہلِ وہم و خیال	یہ ضیا بخشِ چشمِ اہلِ یقیں	ص۲۸۰

---

[1] ضرور : پانچ بار۔ [2] ضروری : ایک بار[مرکب]۔ [3] ضعف : اکیس بار[مفرد:تیرہ بار، مرکب:آٹھ بار]۔

ل ضعیف : ایک بار [مرکب]۔
ع ضمان : ایک بار [مرکب]۔
ح ضمیر : دوبار [مفرد: ایک بار]۔
ح ضیا : ایک بار [مرکب]۔

ط

طاعت[1]:	طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ	دوزخ میں ڈال دو کوئی، لے کر بہشت کو	ص۱۹۷
طاعت گاہِ داغ:	دل از اضطراب آسودہ، طاعت گاہِ داغ آیا	بہ رنگِ شعلہ ہے، تُمبر نماز از پا نشستن ہا	ص۲۳
طاعت و زُہد:	دیکھیے: ثوابِ طاعت و زُہد۔		
طاق[2]:	(۱) دل دے کفِ تغافلِ ابروے یار میں	آئینہ ایسے طاق پہ گم کر کہ تو نہ ہو	ص۶۸
(۲)	جو کچھ ہے، محوِ شوخیِ ابروے یار ہے	آنکھوں کو رکھ کے طاق پہ دیکھا کرے کوئی	ص۸۸
(۳)	بھونچال میں گرا تھا یہ آئینہ طاق سے	حیرت، شہیدِ جنبشِ ابروے یار ہے	ص۹۰
طاقِ خمِ شمشیر:	قتلِ عشاق نہ غفلت کشِ تدبیر آوے	یارب! آئینہ بہ طاقِ خمِ شمشیر آوے!	ص۱۱۳
طاقِ دیوار:	دشمنِ آلِ نبی کو، بہ طرب خانۂ دہر	عرضِ خمیازۂ سیلاب ہو طاقِ دیوار	ص۱۳۳
طاقِ دیوارِ چمن:	بس کہ پائی یار کی رنگیں ادائی سے شکست	ہے کلاہِ نازِ گل بر طاقِ دیوارِ چمن	ص۵۹
طاقِ فراموشیِ سوداے دو عالم:	ہے طاقِ فراموشیِ سوداے دو عالم	وہ سنگ کہ گلدستۂ جوشِ شرر آوے	ص۱۱۳
طاقِ گلزار:	مے کدے میں ہو اگر آرزوے گل چینی	بھول جا یک قدحِ بادہ بہ طاقِ گلزار	ص۱۳۲
طاقِ نسیاں:	(۱) ستایش گر ہے زاہد اس قدر جس باغِ رضواں کا	وہ اک گلدستہ ہے ہم بے خودوں کے طاقِ نسیاں کا	ص۱۵۶
	(۲) دیکھیے: نقش و نگارِ طاقِ نسیاں۔		

---

[1] طاعت : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
طاعت گاہ : ایک بار [مرکب]۔

[2] طاق : گیارہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: آٹھ بار]۔

طاقِ ہلال: دیکھیے: آئینۂ طاقِ ہلال۔

طاقت[۱]:
(۱) مجھ عجز کیا کروں بہ تمنائے بے خودی — طاقت، حریفِ سختیِ خوابِ گراں نہیں — ص۵۷
(۲) طاقت، بساطِ دستگہِ یک قدم نہیں — جوں اشک جب تلک نہ رکھوں دست و پا گرو — ص۹۹
(۳) طاقت فسانۂ باد، اندیشہ شعلہ ایجاد — اے غم ہنوز آتش! اے دل ہنوز خامی! — ص۴۷
(۴) بیدادِ انتظار کی طاقت نہ لا سکی — اے جانِ بر لب آمدہ! بیتاب ہو گئی — ص۹۶
(۵) اُستادِ شہ سے ہو مجھے پرخاش کا خیال — یہ تاب، یہ مجال، یہ طاقت نہیں مجھے — ص۱۲۵
(۶) ایسا آساں نہیں لہو رونا — دل میں طاقت، جگر میں حال کہاں! — ص۱۸۲
(۷) بے عشق عمر کٹ نہیں سکتی ہے اور یہاں — طاقت بقدرِ لذتِ آزار بھی نہیں — ص۱۸۳
(۸) صد جلوہ روبرو ہے جو مژگاں اُٹھائیے — طاقت کہاں کہ دید کا احساں اُٹھائیے — ص۲۰۱
(۹) لکد کوبِ حوادث کا تحمل کر نہیں سکتی — مری طاقت کہ ضامن تھی بتوں کے ناز اُٹھانے کی — ص۲۰۳
(۱۰) کروں بیدادِ ذوقِ پرفشانی عرض، کیا قدرت! — کہ طاقت اُڑ گئی، اُڑنے سے پہلے، میرے شہپر کی — ص۲۰۷
(۱۱) رنجِ طاقت سے سوا ہو تو نہ پیٹوں کیوں کر — ذہن میں خوبیِ تسلیم و رضا ہے تو سہی — ص۲۱۱
(۱۲) نہ ستم کر اب تو مجھ پر کہ وہ دن گئے کہ ہاں تھی — مجھے طاقت آزمائی، تجھے اُلفت آزمائی — ص۱۰
(۱۳) رونے نے طاقت اتنی نہ چھوڑی کہ ایک بار — مژگاں کو دوں فشارِ پئے امتحانِ اشک — ص۵۰
(۱۴) پامرد یک انداز نہیں قامتِ ہستی — طاقت اگر اعجاز کرے، خجلتِ خم باندھ — ص۷۱
(۱۵) حسرت اے ذوقِ خرابی! کہ وہ طاقت نہ رہی — عشقِ پر عربدہ کی گوں تنِ رنجور نہیں — ص۱۸۵

طاقتِ آشوبِ آگہی: بے مے کسے ہے طاقتِ آشوبِ آگہی — کھینچا ہے عجزِ حوصلہ نے خطِ ایاغ کا — ص۱۳۹

طاقتِ بالیں گلستن ہا: نیازِ جلوہ ریزی طاقتِ بالیں گلستن ہا — تکلف کو خیال آیا ہو گر بیمار پری کا — ص۲۶

طاقتِ بیدادِ انتظار: آ، کہ مری جان کو قرار نہیں ہے — طاقتِ بیدادِ انتظار نہیں ہے — ص۲۰۸

طاقتِ پرواز: ہوں گرفتارِ اُلفتِ صیاد — ورنہ باقی ہے طاقتِ پرواز — ص۱۶۲

طاقتِ تقریر: دیکھیے: گدائے طاقتِ تقریر۔

---

[۱] طاقت : اڑتیس بار [مفرد: پندرہ بار، مرکب: تئیس بار]۔

طاقتِ خلشِ خار: دل میں ہے یار کی صفِ مژگاں سے روکشی — حال آنکہ طاقتِ خلشِ خار بھی نہیں ص۱۸۳

طاقتِ خمیازہ: کہاں ہم بھی رگ و پے رکھتے ہیں، انصاف بہتر ہے — نہ کھینچے طاقتِ خمیازہ تہمت ناتوانی کی ص۷۷

طاقتِ دیدار: (۱) کیوں جل گیا نہ تابِ رُخِ یار دیکھ کر — جلتا ہوں اپنی طاقتِ دیدار دیکھ کر ص۱۶۸

(۲) دل کو نیازِ حسرتِ دیدار کر چکے — دیکھا تو ہم میں طاقتِ دیدار بھی نہیں ص۱۸۳

طاقت رُبا: (۱) صبر آزما وہ اُن کی نگاہیں کہ حف نظر! — طاقت رُبا وہ اُن کا اشارہ کہ ہائے ہائے! ص۱۴۳

(۲) دیکھیے: فتنۂ طاقت رُبا۔

طاقتِ رُسوائیِ وصال: نہ کہہ کہ طاقتِ رُسوائیِ وصال نہیں — اگر یہی عرقِ فتنہ ہے، مکرر کھینچ ص۳۵

طاقتِ رم: ضعف سے نقشِ پئے مُور ہے طوقِ گردن — تیرے کوچے سے کہاں طاقتِ رم ہے ہم کو ص۱۹۵

طاقتِ رنجِ سفر: طاقتِ رنجِ سفر بھی نہیں پاتے اِتنی — ہجرِ یارانِ وطن کا بھی الم ہے ہم کو ص۱۱۶

طاقتِ سخن: کہتے ہیں، جب رہی نہ مجھے طاقتِ سخن — جانوں کسی کے دل کی میں کیوں کر، کہے بغیر ص۱۶۹

طاقتِ سوال: بوسے میں وہ مضایقہ نہ کرے — پر مجھے طاقتِ سوال کہاں ص۲۶

طاقتِ سیلاں: تو آب سے گر سلب کرے طاقتِ سیلاں — تو آگ سے گر دفع کرے تابِ شرارت ص۱۲۷

طاقتِ شکستن ہا: دیکھیے: فسونِ دعویِ طاقت شکستن ہا۔

طاقتِ ضبطِ الم: اسدؔ! تا کے طبیعت طاقتِ ضبطِ الم لاوے؟ — فغانِ دل بہ پہلو، نالۂ بیمار بدخو ہے ص۹۸

طاقتِ ضبطِ فغاں: برقِ بہ جانِ حوصلہ آتش فگن، اسدؔ! — اے دلِ فسردہ! طاقتِ ضبطِ فغاں نہیں ص۵۵

طاقتِ غوغا: تابِ سخن و طاقتِ غوغا نہیں ہم کو — ماتم میں شہِ دیں کے ہیں، سودا نہیں ہم کو ص۲۸۳

طاقتِ فریاد: وائے! محرومیِ تسلیم و بدا! حالِ وفا — جانتا ہے کہ ہمیں طاقتِ فریاد نہیں ص۱۸۶

طاقتِ گفتار: رہی نہ طاقتِ گفتار، اور اگر ہو بھی — تو کس اُمید پہ کہیے کہ آرزو کیا ہے ص۲۳۲

طالبؔ[1]: (۱) تھے ظہوریؔ و عرفیؔ و طالبؔ — اپنے اپنے زمانے میں غالب ص۲۶۷

(۲) نہ ظہوریؔ ہے اور نہ طالبؔ ہے — اسداللہ خانِ غالبؔ ہے ص۲۶۷

طالب[2]: (۱) سیہ گلیم ہوں، لازم ہے میرا نام نہ لے — جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے ص۱۴۸

---

۱ طالبؔ : دوبار [مرکب: ایک بار]۔

۲ طالب : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکب: تین بار]۔

(۲) خوشنودیِ احباب کا طالب غالبؔ — ص۲۹۳

(۳) دیکھیے: دو طالب۔

طالبِ تاثیر: دیکھ کر غیر کو، ہو کیوں نہ کلیجا ٹھنڈا؟ — نالہ کرتا تھا ولے طالبِ تاثیر بھی تھا — ص۱۵۹

طالبِ دیدار: دو جہاں طالبِ دیدار تھا یارب! کہ ہنوز — چشمکِ ذرہ سے ہے گرم نگہ کا بازار — ص۴

طالبانِ[1] خدا: وہ ریگِ تفتۂ وادی پہ گام فرسا ہے — کہ طالبانِ خدا رہ نما کہیں اُس کو — ص۲۸۵

طالع[2]: دیکھیے: شومیِ طالع۔

طالعِ بیدار بستر: خوشا اقبالِ رنجوری! عیادت کو تم آئے ہو — فروغِ شمعِ بالیں: طالعِ بیدار بستر ہے — ص۲۱۳

طالعِ چشمِ حسود: تنگی رفیقِ رہ تھی، عدم یا وجود تھا — میرا سفر بہ طالعِ چشمِ حسود تھا — ص۱۲

طالعِ خاشاک: دیکھیے: فروغِ طالعِ خاشاک۔

طالعِ شوق: وعدۂ سیرِ گلستاں ہے خوشا طالعِ شوق! — مژدۂ قتل مقدر ہے جو مذکور نہیں — ص۱۸۵

طالعِ لعل و گہر: دیکھیے: اوجِ طالعِ لعل و گہر۔

طالعِ مولود: دیکھیے: احکامِ طالعِ مولود۔

طالعِ ناساز: دیکھیے: سازِ طالعِ ناساز۔

طائر[3]: دیکھیے: پرِ طائر۔

طائرِ پریدۂ رنگِ حنا: مضمونِ وصل ہاتھ نہ آیا، مگر اُسے — اب طائرِ پریدۂ رنگِ حنا کہوں — ص۵۶

طائرِ رنگِ حنا: دیکھیے: آشیانِ طائرِ رنگِ حنا۔

طائرِ سیماب: دیکھ تری خوئے گرم، دل بہ تپش رام ہے — طائرِ سیماب کو شعلہ، رگِ دام ہے — ص۹۹

طائرانِ آشیاں گم کردہ: دیکھیے: نوائے طائرانِ آشیاں گم کردہ۔

طاؤس[4]: (۱) دام گر سبزے پنہاں کیجیے طاؤس ہو — جوشِ نیرنگِ بہارِ عرضِ صحرا دادہ ہے — ص۸۹

(۲) طاؤس نمط داغ کے گر رنگ نکالوں — یک فردِ تب نامۂ نیرنگ نکالوں — ص۶۰

---

۱ طالبان: ایک بار [مرکب]۔

۲ طالع: آٹھ بار [مرکب]۔

۳ طائر: پانچ بار [مرکب]۔ طائران: ایک بار [مرکب]۔

۴ طاؤس: پچیس بار [مفرد: تین بار، مرکب: بائیس بار]۔

(۳) پرواز، نقدِ دامِ تمنائے جلوہ تھا — طاؤس نے اک آئنہ خانہ رکھا گِرو — ص ۹۹

دیکھیے ــــــ: (۴) بالِ طاؤس۔ (۵)، (۶) بیضۂ طاؤس [دوبار]۔ (۷) پائے طاؤس۔ (۸)-(۱۵) پرِ طاؤس [آٹھ بار]۔ (۱۶)، (۱۷) شکلِ طاؤس [دوبار]۔ (۱۸) وحشتِ طاؤس۔ (۱۹) کسوتِ طاؤس۔

طاؤس پرست: بہ ہوائے چمنِ جلوہ ہے طاؤس پرست — باندھے ہے پیرِ فلک موجِ شفق سے زُنّار — ص ۳

طاؤسِ خاک: طاؤسِ خاک حُسنِ نظر باز ہے مجھے — ہر ذرہ، چشمکِ نگہِ ناز ہے مجھے — ص ۹۷

طاؤس خلوتاں: دیکھیے: بیضۂ طاؤس خلوتاں۔

طاؤس در رکاب: طاؤس در رکاب ہے ہر ذرہ آہ کا — یارب نفَس غبار ہے کس جلوہ گاہ کا! — ص ۱۹

طاؤس شکار: کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ: قمری پرواز — دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ: طاؤس شکار — ص ۳۲

طب[۱]: دیکھیے: حکمت و طب۔

طبع[۲]: (۱) طبع کی واشد نے رنگِ یک گلستاں گل کیا — یہ دلِ وابستہ گویا بیضۂ طاؤس تھا — ص ۲۷

(۲) طبع کو اُلفتِ دلدل میں یہ سرگرمیِ شوق — کہ جہاں تک چلے اُس سے قدم اور مجھ سے جبیں — ص ۱۳۵

(۳) پاتے نہیں جب راہ تو چڑھ جاتے ہیں نالے — رُکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اور — ص ۱۷۰

(۴) طبع ہے مشتاقِ لذت ہائے حسرت، کیا کروں! — آرزو سے ہے شکستِ آرزو مطلب مجھے — ص ۲۱۳

(۵) بوسۂ لب سے ملی طبع کو کیفیتِ حال — مے کشیدن سے مجھے نشۂ تریاک چڑھا — ص ۲۲۵

(۶) اسدؔ! ہے طبع مجبورِ تمنا آفرینی ہا — فغاں! بے اختیاری و فریبِ آرزو خوردن — ص ۲۲۹

دیکھیے ــــــ: (۷) پیچ و تابِ طبع۔ (۸)، (۹) توسنِ طبع [دوبار]۔ (۱۰) رنگِ کمالِ طبع۔ (۱۱) طرز آفرینِ نکتہ سرائیِ طبع۔ (۱۲) طوطیِ شکر گفتارِ طبع۔ (۱۳) منتِ صفائے طبع۔

طبعِ آرزو: (۱) تاچند پست فطرتیِ طبعِ آرزو — یارب! ملے بلندیِ دستِ دعا مجھے — ص ۴۷

(۲) دیکھیے: نازکیِ طبعِ آرزو۔

طبعِ آگہ: تیرگیِ ظاہری، ہے طبعِ آگہ کا نشاں — غافلاں! عکسِ سوادِ صفحہ ہے، گردِ کتاب — ص ۳۱

طبعِ الم: عیسیِٔ مہرباں ہے شفا ریز یک طرف — درد آفریں ہے طبعِ الم خیز یک طرف — ص ۲۹

---

۱ طب: ایک بار [مرکب]۔

۲ طبع: بائیس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: سولہ بار]۔

طبع برق آہنگ سکن: دیکھیے: پیچ وتاب طبع برق آہنگ سکن۔

طبع خریدار: دیکھیے: عیار طبع خریدار۔

طبع حزیں: اسدؔ! طبع حزیں سے گر نکالوں شعر برجستہ — شرر ہو قطرۂ خونِ فسردہ در رگِ خارا ص۴۲۷

طبع نازک خوباں: دیکھیے: بیم طبع نازک خوباں۔

طبع نزاکت ساماں: اے دریغا! کہ نہیں طبع نزاکت ساماں — ورنہ کانٹے میں نکلے ہے سخنِ سنجیدہ ص۴۵۱

طبلہ[۱] عنبر: ہو جہاں گرمِ غزل خوانی نفس — لوگ جانیں طبلۂ عنبر کھلا ص۱۴۰

طبیب[۲]: دیکھیے: آئینۂ دستِ طبیب۔

طبیباں: دیکھیے: نازکشِ منتِ طبیباں۔

طبیعت[۳]: (۱) زبس عجزِ حسن، منت ناگوارا ہے طبیعت پر — کشادِ عقدہ، محوِ ناخنِ دستِ نگاریں ہے ص۸۹

(۲) اسدؔ! تا کے طبیعت طاقتِ ضبطِ الم لاوے — فغانِ دل بہ پہلو، نالۂ بیمار بدخو ہے ص۹۸

(۳) قسمت بری سہی، پہ طبیعت بری نہیں — ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے ص۱۲۵

(۴) غم سے پائی طبیعت نے مدد — بادباں بھی، اٹھتے ہی لنگر، کھلا ص۱۴۰

(۵) عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا — درد کی دوا پائی، دردِ بے دوا پایا ص۱۴۳

(۶) جانتا ہوں ثوابِ طاعت و زہد — پر طبیعت ادھر نہیں آتی ص۴۳۷

دیکھیے ــــــ: (۷) بیانِ حسنِ طبیعت۔ (۸) طوطیِ طبیعت۔ (۹) میزانِ طبیعت۔

طبیعتِ ایجاد: دیکھیے: وحشتِ طبیعتِ ایجاد۔

طبیعتوں: رسوائے دہر گو ہوئے آوارگی سے تم — بارے، طبیعتوں کے تو چالاک ہو گئے ص۲۲۹

طبیعی[۴]: (۱)، (۲) دیکھیے: عمرِ طبیعی [دو بار]۔

طپاں[۵]: دیکھیے: حضرت قاسمِ طپاں۔

طپش[۶]: ایک طپش کا جانشیں، درد کا یادگار ایک ص۲۹۶

---

۱ طبلہ : ایک بار [مرکب]۔
۲ طبیب : ایک بار [مرکب]۔
طبیباں : ایک بار [مرکب]۔
۳ طبیعت : دس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: چار بار]۔
طبیعتوں : ایک بار۔
۴ طبیعی : دو بار [مرکب]۔
۵ طپاں : ایک بار [مرکب]۔
۶ طپش : ایک بار۔

طراوت[1]: (۱) غرورِ لطفِ ساقی نشۂ بیباکیِ مستاں — نمِ دامانِ عصیاں ہے طراوت موجِ کوثر کی ص۷۷

(۲) نہ لیوے گر خسِ طراوت سبزۂ خط سے — لگاوے خانۂ آئینہ میں روے نگار آتش ص۱۴۳

(۳) دیکھیے: آبِ طراوت۔

طراوتِ چمن: نہیں بہار کو فرصت، نہ ہو، بہار تو ہے — طراوتِ چمن و خوبیِ ہَوا کہیے ص۲۲۸

طراوتِ سحرِ ایجادیِ اثر: طراوتِ سحرِ ایجادیِ اثر یک سو — بہارِ نالہ و رنگینیِ فغاں تجھ سے ص۱۱۲

طرب[2]: دیکھیے ـــــ: (۱) بادۂ طرب۔ (۲)۔ (۵) بزمِ طرب [چار بار]۔ (۶) جوشِ طرب۔ (۷) حسرت کشِ طرب۔ (۸) خمیازۂ طرب۔ (۹) داغِ طرب۔ (۱۰) دل آئینہ طرب۔ (۱۱) رنگِ طرب۔ (۱۲) سازِ طرب۔ (۱۳) طوفانِ طرب۔ (۱۴)، (۱۵) عیش و طرب [دو بار]۔ (۱۶) فرازِ مسندِ عیش و طرب۔ (۱۷) فرشِ طرب۔ (۱۸) فرصتِ عیش و طرب۔ (۱۹) گردشِ رنگِ طرب۔ (۲۰) گل چینِ طرب۔ (۲۱) مسبِ طرب۔

طرب انشاے التفات: افسردگی نہیں طرب انشاے التفات — ہاں دردبن کے دل میں مگر جا کرے کوئی ص۲۱۵

طرب ایجادِ بہار: رنگِ ریزِ گل و جامِ دو جہاں ناز و نیاز — اوّلیں دورِ امامت، طرب ایجادِ بہار ص۴

طرب خانۂ دہر: دشمنِ آلِ نبی کو بہ طرب خانۂ دہر — عرضِ خمیازۂ سیلاب ہو طاقِ دیوار ص۳۳

طرب صد چمن: دل خستگاں کو ہے طربِ صد چمن بہار — باغِ بہ خوں تپیدن و آبِ روانِ اشک ص۵۰

طرب گاہِ بہار: دیکھیے: طوفانِ خزاں رنگِ طرب گاہِ بہار۔

طرب گاہِ رقیب: دیکھیے: گرسنۂ مزدورِ طرب گاہِ رقیب۔

طرب نامہ بر: بزمِ وداعِ نظر، یاس طرب نامہ بر — فرصتِ رقصِ شرر بوسہ بہ پیغام ہے ص۹۹

طرب نصاب: دیکھیے: کتابِ طرب نصاب۔

طربِ وصل: دیکھیے: واماندۂ ذوقِ طربِ وصل۔

طربِ ہستی: دیکھیے: وہمِ طربِ ہستی۔

طرح[3] آداب: دیکھیے: رہ و رسمِ طرحِ آداب۔

طرحِ باغِ تازہ: اسدؔ! ہر جا سخن نے طرحِ باغِ تازہ ڈالی ہے — مجھے رنگِ بہارِ ایجادیِ بیدلؔ پسند آیا ص۱۲

---

[1] طراوت : پانچ بار [مطبوعہ: دو بار، مرتب: تین بار]۔ — طرب گاہ : ایک بار [مرتب]۔

[2] طرب : اٹھائیس بار۔ طرب خانہ : ایک بار [مرتب]۔ — [3] طرح : پانچ بار [مرتب]۔

طرز[۱] آفرینِ نکتہ سرائیِ طبع: طرزِ آفرینِ نکتہ سرائیِ طبع ہے — آئینۂ خیال کو طوطی نما کہوں ص ۵۶

طرز آفرینِ شیوۂ عشق: چمن میں کون ہے طرز آفرینِ شیوۂ عشق؟ — کہ گل ہے بلبلِ رنگین و بیضہ شبنم ہے ص ۱۰۲

طرزِ استفہام: جانتا ہوں کہ جانتا ہے تو — تب کہا ہے بہ طرزِ استفہام ص ۱۳۶

طرزِ اہلِ فنا: کرے ہے صرف بہ ایمائے شعلہ قصہ تمام — بہ طرزِ اہلِ فنا ہے فسانہ خوانیِ شمع ص ۱۸۳

طرزِ بیدل: طرزِ بیدل میں ریختہ لکھنا — اسد اللہ خاں قیامت ہے! ص ۳۰۵

طرزِ بیجیدِ نہالِ دوستی: محبت طرزِ بیجیدِ نہالِ دوستی جانے — دویدن ریشہ ساں، مفتِ رگِ خوابِ زلیخا ہے ص ۸۳

طرزِ تپاکِ اہلِ دنیا: میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالب کہ دل — دیکھ کر طرزِ تپاکِ اہلِ دُنیا، جل گیا ص ۱۵۱

طرزِ تغافل: گرچہ ہے طرزِ تغافل پردہ دارِ رازِ عشق — پر ہم ایسے کھوئے جاتے ہیں کہ وہ پا جائے ہے ص ۲۲۱

طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ: شرم، ہے طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ — اضطرابِ چشمِ برپا دوختہ غماز ہے ص ۸۳

طرزِ جفا: دیکھیے: فریفتۂ انتخابِ طرزِ جفا۔

طرزِ دلبری: دیکھیے: پرسشِ طرزِ دلبری۔

طرزِ ستم: نویدِ امن ہے بیدادِ دوست جاں کے لیے — رہی نہ طرزِ ستم کوئی آسماں کے لیے ص ۲۳۵

طرزِ عروجِ اضطرابِ دل: اسدؔ! طرزِ عروجِ اضطرابِ دل کو کیا کہیے — سمجھتا ہوں تپش کو مفتِ قاتل کی تاثیریں ص ۶۵

طرزِ قید: ظاہر ہے طرزِ قید سے صیاد کی غرض — جو دانہ دام میں ہے سو اشکِ کباب ہے ص ۷۵

طرزِ گل: قبائے جلوہ فزا ہے لباسِ عریانی — بہ طرزِ گل رگِ جاں مجھ کو تارِ داماں ہے ص ۱۰۲

طرزِ نا گیرائیِ مژگاں: دیکھیے: حیرت پرستِ طرزِ نا گیرائیِ مژگاں۔

طرزِ نغز گفتاری: مرحبا! طرزِ نغز گفتاری — خیذا! رسم و راہِ غم خواری ص ۲۶۷

طرز و روش: تمھاری طرز و روش جانتے ہیں ہم، کیا ہے — رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے؟ ص ۲۵۱

طرف[۲] (۱): (۱) جس طرف سے آئے ہیں آخر اُدھر ہی جائیں گے — مرگ سے وحشت نہ کر، راہِ عدم بیہودہ ہے ص ۱۰۳

(۲) تری طرف ہے بہ حسرت نظارۂ نرگس — بہ کوریِ دل و چشمِ رقیب ساغر کھینچ ص ۱۲۶

---

۱ طرز : اٹھارہ بار [مرتب]۔

۲ طرف : بائیس بار۔

(۳) صبا، لگا وہ تپانچہ طرف سے بلبل کے | کہ روئے غنچۂ گل سوئے آشیاں پھر جائے | ص۳۰۵

(۴) اب ہے دلّی کی طرف کوچ ہمارا غالبؔ | آج ہم حضرتِ نوّاب سے بھی مل آئے | ص۳۱۲

(۵) حیدرآباد بہت دور ہے، اِس ملک کے لوگ | اُس طرف کو نہیں جاتے ہیں، جو جاتے ہیں تو کم | ص۲۶۵

(۶) سنجیدنی ہے ایک طرف رنجِ کوہکن | خوابِ گرانِ خسرو پرویز یک طرف | ص۴۹

دیکھیے ——:(۷)،(۸)،(۹)،(۱۰) ہر طرف [چار بار]۔(۱۱)–(۲۲) یک طرف [بارہ بار]۔

طَرَف[۱] [۲]: (۱) رندانِ درِ مے کدہ گستاخ ہیں، زاہد! | زنہار! نہ ہونا طرف اِن بے ادبوں سے | ص۲۰۱

(۲) کیوں ہوا تھا طرفِ آبلۂ پا یارب! | جادہ ہے واشدنِ پیچشِ طومار ہنوز | ص۳۳

طرفدار[۲]: ہم سخن فہم ہیں، غالبؔ کے طرفدار نہیں | دیکھیں، اِس سہرے سے کہہ دے کوئی بڑھ کر سہرا | ص۲۸۷

طَرَفِ جگرِ عاشقِ شیدا: دیکھیے: داغِ طرفِ جگرِ عاشقِ شیدا۔

طَرَفِ سخن: طَرَفِ سخن نہیں ہے مجھ سے، خدا نکردہ | ہے نامہ بر کو اُس سے دعوائے ہم کلامی | ص۴۳

طَرَفِ کلاہ: (۱) بلند رتبہ و حاکم، وہ سرفراز امیر | کہ باج تاج سے لیتا ہے جس کا طرفِ کلاہ | ص۲۷۷

(۲) سر پہ چڑھنا تجھے پھبتا ہے، پر اے طرفِ کلاہ! | مجھ کو ڈر ہے کہ نہ چھینے ترا لبر سہرا | ص۲۸۷

طَرَفِ گُل: دیکھیے: جوہرِ طرفِ گل۔

طَرَفِ نقاب: ہے تیوری چڑھی ہوئی اندر نقاب کے | ہے اک شکن پڑی ہوئی طرفِ نقاب میں | ص۱۸۹

طَرَفِ نقابِ مہِ نو: دامانِ شفق طرفِ نقابِ مہِ نو ہے | ناخن کو جگر کاوی میں بے رنگ نکالوں | ص۶۰

طُرفہ[۴]: (۱) جس قدر جگر خوں ہو، کوچہ دادنِ گل ہے | زخمِ تیغِ قاتل کو طرفہ دل کشا پایا | ص۳۳

(۲) طرفہ موزونی ہے صرفِ جنگ جوئی ہائے یار | ہے برِ مصراعِ صافِ تیغ، خنجر مستزاد | ص۳۸

(۳) دی لطفِ ہَوا نے بہ جنوں طرفہ نزاکت | تا آبلہ دعوائے تنکِ پیرہنی ہے | ص۱۱۱

(۴) خو نے تری افسردہ کیا وحشتِ دل کو | معشوقی و بے حوصلگی طرفہ بلا ہے | ص۲۱۹

(۵) دیکھیے: انتظارِ طرفہ۔

---

۱ طَرَف[۲] : دوبار [مرکب: ایک بار]۔

۲ طرفدار : ایک بار۔

۳ طَرَف : سات بار [مرکب]۔

۴ طرفہ : پانچ بار [مفرد: چار بار، مرکب: ایک بار]۔

طرفۂ : ایک بار۔

طرفہ تر: شب زلف و رُخِ عرق فشاں کا غم تھا — کیا شرح کروں کہ طرفہ تر عالم تھا — ص۲۵۲

طرّہ[۱]: غافل بہ وہمِ ناز خود آرا ہے، ورنہ یہاں — بے شانۂ صبا نہیں طرّہ گیاہ کا — ص۱۳۹

طرّۂ پرپیچ وخم: بھرم کھل جائے ظالم تیری قامت کی درازی کا — اگر اِس طرّۂ پرپیچ وخم کا پیچ وخم نکلے — ص۲۲۹

طرّۂ تحریر: دیکھیے: شانہ کشِ طرّۂ تحریر۔

طرّۂ گفتار: دیکھیے: شانہ کشِ طرّۂ گفتار۔

طرّۂ لیلا: عالم غبارِ وحشتِ مجنوں ہے سر بسر — کب تک خیالِ طرّۂ لیلا کرے کوئی — ص۲۱۵

طرّۂ یار: دیکھیے: شکن آموزِ خمِ طرّۂ یار۔

طرّہ ہا: (۱) طرّہ ہا بس کہ گرفتارِ صبا ہیں، شانہ — زانوے آئنہ پر مارے ہے دستِ بیکار — ص۳

(۲) یہ عمر بھر جو پریشانیاں اُٹھائی ہیں ہم نے — تمھارے آئیو اے طرّہ ہاے خم بہ خم! آگے — ص۲۲۸

طریقۂ[۲] انصاف: دیکھیے: شہ سوارِ طریقۂ انصاف۔

طغرائے[۳] عجزِ اختیار: سرنوشتِ خلق ہے طغرائے عجزِ اختیار — آرزوہا خار خارِ چینِ پیشانی عبث — ص۳۲

طغرل[۴]: ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے — اب فریبِ طغرل و سنجر کھلا — ص۱۳۰

طعمہ[۵]: صرفہ ہے ضبطِ آہ میں میرا، وگرنہ میں — طعمہ ہوں ایک ہی نفَسِ جاں گداز کا — ص۱۵۵

طعن[۶]: (۱) زخم سلوانے سے، مجھ پر چارہ جوئی کا ہے طعن — غیر سمجھا ہے کہ لذّت زخمِ سوزن میں نہیں — ص۱۸۵

(۲) نہ کہیو طعن سے پھر تم کہ ہم ستمگر ہیں — مجھے تو خو ہے کہ جو کچھ کہو، بجا کہیے — ص۲۲۸

طعن آلود: دیکھیے: عیادت ہاے طعن آلودِ یاراں۔

طعنِ بدعہدی: دیکھیے: داغِ طعنِ بدعہدی۔

طعنوں: نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تو غالبؔ؟ — ترے بے مہر کہنے سے وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو؟ — ص۲۰۰

---

۱ طرّہ : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔
طرّہ ہا : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
۲ طریقہ : ایک بار [مرکب]۔
۳ طغرا : ایک بار [مرکب]۔
۴ طغرل : ایک بار [مرکب]۔
۵ طعمہ : ایک بار۔
۶ طعن : چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔

طعنہ[1]: کعبے میں جارہا تو نہ دو طعنہ، کیا کہیں — بھولا ہوں حقِ صحبتِ اہلِ کنشت کو؟ ص۱۹۷

طعنۂ اغیار: ضعف میں طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے — بات کچھ سر تو نہیں ہے کہ اُٹھا بھی نہ سکوں ص۱۸۶

طعنۂ نایافت: ہاں اہلِ طلب! کون سُنے طعنۂ نایافت — دیکھا کہ وہ ملتا نہیں، اپنے ہی کو کھو آئے ص۲۳۸

طفلِ[2] اشک: بہرِ پروردن سراسر لطف بسترِ سایہ ہے — پنجۂ مژگاں بہ طفلِ اشک، دستِ دایہ ہے ص۱۰۳

طفلِ خود معاملہ: تو پست فطرت اور خیالِ بسا بلند — اے طفلِ خود معاملہ! قد سے عصا بلند ص۳۸

طفلِ شوخِ غنچۂ گل: شاخِ گل جنبش میں ہے گہوارہ آسا ہر نفس — طفلِ شوخِ غنچۂ گل بس کہ ہے وحشی مزاج ص۳۵

طفلِ دل: دیکھیے: بچہ دن ہائے طفلِ دل۔

طفلاں: دیکھیے ——: (۱) زیارت گاہِ طفلاں۔ (۲) مکتبِ طفلاں۔ (۳) جلوۂ طفلاں۔

طفلانِ بے پروا: زخم پر چھڑکیں کہاں طفلانِ بے پروا نمک — کیا مزا ہوتا اگر پتھر میں بھی ہوتا نمک ص۱۷۵

طفلانہ: ظاہر کرے ہے جنبشِ مژگاں سے مدعا — طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ زبانِ اشک ص۵۰

طفلی[3]: (۱) ہمیشہ مجھ کو طفلی میں بھی مشقِ تیرہ روزی تھی — سیاہی ہے مرے ایام میں لوحِ دبستاں کی ص۷۶

دیکھیے ——: (۲) کارخانۂ طفلی۔ (۳) عہدِ طفلی۔

طلائے[4] دست افشار: آم کو دیکھتا اگر یک بار — پھینک دیتا طلائے دست افشار ص۳۱

طلب[5]: (۱) چھوڑ کر جانا تنِ مجروحِ عاشق، حیف ہے! — دل طلب کرتا ہے زخم اور مانگے ہیں اعضا نمک ص۱۷۵

(۲) پھر ہوئے ہیں گواہِ عشق طلب — اشک باری کا حکم جاری ہے ص۲۲۳

(۳) پھر شوق کر رہا ہے خریدار کی طلب — عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں کیے ہوئے ص۲۲۵

(۴) بے طلب دیں تو مزا اُس میں سوا ملتا ہے — وہ گدا، جس کو نہ ہو خوئے سوال، اچھا ہے ص۲۳۹

دیکھیے ——: (۵) اہلِ طلب۔ (۶) بعدِ صحرائے طلب۔ (۷) پائے طلب۔ (۸) حُسنِ طلب۔ (۹) خضرِ صحرائے طلب۔ (۱۰)، (۱۱) دردِ طلب [دو بار]۔ (۱۲) راہِ طلب۔ (۱۳) سرگشتگی ہائے طلب۔ (۱۴)۔ (۱۷)

---

۱ طعنہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔
طعنوں : ایک بار۔

۲ طفل : چار بار [مرکب]۔
طفلاں : چار بار [مرکب]۔
طفلانہ : ایک بار۔

۳ طفلی : ایک بار۔

۴ طلا : ایک بار [مرکب]۔

۵ طلب : تنتیس بار [مفرد: تین بار، مرکب: تیس بار]۔
طلبگار : تین بار [مرکب: دو بار]۔
طلبگاروں : ایک بار۔ طلبگاری : ایک بار۔

صحراے طلب [چار بار]۔ (۱۸) صبرِ طلب۔ (۱۹) فرسودنِ پاے طلب۔ (۲۰) گرمیِ شوقِ طلب۔ (۲۱) وادیِ طلب۔

طلبِ کام:	آیا نہ بیانِ طلبِ کام، زباں تک	تبخالۂ لب ہو نہ سکا آبلۂ پا	ص۲۰
طلبِ مستیِ ناز:	آفرینش کو ہے وھاں سے طلبِ مستیِ ناز	عرضِ خمیازۂ ایجاد ہے ہر موجِ غبار	ص۱۳۳
طلبگار:	(۱) یا خدا! غالبؔ عاصی کے خداوند کو دے	دو وہ چیزیں کہ طلبگار ہے جن کا عالم	ص۲۱۵
	(۲) دیکھیے: نالۂ طلبگار۔		
طلبگارِ مرد:	دھمکی میں مرگیا جو نہ بابِ نبرد تھا	عشقِ نبرد پیشہ طلبگارِ مرد تھا	ص۱۵۳
طلبگاروں:	سیر آں سوے، تماشا ہے طلبگاروں کا	خضر مشتاق ہے اِس دشت کے آواروں کا	ص۲۸
طلبگاری:	ہو سخن کی جسے طلبگاری	کرے اِس نسخے کی خریداری	ص۲۶۸
طلسم[1]:	(۱) گنجینۂ معنی کا طلسم اُس کو سمجھیے	جو لفظ کہ غالبؔ مرے اشعار میں آوے	ص۲۳۳
	(۲) دیکھیے: جوہرِ طلسمِ عقدۂ مشکل۔		
طلسمِ آفرینش:	طلسمِ آفرینش حلقۂ یک بزمِ ماتم ہے	زمانے کے شبِ یلدا سے گیسوے پریشاں ہیں	ص۶۲
طلسمِ آئینہ:	طلسمِ آئینۂ زانوے فکر ہے غافل!	ہنوز حُسن کو ہے سعیِ جلوہ افروزی	ص۱۰۰
طلسمِ بےخبری:	خوشا! وہ دل کہ سراپا طلسمِ بےخبری ہو	جنونِ یاس و الم، رزقِ مدعا طلبی ہے	ص۷۵
طلسمِ پیچ و تاب:	ہے دلِ شوریدۂ غالبؔ طلسمِ پیچ و تاب	رحم کر اپنی تمنا پر کہ کس مشکل میں ہے	ص۲۳۲
طلسمِ جلوۂ کیفیتِ دگر:	کُلفت، طلسمِ جلوۂ کیفیتِ دگر	زنگار خوردہ آئنہ، یک برگِ تاک ہے	ص۱۱۰
طلسمِ حُسنِ تغافل:	عیسیٰ! طلسمِ حُسنِ تغافل ہے زینہار	جز پشتِ چشم، نسخۂ عرضِ دوا نہ مانگ	ص۵۰
طلسمِ خاک:	طلسمِ خاک کہیں گاو یک جہاں سودا	بہ مرگ تکیۂ آسایشِ فنا معلوم!	ص۵۳
طلسمِ دلِ سائل:	یاس و اُمید نے یک عربدہ میداں مانگا	عجزِ ہمت نے طلسمِ دلِ سائل باندھا	ص۱۳۵
طلسمِ دہر:	ہے طلسمِ دہر میں صد حشرِ پاداشِ عمل	آگہی غافل! کہ ایک امروز، بے فردا نہیں	ص۶۵
طلسمِ رنگ:	دریغ اے ناتوانی! ورنہ ہم ضبط آشنایاں نے	طلسمِ رنگ میں باندھا تھا عہدِ اُستوار اپنا	ص۱۵

---

[1] طلسم : پچیس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چوبیس بار]۔

طلسمِ روز و شب: تم کرو صاحبقرانی، جب تلک / ہے طلسمِ روز و شب کا در کھلا ص ۳۳

طلسمِ شش جہت: تمام اجزاے عالم، صیدِ دامِ چشمِ گریاں ہے / طلسمِ شش جہت، یک حلقۂ گردابِ طوفاں ہے ص ۸۱

طلسمِ ضمیرِ خوشاں: عالم، طلسمِ ضمیرِ خموشاں ہے سر بسر / یا میں غریبِ کشورِ گفت و شنود تھا ص ۱۲

طلسمِ عرق: خجلت کشِ وفا کو شکایت نہ چاہیے / اے مدعی! طلسمِ عرق بے غبار ہے ص ۹۰

طلسمِ قفس: اسدؔ طلسمِ قفس میں رہے، قیامت ہے / خرام تجھ سے، صبا تجھ سے، گلستاں تجھ سے ص ۱۳

طلسمِ قفلِ ابجد: ہے گشادِ خاطرِ وابستہ در رہنِ سخن / تھا طلسمِ قفلِ ابجد خانۂ مکتب مجھے ص ۲۳

طلسمِ گنجِ تنہائی: دیکھیے: پاسبانیِ طلسمِ گنجِ تنہائی۔

طلسمِ مستیِ دل: طلسمِ مستیِ دل آں سوے ہجومِ سرشک / ہم ایک سے کدہ دریا کے پار رکھتے ہیں ص ۳

طلسمِ منتِ یک خلق: طلسمِ منتِ یک خلق سے رہائی دی / جہاں جہاں مرے قاتل کا مجھ پہ احساں ہے ص ۱۰۲

طلسمِ مومِ جادو: بہ شیرِ مستیِ خوابِ آلودہ مژگاں، نشترِ زنبور / خود آرائی سے آئینہ طلسمِ مومِ جادو تھا ص ۲۲

طلسمِ ناامیدی: شکستِ قیمتِ دل آں سوے عذر شناسائی / طلسمِ ناامیدی ہے خجالت گاہِ پیدائی ص ۴۳

طلسمِ ناز: بہار در گروِ غنچہ شہرِ جولاں ہے / طلسمِ ناز بجز تنگیِ قبا معلوم! ص ۵۰

طلسمِ وحشت آبادِ پرستاں: نظر بازی: طلسمِ وحشت آبادِ پرستاں ہے / رہا بیگانۂ تاثیرِ افسوں آشنائی کا ص ۱۶

طلعت[1]: دیکھیے: بہ رنگِ خرشید طلعت۔

طمع[2] خام: کیا زہد کو مانوں! کہ نہ ہو گرچہ ریائی / پاداشِ عمل کی طمعِ خام بہت ہے ص ۲۲۵

طناب[3] صبح: یک تارِ نفس میں جوں طنابِ صباح / ہر پارۂ دل بہ رنگِ دیگر ہے آج ص ۱۱۸

طنابِ معمار: دیکھیے: سازِ طنابِ معمار۔

طناز[4]: دیکھیے: نقشِ نازِ بتِ طناز۔

طوبیٰ[5]: رہ رو راہِ خلد کا توشہ / طوبیٰ و سدرہ کا جگر گوشہ [آم کے لیے] ص ۳۷

طور[6]: (۱) جس طرح باغ میں ساون کی گھٹائیں برسیں / ہے اسی طور پہ یہاں دجلہ فشاں دستِ کرم ص ۲۶۵

---

١ طلعت : ایک بار [مرکب]۔
٢ طمع : ایک بار [مرکب]۔
٣ طناب : دو بار [مرکب]۔
٤ طناز : ایک بار [مرکب]۔
٥ طوبیٰ : ایک بار [مرکب]۔
٦ طور : دو بار۔

(۲) آتش بازی ہے جیسے شغلِ اطفال — ہے سوزِ جگر کا بھی اسی طور کا حال — ص۲۵۳

طور[1]:

(۱) ورنہ وہ ناز ہے، جس گلشنِ بیداد سے تھا — طورِ مشعل بہ کف از جلوۂ تنزیہِ بہار — ص۳

(۲) گردِ جولاں سے ہے تیری، بہ گریبانِ خرام — جلوۂ طور تنک سودۂ زخمِ تکرار — ص۵

(۳) اے وائے غفلتِ نگہِ شوق! ورنہ یہاں — ہر پارہ سنگ، لختِ دلِ کوہِ طور تھا — ص۱۸

(۴) صد تجلی کدہ ہے صرفِ جبینِ غربت — پیرہن میں ہے غبارِ شررِ طور ہنوز — ص۴۵

(۵) گراں جانی سبکسار و تماشا بے دماغ آیا — کفِ افسوسِ فرصت سنگِ کوہِ طور ملتے ہیں — ص۹۳

(۶) گرنی تھی ہم پہ برقِ تجلی، نہ طور پر — دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر — ص۱۶۹

دیکھیے ——: (۷) کوہِ طور۔ (۸) ہر برگِ نخلِ طور۔

طوطی[2]:

(۱) از مہر تا بہ ذرہ دل و دل ہے آئنہ — طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئنہ — ص۲۰۱

(۲) اس چشمِ فسوں گر کا اگر پائے اشارہ — طوطی کی طرح آئنہ گفتار میں آوے — ص۲۳۳

(۳) کیا بدگماں ہے مجھ سے! کہ آئینے میں مرے — طوطی کا عکس سمجھے ہے، زنگار دیکھ کر — ص۱۶۹

(۴) ہوئی یہ بے خودی چشم و زباں کو تیرے جلوے سے — کہ طوطی قفلِ زنگ آلودہ ہے آئینہ خانے میں — ص۵۸

(۵) کرے گر حیرتِ نظارہ طوفاں نکتہ گوئی کا — حبابِ چشمۂ آئینہ ہووے بیضۂ طوطی کا — ص۲۶

(۶) خوشا! طوطی و گنجِ آشیانہ — نہاں در زیرِ پر آئینہ خانہ — ص۲۵۱

دیکھیے ——: (۷) بیضۂ طوطی۔ (۸) تہ بندیِ پر ہائے طوطی۔ (۹) جولاں گہِ طوطی۔ (۱۰) حرزِ پرِ طوطی۔
(۱۱) غنچۂ منقارِ طوطی۔

طوطیِ آئینہ زانو: ہم زباں آیا نظر فکرِ سخن میں تو مجھے — مردمک، ہے طوطیِ آئینۂ زانو مجھے — ص۸۷

طوطیِ بسمل: اہلِ بینش نے بہ حیرت کدۂ شوخیِ ناز — جوہرِ آئنہ کو طوطیِ بسمل باندھا — ص۱۳۵

طوطیِ سبزۂ کہسار: لعل سی، کی ہے پئے زمزمۂ مدحتِ شاہ — طوطیِ سبزۂ کہسار نے پیدا منقار — ص۳۳۲

طوطیِ شکر گفتار طبع: اے اسدؔ! خائش ہے طوطیِ شکر گفتارِ طبع — ظاہرا رکھتا ہے آئینہ اسیرِ زنگِ دل — ص۵۳

طوطیِ شیریں سخن: ہرچند ہوں میں طوطیِ شیریں سخن ولے — آئینہ آہ! میرے مقابل نہیں رہا — ص۲۷

---

[1] طور : آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکب: چھے بار]۔

[2] طوطی : انیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: چودہ بار]۔

طوطیِ طبیعت:	کیوں نہ طوطیِ طبیعت نغمہ پیرائی کرے	باندھتا ہے رنگِ گل آئینہ تا چاکِ قفس	ص۳۵
طوطی نما:	طرزِ آفرینِ نکتہ سرائیِ طبع ہے	آئینۂ خیال کو طوطی نما کہوں	ص۵۶
طوطیِ ہند:	دیکھیے: بیضۂ طوطیِ ہند۔		
طوافِ[1] کوے ملامت:	دل پھر طوافِ کوے ملامت کو جائے ہے	پندار کا صنم کدہ ویراں کیے ہوئے	ص۲۲۶
طوفِ[2] حرم:	(۱) منقطع سلسلۂ شوق نہیں ہے یہ شہر	عزمِ سیرِ نجف و طوفِ حرم ہے ہم کو	ص۱۹۵
	(۲) زمزم ہی پہ چھوڑو، مجھے کیا طوفِ حرم سے	آلودہ بہ مے جامۂ احرام بہت ہے	ص۲۲۵
طوفان[3]:	(۱) کرے گر حیرتِ نظارہ طوفاں نکتہ گوئی کا	حبابِ چشمۂ آئینہ ہووے بیضہ طوطی کا	ص۲۶
	(۲) ذوقِ سرشار سے بے پردہ ہے طوفاں میرا	موجِ خمیازہ ہے ہر زخمِ نمایاں میرا	ص۲۱
	(۳) دل میں پھر گریے نے اک شور اٹھایا غالبؔ!	آہ! جو قطرہ نہ نکلا تھا سو طوفاں نکلا	ص۱۳۲
	(۴) فرش سے تا عرش وھاں طوفاں تھا موجِ رنگ کا	یھاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا	ص۱۳۵

دیکھیے ـــــــ: (۵) آئینہ تراشِ جبہۂ طوفان۔ (۶) جبہۂ طوفاں۔ (۷) سرمایۂ طوفاں۔ (۸) موجِ طوفان۔
(۹) یک حلقۂ گردابِ طوفاں۔

طوفانِ آب و گل:	زبس طوفانِ آب و گل ہے، غافل! کیا تعجب ہے	کہ ہر یک گرد بادِ گلستاں، گرداب ہو جاوے	ص۱۰۵
طوفانِ آمد آمدِ فصلِ بہار:	اے عندلیب! یک کفِ خس بہرِ آشیاں	طوفانِ آمد آمدِ فصلِ بہار ہے	ص۲۱۸
طوفانِ بلا:	دیکھتے تھے ہم بہ چشمِ خود وہ طوفانِ بلا	آسمانِ سفلہ جس میں یک کفِ سیلاب تھا	ص۱۵
طوفان ترازِ شوقِ خوں ریزی:	مگر وہ شوخ ہے طوفاں ترازِ شوقِ خوں ریزی	کہ در بحرِ کماں بالیدہ موجِ تیر ہے پیدا	ص۳۰
طوفانِ تغافل:	کشتیِ عالم بہ طوفانِ تغافل دے کہ ہیں	عالمِ آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ ہم	ص۵۳
طوفانِ حوادث:	اہلِ بینش کو ہے طوفانِ حوادث، مکتب	لطمۂ موج کم از سیلیِ اُستاد نہیں	ص۱۸۶
طوفانِ خزاں رنگِ طرب گاہِ بہار:	شرم، طوفانِ خزاں رنگِ طرب گاہِ بہار	ماہتابی بہ کفِ چشمِ تماشائی ہے	ص۱۰۳

---

[1] طواف : ایک بار [مرکّب]۔
[2] طوف : دو بار [مرکّب]۔
[3] طوفان : ستائیس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: بیئیس بار]۔

طوفانی : تین بار [مرکّب]۔
طوفاں کدہ : ایک بار [مرکّب]۔
طوفاں گاہ : ایک بار [مرکّب]۔

طوفاں رکاب: دیکھیے: گریۂ طوفاں رکاب۔

طوفانِ رنگ و بو: سودائیِ خیال ہے طوفانِ رنگ و بو — یھاں ہے کہ داغِ لالہ دماغِ بہار ہے — ص ۹

طوفاں زدہ: دیکھیے: چشمکِ طوفاں زدہ۔

طوفانِ صدائے آب: دیکھیے: آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب۔

طوفانِ طرب: چار موج اٹھتی ہے طوفانِ طرب سے ہر سو — موجِ گل، موجِ شفق، موجِ صبا، موجِ شراب — ص ۱۴۳

طوفانِ عجز: دیکھیے: جوششِ طوفانِ عجز۔

طوفانِ غضب: دیکھیے: موجِ طوفانِ غضب۔

طوفاں کدۂ دل: ضبطِ گریہ گہرِ آبلہ لایا آخر — پائے صد موج بہ طوفاں کدۂ دل باندھا — ص ۱۳

طوفانِ کرم: دیکھیے: جوشِ طوفانِ کرم۔

طوفاں گاہ: بہ طوفاں گاہِ جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی — شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر، تارِ بستر ہے — ص ۲۱۳

طوفانِ مے: مبادا! بے تکلف فصل کا برگ و نوا گم ہو — مگر طوفانِ مے میں پیچشِ موجِ صبا گم ہو — ص ۶۸

طوفانِ نالۂ دل: یک برگ بے نوائی صد دعوتِ نیستاں — طوفانِ نالۂ دل تا موجِ بوریا ہے — ص ۹۵

طوفانِ ہوا: برگِ گل کا ہو جو طوفانِ ہوا میں عالم — اُس کے جولاں میں نظر آئے ہے یوں دامنِ زیں — ص ۹

طوفانیِ آئینۂ دریا: حلقۂ گردابِ جوہر کو بنا ڈالے تنور — عکس، گر طوفانیِ آئینۂ دریا کرے — ص ۱۰۱

طوفانیِ سعی: رکھ فکرِ سخن میں تو معذور مجھے غالبؔ — یھاں زورقِ خود داری، طوفانیِ سعی ہے — ص ۱۱۵

طوفانیِ کیفیتِ فصل: ایک عالم پہ ہیں طوفانیِ کیفیتِ فصل — موجۂ سبزۂ نوخیز سے تا موجِ شراب — ص ۱۹۳

طوق[1]:
(۱) بہ غرورِ طرحِ قامت و رعنائیِ سرو — طوق، ہے گردنِ قمری میں رگِ بالیدہ — ص ۷۱
(۲) گلشن میں بندوبست بہ رنگِ دگر ہے آج — قمری کا طوق حلقۂ بیرونِ در ہے آج — ص ۱۹۵
(۳) اسدؔ! زندانیِ تاثیرِ اُلفت ہائے خوباں ہوں — خمِ دستِ نوازش ہو گیا ہے طوق گردن میں — ص ۱۸۱

طوقِ قمری:
(۱) گرفتاری میں فرمانِ خطِ تقدیر ہے پیدا — کہ طوقِ قمری از ہر حلقۂ زنجیر ہے پیدا — ص ۳۰
(۲) بے نفس پروردہ گلشن کس ہوائے بام کا؟ — طوقِ قمری میں ہے سروِ باغ، ریحانِ سفال — ص ۵۲

---

[1] طوق : سات بار [مفرد: تین بار، مرکب: چار بار]۔

طوقِ گردن: ضعف سے نقشِ پئے مور ہے طوقِ گردن — تیرے کوچے سے کہاں طاقتِ رم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

طوقِ گردنِ قمری: عبث ہے خطِ ساغر جلوہ طوقِ گردنِ قمری — مےِ اُلفت سے ہے مینائے سروِ بوستاں خالی — ص ۳۵۵

طول[۱]: نہ دے نامے کو اِتنا طول غالبؔ! مختصر لکھ دے — کہ حسرت سنج ہوں عرضِ ستم ہائے جدائی کا — ص ۱۳۶

طولِ میلِ راہِ مژگاں: غبارِ دشتِ وحشت سرمہ سازِ انتظار آیا — کہ چشمِ آبلہ میں طولِ میلِ راہِ مژگاں ہے — ص ۸۱

طولانی: وہ بدخو اور میری داستانِ شوق طولانی — عبارت مختصر، قاصد بھی گھبرا جائے ہے مجھ سے — ص ۲۲۳

طومار[۲]: (۱) مشقِ نقشِ قدم: نسخۂ آبِ حیواں — جادۂ دشتِ نجف: عمرِ خضر کا طومار — ص ۴

دیکھیے ـــــ: (۲) واشدنِ پیچشِ طومار۔ (۳) حاملِ طومارِ انتظار۔

طومارِ بستر: دیکھیے: پیچشِ طومارِ بستر۔

طومارِ ناز: نہیں اقلیمِ اُلفت میں کوئی طومارِ ناز ایسا — کہ پشتِ چشم سے جس کے نہ ہووے مُہر عنواں پر — ص ۱۹۷

طوے[۳]: دیکھیے: نجستہ انجمنِ طوے میرزا جعفر۔

طہارت[۴]: ممکن ہے؟ کرے خضر، سکندر سے ترا ذکر — گر لب کو نہ دے چشمۂ حیواں سے طہارت — ص ۱۲۷

طہور[۵]: دیکھیے: شرابِ طہور۔

طے[۶]: (۱) طے کرو راہِ شوق زودا زود — آن پہنچی ہے منزلِ مقصود — ص ۲۹۷

(۲) مستانہ طے کروں ہوں رہِ وادیِ خیال — تا بازگشت سے نہ رہے مدعا مجھے — ص ۲۰۶

(۳) ساتھ جنبش کے، بہ یک برخاستن طے ہوگیا — تو کہے، صحرا غبارِ دامنِ دیوانہ تھا! — ص ۲۵

(۴) بہ پائے خامۂ مو طے رہِ وصفِ کمر کیجیے — کہ تارِ جادۂ سر منزلِ نازک خیالی ہے — ص ۴۹

طینت[۷]: دیکھیے: زشتیِ طینت۔

طیور[۸]: آمد بہار کی ہے جو بلبل ہے نغمہ سنج — اُڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی — ص ۲۲۳

---

۱ طول : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
طولانی : ایک بار۔
۲ طومار : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔
۳ طوے : ایک بار [مرکب]۔
۴ طہارت : ایک بار۔
۵ طہور : ایک بار [مرکب]۔
۶ طے : چار بار۔
۷ طینت : ایک بار [مرکب]۔
۸ طیور : ایک بار۔

ظ

ظاہر[1]:

(۱) اے اسدؔ! تیرگیِ بختِ سیہ ظاہر ہے — نظر آتی نہیں صبحِ شبِ دیجور ہنوز — ص ۳۵

(۲) ظاہر ہیں میری شکل سے افسوس کے نشاں — جوں شانہ پُشتِ دست بہ دنداں گزیدہ ہوں — ص ۶۱

(۳) ظاہر ہے ہم سے کُلفتِ بختِ سیاہ رُوز — گویا کہ تختۂ مشق ہیں خطِ غبار کے — ص ۸۰

(۴) آشفتگی نے نقشِ سویدا کیا درست — ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دُود تھا — ص ۱۳۳

(۵) غالبؔ! نہ کر حضور میں تو بار بار عرض — ظاہر ہے تیرا حال سب اُن پر، کہے بغیر — ص ۱۷۰

(۶) بہت دنوں میں تغافل نے تیرے پیدا کی — وہ اک نگہ کہ بہ ظاہر نگاہ سے کم ہے — ص ۲۲۹

(۷) در پردہ اُنھیں غیر سے ہے ربطِ نہانی — ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردا نہیں کرتے — ص ۲۳۵

(۸) بسی آلودہ ہے مُہرِ نوازش نامہ، ظاہر ہے — کہ داغِ آرزوے بوسہ دیتا ہے پیام اُس کا — ص ۲۴

(۹) ظاہر کرے ہے جُنبشِ مژگاں سے مدعا — طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ زبانِ اشک — ص ۵۰

(۱۰) نظر بہ غفلتِ اہلِ جہاں، ہوا ظاہر — کہ عیدِ خلق پہ حیراں ہے چشمِ قربانی — ص ۹۶

(۱۱) ہوا چرخِ خمیدہ ناتواں بارِ علائق سے — کہ ظاہر پنجۂ خرشید دستِ زیرِ پہلو ہے — ص ۹۸

(۱۲) رُخصتِ نالہ مجھے دے کہ مبادا ظالم! — تیرے چہرے سے ہو ظاہر غمِ پنہاں میرا — ص ۱۵۳

(۱۳) غم اس کو حسرتِ پروانہ کا ہے اے شعلے! — ترے لرزنے سے ظاہر ہے ناتوانیِ شمع — ص ۱۶۳

(۱۴) ظاہر ہے کہ گھبرا کے نہ بھاگیں گے نکیرین — ہاں، مُنہ سے مگر بادۂ دوشینہ کی بو آئے — ص ۲۳۹

(۱۵) ظاہر ہے طرزِ قید سے صیاد کی غرض — جو دانہ دام میں ہے سو اشکِ کباب ہے — ص ۷۵

ظاہرا[2]:

(۱) اے اسدؔ! ہم خود اسیرِ رنگ و بوے باغ ہیں — ظاہرا صیادِ ناداں ہے گرفتارِ ہوس — ص ۳۵

---

[1] ظاہر : سولہ بار [مفرد: چودہ بار، مرکب: دو بار]۔

[2] ظاہرا : سات بار۔

(۲) بہرِ عرضِ حالِ شبنم سے رقمِ ایجادِ گل — ظاہرا ہے اس چمن لالِ مادر زاد، گل ص۵۲

(۳) اے اسدؔ! خائش ہے طوطیِ شکر گفتار طبع — ظاہرا رکھتا ہے آئینہ اسیرِ زنگ، دل ص۵۳

(۴) ظاہرا سر پنجۂ افتادگاں گیرا نہیں — ورنہ کیا حسرت کشِ دامن یہ نقشِ پا نہیں! ص۶۵

(۵) ہے فلک بالا نشینِ فیضِ خم گردیدنی — عاجزی سے، ظاہرا رتبہ کوئی برتر نہیں ص۶۶

(۶) ایک جا حرفِ وفا لکھا تھا سو بھی مٹ گیا — ظاہرا کاغذ ترے خط کا غلط بردار ہے ص۲۱۲

(۷) دیکھ اے اسدؔ! بہ دیدۂ باطن کہ ظاہرا — ہر ایک ذرہ غیرتِ صد آفتاب ہے ص۲۵۲

ظاہری[۱]: دیکھیے:(۱) تیرگیِ ظاہری۔ (۲) نقشِ ظاہری۔

ظالم[۲]: (۱) رچ گیا جوشِ صفائے زلف کا اعضا میں عکس — ہے نزاکت جلوہ اے ظالم! سیہ فامی تری ص۹۳

(۲) ہماری سادگی تھی، التفاتِ ناز پر مرنا — ترا آنا نہ تھا ظالم! مگر تمہید جانے کی ص۲۰۳

(۳) رحم کر ظالم! کہ کیا بودِ چراغِ کشتہ ہے — نبضِ بیمارِ وفا دودِ چراغِ کشتہ ہے ص۲۱۰

(۴) ظالم! مرے گماں سے مجھے منفعل نہ چاہ — ہے ہے! خدا نکردہ تجھے بے وفا کہوں! ص۱۶۸

(۵) رخصتِ نالہ مجھے دے کہ مبادا ظالم! — تیرے چہرے سے ہو ظاہر غمِ پنہاں میرا ص۱۵۳

(۶) دود سے میرے، ہے تجھ کو بے قراری ہائے ہائے! — کیا ہوئی ظالم! تری غفلت شعاری؟ ہائے ہائے! ص۲۰۴

(۷) بھرم کھل جائے ظالم! تیرے قامت کی درازی کا — اگر اس طرۂ پر پیچ و خم کا پیچ و خم نکلے ص۲۲۹

ظرف[۳]: دیکھیے: بقدرِ ظرف۔

ظرفِ قدح خوار: گرنی تھی ہم پہ برقِ تجلی، نہ طور پر — دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر ص۱۹۹

ظرفِ تنگنائے غزل: بقدرِ شوق نہیں ظرفِ تنگنائے غزل — کچھ اور چاہیے وسعت مرے بیاں کے لیے ص۲۳۶

ظریف[۴]: دیکھیے: ستم ظریف۔

ظفر[۵]: کیا کم ہے یہ شرف کہ ظفر کا غلام ہوں — مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں مجھے ص۱۲۵

ظفر[۶]: دیکھیے: فتح و ظفر۔

ظلم[۷]: ظلم کرنا گدائے عاشق پر — نہیں شاہانِ حسن کا دستور ص۲۲

(۲) ظلم ہے، گر نہ دو سخن کی داد — قہر ہے، گر کرو نہ مجھ کو پیار ص۱۳۶

---

۱ ظاہری : دو بار [مرکب]۔
۲ ظالم : سات بار۔
۳ ظرف : تین بار [مرکب]۔
۴ ظریف : ایک بار [مرکب]۔
۵ ظفر : ایک بار۔
۶ ظفر: ایک بار [مرکب]۔
۷ ظلم : دس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: دو بار]۔

(۳) تو دوست کسی کا بھی ستمگر! نہ ہوا تھا — اَوروں پہ ہے وہ ظلم کہ مجھ پر نہ ہوا تھا — ص۱۵۲

(۴)،(۵) ظلم کر ظلم، اگر لطف دریغ آتا ہو — تو تغافل میں کسی رنگ سے معذور نہیں — ص۱۸۵

(۶) تکلف برطرف، نظارگی میں بھی سہی لیکن — وہ دیکھا جائے، کب یہ ظلم دیکھا جائے ہے مجھ سے — ص۲۲۵

(۷) اے ترا غمزہ: یک قلم انگیز! — اے ترا ظلم: سر بسر انداز! — ص۱۴۲

(۸) جو ہاتھ کہ ظلم سے اُٹھایا ہوگا — کیوں کر مانوں کہ اُس میں تلوار نہیں — ص۴۵۳

(۹) دیکھیے: گردشِ عہدِ ظلم۔

ظلمِ چرخ: دیکھیے: سنگِ ظلمِ چرخ۔

ظلمت کدہ[۱]: ظلمت کدے میں میرے شبِ غم کا جوش ہے — اک شمع ہے دلیلِ سحر سو خموش ہے — ص۲۳۰

ظلمت گستری[۲]: بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی — شبِ مہ ہو، جو رکھ دوں پنبہ دیواروں کے روزن میں — ص۱۸۰

ظن[۳]: دیکھیے ـــــ: (۱) حسنِ ظن۔ (۲) سوءِ ظن۔

ظہور[۴]: (۱) منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی — قسمت کھلی ترے قد و رخ سے ظہور کی — ص۲۳۳

(۲) اخلاص کا ہوا ہے اسی ملک سے ظہور — ص۲۶۳

دیکھیے ـــــ: (۳) پردۂ جوشِ ظہور۔ (۴) پروانۂ تجلیِ شمعِ ظہور۔ (۵) جگر تشنۂ صد رنگ ظہور۔ (۶) نسخۂ ادوارِ ظہور۔

ظہورِ شام: دیکھیے: آثارِ ظہورِ شام۔

ظہوری[۵]: (۱) ہوں ظہوریؔ کے مقابل میں خفائی، غالبؔ — میرے دعوے پہ یہ حجت ہے کہ مشہور نہیں — ص۱۸۶

(۲)،(۳) تھے ظہوریؔ و عرفیؔ و طالبؔ — اپنے اپنے زمانے میں غالب

نہ ظہوریؔ ہے اب نہ طالبؔ ہے — اسداللہ خاں غالبؔ ہے — ص۲۶۷

ـــــــ

۱ ظلمت کدہ: ایک بار۔

۲ ظلمت: ایک بار [مرکب]۔

۳ ظن: دو بار [مرکب]۔

۴ ظہور: سات بار [مفرد: دو بار، مرکب: پانچ بار]۔

۵ ظہوری: تین بار [مرکب: ایک بار]۔

ع

عاجز[1]: (۱) بس کہ عاجز نارسائی سے کبوتر ہوگیا | صفحۂ نامہ، غلافِ بالشِ پر ہوگیا ص۲۹
(۲) بارے، وہ دن کہاں رہا غالبؔ؟ | بندہ عاجز ہے، گردشِ ایام ص۳۵
(۳) تم وہ نازک کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو | ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو ص۱۹۵
(۴) کردیا ضعف نے عاجز غالبؔ | ننگِ پیری ہے جوانی میری ص۲۳۱
(۵) لکھ سکا میں نہ اُسے شکوۂ پیماں شکنی | لاجرم توڑ کے، عاجز، قلم چند رہا ص۲۳۹
دیکھیے ــــــ: (۶) حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں۔ (۷) غالبِؔ عاجزِ نیاز آگیں۔

عاجزاں: دیکھیے: نگاہِ عاجزاں۔

عاجزی[2]: (۱) کرتی ہے عاجزی سفرِ سوختن تمام | پیراہنِ خسک میں غبارِ شرر ہے آج ص۳۵
(۲) ہے فلک بالا نشینِ فیضِ خم گردیدنی | عاجزی سے، ظاہرا، رتبہ کوئی برتر نہیں ص۲۱

عادت[3]: (۱) صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ، خدا گواہ! | کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے ص۱۲۵
(۲) ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے | بے نیازی تری عادت ہی سہی ص۲۲

عادل[4]: دیکھیے: حاکمِ عادل۔

عار[5]: (۱) کیا پوچھے ہے برخود غلطی ہائے عزیزاں | خواری کو بھی اک عار ہے عالی نسبوں سے ص۴۳

---

[1] عاجز : سات بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: دو بار]۔
عاجزاں : ایک بار [مرکب]۔
[2] عاجزی : دو بار۔
[3] عادت : دو بار۔
[4] عادل : ایک بار [مرکب]۔
[5] عار : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔

	(۲) کہ گر اپنے کو میں کہوں خاکی	جانتا ہوں کہ آئے خاک کو عار	ص۱۲۵
	(۳) کہتے ہیں کہ اب وہ مردم آزار نہیں	عشاق کی پرسش سے اُسے عار نہیں	ص۲۵۴
عار بستر:	ابھی آتی ہے بو بالش سے اس کی زلفِ مشکیں کی	ہماری دید کو خوابِ زلیخا عار بستر ہے	ص۲۴۳
عار دل:	ہے تنگِ سینہ، دل اگر آتش کدہ نہ ہو	ہے عارِ دل، نَفَس اگر آذر فشاں نہیں	ص۱۸۸
عارض[۱]:	(۱) صافیِ رُخ سے ترے ہنگامِ شب	عکسِ داغِ مہ، ہوا عارض پہ خال	ص۵۱
	(۲) بلا گردانِ تمکینِ بتاں، صد موجۂ گوہر	عرق بھی جن کے عارض پر بہ تکلیفِ حیا گم ہو	ص۶۸

دیکھیے ـــــ: (۳) خطِ عارض۔ (۴) نیلِ چشمِ زخمِ صافیِ عارض۔

عارضِ رنگیں: دیکھیے: شرمِ عارضِ رنگیں۔

عارضِ گل:	عارضِ گل دیکھ، روئے یار یاد آیا اسدؔ	جوششِ فصلِ بہاری اشتیاق انگیز ہے	ص۲۱۳

عارضِ یار: دیکھیے: خیالِ عارضِ یار۔

عارضاں: دیکھیے: گوشِ نسرینِ عارضاں۔

عارفؔ[۲]:	ہاں اے فلکِ پیر! جواں تھا ابھی عارفؔ	کیا تیرا بگڑتا، جو نہ مرتا کوئی دن اور	ص۱۷۱
عارف[۳]:	(۱) یعنی بہ حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات	عارف ہمیشہ مستِ مئے ذات چاہیے	ص۲۲۰

(۲) دیکھیے: رفعتِ ہمتِ صد عارف۔

عارفانہ کلام:	چشمِ بد دور! خسروانہ شکوہ	لوحش اللہ! عارفانہ کلام	ص۱۳۷
عاریت[۴]:	مرا دل مانگتے ہیں عاریت اہلِ ہوس، شاید	یہ جایا چاہتے ہیں آج دعوت میں سمندر کی	ص۷۷
عاشق[۵]:	(۱) بدگماں کرتی ہے عاشق کو خود آرائی تری	بے دلوں کو ہے براتِ اضطراب آئینے پر	ص۳۹
	(۲) اس جفا مشرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے اسدؔ	مالِ مُغنی کو مباح اور خونِ صوفی کو حلال	ص۵۲

---

۱ عارض : سات بار [مفرد: دو بار، مرکب: پانچ بار]۔
عارضاں : ایک بار [مرکب]۔
۲ عارفؔ : ایک بار۔
۳ عارف [۲] : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
عارفانہ : ایک بار۔
۴ عاریت : ایک بار۔
۵ عاشق : چھیالیس بار [مفرد: چودہ بار، مرکب: بتیس بار]۔
عاشقاں : ایک بار [مرکب]۔
عاشقوں : دو بار۔
عاشقی : ایک بار۔

(۳) آئینۂ نفَس سے بھی ہوتا ہے کدورت کش — عاشق کو غبارِ دل اک وجہِ صفائی ہے — ص۸۰

(۴) عاشق، نقابِ جلوۂ جانانہ چاہیے — فانوسِ شمع کو پرِ پروانہ چاہیے — ص۸۲

(۵) جفا شوخ و ہوس گستاخِ مطلب ہے، مگر عاشق — نفَس در قالبِ خشتِ لحد دُزدیدنی جانے — ص۱۱۵

(۶) حیف اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت! غالبؔ — جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا — ص۱۵۰

(۷) ستم کشِ مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں — تکلّف برطرف، مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر — ص۱۹۸

(۸) غمِ آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو — چراغِ روشن اپنا، قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے — ص۲۱۰

(۹) عاشق ہوئے ہیں آپ بھی ایک اَور شخص پر — آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے — ص۲۱۹

(۱۰) ہو کے عاشق، وہ پری رُخ اور نازک بن گیا — رنگ کھلتا جائے ہے، جتنا کہ اُڑتا جائے ہے — ص۲۲۲

(۱۱) عاشق ہوں، پہ معشوق فریبی ہے مرا کام — مجنوں کو بُرا کہتی ہے لیلا مرے آگے — ص۲۲۹

(۱۲) خط لکھیں گے، گرچہ مطلب کچھ نہ ہو — ہم تو عاشق ہیں تمھارے نام کے — ص۲۵۰

(۱۳) گوشہ گاہ نویں کی ہے جتنی رعیت، وہ یکقلم — عاشق ہے اپنے حاکمِ عادل کے نام کی — ص۲۶۳

(۱۴) خوشا! عجزے کہ عاشق جل بُجھے جوں شعلہ خاشش — کہ کم از سرمہ اُس کا مشتِ خاکستر نہیں ہوتا — ص۲۲۵

دیکھیے ——: (۱۵) آئینۂ جُراتِ عاشق۔ (۱۶) برشگالِ گریۂ عاشق۔ (۱۷) بے سامانیِ عاشق۔ (۱۸) تنِ مجروحِ عاشق۔ (۱۹) جانِ عاشق۔ (۲۰) جراحت دوزیِ عاشق۔ (۲۱) حلِ مشکلِ عاشق۔ (۲۲) خاکِ عاشق۔ (۲۳) خاموشیِ عاشق۔ (۲۴) خانۂ عاشق۔ (۲۵) دشمنِ حسرتِ عاشق۔ (۲۶) دعویِ عاشق۔ (۲۷) دلِ عاشق۔ (۲۸) رنگِ عاشق۔ (۲۹) سیِ عاشق۔ (۳۰) سینۂ عاشق۔ (۳۱) شکیبِ خاطرِ عاشق۔ (۳۲) صورتِ مژگانِ عاشق۔ (۳۳) قتلِ عاشق۔ (۳۴) قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق۔ (۳۵) گدائے عاشق۔ (۳۶) لبِ ہائے عاشق۔ (۳۷) مشہدِ عاشق۔ (۳۸) ہر ایک ذرّۂ عاشق۔

عاشقِ اہلِ کرم: چھوڑی اسدؔ نہ ہم نے گدائی میں دل لگی — سائل ہوئے تو عاشقِ اہلِ کرم ہوئے — ص۲۲۷

عاشقِ بیمار: مُند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں ہے ہے! — خوب وقت آئے تم اِس عاشقِ بیمار کے پاس — ص۱۶۳

عاشقِ دل دادہ: دیکھیے: قتلِ عاشقِ دل دادہ۔

عاشقِ دیوانہ: ہے وصل، ہجر عالمِ تمکین و ضبط میں — معشوقِ شوخ و عاشقِ دیوانہ چاہیے — ص۲۱۱

عاشقِ شیدا:	دیکھیے: داغِ طرفِ جگرِ عاشقِ شیدا۔		
عاشق کش:	لکھ دیا شاہدوں کو: عاشق کش	لکھ دیا عاشقوں کو: دشمن کام	ص ۱۳۸
عاشق نوازی:	دیکھیے: مانعِ عاشق نوازی۔		
عاشقِ ہشت و چار:	دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر فدا	ایک محبِّ چار یار، عاشقِ ہشت و چار ایک	ص ۲۹۷
عاشقاں:	دیکھیے: خانمانِ عاشقاں۔		
عاشقوں:	(۱) جوں اعتماد نامہ و خط کا ہو مہر سے	یوں عاشقوں میں ہے سببِ اعتبار داغ	ص ۳۸
	(۲) لکھ دیا عاشقوں کو: دشمن کام	[دیکھیے: عاشق کش]۔	
عاشقی:	عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب	دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہوتے تک	ص ۱۷۵
عاصی[1]:	(۱) نام عاصی کا ہے غلام نجف		ص ۲۶۸
	(۲) دیکھیے: غالبِ عاصی۔		
عاصیوں:	اہلِ ورع کے حلقے میں ہر چند ہوں ذلیل	پر عاصیوں کے زمرے میں برگزیدہ ہوں	ص ۳۰۰
عافیت[2]:	(۱) کیا کہوں پرواز کی آوارگی کی کشمکش	عافیت، سرمایۂ بال و پرِ کشودہ ہے	ص ۱۰۳
	(۲) میں اور ایک آفت کا ٹکڑا وہ دلِ وحشی، کہ ہے	عافیت کا دشمن اور آوارگی کا آشنا	ص ۱۳۹
	(۳) اے عافیت! کنارہ کر، اے انتظام! چل	سیلابِ گریہ درپئے دیوار و در ہے آج	ص ۱۶۵
	دیکھیے ـــــ: (۴) برگِ عافیت۔ (۵) سراغِ عافیت۔ (۶) سلکِ عافیت۔		
عافیت بیزار:	بسمل اس تیغِ دو دستی کا نہیں بچتا اسدؔ	عافیت بیزار! ذوقِ کعبتین تنہا نہیں	ص ۶۵
عاقبت[3]:	کثرتِ جور و ستم سے ہو گیا ہوں بے دماغ	خوب رویوں نے بنایا عاقبت بدخو مجھے	ص ۴۸
عالَم[4] [۱]:	(۱) برگِ گل کا ہو جو طوفانِ ہوا میں عالم	اس کے جولاں میں نظر آئے ہے یوں دامنِ زیں	ص ۹
	(۲) وحشتِ انجمن ہے گل، دیکھ لالے کا عالم	مثلِ دودِ مجمر کے داغ بال افشاں ہے	ص ۸۹
	(۳) جب تک کہ نہ دیکھا تھا قدِ یار کا عالم	میں معتقدِ فتنۂ محشر نہ ہوا تھا	ص ۱۵۲
	(۴) کیا آئینہ خانے کا وہ نقشہ تیرے جلوے نے	کرے جو پرتوِ خورشید عالم شبنمستاں کا	ص ۱۵۶

---

[1] عاصی : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
عاصیوں : ایک بار۔
[2] عافیت : سات بار [مفرد: تین بار، مرکب: چار بار]۔
[3] عاقبت : ایک بار۔
[4] عالَم [۱] : پندرہ بار
[مفرد: دس بار، مرکب: پانچ بار]۔

(۵) مُنہ نہ کھُلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہیں — زلف سے بڑھ کر نقاب اُس شوخ کے مُنہ پر کھُلا — ص۱۹۱

(۶) جلوے کا تیرے وہ عالم ہے کہ گر کیجے خیال — دیدۂ دل کو زیارت گاہِ حیرانی کرے — ص۲۱۱

(۷) ہے صاعقہ و شعلہ و سیماب کا عالم — آنا ہی سمجھ میں مری آتا نہیں، گو آئے — ص۲۳۸

(۸) کچھ اَور ہی عالم ہے دل و چشم و زباں کا — کچھ اَور ہی نقشہ نظر آتا ہے جہاں کا — ص۲۸۲

(۹) شب زلف و رُخِ عرق فشاں کا غم تھا — کیا شرح کروں، کہ طرفہ تر عالم تھا — ص۲۵۲

(۱۰) شہر میں چھڑیوں کے میلے کی ہے بھیڑ — آج عالم اَور ہے بازار کا — [قادرنامہ]

عالمِ آبِ گداز جوہرِ افسانہ: کشتیِ عالم بہ طوفانِ تغافل دے کہ ہیں — عالمِ آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ ہم — ص۵۳

عالمِ پیری: سازِ ایمائے فنا ہے عالمِ پیری اسدؔ — قامتِ خم سے ہے حاصل شوخیِ ابرو مجھے — ص۸۷

عالمِ بے سروسامانیِ فرصت: عالمِ بے سروسامانیِ فرصت مت پوچھ — لنگرِ وحشتِ مجنوں ہے بیاباں میرا — ص۲۱

عالمِ تقریر: آگہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے — مدعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا — ص۱۳۲

عالمِ تمکین وضبط: ہے وصل، ہجر عالمِ تمکین و ضبط میں — معشوقِ شوخ و عاشقِ دیوانہ چاہیے — ۲۱۱

عالم[۱][۲]: (۱) عشق کے تغافل سے ہرزہ گرد ہے عالم — روئے شش جہت آفاق، پشتِ چشمِ زنداں ہے — ص۸۹

(۲) عالم جہاں بہ عرضِ بساطِ وجود تھا — جوں صبح چاکِ جیب مجھے تار و پود تھا — ص۱۲

(۳) عالم، طلسمِ شہرِ خموشاں ہے سر بسر — یا میں غریبِ کشورِ گفت و شنود تھا — ص۱۲

(۴) گر جوہرِ امتیاز ہوتا ہم میں — رُسوا کرتے نہ آپ کو عالم میں — ص۱۱۸

(۵) تجھ سے عالم پہ کھُلا رابطۂ قربِ کلیم — تجھ سے دُنیا میں بچھا مائدۂ بذلِ خلیل — ص۱۳۲

(۶) نظر میں ہے ہماری جادۂ راہِ فنا غالبؔ — کہ یہ شیرازہ ہے عالم کے اجزائے پریشاں کا — ص۱۵۷

(۷) شاہدِ ہستیِ مطلق کی کمر ہے عالم — لوگ کہتے ہیں کہ ہے، پر ہمیں منظور نہیں — ص۱۸۵

(۸) ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسدؔ — عالم تمام، حلقۂ دامِ خیال ہے — ص۲۰۵

(۹) رہا آباد عالم اہلِ ہمت کے نہ ہونے سے — بھرے ہیں جس قدر جام و سبو، مے خانہ خالی ہے — ص۲۰۹

(۱۰) عالم، غبارِ وحشتِ مجنوں ہے سر بسر — کب تک خیالِ طرّۂ لیلا کرے کوئی — ص۲۱۵

---

[۱] عالم[۲] : اٹھّتر بار [مفرد: چودہ بار، مرکّب: چوّن بار]۔

(۱۱) نالہ، سرمایۂ یک عالم و عالم، کفِ خاک　　آسماں بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے　　ص۲۱۶

(۱۲) مری ہستی، فضائے حیرت آبادِ تمنا ہے　　جسے کہتے ہیں نالہ، وہ اسی عالم کا عنقا ہے　　ص۲۲۰

(۱۳) یا خدا! غالبؔ عاصی کے خداوند کو دے　　دو وہ چیزیں کہ طلبگار ہے جن کا عالم　　ص۲۶۵

(۱۴)،(۱۵) نہیں اِس کا جواب عالم میں　　نہیں ایسی کتاب عالم میں　　ص۲۶۷

دیکھیے ——: (۱۶) اجزائے دو عالم دشت۔ (۱۷) اجزائے عالم۔ (۱۸) ایک عالم۔ (۱۹) تختۂ خونِ دو عالم۔ (۲۰) حشرِ دو عالم فتنہ۔ (۲۱) خونِ دو عالم۔ (۲۲) دیرِ دو عالم۔ (۲۳) —(۲۹) دو عالم [سات بار]۔ (۳۰) دو عالم اوہام۔ (۳۱) دو عالم شکار۔ (۳۲) دو عالم صفہاں۔ (۳۳) دو عالم فریاد۔ (۳۴) دو عالم ہستی۔ (۳۵) رزقِ دو عالم احتمال۔ (۳۶) سازِ دو عالم۔ (۳۷) سجدۂ عرضِ دو عالم۔ (۳۸) سراغِ آوارۂ عرضِ دو عالم۔ (۳۹) سرمایۂ یک عالم۔ (۴۰) شیرازۂ دو عالم۔ (۴۱) صورتِ عالم۔ (۴۲) غمِ دو عالم۔ (۴۳) کشتیِ دو عالم۔ (۴۴) گردابِ دو عالم آداب۔ (۴۵) مبدعِ عالم۔ (۴۶) ناسوتِ دو عالم۔ (۴۷) نسیہ و نقدِ دو عالم۔ (۴۸) ہر عالم۔ (۴۹) ہیولائے دو عالم۔ (۵۰) یک عالم۔ (۵۱) یک عالم۔ (۵۲) یک عالم افسردگاں۔ (۵۳) یک عالم چراغاں۔ (۵۴) یک عالم گلستاں۔ (۵۵) یک عالم عریاں چاکیِ گل۔ (۵۶) یک نیستاں عالم۔

عالم آرائی: دیکھو اے ساکنانِ خطۂ خاک!　　اس کو کہتے ہیں عالم آرائی　　ص۲۵۱

عالم آشنا: بے دماغِ خجلت ہوں، رشکِ امتحاں تا کے؟　　ایک بیکسی تجھ کو عالم آشنا پایا　　ص۱۲

عالم آگہی: دیکھیے: دو عالم آگہی۔

عالمِ امکاں: دیکھیے: عرصۂ اوج بنائے عالمِ امکاں۔

عالمِ ایجاد: دیکھیے: سراسر رویِ عالمِ ایجاد۔

عالم تاب: دیکھیے ——: (۱) دیکھیے: روکشِ خورشیدِ عالم تاب۔ (۲) مہرِ عالم تاب۔

عالمِ تسلیم: اے اسدؔ! بجا ہے نازِ سجدۂ عرضِ نیاز　　عالمِ تسلیم میں یہ دعویِ آرائی عبث　　ص۳۲

عالمِ نثر: دیکھیے: نظمِ عالمِ نثر۔

عالمِ نقصان و سود: دیکھیے: حیرت متاعِ عالمِ نقصان و سود۔

عالمِ نیرنگ: دیکھیے: آفت زدۂ عرضِ دو عالمِ نیرنگ۔

عالمِ نیرنگِ نشاط: وحشتِ دل ہے اسدؔ عالمِ نیرنگِ نشاط — خندۂ گل بہ لبِ زخمِ جگر پنہاں ہے ص ۱۱۰

عالمِ ہستی: سرگشتگی میں عالمِ ہستی سے یاس ہے — تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے ص ۲۰۳

عالی[1]: (۱) رتبۂ تسلیمِ خلقت مشرباں عالی سمجھ — چشمِ قربانی، گلِ شاخِ ہلالِ عید ہے ص ۱۰۳

(۲) تغافل دوست ہوں، میرا دماغِ عجز عالی ہے — اگر پہلو تہی کیجے تو جا میری بھی خالی ہے ص ۲۰۹

دیکھیے ـــــــ: (۳) بالیدنِ مضمونِ عالی۔ (۴) جنابِ عالی۔ (۵) سافل و عالی۔ (۶) عتبۂ عالی۔ (۷) ہمتِ عالی۔

عالی گہر: دیکھیے: علی بہادر عالی گہر۔

عالی مقام: دیکھیے: صاحب عالی مقام۔

عالی نسبوں: کیا پوچھے ہے برخود غلطی ہائے عزیزاں — خواری کو بھی اک عار ہے عالی نسبوں سے ص ۴۷

عام[2]: (۱) کیا آبروے عشق، جہاں عام ہو جفا! — رُکتا ہوں، تم کو بے سبب آزار دیکھ کر ص ۱۶۸

(۲) جنونِ وحشتِ ہستی یہ عام ہے کہ بہار — رکھے ہے کسوتِ طاؤس میں پرافشانی ص ۹۶

دیکھیے ـــــــ: (۳) تمہیدِ رحمتِ عام۔ (۴) پابستگیِ رسم و رہِ عام۔ (۵) صلاے عام۔ (۶) لطفِ عام۔

عامِ عوام: دیکھیے: نشاطِ عامِ عوام۔

عاملی[3]: خراجِ دہِ ویراں: یک کفِ خاک — بیاباں خوش ہوں تیری عاملی سے ص ۹۷

عبا[4]: دیکھیے: خامسِ آلِ عبا۔

عبادت[5]: (۱) ہم عبادت کو ترا نقشِ قدم، مُہرِ نماز — ہم ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار ص ۳۳

(۲) سراپا رہنِ عشق و ناگزیرِ اُلفتِ ہستی — عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا ص ۱۳۸

دیکھیے ـــــــ: (۳) صرفِ عبادت۔ (۴) قطعِ عبادت۔

---

[1] عالی : نو بار [مفرد: دو بار، مرکب: سات بار]۔
عالی نسبوں : ایک بار۔

[2] عام : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔
عامِ عوام : ایک بار۔

[3] عاملی : ایک بار۔

[4] عبا : ایک بار [مرکب]۔

[5] عبادت : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکب: تین بار]۔

عبادتِ ہزار اندیشہ: یک قطرۂ خون و دعوتِ صد نشتر — یک وہم و عبادتِ ہزار اندیشہ ص۱۱۸

عبارت[۱]:
(۱) اے عبارت! تجھے کس خط سے ہے دردِ نیرنگ؟ — اے تنگ! تجھ کو ہے کس نقطے میں مشقِ تسکیں؟ ص۸
(۲) روانی موجِ نے کی، گر خطِ جام آشنا ہووے — لکھے کیفیت اُس سطرِ تبسم کی عبارت کی ص۹۷
(۳) کیوں کر نہ کروں مدح کو میں ختم دعا پر — قاصر ہے ستایش میں تری میری عبارت ص۱۲۷
(۴) بلائے جاں ہے غالبؔ اُس کی ہر بات — عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا ص۱۵۸
(۵) وہ بدخو اور میری داستانِ شوق طولانی — عبارت مختصر، قاصد بھی گھبرا جائے ہے مجھ سے ص۲۲۵

عبارت آرائی: سالِ ہجری تو ہوگیا معلوم — بے شمولِ عبارت آرائی ص۲۶۲

عباراتِ قلیل: دیکھیے: رقم آموزِ عباراتِ قلیل۔

عباراتِ نیاز: ختم کر ایک اشارت میں عباراتِ نیاز — جوں مہِ نَو، ہے نہاں گوشۂ ابرو میں جبیں ص۸

عبث[۲]:
(۱) اگر آرزو ہے راحت، تو عبث بہ خوں تپیدن — کہ خیال ہو تعب کش بہ ہوائے کامرانی ص۱۰
(۲) رسیدن، گُلِ باغِ واماندگی ہے — عبث محفل آرائے رفتار ہیں ہم ص۵۵
(۳) آئنہ، دام کو سبزے میں چھپاتا ہے عبث — کہ پری زادِ نظر قابلِ تسخیر نہیں ص۵۶
(۴) میں چشمِ وا کشادہ و گلشن نظر فریب — لیکن عبث کہ شبنمِ خرشید دیدہ ہوں ص۶۱
(۵) میں بے ہنر کہ جوہرِ آئینہ تھا، عبث — پائے نگاہِ خلق میں خارِ خلیدہ ہوں ص۶۲
(۶) ولا! عبث ہے تمنائے خاطر افروزی — کہ بوسۂ لبِ شیریں ہے اور گلو سوزی ص۱۰۰
(۷) گو زندگیِ زاہدِ بیچارہ عبث ہے — اتنا ہے کہ رہتی تو ہے تدبیرِ وضو کی ص۱۱۶
(۸) گھستے گھستے مٹ جاتا، آپ نے عبث بدلا — ننگِ سجدہ سے میرے، سنگِ آستاں اپنا ص۱۵۹
(۹) ہم سے عبث ہے گمانِ رنجشِ خاطر — خاک میں عشاق کی غبار نہیں ہے ص۲۰۸
(۱۰) خراب آبادِ غربت میں عبث افسوسِ ویرانی — گُل از شاخ دور افتادہ، ہے نزدیکِ پژمردن ص۲۲۹
(۱۱) عبث ہے خطِ ساغر جلوہ طوقِ گردنِ قمری — نےِ الفت سے ہے مینائے سروِ بوستاں خالی ص۲۵۵

---

۱ عبارت : چھے بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: ایک بار]۔
عبارات : دو بار [مرکب]۔

۲ عبث : اٹھائیس بار [مفرد: ستائیس بار، مرکب: ایک بار]۔

[آٹھ بار بہ طور ردیف، ص ٣٣]:

(١٢)،(١٣) دودِ شمعِ کشتۂ گل، بزم سامانی عبث — یک شبہ آشفتہ نازِ سُنبلستانی عبث

(١٤) ہے ہوس محمل بدوشِ شوخیِ ساقیِ مست — نشۂ مے کے تصور میں نگہبانی عبث

(١٥) باز ماندن ہائے مژگاں، ہے یک آغوشِ وداع — عید در حیرت سوادِ چشمِ قربانی عبث

(١٦) عجز غبار کردہ سیر، آہنگیِ پرواز کو؟ — بلبلِ تصویر و دعواے پرافشانی عبث

(١٧) سرنوشتِ خلق، ہے طغراے عجز اختیار — آرزوہا خار خارِ چینِ پیشانی عبث

(١٨) جب کہ نقشِ مدعا ہووے نہ جز موجِ سراب — وادیِ حسرت میں پھر آشفتہ جولانی عبث

(١٩) دستِ برہم سودہ ہے، مژگانِ خوابیدہ اسدؔ — اے دل از کف دادۂ غفلت! پشیمانی عبث

[آٹھ بار بہ طور ردیف، ص ٣٤]:

(٢٠)،(٢١) نازِ لطفِ عشق باوصفِ توانائی عبث — رنگ ہے سنگِ محک، دعواے مینائی عبث

(٢٢) ناخنِ دخلِ عزیزاں یک قلم ہے نقب زن — پاسبانیِ طلسمِ گنجِ تنہائی عبث

(٢٣) محملِ پیمانۂ فرصت ہے بردوشِ حباب — دعویِ دریا کشی و نشۂ پیمائی عبث

(٢٤) جانِ عاشق حاصلِ صد غلبۂ تاثیر ہے — دل کو، اے بیداد خو! تعلیمِ خارائی عبث

(٢٥) یک نگاہِ گرم ہے جوں شمع سرتاپا گداز — بیر از خود رفتگاں رنجِ خود آرائی عبث

(٢٦) قیس بھاگا شہر سے شرمندہ ہو کر، سوے دشت — بن گیا تقلید سے میری یہ سودائی عبث

(٢٧) اے اسدؔ! بیجا ہے نازِ سجدۂ عرضِ نیاز — عالمِ تسلیم میں یہ دعویٰ آرائی عبث

عبث حاصل: دعواے جنوں باطل، تسلیم عبث حاصل — پرواز فنا مشکل، میں عجز تن آسانی ص ١٠٩

عبرت[1]: (١) جوشِ دلِ شکستہ پئے عبرت، آگہی ہے — کہ نہ دے عنانِ فرصت بہ کشاکشِ زبانی ص ٩

(٢) عبرت سے پوچھ دردِ پریشانیِ نگاہ — یہ گردِ وہم جز بہ سرِ امتحاں نہیں ص ٨٧

(٣) بس کہ ہے عبرت ادب یادگی ہاے ہوس — میرے کام آئی دلِ مایوس! ناکامی تری ص ٩٣

(٤) بے دلی ہاے تماشا! کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق — بیکسی ہاے تمنا! کہ نہ دُنیا ہے نہ دیں ص ٣٢

---

[1] عبرت : پندرہ بار [مفرد: چار بار، مرتب: گیارہ بار]۔

(۵) بہ گلشنِ زبونیِ ہمت ہے انفعال — حاصل نہ کیجے دہر سے، عبرت ہی کیوں نہ ہو — ص ۱۹۳

دیکھیے ـــــ: (۶) پردہ ہائے چشمِ عبرت۔ (۷) صفحۂ عبرت۔ (۸) فرازگاہِ عبرت۔ (۹) لطفِ چشمکِ عبرت۔ (۱۰) نقشِ عبرت۔

عبرت افسوں: دیکھیے: نگاہِ عبرت افسو۔

عبرتِ انجامِ گل: دیکھیے: محوِ عبرتِ انجامِ گل۔

عبرتِ بینش: تمثالِ گداز آئنہ، ہے عبرتِ بینش — نظارہ تحیر، چمنستانِ بقا ہیچ — ص ۳۱

عبرت طلب: عبرت طلب ہے حلِ معمائے آگہی — شبنم، گدازِ آئنۂ اعتبار ہے — ص ۹۰

عبرت نگاہ: دیکھیے: دیدۂ عبرت نگاہ۔

عبیر[1]: شہر میں کو بہ کو عبیر و گلال — باغ میں سو بہ سو گل و نسریں — ص ۲۸۰

عتاب[2]: (۱) تمثال میری صفائے دل سے ہوتا ہے خجل — بے تماشا زشت رویوں کا عتاب آئینے پر — ص ۳۰

(۲) لاکھوں لگاو، ایک چُرانا نگاہ کا — لاکھوں بناو، ایک بگڑنا عتاب میں — ص ۱۸۹

دیکھیے ـــــ: (۳) اندازِ عتاب۔ (۴) جاں گدازیِ قہر و عتاب۔

عتبۂ عالی[3]: تجھ کو شرفِ مہرِ جہاں تاب مبارک! — غالبؔ کو ترے عتبۂ عالی کی زیارت! — ص ۱۴۷

عجب[4]: (۱) عجب نہیں ہے، جو تحریرِ حالِ گریۂ چشم — بروئے آب، جو ہر موج نقش مسطر ہو — ص ۶۷

(۲) ہے عجب مُردوں کو غفلت ہائے اہلِ دہر سے — سبزہ، جوں انگشتِ حیرت دو دہانِ گور ہے — ص ۹۳

(۳) گر یاس سر نہ کھینچے، تنگی عجب فضا ہے — وسعت گہِ تمنا: یک بام و صد ہوا ہے — ص ۹۴

(۴) عذارِ یار، نظر بندِ چشمِ گریاں ہے — عجب کہ پرتوِ خور، شمعِ شبستاں ہے — ص ۱۰۲

(۵) گشودِ غنچۂ خاطر عجب نہ رکھ غافل! — صبا خرامیِ خوباں بہار ساماں ہے — ص ۱۰۲

(۶) ہے یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہے اگر — موجِ ہستی کو کرے فیضِ ہوا، موجِ شراب — ص ۱۹۳

(۷) میری تنخواہ جو مقرر ہے — اُس کے ملنے کا ہے عجب ہنجار — ص ۱۲۶

(۸) یہ لاش بے کفن اسدؔ خستہ جاں کی ہے — حق مغفرت کرے، عجب آزاد مرد تھا! — ص ۱۵۵

---

[1] عبیر : ایک بار [مرکب]۔

[2] عتاب : چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔

[3] عتبہ : ایک بار [مرکب]۔

[4] عجب : تیرہ بار۔

(۹) ہوسِ گل کا تصور میں بھی کھٹکا نہ رہا — عجب آرام دیا بے پر و بالی نے مجھے ص۲۲۲

(۱۰) عجب نشاط سے جلاد کے چلے ہیں ہم آگے — کہ اپنے سائے سے سر، پانو سے ہے دو قدم آگے ص۲۲۷

(۱۱) یہ اجتہاد عجب ہے کہ ایک دشمنِ دیں — علی سے آ کے لڑے اور خطا کہیں اُس کو ص۲۸۵

(۱۲) عجب اے آبلہ پایانِ صحراے نظر بازی! — کہ تارِ جادۂ رہ، رشتۂ گوہر نہیں ہوتا ص۲۲۵

(۱۳) اے پرتوِ خرشیدِ جہاں تاب! اِدھر بھی — سائے کی طرح ہم پہ عجب وقت پڑا ہے ص۲۱۹

عجز:[1]

(۱) اے خوشا مکتبِ شوق و بلدستانِ مراد! — سبقِ نازکی ہے عجز کو صد جا تکرار ص۴

(۲) اسدؔ! یہ عجز و بے سامانیِ فرعون توأم ہے — جسے تو بندگی کہتا ہے، دعویٰ ہے خدائی کا ص۱۷

(۳) تیز تر ہوتا ہے خشمِ تند خویاں عجز سے — ہے رگِ سنگ فسانِ تیغِ شعلہ، خار و خس ص۲۵

(۴) مجھ عجز کیا کروں بہ تمنائے بے خودی؟ — طاقت، حریفِ سختیِ خوابِ گراں نہیں ص۵۷

(۵) عجز سے اپنے یہ جانا کہ وہ بدخو ہوگا — نبضِ خس سے تپشِ شعلۂ سوزاں سمجھا ص۱۳۷

(۶) ماہ تو ہوں کہ فلک عجز سکھاتا ہے مجھے — عمر بھر ایک ہی پہلو پہ سُلاتا ہے مجھے ص۳۰۵

[آٹھ بار بہ طور ردیف، ص۴۳]:

(۷)،(۸) گو بیابانِ تمنا و کجا جولانِ عجز؟ — آبلے پا کے، ہیں یہاں رفتار کو دندانِ عجز

(۹) ہو قبولِ کم نگاہی تحفۂ اہلِ نیاز — اے دل و اے جانِ ناز! اے دین و اے ایمانِ عجز!

(۱۰) بوسۂ پا، انتخابِ بدگمانی ہاے حُسن — یہاں ہجومِ عجز سے تا سجدہ ہے جولانِ عجز

(۱۱) حُسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہاے ناز — عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز ص۴۴

(۱۲) اضطرابِ نارسائی، مایۂ شرمندگی — ہے عرق ریزیِ خجلت جوششِ طوفانِ عجز

(۱۳) وہ جہاں مسند نشینِ بارگاہِ ناز ہو — قامتِ خوباں، ہو محرابِ نیازستانِ عجز

(۱۴) بس کہ بے پایا ہے صحراے محبت اے اسدؔ! — گرد بادِ اِس راہ کا، ہے عقدۂ پیمانِ عجز

دیکھیے ——: (۱۵) بساطِ عجز۔ (۱۶)۔(۱۸) پُشتِ دستِ عجز [تین بار]۔ (۱۹) تب و تابِ عجز۔ (۲۰)

---

[1] عجز : سینتالیس بار
[مفرد: پانچ بار، مرکب: بیالیس بار]۔

عجزے : ایک بار۔
عجز نالی : ایک بار [مرکب]۔

ثمراتِ عجز۔ (۲۱) حکمِ عجز۔ (۲۲) خطِ عجز۔ (۲۳) دام گاہِ عجز۔ (۲۴) دماغِ عجز۔ (۲۵) دہنِ عجز۔ (۲۶) سامانِ ترازِ نازشِ اربابِ عجز۔ (۲۷) سراسر عجز۔ (۲۸) شرحِ نگاہِ عجز۔ (۲۹) علمِ عجز۔ (۳۰) گروِ عجز۔ (۳۱) نگاہِ عجز۔ (۳۲) نیاز و عجز۔ (۳۳) ہجومِ عجز۔

عجزے:	خوشا عجزے کہ عاشق جل اُٹھے جوں شعلہ تحاشں		ص ۲۲۵
عجز آباد وہمِ مدعا:	بہ عجز آبادِ وہمِ مدعا تسلیم خوشی ہے	تغافل کو نہ کر مغرورِ تمکیں آزمائی کا	ص ۱۶
عجز اختیار:	دیکھیے: طغراے عجز اختیار۔		
عجز اعجاز ستائش گر:	فکر اچھی، پر ستائش ناتمام	عجز اعجاز ستائش گر کھلا	ص ۱۳۱
عجز بندگی:	غالبؔ! ہے رتبہ فہم تصور سے کچھ پرے	ہے عجز بندگی کہ علی کو خدا کہوں	ص ۵۶
عجز تمنا:	کس بات پہ مغرور ہے اے عجز تمنا؟	سامانِ دعا وحشت و تاثیر دعا ہیچ	ص ۳۶
عجز تن آسانی:	دعواے جنوں باطل، تسلیم عبث حاصل	پروازِ فنا مشکل، ہے عجز تن آسانی	ص ۱۰۹
عجز تنگ حوصلہ:	توڑے ہے عجز تنگ حوصلہ بر روے زمیں	سجدہ تمثال وہ آئینہ، کہ جس کو جبیں	ص ۷
عجز حوصلہ:	بے نے کسے ہے طاقتِ آشوبِ آگہی؟	کھینچا ہے عجز حوصلہ نے خط ایاغ کا	ص ۱۳۹
عجز دیدن ہا:	عجز دیدن ہا بہ ناز و ناز رفتن ہا بہ چشم	جادۂ صحراے آگاہی، شعاعِ جلوہ ہے	ص ۸۷
عجز عرق شرمے:	تمثال تماشاہا، اقبال تمناہا	عجز عرق شرمے اے آئنہ حیرانی	ص ۱۰۸
عجز ماو تو:	دیکھیے: خطِ عجز ماو تو۔		
عجز نالی:	دیکھیے: ساغرِ عجز نالی۔		
عجز وفا:	وداعِ حوصلہ، توفیقِ شکوہ، عجزِ وفا	اسدؔ! ہنوز گمانِ غرورِ دانائی!	ص ۱۱۰
عجز و نیاز:	عجز و نیاز سے تو نہ آیا وہ راہ پر	دامن کو اُس کے آج حریفانہ کھینچیے	ص ۱۰۵
عجز ہمت:	یاس و اُمید نے یک عربدہ میداں مانگا	عجز ہمت نے طلسمِ دلِ سائل باندھا	ص ۱۳۵
عجیب[۱]:	عجیب نسخۂ نادر لکھا ہے ایک، اُس نے	کہ جس میں حکمت و طب ہی کے مسئلے ہیں تمام	ص ۲۶۳
عدالت[۲] ناز:	دیکھیے: در عدالتِ ناز۔		

---

۱ عجیب : ایک بار۔

۲ عدالت : ایک بار [مرکب]۔

عداوت[1]:
(۱) آزادہ رَو ہوں اور مرا مسلک ہے صلحِ کُل — ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے — ص۱۲۵
(۲) وارستہ اس سے ہیں کہ محبّت ہی کیوں نہ ہو — کیجے ہمارے ساتھ، عداوت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۳
(۳) قطع کیجے نہ تعلّق ہم سے — کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی — ص۲۲۰
(۴) جن لوگوں کو ہے مجھ سے عداوت گہری — کہتے ہیں وہ مجھ کو رافضی اور دہری — ص۳۱۳

عداوتِ اغیار: دیکھیے: گنجایشِ عداوتِ اغیار۔

عددِ[2] حرفِ علی: دیکھیے: بقدرِ عددِ حرفِ علی۔

عدل[3]:
(۱) فرش اس دشتِ تمنّا میں نہ ہوتا گر عدل — گرمیِ شعلۂ رفتار سے جلتے خس و خار — ص۵
(۲) وہ کہ ہے والیِ ولایتِ عہد — عدل سے اُس کے، ہے حمایتِ عہد — ص۳۱
(۳) وہ عینِ عدل کہ دہشت سے جس کی پُرسش کی — بنے ہے شعلۂ آتش، انیسِ پرّۂ کاہ — ص۲۷۷
(۴) وہ صدق، وہ عدل، وہ حیا اور وہ علم — بتلاؤ کوئی کہ تھی بُرائی کس میں؟ — ص۳۱۳
[یارانِ نبی میں تھی لڑائی کس میں؟]
(۵) دیکھیے: غفلت متاعِ کفّۂ میزانِ عدل۔

عدم[4]:
(۱) تنگیِ رفیقِ رہ تھی، عدم یا وجود تھا — میرا سفر بہ طالعِ چشمِ حسود تھا — ص۱۳
(۲) عدم، بے خیر خواہِ جلوہ کو زندانِ بیتابی — خرامِ ناز، برقِ خرمنِ سعیِ سپند آیا — ص۱۳
(۳) ملی نہ وسعتِ جولانِ یک جنوں ہم کو — عدم کو لے گئے دل میں غبارِ صحرا کا — ص۱۷
(۴) نہ بندھا تھا بہ عدم نقشِ دلِ مور ہنوز — تب سے ہے یہاں دہنِ یار کا مذکور ہنوز — ص۴۵
(۵) تمثالِ ناز جلوۂ نیرنگِ اعتبار — ہستی عدم ہے، آئنہ گر رو برو نہ ہو — ص۶۸
(۶) چمن میں کچھ نہ چھوڑا تو نے غیر از بیضۂ قمری — عدم میں بہرِ فرقِ سروِ مشتِ خاک باقی ہے — ص۱۰۷
(۷) عدم وحشت سراغ و ہستی آئیں بندِ رنگینی — دماغِ دو جہاں پر سنبل و گل یک شکنجوں ہے — ص۱۱۱
(۸) دہانِ ہر بُتِ پیغارہ جو، زنجیرِ رُسوائی — عدم تک بے وفا! چرچا ہے تیری بے وفائی کا — ص۱۳۶
(۹) میں عدم سے بھی پرے ہوں ورنہ غافل بارہا — میری آہِ آتشیں سے بالِ عنقا جل گیا — ص۱۵۱

---

[1] عداوت : پانچ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: ایک بار]۔
[2] عدد : ایک بار [مرکّب]۔
[3] عدل : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔
[4] عدم : اُنتیس بار [مفرد: بارہ بار، مرکّب: سترہ بار]۔

(۱۰) ہے عدم میں غنچہ محوِ عبرتِ انجامِ گل — یک جہاں زانو تامّل در قفائے خندہ ہے ص۲۱۵

(۱۱) نالے عدم میں چند ہمارے سپرد تھے — جو واں نہ کھنچ سکے، سو وہ یاں آکے دم ہوئے ص۲۲۷

(۱۲) ہستی ہے نہ کچھ عدم ہے غالبؔ — آخر تو کیا ہے؟ اے نہیں ! ص۲۲۹

(۱۳) چنار آسا عدم سے بادلِ پُر آتش آیا ہوں — تہی آغوشیِ دستِ تمنا کا ہوں فریادی ص۲۵۱

دیکھیے ـــــ: (۱۴) آں سوے صحرائے عدم۔ (۱۵) آہنگِ عدم۔ (۱۶) بُحرانِ عدم۔ (۱۷) پروازِ عدم۔ (۱۸) چشم از خوابِ عدم کشادہ۔ (۱۹) خستانِ عدم۔ (۲۰) راہِ عدم۔ (۲۱) رو اقلیمِ عدم۔ (۲۲) سوادِ اقلیمِ عدم۔ (۲۳) سیرِ عدم۔ (۲۴) صحرائے عدم۔ (۲۵) نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم۔ (۲۶) نغمۂ وجود و عدم۔ (۲۷) وجود و عدم۔ (۲۸) وحشتِ خوابِ عدم۔

عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا: سادگی، ہے عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا — ناکسی، آئنۂ نازِ توکل تا چند ص۳۹

عدو[۱]: (۱) خبر نگہ کو، نگہ چشم کو عدو جانے — وہ جلوہ گر کہ نہ میں جانوں اور نہ تو جانے ص۹۸

(۲) نفس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو — زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے ص۹۹

(۳) سَو بار بندِ عشق سے آزاد ہم ہوئے — پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا ص۱۵۰

(۴) یہی ہے آزمانا، تو ستانا کس کو کہتے ہیں؟ — عدو کے ہو لیے جب تم، تو میرا امتحاں کیوں ہو ص۲۰۰

(۵) یوں ہی دُکھ کسی کو دینا نہیں خوب، ورنہ کہتا — کہ مرے عدو کو یارب! ملے میری زندگانی ص۲۰۷

(۶) جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر رفو کی — لکھ دیجیو یارب! اُسے قسمت میں عدو کی ص۲۲۸

(۷) کس روز تہمتیں نہ تراشا کیے عدو — کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کیے ص۲۴۳

(۸) عدو کے سمعِ رضا میں جگہ نہ پائے وہ بات — کہ جن و انس و ملک سب بجا کہیں اُس کو ص۲۸۵

(۹) دیکھیے: خوفِ بدآموزیِ عدو۔

عدوئے مصلحت: اے عدوئے مصلحت! چندے بہ ضبط افسردہ رہ — کردنی ہے جمع تابِ شوخیِ دیدارِ دوست ص۳۳

عدیل[۲]: دیکھیے: جہاں دارِ کرم شیوۂ بے شبہ و عدیل۔

عذاب[۳]: (۱) ملتی ہے خوئے یار سے نار التہاب میں — کافر ہوں، گر نہ ملتی ہو راحت عذاب میں ص۱۸۸

---

[۱] عدو : دس بار
[مفرد: آٹھ بار، مرکب: دو بار]۔

[۲] عدیل : ایک بار [مرکب]۔

[۳] عذاب : دو بار۔

(۲) جنابِ قبلۂ حاجات! اس بلاکش نے — بڑے عذاب سے کاٹے ہیں پانچ چار برس — ص ۲۶۳

عذار[۱]: دیکھیے: صفحۂ عذار۔

عذارِ سادہ: ہوا جب حسن کم، خط بر عذارِ سادہ آتا ہے — کہ بعد از صافیِ مے، ساغر میں دُردِ بادہ آتا ہے — ص ۹۸

عذارِ یار: عذارِ یار نظر بندِ چشمِ گریاں ہے — عجب کہ پرتوِ خور، شمعِ شبستاں ہے — ص ۱۰۲

عذاراں: دیکھیے: وصالِ لالہ عذاراں۔

عذر[۲]: (۱) عذر میں تین دن نہ آنے کے — لے کے آیا ہے عید کا پیغام — ص ۳۶ [ماہ نو سے]

(۲) رحمت اگر قبول کرے، کیا بعید ہے — شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا — ص ۱۳۹

(۳) آج وھاں تیغ و کفن باندھے ہوئے جاتا ہوں میں — عذر میرے قتل کرنے میں وہ اب لاویں گے کیا؟ — ص ۱۵۵

(۴) ان دل فریبیوں سے نہ کیوں اس پہ پیار آئے — روٹھا جو بے گناہ، تو بے عذر من گیا — ص ۲۹۳

عذرِ بارش: وھاں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام — گریے سے یھاں پنبۂ بالش، کفِ سیلاب تھا — ص ۱۳۵

عذرِ ترکِ صحبت: کروں عذرِ ترکِ صحبت، سو کہاں وہ بے دماغی — نہ غرورِ میرزائی، نہ فریبِ ناتوانی — ص ۱۰

عذر خواہ: ہے وہی بدمستیِ ہر ذرّہ کا خود عذر خواہ — جس کے جلوے سے زمیں تا آسماں سرشار ہے — ص ۲۱۲

عذر خواہِ لبِ بے سوال: کس پردے میں ہے آئنہ پرداز اے خدا! — رحمت، کہ عذر خواہِ لبِ بے سوال ہے — ص ۲۰۵

عذرِ شناسائی: شکستِ قیمتِ دل، آں سوے عذرِ شناسائی — طلسمِ ناامیدی ہے خجالت گاہِ پیدائی — ص ۹۲

عذرِ لنگ: عذرِ لنگ آفتِ جولانِ ہوس ہے یارب! — جل اٹھے گرمیِ رفتار سے پاے چوبیں — ص ۸

عذرِ مستی: ہم سے کھل جاؤ بہ وقتِ مے پرستی ایک دن — ورنہ ہم چھیڑیں گے، رکھ کر عذرِ مستی، ایک دن — ص ۱۷۹

عذرِ واماندگی: عذرِ واماندگی اے حسرتِ دل! — نالہ کرتا تھا، جگر یاد آیا — ص ۱۵۲

عربدہ[۳]: دیکھیے ـــــ: (۱) عشق پُر عربدہ۔ (۲) یک عربدہ میداں۔

عربدہ جو: دیکھیے: بُتِ عربدہ جو۔

عرش[۴]: (۱) ذوقِ گلچینیِ نقشِ کفِ پا سے تیرے — عرش چاہے ہے کہ ہو در پہ ترے خاک نشیں — ص ۹

---

۱ عذار : تین بار [مرکب]۔
عذاراں : ایک بار۔

۲ عذر : بارہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: نو بار]۔

۳ عربدہ : تین بار [مرکب]۔

۴ عرش : سات بار [مفرد: چار بار، مرکب: تین بار]۔

(۲) عرش پر، تیرے قدم سے ہے دماغِ گردِ راہ — آج تنخواہِ شکستن ہے کُلہ جبریل کی — ص۹۱

(۳) فرش سے تا عرش وعاں طوفاں تھا موجِ رنگ کا — یہاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا — ص۱۳۵

(۴) منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے — عرش سے اِدھر ہوتا کاشکے مکاں اپنا! — ص۱۵۹

(۵) نالہ جاتا تھا پرے عرش سے میرا، اور اب — لب تک آتا ہے، جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے — ص۲۳۰

دیکھیے ———:(۶) فلک العرش۔(۷) ناصیۂ عرش۔

عرصہ[۱]: (۱) کرتا ہوں جمع پھر جگرِ لخت لخت کو — عرصہ ہوا ہے دعوتِ مژگاں کیے ہوئے — ص۲۲۵

(۲) در پہ رہنے کو کہا اور کہہ کے کیسا پھر گیا! — جتنے عرصے میں مرا لپٹا ہوا بستر کھلا — ص۱۹۱

عرصۂ آفاق: وحشت پہ میری عرصۂ آفاق تنگ تھا — دریا، زمین کو عرقِ انفعال ہے — ص۲۰۵

عرصۂ میدانِ بسمل: جاں دادگاں کا حوصلہ فرصت گداز ہے — یہاں عرصۂ تپیدنِ بسمل نہیں رہا — ص۴۰

عرصۂ جولاں: دیکھیے: یک عرصۂ جولاں۔

عرصۂ قیل وقال: مملکتِ کمال میں ایک، امیرِ نامور — عرصۂ قیل و قال میں خسروِ نامدار ایک — ص۲۹۶

عرض[۲]: (۱) کس قدر عرض کروں ساغرِ شبنم، یارب! — موجۂ سبزۂ نوخیز، ہے لبریزِ بہار — ص۳

(۲) مجو دل، سراغِ درد بہ دل خفتگاں نہ پوچھ — آئینہ عرض کر، خط و خالِ بیاں نہ پوچھ — ص۷۰

(۳) تمثالِ جلوہ عرض کر اے حُسن! کب تلک — آئینۂ خیال کو دیکھا کرے کوئی — ص۸۷

(۴) بہزاد! نقشِ یک دلِ صد چاک عرض کر — گر زلفِ یار کھنچ نہ سکے، شانہ کھینچیے — ص۱۰۵

(۵) نقشِ لاحول لکھ اے خامۂ ہذیاں تحریر! — یا علی عرض کر اے فطرتِ وسواس قریں! — ص۱۳۲

(۶) عرض کیجے جوہرِ اندیشہ کی گرمی کہاں — کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا — ص۱۵۱

(۷) غالبؔ! نہ کر حضور میں تو بار بار عرض — ظاہر ہے تیرا حال سب اُن پر، کہے بغیر — ص۱۶۹

(۸) کروں بیدادِ ذوقِ پرفشانی عرض، کیا قدرت! — کہ طاقت اُڑ گئی، اُڑنے سے پہلے، میرے شہپر کی — ص۲۰۷

دیکھیے ———:(۹) پروازِ عرض۔(۱۰) درخورِ عرض۔

عرضِ آتشیں پائی: شرارِ سنگ سے پا در حنا گلگونِ شیریں ہے — ہنوز اے تیشۂ فرہاد عرضِ آتشیں پائی! — ص۹۲

---

[۱] عرصہ : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔

[۲] عرض : تراسی بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: پچھتر بار]۔

عرضِ اظہار: دیکھیے: اوجِ عرضِ اظہار۔

عرضِ اعجاز: حُسن آشفتگیِ جلوہ، ہے عرضِ اعجاز — دستِ موسیٰ بہ سرِ دعویِ باطل باندھا ص۱۳

عرضِ افسونِ گدازِ دل: نے صبا بالِ پری، نے شعلہ سامانِ جنوں — شمع سے جُز عرضِ افسونِ گدازِ دل نہ پوچھ ص۴۲

عرضِ بال افشانیِ اُمید: چشمِ گریاں، بسملِ شوقِ بہار دید ہے — اشک ریزی، عرضِ بال افشانیِ اُمید ہے ص۱۰۲

عرضِ بساطِ نازِ مشتاق: اے ہوس! عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی نہ مانگ — جوں پرِ طاؤس، یکسر داغِ مشک اندودہ ہے ص۱۰۳

عرضِ بہار: آغوشِ گل ہے آئینۂ ذرّہ ذرّہ خاک — عرضِ بہار، جوہرِ پرواز ہے مجھے ص۹۷

عرضِ بساطِ وجود: عالم جہاں بہ عرضِ بساطِ وجود تھا — جوں صبح، چاکِ جیب مجھے تار و پود تھا ص۱۳

عرضِ بہارِ صد نگارستاں: خاک ہے عرضِ بہارِ صد نگارستاں اسدؔ — حسرتیں کرتی ہے میری خاطرِ آزاد، گل ص۵۲

عرضِ بے دماغی: دیکھیے: تکلیفِ عرضِ بے دماغی۔

عرضِ پریشانیِ بزم: دیکھیے: دمِ عرضِ پریشانیِ بزم۔

عرضِ تپاکِ نفسِ سوختہ: یہ مطلع اسدؔ جوہرِ افسونِ سخن ہو — گر عرضِ تپاکِ نفسِ سوختہ چاہیں ص۵۹

عرضِ تجمّل: لذّتِ تقریرِ عشق، پردگیِ گوشِ دل — جوہرِ افسانہ ہے عرضِ تجمّل ہنوز ص۴۴

عرضِ تسخیرِ تماشا: ذوقِ تسلیمِ تمنّا سے بہ گلزارِ حضور — عرضِ تسخیرِ تماشا ہے بہ دامِ اظہار ص۵

عرضِ تشنگی: دیکھیے: تابِ عرضِ تشنگی۔

عرضِ تکرار: رشکِ نظارہ تھی یک برقِ تجلّی، کہ ہنوز — تشنۂ خونِ دو عالم ہوں بہ عرضِ تکرار ص۹

عرضِ تکلیفِ شرارت: نگاہِ ناز نے جب عرضِ تکلیفِ شرارت کی — دیا ابرو کو چھیڑ اور اُس نے فتنے کو اشارت ص۹۷

عرضِ تمنّا: (۱)، (۲) دیکھیے: حسرتِ عرضِ تمنّا [دوبار]۔

عرضِ تمنّائے خامشی: زباں سے عرضِ تمنّائے خامشی معلوم! — مگر وہ خانہ براندازِ گفتگو جانے ص۹۹

عرضِ تمنّائے رفتگاں: ہر ذرّہ خاک: عرضِ تمنّائے رفتگاں — آئینہ ہا شکستہ و تمثال ہا گرو ص۶۹

عرضِ جراحت خانہ: شور ہے کس بزم کی عرضِ جراحت خانہ کا؟ — صبح، یک زخمِ نمک سود چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

عرضِ جنونِ فنا: خوش وحشتے کہ عرضِ جنونِ فنا کروں — جوں گردِ راہ جامۂ ہستی قبا کروں ص۵۵

عرضِ جوہرِ خط و خالِ ہزار عکس: ہے عرضِ جوہرِ خط و خالِ ہزار عکس — لیکن ہنوز دامنِ آئینہ پاک ہے ص۱۱۰

عرضِ حال: (۱) مجھے انتعاشِ غم نے پئے عرضِ حال بخشی ہوسِ غزل سرائی، تپشِ فسانہ خوانی ص۱۰

(۲) بہر عرضِ حالِ شبنم ہے رقمِ ایجادِ گل ظاہرا ہے اس چمن میں لالِ مادرزادِ گل ص۵۲

(۳) دیکھیے: صلائے عرضِ حال۔

عرضِ حسرت: جوہرِ آئنہ، فکرِ سخن موے دماغ عرضِ حسرت پسِ زانوے تامل تا چند ص۳۹

عرضِ حیا: خیف اے تنگِ تمنا! کہ پئے عرضِ حیا یک عرق آئنہ بر جبہۂ سائل باندھا ص۱۳

عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت: عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت معلوم! عیسیٰ آخر بہ کفِ آئینۂ تصویر آوے ص۱۱۳

عرضِ خمارِ صحرا: دل در رکابِ صحرا، خانہ خرابِ صحرا موجِ سرابِ صحرا، عرضِ خمارِ صحرا ص۲۹

عرضِ خمیازۂ ایجاد: آفرینش کو ہے وہاں سے طلبِ مستیِ ناز عرضِ خمیازۂ ایجاد ہے ہر موجِ غبار ص۱۳۳

عرضِ خمیازۂ سیلاب: دشمنِ آلِ نبی کو بہ طربِ خانۂ دہر عرضِ خمیازۂ سیلاب ہو طاقِ دیوار ص۱۳۳

عرضِ خمیازۂ مجنوں: حسرتِ نشۂ وحشت نہ بہ سعیِ دل ہے عرضِ خمیازۂ مجنوں ہے گریباں میرا ص۲۱

عرضِ دردِ بے وفائی: عرضِ دردِ بے وفائی وحشتِ اندیشہ ہے خوں ہوا دل تا جگر، یارب زبانِ شکوہ لال! ص۵۲

عرضِ دوا: دیکھیے: نسخۂ عرضِ دوا۔

عرضِ دوجہاں تیر: دیکھیے: زخمیِ عرضِ دوجہاں تیر۔

عرضِ دوعالم: دیکھیے: نسخۂ عرضِ دوعالم۔

عرضِ دوعالم شورِ محشر: دیکھیے: سراغِ آوارۂ عرضِ دوعالم شورِ محشر۔

عرضِ دوعالم فریاد: بے دماغِ تپش و عرضِ دوعالم فریاد ہوں میں وہ خاک کہ ماتم میں اُڑایا ہے مجھے ص۱۰۸

عرضِ دوعالم نیرنگ: دیکھیے: آفت زدۂ عرضِ دوعالم نیرنگ۔

عرضِ ذوقِ قتل: دیکھیے: افسونِ عرضِ ذوقِ قتل۔

عرضِ رسومِ نیاز: دیکھیے: دورگردِ عرضِ رسومِ نیاز۔

عرضِ سبزہ: مستیِ بادِ صبا سے ہے بہ عرضِ سبزہ ریزۂ شیشۂ مے، جوہرِ تیغِ کہسار ص۱۳۲

عرضِ ستم ہاے جدائی: دے وے نامے کو اتنا طول غالبؔ مختصر لکھ دے کہ حسرت سنج ہوں عرضِ ستم ہاے جدائی کا ص۱۳۶

عرضِ سرشک: عرضِ سرشک پر ہے فضاے زمانہ تنگ صحرا کہاں کہ دعوتِ دریا کرے کوئی ص۸۸

عرضِ سوزِ دل: دیکھیے: حریفِ عرضِ سوزِ دل۔

عرضِ شکیبِ کہسار: کروں گر عرضِ شکیبِ کہسار اپنی بیتابی — رگِ ہر سنگ سے نبضِ دلِ بیمار ہو پیدا ص۳۱

عرضِ شانہ: دیکھیے: صرفِ عرضِ شانہ۔

عرضِ شبنم: دید حیرت کش و خرشید چراغانِ خیال — عرضِ شبنم سے چمن آئنہ تعمیر آیا ص۲۷

عرضِ شکست: ہے عرضِ شکست، آئنۂ جراتِ عاشق — جز آہ کہ سر لشکرِ وحشت علمی ہے ص۱۰۶

عرضِ صحرادادہ: دیکھیے: جوشِ نیرنگِ بہارِ عرضِ صحرادادہ۔

عرضِ صورت: دیکھیے: خمیازۂ عرضِ صورت۔

عرضِ عقدہ ہائے مشکل: دیکھیے: وقفِ عرضِ عقدہ ہائے مشکل۔

عرضِ فسونِ ہوسِ گل: چشم بے خونِ دل و دل تہی از جوشِ نگاہ — بہ زباں عرضِ فسونِ ہوسِ گل تاچند؟ ص۳۹

عرضِ فضائے سینۂ دردِ امتحاں: ہر داغِ تازہ، یک دلِ داغِ انتظار ہے — عرضِ فضائے سینۂ درد امتحاں نہ پوچھ ص۷۰

عرضِ فنِ شعر: بندہ پرور! ثنا ترازی سے — مدعا عرضِ فنِ شعر نہیں ص۲۸۱

عرضِ نشۂ عقدۂ مشکل: دیکھیے: لذتِ عرضِ نشۂ عقدۂ مشکل۔

عرضِ گراں جانی: ہے شکستن سے بھی دل نومید، یارب! کب تلک — آبگینہ، کوہ پر عرضِ گراں جانی کرے ص۲۱

عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں: پھر شوق کر رہا ہے خریدار کی طلب — عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں کیے ہوئے ص۲۲۶

عرضِ مطالب: دیکھیے: شوخیِ عرضِ مطالب۔

عرضِ مطلب: دیکھیے: گزارِ عرضِ مطلب۔

عرضِ ناز: جلوہ پھر عرضِ ناز کرتا ہے — روزِ بازارِ جاں سپاری ہے ص۲۲۳

عرضِ نازِ شوخیِ دنداں: عرضِ نازِ شوخیِ دنداں برائے خندہ ہے — دعویِ جمعیتِ احباب، جائے خندہ ہے ص۲۱۳

عرضِ ناشکیبی: چہ اُمید و نااُمیدی، چہ نگاہ و بے نگاہی — ہمہ عرضِ ناشکیبی، ہمہ سازِ جاں ستانی ص۱۰

عرضِ نشاطِ دید: عرضِ نشاطِ دید ہے مژگانِ انتظار — یارب! کہ خارِ پیرہنِ آرزو نہ ہو ص۹۸

عرضِ نیاز: دیکھیے ——— :(۱) حسرتِ عرضِ نیاز۔ (۲) نازِ سجدۂ نیاز۔

عرضِ نیازِ عشق: عرضِ نیازِ عشق کے قابل نہیں رہا — جس دل پہ ناز تھا مجھے، وہ دل نہیں رہا ص۱۵۳

عرضِ ہنر: ہمارے شعر ہیں اب صرف دل لگی کے، اسدؔ — کھلا کہ فائدہ عرضِ ہنر میں خاک نہیں ص ۱۸۳

عرضِ یک افغاں: دیکھیے: حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں۔

غرض[1]: مدح سے ممدوح کی دیکھی شکوہ — یہاں غرض سے رتبۂ جوہر کھلا ص ۱۳۰

غرفا[2]: دیکھیے: جوہرِ سیرِ غرفا۔

عرقی[3]: دیکھیے: ظہوری و عرقی و طالبؔ۔

عرق[4]: (۱) بلا گردانِ تمکینِ بتاں، صد موجۂ گوہر — عرق بھی جن کے عارض پر بہ تکلیفِ حیا گم ہو ص ۹۸

(۲) گیا ہے، گو عرق، سعیِ عروجِ نشہ رنگیں تر — خطِ رخسارِ ساقی تا خطِ ساغر چراغاں ہے ص ۸۱

(۳) نہیں ریزشِ عرق کی، اب اُسے ذوبانِ اعضا ہے — تپِ خجلت نے یہ بخشی رگِ گل میں حرارت کی ص ۹۷

دیکھیے ـــــ: (۴) جملاتن عرق۔ (۵) جوشِ عرق۔ (۶) جوشِ چکیدنِ عرق۔ (۷) ضمیمِ عرق۔ (۸) ہر قطرہ عرق۔ (۹) یک عرق آئنہ۔

عرق آگہی: دیکھیے: حاصلِ روے عرق آگہی۔

عرق ازخط چکیدہ: شیشۂ آتشیں رخِ پُرنور — عرق از خط چکیدہ، روغنِ سور ص ۳۱

عرق افشاں: ہے عرق افشاں مُشی سے ادہمِ مُشکینِ یار — وقتِ شبِ اختر گنے ہے چشمِ بیدار رکاب ص ۳۱

عرق افشانِ بے پروا خرامی: اگر وحشت عرق افشانِ بے پروا خرامی ہو — بیاضِ دیدۂ آہو کفِ سیلاب ہو جاوے ص ۱۰۵

عرقِ انفعال: وحشت پہ میری عرصۂ آفاق تنگ تھا — دریا، زمین کو عرقِ انفعال ہے ص ۲۰۵

عرقِ بید: مے کشی کو نہ سمجھ بے حاصل — بادہ، غالبؔ عرقِ بید نہیں ص ۲۱۹

عرقِ ریزِ تپش: ہوئی ہیں آبِ شرم کوششِ بیجا سے تدبیریں — عرق ریزِ تپش ہیں موج کے مانند زنجیریں ص ۴۳

عرقِ ریزیِ خجلت: اضطرابِ نارسائی، مایۂ شرمندگی — ہے عرق ریزیِ خجلت، جوششِ طوفانِ عجز ص ۴۴

عرقِ شرم: دیکھیے: کسوتِ عرقِ شرم۔

عرقِ شرے: دیکھیے: عجزِ عرقِ شرے۔

---

۱ غرض : ایک بار۔
۲ غرفا : ایک بار [مرکب]۔
۳ عرقی : ایک بار [مرکب]۔
۴ عرق : اکیس بار [مفرد: تین بار، مرکب: اٹھارہ بار]۔

عرقِ فتنہ: نہ کہہ کہ طاقتِ رُسوائیِ وصال نہیں — اگر یہی عرقِ فتنہ ہے، مکرّر کھینچ ص۳۵

عرق فشاں: دیکھیے: زُلف و رُخِ عرق فشاں۔

عروج[1] اضطرابِ دل: دیکھیے: طرزِ عروجِ اضطرابِ دل۔

عروجِ تغافل: دیکھیے: کسوتِ عروجِ تغافل۔

عروجِ ناامیدی: عروجِ ناامیدی چشمِ زخمِ چرخ کیا جانے — بہارِ بے خزاں از آہِ بے تاثیر ہے پیدا ص۳۰

عروجِ نشہ: (۱) عروجِ نشہ ہے سرتا قدم قدِ چمن رویاں — بجائے خود وگرنہ سرو بھی مینائے خالی ہے ص۷۹

(۲) دیکھیے: سعیِ عروجِ نشہ۔

عروجِ نشۂ واماندگی: عروجِ نشۂ واماندگی پیمانہ محمل تر — بہ رنگِ ریشۂ تاک، آبلے جادے میں پنہاں ہیں ص۶۲

عروسی[2]: دیکھیے: روزِ عروسی۔

عریاں[3]: (۱) جوشِ بیداد و تپش سے ہوئی عریاں آخر — شاخِ گلبن پہ صبا چھوڑ کے پیراہنِ خار ص۳

(۲) کارخانے سے جنوں کے بھی میں عریاں نکلا — میری قسمت کا نہ ایک آدھ گریباں نکلا ص۱۳

(۳) شورِ رُسوائیِ دل دیکھ، کہ یک نالۂ شوق — لاکھ پردے میں چھپا، پر وہی عریاں نکلا ص۱۳

(۴) بقدرِ لفظ و معنی، فکرت احرامِ گریباں ہیں — وگرنہ کیجیے جو ذرہ عریاں، ہم نمایاں ہیں ص۶۲

(۵) تکلف سازِ رُسوائی ہے غافل! شرمِ رعنائی — دلِ خوں گشتہ در دستِ حنا آلودہ عریاں ہے ص۸۱

(۶) شوق، ہر رنگ رقیبِ سروساماں نکلا — قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا ص۱۴۳

(۷) عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنا مت پوچھ — عیدِ نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا ص۱۵۰

(۸) تھیں بنات النعشِ گردوں دن کو پردے میں نہاں — شب کو اُن کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہو گئیں ص۱۹۱

دیکھیے ——: (۹) پردۂ تصویرِ عریاں۔ (۱۰) تصویرِ عریاں۔ (۱۱) تیغِ تیزِ عریاں۔

عریانی[4]: (۱) جنوں کی دست گیری کس سے ہو، گر ہو نہ عریانی — گریباں چاک کا حق ہو گیا ہے میری گردن پر ص۱۹۸

(۲) چاک کی خواہش اگر وحشت بہ عریانی کرے — صبح کے مانند زخمِ دل گریبانی کرے ص۲۱۱

---

[1] عروج : چھے بار [مرکب]۔

[2] عروسی : ایک بار [مرکب]۔

[3] عریاں : گیارہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: تین بار]۔

[4] عریانی : آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکب: چھے بار]۔

(۳) دیکھ کر در پردہ گرمِ دامن افشانی مجھے	کرگئی وابستۂ تن میری عریانی مجھے	ص۲۳۲

دیکھیے ـــــــ: (۴) پردۂ عریانی۔ (۵) ذوقِ عریانی۔ (۶) لباسِ عریانی۔

عریانیِ زخمِ جگر:	تمثالِ جاں گر نہ رکھے پنبۂ مرہم	آئینہ بہ عریانیِ زخمِ جگر آوے	ص۱۱۳

عریانیِ کیفیتِ دل: دیکھیے: سازِ عریانیِ کیفیتِ دل۔

عریضہ[1] نگار:	خانہ زاد اور مرید اور مداح	تھا ہمیشہ سے یہ عریضہ نگار	ص۱۲۶

عز[2] شان:	فخرِ دیں، عزِ شان و جاہ و جلال	زینتِ طینت و جمالِ کمال	ص۱۳۱

عز و جاہ:	(۱) وہ رات تیں تمام ہے ہنگامہ ماہ کا	حضرت کا عز و جاہ رہے گا علی الدوام	ص۲۸۲

(۲) یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں عز و جاہ کے ساتھ	تمھیں اور اس کو سلامت رکھے سدا اللہ	ص۲۷۸

(۳) دیکھیے: دولت و عز و جاہ۔

عز و ناز:	دیکھیے: غرورِ عز و ناز۔

عزا[3]:	دیکھیے: پریشاں سوئی اہلِ عزا۔

عزاخانۂ اقبالِ نگاہ:	مردمک سے، ہو عزا خانۂ اقبالِ نگاہ	خاکِ در کی ترے، جو چشم نہ ہو آئنہ دار	ص۳۳

عزادارانِ لیلیٰ:	غمِ مجنوں، عزا دارانِ لیلیٰ کا پرستش گر	خمِ رنگِ سیہ، پیمانۂ ہر چشمِ آہو تھا	ص۴۲

عزادارِ شہیدانِ نفس وزدیدہ:	جو عزا دارانِ شہیدانِ نفس دزدیدہ ہو	نوحۂ ماتم بہ آوازِ پرِ عنقا کرے	ص۱۰۱

عزائے زندگانی:	بہ فرازِ گاہِ عبرت چہ بہار و کو تماشا؟	کہ نگاہ ہے سیہ پوش بہ عزائے زندگانی	ص۹

عزت[5]:	(۱) بس کہ بخشی ہے فوج کو عزت	فوج کا ہر پیادہ، ہے فرزیں	ص۲۸۱

(۲)، (۳) عزت پہ اہلِ نام کی ہستی کی ہے بنا	عزت جہاں گئی، تو نہ ہستی رہی نہ نام	ص۲۸۲

(۴) وکٹوریا کا دہر میں جو مدح خواں ہو	شاہانِ عصر، چاہیے لیں عزت اُس سے وام	ص۲۸۲

دیکھیے ـــــــ: (۵) اعادۂ عزت۔ (۶) ذریعۂ عزت

عزتِ تخت کے:	جس دل میں کہ "تا بہ کے" سما جائے	وہاں عزتِ تختِ کے نہیں ہے	ص۳۲۰

---

۱ عریضہ : ایک بار۔

۲ عز : پانچ بار [مرکب]۔

۳ عزا : دو بار [مرکب]۔

عزاخانہ : ایک بار [مرکب]۔

عزادار : ایک بار [مرکب]۔ عزادار : ایک بار [مرکب]۔

۵ عزت : سات بار [مفرد: چار بار، مرکب: تین بار]۔

عزلت[1] آبادِ صدف: بے وطن سے باہر اہلِ دل کی قدر و منزلت — عزلت آبادِ صدف میں قیمتِ گوہر نہیں ص ۶۹

عزلت گزیں: اسد کو پیچ و تابِ طبعِ برق آہنگ مسکن سے — حصارِ شعلۂ جوالہ میں عزلت گزیں پایا ص ۲۲

عزلت گزینِ بزم: عزلت گزینِ بزم ہیں واماندگانِ دید — مینائے مے ہے آبلہ پائے نگاہ کا ص ۱۹

عزمِ[2] سفر: ہے ذوقِ گریہ، عزمِ سفر کیجیے اسدؔ — رختِ جنونِ سیل بہ ویرانہ کھینچیے ص ۱۰۵

عزمِ سیرِ نجف: مقطعِ سلسلۂ شوق نہیں ہے یہ شہر — عزمِ سیرِ نجف و طوفِ حرم ہے ہم کو ص ۱۹۵

عزمِ صفِ مژگانِ خود آرا: کس دل پہ ہے عزمِ صفِ مژگانِ خود آرا؟ — آئینے کے پایاب سے اُتری ہیں سپاہیں ص ۵۹

عزمِ ناز: قاتل بہ عزمِ ناز و دل از زخم در گداز — شمشیر آبدار و نگہ آبدار تر ص ۴۰

عزیز[3]: (۱) کس واسطے عزیز نہیں جانتے مجھے؟ — لعل و زمرد و زر و گوہر نہیں ہوں میں ص ۱۹۱

(۲) ہاں وہ نہیں خدا پرست، جاؤ وہ بے وفا سہی — جس کو ہو دین و دل عزیز، اُس کی گلی میں جائے کیوں؟ ص ۱۹۳

(۳) وہ چیز، جس کے لیے ہم کو ہو بہشت عزیز — سوائے بادۂ گل فامِ مشک بو کیا ہے؟ ص ۲۲۲

[چار بار بہ طور ردیف، ص ۱۷۳]:

(۴)،(۵) کیوں کر اُس بت سے رکھوں جان عزیز — کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز؟

(۶) دل سے نکلا، پہ نہ نکلا دل سے — ہے ترے تیر کا پیکان عزیز

(۷) تاب لائے ہی بنے گی غالبؔ — واقعہ سخت ہے اور جان عزیز

(۸)،(۹) ہم کو ستم عزیز، ستمگر کو ہم عزیز — نامہرباں نہیں ہے، اگر مہرباں نہیں ص ۱۸۸

دیکھیے ـــــ: (۱۰) عمرِ عزیز۔ (۱۱) ناصحانِ عزیز۔

عزیزاں: (۱) یار معذورِ تغافل ہے، عزیزاں! شگفتہ — نالۂ بلبل بہ گوشِ گل شنیدن منع ہے ص ۱۳

(۲) نہ پھولو ریزشِ اعداد کی قطرہ فشانی پر — عزیزاں! ہے بہ رنگِ صفر جامِ آسماں خالی ص ۲۵۵

دیکھیے ـــــ: (۳) برخوردِ غلطی ہائے عزیزاں۔ (۴)،(۵) ناخنِ دخلِ عزیزاں [دو بار]۔

عزیزانِ بدزباں: بہ رنگِ سبزہ عزیزانِ بدزباں یک دست — ہزار تیغ بہ زہراب دادہ رکھتے ہیں ص ۶۰

---

۱ عزلت : تین بار [مرکب]۔

۲ عزم : چار بار [مرکب]۔

۳ عزیز : گیارہ بار [مفرد: نو بار، مرکب: دو بار]۔

عزیزاں : سات بار [مفرد: دو بار، مرکب: پانچ بار]۔

عزیزو : دو بار۔

عزیزانِ گرامی: دیکھیے: بشیرِ مکتوبِ عزیزانِ گرامی۔

عزیزو: (۱) عزیزو ذکرِ وصلِ غیر سے مجھ کو نہ بہلاؤ — کہ یہاں افسونِ خواب، افسانۂ خوابِ زلیخا ہے ص ۸۳

(۲) دمِ واپسیں برسرِ راہ ہے — عزیزو اب اللہ ہی اللہ ہے! ص ۳۱۲

عسس[۱]: دیکھیے ـــــ: (۱)، (۲) جوہرِ تیغِ عسس [دوبار]۔ (۳) جوہرِ شمشیرِ عسس۔

عسل[۲]: دیکھیے: نیشِ زنبورِ عسل۔

عشاق[۳]: (۱) عشاق اشکِ چشم سے دھوویں ہزار داغ — دیتا ہے اور، جوں گل و شبنم، بہار داغ ص ۴۸

(۲) ہم سے عبث ہے گمانِ رنجشِ خاطر — خاک میں عشاق کی غبار نہیں ہے ص ۲۰۸

(۳) کیوں ڈرتے ہو عشاق کی بے حوصلگی سے؟ — یہاں تو کوئی سنتا نہیں فریاد کسو کی ص ۲۲۸

(۴) دیکھیے، پاتے ہیں عشاق بتوں سے کیا فیض! — اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے ص ۲۳۹

(۵) کہتے ہیں کہ اب وہ مردمِ آزار نہیں — عشاق کی پرسش سے اُسے عار نہیں ص ۲۵۴

دیکھیے ـــــ: (۶) پیکرِ عشاق۔ (۷) غمِ عشاق۔ (۸) قتلِ عشاق۔

عشرت[۴]: دیکھیے ـــــ: (۱) غم و عشرت۔ (۲) محفلِ عشرت۔ (۳) مےِ عشرت۔ (۴) تمہیدِ عشرت۔ (۵) ہجومِ نغمہ ہائے عشرت۔

عشرتِ پارۂ دل: عشرتِ پارۂ دل، زخمِ تمنا کھانا — لذتِ ریشِ جگر، غرقِ نمک داں ہونا ص ۱۵۰

عشرتِ صحبتِ خوباں: عشرتِ صحبتِ خوباں ہی غنیمت سمجھو — نہ ہوئی غالبؔ اگر عمرِ طبیعی، نہ سہی ص ۲۰۹

عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنا: عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنا مت پوچھ — عیدِ نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا ص ۱۵۰

عشرتِ قطرہ: عشرتِ قطرہ ہے، دریا میں فنا ہو جانا — درد کا حد سے گزرنا، ہے دوا ہو جانا ص ۱۵۶

عشرت کوشیِ ہستی: جائے استہزا ہے عشرت کوشیِ ہستی، اسدؔ — صبح و شبنم، فرصتِ نشوونمائے خندہ ہے ص ۸۷

عشرت گہِ خسروؔ: دیکھیے: مزدوریِ عشرت گہِ خسروؔ۔

عشق[۵] (ب): (۱) فنا کو عشق ہے بے مقصداں! حیرت پرستاراں! — نہیں رفتارِ عمرِ تیز رو پابندِ مطلب ہا ص ۲۳

---

۱ عسس : تین بار [مرکب]۔

۲ عسل : ایک بار [مرکب]۔

۳ عشاق : آٹھ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: تین بار]۔

۴ عشرت : دس بار [مرکب]۔

عشرت گہ : ایک بار [مرکب]۔

۵ عشق (ب): دو بار۔

(۲) رنجِ رہ کیوں کھینچیے؟ واماندگی کو عشق ہے! اُٹھ نہیں سکتا، ہمارا جو قدم منزل میں ہے ص۲۳۱

عشق[1]:

(۱) سمجھا ہوا ہوں عشق میں نقصاں کو فائدہ جتنا کہ نااُمید تر، اُمید وار تر ص۲۱

(۲) عشق میں ہم نے ہی ابرام سے پرہیز کیا ورنہ جو چاہیے اسبابِ تمنّا، سب تھا ص۲۲

(۳) عشق کو ہر رنگ شانِ حُسن ہے مدِّ نظر مصرعِ سروِ چمن ہے حسبِ حالِ عندلیب ص۳۲

(۴) عشق کمیں گاہِ درد، وحشتِ دل دور گرد دامِ تہِ سبزہ ہے حلقۂ کاکل ہنوز ص۴۳

(۵) حُسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز ص۴۴

(۶) عشق کے تغافل سے ہرزہ گرد ہے عالم روئے شش جہت آفاق، پشتِ چشمِ زنداں ہے ص۸۹

(۷) عشق، بے ربطیِ شیرازۂ اجزائے حواس وصل، زنگارِ رُخِ آئنۂ حُسنِ یقیں ص۱۳۲

(۸) عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا درد کی دوا پائی، دردِ بے دوا پایا ص۱۳۳

(۹) بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل کہتے ہیں جس کو عشق، خلل ہے دماغ کا ص۱۳۹

(۱۰) ہر بُنِ مو سے دمِ ذکر نہ ٹپکے خوناب حمزہ کا قصہ ہوا، عشق کا چرچا نہ ہوا ص۱۶۲

(۱۱) عشق میں بیدادِ رشکِ غیر نے مارا مجھے کشتۂ دشمن ہوں آخر، گرچہ تھا بیمار دوست ص۱۶۳

(۱۲) عشق، تاثیر سے نومید نہیں جاں سپاری، شجرِ بید نہیں ص۱۸۳

(۱۳) ہو گئی ہے غیر کی شیریں بیانی کارگر عشق کا اُس کو گماں ہم بے زبانوں پر نہیں ص۱۸۳

(۱۴) ہوا ہوں عشق کی غارت گری سے شرمندہ سوائے حسرتِ تعمیر، گھر میں خاک نہیں ص۱۸۴

(۱۵) بے عشق عمر کٹ نہیں سکتی ہے، اور یہاں طاقت بہ قدرِ لذّتِ آزار بھی نہیں ص۱۸۴

(۱۶) عشق و مزدوریِ عشرت گہِ خسرو، کیا خوب! ہم کو تسلیم نکو نامیِ فرہاد نہیں ص۱۸۶

(۱۷) وفا کیسی؟ کہاں کا عشق؟ جب سر پھوڑنا ٹھہرا تو پھر اے سنگ دل! تیرا ہی سنگِ آستاں کیوں ہو؟ ص۲۰۰

(۱۸) عشق نے پکڑا نہ تھا، غالبؔ، ابھی وحشت کا رنگ رہ گیا تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری، ہائے ہائے! ص۲۰۳

(۱۹) دل لگا کر، آپ بھی غالبؔ مجھی سے ہو گئے عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحب مجھے! ص۲۱۳

(۲۰) عشق مجھ کو نہیں، وحشت ہی سہی میری وحشت، تری شہرت ہی سہی ص۲۲۰

---

[1] عشق : ایک سو ایک بار [مفرد: چھتیس بار، مرکب: پینسٹھ بار]۔

(۲۱) ہم کوئی ترکِ وفا کرتے ہیں　　نہ سہی عشق، مصیبت ہی سہی　　ص۲۲۱
(۲۲) پھر پرسشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق　　سامانِ صد ہزار نمک داں کیے ہوئے　　ص۲۲۵
(۲۳) رونے سے، اور عشق میں بیباک ہوگئے　　دھوئے گئے ہم اتنے کہ بس پاک ہوگئے　　ص۲۲۹
(۲۴) عشق کی راہ میں، ہے چرخِ مکوکب کی وہ چال　　سست رو جیسے کوئی آبلہ پا ہوتا ہے　　ص۲۳۰
(۲۵) عشق پر زور نہیں، ہے یہ وہ آتش، غالبؔ　　کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے　　ص۲۳۶
(۲۶) عشق نے غالبؔ نکما کردیا　　ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے　　ص۲۵۰
(۲۷) اک گرم آہ کی، تو ہزاروں کے گھر جلے　　رکھتے ہیں عشق میں یہ اثر ہم جگر جلے　　ص۳۰۳
(۲۸) ہوکر شہید عشق میں، پائے ہزار جسم　　ہر موجِ گردِ راہ، مرے سر کو دوش ہے　　ص۳۲۰

دیکھیے ـــــ: (۲۹) آبروئے عشق۔ (۳۰) اعتبارِ عشق۔ (۳۱) اعدوو عشق۔ (۳۲) براتِ معاشِ جنونِ عشق۔ (۳۳) بقدرِ حوصلۂ عشق۔ (۳۴) بندِ عشق۔ (۳۵) بہارِ تعزیت آبادِ عشق۔ (۳۶) بیکسیِ عشق۔ (۳۷) بیدارِ عشق۔ (۳۸) پردہ دارِ رازِ عشق۔ (۳۹)، (۴۰) تبِ عشق [دوبار]۔ (۴۱) ترکِ نبردِ عشق۔ (۴۲) جنونِ عشق۔ (۴۳) جوشِ عشق۔ (۴۴) جوشِ جنونِ عشق۔ (۴۵) جیبِ نیازِ عشق۔ (۴۶)، (۴۷) چارسوئے عشق [دوبار]۔ (۴۸) حاملِ رازِ نہانِ عشق۔ (۴۹) حریفِ مے مردافگنِ عشق۔ (۵۰) حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق۔ (۵۱) حسرت کدۂ عشق۔ (۵۲) خاک اوفتادگیِ کشتگانِ عشق۔ (۵۳) خضرِ راہِ عشق۔ (۵۴) داغِ عشق۔ (۵۵) دعوائے عشق۔ (۵۶) دعویِ آزادیِ عشق۔ (۵۷) دیارِ عشق۔ (۵۸) ذوقِ عشق۔ (۵۹) راہِ عشق۔ (۶۰) سختی کشانِ عشق۔ (۶۱) سخنِ عشق۔ (۶۲) سراپا رہنِ عشق۔ (۶۳) سرنوشتِ عشق۔ (۶۴) سطرِ عشق۔ (۶۵) سودائے عشق۔ (۶۶) سوزِ عشق۔ (۶۷)، (۶۸) شعلۂ عشق [دوبار]۔ (۶۹) شوخیِ حسن و عشق۔ (۷۰) طرز آفرینِ شیوۂ عشق۔ (۷۱) عرضِ نیازِ عشق۔ (۷۲)، (۷۳) غمِ عشق [دوبار]۔ (۷۴) فیضِ عشق۔ (۷۵) قہرمانِ عشق۔ (۷۶) قمارخانۂ عشق۔ (۷۷) کمالِ عشق۔ (۷۸) کوچہ گردیِ بازارِ عشق۔ (۷۹) گواہِ عشق۔ (۸۰) لذتِ تقریرِ عشق۔ (۸۱) مجنونِ دشتِ عشق۔ (۸۲) مریضِ عشق۔ (۸۳) مشکلِ عشق۔ (۸۴) معاشِ جگر تشنگانِ عشق۔ (۸۵) موحدِ عشق۔ (۸۶) نازِ لطفِ عشق۔ (۸۷) نبردِ عشق۔ (۸۸) نشاطِ عشق۔ (۸۹) نشاطِ داغِ غمِ عشق۔ (۹۰) نیازِ عشق۔

عشق آتش رخسار: دیکھیے: سوزِ عشقِ آتشِ رخسار۔

عشق بتاں: (۱) دیکھا نہیں ہے ہم نے بہ عشقِ بتاں اسدؔ غیر از شکستہ حالی و حسرت کشیدگی ص۲۵۲

(۲) دعویٔ عشقِ بتاں۔

عشق پُرعربدہ: حسرت اے ذوقِ خرابی! کہ وہ طاقت نہ رہی عشقِ پُرعربدہ کی گوں تنِ رنجور نہیں ص۱۸۵

عشق ترسا بچہ: عشقِ ترسا بچہ و نازِ شہادت مت پوچھ کہ کُلہ گوشہ بہ پروازِ پرِ تیر آیا ص۲۸

عشقِ خانہ ویراں ساز: رونقِ ہستی ہے عشقِ خانہ ویراں ساز سے انجمن بے شمع ہے، گر برق خرمن میں نہیں ص۱۸۵

عشق خونابہ مشرب: جگر کو مرے، عشقِ خونابہ مشرب لکھے ہے: خداوندِ نعمت سلامت ص۱۶۳

عشقِ داغِ بیروں دادہ: خیمۂ لیلیٰ سیاہ و خانۂ مجنوں خراب جوشِ ویرانی ہے عشقِ داغِ بیروں دادہ سے ص۸۹

عشق ساقیٔ کوثر: خراباتِ جنوں میں ہے اسدؔ وقتِ قدح نوشی بہ عشقِ ساقیٔ کوثر بہارِ بادہ پیمائی ص۹۲

عشق نبرد پیشہ: دھمکی میں مرگیا، جو نہ بابِ نبرد تھا عشقِ نبرد پیشہ طلبگارِ مرد تھا ص۱۵۳

عشق ہریک: دیکھیے: لطفِ عشقِ ہر یک۔

عشوہ[۱]: یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں؟ غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے؟ ص۲۳۸

عصا[۲]: تو پست فطرت اور خیالِ بسا بلند اے طفلِ خود معاملہ، قد سے عصا بلند! ص۳۸

عصائے خضرِ صحرائے سخن: مجھے راہِ سخن میں خوفِ گمراہی نہیں غالبؔ عصائے خضرِ صحرائے سخن ہے خامہ بیدل کا ص۱۸

عصائے سبز: شبِ گُل نے کیا جب بندوبستِ گلشن آرائی عصائے سبز دے، نرگس کو دی خدمت نظارت کی ص۹۷

عصائے کور: بس کہ چشم از انتظارِ خوش خطاں بے نور ہے یکقلم شاخِ گلِ نرگس، عصائے کور ہے ص۹۳

عصر[۳]: دیکھیے: شاہانِ عصر۔

عصفورہ[۴]: اے منشیٔ خیر سرا! سخن ساز نہ ہو عصفور ہے تو، مقابلِ باز نہ ہو ص۲۱۳

عصیاں[۵]: دیکھیے———:(۱) دامنِ آلودۂ عصیاں۔(۲) نمِ دامانِ عصیاں۔

---

[۱] عشوہ : ایک بار [مرکّب]۔

[۲] عصا : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

[۳] عصر : ایک بار [مرکّب]۔

[۴] عصفور : ایک بار۔

[۵] عصیاں : دو بار [مرکّب]۔

عضو[1]: دیکھیے: ہر عضو۔

عضوِ تن: ہے تماشا گاہِ سوزِ تازہ ہر یک عضوِ تن — جوں چراغانِ دِوالی صف بہ صف جلتا ہوں میں ص ۹۳

عضو عضو: فکرِ نالہ میں گویا حلقہ ہوں ز سر تا پا — عضو عضو جوں زنجیر یک دلِ صدا پایا ص ۱۳

عطا[2]: (۱) خدا نے تجھ کو عطا کی ہے گوہر افشانی — درِ حضور پہ اے ابر! بار بار برس ص ۲۷۳

(۲) عطا کرے گا خداوندِ کارساز اسے — روانِ روشن و خوے خوش و دلِ آگاہ ص ۲۷۸

(۳) عطا کیا ہے خدا نے وہ جاذبہ اُس کو — کہ چھوڑتا ہی نہیں رشتہ، زہے نبار گرہ ص ۲۷۹

(۴) وہاں کہاں یہ عطا و بذل و کرم — کہ جہاں گدیہ گر کا نام نہیں ص ۲۸۰

عطر[3] آگیں: (۱) فیضِ خلق اُس کا ہی شامل ہے کہ ہوتا ہے سدا — بوے گل سے نفسِ بادِ صبا عطر آگیں ص ۳۳

(۲) فوج کی گردِ راہ: مشک فشاں — رہ رووں کے مشام: عطر آگیں ص ۲۸۱

عطرِ پیراہن: دیکھیے: دماغِ عطرِ پیراہن۔

عطر سائے گل: دیکھیے: نفسِ عطر سائے گل۔

عطرِ شبِ دیجور: اسد حسرت کشِ یک داغ مشک اندود ہے یارب! — لباسِ شمع پر عطرِ شبِ دیجور ملتے ہیں ص ۹۳

عطرِ شرر رنگ: افسردۂ تمکیں ہے نفس گرمیِ احباب — پھر شیشے سے عطرِ شرر رنگ نکالوں ص ۹۱

عطرِ گل: بہ غفلت عطرِ گل ہم آگہی مخمور ملتے ہیں — چراغانِ تماشا چشمِ صد ناسور ملتے ہیں ص ۹۳

عظیم[4]: دیکھیے: رابطۂ خوفِ عظیم۔

عُقد[5]: دیکھیے: کشادِ عقد۔

عُقدِ وصلِ دخترِ رز: موسمِ گل میں مے گلگوں حلال اُسے کشاں — عقدِ وصلِ دخترِ رز، انگور کا ہر دانہ تھا ص ۳۵

عِقد[6] گردنِ خوباں: گوہر کو عقدِ گردنِ خوباں میں دیکھنا! — کیا اوج پر ستارۂ گوہر فروش ہے ص ۲۳۰

عِقدِ گہر: افسوس! کہ دنداں کا کیا رزق فلک نے — جن لوگوں کی تھی درخورِ عقدِ گہر، انگشت ص ۱۴۳

عُقدہ[7]: (۱) رشتۂ فہمیدِ مُمسک ہے بہ بندِ کوتہی — عقدہ ساں ہے کیسۂ زر پر خیالِ تنگ دل ص ۵۳

---

1. عضو : دوبار [مرتّب]۔
عضو عضو : ایک بار
2. عطا : چار بار
3. عطر : سات بار [مرتّب]۔
4. عظیم : ایک بار [مرتّب]۔
5. عُقد : دوبار [مرتّب]۔
6. عِقد : دوبار [مرتّب]۔
7. عقدہ : اُنیس بار [مفرد: تین بار، مرتّب: سولہ بار]۔
عقدے : ایک بار
عقدہا : دوبار [مرتّب]۔

(۲) جو عقدۂ دشوار کہ کوشش سے نہ ہو وا — تو وا کرے اُس عقدے کو، سو بھی بہ اشارت ص ۱۲۷

(۳) دل ہوا کشمکشِ چارۂ زحمت میں تمام — مٹ گیا گھسنے میں، اِس عقدے کا وا ہو جانا ص ۱۵۶

عقدۂ پیرائی: دیکھیے: ناگزیرِ عقدہ پیرائی۔

عقدہ کشائی: قبلۂ کون و مکاں! خستہ نوازی میں یہ دیر! — کعبۂ امن و اماں! عقدہ کشائی میں یہ ڈھیل ص ۱۲۲

عقدہ ہائے کار: جنبشِ دل سے ہوئے ہیں عقدہ ہائے کار، وا — کم تریں مزدورِ سنگیں دست ہے فرہاد یہاں ص ۵۷

عقدہ ہائے مشکل: دیکھیے: وقفِ عرضِ عقدہ ہائے مشکل۔

عقدۂ احکامِ پیغمبر: وہ کہ جس کے ناخنِ تاویل سے — عقدۂ احکامِ پیغمبر کھلا ص ۳۹

عقدۂ پیماں: بستنِ عہدِ محبت ہمہ نادانی تھا — چشمِ نکشودہ رہا عقدۂ پیماں مجھ سے ص ۸۳

عقدۂ پیمانِ عجز: بس کہ بے پایاں ہے صحرائے محبت اے اسدؔ — گردباد اِس راہ کا، ہے عقدۂ پیمانِ عجز ص ۴۲

عقدۂ تارِ نفس: دیکھیے: وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس۔

عقدۂ خاطر: برائے حلِ مشکل، ہوں ز پا اُفتادۂ حسرت — بندھا ہے عقدۂ خاطر سے پیماں خاکساری کا ص ۱۸

عقدۂ دشوار: دیکھیے: عقدہ [۲]۔

عقدۂ دل: رونے سے اے ندیم! ملامت نہ کر مجھے — آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کرے کوئی ص ۲۱۵

عقدۂ غم: دیکھیے: واشدنِ عقدۂ غم۔

عقدۂ مشکل: (۱) اے آہ! میری خاطرِ وابستہ کے سوا — دُنیا میں کوئی عقدۂ مشکل نہیں رہا ص ۲۱

(۲) محتسب سے تنگ ہے از بس کہ کارِ مے کشاں — رز میں جو انگور نکلا، عقدۂ مشکل ہوا ص ۲۹

(۳) بہ فیضِ بے دلی، نومیدیِ جاوید آساں ہے — کشایش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا ص ۱۳۳

دیکھیے ـــــ: (۴) جوہرِ طلسمِ عقدۂ مشکل۔ (۵) لذّتِ عرضِ کشادِ عقدۂ مشکل۔

عقدے: لاکھ عقدے دل میں تھے، لیکن ہر ایک — میری حدِّ وسع سے باہر کھلا ص ۳۹

عقرب ہا[۱]: دیکھیے: نوکِ نیشِ عقرب ہا۔

عقل[۲]: (۱) چار سوئے دہر میں بازارِ غفلت گرم ہے — عقل کے نقصاں سے اُٹھتا ہے خیالِ انتفاع ص ۴۸

(۲) رشک کہتا ہے کہ اُس کا غیر سے اخلاص، حیف! — عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کس کا آشنا ص ۳۹

۱۔ عقرب ہا: ایک بار [مرکّب]۔ ۲۔ عقل: چار بار [مفرد: دو بار]۔

عقلِ نہفتہ داں: ملے گی اس کو وہ عقلِ نہفتہ داں کہ اسے — پڑے نہ قطعِ خصومت میں احتیاجِ گواہ ص ۲۷۷

عقل ودل وجاں: دیکھیے: عرضِ متاعِ عقل ودل وجاں۔

عقوبت[1]: حد چاہیے سزا میں عقوبت کے واسطے — آخر گناہگار ہوں، کافر نہیں ہوں میں ص ۱۹۰

عقیدہ[2]: غالب، اپنا یہ عقیدہ ہے بہ قولِ ناسخ — ''آپ بے بہرہ ہے، جو معتقدِ میر نہیں'' ص ۱۸۲

عکس[3]: (۱) اسد، تاثیرِ صفائی ہائے حیرت جلوہ پرور ہو — گر آبِ چشمۂ آئینہ دھووے عکسِ زنگی کا ص ۲۶

(۲) جلوہ نہیں ہے دردِ سر، آئنہ صندلی نہ کر — عکس کجا و کو نظر، نقش کو مدعا سمجھ ص ۴۳

(۳) رچ گیا جوشِ صفا سے زلف کا اعضا میں عکس — ہے نزاکت جلوہ اے ظالم! سیہ فامی تری ص ۹۳

(۴) حلقۂ گردابِ جوہر کو بنا ڈالے تنور — عکس گر طوفانیِ آئینۂ دریا کرے ص ۱۰۱

(۵) کیا بدگماں ہے مجھ سے کہ آئینے میں مرے — طوطی کا عکس سمجھے ہے، زنگار دیکھ کر ص ۱۲۹

(۶) سامنا حور و پری نے نہ کیا ہے نہ کریں — عکس تیرا ہی مگر تیرے مقابل آئے ص ۳۱۲

(۷) دیکھیے: عرضِ جوہر خط و خالِ ہزار عکس۔

عکسِ آئنہ: تمیز زشتی و نیکی میں لاکھ باتیں ہیں — بہ عکسِ آئنہ یک فردِ سادہ رکھتے ہیں ص ۶۰

عکس پذیر: جلوۂ برق سے ہوجائے نگہ عکس پذیر — اگر آئینہ بنے حیرتِ صورت گرِ چیں ص ۹

عکسِ جسم: ناتوانی نے نہ چھوڑا بس کہ بیش از عکسِ جسم — منفعت واگستردنی ہے فرشِ خواب آئینے پر ص ۳۴۷

عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ: بس کہ ہے مے خانہ ویراں جوں بیابانِ خراب — عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ ہے داغِ شراب ص ۳۱

عکسِ خالِ روے لیلا: تصرف وحشیوں میں ہے تصورہاے مجنوں کا — سوادِ چشمِ آہو، عکسِ خالِ روے لیلا ہے ص ۸۳

عکسِ خط: (۱) کجا جوہر، چہ عکسِ خط، بتاں وقتِ خود آرائی — دلِ آئینہ زیرِ پاے خیلِ مور ملتے ہیں ص ۹۳

(۲) عکسِ خط تا صحنِ باغ وا تا سرسبز — آئنہ بیضۂ طوطی نظر آیا ہے مجھے ص ۱۰۷

عکسِ خطِ جامِ آفتاب: یک نگاہ صاف، صد آئینۂ تاثیر ہے — ہے رگِ یاقوت، عکسِ خطِ جامِ آفتاب ص ۳۱

عکسِ خیالِ قدِ یار: بیضۂ قمری کے آئینے میں پنہاں صیقل — سرو بے دل سے عیاں عکسِ خیالِ قدِ یار ص ۴

عکسِ داغِ مہ: صافیِ رُخ سے ترے ہنگامِ شب — عکسِ داغِ مہ، ہوا عارض پہ خال ص ۵۱

عکسِ رُخ: (۱) پری بہ شیشہ و عکسِ رُخ اندر آئینہ — نگاہِ حیرتِ مشاطہ خوں فشاں تجھ سے ص ۱۱۲

---

[1] عقوبت: ایک بار۔ [2] عقیدہ: ایک بار۔ [3] عکس: اٹھائیس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: بائیس بار]۔

(۲) دشنۂ غمزہ جاں ستاں، ناوکِ ناز بے پناہ — تیرا ہی عکسِ رُخ سہی، سامنے تیرے آئے کیوں ص ۱۹۳

عکسِ رُخِ افروختہ: عکسِ رُخِ افروختہ تھا تصویر بہ پُشتِ آئینہ — شوخ نے وقتِ حُسن ترازی تمکیں سے آرام کیا ص ۲۶

عکسِ روئے گل گوں: ہوا آئینہ، جامِ بادہ عکسِ روئے گل گوں سے — نشانِ خالِ رُخ، داغِ شراب آرام کیا ص ۲۶

عکسِ سوادِ صفحہ: تیرگیِ ظاہری، ہے طبعِ آگہ کا نشاں — غافلاں! عکسِ سوادِ صفحہ ہے گردِ کتاب ص ۳۱

عکسِ شفق: عیاں کیفیت مے خانہ ہے جوئے گلستاں میں — کرے، عکسِ شفق ہے اور ساغر ہے حباب اُس کا ص ۲۲۷

عکسِ فروش: فریبِ صنعتِ ایجاد کا تماشا دیکھ — نگاہ عکس فروش و خیال آئنہ ساز ص ۴۳

عکسِ گل: صاف ہے از بس کہ عکسِ گل سے گلزارِ چمن — جانشینِ جوہرِ آئینہ ہے خارِ چمن ص ۵۹

عکسِ گل ہائے سمن: عکسِ گل ہائے سمن سے چشمہ ہائے باغ میں — فلسِ ماہی، آئنہ پروازِ داغِ ماہ ہے ص ۹۳

عکسِ گیسوئے مشکیں: دیکھیے: جوشِ عکسِ گیسوئے مشکیں۔

عکسِ موجِ گل: عکسِ موجِ گل و سرشاریِ اندازِ حباب — تُمہِ آئنہ، کیفیتِ دل سے ہے دوچار ص ۳

علاج[۱]: (۱) جُنبشِ ہر برگ سے، ہے گل کے لب کو اختلاج — خنبِ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج ص ۳۵

(۲) لو، ہم مریضِ عشق کے بیمار دار ہیں — اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج ص ۱۶۵

(۳) غمِ ہستی کا اسدؔ کس سے ہو جُز مرگ، علاج — شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک ص ۱۷۵

علاجِ بے دماغی ہائے دل: تماشا ہے علاجِ بے دماغی ہائے دل غافل! — سویدا مردمِ چشمِ پری، نظارہ افسوں ہے ص ۱۱۲

علاقہ[۲]: نے سبحہ سے علاقہ، نہ ساغر سے واسطہ — میں معرضِ مثال میں دستِ بُریدہ ہوں ص ۲۹۹

علامت[۳]: دیکھیے: جنوں علامت۔

علاوہ[۴]: علاوہ عید کے، ملتی ہے اَور دن بھی شراب — گدائے کوچۂ مے خانہ نامراد نہیں ص ۱۹۲

علائق[۵]: دیکھیے ـــــ: (۱) بارِ علائق۔ (۲) رشتۂ ربطِ علائق۔

علائی[۶]: مجھ سے غالبؔ یہ علائی نے غزل لکھوائی — ایک بیداد گرِ رنج فزا اَور سہی ص ۳۱۱

علم[۷]: (۱) علم ہی سے قدر ہے انسان کی — ہے وہی انسان جو جاہل نہیں [قادر نامہ]

---

۱ علاج : چار بار [مفرد: تین بار، مرکب: ایک بار]۔
۲ علاقہ : ایک بار۔
۳ علامت : ایک بار [مرکب]۔
۴ علاوہ : ایک بار۔
۵ علائق : دو بار [مرکب]۔
۶ علائی : ایک بار۔
۷ علم : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔

(۲) اُن کو کیا علم کہ کشتی پہ مری کیا گزری — دوست جو ساتھ مرے تا لبِ ساحل آئے — ص ۳۱۲

(۳) وہ صدق، وہ عدل، وہ حیا اور وہ علم — بتلاؤ کوئی کہ تھی برائی کس میں؟ — ص ۳۳۰ [کلیاتِ قاطع]

علم وہنر: دیکھیے: فضائلِ علم وہنر۔

عَلَم[۱]: (۱) اہلِ ہوس کی فتح ہے ترکِ نبردِ عشق — جو پانو اُٹھ گئے، وہی اُن کے علم ہوئے — ص ۲۲۷

دیکھیے ــــــ: (۲) شہنشاہ کواکب سپہ مہر علم۔ (۳) کوس وعلم۔

علوِ[۲] پایۂ منبر: بادشہ کا نام لیتا ہے خطیب — اب علوِ پایۂ منبر کھُلا — ص ۱۳۰

علی[۳]: (۱) غالبؔ، بے رتبہ فہمِ تصوّر سے کچھ پرے — ہے عجز بندگی کہ علی کو خدا کہوں — ص ۵۹

(۲) لغزشِ پا کو ہے بلد نغمۂ یا علی مدد! — ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ، سبحہ کو خونبہا سمجھ — ص ۷۳

(۳) امامِ ظاہر و باطن، امیرِ صورت و معنی — علی، ولی، اسداللہ، جانشینِ نبی ہے — ص ۷۵

(۴) کیا غم ہے اُس کو، جس کا علی سا امام ہو — اتنا بھی اے فلک زدہ، کیوں بے حواس ہے؟ — ص ۷۵

(۵) کثرتِ اندوہ سے حیران و مضطر ہے اسدؔ — یا علی! وقتِ عنایات و دمِ تائید ہے — ص ۱۰۳

(۶) نقشِ لاحول لکھ اے خامۂ ہذیاں تحریر! — یا علی عرض کر اے فطرتِ وسواس قریں — ص ۳۳۴

(۷) مشکیں لباسِ کعبہ علی کے قدم سے جان — نافِ زمین ہے، نہ کہ نافِ غزال ہے — ص ۲۰۵

(۸) علی کے بعد حسن اور حسن کے بعد حُسین — کرے جو اُن سے برائی، بھلا کہیں اُس کو؟ — ص ۲۸۶

(۹) یہ اجتہاد عجب ہے کہ ایک دشمنِ دیں — علی سے آ کے لڑے اور خطا کہیں اُس کو — ص ۲۸۵

(۱۰) میں قائلِ خدا و نبی و امام ہوں — بندہ خدا کا اور علی کا غلام ہوں — ص ۲۹۸

دیکھیے ــــــ: (۱۱) بقدرِ عددِ حرفِ علی۔ (۱۲) حُسین علی۔ (۱۳) حُسین ابنِ علی۔ (۱۴) نام والا ے علی۔ (۱۵) نبی وعلی۔

علی الدّوام[۴]: دو رات میں تمام ہے ہنگامہ ماہ کا — حضرت کا عز و جاہ رہے گا علی الدّوام — ص ۲۸۲

علی الرّغمِ[۵] دشمن: علی الرّغمِ دشمن شہیدِ وفا ہوں — مبارک، مبارک! سلامت، سلامت! — ص ۱۹۳

علی بہادرِ[۶] عالی گہر: غالبؔ خدا کرے! کہ سوارِ سمندِ ناز — دیکھوں علی بہادرِ عالی گہر کو میں — ص ۱۹۰

---

[۱] عَلَم : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔
[۲] علو : ایک بار [مرکّب]۔
[۳] علی : پندرہ بار [مفرد: دس بار، مرکّب: پانچ بار]۔
[۴] علی الدّوام : ایک بار۔
[۵] علی الرّغم : ایک بار [مرکّب]۔
[۶] علی بہادر : ایک بار [مرکّب]۔

عماری [۱]: دیکھیے: پردۂ عماری۔

عمدۃ الحکما [۲]: وہ بہارِ ریاضِ مہر و وفا — جس کو کہتے ہیں عمدۃ الحکما — ص۲۶۸ [illegible]

عمر [۳]:

(۱) تا قیامت شبِ فرقت میں گزر جائے گی عمر — سات دن ہم پہ بھی بھاری ہیں سحر ہوتے تک — ص۵۰

(۲) عمر میری ہوگئی صرفِ بہارِ حُسنِ یار — گردشِ رنگِ چمن ہے ماہ و سالِ عندلیب — ص۳۲

(۳) کی متصل ستارہ شماری میں عمر صَرف — تسبیحِ اشک ہائے ز مژگاں چکیدہ ہوں — ص۶۱

(۴) ہرچند عمر گزری آزردگی میں، لیکن — ہے شرحِ شوق کو بھی جوں شکوہ ناتمامی — ص۷۵

(۵) تیری فرصت کے مقابل اے عمر! — برق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں — ص۱۸۱

(۶) بے عشق عمر کٹ نہیں سکتی ہے، اور یہاں — طاقت بقدرِ لذتِ آزار بھی نہیں — ص۱۸۳

(۷) عمر بھر کا تو نے پیمانِ وفا باندھا، تو کیا! — عمر کو بھی تو نہیں ہے پائیداری، ہائے ہائے! — ص۲۰۳

(۸) سر بر ہوئی نہ وعدۂ صبر آزما سے عمر — فرصت کہاں کہ تیری تمنا کرے کوئی — ص۲۱۵

(۹) عمر ہرچند کہ ہے برق خرام — دل کے خوں کرنے کی فرصت ہی سہی — ص۲۲۶

(۱۰) یہ جتنے سیکڑے ہیں، سب ہزار ہو جاویں — دراز اس کی ہو عمر اس قدر، سخن کوتاہ — ص۲۷۸

(۱۱) ستر برس کی عمر میں یہ داغِ جاں گداز — جس نے جلا کے، راکھ مجھے کر دیا تمام — ص۲۸۳

(۱۲) ہے غنیمت کہ بہ اُمید گزر جائے گی عمر — نہ ملے داد، مگر روزِ جزا ہے تو سہی — ص۳۱۱

دیکھیے——: (۱۳) اضطرابِ عمر۔ (۱۴)، (۱۵) اک عمر [دو بار]۔ (۱۶) ایک عمر۔ (۱۷) بہ عہدِ یک عمر ورع۔ (۱۸) پیمائشِ زمینِ رو عمر۔ (۱۹) جلوۂ عمر۔ (۲۰) رخشِ عمر۔ (۲۱) رشتۂ عمر۔ (۲۲) رفتارِ عمر۔ (۲۳) سنینِ عمر۔ (۲۴) قسطِ عمر۔ (۲۵) کفیلِ عمر۔ (۲۶)–(۲۹) یک عمر [چار بار]۔ (۳۰) یک عمر خودداری۔

عمرِ ابد: دیکھیے: سرِ سلسلہ جنبانیِ صد عمرِ ابد۔

عمر بھر:

(۱) عمر بھر دیکھا کیا مرنے کی راہ — مر گئے پر، دیکھیے دکھلائیں کیا! — ص۱۶۱

(۲) یہ عمر بھر جو پریشانیاں اُٹھائی ہیں ہم نے — تمھارے آئیو اے طُرہ ہائے خم بہ خم! آگے — ص۲۲۸

(۳) ڈرے کیوں مرا قاتل، کیا رہے گا اُس کی گردن پر — وہ خوں، جو چشمِ تر سے عمر بھر یوں دم بہ دم نکلے — ص۲۲۹

---

۱ عماری : ایک بار [مرکب]۔
۲ عمدۃ الحکما : ایک بار۔
۳ عمر : ۵۷ بار۔ [مفرد: گیارہ بار، مرکب: چھیالیس بار]۔

(۴) عمر بھر ہوش نہ یک جا ہوئے میرے، کہ اسدؔ — میں پرستندۂ روئے صنم چند رہا ص۳۳۶

(۵) ماہِ نو ہوں کہ فلک عجز سکھاتا ہے مجھے — عمر بھر ایک ہی پہلو پہ سُلاتا ہے مجھے ص۳۰۳

(۶) تا پھر نہ انتظار میں نیند آئے عمر بھر — آنے کا عہد کر گئے، آئے جو خواب میں ص۱۸۸

(۷) عمر بھر کا تو نے پیمانِ وفا باندھا، تو کیا — عمر کو بھی تو نہیں ہے پائداری، ہائے ہائے! ص۳۰۳

عُمرِ تیز رَو: دیکھیے: رفتارِ عمرِ تیز رَو۔

عُمرِ جاوداں: وہ زندہ ہم ہیں، کہ ہیں روشناسِ خلق اے خضر! — نہ تم، کہ چور بنے عمرِ جاوداں کے لیے ص۳۳۹

عُمرِ خضر: (۱) حریفِ مطلبِ مشکل نہیں فسونِ نیاز — دُعا قبول ہو یارب! کہ عمرِ خضر دراز! ص۱۷۱

(۲) بے صرفہ ہی گزرتی ہے، ہو گرچہ عمرِ خضر — حضرت بھی کل کہیں گے کہ ہم کیا کیا کیے! ص۳۳۳

(۳) مشقِ نقشِ قدم: نسخۂ آبِ حیواں — جادۂ دشتِ نجف: عُمرِ خضر کا طومار ص۴

(۴) دیکھیے: رشتۂ عُمرِ خضر۔

عُمرِ خمار: دیکھیے: یک درازیِ عُمرِ خمار۔

عُمرِ دِگر: ہوئی یک عمر صرفِ مشقِ نالہ — اثر موقوف بہ عُمرِ دگر ہے ص۳۵۵

عُمرِ رفتہ: دیکھیے: تماشائیِ عمرِ رفتہ۔

عُمرِ طبیعی: (۱) اوّلاً، عمرِ طبیعی بہ دوامِ اقبال — ثانیاً، دولتِ دیدارِ شہنشاہِ اُمَم ص۲۶۵

(۲) عشرتِ صُحبتِ خوباں ہی غنیمت سمجھو — نہ ہوئی غالبؔ اگر عمرِ طبیعی، نہ سہی ص۲۰۹

عُمرِ عزیز: مٹتا ہے فوتِ فرصتِ ہستی کا غم کوئی — عمرِ عزیز صرفِ عبادت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۳

عُمرِ فرصت جُو: باعثِ واماندگی ہے عُمرِ فرصت جُو مجھے — کر دیا ہے پا بہ زنجیرِ رمِ آہو مجھے ص۷۸

عُمرِ کوتہ: حاصلِ دل بستگی ہے عُمرِ کوتہ اور بس — وقفِ عرضِ عقدہ ہائے مشکل تارِ نَفَس ص۴۵

عُمرِ گزشتہ: آپہنچے ہیں تا سوادِ اقلیمِ عدم — اے عمرِ گزشتہ، یک قدم استقبال! ص۲۵۲

عُمر و دولت: عمر و دولت سے شادماں رہیں — اور غالبؔ پہ مہرباں رہیں ص۲۷۶

عُمر[۱]: ذرہ معنی سے مرا صفحہ: لقا کی داڑھی — غمِ گیتی سے مرا سینہ: عُمر کی زنبیل ص۱۳۳

عمل[۲]: (۱) اس عمل میں عیش کی لذت نہیں ملتی اسدؔ — زورِ نسبت مَے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک ص۹۳

---

۱ عُمر : ایک بار۔

۲ عمل : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

دیکھیے ——:(۲) پاداشِ عمل۔ (۳) حُسنِ عمل۔ (۴) صد حشر پاداشِ عمل۔

عناد[1]: دیکھیے: اہلِ عناد۔

عناصر[2]: مضمحل ہوگئے قُویٰ، غالبؔ — وہ عناصر میں اعتدال کہاں! ص ۱۸۳

عناں[3]: (۱) ہاتھ میں تیرے رہے توسنِ دولت کی عناں! — یہ دُعا شام و سحر قاضیِ حاجات سے ہے ص ۱۲۸

دیکھیے ——:(۲) رخشِ سبک عناں۔ (۳) نالۂ محشر عناں۔

عنانِ فرصت: ہجومِ دلِ شکستہ پئے عبرت، آگہی ہے — کہ نہ دے عنانِ فرصت بہ کشاکشِ زبانی ص ۹

عناں گسل: دیکھیے: شوقِ عناں گسل۔

عناں گسیختہ: (۱) آنسو کہوں کہ آہ! سوارِ ہوا کہوں؟ — ایسا عناں گسیختہ آیا کہ کیا کہوں! ص ۵۶

(۲) دیکھیے: شوقِ عناں گسیختہ۔

عناں گیر: (۱) حیرت انداز رہبر ہے عناں گیر اسدؔ! — نقشِ پائے خضر یہاں سدِّ سکندر ہوگیا ص ۳۰

(۲) بالِ طاؤس ہے رعنائیِ ضعفِ پرواز — کون ہے داغ کہ شعلے کا عناں گیر آوے ص ۱۱۳

(۳) ہوئی تاخیر، تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا — آپ آتے تھے، مگر کوئی عناں گیر بھی تھا ص ۱۵۸

عناں گیرِ تغافل: بہ اُمیدِ نگاہِ خاص، ہوں محمل کشِ حسرت — مبادا! ہو عناں گیرِ تغافل لطفِ عام اُس کا ص ۲۳

عناں گیرِ خرام: وہاں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام — گریے سے یہاں پنبۂ بالش، کفِ سیلاب تھا ص ۱۳۵

عنایات: دیکھیے ——:(۱) اُمیدوارِ عنایات۔ (۲) وقتِ عنایات۔

عنایاتِ الٰہی: ولی عہدی میں شاہی ہو مبارک! — عنایاتِ الٰہی ہو مبارک! ص ۲۹۷

عنایاتِ شہنشاہ: دیکھیے: لطف و عنایاتِ شہنشاہ۔

عنایت[4]: پرتوِ خور سے، ہے شبنم کو فنا کی تعلیم — میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہوتے تک ص ۱۷۵

عنایت نامہ ہائے اہلِ دُنیا: نہ انشا معنیِ مضموں، نہ املا صورتِ موزوں — عنایت نامہ ہائے اہلِ دُنیا، ہرزہ عنواں ہیں ص ۹۳

عنبر[5]: دیکھیے: طبلۂ عنبر۔

---

[1] عناد : ایک بار [مرکب]۔

[2] عناصر : ایک بار۔

[3] عناں : بارہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: گیارہ بار]۔

[4] عنایت : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

عنایات : چار بار [مرکب]۔

[5] عنبر : ایک بار [مرکب]۔

عنبریں : ایک بار [مرکب]۔

[6] عنبر بار : ایک بار [مرکب]۔

عنبریں: دیکھیے: شکنِ زلفِ عنبریں۔

عنبر بار: دیکھیے: حدیثِ زلفِ عنبر بار دوست۔

عندلیب[1]: (۱) رگِ گل، جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے — ملیں گے منزلِ اُلفت میں ہم اور عندلیب آخر — ص ۳۱

(۲) کس فرصتِ وصال پہ ہے گل کو، عندلیب! — زخمِ فراق، خندۂ بیجا کہیں جسے — ص ۹۱

(۳) آغوشِ گل کشودہ برائے وداع ہے — اے عندلیب! چل، کہ چلے دن بہار کے — ص ۲۱۰

(۴) چھڑکے ہے شبنم، آئینۂ برگِ گل پہ آب — اے عندلیب! وقتِ وداعِ بہار ہے — ص ۲۱۷

(۵) اے عندلیب! یک کفِ خس بہرِ آشیاں — طوفانِ آمد آمدِ فصلِ بہار ہے — ص ۲۱۸

[سات بار بہ طور ردیف، ص ۳۲]:

(۶)، (۷) ہے بہاراں میں خزاں حاصل خیالِ عندلیب — رنگِ گل آتش کدہ ہے زیرِ بالِ عندلیب

(۸) عشق کو ہر رنگ شانِ حُسن ہے مدِّ نظر — مصرعِ سرو چمن ہے حسبِ حالِ عندلیب

(۹) حیرتِ حُسنِ چمن پیرا سے تیرے، رنگِ گل — بسملِ ذوقِ پریدن ہے بہ بالِ عندلیب

(۱۰) عمر میری ہو گئی صرفِ بہارِ حُسنِ یار — گردشِ رنگِ چمن ہے ماہ و سالِ عندلیب

(۱۱) منع مت کر حُسن کی ہم کو پرستش سے، کہ ہے — بادۂ نظارۂ گلشن حلالِ عندلیب

(۱۲) ہے مگر موقوف بر وقتِ دگر کارِ اسدؔ — اے شبِ پروانہ و روزِ وصالِ عندلیب!

عندلیبِ گلشنِ ناآفریدہ: ہوں گرمیِ نشاطِ تصور سے نغمہ سنج — میں عندلیبِ گلشنِ ناآفریدہ ہوں — ص ۴۳

عنقا[2]: (۱) آگہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے — مدعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا — ص ۱۳۲

(۲) مری ہستی، فضائے حیرت آبادِ تمنا ہے — جسے کہتے ہیں نالہ، وہ اسی عالم کا عنقا ہے — ص ۲۲۰

دیکھیے ——: (۳) آوازِ پرِ عنقا۔ (۴) بالِ عنقا۔ (۵) پرِ عنقا۔ (۶) لفظِ معنیِ عنقا۔ (۷) مردمکِ دیدۂ عنقا۔

عنقا اری: وہ پردہ نشیں اور اسدؔ آئینۂ اظہار — شہرتِ چمن فتنہ و عنقا اری ہے — ص ۱۰۶

عنقائے ناز: دیکھیے: پروازِ آشیانۂ عنقائے ناز۔

عنواں[3]: (۱) نہیں اقلیمِ اُلفت میں کوئی طومارِ ناز ایسا — کہ پشتِ چشم سے جس کے نہ ہووے مُہر عنواں پر — ص ۱۶۷

---

۱ عندلیب : تیرہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: آٹھ بار]۔

۲ عنقا : نو بار [مفرد: دو بار، مرکب: سات بار]۔

۳ عنوان : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چھ بار]۔

دیکھیے ــــ: (۲) بے ربطیِ عنواں۔ (۳) نازشوخیِ عنواں۔ (۴) نذرِ دل فریبیِ عنواں۔ (۵) ہرزہ عنواں۔

عنوانِ بیانِ دل آزردہ: کھنچوں ہوں آئنے پر خندۂ گل سے مسطر / نامہ، عنوانِ بیانِ دلِ آزردہ نہیں ص۸

عنوانِ تماشا: دیکھیے: درسِ عنوانِ تماشا۔

عوام[۱]: دیکھیے ــــ: (۱) چشمکِ عوام۔ (۲) نشاطِ عامِ عوام۔

عہد[۲] [۱]: (۱) تا ترے وقت میں ہو عیش و طرب کی توفیر / تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقلیل ص۱۲۲

(۲) اے ترا لطف، زندگی افزا / اے ترا عہد، فرخی فرجام ص۱۳۷

(۳) زمانہ، عہد میں اُس کے ہے محوِ آرایش / بنیں گے اور ستارے اب آسماں کے لیے ص۲۳۶

دیکھیے ــــ: (۴) والیِ ولایتِ عہد۔ (۵) حمایتِ عہد۔

عہدِ وصالِ بتاں: دیکھیے: جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بتاں۔

عہدِ طفلی: خدا سے ہے یہ توقّع کہ عہدِ طفلی میں / بنے گا شرق سے تا غرب اِس کا بازی گاہ ص۲۷۷

عہد[۳] [۲]: (۱) تری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بودا / کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر اُستوار ہوتا ص۱۶۰

(۲) تا پھر نہ انتظار میں نیند آئے عمر بھر / آنے کا عہد کر گئے، آئے جو خواب میں ص۱۸۸

(۳)، (۴) قتل کا میرے کیا ہے عہد تو بارے / وائے! اگر عہد اُستوار نہیں ہے ص۲۰۸

(۵) خطِ عارض سے لکھا ہے زلف کو اُلفت نے عہد / یک قلم منظور ہے، جو کچھ پریشانی کرے ص۲۱۱

عہدِ اُستوار: دریغ اے ناتوانی! ورنہ ہم ضبط آشنایاں نے / طلسمِ رنگ میں باندھا تھا عہدِ اُستوار اپنا ص۱۵

عہدِ تجدیدِ تمنّا: نہ لائی شوخیِ اندیشہ تابِ رنجِ نومیدی / کفِ افسوس ملنا عہدِ تجدیدِ تمنّا ہے ص۲۲۰

عہد شکن: شوخیِ رنگِ حنا، خونِ وفا سے کب تک؟ / آخر اے عہد شکن! تو بھی پشیماں نکلا ص۳

عہدِ محبّت: دیکھیے: بستنِ عہدِ محبّت۔

عہدِ وفا: (۱) جنوں فسردۂ تمکیں ہے، کاش! عہدِ وفا / گدازِ حوصلہ کو پاسِ آبرو جانے ص۹۹

(۲) اے چرخ! خاک بر سرِ تعمیرِ کائنات / لیکن بنائے عہدِ وفا استوار تر ص۳۱

(۳) دیکھیے: صورتِ عہدِ وفا۔

---

۱ عوام : دوبار [مرکب]۔

۲ عہد[۱] : سات بار [مفرد: تین بار، مرکب: چار بار]۔

۳ عہد[۲] : بارہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: سات بار]۔

عہدہ[۱]: عہدے سے مدحِ ناز کے باہر نہ آسکا — گر ایک ادا ہو، تو اُسے اپنی قضا کہوں ص ۱۶۸

عیادت[۲]: (۱) عیادت سے اسدؔ میں بیش تر بیمار رہتا ہوں — سبب ہے ناخنِ دخلِ عزیزاں سینہ خستن کا ص ۲۶

(۲) عیادت سے زبس ٹوٹا ہے دل یارانِ تمکیں کا — نظر آتا ہے موے شیشہ، رشتہ شمعِ بالیں کا ص ۲۸

(۳) خوشا اقبالِ رنجوری! عیادت کو تم آئے ہو — فروغِ شمعِ بالیں، طالعِ بیدارِ بستر ہے ص ۲۱۲

(۴) دیکھیے: اندازِ عیادت۔

عیادت ہاے طعن آلودِ یاراں: عیادت ہاے طعن آلودِ یاراں زہرِ قاتل ہے — رفوے زخم کرتی ہے بہ نوکِ نیشِ عقرب کا ص ۲۳

عیاذاً باللہ[۳]: کس قدر ہرزہ سرا ہوں کہ عیاذاً باللہ! — یکقلم خارجِ آدابِ وقار و تمکیں ص ۱۳۲

عیارِ[۴] آبروے زر: سکۂ شہ کا ہوا ہے روشناس — اب عیارِ آبروے زر کھلا ص ۱۳۰

عیارِ آگہی: نقدِ سخن کے واسطے ایک: عیارِ آگہی — شعر کے فن کے واسطے مایۂ اعتبار: ایک ص ۲۹۶

عیارِ طبعِ خریدار: بِک جاتے ہیں ہم آپ متاعِ سخن کے ساتھ — لیکن عیارِ طبعِ خریدار دیکھ کر ص ۱۶۹

عیاں[۵]: (۱) بیضۂ قمری کے آئینے میں پنہاں صیقل — سرو بے دل سے عیاں عکسِ خیالِ قدِ یار ص ۴

(۲) عیاں ہے پاے حنائی بہ رنگِ پرتوِ خور — رکاب، روزنِ دیوارِ خانۂ زیں ہے ص ۱۰۳

(۳) ہوا نشانِ سوادِ دیارِ حُسن عیاں — کہ خط، غبارِ زمینِ خیزِ زلفِ مشکیں ہے ص ۱۰۳

(۴) مدح میں تیری نہاں زمزمۂ نعتِ نبی — جام سے تیرے عیاں بادۂ جوشِ اسرار ص ۱۳۳

(۵) عیاں کیفیتِ مے خانہ ہے جوے گلستاں میں — کرے عکسِ شفق ہے اور ساغر ہے حباب اُس کا ص ۲۷۷

عیب[۶]: (۱) عیب کا دریافت کرنا، ہے ہنرمندی اسدؔ — نقص پر اپنے ہوا جو مطلع، کامل ہوا ص ۲۹

(۲) پیشے میں عیب نہیں، رکھیے نہ فرہاد کو نام — ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا ص ۱۵۹

عید[۷]: (۱) باز ماندن ہاے مژگاں، ہے یک آغوشِ وداع — عید در حیرت سوادِ چشمِ قربانی عبث ص ۳۲

(۲) عذر میں تین دن نہ آنے کے — لے کے آیا ہے عید کا پیغام ص ۳۶

(۳) علاوہ عید کے، ملتی ہے اور دن بھی شراب — گداے کوچۂ مے خانہ نامراد نہیں ص ۱۹۲

---

۱ عہدہ : ایک بار۔
۲ عیادت : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔
۳ عیاذاً باللہ : ایک بار۔
۴ عیار : تین بار [مرکب]۔
۵ عیاں : پانچ بار۔
۶ عیب : پانچ بار۔
۷ عید : بارہ بار۔
[مفرد: چار بار، مرکب: آٹھ بار]

(۴) گرچہ ہے بعد عید کے نوروز لیک بیش از سہ ہفتہ بُعد نہیں ص۲۸۰

دیکھیے ـــــ: (۵) صبحِ عید۔ (۶) گلِ شاخِ ہلالِ عید۔

عیدِ اطفال: دیکھیے: اہتمامِ بزمِ عیدِ اطفال۔

عیدِ حریفاں: دیکھیے: بیشِ بسمل کدۂ عیدِ حریفاں۔

عیدِ خلق: نظر بہ غفلتِ اہلِ جہاں، ہوا ظاہر کہ عیدِ خلق پہ حیراں ہے چشمِ قربانی ص۹۶

عیدِ شوال: مرحبا! سال فرخی آئیں عیدِ شوال و ماہِ فروردیں ص۲۸۰

عیدِ ماہِ صیام: دیکھیے: تقریبِ عیدِ ماہِ صیام۔

عیدِ نظارہ: عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنا مت پوچھ عیدِ نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا ص۱۵۰

عیسیٰ[۱]: (۱) بادِ افسانۂ بیمار ہے عیسیٰ کا نفَس استخواں ریزۂ موراں ہے سلیماں کا نگیں ص۷

(۲) عیسیٰ! طلسمِ حُسنِ تغافل ہے زینہار جُز پشتِ چشم، نسخۂ عرضِ دوا نہ مانگ ص۵۰

(۳) عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت معلوم! عیسیٰ آخر بہ کفِ آئینۂ تصویر آوے ص۱۱۳

(۴) مرگیا صدمۂ یک جُنبشِ لب سے غالبؔ ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسیٰ نہ ہوا ص۱۲۲

(۵) وہ محیطِ رحمت و رافت، کہ بہرِ اہلِ جہاں نیابتِ دمِ عیسیٰ کرے ہے جس کی نگاہ ص۲۷۷

(۶) خیالِ شربتِ عیسیٰ، گدازِ ترجبینی ہے اسدؔ، ہوں مستِ دریا بخششیِ ساقیِ کوثر کا ص۲۲۲

(۷) لبِ عیسیٰ کی جُنبش کرتی ہے گہوارہ جنبانی قیامت کشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے ص۲۱۷

(۸) اے زمزمۂ قُم! لبِ عیسیٰ! پہ فغاں ہو اے ماتمیانِ شہِ مظلوم! کہاں ہو؟ ص۲۸۳

عیسیِ مہرباں: عیسیِ مہرباں ہے شفا ریز یک طرف درد آفریں ہے طبعِ الم خیز یک طرف ص۴۹

عیسوی[۲]: دیکھیے ـــــ: (۱) سنینِ عیسوی۔ (۲) مادۂ سالِ عیسوی۔

عیش[۳]: (۱) اس عمل میں عیش کی لذّت نہیں ملتی اسدؔ زورِ نسبت مَے سے رکھتا ہے نصاریٰ کا نمک ص۴۹

(۲) بزم ہے یک پنبۂ مینا گدازِ ربط سے عیش کر غافل! حجابِ نشۂ محفل نہ پوچھ ص۴۲

(۳) عیشِ گرمِ اضطراب و اہلِ غفلت سرد مہر دورِ ساغر، یک گلستاں برگ ریزِ تاک ہے ص۱۰۷

---

[۱] عیسیٰ : نو بار [مفرد: تین بار، مرکب: چھے بار]۔

[۲] عیسوی : دو بار [مرکب]۔

[۳] عیش : اٹھائیس بار [مفرد: سات بار، مرکب: اکیس بار]۔

(۴) بزمِ قدح سے عیشِ تمنّا نہ رکھ، کہ رنگ   صید ز دام جستہ ہے اِس دام گاہ کا   ص۱۳۹

(۵) حنائے پائے خزاں ہے، بہار اگر ہے یہی   دوام کلفتِ خاطر ہے عیشِ دُنیا کا   ص۱۳۷

(۶) کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم   دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں   ص۱۸۶

(۷) دیا ہے خلق کو بھی، تا اُسے نظر نہ لگے   بنا ہے عیش تجمّل حسین خاں کے لیے   ص۲۳۶

دیکھیے ــــــ: (۸) آشیاں بندِ بہارِ عیش۔ (۹) ذوقِ عیش۔ (۱۰) شگفتنِ گل ہائے عیش۔ (۱۱) قدحِ عیش۔ (۱۲) لشکرِ عیش۔ (۱۳) متاعِ عیش۔ (۱۴) مسندِ عیش۔

عیشِ ابد: رامش گرِ اربابِ فنا، نالۂ زنجیر   عیشِ ابد از خویش بروں تاختنی ہے   ص۱۱۱

عیشِ بازی کدۂ حسرتِ جاوید: عیشِ بازی کدۂ حسرتِ جاوید رسا   خونِ آدینہ سے رنگیں ہے دبستاں میرا   ص۲۱

عیشِ بسمل کدۂ عیدِ حریفاں: عیشِ بسمل کدۂ عیدِ حریفاں معلوم!   خوں ہو آئینہ، کہ ہو چہرۂ طفلاں رنگیں   ص۷

عیشِ بیتابی: کلفتِ افسردگی کو عیشِ بیتابی حرام   ورنہ دنداں در دل افشردن، بنائے خندہ ہے   ص۲۱۵

عیشِ بے دلی: دیکھیے: سازِ عیشِ بے دلی۔

عیشِ دوست: دیکھیے: بزمِ عیشِ دوست۔

عیشِ رفتہ: فلک سے ہم کو عیشِ رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے!   متاعِ بُردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر   ص۱۶۸

عیشِ گستر: دیکھیے: بزمِ عیش گستر۔

عیشِ مقدمِ سیلاب: دیکھیے: بے خودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب۔

عیش وجاہ: دیکھیے: سامانِ عیش وجاہ۔

عیش وطرب: (۱) رنجشِ یارِ مہرباں، عیش وطرب کا ہے نشاں   دل سے اُٹھے ہے جو غبار، گردِ سوادِ باغ ہے   ص۱۱۹

(۲) تا ترے وقت میں ہو عیش وطرب کی توفیر   تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقلیل   ص۱۲۲

دیکھیے ــــــ: (۳) فرازِ مسندِ عیش وطرب۔ (۴) فرصتِ عیش وطرب۔

عین[۱]:   دیکھیے: نور العینِ دامن۔

---

۱ عین   : عین بار [مرتب]۔

عینِ تا پاکِ وصال: گرمیِ شوق طلب ہے عینِ تا پاکِ وصال — غافلاں! آئینہ داں ہے نقشِ پائے جستجو — ص۶۹

عینِ عدل: وہ عینِ عدل کہ دہشت سے جس کی پرسش کی — بنے ہے شعلۂ آتش، اہیںِ پرِ کاہ — ص۲۷۷

عینکِ[1] چشم: ہجومِ تاریک و کمیں گیریِ اخترِ شمری — عینکِ چشم بنا روزنِ زنداں مجھ سے — ص۸۳

عینکِ چشمِ جنوں: کوکبِ بخت بجز روزنِ پُردود نہیں — عینکِ چشمِ جنوں حلقۂ کاکل تا چند — ص۳۹

عیوبِ[2] برہنگی: ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی — میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا — ص۱۳۳

~~~~~~

---

1. عینک : دوبار [مرتب]۔
2. عیوب : ایک بار [مرتب]۔
~~~~~~

غ

غار[1]:	دیکھیے: یارِ غار۔		
غارت[2]:	گھر میں تھا کیا کہ ترا غم اُسے غارت کرتا	وہ جو رکھتے تھے ہم اک حسرتِ تعمیر، سو ہے	ص ۲۳۲
غارت دادہ:	دیکھیے: متاعِ زندگانی ہا بہ غارت دادہ۔		
غارت گرِ[3] جنسِ وفا:	سُن اے غارت گرِ جنسِ وفا! سُن	شکستِ قیمتِ دل کی صدا کیا!	ص ۱۵۷
غارت گرِ ناموس:	غارت گرِ ناموس نہ ہو گر ہوسِ زر	کیوں شاہدِ گُل باغ سے بازار میں آوے	ص ۲۳۳
غارت گری:	ہوا ہوں عشق کی غارت گری سے شرمندہ	سوائے حسرتِ تعمیر گھر میں خاک نہیں	ص ۱۸۳
غازہ[4]:	دیکھیے: رہنِ غازہ۔		
غافل[5]:	(۱) نہیں شاہراہِ اوہام بجز آں سوئے رسیدن	تری سادگی ہے غافل! درِ دل پہ پاسبانی	ص ۱۰
	(۲) برہم ہے بزمِ غنچہ بہ یک جُنبشِ نشاط	کاشانہ بس کہ تنگ ہے غافل! ہوا نہ مانگ	ص ۵۰
	(۳) بزم ہے یک پنبۂ مینا گدازِ ربط سے	عیش کر غافل! حجابِ نشۂ محفل نہ پوچھ	ص ۴۷
	(۴) تکلّف سازِ رُسوائی ہے غافل! شرمِ رعنائی	دلِ خوں گشتہ در دستِ حنا آلودہ، عریاں	ص ۸۱

---

۱ غار : ایک بار [مرکب]۔
۲ غارت : دو بار [مفرد ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
۳ غارت گر : دو بار [مرکب]۔
غارت گری : ایک بار۔
۴ غازہ : ایک بار [مرکب]۔
۵ غافل : اکتیس بار [مفرد: چوبیس بار، مرکب: سات بار]۔
غافلاں : پانچ بار۔

(۵) اے کرم! نہ ہو غافل، ورنہ ہے اسدؔ بے دل	بے گہر صدف گویا پشتِ چشمِ نیساں ہے	ص۸۹
(۶) درپیِ خرام تا کے خمیازۂ روانی؟	اس موجِ مے کو غافل! پیمانہ نقشِ پا ہے	ص۹۳
(۷) وحشت نہ کھینچ قاتل! حیرت نفَس ہے بسمل	جب نالہ خوں ہو غافل! تاثیر کیا بلا ہے!	ص۹۳
(۸) طلسمِ آئنہ، زانوے فکر ہے غافل!	ہنوز حُسن کو ہے سعیِ جلوہ اندوزی	ص۱۰۰
(۹) گشودِ غنچۂ خاطر عجب نہ رکھ غافل!	صبا خرامیِ خوباں، بہار ساماں ہے	ص۱۰۲
(۱۰) زبس طوفانِ آب و گل ہے، غافل! کیا تعجب ہے	کہ ہر یک گرد بادِ گلستاں گرداب ہو جاوے	ص۱۰۵
(۱۱) تماشا ہے علاجِ بے دماغی ہائے دل غافل!	سویدا مردمِ چشمِ پری، نظّارہ افسوں ہے	ص۱۱۳
(۱۲) بیتابیِ یادِ دوست ہم رنگِ تسلّی ہے	غافل! تپشِ مجنوں محمل کشِ لیلیٰ ہے	ص۱۱۳
(۱۳) نہ مارا جان کر بے جُرم، غافل! تیری گردن پر	رہا مانندِ خونِ بے گنہ حق آشنائی کا	ص۱۳۶
(۱۴) غافل بہ وہمِ ناز خود آرا ہے، ورنہ یاں	بے شانۂ صبا نہیں طُرّہ گیاہ کا	ص۱۳۹
(۱۵) میں عدم سے بھی پرے ہوں، ورنہ غافل! بارہا	میری آہِ آتشیں سے بالِ عنقا جل گیا	ص۱۵۱
(۱۶) گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار	لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا	ص۱۵۳
(۱۷) یک نظر بیش نہیں فرصتِ ہستی غافل!	گرمیِ بزم ہے اک رقصِ شرر ہوتے تک	ص۱۷۵
(۱۸) جا دادِ بادہ نوشیِ رنداں ہے شش جہت	غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے	ص۲۰۶
(۱۹) رفوے زخم سے مطلب ہے لذّت زخمِ سوزن کی	سمجھیو مت کہ پاسِ درد سے دیوانہ غافل ہے	ص۲۰۸
(۲۰) حال آنکہ ہے یہ سیلیِ خارا سے لالہ رنگ	غافل کو میرے شیشے پہ مے کا گمان ہے	ص۲۰۳
(۲۱) غافل! ان مہ طلعتوں کے واسطے	چاہنے والا بھی اچھا چاہیے	ص۲۲۳
(۲۲) وہ آیا بزم میں، دیکھو نہ کہیو پھر کہ غافل تھے	شکیب و صبرِ اہلِ انجمن کی آزمائش ہے	ص۲۲۳
(۲۳) کہ ہم بیضۂ طوطیِ ہند، غافل!	تہِ بالِ صبحِ حرم دیکھتے ہیں	ص۲۲۸
(۲۴) دریغا! ہستیِ رخصت سفر سے ہو کے میں غافل	رہا پامالِ حسرت ہائے فرشِ بزم گستردن	ص۲۲۹

دیکھیے ——: (۲۵) آگہی غافل۔ (۲۶) انجام غافل۔ (۲۷) مدعا غافل۔ (۲۸) نگرانی غافل۔

غافل (ازمعنی): غافلان جبریان غافل از معنی خراب! — جب ہوئے ہم بے گنہ، رحمت کی کیا تقصیر ہے ص۹۵

غافل ازحقیقت: بہ فراقِ رفتہ یاراں، خط وحرف مو پریشاں — دلِ غافل از حقیقت ہمہ ذوقِ قصہ خوانی — ص۹

غافل وہشیارتر: سادہ و پُرکار تر، غافل و ہشیار تر — مانگے ہے شمشاد سے شانۂ سنبل ہنوز — ص۴۳

غافلاں: (۱) تیرگیِ ظاہری، ہے طبعِ آگہ کا نشاں — غافلاں! عکسِ سوادِ صفحہ ہے گردِ کتاب — ص۳۱

(۲) بازگشتِ جادہ پیمائے رہِ حیرت کہاں! — غافلاں نقشِ جاں کرچھڑکے ہیں آب آئینے پر — ص۳۹

(۳) بدر، ہے آئینۂ طاقِ ہلال — غافلاں! نقصاں سے پیدا ہے کمال — ص۵۱

(۴) گرمیِ شوقِ طلب ہے عین تا پاکِ وصال — غافلاں! آئینہ داں ہے نقشِ پائے جستجو — ص۶۹

(۵) صبح سے معلوم آثارِ ظہورِ شام ہے — غافلاں! آغازِ کار آئینۂ انجام ہے — ص۱۰۱

غالبؔ[۱]: (۱) یہی بار بار جی میں مرے آئے ہے کہ غالبؔ! — کروں خوانِ گفتگو پر دل و جاں کی میہمانی — ص۱۰

(۲) مطربِ دل نے مرے تارِ نفس سے غالبؔ — ساز پر رشتہ پئے نغمۂ بیدلؔ باندھا — ص۱۳

(۳) مجھے راہِ سخن میں خوفِ گمراہی نہیں غالبؔ — عصائے خضرِ صحرائے سخن ہے خامہ بیدلؔ کا — ص۱۸

(۴) شوق سامانِ فضولی ہے، وگرنہ غالبؔ — ہم میں سرمایۂ ایجادِ تمنا کب تھا — ص۲۳

(۵) شکوۂ یاراں غبارِ دل میں پنہاں کردیا — غالبؔ ایسے گنج کو شایاں یہی ویرانہ تھا — ص۲۵

(۶) نہ پوچھ حالِ شب و روزِ ہجر کا غالبؔ — خیالِ زلف و رُخِ دوست صبح و شام رہا — ص۳۰

(۷) دل کو توڑا جوشِ بیتابی سے، غالبؔ کیا کیا! — رکھ دیا پہلو بہ وقتِ اضطراب آئینے پر — ص۴۰

(۸) آشنا، غالبؔ نہیں ہیں دردِ دل کے آشنا — ورنہ کس کو میرے افسانے کی تابِ استماع — ص۴۸

(۹) غالبؔ! ہے رُتبہ فہم تصور سے کچھ پرے — ہے عجز بندگی کہ علی کو خدا کہوں — ص۵۶

(۱۰) میرؔ کے شعر کا احوال کہوں کیا غالبؔ — جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں — ص۵۷

(۱۱) شمع ہوں تو بزم میں جا پاؤں غالبؔ کی طرح — بے گل اے مجلس آرائے نجف! جلتا ہوں میں — ص۹۳

(۱۲) جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ ہے غالبؔ — بسانِ دشت دلِ پُرغبار رکھتے ہیں — ص۹۳

(۱۳) حیف! بے حاصلیِ اہلِ ریا پر غالبؔ — یعنی ہیں ماندہ ازاں سو و ازیں سو راندہ — ص۷۱

(۱۴) واسطے فکرِ مضامینِ متیں کے غالبؔ — چاہیے خاطرِ جمع و دلِ آرامیدہ — ص۷۲

---

۱ غالبؔ : ایک سو اٹھتر بار [مفرد: ایک سو ستاون بار، مرکب: اکیس بار]۔

(۱۵) انگورِ سعی بے سروپائی سے سبز ہے — غالبؔ یہ دوشِ دل خُمِ مستاں اُٹھائیے — ص ۴۲

(۱۶) یہ یادِ گرمیِ صحبت بہ رنگِ شعلہ دہکے ہے — چھپاؤں کیونکے غالبؔ سوزشیں داغِ نمایاں کی — ص ۷۷

(۱۷) وہ دیکھ کے حُسن اپنا مغرور ہوا، غالبؔ — صد جلوۂ آئینہ، یک صبحِ جدائی ہے — ص ۸۰

(۱۸) بیابانِ فنا ہے بعدِ صحرائے طلب غالبؔ — پسینا توسنِ ہمت کا، سیلِ خانۂ زیں ہے — ص ۸۹

(۱۹) غالبؔ زبس کہ سوکھ گئے چشم میں سرشک — آنسو کی بوند، گوہرِ نایاب ہوگئی — ص ۹۹

(۲۰) بادشاہی کا جہاں یہ حال ہو غالبؔ تو پھر — کیوں نہ دلّی میں ہر اک ناچیز نوابی کرے — ص ۱۰۱

(۲۱) نہ حیرت چشمِ ساقی کی، نہ صحبت دورِ ساغر کی — مری محفل میں غالبؔ گردشِ افلاک باقی ہے — ص ۱۰۷

(۲۲) رکھ فکرِ سخن میں تو معذور مجھے غالبؔ — یہاں زورقِ خود داری، طوفانیِ معنی ہے — ص ۱۱۵

(۲۳) صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ، خدا گواہ! — کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے — ص ۱۲۵

(۲۴) تجھ کو شرفِ مہرِ جہاں تاب مبارک! — غالبؔ کو ترے عتبۂ عالی کی زیارت — ص ۱۲۷

(۲۵) غالبؔ یہ کیا بیاں ہے؟ بجز مدحِ بادشاہ — بھاتی نہیں ہے اب مجھے کوئی نوشت خواند — ص ۱۲۸

(۲۶) ہوئی ہے ایسے ہی فرخندہ سال میں غالبؔ — نہ کیوں ہو مادّۂ سالِ عیسوی ''محفوظ'' ۱۸۵۳ء — ص ۱۲۹

(۲۷) کہا غالبؔ سے: تاریخ اِس کی کیا ہے؟ — تو بولا: ''انشراحِ جشنِ جمشید'' ۱۲۷۰ھ — ص ۱۲۹

(۲۸) شاد و دل شاد و شادماں رکھیو — اور غالبؔ پہ مہرباں رکھیو — ص ۱۳۱

(۲۹) میں نے مانا کہ تو ہے حلقہ بگوش — غالبؔ اُس کا مگر نہیں ہے غلام؟ — ص ۱۳۶

(۳۰) چھیڑتا ہوں کہ اُن کو غصّہ آئے — کیوں رکھوں ورنہ غالبؔ اپنا نام — ص ۱۳۷

(۳۱) دیکھیو! غالبؔ سے گر اُلجھا کوئی — ہے ولی پوشیدہ اور کافر کھلا — ص ۱۳۰

(۳۲) بس کہ ہوں غالبؔ اسیری میں بھی آتش زیرِ پا — موئے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا — ص ۱۳۲

(۳۳) دل میں پھر گریے نے اک شور اُٹھایا غالبؔ — آہ! جو قطرہ نہ نکلا تھا، سو طوفاں نکلا! — ص ۱۳۳

(۳۴) مرگیا صدمۂ یک جنبشِ لب سے غالبؔ — ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسیٰ نہ ہوا — ص ۱۳۳

(۳۵) نہ بندھے تشنگیِ شوق کے مضموں غالبؔ — گرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا — ص ۱۳۵

(۳۶) میں نے روکا رات غالبؔ کو، وگرنہ دیکھتے — اُس کی سیلِ گریہ میں گردوں کفِ سیلاب تھا — ص ۱۳۶

(۳۷) نہ دے نامے کو اتنا طول، غالبؔ مختصر لکھ دے — کہ حسرت سنج ہوں عرضِ ستم ہائے جدائی کا — ص۱۳۶

(۳۸) حیف! اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالبؔ — جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا — ص۱۵۰

(۳۹) میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالبؔ، کہ دل — دیکھ کر طرزِ تپاکِ اہلِ دُنیا، جل گیا — ص۱۵۱

(۴۰) بخشے ہے جلوۂ گل ذوقِ تماشا غالبؔ — چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہو جانا — ص۱۵۶

(۴۱) نظر میں ہے ہماری جادۂ راہِ فنا غالبؔ — کہ یہ شیرازہ ہے عالم کے اجزائے پریشاں کا — ص۱۵۷

(۴۲) بلائے جاں ہے غالبؔ اُس کی ہر بات — عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا — ص۱۵۸

(۴۳) درماندگی میں غالبؔ کچھ بن پڑے تو جانوں! — جب رشتہ بے گرہ تھا، ناخن گرہ کشا تھا — ص۱۵۸

(۴۴) ریختے کے تمھیں اُستاد نہیں ہو غالبؔ — کہتے ہیں: اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا — ص۱۵۹

(۴۵) ہم کہاں کے دانا تھے، کس ہُنر میں یکتا تھے — بے سبب ہوا دُشمن غالبؔ آسماں اپنا — ص۱۵۹

(۴۶) یہ مسائلِ تصوّف، یہ ترا بیان غالبؔ — تجھے ہم ولی سمجھتے، جو نہ بادہ خوار ہوتا — ص۱۶۰

(۴۷) ہوئی مدّت کہ غالبؔ مرگیا، پر یاد آتا ہے — وہ ہر یک بات پر کہنا کہ یوں ہوتا تو کیا ہوتا؟ — ص۱۶۰

(۴۸) اُس کی اُمّت میں ہوں مَیں، میرے رہیں کیوں کام بند — واسطے جس شہ کے غالبؔ گنبدِ بے در کھلا — ص۱۶۱

(۴۹) پوچھتے ہیں وہ کہ غالبؔ کون ہے؟ — کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا! — ص۱۶۱

(۵۰) کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہیں — آج غالبؔ غزل سرا نہ ہوا — ص۱۶۴

(۵۱) تھی خبر گرم کہ غالبؔ کے اُڑیں گے پُرزے — دیکھنے ہم بھی گئے تھے، پہ تماشا نہ ہوا — ص۱۶۴

(۵۲) یہ غزل اپنی، مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ — ہے ردیفِ شعر میں غالبؔ ز بس تکرارِ دوست — ص۱۶۵

(۵۳) مُند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں، غالبؔ — یار لائے مری بالیں پہ اُسے، پر کس وقت! — ص۱۶۵

(۵۴) آئے ہے بے کسیِ عشق پہ رونا غالبؔ — کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد؟ — ص۱۶۶

(۵۵) نہ کہہ کسی سے کہ غالبؔ، نہیں زمانے میں — حریفِ رازِ محبّت، مگر در و دیوار — ص۱۶۷

(۵۶) نہ لڑ ناصح سے غالبؔ، کیا ہوا گر اُس نے شدّت کی — ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر — ص۱۶۷

(۵۷) غالبؔ نہ کر حضور میں تو بار بار عرض — ظاہر ہے تیرا حال سب اُن پر، کہے بغیر — ص۱۷۰

(۵۸) ہیں اور بھی دُنیا میں سخنور بہت اچھے — کہتے ہیں کہ: غالبؔ کا ہے اندازِ بیاں اور — ص۱۷۰

(۵۹) ناداں ہو، جو کہتے ہو کہ کیوں جیتے ہیں غالبؔ؟	قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن اور	ص۱۶۹
(۶۰) نہ پوچھ وسعتِ مے خانۂ جنوں غالبؔ	جہاں یہ کاسۂ گردوں ہے ایک خاک انداز	ص۱۷۲
(۶۱) تاب لائے ہی بنے گی غالبؔ	واقعہ سخت ہے اور جان عزیز	ص۱۷۳
(۶۲) یاد ہیں غالبؔ تجھے وہ دن کہ وجدِ ذوق میں	زخم سے گرتا، تو میں پلکوں سے چنتا تھا نمک	ص۱۷۵
(۶۳) غالبؔ مجھے ہے اُس سے ہم آغوشی آرزو	جس کا خیال، ہے گلِ جیبِ قبائے گل	ص۱۷۶
(۶۴) لوں وامِ بختِ خفتہ سے یک خوابِ خوش، و لے	غالبؔ یہ خوف ہے کہ کہاں سے ادا کروں	ص۱۷۷
(۶۵) ڈھول دھپّا اُس سراپا ناز کا شیوہ نہیں	ہم ہی کر بیٹھے تھے غالبؔ پیش دستی ایک دن	ص۱۷۹
(۶۶) بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ	تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں	ص۱۷۹
(۶۷) دلِ نازک پہ اُس کے رحم آتا ہے مجھے غالبؔ	نہ کر سرگرم اُس کافر کو اُلفت آزمانے میں	ص۱۸۰
(۶۸) سادہ پُرکار ہیں خوباں غالبؔ	ہم سے پیمانِ وفا باندھتے ہیں	ص۱۸۱
(۶۹) غالبؔ اپنا یہ عقیدہ ہے بہ قولِ ناسخ	''آپ بے بہرہ ہے جو معتقدِ میر نہیں''	ص۱۸۲
(۷۰) مضمحل ہو گئے قُویٰ غالبؔ	وہ عناصر میں اعتدال کہاں!	ص۱۸۳
(۷۱) تھی وطن میں شان کیا غالبؔ کہ ہو غربت میں قدر!	بے تکلف ہوں وہ مشتِ خس کہ گلخن میں نہیں	ص۱۸۵
(۷۲) ہوں ظہوریؔ کے مقابل میں خفائی غالبؔ	میرے دعوے پہ یہ حجت ہے کہ مشہور نہیں	ص۱۸۶
(۷۳) کرتے کس منہ سے ہو غربت کی شکایت غالبؔ	تم کو بے مہریِ یارانِ وطن یاد نہیں؟	ص۱۸۶
(۷۴) جاں ہے بہائے بوسہ، و لے کیوں کہے ابھی	غالبؔ کو جانتا ہے کہ وہ نیم جاں نہیں	ص۱۸۸
(۷۵) غالبؔ چھٹی شراب، پر اب بھی کبھی کبھی	پیتا ہوں روزِ ابر و شبِ ماہ تاب میں	ص۱۸۹
(۷۶) غالبؔ ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست	مشغولِ حق ہوں بندگیِ بوتراب میں	ص۱۹۰
(۷۷) غالبؔ خدا کرے کہ سوارِ سمندِ ناز	دیکھوں علی بہادرِ عالی گہر کو میں	ص۱۹۰
(۷۸) غالبؔ وظیفہ خوار ہو، دو شاہ کو دعا	وہ دن گئے جو کہتے تھے: نوکر نہیں ہوں میں	ص۱۹۱
(۷۹) یوں ہی گر روتا رہا غالبؔ، تو اے اہلِ جہاں!	دیکھنا اِن بستیوں کو تم کہ ویراں ہو گئیں	ص۱۹۲
(۸۰) تم اُن کے وعدے کا ذکر اُن سے کیوں کرو غالبؔ	یہ کیا کہ تم کہو، اور وہ کہیں کہ: یاد نہیں	ص۱۹۲

(۸۱) لیے جاتی ہے کہیں ایک توقع غالبؔ	جادۂ رہ، کششِ کافِ کرم ہے ہم کو	ص۱۹۵
(۸۲) غالبؔ مرے کلام میں کیوں کر مزا نہ ہو	پیتا ہوں، دھو کے خسروِ شیریں سخن کے پانو	ص۱۹۶
(۸۳) غالبؔ بھی گر نہ ہو تو کچھ ایسا ضرر نہیں	دُنیا ہو یارب اور مرا بادشاہ ہو	ص۱۹۷
(۸۴) غالبؔ کچھ اپنی سعی سے لہنا نہیں مجھے	خرمن جلے، اگر نہ ملخ کھائے کشت کو	ص۱۹۷
(۸۵) مجھے جنوں نہیں غالبؔ، ولے بہ قولِ حضور	"فراقِ یار میں تسکین ہو تو کیوں کر ہو"	ص۱۹۸
(۸۶) مرے شاہِ سلیماں جاہ سے نسبت نہیں غالبؔ	فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو	ص۱۹۹
(۸۷) نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تو غالبؔ؟	ترے بے مہر کہنے سے، وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو؟	ص۲۰۰
(۸۸) کہوں کیا خوبیِ اوضاعِ ابنائے زماں غالبؔ	بدی کی اُس نے، جس سے ہم نے کی تھی بارہا نیکی	ص۲۰۳
(۸۹) مرے دل میں ہے غالبؔ شوقِ وصل و شکوۂ ہجراں	خدا وہ دن کرے جو اس سے میں یہ بھی کہوں وہ بھی	ص۲۰۲
(۹۰) ہے بارے، اعتمادِ وفاداری اس قدر	غالبؔ ہم اس میں خوش ہیں کہ نامہرباں ہے	ص۲۰۲
(۹۱) عشق نے پکڑا نہ تھا غالبؔ ابھی وحشت کا رنگ	رہ گیا تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری، ہائے ہائے!	ص۲۰۳
(۹۲) تو نے قسم مے کشی کی کھائی ہے غالبؔ	تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے	ص۲۰۸
(۹۳) وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالبؔ	چٹکنا غنچۂ گل کا، صدائے خندۂ دل ہے	ص۲۰۸
(۹۴) عشرتِ صحبتِ خوباں ہی غنیمت سمجھو	نہ ہوئی غالبؔ اگر عمرِ طبیعی، نہ سہی	ص۲۰۹
(۹۵) کہوں کیا دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں غالبؔ	کہ بیتابی سے ہر یک تارِ بستر، خارِ بستر ہے	ص۲۱۳
(۹۶) سمجھ اس فصل میں کوتاہیِ نشوونما غالبؔ	اگر گل سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہو جاوے	ص۲۱۳
(۹۷) دل لگا کر آپ بھی غالبؔ مجھی سے ہو گئے	عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحب مجھے	ص۲۱۴
(۹۸) غالبؔ بُرا نہ مان، جو واعظ بُرا کہے	ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے	ص۲۱۸
(۹۹) بیگانگیِ خلق سے بے دل نہ ہو غالبؔ	کوئی نہیں تیرا، تو مری جان! خدا ہے	ص۲۱۹
(۱۰۰) نشوونما ہے اصل سے غالبؔ فروع کو	خاموشی ہی سے نکلے ہے، جو بات چاہیے	ص۲۱۹
(۱۰۱) بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ	کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے	ص۲۲۳
(۱۰۲) قیامت ہے کہ ہووے مدعی کا ہم سفر غالبؔ	وہ کافر، جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے	ص۲۲۵

(۱۰۳) غالبؔ ہمیں نہ چھیڑ کہ پھر جوشِ اشک سے   بیٹھے ہیں ہم تہیۂ طوفاں کیے ہوئے   ص ۲۲۶

(۱۰۴) قسم جنازے پہ آنے کی میرے کھاتے ہیں غالبؔ   ہمیشہ کھاتے تھے جو میری جان کی قسم آگے   ص ۲۲۸

(۱۰۵) صد حیف وہ ناکام کہ اک عمر سے غالبؔ   حسرت میں رہے ایک بُتِ عربدہ جو کی   ص ۲۲۸

(۱۰۶) ہستی ہے نہ کچھ عدم ہے غالبؔ   آخر تو کیا ہے اے نہیں ہے؟   ص ۲۲۹

(۱۰۷) آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں   غالبؔ صریرِ خامہ، نوائے سروش ہے   ص ۲۳۰

(۱۰۸) دی مرے بھائی کو حق نے ازسرِ نو زندگی   میرزا یوسف ہے غالبؔ یوسفِ ثانی مجھے   ص ۲۳۲

(۱۰۹) کردیا ضعف نے عاجز غالبؔ   ننگِ پیری ہے، جوانی میری   ص ۲۳۱

(۱۱۰) اُگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالبؔ   ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے   ص ۲۳۳

(۱۱۱) گنجینۂ معنی کا طلسم اُس کو سمجھیے   جو لفظ کہ غالبؔ مرے اشعار میں آوے   ص ۲۳۴

(۱۱۲) زندگی اپنی جب اس شکل سے گزری غالبؔ   ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے!   ص ۲۳۴

(۱۱۳) غالبؔ ترا احوال سنا دیں گے ہم اُن کو   وہ سن کے بلا لیں، یہ اجارا نہیں کرتے   ص ۲۳۵

(۱۱۴) یہ باعثِ نومیدیِ اربابِ ہوس ہے   غالبؔ کو برا کہتے ہو، اچھا نہیں کرتے   ص ۲۳۵

(۱۱۵) ادائے خاص سے غالبؔ ہوا ہے نکتہ سرا   صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے   ص ۲۳۶

(۱۱۶) ہوچکیں غالبؔ بلائیں سب تمام   ایک مرگِ ناگہانی اور ہے   ص ۲۳۷

(۱۱۷) کعبے کس منہ سے جاؤگے غالبؔ   شرم تم کو مگر نہیں آتی!   ص ۲۳۸

(۱۱۸) میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالبؔ   مُفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے   ص ۲۳۸

(۱۱۹) اُس انجمنِ ناز کی کیا بات ہے غالبؔ   ہم بھی گئے وھاں اور تری تقدیر کو رو آئے   ص ۲۳۹

(۱۲۰) ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت، لیکن   دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے   ص ۲۴۰

(۱۲۱) رکھیو غالبؔ مجھے اس تلخ نوائی میں معاف   آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے   ص ۲۴۱

(۱۲۲) ہوا ہے شہ کا مصاحب، پھرے ہے اتراتا   وگرنہ شہر میں غالبؔ کی آبرو کیا ہے!   ص ۲۴۲

(۱۲۳) جب توقع ہی اُٹھ گئی غالبؔ   کیوں کسی کا گلا کرے کوئی!   ص ۲۴۲

(۱۲۴) غالبؔ تمھیں کہو کہ ملے گا جواب کیا؟   مانا کہ تم کہا کیے اور وہ سنا کیے   ص ۲۴۳

(۱۲۵) آہی جاتا وہ راہ پر غالبؔ　　　کوئی دن اور بھی جیے ہوتے! ص۲۲۳

(۱۲۶) غالبؔ گر اِس سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں　　　حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی ص۲۲۳

(۱۲۷) وہ آویں گے مرے گھر، وعدہ کیسا، دیکھنا غالبؔ　　　نئے فتنوں میں اب چرخِ کہن کی آزمائش ہے ص۲۲۵

(۱۲۸) ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالبؔ کو نہ جانے؟　　　شاعر تو وہ اچھا ہے، پہ بدنام بہت ہے ص۲۲۵

(۱۲۹) عشق پر زور نہیں، ہے یہ وہ آتش غالبؔ　　　کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے ص۲۲۶

(۱۳۰) کہا ہے کس نے کہ غالبؔ بُرا نہیں، لیکن　　　سوائے اس کے کہ آشفتہ سر ہے، کیا کہیے ص۲۲۷

(۱۳۱) سفینہ جب کہ کنارے پہ آ لگا غالبؔ　　　خدا سے کیا ستم و جورِ ناخدا کہیے ص۲۲۸

(۱۳۲) ہم پیشہ و ہم مشرب و ہم راز ہے میرا　　　غالبؔ کو بُرا کیوں کہو، اچھا مرے آگے ص۲۲۹

(۱۳۳) کہاں مے خانے کا دروازہ غالبؔ اور کہاں واعظ!　　　پر اتنا جانتے ہیں، کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے ص۲۵۰

(۱۳۴) عشق نے غالبؔ نکمّا کر دیا　　　ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے ص۲۵۰

(۱۳۵) کیوں نہ دُنیا کو ہو خوشی غالبؔ　　　شاہِ دیں دار نے شفا پائی ص۲۵۱

(۱۳۶) پہ یار کے آگے بول سکتے ہی نہیں　　　غالبؔ منہ بند ہوگیا ہے گویا ص۲۵۲

(۱۳۷)–(۱۳۹) دُکھ جی کے پسند ہوگیا ہے غالبؔ　　　دل رُک رُک کر بند ہوگیا ہے غالبؔ

واللہ کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں!　　　سونا، سوگند ہوگیا ہے غالبؔ ص۲۵۳

(۱۴۰) روزہ مرا ایمان ہے غالبؔ، لیکن　　　خس خانہ و برفاب کہاں سے لاؤں! ص۲۵۳

(۱۴۱) اُن کو غالبؔ یہ سال اچھا ہے　　　جو اٰلتہ کے ہیں تولائی ص۲۶۳

(۱۴۲) شفا ہو آپ کو، غالبؔ کو بندِ غم سے نجات　　　خدا کرے کہ یہ ایسا ہو سازگار برس ص۲۶۳

(۱۴۳) عمر و دولت سے شادمان رہیں　　　اور غالبؔ پہ مہربان رہیں ص۲۶۷

(۱۴۴) خدا نے دی ہے وہ غالبؔ کو دستگاہِ سخن　　　کروڑوں ڈھونڈھ کے لاتا یہ خاکسار گرہ ص۲۷۹

(۱۴۵) خود ہے تدارک اس کا گورمنٹ کو ضرور　　　بے وجہ کیوں ذلیل ہو، غالبؔ ہے جس کا نام ص۲۸۳

(۱۴۶) ہم سخن فہم ہیں، غالبؔ کے طرفدار نہیں　　　دیکھیں، اِس سہرے سے کہہ دے کوئی بڑھ کر سہرا! ص۲۸۸

(۱۴۷) ملے دو مرشدوں کو قدرتِ حق سے ہیں دو طالب　　　نظام الدین کو خسروؔ، سراج الدین کو غالبؔ ص۲۹۳

(۱۴۸) خوشنودیِ احباب کا طالب غالبؔ ص ۲۹۳

(۱۴۹) کبھی آجائے گی، کیوں کرتے ہو جلدی غالبؔ شہرۂ تیزیِ شمشیر قضا ہے تو سہی ص ۳۱۱

(۱۵۰) مجھ سے غالبؔ یہ علائیؔ نے غزل لکھوائی ایک بیدادگرِ رنج فزا اور سہی ص ۳۱۱

(۱۵۱) اب ہے دلّی کی طرف کوچ ہمارا غالبؔ آج ہم حضرتِ نوابؔ سے بھی مل آئے ص ۳۱۲

(۱۵۲) یارانِ رسول، یعنی اصحابِ کبار ہیں گرچہ بہت، خلیفہ اُن میں چار

اِن چار میں، ایک سے ہو جس کو انکار غالبؔ وہ مسلمان نہیں ہے زنہار ص ۳۱۳

(۱۵۳) حاجی کلّو کو دے کے بے وجہ جواب غالبؔ کا پکا دیا کلیجا تم نے ص ۳۱۳

(۱۵۴) مے کشی کو نہ سمجھ بے حاصل بادہ غالبؔ عرقِ بید نہیں ص ۳۱۹

(۱۵۵) غیروں سے اُسے گرمِ سخن دیکھ کے غالبؔ میں رشک سے جوں آتشِ خاموش رہا گرم ص ۲۲۸

(۱۵۶) ہم آئے ہیں غالبؔ رہِ اقلیمِ عدم سے یہ تیرگیِ حال، لبابِ سفری ہے ص ۳۵۲

(۱۵۷) جلوۂ خور سے فنا ہوتی ہے شبنم غالبؔ کھو دیا سطوتِ اسمائے جلالی نے مجھے ص ۳۲۰

(۱۵۸) تیغ در کف، کف بہ لب آتا ہے قاتل اس طرف مژدہ باد اے آرزوئے مرگِ غالب! مژدہ باد! ص ۳۸

(۱۵۹) نہ ظہوری ہے اور نہ طالبؔ ہے اسداللہ خانِ غالبؔ ہے ص ۲۶۷

(۱۶۰) سخن میں خامۂ غالبؔ کی آتش افشانی یقیں ہے ہم کو بھی، لیکن اب اُس میں دم کیا ہے! ص ۲۵۱

(۱۶۱) ہے دلِ شوریدۂ غالبؔ طلسمِ پیچ و تاب رحم کر اپنی تمنا پر کہ کس مشکل میں ہے

(۱۶۲) ہوا نہ غلبہ میسّر کبھی کسی پہ مجھے کہ جو شریک ہو میرا، شریکِ غالبؔ ہے ص ۱۲۹

(۱۶۳) جو یہ کہے کہ ریختہ کیونکے ہو رشکِ فارسی گفتۂ غالب ایک بار پڑھ کے اُسے سنا کہ یوں! ص ۱۲۸

(۱۶۴) کیوں نہ وحشتِ غالبؔ باج خواہِ تسکیں ہو کشتۂ تغافل کو خصمِ خوں بہا پایا ص ۱۳

غالبِؔ آشفتہ سر: (۱) اے ساکنانِ کوچۂ دلدار، دیکھنا! تم کو کہیں جو غالبؔ آشفتہ سر ملے ص ۲۳۷

(۲) تم جو فرماتے ہو: دیکھ اے غالبِؔ آشفتہ سر ہم نہ تجھ کو منع کرتے تھے؛ گیا کیوں اُس کے گھر؟ ص ۲۹۳

غالبِؔ آشفتہ نوا: وحشتؔ و شیفتہؔ اب مرثیہ کہویں شاید مر گیا غالبؔ آشفتہ نوا، کہتے ہیں ص ۱۸۸

غالبِؔ خاکسار: لایا ہے کہہ کے یہ غزل شائبۂ ریا سے دور کر کے دل و زبان کو غالبؔ خاکسار ایک ص ۲۹۷

غالبِ خاک نشیں: اِس پہ گزرے نہ گماں ریو و ریا کا زنہار! — غالبِ خاک نشیں اہلِ خرابات سے ہے ص۱۲۸

غالبِ خستہ: (۱) رہے غالبِ خستہ مغلوبِ گردوں؟ — یہ کیا بے نیازی ہے حضرت سلامت! ص۳۳

(۲) غالبِ خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں؟ — روئیے زار زار کیا، کیجیے ہائے ہائے کیوں! ص۱۹۳

غالبِ دل خستہ: بھرا ہے غالبِ دل خستہ کے کلام میں درد — غلط نہیں ہے کہ خونیں نوا کہیں اُس کو ص۲۸۹

غالبِ شوریدہ حال: سر پھوڑنا وہ غالبِ شوریدہ حال کا — یاد آگیا مجھے، تری دیوار دیکھ کر ص۱۶۹

غالبِ عاجز نیاز گزیں: مدح گستر نہیں، دُعا گو ہے — غالبِ عاجزِ نیاز گزیں ص۲۸۱

غالبِ عاصی: یا خدا! غالبِ عاصی کے خداوند کو دے — دو وہ چیزیں کہ طلبگار ہے جن کا عالم ص۲۶۵

غالبِ مسکیں: ہم اور تم فلکِ پیر جس کو کہتے ہیں — فقیر غالبِ مسکیں کا ہے کہن تکیہ ص۳۰۳

غالبِ وحشی: مرگیا پھوڑ کے سر غالبِ وحشی، ہے ہے! — بیٹھنا اُس کا وہ آ کر تری دیوار کے پاس! ص۱۶۳

غالبِ یزداں پرست: تحریر ہے یہ غالبِ یزداں پرست کی — تاریخ اس کی: آج نویں ہے اگست کی ص۳۱۲

غالب[1]: تھے ظہوری و عرفی و طالب — اپنے اپنے زمانے میں غالب ص۲۶۷

غالب (بہ): اسد مایوس مت ہو، گرچہ رونے میں اثر کم ہے — کہ غالب ہے کہ بعد از زاری بسیار ہو پیدا ص۳۱

غالیہ[2] مو: دیکھیے: بُتِ غالیہ مو۔

غائب[3]: (۱) بارے، وہ دن کہاں رہا غائب؟ — بندہ عاجز ہے، گردشِ ایام ص۳۳۵

(۲) ہوا ہے کاٹ کے چادر کو ناگہاں غائب — اگرچہ زانوے تل پر رکھے دمن تکیہ ص۳۰۳

غبار[4]: (۱) نہ بھولا اضطرابِ دم شماری انتظار اپنا — کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا ص۱۵

(۲) سراغِ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر ہوں — پرافشاں ہے غبار آں سوے صحراے عدم میرا ص۱۶

(۳) ملی نہ وسعتِ جولانِ یک جنوں ہم کو — عدم کو لے گئے دل میں غبارِ صحرا کا ص۱۷

(۴) طاؤس در رکاب ہے ہر ذرہ آہ کا — یارب! نفس غبار ہے کس جلوہ گاہ کا ص۱۹

(۵) بس کہ وقتِ گریہ نکلا تیرہ کاری کا غبار — دامنِ آلودۂ عصیاں گراں تر ہوگیا ص۳۰

(۶) خیالِ دود، تھا سر جوشِ سوداے غلط فہمی — اگر رکھتی نہ خاکستر نشینی کا غبارِ آتش ص۴۷

(۷) ہیں میری مشتِ خاک سے اُس کو کدورتیں — پائی جگہ بھی دل میں، تو ہوکر غبار، حیف! ص۴۹

---

۱ غالب : دو بار۔

۲ غالیہ : ایک بار [مرکب]۔

۳ غائب : دو بار۔

۴ غبار : ستاون بار [مفرد: چودہ بار، مرکب: تینتالیس بار]۔

(۸) بس کہ ہے اصلِ دمیدن ہا غبار ــ ہے نہالِ شکوۂ ریحان، سفال ص۵۱

(۹) کو نفَس و چہ غبار، جُراتِ عجز آشکار ــ در تپش آبادِ شوق سرمہ، صدا نام ہے ص۹۹

(۱۰) رنجشِ یارِ مہرباں، عیش و طرب کا ہے نشاں ــ دل سے اُٹھے ہے جو غبار، گردِ سوادِ باغ ہے ص۱۱۶

(۱۱) بے خونِ دل، ہے چشم میں موجِ نگہ، غبار ــ یہ مے کدہ خراب ہے مے کے سُراغ کا ص۱۵۰

(۱۲) گر غبار ہوئے پر، ہوا اُڑا لے جائے ــ وگرنہ تاب و تواں بال و پر میں خاک نہیں ص۱۸۳

(۱۳) ہم سے عبث ہے گمانِ رنجشِ خاطر ــ خاک میں عشاق کی غبار نہیں ہے ص۲۰۸

(۱۴) زمیں سے سودۂ گوہر اُٹھے، بجائے غبار ــ جہاں ہو توسنِ حشمت کا اُس کے جولاں گاہ ص۲۷۷

(۱۵) اسدؔ کے واسطے رنگے بروئے کار ہو پیدا ــ غبار آوارہ و سرگشتہ ہے یا بوتراب! اُس کا ص۴۴۷

دیکھیے ـــــ: (۱۶) بے غبار۔ (۱۷)، (۱۸) خطِ غبار [دوبار]۔ (۱۹) دلِ پُر غبار۔ (۲۰) سرِ ہم فتنہ غبار۔
(۲۱) مُشتِ غبار۔ (۲۲) موجِ غبار۔ (۲۳) وادیِ جوہر غبار۔ (۲۴) ہر موجِ غبار۔ (۲۵) یک سطرِ غبار۔

غبار آلودہ: سپندِ آہنگیِ ہستی و سعیِ نالہ فرسائی ــ غبار آلودہ ہیں جوں دودِ شمعِ کشتہ، تقریریں ص۶۳

غبارِ خاطرِ آزردگاں: رنجشِ دل یک جہاں ویراں کرے گی اے فلک! ــ دشت ساماں ہے غبارِ خاطرِ آزردگاں ص۶۶

غبارِ خاطرِ احباب: اسدؔ با وصفِ مشق بے تکلف خاک گردیدن ــ غضب ہے، گر غبارِ خاطرِ احباب ہو جاوے ص۱۰۵

غبارِ ادب گاہِ جلوہ فرمائی: ز خود گزشتنِ دل، کاروانِ حیرت ہے ــ تگ، غبارِ ادب گاہِ جلوہ فرمائی ص۱۱۰

غبارِ چشم: حیرت، حجابِ جلوہ و وحشت، غبارِ چشم ــ پائے نظر بہ دامنِ صحرا نہ کھینچیے ص۱۰۶

غبارِ خط: کرے ہے حُسن ویراں کارِ رُخِ سادہ رویاں پر ــ غبارِ خط سے تعمیر بنائے خانہ بربادی ص۳۵۱

غبارِ دامنِ دیوانہ: ساتھ جُنبش کے بہ یک برخاستن طے ہو گیا ــ تو کہے صحرا، غبارِ دامنِ دیوانہ تھا ص۲۵

غبارِ دشتِ وحشت: غبارِ دشتِ وحشت سُرمہ سازِ انتظار آیا ــ کہ چشمِ آبلہ میں طولِ میلِ راہِ مژگاں ہے ص۸۱

غبارِ دل: (۱) شکوۂ یاراں غبارِ دل میں پنہاں کر دیا ــ غالبؔ! ایسے گنج کو شایاں یہی ویرانہ تھا ص۲۵

(۲) آئینہ، نفَس سے بھی ہوتا ہے کدورت کش ــ عاشق کو غبارِ دل اک وجہِ صفائی ہے ص۸۰

(۳) ز بس نکلا غبارِ دل بہ وقتِ گریہ آنکھوں سے ــ اسدؔ کھائے ہوئے سرمے نے آنکھوں میں بصارت کی ص۹۷

(۴) ہووے نہ غبارِ دل تسلیم زمیں گیراں ــ مغرور نہ ہو ناداں، سر تا سر گیتی ہے ص۱۱۵

غبارِ راہ: نہ ہو وحشت کشِ درسِ سراب سطرِ آگاہی — غبارِ راہ ہوں، بے مدعا ہے پیچ و خم میرا — ص ۱۶

غبارِ راہ و ویرانی: اسدؔ از بس کہ فوجِ درد و غم سرگرمِ جولاں ہے — غبارِ راہ ویرانی ہے ملکِ دل کی آبادی — ص ۳۵۱

غبارِ زمیں خیزِ زلفِ مشکیں: ہوا نشانِ سوادِ دیارِ حُسن عیاں — کہ خط، غبارِ زمیں خیزِ زلفِ مشکیں ہے — ص ۱۰۳

غبارِ سحاب: جوں نخلِ ماتم، ابر سے مطلب نہیں مجھے — رنگِ سیاہ نیل، غبارِ سحاب ہے — ص ۳۵۲

غبارِ سرمہ: (۱) وہ رازِ نالہ ہوں کہ بہ شرحِ نگاہِ عجز — افشاں، غبارِ سرمہ سے فردِ صدا کروں — ص ۵۶

(۲) خموشی، خانہ زادِ چشمِ بے پروا نگاہاں ہے — غبارِ سرمہ، یہاں گردِ سوادِ نرگستاں ہے — ص ۸۱

(۳) دیکھیے: موجِ غبارِ سرمہ۔

غبارِ سفر: تا صبح ہے بہ منزلِ مقصد رسیدنی — دودِ چراغِ خانہ، غبارِ سفر ہے آج — ص ۳۵

غبارِ شرر: کرتی ہے عاجزی سفرِ سوختن تمام — پیراہنِ خسک میں غبارِ شرر ہے آج — ص ۳۵

غبارِ شرر طور: صد تجلی کدہ ہے صرفِ جبینِ غربت — پیرہن میں ہے غبارِ شررِ طور ہنوز — ص ۳۵

غبارِ شوق: ہے ذرہ ذرہ تنگیِ جا سے غبارِ شوق — گر دام یہ ہے، وسعتِ صحرا شکار ہے — ص ۲۱۷

غبارِ شیشۂ ساعت: خاکِ فرصت بر سرِ ذوقِ فنا، اے انتظار! — ہے غبارِ شیشۂ ساعت رمِ آہو مجھے — ص ۷۸

غبارِ صحرا: (۱) دیوانگیِ اسدؔ کی حسرت کشِ طرب ہے — سر میں ہوائے گلشن، دل میں غبارِ صحرا — ص ۲۶

(۲) دیکھیے: بنشتِ غبارِ صحرا۔

غبارِ صدا: ویرانیے بجز آمد و رفتِ نفس نہیں — ہے کوچہ ہائے نے میں غبارِ صدا بلند — ص ۳۸

غبارِ کردہ سیر: بجز غبارِ کردہ سیر، آہنگیِ پرواز کو؟ — بلبلِ تصویر و دعوائے پر افشانی عبث — ص ۳۲

غبارِ کلفتِ خاطر: بہا ہے یہاں تک اشکوں میں غبارِ کلفتِ خاطر — کہ چشمِ تر میں ہر یک پارۂ دل، پائے در گل ہے — ص ۷۷

غبارِ کوچہ ہائے موج: بسانِ جوہرِ آئینہ، از ویرانیِ دل ہا — غبارِ کوچہ ہائے موج ہے خاشاکِ ساحل ہا — ص ۲۳

غبارِ نالہ: اثر کمندیِ فریادِ نارسا معلوم — غبارِ نالہ، کمیں گاہِ مدعا معلوم — ص ۵۳

غبارِ وحشتِ مجنوں: عالم، غبارِ وحشتِ مجنوں ہے سر بسر — کب تک خیالِ طرۂ لیلا کرے کوئی — ص ۲۱۵

غُرَب[1]: خدا سے ہے یہ توقع کہ عہدِ طفلی میں — بنے گا شرق سے تا غرب اس کا بازی گاہ — ص ۲۷۷

---

[1] غُرَب : ایک بار [مرتب]۔

غربال[1]:	(۱) خدایا! کس قدر اہلِ نظر نے خاک چھانی ہے!	کہ ہیں صد رخنہ جوں غربال، دیواریں گلستاں کی	ص ۷۶
	(۲) دیکھیے: یک غربالِ حسرت پر۔		
غربت[2]:	(۱) گر مصیبت تھی، تو غربت میں اُٹھا لیتا اسدؔ	میری دلّی ہی میں ہونی تھی یہ خواری، ہائے ہائے!	ص ۸۰ [حالی]
	(۲) کیا رہوں غربت میں خوش، جب ہو حوادث کا یہ حال	نامہ لاتا ہے وطن سے نامہ بر اکثر کھلا	ص ۱۹۱
	(۳) تھی وطن میں شان کیا غالبؔ کہ ہو غربت میں قدر!	بے تکلّف، ہوں وہ مُشتِ خس کہ گلخن میں نہیں	ص ۱۸۵
	(۴) کرتے کس منہ سے ہو غربت کی شکایت غالبؔ	تم کو بے مہریِ یارانِ وطن یاد نہیں؟	ص ۱۸۶
	دیکھیے ——: (۵) خراب آبادِ غربت۔ (۶) صرفِ جبینِ غربت۔		
غرض[3]:	(۱) اسدؔ کو بت پرستی سے غرض دردآشنائی ہے	نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں در پردہ یارب ہا	ص ۲۳
	(۲) دریافتنِ صحبتِ اغیار غرض ہے	اے نامہ رساں! نامہ رساں چاہیے جاسوس	ص ۳۶
	(۳) ظاہر ہے طرزِ قید سے صیاد کی غرض	جو دانہ دام میں ہے، سو اشکِ کباب ہے	ص ۷۵
	(۴) مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو	اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے	ص ۲۱۹
	(۵) رہے دل ہی میں تیر، اچھا! جگر کے پار ہو، بہتر	غرض شستِ بتِ ناوک فگن کی آزمائش ہے	ص ۲۳۳
	(۶) غرض اس سے ہیں چارہ معصوم	جن سے ہے چشمِ جاں کو بینائی	ص ۲۶۳
غرقِ[4] خوں:	صورتِ دیباۓ تپش سے میری غرقِ خوں ہے آج	خارِ پیراہن، رگِ بستر کو نشتر ہو گیا	ص ۲۹
غرقِ دریا:	ہوئے مر کے ہم جو رسوا، ہوئے کیوں نہ غرقِ دریا	نہ کبھی جنازہ اُٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا	ص ۱۹۰
غرقِ نمک داں:	عشرتِ پارۂ دل: زخمِ تمنا کھانا	لذتِ ریشِ جگر: غرقِ نمک داں ہونا	ص ۱۵۰
غرقۂ[5] مے:	جو ہوا غرقۂ مے، بختِ رسا رکھتا ہے	سر سے گزرے پہ بھی ہے بالِ ہما موجِ شراب	ص ۱۶۳
غرقۂ دریاے رنگ:	گل، غنچگی میں غرقۂ دریاے رنگ ہے	اے آگہی، فریبِ تماشا کہاں نہیں!	ص ۵۷
غرور[6]:	(۱) مت رکھا اے انجام غافل! سازِ ہستی پر غرور	چیونٹی کے پر، سرو برگِ خود آرائی نہیں	ص ۶۵
	(۲) آئینہ دیکھ، اپنا سا منہ لے کے رہ گئے	صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا!	ص ۱۲۸

---

۱ غربال : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
۲ غربت : چھے بار [مفرد: چار بار، مرکب: دو بار]۔
۳ غرض : چھے بار۔
۴ غرق : تین بار [مرکب]۔
۵ غرقہ : دو بار [مرکب]۔
۶ غرور : چودہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: بارہ بار]۔

غرورِ بے گناہی:	خمیدن نشۂ مے میں، ہے شرمِ زشتِ اعمالی	دماغِ زہد میں آخر غرورِ بے گناہی ہے	ص۲۵۴
غرورِ حُسن:	ہے وہ غرورِ حُسن سے بیگانۂ وفا	ہر چند اُس کے پاس دلِ حق شناس ہے	ص۲۰۵
غرورِ دانائی:	دیکھیے: گمانِ غرورِ دانائی۔		
غرورِ دست رزد:	غرورِ دستِ رزد نے شانہ توڑا فرقِ ہدہد پر	سلیمانی، ہے تنگِ بے دماغانِ خود آرائی	ص۹۳
غرورِ دل ستانی:	نہ وفا کو آبرو ہے، نہ جفا تمیز جو ہے	چہ حسابِ جاں فشانی، چہ غرورِ دل ستانی	ص۹
غرورِ دوستی:	خطر ہے، رشتۂ اُلفت رگِ گردن نہ ہو جاوے	غرورِ دوستی آفت ہے، تو دشمن نہ ہو جاوے	ص۲۱۳
غرورِ ضبط:	غرورِ ضبط وقتِ نزع ٹوٹا بے قراری سے	نیازِ پرفشانی ہو گیا صبر و شکیبِ آخر	ص۳۱
غرورِ طرحِ قامت:	بہ غرورِ طرحِ قامت و رعنائیِ سرو	طوق، ہے گردنِ قمری میں رگِ بالیدہ	ص۴۷
غرورِ عزّ و ناز:	وھاں وہ غرورِ عزّ و ناز، یھاں یہ حجابِ پاسِ وضع	راہ میں ہم ملیں کہاں، بزم میں وہ بلائے کیوں	ص۱۹۳
غرورِ لطفِ ساقی:	غرورِ لطفِ ساقی نشۂ بیباکیِ مستاں	نمِ دامانِ عصیاں ہے، طراوت موجِ کوثر کی	ص۷۷
غرورِ میرزائی:	کروں عذرِ ترکِ صحبت، سو کہاں وہ بے دماغی	نہ غرورِ میرزائی، نہ فریبِ ناتوانی	ص۱۰
غرورِ نشۂ صہبا:	دیکھیے: ناز بردارِ غرورِ نشۂ صہبا۔		
غُرّۂ[1] اوجِ بنائے عالمِ امکاں:	غُرّۂ اوجِ بنائے عالمِ امکاں نہ ہو	اس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن	ص۱۷۹
غریب[2]:	(۱) سر پر مرے وبالِ ہزار آرزو رہا	یارب! میں کس غریب کا بختِ رمیدہ ہوں!	ص۹۳
	(۲) مجھ کو پوچھا، تو کچھ غضب نہ ہوا	میں غریب اور تو غریب نواز	ص۱۴۲
غریبِ تسلّی گہِ وطن:	ہے بوئے گل، غریبِ تسلّی گہِ وطن	ہر عجز و آشیاں، پرِ پرواز ہے مجھے	ص۹۷
غریبِ ستم دیدۂ باز گشتن:	غریبِ ستم دیدۂ باز گشتن	سخن ہوں، سخن بر لب آوردگاں کا	ص۱۸
غریبِ کشورِ گفت و شنود:	عالم، طلسمِ شہرِ خموشاں ہے سر بسر	یا میں غریبِ کشورِ گفت و شنود تھا	ص۱۳
غریب نواز:	دیکھیے: غریب [۲]۔		
غریبِ دشت آبادِ تسلّی:	وہ غریبِ دشت آبادِ تسلّی ہوں جسے	کوچہ دے ہے زخمِ دل صبحِ وطن کی فکر میں	ص۹۳

---

۱ غُرّہ : ایک بار [مرکب]۔
غریباں : ایک بار [مرکب]۔

۲ غریب : سات بار [مفرد: دو بار، مرکب: پانچ بار]۔
غریبی : ایک بار [مرکب]۔

غریباں: دیکھیے: گورِ غریباں۔

غریبی: دیکھیے: ہجومِ دردِ غریبی۔

غریقِ[۱] بحر: بہ سیلِ اشک، لختِ دل ہے دامن گیر مژگاں کا ‏ غریقِ بحر، جویائے خس و خاشاکِ ساحل ہے ‏ ص ۷۷

غریقِ بحرِ خوں: اسدؔ گر نامِ والائے علی تعویذِ بازو ہو ‏ غریقِ بحرِ خوں، تمثال در آئینہ رہتا ہے ‏ ص ۸۴

غزل[۲]: (۱) پھر غزل کی روش پہ چل نکلا ‏ توسنِ طبع چاہتا تھا لگام ‏ ص ۳۹

(۲) یہ غزل اپنی مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ ‏ ہے ردیفِ شعر میں غالبؔ ز بس تکرارِ دوست ‏ ص ۱۶۵

(۳)، (۴) کس کو کہتے ہیں غزل، ارشاد ہو ‏ ہاں غزل پڑھیے، سبق گر یاد ہو ‏ [قادرنامہ]

(۵) واہ بے لڑکے! پڑھی اچھی غزل ‏ شوق ابھی سے ہے تجھے اشعار کا ‏ [قادرنامہ]

(۶) پایا قادرنامے نے آج اختتام ‏ اک غزل تم اور پڑھ لو، والسلام ‏ [قادرنامہ]

(۷) لایا ہے کہہ کے یہ غزل شائبۂ ریا سے دور ‏ کر کے دل و زبان کو غالبؔ خاکسار، ایک ‏ ص ۲۹۷

(۸) مجھ سے غالبؔ یہ علائی نے غزل لکھوائی ‏ ایک بیدادگرِ رنج فزا اور سہی ‏ ص ۳۱۱

(۹) دیکھیے: ظرفِ تنگنائے غزل۔

غزل خواں: میں چمن میں کیا گیا، گویا دبستاں کھل گیا ‏ بلبلیں سن کر مرے نالے غزل خواں ہو گئیں ‏ ص ۱۹۳

غزل خوانی: دیکھیے ـــــ: (۱) آئینِ غزل خوانی۔ (۲) سودائے غزل خوانی۔ (۳) گرمِ غزل خوانی۔

غزل سرا: کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہیں ‏ آج غالبؔ غزل سرا نہ ہوا ‏ ص ۱۹۳

غزل سرائی: دیکھیے: ہوسِ غزل سرائی۔

غزال[۳]: دیکھیے ـــــ: (۱) چشمِ غزال۔ (۲) نافِ غزال۔

غزالانِ حرم: خجستہ باغِ ہمایونِ مقدس آثار! ‏ کہ جہاں چرنے کو آتے ہیں غزالانِ حرم ‏ ص ۲۶۵

غزالی[۴]: جنوں گرا اے چمن تحریر دربِ شغلِ تجمائی! ‏ نگاہِ شوق کو صحرا بھی دیوانِ غزالی ہے ‏ ص ۷۹

غسلِ[۵] صحت: شاہ کے ہے غسلِ صحت کی خبر ‏ دیکھیے کب دن پھریں حمام کے ‏ ص ۲۵۱

غسلِ صحت تواب: دیکھیے: محفلِ غسلِ صحتِ نواب۔

---

۱ غریق : دوبار [مرکب]۔
۲ غزل : پندرہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: سات بار]۔
۳ غزال : دوبار [مرکب]۔
غزالاں : ایک بار [مرکب]۔
۴ غزالی : ایک بار [مرکب]۔
۵ غسل : دوبار [مرکب]۔

غش[۱]: (۱) بازگشتِ جادہ پیمائے رہِ حیرت کہاں — غافلاں غش جان کر چھوڑے ہیں آب آئینے پر — ص ۳۹

(۲) دل میں آجائے ہے، ہوتی ہے جو فرصت غش سے — اور پھر کون سے نالے کو رسا کہتے ہیں؟ — ص ۱۸۷

(۳) وھاں پہنچ کر جو غش آتا پَئے ہَم ہے ہم کو — صد رہ آہنگِ زمیں بوسِ قدم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

(۴) غش آگیا جو پس از قتل میرے قاتل کو — ہوئی ہے اُس کو مری لاشِ بے کفن، تکیہ — ص ۳۰۳

غشِ ہستی: دیکھیے: فرصت آرامِ غشِ ہستی۔

غصہ[۲]: چھیڑتا ہوں کہ اُن کو غصہ آئے — کیوں رکھوں ورنہ غالبؔ اپنا نام — ص ۱۳۷

غصۂ کم فرصتیِ زیست: مت پوچھ اسدؔ غصۂ کم فرصتیِ زیست — دو دن بھی جو کاٹے، تو قیامت تعبوں سے — ص ۴۳

غضب[۳]: (۱) غضب شرم آفریں ہے رنگ ریزی ہائے خود بینی — سفیدی آئنے کی، پنبۂ روزن نہ ہو جاوے — ص ۸۵

(۲) اسدؔ باوصفِ مشق بے تکلف خاک گردیدن — غضب ہے، گر غبارِ خاطرِ احباب ہو جاوے — ص ۱۰۵

(۳) وہ سبزہ زار ہائے مطرّا کہ ہے غضب! — وہ نازنیں بتانِ خود آرا کہ ہائے ہائے! — ص ۱۲۳

(۴) مجھ کو پوچھا تو کچھ غضب نہ ہوا — میں غریب اور تو غریب نواز — ص ۱۶۲

(۵) ہو تجلی برق کی صورت میں، ہے یہ بھی غضب — ہاں چھپے گھٹنے کی تو ہوتی فرصتِ عیش و طرب — ص ۲۹۱

(۶) زندگی میں بھی رہا ذوقِ فنا کا مارا — نشہ بخشا غضب اس ساغرِ خالی نے مجھے — ص ۳۲۰

دیکھیے ـــــــ: (۷) درخورِ قہر و غضب۔ (۲) موجِ طوفانِ غضب۔

غفلت[۴]: (۱) رکھا غفلت نے دور اُفتادۂ ذوقِ فنا، ورنہ — اشارت فہم کو ہر ناخنِ بُریدہ، ابرو تھا — ص ۲۲

(۲) حیرت، اپنے نالۂ بیدرد سے غفلت نجی — راہِ خوابیدہ کو غوغائے جرس، افسانہ تھا — ص ۲۵

(۳) بہ غفلت عطرِ گل ہم آگہی مخمور ملتے ہیں — چراغانِ تماشا چشمِ صد ناسور ملتے ہیں — ص ۹۳

(۴) غفلت بہ بالِ جوہرِ شمشیر پرفشاں — یہاں پُشتِ چشمِ شوخیِ قاتل ہے آئنہ — ص ۷۰

(۵) کس سے اے غفلت! تجھے تعبیرِ آگاہی ملے؟ — گوش یا سیمابی و دل بے قرارِ نغمہ ہے — ص ۸۶

(۶) شورشِ باطن کے یہاں تک مجھ کو غفلت ہے کہ آہ! — شیونِ دل، یک سرود خانۂ ہمسایہ ہے — ص ۱۰۳

---

[۱] غش : پانچ بار [مفرد: چار بار، مرکب: ایک بار]۔

[۲] غصہ : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔

[۳] غضب : آٹھ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: دو بار]۔

[۴] غفلت : اڑتیس بار [مفرد: سات بار، مرکب: اکتیس بار]۔

غفلت ہا : ایک بار۔

(۷) غفلت کفیلِ عمر و اسدؔ ضامنِ نشاط — اے مرگِ ناگہاں! تجھے کیا انتظار ہے؟ ص۲۱۸

(۸) اپنی ہستی ہی سے ہو، جو کچھ ہو — آگہی گر نہیں، غفلت ہی سہی ص۲۲۰

(۹) ہاتھ پر ہو ہاتھ، تو تاسف ہی سہی — شوقِ مُفتِ زندگی ہے اے بہ غفلت مُردگاں! ص۲۶

دیکھیے ——:(۱۰) آسایشِ اربابِ غفلت۔(۱۱) اہلِ غفلت۔(۱۲) بازارِ غفلت۔(۱۳) خوابِ غفلت۔

(۱۴) ذرہ و یک ساغرِ غفلت۔(۱۵) دل از کف دادۂ غفلت۔(۱۶) سرخوشِ غفلت۔(۱۷) وہمِ غفلت۔

غفلت آرامی: سر بہ زانوے کرم رکھتی ہے شرمِ ناکسی — اے اسدؔ! بیجا نہیں ہے غفلت آرامی تری ص۹۳

غفلت آرامیِ یاراں: زندگانی نہیں بیش از نفسِ چند اسدؔ — غفلت آرامیِ یاراں پہ ہے خنداں گل و صبح ص۳۷

غفلت آگاہاں: فغان و آہ سے حاصل بجز دردِ سرِ یاراں — خوشا اے غفلت آگاہاں! بہ نَفَس دُزدیدن و مُردن ص۳۳۹

غفلت استعداد: غفلت استعداد ذوق و مدعا غافل اسدؔ — پنبۂ گوشِ حریفاں بود و تارِ نغمہ ہے ص۸۷

غفلتِ افسردگی: غفلتِ افسردگی تہمتِ تمکیں نہ ہو — اے ہمہ خوابِ گراں! حوصلہ بدنام ہے ص۹۹

غفلت اندیشاں: صدا ہے کوہ میں حشر آفریں اے غفلت اندیشاں! — پئے سنجیدنِ یاراں، ہو حسِّ خوابِ سنگیں کا ص۲۸

غفلتِ اہلِ جہاں: نظر بہ غفلتِ اہلِ جہاں، ہوا ظاہر — کہ عیدِ خلق پہ حیرت ہے چشمِ قربانی ص۹۹

غفلتِ دیوانہ: غفلتِ دیوانہ جز تمہیدِ آگاہی نہیں — مغزِ سر، خوابِ پریشاں ہے سخن کی فکر میں ص۹۳

غفلتِ رُسوائیِ دل: فریاد اسدؔ غفلتِ رُسوائیِ دل سے! — کس پردے میں فریاد کی آہنگ نکالوں ص۹۰

غفلتِ ساقی: دیکھیے ——:(۱) دماغِ غفلتِ ساقی۔(۲) ذوقِ غفلتِ ساقی۔

غفلت شعاری: درد سے میرے، ہے تجھ کو بے قراری، ہائے ہائے! — کیا ہوئی ظالم تری غفلت شعاری، ہائے ہائے! ص۲۰۳

غفلت کشِ تدبیر: قتلِ عشاق نہ غفلت کشِ تدبیر آوے — یارب! آئینہ بہ طاقِ خمِ شمشیر آوے ص۱۱۳

غفلت متاع کفۂ میزانِ عدل: غفلت متاع کفۂ میزانِ عدل ہوں — یارب! حسابِ سختیِ خوابِ گراں نہ پوچھ ص۷۰

غفلتِ مدعا: کلفتِ ربطِ این و آں، غفلتِ مدعا سمجھ — شوق کرے جو سرگراں، محملِ خوابِ پا سمجھ ص۴۳

غفلت نسب: تجھ کو اے غفلت نسب! پروائے مشتاقاں کہاں — یعنی نگہ آلودہ ہے دستار بادامی تری ص۳۵۲

غفلت نظر: دیکھیے: چشمِ غفلت۔ نظر

غفلت نقد اندیشہ: خوشا! خود بینی و تدبیر و غفلت نقد اندیشہ — بہ دستِ عجز اگر بدنامیِ تقدیر بہتر ہے ص۱۰۸

غفلت نگاہی: نقابِ یار، ہے غفلت نگاہی اہلِ بینش کی — مژہ پوشیدنی ہا، پردۂ تصویرِ عریاں ہے ص۸۱

غفلتِ نگہِ شوق: اے واے غفلتِ نگہِ شوق! ورنہ یہاں — ہر پارہ سنگ، لختِ دلِ کوہِ طور تھا ص۱۸

غفلت ہاے اہلِ دہر: ہے عجب مُردوں کو غفلت ہاے اہلِ دہر سے — سبزہ، جوں انگشتِ حیرت در دہانِ گور ہے ص۹۳

غفلتِ ہستی: تا چند نفَس غفلتِ ہستی سے بر آوے — قاصد تپشِ نالہ ہے، یارب! خبر آوے ص۱۱۳

غلافِ[1] بالشِ پر: بس کہ عاجز نارسائی سے کبوتر ہوگیا — صفحۂ نامہ، غلافِ بالشِ پر ہوگیا ص۲۹

غلافِ دلچۂ خرشید: بس کہ وہ پا کوبیاں در پردۂ وحشت ہیں یاد — ہے غلافِ دلچۂ خرشید ہر یک گرد باد ص۳۸

غلام[2]: (۱) کیا کم ہے یہ شرف کہ ظفرؔ کا غلام ہوں — مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں مجھے ص۱۲۵

(۲) میں نے مانا کہ تو ہے حلقہ بگوش — غالبؔ اُس کا مگر نہیں ہے غلام؟ ص۱۳۶

(۳) ملک و سپہ نہ ہو تو نہ ہو، کچھ ضرر نہیں — سلطانِ بر و بحر کے در کا ہوں میں غلام ص۲۸۳

(۴) میں قائلِ خدا و نبی و امام ہوں — بندہ خدا کا اور علی کا غلام ہوں ص۲۹۸

غلامِ ساقیِ کوثر: بہت سہی غمِ گیتی، شراب کم کیا ہے؟ — غلامِ ساقیِ کوثر ہوں، مجھ کو غم کیا ہے ص۲۵۱

غلامِ کارگزار: شاد ہوں لیکن اپنے جی میں، کہ ہوں — بادشہ کا غلامِ کارگزار ص۱۲۵

غلام نجف[3]: میں جو ہوں در پئے حصولِ شرف — نام عاصی کا ہے غلام نجف ص۲۶۸

غلامی[4]: (۱) اور داغ آپ کی غلامی کا — خاص بہرام کا ہے زیبِ سُریں ص۲۸۱

(۲) دیکھیے: داغِ غلامی۔

غلام بابا[5]: (۱) ہزار شکر کہ سیّد غلام بابا نے — فرازِ مسندِ عیش و طرب جگہ پائی ص۲۶۲

(۲) جب کہ سیّد غلام بابا نے — مسندِ عیش پہ جگہ پائی ص۲۶۲

غلبہ[6]: ہوا نہ غلبہ میسّر کبھی کسی پہ مجھے — کہ جو شریک ہو میرا، شریکِ غالبؔ ہے ص۱۲۹

غلبۂ تاثیر: دیکھیے: صد غلبۂ تاثیر۔

---

۱ غلاف : دو بار [مرکب]۔
۲ غلام : چھے بار [مفرد: چار بار، مرکب: دو بار]۔
۳ غلام نجف : ایک بار۔
۴ غلامی : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
۵ غلام بابا : دو بار۔
۶ غلبہ : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔

غلتاں: دیکھیے: گوہرِ غلتاں۔

غلتانیِ تپش: دیکھیے: لذّتِ غلتانیِ تپش۔

غلتیدنِ[1] بسمل: دیکھیے: اندازِ بہ خوں غلتیدنِ بسمل۔

غلتیدۂ صد رنگ: پئے نذرِ کرم، تحفہ ہے شرمِ نارسائی کا ۔ بہ خوں غلتیدۂ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا ۔ ص ١٣٦

غلط[2]: (١) زندگانی پہ اعتماد غلط ۔ ہے کہاں قیصرؔ اور کہاں فغفورؔ؟ ص ٣٢

(٢) ہم غلط سمجھے تھے، لیکن زخمِ دل پر رحم کر ۔ آخر اِس پردے میں تو ہنستی تھی اے صبحِ وصال! ص ٥٢

(٣) لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم! ۔ دُردِ یک ساغرِ غفلت ہے، چہ دُنیا و چہ دیں ص ٣٣

(۴) درخورِ قہر و غضب جب کوئی ہم ساز ہوا ۔ پھر غلط کیا ہے کہ ہم سا کوئی پیدا نہ ہوا ص ١٦٣

(٥) الفتِ گل سے غلط ہے دعویِ وارستگی ۔ سرو ہے باوصفِ آزادی، گرفتارِ چمن ص ١٨١

(٦) غلط نہ تھا ہمیں خط پر گماں تسلّی کا ۔ نہ مانے دیدۂ دیدار جو تو کیوں کر ہو؟ ص ١٩٧

(٧) غلط ہے جذبِ دل کا شکوہ، دیکھو جرم کس کا ہے؟ ۔ نہ کھینچو گر تم اپنے کو، کشاکش درمیاں کیوں ہو؟ ص ٢٠٠

(٨) روک لو، گر غلط چلے کوئی ۔ بخش دو، گر خطا کرے کوئی ص ٢٣٢

(٩) وہ فرد، جس میں نام ہے میرا غلط لکھا ۔ جب یاد آگئی ہے، کلیجا لیا ہے تھام ص ٢٨٢

(١٠) بھرا ہے غالبؔ دلِ خستہ کے کلام میں درد ۔ غلط نہیں ہے کہ خونیں نوا کہیں اُس کو ص ٢٨٦

[دو بار بہ طورِ ردیف، ص ٢٩٣]:

(١١)،(١٢) یاد آیا جو وہ کہنا کہ: نہیں، واہ، غلط ۔ کی تصوّر نے بہ صحرائے ہوس راہ غلط

غلط انداز[3]: دیکھیے: نگاہِ غلط انداز۔

غلط بردار[4]: ایک جا حرفِ وفا لکھا تھا، سو بھی مٹ گیا ۔ ظاہرا، کاغذ ترے خط کا غلط بردار ہے ص ٢١٣

غلط فہمی[5]: دیکھیے: سرجوشِ سودائے غلط فہمی۔

---

[1] غلتیدن : ایک بار [مرکب]۔
غلتاں : ایک بار [مرکب]۔
غلتانی : ایک بار [مرکب]۔
غلتیدہ : ایک بار [مرکب]۔

[2] غلط : ایک بار [مرکب]۔
[3] غلط انداز : ایک بار [مرکب]۔
[4] غلط بردار : ایک بار۔
[5] غلط فہمی : ایک بار [مرکب]۔

غلطی[1]: دل دیا، جان کے کیوں اُس کو وفادار، اسدؔ — غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا — ص ۱۳۷

[نیز دیکھیے: برخود غلطِ شوخیِ تاثیر، برخود غلطی ہاے تحمل، برخود غلطی ہاے عزیزاں]۔

غلطی ہاے مضامیں: غلطی ہاے مضامیں مت پوچھ — لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں — ص ۱۸۱

غلو[2]: ہم نہ تبلیغ کے مائل، نہ غلو کے قائل — دو دُعائیں ہیں کہ وہ دیتے ہیں نواب کو ہم — ص ۲۶۵

غم[3]: (۱) ہواے صبح یک عالم گریباں چاکیِ گل ہے — دہانِ زخم پیدا کر، اگر کھاتا ہے غم میرا — ص ۱۶

(۲) ہر عضو غم سے ہے شکن آسا شکستہ دل — جوں زلفِ یار ہوں میں سراپا شکستہ دل — ص ۵۱

(۳) طاقت فسانۂ باد، اندیشہ شعلہ ایجاد — اے غم ہنوز آتش! اے دل ہنوز خامی! — ص ۷۴

(۴) کیا غم ہے اُس کو جس کا علی سا امام ہو — اتنا بھی اے فلک زدہ! کیوں بے حواس ہے؟ — ص ۷۵

(۵) تیری اولاد کے غم سے ہے بروے گردوں — سلکِ اختر میں مہِ نو، مژۂ گوہر بار — ص ۱۳۳

(۶) مے ہی پھر کیوں نہ میں پیے جاؤں — غم سے جب ہو گئی ہو زیست حرام — ص ۱۳۷

(۷) غم اگرچہ جاں گسل ہے، پہ کہاں بچیں کہ دل ہے — غمِ عشق گر نہ ہوتا، غمِ روزگار ہوتا — ص ۱۶۰

(۸) رگِ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا — جسے غم سمجھ رہے ہو، یہ اگر شرار ہوتا — ص ۱۶۰

(۹)، (۱۰) ہوا جب غم سے یوں بے حس، تو غم کیا سر کے کٹنے کا — نہ ہوتا گر جدا تن سے، تو زانو پر دھرا ہوتا — ص ۱۶۰

(۱۱) غم سے مرتا ہوں، کہ اتنا نہیں دُنیا میں کوئی — کہ کرے تعزیتِ مہر و وفا میرے بعد — ص ۱۶۶

(۱۲) تم شہر میں ہو، تو ہمیں کیا غم، جب اُٹھیں گے — لے آئیں گے بازار سے، جاکر، دل و جاں اَور — ص ۱۷۱

(۱۳) غم اِس کو حسرتِ پروانہ کا ہے اے شعلے! — ترے لرزنے سے ظاہر ہے ناتوانیِ شمع — ص ۱۷۵

(۱۴) غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفس — برق سے کرتے ہیں روشن شمعِ ماتم خانہ ہم — ص ۱۷۷

(۱۵) کیا شمع کے نہیں ہیں ہوا خواہ اہلِ بزم؟ — ہو غم ہی جاں گداز تو غم خوار کیا کریں! — ص ۱۹۱

(۱۶) قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں — موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں؟ — ص ۱۹۳

(۱۷) مٹتا ہے فوتِ فرصتِ ہستی کا غم کوئی — عمرِ عزیز صرفِ عبادت ہی کیوں نہ ہو — ص ۱۹۳

---

[1] غلطی : ایک بار۔
غلطی ہا : ایک بار [مرکب]۔

[2] غلو : ایک بار۔

[3] غم : ایک سو آٹھ بار
[مفرد: پینتیس بار، مرکب: تہتر بار]۔
غم ہا : دو بار [مرکب]۔

(۱۸) کیا غم خوار نے رسوا، لگے آگ اس محبت کو! نہ لاوے تاب جو غم کی، وہ میرا رازداں کیوں ہو! ص ۱۹۹

(۱۹) ہستی کا اعتبار بھی غم نے مٹا دیا کس سے کہوں کہ داغ، جگر کا نشان ہے! ص ۲۰۳

(۲۰) تو وہ بدخو کہ تحیر کو تماشا جانے غم وہ افسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگے ص ۲۰۹

(۲۱) از بس کہ سکھاتا ہے غم، ضبط کے اندازے جو داغ نظر آیا، اک چشم نمائی ہے ص ۲۱۰

(۲۲) غم، آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو چراغِ روشن اپنا، قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے ص ۲۱۰

(۲۳) شادی سے گزر کہ غم نہ رہوے اُردی جو نہ ہو تو دے نہیں ہے ص ۲۲۹

(۲۴) گھر میں تھا کیا کہ ترا غم اُسے غارت کرتا وہ جو رکھتے تھے ہم اک حسرتِ تعمیر، سو ہے ص ۲۳۲

(۲۵) میری قسمت میں غم گر اتنا تھا دل بھی یارب کئی دیے ہوتے! ص ۲۳۳

(۲۶) غم کھانے میں بودا دلِ ناکام بہت ہے یہ رنج کہ کم ہے مۓ گلفام، بہت ہے ص ۲۳۵

(۲۷) بہت سہی غمِ گیتی، شراب کم کیا ہے غلامِ ساقیِ کوثر ہوں، مجھ کو غم کیا ہے! ص ۲۵۱

(۲۸) شب زلف و رُخِ عرق فشاں کا غم تھا کیا شرح کروں کہ طرفہ تر عالم تھا ص ۲۵۲

(۲۹) کہاں مجالِ سخن، سانس لے نہیں سکتا پڑی ہے غم کی مرے دل میں پیچ دار گرہ ص ۲۷۹

(۳۰) بیٹھ رہتا لے کے چشمِ پُرنم اُس کے روبرو کیوں کہا تو نے کہ: کہہ دل کا غم اُس کے روبرو ص ۲۸۹

(۳۱) غم نے جب گھیرا تو چاہا ہم نے یوں اے دل نواز! مستیِ چشمِ سیہ سے چل کے ہوویں چارہ ساز ص ۲۹۰

(۳۲) خوشی جینے کی کیا، مرنے کا غم کیا! ہماری زندگی کیا اور ہم کیا! ص ۲۹۳

(۳۳) پروانے کا نہ غم ہو، تو پھر کس لیے اسدؔ ہر رات شمع شام سے لے تا سحر جلے ص ۳۰۲

(۳۴) غیر کی مرگ کا غم کس لیے اے غیرتِ ماہ! ہیں ہوس پیشہ بہت، وہ نہ ہوا، اور سہی ص ۳۱۱

(۳۵) نقشہ نے کے اُتر جانے کے غم سے انگور صورتِ اشک بہ مژگانِ رگِ تاک چڑھا ص ۳۲۵

دیکھیے ——: (۳۶) آتشِ غم۔ (۳۷) آں سوے گریۂ غم۔ (۳۸) آشوبِ غم۔ (۳۹) التعاشِ غم۔ (۴۰) انجامِ شمارِ غم۔ (۴۱)، (۴۲) بندِ غم [دوبار]۔ (۴۳) بیماریِ غم۔ (۴۴) تاریکیِ زندانِ غم۔ (۴۵) ذوزشتیِ غم۔ (۴۶) دشتِ غم۔ (۴۷)، (۴۸) زہرِ غم [دوبار]۔ (۴۹) سرودِ حبِ غم۔ (۵۰) سوزِ غم۔ (۵۱)، (۵۲)، (۵۳) شامِ غم [تین بار]۔ (۵۴)، (۵۵)، (۵۶) شبِ غم [تین بار]۔ (۵۷) فوجِ دردِ غم۔ (۵۸) کثرتِ

غم۔(۵۹) مریضِ غم۔(۶۰) ناخنِ غم۔(۶۱) نغمہ ہائے غم۔(۶۲) نوحۂ غم۔(۶۳) واشدنِ عقدۂ غم۔(۶۴) ہجومِ غم۔

غم آرائی: دیکھیے: مشاطگی ہائے غم آرائی۔

غم آفریں: حسرت آبادِ جہاں میں، ہے الم غم آفریں — نوحہ، گویا خانہ زادِ نالۂ رنجور ہے ص۹۳

غمِ آوارگی ہائے صبا: دماغِ عطر پیراہن نہیں ہے — غمِ آوارگی ہائے صبا کیا! ص۱۵۷

غمِ اُلفت: دیکھیے:(۱) چارۂ غمِ اُلفت۔(۲) قحطِ غمِ اُلفت۔

غمِ بے دلی: شر و شورِ آرزو سے تب و تابِ عجز بہتر — نہ کرے اگر ہوس پر غمِ بے دلی گرانی ص۱۰

غمِ تسخیر نالہ: دیکھیے: یک سبب غمِ تسخیر نالہ۔

غمِ پنہاں: (۱) وہ مری چینِ جبیں سے غمِ پنہاں سمجھا — رازِ مکتوب بہ بے ربطیِ عنواں سمجھا ص۱۲۷

(۲) رخصتِ نالہ مجھے دے کہ مبادا ظالم! — تیرے چہرے سے ہو ظاہر غمِ پنہاں میرا ص۱۵۳

(۳) دیکھیے: کشاکشِ غمِ پنہاں۔

غمِ چند: دیکھیے: گرفتارِ غمِ چند۔

غمِ خار: جوہرِ دستِ دعا آئنہ، یعنی تاثیر — یک طرف نازشِ مژگان و دگر سو غمِ خار ص۱۳۲

غمِ دام و درمِ چند: دیکھیے: زیرِ بارِ غمِ دام و درمِ چند۔

غمِ دل: (۱) نکتہ چیں ہے، غمِ دل اُس کو سنائے نہ بنے — کیا بنے بات، جہاں بات بنائے نہ بنے ص۲۳۶

(۲) دیکھیے: مکتبِ غمِ دل۔

غمِ دُنیا: غمِ دُنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اُٹھانے کی — فلک کا دیکھنا، تقریب تیرے یاد آنے کی ص۲۰۲

غمِ دوعالم: اسدؔ بہ نازکیِ طبعِ آرزو انصاف! — کہ ایک وہمِ ضعیف و غمِ دوعالم ہے ص۱۰۲

غمِ روزگار: (۱) ہم مشرقِ فکرِ وصل، و غمِ ہجر سے اسدؔ — لائق نہیں رہے ہیں غمِ روزگار کے ص۸۰

(۲) کم جانتے تھے ہم بھی غمِ عشق کو، پر اب — دیکھا تو کم ہوئے پہ غمِ روزگار تھا ص۱۵۳

(۳) غم اگرچہ جاں گسل ہے، پہ کہاں بچیں کہ دل ہے — غمِ عشق گر نہ ہوتا، غمِ روزگار ہوتا ص۱۶۰

غم زدہ: (۱) جس دن سے کہ ہم غم زدہ زنجیر بہ پا ہیں — کپڑوں میں جوئیں، بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں ص۲۹۸

(۲) افسانہ اسدؔ بہ ایں درازی! — اے غم زدہ! قصہ مختصر کر — ص ۳۲۸

غمِ زمانہ: غمِ زمانہ نے جھاڑی نشاطِ عشق کی مستی — وگرنہ ہم بھی اُٹھاتے تھے لذّتِ الم آگے — ص ۳۲۷

غمِ قتیر: غمِ قتیر سے ہو سینہ یہاں تک لبریز — کہ رہیں خونِ جگر سے مری آنکھیں رنگیں — ص ۳۵

غمِ عجز: غمِ عجز کا سفینہ بہ کنار بے دلی ہے — مگر ایک شہ پہ شور کرے ساز بادبانی — ص ۱۰

غمِ عشاق: غمِ عشاق نہ ہو سادگی آموزِ بتاں — کس قدر خانۂ آئینہ ہے ویراں مجھ سے! — ص ۲۱۱

غمِ عشق: دیکھیے ———: (۱) غمِ روزگار [۲]۔ (۲) غمِ روزگار [۳]۔ (۳) نشاطِ داغِ غمِ عشق۔

غمِ فراق: غمِ فراق میں تکلیفِ سیرِ باغ نہ دو — مجھے دماغ نہیں خندہ ہائے بیجا کا — ص ۱۳۷

غمِ فرقت: ہے مجھے، ابرِ بہاری کا برس کر کھلنا — روتے روتے غمِ فرقت میں فنا ہو جانا — ص ۱۵۶

غمِ گیتی: (۱) ذرہ معنی سے مرا صفحہ: لقا کی داڑھی — غمِ گیتی سے مرا سینہ: عمر کی زنبیل — ص ۱۳۳

(۲) بہت سہی غمِ گیتی، شراب کم کیا ہے — غلامِ ساقیِ کوثر ہوں، مجھ کو غم کیا ہے — ص ۲۵۱

غمِ مجنوں: غمِ مجنوں عزادارانِ لیلیٰ کا پرستش گر — خمِ رنگِ سیہ پیمانہ ہر چشمِ آہو تھا — ص ۳۲

غمِ محرومیِ جاوید: گردشِ رنگِ طرب سے ڈر ہے — غمِ محرومیِ جاوید نہیں — ص ۱۸۳

غمِ واندوہ: پہلو تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسدؔ — دل وقفِ درد رکھ کہ فقیروں کا مال ہے — ص ۷۵

غم و رنج والم: ہاں فراوانی اگر کچھ ہے، تو ہے آفات میں — بجز غم و رنج والم، گھاٹا ہے ہر یک بات میں — ص ۲۹۰

غم وشادی: (۱) جہاں میں ہو غم و شادی بہم، ہمیں کیا کام! — دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں — ص ۱۹۲

(۲) دیکھیے: فرقِ غم وشادی۔

غم وعشرت: غم و عشرت قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں ہے — دعائے مدعا گم کردگاں لبریزِ آمیں ہے — ص ۸۹

غم ہائے پنہاں: کیا کروں! غم ہائے پنہاں لے گئے صبر و قرار — دزد گر ہو خانگی، تو پاسباں معذور ہے — ص ۹۳

غم ہائے نہانی: دیکھیے: سوزِ غم ہائے نہانی۔

غمِ ہجر: ہم مشقِ فکرِ وصل و غمِ ہجر سے اسدؔ — لائق نہیں رہے ہیں غمِ روزگار کے — ص ۸۰

غمِ ہجراں: دیکھیے: تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں۔

غمِ ہجراں چشیدہ: دیکھیے: جلّیِ غمِ ہجراں چشیدہ۔

غمِ ہستی: غمِ ہستی کا اسدؔ کس سے ہو جُز مرگ، علاج — شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک — ص۱۷۵

غم خانہ[۱]: (۱) میرے غم خانے کی قسمت جب رقم ہونے لگی — لکھ دیا منجملۂ اسبابِ ویرانی مجھے — ص۲۳۲

(۲) دیکھیے: گوشۂ غم خانہ۔

غمخوار[۲]: (۱) میں بھی رُک رُک کے نہ مرتا، جو زباں کے بدلے — دشنہ اک تیز سا ہوتا مرے غم خوار کے پاس — ص۱۷۳

(۲) کیا شمع کے نہیں ہیں ہوا خواہ اہلِ بزم؟ — ہو غم ہی جاں گداز تو غم خوار کیا کریں! — ص۱۹۱

(۳) کیا غم خوار نے رسوا، لگے آگ اس محبّت کو! — نہ لاوے تاب جو غم کی، وہ میرا راز داں کیوں ہو؟ — ص۱۹۹

(۴) اپنے دل ہی سے، میں احوالِ گرفتاریِ دل — جب نہ پاؤں کوئی غم خوار، کہوں یا نہ کہوں؟ — ص۲۹۸

غمخوارِ جانِ دردمند: جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ — مبارک باد اسدؔ! غم خوارِ جانِ دردمند آیا — ص۱۳۲

غمخوارِ دوست: غیر یوں کرتا ہے میری پُرسش اُس کے ہجر میں — بے تکلّف دوست ہو جیسے کوئی غمخوارِ دوست — ص۱۹۳

غمخوارگی: کیوں مری غم خوارگی کا تجھ کو آیا تھا خیال؟ — دشمنی اپنی تھی، میری دوست داری، ہائے ہائے! — ص۲۰۳

غمخواری: دوست غم خواری میں میری، سعی فرماویں گے کیا؟ — زخم کے بھرتے تلک ناخون نہ بڑھ جاویں گے کیا؟ — ص۱۵۵

غم کدہ[۳]: دیکھیے: ہر درو دیوارِ غم کدہ۔

غمگسار[۴]: یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست، ناصح — کوئی چارہ ساز ہوتا، کوئی غم گسار ہوتا! — ص۱۶۰

غمگساری: تیرے دل میں گر نہ تھا آشوبِ غم کا حوصلہ — تو نے پھر کیوں کی تھی میری غم گساری، ہائے ہائے! — ص۲۰۳

غمگیں[۵]: دیکھیے ——: (۱) خاطرِ غمگیں۔ (۲) یارانِ غمگیں۔

غمگینی: دیکھیے: باوجودِ غمگینی۔

غمناک[۶]: اِس رنگ سے اُٹھائی کل اُس نے اسدؔ کی نعش — دشمن بھی جس کو دیکھ کے غمناک ہو گئے — ص۲۲۹

غمّاز[۷]: (۱) شرم، ہے طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ — اضطرابِ چشمِ برپا دوختہ، غمّاز ہے — ص۸۲

---

۱ غم خانہ : دو بار۔

۲ غمخوار : چھے بار [مفرد: چار بار، مرکب: دو بار]۔

غمخوارگی : ایک بار۔

غمخواری : ایک بار۔

۳ غم کدہ : ایک بار [مرکب]۔

۴ غمگسار : ایک بار۔

غمگساری : ایک بار۔

۵ غمگین : دو بار [مرکب]۔

غمگینی : ایک بار [مرکب]۔

۶ غمناک : ایک بار۔

۷ غمّاز : دو بار۔

غمّازی : ایک بار۔

(۲) میں تو دیوانہ ہوں اور ایک جہاں ہے غمّاز — گوش ہیں در پسِ دیوار، کہوں یا نہ کہوں؟ ص ۲۹۸

غمّازی: تا کرے نہ غمّازی، کرلیا ہے دشمن کو — دوست کی شکایت میں، ہم نے ہم زباں اپنا ص ۱۵۹

غمزہ[۱]: (۱) ہاتھ سے رکھ دی کب ابرو نے کماں؟ — کب کمرے غمزے کی خنجر کھلا؟ ص ۱۳۰

(۲) حُسن، غمزے کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد — بارے، آرام سے ہیں اہلِ جفا میرے بعد ص ۱۲۶

(۳) اے ترا غمزہ یکقلم انگیز — اے ترا ظلم: سر بسر انداز ص ۱۷۲

دیکھیے ——: (۴) دشنۂ غمزہ۔ (۵) ناز و غمزہ۔ (۶) نیم غمزہ۔

غمزہ و عشوہ و ادا: یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں؟ — غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے؟ ص ۲۳۸

غمزۂ چشمِ کبود: دیکھیے: پامالِ غمزۂ چشمِ کبود۔

غمزۂ خوں ریز: دیکھیے: خلشِ غمزۂ خوں ریز۔

غمزہ ہائے ناز: دیکھیے: خلشِ غمزہ ہائے ناز۔

غنا[۲]: دیکھیے: عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا۔

غنچگی[۳]: (۱) گُل، غنچگی میں غرقۂ دریائے رنگ ہے — اے آگہی! فریبِ تماشا کہاں نہیں ص ۵۷

(۲) غنچگی ہے، بر نفسِ پیچیدنِ فکر اے اسدؔ! — واشگفتن ہائے دل در رہنِ مضموں ہے مجھے ص ۱۰۰

غنچوں: (۱) حُسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز — عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز ص ۴۳

(۲) اُنھیں کی سال گرہ کے لیے ہے سال بہ سال — کہ لائے غیب سے غنچوں کی نو بہار، گرہ ص ۴۷۹

غنچہ[۴]: (۱) ہر کفِ خاک، جگر تشنۂ صد رنگ ظہور — غنچے کے مے کدے میں مستِ تامّل ہے بہار ص ۳

(۲) ناز پروردۂ صد رنگ تمنا ہوں، ولے — پرورش پائی ہے جوں غنچہ بہ خونِ اظہار ص ۹

(۳) چاکِ گریباں کو ہے ربطِ تامّل ہنوز — غنچے میں دل تنگ ہے حوصلۂ گُل ہنوز ص ۴۲

(۴) گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یاد، گُل — غنچے سے منقارِ بلبل وار ہو فریاد، گل ص ۵۲

---

۱ غمزہ : نو بار [مفرد: تین بار، مرکب: چھے بار]۔
غمزہ ہا : ایک بار۔
۲ غنا : ایک بار [مرکب]۔
۳ غنچگی : دو بار۔
۴ غنچہ : تینتالیس بار [مفرد: تیرہ بار، مرکب: تیس بار]۔
غنچوں : دو بار۔
غنچے : ایک بار [بطورِ جمع]۔

(۵) اسدؔ بندِ قبائے یار، ہے فردوس کا غنچہ | اگر وا ہو تو دکھلا دوں کہ یک عالم گلستاں ہے ص۸۱

(۶) درِبِ نیرنگ ہے کس موجِ نگہ کا یارب | غنچہ، صد آئنہ زانوے گلستاں زدہ ہے ص۱۰۹

(۷) غنچہ پھر لگا کھلنے، آج ہم نے اپنا دل | خوں کیا ہوا دیکھا، گم کیا ہوا پایا ص۱۳۳

(۸) گلشن کو تری صحبت از بس کہ خوش آئی ہے | ہر غنچے کا گل ہونا، آغوش کشائی ہے ص۲۱۰

(۹) ہے عدم میں غنچہ محوِ عبرتِ انجامِ گل | یک جہاں زانو تامّل در قفائے خندہ ہے ص۲۱۵

(۱۰) غنچہ تا شگفتن ہا برگِ عافیت معلوم! | باوجودِ دل جمعی، خوابِ گل پریشاں ہے ص۲۱۷

(۱۱) فشارِ تنگیِ خلوت سے بنتی ہے شبنم | صبا جو غنچے کے پردے میں جا نکلتی ہے ص۲۱۸

(۱۲) بس کہ شرمندۂ بوئے خوشِ گل رویاں ہے | نکہتِ گل کو ہے غنچے میں نفس دزدیدن ص۳۵۰

(۱۳) نہ دیکھا کوئی ہم نے آشیاں بلبل کا گلشن میں | کہ جس کے در پہ غنچہ شکلِ قفلِ زر نہیں ہوتا ص۴۴۵

دیکھیے ——: (۱۴) بزمِ غنچہ۔ (۱۵) بوے غنچہ۔ (۱۶) جَیبِ خلوت کدۂ غنچہ۔ (۱۷) دیدِ یک غنچہ۔ (۱۸) زبانِ غنچہ۔ (۱۹) گرہِ غنچہ۔ (۲۰) گرہِ غنچہ۔ (۲۱) گل و غنچہ (۲۲) مثلِ غنچہ۔ (۲۳) ہر غنچہ۔ (۲۴) یک غنچہ۔

غنچہ و گل: (۱) جوں غنچہ و گل آفتِ فالِ نظر نہ پوچھ | پیکاں سے تیرے جلوۂ زخم آشکار تھا ص۱۷

(۲) بجائے غنچہ و گل، ہے ہجومِ خار و خس یہاں تک | کہ صرفِ بخیۂ دامن ہوا ہے خندہ گلچیں کا ص۲۸

غنچۂ باغ: دیکھیے: خلوت کدۂ غنچۂ باغ۔

غنچۂ پیکاں نگار: زخمِ دل میں ہے نہاں غنچۂ پیکانِ نگار | جلوۂ باغ ہے در پردۂ ناسور ہنوز ص۴۵

غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد: گلشن آبادِ دلِ مجروح میں ہو جائے ہے | غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد، گل ص۵۲

غنچۂ تمنا: اے غنچۂ تمنا، یعنی کفِ نگاریں! | دل دے، تو ہم بتا دیں مٹھی میں تیری کیا ہے ص۹۵

غنچۂ خاطر: (۱) یک جہاں گل، بتختۂ مشقِ شگفتن ہے اسدؔ | غنچۂ خاطر رہا افسردگی مانوس و بس ص۴۶

(۲) دیکھیے: کشودِ غنچۂ خاطر۔

غنچۂ گل: (۱) شمع رویوں کی سر انگشتِ حنائی دیکھ کر | غنچۂ گل، پرفشاں پروانہ آسا جل گیا ص۲۰

(۲) ہر غنچۂ گل، صورتِ یک قطرۂ خوں ہے | دیکھا ہے کسو کا جو حنا بستہ سر انگشت ص۳۲

(۳) وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالبؔ | چٹکنا غنچۂ گل کا، صدائے خندۂ دل ہے ص۲۰۸

دیکھیے ـــــــ: (۴) روے غنچۂ گل ـ (۵) طفلِ شوخِ غنچۂ گل ـ

غنچۂ گلگیر:	وقتِ حُسن افروزیِ زینت ترازاں، جاے گل	ہر نہالِ شمع میں اک غنچۂ گلگیر ہے	ص۹۵
غنچۂ لالہ:	غنچۂ لالہ سیہ مستِ جوانی ہے ہنوز	شبنمِ صبح، ہوئی رعشۂ اعضاے بہار	ص۳
غنچۂ لبریز بہار:	مطلعِ تازہ ہوا موجۂ کیفیتِ دل	جامِ سرشار ہے و غنچۂ لبریز بہار	ص۵۲
غنچۂ منقارِ طوطی:	زبس ہر شمع یہاں آئینۂ حیرت پرستی ہے	کرے ہیں غنچۂ منقارِ طوطی نقش گلگیریں	ص۹۳
غنچۂ منقارِ گل:	ہو جو بلبل پیرو فکرِ اسدؔ	غنچۂ منقار گل ہو زیرِ بال	ص۵۱
غنچۂ ناشگفتہ:	غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یوں	بوسے کو پوچھتا ہوں میں، منہ سے مجھے بتا کہ یوں	ص۱۷۵
غنچے:	گل کھلے، غنچے چٹکنے لگے اور صبح ہوئی	سرخوشِ خواب ہے وہ نرگسِ مخمور ہنوز	ص۳۵
غنی[1]:	فریاد اسدؔ بے نگہی ہاے بتاں سے!	سچ کہتے ہیں واللہ کہ اللہ غنی ہے	ص۱۱۱
غنیمت[2]:	(۱) بوسہ کیسا، یہی غنیمت ہے	کہ نہ سمجھیں وہ لذتِ دشنام	ص۱۳۷
	(۲) نغمہ ہاے غم کو بھی اے دل! غنیمت جانیے	بے صدا ہو جائے گا یہ سازِ ہستی ایک دن	ص۱۷۹
	(۳) عشرتِ صحبتِ خوباں ہی غنیمت سمجھو	نہ ہوئی غالبؔ اگر عمرِ طبیعی، نہ سہی	ص۲۰۹
	(۴) ہے غنیمت کہ بہ اُمید گزر جائے گی عمر	نہ ملے داد، مگر روزِ جزا ہے تو سہی	ص۳۱۱
غواص[3]:	نہاں ہے گوہرِ مقصود جیبِ خود شناسی میں	کہ یہاں غواص ہے تمثال اور آئینہ دریا ہے	ص۸۳
غور[4]:	اور میں وہ ہوں کہ گر جی میں کبھی غور کروں	غیر کیا، خود مجھے نفرت مری اوقات سے ہے	ص۱۲۸
غوغا[5]:	(۱) اسدؔ اے ہرزہ درا! نالہ بہ غوغا تا چند	حوصلہ تنگ نہ کر بے سبب آزاروں کا	ص۲۸
	(۲) دیکھیے: طاقتِ غوغا ـ		
غوغاے جرس:	حیرت، اپنے نالۂ بیدرد سے غفلت بنی	راہِ خوابیدہ کو غوغاے جرس، افسانہ تھا	ص۲۵
غوطہ[6]:	(۱) بے درد، سر بہ سجدۂ اُلفت فرو نہ ہو	جوں شمع غوطہ داغ میں کھا، گر وضو نہ ہو	ص۶۷
	(۲) میں نے جنوں سے کی جو اسدؔ التماسِ رنگ	خونِ جگر میں ایک ہی غوطہ دیا مجھے	ص۷۶

[1] غنی : ایک بار ـ
[2] غنیمت : چار بار ـ
[3] غواص : ایک بار ـ
[4] غور : ایک بار ـ
[5] غوغا : تین بار [مرکب] ـ
[6] غوطہ : تین بار ـ

(۳) دل نے سُن کر، کانپ کر، کھا پیچ و تاب — غوطے میں جا کر، دیا کٹ کر جواب ص۲۶۶

غیب[1]: (۱) اے شاہِ جہاں گیرِ جہاں بخشِ جہاں دار! — ہے غیب سے ہر دم تجھے صد گونہ بشارت ص۱۲۷

(۲) آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں — غالبؔ! صریرِ خامہ نوائے سروش ہے ص۲۳۰

(۳) اُنھیں کی سال گرہ کے لیے ہے سال بہ سال — کہ لائے غیب سے غنچوں کی نو بہار گرہ ص۲۷۹

(۴) دیکھیے: ہاتفِ غیب۔

غیب غیب[2]: ہے غیبِ غیب، جس کو سمجھتے ہیں ہم شہود — ہیں خواب میں ہنوز، جو جاگے ہیں خواب میں ص۱۸۹

غیر[3] [۱]: (۱) تجھ میں اور غیر میں نسبت ہے، ولیکن بہ تضاد — وصیِ ختمِ رُسُل تو ہے بہ فتوائے یقیں ص۹

(۲) تھی میرے ہی جلانے کو اے آہِ شعلہ ریز! — گھر پر پڑا نہ غیر کے کوئی شرار، حیف! ص۴۹

(۳) اور میں وہ ہوں کہ گر جی میں کبھی غور کروں — غیر کیا، خود مجھے نفرت مری اوقات سے ہے ص۱۲۸

(۴) رشک کہتا ہے کہ اُس کا غیر سے اخلاص، حیف! — عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کس کا آشنا؟ ص۱۲۹

(۵) اعتبارِ عشق کی خانہ خرابی دیکھنا — غیر نے کی آہ، لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا ص۱۵۱

(۶) بغل میں غیر کی آج آپ سوتے ہیں کہیں، ورنہ — سبب کیا، خواب میں آ کر تبسم ہائے پنہاں کا ص۱۵۷

(۷) دیکھ کر غیر کو، ہو کیوں نہ کلیجا ٹھنڈا؟ — نالہ کرتا تھا، ولے طالبِ تاثیر بھی تھا ص۱۵۹

(۸) غیر یوں کرتا ہے میری پرسش اُس کے ہجر میں — بے تکلف دوست ہو جیسے کوئی غم خوارِ دوست ص۱۶۳

(۹) غیر کی منت نہ کھینچوں گا پَئے توفیرِ درد — زخم، مثلِ خندۂ قاتل ہے سر تا پا نمک ص۱۷۵

(۱۰) غیر سے رات کیا بنی؟ یہ جو کہا، تو دیکھیے — سامنے آن بیٹھنا اور یہ دیکھنا کہ یوں ص۱۷۸

(۱۱) میں نے کہا کہ بزمِ ناز چاہیے غیر سے تہی — سُن کے، ستم ظریف نے مجھ کو اُٹھا دیا کہ یوں؟ ص۱۷۸

(۱۲) ہو گئی ہے غیر کی شیریں بیانی کارگر — عشق کا اُس کو گماں ہم بے زبانوں پر نہیں ص۱۸۳

(۱۳) زخم سلوانے سے، مجھ پر چارہ جوئی کا ہے طعن — غیر سمجھا ہے کہ لذت زخمِ سوزن میں نہیں ص۱۸۵

(۱۴) ذکر میرا بہ بدی بھی اُسے منظور نہیں — غیر کی بات بگڑ جائے تو کچھ دور نہیں ص۱۸۵

(۱۵) کی وفا ہم سے، تو غیر اُس کو جفا کہتے ہیں — ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو برا کہتے ہیں ص۱۸۷

---

[1] غیب : چار بار [مفرد: تین بار، مرکب: ایک بار]۔
[2] غیب غیب : ایک بار۔
[3] غیر : بیالیس بار [مفرد: اُنتیس بار، مرکب: تیرہ بار]۔
غیروں : دو بار۔

(١٦) دیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں — بیٹھے ہیں رہ گزر پہ ہم، غیر ہمیں اُٹھائے کیوں — ص۱۹۳

(١٧) وارستگی، بہانۂ بیگانگی نہیں — اپنے سے کر، نہ غیر سے، وحشت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۳

(١٨) تم جانو، تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو — مجھ کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو — ص۱۹۶

(١٩) کہا تم نے کہ کیوں ہو غیر کے ملنے میں رسوائی؟ — بجا کہتے ہو، سچ کہتے ہو، پھر کہیو کہ ہاں کیوں ہو؟ — ص۲۰۰

(٢٠) کیا خوب! تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا؟ — بس چپ رہو، ہمارے بھی مُنہ میں زباں ہے — ص۲۰۳

(٢١) ہم بھی دشمن تو نہیں ہیں اپنے — غیر کو تجھ سے محبت ہی سہی — ص۲۲۰

(٢٢) غیر کو یارب! وہ کیوں کر منعِ گستاخی کرے؟ — گر حیا بھی اُس کو آتی ہے تو شرما جائے ہے — ص۲۲۱

(٢٣) دشمنی نے میری کھویا غیر کو — کس قدر دشمن ہے، دیکھا چاہیے — ص۲۲۳

(٢٤) در پردہ اُنھیں غیر سے ہے ربطِ نہانی — ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردا نہیں کرتے — ص۲۳۵

(٢٥) صحبت میں غیر کی نہ پڑی ہو کہیں یہ خو — دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے — ص۲۴۳

(٢٦) غیر پھرتا ہے لیے یوں ترے خط کو کہ اگر — کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے؟ تو چھپائے نہ بنے — ص۲۴۶

(٢٧) غیر لیں محفل میں بوسے جام کے — ہم رہیں یوں تشنہ لب پیغام کے — ص۲۵۰

(٢٨) غیر کی مرگ کا غم کس لیے اے غیرتِ ماہ! — ہیں ہوس پیشہ بہت، وہ نہ ہوا، اور سہی — ص۳۱۱

(٢٩) غیر سے، دیکھیے کیا خوب نباہی اُس نے — نہ سہی ہم سے، پر اُس بت میں وفا ہے تو سہی — ص۳۱۱

دیکھیے ـــــــ: (٣٠) بزمِ غیر۔ (٣١) بیداد رشکِ غیر۔ (٣٢) تذکرۂ غیر۔ (٣٣) تیرِ غیر۔ (٣٤) دیارِ غیر۔ (٣٥) ذکرِ وصلِ غیر۔ (٣٦) سپہرِ بزمِ وصلِ غیر۔ (٣٧) سگِ غیر۔ (٣٨) سوئے غیر۔ (٣٩) مثلِ نقشِ مدعائے غیر۔ (٣٠) منعِ دخلِ غیر۔ (٣١) وہمِ غیر۔

غیروں: (١) گئے وہ دن کہ نادانستہ، غیروں کی وفاداری — کیا کرتے تھے تم تقریر، ہم خاموش رہتے تھے — ص۱۲۳

(٢) غیروں سے اُسے گرمِ سخن دیکھ کے غالبؔ — میں رشک سے جوں آتشِ خاموش رہا گرم — ص۳۲۸

غیرِ[1] از اسطکاک در: دل کو اظہارِ سخن، اندازِ فتح الباب ہے — یہاں صریرِ خامہ، غیر از اسطکاکِ در نہیں — ص۹۲

غیر از بے دماغی ہا: نہیں ہے سرنوشتِ عشق غیر از بے دماغی ہا — جبیں پر میری مدِ خامۂ قدرت، خطِ چیں ہے — ص۸۹

---

[1] غیر[۲] : اکیس بار [مرتب]۔

غیر از بیضۂ قمری:	چمن میں کچھ نہ چھوڑا تو نے غیر از بیضۂ قمری	عدم میں بہرِ فرقِ سرو مُشتِ خاک باقی ہے	ص۱۰۷
غیر از پنبۂ مینا:	ہو سکے ہے پردۂ جوشیدنِ خونِ جگر	اشک بعدِ ضبط، غیر از پنبۂ مینا نہیں	ص۶۵
غیر از جانبِ دریا:	نہیں ہے بازگشتِ سیل غیر از جانبِ دریا	ہمیشہ دیدۂ گریاں کو آبِ رفتہ در جُو تھا	ص۲۲
غیر از جُنبشِ دامانِ باد:	دیا داغِ جگر کو آہ نے ساماں شگفتن کا	نہ ہو بالیدہ غیر از جُنبشِ دامانِ باد، آتش	ص۲۷
غیر از شمعِ کافوری:	نہ دیکھیں روئے یک دل سرد، غیر از شمعِ کافوری	خدایا! اِس قدر بزمِ اسدؔ گرمِ تماشا ہو	ص۶۷
غیر از شکستہ حالی:	دیکھا نہیں ہے ہم نے بہ عشقِ بتاں اسدؔ	غیر از شکستہ حالی و حسرت کشیدگی	ص۲۵۲
غیر از گردباد:	اگر مضمونِ خاکستر کرے دیباچہ آرائی	نہ باندھے شعلۂ جوالہ غیر از گرد باد، آتش	ص۲۷
غیر از گوشہ گیری ہا:	صفا کب جمع ہو سکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا	صدف بن قطرۂ نیساں اسدؔ گوہر نہیں ہوتا	ص۲۲۵
غیر از نقشِ خود بینی:	چشم بندِ خلق غیر از نقشِ خود بینی نہیں	آئنہ ہے قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست	ص۳۳
غیر از نگاہ:	وا کر دیے ہیں شوق نے بندِ نقابِ حُسن	غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا	ص۱۵۳
غیر از نگہ:	تماشا کردنی ہے انتظارِ آبادِ حیرانی	نہیں غیر از نگہ، جوں نرگستاں فرشِ محفل ہا	ص۲۳
غیر از نگہِ دیدۂ تصویر:	شوق اُس دشت میں دوڑائے ہے مجھ کو کہ جہاں	جادہ، غیر از نگہِ دیدۂ تصویر نہیں	ص۱۸۲
غیر از وحشتِ مجنوں:	شوخیِ اظہار غیر از وحشتِ مجنوں نہیں	لیلیِ معنی اسدؔ محمل نشینِ راز ہے	ص۸۲
غیرِ اطاعت:	سہرا لکھا گیا ز رہِ امتثالِ امر	دیکھا کہ چارہ غیرِ اطاعت نہیں مجھے	ص۱۲۵
غیرِ پامالی:	نہیں ہے مزرعِ اُلفت میں حاصل غیرِ پامالی	نظر دانہ، سرِ شکِ بر زمیں اُفتادہ، آتا ہے	ص۹۸
غیرِ جلوۂ گل:	یہ کس بہشت شمائل کی آمد آمد ہے!	کہ غیرِ جلوۂ گل، رہگذر میں خاک نہیں	ص۱۸۳
غیرِ شیشہ:	نظرے سوئے کہستاں، نہیں غیرِ شیشہ ساماں	جو گداز دل ہو مطلب تو چمن ہے سنگ جانی	ص۹
غیرِ گل:	دل سے اُٹھا لطفِ جلوہ ہائے معانی	غیرِ گل، آئینۂ بہار نہیں ہے	ص۲۰۸
غیرِ یار:	ہے تصور، صافیِ قطعِ نظر از غیرِ یار	لختِ دل سے لاوے ہے شمعِ خیال آباد، گل	ص۵۲
غیرتِ[۱] اُلفت:	ہے غیرتِ اُلفت کہ اسدؔ اُس کی ادا پہ	گر دیدہ و دل صلح کریں، جنگ نکالوں	ص۶۱
غیرتِ صد آفتاب:	دیکھ اے اسدؔ بہ دیدۂ باطن کہ ظاہرا	ہر ایک ذرّہ، غیرتِ صد آفتاب ہے	ص۲۵۲

---

۱ غیرت : چار یار [مرتب]۔

غیرتِ صرصر: تو سمن شہ میں ہے وہ خوبی کہ جب تھان سے وہ غیرتِ صرصر کھلا ص۱۳۹

غیرتِ ماہ: غیر کی مرگ کا غم کس لیے اے غیرتِ ماہ! ہیں ہوس پیشہ بہت، وہ نہ ہوا، اور سہی ص۲۱۱

غیور[1]: دیکھیے: جلوۂ حسنِ غیور۔

---

[1] غیور : ایک بار [مرتب]۔

ف

فارسی[1]: دیکھیے: رشکِ فارسی

فارغ[2]: فارغ مجھے نہ جان کہ مانندِ صبح و مہر ہے داغِ عشق زینتِ جیبِ کفن ہنوز ص۱۷۱

(۲) قطرہ قطرہ، اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا خوں بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں ص۱۸۵

(۳) آرائشِ جمال سے فارغ نہیں ہنوز پیشِ نظر ہے آئنہ دائم نقاب میں ص۱۸۹

فاقہ مستی[3]: قرض کی پیتے تھے مے، لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں رنگ لاوے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن ص۱۷۹

فالِ[4] دوجہاں خوابِ پریشاں زدہ: بے تماشا نہیں جمعیتِ چشمِ بسمل مژہ، فالِ دوجہاں خوابِ پریشاں زدہ ہے ص۱۰۹

فالِ رُسوائی: دیکھتا ہوں وحشتِ شوقِ خروش آمادہ سے فالِ رُسوائی سرشکِ سر بہ صحرا دادہ ہے ص۸۹

فالِ مقصود چراغِ کشتہ: ہے دلِ افسردہ، داغِ شوخیٔ مطلب اسدؔ! شعلہ، آخر فالِ مقصودِ چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

فالِ نظر: دیکھیے: آفتِ فالِ نظر۔

فالِ ہستی: فالِ ہستی خار خار وحشتِ اندیشہ ہے شوخیٔ سوزن سے ساماں پیرہن کی فکر میں ص۹۳

فام[5]: دیکھیے: (۱) فلکِ آبگینہ فام۔ (۲) نیلی فام۔

فانوس[6]: حیرت سے ترے جلوے کی از بس کہ ہیں بیکار نور قطرۂ شبنم میں ہے [illegible] ص۲۰۹

(۲) روشن ہوئی یہ بات دمِ نزع کہ آخر فانوس [illegible]

---

[1] فارسی : ایک بار [مرکب]۔
[2] فارغ : تین بار۔
[3] فاقہ مستی : ایک بار۔
[4] فال
[5] فام
[6] فانوس

دیکھیے:(٣) خار کسوتِ فانوس۔(۴) صرفِ چاکِ پردۂ فانوس۔

فانوسِ شمع: فانوسِ شمع ہے کفنِ کشتگانِ شوق — در پردہ ہے معاملۂ سوختن ہنوز ص ۴۲

(۲) عاشق، نقابِ جلوۂ جاناں نہ چاہیے — فانوسِ شمع کو پرِ پروانہ چاہیے ص ۸۴

فائدہ[1]: (١) سمجھا ہوا ہوں عشق میں نقصاں کو فائدہ — جتنا کہ ناامید تر، اُمیدوار تر ص ۴۱

(۲) کرتے ہوئے تصورِ یار آئے بے حیا — کیا فائدہ کہ منّتِ بیگانہ کھینچیے ص ۱۰۵

(٣) زخمِ دل پر باندھیے حلوائے مغزِ استخواں — تندرستی فائدہ اور ناتوانی مفت ہے ص ۱۱۴

(۴) فائدہ کیا؟ سوچ، آخر تو بھی دانا ہے اسدؔ! — دوستی ناداں کی ہے، جی کا زیاں ہوجائے گا ص ۱۵۱

(۵) ہمارے شعر ہیں اب صرف دل لگی کے اسدؔ! — کھلا کہ فائدہ عرضِ ہنر میں خاک نہیں ص ۱۸۳

(۶) گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے — خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے ص ۲۰۵

(۷) چاکِ جگر سے جب رہِ پرسش نہ وا ہوئی — کیا فائدہ کہ جیب کو رُسوا کرے کوئی ص ۲۱۵

فائز المرام[2]: جو وہاں نہ کہہ سکا، وہ لکھا ہے حضور کو — دیں آپ میری داد کہ ہوں فائز المرام ص ۲۸۳

فتادگی[3]: فتادگی میں قدم اُستوار رکھتے ہیں — بہ رنگِ جادہ سرِ کوئے یار رکھتے ہیں ص ۹۳

فتادہ[4]: دیکھیے: دایہ فتادہ۔

فتادہ خاطر: ہے سنگِ ظلمِ چرخ سے بے خانے میں اسدؔ! — صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل ص ۵۱

فتح[5]: اہلِ ہوس کی فتح ہے ترکِ نبردِ عشق — جو پانو اُٹھ گئے، وہی اُن کے علم ہوئے ص ۲۲۷

فتح الباب[6]: (١) کھول کر دروازۂ مے خانہ بولا مے فروش — اب شکستِ توبۂ مے خواروں کو فتح الباب ہے ص ۳۰۴

(۲) دیکھیے: اندازِ فتح الباب۔

فتح و ظفر: سپہ کشیم ہوں، لازم ہے میرا نام نہ لے — جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے ص ۱۲۸

فتراک[7]: (١) تو مجھے بھول گیا ہو تو پتا بتلادوں — کبھی فتراک میں تیرے کوئی نخچیر بھی تھا؟ ص ۱۵۸

(۲)،(٣) دیکھیے: حلقۂ فتراک [دو بار]۔

---

[1] فائدہ : سات بار۔
[2] فائز المرام : ایک بار۔
[3] فتادگی : ایک بار۔
[4] فتادہ : دو بار [مرکب]۔
[5] فتح : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
[6] فتح الباب : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
[7] فتراک : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

فتراکِ بیتابی: ہے کمندِ موجِ گل فتراکِ بیتابی اسدؔ | رنگ، یعنی بو سے سوار توسنِ چالاک ہے ص ١٠٧

فتراکِ بےخودی: دیکھیے: حلقۂ فتراکِ بےخودی۔

فتراکِ دماغِ دل ہا: دیکھیے: آئینۂ فتراکِ دماغِ دل ہا۔

فتنوں: وہ آویں گے مرے گھر، وعدہ کیسا، دیکھنا غالبؔ | نئے فتنوں میں اب چرخِ کہن کی آزمائش ہے ص ٢٢٥

فتنہ[1]: (١) وصل میں دل انتظارِ طرفہ رکھتا ہے، مگر | فتنہ تاراجِ تمنّا کے لیے درکار ہے ص ٨٣

(٢) نگاہِ ناز نے جب عرضِ تکلیفِ شرارت کی | دیا ابرو کو چھیڑا اور اُس نے فتنے کو اشارت کی ص ٩٧

(٣) نام کا میرے ہے، جو دُکھ کہ کسی کو نہ ملا | کام میں میرے ہے، جو فتنہ کہ برپا نہ ہوا ص ١٩٣

(٤) یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے؟ | ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو ص ٢٠٠

(٥) ترے سرو قامت سے یک قدِ آدم | قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں ص ١٧٩

دیکھیے ـــــ: (٦) چمنِ فتنہ۔ (٧) حشرِ دو عالم فتنہ۔ (٨) عرقِ فتنہ۔

فتنہ انتظار: دیکھیے: اسدِ فتنہ انتظار۔

فتنہ پرور: دل سوزِ جنوں سے جلوہ منظر ہے آج | نیرنگِ زمانہ فتنہ پرور ہے آج ص ١١٨

فتنہ خرام: ہنوز اے اثرِ دیدہ ننگِ رُسوائی! | نگاہ فتنہ خرام و درِ دو عالم باز ص ٤٣

فتنہ خو: (١) اُس فتنہ خو کے در سے اب اُٹھتے نہیں اسدؔ | اس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو ص ١٩٣

(٢) نشّے میں گم کردہ رہ آیا وہ مستِ فتنہ خو | آج رنگِ رفتہ، دورِ گردشِ ساغر ہوا ص ٢٠

فتنہ سرانجام: گریۂ طوفاں رکاب، نالۂ محشر عناں | بے سروساماں اسدؔ فتنہ سر انجام ہے ص ٩٩

فتنہ قامت: شورِ حشر اُس فتنہ قامت کے حضور | سایہ آسا ہوگیا ہے پایمال ص ٥١

فتنہ و فساد: کبھی جو یاد بھی آتا ہوں میں، تو کہتے ہیں | کہ آج بزم میں کچھ فتنہ و فساد نہیں ١٩٣

فتنۂ ایّام: شوخیِ چشمِ حبیب فتنۂ ایّام ہے | قسمتِ بختِ رقیب گردشِ صد جام ہے ص ٩٩

فتنۂ بیدار: بوئے گل فتنۂ بیدار و چمن جامۂ خواب | وصل ہر رنگ جنوں کسوتِ رسوائی ہے ص ١٠٣

---

[1] فتنہ : بائیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: سترہ بار]۔ فتنوں : ایک بار۔

فتنۂ خوابیدہ: جوشِ تکلیفِ تماشا محشرستانِ نگاہ — فتنۂ خوابیدہ کو آئینہ مشتِ آب تھا ص۱۵

فتنۂ شورِ قیامت: جلوہ زارِ آتشِ دوزخ ہمارا دل سہی — فتنۂ شورِ قیامت کس کی آب و گِل میں ہے ص۲۳۲

فتنۂ طاقت رُبا: یہ قاتل وعدۂ صبر آزما کیوں؟ — یہ کافر فتنۂ طاقت رُبا کیا! ص۱۵۸

فتنۂ محشر: دیکھیے: معتقدِ فتنۂ محشر

فتوائے یقیں[1]: جاں پناہا! دل و جاں فیض رسانا! شاہا! — وصیِ ختمِ رُسُل تو ہے بہ فتوائے یقیں ص۱۳۲

فتیلہ[2]: یک ذرۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا — یہاں جادہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا ص۱۳۹

فخر[3]: تو سکندر ہے، مرا فخر ہے ملنا تیرا — گو شرف خضر کی بھی مجھ کو ملاقات سے ہے ص۱۲۸

فخرِ دیں: فخرِ دیں عزِّ شان و جاہ و جلال — زینتِ طینت و جمالِ کمال ص۱۳۱

فخرِ سلیماں: آصف کو سلیماں کی وزارت سے شرف تھا — ہے فخرِ سلیماں جو کرے تیری وزارت ص۱۲۷

فدا[4]: (۱) وہ آرہا مرے ہمسائے میں، تو سائے سے — ہوئے فدا در و دیوار پہ در و دیوار ص۱۶۷

(۲) دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر فدا — ایک محبِّ چاریار، عاشقِ ہشت و چار ایک ص۲۹۷

فر[5]: دیکھیے: سرود و مہرِ فر۔

فرِّ فروغ: جو کہ بخشے گا تجھ کو فرِّ فروغ — کیا نہ دے گا مجھے مے گل فام؟ ص۱۳۶

فراز[6]: دیکھیے: نشیب و فراز۔

فرازگاہِ عبرت: بہ فرازگاہِ عبرت چہ بہار و کو تماشا؟ — کہ نگاہ ہے سیہ پوش بہ عزائے زندگانی ص۹

فرازِ مسندِ عیش و طرب: ہزار شکر کہ سید غلام بابا نے — فرازِ مسندِ عیش و طرب جگہ پائی ص۲۶۳

فراغ[7]: (۱) سو بار بندِ عشق سے آزاد ہم ہوئے — پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا ص۱۵۰

(۲) دیکھیے: لذّتِ فراغ۔

---

[1] فتوا : ایک بار [مرکب]۔
[2] فتیلہ : ایک بار۔
[3] فخر : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔
[4] فدا : دو بار۔
[5] فر : دو بار [مرکب]۔
[6] فراز : دو بار [مرکب]۔
فرازگاہ : ایک بار [مرکب]۔
[7] فراغ : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔

فراغت[1]: (۱) ہے یاس میں اسدؔ کو ساقی سے بھی فراغت — دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی — ص۷۵

(۲) کیا کہوں بیماریِ غم کی فراغت کا بیاں — جو کہ کھایا خونِ دل، بے منتِ کیموس تھا — ص۱۵۴

(۳) فراغت کس قدر رہتی مجھے تشویشِ مرہم سے! — بہم گر صلح کرتے پارہ ہاے دل نمک داں پر — ص۱۶۷

(۴) دیکھیے: بسترِ تمہیدِ فراغت۔

فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل: فضاے خندۂ گل تنگ و ذوقِ عیش بے پروا — فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل پسند آیا — ص۱۲

فراق[2]: وہ فراق اور وہ وصال کہاں! — وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں! — ص۱۸۲

دیکھیے ــــــ: (۲) زخمِ فراق۔ (۳) شامِ فراق۔ (۴)، (۵) شبِ فراق [دوبار]۔ (۶) غمِ فراق۔

فراقِ رفتہ یاراں: بہ فراقِ رفتہ یاراں خط و حرف، مو پریشاں — دلِ غافل از حقیقت ہمہ ذوقِ قصہ خوانی — ص۹

فراقِ شعلہ رویاں: دیکھیے: شب ہاے تاریکِ فراقِ شعلہ رویاں۔

فراقِ صحبتِ شب: دیکھیے: داغِ فراقِ صحبتِ شب۔

فراقِ یار: دیکھیے: شامِ فراقِ یار۔

فراش[3]: (۱) روتا ہوں بس کہ در ہوسِ آرمیدگی — جوں گوہر، اشک کو ہے فراش چکیدگی — ص۴۵۳

(۲) دیکھیے: خوابِ فراش۔

فراموشیِ سوداے دوعالم[4]: دیکھیے: طاقِ فراموشیِ سوداے دوعالم۔

فراوانی[5]: تا مجھے پہنچائے کاہش، بختِ بد ہے گھات میں — ہاں فراوانی اگر کچھ ہے تو ہے آفات میں — ص۲۹۰

فراہم[6]: (۱) پھر حلقۂ کاکل میں پڑیں دید کی راہیں — جوں دود فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں — ص۵۹

(۲) بہ نالہ حاصلِ دل بستگی فراہم کر — متاعِ خانۂ زنجیر جز صدا معلوم! — ص۱۷۷

(۳) مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر — کرے قفس میں فراہم خس، آشیاں کے لیے — ص۲۳۶

---

[1] فراغت : چار بار [مفرد: تین بار، مرکب: ایک بار]۔
فراغت گاہ : ایک بار [مرکب]۔
[2] فراق : دس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: نو بار]۔
[3] فراش : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
[4] فراموشی : ایک بار [مرکب]۔
[5] فراوانی : ایک بار۔
[6] فراہم : پانچ بار۔

(۴) سات اقلیم کا حاصل جو فراہم کیجے — تو وہ لشکر کا ترے نعل بہا ہوتا ہے ص۲۲۱

(۵) سات دریا کے فراہم کیے ہوں گے موتی — تب بنا ہوگا اِس انداز کا گز بھر سہرا ص۲۸۷

فرجام[۱]: دیکھیے: فرخی فرجام۔

فرخندہ[۲]: ہوئی ہے ایسے ہی فرخندہ سال میں غالبؔ — نہ کیوں ہو مادّۂ سالِ عیسوی 'محفوظ' ص۱۲۹

فرخی[۳] آئین: دیکھیے: سالِ فرخی آئین۔

فرخی فرجام: اے ترا لطف: زندگی افزا — اے ترا عہد: فرخی فرجام ص۱۳۷

فرد[۴](۱): کوئی آگاہ نہیں باطنِ ہمدگر سے — ہے ہر اک فرد جہاں میں ورقِ ناخواندہ ص۱۷

فرد[۵](۲): وہ فرد جس میں نام ہے میرا غلط لکھا — جب یاد آگئی ہے، کلیجا لیا ہے تھام ص۲۸۲

فردِ آئینہ: فردِ آئینہ میں بخشیں شکنِ خندۂ گل — دلِ آزردہ پسند آئنہ رُخساروں کا ص۲۸

فردِ سادہ: تیزِ زشتی و نیکی میں لاکھ باتیں ہیں — بہ عکسِ آئنہ یک فردِ سادہ رکھتے ہیں ص۶۰

فردِ جمع وخرجِ زباں ہائے لال: کس کو سناؤں حسرتِ اظہار کا گلہ؟ — دل فردِ جمع و خرجِ زباں ہائے لال ہے ص۵۶

فردِ صدا: وہ رازِ نالہ ہوں کہ بہ شرحِ نگاہِ عجز — افشاں، غبارِ سرمہ سے فردِ صدا کروں ص۵۶

فردِ نسبِ نامۂ نیرنگ: دیکھیے: یک فردِ نسب نامۂ نیرنگ۔

فردفرد[۶]: تالیفِ نسخہ ہائے وفا کر رہا تھا میں — مجموعۂ خیال ابھی فرد فرد تھا ص۱۵۳

فردا[۷]: ہے طلسمِ دہر میں صد حشرِ پاداشِ عمل — آگہی غافل! کہ ایک امروز بے فردا نہیں ص۶۵

فرداودی: فرداودی کا تفرقہ یک بار مٹ گیا — کل تم گئے کہ ہم پہ قیامت گزر گئی ص۲۳۳

فردوس[۸]: (۱) اسدؔ! بندِ قبائے یار ہے فردوس کا غنچہ — اگر وا ہو تو دکھلادوں کہ یک عالم گلستاں ہے ص۸۱

(۲) کیوں نہ فردوس میں دوزخ کو ملالیں یارب! — سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اور سہی ص۳۱۱

---

۱ فرجام : ایک بار [مرکب]۔

۲ فرخندہ : ایک بار۔

۳ فرخی : دو بار [مرکب]۔

۴ فرد(۱) : ایک بار [مرکب]۔

۵ فرد(۲) : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

۶ فردفرد : ایک بار۔

۷ فردا : دو بار۔

۸ فردوس : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکب: تین بار]۔

فردوسِ بریں: دیکھیے ــــــ: (۱) آرائشِ فردوسِ بریں۔ (۲) گلِ وسُنبلِ فردوسِ بریں۔

فردوسِ گوش: لطفِ خرامِ ساقی و ذوقِ صدائے چنگ — یہ جنتِ نگاہ، وہ فردوسِ گوش ہے — ص۲۳۰

فرزند[1]: خدا نے اُس کو دیا ایک خوب رو فرزند — ستارہ جیسے چمکتا ہوا بہ پہلوے ماہ — ص۲۷۷

فرزیں[2]: بس کہ بخشی ہے فوج کو عزت — فوج کا ہر پیادہ، ہے فرزیں — ص۲۸۱

فرسنگ[3]: گر ہو بلدِ شوق مری خاک کو وحشت — صحرا کو بھی گھر سے کئی فرسنگ نکالوں — ص۶۰

فرسود: دیکھیے ــــــ: (۱) داغِ شعلہ فرسود۔ (۲) دستِ فرسودِ ہوس۔

فرسودنِ[4] طلب: پیدا ہوئے ہیں ہم الم آبادِ جہاں میں — فرسودنِ پائے طلب و دستِ ہوس کو — ص۳۵۰

فرسودہ[5]: دیکھیے: نوکِ خامۂ فرسودہ۔

فرسودۂ پروازِ شوق: خاکِ عاشق بس کہ ہے فرسودۂ پروازِ شوق — جادۂ ہر دشت تارِ دامنِ قاتل ہوا — ص۲۲۵

فرش[6]: فرش اِس دشتِ تمنا میں نہ ہوتا گر عدل — گرمیِ شعلۂ رفتار سے جلتے خس و خار — ص۵

(۲) لے زمیں سے آسماں تک فرش تھیں بیتابیاں — شوخیِ بارش سے مہ، فوّارۂ سیماب تھا — ص۱۵

(۳) فرش سے تا عرش وحاں طوفاں تھا موجِ رنگ کا — یھاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا — ص۱۲۵

(۴) شبِ فراق میں یہ حال ہے اذیت کا — کہ سانپ فرش ہے اور سانپ کا ہے مَن، تکیہ — ص۳۰۳

(۵) فرو پیچیدنی ہے فرشِ بزمِ عیش گستر کا — دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دَورِ ساغر کا — ص۳۳۲

(۶) دیکھیے: گوہر آگیں فرش۔

فرشِ بزم: دیکھیے: پامالِ حسرت ہاے فرشِ بزم گستردن۔

فرشِ پا انداز: دستگاہِ دیدۂ خوں بار مجنوں دیکھنا! — یک بیاباں جلوۂ گل فرشِ پا انداز ہے — ص۲۲۷

فرشِ خواب: ناتوانی نے نہ چھوڑا بس کہ بیش از عکسِ جسم — مُنفعتِ واگستردنی ہے فرشِ خواب آئینے پر — ص۲۲۷

---

۱ فرزند : ایک بار۔
۲ فرزیں : ایک بار۔
۳ فرسنگ : ایک بار۔
۴ فرسودن : ایک بار [مرکّب]۔
فرسود : دو بار [مرکّب]۔
۵ فرسودہ : دو بار [مرکّب]۔
۶ فرش : سترہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: بارہ بار]۔

فرشِ راہ:	حضرتِ ناصح گر آویں، دیدہ و دل فرشِ راہ	کوئی مجھ کو یہ تو سمجھا دو کہ سمجھاویں گے کیا؟	ص۱۵۵
فرشِ رہ:	مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر	بہ پائے خفتہ سیرِ وادیِ پُر خار بستر ہے	ص۸۵
فرشِ رہِ ناز:	ہر غنچہ استدا بارگہِ شوکتِ گل ہے	دل فرشِ رہِ ناز ہے بیدلؔ اگر آوے	ص۱۱۳
فرشِ شش جہتِ انتظار:	کس کا سُراغ جلوہ ہے حیرت کو اے خدا!	آئینہ، فرشِ شش جہتِ انتظار ہے	ص۲۱۷
فرشِ طرب:	بزمِ نظر میں بیضۂ طاؤس خلوتاں	فرشِ طرب بہ گلشنِ ناآفریدہ کھینچ	ص۳۶
فرشِ کتاں:	ہے فروغِ ماہ سے ہر موج اک تصویرِ چاک	سیل سے فرشِ کتاں کرتے ہیں تا ویرانہ ہم	ص۵۳
فرشِ مخمل:	دیکھیے: تار و پودِ فرشِ مخمل۔		
فرشِ مخمل ہا:	تماشا کردنی ہے انتظار آبادِ حیرانی	نہیں غیر از نگہ جوں نرگستاں فرشِ مخمل ہا	ص۲۳
فرشتوں:	پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق	آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا؟	ص۱۵۹
فرشتہ[1]:	دیکھیے: گستاخیِ فرشتہ۔		
فرصت[2]:	(۱) گلزار و میدان، شررستانِ رمیدن	فرصت تپش و حوصلۂ نشوونما ہیچ	ص۳۶
	(۲) فرصت، آئینۂ صد رنگ خود آرائی ہے	روز و شب، یک کفِ افسوسِ تماشائی ہے	ص۱۰۳
	(۳) فرصت آئینۂ و پروازِ عدم تا ہستی	یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ ہے	ص۱۰۹
	(۴) ابر روتا ہے کہ بزمِ طرب آمادہ کرو	برق ہنستی ہے کہ فرصت کوئی دم ہے ہم کو	ص۷۰
	(۵) دکھاؤں گا تماشا، دی اگر فرصت زمانے نے	مرا ہر داغِ دل اک تخم ہے سروِ چراغاں کا	ص۱۵۶
	(۶) تیری فرصت کے مقابل اے عمر!	برق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں	ص۱۸۱
	(۷) دل میں آ جائے ہے، ہوتی ہے جو فرصت غش سے	اور پھر کون سے نالے کو رسا کہتے ہیں؟	ص۱۸۷
	(۸) غمِ دُنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اُٹھانے کی	فلک کا دیکھنا، تقریب تیرے یاد آنے کی	ص۲۰۲
	(۹) کشاکش ہائے ہستی سے کرے کیا سعیِ آزادی	ہوئی زنجیر موجِ آب کو فرصت روانی کی	ص۲۰۶

---

[1] فرشتہ : ایک بار [مرکب]۔
فرشتوں : ایک بار۔

[2] فرصت : تینتالیس بار [مفرد: پندرہ بار، مرکب: اٹھائیس بار]۔
فرصتے : ایک بار۔

(۱۰) سر بر ہوئی نہ وعدۂ صبر آزما سے عمر — فرصت کہاں کہ تیری تمنا کرے کوئی — ص۲۱۵

(۱۱) عمر ہر چند کہ ہے برق خرام — دل کے خوں کرنے کی فرصت ہی سہی — ص۲۲۱

(۱۲) جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن — بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے — ص۲۲۶

(۱۳) تم کو بھی ہم دکھائیں کہ مجنوں نے کیا کیا — فرصت کشاکشِ غمِ پنہاں سے گر ملے — ص۲۲۷

(۱۴) نہیں بہار کو فرصت، نہ ہو، بہار تو ہے — طراوتِ چمن و خوبیِ ہوا کہیے — ص۲۲۸

(۱۵) ہوتی ہے تراویح سے فرصت کب تک؟ — سنتے ہو تراویح میں کتنا قرآں؟ — ص۳۱۳

دیکھیے ـــــ: (۱۶) تنگیِ فرصت۔ (۱۷) حسرتِ فرصت۔ (۱۸) خاکِ فرصت۔ (۱۹) شررِ فرصت۔ (۲۰) عالمِ بے سروسامانیِ فرصت۔ (۲۱) عنانِ فرصت۔ (۲۲) کفِ افسوسِ فرصت۔ (۲۳) گریباں گیرِ فرصت۔ (۲۴) محملِ پیمانۂ فرصت۔

فرصتِ آرامِ غشِ ہستی: فرصتِ آرامِ غش ہستی ہے بحرانِ عدم — ہے شکستِ رنگِ امکاں، گردشِ پہلو مجھے — ص۷۹

فرصتِ آرائشِ وصل: دیکھیے: تحیّر کدۂ فرصتِ آرائشِ وصل۔

فرصتِ ادراک: دیکھیے: حوصلۂ فرصتِ ادراک۔

فرصت جو: دیکھیے: عمرِ فرصت جو۔

فرصتِ ربطِ سروزانو: دیکھیے: جستجوے فرصتِ ربطِ سروزانو۔

فرصتِ رقصِ شرر: بزمِ وداعِ نظر، یاسِ طرب نامہ بر — فرصتِ رقصِ شرر بوسہ بہ پیغام ہے — ص۹۹

فرصتِ رنج ونشاطِ دہر: دیکھیے: وفاے فرصتِ رنج ونشاطِ دہر۔

فرصتِ رنگِ دمیدہ: دیکھیے: برق آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ۔

فرصتِ عیش وطرب: ہو تجلی برق کی صورت میں، ہے یہ بھی غضب — ہاں جیے گھٹنے کی تو ہوتی فرصتِ عیش وطرب — ص۲۹۱

فرصتِ کاروبارِ شوق: فرصتِ کاروبارِ شوق کسے! — ذوقِ نظارۂ جمال کہاں! — ص۱۸۲

فرصت گداز: جاں دادگاں کا حوصلہ فرصت گداز ہے — یہاں عرصۂ تپیدنِ بسمل نہیں رہا — ص۲۰

فرصتِ نشوونما: چشمِ نرگس میں نمک بھرتی ہے شبنم سے بہار — فرصتِ نشوونما، سازِ شکیبائی نہیں — ص۶۵

فرصتِ نشوونماے خندہ: جاے استہزا ہے عشرت کوشیِ ہستی اسدؔ! صبح و شبنم، فرصتِ نشوونماے خندہ ہے ص ۸۷

فرصتِ وصال: کس فرصتِ وصال پہ ہے گل کو عندلیب! زخمِ فراق، خندۂ بیجا کہیں جسے ص ۹۱

فرصتِ ہستی: (۱) یک نظر بیش نہیں فرصتِ ہستی غافل! گرمیِ بزم ہے اک رقصِ شرر ہوتے تک ص ۱۷۵

(۲) دیکھیے: بہارِ فرصتِ ہستی۔ (۳) فوتِ فرصتِ ہستی۔

فرصتِ یک چشم تیز: فرصتِ یک چشم حیرت شش جہت آغوش ہے ہوں سپند آسا وداعِ انجمن کی فکر میں ص ۲۲

فرصتِ یک شبستاں: نہ بخشی فرصتِ یک شبستاں جلوۂ خور نے تصور نے کیا ساماں ہزار آئینہ بندی کا ص ۲۶

فرصحے: اے شعلہ فرصحے، کہ سویداے دل سے ہوں کشتِ سپندِ صد جگر اندوختن ہنوز ص ۴۲

فرض[۱]: (۱) نہ ہووے کیونکے اُسے فرض قتلِ اہلِ وفا لہو میں ہاتھ کے بھرنے کو جو وضو جانے ص ۹۹

(۲) حجرالاسود دیوارِ حرم کیجیے فرض نافہ آہوے بیابانِ ختن کا کہیے ص ۱۳۲ [چکنی ڈلی]

(۳) بندہ پرور کے کفِ دست کو دل کیجے فرض اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیے ص ۱۳۲

(۴) کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب؟ آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی ص ۲۴۳

(۵) ہر سینکڑے کو ایک گرہ فرض کریں اسکی گرہیں ہزار ہوں، بلکہ ہوا ص ۲۵۳ [سالگرہ کا ڈورا]

فرط[۲] بے خوابی: فرطِ بے خوابی سے ہیں شب ہاے ہجرِ یار میں جوں زبانِ شمع داغِ گرمیِ افسانہ ہم ص ۵۳

فرطِ رافت: یا یہ ہوگا کہ فرطِ رافت سے باغبانوں نے باغِ جنت سے
انگبیں کے، بہ حکمِ ربّ الناس بھر کے بھیجے ہیں سر بہ مہر گلاس ص ۱۳۱ [آم کے لیے]

فرطِ کشش: ہے رشتۂ جاں فرطِ کشش سے مانندِ نبضِ دستِ بریدہ ص ۲۵۹

فرطِ ناتوانی: دریغا وہ مریضِ غم! کہ فرطِ ناتوانی سے بقدرِ یک نفس جادہ بہ صد رنج و تعب کاٹے ص ۹۸

فرطِ نشۂ مے: نہیں ہے کفِ لبِ نازک پہ فرطِ نشۂ مے سے لطافت ہاے جوشِ حُسن کا سرشیر ہے پیدا ص ۳۰

فرعون[۳]: اسدؔ! یہ عجز و بے سامانیِ فرعون توأم ہے جسے تو بندگی کہتا ہے، دعویٰ ہے خدائی کا ص ۱۶

---

[۱] فرض : پانچ بار۔
[۲] فرط : پانچ بار [مرتب]۔
[۳] فرعون : ایک بار [مرتب]۔

فرق[1] (۱): (۱) سراسر تاختن کو شش جہت یک عرصہ جولاں تھا — ہوا واماندگی سے رہ رواں کی فرق منزل کا — ص ۱۸

(۲) حُسن و رعنائی میں وہمِ صد سرو گردن ہے فرق — سرو کے قامت پہ گل، یک دامنِ کوتاہ ہے — ص ۹۳

(۳) محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا — اُسی کو دیکھ کر جیتے ہیں، جس کافر پہ دم نکلے — ص ۲۵۰

(۴) ہجومِ غم سے یہاں تک سرنگونی مجھ کو حاصل ہے — کہ تارِ دامن و تارِ نظر میں فرق مشکل ہے — ص ۲۰۸

(۵) اب صاعقہ و مہر میں کچھ فرق نہیں ہے — گرتا نہیں، اِس رو سے کہو، برق نہیں ہے — ص ۲۸۳

فرقِ جنون و تمکین: دیکھیے: آئینۂ فرقِ جنون و تمکیں۔

فرقِ غم و شادی: زندانِ تحمل میں مہمانِ تغافل ہیں — بے فائدہ یاروں کو فرقِ غم و شادی ہے — ص ۱۱۵

فرق[2] (۲): پانو سے تیرے ملے فرقِ ارادات اورنگ — فرق سے تیرے کرے کسبِ سعادت اکلیل — ص ۱۳۳

فرقِ ارادت: پانو سے تیرے ملے فرقِ ارادات اورنگ — ص ۱۳۳

فرقِ تمکیں: حُسنِ مضمونِ وفا، باد بہ دستِ تسلیم — صورتِ نقشِ قدم، خاک بہ فرقِ تمکیں — ص ۱۳۳

فرقِ ستیزہ مست: جانِ وفا پرست کو، ایک شمیمِ نو بہار — فرقِ ستیزہ مست کو، ابرِ تگرگ بار ایک — ص ۲۹۷

فرقِ سرو: چمن میں کچھ نہ چھوڑا تو نے، غیر از بیضۂ قمری — عدم میں بہرِ فرقِ سرو، مشتِ خاک باقی ہے — ص ۱۰۷

فرقِ ناز: یہاں سرِ پُر شور بے خوابی سے تھا دیوار جُو — وہاں وہ فرقِ ناز محوِ بالشِ کمخواب تھا — ص ۱۳۵

فرقِ ہدہد: غرورِ دستِ رد نے شانہ توڑا فرقِ ہدہد پر — سلیمانی، ہے ننگِ بے دماغانِ خود آرائی — ص ۹۲

فرقت[3]: مجھے اب، دیکھ کر ابرِ شفق آلودہ، یاد آیا — کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر — ص ۱۶۷

دیکھیے: (۲) اندوہِ شبِ فرقت۔ (۳) تفِ فرقت۔ (۴)، (۵) شبِ فرقت [دو بار]۔ (۶) غمِ فرقت۔ (۷) جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ۔

فرمانِ[4] الٰہی: ہے نقشِ مریدی ترا: فرمانِ الٰہی — ہے داغِ غلامی ترا: توقیعِ امارت — ص ۱۲۷

فرمانِ خطِ تقدیر: گرفتاری میں، فرمانِ خطِ تقدیر ہے پیدا — کہ طوقِ قمری از ہر حلقۂ زنجیر ہے پیدا — ص ۳۰

فرماں روائے[5] حیرت آبادِ جنوں: بے خودی، فرماں روائے حیرت آبادِ جنوں — زخم دوزیِ جُرم و پیراہن دریدن منع ہے — ص ۱۱۳

---

[1] فرق (۱) : سات بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: دو بار]۔
[2] فرق (۲) : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چھے بار]۔
[3] فرقت : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چھے بار]۔
[4] فرمان (۲) : دو بار [مرکب]۔
[5] فرماں روا : تین بار [مرکب]۔

فرماں روائے کشورِ پنجاب: کرتا ہے چرخ روز بہ صد گونہ احترام — فرماں روائے کشورِ پنجاب کو سلام ص۲۸۲

فرماں روائے کشورِ ہندوستان: بیٹھا ہے جو کہ سایۂ دیوارِ یار میں — فرماں روائے کشورِ ہندوستان ہے ص۲۰۳

فرمائش[۱]: مشکل ہے ز بس کلام میرا اے دل! — سُن سُن کے اُسے سخنورانِ کامل

آساں کہنے کی کرتے ہیں فرمائش — گویم مشکل وگر نگویم مشکل ص۲۵۲

فرنگی زادہ[۲]: مدعا در پردہ، یعنی جو کہوں، باطل سمجھ — وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی ص۹۱

فرو[۳]: (۱) یک بیاباں تپشِ بال شرر سے صحرا — مغزِ کہسار میں کرتا ہے فرو نشترِ خار ص۵

(۲) بے درد، سر بہ سجدۂ اُلفت فرو نہ ہو — جوں شمع غوطہ داغ میں کھا، گر وضو نہ ہو ص۶۷

(۳) مژگاں، خلیدۂ رگِ ابرِ بہار ہے — نشتر بہ مغزِ پنبۂ مینا فرو نہ ہو ص۶۸

(۴) ہوئی ہے ناتوانی بے دماغِ شوخیِ مطلب — فرو ہوتا ہے سر سجدے میں اے دستِ دُعا! گم ہو ص۶۸

(۵) بتاؤ اُس مژہ کو دیکھ کر، کہ مجھ کو قرار — یہ نیش ہو رگِ جاں میں فرو تو کیوں کر ہو ص۱۹۸

فروپیچیدنی: فرو پیچیدنی ہے فرشِ بزمِ عیش گستر کا — دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دَورِ ساغر کا ص۳۳۳

فروختن ہا[۴]: دیکھیے: ہوسِ فروختن ہا۔

فَروَردیں[۵]: دیکھیے: ماہِ فروردیں۔

فروزاں[۶]: (۱) کہوں کیا گرم جوشی مے کشی میں شعلہ رویاں کی — کہ شمعِ خانۂ دل آتشِ مے سے فروزاں کی ص۷۶

(۲) جو بے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شامِ فراق — میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہو گئیں ص۱۹۱

(۳) دیکھیے: شوقِ رُخسارِ فروزاں۔

فُروع[۷]: نشوونما ہے اصل سے غالبؔ! فروع کو — خاموشی ہی سے نکلے ہے جو بات چاہیے ص۲۱۹

فروغ[۸]: (۱) آتش رنگِ رُخِ ہر گل کو بخشے ہے فروغ — ہے دمِ سردِ صبا سے گرمیِ بازارِ باغ ص۲۸

---

۱ فرمائش : ایک بار۔

۲ فرنگی زادہ : ایک بار۔

۳ فرو : چھے بار [مرکب: ایک بار]۔

۴ فروختن ہا : ایک بار [مرکب]۔

۵ فروردیں : ایک بار [مرکب]۔

۶ فروزاں : تین بار [مرکب: ایک بار]۔

۷ فروع : ایک بار۔

۸ فروغ : انیس بار [مفرد: دو بار، مرکب: سترہ بار]۔

(۲) سچ ہے تم آفتاب ہو، جس کے فروغ سے — دریاے نور ہے فلکِ آبگینہ فام — ص ۲۸۲

دیکھیے ــــــ: (۳) بزم پُر فروغ۔ (۴) پُر فروغ۔ (۵) کسبِ رنگِ فروغ۔

فروغ افزاے آب روے کار: سعیِ عاشق ہے فروغ افزاے آب روے کار — ہے شرارِ تیشہ بہرِ تربتِ فرہاد، گُل — ص ۵۲

فروغِ بہار: دیوانگاں کا چارہ فروغِ بہار ہے — ہے شاخِ گل میں پنجۂ خوباں بجاے گُل — ص ۵۳

فروغ پذیر: تیرے پرتو سے ہوں فروغ پذیر — کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام — ص ۳۶

فروغِ جوہرِ ایماں: فروغِ جوہرِ ایماں حُسین ابنِ علی — کہ شمعِ انجمنِ کبریا کہیں اُس کو — ص ۲۸۵

فروغِ حُسن: فروغِ حُسن سے ہوتی ہے حلِ مشکلِ عاشق — نہ نکلے شمع کے پا سے، نکالے گر نہ خار، آتش — ص ۱۶۳

(۲) فروغِ حُسن سے روشن ہے خواب گاہ تمام — جو رختِ خواب ہے پرویں، تو ہے پرن تکیہ — ص ۳۰۳

فروغِ رُخِ افروختۂ خوباں: ہے فروغِ رُخِ افروختۂ خوباں سے — شعلۂ شمع پہ افشانِ بہ خود لرزیدن — ص ۲۵۰

فروغِ شعلۂ خس: فروغِ شعلۂ خس یک نفَس ہے — ہوس کو پاسِ ناموسِ وفا کیا! — ص ۱۵۷

فروغِ شمعِ بالیں: خوشا اقبالِ رنجوری! عیادت کو تم آئے ہو — فروغِ شمعِ بالیں طالعِ بیدارِ بستر ہے — ص ۲۱۲

فروغِ شمعِ سخن: دیکھیے: حُسنِ فروغِ شمعِ سخن۔

فروغِ طالعِ خاشاک: فنا کو سونپ، گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا — فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر — ص ۱۶۸

فروغِ ماہ: ہے فروغِ ماہ سے ہر موج اک تصویرِ چاک — سیل سے فرشِ کتاں کرتے ہیں تا ویرانہ ہم — ص ۵۳

فروغِ مہ و اختر: رُخِ روشن کی دمک، گوہرِ غلطاں کی چمک — کیوں نہ دکھلاوے فروغِ مہ و اختر سہرا — ص ۲۸۷

فروغِ مے: اک نوبہارِ ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ — چہرہ فروغِ مے سے گلستاں کیے ہوئے — ص ۲۲۶

فرہاد[1]: (۱) بجنبشِ دل سے ہوئے ہیں عقدہ ہاے کار، وا — کم تریں مزدورِ سنگیں دست ہے فرہاد یہاں — ص ۵۷

(۲) تکلف برطرف فرہاد اور اتنی سبک دستی! — خیال آساں تھا، لیکن خوابِ خسرو نے گرانی کی — ص ۷۷

(۳) پیشے میں عیب نہیں، رکھیے نہ فرہاد کو نام — ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا — ص ۱۵۹

---

[1] فرہاد : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکب: چار بار]۔

(۴) ہم سخن تیشے نے فرہاد کو شیریں سے کیا — جس طرح کا کہ کسی میں ہو کمال، اچھا ہے — ص۲۳۹

دیکھیے ــــــ: (۵) کوتاہیِ فرہاد۔ (۶) دست و بازوے فرہاد۔ (۷) حیلۂ فرہاد۔ (۸) تربتِ فرہاد۔

فریاد[ا]: (۱) گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یاد گل — غنچے سے منقارِ بلبل وار ہو فریادِ گل — ص۵۲

(۲)، (۳) فریاد اسدؔ! غفلتِ رسوائیِ دل سے — کس پردے میں فریاد کی آہنگ نکالوں؟ — ص۶۰

(۴) فریاد سے پیدا ہے اسدؔ گرمیِ وحشت — تبخالۂ لب ہے جرسِ آبلۂ پا — ص۶۹

(۵) جانِ شوخ کا دل سخت ہوگا کس قدر یارب! — مری فریاد کو کہسار سازِ عجز نالی ہے — ص۷۹

(۶) سررشتۂ بیتابیِ دل در گروِ عجز — پرواز بہ خوں خفتہ و فریاد رسا ہے — ص۹۱

(۷) فریاد اسدؔ! بے نگہی ہاے بتاں سے — سچ کہتے ہیں واللہ کہ اللہ غنی ہے — ص۱۱۱

(۸) فریاد کی کوئی لے نہیں ہے — نالہ پابندِ نَے نہیں ہے — ص۲۲۸

(۹) کیوں ڈرتے ہو عشاق کی بے حوصلگی سے — یہاں تو کوئی سنتا نہیں فریاد کسو کی — ص۲۲۸

[آٹھ بار بہ طور ردیف، ص ۳۷]:

(۱۰)، (۱۱) بہ کامِ دل کریں کس طرح گمرہاں فریاد — ہوئی ہے لغزشِ پا، لکنتِ زباں، فریاد!

(۱۲) کمالِ بندگیِ گل ہے رہنِ آزادی — ز دستِ مشتِ پر و خارِ آشیاں فریاد!

(۱۳) نوازشِ نفسِ آشنا کہاں؟ ورنہ — بہ رنگِ نَے ہے نہاں در بر استخواں فریاد!

(۱۴) تغافل، آئنہ دارِ خموشیِ دل ہے — ہوئی ہے محو بہ تقریبِ امتحاں فریاد!

(۱۵) ہلاکِ بے خبری نغمۂ وجود و عدم — جہان و اہلِ جہاں سے جہاں جہاں فریاد!

(۱۶) جوابِ سنگ دلی ہاے دشمناں، ہمت — ز دستِ شیشۂ دل ہاے دوستاں فریاد!

(۱۷) ہزار آفت و یک جانِ بے نواے اسدؔ — خدا کے واسطے اے شاہِ بے کساں، فریاد!

دیکھیے ــــــ: (۱۸) آہ و فریاد۔ (۱۹) جرأتِ فریاد۔ (۲۰) جگر تشنۂ فریاد۔ (۲۱) جوشِ فریاد۔ (۲۲) جہاں جہاں فریاد۔ (۲۳) شوخیِ فریاد۔ (۲۴) طاقتِ فریاد۔ (۲۵) عرضِ دو عالم فریاد۔ (۲۶) گرمِ فریاد۔

[ا] فریاد : اکتیس بار [مفرد: سترہ بار، مرکب: چودہ بار]۔

فریادِ بے دلاں: فسردگی میں ہے فریادِ بے دلاں تجھ سے — چراغِ صبح و گلِ موسمِ خزاں تجھ سے — ص۱۱۲

فریادِ جرس: نالاں ہو اسدؔ! تو بھی سرِ راہ گزر پر — کہتے ہیں کہ تاثیر ہے فریادِ جرس کو — ص۳۵۰

فریادِ دل ہائے حزیں: وفائے دلبراں ہے اتفاقی، ورنہ اے ہمدم! — اثر فریادِ دل ہائے حزیں کا کس نے دیکھا ہے! — ص۲۲۰

فریادِ نارسا: دیکھیے: اثر کمندیِ فریادِ نارسا۔

فریاد و آہ و زاری: پھر دیا پارۂ جگر نے سوال — ایک فریاد و آہ و زاری ہے — ص۲۲۳

فریادی[1]: (۱) تیرے بیمار پہ ہیں فریادی — وہ جو کاغذ میں دوا باندھتے ہیں — ص۵۸

(۲) نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا؟ — کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا — ص۱۳۲

(۳) چنار آسا عدم سے بادلِ پُر آتش آیا ہوں — تہی آغوشیِ دستِ تمنا کا ہوں فریادی — ص۳۵۱

فریادیِ بیدادِ دلبر: نکوہش ہے سزا فریادیِ بیدادِ دلبر کی — مبادا! خندۂ دنداں نما ہو صبحِ محشر کی — ص۲۰۷

فریادیِ جوشِ ایثار: پہنچے ہے پیرہنِ کاغذِ ابری، نیساں — یہ تنک مایہ، ہے فریادیِ جوشِ ایثار — ص۴

فریب[2]: (۱) واماندگی بہانہ و دل بستگی فریب — دردِ طلب بہ آبلۂ پا نہ کھینچیے — ص۱۰۶

(۲) دیا یاروں نے بے ہوشی میں درماں کا فریب آخر — ہوا سکتے سے میں آئینۂ دستِ طبیب آخر — ص۱۰۶

(۳) گرچہ ہوں دیوانہ، پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب — آستیں میں دشنہ پنہاں، ہاتھ میں نشتر کھلا — ص۱۹۰

(۴) جو منکرِ وفا ہو، فریب اُس پہ کیا چلے — کیوں بدگماں ہوں دوست سے دشمن کے باب میں — ص۱۸۸

(۵) ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسدؔ! — عالم تمام، حلقۂ دامِ خیال ہے — ص۲۰۵

(۶) زہے کرشمہ! کہ یوں دے رکھا ہے ہم کو فریب — کہ بن کہے بھی اُنھیں سب خبر ہے، کیا کہیے — ص۲۴۷

(۷) دیکھیے: بازی خورِ فریب۔

فریبِ آرزو: اسدؔ ہے طبع مجبورِ تمنا آفرینی ہا — فغاں! بے اختیاریٔ و فریبِ آرزو خوردن — ص۲۴۹

فریبِ آشنائی: بہ فریبِ آشنائی، بہ خیالِ بے وفائی — نہ رکھ آپ سے تعلق مگر ایک بدگمانی — ص۹

فریبِ افسوں: اے تسلی! ہوسِ وعدہ فریبِ افسوں ہے — ورنہ کیا ہو نہ سکے نالہ بہ ساماں مجھ سے — ص۸۳

---

[1] فریادی : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔

[2] فریب : بیس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: چودہ بار]۔

فریبے : ایک بار۔

فریب نامہ : ایک بار۔

فریبِ تماشا: گل، غنچگی میں غرقۂ دریائے رنگ ہے — اے آگہی! فریبِ تماشا کہاں نہیں — ص۵۷

فریبِ خاطرِ آسودہ: دامِ گاہِ عجز میں سامانِ آسایش کہاں — پرفشانی بھی فریبِ خاطرِ آسودہ ہے — ص۱۰۳

فریبِ سادہ دلی: لافِ تمکیں: فریبِ سادہ دلی — ہم ہیں اور رازہائے سینہ گداز — ص۱۷۲

فریبِ شادمانی: بہ شکنجِ جستجوہا، بہ سرابِ گفتگوہا — تگ و تازِ آرزوہا بہ فریبِ شادمانی — ص۹

فریبِ صنعتِ ایجاد: فریبِ صنعتِ ایجاد کا تماشا دیکھ — نگاہ عکس فروش و خیال آئنہ ساز — ص۴۳

فریبِ طغرل و سنجر: ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے — اب فریبِ طغرل و سنجر کھلا — ص۱۳۰

فریبِ ناتوانی: کروں عذرِ ترکِ صحبت، سو کہاں وہ بے دماغی — نہ غرورِ میرزائی، نہ فریبِ ناتوانی — ص۱۰

فریب نامۂ موجِ سراب: ہستی: فریب نامۂ موجِ سراب ہے — یک عمر نازِ شوخیِ عنواں اٹھایئے — ص۴۷

فریبِ وفا خوردگاں: ہمہ ناامیدی، ہمہ بدگمانی — میں دل ہوں فریبِ وفا خوردگاں کا — ص۱۳۸

فریبِ وفائے گل: دیکھیے ہلاکِ فریبِ وفائے گل۔

فریبِ ہستی: ہاں کھائیو مت فریبِ ہستی — ہر چند کہیں کہ ہے، نہیں ہے — ص۲۲۸

فریب: بہرِ تسکینِ ہوس درکار ہے، ورنہ — بہ وہمِ زور گرہ میں باندھتے تب برق حاصل ہا — ص۴۳

فریدوں[1]: مرے شاہ سلیماں جاہ سے نسبت نہیں غالبؔ — فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو — ص۱۹۹

فریفتۂ[2] انتخابِ طرزِ جفا: اسدؔ فریفتۂ انتخابِ طرزِ جفا — وگرنہ دلبری وعدۂ وفا معلوم! — ص۵۳

فزوں[3]: فزوں کی دوستوں نے حرصِ قاتل ذوقِ کشتن میں — ہوئے ہیں بخیے ہائے زخم، جوہر تیغِ دشمن میں — ص۵۸

(۲) فزوں ہوتا ہے ہر دم جوشِ خوں باری، تماشا ہے — تنفس کرتا ہے رگ ہائے مژہ پر کام نشتر کا — ص۲۲۲

فساد[4]: دیکھیے: فتنہ و فساد۔

فساں[5]: دیکھیے: (۱) رگِ سنگِ فساں۔ (۲) سنگِ فساں۔

فسانِ تیغِ شعلہ: دیکھیے: رگِ سنگِ فسانِ تیغِ شعلہ۔

---

[1] فریدوں : ایک بار [مرتب]۔
[2] فریفتہ : ایک بار [مرتب]۔
[3] فزوں : دو بار۔
[4] فساد : ایک بار [مرتب]۔
[5] فساں : چار بار [مرتب]۔

فسانِ تیغِ نازک: فسانِ تیغِ نازک قاتلاں! سنگِ جراحت ہے — دلِ گرمِ تپش: قاصد ہے پیغامِ تسلی کا — ص ۲۶

فسانگی: دیکھیے: سازِ فسانگی۔

فسانہ[1]: مجنوں! فسونِ شعلہ خرامی، فسانہ ہے — ہے شمع جادہ داغِ نظروختن ہنوز — ص ۴۲

فسانہ خوانی: دیکھیے: تپشِ فسانہ خوانی۔

فسانہ خوانیِ شمع: کرے ہے صرف بہ ایمائے شعلہ قصّہ تمام — بہ طرزِ اہلِ فنا ہے فسانہ خوانیِ شمع — ص ۱۴۷

فسانہ گویاں: دیکھیے: جبینِ صبحِ اُمیدِ فسانہ گویاں۔

فسانۂ باد: طاقت فسانۂ باد، اندیشہ شعلہ ایجاد — اے غم ہنوز آتش! اے دل ہنوز خامی! — ص ۴۷

فسردگی: (۱) اے بالِ اضطراب! کہاں تک فسردگی؟ — یک پرزدن تپش میں ہے کارِ قفس تمام — ۴، ۵۵

(۲) جو نہ نقدِ داغِ دل کی کرے شعلہ پاسبانی — تو فسردگی نہاں ہے بہ کمینِ بے زبانی — ص ۲۰۷

(۳) فسردگی میں ہے فریادِ بے دلاں تجھ سے — چراغِ صبح و گلِ موسمِ خزاں تجھ سے — ص ۱۱۲

فسردگیِ انتظار: دیکھیے: خلوتِ فسردگیِ انتظار۔

فسردن[2]: (۱) ہم اور فسردن! اے تجلی افسوس! — تکرار روا نہیں تو تجدید سہی — ص ۲۵۲

دیکھیے ____: (۲) مجمرِ بزمِ فسردن۔ (۳) احرامِ فسردن۔

فسردہ: دیکھیے ____: (۲) دلِ فسردہ۔ (۳) قطرۂ خونِ فسردہ۔

فسردہ دل: شعر کی فکر کو اسدؔ! چاہیے ہے دل و دماغ — عذر کہ یہ فسردہ دل بے دل و بے دماغ ہے — ص ۱۱۶

فسردۂ تمکیں: جنوں فسردۂ تمکیں ہے، کاش عہدِ وفا — گدازِ حوصلہ کو پاسِ آبرو جانے — ص ۹۹

فسوں[3]: (۱) نظر راحت پہ میری، کر نہ وعدہ شب کے آنے کا — کہ میری خواب بندی کے لیے ہوگا فسوں وہ بھی — ص ۴۷

(۲) جادو ہے یار کی روشِ گفتگو اسدؔ! — یہاں جز فسوں نہیں، اگر افسانہ چاہیے — ص ۸۲

---

[1] فسانہ : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
فسانہ خوانی : دوبار [مرکب]۔
فسانہ گویاں : ایک بار [مرکب]۔
فسانگی : ایک بار [مرکب]۔

[2] فسردن : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دوبار]۔

فسردگی : چار بار [مفرد: تین بار، مرکب: ایک بار]۔
فسردہ : چار بار [مرکب]۔

[3] فسوں : گیارہ بار [مفرد: دوبار، مرکب: نوبار]۔
فسوں گر : ایک بار [مرکب]۔

فسونِ خواب: شب کہ ذوقِ گفتگو سے تیری دل بیتاب تھا — شوخیِ وحشت سے افسانہ، فسونِ خواب تھا ص ۱۵

فسونِ دانائی: دیکھیے: حرزِ فسونِ دانائی۔

فسونِ دعویِ طاقت شکستن ہا: نزاکت، ہے فسونِ دعویِ طاقت شکستن ہا — شرارِ سنگ، اندازِ چراغ از چشم جستن ہا ص ۴۲

فسونِ شعلہ خرامی: مجنوں! فسونِ شعلہ خرامی فسانہ ہے — ہے شمع جادہ داغِ نظر و تختن ہنوز ص ۴۲

فسونگر: دیکھیے: چشمِ فسونگر۔

فسونِ نگہِ ناز: میں ہوں اور حیرتِ جاوید، مگر ذوقِ خیال — بہ فسونِ نگہِ ناز ستاتا ہے مجھے ص ۸۸

فسونِ نیاز: حریفِ مطلبِ مشکل نہیں فسونِ نیاز — دعا قبول ہو یارب کہ عمرِ خضر دراز! ص ۱۷۱

فسونِ وعدہ: شب کو باندھا خواب میں آنے کا قاتل نے جناح — وہ فسونِ وعدہ میرے واسطے افسانہ تھا ص ۲۵

فسونِ ہوسِ گل: دیکھیے: عرضِ فسونِ ہوسِ گل۔

فسونِ یک دلی: فسونِ یک دلی ہے لذتِ بیدادِ دشمن پر — کہ وجدِ برق جوں پروانہ بال افشاں ہے خرمن پر ص ۴۱

فشار[1]: (۱) رونے نے طاقت اتنی نہ چھوڑی کہ ایک بار — مژگاں کو دوں فشار پئے امتحانِ اشک ص ۵۰

(۲) مستیِ ابر سے گلچینِ طرب ہے حسرت — کہ اس آغوش میں ممکن ہے دو عالم کا فشار ص ۱۳۲

فشارِ تنگیِ خلوت: فشارِ تنگیِ خلوت سے بنتی ہے شبنم — صبا جو غنچے کے پردے میں جا نکلتی ہے ص ۲۱۸

فشارِ دلِ خونیں: کیفیتِ دیگر ہے فشارِ دلِ خونیں — یک غنچے سے صد خُم مئے گل رنگ نکالوں ص ۹۰

فشارِ صحرا: یک گام بے خودی سے لوٹیں بہارِ صحرا — آغوشِ نقشِ پا میں کیجیے فشارِ صحرا ص ۲۶

فشارِ ضعف: ہو فشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود! — قد کے جھکنے کی بھی گنجائش مرے تن میں نہیں ص ۱۸۵

فصاد[2]: دیکھیے: نشترِ فصاد۔

فصل[3]: (۱) سمجھ اس فصل میں کوتاہیِ نشو و نما غالبؔ! — اگر گل سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہو جاوے ص ۲۱۳

دیکھیے ———: (۲) بے تکلف فصل۔ (۳) طوفانیِ کیفیتِ فصل۔

---

[1] فشار : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔
[2] فصاد : ایک بار [مرکب]۔
[3] فصل : پندرہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چودہ بار]۔

فصلِ بہار: دیکھیے: طوفانِ آمد آمدِ فصلِ بہار۔

فصلِ بہاری: دیکھیے ـــــ: (۱) جوششِ فصلِ بہاری۔ (۲) نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری۔

فصلِ خزانِ چمنستانِ سخن: بس کہ تھی فصلِ خزانِ چمنستانِ سخن — رنگِ شہرت نہ دیا تازہ خیالی نے مجھے — ص ۳۲۰

فصلِ رنگ: زبس آتش نے فصلِ رنگ میں رنگِ دگر پایا — چراغِ گل سے ڈھونڈھے ہے چمن میں شمعِ خار اپنا — ص ۱۵

فصلِ گل: (۱) بہ وقتِ کعبہ جوئی ہا جرس کرتا ہے ناقوسی — کہ صحرا فصلِ گل میں رشک ہے بت خانۂ چیں کا — ص ۲۸

(۲) ہے نزاکت بس کہ فصلِ گل میں معمارِ چمن — قالبِ گل میں ڈھلی ہے خشتِ دیوارِ چمن — ص ۵۹

(۳) فصلِ گل میں دیدۂ خونیں نگاہانِ جنوں — دولتِ نظارۂ گل سے شفق سرمایہ ہے — ص ۱۰۳

(۴) خزاں کیا، فصلِ گل کہتے ہیں کس کو، کوئی موسم ہو — وہی ہم ہیں، قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے — ص ۲۲۰

(۵) وفا مقابل و دعوائے عشق بے بنیاد — جنونِ ساختہ و فصلِ گل قیامت ہے! — ص ۲۱۳

(۶) دیکھیے: موقوفِ فصلِ گل۔

فصلِ لالہ کاری: دیکھیے: آمدِ فصلِ لالہ کاری۔

فضا[1]: (۱) بقدرِ حوصلۂ عشق جلوہ ریزی ہے — وگرنہ خانۂ آئینہ کی فضا معلوم! — ص ۵۳

(۲) گر یاس سر نہ کھینچے، تنگی عجب فضا ہے — وسعت گہِ تمنا، یک بام و صد ہوا ہے — ص ۹۳

(۳) کیوں نہ فردوس میں دوزخ کو ملا لیں یارب! — سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اور سہی — ص ۳۱۱

(۴) دیکھیے: سینۂ توحید فضا۔

فضائے حیرت آبادِ تمنا: مری ہستی، فضائے حیرت آبادِ تمنا ہے — جسے کہتے ہیں نالہ، وہ اسی عالم کا عنقا ہے — ص ۲۲۱

فضائے خندہ: دیکھیے: یک فضائے خندہ۔

فضائے خندۂ گل: فضائے خندۂ گل تنگ و ذوقِ عیش بے پروا — فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل پسند آیا — ص ۱۲

فضائے زمانہ: عرضِ سرشک پر ہے فضائے زمانہ تنگ — صحرا کہاں کہ دعوتِ دریا کرے کوئی — ص ۸۸

فضائے سینۂ دردِ امتحاں: ہر داغِ تازہ یک دلِ داغ انتظار ہے — عرضِ فضائے سینۂ دردِ امتحاں نہ پوچھ — ص ۷۰

---

[1] فضا : نو بار [مفرد: تین بار، مرکب: چھے بار]۔

فضائلِ[۱] علم و ہنر: اُسے فضائلِ علم و ہنر کی افزائش   ہوئی ہے مبدعِ عالم سے اس قدر انعام   ص۲۶۳

فضل[۲]: دیکھیے: حوصلۂ فضل۔

فضول[۳]: دیکھیے: شوقِ فضول۔

فضولی: شوقِ سامانِ فضولی ہے، وگرنہ غالبؔ   ہم میں سرمایۂ ایجادِ تمنا کب تھا   ص۴۴

فطرت[۴]: دیکھیے ـــــ: (۱) اربابِ فطرت۔ (۲) پست فطرت۔

فطرتِ بیدلؔ: دیکھیے: حسنِ فطرتِ بیدلؔ۔

فطرتِ وسواس قریں: نقشِ 'لاحول' لکھ اے خامۂ ہذیاں تحریر!   'یاعلی' عرض کر اے فطرتِ وسواس قریں!   ص۱۳۲

فعالِ[۵] مایرید: بس کہ فعالِ مایرید ہے آج   ہر سلحشور انگلستاں کا   ص۲۶۰

فعل[۶]: جس کا ہر فعل: صورتِ اعجاز   جس کا ہر قول: معنیِ الہام   ص۱۳۷

فغاں[۷]: (۱) فغاں! کہ بہرِ شفائے حصولِ ناشدنی   دماغ، نازکشِ منتِ طبیباں ہے   ص۱۰۲

(۲) تم وہ نازک کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو   ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو   ص۱۹۵

(۳) اے زمزمۂ قُم! لبِ عیسیٰ پہ فغاں ہو   اے ماتمیانِ شہِ مظلوم کہاں ہو!   ص۲۸۳

(۴) اسدؔ! ہے طبع مجبورِ تمنا آفرینی ہا   فغاں! بے اختیاری و فریبِ آرزو خوردن   ص۳۳۹

دیکھیے ـــــ: (۵) آہ و فغاں۔ (۶) رنگینیِ فغاں۔ (۷) طاقتِ ضبطِ فغاں۔ (۸) نواساز فغاں۔ (۹) نوا سنجِ فغاں۔ (۱۰) ہجومِ ضبطِ فغاں۔ (۱۱) ہر فغاں۔

فغانِ دل: اسدؔ! تا کے طبیعت طاقتِ ضبطِ الم لاوے!   فغانِ دل بہ پہلو، نالۂ بیمار بدخو ہے   ص۹۸

فغان و آہ: فغان و آہ سے حاصل بجز دردِ سرِ یاراں   خوشا اے غفلت آگاہاں! نفس دزدیدن و مُردن   ص۳۳۹

فغفور[۸]: زندگانی پہ اعتماد غلط   ہے کہاں قیصر اور کہاں فغفور؟   ص۴۲

---

۱ فضائل : ایک بار [مرکب]۔
۲ فضل : ایک بار [مرکب]۔
۳ فضول : ایک بار [مرکب]۔
فضولی : ایک بار۔
۴ فطرت : چار بار [مرکب]۔
۵ فعال : ایک بار [مرکب]۔
۶ فعل : ایک بار [مرکب]۔
۷ فغاں : تیرہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: نو بار]۔
۸ فغفور : ایک بار۔

فقر[1]: دیکھیے: دستگاہِ فقر۔

فقروں[2]: اُس کے فقروں میں کون آتا ہے؟ | کیا کہیں کیا وہ راگ گاتا ہے! ص ۲۶۷

فقط[3]: (۱) اور تو رکھنے کو ہم دہر میں کیا رکھتے تھے | فقط اک شعر میں اندازِ رسا رکھتے تھے ص ۳۰۵

(۲) فقط گوشت، سو بھیڑ کا، ریشے دار | کہو، اُس کو کیا کھا کے ہم حظ اُٹھائیں ص ۲۶۳

(۳) فقط ہزار برس پر کچھ انحصار نہیں | کئی ہزار برس، بلکہ بے شمار برس ص ۲۶۳

(۴) قضا نے تھا مجھے چاہا خرابِ بادۂ اُلفت | فقط 'خراب' لکھا، بس نہ چل سکا قلم آگے ص ۲۲۷

(۵) آج یک شنبے کا دن ہے، آؤ گے؟ | یا فقط رستا ہمیں جتلاؤ گے ص ۳۱۲

فقیرِ[4] آفت رسیدہ: یارو! اسدؔ کا نام و نشاں کیا؟ | بے دل، فقیرِ آفت رسیدہ ص ۳۵۱

فقیرِ غالبِ مسکیں: ہم اور تم فلکِ پیر جس کو کہتے ہیں | فقیرِ غالبِ مسکیں کا ہے کہن تکیہ ص ۳۰۳

فقیرِ مسکیں: نہ پوچھ کچھ سر و سامان و کاروبار اسدؔ | جنوں معاملہ، بے دل، فقیرِ مسکیں ہے ص ۳۵۳

فقیروں: (۱) کب فقیروں کو رسائی بتِ مے خوار کے پاس | تُونبے بو دیجیے مے خانے کی دیوار کے پاس ص ۴۶

(۲) پہلو تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسدؔ! | دل وقفِ درد رکھ کہ فقیروں کا مال ہے ص ۷۵

(۳) بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ! | تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں ص ۱۷۹

فقیری: اسد کو بوریے میں دھر کے پھونکا موجِ ہستی نے | فقیری میں بھی باقی ہے شرارت نوجوانی کی ص ۷۷

فکر[5]: (۱) کس قدر فکر کو ہے نالِ قلم، موئے دماغ | کہ ہوا خوں نگہِ شوق میں نقشِ تمکیں ص ۸

(۲) اُس کی شوخی سے، بہ حیرت کدۂ نقشِ خیال | فکر کو حوصلۂ فرصتِ ادراک نہیں ص ۹۴ [گھوڑے کے لیے]

[آٹھ بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص ۶۲]:

(۳)، (۴) مرگِ شیریں ہوگئی تھی کوہکن کی فکر میں | تھا حریرِ سنگ سے قطعِ کفن کی فکر میں۔

---

۱ فقر : ایک بار [مرکب]۔

۲ فقروں : ایک بار۔

۳ فقط : پانچ بار۔

۴ فقیر : تین بار [مرکب]۔

فقیروں : تین بار۔

فقیری : ایک بار۔

۵ فکر : چوالیس بار [مفرد: پندرہ بار، مرکب: انتیس بار]۔

(۵) فرصتِ یک چشم حیرت، شش جہت آغوش ہے — ہوں سپند آسا وداعِ انجمن کی فکر میں

(۶) وہ غریبِ وحشت آبادِ تسلی ہوں، جسے — کوچہ دے ہے زخمِ دل صبحِ وطن کی فکر میں

(۷) سایۂ گل داغ و جوشِ نکہتِ گل موجِ دود — رنگ کی گرمی، ہے تاراجِ چمن کی فکر میں

(۸) فالِ ہستی، خار خارِ وحشتِ اندیشہ ہے — شوخیِ سوزن ہے ساماں پیرہن کی فکر میں

(۹) غفلتِ دیوانہ جز تمہیدِ آگاہی نہیں — مغزِ سر، خوابِ پریشاں ہے سخن کی فکر میں

(۱۰) مجھ میں اور مجنوں میں وحشت، سازِ دعویٰ ہے اسدؔ! — برگ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں

(۱۱) ہوں ہیولائے دو عالم صورتِ تقریر اسدؔ! — فکر نے سونپی خموشی کی گریبانی مجھے — ص ۸۶

(۱۲) شعر کی فکر کو اسدؔ! چاہیے ہے دل و دماغ — وائے! کہ یہ فسردہ دل بے دل و بے دماغ ہے — ص ۱۱۹

(۱۳) فکر اچھی، پر ستائش ناتمام — عجزِ اعجازِ ستائش گر کھلا — ص ۱۳۱

(۱۴) فکر میری: گہر اندوزِ اشاراتِ کثیر — کلک میری: رقم آموزِ عباراتِ قلیل — ص ۱۴۳

(۱۵) ہمارے ذہن میں اس فکر کا ہے نام وصال — کہ گر نہ ہو تو کہاں جائیں، ہو تو کیوں کر ہو — ص ۱۹۷

دیکھیے:—(۱۶) جوہرِ فکر۔ (۱۷) دور اُفتادۂ چمنِ فکر۔ (۱۸) زانوئے فکر۔ (۱۹) سرتاسرِ فکر۔ (۲۰) کارگاہِ فکر۔ (۲۱) کمالِ فکر۔ (۲۲) نفسِ پیچیدنِ فکر۔ (۲۳) ہجومِ فکر۔

فکرِ اختراعِ جلوہ: دیکھیے: زانوئے فکرِ اختراعِ جلوہ۔

فکرِ اسدؔ: دیکھیے: پیروِ فکرِ اسدؔ۔

فکرِ پرواز: فکرِ پروازِ جنوں ہے، سببِ ضبط نہ پوچھ — اشک جوں بیضہ، مژہ سے تہِ پر پنہاں ہے — ص ۱۰۹

فکرِ تاریخِ سال: فکرِ تاریخِ سال میں مجھ کو — ایک صورت نئی نظر آئی — ص ۲۶۲

فکرِ تعمیرِ خرابی ہائے دل: کرے گر فکرِ تعمیرِ خرابی ہائے دل گردوں — نہ نکلے خشت مثلِ استخواں بیروں ز قالب ہا — ص ۲۳

فکرِ حیرت رم: بہ فکرِ حیرت رم آئنہ پرداز زانو ہے — کہ مشکِ نافہ، تمثالِ سوادِ چشمِ آہو ہے — ص ۹۸

فکرِ دنیا: فکرِ دنیا میں سر کھپاتا ہوں — میں کہاں اور یہ وبال کہاں! — ص ۱۸۳

فکرِ سخن: فکرِ سخن بہانۂ پردازِ خامشی — دودِ چراغ، سرمۂ آواز ہے مجھے — ص ۹۷

(۲) فکرِ سخن: یک انشا زندانیِ خموشی — دودِ چراغ: گویا زنجیرِ بے صدا ہے — ص۹۳

(۳) ہم زباں آیا نظر فکرِ سخن میں تو مجھے — مردمک ہے طوطیِ آئینۂ زانو مجھے — ص۷۸

(۴) رکھ فکرِ سخن میں تو معذور مجھے غالبؔ! — یہاں زورقِ خودداریِ طوفانیِ معنی ہے — ص۱۱۵

دیکھیے ——— :(۵) حیرتِ فکرِ سخن۔ (۶) سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن۔ (۷) نشۂ فکرِ سخن۔

فکرِ سخن سوے دماغ: جوہرِ آئنۂ فکرِ سخن سوے دماغ — عرضِ حسرت پسِ زانوے تامّل تاچند — ص۳۹

فکرِ سلامت: نہ فکرِ سلامت، نہ بیمِ ملامت — ز خود رفتگی ہاے حیرت سلامت — ص۳۳

فکرِ کشیدن ہاے نقشِ روے یار: ہے جہاں فکرِ کشیدن ہاے نقشِ روے یار — ماہتاب ہالہ پیرا گردۂ تصویر ہے — ص۹۵

فکرِ مضامینِ متیں: واسطے فکرِ مضامینِ متیں کے، غالبؔ! — چاہیے خاطرِ جمع و دلِ آرامیدہ — ص۱۷

فکرِ نالہ: فکرِ نالہ میں گویا حلقہ ہوں ز سرتاپا — عضو عضو جوں زنجیر یک دلِ صدا پایا — ص۳

فکرِ وصل: دیکھیے: مشقِ فکرِ وصل۔

فکرت[۱] احرامِ گریباں: بقدرِ لفظ و معنی فکرت احرامِ گریباں ہیں — وگرنہ کیجیے جو ذرّہ عریاں، ہم نمایاں ہیں — ص۶۳

فگار[۲]: (۱) دردِ دل لکھوں کب تک، جاؤں اُن کو دکھلادوں — انگلیاں فگار اپنی، خامہ خوں چکاں اپنا — ص۱۵۹

(۲) مرہم کی جستجو میں پھرا ہوں جو دور دور — تن سے سوا فگار ہیں اِس خستہ تن کے پانو — ص۱۹۶

فلاخن باز[۳]: یہاں فلاخن باز کس کا نالۂ بیباک ہے؟ — جادہ تا کہسار موے چینیِ افلاک ہے — ص۱۰۶

فلاطوں[۴]: کہ بحثِ علم میں اطفالِ ابجدی اُس کے — ہزار بار فلاطوں کو دے چکے الزام — ص۲۶۳

فلسِ[۵] ماہی: (۱) عکسِ گل ہاے کس سے چشمہ ہاے باغ میں — فلسِ ماہی آئنہ پردازِ داغِ ماہ ہے — ص۹۲

(۲) بہ دست آوردنِ دل، گوہرِ دریاے شاہی ہے — وگرنہ خاتمِ دستِ سلیماں فلسِ ماہی ہے — ص۲۵۳

فلک[۶]: (۱) گردشِ محیطِ ظلم رہا جس قدر فلک — میں پایمالِ غمزۂ چشمِ کبود تھا — ص۱۲

---

[۱] فکرت : ایک بار [مرکب]۔

[۲] فگار : دوبار۔

[۳] فلاخن باز : ایک بار۔

[۴] فلاطوں : ایک بار۔

[۵] فلس : دوبار [مرکب]۔

[۶] فلک : بتیس بار [مفرد: پندرہ بار، مرکب: سترہ بار]۔
فلکی : ایک بار۔

(۲) ہے شفق سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی   ہر یک اختر ہے فلک پر قطرۂ اشکِ کباب   ص۳۱

(۳) ہے فلک بالانشینِ فیضِ خم گردیدنی   عاجزی سے ظاہرا رتبہ کوئی برتر نہیں   ص۶۶

(۴) رنجشِ دل یک جہاں ویراں کرے گی اے فلک!   دشت ساماں ہے غبارِ خاطرِ آزردگاں   ص۶۶

(۵) فلک کو دیکھ کے، کرتا ہوں اُس کو یاد اسدؔ!   جفا میں اُس کی، ہے انداز کار فرما کا   ص۱۳۸

(۶) افسوس! کہ دنداں کا کیا رزق فلک نے   جن لوگوں کی تھی درخورِ عقدِ گہر انگشت   ص۱۶۳

(۷) فلک سے ہم کو عیشِ رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے!   متاعِ بردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر   ص۱۶۸

(۸) غمِ دُنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اٹھانے کی   فلک کا دیکھنا، تقریب تیرے یاد آنے کی   ص۲۰۲

(۹) دے داد اے فلک! دلِ حسرت پرست کی   ہاں کچھ نہ کچھ تلافیِ مافات چاہیے   ص۲۱۹

(۱۰) فلک! نہ دور رکھ اُس سے مجھے کہ میں ہی نہیں   درازدستیِ قاتل کے امتحاں کے لیے   ص۲۳۶

(۱۱) تھا ایک گونہ ناز جو اپنے کمال پر   اُس ناز کا فلک نے لیا مجھ سے انتقام   ص۲۸۲

(۱۲) کیسا فلک اور مہرِ جہاں تاب کہاں کا   ہوگا دلِ بیتاب کسی سوختہ جاں کا   ص۲۸۳

(۱۳) ہم نشیں تارے ہیں اور چاند شہاب الدیں خاں   بزمِ شادی ہے فلک، کاہکشاں ہے سہرا   ص۲۸۸

(۱۴) ماہِ نَو ہوں کہ فلک عجز سکھاتا ہے مجھے   عمر بھر ایک ہی پہلو پہ سُلاتا ہے مجھے   ص۳۰۵

(۱۵) شکستِ گوشہ گیراں ہے فلک کو حاصلِ گردش   صدف سے آسیائے آب میں ہے دانہ گوہر کا   ص۳۳۳

دیکھیے ـــــ: (۱۶) پشتِ فلک۔ (۱۷)، (۱۸) پیرِ فلک [دوبار]۔ (۱۹) تُرکِ فلک۔ (۲۰) جلادِ فلک۔
(۲۱) خرشیدِ فلک۔ (۲۲) گردش آموزِ فلک۔ (۲۳) کجِ فلک۔

فلکِ آبگینہ فام: سچ ہے تم آفتاب ہو، جس کے فروغ سے   دریائے نور ہے فلکِ آبگینہ فام   ص۲۸۲

فلک العرش: فلک العرش ہجومِ خمِ دوشِ مزدور   رشتۂ فیضِ ازل، سازِ طنابِ معمار   ص۱۳۳

فلکِ پیر: (۱) ہاں اے فلکِ پیر! جواں تھا ابھی عارفؔ   کیا تیرا بگڑتا جو نہ مرتا کوئی دن اور   ص۱۷۱

(۲) ہم اور تم فلکِ پیر جس کو کہتے ہیں   فقیرِ غالبؔ مسکیں کا ہے کہن تکیہ   ص۳۰۳

فلک رُتبہ: وہ فلک رتبہ کہ بر توسنِ چالاک چڑھا   ماہ پہ ہالہ صفت حلقۂ فتراک چڑھا   ص۳۳۵

فلک زدہ: کیا غم ہے اُس کو جس کا علیؑ سا امام ہو اتنا بھی اے فلک زدہ کیوں بے حواس ہے! ص۷۵

فلکِ سفلہ: فکرِ سُفلہ بے محابا ہے اس ستمگر کو انفعال کہاں! ص۶۶

فلک منظر: اے شہنشاہِ فلک منظرِ بے مثل و نظیر! اے جہاں دارِ کرم شیوۂ بے شبہ و عدیل! ص۱۲۳

فلکِ ناانصاف: کچھ تو دے اے فلکِ ناانصاف! آہ و فریاد کی فرصت ہی سہی ص۲۲۱

فلکی: دیکھیے: منازلِ فلکی۔

فن[1]: (۱) نقدِ سخن کے واسطے ایک عیار آگہی شعر کے فن کے واسطے مایۂ اعتبار ایک ص۲۹۶

(۲) دیکھیے: بُتِ بیدادفن۔

فنِ شعر: دیکھیے ــــــ: (۱) دستورِ فنِ شعر۔ (۲) عرضِ فنِ شعر۔

فنِ صورت گری: فنِ صورت گری میں تیرا گرز گر نہ رکھتا ہو دستگاہِ تمام

اُس کے مضروب کے سروتن سے کیوں نمایاں ہو صورتِ ادغام؟ ص۱۳۸

فنا[2]: کو عشق ہے بے مقصداں! حیرت پرستاراں! نہیں رفتارِ عمرِ تیز رو پابندِ مطلب ہا ص۲۳

(۲) فنا کو سونپ، گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر ص۱۹۸

(۳) ہے خطِ عجزِ ما و تو اوّلِ درسِ آرزو ہے یہ سیاقِ گفتگو کچھ نہ سمجھ، فنا سمجھ ص۷۳

(۴) فنا کرتی ہے زائل سرنوشتِ کلفتِ ہستی سحر، از بہرِ شست وشوئے داغِ ماہ صابوں ہے ص۱۱۳

(۵) عشرتِ قطرہ ہے، دریا میں فنا ہوجانا درد کا حد سے گزرنا، ہے دوا ہوجانا ص۱۵۶

(۶) ہے مجھے ابرِ بہاری کا برس کر کھلنا روتے روتے غمِ فرقت میں فنا ہوجانا ص۱۵۶

(۷) پرتوِ خُور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہوتے تک ص۱۷۵

(۸) ہستی ہماری، اپنی فنا پر دلیل ہے یہاں تک مٹے کہ آپ ہم اپنی قسم ہوئے ص۲۲۶

(۹) جلوۂ خور سے فنا ہوتی ہے شبنم غالبؔ! کھودیا سطوتِ اسمائے جلالی نے مجھے ص۳۲۰

دیکھیے ــــــ: (۱۰) آرامِ فنا۔ (۱۱) اربابِ فنا۔ (۱۲) بیابانِ فنا۔ (۱۳) پروازِ فنا۔ (۱۴) حکیۂ آسائش

---

[1] فن : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔ [2] فنا : اُنتیس بار [مفرد: نو بار، مرکب: بیس بار]۔

فنا۔ (۱۵) جادۂ راہِ فنا۔ (۱۶) جلوۂ برقِ فنا۔ (۱۷) خطِ فنا۔ (۱۸) دورِ افتادۂ ذوقِ فنا۔ (۱۹)، (۲۰) ذوقِ فنا [دو بار]۔ (۲۱) رامشگرِ اربابِ فنا۔ (۲۲) سازِ ایمائے فنا۔ (۲۳) سرِ ذوقِ فنا۔ (۲۴) سررشتۂ فنا۔ (۲۵) شعلۂ شمشیرِ فنا۔ (۲۶) طرزِ اہلِ فنا۔ (۲۷) عرضِ جنونِ فنا۔ (۲۸) نوآموزِ فنا۔

فنا تعلیم درسِ بے خودی: فنا تعلیم درسِ بے خودی ہوں اُس زمانے سے ۔۔۔ کہ مجنوں 'لام الف' لکھتا تھا دیوارِ دبستاں پر ۔۔۔ ص ۱۹۷

فوارہ[۱]: وہ گرفتارِ خرابی ہوں کہ فوارہ نمط ۔۔۔ سیل، صیّاد کمیں خانۂ تعمیر آوے ۔۔۔ ص ۱۳

فوارۂ سیماب: (۱) لے زمیں سے آسماں تک فرش تھیں بیتابیاں ۔۔۔ شوخیِ بارش سے مہ فوارۂ سیماب تھا ۔۔۔ ص ۱۵

(۲) دیکھ وہ برقِ تبسم بس کہ دل بیتاب ہے ۔۔۔ دیدۂ گریاں مرا فوارۂ سیماب ہے ۔۔۔ ص ۳۰۳

فوت[۲] فرصتِ ہستی: ہنستا ہے فوتِ فرصتِ ہستی کا غم کوئی ۔۔۔ عمرِ عزیز صرفِ عبادت ہی کیوں نہ ہو ۔۔۔ ص ۱۹۴

فوج[۳]: (۱) بس کہ بخشی ہے فوج کو عزت ۔۔۔ فوج کا ہر پیادہ، ہے فرزیں ۔۔۔ ص ۲۸۱

(۲) فوج کی گردِ راہ مشک فشاں ۔۔۔ رہ رووں کے مشام عطر آگیں ۔۔۔ ص ۲۸۱

فوجِ دردوغم: اسدؔ از بس کہ فوجِ دردوغم سرگرمِ جولاں ہے ۔۔۔ غبارِ راہ ویرانی ہے ملکِ دل کی آبادی ۔۔۔ ص ۳۵۱

فوجداری[۴]: پھر کھلا ہے درِ عدالتِ ناز ۔۔۔ گرم بازارِ فوجداری ہے ۔۔۔ ص ۲۲۲

فولاد[۵]: دیکھیے ـــــ: (۱) جوہرِ فولاد۔ (۲) رنگِ خارۂ فولاد۔

فولادی: دیکھیے: شمشیرِ فولادی۔

فہرست[۶]: روشناسوں کی جہاں فہرست ہے ۔۔۔ وہاں لکھا ہے چہرۂ قیصر کھلا ۔۔۔ ص ۳۹

فہم[۷]: فہم زنجیریِ بے ربطیِ دل ہے یارب! ۔۔۔ کس زباں میں ہے لقب 'خوابِ پریشاں' میرا ۔۔۔ ص ۲۱

(۲) دیکھیے: بقدرِ فہم۔

فہمِ بے شمار اندیشہ: دیکھیے: کثرتِ فہمِ بے شمار اندیشہ۔

---

[۱] فوارہ : تین بار [مرکب]۔
[۲] فوت : ایک بار [مرکب]۔
[۳] فوج : چار بار [مفرد: تین بار، مرکب: ایک بار]۔
[۴] فوجداری : ایک بار [مرکب]۔
[۵] فولاد : دو بار [مرکب]۔
فولادی : ایک بار۔
[۶] فہرست : ایک بار۔
[۷] فہم : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔

فہمِ تصور: غالبؔ! ہے رتبہ فہمِ تصور سے کچھ پرے ہے عجز بندگی جو علی کو خدا کہوں ص۵۶

فہمِ مستاں: دیکھیے: تنگِ فہمِ مستاں۔

فہمیدِ مسک: دیکھیے: رشتۂ فہمیدِ مسک۔

فہمیدن[۱]: سازشِ صُلحِ بتاں میں ہے نہاں جنگیدن نغمہ و چنگ ہیں جوں تیر و کماں فہمیدن ص۳۵۰

فی الفور[۲]: وہ راؤ راجہ بہادر کہ حکم سے جن کے رواں ہو تار پہ فی الفور دانہ وار گرہ ص۲۷۹

فیروزہ[۳]: اِن ہیم کے بیجوں کو کوئی کیا جانے بھیجے ہیں جو ارمغاں شہِ والا نے
گِن کر دیویں گے ہم دُعائیں سو بار فیروزے کی تسبیح کے ہیں یہ دانے ص۳۳

فیض[۴]: (۱) فیض سے تیرے ہے اے شمعِ شبستانِ بہار! دلِ پروانہ چراغاں، پرِ بلبل گلزار ص۳۳
(۲) جانتا ہوں کہ اُس کے فیض سے تو پھر بنا چاہتا ہے ماہِ تمام ص۳۶
(۳) دیکھیے پاتے ہیں عشاق بتوں سے کیا فیض اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے ص۳۹

فیضِ ازل: دیکھیے: رشتۂ فیضِ ازل۔

فیضِ بے دلی: بہ فیضِ بے دلی نومیدیِ جاوید آساں ہے کشائش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا ص۳۳

فیضِ بیعتِ بیدل: ہے خامہ فیضِ بیعتِ بیدلؔ بہ کف، اسدؔ یک نیستاں قلمروِ اعجاز ہے مجھے ص۹۷

فیضِ تربیت: مجھ پہ فیضِ تربیت سے شاہ کے منصبِ مہر و مہ و محور کھلا ص۳۹

فیضِ جاں بخشی: مسیح جس سے کرے اخذِ فیضِ جاں بخشی ستم ہے، کشتۂ تیغِ جفا کہیں اُس کو ص۲۸۵

فیضِ چمن: سازِ یک ذرہ نہیں فیضِ چمن سے بیکار سایۂ لالۂ بے داغ، سویداے بہار ص۳۲

فیضِ خدا: دیکھیے: مظہرِ فیضِ خدا۔

فیضِ خلق: فیضِ خلق اُس کا ہی شامل ہے کہ ہوتا ہے سدا بوے گل سے نفسِ بادِ صبا عطر آگیں ص۳۲

فیضِ خمِ گردیدنی: دیکھیے: بالانشینِ فیضِ خمِ گردیدنی۔

---

[۱] فہمیدن : ایک بار۔
فہمید : ایک بار [مرکب]۔
[۲] فی الفور : ایک بار۔
[۳] فیروزہ : ایک بار۔
[۴] فیض : اٹھارہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: پندرہ بار]۔
فیض مآب : ایک بار۔

فیضِ رسانا: جاں پناہا! دل وجاں فیض رسانا! شاہا! — وصیِ ختمِ رُسُل تو ہے بہ فتوائے یقیں — ص ۱۳۲

فیضِ عشق: دلِ خونیں جگر بے صبر و فیضِ عشق مستغنی — الٰہی! یک قیامت خاور آ ٹوٹے بدخشاں پر — ص ۴۰

فیضِ مآب: دیکھیے: دُعائے بقائے جنابِ فیض مآب۔

فیضِ معنی: دیدہ تا دل اسدؔ! آئینۂ یک پرتوِ شوق — فیضِ معنی سے خطِ ساغرِ راقم سرشار — ص ۱۳۳

فیضِ ہوا: (۱) سونپے ہے فیضِ ہوا، صورتِ مژگانِ یتیم — سرنوشتِ دو جہاں ابر بہ یک سطرِ غبار — ص ۱۳۲

(۲) ہے یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہے اگر — موجِ ہستی کو کرے فیضِ ہوا، موجِ شراب — ص ۱۴۳

فیضِ ہوائے چمنِ نشوونما: اے خوشا! فیضِ ہوائے چمنِ نشوونما — بادہ پُرزور و نفس مست و مسیحا بیمار — ص ۳

ثقلِ[۱] گراں جسد: رعد کا کررہی ہے کیا دم بند! — برق کو دے رہا ہے کیا الزام!

تیرے ثقلِ گراں جسد کی صدا — تیرے رخشِ سبک عناں کا خرام — ص ۱۳۸

---

[۱] ثقل : ایک بار [مرتب]۔

ق

قابل[1]: (۱) عرضِ نیازِ عشق کے قابل نہیں رہا — جس دل پہ ناز تھا مجھے، وہ دل نہیں رہا — ص۱۵۳

(۲) منصبِ شیفتگی کے کوئی قابل نہ رہا — ہوئی معزولیِ انداز و ادا میرے بعد — ص۱۲۶

قابلِ تسخیر: آئنہ دام کو سبزے میں چھپاتا ہے عبث — کہ پری زادِ نظر قابلِ تسخیر نہیں — ص۵۶

قابلِ خدمت: بوڑھا ہوا ہوں، قابلِ خدمت نہیں اسدؔ — خیرات خوارِ محض ہوں، نوکر نہیں ہوں میں — ص۲۹۸

قاتل[2]: (۱) تیغ در کف، کف بہ لب آتا ہے قاتل اِس طرح — مژدہ باد اے آرزوے مرگِ غالبؔ! مژدہ باد! — ص۳۸

(۲) قاتل بہ عزمِ ناز و دل از زخم در گداز — شمشیر آبدار و نگہ آبدار تر — ص۴۰

(۳) وحشت نہ کھینچ قاتل! حیرت نفس ہے بسمل — جب نالہ خوں ہو غافل! تاثیر کیا بلا ہے — ص۹۳

(۴) طلسمِ منتِ یک خلق سے رہائی دی — جہاں جہاں مرے قاتل کا مجھ پہ احساں ہے — ص۱۰۲

(۵) یہ قاتل وعدۂ صبر آزما کیوں؟ — یہ کافر فتنۂ طاقت رُبا کیا؟ — ص۱۵۸

(۶) اسدؔ بسمل ہے کس انداز کا! قاتل سے کہتا تھا — کہ مشقِ ناز کر، خونِ دو عالم میری گردن پہ — ص۱۹۸

(۷) بچتے نہیں مواخذۂ روزِ حشر سے — قاتل اگر رقیب ہے تو تم گواہ ہو — ص۱۹۶

(۸) شرع و آئین پر مدار سہی — ایسے قاتل کا کیا کرے کوئی؟ — ص۲۳۲

(۹) لڑتا ہے مجھ سے حشر میں قاتل کہ کیوں اُٹھا؟ — گویا ابھی سُنی نہیں آواز صور کی — ص۲۳۳

(۱۰) رہے نہ جان تو قاتل کو خوںبہا دیجے — کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہیے — ص۲۳۸

---

[1] قابل : چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔

[2] قاتل : بتیس بار [مفرد: بارہ بار، مرکب: بیس بار]۔

قاتلاں : ایک بار۔

(۱۱) ذرے کیوں میرا قاتل؟ کیا رہے گا اُس کی گردن پر وہ خوں جو چشمِ تر سے عمر بھر یوں دم بہ دم نکلے ص۲۲۹

(۱۲) غش آگیا جو پس از قتل میرے قاتل کو ہوئی ہے اُس کو مری لاش بے کفن تکیہ ص۳۰۳

دیکھیے ــــــ: (۱۳) آئینۂ بے مہریِ قاتل۔ (۱۴) الفتِ قاتل۔ (۱۵) پشتِ چشمِ شوخیِ قاتل۔ (۱۶) تار دامنِ قاتل۔ (۱۷) تیغِ قاتل۔ (۱۸) جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل۔ (۱۹) حرصِ قاتل۔ (۲۰) خرامِ نازِ بے پروائیِ قاتل۔ (۲۱) خیال گریِ رفتارِ قاتل۔ (۲۲) درازدستیِ قاتل۔ (۲۳) دست و بازوے قاتل۔ (۲۴) زخمِ تیغِ قاتل۔ (۲۵) زہرِ قاتل۔ (۲۶) سطوتِ قاتل۔ (۲۷) شایانِ دست و خنجرِ قاتل۔ (۲۸) کفِ قاتل۔ (۲۹) لطفِ بے تحاشا رفتنِ قاتل۔ (۳۰) لطفِ نظارۂ قاتل۔ (۳۱) مشقِ خندۂ قاتل۔

قاتلِ تمکیں سنج:	مہر بجاے نامہ، لگائی بر لبِ پیکِ نامہ رساں		قاتلِ تمکیں سنج نے یوں خاموشی کا پیغام کیا	ص۲۷

قاتلاں: فسانِ تیغِ نازک، قاتلاں! سنگِ جراحت ہے دلِ گرمِ تپش، قاصد ہے پیغامِ تسلی کا ص۲۶

قادرنامہ[1]: پایا قادرنامے نے آج اختتام اک غزل تم اور پڑھ لو والسلام! ص۲۷۵

جس نے قادرنامہ سارا پڑھ لیا اس کو آمدنامہ کچھ مشکل نہیں ص۲۷۵

قارورہ[2]: ہوں دردِ ہلاکِ نامہ بر سے بیمار قارورہ مرا خونِ کبوتر ہے آج ص۲۵۷

قاروں[3]: اُلفتِ زر ہمہ نقصاں ہے، کہ آخر قاروں زیرِ بارِ غمِ دام و درمِ چند رہا ص۲۲۹

قاسم[4]: دیکھیے: حضرت قاسم و طپاں۔

قاصد[5]: (۱) دلِ گرمِ تپش قاصد ہے پیغامِ تسلی کا ص۲۶ [دیکھیے: قاتلاں]۔

(۲) ترے کوچے میں ہے مشاطۂ واماندگی قاصد بہ پروازِ زلفِ ناز ہے ہدہد کے شانے میں ص۵۸

(۳) تاچند نفسِ غفلتِ ہستی سے برآوے قاصد تپشِ نالہ ہے، یارب! خبر آوے ص۱۱۳

(۴) قاصد کو اپنے ہاتھ سے گردن نہ ماریے اُس کی خطا نہیں ہے، یہ میرا قصور تھا ص۱۴۸

(۵) قاصد کے آتے آتے خط اک اَور لکھ رکھوں میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں ص۱۸۸

---

[1] قادرنامہ : دوبار۔
[2] قارورہ : ایک بار۔
[3] قاروں : ایک بار۔
[4] قاسم : ایک بار [مرکب]۔
[5] قاصد : سات بار۔

(۶) گزرا اسدؔ مسرت پیغامِ یار سے ۔۔۔ قاصد پہ مجھ کو رشکِ سوال و جواب ہے ۔۔۔ ص ۲۰۶

(۷) وہ بدخو اور میری داستانِ شوقِ طولانی ۔۔۔ عبارت مختصر، قاصد بھی گھبرا جائے ہے مجھ سے ۔۔۔ ص ۲۲۵

قاصر[1]: کیوں کر نہ کروں مدح کو میں ختم دعا پر ۔۔۔ قاصر ہے ستائش میں تری میری عبارت ۔۔۔ ص ۱۲۷

قاضیِ حاجات[2]: ہاتھ میں تیرے رہے توسنِ دولت کی عنان! ۔۔۔ یہ، دعا شام و سحر قاضیِ حاجات سے ہے ۔۔۔ ص ۱۲۸

قاطع[3] اعمار: قاطعِ اعمار ہیں اکثر نجوم ۔۔۔ وہ بلائے آسمانی اور ہے ۔۔۔ ص ۲۳۷

قاعدہ[4]: امرِ جدید کا تو نہیں ہے مجھے سوال ۔۔۔ بارے، قدیم قاعدے کا چاہیے قیام ۔۔۔ ص ۲۸۳

قافِ[5] تریاق: وضع میں اس کو اگر سمجھیے قافِ تریاق ۔۔۔ رنگ میں سبزۂ نوخیزِ مسیحا کہیے ۔۔۔ ص ۱۳۲

قافلہ[6]: (۱) متاعِ عیش کا ہے قافلہ چلا آتا ۔۔۔ کہ جادہ رشتہ ہے اور ہے شتر قطار گرہ ۔۔۔ ص ۲۷۹

(۲) دیکھیے: جرسِ قافلہ۔

قافلۂ آبلہ منزل: دیکھیے: باریک قافلۂ آبلہ منزل۔

قافلۂ آرزو: دیکھیے: ہزار قافلۂ آرزو۔

قالب[7]: خشت، پشتِ دستِ عجز و قالب آغوشِ وداع ۔۔۔ پُر ہوا ہے سیل سے پیمانہ کس تعمیر کا؟ ۔۔۔ ص ۱۱

قالبِ خشتِ دیوار: (۱) خانۂ تنگ، ہجومِ دوجہاں کیفیت ۔۔۔ جامِ جمشید ہے یہاں قالبِ خشتِ دیوار ۔۔۔ ص ۴

(۲) وہ شہنشاہ کہ جس کی پئے تعمیرِ سرا ۔۔۔ چشمِ جبریل ہوئی قالبِ خشتِ دیوار ۔۔۔ ص ۱۳۲

قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست: چشم بندِ خلق غیر از نقشِ خود بینی نہیں ۔۔۔ آئنہ ہے قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست ۔۔۔ ص ۳۳

قالبِ خشتِ لحد: جفا شوخ و ہوس گستاخِ مطلب ہے، مگر عاشق ۔۔۔ نفَس در قالبِ خشتِ لحد دزدیدنی جانے ۔۔۔ ص ۱۱۵

قالبِ گل: ہے نزاکت بس کہ فصلِ گل میں معمارِ چمن ۔۔۔ قالبِ گل میں ڈھلی ہے خشتِ دیوارِ چمن ۔۔۔ ص ۵۹

قالب ہا: کرے گر فکرِ تعمیرِ خرابی ہائے دل گردوں ۔۔۔ نہ نکلے خشت مثلِ استخواں بیروں ز قالب ہا ۔۔۔ ص ۴۳

---

[1] قاصر : ایک بار۔
[2] قاضیِ حاجات: ایک بار۔
[3] قاطع : ایک بار [مرکب]۔
[4] قاعدہ : ایک بار۔
[5] قاف : ایک بار [مرکب]۔
[6] قافلہ : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
[7] قالب : چھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔
قالب ہا : ایک بار [مرکب]۔

قالی: دیکھیے ــــــ: (۱) ریشہ دارِ نیستانِ شیرِ قالی۔ (۲) شیر افگنِ میدانِ قالی۔

قالیں[1]: دیکھیے: خطوطِ روے قالیں۔

قامت[2]: (۱) حُسن و رعنائی میں وہمِ صد سروِ گردن ہے فرق ‏ ‏ سرو کے قامت پہ گِل یک دامنِ کوتاہ ہے ‏ ‏ ص ۹۲

(۲) بھرم کھل جائے ظالم تیرے قامت کی درازی کا ‏ ‏ اگر اِس طرۂ پُرپیچ و خم کا پیچ و خم نکلے ‏ ‏ ص ۲۲۹

(۳) سمجھ اِس فصل میں کوتاہیِ نشوونما غالبؔ ‏ ‏ اگر گُل، سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہو جاوے ‏ ‏ ص ۲۱۳

دیکھیے ــــــ: (۴) سروِ قامت۔ (۵) غرورِ طرحِ قامت۔ (۶) فتنۂ قامت۔ (۷) وصالِ لالہ عذارانِ سرو قامت۔ (۸) وصفِ قامت۔ (۹) یادِ قامت۔

قامت آرائی: دیکھیے: سراپا قامت آرائی۔

قامتِ خم: سازِ ایماے فنا ہے عالمِ پیری اسدؔ ‏ ‏ قامتِ خم سے ہے حاصل شوخیِ ابرو مجھے ‏ ‏ ص ۸۷

قامتِ خوباں: وہ جہاں مسند نشینِ بارگاہِ ناز ہو ‏ ‏ قامتِ خوباں، ہو محرابِ نیازستانِ عجز ‏ ‏ ص ۶۶

قامتِ رعنا: اُس قامتِ رعنا کی جہاں جلوہ گری ہے ‏ ‏ تسلیم فروشی، روشِ کبکِ دری ہے ‏ ‏ ص ۲۵۳

قامتِ نوخیز: ہے سوا نیزے پہ، اُس کے قامتِ نوخیز سے ‏ ‏ آفتابِ صبحِ محشر ہے گُلِ دستارِ دوست ‏ ‏ ص ۳۳

قامتِ ہستی: پا مرو یک انداز نہیں قامتِ ہستی ‏ ‏ طاقت اگر اعجاز کرے، غبغبِ خم باندھ ‏ ‏ ص ۷۱

قائل[3]: (۱) نہ حشر و نشر کا قائل نہ کیش و ملت کا ‏ ‏ خدا کے واسطے! ایسے کی پھر قسم کیا ہے؟ ‏ ‏ ص ۳۱۲

(۲) رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل ‏ ‏ جب آنکھ سے ہی نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے؟ ‏ ‏ ص ۲۲۲

(۳) ہم نہ تبلیغ کے مائل نہ غلو کے قائل ‏ ‏ دو دُعائیں ہیں کہ وہ دیتے ہیں تو اب کو ہم ‏ ‏ ص ۲۶۵

(۴) کس طرح پڑھتے ہو رک رک کر سبق ‏ ‏ ایسے پڑھنے کا تو میں قائل نہیں ‏ ‏ [قادر نامہ]

قائلِ خدا و نبی و امام: میں قائلِ خدا و نبی و امام ہوں ‏ ‏ بندہ خدا کا اور علی کا غلام ہوں ‏ ‏ ص ۲۹۹ [طبع ثانی]

قائم[4]: اسدؔ، پیری میں بھی آہنگِ شوقِ یار قائم ہے ‏ ‏ نہیں ہے نغمے سے خالی خمیدن ہاے چنگ آخر ‏ ‏ ص ۲۰

---

[1] قالین : ایک بار [مرکب]۔
قالی : دو بار [مرکب]۔

[2] قامت : پندرہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: بارہ بار]۔

[3] قائل : پانچ بار [مفرد: چار بار، مرکب: ایک بار]۔

[4] قائم : ایک بار۔

قبا[1]:	(۱)	بالیدگی نیاز قدِ جاں فزا، اسدؔ		در ہر نفَس بقدرِ نفَس ہے قبا بلند	ص۳۹
	(۲)	یہ بھی اک بے ادبی تھی کہ قبا سے بڑھ جائے		رہ گیا آن کے دامن کے برابر سہرا	ص۲۸۷

دیکھیے ـــــــ: (۳)، (۴) بندِ قبا [دوبار]۔ (۵) پیچیدگیِ بندِ قبا۔ (۶) تنگیِ قبا۔ (۷) گریبانِ قبا۔ (۸) موجۂ گلبندِ قبا۔ (۹) ہر قبا۔

قبائے جلوہ فزا: قبائے جلوہ فزا ہے لباسِ عریانی — بہ طرزِ گل رگِ جاں مجھ کو تار داماں ہے — ص۱۰۲

قبائے گل: دیکھیے: گل، جیبِ قبائے گل۔

قبائے یار: دیکھیے: بندِ قبائے یار۔

قبا[2] (کروں): خوش وحشتے کہ عرضِ جنونِ فنا کروں — جوں گردِ راہ جامۂ ہستی قبا کروں — ص۵۵

قبر[3]: گھستے گھستے پانو میں زنجیر آدھی رہ گئی — مر گئے، پر قبر کی تعمیر آدھی رہ گئی — ص۲۸۹

قبرِ کشتگاں: دیکھیے: شمعِ قبرِ کشتگاں۔

قبضۂ[4] تیغِ خمِ محراب: اثر میں یہاں تک اے دستِ دُعا عاجل تصرّف کر — کہ سجدہ، قبضۂ تیغِ خمِ محراب ہوجاوے — ص۱۰۵

قبضۂ شمشیر: ریزشِ خونِ وفا ہے، جرعہ نوشی ہائے یار — یہاں گلوئے شیشۂ مے، قبضۂ شمشیر ہے — ص۹۵

قبلہ[5]: (۱) بیٹھ محراب کی قبلے کی طرف رہتی ہے — محوِ نسبت ہیں، تکلّف ہمیں منظور نہیں — ص۱۱۶

(۲) ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود — قبلے کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں — ص۱۸۷

(۳) دیکھیے: سوئے قبلہ۔ ک

قبلہ و ابروے بت: قبلہ و ابروے بت یک رو خوابیدۂ شوق — کعبہ و بت کدہ، یک محملِ خوابِ سنگیں — ص۷

قبلۂ آلِ نبی: مظہرِ فیضِ خدا، جان و دلِ ختمِ رُسل — قبلۂ آلِ نبی، کعبۂ ایجادِ یقیں — ص۳۳

قبلۂ آئینہ: جوں پرِ طاؤس، جوہر تختہ مشقِ رنگ ہے — بس کہ ہے وہ قبلۂ آئینہ محوِ اختراع — ص۴۷

قبلۂ اہلِ نظر: معنیِ لفظِ کرم، بسملۂ نسخۂ حُسن — قبلۂ اہلِ نظر، کعبۂ اربابِ یقیں — ص۸

قبلۂ چشم و دل: قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ — مظہرِ ذوالجلال و الاکرام — ص۱۳۷

---

[1] قبا : بارہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: دس بار]۔
[2] قبا (۲) : ایک بار۔
[3] قبر : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
[4] قبضہ : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
[5] قبلہ : چودہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: بارہ بار]۔

قبلۂ حاجات: (۱) مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے — بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیے ص۲۱۹

(۲) جنابِ قبلۂ حاجات! اِس بلاکش نے — بڑے عذاب سے کاٹے ہیں پانچ چار برس ص۲۶۳

قبلۂ کون ومکاں: قبلۂ کون و مکاں خستہ نوازی میں یہ دیر! — کعبۂ امن و اماں عقدہ کشائی میں یہ ڈھیل! ص۱۲۴

قبلۂ ناز: دیکھیے: پرستش گری قبلۂ ناز۔

قبلۂ مقصدِ نگاہِ نیاز: قبلۂ مقصدِ نگاہِ نیاز — پھر وہی پردۂ عماری ہے ص۲۲۳

قبلۂ نورِ نظر: قبلۂ نورِ نظر کعبۂ اعجازِ مسیح — مژۂ دیدۂ نخچیر سے نبضِ بیمار ص۶

قبلہ نما[1]: (۱) تیرے کوچے کا ہے مائل دلِ مضطر میرا — کعبہ ایک اور سہی، قبلہ نما اور سہی ص۳۱۱

(۲) قبلے کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں [دیکھیے: قبلہ ۲]

قبول[2]: (۱) رحمت اگر قبول کرے، کیا بعید ہے — شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا ص۱۳۹

(۲) حریفِ مطلبِ مشکل نہیں فسونِ نیاز — دُعا قبول ہو یارب کہ عمرِ خضر دراز! ص۱۷۱

دیکھیے ـــــ: (۳) حسرتِ قبول۔ (۴) مرحبۂ حُسنِ قبول۔

قبولِ کم نگاہی: ہو قبولِ کم نگاہی تحفۂ اہلِ نیاز — اے دلِ وا بے جاں ناز! اے دینِ وائے ایمانِ عجز! ص۴۴

قتل[3]: (۱) صد رنگ گل کترنا، در پردہ قتل کرنا — تیغِ ادا نہیں ہے پابندِ بے نیامی ص۴۳

(۲) کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ — ہائے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا! ص۱۵۰

(۳) آج واں تیغ و کفن باندھے ہوئے جاتا ہوں میں — عذر میرے قتل کرنے میں وہ اب لاویں گے کیا؟ ص۱۵۵

(۴) آ گا ہے میرے قتل کو، پر جوشِ رشک سے — مرتا ہوں اُس کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر ص۱۶۹

(۵) قتل کا میرے کیا ہے عہد تو بارے — وائے! اگر عہد اُستوار نہیں ہے ص۲۰۸

(۶) کرے ہے قتل لگاوٹ میں تیرا رُو دینا — تری طرح کوئی تیغِ نگہ کو آب تو دے ص۲۲۳

دیکھیے ـــــ: (۷) افسونِ عرضِ قتل۔ (۸) بعدِ قتل۔ (۹) بس از قتل۔ (۱۰) تسکینِ بعد از قتل۔ (۱۱) دمِ قتل۔
(۱۲) مژدۂ قتل۔ (۱۳) وقتِ قتل۔ ہنگامِ قتل۔

---

1. قبلہ نما : دو بار۔
2. قبول : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکب: تین بار]۔
3. قتل : بیس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: چودہ بار]۔
قتل گہ : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔

قتلِ اہلِ وفا: نہ ہووے کیوں کے اُسے فرضِ قتلِ اہلِ وفا — لہو میں ہاتھ کے بھرنے کو جو وضو جانے — ص ۹۹

قتلِ عاشق: اُٹھاوے کب وہ جانِ شرم تہمت قتلِ عاشق کی — کہ جس کے ہاتھ میں مانندِ خوں رنگِ حنا گم ہو — ص ۶۸

قتلِ عاشقِ دل دادہ: اسدؔ کو زیست تھی مشکل، وگرنہ سُن لیتا — کہ قتلِ عاشقِ دل دادہ تجھ کو آساں ہے — ص ۱۰۲

قتلِ رقیب: تمنّاے اسدؔ قتلِ رقیب اور شکر کا سجدہ — دعاے دل بہ محرابِ خمِ شمشیر بہتر ہے — ص ۱۰۸

قتلِ عشاق: قتلِ عشاق نہ غفلت کشِ تدبیر آوے — یارب! آئینہ بہ طاقِ خمِ شمشیر آوے — ص ۱۳

قتل گہ: ابھی ہم قتل گہ کا دیکھنا آساں سمجھتے ہیں — نہیں دیکھا شناور جوے خوں میں تیرے توسن کو — ص ۱۹۸

قتل گہِ اہلِ تمنا: دیکھیے: عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنا۔

قتلِ یک عالم: دیکھیے: مستعدِ قتلِ یک عالم۔

قحطِ[1] غمِ اُلفت: ہے اب اس معمورے میں قحطِ غمِ اُلفت اسدؔ — ہم نے یہ مانا کہ دلّی میں رہے، کھاویں گے کیا؟ — ص ۱۵۵

قد[2]: (۱) تو پست فطرت اور خیالِ بسا بلند — اے طفلِ خود معاملہ! قد سے عصا بلند؟ — ص ۳۸

(۲) ہو فشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود — قد کے جھکنے کی بھی گنجایش مرے تن میں نہیں — ص ۱۸۵

(۳) اگر وہ سرو قد گرمِ خرامِ ناز آجاوے — کفِ ہر خاکِ گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو — ص ۱۹۳

قدِ آدم: ترے سرو قامت سے یک قدِ آدم — قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں — ص ۱۷۹

قدِ جاں فزا: بالیدگی نیازِ قدِ جاں فزا، اسدؔ — در ہر نفس بقدرِ نفس ہے قبا بلند — ص ۳۹

قدِ چمن رویاں: عروج نشہ ہے سرتا قدم قدِ چمن رویاں — بجاے خود وگرنہ سرو بھی مینائے خالی ہے — ص ۷۹

قدِ دل کش: سایے کی طرح ساتھ پھریں سرو و صنوبر — تو اس قدِ دل کش سے جو گلزار میں آوے — ص ۲۳۲

قد و رُخ: منظور تھی یہ شکل تجلّی کو نور کی — قسمت کھلی ترے قد و رُخ سے ظہور کی — ص ۲۴۳

قد و گیسو: قد و گیسو میں قیس و کوہکن کی آزمایش ہے — جہاں ہم ہیں، وہاں دار و رسن کی آزمایش ہے — ص ۲۴۴

قدِ یار: (۱) جب تک کہ نہ دیکھا تھا قدِ یار کا عالم — میں معتقدِ فتنۂ محشر نہ ہوا تھا — ص ۱۵۲

(۲) دیکھیے: عکسِ خیالِ قدِ یار۔

---

[1] قحط : ایک بار [مرتّب]۔

[2] قد : گیارہ بار [مفرد: دو بار، مرتّب: نو بار]۔

قدح[۱]: (۱) اُس قدح کا ہے دَور مجھ کو نقد — چرخ نے لی ہے جس سے گردشِ وام — ص۳۷

(۲) مرے قدح میں ہے صہبائے آتشِ پنہاں — بروئے سفرہ کبابِ دلِ سمندر کھینچ — ص۱۲۶

(۳) ہوں شراب، اگر خم بھی دیکھ لوں دوچار — یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے — ص۲۳۲

دیکھیے ـــــ: (۴) بزمِ قدح۔ (۵) جوشِ قدح۔ (۶) دَورِ قدح۔ (۷) ردِ قدح۔ (۸) لبِ قدح۔ (۹) ہوں صد قدح شراب۔

قدحِ بادہ: مے کدے میں ہو اگر آرزوئے گل چیدن — بھول جا یک قدحِ بادہ بہ طاقِ گلزار — ص۱۳۲

قدح خوار: دیکھیے: ظرفِ قدح خوار۔

قدحِ عیش: شبِ اختر قدحِ عیش نے محمل باندھا — بارِ یک قافلۂ آبلہ منزل باندھا — ص۱۳

قدح نوشی: دیکھیے: وقتِ قدح نوشی۔

قدر[۲]: (۱) تھی وطن میں شان کیا غالبؔ کہ ہو غربت میں قدر — بے تکلف، ہوں وہ مشتِ خس کہ گلخن میں نہیں — ص۱۸۵

(۲) ہمیں پھر اُن سے اُمید اور اُنھیں ہماری قدر — ہماری بات ہی پوچھیں نہ وہ، تو کیوں کر ہو؟ — ص۱۹۷

(۳) علم ہی سے قدر ہے انسان کی — ہے وہی انسان جو جاہل نہیں — [قادر نامہ]

(۴) امامِ وقت کی یہ قدر ہے کہ اہلِ عناد — پیادہ لے چلیں اور ناسزا کہیں اُس کو! — ص۲۸۵

قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق: کریں گر قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق خود آرایاں — صدفِ دنداں گوہر سے بہ حسرت اپنے لب کاٹے — ص۹۷

قدرِ سنگِ سرِ رہ: قدرِ سنگِ سرِ راہ رکھتا ہوں — سخت ارزاں ہے گرانی میری — ص۲۳۱

قدر و منزلت: (۱) بے وطن سے باہر اہلِ دل کی قدر و منزلت — عزلت آبادِ صدف میں قیمتِ گوہر نہیں — ص۲۶

(۲) جو چاہیے، نہیں وہ مری قدر و منزلت — میں یوسفِ بہ قیمتِ اوّل خریدہ ہوں — ص۲۹۹

قدردانِ لفظ و معنی: اسدؔ، اربابِ فطرت قدردانِ لفظ و معنی ہیں — سخن کا بندہ ہوں، لیکن نہیں مشتاقِ تحسیں کا — ص۲۹

قدرت[۳]: (۱) اسدؔ، قدرت سے حیدر کی ہوئی ہر گبر و ترسا کو — شرارِ سنگِ بت، بہرِ بنائے اعتقاد، آتش — ص۲۷

(۲) وہ آئے گھر میں ہمارے، خدا کی قدرت ہے! — کبھی ہم اُن کو، کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں — ص۱۸۷

---

۱ قدح : تیرہ بار [مطبوعہ: دو بار، مرتب: گیارہ بار]۔

۲ قدر : آٹھ بار [مطبوعہ: چار بار، مرتب: چار بار]۔

قدرداں : دو بار [مرتب]۔

۳ قدرت : نو بار [مطبوعہ: تین بار، مرتب: چھے بار]۔

	(۳) کروں بیدادِ ذوقِ پرفشانی عرض، کیا قدرت!	کہ طاقت اُڑ گئی، اُڑنے سے پہلے، میرے شہپر کی	ص ۲۰۷
	(۴) دیکھیے: مدِ خامۂ قدرت۔		
قدرتِ ایجادِ فنا:	دیکھیے: عدمِ قدرتِ ایجادِ فنا۔		
قدرتِ برچیدنِ داماں:	اے اسدؔ، دسترسِ وصلِ تمنا معلوم	کاش! ہو قدرتِ برچیدنِ داماں مجھ سے	ص ۸۳
قدرتِ حق:	(۱) ان پری زادوں سے لیں گے خلد میں ہم انتقام	قدرتِ حق سے یہی، حوریں اگر واں ہو گئیں	ص ۱۹۱
	(۲) ملے دو مرشدوں کو قدرتِ حق سے ہیں دو طالب	نظام الدین کو خسروؔ، سراج الدین کو غالبؔ	ص ۲۹۳
قدم[ل]:	(۱) فتادگی میں قدم اُستوار رکھتے ہیں	بہ رنگِ جادہ سرِ کوے یار رکھتے ہیں	ص ۱۳
	(۲) عرش پر تیرے قدم سے ہے دماغِ گردِ راہ	آج تنخواہِ شکستن ہے کلہِ جبریل کی	ص ۹۱
	(۳) طبع کو اُلفتِ دُلدُل میں یہ سرگرمیِ شوق	کہ جہاں تک چلے اُس سے قدم اور مجھ سے جبیں	
	(۴) دلِ اُلفت نسبت و سینۂ توحید فضا	نگہِ جلوہ پرست و نفسِ صدق گزیں	ص ۱۳۵
	(۵) رکھتے ہو تم قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ	رتبے میں مہر و ماہ سے کم تر نہیں ہوں میں	ص ۱۹۱
	(۶) مُشکیں لباسِ کعبہ علی کے قدم سے جان	نافِ زمین ہے نہ کہ نافِ غزال ہے	ص ۲۰۵
	(۷) رنجِ رہ کیوں کھینچیے، واماندگی کو عشق ہے!	اُٹھ نہیں سکتا ہمارا جو قدم منزل میں ہے	ص ۲۳۱
	(۸) گدا سمجھ کے وہ چپ تھا، مری جو شامت آئے	اُٹھا اور اُٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لیے	ص ۲۳۶
	(۹) مسلکِ شرع کے ہیں راہ رو و راہ شناس	خضر بھی یعنی گر آ جائے تو لے اُن کے قدم	ص ۲۶۵

دیکھیے ____ : (۱۰) آہنگِ زمیں بوسِ قدم۔ (۱۱) بساطِ دستگہِ یک قدم۔ (۱۲) بے قدم۔ (۱۳) جنتِ نقشِ قدم۔ (۱۴) چشمِ نقشِ قدم۔ (۱۵) چند قدم۔ (۱۶) حیرت کدۂ نقشِ قدم۔ (۱۷) دو قدم۔ (۱۸) دوسرا قدم۔ (۱۹)__(۲۱) سرتا قدم [تین بار]۔ (۲۲) شیرازۂ اجزاے قدم۔ (۲۳)، (۲۴) صورتِ نقشِ قدم [دو بار]۔ (۲۵) گلدستۂ صد نقشِ قدم۔ (۲۶) مشقِ نقشِ قدم۔ (۲۷)__(۳۵) نقشِ قدم [نو بار]۔ (۳۶) نگاہِ دیدۂ نقشِ قدم۔ (۳۷)، (۳۸) ہر قدم [دو بار]۔ (۳۹)، (۴۰) یک قدم [دو بار]۔ (۴۱) یک قدم وحشت۔

[ل] قدم : اکتالیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: تینتیس بار]۔ قدم بوس : تین بار [مرکب]۔

قدم بوس: دیکھیے ـــــ: (۱) ادراکِ قدم بوس۔ (۲) منعِ قدم بوس۔

قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں: غم و عشرت، قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں ہے | دعاے مدعا گم کردگاں لبریزِ آمیں ہے | ص۸۹

قدمِ چند: زندگی کے ہوئے ناگہ نفسِ چند تمام | کوچۂ یار جو مجھ سے قدمِ چند رہا | ص۲۲۶

قدوم[۱] بتاں: دیکھیے: ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں۔

قدیم[۲]: (۱) دستورِ فنِ شعر یہی ہے قدیم سے | یعنی دعا پہ مدح کا کرتے ہیں اختتام | ص۲۸۳

(۲) امرِ جدید کا تو نہیں ہے مجھے سوال | بارے، قدیم قاعدے کا چاہیے قیام | ص۲۸۳

(۳) دیکھیے: تریاکِ قدیم۔

قرار[۳]: (۱) خواہش کو احمقوں نے پرستش دیا قرار | کیا پوجتا ہوں اُس بتِ بیداگر کو میں؟ | ص۱۹۰

(۲) بتاؤ اُس مژہ کو دیکھ کر، کہ مجھ کو قرار | یہ نیش ہو رگِ جاں میں فرو، تو کیوں کر ہو؟ | ص۱۹۸

(۳) آ، کہ مری جان کو قرار نہیں ہے | طاقتِ بیدادِ انتظار نہیں ہے | ص۲۰۸

دیکھیے ـــــ: (۴) وداعِ قرار۔ (۵) صبر و قرار۔

قُربِ[۴] ہر روزہ: مہرِ تاباں کو ہو تو ہو اے ماہ! | قربِ ہر روزہ برسبیلِ دوام | ص۳۶

قُربِ بساطِ نگاہ: دیکھیے: دورگردِ قربِ بساطِ نگاہ۔

قُربِ کلیم: دیکھیے: رابطۂ قربِ کلیم۔

قربانِ[۵] اوج ریزیِ چشمِ حیا پرست: قربانِ اوج ریزیِ چشمِ حیا پرست | یک آسماں ہے مرتبۂ پشتِ پا بلند | ص۳۸

قربانِ سازِ یک درد: سوزِ نیِ دو عالم قربانِ سازِ یک درد | معراجِ نالہ نے، سکتہ ہزار جا ہے | ص۹۳

قربانِ لطفِ جورِ بے دل: اسدؔ قربانِ لطفِ جورِ بے دل | خبر لیتے ہیں، لیکن بے دلی سے | ص۹۱

قربانی[۶]: دیکھیے ـــــ: (۱)۔۔(۴) چشمِ قربانی [چار بار]۔ (۵) حیرت سوادِ چشمِ قربانی۔ (۶) سوادِ چشمِ قربانی۔

---

۱ قدوم : ایک بار [مرکب]۔

۲ قدیم : تین بار [مفرد: دو بار، مرکب: ایک بار]۔

۳ قرار : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔

۴ قرب : تین بار [مرکب]۔

۵ قربان : تین بار [مرکب]۔

۶ قربانی : چھے بار [مرکب]۔

قُرصِ[1] کافوری: گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ ہے از بس کہ چرخ — قرص کافوری ہے مہر از بہر سرما خوردگاں ص۹۹

قرض[2]: (۱) فلک سے ہم کو عیشِ رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے! — متاعِ بُردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر ص۱۹۸

(۲) بس کہ لیتا ہوں ہر مہینے قرض — اور رہتی ہے سود کی تکرار ص۱۳۹

(۳) کاوش کا دل کرے ہے تقاضا، کہ ہے ہنوز — ناخن پہ قرض اُس گرہِ نیم باز کا ص۱۵۵

(۴) قرض کی پیتے تھے مے، لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں — رنگ لاوے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن ص۱۷۹

قریب[3]: (۱) پنہاں تھا دام، سخت قریب آشیان کے — اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے ص۲۲۹

(۲) آیا تھا وقت ریل کے کھلنے کا بھی قریب — تھا بارگاہِ خاص میں خلقت کا ازدحام ص۲۸۳

قریں[4]: دیکھیے ——— :(۱) فطرت دوست قریں۔(۲) مجلس نشاط قریں۔

قسطِ[5] عمر: یک نفس، ہر یک نفس جاتا ہے قسطِ عمر میں — حیف ہے اُن کو جو سمجھیں زندگانی مفت ہے ص۱۱۳

قسم[6]: (۱) مدعا در پردہ، یعنی جو کہوں باطل سمجھ — وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی ص۹۱

(۲) زہر ملتا ہی نہیں مجھ کو ستمگر! ورنہ — کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکوں؟ ص۱۸۶

(۳) سر اُڑانے کے جو وعدے کو مکرر چاہا — ہنس کے بولے کہ ترے سر کی قسم ہے ہم کو ص۱۹۵

(۴) کھلے گا کس طرح مضموں مرے مکتوب کا یارب! — قسم کھائی ہے اُس کافر نے کاغذ کے جلانے کی ص۲۰۳

(۵)،(۶) تو نے قسم مے کشی کی کھائی ہے غالبؔ! — تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے ص۲۰۸

(۷) ہستی ہماری اپنی فنا پر دلیل ہے — یہاں تک مٹے کہ آپ ہم اپنی قسم ہوئے ص۲۲۶

(۸)،(۹) قسم جنازے پہ آنے کی میرے کھاتے ہیں، غالبؔ — ہمیشہ کھاتے تھے جو میری جان کی قسم آگے ص۲۲۸

(۱۰) نہ حشر و نشر کا قائل نہ کیش و ملت کا — خدا کے واسطے، ایسے کی پھر قسم کیا ہے؟ ص۳۱۳

قسمت[7]: (۱) کارخانے سے جنوں کے بھی میں عریاں نکلا — میری قسمت کا نہ ایک آدھ گریباں نکلا ص۱۳

(۲) قسمت بری سہی، پہ طبیعت بری نہیں — ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے ص۱۲۵

---

۱ قرص : ایک بار[مرتب]۔
۲ قرض : چار بار۔
۳ قریب : دو بار۔
۴ قریں : دو بار[مرتب]۔
۵ قسط : ایک بار[مرتب]۔
۶ قسم : دس بار۔

(۳)، (۴) حیف! اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالبؔ! — جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہوتا — ص ۱۵۰

(۵) تجھ سے، قسمت میں مری، صورتِ قفلِ ابجد — تھا لکھا، بات کے بنتے ہی جدا ہو جانا — ص ۱۵۶

(۶) یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا — اگر اور جیتے رہتے، یہی انتظار ہوتا — ص ۱۵۹

(۷) ہم کہاں قسمت آزمانے جائیں؟ — تو ہی جب خنجر آزما نہ ہوا — ص ۱۶۴

(۸) ناداں ہو، جو کہتے ہو کہ کیوں جیتے ہیں غالبؔ؟ — قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن اور — ص ۱۷۱

(۹) شہادت تھی مری قسمت میں، جو دی تھی یہ خو مجھ کو — جہاں تلوار کو دیکھا، جھکا دیتا تھا گردن کو — ص ۱۹۹

(۱۰) دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آ جائے ہے — میں اُسے دیکھوں، بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے — ص ۲۲۱

(۱۱) جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر رفو کی — لکھ دیجیو یارب! اُسے قسمت میں عدو کی — ص ۲۲۸

(۱۲) میرے غم خانے کی قسمت جب رقم ہونے لگی — لکھ دیا منجملۂ اسبابِ ویرانی، مجھے — ص ۲۳۲

(۱۳) سیاہی جیسے گر جاوے دمِ تحریر کاغذ پر — مری قسمت میں یوں تصویر ہے شب ہائے ہجراں کی — ص ۲۳۵

(۱۴) میری قسمت میں غم گر اتنا تھا — دل بھی یارب! کئی دیے ہوتے — ص ۲۴۳

(۱۵) منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی — قسمت کھلی ترے قد و رُخ سے ظہور کی — ص ۲۴۳

(۱۶) دیکھنا قسمت، وہ آئے اور پھر یوں پھر گئے — [تضمین] — ص ۲۹۱

دیکھیے ـــــ: (۱۷) خمار گاہِ قسمت۔ (۱۸) کوتاہیِ قسمت۔ (۱۹) محرومیِ قسمت۔

قسمتِ بختِ رقیب: شوخیِ چشمِ حبیب، فتنۂ ایام ہے — قسمتِ بختِ رقیب، گردشِ صد جام ہے — ص ۹۹

قصر[۱]: دیکھیے: دیوارِ قصر۔

قصور[۲]: قاصد کو اپنے ہاتھ سے گردن نہ ماریے — اُس کی خطا نہیں ہے، یہ میرا قصور تھا — ص ۱۳۸

قصہ[۳]: (۱) افسانۂ اسدؔ بہ ایں درازی! — اے غم زدہ! قصہ مختصر کر — ص ۲۲۸

(۲) ہر بُنِ مو سے، دمِ ذکر نہ ٹپکے خوناب — حمزہ کا قصہ ہوا، عشق کا چرچا نہ ہوا — ص ۱۹۳

(۳) کرے ہے صرف بہ ایمائے شعلہ قصہ تمام — بہ طرزِ اہلِ فنا ہے فسانہ خوانیِ شمع — ص ۱۸۳

---

۱ قصر : ایک بار [مرتب]۔
۲ قصور : ایک بار۔
۳ قصہ : پانچ بار [مطبوعہ: تین بار، مرتب: ایک بار]۔

قصہ خوانی: دیکھیے: ذوقِ قصہ خوانی۔

قصۂ کہن: دیکھیے: ورزشِ قصۂ کہن۔

قضا[۱]:
(۱) یک جہاں بسملِ اندازِ پر افشانی ہے   دام سے اُس کے قضا کو ہے رہائی دُشوار   ص۵
(۲) عہدے سے مدحِ ناز کے باہر نہ آسکا   گر ایک ادا ہو، تو اُسے اپنی قضا کہوں   ص۱۶۸
(۳) قضا نے تھا مجھے چاہا خرابِ بادۂ اُلفت   فقط 'خراب' لکھا، بس نہ چل سکا قلم آگے   ص۲۲۷
(۴) یہ ضد کہ آج نہ آوے اور آئے بن نہ رہے   قضا سے شکوہ ہمیں کس قدر ہے، کیا کہیے!   ص۲۲۷

دیکھیے ______: (۵)، (۶) جوہرِ تیغِ قضا [دوبار]۔ (۷) دستِ قضا۔ (۸) دفعِ پیکانِ قضا۔ (۹) شہرۂ تیزیِ شمشیرِ قضا۔ (۱۰)، (۱۱) کلکِ قضا [دوبار]۔ (۱۲) موجِ ابروے قضا۔

قط[۲]: ہوں منحرف نہ کیوں رہ و رسمِ ثواب سے   ٹیڑھا لگا ہے قط قلمِ سر نوشت کو   ص۱۹۷

قطِ خامۂ بہزاد: گر بہ بزمِ باغ کھینچے نقشِ روے یار کو   شمع ساں ہوجائے قطِ خامۂ بہزاد، گل   ص۵۲

قطار[۳]: دیکھیے: شتر قطار۔

قطرہ[۴]:
(۱) جوہرِ آئینہ ساں مژگاں بہ دل آسودہ ہے   قطرہ جو آنکھوں سے ٹپکا سو نگہ آلودہ ہے   ص۱۰۳
(۲) دل میں پھر گریے نے اک شور اُٹھایا غالبؔ   آہ! جو قطرہ نہ نکلا تھا، سو طوفاں نکلا   ص۱۳۳
(۳) شوق، ہے ساماں طرازِ نازشِ اربابِ عجز   ذرہ، صحرا دستگاہ و قطرہ، دریا آشنا   ص۱۳۹
(۴) توفیق بہ اندازۂ ہمت ہے ازل سے   آنکھوں میں ہے وہ قطرہ کہ گوہر نہ ہوا تھا   ص۱۵۲
(۵) سینے کا داغ ہے وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا   خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہ ہوا   ص۱۶۲
(۶) قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا لیکن   ہم کو تقلیدِ تنک ظرفیِ منصور نہیں   ص۱۸۵
(۷) قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہو جائے   کام اچھا ہے وہ، جس کا کہ مآل اچھا ہے   ص۲۳۹

---

۱ قضا : بارہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: آٹھ بار]۔
۲ قط : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
۳ قطار : ایک بار [مرکب]۔
۴ قطرہ : اکتالیس بار [مفرد: تیرہ بار، مرکب: اٹھائیس بار]۔
قطرہا : ایک بار [مرکب]۔

قطرہ وزان : چار بار۔
قطرہ زنی : ایک بار۔
قطرہ سامانی : ایک بار۔
قطرہ قطرہ : ایک بار۔
قطرے : ایک بار۔

(۸) قطرے کو جوشِ عرق کرتا ہے دریا دستگاہ   عجزِ حیا، پرکارِ سعی بے سروپائی نہیں   ص۹۵

(۹) جوشِ دل ہے، مجھ سے حُسنِ فطرتِ بیدلؔ نہ پوچھ   قطرے سے مے خانۂ دریائے بے ساحل نہ پوچھ   ص۴۲

(۱۰) قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کُل   کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا   ص۱۹۲

(۱۱) دامِ ہر موج میں ہے حلقۂ صد کامِ نہنگ   دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہوتے تک   ص۱۷۵

(۱۲) نہیں ہے بے سبب قطرے کو شکلِ گوہر افسردن   گرہ ہے حسرتِ آبے بروئے کار آوردن   ص۳۴۹

(۱۳) ایک ایک قطرے کا مجھے دینا پڑا حساب   خونِ جگر ودیعتِ مژگانِ یار تھا   ص۱۵۴

دیکھیے ـــــ: (۱) دلِ ہر قطرہ۔ (۲) رہبرِ قطرہ بہ دریا۔ (۳) عشرتِ قطرہ۔ (۴)، (۵) ہر قطرہ خوں [دو بار]۔

(۶) ہر ایک قطرہ۔ (۷) ہر قطرہ عرق۔ (۸) یک قطرہ خوں۔

قطرہ زن: (۱) کفِ موجۂ حیا ہوں بہ گزارِ عرضِ مطلب   کہ سرشک قطرہ زن ہے بہ پیامِ دل رسانی   ص۱۰

(۲) ہوں قطرہ زن بہ مرحلۂ یاس روز و شب   جز تارِ اشک، جادۂ منزل نہیں رہا   ص۲۰

(۳) سرشکِ آشفتہ سر تھا قطرہ زن مژگاں سے جانے میں   رہے یہاں شوخیِ رفتار سے پا آستانے میں   ص۵۸

(۴) بہ کسوتِ عرقِ شرم قطرہ زن ہے خیال   مباد حوصلہ معذورِ جستجو جائے!   ص۹۹

قطرہ زنی: دیکھیے: صرفِ قطرہ زنی۔

قطرہ سامانی: دیکھیے: شرمِ قطرہ سامانی۔

قطرہ فشانی: نہ پھولو ریزشِ اعداد کی قطرہ فشانی پہ   عزیزاں! ہے بہ رنگِ صفر جامِ آسماں خالی   ص۳۵۵

قطرہ فشانی ہائے مے: کلی یاروں کی بدمستی نے مے خانے کی پامالی   ہوئی قطرہ فشانی ہائے مے، بارانِ سنگ آخر   ص۴۳

قطرہ قطرہ: قطرہ قطرہ اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا   خوں بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں   ص۱۸۵

قطرہ و موج و حباب: ہے مشتمل نمودِ صوَر پر وجودِ بحر   یاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں   ص۱۸۹

قطرہ ہائے خونِ بسمل: قطرہ ہائے خونِ بسمل زیبِ داماں ہیں اسدؔ   ہے تماشا کردنی گلچینیِ جلاد یہاں   ص۵۷

قطرۂ اشک: (۱) گریہ بے لذتِ کاوش نہ کرے جراتِ شوق   قطرۂ اشک دلِ بر صفِ مژگاں زدہ ہے   ص۱۰۹

(۲) دیکھیے: ہر قطرۂ اشک۔

قطرۂ اشکِ کباب: ہے شفق، سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی — ہر یک اختر، ہے فلک پر قطرۂ اشکِ کباب — ص ۳۱

قطرۂ بے دست وپا: تھا جب قطرۂ بے دست وپا بالا دویدن سے — زہبرِ یادگاری ہا گرہ دیتا ہے گوہر کی — ص ۴۵۲

قطرۂ خوں: (۱) ہر غنچۂ گل، صورتِ یک قطرۂ خوں ہے — دیکھا ہے کسو کا جو حنا بستہ سرِ انگشت — ص ۳۲

(۲) نہیں دل میں مرے وہ قطرۂ خوں — جس سے مژگاں ہوئی نہ ہو گل باز — ص ۱۸۲

دیکھیے ____: (۳) ہر یک قطرۂ خوں۔ (۴)، (۵)، (۶) یک قطرۂ خوں [تین بار]۔

قطرۂ خونِ جگر: گریہ، سرشاریِ شوق بہ بیاباں زدہ ہے — قطرۂ خونِ جگر، چشمکِ طوفاں زدہ ہے — ص ۱۰۹

قطرۂ خونِ فسردہ: اسدؔ، طبعِ متیں سے گر نکالوں شعرِ برجستہ — شرر ہو قطرۂ خونِ فسردہ در رگِ خارا — ص ۴۴۷

قطرۂ شبنم: (۱) لرزتا ہے مرا دل زحمتِ مہرِ درخشاں پر — میں ہوں وہ قطرۂ شبنم کہ ہو خارِ بیاباں پر — ص ۱۶۷

(۲) حیرت سے ترے جلوے کی از بس کہ ہیں بیکار — خور، قطرۂ شبنم میں ہے جوں شمع بہ فانوس — ص ۴۶

قطرۂ شربت: دیکھیے: ہر قطرۂ شربت۔

قطرۂ مے: قطرۂ مے بس کہ حیرت سے نفَس پرور ہوا — خطِ جامِ مے، سراسر رشتۂ گوہر ہوا — ص ۱۵۱

قطرۂ نیساں: صفا کب جمع ہو سکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا — صدف بن قطرۂ نیساں اسدؔ گوہر نہیں ہوتا — ص ۴۳۵

قطرے: ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں سے مدام — دُرِ شہوار ہیں، جو گرتے ہیں قطرے پیہم — ص ۲۶۵

قطع[۱]: (۱) ہو چکے ہم جادہ ساں صد بار قطع اور پھر ہنوز — زینتِ یک پیرہن جوں دامنِ صحرا نہیں — ص ۶۵

(۲) برشِ تیغ کا اُس کی، ہے جہاں میں چرچا — قطع ہو جائے نہ سررشتۂ ایجاد کہیں! — ص ۳۳۲

(۳) جب کہ چودہ منازلِ فلکی — کر چکے قطع تیری تیزیِ گام — ص ۳۳۹

(۴) قطع کیجے نہ تعلق ہم سے — کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی — ص ۲۲۰

قطعِ خصومت: ملے گی اس کو وہ عقلِ نہفتہ داں کہ اسے — پڑے نہ قطعِ خصومت میں احتیاجِ گواہ — ص ۲۷۸

قطعِ روِ اضطراب: رفتارِ عمر، قطعِ روِ اضطراب ہے — اس سال کے حساب کو برق، آفتاب ہے — ص ۲۰۶

قطعِ زحمت: دیکھیے: گمانِ قطعِ زحمت۔

---

۱ قطع : چودہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: دس بار]۔

قطعِ سفرِ ہستی: قطعِ سفرِ ہستی و آرامِ فنا ہیچ — رفتار نہیں بیش تر از لغزشِ پا، ہیچ — ص ۳۶

قطعِ شب: دیکھیے: دامنِ قطعِ شب۔

قطعِ کفن: مرگِ شیریں ہو گئی تھی کوہکن کی فکر میں — تھا حریرِ سنگ سے قطعِ کفن کی فکر میں — ص ۶۲

قطعِ لباسِ خانہ ویرانی: بہ سعیِ غیر ہے قطعِ لباسِ خانہ ویرانی — کہ تارِ جادۂ رہ، رشتۂ دامانِ صحرا ہے — ص ۸۳

قطعِ محبت: مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات — مقصود اُس سے قطعِ محبت نہیں مجھے — ص ۱۲۵

قطعِ نظر: (۱) اُنھیں سوال پہ زُعمِ جنوں ہے، کیوں لڑیے؟ — ہمیں جواب سے قطعِ نظر ہے، کیا کہیے! — ص ۲۲۷

(۲) دیکھیے: صافیِ قطعِ نظر۔

قفا[۱]: کس کا دل زلف سے بھاگا؟ کہ اسدؔ — دستِ شانہ بہ قفا باندھتے ہیں — ص ۵۸

قفائے گل: تیرے ہی جلوے کا ہے یہ دھوکا کہ آج تک — بے اختیار دوڑے ہے گل در قفائے گل — ص ۱۷۶

قفائے خندہ: ہے عدم میں غنچہ محوِ عبرتِ انجامِ گل — یک جہاں زانو تامّل در قفائے خندہ ہے — ص ۲۱۵

قفس[۲]: (۱) کنج میں بیٹھا رہوں یوں پر کھلا — کاشکے! ہوتا قفس کا در کھلا — ص ۱۳۰

(۲) قفس میں ہوں، گر اچھا بھی نہ جانیں میرے شیون کو — مرا ہونا بُرا کیا ہے نوا سنجانِ گلشن کو؟ — ص ۱۹۸

(۳) قفس میں مجھ سے رودادِ چمن کہتے نہ ڈر ہمدم! — گری ہے جس پہ کل بجلی، وہ میرا آشیاں کیوں ہو؟ — ص ۲۰۰

(۴) خزاں کیا؟ فصلِ گل کہتے ہیں کس کو؟ کوئی موسم ہو — وہی ہم ہیں، قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے — ص ۲۲۰

(۵) مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر — کرے قفس میں فراہم خس، آشیاں کے لیے — ص ۲۲۹

(۶) نے تیر کماں میں ہے نہ صیاد کمیں میں — گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے — ص ۲۲۵

(۷) نظر بندِ تصور ہے قفس میں لطفِ آزادی — شکستِ آرزو کے رنگ کی کرتا ہوں صیادی — ص ۲۵۱

دیکھیے ____: (۸) پر افشاندہ در کنجِ قفس۔ (۹)، (۱۰) چاکِ قفس [دو بار]۔ (۱۱) طلسمِ قفس۔ (۱۲) کارِ قفس۔ (۱۳) کنجِ قفس۔

قفسِ دل: پروازِ تپش رنگی، گلزار ہمہ تنگی — خوں ہو قفسِ دل میں اے ذوقِ پر افشانی! — ص ۱۰۹

---

[۱] قفا : تین بار [مرکب]۔

[۲] قفس : سترہ بار [مفرد: سات بار، مرکب: دس بار]۔

قفسِ رنگ: قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ — اے نالہ! نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے؟ — ص۲۱۸

قفسِ رنگ و بو: وھاں پر فشانِ دامِ نظر ہوں جہاں اسدؔ — صبحِ بہار بھی قفسِ رنگ و بو نہ ہو — ص۹۸

قفسِ مرغِ گرفتار: مژدہ اے ذوقِ اسیری! کہ نظر آتا ہے — دامِ خالی قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس — ص۱۷۳

قُفلِ[1] ابجد: دیکھیے ـــــــ: (۱) صورتِ قفلِ ابجد۔ (۲) طلسمِ قفلِ ابجد۔

قُفلِ بےکلید: تھا دلِ وابستہ، قفلِ بے کلید — کس نے کھولا؟ کب کھلا؟ کیوں کر کھلا؟ — ص۳۹

قُفلِ درِ گنجِ محبت: کیوں اسے قفلِ درِ گنجِ محبت لکھیے — کیوں اسے نقطۂ پرکارِ تمنا کہیے — ص۱۲۲ [کنجی والی کے لیے]

قُفلِ زر: دیکھیے: شکلِ قفلِ زر۔

قُفلِ زنگ آلودہ: ہوئی یہ بےخودی چشم و زباں کو تیرے جلوے سے — کہ طوطی قفلِ زنگ آلودہ ہے آئینہ خانے میں — ص۵۸

قُل[2]: مسلمانوں کے میلوں کا ہوا قُل — بجے ہے جوگ مایا اور دیپی — ص۲۶۲

قلزم[3]: بہ سخن اوجِ دہ مرتبۂ معنی و لفظ — بہ کرم داغِ نہِ ناصیۂ قلزم و نیل — ص۱۲۳

قلزم آشامی: لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری — موجِ مے کی آج رگ، مینا کی گردن میں نہیں — ص۱۸۵

قلزمِ اُلفت: گردِ ساحل، ہے بہ زخمِ موجۂ دریا نمک — گر نہ باندھے قلزمِ اُلفت میں سر، جائے کدو — ص۶۹

قلزمِ خوں: ہے موجزن اک قلزمِ خوں، کاش! یہی ہو — آتا ہے ابھی دیکھیے کیا کیا مرے آگے — ص۲۲۹

قلزمِ ذوقِ نظر: بےخبر مت کہہ ہمیں، بیدردا خود بینی سے پوچھ — قلزمِ ذوقِ نظر میں آئنہ پایاب تھا — ص۱۵

قلزمِ صرصر: غم، آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو — چراغِ روشن اپنا، قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے — ص۲۱۰

قُلقُل[4]: دل کی صدائے شکست، سازِ طرب ہے اسدؔ — شیشۂ بے بادہ سے چاہیے ہے قلقل ہنوز — ص۴۳

قَلَم[5] (۱): لکھتے رہے جنوں کی حکایاتِ خوں چکاں — ہرچند اس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے — ص۲۲۶

قلم[6] (۲): (۱) قضا نے تھا مجھے چاہا خرابِ بادۂ اُلفت — فقط 'خراب' لکھا، بس نہ چل سکا قلم آگے — ص۲۲۷

(۲) مگر لکھوائے کوئی اس کو خط، تو ہم سے لکھوائے — ہوئی صبح اور گھر سے کان پر رکھ کر قلم نکلے — ص۲۵۰

---

[1] قفل : چھے بار [مرتب]۔

[2] قُل : ایک بار۔

[3] قلزم : چھے بار [مرتب]۔

[4] قلقل : ایک بار۔

[5] قلم (۱) : ایک بار۔

[6] قلم (۲) : تیرہ بار [مطبوعہ: پانچ بار، مرتب: آٹھ بار]۔

(۳) صرف اظہار ہے ارادت کا ہے قلم کی جو سجدہ ریز جبیں ص۲۸۱

(۴) جائے حیرت ہے کہ گلبازیِ اندیشۂ شوق اس زمیں میں نہ کرے سبز قلم کی رفتار ص۳

(۵) بزم کا التزام گر کیجے ہے قلم میری، ابرِ گوہر بار ص۱۲۶

دیکھیے:(۶) جُنبشِ قلم۔(۷) جُنبشِ نالِ قلم۔(۸) رفتارِ قلم۔(۹) لوح و قلم۔(۱۰) نالِ قلم۔

قلمِ چند: لکھ سکا میں نہ اُسے شکوۂ پیماں شکنی لاجرم، توڑ کے عاجز قلمِ چند رہا ص۲۲۶

قلمِ سرنوشت: ہوں منحرف نہ کیوں رہ و رسمِ ثواب سے ٹیڑھا لگا ہے قط قلمِ سرنوشت کو ص۱۹۷

قلمِ مانی: دیکھیے: نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانی۔

قلم دان[۱]: دیکھیے: نظر فروزِ قلم دان۔

قلمروِ[۲] اعجاز: دیکھیے: یک نیستاں قلمروِ اعجاز۔

قلمی[۳]: زلفِ سیہ افعی، نظرِ بد، قلمی ہے ہر چند خطِ سبز و زمرد رقمی ہے ص۱۰۶

قلیل[۴]: دیکھیے: رقم آموزِ عباراتِ قلیل۔

قُم[۵]: دیکھیے: زمزمۂ قُم۔

قمارخانۂ[۶] عشق: ہم سے چھوٹا قمارخانۂ عشق واں جو جاویں، گرہ میں مال کہاں! ص۱۸۲

قماش[۷]: (۱) گل کدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ، ایک بو ریختے کے قماش کو پود ہے ایک، تار ایک ص۲۹۶

(۲) دیکھیے: خلقِ حسد قماش۔

قماشِ دام: دیکھیے: صرفِ قماشِ دام۔

قماشِ ہوس: دیکھیے: یک جہاں قماشِ ہوس۔

قمری[۸]: (۱) گلشن میں بندوبست بہ رنگِ دگر ہے آج قمری کا طوق، حلقۂ بیرونِ در ہے آج ص۱۶۵

---

۱ قلم دان : ایک بار [مرکب]۔
۲ قلمرو : ایک بار [مرکب]۔
۳ قلمی : ایک بار۔
۴ قلیل : ایک بار [مرکب]۔
۵ قُم : ایک بار [مرکب]۔
۶ قمارخانہ : ایک بار [مرکب]۔
۷ قماش : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
۸ قمری : چودہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: بارہ بار]۔
قمری پرواز : ایک بار۔

(۲) قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ — اے نالہ! نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے؟ — ص۲۹

دیکھیے ـــــــ: (۳)۔(۵) بیضۂ قمری [تین بار]۔(۶) پرِ قمری۔(۷) خوشترِ بال و پرِ قمری۔(۸) شکلِ قمری۔(۹)،(۱۰) طوقِ قمری [دوبار]۔(۱۲) طوقِ گردنِ قمری۔ گردنِ قمری۔(۱۳) یک بیاباں بیضۂ قمری۔

قمریِ بسمل: گو تیزیِ رفتار؟ کہ صحرا سے زمیں کو — جوں قمریِ بسمل تپشِ آہنگ نکالوں — ص۳۰

قمری پرواز: کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ، قمری پرواز — دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ، طاؤس شکار — ص۳۲

قناعت[1]: (۱) وقت اُس اُفتادہ کا خوش جو قناعت سے اسدؔ — نقشِ پائے مور کو تختِ سلیمانی کرے — ص۸۲

(۲) ضعف سے ہے، نے قناعت سے، یہ ترکِ جستجو — ہیں وبالِ تکیہ گاہِ ہمتِ مردانہ ہم — ص۱۷۷

قند[2]: آتشِ گل پہ قند کا ہے قوام — شیرے کے تار کا ہے ریشہ نام — ص۳۱ [آم کے لیے]

قندِ بوسۂ شیریں لباں: اُمیدوار ہوں تاثیرِ تلخ کامی سے — کہ قندِ بوسۂ شیریں لباں مکرر ہو — ص۹۷

قوام[3]: دیکھیے: قند۔

قوتِ نامیہ[4]: کاٹ کر پھینکیے ناخن تو بہ اندازِ ہلال — قوتِ نامیہ اُس کو بھی نہ چھوڑے بیکار — ص۳۲

قُوئی[5]: مضمحل ہوگئے قُوئی غالبؔ — وہ عناصر میں اعتدال کہاں! — ص۱۸۲

قول[6]: (۱) صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ، خدا گواہ! — کہتا ہوں سچ، کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے — ص۱۲۵

(۲) قول حافظؔ کا ہے بجا اے دوست — "ہرکرا پنج روزہ نوبتِ اوست" — ص۲۶۷

(۳) دیکھیے: ہر قول۔

قولِ حضور: مجھے جنوں نہیں غالبؔ، ولے بہ قولِ حضور — "فراقِ یار میں تسکین ہو تو کیوں کر ہو" — ص۱۹۸ [حضور: بہادر شاہ ظفر]

قولِ ناسخ: غالبؔ! اپنا یہ عقیدہ ہے بہ قولِ ناسخ — "آپ بے بہرہ ہے جو معتقدِ میرؔ نہیں" — ص۱۸۲

قہر[7]: (۱) ظلم ہے، گر نہ دو سخن کی داد — قہر ہے، گر کرو نہ مجھ کو پیار — ص۱۳۶

(۲) قہر ہو یا بلا ہو، جو کچھ ہو — کاشکے! تم مرے لیے ہوتے — ص۲۳۳

---

[1] قناعت : دوبار۔

[2] قند : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔

[3] قوام : ایک بار۔

[4] قوت : ایک بار [مرکب]۔

[5] قُوئی : ایک بار۔

[6] قول : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکب: تین بار]۔

[7] قہر : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکب: چار بار]۔

(۳) بے قہر، گر اب بھی نہ بنے بات کہ اُن کو — انکار نہیں اور مجھے ابرام بہت ہے — ص ۲۳۵

(۴) سخت مشکل ہوگا سُلجھانا تجھے — قہر ہے دل اِن سے اُلجھانا تجھے — ص ۲۶۶

قہر آشنا: دیکھیے: سُراغِ یک نگہِ قہر آشنا۔

قہر وشفقت: لڑاوے گر وہ بزمِ مے کشی میں قہر وشفقت کو — بھرے پیمانۂ صد زندگانی ایک جام اُس کا — ص ۲۳

قہر وعتاب: دیکھیے: جاں گدازیِ قہر وعتاب۔

قہر وغضب: دیکھیے: درخورِ قہر وغضب۔

قہرمانِ[1] عشق: گریہ ہاے بے دلاں، گنجِ شرر در آستیں — قہرمانِ عشق میں حسرت سے لیتے ہیں خراج — ص ۳۵

قہقہہ[2]: دیکھیے: وقتِ قہقہہ۔

قے[3]: کیوں ردِّ قدح کرے ہے زاہد؟ — مے ہے، یہ مگس کی قے نہیں ہے — ص ۲۲۹

قیاس[4]: (۱) اپنے پہ کر رہا ہوں قیاس اہلِ دہر کا — سمجھا ہوں دل پذیر متاعِ ہنر کو میں — ص ۱۹۰

(۲) اور دوڑائیے قیاس کہاں؟ — جانِ شیریں میں یہ مٹھاس کہاں! — ص ۳۰۰ [آم کے لیے]

قیام[5]: امرِ جدید کا تو نہیں ہے مجھے سوال — بارے، قدیم قاعدے کا چاہیے قیام — ص ۲۸۳

قیامت[6]: (۱) تا قیامت شبِ فرقت میں گزر جائے گی عمر — سات دن ہم پہ بھی بھاری ہیں سحر ہوتے تک — ص ۵۰

(۲) پھونکتا ہے نالہ ہر شب صورِ اسرافیل کی — ہم کو جلدی ہے، مگر تو نے قیامت ڈھیل کی — ص ۹۱

(۳) اسد طلسمِ قفس میں رہے، قیامت ہے! — خرام تجھ سے، صبا تجھ سے، گلستاں تجھ سے — ص ۱۱۲

(۴) دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز — پھر ترا وقتِ سفر یاد آیا — ص ۱۵۲

(۵) نہیں معلوم کس کس کا لہو پانی ہوا ہوگا! — قیامت ہے سرشک آلودہ ہونا تیری مژگاں کا — ص ۱۵۷

(۶) رہا گر کوئی تا قیامت سلامت — پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت! — ص ۱۶۳

---

[1] قہرمان : ایک بار [مرکب]۔
[2] قہقہہ : ایک بار [مرکب]۔
[3] قے : ایک بار۔
[4] قیاس : دو بار۔
[5] قیام : ایک بار۔
[6] قیامت : تیس بار [مفرد: تیئیس بار، مرکب: سات بار]۔
قیامت قامتوں: ایک بار۔

(۷) بجز پرواز شوق ناز کیا باقی رہا ہوگا! قیامت اک، ہوائے تند ہے خاکِ شہیداں پر ص ۱۶۷

(۸)،(۹) جاتے ہوئے کہتے ہو: قیامت کو ملیں گے کیا خوب! قیامت کا ہے گویا کوئی دن اَور ص ۱۷۱

(۱۰) ترے سرو قامت سے یک قدِ آدم قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں ص ۱۷۹

(۱۱) قیامت ہے کہ سُن لیلیٰ کا دشتِ قیس میں آنا تعجب سے وہ بولا: یوں بھی ہوتا ہے زمانے میں؟ ص ۱۸۰

(۱۲) میں جو کہتا ہوں کہ ہم لیں گے قیامت میں تمھیں کس رعونت سے وہ کہتے ہیں کہ ہم حور نہیں ص ۱۸۵

(۱۳) نہیں، کہ مجھ کو قیامت کا اعتقاد نہیں شبِ فراق سے روزِ جزا زیاد نہیں ص ۱۹۲

(۱۴) اُس فتنہ خو کے در سے اب اُٹھتے نہیں اسدؔ اِس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو ص ۱۹۳

(۱۵) کہاں تک روؤں اُس کے خیمے کے پیچھے؟ قیامت ہے! مری قسمت میں یارب! کیا نہ تھی دیوار پتھر کی؟ ص ۲۰۷

(۱۶) وفا مقابل و دعوائے عشق بے بنیاد جنونِ ساختہ و فصلِ گل، قیامت ہے! ص ۲۱۲

(۱۷) لبِ عیسیٰ کی جنبش کرتی ہے گہوارہ جنبانی قیامت، کشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے ص ۲۱۷

(۱۸) قیامت ہے! کہ ہووے مدّعی کا ہم سفر، غالبؔ وہ کافر، جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے ص ۲۲۵

(۱۹) سنبھلنے دے مجھے اے نااُمیدی، کیا قیامت ہے! کہ دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے ص ۲۲۵

(۲۰) تھا موجدِ عشق بھی قیامت کوئی لڑکوں کے لیے گیا ہے کیا کھیل نکال! ص ۲۵۳

(۲۱) تم سلامت رہو قیامت تک دولت و عزّ و جاہ روز افزوں ص ۲۹۸

(۲۲) فردا و دی کا تفرقہ یک بار مٹ گیا کل تم گئے کہ ہم پہ قیامت گزر گئی ص ۳۳۳

(۲۳) طرزِ بیدلؔ میں ریختہ لکھنا اسداللہ خاں قیامت ہے! ص ۳۲۰

(۲۴) اثر سوزِ محبت کا قیامت بے محابا ہے کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے ص ۸۳

(۲۵) مت پوچھ اسدؔ غصۂ کم فرصتیِ زیست دو دن بھی جو کاٹے تو قیامت تعبوں سے ص ۳۳۳

دیکھیے ـــــــ: (۲۶) خرشیدِ قیامت۔ (۲۷) دمِ صبحِ قیامت۔ (۲۸) صبحِ قیامت۔ (۲۹) فتنۂ شورِ قیامت۔

قیامت خاور: دیکھیے: یک قیامت خاور۔

قیمت قامتوں: اسدؔ! اُٹھنا قیامت قامتوں کا وقتِ آرائش لباسِ نظم میں بالیدنِ مضمونِ عالی ہے ص ۷۹

قید[1]: قید میں بھی ہے اسیری، آزاد — چشمِ زنجیر کو وا باندھتے ہیں — ص ۵۸

(۲) گر کیا ناصح نے ہم کو قید، اچھا یوں سہی — یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جاویں گے کیا؟ — ص ۱۵۵

(۳) قید میں ہے ترے وحشی کو وہی زلف کی یاد — ہاں کچھ اک رنجِ گراں باریِ زنجیر بھی تھا — ص ۱۵۸

(۴) قید میں یعقوب نے لی گو نہ یوسف کی خبر — لیکن آنکھیں روزنِ دیوارِ زنداں ہو گئیں — ص ۱۹۱

(۵) جب مے کدہ چھٹا، تو پھر اب کیا جگہ کی قید — مسجد ہو، مدرسہ ہو، کوئی خانقاہ ہو — ص ۱۹۷

(۶) دیکھیے: طرزِ قید۔

قیدِ حیات: قیدِ حیات و بندِ غم، اصل میں دونوں ایک ہیں — موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں — ص ۱۹۳

(۲) مجھ کو دیکھو کہ ہوں بہ قیدِ حیات — اور چھماہی ہو سال میں دو بار — ص ۱۲۶

قیدِ زندگی: دیکھیے: سختی ہائے قیدِ زندگی۔

قیدِ ہستی: قیدِ ہستی سے رہائی معلوم! — اشک کو بے سر و پا باندھتے ہیں — ص ۱۸۱

قیس[2]: (۱) شوق، ہر رنگ رقیبِ سروساماں نکلا — قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا — ص ۱۳۲

(۲) قیس بھاگا شہر سے شرمندہ ہو کر سوئے دشت — بن گیا تقلید سے میری یہ سودائی عبث — ص ۳۳

(۳) قیس نے از بس کہ کی سیرِ گریبانِ نفس — یک دو چیں دامنِ صحرا پردۂ محمل ہوا — ص ۴۹

(۴) جز قیس اور کوئی نہ آیا بروئے کار — صحرا مگر بہ تنگیِ چشمِ حسود تھا — ص ۱۳۳

دیکھیے ———: (۵) دشتِ قیس۔ (۶) روئے قیس۔ (۷) جنونِ قیس۔ (۸) اخترِ سوختۂ قیس۔ (۹) نفسِ قیس۔

قیس و کوہکن: قد و گیسو میں قیس و کوہکن کی آزمائش ہے — جہاں ہم ہیں وہاں دار و رسن کی آزمائش ہے — ص ۲۲۳

قیصر[3]: (۱) زندگانی پہ اعتماد غلط — ہے کہاں قیصر اور کہیں فغفور — ص ۳۲

(۲) بزم میں میزبان قیصر و جم — رزم میں اوستادِ رستم و سام — ص ۱۳۷

(۳) دیکھیے: چہرۂ قیصر۔

---

[1] قید : دس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: پانچ بار]۔
[2] قیس : دس بار [مفرد: چار بار، مرکب: چھے بار]۔
[3] قیصر : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

قیصرِ روم: جاں نثاروں میں ترے قیصرِ روم　　جرعہ خواروں میں ترے مرشدِ جام　ص ۱۳۷

قیل[1] وقال: دیکھیے: عرصۂ قیل وقال۔

قیمت[2]: سرمۂ مُفتِ نظر ہوں، مری قیمت یہ ہے　　کہ رہے چشمِ خریدار پہ احساں میرا　ص ۱۵۳

(۲) چار سے پھر نہ ہوگی کم قیمت　　اس سے لیویں گے کم نہ ہم قیمت　ص ۲۶۸

(۳) دیکھیے: زر قیمت۔

قیمتِ اوّل: دیکھیے: یوسف بہ قیمتِ اوّل خریدہ۔

قیمتِ دل: دیکھیے ــــــ: (۱)، (۲) شکستِ قیمتِ دل [دوبار]۔ (۳) ہر شکستِ قیمتِ دل۔

قیمتِ گوہر: ہے وطن سے باہر اہلِ دل کی قدر و منزلت　　عزلت آبادِ صدف میں قیمتِ گوہر نہیں　ص ۲۶

قیود[3]: دیکھیے: سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود۔

---

[1] قیل وقال : ایک بار [مرکب]۔

[2] قیمت : نو بار [مفرد: تین بار، مرکب: چھے بار]۔

[3] قیود : ایک بار [مرکب]۔

ک

کاتب[۱]: ٹکڑے ہوا ہے، دیکھ کے تحریر کو، جگر — کاتب کی آستیں ہے مگر تیغ کا نیام — ص۲۸۲

کاتبِ حکم: کاتبِ حکم نے بہ موجبِ حکم — اُس رقم کو دیا طرازِ دوام — ص۳۸

کاٹ[۲]: گر نہ ڈر جاؤ تو دکھلاؤں تمھیں — کاٹ اپنی کاٹھ کی تلوار کا — [قادرنامہ]

کاٹھ[۳]: دیکھیے: کاٹ [دوسرا مصرع]۔

کار[۴]: دیکھیے ـــــــ: (۱) آغازِ کار۔ (۲) آئینہ کارتر۔ (۳)، (۴)، (۵) بروے کار [تین بار]۔ (۶) حُسن ویراں کار۔ (۷) عقدہ ہاے کار۔ (۸) نشاطِ کار۔

کارِ اسدؔ: ہے مگر موقوف بروقتِ دگر کارِ اسدؔ — اے شبِ پروانہ و روزِ وصالِ عندلیب! — ص۳۲

کارِ بادِ صبح: دریغ! آہِ سحر گہ کارِ بادِ صبح کرتی ہے — کہ ہوتی ہے زیادہ سرد مہری شمع رویاں کی — ص۷۶

کارِ بہانہ جوئیِ چشمِ حیا: ہے دلبری کمیں گرِ ایجادِ یک نگاہ — کارِ بہانہ جوئیِ چشمِ حیا بلند — ص۳۹

کارِ جہاں: دیکھیے: دل ز کارِ جہاں اُفتادہ۔

کارِ قفس: اے بالِ اضطراب! کہاں تک فسردگی — یک پرزدن تپش میں ہے کارِ قفس تمام — ص۵۵

کارے کشاں: محتسب سے تنگ ہے از بس کہ کارے کشاں — رز میں جو انگور نکلا، عقدۂ مشکل ہوا — ص۲۹

کارِ نگہ: حیرت اگر خرام ہے، کارِ نگہ تمام ہے — گر کفِ دست بام ہے، آئنے کو ہُوا سمجھ — ص۶۳

کارخانہ[۵]: کارخانے سے جنوں کے بھی میں عریاں نکلا — میری قسمت کا نہ ایک آدھ گریباں نکلا — ص۸۳

---

۱ کاتب : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
۲ کاٹ : ایک بار۔
۳ کاٹھ : ایک بار۔
۴ کار : چودہ بار [مرکب]۔
۵ کارخانہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔

کارخانۂ دیبا: دیدار دوستاں لباسی ہے ناگوار — صورت بہ کارخانۂ دیبا نہ کھینچیے ص۱۰۶

کارخانۂ طفلی: خاک بازیِ اُمید کارخانۂ طفلی — یاس کو دو عالم سے لب بہ خندہ وا پایا ص۱۳

کارساز[1]: دیکھیے: خداوندِ کارساز۔

کارفرما[2]: (۱) فلک کو دیکھ کے، کرتا ہوں اُس کو یاد اسدؔ — جفا میں اُس کی، ہے انداز کارفرما کا ص۱۳۸

(۲) دل نہیں، تجھ کو دکھاتا ورنہ داغوں کی بہار — اِس چراغاں کا، کروں کیا، کارفرما جل گیا ص۱۵۱

کارفرمائے دین و دولت و بخت: کارفرمائے دین و دولت و بخت — چہرہ آرائے تاج و مسند و تخت ص۳۱

کارفرمائی: مگر اب ذوقِ بذلہ سنجی کو — ہے جداگانہ کارفرمائی ص۲۶۳

کارگاہ[3] برگ و نوا: دیکھیے: رونقِ کارگاہِ برگ و نوا۔

کارگاہِ فکر: دل کارگاہِ فکر و اسدؔ بے نوائے دل — یھاں سنگِ آستانۂ بیدلؔ ہے آئنہ ص۷۰

کارگاہِ ہستی: کارگاہِ ہستی میں لالہ داغ ساماں ہے — برقِ خرمنِ راحت خونِ گرمِ دہقاں ہے ص۲۱۷

کارگہِ ربطِ نزاکت: سنگ یہ کارگہِ ربطِ نزاکت ہے کہ ہے — خندۂ بے خودیِ کبک بہ دندانِ شرار ص۴

کارگر[4]: (۱) ہوگئی ہے غیر کی شیریں بیانی کارگر — عشق کا اُس کو گماں ہم بے زبانوں پر نہیں ص۱۸۳

(۲) ممکن نہیں کہ ہو دلِ خوباں میں کارگر — تاثیرِ جستنِ اشک سے نقش برآب ہے ص۳۵۲

کارگزار[5]: دیکھیے: غلامِ کارگزار۔

کارنامۂ[6] راز: نثر اُس کی، ہے کارنامۂ راز — نظم اُس کی، نگارنامۂ راز ص۲۹۸

کارواں[7]: دیکھیے: گردِ کارواں۔

کاروانِ اشک: آئے ہیں پارہ ہائے جگر درمیانِ اشک — لایا ہے لعلِ بیش بہا کاروانِ اشک ص۵۰

کاروانِ حیرت: ز خود گزشتنِ دل کاروانِ حیرت ہے — نگہ غبارِ ادب گاہِ جلوہ فرمائی ص۱۱۰

---

[1] کارساز : ایک بار [مرکب]۔

[2] کارفرما : تین بار [مفرد: دو بار، مرکب: ایک بار]۔

کارفرمائی : ایک بار۔

[3] کارگاہ : تین بار [مرکب]۔

کارگہ : ایک بار [مرکب]۔

[4] کارگر : دو بار۔

[5] کارگزار : ایک بار [مرکب]۔

[6] کارنامہ : ایک بار [مرکب]۔

[7] کارواں : تین بار [مرکب]۔

کاروبار[1]: (۱) بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل — کہتے ہیں جس کو عشق، خلل ہے دماغ کا — ص۱۳۹

(۲) ہے کس قدر ہلاکِ فریبِ وفائے گل — بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل — ص۱۷۶

کاروبارِ اسدؔ: دیکھیے: سروسامان وکاروبارِ اسدؔ۔

کاروبارِ شوق: دیکھیے: فرصتِ کاروبارِ شوق۔

کاری[2]: دیکھیے ــــــــ: (۱) زخمِ کاری۔ (۲) جویائے زخمِ کاری۔

کاسہ[3]: زکوٰۃِ حُسن دے اے جلوۂ بینش! کہ مہر آسا — چراغِ خانۂ درویش ہو کاسہ گدائی کا — ص۱۳۶

کاسۂ دریوزہ: خشکیِ مے نے تلف کی مے کدے کی آبرو — کاسۂ دریوزہ ہے پیمانۂ دستِ سبو — ص۶۸

کاسۂ زانو: (۱) ہے تصور میں نہاں سرمایۂ صد گلستاں — کاسۂ زانو ہے مجھ کو بیضۂ طاؤس و بس — ص۳۹

(۲) ہنگامِ تصور ہوں دریوزہ گرِ بوسہ — یہ کاسۂ زانو بھی اک جامِ گدائی ہے — ص۸۰

کاسۂ سَم: دیکھیے: گردشِ کاسۂ سَم۔

کاسۂ گردوں: نہ پوچھ وسعتِ مے خانۂ جنوں غالبؔ — جہاں یہ کاسۂ گردوں ہے ایک خاک انداز — ص۱۴۲

کاشانہ[4]: (۱) برہم ہے بزمِ غنچہ بہ یک جُنبشِ نشاط — کاشانہ بس کہ تنگ ہے، غافل! ہوا نہ مانگ — ص۵۰

(۲) گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانے کی — در و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں ہونا — ص۸۵

(۳) وفورِ اشک نے کاشانے کا کیا یہ رنگ — کہ ہو گئے مرے دیوار و در، در و دیوار — ص۱۹۷

کاشانۂ ہستی: کاشانۂ ہستی کہ بر انداختنی ہے — یہاں سوختنی اور وہاں ساختنی ہے — ص۱۱۱

کاغذ[5]: (۱) تیرے بیمار پہ ہیں فریادی — وہ جو کاغذ میں دوا باندھتے ہیں — ص۵۸

(۲) ہر نالۂ اسدؔ ہے مضمونِ داد خواہی — یعنی سخن کو کاغذ احرامِ مدعا ہے — ص۹۵

(۳) کھلے گا کس طرح مضموں مرے مکتوب کا یارب! — قسم کھائی ہے اُس کافر نے کاغذ کے جلانے کی — ص۲۰۳

(۴) ایک جا حرفِ وفا لکھا تھا، سو بھی مٹ گیا — ظاہرا، کاغذ ترے خط کا غلط بردار ہے — ص۲۱۲

---

[1] کاروبار: چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔
[2] کاری: دو بار [مرکب]۔
[3] کاسہ: چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔
[4] کاشانہ: چار بار [مفرد: تین بار، مرکب: ایک بار]۔
[5] کاغذ: تیرہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: آٹھ بار]۔
کاغذی: دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔

(۵) سیاہی جیسے گر جاوے دمِ تحریر کاغذ پر — مری قسمت میں یوں تصویر ہے شب ہائے ہجراں کی — ص۲۲۱

کاغذِ آتش زدہ: (۱) ہوں چراغانِ ہوس جوں کاغذِ آتش زدہ — داغ، گرمِ کوششِ ایجادِ داغِ تازہ تھا — ص۱۶

(۲) یکقلم کاغذِ آتش زدہ ہے صفحۂ دشت — نقشِ پا میں ہے تبِ گرمیِ رفتار ہنوز — ص۱۴۲

(۳) بہ رنگِ کاغذِ آتش زدہ، نیرنگِ بیتابی — ہزار آئینہ دل باندھے ہے بالِ یک تپیدن پر — ص۱۶۸

(۴) کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ: قمری پرواز — دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ: طاؤس شکار — ص۱۳۲

(۵) حیرتِ کاغذِ آتش زدہ ہے جلوۂ عمر — تہِ خاکسترِ صد آئنہ پایا ہے مجھے — ص۱۰۸

کاغذِ ابری: پہنے ہے پیرہنِ کاغذِ ابری، نیساں — یہ تنک مایہ، ہے فریادیِ جوشِ ایثار — ص۴

کاغذِ باد: دیکھیے: صورتِ کاغذِ باد۔

کاغذِ سرمہ: داد خواہِ تپش و مہرِ خموشی برلب — کاغذِ سرمہ ہے جامہ ترے بیماروں کا — ص۴۸

کاغذی: (۱) نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا؟ — کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا — ص۱۳۲

(۲) دیکھیے: مثلِ پتنگِ کاغذی۔

کاف[1]: دیکھیے: کششِ کافِ کرم۔

کافر[2](۱): (۱) حد چاہیے سزا میں عقوبت کے واسطے — آخر گناہگار ہوں، کافر نہیں ہوں میں — ص۱۹۰

(۲) چھوڑوں گا میں نہ اُس بُتِ کافر کا پوجنا — چھوڑے نہ خلق گو مجھے کافر کہے بغیر — ص۱۶۹

(۳) دیکھیو، غالبؔ سے گر اُلجھا کوئی! — ہے ولی پوشیدہ اور کافر کھلا — ص۱۳۰

کافر(۲): (۱) وسعتِ رحمتِ حق دیکھ کہ بخشا جاوے — مجھ سا کافر کہ جو ممنونِ معاصی نہ ہوا — ص۱۳

(۲) دل دیا جان کے کیوں اُس کو وفادار، اسدؔ — غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا — ص۱۳۷

(۳) لے تو لوں سوتے میں اُس کے پانو کا بوسہ، مگر — ایسی باتوں سے وہ کافر بدگماں ہو جائے گا — ص۱۵۱

(۴) تنگیِ دل کا گلہ کیا، یہ وہ کافر دل ہے — کہ اگر تنگ نہ ہوتا تو پریشاں ہوتا — ص۱۵۸

(۵) یہ قاتل، وعدۂ صبر آزما کیوں؟ — یہ کافر، فتنۂ طاقت رُبا کیا! — ص۱۵۸

---

۱ کاف: ایک بار [مرتّب]۔

۲ کافر (۱، ۲): اٹھارہ بار [مفرد: سترہ بار، مرکب: ایک بار]۔

(۶) دل نازک پہ اُس کے رحم آتا ہے مجھے غالبؔ! — نہ کر سرگرم اُس کافر کو اُلفت آزمانے میں — ص ۱۸۰

(۷) ملتی ہے خوے یار سے نار التہاب میں — کافر ہوں، گر نہ ملتی ہو راحت عذاب میں — ص ۱۸۸

(۸) کھلے گا کس طرح مضموں مرے مکتوب کا یارب! — قسم کھائی ہے اُس کافر نے کاغذ کے جلانے کی — ص ۲۰۳

(۹) مرتے مرتے دیکھنے کی آرزو رہ جائے گی — وائے ناکامی کہ اُس کافر کا خنجر تیز ہے — ص ۲۱۳

(۱۰) کثرت آرائیِ وحدت، ہے پرستاریِ وہم — کر دیا کافر اِن اصنامِ خیالی نے مجھے — ص ۲۲۲

(۱۱) قیامت ہے کہ ہووے مدّعی کا ہم سفر، غالبؔ! — وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے مجھ سے — ص ۲۲۵

(۱۲) بدگماں ہوتا ہے وہ کافر، نہ ہوتا کاشکے! — اِس قدر ذوقِ نواے مرغِ بُستانی مجھے — ص ۲۳۲

(۱۳) محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا — اُسی کو دیکھ کر جیتے ہیں، جس کافر پہ دم نکلے — ص ۲۵۰

(۱۴) نبی کا ہو نہ جسے اعتقاد، کافر ہے — رکھے امام سے جو بُغض، کیا کہیں اُس کو؟ — ص ۲۸۶

(۱۵) دیکھیے بُتِ کافر۔

کافور[۱]: رہا کس جُرم سے میں بے قرار داغ ہم طرحی؟ — سمندر کو پرِ پروانہ سے کافور ملتے ہیں — ص ۶۳

کافوری: دیکھیے ـــــــ: (۱) شمعِ کافوری۔ (۲) قرصِ کافوری۔

کافی[۲]: کافی ہے نشانی، ترا چھلّے کا نہ دینا — خالی مجھے دکھلا کے بہ وقتِ سفر انگشت — ص ۱۶۳

کاکل[۳]: (۱) ہے گلیمِ سیہِ بختِ پریشاں، کاکل — موئنہ بافتنِ ریشۂ سُنبل تا چند؟ — ص ۳۹

(۲) کثرتِ جوشِ سویدا سے، نہیں جل کی جگہ — خال کب مشاطہ دے سکتی ہے کاکل کے تلے — ص ۵۲

دیکھیے ـــــــ: (۳) آرایشِ خمِ کاکل۔ (۴) انتظارِ جلوۂ کاکل۔ (۵)، (۶)، (۷) حلقۂ کاکل [تین بار]۔

کاکلِ سرکش: سبزۂ خط سے ترا کاکلِ سرکش نہ دبا — یہ زمرد بھی حریفِ دمِ افعی نہ ہوا — ص ۱۰۰

کالبد[۴] صورتِ دیوار: جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے — جاں کالبدِ صورتِ دیوار میں آوے — ص ۲۲۲

کام[۵] (۱): (۱) اُس کی اُمّت میں ہوں میں، میرے رہیں کیوں کام بند — واسطے جس شہ کے غالبؔ گنبدِ بے در کھلا — [illegible]

---

۱ کافور: ایک بار۔
کافوری: دو بار [مرکّب]۔
۲ کافی: ایک بار۔
۳ کاکل: آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چھے ...]
۴ کالبد: ایک بار۔
۵ کام (۱،۲): اُنتالیس بار [مفرد: تیس بار ...]

(۲) بہ مُہرِ نامہ جو بوسۂ گل پیام رہا — ہمارا کام ہوا اور تمھارا نام رہا — ص۳۰

(۳) میرا اپنا جدا معاملہ ہے — اَور کے لین دین سے کیا کام — ص۱۳۶

(۴) زہرِ غم کر چکا تھا میرا کام — تجھ کو کس نے کہا کہ ہو بدنام — ص۱۳۷

(۵) تھی نو آموزِ فنا ہمتِ دشوار پسند — سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا — ص۱۴۴

(۶) دلِ حسرت زدہ، تھا مائدۂ لذّتِ درد — کام یاروں کا بقدرِ لب و دنداں نکلا — ص۱۴۴

(۷) ہنوز محرمیِ حُسن کو ترستا ہوں — کرے ہے ہر بُنِ مو کام چشمِ بینا کا — ص۱۴۷

(۸) زخم گر دب گیا، لہو نہ تھما — کام گر رُک گیا، روا نہ ہوا — ص۱۶۳

(۹) نام کا میرے ہے، جو دُکھ کہ کسی کو نہ ملا — کام میں میرے ہے، جو فتنہ کہ برپا نہ ہوا — ص۱۶۳

(۱۰) کام اُس سے آپڑا ہے کہ جس کا جہان میں — لیوے نہ کوئی نام ستمگر کہے بغیر — ص۱۶۹

(۱۱) مقصد ہے ناز و غمزہ، ولے گفتگو میں کام — چلتا نہیں ہے دشنہ و خنجر کہے بغیر — ص۱۶۹

(۱۲) وہ سحر مدّعا طلبی میں نہ کام آئے! — جس سحر سے سفینہ رواں ہو سراب میں — ص۱۸۹

(۱۳) جہاں میں ہو غم و شادی بہم، ہمیں کیا کام! — دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں — ص۱۹۲

(۱۴) غالبؔ خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں — روئیے زار زار کیا، کیجیے ہائے ہائے کیوں — ص۱۹۳

(۱۵) نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تو غالبؔ! — ترے بے مہر کہنے سے، وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو؟ — ص۲۰۰

(۱۶) ہاتھ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا — دل پہ اِک لگنے نہ پایا زخمِ کاری، ہائے ہائے! — ص۲۰۳

(۱۷) نظّارے نے بھی کام کیا واں نقاب کا — مستی سے ہر نگہ ترے رُخ پر بکھر گئی — ص۲۳۳

(۱۸) قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہوجائے — کام اچھا ہے وہ، جس کا کہ مآل اچھا ہے — ص۱۳۹

(۱۹) خوں ہو کے جگر آنکھ سے ٹپکا نہیں، اے مرگ! — رہنے دے مجھے یہاں کہ ابھی کام بہت ہے — ص۲۳۵

(۲۰) بوجھ وہ سر سے گرا ہے کہ اُٹھائے نہ اُٹھے — کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے — ص۲۳۶

(۲۱) عاشق ہوں، پہ معشوق فریبی ہے مرا کام — مجنوں کو بُرا کہتی ہے لیلیٰ مرے آگے — ص۲۳۹

(۲۲) عشق نے غالبؔ نکمّا کر دیا — ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے — ص۲۵۰

(۲۳) ہم گرچہ بنے سلام کرنے والے — کرتے ہیں درنگ کام کرنے والے
کہتے ہیں، کہیں خدا سے، اللہ اللہ! — وہ آپ ہیں صبح و شام کرنے والے ص ۲۵۳

(۲۴) تین نشروں سے کام کیا نکلے — اُن کے پڑھنے سے نام کیا نکلے ص ۲۶۷

(۲۵) ہرزہ ہے نغمۂ زیر و بم ہستی و عدم — ... (۲۵) ہر بز بیچنے سے لیتا ہے کام شانے کا — کبھی جو ہوتی ہے اُلجھی ہوئی دُمِ روباہ ص ۲۷۷

(۲۶) ہے بندے کو اعادۂ عزت کی آرزو — چاہیں اگر حضور تو مشکل نہیں یہ کام ص ۲۸۳

(۲۷) نہ بھولا اضطرابِ دم شماری انتظار اپنا — کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا ص ۱۵

(۲۸) فزوں ہوتا ہے ہر دم جوشِ خوں باری، تماشا ہے — نفس کرتا ہے رگ ہائے مژہ پر کام نشتر کا ص ۳۳۴

(۲۹) بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا — آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا ص ۱۵۰

کامِ(۲): دیکھیے ______: (۱) تشنہ کام۔ (۲) تلخ کام۔ (۳) دشمن کام۔ (۴) بیانِ طلب کام۔ (۵) معدنِ جواہر کام۔ [مزید دیکھیے: خمارِ تشنہ کامی۔ تاثیرِ تلخ کامی]۔

کامِ دل: بہ کامِ دل کریں کس طرح گُرہاں فریاد — ہوئی ہے لغزشِ پا لکنتِ زباں، فریاد! ص ۳۷

کامِ دلِ خستہ: نہیں گر بہ کامِ دلِ خستہ، گردوں — جگر خائیِ جوشِ وحشت سلامت ص ۳۳

کامِ نہنگ: دیکھیے: حلقۂ صد کامِ نہنگ۔

کام و دہن: دیکھیے: تلخیِ کام و دہن۔

کام و زباں: تیری مدحت کے لیے ہیں دل و جاں، کام و زباں — تیری تسلیم کو ہیں لوح و قلم، دست و جبیں ص ۳۳۵

کامرانی[۱]: دیکھیے: ہوائے کامرانی۔

کامیاب[۲]: میں نامراد دل کی تسلّی کو کیا کروں! — مانا کہ تیرے رُخ سے نگہ کامیاب ہے ص ۲۰۶

کامل[۳]: (۱) عیب کا دریافت کرنا، ہے ہنرمندی اسدؔ! — نقص پر اپنے ہوا جو مطّلع، کامل ہوا ص ۲۹

(۲) ہر چند کہ دوستی میں کامل ہونا — ممکن نہیں یک زبان و یک دل ہونا ص ۱۱۷

دیکھیے ______: (۳) امتیازِ ناقص و کامل۔ (۴) سخنورانِ کامل۔

۱۔ کامرانی: ایک بار [مرکب]۔
۲۔ کامیاب: ایک بار۔
۳۔ کامل: چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔

کان[1] (۱): (۱) پنبۂ مینائے مے رکھ لو تم اپنے کان میں — نے پرستاں! نالۂ بے صرفہ گو بیہودہ ہے — ص ۱۰۳

(۲) آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب ہے — نقشِ پا جو کان میں رکھتا ہے انگلی جادہ سے — ص ۲۱۷

(۳) مگر لکھوائے کوئی اُس کو خط تو ہم سے لکھوائے — ہوئی صبح اور گھر سے کان پر رکھ کر قلم نکلے — ص ۲۵۰

کانوں: (۱) نغمہ ہے کانوں میں اُس کے نالۂ مرغِ اسیر — رشتۂ پا یہاں نوا سامانِ بندِ ساز ہے — ص ۸۳

(۲) کانوں پہ ہاتھ دھرتے ہیں، کرتے ہوئے سلام — اس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں — ص ۱۲۹

کان:[2] (۲) کان ہوا چرچا جو میرے پانو کی زنجیر بننے کا — کیا بیتاب کاں میں جنبشِ جوہر نے آہن کو — ص ۱۹۸

کانٹا:[3] اے دریغا! کہ نہیں طبعِ نزاکت ساماں — ورنہ کانٹے میں نکلے ہے سخنِ سنجیدہ — ص ۳۵۱

کانٹوں: (۱) کانٹوں درد اظہارِ تپشِ کسوتِ گل معلوم! — ہوں میں وہ چاک کہ کانٹوں سے سلایا ہے مجھے — ص ۱۰۸

(۲) کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے، یارب! — اک آبلہ پا وادیِ پُرخار میں آوے — ص ۲۳۲

کانٹے: نشانِ بے قرارِ شوق جز مژگاں نہیں باقی — کئی کانٹے ہیں اور پیراہنِ شکلِ نہالی ہے — ص ۷۹

کاوش:[4] کاوش کا دل کرے ہے تقاضا، کہ ہے ہنوز — ناخن پہ قرض اُس گرہِ نیم باز کا — ص ۱۵۵

(۲) دیکھیے: لذّتِ کاوش۔

کاوشِ ایجادِ جلوہ: سعیِ خرام کاوشِ ایجادِ جلوہ ہے — جوشِ چکیدنِ عرقِ آئینہ کار تر — ص ۴۱

کاوشِ دُزدِ حنا: کاوشِ دُزدِ حنا پوشیدہ افسوں ہے مجھے — ناخنِ انگشتِ خوباں نعلِ واژوں ہے مجھے — ص ۹۹

کاوشِ شوخی: وا کرسکے یہاں کون بجز کاوشِ شوخی — جوں برق ہے پیچیدگیِ بندِ قبا گرم — ص ۴۴۸

کاوشِ غمِ ہجراں: دیکھیے: تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں۔

کاوشِ فروشیِ مژۂ تیز: منفعتِ دل و جگر خلشِ غمزہ ہائے ناز — کاوش فروشیِ مژۂ تیز یک طرف — ص ۳۹

کاوشِ فکرِ سخن: دیکھیے: سختِ جانِ کاوشِ فکرِ سخن۔

کاوشِ ناخن: دیکھیے: ذوقِ کاوشِ ناخن۔

---

[1] کان (۱) : تین بار۔ کانوں : دوبار۔ کانٹوں : دوبار۔

[2] کان (۲) : ایک بار۔ کانٹے : ایک بار [بطورِ جمع]۔

[3] کانٹا : ایک بار۔

[4] کاوش : گیارہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دس بار]۔

کاوش ہاے مژگاں: (۱) دیکھیے: بیدادِ کاوش ہاے مژگاں۔

(۲) دیکھیے: ودیعت خانۂ بیدادِ کاوش ہاے مژگاں۔

کاو کاوِ سخت جانی ہاے تنہائی:[1] کاو کاوِ سخت جانی ہاے تنہائی نہ پوچھ صبح کرنا شام کا، لانا ہے جوے شیر کا ص۱۳۲

کاہ:[2] دیکھیے ـــــــ: (۱) آب زیرِ کاہ۔ (۲) انیس پرِ کاہ۔ (۳) شہ پرِ کاہ۔ (۴) یک پرِ کاہ۔

کاہش:[3] (۱) دیکھ لی جوشِ جوانی کی ترقی بھی، کہ اب بدر کے مانند کاہش روز افزوں ہے مجھے ص۱۰۰

(۲) تا مجھے پہنچائے کاہش، بختِ بد ہے گھات میں ہاں فراوانی اگر کچھ ہے تو ہے آفات میں ص۲۹۰

کاہکشاں:[4] ہم نشیں تارے ہیں اور چاند شہاب الدین خاں بزمِ شادی ہے فلک، کاہکشاں ہے سہرا ص۲۸۸

کاہلی:[5] (۱) پر افشاں ہو گئے شعلے ہزاروں رہے ہم داغ اپنی کاہلی سے ص۹۱

(۲) کیا ہے ترکِ دُنیا کاہلی سے ہمیں حاصل نہیں بے حاصلی سے ص۹۱

کائنات:[6] (۱) ہے کائنات کو حرکت تیرے ذوق سے پرتو سے آفتاب کے ذرّے میں جان ہے ص۲۰۳

(۲) دیکھیے: ہرِ تعمیرِ کائنات۔

کائی:[7] سبزے کو جب کہیں جگہ نہ ملی بن گیا روے آب پر کائی ص۲۵۱

کباب:[8] دیکھیے ـــــــ: (۱) اشکِ کباب۔ (۲) قطرۂ اشکِ کباب۔

کبابِ دل: دیکھیے: چشمکی ہاے کبابِ دل۔

کبابِ دلِ سمندر: مرے قدح میں ہے صہباے آتشِ پنہاں بروے سفرہ کبابِ دلِ سمندر کھینچ ص۱۶۹

کبار:[9] دیکھیے: اصحابِ کبار۔

کبریا:[10] دیکھیے: شمعِ انجمنِ کبریا۔

---

[1] کاو کاو : ایک بار [مرکب]۔
[2] کاہ : چار بار [مرکب]۔
[3] کاہش : دو بار۔
[4] کاہکشاں : ایک بار۔
[5] کاہلی : دو بار۔
[6] کائنات : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
[7] کائی : ایک بار۔
[8] کباب : چار بار [مرکب]۔
[9] کبار : ایک بار [مرکب]۔
[10] کبریا : ایک بار [مرکب]۔

کبک۱؎: دیکھیے: خندۂ بے خودیِ کبک۔

کبکِ دری: دیکھیے: روشِ کبکِ دری۔

کبوتر۲؎: بس کہ عاجز نارسائی سے کبوتر ہوگیا | صفحۂ نامہ غلافِ بالشِ پر ہوگیا | ص ۲۹

دیکھیے ــــــ: (۲) پشتِ کبوتر۔ (۳) خونِ کبوتر۔

کبود۳؎: دیکھیے: پامالِ غمزۂ چشمِ کبود۔

کپڑا۴؎: حیف! اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالبؔ | جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا | ص ۱۵۰

کپڑوں: جس دن سے کہ ہم غم زدہ زنجیر بہ پا ہیں | کپڑوں میں جوئیں بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں | ص ۲۹۸

کتاب۵؎: (۱) کل اُس کتاب کے سالِ تمام میں جو مجھے | کمالِ فکر میں دیکھا خرد نے بے آرام | ص ۲۶۳

(۲)، (۳) نہیں کتاب، ہے اک منبعِ نکاتِ بدیع | نہیں کتاب، ہے اک معدنِ جواہر کام | ص ۲۶۳

(۴) نہیں اِس کا جواب عالم میں | نہیں ایسی کتاب عالم میں | ص ۲۶۷

(۵) مطلع جب کہ ہو چکے گی کتاب | زرِ قیمت کا ہوگا اور حساب | ص ۲۶۸

(۶)، (۷) دیکھیے: گردِ کتاب [دوبار]۔

کتابِ طرب نصاب: اس کتابِ طرب نصاب نے جب | آب و تاب انطباع کی پائی | ص ۲۶۲

کتاں۶؎: دیکھیے ــــــ: (۱) پارۂ چاکِ کتاں۔ (۲) فرشِ کتاں۔

کثافت۷؎: لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی | چمن، زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا | ص ۱۳۸

کثافت ہا: دیکھیے: اظہارِ کثافت ہا۔

کثرت۸؎ آرائیِ وحدت: کثرت آرائیِ وحدت ہے پرستاریِ وہم | کر دیا کافر ان اصنامِ خیالی نے مجھے | ص ۲۲۲

۱؎ کبک: دو بار [مرکب]۔
۲؎ کبوتر: تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔
۳؎ کبود: ایک بار۔
۴؎ کپڑا: ایک بار۔
کپڑوں: ایک بار۔
۵؎ کتاب: آٹھ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: تین بار]۔
۶؎ کتاں: دو بار [مرکب]۔
۷؎ کثافت: ایک بار۔
کثافت ہا: ایک بار۔
۸؎ کثرت: گیارہ بار [مرکب]۔

کثرتِ اندوہ:	کثرتِ اندوہ سے حیران و مضطر ہے اسدؔ	یا علیؑ! وقتِ عنایات و دمِ تائید ہے	ص۱۰۳
کثرتِ انشائے مضمونِ تحیّر:	کثرتِ انشائے مضمونِ تحیّر سے اسدؔ!	ہر سرِ انگشت، نوکِ خامۂ فرسودہ ہے	ص۱۰۳
کثرتِ تکلیف:	دیکھیے: پامردِ کثرتِ تکلیف۔		
کثرتِ جور وستم:	کثرتِ جور وستم سے ہوگیا ہوں بے دماغ	خوب رویوں نے بنایا عاقبت بدخو مجھے	ص۷۸
کثرتِ جوشِ سویدا:	"کثرتِ جوشِ سویدا سے نہیں تِل کی جگہ	خال کب مشاطہ دے سکتی ہے کاکل کے تلے	ص۴۵۳
کثرتِ دل ہائے خلق:	اسدؔ نے کثرتِ دل ہائے خلق سے جانا	کہ زلفِ یار ہے مجموعۂ پریشانی	ص۹۷
کثرتِ سرمایہ اندوزی:	ہلال آسا تہی رہ، گر کشادن ہائے دل چاہے	ہوا مہ کثرتِ سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر	ص۳۰
کثرتِ غم:	ہوئی یہ کثرتِ غم سے تلف کیفیتِ شادی	کہ صبحِ عید مجھ کو بدتر از چاکِ گریباں ہے	ص۲۱۰
کثرتِ فہمِ بے شمار اندیشہ:	اے کثرتِ فہمِ بے شمار اندیشہ!	ہے اصلِ خرد سے شرمسار اندیشہ	ص۱۱۸
کثرتِ نظارہ:	حسد سے دل اگر افسردہ ہے، گرمِ تماشا ہو	کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظارہ سے وا ہو	ص۱۹۳
کثیر[۱]:	دیکھیے: گہر اندوزِ اشاراتِ کثیر۔		
کجباز[۲]:	دیکھیے: چرخِ کجباز۔		
کج کلاہی[۳]:	دیکھیے: انداز آفرینِ کج کلاہی۔		
کجیِ[۴] یک خطِ مسطر:	موجِ خمیازۂ یک نشہ، چہ اسلام و چہ کفر	کجیِ یک خطِ مسطر، چہ توہّم چہ یقیں	ص۷
کدو[۵]:	گردِ ساحل ہے بہ زخمِ موجۂ دریا نمک	گر نہ باندھے قلزمِ اُلفت میں سر، جائے کدو	ص۹۹
کدورت[۶]:	نامہ بھی لکھتے ہو تو بہ خطِ غبار، حیف!	رکھتے ہو مجھ سے اتنی کدورت، ہزار حیف!	ص۳۶
کدورت کش:	آئینۂ نفَس سے بھی ہوتا ہے کدورت کش	عاشق کو غبارِ دل اک وجہِ صفائی ہے	ص۸۰
کدورتیں:	ہیں میری مشتِ خاک سے اُس کو کدورتیں	پائی جگہ بھی دل میں تو ہو کر غبار، حیف!	ص۳۹

---

۱ کثیر: ایک بار [مرتب]۔ ۲ کجباز: ایک بار [مرتب]۔

۳ کج کلاہی : ایک بار [مرتب]۔

۴ کجی : ایک بار [مرتب]۔

۵ کدو : ایک بار [مرتب]۔

۶ کدورت : دو بار [مطبوعہ: ایک بار، مرتب: ایک بار]۔

کدورتیں : ایک بار [مرتب]۔

کرامات[۱]: وہ بات چاہتے ہو کہ جو بات چاہیے — صاحب کے ہم نشیں کو کرامات چاہیے — ص ۱۱۶

کربلا[۲]: دیکھیے: شہیدِ تشنہ لبِ کربلا۔

کرون[۳]: دیدن ہمہ بالیدن، کردن ہمہ افسردن — خوش تر ز گل و غنچۂ چشم و دلِ ساقی ہے — ص ۱۱۳

کرونِ بے فائدہ: دیکھیے: خاک بہ سر کردنِ بے فائدہ۔

کردگاں: دیکھیے: خونا کردگاں۔

کرونی: (۱) اے عدوئے مصلحت! چندے بہ ضبط افسردہ رہ — کردنی ہے جمع تابِ شوخیِ دیدارِ دوست — ص ۳۳

(۲) تصور کردنی۔ (۳) تماشا کردنی۔

کردہ: (۱) ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد — یارب! اگر اِن کردہ گناہوں کی سزا ہے — ص ۲۱۹

دیکھیے ______: (۲) آشیاں گم کردہ۔ (۳) خو کردۂ اختر شماری۔ (۴) خو کردۂ دیدار۔ (۵) غبارِ گم کردہ سیر۔ (۶) گم کردہ رہ۔ (۷) مدعا گم کردہ۔ (۸) نوائے طائرانِ آشیاں گم کردہ۔ (۹) وحشیِ خو کردۂ نظارہ [مزید دیکھیے: ناکردہ گناہوں]۔

کرشمہ[۴]: (۱) نہ شعلے میں یہ کرشمہ، نہ برق میں یہ ادا — کوئی بتاؤ کہ وہ شوخِ تند خو کیا ہے؟ — ص ۲۴۱

(۲) زہے کرشمہ! کہ یوں دے رکھا ہے ہم کو فریب — کہ بن کہے ہی اُنھیں سب خبر ہے، کیا کہیے! — ص ۲۴۷

کرم[۵]: (۱) اے آبلے! کرم کر، یہاں رنجہ یک قدم کر — اے نورِ چشمِ وحشت، اے یادگارِ صحرا! — ص ۲۶

(۲) پیش از نفس بتاں کے کرم نے وفا نہ کی — تھا محملِ نگاہ بہ دوشِ شرار، خیف! — ص ۴۹

(۳) اے کرم! نہ ہو غافل، ورنہ ہے اسدؔ بے دل — بے گہر صدف، گویا پشتِ چشمِ نیساں ہے — ص ۸۹

(۴) بہ سخن اوجِ دہ مرتبۂ معنی و لفظ — بہ کرم داغِ نۂ ہمیۂ قلزم و نیل — ص ۱۲۲

(۵) وہاں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام — گریے سے یہاں پنبۂ بالش کفِ سیلاب تھا — ص ۱۳۵

(۶) جب کرم رخصتِ بیباکی و گستاخی دے — کوئی تقصیر بجز خجلتِ تقصیر نہیں — ۱۸۲

---

۱ کرامات : ایک بار۔
۲ کربلا : ایک بار [مرکب]
۳ کرون : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
کردگاں : ایک بار۔
کرونی : تین بار۔
کردہ : نو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: آٹھ بار]۔
۴ کرشمہ : دو بار۔
۵ کرم : اکیس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: پندرہ بار]۔

(۷) میں جو گستاخ ہوں آئینِ غزل خوانی میں یہ بھی تیرا ہی کرم ذوق فزا ہوتا ہے ص۲۲۱

دیکھیے ـــــــ: (۸) تماشائے اہلِ کرم۔ (۹) جوشِ طوفانِ کرم۔ (۱۰) دستِ کرم۔ (۱۱) سر بہ زانوئے کرم۔ (۱۲) عاشقِ اہلِ کرم۔ (۱۳) عطا و بذل و کرم۔ (۱۴) کشش کافِ کرم۔ (۱۵) لطفِ کرم۔ (۱۶) لطف و کرم۔ (۱۷) معنیِ لفظِ کرم۔ (۱۸) نذرِ کرم۔ (۱۹) وسعتِ سعیِ کرم۔

کرم شیوۂ بے شبہ و عدیل: دیکھیے: جہاں دارِ کرم شیوۂ بے شبہ و عدیل۔

کرمِ کلبِ علی خاں: دیکھیے: ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں۔

کرمکِ شب تاب[۱]: ہاتھ پر گر ہاتھ مارے یار وقتِ قہقہہ کرمکِ شب تاب آسا مہ پر افشانی کرے ص۸۲

کریلے[۲]: دیکھیے: کڑوے کریلے۔

کریم[۳]: دیکھیے: خدائے کریم۔

کڑوڑوں[۴]: خدا نے دی ہے وہ غالبؔ کو دستگاہِ سخن کڑوڑوں ڈھونڈھ کے لاتا یہ خاکسار، گرہ ص۲۷۹

کڑوڑوں بناؤ: اک خونِ چکاں کفن میں کڑوڑوں بناؤ ہیں پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی ص۲۲۳

کڑوے کریلے: وہ کھٹے کہاں پائیں املی کے پھول؟ وہ کڑوے کریلے کہاں سے منگائیں؟ ص۲۶۳

کڑی[۶]: چال، جیسے کڑی کمان کا تیر دل میں ایسے کے جا کرے کوئی ص۲۳۲

کسبِ[۷] جمعیت: نہیں ہے فردِ صاحب دلاں جز کسبِ جمعیت سویدا میں نفس، مانندِ خط نقطے میں، پنہاں ہے ص۸۱

کسبِ رنگِ فروغ: کرے ہے بادہ ترے لب سے کسبِ رنگِ فروغ خطِ پیالہ سراسر نگاہِ گلچیں ہے ص۲۳

کسبِ سعادت: پانو سے تیرے ملے فرقِ ارادت، اورنگ فرق سے تیرے کرے کسبِ سعادت، اکلیل ص۱۲۳

کسوتِ[۸] ایجادِ بلبل: شوخیِ فریاد سے ہے پردۂ زنبور، گل کسوتِ ایجادِ بلبل، خارِ خارِ نغمہ ہے ص۸۷

کسوتِ تاک: کسوتِ تاک میں ہے نشۂ ایجادِ ازل سبحۂ عرضِ دو عالم بہ کفِ آبلہ دار ص۳

---

۱ کرمک : ایک بار [مرکب]۔
۲ کریلے : ایک بار۔
۳ کریم : ایک بار [مرکب]۔
۴ کڑوڑوں : دو بار۔
۵ کڑوے : ایک بار۔
۶ کڑی : ایک بار۔
۷ کسب : تین بار [مرکب]۔
۸ کسوت : آٹھ بار [مرکب]۔

کسوتِ رسوائی: بوے گل فتنۂ بیدار و چمن جامۂ خواب — وصلِ ہر رنگ جنوں کسوتِ رسوائی ہے ص۱۰۲

کسوتِ طاؤس: جنونِ وحشتِ ہستی بہ ہر عام ہے کہ بہار — رکھے ہے کسوتِ طاؤس میں پرافشانی ص۹۹

کسوتِ عرقِ شرم: بہ کسوتِ عرقِ شرم قطرہ زن ہے خیال — مُباد، حوصلہ معذورِ جستجو جانے ص۹۹

کسوتِ عروجِ تغافل: ہے کسوتِ عروجِ تغافل کمالِ حُسن — چشمِ سیہ بہ مرگِ نگہ سوگوار تر ص۴۰

کسوتِ فانوس: دیکھیے: خار کسوتِ فانوس۔

کسوتِ گل: جوشِ جنوں سے جوں کسوتِ گل — سر تا بہ پا ہوں جَیبِ دریدہ ص۳۵۱

گشادِ[1] پُررنگ: بزم: داغِ طرب و باغ: گشادِ پُر رنگ — شمع و گل تا کے و پروانہ و بلبل تا چند ص۳۹

گشادِ خاطرِ وابستہ: ہے گشادِ خاطرِ وابستہ در رہنِ سخن — تھا طلسمِ قفلِ ابجد خانۂ مکتب مجھے ص۲۱۳

گشادِ عقدہ: زبس بجُز حُسن، منّت ناگوارا ہے طبیعت پر — گشادِ عقدہ، محوِ ناخنِ دستِ نگاریں ہے ص۸۹

گشادِ عقدۂ مشکل: دیکھیے: بلذّتِ عرضِ گشادِ عقدۂ مشکل۔

گشاد و بستِ مژہ: زبس کہ مشقِ تماشا، جنوں علامت ہے — گشاد و بستِ مژہ، سیلیِ ندامت ہے ص۲۱۳

گشادن ہائے[2] دل: ہلال آسا تہی رہ، گر گشادن ہائے دل چاہے — ہوا ہے کثرتِ سرمایہ: اندوزی سے تنگ آخر ص۴۰

گشادہ[3]: دیکھیے ـــــ: (۱) بالِ گشادہ۔ (۲) جبینِ گشادہ۔ (۳) چشمِ گشادہ۔ (۴) چشمِ واگشادہ۔ (۵) چشم ہائے گشادہ۔

گشادہ رُخ: گشادہ رُخ نہ پھرے کیونکے اِس زمانے میں — بچی نہ از پئے بندِ نقابِ یار گرہ ص۲۷۹

کشاکش[4]: (۱) حُسن غمزے کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد — بارے، آرام سے ہیں اہلِ جفا میرے بعد ص۱۲۹

(۲) خدا شرمائے ہاتھوں کو! کہ رکھتے ہیں کشاکش میں — کبھی میرے گریباں کو، کبھی جاناں کے دامن کو ص۱۹۸

(۳) غلط ہے جذبِ دل کا شکوہ، دیکھو جُرم کس کا ہے؟ — نہ کھینچو گر تم اپنے کو، کشاکش درمیاں کیوں ہو؟ ص۲۰۰

کشاکشِ زبانی: تپشِ دلِ شکستہ پئ عبرت، آگہی ہے — کہ نہ دے عنانِ فرصت بہ کشاکشِ زبانی ص۹

کشاکشِ غمِ پنہاں: تم کو بھی ہم دکھائیں کہ مجنوں نے کیا کیا — فرصت کشاکشِ غمِ پنہاں سے گر ملے ص۲۳۷

کشاکش ہائے ہستی: کشاکش ہائے ہستی سے کرے کیا سعیِ آزادی — ہوئی زنجیر، موجِ آب کو فرصت روانی کی ص۲۰۶

---

[1] گشاد : پانچ بار [مرکب]۔
[2] گشادن : ایک بار۔
[3] گشادہ : چھے بار [مرکب]۔
[4] کشاکش: چھے بار [مفرد: تین بار، مرکب: تین بار]۔

گشایش[۱]: بہ فیضِ بے دلی، نومیدیِ جاوید آساں ہے | کشایش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا ص۱۳۳

کشت[۲] (۱): غالبؔ کچھ اپنی سعی سے لہنا نہیں مجھے | خرمن جلے، اگر نہ ملخ کھائے کشت کو ص۱۹۷

کشتِ خشک: اسدؔ سودائے سرسبزی سے، ہے تسلیم رنگیں تر | کہ کشتِ خشک اُس کا، ابرِ بے پرواخرام اُس کا ص۴۴

کشتِ سپند: نالہ ہا حاصلِ اندیشہ، کہ جوں کشتِ سپند | دلِ ناسوختہ، آتش کدۂ صد تب تھا ص۴۴

کشتِ سپندِ صد جگر اندوختن: اے شعلہ فرصتے، کہ سویدائے دل سے ہوں | کشتِ سپندِ صد جگر اندوختن ہنوز ص۴۲

کشتِ وفا: دیکھیے: ہوائے کشتِ وفا۔

کشت[۳] (۲): آئی اگر بلا، تو جگر سے ٹلے نہیں | ایرا ہی دے کے ہم نے بچایا ہے کشت کو ص۳۰۱

کشتگاں[۴]: دیتا ہوں کشتگاں کو سخن سے سرِ تپش | مضرابِ تارہائے گلوے بریدہ ہوں ص۶۱

دیکھیے ______: (۲) خاکِ کشتگاں۔ (۳)، (۴) خونِ کشتگاں [دو بار]۔ (۵) شمعِ قبرِ کشتگاں۔

کشتگانِ شوق: دیکھیے: کفنِ کشتگانِ شوق۔

کشتگانِ عشق: برخاک اوفتادگیِ کشتگانِ عشق | ہے سجدۂ سپاس بہ منزل رسیدگی ص۴۵۳

کشتن[۵]: دیکھیے: ذوقِ کشتن۔

کشتوں[۶]: جنت ہے تیری تیغ کے کشتوں کی منتظر | جوہر سوادِ جلوۂ مژگانِ حور تھا ص۱۸

کشتہ[۷]: دیکھیے ______: (۱)۔۔(۱۰) چراغِ کشتہ [دس بار، بہ طور جزوِ ردیف]۔ (۱۱)، (۱۲) شمعِ کشتہ [دو بار]۔

(۱۳)، (۱۴) دودِ شمعِ کشتہ [دو بار]۔

کشتۂ اُفعیِ زلفِ سیہ شیریں: کشتۂ افعیِ زلفِ سیہ شیریں کو | بیستوں، سبزے سے ہے سنگِ زمرد کا مزار ص۲

کشتۂ اُلفت: دیکھیے: مسیحِ کشتۂ الفت۔

کشتۂ تغافل: کیوں نہ وحشتِ غالبؔ باج خواہِ تسکیں ہو | کشتۂ تغافل کو خصمِ خوں بہا پایا ص۳

---

۱ گشایش: : ایک بار۔
۲ کشت (۱) : پانچ بار [مفرد: ایک بار، [illegible]]
۳ کشت (۲) : ایک بار۔
۴ کشتگاں : سات بار [مفرد: ایک بار، [illegible]]
۵ کشتن : ایک بار [مرکب]۔
۶ کشتوں : ایک بار۔
۷ [illegible] : چودہ بار [مرکب]۔

کشتۂ تیغِ جفا: مسیح جس سے کرے اخذِ فیضِ جاں بخشی — ستم ہے، کشتۂ تیغِ جفا کہیں اُس کو — ص ۲۸۵

کشتۂ جاں بخشیِ خوباں: دیکھیے: حسرت گاہِ ناز کشتۂ جاں بخشیِ خوباں۔

کشتۂ دشمن: عشق میں بیداد رشکِ غیر نے مارا مجھے — کشتۂ دشمن ہوں آخر، گرچہ تھا بیمارِ دوست — ص ۱۶۴

کشتۂ ذوقِ شعر: زندۂ شوقِ شعر کو ایک، چراغِ انجمن — کشتۂ ذوقِ شعر کو شمعِ سرِ مزار، ایک — ص ۲۹۶

کشتۂ گل: دیکھیے: دودِ شمعِ کشتۂ گل۔

کشتۂ لعلِ بتاں: لبِ عیسیٰ کی جنبش کرتی ہے گہوارہ جنبانی — قیامت، کشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے — ص ۲۱۷

کشتی[1]: (۱) اسد! بجز آبِ بخشیدن ز دریا، خضر کو کیا تھا؟ — ڈبوتا چشمۂ حیواں میں گر کشتی سکندر کی — ص ۷۷

(۲) ناو بھر کر ہی پروئے گئے ہوں گے موتی — ورنہ کیوں لائے ہیں کشتی میں لگا کر سہرا — ص ۲۸۷

(۳) ان کو لڑیاں نہ کہو، بحر کی موجیں سمجھو — ہے تو کشتی میں، و لے بحرِ رواں ہے سہرا — ص ۲۸۸

(۴) اُن کو کیا علم کہ کشتی پہ مری کیا گزری؟ — دوست جو ساتھ مرے تا لبِ ساحل آئے — ص ۳۱۲

کشتیِ عالم: کشتیِ عالم بہ طوفانِ تغافل دے، کہ ہیں — عالمِ آب گدازِ جوہرِ افسانہ ہم — ص ۵۳

کشتیِ مے: دیکھیے: بادبانِ کشتیِ مے۔

کشش[2]: دیکھیے ____: (۱) زلفِ معشوق کشش۔ (۲) فرطا کشش۔ (۳) وحشتِ فرصتِ یک جیب کشش۔

کششِ دم: تپشِ دل نہیں بے رابطۂ خوفِ عظیم — کششِ دم نہیں بے ضابطۂ جرِّ ثقیل — ص ۱۲۲

کششِ کافِ کرم: لے جاتی ہے کہیں ایک توقع غالبؔ — جادۂ رہ، کششِ کافِ کرم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

کشمکش[3]: (۱) کیا کہوں پرواز کی آوارگی کی کشمکش — عافیت، سرمایۂ بال و پرِ نکشودہ ہے — ص ۱۰۳

(۲) کچھ نہیں حاصل تعلق میں بغیر از کشمکش — اے خوشا! رندے کہ مرغِ گلشنِ تجرید ہے — ص ۱۰۴

(۳) جاتی ہے کوئی کشمکش اندوہِ عشق کی — دل بھی اگر گیا، تو وہی دل کا درد تھا — ص ۱۵۴

(۴) ادب ہے اور یہی کشمکش، تو کیا کیجے؟ — حیا ہے اور یہی گومگو، تو کیوں کر ہو — ص ۱۹۷

(۵) اس کشمکش میں آپ کا مداح دردمند — آقائے نامور سے نہ کچھ کر سکا کلام — ص ۲۸۳

---

[1] کشتی: چھے بار [مفرد: چار بار، مرکب: دو بار]۔

[2] کشش: پانچ بار [مرکب]۔

[3] کشمکش: گیارہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: سات بار]۔

دیکھیے ــــــــــ: (۶) معافِ پیچ و تابِ کشمکش۔ (۷) وقفِ کشمکش۔

کشمکشِ چارۂ زحمت: دل ہوا کشمکشِ چارۂ زحمت میں تمام ــ مِٹ گیا گھسنے میں، اِس عقدے کا وا ہو جانا ص ۱۵۶

کشمکشِ حسرتِ دیدار: دل خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار ــ آئینہ بہ دستِ بُتِ بدستِ حنا ہے ص ۲۱۹

کشمکشِ دامِ وفا: دیکھیے: اسیرِ ستمِ کشمکشِ دامِ وفا۔

کشمکشِ نزع: ہوں کشمکشِ نزع میں، ہاں جذبِ محبت! ــ کچھ کہہ نہ سکوں، پر وہ مرے پوچھنے کو آئے ص ۲۳۹

کشمیر[1]: میر کے شعر کا احوال کہوں کیا غالب! ــ جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں ص ۵۷

کشودِ[2] چشم: گدازِ دل کو کرتی ہے کشودِ چشمِ شب پیدا ــ نمک ہے شمع میں جوں موم جادوخوابِ بستن کا ص ۲۷

کشودِ غنچۂ خاطر: کشودِ غنچۂ خاطر عجب نہ رکھ غافل! ــ صبا خرامیِ خوباں بہار ساماں ہے ص ۱۰۲

کشودہ: آغوشِ گل کشودہ برائے وداع ہے ــ اے عندلیب! چل، کہ چلے دن بہار کے ص ۲۱۰

دیکھیے ــــــــــ: (۲) چشمِ کشودہ۔ (۳) مژگانِ کشودہ۔

کشورِ[3] آئینہ: بہ اختر فشاں کی، بہرِ استقبال، آنکھوں سے ــ تماشا، کشورِ آئینہ میں آئینہ بند آیا ص ۱۱

کشورِ پنجاب: دیکھیے: فرماں روائے کشورِ پنجاب۔

کشورِ روس: بہ ترکتاز سے برہم کرے گا کشورِ روس ص ۲۷۷

کشورِ گفت و شنود: دیکھیے: فریبِ کشورِ گفت و شنود۔

کشور و لشکر: دیکھیے: ملاذِ کشور و لشکر۔

کشورِ ہندوستان: دیکھیے: فرماں روائے کشورِ ہندوستان۔

کشیدن[4]: (۱) مانعِ بادہ کشی ناداں ہے، لیکن اے اسدؔ! ــ بے ولائے ساقیِ کوثر کشیدن منع ہے ص ۱۳

(۲) دیکھیے: نے کشیدن۔

کشیدن ہائے نقشِ روئے یار: دیکھیے: فکرِ کشیدن ہائے نقشِ روئے یار۔

---

۱ کشمیر : ایک بار [مرکب]۔
۲ کشود : دو بار [مرکب]۔
کشودہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔
۳ کشور : چھے بار [مرکب]۔
۴ کشیدن : دو بار۔
کشیدن ہا : ایک بار۔ [مرکب]۔

کشیدہ[1]: (۱) ہے دستِ رَد بہ سیرِ جہاں، بستنِ نظر   پائے ہوس بہ دامنِ مژگاں کشیدہ ہوں   ص ۶۱

دیکھیے ـــــ: (۲) دردِ کشیدہ۔ (۳) دمِ سرد کشیدہ۔ (۴) نالۂ کشیدہ۔ [مزید دیکھیے: ناکشیدہ]۔

کعبہ[2]: (۱) ایماں مجھے روکے ہے، جو کھینچے ہے مجھے کفر   کعبہ مرے پیچھے ہے، کلیسا مرے آگے   ص ۲۴۹

(۲) تیرے کوچے کا ہے مائل دلِ مضطر میرا!   کعبہ اک اور سہی، قبلہ نما اور سہی   ص ۳۱۱

(۳) شیخ جی! کعبے کا جانا معلوم!   آپ مسجد میں گدھا باندھتے ہیں   ص ۵۸

(۴) کعبے میں جا، بجائیں گے ناقوس   اب تو باندھا ہے دَیر میں احرام   ص ۱۴۷

(۵) کعبے میں جا رہا تو نہ دو طعنہ، کیا کہیں   بھولا ہوں حقِ صحبتِ اہلِ کنشت کو   ص ۱۹۷

(۶) وفاداری بہ شرطِ استواری اصلِ ایماں ہے   مرے بت خانے میں، تو کعبے میں گاڑو برہمن کو   ص ۱۹۹

(۷) کعبے کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ!   شرم تم کو مگر نہیں آتی!   ص ۲۳۸

(۸) اپنا وہ نہیں شیوہ کہ آرام سے بیٹھیں   اُس در پہ نہیں بار، تو کعبے ہی کو ہو آئے   ص ۲۳۸

(۹) گو وھاں نہیں، پہ وھاں کے نکالے ہوئے تو ہیں   کعبے سے اِن بتوں کو بھی نسبت ہے دور کی   ص ۲۴۲

(۱۰) بیچارہ کتنی دور سے آیا ہے، شیخ جی!   کعبے میں کیوں دبائیں نہ ہم برہمن کے پانو   ص ۳۰۱

دیکھیے ـــ: (۱۱) درِ کعبہ۔ (۱۲) لباسِ کعبہ۔

کعبہ جوئی ہا: دیکھیے وقتِ کعبہ جوئی ہا۔

کعبہ و بت کدہ: قبلہ و ابروئے بت: یک رہ خوابیدۂ شوق   کعبہ و بت کدہ: یک محملِ خوابِ سنگیں   ص ۷

کعبۂ اربابِ یقیں: معنیِ لفظِ کرم، بسملۂ نسخۂ حُسن   قبلۂ اہلِ نظر، کعبۂ اربابِ یقیں   ص ۸

کعبۂ اعجازِ مسیح: قبلۂ نورِ نظر، کعبۂ اعجازِ مسیح   مژۂ دیدۂ نخچیر سے نبضِ بیمار   ص ۹

کعبۂ امن و اماں: (۱) قبلۂ کون و مکاں! خستہ نوازی میں یہ دیر!   کعبۂ امن و اماں! عقدہ کشائی میں یہ ڈھیل!   ص ۱۲۲

(۲) بزمِ سلطانی ہوئی آراستہ   کعبۂ امن و اماں کا در کھلا   ص ۱۳۹

کعبۂ ایجادِ یقیں: مظہرِ فیضِ خدا، جان و دلِ ختمِ رُسُل   قبلۂ آلِ نبی، کعبۂ ایجادِ یقیں   ص ۱۳۲

---

[1] کشیدہ: چار بار [مرکب]۔

[2] کعبہ: بیس بار [مفرد: دس بار، مرکب: دس بار]۔

کعبۂ پوشش سیاہ:	جلوۂ بینش پناہ بخشے ہے ذوقِ نگاہ	کعبۂ پوشش سیاہ مردمک احرام ہے	ص۹۹
کعبتین[۱]:	دیکھیے: ذوقِ کعبتین۔		
کف[۲] (۱):	(۱) نہیں ہے کف لبِ نازک پہ فرطِ نشۂ مے سے	لطافت ہائے جوشِ حُسن کا سرشیر ہے پیدا	ص۳۰
	(۲) لطفِ خمارِ مے کو ہے در دلِ ہدگر اثر	پنبۂ شیشۂ شراب کف بہ لبِ ایاغ ہے	ص۱۱۵
	(۳) بہ بزمِ مے پرستی حسرتِ تکلیف بیجا ہے	کہ جامِ بادہ کف برلب بہ تقریبِ تقاضا ہے	ص۸۳
	(۴) تیغ درکف، کف بہ لب آتا ہے قاتل اِس طرف	مژدہ باد اے آرزوے مرگِ غالبؔ، مژدہ باد!	ص۳۸
کفِ جام:	موجِ مے پر ہے براتِ نگرانِ اُمید	گلِ نرگس سے کفِ جام پہ ہے چشمِ بہار	ص۳
کفِ سیلاب:	(۱) وھاں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام	گریے سے یھاں پنبۂ بالش، کفِ سیلاب تھا	ص۱۳۵
	(۲) میں نے روکا رات غالبؔ کو، وگرنہ دیکھتے	اُس کی سیلِ گریہ میں گردوں کفِ سیلاب تھا	ص۱۳۶
	(۳) ہوئی ہے مانعِ ذوقِ تماشا، خانہ ویرانی	کفِ سیلاب باقی ہے بہ رنگِ پنبہ روزن میں	ص۱۸۰
	(۴) اگر وحشت عرق افشانِ بے پروا خرامی ہو	بیاضِ دیدۂ آہو، کفِ سیلاب ہوجاوے	ص۱۰۵
	(۵) دیکھیے: یک کفِ سیلاب۔		
کفِ موجۂ حیا:	کفِ موجۂ حیات ہوں بہ گزارِ عرضِ مطلب	کہ سرشک قطرہ زن ہے بہ پیامِ دل رسانی	ص۱۰
کف[۳] (۲):	(۱) نگہِ معمارِ حسرت ہا، چہ آبادی چہ ویرانی	کہ مژگاں جس طرف وا ہو، بہ کف دامانِ صحرا ہے	ص۸۳
	(۲) عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت معلوم!	عیسیٰ آخر بہ کف آئینۂ تصویر آوے	ص۱۱۳
	(۳) زمامِ ناقہ کف اُس کے میں ہے کہ اہلِ یقیں	پس از حسینِ علی پیشوا کہیں اُس کو	ص۲۸۵
	(۴) اے نوا سازِ تماشا! سر بہ کف جلتا ہوں میں	یک طرف جلتا ہے دل اور یک طرف جلتا ہوں میں	ص۴۳
	(۵) شمارِ سبحہ مرغوبِ بتِ مشکل پسند آیا	تماشاے بہ یک کف بردنِ صد دل پسند آیا	ص۱۳۲
	(۶) تیغ درکف: دیکھیے: کف(۱) ۴۔		
	(۷) ہے خامہ فیضِ بیعتِ بیدلؔ بہ کف اسدؔ	یک نیستاں قلمروِ اعجاز ہے مجھے	ص۹۷

---

۱ کعبتین: : ایک بار [مرکب]۔

۲ کف(۱): : گیارہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دس بار]۔

۳ کف(۲): : اُنچاس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: اڑتالیس بار]۔

دیکھیے ـــــــ: (۸) مشعل بہ کف۔ (۹) دل از کف دادۂ غفلت۔

کفِ آبلہ دار: کسوتِ تاک میں ہے نشۂ ایجادِ ازل — سُبحۂ عرضِ دو عالم بہ کفِ آبلہ دار ص ۳

کفِ افسوس: نہ لائی شوخیِ اندیشہ تابِ رنجِ نومیدی — کفِ افسوس مَلنا: عہدِ تجدیدِ تمنّا ہے ص ۲۲۰

دیکھیے ـــــــ: (۲) حنائے کفِ افسوس۔ (۳) خطِ کفِ افسوس۔ (۴) یک کفِ افسوس۔

کفِ افسوسِ فرصت: گراں جانی سبکسار و تماشا بے دماغ آیا — کفِ افسوسِ فرصت سنگ کو طورِ مَلتے ہیں ص ۴۳

کفِ اُمید: سبحہ گرداں ہے اُسی کے کفِ اُمید کا ابر — ہم سے جس کے صبا توڑے ہے صد جا زُنّار ص ۴

کفِ بادہ: ہوا وصال سے شوقِ دلِ حریص زیادہ — لبِ قدح پہ کفِ بادہ، جوشِ تشنہ لبی ہے ص ۷۵

کفِ پا: (۱) دشتِ اُلفت چمن و آبلہ مہماں پرور — دلِ جبریل کفِ پا پہ مَلے ہے رُخسار ص ۴

(۲) نوکِ ہر خار سے تھا بس کہ سرِ دزدیِ زخم — جوں نمد، ہم نے کفِ پا پہ اسدؔ دل باندھا ص ۱۳

(۳) سرِ منزلِ ہستی سے ہے صحرائے طلب دور — جو خط ہے کفِ پا پہ، سو ہے سلسلۂ پا ص ۲۹

(۴) گلستاں بے تکلف پیش پا اُفتادہ مضموں ہے — جو تو باندھے کفِ پا پر حنا، آئینہ موزوں ہے ص ۱۱۱

(۵) دیکھیے: ذوقِ گل چینیِ نقشِ کفِ پا۔

کفِ پائے مسافر: یہاں تک انصاف نوازی کہ اگر ریزۂ سنگ — بے خبر دے بہ کفِ پائے مسافر آزار ص ۳

کفِ پائے نگار: بعد از وداعِ یار، بہ خوں در تپیدہ ہیں — نقشِ قدم ہیں ہم کفِ پائے نگار کے ص ۸۰

کفِ تغافلِ ابروئے یار: دل دے کفِ تغافلِ ابروئے یار میں — آئینہ ایسے طاق پہ گم کر کہ تو نہ ہو ص ۶۸

کفِ چشمِ تماشائی: شرم، طوفانِ خزاں رنگِ طرب گاہِ بہار — ماہتابی بہ کفِ چشمِ تماشائی ہے ص ۱۰۳

کفِ خاک: (۱) نالہ، سرمایۂ یک عالم و عالم، کفِ خاک — آسماں، بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے ص ۲۱۶

(۲) جلوہ پرداز ہو نقشِ قدم اُس کا جس جا — وہ کفِ خاک، ہے ناموسِ دو عالم کی امیں ص ۱۳۲

دیکھیے ـــــــ: (۳)، (۴) ہر کفِ خاک [دو با]۔ (۵) ہم سنگِ کفِ خاک۔ (۶) یک کفِ خاک۔

کفِ خاکستر: قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ — اے نالہ! نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے؟ ص ۲۱۹

کفِ خس: دیکھیے یک کفِ خس۔

کفِ دست:	(۱) جس کے حیرت کدۂ نقشِ قدم میں مانی	خونِ صد برق سے باندھے بہ کفِ دست نگار	ص۵
	(۲) حیرت اگر خرام ہے، کارِ نگہ تمام ہے	گر کفِ دست بام ہے، آئنے کو ہُوا بجھ	ص۴۳
	(۳) بندہ پرور کے کفِ دست کو دل کیجے فرض	اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیے	ص۱۲۲
	(۴) ہے جو صاحب کے کفِ دست پہ یہ چکنی ڈلی	زیب دیتا ہے، اسے جس قدر اچھا کہیے	ص۱۲۲
کفِ قاتل:	سادگی پر اس کی، مرجانے کی حسرت دل میں ہے	بس نہیں چلتا کہ پھر خنجر کفِ قاتل میں ہے	ص۲۳۱
کفِ گل برگ:	تماشائے بہار آئینہ پردازِ تسلّی ہے	کفِ گل برگ سے پائے دلِ رنجور ملتے ہیں	ص۶۳
کفِ گل فروش:	یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط	دامانِ باغبان و کفِ گل فروش ہے	ص۲۳۰
کفِ گوہر بار:	دیکھیے: آئنۂ ایجادِ کفِ گوہر بار۔		
کفِ مدعا:	ہے تاک میں سِلم ہوسِ صد قدح شراب	تسبیحِ زاہداں بہ کفِ مدعا گرو	ص۶۹
کفِ مشاطہ:	حُسنِ خود آرا کو ہے مشقِ تغافل ہنوز	ہے کفِ مشاطہ میں آئنۂ گل ہنوز	ص۴۳
	(۲) فسونِ حُسن سے ہے شوخیِ گلگونہ آرائی	بہار اُس کی کفِ مشاطہ میں بالیدنی جانے	ص۱۱۵
کفِ موجۂ حیا:	کفِ موجۂ حیا ہوں بہ گزارِ عرضِ مطلب	کہ سرِ شک قطرہ زن ہے بہ پیامِ دل رسانی	ص۱۰
کفِ نگاریں:	اے غنچۂ تمنا یعنی کفِ نگاریں!	دل دے، تو ہم بتادیں مٹھی میں تیری کیا ہے	ص۹۵
	(۲) دیکھیے: ذرّ ذحنائے کفِ نگاریں۔		
کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ:	کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ قمری پرواز	دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ طاؤس شکار	ص۱۳۲
کفِ ہر خاکِ گلشن:	اگر وہ سرو قد گرمِ خرامِ ناز آجاوے	کفِ ہر خاکِ گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو	ص۱۹۳
کُفر[۱]:	(۱) موجِ خمیازۂ یک نشّہ، چہ اسلام و چہ کفر	کجیِ یک خطِ مسطر، چہ توہّم چہ یقیں	ص۷
	(۲) کفر ہے غیر از وفورِ شوق رہبر ڈھونڈھنا	راہِ صحرائے حَرم میں ہے جرس ناقوس و بس	ص۴۶
	(۳) اسدؔ! شکوہ کفر و دُعا ناسپاسی	ہجومِ تمنّا سے لاچار ہیں ہم	ص۵۵
	(۴) ایماں مجھے روکے ہے، جو کھینچے ہے مجھے کفر	کعبہ مرے پیچھے ہے، کلیسا مرے آگے	ص۲۲۹
	(۵) دیکھیے: تہمتِ بے خودیِ کفر۔		

---

۱ کُفر: : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکب: چار بار]۔

کفرسوز: کفرسوز اُس کا وہ جلوہ ہے کہ جس سے ٹوٹے — رنگِ عاشق کی طرح رونقِ بت خانۂ چیں — ص۱۳۴

کفر ودیں: (۱) بس کہ ویرانی سے کفر ودیں ہوئے زیر وزبر — گردِ صحرائے حرم تا کوچۂ زنّار ہے — ص۸۴

(۲) دیکھیے: افسردگی آوارۂ کفر ودیں۔

کفش[۱] پائے سیم تناں: اسدؔ! ہمیشہ پئے کفشِ پائے سیم تناں — شعاعِ مہر سے کرتا ہے چرخ زردوزی — ص۱۰۰

کفن[۲]: (۱) ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی — میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا — ص۱۳۳

(۲) اللہ رے ذوقِ دشت نوردی! کہ بعدِ مرگ — ہلتے ہیں خود بہ خود مرے اندر کفن کے پانو — ص۱۹۶

(۳) روشن ہوئی یہ بات دمِ نزع کہ آخر — فانوس، کفن بہرِ چراغِ سحری ہے — ص۲۵۳

دیکھیے ______: (۴) تیغ وکفن۔ (۵) خوں چکاں کفن۔ (۶) دامانِ صد کفن۔ (۷) زینتِ جیبِ کفن۔ (۸) قطعِ کفن۔ (۹)، (۱۰) لاشِ بے کفن [دوبار]۔

کفنِ کشتگانِ شوق: فانوسِ شمع ہے کفنِ کشتگانِ شوق — درپردہ ہے معاملۂ سوختن ہنوز — ص۳۲

کفۂ[۳] میزانِ عدل: غفلت متاعِ کفۂ میزانِ عدل ہوں — یارب! حسابِ سختیِ خوابِ گراں نہ پوچھ — ص۷۰

کفیل[۴]: تیری دانش: مری اصلاحِ مفاسد کی رہین — تیری بخشش مرے انجاحِ مقاصد کی کفیل — ص۱۲۴

کفیلِ بخششِ اُمّت: کفیلِ بخششِ اُمّت ہے، بن نہیں پڑتی — اگر نہ شافعِ روزِ جزا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

کفیلِ عمر: غفلت، کفیلِ عمر و اسدؔ، ضامنِ نشاط — اے مرگِ ناگہاں! تجھے کیا انتظار ہے؟ — ص۲۱۸

کل[۵]: (۱) کل اسدؔ کو ہم نے دیکھا گوشۂ غم خانہ میں — دست برسر، سر بہ زانوے دلِ مایوس تھا — ص۲۱

(۲) وہ دل کو آج اُس کے ماتم میں سیہ پوشی ہوئی — وہ دلِ سوزاں کہ کل تک شمعِ ماتم خانہ تھا — ص۲۶

(۳) کہتا تھا کل وہ محرمِ راز اپنے سے کہ آہ! — دردِ جدائیِ اسد اللہ خاں نہ پوچھ — ص۷۰

(۴) تجھ بِن پہلوے خیالِ رزقِ دو عالم احتمال — کل ہے جو وعدۂ وصال، آج بھی اے خدا! سمجھ — ص۴۳

(۵) آج کیوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی تجھے — کل تلک تیرا بھی دل مہر و وفا کا باب تھا — ص۱۳۵

---

[۱] کفش : ایک بار [مرکّب]۔
[۲] کفن : گیارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: آٹھ بار]۔
[۳] کفہ : ایک بار [مرکّب]۔
[۴] کفیل : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔
[۵] کل : سولہ بار۔

(۶) آئے ہو کل اور آج ہی کہتے ہو کہ جاؤں؟ — مانا کہ ہمیشہ نہیں، اچھا کوئی دن اور — ص ۱۷۰

(۷) کل کے لیے کر آج نہ خست شراب میں — یہ سوءِ ظن ہے ساقیِ کوثر کے باب میں — ص ۱۸۹

(۸) ہیں آج کیوں ذلیل؟ کہ کل تک نہ تھی پسند — گستاخیِ فرشتہ ہماری جناب میں — ص ۱۸۹

(۹) قفس میں مجھ سے روداد چمن کہتے نہ ڈر ہمدم! — گری ہے جس پہ کل بجلی، وہ میرا آشیاں کیوں ہو! — ص ۲۰۰

(۱۰) اس رنگ سے اُٹھائی کل اُس نے اسدؔ کی نعش — دشمن بھی جس کو دیکھ کے غمناک ہو گئے — ص ۲۲۹

(۱۱) فردا و دی کا تفرقہ یک بار مٹ گیا — کل تم گئے کہ ہم پہ قیامت گزر گئی — ص ۲۳۳

(۱۲) بے صرفہ ہی گزرتی ہے، ہو گرچہ عمرِ خضر — حضرت بھی کل کہیں گے کہ ہم کیا کیا کیے — ص ۲۴۳

(۱۳) کہاں مے خانے کا دروازہ غالبؔ اور کہاں واعظ! — پر اتنا جانتے ہیں، کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے — ص ۲۵۰

(۱۴) کل اِس کتاب کے سالِ تمام میں جو مجھے — کمالِ فکر میں دیکھا خرد نے بے آرام — ص ۲۶۳

(۱۵) ہوا حکم باورچیوں کو کہ ہاں — ابھی جا کے پوچھو کہ کل کیا پکائیں؟ — ص ۲۶۴

(۱۶) کل وہ سرگرمِ خود نمائی تھے — شمعِ بزمِ سخن سرائی تھے — ص ۲۶۷

کُل[1]: (۱) قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کُل — کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا — ص ۱۶۲

(۲)، (۳) دیکھیے: صلحِ کُل [دو بار]۔

کلام[2]: (۱) ختم کرتا ہوں اب دعا پہ کلام — شاعری سے نہیں مجھے سروکار — ص ۱۲۷

(۲) پاتا ہوں اُس سے داد کچھ اپنے کلام کی — روح القدس اگرچہ مرا ہم زباں نہیں — ص ۱۸۸

(۳) غالبؔ مرے کلام میں کیوں کر مزا نہ ہو — پیتا ہوں دھو کے خسرو شیریں سخن کے پانو — ص ۱۹۶

(۴) تجھ سے تو کچھ کلام نہیں لیکن اے ندیم! — میرا سلام کہیو اگر نامہ بر ملے — ص ۲۳۶

(۵) گرمی سہی کلام میں لیکن نہ اس قدر — کی جس سے بات، اُس نے شکایت ضرور کی — ص ۲۴۳

(۶) مشکل ہے ز بس کلام میرا اے دل! — سن سن کے اُسے، سخنورانِ کامل
آساں کہنے کی کرتے ہیں فرمائش — ”گویم مشکل، وگر نگویم مشکل“ — ص ۲۵۲

---

[1] کُل: تین بار [مرکب: دو بار]۔

[2] کلام: دس بار [مفرد: سات بار، مرکب: تین بار]۔

(۷) اُس کشمکش میں آپ کا مدّاح دردمند　　آقائے نامور سے نہ کچھ کرسکا کلام　　ص ۲۸۳

دیکھیے ____: (۸) عارفانہ کلام۔ (۹) لطیف کلام۔

کلامِ نغز: ہرگز کسی کے دل میں نہیں ہے مری جگہ　　ہوں میں کلامِ نغز، ولے ناشنیدہ ہوں　　ص ۲۹۹

کلاہ [۱]: دیکھیے ____: (۱) تخت وکلاہ۔ (۲) شکستنِ طرفِ کلاہ۔ (۳)، (۴) طرفِ کلاہ [دوبار]۔

کلاہِ نازِ گل: بس کہ پائی یار کی رنگیں ادائی سے شکست　　ہے کلاہِ نازِ گل برطاقِ دیوارِ چمن　　ص ۵۹

کلاہیں: پایا سرِ ہر ذرّہ جگر گوشۂ وحشت　　ہیں داغ سے معمور شقائق کی کلاہیں　　ص ۵۹

کلبِ علی خاں: [۲] (۱) ہر ایک قطرے کے ساتھ آئے جو ملک، وہ کہے　　امیر کلبِ علی خاں جئیں ہزار برس　　ص ۲۶۳

(۲) ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں سے مدام　　دُرِ شہوار ہیں، جو گرتے ہیں قطرے پیہم　　ص ۲۶۵

(۳) در پہ امیر کلبِ علی خاں کے ہوں مقیم　　شایستۂ گدائی ہر در نہیں ہوں میں　　ص ۲۹۸

کلفت [۳]: کلفتِ طلسمِ جلوۂ کیفیتِ دگر　　زنگار خوردہ آئنہ یک برگِ تاک ہے　　ص ۱۱۰

کلفتِ افسردگی: کلفتِ افسردگی کو عیشِ بیتابی حرام　　ورنہ دنداں در دل افشردن، بنائے خندہ ہے　　ص ۲۱۵

کلفتِ بختِ سیاہ روز: ظاہر ہے ہم سے کلفتِ بختِ سیاہ روز　　گویا کہ تختۂ مشق ہے خطِ غبار کے　　ص ۸۰

کلفتِ خاطر: حنائے پائے خزاں ہے، بہار اگر ہے یہی　　دوامِ کلفتِ خاطر ہے عیش دُنیا کا　　ص ۱۳۷

(۲) دیکھیے: غبارِ کلفتِ خاطر۔

کلفت خانۂ ادبار: صبح ناپیدا ہے کلفت خانۂ ادبار میں　　توڑنا ہوتا ہے رنگِ یک نفس ہر شب مجھے　　ص ۸۶

کلفتِ دل: ہو سکے کب کلفتِ دل مانعِ سیلانِ اشک　　گردِ ساحل، سنگِ راہِ جوششِ دریا نہیں　　ص ۶۵

کلفتِ دلِ بے مدّعا: دیکھیے: اقبالِ کلفتِ دلِ بے مدّعا۔

کلفتِ ربطِ این وآں: کلفتِ ربطِ این و آں غفلتِ مدّعا سمجھ　　شوق کرے جو سرگراں، محملِ خواب پا سمجھ　　ص ۴۳

کلفت کشیِ ہستی: کلفت کشیِ ہستی بدنامِ دورنگی ہے　　یعنی تیرگیِ اختر، خالِ رُخِ زنگی ہے　　ص ۱۱۳

کلفتِ گم گشتگاں: کیا دے صدا کہ کلفتِ گم گشتگاں سے، آہ!　　ہے سرمہ، گرد رہ بہ گلوئے جرس تمام　　ص ۵۵

---

۱ کلاہ : پانچ بار [مرکب:]۔
کلاہیں : ایک بار۔
۲ کلبِ علی خاں : تین بار۔
۳ کلفت : چودہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تیرہ بار]۔
کلفت خانہ : ایک بار [مرکب:]۔

کلفتِ ماسوا: گاہ بہ خلد اُمیدوار، گہ بہ جحیم بیمناک گرچہ خدا کی یاد ہے، کلفتِ ماسوا بجھ ص ۲۷

کلفتِ نظارہ: جوشِ بہار کلفتِ نظارہ ہے اسدؔ! ہے ابر، پنبہ روزنِ دیوارِ باغ کا ص ۱۹

کلفتِ وحشت: دیکھیے: نیازِ کلفتِ وحشت۔

کلفتِ ہستی: دیکھیے: سرنوشتِ کلفتِ ہستی۔

کلک[۱]: فکر میری: گہر اندوزِ اشاراتِ کثیر کلک میری: رقم آموزِ عباراتِ قلیل ص ۱۲۳

کلکِ قضا: (۱) شعلہ تحریر سے اُس برق کی، ہے کلکِ قضا بالِ جبریلؔ سے مسطر کشِ سطرِ زنہار ص ۵

(۲) اور اُن اوراق میں بہ کلکِ قضا مجملاً مندرج ہوئے احکام ص ۱۳۸

کلکتہ[۲]: کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں! اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے! ص ۱۲۳

گلہ[۳]: عرش پر تیرے قدم سے ہے دماغِ فرشِ راہ آج تنخواہِ شکستن ہے کلہِ جبریلؔ کی ص ۹۱

(۲) دیکھیے: جواہرِ طرفِ کلہ۔

کلہ گوشہ: عشقِ ترسا بچہ و نازِ شہادت مت پوچھ کہ کلہ گوشہ بہ پروازِ پرِ تیر آیا ص ۲۸

کلیجا[۴]: (۱) دیکھ کر غیر کو، ہو کیوں نہ کلیجا ٹھنڈا نالہ کرتا تھا، ولے طالبِ تاثیر بھی تھا ص ۱۵۹

(۲) وہ فرد، جس میں نام ہے میرا غلط لکھا جب یاد آگئی ہے، کلیجا لیا ہے تھام ص ۲۸۲

(۳) حاجی کلو کو دے کے بے وجہ جواب غالبؔ کا پکا دیا کلیجا تم نے ص ۳۱۳

کلید[۵]: دیکھیے: قفلِ بے کلید۔

کلیسا[۶]: ایماں مجھے روکے ہے، جو کھینچے ہے مجھے کفر کعبہ مرے پیچھے ہے، کلیسا مرے آگے ص ۲۲۹

کلیم[۷]: تجھ سے عالم پہ کھلا رابطۂ قربِ کلیمؔ تجھ سے دُنیا میں بچھا مائدۂ بذلِ خلیلؔ ص ۱۲۲

کم[۸]: (۱) ہے نفس مایۂ شوقِ دو جہاں ریگِ رواں پائے رفتار کم و حسرتِ جولاں بسیار ص ۳

---

۱ کلک : تین بار [مرتب: دو بار]۔
۲ کلکتہ : ایک بار۔
۳ گلہ : تین بار [مرتب: دو بار]۔
۴ کلیجا : تین بار۔
۵ کلید : ایک بار [مرتب:]۔
۶ کلیسا : ایک بار۔
۷ کلیم : ایک بار [مرتب:]۔
۸ کم : چونتیس بار [مفرد: اٹھائیس بار، مرتب: سات بار]۔
کم تر : ایک بار۔
کم ترین : ایک بار۔

(۲) اسد مایوس مت ہو، گرچہ رونے میں اثر کم ہے	کہ غالب ہے کہ بعد از زاریِ بسیار ہو پیدا	ص ۳۱
(۳) کسو کو ز خود رستہ کم دیکھتے ہیں	کہ آہو کو پابندِ رم دیکھتے ہیں	ص ۵۶
(۴) میرؔ کے شعر کا احوال کہوں کیا غالبؔ	جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں	ص ۵۷
(۵) ہوا جب حُسن کم، خط برعذارِ سادہ آتا ہے	کہ بعد از صافِ مے، ساغر میں دُردِ بادہ آتا ہے	ص ۹۸
(۶) کیا کم ہے یہ شرف کہ ظفرؔ کا غلام ہوں	مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں مجھے	ص ۱۲۵
(۷) نہ ہوگا یک بیاباں ماندگی سے ذوق کم میرا	حبابِ موجۂ رفتار ہے نقشِ قدم میرا	ص ۱۳۶
(۸)،(۹) کم جانتے تھے ہم بھی غمِ عشق کو، پر اب	دیکھا، تو کم ہوئے پہ غمِ روزگار تھا	ص ۱۵۳
(۱۰) گو نہ سمجھوں اُس کی باتیں، گو نہ پاؤں اُس کا بھید	پر یہ کیا کم ہے کہ مجھ سے وہ پری پیکر کُھلا	ص ۱۶۱
(۱۱) کم نہیں نازشِ ہمنامیِ چشمِ خوباں	تیرا بیمار، بُرا کیا ہے گر اچھا نہ ہوا	ص ۱۶۳
(۱۲) ترے سرو قامت سے یک قدِ آدم	قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں	ص ۱۷۹
(۱۳) کیا کہوں تاریکیِ زندانِ غم، اندھیر ہے	پنبہ، نورِ صبح سے کم جس کے روزن میں نہیں	ص ۱۸۵
(۱۴) کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچے سے، بہشت	یہی نقشا ہے، ولے اِس قدر آباد نہیں	ص ۱۸۶
(۱۵) اہلِ بینش کو ہے طوفانِ حوادث، مکتب	لطمۂ موج کم از سیلیِ اُستاد نہیں	ص ۱۸۶
(۱۶) کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم!	دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں	ص ۱۸۶
(۱۷) لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کُھلتا، یعنی	ہوسِ سیر و تماشا، سو وہ کم ہے ہم کو	ص ۱۹۵
(۱۸) نہیں گر ہمدمی آساں، نہ ہو، یہ رشک کیا کم ہے؟	نہ دی ہوتی خدایا! آرزوے دوست، دشمن کو	ص ۱۹۸
(۱۹) یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے؟	ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو!	ص ۲۰۰
(۲۰) بے اعتدالیوں سے سبک سب میں ہم ہوئے	جتنے زیادہ ہو گئے، اُتنے ہی کم ہوئے	ص ۲۲۶
(۲۱) بہت دنوں میں تغافل نے تیرے پیدا کی	وہ اک نگہ کہ بہ ظاہر نگاہ سے کم ہے	ص ۲۲۹
(۲۲) غم کھانے میں بودا دلِ ناکام بہت ہے	یہ رنج کہ کم ہے مےِ گلفام، بہت ہے	ص ۲۳۶
(۲۳) ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے	بہت نکلے مرے ارمان، لیکن پھر بھی کم نکلے	ص ۲۳۹

(۲۴) بہت سہی غمِ گیتی، شراب کم کیا ہے — غلامِ ساقیِ کوثر ہوں، مجھ کو غم کیا ہے — ص ۲۵۱

(۲۵) حیدرآباد بہت دور ہے، اِس ملک کے لوگ — اُس طرف کو نہیں جاتے ہیں، جو جاتے ہیں تو کم — ص ۲۶۵

(۲۶)، (۲۷) چار سے پھر نہ ہوگی کم قیمت — اس سے لیویں گے کم نہ ہم، قیمت — ص ۲۶۸ [آم کا شعر]

(۲۸) خوشا! اعجازے کہ عاشق جل بُجھے جوں شعلۂ خائش — کہ کم از سرمہ اُس کا مشتِ خاکستر نہیں ہوتا — ص ۲۲۲

(۲۹)، (۳۰) دیکھیے: چشمِ کم [دوبار]۔

کم آزار: زمانہ سخت کم آزار ہے بہ جانِ اسدؔ — وگرنہ ہم تو توقع زیادہ رکھتے ہیں — ص ۱۸۲

کمتر: رکھتے ہو تم قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ؟ — رتبے میں مہر و ماہ سے کمتر نہیں ہوں میں — ص ۱۹۱

کمتریں: بجنبشِ دل سے ہوئے ہیں عقدہ ہائے کار، وا — کمتریں مزدورِ سنگیں دست ہے فرہاد یہاں — ص ۵۷

کم سخنی: دیکھیے: گلۂ کم سخنی۔

کم فرصتیِ زیست: دیکھیے: غصۂ کم فرصتیِ زیست۔

کم نگاہی: دیکھیے: قبولِ کم نگاہی۔

کم وزن: میں جو گردوں کو بہ میزانِ طبیعت تولا — تھا یہ کم وزن کہ ہم سنگِ کفِ خاک چڑھا — ص ۲۲۵

[نیز دیکھیے: بے کم و کاست]۔

کمال[1]: (۱) ہم سخن تیشے نے فرہاد کو شیریں سے کیا — جس طرح کا کہ کسی میں ہو کمال، اچھا ہے — ص ۲۳۹

(۲) تھا ایک گونہ ناز جو اپنے کمال پر — اُس ناز کا فلک نے لیا مجھ سے انتقام — ص ۲۸۲

(۳) بدر، ہے آئینۂ طاقِ ہلال — غافلاں! نقصاں سے پیدا ہے کمال — ص ۵۱

دیکھیے ______: (۴) جمالِ کمال۔ (۵) مملکتِ کمال۔ (۶) ہنگامِ کمال۔

کمالِ بندگیِ گل: کمالِ بندگیِ گل ہے رہنِ آزادی — ز دستِ مُشتِ پر و خارِ آشیاں فریاد! — ص ۳۷

کمالِ بے ادبی: نظر بہ نقصِ گدایاں کمالِ بے ادبی ہے — کہ خارِ خشک کو بھی دعویِ چمن نسبی ہے — ص ۷۵

کمالِ تجمل و تزئیں: سرورِ مہرِ فر ہوا جو سوار — بہ کمالِ تجمل و تزئیں — ص ۲۸۱

---

[1] کمال : اٹھارہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: پندرہ بار]۔

کمالِ ترجبینی: بے گریہ کمالِ ترجبینی ہے مجھے — در بزمِ وفا خجل نشینی ہے مجھے (رباعی) ص۳۵۷

کمالِ حُسن: (۱) بے کسوتِ عروجِ تغافل کمالِ حُسن — چشمِ سیہ بہ مرگِ نگہ سوگوار تر ص۳۰

(۲) کمالِ حُسن اگر موقوفِ اندازِ تغافل ہو — تکلف برطرف، تجھ سے تری تصویر بہتر ہے ص۱۰۸

کمالِ دیں: یارانِ نبی سے رکھ تولا، یااللہ! — ہر یک ہے کمالِ دیں میں یکتا، یااللہ! (رباعی) ص۳۱۳

کمالِ سخن: دیکھیے: سزائے کمالِ سخن۔

کمالِ طبع: دیکھیے: رنگِ کمالِ طبع۔

کمالِ عشق: کیا کمالِ عشق نقص آبادِ گیتی میں ملے — پختگی ہائے تصور یہاں خیالِ خام ہے ص۱۰۱

کمالِ فکر: کل اُس کتاب کے سالِ تمام میں جو مجھے — کمالِ فکر میں دیکھا خرد نے بے آرام ص۲۶۳

کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید: کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید نہ پوچھ — بہ رنگِ خار مرے آئنے سے جوہر کھینچ ص۱۶۵

کمان[1]: (۱) ہاتھ سے رکھ دی کب ابرو نے کماں؟ — کب کمر سے غمزے کی خنجر کھلا؟ ص۱۳۰

(۲) ابرو سے ہے کیا اُس نگہِ ناز کو پیوند — ہے تیر مقرر، مگر اُس کی ہے کماں اور ص۱۷۰

(۳) چال، جیسے کڑی کمان کا تیر — دل میں ایسے کے جا کرے کوئی ص۲۲۲

(۴) نے تیر کماں میں ہے نہ صیاد کمیں میں — گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے ص۲۲۵

(۵) نہیں ہے آہ کو ایمائے تیر باریدن — وگرنہ ہے خمِ تسلیم سے کماں پیدا ص۳۲۶

(۶) انساں نیازمندِ ازل ہے کہ جوں کماں — مطلب ہے ربط سے رگ و پے کی خمیدگی ص۳۵۳

(۷) دکانِ ناوکِ تاثیر ہے از خود تہی ماندن — سراسر عجز ہو، کرخانہ مانندِ کماں خالی ص۳۵۵

(۸) کماں ہم بھی رگ و پے رکھتے ہیں، انصاف بہتر ہے — نہ کھینچے طاقتِ خمیازہ تہمت ناتوانی کی ص۷۷

دیکھیے: (۹) بجرِ کماں (۱۰) تیر و کماں۔

کمخواب[2]: دیکھیے: بجوبالشِ کمخواب۔

کمر[3]: (۱) یاد روزے کہ نفس سلسلۂ یارب تھا — نالۂ دل بہ کمرِ دامنِ قطعِ شب تھا ص۲۳

---

[1] کمان: دس بار [مفرد: سات بار، مرکب: تین بار]۔ [2] کمخواب: ایک بار [مرکب]۔ [3] کمر: آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکب: چار بار]۔

(۲) ہاتھ سے رکھ دی کب ابرو نے کماں — کب کمر سے غمزے کی خنجر کھلا ص۱۳۰

(۳) شاہدِ ہستیِ مطلق کی کمر ہے عالم — لوگ کہتے ہیں کہ ہے، پر ہمیں منظور نہیں ص۱۸۵

(۴) ہے کیا جو کس کے باندھیے؟ میری بلا ڈرے — کیا جانتا نہیں ہوں تمھاری کمر کو میں ص۱۹۰

(۵) بن گیا سبحہ وہ زُنّار، خدا خیر کرے! — وہ جو نازک ہے کمر، اُس پہ بہت دل آئے ص۳۱۲

(۶) نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانؔی ہے — بہ کمر دامنِ صد رنگ گلستاں زدہ ہے ص۴۵۳

(۷) دیکھیے: رد وصفِ کمر۔

کمرِ دل: حیرت ہجوم لذّتِ غلطانیِ تپش — سیماب بالش و کمرِ دل ہے آئنہ ص۷۰

کمند[1]: دیکھیے: بیتابیِ کمند۔

کمندِ شکار اثر: آتا ہے ایک پارۂ دل ہر فغاں کے ساتھ — تارِ نفس، کمندِ شکارِ اثر ہے آج ص۱۶۵

کمندِ موجِ گل: ہے کمندِ موجِ گل فتراکِ بیتابیِ اسدؔ — رنگ، یعنی بوسے سوارِ توسنِ چالاک ہے ص۱۰۷

کمی[2]: واماندۂ ذوقِ طربِ وصل نہیں ہوں — اے حسرتِ بسیار! تمنا کی کمی ہے ص۱۰۶

کمیِ ربطِ نیاز: تہمتِ بے خودیِ کفر نہ کھینچے یارب! — کمیِ ربطِ نیاز و خللِ نازِ بسیار ص۹

کمیں[3]: (۱) کوچہ دیتا ہے پریشاں نظری پر صحرا — رمِ آہو کو ہے ہر ذرّے کی چشمک میں کمیں ص۸

(۲) اُگی اک چشمۂ روزن سے تھی چشم سفید آخر — حیا کو انتظارِ جلوہ ریزی کے کمیں پایا ص۲۲

(۳) دو دیدن کے کمیں، جوں ریشۂ زیرِ زمیں پایا — بہ گردِ سرمہ اندازِ نگاہِ شرمگیں پایا ص۲۲

(۴) صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیرِ چاک — درد اور یہ کمیں کہ رہِ نالہ وا کروں ص۵۶

(۵) وہ حلقہ ہائے زلف کمیں میں ہیں، اے خدا! — رکھ لیجو میرے دعویِ وارستگی کی شرم ص۱۷۷

(۶) نے تیر کماں میں ہے، نہ صیاد کمیں میں — گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے ص۲۲۵

دیکھیے________: (۷) حریفِ شیر کمیں۔ (۸) محوِ کمیں۔

کمینِ بے زبانی: جو نہ نقدِ داغِ دل کی کرے شعلہ پاسبانی — تو فسردگی نہاں ہے بہ کمینِ بے زبانی ص۲۰۷

---

[1] کمند: تین بار [مرکب]۔ [2] کمی: دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔ [3] کمیں: دس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: چار بار]۔

کمینِ شوخیِ تقریبِ نالہ: راحت کمینِ شوخیِ تقریبِ نالہ ہے — پائے نظر بہ دامنِ افسانہ کھینچیے ص۱۰۵

کمیں خانۂ[1] تعمیر: دیکھیے: صیادِ کمیں خانۂ تعمیر۔

کمیں خانۂ خوابِ صیاد: دیکھیے: دامِ کمیں خانۂ خوابِ صیاد۔

کمیں گاہِ[2] بلا: نہ چھوڑ و محفلِ عشرت میں جائے مے کشاں! خالی — کمیں گاہِ بلا ہے، ہوگیا شیشہ جہاں خالی ص۳۵۵

کمیں گاہِ تغافل: دیکھیے: گرفتارِ کمیں گاہِ تغافل۔

کمیں گاہِ تقریب جوئی: شگفتن کمیں گاہِ تقریب جوئی — تصور ہوں بے موجب آزردگاں کا ص۱۸

کمیں گاہِ درد: عشق کمیں گاہِ درد، وحشتِ دل دور گرد — دامِ تہِ سبزہ ہے حلقۂ کاکل ہنوز ص۴۳

کمیں گاہِ مدعا: اثر کمندیِ فریادِ نارسا معلوم! — غبارِ نالہ کمیں گاہِ مدعا معلوم! ص۵۳

کمیں گاہِ نظر: خوابِ غفلت بہ کمیں گاہِ نظر پنہاں ہے — شام سائے میں بہ تاراجِ سحر پنہاں ہے ص۱۰۹

کمیں گاہِ وحشت شناسی: تغافل کمیں گاہِ وحشت شناسی — نگہبانِ دل ہائے اغیار ہیں ہم ص۵۵

کمیں گاہِ یک جہاں سودا: طلسمِ خاک، کمیں گاہِ یک جہاں سودا — بہ مرگ تکیۂ آسایشِ فنا معلوم! ص۵۳

کمینگرِ[3] ایجادِ یک نگاہ: ہے دلبریِ کمینگرِ ایجادِ یک نگاہ — کارِ بہانہ جوئیِ چشمِ حیا بلند! ص۳۹

کمینگرِ تقریب: بہانہ جوئیِ رحمت کمینگرِ تقریب — وفائے حوصلہ و رنجِ امتحاں تجھ سے ص۱۱۲

کمیں گہِ نقبِ شعور: ہیں نام و نگیں کمیں گہِ نقبِ شعور — یہ چور پڑا ہے خانۂ خاتم میں ص۱۱۸

کمیں گیریِ[4] اخترشمری: کنجِ تاریک و کمیں گیریِ اخترشمری — عینکِ چشم بنا روزنِ زنداں مجھ سے ص۸۳

کمینہ[5]: دیکھیے: بندۂ کمینہ۔

کنارِ[6] بحر: شورِ جولاں تھا کنارِ بحر پہ کس کا؟ کہ آج — گردِ ساحل ہے بہ زخمِ موجۂ دریا نمک ص۱۴۵

---

۱ کمیں خانہ : دو بار [مرتّب]۔
۲ کمیں گاہ : آٹھ بار [مرتّب]۔
کمیں گہ : ایک بار [مرتّب]۔
۳ کمینگر : دو بار [مرتّب]۔
۴ کمینگیری : ایک بار [مرتّب]۔
۵ کمینہ : ایک بار [مرتّب]۔
۶ کنار : چار بار [مرتّب]۔

کنارِ بےخودی: اسدؔ! جمعیتِ دل در کنارِ بےخودی خوش تر — دو عالم آگہی سامانِ یک خوابِ پریشاں ہے — ص۸۱

کنارِ بےدلی: غمِ عجز کا سفینہ بہ کنارِ بے دلی ہے — مگر ایک شہ پہ مور کرے سازِ بادبانی — ص۱۰۱

کنارِ ہوس: چمن چمن گلِ آئینہ در کنارِ ہوس — اُمید محوِ تماشاے گلستاں تجھ سے — ص۱۰۳

کنارہ[۱]: (۱) اے عافیت! کنارہ کر، اے انتظام! چل — سیلابِ گریہ درپئے دیوار و در ہے آج — ص۱۶۵

(۲) سفینہ جب کہ کنارے پہ آلگا غالبؔ — خدا سے کیا ستم و جورِ ناخدا کہیے — ص۲۲۸

(۳) سب سے یہ گوشہ کنارے ہے، گلے لگ جا رہے — آدمی کو کیوں پکارے ہے، گلے لگ جا رہے — ص۲۹۱

کنج[۲]: کنج میں بیٹھا رہوں یوں پر کھلا — کاشکے! ہوتا قفس کا در کھلا — ص۱۳۰

کنجِ آشیانہ: دیکھیے: طوطیِ درکنجِ آشیانہ۔

کنجِ تاریک: کنجِ تاریک و کمیں گیریِ اختر شمری — عینکِ چشم بنا روزنِ زنداں مجھ سے — ص۸۳

کنجِ دہن: دیکھیے: خالِ کنجِ دہن۔

کنجِ قفس: (۱) دیکھیے: پَرافشاندہ درکنجِ قفس۔

(۲) بیضہ آسا تنگ بال و پر پہ ہے کنجِ قفس — از سرِ نو زندگی ہو، گر رہا ہوجائیے — ص۲۱۶

کندھا[۳]: پینس میں گزرتے ہیں جو کوچے سے وہ میرے — کندھا بھی کہاروں کو بدلنے نہیں دیتے — ص۲۳۱

کنشت[۴]: دیکھیے: حقِ صحبتِ اہلِ کنشت۔

کنعاں[۵]: دیکھیے ـــــ: (۱) پیرِ کنعاں۔ (۲) مہِ ماہِ کنعاں۔

کنگر[۶] استغنا: وہاں کنگرِ استغنا ہر دم ہے بلندی پر — یہاں نالے کو اور اُلٹا دعواے رسائی ہے — ص۲۱۰

کوبہ‌کو[۷]: شہر میں کو بہ کو عبیر و گلال — باغ میں سو بہ سو گل و نسریں — ص۲۸۰

کوے[۸]: تیرے پرتو سے ہوں فروغ پذیر — کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام — ص۱۳۶

---

۱ کنارہ : تین بار۔
۲ کنج : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔
۳ کندھا : ایک بار۔
۴ کنشت : ایک بار [مرکب]۔
۵ کنعاں : دو بار [مرکب]۔
۶ کنگر : ایک بار [مرکب]۔
۷ کوبہ‌کو : ایک بار۔
۸ کوے : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔

کوے تمنائے بے دلی: جوں جادہ، سر بہ کوے تمنائے بے دلی — زنجیرِ پا ہے رشتۂ حبّ الوطن ہنوز ص ۳۲

کوے دوست: رہے ہے یوں گہ و بے گہ کہ کوے دوست کو اب — اگر نہ کہیے کہ دشمن کا گھر ہے، کیا کہیے ص ۲۴۷

کوے ملامت: دیکھیے: طوافِ کوے ملامت۔

کوے یار: (۱) کب مجھے کوے یار میں رہنے کی وضع یاد تھی — آئنہ دار بن گئی حیرتِ نقشِ پا کہ یوں ص ۱۶۸

(۲) اُڑتی پھرے ہے خاک مری کوے یار میں — بارے، اب اے ہوا! ہوسِ بال و پر گئی ص ۲۳۳

(۳) دیکھیے ______: راہِ کوے یار۔ (۴) سرِ کوے یار۔

کواکب[1]: (۱) ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ — دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا ص ۳۹

(۲) ایسی رونق ہوئی برات کی رات — کہ کواکب ہوئے تماشائی ص ۲۶۳

(۳) زمیں پہ ایسا تماشا ہوا برات کی رات — کہ آسماں پہ کواکب بنے تماشائی ص ۲۶۳

(۴) دیکھیے: تسبیحِ کواکب۔

کواکب سپہِ مہرِ علم: دیکھیے: شہنشاہِ کواکب سپہِ مہر علم۔

کوان[2]: دیکھیے: ستر کوان۔

کوتاہ[3]: (۱) چوں کہ بالاے ہوس پر ہر قبا کوتاہ ہے — بر ہوس ہاے جہاں دامن فشانی مفت ہے ص ۱۱۳

(۲) یہ جتنے سیکڑے ہیں، سب ہزار ہو جاویں — دراز اس کی ہو عمر اس قدر، سخن کوتاہ ص ۲۷۸

(۳) دیکھیے: یک دامن کوتاہ۔

کوتاہیِ قسمت[4]: وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یارب دل کے پار — جو مری کوتاہیِ قسمت سے مژگاں ہو گئیں ص ۱۹۲

کوتاہیِ نشوونما: مجھ اس فصل میں کوتاہیِ نشوونما غالبؔ — اگر گل، سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہو جاوے ص ۲۱۳

کوتہ[5]: دیکھیے: عمرِ کوتہ۔

---

[1] کواکب : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔

[2] کوان : ایک بار۔

[3] کوتاہ : تین بار [مفرد: دو بار]۔

[4] کوتاہی : دو بار [مرکب]۔

[5] کوتہ : ایک بار [مرکب]۔ کوتہی: ایک بار [مرکب]۔

کوتھی: دیکھیے: بندِ کوتھی۔

کوثر[1]: غرورِ لطفِ ساقی نشۂ بیباکیِ مستاں — نمِ دامانِ عصیاں ہے طراوت موجِ کوثر کی ص ۷۷

دیکھیے ———: (۲) تر زبانِ لطفِ شکرِ ساقیِ کوثر۔ (۳) دریا بخشیِ ساقیِ کوثر۔ (۴)، (۵) ساقیِ کوثر [دوبار]۔ (۶) عشقِ ساقیِ کوثر۔ (۷) غلامِ ساقیِ کوثر۔ (۸) ولاے ساقیِ کوثر۔ (۹) ساقیِ کوثر ساغر۔

کوچ[2]: اب ہے دلّی کی طرف کوچ ہمارا غالبؔ — آج ہم حضرتِ نوابؔ سے بھی مل آئے ص ۳۱۲

کوچہ[3]: (۱) وہ غریبِ وحشت آبادِ تسلی ہوں جسے — کوچہ دے ہے زخمِ دل صبحِ وطن کی فکر میں ص ۴۳

(۲) کوچہ دیتا ہے پریشاں نظری پر صحرا — رمِ آہو کو ہے ہر ذرّے کی چشمک میں کمیں ص ۸

(۳) ہے نگیں کی پاداری، نامِ صاحبِ خانہ — ہم سے تیرے کوچے نے نقشِ مدعا پایا ص ۱۳

(۴) ترے کوچے میں ہے مشاطۂ واماندگی قاصد — پرِ پرواز زلفِ ناز ہے ہدہد کے شانے میں ص ۵۸

(۵) پھر ترے کوچے کو جاتا ہے خیال — دلِ گم گشتہ مگر یاد آیا ص ۱۵۲

(۶) گر نہیں نکہتِ گل کو ترے کوچے کی ہوس — کیوں ہے گردِ رہِ جولانِ صبا ہوجانا ص ۱۵۶

(۷) ہوئی ہے کس قدر ارزانیِ مے جلوہ! — کہ مست ہے ترے کوچے میں ہر در و دیوار ص ۱۶۷

(۸) کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچے سے بہشت — یہی نقشا ہے، ولے اس قدر آباد نہیں ص ۱۸۶

(۹) ضعف سے نقشِ پئے مور ہے طوقِ گردن — تیرے کوچے سے کہاں طاقتِ رم ہے ہم کو ص ۱۹۵

(۱۰) پینس میں گزرتے ہیں جو کوچے سے وہ میرے — کندھا بھی کہاروں کو بدلنے نہیں دیتے ص ۲۳۱

(۱۱) نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں، لیکن — بہت بے آبرو ہوکر ترے کوچے سے ہم نکلے ص ۲۴۹

(۱۲) تیرے کوچے کا ہے مائل دلِ مضطر میرا — کعبہ ایک اور سہی، قبلہ نما اور سہی ص ۳۱۱

(۱۳) موت بس اُن کی ہے جو مر کے وہیں دفن ہوئے — زیست اُن کی ہے جو اس کوچے سے گھائل آئے ص ۳۱۲

کوچہ دادنِ موج: دریاے مے ہے ساقی، لیکن خمار باقی — تا کوچہ دادنِ موج خمیازہ آشنا ہے ص ۹۳

کوچہ دادنِ گل: جس قدر جگر خوں ہو، کوچہ دادنِ گل ہے — زخمِ تیغِ قاتل کو طرفہ دل کشا پایا ص ۱۳

---

[1] کوثر: نو بار [مرکّب]۔
[2] کوچ: ایک بار۔
[3] کوچہ (الفِ سالم میں): بائیس بار [مفرد: تیرہ بار، مرکّب: نو بار]۔
کوچہا: دو بار [مرکّب]۔

کوچہ گردیِ بازارِ عشق: ڈرتا ہوں کوچہ گردیِ بازارِ عشق سے — ہیں خارِ راہ جوہرِ تیغِ عسس تمام ص۵۵

کوچہ ہاے موج: دیکھیے: غبار کوچہ ہاے موج۔

کوچہ ہاے نے: ویرانے جُز آمد و رفتِ نفس نہیں — ہے کوچہ ہاے نے میں غبارِ صدا بلند ص۳۸

کوچۂ دلدار: دیکھیے: ساکنانِ کوچۂ دلدار۔

کوچۂ رسوائی: نے کوچۂ رسوائی و زنجیرِ پریشاں — اے نالہ! میں کس پردے میں آہنگ نکالوں ص۶۰

کوچۂ زنّار: بس کہ ویرانی سے کفر و دیں ہوئے زیر و زبر — گردِ صحراے حرم تا کوچۂ زنّار ہے ص۸۳

کوچۂ موج: ناامیدی نے بہ تقریبِ مضامینِ خمار — کوچۂ موج کو خمیازۂ ساحل باندھا ص۱۴

کوچۂ بے خانہ: دیکھیے: گداے کوچۂ بے خانہ۔

کوچۂ یار: زندگی کے ہوئے ناگہ نفسِ چند تمام — کوچۂ یار جو مجھ سے قدمِ چند رہا ص۳۲۶

کودکی[۱]: مجھے اُس سے کیا توقّع بہ زمانہ جوانی — کبھی کودکی میں جس نے نہ سُنی مری کہانی ص۲۰۷

کور[۲]: دیکھیے ______: (۱) چندِ چشمِ کور۔ (۲) عصاے کور۔

کوراں: دیکھیے: آئینۂ اقلیم کوراں۔

کوریِ دل و چشمِ رقیب: تری طرف ہے بہ حسرت نظارۂ نرگس — بہ کوریِ دل و چشمِ رقیب ساغر کھینچ ص۱۲۶

کوزہ[۳]: پیوں شراب، اگر خُم بھی دیکھ لوں دو چار — یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے ص۲۲۲

کوس[۴]: حق سے کیا مانگیے اُن کے لیے؟ جب ہو موجود — ملک و گنجینہ و خیل و سپہ و کوس و علم ص۲۶۵

کوسوں[۵]: مشہدِ عاشق سے کوسوں تک جو اُگتی ہے حنا — کس قدر یارب ہلاکِ حسرتِ پابوس تھا! ص۱۵۳

کوشش[۶]: کوشش ہمہ بیتابِ تردّد شکنی ہے — صد جنبشِ دل، یک مژہ برہم زدنی ہے ص۱۱۰

(۲) جو عقدۂ دشوار کہ کوشش سے نہ ہو وا — تو وا کرے اُس عقدے کو، سو بھی بہ اشارت ص۱۲۷

---

۱ کودکی: : ایک بار۔

۲ کور : دو بار [مرکّب]۔

کوراں : ایک بار [مرکّب]۔

کوری : ایک بار [مرکّب]۔

۳ کوزہ : ایک بار [مرکّب]۔

۴ کوس : ایک بار [مرکّب]۔

۵ کوسوں : ایک بار۔

۶ کوشش : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔

(۴) مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر — کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کے لیے — ص ۲۳۶

کوششِ بیجا: دیکھیے: شرمِ کوششِ بیجا۔

کوششِ ایجادِ داغِ تازہ: دیکھیے: گرمِ کوششِ ایجادِ داغِ تازہ۔

کوکِ[۱] صدائے آبشارِ نغمہ: سازِ عیشِ بے دلی ہے خانہ ویرانی مجھے — سیل، یعنی کوکِ صدائے آبشارِ نغمہ ہے — ص ۸۷

کوکب[۲]: دیکھیے ــــــ: (۱) آئنہ دارِ تپشِ کوکب۔ (۲) تاریکیِ کوکب۔ (۳) چشمِ کوکب۔

کوکبِ اقبال: گر آتش ہمارا کوکبِ اقبال چمکادے — وگرنہ مثلِ خارِ خشک مردودِ گلستاں ہیں — ص ۶۳

کوکبِ بخت: کوکبِ بخت بجز روزنِ پُردود نہیں — عینکِ چشمِ جنوں حلقۂ کاکل تا چند — ص ۳۹

کوکب ہا: دیکھیے: رشتۂ تسبیحِ کوکب ہا۔

کوکبۂ[۳] شہریار: روندی ہوئی ہے کوکبۂ شہریار کی — اترائے کیوں نہ خاک سرِ رہگذار کی — ص ۲۵۱

کون ومکاں[۴]: دیکھیے: قبلۂ کون ومکاں۔

کوہ[۵]: (۱) زہم رفتاز ہو جس کوہ پہ وہ برق گداز — رفتنِ رنگِ حنا ہے تپشِ بالِ شرار — ص ۵

(۲) کوہ کو بیم سے اُس کے، ہے جگر باختگی — نہ کرے نذرِ صدا ورنہ متاعِ تمکیں — ص ۸

(۳) صدا ہے کوہ میں حشر آفریں اے غفلت اندیشاں! — پئے سنجیدنِ یاراں، ہو حاملِ خوابِ سنگیں کا — ص ۲۸

(۴) ہے شکستن سے بھی دل نومید، یارب! کب تلک — آبگینہ کوہ پر عرضِ گراں جانی کرے — ص ۲۱۱

(۵) کوہ کے ہوں بارِ خاطر، گر صدا ہوجایئے — بے تکلف اے شرارِ جستہ، کیا ہوجایئے! — ص ۲۱۶

(۶) دیکھیے: دشت وکوہ۔

کوہِ طور: کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب؟ — آؤ نا، ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی — ص ۲۲۳

دیکھیے ــــــ: (۲) سنگِ کوہِ طور۔ (۳) لختِ دلِ کوہِ طور۔

کوہ وصحرا: کوہ و صحرا ہمہ معموریِ شوقِ بلبل — راہِ خوابیدہ، ہوئی خندۂ گل سے بیدار — ص ۳۲

---

۱ کوک: ایک بار [مرکب]۔
۲ کوکب: پانچ بار [مرکب]۔
کوکب ہا: ایک بار [جمع]۔
۳ کوکبہ: ایک بار [مرکب]۔
۴ کون ومکاں: ایک بار [مرکب]۔
۵ کوہ: دس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: پانچ بار]۔

کوہکن[1]: (۱) بیگانۂ وفا ہے ہوائے چمن ہنوز | وہ سبزہ کوہ پر نہ اُگا کوہکن ہنوز | ص۴۲
(۲) مرگِ شیریں ہوگئی تھی کوہکن کی فکر میں | تھا حریرِ سنگ سے قطعِ کفن کی فکر میں | ص۶۴
(۳) جان میں ہوتی گر یہ شیرینی | کوہکن باوجود غمگینی | ص۱۳۰
(۴) کوہکن گرسنہ مزدورِ طرب گاہِ رقیب | بیستوں، آئنۂ خوابِ گرانِ شیریں | ص۱۳۲
(۵) تیشے بغیر مر نہ سکا کوہکن، اسدؔ | سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا | ص۱۳۳
(۶) کوہکن نقاشِ یک تمثالِ شیریں تھا اسدؔ | سنگ سے سر مار کر ہووے نہ پیدا آشنا | ص۱۳۹
(۷) دی سادگی سے جان، پڑوں کوہکن کے پانو | ہیہات! کیوں نہ ٹوٹ گئے پیرزن کے پانو | ص۱۹۶
(۸) قد و گیسو میں قیس و کوہکن کی آزمائش ہے | جہاں ہم ہیں، وہاں دار و رسن کی آزمائش ہے | ص۲۲۳
(۹) کریں گے کوہکن کے حوصلے کا امتحاں آخر | ابھی اُس خستہ کے نیروئے تن کی آزمائش ہے | ص۲۲۳
(۱۰) بہ ضربِ تیشہ وہ اس واسطے ہلاک ہوا | کہ ضربِ تیشہ پہ رکھتا تھا کوہکن تکیہ | ص۳۰۳

دیکھیے ______: (۱۱) مژگانِ کوہکن۔ (۱۲) رنجِ کوہکن۔

کوہسار[2]: (۱) ہوں سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن، اسدؔ | تیشے کی کوہسار میں ہے یک صدا گرو | ص۶۹
(۲) شیشہ شکستِ اعتبار، رنگ بہ گردش اُستوار | گر نہ تمھیں یہ کوہسار، آپ کو تو صدا سمجھ | ص۷۳

کہاروں[3]: پینس میں گزرتے ہیں جو کوچے سے وہ میرے | کندھا بھی کہاروں کو بدلنے نہیں دیتے | ص۲۳۳

کہانی[4]: (۱) مجھے اُس سے کیا توقع بہ زمانۂ جوانی | کبھی کودکی میں جس نے نہ سنی مری کہانی | ص۲۰۷
(۲) کب وہ سنتا ہے کہانی میری | اور پھر وہ بھی زبانی میری | ص۲۳۰

کھٹکا[5]: (۱) تھا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا | اُڑنے سے پیش تر بھی مرا رنگ زرد تھا | ص۱۵۳
(۲) نہ لٹتا دن کو، تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا | رہا کھٹکا نہ چوری کا، دعا دیتا ہوں رہزن کو | ص۱۹۹
(۳) ہوسِ گل کا تصور میں بھی کھٹکا نہ رہا | عجب آرام دیا بے پر و بالی نے مجھے | ص۲۲۲

کھٹے[6]: وہ کھٹے کہاں پائیں اِملی کے پھول؟ | وہ کڑوے کریلے کہاں سے منگائیں؟ | ص۲۶۳

---

۱ کوہکن: بارہ بار [مفرد: نو بار، مرکب: تین بار]۔
۲ کوہسار: دو بار۔
۳ کہاروں: ایک بار۔
۴ کہانی: دو بار۔
۵ کھٹکا: تین بار۔
۶ کھٹے: ایک بار۔

کھرے[۱]: تم کون سے تھے ایسے کھرے داد و ستد کے ‏ کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اور ‏ ص۱۷۱

کہسار[۲]: (۱) آہنگ عدم نالہ بہ کہسار گرو ہے ‏ ہستی میں نہیں شوخیِ ایجادِ صدا ہیچ ‏ ص۳۶

(۲) داغِ اطفال ہے دیوانہ بہ کہسار ہنوز ‏ خلوتِ سنگ میں ہے نالہ طلبگار ہنوز ‏ ص۴۳

(۳) بہم بالیدنِ سنگ و گلِ صحرا یہ چاہے ہے ‏ کہ تارِ جادہ بھی کہسار کو زنّارِ مینا ہو ‏ ص۶۷

(۴) برہم زنِ دو عالم تکلیفِ یک صدا ہے ‏ مینا شکستگاں کو کہسار خوںبہا ہے ‏ ص۹۳

(۵) بتانِ شوخ کا دل سخت ہوگا کس قدر یارب! ‏ مری فریاد کو کہسار سازِ عجز نالی ہے ‏ ص۷۹

(۶) یہاں فلاخن باز کس کا نالۂ بیباک ہے؟ ‏ جادہ تا کہسار موئے چینیِ افلاک ہے ‏ ص۱۰۶

دیکھیے ــــــ: (۷)،(۸) تیغِ کہسار [دوبار]۔ (۹) جوہرِ تیغِ کہسار۔ (۱۰) صیقلِ تیغِ کہسار۔ (۱۱) طوطیِ سبزۂ کہسار۔ (۱۲) عرضِ سنگینیِ کہسار۔ (۱۳) مغزِ کہسار۔ (۱۴) میانِ کہسار۔

کہستاں[۳]: دیکھیے: سوئے کہستاں۔

کہکشاں[۴]: (۱) نصیبِ آستیں ہے حاصلِ روئے عرق آگیں ‏ پٹے ہے کہکشاں خرمن سے مہ کے خوشہ پرویں کا ‏ ص۲۸

(۲) مستعدِ قتلِ یک عالم ہے جلادِ فلک ‏ کہکشاں موجِ شفق میں تیغِ خوں آشام ہے ‏ ص۱۰۱

(۳) یقین جان، برس گانٹھ کا جو تاگا ہے ‏ یہ کہکشاں ہے کہ ہیں اس میں بے شمار گرہ ‏ ص۲۷۸

کھل کھل[۵]: کیا کہیں کھائی ہے حافظ جی کی مار؟ ‏ آج ہنستے آپ جو کھل کھل نہیں ‏ ص۲۷۶

کہن[۶]: دیکھیے ــــــ: (۱) چرخِ کہن۔ (۲) درسِ نسخہ ہائے کہن۔ (۳) گل فروشیِ شوخیِ داغِ کہن۔ (۴) ورزشِ قصۂ کہن۔

کہن تکیہ: ہم اور تم فلکِ پیر جس کو کہتے ہیں ‏ فقیرِ غالبِ مسکیں کا ہے کہن تکیہ ‏ ص۳۰۳

کہنہ: دیکھیے: زخم ہائے کہنۂ دل۔

کھیت[۷]: خوشی کیا، کھیت پر میرے اگر سو بار ابر آوے ‏ سمجھتا ہوں کہ ڈھونڈھے ہے ابھی سے برق خرمن کو ‏ ص۱۹۸

کھیل[۸]: (۱) قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کل ‏ کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا ‏ ص۱۴۳

---

۱ کھرے: ایک بار۔

۲ کہسار: چودہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: گیارہ بار]۔

۳ کہستان: ایک بار [مرکب]۔

۴ کہکشاں: تین بار۔

۵ کھل کھل: ایک بار۔

۶ کہن: پانچ بار [مرکب]۔ کہنہ: ایک بار [مرکب]۔

۷ کھیت: ایک بار۔

۸ کھیل: چار بار۔

(۲) کھیل سمجھا ہے، کہیں چھوڑ نہ دے، بھول نہ جائے — کاش! یوں بھی ہو کہ بن میرے ستائے نہ بنے — ص ۲۲۶

(۳) تھا موجدِ عشق بھی قیامت کوئی — لڑکوں کے لیے گیا ہے کیا کھیل نکال — ص ۲۵۳

(۴) اک کھیل ہے اورنگِ سلیماں مرے نزدیک — اک بات ہے اعجازِ مسیحا مرے آگے — ص ۲۲۸

کئی ہزار[1] برس: فقط ہزار برس پہ کچھ انحصار نہیں — کئی ہزار برس، بلکہ بے شمار برس — ص ۲۶۳

کَے[2]: دیکھیے: عزّتِ تختِ کَے۔

کیا خوب[3]: (۱) جاتے ہوئے کہتے ہو: قیامت کو ملیں گے — کیا خوب! قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور — ص ۱۷۱

(۲) عشق و مزدوریِ عشرت گہِ خسرو، کیا خوب! — ہم کو تسلیم نکونامیِ فرہاد نہیں — ص ۱۸۶

(۳) کیا خوب! تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا؟ — بس چپ رہو، ہمارے بھی مُنہ میں زبان ہے — ص ۲۰۳

(۴) سات جلدوں کا پارسل پہنچا — واہ! کیا خوب برمحل پہنچا — ص ۲۹۳

(۵) غیر سے، دیکھیے کیا خوب نباہی اُس نے — نہ سہی ہم سے، پر اُس بُت میں وفا ہے تو سہی — ص ۳۱۱

کیخسرو[4]: مرے شاہِ سلیماں جاہ سے نسبت نہیں غالبؔ — فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو — ص ۱۹۹

کیسہ[5]: نقدِ انجم تا بہ کے از کیسہ بیروں ریختن؟ — یعنی اے پیرِ فلک! شامِ جوانی مفت ہے — ص ۱۱۳

کیسۂ زر: رشتۂ فہمیدِ ممسک ہے بہ بندِ کوتہی — عقدہ ساں ہے کیسۂ زر پر خیالِ تنگ دل — ۵۳

کیش[6]: ہم موحّد ہیں، ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم — ملّتیں جب مٹ گئیں، اجزاے ایماں ہو گئیں — ص ۱۹۳

کیش و ملّت: نہ حشر و نشر کا قائل، نہ کیش و ملّت کا — خدا کے واسطے! ایسے کی پھر قسم کیا ہے — ص ۳۱۲

کیفیت[7]: (۱) صدف کی ہے ترے نقشِ قدم میں کیفیت — سرشکِ چشمِ اسدؔ کیوں نہ اس میں گوہر ہو — ص ۹۷

(۲) روانیِ موجِ مے کی گر خطِ جام آشنا ہووے — لکھے کیفیت اُس سطرِ تجسّم کی عبارت کی — ص ۹۷

(۳) دیکھیے: ہجومِ دو جہاں کیفیت۔

کیفیت افزا: غرورِ نشۂ گردش اگر کیفیت افزا ہو — نہاں ہر گرد بادِ دشت میں جامِ سفالی ہے — ص ۷۹

---

[1] کئی ہزار : ایک بار۔
[2] کَے : ایک بار [مرکّب]۔
[3] کیا خوب : پانچ بار۔
[4] کیخسرو : ایک بار [مرکّب]۔
[5] کیسہ : دو بار [مرکّب]۔
[6] کیش : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
[7] کیفیت : بیس بار [مفرد: دو بار۔ مرکّب: اٹھارہ بار]۔

کیفیتِ حال: بوسۂ لب سے ملی طبع کو کیفیتِ حال   نے کشیدن سے مجھے نشۂ تریاک چڑھا   ص۲۲۵

کیفیتِ خمیازہ ہاے صبحِ آغوشاں: دیکھیے: بیٔ کیفیتِ خمیازہ ہاے صبحِ آغوشاں۔

کیفیتِ دگر: دیکھیے: طلسمِ جلوۂ کیفیتِ دگر۔   ک

کیفیتِ دل: عکسِ موجِ گل و سرشاریِ اندازِ حباب   نگہِ آئنہ کیفیتِ دل سے ہے دوچار   ص۳

دیکھیے ______: (۲) سازِ عریانیِ کیفیتِ دل۔ (۳) موجۂ کیفیتِ دل۔

کیفیتِ دیگر: کیفیتِ دیگر ہے فشارِ دلِ خونیں   یک غنچے سے صد خُم یِ گل رنگ نکالوں   ص۹۰

کیفیتِ ساغر: وہ تحفۂ سرشارِ تمنا ہوں کہ جس کو   ہر ذرہ بہ کیفیتِ ساغر نظر آوے   ص۱۱۳

کیفیتِ شادی: ہوئی یہ کثرتِ غم سے تلف کیفیتِ شادی   کہ صبحِ عید مجھ کو بدتر از چاکِ گریباں ہے   ص۲۱۰

کیفیتِ صدرنگ: دیکھیے: آئنہ کیفیتِ صدرنگ۔

کیفیتِ فصل: دیکھیے: طوفانیِ کیفیتِ فصل۔

کیفیتِ محفل: شب کہ تھی کیفیتِ محفل بہ یادِ روے یار   ہر نظر میں داغِ مے، خالِ لبِ پیمانہ تھا   ص۲۵

کیفیتِ مے: (۱) جنونِ بے کسی ساغر کشِ داغِ پلنگ آیا   شررِ کیفیتِ مے، سنگ محوِ نازِ مینائی   ص۹۲

(۲) نہاں کیفیتِ مے میں ہے سامانِ حجاب اُس کا   بنا ہے پنبۂ مینا سے ساقی نے نقاب اُس کا   ص۲۲۷

کیفیتِ مے خانہ: عیاں کیفیتِ مے خانہ ہے جوے گلستاں میں   کہ مے عکسِ شفق ہے اور ساغر ہے حباب اُس کا   ص۲۲۷

کیفیتِ ہجومِ تمنا: کیفیتِ ہجومِ تمنا رسا، اسدؔ!   خمیازہ، ساغرِ مَیِ رنجِ خمار ہے   ص۹۰

کیل[1]: پیچھے ڈالی ہے سرِ رشتۂ اوقات میں گانٹھ   پہلے ٹھونکی ہے بُنِ ناخنِ تدبیر میں کیل   ص۱۲۲

کیمیا[2]: بہت ہے پایۂ گردِ رہِ تحسین بلند   بقدرِ فہم ہے گر کیمیا کہیں اُس کو   ص۲۸۵

کیموس[3]: کیا کہوں بیماریِ غم کی فراغت کا بیاں   جو کہ کھایا خونِ دل، بے منتِ کیموس تھا   ص۱۵۳

کیمں[4]: دیکھیے: خنجرِ کیمں۔

---

1 کیل: : ایک بار۔   3 کیموس : ایک بار [مرتب]۔

2 کیمیا : ایک بار۔   4 کیمں : ایک بار [مرتب]۔

گ

گالیاں[۱]: کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب — گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا — ص۱۹۲

گالیوں: وھاں گیا بھی میں تو اُن کی گالیوں کا کیا جواب — یاد تھیں جتنی دُعائیں، صرفِ درباں ہوگئیں — ص۱۹۲

گام[۲]: (۱) ہر گام آبلے سے ہے دل در تہِ قدم — کیا ہیم اہلِ درد کو سختیِ راہ کا! — ص۱۹

(۲) ہووے ہے جادۂ رہ رشتۂ گوہر ہر گام — جس گزرگاہ سے میں آبلہ پا جاتا ہوں — ص۲۹۸

دیکھیے ______: (۳) تیزیِ گام۔ (۴) نقشِ ہر گام۔ (۵) یک گام۔

گام فرسا: وہ ریگِ تفتۂ وادی پہ گام فرسا ہے — کہ طالبانِ خدا رہ نما کہیں اُس کو — ص۲۸۵

گانٹھ[۳]: (۱) پیچھے ڈالی ہے سرِ رشتۂ اوقات میں گانٹھ — پہلے ٹھونکی ہے بُنِ ناخنِ تدبیر میں کیل — ص۱۲۲

(۲) یہ دی جو گئی ہے رشتۂ عمر میں گانٹھ — ہے صفر کہ افزائشِ اعداد کرے — ص۲۵۳

(۳) اب تو مل جائے گی تیری ان سے سانٹھ — لیکن آخر کو پڑے گی ایسی گانٹھ — ص۲۶۶

(۴) کھلے یہ گانٹھ تو البتہ دم نکل جاوے — بری طرح سے ہوئی ہے گلے کا ہار گرہ — ص۲۷۹

(۵)، (۶) دیکھیے: برس گانٹھ [دو بار]۔

گبر[۴] وترسا: اسدؔ! قدرت سے حیدرؔ کی ہوئی ہر گبر وترسا کو — شرارِ سنگِ بت بہرِ بنائے اعتقاد آتش — ص۴۷

گدا[۵]: (۱) بے طلب دیں تو مزا اُس میں سوا ملتا ہے — وہ گدا جس کو نہ ہو خوے سوال، اچھا ہے — ص۲۲۹

(۲) گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت آئے — اُٹھا اور اُٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لیے — ص۲۳۰

۱۔ گالیاں: ایک بار۔ گالیوں: ایک بار۔
۲۔ گام: چھ بار [مرکب]۔
۳۔ گانٹھ: چھ بار [مفرد: چار بار، مرکب: دو بار]۔
۴۔ گبر: ایک بار [مرکب]۔
۵۔ گدا: آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکب: چھ بار]۔
گدایاں: ایک بار [مرکب]۔

گداے بے سروپا: اسدؔ ہم وہ جنوں جولاں گداے بے سروپا ہیں | کہ ہے سر پنجۂ مژگانِ آہو پشت خار اپنا ص۱۵۴

گداے سایہ نشیں: جن کی دیوار قصر کے نیچے | آسماں ہے گداے سایہ نشیں ص۲۸۰

گداے طاقتِ تقریر: گداے طاقتِ تقریر ہے زباں تجھ سے | کہ خامشی کو ہے پیرایۂ بیاں تجھ سے ص۱۱۴

گداے عاشق: ظلم کرنا گداے عاشق پر | نہیں شاہانِ حُسن کا دستور ص۴۲

گداے کوچۂ مے خانہ: علاوہ عید کے، ملتی ہے اور دن بھی شراب | گداے کوچۂ مے خانہ نامراد نہیں ص۱۹۲

گداے مے: کیوں بوتے ہیں باغبان تونبے | گر باغ گداے مے نہیں ہے ص۲۲۸

گدایاں: دیکھیے: نقصِ گدایاں۔

گدائی[۱]: (۱) زکوٰۃِ حُسن دے اے جلوۂ بینش! کہ مہر آسا | چراغِ خانۂ درویش ہو کاسہ گدائی کا ص۱۳۶

(۲) چھوڑی اسدؔ نہ ہم نے گدائی میں دل لگی | سائل ہوئے تو عاشقِ اہلِ کرم ہوئے ص۲۲۷

دیکھیے ______: (۳) جامِ گدائی۔ (۴) مشقِ گدائی۔ (۵) شایستۂ گدائی۔

گداختہ[۲]: (۱، ۲) دیکھیے: دلِ گداختہ [دوبار]۔

گداز[۳]: (۱) بس کہ آئینے نے پایا گرمیِ رُخ سے گداز | دامنِ تمثال مثلِ برگِ گل تر ہو گیا ص۳۰

(۲) قاتل بہ عزمِ ناز و دل از زخم در گداز | شمشیر آبدار و نگہِ آبدار تر ص۳۰

(۳) دیکھیے: سرتاپا گداز۔

گدازِ آئینۂ اعتبار: عبرت طلب ہے حلِّ معماے آگہی | شبنم، گدازِ آئینۂ اعتبار ہے ص۹۰

گدازِ ترنجبیں: خیالِ شربتِ عیسیٰ گدازِ ترنجبیں ہے | اسدؔ! ہوں مستِ دریا بخشیِ ساقیِ کوثر کا ص۲۲۲

گدازِ جوہرِ افسانہ: دیکھیے: عالمِ آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ۔

گدازِ حوصلہ: جنوں، فسردۂ تمکیں ہے، کاش! عہدِ وفا | گدازِ حوصلہ کو پاسِ آبرو جانے ص۹۹

گدازِ دل: (۱) نظر سوے کہستاں، نہیں غیر شیشہ ساماں | جو گدازِ دل ہو مطلب تو چمن ہے سنگ جانی ص۹

(۲) گدازِ دل کو کرتی ہے کشودِ چشمِ شب پیما | تنک ہے شمع میں جوں موم جادہ، خوابِ بستن کا ص۲۷

۱۔ گدائی : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکب: تین بار]۔

۲۔ گداختہ : دوبار [مرکب]۔

۳۔ گداز : اٹھارہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سترہ بار]۔

(۳) کیا یکسر گدازِ دل نیازِ جوششِ حسرت ۔۔۔ سویدا، نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنّا ہے ۔۔۔ ص ۸۳

(۴) دیکھیے: عرضِ افسونِ گدازِ دل۔

گدازِ ربط: بزم، ہے یک پنبۂ مینا گدازِ ربط سے ۔۔۔ عیش کر غافل! حجابِ نشّۂ محفل نہ پوچھ ۔۔۔ ص ۴۳

گدازِ سعیِ بینش: گدازِ شمعِ محفل شست وشوئے نقشِ خودکامی ۔۔۔ سراپا شبنم آئینِ یک نگاہِ پاک باقی ہے ۔۔۔ ص ۱۰۷

گدازِ شمعِ محفل: معمائے تکلّف سر بہ مُہرِ چشم پوشیدن ۔۔۔ گدازِ شمعِ محفل پیچشِ طومارِ بستر ہے ۔۔۔ ص ۸۵

گدازِ موم: گدازِ موم ہے افسونِ ربطِ پیکر آرائی ۔۔۔ نکالے کب نہالِ شمع بے تخمِ شرارِ آتش ۔۔۔ ص ۴۷

(۲) ہے گدازِ موم اندازِ چکیدن ہائے خوں ۔۔۔ نیشِ زنبورِ عسل ہے نشترِ فصّادِ یہاں ۔۔۔ ص ۵۷

گدازِ نالہ: بینش بہ سعیِ ضبطِ جنوں نو بہار تر ۔۔۔ دل در گدازِ نالہ، نگہ آبیار تر ۔۔۔ ص ۴۰

گدازِ ہر تمنّا: اسدؔ! یاسِ تمنّا سے نہ رکھ اُمیدِ آزادی ۔۔۔ گدازِ ہر تمنّا: آبیارِ صد تمنّا ہے ۔۔۔ ص ۸۵

گدھا[۱]: شیخ جی! کعبے کا جانا معلوم! ۔۔۔ آپ مسجد میں گدھا باندھتے ہیں ۔۔۔ ص ۵۸

گدیہ گر[۲]: وہاں کہاں ہے عطا و بذل و کرم ۔۔۔ کہ جہاں گدیہ گر کا نام نہیں ۔۔۔ ص ۲۸۰

گراب[۳]: سمجھا اُسے گراب، ہوا پاش پاش دل ۔۔۔ دربار میں جو مجھ پہ چلی چشمکِ عوام ۔۔۔ ص ۲۸۲

گرامی[۴]: دیکھیے: مہرِ مکتوبِ گرامی۔

گراں[۵]: (۱) ساقی و تعلیمِ رنج، محفل و تمکیں گراں ۔۔۔ سیلیِ اُستاد ہے ساغرِ بے مُل ہنوز ۔۔۔ ص ۴۳

(۲) نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب ۔۔۔ سو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں ۔۔۔ ص ۱۸۸

دیکھیے ـــــ: (۳) حریفِ تختیِ خوابِ گراں۔ (۴) حسابِ تختیِ خوابِ گراں۔ (۵) خوابِ گراں۔ (۶) خوابِ گرانِ خسرو پرویز۔ (۷) سنگِ گراں۔ (۸) ہمہ خوابِ گراں۔ (۹) آئینۂ خوابِ گرانِ شیریں۔

گراں بارِ مشتِ زر[۶]: جوں بوئے گل ہوں گرچہ گراں بارِ مشتِ زر ۔۔۔ لیکن اسدؔ! بہ وقتِ گزشتن جریدہ ہوں ۔۔۔ ص ۹۱

---

[۱] گدھا : ایک بار۔
[۲] گدیہ گر : ایک بار۔
[۳] گراب : ایک بار۔
[۴] گرامی : ایک بار [مرکب]۔
[۵] گراں : نو بار [مفرد: دو بار، مرکب: سات بار]۔
[۶] گراں بار : ایک بار [مرکب]۔
گراں باری : دو بار [مرکب]۔
گراں باروں : ایک بار۔
گراں تر : ایک بار۔

گراں باریِ زنجیر: دیکھیے: رنجِ گراں باریِ زنجیر۔

گراں باریِ گوہر: دیکھیے: تابِ گراں باریِ گوہر۔

گراں باروں: وحشتِ نالہ بہ واماندگیِ وحشت ہے ۔۔۔ جرسِ قافلہ یعنی دل ہے گراں باروں کا ۔۔۔ ص۲۸

گراں تر: بس کہ وقتِ گریہ نکلا تیرہ کاری کا غبار ۔۔۔ دامنِ آلودۂ عصیاں گراں تر ہوگیا ۔۔۔ ص۳۰

گراں جانی[1]: گراں جانی سبکسار و تماشا بے دماغ آیا ۔۔۔ کفِ افسوسِ فرصت سنگِ کوہِ طور ملتے ہیں ۔۔۔ ص۶۳

(۲) بن گیا تیغِ نگاہِ یار کا سنگِ فساں ۔۔۔ مرحبا میں! کیا مبارک ہے گراں جانی مجھے ۔۔۔ ص۲۳۲

دیکھیے ـــــــ: (۳) عرضِ گراں جانی۔ (۵) مجبورِ گراں جانی۔

گراں جسد[2]: دیکھیے: فیلِ گراں جسد۔

گراں مایگیِ اشک: دیکھیے: نازِ گراں مایگیِ اشک۔

گراں مایہ[3]: دیکھیے ـــــــ: (۱) دادودیدِ گراں مایہ۔ (۲) گنج ہائے گراں مایہ۔

گراں نشیں[4]: دیکھیے: شکایتِ رنجِ گراں نشیں۔

گرانی[5]: (۱) شرو شورِ آرزو سے تب و تابِ عجز بہتر ۔۔۔ نہ کرے اگر ہوس پر غمِ بے دلی گرانی ۔۔۔ ص۱۰

(۲) تکلف برطرف، فرہاد اور اتنی سبک دستی! ۔۔۔ خیال آساں تھا، لیکن خوابِ خسرو نے گرانی کی ۔۔۔ ص۷۷

(۳) ہوں گرفتارِ کمیں گاہِ تغافل کہ جہاں ۔۔۔ خوابِ صیاد سے پرواز گرانی مانگے ۔۔۔ ص۸۷

(۴) قدرِ سنگِ سرِ رہ رکھتا ہوں ۔۔۔ سخت ارزاں ہے گرانی میری ۔۔۔ ص۲۳۱

گرد[6]: (۱)، (۲) ذرّہ اُس گرد کا: خرشید کو آئینۂ ناز ۔۔۔ گرد اُس دشت کی: امید کو احرامِ بہار ۔۔۔ ص۱۳۳

(۳) دل تا جگر، کہ ساحلِ دریائے خوں ہے اب ۔۔۔ اس رہ گزر میں جلوۂ گل، آگے گرد تھا ۔۔۔ ص۲۵۳

(۴) بس کہ ہیں ہم اک بہارِ ناز کے مارے ہوئے ۔۔۔ جلوۂ گل کے سوا، گرد اپنے مدفن میں نہیں ۔۔۔ ص۱۸۵

(۵) ہوتا ہے نہاں گرد میں صحرا مرے ہوتے ۔۔۔ گھستا ہے جبیں خاک پہ دریا مرے آگے ۔۔۔ ص۲۳۸

---

[1] گراں جانی : چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔
[2] گراں جسد : ایک بار [مرکب]۔
[3] گراں مایہ : دو بار [مرکب]۔
[4] گراں نشیں : ایک بار [مرکب]۔
[5] گرانی : چار بار۔
[6] گرد : پینتیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: تیس بار]۔

گردِ تمنائے اثر: ہوش اے ہرزہ درا! تہمتِ بیدردی چند؟ نالہ در گردِ تمنائے اثر پنہاں ہے ص۱۱۰

گردِ جولاں: گردِ جولاں سے ہے تیری بہ گریبانِ خرام جلوۂ طور نمک سودۂ زخمِ تکرار ص۵

گردِ جوہر: نہ تمنا، نہ تماشا، نہ تحیّر، نہ نگاہ گردِ جوہر میں ہے آئینۂ دل پردہ نشیں ص۸

گردِ خرامِ زلزل: دشت تسخیر ہو گر گردِ خرامِ زلزل نعل در آتشِ ہر ذرّہ ہے تیغِ کہسار ص۵

گردِ راہ: (۱) خوش وحشتے کہ عرضِ جنونِ فنا کروں جوں گردِ راہ جامۂ ہستی قبا کروں ص۵۵

(۲) فوج کی گردِ راہ مشک فشاں رہرووں کے مشام عطر آگیں ص۲۸۱

دیکھیے ـــــــ: (۳) دماغِ گردِ راہ۔ (۴) ہر موجِ گردِ راہ۔

گردِ راہِ یار: گردِ راہِ یار ہے سامانِ نازِ زخمِ دل ورنہ ہوتا ہے جہاں میں کس قدر پیدا نمک ص۱۷۵

گردِ رہ: گردِ رہ اُس کی بھریں شیشۂ ساعت میں اگر ہر نفَس راہ میں ٹوٹے نفَسِ لیل و نہار ص۵ [وصفِ زلزل میں]

(۲) گردِ رہ: سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں نقشِ ہر گام: دو عالم صفہاں زیرِ نگیں ص۹ [وصفِ زلزل میں]

(۳) خوش اوفتادگی! کہ بہ صحرائے انتظار جوں جادہ، گردِ رہ سے نگہ سرمہ سا کروں ص۵۵

(۴) کیا دے صدا؟ کہ کلفتِ گم گشتگاں سے آہ! ہے سرمہ، گردِ رہ بہ گلوے جرس تمام ص۵۵

گردِ رہِ جولانِ صبا: گر نہیں نکہتِ گل کو ترے کوچے کی ہوس کیوں ہے گردِ رہِ جولانِ صبا ہو جانا ص۱۵۶

گردِ رہِ حسین: دیکھیے: پایۂ گردِ رہِ حسین۔

گردِ ز دامانِ ضمیر افشاندہ: خواہشِ دل ہے زباں کو سببِ گفت و بیاں ہے سخن: گرد ز دامانِ ضمیر افشاندہ ص۱۷

گردِ ساحل: (۱) ہوسکے کب کلفتِ دل مانعِ سیلانِ اشک گردِ ساحل، سنگِ راہِ جوششِ دریا نہیں ص۶۵

(۲) گردِ ساحل، ہے نمِ شرمِ جبینِ آشنا گر نہ باندھے قلزمِ اُلفت میں سر، جائے کدو ص۶۹

(۳) شورِ جولاں تھا کنارِ بحر پر کس کا؟ کہ آج گردِ ساحل، ہے بہ زخمِ موجۂ دریا، نمک ص۱۷۵

گردِ سفر: اسدؔ! ہوں میں پر افشانِ رمیدن سوادِ شعر در گردِ سفر ہے ص۲۵۶

گردِ سواد: (۱) کیجے آہوئے ختن کو خضرِ صحرائے طلب مشک ہے سنبلستانِ زلف میں گردِ سواد ص۳۸

(۲) دیکھیے: جلوۂ گردِ سواد۔

گردِ سوادِ باغ: رنجشِ یار مہرباں عیش و طرب کا ہے نشاں دل سے اُٹھے ہے جو غبار، گردِ سوادِ باغ ہے ص۱۱۶

گردِ سوادِ نرگستاں: خموشی: خانہ زادِ چشم بے پروا نگاہاں ہے — غبارِ سرمہ: یہاں گردِ سوادِ نرگستاں ہے ص۸۱

گردِ صحرائے حرم: بس کہ ویرانی سے کفر و دیں ہوئے زیر و زبر — گردِ صحرائے حرم تا کوچۂ زُنّار ہے ص۸۳

گردِ کارواں: صفا و شوخی و اندازِ حُسن پا بہ رکاب — خطِ سیاہ سے ہے گردِ کارواں پیدا ص۳۳۶

گردِ کتاب: (۱) حیراں ہوں، دامنِ مژہ کیوں جھاڑتا نہیں — خط، صفحۂ عذار پہ گردِ کتاب ہے ص۳۵۲

(۲) تیرگیِ ظاہری، ہے طبعِ آگہ کا نشاں — غافلاں! عکسِ سوادِ صفحہ ہے گردِ کتاب ص۳۱

گردِ میدانِ نزاع: رنجشِ حیرت سرشتاں سینہ صافی پیش کش — جوہرِ آئینہ ہے یہاں گردِ میدانِ نزاع ص۳۸

گردِ وہم: عبرت سے پوچھ دردِ پریشانیِ نگاہ — یہ گردِ وہم جز بہ سرِ امتحاں نہیں ص۵۷

گرد¹: یوں بعدِ ضبطِ اشک پھروں گرد یار کے — پانی پیے کسو پہ کوئی جیسے وار کے ص۸۰

گردِ ادب گاہِ نزاعِ جلوہ: اختلافِ رنگ و بو، طرحِ بہارِ بے خودی — صلحِ کُل، گردِ ادب گاہِ نزاعِ جلوہ ہے ص۸۷

گردِ خانہ ہائے معماں: زُہد: گردیدن ہے گردِ خانہ ہائے معماں — دانۂ تسبیح سے میں مُہرہ در ششدر ہوا ص۲۰

گردِ سرمہ: دو دیدن کے کمیں جوں ریشۂ زیرِ زمیں پایا — بہ گردِ سرمہ اندازِ نگاہِ سُرمگیں پایا ص۲۲

گردِ شاخِ گلِ نقشِ پا: آ اے بہارِ ناز! کہ تیرے خرام سے — دستار گردِ شاخِ گلِ نقشِ پا کروں ص۵۶

گردِ ہالۂ ماہ: حلقۂ گیسو کھُلا دورِ خطِ رخسار پر — ہالۂ دیگر بہ گردِ ہالۂ مہ ہوگیا ص۴۴۵

گرداب²: (۱) نہیں گرداب جز سرگشتگی ہائے طلب ہرگز — حبابِ بحر کے ہے آبلوں میں خارِ ماہی کا ص۲۶

(۲) ز بس طوفانِ آب و گل ہے، غافل! کیا تعجب ہے — کہ ہر یک گردبادِ گلستاں گرداب ہو جاوے ص۱۰۵

(۳) دیکھیے: ہر یک حلقۂ گرداب۔

گردابِ جوہر: دیکھیے: حلقۂ گردابِ جوہر۔

گردابِ حیا: دیکھیے: موجِ گردابِ حیا۔

گردابِ دو عالم آداب: تنگیِ حوصلہ: گردابِ دو عالم آداب — دیدۂ یک غنچہ سے ہوں بسملِ نقصانِ بہار ص۶

---

۱ گرد : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

۲ گرداب : سات بار [مفرد: دو بار، مرکب: پانچ بار]۔

گرداب طوفاں: دیکھیے: یک حلقۂ گرداب طوفاں۔

گردانده[1]: دیکھیے: یک ورقِ گردانده۔

گردباد[2]: گردباد آئنۂ فتراکِ دماغِ دل ہا — تیرا صحرائے طلب محفلِ پیمانہ شکار — ص۹

(۲) بس کہ وہ پاکوبیاں در پردۂ وحشت ہیں یاد — ہے غلافِ دلچۂ خرشید ہر یک گردباد — ص۳۸

(۳) ہر گردباد حلقۂ فتراکِ بے خودی — مجنونِ دشتِ عشق تحیر شکار تر — ص۴۱

(۴) بس کہ بے پایاں ہے صحرائے محبت اے اسدؔ! — گردباد اِس راہ کا ہے عقدۂ پیمانِ عجز — ص۴۴

(۵) اگر مضمونِ خاکستر کرے دیباچہ آرائی — نہ باندھے شعلۂ جوالہ غیر از گردباد، آتش — ص۴۶

(۶) گرد باد: آئنۂ محشرِ خاکِ مجنوں — یک بیاباں دلِ بیتاب اُٹھایا ہے مجھے — ص۱۰۷

(۷) دیکھیے: بزمِ نشاطِ گردباد۔

گردبادِ دشت: دیکھیے: ہر گردبادِ دشت۔

گردبادِ رہِ بیتابی: گردبادِ رہِ بیتابی ہوں — صرصرِ شوق ہے بانی میری — ص۲۳۱

گردبادِ گلستاں: دیکھیے: ہر یک گردبادِ گلستاں۔

گردش[3]: (۱) شررِ فرصتِ نگہ سامانِ یک عالم چراغاں ہے — بقدرِ رنگ یہاں گردش میں ہے پیمانہ محفل کا — ص۱۷

(۲) اسدؔ! ساغر کشِ تسلیم ہو گردش سے گردوں کی — کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے گلہ بد روزگاری کا — ص۱۹

(۳) شیشۂ شکستِ اعتبار، رنگ بہ گردش استوار — گر نہ مٹیں یہ کوہسار، آپ کو تو صدا سمجھ — ص۷۳

(۴) گردش میں لا تجلیِ صد ساغرِ تسلی — چشمِ تحیر آغوشِ مخمورِ ہر ادا ہے — ص۹۳

(۵) اُس قدح کا ہے دَور مجھ کو نقد — چرخ نے لی ہے جس سے گردشِ وام — ص۱۳۷

(۶) رات دن گردش میں ہیں سات آسماں — ہو رہے گا کچھ نہ کچھ، گھبرائیں کیا! — ص۱۹۱

دیکھیے ______: (۷) حاصلِ گردش۔ (۸) سرودِ رفتۂ گردش۔ (۹) ہر رنگِ گردش۔

گردش آفریں: دیکھیے: بلا گردش آفریں۔

---

[1] گردانده : ایک بار [مرکب]۔

[2] گردباد : بیس بار [مفرد: تیرہ بار، مرکب: سات بار]۔

[3] گردش : تیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: پچیس بار]۔

گردشِ آموزِ فلک: فردِ پیچیدنی ہے فرشِ بزمِ عیش گستر کا
دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دَورِ ساغر کا ص۳۳۳

گردشِ افلاک: نہ حیرت چشمِ ساقی کی، نہ صحبت دَورِ ساغر کی
مری محفل میں غالبؔ گردشِ افلاک باقی ہے ص۱۰۷

گردشِ ایام: بارے، وہ دن کہاں رہا غائب؟
بندہ عاجز ہے، گردشِ ایام ص۱۳۵

گردشِ پہلو: فرصت آرامِ غش ہستی ہے بحرانِ عدم
ہے شکستِ رنگِ امکاں گردشِ پہلو مجھے ص۷۹

گردشِ پیمانۂ صفات: یعنی بہ حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات
عارف ہمیشہ مستِ مےِ ذات چاہیے ص۲۲۰

گردشِ پیمانۂ مے: دیکھیے: نیازِ گردشِ پیمانۂ مے۔

گردشِ جامِ تمنا: ہو گئے باہم گر جوشِ پریشانی سے جمع
گردشِ جامِ تمنا دورِ گردوں ہے مجھے ص۱۰۰

گردشِ رنگِ چمن: عمر میری ہو گئی صرفِ بہارِ حُسنِ یار
گردشِ رنگِ چمن ہے ماہ و سالِ عندلیب ص۳۲

گردشِ رنگِ طرب: گردشِ رنگِ طرب سے ڈر ہے
غمِ محرومیِ جاوید نہیں ص۱۸۳

گردشِ ساغر: دورانِ سر سے گردشِ ساغر ہے متصل
خم خانۂ جنوں میں دماغ رسیدہ ہوں ص۶۱

(۲) دیکھیے: دورِ گردشِ ساغر۔

گردشِ ساغرِ صد جلوۂ رنگیں: گردشِ ساغرِ صد جلوۂ رنگیں تجھ سے
آئنہ داریِ یک دیدۂ حیراں مجھ سے ص۲۱۲

گردشِ سیارہ: پیکرِ عشاق، سازِ طالعِ ناساز ہے
نالہ گویا گردشِ سیارہ کی آواز ہے ص۲۲۷

گردشِ صد جام: شوخیِ چشمِ حبیب فتنۂ ایام ہے
قسمتِ بختِ رقیب گردشِ صد جام ہے ص۹۹

گردشِ کاسۂ سر: بالِ رعنائیِ دُم: موجۂ گلچینِ قبا
گردشِ کاسۂ سر: چشمِ پری آئنہ دار ص۵ [وصفِ ذوالذنب]

گردشِ گردونِ دوں: مجھے معلوم ہے جو تو نے میرے حق میں سوچا ہے
کہیں ہو جائے جلد اے گردشِ گردونِ دوں! وہ بھی ص۴۳

گردشِ مجنوں: ذرہ ذرہ ساغرِ مے خانۂ نیرنگ ہے
گردشِ مجنوں بہ چشمک ہائے لیلا آشنا ص۱۵۹

گردشِ محیطِ ظلم: گردش محیطِ ظلم رہا جس قدر فلک
میں پائمالِ غمزۂ چشمِ کبود تھا ص۱۲

گردشِ مدام: کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جائے دل
انسان ہوں، پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں ص۱۹۰

گردشِ یک سبحۂ اسرارِ نیاز: دو جہاں، گردشِ یک سبحۂ اسرارِ نیاز
نقدِ صد دل بہ گریبانِ سحر پنہاں ہے ص۱۰۹

گردن[۱]: (۱) جنوں کی دستگیری کس سے ہو، گر ہو نہ عریانی — گریباں چاک کا حق ہوگیا ہے میری گردن پر — ص ۱۶۸

(۲) اسدؔ بسمل ہے کس انداز کا؟ قاتل سے کہتا تھا — کہ مشقِ ناز کر، خونِ دو عالم میری گردن پر — ص ۱۶۸

(۳) اے بے ثمراں! حاصلِ تکلیفِ دمیدن — گردن بہ تماشائے گُل افراختنی ہے — ص ۱۱۱

(۴) نہ مارا جان کر بے جُرم، غافل! تیری گردن پر — رہا مانندِ خونِ بے گنہ حق آشنائی کا — ص ۱۳۶

(۵) قاصد کو اپنے ہاتھ سے گردن نہ ماریے — اُس کی خطا نہیں ہے، یہ میرا قصور تھا — ص ۱۳۸

(۶) اسدؔ! زندانیِ تاثیرِ اُلفت ہائے خوباں ہوں — خمِ دستِ نوازش ہوگیا ہے طوق گردن میں — ص ۱۸۱

(۷) لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری — موجِ مے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں — ص ۱۸۵

(۸) شہادت تھی مری قسمت میں، جو دی تھی یہ خو مجھ کو — جہاں تلوار کو دیکھا، جھکا دیتا تھا گردن کو — ص ۱۹۹

(۹) شوقِ دیدار میں گر تو مجھے گردن مارے — ہو نگہ مثلِ گُلِ شمع پریشاں مجھ سے — ص ۲۱۱

(۱۰) ڈرے کیوں میرا قاتل، کیا رہے گا اُس کی گردن پر — وہ خوں جو چشمِ تر سے عمر بھر یوں دم بہ دم نکلے — ص ۲۳۹

دیکھیے ــــــــ: (۱۱)، (۱۳) رگِ گردن [تین بار]۔ (۱۴) رگِ بالیدۂ گردن۔ (۱۵) طوقِ گردن۔

(۱۶) وہم صد سرو گردن۔

گردنِ خوباں: دیکھیے: عقدِ گردنِ خوباں

گردنِ قمری: بہ غرورِ طرَحِ قامت و رعنائیِ سرو — طوق، ہے گردنِ قمری میں رگِ بالیدہ — ص ۱۷

(۲) دیکھیے: طوقِ گردنِ قمری۔

گردن کشِ یک درسِ آگاہی: رو خوابیدہ، تھی گردن کشِ یک درسِ آگاہی — زمیں کو سیلیِ اُستاد ہے نقشِ قدم میرا — ص ۱۶

گردنِ مینا: (۱) سیرِ فلکِ حُسن کر، سے خانہ ہا نذرِ خمار — چشمِ مستِ یار سے ہے گردنِ مینا پہ باج — ص ۳۵

(۲) ہے بے خمار نشۂ خونِ جگر اسدؔ — دستِ ہوس بہ گردنِ مینا نہ کھینچیے — ص ۱۰۶

(۳) ثابت ہوا ہے گردنِ مینا پہ خونِ خلق — لرزے ہے موجِ مے تری رفتار دیکھ کر — ص ۱۹۹

گردوں[۲]: (۱) جلوۂ ریگِ رواں دیکھ کہ گردوں ہر صبح — خاک پر توڑے ہے آئینۂ نازِ پروِیں — ص ۸

---

۱ گردن : بائیس بار [مفرد: نو بار، مرکب: تیرہ بار]۔ ۲ گردوں : انیس بار [مفرد: سات بار، مرکب: بارہ بار]۔

(۲) اسدؔ! ساغر کشِ تسلیم ہو گردش سے گردوں کی — کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے گلہ بدروزگاری کا — ص ۱۹

(۳) کرے گر فکرِ تعمیرِ خرابی ہاے دل، گردوں — نہ نکلے خشت مثلِ استخواں بیروں ز قالب ہا — ص ۲۳

(۴) نہیں گر بہ کامِ دلِ خستہ گردوں — جگر خائیِ جوشِ حسرت سلامت! — ص ۲۳

(۵) میں نے روکا رات غالبؔ کو، وگرنہ دیکھتے — اُس کی سیلِ گریہ میں گردوں کفِ سیلاب تھا — ص ۱۳۶

(۶) وہ مہرباں ہو تو انجم کہیں: الٰہی شکر! — وہ خشمگیں ہو تو گردوں کہے: خدا کی پناہ! — ۲۷۷

(۷) میں جو گردوں کو بہ میزانِ طبیعت تولا — تھا یہ کم وزن کہ ہم سنگِ کفِ خاک چڑھا — ص ۳۳۵

دیکھیے ــــــ: (۸) بروے گردوں۔ (۹) بنات النعش گردوں۔ (۱۰) جولاں ہاے گردوں۔ (۱۱) دامنِ گردوں۔ (۱۲) دَورِ گردوں۔ (۱۳) ساقیِ گردوں۔ (۱۴) سطحِ گردوں۔ (۱۵) کاسۂ گردوں۔ (۱۶) کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ۔ (۱۷) مقلوبِ گردوں۔ (۱۸) ہمیرِ گردوں۔

گردونِ دوں: دیکھیے: گردشِ گردونِ دوں۔

گردۂ تصویر:[1] ہے جہاں فکرِ کشیدن ہاے نقشِ روے یار — ماہ تابِ ہالہ پیرا، گردۂ تصویر ہے — ص ۹۵

گردۂ تصویر میں: ہو وہ سرمایۂ ایجاد جہاں گرمِ خرام — ہر کفِ خاک ہے وھاں گردۂ تصویرِ زمیں — ص ۱۳۳

گردیدن:[2] (۱) زُہد: گردیدن ہے گردِ خانہ ہاے منعماں — دانۂ تسبیح سے میں مہرہ در ششدر ہوا — ص ۲۰

دیکھیے ــــــ: (۲) آب گردیدن۔ (۳) باوصفِ مشقِ بے تکلف خاک گردیدن۔

گردیدنی: ہے فلک بالا نشینِ فیضِ خم گردیدنی — عاجزی سے، ظاہرا، رتبہ کوئی برتر نہیں — ص ۲۶

[مزید دیکھیے: برگردیدنی]۔

گردیدہ: دیکھیے: چشمِ واگردیدہ۔

گُرز:[3] فنِّ صورت گری میں تیرا گُرز — گر نہ رکھتا ہو دستگاہِ تمام
اُس کے مضروب کے سروتن سے — کیوں نمایاں ہو صورتِ ادغام؟ — ص ۱۳۸

---

[1] گردہ : دوبار [مرتّب]۔
[2] گردیدن : تین بار۔

گردیدنی : ایک بار [مرتّب]۔ گردیدہ : ایک بار [مرتّب]۔
[3] گُرز : ایک بار۔

گرسنۂ مزدورِ طرب گاہِ رقیب:[۱] کوہکن: گرسنۂ مزدورِ طرب گاہِ رقیب — بیستوں: آئینۂ خوابِ گرانِ شیریں — ص۳۰۳

گرفتار:[۲] (۱) قفس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو — زیادہ اس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے — ص۹۹

(۲) شکلِ طاؤس گرفتار بنایا ہے مجھے — ہوں وہ گلدام کہ سبزے میں چھپایا ہے مجھے — ص۱۰۷

(۳) پنہاں تھا دام، سخت قریب آشیان کے — اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے — ص۲۲۶

(۴) دل کے ہاتھوں سے، کہ ہے دشمنِ جانی میرا — ہوں اک آفت میں گرفتار، کہوں یا نہ کہوں — ص۲۹۸

(۵) رہنے دو گرفتار بہ زندانِ خموشی — چھیڑو نہ مجھے افسردۂ وزدیدہ نفس کو — ص۳۵۰

دیکھیے______:(۶) قفسِ مرغِ گرفتار۔(۷) نوائے مرغِ گرفتار

گرفتارِ الفتِ صیاد: ہوں گرفتارِ الفتِ صیاد — ورنہ باقی ہے طاقتِ پرواز — ص۱۶۲

گرفتارِ الم ہائے زمانہ: کرے کیا دعویِ آزادیِ عشق — گرفتارِ الم ہائے زمانہ — ص۳۵۱

گرفتارِ جنوں: اس بیاباں میں گرفتارِ جنوں ہوں کہ جہاں — موجۂ ریگ سے دل پائے بہ زنجیر آوے — ص۱۱۳

گرفتارِ چشمِ دام: ہوا نہ مجھ سے بجز درد حاصلِ صیاد — بسانِ اشک گرفتارِ چشمِ دام رہا — ص۳۰

گرفتارِ چمن: الفتِ گل سے غلط ہے دعویِ وارستگی — سرو، ہے باوصفِ آزادی گرفتارِ چمن — ص۱۸۱

گرفتارِ خرابی: وہ گرفتارِ خرابی ہوں کہ فوارہ نمط — سیل، صیاد کمیں خانۂ تعمیر آوے — ص۱۱۳

گرفتارِ دو عالم اوہام: اسدؔ خستہ گرفتارِ دو عالم اوہام — مشکل آساں کن یک خلق! تغافل تا چند؟ — ص۳۹

گرفتارِ سرِ زلف: آخرِ کار گرفتارِ سرِ زلف ہوا — دلِ دیوانہ، کہ وارستۂ ہر مذہب تھا — ص۲۲

گرفتارِ صبا: طرّہ ہا بس کہ گرفتارِ صبا ہیں، شانہ — زانوئے آئنہ پہ مارے ہے دستِ بیکار — ص۳

گرفتارِ غمِ چند: دلِ بیتاب کہ سینے میں دمِ چند رہا — بہ دمِ چند گرفتارِ غمِ چند رہا — ص۲۲۶

گرفتارِ کمیں گاہِ تغافل: ہوں گرفتارِ کمیں گاہِ تغافل، کہ جہاں — خوابِ صیاد سے پرواز گرانی مانگے — ص۷۸

گرفتارِ وفا: خانہ زادِ زلف ہیں، زنجیر سے بھاگیں گے کیوں؟ — ہیں گرفتارِ وفا، زنداں سے گھبراویں گے کیا؟ — ص۱۵۵

---

[۱] گرسنہ : ایک بار [مرکب]۔

[۲] گرفتار : بیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: پندرہ بار]۔

گرفتارِ ہوس: اے اسدؔ! ہم خود اسیرِ رنگ و بوے باغ ہیں — ظاہرا، صیادِ ناداں ہے گرفتارِ ہوس ص۲۵

گرفتاروں: سر خطِ بند ہوا نامہ گنہگاروں کا — خونِ بہ بہ سے لکھا نقش گرفتاروں کا ص۲۸

گرفتاری[1]: گرفتاری میں فرمانِ خطِ تقدیر ہے پیدا — کہ طوقِ قمری از ہر حلقۂ زنجیر ہے پیدا ص۳۰

(۲) یہاں تلک میری گرفتاری سے وہ خوش ہے کہ میں — زلف گر بن جاؤں تو شانے میں اُلجھا دے مجھے ص۲۳۳

گرفتاریِ اُلفت: دیکھیے: دعواے گرفتاریِ اُلفت۔

گرفتاریِ خاطر: دیکھیے: شرحِ اسبابِ گرفتاریِ خاطر۔

گرفتاریِ دل: دیکھیے: احوالِ گرفتاریِ دل۔

گرفتاریِ مستی: دیکھیے: بحرمِ دردِ گرفتاریِ مستی۔

گرفتاریِ نیرنگِ تماشا: ہے گرفتاریِ نیرنگِ تماشا، ہستی — پرِ طاؤس سے دل پاے بہ زنجیر آیا ص۲۷

گرفتاریِ ہم: دیکھیے: ذوقِ گرفتاریِ ہم۔

گرگ[2]: دیکھیے: ایک دُمِ گرگ۔

گرم[3]: (۱) دو جہاں طالبِ دیدار تھا یارب! کہ ہنوز — چشمکِ ذرہ سے ہے گرم نگہ کا بازار ص۴

(۲) جس چمن میں ہو ترا جلوۂ محروم نواز — پرِ طاؤس کرے گرم نگہ کا بازار ص۵

(۳) تپیدن، دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فراش ہے — رکھا اسپند نے مجمر میں پہلو گرم تمکیں کا ص۲۹

(۴) چار سوے دہر میں بازارِ غفلت گرم ہے — عقل کے نقصاں سے اُٹھتا ہے خیالِ انتفاع ص۴۸

(۵) بیکسی افسردہ ہوں، اے ناتوانی کیا کروں! — جلوۂ خرشید سے ہے گرم پہلوے ہلال ص۵۲

(۶) گرچہ تو وہ ہے کہ ہنگامہ اگر گرم کرے — رونقِ بزمِ مہ و مہر تری ذات سے ہے ص۱۲۸

(۷) تھی خبر گرم کہ غالبؔ کے اُڑیں گے پرزے — دیکھنے ہم بھی گئے تھے، پہ تماشا نہ ہوا ص۱۶۴

(۸) ہے خبر گرم اُن کے آنے کی — آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا! ص۱۶۴

---

[1] گرفتاری : آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکب: چھے بار]۔

[2] گرگ : ایک بار [مرکب]۔

[3] گرم : تینتالیس بار [مفرد: انیس بار، مرکب: چوبیس بار]۔
گرم جوشی : ایک بار۔

(۹) کی اُس نے گرم سینۂ اہلِ ہوس میں جا آوے نہ کیوں پسند کہ ٹھنڈا مکان ہے ص۲۰۳

(۱۰) پھر کھلا ہے درِ عدالتِ ناز گرم بازارِ فوجداری ہے ص۲۲۲

[غزل میں نوبار۔سات بار بہ طور ردیف،ص ۲۴۸]:

(۱۱)۔(۱۳) یھاں اشک جدا گرم ہے اور آہ جدا گرم حسرت کدۂ عشق کی ہے آب و ہَوا گرم

(۱۴)،(۱۵) اُس شعلے نے گُلگوں کو جو گلشن میں کیا گرم پھولوں کو ہوئی بادِ بہاری وہ ہَوا گرم

(۱۶) وا کر سکے یھاں کون بجز کاوشِ شوخی جوں برق ہے پیچیدگیِ بندِ قبا گرم

(۱۷) گر ہے سرِ دریوزگیِ جلوۂ دیدار جوں پنجۂ خرشید ہوا ے دستِ دُعا! گرم

(۱۸) یہ آتشِ ہمسایہ کہیں گھر نہ جلادے کی ہے دلِ سوزاں نے مرے پہلو میں جا گرم

(۱۹) غیروں سے اُسے گرمِ سخن دیکھ کے غالبؔ! میں رشک سے جوں آتشِ خاموش رہا گرم

دیکھیے ـــــــ: (۲۰) اک آہ گرم۔ (۲۱) خونِ گرم۔ (۲۲) خونِ گرمِ دہقاں۔ (۲۳) خوے گرم۔

(۲۴) سخنِ گرم۔ (۲۵) نگاہ گرم۔ (۲۶) نگہِ گرم۔ (۲۷) یک نگاہ گرم۔ (۲۸) یک نگہِ گرم۔

گرمِ اضطراب: عیش، گرمِ اضطراب و اہلِ غفلت سرد مہر دورِ ساغر، یک گلستاں برگ ریزِ تاک ہے ص۱۰۷

گرمِ انتظار: جنوں گرمِ انتظار و نالہ بیتابی کمند آیا سویدا تا بہ لب زنجیریِ دودِ سپند آیا ص۱۱

گرمِ تپش: دیکھیے: دلِ گرمِ تپش۔

گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ: گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ ہے از بس کہ چرخ قرصِ کافوری ہے بہرِ از بہرِ سرما خوردگاں ص۶۶

گرمِ تماشا: (۱) خانمانِ عاشقاں دُکانِ آتش باز ہے شعلہ رو جب ہوگئے گرمِ تماشا، جل گیا ص۲۰

(۲) نہ دیکھیں روے یک دل سرد، غیر از شمع کافوری خدایا! اس قدر بزمِ اسدؔ گرمِ تماشا ہو ص۶۷

(۳) حسد سے دل اگر افسردہ ہے، گرمِ تماشا ہو کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظارہ سے وا ہو ص۱۹۳

گرمِ خرامِ ناز: اگر وہ سرو قد گرمِ خرامِ ناز آجاوے کفِ ہر خاکِ گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو ص۱۹۳

گرمِ خیالِ جلوۂ جاناں: رات، دل گرمِ خیالِ جلوۂ جاناں نہ تھا رنگِ روے شمع برقِ خرمنِ پروانہ تھا ص۲۵

گرمِ دامن افشانی: دیکھ کر در پردہ گرمِ دامن افشانی مجھے کرگئی وابستۂ تن میری عریانی مجھے ص۲۳۲

گرمِ سخن: غیروں سے اُسے گرمِ سخن دیکھ کے غالبؔ! | میں رشک سے جوں آتشِ خاموش رہا گرم | ص۲۲۸

گرمِ غزل خوانی: ہو جہاں گرمِ غزل خوانی نَفَس | لوگ جانیں طبلۂ عنبر کھلا | ص۱۳۰

گرمِ فریاد: گرمِ فریاد رکھا شکلِ نہالی نے مجھے | تب اماں ہجر میں دی بردِ لیالی نے مجھے | ص۲۲۲

گرمِ کوششِ ایجادِ تازہ: ہوں چراغانِ ہوس جوں کاغذِ آتش زدہ | داغ، گرمِ کوششِ ایجادِ داغِ تازہ تھا | ص۱۶

گرمِ نالہ ہائے شرر بار: پھر گرمِ نالہ ہائے شرر بار ہے نَفَس | مدت ہوئی ہے سیرِ چراغاں کیے ہوئے | ص۲۲۵

گرم جوشی: کہوں کیا گرم جوشی مے کشی میں شعلہ رویاں کی | کہ شمعِ خانۂ دل آتشِ مے سے فروزاں کی | ص۷۹

گرمی[1]: (۱) گرمی ہے زباں کی سببِ سوختنِ جاں | ہر شمعِ شہادت کو ہے یکساں سر بسر انگشت | ص۳۲

(۲) سایۂ گل داغ و جوشِ نکہتِ گل موجِ دود | رنگ کی گرمی ہے تاراجِ چمن کی فکر میں | ص۱۳

(۳) دھوپ کی تابش، آگ کی گرمی | وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار | ص۱۳۶

(۴) عرض کیجے جوہرِ اندیشہ کی گرمی کہاں | کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا | ص۱۵۱

(۵) پی جس قدر ملے، شبِ مہتاب میں شراب | اس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راس ہے | ص۲۰۵

(۶) ہو پروانہ شاید بادبانِ کشتیِ مے تھا | ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دورِ ساغر کی | ص۲۰۷

(۷) ہاتھ دھو دل سے، یہی گرمی گر اندیشے میں ہے | آبگینہ تندیِ صہبا سے پگھلا جائے ہے | ص۲۲۱

(۸) آتشِ دوزخ میں یہ گرمی کہاں؟ | سوزِ غم ہائے نہانی اور ہے | ص۲۳۷

(۹) گرمی سہی کلام میں، لیکن نہ اس قدر | کی جس سے بات، اُس نے شکایت ضرور کی | ص۲۴۳

(۱۰) رُخ پہ دولھا کے جو گرمی سے پسینا ٹپکا | ہے رگِ ابرِ گہربار سراسر سہرا | ص۲۸۷

(۱۱) وہ نہا کر آبِ گل سے سایۂ گل کے تلے | بال کس گرمی سے سُکھلاتا تھا سنبل کے تلے | ص۳۵۴

گرمیِ افسانہ: دیکھیے: داغِ گرمیِ افسانہ۔

گرمیِ بازار: تم نے مجھ کو جو آبرو بخشی | ہوئی میری وہ گرمیِ بازار | ص۱۳۵

گرمیِ بازارِ باغ: آتشِ رنگِ رُخِ ہر گل کو بخشے ہے فروغ | ہے دمِ سردِ صبا سے گرمیِ بازارِ باغ | ص۳۸

---

[1] گرمی : تیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: اُنیس بار]۔
گرمی ہا : ایک بار [مرکب]۔

گرمیِ بازارِ دوست: دیکھیے: بہارِ گرمیِ بازارِ دوست۔

گرمیِ بزم: یک نظر بیش نہیں فرصتِ ہستی غافل! گرمیِ بزم ہے اک رقصِ شرر ہوتے تک ص۱۸۵

گرمیِ دولت: گرمیِ دولت ہوئی آتش زنِ نامِ نکو خانۂ خاتم میں یاقوتِ نگیں، اخگر ہوا ص۲۰

گرمیِ رُخ: بس کہ آئینے نے پایا گرمیِ رُخ سے گداز دامنِ تمثال مثلِ برگِ گل تر ہو گیا ص۳۰

گرمیِ رفتار: (۱) عذرِ لنگ، آفتِ جولانِ ہوس ہے یارب! جل اُٹھے گرمیِ رفتار سے پاے چوبیں ص۸

(۲) دیکھیے: تبِ گرمیِ رفتار۔

گرمیِ رفتارِ دوست: برقِ خرمن زارِ گوہر ہے نگاہِ تیز یہاں اشک ہو جاتے ہیں خشک از گرمیِ رفتارِ دوست ص۳۳

گرمیِ رفتارِ قاتل: دیکھیے: خیالِ گرمیِ رفتارِ قاتل۔

گرمیِ سعیِ تلاشِ دید: دیکھیے: کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید۔

گرمیِ شعلۂ رفتار: فرش اِس دشتِ تمنا میں نہ ہوتا گر عدل گرمیِ شعلۂ رفتار سے جلتے خس و خار ص۵

گرمیِ شوقِ طلب: گرمیِ شوقِ طلب ہے عین تا پاکِ وصال غافلاں! آئینہ داں ہے نقشِ پاے جستجو ص۶۹

گرمیِ صحبت: دیکھیے: یادِ گرمیِ صحبت۔

گرمیِ گل و بلبل: بے لالہ عارضاں مجھے گلگشتِ باغ میں دیتی ہے گرمیِ گل و بلبل ہزار داغ ص۳۸

گرمیِ نبضِ خار و خسِ آشیاں: پرواز، یک تپِ غمِ تسخیرِ نالہ ہے گرمیِ نبضِ خار و خسِ آشیاں نہ پوچھ ص۷۰

گرمیِ نشاطِ تصور: ہوں گرمیِ نشاطِ تصور سے نغمہ سنج میں عندلیبِ گلشنِ ناآفریدہ ہوں ص۶۲

گرمیِ وحشت: فریاد سے پیدا ہے استغنا گرمیِ وحشت تبخالۂ لب ہے جرسِ آبلۂ پا ص۲۹

گرمی ہاے صحبت: تا کجا افسوسِ گرمی ہاے صحبت اے خیال! دل بہ سوزِ آتشِ داغِ تمنا جل گیا ص۲۰

گرو[1]: (۱) آہنگِ عدم نالہ بہ کہسار گرو ہے ہستی میں نہیں شوخیِ ایجادِ صدا ہیچ ص۳۶

[گیارہ بار بہ طورِ ردیف ص۶۹]:

(۲)،(۳) رنگِ طرب ہے صورتِ عہدِ وفا، گرو تھا کس قدر شکستہ کہ ہے جابجا گرو

---

[1] گرو : تیرہ بار [مفرد: بارہ بار، مرکب: ایک بار]۔

(۴) پرواز نقشِ دامِ تمنائے جلوہ تھا — طاؤس نے اک آئنہ خانہ رکھا گرو

(۵) عرضِ بساطِ انجمنِ رنگ مفت ہے — موجِ بہار رکھتی ہے اک بوریا گرو

(۶) ہر ذرّہ خاک: عرضِ تمنائے رفتگاں — آئینہ ہا شکستہ و تمثال ہا گرو

(۷) ہے تاک میں سَلَم ہوسِ صد قدح شراب — تسبیحِ زاہداں بہ کفِ مدعا گرو

(۸) برق آبیار فرصتِ رنگِ دمیدہ ہوں — جوں نخلِ شمع ریشے میں نشوونما گرو

(۹) طاقت، بساطِ دستگہِ یک قدم نہیں — جوں اشک جب تلک نہ رکھوں دست و پا گرو

(۱۰) ہے وحشتِ جنونِ بہار اس قدر کہ ہے — بالِ پری بہ شوخیِ موجِ صبا گرو

(۱۱) بیتابِ سیرِ دل ہے بہ سرِ ناخنِ نگار — یعنی نعل ہے بہ آتشِ رنگِ حنا گرو

(۱۲) ہوں سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن اسدؔ! — تیشے کی کوہسار میں ہے یک صدا گرو

گروِ غنچہ: بہار در گروِ غنچہ شہر جولاں ہے — طلسمِ ناز بجز تنگیِ قبا معلوم! ص ۵۳

گرہ[1]: (۱) اصطلاحاتِ اسیرانِ تغافل مت پوچھ — جو گرہ آپ نہ کھولی، اُسے مشکل باندھا ص ۱۳

(۲) فریبِ بہرِ تسکینِ ہوس درکار ہے، ورنہ — بہ وہمِ زر، گرہ میں باندھتے ہیں برقِ حاصل ہا ص ۲۳

(۳) ہم سے چھوٹا قمار خانۂ عشق — وھاں جو جاویں، گرہ میں مال کہاں! ص ۱۸۲

(۴) نہیں ہے بے سبب قطرے کو شکلِ گوہر افسردن — گرہ ہے حسرتِ آبِ بروئے کار آوردن ص ۳۳۹

(۵) تھا جب قطرۂ بے دست و پا بالا دویدن سے — ز بہرِ یادگاری ہا گرہ دیتا ہے گوہر کی ص ۳۵۲

[راجہ شیودان سنگھ والیِ الور کی مدح میں جو قصیدہ ہے، اُس کی ردیف "گرہ" ہے، اس میں ۲۵ شعر ہیں۔ اِس قصیدے میں لفظ "گرہ" کل بتیس بار آیا ہے۔ ۲۶ بار بہ طور ردیف اور چھے بار ردیف کے علاوہ، ص ۴۷۸]:

(۶)، (۷) گنی ہیں سال کے رشتے میں بیس بار گرہ — ابھی حساب میں باقی ہیں سو ہزار گرہ

(۸)، (۹) گرہ کی ہے یہی گنتی کہ تا بہ روزِ شمار — ہوا کرے گی ہر اک سال آشکار گرہ

(۱۰) یقین جان، برس گانٹھ کا جو تاگا ہے — یہ کہکشاں ہے کہ ہیں اس میں بے شمار گرہ

(۱۱)، (۱۵) گرہ سے اور گرہ کی امید کیوں نہ بڑھے — کہ ہر گرہ کی گرہ میں ہیں تین چار گرہ

---

[1] گرہ : پینتالیس بار [مفرد: چونتیس بار، مرکب: گیارہ بار]۔ گرہیں : دو بار۔

(۱۶) دکھا کے رشتہ، کسی جوتشی سے پوچھا تھا — کہ دیکھ، کتنی اُٹھا لائے گا یہ تار گرہ

(۱۷) کہا کہ چرخ پہ ہم نے گنی ہیں نو گرہیں — جو یہاں گنیں گے تو پاویں گے نو ہزار گرہ

(۱۸) خود آسماں ہے مہاراو راجہ پر صدقے — کرے گا سینکڑوں اِس تار پر نثار گرہ

(۱۹) وہ راو راجہ بہادر کہ حکم سے جن کے — رواں ہو تار پہ فی الفور دانہ وار گرہ

(۲۰) اُنھیں کی سالگرہ کے لیے ہے سال بہ سال — کہ لائے غیب سے غنچوں کی نوبہار گرہ

(۲۱) اُنھیں کی سال گرہ کے لیے بناتا ہے — ہَوا میں بوند کو ابرِ تگرگ بار گرہ

(۲۲) اُنھیں کی سال گرہ کی یہ شادمانی ہے — کہ ہوگئے ہیں گہرہاے شاہوار گرہ

(۲۳) اُنھیں کی سال گرہ کے لیے ہے یہ توقیر — کہ بن گئے ہیں ثمرہاے شاخسار گرہ

(۲۴) سُن اے ندیم! برس گانٹھ کے یہ تاگے نے — تجھے بتاؤں کہ کیوں کی ہے اختیار گرہ

(۲۵) پئے دعاے بقاے جنابِ فیض مآب — لگے گی اِس میں ثوابت کی اُستوار گرہ

(۲۶) ہزار دانے کی تسبیح چاہتا ہے بنے — بلا مبالغہ درکار ہے ہزار گرہ

(۲۷) عطا کیا ہے خدا نے وہ جاذبہ اس کو — کہ چھوڑتا ہی نہیں رشتہ، زینہار گرہ

(۲۸) کشادہ رُخ نہ پھرے کیونکے اِس زمانے میں — بچی نہ از پئے بندِ نقابِ یار گرہ

(۲۹) متاعِ عیش کا ہے قافلہ چلا آتا — کہ جادہ رشتہ ہے اور ہے شتر قطار گرہ

(۳۰) خدا نے دی ہے وہ غالبؔ کو دستگاہِ سخن — کروڑوں ڈھونڈھ کے لاتا ہے یہ خاکسار گرہ

(۳۱) کہاں مجالِ سخن، سانس لے نہیں سکتا — پڑی ہے غم کی مرے دل میں پیچ دار گرہ

(۳۲)،(۳۳) گرہ کا نام لیا، پر نہ کرسکا کچھ بات — زباں تک آکے ہوئی اَور اُستوار گرہ

(۳۴) کھلے یہ گانٹھ، تو البتہ دم نکل جاوے — بری طرح سے ہوئی ہے گلے کا ہار گرہ

(۳۵) اِدھر نہ ہوگی توجہ حضور کی جب تک — کبھی کسی سے کھلے گی نہ زینہار گرہ

(۳۶) دُعا یہ ہے کہ مخالف کے دل میں از رو بغض — پڑی ہے یہ جو بہت سخت نابکار گرہ

(۳۷) دل اُس کا پھوڑ کے نکلے بہ شکل پھوڑے کے — خدا کرے کہ کرے اس طرح اُبھار گرہ

دیکھیے ـــــــــ: (۳۸) ایک گرہ۔ (۳۹) بے گرہ۔ (۴۰) چار گرہ۔

گرہِ عجز: سررشتۂ بیتابیِ دل در گرہِ عجز — پرواز بہ خوں خفتہ و فریاد رسا ہے — ص۹۱

گرہِ غنچہ: گلشنِ زخم کھلاتا ہے جگر میں پیکاں — گرہِ غنچہ ہے سامانِ چمن بالیدن — ص۳۵۰

گرہ کشا: درماندگی میں غالبؔ کچھ بن پڑے تو جانوں — جب رشتہ بے گرہ تھا، ناخن گرہ کشا تھا — ص۱۵۸

گرہِ نیم باز: کاوش کا دل کرے ہے تقاضا، کہ ہے ہنوز — ناخن پہ قرض اُس گرہِ نیم باز کا — ص۱۵۵

گرہِ یارب: اسدؔ افسردگی آوارۂ کفر و دیں ہے — یادِ روزے کہ نفَس درگرہِ یارب تھا — ص۳۳۳

گرہیں: (۱) ہر سینکڑے کو ایک گرہ فرض کریں — ایسی گرہیں ہزار ہوں بلکہ سوا — ص۲۵۳

(۲) کہا کہ چرخ پہ ہم نے گنی ہیں نو گرہیں — جو یھاں گنیں گے تو پاویں گے تو ہزار گرہ

گریاں[1]: دیکھیے ـــــــــ: (۱) برقِ ابرِ چشمِ گریاں۔ (۲) چشمِ گریاں۔ (۳)، (۴) دیدۂ گریاں [دوبار]۔ (۵) دیدہ ہائے گریاں۔ (۶) صیدِ دامِ چشمِ گریاں۔ (۷) نظر بندِ چشمِ گریاں۔

گریباں[2]: (۱) حسرتِ نشۂ وحشت نہ بہ سعیِ دل ہے — عرضِ خمیازۂ مجنوں ہے گریباں میرا — ص۲۱

(۲) مجھے اپنے جنوں کی بے تکلف پردہ داری تھی — ولیکن کیا کروں، آوے جو رسوائی گریباں کی — ص۷۶

(۳) جنوں نے مجھ کو بنایا ہے مدّعی میرا — ہمیشہ ہاتھ میں میرے مرا گریباں ہے — ص۱۰۳

(۴) یک الفؔ بیش نہیں صیقلِ آئینہ ہنوز — چاک کرتا ہوں میں، جب سے کہ گریباں سمجھا — ص۱۳۷

(۵) حیف اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالبؔ! — جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا — ص۱۵۰

(۶) ہے جنوں اہلِ جنوں کے لیے آغوشِ وداع — چاک ہوتا ہے گریباں سے جدا، میرے بعد — ص۱۶۶

(۷) نہ لڑ ناصح سے غالبؔ! کیا ہوا گر اس نے شدّت کی — ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر — ص۱۶۷

(۸) آبرو کیا خاک اُس گل کی جو گلشن میں نہیں — ہے گریباں ننگِ پیراہن جو دامن میں نہیں — ص۱۸۳

(۹) خدا شرمائے ہاتھوں کو! کہ رکھتے ہیں کشاکش میں — کبھی میرے گریباں کو، کبھی جاناں کے دامن کو — ص۱۹۸

(۱۰) پھر وضعِ احتیاط سے رُکنے لگا ہے دم — برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے — ص۲۲۵

---

[1] گریاں : سات بار [بطور مرکب]۔

[2] گریباں : اکّیس بار [مفرد: دس بار، مرکب: گیارہ بار]۔
گریباں ہا : ایک بار [مرکب]۔
گریبانی : دوبار۔

دیکھیے۔۔۔۔۔۔: (۱۱) ایک آدھ گریباں۔ (۱۲) بخیۂ چاکِ گریباں۔ (۱۳)-(۱۶) چاک گریباں [چار بار]۔(۱۷) دست و گریباں۔(۱۸) ذوقِ گریباں۔(۱۹) سر بہ گریباں۔(۲۰) فکرت احرامِ گریباں۔

گریباں چاک: جنوں کی دستگیری کس سے ہو؟ گر ہو نہ عریانی | گریباں چاک کا حق ہو گیا ہے میری گردن پر ص۱۶۸

گریباں چاکیِ گل: دیکھیے: یک عالم گریباں چاکیِ گل۔

گریباں چاکیِ گل ہا: اسد خوباں بھی ز دورِ چرخ سے رنجیدہ خاطر ہیں | گریباں چاکیِ گل ہا نشانِ داد خواہی ہے ص۲۵۵

گریباں چاکیِ موجِ بادۂ ناب: ساقی نے از بہرِ گریباں چاکیِ موجِ بادۂ ناب | تارِ نگاہِ سوزنِ مینا رشتۂ خطِ جام کیا ص۲۶

گریبانِ خرام: گردِ جولاں سے ہے تیری بہ گریبانِ خرام | جلوۂ طور تنک سودۂ زخمِ تکرار ص۵

گریبانِ سحر: دو جہاں، گردشِ یک سبحۂ اسرارِ نیاز | نقدِ صد دل بہ گریبانِ سحر پنہاں ہے ص۱۰۹

گریبانِ شقِ خامہ: سرِ معنی بہ گریبانِ شقِ خامہ، اسدؔ! | چاکِ دل شانہ کشِ طرّۂ تحریر آوے ص۱۴

گریبانِ قبا: کریں خوباں جو سیرِ حُسن اسدؔ! یک پردہ نازک تر | دمِ صبحِ قیامت در گریبانِ قبا گم ہو ص۶۸

گریباں گیرِ ذوقِ جلوۂ پیرائی: تحیّر ہے گریباں گیرِ ذوقِ جلوہ پیرائی | ملی ہے جوہرِ آئینہ کو جوں بخیہ گیرائی ص۹۲

گریباں گیرِ فرصت: شوخی، ہے شکلِ حباب از خویش بیروں آمدن | ہے گریباں گیرِ فرصت ذوقِ عریانی مجھے ص۸۶

گریبانِ نفس: دیکھیے: سیرِ گریبانِ نفس۔

گریباں ہا: دیکھیے ایجادِ گریباں ہا۔

گریبانی: (۱) ہوں ہیولائے دو عالم صورتِ تقریر اسدؔ! | فکر نے سونپی خموشی کی گریبانی مجھے ص۸۶

(۲) چاک کی خواہش اگر وحشت بہ عریانی کرے | صبح کے مانند زخمِ دل گریبانی کرے ص۲۱۱

گریزاں[۱]: (۱) تھا گریزاں مژۂ یار سے دل تا دمِ مرگ | دفعِ پیکانِ قضا اس قدر آساں سمجھا! ص۱۴۷

(۲) وحشتِ آتشِ دل سے شبِ تنہائی میں | صورتِ دود رہا سایہ گریزاں مجھ سے ص۲۱۱

گریز پا[۲]: دیکھیے: حکایتِ صبرِ گریز پا۔

---

[۱] گریزاں: دو بار۔ [۲] گریز پا: ایک بار [مرتب]۔

گریۂ غم[1]: دیکھیے: آنسوے گریۂ غم۔

گریہ[2]: (۱) موج سے پیدا ہوئے پیراہنِ دریا میں خار — گریہ، وحشت بے قرارِ جلوۂ مہتاب تھا — ص۱۵

(۲) نغمۂ بے دلاں اسدؔ! سازِ فسانگی نہیں — بسملِ دردِ خفتہ ہوں، گریے کو ماجرا سمجھ — ص۴۳

(۳) گریے سے بندِ محبت میں ہوئی نام آوری — لختِ لختِ دل، نگینِ خانۂ زنجیر ہے — ص۹۵

(۴) گریہ، سرشاریِ شوق بہ بیاباں زدہ ہے — قطرۂ خونِ جگر، چشمکِ طوفاں زدہ ہے — ص۱۰۹

(۵) گریہ بے لذتِ کاوش نہ کرے جراتِ شوق — قطرۂ اشک، دلِ بر صفِ مژگاں زدہ ہے — ص۱۰۹

(۶) دل میں پھر گریے نے اک شور اٹھایا غالبؔ! — آہ! جو قطرہ نہ نکلا تھا، سو طوفاں نکلا — ص۱۳۲

(۷) وھاں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام — گریے سے یھاں پنبۂ بالش کفِ سیلاب تھا — ص۱۳۵

(۸) نہ کہہ کہ گریہ بہ مقدارِ حسرتِ دل ہے — مری نگاہ میں ہے جمع و خرج دریا کا — ص۱۳۸

(۹) گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانے کی — در و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں ہونا — ص۱۵۰

(۱۰) ضعف سے گریہ مبدّل بہ دمِ سرد ہوا — باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہوجانا — ص۱۵۶

(۱۱) ضعف سے اے گریہ! کچھ باقی مرے تن میں نہیں — رنگ ہو کر اڑ گیا، جو خوں کہ دامن میں نہیں — ص۱۸۵

(۱۲) گریہ نکالے ہے تری بزم سے مجھ کو — ہاے! کہ رونے پہ اختیار نہیں ہے — ص۲۰۸

(۱۳) بے گریہ کمالِ تر جبینی ہے مجھے — در بزمِ وفا خجل نشینی ہے مجھے — ص۳۵۷

دیکھیے ______: (۱۴) اثرِ گریہ۔ (۱۵)، (۱۶) بندِ گریہ [دوبار]۔ (۱۷)، (۱۸) جوشِ گریہ [دوبار]۔ (۱۹) ذوقِ گریہ۔ (۲۰) سیلابِ گریہ۔ (۲۱) سیلِ گریہ۔ (۲۲) ضبطِ گریہ۔ (۲۳) محیطِ گریہ۔ (۲۴) موجِ گریہ۔ (۲۵) وقتِ گریہ۔ (۲۶)، (۲۷) ہجومِ گریہ [دوبار]۔

گریۂ بیباک: ہوا ہے گریۂ بیباک ضبط سے تسبیح — ہزار دل پہ ہم ایک اختیار رکھتے ہیں — ص۹۳

گریۂ چشم: دیکھیے: تحریرِ حالِ گریۂ چشم۔

گریۂ سحری: دلا! یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے کہ آخر — نہ گریۂ سحری ہے، نہ آہِ نیم شبی ہے — ص۲۰۵

گریۂ طوفاں رکاب: گریۂ طوفاں رکاب نالۂ محشر عناں — بے سر و ساماں اسدؔ! فتنۂ سر انجام ہے — ص۹۹

---

[1] گریۂ : ایک بار [مرتب]۔

[2] گریہ : تینتیس بار [مفرد: بارہ بار، مرتب: اکیس بار]۔

گریہا : تین بار [مرتب]۔

گریۂ عاشق: دیکھیے: برشکالِ گریۂ عاشق۔

گریۂ مستانہ: دیکھیے: پیمانہ کشِ گریۂ مستانہ۔

گریہ ہا: دیکھیے: وحشت افزا گریہ ہا۔

گریہ ہاے بے دلاں: گریہ ہاے بے دلاں گنجِ شرر در آستیں — قہرمانِ عشق میں حسرت سے لیتے ہیں خراج — ص ۳۵

گریہ ہاے زار: اسدؔ! ہنستے ہیں میرے گریہ ہاے زار پر مردم — بھرا ہے دہر بیدردی سے، دل کیجے کہاں خالی — ص ۲۵۵

گزگانویں[۱]: گزگانویں کی ہے جتنی رعیت، وہ یکقلم — عاشق ہے اپنے حاکمِ عادل کے نام کی — ص ۲۱۳

گز[۲]: (۱) نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب — سو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں — ص ۱۸۸

(۲) سات دریا کے فراہم کیے ہوں گے موتی — تب بنا ہوگا اِس انداز کا گز بھر سہرا — ص ۲۸۷

گزار[۳]: کفِ موجۂ حیا ہوں بہ گزارِ عرضِ مطلب — کہ سرشک قطرہ زن ہے بہ پیامِ دل رسانی — ص ۱۰

گزارا[۴]: گزری نہ بہرحال یہ مدت خوش و ناخوش! — کرنا تھا جواں مرگ! گزارا کوئی دن اور — ص ۱۷۱

تمھیں کہو، کہ گزارا صنم پرستوں کا — بُتوں کی ہو اگر ایسی ہی خو، تو کیوں کر ہو؟ — ص ۱۹۷

گزارشِ[۵] احوالِ واقعی: منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی — اپنا بیانِ حُسنِ طبیعت نہیں مجھے — ص ۱۲۲

گزارشِ جوانی: ہوئے مشقِ جُراتِ ناز رہ و رسمِ طرحِ آداب — خمِ پشت خوش نما تھا بہ گزارشِ جوانی — ص ۹

گزارشِ ذوقِ سجود: نُمو، شبنم آشنا نہ ہوا، ورنہ میں اسدؔ — سر تا قدم گزارشِ ذوقِ سجود تھا — ص ۱۲

گزرگاہ[۶]: ہووے ہے جادۂ رہ رشتۂ گوہر ہر گام — جس گزرگاہ سے میں آبلہ پا جاتا ہوں — ص ۲۹۸

گزرگاہِ خیال: موجۂ گل سے چراغاں ہے گزرگاہِ خیال — ہے تصور میں ز بس جلوہ نما موجِ شراب — ص ۱۹۳

گزرگاہِ خیالِ مے و ساغر: دل گزرگاہِ خیالِ مے و ساغر ہی سہی — گر نفَس جادۂ سر منزلِ تقویٰ نہ ہوا — ص ۱۲۲

گزشتگاں[۷]: نگاہِ دیدۂ نقشِ قدم ہے جادۂ راہ — گزشتگاں اثرِ انتظار رکھتے ہیں — ص ۱۳

---

۱ گزگانویں : ایک بار۔
۲ گز : دوبار۔
۳ گزار : ایک بار [مرکب]۔
۴ گزارا : دوبار۔
۵ گزارش : تین بار [مرکب]۔
۶ گزرگاہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دوبار]۔
۷ گزشتگاں : ایک بار۔

گزشتگی[1]: دیکھیے: از خود گزشتگی۔

گزشتن[2]: (۱) محیطِ دہر میں بالیدن، از ہستی گزشتن ہے — کہ یہاں ہر یک حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے — ص۹۸

(۲) دیکھیے: وقتِ گزشتن۔

گزشتہ[3]: (۱) دیکھیے: حالِ شہیدانِ گزشتہ۔

(۲) دیکھیے: عمرِ گزشتہ۔

گزند[4]: دیکھیے: بیمِ گزند۔

گزیدہ[5]: دیکھیے ـــــ: (۱) پشتِ دست بہ دنداں گزیدہ۔ (۲) دستِ گزیدہ۔ (۳) سگ گزیدہ۔ (۴) لبِ گزیدہ۔

(۵) مردم گزیدہ۔

گستاخ[6]: (۱) گر شہادت آرزو ہے، نشّے میں گستاخ ہو — بال شیشے کا، رگِ سنگِ فساں ہو جائے گا — ص۲۰

(۲) رندانِ درِ مے کدہ گستاخ ہیں، زاہد! — زنہار! نہ ہونا طرف اِن بے ادبوں سے — ص۲۰۱

(۳) میں جو گستاخ ہوں آئینِ غزل خوانی میں — یہ بھی تیرا ہی کرم ذوق فزا ہوتا ہے — ص۲۲۱

گستاخ طلب: شوخیِ عرضِ مطالب میں ہے گستاخ طلب — ہے ترے حوصلۂ فضل پہ از بس کہ یقیں — ص۱۳۵

گستاخ مطلب: دیکھیے: ہوسِ گستاخ مطلب۔

گستاخی: دیکھیے ـــــ: (۱) رخصتِ بیباکی و گستاخی۔ (۲) منعِ گستاخی۔

گستاخیِ آئینہ: دیکھیے: ہوسِ گستاخیِ آئینہ۔

گستاخیِ اربابِ جہاں: بس کہ گستاخیِ اربابِ جہاں سے ہوں ملول — پَرِ پروانہ مری بزم میں ہے خنجرِ کیں — ص۸

گستاخیِ فرشتہ: ہیں آج کیوں ذلیل؟ کہ کل تک نہ تھی پسند — گستاخیِ فرشتہ ہماری جناب میں — ص۱۸۹

گستاخیِ وصال: گستاخیِ وصال ہے مشّاطۂ نیاز — یعنی دُعا بجز خمِ زلفِ دوتا نہ مانگ — ص۵۰

گستردن[7]: دیکھیے: پامالِ حسرت ہائے فرشِ بزم گستردن۔

---

[1] گزشتگی : ایک بار [مرکب]۔
[2] گزشتن : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
[3] گزشتہ : دو بار [مرکب]۔
[4] گزند : ایک بار [مرکب]۔
[5] گزیدہ : تین بار [مرکب: دو بار]۔
[6] گستاخ : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔
گستاخی : چھے بار [مرکب]۔
[7] گستردن : ایک بار۔ گستردنی : ایک بار [مرکب]۔

گستردنی: دیکھیے: بُنفتِ گستردنی۔

گسستن[1]: (۱) نَفَس در سینہ ہاے ہمدگر رہتا ہے پیوستہ — نہیں ہے رشتۂ اُلفت کو اندیشہ گسستن کا ص ۲۷

(۲) تکلّف عاقبت بیں ہے، دلا! بندِ قبا وا کر — نفَس بعد از وصالِ دوست، تاواں ہے گسستن کا ص ۲۷

گسیختہ[2]: دیکھیے ـــــــ: (۱) شوقِ عناں گسیختہ۔ (۲) عناں گسیختہ۔

گشتن[3]: دیکھیے: بہن گشتن ہاے دل۔

گشتہ: دیکھیے ـــــــ: (۱) خوں گشتہ۔ (۲) خوں گشتۂ رشکِ وفا۔ (۳) دلِ خوں گشتہ۔ (۴) دلِ گم گشتہ۔

گفتار[4]: (۱) جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے — جاں کالبدِ صورتِ دیوار میں آوے ص ۲۳۳

(۲) اُس چشمِ فسوں گر کا اگر پائے اشارہ — طوطی کی طرح آئنہ گفتار میں آوے ص ۲۳۳

دیکھیے ـــــــ: (۳) اندازِ گل افشانیِ گفتار۔ (۴) خوش گفتار۔ (۵) شانہ کشِ طرۂ گفتار۔ (۶) طاقتِ گفتار۔ (۷) ہواے گفتار۔

گفتارِ دوست: دیکھیے: بیانِ شوخیِ گفتارِ دوست۔

گفتارِ طبع: دیکھیے: طوطیِ شکر گفتارِ طبع۔

گفتگو[5]: (۱) شورِ اوہام سے مت ہو شبِ خونِ انصاف — گفتگو بے مزہ و زخمِ تمنا نمکیں ص ۸

(۲) رہنِ خاموشی میں ہے آرائشِ بزمِ وصال — ہے پرِ پروازِ رنگِ رفتۂ خوں گفتگو ص ۶۹

(۳) زباں سے عرضِ تمنّاے خامشی معلوم! — مگر وہ خانہ برانداز گفتگو جانے ص ۹۹

(۴) ہرچند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو — بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر ص ۱۶۹

(۵) مقصد ہے ناز و غمزہ، ولے گفتگو میں کام — چلتا نہیں ہے دشنہ و خنجر کہے بغیر ص ۱۶۹

---

۱ گسستن : دوبار۔
۲ گسیختہ : دوبار [مرکب]۔
۳ گشتن : ایک بار [مرکب]۔
گشتہ : چار بار [مرکب]۔
۴ گفتار : نو بار [مفرد: دوبار، مرکب: سات بار]۔
۵ گفتگو : تیرہ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: سات بار]۔
گفتگوہا : ایک بار [مرکب]۔

(۶) گئی وہ بات کہ ہو گفتگو تو کیوں کر ہو — کہے سے کچھ نہ ہوا، پھر کہو تو کیوں کر ہو — ص۱۹۷

دیکھیے ـــــــ: (۷) اندازِ گفتگو۔ (۸) خوانِ گفتگو۔ (۹) ذوقِ گفتگو۔ (۱۰) روشِ گفتگو۔ (۱۱) رہ و رسمِ گفتگو۔ (۱۲) سیاقِ گفتگو۔ (۱۳) شانہ کشِ گفتگو۔

گفتگوہا: دیکھیے: سرابِ گفتگوہا۔

گفت[۱] و بیاں: دیکھیے: سببِ گفت و بیاں۔

گفت و شنود: دیکھیے ـــــــ: (۱) دماغِ منصبِ گفت و شنود۔ (۲) غریبِ کشورِ گفت و شنود۔

گفتۂ غالب: جو یہ کہے کہ: ریختہ کیونکے ہو رشکِ فارسی؟ — گفتۂ غالب ایک بار پڑھ کے اُسے سنا کہ یوں — ص۱۷۸

بگِل[۲]: دیکھیے ـــــــ: (۱) آب و گِل۔ (۲) پا بہ در گِل۔ (۳) طوفانِ آب و گِل۔

گُل[۳] [۱]: (۱) ربطِ یک شیرازۂ وحشت ہیں اجزائے بہار — سبزہ بیگانہ، صبا آوارہ، گُل نا آشنا — ص۱۹

(۲) دیکھ اُس کے ساعدِ سیمین و دستِ پُرنگار — شاخِ گُل جلتی تھی مثلِ شمع، گُل پروانہ تھا — ص۲۵

(۳) لگے گر سنگ سر پر یار کے دستِ نگاریں سے — بجائے زخم، گُل بر گوشۂ دستار ہو پیدا — ص۳۱

(۴) کس رُتبے میں باریکی و نرمی ہے کہ جوں گُل — آتی نہیں پنجے میں بس اُس کے نظر انگشت — ص۳۲

(۵) جُنبشِ ہر برگ سے ہے گُل کے لب کو اختلاج — خنبِ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج — ص۳۵

(۶) ہم نے سو زخمِ جگر پر بھی زباں پیدا نہ کی — گُل ہوا ہے ایک زخمِ سینہ پر خواہانِ داد — ص۳۸

(۷) گُل کھلے، غنچے چٹکنے لگے اور صبح ہوئی — سرخوشِ خواب ہے وہ نرگسِ مخمور ہنوز — ص۴۵

(۸) کون گُل سے ضعف و خاموشیِ بلبل کہہ سکے؟ — نے زبانِ غنچہ گویا، نے زبانِ خارِ باغ — ص۴۸

(۹) گُل، چہرہ ہے کسو خفقانی مزاج کا — گھبرا رہی ہے بیمِ خزاں سے بہار، حیف! — ص۴۸

(۱۰) گُل، غنچگی میں غرقۂ دریائے رنگ ہے — اے آگہی! فریبِ تماشا کہاں نہیں — ص۵۷

(۱۱) خار سے گُل سینہ افگارِ جفا ہے اے اسدؔ! — برگ ریزی ہے پر افشانیِ ناوک خوردگاں — ص۶۶

---

[۱] گفت : تین بار [مرکب]۔
گفتۂ : ایک بار [مرکب]۔

[۲] بگِل : تین بار [مرکب]۔

[۳] گُل [۱-۲]: دو سو اکیاون بار [مفرد: اکتالیس بار، مرکب: دو سو دس بار]۔
گُل ہا : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چھے بار]۔
گُل فروش : دو بار [مرکب]۔

(۱۲) رنگ نے گل سے، دمِ عرضِ پریشانیِ بزم برگِ گل ریزۂ مینا کی نشانی مانگے ص ۷۸
(۱۳) داغِ ربطِ ہم ہیں اہلِ باغ، گر گل ہو شہید لالہ چشمِ حسرت آلودہ چراغِ کشتہ ہے ص ۷۹
(۱۴) شوخیِ فریاد سے ہے پردۂ زنبور، گل کسوتِ ایجادِ بلبل خار خارِ نغمہ ہے ص ۸۷
(۱۵) وحشت انجمن ہے گل، دیکھ لالے کا عالم مثلِ دودِ مجمر کے داغ، بال افشاں ہے ص ۸۹
(۱۶) کس فرصتِ وصال پہ ہے گل کو عندلیب! زخمِ فراق، خندۂ بیجا کہیں جسے ص ۹۱
(۱۷) حُسن و رعنائی میں وہمِ صد سرو گردن ہے فرق سرو کے قامت پہ گل یک دامنِ کوتاہ ہے ص ۹۳
(۱۸) وحشت، بہار نقشہ و گل، ساغرِ شراب چشمِ پری، شفق کدۂ راز ہے مجھے ص ۹۷
(۱۹) چمن میں کون ہے طرز آفرینِ شیوۂ عشق؟ کہ گل ہے بلبلِ رنگین و بیضہ، شبنم ہے ص ۱۰۳
(۲۰) اگر گل حسن و اُلفت کی بہم جوشیدنی جانے پرِ بلبل کے افسردن کو دامن چیدنی جانے ص ۱۱۵
(۲۱) نہ گل اُس میں، نہ شاخ و برگ، نہ بار جب خزاں آئے، تب ہو اُس کی بہار ص ۱۳۰
(۲۲) دیکھ کر تجھ کو، چمن بس کہ نمو کرتا ہے خود بخود پہنچے ہے گل گوشۂ دستار کے پاس ص ۱۷۳
(۲۳) تیرے ہی جلوے کا ہے یہ دھوکا کہ آج تک بے اختیار دوڑے ہے گل در قفائے گل ص ۱۷۶
(۲۴) نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے جو گل ہوں تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں ص ۱۸۰
(۲۵) برشکالِ گریۂ عاشق ہے، دیکھا چاہیے کھِل گئی مانندِ گل سو جا سے دیوارِ چمن ص ۱۸۱
(۲۶) آبرو کیا خاک اُس گل کی جو گلشن میں نہیں ہے گریباں ننگِ پیراہن، جو دامن میں نہیں ص ۱۸۳
(۲۷) وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالبؔ چٹکنا غنچۂ گل کا صدائے خندۂ دل ہے ص ۲۰۸
(۲۸) گلشن کو تری صحبت از بس کہ خوش آئی ہے ہر غنچے کا گل ہونا، آغوش کشائی ہے ص ۲۰۱
(۲۹) سمجھ اِس فصل میں کوتاہیِ نشوونما غالبؔ اگر گل سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہو جاوے ص ۲۱۳
(۳۰) کہتا ہے کون نالۂ بلبل کو بے اثر؟ پردے میں گل کے لاکھ جگر چاک ہو گئے ص ۲۲۹
(۳۱) دیکھو تو دل فریبیِ اندازِ نقشِ پا موجِ خرامِ یار بھی کیا گل کتر گئی! ص ۲۳۳
(۳۲) ہے سیر وہ گلشنِ ہمیشہ بہار باروَر جس کا سرو، گل بے خار ص ۲۶۷

(۳۳) شب کہ وہ گل باغ میں تھا جلوہ فرما اے اسدؔ! داغِ مہ، جوشِ چمن سے لالۂ مہ ہو گیا ص ۳۳۶

(۳۴) منقار سے رکھتا ہوں ہم چاکِ قفس کو تا گل ز جگر زخم میں ہے راہ نفس کو ص ۳۵۰

["گل" گیارہ بار بہ طور ردیف مختلف معانی میں، ص ۵۲]:

(۳۵) بہرِ عرضِ حال، شبنم سے رقم ایجاد گل ظاہرا، ہے اس چمن میں لالِ مادر زاد گل

(۳۶) گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یاد گل غنچے سے، منقارِ بلبل وار، ہو فریاد گل

(۳۷) گر بہ بزمِ باغ کھینچے نقشِ روے یار کو شمع ساں ہو جائے قطِّ خامۂ بہزاد، گل

(۳۸) دستِ رنگیں سے جو رخ پرداکرے زلفِ رسا شاخِ گل میں ہو نہاں، جوں شانہ در شمشاد، گل

(۳۹) سعیِ عاشق ہے فروغ افزاے آبِ روے کار ہے شرارِ تیشہ بہرِ تربتِ فرہاد، گل

(۴۰) ہے تصورِ صافیِ قطعِ نظر از غیرِ یار لختِ دل سے لاوے ہے شمعِ خیال آباد، گل

(۴۱) گلشن آبادِ دلِ مجروح میں ہو جائے ہے غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد، گل

(۴۲) برق سامانِ نظر ہے جلوۂ بیباکِ حُسن شمعِ خلوت خانہ کیجیے، ہر چہ بادا باد، گل

(۴۳) خاک ہے عرضِ بہارِ صد نگارستاں اسدؔ! حسرتیں کرتی ہے میری خاطرِ آزاد، گل

(۴۴) دیوانگاں کا چارہ، فروغِ بہار ہے ہے شاخِ گل میں پنجۂ خوباں بجاے گل ص ۵۳

دیکھیے ــــــــ: (۴۵) آبِ گل۔ (۴۶) آب و رنگِ گل۔ (۴۷)، (۴۸) آتشِ گل [دو بار]۔ (۴۹) آتشِ رنگیِ رُخِ ہر گل۔ (۵۰) آشناے گل۔ (۵۱)، (۵۲) آغوشِ گل [دو بار]۔ (۵۳) آئنۂ گل۔ (۵۴) آئنۂ برگِ گل۔ (۵۵) الفتِ گل۔ (۵۶) انداز گل۔ (۵۷) ایامِ گل۔ (۵۸) بارگہِ شوکتِ گل۔ (۵۹)۔ (۶۱) برگِ گل [تین بار]۔ (۶۲) برگ ریزی ہاے گل۔ (۶۳)۔ (۶۷) بوے گل [پانچ بار]۔ (۶۸) بہارِ گل۔ (۶۹) بہارِ رنگِ خونِ گل۔ (۷۰) بہارِ موسمِ گل۔ (۷۱) پُرگل۔ (۷۲) تماشاے گل۔ (۷۳) جاے گل۔ (۷۴) جلوہ گاہِ گل۔ (۷۵)۔ (۸۲) جلوۂ گل [آٹھ بار]۔ (۸۳)، (۸۴) جوشِ گل [دو بار]۔ (۸۵) جوشِ نکہتِ گل۔ (۸۶) چراغِ گل۔ (۸۷) حوصلۂ گل۔ (۸۸) خارِ گل۔ (۸۹) خندہ ہاے گل۔ (۹۰)۔ (۹۳) خندۂ گل [چار بار]۔ (۹۴) خوابِ گل۔ (۹۵) خیلِ جلوۂ گل۔ (۹۶) دامِ رگِ گل۔ (۹۷) در وا ظہارِ تپش کسوتیِ گل۔ (۹۸)

دماغِ تماشائے سرو وگل۔ (۹۹) دودِ شمع کشتہ گل۔ (۱۰۰) دولتِ نظارۂ گل۔ (۱۰۱) دہانِ گل۔ (۱۰۲) ذوقِ گل۔ (۱۰۳)، (۱۰۴) رگِ گل [دو بار]۔ (۱۰۵) رنگ ریزِ گل۔ (۱۰۶) روئے غنچۂ گل۔ (۱۰۷) زرِ گل۔ (۱۰۸)۔ (۱۱۰) سایۂ گل [تین بار]۔ (۱۱۱) سایۂ شاخِ گل۔ (۱۱۲) سبدِ گل۔ (۱۱۳)، (۱۱۴) سبزہ وگل [دو بار]۔ (۱۱۵)، (۱۱۶) سنبل وگل [دو بار]۔ (۱۱۷) سیرِ گل۔ (۱۱۸)۔ (۱۲۴) شاخِ گل [سات بار]۔ (۱۲۵) شاہدِ گل۔ (۱۲۶) شکستِ رنگِ گل۔ (۱۲۷) شگفتن خندۂ گل۔ (۱۲۸) شمع وگل۔ (۱۲۹) شبِ گل۔ (۱۳۰) شہیدِ خندۂ گل۔ (۱۳۱) صد رنگِ گل۔ (۱۳۲) طرزِ گل۔ (۱۳۳) طفلِ شوخِ غنچۂ گل۔ (۱۳۴) عارضِ گل۔ (۱۳۵) عرضِ فسونِ ہوسِ گل۔ (۱۳۶) عطرِ گل۔ (۱۳۷) عکسِ گل۔ (۱۳۸) عکسِ موجِ گل۔ (۱۳۹)، (۱۴۰) غنچہ وگل [دو بار]۔ (۱۴۱)، (۱۴۲) غنچۂ گل [دو بار]۔ (۱۴۳) غنچۂ منقارِ گل۔ (۱۴۴) غیرِ گل۔ (۱۴۵)۔ (۱۴۹) فصلِ گل [پانچ بار]۔ (۱۵۰) فضائے خندۂ گل۔ (۱۵۱) قالبِ گل۔ (۱۵۲) کسوتِ گل۔ (۱۵۳) کمالِ بندگیِ گل۔ (۱۵۴) کمندِ موجِ گل۔ (۱۵۵) کوچہ دادنِ گل۔ (۱۵۶)، (۱۵۷) گوشِ گل [دو بار]۔ (۱۵۸)، (۱۵۹) لالہ وگل [دو بار]۔ (۱۶۰)، (۱۶۱) مشتِ گل [دو بار]۔ (۱۶۲) مشتِ برگِ گل (۱۶۳) محوِ عبرتِ انجامِ گل۔ (۱۶۴) موجِ بوئے گل۔ (۱۶۵)، (۱۶۶) موجِ گل [دو بار]۔ (۱۶۷)، (۱۶۸) موجۂ گل [دو بار]۔ (۱۶۹)۔ (۱۷۲) موسمِ گل [چار بار]۔ (۱۷۳) موقوفِ فصلِ گل۔ (۱۷۴) نبضِ رگِ گل۔ (۱۷۵)۔ (۱۷۹) نکہتِ گل [پانچ بار]۔ (۱۸۰) نوائے بلبل وگل۔ (۱۸۱) واشدِ گل۔ (۱۸۲) ہر برگِ گل۔ (۱۸۳) ہر غنچۂ گل۔ (۱۸۴) ہوائے سیرِ گل۔ (۱۸۵) ہوسِ گل۔ (۱۸۶) یک بیاباں جلوۂ گل۔ (۱۸۷) یک جہاں گل۔ (۱۸۸) یک شکستِ رنگِ گل۔ (۱۸۹) یک عالم گریباں چاکیِ گل۔ (۱۹۰) یوسفِ گل۔

گلِ آئینہ: چمن چمن گلِ آئینہ در کنارِ ہوس — امید، محوِ تماشائے گلستاں تجھ سے — ص ۱۱۲

گلِ از شاخ دور افتادہ: خرابِ آبادِ اُلفت میں عبث افسوسِ ویرانی — گلِ از شاخ دور اُفتادہ ہے نزدیکِ پژمردن — ص ۳۳۹

گلِ افشانیِ گفتار: دیکھیے: اندازِ گل افشانیِ گفتار۔

گلِ اقبالِ خس: ہجومِ مژدۂ دیدار و پروازِ تماشاہا — گلِ اقبالِ خس ہے چشمِ بلبل آشیانے میں — ص ۵۸

گلِ اندامی: برگ ریزی ہائے گل، ہے وضعِ زرافشاندنی — باج لیتی ہے گلستاں سے گل اندامی تری — ص ۴۳

گلِ باغِ واماندگی: رسیدن، گلِ باغِ واماندگی ہے — عبث محملِ آرائے رفتار ہیں ہم — ص ۵۵

گلِ پیام: بہ مُہرِ نامہ جو بوسہ گلِ پیام رہا | ہمارا کام ہوا اور تمھارا نام رہا | ص ۳۰

گلِ پیرہن: تھا مجھ کو خار خارِ جنونِ وفا اسدؔ! | سوزن میں تھا نہفتہ گلِ پیرہن ہنوز | ص ۳۲

گلِ تر: باغ میں مجھ کو نہ لے جا، ورنہ میرے حال پر | ہر گلِ تر ایک چشمِ خوں فشاں ہو جائے گا | ص ۱۵۱

گلِ جیبِ قبائے گل: غالبؔ! مجھے ہے اُس سے ہم آغوشی آرزو | جس کا خیال، ہے گلِ جیبِ قبائے گل | ص ۱۷۶

گلِ چراغ: دیکھیے: مثلِ گلِ چراغ۔

گلِ خرشید: دیکھیے: رنگِ رخسارِ گلِ خرشید۔

گلِ خزانیِ شمع: دیکھیے: شہیدِ گلِ خزانیِ شمع۔

گلِ دستارِ دوست: ہے سوا نیزے پہ، اُس کے قامتِ نوخیز سے | آفتابِ روزِ محشر ہے گلِ دستارِ دوست | ص ۳۳

گل رُخاں: دیکھیے ______: (۱) خوابِ نازِ گل رُخاں۔ (۲) نگاہِ گل رخاں۔

گل رویاں: دیکھیے: شرمندۂ بوے خوشِ گل رویاں۔

گل رنگ: دیکھیے ______: (۱) بادۂ گل رنگ۔ (۲) ساقیِ گل رنگ۔ (۳) مےِ گل رنگ۔

گلِ شاخِ ہلالِ عید: رتبۂ تسلیم خلقت مشرباں عالی سمجھ | چشمِ قربانی، گلِ شاخِ ہلالِ عید ہے | ص ۱۰۳

گلِ شمع: دیکھیے: مثلِ گلِ شمع۔

گلِ صحرا: دیکھیے: ہم بالیدنِ سنگ و گلِ صحرا۔

گلِ صد شعلہ: شمع آسا چہ سرِ دعویٰ و گو پاے ثبات | گلِ صد شعلہ بہ یک جیبِ شکیبائی ہے | ص ۱۰۳

گل فروش: دیکھیے: کفِ گل فروش۔

گل فروشِ شوخیِ داغِ کہن: ہے نازِ مفلساں زرِ از دست رفتہ پر | ہوں گل فروشِ شوخیِ داغِ کہن ہنوز | ص ۱۷۱

گل فشاں: خامے کا صفحے پہ رواں ہونا | شاخِ گل کا ہے گل فشاں ہونا | ص ۳۰

گل فشانی: پس از مُردن بھی دیوانہ زیارت گاہِ طفلاں ہے | شرارِ سنگ نے تربت پہ میری گل فشانی کی | ص ۲۰۶

گل فشانی ہاے نازِ جلوہ: گل فشانی ہاے نازِ جلوہ کو کیا ہو گیا؟ | خاک پر ہوتی ہے تیری لالہ کاری، ہاے ہاے! | ص ۲۰۴

گلِ لالہ: شبنم بہ گلِ لالہ نہ خالی ز ادا ہے | داغِ دلِ بیدرد نظر گاہِ حیا ہے | ص ۲۱۸

گلِ مضمونِ شفق: نالہ، خونیں ورق و دل، گلِ مضمونِ شفق — چمن آرائے قفسِ وحشتِ تنہائی ہے ص۱۰۳

گلِ موسمِ خزاں: فسردگی میں ہے فریادِ بے دلاں تجھ سے — چراغِ صبح و گلِ موسمِ خزاں تجھ سے ص۱۱۲

گلِ نرگس: (۱) موج مے پر ہے براتِ نگرانِ اُمید — گلِ نرگس سے کفِ جام پہ ہے چشمِ بہار ص۳

(۲) باغ تجھ بن گلِ نرگس سے ڈراتا ہے مجھے — چاہوں گر سیرِ چمن، آنکھ دکھاتا ہے مجھے ص۸۸

(۳) دیکھیے: شاخِ گلِ نرگس۔

گلِ نغمہ: (۱) نہ گلِ نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز — میں ہوں اپنی شکست کی آواز ص۱۶۲

(۲) شغلِ ہوس در نظر، لیک حیا بے خبر — شاخِ گلِ نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز ص۴۳

گلِ نقشِ پا: دیکھیے: گردِ شاخِ گلِ نقشِ پا۔

گل وبلبل: دیکھیے: گریِ گل وبلبل۔

گل وخار: دیکھیے: نگہِ آشنائے گل وخار۔

گل وریحان ولالہ: مطلع ہورہی ہے ~~پیچ آہنگ~~ — گل و ریحان و لالہ رنگا رنگ ص۳۶۷

گل وسنبلِ فردوسِ بریں: صرفِ اعدا: اثرِ شعلہ و دودِ دوزخ — وقفِ احباب: گل و سنبلِ فردوسِ بریں ص۳۳۵

گل وشبنم: عشاق اشکِ چشم سے دھوویں ہزار داغ — دیتا ہے اور جوں گل و شبنم بہار، داغ ص۴۸

گل وصبح: [چھے بار بہ طور جزوِ ردیف، ص۳۶]:

(۱)، (۲) دعویِ عشقِ بتاں سے بہ گلستاں گل و صبح — ہیں رقیبانہ بہم دست و گریباں گل و صبح

(۳) ساقِ گل رنگ سے اور آئینۂ زانو سے — جامہ زیبوں کے سدا ہیں تہِ داماں گل و صبح

(۴) وصلِ آئینہ رُخاں ہم نفسِ یک دیگر — ہیں دعا ہائے سحرگاہ سے خواہاں گل و صبح

(۵) آئنہ خانہ ہے صحنِ چمنستاں یکسر — بس کہ ہیں بے خود و وارفتہ و حیراں گل و صبح

(۶) زندگانی نہیں بیش از نفسِ چند اسدؔ! — غفلت آرایِ یاراں پہ ہیں خنداں گل و صبح

گل وغنچہ: دیدن ہمہ بالیدن، کردن ہمہ افسردن — خوش تر ز گل و غنچہ چشم و دلِ ساقی ہے ص۱۱۳

گل وگلشن: دیکھیے: تماشائے گل وگلشن۔

گل و نرگس: رہا بے قدر دل در پردۂ جوشِ ظہور آخر گل و نرگس بہم، آئینہ و اقلیمِ کوراں ہے ص۸۱

گل و نسریں: (۱) شہر میں کو بہ کو عبیر و گلال باغ میں سو بہ سو گل و نسریں ص۲۸۰

(۲) دیکھیے: رنگِ لالہ و گل و نسریں۔

گل و لالہ: دیکھیے ـــــــ: (۱) رنگِ تمکینِ گل و لالہ۔ (۲) سبزہ و برگِ گل و لالہ۔ (۳) ہر ایک گل و لالہ۔

گل ہا: (۱) یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشمِ یعقوب لالہ ہا داغ بر افگندہ و گل ہا بے خار ص۳

(۲) دیکھیے: گریباں چاکی گل ہا۔

گل ہائے سن: دیکھیے: بکسِ گل ہائے سن۔

گل ہائے عیش: دیکھیے: شگفتنِ گل ہائے عیش۔

گل ہائے ناز: دیکھیے: شگفتنِ گل ہائے ناز۔

گل ہائے نرگس: چمن، نامحرمِ آگاہیِ دیدار خوباں ہے سحر گل ہائے نرگس چشمِ گور ملتے ہیں ص۶۳

گل ہائے یاسمیں: دیکھیے: تختۂ گل ہائے یاسمیں۔

گل[۲]: (۱) وصل میں بختِ سیہ نے سنبلستاں گل کیا رنگِ شب، تہ بندیِ دودِ چراغِ خانہ تھا ص۲۵

(۲) طبع کی واشد نے رنگِ یک گلستاں گل کیا یہ دلِ وابستہ، گویا بیضۂ طاؤس تھا ص۲۱

(۳) نامراد جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کرے لالہ، داغِ شعلہ فرسود چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

گلاس[۱]: انگبیں کے، بہ حکمِ رب الناس بھر کے بھیجے ہیں سر بہ مہر گلاس ص۱۳۱ [آم کے لیے]

گلال[۲]: دیکھیے: عبیر و گلال۔

گلباز[۳]: نہیں دل میں مرے وہ قطرۂ خوں جس سے مژگاں ہوئی نہ ہو گلباز ص۱۶۲

گلبازیِ اندیشۂ شوق: جائے حیرت ہے کہ گلبازیِ اندیشۂ شوق اس زمیں میں نہ کرے سبز قلم کی رفتار ص۳

گلبانگِ تسلی: دیکھیے: منت کشِ گلبانگِ تسلی۔

---

[۱] گلاس : ایک بار۔

[۲] گلال : ایک بار [مرتب]۔

[۳] گلباز : ایک بار۔ گلبازی : ایک بار [مرتب]۔

[۴] گلبانگ : ایک بار [مرتب]۔

گلبدن[1]: اگرچہ تھا یہ ارادہ، مگر خدا کا شکر — اُٹھا سکا نہ نزاکت سے گلبدن، تکیہ — ص۳۰۳

گلبرگ[2]: (۱) از بس کہ ہے محو بہ چمن تکیہ زدن ہا — گلبرگ، پُرِ بالشِ سرو چمنی ہے — ص۱۱۱

(۲) دیکھیے: کفِ گلبرگ۔

گلبُن[3]: دیکھیے: شاخِ گلبن۔

گلبندِ قبا[4]: دیکھیے: موجۂ گلبندِ قبا۔

گلچیں[5]: (۱) وصفِ دلدُل ہے مرے مطلعِ ثانی کی بہار — جنتِ نقشِ قدم سے ہوں میں اُس کے، گلچیں — ص۹

(۲) بجائے غنچہ وگل، ہے ہجومِ خار وخس یہاں تک — کہ صرفِ بخیۂ دامن ہوا ہے خندہ گلچیں کا — ص۲۸

(۳) سیدِ گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں — مژدہ اے مرغ! کہ گلزار میں صیاد نہیں — ص۱۸۶

دیکھیے ______: (۴) دامانِ گلچیں۔ (۵) دامنِ گلچیں۔ (۶) نگاہِ گلچیں۔

گلچینِ تماشا: (۱) تصور، بہرِ تسکینِ تپیدن ہائے طفلِ دل — بہ باغِ رنگ ہائے رفتہ گلچینِ تماشا ہے — ص۸۳

(۲) گلزارِ تمنّا ہوں، گلچینِ تماشا ہوں — صد نالہ اسدؔ! بلبل در بندِ زباں دانی — ص۱۰۹

گلچینِ طرب: مستیِ ابر سے گلچینِ طرب ہے حسرت — کہ اِس آغوش میں ممکن ہے دوعالم کا فشار — ص۱۳۲

گلچینِ گلستانِ تسلی: خار خارِ المِ حسرتِ دیدار تو ہے — شوق، گلچینِ گلستانِ تسلی نہ سہی — ص۲۰۹

گلچینی[6]: دیکھیے: آرزوے گلچینی۔

گلچینیِ جلاد: قطرہ ہائے خونِ بسمل زیبِ داماں ہیں اسدؔ! — ہے تماشا کردنی گلچینیِ جلاد یہاں — ص۵۷

گلچینیِ نقشِ کفِ پا: دیکھیے: ذوقِ گلچینیِ نقشِ کفِ پا۔

گلخن[7]: (۱) فنا کو سونپ، گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا — فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر — ص۱۶۸

(۲) نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے — جو گل ہوں تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں — ص۱۸۰

---

[1] گلبدن : ایک بار [مرکب]۔
[2] گلبرگ : دو بار [مرکب]۔
[3] گلبن : ایک بار [مرکب]۔
[4] گلبند : ایک بار [مرکب]۔
[5] گلچیں : دس بار [مفرد: تین بار، مرکب: سات بار]۔
[6] گلچینی : تین بار [مرکب]۔
[7] گلخن : چار بار۔

(۳) تھی وطن میں شان کیا غالبؔ، کہ ہو غربت میں قدر　　بے تکلف، ہوں وہ مشتِ خس کہ گلخن میں نہیں　　ص۱۸۵

(۴) گلخن، شرر اہتمام بستر ہے آج　　یعنی تبِ عشق شعلہ پرور ہے آج　　ص۴۵۷

گلدام[۱]: شکلِ طاؤس گرفتار بنایا ہے مجھے　　ہوں وہ گلدام کہ سبزے میں چھپایا ہے مجھے　　ص۱۰۷

گلدستہ[۲]: ستائش گر ہے زاہد اس قدر جس باغِ رضواں کا　　وہ اک گلدستہ ہے ہم بے خودوں کے طاقِ نسیاں کا　　ص۱۵۶

گلدستۂ احباب: تھا میں گلدستۂ احباب کی بندش کی گیاہ　　متفرق ہوئے میرے رفقا میرے بعد　　ص۳۸

گلدستۂ جوشِ شرر: ہے طاقِ فراموشیِ سودائے دو عالم　　وہ سنگ کہ گلدستۂ جوشِ شرر آوے　　ص۱۱۳

گلدستۂ خار: ذوقِ بیتابیِ دیدار سے تیرے، ہے ہنوز　　جوشِ جوہر سے دلِ آئنہ، گلدستۂ خار　　ص۹

گلدستۂ صد نقشِ قدم: بیکاریِ تسلیم بہ ہر رنگ چمن ہے　　گر خاک ہو، گلدستۂ صد نقشِ قدم باندھ　　ص۷۱

گلدستۂ نگاہ: حسرت نے لا رکھا تری بزمِ خیال میں　　گلدستۂ نگاہ، سویدا کہیں جسے　　ص۲۱۸

گلزار[۳]: (۱) بوئے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی اسدؔ!　　دے نے برباد کیا پیرہنِ بستاں میرا　　ص۲۱

(۲) پرواز تپش رنگی، گلزار ہمہ تنگی　　خوں ہو قفسِ دل میں اے ذوقِ پرافشانی!　　ص۱۰۹

(۳) فیض سے تیرے ہے اے شمعِ شبستانِ بہار!　　دلِ پروانہ چراغاں، پرِ بلبل گلزار　　ص۳۳۳

(۴) سیدِ گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں　　مژدہ اے مرغ! کہ گلزار میں صیاد نہیں　　ص۱۸۶

(۵) سایے کی طرح ساتھ پھریں سرو و صنوبر　　تو اس قدِ دل کش سے جو گلزار میں آوے　　ص۴۴۴

(۶) تماشائے جہاں مفتِ نظر ہے　　کہ سیرِ گلزار، باغِ رہ گزر ہے　　ص۴۵۵

دیکھیے ——: (۷) حیرتِ گلزار۔ (۸) سایۂ گلزار۔ سوئے گلزار۔ صد گلزار۔ طاقِ گلزار۔ نسخۂ گلزار۔

گلزارِ تمنا: گلزارِ تمنا ہوں، گلچینِ تماشا ہوں　　صد نالہ اسدؔ، بلبل در بندِ زباں دانی　　ص۱۰۹

گلزارِ چمن: صاف ہے از بس کہ عکسِ گل سے گلزارِ چمن　　جانشینِ جوہرِ آئینہ ہے خارِ چمن　　ص۵۹

گلزارِ حضور: ذوقِ تسلیم تمنا سے بہ گلزارِ حضور　　عرضِ تسخیرِ تماشا سے بہ دامِ اظہار　　ص۵

گلزارِ خیال: مشقِ از خود رفتگی سے ہیں بہ گلزارِ خیال　　آشنا تعبیرِ خوابِ سبزۂ بیگانہ ہم　　ص۵۳

---

[۱] گلدام : ایک بار۔

[۲] گلدستہ : چھے بار [مرتّب]۔

[۳] گلزار : سترہ بار [مفرد چھے بار، مرتب: گیارہ بار]۔

گلزارِ دمیدن: گلزار دمیدن شرر ستانِ رمیدن فرصت تپش و حوصلۂ نشوونما ہیچ ص۳۶

گلستاں[۱]: (۱) پھر وہ سوے چمن آتا ہے، خدا خیر کرے! رنگ اُڑتا ہے گلستاں کے ہَوا داروں کا ص۲۸

(۲) دعویِ عشقِ بتاں سے بہ گلستاں گل و صبح ہیں رقیبانہ بہم دست و گریباں گل و صبح ص۳۷

(۳) خدایا، کس قدر اہلِ نظر نے خاک چھانی ہے! کہ ہیں صد رخنہ جوں غربال دیواریں گلستاں کی ص۷۷

(۴) برگ ریزی ہاے گل، ہے وضعِ زر افشاندنی باج لیتی ہے گلستاں سے گل اندامی تری ص۹۳

(۵) اسدؔ! وارستگاں باوصفِ ساماں بے تعلق ہیں صنوبر گلستاں میں باولِ آزادہ آتا ہے ص۹۸

(۶) گلستاں، بے تکلف پیشِ پا اُفتادہ مضموں ہے جو تو باندھے کفِ پا پر حنا، آئینہ موزوں ہے ص۱۱۱

(۷) اسدؔ طلسم قفس میں رہے، قیامت ہے! خرام تجھ سے، صبا تجھ سے، گلستاں تجھ سے ص۱۱۲

(۸) لے گئے خاک میں ہم داغ تمناے نشاط تو ہو اور آپ بہ صد رنگ گلستاں ہونا ص۱۵۰

(۹) مجھے اب، دیکھ کر ابرِ شفق آلودہ، یاد آیا کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر ص۱۹۷

(۱۰) وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالبؔ چٹکنا غنچۂ گل کا، صداے خندۂ دل ہے ص۲۰۸

(۱۱) اک نوبہارِ ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ چہرہ فروغِ مَے سے گلستاں کیے ہوئے ص۲۲۶

(۱۲) تماشاے گل و گلشن ہے مفتِ سر بہ جَیبی ہا بہ از چاکِ گریباں گلستاں کا در نہیں ہوتا ص۲۲۵

دیکھیے ــــــ: (۱۳) جوے گلستاں۔ (۱۴) خس و خاشاکِ گلستاں۔ (۱۵) رنگِ یک گلستاں۔ (۱۶) سازِ یک گلستاں۔ (۱۷) سرمایۂ صد گلستاں۔ (۱۸)، (۱۹) سیرِ گلستاں [دوبار]۔ (۲۰) صد گلستاں۔ (۲۱) محوِ تماشاے گلستاں۔ (۲۲) مردودِ گلستاں۔ (۲۳) وعدۂ سیرِ گلستاں۔ (۲۴) ہر یک گردبادِ گلستاں۔ (۲۵) یک عالم گلستاں۔ (۲۶) یک گلستاں۔

گلستانِ ارم: (۱) حیرت، حدِ اقلیمِ تمناے پری ہے آئینے پہ آئینِ گلستانِ ارم باندھ ص۱۷

(۲) دیکھیے: رشکِ گلستانِ ارم۔

---

۱ گلستاں : چونتیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: تیئیس بار]۔

گلستانِ تسلّی: دیکھیے: گلچینِ گلستانِ تسلّی۔

گلستانِ جہاں: کی ہے وا اہلِ جہاں نے یہ گلستانِ جہاں — چشمِ غفلت نظرِ شبنمِ خور نادیدہ — ص۱۷

گلستانِ حیات: دیکھیے: بہارِ تماشاے گلستانِ حیات۔

گلستانِ خیالِ ساقی: دیکھیے: نظرگاہِ گلستانِ خیالِ ساقی۔

گلستاں زدہ: دیکھیے ____: (۱) دامنِ صد رنگِ گلستاں زدہ۔ (۲) صد آئینہ زانوے گلستاں زدہ۔

گلشن[1]: گلشن و مے کدہ: سیلابیِ یک موجِ خیال — نشّہ و جلوۂ گل: بر سرِ ہم فتنہ غبار — ص۳

(۲) ہے نفس پروردہ گلشن کس ہواے بام کا — طوقِ قمری میں ہے سرو باغ، ریحانِ سفال — ص۵۲

(۳) میں چشمِ وا کشادہ و گلشن نظر فریب — لیکن عبث کہ شبنمِ خرشید دیدہ ہوں — ص۹۱

(۴) گلشن میں بند و بست بہ رنگِ دگر ہے آج — قمری کا طوق، حلقۂ بیرونِ در ہے آج — ص۱۲۵

(۵) نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے — جو گُل ہوں تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں — ص۱۸۰

(۶) آبرو کیا خاک اُس گل کی جو گلشن میں نہیں — ہے گریباں ننگِ پیراہن، جو دامن میں نہیں — ص۱۸۳

(۷) گلشن کو تری صحبت از بس کہ خوش آئی ہے — ہر غنچے کا گل ہونا آغوش کشائی ہے — ص۲۱۰

(۸) نہ دیکھا کوئی ہم نے آشیاں بلبل کا گلشن میں — کہ جس کے در پہ غنچہ شکلِ قفلِ زر نہیں ہوتا — ص۲۲۵

(۹) اُس شعلے نے گُلوں کو جو گلشن میں کیا گرم — پھولوں کو ہوئی بادِ بہاری وہ ہوا گرم — ص۲۲۸

(۱۰) ہے بسملِ اداے چمن عارضاں، بہار — گلشن کو رنگِ گل سے ہے درخوں تپیدگی — ص۲۵۴

دیکھیے ____: (۱۱) بادۂ نظارۂ گلشن۔ (۱۲) تماشاے گلشن۔ (۱۳) تماشاے گل و گلشن۔ (۱۴) جادۂ گلشن۔
(۱۵) صفحۂ گلشن۔ (۱۶) کفِ ہر خاکِ گلشن۔ (۱۷) نواسنجانِ گلشن۔ (۱۸) ہواے گلشن۔

گلشن آبادِ دلِ مجروح: گلشن آبادِ دلِ مجروح میں ہو جائے ہے — غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد، گل — ص۵۲

گلشن آرائی: دیکھیے: بند و بستِ گلشن آرائی۔

گلشنِ اتفاق: گلشنِ اتفاق میں ایک، بہارِ بے خزاں — مے کدۂ وفاق میں بادۂ بے خمار ایک — ص۲۹۶

---

[1] گلشن : اٹھائیس بار [مفرد: نو بار، مرکب: انیس بار]۔

گلشنِ بیداد: ورنہ وہ ناز ہے، جس گلشنِ بیداد سے تھا — طورِ مشعل بہ کف از جلوۂ تجزیہ بہار — ص ۴

گلشنِ تجرید: دیکھیے: مرغِ گلشنِ تجرید۔

گلشنِ زخم: گلشنِ زخم کھلاتا ہے جگر میں پیکاں — گرو غنچہ ہے سامانِ چمن بالیدن — ص ۲۵۰

گلشنِ کشمیر: میرؔ کے شعر کا احوال کہوں کیا غالبؔ — جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں — ص ۵۷

گلشنِ ناآفریدہ: (۱) بزمِ نظر ہیں بیضۂ طاؤس خلوتاں — فرشِ طرب بہ گلشنِ ناآفریدہ کھینچ — ص ۳۶

(۲) دیکھیے: عندلیبِ گلشنِ ناآفریدہ۔

گلشنِ ہمیشہ بہار: ہے یہ وہ گلشنِ ہمیشہ بہار — باروَر جس کا سرو، گُل بے خار — ص ۲۶۷

گلفام[۱]: دیکھیے ____: (۱) بادۂ گلفام۔ (۲)، (۳) مَیِ گلفام [دوبار]۔

گلفامِ مشک بو: دیکھیے: بادۂ گلفامِ مشک بو۔

گلکدۂ[۲] تلاش: گلکدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ، ایک بو — ریختے کے قماش کو پُود ہے ایک، تار ایک — ص ۲۹۶

گلگشتِ[۳] باغ: ہے لالہ عارضاں، مجھے گلگشتِ باغ میں — دیتی ہے گرمیِ گل و بلبل ہزار داغ — ص ۳۸

گلگوں[۴] (۱): اُس شعلے نے گلگوں کو جو گلشن میں کیا گرم — پھولوں کو ہوئی یادِ بہاری، وہ ہُوا گرم — ص ۴۴۸

گلگونِ شیریں: شرارِ سنگ سے پا در حنا گلگونِ شیریں ہے — ہنوز اے تیشۂ فرہاد! عرضِ آتشیں پائی — ص ۹۲

گلگونِ نکہت: ہے بہار تیز رو گلگونِ نکہت پر سوار — یک شکستِ رنگِ گل: صد جُنبشِ مہمیز ہے — ص ۸۵

گلگوں (۲): دیکھیے ____: (۱) عکسِ روے گلگوں۔ (۲) مَیِ گلگوں۔

گلگونہ[۵] آرائی: دیکھیے: شوخیِ گلگونہ آرائی۔

گلگیر[۶]: دیکھیے: غنچۂ گلگیر۔

گلگیریں: ز بس ہر شمع یہاں آئینۂ حیرت پرستی ہے — کرے ہیں غنچۂ منقارِ طوطی نقشِ گلگیریں — ص ۹۳

---

۱ گلفام : چار بار [مرکّب]۔
۲ گلکدہ : ایک بار [مرکّب]۔
۳ گلگشت : ایک بار [مرکّب]۔
۴ گلگوں (۱): تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔
گلگوں (۲): دو بار [مرکّب]۔
۵ گلگونہ : ایک بار [مرکّب]۔
۶ گلگیر : ایک بار [مرکّب]۔
گلگیریں : ایک بار۔

گلنار گوں[1]:	دیکھیے: نۓ گلنار گوں۔		
گلو[2]:	دشنے نے کبھی منہ نہ لگایا ہو جگر کو	خنجر نے کبھی بات نہ پوچھی ہو گلو کی	ص۲۲۸
گلوسوزی:	دلا! عبث ہے تمنائے خاطر افروزی	کہ بوسۂ لبِ شیریں ہے اور گلوسوزی	ص۱۰۰
گلوے بریدہ:	دیکھیے: مضرابِ تارہاے گلوے بریدہ۔		
گلوے جرس:	کیا دے صدا، کہ کلفتِ گم گشتگاں سے، آہ!	بے سرمہ، گرد رہ بہ گلوے جرس تمام	ص۵۵
گلوے شیشۂ مے:	ریزشِ خونِ وفا ہے جرعہ نوشی ہاے یار	یہاں گلوے شیشۂ مے، تیغۂ شمشیر ہے	ص۹۵
گلہ[3]:	(۱) اسدؔ! ساغر کشِ تسلیم ہو گردش سے گردوں کی	کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے گلہ بدروزگاری کا	ص۱۹
	(۲) گر بعدِ مرگ وحشتِ دل کا گلا کروں	موجِ غبار سے پرِ یک دشت وا کروں	ص۵۶
	(۳) گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا	گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا	ص۱۳۷
	(۴) نوازش ہاے بیجا دیکھتا ہوں	شکایت ہاے رنگیں کا گلا کیا!	ص۱۵۷
	(۵) نفس، موجِ محیطِ بے خودی ہے	تغافل ہاے ساقی کا گلا کیا	ص۱۵۷
	(۶) تم سے بیجا ہے مجھے اپنی تباہی کا گلہ	اس میں کچھ شائبۂ خوبیِ تقدیر بھی تھا	ص۱۵۸
	(۷) تنگیِ دل کا گلہ کیا، یہ وہ کافر دل ہے	کہ اگر تنگ نہ ہوتا تو پریشاں ہوتا	ص۱۵۸
	(۸) جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو؟	اک تماشا ہوا، گلا نہ ہوا	ص۱۹۲
	(۹) ہے مجھ کو تجھ سے تذکرۂ غیر کا گلہ	ہر چند بر سبیلِ شکایت ہی کیوں نہ ہو	ص۱۹۳
	(۱۰) کرنے گئے تھے اس سے تغافل کا ہم گلہ	کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئے	ص۲۲۹
	(۱۱) شکوے کے نام سے بے مہر خفا ہوتا ہے	یہ بھی مت کہہ، کہ جو کہیے تو گلا ہوتا ہے	ص۲۳۰
	(۱۲) جب توقع ہی اٹھ گئی غالبؔ!	کیوں کسی کا گلا کرے کوئی؟	ص۲۳۲
	(۱۳) کس کو سناؤں حسرتِ اظہار کا گلہ؟	دل فردِ جمع و خرجِ زباں ہاے لال ہے	ص۲۰۵

---

[1] گلنار : ایک بار [مرکب]۔

[2] گلو : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔

[3] گلہ : سترہ بار [مفرد: چودہ بار، مرکب: تین بار]۔

گلہ مند : ایک بار۔

(۱۴) آپ نے مسّیٔ الضّر کہا ہے تو سہی — یہ بھی، یا حضرتِ ایّوب! گلا ہے تو سہی — ص۳۱۰

گلہ مند: دل سخت نژند ہوگیا ہے گویا — اُس سے گلہ مند ہوگیا ہے گویا — ص۲۵۳

گلۂ اُلفت: دیکھیے: دامِ گلۂ اُلفت۔

گلۂ پا: دیدار طلب ہے دلِ واماندہ کہ آخر — نوکِ سرِ مژگاں سے رقم ہو گلۂ پا — ص۲۹

گلۂ کم سخنی: گو حوصلہ پا مردِ تغافل نہیں لیکن — خاموشیِ عاشق گلۂ کم سخنی ہے — ص۱۱۱

گلے[1]: (۱-۳) سب سے یہ گوشہ کنارے ہے، گلے لگ جا رے — آدمی کو کیوں پکارے ہے، گلے لگ جا رے
سر سے گر چادر اُتارے ہے، گلے لگ جا رے — [تضمین]

(۴) کھلے یہ گانٹھ، تو البتّہ دم نکل جاوے — بری طرح سے ہوئی ہے گلے کا ہار، گرہ — ص۲۷۹

گلی[2]: (۱) تماشا ہے کہ ناموسِ وفا رسوائے آئیں ہے — نفس تیری گلی میں خوں ہوا اور بازاررنگیں ہے — ص۸۹

(۲) ہاں وہ نہیں خدا پرست، جاؤ وہ بے وفا سہی — جس کو ہو دین و دل عزیز، اُس کی گلی میں جائے کیوں — ص۱۹۳

(۳) اپنی گلی میں مجھ کو نہ کر دفن بعدِ قتل — میرے پتے سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے — ص۲۳۶

گلیوں: گلیوں میں میری نعش کو کھینچے پھرو کہ میں — جاں دادۂ ہوائے سرِ رہگزار تھا — ص۱۵۳

گلیم[3]: یہ گلیم ہوں، لازم ہے میرا نام نہ لے — جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے — ص۲۸

گلیمِ بختِ سیہ: ہے گلیمِ سیہِ بختِ پریشاں کاکل — موئے بافتنِ ریشۂ سُنبل تا چند — ص۳۹

گم[4]: (۱) ابرِ نیساں سے ملے موجِ گہر کا تاواں — خلوتِ آبلہ میں گم کرے گر تو رفتار — ص۵

(۲) بہ روئے قیس دستِ شرم ہے مژگانِ آہو سے — مگر روزِ عروسی گم ہوا تھا شانہ لیلیٰ کا — ص۲۶

(۳) بہ عکسِ عجز ابروئے مہ تو حیرت ایما ہے — کہ بھاں گم کر جبینِ سجدہ فرسا آستانے میں — ص۵۸

(۴) دل دے کفِ تغافلِ ابروئے یار میں — آئینہ ایسے طاق پہ گم کر کہ تو نہ ہو — ص۱۸

(۵) موجِ گل ڈھونڈھ بہ خلوت کدۂ غنچۂ باغ — گم کرے گوشۂ میخانہ میں گر تو دستار — ص۱۰۰

---

[1] گلے : چار بار۔
[2] گلی : تین بار۔ گلیوں : ایک بار۔
[3] گلیم : دو بار مرکب ا۔
[4] گم : اکیس بار مفرد: پندرہ بار، مرکب ۔۔۔

(۶) کہتے ہو: نہ دیں گے ہم دل اگر پڑا پایا — دل کہاں کہ گم کیجیے، ہم نے مدعا پایا — ص ۱۳۳
(۷) غنچہ پھر لگا کھلنے، آج ہم نے اپنا دل — خوں کیا ہوا دیکھا، گم کیا ہوا پایا — ص ۱۳۳

[نو بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص ۶۸]:

(۸) مبادا بے تکلف فصل کا برگ و نوا گم ہو — مگر طوفانِ نے میں جنبشِ موجِ صبا گم ہو
(۹) سببِ وارستگاں کو ننگِ ہمت ہے، خداوندا! — اثر سرمے سے اور لب ہائے عاشق سے صدا گم ہو
(۱۰) نہیں جز دردِ تسکینِ کوشش ہائے بیدرداں — کہ موجِ گریہ میں صد خندۂ دنداں نما گم ہو
(۱۱) ہوئی ہے ناتوانی بے دماغِ شوخیِ مطلب — فرو ہوتا ہے سر سجدے میں، اے دستِ دعا! گم ہو
(۱۲) تجھے ہم مفت دیویں یک جہاں چینِ جبیں، لیکن — مبادا! اے پیچ و تابِ طبع، نقشِ مدعا گم ہو
(۱۳) بلا گردانِ تمکینِ بتاں صد موجۂ گوہر — عرق بھی جن کے عارض پر بہ تکلیفِ حیا گم ہو
(۱۴) اٹھاوے کب وہ جانِ شرم تہمت قتلِ عاشق کی — کہ جس کے ہاتھ میں مانندِ خوں رنگِ حنا گم ہو
(۱۵) کریں خوباں جو سیرِ حسن اسدؔ یک پردہ نازک تر — دمِ صبحِ قیامت در گریبانِ قبا گم ہو

گم کردگاں: دیکھیے: دعائے مدعا گم کردگاں۔

گم کردہ: (۱) شمع ہوں، لیکن بہ پا در رفتہ خارِ جستجو — مدعا گم کردہ ہر سو، ہر طرف جلتا ہوں میں — ص ۹۳
(۲) دیکھیے: آشیاں گم کردہ۔

گم کردہ رہ: نشے میں گم کردہ رہ آیا وہ مستِ فتنہ خو — آج رنگِ رفتہ، دورِ گردشِ ساغر ہوا — ص ۲۰

گم گشتگاں: دیکھیے: کلفتِ گم گشتگاں۔

گم گشتہ: دیکھیے: دلِ گم گشتہ۔

گماں۔گمان[۱]**:** (۱) اسدؔ سے ترکِ وفا کا گماں وہ معنی ہے — کہ کھینچیے پرِ طائر سے صورتِ پرواز — ص ۴۳
(۲) اس پہ گزرے نہ گماں ریو و ریا کا زنہار! — غالبِؔ خاک نشیں اہلِ خرابات سے ہے — ص ۱۴۸
(۳) ہے بس کہ ہر اک اُن کے اشارے میں نشاں اَور — کرتے ہیں محبت تو گزرتا ہے گماں اَور — ص ۱۴۰

---

[۱] گمان : اٹھارہ بار [مفرد: دس بار، مرکب: آٹھ بار]۔

(۴) ظالم! مرے گماں سے مجھے منفعل نہ چاہ — ہَے ہَے! خدا نکردہ، تجھے بے وفا کہوں! ص۱۷۸

(۵) ہوگئی ہے غیر کی شیریں بیانی کارگر — عشق کا اُس کو گماں ہم بے زبانوں پر نہیں ص۱۸۳

(۶) ہم پر جفا سے ترکِ وفا کا گماں نہیں — اک چھیڑ ہے، وگرنہ مراد امتحاں نہیں ص۱۸۸

(۷) غلط نہ تھا ہمیں خط پر گماں تسلّی کا — نہ مانے دیدۂ دیدار جُو تو کیوں کر ہو ص۱۹۷

(۸) حال آنکہ ہے یہ سیلیِ خارا سے لالہ رنگ — غافل کو میرے شیشے پہ مے کا گمان ہے ص۲۰۳

(۹) جا داد بادہ نوشیِ رنداں ہے شش جہت — غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے ص۲۰۶

(۱۰) نفرت کا گماں گزرے ہے، میں رشک سے گزرا — کیوں کر کہوں: لو نام نہ اُن کا مرے آگے ص۲۴۹

دیکھیے: (۱۱-۱۵) بدگماں [پانچ بار]۔

گمانِ رنجشِ خاطر: ہم سے عبث ہے گمانِ رنجشِ خاطر — خاک میں عشاق کی غبار نہیں ہے ص۲۰۸

گمانِ غرورِ دانائی: وداعِ حوصلہ، توفیقِ شکوہ، عجزِ وفا — اسدؔ! ہنوز گمانِ غرورِ دانائی ص۱۱۰

گمانِ قطعِ زحمت: بہ گمانِ قطعِ زحمت نہ دوچار خامشی ہو — کہ زبانِ سرمہ آلود نہیں تیغِ اصفہانی ص۹

گمراہی[۱]: دیکھیے: خوفِ گمراہی۔

گمرہاں: بہ کامِ دل کریں کس طرح گمرہاں فریاد — ہوئی ہے لغزشِ پا لکنتِ زباں، فریاد! ص۳۷

گمرہیِ سکندر: لبِ نگار میں، آئینہ، دیکھ آبِ حیات — بہ گمرہیِ سکندر ہے محوِ حیرانی ص۹۶

گناہ[۲]: (۱) رحمت اگر قبول کرے، کیا بعید ہے — شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا ص۱۳۹

(۲) تم جانو، تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو — مجھ کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو ص۱۹۶

(۳) اِن دل فریبیوں سے نہ کیوں اُس پہ پیار آئے — روٹھا جو بے گناہ، تو بے عذر من گیا ص۲۹۳

گناہگار: حد چاہیے سزا میں عقوبت کے واسطے — آخر گناہگار ہوں، کافر نہیں ہوں میں ص۱۹۰

گناہوں: دیکھیے: (۱) کردہ گناہوں۔ (۲) ناکردہ گناہوں۔

---

[۱] گمراہی : ایک بار [مرکب]۔
گمرہی : ایک بار [مرکب]۔
گمرہاں : ایک بار۔

[۲] گناہ : تین بار [مفرد: دو بار]۔
گناہگار : ایک بار۔

[۳] گناہوں : دو بار۔

گنبدِ[۱] بے در: اُس کی اُمّت میں ہوں میں، میرے رہیں کیوں کام بند — واسطے جس شہ کے غالبؔ! گنبدِ بے در کھلا ص۱۶۱

گنبدِ تیز گرد، نیلی فام: آسماں کو، کہا گیا کہ کہیں — گنبدِ تیز گرد نیلی فام ص۱۵۵

گنج[۲]: (۱) شکوۂ یاراں غبارِ دل میں پنہاں کر دیا — غالبؔ! ایسے گنج کو شایاں یہی ویرانہ تھا ص۲۵

(۲) دیوانگاں ہیں حاملِ رازِ نہانِ عشق — اے بے تمیز! گنج کو ویرانہ چاہیے ص۸۲

گنجِ تنہائی: دیکھیے: پاسبانِ طلسمِ گنجِ تنہائی۔

گنجِ شرر: گریہ ہاے بے دلاں گنجِ شرر در آستیں — قہرمانِ عشق میں حسرت سے لیتے ہیں خراج ص۳۵

گنجِ محبت: دیکھیے: قفلِ درِ گنجِ محبت۔

گنج وتخت وافسر: دیکھیے: وارثِ گنج وتخت وافسر۔

گنج ہاے گراں مایہ: مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم! — تو نے وہ گنج ہاے گراں مایہ کیا کیے؟ ص۲۲۳

گنجایش[۳]: ہو فشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود — قد کے جھکنے کی بھی گنجایش مرے تن میں نہیں ص۱۸۵

گنجایشِ عداوتِ اغیار: گنجایشِ عداوتِ اغیار یک طرف — یہاں دل میں ضعف سے ہوسِ یار بھی نہیں ص۱۸۳

گنجفہ باز[۴] خیال: محفلیں برہم کرے ہے گنجفہ بازِ خیال — ہیں ورق گردانیِ نیرنگِ یک بت خانہ ہم ص۱۷۷

گنجینہ[۵]: حق سے کیا مانگیے اُن کے لیے؟ جب ہو موجود — ملک و گنجینہ و خیل و سپہ و کوس و علم ص۲۶۵

گنجینۂ گوہر: (۱) خسروِ انجم کے آیا صرف میں — شب کو تھا گنجینۂ گوہر کھلا ص۱۳۹

(۲) دیکھیے: درِ گنجینۂ گوہر۔

گنجینۂ گہر: اس سے جو کوئی بہرہ ور ہوگا — سینہ، گنجینۂ گہر ہوگا ص۲۶۸

گنجینۂ معنی: گنجینۂ معنی کا طلسم اس کو سمجھیے — جو لفظ کہ غالبؔ! مرے اشعار میں آوے ص۲۳۲

گنہ[۶]: آتا ہے داغِ حسرتِ دل کا شمار یاد — مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے خدا! نہ مانگ ص۱۷۶

---

۱ گنبد : دوبار [مرکب]۔

۲ گنج : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکب: چار بار]۔

گنج ہا : ایک بار [مرکب]۔

۳ گنجایش : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔

۴ گنجفہ باز : ایک بار [مرکب]۔

۵ گنجینہ : پانچ بار [مرکب]۔

۶ گنہ : ایک بار۔

[مزید دیکھیے: بے گنہ، بے گنہ کُش، خونِ بے گنہ]۔

گنہگار[1]: تماشائے گلشن: تمنّائے چیدن — بہار آفرینا! گنہگار ہیں ہم؟ ص۵۵

گنہگاروں: سرِ خطِ بند ہوا نامہ گنہگاروں کا — خونِ بہ بہ سے لکھا نقش گرفتاروں کا ص۲۸

گوارا[2]: (۱) رنجِ نومیدیِ جاوید گوارا رہیو! — خوش ہوں، گر نالہ زبونی کشِ تاثیر نہیں ص۱۸۲

(۲) ہم رشک کو اپنے بھی گوارا نہیں کرتے — مرتے ہیں، مگر اُن کی تمنّا نہیں کرتے ص۲۳۲

دیکھیے ـــــ: (۳) بادہ ہائے نابِ گوارا۔

گواہ[3]: (۱) جامِ جہاں نما ہے شہنشاہ کا ضمیر — سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے ص۱۲۵

(۲) صادق ہوں اپنے قول میں، غالبؔ خدا گواہ — کہتا ہوں سچ، کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے ص۱۲۵

(۳) بچتے نہیں مواخذۂ روزِ حشر سے — قاتل اگر رقیب ہے، تو تم گواہ ہو ص۱۹۶

(۴) دیکھیے: احتیاجِ گواہ۔

گواہِ رنگیں: شفق بہ دعویِ عاشق گواہِ رنگیں ہے — کہ ماہ، دُزدِ حنائے کفِ نگاریں ہے ص۱۰۲

گواہِ عشق: پھر ہوئے ہیں گواہِ عشق طلب — اشکباری کا حکم جاری ہے ص۲۲۳

گودرز[4]: زورِ بازو میں مانتے ہیں تجھے — گیو، و گودرز و بیژن و رُہام ص۱۳۷

گور[5] (۱): (۱) بے خیالِ حُسن میں حُسنِ عمل کا سا خیال — خلد کا اک در ہے میری گور کے اندر کھلا ص۲۹۱

(۲) وائے! واں بھی شورِ محشر نے نہ دم لینے دیا — لے گیا تھا گور میں ذوقِ تن آسانی مجھے ص۲۳۲

دیکھیے ـــــ: (۳) دہانِ گور۔ (۴) لبِ گور۔ (۵) نوکِ زبانِ دہنِ گور۔

گورِ غریباں: خموشی میں نہاں، خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں — چراغِ مُردہ ہوں میں بے زباں گورِ غریباں کا ص۱۵۷

گور[6] (۲): چھوڑ دیتا تھا گور کو بہرام — ران پر داغِ تازے دے کے وہیں ص۲۸۱

---

[1] گنہگار : ایک بار۔
گنہگاروں : ایک بار۔
[2] گوارا : تین بار[مرکب: ایک بار]۔
[3] گواہ : چھے بار[مفرد: تین بار، مرکب: تین بار]۔
[4] گودرز : ایک بار[مرکب]۔
[5] گور(۱) : چھے بار[مفرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔
[6] گور(۲) : ایک بار۔

گورمنٹ[۱]: خود بے تدارک اس کا گورمنٹ کو ضرور / بے وجہ کیوں ذلیل ہو، غالبؔ ہے جس کا نام ص ۲۸۳

گورے[۲]: گورے پنڈے پر نہ کر ان کے نظر / کھینچ لیتے ہیں یہ ڈورے ڈال کر ص ۲۶۶

گوش[۳]: (۱) ہوں ترے وعدہ نہ کرنے میں بھی راضی کہ کبھی / گوش، منت کشِ گلبانگِ تسلی نہ ہوا ص ۱۳۲

(۲) گوش مہجورِ پیام و چشم محرومِ جمال / ایک دل، تس پر یہ ناامیدواری، ہائے ہائے! ص ۲۰۳

(۳) میں تو دیوانہ ہوں اور ایک جہاں ہے غماز / گوش ہیں در پسِ دیوار، کہوں یا نہ کہوں ص ۲۹۸

دیکھیے ـــــــ: (۴) آشتیِ چشم و گوش۔ (۵) فردوسِ گوش۔

گوشِ حریفاں: دیکھیے: (۱)، (۲) پنبۂ گوشِ حریفاں [دوبار]۔

گوشِ دل: دیکھیے: پردگیِ گوشِ دل۔

گوشِ گل: (۱) یار معذورِ تغافل ہے، عزیزاں! شگفتہ / نالۂ بلبل بہ گوشِ گل شنیدن منع ہے ص ۱۱۳

(۲) بجا ہے، گر نہ سنے نالہ ہائے بلبلِ زار / کہ گوشِ گل نمِ شبنم سے پنبہ آگیں ہے ص ۲۱۳

گوشِ محبت: پھونکا ہے کس نے گوشِ محبت میں اے خدا! / افسونِ انتظار، تمنا کہیں جسے ص ۲۱۸

گوشِ نسریں عارضاں: وقتِ شب اُس شمع رو کے شعلۂ آواز پر / گوشِ نسریں عارضاں پروانۂ محفل ہوا ص ۲۹

گوشِ نصیحت نیوش: دیکھو مجھے، جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو / میری سنو، جو گوشِ نصیحت نیوش ہے ص ۲۳۰

گوش ہا: کس سے اے غفلت! تجھے تعبیرِ آگاہی ملے؟ / گوش ہا سیمابی و دل بے قرارِ نغمہ ہے ص ۸۹

گوشت[۴]: (۱) دل سے مٹنا تری انگشتِ حنائی کا خیال / ہوگیا گوشت سے ناخن کا جدا ہو جانا ص ۱۵۹

(۲) فقط گوشت، سو بھیڑ کا ریشے دار / کہو، اُس کو کیا کھاکے ہم حظ اُٹھائیں؟ ص ۲۹۳

گوشہ[۵]: (۱) نے تیر کماں میں ہے نہ صیاد کمیں میں / گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے ص ۲۲۵

(۲) جن کی مسند کا آسماں، گوشہ / جن کی خاتم کا آفتاب، نگیں ص ۲۸۰

---

[۱] گورمنٹ : ایک بار۔

[۲] گورے : ایک بار۔

[۳] گوش : تیرہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دس بار]۔

گوش ہا : ایک بار۔ [مزید دیکھیے: حلقۂ گوش]

[۴] گوشت : دو بار۔

[۵] گوشہ : سترہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: چودہ بار]۔

(۳) سب سے یہ گوشہ کنارے ہے، گلے لگ جا مرے — آدمی کو کیوں پکارے ہے، گلے لگ جا مرے — ص ۲۹۱

(۴) دیکھیے: کُلبۂ گوشہ۔

گوشہ گیراں: دیکھیے: شکستِ گوشہ گیراں۔

گوشہ گیری ہا: صفا کب جمع ہو سکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا — صدف بن قطرۂ نیساں اسدؔ گوہر نہیں ہوتا — ص ۲۲۵

گوشہ نشیں: دیکھیے: بے نوائے گوشہ نشیں۔

گوشۂ ابرو: ختم کر ایک اشارت میں عباراتِ نیاز — جوں مہِ نَو ہے نہاں گوشۂ ابرو میں جبیں — ص ۸

گوشۂ بساط: دیکھیے: (۱)، (۲) ہر گوشۂ بساط [دو بار]۔

گوشۂ تنہائی دل: دیکھیے: وحشت پرستِ گوشۂ تنہائی دل۔

گوشۂ دامن: بقدرِ حسرتِ دل چاہیے ذوقِ معاصی بھی — بھروں یک گوشۂ دامن، گر آبِ ہفت دریا ہو — ص ۱۹۴

گوشۂ دستار: گلے گر سنگ سر پر یار کے دستِ نگاریں سے — بجائے زخم، گل بر گوشۂ دستار ہو پیدا — ص ۳۱

دیکھ کر تجھ کو چمن بس کہ نمو کرتا ہے — خود بہ خود پہنچے ہے گل گوشۂ دستار کے پاس — ص ۱۷۳

گوشۂ غم خانہ: کل اسدؔ کو ہم نے دیکھا گوشۂ غم خانہ میں — دست بر سر، سر بہ زانوے دلِ مایوس تھا — ص ۲۱

گوشۂ مے خانہ: موجِ گل ڈھونڈھ بہ خلوت کدۂ غنچۂ باغ — گم کرے گوشۂ مے خانہ میں گر تو دستار — ص ۱۳۲

گومگو[۱]: ادب ہے اور یہی کشمکش، تو کیا کیجے؟ — حیا ہے اور یہی گومگو، تو کیوں کر ہو؟ — ص ۱۹۷

گوں[۲]: (۱) حسرت اے ذوقِ خرابی! کہ وہ طاقت نہ رہی — عشقِ پُر عربدہ کی گوں دلِ رنجور نہیں — ص ۱۸۵

(۲) زخمی ہوا ہے پاشنہ پائے ثبات کا — نے بھاگنے کی گوں نہ اقامت کی تاب ہے — ص ۲۰۶

گونہ[۳]: دیکھیے: (۱) اک گونہ (۲) صد گونہ۔

گوہر[۴]: (۱) صدف کی ہے ترے نقشِ قدم میں کیفیت — سرشکِ چشم اسدؔ کیوں نہ اُس میں گوہر ہو — ص ۱۶۷

(۲) توفیق بہ اندازۂ ہمت ہے ازل سے — آنکھوں میں ہے وہ قطرہ کہ گوہر نہ ہوا تھا — ص ۱۵۲

(۳) گوہر کو عقدِ گردنِ خوباں میں دیکھنا — کیا اوج پر ستارۂ گوہر فروش ہے — ص ۲۳۰

---

۱ گومگو : ایک بار۔
۲ گوں : دو بار۔
۳ گونہ : دو بار [مرکب]۔
۴ گوہر : پینتیس بار [مفرد: سات بار، مرکب: اٹھائیس بار]۔

(۴) شکستِ گوشہ گیراں ہے فلک کو حاصلِ گردش صدف سے آسیائے آب میں ہے دانہ گوہر کا ص ۴۴۴

(۵) صفا کب جمع ہو سکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا صدف بن قطرۂ نیساں اسدؔ! گوہر نہیں ہوتا ص ۴۴۵

(۶) تھا جب قطرۂ بے دست و پا بالا دویدن سے ز بہرِ یادگاری ہا گرہ دیتا ہے گوہر کی ص ۴۵۳

(۷) روتا ہوں بس کہ در ہوسِ آرمیدگی جوں گوہر اشک کو ہے فرامش چکیدگی ص ۴۵۴

دیکھیے ______ :(۸) آئینہ بندیِ گوہر۔ (۹) برقِ خرمن زادِ گوہر۔ (۱۰) تابِ گراں باریِ گوہر۔ (۱۱) در گنجینۂ گوہر۔ (۱۲) دندانِ گوہر۔ (۱۳)، (۱۴)، (۱۵) رشتۂ گوہر [تین بار]۔ (۱۶) سودۂ گوہر۔ (۱۷) شکلِ گوہر۔ (۱۸) صد موجۂ گوہر۔ (۱۹) صورتِ رشتۂ گوہر۔ (۲۰) قیمتِ گوہر۔ (۲۱) گنجینۂ گوہر۔ (۲۲) لعل و زمرد و زر و گوہر۔

گوہر آگیں فرش: انجم چرخ: گوہر آگیں فرش نور: مے: ماہ: ساغرِ سیمیں ص ۴۸۰

گوہر افشانی: خدا نے تجھ کو عطا کی ہے گوہر افشانی درِ حضور پر اے ابر! بار بار برس ص ۴۶۴

گوہر بار: (۱) دیکھیے: آئینۂ ایجادِ کفِ گوہر بار۔ (۲) ابرِ گوہر بار۔ (۳) مژۂ گوہر بار۔

گوہرِ دریائے شاہی: یہ دست آوردِ دل گوہرِ دریائے شاہی ہے وگرنہ خاتمِ دستِ سلیماں فلسِ ماہی ہے ص ۴۵۳

گوہر شب تاب: دامنِ گردوں میں رہ جاتا ہے ہنگامِ وداع گوہرِ شب تاب اشکِ دیدۂ خرشید ہے ص ۱۰۴

گوہر شکست: دیکھیے: صدفِ گوہر شکست۔

گوہر غلطاں: رخِ روشن کی دمک، گوہرِ غلطاں کی چمک کیوں نہ دکھلاوے فروغِ مہ و اختر سہرا ص ۴۸۷

گوہر فروش: دیکھیے: ستارۂ گوہر فروش۔

گوہرِ مقصود: نہاں ہے گوہرِ مقصود جیبِ خود شناسی میں کہ یہاں غواص ہے تمثال اور آئینہ دریا ہے ص ۸۴

گوہرِ نایاب: (۱) غالبؔ! ز بس کہ سوکھ گئے چشم میں سرشک آنسو کی بوند گوہرِ نایاب ہو گئی ص ۹۶

(۲) کیوں اسے گوہرِ نایاب تصور کیجے کیوں اسے مردمکِ دیدۂ عنقا کہیے ص ۱۲۲

گوے[1]: (۱) تاک کے جی میں کیوں رہے ارماں آئے، یہ گوے اور یہ میداں ص ۱۳۰

---

[1] گوے : دو بار [مرتب: ایک بار]۔

(۲) آم کا کون مردِ میداں ہے؟ ثمر و شاخ: گوے و چوگاں ہے ص۳۰

گویا[۱]: کون گل سے ضعف و خاموشیِ بلبل کہہ سکے نے زبانِ غنچہ گویا، نے زبانِ خارِ باغ ص۴۸

گہ و بے گہ[۲]: رہے ہے یوں گہ و بے گہ کہ کوے دوست کو اب اگر نہ کہیے کہ دشمن کا گھر ہے، کیا کہیے؟ ص۴۲۷

گھاٹا[۳]: ہاں فراوانی اگر کچھ ہے، تو ہے آفات میں بجز غم و رنج و الم، گھاٹا ہے ہر یک بات میں ص۲۹۰

گھاس[۴]: اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ، ویرانی تماشا کر مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے درباں کا ص۱۵۷

گھائل[۵]: موت بس اُن کی ہے جو مر کے وہیں دفن ہوئے زیست اُن کی ہے جو اُس کوچے سے گھائل آئے ص۳۱۲

گھٹائیں[۶]: جس طرح باغ میں ساون کی گھٹائیں برسیں ہے اسی طور پہ یہاں دجلہ فشاں دستِ کرم ص۲۶۵

گہر[۷]: (۱) اے کرم! نہ ہو غافل، ورنہ ہے اسدؔ بے دل بے صدف گہر گویا پشتِ چشمِ نیساں ہے ص۸۹

(۲) گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا ص۱۴۷

(۳) دامِ ہر موج میں ہے حلقۂ صد کامِ نہنگ دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہوتے تک ص۱۷۵

(۴) دنداں کا خیال چشمِ تر کر ہر دانۂ اشک کو گہر کر ص۴۴۸

دیکھیے ______: (۵)، (۶) آبِ گہر [دو بار]۔ (۷) اوجِ طالعِ لعل و گہر۔ (۸) درخورِ عقدِ گہر۔ (۹) دندانِ گہر۔ (۱۰) علی بہادرِ عالی گہر۔ (۱۱) گنجینۂ گہر۔ (۱۲) محملِ کشِ موجِ گہر۔ (۱۳) موجِ گہر۔

گہر آبلہ: ضبطِ گریہ گہر آبلہ لایا آخر پاے صد موج بہ طوفاں کدۂ دل باندھا ص۱۳

گہر اندوزِ اشاراتِ کثیر: فکر میری: گہر اندوزِ اشاراتِ کثیر کلک میری: رقم آموزِ عباراتِ قلیل ص۱۲۳

گہربار[۸]: دیکھیے ______: (۱) ابرِ گہربار۔ (۲) رگِ ابرِ گہربار۔

گہرہاے راز: تاراج کاوشِ غمِ ہجراں ہوا اسدؔ! سینہ، کہ تھا دفینہ گہر ہاے راز کا ص۱۵۵

گہرہاے شاہوار: اُنھیں کی سالگرہ کی یہ شادمانی ہے کہ ہو گئے ہیں گہرہاے شاہوار، گرہ ص۲۷۹

---

۱ گویا : ایک بار۔
۲ گہ و بے گہ : ایک بار۔
۳ گھاٹا : ایک بار۔
۴ گھاس : ایک بار۔
۵ گھائل : ایک بار۔
۶ گھٹائیں : ایک بار۔
۷ گہر : سترہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: تیرہ بار]۔
۸ گہرہا : دو بار [مرکب]۔

گھر[1]:

(۱) میں بھی معذورِ جنوں ہوں اسد اے خانہ خراب!	پیشوا لینے مجھے گھر سے بیاباں نکلا	ص ۳۳
(۲) ضعفِ جنوں کو وقتِ تپش در بھی دور تھا	اک گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا	ص ۱۸
(۳) تھی میرے ہی جلانے کو اے آہ شعلہ ریز!	گھر پر پڑا نہ غیر کے کوئی شرار، حیف!	ص ۴۹
(۴) گر ہو بلدِ شوق مری خاک کو وحشت	صحرا کو بھی گھر سے کئی فرسنگ نکالوں	ص ۶۰
(۵) دل میں ذوقِ وصل و یادِ یار تک باقی نہیں	آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا، جل گیا	ص ۱۵۱
(۶) کوئی ویرانی سی ویرانی ہے!	دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا	ص ۱۵۲
(۷) کیا ہی رضواں سے لڑائی ہوگی	گھر ترا خلد میں گر یاد آیا	ص ۱۵۲
(۸) اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ	[دیکھیے: گھاس]۔	
(۹) گھر ہمارا، جو نہ روتے بھی، تو ویراں ہوتا	بحر گر بحر نہ ہوتا تو بیاباں ہوتا	ص ۱۵۸
(۱۰) ہے خبر گرم اُن کے آنے کی	آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا	ص ۱۶۳
(۱۱) آئے ہے بے کسیِ عشق پہ رونا غالبؔ!	کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد	ص ۱۶۶
(۱۲) نظر میں کھٹکے ہے بن تیرے گھر کی آبادی	ہمیشہ روتے ہیں ہم دیکھ کر در و دیوار	ص ۱۶۷
(۱۳)،(۱۴) گھر جب بنالیا ترے در پر، کہے بغیر	جانے گا اب بھی تو نہ مرا گھر، کہے بغیر	ص ۱۶۹
(۱۵)،(۱۶) تم ماہِ شبِ چار دہم تھے مرے گھر کے	پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشا کوئی دن اور	ص ۱۷۱
(۱۷) ہوا ہوں عشق کی غارت گری سے شرمندہ	سوائے حسرتِ تعمیر گھر میں خاک نہیں	ص ۱۸۳
(۱۸) ہوگئے ہیں جمع اجزائے نگاہِ آفتاب	ذرّے، اُس کے گھر کی دیواروں کے روزن میں نہیں	ص ۱۸۵
(۱۹) کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم!	دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں	ص ۱۸۶
(۲۰)،(۲۱) وہ آئے گھر میں ہمارے، خدا کی قدرت ہے	کبھی ہم اُن کو، کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں	ص ۱۸۷
(۲۲) نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب	سو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں	ص ۱۸۸
(۲۳) لو وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بے ننگ و نام ہے	یہ جانتا اگر، تو لٹاتا نہ گھر کو میں	ص ۱۹۰
(۲۴) چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں	ہر یک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں؟	ص ۱۹۰
(۲۵) ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق	نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی	ص ۲۰۹

---

[1] گھر : بیالیس بار۔

(۲۶) گھر میں تھا کیا کہ ترا غم اُسے غارت کرتا — وہ جو رکھتے تھے ہم اک حسرتِ تعمیر، سو ہے — ص ۲۳۲

(۲۷) وعدہ آنے کا وفا کیجیے، یہ کیا انداز ہے؟ — تم نے کیوں سونپی ہے میرے گھر کی دربانی مجھے — ص ۲۳۲

(۲۸) اُگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالبؔ! — ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے — ص ۲۳۳

(۲۹) اپنی گلی میں مجھ کو نہ کر دفن بعدِ قتل — میرے پتے سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے — ص ۲۳۶

(۳۰) وہ آویں گے مرے گھر، وعدہ کیسا، دیکھنا غالبؔ! — نئے فتنوں میں اب چرخِ کہن کی آزمائش ہے — ص ۲۳۵

(۳۱) رہے ہے یوں گہ و بے گہ، کہ کوئے دوست کو اب — اگر نہ کہیے کہ دشمن کا گھر ہے، کیا کہیے — ص ۲۳۷

(۳۲) مگر لکھوائے کوئی اُس کو خط، تو ہم سے لکھوائے — ہوئی صبح اور گھر سے کان پر رکھ کر قلم نکلے — ص ۲۵۰

(۳۳) چوک جس کو کہیں، وہ مقتل ہے — گھر بنا ہے نمونہ زنداں کا — ص ۲۶۰

(۳۴) گھر سے بازار میں نکلتے ہوئے — زہرہ ہوتا ہے آب انساں کا — ص ۲۶۰

(۳۵) جس کو منظور ہو کہ زر بھیجے — احسن اللہ خاں کے گھر بھیجے — ص ۲۶۸

(۳۶) گھر پھونکنے میں اپنے محابا نہیں ہم کو — گر چرخ بھی جل جائے تو پروا نہیں ہم کو — ص ۲۸۳

(۳۷) بگڑی ہے بہت بات، بنائے نہیں بنتی — اب گھر کو بغیر آگ لگائے نہیں بنتی — ص ۲۸۳

(۳۸) تم جو فرماتے ہو: دیکھ اے غالبِؔ آشفتہ سر! — ہم نہ تجھ کو منع کرتے تھے، گیا کیوں اُس کے گھر — ص ۲۹۳

(۳۹) اک گرم آہ کی تو ہزاروں کے گھر جلے — رکھتے ہیں عشق میں یہ اثر ہم جگر جلے — ص ۳۲۸

(۴۰) یہ آتشِ ہمسایہ کہیں گھر نہ جلاوے — کی ہے دلِ سوزاں نے مرے پہلو میں جا گرم — ص ۳۲۸

(۴۱) بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے — کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو — ص ۲۹۶

(۴۲) مسجد کے زیرِ سایہ اک گھر بنالیا ہے — یہ بندۂ کمینہ ہمسایۂ خدا ہے — ص ۳۱۲

گبری[۱]: دیکھیے: عداوت گبری۔

گھمنڈ[۲]: ہم کو ہے اس رازداری پر گھمنڈ — دوست کا ہے راز دشمن پر کھلا — ص ۱۳۰

گھنگے[۳]: دیکھیے: بچے گھنگے۔

گہوارہ[۴]: (۱) شاخِ گل جنبش میں ہے گہوارہ آسا ہر نفس — طفلِ شوخِ غنچۂ گل بس کہ ہے وحشی مزاج — ص ۳۰۵

(۲) لبِ عیسیٰ کی جنبش کرتی ہے گہوارہ جنبانی — قیامت، کشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے — ص ۲۱۷

---

۱ گبری : ایک بار۔
۲ گھمنڈ : ایک بار۔
۳ گھنگے : ایک بار۔
۴ گہوارہ : دو بار [مرتب: ایک بار]۔

گھونسلا[١]: درم و دام اپنے پاس کہاں؟ چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں؟ ص ۲۹۸

گیاوقت[٢]: مہرباں ہوکے بلا لو مجھے، چاہو جس وقت میں گیاوقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نہ سکوں ص ۱۸۶

گیاہ[٣]: (۱) تھا میں گلدستۂ احباب کی بندش کی گیاہ متفرق ہوئے میرے رفقا میرے بعد ص ۳۸

(۲) غافل بہ وہمِ ناز خود آرا ہے، ورنہ یہاں بے شانۂ صبا نہیں طرۂ گیاہ کا ص ۱۳۹

گیتی[٤]: (۱) جا دادِ بادہ نوشیِ رنداں ہے شش جہت غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے ص ۲۰۶

دیکھیے ______: (۲) سرتاسرِ گیتی۔ (۳)، (۴) غمِ گیتی [دوبار]۔ (۵) نقشِ آبادِ گیتی۔

گِھرا[۵]: ظاہرا سر پنجۂ افتادگاں گھرا نہیں ورنہ کیا حسرت کشِ دامن یہ نقشِ پا نہیں ص ۶۵

گیرائی[٦]: (۱) تحیر ہے گریباں گیرِ ذوقِ جلوہ پیرائی ملی ہے جوہرِ آئینہ کو جوں بخیہ گیرائی ص ۹۲

(۲) نہیں کچھ سبحہ و زنار کے پھندے میں گیرائی وفاداری میں شیخ و برہمن کی آزمائش ہے ص ۲۲۲

(۳) دیکھیے: آفتِ گیرائی۔

گیسو[٧]: دیکھیے ______: (۱) حلقۂ گیسو۔ (۲) حلقۂ خمِ گیسو۔ (۳)، (۴) خمِ گیسو [دوبار]۔ (۵) قدوگیسو۔ (۶) مستعدِ شانۂ گیسوشدن۔

گیسوے دراز: دیکھیے: ذوقِ تارِ گیسوے دراز۔

گیسوے مشکیں: دیکھیے: جوشِ عکسِ گیسوے مشکیں۔

گیو[٨]: زور بازو میں مانتے ہیں تجھے گیو و گودرز و پیون و رہام ص ۱۳۷

گیہوں[٩]: نہ کھاتے گیہوں، نکلتے نہ خلد سے باہر جو کھاتے حضرتِ آدم یہ بیسنی روٹی ص ۱۳۳

ا گھونسلا : ایک بار۔
٢ گیاوقت : ایک بار۔
٣ گیاہ : دوبار۔
٤ گیتی : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔
۵ گھرا : ایک بار۔
٦ گیرائی : تین بار [مرکب: ایک بار]۔
٧ گیسو : آٹھ بار [مرکب]۔
٨ گیو : ایک بار [مرکب]۔
٩ گیہوں : ایک بار۔

ل

لاٹھی[1]:	آواز تری نکلے اور آواز کے ساتھ	لاٹھی وہ لگے کہ جس میں آواز نہ ہو	ص۳۳
لاجرم[2]:	لکھ سکا میں نہ اُسے شکوۂ پیماں شکنی	لاجرم، توڑ کے، عاجز قلمِ چند رہا	ص۳۲۹
لاچار[3]:	اسدؔ! شکوہ، کفر و دُعا، ناسپاسی	ہجومِ تمنّا سے لاچار ہیں ہم	ص۵۵
لازم[4]: (۱)	سیہ گلیم ہوں، لازم ہے میرا نام نہ لے	جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے	ص۱۲۸
(۲)	لازم تھا کہ دیکھو مرا رستا کوئی دن اور	تنہا گئے کیوں، اب رہو تنہا کوئی دن اور	ص۱۷۰
(۳)	لازم نہیں کہ خضرؔ کی ہم پیروی کریں	جانا کہ اک بزرگ ہمیں ہم سفر ملے	ص۲۳۷
لاشِ بے کفن[5]: (۱)	یہ لاشِ بے کفن اسدِؔ خستہ جاں کی ہے	حق مغفرت کرے! عجب آزاد مرد تھا	ص۱۵۵
(۲)	غش آگیا جو پس از قتل میرے قاتل کو	ہوئی ہے اُس کو مری لاشِ بے کفن، تکیہ	ص۳۰۳
لاغر[6]:	~~لاغر اتنا~~ ہوں کہ گر تو بزم میں جا دے مجھے	میرا ذمّہ، دیکھ کر گر کوئی بتلادے مجھے	ص۲۳۵
لافِ تمکیں[7]:	~~لافِ تمکیں فریب~~ سادہ دلی	ہم ہیں اور رازہائے سینہ گداز	ص۱۶۲
لافِ دانش:	~~لافِ دانش غلط و~~ نفعِ عبادت معلوم!	دُردِ یک ساغرِ غفلت ہے، چہ دنیا و چہ دیں	ص۱۳۲
لاکھ[8]:	شورِ رُسوائیِ دل دیکھ کہ یک نالۂ شوق	لاکھ پردے میں چھپا، پر وہی عریاں نکلا	ص۳
لاکھ باتیں:	تمیزِ زشتی و نیکی میں لاکھ باتیں ہیں	بہ عکسِ آئنہ یک فردِ سادہ رکھتے ہیں	ص۵۹

---

۱ لاٹھی : ایک بار

۲ لاجرم : ایک بار

۳ لاچار : ایک بار

۴ لازم : تین بار

۵ لاش : دوبار | مرکب |

۶ لاغر : ایک بار

۷ لاف : دوبار | مرکب |

۸ لاکھ : پانچ بار

۹ لاکھوں: پانچ بار

لاکھ تار: اس رشتے میں لاکھ تار ہوں، بلکہ سوا	اتنے ہی برس شمار ہوں، بلکہ سوا	ص۲۵۳

لاکھ جگر: کہتا ہے کون نالۂ بلبل کو بے اثر	پردے میں گل کے، لاکھ جگر چاک ہو گئے	ص۲۲۹

لاکھ عقدے: ~~لاکھ عقدے دل~~ میں تھے، لیکن ہر ایک	میری حدِّ وسع سے باہر کھلا	ص۳۹

لاکھوں: یوں سمجھیے کہ بیچ سے خالی کیے ہوئے	لاکھوں ہی آفتاب ہیں اور بے شمار چاند	ص۱۲۸

لاکھوں آرزوئیں: خموشی میں نہاں خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں	چراغِ مُردہ ہوں میں بے زباں گورِ غریباں کا	ص۱۵۷

لاکھوں بناو: لاکھوں لگاو: ایک چُرانا نگاہ کا	لاکھوں بناو: ایک بگڑنا عتاب میں	ص۱۸۹

لاکھوں تمنائیں: دائم الحبس اس میں ہیں لاکھوں تمنائیں اسدؔ	جانتے ہیں سینۂ پُرخوں کو زنداں خانہ ہم	ص۱۷۷

لاکھوں لگاو: دیکھیے: لاکھوں بناو۔

لاگ[1]: (۱) ~~لاگ ہو تو اس~~ کو ہم سمجھیں لگاو	جب نہ ہو کچھ بھی، تو دھوکا کھائیں کیا؟	ص۱۶۱

(۲) طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ	دوزخ میں ڈال دو کوئی لے کر بہشت کو	ص۱۹۷

(۳) ہوں خاکسار، پر نہ کسی سے ہے مجھ کو لاگ	نے دانۂ فتادہ ہوں، نے دامِ چیدہ ہوں	ص۲۹۹

لال[2]: عرضِ دردِ بے وفائی، وحشتِ اندیشہ ہے	خوں ہوا دل تا جگر، یارب زبانِ شکوہ لال!	ص۵۲

(۲) دیکھیے ______ : فردِ جمع وخرج زباں ہائے لال (۳) زبانِ لال

لالِ مادرزاد: بہرِ عرضِ حالِ، شبنم سے رقمِ ایجاد، گل	ظاہرا، ہے اس چمن میں لالِ مادر زاد، گل	ص۵۲

لال ڈگی[3]: ~~لال ڈگی پر کرے~~ گا جا کے کیا؟	پُل پہ چل، ہے آج دن اتوار کا	(قادرنامہ)

لالہ[3]: (۱) بس کہ یک رنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجاد نسیم	لالے کے داغ سے، جوں نقطہ وخط، سنبل زار	ص۳

(۲) داغِ مُہرِ ضبط بیجا، مستیِ سعیِ سپند	دودِ مجمر، لالہ ساں دُردِ تہِ پیمانہ تھا	ص۲۵

(۳) داغِ ربطِ ہم ہیں اہلِ باغ، گر گل ہو شہید	لالہ، چشمِ حسرت آلودِ چراغِ کشتہ ہے	ص۸۰

---

۱ لاگ : تین بار

۲ لال : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]

۳ لالہ : پچیس بار [مفرد: سات بار، مرکب: اٹھارہ بار]

لالہ زار : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]

لالہ کاری: دو بار [مرکب: ایک بار]

لالہ ہا : ایک بار

(۴) وحشت انجمن ہے گل، دیکھ لالے کا عالم مثلِ دودِ مجمر کے داغ بال افشاں ہے ص۸۹

(۵) کارگاہِ ہستی میں لالہ، داغ ساماں ہے برقِ خرمنِ راحت خونِ گرمِ دہقاں ہے ص۲۱۷

(۶) نامرادِ جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کرے لالہ، داغِ شعلہ فرسودِ چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

(۷) یک ذرّۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا یاں جادہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا ص۱۳۹

دیکھیے ______ : (۸)، (۹) داغِ لالہ [دو بار]۔ (۱۰) رنگِ لالہ۔ (۱۱) رنگِ تمکینِ گل و لالہ۔ (۱۲) سبزہ و برگِ گلِ لالہ۔ (۱۳) غنچۂ لالہ۔ (۱۴) گلِ لالہ۔ (۱۵) گل و ریحان و لالہ۔ (۱۶) گل و لالہ۔ (۱۷) ہر ایک گل و لالہ۔

لالہ رنگ: حال آنکہ ہے یہ سیلیِ خارا سے لالہ رنگ غافل کو میرے شیشے پہ مے کا گمان ہے ص۲۰۳

لالہ زار: (۱) جب اُس کے دیکھنے کے لیے آئیں بادشاہ لوگوں میں کیوں نمود نہ ہو لالہ زار کی ص۲۵۱

(۲) وقتِ خیالِ جلوۂ حُسنِ بتاں اسدؔ دکھلائے ہے مجھے دو جہاں لالہ زار، داغ ص۴۸

(۳) دیکھیے: ہوسِ سیرِ لالہ زار۔

لالہ عارضاں: ہے لالہ عارضاں، مجھے گلگشتِ باغ میں دیتی ہے گرمیِ گل و بلبل ہزار داغ ص۴۸

لالہ عذارانِ سروقامت: دیکھیے: وصالِ لالہ عذارانِ سروقامت۔

لالہ کاری: (۱) گل فشانی ہائے نازِ جلوہ کو کیا ہوگیا! خاک پر ہوتی ہے تیری لالہ کاری، ہائے ہائے! ص۲۰۳

(۲) دیکھیے: آمدِ فصلِ لالہ کاری۔

لالہ و گل: ~~لالہ و گل بہم~~ آئینۂ اخلاقِ بہار ہوں میں وہ داغ کہ پھولوں میں بسایا ہے مجھے ص۱۰۸

(۲) سب کہاں، کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں خاک میں، کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں ص۱۹۱

لالہ و گل و نسریں: ہے رنگِ لالہ و گل و نسریں جدا جدا ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے ص۲۲۰

لالہ ہا: یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشمِ یعقوب لالہ ہا داغ بر افگندہ و گل ہا بے خار ص۳

لالۂ بے داغ: سازِ یک ذرّہ نہیں فیضِ چمن سے بیکار سایۂ لالۂ بے داغ، سویدائے بہار ص۳۲

لالۂ مہ: شب کہ وہ گل باغ میں تھا جلوہ فرمائے اسدؔ! داغِ مہ، جوشِ چمن سے لالۂ مہ ہوگیا ص۳۳۶

لامِ[1] الف:		فنِ تعلیمِ درسِ بے خودی ہوں اُس زمانے سے	کہ مجنوں لام الف لکھتا تھا دیوارِ دبستاں پر	ص۱۶۷
لائق[2]:		ہم مشقِ فکرِ وصل و غمِ ہجر سے اسدؔ	لائق نہیں رہے ہیں غمِ روزگار کے	ص۸۰
لائقِ تعزیر:		یوسفؔ اُس کو کہوں اور کچھ نہ کہے، خیر ہوئی	گر بگڑ بیٹھے، تو میں لائقِ تعزیر بھی تھا	ص۱۵۸
لب[3]:	(۱)	جنبشِ ہر برگ سے، ہے گُل کے لب کو اختلاج	خُبثِ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج	ص۳۵
	(۲)	سینے کا داغ ہے وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا	خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہ ہوا	ص۱۹۲
	(۳)	کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب	گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا	ص۱۹۲
	(۴)	اُس لب سے مل ہی جائے گا بوسہ کبھی تو، ہاں	شوقِ فضول و جرأتِ رندانہ چاہیے	ص۲۱۱
	(۵)	کرے ہے بادہ ترے لب سے کسبِ رنگِ فروغ	خطِ پیالہ، سراسر نگاہِ گلچیں ہے	ص۲۱۳
	(۶)	شورشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یہاں	دل، محیطِ گریہ و لب، آشنائے خندہ ہے	ص۲۱۵
	(۷)	نالہ جاتا تھا پرے عرش سے میرا، اور اب	لب تک آتا ہے، جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے	ص۲۲۰
	(۸)	جاں لب پہ آئی تو بھی نہ شیریں ہوا دہن	از بس کہ تلخیِ غمِ ہجراں چشیدہ ہوں	ص۲۹۹
	(۹)	جاں، مطربِ ترانۂ ھَل مِن مزید ہے	لب، پردہ سنجِ زمزمۂ الاماں نہیں	ص۱۸۸
	(۱۰)	ممکن ہے کرے خضرؔ، سکندرؔ سے ترا ذکر؟	گر لب کو نہ دے چشمۂ حیواں سے طہارت	ص۱۲۷
	(۱۱)	کریں گر قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق، خود آرایاں	صدف، دندانِ گوہر سے بہ حسرت اپنے لب کاٹے	ص۹۷
	(۱۲)	جنوں، گرمِ انتظار و نالہ، بیتابی کمند آیا	سویدا تا بہ لب زنجیریِ دودِ سپند آیا	ص۱۱

دیکھیے ———: (۱۳) بوسۂ لب۔ (۱۴) پشتِ لب۔ (۱۵)، (۱۶)، (۱۷) تبخالۂ لب [تین بار]۔ (۱۸) تشنہ لب۔ (۱۹) جانِ برلب آمدہ۔ (۲۰) جنبشِ لب۔ (۲۱) خندہ زیرِ لب۔ (۲۲) خندۂ زیرِ لب۔ (۲۳) سخن برلب آوردگاں۔ (۲۴) صدمۂ یک جنبشِ لب۔ (۲۵) کف برلب۔ (۲۶) کف بہ لب۔ (۲۷) مُہرِ خموشی برلب۔ (۲۸) یک جنبشِ لب۔ (۲۹) شہیدِ تشنہ لبِ کربلا۔

---

[1] لام : ایک بار

[2] لائق : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]

[3] لب : ساٹھ بار [مفرد: بارہ بار، مرکب: اڑتالیس بار]

لبِ آلودۂ مسی : دیکھیے: موجِ تبسمِ لبِ آلودۂ مسی۔

لبِ افسوس : دیکھیے: یک لبِ افسوس۔

لبِ ایاغ: لطفِ خمارِ مے کو ہے در دل ہو گر اثر پنبۂ شیشۂ شراب کف بہ لبِ ایاغ ہے ص۱۱۵

لبِ بام: (۱) مانگے ہے پھر کسی کو لبِ بام پر ہوس زلفِ سیاہ رُخ پہ پریشاں کیے ہوئے ص۲۲۶

(۲) دیکھیے : یک خطِ پشتِ لبِ بام۔

لب بہ خندہ وا: خاکبازیِ امید: کارخانۂ طفلی یاس کو دو عالم سے لب بہ خندہ وا پایا ص۱۳

لب بے سوال: دیکھیے ____: عذر خواہِ لب بے سوال۔

لبِ بیمار: دیکھیے ____: تبخالِ لبِ بیمار۔

لبِ پیکِ نامہ رساں: مُہر بجائے نامہ، لگائی بر لبِ پیکِ نامہ رساں قاتلِ تمکیں سنج نے یوں خاموشی کا پیغام کیا ص۲۷

لبِ پیمانہ: دیکھیے ____: خالِ لبِ پیمانہ۔

لبِ تشنۂ تقریر: بجلی اک کوند گئی آنکھوں کے آگے، تو کیا بات کرتے کہ میں لب تشنۂ تقریر بھی تھا ص۱۵۸

لبِ خشک: ~~لب خشک در تشنگی~~ مُردگاں کا زیارت کدہ ہوں دل آزردگاں کا ص۱۴۸

لبِ خشکِ صدف: نہ رکھ چشمِ حصولِ نفع صحبت ہائے مُمسک سے لبِ خشکِ صدف آبِ گہر سے تر نہیں ہوتا ص۲۲۵

لبِ خونیں نوائے گل: دیکھیے ____: نالۂ لبِ خونیں نوائے گل۔

لبِ دریا: تھی جنوری مہینے کی تاریخ تیرھویں استادہ ہوگئے لبِ دریا پہ جب خیام ص۲۸۲

لبِ دوختن: دیکھیے ____: تختۂ لبِ دوختن۔

لبِ زخمِ جگر (۱) وحشتِ دل ہے اسدؔ! عالمِ نیرنگِ نشاط خندۂ گل بہ لبِ زخمِ جگر پنہاں ہے ص۱۱۰

(۲) اے بے خبراں! میرے لبِ زخمِ جگر پر بخیہ جسے کہتے ہو، شکایت ہے رفو کی ص۱۱۶

لبِ ساحل: اُن کو کیا علم کہ کشتی پہ مری کیا گزری دوست جو ساتھ مرے تا لبِ ساحل آئے ص۳۱۲

لبِ ساغر: تو وہ ساقی ہے کہ ہر موجِ محیطِ تجزیہ کھینچے خمیازے میں تیرے لبِ ساغر کا خمار ص۹

لبِ ساقی: کون ہوتا ہے حریفِ مئے مرد افگنِ عشق ہے مکرر لبِ ساقی میں صلا میرے بعد ص۱۶۶

لبِ سوفار: دیکھیے ــــــ: پشتِ لبِ سوفار۔

لبِ شیریں: دیکھیے ــــــ: بوسۂ لبِ شیریں۔

لبِ عیسیٰ: ~~لبِ عیسیٰ کی~~ جنبش کرتی ہے گہوارہ جنبانی قیامت، کشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے ص۲۱۷

(۲) اے زمزمۂ قُم! لبِ عیسیٰ پہ فغاں ہو اے ماتمیانِ شہِ مظلوم! کہاں ہو؟ ص۲۸۳

لبِ قدح: ہوا وصال سے، شوقِ دلِ حریص زیادہ لبِ قدح پہ کفِ بادہ جوشِ تشنہ لبی ہے ص۷۵

لبِ گزیدۂ معشوق: ~~لبِ گزیدۂ معشوق ہے~~ دلِ افگار کہ بخیہ، جلوۂ آثارِ زخمِ دنداں ہے ص۱۰۲

لبِ گور: بس کہ ہوں بعدِ مرگ بھی نگراں مردمک سے ہے خال بر لبِ گور ص۴۱

لبِ نازک: نہیں ہے کفِ لبِ نازک پہ فرطِ نشّۂ مے سے لطافت ہائے جوشِ حُسن کا سرشیر ہے پیدا ص۳۰

لبِ نگار: ~~لبِ نگار~~ میں آئینہ، دیکھ آبِ حیات بہ گریۂ سکندر ہے محوِ حیرانی ص۹۶

لب و دنداں: دیکھیے ــــــ: بقدرِ لب و دنداں۔

لبوں (۱) ہے دورِ قدح وجہِ پریشانیِ صہبا یک بار لگا دو خُمِ مے میرے لبوں سے ص۲۰۱

(۲) ہے بزمِ بتاں میں سخن آزردہ لبوں سے تنگ آئے ہیں ہم ایسے خوشامد طلبوں سے ص۲۰۱

(۳) بیدادِ وفا دیکھ! کہ جاتی رہی آخر ہر چند مری جان کو تھا ربط لبوں سے ص۲۰۱

لبہا: دیکھیے ــــــ: تہِ لبہا۔

لبِ تفتہ: کب تلک پھیرے اسدؔ لب ہائے تفتہ پر زباں تابِ عرضِ تشنگی اے ساقیِ کوثر! نہیں ص۶۶

لب ہائے عاشق: سبب، وارستگاں کو ننگِ ہمت ہے، خداوندا! اثر سر سے اور لب ہائے عاشق سے صدا گم ہو ص۶۸

لب ہائے گوں: دیکھیے ــــــ: آرزوئے بوسۂ لب ہائے گوں۔

لباس[1]: ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا ص۱۴۳

لباسِ خانہ ویرانی: دیکھیے: قطعِ لباسِ خانہ ویرانی۔

لباسِ زعفرانی: دیکھیے: ترکِ لباسِ زعفرانی۔

---

[1] لباس: آٹھ بار [مرتّب]۔ لباسی: ایک بار [مرتّب]۔

لباسِ سفری: ہم آئے ہیں غالبؔ: رہِ اقلیمِ عدم سے یہ تیرگیِ حال: لباسِ سفری ہے ص ۲۵۳

لباسِ شمع: اسدؔ حسرت کشِ یک داغِ مشکل اندودہ ہے یارب! لباسِ شمع پر عطرِ شبِ دیجور ملتے ہیں ص ۶۳

لباسِ عریانی: قبائے جلوہ فزا ہے لباسِ عریانی بہ طرزِ گل، رگِ جاں مجھ کو تارِ داماں ہے ص ۱۰۲

لباسِ کعبہ: مشکیں لباسِ کعبہ علی کے قدم سے جان نافِ زمین ہے، نہ کہ نافِ غزال ہے ص ۲۰۵

لباسِ نظم: اسدؔ! اُٹھنا قیامت قامتوں کا وقتِ آرائش لباسِ نظم میں بالیدنِ مضمونِ عالی ہے ص ۷۹

لباسی: دیکھیے ـــــ: دیدار دوستانِ لباسی۔

لبریز[1]: (۱) غمِ شبیر سے ہو سینہ یہاں تک لبریز کہ رہیں خونِ جگر سے مری آنکھیں رنگیں ص ۳۵

(۲) دیکھنا میرے ہاتھ میں لبریز اپنی صورت کا اک بلوریں جام ص ۳۵ (حاشیے)

لبریزِ آئیں: غم و عشرت قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں ہے دعائے مدعا گم کردگاں لبریزِ آئیں ہے ص ۸۹

لبریزِ اشک: وہ دل جوں شمع بہرِ دعوتِ نظارہ لا، جس سے نگہ لبریزِ اشک و سینہ معمورِ تمنا ہو ص ۶۷

لبریزِ بہار: دیکھیے ـــــ: غنچۂ لبریزِ بہار۔

لبریزِ خمار: کس قدر عرض کروں ساغرِ شبنم یارب! موجۂ سبزۂ نوخیز ہے لبریزِ خمار ص ۳

لبریزِ نور: شاید کہ مرگیا ترے رخسار دیکھ کر پیمانہ رات ماہ کا لبریزِ نور تھا ص ۱۸

دیکھیے: جامِ لبریزِ سفالی۔

لت[2]: شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جائیے دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہے ص ۲۲۱

لجۂ[3] ریگِ رواں: نہ دوڑا ریشۂ دیوانگی صحنِ بیاباں میں کہ تارِ جادہ سے ہے لجۂ ریگِ رواں خالی ص ۲۵۵

لحد[4]: دیکھیے ـــــ: قالبِ خشتِ لحد۔

لحظہ[5]: دیکھیے ـــــ: ہر لحظہ۔

لختِ[6] جگر: لختِ جگر سے ہے رگِ ہر خار، شاخِ گل تا چند باغبانیِ صحرا کرے کوئی ص ۲۱۵

---

1. لبریز: آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکب: چھے بار]۔
2. لت: ایک بار۔
3. لجہ: ایک بار [مرکب]۔
4. لحد: ایک بار [مرکب]۔
5. لحظہ: ایک بار [مرکب]۔
6. لخت: ایک بار [مرکب]۔ لخت لخت: تین بار [مرکب]۔

(۲) تب نازِ گراں مایگیِ اشک بجا ہے — جب لختِ جگر دیدۂ خوں بار میں آوے — ص۲۳۲

(۳) دیکھیے ـــــــ: رسائیِ لختِ جگر۔

لختِ دل: (۱) یہ سیلِ اشک، لختِ دل ہے دامن گیر مژگاں کا — غریقِ بحر، جویائے خس و خاشاکِ ساحل ہے — ص۷۷

(۲) ہے تصور، صافیِ قطعِ نظر از غیرِ یار — لختِ دل سے لاوے ہے شمعِ خیال آباد، گل — ص۵۲

(۳) دیکھیے: اوراقِ لختِ دل۔ (۴) خطِ لختِ دل۔

لختِ دلِ کوہِ طور: اے وائے غفلتِ نگہِ شوق! ورنہ یہاں — ہر پارہ سنگ لختِ دلِ کوہِ طور تھا — ص۱۸

لخت لخت: دیکھیے ـــــــ: جگرِ لخت لخت۔

لخت لختِ دل: گریے سے بعدِ محبت میں ہوئی نام آوری — لخت لختِ دل نگینِ خانۂ زنجیر ہے — ص۹۵

لخت لختِ شیشۂ بشکستہ: باعثِ ایذا ہے برہم خوردنِ بزمِ سرور — لخت لختِ شیشۂ بشکستہ جز نشتر نہیں — ص۲۶

لذت[۱]: (۱) اس عمل میں عیش کی لذت نہیں ملتی اسدؔ! — زور نسبت مے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک — ص۴۹

(۲) زخم سلوانے سے، مجھ پر چارہ جوئی کا ہے طعن — غیر سمجھا ہے کہ لذت زخمِ سوزن میں نہیں — ص۱۸۵

(۳) جنوں، تہمت کشِ تسکیں نہ ہو گر شادمانی کی — نمک پاشِ خراشِ دل ہے لذت زندگانی کی — ص۲۰۶

(۴) رفوئے زخم سے مطلب ہے لذت زخمِ سوزن کی — سمجھیو مت کہ پاسِ درد سے دیوانہ غافل ہے — ص۲۰۹

(۵) بس ہجومِ ناامیدی! خاک میں مل جائے گی — یہ جو اک لذت ہماری سعیِ بے حاصل میں ہے — ص۲۳۱

(۶) دیکھنا تقریر کی لذت! کہ جو اس نے کہا — میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے — ص۲۳۱

(۷) دیکھیے: بقدرِ لذتِ آزار۔ (۸) حسرتِ لذتِ آزار۔ (۹) حریصِ لذتِ آزار۔ (۱۰) سپاسِ لذتِ آزار دوست۔

لذتِ الم: غمِ زمانہ نے جھاڑی نشاطِ عشق کی مستی — وگرنہ ہم بھی اٹھاتے تھے لذتِ الم آگے — ص۲۲۷

لذتِ ایجادِ ناز: لذتِ ایجادِ ناز افسونِ عرضِ ذوقِ قتل — نعل آتش میں ہے تیغِ یار سے نخچیر کا — ص۱۱

---

[۱] لذت: ستائیس بار

[مفرد: چھ بار۔ مرکب اکیس بار]۔

لذّتِ بیداد: (۱) فسونِ یک دلی ہے لذّتِ بیداد دشمن پر کہ وجدِ برق جوں پروانہ بال افشاں ہے خرمن پر ص ۴۱

(۲) وہ التماسِ لذّتِ بیداد ہوں کہ میں تیغِ ستم کو پشتِ خمِ التجا کروں ص ۵۶

لذّتِ تقریرِ عشق: لذّتِ تقریرِ عشق پردگیِ گوشِ دل جوہرِ افسانہ ہے عرضِ تجمل ہنوز ص ۴۴

لذّتِ جگرسوزی: بہ پرفشانیِ پروانۂ چراغِ مزار ! کہ بعدِ مرگ بھی ہے لذّتِ جگر سوزی ص ۱۰۰

لذّتِ خوابِ سحر: وہ بادۂ شبانہ کی سرمستیاں کہاں اُٹھیے بس اب کہ لذّتِ خوابِ سحر گئی ص ۲۲۳

لذّتِ درد: دیکھیے ____: مائدۂ لذّتِ درد۔

لذّتِ دشنام: بوسہ کیسا، یہی غنیمت ہے کہ نہ سمجھیں وہ لذّتِ دشنام ص ۱۳۷

لذّتِ ریشِ جگر: عشرتِ پارۂ دل: زخمِ تمنا کھانا لذّتِ ریشِ جگر: غرقِ نمک داں ہونا ص ۱۵۰

لذّتِ سنگ: سر کھجاتا ہے، جہاں زخمِ سر اچھا ہوجائے لذّتِ سنگ بہ اندازۂ تقریر نہیں ص ۱۸۲

لذّتِ عرضِ گشادِ عقدۂ مشکل: پیکن گشتن ہائے دل: بزمِ نشاطِ گردباد لذّتِ عرضِ گشادِ عقدۂ مشکل نہ پوچھ ص ۴۲

لذّتِ غلطانیِ تپش: حیرت ہجومِ لذّتِ غلطانیِ تپش سیماب بالش و کمرِ دل ہے آئنہ ص ۶۹

لذّتِ فراغ: شق ہوگیا ہے سینہ، خوشا لذّتِ فراغ! تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر گئی ص ۲۲۳

لذّتِ کاوش: گریہ بے لذّتِ کاوش نہ کرے جراتِ شوق قطرۂ اشک، دلِ بر صفِ مژگاں زدہ ہے ص ۱۰۹

لذّت ہائے حسرت: دیکھیے ____: مشتاقِ لذّت ہائے حسرت۔

لذّت یاب: ناگہاں اس رنگ سے خونابہ ٹپکانے لگا دل کہ ذوقِ کاوشِ ناخن سے لذّت یاب تھا ص ۱۳۵

لرزاں[۱]: (۱) رہا نظارہ وقتِ بے نقابی آپ پر لرزاں سرشک آگیں مژہ سے دستِ از جاں شستہ بر رو تھا ص ۲۲

(۲) ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزاں ہے کہ شیشہ نازک و صہبا ہے آبگینہ گداز ص ۳۳

لرزیدن[۲]: دیکھیے: پرافشاں بہ خود لرزیدن۔

لڑائی[۳]: (۱) کیا ہی رضواں سے لڑائی ہوگی گھر ترا خلد میں گر یاد آیا ص ۱۵۲

---

۱ لرزاں : دوبار۔

۲ لرزیدن: ایک بار۔

۳ لڑائی : تین بار۔

(۲) مجھ سے تمھیں نفرت سہی، نیّر سے لڑائی — بچّوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اور — ص ۱۷۱

(۳) یارانِ نبی میں تھی لڑائی کس میں؟ — الفت کی نہ تھی جلوہ نمائی کس میں؟ — ص ۴۴۰

لڑکپن[1]: میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسدؔ — سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا — ص ۱۵۲

لڑکوں[2]: (۱) قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کُل — کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا — ص ۱۶۴

(۲) تھا موجدِ عشق بھی قیامت کوئی — لڑکوں کے لیے گیا ہے کیا کھیل نکال — ص ۴۵۳

لڑکے: واہ بے لڑکے! پڑھی اچھّی غزل — شوق اِبھی سے ہے تجھے اشعار کا — [قادرنامہ]

لڑیاں[3]: (۱) اِن کو لڑیاں نہ کہو، بحر کی موجیں سمجھو — ہے تو کشتی میں و لے بحر رواں ہے سہرا — ص ۴۸۸

(۲) رشک سے لڑتی ہیں، آپس میں اُلجھ کر لڑیاں — باندھنے کے لیے جب سر پہ، اُٹھایا سہرا — ص ۴۸۸

لشکر[4] (۱) سات اقلیم کا حاصل جو فراہم کیجے — تو وہ لشکر کا ترے نعل بہا ہوتا ہے — ص ۴۴۱

دیکھیے ــــــــ: (۲) رایتِ لشکر۔ (۳) سرِ لشکر۔ (۴) ملاذِ کشور و لشکر۔

لطف[5]: (۱) اے ترا لطف زندگی افزا! — اے ترا عہد فرّخی فرجام! — ص ۳۷

(۲) ظلم کر ظلم، اگر لطف دریغ آتا ہو — تو تغافل میں کسی رنگ سے معذور نہیں — ص ۱۸۵

(۳) تمھاری طرز و روش جانتے ہیں ہم، کیا ہے — رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے — ص ۲۵۱

لطفِ آزادی: نظر بندِ تصوّر ہے قفس میں لطفِ آزادی — شکستِ آرزو کے رنگ کی کرتا ہوں صیّادی — ص ۳۵۱

لطفِ انداز برہنہ گوئیِ خوباں: کرے ہے لطفِ انداز برہنہ گوئیِ خوباں — بہ تقریبِ نگارش ہائے سطرِ شعلہ یاد، آتش — ص ۴۷

لطفِ بدخویاں: تکلّف برطرف، ہے جاں ستاں تر لطفِ بدخویاں — نگاہِ بے حجابِ ناز تیغِ تیز عریاں ہے — ص ۲۱۰

لطفِ بے تماشا رفتنِ قاتل: روانی ہائے موجِ خونِ بسمل سے ٹپکتا ہے — کہ لطفِ بے تماشا رفتنِ قاتل پسند آیا — ص ۱۲

لطفِ جلوہ ہائے معانی: دل سے اٹھا لطفِ جلوہ ہائے معانی — غیرِ گُل، آئینۂ بہار نہیں ہے — ص ۲۰۸

---

[1] لڑکپن: ایک بار۔

[2] لڑکوں: دو بار۔ لڑکے: ایک بار [بطورِ واحد]۔

[3] لڑیاں: دو بار۔

[4] لشکر: چار بار
[مفرد: ایک بار۔ مرکب: تین بار]

[5] لطف: پچیس بار۔ (مفرد: تین بار۔ مرکب: بائیس بار)

لطفِ جورِ بے دل: دیکھیے ـــــــ: قربانِ لطفِ جورِ بے دل۔

لطفِ چشمکِ عبرت: بے خود بہ لطفِ چشمکِ عبرت ہے چشمِ صید یک داغ حسرتِ نفَسِ ناکشیدہ کھینچ ص۳۶

لطفِ خاص: کس منہ سے شکر کیجیے اس لطفِ خاص کا پرسش ہے اور پائے سخن درمیاں نہیں ص۱۸۸

لطفِ خرام ساقی: ـــ لطفِ خرامِ ساقی و ذوقِ صدائے چنگ یہ جنتِ نگاہ، وہ فردوسِ گوش ہے ص۲۳۰

لطفِ خمارِ مے: ـــ لطفِ خمارِ مے کو ہے در دلِ ہمدگر اثر پنبۂ شیشۂ شراب کف بہ لبِ ایاغ ہے ص۱۱۵

لطفِ زخمِ انتظار: تماشا کردنی ہے لطفِ زخمِ انتظار اے دل! سوادِ داغِ مرہم، مردمک ہے چشمِ سوزن میں ص۵۸

لطفِ ساقی: دیکھیے ـــــــ: غرورِ لطفِ ساقی۔

لطفِ ساقیِ کوثر: دیکھیے ـــــــ: تر زبانِ شکرِ لطفِ ساقیِ کوثر۔

لطفِ عام: بہ امیدِ نگاہِ خاص ہوں محمل کشِ حسرت مبادا! ہو عناں گیرِ تغافل لطفِ عام اُس کا ص۲۳

لطفِ عشق: دیکھیے ـــــــ: نازِ لطفِ عشق۔

لطفِ عشقِ ہر یک: ـــ لطفِ عشق، ہر یک انداز دگر دکھلائے گا بے تکلف یک نگاہ آشنا ہو جائیے ص۸۸

لطفِ کرم: نذرِ خراشِ نالہ سرشکِ نمک اثر لطفِ کرم بدولتِ مہماں اُٹھائیے ص۴۳

لطف گستر: دیکھیے: سراسر لطف گستر۔

لطفِ نظارۂ قاتل: ـــ لطفِ نظارۂ قاتل دمِ بسمل آئے جان جائے تو بلا سے، پہ کہیں دل آئے ص۳۱۲

لطف و عنایاتِ شہنشاہ: بھیجی ہے جو مجھ کو شاہِ جم جاہ نے دال ہے لطف و عنایاتِ شہنشاہ پہ دال ص۲۵۳

لطف و کرم: ایک، وفا و مہر میں تازگی بساطِ دہر لطف و کرم کے باب میں زینتِ روزگار، ایک ص۲۹۶

لطفِ ہوا: دی لطفِ ہوا نے بہ جنوں طرفہ نزاکت تا آبلہ دعوائے تنک پیرہنی ہے ص۱۱

لطافت[۱]: لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی چمن، زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا ص۱۳۸

لطافت ہائے جوشِ حُسن: نہیں ہے کف لبِ نازک پہ فرطِ نشۂ مے سے لطافت ہائے جوشِ حُسن کا سرشیر ہے پیدا ص۳۰

---

۱ لطافت : ایک بار۔ لطافت : ایک بار۔

لطمہ[۱] موج: اہلِ بینش کو ہے طوفانِ حوادث: مکتب لطمۂ موج کم از سیلیِ اُستاد نہیں ص۱۸۶

لطیف[۲] کلام: سلیم خاں، کہ وہ ہے نورِ چشمِ واصل خاں حکیم حاذق و دانا ہے وہ لطیف کلام ص۲۶۳

لعل: لعل سی کی ہے پئے زمزمۂ مدحتِ شاہ طوطیِ سبزۂ کہسار نے پیدا منقار ص۱۳۲

لعلِ[۳] جاں: دیکھیے ______: عقدۂ لعلِ جاں۔

لعلِ بیش بہا: آئے ہیں پارہ ہائے جگر درمیانِ اشک لایا ہے لعلِ بیش بہا کاروانِ اشک ص۵۰

لعل و زمرد: کس واسطے عزیز نہیں جانتے مجھے؟ لعل و زمرد و زر و گوہر نہیں ہوں میں؟ ص۱۹۱

لعل و گہر: دیکھیے ______: اوجِ طالعِ لعل و گہر۔

لغزشِ پا:(۱) قطعِ سفرِ ہستی و آرامِ فنا ہیچ رفتار، نہیں بیش تر از لغزشِ پا ہیچ ص۳۶

(۲) بہ کامِ دل کریں کس طرح گمرہاں فریاد؟ ہوئی ہے لغزشِ پا لکنتِ زباں، فریاد! ص۳۷

(۳) لغزشِ پا کو ہے بلد نغمۂ "یا علی مدد" ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ! سبحہ کو خونبہا سمجھ ص۴۳

(۴) ہے مشقِ وفا، جانتے ہیں، لغزشِ پا تک اے شمع! تجھے دعویٰ ثابت قدمی ہے! ص۱۰۶

لغزشِ رفتارِ خامہ: ہے کشِ مضموں کو حُسنِ ربطِ خط کیا چاہیے لغزشِ رفتارِ خامہ مستیِ تحریر ہے ص۹۵

لغزشِ مستانہ:(۱) جوشِ بے کیفیتی ہے اضطراب آرا اسدؔ! ورنہ بسمل کا تڑپنا لغزشِ مستانہ تھا ص۲۵

(۲) لغزشِ مستانہ و جوشِ تماشا ہے اسدؔ! آتشِ مے سے بہارِ گرمیِ بازارِ دوست ص۳۳

لغو[۵]: ہرزہ ہے نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم لغو ہے آئنۂ فرقِ جنون و تمکیں ص۱۳۴

لفظ[۶]:(۱) دہر میں نقشِ وفا وجہِ تسلی نہ ہوا ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا ص۱۳۳

(۲) گنجینۂ معنی کا طلسم اُس کو سمجھیے جو لفظ کہ غالبؔ مرے اشعار میں آوے ص۲۳۴

(۳) دیکھیے ______: اوجِ دو مرتبۂ معنی و لفظ۔

لفظِ تکیہ کلام: روا رکھو نہ رکھو، تھا جو لفظِ "تکیہ کلام" اب اُس کو کہتے ہیں اہلِ سخن "سخن تکیہ" ص۳۰۳

لفظِ کرم: معنیِ لفظِ کرم، بسملۂ نسخۂ حُسن قبلۂ اہلِ نظر، کعبۂ اربابِ یقیں ص۸

---

۱ لطمہ : ایک بار۔[مرکب]۔

۲ لطیف : ایک بار[مرکب]۔

۳ لعل : پانچ بار[مرکب: چار بار]۔

۴ لغزش : سات بار[مرکب]۔

۵ لغو : ایک بار۔

۶ لفظ : آٹھ بار۔[مفرد: دو بار۔ مرکب: چھے بار]۔

لفظِ معنیٔ عنقا: وحشت کہاں کہ بے خودی انشا کرے کوئی ہستی کو لفظِ معنیٔ عنقا کرے کوئی ص ۸۷

لفظ و معنی: (۱) بقدرِ لفظ و معنی فکرت احرامِ گریباں ہیں وگرنہ کیجیے جو ذرہ عریاں، ہم نمایاں ہیں ص ۶۳

(۲) دیکھیے ——— : قدردانِ لفظ و معنی۔

لقا[۱]: ذرِ معنی سے مرا صفحہ: لقا کی داڑھی غمِ گیتی سے مرا سینہ: عمر کی زنبیل ص ۱۲۳

لقب[۲]: فہم، زنجیریٔ بے ربطیٔ دل ہے یارب! کس زباں میں ہے لقب "خوابِ پریشاں" میرا ص ۴۱

لقمان[۳]: تمام دہر میں اُس کے مطب کا چرچا ہے کسی کو یاد بھی لقمان کا نہیں ہے نام ص ۲۹۳

لکدکوب[۴] حوادث: ~~لکدکوبِ حوادث کا~~ تحمل کر نہیں سکتی مری طاقت کہ ضامن تھی بتوں کے ناز اُٹھانے کی ص ۲۰۳

لکنت[۵] زباں: بہ کامِ دل کریں کس طرح گمرہاں فریاد ہوئی ہے لغزشِ پا لکنتِ زباں، فریاد! ص ۳۷

لکھنؤ[۶]: ~~لکھنؤ آنے~~ کا باعث نہیں کھلتا، یعنی ہوسِ سیر و تماشا، سو وہ کم ہے ہم کو ص ۱۹۵

لکیریں[۷]: جاں فزا ہے بادہ، جس کے ہاتھ میں جام آگیا سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگِ جاں ہوگئیں ص ۱۹۲

لگام[۸]: پھر غزل کی روش پہ چل نکلا توسنِ طبع چاہتا تھا لگام ص ۳۰۹

لگاو[۹]: (۱) لاگ ہو، تو اُس کو ہم سمجھیں لگاو جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائیں کیا ص ۱۶۱

(۲) لاکھوں لگاو: ایک چُرانا نگاہ کا لاکھوں بناو: ایک بگڑنا عتاب میں ص ۱۸۹

لگاوٹ[۱۰]: کرے ہے قتل لگاوٹ میں تیرا رو دینا تری طرح کوئی تیغِ نگہ کو آب تو دے ص ۲۲۳

لمبر[۱۱]: (۱) سر پہ چڑھنا تجھے پھبتا ہے، پر اے طرفِ کلاہ! مجھ کو ڈر ہے کہ نہ چھینے ترا لمبر سہرا ص ۲۸۷

(۲) سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یکقلم لمبر رہا، نہ نذر، نہ خلعت کا انتظام ص ۲۸۲

(۳) اُس بزمِ پُرفروغ میں اس تیرہ بخت کو لمبر ملا نشیب میں از روئے اہتمام ص ۲۸۲

---

۱ لقا : ایک بار۔

۲ لقب : ایک بار۔

۳ لقمان : ایک بار۔

۴ لکدکوب : ایک بار [مرتب]۔

۵ لکنت : ایک بار [مرتب]۔

۶ لکھنؤ : ایک بار۔

۷ لکیریں : ایک بار۔

۸ لگام : ایک بار۔

۹ لگاو : دو بار۔

۱۰ لگاوٹ : ایک بار۔

۱۱ لمبر : تین بار۔

لگن[1]: دھوتا ہوں جب میں پینے کو، اُس سیم تن کے پانو — رکھتا ہے ضد سے، کھینچ کے باہر لگن کے پانو — ص۱۹۶

لنگ[2]: دیکھیے ــــــــ: عذرِ لنگ۔

لنگر[3]: خامے سے پائی طبیعت نے مدد — بادباں بھی، اُٹھتے ہی لنگر، کھلا — ص۱۴۰

لنگرِ عیش: لنگرِ عیش پہ سرشار تماشائے دوام — کہ رہے خونِ خزاں سے بہ حنا پائے بہار — ص۷۷

لنگرِ وحشتِ مجنوں: عالمِ بے سروسامانیٔ فرصت مت پوچھ — لنگرِ وحشتِ مجنوں ہے بیاباں میرا — ص۲۱

لوح[4] ازل: دیکھیے ــــــــ: خطِ لوحِ ازل۔

لوحِ دبستاں: ہمیشہ مجھ کو طفلی میں بھی مشقِ تیرہ روزی تھی — سیاہی ہے مرے ایّام میں لوحِ دبستاں کی — ص۷۶

لوحِ جہاں: یارب! زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لیے؟ — لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرّر نہیں ہوں میں — ص۱۹۰

لوحِ مزار: دیکھیے ــــــــ: خطِ لوحِ مزار۔

لوح و قلم: تیری مدحت کے لیے ہیں دل و جاں، کام و زباں — تیری تسلیم کو ہیں لوح و قلم، دست و جبیں — ص۱۳۵

لَوحَشَ اللہ[5]: چشمِ بد دور! خسروانہ شکوہ — لَوحَشَ اللہ! عارفانہ کلام — ص۱۳۷

لوگ[6]: (۱) گو ایک بادشاہ کے سب خانہ زاد ہیں — دربار دار لوگ بہم آشنا نہیں — ص۱۳۹

(۲) ہو جہاں گرمِ غزل خوانیٔ نَفَس لوگ جائیں، طبلۂ عنبر کھلا — ص۱۴۰

(۳) کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہیں — آج غالبؔ غزل سرا نہ ہوا — ص۱۶۳

(۴) غلطی ہائے مضامیں مت پوچھ — لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں — ص۱۸۱

(۵) کہتے ہیں، جیتے ہیں امید پہ لوگ — ہم کو جینے کی بھی امید نہیں — ص۱۸۳

(۶) پُل ہی پر سے پھیر لائے ہم کو لوگ — ورنہ تھا اپنا ارادہ پار کا — [قادرنامہ]

(۷) شاہدِ ہستیٔ مطلق کی کمر ہے عالم — لوگ کہتے ہیں کہ ہے، پر ہمیں منظور نہیں — ص۱۸۵

---

[1] لگن : ایک بار۔

[2] لنگ : ایک بار [مرکب]۔

[3] لنگر : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔

[4] لوح : پانچ بار [مرکب]۔

[5] لوحش اللہ : ایک بار۔

[6] لوگ : سولہ بار۔ لوگوں: پانچ بار

(۸) صاف دُردی کشِ پیمانۂ جم ہیں ہم لوگ — وائے! وہ بادہ کہ افشردۂ انگور نہیں — ص۱۸۶

(۹) نظر لگے نہ کہیں اُس کے دست و بازو کو — یہ لوگ کیوں مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہیں — ص۱۸۷

(۱۰) اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ، انھیں کچھ نہ کہو — جو مے و نغمہ کو اندوہ رُبا کہتے ہیں — ص۱۸۷

(۱۱) یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں؟ — غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے؟ — ص۲۳۸

(۱۲) تشنہ کشانِ عشق کی پوچھے ہے کیا خبر — وہ لوگ رفتہ رفتہ سراپا الم ہوئے — ص۲۲۶

(۱۳) نظارہ سوز ہے یہاں تک ہر ایک ذرۂ خاک — کہ لوگ جوہرِ تیغ قضا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

(۱۴) آئیں جس بزم میں وہ، لوگ پکار اُٹھتے ہیں — لو، وہ برہم زنِ ہنگامۂ محفل آئے — ص۳۱۲

(۱۵) حیدرآباد بہت دور ہے، اِس ملک کے لوگ — اُس طرف کو نہیں جاتے ہیں، جو جاتے ہیں تو کم — ص۲۶۵

(۱۶) کہے گی خلق اِسے: داورِ سپہر شکوہ — لکھیں گے لوگ اِسے: خسرو ستارہ سپاہ — ص۲۷۸

لوگوں: (۱) ہوں سراپا سازِ آہنگِ شکایت، کچھ نہ پوچھ — ہے یہی بہتر کہ لوگوں میں نہ چھیڑے تو مجھے — ص۲۰۹

(۲) لوگوں کو ہے خرشیدِ جہاں تاب کا دھوکا — ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغِ نہاں اور — ص۱۴۰

(۳) جب اُس کے دیکھنے کے لیے آئیں بادشاہ — لوگوں میں کیوں نمود نہ ہو لالہ زار کی — ص۲۵۱

(۴) جن لوگوں کو ہے مجھ سے عداوت گہری — کہتے ہیں مجھے وہ رافضی اور دہری — ص۳۳

(۵) افسوس! کہ دنداں کا کیا رزق فلک نے — جن لوگوں کی تھی درخورِ عقدِ گہر انگشت — ص۱۹۳

لولیانِ[۱] ماہ جبیں: دیکھیے ______: جلوۂ لولیانِ ماہ جبیں۔

لوہارو[۲]: سرِ آغازِ موسم میں، اندھے ہیں ہم — کہ دلّی کو چھوڑیں، لوہارو کو جائیں — ص۲۹۳

لہریں[۳]: صاف آتی ہیں نظر آبِ گہر کی لہریں — جنبشِ بادِ سحر نے جو ہلایا سہرا — ص۲۹۳

لہو[۴]: (۱) نہ ہووے کیونکے اُسے فرضِ قتلِ اہلِ وفا — لہو میں ہاتھ کے بھرنے کو جو وضو جانے — ص۹۹

(۲) نہیں معلوم کس کس کا لہو پانی ہوا ہوگا! — قیامت ہے سرشک آلودہ ہونا تیری مژگاں کا — ص۱۵۷

---

۱ لولیاں : ایک بار [مرتب]۔
۲ لوہارو : ایک بار۔
۳ لہریں : ایک بار۔
۴ لہو : آٹھ بار۔

(۳) رگِ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا — جسے غم سمجھ رہے ہو، یہ اگر شرار ہوتا — ص۱۹۰

(۴) زخم گر دب گیا، لہو نہ تھما — کام گر رک گیا، روا نہ ہوا — ص۱۲۲

(۵) ایسا آساں نہیں لہو رونا — دل میں طاقت، جگر میں حال کہاں — ص۱۸۲

(۶) ٹھا ہے سرِ انگشتِ حنائی کا تصور — دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی — ص۲۲۸

(۷) رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل — جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے؟ — ص۲۳۱

(۸) چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن — ہمارے جیب کو اب حاجتِ رفو کیا ہے؟ — ص۲۳۱

لہنا[1]: غالب! کچھ اپنی سعی سے لہنا نہیں مجھے — خرمن جلے، اگر نہ ملخ کھائے کشت کو — ص۱۹۷

لئیم[2]: مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم! — تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے؟ — ص۲۲۳

لے[3]: فریاد کی کوئی لے نہیں ہے — نالہ پابندِ نے نہیں ہے — ص۲۲۸

لیالی[4]: دیکھیے ـــــــ: بردِ لیالی۔

لیالی و ایام: دیکھیے ـــــــ: صفحہ ہائے لیالی و ایام۔

لیل[5] و نہار: (۱) رات کو آگ اور دن کو دھوپ — بھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار — ص۱۳۶

(۲) دیکھیے: اختلافِ لیل و نہار۔ (۳) نفَسِ لیل و نہار۔

لیلیٰ[6]: (۱) غمِ مجنوں عزادارانِ لیلیٰ کا پرستگر — خُمِ رنگِ سیہ، پیمانہ بر چشمِ آہو تھا — ص۲۲

(۲) بروئے قیس دستِ شرم ہے مژگانِ آہو سے — مگر روزِ عروسی گم ہوا تھا شانہ لیلیٰ کا — ص۲۹

(۳) ز بس دوشِ رمِ آہو پہ ہے محمل تمنا کا — جنونِ قیس سے بھی شوخیِ لیلیٰ نمایاں ہے — ص۸۱

(۴) تصرف وحشیوں میں ہے تصور ہائے مجنوں کا — سوادِ چشمِ آہو، عکسِ خالِ روئے لیلا ہے — ص۸۳

(۵) بیتابِ یادِ دوست ہم رنگِ تسلی ہے — غافل! تپشِ مجنوں محمل کشِ لیلیٰ ہے — ص۱۱۳

(۶) اختر سوختۂ قیس سے نسبت دیجے — خالِ مشکینِ رخِ دل کشِ لیلا کہیے — ص۱۲۲ [نچلی دل کے لیے]

---

[1] لہنا : ایک بار۔
[2] لئیم : ایک بار۔
[3] نے : ایک بار۔
[4] لیالی : دو بار [مرکب]۔
[5] لیل : تین بار [مرکب]۔
[6] لیلیٰ : سولہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: تیرہ بار]۔

(۷) کیوں اِسے تکمۂ پیراہنِ لیلیٰ لکھیے   کیوں اِسے نقش پئے ناقۂ سلمیٰ کہیے   ص۱۳۲ [؍؍ ؍؍]

(۸) مانعِ وحشت خرامی ہائے لیلیٰ کون ہے؟   خانۂ مجنونِ صحرا گرد بے دروازہ تھا   ص۱۳۶

(۹) ذرہ ذرہ ساغرِ مے خانۂ نیرنگ ہے   گردشِ مجنوں بہ چشمک ہائے لیلا آشنا   ص۱۳۹

(۱۰) قیامت ہے کہ سُن لیلیٰ کا دشتِ قیس میں آنا   تعجب سے وہ بولا: یوں بھی ہوتا ہے زمانے میں؟   ص۱۸۰

(۱۱) عاشق ہوں، پہ معشوق فریبی ہے مرا کام   مجنوں کو برا کہتی ہے لیلا مرے آگے   ص۲۲۹

دیکھیے ــــــــ: (۱۲) خیالِ طرۂ لیلیٰ۔ (۱۳) خیمۂ لیلیٰ۔ (۱۴) رگِ لیلیٰ۔ (۱۵) شمعِ سیہ خانۂ لیلیٰ۔

لیلیٔ معنیٰ: شوخیٔ اظہار غیر از وحشتِ مجنوں نہیں   لیلیٰ معنی اسدؔ! محمل نشینِ راز ہے   ص۸۲

لین دین[1]: میرا اپنا جدا معاملہ ہے   اور کے لین دین سے کیا کام   ص۱۳۶

ـــــــــــــــ

[1] لین دین : ایک بار۔

م

ماتم[۱]: (۱) وہ دلِ سوزاں کہ کل تک شمعِ ماتم خانہ تھا دُودِ کو آج اُس کے ماتم میں سیہ پوشی ہوئی ص۲۵

(۲) کہ تیغِ یار، ہلالِ سیہِ محرّم ہے بہارِ تعزیتِ آبادِ عشق، ماتم ہے ص۱۰۲

(۳) ہوں میں وہ خاک کہ ماتم میں اُڑایا ہے مجھے بے دماغِ تپش و عرضِ دو عالمِ فریاد ص۱۰۸

(۴) وہی ہم ہیں، قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے خزاں کیا؟ فصلِ گل کہتے ہیں کس کو؟ کوئی موسم ہو ص۲۲۰

(۵) ماتم میں شبِ دیں کے ہیں، سودا نہیں ہم کو تابِ سخن و طاقتِ غوغا نہیں ہم کو ص۲۸۳

دیکھیے ______: (۶) حلقۂ یک بزمِ ماتم۔ (۷) شبِ ماتم۔ (۸) محفلِ ماتم۔ (۹) نوحۂ ماتم۔

ماتم خانہ: دیکھیے: (۱۰،۱۱) شمعِ ماتم خانہ [دوبار]۔

ماتمِ یک شہرِ آرزو: اب میں ہوں اور ماتمِ یک شہرِ آرزو توڑا جو تو نے آئنہ، تمثال دار تھا ص۱۵۳

ماتمیانِ شہِ مظلوم: اے زمزمۂ قُم! لبِ عیسیٰ پہ فغاں ہو اے ماتمیانِ شہِ مظلوم! کہاں ہو؟ ص۲۸۴

ماتمیوں: وہ جس کے ماتمیوں پر ہے سلسبیل، سبیل شہیدِ تشنہ لبِ کربلا کہیں اُس کو! ص۲۸۵

ماجرا[۲]: (۱) نفَسِ بے دلاں اسدؔ سازِ فسانگی نہیں بسملِ دردِ خفتہ ہوں، گریے کو ماجرا سمجھ ص۴۳

(۲) ترے نوکر ترے در پر اسد کو ذبح کرتے ہیں ستمگر، ناخدا ترس، آشنا کش! ماجرا کیا ہے؟ ص۸۳

(۳) ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے! ص۲۲۸

---

[۱] ماتم : نو بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: چار بار]۔
ماتم خانہ : دو بار۔
ماتمیان : ایک بار [مرکب]۔
ماتمیوں : ایک بار۔

[۲] ماجرا : چار بار۔

(۴) گاہ رو کر کہا کیے باہم ماجرا ہاے گریاں کا ص۲۶۰

مادرزاد[1]: دیکھیے: لالِ مادرزاد۔

نجتۂ انجمن طوے میرزا جعفر کہ جس کے دیکھے سے سب کا ہوا ہے جی محظوظ

مادّۂ[2] سالِ عیسوی: ہوئی ہے ایسے ہی فرخندہ سال میں غالبؔ نہ کیوں ہو مادّۂ سالِ عیسوی "محظوظ" ص۱۲۹ (۱۸۵۴ء)

مار[3]: کیا کبھی کھائی ہے حافظ جی کی مار؟ آج ہنستے آپ جو کھل کھل نہیں [قادرنامہ]

مار[4]: دیکھیے: دہانِ مار۔

ماس[5]: درم و دام اپنے پاس کہاں؟ چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں؟ ص۲۹۸

ماسوا[6]: دیکھیے: کلفتِ ماسوا۔

مافات[7]: دیکھیے: تلافیِ مافات۔

مال[8]: (۱) پہلو تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسدؔ دل وقفِ درد کر کہ فقیروں کا مال ہے ص۷۵

(۲) مال و جاہ و دست و پا بے زر خریدہ ہیں اسدؔ بس پہ دل ہاے دگر راحت رسانی مفت ہے ص۱۱۳

(۳) ہم سے چھوٹا قمار خانۂ عشق وھاں جو جاویں، گرہ میں مال کہاں! ص۱۸۲

(۴) بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ جی میں کہتے ہیں کہ: مفت آئے تو مال اچھا ہے ص۲۳۹

مالِ غنی: اس جفا مشرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے اسدؔ مالِ غنی کو مباح اور خونِ صوفی کو حلال ص۵۲

مآل[9]: قطرہ دریا میں جو مل جائے، تو دریا ہو جائے کام اچھا ہے وہ، جس کا کہ مآل اچھا ہے ص۲۳۹

مآلِ سعیِ اسکندر: شاہ کے آگے دھرا ہے آئنہ اب مآلِ سعیِ اسکندر کھلا ص۱۳۰

مالیدہ[10]: دیکھیے: مسِ مالیدہ۔

---

[1] مادرزاد : ایک بار [مرتب]۔

[2] مادّہ : ایک بار۔

[3] مار : ایک بار۔

[4] مار : ایک بار [مرتب]۔

[5] ماس : ایک بار۔

[6] ماسوا : ایک بار [مرتب]۔

[7] مافات : ایک بار [مرتب]۔

[8] مال : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرتب: دو بار]۔

[9] مآل : دو بار [مفرد: ایک بار، مرتب: ایک بار]۔

[10] مالیدہ : ایک بار [مرتب]۔

ماتا[۱]**:** خاتمِ دستِ سلیماں کے مشابہ لکھیے   سرِ پستانِ پری زاد سے ماتا کہیے   ص ۱۲۲

ماتاے سیاہی: سخن تاریک طبعوں کا، ہے اظہار کثافت ہا   کہ رنگِ خامۂ فولاد ماتاے سیاہی ہے   ص ۲۵۳

ماند[۲]**:** بنتے ہیں سونے، روپے کے چھلّے حضور میں   ہے جن کے آگے سیم و زر مہر و ماہ ماند   ص ۱۲۸

ماندگی[۳]**:** دیکھیے: یک بیاباں ماندگی۔

ماندن[۴]**:** دیکھیے: از خود تہی ماندن [مزید دیکھیے: باز ماندن ہاے مژگاں]۔

ماندہ: (۱) حیف! بے حاصلیِ اہلِ ریا پر غالبؔ   یعنی ہیں ماندہ از آں سو و ازیں سو راندہ   ص ۱۷

دیکھیے ــــــ: (۲) آب برجا ماندہ۔ (۳) برجا ماندہ۔ [مزید دیکھیے: چشمِ باز ماندہ]۔

مانع[۵]**:** (۱) نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانع میرے نالوں کو   لیا دانتوں میں جو تنکا، ہوا ریشہ نیستاں کا   ص ۱۵۶

(۲) دل لگا کر آپ بھی غالبؔ مجھی سے ہو گئے   عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحب مجھے   ص ۲۱۳

مانعِ اظہار: اپنا احوالِ دلِ زار کہوں یا نہ کہوں   ہے حیا مانعِ اظہار، کہوں یا نہ کہوں   ص ۲۹۸

مانعِ بادہ کشی: مانعِ بادہ کشی ناداں ہے، لیکن اے اسدؔ   بے ولاے ساقیِ کوثر کشیدن منع ہے   ص ۱۱۳

مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں: نکوہش، مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں آئی   ہوا ہے خندۂ احباب بخیہ جیب و دامن میں   ص ۱۸۰

مانعِ دامن کشی: گر ہو مانعِ دامن کشی ذوقِ خود آرائی   ہوا ہے نقش بندِ آئنہ سنگِ مزار اپنا   ص ۱۵

مانعِ دشت نوردی: مانعِ دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں   ایک چکّر ہے، مرے پانو میں زنجیر نہیں   ص ۱۸۲

مانعِ ذوقِ تماشا: ہوئی ہے مانعِ ذوقِ تماشا خانہ ویرانی   کفِ سیلاب باقی ہے بہ رنگِ پنبہ روزن میں   ص ۱۸۰

مانعِ سیلانِ اشک: ہو سکے کب کلفتِ دل مانعِ سیلانِ اشک   گردِ ساحل، سنگِ راہِ جوششِ دریا نہیں   ص ۶۵

مانعِ عاشق نوازی: ہوا ہے مانعِ عاشق نوازی نازِ خود بینی   تکلف برطرف، آئینۂ تمیز حائل ہے   ص ۷۷

مانعِ وحشت خرامی ہاے لیلیٰ: مانعِ وحشت خرامی ہاے لیلیٰ کون ہے؟   خانۂ مجنونِ صحرا گرد بے دروازہ تھا   ص ۱۳۶

---

۱ ماتا : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔	۴ ماندن : ایک بار۔
۲ ماند : ایک بار۔	ماندہ : تین بار [مرکب: دو بار]۔
۳ ماندگی : ایک بار [مرکب]۔	۵ مانع : گیارہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: نو بار]۔

مانوس[۱]: دیکھیے: افسردگیِ مانوس۔

مانیؔ[۲]: (۱) جس کے حیرت کدۂ نقشِ قدم میں مانیؔ خونِ صد برق سے باندھے بہ کفِ دست نگار ص۵

(۲) نہ کھینچ اے دستِ سعیِ نارسا: زلفِ تمنا کو پریشاں تر ہے موے خامہ سے تدبیر مانی کی ص۷۷

(۳) زلفِ تحریرِ پریشانِ تقاضا ہے، مگر شانہ ساں مو بہ زباں خامۂ مانی مانگے ص۷۸

نقشِ نازِ بتِ طناز بہ آغوشِ رقیب پاے طاؤس پئے خامۂ مانی مانگے ص۲۰۹

نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانی ہے بہ کر دامنِ صد رنگ گلستاں زدہ ہے ص۴۵۳

مانیِ اندیشہ: کھینچے گر مانیِؔ اندیشہ چمن کی تصویر سبز مثلِ خطِ نوخیز ہو خطِ پرکار ص۱۳۲

ماوتو[۳]: ہے خطِ عجزِ ماوتو، اوّلِ درسِ آرزو ہے یہ سیاقِ گفتگو، کچھ نہ سمجھ، فنا سمجھ ص۷۳

ماوراء الشمری[۴]: دہری کیوں کر ہو، جو کہ ہووے صوفی شیعی کیوں کر ہو ماوراء النہری ص۳۱۳

ماہ[۵] [۱]: دیکھیے: سال و ماہ۔

ماہ بہ ماہ: میری تنخواہ کیجے ماہ بہ ماہ تا نہ ہو مجھ کو زندگی دشوار ص۱۲۷

ماہِ صفر: دیکھیے: آخرِ ماہِ صفر۔

ماہِ صیام: دیکھیے: تقریبِ عیدِ ماہِ صیام۔

ماہ و سال: وہ فراق اور وہ وصال کہاں! وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں! ص۱۸۲

ماہ و سالِ عندلیب: عمر میری ہوگئی صرفِ بہارِ حسنِ یار گردشِ رنگِ چمن ہے ماہ و سالِ عندلیب ص۳۲

ماہ[۶] [۲]: (۱) شاید کہ مرگیا ترے رخسار دیکھ کر پیمانہ رات ماہ کا لبریز نور تھا ص۴۷

(۲) شامِ فراقِ یار میں جوشِ خیرہ سری سے ہم نے اسدؔ ماہ کو در تسبیح کواکب جاے نشینِ امام کیا ص۴۷

(۳) شفق بہ دعویِ عاشق گواہِ رنگیں ہے کہ ماہ، دزدِ حناے کفِ نگاریں ہے ص۱۰۴

۱۔ مانوس : ایک بار [مرکب]۔

۲۔ مانی : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔

۳۔ ماوتو : ایک بار۔

۴۔ ماوراء الشمری: ایک بار۔

۵۔ ماہ [۱] : چھے بار [مرکب]۔

۶۔ ماہ [۲] : چوبیس بار [مفرد: نو بار، مرکب: پندرہ بار]۔

(۴) ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر   زہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل   ص۱۳۳

(۵) ماہ بن، ماہ تاب بن، میں کون   مجھ کو کیا بانٹ دے گا تو انعام؟   ص۱۳۶

(۶) مہرِ تاباں کو ہو تو ہو اے ماہ!   قربِ ہر روزہ برسبیلِ دوام   ص۱۳۶

(۷) انجمِ چرخ، گوہرِ آگیں   فرشِ نور: نے، ماہ: ساغرِ سیمیں   ص۲۸۰

(۸) دو رات میں تمام ہے ہنگامہ ماہ کا   حضرت کا عزّ و جاہ رہے گا علی الدّوام   ص۲۸۲

(۹) وہ فلک رتبہ کہ بر توسنِ چالاک چڑھا   ماہ پر ہالہ صفت حلقۂ فتراک چڑھا   ص۳۲۵

دیکھیے ــــــ: (۱۰) آئنہ پردازِ داغِ ماہ۔ (۱۱) پہلوے ماہ۔ (۱۲) خرشید و ماہ۔ (۱۳) سیم وزرِ مہر و ماہ۔ (۱۴) شکستِ وشوے داغِ ماہ۔ (۱۵) غیرتِ ماہ۔ (۱۶) فروغِ ماہ۔ (۱۷) مہر و ماہ۔

ماہِ تاباں: مہرِ رخشاں کا نام: خسرو روز   ماہِ تاباں کا اسم: شحنۂ شام   ص۱۳۸

ماہِ تمام: جانتا ہوں کہ اُس کے فیض سے تو   پھر بنا چاہتا ہے ماہِ تمام   ص۱۳۶

ماہِ شبِ چاردہم: تم ماہِ شبِ چار دہم تھے مرے گھر کے   پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشا کوئی دن اَور   ص۱۸۱

ماہِ فروردیں: مرحبا! سالِ فرخی آئیں   عیدِ شوّال و ماہِ فروردیں   ص۲۸۰

ماہِ کنعاں: دیکھیے: محوِ ماہِ کنعاں۔

ماہِ نَو : (۱) جادۂ رہ خُور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع   چرخ وا کرتا ہے ماہِ نَو سے آغوشِ وداع   ص۱۸۳

(۲) جس کے حُسنِ روز افزوں کی یہ اک ادنیٰ ہے بات   ماہِ نو نکلے پہ گزری ہوں گی راتیں پان سات   ص۲۹۰

(۳) ماہِ نو ہوں کہ فلک عجز سکھاتا ہے مجھے   عمر بھر ایک ہی پہلو پہ سُلاتا ہے مجھے   ص۳۰۵

ماہ تاب[1]: (۱) ماہ بن، ماہ تاب بن، میں کون   مجھ کو کیا بانٹ دے گا تو انعام؟   ص۱۳۶

دیکھیے ــــــ: (۲) تشتِ ماہ تاب۔ (۳) رشکِ ماہ تاب۔ (۴) شبِ ماہ تاب۔

ماہ تابِ ہالہ پیرا: ہے جہاں فکرِ کشیدن ہاے نقشِ روے یار   ماہ تابِ ہالہ پیرا، گردۂ تصویر ہے   ص۹۵

ماہتابی[2]: شرم، طوفانِ خزاں رنگِ طربِ گاہِ بہار   ماہتابی بہ کفِ چشمِ تماشائی ہے   ص۱۰۳

۱ـ ماہ تاب : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔   ۲ـ ماہتابی : ایک بار۔

ماہ جبیں[1] دیکھیے: جلوۂ لولیانِ ماہ جبیں۔

ماہی[2] : (۱) نہیں گرداب، بجز سرگشتگی ہائے طلب ہرگز — حبابِ بحر کے ہے آبلوں میں خار ماہی کا — ص ۲۶

دیکھیے ــــــ: (۳،۲) فلسِ ماہی [دوبار]۔

ماہیِ بے آب: خوں دل میں جو میرے نہیں باقی، تو پھر اس کی — جوں ماہیِ بے آب تڑپتی ہے ہر انگشت — ص ۳۲

مائدۂ[3] بذلِ خلیل: تجھ سے عالم پہ کھلا رابطۂ قربِ کلیم — تجھ سے دنیا میں بچھا مائدۂ بذلِ خلیل — ص ۱۴۲

مائدۂ لذتِ درد: دلِ حسرت زدہ، تھا مائدۂ لذتِ درد — کام یاروں کا بقدرِ لب و دنداں نکلا — ص ۱۴۳

مائل[4]: (۱) بس کہ مائل ہے وہ رشکِ ماہ تاب آئینے پر — ہے نفَس، تارِ شعاعِ آفتاب آئینے پر — ص ۳۹

(۲) ہم نہ تبلیغ کے مائل، نہ غلو کے قائل — دو دعائیں ہیں کہ وہ دیتے ہیں ثواب کو ہم — ص ۲۹۵

(۳) تیرے کوچے کا ہے مائل دلِ مضطر میرا — کعبہ اک اور سہی، قبلہ نما اور سہی — ۳۱۱

دیکھیے ــــــ: (۴) جنوں مائل۔

مایوس[5] : (۱) اسدؔ مایوس مت ہو، گرچہ رونے میں اثر کم ہے — کہ غالب ہے کہ بعد از زاری بسیار ہو پیدا — ص ۳۱

(۲) اے اسدؔ، مایوس مت ہو از درِ شاہِ نجف — صاحبِ دل با وکیلِ حضرتِ اللہ ہے — ص ۲۵۶

دیکھیے ــــــ: (۳) جلوہ مایوس۔ (۳)، (۴) دلِ مایوس [دوبار]۔ (۳) زانوے دلِ مایوس۔

مایہ[6] دیکھیے ــــــ: (۱) تنگ مایہ۔ (۲) داد و دِہِ گراں مایہ۔ (۳) گنج ہائے گراں مایہ۔

مایۂ اعتبار: نقدِ سخن کے واسطے ایک، عیارِ آگہی — شعر کے فن کے واسطے مایۂ اعتبار ایک — ص ۲۹۹

مایۂ شرمندگی: اضطراب نارسائی مایۂ شرمندگی — ہے عرق ریزیِ خجلت جوششِ طوفانِ عجز — ص ۳۳

مایۂ شوقِ دو جہاں ریگِ رواں: بے نفَس، مایۂ شوقِ دو جہاں ریگِ رواں — پائے رفتار کم و حسرتِ جولاں بسیار — ص ۳

مباح[7] : اس جفا مشرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے اسدؔ — مالِ مُغنی کو مباح اور خونِ صوفی کو حلال — ص ۵۲

---

[1] ماہ جبیں : ایک بار۔

[2] ماہی : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

[3] مائدہ : دو بار [مرکب]۔

[4] مائل : چار بار۔

[5] مایوس : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔

[6] مایہ : چھے بار [مرکب]۔

[7] مباح : ایک بار۔

مباد[1]: (۱) آمدِ خط ہے، نہ کر خندۂ شیریں کہ مباد — چشمِ مور آئنۂ دل نگرانی مانگے — ص۷۸

(۲) بہ کسوتِ عرقِ شرم قطرہ زن ہے خیال — مبادا، حوصلہ معذورِ جستجو جانے — ص۹۹

(۳) تجھے ہم مفت دیویں یک جہاں چینِ جبیں، لیکن — مبادا اے پیچ و تابِ طبع! نقشِ مدعا گم ہو — ص۶۸

مبادا[2]: (۱) بہ امّیدِ نگاہِ خاص ہوں محمل کشِ حسرت — مبادا! ہو عناں گیرِ تغافل لطفِ عام اُس کا — ص۲۳

(۲) مبادا! بے تکلف فصل کا برگ و نوا گم ہو — گر طوفانِ نے میں پیچشِ موجِ صبا گم ہو — ص۶۸

(۳) رخصتِ نالہ مجھے دے کہ مبادا ! ظالم — تیرے چہرے سے ہو ظاہر غمِ پنہاں میرا — ص۱۵۳

(۴) نکوہش ہے سزا فریادیِ بیدادِ دلبر کی — مبادا ! خندۂ دنداں نما ہو صبحِ محشر کی — ص۲۰۷

مبارک[3]: (۱) تجھ کو شرفِ مہرِ جہاں تاب مبارک! — غالبؔ کو ترے عتبۂ عالی کی زیارت — ص۱۲۷

(۲)، (۳) علی الرغمِ دشمن شہیدِ وفا ہوں — مبارک ! مبارک ! سلامت ! سلامت ! — ص۱۹۳

(۴) تو ہوا جلوہ گر، مبارک ہو! — ریزشِ سجدۂ جبینِ نیاز — ص۱۶۲

(۵) مجھ کو ارزانی رہے، تجھ کو مبارک ہو جیو ! — نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک — ص۱۷۵

(۶) آزادیِ نسیم مبارک ! کہ ہر طرف — ٹوٹے پڑے ہیں حلقۂ دامِ ہوائے گل — ص۱۷۶

(۷) بن گیا تیغِ نگاہِ یار کا سنگِ فساں — مرحبا میں! کیا مبارک ہے گراں جانی مجھے! — ص۲۳۲

(۸)، (۹) ولی عہدی میں شاہی ہو مبارک! — عنایاتِ الٰہی ہو مبارک! — ص۲۹۷

مبارک باد: جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ — مبارک باد اسدؔ ! غم خوارِ جانِ دردمند آیا — ص۱۳۲

مبالغہ[4]: ہزار دانے کی تسبیح چاہتا ہے بنے — بلا مبالغہ درکار ہے ہزار گرہ — ص۲۷۹

مبتلائے آفتِ رشک[5]: رہا بلا میں بھی میں مبتلائے آفتِ رشک — بلائے جاں ہے ادا تیری اک جہاں کے لیے — ص۲۳۶

مُبدعِ عالم[6]: اُسے، فضائلِ علم و ہنر کی افزائش — ہوئی ہے مبدعِ عالم سے اس قدر انعام — ص۲۴۳

۱؎ مباد : تین بار۔
۲؎ مبادا : چار بار۔
۳؎ مبارک : نو بار۔
مبارک باد : ایک بار۔
۴؎ مبالغہ : ایک بار۔
۵؎ مبتلا : ایک بار [مرتب]۔
۶؎ مبدع : ایک بار [مرتب]۔

مبتذل[1]: ضعف سے گریہ مبتذل بہ دمِ سرد ہوا باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہو جانا ص۱۵۶

متاع[2]: دیکھیے:(۱) حیرت متاعِ عالمِ نقصان و سود۔(۲) غفلت متاع۔

متاعِ بردہ: فلک سے ہم کو عیشِ رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے! متاعِ بردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر ص۱۶۸

متاعِ تمکیں: کوہ کو بیم سے اُس کے ہے جگر باختگی نہ کرے نذرِ صدا ورنہ متاعِ تمکیں ص۸

متاعِ جلوہ: دیکھیے: خریدارِ متاعِ جلوہ۔

متاعِ خانۂ زنجیر: بہ نالہ حاصلِ دل بستگی فراہم کر متاعِ خانۂ زنجیر جز صدا معلوم! ص۱۷۷

متاعِ دست گرداں: دل و دیں نقد لا، ساقی سے گر سودا کیا چاہے کہ اِس بازار میں ساغر، متاعِ دست گرداں ہے ص۲۱۰

متاعِ زندگانی: دیارِ عشق میں جاتا ہے جو سوداگری ساماں متاعِ زندگانی ہا بہ غارت دادہ آتا ہے ص۹۸

متاعِ سخن: بک جاتے ہیں ہم آپ متاعِ سخن کے ساتھ لیکن عیارِ طبع خریدار دیکھ کر ص۱۲۹

متاعِ عقل و دل و جاں: پھر شوق کر رہا ہے خریدار کی طلب عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں کیے ہوئے ص۲۲۶

متاعِ عیش: متاعِ عیش کا ہے قافلہ چلا آتا کہ جادہ رشتہ ہے اور ہے شتر قطار گرہ ص۲۷۹

متاعِ نظر: دیکھیے: دکانِ متاعِ نظر۔

متاعِ ہنر: (۱) اپنے کر رہا ہوں قیاس اہلِ دہر کا سمجھا ہوں دل پذیر متاعِ ہنر کو میں ص۱۹۰

(۲) دیکھیے: بہائے متاعِ ہنر۔

متصل[3]: (۱) دوران سر سے گردشِ ساغر ہے متصل خم خانۂ جنوں میں دماغ رسیدہ ہوں ص۹۱

(۲) کی متصل ستارہ شماری میں عمر صرف تسبیحِ اشک ہائے ز مژگاں چکیدہ ہوں ص۹۱

(۳) اُٹھائے ہیں جو میں اُفتادگی میں متصل صدمے کروں گا اشک ہائے واچکیدہ سے حساب اُس کا ص۳۲۷

(۴) دیکھیے: وقفِ عرضِ عقدہ ہائے متصل۔

متفرق[4]: تھا میں گلدستۂ احباب کی بندش کی گیاہ متفرق ہوئے میرے رفقا میرے بعد ص۳۸

۱۔ مبتذل : ایک بار۔

۲۔ متاع : چودہ بار [مرکب]۔

۳۔ متصل : چار بار [مفرد: تین بار، مرکب: ایک بار]۔

۴۔ متفرق : ایک بار۔

متقابل[1]: مقابل ہے مقابل میرا رُک گیا، دیکھ روانی میری ص ۲۳۱

متین[2]: دیکھیے: (۱) طبعِ متین۔ (۲) فکرِ مضامینِ متیں۔

مٹھاس[3]: اور دوڑائیے قیاس کہاں جانِ شریں میں یہ مٹھاس کہاں ص ۳۰

مٹھی[4]: اے غنچۂ تمنّا، یعنی کفِ نگاریں! دل دے تو ہم بتادیں مٹھی میں تیری کیا ہے ص ۹۵

مثال[5]: (۱) مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کے لیے ص ۲۳۶

(۲) رام پور ایک بڑا باغ ہے از روے مثال دل کش و تازہ و شاداب و وسیع و خُرّم ص ۲۶۵

(۳) دیکھیے: معرضِ مثال۔

مثل[6] نظیر: اے شہنشاہِ فلک منظرِ بے مثل و نظیر! اے جہاں دارِ کرم شیوۂ بے شبہ و عدیل! ص ۱۲۳

مثلِ برگِ گل: بس کہ آئینے نے پایا گرمیِ رُخ سے گداز دامنِ تمثال مثلِ برگِ گل تر ہوگیا ص ۳۰

مثلِ پتنگِ کاغذی: ایک دن مثلِ پتنگِ کاغذی لے کے دل سررشتۂ آزادگی ص ۲۶۶

مثلِ جوہرِ تیغ: موجِ سرابِ دشتِ وفا کا نہ پوچھ حال ہر ذرّہ مثلِ جوہرِ تیغ آبدار تھا ص ۱۵۳

مثلِ حباب: شوخ ہے مثلِ حباب از خویش بیروں آمدن ہے گریباں گیرِ فرصت ذوقِ عریانی مجھے ص ۸۶

مثلِ خارِ خشک: گر آتش ہمارا کوکبِ اقبال چمکادے وگرنہ مثلِ خارِ خشک مردودِ گلستاں ہیں ص ۶۲

مثلِ خطِ جام: دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افسردگیاں موجِ مے مثلِ خطِ جام ہے برجا ماندہ ص ۱۷

مثلِ خطِ نوخیز: کھینچے گر مانیِ اندیشہ چمن کی تصویر سبز مثلِ خطِ نوخیز ہو خطِ پرکار ص ۳۲

مثلِ خندۂ قاتل: غیر کی منت نہ کھینچوں گا پَیِ توفیرِ درد زخم، مثلِ خندۂ قاتل ہے سر تا پا نمک ص ۱۷۵

مثلِ دود: سایہ میرا مجھ سے مثلِ دود بھاگے ہے اسدؔ پاس مجھ آتش بجاں کے کس سے ٹھہرا جائے ہے ص ۲۲۲

مثلِ ذرّہ: ہوئے اُس مہروش کے جلوۂ تمثال کے آگے پرافشاں جوہر آئینے میں، مثلِ ذرّہ روزن میں ص ۱۸۰

مثلِ ذرّہ ہائے خاک: یہ کس بے مہر کی تمثال کا ہے جلوہ سیمابی کہ مثلِ ذرّہ ہاے خاک آئینے پرافشاں ہیں ص ۶۳

مثلِ زخم: خواب و بیداری پہ کب ہے آدمی کو اختیار! مثلِ زخم آنکھوں کو سی دیتا، جو ہوتا ہوشیار ص ۲۹۰

---

[1] متقابل : ایک بار۔
[2] متین : دو بار [مرکب]۔
[3] مٹھاس : ایک بار۔
[4] مٹھی : ایک بار۔
[5] مثال : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔
[6] مثل : ستائیس بار [مرکب]۔

مثلِ سازِ نادرست:	شوقِ بے پروا کے ہاتھوں، مثلِ سازِ نادرست	کھینچتا ہے آج نالے خارج از آہنگِ دل	ص ۵۳
مثلِ سایۂ گل:	خوش حال اُس حریفِ سیہ مست کا کہ جو	رکھتا ہو مثلِ سایۂ گل، سر بہ پائے گل	ص ۱۸۶
مثلِ شمع: (۱)	شبِ دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع	سر ز سرتا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے	ص ۹۹
(۲)	دیکھ اُس کے ساعدِ سیمیں و دستِ پُرنگار	شاخِ گل جلتی تھی مثلِ شمع، گل پروانہ تھا	ص ۲۵
مثلِ صدا:	سرگراں مجھ سے سبک رَو کے، نہ رہنے سے رہو	کہ بہ یک جنبشِ لب مثلِ صدا جاتا ہوں	ص ۲۹۸
مثلِ غنچہ:	حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق جب آؤں	کہ مثلِ غنچہ سازِ یک گلستاں دل مہیا ہو	ص ۶۷
مثلِ گل: (۱)	مثلِ گل زخم ہے میرا بھی سناں سے توأم	تیرا ترکش ہی کچھ آبستنیِ تیر نہیں	ص ۵۷
(۲)	کیوں نہ تیغِ یار کو مشاطۂ اُلفت کہوں	زخم، مثلِ گل سراپا کا مرے پیرایہ ہے	ص ۱۰۳
مثلِ گلِ چراغ:	سوختگاں کی خاک میں ریزشِ نقشِ داغ ہے	آئنۂ نشانِ حال مثلِ گلِ چراغ ہے	ص ۱۱۵
مثلِ گلِ شمع:	شوقِ دیدار میں گر تو مجھے گردن مارے	ہو نگہ مثلِ گلِ شمع پریشاں مجھ سے	ص ۲۱۱
مثلِ مضمونِ وفا:	مثلِ مضمونِ وفا باد بہ دستِ تسلیم	صورتِ نقشِ قدم خاک بہ فرقِ تمکیں	ص ۳۳۲
مثلِ موج:	ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزاں ہے	کہ شیشہ نازک و صہبا ہے آبگینہ گداز	ص ۴۳
مثلِ نقشِ مدعائے غیر:	اُس کی بزم آرائیاں سُن کر، دلِ رنجور یہاں	مثلِ نقشِ مدعائے غیر بیٹھا جائے ہے	ص ۲۲۲
مثلِ نیستاں:	دل، سراپا وقفِ سودائے نگاہِ تیز ہے	یہ زمیں مثلِ نیستاں سخت ناوک خیز ہے	ص ۸۵
مجال[1]:	اُستادِ شہ سے ہو مجھے پرخاش کا خیال	یہ تاب، یہ مجال، یہ طاقت نہیں مجھے	ص ۱۲۵
مجالِ خواب:	وہ آکے خواب میں تسکینِ اضطراب تو دے	ولے مجھے تپشِ دل مجالِ خواب تو دے	ص ۲۲۳
مجالِ سجدہ گردانی:	شبنم آسا گو مجالِ سجدہ گردانی مجھے	ہے شعاعِ مہر، زُنّارِ سلیمانی مجھے	ص ۸۶
مجالِ سخن:	کہاں مجالِ سخن، سانس لے نہیں سکتا	پڑی ہے غم کی مرے دل میں پیچ وار گرہ	ص ۲۷۹
مجبور[2]:	ہمِ رقیب سے نہیں کرتے وداعِ ہوش	مجبور یہاں تلک ہوئے، اے اختیار حیف!	ص ۱۶۳
مجبورِ تمنا آفرینی ہا:	اسدؔ، ہے طبع مجبورِ تمنا آفرینی ہا	فغاں! بے اختیاری و فریبِ آرزو خوردن	ص ۳۳۹
مجبورِ خموشی:	حیرت ہمہ اسرار، پہ مجبورِ خموشی	ہستی، نہیں جز بستنِ پیمانِ وفا، پیچ	ص ۳۶

۱۔ مجال : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

۲۔ مجبور : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
مجبوری : ایک بار۔

مجبورِگراں جانی: سنگ آمد و سخت آمد دردِ سرِ خودداری معذورِ سبکساری، مجبورِ گراں جانی ص۱۰۹

مجبوری: مجبوری و دعوائے گرفتاریِ اُلفت دستِ تہِ سنگ آمدہ پیمانِ وفا ہے ص۲۱۹

مجرمِ[1] صد بے گناہ: نازِ خود بینی کے باعث مجرمِ صد بے گناہ جوہرِ شمشیر کو ہے پیچ و تاب آئینے پر ص۳۰

مجروح[2]: دیکھیے: (۱) گلشن آباد دلِ مجروح۔ (۲) تنِ مجروحِ عاشق۔

مجلس[3]: (۱) پرِ پروانہ شاید بادبانِ کشتیِ مے تھا ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دورِ ساغر کی ص۲۰۷

(۲) میرے ہونے میں ہے کیا رسوائی اے وہ مجلس نہیں، خلوت ہی سہی ص۲۲۰

مجلس آرائے نجف: شمع ہوں، تو بزم میں جا پاؤں غالب کی طرح بے گل، اے مجلس آرائے نجف! جلتا ہوں میں ص۹۳

مجلس افروزی دیکھیے: پیامِ مجلس افروزی۔

مجلسِ تقریر دیکھیے: سوزِ شمعِ مجلسِ تقریر۔

مجلسِ شعلہ عذاراں مجلسِ شعلہ عذاراں میں جو آجاتا ہوں شمع ساں میں تہِ دامانِ صبا جاتا ہوں ص۲۹۷

مجلس فروز ہو جہاں وہ ساقیِ خرشید رو مجلس فروز وھاں اسدؔ تارِ شعاعِ مہر خطِ جام ہے ص۱۰۱

مجلس فروزِ خلوتِ ناموس شب کہ وہ مجلس فروزِ خلوتِ ناموس تھا رشتۂ ہر شمع، خارِ کسوتِ فانوس تھا ص۱۵۳

مجلسیں سو اس اکیس دن میں، ہولی کی مجلسیں جا بہ جا ہوئیں رنگیں ص۲۸۰

مجمر[4] (۱) تپیدن، دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فراموش ہے رکھا اسپند نے مجمر میں پہلو گرم تمکیں کا ص۲۹

(۲)، (۳) دیکھیے: دودِ مجمر [دو بار]۔

مجمرِ بزمِ فسردن ضبط سے، جوں مردمک اسپند اقامت گیر ہے مجمرِ بزمِ فسردن دیدۂ نخچیر ہے ص۹۵

مجمع[5] اشراف نژادِ آدم: دیکھیے: مرجع و مجمع اشراف نژادِ آدم۔

مجملا[6]: اور اُن اوراق میں بہ کلکِ قضا مجملا مندرج ہوئے احکام ص۱۳۸

۱۔ مجرم : ایک بار [مرکب]۔ مجلسیں : ایک بار۔
۲۔ مجروح : دو بار [مرکب]۔ ۴۔ مجمر : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
۳۔ مجلس : آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکب: چھے بار]۔ ۵۔ مجمع : ایک بار [مرکب]۔ ۶۔ مجملا : ایک بار۔

مجموعۂ[1] پریشانی: اسدؔ نے کثرتِ دل ہاے خلق سے جانا — کہ زلفِ یار ہے مجموعۂ پریشانی ص۹۶

مجموعۂ خیال: تالیفِ نسخہ ہاے وفا کر رہا تھا میں — مجموعۂ خیال ابھی فرد فرد تھا ص۱۵۳

مجموعۂ یک خواب: بہ رنگِ گل اگر شیرازہ بندِ بے خودی رہیے — ہزار آشفتگی مجموعۂ یک خواب ہو جاوے ص۱۰۵

مجنوں[2]: (۱) چشم بر چشم پٹنے ہے بہ تماشا مجنوں — ہر دو سو خانۂ زنجیرِ نگہ کا بازار ص۲

(۲) مجنوں! فسونِ شعلہ خرامی، فسانہ ہے — ہے شمع جادہ داغِ نظر وختن ہنوز ص۴۲

(۳) مجھ میں اور مجنوں میں وحشت، ساز دعوٰی ہے اسدؔ — برگِ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں ص۹۳

(۴) ذرہ دے مجنوں کے کس کس داغ کو پرواز عرض — ہر بیاباں، یک بیاباں حسرتِ تعمیر ہے ص۹۵

(۵) میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسدؔ — سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا ص۱۵۲

(۶) فنا تعلیمِ درسِ بے خودی ہوں اُس زمانے سے — کہ مجنوں 'لام الف' لکھتا تھا دیوارِ دبستاں پر ص۱۶۷

(۷) ہر یک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسدؔ — مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اداس ہے ص۲۰۵

(۸) تم کو بھی ہم دکھائیں کہ مجنوں نے کیا کیا — فرصت کشاکشِ غمِ پنہاں سے گر ملے ص۲۳۷

(۹) عاشق ہوں، پہ معشوق فریبی ہے مرا کام — مجنوں کو برا کہتی ہے لیلا مرے آگے ص۲۳۹

دیکھیے ——: (۱۰) آئنۂ محشرِ خاکِ مجنوں۔ (۱۱) تپشِ مجنوں۔ (۱۲) تصورہاے مجنوں۔ (۱۳) خانۂ مجنوں۔ (۱۴) خاکِ مجنوں۔ (۱۵) خاکِ دشتِ مجنوں۔ (۱۶) دستگاہِ دیدۂ خوں بارِ مجنوں۔ (۱۷) دلِ مجنوں۔ (۱۸) دماغِ نخوۂ ایجادِ مجنوں۔ (۱۹) سوے وادیِ مجنوں۔ (۲۰) عرضِ خمیازۂ مجنوں۔ (۲۱) غبارِ وحشتِ مجنوں۔ (۲۲) غمِ مجنوں۔ (۲۳) گردشِ مجنوں۔ (۲۴) لشکرِ وحشتِ مجنوں۔ (۲۵) نالۂ زنجیرِ مجنوں۔ (۲۶) وحشتِ مجنوں۔

مجنونِ دشتِ عشق: ہر گرد باد، حلقۂ فتراکِ بے خودی — مجنونِ دشتِ عشق تحیر شکار تر ص۴۱

مجنونِ صحرا گرد: دیکھیے: خانۂ مجنونِ صحرا گرد۔

محابا[3]: (۱) کیا ہے؟ میں ضامن، اِدھر دیکھ شہیدانِ نگہ، کا خوں بہا کیا! ص۱۵۷

(۲) گھر پھونکنے میں اپنے محابا نہیں ہم کو — گر چرخ بھی جل جائے تو پروا نہیں ہم کو ص۲۸۳

(مزید دیکھیے: بے محابا)

۱۔ مجموعہ : تین بار [مرکب]۔

۲۔ مجنوں : اٹھائیس بار [مفرد: نو بار، مرکب: انیس بار]۔

۳۔ محابا : دو بار۔

محال[۱] : (۱) دُزدیدنِ دل ستم آمادہ ہے محال مژگاں کہوں کہ جوہرِ تیغِ قضا کہوں ص۵۶

(۲) گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے ص۲۰۵

مُحِبِّ[۲] چار یار: دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر فدا ایک محبِّ چار یار، عاشقِ ہشت و چار ایک ص۲۹۷

محبت[۳]: (۱) محبت طرزِ پیوندِ نہالِ دوستی جانے دویدن ریشہ ساں، مفتِ رگِ خوابِ زلیخا ہے ص۸۳

(۲) محبت تھی چمن سے، لیکن اب یہ بے دماغی ہے کہ موجِ بوئے گل سے ناک میں آتا ہے دم میرا ص۳۹

(۳) ہے بس کہ ہر اک اُن کے اشارے میں نشاں اَور کرتے ہیں محبت، تو گزرتا ہے گماں اَور ص۱۷۰

(۴) وارستہ اِس سے ہیں کہ محبت ہی کیوں نہ ہو کیجے ہمارے ساتھ، عداوت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۳

(۵) کیا غم خوار نے رسوا، لگے آگ اِس محبت کو! نہ لاوے تاب جو غم کی، وہ میرا رازداں کیوں ہو ص۱۹۹

(۶) ہم بھی دشمن تو نہیں ہیں اپنے غیر کو تجھ سے محبت ہی سہی ص۲۲۰

(۷) محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا اُسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کافر پہ دم نکلے ص۲۵۰

(۸) محبت ہے نواسازِ فغاں در پردۂ دل ہا کرے ہے مغز سے مانندِ نَے کے استخواں خالی ص۲۵۵

دیکھیے ــــــ: (۱) بازارِ محبت۔ (۲) بستنِ عہدِ محبت۔ (۳) بندِ محبت۔ (۴) جذبۂ محبت۔ (۵) حریفِ رازِ محبت۔ (۶) خفیِ راہِ محبت۔ (۷) سوزِ محبت۔ (۸) صحرائے محبت۔ (۹) عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت۔ (۱۰) قطعِ محبت۔ (۱۱) قفلِ درِ گنجِ محبت۔ (۱۲) گوشِ محبت۔ (۱۳) ناموسِ پیمانِ محبت۔ (۱۴) نقشِ محبت۔ (۱۵) وفا و مہر و محبت۔

محبوس[۴]: دشتِ اُلفت میں ہے خاکِ کشتگاں محبوس و بس پیچ و تابِ جادہ ہے خطِّ کفِ افسوس و بس ص۳۶

محتاجِ[۵] حنا: خوں ہے دل خاک میں احوالِ بتاں پر، یعنی اُن کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد ص۱۹۶

مُحتسب[۶]: مُحتسب سے تنگ ہے از بس کہ کارِ کشاں رز میں جو انگور نکلا، عقدۂ مشکل ہوا ص۲۹

محراب[۷]: پیٹھ محراب کی قبلے کی طرف رہتی ہے محوِ نسبت ہیں، تکلف ہمیں منظور نہیں ص۱۱۶

محرابِ خمِ شمشیر: تمنائے اسدؔ قتلِ رقیب اور شکر کا سجدہ دعائے دل بہ محرابِ خمِ شمشیر بہتر ہے ص۱۰۸

محرابِ نیازستانِ عجز: وہ جہاں مسند نشینِ بارگاہِ ناز ہو قامتِ خوباں، ہو محرابِ نیازستانِ عجز ص[illegible]

---

۱ محال : دو بار۔
۲ محب : ایک بار [مرکّب]۔
۳ محبت : تئیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: پندرہ بار]۔
۴ محبوس : ایک بار۔
۵ محتاج : ایک بار۔
۶ محتسب : ایک بار۔
۷ محراب : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

دیکھیے: قبضۂ تیغِ خمِ محراب۔

مُحرِم:[۱] دیکھیے: ہلالِ مہِ محرم۔

مَحرَم:[۲] محرم نہیں ہے تو ہی نواہاے راز کا / یھاں ورنہ جو حجاب ہے، پردہ ہے ساز کا ص۱۵۵

محرمِ اسرار: نہیں کرنے کا میں تقریر ادب سے باہر / میں بھی ہوں محرمِ اسرار، کہوں یا نہ کہوں؟ ص۲۹۸

محرمِ دردِ گرفتاریِ مستی: محرم دردِ گرفتاریِ مستی معلوم! / ہوں نفَس سے صفتِ نغمہ بہ بندِ رگِ تار ص۹

محرمِ راز: کہتا تھا کل وہ محرمِ راز اپنے سے کہ آہ! / دردِ جدائیِ اسداللہ خاں نہ پوچھ ص۸۰

محرمیِ حسن: ہنوز محرمیِ حُسن کو ترستا ہوں / کرے ہے ہر بُنِ مو، کام چشمِ بینا کا ص۱۴۷

محروم:[۳] اب جفا سے بھی ہیں محروم ہم، اللہ اللہ! / اِس قدر دشمنِ اربابِ وفا ہوجانا! ص۱۵۶

محرومِ جمال: گوش مہجور پیام و چشم محرومِ جمال / ایک دل، تس پر یہ نااُمیدواری، ہاے ہاے! ص۲۰۳

محرومِ صدا: محرومِ صدا رہا بغیر از یک تار / ابریشمِ ساز، موے چینی ہے مجھے ص۴۵۷

محرومِ نواز: دیکھیے: جلوۂ محروم نواز۔

محرومیِ تسلیم: واے! محرومیِ تسلیم و بدا! حالِ وفا / جانتا ہے کہ ہمیں طاقتِ فریاد نہیں ص۱۸۶

محرومیِ جاوید: دیکھیے: غمِ محرومیِ جاوید۔

محرومیِ قسمت: کس سے محرومیِ قسمت کی شکایت کیجیے! / ہم نے چاہا تھا کہ مرجائیں، سو وہ بھی نہ ہوا ص۱۴۳

محسوس:[۴] نشانِ روشنیِ دل نہاں ہے تیرہ بختوں کا / نہیں محسوس دودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں ص۴۳۹

[مزید دیکھیے: نامحسوس]۔

محشر:[۵] (۱) واے! گر میرا ترا انصاف محشر میں نہ ہو / اب تلک تو یہ توقع ہے کہ وھاں ہوجائے گا ص۱۵۱

(۲) نکوہش ہے سزا فریادیِ بیدادِ دلبر کی / مبادا! خندۂ دنداں نما ہو صبحِ محشر کی ص۲۰۷

---

۱ مُحرِم : ایک بار [مرکب]۔

۲ مَحرم : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

مَحرمی : ایک بار [مرکب]۔

۳ محروم : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

محرومی : تین بار [مرکب]۔

۴ محسوس : ایک بار۔

۵ محشر : تیرہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: گیارہ بار]۔

محشرستان: دو بار [مرکب]۔

دیکھیے: (۳) آفتابِ محشر۔ (۴) آفتابِ روزِ محشر۔ (۵) سراغِ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر۔ (۶) شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر۔ (۷) شورِ محشر۔ (۸) صدِ محشر۔ (۹) معتقدِ فتنۂ محشر۔

محشرِ خاکِ مجنوں: دیکھیے: آئنۂ محشرِ خاکِ مجنوں۔

محشرِ خیال: (۱) یارب! ہمیں تو خواب میں بھی مت دکھائیو یہ محشرِ خیال کہ دُنیا کہیں جسے ص۹۱

(۲) ہے آدمی بجائے خود اک محشرِ خیال ہم انجمن سمجھتے ہیں، خلوت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۴

محشر عناں: دیکھیے: نالۂ محشر عناں۔

محشرستانِ بےقراری: دل، ہوائے خرامِ ناز سے پھر محشرستانِ بے قراری ہے ص۲۲۳

محشرستانِ نگاہ: جوشِ تکلیفِ تماشا، محشرستانِ نگاہ فتنۂ خوابیدہ کو آئینہ، مُشتِ آب تھا ص۱۵

محلِ[1] رحمت و رافت: وہ محلِ رحمت و رافت، کہ بہرِ اہلِ جہاں نیابتِ دمِ عیسیٰ کرے ہے جس کی نگاہ ص۲۷۷
دیکھیے: خیرات خوارِ محل۔

محظوظ[2]: (۱، ۲) فجستہ انجمنِ طوے میرزا جعفر کہ جس کے دیکھے سے، سب کا ہوا ہے جی محظوظ ..
ہوئی ہے ایسے ہی فرخندہ سال میں غالبؔ نہ کیوں ہو مادۂ سالِ عیسوی 'محظوظ' ص۱۲۹
(۱۸۵۴ء)

محفل[3]: (۱) شررِ فرصت نگہ، سامانِ یک عالم چراغاں ہے بقدرِ رنگ یہاں گردش میں ہے پیمانہ محفل کا ص۱۷

(۲) ساقی و تعلیمِ رنج، محفل و تمکیں گراں سیلیِ اُستاد ہے ساغر بے مُل ہنوز ص۴۳

(۳) پیمانۂ وسعت کدۂ شوق ہوں، اے رشک! محفل سے مگر شمع کو دل تنگ نکالوں ص۹۰

(۴) نہ حیرت چشمِ ساقی کی، نہ صحبت دورِ ساغر کی مری محفل میں غالبؔ گردشِ افلاک باقی ہے ص۱۰۷

(۵) زندگی میں تو وہ محفل سے اُٹھا دیتے تھے دیکھوں اب مر گئے پر کون اُٹھاتا ہے مجھے ص۲۱۶

(۶) گرچہ ہے کس کس بُرائی سے، و لے باایں ہمہ ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اُس محفل میں ہے ص۲۳۱

(۷) غیر لیں محفل میں بوسے جام کے ہم رہیں یوں تشنہ لب پیغام کے! ص۲۵۰

۱۔ محل : دو بار [مرکب]۔
۲۔ محظوظ : دو بار۔
۳۔ محفل : چھبیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: اٹھارہ بار]۔
محفل ہا : ایک بار [مرکب]۔ محفلیں : ایک بار۔

(۸) یہ جو محفل میں بڑھاتے ہیں تجھے بھول مت اس پر، اُڑاتے ہیں تجھے ص ۲۶۶

دیکھیے: (۹) آئینہ بندِ خلوت و محفل۔ (۱۰) برہم زنِ ہنگامۂ محفل۔ (۱۱) پروانۂ محفل۔ (۱۲) پیرایۂ محفل۔ (۱۳) تار و پودِ فرشِ محفل۔ (۱۴) تسکیں دِہِ صد محفل۔ (۱۵) حجابِ نشۂ محفل۔ (۱۶) درخورِ محفل۔ (۱۷) دودِ چراغِ محفل۔ (۱۸) کیفیتِ محفل۔ (۱۹) گدازِ شمعِ محفل۔

محفلِ اغیار: دیکھیے: چشم و چراغِ محفلِ اغیار۔

محفلِ پیمانہ شکار: گرد باد آئنہ فتراک دماغ دل ہا تیرا صحرائے طلب محفلِ پیمانہ شکار ص ۹

محفلِ خوباں: دیکھیے: نیم رنگی ہائے شمعِ محفلِ خوباں۔

محفلِ عشرت: نہ چھوڑو محفلِ عشرت میں جا اے نے کشاں! خالی کہیں گاو بلا ہے، ہو گیا شیشہ جہاں خالی ص ۲۵۵

محفلِ غسلِ صحتِ نواب: محفلِ غسلِ صحتِ نواب رونق افزائے مسندِ تمکیں ص ۲۸۰

محفلِ نشاط قریں: پھر ہوئی ہے اسی مہینے میں منعقد محفلِ نشاط قریں ص ۲۸۰

محفل ہا: دیکھیے: فرشِ محفل ہا۔

محفلیں: محفلیں برہم کرے ہے گنجفہ بازِ خیال ہیں ورق گردانیِ نیرنگِ یک بت خانہ ہم ص ۱۷۷

محک[۱]: دیکھیے: سنگِ محک۔

محمل[۲]: (۱) ہوئی جس کو بہارِ فرصتِ ہستی سے آگاہی بہ رنگِ لالہ جامِ بادہ بر محمل پسند آیا ص ۱۲

(۲) شبِ اختر قدحِ عیش نے محمل باندھا بارِ یک قافلۂ آبلہ منزل باندھا ص ۱۳

(۳) عروجِ نشۂ واماندگی پیمانہ محمل تر بہ رنگِ ریشۂ تاک آبلے جادے میں پنہاں ہیں ص ۶۶

(۴) رفتار سے شیرازۂ اجزائے قدم باندھ اے آبلے! محمل پئے صحرائے عدم باندھ ص ۷۱

(۵) ز بس وحشی رمِ آہو پہ ہے محمل تمنا کا جنونِ قیس سے بھی شوخیِ لیلیٰ نمایاں ہے ص ۸۱

(۶) جب بہ تقریبِ سفر یار نے محمل باندھا تپشِ شوق نے ہر ذرے پہ اک دل باندھا ص ۱۳۳

(۷) دیکھیے: پردۂ محمل۔

---

[۱] محک : ایک بار [مرکب]۔

[۲] محمل : انچاس بار [مفرد: چھتیس بار، مرکب: تیرہ بار]۔

محمل آرائے رفتار: رسیدن، گلِ باغِ واماندگی ہے عبث محمل آرائے رفتار ہیں ہم ص۵۵

محملِ بدوشِ شوخیِ ساقیِ مست: ہے ہوس محمل بدوشِ شوخیِ ساقیِ مست نشّۂ مے کے تصور میں نگہبانی عبث ص۳۳

محملِ پیمانۂ فرصت: محملِ پیمانۂ فرصت ہے بروشِ حباب دعویِ دریا کشی و نشّہ پیمائی عبث ص۳۳

محملِ حسرت: ہزار قافلۂ آرزو، بیاباں مرگ ہنوز محملِ حسرت بہ دوشِ خود آرائی ص۱۱۰

محملِ خواب پا: کلفتِ ربطِ این و آں غفلتِ مدعا سمجھ شوق کرے جو سرگراں، محملِ خوابِ پا سمجھ ص۴۳

محملِ خوابِ نگیں: قبلہ و ابروئے بت، یک رو خوابیدۂ شوق کعبہ و بت کدہ، یک محملِ خوابِ نگیں ص۷

محملِ دشت: وسعتِ جیبِ جنونِ تپشِ دل مت پوچھ محملِ دشت بہ دوشِ رمِ نخچیر آیا ص۲۷

محمل کشِ حسرت: بہ امیدِ نگاہِ خاص ہوں محمل کشِ حسرت مبادا! ہو عناں گیرِ تغافل لطفِ عام اُس کا ص۲۲

محمل کشِ لیلیٰ: بیتابیِ یادِ دوست ہم رنگِ تسلی ہے غافل! تپشِ مجنوں محمل کشِ لیلیٰ ہے ص۱۱۳

محمل کشِ موجِ گہر: اے ہرزہ دوی! منتِ تمکینِ جنوں کھینچ تا آبلہ محمل کشِ موجِ گہر آوے ص۱۱۳

محمل نشینِ راز: شوخیِ اظہار، غیر از وحشتِ مجنوں نہیں لیلیِ معنی اسدؔ محمل نشینِ راز ہے ص۸۲

محملِ نگاہ: پیش از نفس، بتاں کے کرم نے وفا نہ کی تھا محملِ نگاہ بہ دوشِ شرار، حیف! ص۳۹

محو[ا]: (۱) تغافل، آئنہ دارِ خموشیِ دل ہے ہوئی ہے محو بہ تقریبِ امتحاں فریاد ص۳۷

(۲) ہوتے ہیں محو جلوۂ خور سے ستارگاں دیکھ اُس کو، دل سے مٹ گئے بے اختیار داغ ص۲۸

(۳) گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا ص۱۳۷

محوِ آرامیدگی: محوِ آرامیدگی سامانِ بیتابی کرے چشم میں توڑے نمک داں، تا شکر خوابی کرے ص۱۰۰

محوِ آرایش: زمانہ عہد میں اُس کے ہے محوِ آرایش بنیں گے اَور ستارے اب آسماں کے لیے ص۲۳۶

محوِ آئینہ داری: تماشا کہ اے محوِ آئینہ داری! تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں! ص۱۷۹

محوِ اختراع: جوں پرِ طاؤس، جوہر تختہ مشقِ رنگ ہے بس کہ ہے وہ قبلۂ آئینہ محوِ اختراع ص۲۷

محوِ بالشِ کمخواب: یہاں سرِ پُرشور بے خوابی سے، تھا دیوار جو وہاں وہ فرقِ ناز محوِ بالشِ کمخواب تھا ص۱۳۵

محوِ بہ چمن تکیہ زدن ہا: از بس کہ ہے محوِ بہ چمن تکیہ زدن ہا گل برگ، پرِ بالشِ سرو چمنی ہے ص۱۱

ا محو : چھتیس بار [مفرد: تین بار، مرکب تینتیس بار]۔

محوِ پرسشہائے پنہانی: کیوں نہ ہو بے التفاتی، اُس کی خاطر جمع ہے — جانتا ہے محوِ پرسش ہائے پنہانی مجھے — ص۲۳۲

محوِ تغافل: کیوں نہ ہو چشمِ بتاں محوِ تغافل، کیوں نہ ہو — یعنی اس بیمار کو نظارے سے پرہیز ہے — ص۲۱۳

محوِ تماشائے دماغ: نشے کے پردے میں ہے محوِ تماشائے دماغ — بس کہ رکھتی ہے سرِ نشو و نما موجِ شراب — ص۱۴۳

محوِ تماشائے شکستِ دل: مدعا، محوِ تماشائے شکستِ دل ہے — آئنہ خانے میں کوئی لیے جاتا ہے مجھے — ص۲۱۶

محوِ تماشائے گلستاں: چمن چمن گلِ آئینہ در کنارِ ہوس — اُمید، محوِ تماشائے گلستاں تجھ سے — ص۱۱۴

محوِ حیرانی: لبِ نگار میں، آئینہ، دیکھ آبِ حیات — بہ گریۂ سکندر ہے محوِ حیرانی — ص۹۶

محوِ خوابِ ناز: دیکھیے: تو صدائے پا سے جاگا تھا جو محوِ خوابِ ناز، ص۲۹۰ [تضمین]۔

محوِ ساز: نغمہ ہے، محوِ ساز رہ؛ نشہ ہے، بے نیاز رہ — رندِ تمام ناز رہ، خلق کو پارسا سمجھ — ص۴۳

محوِ سپاسِ بے زبانی: تمنائے زباں محوِ سپاسِ بے زبانی ہے — مٹا جس سے تقاضا شکوۂ بے دست و پائی کا — ص۱۳۶

محوِ شوخیِ ابروئے یار: جو کچھ ہے، محوِ شوخیِ ابروئے یار ہے — آنکھوں کو رکھ کے طاق پہ، دیکھا کرے کوئی — ص۸۸

محوِ عبرتِ انجامِ گل: ہے عدم میں غنچہ محوِ عبرتِ انجامِ گل — یک جہاں زانو تامّل در قفائے خندہ ہے — ص۲۱۵

محوِ کمیں: بس کہ ہے صیاد راہِ عشق میں محوِ کمیں — جادۂ رہ سربسر مژگانِ چشمِ دام ہے — ص۱۰۱

محوِ ماہِ کنعاں: سب رقیبوں سے ہوں ناخوش، پر زنانِ مصر سے — ہے زلیخا خوش کہ محوِ ماہِ کنعاں ہوگئیں — ص۱۹۱

محوِ ناخنِ دستِ نگار: زبس بجوشِ حسن، منتِ ناگوارا ہے طبیعت پر — کشادِ عقدہ، محوِ ناخنِ دستِ نگاریں! — ص۸۹

محوِ نازِ مینائی: جنونِ بیکسی ساغر کشِ داغِ پلنگ آیا — شررِ کیفیتِ مے، سنگ محوِ نازِ مینائی — ص۹۳

محوِ نسبت: پیٹھ محراب کی قبلے کی طرف رہتی ہے — محوِ نسبت ہیں، تکلف ہمیں منظور نہیں — ص۱۱۶

محوِ وفا: دل کو مَیں اور مجھے دل محوِ وفا رکھتا ہے — کس قدر ذوقِ گرفتاریِ ہم ہے ہم کو! — ص۱۹۵

محور[1]: دیکھیے: منصبِ مہر و مہ و محور۔

محیطِ آب[2]: گر ترے دل میں ہو خیال، وصل میں شوق کا زوال — موجِ محیطِ آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں — ص۱۶۸

محیطِ بادہ: شب، خمارِ شوقِ ساقی رستخیز اندازہ تھا — تا محیطِ بادہ، صورت خانۂ خمیازہ تھا — ص۱۳۶

محیطِ بے خودی: دیکھیے: موجِ محیطِ بے خودی۔

---

۱ محور : ایک بار [مرتب]۔

۲ محیط : سات بار [مرتب]۔

محیطِ تعزیہ : دیکھیے: ہر موجِ محیطِ تعزیہ۔

محیطِ دہر: محیطِ دہر میں بالیدن، از ہستی گزشتن ہے | کہ یھاں ہر یک حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے | ص ۹۸

محیطِ ظلم: دیکھیے: گردشِ محیطِ ظلم۔

محیطِ گریہ: شورشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یھاں | دل، محیطِ گریہ و لب، آشنائے خندہ ہے | ص ۲۱۵

مخالف[1]: (۱) نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے | جو گل ہوں تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں | ص ۱۸۰

(۲) دعا یہ ہے کہ مخالف کے دل میں از رو بغض | پڑی ہے یہ جو بہت سخت نابکار گرہ | ص ۲۷۹

مختصر[2]: (۱) نہ دے نامے کو اتنا طول غالب مختصر لکھ دے | کہ حسرت سنج ہوں عرضِ ستم ہائے جدائی کا | ص ۱۳۶

(۲) وہ بدخو اور میری داستانِ شوق طولانی | عبارت مختصر، قاصد بھی گھبرا جائے ہے مجھ سے | ص ۲۲۲

(۳) افسانہ اسدؔ بہ ایں درازی! | اے غم زدہ! قصہ مختصر کر | ص ۲۲۸

(۴) ضعفِ جنوں کو وقتِ تپش در بھی دور تھا | اک، گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا | ص ۱۸

محمل[3] : دیکھیے: خوابِ جمعیتِ محمل۔

مخمور[4]: دیکھیے ــــــ: (۱) آگہی مخمور۔ (۲) نرگسِ مخمور۔ (۳) نزعِ مخمور۔

مخمورِ ہر ادا: گردش میں لا تجلی صد ساغرِ تسلی | چشمِ تحیر آغوشِ مخمورِ ہر ادا ہے | ص ۹۳

مخموریِ تابِ دیوار: دیکھیے: ساقیِ مخموریِ تابِ دیوار۔

مدِ خامۂ قدرت[5]: نہیں ہے سرنوشتِ عشق، غیر از بے دماغی ہا | جبیں پر میری مدِ خامۂ قدرت، خطِ چیں ہے | ص ۸۹

مدِ نظر: عشق کو ہر رنگ شانِ حسن ہے مدِ نظر | مصرعِ سروِ چمن ہے حسبِ حالِ عندلیب | ص ۳۲

مداح[6]: خانہ زاد اور مرید اور مداح | تھا ہمیشہ سے یہ عریضہ نگار | ص ۱۳۶

مداحِ دردمند: اِس کشاکش میں، آپ کا مداحِ دردمند | آقائے نامور سے نہ کچھ کر سکا کلام | ص ۲۸۳

مداحیِ ممدوحِ خدا: کس سے ہو سکتی ہے مداحیِ ممدوحِ خدا؟ | کس سے ہو سکتی ہے آرایشِ فردوسِ بریں؟ | ص ۱۳۵

۱۔ مخالف : دو بار۔
۲۔ مختصر : چار بار۔
۳۔ محمل : ایک بار [مرکب]۔
۴۔ مخمور : چار بار [مرکب]۔
مخموری : ایک بار [مرکب]۔
۵۔ مد : دو بار [مرکب]۔
۶۔ مداح : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
مداحی : ایک بار [مرکب]۔

مداو[۱]**:** (۱) دیکھیے: صوفِ مداو۔ (۲) دیکھیے: ہیولاے مداو۔

مدار[۲] (۱) رسم ہے مُردے کی چھماہی ایک خلق کا ہے اسی چلن پہ مدار ص۱۲۶

(۲) اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ، ویرانی تماشا کر مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے درباں کا ص۱۵۷

(۳) شرع و آئین پہ مدار سہی ایسے قاتل کا کیا کرے کوئی؟ ص۲۳۲

مدارا[۳]**:** دیکھیے: آئینۂ دو جہاں مدارا۔

مدام[۴]**:** ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں سے مدام دُرِّ شہوار ہیں، جو گرتے ہیں قطرے پیہم ص۲۶۵

دیکھیے: گردشِ مدام۔

مداوا طلبی[۵] شرمندۂ اُلفت ہوں مداوا طلبی سے ہر قطرۂ شربت، مجھے اشکِ شکری ہے ص۲۵۳

مدّت[۶] (۱) ہوئی مدّت کہ غالبؔ مر گیا، پر یاد آتا ہے وہ ہر یک بات پر کہنا کہ: یوں ہوتا تو کیا ہوتا ص۱۶۰

(۲) گزری نہ بہ ہر حال یہ مدّت خوش و ناخوش! کرنا تھا، جواں مرگ! گزارا کوئی دن اَور ص۱۷۱

(۳) مدّت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے جوشِ قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے ص۲۲۵

(۴) پھر گرمِ نالہ ہاے شرر بار ہے نفَس مدّت ہوئی ہے سیرِ چراغاں کیے ہوئے ص۲۲۵

(۵) دیدہ خوں بار ہے مدّت سے، و لے آج ندیم! دل کے ٹکڑے بھی کئی، خون کے شامل آئے ص۲۱۲

(۶) نے مژدۂ وصال، نہ نظّارۂ جمال مدّت ہوئی کہ آشتیِ چشم و گوش ہے ص۲۳۰

(۷) رکھتا پھروں ہوں خرقہ و سجّادہ رہنِ مے مدّت ہوئی ہے دعوتِ آب و ہَوا کیے ص۲۲۳

(۸) یہ فرگہِ بہ پایہ جو مدّت سے بپا ہے کیا خیمۂ شبّیر سے رُتبے میں سِوا ہے؟ ص۲۸۴

مدح[۷]**:** (۱) کیوں کر نہ کروں مدح کو میں ختم دُعا پر قاصر ہے ستایش میں تری میری عبارت ص۱۲۷

(۲) مدح میں تیری نہاں زمزمۂ نعتِ نبی جام سے تیرے عیاں بادۂ جوشِ اسرار ص۱۳۳

۱۔ مداو : دو بار [مرکّب]۔
۲۔ مدار : تین بار۔
۳۔ مدارا : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ مدام : دو بار [مفرد: ایک بار]۔
۵۔ مداوا : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ مدّت : آٹھ بار۔
۷۔ مدح : پندرہ بار [مفرد: دس بار، مرکّب پانچ بار]۔

(۳) کس سے ممکن ہے تری مدح، بغیر از واجب — شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں — ص ۱۳۵

(۴) مدح سے ممدوح کی دیکھی شکوہ — یاں عَرَض سے رُتبۂ جوہر کھلا — ص ۱۳۰

(۵) ہو سکے کیا مدح، ہاں اک نام ہے — دفترِ مدحِ جہاں داور کھلا — ص ۱۳۱

(۶) ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے — سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے — ص ۲۳۶

(۷) خامہ میرا، کہ وہ ہے باربدِ بزمِ سخن — شاہ کی مدح میں یوں نغمہ سرا ہوتا ہے — ص ۲۴۱

(۸) مدح کے بعد دُعا چاہیے، اور اہلِ سخن — اس کو کرتے ہیں بہت بڑھ کے بہ اغراق رقم — ص ۲۶۵

(۹) آپ کی مدح اور میرا مُنھ! — گر کہوں بھی، تو کس کو آئے یقیں — ص ۲۸۱

(۱۰) دستورِ فنِّ شعر یہی ہے قدیم سے — یعنی دعا پہ مدح کا کرتے ہیں اختتام — ص ۲۸۳

مدحِ بادشاہ: غالبؔ یہ کیا بیاں ہے؟ بجز مدحِ بادشاہ — بھاتی نہیں ہے اب مجھے کوئی نوشت خواند — ص ۱۲۸

مدحِ جہاں داور: دیکھیے: مدح نمبر ۵۔

مدح خوان: وکٹوریا کا دہر میں جو مدح خوان ہو — شاہانِ عصر، چاہیے لیں عزت اُس سے وام — ص ۲۸۳

مدح گستر: ~~مدح گستر~~ نہیں، دعا گو ہے — غالبؔ عاجزِ نیاز گزیں — ص ۲۸۱

مدحِ ناز: عُہدے سے مدحِ ناز کے باہر نہ آسکا — گر ایک ادا ہو، تو اُسے اپنی قضا کہوں — ص ۱۷۸

مدحت[1]: تیری مدحت کے لیے ہیں دل و جاں، کام و زباں — تیری تسلیم کو ہیں لوح و قلم، دست و جبیں — ص ۱۳۵

مدحت ترازی: پھر ہوا مدحت ترازی کا خیال — پھر مہ و خورشید کا دفتر کھلا — ص ۱۳۰

مدحت سرائے ابراہیم: دیکھیے: نثرِ مدحت سرائے ابراہیم۔

مدحتِ شاہ: دیکھیے: زمزمۂ مدحتِ شاہ۔

مدحت گر: داد دیوانگیِ دل، کہ ترا مدحت گر — ذرّے سے باندھے ہے خورشیدِ فلک پر آئیں — ص ۹

مدد[2]: (۱) لغزشِ پا کو ہے بلد نغمۂ "یا علی مدد" — ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ، سبحہ کو خوں بہا سمجھ — ص ۷۳

(۲) خامے سے پائی طبیعت نے مدد — بادباں بھی، اُٹھتے ہی لنگر، کھلا — ص ۱۳۰

---

۱ مدحت : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔ ۲ مدد : دو بار۔

مدرسہ[۱]: جب سے کدہ چھٹا، تو پھر اب کیا جگہ کی قید — مسجد ہو، مدرسہ ہو، کوئی خانقاہ ہو — ص۱۹۷

مدعا[۲]: (۱) مراشمول ہر اک دل کے پیچ و تاب میں ہے — میں مدعا ہوں تپشِ نامۂ تمنا کا — ص۱۷

(۲) ظاہر کرے ہے جنبشِ مژگاں سے مدعا — طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ زبانِ اشک — ص۵۰

(۳) جلوہ نہیں ہے دردِ سر، آئنہ صندلی نہ کر — عکس کجا و کو نظر، نقش کو مدعا سمجھ — ص۴۳

(۴) مدعا در پردہ، یعنی جو کہوں باطل سمجھ — وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی — ص۹۱

(۵) میں کون اور ریختہ؟ ہاں اِس سے مدعا — جز انبساطِ خاطرِ حضرت نہیں مجھے — ص۱۲۵

(۶) آگہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے — مدعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا — ص۱۳۲

(۷) کہتے ہو: نہ دیں گے ہم، دل اگر پڑا پایا — دل کہاں کہ گم کیجے، ہم نے مدعا پایا — ص۱۳۳

(۸) تجاہل پیشگی سے مدعا کیا؟ — کہاں تک اے سراپا ناز! کیا کیا؟ — ص۱۵۷

(۹) بزم میں اُس کے روبرو کیوں نہ خموش بیٹھیے — اُس کی تو خامشی میں بھی ہے یہی مدعا کہ یوں — ص۱۶۸

(۱۰) مدعا محوِ تماشائے شکستِ دل ہے — آئنہ خانے میں کوئی لیے جاتا ہے مجھے — ص۲۱۶

(۱۱) مستانہ طے کروں ہوں رہِ وادیِ خیال — تا بازگشت سے نہ رہے مدعا مجھے — ص۲۰۶

(۱۲) میں بھی منہ میں زبان رکھتا ہوں — کاش! پوچھو کہ مدعا کیا ہے — ص۲۳۸

(۱۳) کہوں جو حال، تو کہتے ہو: مدعا کہیے — تمھیں کہو کہ جو تم یوں کہو تو کیا کہیے — ص۲۳۸

(۱۴) بندہ پرور! ثنا ترازی سے مدعا — عرضِ فنِ شعر نہیں — ص۲۸۱

دیکھیے: ——(۱۵) احرامِ مدعا۔ (۱۶) بے مدعا۔ (۱۷) جلوۂ مدعا۔ (۱۸) دلِ بے مدعا۔ (۱۹) عجزِ آباد وہمِ مدعا۔
(۲۰) غفلتِ مدعا۔ (۲۱) کفِ مدعا۔ (۲۲) کمیں گاہِ مدعا۔ (۲۳)، (۲۴)، (۲۵) نقشِ مدعا (تین بار)۔
(۲۶) یک دلِ بے مدعا۔

مدعا طلبی: (۱) وہ سحر مدعا طلبی میں نہ کام آئے! — جس سحر سے سفینہ رواں ہو سراب میں — ص۱۸۹

(۲) دیکھیے: رزقِ مدعا طلبی۔

۱۔ مدرسہ : ایک بار۔

۲۔ مدعا : پینتیس بار [مفرد: چودہ بار، مرکب: اکیس بار]۔

مدعا غافل: غفلت استعداد ذوق و مدعا غافل اسدؔ پنبۂ گوشِ حریفاں بود و تار نغمہ ہے ص۸۷

مدعا گم کردگاں: دیکھیے: دعاے مدعا گم کردگاں۔

مدعا گم کردہ: شمع ہوں، لیکن بہ پا در رفتۂ خارِ جستجو مدعا گم کردہ ہر سو، ہر طرف جلتا ہوں میں ص۹۳

مدعاے دل: بہ نقشِ ظاہری رنگِ کمالِ طبع پنہاں ہے کہ بہرِ مدعاے دل زبانِ لال، زنداں ہے ص۸۰

مدعاے رنج بیتابی: اگر آسودگی ہے مدعاے رنجِ بیتابی نیازِ گردشِ پیمانۂ مے روزگار اپنا ص۱۵

مدعاے ضروری الاظہار: نہ کہوں آپ سے، تو کس سے کہوں مدعاے ضروری الاظہار ص۱۲۶

مدعاے غیر: دیکھیے: مشقِ نقشِ مدعاے غیر۔

مدعی علیہ[۱]: دل مدعی و دیدہ بنا مدعی علیہ نظارے کا مقدمہ پھر روبکار ہے ص۲۱۷

مدعی[۲]: (۱) مدعی میری صفاے دل سے ہوتا ہے خجل ہے تماشا، زشت رویوں کا عتاب آئینے پر ص۳۰

(۲) خجلت کشِ وفا کو شکایت نہ چاہیے اے مدعی! طلسمِ عرق بے غبار ہے ص۹۰

(۳) جنوں نے مجھ کو بنایا ہے مدعی میرا ہمیشہ ہاتھ میں میرے مرا گریباں ہے ص۱۰۲

(۴) دامانِ دل بہ وہمِ تماشا نہ کھینچیے اے مدعی! خجالتِ بیجا نہ کھینچیے ص۱۰۵

(۵) دل مدعی و دیدہ بنا مدعی علیہ نظارے کا مقدمہ پھر روبکار ہے ص۲۱۷

(۶) قیامت ہے کہ ہووے مدعی کا ہم سفر، غالبؔ وہ کافر، جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے ص۲۲۵

(۷)،(۸) جو مدعی بنے، اُس کے نہ مدعی بنیے جو ناسزا کہے، اُس کو نہ ناسزا کہیے ص۲۳۸

مدفن[۳]: بس کہ ہیں ہم اک بہارِ ناز کے مارے ہوئے جلوۂ گل کے سوا گرد اپنے مدفن میں نہیں ص۱۸۵

مدہوشاں[۴]: ضمانِ جادہ رو یاندن ہے خطِ جامِ مے نوشاں وگرنہ منزلِ حیرت سے کیا واقف ہیں مدہوشاں؟ ص۲۳۸

مذکور[۵]: (۱) دوستو! مجھ ستم رسیدہ سے دشمنی ہے، وصال کا مذکور ص۲۰

(۲) نہ بندھا تھا بہ عدم نقشِ دلِ مور ہنوز تب سے ہے یاں دہنِ یار کا مذکور ہنوز [illegible]

---

۱ مدعی علیہ : ایک بار۔
۲ مدعی : آٹھ بار۔
۳ مدفن : ایک بار۔
۴ مدہوشاں : ایک بار۔
۵ مذکور : تین بار۔

(۳) وعدۂ سیرِ گلستاں ہے، خوشا طالعِ شوق! مژدۂ قتل مقدر ہے جو مذکور نہیں ص۱۸۵

مذہب[۱]: دیکھیے: وارستۂ ہر مذہب۔

مذہبِ حق: خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد امام یہی ہے مذہبِ حق، والسّلام و الاکرام ص۲۹۷

مراد[۲]: (۱) کانوں پہ ہاتھ دھرتے ہیں، کرتے ہوئے سلام اس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں ص۱۲۹

(۲) ہم پر جفا سے ترکِ وفا کا گماں نہیں اک چھیڑ ہے، وگرنہ مراد امتحاں نہیں ص۱۸۸

(۳) دیکھیے: بلدستانِ مراد۔

مرادِ دلِ خراب: یہ کون کہوے ہے آباد کر ہمیں، لیکن کبھی زمانہ مرادِ دلِ خراب تو دے ص۳۲۰

مرتبہ[۳]: (۱) نہ آفتاب، ولے آفتاب کا ہم چشم نہ بادشاہ، ولے مرتبے میں ہمسرِ شاہ ص۲۷۷

(۲) دیکھیے: یک مرتبہ۔

مرتبۂ پشتِ پا: قربانِ اوجِ ریزیِ چشمِ حیا پرست یک آسماں ہے مرتبۂ پشتِ پا بلند ص۳۸

مرتبۂ حُسنِ قبول: دے دعا کو مری وہ مرتبۂ حُسنِ قبول کہ اجابت کہے ہر حرف پہ سَو بار "آمیں" ص۱۳۵

مرتبۂ معنی ولفظ: دیکھیے: اوجِ دو مرتبۂ معنی ولفظ۔

مرثیہ[۴]: وحشت و شیفتہ اب مرثیہ کہویں شاید "مرگیا غالبِ آشفتہ نوا" کہتے ہیں ص۱۸۷

مرجاں[۵]: (۱) غم، آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو چراغِ روشن اپنا، قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے ص۲۱۰

(۲) دیکھیے: تسبیحِ مرجاں۔

مرجعِ[۶] انام: (۱) میری سنو، کہ آج تم اِس سرزمین پر حق کے تفضلات سے، ہو مرجعِ انام ص۲۸۲

(۲) رام پور آج ہے وہ بقعۂ معمور، کہ ہے مرجع و مجمعِ اشرافِ نژادِ آدم ص۲۶۵

مرحبا[۷]: (۱) مرحبا اے سُرورِ خاصِ خواص حبّذا اے نشاطِ عامِ عوام! ص۱۳۶

(۲) مرحبا موشگافیِ ناوک! آفریں آبداریِ صمصام! ص۱۳۸

---

۱ مذہب : دوبار [مرکب]۔
۲ مراد : چار بار [مفرد: دوبار، مرکب: دوبار]۔
۳ مرتبہ : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔
۴ مرثیہ : ایک بار۔
۵ مرجاں : دوبار [مفرد: دوبار، مرکب: ایک بار]۔
۶ مرجع : دوبار [مرکب]۔ ۷ مرحبا : آٹھ بار۔

(۳) جو آویں سامنے اُن کے، تو "مرحبا" نہ کہیں　جو جاویں وھاں سے کہیں کو، تو "خیر باد" نہیں　ص۱۹۲

(۴) بن گیا تیغِ نگاہِ یار کا سنگِ فساں　مرحبا میں! کیا مبارک ہے گراں جانی مجھے　ص۲۳۲

(۵) رہے نہ جان، تو قاتل کو خونبہا دیجے　کٹے زبان، تو خنجر کو مرحبا کہیے　ص۲۴۸

(۶) مرحبا طرزِ نغز گفتاری! حبّذا! رسم و راہِ نثاری!　ص۲۶۷

(۷) مرحبا سالِ فرخی آئیں! عیدِ شوال و ماہِ فروردیں　ص۲۸۰

(۸) ہمارا منہ ہے کہ دیں اُس کے حُسنِ صبر کی داد　مگر نبی و علی مرحبا کہیں اُس کو　ص۲۸۵

مرحلۂ[ا] یاس: ہوں قطرہ زن بہ مرحلۂ یاس روز و شب　جز تارِ اشک جادۂ منزل نہیں رہا　ص۲۰

مرد[۲]: (۱) آب ہو جاتے ہیں تنگِ ہمّتِ باطل سے مرد　اشک پیدا کر اسدؔ، گر آہ بے تاثیر ہے　ص۹۶

دیکھیے:——(۲) آزاد مرد۔ (۳) طلبگارِ مرد۔

مرد آزما: دیکھیے: بادۂ مرد آزما۔

مردافگن: دیکھیے: حریفِ مَیِ مردافگن۔

مردِ میدان: آم کا کون مردِ میداں ہے؟　ثمر و شاخ، گوے و چوگاں ہے　ص۳۰

مردانہ: دیکھیے: وبالِ تکیہ گاہِ ہمّتِ مردانہ۔

مُردگاں[۳]: (۱) لبِ خشک در تشنگی مُردگاں کا　زیارت کدہ ہوں دلِ آزردگاں کا　ص۱۳۸

(۲) ہاتھ پر ہو ہاتھ، تو دردِ تاسف ہی سہی　شوق مفتِ زندگی ہے اے بہ غفلت مُردگاں!　ص۶۶

مُردگی: زخم ہاے کہنۂ دل رکھتے ہیں جوں مُردگی　اے خوشا! گر آبِ تیغِ ناز تیزابی کرے　ص۱۰۰

مردم[۴] [۱]: اسدؔ! چشتے ہیں میرے گریہ ہاے زار پر مردم　بھرا ہے دہر بیدردی سے، دل کیجے کہاں خالی　ص۳۵۵

مردم آزار: کہتے ہیں کہ اب وہ مردم آزار نہیں　عشاق کی پرسش سے اُسے عار نہیں　ص۲۵۳

مردم گزیدہ: پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح اسدؔ　ڈرتا ہوں آئنے سے کہ مردم گزیدہ ہوں　ص۲۹۹

ا۔ مرحلہ : ایک بار [مرکب]۔
۲۔ مرد : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔
مردانہ : ایک بار۔
۳۔ مُردگاں : دو بار۔
مُردگی : ایک بار۔
۴۔ مردم [۱] : تین بار [مرکب]۔

مردم[۲] چشمِ پری: تماشا ہے علاجِ بے دماغی ہاے دل، غافل! — سویدا مردمِ چشمِ پری، نظارہ افسوں ہے — ص ۱۱۲

مردمِ چشمِ تماشا: میں ہمہ حیرت، جنوں بیتابِ دورانِ خمار — مردمِ چشمِ تماشا نقطۂ پرکارِ باغ — ص ۴۸

مردمِ چشمِ زاغ: مفتِ صفاے طبع ہے جلوۂ نازِ سوختن — داغِ دلِ سیہ دلاں مردمِ چشمِ زاغ ہے — ص ۱۱۵

مردمک[۲]: (۱) نہاں ہے مردمک میں شوقِ رُخسارِ فروزاں سے — سپندِ شعلہ نادیدہ صفت اندازِ جُستن کا — ص ۲۷

(۲) بس کہ ہوں بعدِ مرگ بھی نگراں — مردمک سے ہے خال بر لبِ گور — ص ۴۱

(۳) تماشا کردنی ہے لطفِ زخمِ انتظار اے دل! — سواد داغِ مرہم، مردمک ہے چشمِ سوزن میں — ص ۵۸

(۴) وھاں سیاہی مردمک ہے اور یھاں داغِ شراب — مہ حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر نہیں — ص ۶۶

(۵) ہم زباں آیا نظر فکرِ سخن میں تو مجھے — مردمک ہے طوطیِ آئینۂ زانو مجھے — ص ۷۸

(۶) ضبط سے جوں مردمک، اسپند اقامت گیر ہے — مجمرِ بزمِ فسردن دیدۂ نخچیر ہے — ص ۹۵

(۷) جلوۂ بینش پناہ بخشے ہے ذوقِ نگاہ — کعبۂ پوشش سیاہ مردمک احرام ہے — ص ۹۹

(۸) مردمک سے، ہو عزا خانۂ اقبالِ نگاہ — خاکِ در کی ترے، جو چشم نہ ہو آئنہ دار — ص ۱۳۳

(۹) دیکھیے: سویداے مردمک۔

مردمکِ چشم: جوں مردمکِ چشم میں ہوں جمع نگاہیں — خوابیدہ بہ حیرت کدۂ داغ ہیں آہیں — ص ۶۳

مردمکِ دیدہ: مت مردمکِ دیدہ میں سمجھو یہ نگاہیں — ہیں جمع سویداے دلِ چشم میں آہیں — ص ۱۸۳

مردمکِ دیدۂ عنقا: کیوں اسے گوہرِ نایاب تصور کیجے — کیوں اسے مردمکِ دیدۂ عنقا کہیے — ص ۱۳۲

مُردن[۳]: (۱) پس از مُردن بھی دیوانہ زیارت گاہِ طفلاں ہے — شرارِ سنگ نے تربت پہ میری گل فشانی کی — ص ۲۰۷

(۲) دیکھیے: نفس دُزدیدن و مردن۔

مُردنِ صاحب دلاں: نہیں ہے مردنِ صاحب دلاں، بجُز کسبِ جمعیت — سویدا میں نفَس، مانندِ خط نقطے میں، پنہاں ہے — ص ۸۱

مردودِ گلستاں[۴]: مگر آتش ہمارا کوکبِ اقبال چمکا دے — وگرنہ مثلِ خارِ خشک مردودِ گلستاں ہیں — ص ۶۴

---

١ مردم[۲] : تین بار [مرتّب]۔

۲ مردمک : بارہ بار [منفرد: آٹھ بار، مرتّب: چار بار]۔

۳ مُردن : دو بار [مرتّب]۔

۴ مردود : ایک بار [مرتّب]۔

مُردوں: ہے عجب مُردوں کو غفلت ہائے اہلِ دہر سے ۔ سبزہ، جوں انگشتِ حیرت در دہانِ گور ہے ص ۹۳

مُردہ[۱]: (۱) رسم ہے مُردے کی چھماہی ایک خلق کا ہے اسی چلن پہ مدار ص ۳۲۶

(۲) دیکھیے: چراغِ مردہ۔

مرشد[۲]: (۱)، (۲) دیکھیے: پیرومرشد [دوبار]۔

مرشدِ جام: جاں نثاروں میں ترے قیصرِ روم جرعہ خواروں میں ترے مرشدِ جام ص ۳۲۷

مرشدوں: دیکھیے: دومرشدوں۔

مرض[۳]: دیکھیے: حقیقتِ جاں کاہئ مرض۔

مرغ[۴]: سبۂ گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں مژدہ اے مرغ! کہ گلزار میں صیاد نہیں ص ۱۸۶

مرغِ اسیر: (۱) مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کے لیے ص ۲۳۶

(۲) دیکھیے: نالۂ مرغِ اسیر۔

مُرغِ بُستانی: دیکھیے: ذوقِ نوائے مرغِ بُستانی۔

مُرغِ چمن: ہے جوشِ گل بہار میں یہاں تک کہ ہر طرف اُڑتے ہوئے اُلجھتے ہیں مرغِ چمن کے پانو ص ۱۹۶

مرغِ خیال: دور اوفتادۂ چمنِ فکر ہے اسدؔ مرغِ خیال، بلبلِ بے بال و پر ہے آج ص ۳۵

مرغِ رشتہ برپا: ہجومِ ریزشِ خوں کے سبب رنگ اُڑ نہیں سکتا حنائے پنجۂ صیاد، مرغِ رشتہ برپا ہے ص ۸۳

مرغِ سحر: دیکھیے: نالۂ مرغِ سحر۔

مرغِ گرفتار: دیکھیے: (۱) قفسِ مُرغِ گرفتار۔ (۲) نوائے مرغِ گرفتار۔

مرغِ گلشنِ تجرید: کچھ نہیں حاصل تعلق میں، بغیر از کشمکش اے خوشا! رندے کہ مرغِ گلشنِ تجرید ہے ص ۱۰۳

مرغوب[۵] بتِ مشکل پسند: شمارِ سبحہ مرغوبِ بتِ مشکل پسند آیا تماشائے بہ یک کف بردنِ صد دل پسند آیا ص ۱۳۲

۱۔ مُردہ : ایک بار [مرکب]۔
مُردوں : ایک بار۔
۲۔ مرشد : تین بار [مرکب]۔
مرشدوں : ایک بار۔
۳۔ مرض : ایک بار [مرکب]۔
۴۔ مرغ : دس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: نو بار]۔
۵۔ مرغوب : ایک بار [مرکب]۔

مرگ[1]: (۱) طلسمِ خاک، کمیں گاہِ یک جہاں سودا
به مرگ، تکیۂ آسایشِ فنا معلوم! ص ۵۴

(۲) مرگِ شیریں ہوگئی تھی کوہکن کی فکر میں
تھا حریرِ سنگ سے قطعِ کفن کی فکر میں ص ۶۴

(۳) جس طرف سے آئے ہیں، آخر اُدھر ہی جائیں گے
مرگ سے وحشت نہ کر، راہِ عدم بیہودہ ہے ص ۱۰۴

(۴) تھا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا
اُڑنے سے پیش تر بھی مرا رنگ زرد تھا ص ۱۵۴

(۵) زبانِ اہلِ زباں میں ہے مرگ، خاموشی
یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانیِ شمع ص ۱۶۴

(۶) غمِ ہستی کا اسدؔ کس سے ہو جز مرگ، علاج
شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک ص ۱۷۵

(۷) خوں ہو کے جگر آنکھ سے ٹپکا نہیں اے مرگ!
رہنے دے مجھے یہاں، کہ ابھی کام بہت ہے ص ۲۲۵

(۸) غیر کی مرگ کا غم کس لیے اے غیرتِ ماہ!
ہیں ہوس پیشہ بہت! وہ نہ ہوا، اور سہی ص ۳۱۱

دیکھیے: (۹)۔(۱۲) بعدِ مرگ [چار بار]۔(۱۳) بیاباں مرگ۔(۱۴) پیش از مرگ۔(۱۵) پیغامِ مرگ۔
(۱۶) جواں مرگ۔(۱۷) خیالِ مرگ۔(۱۸) دمِ مرگ۔

مرگِ غالب: دیکھیے: آرزوے مرگِ غالب۔

مرگِ ناگہاں: غفلت کفیلِ عمر و اسدؔ ضامنِ نشاط
اے مرگِ ناگہاں! تجھے کیا انتظار ہے ص ۲۱۸

مرگِ ناگہانی: (۱) دلِ نااُمید کیوں کر بہ تسلی آشنا ہو
جو اُمیدوار رہیے نہ بہ مرگِ ناگہانی ص ۱۰

(۲) ہو چکیں غالبؔ بلائیں سب تمام
ایک مرگِ ناگہانی اور ہے ص ۲۳۷

مرگِ نگہ: ہے کسوتِ عروجِ تغافل، کمالِ حُسن
چشم سیہ بہ مرگِ نگہ سوگوار تر ص ۴۰

مروحۂ بالِ پری[2]: وھاں کے خاشاک سے حاصل ہو جسے یک پرِ کاہ
وہ رہے مروحۂ بالِ پری سے بیزار ص ۳۳

مرہم[3]: مرہم کی جستجو میں پھرا ہوں جو دور دور
تن سے سوا فگار ہیں اس خستہ تن کے پانو ص ۱۹۶

دیکھیے: (۲) پنبۂ مرہم۔(۳) تشویشِ مرہم۔(۴) سوادِ داغِ مرہم۔(۵) نسخۂ مرہم۔

مرہمِ زنگار: چاہیے درمانِ ریشِ دل بھی تیغِ ناز سے
مرہمِ زنگار ہے وہ وسمۂ ابرو مجھے ص ۷۸

مرہونِ حنا[4]: پوچھ مت رُسوائیِ اندازِ استغنائے حُسن
دستِ مرہونِ حنا، رخسار رہنِ غازہ تھا ص ۱۴۷

---

[1] مرگ : چھبیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: پندرہ بار]۔

[2] مروحہ : ایک بار [مرکب]۔

[3] مرہم : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

[4] مرہون : ایک بار [مرکب]۔

مرید[1]: خانہ زاد اور مرید اور مدّاح تھا ہمیشہ سے یہ، عریضہ نگار ص۱۳٦

مریدی: دیکھیے: نقشِ مریدی۔

مریضِ عشق[2]: تُو، ہم مریضِ عشق کے بیمار دار ہیں اچھا اگر نہ ہو، تو مسیحا کا کیا علاج ص۱۶۵

مریضِ غم: دریغا! وہ مریضِ غم کہ فرطِ ناتوانی سے بقدرِ یک نفس جادہ بہ صد رنج و تعب کاٹے ص۹۸

مزاج[3]: (۱) پی جس قدر ملے، شبِ مہتاب میں شراب اِس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راس ہے ص۲۰۵

(۲) اگر نہ ہووے رگِ خواب صرفِ شیرازہ تمام دفترِ ربطِ مزاج درہم ہے ص۱۰۲

دیکھیے ـــــــ: (۳) خفقانی مزاج۔ (۴) وحشی مزاج۔

مزار[4]: (۱) کُشتۂ افعیِ زلفِ سیہِ شیریں کو بیستوں، سبزے سے ہے سنگِ زمرد کا مزار ص۲

(۲) ہوئے مر کے ہم جو رُسوا، ہوئے کیوں نہ غرقِ دریا نہ کبھی جنازہ اُٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا ص۱۶۰

(۳) جو بعدِ قتل مرا دشت میں مزار بنا لگا کے بیٹھتے ہیں اُس سے راہزن، تکیہ ص۳۰۳

دیکھیے ـــــــ: (۴) پُرفشانیِ پروانہ چراغِ مزار۔ (۵) تہِ سنگِ مزار۔ (٦) خطِ لوحِ مزار۔ (۷) سنگِ مزار۔ (۸) شمعِ سرِ مزار۔

مزدور[5]: دیکھیے ـــــــ: (۱) بارِ منتِ مزدور۔ (۲) ہجومِ غمِ دوشِ مزدور۔

مزدورِ سنگیں دست: دیکھیے کم تریں مزدورِ سنگیں دست۔

مزدورِ طرب گاہِ رقیب: کوہکن، گرسنہ مزدورِ طرب گاہِ رقیب بیستوں، آئنۂ خوابِ گرانِ شیریں ص۳۲

مزدوریِ عشرت گہِ خسرو: عشق و مزدوریِ عشرت گہِ خسرو، کیا خوب! ہم کو تسلیم نکونامیِ فرہاد نہیں ص۱۸٦

مزرعِ[6] اُلفت: نہیں ہے مزرعِ اُلفت میں حاصل غیرِ پامالی نظر دانہ، سرشکِ برز میں اُفتادہ آتا ہے ص۹۸

مزا[7]: (۱) عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا درد کی دوا پائی، دردِ بے دوا پایا ص۱۳۳

۱؎ مرید : ایک بار۔
مریدی : ایک بار [مرکب]۔
۲؎ مریض : دو بار [مرکب]۔
۳؎ مزاج : چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔
۴؎ مزار : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکب: پانچ بار]۔
۵؎ مزدور : چار بار [مرکب]۔
مزدوری : ایک بار [مرکب]۔
٦؎ مزرع : ایک بار [مرکب]۔
۷؎ مزا : نو بار۔
مزے : ایک بار [جمع]۔

(۲) شورِ پندِ ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا — آپ سے کوئی پوچھے: تم نے کیا مزا پایا؟ — ص ۱۴۳

(۳) ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا! — نہ ہو مرنا، تو جینے کا مزا کیا! — ص ۱۵۷

(۴) زخم پر چھڑکیں کہاں طفلانِ بے پروا نمک — کیا مزا ہوتا، اگر پتھر میں بھی ہوتا نمک — ص ۱۷۵

(۵) غالبؔ! مرے کلام میں کیوں کر مزا نہ ہو — پیتا ہوں دھو کے خسروِ شیریں سخن کے پانو — ص ۱۹۶

(۶) دے مجھ کو شکایت کی اجازت، کہ ستمگر! — کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار میں آوے — ص ۲۳۴

(۷) تب چاکِ گریباں کا مزا ہے دلِ نالاں! — جب اک نفس اُلجھا ہوا ہر تار میں آوے — ص ۲۳۴

(۸) بے طلب دیں، تو مزا اُس میں سوا ملتا ہے — وہ گدا، جس کو نہ ہو خوے سوال، اچھا ہے — ص ۲۳۹

(۹) مزا ملے کہو کیا خاک ساتھ سونے کا — رکھے جو بیچ میں وہ شوخ سیم تن تکیہ — ص ۳۰۱

[مزید دیکھیے: بے مزا، بے مزہ]

مزے: مزے جہان کے اپنی نظر میں خاک نہیں — سوائے خونِ جگر، سو جگر میں خاک نہیں — ص ۱۸۳

مژدہ[۱]: (۱) مژدہ اے ذوقِ اسیری! کہ نظر آتا ہے — دامِ خالی، قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس — ص ۱۷۳

(۲) سبدِ گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں — مژدہ اے مرغ، کہ گلزار میں صیاد نہیں — ص ۱۸۶

(۳) مژدہ اے رہ روانِ راہِ سخن! — پایہ سنجانِ دستگاہِ سخن! — ص ۲۶۷

مژدہ باد: (۱،۲) تیغ درکف، کف بہ لب آتا ہے قاتل اِس طرف — مژدہ باد اے آرزوے مرگِ غالبؔ! مژدہ باد! — ص ۳۸

مژدہ رسانی: چشمِ پرواز و نفس خفتہ، مگر ضعفِ اُمید — شہ پرِ کاہ پیِ مژدہ رسانی مانگے — ص ۴۸

مژدۂ دیدار: (۱) مژدۂ دیدار سے رُسوائیِ اظہار دور — آج کی شب چشم کو کب تک پریدن منع ہے — ص ۱۱۳

(۲) دیکھیے: ہجومِ مژدۂ دیدار۔

مژدۂ قتل: وعدۂ سیرِ گلستاں ہے، خوشا! طالعِ شوق — مژدۂ قتل مقدر ہے، جو مذکور نہیں — ص ۱۸۵

مژدۂ وصال: نے مژدۂ وصال، نہ نظارۂ جمال — مدت ہوئی کہ آشتیِ چشم و گوش ہے — ص ۲۳۰

مژگاں[۲]: (۱) رونے نے طاقت اتنی نہ چھوڑی کہ ایک بار — مژگاں کو دوں فشارِ پیِ امتحانِ اشک — ص ۵۰

۱۔ مژدہ : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکب: پانچ بار]۔
مژدہ باد : ایک بار۔

۲۔ مژگاں : اکہتر بار۔
[مفرد: پندرہ بار، مرکب: چھپّن بار]۔

(۲) مژگاں تلک رسائیِ لختِ جگر کہاں   اے وائے! گر نگاہ نہ ہو آشنائے گل   ص ۵۳

(۳) دُزدیدنِ دل ستم آمادہ ہے محال   مژگاں کہوں کہ جوہرِ تیغ قضا کہوں   ص ۵۶

(۴) سرشک آشفتہ سر تھا قطرہ زن مژگاں سے جانے میں   رہے یعنی شوخیِ رفتار سے پا آستانے میں   ص ۵۸

(۵) مژگاں خلیدۂ رگِ ابرِ بہار ہے   نشتر بہ مغزِ پنبۂ مینا فرو نہ ہو   ص ۶۸

(۶) بہ سیلِ اشک لختِ دل ہے دامن گیر مژگاں کا   غریقِ بحر، جویائے خس و خاشاکِ ساحل ہے   ص ۷۷

(۷) دلِ بیمار از خود رفتہ تصویرِ نہالی ہے   کہ مژگاں، ریشہ دار نیستانِ شیرِ قالی ہے   ص ۷۹

(۸) نشانِ بے قرارِ شوق بجز مژگاں نہیں باقی   کئی کانٹے ہیں اور پیراہنِ شکلِ نہالی ہے   ص ۷۹

(۹) نگہ معمارِ حسرت ہا: چہ آبادی، چہ ویرانی   کہ مژگاں جس طرف وا ہو، بہ کفِ دامانِ صحرا ہے   ص ۸۳

(۱۰) جوہرِ آئینہ ساں مژگاں بہ دل آسودہ ہے   قطرہ جو آنکھوں سے ٹپکا، تو نگاہ آلودہ ہے   ص ۱۰۳

(۱۱) جلوہ از بس کہ تقاضائے نگہ کرتا ہے   جوہرِ آئنہ بھی چاہے ہے مژگاں ہونا   ص ۱۵۰

(۱۲) نہیں معلوم کس کس کا لہو پانی ہوا ہوگا!   قیامت ہے سرشک آلودہ ہونا تیری مژگاں کا   ص ۱۵۷

(۱۳) نہیں دل میں مرے وہ قطرۂ خوں   جس سے مژگاں ہوئی نہ ہو گلباز   ص ۱۷۲

(۱۴) وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یارب! دل کے پار   جو مری کوتاہیِ قسمت سے مژگاں ہوگئیں   ص ۱۹۲

(۱۵) صد جلوہ روبرو ہے جو مژگاں اُٹھائیے   طاقت کہاں کہ دید کا احساں اُٹھائیے   ص ۲۰۱

دیکھیے: (۱۶) الفتِ مژگاں۔ (۱۷) بازماندن ہائے مژگاں۔ (۱۸) بہم آوردہ مژگاں۔ (۱۹) بیدادِ کاوش ہائے مژگاں۔ (۲۰) پاسِ شوخیِ مژگاں۔ (۲۱)، (۲۲) پنجۂ مژگاں [دوبار]۔ (۲۳) تپ آسودۂ مژگاں۔ (۲۴) جنبشِ مژگاں۔ (۲۵) جوہرِ مژگاں۔ (۲۶) چشمِ درشدہ مژگاں۔ (۲۷) حیرت پرستِ طرزِ ناگیرا ٔ مژگاں۔ (۲۸) خامۂ مژگاں۔ (۲۹) خلوت گاہِ نازِ ربطِ مژگاں۔ (۳۰) دامنِ مژگاں۔ (۳۱) دشنۂ مژگاں۔ (۳۲) دعوتِ مژگاں۔ (۳۳) دلِ برصفِ مژگاں زدہ۔ (۳۴) دل و مژگاں۔ (۳۵) رشتۂ شیرازۂ مژگاں۔ (۳۶) رمزِ سرِ مژگاں۔ (۳۷) شوخیِ مژگاں۔ (۳۸) شیرینیِ خواب آلودہ مژگاں۔ (۳۹) صفِ مژگاں۔ (۴۰) طولِ میلِ راہِ مژگاں۔ (۴۱) نازشِ مژگاں۔ (۴۲) نوکِ سرِ مژگاں۔ (۴۳) ودیعت خانۂ بیدادِ کاوش ہائے مژگاں۔ (۴۴) یادِ مژگاں۔

مژگانِ آہو: (۱) بروئے قیس دستِ شرم ہے مژگانِ آہو سے   مگر روزِ عروسی گم ہوا تھا شانہ لیلیٰ کا   ص ۲۶

(۲) دیکھیے: سرپنجۂ مژگانِ آہو۔

مژگانِ انتظار: عرضِ نشاطِ دید ہے مژگانِ انتظار یارب! کہ خارِ پیرہنِ آرزو نہ ہو ص۹۸

مژگانِ باز ماندہ: (۱) رکھتا ہے انتظارِ تماشائے حُسنِ دوست مژگانِ باز ماندہ سے دستِ دُعا بلند ص۳۸

(۲) بے خود ز بس کہ خاطرِ بیتاب ہوگئی مژگانِ باز ماندہ رگِ خواب ہوگئی ص۹٦

مژگانِ تماشا: اسدؔ! ہے آج مژگانِ تماشا کی حنا بندی چراغانِ نگاہ و شوخیِ اشکِ جگر گوں ہے ص۱۱۲

مژگانِ تماشائی: تنگ، اس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی پرِ بالش ہے وقتِ دید مژگانِ تماشائی ص۹۲

مژگانِ چشمِ تر: جلوۂ گل نے کیا تھا وھاں چراغاں آبجو یھاں رواں مژگانِ چشمِ تر سے خونِ ناب تھا ص۱۳۵

مژگانِ چشمِ دام: (۱) گزرا جو آشیاں کا تصور بہ وقتِ بند مژگانِ چشمِ دام ہوئے خار و خس تمام ص۵۵

(۲) بس کہ ہے صیادِ راہِ عشق میں محوِ کمیں جادۂ رہ سر بسر مژگانِ چشمِ دام ہے ص۱۰۱

مژگاں چکیدہ: دیکھیے: تسبیحِ اشک ہائے زمژگاں چکیدہ۔

مژگانِ حور: دیکھیے: جلوۂ مژگانِ حور۔

مژگانِ خار: حسرت سے دیکھ رہتے ہیں ہم آب و رنگِ گل مانندِ شبنم اشک ہیں مژگانِ خار کے ص۸۰

مژگانِ خوابیدہ: دستِ برہم سودہ ہے مژگانِ خوابیدہ، اسدؔ! اے دل از کف دادۂ غفلت! پشیمانی عبث ص۳۲

مژگانِ خوباں: دیکھیے: یک مژگانِ خوباں۔

مژگانِ خود آرا: دیکھیے: عزمِ صفِ مژگانِ خود آرا۔

مژگانِ خوں فشاں: بلا سے، گر مژۂ یار تشنۂ خوں ہے رکھوں کچھ اپنی بھی مژگانِ خوں فشاں کے لیے ص۲۳٦

مژگانِ دوست: دیکھیے: خیال آبادِ سودائے سرِ مژگانِ دوست۔

مژگانِ رگِ تاک: نشۂ مَے کے اُتر جانے کے غم سے انگور صورتِ اشک بہ مژگانِ رگِ تاک چڑھا ص۲۲۵

مژگانِ سیاہاں: درد سے در پردہ دی مژگاں سیاہاں نے شکست ریزہ ریزہ استخواں کا پوست میں نشتر ہوا ص۲۰

مژگانِ سوزن: نہ نکلا آنکھ سے تیری اک آنسو اس جراحت پر کیا سینے میں جس نے خوں چکاں مژگانِ سوزن کو ص۱۹۸

مژگانِ عاشق: دیکھیے: صورتِ مژگانِ عاشق۔

مژگانِ عجز: حُسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز ص۴۴

مژگانِ کشودہ: شفق ساں موجۂ خوں ہے رگِ خواب کہ مژگانِ کشودہ، نیشتر ہے ص۲۵۵

مژگانِ کوہکن: ہے انتظار سے شرر آبادِ رستخیز مژگانِ کوہکن، رگِ خارا کہیں جسے ص۹۰

مژگانِ یار: دیکھیے: ودیعتِ مژگانِ یار۔

مژگانِ یتیم: دیکھیے: صورتِ مژگانِ یتیم۔

مژگانی: مے کدہ گر چشمِ مستِ ناز سے پاوے شکست موے شیشہ، دیدۂ ساغر کی مژگانی کرے ص۲۱

مژہ[ا]: (۱) وحشتِ خوابِ عدم شورِ تماشا ہے اسدؔ جو مژہ جوہر نہیں آئینۂ تعبیر کا ص۱۱

(۲) بار لائی ہے دانہ ہاے سرشک مژہ، ہے ریشۂ رزِ انگور ص۴۱

(۳) ہوں خموشی چمنِ حسرتِ دیدار، اسدؔ مژہ ہے شانہ کشِ طرۂ گفتار ہنوز ص۴۳

(۴) خطِ لختِ دل یکقلم دیکھتے ہیں مژہ کو جواہر رقم دیکھتے ہیں ص۵۶

(۵) مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر بہ پاے خفتہ سیرِ وادیِ پُرخار بستر ہے ص۸۵

(۶) مژہ پہلوے چشم اے جلوۂ ادراک! باقی ہے ہوا وہ شعلہ داغ اور شوخیِ خاشاک باقی ہے ص۱۰۷

(۷) بے تماشا نہیں جمعیتِ چشمِ بسمل مژہ قالِ دو جہاں خواب پریشاں زدہ ہے ص۱۰۹

(۸) فکرِ پروازِ جنوں ہے، سببِ ضبط نہ پوچھ اشک جوں بیضہ مژہ سے تہِ پر پنہاں ہے ص۱۰۹

(۹) جمعیتِ آوارگیِ دید نہ پوچھو دل تا مژہ آغوشِ وداعِ نظر آوے ص۱۱۳

(۱۰) زہے شب زندہ دارِ انتظارستاں! کہ وحشت سے مژہ چیچک میں مہ کی سوزنِ آسا چیدنی جانے ص۱۱۵

(۱۱) خنجر سے چیر سینہ، اگر دل نہ ہو دو نیم دل میں چھری چبھو، مژہ گر خوں چکاں نہیں ص۱۸۸

(۱۲) بتاؤ اُس مژہ کو دیکھ کر، کہ مجھ کو قرار یہ نیش ہو رگِ جاں میں فرو، تو کیوں کر ہو؟ ص۱۹۸

دیکھیے: (۱۳) دامنِ مژہ۔ (۱۴) رگ ہاے مژہ۔ (۱۵) سرشک آگیں مژہ۔ (۱۶) سرِ مژہ۔ (۱۷) کشادہ

بستِ مژہ۔ (۱۸) یک مژہ خواب پا۔

ا۔ مژہ: بیشِس یار [مطبوعہ: بارہ بار، مرتب: بیس بار]۔

مژہ برہم زدن: یک مژہ برہم زدن، حشرِ دو عالم فتنہ ہے — یہاں سراغِ عافیت بجز دیدۂ بسمل نہ پوچھ ص۴۲

مژہ برہم زدنی: کوشش، ہمہ بیتابِ تردد شکنی ہے — صد جنبشِ دل، یک مژہ برہم زدنی ہے ص۱۱۰

مژہ پوشیدنی ہا: نقابِ یار ہے غفلت نگاہیِ اہلِ بینش کی — مژہ پوشیدنی ہا، پردۂ تصویرِ عریاں ہے ص۸۱

مژہ ہاے دراز: تو اور سوے غیر نظر ہاے تیز تیز! — میں اور دکھ تری مژہ ہاے دراز کا! ص۱۵۵

مژۂ تیز: دیکھیے: کاوش فروشیِ مژۂ تیز۔

مژۂ خار: آئی یک عمر سے معذورِ تماشا نرگس — چشمِ شبنم میں نہ ٹوٹا مژۂ خار ہنوز ص۴۳

مژۂ خواب: مژۂ خواب سے کرتا ہوں بہ آسایشِ درد — غنچۂ زخمِ دلِ چاک بہ یک دستہ شرار ص۹

مژۂ خوابناک: (۱) مستی بہ ذوقِ غفلتِ ساقی ہلاک ہے — موجِ شراب، یک مژۂ خوابناک ہے ص۲۱۹

(۲) دل میں ہے سوداے زلفِ مستِ تغافل ہنوز — ہے مژۂ خوابناک ریشۂ سنبل ہنوز ص۴۴

مژۂ خوں فشاں: کس جرم سے ہے چشم تجھے حسرتِ قبول — برگِ حنا مگر مژۂ خوں فشاں نہیں ص۵۷

مژۂ دیدۂ نخچیر: قبلۂ نورِ نظر، کعبۂ اعجازِ مسیح — مژۂ دیدۂ نخچیر سے نبضِ بیمار ص۹

مژۂ گوہربار: تیری اولاد کے غم سے ہے بروے گردوں — سلکِ اختر میں مہِ نو، مژۂ گوہر بار ص۱۳۳

مژۂ یار: (۱) تھا گریزاں مژۂ یار سے دل تا دمِ مرگ — دفعِ پیکانِ قضا اِس قدر آساں سمجھا! ص۱۴۷

(۲) بلا سے، گر مژۂ یار تشنۂ خوں ہے — رکھوں کچھ اپنی بھی مژگانِ خوں فشاں کے لیے ص۲۳۹

مساسِ[۱] دستِ افسوس: ہے مساسِ دستِ افسوس آتش انگیز تپش — بے تکلف آپ پیدا کر کے تف، جلتا ہوں میں ص۴۳

مسافر[۲]: دیکھیے: کفِ پاے مسافر۔

مس[۳] اندودہ: دیکھیے: سیمِ مس اندودہ۔

مسائلِ[۴] تصوف: یہ مسائلِ تصوف، یہ ترا بیان غالبؔ! — تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا ص۱۹۰

مست[۵]: (۱) اے خوشا! فیضِ ہواے چمنِ نشوونما — بادہ پُرزور و نفس مست و مسیحا بیمار ص۳

---

۱ مساس : ایک بار [مرکّب]۔
۲ مسافر : ایک بار [مرکّب]۔
۳ مس : ایک بار [مرکّب]۔
۴ مسائل : ایک بار [مرکّب]۔
۵ مست : اٹھارہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: بارہ بار]۔
مستاں : تین بار۔ مستوں: ایک بار۔

(۲) جو آئے، جام بھر کے پیے اور ہو کے مست سبزے کو روندتا پھرے، پھولوں کو جائے پھاند ص۱۲۸

(۳) ہوئی ہے کس قدر ارزانیِ مے جلوہ! کہ مست ہے ترے کوچے میں ہر در و دیوار ص۱۶۷

(۴) نشۂ رنگ سے ہے واشدِ گل مست کب بندِ قبا باندھتے ہیں؟ ص۱۸۱

(۵) دیدار بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہ مست بزمِ خیال، مے کدۂ بے خروش ہے ص۲۳۰

(۶) خیالِ شربتِ عیسیٰ گدازِ تر جبینی ہے اسدؔ، ہوں مست دریا بخشیِ ساقیِ کوثر کا ص۲۳۳

دیکھیے ـــــ:(۷) چشمِ مست۔(۸) فرقِ ستیزہ مست۔(۹) محملِ بدوشِ شوخیِ ساقیِ مست۔

مستِ بے خودی: ہو جہاں تیرا دماغِ ناز مستِ بے خودی خوابِ نازِ گل رُخاں دودِ چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

مستِ تامّل: ہر کفِ خاک، جگر تشنۂ صد رنگ ظہور غنچے کے مے کدے میں مستِ تامّل ہے بہار ص۳

مستِ تغافل: دل میں ہے سودائے زلفِ مستِ تغافل ہنوز ہے مژۂ خوابناک ریشۂ سُنبل ہنوز ص۴۴

مستِ دیدنِ مہتاب: شب کہ مستِ دیدنِ مہتاب تھا وہ جامہ زیب پارۂ چاکِ کتاں پر کالۂ مہ ہوگیا ص۲۳۶

مستِ طرب: نغمہ ہا شادابِ رنگ و سازہا مستِ طرب شیشۂ مے سروِ سبزِ جویبارِ نغمہ ہے ص۲۱۳

مستِ فتنہ خو نشے میں گم کردہ رہ آیا وہ مستِ فتنہ خو آج رنگِ رفتہ دورِ گردشِ ساغر ہوا ص۲۰

مستِ مے ذات: یعنی بہ حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات عارف ہمیشہ مستِ مے ذات چاہیے ص۲۲۰

مستِ ناز: دیکھیے: چشمِ مستِ ناز۔

(۲) گر وہ مستِ ناز دیوے گا صلائے عرضِ حال خارِ گل، بہرِ دہانِ گل زباں ہوجائے گا ص۳۷

مستاں : دیکھیے ـــــ:(۱) خُمِ مستاں۔(۲) نشۂ پیمائی مستاں۔(۳) ننگِ فہمِ مستاں۔

مستوں : ہے یاس میں اسدؔ کو ساقی سے بھی فراغت دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی ص۷۵

مستانہ[۱] :(۱) مستانہ طے کروں ہوں رہِ وادیِ خیال تا بازگشت سے نہ رہے مدعا مجھے ص۲۰۶

دیکھیے ـــــ:(۲) پیمانہ کشِ گریہ مستانہ۔(۳)،(۴) لغزشِ مستانہ [دو بار]۔

مستی[۲] : (۱) خوشا مستی! کہ جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل سے نگہ شمشیر میں جوں جوہر آرامیدنی جانے ص۱۱۵

---

۱ ؎ مستانہ : چار بار [مفرد: ایک بار]۔ ۲ ؎ مستی : پندرہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: گیارہ بار]۔

(۲) مستی، بہ ذوقِ غفلتِ ساقی ہلاک ہے — موجِ شراب، یک مژۂ خوابناک ہے — ص۲۱۹

(۳) غمِ زمانہ نے جھاڑی نشاطِ عشق کی مستی — وگرنہ ہم بھی اُٹھاتے تھے لذتِ الم آگے — ص۲۲۷

(۴) نظارے نے بھی کام کیا واں نقاب کا — مستی سے ہر نگہ ترے رُخ پر بکھر گئی — ص۲۳۳

دیکھیے ــــــ: (۵) عذرِ مستی۔ (۶) محرمِ درد گرفتاریِ مستی۔

مستیِ ابر: مستیِ ابر سے گلچینِ طرب ہے حسرت — کہ اِس آغوش میں ممکن ہے دو عالم کا فشار — ص۱۳۲

مستیِ ادا: نہیں نگار کو اُلفت، نہ ہو، نگار تو ہے — روانیِ روش و مستیِ ادا کہیے — ص۲۲۸

مستیِ بادِ صبا: مستیِ بادِ صبا سے ہے بہ عرضِ سبزہ — ریزۂ شیشۂ مے جوہرِ تیغِ کہسار — ص۱۳۲

مستیِ تحریر: مے کشِ مضموں کو حُسنِ ربطِ خط کیا چاہیے — لغزشِ رفتارِ خامہ مستیِ تحریر ہے — ص۹۵

مستیِ چشمِ سیہ: غم نے جب گھیرا تو چاہا ہم نے یوں اے دل نواز! — مستیِ چشمِ سیہ سے، چل کے، ہو ویں چارہ ساز — ص۲۹۰

مستیِ دل: دیکھیے: طلسمِ مستیِ دل۔

مستیِ سعیِ چند: داغِ ضمیر ضبط یکجا مستیِ سعیِ سپند — دودِ جگر لالہ ساں دُردِ تہِ پیمانہ تھا — ص۲۵

مستیِ صبحِ بہار: دیکھیے: برہنہ مستیِ صبحِ بہار۔

مستیِ ناز: دیکھیے: طلبِ مستیِ ناز۔

مُستزاد[۱]: طرفہ موزونی ہے صرفِ جنگ جوئی ہائے یار — ہے بہ مصراعِ صافِ تیغ، خنجر مستزاد — ۳۸

مستطاب[۲]: دیکھیے: نوابِ مستطاب۔

مستعدِ شانۂ گیسو شدن[۳]: اے اسدؔ ہے مستعدِ شانۂ گیسو شدن — پنجۂ مژگاں بہ خود بالیدنی رکھتا ہے آج — ص۳۵

مستعدِ قتلِ یک عالم: مستعدِ قتلِ یک عالم ہے جلادِ فلک — کہکشاں، موجِ شفق میں تیغِ خوں آشام ہے — ص۱۰۱

مستغنی[۴]: دلِ خونیں جگر بے صبر و فیضِ عشق مستغنی — الٰہی! یک قیامت خاور آ ٹوٹے بدخشاں پر — ص۳۹

مسطر[۵]: مو بہ نظر فروز قلم دان نذر ہے — مسطر کو ان صاحبِ عالی مقام کی — ص۲۶۳

---

۱ مستزاد : ایک بار۔
۲ مستطاب : ایک بار [مرتب]۔
۳ مستعد : دو بار [مرتب]۔
۴ مستغنی : ایک بار۔ ۵ مسطر : ایک بار۔

مسجد[۱]: (۱) شیخ جی! کعبے کا جانا معلوم! آپ مسجد میں گدھا باندھتے ہیں ص۵۸

(۲) جب مے کدہ چُھٹا، تو پھر اب کیا جگہ کی قید مسجد ہو، مدرسہ ہو، کوئی خانقاہ ہو ص۱۹۷

(۳) مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیے ص۲۱۹

(۴) مسجد کے زیرِ سایہ اک گھر بنالیا ہے یہ بندۂ کمینہ، ہمسایۂ خدا ہے ص۳۱۲

مسجد وبت خانہ: تاچند نازِ مسجد و بت خانہ کھینچیے جوں شمع دل بہ خلوتِ جاناں نہ کھینچیے ص۱۰۵

مسجود[۲]: ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود قبلے کو، اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں ص۱۸۷

مسرتِ پیغامِ یار[۳]: گزرا اسدؔ مسرتِ پیغامِ یار سے قاصد پہ مجھ کو رشکِ سوال و جواب ہے ص۲۰۶

مسطر[۴]: (۱) کھینچوں ہوں آئنے پر خندۂ گل سے مسطر نامہ، عنوانِ بیانِ دلِ آزردہ نہیں ص۸

(۲) جنونِ آئنہ، مشتاقِ یک تماشا ہے ہمارے صفحے پہ بالِ پری سے مسطر کھینچ ص۳۵

دیکھیے ــــــ: (۳) کجیِ یک خطِ مسطر۔ (۴) نقشِ مسطر۔

مسطر کشِ سطرِ زنہار: شعلہ تحریر سے اُس برق کی، ہے کلکِ قضا بالِ جبریل سے مسطر کشِ سطرِ زنہار ص۵

مسطرِ موجۂ دیباچۂ ورقِ اسرار: آیتِ رحمتِ حق، بسملۂ مصحفِ ناز مسطرِ موجۂ دیباچۂ ورقِ اسرار ص۶

مسکن[۵]: دیکھیے: پیچ وتابِ طبعِ برق آہنگ مسکن۔

مسکیں[۶]: دیکھیے ــــــ: (۱) بلبلِ مسکیں۔ (۲) فقیرِ مسکیں۔ (۳) فقیرِ غالبِ مسکیں۔

مسلک[۷]: آزادہ رَو ہوں اور مرا مسلک ہے صلحِ کُل ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے ص۱۲۵

مسلکِ شرع: مسلکِ شرع کے ہیں راہ رو و راہ شناس خضر بھی یہاں اگر آجائے تو لے اُن کے قدم ص۲۶۵

مسلماں[۸]: (۱) دل دیا جان کے کیوں اُس کو وفادار، اسدؔ! غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا ص۱۲۷

(۲) اِن چار میں ایک سے ہو جس کو انکار غالبؔ! وہ مسلمان نہیں ہے زنہار ص۳۱۳

۱۔ مسجد : پانچ بار [مفرد: چار بار]۔
۲۔ مسجود : ایک بار۔
۳۔ مسرت : ایک بار [مرکب]۔
۴۔ مسطر : چھے بار [مفرد: دو بار]۔
۵۔ مسکن : ایک بار [مرکب]۔
۶۔ مسکیں : تین بار [مرکب]۔
۷۔ مسلک : دو بار [مفرد: ایک بار]۔
۸۔ مسلماں : تین بار۔ مسلمانوں : ایک بار۔

(۳) دیکھیے: ہر مسلماں۔

مسلمانوں: مسلمانوں کے میلوں کا ہوا قُل پچُھ ہے جوگ مایا اور دیبی ص ۲۶۲

مسند[۱]: جن کی مسند کا آسماں، گوشہ جن کی خاتم کا آفتاب، نگیں ص ۲۸۰

مسند آرا: جس جگہ ہو مسند آرا جانشینِ مصطفیٰ اُس جگہ تختِ سلیماں، نقشِ پائے مور ہے ص ۹۳

مسندِ حکمیں: دیکھیے: رونق افزائے مسندِ حکمیں۔

مسندِ عیش: جب کہ سیّد غلام بابا نے مسندِ عیش پہ جگہ پائی ص ۲۶۲

مسندِ عیش و طرب: دیکھیے: فرازِ مسندِ عیش و طرب۔

مسند نشینِ بارگاہِ ناز: وہ جہاں مسند نشینِ بارگاہِ ناز ہو قامتِ خوباں ہو محرابِ نیازستانِ عجز ص ۴۲

مسند و تخت: دیکھیے: چہرہ آرائے تاج و مسند و تخت۔

مُسنّی الغزّ[۲]: آپ نے مُسنّی الغزّ' کہا ہے تو سہی یہ بھی یا حضرتِ ایّوب گِلا ہے تو سہی ص ۳۱۰

مُسہل[۳]: (۱)۔ (۲) سہل تھا مسہل، و لے یہ سخت مشکل آپڑی مجھ پہ کیا گزرے گی! اِتنے روز حاضر بن ہوئے

تین دن مسہل سے پہلے، تین دن مسہل کے بعد تین مسہل، تین تبریدیں، یہ سب کے دن ہوئے؟ ص ۱۲۹

مسئلے[۴]: عجیب نسخۂ نادر لکھا ہے ایک اُس نے کہ جس میں حکمت و طب ہی کے مسئلے ہیں تمام ص ۲۶۳

مِسّی[۵]: دیکھیے: موجِ تبسمِ لبِ آلودۂ مسی۔

مسی آلودہ: (۱) مسی آلودہ ہے مُہرِ نوازش نامہ، ظاہر ہے کہ داغِ آرزوئے بوسہ دیتا ہے پیام اُس کا ص ۴۲

(۲) مسی آلودہ سرِ انگشتِ حسیناں لکھیے داغِ طرفِ جگرِ عاشقِ شیدا کہیے ص ۱۳۲

مسی مالیدہ: بہ جیبِ اشکِ چشمِ سرمہ آلود مسی مالیدہ دندانِ گُہر ہے ص ۲۵۵

مسیح[۶]: (۱) قبلۂ نورِ نظر، کعبۂ اعجازِ مسیح مژدۂ دیدۂ تنجیر سے نبضِ بیمار ص ۶

(۲) مسیح جس سے کرے اخذِ فیضِ جاں بخشی ستم ہے، کُشتۂ تیغِ جفا کہیں اُس کو ص ۲۸۵

۱۔ مسند : سات بار [مفرد: ایک بار]۔
۲۔ مُسنّی الغزّ : ایک بار۔
۳۔ مُسہل : چار بار۔
۴۔ مسئلے : ایک بار۔
۵۔ مِسّی : ایک بار۔
۶۔ مسیح : تین بار [مفرد: ایک بار]۔

مسیحِ کشتۂ الفت: مسیحِ کشتۂ الفت ببر علی خاں ہے کہ جو اسد تپشِ نبضِ آرزو جانے ص۹۹

مسیحا[1]: (۱) ارے خوشا فیضِ ہوائے چمنِ نشوونما! بادہ پُرزور و نفس مست و مسیحا بیمار ص۳

(۲) رنجِ تعظیمِ مسیحا نہیں اٹھتا مجھ سے درد ہوتا ہے مرے دل میں، جو توڑوں بالیں ص۸

(۳) وضع میں اس کو اگر سمجھیے قافِ تریاق رنگ میں سبزۂ نوخیزِ مسیحا کہیے ص۱۳۲ [بحوالہ لکھیے]

(۴) تو ہم مریضِ عشق کے بیمار دار ہیں اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج ص۱۶۵

(۵) دیکھیے: اعجازِ مسیحا۔

مشابہ[2]: خاتمِ دستِ سلیماں کے مشابہ لکھیے سرِ پستانِ پری زاد سے مانا کہیے ص۱۳۲ [بحوالہ لکھیے]

مشاطگی: نہیں ہے ضبط، بجُز مشاطگی ہائے غم آرائی کہ میلِ سرمہ، چشمِ داغ میں ہے آہِ خاموشاں ص۲۲۹

مشاطہ[3]: (۱) کثرتِ جوشِ سویدا سے نہیں جل کی جگہ خال کب مشاطہ دے سکتی ہے کاکل کے تلے ص۲۵۲

دیکھیے: (۲)، (۳) کفِ مشاطہ۔ (۴) نگاہِ حیرتِ مشاطہ۔

مشاطۂ الفت: کیوں نہ تیغِ یار کو مشاطۂ الفت کہوں زخم، مثلِ گل سراپا کا مرے پیرایہ ہے ص۱۰۳

مشاطۂ نیاز: گستاخیِ وصال ہے مشاطۂ نیاز یعنی دعا بجز خمِ زلفِ دوتا نہ مانگ ص۵۰

مشاطۂ واماندگی: ترے کوچے میں ہے مشاطۂ واماندگی قاصد پرِ پروازِ زلفِ ناز ہے ہدہد کے شانے میں ص۵۸

مشام[4]: فوج کی گردِ راہ مشک فشاں رہ رووں کے مشام عطر آگیں ص۲۸۱

مشاہدہ[5]: اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں؟ ص۱۸۹

مشاہدۂ حق: ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر ص۱۶۹

مشت[6] آب: جوشِ تکلیفِ تماشا، محشرستانِ نگاہ فتنۂ خوابیدہ کو آئینہ، مشتِ آب تھا ص۱۵

مشتِ پروخارِ آشیاں: کمالِ بندگیِ گل ہے رہنِ آزادی ز دستِ مشتِ پروخارِ آشیاں فریاد! ص۳۷

مشتِ خار وخس: نیازِ عشق خرمن سوز اسبابِ ہوس بہتر جو ہو جاوے نثارِ برق مشتِ خار وخس، بہتر ص۲۹۳

۱۔ مسیحا : پانچ بار [مفرد: دوبار]۔
۲۔ مشابہ : ایک بار۔
۳۔ مشاطہ : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب چھے بار]۔
مشاطگی : ایک بار۔
۴۔ مشام : ایک بار۔
۵۔ مشاہدہ : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
۶۔ مشت : تیرہ بار [مرکب]۔

مُشتِ خاک: (۱) چمن میں کچھ نہ چھوڑا تو نے، غیر از بیضۂ قمری — عدم میں، بہرِ فرقِ سرو مُشتِ خاک باقی ہے — ص ۱۰۷

(۲) ہیں میری مُشتِ خاک سے اُس کو کدورتیں — پائی جگہ بھی دل میں تو ہو کر غبار، حیف! — ص ۴۹

دیکھیے ـــــ: (۳) ایک مشتِ خاک۔ (۴) یک مشتِ خاک۔

مُشتِ خاکستر: خوشا عجزے! کہ عاشق جل بُجھے جوں شعلۂ خاشاک — کہ کم از سرمہ اُس کا مشتِ خاکستر نہیں ہوتا — ص ۲۲۵

مُشتِ خس: تھی وطن میں شان کیا غالبؔ، کہ ہو غربت میں قدر — بے تکلّف، ہوں وہ مُشتِ خس کہ گلخن میں نہیں — ص ۱۸۵

مُشتِ خوں: دیکھیے: یک مُشتِ خوں۔

مُشتِ زر: دیکھیے: گراں بار مُشتِ زر۔

مُشتِ غبار: جلوہ تمثال ہے ہر ذرۂ نیرنگ سواد — بزمِ آئینۂ تصویر نما مُشتِ غبار — ص ۳

مُشتِ غبارِ صحرا: وحشت اگر رسا ہے، بے حاصلی ادا ہے — پیمانۂ ہوا ہے مُشتِ غبارِ صحرا — ص ۲۶

مشتاق[۱]: (۱) سیرِ آں سوے، تماشا ہے طلبگاروں کا — خضر مشتاق ہے اِس دشت کے آواروں کا — ص ۲۸

(۲) اسدؔ! اربابِ فطرت قدردانِ لفظ و معنی ہیں — سخن کا بندہ ہوں، لیکن نہیں مشتاقِ تحسیں کا — ص ۲۹

(۳) فنا کو سونپ، گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا — فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر — ص ۱۶۸

(۴) ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار — یا الٰہی! یہ ماجرا کیا ہے؟ — ص ۲۳۸

مشتاقِ جفا: میں ہوں مشتاقِ جفا، مجھ پہ جفا اَور سہی — تم ہو بیداد سے خوش، اِس سے سوا اَور سہی — ص ۲۱۱

مشتاقِ لذت ہاے حسرت: طبع ہے مشتاقِ لذت ہاے حسرت، کیا کروں! — آرزو سے ہے شکستِ آرزو مطلب مجھے — ص ۲۱۳

مشتاقِ یک تماشا: جنوں آئنہ مشتاقِ یک تماشا ہے — ہمارے صفحے پہ بالِ پری سے مسطر کھینچ — ص ۳۵

مشتاقاں: دیکھیے: پرواے مشتاقاں۔

مشتاقی: دیکھیے: عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی۔

مشتمل[۲]: ہے مشتمل نمودِ صُوَر پر وجودِ بحر — یھاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں — ص ۱۸۹

---

۱ مشتاق : سات بار۔
مشتاقاں : ایک بار۔
مشتاقی : ایک بار۔

۲ مشتمل : ایک بار۔

مشخص[1] : بارے، نوکر بھی ہوگیا، صد شکر! نسبتیں ہوگئیں مشخص چار ص١٢٦

مشرب[2] : دیکھیے:(١) جفا مشرب۔(٢) چمن مشرب۔(٣) عشقِ خونابہ مشرب۔(٤)،(٥) وسعتِ مشرب[دوبار]۔

مشرق[3] : دیکھیے: جانبِ مشرق۔

مشعل[4] : نگاہِ عبرت افسوں گاہ برق و گاہ مشعل ہے ہوا ہر خلوت و جلوت سے حاصل ذوقِ تنہائی ص٩٢

مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں: نشانِ روشنیِ دل نہاں ہے تیرہ بختوں کا نہیں محسوس دودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں ص٣٢٩

مشعل بہ کف: ورنہ وہ ناز ہے، جس گلشنِ بیداد سے تھا طور مشعل بہ کف از جلوۂ تعزیرِ بہار ص٣

مشغولِ حق[5]: غالبؔ! ندیمِ دوست سے آتی ہے بوئے دوست مشغولِ حق ہوں بندگیِ بوترابؔ میں ص١٨٩

مشق[6] : ہے مشق اسدؔ! دستگہِ وصل کی منظور ہوں خاک نشیں از پیِ ادراکِ قدم بوس ص٣٦

مشقِ از خود رفتگی: مشقِ از خود رفتگی سے ہیں بہ گلزارِ خیال آشنا تعبیرِ خوابِ سبزۂ بیگانہ ہم ص٥٥

مشقِ بے تکلف خاک گردیدن: اسدؔ! باوصفِ مشقِ بے تکلف خاک گردیدن غضب ہے، گر غبارِ خاطرِ احباب ہوجاوے ص١٠٥

مشقِ پرفشانی: تپش تو کیا، نہ ہوئی مشقِ پرفشانی بھی رہا میں ضعف سے شرمندۂ نوآموزی ص١٠٠

مشقِ تسکین: اے عبارت! تجھے کس خط سے ہے درسِ نیرنگ! اے نگہ! تجھ کو ہے کس نقطے میں مشقِ تسکیں؟ ص٨

مشقِ تغافل: حُسنِ خود آرا کو ہے مشقِ تغافل ہنوز ہے کفِ مشاطہ میں آئنۂ گل ہنوز ص٣٣

مشقِ تماشا: ز بس کہ مشقِ تماشا جنوں علامت ہے کشاد و بستِ مژہ، سیلیِ ندامت ہے ص٢١٣

مشقِ تمکینِ بہار: دیکھیے: صرفِ مشقِ تمکینِ بہار۔

مشقِ تیرہ روزی: ہمیشہ مجھ کو طفلی میں بھی مشقِ تیرہ روزی تھی سیاہی ہے مرے ایام میں لوحِ دبستاں کی ص٧٦

مشقِ جراتِ ناز: ہوئے مشقِ جراتِ نازِ رہ و رسمِ طریحِ آداب خمِ پشت خوش نما تھا بہ گزارشِ جوانی ص١٠

مشقِ فکرِ وصل: ہم مشقِ فکرِ وصل و غمِ ہجر سے اسدؔ لائق نہیں رہے ہیں غمِ روزگار کے ص٨٠

---

[1] مشخص : ایک بار۔
[2] مشرب : پانچ بار[مرکب]۔
[3] مشرق : ایک بار[مرکب]۔
[4] مشعل : تین بار[مفرد: ایک بار]۔
[5] مشغول : ایک بار[مرکب]۔
[6] مشق : سولہ بار۔ مشقی : ایک بار[مرکب]۔

مشقِ ناز: (۱) اسد بسمل ہے کس انداز کا؟ قاتل سے کہتا تھا کہ ''مشقِ ناز کر، خونِ دو عالم میری گردن پر'' ص ۱۶۸
(۲) تو مشقِ ناز کر، دلِ پروانہ ہے بہار بیتابیِ تجلیِ آتش بجاں نہ پوچھ ص ۷۰

مشقِ نالہ: دیکھیے: صرفِ مشقِ نالہ۔

مشقِ وحشت ہا: دیکھیے: باوجودِ مشقِ وحشت ہا۔

مشقِ وفا: ہے مشقِ وفا، جانتے ہیں، لغزشِ پا تک اے شمع! تجھے دعویِ ثابت قدمی ہے ص ۱۰۶
[مزید دیکھیے: تختۂ مشق، تختۂ مشقِ رنگ، تختۂ مشقِ شگفتن]

مشقِ نقشِ قدم: مشقِ نقش قدم نسخۂ آبِ حیواں جادۂ دشتِ نجف: عمرِ خضر کا طومار ص ۴

مشقتِ گدائی[۱]: اک تسمہ لگا رہا کہ تاروزے چند رہیے نہ مشقتِ گدائی سے معاف ص ۱۱۷

مشک[۲]: (۱) کیجے آہوے ختن کو خضرِ صحراے طلب مشک ہے سنبلستانِ زلف میں گردِ سواد ص ۳۸
(۲) دیکھیے: ربطِ مشک و داغ سوادِ ختن۔

مشک آلودۂ وحشت: دیکھیے: داغِ مشک آلودۂ وحشت۔

مشک اندودہ: (۱) اے ہوس! عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی نہ مانگ جوں پرِ طاؤس، یکسر داغِ مشک اندودہ ہے ص ۱۰۳
(۲) دیکھیے: حسرت کشِ یک داغِ مشک اندودہ۔

مشک بو: دیکھیے: (۱) بادۂ گلفامِ مشک بو۔ (۲) مَیِ مشک بو۔

مشک فشاں: فوج کی گردِ راہ: مشک فشاں رہ رووں کے مشام: عطر آگیں ص ۲۸۱

مشکِ ناف: بہ فکرِ حیرتِ رم، آئنہ پرداز زانو ہے کہ مشکِ ناف، تمثالِ سوادِ چشمِ آہو ہے ص ۹۸

مشکوے[۳]: تیرے پرتو سے ہوں فروغ پذیر کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام ص ۱۳۶

مشکیں: مشکیں لباسِ کعبہ علی کے قدم سے جان نافِ زمین ہے نہ کہ نافِ غزال ہے ص ۲۰۵
دیکھیے: (۲) اوہامِ مشکینِ یار۔ (۳) بوے زلفِ مشکیں۔ (۴) جوشِ نکہتِ گیسوے مشکیں۔ (۵) خالِ مشکینِ رخِ دل کشِ لیلا۔ (۶) زلفِ مشکیں۔ (۷) غبارز میں خیزِ زلفِ مشکیں۔ (۸) یادِ زلفِ مشکیں۔

۱۔ مشقت : ایک بار [مرکب]۔
۲۔ مشک : نو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: آٹھ بار]۔
مشکیں : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔
۳۔ مشکوے : ایک بار۔

مشکل[ل]: (۱) اصطلاحاتِ اسیرانِ تغافل مت پوچھ جو گرہ آپ نہ کھولی، اُسے مشکل باندھا ص۱۳
(۲) بہ وحشت گاہِ امکاں اتفاقِ چشم مشکل ہے مہ و خرشید باہم سازِ یک خوابِ پریشاں ہیں ص۶۲
(۳) اسدؔ کو زیست تھی مشکل، اگر نہ سُن لیتا کہ قتلِ عاشقِ دل دادہ تجھ کو آساں ہے ص۱۰۲
(۴) دعوائے جنوں باطل، تسلیم عبث حاصل پروازِ فنا مشکل، میں عجزِ تن آسانی ص۱۰۹
(۵) تھی نوآموزِ فنا ہمتِ دشوار پسند سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا ص۱۴۴
(۶) لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی ص۲۰۳
(۷) ہجومِ غم سے یہاں تک سرنگونی مجھ کو حاصل ہے کہ تارِ دامن و تارِ نظر میں فرق مشکل ہے ص۲۰۸
(۸) جب تک دہانِ زخم نہ پیدا کرے کوئی مشکل کہ تجھ سے راہِ سخن وا کرے کوئی ص۲۱۵
(۹) ہے دلِ شوریدۂ غالبؔ طلسمِ پیچ و تاب رحم کر اپنی تمنا پر کہ کس مشکل میں ہے ص۲۳۲
(۱۰) مشکل ہے ز بس کلام میرا اے دل سن سن کے اُسے سخنورانِ کامل ص۲۵۲
(۱۱) جس نے قادرنامہ سارا پڑھ لیا اُس کو آمدنامہ کچھ مشکل نہیں [قادرنامہ]
(۱۲) ہے بندے کو اعادۂ عزت کی آرزو چاہیں اگر حضور، تو مشکل نہیں ہے کام ص۲۸۳
(۱۳) سہل تھا مُسہل، ولے یہ سخت مشکل آپڑی مجھ پہ کیا گزرے گی، اتنے روز حاضر بن ہوئے ص۱۲۹
(۱۴) سخت مشکل ہوگا سلجھانا تجھے قہر ہے دل اِن سے اُلجھانا تجھے ص۲۶۶

دیکھیے: (۱۵) جوہرِ طلسمِ عقدۂ مشکل۔ (۱۶) حریفِ مطلبِ مشکل۔ (۱۷) حلِ مشکل۔ (۱۸)، (۱۹)، (۲۰) عقدۂ مشکل [تین بار]۔ (۲۱) لذتِ عرضِ کشادِ عقدۂ مشکل۔

مشکل آساں کنِ یک خلق: اسدِ خستہ گرفتارِ دو عالم اوہام مشکل آساں کنِ یک خلق، تغافل تا چند! ص۳۹

مشکل پسند: دیکھیے: مرغوبِ بُتِ مشکل پسند۔

مشکلِ عاشق: دیکھیے: حلِ مشکلِ عاشق۔

مشکلِ عشق: بہ ہوس دردِ سرِ اہلِ سلامت تا چند مشکلِ عشق ہوں، مطلب نہیں آساں میرا ص۴۱

ل مشکل : چھتیس بار [مفرد: چودہ بار، مرکب: بائیس بار]۔ مشکل ہا : ایک بار [مرکب]۔
مشکلیں : ایک بار۔

مشکل ہا: دیکھیے: حلِ مشکل ہا۔

مشکلیں: رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج — مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں ص۱۹۲

مشہدِ[1] عاشق: مشہدِ عاشق سے کوسوں تک جو اُگتی ہے حنا — کس قدر یارب ہلاکِ حسرتِ پابوس تھا! ص۱۵۳

مشہود[2]: دیکھیے: اصلِ شہود و شاہد و مشہود۔

مشہور[3]: (۱) نام مکلوڈ جن کا ہے مشہور — ہیں ہمیشہ بہ صد نشاط و سرور ص۲۷۶

(۲) ہوں ظہوری کے مقابل میں خفائی، غالبؔ — میرے دعوے پہ یہ حجت ہے کہ مشہور نہیں ص۱۸۶

مسّی[4]: ہے عرق افشاں مسّی سے ادہمِ مشکینِ یار — وقتِ شب اختر گنے ہے چشمِ بیدارِ رکاب ص۳۱

مصاحب[5]: ہوا ہے شہ کا مصاحب، پھرے ہے اتراتا — وگرنہ شہر میں غالبؔ کی آبرو کیا ہے ص۲۳۲

مصحفِ[6] ناز: دیکھیے: بسملۂ مصحفِ ناز۔

مصر[7]: دیکھیے ـــــ: (۱) زنانِ مصر۔ (۲) نسیمِ مصر۔

مصرعِ[8] برجستہ: کیوں وہ مصرعِ برجستہ وصفِ قامت میں — کہ سرو ہو نہ سکے اُس کا مصرعِ ثانی ص۹۶

مصرعِ ثانی: دیکھیے: مصرعِ برجستہ۔

مصرعِ سروِ چمن: عشق کو ہر رنگ شانِ حسن ہے مدِّ نظر — مصرعِ سروِ چمن ہے حسبِ حالِ عندلیب ص۳۲

مصراعِ[9] صافِ تیغ: طرفہ موزونی ہے صرفِ جنگ جوئی ہائے یار — ہے بہ ہر مصراعِ صافِ تیغ، خنجر مستزاد ص۳۸

مصراعِ نالۂ نے: موزونیِ دو عالم قربانِ سازِ یک درد — مصراعِ نالۂ نے، سکتہ ہزار جا ہے ص۹۳

مصرف[10]: انجامِ شمارِ غم نہ پوچھو — یہ مصرفِ تا بہ کے نہیں ہے ص۳۲۰

مصروفِ[11] سیہ کاری: بس کہ ہیں در پردہ مصروفِ سیہ کاری تمام — آستر ہے خرقۂ زہاد کا صوفِ ہداد ص۳۸

---

۱ مشہد : ایک بار [مرتب]۔
۲ مشہود : ایک بار [مرتب]۔
۳ مشہور : دو بار۔
۴ مسّی : ایک بار۔
۵ مصاحب : ایک بار۔
۶ مصحف : ایک بار [مرتب]۔
۷ مصر : دو بار [مرتب]۔
۸ مصرع : تین بار [مرتب]۔
۹ مصراع : دو بار [مرتب]۔
۱۰ مصرف : ایک بار [مرتب]۔
۱۱ مصروف : ایک بار [مرتب]۔

مصطفیٰ[۱] : دیکھیے: جانشینِ مصطفیٰ۔

مصلحت[۲] : (۱) ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں تکلف برطرف، مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر ص۱۶۸

دیکھیے ــــــ: (۲) ابقدرِ مصلحت۔ (۳) عدوے مصلحت۔

مصوّر[۳] : نقش کو اُس کے مصوّر پر بھی کیا کیا ناز ہیں! کھینچتا ہے جس قدر، اُتنا ہی کھنچتا جائے ہے ص۲۲۲

مصوّری: سیکھے ہیں مہ رُخوں کے لیے ہم مصوّری تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیے ص۲۱۹

مصیبت[۴] : (۱) گر مصیبت تھی تو غربت میں اُٹھاتا اسدؔ میری دلّی ہی میں ہونی تھی یہ خواری، ہائے ہائے! ص۲۷۵ [۳ب]

(۲) ہم کوئی ترکِ وفا کرتے ہیں نہ سہی عشق، مصیبت ہی سہی ص۲۲۱

مصیبتِ ناسازیِ دوا: کہیں حقیقتِ جاں کاہیِ مرض لکھیے کہیں مصیبتِ ناسازیِ دوا کہیے ص۲۲۸

مضامین[۵] : (۱) آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں غالبؔ! صریرِ خامہ نوائے سروش ہے ص۲۳۰

(۲) غلطی ہائے مضامیں مت پوچھ لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں ص۱۸۱

مضامینِ خمار: دیکھیے: تقریبِ مضامینِ خمار۔

مضامینِ متیں: دیکھیے: فکرِ مضامینِ متیں۔

مضایقہ[۶] : بوسے میں وہ مضایقہ نہ کرے پر مجھے طاقتِ سوال کہاں ص۶۶

مضراب[۷] : وھاں ہجومِ نغمہ ہاے سازِ عشرت تھا اسدؔ! ناخنِ غم یھاں سرِ تارِ نفس مضراب تھا ص۱۵

نواے خفتۂ اُلفت اگر بیتاب ہوجاوے پرِ پروانہ تارِ شمع پر مضراب ہوجاوے ص۱۰۵

مضرابِ پرِ پرواز: دیکھیے: آہنگِ مضرابِ پرِ پرواز۔

مضرابِ تارہاے گلوے بریدہ: دیتا ہوں کشتگاں کو سخن سے سرِ تپش مضرابِ تارہاے گلوے بریدہ ہوں ص۶۱

مضرابِ جولاں: دیکھیے: شوخیِ مضرابِ جولاں۔

۱۔ مصطفیٰ : ایک بار [مرکب]۔
۲۔ مصلحت : تین بار [مرکب: دو بار]۔
۳۔ مصوّر : ایک بار۔
مصوّری : ایک بار۔
۴۔ مصیبت : تین بار [مرکب: ایک بار]۔
۵۔ مضامین : چار بار [مرکب: تین بار]۔
۶۔ مضایقہ : ایک بار۔
۷۔ مضراب : پانچ بار [مرکب: تین بار]۔
مضرابی : ایک بار۔

مضرابی: نغمہ ہا وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس
ناخنِ تیغِ بتاں شاید کہ مضرابی کرے ص۱۰۰

مضروب[1]: اُس کے مضروب کے سروتن سے کیوں نمایاں ہو صورتِ ادغام ص۱۳۸

مضطر[2]: (۱) تڑپ کر مرگیا وہ صیدِ بال افشاں کہ مضطر تھا
ہوا ناسورِ چشمِ تعزیت زخمِ خدنگ آخر ص۲۰

(۲) مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر
بہ پائے خفتہ سیرِ وادیِ پُرخار بستر ہے ص۸۵

دیکھیے ـــــ: (۳) حیران و مضطر۔ (۴) دلِ مضطر۔

مضطرب[3]: میں مضطرب ہوں وصل میں خوفِ رقیب سے
ڈالا ہے تم کو وہم نے کس پیچ و تاب میں ص۱۸۹

مضمحل[4]: مضمحل ہوگئے قویٰ غالبؔ وہ عناصر میں اعتدال کہاں! ص۱۸۳

مضمر[5]: (۱) ہجومِ سادہ لوحی، پنبۂ گوشِ حریفاں ہے
وگرنہ خواب کی، مضمر ہیں افسانے میں تعبیریں ص۶۳

(۲) مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی
ہیولیٰ برقِ خرمن کا ہے خونِ گرم دہقاں کا ص۱۵۶

مضموں[6]: (۱) نہ بندھے تشنگیِ شوق کے مضموں غالبؔ
گرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا ص۱۲۵

(۲) تیرے توسن کو صبا باندھتے ہیں
ہم بھی مضموں کی ہَوا باندھتے ہیں ص۱۸۱

(۳) کھلے گا کس طرح مضموں مرے مکتوب کا یارب!
قسم کھائی ہے اُس کافر نے کاغذ کے جلانے کی ص۲۰۳

دیکھیے ـــــ: (۴) پیش پا اُفتادہ مضموں۔ (۵) رہنِ مضموں۔ (۶) معنیِ مضموں۔ (۷) بے کشِ مضموں۔

مضمونِ تحیّر: دیکھیے: بکثرت انشائے مضمونِ تحیّر۔

مضمونِ خاکستر: اگر مضمونِ خاکستر کرے دیباچہ آرائی
نہ باندھے شعلۂ جوالہ غیر از گرد باد، آتش ص۴۷

مضمونِ دادخواہی: ہر نالۂ اسدؔ! ہے مضمونِ داد خواہی
یعنی سخن کو کاغذ اِحرامِ مدعا ہے ص۹۵

مضمونِ ستم: دیباچۂ وحشت ہے اسدؔ! شکوۂ خوباں
خوں کر دلِ اندیشہ و مضمونِ ستم باندھ ص۷۱

مضمونِ شفق: دیکھیے: گلِ مضمونِ شفق۔

مضمونِ عالی: اسدؔ! اُٹھنا قیامت قامتوں کا وقتِ آرائش
لباسِ نظم میں بالیدنِ مضمونِ عالی ہے ص۷۸

---

[1] مضروب : ایک بار۔
[2] مضطر : چار بار [مرکب: دو بار]۔
[3] مضطرب : ایک بار۔
[4] مضمحل : ایک بار۔
[5] مضمر : دو بار۔
[6] مضمون : پندرہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: تیرہ بار]۔

مضمونِ وصل: مضمونِ وصل ہاتھ نہ آیا، مگر اُسے اب طائرِ پریدۂ رنگِ حنا کہوں ص۵۶

مضمونِ وفا: مثلِ مضمونِ وفا، باد بہ دستِ تسلیم صورتِ نقشِ قدم، خاک بہ فرقِ تمکیں ص۳۲

مطالب[۱]: دیکھیے: شوخیِ عرضِ مطالب۔

مطب[۲]: تمام دہر میں اُس کے مطب کا چرچا ہے کسی کو یاد بھی لقمان کا نہیں ہے نام ص۹۶

مطبعِ[۳] بادشاہِ دہلی: ہاں یہی شاہراہِ دہلی ہے مطبعِ بادشاہِ دہلی ہے ص۲۶۷

مُطرّا[۴]: دیکھیے: سبزہ زارہائے مطرّا۔

مطرب[۵]: (۱) ساقی بہ جلوہ، دشمنِ ایمان و آگہی مطرب بہ نغمہ، رہزنِ تمکین و ہوش ہے ص۲۳۰

(۲) دیکھیے: برگ ریزِ ناخنِ مطرب۔

مطربِ ترانۂ ہَل مِن مزید: جاں، مطربِ ترانۂ 'ہَل مِن مزید' ہے لب، پردہ سنجِ زمزمۂ 'الاماں' نہیں ص۱۸۸

مطربِ دل: مطربِ دل نے مرے تارِ نفس سے غالبؔ ساز پر رشتہ پئے نغمۂ بیدلؔ باندھا ص۱۳

مطربانِ زہرہ نوا: دیکھیے: نغمۂ مطربانِ زہرہ نوا۔

مطلب[۶]: (۱) نظرے سوئے کہستاں، نہیں غیر شیشہ ساماں جو گداز دل ہو مطلب، تو چمن ہے سنگ جانی ص۹

(۲) بہ ہوس درد سرِ اہلِ سلامت تا چند؟ مشکلِ عشق ہوں، مطلب نہیں آساں میرا ص۲۱

(۳) بہ تمنا کدۂ حسرتِ ذوقِ دیدار دیدہ گو خوں ہو، تماشائے چمن مطلب تھا ص۲۳

(۴) ضبط سے مطلب بجز وارستگی، دیگر نہیں دامنِ تمثال آبِ آئنہ سے تر نہیں ص۶۶

(۵) رفوئے زخم سے مطلب ہے لذت زخمِ سوزن کی سمجھیو مت کہ پاسِ درد سے دیوانہ غافل ہے ص۲۰۸

(۶) طبع ہے مشتاقِ لذت ہائے حسرت، کیا کروں! آرزو سے ہے شکستِ آرزو مطلب مجھے ص۲۱۳

(۷)،(۸) ہوں میں بھی تماشائیِ نیرنگِ تمنا مطلب نہیں کچھ اِس سے کہ مطلب ہی بر آوے ص۲۲۹

۱۔ مطالب : ایک بار [مرکب]۔
۲۔ مطب : ایک بار۔
۳۔ مطبع : ایک بار [مرکب]۔
۴۔ مطرّا : ایک بار [مرکب]۔
۵۔ مطرب : چار بار [مرکب: تین بار]۔
مطربان : ایک بار [مرکب]۔
۶۔ مطلب : سترہ بار [مفرد: بارہ بار، مرکب: پانچ بار]۔
مطلب ہا : ایک بار [مرکب]۔

(۹) خط لکھیں گے، گرچہ مطلب کچھ نہ ہو — ہم تو عاشق ہیں تمھارے نام کے — ص ۲۵۰

(۱۰) جو نخلِ ماتم، ابر سے مطلب نہیں مجھے — رنگِ سیاہ و نیل، غبارِ سحاب ہے — ص ۲۵۲

(۱۱) انساں نیاز مندِ ازل ہے، کہ جوں کماں — مطلب ہے ربط سے رگ و پے کی خمیدگی — ص ۲۵۲

(۱۲) اضطرابِ عمر بے مطلب نہیں آخر، کہ ہے — جستجوے فرصتِ ربطِ سرِ زانو مجھے — ص ۷۸

دیکھیے:——(۱۳) بے دماغِ شوخیِ مطلب۔ (۱۴) داغِ شوخیِ مطلب۔ (۱۵) گزارِ عرضِ مطلب۔ (۱۶) ہوسِ گستاخِ مطلب۔

مطلبِ مشکل: دیکھیے: حریفِ مطلبِ مشکل۔

مطلب ہا: دیکھیے: پابندِ مطلب ہا۔

مطلع [۱]: عیب کا دریافت کرنا، ہے ہنرمندی اسدؔ — نقص پر اپنے ہوا جو مطلع، کامل ہوا — ص ۲۹

مطلع [۲]: یہ مطلع اسدؔ جوہرِ افسونِ سخن ہو — گر عرضِ تپاکِ نفسِ سوختہ چاہیں — ص ۵۹

مطلعِ تازہ: مطلعِ تازہ ہوا موجۂ کیفیتِ دل — جامِ سرشار سے و غنچۂ لبریزِ بہار — ص ۵

مطلعِ ثانی: وصفِ دلدل ہے مرے مطلعِ ثانی کی بہار — جنّت نقشِ قدم سے ہوں میں اُس کے گلچیں — ص ۹

مطلق [۳]: دیکھیے: شاہدِ ہستیِ مطلق۔

مطلوب [۴]: اک شرر دل میں ہے، اُس سے کوئی گھبرائے گا کیا! — آگ مطلوب ہے ہم کو، جو ہوا کہتے ہیں — ص ۱۸۸

مطیر [۵]: دیکھیے: ابرِ مطیر۔

مظلوم [۶]: دیکھیے: ماتمیانِ شہِ مظلوم۔

مظنون [۷]: اُس اکھاڑے میں، جو کہ ہے مظنون — یہاں وہ دیکھا بہ چشمِ صورت ہیں — ص ۲۸۰

مظہرِ ذوالجلال والاکرام [۸]: قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ — مظہرِ ذو الجلال والاکرام — ص ۱۳۷

۱۔ مطلع : ایک بار۔
۲۔ مطلع : تین بار [مرکب: دو بار]۔
۳۔ مطلق : ایک بار [مرکب]۔
۴۔ مطلوب : ایک بار۔
۵۔ مطیر : ایک بار [مرکب]۔
۶۔ مظلوم : ایک بار [مرکب]۔
۷۔ مظنون : ایک بار۔
۸۔ مظہر : دو بار [مرکب]۔

مظہرِ فیضِ خدا: مظہرِ فیضِ خدا جان و دلِ ختمِ رُسل قبلۂ آلِ نبی، کعبۂ ایجادِ یقیں ص ۱۳۴

معاشِ جگر تفتگانِ عشق: پوچھے ہے کیا معاشِ جگر تفتگانِ عشق جوں شمع آپ اپنی وہ خوراک ہوگئے ص ۱۳۴ [الف]

معاشِ جنونِ عشق[1]: دیکھیے: براتِ معاشِ جنونِ عشق۔

معاصی[2]: دیکھیے ـــ: (۱) جنسِ بازارِ معاصی۔ (۲) دریاے معاصی۔ (۳)، (۴) ذوقِ معاصی [دو بار]۔ (۵) ممنونِ معاصی۔

معاف[3]: (۱) اک تسمہ لگا رہا کہ تا روزے چند رہیے نہ مشقتِ گدائی سے معاف ص ۱۱۷

(۲) رکھیو غالبؔ مجھے اِس تلخ نوائی میں معاف آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے ص ۲۲۱

(۳) پیر و مرشدا! معاف کیجیے گا میں نے جتنا کا کچھ نہ لکھا حال ص ۲۹۷

معافِ بیہدہ گوئی: معافِ بیہدہ گوئی ہیں ناصحانِ عزیز دلِ بہ دستِ نگارے نہ دادہ رکھتے ہیں ص ۹۰

معافِ پیچ و تابِ کشمکش: بہ ذوقِ شوخیِ اعضا تکلّف بار بستر ہے معافِ پیچ و تابِ کشمکش ہر تار بستر ہے ص ۸۵

معاملہ[4]: (۱) میرا اپنا جُدا معاملہ ہے اَور کے لین دین سے کیا کام ص ۳۹

(۲) تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ جب آنکھ کُھل گئی، نہ زیاں تھا نہ سود تھا ص ۱۳۳

(۳) ڈالا نہ بیکسی نے کسی سے معاملہ اپنے سے کھینچتا ہوں، خجالت ہی کیوں نہ ہو ص ۱۹۴

(۴) کُھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ شعروں کے انتخاب نے رُسوا کیا مجھے ص ۲۰۶

دیکھیے: (۵) جنوں معاملہ۔ (۶) طفلِ خود معاملہ۔

معاملۂ سوختن: فانوسِ شمع ہے کفنِ کشتگانِ شوق در پردہ ہے معاملۂ سوختن ہنوز ص ۴۲

معانی[5]: دیکھیے ـــ: (۱) آئینۂ پردازِ معانی۔ (۲) دفترِ معانی۔ (۳) لطفِ جلوہ ہاے معانی۔

معتقدِ فتنۂ محشر[6]: جب تک کہ نہ دیکھا تھا قدِ یار کا عالم میں معتقدِ فتنۂ محشر نہ ہوا تھا ص ۱۵۴

معتمدالدولہ[7]: لائی ہے معتمدالدولہ بہادر کی اُمید جادۂ رہ، کششِ کافِ کرم ہے ہم کو ص ۱۱۹

۱۔ معاش : دو بار [مرکّب]۔
۲۔ معاصی : پانچ بار [مرکّب]۔
۳۔ معاف : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔
۴۔ معاملہ : سات بار [مفرد: چار بار، مرکّب: تین بار]۔
۵۔ معانی : تین بار [مرکّب]۔
۶۔ معتقد : ایک بار [مرکّب]۔
۷۔ معتمدالدولہ: ایک بار۔

معدن[1] : سخن کیا کہہ نہیں سکتے کہ جویا ہوں جواہر کے؟ — جگر کیا ہم نہیں رکھتے کہ کھودیں جا کے معدن کو؟ — ص۱۹۹

معدنِ جواہرکام: نہیں کتاب، ہے اک منبعِ نکاتِ بدیع — نہیں کتاب، ہے اک معدنِ جواہر کام — ص۲۶۳

معذور[2] : (۱) شکوہ و دردِ و درد و داغ، اے بے وفا! معذور رکھ — خوں بہائے یک جہاں اُمید ہے تیرا خیال — ص۵۲

(۲) کیا کروں، غم ہائے پنہاں لے گئے صبر و قرار — دُزد اگر ہو خانگی تو پاسباں معذور ہے — ص۹۳

(۳) رکھ فکرِ سخن میں تو معذور مجھے غالبؔ — یہاں زورقِ خود داری، طوفانیِ معنی ہے — ص۱۱۵

(۴) ظلم کر ظلم، اگر لطف دریغ آتا ہو — تو تغافل میں کسی رنگ سے معذور نہیں — ص۱۸۵

معذورِ تغافل: یار معذورِ تغافل ہے، عزیزاں شفقتے! — نالۂ بلبل بہ گوشِ گل شنیدن منع ہے — ص۱۱۳

معذورِ تماشا: آئی یک عمر سے معذورِ تماشا نرگس — چشمِ شبنم میں نہ ٹوٹا مژۂ خار ہنوز — ص۴۳

معذورِ جستجو: بہ کسوتِ عرقِ شرم قطرہ زن ہے خیال — مباد حوصلہ معذورِ جستجو جانے — ص۹۹

معذورِ جنوں: میں بھی معذورِ جنوں ہوں، اسدؔ اے خانہ خراب! — پیشوا لینے مجھے گھر سے بیاباں نکلا — ص۱۳

معذورِ سبکساری: سنگ آمد و سخت آمد دردِ سرِ خودداری — معذورِ سبکساری، مجبورِ گراں جانی — ص۱۰۹

معراجِ[3] جبیں: جلوہ رفتار سر جادۂ شرعِ تسلیم — نقشِ پا جس کا ہے توحید کو معراجِ جبیں — ص۸

معرضِ[4] اظہار: آتش کدہ ہے سینہ مرا رازِ نہاں سے — اے وائے! اگر معرضِ اظہار میں آوے — ص۲۳۳

معرضِ مثال: نے سبحہ سے علاقہ، نہ ساغر سے واسطہ — میں معرضِ مثال میں دستِ بریدہ ہوں — ص۲۹۹

معزولِ[5] شعلہ دروداں: نفس ہو نہ معزولِ شعلہ دروداں — کہ ضبطِ تپش سے شرر کار ہیں ہم — ص۵۵

معزولیِ آئینہ: کجا معزولیِ آئینہ؟ کو ترکِ خود آرائی؟ — نمِ دورِ آب ہے اے سادہ پُرکار! اس بہانے میں — ص۵۸

معزولیِ انداز و ادا: منصبِ شیفتگی کے کوئی قابل نہ رہا — ہوئی معزولیِ انداز و ادا میرے بعد — ص۱۲۶

معزولیِ تپش: معزولیِ تپش ہوئی افراطِ انتظار — چشمِ کشودہ، حلقۂ بیرونِ در ہے آج — ص۳۴

معشوق[6] : دیکھیے ـــــــ: (۱) جلوۂ یکتائی معشوق۔ (۲) رازِ معشوق۔ (۳) لبِ گزیدۂ معشوق۔

---

[1] معدن : دوبار [مرتب: ایک بار]۔

[2] معذور : نوبار [مفرد: چار بار، مرتب: پانچ بار]۔

[3] معراج : ایک بار [مرتب]۔

[4] معرض : دوبار [مرتب]۔

[5] معزول : ایک بار [مرتب]۔ معزولی: تین بار [مرتب]۔

[6] معشوق : چھے بار [مرتب]۔

معشوقِ شوخ: ہے وصل، ہجر عالمِ تمکین و ضبط میں معشوقِ شوخ و عاشقِ دیوانہ چاہیے ص۲۱۱

معشوقِ فریبی: عاشق ہوں، پہ معشوق فریبی ہے مرا کام مجنوں کو برا کہتی ہے لیلا مرے آگے ص۲۲۹

معشوق کشش: دیکھیے: زلفِ معشوق کشش۔

معشوقِ بےحوصلگی: خو نے تری افسردہ کیا وحشتِ دل کو معشوقی و بے حوصلگی طرفہ بلا ہے ص۲۱۹

معصوم: دیکھیے: چاردہ معصوم۔

معلوم[ا]: (۱) محرمِ دردِ گرفتاریِ مستی معلوم ہوں نفس سے صفتِ نغمہ بہ بندِ رگِ تار ص۹

(۲) عیشِ بسمل کدۂ عیدِ حریفاں معلوم خوں ہوں آئینہ، کہ ہو جلوۂ طفلاں رنگیں ص۷

(۳) نالہ دامِ ہوس و دردِ اسیری معلوم شرحِ برخود غلطی ہائے تحمل تا چند! ص۳۹

[سات بار بہ طور ردیف، ص۵۳]

(۴)،(۵) اثرِ کمندیِ فریادِ نارسا معلوم! غبارِ نالہ، کمیں گاہِ مدعا معلوم!

(۶) بقدرِ حوصلۂ عشق جلوہ ریزی ہے وگرنہ خانۂ آئینہ کی فضا معلوم!

(۷) بہار در گرو غنچہ شہرِ جولاں ہے طلسمِ نازِ بجز تنگیِ قبا، معلوم!

(۸) طلسمِ خاک، کمیں گاہِ یک جہاں سودا بہ مرگ، تکیۂ آسائشِ فنا معلوم!

(۹) تکلف، آئنۂ دو جہاں مدارا ہے سراغِ یک نگہِ قہر آشنا معلوم!

(۱۰) اسدؔ فریفتۂ انتخابِ طرزِ جفا وگرنہ دلبریِ وعدۂ وفا معلوم!

(۱۱) شیخ جی! کعبے کا جانا معلوم! آپ مسجد میں گدھا باندھتے ہیں ص۵۸

(۱۲) مجھے معلوم ہے جو تو نے میرے حق میں سوچا ہے کہیں ہو جائے جلد اے گردشِ گردونِ دوں وہ بھی ص۷۲

(۱۳) اے اسدؔ! دسترسِ وصلِ تمنا معلوم! کاش! ہو قدرتِ برچیدنِ داماں مجھ سے ص۸۳

(۱۴) بہ سختی ہائے قیدِ زندگی معلوم آزادی شرر بھی صیدِ دامِ رشتۂ رگ ہائے خارا ہے ص۸۵

(۱۵) زباں سے عرضِ تمنائے خامشی معلوم! مگر وہ خانہ برانداز گفتگو جانے ص۹۹

ا معلوم : پینتیس بار۔

(۱۶) صبح سے معلوم آثارِ ظہورِ شام ہے   غافلاں! آغازِ کار، آئینۂ انجام ہے   ص۱۰۱

(۱۷) دردِ اظہارِ تپشِ کسوتِ گل معلوم!   ہوں میں وہ چاک کہ کانٹوں سے سلایا ہے مجھے   ص۱۰۸

(۱۸) عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت معلوم!   عیسیٰ آخر بہ کفِ آئینۂ تصویر آوے   ص۱۱۳

(۱۹) لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم!   دُردِ یک ساغرِ غفلت ہے، چہ دنیا و چہ دیں   ص۱۳۲

(۲۰) دوست دار دشمن ہے، اعتمادِ دل معلوم!   آہ بے اثر دیکھی، نالہ نارسا پایا   ص۱۳۳

(۲۱) حالِ دل نہیں معلوم لیکن اس قدر، یعنی   ہم نے بارہا ڈھونڈھا، تم نے بارہا پایا   ص۱۳۳

(۲۲) دل کو ہم صرفِ وفا سمجھے تھے، کیا معلوم تھا   یعنی یہ پہلے ہی نذرِ امتحاں ہوجائے گا   ص۱۵۱

(۲۳) نہیں معلوم کس کس کا لہو پانی ہوا ہوگا!   قیامت ہے سرشک آلودہ ہونا تیری مژگاں کا   ص۱۵۷

(۲۴) بہ نالہ حاصلِ دل بستگی فراہم کر   متاعِ خانۂ زنجیر جز صدا معلوم!   ص۱۷۷

(۲۵) قیدِ ہستی سے رہائی معلوم!   اشک کو بے سروپا باندھتے ہیں   ص۱۸۱

(۲۶) کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم!   دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں   ص۱۸۶

(۲۷) نہ کرتا کاش نالہ! مجھ کو کیا معلوم تھا ہمدم!   کہ ہوگا باعثِ افزائشِ دردِ دروں وہ بھی   ص۲۰۲

(۲۸) جوہرِ تیغ بہ سرچشمۂ دیگر معلوم!   ہوں میں وہ سبزہ کہ زہراب اُگاتا ہے مجھے   ص۲۱۶

(۲۹) غنچہ تا شگفتن ہا برگِ عافیت معلوم!   باوجودِ دل جمعی خوابِ گل پریشاں ہے   ص۲۱۷

(۳۰) معلوم ہوا حالِ شہیدانِ گزشتہ   تیغِ ستم، آئینۂ تصویر نما ہے   ص۲۱۹

(۳۱) نسیہ و نقدِ دوعالم کی حقیقت معلوم!   لے لیا مجھ سے مری ہمتِ عالی نے مجھے   ص۲۲۲

(۳۲) دہن اُس کا جو نہ معلوم ہوا   کھل گئی ہیچ مدانی میری   ص۲۳۱

(۳۳) ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت، لیکن   دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے   ص۲۴۰

(۳۴) سالِ ہجری تو ہوگیا معلوم   بے شمولِ عبارت آرائی   ص۲۶۲

(۳۵) معلوم ہوا کہ خیر ٹھیکا باجا   ص۲۹۳

معمار[ا]: دیکھیے: سازِ خطابِ معمار۔

ا معمار : تین بار [مرتب]۔

معمارِ چمن: ہے نزاکت بس کہ فصلِ گل میں معمارِ چمن قالبِ گل میں ڈھلی ہے خشتِ دیوارِ چمن ص۵۹

معمارِ حسرت ہا: نگہ معمارِ حسرت ہا، چہ آبادی چہ ویرانی کہ مژگاں جس طرح وا ہو، بہ کف دامانِ صحرا ہے ص۸۳

معمائے[1] آگہی: دیکھیے: حلِ معمائے آگہی۔

معمائے تکلف: معمائے تکلف سر بہ مُہرِ چشم پوشیدن گدازِ شمعِ محفل، پیچشِ طومارِ بستر ہے ص۸۵

معمور[2]: (۱) پایا سر ہر ذرہ جگر گوشۂ وحشت ہیں داغ سے معمور شقائق کی کلاہیں ص۵۹

(۲) دیکھیے: بقعۂ معمور۔

معمورِ تمنا: وہ دل جوں شمع بہرِ دعوتِ نظارہ لا، جس سے نگہ لبریزِ اشک و سینہ معمورِ تمنا ہو ص۶۷

معمورہ[3]: ہے اب اس معمورے میں قحطِ غمِ الفت اسدؔ ہم نے یہ مانا کہ دلّی میں رہے، کھاویں گے کیا ص۱۵۵

معمورِیِ شوقِ بلبل: کوہ و صحرا ہمہ معمورِیِ شوقِ بلبل راہِ خوابیدہ، ہوئی خندۂ گل سے بیدار ص۱۳۲

معنی[4]: (۱) بہ صورت تکلف، بہ معنی تاسف اسدؔ میں تبسم ہوں پژمردگاں کا ص۱۸

(۲) اسدؔ سے ترکِ وفا کا گماں وہ معنی ہے کہ کھینچیے پرِ طائر سے صورتِ پرواز ص۴۳

(۳) نہ ستایش کی تمنا، نہ صلے کی پروا گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی، نہ سہی ص۲۰۹

دیکھیے: (۴) امیرِ صورت و معنی۔ (۵) بادشاہ و جہانِ معنی۔ (۶) باغِ معنی۔ (۷) بقدرِ لفظ و معنی۔ (۸) حسرت کشِ یک جلوۂ معنی۔ (۹) خانمانِ جریانِ غافل از معنی۔ (۱۰) دُرِ معنی۔ (۱۱) سرِ معنی۔ (۱۲) سرو برگِ ادراکِ معنی۔ (۱۳) شرمندۂ معنی۔ (۱۴) طوفانیِ معنی۔ (۱۵) فیضِ معنی۔ (۱۶) قدردانِ معنی۔ (۱۷) قدردانِ لفظ و معنی۔ (۱۸) گنجینۂ معنی۔ (۱۹) لیلیِ معنی۔ (۲۰) نقشِ معنی۔

معنیِ الہام: جس کا ہر فعل: صورتِ اعجاز جس کا ہر قول: معنیِ الہام ص۱۳۷

معنیِ عنقا: دیکھیے: لفظِ معنیِ عنقا۔

معنیِ لفظِ کرم: معنیِ لفظِ کرم بسملۂ نسخۂ حُسن قبلۂ اہلِ نظر، کعبۂ اربابِ یقیں ص۸

---

[1] معما : دو بار [مرکب]۔
[2] معمور : تین بار [مرکب: دو بار]۔
[3] معمورہ : ایک بار۔
معموری : ایک بار۔
[4] معنی : پچیس بار [مفرد: تین بار، مرکب: بائیس بار]۔

معنیِ مضموں: نہ انشا معنیِ مضموں، نہ املا صورتِ موزوں عنایت نامہ ہاے اہلِ دُنیا ہرزہ عنواں ہیں ص٦٢

معنیِ ناز: دیکھیے: نصیب نگہِ معنیِ ناز۔

معنی ولفظ: دیکھیے: جوک دپ مرتبہ معنی ولفظ۔

معیّن[1]: موت کا ایک دن معیّن ہے نیند کیوں رات بھر نہیں آتی! ص٢٢٧

معینِ[2] ملّت وملک: نصیرِ دولت و دیں اور معینِ ملّت و ملک بنا ہے چرخِ بریں جس کے آستاں کے لیے ص٢٣٦

مغتنم[3]: ولا! یہ درد و الم بھی تو مُغتنم ہے، کہ آخر نہ گریۂ سحری ہے، نہ آہِ نیم شبی ہے ص٢٠٥

مغرور[4]: (١) یہ عجز آبادِ وہمِ مدعا تسلیم شوخی ہے تغافل کو نہ کر مغرور تمکیں آزمائی کا ص١٦

(٢) کس بات پہ مغرور ہے اے عجزِ تمنا! سامانِ دعا وحشت و تاثیرِ دعا ہیچ ص٣٦

(٣) وہ دیکھ کے حُسن اپنا مغرور ہوا، غالبؔ صد جلوۂ آئینہ یک صبحِ جدائی ہے ص٨٠

(٤) وہ شوخ اپنے حُسن پہ مغرور ہے اسدؔ دکھلا کے اُس کو آئنہ توڑا کرے کوئی ص٨٨

(٥) ہووے نہ غبارِ دل تسلیم زمیں گیراں مغرور نہ ہو ناداں، سر تا سرِ گیتی ہے ص١١٥

مغز[5]: محبّت ہے نوا سازِ فغاں در پردۂ دل ہا کرے ہے مغز سے، مانندِ نَے کے، استخواں خالی ص٢٥٥

مغزِ استخواں: دیکھیے: حلواے مغزِ استخواں۔

مغزِ پنبۂ مینا: مژگاں خلیدۂ رگِ ابرِ بہار ہے نشتر بہ مغزِ پنبۂ مینا فرو نہ ہو ص٦٨

مغزِ تمکیں: حیرت، آفت زدۂ عرضِ دو عالم نیرنگ مومِ آئینۂ ایجاد ہے مغزِ تمکیں ص٨

مغزِ سر: (١) پریشانی سے مغزِ سر ہوا ہے پنبۂ بالش خیالِ شوخیِ خوباں کو راحت آفریں پایا ص٢٢

(٢) غفلتِ دیوانہ جُز تمہیدِ آگاہی نہیں مغزِ سر، خوابِ پریشاں ہے سخن کی فکر میں ص٣٣

مغزِ مہار: یک بیاباں تپشِ بال شرر سے صحرا مغزِ مہار میں کرتا ہے فرو نشترِ خار ص٥

مغفرت[6]: یہ لاشِ بے کفن اسدؔ خستہ جاں کی ہے حق مغفرت کرے! عجب آزاد مرد تھا! ص١٥٥

---

[1] معیّن : ایک بار۔

[2] معین : ایک بار [مرکب]۔

[3] مغتنم : ایک بار۔

[4] مغرور : پانچ بار۔

[5] مغز : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چھے بار]۔

[6] مغفرت : ایک بار۔

مغلوب[۱] گردوں: رہے غالبؔ خستہ مغلوبِ گردوں   یہ کیا بے نیازی ہے حضرت سلامت! ص ۳۳

مغنیِ[۲] آتش نفس: ڈھونڈھے ہے اس مغنیِ آتش نفس کو جی   جس کی صدا، ہو جلوۂ برقِ فنا مجھے ص ۲۰۶

مفاسد[۳] : دیکھیے: اصلاحِ مفاسد۔

مفت[۴]: (۱) تھا سرِ سلسلہ جنبانیِ صد عمرِ ابد   سازہا مفتِ بریشم کدۂ نالۂ زار ص ۶

(۲) تجھے ہم مفت دیویں یک جہاں چینِ جبیں، لیکن   مبادا اے پیچ و تابِ طبع! نقشِ مدعا گم ہو ص ۶۸

(۳) میں تجھ سے اور مجھ سے تو پوشیدہ ہے   مفت نگاہ کا مقابل ہونا ص ۱۱۷

(۴) خوے شرمِ سرد بازاری ہے سیلِ خانماں   ہے اسدؔ نقصاں میں مفت اور صاحبِ سرمایہ تو ص ۶۹

(۵) عرضِ بساطِ انجمنِ رنگ مفت ہے   موجِ بہار رکھتی ہے اک بوریا گرو ص ۶۹

(۶) مفت کا کس کو برا ہے بدرقہ   رہبری میں پردۂ رہبر کھلا ص ۱۳۰

(۷) میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالبؔ   مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے؟ ص ۲۳۸

(۸) بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ   جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے ص ۲۳۹

(۹) ایک دن تجھ کو لڑا دیں گے کہیں   مفت میں ناحق کٹا دیں گے کہیں ص ۲۶۶

[آٹھ بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص ۱۱۴]:

(۱۰)، (۱۱) چار سوے عشق میں صاحب دکانی مفت ہے   نقد ہے داغِ دل اور آتش زبانی مفت ہے

(۱۲) زخمِ دل پر باندھیے حلواے مغزِ استخواں   تندرستی فائدہ اور ناتوانی مفت ہے

(۱۳) نقدِ انجم تا بہ کے از کیسہ بیروں ریختن   یعنی اے پیرِ فلک! شامِ جوانی مفت ہے

(۱۴) گر نہیں پاتا درونِ خانہ ہر بیگانہ جا   بر درِ نکشودۂ دل پاسبانی مفت ہے

(۱۵) چوں کہ بالاے ہوس پر ہر قبا کوتاہ ہے   بر ہوس ہاے جہاں دامن فشانی مفت ہے

(۱۶) یک نفس ہر یک نفس جاتا ہے قسطِ عمر میں   حیف ہے اُن کو جو سمجھیں زندگانی مفت ہے

(۱۷) مال و جاہ و دست و پا بے زر خریدہ ہیں اسدؔ   بس بہ دل ہاے دگر راحت رسانی مفت ہے

---

۱ مغلوب : ایک بار [مرکب]۔
۲ مغنی : ایک بار [مرکب]۔
۳ مفاسد : ایک بار [مرکب]۔
۴ مفت : ستائیس بار [مفرد: سولہ بار، مرکب: گیارہ بار]۔

مفتِ افشردن: خمار ضبط سے بھی نشۂ اظہار پیدا ہے — تراوشِ شیرۂ انگور کی ہے مفتِ افشردن ص ۲۲۹

مفتِ جاں: میرا نیاز و عجز ہے مفتِ جتاں اسدؔ — یعنی کہ بندۂ بہ درم ناخریدہ ہوں ص ۹۳

مفتِ دل و جگر: مفتِ دل و جگر خلشِ غمزہ ہائے ناز — کاوشِ فروشیِ مژۂ تیز یک طرف ص ۴۹

مفتِ رگِ خوابِ زلیخا: محبت، طرزِ پیوندِ نہالِ دوستی جانے — دویدن ریشہ ساں، مفتِ رگِ خوابِ زلیخا ہے ص ۸۳

مفتِ زندگی: ہاتھ پر ہو ہاتھ تو درسِ تاسّف ہی سہی — شوق مفتِ زندگی ہے اے بہ غفلت مردگاں! ص ۶۶

مفتِ سر بہ جیبی ہا: تماشائے گل و گلشن ہے مفتِ سر بہ جیبی ہا — بہ از چاکِ گریباں گلستاں کا در نہیں ہوتا ص ۲۲۵

مفتِ صفائے طبع: مفتِ صفائے طبع جلوۂ ناز سوختن — داغِ دلِ سیہ دلاں، مردمِ چشمِ زاغ ہے ص ۱۱۵

مفتِ نظر: (۱) دیکھیے: سرمۂ مفتِ نظر۔

مفتِ واگستردنی: ناتوانی نے نہ چھوڑا بس کہ بیش از عکسِ جسم — مفتِ واگستردنی ہے رختِ خوابِ آئینے پر ص ۲۲۷

مفلساں[۱]: دیکھیے: نازِ مفلساں۔

مفیض[۲] وجودِ سایہ و نور: اے مفیضِ وجودِ سایہ و نور! — جب تلک ہے نمودِ سایہ و نور ص ۳۱۰

مقابل[۳]: (۱) ناتوانی ہے تماشائیِ عمرِ رفتہ — رنگ نے آئنہ آنکھوں کے مقابل باندھا ص ۱۳

(۲) ہر چند میں ہوں طوطیِ شیریں سخن، ولے — آئینہ آہ! میرے مقابل نہیں رہا ص ۲۱

(۳) میں تجھ سے اور مجھ سے تو پوشیدہ — ہے مفت نگاہ کا مقابل ہوتا ص ۱۱۷

(۴) تیری فرصت کے مقابل اے عمر! — برق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں ص ۱۸۱

(۵) ہوں ظہوریؔ کے مقابل میں خفائیؔ غالبؔ — میرے دعوے پہ یہ حجت ہے کہ مشہور نہیں ص ۱۸۶

(۶) از مہر تا بہ ذرہ دل و دل ہے آئنہ — طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئنہ ص ۲۰۱

(۷) وفا مقابل و دعوائے عشق بے بنیاد — جنونِ ساختہ و فصلِ گل قیامت ہے! ص ۲۱۳

(۸) چاہے ہے پھر کسی کو مقابل میں آرزو — سرمے سے تیز دشنۂ مژگاں کیے ہوئے ص ۲۲۶

---

۱ مفلساں : ایک بار [مرکب]۔

۲ مفیض : ایک بار [مرکب]۔

۳ مقابل : گیارہ بار۔ [مفرد: دس بار، مرکب: ایک بار]۔

(۹) متقابل ہے مقابل میرا رُک گیا، دیکھ روانی میری ص۲۳۱

(۱۰) سامنا حور و پری نے نہ کیا ہے نہ کریں عکس تیرا ہی مگر تیرے مقابل آئے ص۳۱۲

مقابل باز: اے منشیِ خیرہ سرا! سخن ساز نہ ہو عصفور ہے تو، مقابلِ باز نہ ہو ص۳۱۳

مقاصد[۱]: دیکھیے: انجاحِ مقاصد۔

مقام[۲]: دیکھیے ــــــ: (۱) صاحبِ عالی مقام۔ (۲) نامِ شاہنشہِ بلند مقام۔ (۳) ہر مقام۔

مقامِ ترکِ حجاب: اسدؔ ہے نزع میں، چل بے وفا برائے خدا! مقامِ ترکِ حجاب و وداعِ تمکیں ہے ص۲۱۳

مقامِ شکر: مقامِ شکر ہے اے ساکنانِ خطۂ خاک! رہا ہے زور سے ابرِ ستارہ بار برس ص۲۶۴

مقبول[۳]: سب کو مقبول ہے دعویٰ تری یکتائی کا روبرو کوئی بتِ آئنہ سیما نہ ہوا ص۱۶۴

مقتل[۴]: (۱) مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں، کہ ہے پُرگل خیالِ زخم سے دامن نگاہ کا ص۱۳۹

(۲) چوک جس کو کہیں، وہ مقتل ہے گھر، بنا ہے نمونہ زنداں کا ص۲۶۰

مقدار[۵]: (۱) نہ کہہ کہ گریہ بہ مقدارِ حسرتِ دل ہے مری نگاہ میں ہے جمع و خرج دریا کا ص۱۳۸

(۲) یک نشوونما جا نہیں جولانِ ہوس کو ہرچند بہ مقدارِ دلِ تنگ نکالوں ص۶۰

مقدر[۶]: وعدۂ سیرِ گلستاں ہے، خوشا طالعِ شوق! مژدۂ قتل مقدر ہے جو مذکور نہیں ص۱۸۵

مقدمِ سیلاب[۷]: (۱) مقامِ سیلاب سے دل کیا نشاط آہنگ ہے! خانۂ عاشق مگر سازِ صدائے آب تھا ص۱۳۵

(۲) دیکھیے: بے خودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب۔

مقدمِ یار: دیکھیے: نویدِ مقدمِ یار۔

مقدمہ[۸]: (۱) دل مدّعی و دیدہ بنا مدّعیٰ علیہ نظارے کا مقدمہ پھر روبکار ہے ص۲۱۷

(۲) دل و مژگاں کا جو مقدمہ تھا آج پھر اُس کی روبکاری ہے ص۲۲۳

مقدور[۹]: (۱) نہ چلا جب کسی طرح مقدور بادۂ ناب بن گیا انگور ص۱۳۰

۱؎ مقاصد : ایک بار [مرکب]۔
۲؎ مقام : پانچ بار [مرکب]۔
۳؎ مقبول : ایک بار۔
۴؎ مقتل : دو بار۔
۵؎ مقدار : دو بار [مرکب]۔
۶؎ مقدر : ایک بار۔
۷؎ مقدم : تین بار [مرکب]۔
۸؎ مقدمہ : ایک بار۔
۹؎ مقدور : تین بار۔

(۲) حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں — مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں — ص ۱۹۰

(۳) مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم! — تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے؟ — ص ۲۲۳

مقرّر[۱] (۱): میری تنخواہ جو مقرّر ہے — اُس کے ملنے کا ہے عجب ہنجار — ص ۱۳۶

(۲) شہ مدحت سرائے ابراہیم ہے — مقرّر جو اَب ہُی تعلیم — ص ۲۶۷

مقرّر[۲]: (۱) ابرو سے ہے کیا اُس نگہِ ناز کو پیوند؟ — ہے تیر مقرّر، مگر اُس کی ہے کماں اَور — ص ۱۷۰

(۲) جی میں اترائیں نہ موتی کہ ہمیں ہیں اک چیز — چاہیے پھولوں کا بھی ایک مقرّر سہرا — ص ۲۸۷

مقصد[۳]: مقصد ہے ناز و غمزہ، ولے گفتگو میں کام — چلتا نہیں ہے دشنہ و خنجر کہے بغیر — ص ۱۶۹

(۲) پَے بہ مقصد بردنی ہے خضرِ بے سے اے اسدؔ — جادۂ منزل ہے خطِ ساغرِ مُل کے تلے — ص ۲۵۴

(۳) دیکھیے: منزلِ مقصد۔

مقصدِ نگاہ و نیاز: دیکھیے: قبلۂ مقصدِ نگاہ و نیاز۔

مقصدِ نُہ چرخ و ہفت اختر: وہ کہ جس کی صورتِ تکوین میں — مقصدِ نُہ چرخ و ہفت اختر کھُلا — ص ۳۹

مقصود[۴]: (۱) مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات — مقصود اِس سے قطعِ محبت نہیں مجھے — ص ۱۲۵

دیکھیے ـــــــ: (۲) گوہرِ مقصود۔ (۳) منزلِ مقصود۔

مقصودِ چراغ کشتہ: دیکھیے: فالِ مقصودِ چراغ کشتہ۔

مقطع[۵]: مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات — مقصود اُس سے قطعِ محبت نہیں مجھے — ص ۱۲۵

مقطعِ سلسلۂ شوق: مقطعِ سلسلۂ شوق نہیں ہے یہ شہر — عزمِ سیرِ نجف و طوفِ حرم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

مقلوب[۶] جاں: ہوا تاج کے، جو ہے مقلوبِ جاں — نہ وھاں آم پائیں نہ انگور پائیں — ص ۲۹۳

مقیم[۷]: (۱) ہے سوادِ چشمِ قربانی میں یک عالم مقیم — حسرتِ فرصت جہاں دیتی ہے حیرت کو رواج — ص ۳۵

(۲) در پہ امیر کلبِ علی خاں کے ہوں مقیم — شایستۂ گدائی ہر در نہیں ہوں میں — ص ۲۹۸

۱۔ مقرّر(۱) : دوبار۔
۲۔ مقرّر(۲) : دوبار۔
۳۔ مقصد : پانچ بار[مفرد: دوبار، مرکب: تین بار]۔
۴۔ مقصود : چار بار[مرکب: تین بار]۔
۵۔ مقطع : دوبار[مرکب: ایک بار]۔
۶۔ مقلوب : ایک بار[مرکب]۔
۷۔ مقیم : دوبار۔

مکافات[۱]: عاشق ہوئے ہیں آپ بھی ایک اَور شخص پر آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے ص۲۱۹

مکاں[۲]: (۱) منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے عرش سے اِدھر ہوتا کاشکے مکاں اپنا ص۱۵۹

(۲) میں بھولا نہیں تجھ کو اے میری جاں! کروں کیا کہ یہاں گر رہے ہیں مکاں ص۲۹۹

دیکھیے ـــــ: (۳) ٹھنڈا مکان۔ (۴) ہر یک مکان۔

مکتب[۳]: (۱) اہلِ بینش کو ہے طوفانِ حوادث مکتب لطمۂ موج کم از سیلیِ اُستاد نہیں ص۱۸۶

(۲) دیکھیے: خانۂ مکتب۔

مکتبِ شوق: اے خوشا! مکتبِ شوق و بلدستانِ مراد سبقِ نازکی ہے عجز کو صد جا تکرار ص۴

مکتبِ غمِ دل: لیتا ہوں مکتبِ غمِ دل میں سبق ہنوز لیکن یہی کہ 'رفت': گیا اور 'بود': تھا ص۱۳۳

مکتوب[۴]: (۱) کھلے گا کس طرح مضموں مرے مکتوب کا یارب! قسم کھائی ہے اُس کافر نے کاغذ کے جلانے کی ص۲۰۳

دیکھیے ـــــ: (۲) پانچ مکتوب۔ (۳) از مکتوب۔

مکتوبِ عزیزانِ گرامی: دیکھیے: مُہرِ مکتوبِ عزیزانِ گرامی۔

مکرّر[۵]: (۱) نہ کہہ کہ طاقتِ رُسوائیِ وصال نہیں اگر یہی عرقِ فتنہ ہے، مکرّر کھینچ ص۳۵

(۲) اُمیدوار ہوں تاثیرِ تلخ کامی سے کہ قندِ بوسۂ شیریں لباں مکرّر ہو ص۹۷

(۳) میں سادہ دل آزردگیِ یار سے خوش ہوں یعنی سبقِ شوق مکرّر نہ ہوا تھا ص۱۵۳

(۴) کون ہوتا ہے حریفِ مَیِ مرد افگنِ عشق ہے مکرّر لبِ ساقی میں صلا، میرے بعد ص۱۹۶

(۵) بہرا ہوں میں تو چاہیے دونا ہو التفات سنتا نہیں ہوں بات مکرّر کہے بغیر ص۱۹۹

(۶) سر اُڑانے کے جو وعدے کو مکرّر چاہا ہنس کے بولے کہ ترے سر کی قسم ہے ہم کو ص۱۹۵

(۷) دیکھیے: حرفِ مکرّر۔

مکلوڈ[۶]: نامِ مکلوڈ جس کا ہے مشہور ہیں ہمیشہ بہ صد نشاط و سُرور ص۲۷۶

[نیز دیکھیے: میکلوڈ]۔

۱ـ مکافات : ایک بار۔
۲ـ مکاں : چار بار۔
۳ـ مکتب : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
۴ـ مکتوب : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
۵ـ مکرّر : سات بار۔
۶ـ مکلوڈ : ایک بار۔

مکوکب[1]: دیکھیے: چرخِ مکوکب۔

مکھڑا[2]: کیا ہی اس چاند سے مکھڑے پہ بھلا لگتا ہے! ہے ترے حُسنِ دل افروز کا زیور، سہرا ص۲۸۷

مکیں[3]: ہر یک مکان کو ہے مکیں سے شرف، اسدؔ مجنوں جو مر گیا ہے، تو جنگل اُداس ہے ص۲۰۵

مگس[4]: کیوں ردِّ قدح کرے ہے زاہد؟ مَے ہے، یہ مگس کی قَے نہیں ہے ص۲۲۹

مُل[5]: دیکھیے ـــــ: (۱) خطِ پیالۂ بے مُل۔ (۲) خطِ ساغرِ مُل۔ (۳) ساغرِ بے مُل۔

ملاذِ کشور و لشکر[6]: ملاذِ کشور و لشکر پناہِ شہر و سپاہ جنابِ عالیِ ایلن برونِ والا جاہ ص۲۷۷

ملاقات[7]: (۱) گو تم کو رضا جوئیِ اغیار ہے، لیکن جاتی ہے ملاقات کب ایسے سبھوں سے ص۴۳

(۲) تو سکندر ہے، مرا فخر ہے ملنا تیرا گو شرف خضر کی بھی مجھ کو ملاقات سے ہے ص۱۲۸

(۳) سیکھے ہیں مہ رُخوں کے لیے ہم مصوّری تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیے ص۲۱۹

ملامت[8]: (۱)، (۲) ذوقِ وفا ہے، ہجومِ بلا ہے سلامت ملامت، ملامت سلامت ص۲۳

(۳) رونے سے اے ندیم ملامت نہ کر مجھے آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کرے کوئی ص۲۱۵

دیکھیے ـــــ: (۴) بیمِ ملامت۔ (۵) طوافِ کوئے ملامت۔ (۶) ورطۂ ملامت۔

ملائک[9]: دیکھیے: چشمِ ملائک۔

ملت[10]: (۱) دیکھیے: دلِ وارستۂ ہفتاد و دو ملت بیزار۔ (۲) کیش و ملت۔

ملت و ملک: دیکھیے: معینِ ملت و ملک۔

ملتیں: ہم موحد ہیں، ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم ملتیں جب مٹ گئیں، اجزائے ایماں ہو گئیں ص۱۹۲

ملخ[11]: غالب، کچھ اپنی سعی سے لہنا نہیں مجھے خرمن جلے، اگر نہ ملخ کھائے کشت کو ص۱۹۷

مَلَک[12]: ہر ایک قطرے کے ساتھ آئے جو مَلَک، وہ کہے امیر کلبِ علی خاں جئیں ہزار برس ۲۶۳

ا؎ مکوکب : ایک بار [مرکب]۔
۲؎ مکھڑا : ایک بار۔
۳؎ مکیں : ایک بار۔
۴؎ مگس : ایک بار۔
۵؎ مُل : تین بار [مرکب]۔
۶؎ ملاذ : ایک بار [مرکب]۔
۷؎ ملاقات : تین بار۔
۸؎ ملامت : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکب: تین بار]۔
۹؎ ملائک : ایک بار [مرکب]۔
۱۰؎ ملت : تین بار [مرکب]۔
ملتیں : ایک بار۔
۱۱؎ ملخ : ایک بار۔
۱۲؎ مَلَک : دو بار۔

(۲) دیکھیے: جن و انس و ملک۔

مَلَکُ الموت[1]: تم کون سے تھے ایسے کھرے داد و ستد کے؟ کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اور ص ۱۷۱

مُلک[2]: مُلک کے وارث کو دیکھا خلق نے اب فریبِ طغرل و سنجر کھلا ص ۱۳۰

(۲) جیسا کہ آفتاب نکلتا ہے شرق سے اخلاص کا ہوا ہے اِسی مُلک سے ظہور ص ۲۶۳

(۳) حیدرآباد بہت دور ہے، اِس مُلک کے لوگ اُس طرف کو نہیں جاتے ہیں، جو جاتے ہیں تو کم ص ۲۶۵

دیکھیے ــــ: (۴) معینِ ملّت و مُلک۔ (۵) وارثِ مُلک۔

مُلکِ حُسن: دیکھیے: سیرِ ملکِ حُسن۔

مُلکِ دل: اسدؔ! از بس کہ فوجِ درد و غم سرگرمِ جولاں ہے غبارِ راہ ویرانی ہے ملکِ دل کی آبادی ص ۳۵۱

ملکِ روم و شام: ہے یہ دعا کہ زیرِ نگیں آپ کے رہے اقلیمِ ہند و سند سے تا ملکِ روم و شام ص ۲۸۳

مُلک و سپہ: مُلک و سپہ نہ ہو تو نہ ہو، کچھ ضرر نہیں سلطانِ برّ و بحر کے درکار ہوں میں غلام ص ۲۸۳

مُلک و گنجینہ: حق سے کیا مانگیے اُن کے لیے جب ہو موجود مُلک و گنجینہ و خیل و سپہ و ملک و علم ص ۲۶۵

ملول[3]: بس کہ گستاخیِ اربابِ جہاں سے ہوں ملول پرِ پروانہ، مری بزم میں ہے خنجرِ کیں ص ۸

ممدوح[4]: مدح سے ممدوح کی دیکھی شکوہ یہاں عرض سے رُتبۂ جوہر کھلا ص ۱۳۰

ممدوحِ خدا: دیکھیے: مدّاحِ ممدوحِ خدا۔

مُمسک[5]: دیکھیے ــــ: (۱) رشتۂ فہمیدِ ممسک۔ (۲) صحبت ہائے ممسک۔

ممکن[6]: (۱) زلف سے شب درمیاں دادن نہیں ممکن، دریغ! ورنہ صد محشر بہ رہنِ جلوۂ رخسار ہے ص ۸۳

(۲) ہرچند کہ دوستی میں کامل ہونا ممکن نہیں یک زبان و یک دل ہونا ص ۱۱۷

(۳) ممکن ہے، کرے خضر، سکندر سے ترا ذکر؟ گر لب کو نہ دے چشمۂ حیواں سے طہارت ص ۱۲۷

(۴) مستی ابر سے گلچینِ طرب ہے بلبل کہ اِس آغوش میں ممکن ہے دو عالم کا فشار ص ۱۳۲

۱۔ ملک الموت : ایک بار۔
۲۔ مُلک : دس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: سات بار]۔
۳۔ ملول : ایک بار۔
۴۔ ممدوح : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
۵۔ ممسک : دو بار [مرکّب]۔
۶۔ ممکن : آٹھ بار۔

(۵) کس سے ممکن ہے تری مدح، بغیر از واجب — شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں — ص ۱۳۵

(۶) ممکن نہیں کہ بھول کے بھی آرمیدہ ہوں — میں دشتِ غم میں آہوئے صیاد دیدہ ہوں — ص ۲۹۹

(۷) سہ تو سے ہے رہزن وارنعلِ واژگوں باندھا — نہیں ممکن بہ جولاں ہائے گردوں دخلِ پی بردن — ص ۳۳۹

(۸) ممکن نہیں کہ ہو دلِ خوباں میں کارگر — تاثیر بُجستنِ اشک سے، نقش برآب ہے — ص ۴۵۲

مملکتِ[1] کمال: مملکتِ کمال میں ایک، امیر نامور — عرصۂ قیل و قال میں خسرو نامدار ایک — ص ۲۹۱

ممنونِ[2] معاصی: وسعتِ رحمتِ حق دیکھ کہ بخشا جاوے — مجھ سا کافر کہ جو ممنونِ معاصی نہ ہوا — ص ۱۳

مَن[3]: شبِ فراق میں یہ حال ہے اذیّت کا — کہ سانپ فرش ہے اور سانپ کا ہے مَن، تکیہ — ص ۳۰۳

مناجات[4]: دیکھیے: وقتِ مناجات۔

منازلِ[5] فلکی: جب کہ چودہ منازلِ فلکی — کرچکے قطع تیری تیزی گام — ص ۱۳۶

منبر[6]: (۱) جسمِ اطہر کو ترے دوشِ پیمبر: منبر — نامِ نامی کو ترے ناصیۂ عرش: نگیں — ص ۱۳۵

(۲) دیکھیے: علوِّ پایۂ منبر۔

منبعِ[7] نکاتِ بدیع: نہیں کتاب، ہے اک منبعِ نکاتِ بدیع — نہیں کتاب، ہے اک معدنِ جواہر کام — ص ۲۴۳

منّت[8]: (۱) زبس بجوشِ حسن، منت ناگوارا ہے طبیعت پر — گشادِ عقد، محوِ ناخنِ دستِ نگاریں ہے — ص ۸۹

(۲) غیر کی منت نہ کھینچوں گا پئے توفیرِ درد — زخم، مثلِ خندۂ قاتل، ہے سر تا پا نمک — ص ۱۷۵

منّتِ اقبال: دیکھیے: بے دماغِ منّتِ اقبال۔

منّتِ بیگانہ: کرتے ہوئے تصورِ یار آئے ہے حیا — کیا فائدہ کہ منتِ بیگانہ کھینچیے — ص ۱۰۵

منّتِ تمکینِ جنوں: اے ہرزہ دوی! منتِ تمکینِ جنوں کھینچ — تا آبلہ محمل کشِ موجِ گہر آوے — ص ۱۱۳

منّتِ درباں: (۱) دل ہی نہیں کہ منتِ درباں اٹھایئے — کس کو وفا کا سلسلہ جنباں اٹھایئے — ص ۴۳

---

[1] مملکت : ایک بار [مرکّب]۔
[2] ممنون : ایک بار [مرکّب]۔
[3] مَن : ایک بار۔
[4] مناجات : ایک بار [مرکّب]۔
[5] منازل : ایک بار [مرکّب]۔
[6] منبر : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
[7] منبع : ایک بار [مرکّب]۔
[8] منّت : اٹھارہ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: سولہ بار]۔

(۲) دیکھیے: زیرِ بارِ منّتِ درباں۔

منّتِ دستار: دیکھیے: حریفِ منّتِ دستار

منّتِ ساقی: دیکھیے: خمارِ منّتِ ساقی۔

منّتِ طبیباں: دیکھیے: نازکشِ منّتِ طبیباں۔

منّتِ طفلاں: ہے سنگ پر براتِ معاشِ جنونِ عشق یعنی ہنوز منّتِ طفلاں اُٹھائیے ص۲۰۱

منّت کشِ دوا: درد منّت کشِ دوا نہ ہوا میں نہ اچھا ہوا، بُرا نہ ہوا ص۱۹۱

منّت کشِ گلبانگِ تسلّی: ہوں ترے وعدہ نہ کرنے میں بھی راضی، کہ کبھی گوش منّت کشِ گلبانگِ تسلّی نہ ہوا ص۱۳۳

منّت کشی: منّت کشی میں حوصلہ بے اختیار ہے دامانِ صد کفن تہِ سنگِ مزار ہے ص۹۰

منّت کیموں: کیا کہوں بیماریِ غم کی فراغت کا بیاں جو کہ کھایا خونِ دل، بے منّتِ کیموں تھا ص۱۵۳

منّتِ گفت وشنود: دیکھیے: دماغِ منّتِ گفت وشنود۔

منّتِ مزدور: دیکھیے: بارِ منّتِ مزدور۔

منّتِ یک خلق: دیکھیے: طلسمِ منّتِ یک خلق۔

منتظر[۱]: جنّت ہے تیری تیغ کے کُشتوں کی منتظر جوہر سوادِ جلوۂ مژگانِ حور تھا ص۱۸

من جملۂ اسبابِ ویرانی[۲]: میرے غم خانے کی قسمت جب رقم ہونے لگی لکھ دیا من جملۂ اسبابِ ویرانی مجھے ص۲۳۲

منحرف[۳]: ہوں منحرف نہ کیوں رہ و رسمِ ثواب سے ٹیڑھا لگا ہے قط قلمِ سرنوشت کو ص۱۹۷

منحصر[۴]: منحصر مرنے پہ ہو جس کی اُمید نااُمیدی اُس کی دیکھا چاہیے ص۲۲۳

مندرج[۵]: اور اُن اوراق میں بہ کلکِ قضا مجملاً مندرج ہوئے احکام ص۱۳۸

منزل[۶]: (۱) سراسر تاختن کو شش جہت، یک عرصہ جولاں تھا ہوا واماندگی سے رہرواں کی فرق منزل کا ص۱۸

(۲) رنج رہ کیوں کھینچیے، واماندگی کو عشق ہے اُٹھ نہیں سکتا، ہمارا جو قدم منزل میں ہے ص۲۳

۱۔ منتظر : ایک بار۔

۲۔ من جملہ : ایک بار [مرکّب]۔

۳۔ منحرف : ایک بار۔

۴۔ منحصر : ایک بار۔

۵۔ مندرج : ایک بار۔

۶۔ منزل : اٹھارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: پندرہ بار]۔

منزل ہا : ایک بار [مرکّب]۔

(۳) وہ نہیں ہم کہ چلے جائیں حرم کو اے شیخ! ساتھ حجاج کے اکثر کئی منزل آئے ص۳۱۲

دیکھیے:— (۴) باریک قافلہ منزل۔ (۵) تار جادۂ منزل۔ (۶)، (۷) جادۂ منزل [دوبار]۔ (۸) جادۂ سر منزل تقویٰ۔ (۹) خم خانہ منزل۔ (۱۰) دوریِ منزل۔ (۱۱) زیور صد آئینہ منزل۔ (۱۲) سر منزلِ نازک خیالی۔

منزلِ اُلفت: رگِ گل، جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے ملیں گے منزلِ اُلفت میں ہم اور عندلیب آخر ص۲۱

منزلِ حیرت: ضمانِ جادہ رویاندن ہے خطِ جامِ مے نوشاں وگرنہ منزلِ حیرت سے کیا واقف ہیں مدہوشاں ص۲۲۸

منزلِ رسیدگی: دیکھیے: سجدۂ سپاس بہ منزل رسیدگی۔

منزلِ مقصد: تا صبح ہے بہ منزلِ مقصد رسیدنی دودِ چراغِ خانہ، غبارِ سفر ہے آج ص۳۵

منزلِ مقصود: طے کرو راہِ شوق زودا زود آن پہنچی ہے منزلِ مقصود ص۲۶۷

منزلِ ہستی: دیکھیے: سر منزلِ ہستی۔

منزل ہا: دیکھیے: طرحِ منزل ہا۔

منزلت[1]: دیکھیے: (۱)، (۲) قدر و منزلت [دوبار]۔

منسوب[2]: ہوئی اِس دور میں منسوب مجھ سے بادہ آشامی پھر آیا وہ زمانہ جو جہاں میں جامِ جم نکلے ص۲۵۰

منشیِ خیرہ سر[3]: اے منشیِ خیرہ سر! سخن ساز نہ ہو عصفور ہے تو، مقابلِ باز نہ ہو ص۳۱۳

منصب[4]: کیا کم ہے یہ شرف کہ ظفرؔ کا غلام ہوں مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں مجھے ص۱۲۵

منصبِ شیفتگی: منصبِ شیفتگی کے کوئی قابل نہ رہا ہوئی معزولیِ انداز و ادا میرے بعد ص۱۲۶

منصبِ مہر و مہ و محور: مجھ پہ، فیضِ تربیت سے شاہ کے منصبِ مہر و مہ و محور کھلا ص۱۳۹

منصور[5]: قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا، لیکن ہم کو تقلیدِ تنک ظرفیِ منصور نہیں ص۱۸۵

منطبع[6]: منطبع ہو رہی ہے پیچ آہنگ گل و ریحان و لالہ رنگا رنگ ص۲۶۷

(۲) منطبع جب کہ ہو چکے گی کتاب زرِ قیمت کا ہوگا اور حساب ص۲۶۸

منظر[7]: (۱) تیرے پرتو سے ہوں فروغ پذیر کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام ص۲۶۹

---

[1] منزلت : دوبار [مرکب]۔
[2] منسوب : ایک بار۔
[3] منشی : ایک بار [مرکب]۔
[4] منصب : تین بار [مرکب]۔
[5] منصور : ایک بار [مرکب]۔
[6] منطبع : دوبار۔
[7] منظر : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکب: تین بار]۔

(۲) صبح دم دروازۂ خاور کھلا مہرِ عالم تاب کا منظر کھلا ص۱۳۸

(۳) منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے عرش سے اِدھر ہوتا کاشکے مکاں اپنا ص۱۵۹

(۴) شب ہوئی، پھر انجمِ رخشندہ کا منظر کھلا اِس تکلف سے کہ گویا بت کدے کا در کھلا ص۱۶۰

دیکھیے ـــــ: (۵) جلوہ منظر۔ (۶) فلک منظر۔

منظور[۱]: سبحہ واماندگیِ شوق و تماشا منظور جادے پر زیورِ صد آئنہ منزل باندھا ص۱۳

(۲) ہے مشقِ اسدؔ دستگہِ وصل کی منظور ہوں خاک نشیں از پیِ ادراکِ قدم بوس ص۳۶

(۳) پیٹھ محراب کی قبلے کی طرف رہتی ہے محوِ نسبت ہیں، تکلف ہمیں منظور نہیں ص۱۱۶

(۴) پشت و رُخ آئینہ ہے دین و دُنیا منظور ہے دوجہاں سے تو، یعنی دل ص۱۱۷

(۵) منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی اپنا بیانِ حُسنِ طبیعت نہیں مجھے ص۱۳۳

(۶) ئے وہ کیوں بہت پیتے بزمِ غیر میں، یارب! آج ہی ہوا منظور اُن کو امتحاں اپنا ص۱۵۹

(۷) ذکر میرا بہ بدی بھی اُسے منظور نہیں غیر کی بات بگڑ جائے، تو کچھ دور نہیں ص۱۸۵

(۸) شاہدِ ہستیِ مطلق کی کمر ہے عالم لوگ کہتے ہیں کہ ہے، پر ہمیں منظور نہیں ص۸۵

(۹) اُنھیں منظور اپنے زخمیوں کا دیکھ آنا تھا اُٹھے تھے سیرِ گل کو، دیکھنا شوخی بہانے کی ص۲۰۳

(۱۰) خطِ عارض سے لکھا ہے زلف کو اُلفت نے عہد یکقلم منظور ہے جو کچھ پریشانی کرے ص۲۱۱

(۱۱) منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی قسمت کھلی ترے قد و رُخ سے ظہور کی ص۲۳۳

(۱۲) جز نام نہیں صورتِ عالم مجھے منظور جز وہم نہیں صورتِ اشیا مرے آگے ص۲۳۸

(۱۳) جس کو منظور ہو کہ زر بھیجے احسن اللہ خاں کے گھر بھیجے ص۲۶۸

منع[ب]: (۱) منع مت کر حُسن کی، ہم کو، پرستش سے کہ ہے بادۂ نظارۂ گلشن حلالِ عندلیب ص۳۲

(۲) تم جو فرماتے ہو: دیکھ اے غالبِ آشفتہ سر! ہم نہ تجھ کو منع کرتے تھے، گیا کیوں اُس کے گھر ص۲۹۲

[بہ طور جزوِ ردیف آٹھ بار، ص ۱۱۲]:

(۳)،(۴) حکم بیتابی نہیں اور آرمیدن منع ہے باوجودِ مشقِ وحشت ہا، رمیدن منع ہے

ا۔ منظور : تیرہ بار۔ ب۔ منع : چودہ بار [مفرد: دس بار، مرکب: چار بار]۔

(۳) وہ نہیں ہم کہ چلے جائیں حرم کو اے شیخ! ساتھ حجاج کے اکثر کئی منزل آئے ص ۳۱۲

دیکھیے ـــــــ: (۴) باریک قافلہ منزل۔ (۵) تار جادۂ منزل۔ (۶)، (۷) جادۂ منزل [دو بار]۔ (۸) جادۂ سر منزلِ تقوی۔ (۹) خم خانہ منزل۔ (۱۰) دوریِ منزل۔ (۱۱) زیورِ صدا آئنہ منزل۔ (۱۲) سر منزلِ نازک خیالی۔

منزلِ اُلفت: رگِ گل، جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے ملیں گے منزلِ اُلفت میں ہم اور عندلیب آخر ص ۴۱

منزلِ حیرت: ضمانِ جادہ رویاندن ہے خطِ جامِ مے نوشاں وگرنہ منزلِ حیرت سے کیا واقف ہیں مدہوشاں ص ۴۲۸

منزلِ رسیدگی: دیکھیے: سجدۂ سیلاب بہ منزل رسیدگی۔

منزلِ مقصد: تا صبح ہے بہ منزلِ مقصد رسیدنی دودِ چراغِ خانہ، غبارِ سفر ہے آج ص ۳۵

منزلِ مقصود: طے کرو راہِ شوق زودا زود آن پہنچی ہے منزلِ مقصود ص ۲۶۷

منزلِ ہستی: دیکھیے: سر منزلِ ہستی۔

منزل ہا: دیکھیے: طرحِ منزل ہا۔

منزلت[۱]: دیکھیے: (۱)، (۲) قدر و منزلت [دو بار]۔

منسوب[۲]: ہوئی اِس دور میں منسوب مجھ سے بادہ آشامی پھر آیا وہ زمانہ جو جہاں میں جامِ جم نکلے ص ۲۵۰

مُشتِ[۳] خیرہ سر: اے مشتِ خیرہ سر! سخن ساز نہ ہو عصفور ہے تو، مقابلِ باز نہ ہو ص ۳۱۳

منصب[۴]: کیا کم ہے یہ شرف کہ ظفر کا غلام ہوں مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں مجھے ص ۱۳۵

منصبِ شیفتگی: منصبِ شیفتگی کے کوئی قابل نہ رہا ہوئی معزولیِ انداز و ادا میرے بعد ص ۱۲۶

منصبِ مہر و مہ و محور: مجھ پہ، فیضِ تربیت سے شاہ کے منصبِ مہر و مہ و محور کھلا ص ۱۳۹

منصور[۵]: قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا، لیکن ہم کو تقلیدِ تنک ظرفیِ منصور نہیں ص ۱۸۵

مطبع[۶]: مطبع ہو رہی ہے ہیچ آہنگ گل و ریحان و لالہ رنگا رنگ ص ۲۶۷

(۲) مطبع جب کہ ہو چکے گی کتاب زر قیمت کا ہوگا اور حساب ص ۲۶۸

منظر[۷]: (۱) تیرے پرتو سے ہوں فروغ پذیر کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام ص ۳۶

۱۔ منزلت : دو بار [مرکب]۔
۲۔ منسوب : ایک بار۔
۳۔ مشت : ایک بار [مرکب]۔
۴۔ منصب : تین بار [مرکب]۔
۵۔ منصور : ایک بار [مرکب]۔
۶۔ مطبع : دو بار۔
۷۔ منظر : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکب: تین بار]۔

(۲) صبح دم دروازۂ خاور کھلا مہرِ عالم تاب کا منظر کھلا ص۱۳۸

(۳) منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے عرش سے اِدھر ہوتا کاشکے مکاں اپنا ص۱۵۹

(۴) شب ہوئی، پھر انجمِ رخشندہ کا منظر کھلا اِس تکلف سے کہ گویا بت کدے کا در کھلا ص۱۶۰

دیکھیے ـــــ: (۵) جلوہ منظر۔ (۶) فلک منظر۔

منظور[۱]: سبحہ واماندگیِ شوق و تماشا منظور جادے پر زیورِ صد آئنہ منزل باندھا ص۱۳

(۲) ہے مشقِ اسدؔ دستگہِ وصل کی منظور ہوں خاک نشیں از پیٔ ادراکِ قدم بوس ص۴۶

(۳) پیٹھ محراب کی قبلے کی طرف رہتی ہے محوِ نسبت ہیں، تکلف ہمیں منظور نہیں ص۱۱۶

(۴) پشت و رُخ آئینہ ہے دین و دُنیا منظور ہے دوجہاں سے تو، یعنی دل ص۱۱۷

(۵) منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی اپنا بیانِ حُسنِ طبیعت نہیں مجھے ص۱۲۲

(۶) ئے وہ کیوں بہت پیتے بزمِ غیر میں، یارب! آج ہی ہوا منظور اُن کو امتحاں اپنا ص۱۵۹

(۷) ذکر میرا بہ بدی بھی اُسے منظور نہیں غیر کی بات بگڑ جائے، تو کچھ دور نہیں ص۱۸۵

(۸) شاہدِ ہستیِ مطلق کی کمر ہے عالم لوگ کہتے ہیں کہ ہے، پر ہمیں منظور نہیں ص۸۵

(۹) اُنھیں منظور اپنے زخمیوں کا دیکھ آنا تھا اُٹھے تھے سیرِ گل کو، دیکھنا شوخی بہانے کی ص۲۰۳

(۱۰) خطِ عارض سے لکھا ہے زلف کو اُلفت نے عہد یکقلم منظور ہے جو کچھ پریشانی کرے ص۲۱۱

(۱۱) منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی قسمت کھلی ترے قد و رُخ سے ظہور کی ص۲۲۳

(۱۲) جُز نام نہیں صورتِ عالم مجھے منظور جُز وہم نہیں صورتِ اشیا مرے آگے ص۲۲۸

(۱۳) جس کو منظور ہو کہ زر بھیجے احسن اللہ خاں کے گھر بھیجے ص۲۶۸

منع[ب]: (۱) منع مت کرحُسن کی، ہم کو، پرستش سے کہ ہے بادۂ نظارۂ گلشن حلالِ عندلیب ص۳۲

(۲) تم جو فرماتے ہو: دیکھ اے غالبِؔ آشفتہ سرا! ہم نہ تجھ کو منع کرتے تھے، گیا کیوں اُس کے گھر ص۲۹۲

[بہ طور جُزو ردیف آٹھ بار، ص۱۱۲]:

(۳)،(۴) حکم بیتابی نہیں اور آرمیدن منع ہے باوجود مشقِ وحشت ہا، رمیدن منع ہے

ا۔ منظور : تیرہ بار۔

ب۔ منع : چودہ بار[منفرد: دس بار، مرکب: چار بار]۔

(۵) شرم، آئینہ تراشِ جبہۂ طوفان ہے　　آب گردیدن روا، لیکن چکیدن منع ہے

(۶) بے خودی، فرماں روائے حیرت آبادِ جنوں　　زخم دوزیِ جُرم و پیراہن دریدن منع ہے

(۷) مژدۂ دیدار سے رُسوائیِ اظہار دور　　آج کی شب چشمِ کوکب تک پریدن منع ہے

(۸) ہم طبعِ نازکِ خوباں سے وقتِ سیرِ باغ　　ریشۂ زیرِ زمیں کو بھی دویدن منع ہے

(۹) یار معذورِ تغافل ہے، عزیزاں! شفقتے　　نالۂ بلبل بہ گوشِ دل شنیدن منع ہے

(۱۰) مانعِ بادہ کشی ناداں ہے، لیکن اے اسدؔ!　　بے ولائے ساقیِ کوثر کشیدن منع ہے

منعِ بارِ باغ: بلبلوں کو دور سے کرتا ہے منعِ بارِ باغ　　ہے زبانِ پاسباں خارِ سرِ دیوارِ باغ　　ص۴۸

منعِ دخلِ غیر: سختیِ راہِ محبت، منعِ دخلِ غیر ہے　　پیچ و تابِ جادہ ہے یہاں جوہرِ تیغِ عسس　　ص۴۵

منعِ قدم بوس: کرتے ہو مجھ کو منعِ قدم بوس کس لیے؟　　کیا آسمان کے بھی برابر نہیں ہوں میں　　ص۱۹۱

منعِ گستاخی: غیر کو یارب! وہ کیوں کر منعِ گستاخی کرے　　گر حیا بھی اُس کو آتی ہے تو شرما جائے ہے　　ص۲۲۱

منعقد[۱]: پھر ہوئی ہے اِسی مہینے میں منعقد مجلسِ نشاط قریں　　ص۲۸۰

منعم[۲]:
دیکھیے: خُردماغی ہائے منعم۔

منعماں:
دیکھیے: گردخانہ ہائے منعماں۔

منفعل[۳]:
(۱) اے بہ سرابِ حُسنِ خلق تشنۂ سعیِ امتحاں　　شوق کو منفعل نہ کر، ناز کو التجا سمجھ　　ص۷۲

(۲) ظالم! مرے گماں سے مجھے منفعل نہ چاہ　　ہَے ہَے! خدا نکردہ تجھے بے وفا کہوں!　　ص۱۷۸

(۳) دیکھیے: شوقِ منفعل۔

منقار[۴]:
لعل سی کی ہے پئے زمزمۂ مدحتِ شاہ　　طوطیِ سبزۂ کہسار نے پیدا منقار　　ص۱۳۲

منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو　　تا گُل ز جگر زخم میں ہے راہ نفس کو　　ص۳۵۰

منقارِ بلبل: گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یاد، گُل　　غنچے سے، منقارِ بلبل وار ہو فریاد گُل　　ص۵۲

منقارِ طوطی:
دیکھیے: غنچۂ منقارِ طوطی۔

---

[۱] منعقد : ایک بار۔
[۲] منعم : ایک بار [مرکب]۔
[۳] منفعل : تین بار [مرکب: ایک بار]۔
[۴] منقار : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکب: تین بار]۔
منعماں : ایک بار [مرکب]۔

منقارِ گل: دیکھیے: غنچۂ منقارِ گل۔

منکر[1]: شورشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یہاں دل محیطِ گریہ و لب آشنائے خندہ ہے ص۲۱۵

منکرِ وفا: جو منکرِ وفا ہو، فریب اُس پہ کیا چلے کیوں بدگماں ہوں دوست سے دشمن کے باب میں ص۱۸۸

مُنہ[2]: (۱) جور سے باز آئے، پر باز آئیں کیا! کہتے ہیں: ہم تجھ کو منہ دکھلائیں کیا ص۱۶۱

(۲) تاجِ زرّیں، مہرِ تاباں سے سوا خسرو آفاق کے مُنہ پر کُھلا ص۱۳۹

(۳) آئینہ دیکھ، اپنا سا مُنہ لے کے رہ گئے صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا! ص۱۳۸

(۴)،(۵) مُنہ نہ کھلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہیں زلف سے بڑھ کر نقاب اُس شوخ کے مُنہ پر کُھلا ص۱۶۱

(۶) غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یوں بوسے کو پوچھتا ہوں میں، مُنہ سے مجھے بتا کہ یوں ص۱۷۸

(۷) کرتے کس مُنہ سے ہو غربت کی شکایت غالبؔ تم کو بے مہریِ یارانِ وطن یاد نہیں؟ ص۱۸۶

(۸) کس مُنہ سے شکر کیجیے اس لطفِ خاص کا پُرسش ہے اور پائے سخن درمیاں نہیں ص۱۸۸

(۹) جب وہ جمالِ دل فروز، صورتِ مہرِ نیم روز آپ ہی ہو نظارہ سوز، پردے میں مُنہ چھپائے کیوں ص۱۹۳

(۱۰) کسی کو دے کے دل، کوئی نوا سنجِ فغاں کیوں ہو نہ ہو جب دل ہی سینے میں تو پھر مُنہ میں زباں کیوں ہو ۱۹۹

(۱۱) کیا خوب! تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا؟ بس چپ رہو، ہمارے بھی مُنہ میں زباں ہے ص۲۰۳

(۱۲) مَے پرستاں! خُمِ مَے مُنہ سے لگائے ہی بنے ایک دن گر نہ ہوا بزم میں ساقی، نہ سہی ص۲۰۹

(۱۳) مُنہ نہ دکھلاوے، نہ دکھلا، پر بہ اندازِ عتاب کھول کر پردہ زرا آنکھیں ہی دکھلا دے مجھے ص۲۳۲

(۱۴) دوستی کا پردہ ہے بیگانگی مُنہ چھپانا ہم سے چھوڑا چاہیے ص۲۲۳

(۱۵) دکھا کے جنبشِ لب ہی تمام کر ہم کو نہ دے جو بوسہ، تو مُنہ سے کہیں جواب تو دے ص۲۲۳

(۱۶) دشنے نے کبھی مُنہ نہ لگایا ہو جگر کو خنجر نے کبھی بات نہ پوچھی ہو گلو کی ص۲۲۸

(۱۷) دے کے خط، مُنہ دیکھتا ہے نامہ بر کچھ تو پیغامِ زبانی اور ہے ص۲۳۷

(۱۸) کعبے کس مُنہ سے جاؤ گے غالبؔ؟ شرم تم کو مگر نہیں آتی! ص۲۳۸

۱۔ منکر : دوبار [مرکب: ایک بار]۔ ۲۔ مُنہ : چوبیس بار۔

(۱۹) میں بھی مُنہ میں زبان رکھتا ہوں کاش! پوچھو کہ مدعا کیا ہے؟ ص۲۳۸

(۲۰) ظاہر ہے کہ گھبرا کے نہ بھاگیں گے نکیرین ہاں مُنہ سے مگر بادۂ دوشینہ کی بو آئے ص۲۳۹

(۲۱) اُن کے دیکھے سے جو آجاتی ہے مُنہ پر رونق وہ سمجھتے ہیں بیمار کا حال اچھا ہے ص۲۳۹

(۲۲) پر یار کے آگے بُول سکتے ہی نہیں غالبؔ! مُنہ بند ہوگیا ہے گویا ص۲۵۳

(۲۳) آپ کی مدح اور میرا مُنہ گر کہوں بھی تو کس کو آئے یقیں ص۲۸۱

(۲۴) ہمارا مُنہ ہے کہ دیں اُس کے حُسنِ صبر کی داد! مگر نبی و علی مرحبا کہیں اُس کو ص۲۸۵

مِنہ[1]: سوزِ دل کا کیا کرے بارانِ اشک آگ بھڑکی، مِنہ اگر دم بھر کُھلا ص۱۲۰

مُو[2]: دیکھیے ـــــ: (۱) بختِ غالیہ مو۔ (۲) پائے خامۂ مو۔ (۳) زبانِ ہر سرِ مو۔ (۴) سرِ ہر مو۔ (۵)، (۶) ہر مو [دوبار]۔ (۷)، (۸) ہر بُنِ مو [دوبار]۔

مو بہ زباں: زلف، تحریرِ پریشانِ تقاضا ہے، مگر شانہ ساں مُو بہ زباں خامۂ مانی مانگے ص۸۷

مو پریشاں: بہ فراقِ رفتہ یاراں، خط و حرف مو پریشاں دلِ غافل از حقیقت ہمہ ذوقِ قصہ خوانی ص۹

موشگافیِ ناوک: مرحبا! موشگافیِ ناوک آفریں! آبداریِ صمصام ص۳۸

موکشاں: شعلستانِ جنوں ہوں، ستم نسبتِ زلف موکشاں خانۂ زنجیر میں لایا ہے مجھے ص۱۰۷

موئے آتش دیدہ: بس کہ ہوں غالبؔ اسیری میں بھی آتش زیرِ پا موئے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا ص۱۳۲

موئے چینی: محرومِ صدا رہا بغیر از یک تار ابریشمِ ساز موئے چینی ہے مجھے ص۴۵۷

موئے چینیِ افلاک: یعنی فلاخن باز کس کا نالۂ بیباک ہے؟ جادہ تا کہسار، موئے چینیِ افلاک ہے ص۱۰۶

موئے خامہ: نہ کھینچ اے دستِ سعیِ نارسا! زلفِ تمنا کو پریشاں تر ہے موئے خامہ سے تدبیر مانی کی ص۷۷

موئے خمِ زلف: ٹوٹا ہے افسوس! موئے خمِ زلف ہے شانہ بیکرِ دستِ گزیدہ ص۴۵۰

موئے دماغ: (۱) کس قدر فکر کو ہے نالِ قلم موئے دماغ کہ ہوا خوں نگہِ شوق میں نقشِ تمکیں ص۸

(۲) دیکھیے: فکرِ سخن موئے دماغ۔

---

[1] مِنہ : ایک بار۔

[2] مو : اُنتیس بار [مرکب]۔

موئے دماغِ بے خودی: کرے کیا سازِ بینش وہ شہیدِ دردِ آگاہی جسے موئے دماغِ بے خودی خوابِ زلیخا ہو ص۶۷

موئے دماغِ شوق: دیکھیے: آتشِ موئے دماغِ شوق۔

موئے دماغِ وحشت: موئے دماغِ وحشت سررشتۂ فنا ہے شیرازۂ دو عالم یک آہِ نارسا ہے ص۹۳

موئے زلف: دیکھیے: ہر یک موئے زلف۔

موئے سر: طلسمِ آفرینش، حلقۂ یک بزمِ ماتم ہے زمانے کے، شبِ یلدا سے موئے سر پریشاں ہیں ص۶۳

موئے سرِ دیوانہ: (۱) جانتے ہیں، جوششِ سودائے زلفِ یار میں سنبلِ بالیدہ کو موئے سرِ دیوانہ ہم ص۵۳

(۲) وحشتِ بے ربطیِ پیچ و خمِ ہستی نہ پوچھ ننگِ بالیدن ہیں جوں موئے سرِ دیوانہ ہم ص۵۳

موئے شیشہ: (۱) بس کہ ہیں بدستِ بشکنِ بے خانہ ہم موئے شیشہ کو سمجھتے ہیں خطِ پیمانہ ہم ص۵۳

(۲) ے کدہ گر چشمِ مستِ ناز سے پاوے شکست موئے شیشہ، دیدۂ ساغر کی مژگانی کرے ص۲۱۱

(۳) عیادت سے زبس ٹوٹا ہے دل یارانِ غمگیں کا نظر آتا ہے موئے شیشہ، رشتہ شمعِ بالیں کا ص۲۸

مواخذۂ[۱] روزِ حشر: بچتے نہیں مواخذۂ روزِ حشر سے قاتل اگر رقیب ہے تو تم گواہ ہو ص۱۹۶

موافق[۲]: رگِ گل، جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے ملیں گے منزلِ اُلفت میں ہم اور عندلیب آخر ص۳

مَوت[۳]: (۱) قیدِ حیات و بندِ غم، اصل میں دونوں ایک ہیں موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں! ص۱۹۳

(۲) موت کا ایک دن معیّن ہے نیند کیوں رات بھر نہیں آتی! ص۲۳۷

(۳) مرتے ہیں آرزو میں مرنے کی موت آتی ہے، پر نہیں آتی ص۲۳۸

(۴) موت کی راہ نہ دیکھوں کہ بِن آئے نہ رہے تم کو چاہوں، کہ نہ آؤ تو بُلائے نہ بنے ص۲۳۶

(۵) موت بس اُن کی ہے، جو مر کے وہیں دفن ہوئے زیست اُن کی ہے جو اُس کوچے سے گھائل آئے ص۳۱۲

موتی[۴]: (۱) وھاں خود آرائی کو تھا موتی پرونے کا خیال یھاں ہجومِ اشک میں تارِ نگہ نایاب تھا ص۱۳۵

(۲) جی میں اترائیں نہ موتی کہ ہمیں ہیں اک چیز چاہیے پھولوں کا بھی ایک مقرر سہرا ص۲۸۷

۱۔ مواخذہ : ایک بار [مرکّب]۔ ۳۔ موت : پانچ بار۔

۲۔ موافق : ایک بار۔ ۴۔ موتی : چار بار۔

(۳) سات دریا کے فراہم کیے ہوں گے موتی تب بنا ہوگا اس انداز کا گز بھر سہرا ص۲۸۷

(۴) ناو بھر کر ہی پروئے گئے ہوں گے موتی ورنہ کیوں لائے ہیں کشتی میں لگا کر سہرا ص۲۸۷

موتیوں: سطحِ گردوں پہ پڑا تھا رات کو موتیوں کا ہر طرف زیور کھلا ص۳۹

موج[ا]: (۱) موج سے پیدا ہوئے پیراہنِ دریا میں خار گریہ، وحشت بے قرارِ جلوۂ مہتاب تھا ص۱۵

(۲) ہوئی ہیں آب، شرمِ کوشش بیجا سے تدبیریں عرق ریزِ تپش ہیں موج کے مانند زنجیریں ص۶۳

(۳) عجب نہیں، پئے تحریرِ حالِ گریۂ چشم بروئے آب جوہرِ موج، نقشِ مسطر ہو ص۶۷

(۴) گر ترے دل میں ہو خیال، وصل میں شوق کا زوال موجِ محیطِ آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں ص۱۲۸

دیکھیے:(۵) پائے صد موج۔(۶) چار موج۔(۷) دامِ ہر موج۔(۸) غبار کوچہ ہائے موج۔(۹) کوچہ دادنِ موج۔(۱۰) کوچۂ موج۔(۱۱) لطمۂ موج۔(۱۲) شکلِ موج۔(۱۳)،(۱۴) ہر موج[دوبار]۔

موجِ آب: (۱) پیدا نہیں ہے اصلِ تگ و تازِ جستجو مانندِ موجِ آب زبانِ بریدہ ہوں ص۶۳

(۲) یہ سرنوشت میں میری ہے اشک افشانی کہ موجِ آب ہے ہر ایک چینِ پیشانی ص۹۶

(۳) کشاکش ہائے ہستی سے کرے کیا سعیِ آزادی ہوئی زنجیر موجِ آب کو فرصت روانی کی ص۲۰۶

موجِ ابروئے قضا: موجِ ابروئے قضا جس کے تصور سے دو نیم بیم سے جس کے دلِ شحنۂ تقدیر فگار ص۵

موجِ بادہ: (۱) بزم ہے وحشت کدہ ہے کس کی چشمِ مست کا؟ شیشے میں نبضِ پری پنہاں ہے موجِ بادہ سے ص۲۱۷

(۲) زبس ہے نازبردارِ غرورِ نشۂ صہبا رگِ بالیدۂ گردن ہے موجِ بادہ در مینا ص۲۲۷

موجِ بادۂ ناب: دیکھیے: گریباں چاک کی موجِ بادۂ ناب۔

موجِ بہار: (۱) عرضِ بساطِ انجمنِ رنگ مفت ہے موجِ بہار رکھتی ہے اک بوریا گرو ص۶۹

(۲) دیوانگی ہے تجھ کو درسِ خرام دینا موجِ بہار، یکسر زنجیرِ نقشِ پا ہے ص۹۳

موجِ بوریا: یک برگ بے نوائی، صد دعوتِ نیستاں طوفانِ نالۂ دل تا موجِ بوریا ہے ص۹۵

موجِ بوئے گل: محبت تھی چمن سے، لیکن اب یہ بے دماغی ہے کہ موجِ بوئے گل سے ناک میں آتا ہے دم میرا ص۱۳۶

ا موج : ایک سو ایک بار [مفرد: چار بار، مرکب: ستانوے بار]۔ موجیں : ایک بار۔

موجِ تبسم: پشتِ لب تہمتِ خط کھینچے ہے بیجا، یعنی سبز ہے موجِ تبسم بہ ہوائے گفتار ص۳

موجِ تبسمِ لب آلودۂ مسی: موجِ تبسمِ لب آلودۂ مسی میرے لیے تو تیغِ سیہ تاب ہوگئی ص۱۹۶

موجِ تیر: دیکھیے: بالیدہ موجِ تیر۔

موجِ خرامِ اظہار: سازِ عریانیِ کیفیتِ دل ہے، لیکن یہ مے تند، نہیں موجِ خرامِ اظہار ۳

موجِ خرامِ یار: دیکھو تو دل فریبیِ اندازِ نقشِ پا موجِ خرامِ یار بھی کیا گل کتر گئی! ص۲۳۳

موجِ خمیازہ: ذوقِ سرشار سے بے پردہ ہے طوفاں میرا موجِ خمیازہ ہے ہر زخمِ نمایاں میرا ص۲۱

موجِ خمیازۂ یک نشہ: موجِ خمیازۂ یک نشہ چہ اسلام و چہ کفر کجیِ یک خطِ مسطر، چہ توہم چہ یقیں ص۷

موجِ خوں: موجِ خوں سر سے گزر ہی کیوں نہ جائے آستانِ یار سے اُٹھ جائیں کیا؟ ص۱۹۱

(۲) نہ اتنا بُرشِ تیغِ جفا پر ناز فرماؤ مرے دریائے بیتابی میں ہے اک موجِ خوں وہ بھی ص۲۰۲

موجِ خونِ بسمل: دیکھیے: روانی ہائے موجِ خونِ بسمل۔

موجِ خیال: دیکھیے: یک موجِ خیال۔

موجِ دود: سایۂ گل داغ و جوشِ نکہتِ گل موجِ دود رنگ کی گرمی ہے تاراجِ چمن کی فکر میں ص۹۳

موجِ رمِ آہوہا: بیگانگیِ خوہا، موجِ رمِ آہوہا دامِ گلۂ الفت زنجیرِ پشیمانی ص۱۰۸

موجِ رنگ: (۱) فرش سے تا عرش وھاں طوفاں تھا موجِ رنگ کا یھاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا ص۱۲۵

(۲) جو تھا، سو موجِ رنگ کے دھوکے میں رہ گیا اے وائے! نالۂ لبِ خونیں نوائے گل ص۱۸۶

موجِ زن: ہے موج زن اک قلزمِ خوں، کاش! یہی ہو آتا ہے ابھی دیکھیے کیا کیا مرے آگے ص۲۴۹

موجِ سراب: (۱) جب کہ نقشِ مدعا ہووے نہ جز موجِ سراب وادیِ حسرت میں پھر آشفتہ جولانی عبث ص۳۳

(۲) ہستی فریب نامۂ موجِ سراب ہے یک عمر نازِ شوخیِ عنواں اُٹھائیے ص۷۳

موجِ سرابِ دشتِ وفا: موجِ سرابِ دشتِ وفا کا نہ پوچھ حال ہر ذرہ مثلِ جوہرِ تیغ آبدار تھا ص۱۵۲

موجِ سرابِ صحرا: دل در رکابِ صحرا، خانہ خرابِ صحرا موجِ سرابِ صحرا، عرضِ خمارِ صحرا ص۲۶

موجِ سیل: دیکھیے: چاکِ موجِ سیل۔

موجِ شراب: (۱ تا ۱۳) بہ طور ردیف تیرہ بار، ص ۱۶۳۔ دیکھیے: شراب۔

(۱۴) مستی بہ ذوقِ غفلتِ ساقی ہلاک ہے موجِ شراب یک مژۂ خوابناک ہے ص ۲۱۹

(۱۵) دیکھیے: جلوۂ موجِ شراب۔

موجِ شفق: (۱) بہ ہوائے چمن جلوہ، ہے طاؤس پرست باندھے ہے پیرِ فلک موجِ شفق سے زنّار ص ۳

(۲) مستعدِ قتلِ یک عالم ہے جلادِ فلک کہکشاں، موجِ شفق میں تیغِ خوں آشام ہے ص ۱۰۱

(۳) چار موج اٹھتی ہے طوفانِ طرب سے ہر سو موجِ گل، موجِ شفق، موجِ صبا، موجِ شراب ص ۱۶۳

موجِ صبا: (۱) یہاں آب و دانہ موسمِ گل میں حرام ہے زنّار وا گسستہ ہے موجِ صبا مجھے ص ۶۷

(۲) ہمارا دیکھنا گر ننگ ہے، سیرِ گلستاں کر شرارِ آہ سے موجِ صبا، دامانِ گلچیں ہے ص ۸۹

(۳) دیکھیے: موجِ شفق ۳۔

دیکھیے ___: (۴) پیچشِ موجِ صبا۔ (۵) جنبشِ موجِ صبا۔ (۶) شوخیِ موجِ صبا۔

موجِ طوفان: موجِ طوفان ہو اگر خونِ دو عالم ہستی ہے حنا کو سرِ ناخن سے گزرنا دشوار ص ۵

موجِ طوفانِ غضب: موجِ طوفانِ غضب چشمۂ خم چرخ حباب ذوالفقارِ شہِ مرداں خطِ قدرت آثار ص ۵

موجِ غبار: (۱) گر بعدِ مرگ وحشتِ دل کا گلا کروں موجِ غبار سے پرِ یک دشت وا کروں ص ۵۶

(۲) دیکھیے: ہر موجِ غبار۔

موجِ غبارِ سرمہ: از خود گزشتگی میں خموشی پہ حرف ہے موجِ غبارِ سرمہ ہوئی ہے صدا مجھے ص ۶۹

موجِ کوثر: غرورِ لطفِ ساقی، نشۂ بیباکیِ مستاں نمِ دامانِ عصیاں ہے طراوت موجِ کوثر کی ص ۷۷

موجِ گردابِ حیا: تر جبیں رکھتی ہے شرمِ قطرہ سامانی مجھے موجِ گردابِ حیا ہے چینِ پیشانی مجھے ص ۸۶

موجِ گردِ راہ: دیکھیے: ہر موجِ گردِ راہ۔

موجِ گریہ: نہیں بجز درد، تسکینِ کاوش ہائے بیدرداں کہ موجِ گریہ میں صد خندۂ دنداں نما گم ہو ص ۹۸

موجِ گل: موجِ گل ڈھونڈھ بہ خلوت کدۂ غنچۂ باغ گم کرے گوشۂ میخانہ میں گر تو دستار ص ۱۳۲

(۲) دیکھیے: موجِ شفق ۳۔ (۳) عکسِ موجِ گل۔ (۴) کمندِ موجِ گل۔

موجِ گہر: (۱) ابرِ نیساں سے ملے موجِ گہر کا تاواں   خلوتِ آبلہ میں گم کرے گر تو رفتار   ص۵

(۲) دیکھیے: محمل کشِ موجِ گہر۔

موجِ مے: موجِ مے پر ہے براتِ نگرانِ اُمید   گلِ نرگس سے کفِ جام پہ ہے چشمِ بہار   ص۳

(۲) شعلہ آغاز، ولے حیرتِ داغ انجام   موجِ مے، لیک ز سر تا قدم آغوشِ خمار   ص۶

(۳) دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افسردگیاں   موجِ مے مثلِ خطِ جام ہے برجا ماندہ   ص۱۷

(۴) درسِ خرام تا کے خمیازۂ روانی؟   اِس موجِ مے کو غافل! پیمانہ نقشِ پا ہے   ص۹۵

(۵) روانی موجِ مے کی گر خطِ جام آشنا ہووے   لکھے کیفیت اُس سطرِ تبسم کی عبارت کی   ص۹۷

(۶) ثابت ہوا ہے گردنِ مینا پہ خونِ خلق   لرزے ہے موجِ مے تری رفتار دیکھ کر   ص۱۶۹

(۷) لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری   موجِ مے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں   ص۱۸۵

(۸) دیکھیے: رنگِ موجِ مے۔

موجِ محیطِ بے خودی: نفس، موجِ محیطِ بے خودی ہے   تغافل ہائے ساقی کا گِلا کیا!   ص۱۵۷

موجِ محیطِ تنزیہ: دیکھیے: ہر موجِ محیطِ تنزیہ۔

موجِ نفس: بے دماغی حیلہ جوے ترکِ تنہائی نہیں   ورنہ کیا موجِ نفس زنجیرِ رُسوائی نہیں؟   ص۶۵

موجِ نگہ: (۱) درسِ نیرنگ ہے کس موجِ نگہ کا یارب!   غنچہ، صد آئنہ زانوے گلستاں زدہ ہے   ص۱۰۹

(۲) بے خونِ دل، ہے چشم میں موجِ نگہ غبار   یہ مے کدہ خراب ہے مے کے سُراغ کا   ص۱۵۰

موج وحباب: دیکھیے: قطرہ وموج وحباب۔

موجِ ہستی: (۱) اسدؔ کو بوریے میں دھر کے پھونکا موجِ ہستی نے   فقیری میں بھی باقی ہے شرارت نوجوانی کی   ص۷۷

(۲) ہے یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہے اگر   موجِ ہستی کو کرے فیضِ ہوا موجِ شراب   ص۱۴۳

موجیں: اِن کو لڑیاں نہ کہو، بحر کی موجیں سمجھو   ہے تو کشتی میں، ولے بحرِ رواں ہے سہرا   ص۲۸۸

موجۂ[ل] حیا: دیکھیے: کفِ موجۂ حیا۔

موجۂ خوں: (۱) دل وجگر میں پرافشاں جوایک موجۂ خوں ہے   ہم اپنے زعم میں سمجھے ہوئے تھے اُس کو دم آگے   ص۲۲۸

ل موجہ : سہوِ کاتب [مرتب]۔

(۲) شفق ساں موجۂ خوں ہے رگِ خواب کہ مژگانِ کشیدہ، نیشتر ہے ص۴۵۵

موجۂ دریا: (۱) ڈھونڈھے نہ ملے موجۂ دریا میں روانی باقی نہ رہے آتشِ سوزاں میں حرارت ص۱۲۷

(۲) دیکھیے: زخمِ موجۂ دریا۔

موجۂ دیباچۂ درسِ اسرار: آیتِ رحمتِ حق، بسملۂ مصحفِ ناز مسطرِ موجۂ دیباچۂ درسِ اسرار ص۹

موجۂ رفتار: دیکھیے: حبابِ موجۂ رفتار۔

موجۂ ریگ: اُس بیاباں میں گرفتارِ جنوں ہوں کہ جہاں موجۂ ریگ سے دل پائے بہ زنجیر آوے ص۱۱۳

موجۂ ریگِ رواں: کرے ہے رہرواں سے خضرِ راہِ عشق جلادی ہوا ہے موجۂ ریگِ رواں شمشیرِ فولادی ص۴۵۱

موجۂ سبزۂ نوخیز: (۱) ایک عالم پہ ہیں طوفانیِ کیفیتِ فصل موجۂ سبزۂ نوخیز سے تا موجِ شراب ص۱۹۳

(۲) کس قدر عرض کروں ساغرِ شبنم یارب! موجۂ سبزۂ نوخیز ہے لبریزِ خمار ص۳

موجۂ کیفیتِ دل: مطلعِ تازہ ہوا موجۂ کیفیتِ دل جامِ سرشارِ مے و غنچۂ لبریزِ بہار ص۵

موجۂ گل: (۱) شب نظارہ پرور تھا خواب میں خرام اُس کا صبح موجۂ گل کو نقشِ بوریا پایا ص۳

(۲) موجۂ گل سے چراغاں ہے گزرگاہِ خیال ہے تصور میں ز بس جلوہ نما موجِ شراب ص۱۹۳

موجۂ گلبۂ قبا: بالِ رعنا، دُم: موجۂ گلبۂ قبا گردشِ کاسۂ سُم: چشمِ پری آئنہ دار ص۵

موجۂ گوہر: دیکھیے: صد موجۂ گوہر۔

موجب[۱]: دیکھیے: بے موجب۔

موجبِ آرامِ جان و تن: شبِ وصال میں مونس گیا ہے بن تکیہ ہوا ہے باعثِ آرامِ جان و تن تکیہ ص۳۰۳

موجبِ حکم: کاتبِ حکم نے بہ موجبِ حکم اُس رقم کو دیا طرازِ دوام ص۱۳۸

موجدِ[۲] عشق: تھا موجدِ عشق بھی قیامت کوئی لڑکوں کے لیے گیا ہے کیا کھیل نکال! ص۲۵۳

موجود[۳]: (۱) جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود پھر یہ ہنگامہ اے خدا! کیا ہے؟ ص۲۳۸

(۲) حق سے کیا مانگیے ان کے لیے، جب ہو موجود ملک و گنجینہ و خیل و سپہ و کوس و علم ص۲۶۵

۱۔ موجب : تین بار [مرکب]۔ ۲۔ موجد : ایک بار [مرکب]۔ ۳۔ موجود : دو بار۔

مُوحّد[ا]: ہم موحّد ہیں، ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم ملتیں جب مٹ گئیں، اجزائے ایماں ہوگئیں ص۱۹۲

مُور[۲]: دیکھیے ـــــ: (۱) بیضۂ مور۔ (۲) چشمِ مور۔ (۳) خیلِ مور۔ (۴) روغنِ مور۔ (۵) زیرِ پائے خیلِ مور۔ (۶) شہپرِ مور۔ (۷)، (۸) نقشِ پائے مور [دوبار]۔ (۹) نقشِ پَیِ مور۔ (۱۰) نقشِ دلِ مور۔

موراں: دیکھیے: استخواں ریزۂ موراں۔

موزوں[۳]: (۱) خدایا! خوں ہو رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو جنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیفِ شکیبائی ص۹۲

(۲) گلستاں، بے تکلف پیشِ پا اُفتادہ مضموں ہے جو تو باندھے کفِ پا پر حنا، آئینہ موزوں ہے ص۱۱۱

دیکھیے ـــــ: (۳) صورتِ موزوں۔ (۴) نالۂ موزوں۔

موزونی: طرفہ موزونی ہے صرفِ جنگ جوئی ہائے یار ہے بہ ہر مصراع صافِ تیغ، خنجر مستزاد ص۳۸

موزونیِ دوعالم: موزونیِ دو عالم قربانِ سازِ یک درد مصراعِ نالۂ نَے، سکتہ ہزار جا ہے ص۹۳

موسم[۴]: (۱) ہے یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہے اگر موجِ ہستی کو کرے فیضِ ہَوا موجِ شراب ص۱۹۳

(۲) خزاں کیا، فصلِ گل کہتے ہیں کس کو، کوئی موسم ہو وہی ہم ہیں، قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے ص۲۲۰

(۳) دیکھیے: سرآغازِ موسم۔

موسمِ خزاں: دیکھیے: بگلِ موسمِ خزاں۔

موسمِ گل: (۱) ہوا نے ابر سے کی موسمِ گل میں نمدبانی کہ تھا آئینۂ خور پر تصورِ زنگ بستن کا ص۲۷

(۲) موسمِ گل میں مئِ گلگوں حلالِ مے کشاں عقدِ وصلِ دخترِ رز انگور کا ہروانہ تھا ص۲۵

(۳) دیکھیے: تحتِ موجِ صبا۔

(۴) شرحِ ہنگامۂ ہستی ہے، زہے موسمِ گل! رہبرِ قطرہ بہ دریا ہے، خوشا موجِ شراب! ص۱۹۳

(۵) دیکھیے: بہارِ موسمِ گل۔

موسیٰ[۵]: حُسنِ آشفتگیِ جلوہ ہے عرضِ اعجاز دستِ موسیٰ بہ سرِ دعویِ باطل باندھا ص۱۳

مشاطگی[۶]: کرے ہے حُسنِ خوباں پردے میں مشاطگی اپنی کہ ہے تہ بندیِ خط، سبزۂ خط در تہِ لب ہا ص۲۳

ا موحّد : ایک بار۔

۲ مور : دس بار [مرتّب]۔

۳ موراں : ایک بار [مرتّب]۔

۴ موزوں : چار بار [مرتّب: دوبار]۔

موزونی : دوبار [مرتّب]۔

۴ موسم : نوبار [مرتّب: سات بار]۔

۵ موسیٰ : ایک بار [مرتّب]۔

۶ مشاطگی : ایک بار۔

موقوف[۱]: (۱) ہے مگر موقوف بروقتِ دگر کارِ اسدؔ اے شبِ پروانہ و رُوزِ وصالِ عندلیب! ص۳۲

(۲) موقوف کیجے یہ تکلف نگاریاں ہوتا ہے ورنہ شعلۂ رنگِ حنا بلند ص۳۸

(۳) فنا کو سونپ، گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر ص۱۶۸

(۴) ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی ص۲۰۹

(۵) ہوئی یک عمر صرفِ مشقِ نالہ اثر موقوف بر عمرِ دگر ہے ص۴۵۵

موقوفِ اندازِ تغافل: کمالِ حُسن اگر موقوفِ اندازِ تغافل ہو تکلف برطرف، تجھ سے تری تصویر بہتر ہے ص۱۰۸

موقوفِ فصلِ گل: وحشت افزا گریہ ہا موقوفِ فصلِ گل اسدؔ چشمِ دریا بار، ہے میر آبِ سرکارِ چمن ص۵۹

موکبِ[۲] خاص: موکبِ خاص یوں زمیں پر تھا جس طرح ہے سپہر پہ پرویں ص۲۸۱

مولا[۳]: ناتوانی سے نہیں سر در گریبانی اسدؔ! ہوں سراپا یک خمِ تسلیم، جو مولا کرے ص۱۰۱

مولود[۴]: دیکھیے: احکامِ طالعِ مولود۔

موم[۵]: (۱) خود آرا وحشتِ چشمِ پری سے شب وہ بدخو تھا کہ مومِ آئینۂ تمثال کو تعویذِ بازو تھا ص۲۱

(۲)، (۳) دیکھیے: گدازِ موم [دوبار]۔

مومِ آئینہ ایجاد: حیرت، آفت زدۂ عرضِ دوعالم نیرنگ مومِ آئینۂ ایجاد ہے مغزِ تمکیں ص۸

مومِ جادو: (۱) گدازِ دل کو کرتی ہے کشودِ چشمِ شب پیدا تنک ہے شمع میں جوں مومِ جادو خوابِ بستن کا ص۲۷

(۲) دیکھیے: طلسمِ مومِ جادو۔

مومیائی[۶]: نہ پایا دردمندِ دوریِ یارانِ یک دل نے سوادِ خطِ پیشانی سے نسخہ مومیائی کا ص۱۹

مونس[۷]: (۱) شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہ رہنا چاہیے میرا زانو مونس اور آئینہ تیرا آشنا ص۱۳۹

(۲) شبِ وصال میں مونس گیا ہے بن تکیہ ہوا ہے موجبِ آرامِ جان و تن تکیہ ص۲۰۳

موہوم[۸]: بے دلوں سے ہے تپش، جوں خواہشِ آب از سراب ہے شررِ موہوم، گر رکھتا نہ ہووے سنگ، دل ص۵۳

۱۔ موقوف : سات بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: دوبار]۔
۲۔ موکب : ایک بار [مرکب]۔
۳۔ مولا : ایک بار۔
۴۔ مولود : ایک بار [مرکب]۔
۵۔ موم : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔
۶۔ مومیائی : ایک بار۔
۷۔ مونس : دوبار۔
۸۔ موہوم : ایک بار۔

مویٔہ[1]: ہے گلیمِ سیہِ بختِ پریشاں، کاکل مویٔہ بافتنِ ریشۂ سُنبل تاچند ص ۳۹

مہ[2]: (۱) لے زمیں سے آسماں تک فرش تھیں بیتابیاں شوخیِ بارش سے مہ فوارۂ سیماب تھا ص ۱۵

(۲) نصیبِ آستیں ہے حاصلِ روے عرق آگیں پٹے ہے کہکشاں خرمن سے مہ کے خوشہ پرویں کا ص ۲۸

(۳) ہلال آسا تہی رہ، گر کشادن ہاے دل چاہے ہوا مہ کثرتِ سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر ص ۳۰

(۴) وھاں سیاہی مردمک ہے اور یھاں داغِ شراب مہ حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر نہیں ص ۶۶

(۵) ہاتھ پر گر ہاتھ مارے یار وقتِ قہقہہ کرمکِ شب تاب آسا مہ پرافشانی کرے ص ۸۲

(۶) شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع مہ زسر تا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے ص ۹۶

(۷) ہے ریا کا رُتبہ بالا تر تصور کردنی تیرگی سے داغ کی مہ سیم مس اندودہ ہے ص ۱۰۳

(۸) زہے شب زندہ دارِ انتظارستاں! کہ وحشت سے مژہ پیچک میں مہ کی سوزنِ آسا چیدنی جانے ص ۱۱۵

(۹) ہر مہینے میں جو یہ بدر سے ہوتا ہے ہلال آستاں پر ترے مہ ناصیہ سا ہوتا ہے ص ۲۲۱

دیکھیے ـــــ: (۱۰) پرکالۂ مہ۔ (۱۱) پیچکِ مہ۔ (۱۲) جانشینِ ہالۂ مہ۔ (۱۳) حُسنِ مہ۔ (۱۴)، (۱۵) داغِ مہ [دوبار]۔ (۱۶) دودِ شعلہ جوالۂ مہ۔ (۱۷)، (۱۸) شبِ مہ [دوبار]۔ (۱۹) عکسِ داغِ مہ۔ (۲۰) گردِ ہالۂ مہ۔ (۲۱) لالۂ مہ۔ (۲۲) مہر و مہ۔

مہِ اختر فشاں: مہِ اختر فشاں کی، بہرِ استقبال، آنکھوں سے تماشا کشورِ آئینہ میں آئینہ بند آیا ص ۱۱

مہِ چاردہ: چاہا تھا میں نے، تم کو مہِ چاردہ کہوں دل نے کہا کہ یہ بھی ہے تیرا خیالِ خام ص ۲۸۲

مہِ خرشید جمال: حُسنِ مہ گرچہ بہ ہنگامِ کمال اچھا ہے اُس سے میرا مہِ خرشید جمال اچھا ہے ص ۲۳۹

مہِ رُخوں: سیکھے ہیں مہ رخوں کے لیے ہم مصوری تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیے ص ۲۱۹

مہِ طلعتوں: غافل! اِن مہ طلعتوں کے واسطے چاہنے والا بھی اچھا چاہیے ص ۲۲۳

مہِ محرم: دیکھیے: ہلالِ مہِ محرم۔

مہِ نخشب: چھوڑا مہِ نخشب کی طرح دستِ قضا نے خرشید ہنوز اُس کے برابر نہ ہوا تھا ص ۱۵۲

مہِ نَو: (۱) ختم کر ایک عبارت میں اشاراتِ نیاز جوں مہِ نَو، ہے نہاں گوشۂ ابرو میں جبیں ص ۸

---

[1] مویٔہ : ایک بار۔ [2] مہ : چھیالیس بار [مفرد: نو بار، مرکب: سینتیس بار]۔

(۲) تیری اولاد کے غم سے ہے بروئے گردوں سلکِ اختر میں مہِ نَو، مژۂ گوہر بار ص۱۳۲

(۳) ہاں مہِ نَو! سُنیں ہم اُس کا نام جس کو تو جھک کے کر رہا ہے سلام ص۴۳۵

(۴) مہِ نَو سے ہے رہزن وار نعلِ واژگوں باندھا نہیں ممکن بہ جولاں ہائے گردوں دخل پئے بردن ص۴۴۹

(۵) دیکھیے: ابروے مہِ نَو۔ (۶) دیکھیے: طرفِ نقابِ مہِ نَو۔

مہِ وَش: دیکھیے: ساقیِ مہِ وَش۔

مہِ وَشاں: دیکھیے: (۱) زلفِ مہِ وشاں۔ (۳) دیکھیے: شغلِ انتظارِ مہِ وَشاں۔

مہ واختر: (۱) وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود صبح کو رازِ مہ و اختر کھلا ص۳۹

(۲) دیکھیے: فروغِ مہ واختر۔

مہ وخرشید: (۱) بہ دشت گاہِ امکاں اتفاقِ چشم مشکل ہے مہ و خرشید باہم سازِ یک خوابِ پریشاں ہیں ص۶۲

(۲) پھر ہوا مدحت ترازی کا خیال پھر مہ و خرشید کا دفتر کھلا ص۱۳۰

مہ وسال: شب و روز: افتخارِ لیل و نہار مہ و سال: اشرفِ شہور و سنین ص۲۸۰

مہ دگور: دیکھیے: منصبِ مہر ومہ دگور۔

مہ ومہر: (۱) کون ہے؟ جس کے در پہ ناصیہ سا ہیں مہ و مہر و زہرہ و بہرام ص۱۳۷

(۲) دیکھیے: رونقِ بزمِ مہ ومہر۔

مہاراو راجہ[ا]: خود آسماں ہے مہاراو راجہ پر صدقے کرے گا سیکڑوں اِس تار پر نثار گرہ ص۲۷۸

مہارت[ب]: ہے گرچہ مجھے نکتہ سرائی میں توغل ہے گرچہ مجھے سحر ترازی میں مہارت ص۱۲۷

مہتاب[ج]: دیکھیے ـــــ: (۱)، (۲)، (۳) شبِ مہتاب [تین بار]۔ (۴) پرتوِ مہتاب۔

(۵) دیکھیے: مستِ دیدنِ مہتاب۔

(۶) دیکھیے: دشتِ بے قرار جلوۂ مہتاب۔

مہتابی[د]: صبح دم وہ جلوہ ریز بے نقابی ہو اگر رنگِ رخسارِ گلِ خرشید مہتابی کرے ص۱۰۰

ا- مہاراو راجہ: ایک بار۔
ب- مہارت: ایک بار۔
ج- مہتاب: چھے بار [مرکب]۔
د- مہتابی (کرے): ایک بار۔

مجبورِ[ل] پیام: گوش مجبورِ پیام و چشم محرومِ جمال ایک دل، تس پر یہ ناامیدواری، ہائے ہائے! ص ۲۰۳

مہر[۲] [۱]: دیکھیے ـــــ: (۱) رو مہر۔ (۲) سرد مہر۔ (۳) وفا و مہر۔ (۴) وفا و مہر و محبت۔

مہر و وفا: آج کیوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی تجھے کل تلک تیرا بھی دل مہر و وفا کا باب تھا ص ۱۳۵

(۳) دیکھیے: بہار ریاضِ مہر و وفا۔ (۳) دیکھیے: تعزیتِ مہر و وفا۔

مہر[۳] [۲]: (۱) کون ہے؟ جس کے در پہ ناصیہ سا ہیں مہ و مہر و زہرہ و بہرام ص ۱۳۷

(۲) مہر کا پنا، چرخ چکر کھا گیا بادشہ کا رایت لشکر کھلا ص ۱۴۰

(۳) گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ ہے از بس کہ چرخ قرصِ کافوری ہے مہر از بہرِ سرما خوردگاں ص ۶۶

(۴) زکوٰۃِ حسن دے اے جلوۂ بینش! کہ مہر آسا چراغِ خانۂ درویش ہو کاسہ گدائی کا ص ۱۳۶

(۵) از مہر تا بہ ذرہ دل و دل ہے آئنہ طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئنہ ص ۲۰۱

دیکھیے: (۶) تارِ شعاعِ مہر۔ (۷) رونقِ بزمِ مہ و مہر۔ (۸)، (۹)، (۱۰) شعاعِ مہر [تین بار]۔ (۱۱) صاعقہ و مہر۔ (۱۲) صبح و مہر۔

مہرِ تاباں: (۱) مہرِ تاباں کو ہو تو ہو اے ماہ! قربِ ہر روزہ بر سبیلِ دوام ص ۱۳۶

(۲) تاجِ زریں مہرِ تاباں سے سوا خسروِ آفاق کے منہ پر کھلا ص ۱۳۹

مہرِ جہاں تاب: (۱) کیسا فلک اور مہرِ جہاں تاب کہاں کا ہوگا دلِ بیتاب کسی سوختہ جاں کا ص ۲۸۳

(۲) دیکھیے: شرفِ مہرِ جہاں تاب۔

مہرِ درخشاں: دیکھیے: (۱) زحمتِ مہرِ درخشاں۔ (۲) شعاعِ مہرِ درخشاں۔

مہرِ رخشاں: مہرِ رخشاں کا نام: خسروِ روز ماہِ تاباں کا اسم: شحنۂ شام ص ۱۳۸

مہرِ عالم تاب: صبح دم دروازۂ خاور کھلا مہرِ عالم تاب کا منظر کھلا ص ۱۳۸

مہرِ علم: دیکھیے: شہنشاہ کو اکبِ سپہ مہرِ علم۔

مہرِ فر: دیکھیے: سرورِ مہر فر۔

ل مجبور : ایک بار [مرکب]۔

۲ مہر (۱) : سات بار [مرکب]۔

۳ مہر (۲) : اٹھائیس بار [مفرد: دوبارہ، مرکب: چھبیس بار]۔

مُہرِ نوازش نامہ: مسی آلودہ ہے مُہرِ نوازش نامہ، ظاہر ہے — کہ داغِ آرزوے بوسہ دیتا ہے پیام اُس کا ص۲۲

مُہرِ نماز[1]: (۱) دل از اضطراب آسودہ طاعت گاہِ داغ آیا — بہ رنگِ شعلہ ہے مُہرِ نماز از پانشستن ہا ص۲۳

(۲) صومعے میں اِسے ٹھہرایئے گر مُہرِ نماز — مے کدے میں اِسے خشتِ خُمِ صہبا کہیے ص۱۲۲

(۳) ہم عبادت کو ترا نقشِ قدم، مُہرِ نماز — ہم ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار ص۱۳۳

مہرباں[2]: (۱) شاد و دل شاد و شادماں رکھیو — اور غالبؔ پہ مہرباں رکھیو ص۱۳۱

(۲) سب کے دل میں ہے جگہ تیری، جو تو راضی ہوا — مجھ پہ گویا اک زمانہ مہرباں ہو جائے گا ص۱۸۶

(۳) ہم کو ستم عزیز، ستمگر کو ہم عزیز — نامہرباں نہیں ہے، اگر مہرباں نہیں ص۱۸۸

(۴) نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تو غالبؔ — ترے بے مہر کہنے سے وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو ص۲۰۰

(۵) عمر و دولت سے شادمان رہیں — اور غالبؔ پہ مہربان رہیں ص۲۷۶

(۶) وہ مہرباں ہو، تو انجم کہیں: الٰہی شکر! — وہ خشمگیں ہو، تو گردوں کہے: خدا کی پناہ! ص۲۷۷

(۷) مہرباں ہو کے بلا لو مجھے چاہو جس وقت — میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نہ سکوں ص۱۸۶

دیکھیے ــــــ: (۸) رنجشِ یارِ مہرباں۔ (۹) عیسیِٰ مہرباں۔

مہرباں تر: خدا، یعنی پدر سے مہرباں تر — پھرے ہم در بہ در ناقابلی سے ص۹۱

مہربانی ہاے دشمن[3]: مہربانی ہاے دشمن کی شکایت کیجیے — یا بیاں کیجے سپاسِ لذّتِ آزارِ دوست ص۱۹۵

بھر گیا[4]: پاے افگار پہ جب سے تجھے رحم آیا ہے — خارِ رہ کو ترے ہم مہرگیا کہتے ہیں ص۱۸۷

مُہرہ[5]: (۱) اسدؔ! اندیشۂ ششدر شدن ہے — نہ پھریے مُہرہ ساں خانہ بہ خانہ ص۲۵۱

(۲) زُہد: گردیدن ہے گردِ خانہ ہاے منعماں — دانۂ تسبیح سے میں مہرہ در ششدر ہوا ص۲۰

مہماں[6]: نذرِ خراشِ نالہ سرشکِ نمک اثر — لطفِ کرم بدولتِ مہماں اُٹھایئے ص۶۳

(۲) مدّت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے — جوشِ قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے ص۲۲۵

---

۱ مُہرِ نماز : تین بار۔
۲ مہرباں : دس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: دو بار]۔
۳ مہربانی ہا : ایک بار [مرکّب]۔
۴ بھر گیا : ایک بار [مرکّب]۔
۵ مُہرہ : دو بار [مرکّب]۔
۶ مہمان : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

مہماں پرور: دشتِ اُلفت چمن و آبلہ مہماں پرور — دلِ جبریل کفِ پا پہ مَلے ہے رُخسار ص۴

مہمانِ تغافل: زندانِ تحمل میں مہمانِ تغافل ہیں — بے فائدہ یاروں کو فکرِ غم و شادی ہے ص۱۱۵

مہمیز[1]: دیکھیے: صد جُنبشِ مہمیز۔

مُہیّا[2]: حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق جب آؤں — کہ مثلِ غنچہ سازِ یک گلستاں دل مُہیّا ہو ص۹۷

مہینا[3]: (۱) پھر ہوئی ہے اسی مہینے میں — منعقد محفلِ نشاط قریں ص۲۸۰

(۲) تھی جنوری مہینے کی تاریخ تیرھویں — استادہ ہوگئے لبِ دریا پہ جب خیام ص۱۸۲

(۳)،(۴) دیکھیے: ہر مہینے [دوبار]۔

مے[4]: (۱) اِس عمل میں عیش کی لذت نہیں ملتی اسدؔ — زورِ نسبت مے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک ص۴۹

(۲) بس کہ مے پیتے ہیں اربابِ فنا پوشیدہ — خطِ پیمانۂ مے ہے نفَسِ دزدیدہ ص۷۱

(۳) کجا مے، کو عرق؟ سعیِ عروجِ نشۂ رنگیں تر — خطِ رخسارِ ساقی تا خطِ ساغر چراغاں ہے ص۸۱

(۴) ساقیا! دے ایک ہی ساغر میں سب کو مے، کہ آج — آرزوے بوسۂ لب ہاے مے گوں ہے مجھے ص۱۰۰

(۵) مے ہی پھر کیوں نہ میں پیے جاؤں — غم سے جب ہوگئی ہو زیست حرام ص۱۳۶

(۶) بے مے کسے ہے طاقتِ آشوبِ آگہی — کھینچا ہے عجزِ حوصلہ نے خطِ ایاغ کا ص۱۵۰

(۷) بے خونِ دل، ہے چشم میں موجِ نگہ غبار — یہ مے کدہ خراب ہے مے کے سراغ کا ص۱۵۰

(۸) مے وہ کیوں بہت پیتے بزمِ غیر میں یارب! — آج ہی ہوا منظور اُن کو امتحاں اپنا ص۱۵۹

(۹) رات کے وقت مے پیے، ساتھ رقیب کو لیے — آوے وہ یاں خدا کرے، پر نہ خدا کرے کہ یوں ص۱۶۸

(۱۰) قرض کی پیتے تھے مے، لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں — رنگ لاوے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن ص۱۶۹

(۱۱) حال آنکہ ہے یہ سیلیِ خارا سے لالہ رنگ — غافل کو میرے شیشے پہ مے کا گمان ہے ص۲۰۳

(۱۲) مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو — اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے ص۲۱۹

---

[1] مہمیز : ایک بار [مرکب]۔

[2] مہیا : ایک بار۔

[3] مہینا : چار بار۔

[4] مے : ایک سو دو بار [مفرد: اُنیس بار، مرکب: تراسی بار]۔

(۱۳) کیوں ردِّ قدح کرے ہے زاہد مے ہے، یہ مگس کی قے نہیں ہے ص۲۲۹

(۱۴) مے نے کیا ہے حُسنِ خود آرا کو بے حجاب اے شوق! ہاں، اجازتِ تسلیمِ ہوش ہے ۲۳۰

(۱۵) ساقی گری کی شرم کرو آج، ورنہ ہم ہر شب پیا ہی کرتے ہیں مے جس قدر ملے ص۲۳۶

(۱۶) میں اُنھیں چھیڑوں اور کچھ نہ کہیں چل نکلتے جو مے پیے ہوتے ص۲۴۳

(۱۷) رات پی زمزم پہ مے اور صبح دم دھوئے دھبّے جامۂ احرام کے ص۲۵۰

(۱۸) انجمِ چرخ: گوہر آگیں فرش نور: مے، ماہ: ساغرِ سیمیں ص۲۸۰

(۱۹) عیاں کیفیتِ مے خانہ ہے جو مے گلستاں میں کرے مے، عکسِ شفق ہے اور ساغر، ہے حباب اُس کا ص۴۴۷

دیکھیے:—(۲۰)،(۲۱) آتشِ مے [دوبار]۔(۲۲) آلودہ بہ مے۔(۲۳) بادبانِ کشتیِ مے۔(۲۴)،(۲۵) بزمِ مے [دوبار]۔(۲۶) بطِ مے۔(۲۷) پنبۂ مینائے مے۔(۲۸) پیمانۂ مے۔(۲۹)،(۳۰)،(۳۱) جامِ مے [تین بار]۔(۳۲) جامِ سرشارِ مے۔(۳۳) جائے مے۔(۳۴) حبابِ مے۔(۳۵) خستگیِ مے۔(۳۶) خطِ جامِ مے۔(۳۷)،(۳۸) خُمِ مے [دوبار]۔(۳۹) خطِ پیمانۂ مے۔(۴۰) داغِ مے۔(۴۱)،(۴۲) دریائے مے [دوبار]۔(۴۳) راہِ طلبِ مے۔(۴۴) رنگِ موجِ مے۔(۴۵) رہنِ مے۔(۴۶) ریزۂ شیشۂ مے۔(۴۷) شیشۂ مے۔(۴۸) صافِ مے۔(۴۹) صرفِ بہائے مے۔(۵۰) طوفانِ مے۔(۵۱) غرقۂ مے۔(۵۲) فرمانِ نشۂ مے۔(۵۳) فروغِ مے۔(۵۴) قطرہ فشانی ہائے مے۔(۵۵) قطرۂ مے۔(۵۶)،(۵۷) کیفیتِ مے [دوبار]۔(۵۸) گدائے مے۔(۵۹) گلوئے شیشۂ مے۔(۶۰) لطفِ خمارِ مے۔(۶۰)—(۶۷) موجِ مے [سات بار]۔(۶۸)،(۶۹) مینائے مے [دوبار]۔(۷۰)—(۷۴) نشۂ مے [پانچ بار]۔(۷۵) نیاز گردشِ پیمانۂ مے۔(۷۶) وقتِ مے۔

مے آشامی: اے خیالِ وصل! نادر ہے مے آشامی تری پختگی ہائے کبابِ دل، ہوئی خامی تری ص۹۳

مے اُلفت: عبث ہے خطِ ساغر جلوہ طوقِ گردنِ قمری مے اُلفت سے ہے مینائے سروِ بوستاں خالی ص۲۵۵

مے پرستاں: (۱) پنبۂ مینائے مے رکھ لو تم اپنے کان میں مے پرستاں! نالہ بے صرفہ گو بیہودہ ہے ص۱۰۳

(۲) مے پرستاں! خُم مے منہ سے لگائے ہی بنے ایک دن گر نہ ہوا بزم میں ساقی، نہ سہی ص۲۰۹

مے پرستی: (۱) دیکھیے:—بزمِ مے پرستی۔(۲) وقتِ مے پرستی۔

مَےِ تمثال پری: مَےِ تمثال پری نشۂ مینا آزاد دلِ آئینہ طرب ساغرِ بختِ بیدار ص ۷

مَےِ منجمد: سازِ عریانیِ کیفیتِ دل ہے، لیکن یہ مَیِ تند، نہیں موجِ خرامِ اظہار ص ۳

مَےِ جلوہ: دیکھیے: ارزانیِ مَیِ جلوہ۔

مَےِ ذات: دیکھیے: مستِ مَیِ ذات۔

مَےِ رنجِ خمار: دیکھیے: ساغرِ مَیِ رنجِ خمار۔

مَےِ صدا: دیکھیے: دُردِ مَیِ صدا۔

مَےِ عشرت: مَےِ عشرت کی خواہش ساقیِ گردوں سے کیا کیجے لیے بیٹھا ہے اک دو چار جامِ واژگوں وہ بھی ص ۲۰۲

مَےِ کشیدن: بوسۂ لب سے ملی طبع کو کیفیتِ حال مے کشیدن سے مجھے نشۂ تریاک چڑھا ص ۴۴۵

مَےِ کیفیت...: بہ ہنگامِ تصور ساغرِ زانو سے پیتا ہوں مَیِ کیفیتِ خمیازہ ہائے صبحِ آغوشاں ص ۴۴۹

مَےِ گل رنگ: کیفیتِ دیگر ہے فشارِ دلِ خونیں یک غنچے سے صد خُم مَیِ گل رنگ نکالوں ص ۶۰

مَےِ گلفام: (۱) جو کہ بخشے گا تجھ کو فرِ فروغ کیا نہ دے گا مجھے مَیِ گلفام؟ ص ۱۳۶

(۲) غم کھانے میں بودا دلِ ناکام بہت ہے یہ رنج کہ کم ہے مَیِ گلفام، بہت ہے ص ۲۲۵

مَےِ گل گوں: موسمِ گل میں مَیِ گل گوں حلالِ مے کشاں عقدِ وصلِ دُخترِ رَز، انگور کا ہردانہ تھا ص ۲۵

مَےِ گلنارگوں: کہاں ہے ساقیِ مہ وَش؟ کہاں ہے ابرِ مطیر؟ بہار: لا مَیِ گلنارگوں، بہار: برس ص ۲۶۳

مَےِ گوں: دیکھیے: آرزوے بوسۂ لب ہاے مے گوں۔

مَےِ مردافگنِ عشق: دیکھیے: حریفِ مَیِ مردافگنِ عشق۔

مَےِ مشک بو: ہے چار شنبہ آخرِ ماہِ صفر، چلو رکھ دیں چمن میں، بھر کے مَیِ مشک بو کی ناند ص ۱۲۸

مے و انگبیں: طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ دوزخ میں ڈال دو کوئی لے کر بہشت کو ص ۱۹۷

مے و ساغر: دیکھیے: گزرگاہِ خیالِ مے و ساغر۔

مے و نغمہ: اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ، انھیں کچھ نہ کہو جو مے و نغمہ کو اندوہ رُبا کہتے ہیں ۱۸۷

میخانہ[1]: (۱) بس کہ ہے میخانہ ویراں جوں بیابانِ خراب عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ ہے داغِ شراب ص ۳۱

---

[1] میخانہ : ستره بار [مفرد: چھے بار، مرکب: گیارہ بار]۔

(۲) لکھی یاروں کی بدمستی نے میخانے کی پامالی ہوئی قطرہ فشانی ہائے مے بارانِ سنگ آخر ص۲۰

(۳) کب فقیروں کو رسائی بُتِ مے خوار کے پاس تونبے بو دیجیے میخانے کی دیوار کے پاس ص۴۶

(۴) ہے سنگِ ظلمِ چرخ سے میخانے میں اسدؔ صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل ص۵۱

(۵) رہا آباد عالم اہلِ ہمت کے نہ ہونے سے بھرے ہیں جس قدر جام و سبو، میخانہ خالی ہے ص۲۰۹

(۶) کہاں میخانے کا دروازہ غالبؔ اور کہاں واعظ! پر اتنا جانتے ہیں، کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے ص۲۵۰

دیکھیے ــــ: (۷) ابرِ میخانہ۔ (۸) بدستِ بشکن بشکنِ میخانہ۔ (۹) خاکِ درِ میخانہ۔ (۱۰) دروازۂ میخانہ۔

(۱۱) کیفیتِ میخانہ۔ (۱۲) گدائے کوچۂ میخانہ۔ (۱۳) گوشۂ میخانہ۔

میخانۂ جگر: میخانۂ جگر میں یہاں خاک بھی نہیں خمیازہ کھینچے ہے بتِ بیداد فن ہنوز ص۱۷۱

میخانۂ جنوں: دیکھیے: وسعتِ میخانۂ جنوں۔

میخانۂ دریائے بے ساحل: جوشِ دل ہے، مجھ سے حُسنِ فطرتِ بیدلؔ نہ پوچھ قطرے سے میخانۂ دریائے بے ساحل نہ پوچھ ص۴۷

میخانۂ نیرنگ: دیکھیے: ساغرِ میخانۂ نیرنگ۔

میخانہ ہا: سیرِ ملکِ حُسن کر، میخانہ ہا نذرِ خمار چشمِ مستِ یار سے ہے گردنِ مینا پہ باج ص۳۵

میخوار[۱]: دیکھیے: بُتِ میخوار۔

میخواروں: کھول کر دروازہ میخانہ، بولا مے فروش اب شکستِ توبہ میخواروں کو فتح الباب ہے ص۳۰۳

مے فروش[۲]: دیکھیے: "میخواروں"۔

میکدہ[۳]: (۱) ہر کفِ خاک: جگر تشنۂ صد رنگ ظہور غنچے کے میکدے میں مستِ تامّل ہے بہار ص۳

(۲) خمارِ منتِ ساقی اگر یہی ہے اسدؔ دلِ گداختہ کے میکدے میں ساغر کھینچ ص۳۵

(۳) طلسمِ مستیِ دل آں سوے ہجومِ سرشک ہم ایک میکدہ دریا کے پار رکھتے ہیں ص۴۳

(۴) خنکیِ مے نے تکلف کی میکدے کی آبرو کاسۂ دریوزہ ہے پیمانۂ دستِ سبو ص۶۸

میخانہ ہا : ایک بار۔
۱۔ میخوار : ایک بار [مرکب]۔
میخواروں : ایک بار۔

۲۔ مے فروش : ایک بار۔
۳۔ میکدہ : تیرہ بار [مفرد: نو بار، مرکب: چار بار]۔

(۵) صومعے میں اسے ٹھہرایئے گر مُہرِ نماز میکدے میں اسے خشتِ خُمِ صہبا کہیے ص۱۲۲

(۶) میکدے میں ہو اگر آرزوے گل چینی بھول جا یک قدحِ بادہ بہ طاقِ گلزار ص۱۲۲

(۷) بے خونِ دل، ہے چشم میں موجِ نگہ غبار یہ میکدہ خراب ہے مَے کے سراغ کا ص۱۵۰

(۸) جب میکدہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید مسجد ہو، مدرسہ ہو، کوئی خانقاہ ہو ص۱۹۷

(۹) میکدہ گر چشمِ مستِ ناز سے پاوے شکست موے شیشہ، دیدۂ ساغر کی مژگانی کرے ص۲۱۱

دیکھیے:— (۱۰) رندانِ درِ میکدہ۔ (۱۱) گلشن و میکدہ۔

میکدۂ بے خروش: دیدار بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہ مست بزمِ خیال میکدۂ بے خروش ہے ص۲۳۰

میکدۂ وفاق: گلشنِ اتفاق میں ایک، بہارِ بے خزاں میکدۂ وفاق میں بادۂ بے خمار ایک ص۲۹۶

میکش[۱]: خیالِ جلوۂ گل سے خراب ہیں میکش شراب خانے کے دیوار و در میں خاک نہیں ص۱۸۳

میکشِ مضموں: میکشِ مضموں کو حُسنِ ربطِ خط کیا چاہیے لغزشِ رفتارِ خامہ مستیِ تحریر ہے ص۹۵

میکشاں: (۱) نہ چھوڑو محفلِ عشرت میں جاے میکشاں! خالی کمیں گاہِ بلا ہے، ہو گیا شیشہ جہاں خالی ص۳۵۵

دیکھیے:— (۲) طلالِ میکشاں۔ (۳) کارِ میکشاں۔

مَے کشی[۲]: (۱) کہوں کیا گرم جوشی مے کشی میں شعلہ رویاں کی کہ شمعِ خانۂ دل آتشِ مَے سے فروزاں کی ص۷۶

(۲) تو نے قسم مے کشی کی کھائی ہے غالبؔ! تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے ص۲۰۸

(۳) مے کشی کو نہ سمجھ بے حاصل بادہ غالبؔ! عرقِ بید نہیں ص۳۱۹

دیکھیے:— (۴) آلاتِ مے کشی۔ (۵) آہنگِ مے کشی۔ (۶) بزمِ مے کشی۔

مَے نوشاں[۳]: دیکھیے: خطِ جامِ مَے نوشاں۔

میانِ کُہسار[۴]: بُت کدہ بہرِ پرستشگری قبلۂ ناز باندھے زُنّارِ رگِ سنگ میانِ کہسار ص۴

میدان[۵]: (۱) تاک کے جی میں کیوں رہے ارمان آئے، یہ گوے اور یہ میدان! ص۱۳۰

۱۔ میکش : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
میکشاں : تین بار [مرکب: دو بار]۔
۲۔ مے کشی : پانچ بار [مرکب: دو بار]۔
۳۔ مے نوشاں : ایک بار [مرکب]۔
۴۔ میان : ایک بار [مرکب]۔
۵۔ میدان : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

دیکھیے:(۲)مردِ میداں۔(۳) یک عربدہ میداں۔(۴)شیر افگنِ میدانِ قالی۔

میدانِ نزاع: دیکھیے: گردِ میدانِ نزاع۔

میدانِ ہوس: بجز خاک بہ سر کردن بے فائدہ حاصل؟ ہرچند بہ میدانِ ہوس تاختنی ہے ص۱۱۱

میر[1]: میرؔ کے شعر کا احوال کہوں کیا غالبؔ جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں ص۵۷

(۲) ریختے کے تمھیں استاد نہیں ہو غالبؔ کہتے ہیں: اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا ص۱۵۹

[مزید دیکھیے: قولِ ناسخ]

میر آب[2] سرکارِ چمن: وحشت افزا گریہ ہا موقوفِ فصلِ گل اسدؔ چشمِ دریا بار ہے میر آبِ سرکارِ چمن ص۵۹

میرزا جعفر[3]: (۱) ہوئی جب میرزا جعفر کی شادی ہوا بزمِ طرب میں رقصِ ناہید ص۱۲۹

(۲) خجستہ انجمنِ طوے میرزا جعفر کہ جس کے دیکھے سے، سب کا ہوا ہے جی محظوظ ص۱۲۹

میرزا صاحب[4]: دل لگا کر آپ بھی غالبؔ مجھی سے ہوگئے عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحب مجھے ص۲۱۳

میرزا یوسف[5]: دی مرے بھائی کو حق نے از سرِ نو زندگی میرزا یوسف، ہے غالبؔ یوسفِ ثانی مجھے ص۲۳۲

میرزائی[6]: دیکھیے: غرورِ میرزائی۔

میزانِ[7] طبیعت: میں جو گردوں کو بہ میزانِ طبیعت تولا تھا یہ کم وزن کہ ہم سنگِ کفِ خاک چڑھا ص۲۲۵

میزانِ عدل: دیکھیے: غفلت متاع کفّۂ میزانِ عدل۔

میزبانِ[8] قیصر و جم: بزم میں میزبانِ قیصرؔ و جمؔ رزم میں اوستادِ رستمؔ و سامؔ ص۲۴۷

میسّر[9]: (۱) ہوا نہ غلبہ میسّر کبھی کسی پہ مجھے کہ جو شریک ہو میرا، شریکِ غالبؔ ہے ص۱۲۹

(۲) بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا ص۱۵۰

میکلوڈ[10]: جم رتبہ میکلوڈؔ بہادر، کہ وقتِ رزم تُرکِ فلک کے ہاتھ سے وہ چھین لیں حسام ص۲۸۲

[نیز دیکھیے: مکلوڈ]۔

میلِ راہِ مژگاں: دیکھیے: طولِ میلِ راہِ مژگاں۔

۱۔ میر : دوبار۔
۲۔ میر آب : ایک بار [مرتب]۔
۳۔ میرزا جعفر : دوبار۔
۴۔ میرزا صاحب : ایک بار۔
۵۔ میرزا یوسف : ایک بار۔
۶۔ میرزائی : ایک بار [مرتب]۔
۷۔ میزان : دوبار [مرتب]۔
۸۔ میزبان : ایک بار [مرتب]۔
۹۔ میسّر : دوبار۔
۱۰۔ میکلوڈ : ایک بار۔ ۱۱۔ میل (۱) : ایک بار۔

میلِ سرمہ: نہیں ہے ضبط جو مشاقیٔ ہائے غم آرائی کہ میلِ سرمہ چشمِ داغ میں ہے آہِ خاموشاں ص ۲۲۹

میلا: شہر میں چھڑیوں کے میلے کی ہے بھیڑ آج عالم اور ہے بازار کا ص ۲۶۳

میلوں: مسلمانوں کے میلوں کا ہوا قُل بجے ہے جوگ مایا اور دیہی ص ۲۶۲

مینا: (۱) ہے سنگِ ظلمِ چرخ سے بے خانے میں اسدؔ صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل ص ۵۱

(۲) لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری موجِ مے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں ص ۱۸۵

(۳) زبس ہے ناز بردارِ غرورِ نشۂ صہبا رگِ بالیدۂ گردن ہے موجِ بادہ در مینا ص ۲۲۷

دیکھیے: (۴) ـ (۷) پنبۂ مینا [چار بار]۔ (۸) تارِ نگاہِ سوزنِ مینا۔ (۹) ریزۂ مینا۔ (۱۰)، (۱۱) زُنّارِ مینا [دوبار]۔ (۱۲)، (۱۳) ساغر و مینا [دوبار]۔ (۱۴) ـ (۱۶) گردنِ مینا [تین بار]۔ (۱۷) مغزِ پنبۂ مینا۔ (۱۸) نشۂ مینا آزاد۔ (۱۹) یک پنبۂ مینا۔

میناشکستگاں: برہم زنِ دو عالم تکلیفِ یک صدا ہے مینا شکستگاں کو کہسار خوںبہا ہے ص ۹۳

مینائے بےشراب: شرمندہ رکھتے ہیں مجھے بادِ بہار سے مینائے بے شراب و دلِ بے ہوائے گل ص ۱۷۶

مینائے خالی: عروجِ نشہ ہے سر تا قدم قدِ چمن رویاں بجائے خود وگرنہ سرو بھی مینائے خالی ہے ص ۹۷

مینائے سروِ بوستاں: عبث ہے خطِّ ساغر جلوہ طوقِ گردنِ قمری مَی الفت سے ہے مینائے سروِ بوستاں خالی ص ۲۵۵

مینائے مَے: (۱) عزلت گزینِ بزم ہیں واماندگانِ دید مینائے مے ہے آبلہ پائے نگاہ کا ص ۱۹

(۲) مینائے مے ہے سرو، نشاطِ بہار سے بالِ تدرو، جلوۂ موجِ شراب ہے ص ۲۰۶

(۳) دیکھیے: پنبۂ مینائے مے۔

مینائی: دیکھیے: (۱) دعوائے مینائی۔ (۲) روکشِ سطحِ چرخِ مینائی۔ (۳) محوِ نازِ مینائی۔

میوہ: (۱) وہ چُھوارے باغ سے میوہ، جسے پھاند جاتا یاد ہو دیوار کا [قادرنامہ]

(۲) ہے اصلِ تخمِ ہند سے، اور اس زمین سے پھیلا ہے سب جہان میں یہ میوہ دور دور ص ۲۶۳

میوہ‌ہائے تازۂ شیریں: وہ میوہ ہائے تازۂ شیریں کہ واہ واہ! وہ بادہ ہائے نابِ گوارا کہ ہائے ہائے! ص ۱۲۳

میہمان: دلّی کے رہنے والو! اسدؔ کو ستاؤ مت بے چارہ چند روز کا یہاں میہمان ہے ص ۷۳

میہمانی: یہی بار بار جی میں مرے آئے ہے کہ غالبؔ کروں خوانِ گفتگو پر دل و جاں کی میہمانی ص ۱۰

۱۔ میل (۲): ایک بار۔
۲۔ میلا: ایک بار۔
میلوں: ایک بار۔
۳۔ مینا: چھتیس بار [مفرد: دو بار، مرکب: چونتیس بار]۔
۴۔ مینائی: تین بار [مرکب]۔
۵۔ میوہ: دو بار۔
میوہ ہا: ایک بار [مرکب]۔
۶۔ میہمان: ایک بار۔
میہمانی: ایک بار۔

ن

ناآشنا[1]: (۱) خود پرستی سے رہے باہدگر ناآشنا بیکسی میری شریک، آئینہ تیرا آشنا ص۱۹

(۲) ربطِ یک شیرازۂ وحشت ہیں اجزائے بہار سبزہ بیگانہ، صبا آوارہ، گُل ناآشنا ص۱۹

ناآفریدہ[2]: دیکھیے ــــــ: (۱) عندلیبِ گلشنِ ناآفریدہ۔ (۲) گلشنِ ناآفریدہ۔

ناأمید[3]: (۱) ناسازیِ نصیب درشتیِ غم سے ہے أمید ناأمید و تمنا شکستہ دل ص۵۱

(۲) دیکھیے: دلِ ناأمید۔

ناأمیدتر[4]: سمجھا ہوا ہوں عشق میں نقصاں کو فائدہ جتنا کہ ناأمید تر، أمیدوار تر ص۴۱

ناأمیدواری[5]: گوش مہجورِ پیام و چشم محرومِ جمال ایک دل، تس پر یہ ناأمیدواری، ہائے ہائے! ص۲۰۲

ناأمیدی[6]: ناأمیدی نے بہ تقریبِ مضامینِ خمار کوچۂ موج کو خمیازۂ ساحل باندھا ص۱۳

(۲) یاس، آئینۂ پیدائیِ استغنا ہے ناأمیدی، ہے پرستارِ دلِ رنجیدہ ص۴۷

(۳) یک در بروئے رحمت بستہ دو ر شش جہت ناأمیدی ہے، خیالِ خانہ ویراں کیا کرے ص۱۰۱

(۴) منحصر مرنے پہ ہو جس کی أمید ناأمیدی اُس کی دیکھا چاہیے ص۲۲۳

(۵) سنبھلنے دے مجھے اے ناأمیدی، کیا قیامت ہے! کہ دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے ص۲۲۵

دیکھیے ــــــ: (۶) أمید و ناأمیدی۔ (۷) طلسمِ ناأمیدی۔ (۸) عروجِ ناأمیدی۔ (۹) ہجومِ ناأمیدی۔ (۱۰) ہمہ ناأمیدی۔

۱۔ ناآشنا : دوبار۔
۲۔ ناآفریدہ : دوبار [مرکب]۔
۳۔ ناأمید : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
۴۔ ناأمیدتر : ایک بار۔
۵۔ ناأمیدواری : ایک بار۔
۶۔ ناأمیدی : دس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: پانچ بار]۔

نا انصاف[1]: دیکھیے: فلکِ نا انصاف۔

تاب[2]: (۱)، (۲) دیکھیے: بادۂ تاب [دوبار]۔ (۳) بادہ ہائے تاب گوارا۔ (۴) خونِ ناب۔ (۵) گریباں چاک کی موجِ بادۂ تاب۔

نابکار[3]: دعا یہ ہے کہ مخالف کے دل میں از روئے بغض پڑی ہے یہ جو بہت سخت نابکار گرہ ص۲۷۹

نابینا[4]: دیکھیے: پردہ ہائے چشمِ نابینا۔

ناپیدا[5]: (۱) یہ رہنِ شرم ہے، باوصفِ شوخی، اہتمام اُس کا نگیں میں، جوں شرارِ سنگ ناپیدا ہے نام اُس کا ص۲۳

(۲) صبح ناپیدا ہے کلفت خانۂ ادبار میں توڑنا ہوتا ہے رنگِ یک نفس ہر شب مجھے ص۸۶

(۳) درد ناپیدا و بیجا تُہمتِ وارستگی پردہ دارِ یادگی ہے وسعتِ مشرب مجھے ص۸۶

ناتمام[6]: (۱) شکستِ رنگ کی لائی سحر شبِ سنبل پہ زلفِ یار کا افسانہ ناتمام رہا ص۳۰

(۲) فکر اچھی، پہ ستائش ناتمام عجزِ اعجازِ ستائش گر کھلا ص۱۳۱

ناتمامی: (۱) ہر چند عمر گزری آزردگی میں، لیکن ہے شرحِ شوق کو بھی جوں شکوہ ناتمامی ص۷۵

(۲) تغافل مشربی سے ناتمامی بس کہ پیدا ہے نگاہِ ناز چشمِ یار میں زنّارِ مینا ہے ص۸۳

(۳) جی جلے ذوقِ فنا کی ناتمامی پر نہ کیوں ہم نہیں جلتے، نفس ہر چند آتش بار ہے ص۲۱۳

(۴) دیکھیے: داغِ ناتمامی۔

ناتمامیِ نفسِ شعلہ بار: جلتا ہے دل، کہ کیوں نہ ہم اک بار جل گئے اے ناتمامیِ نفسِ شعلہ بار، حیف! ص۱۷۵

ناتواں[7]: (۱) مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر بہ پائے خفتہ سیرِ وادیِ پُرخار بستر ہے ص۸۵

(۲) جنوں افسردہ و جاں ناتواں، اے جلوہ! شوخی کر گئی یک عمر خود داری بہ استقبالِ رعنائی ص۹۲

(۳) ہوا چرخِ خمیدہ ناتواں بارِ علائق سے کہ ظاہر پنجۂ خرشید، دستِ زیرِ پہلو ہے ص۹۸

(۴) ہنستے ہیں، دیکھ دیکھ کے سب ناتواں مجھے یہ رنگِ زرد، ہے چمنِ زعفراں مجھے ص۲۰۲

ناتوانائی[8]: نگہ اُس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی پرِ بالش ہے وقتِ دید مژگانِ تماشائی ص۹۲

۱۔ نا انصاف : ایک بار [مرتّب]۔
۲۔ تاب : پانچ بار [مرتّب]۔
۳۔ نابکار : ایک بار۔
۴۔ نابینا : ایک بار [مرتّب]۔
۵۔ ناپیدا : تین بار۔
۶۔ ناتمام : دو بار۔ ناتمامی: پانچ بار [مرتّب: دو بار]۔
۷۔ ناتواں : چار بار۔
۸۔ ناتوانائی : ایک بار۔

ناتوانی[1]: ناتوانی ہے تماشائیِ عمرِ رفتہ رنگ نے آئنہ آنکھوں کے مقابل باندھا ص ۱۳

(۲) دریغ اے ناتوانی! ورنہ ہم ضبط آشنایاں نے طلسمِ رنگ میں باندھا تھا عہدِ اُستوار اپنا ص ۱۵

(۳) بیکسی افسردہ ہوں، اے ناتوانی کیا کروں! جلوۂ خرشید سے ہے گرم پہلوے ہلال ص ۵۲

(۴) ہوئی ہے ناتوانی بے دماغ شوخیِ مطلب فرو ہوتا ہے سرسجدے میں، اے دستِ دعا! گم ہو ص ۶۸

(۵) کماں ہم بھی رگ وپَے رکھتے ہیں، انصاف بہتر ہے نہ کھینچے طاقتِ خمیازہ تہمت ناتوانی کی ص ۷۶

(۶) ناتوانی سے نہیں سر در گریبانی اسدؔ ہوں سراپا یک خمِ تسلیم، جو مولا کرے ص ۱۰۱

(۷) زخمِ دل پر باندھیے حلواے مغزِ اُستخواں تندرستی فائدہ اور ناتوانی مفت ہے ص ۱۱۳

(۸) ناتوانی ہے تماشائیِ عمرِ رفتہ رنگ نے آئنہ آنکھوں کے مقابل باندھا ص ۱۳

(۹) مرگیا صدمۂ یک جنبشِ لب سے غالبؔ ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسیٰ نہ ہوا ص ۱۳۲

(۱۰) ہو فشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود! قد کے جھکنے کی بھی گنجائش مرے تن میں نہیں ص ۱۸۵

(۱۱) اُدھر وہ بدگمانی ہے، اِدھر یہ ناتوانی ہے نہ پوچھا جائے ہے اس سے، نہ بولا جائے ہے مجھ سے ص ۲۲۵

(۱۲) ناتوانی نے نہ چھوڑا بس کہ بیش از عکسِ جسم مفتِ واگستردنی ہے فرشِ خواب آئینے پر ص ۲۲۷

دیکھیے:- (۱۳) سپاسِ ناتوانی۔ (۱۴) شہیدِ ناتوانی۔ (۱۵) فرطِ ناتوانی۔ فریبِ ناتوانی۔

ناتوانیِ شمع: غم اُس کو حسرتِ پروانہ کا ہے، اے شعلے! ترے لرزنے سے ظاہر ہے ناتوانیِ شمع ص ۱۷۳

ناتوانی ہاے دل: دیکھیے: نازِ ناتوانی ہاے دل۔

ناج[2]: ہوا ناج کے، جو ہے مقلوبِ جاں نہ وہاں آم پائیں، نہ انگور پائیں ص ۲۶۳

ناچار[3]: (۱) جس پاس روزہ کھول کے کھانے کو کچھ نہ ہو روزہ اگر نہ کھائے تو ناچار کیا کرے! ص ۱۲۸

(۲) یہ بھی ناچار جی کا کھونا ہے شرم سے پانی پانی ہونا ہے ص ۱۳۰

(۳) تھک تھک کے ہر مقام پہ دو چار رہ گئے تیرا پتا نہ پائیں تو ناچار کیا کریں! ص ۱۹۱

(۴) دل کے خوں کرنے کی کیا وجہ، ولیکن ناچار پاسِ بے رونقیِ دیدہ اہم ہے ہم کو ص ۱۹۵

ا۔ ناتوانی : سترہ بار [مفرد: بارہ بار، مرکب: پانچ بار]۔
ناتوانی ہا : ایک بار [مرکب]۔

۲۔ ناج : ایک بار۔
۳۔ ناچار : چھے بار۔

(۵) ناچار بیکسی کی بھی حسرت اُٹھائیے — دشواریِ رہ و ستمِ ہمرہاں نہ پوچھ — ص۲۰۱

(۶) آگ سے، پانی میں بجھتے وقت، اُٹھتی ہے صدا — ہر کوئی درماندگی میں نالے سے ناچار ہے — ص۲۱۲

ناچیز[۱]: دیکھیے: (۱) ذرّۂ ناچیز۔ (۲) ہراک ناچیز۔

ناحق[۲]: (۱) پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق — آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا؟ — ص۱۵۹

(۲) ایک دن تجھ کو لڑا دیں گے کہیں — مفت میں ناحق کٹا دیں گے کہیں — ص۲۶۶

ناخدا[۳]: دیکھیے: ستم وجورِ ناخدا۔

ناخداترس[۴]: ترے نوکر ترے در پر اسدؔ کو ذبح کرتے ہیں — ستمگر، ناخداترس، آشناکش! ماجرا کیا ہے؟ — ص۸۳

ناخریدہ[۵]: دیکھیے: بندۂ بے درم ناخریدہ۔

ناخن[۶]: (۱) دامانِ شفق طرفِ نقابِ مہِ نو ہے — ناخن کو جگر کاوی میں بے رنگ نکالوں — ص۶۰

(۲) ہجومِ گریہ سوے دل، خوشا سرمایۂ طوفاں! — برانگشتِ حسابِ اشک ناخن نعلِ واژوں ہے — ص۱۱۱

(۳) کاٹ کر پھینکیے ناخن تو بہ اندازِ ہلال — قوتِ نامیہ اُس کو بھی نہ چھوڑے بیکار — ص۱۳۲

(۴) کاوش کا دل کرے ہے تقاضا، کہ ہے ہنوز — ناخن پہ قرض اُس گرہِ نیم باز کا — ص۱۵۵

(۵) دوست غمخواری میں میری سعی فرماویں گے کیا؟ — زخم کے بھرتے تلک ناخن نہ بڑھ جاویں گے کیا؟ — ص۱۵۵

(۶) دل سے مٹنا تری انگشتِ حنائی کا خیال — ہوگیا گوشت سے ناخن کا جُدا ہوجانا — ص۱۵۶

(۷) درماندگی میں غالبؔ کچھ بن پڑے تو جانوں — جب رشتہ بے گرہ تھا، ناخن گرہ کُشا تھا — ص۱۵۸

(۸) خوں ہے دل خاک میں احوالِ بتاں پر، یعنی — اُن کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد — ص۱۶۶

(۹) پھر جگر کھودنے لگا ناخن — آمدِ فصلِ لالہ کاری ہے — ص۲۲۳

دیکھیے ـــــ: (۱۰) ذوقِ کاوشِ ناخن۔ (۱۱) سرِناخن۔

ناخنِ انگشت: بس کہ حیرت سے زپا اُفتادۂ زنہار ہے — ناخنِ انگشت، تبخالِ لبِ بیمار ہے — ص۸۳

ناخنِ انگشتِ خوباں: کاوشِ دزدِ حنا، پوشیدہ افسوں ہے مجھے — ناخنِ انگشتِ خوباں، نعلِ واژوں ہے مجھے — ص۹۹

---

۱ ناچیز : دوبار [مرکّب]۔
۲ ناحق : دوبار۔
۳ ناخدا : ایک بار [مرکّب]۔
۴ ناخداترس : ایک بار۔
۵ ناخریدہ : ایک بار [مرکّب]۔
۶ ناخن : ستائیس بار [مفرد: نو بار، مرکّب: اٹھارہ بار]۔

ناخنِ بریدہ: (۱) رکھا غفلت نے دور اُفتادۂ ذوقِ فنا، ورنہ اشارت فہم کو ہر ناخنِ بریدہ، ابرو تھا ص۲۲

(۲) وا کیا ہرگز نہ میرا عقدۂ تارِ نفس ناخنِ بریدہ، ہے تیغِ صفاہانی مجھے ص۸۶

ناخنِ پا: شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع سر ز سر تا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے ص۹۶

ناخنِ تاویل: وہ کہ جس کے ناخنِ تاویل سے عقدۂ احکامِ پیغمبر کھلا ص۳۹

ناخنِ تدبیر: (۱) یہاں رہ گئے ہیں ناخنِ تدبیر ٹوٹ کر جوہر طلسمِ عقدۂ مشکل ہے آئنہ ص۷۰

(۲) دیکھیے: بُنِ ناخنِ تدبیر۔

ناخنِ تیغِ بتاں: نغمہ ہا وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس ناخنِ تیغِ بتاں شاید کہ مضرابی کرے ص۱۰۰

ناخنِ دخلِ عزیزاں: (۱) عیادت سے اسدؔ میں بیش تر بیمار رہتا ہوں سبب ہے ناخنِ دخلِ عزیزاں سینہ خستن کا ص۲۷

(۲) ناخنِ دخلِ عزیزاں یکقلم ہے نقب زن پاسبانیِ طلسمِ گنجِ تنہائی عبث ص۳۴

ناخنِ دستِ نگاریں: دیکھیے: بجوِ ناخنِ دستِ نگاریں۔

ناخنِ زدن: مجھ میں اور مجنوں میں وحشت، سازِ دعویٰ ہے اسدؔ برگ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں ص۴۳

ناخنِ شمشیر: دیکھیے: نوکِ ناخنِ شمشیر۔

ناخنِ غم: وہاں ہجومِ نغمہ ہائے سازِ عشرت تھا اسدؔ ناخنِ غم یہاں سرِ تارِ نفس، مضراب تھا ص۱۵

ناخنِ مطرب: دیکھیے: برگ ریزِ ناخنِ مطرب۔

ناخنکِ دیدۂ اختر[1]: اگر وہ آفتِ نظارہ جلوہ گستر ہو ہلال، ناخنکِ دیدہ ہائے اختر ہو ص۶۷

ناخوانده[2]: دیکھیے: (۱) سبقِ ناخوانده۔ (۲) ورقِ ناخوانده۔

ناخوش[3]: (۱) سب رقیبوں سے ہوں ناخوش، پر زنانِ مصر سے ہے زلیخا خوش، کہ محوِ ماہِ کنعاں ہو گئیں ص۱۹۱

(۲) دیکھیے: خوش و ناخوش۔

ناداں[4]: (۱) مانعِ بادہ کشی ناداں ہے، لیکن اے اسدؔ! بے ولائے ساقیِ کوثر کشیدن منع ہے ص۱۳

(۲) ہووے نہ غبارِ دل تسلیم زمیں گیراں مغرور نہ ہو ناداں! سر تا سرِ گیتی ہے ص۱۱۵

۱۔ ناخنک : ایک بار [مرکب]۔
۲۔ ناخوانده : دو بار [مرکب]۔
۳۔ ناخوش : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
۴۔ ناداں : سات بار [مفرد: چار بار، مرکب: تین بار]۔

(۳) فائدہ کیا، سوچ، آخر تو بھی دانا ہے اسدؔ دوستی ناداں کی ہے، جی کا زیاں ہو جائے گا ص ۱۵۱

(۴) ناداں ہو، جو کہتے ہو کہ کیوں جیتے ہیں غالبؔ؟ قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن اور ص ۱۷۱

دیکھیے ــــــ: (۵)، (۶) دلِ ناداں [دوبار]۔ (۷) صیادِ ناداں۔

نادانی[۱]: دیکھیے: ہمہ نادانی۔

نادانستہ[۲]: گئے وہ دن کہ نادانستہ، غیروں کی وفاداری کیا کرتے تھے تم تقریر، ہم خاموش رہتے تھے ص ۱۳۳

نادر[۳]: (۱) اے خیالِ وصل! نادر ہے نئے آشامی تری پختگی ہائے کباب دل ہوئی خامی تری ص ۹۳

(۲) دیکھیے: نسخۂ نادر۔

نادرست[۴]: دیکھیے: عقلِ سازِ نادرست۔

نادمیدہ[۵]: دیکھیے: آبلۂ نادمیدہ۔

نادیدہ[۶]: دیکھیے: چشمِ غفلت نظرِ شبنم خورِ نادیدہ۔

نادیدہ صفت: دیکھیے: سینۂ شعلۂ نادیدہ صفت۔

نار[۷]: ملتی ہے خوئے یار سے نار، التہاب میں کافر ہوں، گر نہ ملتی ہو راحت عذاب میں ص ۱۸۸

نارسا[۸]: (۱) دوست دارِ دشمن ہے، اعتمادِ دل معلوم! آہ بے اثر دیکھی، نالہ نارسا پایا ص ۱۴۳

دیکھیے ــــــ: (۲) آہِ نارسا۔ (۳) اثر کندیِ فریادِ نارسا۔ (۴) جنونِ نارسا۔ (۵) خجلت گدازیِ نفسِ نارسا۔ (۶) دستِ سعیِ نارسا۔ (۷) دماغِ نارسا۔ (۸) نالۂ نارسا۔

نارسائی: (۱) بس کہ عاجز نارسائی سے کبوتر ہو گیا صفحۂ نامہ غلافِ بالشِ پر ہو گیا ص ۲۹

دیکھیے ــــــ: (۲) اضطرابِ نارسائی۔ (۳) شرمِ نارسائی [دوبار]۔

نارنج[۹]: دیکھیے: ریزۂ نارنج صفت۔

۱۔ نادانی : ایک بار [مرکب]۔
۲۔ نادانستہ : ایک بار۔
۳۔ نادر : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
۴۔ نادرست : ایک بار [مرکب]۔
۵۔ نادمیدہ : ایک بار [مرکب]۔
۶۔ نادیدہ : دوبار [مرکب]۔
۷۔ نار : ایک بار۔
۸۔ نارسا : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔
نارسائی : چار بار [مرکب: تین بار]۔
۹۔ نارنج : ایک بار [مرکب]۔

نازؔ [ا]:

(۱) ورنہ وہ ناز ہے، جس گلشنِ بیداد سے تھا طورِ مشعل بہ کفِ از جلوۂ تجزیہِ بہار ص ۴

(۲) کیا کس شوخ نے ناز ازسرِ تمکیں نشستن کا؟ کہ شاخِ گل کا خم، انداز ہے بالیں شکستن کا ص ۲۷

(۳) اے بہ سرابِ حُسنِ خلق تشنۂ سعیِ امتحاں! شوق کو منفعل نہ کر، ناز کو التجا سمجھ ص ۴۲

(۴)،(۵) تھا ایک گونہ ناز جو اپنے کمال پر اُس ناز کا فلک نے لیا مجھ سے انتقام ص ۲۸۲

(۶) عرضِ نیازِ عشق کے قابل نہیں رہا جس دل پہ ناز تھا مجھے، وہ دل نہیں رہا ص ۱۵۳

(۷) وہ بھی دن ہو! کہ اُس ستمگر سے ناز کھینچوں، بجائے حسرتِ ناز ص ۱۶۲

(۸) نہ اتنا بُرشِ تیغِ جفا پر ناز فرماؤ مرے دریائے بیتابی میں ہے اک موجِ خوں وہ بھی ص ۲۰۲

(۹) لگدکوبِ حوادث کا تحمّل کر نہیں سکتی مری طاقت، کہ ضامن تھی بُتوں کے ناز اُٹھانے کی ص ۲۰۳

(۱۰) نقش کو اُس کے مصوّر پر بھی کیا کیا ناز ہیں! کھینچتا ہے جس قدر، اُتنا ہی کِھنچتا جائے ہے ص ۲۲۲

(۱۱) جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے جاں، کالبدِ صورتِ دیوار میں آوے ص ۲۲۳

دیکھیے ـــــــ: (۱۲) آبِ تیغِ ناز۔ (۱۳) آئنۂ ناز۔ (۱۴) آئینۂ ناز۔ (۱۵) اک ادائے ناز۔ (۱۶) التفاتِ ناز۔ (۱۷) انجمنِ ناز۔ (۱۸) بزمِ ناز۔ (۱۹) بسملۂ مصحفِ ناز۔ (۲۰)،(۲۱) بہارِ ناز [دوبار]۔ (۲۲) پرِ پروازِ زلفِ ناز۔ (۲۳) پرستش گریِ قبلۂ ناز۔ (۲۴) پروازِ شوقِ ناز۔ (۲۵) پروازِ آشیانۂ عنقائے ناز۔ (۲۶) پوشیدہ چشمی ہائے ناز۔ (۲۷) تمثالِ ناز۔ (۲۸) تیغِ ناز۔ (۲۹) جُراتِ ناز۔ (۳۰) جگر تختۂ ناز۔ (۳۱) چشمِ مستِ ناز۔ (۳۲) چشمکِ نگہِ ناز۔ (۳۳) حسرتِ ناز۔ (۳۴) حقِ ودیعتِ ناز۔ (۳۵) حیرت کدۂ شوخیِ ناز۔ (۳۶) خرامِ ناز۔ (۳۷) خلشِ غمزہ ہائے ناز۔ (۳۸) خلوتِ ناز۔ (۳۹) درعدالتِ ناز۔ (۴۰) دماغِ ناز۔ (۴۱) رعدِ تمامِ ناز۔ (۴۲) ریزش ہائے استقبالِ ناز۔ (۴۳) خمِ تیغِ ناز۔ (۴۴) سبقِ ناز۔ (۴۵)،(۴۶) سراپا ناز [دوبار]۔ (۴۷) سلسلۂ ناز۔ (۴۸) سلسلۂ وحشتِ ناز۔ (۴۹) سوارِ سمندِ ناز۔ (۵۰) شگفتنِ گل ہائے ناز۔ (۵۱) طلبِ مستیِ ناز۔ (۵۲) طلسمِ ناز۔ (۵۳) طومارِ ناز۔ (۵۴) عرضِ ناز۔ (۵۵) عزمِ ناز۔ (۵۶) غرورِ عزّ و ناز۔ (۵۷) فرشِ رہِ ناز۔ (۵۸) فرقِ ناز۔ (۵۹) فسونِ نگہِ ناز۔ (۶۰) گرمِ خرامِ ناز۔ (۶۱) لذّتِ ایجادِ ناز۔ (۶۲) محوِ

ا۔ ناز : ایک سو اکیس بار
[مفرد: گیارہ بار، مرکب: ایک سو گیارہ بار]۔

نازہا : ایک بار [مرکب]۔
نازاں : ایک بار۔

خوابِ ناز۔(۶۳) مدحِ ناز۔(۶۴) مسند نشینِ بارگاہِ ناز۔(۶۵)،(۶۶) مشقِ ناز [دوبار]۔(۶۷) مشقِ تجرات ناز۔(۶۸) ناوکِ ناز۔(۶۹) نشاں دارِ ناز۔(۷۰) نصیبِ نگہِ معنی ناز۔(۷۱)،(۷۲)،(۷۳) نگاہِ ناز [تین بار]۔(۷۴)،(۷۵) نگاہِ بے حجابِ ناز [دوبار]۔(۷۶)،(۷۷) نگہِ ناز [دوبار]۔(۷۸) نوبہارِ ناز۔(۷۹) وہمِ ناز۔(۸۰) ہوائے جلوۂ ناز۔(۸۱) ہوائے خرامِ ناز۔

نازِ بتِ طناز: دیکھیے: نقشِ نازِ بتِ طناز۔

نازبردارِ غرورِ نشۂ صہبا: زبس ہے ناز بردار غرور نشۂ صہبا رگِ بالیدۂ گردن ہے موجِ بادہ درمینا ص۲۲۷

نازِ بستر: تجھے بہانۂ راحت ہے انتظار اے دل! کیا ہے کس نے اشارہ کہ نازِ بستر کھینچ ص۱۶۵

نازِ بسیار: دیکھیے: خطِ نازِ بسیار۔

نازِ بہار: گل سر بسر اشارۂ جیبِ دریدہ ہے نازِ بہار جز بہ تقاضا نہ کھینچیے ص۱۰۶

نازِ بے پروائیِ قاتل: دیکھیے: خرامِ نازِ بے پروائیِ قاتل۔

نازِ پروردۂ بہار: صاحبِ شاخ و برگ و بار ہے آم نازِ پروردۂ بہار ہے آم ص۳۱

نازِ پروردۂ صد رنگِ تمنا: نازِ پروردۂ صد رنگِ تمنا ہوں، ولے پرورش پائی ہے جوں غنچہ بہ خونِ اظہار ص۶

نازِ پروریں: دیکھیے: آئینۂ نازِ پروریں۔

نازِ توکل: دیکھیے: آئینۂ نازِ توکل۔

نازِ جلوہ: دیکھیے: گل فشانی ہائے نازِ جلوہ۔

نازِ جلوہ پیرائی: دیکھیے: تاراجِ نازِ جلوہ پیرائی۔

نازِ خود بینی: نازِ خود بینی کے باعث مجرمِ صد بے گناہ جوہرِ شمشیر کو ہے پیچ و تاب آئینے پر ص۲۰

(۲) ہوا ہے مانعِ عاشق نوازی نازِ خود بینی تکلف برطرف، آئینۂ تمیز حائل ہے ص۷۷

نازِ ربطِ مژگاں: دیکھیے: خلوت گاہِ نازِ ربطِ مژگاں۔

نازِ رفتن ہا: (۲،۱) عجزِ دیدن ہا بہ ناز و نازِ رفتن ہا بہ چشم جادۂ صحرائے آگاہی شعاعِ جلوہ ہے ص۸۷

نازِ زخمِ دل: دیکھیے: سامانِ نازِ زخمِ دل۔

نازِ زمیں: دیکھیے: خم شدۂ نازِ زمیں۔

نازِ سجدۂ عرضِ نیاز: اے اسدؔ! بیجا ہے نازِ سجدۂ عرضِ نیاز عالمِ تسلیم میں یہ دعوئ آرائی عبث ص ۳۴

نازِ شعلستانی: دودِ شمع کشتۂ گل، بزم سامانی عبث یک شبِ آشفتہ نازِ شعلستانی عبث ص ۳۴

نازِ سوختن: دیکھیے: جلوۂ نازِ سوختن۔

نازِ شوخیِ دنداں: دیکھیے: عرضِ نازِ شوخیِ دنداں۔

نازِ شوخیِ عنواں: ہستی: فریب نامۂ موجِ سراب ہے یک عمر نازِ شوخیِ عنواں اٹھائیے ص ۴۲

نازِ شہادت: عشقِ تر سا بچہ و نازِ شہادت مت پوچھ کہ کلہِ گوشہ بہ پرواز پہ تیر آیا ص ۲۸

نازکشِ منتِ طبیباں: فغاں کہ بہرِ شفائے حصولِ ناشدنی دماغ نازکشِ منتِ طبیباں ہے ص ۱۰۲

نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں: بہ حسرت گاہِ نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں خضر کو چشمۂ آبِ بقا سے ترجبیں پایا ص ۲۲

نازِ گراں مائیِ اشک: تب نازِ گراں مائیِ اشک بجا ہے جب لختِ جگر دیدۂ خوں بار میں آوے ص ۳۳۲

نازِ گل: دیکھیے: نگاہ و نازِ گل۔

نازِ گل رُخاں: دیکھیے: خوابِ نازِ گل رُخاں۔

نازِ لطفِ عشق: نازِ لطفِ عشق باوصفِ توانائی، عبث رنگ ہے سنگِ محک، دعوائے مینائی عبث ص ۳۴

نازِ مسجد و بت خانہ: تا چند نازِ مسجد و بت خانہ کھینچیے جوں شمع دل بہ خلوتِ جاناں نہ کھینچیے ص ۱۰۵

نازِ مشتاق: دیکھیے: عرضِ نازِ مشتاق۔

نازِ مفلساں: ہے نازِ مفلساں زرِ از دست رفتہ پر ہوں گل فروشِ شوخیِ داغِ کہن ہنوز ص ۱۷۱

نازِ مینائی: دیکھیے: محوِ نازِ مینائی۔

نازِ ناتوانی ہائے دل: عرضِ وحشت پر ہے نازِ ناتوانی ہائے دل شعلۂ بے پردہ چینِ دامنِ خاشاک ہے ص ۱۰۷

نازِ نسیمِ عشق: دیکھیے: حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق۔

ناز و ادا: دل اُس کو، پہلے ہی ناز و ادا سے، دے بیٹھے ہمیں دماغ کہاں حُسن کے تقاضا کا ص ۱۳۸

نازِ وحشتِ جیبِ دریدہ: بے دل نہ نازِ وحشتِ جیبِ دریدہ کھینچ جوں بوئے غنچہ یک نفسِ آرمیدہ کھینچ ص ۳۶

ناز وغمزہ: مقصد ہے ناز و غمزہ، و لے گفتگو میں کام چلتا نہیں ہے دشنہ و خنجر کہے بغیر ص۱۶۹

ناز و نیاز: دیکھیے: جامِ دوجہاں نازونیاز۔

نازہاے التفاتِ اوّلیں: یاد رکھیے ناز ہاے التفاتِ اوّلیں آشیانِ طائرِ رنگِ حنا ہوجایئے ص۸۸

نازاں: ہیں اہلِ خرد کس روشِ خاص پہ نازاں؟ پابستگیِ رسم و رہِ عام بہت ہے ص۲۲۵

نازشِ[1] اربابِ عجز: دیکھیے: ساماں ترازِ نازشِ اربابِ عجز۔

نازشِ ایّامِ خاکسترنشینی: نازشِ ایّامِ خاکستر نشینی کیا کہوں! پہلوے اندیشہ وقفِ بسترِ سنجاب تھا ص۱۲۵

نازشِ دودمانِ آب وہوا: رونقِ کارگاہِ برگ و نوا نازشِ دودمانِ آب و ہوا ص۳۱

نازشِ مژگاں: جوہرِ دستِ دعا آئنہ، یعنی تاثیر یک طرف نازشِ مژگان و دگر سو غمِ خار ص۳۳

نازشِ ہم چشمیِ ساغر: دیکھیے: حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر۔

نازشِ ہم نامیِ چشمِ خوباں: کم نہیں نازشِ ہم نامیِ چشمِ خوباں تیرا بیمار، برا کیا ہے گر اچھا نہ ہوا ص۱۶۳

نازک[2]: (۱) ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزاں ہے کہ شیشہ نازک و صہبا ہے آبگینہ گداز ص۴۳

(۲) زلفِ خیال نازک و اظہار بے قرار یارب! بیان شانہ کشِ گفتگو نہ ہو ص۶۸

(۳) تم وہ نازک کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو ص۱۹۵

(۴) ہو کے عاشق، وہ پری رخ اور نازک بن گیا رنگ کھلتا جائے ہے جتنا کہ اُڑتا جائے ہے ص۲۲۲

(۵) بن گیا سبحہ وہ زنّار، خدا خیر کرے! وہ جو نازک ہے کمر، اُس پہ بہت دل آئے ص۳۱۲

(۳) دیکھیے ــــــ: (۶) ہم طبعِ نازک خوباں۔ (۷) تنِ نازک۔ (۸) دلِ نازک۔ (۹) فسانِ تیغِ نازک۔ (۱۰) لبِ نازک۔

نازک بدن: دیکھیے: بُتِ نازک بدن۔

نازک تر: (۱) اے بہ ضبطِ حال خو ناکردگاں! جوشِ جنوں نشّۂ مے ہے، اگر یک پردہ نازک تر ہوا ص۲۰

---

[1] نازش : چھے بار [مرکب]۔

[2] نازک : چودہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: نو بار]۔

(۲) کریں خوباں جو جوہرِ حسن اسدؔ یک پردہ نازک تر دمِ صبحِ قیامت در گریبانِ قبا گم ہو ص۶۸

نازک خیالی: دیکھیے: تارِ جادۂ سرمنزلِ نازک خیالی۔

نازکی[1]: تری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بُودا کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر اُستوار ہوتا ص۱۹۰

نازکیِ طبعِ آرزو: اسدؔ ! بہ نازکیِ طبعِ آرزو انصاف کہ ایک وہمِ ضعیف و غمِ دوعالم ہے ص۱۰۲

نازکیِ وحشتِ شکیبائی: بہ چشمِ در شدہ مژگاں، ہے جوہرِ رگِ خواب نہ پوچھ نازکیِ وحشتِ شکیبائی ص۱۱۰

نازنیں[2]: وہ سبزہ زار ہائے مطرّا، کہ ہے غضب وہ نازنیں بتانِ خود آرا کہ ہائے ہائے! ص۱۲۳

ناساز[3]: دیکھیے: (۱) بختِ ناساز۔ (۲) سازِ طالعِ ناساز۔

ناسازگاری[4]: زہر لگتی ہے مجھے آب و ہوائے زندگی یعنی تجھ سے تھی اِسے ناسازگاری، ہائے ہائے! ص۲۰۳

ناسازیِ[5] دوا: دیکھیے: مصیبتِ ناسازیِ دوا۔

ناسازیِ نصیب: ناسازیِ نصیب درشتیِ غم سے ہے اُمید ناامید و تمنا شکستہ دل ص۵۱

ناسپاسی[6]: اسدؔ! شکوہ کفر و دعا ناسپاسی ہجومِ تمنا سے لاچار ہیں ہم ص۵۵

ناسخ[7]: غالبؔ! اپنا یہ عقیدہ ہے بہ قولِ ناسخؔ "آپ بے بہرہ ہے، جو معتقدِ میرؔ نہیں" ص۱۸۲

ناسزا[8]: (۱)، (۲) جو مدّعی بنے، اُس کے نہ مدّعی بنیے جو ناسزا کہے، اُس کو نہ ناسزا کہیے ص۲۲۸

(۳) امامِ وقت کی یہ قدر ہے کہ اہلِ عناد پیادہ لے چلیں اور ناسزا کہیں اُس کو ص۲۸۵

(۴) اصحاب کو جو کہ ناسزا کہتے ہیں سمجھیں تو زرا دل میں کہ کیا کہتے ہیں ص۳۳۳

ناسوختہ[9]: دیکھیے: دلِ ناسوختہ۔

ناسور[10]: (۱) قطرہ قطرہ اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا خوں بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں ص۱۸۵

(۲) دیکھیے: چشمِ صد ناسور۔ (۳) دو پردۂ ناسو۔

۱۔ نازکی : تین بار [مرکب: دو بار]۔
۲۔ نازنیں : ایک بار۔
۳۔ ناساز : دو بار [مرکب]۔
۴۔ ناسازگاری : ایک بار۔
۵۔ ناسازی : دو بار [مرکب]۔
۶۔ ناسپاسی : ایک بار۔
۷۔ ناسخ : ایک بار [مرکب]۔
۸۔ ناسزا : چار بار۔
۹۔ ناسوختہ : ایک بار [مرکب]۔
۱۰۔ ناسور : چار بار [مرکب: تین بار]۔

ناسورِ چشمِ تعزیت: تڑپ کر مر گیا وہ صیدِ بال افشاں کہ مضطر تھا ہوا ناسورِ چشمِ تعزیت زخمِ خدنگ آخر ص ۴۰

ناشدنی[۱]: فغاں! کہ بہرِ شفائے حصول ناشدنی دماغ نازشِ منتِ طبیباں ہے ص ۱۰۲

ناشکیبی[۲]: دیکھیے: عرضِ ناشکیبی۔

ناشگفتہ[۳]: دیکھیے: غنچۂ ناشگفتہ۔

ناشناس[۴]: دیکھیے: حق ناشناس۔

ناشنیدہ[۵]: ہرگز کسی کے دل میں نہیں ہے مری جگہ ہوں میں کلامِ نغز، ولے ناشنیدہ ہوں ص ۲۹۹

ناصح[۶]: (۱) گر کیا ناصح نے ہم کو قید! اچھا، یوں سہی یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جاویں گے کیا؟ ص ۱۵۵

(۲) یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح؟ کوئی چارہ ساز ہوتا، کوئی غم گسار ہوتا ص ۱۶۰

(۳) نہ لڑ ناصح سے غالب، کیا ہوا گر اس نے شدت کی ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر ص ۱۶۷

دیکھیے:۔ (۴) حضرتِ ناصح۔ (۵) شورِ پندِ ناصح۔

ناصحِ بے صرفہ گو: پنبۂ مینائے مے رکھ لو تم اپنے کان میں مے پرستاں! ناصحِ بے صرفہ گو بیہودہ ہے ص ۱۰۳

ناصحِ دانا: دیکھیے: سخنِ ناصحِ دانا۔

ناصحانِ عزیز: معاف بیہدہ گوئی ہیں ناصحانِ عزیز دلِ بہ دستِ نگارے نہ دادہ رکھتے ہیں ص ۶۰

ناصیہ سا[۷]: (۱) کون ہے؟ جس کے در پہ ناصیہ سا ہیں مہ و مہر و زہرہ و بہرام ص ۳۲۷

(۲) ہر مہینے میں جو یہ بدر سے ہوتا ہے ہلال آستاں پر ترے، مہ ناصیہ سا ہوتا ہے ص ۲۳۱

ناصیہ فرسا: مٹ جائے گا سر، گر ترا پتھر نہ گھسے گا ہوں در پہ ترے ناصیہ فرسا کوئی دن اور ص ۱۷۰

ناصیۂ عرش: جسمِ اطہر کو ترے دوشِ پیمبر: منبر نامِ نامی کو ترے ناصیۂ عرش: نگیں ص ۳۲۵

ناصیۂ قلزم و نیل: دیکھیے: داغِ نہِ ناصیۂ قلزم و نیل۔

۱۔ ناشدنی : ایک بار [مرکب]۔
۲۔ ناشکیبی : ایک بار [مرکب]۔
۳۔ ناشگفتہ : ایک بار [مرکب]۔
۴۔ ناشناس : ایک بار [مرکب]۔
۵۔ ناشنیدہ : ایک بار۔
۶۔ ناصح : سات بار [مفرد: تین بار، مرکب: چار بار]۔
ناصحاں : ایک بار [مرکب]۔
۷۔ ناصیہ : پانچ بار [مرکب]۔

ناطق[1]: دیکھیے: حکم ناطق۔

ناطقہ[2]: خامہ انگشت بہ دنداں کہ اسے کیا لکھیے ناطقہ سر بہ گریباں کہ اسے کیا کہیے [نخۂ دلی کے لیے] ص ۱۳۲

ناعاقبت اندیش[3]: دیکھیے: دلِ ناعاقبت اندیش۔

نافِ[4] زمین: مشکیں لباسِ کعبہ علی کے قدم سے جان نافِ زمین ہے نہ کہ نافِ غزال ہے ص ۲۰۵

نافِ غزال: دیکھیے: نافِ زمین۔

نافہ[5]: (۱) حجرالاسود دیوارِ حرم کیجیے فرض نافہ آہوے بیابانِ ختن کا کہیے [نخۂ دلی کے لیے] ص ۱۳۲

(۲) جس جا نسیم شانہ کشِ زلفِ یار ہے نافہ دماغِ آہوے دشتِ تتار ہے ص ۲۱۷

(۳) دیکھیے: مشکِ نافہ۔

ناقابلی[6]: خدا، یعنی پدر سے مہرباں تر پھرے ہم در بہ در ناقابلی سے ص ۹۱

ناقص[7]: دیکھیے: امتیازِ ناقص وکامل۔

ناقوس[8]: (۱) کفر ہے، غیر از ذوقِ شوق رہبر ڈھونڈھنا راہِ صحراے حرم میں ہے جرسِ ناقوس وبس ص ۳۶

(۲) کعبے میں جا، بجائیں گے ناقوس اب تو باندھا ہے دَیر میں احرام ص ۳۷

دیکھیے ـــــ: (۳) نالۂ ناقوس۔ (۴) یک نالۂ ناقوس۔

ناقوسی: بہ وقتِ کعبہ جوئی با جرس کرتا ہے ناقوسی کہ صحرا فصلِ گل میں رشک ہے بت خانۂ چیں کا ص ۲۸

ناقہ[9]: دیکھیے: زمامِ ناقہ۔

ناقۂ سلمیٰ: دیکھیے: نقشِ پیِ ناقۂ سلمیٰ۔

ناک[10]: محبت تھی چمن سے، لیکن اب یہ بے دماغی ہے کہ موجِ بوے گل سے ناک میں آتا ہے دم میرا ص ۱۳۶

۱۔ ناطق : ایک بار [مرکب]۔
۲۔ ناطقہ : ایک بار۔
۳۔ ناعاقبت اندیش: ایک بار [مرکب]۔
۴۔ ناف : دو بار [مرکب]۔
۵۔ نافہ : تین بار [مرکب: ایک بار]۔
۶۔ ناقابلی : ایک بار۔
۷۔ ناقص : ایک بار [مرکب]۔
۸۔ ناقوس : چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔
ناقوسی : ایک بار۔
۹۔ ناقہ : دو بار [مرکب]۔ ۱۰۔ ناک : ایک بار۔

ناکام[1]: (۱) صد حیف! وہ ناکام کہ اک عمر سے غالبؔ حسرت میں رہے ایک بتِ عربدہ جو کی ص۲۲۸

(۲) دیکھیے: دلِ ناکام۔

ناکامی: (۱) بس کہ ہے عبرت، ادیبِ یادگی ہائے ہوس میرے کام آئی دلِ مایوس! ناکامی تری ص۹۳

(۲) مرتے مرتے دیکھنے کی آرزو رہ جائے گی وائے ناکامی! کہ اُس کافر کا خنجر تیز ہے ص۲۱۳

ناکامیِ نگاہ: ناکامیِ نگاہ ہے برقِ نظارہ سوز تو وہ نہیں کہ تجھ کو تماشا کرے کوئی ص۲۱۵

ناکردگاں: اے بہ ضبطِ حال خونا کردگاں! جوشِ جنوں نشۂ مے ہے، اگر یک پردہ نازک تر ہوا ص۲۰

ناکردہ[2]: ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد یارب! اگر اِن کردہ گناہوں کی سزا ہے ص۲۱۹

ناکسی[3]: (۱) سادگی، ہے عدمِ قدرتِ ایجاد غنا ناکسی، آئنۂ نازِ توکل تا چند؟ ص۳۹

(۲) دیکھیے: شرمِ ناکسی۔

ناکشیدہ[4]: دیکھیے: یک داغِ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ۔

ناگاہ[5]: (۱) ہند سے پہلے سات سات کے دو دیے ناگاہ مجھ کو دکھلائی ص۳۶۲

(۲) سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یکقلم لبریز رہا نہ نذر، نہ خلعت کا انتظام ص۳۸۲

ناگزیرِ[6] اُلفتِ ہستی: سراپا رہنِ عشق و ناگزیرِ اُلفتِ ہستی عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا ص۱۳۸

ناگزیرِ عقدہ پیرائی: اسدؔ! تارِ نفس ہے ناگزیرِ عقدہ پیرائی بہ نوکِ ناخنِ شمشیر کیجے حلِّ مشکل ہا ص۴۳

ناگوار[7]: (۱) ہے بجنبشِ زباں بہ دہنِ سخت ناگوار خونابۂ ہلاہلِ حسرت چشیدہ ہوں ص۶۱

(۲) دیدارِ دوستانِ لباسی ہے ناگوار صورت بہ کارخانۂ دیبا نہ کھینچیے ص۱۰۶

ناگوارا[8]: ناگوار ہے ہمیں احسانِ صاحب دولتاں ہے زرِ گل بھی نظر میں جوہرِ فولاد یہاں ص۵۷

(۲) زبس مجوِ حُسن، منّت ناگوارا ہے طبیعت پر گشادِ عقدہ، محوِ ناخنِ دستِ نگاریں ہے ص۸۹

۱۔ ناکام : دوبار [مرتب: ایک بار]۔
ناکامی : تین بار [مرتب: ایک بار]۔
۲۔ ناکردہ : ایک بار۔
ناکردگاں : ایک بار [مرتب]۔
۳۔ ناکسی : دوبار [مرتب: ایک بار]۔
۴۔ ناکشیدہ : ایک بار [مرتب]۔
۵۔ ناگاہ : دوبار۔
۶۔ ناگزیر : دوبار [مرتب]۔
۷۔ ناگوار : دوبار۔
۸۔ ناگوارا : دوبار۔

ناگواراتر[۱]: ہم نشینیِ رقیباں گرچہ ہے سامانِ رشک لیکن اُس سے ناگوارا تر ہے بدنامی تری ص۹۳

ناگہ[۲]: زندگی کے ہوئے ناگہ نفسِ چند تمام کوچۂ یار جو مجھ سے قدمِ چند رہا ص۳۳۶

ناگہاں[۳]: ناگہاں اِس رنگ سے خونابہ ٹپکانے لگا دل، کہ ذوقِ کاوشِ ناخن سے لذّت یاب تھا ص۱۳۵

(۲) ناگہاں یاد آگئی ہے مجھ کو یارب کب کی بات! کچھ نہیں کہتا کسی سے، سُن رہا ہوں سب کی بات ص۲۹۱

(۳) ہوا ہے کاٹ کے چادر کو ناگہاں غائب اگرچہ زانوے نَل پر رکھے دمن تکیہ ص۳۰۳

(۴) دیکھیے: مرگِ ناگہاں۔

ناگہانی[۴]: دیکھیے: (۱)، (۲) مرگِ ناگہانی [دوبار]۔

ناگیرائی مژگاں: دیکھیے: حیرت پرستِ طرزِ ناگیرائیِ مژگاں۔

نالِ[۶] خامہ: سرنوشتِ اضطرابِ انجامیِ اُلفت نہ پوچھ نالِ خامہ، خار خارِ خاطرِ آغاز ہے ص۸۲

نالِ قلم: (۱) کس قدر فکر کو ہے نالِ قلم، موے دماغ کہ ہوا خوں نگہِ شوق میں نقشِ تمکیں ص۸

(۲) دیکھیے: جُنبشِ نالِ قلم۔

نالاں[۷]: نالاں ہو اسدؔ تو بھی سرِ راہ گزر پر کہتے ہیں کہ تاثیر ہے فریاد جرس کو ص۳۵۰

(۲) جورِ زلف کی تقریرِ پیچ و تابِ خاموشی ہند میں اسدؔ نالاں، نالہ در صفاہاں ہے ص۳۵۳

(۳) دیکھیے: دلِ نالاں۔

نالہ[۸]: (۱) توڑے ہے نالہ سرِ رشتۂ پاسِ انفاس سر کرے ہے دلِ حیرت زدہ شغلِ تسکیں ص۷

(۲) جنوں گرمِ انتظار و نالہ بیتابی کمند آیا سویدا تا بہ لب زنجیریِ دودِ سپند آیا ص۱۱

(۳) شب کہ دل زخمیِ عرضِ دوجہاں تیر آیا نالہ برخود غلطِ شوخیِ تاثیر آیا ص۲۷

(۴) اسدؔ! اے ہرزہ درا! نالہ بہ غوغا تاچند حوصلہ تنگ نہ کر بے سبب آزاروں کا ص۲۸

۱۔ ناگواراتر : ایک بار۔
۲۔ ناگہ : ایک بار۔
۳۔ ناگہاں : چار بار [مرکب: ایک بار]۔
۴۔ ناگہانی : دوبار [مرکب]۔
۵۔ ناگیرائی : ایک بار [مرکب]۔
۶۔ نال : دوبار [مرکب]۔
۷۔ نالاں : تین بار [مرکب: ایک بار]۔
۸۔ نالہ : ننانوے بار [مفرد: اُنتالیس بار، مرکب: چھتّیں بار]۔
نالوں : ایک بار۔
نالہ ہا : چار بار۔
نالے : چار بار۔

(۵) نالہ دامِ ہوس و دردِ اسیری معلوم! شرح برخود غلطی ہائے عزیزاں تا چند ص ۳۹

(۶) نے کوچۂ رسوائی و زنجیرِ پریشاں اے نالہ! میں کس پردے میں آہنگ نکالوں؟ ص ۶۰

(۷) بہ نالہ حاصلِ دل بستگی فراہم کر متاعِ خانۂ زنجیر جز صدا معلوم! ص ۱۷۷

(۸) نالہ کھینچا ہے، سراپا داغِ جرأت ہوں اسدؔ کیا سزا ہے میرے جرمِ آرزو تاویل کی ص ۹۱

(۹) پھونکتا ہے نالہ ہر شب صورِ اسرافیل کی ہم کو جلدی ہے، مگر تو نے قیامت ڈھیل کی ص ۹۱

(۱۰) خدایا! خوں ہوں رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو جنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیفِ شکیبائی ص ۹۲

(۱۱) وحشت نہ کھینچ قاتل، حیرت نفس ہے بسمل جب نالہ خوں ہو غافل، تاثیر کیا بلا ہے! ص ۹۳

(۱۲) نفس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے ص ۹۹

(۱۳) نالہ خونیں ورق و دل گلِ مضمونِ شفق چمن آرائے نفس وحشتِ تنہائی ہے ص ۱۰۳

(۱۴) ہوش اے ہرزہ درا! تہمتِ بیدردی چند؟ نالہ در گردِ تمنائے اثر پنہاں ہے ص ۱۱۰

(۱۵) شکستِ سازِ خیال آں سوئے گریۂ غم ہنوز نالہ بہ افشانِ ذوقِ رعنائی ص ۱۱۰

(۱۶) دوستدار دشمن ہے، اعتمادِ دل معلوم! آہ بے اثر دیکھی، نالہ نارسا پایا ص ۱۳۳

(۱۷) عذرِ واماندگی اے حسرتِ دل! نالہ کرتا تھا، جگر یاد آیا ص ۱۵۲

(۱۸) دیکھ کر غیر کو، ہو کیوں نہ کلیجا ٹھنڈا نالہ کرتا تھا، ولے طالبِ تاثیر بھی تھا ص ۱۵۹

(۱۹) سینے کا داغ ہے وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہ ہوا ص ۱۶۲

(۲۰) غلطی ہائے مضامیں مت پوچھ لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں ص ۱۸۱

(۲۱) رنجِ نومیدیِ جاوید گوارا رہیو! خوش ہوں گر نالہ زبونی کشِ تاثیر نہیں ص ۱۸۲

(۲۲) نالہ جُز حُسنِ طلب اے ستم ایجاد! نہیں ہے تقاضائے جفا، شکوۂ بیداد نہیں ص ۱۸۶

(۲۳) دل میں آجائے ہے، ہوتی ہے جو فرصت غش سے اور پھر کون سے نالے کو رسا کہتے ہیں؟ ص ۱۸۷

(۲۴)،(۲۵) وہ نالہ دل میں خس کے برابر جگہ نہ پائے! جس نالے سے شگاف پڑے آفتاب میں ۱۸۹

(۲۶) نہ کرتا کاش نالہ! مجھ کو کیا معلوم تھا ہمدم! کہ ہوگا باعثِ افزائشِ دردِ دروں وہ بھی ص ۲۰۲

(۲۷) وھاں کنگرِ استغنا ہردم ہے بلندی پر یھاں نالے کو اور اُلٹا دعواے رسائی ہے ص۲۱۰

(۲۸) آگ سے، پانی میں بجھتے وقت اُٹھتی ہے صدا ہر کوئی درماندگی میں نالے سے ناچار ہے ص۲۱۲

(۲۹) ہم نشیں! مت کہہ کہ برہم کر نہ بزمِ عیشِ دوست وھاں تو میرے نالے کو بھی اعتبارِ نغمہ ہے ص۲۱۳

(۳۰) نالہ سرمایۂ یک عالم و عالم کفِ خاک آسماں بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے ص۲۱۶

(۳۱) قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ اے نالہ! نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے؟ ص۲۱۹

(۳۲) مری ھستی، فضاے حیرت آبادِ تمنا ہے جسے کہتے ہیں نالہ، وہ اِسی عالم کا عنقا ہے ص۲۲۰

(۳۳) شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جایئے دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہے ص۲۲۰

(۳۴) دور چشمِ بد تری بزمِ طرب سے! واہ واہ! نغمہ ہو جاتا ہے وھاں گر نالہ میرا جائے ہے ص۲۲۱

(۳۵) پیکرِ عشاق، سازِ طالعِ ناساز ہے نالہ گویا گردشِ سیارہ کی آواز ہے ص۲۲۷

(۳۶) فریاد کی کوئی لے نہیں ہے نالہ پابندِ نے نہیں ہے ص۲۲۸

(۳۷) نالہ جاتا تھا پرے عرش سے میرا، اور اب لب تک آتا ہے جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے ص۲۳۰

(۳۸) جورِ زلف کی تقریرِ پیچ و تابِ خاموشی ہند میں اسدؔ نالاں، نالہ در صفاہاں ہے ص۲۵۳

(۳۹) اے تسلّی! ہوسِ وعدہ فریب افسوں ہے ورنہ کیا ہو نہ سکے نالہ بہ ساماں مجھ سے ص۸۳

دیکھیے:(۴۰) آہنگِ عدم نالہ۔(۴۱) اجزاے نالہ۔(۴۲) بہارِ نالہ۔(۴۳) پرورشِ نالہ۔(۴۴) تپشِ نالہ۔(۴۵) رازِ نالہ۔(۴۶) رخصتِ نالہ۔(۴۷) رونالہ۔(۴۸) شرارِ تفِ نالہ۔(۴۹) صد نالہ اسدؔ۔(۵۰) صرفِ مشقِ نالہ۔(۵۱) غبارِ نالہ۔(۵۲) فکرِ نالہ۔(۵۳) کمینِ شوخیِ تقریبِ نالہ۔(۵۴) گدازِ نالہ۔(۵۵) نذرِ خراشِ نالہ۔(۵۶) وحشتِ نالہ۔(۵۷) ہجومِ نالہ۔(۵۸) یادگارِ نالہ۔(۵۹) یک جہانِ تسخیرِ نالہ۔(۶۰) یک نالہ۔

نالہ طلبگار: داغِ اطفال ہے دیوانہ بہ کہسار ہنوز خلوتِ سنگ میں ہے نالہ طلبگار ہنوز ص۳۳

نالہ فرسا: اگر وہ سرو قد گرمِ خرامِ ناز آجاوے کفِ ہر خاکِ گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو ص۱۹۳

نالہ فرسائی: (۱) ذوقِ صد رنگ نالہ فرسائی ذوقِ صدگونہ اشک باری ہے ص۲۲۲

(۲) دیکھیے: سعیِ نالہ فرسائی۔

نالہ ہا: نالہ ہا حاصلِ اندیشہ کہ جوں کشتِ سپند دلِ ناسوختہ، آتش کدۂ صد تب تھا ص ۴۴

نالہ ہائے بلبلِ زار: بجا ہے، گر نہ سنے نالہ ہائے بلبلِ زار کہ گوشِ گل نمِ شبنم سے پنبہ آگیں ہے ص ۲۱۳

نالہ ہائے زار: ڈر نالہ ہائے زار سے میرے، خدا کو مان آخر نوائے مرغِ گرفتار بھی نہیں ص ۱۸۳

دیکھیے: (۱) سرگرمِ نالہ ہائے شرربار۔ (۲) گرمِ نالہ ہائے شرربار۔

نالۂ اسدؔ: ہر نالۂ اسدؔ، ہے مضمونِ داد خواہی یعنی سخن کو کاغذ، احرامِ مدعا ہے ص ۹۵

نالۂ بلبل: (۱) یار معذورِ تغافل ہے، عزیزاں شفقتے! نالۂ بلبل بہ گوشِ دل شنیدن منع ہے ص ۱۳

(۲) شغلِ ہوس در نظر، لیک حیا بے خبر شاخِ گلِ نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز ص ۴۲

(۳) مجھ کو ارزانی رہے! تجھ کو مبارک ہو جیو! نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک ص ۱۷۵

(۴) کہتا ہے کون نالۂ بلبل کو بے اثر؟ پردے میں گل کے لاکھ جگر چاک ہو گئے ص ۲۲۹

(۵) دیکھیے: خرابِ نالۂ بلبل۔

نالۂ بیباک: یہاں فلاخن باز کس کا نالۂ بیباک ہے جادہ تا کہسار، موئے چینیِ افلاک ہے ص ۱۰۶

نالۂ بیدرد: حیرت، اپنے نالۂ بیدرد سے غفلت بنی راہِ خوابیدہ کو غوغائے جرسِ افسانہ تھا ص ۲۵

نالۂ بیمار بدخو: اسدؔ تا کے طبیعت طاقتِ ضبطِ الم لاوے فغانِ دل بہ پہلو، نالۂ بیمار بدخو ہے ص ۹۸

نالۂ دل: (۱) یادِ روزے کہ نفَس سلسلۂ یارب تھا نالۂ دل بہ کمر دامنِ قطعِ شب تھا ص ۴۳

(۲) بوئے گل، نالۂ دل، دودِ چراغِ محفل جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا ص ۱۳۳

(۳) نالۂ دل میں شب اندازِ اثر نایاب تھا تھا سپندِ بزمِ وصلِ غیر، گو بیتاب تھا ص ۱۳۵

(۴) نالۂ دل نے دیے اوراقِ لختِ دل بہ باد یادگارِ نالہ یک دیوانِ بے شیرازہ تھا ص ۱۳۷

(۵) دیکھیے: طوفانِ نالۂ دل۔

نالۂ دل ہائے حزیں: دیکھیے: اثرِ نالۂ دل ہائے حزیں۔

نالۂ رنجور: (۱) وہاں سے ہے تکلیفِ عرضِ بے دماغی، اور اسدؔ یہاں صریرِ خامہ مجھ کو نالۂ رنجور ہے ص ۹۳

(۲) حسرت آبادِ جہاں میں ہے الم، غم آفریں — نوحہ، گویا خانہ زادِ نالۂ رنجور ہے — ص۹۳

نالۂ زار: تھا سرِ سلسلہ جنبانیِ صد عمرِ ابد — سازہا مفتِ بریشم کدۂ نالۂ زار — ص۶

نالۂ زنجیر: رامشگرِ اربابِ فنا، نالۂ زنجیر — عیشِ ابد، از خویش بروں تاختنی ہے — ص۱۱۱

نالۂ زنجیرِ مجنوں: شغلی خواں ہے بہ ذوقِ تارِ گیسوے دراز — نالۂ زنجیرِ مجنوں رشتہ دارِ نغمہ ہے — ص۸۷

نالۂ کشیدہ: ہوں دردمند، جبر ہو یا اختیار ہو — گہ نالۂ کشیدہ، گہ اشکِ چکیدہ ہوں — ص۲۹۹

نالۂ لبِ خونیں نواے گل: جو تھا، سو موجِ رنگ کے دھوکے میں رہ گیا — اے واے! نالۂ لبِ خونیں نواے گل — ص۱۲۶

نالۂ محشر عناں: گریۂ طوفان رکاب، نالۂ محشر عناں — بے سروساماں اسدؔ فتنہ سر انجام ہے — ص۹۹

نالۂ مرغِ اسیر: نغمہ ہے کانوں میں اُس کے نالۂ مرغِ اسیر — رشتۂ پا یعھاں نوا سامانِ بندِ ساز ہے — ص۸۲

نالۂ مرغِ سحر: رشکِ ہم طرحی و دردِ اثرِ بانگِ حزیں — نالۂ مرغِ سحر، تیغِ دودم ہے ہم کو — ص۱۹۵

نالۂ موزوں: تسلیم سے یہ نالۂ موزوں ہوا حصول — اے بے خبر! میں نغمۂ چنگِ خمیدہ ہوں — ص۶۱

نالۂ نارسا: وحشتِ دردِ بیکسی بے اثر اس قدر نہیں — رشتۂ عمرِ خضرؔ کو نالۂ نارسا سمجھ — ص۴۲

نالۂ ناقوس: (۱) اسدؔ کو بت پرستی سے غرضِ دردِ آشنائی ہے — نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں در پردہ یارب ہا — ص۴۳

(۲) دیکھیے: یک نالۂ ناقوس۔

نالۂ نے: دیکھیے: مصراعِ نالۂ نے۔

نالوں: نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانع میرے نالوں کو — لیا دانتوں میں جو تنکا، ہوا ریشہ نیستاں کا — ص۱۵۶

نالے: (۱) شوقِ بے پروا کے ہاتھوں، مشقِ سازِ نادرست — کھینچتا ہے آج نالے خارج از آہنگ، دل — ص۵۳

(۲) پاتے نہیں جب راہ، تو چڑھ جاتے ہیں نالے — رُکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اور — ص۱۷۰

(۳) میں چمن میں کیا گیا گویا دبستاں کھل گیا — بلبلیں، سن کر مرے نالے، غزل خواں ہوگئیں — ص۱۹۲

(۴) نالے عدم میں چند ہمارے سپرد تھے — جو واں نہ کھنچ سکے، سو وہ یعھاں آکے دم ہوئے — ص۲۲۷

نام[۱]: (۱) درپَے تپش ہے برق کو اب جس کے نام سے — وہ دل ہے یہ کہ جس کا تخلص صبور تھا — ص۱۸

۱۔ نام: تینتالیس بار [مفرد: بتیس بار، مرکب: گیارہ بار]۔

(۲) بہ رہنِ شرم ہے، باوصفِ شوخی، اہتمام اُس کا　نگیں میں، جوں شرارِ سنگ، ناپیدا ہے نام اُس کا　ص ۲۴

(۳) بہ غیرِ نامہ جو بوسہ گل پیام رہا　ہمارا کام ہوا اور تمھارا نام رہا　ص ۳۰

(۴) گو نفَس وجہِ غبار؟ جُرأتِ عجز آشکار　در تپش آبادِ شوق سرمہ، صدا نام ہے　ص ۹۹

(۵) سیہ گلیم ہوں، لازم ہے میرا نام نہ لے　جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے　ص ۱۲۸

(۶) آتشِ گل پہ قند کا ہے قوام　شیرے کے تار کا ہے ریشہ نام　ص ۱۳۱ [ام کے لیے]

(۷) ہاں مہِ نَو! سُنیں ہم اُس کا نام　جس کو تو جھک کے کر رہا ہے سلام　ص ۱۳۵

(۸) چھیڑتا ہوں کہ اُن کو غصہ آئے　کیوں رکھوں ورنہ غالبؔ اپنا نام　ص ۱۳۷

(۹) مہرِ رخشاں کا نام: خسروِ روز　ماہِ تاباں کا اسم: شحنۂ شام　ص ۱۳۸

(۱۰) پہلے داراؔ کا نکل آیا ہے نام　اُس کے سرہنگوں کا جب دفتر کھلا　ص ۱۳۹

(۱۱) بادشہ کا نام لیتا ہے خطیب　اب علوِّ پایۂ منبر کھلا　ص ۱۴۰

(۱۲) ہو سکے کیا مدح، ہاں اک نام ہے　دفترِ مدحِ جہاں داور کھلا　ص ۱۴۱

(۱۳) پیشے میں عیب نہیں، رکھیے نہ فرہادؔ کو نام　ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا　ص ۱۵۹

(۱۴) نام کا میرے ہے، جو دُکھ کہ کسی کو نہ ملا　کام میں میرے ہے، جو فتنہ کہ برپا نہ ہوا　ص ۱۶۴

(۱۵) کام اُس سے آپڑا ہے، کہ جس کا جہان میں　لیوے نہ کوئی نام، ستمگر کہے بغیر　ص ۱۶۹

(۱۶) ہمارے ذہن میں اس فکر کا ہے نام وصال　کہ گر نہ ہو تو کہاں جائیں؟ ہو تو کیوں کر ہو　ص ۱۹۸

(۱۷) چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں　ہر یک سے پوچھتا ہوں کہ: جاؤں کدھر کو میں؟　ص ۱۹۰

(۱۸) زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا!　کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے　ص ۲۳۶

(۱۹) شکوے کے نام سے بے مہر خفا ہوتا ہے　یہ بھی مت کہہ، کہ جو کہیے تو گِلا ہوتا ہے　ص ۲۴۰

(۲۰) جُز نام، نہیں صورتِ عالم مجھے منظور　جُز وہم، نہیں ہستیِ اشیا مرے آگے　ص ۲۴۸

(۲۱) نفرت کا گماں گزرے ہے، میں رشک سے گزرا　کیوں کر کہوں: لو نام نہ اُن کا مرے آگے　ص ۲۴۹

(۲۲) خط لکھیں گے، گرچہ مطلب کچھ نہ ہو　ہم تو عاشق ہیں تمھارے نام کے　ص ۲۵۰

(۲۳) نشاں باقی نہیں ہے سلطنت کا مگر ہاں نام کو اورنگ زیبی ص۲۶۲

(۲۴) تمام دہر میں اُس کے مطب کا چرچا ہے کسی کو یاد بھی لقمان کا نہیں ہے نام ص۲۶۳

(۲۵) گرگانویں کی ہے جتنی رعیت، وہ یکقلم عاشق ہے اپنے حاکمِ عادل کے نام کی ص۲۶۳

(۲۶) تین نثروں سے کام کیا نکلے اُن کے پڑھنے سے نام کیا نکلے ص۲۶۷

(۲۷) نام مشکوۃ جن کا ہے مشہور ہیں ہمیشہ بہ صد نشاط و سرور ص۲۷۶

(۲۸) گرہ کا نام لیا، پر نہ کرسکا کچھ بات زباں تک آ کے ہوئی اور اُستوار گرہ ص۲۷۹

(۲۹) وحاں کہاں ہیہ عطا و بذل و کرم کہ جہاں گدیہ گر کا نام نہیں ص۲۸۰

(۳۰) وہ فرد، جس میں نام ہے میرا غلط لکھا جب یاد آگئی ہے، کلیجا لیا ہے تھام ص۲۸۲

(۳۱) عزت پہ اہلِ نام کی ہستی کی ہے بِنا عزت جہاں گئی، تو نہ ہستی رہی نہ نام ص۲۸۲

(۳۲) خود ہے تدارک اِس کا گورمنٹ کو ضرور بے وجہ کیوں ذلیل ہو، غالبؔ ہے جس کا نام ص۲۸۳

دیکھیے: (۳۳) اہلِ نام۔ (۳۴) بے ننگ و نام۔ (۳۵) نسبتِ نام۔

نامِ شاہد: دیکھیے: نگینِ نامِ شاہد۔

نامِ شاہنشہِ بلند مقام: تو نہیں جانتا، تو مجھ سے سُن نامِ شاہنشہِ بلند مقام ص۳۷

نامِ صاحب خانہ: ہے نگیں کی پاداری نامِ صاحب خانہ ہم سے تیرے کوچے نے نقشِ مدعا پایا ص۳۰

نامِ نامی: جسمِ اطہر کو ترے دوشِ پیمبر منبر نام نامی کو ترے ناصیۂ عرش نگیں ص۱۳۵

نامِ نکو: دیکھیے: آتش زنِ نامِ نکو۔

نامِ والائے علی: اسدؔ، گر نامِ والائے علی تعویذِ بازو ہو غریقِ بحرِ خوں، تمثال در آئینہ رہتا ہے ص۸۲

نام و نشاں: یارو! اسدؔ کا نام و نشاں کیا ہے بے دل، فقیرِ آفت رسیدہ ص۳۵۱

نام و نگیں: ہیں نام و نگیں کیں گہِ نقبِ شعور ہیہ پھوڑ پڑا ہے خانۂ خاتم میں ص۱۱۸

نام آور[1]: دیکھیے: خاقانِ نام آور۔

---

[1] نام آور : ایک بار [مرتّب]۔

(۲) یہ رہِن شرم ہے، باوصفِ شوخی، اہتمام اُس کا — نگیں میں، جوں شرارِ سنگ، ناپیدا ہے نام اُس کا — ص۲۳

(۳) بہ مُہرِ نامہ جو بوسہ گل پیام رہا — ہمارا کام ہوا اور تمھارا نام رہا — ص۳۰

(۴) گو نفَس وجہِ غبار؟ جُراتِ عجز آشکار — در تپش آبادِ شوق سرمہ، صدا نام ہے — ص۹۹

(۵) سیہ گلیم ہوں، لازم ہے میرا نام نہ لے — جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے — ص۱۲۸

(۶) آتشِ گل پہ قند کا ہے قوام — شیرے کے تار کا ہے ریشہ نام — ص۱۳۱ [۲م کے لیے]

(۷) ہاں مہِ نو! سُنیں ہم اُس کا نام — جس کو تو جھک کے کر رہا ہے سلام — ص۱۳۵

(۸) چھیڑتا ہوں کہ اُن کو غصہ آئے — کیوں رکھوں ورنہ غالبؔ اپنا نام — ص۱۳۷

(۹) مہرِ رخشاں کا نام: خسرو روز — ماہِ تاباں کا اسم: شحنۂ شام — ص۱۳۸

(۱۰) پہلے دارا کا نکل آیا ہے نام — اُس کے سر ہنگوں کا جب دفتر کھلا — ص۱۳۹

(۱۱) بادشہ کا نام لیتا ہے خطیب — اب علوِّ پایۂ منبر کھلا — ص۱۴۰

(۱۲) ہو سکے کیا مدح، ہاں اک نام ہے — دفترِ مدحِ جہاں داور کھلا — ص۱۴۱

(۱۳) پیشے میں عیب نہیں، رکھیے نہ فرہاد کو نام — ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا — ص۱۵۹

(۱۴) نام کا میرے ہے، جو دُکھ کہ کسی کو نہ ملا — کام میں میرے ہے، جو فتنہ کہ برپا نہ ہوا — ص۱۶۳

(۱۵) کام اُس سے آپڑا ہے، کہ جس کا جہان میں — لیوے نہ کوئی نام، ستمگر کہے بغیر — ص۱۶۹

(۱۶) ہمارے ذہن میں اس فکر کا ہے نام وصال — کہ گر نہ ہو تو کہاں جائیں؟ ہو تو کیوں کر ہو — ص۱۹۸

(۱۷) چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں — ہر یک سے پوچھتا ہوں کہ: جاؤں کدھر کو میں؟ — ص۱۹۰

(۱۸) زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا! — کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے — ص۲۲۶

(۱۹) شکوے کے نام سے بے مہر خفا ہوتا ہے — یہ بھی مت کہہ، کہ جو کہیے تو گِلا ہوتا ہے — ص۲۳۰

(۲۰) جُز نام، نہیں صورتِ عالم مجھے منظور — جُز وہم، نہیں ہستیِ اشیا مرے آگے — ص۲۴۸

(۲۱) نفرت کا گماں گزرے ہے، میں رشک سے گزرا — کیوں کر کہوں: لو نام نہ اُن کا مرے آگے — ص۲۴۹

(۲۲) خط لکھیں گے، گرچہ مطلب کچھ نہ ہو — ہم تو عاشق ہیں تمھارے نام کے — ص۲۵۰

(۲۳) نشاں باقی نہیں ہے سلطنت کا مگر ہاں نام کو اورنگ زیبی ص۲۶۲

(۲۴) تمام دہر میں اُس کے مطب کا چرچا ہے کسی کو یاد بھی لقمان کا نہیں ہے نام ص۲۶۳

(۲۵) گرگانویں کی ہے جتنی رعیت، وہ یکقلم عاشق ہے اپنے حاکمِ عادل کے نام کی ص۲۶۳

(۲۶) تین نثروں سے کام کیا نکلے اُن کے پڑھنے سے نام کیا نکلے ص۲۶۷

(۲۷) نام مسکلوڈ جن کا ہے مشہور ہے ہمیشہ بہ صد نشاط و سرور ص۲۷۶

(۲۸) گرہ کا نام لیا، پر نہ کرسکا کچھ بات زباں تک آکے ہوئی اور اُستوار گرہ ص۲۷۹

(۲۹) وھاں کہاں ہے عطا و بذل و کرم کہ جہاں گدیہ گر کا نام نہیں ص۲۸۰

(۳۰) وہ فرد، جس میں نام ہے میرا غلط لکھا جب یاد آگئی ہے، کلیجا لیا ہے تھام ص۲۸۲

(۳۱) عزّت پہ اہلِ نام کی ہستی کی ہے بِنا عزّت جہاں گئی، تو نہ ہستی رہی نہ نام ص۲۸۲

(۳۲) خود ہے تدارک اِس کا گورمنٹ کو ضرور بے وجہ کیوں ذلیل ہو، غالبؔ ہے جس کا نام ص۲۸۳

دیکھیے: (۳۳) اہلِ نام۔ (۳۴) بے ننگ و نام۔ (۳۵) نسبتِ نام۔

نامِ شاہد: دیکھیے: نگینِ نامِ شاہد۔

نامِ شاہنشہِ بلند مقام: تو نہیں جانتا، تو مجھ سے سُن نام شاہنشہِ بلند مقام ص۳۷

نامِ صاحب خانہ: ہے نگیں کی پاداری نامِ صاحب خانہ ہم سے تیرے کوچے نے نقشِ مدعا پایا ص۱۳

نامِ نامی: جسمِ اطہر کو ترے دوشِ پیمبر منبر نامِ نامی کو ترے ناصیۂ عرش نگیں ص۱۳۵

نامِ نکو: دیکھیے: آتش زنِ نامِ نکو۔

نامِ والائے علی: اسدؔ، گر نامِ والائے علی تعویذِ بازو ہو غریقِ بحرِ خوں، تمثال در آئینہ رہتا ہے ص۸۳

نام ونشاں: یارو! اسدؔ کا نام و نشاں کیا ہے دل، فقیرِ آفت رسیدہ ص۳۵۱

نام ونگیں: ہیں نام و نگیں کمیں گہِ نقبِ شعور ہے چور پڑا ہے خانۂ خاتم میں ص۱۱۸

نام آور[ل]: دیکھیے: خاقانِ نام آور۔

ل نام آور : ایک بار [مرتب]۔

نام آوری: گریے سے بندِ محبت میں ہوئی نام آوری لختِ لختِ دل، نگینِ خانۂ زنجیر ہے ص ۹۵

نامحرم[۱] آگاہی دیدارِ خوباں: چمن نامحرمِ آگاہیِ دیدارِ خوباں ہے سحرِ گل ہائے نرگس چند چشمِ کور ملتے ہیں ص ۶۳

نامحسوس[۲] : آنکھیں پتھرائی ہیں، نامحسوس ہے تارِ نگاہ ہے زمیں از بس کہ سنگیں، جادہ بھی پیدا نہیں ص ۶۵

نامِ خدا[۳] : دیکھیے، لاتی ہے اُس شوخ کی نخوت کیا رنگ؟ اُس کی ہر بات پہ ہم 'نامِ خدا' کہتے ہیں ص ۱۸۸

نامدار[۴] : دیکھیے: خسروِ نامدار۔

نامراد[۵] : علاوہ عید کے، ملتی ہے اور دن بھی شراب گدائے کوچۂ مے خانہ نامراد نہیں ص ۱۹۲

نامرادِ جلوہ: نامرادِ جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کرے لالہ، داغِ شعلہ فرسودِ چراغِ کشتہ ہے ص ۸۰

نامرادِ دل: میں نامراد دل کی تسلّی کو کیا کروں؟ مانا کہ تیرے رُخ سے نگہ کامیاب ہے ص ۲۰۶

نامرد[۶] : اسدا مت رکھ تعجب خر دماغی ہائے منعم کا کہ یہ نامرد بھی شیر افگنِ میدانِ قالی ہے ص ۷۹

نامور[۷] : دیکھیے: (۱) آقائے نامور۔ (۲) امیرِ نامور۔

ناموس[۸] : دیکھیے: (۱) غارت گرِ ناموس۔ (۲) خلوت فروزِ مجلسِ ناموس۔

ناموسِ پیمانِ محبت: خاک میں ناموسِ پیمانِ محبت مل گئی؟ اُٹھ گئی دنیا سے راہ و رسمِ یاری، ہائے ہائے! ص ۲۰۳

ناموسِ دو عالم: جلوہ پرداز ہو نقشِ قدم اُس کا جس جا وہ کفِ خاک، ہے ناموسِ دو عالم کی امیں ص ۱۳۲

ناموسِ وفا: (۱) تماشا ہے کہ ناموسِ وفا رسوائے آئیں ہے نفَس تیری گلی میں خوں ہو اور بازار رنگیں ہے ص ۸۹

(۲) دیکھیے: پاسِ ناموسِ وفا۔

نامہ[۹] : (۱) کھنچوں ہوں آئنے پر خندۂ گل سے مسطر نامہ عنوانِ بیانِ دلِ آزردہ نہیں ص ۸

(۲) مُہر بجائے نامہ، لگائی بر لبِ پیک نامہ رساں قاتلِ تمکیں سنج نے یوں خاموشی کا پیغام کیا ص ۲۷

نام آوری : ایک بار۔

۱۔ ناَمحرم : ایک بار [مرکب]۔

۲۔ نامحسوس : ایک بار۔

۳۔ نامِ خدا : ایک بار۔

۴۔ نامدار : ایک بار [مرکب]۔

۵۔ نامراد : تین بار [مرکب: دو بار]۔

۶۔ نامرد : ایک بار۔

۷۔ نامور : دو بار [مرکب]۔

۸۔ ناموس : چھے بار [مرکب]۔

۹۔ نامہ : چونتیس بار [مفرد: سات بار، مرکب: ستائیس بار]۔

نامہ ہا : ایک بار [مرکب]۔

(۳) سرِ خطِ بند ہوا نامہ گنہ گاروں کا خونِ بوبو سے لکھا نقش گرفتاروں کا ص۲۸

(۴) نامہ بھی لکھتے ہو تو بہ خطِ غبار، حیف! رکھتے ہو مجھ سے اِتنی کدورت، ہزار حیف! ص۴۹

(۵) ہے صریرِ خامہ، ریزشِ ہائے استقبالِ ناز نامہ خود پیغام کو بال و پرِ پرواز ہے ص۸۲

(۶) نامے کے ساتھ آگیا پیغامِ مرگ رہ گیا خط میری چھاتی پر کھلا ص۱۳۰

(۷) نہ دے نامے کو اتنا طول، غالبؔ مختصر لکھ دے کہ حسرت سنج ہوں عرضِ ستم ہائے جدائی کا ص۱۳۶

(۸) کیا رہوں غربت میں خوش، جب ہو حوادث کا یہ حال نامہ لاتا ہے وطن سے نامہ بر اکثر کھلا ص۱۶۱

دیکھیے: (۹) تپشِ نامۂ تمنا۔ (۱۰) صفحۂ نامہ۔ (۱۱) طرب نامہ۔ (۱۲) فریب نامۂ موجِ سراب۔ (۱۳) مُہرِ نامہ۔

(۱۴) مُہرِ نوازش نامہ۔ (۱۵) نسب نامہ [مزید دیکھیے: سرنامہ]۔

نامہ بر: (۱) طرفِ سخن نہیں ہے مجھ سے خدا نکردہ ہے نامہ بر کو اُس سے دعوائے ہم کلامی ص۴۷

(۲) دیکھیے: نامہ ۸۔

(۳) ہو لیے کیوں نامہ بر کے ساتھ ساتھ؟ یارب، اپنے خط کو ہم پہنچائیں کیا! ص۱۶۱

(۴) سیر ہم جو ہجر میں دیوار و در کو دیکھتے ہیں کبھی صبا کو، کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں ص۱۸۷

(۵) خدا کے واسطے! داد اِس جنونِ شوق کی دینا کہ اُس کے در پہ پہنچتے ہیں نامہ بر سے ہم آگے ص۲۲۷

(۶) تجھ سے تو کچھ کلام نہیں، لیکن اے ندیم! میرا سلام کہیو، اگر نامہ بر ملے ص۲۳۶

(۷) دے کے خط، مُنہ دیکھتا ہے نامہ بر کچھ تو پیغامِ زبانی اَور ہے ص۲۳۷

(۸) دیا ہے دل اگر اُس کو، بشر ہے، کیا کہیے ہوا رقیب تو ہو، نامہ بر ہے، کیا کہیے ص۲۴۷

(۹) گیا جو نامہ بر، وہاں سے یہ رنگ باختہ آیا خطوط روئے قالیں نقش ہے پشتِ کبوتر کا ص۳۴۳

(۱۰) دیکھیے: دردِ ہلاکِ نامہ بر

نامہ رساں: (۱،۲) دریافتنِ صحبتِ اغیار غرض ہے اے نامہ رساں نامہ رساں چاہیے جاسوس ص۳۶

(۳) دیکھیے: لب پیکِ نامہ رساں۔

نامہ وخط: جوں اعتمادِ نامہ و خط کا ہو مُہر سے یوں عاشقوں میں ہے سببِ اعتبار داغ ص۳۸

نامہ ہا: دیکھیے: حکایت نامہ ہائے اہلِ دنیا۔

نامۂ اعمال: شوخیِ طالع سے ہوں ذوقِ معاصی میں اسیر ـــ نامۂ اعمال ہے تاریکیِ کوکب مجھے ص۸۶

نقل کرتا ہوں اُسے نامۂ اعمال میں مَیں ـــ کچھ نہ کچھ روزِ ازل تم نے لکھا ہے تو سہی ص۳۱۱

نامۂ دلدار: پھر چاہتا ہوں نامۂ دلدار کھولنا ـــ جاں نذرِ دل فریبیِ عنواں کیے ہوئے ص۲۲۶

نامۂ راز: دیکھیے: نگارنامۂ راز۔

نامۂ شوق: تپشِ آئنہ پروازِ تمنا لائی ـــ نامۂ شوق بہ بالِ پرِ بسمل باندھا ص۱۳

نامہرباں:[1] (۱) ہم کو ستم عزیز، ستمگر کو ہم عزیز ـــ نامہرباں نہیں ہے، اگر مہرباں نہیں ص۱۸۸

(۲) ہے بارے اعتمادِ وفاداری اس قدر ـــ غالبؔ، ہم اِس میں خوش ہیں کہ نامہربان ہے ص۲۰۲

نامی:[2] دیکھیے: نامِ نامی۔

نامیہ:[3] دیکھیے: قوتِ نامیہ۔

ناند:[4] ہے چارشنبہ آخرِ ماہِ صفر، چلو ـــ رکھ دیں چمن میں، بھر کے مئے مشک بو کی ناند ص۱۲۸

نانہادہ:[5] دیکھیے: سر بہ پائے خُمِ نانہادہ۔

ناو:[6] ناو بھر کر ہی پروئے گئے ہوں گے موتی ـــ ورنہ کیوں لائے ہیں کشتی میں لگا کر سہرا ص۲۸۷

ناوک:[7] دیکھیے: (۱) پیکانِ ناوک۔ (۲) سوفشانیِ ناوک۔

ناوکِ بیداد: دیکھیے: ہدفِ ناوکِ بیداد۔

ناوکِ تاثیر: دیکھیے: زکانِ ناوکِ تاثیر۔

ناوک خوردگاں: دیکھیے: پرافشانیِ ناوک خوردگاں۔

ناوک خیز: دل سراپا وقفِ سودائے نگاہِ تیز ہے ـــ یہ زمیں مثلِ نیستاں سخت ناوک خیز ہے ص۸۵

ناوکِ صیاد: دیکھیے: غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد۔

۱۔ نامہرباں : دوبار۔
۲۔ نامی : ایک بار [مرکب]۔
۳۔ نامیہ : ایک بار [مرکب]۔
۴۔ ناند : ایک بار۔
۵۔ نانہادہ : ایک بار [مرکب]۔
۶۔ ناو : ایک بار۔
۷۔ ناوک : آٹھ بار [مرکب]۔

ناوک فگن: دیکھیے: شستِ بُتِ ناوک فگن۔

ناوکِ ناز: دشنۂ غمزہ جاں ستاں، ناوکِ ناز بے پناہ تیرا ہی عکسِ رُخ سہی، سامنے تیرے آئے کیوں ص ۱۹۳

ناہید[۱]: دیکھیے: رقصِ ناہید۔

نایاب[۲]: (۱) نالۂ دل میں شب اندازِ اثر نایاب تھا تھا سپندِ بزمِ وصلِ غیر، گو بیتاب تھا ص ۱۲۵

(۲) وحاں خود آرائی کو تھا موتی پرونے کا خیال یحاں ہجومِ اشک میں تارِ نگہ نایاب تھا ص ۱۲۵

(۳)، (۴) دیکھیے: گوہرِ نایاب [دو بار]۔

نایافت[۳]: دیکھیے: طعنۂ نایافت۔

نائے ونوش[۴]: دیکھیے: ہوسِ نائے ونوش۔

نبات[۵]: دیکھیے: شاخِ نبات۔

نباتی: دیکھیے: روحِ نباتی۔

نَبرد[۶]: دیکھیے: بابِ نبرد۔

نَبردِ پیشہ: دیکھیے: عشقِ نبرد پیشہ۔

نَبردِ عشق: (۱) ہوئے ہیں پانو ہی پہلے نبردِ عشق میں زخمی نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے، نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے ص ۲۲۵

(۲) دیکھیے: ترکِ نبردِ عشق۔

نبضِ[۷] آرزو: دیکھیے: تپشِ نبضِ آرزو۔

نبضِ بیمار: قبلۂ نورِ نظر، کعبۂ اعجازِ مسیح مژۂ دیدۂ تحجیر سے نبضِ بیمار ص ۶

نبضِ بیمارِ وفا: رحم کر ظالم! کہ کیا بودِ چراغِ کشتہ ہے نبضِ بیمارِ وفا دودِ چراغِ کشتہ ہے ص ۲۱۰

نبضِ پری: بزمِ مے وحشت کدہ ہے کس کی چشمِ مست کا؟ شیشے میں نبضِ پری پنہاں ہے موجِ بادہ سے ص ۲۱۷

نبضِ جگر: وہ تبِ عشق تمنا ہے کہ پھر صورتِ شمع شعلہ تا نبضِ جگر ریشہ دوانی مانگے ص ۲۰۹

---

۱ ناہید : ایک بار [مرکّب]۔
۲ نایاب : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
۳ نایافت : ایک بار [مرکّب]۔
۴ نائے ونوش : ایک بار [مرکّب]۔
۵ نبات : ایک بار [مرکّب]۔
نباتی : ایک بار [مرکّب]۔
۶ نبرد : چار بار [مرکّب]۔
۷ نبض : دس بار [مرکّب]۔

نبضِ خار و خسِ آشیاں: دیکھیے: گرمیِ نبضِ خار و خسِ آشیاں۔

نبضِ خس: عجز سے اپنے یہ جانا کہ وہ بدخو ہوگا نبضِ خس سے تپشِ شعلۂ سوزاں سمجھا ص ۱۴۷

نبضِ دستِ بریدہ: ہے رشتۂ جاں فرطِ کشش سے مانندِ نبضِ دستِ بریدہ ص ۴۵۰

نبضِ دلِ بیمار: کروں گر عرضِ سنگینیِ کہسار اپنی بیتابی رگِ ہر سنگ سے نبضِ دلِ بیمار ہو پیدا ص ۳۱

نبضِ رگِ گل: نہیں ریزشِ عرق کی، اب اُسے ذوبانِ اعضا ہے تبِ خجلت نے یہ نبضِ رگِ گل میں حرارت کی ص ۹۷

نبود[۱]: دیکھیے: گرم حیرت بود و نبود۔

نبی[۲]: (۱) نبی کا ہو نہ جسے اعتقاد، کافر ہے رکھے امام سے جو بغض، کیا کہیں اُس کو؟ ص ۲۸۶

(۲)،(۳) خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد امام یہی ہے مذہبِ حق، وَالسّلام وَالاکرام ص ۲۹۷

(۴) وہ دوست نبی کے اور تم اُن کے دشمن لاحول ولا قوۃ الّا باللہ ص ۳۱۳

(۵) سمجھا تھا نبی نے اُن کو اپنا ہمدم ہے ہے! نہ کہو، کسے بُرا کہتے ہیں! ص ۳۱۳

دیکھیے:(۶) جانشینِ نبی۔(۷) دشمنِ آلِ نبی۔(۸) زمزمۂ نعتِ نبی۔(۹) قبلۂ آلِ نبی۔(۱۰) یارانِ نبی۔

نبیؐ و امام: دیکھیے: قائلِ خدا و نبیؐ و امام۔

نبیؐ و علی: ہمارا مُنہ ہے کہ دیں اُس کے حُسنِ صبر کی داد مگر نبیؐ و علی مرحبا کہیں اُس کو ص ۲۸۵

نثار[۳]: (۱) جان تم پر نثار کرتا ہوں میں نہیں جانتا دُعا کیا ہے! ص ۲۳۸

(۲) خود آسماں ہے مہا راو راجہ پر صدقے کرے گا سینکڑوں اِس تار پر نثار گرہ ص ۲۷۸

(۳) دیکھیے: اسبابِ نثار۔

نثارِ برق: نیازِ عشق، خرمن سوز اسبابِ ہوس بہتر جو ہو جاوے نثارِ برق، مشتِ خار و خس بہتر ص ۲۹۳

نثاری[۴]: دیکھیے: رسم و راہِ نثاری۔

نثر[۵]: نثر اُس کی: ہے کارنامۂ راز نظم اُس کی: نگارنامۂ راز ص ۲۶۸

---

۱ نبود : ایک بار [مرکب]۔
۲ نبی : بارہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: سات بار]۔
۳ نثار : چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔
۴ نثاری : ایک بار [مرکب]۔
۵ نثر : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
نثروں : ایک بار۔ نثرہا : ایک بار [مرکب]۔

دیکھیے: (۲) سوادِ اعظمِ نثر۔ (۳) نظمِ عالمِ نثر۔

نثرِ مدحت سرائے ابراہیم: نثرِ مدحت سرائے ابراہیم ہے مقرر جو اَب پئے تعلیم ص۲۶۷

نثروں: تین نثروں سے کام کیا نکلے اُن کے پڑھنے سے نام کیا نکلے ص۲۶۷

نثرہائے کہن: دیکھیے: درسِ نثرہائے کہن۔

نجات[1]: (۱) قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں ص۱۹۳

(۲) شفا ہو آپ کو، غالبؔ کو بندِ غم سے نجات خدا کرے کہ یہ ایسا ہو سازگار برس ص۲۹۳

نجف[2]: دیکھیے: (۱) جادۂ دشتِ نجف۔ (۲) خاکِ صحرائے نجف۔ (۳) درِ شاہِ نجف۔ (۴) عزمِ سیرِ نجف۔ (۵) مجلس آرائے نجف۔

نجوم[3]: قاطعِ اعمار ہیں اکثر نجوم وہ بلائے آسمانی اور ہے ص۲۳۷

نخچیر[4]: (۱) لذّتِ ایجادِ ناز افسونِ عرضِ ذوقِ قتل نعل آتش میں ہے تیغِ یار سے نخچیر کا ص۱۱

(۲) تو مجھے بھول گیا ہو تو پتا بتلادوں کبھی فتراک میں تیرے کوئی نخچیر بھی تھا؟ ص۱۵۸

دیکھیے: (۳) بیاضِ دیدۂ نخچیر۔ (۴) دوشِ رمِ نخچیر۔ (۵)، (۶) دیدۂ نخچیر [دوبار]۔ (۷) رمِ نخچیر۔ (۸) مژۂ دیدۂ نخچیر۔

نخشب[5]: دیکھیے: مہِ نخشب۔

نخل[6]: (۱، ۲) تب ہوا ہے ثمر فشاں یہ نخل ہم کہاں ورنہ اور کہاں یہ نخل ص۳۱

نخلِ باغِ سلطاں: دیکھیے: نوبرِ نخلِ باغِ سلطاں۔

نخلِ رطب فشاں: بارے، آموں کا کچھ بیاں ہوجائے خامہ، نخلِ رطب فشاں ہوجائے ص۳۰

نخلِ شمع: برق آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ ہوں جوں نخلِ شمع ریشے میں نشوونما گرو ص۶۹

نخلِ طور: دیکھیے: ہر برگِ نخلِ طور۔

۱۔ نجات : دوبار۔
۲۔ نجف : پانچ بار [مرکب]۔
۳۔ نجوم : ایک بار۔
۴۔ نخچیر : سات بار [مفرد: دوبار، مرکب: پانچ بار]۔
۵۔ نخشب : ایک بار [مرکب]۔
۶۔ نخل : سات بار [مفرد: دوبار، مرکب: پانچ بار]۔

نخلِ ماتم: جوں نخلِ ماتم ابر سے مطلب نہیں مجھے رنگِ سیاہ نیل غبارِ سحاب ہے ص۵۴۲

نخوت[1]: (۱) لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری موجِ مے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں ص۱۸۵

(۲) دیکھیے، لاتی ہے اُس شوخ کی نخوت کیا رنگ اُس کی ہر بات پہ ہم 'نامِ خدا' کہتے ہیں ص۱۸۸

نداوہ[2]: (۱) تنِ بہ بندِ ہوس در نداوہ رکھتے ہیں دلِ ز کارِ جہاں اوفتادہ رکھتے ہیں ص۵۹

(۲) معافِ بیہدہ گوئی ہیں ناصحانِ عزیز دلِ بہ دستِ نگارے نداوہ رکھتے ہیں ص۵۹

ندامت[3]: دیکھیے: سیلِ ندامت۔

ندیم[4]: (۱) رونے سے اے ندیم! ملامت نہ کر مجھے آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کرے کوئی ص۲۱۵

(۲) تجھ سے تو کچھ کلام نہیں، لیکن اے ندیم میرا سلام کہیو، اگر نامہ بر ملے ص۲۳۶

(۳) سُن اے ندیم! برس گانٹھ کے یہ تاگے نے تجھے بتاؤں کہ کیوں کی ہے اختیار گرہ ص۲۷۹

(۴) دیدہ خوں بار ہے مدّت سے، ولے آج ندیم! دل کے ٹکڑے بھی کئی، خون کے شامل آئے ص۳۱۴

ندیمِ دوست: غالبؔ! ندیمِ دوست سے آتی ہے بوئے دوست مشغولِ حق ہوں بندگیِ بوتراب میں ص۱۹۰

نذر[5]: (۱) میں اور حظِّ وصل، خدا ساز بات ہے! جاں نذر دینی بھول گیا اضطراب میں ص۱۸۹

(۲) غالبؔ، گر اِس سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی ص۲۴۴

(۳) سو یہ نظر فروز قلم دان نذر ہے مسٹر کوان صاحبِ عالی مقام کی ص۲۶۳

(۴) سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یکقلم لمبر رہا، نہ نذر، نہ خلعت کا انتظام ص۲۸۴

نذرِ الطاف: اسدؔ! جاں نذرِ الطافے کہ ہنگامِ ہم آغوشی زبانِ ہر سرِ مو حالِ دل پُرسیدنی جانے ص۱۱۵

نذرِ امتحاں: دل کو ہم صرفِ وفا سمجھے تھے، کیا معلوم تھا یعنی یہ پہلے ہی نذرِ امتحاں ہو جائے گا ص۱۵۱

نذرِ تغافل: آئنہ امتحاں نذرِ تغافل اسدؔ شش جہت اسباب ہے وہمِ توکّل ہنوز ص۴۴

نذرِ خراشِ نالہ: نذرِ خراشِ نالہ سرشکِ نمک اثر لطفِ کرم بدولتِ مہماں اُٹھائیے ص۴۳

---

[1] نخوت : دوبار۔

[2] نداوہ : دوبار [مرکب]۔

[3] ندامت : ایک بار [مرکب]۔

[4] ندیم : پانچ بار [مفرد: چار بار، مرکب: ایک بار]۔

[5] نذر : چودہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: دس بار]۔

نذرِ خمار: سیرِ مُلکِ حُسن کر، مے خانہ ہا نذرِ خمار چشمِ مستِ یار سے ہے گردنِ مینا پہ باج ص۳۵

نذرِ دل‌فریبیِ عنواں: پھر چاہتا ہوں نامۂ دلدار کھولنا جاں نذرِ دل‌فریبیِ عنواں کیے ہوئے ص۲۲۶

نذرِ سبکباریِ اسدؔ: یک بختِ اوج نذرِ سبکباریِ اسدؔ سر پر وبالِ سایۂ بالِ ہُما نہ مانگ ص۵۱

نذرِ سمندر: رہتے ہیں افسردگی سے سخت بیدردانہ ہم شعلہ ہا نذرِ سمندر، بلکہ آتش خانہ ہم ص۵۴

نذرِ صدا: کوہ کو بیم سے اُس کے ہے جگر باختگی نہ کرے نذرِ صدا ورنہ متاعِ تمکیں ص۸

نذرِ کرم: پَے نذرِ کرم تحفہ ہے شرمِ نارسائی کا بہ خوں غلتیدۂ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا ص۱۳۶

نرگس[1]: (۱) سُنبل و دامِ کمیں خانۂ خوابِ صیّاد نرگس و جامِ سیہ مستیِ چشمِ بیدار ص۳

(۲) آئی یک عمر سے معذورِ تماشا نرگس چشمِ شبنم میں نہ ٹوٹا مژۂ خار ہنوز ص۴۳

(۳) شہِ گل نے کیا جب بند و بستِ گلشن آرائی عصائے سبز دے، نرگس کو خدمت دی نظارت کی ص۹۷

دیکھیے:(۴)،(۵) چشمِ نرگس[دوبار]۔(۶) شاخِ گلِ نرگس۔(۷)،(۸) گلِ نرگس[دوبار]۔(۹) گل و نرگس۔

(۱۰) گل ہائے نرگس۔(۱۱) نظارۂ نرگس۔

نرگسِ مخمور: گل کھلے، غنچے چٹکنے لگے اور صبح ہوئی سرخوشِ خواب ہے وہ نرگسِ مخمور ہنوز ص۴۵

نرگستاں[2]: (۱) تماشا کردنی ہے انتظارِ آبادِ حیرانی نہیں غیر از نگہ جوں نرگستاں فرشِ محفل ہا ص۴۳

(۲) دیکھیے: گردِ سوادِ نرگستاں۔

نردبانی[3]: شررِ اسیرِ دل کو ملے اوجِ عرضِ اظہار جو بہ صورتِ چراغاں کرے شعلہ نردبانی ص۱۰

نرم[4] رفتار: نرم رفتار ہو جس کوہ پہ وہ برق گداز رفتنِ رنگِ حنا ہے، تپشِ بالِ شرار ص۵

نرمی[5]: دیکھیے: باریکی و نرمی۔

نزار[6]: کیوں نہ درکار ہو مجھے پوشش جسم رکھتا ہوں، ہے اگرچہ نزار ص۱۳۶

نزار و زار و حزیں: اور پھر اب، کہ ضعفِ پیری سے ہوگیا ہوں نزار و زار و حزیں ص۲۸۱

۱۔ نرگس : بارہ بار[مفرد: تین بار، مرکّب: نو بار]۔
۲۔ نرگستاں : دو بار[مرکّب: ایک بار]۔
۳۔ نردبانی : ایک بار۔
۴۔ نرم : ایک بار[مرکّب]۔
۵۔ نرمی : ایک بار[مرکّب]۔
۶۔ نزار : دو بار[مرکّب: ایک بار]۔

نزاع [۱] : دیکھیے: گردِ میدانِ نزاع۔

نزاع جلوہ: دیکھیے: گردابِ گاہِ نزاع جلوہ۔

نزاکت [۲] : (۱) نزاکت ہے فسونِ دعویِ طاقت شکستن ہا شرارِ سنگ: اندازِ چراغ از چشم جُستن ہا ص ۲۲

(۲) ہے نزاکت بس کہ فصلِ گل میں معمارِ چمن قالبِ گل میں ڈھلی ہے خشتِ دیوارِ چمن ص ۵۹

(۳) دی لطفِ ہَوا نے بہ جنوں طرفہ نزاکت تا آبلہ دعوائے تنک پیرہنی ہے ص ۱۱۱

(۴) اِس نزاکت کا بُرا ہو، وہ بھلے ہیں تو کیا ہاتھ آویں تو انھیں ہاتھ لگائے نہ بنے ص ۲۳۶

(۵) اگرچہ تھا یہ ارادہ، مگر خدا کا شکر! اُٹھا سکا نہ نزاکت سے گل بدن، تکیہ ص ۳۰۳

(۶) دیکھیے: کارگہِ ربطِ نزاکت۔

نزاکت جلوہ: رچ گیا جوشِ صفائے زلف کا اعضا میں عکس ہے نزاکت جلوہ اے ظالم! سیہ فامی تری ص ۹۳

نزاکت ساماں: دیکھیے: طبعِ نزاکت ساماں۔

نزدیک [۳] : اک کھیل ہے اورنگِ سلیماں مرے نزدیک اک بات ہے اعجازِ مسیحا مرے آگے ص ۲۲۸

نزدیکِ پژمردن: خراب آبادِ غربت میں عبث افسوسِ ویرانی گُلِ از شاخ دور اُفتادہ ہے نزدیکِ پژمردن ص ۴۲۹

نزع [۴] : (۱) اسدؔ ہے نزع میں، چل بے وفا برائے خدا! مقامِ ترکِ حجاب و وداعِ تمکیں ہے ص ۲۱۳

دیکھیے ــــــ: (۲) دمِ نزع۔ (۳) کشمکشِ نزع۔ (۴) وقتِ نزع۔

نزع مخمور: نزع مخمور ہوں اُس دید کی دُھن میں، کہ مجھے رشتۂ سازِ ازل ہے نگہِ باز پسیں ص ۷

نزول [۵] : کیوں اندھیری ہے شبِ غم؟ ہے بلاؤں کا نزول آج اُدھر ہی کو رہے گا دیدۂ اختر کُھلا ص ۱۲۱

نژادِ [۶] آدم: دیکھیے: مرجع و مجمعِ اشرافِ نژادِ آدم۔

نژند [۷] : دل سخت نژند ہوگیا ہے گویا اُس سے گلہ مند ہوگیا ہے گویا ص ۲۵۳

نسب [۸] : دیکھیے ــــــ: (۱) آفتِ نسب۔ (۲) دلِ اُلفت نسب۔ (۳) غفلت نسب۔

---

۱ نزاع : دو بار [مرکب]۔

۲ نزاکت : آٹھ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: تین بار]۔

۳ نزدیک : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

۴ نزع : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔

۵ نزول : ایک بار۔

۶ نژاد : ایک بار [مرکب]۔

۷ نژند : ایک بار۔

۸ نسب : [مرکب]۔

نسب نامۂ نیرنگ: دیکھیے: یک فردِ نسب نامۂ نیرنگ۔

نسبت[1]: (۱) تجھ میں اور غیر میں نسبت ہے، ولیکن بہ تضاد وصیِ ختمِ رُسُل تو ہے بہ فتوائے یقیں ص۹

(۲) اِس عمل میں عیش کی لذّت نہیں ملتی اسدؔ زور نسبت مَے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک ص۴۹

(۳) اخترِ سوختۂ قیسؔ سے نسبت دیجے خالِ مشکینِ رُخِ دل کشِ لیلاؔ کہیے ص۱۲۲ [بجلی ولی]

(۴) خستگی کا ہو بھلا، جس کے سبب سے سرِ دست نسبت اک گونہ مرے دل کو ترے ہات سے ہے ص۱۲۸

(۵) مرے شاہِ سلیماںؔ جاہ سے نسبت نہیں غالبؔ فریدونؔ و جمؔ و کیخسروؔ و داراب و بہمنؔ کو ص۱۹۹

(۶) گو وھاں نہیں، پہ وھاں کے نکالے ہوئے تو ہیں کعبےؔ سے اِن بتوں کو بھی نسبت ہے دور کی ص۲۳۳

دیکھیے: (۷)، (۸) محوِ نسبت [دو بار]۔ (۹) ختم نسبتِ زلف۔

نسبتِ نام: نسبتِ نام سے اُس کے ہے یہ رُتبہ کہ رہے ابداً پشتِ فلک خم شدۂ نازِ زمیں ص۱۳۲

نسبتیں: بارے، نوکر بھی ہو گیا، صد شکر! نسبتیں ہو گئیں مشخّص چار ص۱۳۶

نسترن[2]: دیکھیے: دستۂ نسرین و نسترن۔

نسخہ[3](۱): نہ پایا دردمندِ دوریِ یارانِ یک دل نے سوادِ خطِّ پیشانی سے نسخہ مومیائی کا ص۱۶

بجائے دانہ خرمن یک بیاباں بیضۂ قمری مرا حاصل وہ نسخہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو ص۶۷

نسخۂ آبِ حیواں: مشقِ نقشِ قدم: نسخۂ آبِ حیواں جادۂ دشتِ نجفؔ: عمرِ خضرؔ کا طومار ص۴

نسخۂ ادوارِ ظہور: تیرا پیمانۂ مَے: نسخۂ ادوارِ ظہور تیرا نقشِ قدم: آئینۂ شانِ اظہار ص۶

نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنّا: کیا یکسر گدازِ دل نیازِ جوششِ حسرت سویدا: نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنّا ہے ص۸۳

نسخۂ عرضِ دوا: عیسیٰؔ! طلسمِ حُسن تغافل ہے زینہار جُز پشتِ چشم، نسخۂ عرضِ دوا نہ مانگ ص۵۰

نسخۂ مرہم: نہ پوچھ نسخۂ مرہم جراحتِ دل کا کہ اُس میں ریزۂ الماس جُزوِ اعظم ہے ص۲۲۹

نسخہ[4](۲): ہو سخن کی جسے طلبگاری کرے اِس نسخے کی خریداری ص۲۶۸

---

[1] نسبت : دس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: چار بار]۔
نسبتیں : ایک بار۔
[2] نسترن : ایک بار [مرکب]۔
[3] نسخہ(۱) : سات بار [مفرد: دو بار، مرکب: پانچ بار]۔
[4] نسخہ(۲) : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
نسخہ ہا : ایک بار [مرکب]۔

نسخۂ تحفہ: کہا یہ جلد کہ تو اس میں سونچتا کیا ہے؟ لکھا ہے: نسخۂ تحفہ، یہی ہے سالِ تمام ص ۲۶۳

نسخۂ حسن: دیکھیے: بسملۂ نسخۂ حسن۔

نسخۂ نادر: عجیب نسخۂ نادر لکھا ہے ایک اُس نے کہ جس میں حکمت وطب ہی کے مسئلے ہیں تمام ص ۲۴۳

نسخہ ہاے وفا: دیکھیے: تالیفِ نسخہ ہاے وفا۔

نسریں[1]: دیکھیے ــــ: (۱) رنگِ لالہ وگل ونسریں۔ (۲) گل ونسریں۔

نسریں عارضاں: دیکھیے: گوشِ نسریں عارضاں۔

نسرین دستران: دیکھیے: دستۂ نسرین دستران۔

نسیاں[2]: دیکھیے: (۱) طاقِ نسیاں۔ (۲) نقش ونگار طاقِ نسیاں۔

نسیم[3]: (۱) بس کہ یک رنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجاد نسیم لالے کے داغ سے، جوں نقطہ وخط، سنبل زار ص ۳

(۲) جس جا نسیم شانہ کشِ زلفِ یار ہے نافہ: دماغِ آہوے دشتِ تتار ہے ص ۲۱۷

(۳) بہار شوخ وچمن تنگ ورنگِ گل دل چسپ نسیم باغ سے پا در حنا نکلتی ہے ص ۲۵۲

(۴) دیکھیے: آزادیِ نسیم۔

نسیمِ عشق: دیکھیے: حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق۔

نسیمِ مصر: نسیمِ مصر کو کیا پیرِ کنعاں کی ہوا خواہی اُسے یوسف کی بوے پیرہن کی آزمایش ہے ص ۲۳۳

نسیہ[4] ونقدِ دوعالم: نسیہ و نقدِ دو عالم کی حقیقت معلوم لے لیا مجھ سے مری ہمتِ عالی نے مجھے ص ۲۲۲

نشاط[5]: (۱) مقتل کو کس نشاط سے جاتی ہوں میں، کہ ہے پُر گل خیالِ زخم سے دامن نگاہ کا ص ۲۲۷

(۲) مَے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو؟ اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے ص ۲۱۹

(۳) عجب نشاط سے جلاّد کے چلے ہیں ہم آگے کہ اپنے سایے سے سر، پانو سے ہے دو قدم آگے ص ۲۲۷

دیکھیے ــــ: (۴) آئینۂ صد رنگِ نشاط۔ (۵) داغِ تمناے نشاط۔ (۶) ضامنِ نشاط۔ (۷) عالمِ نیرنگِ نشاط۔

۱۔ نسریں : چار بار [مرکب]۔
۲۔ نسیاں : دو بار [مرکب]۔
۳۔ نسیم : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکب: تین بار]۔
۴۔ نسیہ : ایک بار [مرکب]۔
۵۔ نشاط : ستائیس بار [مفرد: تین بار، مرکب: تیس بار]۔

(۴) یک جنبشِ نشاط۔

نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری: ہاں نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری، واہ واہ! پھر ہوا ہے تازہ سودائے غزل خوانی مجھے ص۲۳۲

نشاط آہنگ: مقدمِ سیلاب سے دل کیا نشاط آہنگ ہے! خانۂ عاشق مگر سازِ صدائے آب تھا ص۱۲۵

نشاطِ بہار: مینائے مے ہے سرو، نشاطِ بہار سے بالِ تدرو، جلوۂ موجِ شراب ہے ص۲۰۶

نشاطِ تصور: دیکھیے: گرمیِ نشاطِ تصور۔

نشاطِ داغِ غمِ عشق: نشاطِ داغِ غمِ عشق کی بہار نہ پوچھ شگفتگی، ہے شہیدِ گُلِ خزانیِ شمع ص۱۸۳

نشاطِ دل: دیکھیے: بساطِ نشاطِ دل۔

نشاطِ دہر: دیکھیے: فرصتِ رنج ونشاطِ دہر۔

نشاطِ دید: دیکھیے: عرضِ نشاطِ دید۔

نشاطِ دیدۂ بینا: نشاطِ دیدۂ بینا ہے، کو خواب وچہ بیداری؟ بہم آوردہ مژگاں روبرو ہے تماشا ہے ص۸۳

نشاطِ عامِ عوام: مرحبا! اے سُرورِ خاصِ خواص حبذا! اے نشاطِ عامِ عوام ص۳۳۵

نشاطِ عشق: غمِ زمانہ نے جھاڑی نشاطِ عشق کی مستی وگرنہ ہم بھی اُٹھاتے تھے لذّتِ الم آگے ص۲۲۷

نشاطِ قریں: دیکھیے: مجلسِ نشاطِ قریں۔

نشاطِ کار: ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا! نہ ہو مرنا، تو جینے کا مزا کیا؟ ص۱۵۷

نشاطِ گردباد: دیکھیے: بزمِ نشاطِ گردباد۔

نشاط وسُرور: دیکھیے: صد نشاط وسُرور۔

نشان[ا]: (۱) تیرگیِ ظاہری ہے طبعِ آگہ کا نشاں غافلاں! عکسِ سوادِ صفحہ ہے گردِ کتاب ص۳۱

(۲) ظاہر ہیں میری شکل سے افسوس کے نشاں جوں شانہ پشتِ دست بہ دنداں گزیدہ ہوں ص۶۱

(۳) رنجشِ یارِ مہرباں، عیش وطرب کا ہے نشاں دل سے اُٹھے ہے جو غبار، گردِ سوادِ باغ ہے ص۱۱۶

(۴) ہے بس کہ ہر اک اُن کے اشارے میں نشاں اَور کرتے ہیں محبت تو گزرتا ہے گماں اَور ص۱۷۰

ا۔ نشان : سترہ بار [مفرد: سات بار، مرکب: دس بار]۔ نشاں دار : ایک بار [مرکب]۔

(۵) کہتے ہو: کیا لکھا ہے تری سرنوشت میں؟ گویا جبیں پہ سجدۂ بت کا نشاں نہیں ص۱۸۸

(۶) ہستی کا اعتبار بھی غم نے مٹا دیا کس سے کہوں کہ داغ، جگر کا نشان ہے ص۲۰۳

(۷) نشاں باقی نہیں ہے سلطنت کا مگر ہاں نام کو اورنگ زیبی ص۲۶۳

دیکھیے:(۸) امیر شاہ نشاں۔(۹) نام ونشاں۔

نشانِ اشک: سیل بنائے ہستیِ شبنم ہے آفتاب چھوڑے نہ چشم میں تپشِ دل نشانِ اشک ص۵۰

نشانِ بے قرارِ شوق: نشانِ بے قرارِ شوق جو مژگاں نہیں باقی کئی کانٹے ہیں اور پیراہنِ شکلِ نہالی ہے ص۷۹

نشانِ جگرِ سوختہ: قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ اے نالہ نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے؟ ص۲۱۹

نشانِ حال: دیکھیے: آئینۂ نشانِ حال۔

نشانِ خالِ رخ: ہوا آئینہ جامِ بادہ عکسِ روئے گل گوں سے نشانِ خالِ رخ: داغ شرابِ پرتگالی ہے ص۷۹

نشانِ دادخواہی: اسدؔ! خوباں بھی دورِ چرخ سے رنجیدہ خاطر ہیں گریباں چاکیِ گل ہا، نشانِ دادخواہی ہے ص۳۵۳

نشانِ دارِ ناز: جیبِ نیازِ عشق نشاں دارِ ناز ہے آئینہ ہوں شکستنِ طرفِ کلاہ کا ص۱۹

نشانِ روشنیِ دل: نشانِ روشنیِ دل نہاں ہے تیرہ بختوں کا نہیں محسوس دودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں ص۳۲۹

نشانِ سوادِ دیارِ حسن: ہوا نشانِ سوادِ دیارِ حسن عیاں کہ خط، غبارِ زمیں خیزِ زلفِ مشکیں ہے ص۱۰۳

نشانی[1]: (۱) رنگ نے گل سے، دمِ عرضِ پریشانیِ بزم برگِ گل ریزۂ مینا کی نشانی مانگے ص۷۸

(۲) کافی ہے نشانی ترا چھلے کا نہ دینا خالی مجھے دکھلا کے بہ وقتِ سفر انگشت ص۱۹۳

(۳) ہوں تو خود رفتۂ بیدائے خیال بھول جانا ہے نشانی میری ص۲۳۱

نشتر[2]: (۱) بہارِ رنگِ خونِ گل ہے ساماں اشک باری کا جنونِ برق، نشتر ہے رگِ ابرِ بہاری کا ص۱۸

(۲) درد سے در پردہ دی مژگاں سیاہاں نے شکست ریزہ ریزہ استخواں کا پوست میں نشتر ہوا ص۲۰

(۳) صورتِ دیبا تپش سے میری غرقِ خوں ہے آج خارِ پیراہن رگِ بستر کو نشتر ہو گیا ص۲۹

(۴) باعثِ ایذا ہے برہم خوردنِ بزمِ سرور لختِ لختِ شیشۂ بشکستہ جز نشتر نہیں ص۶۶

---

[1] نشانی : تین بار۔

[2] نشتر : چودہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: چھے بار]۔

(۵) مژگاں خلیدۂ رگِ ابرِ بہار ہے نشتر بہ مغزِ پنبۂ مینا فرو نہ ہو ص۶۸

(۶) گرچہ ہوں دیوانہ، پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب؟ آستیں میں دشنہ پنہاں، ہاتھ میں نشتر کھلا ص۱۶۰

(۷) رگِ لیلیٰ کو خاکِ دشتِ مجنوں ریشگی بخشے اگر بووے بجائے دانہ دہقاں نوک نشتر کی ص۲۰۷

(۸) فزوں ہوتا ہے ہر دم جوشِ خوں باری، تماشا ہے نفس کرتا ہے رگ ہائے مژہ پر کام نشتر کا ص۲۳۳

(۹) دیکھیے: دعوتِ صد نشتر۔

نشترِ خار: یک بیاباں تپشِ بالِ شرر سے، صحرا مغزِ کہسار میں کرتا ہے فرو نشترِ خار ص۵

نشترِ خوں ریز: خوں چکاں ہے جادہ مانندِ رگِ سودائیاں سبزۂ صحرائے الفت نشترِ خوں ریز ہے ص۸۵

نشتر زار: دیکھیے: وقفِ نشتر زار۔

نشتر زارِ سودائے خیال: یادِ مژگاں میں بہ نشتر زارِ سودائے خیال چاہیے وقتِ تپش یک دست صد پہلو مجھے ص۸۷

نشترِ زنبور: بہ شیرینیِ خواب آلودہ مژگاں نشترِ زنبور خود آرائی سے آئینہ طلسمِ مومِ جادو تھا ص۲۲

نشترِ فصاد: ہے گدازِ موم، اندازِ چکیدن ہائے خوں نیشِ زنبورِ عسل ہے نشترِ فصاد یہاں ص۵۷

نشر[۱]: نہ حشر و نشر کا قائل، نہ کیش و ملت کا خدا کے واسطے! ایسے کی پھر قسم کیا ہے ص۳۱۲

نشستن[۲]: کیا کس شوخ نے ناز از سرِ تمکیں نشستن کا؟ کہ شاخِ گل کا خم، انداز ہے بالیں شکستن کا ص۲۷

نشستن ہا: دیکھیے: پا نشستن ہا۔

نشنیدن[۳]: میں اور صد ہزار نوائے جگر خراش تو اور ایک وہ نشنیدن کہ کیا کہوں! ص۱۶۸

نشو و نما[۴]: (۱) برس آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ ہوں جوں نخلِ شمع، ریشے میں نشو و نما گرو ص۶۹

(۲) نشو و نما ہے اصل سے غالبؔ فروع کو خاموشی ہی سے نکلے ہے جو بات چاہیے ص۲۱۹

دیکھیے ـــــ: (۳) حوصلۂ نشو و نما۔ (۴) سرِ نشو و نما۔ (۵) فرصتِ نشو و نما۔ (۶) فیضِ ہوائے چمنِ نشو و نما۔ (۷) کوتاہیِ نشو و نما۔ (۸) ہمتِ نشو و نما۔ (۹) یک نشو و نما۔

نشو و نمائے خندہ: دیکھیے: فرصتِ نشو و نمائے خندہ۔

۱۔ نشر : ایک بار [مرکب]
۲۔ نشستن : ایک بار۔ نشستن ہا : ایک بار۔
۳۔ نشنیدن : ایک بار۔
۴۔ نشو و نما : دس بار [مفرد: دو بار، مرکب: آٹھ بار]۔

نشہ[1]: (۱) گلشن و مے کدہ: سیلابیِ یک موجِ خیال   نشہ و جلوۂ گل: بر سرِ ہم فتنہ غبار   ص ۳
(۲) گر شہادت آرزو ہے، نشے میں گستاخ ہو   بالِ شیشے کا، رگِ سنگِ فساں ہوجائے گا   ص ۲۰
(۳) نشے میں گم کردہ رہ آیا وہ مستِ فتنہ خو   آج رنگِ رفتہ، دورِ گردشِ ساغر ہوا   ص ۲۰
(۴) نغمہ ہے، محوِ ساز رہ؛ نشہ ہے، بے نیاز رہ   رندِ تمام ناز رہ، خلق کو پارسا سمجھ   ص ۷۳
(۵) نشے کے پردے میں ہے محوِ تماشائے دماغ   بس کہ رکھتی ہے سرِ نشوونما موجِ شراب   ص ۱۲۳
(۶) دیجے ہیں جنت حیاتِ دہر کے بدلے   نشہ بہ اندازۂ خمار نہیں ہے   ص ۲۰۸
(۷) زندگی میں بھی رہا ذوقِ فنا کا مارا   نشہ بخشا غضب اِس ساغرِ خالی نے مجھے   ص ۳۲۰
دیکھیے:۔ (۸) اُفتادگیِ نشہ۔ (۹) بہارِ نشہ۔ (۱۰) سعیِ عروجِ نشہ۔ (۱۱) عروجِ نشہ۔ (۱۲) موجِ خمیازۂ یک نشہ۔

نشہ پیمائی: محملِ پیمانۂ فرصت ہے بروِشِ حباب   دعویِ دریا کشیّ و نشہ پیمائی عبث   ص ۳۳

نشہ فرسائے خمارِ بنگ: ہوں ز پا اُفتادۂ اندازِ یادِ حسنِ سبز   کس قدر ہے نشہ فرسائے خمارِ بنگ، دل   ص ۵۳

نشۂ اظہار: خمارِ ضبط سے بھی نشۂ اظہار پیدا ہے   تراوش شیرۂ انگور کی ہے مُفتِ افشردن   ص ۲۲۹

نشۂ ایجادِ جنوں: دیکھیے: دماغِ نشۂ ایجادِ جنوں۔

نشۂ ایجادِ ازل: کسوتِ تاک میں ہے نشۂ ایجادِ ازل   سُبحۂ عرضِ دو عالم بہ کفِ آبلہ دار   ص ۳

نشۂ بیباکیِ مستاں: غرورِ لطفِ ساقی نشۂ بیباکیِ مستاں   نم دامانِ عصیاں ہے طراوتِ موجِ کوثر کی   ص ۷۷

نشۂ تریاک: مے کشیدن سے مجھے نشۂ تریاک چڑھا   (ص ۳۴۵)

نشۂ خونِ جگر: ہے بے خمار نشۂ خونِ جگر اسدؔ   دستِ ہوس بہ گردنِ مینا نہ کھینچیے   ص ۱۰۶

نشۂ رنگ: نشۂ رنگ سے ہے واشدِ گل   مست کب بندِ قبا باندھتے ہیں   ص ۱۸۱

نشۂ صہبا: دیکھیے: نازبردارِ غرورِ نشۂ صہبا۔

نشۂ فکرِ سخن: تازہ نہیں ہے نشۂ فکرِ سخن مجھے   تریاکیِ قدیم ہوں دودِ چراغ کا   ص ۱۵۰

نشۂ گردش: دیکھیے: غرورِ نشۂ گردش۔

نشۂ محفل: دیکھیے: حجابِ نشۂ محفل۔

ا۔ نشہ: تینتیس بار [مفرد: سات بار، مرکب: چھبیس بار]۔   نشہ[2]: ایک بار۔

نشۂ مے: (۱) اے بہ ضبطِ حال خو نا کردگاں! جوشِ جنوں نشۂ مے ہے، اگر یک پردہ نازک تر ہوا ص۲۰

(۲) بے ہوس محمل بدوشِ شوخیِ ساقیِ مست نشۂ مے کے تصور میں نگہبانی عبث ص۳۳

(۳) نشۂ مے بے چمن، دودِ چراغِ کشتہ ہے جام، داغِ شعلہ اندودِ چراغِ کشتہ ہے ص۷۹

(۴) نشۂ مے کے اُتر جانے کے غم سے انگور صورتِ اشک بہ مژگانِ رگِ تاک چڑھا ص۲۲۵

(۵) خمیدن نشۂ مے میں، بے شرمِ زشت اعمالی دماغِ زہد میں آخر غرورِ بے گناہی ہے ص۲۵۴

(۶) ہے تمثالِ پری، نشۂ مینا آزادِ دلِ آئینہ طرب، ساغرِ بختِ بیدار ص۷

نشۂ واماندگی: دیکھیے: عروجِ نشۂ واماندگی۔

نشۂ وحشت: دیکھیے: حسرتِ نشۂ وحشت۔

نشہ ہا: نشہ ہا شادابِ رنگ و سازہا مستِ طرب شیشۂ مے، سروِ سبزِ جوئبارِ نغمہ ہے ص۲۱۳

نشیب[۱]: اُس بزمِ پُرفروغ میں اِس تیرہ بخت کو لبر ملا نشیب میں ازروے اہتمام ص۲۸۲

نشیب و فراز: نہ ہو بہ ہرزہ بیاباں نوردِ وہمِ وجود ہنوز تیرے تصور میں ہے نشیب و فراز ص۱۷۱

نصاب[۲]: دیکھیے: کتابِ طربِ نصاب۔

نصارا[۳]: اِس عمل میں عیش کی لذت نہیں ملتی اسدؔ زور نسبت مے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک ص۴۹

نصرت الملک[۴]: نصرت الملک بہادر مجھے بتلا کہ مجھے تجھ سے جو اتنی ارادت ہے تو کس بات سے ہے؟ ص۱۲۷

نصیب[۵]: (۱) جسے نصیب ہو روزِ سیاہ میرا سا وہ شخص دن نہ کہے رات کو تو کیوں کر ہو؟ ص۱۹۷

(۲) میں یہ کیا جانوں کہ وہ کس واسطے ہوں پھر گئے؟ پر نصیب اپنا، اُنھیں جاتا سنا جوں، پھر گئے ص۲۹۱

(۳) دیکھیے: دلِ حسرت نصیب۔ (۴) ناسازیِ نصیب۔

نصیبِ آستیں: نصیبِ آستیں ہے حاصلِ روے عرق آگیں پھٹے ہے کہکشاں خرمن سے مہ کے خوشہ پرویں کا ص۲۸

نصیبِ تیرہ: نصیبِ تیرہ بلا گردشِ آفریں ہے اسدؔ زمیں سے ہوتے ہیں صد دامن آسماں پیدا ص۲۲۶

نصیبِ خاطرِ آگاہ: رشک ہے آسائشِ اربابِ غفلت پر اسدؔ پیچ و تابِ دل، نصیبِ خاطرِ آگاہ ہے ص۹۳

۱۔ نشیب : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
۲۔ نصاب : ایک بار [مرکب]۔
۳۔ نصارا : ایک بار۔
۴۔ نصرت الملک : ایک بار۔
۵۔ نصیب : آٹھ بار [مفرد: دوبار، مرکب: چھے بار]۔
نصیبوں : ایک بار [مرکب]۔

نصیبِ نگہِ معنیِ ناز: پر یہ دولت تھی نصیبِ نگہِ معنیِ ناز کہ ہوا صورتِ آئینہ میں جوہر بیدار ص ۴

نصیبوں: غرّۂ اوجِ بنائے عالمِ امکاں نہ ہو اِس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن ص ۱۷۹

نصیحت[1] نیوش: دیکھیے: گوشِ نصیحت نیوش۔

نصیرِ[2] دولت و دیں: نصیرِ دولت و دیں اور معینِ ملّت و ملک بنا ہے چرخِ بریں جس کے آستاں کے لیے ص ۲۳۶

نضارت[3]: شۂ گل نے کیا جب بند و بستِ گلشن آرائی عصائے سبز دے، نرگس کو خدمت دی نضارت کی ص ۹۷

نطق[4]: زباں پہ بارِ خدایا! یہ کس کا نام آیا؟ کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے ص ۲۳۶

نظّارگی[5]: (۱) شب کہ تھا نظّارگی روئے بتاں کا اے اسدؔ گر گیا بامِ فلک سے صبح تشتِ ماہ تاب ۳۱

(۲) تکلّف برطرف، نظّارگی میں بھی سہی لیکن وہ دیکھا جائے، کب یہ ظلم دیکھا جائے ہے مجھ سے ص ۲۲۵

نظّارگیِ صنعتِ حق: نوروز ہے آج اور وہ دن ہے کہ ہوئے ہیں نظّارگیِ صنعتِ حق اہلِ بصارت ص ۱۲۷

نظّارہ، نظارہ[6]: (۱) رہا نظّارہ وقتِ بے نقابی آپ پر لرزاں سرشک آگیں مژہ سے دستِ از جاں شستہ بر رو تھا ص ۲۲

(۲) تمثال گدازِ آئنہ ہے عبرتِ بینش نظّارہ تحیّر، چمنستانِ بقا ہیچ ص ۳۶

(۳) نظّارہ دیگر و دلِ خونیں نفس دگر آئینہ دیکھ، جوہرِ برگِ حنا نہ مانگ ص ۵۰

(۴) تماشا ہے علاجِ بے دماغی ہائے دل غافل! سویدا: مردمِ چشمِ پری، نظّارہ: افسوں ہے ص ۱۱۲

(۵) نظّارہ کیا حریف ہو اُس برقِ حسن کا جوشِ بہار، جلوے کو جس کے نقاب ہے ص ۲۰۶

(۶) کیوں نہ ہو چشمِ بتاں محوِ تغافل، کیوں نہ ہو یعنی اِس بیمار کو نظّارے سے پرہیز ہے ص ۲۱۳

(۷) نظّارے نے بھی کام کیا واں نقاب کا مستی سے ہر نگہ ترے رُخ پر بکھر گئی ص ۲۳۳

(۸) دل مدّعی و دیدہ بنا مدّعا علیہ نظّارے کا مقدمہ پھر روبکار ہے ص ۲۱۷

دیکھیے ــــــ: (۹) آفتِ نظّارہ۔ (۱۰) بہارِ حیرتِ نظّارہ۔ (۱۱) حیرتِ نظّارہ۔ (۱۲) دعوتِ نظّارہ۔ (۱۳) رشکِ نظّارہ۔ (۱۴) صبحِ بہار نظّارہ۔ (۱۵) عیدِ نظّارہ۔ (۱۶) کثرتِ نظّارہ۔ (۱۷) کلفتِ نظّارہ۔ (۱۸) وحشیِ خوکردۂ نظّارہ۔

۱۔ نصیحت : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ نصیر : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ نضارت : ایک بار۔
۴۔ نطق : ایک بار۔
۵۔ نظّارگی : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
۶۔ نظّارہ، نظارہ: اُنتیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: اکیس بار]۔

نظارہ پرور: شب نظارہ پرور تھا خواب میں خرام اُس کا صبح موجۂ گل کو نقشِ بوریا پایا ص ۱۳

نظارہ سوز: (۱) جب وہ جمالِ دل فروز صورتِ مہرِ نیم روز آپ ہی ہو نظارہ سوز، پردے میں منہ چھپائے کیوں ص ۱۹۳

(۲) نظارہ سوز ہے یہاں تک ہر ایک ذرۂ خاک کہ لوگ جوہرِ تیغِ قضا کہیں اُس کو ص ۲۸۵

(۳) دیکھیے: برقِ نظارہ سوز۔

نظارہ و خیال: باہدگر ہوئے ہیں دل و دیدہ پھر رقیب نظارہ و خیال کا ساماں کیے ہوئے ص ۲۲۵

نظارۂ جمال: (۱) نے مژدۂ وصال، نہ نظارۂ جمال مدت ہوئی کہ آشتیِ چشم و گوش ہے ص ۲۳۰

(۲) دیکھیے: ذوقِ نظارۂ جمال۔

نظارۂ قاتل: دیکھیے: لطفِ نظارۂ قاتل۔

نظارۂ گل: دیکھیے: دولتِ نظارۂ گل۔

نظارۂ گلشن: دیکھیے: بادۂ نظارۂ گلشن۔

نظارۂ نرگس: تری طرف ہے بہ حسرت نظارۂ نرگس بہ کوریِ دل و چشمِ رقیب ساغر کھینچ ۱۶۶

نظام الدین[۱]: ملے دو مرشدوں کو قدرتِ حق سے ہیں دو طالب نظام الدین کو خسرو، سراج الدین کو غالب ص ۲۹۳

نظر[۲]: (۱) برگِ گل کا ہو جو طوفانِ ہوا میں عالم اُس کے جولاں میں نظر آئے ہے یوں دامنِ زیں ص ۹

(۲) عیادت سے زبس ٹوٹا ہے دل یارانِ غمگیں کا نظر آتا ہے موئے شیشہ، رشتۂ شمعِ بالیں کا ص ۲۸

(۳) کس رُتبے میں باریکی و نرمی ہے کہ جوں گل آتی نہیں پنجے میں بس اُس کے نظر انگشت ص ۳۲

(۴) شغلِ ہوس در نظر، لیک حیا بے خبر شاخِ گلِ نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز ص ۴۴

(۵) اے اسدؔ! تیرگیِ بختِ سیہ ظاہر ہے نظر آتی نہیں صبحِ شبِ دیجور ہنوز ص ۴۵

(۶) کرتا ہے بہ یادِ بُتِ رنگیں دلِ مایوس رنگِ ز نظر رفتہ حنائے کفِ افسوس ص ۴۶

(۷) ناگوارا ہے ہمیں احسانِ صاحب دولتاں ہے زرِ گل بھی نظر میں جوہرِ فولاد یہاں ص ۵۷

(۸) جلوہ نہیں ہے دردِ سر، آئنہ صندلی نہ کر عکس کجا و کو نظر، نقش کو مدعا سمجھ ص ۷۳

(۹) نظر راحت پہ میری، کر نہ وعدہ شب کے آنے کا کہ میری خواب بندی کے لیے ہوگا فسوں وہ بھی ص ۷۳

۱۔ نظام الدین : ایک بار۔

۲۔ نظر : اٹھاسی بار [مفرد: چھیالیس بار، مرکب: بیالیس بار]۔

نظرہائے : ایک بار [مرکب]۔

نظرے : ایک بار۔

(۱۰) نظر بہ نقصِ گدایاں کمال بے ادبی ہے کہ خارِ خشک کو بھی دعویِ چمن نسبی ہے ص۷۵

(۱۱) ہم زباں آیا نظر فکرِ سخن میں تو مجھے مردمک، ہے طوطیِ آئینۂ زانو مجھے ص۷۸

(۱۲) شورِ تمثال ہے کس رشکِ قمر کا یارب! آئنہ، بیضۂ بلبل نظر آتا ہے مجھے ص۸۸

(۱۳) نظر بہ غفلتِ اہلِ جہاں، ہوا ظاہر کہ عیدِ خلق پہ حیراں ہے چشمِ قربانی ص۹۶

(۱۴) نہیں ہے مزرعِ اُلفت میں حاصل غیرِ پامالی نظر دانہ سرشکِ بر زمیں اُفتادہ، آتا ہے ص۹۸

(۱۵) عکسِ خط تا سخنِ ناصحِ دانا سرسبز آئنہ، بیضۂ طوطی نظر آیا ہے مجھے ص۱۰۷

(۱۶) پرِ طاؤس تماشا نظر آیا ہے مجھے ایک دل تھا کہ بہ صد رنگ دکھایا ہے مجھے ص۱۰۷

(۱۷) وہ تشنۂ سرشارِ تمنا ہوں کہ جس کو ہر ذرہ بہ کیفیتِ ساغر نظر آوے ص۱۱۳

(۱۸) گرچہ از روئے ننگِ بے ہنری ہوں خود اپنی نظر میں اِتنا خوار ص۱۲۵

(۱۹) نظر آتا ہے یوں مجھے یہ ثمر کہ دواخانۂ ازل میں مگر ص۱۳۰

(۲۰) وہ دن آیا ہے تو نظر دمِ صبح یہی انداز اور یہی اندام ص۱۳۵

(۲۱) ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ دیتے ہیں دھوکا یہ بازیگر، کھلا ص۱۳۹

(۲۲) صبح آیا جانبِ مشرق نظر اک نگارِ آتشیں رُخ، سر کھلا ص۱۳۹

(۲۳) نظر میں ہے ہماری جادۂ راہِ فنا، غالبؔ کہ یہ شیرازہ ہے عالم کے اجزائے پریشاں کا ص۱۵۷

(۲۴) نظر میں کھٹکے ہے بن تیرے گھر کی آبادی ہمیشہ روتے ہیں ہم، دیکھ کر در و دیوار ص۱۶۷

(۲۵) مژدہ اے ذوقِ اسیری! کہ نظر آتا ہے دامِ خالی قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس ص۱۷۳

(۲۶) پرتوِ خُور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہوتے تک ص۱۷۵

(۲۷) مزے جہان کے اپنی نظر میں خاک نہیں سوائے خونِ جگر، سو جگر میں خاک نہیں ص۱۸۳

(۲۸) نظر لگے نہ کہیں اُس کے دست و بازو کو یہ لوگ کیوں مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہیں ص۱۸۷

(۲۹) کس طرح کاٹے کوئی شب ہائے تارِ برشکال ہے نظر خوکردۂ اختر شماری، ہائے ہائے! ص۲۰۳

(۳۰) باغ، پاکر خفقانی یہ ڈراتا ہے مجھے سایۂ شاخِ گل، افعی نظر آتا ہے مجھے ص۲۱۶

(۳۱) نالہ، سرمایۂ یک عالم و عالم، کفِ خاک   آسماں بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے   ص۲۱۶

(۳۲) جوشِ جنوں سے کچھ نظر آتا نہیں اسدؔ   صحرا ہماری آنکھ میں یک مشتِ خاک ہے   ص۲۱۶

(۳۳) اچھا ہے سر انگشتِ حنائی کا تصور   دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی   ص۲۲۸

(۳۴) دیا ہے خلق کو بھی، تا اُسے نظر نہ لگے   بنا ہے عیش تجمل حسین خاں کے لیے   ص۲۳۶

(۳۵) کوئی اُمید بر نہیں آتی   کوئی صورت نظر نہیں آتی   ص۲۳۷

(۳۶) داغِ دل گر نظر نہیں آتا   بو بھی اے چارہ گر! نہیں آتی؟   ص۲۳۸

(۳۷) فکرِ تاریخ سال میں مجھ کو   ایک صورت نئی نظر آئی   ص۲۶۲

(۳۸) رام پور اہلِ نظر کی ہے نظر میں وہ شہر   کہ جہاں ہشت بہشت آ کے ہوئے ہیں باہم   ص۲۶۵

(۳۹) گورے پنڈے پر نہ کر اِن کے نظر   کھینچ لیتے ہیں یہ ڈورے ڈال کر   ص۲۶۶

(۴۰)، (۴۱) یہ تو دیکھو کہ کیا نظر آیا   جلوۂ مدعا نظر آیا   ص۲۶۷ [دوبار]

(۴۲) یہاں زمیں پہ نظر جہاں تک جائے   ژالہ آسا بچھے ہیں دُرِّ ثمیں   ص۲۸۰

(۴۳) اخبارِ لودھیانہ میں میری نظر پڑی   تحریر ایک، جس سے ہوا بندہ تلخ کام   ص۲۸۲

(۴۴) کچھ اور ہی عالم ہے دل و چشم و زباں کا   کچھ اور ہی نقشا نظر آتا ہے جہاں کا   ص۲۸۳

(۴۵) صاف آتی ہیں نظر آب گہر کی لہریں   جنبشِ بادِ سحر نے جو ہلایا سہرا   ص۲۸۸

(۴۶) از بس کہ سکھاتا ہے غم، ضبط کے اندازے   جو داغ نظر آیا، اک چشم نمائی ہے   ص۳۱۰

دیکھیے ـــــ: (۴۷) آبروے شیوۂ اہلِ نظر۔ (۴۸) آغوشِ وداعِ نظر۔ (۴۹) آفتِ قالِ نظر۔ (۵۰) تا (۵۳) اہلِ نظر [چار بار]۔ (۵۴) برق سامانِ نظر۔ (۵۵) بزمِ نظر۔ (۵۶) بستنِ نظر۔ (۵۷)، (۵۸)، (۵۹) پاے نظر [تین بار]۔ (۶۰) پرفشانِ دامِ نظر۔ (۶۱) پری زادِ نظر۔ (۶۲)، (۶۳) پیشِ نظر [دوبار]۔ (۶۴)، (۶۵) تارِ نظر [دوبار]۔ (۶۶) حفِ نظر۔ (۶۷) دکانِ متاعِ نظر۔ (۶۸) ذوقِ نظر۔ (۶۹) سرِ تارِ نظر۔ (۷۰) سرمۂ مفتِ نظر۔ (۷۱) صافیِ قطعِ نظر۔ (۷۲) قبلۂ اہلِ نظر۔ (۷۳) قبلۂ نورِ نظر۔ (۷۴) قطعِ نظر۔ (۷۵) قلزمِ ذوقِ نظر۔ (۷۶) کمیں گاہِ نظر۔ (۷۷) ہمۂ نظر۔ (۷۸) مفتِ نظر۔ (۷۹) عمرِ صد نظر۔ (۸۰) نیرنگِ نظر۔ (۸۱) وداعِ نظر۔ (۸۲) ہر نظر۔ (۸۳) یک نظر بیش۔

نظرِ بد: زلفِ سیہ افعی، نظرِ بد قلمی ہے ہر چند خطِ سبز و زمرد رقمی ہے ص۱۰۶

نظر پرستی: نظر پرستی و بیکاری و خود آرائی رقیبِ آئنہ ہے حیرتِ تماشائی ص۱۱۰

نظرِ شبنمِ خورنا دیدہ: دیکھیے: چشمِ غفلت نظرِ شبنمِ خورنا دیدہ۔

نظرفروز: سُو یہ نظر فروز قلم دان نذر ہے مسٹر کووان صاحبِ عالی مقام کی ص۲۶۳

نظرفریب: میں چشمِ وا کشادہ و گلشن نظر فریب لیکن عبث کہ شبنمِ خرشید دیدہ ہوں ص۶۱

نظرہائے تیز تیز: تو اور سوئے غیر نظر ہائے تیز تیز میں اور دُکھ تری مژہ ہائے دراز کا ص۱۵۵

نظرے: نظرے سوئے گلستاں، نہیں غیر شیشہ ساماں جو گداز دل ہو مطلب تو چمن ہے سنگ جائی ص۹

نظرباز[۱]: دیکھیے: حُسنِ نظرباز۔

نظربازی[۲]: نظر بازی طلسمِ وحشت آبادِ پرستاں ہے رہا بیگانۂ تاثیر افسوں آشنائی کا ص۱۶

(۲) دیکھیے: آبلہ پایانِ صحرائے نظربازی۔ (۳) تکلیفِ نظربازی۔

نظربندِ تصور[۳]: ہے قفس میں لطفِ آزادی شکستِ آرزو کے رنگ کی کرتا ہوں صیادی ص۳۵۱

نظربندِ چشمِ گریاں: عذارِ یار، نظر بندِ چشمِ گریاں ہے عجب کہ پرتوِ خُور، شمعِ شبستاں ہے ص۱۰۳

نظربندی[۴]: تھی نظر بندی، کیا جب ردِّ سحر بادۂ گل رنگ کا ساغر کھلا ص۳۹

نظرگاہِ[۵] اہلِ وہم وخیال: وہ نظر گاہِ اہلِ وہم و خیال یہ ضیا بخشِ چشمِ اہلِ یقیں ص۲۸۰

نظرگاہِ حیا: شبنم بہ گلِ لالہ نہ خالی ز ادا ہے داغِ دلِ بیدرد نظر گاہِ حیا ہے ص۲۱۸

نظرگاہِ گلستانِ خیالِ ساقی: بہ نظر گاہِ گلستانِ خیالِ ساقی بےخودی، دامِ رگِ گل سے ہے پیمانہ شکار ص۳

نظم[۶]: نثر اس کی، ہے کارنامۂ راز نظم اس کی، نگارنامۂ راز ص۲۶۷

دیکھیے: لباسِ نظم

نظمِ عالمِ نثر: پاس ہے اب سوادِ اعظمِ نثر دیکھیے چل کے نظمِ عالمِ نثر ص۲۶۷

۱۔ نظرباز : ایک بار [مرکب]۔

۲۔ نظربازی : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔

۳۔ نظربند : دو بار [مرکب]۔

۴۔ نظربندی : ایک بار۔

۵۔ نظرگاہ : تین بار [مرکب]۔

۶۔ نظم : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔

نظیر[1]: دیکھیے: شہنشاہِ فلک منظرِ بے مثل و نظیر۔

نعتِ[2] نبی: دیکھیے: زمزمۂ نعتِ نبی۔

نعش[3]: (۱) گلیوں میں میری نعش کو کھینچے پھرو، کہ میں / جاں دادۂ ہوائے سرِ رہگزار تھا ص۱۵۳

(۲) اِس رنگ سے اُٹھائی کل اُس نے اسدؔ کی نعش / دشمن بھی، جس کو دیکھ کے، غمناک ہوگئے ص۲۲۹

نعل[4]: (۱) لذّتِ ایجادِ ناز، افسونِ عرضِ ذوقِ قتل / نعل آتش میں ہے تیغِ یار سے نخچیر کا ص۱۱

(۲) بیتابِ سیرِ دل ہے سرِ ناخنِ نگار / یعنی نعل ہے بہ آتشِ رنگِ حنا گرو ص۲۹

نعل در آتش: دشت تسخیرِ ہو گر گردِ خرامِ ~~ذلذل~~ / نعل در آتش ہر ذرہ ہے تیغِ کہسار ص۵

نعلِ واژگوں: مہِ نو سے ہے رہزن وار نعلِ واژگوں باندھا / نہیں ممکن بہ جولاں ہائے گردوں دخل پئے بردن ص۲۲۹

نعلِ واژوں: (۱) کاوشِ دُزدِ حنا، پوشیدہ افسوں ہے مجھے / ناخنِ انگشتِ خوباں، نعلِ واژوں ہے مجھے ص۹۹

(۲) ہجومِ گریہ سوے دل، خوشا! سرمایۂ طوفاں / برانگشتِ حسابِ اشک ناخن، نعلِ واژوں ہے ص۱۱۱

نعل بہا[5]: سات اقلیم کا حاصل جو فراہم کیجے / تو وہ لشکر کا ترے نعل بہا ہوتا ہے ص۲۲۱

نعمت[6]: دیکھیے: خداوندِ نعمت۔

نغز[7]: دیکھیے: کلامِ نغز۔

نغز گفتاری: دیکھیے: طرزِ نغز گفتاری۔

نغز گوے: دیکھیے: شاعرِ نغز گوے۔

نغمہ[8]: (۱) اسدؔ! پیری میں بھی آہنگِ شوقِ یار قائم ہے / نہیں ہے نغمے سے خالی خمیدن ہاے چنگ، آخر ص۳۰

(۲) نغمہ ہے، محوِ ساز رہ؛ نغمہ ہے، بے نیاز رہ / رندِ تمام ناز رہ، خلق کو پارسا سمجھ ص۴۳

(۳) نغمہ ہے کانوں میں اُس کے نالۂ مرغِ اسیر / رشتۂ پا یہاں نوا سامانِ بندِ ساز ہے ص۸۲

['نغمہ' سات بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص۸۶]:

۱۔ نظیر : ایک بار [مرکب]۔

۲۔ نعت : ایک بار [مرکب]۔

۳۔ نعش : دوبار۔

۴۔ نعل : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکب: چار بار]۔

۵۔ نعل بہا : ایک بار۔

۶۔ نعمت : ایک بار [مرکب]۔

۷۔ نغز : تین بار [مرکب]۔

۸۔ نغمہ : چونتیس بار [مفرد: چار بار، مرکب: تیس بار]۔

(۴)،(۵) شوخیِ مضرابِ جولاں: آبیارِ نغمہ ہے — برگریزِ ناخنِ مطرب: بہارِ نغمہ ہے

(۶) کس سے اے غفلت! تجھے تعبیرِ آگاہی ملے؟ — گوش ہا سیمابی و دل بے قرارِ نغمہ ہے

(۷) سازِ عیشِ بے دلی ہے خانہ ویرانی مجھے — سیل، یہاں کوکِ صدائے آبشارِ نغمہ ہے

(۸) شُعلی خواں ہے بہ ذوقِ تارِ گیسوئے دراز — نالۂ زنجیرِ مجنوں رشتہ دارِ نغمہ ہے

(۹) شوخیِ فریاد سے ہے پردۂ زنبور، گل — کسوتِ ایجادِ بلبل خارخارِ نغمہ ہے

(۱۰) غفلت استعداد ذوق و مدعا غافل اسدؔ — پنبۂ گوشِ حریفاں پود و تارِ نغمہ ہے

['نغمہ' دو بار بہ طور جزو ردیف، ص ۲۱۴]

(۱۱) نشہ ہا شادابِ رنگ و سازہا مستِ طرب — شیشۂ مے، سروِ سبزِ جویبارِ نغمہ ہے

(۱۲) ہم نشیں! مت کہہ کہ برہم کر نہ بزمِ عیشِ دوست — واں تو میرے نالے کو بھی اعتبارِ نغمہ ہے

(۱۳) دور چشمِ بد تری بزمِ طرب سے! واہ واہ! — نغمہ ہو جاتا ہے واں گر نالہ میرا جائے ہے ص۲۲۱

(۱۴) ساقی بہ جلوہ دشمنِ ایمان و آگہی — مطرب بہ نغمہ رہزنِ تمکین و ہوش ہے ص۲۳۰

دیکھیے:— (۱۵) شاخِ گلِ نغمہ۔ (۱۶) صفتِ نغمہ۔ (۱۷) گلِ نغمہ۔ (۱۸) نے و نغمہ۔

نغمہ پیرائی: کیوں نہ طوطیِ طبیعت نغمہ پیرائی کرے — باندھتا ہے رنگِ گل آئینہ تا چاکِ قفس ص۴۵

نغمہ سرا: خامہ میرا، کہ وہ ہے باربدِ بزمِ سخن — شاہ کی مدح میں یوں نغمہ سرا ہوتا ہے ص۲۲۱

نغمہ سنج: (۱) ہوں گرمیِ نشاطِ تصور سے نغمہ سنج — میں عندلیبِ گلشنِ ناآفریدہ ہوں ص۶۱

(۲) آمد بہار کی ہے، جو بلبل ہے نغمہ سنج — اُڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی ص۲۳۳

نغمہ و چنگ: سازشِ صلحِ بتاں میں ہے نہاں جنگیدن — نغمہ و چنگ ہیں جوں تیر و کماں فہمیدن ص۲۵۰

نغمہ ہا: نغمہ ہا وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس — ناخنِ تیغِ بتاں شاید کہ مضرابی کرے ص۱۰۰

(۲) دیکھیے: ہجومِ نغمہ ہائے سازِ عشرت۔

نغمہ ہائے غم: نغمہ ہائے غم کو بھی اے دل غنیمت جانیے — بے صدا ہو جائے گا یہ سازِ ہستی ایک دن ص۱۷۹

نغمۂ بیدل: (۱) مطربِ دل نے مرے تارِ نفس سے غالبؔ — ساز پر رشتہ پئے نغمۂ بیدلؔ باندھا ص۱۳

(۲) آہنگِ اسدؔ میں نہیں جز نغمۂ بیدلؔ "عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ" ص۳۶

(۳) دیکھیے: شوخیِ نغمۂ بیدلؔ۔

نغمۂ بے دلاں: نغمۂ بے دلاں اسدؔ سازِ فسانگی نہیں بسملِ درد خفتہ ہوں، گریے کو ماجرا سمجھ ص۴۳

نغمۂ چنگِ خمیدہ: تسلیم سے یہ نالۂ موزوں ہوا حصول اے بے خبر! میں نغمۂ چنگِ خمیدہ ہوں ص۶۱

نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم: ہرزہ ہے نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم لغو ہے آئینۂ فرقِ جنون و تمکیں ص۱۳۲

نغمۂ شادی: ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی ص۲۰۹

نغمۂ شہرت: دیکھیے: صدائے نغمۂ شہرت۔

نغمۂ مطربانِ زہرہ نوا: نغمۂ مطربانِ زہرہ نوا جلوۂ لولیانِ ماہ جبیں ص۲۸۱

نغمۂ وجود و عدم: ہلاکِ بے خبری نغمۂ وجود و عدم جہان و اہلِ جہاں سے جہاں جہاں فریاد! ص۳۴۷

نغمۂ یا علی مدد: لغزشِ پا کو ہے بلد نغمۂ "یا علی مدد" ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ! تجھ کو خوںبہا سمجھ ص۴۳

نفرت[۱]: (۱) اور میں وہ ہوں کہ گر جی میں کبھی غور کروں غیر کیا، خود مجھے نفرت مری اوقات سے ہے ص۱۲۸

(۲) مجھ سے تمھیں نفرت سہی، نیرؔ سے لڑائی بچوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اور ص۱۷۱

(۳) پلادے اوک سے ساقی! جو ہم سے نفرت ہے پیالہ گر نہیں دیتا، نہ دے، شراب تو دے ص۲۲۳

(۴) نفرت کا گماں گزرے ہے، میں رشک سے گزرا کیوں کر کہوں: لو نام نہ اُن کا مرے آگے ص۲۲۹

نفریں[۲]: دیکھیے: دماغِ نفریں۔

نفس[۳]: (۱) اے خوشا! فیضِ ہوائے چمنِ نشوونما بادہ پُرزور و نفس مست و مسیحا بیمار ص۳

(۲) ہے نفس مایۂ شوقِ دوجہاں ریگِ رواں پائے رفتار کم و حسرتِ جولاں بسیار ص۴

(۳) محرمِ دردِ گرفتاریِ ہستی معلوم! ہوں نفس سے، صفتِ نغمہ بہ بندِ رگِ تار ص۶

(۴) بادِ افسانۂ بیمار ہے عیسیٰؔ کا نفس استخواں ریزۂ موراں ہے سلیماںؔ کا نگیں ص۷

(۵) طاؤس در رکاب ہے ہر ذرہ آہ کا یارب! نفس غبار ہے کس جلوہ گاہ کا؟ ص۱۹

---

۱ نفرت : چار بار۔

۲ نفریں : ایک بار [مرکب]۔

۳ نفس : اسّی بار [مفرد: چھبیس بار، مرکب: چوّن بار]۔

نفس گرمی : ایک بار [مرکب]۔

(۶) نفس حیرت پرستِ طرزِ ناگیرائیِ مژگاں — مگر یک دست و دامانِ نگاہِ واپسیں پایا — ص۲۲

(۷) یادِ روزے کہ نفس سلسلۂ یارب تھا — نالۂ دل، بہ کمر دامنِ قطعِ شب تھا — ص۲۳

(۸) نفس در سینہ ہائے ہوگر رہتا ہے پیوستہ — نہیں ہے رشتۂ اُلفت کو اندیشہ گسستن کا — ص۲۷

(۹) تکلف عاقبت بیں ہے، دلا! بند قبا واکر — نفس بعدازوصالِ دوست تاواں ہے گسستن کا — ص۲۷

(۱۰) بس کہ مائل ہے وہ رشکِ ماہ تاب آئینے پر — ہے نفس تارِ شعاعِ آفتاب آئینے پر — ص۳۹

(۱۱) پیش از نفس بتاں کے کرم نے وفا نہ کی — تھا محملِ نگاہ بہ دوشِ شرار، حیف! — ص۴۹

(۱۲) نفس ہو نہ معزولِ شعلہ دُرودن — کہ ضبطِ تپش سے شرر کار ہیں ہم — ص۵۵

(۱۳) چشمِ پرواز و نفس خفتہ، مگر ضعفِ اُمید — شہپرِ کاہ پئے مژدہ رسائی مانگے — ص۷۸

(۱۴) آئینہ نفس سے بھی ہوتا ہے کدورت کش — عاشق کو غبارِ دل اک وجہِ صفائی ہے — ص۸۰

(۱۵) نہیں ہے مُردنِ صاحب دلاں، بجز کسبِ جمعیت — سویدا میں نفس، مانندِ خط نقطے میں، پنہاں ہے — ص۸۱

(۱۶) تماشا ہے کہ ناموسِ وفا رُسوائے آئیں ہے — نفس تیری گلی میں خوں ہوااور بازار رنگیں ہے — ص۸۹

(۱۷) نفس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو — زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے — ص۹۸

(۱۸) نفس بہ نالہ رقیب و نگہ، بہ اشک عدو — زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے — ص۹۸

(۱۹) دلِ آگاہ تسکیں خیز بیدردی نہ ہو یارب! — نفس آئینہ دارِ آہ و بے تاثیر بہتر ہے — ص۱۰۸

(۲۰) تاچند نفس غفلتِ ہستی سے برآوے — قاصد تپشِ نالہ ہے، یارب خبر آوے! — ص۱۱۳

(۲۱) جفا شوخ و ہوس گستاخ مطلب ہے، مگر عاشق — نفس در قالبِ خشتِ لحد دُزدیدنی جانے — ص۱۱۵

(۲۲) ہو جہاں گرمِ غزل خوانی نفس — لوگ جانیں طبلۂ عنبر کھلا — ص۱۳۰

(۲۳) دل، گزرگاہِ خیالِ مے و ساغر ہی سہی — گر نفس جادۂ سر منزلِ تقویٰ نہ ہوا — ص۱۳۳

(۲۴) یہاں نفس کرتا تھا روشن شمعِ بزمِ بے خودی — جلوۂ گل، وہاں بساطِ صحبتِ احباب تھا — ص۱۳۵

(۲۵) وہی اک بات ہے جو یہاں نفس، وہاں نکہتِ گل ہے — چمن کا جلوہ باعث ہے مری رنگیں نوائی کا — ص۱۳۶

(۲۶) نفس، موجِ محیطِ بے خودی ہے	تغافل ہائے ساقی کا گِلا کیا!	ص ۱۵۷
(۲۷) نفس نہ انجمنِ آرزو سے باہر کھینچ	اگر شراب نہیں، انتظارِ ساغر کھینچ	ص ۱۶۵
(۲۸) ہے تنگِ سینہ، دل اگر آتش کدہ نہ ہو	ہے عارِ دل، نفس اگر آذر فشاں نہیں	ص ۱۸۸
(۲۹) پھر گرمِ نالہ ہائے شرر بار ہے نفس	مدت ہوئی ہے سیرِ چراغاں کیے ہوئے	ص ۲۲۵
(۳۰) جی جلے ذوقِ فنا کی ناتمامی پر نہ کیوں	ہم نہیں جلتے، نفس ہر چند آتش بار ہے	ص ۲۱۲
(۳۱) فزوں ہوتا ہے ہردم جوشِ خوں باری، تماشا ہے	نفس کرتا ہے رگ ہائے مژہ پر کام نشتر کا	ص ۳۳۳
(۳۲) اسدؔ افسردگی آوارۂ کفر و دیں ہے	یاد روزے کہ نفس در گروِ یارب تھا	ص ۳۳۳
(۳۳) منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو	تا گل ز جگر زخم میں ہے راہ نفس کو	ص ۳۵۰

دیکھیے ـــــ: (۳۴) آمد و رفتِ نفس۔ (۳۵) افسردۂ دُزدیدہ نفس۔ (۳۶) اک نفس۔ (۳۷) بقدرِ نفس۔ (۳۸) بقدرِ یک نفس۔ (۳۹) بیش از یک نفس۔ (۴۰-۴۴) تارِ نفس [پانچ بار]۔ (۴۵) تدبیرِ پیچ وتابِ نفس۔ (۴۶) چمن آرے نفس۔ (۴۷) حیرت نفس۔ (۴۸) رنگِ یک نفس۔ (۴۹) شوخیِ بالِ نفس۔ (۵۰) دلِ خونیں نفس۔ (۵۱) سرِ تارِ نفس۔ (۵۲) سیرِ گریبانِ نفس۔ (۵۳) مُغنّیِ آتش نفس۔ (۵۴) موجِ نفس۔ (۵۵) وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس۔ (۵۶) ہر نفس۔ (۵۷) ہر یک نفس۔ (۵۸) ہمہ یک نفس۔ (۵۹) یک تارِ نفس۔ (۶۰)، (۶۱) یک نفس [دوبار]۔

نفسِ آرمیدہ: دیکھیے: یک نفسِ آرمیدہ۔

نفسِ آشنا: دیکھیے: نوازشِ نفسِ آشنا۔

نفسِ اہلِ وفا: کس نے دیکھا نفسِ اہلِ وفا آتش خیز؟	کس نے پایا اثرِ نالۂ دل ہائے حزیں؟	ص ۳۳

نفسِ بادِ سحر: ہاں اے نفسِ بادِ سحر! شعلہ فشاں ہو	اے دجلۂ خوں! چشمِ ملائک سے رواں ہو	ص ۲۸۳

نفسِ بادِ صبا: فیضِ خُلق اُس کا ہی شامل ہے کہ ہوتا ہے سدا	بوئے گل سے نفسِ بادِ صبا عطر آگیں	ص ۳۳

نفسِ بے اثر: بھلا اُسے نہ سہی، کچھ مجھی کو رحم آتا	اثر مرے نفسِ بے اثر میں خاک نہیں	ص ۱۸۳

نفس پرور: قطرۂ مے بس کہ حیرت سے نفس پرور ہوا	خطِ جامِ مے سراسر رشتۂ گوہر ہوا	ص ۱۵۱

نفس پروردہ: ہے نفس پروردہ گلشن کس ہوائے بام کا؟	طوقِ قمری میں ہے سروِ باغ، ریحانِ سفال	ص ۵۲

نفسِ پیچیدنِ فکر: تنگی ہے، بر نفسِ پیچیدنِ فکر اے اسدؔ / وا شگفتن ہائے دل در رہنِ مضموں ہے مجھے ص۱۰۰

نفسِ جاں گداز: صرفہ ہے ضبطِ آہ میں میرا، وگرنہ میں / طعمہ ہوں ایک ہی نفسِ جاں گداز کا ص۱۵۵

نفسِ چند: (۱) زندگانی نہیں بیش از نفسِ چند اسدؔ / غفلت آرائیِ یاراں پہ ہیں خنداں گل و صبح ص۳۶

(۲) زندگی کے ہوئے ناگہ نفسِ چند تمام / کوچۂ یار جو مجھ سے قدمِ چند رہا ص۳۳۶

نفسِ دزدیدن: (۱) بس کہ شرمندۂ بوئے خوشِ گل رویاں ہے / نکہتِ گل کو ہے غنچے میں نفسِ دزدیدن ص۲۵۰

(۲) فغان و آہ سے حاصل بجز دردِ سرِ یاراں / خوشا اے غفلت آگاہاں! نفس دزدیدن و مردن ص۳۳۹

نفسِ دزدیدہ: بس کہ مے پیتے ہیں اربابِ فنا پوشیدہ / خطِ پیمانۂ مے ہے نفسِ دزدیدہ ص۱۷

نفس دزدیدہ: دیکھیے: عزادارِ شہیدانِ نفس دزدیدہ۔

نفسِ سوختہ: (۱) باغِ خاموشیِ دل سے سخنِ عشق اسدؔ / نفسِ سوختۂ رمزِ چمن ایمائی ہے ص۱۰۳

(۲) دیکھیے: عرضِ تپاکِ نفسِ سوختہ۔

نفسِ شعلہ بار: دیکھیے: ناتمامیِ نفسِ شعلہ بار۔

نفسِ صدق گزیں: دلِ الفت نسب و سینۂ توحید فضا / نگہِ جلوہ پرست و نفسِ صدق گزیں ص۱۳۵

نفسِ عطر سائے گل: ایجاد کرتی ہے اسے تیرے لیے بہار / میرا رقیب ہے نفسِ عطر سائے گل ص۱۷۶

نفسِ قیس: نفسِ قیس کہ ہے چشم و چراغِ صحرا / گر نہیں شمعِ سیہ خانۂ لیلیٰ، نہ سہی ص۲۰۹

نفسِ گرمیِ احباب: افسردۂ تمکیں ہے نفسِ گرمیِ احباب / پھر شیشے سے عطرِ شررِ سنگ نکالوں ص۶۱

نفسِ لیل و نہار: گرد رہ اُس کی بھریں شیشۂ ساعت میں اگر / ہر نفس راہ میں ٹوٹے نفسِ لیل و نہار ص۵

نفسِ نارسا: دیکھیے: خجلت گدازیِ نفسِ نارسا۔

نفسِ ناکشیدہ: دیکھیے: یک داغِ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ۔

نفع[ا]: دیکھیے: چشمِ حصولِ نفع۔

نفعِ عبادت: لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم! / دُردِ یک ساغرِ غفلت ہے چہ دُنیا و چہ دیں ص۱۳۲

ا نفع : دوبار [مرتب]۔

نفی[1]: نفی سے کرتی ہے اثبات تراوش گویا | دی ہے جائے دہن اُس کو دمِ ایجاد: نہیں | ص۱۸۶

نقاب[2]: (۱) مُنہ نہ کُھلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہیں | زلف سے بڑھ کر نقاب اُس شوخ کے مُنہ پر کُھلا | ص۱۶۱

(۲)، (۳) ہے تیوری چڑھی ہوئی اندر نقاب کے | ہے اک شکن پڑی ہوئی طرفِ نقاب میں | ص۱۸۹

(۴) آرایشِ جمال سے فارغ نہیں ہنوز | پیشِ نظر ہے آئنہ دائم نقاب میں | ص۱۸۹

(۵) اُبھرا ہوا نقاب میں ہے اُن کے ایک تار | مرتا ہوں میں کہ یہ نہ کسی کی نگاہ ہو | ص۱۹۶

(۶) نظارہ کیا حریف ہو اُس برقِ حُسن کا؟ | جوشِ بہار جلوے کو جس کے نقاب ہے | ص۲۰۶

(۷) بے پردہ سوئے وادیِ مجنوں گزر نہ کر | ہر ذرّے کے نقاب میں دل بے قرار ہے | ص۲۱۷

(۸) نظارے نے بھی کام کیا وھاں نقاب کا | مستی سے ہر نگہ ترے رُخ پر بکھر گئی | ص۱۳۳

(۹) نہاں کیفیتِ مے میں ہے سامانِ حجاب اُس کا | بنا ہے پنبۂ مینا سے ساقی نے نقاب اُس کا | ص۳۲۷

دیکھیے: (۱۰) آئینہ پردازِ نقاب۔ (۱۱) طرفِ نقاب۔

نقابِ جلوۂ جانانہ: عاشق نقابِ جلوۂ جانانہ چاہیے | فانوسِ شمع کو پرِ پروانہ چاہیے | ص۸۲

نقابِ حُسن: دیکھیے: بندِ نقابِ حُسن۔

نقابِ خاک: شرمِ رُسوائی سے جا چھپنا نقابِ خاک میں | ختم ہے اُلفت کی تجھ پر پردہ داری، ہائے ہائے! | ص۲۰۳

نقابِ مہِ نو: دیکھیے: طرفِ نقابِ مہِ نو۔

نقابِ یار: نقابِ یار ہے غفلت نگاہیِ اہلِ بینش کی | مژہ پوشیدنی ہا پردۂ تصویرِ عریاں ہے | ص۸۱

(۲) کہاں ہے دیدۂ روشن کہ دیکھے بے حجابانہ | نقابِ یار ہے از پردہ ہائے چشمِ نابینا | ص۳۲۷

(۳) دیکھیے: بندِ نقابِ یار۔

نقاب[3]: تھی نگہ میری نہاں خانۂ دل کی نقاب | بے خطر جیتے ہیں اربابِ ریا میرے بعد | ص۳۸

نقاشِ[4] یک تمثالِ شیریں: کوہ کن نقاشِ یک تمثالِ شیریں تھا اسدؔ | سنگ سے سر مار کر، ہووے نہ پیدا آشنا | ص۱۳۹

---

۱ نفی : ایک بار۔
۲ نقاب : اٹھارہ بار [مفرد: نو بار، مرکب: نو بار]۔
۳ نقاب : ایک بار۔
۴ نقاش : ایک بار [مرکب]۔

نقب زن: ناخنِ دخلِ عزیزاں یکقلم ہے نقب زن پاسبانِ طلسمِ گنجِ تنہائی عبث ص ۳۴

نقبِ شعور: دیکھیے: کیس گرِ نقبِ شعور۔

نقد[1]: (۱) چارسوئے عشق میں صاحب دُکانی مفت ہے نقد ہے داغِ دل اور آتشِ زبانی مفت ہے ص ۱۱۴

(۲) اُس قدح کا ہے دور مجھ کو نقد چرخ نے لی ہے جس سے گردشِ وام ص ۳۷

(۳) دل و دیں نقد لا، ساقی سے گر سودا کیا چاہیے کہ اِس بازار میں ساغر متاعِ دستگرداں ہے ص ۲۱۰

نقدِ انجم: نقدِ انجم تا بہ کے از شیشہ بیروں ریختن؟ یعنی اے پیرِ فلک! شامِ جوانی مفت ہے ص ۱۱۴

نقدِ اندیشہ: دیکھیے: غفلت نقدِ اندیشہ۔

نقدِ داغِ دل: جو نہ نقدِ داغِ دل کی کرے شعلہ پاسبانی تو فسردگی نہاں ہے بہ کمینِ بے زبانی ص ۲۰۷

نقدِ دامِ تمنائے جلوہ: پرواز نقدِ دامِ تمنائے جلوہ تھا طاؤس نے اک آئنہ خانہ رکھا گرو ص ۴۹

نقدِ دو عالم: دیکھیے: نسیہ و نقدِ دو عالم۔

نقدِ سخن: نقدِ سخن کے واسطے ایک: عیارِ آگہی شعر کے فن کے واسطے مایۂ اعتبار: ایک ص ۲۹۶

نقدِ عشرت: نقشِ عبرت در نظر یا نقدِ عشرت در بساط دو جہاں وسعت بقدرِ یک فضائے خندہ ہے ص ۸۷

نقدِ صد دل: دو جہاں: گردشِ یک سجۂ اسرار نیاز نقدِ صد دل بہ گریبانِ سحر پنہاں ہے ص ۱۰۹

نقش[2]: (۱) سر خطِ بند ہوا نامہ گنہ گاروں کا خونِ ہدہد سے لکھا نقش گرفتاروں کا ص ۲۸

(۲) جوشِ گل کرتا ہے استقبالِ تحریرِ اسدؔ زیرِ مشقِ شعر ہے نقش از پئی احضارِ باغ ص ۴۸

(۳) زبس ہر شمع یہاں آئینۂ حیرت پرستی ہے کرے ہیں غنچۂ منقار طوطی نقش گلگیریں ص ۹۳

(۴) جلوہ نہیں ہے درد سر، آئنہ صندلی نہ کر عکس کجا و کو نظر، نقش کو مدعا سمجھ ص ۴۳

(۵) نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا؟ کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا ص ۱۳۲

(۶) نقش کو اُس کے، مصوّر پر بھی کیا کیا ناز ہیں! کھینچتا ہے جس قدر، اُتنا ہی کھنچتا جائے ہے ص ۲۲۲

(۷) گیا جو نامہ بر، وہاں سے بہ رنگِ باختہ آیا خطوط روئے قالیں نقش ہے پشتِ کبوتر کا ص ۳۳۳

---

[1] نقد : گیارہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: آٹھ بار]۔

[2] نقش : چھیاسی بار [مفرد: سات بار، مرکب: اناسی بار]۔

(۸) دیکھیے: صد رنگ نقش۔

نقشِ احضارِ چمن: تیری آرائش کا استقبال کرتی ہے بہار جوہر آئینہ ہے یہاں نقشِ احضارِ چمن ص ۵۹

نقشِ برآب: (۱) اسدؔ! ہر اشک ہے یہاں حلقہ بر زنجیر افزودن بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب امیدِ رستن ہا ص ۲۳

(۲) ہر اشکِ چشم سے یک حلقۂ زنجیر بڑھتا ہے بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب اندیشہ رستن کا ص ۲۷

(۳) ممکن نہیں کہ ہو دلِ خوباں میں کارگر تاثیرِ جُستنِ اشک سے نقشِ برآب ہے ص ۲۵۲

نقشِ بندِ آئنہ: مگر ہو مانعِ دامن کشی ذوقِ خود آرائی ہوا ہے نقشِ بندِ آئنہ سنگِ مزار اپنا ص ۱۵

نقشِ بندی ہائے دہر: دیکھیے: بہار نقش بندی ہائے دہر۔

نقشِ بوریا: شب نظارہ پرور تھا خواب میں خرام اس کا صبح موجۂ گل کو نقشِ بوریا پایا ص ۳

نقشِ پا: (۱) جلوہ رفتار سر جادۂ شرعِ تسلیم نقشِ پا جس کا ہے توحید کو معراجِ جبیں ص ۸

(۲) ہوسِ فروختن ہا، تب و تابِ سوختن ہا سرِ شمعِ نقشِ پا ہے بہ سپاسِ ناتوانی ص ۱۰

(۳) ظاہرا سر پنجۂ اُفتادگاں گیرا نہیں ورنہ کیا حسرت کشِ دامن یہ نقشِ پا نہیں ص ۶۵

(۴) داد از دستِ جفائے صدمۂ ضربِ المثل! گر ہمہ اُفتادگی جوں نقشِ پا ہوجایئے ص ۸۸

(۵) درسِ خرام تا کے خمیازۂ روانی؟ اس موجِ مے کو غافل! پیمانہ نقشِ پا ہے ص ۹۳

(۶) نقشِ پا کی صورتیں وہ دل فریب تو کہے، بت خانۂ آزر کھلا ص ۱۳۹

(۷) یکقلم کاغذِ آتش زدہ ہے صفحۂ دشت نقشِ پا میں ہے تبِ گرمیِ رفتار ہنوز ص ۱۷۳

(۸) آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب ہے نقشِ پا جو کان میں رکھتا ہے اُنگلی جادہ سے ص ۲۱۷

دیکھیے ــــــ: (۹) آغوشِ نقشِ پا۔ (۱۰) ایک نقشِ پا۔ (۱۱) حیرتِ نقشِ پا۔ (۱۲) دل فریبیِ اندازِ نقشِ پا۔ (۱۳) زنجیرِ نقشِ پا۔ (۱۴) گردِ شاخِ گلِ نقشِ پا۔

نقشِ پائے جستجو: گرمیِ شوقِ طلب ہے عین تا پاکِ وصال غافلاں! آئینہ داں ہے نقشِ پائے جستجو ص ۶۹

نقشِ پائے خضر: حیرتِ اندازِ رہبر ہے عناں گیر اے اسدؔ! نقشِ پائے خضر یہاں سدِّ سکندر ہوگیا ص ۳۰

نقشِ پائے مور: (۱) وقت اُس اُفتادہ کا خوش جو قناعت سے اسدؔ! نقشِ پائے مور کو تختِ سلیمانی کرے ص ۸۲

(۲) جس جگہ ہو مسند آرا جانشینِ مصطفیٰ اُس جگہ تختِ سلیماں نقشِ پاے مور ہے ص ۹۳

نقشِ پَیِ مور: ضعف سے نقشِ پَیِ مور ہے طوقِ گردن تیرے کوچے سے کہاں طاقتِ رم ہے ہم کو ص ۱۹۵

نقشِ پَیِ ناقۂ سلمیٰ: کیوں اسے حلقۂ پیراہنِ لیلیٰ لکھیے کیوں اسے نقشِ پَیِ ناقۂ سلمیٰ کہیے ص ۱۲۲

نقشِ تمکیں: کس قدر فکر کو ہے نالِ قلم موے دماغ کہ ہوا خوں نگہِ شوق میں نقشِ تمکیں ص ۸

نقشِ تمنا: گر صفحے کو نہ دیجیے پردازِ سادگی جُز خطِ عجز نقشِ تمنا نہ کھینچیے ص ۱۰۶

نقشِ حیرت: خیالِ سادگی ہاے تصور نقشِ حیرت ہے پرِ عنقا پہ رنگِ رفتہ سے کھینچی ہیں تصویریں ص ۶۳

نقشِ خود آرائی: درونِ جوہرِ آئینہ جوں برگِ حنا خوں ہے بتاں! نقشِ خود آرائی حیا تحریر بہتر ہے ص ۱۰۸

نقشِ خود بینی: چشم بندِ خلق غیر از نقشِ خود بینی نہیں آئنہ ہے قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست ص ۳۳

نقشِ خود کامی: دیکھیے: شست وشوے نقشِ خود کامی۔

نقشِ خیال: دیکھیے: حیرت کدۂ نقشِ خیال۔

نقشِ خیالِ یار: دیکھیے: پرتوِ نقشِ خیالِ یار۔

نقشِ داغ: دیکھیے: ریزشِ نقشِ داغ۔

نقشِ دلِ مور: نہ بندھا تھا بہ عدم نقشِ دلِ مور ہنوز تب سے ہے یہاں دہنِ یار کا مذکور ہنوز ص ۳۵

نقشِ رنگِ رفتہ: گر دکھاؤں صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ کو دستِ رو سطرِ تبسم یکقلم انشا کرے ص ۱۰۱

نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانی: نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانی ہے بہ کرِ دامنِ صد رنگ گلستاں زدہ ہے ص ۳۵۳

نقشِ روے یار: (۱) گر بہ بزمِ باغ کھینچے نقشِ روے یار کو شمع ساں ہوجائے قطِ خامۂ بہزاد گل ص ۵۲

(۲) دیکھیے: فکرکشیدن ہاے نقشِ روے یار۔

نقشِ صد سطرِ تبسم: نقشِ صد سطرِ تبسم ہے بر آبِ زیرِ کاہ حُسن کا خط پر نہاں خندیدنی انداز ہے ص ۳۵۲

نقشِ سُمِ سمند: نقشِ سُمِ سمند سے یکسر بن گیا دشت دامنِ گل چیں ص ۲۸۱

نقشِ سویدا: آشفتگی نے نقشِ سویدا کیا درست ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دود تھا ص ۱۳۳

نقشِ عبرت: نقشِ عبرت در نظر یا نقدِ عشرت در بساط دو جہاں وسعت بقدرِ یک فضاے خندہ ہے ص ۸۷

نقشِ قدم: (۱) تیرا پیمانۂ مے: نسخۂ ادوارِ ظہور تیرا نقشِ قدم: آئینۂ شانِ اظہار ص ۶

(۲) رو خوابیدہ، تھی گردن کشِ یک درسِ آگاہی — زمیں کو سیلیِ اُستاد ہے نقشِ قدم میرا — ص ۱۹

(۳) صدف کی ہے ترے نقشِ قدم میں کیفیت — سرشکِ چشمِ اسدؔ کیوں نہ اُس میں گوہر ہو — ص ۶۷

(۴) بعد از وداعِ یار بہ خوں در تپیدہ ہیں — نقشِ قدم ہیں ہم کفِ پائے نگار کے — ص ۸۰

(۵) ہم عبادت کو ترا نقشِ قدم مُہرِ نماز — ہم ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار — ص ۱۳۳

(۶) جلوہ پرداز ہو نقشِ قدم اُس کا جس جا — وہ کفِ خاک ہے ناموسِ دو عالم کی امیں — ص ۱۳۳

(۷) نہ ہوگا یک بیاباں ماندگی سے ذوق کم میرا — حبابِ موجۂ رفتار ہے نقشِ قدم میرا — ص ۱۳۶

(۸) جہاں تیرا نقشِ قدم دیکھتے ہیں — خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں — ص ۱۴۹

(۹) سراغِ تفِ نالہ لے داغِ دل سے — کہ شب رو کا نقشِ قدم دیکھتے ہیں — ص ۱۴۹

دیکھیے: (۱۰) جنتِ نقشِ قدم۔ (۱۱) چشمِ نقشِ قدم۔ (۱۲)، (۱۳) حیرت کدۂ نقشِ قدم۔ (۱۴) صورتِ نقشِ قدم [دوبار]۔ (۱۵) گلدستۂ نقشِ قدم۔ (۱۶) مشقِ نقشِ قدم۔ نگاہِ دیدۂ نقشِ قدم۔

نقشِ کفِ پا: دیکھیے: ذوقِ گل چینیِ نقشِ کفِ پا۔

نقشِ لاحول: نقشِ لاحول لکھ اے خامۂ ہذیاں تحریر! — یا علی عرض کر اے فطرتِ وسواس قریں! — ص ۱۳۲

نقشِ محبت: چھوڑا نہ مجھ میں ضعف نے رنگِ اختلاط کا — ہے دل پہ بار، نقشِ محبت ہی کیوں نہ ہو — ص ۱۹۳

نقشِ مدعا: (۱) ہے نگیں کی پاداری، نامِ صاحبِ خانہ — ہم سے تیرے کوچے نے نقشِ مدعا پایا — ص ۱۳

(۲) جب کہ نقشِ مدعا ہووے نہ جُز موجِ سراب — وادیِ حسرت میں پھر آشفتہ جولانی عبث — ص ۳۳

(۳) تجھے ہم مفت دیویں یک جہاں چینِ جبیں، لیکن — مبادا! اے پیچ و تابِ طبع نقشِ مدعا گم ہو — ص ۶۸

نقشِ مدعائے غیر: دیکھیے: مثلِ نقشِ مدعائے غیر۔

نقشِ مریدی: ہے نقشِ مریدی ترا: فرمانِ الٰہی — ہے داغِ غلامی ترا: توقیعِ امارت — ص ۱۲۷

نقشِ مسطر: عجب نہیں پئے تحریرِ حالِ گریۂ چشم — بروئے آب جوہرِ موج، نقشِ مسطر ہو — ص ۶۷

نقشِ معنی: ہمہ، خمیازۂ عرضِ صورت — سخنِ حق ہمہ، پیمانۂ ذوقِ تحسیں — ص ۱۳۲

نقشِ نازِ بتِ طناز: نقشِ نازِ بتِ طناز بہ آغوشِ رقیب — پائے طاؤس پئے خامۂ مانی مانگے — ص ۲۰۹

نقشِ وفا: دہر میں نقشِ وفا وجہِ تسلی نہ ہوا ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا ص۱۴۳

نقش و نگارِ طاقِ نسیاں: یاد تھیں ہم کو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں لیکن اب نقش و نگارِ طاقِ نسیاں ہو گئیں ص۱۹۱

نقشِ ہر ذرہ: کس قدر خاک ہوا ہے دلِ مجنوں یارب! نقشِ ہر ذرہ سویدائے بیاباں نکلا ص۱۳

نقشِ ہر گام: گردِ رہ: سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں نقشِ ہر گام: دو عالم صفہاں زیرِ نگیں ص۸

نقشِ یک دلِ صد چاک: بہزاد! نقشِ یک دلِ صد چاک عرض کر گر زلفِ یار کھینچ نہ سکے، شانہ کھینچیے ص۱۰۵

نقشا[1]:
(۱) کیا آئینہ خانے کا وہ نقشا تیرے جلوے نے کرے جو پرتوِ خُرشید عالم شبنمستاں کا ص۱۵۶
(۲) تم ماہِ شبِ چاردہم تھے مرے گھر کے پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشا کوئی دن اَور ص۱۷۱
(۳) کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچے سے بہشت یہی نقشا ہے، ولے اِس قدر آباد نہیں ص۱۸۶
(۴) کچھ اور ہی نقشا نظر آتا ہے جہاں کا (ص۲۸۳)

نقص[2]: عیب کا دریافت کرنا ہے ہنرمندی اسدؔ نقص پر اپنے ہوا جو مطّلع، کامل ہوا ص۲۹

نقص آباد گیتی: کیا کمالِ عشق نقص آباد گیتی میں ملے پختگی ہائے تصور یہاں خیالِ خام ہے ص۱۰۱

نقصِ ظاہری: یہ نقصِ ظاہری رنگِ کمالِ طبع پنہاں ہے کہ بہرِ مدعائے دل زبانِ لال، زنداں ہے ص۸۰

نقصِ گدایاں: نظر بہ نقصِ گدایاں کمالِ بے ادبی ہے کہ خارِ خشک کو بھی دعویِ چمن نسبی ہے ص۷۵

نقصان[3]:
(۱) سمجھا ہوا ہوں عشق میں نقصاں کو فائدہ جتنا کہ ناامید تر، اُمید وار تر ص۴۱
(۲) چارسوئے دہر میں بازارِ غفلت گرم ہے عقل کے نقصاں سے اُٹھتا ہے خیالِ انتفاع ص۴۸
(۳) بدر، ہے آئینۂ طاقِ ہلال غافلاں! نقصاں سے پیدا ہے کمال ص۵۱
(۴) خوبیِ شرمِ سرد بازاری ہے سیلِ خانماں ہے اسدؔ نقصاں میں منفعت اور صاحبِ سرمایہ تو ص۶۹
(۵) تا چند داغ بیٹھیے، نقصاں اُٹھائیے اب چارسوئے عشق سے دکاں اُٹھائیے ص۷۳
(۶) نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب سو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں ص۱۸۸

---

[1] نقشا : چار بار۔
[2] نقص : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
[3] نقصان : دس بار [مفرد: سات بار، مرکب: تین بار]۔

(۷) ہر سنگ و خشت ہے صدفِ گوہرِ شکست   نقصاں نہیں جنوں سے جو سودا کرے کوئی   ص۲۱۵

(۸) دیکھیے: ہمہ نقصاں۔

نقصانِ بہار: دیکھیے: بسملِ نقصانِ بہار۔

نقصان و سود: دیکھیے: حیرت متاعِ عالمِ نقصان وسود۔

نقطہ[۱]: (۱) اے عبارت! تجھے کس خط سے ہے درسِ نیرنگ   اے نگہ! تجھ کو ہے کس نقطے میں مشقِ تسکیں   ص۸

(۲) نہیں ہے مُردنِ صاحب دلاں بجُز کسبِ جمعیت   سویدا میں نفس، مانندِ خط نقطے میں پنہاں ہے   ص۸۱

نقطہ آرائی: دیکھیے: انتخابِ نقطہ آرائی۔

نقطہ وخط: بس کہ یک رنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجادِ نسیم   لالے کے داغ سے جوں نقطہ وخط، سُنبل زار   ص۳

نقطۂ پرکارِ باغ: میں ہمہ حیرت، جنوں بیتابِ دورانِ خمار   مردمِ چشمِ تماشا نقطۂ پرکارِ باغ   ص۴۸

نقطۂ پرکارِ تمنا: کیوں اسے قفلِ درِ گنجِ محبت لکھیے   کیوں اسے نقطۂ پرکارِ تمنا کہیے   ص۱۲۲

نقل[۲]: نقل کرتا ہوں اُسے نامۂ اعمال میں میں   کچھ نہ کچھ روزِ ازل تم نے لکھا ہے تو سہی   ص۲۱۱

نکاتِ[۳] بدیع: دیکھیے: اک منبعِ نکاتِ بدیع۔

نکتہ چیں[۴]: نکتہ چیں ہے، غمِ دل اُس کو سنائے نہ بنے   کیا بنے بات، جہاں بات بنائے نہ بنے   ص۲۳۶

نکتہ داں: دیکھیے: یارانِ نکتہ داں۔

نکتہ دانی: دیکھیے: آئینِ نکتہ دانی۔

نکتہ سرا: ادائے خاص سے غالبؔ ہوا ہے نکتہ سرا   صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے   ص۲۳۶

نکتہ سرائی: ہے گرچہ مجھے نکتہ سرائی میں توغّل   ہے گرچہ مجھے سحر طرازی میں مہارت   ص۱۲۷

نکتہ سرائیِ طبع: دیکھیے: طرز آفرینِ نکتہ سرائیِ طبع۔

نکتہ گوئی: کرے گر حیرتِ نظّارہ طوفاں نکتہ گوئی کا   حبابِ چشمۂ آئینہ ہووے بیضہ طوطی کا   ص۲۶

۱۔ نقطہ : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔
۲۔ نقل : ایک بار۔
۳۔ نکات : ایک بار [مرکب]۔
۴۔ نکتہ : سات بار [مرکب]۔
نکتہ ہا : ایک بار [مرکب]۔

نکتہ ہائے خرد فزا: مجھ سے کیا پوچھتا ہے کیا لکھیے؟ نکتہ ہائے خرد فزا لکھیے ص۱۳۰

نکردہ[1]: (۱، ۲) دیکھیے: خدا نکردہ [دوبار]۔

نگشادہ[2]: دیکھیے: چشمِ از خوابِ عدم نگشادہ۔

نگشودہ[3]: (۱) دیکھیے: چشمِ نگشودہ۔ (۲) سرمایۂ بالِ نیم نگشودہ۔ (۳) درِ نگشودۂ دل۔

نکما[4]: عشق نے غالبؔ نکما کردیا ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے ص۲۵۰

نکو[5]: دیکھیے: آتش زنِ نامِ نکو۔

نکونامیِ فرہاد: عشق و مزدوریِ عشرت گہِ خسرو، کیا خوب! ہم کو تسلیم نکونامیِ فرہاد نہیں ص۱۸۶

نکوہش[6]: (۱) نکوہش مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں آئی ہوا ہے خندۂ احباب بخیہ جیب و دامن میں ص۱۸۰

(۲) نکوہش ہے سزا فریادیِ بیدادِ دلبر کی مبادا! خندۂ دنداں نما ہو صبحِ محشر کی ص۲۰۷

(۳) ہے آرمیدگی میں نکوہش بجا مجھے صبحِ وطن ہے خندۂ دنداں نما مجھے ص۲۰۶

نکوہش ہائے بیدرداں: دیکھیے: تسکینِ نکوہش ہائے بیدرداں۔

نکہت[7]: (۱) دیکھیے: گلگونِ نکہت۔

نکہتِ گل: (۲) وحشتِ شورِ تماشا ہے کہ جوں نکہتِ گل نمکِ زخمِ جگر بال فشانی مانگے ص۷۸

(۳) وہی اک بات ہے جو یاں نفس، واں نکہتِ گل ہے چمن کا جلوہ باعث ہے مری رنگیں نوائی کا ص۱۳۶

(۴) گر نہیں نکہتِ گل کو ترے کوچے کی ہوس کیوں ہے گردِ رہِ جولانِ صبا ہوجانا ص۱۵۶

(۵) کرتا ہے بس کہ باغ میں تو بے حجابیاں آنے لگی ہے نکہتِ گل سے حیا مجھے ص۲۰۶

(۶) بس کہ شرمندۂ بوئے خوشِ گل رویاں ہے نکہتِ گل کو ہے غنچے میں نفس دزدیدن ص۲۵۰

(۷) دیکھیے: جوشِ نکہتِ گل۔

---

[1] نکردہ : دوبار [مرتب]۔

[2] نگشادہ : ایک بار [مرتب]۔

[3] نگشودہ : تین بار [مرتب]۔

[4] نکما : ایک بار۔

[5] نکو : دوبار [مرتب]۔

[6] نکوہش : تین بار
نکوہش ہا ایک بار، [مرتب]۔

[7] نکہت : سات بار [مرتب]۔

نکیرین[۱]: ظاہر ہے کہ گھبرا کے نہ بھاگیں گے نکیرین ہاں، منہ سے مگر بادۂ دوشینہ کی بو آئے ص ۲۳۹

نگار[۲] (۱): (۱) جس کے حیرت کدۂ نقشِ قدم میں مانیؔ خونِ صد برق سے باندھے ہے کفِ دست نگار ص ۵

دیکھیے ــــ: (۲) پیرہنِ زر نگار۔ (۳) دستِ پُر نگار۔ (۴) نقش و نگار۔

نگار[۳] (۲): (۱، ۲) نہیں نگار کو اُلفت، نہ ہو، نگار تو ہے روانیِ روش و مستیِ ادا کہیے ص ۲۲۸

دیکھیے ــــ: (۳) رخِ نگار۔ (۴) روے نگار۔ (۵) سرِ ناخنِ نگار۔ (۶) غنچۂ پیکانِ نگار۔ (۷) کفِ پاے نگار۔ (۸) لبِ نگار۔

نگارِ آتشیں رُخ: صبح آیا جانبِ مشرق نظر اک نگارِ آتشیں رُخ، سر کھلا ص ۳۹

نگارے: معاف بیہدہ گوئی ہیں ناصحانِ عزیز دلِ بہ دستِ نگارے نداده رکھتے ہیں ص ۶۰

نگار خانۂ چیں[۴]: شہر: گویا نمونۂ گلزار باغ: گویا نگارخانۂ چیں ص ۲۸۰

نگارستان[۵]: دیکھیے: عرضِ بہارِ صد نگارستاں۔

نگار نامۂ راز[۶]: نثر اُس کی: ہے کارنامۂ راز نظم اُس کی: نگارنامۂ راز ص ۲۶۸

نگاریں[۷]: دیکھیے ــــ: (۱) دُزدِ حنائے کفِ نگاریں۔ (۲) دستِ نگاریں۔ (۳) کفِ نگاریں۔ (۴) ہو ناخنِ دستِ نگاریں۔

نگارش ہاے سطرِ شعلہ[۸]: دیکھیے: تقریبِ نگارش ہاے سطرِ شعلہ۔

نگاہ[۹]: (۱) نہ تمنا، نہ تماشا، نہ تحیر، نہ نگاہ گردِ جوہر میں ہے آئینۂ دل پردہ نشیں ص ۸

(۲) بہ فرازِ گاہِ عبرت چہ بہار و کو تماشا؟ کہ نگاہ ہے سیہ پوش بہ عزاے زندگانی ص ۹

(۳) کو بہ وقتِ قتل حقِّ آشنائی اے نگاہ؟ خنجرِ زہراب دادہ سبزۂ بیگانہ تھا ص ۲۵

(۴) یارب! یہ درد مند ہے کس کی نگاہ کا؟ ہے ربطِ مشک و داغِ سوادِ ختن ہنوز ص ۳۲

۱ــ نکیریں : ایک بار۔
۲ــ نگار (۱) : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
۳ــ نگار (۲) : نو بار [مفرد: دو بار، مرکب: چھے بار]۔
نگارے : ایک بار۔
۴ــ نگارخانہ : ایک بار [مرکب]۔
۵ــ نگارستان : ایک بار [مرکب]۔
۶ــ نگارنامہ : ایک بار [مرکب]۔
۷ــ نگاریں : چار بار [مرکب]۔
۸ــ نگارش ہا : ایک بار [مرکب]۔
۹ــ نگاہ : چھہتر بار [مفرد: بائیس بار، مرکب: چوّن بار]۔
نگاہیں : چھے بار۔

(۵) فریبِ صنعتِ ایجاد کا تماشا دیکھ نگاہ عکس فروش و خیال آئنہ ساز ص ۴۳

(۶) ہنوز اے اثرِ دیدہ! ننگِ رُسوائی نگاہ فتنہ خرام و درِ دو عالم باز ص ۴۳

(۷) مژگاں تلک رسائیِ لختِ جگر کہاں اے وائے! گر نگاہ نہ ہو آشنائے گل ص ۵۳

(۸) میں تجھ سے اور مجھ سے تو پوشیدہ ہے مفت نگاہ کا مقابل ہونا ص ۱۱۷

(۹) نہ کہہ کہ گریہ بمقدارِ حسرتِ دل ہے مری نگاہ میں ہے جمع و خرچ دریا کا ص ۱۴۸

(۱۰) مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں، کہ ہے پُر گُل خیالِ زخم سے دامن نگاہ کا ص ۱۴۹

(۱۱) وا کر دیے ہیں شوق نے بندِ نقابِ حُسن غیر از نگاہ، اب کوئی حائل نہیں رہا ص ۱۵۳

(۱۲) سطوت سے تیرے جلوۂ حُسنِ غیور کی خوں ہے مری نگاہ میں رنگِ ادائے گل ص ۱۶۷

(۱۳) لاکھوں لگاؤ: ایک چُرانا نگاہ کا لاکھوں بناؤ: ایک بگڑنا عتاب میں ص ۱۸۹

(۱۴) اُبھرا ہوا نقاب میں ہے اُن کے ایک تار مرتا ہوں میں کہ یہ نہ کسی کی نگاہ ہو ص ۱۹۶

(۱۵) خموشیوں میں تماشا ادا نکلتی ہے نگاہ دل سے ترے سُرمہ سا نکلتی ہے ص ۲۱۸

(۱۶) دوڑے ہے پھر ہر ایک گل و لالہ پر خیال صد گلستاں نگاہ کا ساماں کیے ہوئے ص ۲۲۶

(۱۷) اک نوبہار ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ چہرہ فروغِ مے سے گلستاں کیے ہوئے ص ۲۲۶

(۱۸) بہت دنوں میں تغافل نے تیرے پیدا کی وہ اک نگہ کہ بہ ظاہر نگاہ سے کم ہے ص ۲۲۹

(۱۹) دیدار بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہ مست بزمِ خیال مے کدۂ بے خروش ہے ص ۲۳۰

(۲۰) دل سے تری نگاہ جگر تک اُتر گئی دونوں کو اک ادا میں رضامند کر گئی ص ۲۳۳

(۲۱) بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ جی میں کہتے ہیں کہ مُفت آئے تو مال اچھا ہے ص ۲۳۹

(۲۲) وہ مختصِ رحمت و رافت کہ بہرِ اہلِ جہاں نیابتِ دمِ عیسیٰ کرے ہے جس کی نگاہ ص ۲۷۷

(۳) دیکھیے ـــــ: (۲۳) آبِ تیغِ نگاہ۔ (۲۴) ایک ہی نگاہ۔ (۲۵) پائے نگاہ۔ (۲۶)، (۲۷) تارِ نگاہ [دوبار]۔
(۲۸) تیرِ نگاہ۔ (۲۹) تیغِ نگاہ۔ (۳۰) جنبشِ نگاہ۔ (۳۱) جوشِ نگاہ۔ (۳۲) چراغانِ نگاہ۔ (۳۳) حیرتِ نگاہ۔
(۳۴) دردِ پریشانیِ نگاہ۔ (۳۵) دور گردِ قربِ بساطِ نگاہ۔ (۳۶) دیدۂ عبرت نگاہ۔ (۳۷) ذوقِ نگاہ۔ (۳۸) طرزِ
تلاشِ انتخابِ یک نگاہ۔ (۳۹) عزاخانۂ اقبالِ نگاہ۔ (۴۰) کنگرِ ایجادِ یک نگاہ۔ (۴۱) گلدستۂ نگاہ۔ (۴۲)

محشرستانِ نگاہ۔ (۴۳) محملِ نگاہ۔ (۴۴) ناکامیِ نگاہ۔

نگاہِ آشنا: دیکھنا حالت مرے دل کی ہم آغوشی کے وقت ہے نگاہِ آشنا تیرا سرِ ہر مو مجھے ص۲۰۹

(۲) یک نگاہِ آشنا۔

نگاہِ آفتاب: دیکھیے: اجزاے نگاہِ آفتاب۔

نگاہِ بے حجابِ ناز: (۱) تغافل، بدگمانی، بلکہ میری سخت جانی سے نگاہِ بے حجابِ ناز کو بیمِ گزند آیا ص۱۱

(۲) تکلف برطرف، ہے جاں ستاں تر لطفِ بدخویاں نگاہِ بے حجابِ ناز: تیغِ تیزِ عریاں ہے ص۲۱۰

نگاہِ بے محابا: نگاہِ بے محابا چاہتا ہوں تغافل ہاے تمکیں آزما کیا ص۱۵۷

نگاہِ پاک: دیکھیے: یک نگاہِ پاک۔

نگاہِ تیز: برقِ خرمن زارِ گوہر ہے نگاہِ تیز یہاں اشک ہو جاتے ہیں خشک از گرمیِ رفتارِ دوست ص۳۳

(۲) دیکھیے: وقفِ سوداے نگاہِ تیز۔

نگاہِ چشمِ حاسد: نگاہِ چشمِ حاسد وام لے اے ذوقِ خود بینی! تماشائی ہوں وحدت خانۂ آئینۂ دل کا ص۱۷

نگاہِ حیرتِ مشاطہ: پری بہ شیشہ و عکسِ رخ اندر آئینہ نگاہِ حیرتِ مشاطہ خوں فشاں تجھ سے ص۱۱۲

نگاہِ خاص: بہ امیدِ نگاہِ خاص ہوں محمل کشِ حسرت مبادا! ہو عناں گیرِ تغافل لطفِ عام اُس کا ص۴۴

نگاہِ خلق: دیکھیے: پاے نگاہِ خلق۔

نگاہِ دیدۂ نقشِ قدم: نگاہِ دیدۂ نقشِ قدم ہے جادۂ راہ گزشتگاں اثرِ انتظار رکھتے ہیں ص۴۳

نگاہِ سوزنِ مینا: دیکھیے: تارِ نگاہِ سوزنِ مینا۔

نگاہِ شرمگیں: دیکھیے: اندازِ نگاہِ شرمگیں۔

نگاہِ شوق: (۱) جنوں کر اے چمن تحریر درسِ شغلِ تنہائی! نگاہِ شوق کو صحرا بھی دیوانِ غزالی ہے ص۷۹

(۲) بلا سے، ہیں جو بہ پیشِ نظر در و دیوار نگاہِ شوق کو ہیں بال و پر در و دیوار ص۱۲۶

نگاہِ صاف: یک نگاہِ صاف صد آئینۂ تاثیر ہے ہے رگِ یاقوت عکسِ خطِ جامِ آفتاب ص۳۱

نگاہِ عاجزاں: نہ سوے آبلوں میں گر سرشکِ دیدۂ نم سے بہ جولاں گاہِ نومیدی نگاہِ عاجزاں، پا ہے ص۸۵

نگاہِ عبرت افسوں: نگاہِ عبرت فسوں گاہ برق و گاہ مشعل ہے ہوا ہر جلوت و خلوت سے حاصل ذوقِ تنہائی ص۹۲

نگاہِ عجز: (۱) بہ پیچ و تابِ ہوس سلکِ عافیت مت توڑ نگاہِ عجز سرِ رشتۂ سلامت ہے ص۲۱۳

(۲) دیکھیے: شرحِ نگاہِ عجز۔

نگاہِ غلط انداز: جان کر کیجے تغافل کہ کچھ اُمید بھی ہو یہ نگاہِ غلط انداز تو سَم ہے ہم کو ص۱۹۵

نگاہِ گرم: (۱) گر نگاہِ گرم فرماتی رہی تعلیمِ ضبط شعلہ خس میں جیسے، خوں رگ میں نہاں ہوجائے گا ص۱۵۱

(۲) دیکھیے: یک نگاہِ گرم۔

نگاہِ گل چیں: کرے ہے بادہ ترے لب سے کسبِ رنگِ فروغ خطِ پیالہ، سراسر نگاہِ گل چیں ہے ص۲۱۳

نگاہِ گل رُخاں: سدِّ اسکندر بنے بہرِ نگاہِ گل رُخاں گر کرے یوں امر، نہیِ بو تراب آئینے پر ص۴۰

نگاہِ ناز: (۱) تغافل مشربی سے ناتمامی بس کہ پیدا ہے نگاہِ ناز چشمِ یار میں زُنّارِ مینا ہے ص۸۳

(۲) نگاہِ ناز نے جب عرضِ تکلیفِ شرارت کی دیا ابرو کو چھیڑا اور اُس نے فتنے کو اشارت کی ص۹۷

(۳) وہ نیشتر سہی، پر دل میں جب اُتر جاوے نگاہِ ناز کو پھر کیوں نہ آشنا کہیے ص۲۲۸

نگاہِ نیاز: دیکھیے: قبلۂ مقصدِ نگاہِ نیاز۔

نگاہِ واپسیں: دیکھیے: یک دست و دامانِ نگاہِ واپسیں۔

نگاہ و بے نگاہی: چہ اُمید و نا اُمیدی، چہ نگاہ و بے نگاہی ہمہ عرضِ ناشکیبی، ہمہ سازِ جاں ستانی ص۱۰

نگاہیں: (۱) جوں مردمکِ چشم میں ہوں جمع نگاہیں خوابیدہ بہ حیرت کدۂ داغ ہیں آہیں ص۵۹

(۲) پھر حلقۂ کاکل میں پڑیں دید کی راہیں جوں دود فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں ص۵۹

(۳) حسرت کشِ یک جلوۂ معنی ہیں نگاہیں کھینچوں ہوں سویدائے دلِ چشم سے آہیں ص۵۹

(۴) صبر آزما وہ اُن کی نگاہیں کہ حف نظر! طاقت رُبا وہ اُن کا اشارا کہ ہائے ہائے! ص۱۲۳

(۵) مت مردمکِ دیدہ میں سمجھو یہ نگاہیں ہیں جمع سویدائے دلِ چشم میں آہیں ص۱۸۳

(۶) وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یارب! دل کے پار جو مری کوتاہیِ قسمت سے مژگاں ہوگئیں ص۱۹۳

نگراں[۱]: (۱) بس کہ ہوں بعدِ مرگ بھی نگراں مردمک سے ہے خال برلبِ گور ص۴۱

۱۔ نگراں : تین بار [مفرد: دو بار، مرکب: ایک بار]۔

(۲) ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں اسدؔ ہے بر سرِ مژہ نگراں دیدبانِ اشک ص۵۰

دیکھیے: (۳) براتِ نگرانِ امید

نگرانی[۱] غافل: جلوہ مایوس نہیں دل، نگرانی غافل! چشمِ امید ہے روزن تری دیواروں کا ص۲۸

دیکھیے: (۲) حیرت فروشِ صد نگرانی۔

نگوں[۲]: دیکھیے: سرنگوں [دوبار]۔

نگہ[۳]: (۱) چشم بر چشم پٹنے ہے بہ تماشا مجنوں ہر دو سو خانۂ زنجیر نگہ کا بازار ص۲

(۲) دو جہاں طالبِ دیدار تھا یارب! کہ ہنوز چشمکِ ذرہ سے ہے گرم نگہ کا بازار ص۴

(۳) جس چمن میں ہو ترا جلوۂ محروم نواز پرِ طاؤس کرے گرم نگہ کا بازار ص۵

(۴) اے عبارت! تجھے کس خط سے ہے درسِ نیرنگ اے نگہ! تجھ کو ہے کس نقطے میں مشقِ تسکیں ص۸

(۵) جلوۂ برق سے ہو جائے نگہ عکس پذیر اگر آئینہ بنے حیرتِ صورت گرِ چیں ص۹

(۶) بہ وقتِ سرنگونی ہے تصور انتظارستاں نگہ کو آبلوں سے شغل ہے اختر شماری کا ص۱۹

(۷) نگہ کی ہم نے پیدا رشتۂ ربطِ علائق سے ہوئے ہیں پردہ ہائے چشمِ عبرت جلوہ حائل ہا ص۲۳

(۸) تماشا کردنی ہے انتظار آبادِ حیرانی نہیں غیر از نگہ جوں نرگستاں فرشِ محفل ہا ص۲۳

(۹) تھی نگہ میری نہاں خانۂ دل کی نقاب بے خطر جیتے ہیں اربابِ ریا میرے بعد ص۳۸

(۱۰) بینش بہ سعیِ ضبطِ جنوں نو بہار تر دل در گدازِ نالہ، نگہ آبیار تر ص۴۰

(۱۱) خوش اوفتادگی! کہ بہ صحرائے انتظار جوں جادہ گردِ رہ سے نگہ سرمہ سا کروں ص۵۶

(۱۲) وہ دل جوں شمع بہرِ دعوتِ نظارہ لا، جس سے نگہ لبریزِ اشک و سینہ معمورِ تمنا ہو ص۶۷

(۱۳) نگہ معمارِ حسرت ہا چہ آبادی چہ ویرانی؟ کہ مژگاں جس طرف وا ہو، بہ کفِ دامانِ صحرا ہے ص۸۴

(۱۴) زنجیر یاد پڑتی ہے جادے کو دیکھ کر اُس چشم سے ہنوز نگہ یادگار ہے ص۹۰

(۱۵) نگہ اُس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی پرِ بالش ہے وقتِ دید مژگانِ تماشائی ص۹۳

۱۔ نگرانی : دوبار [مرکب]۔

۲۔ نگوں : دوبار۔

۳۔ نگہ : ۵۹ بار [مفرد: ۲۵ بار، مرکب: ۳۴ بار]۔

(۱۶)،(۱۷) خبر نگہ کو، نگہ چشم کو عدو جانے وہ جلوہ کر کہ نہ میں جانوں اور نہ تو جانے ص۹۸

(۱۸) نفس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے ص۹۸

(۱۹) خدایا! چشم تا دل درد ہے افسونِ آگاہی نگہ حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر بہتر ہے ص۱۰۸

(۲۰) ز خود گزشتنِ دل کاروانِ حیرت ہے نگہ غبارِ ادب گاہِ جلوہ فرمائی ص۱۱۰

(۲۱) خوشا مستی! کہ جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل سے نگہ شمشیر میں جوں جوہر آرامیدنی جانے ص۱۱۵

(۲۲) ہم اور وہ بے سبب رنج، آشنا دشمن، کہ رکھتا ہے شعاعِ مہر سے تہمت نگہ کی چشمِ روزن پر ص۱۶۸

(۲۳) میں نامراد دل کی تسلی کو کیا کروں! مانا کہ تیرے رُخ سے نگہ کامیاب ہے ص۲۰۶

(۲۴) درسِ عنوانِ تماشا بہ تغافل خوش تر ہے نگہ رشتۂ شیرازۂ مژگاں مجھ سے ص۲۱۱

(۲۵) شوقِ دیدار میں گر تو مجھے گردن مارے ہو نگہ مثلِ گلِ شمع پریشاں مجھ سے ص۲۱۱

دیکھیے: (۲۶) اک نگہ۔ (۲۷) تار نگہ۔ (۲۸) تقاضائے نگہ۔ (۲۹) تیغِ نگہ۔ (۳۰) جادۂ تار نگہ۔ (۳۱) جَیبِ ہر نگہ۔ (۳۲) خونِ نگہ۔ (۳۳) شررِ فرصت نگہ۔ (۳۴) شہیدانِ نگہ۔ (۳۵) کارِ نگہ۔ (۳۶) مرگِ نگہ۔ (۳۷)، (۳۸) موجِ نگہ [دوبار]۔ (۳۹) ہر نگہ۔

نگہِ آشنا: میں دور گردِ عرضِ رسومِ نیاز ہوں دشمن سمجھ، ولے نگہِ آشنا نہ مانگ ص۵۰

(۲) پروازہا نیازِ تماشائے حُسنِ دوست بالِ کشادہ ہے نگہِ آشنا مجھے ص۷۶

نگہِ آشنائے گل و خار: نہ ذوقِ گریباں نہ پروائے داماں نگہِ آشنائے گل و خار ہیں ہم ص۵۵

نگہِ آلودہ: (۱) جوہرِ آئینہ ساں مژگاں بہ دل آسودہ ہے قطرہ جو آنکھوں سے نپکا، سو نگہِ آلودہ ہے ص۱۰۳

(۲) تجھ کو اے غفلت نسب! پروائے مشتاقاں کہاں یہاں نگہ آلودہ ہے دستارِ بادامی تری ص۲۵۳

نگہِ آئنہ: عکسِ موجِ گل و سرشاریِ اندازِ حباب نگہِ آئنہ کیفیتِ دل سے ہے دوچار ص۴

نگہِ بازپسیں: نزع مخمور ہوں اُس دید کی دُھن میں کہ مجھے رشتۂ سازِ ازل ہے نگہِ بازپسیں ص۷

نگہِ جلوہ پرست: دلِ اُلفت نسب و سینۂ توحید فضا نگہِ جلوہ پرست و نفسِ صدق گزیں ص۱۳۵

نگہِ چشمِ سرمہ سا: شکنِ زلفِ عنبریں کیوں ہے؟ نگہِ چشمِ سرمہ سا کیا ہے؟ ص۲۳۸

نگہِ دیدۂ تصویر: شوق اُس دشت میں دوڑائے ہے مجھ کو کہ جہاں جادہ، غیر از نگہِ دیدۂ تصویر نہیں ص۱۸۲

نگہِ سرمہ سا: حلقے ہیں چشم ہائے کشادہ بہ سوے دل ہر تارِ زلف کو نگہِ سرمہ سا کہوں ص۱۶۸

نگہِ شوق: دیکھیے: غفلتِ نگہِ شوق۔

نگہِ قہر آشنا: دیکھیے: سُراغ یک نگہِ قہر آشنا۔

نگہِ گرم: (۱) نگہِ گرم سے اک آگ ٹپکتی ہے اسدؔ ہے چراغاں خس و خاشاکِ گلستاں مجھ سے ص۲۱۲

(۲) دیکھیے: یک نگہِ گرم۔

نگہِ معنیِ ناز: دیکھیے: نصیبِ نگہِ معنیِ ناز۔

نگہِ ناز: (۱) در خورِ عرض نہیں جوہرِ بیداد کو جا نگہِ ناز ہے سرمے سے خفا میرے بعد ص۱۲۶

(۲) ابرو سے ہے کیا اُس نگہِ ناز کو پیوند؟ ہے تیر مقرّر، مگر اُس کی ہے کماں اور ص۱۷۰

(۳) دیکھیے: چشمکِ نگہِ ناز۔ (۴) فسونِ نگہِ ناز۔

نگہبان[1]: تغافل: کمیں گاہِ وحشت شناسی نگہبانِ دل ہائے اغیار ہیں ہم ص۵۵

نگہبانی: ہے ہوس محمل بہ دوشِ شوخیِ ساقیِ مست نشۂ مے کے تصور میں نگہبانی عبث ص۳۳

نگیں[2]: (۱) بادِ افسانۂ بیمار ہے عیسیٰ کا نفَس استخواں ریزۂ موراں ہے سلیماں کا نگیں ص۷

(۲) ہے نگیں کی پاداری نامِ صاحب خانہ ہم سے تیرے کوچے نے نقشِ مدعا پایا ص۱۳

(۳) بہ رہنِ شرم ہے، با وصفِ شوخی، اہتمام اُس کا نگیں میں جوں شرارِ سنگ ناپیدا ہے نام اُس کا ص۲۳

(۴) جسمِ اطہر کو ترے دوشِ پیمبر: منبر نامِ نامی کو ترے ناصیۂ عرش: نگیں ص۱۳۵

(۵) جن کی مسند کا آسماں: گوشہ جن کی خاتم کا آفتاب: نگیں ص۲۸۰

دیکھیے ___: (۶)، (۷) زیرِ نگیں [دو بار]۔ (۸) نام و نگیں۔ (۹) یاقوت نگیں۔

نگینِ خانۂ زنجیر: گریے سے بندِ محبت میں ہوئی نام آوری لختِ لختِ دل نگینِ خانۂ زنجیر ہے ص۹۵

نگینِ نامِ شاہد: ودیعت خانۂ بیدادِ کاوش ہائے مژگاں ہوں نگینِ نامِ شاہد ہے مرے ہر قطرہ خوں تن میں ص۱۸۰

۱۔ نگہبان : ایک بار [مرکّب]۔
نگہبانی : ایک بار۔

۲۔ نگیں : گیارہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: چھے بار]۔

نَل[1]: دیکھیے: زانوے نَل۔

نَم[2]: (۱) آتش و آب و باد و خاک نے لی / وضعِ سوز و نَم و رَم و آرام — ص ۱۳۸

(۲) دیکھیے: چشمِ پُرنم۔ (۳) دیدۂ پُرنم۔ (۴) سرشکِ دیدۂ پُرنم۔

نمِ دامانِ عصیاں: غرورِ لطفِ ساقی: نشۂ بیباکیِ مستاں / نمِ دامانِ عصیاں ہے طراوت موجِ کوثر کی — ص ۷۷

نمِ شبنم: بجا ہے گر نہ سُنے نالہ ہاے بلبلِ زار / کہ گوشِ گُل نمِ شبنم سے پنبہ آگیں ہے — ص ۲۱۳

نمِ شرمِ جبینِ آشنا: گرو ساحل ہے نمِ شرمِ جبینِ آشنا / گر نہ باندھے قلزمِ اُلفت میں سر، جاے کدو — ص ۶۹

نماز[3]: (۱، ۲، ۳) دیکھیے: مُہرِ نماز [تین بار]۔

نمّام[4]: رازِ دل مجھ سے کیوں چھپاتا ہے / مجھ کو سمجھا ہے کیا کہیں نمّام — ص ۱۳۶

نمایاں[5]: (۱) بقدرِ لفظ و معنی فکرت احرامِ گریباں ہیں / وگرنہ کیجیے جو ذرہ عریاں، ہم نمایاں ہیں — ص ۶۲

(۲) ز بس دوشِ رمِ آہو پہ ہے محمل تمنا کا / جنونِ قیس سے بھی شوخیِ لیلیٰ نمایاں ہے — ص ۸۱

(۳) اُس کے مضروب کے سرِ تن سے / کیوں نمایاں ہو صورتِ ادغام — ص ۱۳۸

(۴) سب کہاں، کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں / خاک میں، کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں — ص ۱۹۱

(۵) ہر قدم دوریِ منزل ہے نمایاں مجھ سے / میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے — ص ۲۱۱

دیکھیے:۔ (۶) داغِ نمایاں۔ (۷) زخمِ نمایاں۔

نمد[6]: نوکِ ہر خار سے تھا بس کہ سرِ دزدیِ زخم / جوں نمد ہم نے کفِ پا پہ اسدؔ دل باندھا — ص ۱۳

نمد در آب: کجا معزولیِ آئینہ؟ کو ترکِ خود آرائی؟ / نمد در آب ہے اے سادہ پرکار! اس بہانے میں — ص ۵۸

نمدبافی: ہوا نے ابر سے کی موسمِ گل میں نمد بافی / کہ تھا آئینۂ خور پر تصورِ زنگ بستن کا — ص ۲۷

نمرود[7]: کیا وہ نمرود کی خدائی تھی؟ / بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا — ص ۱۶۱

---

۱ نل : ایک بار۔
۲ نم : سات بار [مرکب]۔
۳ نماز : تین بار [مرکب]۔
۴ نمام : ایک بار۔
۵ نمایاں : سات بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: دو بار]۔
۶ نمد : دو بار۔
نمدبافی : ایک بار۔
۷ نمرود : ایک بار۔

نمک[ا]: (۱) گدازِ دل کو کرتی ہے کشودِ چشمِ شب پیما — نمک ہے شمع میں جوں موم جادو، خوابِ بستن کا — ص۲۷

(۲) اِس عمل میں عیش کی لذّت نہیں ملتی اسدؔ — زورِ نسبت مَے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک — ص۳۹

(۳) چشمِ نرگس میں نمک بھرتی ہے شبنم سے بہار — فرصتِ نشوونما سازِ شکیبائی نہیں — ص۶۵

(۴) شورِ پندِ ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا — آپ سے کوئی پوچھے: تم نے کیا مزا پایا؟ — ص۱۳۳

(۵) نمک بر داغِ مشک آلودۂ وحشت تماشا ہے — سوادِ دیدۂ آہو شبِ مہتاب ہوجاوے — ص۲۵۳

['نمک' نوبار بہ طورِ ردیف، ص۱۷۵]:

(۶)،(۷) زخم پر چھڑکیں کہاں طفلانِ بے پروا نمک — کیا مزا ہوتا، اگر پتھر میں بھی ہوتا نمک

(۸) گردِ راہِ یار، ہے سامانِ نازِ زخمِ دل — ورنہ ہوتا ہے جہاں میں کس قدر پیدا نمک

(۹) مجھ کو ارزانی رہے، تجھ کو مبارک ہو جیو! — نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک

(۱۰) شورِ جولاں تھا کنارِ بحر پر کس کا کہ آج — گردِ ساحل، ہے بہ زخمِ موجۂ دریا نمک

(۱۱) داد دیتا ہے مرے زخمِ جگر کی، واہ واہ! — یاد کرتا ہے مجھے، دیکھے ہے وہ جس جا نمک

(۱۲) چھوڑ کر جانا تنِ مجروحِ عاشق حیف ہے! — دل طلب کرتا ہے زخم اور مانگے ہیں اعضا نمک

(۱۳) غیر کی منت نہ کھینچوں گا پَیِ توفیرِ درد — زخم مثلِ خندۂ قاتل ہے سر تا پا نمک

(۱۴) یاد ہیں غالبؔ تجھے وہ دن کہ وجدِ ذوق میں — زخم سے گرتا تو میں پلکوں سے چنتا تھا نمک

نمک اثر: دیکھیے: سرشکِ نمک اثر۔

نمک پاشِ خراشِ دل: جنوں تہمت کشِ تسکیں نہ ہو گر شادمانی کی — نمک پاشِ خراشِ دل ہے لذّت زندگانی کی — ص۲۰۶

نمک خوار: اُمیدوارِ عنایات شیونارائن — کہ آپ کا ہے نمک خوار اور دولت خواہ — ص۲۷۸

نمک دان: (۱) ہوا شرمِ تہی دستی سے وہ بھی سرنگوں آخر — بس اے زخمِ جگر! اب دیکھ لی شورشِ نمک داں کی — ص۷۷

(۲) محوِ آرامیدگی سامانِ بیتابی کرے — چشم میں توڑے نمک داں تا شکرخوابی کرے — ص۱۰۰

(۳) فراغت کس قدر رہتی مجھے تشویشِ مرہم سے — بہم گر صلح کرتے پارہ ہائے دل نمک داں پر — ص۱۶۷

ا۔ نمک : اُنیس بار[مفرد: چودہ بار، مرکب: پانچ بار]۔
نمک خوار : ایک بار۔
نمک دان : پانچ بار[مرکب: ایک بار]۔
نمکین : ایک بار۔

(۴) پھر پرسشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق سامانِ صد ہزار نمک داں کیے ہوئے ص۲۲۵

(۵) دیکھیے: غرقِ نمک داں۔

نمکِ زخمِ جگر: وحشتِ شورِ تماشا ہے کہ جوں نکہتِ گل نمکِ زخمِ جگر بال فشانی مانگے ص۷۸

نمک سود: دیکھیے: یک زخمِ نمک سود۔

نمک سودۂ زخمِ تکرار: گردِ جولاں سے ہے تیری بہ گریبانِ خرام جلوۂ طور نمک سودۂ زخمِ تکرار ص۵

نمکیں: شورِ اوہام سے مت ہو شبخونِ انصاف گفتگو بے مزہ و زخمِ تمنا نمکیں ص۸

نمو[۱]: دیکھ کر تجھ کو، چمن بس کہ نمو کرتا ہے خود بخود پہنچے ہے گل گوشۂ دستار کے پاس ص۱۷۳

نمود[۲]: (۱) وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود صبح کو رازِ مہ و اختر کھلا ص۱۳۹

(۲) ہو فشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود! قد کے جھکنے کی بھی گنجایش مرے تن میں نہیں ص۱۸۵

(۳) جب اُس کے دیکھنے کے لیے آئیں بادشاہ لوگوں میں کیوں نمود نہ ہو لالہ زار کی ص۲۵۱

نمودِ سایہ و نور: اے مفیضِ وجودِ سایہ و نور! جب تلک ہے نمودِ سایۂ نور ص۳۳۱

نمودِ صُوَر: ہے مشتمل نمودِ صور پر وجودِ بحر یاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں ص۱۸۹

نمونہ[۳]: چوک جس کو کہیں، وہ مقتل ہے گھر بنا ہے نمونہ زنداں کا ص۲۶۰

نمونۂ گلزار: شہر: گویا نمونۂ گلزار باغ: گویا نگارخانۂ چیں ص۲۸۰

ننگ[۴]: (۱) ہمارا دیکھنا گر ننگ ہے، سیرِ گلستاں کر شرار آہ سے موجِ صبا دامانِ گل چیں ہے ص۸۹

(۲) دیکھیے: بے ننگ و نام۔

ننگِ بالیدن: وحشتِ بے ربطیِ پیچ و خمِ ہستی نہ پوچھ ننگِ بالیدن ہیں جوں موے سرِ دیوانہ، ہم ص۵۳

ننگِ بے دماغانِ خود آرائی: غرورِ دست رد نے شانہ توڑا فرقِ ہدہد پر سلیمانی ہے ننگِ بے دماغانِ خود آرائی ص۹۲

ننگِ بے ہنری: گرچہ از روے ننگِ بے ہنری ہوں خود اپنی نظر میں اِتنا خوار ص۱۲۵

---

[۱] نمو : ایک بار۔

[۲] نمود : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔

[۳] نمونہ : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

[۴] ننگ : پندرہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چودہ بار]۔

تنگِ پیراہن: آبرو کیا خاک اُس گُل کی کہ گلشن میں نہیں! ہے گریباں ننگِ پیراہن جو دامن میں نہیں ص ۱۸۳

ننگِ پیری: کردیا ضعف نے عاجز غالبؔ ننگِ پیری ہے جوانی میری ص ۲۳۱

ننگِ تمنا: حیف اے ننگِ تمنا! کہ پئے عرضِ حیا یک عرق آئنہ بر جبہۂ سائل باندھا ص ۱۳

ننگِ رُسوائی: ہنوز اے اثرِ دید! ننگِ رسوائی نگاہ فتنہ خرام و درِ دو عالم باز ص ۴۳

ننگِ فہمِ مستاں: اسدؔ! ساغر کشِ تسلیم ہو گردش سے گردوں کی کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے گلہ بد روز گاری کا ص ۱۹

ننگِ سجدہ: گھستے گھستے مٹ جاتا، آپ نے عبث بدلا ننگِ سجدہ سے میرے، سنگِ آستاں اپنا ص ۱۵۹

ننگِ سینہ: ہے ننگِ سینہ، دل اگر آتش کدہ نہ ہو ہے عارِ دل، نفس اگر آذر فشاں نہیں ص ۱۸۸

ننگِ وجود: ڈھانپا کفن نے داغ عیوبِ برہنگی میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا ص ۱۳۳

ننگِ ہمت: سب، وارستگاں کو ننگِ ہمت ہے، خداوندا! اثر ٹرے سے اور لب ہائے عاشق سے صدا گم ہو ص ۶۸

ننگِ ہمتِ باطل: آپ ہو جاتے ہیں ننگِ ہمتِ باطل سے مرد اشک پیدا کر اسدؔ! گر آہ بے تاثیر ہے ص ۹۶

ننگا[1]: آپ کا بندہ اور پھروں ننگا! آپ کا نوکر اور کھاؤں اُدھار! ص ۱۲۷

نَو[2] (۱): (۱) دیکھیے: ابروے مہِ نَو۔ (۲)، (۳) ازسرِ نَو [دو بار]۔ (۴) طرف نقابِ مہِ نَو۔ (۵)، (۶)، (۷) ماہِ نَو [تین بار]۔ (۸)، (۹)، (۱۰)، (۱۱) مہِ نَو [چار بار]۔

نَو آموزِ فنا: تھی نو آموزِ فنا ہمتِ دشوار پسند سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا ص ۱۳۲

نَو آموزی: دیکھیے: شرمندۂ نو آموزی۔

نَو برِ نخلِ باغِ سلطاں: خاص وہ آم جو نہ ارزاں ہو نو برِ نخلِ باغِ سلطاں ہو ص ۳۱

نَو بہار[3]: (۱) اُنھیں کی سالگرہ کے لیے ہے سال بہ سال کہ لائے غیب سے غنچوں کی نو بہار گرہ ص ۲۷۹

(۲) دیکھیے: شمیم نو بہار۔

نَو بہارِ تر: بینش، بہ سعیِ ضبطِ جنوں نو بہار تر دل در گدازِ نالہ، نگہ آبیار تر ص ۳۰

نَو بہارِ حدیقۂ اسلام: شہ سوارِ طریقۂ انصاف نو بہارِ حدیقۂ اسلام ص ۱۳۷

---

[1] ننگا : ایک بار۔
[2] نَو (۱) : چودہ بار [مرکب]۔
[3] نو بہار : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔

نو بہارِ ناز: اک نو بہارِ ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ چہرہ فروغِ مے سے گلستاں کیے ہوئے ص۲۲۶

نوجوانی[1]: اسد کو بوریے میں دھر کے پھونکا موجِ ہستی نے فقیری میں بھی باقی ہے شرارت نوجوانی کی ص۷۷

نوخاستہ[2]: دیکھیے: ہر سبزۂ نوخاستہ۔

نوخیز[3]: دیکھیے:____ (۱)، (۲) خطِ نوخیز [دوبار]۔ (۳) سبزۂ نوخیزِ مسیحا۔ (۴) قامتِ نوخیز۔ (۵) شکلِ خطِ نوخیز۔ (۶)، (۷) موجۂ سبزۂ نوخیز [دوبار]۔

نو گرہیں[4]: کہا کہ چرخ پہ ہم نے گنی ہیں نو گرہیں جو یہاں گنیں گے، تو پائیں گے نو ہزار گرہ ص۲۷۹

نو ہزار: دیکھیے: نو گرہیں۔

نوا[5]: دیکھیے: (۱) خوش نوایانِ چمن۔ (۲) خونیں نوا۔ (۳) غالبِ آشفتہ نوا۔ (۴) نالۂ لبِ خونیں نوائے گل۔ (۵) نغمۂ مطربانِ زہرہ نوا۔

نوا پرداز: چشمِ خوباں خامشی میں بھی نوا پرداز ہے سرمہ، تو کہوے کہ دودِ شعلۂ آواز ہے ص۲۲۷

نواسازِ تماشا: اے نواسازِ تماشا! سر بکف جلتا ہوں میں یک طرف جلتا ہے دل اور یک طرف جلتا ہوں میں ص۹۳

نواسازِ فغاں: محبت ہے نواسازِ فغاں در پردۂ دل ہا کرے ہے مغز سے مانندِ نے کے استخواں خالی ص۳۵۵

نوا سامانِ بندِ ساز: نغمہ ہے کانوں میں اُس کے نالۂ مرغِ اسیر رشتۂ پا یہاں نوا سامانِ بندِ ساز ہے ص۸۲

نواسنجانِ گلشن: قفس میں ہوں، گر اچھا بھی نہ جانیں میرے شیون کو مرا ہونا برا کیا ہے نوا سنجانِ گلشن کو ص۱۹۸

نواسنجِ فغاں: کسی کو دے کے دل، کوئی نواسنجِ فغاں کیوں ہو؟ نہ ہو جب دل ہی سینے میں، تو پھر منہ میں زباں کیوں ہو ص۱۹۹

نوائے بربط و چنگ و چغانہ: دل نالاں سے ہے بے پردہ پیدا نوائے بربط و چنگ و چغانہ ص۳۵۱

نوائے بلبل و گل: نوائے بلبل و گل پاسبانِ بے دماغی ہے بہ یک مژگانِ خوباں صد چمن خوابیدنی جانے ص۱۱۵

نوائے جگر خراش: دیکھیے: صد ہزار نوائے جگر خراش۔

نوائے خفتۂ اُلفت: نوائے خفتۂ اُلفت اگر بیتاب ہوجاوے پرِ پروانہ تارِ شمع پر مضراب ہوجاوے ص۱۰۵

۱۔ نوجوانی : ایک بار۔
۲۔ نوخاستہ : ایک بار [مرکب]۔
۳۔ نوخیز : سات بار [مرکب]۔
۴۔ نو (۲) : دوبار۔
۵۔ نوا : انیس بار [مرکب]۔
نواہا : ایک بار [مرکب]۔

نواے سروش: آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں غالبؔ! صریرِ خامہ نواے سروش ہے ص۲۳۰

نواے طائرانِ آشیاں گم کردہ: نواے طائرانِ آشیاں گم کردہ آتی ہے تماشا ہے کہ رنگِ رفتہ برگردیدنی جانے ص۱۱۵

نواے مرغِ بستانی: دیکھیے: ذوقِ نواے مرغِ بستانی۔

نواے مرغِ گرفتار: ڈر نالہ ہاے زار سے میرے، خدا کو مان آخر نواے مرغِ گرفتار بھی نہیں ص۱۸۳

نواہاے راز: محرم نہیں ہے تو ہی نواہاے راز کا یہاں ورنہ جو حجاب ہے، پردہ ہے ساز کا ص۱۵۵

نوا[۱] (۲): دیکھیے: (۱) برگ ونوا۔ (۲) رونقِ کارگاہ و برگ ونوا۔

نواب[۲]: (۱) ہم نہ تبلیغ کے مائل، نہ غلو کے قائل دو دُعائیں ہیں کہ وہ دیتے ہیں نواب کو ہم ص۲۶۵

(۲) دیکھیے: حضرتِ نواب۔ (۳) محفلِ غسلِ صحتِ نواب۔

نوابِ مستطاب: حق گوے وحق پرست وحق اندیش وحق شناس نوابِ مستطاب، امیرِ شہ احتشام ص۲۸۲

نوابی: بادشاہی کا جہاں یہ حال ہو غالبؔ تو پھر کیوں نہ دلّی میں ہر اک ناچیز نوابی کرے ص۱۰۱

نوازش[۳]: دیکھیے: چشمِ دستِ نوازش۔

نوازش نامہ: دیکھیے: مُہرِ نوازش نامہ۔

نوازشِ نفسِ آشنا: نوازشِ نفسِ آشنا کہاں، ورنہ بہ رنگِ نَے ہے نہاں در ہر استخواں فریاد ص۳۰۷

نوازش ہاے بیجا: نوازش ہاے بیجا دیکھتا ہوں شکایت ہاے رنگیں کا گلا کیا ص۱۵۷

نوحہ[۳]: حسرت آبادِ جہاں میں ہے الم، غم آفریں نوحہ گویا خانہ زادِ نالۂ رنجور ہے ص۹۳

نوحہ خواں: پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو بیماردار اور اگر مرجایئے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو ص۱۹۶

نوحہ گر: حیراں ہوں، دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں ص۱۹۰

نوحۂ غم: ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی ص۲۰۹

۱۔ نوا(۲) : دوبار [مرکب]۔

۲۔ نواب : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

نوابی : ایک بار۔

۳۔ نوازش : دوبار [مرکب]۔

نوازش نامہ : ایک بار [مرکب]۔

نوازش ہا : ایک بار [مرکب]۔

۴۔ نوحہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دوبار]۔

نوحہ خواں: ایک بار۔ نوحہ گر : ایک بار۔

نوحۂ ماتم: جو عزادارِ شہیدانِ نفس دُزدیدہ ہو نوحۂ ماتم بہ آوازِ پرِ عنقا کرے ص۱۰۱

نور[۱]: نور سے تیرے، ہے اُس کی روشنی ورنہ تھا خرشید یک دستِ سوال ص۱۵

(۲) منظور تھی یہ شکل تجلّی کو نور کی قسمت کھُلی ترے قد و رُخ سے ظہور کی ص۲۲۳

(۳) انجمِ چرخ: گوہرِ آگیں فرشِ نور: ئے؛ ماہ: ساغرِ سیمیں ص۲۸۰

دیکھیے ـــــ: (۴) پُرنور۔ (۵) دریاے نور۔ (۶) رُخِ پُرنور۔ (۷) لبریزِ نور۔ (۸) مفیضِ وجود سایہ ونور۔ (۹) نمودِ سایہ ونور [نیز دیکھیے: بےنور]۔

نورُالعینِ دامن: سرشکِ سر بہ صحرا دادہ: نورُالعینِ دامن ہے دلِ بے دست و پا اُفتادہ: برخوردارِ بستر ہے ص۲۱۳

نورِ چراغِ بزم: ہوں داغِ نیم رنگیِ شامِ وصالِ یار نورِ چراغِ بزم سے جوشِ سحر ہے آج ص۳۵

نورِ چشمِ واصل خاں: سلیم خاں کہ وہ ہے نورِ چشمِ واصل خاں حکیم حاذق و دانا ہے وہ لطیف کلام ص۲۱۳

نورِ چشمِ وحشت: اے آبلے! کرم کر، یہاں رنجہ یک قدم کر اے نورِ چشمِ وحشت، اے یادگارِ صحرا! ص۲۶

نورِ صبح: کیا کہوں تاریکیِ زندانِ غم، اندھیر ہے پنبہ، نورِ صبح سے کم جس کے روزن میں نہیں ص۱۸۵

نورِ نظر: دیکھیے: قبلۂ نورِ نظر۔

نورانی: سب کو اُس کا سواد ارزانی چشمِ بینش ہو جس سے نورانی ص۲۶۷

نوروز[۲]: نوروز ہے آج اور وہ دن ہے کہ ہوئے ہیں نظّارگیِ صنعتِ حق اہلِ بصارت ص۱۲۷

(۲) گرچہ ہے بعد عید کے نوروز لیک بیش از سہ ہفتہ بُعد نہیں ص۲۸۰

نوش[۳]: دیکھیے: ہوسِ نا ے ونوش۔

نوشت[۴]: دیکھیے: سرنوشت۔

نوشت خواند: غالبؔ! یہ کیا بیاں ہے؟ بجز مدحِ بادشاہ بھاتی نہیں ہے اب مجھے کوئی نوشت خواند ص۱۲۸

نوک[۵]: رگِ لیلیٰ کو خاکِ دشتِ مجنوں ریشگی بخشے اگر بووے بجاے دانہ دہقاں نوک نشتر کی ص۲۰۷

---

۱ نور : چودہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: گیارہ بار]۔
نورُالعین : ایک بار [مرکّب]۔
نورانی : ایک بار۔ ۲ نوروز: دو بار۔
۳ نوش : ایک بار [مرکّب]۔
۴ نوشت : دو بار [مرکّب]۔
۵ نوک : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چھے بار]۔

نوکِ زبانِ دہنِ گور: سبزہ ہے نوکِ زبانِ دہنِ گور ہنوز حسرتِ عرضِ تمنا میں ہوں رنجور ہنوز ص۴۲

نوکِ خامۂ فرسودہ: کثرتِ انشائے مضمونِ تحیّر سے اسدؔ ہر سرِ انگشت، نوکِ خامۂ فرسودہ ہے ص۱۰۳

نوکِ سرِ مژگاں: دیدار طلب ہے دلِ وامانده، کہ آخر نوکِ سرِ مژگاں سے رقم ہو گلۂ پا ص۲۹

نوکِ ناخنِ شمشیر: اسدؔ! تارِ نفس ہے ناگزیرِ عقدہ پیرائی بہ نوکِ ناخنِ شمشیر کیجے حلؔ مشکل ہا ص۴۳

نوکِ نیشِ عقرب ہا: عیادت ہائے زہر آلودِ یاراں زہرِ قاتل ہے رفوئے زخم کرتی ہے بہ نوکِ نیشِ عقرب ہا ص۴۳

نوکِ ہر خار: نوکِ ہر خار تھا بس کہ سرِ دزدیِ زخم جوں نمد ہم نے کفِ پا پہ اسدؔ دل باندھا ص۱۴

نوکر[۱]: (۱) ترے نوکر ترے در پر اسدؔ کو ذبح کرتے ہیں ستمگر، ناخدا ترس، آشنا کش! ماجرا کیا ہے؟ ص۸۳

(۲) بارے، نوکر بھی ہوگیا، صد شکر! نسبتیں ہوگئیں مشخص چار ص۱۲۶

(۳) غالبؔ! وظیفہ خوار ہو، دو شاہ کو دُعا وہ دن گئے جو کہتے تھے: نوکر نہیں ہوں میں ص۱۹۱

(۴) بوڑھا ہوا ہوں، قابلِ خدمت نہیں اسدؔ خیرات خوارِ محض ہوں، نوکر نہیں ہوں میں ص۲۹۸

نومید[۲]: (۱) عشق، تاثیر سے نومید نہیں جاں سپاری، شجرِ بید نہیں ص۱۸۳

(۲) ہے شکستن سے بھی دل نومید، یارب! کب تلک آبگینہ کوہ پر عرضِ گراں جانی کرے ص۲۱۱

نومیدی[۳]: دیکھیے ـــــ: (۳) تابِ رنجِ نومیدی۔ (۴) جولاں گاہِ نومیدی۔

نومیدیِ اربابِ ہوس: یہ باعثِ نومیدیِ اربابِ ہوس ہے غالبؔ کو بُرا کہتے ہو، اچھا نہیں کرتے ص۲۳۵

نومیدیِ جاوید: (۱) بہ فیضِ بے دلی، نومیدیِ جاوید آساں ہے کشائش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا ص۱۳۳

(۲) رنجِ نومیدیِ جاوید گوارا رہیو! خوش ہوں، گر نالہ زبونی کشِ تاثیر نہیں ص۱۸۲

نوید[۴]: (۱) تیرا اقبالِ ترحّم: مرے جینے کی نوید تیرا اندازِ تغافل: مرے مرنے کی دلیل ص۱۴۲

(۲) سرگشتگی میں عالمِ ہستی سے یاس ہے تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے ص۲۰۳

نویدِ امن: نویدِ امن ہے بیدادِ دوست، جاں کے لیے رہی نہ طرزِ ستم کوئی آسماں کے لیے ص۲۳۵

نویدِ مقدمِ یار: نہیں ہے سایہ، کہ سُن کر نویدِ مقدمِ یار گئے ہیں چند قدم پیش تر در و دیوار ص۱۶۷

---

[۱] نوکر : چار بار۔
[۲] نومید : دوبار۔
[۳] نومیدی : پانچ بار [مرکب]۔
[۴] نوید : چار بار [مفرد: دوبار، مرکب: دوبار]۔

نُویں[۱]: تحریر ہے یہ غالبِؔ یزداں پرست کی تاریخ اِس کی: آج نویں ہے اگست کی ص۳۱۲

نُہ[۲] پایہ: یہ خرگہِ نُہ پایہ جو مدت سے بپا ہے کیا خیمۂ شبگیر سے رُتبے میں سوا ہے؟ ص۲۸۴

نُہ چمن: سبزۂ نُہ چمن و یک خطِ پشتِ لبِ بام رفعتِ ہمتِ صد عارف و یک اوجِ حصار ص۱۳۳

نُہ چرخ: دیکھیے: چشمۂ نُہ چرخ حباب۔

نُہ چرخ و ہفت اختر: وہ کہ جس کی صورتِ تکوین میں مقصدِ نُہ چرخ و ہفت اختر کھلا ص۱۳۹

نُہ فلک: جوشِ طوفانِ کرم: ساقیِ کوثر ساغر نُہ فلک: آئنہ ایجادِ کفِ گوہر بار ص۴ [منقبت]

نہار[۳]: دیکھیے: (۱) اختلافِ لیل ونہار۔ (۲) لیل ونہار۔ (۳) نفسِ لیل ونہار۔

نہال[۴]: دیکھیے: تازہ نہال۔

نہالِ دوستی: دیکھیے: طرزِ بیوندِ نہالِ دوستی۔

نہالِ شکوہ: بس کہ ہے اصلِ دمیدن ہا غبار ہے نہالِ شکوہ ریحانِ سفال ص۱۵

نہالِ شمع: (۱) گدازِ موم ہے افسونِ ربطِ پیکر آرائی نکالے کب نہالِ شمع بے تخمِ شرار، آتش ص۴۷

(۲) وقتِ حُسن افروزیِ زینت ترازاں، جائے گُل ہر نہالِ شمع میں اک غنچۂ گلگیر ہے ص۹۵

نہالی[۵]: دیکھیے: (۱) پیراہنِ شکلِ نہالی۔ (۲) تصویرِ نہالی۔ (۳) شکلِ نہالی۔

نہاں[۶]: (۱) ختم کر ایک اشارت میں عباراتِ نیاز جوں مہِ نو ہے نہاں گوشۂ ابرو میں جبیں ص۸

(۲) اسدؔ کو بت پرستی سے غرض دردِ آشنائی ہے نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں در پردہ یارب ہا ص۲۳

(۳) نہاں ہے مردمک میں شوقِ رخسارِ فروزاں سے سپندِ شعلہ نادیدہ صفت انداز جستن کا ص۲۷

(۴) نوازشِ نفسِ آشنا کہاں، ورنہ بہ رنگِ نے ہے نہاں در ہر استخواں فریاد ص۳۷

(۵) ہے تصور میں نہاں سرمایۂ صد گلستاں کاسۂ زانو ہے مجھ کو بیضۂ طاؤس و بس ص۳۶

۱۔ نویں : ایک بار۔
۲۔ نُہ : پانچ بار [مرکب]۔
۳۔ نہار : تین بار [مرکب]۔
۴۔ نہال : پانچ بار [مرکب]۔
۵۔ نہالی : تین بار [مرکب]۔
۶۔ نہاں : چھبیس بار [مفرد: بائیس بار، مرکب: چار بار]۔
نہاں خانہ : ایک بار [مرکب]۔
نہانی : دو بار [مرکب]۔

(۶) زخمِ دل میں ہے نہاں غنچۂ پیکانِ نگار جلوۂ باغ ہے در پردۂ ناسور ہنوز ص۴۵

(۷) دستِ رنگیں سے جو رُخ پر وا کرے زلفِ رسا شاخِ گل میں ہو نہاں، جوں شانہ در شمشاد، گل ص۵۲

(۸) غرورِ نشۂ گردش اگر کیفیت افزا ہو نہاں ہر گرد بادِ دشت میں جامِ سفالی ہے ص۷۹

(۹) نہاں ہے گوہرِ مقصود جیبِ خود شناسی میں کہ یہاں غوّاص ہے تمثال اور آئینہ دریا ہے ص۸۴

(۱۰) مدح میں تیری نہاں زمزمۂ نعتِ نبی جام سے تیرے عیاں بادۂ جوشِ اسرار ص۱۳۳

(۱۱) گر نگاہِ گرم فرماتی رہی تعلیمِ ضبط شعلہ خس میں جیسے، خوں رگ میں نہاں ہو جائے گا ص۱۵۱

(۱۲) خموشی میں نہاں خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں چراغِ مردہ ہوں میں بے زباں گورِ غریباں کا ص۱۵۷

(۱۳) تھیں بنات النعشِ گردوں دن کو پردے میں نہاں شب کو اُن کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہو گئیں ص۱۹۱

(۱۴) یہ کہہ سکتے ہو: ہم دل میں نہیں ہیں، پر یہ بتلاؤ کہ جب دل میں تمھیں تم ہو، تو آنکھوں سے نہاں کیوں ہو ص۱۹۹

(۱۵) جو نہ نقدِ داغِ دل کی کرے شعلہ پاسبانی تو فسردگی نہاں ہے بہ کمینِ بے زبانی ص۲۰۷

(۱۶) ہے چشمِ تر میں حسرتِ دیدار سے نہاں شوقِ عناں گسیختہ، دریا کہیں جسے ص۲۱۸

(۱۷) ہوتا ہے نہاں گرد میں صحرا، مرے ہوتے گھستا ہے جبیں خاک پہ دریا، مرے آگے ص۲۲۸

(۱۸) نہاں کیفیتِ مے میں ہے سامانِ حجاب اُس کا بنا ہے پنبۂ مینا سے ساقی نے نقاب اُس کا ص۲۲۷

(۱۹) نشانِ روشنیِ دل نہاں ہے تیرہ بختوں کا نہیں محسوس دودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں ص۲۴۹

(۲۰) سازشِ صلحِ بتاں میں ہے نہاں جنگیدن نغمۂ و چنگ ہیں جوں تیر و کماں فہمیدن ص۲۵۰

(۲۱) خوشا! طوطیؔ و مُغ آشیانہ نہاں در زیرِ بالِ آئینہ خانہ ص۲۵۱

(۲۲) نقشِ صد سطرِ تبسم ہے بر آبِ زیرِ کاہ حُسن کا خط پر نہاں خندیدنی انداز ہے ص۲۵۲

دیکھیے ـــــــ: (۲۳) داغِ نہاں۔ (۲۴) رازِ نہاں۔ (۲۵) سوزِ نہاں۔ (۲۶) حاملِ رازِ نہانِ عشق۔

نہاں خانۂ دل: تھی نگہ میری نہاں خانۂ دل کی نقاب بے خطر جیتے ہیں اربابِ ریا میرے بعد ص۳۸

نہانی: دیکھیے: (۱) ربطِ نہانی۔ (۲) سوزِ غم ہائے نہانی۔

نہفتہ[۱]: (۱) تھا مجھ کو خار خارِ جنونِ وفا اسدؔ سوزن میں تھا نہفتہ گلِ پیرہن ہنوز ص۳۲

(۲) دیکھیے: خوں در جگر نہفتہ۔

نہفتہ داں: دیکھیے: عقلِ نہفتہ داں۔

نہنگ[۲]: دیکھیے: حلقۂ صد کامِ نہنگ۔

نمیِ بوتراب[۳]: سدِّ اسکندر بنے بہرِ نگاہِ گل رُخاں گر کرے یوں امر نمیِ بوتراب آئینے پر ص۳۹

نے[۴]: (۱) نوازشِ نفسِ آشنا کہاں، ورنہ بہ رنگِ نے ہے نہاں در ہر استخواں فریاد ص۳۷

(۲) محبت ہے نواسازِ فغاں در پردۂ دل ہا کرے ہے مغز سے، مانندِ نے کے، استخواں خالی ص۴۵۵

دیکھیے: (۳) پابندِ نے۔ (۴) کوچہ ہائے نے۔ (۵) مصراعِ نالۂ نے۔

نیا[۵]: روز اس شہر میں اک حکم نیا ہوتا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے ص۳۰۹

نیابتِ دمِ عیسیٰ[۶]: وہ مخزنِ رحمت و رافت کہ بہرِ اہلِ جہاں نیابتِ دمِ عیسیٰ کرے ہے جس کی نگاہ ص۲۷۷

نیاز[۷]: نیاز پردۂ اظہارِ خود پرستی ہے جبینِ سجدہ فشاں تجھ سے، آستاں تجھ سے ص۱۱۳

دیکھیے:۔۔۔۔(۲) تحفۂ اہلِ نیاز۔ (۳) جامِ دو جہاں ناز و نیاز۔ (۴) حسرتِ عرضِ نیاز۔ (۵) دور گردِ عرضِ رسومِ نیاز۔ (۶) ریزشِ سجدۂ جبینِ نیاز۔ (۷) عباراتِ نیاز۔ (۸) عجز و نیاز۔ (۹) فسونِ نیاز۔ (۱۰) قبلۂ مقصدِ نگاہِ نیاز۔ (۱۱) کمیِ ربطِ نیاز۔ (۱۲) گردشِ یک سبحۂ اسرارِ نیاز۔ (۱۳) مشاطۂ نیاز۔ (۱۴) نازِ سجدۂ عرضِ نیاز۔

نیاز گزیں: دیکھیے: غالبِ عاجز نیاز گزیں۔

نیازِ پرفشانی: غرورِ ضبط وقتِ نزع ٹوٹا بے قراری سے نیازِ پرفشانی ہوگیا صبر و شکیب آخر ص۴۱

نیازِ تماشائے حُسنِ دوست: پروازہا نیازِ تماشائے حُسنِ دوست بالِ کشادہ ہے نگہِ آشنا مجھے ص۷۶

نیازِ جلوہ ریزی: نیاز جلوہ ریزی طاقتِ بالیں شکستن ہا تکلف کو خیال آیا ہو گر بیمار پڑی کا ص۲۶

---

[۱] نہفتہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔
[۲] نہنگ : ایک بار [مرکب]۔
[۳] نمی : ایک بار [مرکب]۔
[۴] نے : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکب: تین بار]۔
[۵] نیا : ایک بار۔
[۶] نیابت : ایک بار [مرکب]۔
[۷] نیاز : چھتیس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پینتیس بار]۔
نیاز گزیں : ایک بار۔
نیازستان : ایک بار [مرکب]۔
نیازمند : ایک بار [مرکب]۔

نیازِ جوششِ حسرت: کیا یکسر گدازِ دل نیازِ جوششِ حسرت سویدا، نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنا ہے ص۸۳

نیازِ حسرتِ دیدار: دل کو نیازِ حسرتِ دیدار کرچکے دیکھا تو ہم میں طاقتِ دیدار بھی نہیں ص۱۸۳

نیازِ عشق: نیازِ عشق خرمن سوزِ اسبابِ ہوس بہتر جو ہوجاوے نثارِ برق، مشتِ خار و خس بہتر ص۲۹۳

دیکھیے: (۲) جَیبِ نیازِ عشق۔ (۳) عرضِ نیازِ عشق۔

نیازِ قدِ جاں فزا: بالیدگی، نیازِ قدِ جاں فزا اسدؔ در ہر نفس بقدرِ نفس ہے قبا بلند ص۳۹

نیازِ کلفتِ وحشت: وسعتِ مشرب، نیازِ کلفتِ وحشت اسدؔ! یک بیاباں سایۂ بالِ ہُما ہوجایئے ص۸۸

نیازِ گردشِ پیمانۂ مے: اگر آسودگی ہے مدعائے رنجِ بیتابی نیازِ گردشِ پیمانۂ مے روزگار اپنا ص۱۵

نیاز و عجز: میرا نیاز و عجز ہے مفتِ بتاں اسدؔ یعنی کہ بندۂ بہ درم ناخریدہ ہوں ص۶۳

نیازستانِ عجز: دیکھیے: محرابِ نیازستانِ عجز۔

نیازمندِ ازل: انساں نیاز مندِ ازل ہے کہ جوں کماں مطلب ہے ربط سے، رگ و پے کی خمیدگی ص۲۵۴

نیام[1]: تیر کو تیرے تیرِ غیر: ہدف تیغ کو تیری تیغِ خصم: نیام ص۱۳۸

[نیز دیکھیے: بے نیام]۔

نیامِ پردۂ زخمِ جگر: بہ نیم غمزہ ادا کر حقِ ودیعتِ ناز نیامِ پردۂ زخمِ جگر سے خنجر کھینچ ص۱۶۶

نیچے[2]: جن کی دیوار قصر کے نیچے آسماں ہے گدائے گوشہ نشیں ص۲۸۰

نیّر[3]: مجھ سے تمھیں نفرت سہی، نیّر سے لڑائی بچّوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اور ص۱۷۱

نیرنگ[4]: دیکھیے: (۱) آفت زدۂ عرضِ دو عالم نیرنگ۔ (۲)، (۳) درسِ نیرنگ [دوبار]۔ (۴) ساغرِ مے خانۂ نیرنگ۔ (۵)

شوخیِ نیرنگ۔ (۶) یک فردِ نسب نامۂ نیرنگ۔

نیرنگِ اعتبار: تمثالِ ناز: جلوۂ نیرنگِ اعتبار ہستی عدم ہے، آئنہ گر رو بہ رو نہ ہو ص۶۸

نیرنگِ بہارِ عرضِ صحرادادہ: دیکھیے: جوشِ نیرنگِ بہارِ عرضِ صحرادادہ۔

نیرنگِ بیتابی: بہ رنگِ کاغذِ آتش زدہ، نیرنگِ بیتابی ہزار آئینہ دل باندھے ہے بالِ یک تپیدن پر ص۱۶۸

---

[1] نیام : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
[2] نیچے : ایک بار۔
[3] نیّر : ایک بار۔
[4] نیام : انیس بار [مرکب]۔

نیرنگِ تماشا: دیکھیے: گرفتاریِ نیرنگِ تماشا۔

نیرنگِ تمنا: دیکھیے: تماشائیِ نیرنگِ تمنا۔

نیرنگِ خیال: دیکھیے: پُرافشانیِ نیرنگِ خیال۔

نیرنگِ داغِ حیرت انشائی: پرِ طاؤس ہے نیرنگِ داغِ حیرت انشائی دو عالم دیدۂ بسمل چراغاں جلوہ پیمائی ص ۹۲

نیرنگِ زمانہ: دل، سوزِ جنوں سے جلوہ منظر ہے آج نیرنگِ زمانہ، فتنہ پرور ہے آج ص ۱۱۸

نیرنگ سواد: دیکھیے: ہرذرّۂ نیرنگ سواد۔

نیرنگِ صورت: دیکھیے: تماشائے نیرنگِ صورت۔

نیرنگِ نشاط: دیکھیے: عالمِ نیرنگِ نشاط۔

نیرنگِ نظر: سادگی ہائے تمنا، یعنی پھر وہ نیرنگِ نظر یاد آیا ص ۱۵۲

نیرنگِ یک بُت خانہ: دیکھیے: ورق گردانیِ نیرنگِ یک بُت خانہ۔

نیروئے[1] تن: کریں گے کوہکن کے حوصلے کا امتحاں آخر ابھی اُس خستہ کے نیروئے تن کی آزمائش ہے ص ۲۲۲

نیزہ[2]: ہے سوا نیزے پہ، اُس کے قامتِ نوخیز سے آفتابِ روزِ محشر ہے گُلِ دستارِ دوست ص ۳۳

نیساں[3]: پینبہ ہے پیرہن کاغذِ ابری، نیساں یہ تنک مایہ، ہے فریادیِ جوشِ ایثار ص ۴

دیکھیے ــــ: (۲) ابرِ نیساں (۳) پُشتِ چشمِ نیساں (۴) قطرۂ نیساں۔

نیستاں[4]: (۱) ضبطِ جنوں سے، ہر بُنِ مو ہے ترانہ خیز یک نالہ کھینچیے، تو نیستاں اُٹھائیے ص ۴۷

(۲) نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانع میرے نالوں کو لیا دانتوں میں جو تنکا، ہوا ریشہ نیستاں کا ص ۱۵۶

دیکھیے: (۳) ریشۂ صد نیستاں۔ (۴) صد دعوتِ نیستاں۔ (۵) شکلِ نیستاں۔ (۶) یک نیستاں۔

نیستانِ شیرِ قالی: دیکھیے: ریشہ دارِ نیستانِ شیرِ قالی۔

نیستانِ عالم: دیکھیے: یک نیستانِ عالم۔

نیستی[5]: پیری و نیستی، خدا کی پناہ! دستِ خالی و خاطرِ غمگیں ص ۲۸۱

نیش[6]: بتاؤ اُس مژہ کو دیکھ کر، کہ مجھ کو قرار یہ نیش ہو رگِ جاں میں فرو، تو کیوں کر ہو؟ ص ۱۹۸

۱۔ نیرو : ایک بار [مرکب]۔

۲۔ نیزہ : ایک بار۔

۳۔ نیساں : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

۴۔ نیستاں : آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکب: چھے بار]۔

۵۔ نیستی : ایک بار [مرکب]۔

۶۔ نیش : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔

نیشِ زنبورِ عسل: ہے گدازِ موم، اندازِ چکیدن ہاے خوں | نیشِ زنبورِ عسل ہے نشترِ فصّاد یہاں ص۵۷

نیشِ عقرب ہا: عیادت ہاے زہر آلودِ یاراں زہرِ قاتل ہے | رفوے زخم کرتی ہے بہ نوکِ نیشِ عقرب ہا ص۲۳

نیشتر[۱]: وہ نیشتر سہی، پر دل میں جب اُتر جاوے | نگاہِ ناز کو پھر کیوں نہ آشنا کہیے ص۲۲۸

شفق ساں موجۂ خوں ہے رگِ خواب | کہ مژگانِ کشودہ نیشتر ہے ص۲۵۵

نیشکر[۲]: مجھ سے پوچھو، تمھیں خبر کیا ہے | آم کے آگے نیشکر کیا ہے! ص۱۳۰

نیفرو نفتن[۳]: مجنوں! فسونِ شعلہ خرامی فسانہ ہے | ہے شمعِ جادہ داغِ نیفرو نفتن ہنوز ص۳۲

نیک[۴]: نیک ہوتی مری حالت تو نہ دیتا تکلیف | جمع ہوتی مری خاطر تو نہ کرتا تعجیل ص۱۲۳

نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے | جو گل ہوں تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں ص۱۸۰

نیک نامی: کرتے ہو شکوہ کس کا؟ تم اور بے وفائی! | سر پیٹتے ہیں اپنا، ہم اور نیک نامی! ص۴۳

نیکی[۵]: (۱) کہوں کیا خوبیِ اوضاعِ ابناے زماں غالبؔ | بدی کی اُس نے، جس سے ہم نے کی تھی بارہا نیکی ص۲۰۳

(۲) کبھی نیکی بھی اُس کے جی میں گر آجائے ہے مجھ سے | جفائیں کر کے اپنی یاد، شرما جائے ہے مجھ سے ص۲۲۳

(۳) دیکھیے: تمیزِ زشتی و نیکی۔

نیل[۶] (۱): (۱) کی ہیں کس پانی سے یہاں یعقوب نے آنکھیں سفید | ہے جو آبی پیرہن ہر موجِ رُودِ نیل کی ص۹۱

(۲) بہ سخن: اوجِ دہ مرتبۂ معنی و لفظ | بہ کرم: داغِ نِہِ ناصیۂ قلزم و نیل ص۱۲۳

نیل[۷] (۲): (۱) خیر خواہِ دید ہوں، از بہرِ دفعِ چشمِ زخم | کھینچتا ہوں اپنی آنکھوں میں سلائی نیل کی ص۹۱

(۲) دیکھیے: رنگِ سیاہ و نیل۔

نیلِ چشمِ زخمِ صافیِ عارض: خطِ نوخیز: نیلِ چشمِ زخمِ صافیِ عارض | لیا آئینے نے حرزِ پرِ طوطی بہ چنگ آخر ص۴۰

نیلی فام[۸]: دیکھیے: (۱) چرخِ نیلی فام۔ (۲) گنبدِ تیز گردِ نیلی فام۔

۱۔ نیشتر : دوبار۔
۲۔ نیشکر : ایک بار۔
۳۔ نیفرو نفتن : ایک بار [مرکب]۔
۴۔ نیک : دوبار [۔ نیک نامی : ایک بار۔
۵۔ نیکی : تین بار [مفرد: دوبار، مرکب: ایک بار]۔
۶۔ نیل (۱) : دوبار [مرکب]۔
۷۔ نیل (۲) : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دوبار]۔
۸۔ نیلی فام : دوبار [مرکب]۔

نیم باز[۱]: دیکھیے: گرو نیم باز۔

نیم جاں: جاں ہے بہاے بوسہ، و لے کیوں کہے ابھی غالبؔ کو جانتا ہے کہ وہ نیم جاں نہیں ص۱۸۸

نیم رنگ: دیکھیے: بہارِ نیم رنگِ آہِ حسرت ناک۔

نیم رنگیِ شامِ وصالِ یار: دیکھیے: داغِ نیم رنگیِ شامِ وصالِ یار۔

نیم رنگی ہاے شمعِ محفلِ خوباں: نیم رنگی ہاے شمعِ محفلِ خوباں سے ہے پیچکِ مہ، صرف چاکِ پردۂ فانوس و بس ص۴۶

نیم روز: دیکھیے: صورتِ مہرِ نیم روز۔

نیم شبی: دیکھیے: آہِ نیم شبی۔

نیم غمزہ: بہ نیم غمزہ ادا کر حقِ ودیعتِ ناز نیامِ پردۂ زخمِ جگر سے خنجر کھینچ ص۱۶۶

نیم کش: دیکھیے: تیرِ نیم کش۔

نیند[۲]:
نینداُس کی ہے، دماغ اُس کا ہے، راتیں اُس کی ہیں تیری زلفیں جس کے بازو پر پریشاں ہوگئیں ص۱۹۱
تا پھر نہ انتظار میں نیند آئے عمر بھر آنے کا عہد کر گئے، آئے جو خواب میں ص۱۸۸
موت کا ایک دن معیّن ہے نیند کیوں رات بھر نہیں آتی ص۲۳۷
واللہ! کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں سوتا، سوگند ہوگیا ہے غالبؔ ص۲۵۳
آتی نہیں نیند، اے شبِ تار! افسانۂ زلفِ یار سرکر ص۲۲۸

نئی[۳]: فکرِ تاریخِ سال میں مجھ کو ایک صورت نئی نظر آئی ص۲۹۲

نئے[۴]: قطرہ قطرہ اک ہیولی ہے نئے ناسور کا خوں بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں ص۱۸۵

---

۱ نیم باز : دوبار [مرتب]۔
۲ نیند : پانچ بار۔
۳ نئی : ایک بار۔
۴ نئے : ایک بار۔

و

وا[ا] : تکلف عاقبت ہیں ہے، دلا! بندِ قبا وا کر نفَس بعداز وصالِ دوست، تاواں ہے گسستن کا ص ۲۷

(۲) حُسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز ص ۴۴

(۳) دستِ رنگیں سے جو رُخ پر وا کرے زلفِ رسا شاخِ گل میں ہو نہاں، جوں شانہ در شمشاد، گل ص ۵۲

(۴) گر بعدِ مرگ وحشتِ دل کا گِلا کروں موجِ غبار سے پرِ یک دشت وا کروں ص ۵۵

(۵) صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیرِ چاک درد اور یہ کمیں کہ رہِ نالہ وا کروں ص ۵۶

(۶) جُنبشِ دل سے ہوئے ہیں عقدہ ہائے کار، وا کم تریں مزدورِ سنگیں دست ہے فرہاد یہاں ص ۵۷

(۷) قید میں بھی ہے اسیری، آزاد چشمِ زنجیر کو وا باندھتے ہیں ص ۵۸

(۸) کی ہے وا اہلِ جہاں نے بہ گلستانِ جہاں چشمِ غفلت نظرِ شبنمِ خور نادیدہ ص ۷۱

(۹) اسدؔ! بندِ قبائے یار ہے فردوس کا غنچہ اگر وا ہو تو دکھلا دوں کہ یک عالم گلستاں ہے ص ۸۱

(۱۰) نگہ معمارِ حسرت ہا چہ آبادی؟ چہ ویرانی؟ کہ مژگاں جس طرف وا ہو، بہ کفِ دامانِ صحرا ہے ص ۸۳

(۱۱) وا کیا ہرگز نہ میرا عقدۂ تارِ نفس ناخنِ بُریدہ ہے تیغِ صفاہانی مجھے ص ۸۶

(۱۲) اے خوشا وقتے! کہ ساقی یک خُمستاں وا کرے تار و پودِ فرشِ محفل پنبۂ مینا کرے ص ۱۰۱

(۱۳) گر تبِ آسودۂ مژگاں تصرّف وا کرے رشتۂ پا، شوخیِ بالِ نفس پیدا کرے ص ۱۰۱

(۱۴) خلوتِ بال و پرِ قمری میں وا کر راہِ شوق جادۂ گلشن بہ رنگِ ریشہ زیرِ خاک ہے ص ۱۰۷

(۱۵)، (۱۶) جو عقدۂ دشوار کہ کوشش سے نہ ہو وا تو وا کرے اُس عقدے کو، سو بھی بہ اشارت ص ۱۲۷

ا۔ وا : چھتیس بار [مفرد: ستائیس بار، مرکب: نو بار]۔

(۱۷) وا کر دیے ہیں شوق نے بندِ نقابِ حُسن غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا ص۱۵۳

(۱۸) دل ہوا کشمکشِ چارۂ زحمت میں تمام مٹ گیا گھسنے میں، اِس عقدے کا وا ہوجانا ص۱۵۶

(۱۹) بخشے ہے جلوۂ گُل ذوقِ تماشا غالبؔ! چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہوجانا ص۱۵۶

(۲۰) بندگی میں بھی وہ آزادہ و خود بیں ہیں کہ ہم اُلٹے پھر آئے، درِ کعبہ اگر وا نہ ہوا ص۱۶۲

(۲۱) جادۂ رہ خور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع چرخ وا کرتا ہے ماہِ نَو سے آغوشِ وداع ص۱۷۳

(۲۲) حسد سے دل اگر افسردہ ہے، گرمِ تماشا ہو کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظارہ سے وا ہو ص۱۹۳

(۲۳) چاکِ جگر سے جب رہِ پرسش نہ وا ہوئی کیا فائدہ کہ جَیب کو رُسوا کرے کوئی ص۲۱۵

(۲۴) رونے سے اے ندیم! ملامت نہ کر مجھے آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کرے کوئی ص۲۱۵

(۲۵) جب تک دہانِ زخم نہ پیدا کرے کوئی مشکل کہ تجھ سے راہِ سخن وا کرے کوئی ص۲۱۵

(۲۶) وا کر سکے یہاں کون، بجز کاوشِ شوخی جوں برق ہے پیچیدگیِ بندِ قبا گرم ص۲۲۸

(۲۷) خاکبازیِ اُمید: کارخانۂ طفلی یاس کو دو عالم سے لب بہ خندہ وا پایا ص۳

وا پچیدہ: دیکھیے: اشک ہائے واپچیدہ۔

وا شدنِ پیچشِ طومار: کیوں ہوا تھا طرفِ آبلۂ پا یارب! جادہ ہے واشدنِ پیچشِ طومار ہنوز ص۴۳

وا شدنِ عقدۂ غم: اے اسدؔ! وا شدنِ عقدۂ غم گر چاہے حضرتِ زلف میں جوں شانہ دلِ چاک چڑھا ص۲۲۵

وا شکستگی: دیکھیے: رقمِ واشکستگی۔

وا شگفتن ہائے دل: غنچگی ہے، بر نفسِ پیچیدنِ فکر اے اسدؔ! واشگفتن ہائے دل در رہنِ مضموں ہے مجھے ص۱۰۰

وا کشادہ: دیکھیے: چشمِ واکشادہ۔

وا گردیدہ: دیکھیے: چشمِ واگردیدہ۔

وا گستردنی: دیکھیے: منفعتِ واگستردنی۔

وا گسستہ: دیکھیے: زنّارِ واگسستہ۔

وابستہ[۱]: دیکھیے:(۱) خاطرِ وابستہ۔(۲)،(۳)،(۴) دلِ وابستہ۔(۵) کشادِ خاطرِ وابستہ۔

وابستۂ تن: دیکھ کر در پردہ گرمِ دامن افشانی مجھے کر گئی وابستۂ تن میری عریانی مجھے ص۲۳۲

وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس: نغمہ ہا وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس ناخنِ تیغِ بتاں شاید کہ مضرابی کرے ص۱۰۰

واپسیں[۲]: دیکھیے:(۱) دمِ واپسیں۔(۲) یک دست و دامانِ نگاہِ واپسیں۔

واجب[۳](۱):(۱) کس سے ممکن ہے تری مدح، بغیر از واجب شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں ص۱۳۵

واجب[۴](۲): صحبتِ رنداں سے واجب ہے حذر جائے مے، اپنے کو کھینچا چاہیے ص۲۲۲

واحسرتا![۵]: واحسرتا کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ ہم کو حریصِ لذتِ آزار دیکھ کر ص۱۶۹

وادی[۶]: دیکھیے: ریگِ تفتۂ وادی۔

وادیِ پُرخار: (۱) کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے، یارب! اک آبلہ پا وادیِ پُرخار میں آوے ص۲۳۳

(۲) دیکھیے: سیرِ وادیِ پُرخار۔

وادیِ جوہرِ غبار: کس کا جنونِ دید تمنا شکار تھا ؟ آئینہ خانہ: وادیِ جوہر غبار تھا ص۱۷

وادیِ حسرت: جب کہ نقشِ مدعا ہووے نہ جز موجِ سراب وادیِ حسرت میں پھر آشفتہ جولانی عبث ص۳۳

وادیِ خیال: مستانہ طے کروں ہوں رہِ وادیِ خیال تا بازگشت سے نہ رہے مدعا مجھے ص۲۰۶

وادیِ طلب: میں وادیِ طلب میں ہوا جملہ تن عرق از بس کہ صرفِ قطرہ زنی تھا بسانِ اشک ص۵۰

وادیِ مجنوں: بے پردہ سوئے وادیِ مجنوں گزر نہ کر ہر ذرّے کے نقاب میں دل بے قرار ہے ص۲۱۷

وارستگاں: (۱) اسدؔ! وارستگاں باوصفِ ساماں بے تعلق ہیں صنوبر گلستاں میں بادلِ آزادہ آتا ہے ص۹۸

(۲) سبب، وارستگاں کو تنگ ہمت ہے، خداوندا! اثر شرمے سے اور لب ہائے عاشق سے صدا گم ہو ص۶۸

وارستگی[۷]: (۱) ضبط سے مطلب بجز وارستگی، دیگر نہیں دامنِ تمثالِ آبِ آئنہ سے تر نہیں ص۲۶

(۲) وارستگی بہانۂ بیگانگی نہیں اپنے سے کر، نہ غیر سے، وحشت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۳

۱۔ وابستہ : سات بار [مرکّب]۔
۲۔ واپسیں : دوبار [مرکّب]۔
۳۔ واجب (۱) : ایک بار۔ ۴۔ واجب (۲) : ایک بار۔
۵۔ واحسرتا : ایک بار۔
۶۔ وادی : آٹھ بار [مرکّب]۔
۷۔ وارستگی : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چار بار]۔

دیکھیے ـــــ:(۳) تُہمتِ وارستگی۔ (۴) جنونِ رسوائے وارستگی۔ (۵)، (۶) دعویِ وارستگی [دوبار]۔

وارستہ[1]: وارستہ اِس سے ہیں کہ محبّت کیوں نہ ہو   کیجے ہمارے ساتھ، عداوت ہی کیوں نہ ہو   ص۱۹۳

وارستۂ ہرمذہب: (۱) آخِر کار گرفتارِ سرِ زلف ہوا   دلِ دیوانہ کہ وارستۂ ہر مذہب تھا   ص۲۳

(۲) دیکھیے: دلِ وارستۂ ہفتاد و دو ملّت بیزار۔

وارفتہ[2]: آئنہ خانہ ہے صحنِ چمنستاں یکسر   بس کہ ہیں بے خود و وارفتہ و حیراں گل و صبح   ص۳۶

وارث[3]: ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے اب   فریبِ طُغرل و سنجر کُھلا   ص۱۴۰

وارثِ آدم: چاہے گر جنّت، جُز آدم وارثِ آدم نہیں   شوخیِ ایمانِ زاہد، سُستیِ تدبیر ہے   ص۹۵

وارثِ گنج و تخت و افسر: اِس خداوندِ بندہ پرور کو   وارثِ گنج و تخت و افسر کو   ص۱۳۱

وارثِ مُلک: وارثِ مُلک جانتے ہیں تجھے   ایرج و تور و خسرو و بہرام   ص۱۳۷

واژگوں[6]: دیکھیے ـــــ:(۱) جامِ واژگوں۔ (۲) نعلِ واژگوں۔

واژوں[7]: دیکھیے ـــــ:(۱)، (۲) نعلِ واژوں [دوبار]۔

واسطہ[8]: نے سبحہ سے علاقہ، نہ ساغر سے واسطہ   میں معرضِ مثال میں دستِ بریدہ ہوں   ص۲۹۹

واشُد[9]: طبع کی واشُد نے رنگِ یک گلستاں گُل کیا   یہ دلِ وابستہ گویا بیضۂ طاؤس تھا   ص۲۱

واشُدِ گُل: نقشۂ رنگ سے ہے واشُدِ گُل مست کب   بندِ قبا باندھتے ہیں   ص۱۸۱

واصل خاں[10]: سلیم خاں کہ وہ ہے نورِ چشمِ واصل خاں   حکیم حاذق و دانا ہے وہ لطیف کلام   ص۲۹۳

واعظ[11]: (۱) غالبؔ! بُرا نہ مان جو واعظ بُرا کہے   ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے   ص۲۱۸

(۲) جلاد سے ڈرتے ہیں نہ واعظ سے جھگڑتے   ہم سمجھے ہوئے ہیں اُسے جس بھیس میں جو آئے   ص۲۲۹

۱ـ وارستہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔
وارستگاں : دوبار۔
۲ـ وارفتہ : ایک بار [مرکّب]۔
۳ـ وارث : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
۶ـ واژگوں : دوبار [مرکّب]۔
۷ـ واژوں : دوبار [مرکّب]۔
۸ـ واسطہ : ایک بار۔
۹ـ واشُد : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۱۰ـ واصل خاں : ایک بار۔
۱۱ـ واعظ : پانچ بار۔

(۳) واعظ! نہ تم پیو نہ کسی کو پلا سکو کیا بات ہے تمھاری شرابِ طہور کی! ص ۲۲۳

(۴) کہاں مے خانے کا دروازہ غالبؔ اور کہاں واعظ! پر اِتنا جانتے ہیں، کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے ص ۲۵۰

(۵) کوئی دُنیا میں مگر باغ نہیں ہے واعظ! خلد بھی باغ ہے، خیر، آب و ہوا اور سہی ص ۳۱۱

واقف[۱]: ضمانِ جادہ رو یا بدن ہے خطِ جامِ مے نوشاں وگرنہ منزلِ حیرت سے کیا واقف ہیں مدہوشاں ص ۲۲۹

واقعہ[۲]: تاب لائے ہی بنے گی غالبؔ! واقعہ سخت ہے اور جان عزیز ص ۱۷۳

واقعی[۳]: دل پر بھلا لگتا تھا داغ زخم لیکن داغ سے بہتر کُھلا ص ۱۳۰

(۲) منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی اپنا بیانِ حُسنِ طبیعت نہیں مجھے ص ۱۲۳

والا[۴]: دیکھیے:(۱) حضور والا۔ (۲) شہِ والا۔ (۳) نامِ والاے علی۔

والا جاہ: دیکھیے: ایلن برونِ والا جاہ۔

وَالسّلام[۵]: (۱) پایا قادرنامے نے آج اختتام اک غزل تم اور پڑھ لو، وَالسّلام ص ۲۷۵

(۲) خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد امام یہی ہے مذہبِ حق، وَالسّلام والاکرام ص ۲۹۷

واللہ[۶]: (۱) فریاد اسدؔ! بے نگہی ہاے بتاں سے سچ کہتے ہیں واللہ! کہ اللہ غنی ہے ص ۱۱۱

(۲) واللہ! کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں سونا، سوگند ہوگیا ہے غالبؔ! ص ۲۵۳

والیِ[۷] ولایتِ عہد: وہ کہ ہے والیِ ولایتِ عہد عدل سے اُس کے ہے حمایتِ عہد ص ۳۱

وام[۸]: (۱) نگاہِ چشمِ حاسد وام لے اے ذوقِ خود بینی! تماشائی ہوں وحدت خانۂ آئینۂ دل کا ص ۱۷

(۲) بہرِ جاں پروردنِ یعقوب، بالِ خاک سے وام لیتی ہے پرِ پرواز، پیراہن کی بو ص ۶۹

(۳) اُس قدح کا ہے دَور مجھ کو نقد چرخ نے جس سے لی ہے گردشِ وام ص ۱۳۷

(۴) لوں وام بختِ خفتہ سے یک خوابِ خوش، ولے غالبؔ یہ خوف ہے کہ کہاں سے ادا کروں ص ۱۷۷

(۵) وکٹوریا کا دہر میں جو مدح خواں ہو شاہانِ عصر، چاہیے لیں عزّت اُس سے وام ص ۲۸۳

ا۔ واقف : ایک بار۔
۲۔ واقعہ : ایک بار۔
۳۔ واقعی : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
۴۔ والا : چار بار [مرکّب]۔
۵۔ وَالسّلام : دو بار۔
۶۔ واللہ : دو بار۔
۷۔ والی : ایک بار [مرکّب]۔
۸۔ وام : پانچ بار۔

واماندگانِ دید: عزلت گزینِ بزم ہیں واماندگانِ دید مینائے مے ہے آبلہ پائے نگاہ کا ص۱۹

واماندگی[۲]: (۱) سراسر تاختن کو شش جہت، یک عرصہ جولاں تھا ہوا واماندگی سے رہرواں کی فرق منزل کا ص۱۸

(۲) واماندگی، بہانہ و دل بستگی، فریب دردِ طلب بہ آبلۂ پا نہ کھینچیے ص۱۰۶

(۳) رنج رہ کیوں کھینچیے، واماندگی کو عشق ہے! اُٹھ نہیں سکتا، ہمارا جو قدم منزل میں ہے ص۲۳۱

دیکھیے:— (۴) باعثِ واماندگی۔ (۵) عذرِ واماندگی۔ (۶) عروجِ نشۂ واماندگی۔ (۷) گلِ باغِ واماندگی۔ (۸) مشاطۂ واماندگی۔

واماندگیِ شوق: (۱) سبحہ واماندگیِ شوق و تماشا منظور جادے پر زیورِ صد آئنہ منزل باندھا ص۱۳

(۲) دیر و حرم: آئینۂ تکرارِ تمنا واماندگیِ شوق تراشے ہے پناہیں ص۵۹

واماندگیِ وحشت: وحشتِ نالہ بہ واماندگیِ وحشت ہے جرسِ قافلہ یہاں دل ہے گراں باروں کا ص۴۸

واماندگیاں: اہلِ تدبیر کی واماندگیاں! آبلوں پر بھی حنا باندھتے ہیں ص۱۸۱

واماندہ[۳]: دیکھیے: دلِ واماندہ۔

واماندہ شدن: ہے تنگ ز واماندہ شدن حوصلۂ پا جو اشک گرا خاک میں، ہے آبلۂ پا ص۲۹

واماندۂ ذوقِ طربِ وصل: واماندۂ ذوقِ طربِ وصل نہیں ہوں اے حسرتِ بسیار! تمنا کی کمی ہے ص۱۰۶

واویلا[۴]: دیکھیے: پیش از مرگ واویلا۔

واہ[۵]: (۱) سات جلدوں کا پارسل پہنچا واہ! کیا خوب برمحل پہنچا ص۲۹۳

(۲) یاد آیا جو وہ کہنا کہ نہیں، واہ! غلط کی تصور نے بہ صحرائے ہوس راہ غلط ص۲۹۳

واہ بے لڑکے: واہ بے لڑکے پڑھی اچھی غزل شوق ابھی سے ہے تجھے اشعار کا ص۲۷۵

واہ واہ[۶]: (۱) وہ میوہ ہائے تازۂ شیریں کہ واہ! واہ! وہ بادہ ہائے ناب گوارا کہ ہائے ہائے! [قادرنامہ]

(۲) داد دیتا ہے مرے زخمِ جگر کی، واہ واہ! یاد کرتا ہے مجھے، دیکھے ہے وہ جس جا نمک ص۱۷۵

۱۔ واماندگاں : ایک بار [مرکب]۔
۲۔ واماندگی : گیارہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: آٹھ بار]۔
واماندگیاں : ایک بار۔
۳۔ واماندہ : تین بار [مرکب]۔
۴۔ واویلا : ایک بار۔
۵۔ واہ : دو بار۔
واہ بے : ایک بار۔
۶۔ واہ واہ : چار بار۔

(۳) دور چشمِ بد تری بزمِ طرب سے، واہ واہ! نغمہ ہوجاتا ہے، وھاں گر نالہ میرا جائے ہے ص۲۲۱

(۴) ہاں نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری واہ واہ! پھر ہوا ہے تازہ سودائے غزل خوانی مجھے ص۲۳۲

وائے[۱]: وائے دیوانگیِ شوق! کہ ہر دم مجھ کو آپ جانا اُدھر اور آپ ہی حیراں ہونا ص۱۵۰

(۲) وائے! گر میرا ترا انصاف محشر میں نہ ہو اب تلک تو یہ توقع ہے کہ وھاں ہوجائے گا ص۱۵۱

(۳) صاف دُردی کشِ پیمانۂ جم ہیں ہم لوگ وائے وہ بادہ! کہ افشردۂ انگور نہیں ص۱۸۶

(۴) وائے! محرومیِ تسلیم و بدا! حالِ وفا جانتا ہے کہ ہمیں طاقتِ فریاد نہیں ص۱۸۶

(۵) مرتے مرتے دیکھنے کی آرزو رہ جائے گی وائے ناکامی! کہ اُس کافر کا خنجر تیز ہے ص۲۱۳

(۶) چمنِ دہر میں ہوں سبزۂ بیگانہ اسدؔ! وائے! اے بے خودی و تہمتِ آرامیدن ص۲۵۰

(۷) شعر کی فکر کو اسدؔ! چاہیے ہے دل و دماغ وائے! کہ یہ فسردہ دل بے دل و بے دماغ ہے ص۱۱۶

(۸) قتل کا میرے کیا ہے عہد تو بارے وائے! اگر عہد اُستوار نہیں ہے ص۲۰۸

(۹) وائے! وھاں بھی شورِ محشر نے نہ دم لینے دیا لے گیا تھا گور میں ذوقِ تن آسانی مجھے ص۲۳۲

[نیز دیکھیے: اے وائے]۔

وبال[۲]: فکرِ دُنیا میں سر کھپاتا ہوں میں کہاں اور یہ وبال کہاں! ص۱۸۳

وبالِ تکیہ گاہِ ہمتِ مردانہ: ضعف سے ہے، نے قناعت سے، یہ ترکِ جستجو ہیں وبالِ تکیہ گاہِ ہمتِ مردانہ ہم ص۱۷۷

وبالِ دوش: شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبالِ دوش صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں! ص۱۸۳

وبالِ سایۂ بالِ ہُما: یک بخت اوج نذرِ سبکباری اسدؔ سر پر وبالِ سایۂ بالِ ہما نہ مانگ ص۵۱

وبالِ ہزار آرزو: سر پر مرے وبالِ ہزار آرزو رہا یارب! میں کس غریب کا بختِ رمیدہ ہوں؟ ص۶۲

وجدِ[۳] برق: فسونِ یک دلی ہے لذّتِ بیداد دشمن پر کہ وجدِ برق جوں پروانہ بال افشاں ہے خرمن پر ص۴۱

وجدِ ذوق: یاد ہیں غالبؔ! تجھے وہ دن کہ وجدِ ذوق میں زخم سے گرتا تو میں پلکوں سے چنتا تھا نمک ص۱۷۵

وجود[۴]: (۱) تنگی رفیقِ رہ تھی، عدم یا وجود تھا میرا سفر بہ طالعِ چشمِ حسود تھا ص۱۲

۱۔ وائے : نَو بار۔

۲۔ وبال : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔

۳۔ وجد : دو بار [مرکب]۔

۴۔ وجود : نَو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: آٹھ بار]۔

(۲) نہ ہو بہ ہرزہ بیاباں نوردِ وہمِ وجود — ہنوز تیرے تصور میں ہے نشیب و فراز — ص۱۷۱

(۳) ہے تجلی تری سامانِ وجود — ذرہ بے پرتوِ خرشید نہیں — ص۱۸۳

(۴) ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی — میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا — ص۱۳۳

(۵) عالم جہاں بہ عرضِ بساطِ وجود تھا — جوں صبح، چاکِ جیب مجھے تار و پود تھا — ص۱۲

وجودِ بحر: ہے مشتمل نمودِ صُوَر پر وجودِ بحر — یہاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں — ص۱۸۹

وجودِ سایۂ نور: دیکھیے: مفیضِ وجودِ سایہ و نور۔

وجود و عدم: (۱) پوچھے ہے کیا وجود و عدم اہلِ شوق کا — آپ اپنی آگ کے خس و خاشاک ہو گئے — ص۲۲۹

(۲) ہلاکِ بے خبری نغمۂ وجود و عدم — جہان و اہلِ جہاں سے جہاں جہاں فریاد! — ص۳۷

وجہ[۱]: دل کے خوں کرنے کی کیا وجہ، ولیکن ناچار — پاسِ بے رونقیِ دیدہ اہم ہے ہم کو — ص۱۹۵

[نیز دیکھیے: بے وجہ]۔

وجہِ پریشانیِ صہبا: ہے دورِ قدح وجہِ پریشانیِ صہبا — یک بار لگا دو خُمِ مے میرے لبوں سے — ص۲۰۱

وجہِ تسلی: دہر میں نقشِ وفا وجہِ تسلی نہ ہوا — ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا — ص۱۳۳

وجہِ حیرتِ اظہارِ حال: ضبطِ سوزِ دل ہے وجہِ حیرتِ اظہارِ حال — داغ ہے مُہرِ دہن جوں چشمِ قربانی مجھے — ص۳۶

وجہِ سیہ مستیِ اربابِ چمن: پوچھ مت وجہِ سیہ مستیِ اربابِ چمن — سایۂ تاک میں ہوتی ہے ہَوا موجِ شراب — ص۱۹۳

وجہِ صفائی: آئینہ نَفَس سے بھی ہوتا ہے کدورت کش — عاشق کو غبارِ دل اک وجہِ صفائی ہے — ص۸۰

وحدت[۲]: کثرت آرائیِ وحدت ہے پرستاریِ وہم — کر دیا کافر ان اصنامِ خیالی نے مجھے — ص۲۲۲

وحدت خانۂ دل: نگاہِ چشمِ حاسد وام لے اے ذوقِ خود بینی! — تماشائی ہوں وحدت خانۂ آئینۂ دل کا — ص۱۷

وحشت[۳]: وحشت و شیفتہ اب مرثیہ کہویں شاید — مر گیا غالبِ آشفتہ نوا، کہتے ہیں — ص۱۸۷

وحشت[۴]: وحشت اگر رسا ہے، بے حاصلی ادا ہے — پیمانۂ ہَوا ہے مُشتِ غبارِ صحرا — ص۲۶

(۲) کس بات پہ مغرور ہے اے عجزِ تمنا؟ — سامانِ دعا وحشت و تاثیرِ دعا ہیچ — ص۳۶

۱۔ وجہ : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔
۲۔ وحدت : دو بار [مرکب]۔
۳۔ وحشت : ایک بار [مرکب]۔
۴۔ وحشت : ۸۹ بار [مفرد: پچیس بار، مرکب: چونسٹھ بار]۔
وحشت کدہ : تین بار [مرکب: دو بار]۔
وحشتناک : ایک بار۔
وحشت ہا : ایک بار [مرکب]۔
وحشی : ایک بار۔

(۳) یہ کیا وحشت ہے اے دیوانے پیش از مرگ واویلا! رکھی بیجا بنائے خانۂ زنجیر شیون پر ص۴۱

(۴) نہیں برق و شرر جز وحشت و ضبطِ تپیدن ہا بلا گردانِ بے پروا خرامی ہائے یار آتش ص۴۷

(۵) ہوں بہ وحشت انتظار آوارۂ دشتِ خیال اک سفیدی مارتی ہے دور سے چشمِ غزال ص۵۲

(۶) وہ بے دماغ منتِ اقبال ہوں کہ میں وحشت بہ داغ سایۂ بالِ ہما کروں ص۵۶

(۷) گر ہو بلدِ شوق مری خاک کو وحشت صحرا کو بھی گھر سے کئی فرسنگ نکالوں ص۶۰

(۸) مجھ میں اور مجنوں میں وحشت، سازِ دعویٰ ہے اسدؔ برگ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں ص۸۳

(۹) وحشت کہاں کہ بے خودی انشا کرے کوئی ہستی کو لفظِ معنیٔ عنقا کرے کوئی ص۸۷

(۱۰) وحشت نہ کھینچ قاتل حیرت نفس ہے بسمل جب نالہ خوں ہو غافل تاثیر کیا بلا ہے ص۹۳

(۱۱) وحشت بہارِ نشہ و گل ساغرِ شراب چشمِ پری شفق کدۂ راز ہے مجھے ص۹۷

(۱۲) جس طرف سے آئے ہیں، آخر اُدھر ہی جائیں گے مرگ سے وحشت نہ کر، راہِ عدم بیہودہ ہے ص۱۰۳

(۱۳) اگر وحشت عرق افشانِ بے پروا خرامی ہو بیاضِ دیدۂ آہو کفِ سیلاب ہوجاوے ص۱۰۵

(۱۴) حیرت، حجابِ جلوہ و وحشت، غبارِ چشم پائے نظر بہ دامنِ صحرا نہ کھینچیے ص۱۰۶

(۱۵) زہے شب زندہ دارِ انتظارستاں! کہ وحشت سے مژہ، پیچک میں مہ کی سوزنِ آسا چیدنی جانے ص۱۱۵

(۱۶) روئے سخن کسی کی طرف ہو تو روسیاہ سودا نہیں، جنوں نہیں، وحشت نہیں مجھے ۱۳۵

(۱۷) عرض کیجے جوہرِ اندیشہ کی گرمی کہاں کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا ص۱۵۱

(۱۸) نہ کی سامانِ عیش و جاہ نے تدبیر وحشت کی ہوا جامِ زمرد بھی مجھے داغِ پلنگ آخر ص۱۶۸

(۱۹) وارستگی بہانۂ بیگانگی نہیں اپنے سے کر، نہ غیر سے، وحشت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۳

(۲۰) عشق نے پکڑا نہ تھا غالبؔ ابھی وحشت کا رنگ رہ گیا، تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری، ہائے ہائے! ص۲۰۳

(۲۱) وحشت پہ میری عرصۂ آفاق تنگ تھا دریا، زمین کو عرقِ انفعال ہے ص۲۰۵

(۲۲) چاک کی خواہش اگر وحشت بہ عریانی کرے صبح کے مانند زخمِ دل گریبانی کرے ص۲۱۱

(۲۳) بیکسی ہائے شبِ ہجر کی وحشت، ہے ہے! سایہ خورشیدِ قیامت میں ہے پنہاں مجھ سے ص۲۲۰

(۲۴)، (۲۵) عشق مجھ کو نہیں، وحشت ہی سہی میری وحشت تری شہرت ہی سہی ص۲۲۰

دیکھیے ـــــ: (۲۶) پردۂ وحشت۔ (۲۷) جگر گوشۂ وحشت۔ (۲۸) چارہ سازیِ وحشت۔ (۲۹) حسرتِ نظّارۂ وحشت۔ (۳۰) داغِ مشک آلودۂ وحشت۔ (۳۱) دل تنگیِ وحشت۔ (۳۲) دیباچۂ وحشت۔ (۳۳) ربطِ یک شیرازۂ وحشت۔ (۳۴) سرمایۂ وحشت۔ (۳۵) شوخیِ وحشت۔ (۳۶) شورِ وحشت۔ (۳۷) عرضِ وحشت۔ (۳۸) غبارِ دشتِ وحشت۔ (۳۹) گرمیِ وحشت۔ (۴۰) موے دماغِ وحشت۔ (۴۱) نورِ چشمِ وحشت۔ (۴۲) نیازِ کلفتِ وحشت۔ (۴۳) واماندگیِ وحشت۔ (۴۴) یک قدم وحشت۔

وحشتِ آتشِ دل: وحشتِ آتشِ دل سے شبِ تنہائی میں صورتِ دود رہا سایہ گریزاں مجھ سے ص۲۱۱

وحشت آبادِ پرستاں: دیکھیے: طلسمِ وحشت آبادِ پرستاں۔

وحشت آبادِ تسلی: دیکھیے: غریبِ وحشت آبادِ تسلی۔

وحشت افزا گریہ ہا: وحشت افزا گریہ ہا موقوفِ فصلِ گل اسدؔ! چشمِ دریا بار، ہے میر آبِ سرکارِ چمن ص۵۹

وحشت انجمن: وحشت انجمن ہے گل، دیکھ لالے کا عالم مثلِ دودِ مجمر کے داغ بال افشاں ہے ص۸۹

وحشتِ اندیشہ: عرضِ دردِ بے وفائی وحشتِ اندیشہ ہے خوں ہوا دل تا جگر، یارب زبانِ شکوہ لال! ص۵۲
دیکھیے: خار خارِ وحشتِ اندیشہ۔

وحشتِ بجا: پروازِ آشیانۂ عنقاے ناز ہے بال پری بہ وحشتِ بجا نہ کھینچیے ص۱۰۶

وحشتِ بے ربطیِ پیچ و خمِ ہستی: وحشتِ بے ربطیِ پیچ و خمِ ہستی نہ پوچھ ننگِ بالیدن ہیں جوں موے سرِ دیوانہ ہم ص۵۳

وحشتِ بے قرار جلوۂ مہتاب: موج سے پیدا ہوئے پیراہنِ دریا میں خار گریہ، وحشتِ بے قرارِ جلوۂ مہتاب تھا ص۱۵

وحشت پرستِ گوشۂ تنہا دل: اسدؔ! وحشت پرستِ گوشۂ تنہا دل ہوں بہ رنگِ موج مے خمیازۂ ساغر ہے رم میرا ص۱۶

وحشتِ پرواز: پرورشِ نالہ ہے وحشتِ پرواز سے ہے تہِ بال پری بیضۂ بلبل ہنوز ص۴۴

وحشتِ تسخیر: دیکھیے: خرابِ وحشتِ تسخیر۔

وحشتِ تنہائی: نالہ: خونیں ورق و دل: گلِ مضمونِ شفق چمن آرائے نفس وحشتِ تنہائی ہے ص۱۰۳

وحشتِ جنونِ بہار: ہے وحشتِ جنونِ بہار اس قدر کہ ہے بال پری بہ شوخیِ موجِ صبا گرو ص۶۹

وحشتِ جیب دریدہ: دیکھیے: نازِ وحشتِ جیب دریدہ۔

وحشتِ چشمِ پری: خود آرا وحشتِ چشمِ پری سے شب وہ بد خو تھا کہ موم آئینۂ تمثال کو تعویذِ بازو تھا ص ۲۱

وحشت خرامی ہائے تجلّی: مانعِ وحشت خرامی ہائے تجلّی کون ہے؟ خانۂ مجنونِ صحرا گرد بے دروازہ تھا ص ۱۳۶

وحشتِ خوابِ عدم: وحشتِ خوابِ عدم شورِ تماشا ہے اسدؔ! جو مژہ جوہر نہیں آئینۂ تعبیر کا ص ۱۱

وحشتِ دردِ بے کسی: وحشتِ دردِ بے کسی بے اثر اِس قدر نہیں رشتۂ عمرِ خضر کو نالۂ نارسا سمجھ ص ۴۲

وحشتِ دل: وحشتِ دل سے پریشاں ہے چراغانِ خیال باندھوں ہوں آئنے پر چشمِ پری سے آئینہ ص ۸

(۲) عشق کمیں گاہِ درد، وحشتِ دل دور گرد دامِ تہِ سبزہ ہے حلقۂ کاکل ہنوز ص ۴۳

(۳) وحشتِ دل ہے اسدؔ! عالمِ نیرنگِ نشاط خندۂ گل بہ لبِ زخمِ جگر پنہاں ہے ص ۱۱۰

(۴) خونے تری افسردہ کیا وحشتِ دل کو معشوقی و بے حوصلگی طرفہ بلا ہے ص ۲۱۹

وحشت رقمی ہا: دیکھیے: سازِ وحشت رقمی ہا۔

وحشتِ زخمِ وفا: وحشتِ زخمِ وفا دیکھ کہ سر تا سرِ دل بخیہ جوں جوہرِ تیغ آفتِ گیرائی ہے ص ۱۰۴

وحشت سراغ: عدم، وحشت سراغ و ہستی، آئیں بندِ رنگینی دماغِ دو جہاں پر سنبل و گل یک شبخوں ہے ص ۱۱۱

وحشتِ شکیبائی: دیکھیے: نازکیٔ وحشتِ شکیبائی۔

وحشت شناسی: دیکھیے: کمیں گاہِ وحشت شناسی۔

وحشتِ شورِ تماشا: وحشتِ شورِ تماشا ہے کہ جوں نکہتِ گل نمکِ زخمِ جگر بال فشانی مانگے ص ۸۷

وحشتِ شوقِ خروش آمادہ: دیکھتا ہوں وحشتِ شوقِ خروش آمادہ سے فالِ رُسوائی سرشکِ سر بہ صحرا دادہ ہے ص ۸۹

وحشتِ طاؤس: دیکھیے: صیدِ وحشتِ طاؤس۔

وحشتِ طبیعتِ ایجاد: ہے وحشتِ طبیعتِ ایجاد یاس خیز یہ درد وہ نہیں کہ نہ پیدا کرے کوئی ص ۲۱۵

وحشتِ علمی: دیکھیے: سرلشکرِ وحشت علمی۔

وحشتِ غالبؔ: کیوں نہ وحشتِ غالبؔ باج خواہِ تسکیں ہو کشتۂ تغافل کو خصمِ خوں بہا پایا ص ۳

وحشتِ فرصتِ یک جَیب کشش: وحشتِ فرصتِ یک جَیب کشش نے کھویا صورتِ رنگِ حنا ہاتھ سے دامانِ بہار ص۹

وحشت کشِ درسِ سرابِ سطرِ آگاہی: نہ ہو وحشت کشِ درسِ سرابِ سطرِ آگاہی غبارِ راہ ہوں، بے مدعا ہے پیچ و خم میرا ص۱۶

وحشت گاہِ امکاں: بہ وحشت گاہِ امکاں اتفاقِ چشم مشکل ہے مہ و خرشید باہم سازِ یک خوابِ پریشاں ہیں ص۶۳

وحشتِ مجنوں: (۱) شوخیِ اظہار، غیر از وحشتِ مجنوں نہیں لیلیِٰ معنی اسدؔ! محمل نشینِ راز ہے ص۸۲

(۲) عالم غبارِ وحشتِ مجنوں ہے سر بسر کب تک خیالِ طرّۂ لیلا کرے کوئی ص۲۱۵

(۳) دیکھیے: لنگرِ وحشتِ مجنوں۔

وحشتِ ناز: دیکھیے: سلسلۂ وحشتِ ناز۔

وحشتِ نازِ نسیمِ عشق: حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق جب آؤں کہ مثلِ غنچہ سازِ یک گلستاں دل مہیا ہو ص۶۷

وحشتِ نالہ: وحشتِ نالہ بہ واماندگیِ وحشت ہے جرسِ قافلہ یعنی دل ہے گراں باروں کا ص۲۸

وحشتِ ہستی: دیکھیے: جنونِ وحشتِ ہستی۔

وحشت ہا: دیکھیے: باوجودِ یکِ وحشت ہا۔

وحشتے: خوش وحشتے کہ عرضِ جنونِ فنا کروں جوں گردِ راہ جامۂ ہستی قبا کروں ص۵۵

وحشت کدہ: بزمِ مے وحشت کدہ ہے کس کی چشمِ مست کا؟ شیشے میں نبضِ پری پنہاں ہے موجِ بادہ سے ص۲۱۷

وحشت کدۂ بزمِ جہاں: ہم نے وحشت کدۂ بزمِ جہاں میں جوں شمع شعلۂ عشق کو اپنا سروساماں سمجھا ص۱۷

وحشت کدۂ تلاش: ہے خلقِ حسد قماش لڑنے کے لیے وحشت کدۂ تلاش لڑنے کے لیے ص۲۵۳

وحشتناک: بس کہ سودائے خیالِ زلف وحشتناک ہے تا دلِ شب آبنوسی شانہ آسا چاک ہے ص۱۰۶

وحشی[1]: (۱) وحشی بن صیاد نے ہم رم خوردوں کو کیا رام کیا رشتۂ چاکِ جَیبِ دریدہ صرفِ قماشِ دام کیا ص۲۶

(۲) قید میں ہے ترے وحشی کو وہی زلف کی یاد ہاں کچھ اک رنجِ گراں باریِ زنجیر بھی تھا ص۱۵۸

---

[1] وحشی : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔
وحشیوں : ایک بار۔

دیکھیے: (۳) دلِ وحشی۔ (۴) غالبِ وحشی۔

وحشیِ خو کردۂ نظارہ: وحشیِ خو کردۂ نظارہ ہے حیرت، جسے حلقۂ زنجیر بجز چشمِ تماشائی نہیں ص۶۵

وحشی مزاج: شاخِ گل جنبش میں ہے گہوارہ آسا ہر نفس طفلِ شوخِ غنچۂ گل بس کہ ہے وحشی مزاج ص۳۵

وحشیوں: تصرف وحشیوں میں ہے تصورہائے مجنوں کا سوادِ چشمِ آہو، عکسِ خالِ روئے لیلا ہے ص۸۴

وداع[1]: (۱) آغوشِ گل کشودہ برائے وداع ہے اے عندلیب! چل کہ چلے دن بہار کے ص۲۱۰

دیکھیے: (۲)، (۳)، (۴) آغوشِ وداع [تین بار]۔ (۵) ہنگامِ وداع۔ (۶) یک آغوشِ وداع۔

وداعِ انجمن: فرصتِ یک چشمِ حیرت، شش جہت آغوش ہے ہوں سپند آسا وداعِ انجمن کی فکر میں ص۶۲

وداعِ بہار: دیکھیے: وقتِ وداعِ بہار۔

وداعِ تمکیں: اسدؔ ہے نزع میں، چل بے وفا برائے خدا! مقامِ ترکِ حجاب و وداعِ تمکیں ہے ص۲۱۳

وداعِ جلوہ: دیکھیے: آغوشِ وداعِ جلوہ۔

وداعِ حوصلہ: وداعِ حوصلہ توفیقِ شکوہ، عجزِ وفا اسدؔ! ہنوز گمانِ غرورِ دانائی! ص۱۱۰

وداعِ خزاں: ہر رنگِ گردش آئنہ ایجادِ درد ہے اشکِ سحاب جز بہ وداعِ خزاں نہیں ص۵۷

وداعِ دل: دیکھیے: فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل۔

وداعِ قرار: بساطِ ہیچ کسی میں بہ رنگِ ریگِ رواں ہزار دل بہ وداعِ قرار رکھتے ہیں ص۶۳

وداعِ نظر: (۱) بزمِ وداعِ نظر، یاس طرب نامہ بر فرصتِ رقصِ شرر بوسہ بہ پیغام ہے ص۹۹

(۲) دیکھیے: آغوشِ وداعِ نظر۔

وداعِ ہوش: ہم رقیب سے نہیں کرتے وداعِ ہوش مجبور یہاں تلک ہوئے، اے اختیار حیف! ص۱۷۳

وداعِ یار: بعد از وداعِ یار بہ خوں درتپیدہ ہیں نقشِ قدم ہیں ہم کفِ پائے نگار کے ص۸۰

وداعِ یوسفستاں: دیکھیے: آغوشِ وداعِ یوسفستاں۔

ودیعت[2] خانۂ بیدادِ کاوش ہائے مژگاں: ودیعت خانۂ بیدادِ کاوش ہائے مژگاں ہوں نگینِ نامِ شاہد ہے مرے ہر قطرہ خوں تن میں ص۱۸۰

۱۔ وداع : انیس بار [مرتب]۔ ۲۔ ودیعت : تین بار [مرتب]۔

ودیعتِ مژگانِ یار: ایک ایک قطرے کا مجھے دینا پڑا حساب خونِ جگر ودیعتِ مژگانِ یار تھا ص۱۵۳

ودیعتِ ناز: بہ نیم غمزہ ادا کر حقِ ودیعتِ ناز نیامِ پردۂ زخمِ جگر سے خنجر کھینچ ص۱۶۶

وردِ[۱] اسمِ حق: وردِ اسمِ حق سے دیدارِ صنم حاصل ہوا رشتۂ تسبیح تارِ جادۂ منزل ہوا ص۲۹

ورزشِ[۲] قصۂ کہن: ورزشِ قصۂ کہن کب تک؟ داستانِ شبِ دکن کب تک؟ ص۲۶۷

ورطۂ[۳] ملامت: نہ جانوں کیونکے مٹے داغِ طعنِ بدعہدی تجھے کہ آئنہ بھی ورطۂ ملامت ہے ص۲۱۳

ورع[۴]: دیکھیے:(۱) اہلِ ورع۔(۲) بعدِ یک عمرِ ورع۔

ورق[۵]: ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے سفینہ چاہیے اِس بحرِ بے کراں کے لیے ص۲۳۶

(۲) [دیکھیے: خونیں ورق]۔

(۳) ہر ورق۔[دیکھیے: ورقِ انتخاب]۔

ورقِ انتخاب: بے چشمِ دل، نہ کر ہوسِ سیرِ لالہ زار یعنی یہ ہر ورق، ورقِ انتخاب ہے ص۷۶

ورق شماری: دیکھیے: ابتدائے ورق شماری۔

ورقِ گردانده: خلق ہے صفحۂ عبرت سے سبق ناخواندہ ورنہ ہے چرخ و زمیں یک ورقِ گردانده ص۱۷

ورق گردانیِ نیرنگِ یک بت خانہ: محفلیں برہم کرے ہے گنجفہ بازِ خیال ہیں ورق گردانیِ نیرنگِ یک بت خانہ ہم ص۱۷۷

ورقِ ناخواندہ: کوئی آگاہ نہیں باطنِ ہمدیگر سے ہے ہر اک فرد جہاں میں ورقِ ناخواندہ ص۱۷

وزارت[۶]:(۱، ۲) آصف کو سلیماں کی وزارت سے شرف تھا ہے فخرِ سلیماں، جو کرے تیری وزارت ص۱۲۷

وزن[۷]: میں جو گردوں کو بہ میزانِ طبیعت تولا تھا یہ کم وزن کہ ہم سنگِ کفِ خاک چڑھا ص۲۲۵

وسع[۸]: دیکھیے: حدِّ وسع۔

وسعت[۹]: (۱) کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم! دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں ص۱۸۶

۱۔ ورد : ایک بار [مرکب]۔
۲۔ ورزش : ایک بار [مرکب]۔
۳۔ ورطہ : ایک بار [مرکب]۔
۴۔ ورع : دو بار [مرکب]۔
۵۔ ورق : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔
۶۔ وزارت : دو بار۔
۷۔ وزن : ایک بار [مرکب]۔
۸۔ وسع : ایک بار [مرکب]۔
۹۔ وسعت : بارہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: دس بار]۔
وسعت کدہ : ایک بار [مرکب]۔

(۲) بقدرِ شوق نہیں ظرفِ تنگنائے غزل — کچھ اور چاہیے وسعت مرے بیاں کے لیے — ص ۲۳۶

(۳) دیکھیے: دو جہاں وسعت۔

وسعتِ جولانِ یک جنوں: ملی نہ وسعتِ جولانِ یک جنوں ہم کو — عدم کو لے گئے دل میں غبارِ صحرا کا — ص ۱۷

وسعتِ جیبِ جنونِ تپشِ دل: وسعتِ جیبِ جنونِ تپشِ دل مت پوچھ — محملِ دشت بہ دوشِ رمِ نخچیر آیا — ص ۲۷

وسعتِ رحمتِ حق: وسعتِ رحمتِ حق دیکھ، کہ بخشا جاوے — مجھ سا کافر کہ جو ممنونِ معاصی نہ ہوا — ص ۱۳

وسعتِ سعیِ کرم: وسعتِ سعیِ کرم دیکھ کہ سر تا سرِ خاک — گزرے ہے آبلہ پا ابرِ گہر بار ہنوز — ص ۱۲۲

وسعتِ صحرا: ہے ذرّہ ذرّہ تنگیِ جا سے غبارِ شوق — گر دام یہ ہے، وسعتِ صحرا شکار ہے — ص ۲۱۷

وسعت گہِ تمنا: گر یاس سر نہ کھینچے، تنگی عجب فضا ہے — وسعت گہِ تمنا: یک بام و صد ہوا ہے — ص ۹۳

وسعتِ مشرب: وسعتِ مشرب نیازِ کلفتِ وحشت اسدؔ! — یک بیاباں سایۂ بالِ ہما ہو جائیے — ص ۸۸

(۲) دردِ ناپیدا و بیجا تہمتِ وارستگی — پردہ دارِ یادگی ہے وسعتِ مشرب مجھے — ص ۸۶

وسعتِ مے خانۂ جنوں: نہ پوچھ وسعتِ مے خانۂ جنوں غالبؔ! — جہاں یہ کاسۂ گردوں ہے ایک خاک انداز — ص ۱۴۲

وسعت کدۂ شوق: دیکھیے: پیمانۂ وسعت کدۂ شوق۔

وسمۂ[۱] ابرو: چاہیے درمانِ ریشِ دل بھی تیغِ ناز سے — مرہمِ زنگار ہے وہ وسمۂ ابرو مجھے — ص ۷۸

وسواس[۲] قریں: دیکھیے: فطرتِ وسواس قریں۔

وسیع[۳]: رام پور ایک بڑا باغ ہے از روئے مثال — دل کش و تازہ و شاداب و وسیع و خرّم — ص ۲۶۵

وصال[۴]: (۱) دوستو! مجھ ستم رسیدہ سے — دشمنی ہے وصال کا مذکور — ص ۳۲

(۲) ہوا وصال سے شوقِ دلِ حریص زیادہ — لبِ قدح پہ کفِ بادہ، جوشِ تشنہ لبی ہے — ص ۷۵

(۳) وصال جلوہ تماشا ہے، پر دماغ کہاں — کہ دیجے آئنۂ انتظار کو پرواز — ص ۱۷۱

(۴) وہ فراق اور وہ وصال کہاں! — وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں! — ص ۱۸۲

۱۔ وسمہ : ایک بار [مرتّب]۔
۲۔ وسواس : ایک بار [مرتّب]۔
۳۔ وسیع : ایک بار [مرتّب]۔
۴۔ وصال : بائیس بار [متفرد: چھے بار، مرتّب: سولہ بار]۔

(۵) ہمارے ذہن میں اس فکر کا ہے نام وصال — کہ گر نہ ہو تو کہاں جائیں، ہو تو کیوں کر ہو — ص۱۹۷

(۶) اس طرح کے وصال سے، یارب! — کیا مٹے دل سے داغِ ہجراں کا — ص۲۶۰

دیکھیے:(۷) آرائشِ بزمِ وصال۔(۸) خیالِ وصال۔(۹) شبِ وصال۔(۱۰) صبحِ وصال۔(۱۱) طاقتِ وصال۔(۱۲) عینِ ناپاکِ وصال۔(۱۳) فرصتِ وصال۔(۱۴) گستاخیِ وصال۔(۱۵) مژدۂ وصال۔(۱۶) وعدۂ وصال۔(۱۷) جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بتاں۔

وصالِ دوست: تکلّف عافیت میں ہے، دلا! بندِ قبا وا کر — نفس بعد از وصالِ دوست، تاواں ہے گُستن کا — ص۲۷

وصالِ عندلیب: ہے مگر موقوف بروقتِ دگر کارِ اسدؔ — اے شبِ پروانہ و روزِ وصالِ عندلیب! — ص۳۲

وصالِ لالہ عذارانِ سرو قامت: اسدؔ! بہارِ تماشائے گلستانِ حیات — وصالِ لالہ عذارانِ سرو قامت ہے — ص۸۶

وصالِ یار: (۱) یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا — اگر اور جیتے رہتے، یہی انتظار ہوتا — ص۱۵۹

(۲) دیکھیے: شامِ وصالِ یار۔

وصفِ[1] دُلدُل: وصفِ دلدل ہے مرے مطلعِ ثانی کی بہار — جنّتِ نقشِ قدم سے ہوں میں اس کے گل چیں — ص۹

وصفِ قامت: کبھی وہ مصرعِ برجستہ وصفِ قامت میں — کہ سرو ہو نہ سکے جس کا مصرعِ ثانی — ص۹۶

وصفِ کمر: دیکھیے: ردِ وصفِ کمر۔

وصل[2]: (۱) وصل میں بختِ سیہ نے سُنبلستاں گُل کیا — رنگِ شب، تہ بندیِ دودِ چراغِ خانہ تھا — ص۲۵

(۲) وصل میں دل انتظارِ طرفہ رکھتا ہے، مگر — فتنہ تاراجِ تمنا کے لیے درکار ہے — ص۸۳

(۳) جو بہ شامِ غم چراغِ خلوتِ دل تھا اسدؔ! — وصل میں وہ سوزِ شمعِ مجلسِ تقریر ہے — ص۹۵

(۴) عشق: بے ربطیِ شیرازۂ اجزائے حواس — وصل: زنگارِ رُخِ آئنۂ حُسنِ یقیں — ص۳۳

(۵) گر ترے دل میں ہو خیال، وصل میں شوق کا زوال — موجِ محیطِ آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں — ص۱۷۸

(۶) میں مضطرب ہوں وصل میں خوفِ رقیب سے — ڈالا ہے تم کو وہم نے کس پیچ و تاب میں — ص۱۸۹

(۷) ہے وصل، ہجر عالمِ تمکین و ضبط میں — معشوقِ شوخ و عاشقِ دیوانہ چاہیے — ص۲۱۱

---

۱ وصف : تین بار [مرکّب]۔

۲ وصال : تئیس بار [مفرد: نو بار، مرکّب: چودہ بار]۔

(۸) یار سے چھیڑ چلی جائے اسدؔ! گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی ص۲۲۱

(۹) خوش ہوتے ہیں، پر وصل میں یوں مر نہیں جاتے آئی شبِ ہجراں کی تمنا مرے آگے ص۲۲۹

دیکھیے:—— (۱۰) تحیر کدۂ فرصتِ آرائشِ وصل۔ (۱۱) حظِ وصل (۱۲) خیالِ وصل۔ (۱۳) دستگہِ وصل۔ (۱۴) ذوقِ وصل۔ (۱۵) شوقِ وصل۔ (۱۶) مشقِ فکرِ وصل۔ (۱۷) مضمونِ وصل۔ (۱۸) واماندۂ ذوقِ طربِ وصل۔ (۱۹) دسترسِ وصلِ تمنا۔

وصلِ آئینہ رُخاں: وصلِ آئینہ رُخاں ہم نفسِ یک دیگر ہیں دعا ہائے سحر گاہ سے خواہاں گل و صبح ص۳۶

وصلِ دُختِ رز: دیکھیے: عقدِ وصلِ دُختِ رز۔

وصلِ غیر: دیکھیے: (۱) ذکرِ وصلِ غیر۔ (۲) سپندِ بزمِ وصلِ غیر۔

وصلِ ہر رنگ جنوں: بوئے گل فتنۂ بیدار و چمن جامۂ خواب وصلِ ہر رنگ جنوں کسوتِ رُسوائی ہے ص۱۰۳

وصیِ[1] ختمِ رُسُل: (۱) تجھ میں اور غیر میں نسبت ہے ولیکن بہ تضاد وصیِ ختمِ رُسُل تو ہے بہ اثباتِ یقیں ص۹

(۲) جاں پناہا! دل و جاں فیض رسانا! شاہا! وصیِ ختمِ رُسُل تو ہے بہ فتوائے یقیں ص۱۳۴

وضع[2] (۱): (۱) دیکھیے: حجابِ پاسِ وضع۔

(۲) کب مجھے کوئے یار میں رہنے کی وضع یاد تھی آئنہ دار بن گئی حیرتِ نقشِ پا کہ یوں ص۱۷۸

(۳) وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے، ہم اپنی وضع کیوں چھوڑیں سبک سر بن کے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو؟ ص۱۹۹

وضعِ احتیاط: پھر وضعِ احتیاط سے رُکنے لگا ہے دم برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے ص۲۲۵

وضعِ زرافشاندنی: برگ ریزی ہائے گل ہے وضعِ زرافشاندنی باج لیتی ہے گلستاں سے گل اندامی تری ص۹۳

وضعِ سوز و نم و رم و آرام: آتش و آب و باد و خاک نے لی وضعِ سوز و نم و رم و آرام ص۱۳۸

وضع[3] (۲): (۱) دیکھنے میں ہیں گرچہ دو، پر ہیں یہ دونوں یار ایک وضع میں گو ہوئی دو سر، تیغ ہے ذوالفقار ایک ص۲۹۶

(۲) وضع میں اس کو اگر سمجھیے قافِ تریاق رنگ میں سبزۂ نوخیزِ مسیحا کہیے ص۱۳۲

وضو[4]: (۱) بے درد، سر بہ سجدۂ الفت فرو نہ ہو جوں شمع غوطہ داغ میں کھا، گر وضو نہ ہو ص۶۷

۱۔ وصی : دو بار [مرکب]۔
۲۔ وضع (۱) : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔
۳۔ وضع (۲) : دو بار۔
۴۔ وضو : تین بار۔

(۲) نہ ہووے کیوں کے اُسے فرضِ قتلِ اہلِ وفا لہو میں ہاتھ کے بھرنے کو جو وضو جانے ص۹۹

(۳) گو زندگیِ زاہدِ بیچارہ عبث ہے اتنا ہے کہ رہتی تو ہے تدبیرِ وضو کی ص۱۱۶

وطن[۱]: (۱) ہے وطن سے باہر اہلِ دل کی قدر و منزلت عزلت آبادِ صدف میں قیمتِ گوہر نہیں ص۶۶

(۲) کیا رہوں غربت میں خوش، جب ہو حوادث کا یہ حال نامہ لاتا ہے وطن سے نامہ بر اکثر کھلا ص۱۶۱

(۳) مجھ کو دیارِ غیر میں مارا وطن سے دور رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم ص۱۷۷

(۴) تھی وطن میں شان کیا غالبؔ! کہ ہو غربت میں قدر بے تکلف ہوں وہ مُشتِ خس کہ گلخن میں نہیں ص۱۸۵

دیکھیے ـــــ: (۵) بے مہریِ یارانِ وطن۔ (۶) رشتۂ حبّ الوطن۔ (۷)، (۸) صبحِ وطن [دو بار]۔ (۹) غریبِ تسلّی گہِ وطن۔ (۱۰) ہجرِ یارانِ وطن۔

وظیفہ خوار[۲]: غالبؔ! وظیفہ خوار ہو، دو شاہ کو دُعا وہ دن گئے جو کہتے تھے: نوکر نہیں ہوں میں ص۱۹۱

وعدہ[۳]: (۱) نظر راحت پہ میری، کر نہ وعدہ شب کے آنے کا کہ میری خواب بندی کے لیے ہوگا فسوں وہ بھی ص۴۷

(۲) ہوں ترے وعدہ نہ کرنے میں بھی راضی کہ کبھی گوش منت کشِ گلبانگِ تسلّی نہ ہوا ص۱۳۳

(۳) ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا کہ خوشی سے مر نہ جاتے، اگر اعتبار ہوتا ص۱۶۰

(۴) تم اُن کے وعدے کا ذکر اُن سے کیوں کرو غالبؔ یہ کیا کہ تم کہو اور وہ کہیں کہ یاد نہیں ص۱۹۳

(۵) سر اُڑانے کے جو وعدے کو مکرر چاہا ہنس کے بولے کہ ترے سر کی قسم ہے ہم کو ص۱۹۵

(۶) وعدہ آنے کا وفا کیجیے، یہ کیا انداز ہے؟ تم نے کیوں سونپی ہے میرے گھر کی دربانی مجھے ص۲۳۲

(۷) وہ آویں گے مرے گھر، وعدہ کیسا، دیکھنا غالبؔ نئے فتنوں میں اب چرخِ کُہن کی آزمائش ہے ص۲۳۵

(۸) صبح سے دیکھیں گے رستہ یار کا جمعے کے دن وعدہ ہے دیدار کا [قادرنامہ]

دیکھیے ـــــ: (۹) فسونِ وعدہ۔ (۱۰) ہوسِ وعدہ۔

وعدۂ دلدار: ہیچ آپڑی ہے وعدۂ دلدار کی مجھے وہ آئے یا نہ آئے، پہ یہاں انتظار ہے ص۲۱۷

وعدۂ دیدارِ دوست: دیکھیے: پیامِ وعدۂ دیدارِ دوست۔

وعدۂ سیرِ گلستاں: وعدۂ سیرِ گلستاں ہے، خوشا طالعِ شوق! مژدۂ قتل مقدّر ہے جو مذکور نہیں ص۱۸۵

---

۱ وطن : دس بار [مفرد: چار بار، مرکب: چھے بار]۔
۲ وظیفہ خوار : ایک بار۔
۳ وعدہ : سترہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: نو بار]۔
وعدے : ایک بار۔

وعدۂ صبر آزما: (۱) سر بر ہوئی نہ وعدۂ صبر آزما سے عمر   فرصت کہاں کہ تیری تمنا کرے کوئی   ص۲۱۵

(۲) یہ قاتل وعدۂ صبر آزما کیوں؟   یہ کافر فتنۂ طاقت رُبا کیا!   ص۱۵۸

وعدۂ وصال: چربِ پہلوے خیال، رزقِ دو عالم احتمال   کل ہے جو وعدۂ وصال، آج بھی اے خدا! مجھ   ص۴۳

وعدۂ وفا: اسدؔ فریفتۂ انتخابِ طرزِ جفا   وگرنہ دلبریِ وعدۂ وفا معلوم!   ص۵۳

وعدے: ضد کی ہے اور بات، مگر خو بری نہیں   بھولے سے اُس نے سینکڑوں وعدے وفا کیے   ص۲۲۳

وفا[ا]: (۱) نہ وفا کو آبرو ہے، نہ جفا تمیز جو ہے   چہ حسابِ جاں فشانی؟ چہ غرورِ دل ستانی   ص۹

(۲) پیش از نفَس بتاں کے کرم نے وفا نہ کی   تھا محملِ نگاہ بہ دوشِ شرار، حیف!   ص۴۹

(۳) دل ہی نہیں کہ منّتِ درباں اُٹھائیے   کس کو وفا کا سلسلہ جنباں اُٹھائیے   ص۴۷

(۴) کی وفا ہم سے، تو غیر اس کو جفا کہتے ہیں   ہوتی آئی ہے کہ اچھّوں کو بُرا کہتے ہیں   ص۱۸۷

(۵) وفا کیسی؟ کہاں کا عشق؟ جب سر پھوڑنا ٹھہرا   تو پھر اے سنگ دل! تیرا ہی سنگِ آستاں کیوں ہو؟   ص۲۰۰

(۶) وعدہ آنے کا وفا کیجے، یہ کیا انداز ہے؟   تم نے کیوں سونپی ہے میرے گھر کی دربانی مجھے   ص۲۳۲

(۷)، (۸) ہم کو اُن سے وفا کی ہے اُمید   جو نہیں جانتے وفا کیا ہے   ص۲۳۸

(۹) بھولے سے اُس نے سینکڑوں وعدے وفا کیے   [دیکھیے: وعدے]۔

(۱۰) وفا مقابل و دعواے عشق بے بنیاد   جنونِ ساختہ و فصلِ گُل قیامت ہے!   ص۲۱۳

(۱۱) تیری وفا سے کیا ہو تلافی کہ دہر میں   تیرے سوا بھی ہم پہ بہت سے ستم ہوئے   ص۲۲۹

(۲۱) غیر سے، دیکھیے کیا خوب نباہی اُس نے   نہ سہی ہم سے، پر اُس بت میں وفا ہے تو سہی   ص۳۱۱

دیکھیے ـــــ: (۱۳) آرزوے شہیدِ وفا۔ (۱۴) اسیرِ ستم کشکشِ دامِ وفا۔ (۵۱) اندوہِ وفا۔ (۶۱) بزمِ وفا۔ (۷۱) بستنِ پیمانِ وفا۔ (۸۱) بناے عہدِ وفا۔ (۹۱) بہارِ ریاضِ مہر و وفا۔ (۲۰) بیدادِ وفا۔ (۲۱)، (۲۲) بیگانۂ وفا [دو بار]۔ (۲۳) پاسِ ناموسِ وفا۔ (۲۴)، (۲۵)، (۲۶) پیمانِ وفا [تین بار]۔ (۲۷) تالیفِ نسخہ ہاے وفا۔ (۲۸) (۲۹) (۳۰) ترکِ وفا [تین بار]۔ (۳۱) تعزیتِ مہر و وفا۔ (۳۲) جادۂ راہِ وفا۔ (۳۳) حالِ وفا۔ (۳۴) حرفِ وفا۔ (۳۵) خارخارِ جنونِ وفا۔ (۳۶) خجلت کشِ وفا۔ (۳۷) خریدارِ وفا۔ (۳۸) خونِ وفا۔ (۳۹) خوں گشتۂ رشکِ وفا۔ (۴۰) دشمنِ اربابِ وفا۔ (۴۱) دلبریِ وعدۂ وفا۔ (۴۲) ریزشِ خونِ وفا۔ (۴۳) سر رشتۂ وفا۔ (۴۴) شہیدِ وفا۔ (۴۵) صرف

ا؎ وفا : ایک بار۔

وفا۔ (۴۶) صورتِ عہدِ وفا۔ (۴۷) عجزِ وفا۔ (۴۸) عہدِ وفا۔ (۴۹) غارت گرِ جنسِ وفا۔ (۵۰) فریبِ وفا خوردگاں۔ (۵۱) قتلِ اہلِ وفا۔ (۵۲) گرفتارِ وفا۔ (۵۳) محلِ مضمونِ وفا۔ (۵۴) محوِ وفا۔ (۵۵) مشقِ وفا۔ (۵۶) منکرِ وفا۔ (۵۷) موجِ سرابِ دشتِ وفا۔ (۵۸) مہر و وفا۔ (۵۹) ناموسِ وفا۔ (۶۰) نبضِ بیمارِ وفا۔ (۶۱) نَفَسِ اہلِ وفا۔ (۶۲) نقشِ وفا۔ (۶۳) وحشتِ زخمِ وفا۔ (۶۴) وفورِ وفا۔ (۶۵) ہوائے کشتِ وفا۔

وفا پرست: دیکھیے: جانِ وفا پرست۔

وفا و مہر: ایک وفا و مہر میں تازگیِ بساطِ دہر — لطف و کرم کے باب میں زینتِ روزگار ایک — ص ۲۹۶

وفا و مہر و محبت: ہندوستان کی بھی عجب سرزمین ہے — جس میں وفا و مہر و محبت کا ہے وفور — ص ۲۶۳

وفاہا: دیکھیے: آسایشِ وفاہا۔

وفائے حوصلہ: بہانہ جوئیِ رحمت: کمیں گرِ تقریب — وفائے حوصلہ و رنجِ امتحاں تجھ سے — ص ۱۱۲

وفائے دلبراں: وفائے دلبراں ہے اتفاقی، ورنہ اے ہمدم! — اثر فریادِ دل ہائے حزیں کا کس نے دیکھا ہے — ص ۲۲۰

وفائے فرصتِ رنج و نشاطِ دہر: دیکھی وفائے فرصتِ رنج و نشاطِ دہر — خمیازہ یک درازیِ عمرِ خمار تھا — ص ۱۷

وفائے گل: دیکھیے: ہلاکِ فریبِ وفائے گل۔

وفادار[1]: دل دیا جان کے کیوں اُس کو وفادار، اسدؔ — غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا — ص ۱۳۷

وفاداری: گئے وہ دن کہ نادانستہ غیروں کی وفاداری — کیا کرتے تھے تم تقریر، ہم خاموش رہتے تھے — ص ۱۲۳

وفاداری بہ شرطِ اُستواری اصلِ ایماں ہے — مرے بت خانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو — ص ۱۹۹

نہیں کچھ سبحہ و زنّار کے پھندے میں گیرائی — وفاداری میں شیخ و برہمن کی آزمایش ہے — ص ۲۳۳

دیکھیے: اعتمادِ وفاداری۔

وفاق[2]: دیکھیے: مےکدۂ وفاق۔

وفور[3]: ہندوستان کی بھی عجب سرزمین ہے — جس میں وفا و مہر و محبت کا ہے وفور — ص ۲۶۳

وفورِ اشک: وفورِ اشک نے کاشانے کا کیا یہ رنگ — کہ ہو گئے مرے دیوار و در، در و دیوار — ص ۱۶۷

وفورِ شوق: کفر ہے غیر از وفورِ شوق، رہبر ڈھونڈھنا — راہِ صحرائے حرم میں ہے جرس ناقوس و بس — ص ۳۶

---

[1] وفادار : ایک بار۔
وفاداری : چار بار [مفرد: ایک بار۔ مرکب: تین بار]۔
[2] وفاق : ایک بار [مرکب]۔
[3] وفور : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

وفورِ وفا: وفورِ وفا ہے، ہجومِ بلا ہے سلامت ملامت، ملامت سلامت ص۳۳

وقار و تمکیں[۱]: کس قدر ہرزہ سرا ہوں کہ عیاذاً باللہ! یک قلم خارجِ آدابِ وقار و تمکیں ص۱۳۳

وقت[۲]: (۱) وقت اُس اُفتادہ کا خوش جو قناعت سے، اسدؔ! نقشِ پائے مور کو تختِ سلیمانی کرے ص۸۲

(۲) وقت ہے، گر بلبلِ مسکیں زلیخائی کرے یوسفِ گل جلوہ فرما ہے بہ بازارِ چمن ص۵۹

(۳) تا ترے وقت میں ہو عیش و طرب کی توفیر تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقلیل ص۱۳۳

(۴) رنگِ شکستہ، صبحِ بہارِ نظارہ ہے یہ وقت ہے شگفتنِ گل ہائے ناز کا ص۱۵۵

(۵) پھر ہوا وقت کہ ہو بال کُشا موجِ شراب دے بطِ مے کو دل و دستِ شنا، موجِ شراب ص۱۹۳

(۶) ہوش اُڑتے ہیں مرے جلوۂ گل دیکھ، اسدؔ! پھر ہوا وقت کہ ہو بال کُشا موجِ شراب ص۱۹۳

(۷) مند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں، غالبؔ! یار لائے مری بالیں پہ اُسے، پر کس وقت! ص۱۶۵

(۸) رات کے وقت مے پیے، ساتھ رقیب کو لیے آوے وہ یاں خدا کرے، پر نہ خدا کرے کہ یوں ص۱۷۸

(۹) مہرباں ہو کے بلالو مجھے، چاہو جس وقت میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نہ سکوں ص۱۸۹

(۱۰) دیکھنا حالت مرے دل کی ہم آغوشی کے وقت ہے نگاہِ آشنا، تیرا سرِ ہر مو مجھے ص۲۰۹

(۱۱) آگ سے، پانی میں بجھتے وقت اُٹھتی ہے صدا ہر کوئی درماندگی میں نالے سے ناچار ہے ص۲۱۳

(۱۲) آیا تھا وقت ریل کے کھلنے کا بھی قریب تھا بارگاہِ خاص میں خلقت کا اژدہام ص۲۸۳

(۱۳) اے پرتوِ خورشیدِ جہاں تاب! اِدھر بھی سایے کی طرح ہم پہ عجب وقت پڑا ہے ص۲۱۹

(۱۴) دیکھیے: امامِ وقت۔ خوب وقت۔

وقتِ آرائش: اسدؔ! اُٹھنا قیامت قامتوں کا وقتِ آرائش لباسِ نظم میں بالیدنِ مضمونِ عالی ہے ص۷۹

وقتِ اضطراب: دل کو توڑا جوشِ بیتابی سے، غالبؔ کیا کیا! رکھ دیا پہلو بہ وقتِ اضطراب آئینے پر ص۳۰

وقتِ بند: گزرا جو آشیاں کا تصور بہ وقتِ بند مژگانِ چشم دام ہوئے خار و خس تمام ص۵۵

وقتِ بے نقابی: رہا نظارہ وقتِ بے نقابی آپ پر لرزاں سرشک آگیں مژہ سے دستِ از جاں شستہ بر رو تھا ص۲۲

وقتِ تپش: ضعفِ جنوں کو وقتِ تپش در بھی دور تھا اک، گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا ص۱۸

---

۱ وقار : ایک بار [مرکب]۔ وقتوں : ایک بار۔

۲ وقت : اڑتالیس بار [مفرد: ۱۴ بار، مرکب: ۳۴ بار]۔ ۳ وقتے : ایک بار۔

وقتِ حسن افروزیِ زینت ترازاں: وقتِ حسن افروزیِ زینت ترازاں جاے گل ہر نہالِ شمع میں اک غنچۂ گلگیر ہے ص ۹۵

وقتِ حسن ترازی: عکسِ رُخ افروختہ تھا تصویر بہ پشتِ آئینہ شوخ نے وقتِ حسن ترازی تمکیں سے آرام کیا ص ۲۶

وقتِ خود آرائی: کجا جوہر؟ چہ عکسِ خط؟ جہاں وقتِ خود آرائی دلِ آئینہ زیرِ پاے خیلِ مور ملتے ہیں ص ۶۳

وقتِ خیالِ جلوۂ حسنِ بتاں: وقتِ خیالِ جلوۂ حسنِ بتاں، اسدؔ! دکھلائے ہے مجھے دو جہاں لالہ زار، داغ ص ۴۸

وقتِ دگر: ہے مگر موقوف بروقتِ دگر کار اسدؔ اے شبِ پروانہ و روزِ وصالِ عندلیب! ص ۳۲

وقتِ دید: نگہ اُس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی پرِ بالش ہے وقتِ دید مژگانِ تماشائی ص ۹۲

وقتِ رزم: جمِ رُتبہ میکوؔ بہادر کہ وقتِ رزم ترکِ فلک کے ہاتھ سے وہ چھین لیں حُسام ۲۸۲

وقتِ سرگونی: بہ وقتِ سرگونی ہے تصور، انتظارستاں نگہ کو آبلوں سے شغل ہے اختر شماری کا ص ۱۹

وقتِ سفر: (۱) دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز پھر ترا وقتِ سفر یاد آیا ص ۱۵۲

(۲) کافی ہے نشانی، ترا چھلّے کا نہ دینا خالی مجھے دکھلا کے بہ وقتِ سفر انگشت ص ۱۶۳

وقتِ سیرِ باغ: ہم طبعِ نازکِ خوباں سے، وقتِ سیرِ باغ ریشۂ زیرِ زمیں کو بھی دویدن منع ہے ص ۱۱۳

وقتِ شام: جادۂ رہ خُور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع چرخ وا کرتا ہے ماہِ نو سے آغوشِ وداع ص ۱۶۳

وقتِ شب: (۱) وقتِ شب اُس شمع رو کے شعلۂ آواز پر گوشِ نسریں عارضاں پروانۂ محفل ہوا ص ۲۹

(۲) ہے عرق افشاں مشی سے ادہمِ مشکینِ یار وقتِ شب اختر گنے ہے چشمِ بیدارِ رکاب ص ۳۱

وقتِ گلستن: نہ دیجے پاسِ ضبطِ آبرو وقتِ گلستن بھی تحمل پیشۂ تمکین رہیے آئنہ آسا ص ۲۲۷

وقتِ عنایات: کثرتِ اندوہ سے حیران و مضطر ہے اسدؔ یا علیؑ! وقتِ عنایات و دمِ تائید ہے ص ۱۰۳

وقتِ قتل: کو بہ وقتِ قتل حقِ آشنائی اے نگاہ! خنجرِ زہراب دادہ سبزۂ بیگانہ تھا ص ۲۵

وقتِ قدح نوشی: خراباتِ جنوں میں ہے اسدؔ! وقتِ قدح نوشی بہ عشقِ ساقیِ کوثرؔ بہارِ بادہ پیمائی ص ۹۲

وقتِ قہقہہ: ہاتھ پہ گر ہاتھ مارے یار وقتِ قہقہہ کرمکِ شب تاب آسا مہ پر افشانی کرے ص ۸۲

وقتِ کعبہ جوئی ہا: بہ وقتِ کعبہ جوئی ہا جرس کرتا ہے ناقوسی کہ صحرا فصلِ گل میں رشک ہے بت خانۂ چیں کا ص ۲۸

وقتِ گریہ:	ز بس نکلا غبارِ دل بہ وقتِ گریہ آنکھوں سے	اسدؔ! کھائے ہوئے ذرّے نے آنکھوں میں بصارت کی	ص ۹۷
وقتِ گزشتن:	جوں بوئے گل ہوں گرچہ گراں بارِ مشتِ زر	لیکن اسدؔ! بہ وقتِ گزشتن جریدہ ہوں	ص ۶۱
وقتِ مناجات:	سر، پائے خُم پہ چاہیے ہنگامِ بے خودی	رو سوئے قبلہ وقتِ مناجات چاہیے	ص ۲۲۰
وقتِ مے:	بس کہ خوباں باغ کو دیتے ہیں وقتِ مے شکست	بال اُگ جاتا ہے شیشے کا رگِ گل کے تلے	ص ۴۵۳
وقتِ مے پرستی:	ہم سے کھل جاؤ بہ وقتِ مے پرستی ایک دن	ورنہ ہم چھیڑیں گے، رکھ کر عذرِ مستی، ایک دن	ص ۱۷۹
وقتِ نزع:	غرورِ ضبط وقتِ نزع ٹوٹا بے قراری سے	نیازِ پرفشانی ہوگیا صبر و شکیب آخر	ص ۴۱
وقتِ وداعِ بہار:	چھڑکے ہے شبنم آئینۂ برگِ گل پہ آب	اے عندلیب! وقتِ وداعِ بہار ہے	ص ۲۱۷
وقتوں:	اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ، انھیں کچھ نہ کہو	جو مے و نغمہ کو اندوہ رُبا کہتے ہیں	ص ۱۸۷
وقتے:	اے خوشا! وقتے کہ ساقی یک خمستاں وا کرے	تار و پودِ فرشِ محفل پنبۂ مینا کرے	ص ۱۰۱
وقفِ[1] احباب:	صرفِ اعدا اثرِ شعلہ و دودِ دوزخ	وقفِ احبابِ گل و سنبلِ فردوسِ بریں	ص ۳۵۱
وقفِ بسترِ سنجاب:	نازشِ ایامِ خاکستر نشینی کیا کہوں	پہلوئے اندیشہ وقفِ بسترِ سنجاب تھا	ص ۳۵
وقفِ درد:	پہلو تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسدؔ	دل وقفِ درد کر کہ فقیروں کا مال ہے	ص ۷۵
وقفِ سودائے نگاہِ تیز:	دل سراپا وقفِ سودائے نگاہِ تیز ہے	یہ زمیں مثلِ نیستاں سخت ناوک خیز ہے	ص ۸۵
وقفِ عرضِ عقدہ ہائے متصل:	حاصلِ دل بستگی ہے عمرِ کوتہ اور بس	وقفِ عرضِ عقدہ ہائے متصل تارِ نفس	ص ۴۵
وقفِ کشمکش:	تپش سے میری وقفِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے	مرا سر رنجِ بالیں ہے، مرا تن بارِ بستر ہے	ص ۲۱۳
وقفِ نشترزار:	در خیال آبادِ سودائے سرِ مژگانِ دوست	صد رگِ جاں جادہ آسا وقفِ نشتر زار ہے	ص ۸۳
وکٹوریا[2]:	وکٹوریا کا دہر میں جو مدح خوان ہو	شاہانِ عصر، چاہیے لیں عزت اُس سے وام	ص ۲۸۳
وکیل[3]:	جاں در ہوائے یک نگہِ گرم ہے اسدؔ!	پروانہ ہے وکیل ترے داد خواہ کا	ص ۱۳۹
وکیلِ حضرت اللہ:	اے اسدؔ! مایوس مت ہو از درِ شاہِ نجف	صاحبِ دل ہا وکیلِ حضرتِ اللہ ہے	ص ۴۵۶

۱۔ وقف : سات بار [مرتب]۔
۲۔ وکٹوریا : ایک بار۔
۳۔ وکیل : دوبار [مرتب: ایک بار]۔

ولاے[۱] ساقیِ کوثر: مانعِ بادہ کشی ناداں ہے، لیکن اے اسدؔ! بے ولاے ساقیِ کوثر کشیدن منع ہے ص ۱۱۳

ولایت[۲] عہد: دیکھیے: والیِ ولایت عہد۔

ولولے[۳]: مارا زمانے نے اسد اللہ خاں تمھیں وہ ولولے کہاں؟ وہ جوانی کدھر گئی؟ ص ۲۳۳

ولی[۴]: (۱) امامِ ظاہر و باطن، امیرِ صورت و معنی علی ولی، اسد اللہ، جانشینِ نبی ہے ص ۷۵

(۲) دیکھیو! غالبؔ سے گر اُلجھا کوئی ہے ولی پوشیدہ اور کافر کھلا ص ۱۴۰

(۳) یہ مسائلِ تصوف، یہ ترا بیان غالبؔ! تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا ص ۱۶۰

ولی عہدی[۵]: ولی عہدی میں شاہی ہو مبارک! عنایاتِ الٰہی ہو مبارک! ص ۲۹۷

وہم[۶]: (۱) یاس: تمثالِ بہار آئنۂ استغنا وہم: آئینۂ پیدائیِ تمثالِ یقیں ص ۷

(۲) ز بس خوں گشتۂ رشکِ وفا تھا وہم بسمل کا چرایا زخم ہاے دل نے پانی تیغِ قاتل کا ص ۱۷

(۳) میں مضطرب ہوں وصل میں خوفِ رقیب سے ڈالا ہے تم کو وہم نے کس پیچ و تاب میں ص ۱۸۹

(۴) جز نام، نہیں صورتِ عالم مجھے منظور جز وہم نہیں، ہستیِ اشیا مرے آگے ص ۲۲۸

دیکھیے:(۵) پرستاریِ وہم۔(۶) گرہِ وہم۔(۷) یک وہم۔

وہمِ ترازان: اے وہم ترازانِ مجازی و حقیقی عشاق، فریبِ حق و باطل سے جدا ہیں ص ۲۹۹

وہمِ تماشا: دامانِ دل بہ وہمِ تماشا نہ کھینچیے اے مدعی! خجالتِ بیجا نہ کھینچیے ص ۱۰۵

وہمِ توانائی: کرے ہے دست فرسودِ ہوس وہمِ توانائی پرِ افشاندہ در کنجِ قفس، تعویذِ بازو ہے ص ۹۸

وہمِ توکل: آئنۂ امتحاں نذرِ تغافل اسدؔ شش جہت اسباب ہے وہمِ توکل ہنوز ص ۲۲

وہمِ زر: فریبِ بہرِ تسکینِ ہوس درکار ہے، ورنہ بہ وہمِ زر گرہ میں باندھتے ہیں برقِ حاصل ہا ص ۲۳

وہمِ صد سرو گردن: حُسن و رعنائی میں وہمِ صد سرو گردن ہے فرق سرو کے قامت پہ گُل یک دامنِ کوتاہ ہے ص ۹۲

وہمِ ضعیف: دیکھیے: ایک وہمِ ضعیف۔

وہمِ طربِ ہستی: وہمِ طربِ ہستی ایجادِ سیہ مستی تسکیں دو صد محفل یک ساغرِ خالی ہے ص ۱۱۵

---

۱ ولا : ایک بار [مرکب]۔
۲ ولایت : ایک بار [مرکب]۔
۳ ولولے : ایک بار۔
۴ ولی : تین بار۔
۵ ولی عہدی : ایک بار۔
۶ وہم : اکتیس بار [مفرد: چار بار، مرکب بستر ہ بار]۔

وہمِ غفلت: وہمِ غفلت مگر احرامِ فسردن باندھے ورنہ ہر سنگ کے باطن میں شرر پنہاں ہے ص۱۱۰

وہمِ غیر: اُتنا ہی مجھ کو اپنی حقیقت سے بُعد ہے جتنا کہ وہمِ غیر سے ہوں پیچ و تاب میں ص۱۸۹

وہمِ مدعا: دیکھیے: عجز آبادِ وہمِ مدعا۔

وہمِ ناز: غافل بہ وہمِ ناز خود آرا ہے، ورنہ یہاں بے شانۂ صبا نہیں طرّہ گیاہ کا ص۱۳۸

وہمِ وجود: دیکھیے: بیاباں نوردِ وہمِ وجود۔

وہم وخیال: دیکھیے: نظر گاہِ اہلِ وہم وخیال۔

ویراں[۱]: (۱) بس کہ ہے مے خانہ ویراں جوں بیابانِ خراب عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ ہے داغِ شراب ص۳۱

(۲) رنجشِ دل یک جہاں ویراں کرے گی اے فلک! دشت ساماں ہے غبارِ خاطرِ آشفتگاں ص۶۶

(۳) گھر ہمارا، جو نہ روتے بھی تو ویراں ہوتا بحر گر بحر نہ ہوتا تو بیاباں ہوتا ص۱۵۸

(۴) یوں ہی گر روتا رہا غالبؔ، تو اے اہلِ جہاں! دیکھنا اِن بستیوں کو تم کہ ویراں ہوگئیں ص۱۹۲

(۵) غمِ عشاق نہ ہو سادگی آموزِ بتاں کس قدر خانۂ آئینہ ہے ویراں مجھ سے ص۲۱۱

(۶) دل پھر طوافِ کوے ملامت کو جائے ہے پندار کا صنم کدہ ویراں کیے ہوئے ص۲۲۵

(۷) دیکھیے: خراج دہِ ویراں۔ (۸) خیالِ خانہ ویراں۔

ویراں تر: آرزوے خانہ آبادی نے ویراں تر کیا کیا کروں، گر سایۂ دیوار سیلابی کرے ص۱۰۰

ویراں ساز: دیکھیے: عشقِ خانہ ویراں ساز۔

ویراں سازیِ حیرت: دیکھیے: خانہ ویراں سازیِ حیرت۔

ویراں کار: دیکھیے: حُسنِ ویراں کار۔

ویرانہ[۲]: (۱) بس کہ جوشِ گریہ سے زیر و زبر ویرانہ تھا چاکِ موجِ سیل تا پیراہنِ دیوانہ تھا ص۲۵

(۲) شکوۂ یاراں غبارِ دل میں پنہاں کردیا غالبؔ! ایسے گنج کو شایاں یہی ویرانہ تھا ص۲۵

(۳) ہے فروغِ ماہ سے ہر موج اک تصویرِ چاک سیل سے فرشِ کتاں کرتے ہیں تا ویرانہ ہم ص۵۳

۱۔ ویراں : بارہ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: چھے بار]۔ ۲۔ ویرانہ : پانچ بار۔

(۴) دیوانگاں ہیں حاملِ رازِ نہانِ عشق اے بے تمیز! گنج کو ویرانہ چاہیے ص۸۲

(۵) بے ذوقِ گریہ، عزمِ سفر کیجیے اسدؔ! رختِ جنونِ سیل بہ ویرانہ کھینچیے ص۱۰۵

ویرانی[۱]: (۱) بس کہ ویرانی سے کفر و دیں ہوئے زیر و زبر گردِ صحرائے حرم تا کوچۂ زنّار ہے ص۸۳

(۲) نگہِ معمارِ حسرت ہا چہ آبادی؟ چہ ویرانی؟ کہ مژگاں جس طرف وا ہو، بہ کفِ دامانِ صحرا ہے ص۸۴

(۳)،(۴) کوئی ویرانی سی ویرانی ہے! دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا ص۱۵۲

(۵) اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ، ویرانی تماشا کر مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے درباں کا ص۱۵۷

(۶) دیکھیے: افسوسِ ویرانی۔(۷) جوشِ ویرانی۔(۸)،(۹)،(۱۰) خانہ ویرانی [تین بار]۔

(۱۱) غبارِ راہِ ویرانی۔(۱۲) قطعِ لباسِ خانہ ویرانی۔(۱۳) خانہ ویرانیِ اُمید۔(۱۴) من جملۂ اسبابِ ویرانی۔

ویرانیِ دل ہا: بسانِ جوہرِ آئینہ، از ویرانیِ دل ہا غبارِ کوچہ ہائے موج ہے خاشاکِ ساحل ہا ص۴۳

ویرانیے: ویرانیے جز آمد و رفتِ نفس نہیں ہے کوچہ ہائے نَے میں غبارِ صدا بلند ص۳۸

---

[۱] ویرانی : چودہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: نو بار]۔

[۲] ویرانیے : ایک بار۔

ہ

ہات[۱] [بہ قافیہ بات]: خستگی کا ہو بھلا، جس کے سبب سے سرِ دست — نسبت اک گونہ مرے دل کو ترے ہات سے ہے — ص۱۲۸

ہاتفِ[۲] غیب: ہاتفِ غیب سُن کے یہ، چیخا — میری تاریخ، اُن کا تاریخا — ص۲۹۳

ہاتھ[۳]: (۱) وحشتِ فرصتِ یک جُنبشِ کشش نے کھویا — صورتِ رنگِ حنا ہاتھ سے دامانِ بہار — ص۶

(۲) پا پُر از آبلہ راہِ طلبِ مے میں ہوا — ہاتھ آیا نہیں یک دانۂ انگور ہنوز — ص۴۵

(۳) مضمونِ وصل ہاتھ نہ آیا، مگر اُسے — اب طائرِ پریدۂ رنگِ حنا کہوں — ص۵۶

(۴)، (۵) ہاتھ پر ہو ہاتھ تو درسِ تاسف ہی سہی — شوق مفتِ زندگی ہے اے بہ غفلت مُردگاں! — ص۶۶

(۶) اُٹھاوے کب وہ جانِ شرم تہمت قتلِ عاشق کی — کہ جس کے ہاتھ میں مانندِ خوں رنگِ حنا گم ہو — ص۶۸

(۷)، (۸) ہاتھ پر گر ہاتھ مارے یار وقتِ قہقہہ — کرمکِ شب تاب آسا مہ پر افشانی کرے — ص۸۲

(۹) نہ ہووے کیوں کہ اُسے فرض قتلِ اہلِ وفا — لہو میں ہاتھ کے بھرنے کو جو وضو جانے — ص۹۹

(۱۰) جنوں نے مجھ کو بنایا ہے مدّعی میرا — ہمیشہ ہاتھ میں میرے مرا گریباں ہے — ص۱۰۲

(۱۱) ہاتھ میں تیرے رہے توسنِ دولت کی عناں! — یہ دعا شام و سحر قاضیِ حاجات سے ہے — ص۱۲۸

(۱۲) کانوں پہ ہاتھ دھرتے ہیں، کرتے ہوئے سلام — اِس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں — ص۱۳۶

(۱۳) دیکھنا میرے ہاتھ میں لبریز — اپنی صورت کا اک بلوریں جام — ص۱۳۶

---

[۱] ہات : ایک بار۔

[۲] ہاتف : ایک بار [مرکّب]۔

[۳] ہاتھ : چھبّیس بار۔
ہاتھوں : پانچ بار۔

(۱۴) ہاتھ سے رکھ دی کب ابرو نے کماں؟ — کب کمر سے غمزے کی خنجر کھلا؟ ص ۱۳۰

(۱۵) قاصد کو اپنے ہاتھ سے گردن نہ ماریے — اُس کی خطا نہیں ہے، یہ میرا قصور تھا ص ۱۳۸

(۱۶) گرچہ ہوں دیوانہ، پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب — آستیں میں دشنہ پنہاں، ہاتھ میں نشتر کھلا ص ۱۶۰

(۱۷) آتا ہے میرے قتل کو، پر جوشِ رشک سے — مرتا ہوں اُس کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر ص ۱۶۹

(۱۸) واحسرتا! کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ — ہم کو حریصِ لذّتِ آزار دیکھ کر ص ۱۶۹

(۱۹) شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبالِ دوش — صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں! ص ۱۸۳

(۲۰) اِس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا! — لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں ص ۱۸۳

(۲۱) رَو میں ہے رخشِ عمر، کہاں دیکھیے تھمے — نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں ص ۱۸۹

(۲۲)،(۲۳) جاں فزا ہے بادہ، جس کے ہاتھ میں جام آگیا — سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگِ جاں ہوگئیں ص ۱۹۲

(۲۴) حاصل سے ہاتھ دھو بیٹھ اے آرزو خرامی! — دل جوشِ گریہ میں ہے ڈوبی ہوئی اسامی ص ۲۰۳

(۲۵) ہاتھ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا — دل پہ اک لگنے نہ پایا زخمِ کاری، ہائے ہائے! ص ۲۰۳

(۲۶) بیکاریِ جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل — جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی ص ۲۱۵

(۲۷) ہاتھ دھو دل سے، یہی گرمی گر اندیشے میں ہے — آبگینہ تندیِ صہبا سے پگھلا جائے ہے ص ۲۲۱

(۲۸) لکھتے رہے جنوں کی حکایاتِ خوں چکاں — ہر چند اِس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے ص ۲۲۶

(۲۹) میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالبؔ — مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے ص ۲۳۸

(۳۰) اِس نزاکت کا بُرا ہو، وہ بھلے ہیں تو کیا — ہاتھ آویں تو اُنھیں ہاتھ لگائے نہ بنے ص ۲۳۶

(۳۱) تمھیں نہیں ہے سرِ رشتۂ وفا کا خیال — ہمارے ہاتھ میں کچھ ہے، مگر ہے کیا؟ کہیے ص ۲۴۷

(۳۲) گو ہاتھ کو جنبش نہیں، آنکھوں میں تو دم ہے — رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے ص ۲۴۹

(۳۳) جو ہاتھ کہ ظلم سے اُٹھایا ہوگا — کیوں کر مانوں کہ اُس میں تلوار نہیں ص ۲۵۳

(۳۴) ہم رُتبہ میکلوڈ بہادر کہ وقتِ رزم — تُرکِ فلک کے ہاتھ سے وہ چھین لیں حسام ص ۲۸۲

(۳۵) ظاہر کرے ہے جنبشِ مژگاں سے مدعا — طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ زبانِ اشک ص ۵۰

(۳۶) اسدؔ! خوشی سے مرے ہاتھ پانْو پھول گئے — کہا جو اُس نے: ذرا میرے پانْو داب تو دے — ص ۲۲۳

ہاتھوں: (۱) شوقِ بے پروا کے ہاتھوں، مثلِ ساز نادرست — کھینچتا ہے آج نالے خارج از آہنگ دل — ص ۵۳

(۲) پانْو میں جب وہ حنا باندھتے ہیں — میرے ہاتھوں کو جدا باندھتے ہیں — ص ۵۸

(۳) خدا شرمائے ہاتھوں کو! کہ رکھتے ہیں کشاکش میں — کبھی میرے گریباں کو، کبھی جاناں کے دامن کو — ص ۱۹۸

(۴) بجز زخمِ تیغِ ناز، نہیں دل میں آرزو — جَیبِ خیال بھی ترے ہاتھوں سے چاک ہے — ص ۲۱۶

(۵) دل کے ہاتھوں سے، کہ ہے دشمنِ جانی میرا — ہوں اک آفت میں گرفتار، کہوں یا نہ کہوں — ص ۲۹۸

ہار[1]: کھلے یہ گانٹھ تو البتہ دم نکل جاوے — بری طرح سے ہوئی ہے گلے کا ہار، گرہ — ص ۲۷۹

ہالہ[2]: خط جو رُخ پر جانشینِ ہالۂ مہ ہو گیا — ہالہ، دودِ شعلۂ جوّالۂ مہ ہو گیا — ص ۲۲۵

ہالہ پیرا: دیکھیے: ماہ تابِ ہالہ پیرا۔

ہالہ صفت: وہ فلک رتبہ کہ بر توسنِ چالاک چڑھا — ماہ پہ ہالہ صفت حلقۂ فتراک چڑھا — ص ۲۲۵

ہالۂ دیگر: حلقۂ گیسو کھلا دورِ خطِ رُخسار پر — ہالۂ دیگر بہ گردِ ہالۂ مہ ہو گیا — ص ۲۲۵

ہالۂ مہ: (۱) دیکھیے: ہالہ[۱]۔

(۲) دیکھیے: گردِ ہالۂ مہ [تحت: ہالۂ دیگر]۔

ہائے[3]: (۱) کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ — ہائے! اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا — ص ۱۵۰

(۲) گریہ نکالے ہے تری بزم سے مجھ کو — ہائے! کہ رونے پہ اختیار نہیں ہے — ص ۲۰۸

ہائے ہائے[4]: (۱) گر مصیبت تھی تو غربت میں اُٹھا لیتا اسدؔ — میری، دلّی ہی میں ہونی تھی یہ خواری، ہائے ہائے — ص ۷۵

(۲) غالبؔ خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں — روئیے زار زار کیا، کیجیے ہائے ہائے کیوں — ص ۱۹۳

[بہ طور ردیف چار بار، ص ۱۳۳]:

(۳) کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں! — اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے!

(۴) وہ سبزہ زار ہائے مُطرّا کہ ہے غضب! — وہ نازنیں بتانِ خود آرا کہ ہائے ہائے!

---

[1] ہار : ایک بار۔
[2] ہالہ : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔
[3] ہائے : دو بار۔
ہائے ہائے : اُنیس بار۔

(۵) صبر آزما وہ اُن کی نگاہیں کہ حف نظر!
طاقت رُبا وہ اُن کا اشارا کہ ہاے ہاے!

(۶) وہ میوہ ہاے تازۂ شیریں کہ واہ واہ!
وہ بادہ ہاے ناب گوارا کہ ہاے ہاے!

[تیرہ بار بہ طور ردیف، ص ۲۰۴]:

(۷)، (۸) دردسے میرے، ہے تجھ کو بے قراری، ہاے ہاے!
کیا ہوئی ظالم تری غفلت شعاری؟ ہاے ہاے!

(۹) تیرے دل میں گر نہ تھا آشوبِ غم کا حوصلہ
تو نے پھر کیوں کی تھی میری غم گساری؟ ہاے ہاے!

(۱۰) کیوں مری غم خوارگی کا تجھ کو آیا تھا خیال؟
دشمنی اپنی تھی میری غم گساری، ہاے ہاے!

(۱۱) عمر بھر کا تو نے پیمانِ وفا باندھا تو کیا!
عمر کو بھی تو نہیں ہے پایداری، ہاے ہاے!

(۱۲) زہر لگتی ہے مجھے آب و ہواے زندگی
یعنی تجھ سے تھی اِسے ناسازگاری، ہاے ہاے!

(۱۳) گل فشانی ہاے نازِ جلوہ کو کیا ہو گیا؟
خاک پر ہوتی ہے تیری لالہ کاری، ہاے ہاے!

(۱۴) شرمِ رُسوائی سے جا چھپنا نقابِ خاک میں
ختم ہے اُلفت کی تجھ پر پردہ داری، ہاے ہاے!

(۱۵) خاک میں ناموسِ پیمانِ محبت مل گئی
اُٹھ گئی دُنیا سے راہ و رسمِ یاری، ہاے ہاے!

(۱۶) ہاتھ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا
دل پہ اک لگنے نہ پایا زخمِ کاری، ہاے ہاے!

(۱۷) کس طرح کاٹے کوئی شب ہاے تارِ برشکال
ہے نظر خو کردۂ اختر شماری، ہاے ہاے!

(۱۸) گوش مہجورِ پیام و چشم محرومِ جمال
ایک دل، تس پر یہ ناامیدواری، ہاے ہاے!

(۱۹) عشق نے پکڑا نہ تھا غالبؔ ابھی وحشت کا رنگ
رہ گیا تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری، ہاے ہاے!

ہتھکنڈے[ا]: خستگی کا تم سے کیا شکوہ، کہ یہ
ہتھکنڈے ہیں چرخِ نیلی فام کے — ص ۲۵۰

ہجر[ب]: (۱) غیر یوں کرتا ہے میری پُرسش اس کے ہجر میں
بے تکلف دوست ہو جیسے کوئی غم خوارِ دوست — ص ۱۶۳

(۲) یہ ہم جو ہجر میں دیوار و در کو دیکھتے ہیں
کبھی صبا کو، کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں — ص ۱۸۷

(۳) ہے وصل، ہجر عالمِ تمکین و ضبط میں
معشوقِ شوخ و عاشقِ دیوانہ چاہیے — ص ۲۱۱

(۴) گرمِ فریاد رکھا شکلِ نہالی نے مجھے
تب اماں ہجر میں دی بردِ لیالی نے مجھے — ص ۲۲۲

ا ہتھکنڈے: ایک بار۔

ب ہجر: تیرہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: نو بار]۔

دیکھیے ـــــ: (۵) بیکسی ہائے شبِ ہجر۔ (۶) تب و تابِ ہجر۔ (۷) شامِ ہجر۔ (۸) شب و روزِ ہجر۔ (۹) شب ہائے ہجر۔ (۱۰) شب ہائے ہجرِ یار۔ (۱۱) غمِ ہجر۔

ہجرِ یار: کہوں کیا، دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں غالبؔ! — کہ بیتابی سے ہر یک تارِ بستر، خارِ بستر ہے ص ۲۱۳

ہجرِ یارانِ وطن: طاقتِ رنجِ سفر بھی نہیں پاتے اتنی — ہجرِ یارانِ وطن کا بھی الم ہے ہم کو ص ۷۰

ہجراں[۱]: (۱) اس طرح کے وصال سے یارب! — کیا مٹے دل سے داغ ہجراں کا ص ۲۶۰

دیکھیے ـــــ: (۲) تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں۔ (۳) تلخیِ غمِ ہجراں۔ (۴) شبِ ہجراں۔ (۵) شب ہائے ہجراں۔ (۶) شکوۂ ہجراں۔

ہجری[۲]: دیکھیے: سالِ ہجری۔

ہجومِ[۳] اشک: وھاں خود آرائی کو تھا موتی پرونے کا خیال — یھاں ہجومِ اشک میں تارِ نگہ نایاب تھا ص ۱۳۵

ہجومِ برق: بہارِ گل، دماغِ نشۂ ایجادِ مجنوں ہے — ہجومِ برق سے چرخِ وزیں میں یک قطرۂ خوں ہے ص ۱۱۱

ہجومِ بلا: وفور وفا ہے، ہجومِ بلا ہے — سلامت ملامت، ملامت سلامت ص ۳۳

ہجومِ تمنا: (۱) اسدؔ! شکوہ کفر و دعا ناسپاسی — ہجومِ تمنا سے لاچار ہیں ہم ص ۵۵

(۲) دیکھیے: کیفیتِ ہجومِ تمنا۔

ہجومِ خار و خس: بجائے غنچہ و گل، ہے ہجومِ خار و خس یھاں تک — کہ صرف بخیۂ دامن ہوا ہے خندہ گلچیں کا ص ۲۸

ہجومِ خانہ بردوشاں: پریشانی اسدؔ! در پردہ ہے سامانِ جمعیت — کہ ہے آبادیِ صحرا ہجومِ خانہ بردوشاں ص ۳۴۹

ہجومِ خمِ دوشِ مزدور: فلک العرش: ہجومِ خمِ دوشِ مزدور — رشتۂ فیضِ ازل: سازِ طنابِ معمار ص ۳۳۲

ہجومِ دردِ غریبی: سر پہ ہجومِ دردِ غریبی سے ڈالیے — وہ ایک مشتِ خاک کہ صحرا کہیں جسے ص ۲۱۸

ہجومِ دو جہاں کیفیت: خانۂ تنگ: ہجومِ دو جہاں کیفیت — جامِ جمشید ہے یھاں قالبِ خشتِ دیوار ص ۴

ہجومِ ریزشِ خوں: ہجومِ ریزشِ خوں کے سبب رنگ اُڑ نہیں سکتا — حنائے پنجۂ صیاد، مرغِ رشتہ برپا ہے ص ۸۴

ہجومِ سادہ لوحی: ہجومِ سادہ لوحی پنبۂ گوشِ حریفاں ہے — وگرنہ خواب کی مضمر ہیں افسانے میں تعبیریں ص ۹۴

---

[۱] ہجراں: چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔ [۲] ہجری: ایک بار [مرکب]۔ [۳] ہجوم: چوبیس بار [مرکب]۔

ہجومِ سرشک: دیکھیے: آں سوے ہجومِ سرشک۔

ہجومِ ضبطِ فغاں: ہجومِ ضبطِ فغاں سے مری زبانِ خموش — بہ زنگ بستۂ زہرابِ دادہ پیکاں ہے — ص ۱۰۲

ہجومِ عجز: بوسۂ پا، انتخابِ بدگمانی ہاے حُسن — یہاں ہجومِ عجز سے تا سجدہ ہے جولانِ عجز — ص ۴۴

ہجومِ غم: ہجومِ غم سے یہاں تک سرنگونی مجھ کو حاصل ہے — کہ تارِ دامن و تارِ نظر میں فرق مشکل ہے — ص ۲۰۸

ہجومِ فکر: ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزاں ہے — کہ شیشہ نازک و صہبا ہے آبگینہ گداز — ص ۴۳

ہجومِ گریہ: ہجومِ گریہ سوے دل، خوشا سرمایۂ طوفاں! — برانگشتِ حسابِ اشک ناخن نعلِ واژوں ہے — ص ۱۱۱

ہجومِ گریہ کا سامان کب کیا میں نے — کہ گر پڑے نہ مرے پانو پر در و دیوار — ص ۱۶۷

ہجومِ لذتِ غلتانیِ تپش: حیرت ہجومِ لذتِ غلتانیِ تپش — سیماب بالش و کمرِ دل ہے آئنہ — ص ۷۰

ہجومِ مژدۂ دیدار: ہجومِ مژدۂ دیدار و پروازِ تماشا ہا — گلِ اقبالِ خس ہے چشمِ بلبل آشیانے میں — ص ۵۸

ہجومِ ناامیدی: بس ہجومِ ناامیدی! خاک میں مل جائے گی — یہ جو اک لذت ہماری سعیِ بے حاصل میں ہے — ص ۲۳۱

ہجومِ نالہ: ہجومِ نالہ حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں ہے — خموشی، ریشۂ صد نیستاں سے خس بہ دنداں ہے — ص ۲۱۰

ہجومِ نغمہ ہاے سازِ عشرت: وہاں ہجومِ نغمہ ہاے سازِ عشرت تھا اسدؔ — ناخنِ غم یہاں سرِ تارِ نفَس مضراب تھا — ص ۱۵

ہدف[۱]: تیر کو تیرے تیرِ غیر: ہدف — تیغ کو تیری تیغِ خصم: نیام — ص ۱۳۸

ہدفِ ناوکِ بیداد: کیوں نہ ٹھہریں ہدفِ ناوکِ بیداد کہ ہم — آپ اٹھا لاتے ہیں، گر تیر خطا ہوتا ہے — ص ۲۳۰

ہدہد[۲]: (۱) ترے کوچے میں ہے مشاطۂ واماندگی قاصد — پرِ پروازِ زلفِ ناز ہے ہدہد کے شانے میں — ص ۵۸

(۲) دیکھیے: خونِ ہدہد۔ (۳) فرقِ ہدہد۔

ہدیہ[۳]: جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ — مبارک باد اسدؔ! غم خوارِ جانِ دردمند آیا — ص ۱۳۲

ہذیانِ[۴] تحریر: دیکھیے: خامۂ ہذیانِ تحریر۔

ہر[۵] ادا: دیکھیے: مخمورِ ہر ادا۔

---

۱ ہدف : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

۲ ہدہد : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔

۳ ہدیہ : ایک بار۔

۴ ہذیاں : ایک بار [مرکب]۔

۵ ہر : ایک سو باون بار۔

ہر استخواں:	نوازشِ نفسِ آشنا کہاں، ورنہ	بہ رنگِ نَے ہے نہاں در ہر استخواں فریاد	ص ۳۷
ہر اشک:	اسدؔ! ہر اشک ہے یک حلقہ بر زنجیرِ افزودن	بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب اُمیدِ رستن ہا	ص ۴۳
ہر اشکِ چشم	ہر اشکِ چشم سے یک حلقۂ زنجیر بڑھتا ہے	بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب اندیشہ رستن کا	ص ۲۷
ہر انگشت:	میں اُلفتِ مژگاں میں جو انگشت نما ہوں	لگتی ہے مجھے تیر کے مانند ہر انگشت	ص ۳۲
	(۲) خوں دل میں جو میرے نہیں باقی، تو پھر اُس کی	جوں ماہیِ بے آب تڑپتی ہے ہر انگشت	ص ۳۲
ہر بات:	(۱) بلائے جاں ہے غالبؔ! اُس کی ہر بات	عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا	ص ۱۵۸
	(۲) دیکھیے، لاتی ہے اُس شوخ کی نخوت کیا رنگ	اُس کی ہر بات پہ ہم "نامِ خدا" کہتے ہیں	ص ۱۸۸
ہر بُتِ پیغارہ جو:	دیکھیے: دہانِ ہر بُتِ پیغارہ جو۔		
ہر بُتِ خرشید طلعت:	بس کہ تیرے جلوۂ دیدار کا ہے اشتیاق	ہر بُتِ خرشید طلعت آفتابِ بام ہے	ص ۱۰۱
ہر برس:	تم سلامت رہو ہزار برس	ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار!	ص ۱۲۷
ہر برگ:	دیکھیے: جُنبشِ ہر برگ۔		
ہر برگِ گل:	کس کا خیال آئنۂ انتظار تھا؟	ہر برگِ گل کے پردے میں دل بے قرار تھا	ص ۱۷
ہر برگِ نخلِ طور:	بزمِ خوباں بس کہ جوشِ جلوہ سے پُرنور ہے	پشتِ دستِ عجز یعنی ہر برگِ نخلِ طور ہے	ص ۹۳
ہر بلہوس:	ہر بلہوس نے حُسن پرستی شعار کی	اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی	ص ۲۳۳
ہر بُنِ مو:	(۱) ضبطِ جنوں سے ہر بُنِ مو ہے ترانہ خیز	یک نالہ بیٹھیے تو نیستاں اُٹھائیے	ص ۴۳
	(۲) ہنوز محرمیِ حُسن کو ترستا ہوں	کرے ہے ہر بُنِ مو کام چشمِ بینا کا	ص ۱۳۷
	(۳) ہر بُنِ مو سے دمِ ذکر نہ ٹپکے خوناب	حمزہ کا قصہ ہوا، عشق کا چرچا نہ ہوا	ص ۱۹۳
ہر بیاباں:	ذرّہ ورے مجنوں کے کس کس داغ کو پروازِ عرض	ہر بیاباں، یک بیاباں حسرتِ تعمیر ہے	ص ۹۵
ہر بیگانہ:	گر نہیں پاتا درونِ خانہ ہر بیگانہ، جا	بر درِ نکشودۂ دل پاسبانی مفت ہے	ص ۱۱۳
ہر پارہ سنگ:	اے وائے غفلتِ نگہِ شوق! ورنہ یہاں	ہر پارہ سنگ لختِ دلِ کوہِ طور تھا	ص ۱۸
ہر پارۂ ابر:	حسرتِ جلوۂ ساقی ہے کہ ہر پارۂ ابر	سینہ بیتابی سے ملتا ہے بہ تیغِ کہسار	ص ۲

ہر پارۂ دل: یک تار نفس میں، جوں طنابِ صباغ — ہر پارۂ دل بہ رنگِ دیگر ہے آج — ص ۱۱۸

ہر پلک: ہنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں — کہ جوہر آئنے کا، ہر پلک ہے چشمِ حیراں کی — ص ۷۶

ہر پیادہ: بس کہ بخشی ہے فوج کو عزت — فوج کا ہر پیادہ، ہے فرزیں — ص ۲۸۱

ہر پیکرِ تصویر: نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا؟ — کاغذی ہے، پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا — ص ۱۳۲

ہر تار: تب چاکِ گریباں کا مزا ہے دلِ نالاں! — جب اک نفس الجھا ہوا ہر تار میں آوے — ص ۲۳۳

ہر تارِ بستر: (۱) بہ ذوقِ شوخیِ اعضا تکلف بارِ بستر ہے — معافِ پیچ و تابِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے — ص ۸۵

(۲) تپش سے میری وقفِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے — مرا سر رنجِ بالیں ہے، مرا تن بارِ بستر ہے — ص ۲۱۲

ہر تارِ زلف: حلقے ہیں چشم ہائے کشادہ بہ سوئے دل — ہر تارِ زلف کو نگہِ سرمہ سا کہوں — ص ۱۶۸

ہر تپش: ریگِ روان و ہر تپش درسِ تسلیِ شعاع — آئنہ توڑا اے خیال! جلوے کو خوبہا سمجھ — ص ۴۲

ہر تمنا: دیکھیے: گدازِ ہر تمنا۔

ہر جا: (۱) اسدؔ! ہر جا سخن نے طرحِ باغِ تازہ ڈالی ہے — مجھے رنگِ بہارِ ایجادیِ بیدلؔ پسند آیا — ص ۱۲

(۲) ہے سرنوشت میں رقمِ وا شکستگی — ہوں جوں خطِ شکستہ بہ ہر جا شکستہ دل — ص ۵۱

ہر جزوِ آشیاں: ہے بوئے گل غریبِ تسلیِ گہِ وطن — ہر جزوِ آشیاں پہ پرواز ہے مجھے — ص ۹۷

ہر چشمِ آہو: دیکھیے: پیمانۂ ہر چشمِ آہو۔

ہر حلقۂ زنجیر: گرفتاری میں فرمانِ خطِ تقدیر ہے پیدا — کہ طوقِ قمری از ہر حلقۂ زنجیر ہے پیدا — ص ۳۰

ہر خار: (۱) دیکھیے: بُنِ ہر خار۔ (۲) سرِ ہر خار۔ (۳) نوکِ ہر خار۔ (۴) رگِ ہر خار۔

ہر خاک بہ گردوں شدہ: دیکھیے: کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ۔

ہر خاک گلشن: دیکھیے: کفِ ہر خاک گلشن۔

ہر خلوت وجلوت: نگاہِ عبرت افسوں گاہ برق و گاہ مشعل ہے — ہوا ہر خلوت وجلوت سے حاصل ذوقِ تنہائی — ص ۹۲

ہر داغِ تازہ: ~~ہر داغِ تازہ~~ یک دلِ داغ انتظار ہے — عرضِ فضائے سینۂ دردِ امتحاں نہ پوچھ — ص ۷۰

ہر داغِ دل: دکھاؤں گا تماشا، دی اگر فرصت زمانے نے — مرا ہر داغِ دل، اک تخم ہے سروِ چراغاں کا — ص ۱۵۶

ہر دانہ: موسمِ گل میں مےِ گل گوں حلالِ مے کشاں — عقدِ وصلِ دُختِ رز انگور کا ہر دانہ تھا ص۲۵

ہر دانۂ اشک: دنداں کا خیال چشمِ تر! کر — ہر دانۂ اشک کو گہر کر ص۳۳۸

ہر دانۂ صیاد: ہے زخم آفریں آرائشِ بیداد یہاں — اشکِ چشمِ دام ہے ہر دانۂ صیاد یہاں ص۵۷

ہر در: دیکھیے: شایستۂ ہر در۔

ہر درد: پیدا ہوئی ہے، کہتے ہیں، ہر درد کی دوا — یوں ہو تو چارۂ غمِ اُلفت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۳

ہر دردمندے: دیکھیے: دلِ ہر دردمندے۔

ہر در و دیوار: ہوئی ہے کس قدر ارزانیِ مے جلوہ — کہ مست ہے ترے کوچے میں ہر در و دیوار ص۱۶۷

ہر در و دیوارِ غم کدہ: ہے سبزہ زار ہر در و دیوارِ غم کدہ — جس کی بہار یہ ہو، پھر اُس کی خزاں نہ پوچھ ص۲۰۱

ہر دشت: دیکھیے: جادۂ ہر دشت۔

ہر ذرہ: (۱) طاؤس در رکاب ہے ہر ذرہ آہ کا — یارب! نفَس غبار ہے کس جلوہ گاہ کا؟ ص۱۹

(۲) ہر ذرہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ ہے خاک — تمثالِ شوقِ بیباک صد جا دو چار صحرا ص۲۶

(۳) طاؤسِ خاک، حُسنِ نظر باز ہے مجھے — ہر ذرہ، چشمکِ نگہِ ناز ہے مجھے ص۹۷

(۴) وہ تشنۂ سرشارِ تمنا ہوں کہ جس کو — ہر ذرہ بہ کیفیتِ دیگر نظر آوے ص۱۱۳

(۵) موجِ سرابِ دشتِ وفا کا نہ پوچھ حال — ہر ذرہ مثلِ جوہرِ تیغ آبدار تھا ص۱۵۳

(۶) بے پردہ سوے وادیِ مجنوں گزر نہ کر — ہر ذرّے کے نقاب میں دل بے قرار ہے ص۲۱۷

دیکھیے ______: (۷) بدمستیِ ہر ذرہ۔ (۸) جامِ ہر ذرہ۔ (۹) سرِ ہر ذرہ۔ (۱۰) نعل در آتشِ ہر ذرہ۔ (۱۱) نقشِ ہر ذرہ۔

ہر ذرۂ خاک: ~~ہر ذرۂ خاک~~ عرضِ تمنائے رفتگاں — آئینہ ہا شکستہ و تمثال ہا گرو ص۶۹

ہر ذرۂ خاک: ساغرِ جلوۂ سرشار ہے ہر ذرۂ خاک — شوقِ دیدار بلا آئنہ سامان نکلا ص۱۳

ہر ذرۂ نیرنگ سواد: جلوہ تمثال ہے ہر ذرۂ نیرنگ سواد — بزمِ آئینۂ تصویر نما مشتِ غبار ص۴

ہر رات: پروانے کا نہ غم ہو تو پھر کس لیے اسدؔ — ہر رات شمع شام سے لے تا سحر جلے ص۳۰۲

ہر رشتہ:	حیرت فروشِ صد نگرانی ہے اضطرار	ہر رشتہ چاکِ جَیب کا تارِ نظر ہے آج	ص۳۲
ہر رنگ:	ہر رنگ میں جلا اسدؔ فتنہ انتظار	پروانۂ تجلیِ شمعِ ظہور تھا	ص۱۸
	(۲) عشق کو ہر رنگ شانِ حُسن ہے مدِّ نظر	مصرعِ بروچمن ہے حسبِ حالِ عندلیب	ص۳۲
	(۳) بیکاریِ تسلیم بہ ہر رنگ چمن ہے	گر خاک ہو، گلدستۂ صد نقشِ قدم باندھ	ص۷۱
	(۴) شوق، ہر رنگ رقیبِ سرو ساماں نکلا	قیس تصویر کے پردے میں بھی عُریاں نکلا	ص۱۴۳
	(۵) بخشے ہے جلوۂ گل ذوقِ تماشا، غالبؔ!	چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہوجانا	ص۱۵۶
	(۶) غمِ ہستی کا اسدؔ! کس سے ہو جُز مرگ علاج	شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک	ص۱۷۵
	(۷) ہے رنگِ لالہ و گل و نسریں جدا جدا	ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے	ص۲۲۰
ہر رنگ جنوں:	دیکھیے: وصلِ ہر رنگ جنوں۔		
ہر رنگِ سوز	ہر رنگِ سوز پردۂ یک ساز ہے مجھے	بالِ سمندر آئنۂ ناز ہے مجھے	ص۹۶
ہر رنگ گردش	ہر رنگ گردش آئنہ ایجادِ درد ہے	اشکِ سحاب جُز بہ وداعِ خزاں نہیں	ص۵۷
ہر زخمِ نمایاں:	ذوقِ سرشار سے بے پردہ ہے طوفاں میرا	موجِ خمیازہ ہے ہر زخمِ نمایاں میرا	ص۲۱
ہر سبزۂ نوخاستہ:	سرمایۂ وحشت ہے دلا! سایۂ گلزار	ہر سبزۂ نوخاستہ یک بالِ پری ہے	ص۲۵۳
ہر سرِ انگشت:	کثرتِ انشائے مضمونِ تحیّر سے اسدؔ!	ہر سرِ انگشت نوکِ خامۂ فرسودہ ہے	ص۱۰۳
ہر سرِ راہ:	یہ اُس کے عدل سے اضداد کو ہے آمیزش	کہ دشت و کوہ کے اطراف میں بہ ہر سرِ راہ	ص۲۷۷
ہر سرِ مو:	دیکھیے: زبانِ ہر سرِ مو۔		
ہر سلحشور:	بس کہ فعالِ ما یُرید ہے آج	ہر سلحشور انگلستاں کا	ص۲۶۰
ہر سنگ:	دیکھیے: رگِ ہر سنگ۔		
ہر سنگ و خشت:	ہر سنگ و خشت ہے صدفِ گوہرِ شکست	نقصاں نہیں، جنوں سے جو سودا کرے کوئی	ص۲۱۵
ہر سینکڑے:	ہر سینکڑے کو ایک گرہ فرض کریں	ایسی گرہیں ہزار ہوں بلکہ ہوا	ص۲۵۳
ہر شب:	(۱) صبح تا پیدا ہے کلفت خانۂ ادبار میں	توڑتا ہوتا ہے رنگِ یک نفس ہر شب مجھے	ص۸۶

(۲) پھونکتا ہے نالہ ہر شب صور اسرافیل کی — ہم کو جلدی ہے مگر تو نے قیامت ڈھیل کی — ص۹۱

(۳) ساقی گری کی شرم کرو آج، ورنہ ہم — ہر شب پیا ہی کرتے ہیں مے جس قدر ملے — ص۲۳۶

ہر شمع: (۱) دیکھیے: رشتۂ ہر شمع۔

(۲) گرمی ہے زباں کی سببِ سوختنِ جاں — ہر شمع شہادت کو ہے یھاں سر بسر انگشت — ص۳۲

(۳) زبس ہر شمع یھاں آئینۂ حیرت پرستی ہے — کرے ہیں غنچۂ منقارِ طوطی نقش گلگیریں — ص۶۳

ہر شکستِ قیمتِ دل: خود فروشی ہائے ہستی بس کہ جائے خندہ ہے — ہر شکستِ قیمتِ دل میں صدائے خندہ ہے — ص۸۷

ہر صبح: (۱) جلوۂ ریگِ رواں دیکھ کے، گردوں ہر صبح — خاک پر توڑے ہے آئینۂ نازِ پرویں — ص۸

(۲) جنبشِ ہر برگ سے ہے گل کے لب کو اختلاج — تبِ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج — ۳۵

ہر صریرِ خامہ: بت پرستی ہے بہارِ نقش بندی ہائے دہر — ہر صریرِ خامہ میں یک نالۂ ناقوس تھا — ص۲۱

ہر طرف: (۱) دیکھیے: ہر سو[۱]۔

(۲) سطحِ گردوں پر پڑا تھا رات کو — موتیوں کا ہر طرف زیور کھلا — ص۳۹

(۳) آزادیِ نسیم مبارک! کہ ہر طرف — ٹوٹے پڑے ہیں حلقۂ دامِ ہوائے گل — ص۱۷۶

(۴) ہے جوشِ گل بہار میں یھاں تک کہ ہر طرف — اُڑتے ہوئے، الجھتے ہیں مرغِ چمن کے پانو — ص۱۹۶

ہر عالم: نامرادِ جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کرے — لالہ، داغِ شعلہ فرسود چراغِ کشتہ ہے — ص۸۰

ہر عضو: ہر عضو غم سے ہے شکن آسا شکستہ دل — جوں زلفِ یار ہوں میں سراپا شکستہ دل — ص۵۱

ہر غنچہ: اسدؔ! بارگہِ شوکتِ گل ہے — دل فرشِ رہِ ناز ہے، بیدلؔ اگر آوے — ص۱۱۳

ہر فعل: جس کا ہر فعل صورتِ اعجاز، ص۷-۱۳۔

ہر فغاں: آتا ہے ایک پارۂ دل ہر فغاں کے ساتھ — تارِ نفس: کمندِ شکارِ اثر ہے آج — ص۱۶۵

ہر قبا: چوں کہ بالائے ہوس پر ہر قبا کوتاہ ہے — بر ہوس ہائے جہاں دامن فشانی مفت ہے — ص۱۱۳

ہر قدم: (۱) سفرِ عشق میں کی ضعف نے راحت طلبی — ہر قدم سایے کو میں اپنے شبستاں سمجھا — ص۱۴۷

(۲) ہر قدم دوریِ منزل ہے نمایاں مجھ سے — میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے — ص۲۱۱

ہر قطرہ خوں: ہزاروں دل دیے جوشِ جنونِ عشق نے مجھ کو — سیہ، ہو کر سویدا ہو گیا ہر قطرہ خوں تن میں ص۱۸۱

(۲) ودیعت خانۂ بیدادِ کاوش ہائے مژگاں ہوں — نگینِ نامِ شاہد ہے مرے ہر قطرہ خوں تن میں ص۱۸۰

ہر قطرہ عرق: بدگمانی نے نہ چاہا اُسے سرگرمِ خرام — رُخ پہ ہر قطرہ عرق دیدۂ حیراں سمجھا ص۱۳۷

ہر قطرۂ اشک: رویا میں ہزارہا آنکھ سے صبح تلک — ہر قطرۂ اشک دیدۂ پُرنم تھا ص۲۵۲

ہر قطرۂ شربت: شرمندۂ اُلفت ہوں مداوا طلبی سے — ہر قطرۂ شربت مجھے اشکِ شکری ہے ص۲۵۳

ہر قول: جس کا ہر فعل: صورتِ اعجاز — جس کا ہر قول: معنیِ الہام ص۱۳۷

ہر کاغذِ آتش زدہ: دیکھیے: دامِ کاغذِ آتش زدہ۔

ہر کام: بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا — آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا ص۱۵۰

ہر کفِ خاک: ہر کفِ خاک جگر تشنۂ صد رنگ ظہور — غنچے کے مے کدے میں مستِ تامل ہے بہار ص۳

(۲) ہو وہ سرمایۂ ایجاد جہاں گرمِ خرام — ہر کفِ خاک ہے وھاں گردۂ تصویرِ زمیں ص۳۴

ہر گام: ہر گام آبلے سے ہے دل در تہِ قدم — کیا بیم اہلِ درد کو سختیِ راہ کا ص۱۹

(۲) ہووے ہے جادۂ رہ رشتۂ گوہر ہر گام — جس گزرگاہ سے میں آبلہ پا جاتا ہوں ص۲۹۸

(۳) دیکھیے: نقشِ ہر گام۔

ہر گردباد: ہر گردباد حلقۂ فتراکِ بے خودی — مجنونِ دشتِ عشق تحیر شکار تر ص۴۱

ہر گردبادِ دشت: غرورِ نشۂ گردش اگر کیفیت افزا ہو — نہاں ہر گردبادِ دشت میں جامِ سفالی ہے ص۷۹

ہر گل: دیکھیے: آتشِ رنگِ رُخِ ہر گل۔

ہر گوشۂ بساط: ہیں بس کہ جوشِ بادہ سے شیشے اُچھل رہے — ہر گوشۂ بساط ہے سر شیشہ باز کا ص۱۵۵

یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط — دامانِ باغبان و کفِ گل فروش ہے ص۲۳۰

ہر لباس: ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی — میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا ص۱۳۳

ہر لحظہ: بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ — جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے ص۲۲۹

ہر مذہب: دیکھیے: وارستۂ ہر مذہب۔

ہر ورق: بے چشمِ دل نہ کر ہوسِ سیرِ لالہ زار — یعنی یہ ہر ورق، ورقِ انتخاب ہے — ص ۷۶

ہراک[۱] دل: مرا شمول ہراک دل کے پیچ و تاب میں ہے — میں مدعا ہوں تپشِ نامۂ تمنا کا — ص ۱۷

ہراک تیزرَو: چلتا ہوں تھوڑی دور ہراک تیز رَو کے ساتھ — پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو مَیں — ص ۱۹۰

ہراک سال: گرہ کی ہے یہی گنتی کہ تا بہ رُوزِ شمار — ہوا کرے گی ہر اک سال آشکار گرہ — ص ۲۷۸

ہراک فرد: کوئی آگاہ نہیں باطنِ ہمدِگر سے — ہے ہر اک فرد جہاں میں ورقِ ناخواندہ — ص ۷۱

ہراک ناچیز: بادشاہی کا جہاں یہ حال ہو غالبؔ! تو پھر — کیوں نہ دلّی میں ہراک ناچیز نوابی کرے — ص ۱۰۱

ہرایک[۲]: لاکھ عقدے دل میں تھے لیکن ہر ایک — میری حدِ وسع سے باہر کھلا — ص ۱۳۹

ہرایک اشارہ: پرسش طرزِ دلبری کیجیے کیا کہ بن کہے — اُس کے ہرایک اشارے سے نکلے ہے یہ ادا کہ یوں — ص ۱۷۸

ہرایک بات: ہرایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے؟ — تمھیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے! — ص ۲۳۱

ہرایک چینِ پیشانی: یہ سرنوشت میں میری ہے اشک افشانی — کہ موجِ آب ہے ہر ایک چینِ پیشانی — ص ۹۶

ہرایک داغِ جگر: بہ یادِ قامت اگر ہو بلند آتشِ غم — ہر ایک داغِ جگر آفتابِ محشر ہو — ص ۶۷

ہرایک ذرّہ: دیکھ اے اسدؔ بہ دیدۂ باطن کہ ظاہرا — ہر ایک ذرہ غیرتِ صد آفتاب ہے — ص ۳۵۲

ہرایک ذرّۂ خاک: نظارہ سوز ہے یہاں تک ہرایک ذرّۂ خاک — کہ لوگ جوہرِ تیغِ قضا کہیں اُس کو — ص ۲۸۵

ہرایک ذرّۂ عاشق: ہرایک ذرّۂ عاشق ہے آفتاب پرست — گئی نہ خاک ہوئے پر ہوائے جلوۂ ناز — ص ۱۷۲

ہرایک شے: ہر چند ہر ایک شے میں تو ہے — پر تجھ سی کوئی شے نہیں ہے — ص ۲۲۸

ہرایک قطرہ: ہرایک قطرے کے ساتھ آئے جو ملک، وہ کہے — امیر کلب علی خاں جییں ہزار برس — ص ۲۶۳

ہرایک گل و لالہ: دوڑے ہے پھر ہرایک گل و لالہ پر خیال — صد گلستاں نگاہ کا ساماں کیے ہوئے — ص ۲۲۶

ہربار[۳]: یعنی ہر بار صورتِ کاغذِ باد — ملتے ہیں یہ بدمعاش لڑنے کے لیے — ص ۲۵۳

ہردم[۴]: (۱) وائے دیوانگیِ شوق! کہ ہردم مجھ کو — آپ جانا اُدھر اور آپ ہی حیراں ہونا — ص ۱۵۰

(۲) اے شاہِ جہاں گیرِ جہاں بخشِ جہاں دار! — ہے غیب سے ہردم تجھے صد گونہ بشارت — ص ۱۲۷

۱ـ ہراک : پانچ بار۔
۲ـ ہرایک : گیارہ بار۔
۳ـ ہربار : ایک بار۔
۴ـ ہردم : پانچ بار۔

	(۳) وھاں کنگرِ استغنا ہردم ہے بلندی پر	یھاں نالے کو اور اُلٹا دعواے رسائی ہے	ص ۲۰۱
	(۴) شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جایئے	دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائیے ہے	ص ۲۲۱
	(۵) فزوں ہوتا ہے ہردم جوشِ خوں باری، تماشا ہے	نفس کرتا ہے رگ ہاے مژہ پر کام نشتر کا	ص ۲۳۳
ہر دو سو[1]:	چشم بر چشم پئے ہے بہ تماشا مجنوں	ہر دو سو خانۂ زنجیر نگہ کا بازار	ص ۲
ہر روز[2]:	لوگوں کو ہے خرشیدِ جہاں تاب کا دھوکا	ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغِ نہاں اور	ص ۱۷۰
ہر روزہ:	دیکھیے: قربِ ہر روزہ۔		
ہر سو[3]:	(۱) شمع ہوں لیکن بہ پادر رفتہ خارِ جستجو	مدعا گم کردہ ہر سو، ہر طرف جلتا ہوں میں	ص ۹۳
	(۲) اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ، ویرانی تماشا کر	مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے درباں کا	ص ۱۵۷
	(۳) چار موج اُٹھتی ہے طوفانِ طرب سے ہر سو	موجِ گل، موجِ شفق، موجِ صبا، موجِ بہار	ص ۱۶۳
ہر یک[4]:	(۱) جوں چشم، باز ماندہ ہے ہر یک بہ سوے دل	رکھتا ہے داغ تازہ کا یھاں انتظار داغ	ص ۵۱
	(۲) محیطِ دہر میں بالیدن، از ہستی گزشتن ہے	کہ یھاں ہر یک حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے	ص ۹۸
	(۳) چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں	ہر یک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں؟	ص ۱۹۰
	(۴) یارانِ نبی سے رکھ تولا، یا اللہ	ہر یک ہے کمالِ دیں میں یکتا، یا اللہ!	
	(۵) دیکھیے: لطفِ عشق ہر یک۔		
ہر یک اختر:	ہے شفق، سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی	ہر یک اختر، ہے فلک پر قطرۂ اشکِ کباب	ص ۳۱
ہر یک بات:	(۱) ہوئی مدت کہ غالبؔ مرگیا، پر یاد آتا ہے	وہ ہر یک بات پر کہنا کہ یوں ہوتا تو کیا ہوتا!	ص ۱۶۰
	(۲) بجز غم و رنج و الم، گھاتا ہے ہر یک بات میں		ص ۲۹۰
ہر یک پارۂ دل:	بہار ہے یھاں تک اشکوں میں غبارِ کلفتِ خاطر	کہ چشمِ تر میں ہر یک پارۂ دل، پاے در گل ہے	ص ۷۷
ہر یک تارِ بستر:	کہوں کیا، دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں غالبؔ!	کہ بیتابی سے ہر یک تارِ بستر خارِ بستر ہے	ص ۲۱۳

۱۔ ہر دو سو : ایک بار۔ ۳۔ ہر سو : تین بار۔

۲۔ ہر روز : ایک بار۔ ہر روزہ: ایک بار [مرکب]۔ ۴۔ ہر یک : بیس بار۔

ہریک حلقہ: یاد کر وہ دن کہ ہریک حلقہ تیرے دام کا — انتظارِ صید میں اک دیدۂ بے خواب تھا ص۱۳۵

ہریک حلقۂ گرداب: شب کہ برقِ سوزِ دل سے زہرۂ ابر آب تھا — شعلۂ جوالہ ہر یک حلقۂ گرداب تھا ص۱۳۵

ہریک خار: حسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز — عشق نے وا کی ہے ہریک خار سے مژگانِ عجز ص۴۴

ہریک عضوِتن: ہے تماشا گاہِ سوزِ تازہ ہر یک عضوِ تن — جوں چراغانِ دوالی صف بہ صف جلتا ہوں میں ص۴۳

ہریک قطرۂ خوں: بیاں کیا کیجیے بیدادِ کاوش ہائے مژگاں کا — کہ ہریک قطرۂ خوں، دانہ ہے تسبیحِ مرجاں کا ص۱۵۶

ہریک گردباد: بس کہ وہ پاکوبیاں در پردۂ وحشت ہیں یاد — ہے غلافِ دلچۂ خرشید ہر یک گردباد ص۳۸

ہریک گردبادِ گلستاں: زبس طوفانِ آب و گِل ہے، غافل! کیا تعجب ہے — کہ ہریک گردبادِ گلستاں گرداب ہو جاوے ص۱۰۵

ہریک مکاں: ~~ہریک مکاں~~ کو ہے مکیں سے شرف اسدؔ — مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اداس ہے ص۲۰۵

ہریک موئے زلف: بس کہ ہریک موئے زلف افشاں سے ہے تارِ شعاع — پنجۂ خرشید کو سمجھے ہیں دستِ شانہ ہم ص۵۳

ہریک نفس: یک نفس ہریک نفس جاتا ہے قسطِ عمر میں — حیف ہے اُن کو! جو سمجھیں زندگانی مفت ہے ص۱۱۳

ہرزہ[۱]: ~~ہرزہ ہے نغمۂ~~ زیر و بمِ ہستی و عدم — لغو ہے آئنۂ فرقِ جنون و تمکیں ص۱۳۴

(۲) نہ ہو بہ ہرزہ بیاباں نوردِ وہمِ وجود — ہنوز تیرے تصور میں ہے نشیب و فراز ص۱۷۱

ہرزہ درا: (۱) اسدؔ اے ہرزہ درا! نالہ بہ غوغا تا چند — حوصلہ تنگ نہ کر بے سبب آزاروں کا ص۲۸

(۲) ہوش اے ہرزہ درا! تہمتِ بیدردی چند؟ — نالہ در گردِ تمنائے اثر پنہاں ہے ص۱۰۹

ہرزہ دوی: اے ہرزہ دوی! منتِ تمکینِ جنوں کھینچ — تا آبلہ محمل کشِ موجِ گہر آوے ص۱۱۴

ہرزہ سرا: کس قدر ہرزہ سرا ہوں کہ عیاذاً باللہ! — یکقلم خارجِ آدابِ وقار و تمکیں ص۱۳۴

ہرزہ عنواں: نہ انشا معنیِ مضموں، نہ املا صورتِ موزوں — عنایت نامہ ہائے اہلِ دُنیا ہرزہ عنواں ہیں ص۹۲

ہرزہ گرد: عشق کے تغافل سے ہرزہ گرد ہے عالم — روئے شش جہت آفاق، پشتِ چشمِ رنداں ہے ص۸۹

ہزار[۲]: (۱) نہ بخشی فرصتِ یک شبستاں جلوۂ خور نے — تصور نے کیا ساماں ہزار آئینہ بندی کا ص۲۶

ا؎ ہرزہ : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔ ہزاراں ہزار : ایک بار۔

۲؎ ہزار : چونتیس بار [مفرد: چار بار، مرکب: تیس بار]۔ ہزاروں : چار بار۔

	(۲) عشاق اشکِ چشم سے دھوویں ہزار داغ	دیتا ہے اور، جوں گُل و شبنم، بہار داغ	ص ۴۸
	(۳) ہر سینکڑے کو ایک گرہ فرض کریں	ایسی گرہ ہیں ہزار ہوں بلکہ ہوا	ص ۲۵۴
	(۴) یہ جتنے سینکڑے ہیں، سب ہزار ہوجاویں	دراز اس کی ہو عمر اس قدر، سخن کوتاہ	ص ۲۷۸

دیکھیے ـــــ: (۵) سو ہزار گرہ۔ (۶) سامانِ صد ہزار نمک داں۔ (۷) صد ہزار نوائے جگر خراش۔ (۸) کئی ہزار برس۔

ہزار آرزو:	سر پر مرے وبالِ ہزار آرزو رہا	یارب! میں کس غریب کا بختِ رمیدہ ہوں	ص ۶۴
ہزار آشفتگی:	بہ رنگِ گل اگر شیرازہ بندِ بے خودی رہیے	ہزار آشفتگی مجموعۂ یک خواب ہوجاوے	ص ۱۰۵
ہزار آفت	ہزار آفت و یک جانِ بے نوائے اسدؔ	خدا کے واسطے، اے شاہِ بیکساں فریاد!	ص ۳۷
ہزار آنکھ:	رویا میں ہزار آنکھ سے صبح تلک	ہر قطرۂ اشک دیدۂ پُرنم تھا	ص ۲۵۴
ہزار آئینہ:	بہ رنگِ کاغذِ آتش زدہ، نیرنگِ بیتابی	ہزار آئینہ دل باندھے ہے بالِ یک تپیدن پر	ص ۱۶۸
ہزار اُمیدواری:	بہ ہزار اُمیدواری رہی ایک اشک باری	نہ ہوا حصولِ زاری بجز آستیں فشانی	ص ۱۰
ہزار اندیشہ:	دیکھیے: عبادت ہزار اندیشہ۔		
ہزار بار:	(۱) دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت، درد سے بھر نہ آئے کیوں	روئیں گے ہم ہزار بار، کوئی ہمیں ستائے کیوں؟	ص ۱۹۴
	(۲) جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار	اے کاش! جانتا نہ ترے رہگزر کو میں	ص ۱۹۰
	(۳) کہ بحثِ علم میں اطفالِ ابجدی اُس کے	ہزار بار فلاطوں کو دے چکے الزام	ص ۲۶۴
ہزار برس:	(۱) تم سلامت رہو ہزار برس	ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار!	ص ۱۴۷
	(۲) فقط ہزار برس پر کچھ انحصار نہیں	کئی ہزار برس، بلکہ بے شمار برس	ص ۲۶۴
	(۳) امیر کلبِ علی خاں جییں ہزار برس، ۲۶۴۔		
ہزار تیغ بہ زہراب دادہ:	بہ رنگِ سبزہ، عزیزانِ بد زباں یکدست	ہزار تیغ بہ زہراب دادہ رکھتے ہیں	ص ۶۰
ہزار جا:	موزونیِ دو عالم قربانِ سازِ یک درد	مصراعِ نالۂ نے، سکتہ ہزار جا ہے	ص ۹۴
ہزار جستجو:	دیکھیے: سامانِ ہزار جستجو۔		

ہزار جسم: ہوکر شہید عشق میں، پائے ہزار جسم — ہر موجِ گردِ راہ مرے سر کو دوش ہے — ص ۳۲۰

ہزار حیف: نامہ بھی لکھتے ہو تو بہ خطِ غبار، حیف! — رکھتے ہو مجھ سے اتنی کدورت، ہزار حیف!

ہزار داغ: ہے لالہ عارضاں مجھے گلگشتِ باغ میں — دیتی ہے گرمیِ گل و بلبل ہزار داغ — ص ۴۸

ہزار دانے: ہزار دانے کی تسبیح چاہتا ہے بنے — بلا مبالغہ درکار ہے ہزار گرہ — ص ۲۷۹

ہزار دل: (۱) ہوا ہے گریۂ بیباک، ضبط سے تسبیح — ہزار دل پہ ہم ایک اختیار رکھتے ہیں — ص ۶۴

(۲) بساط ہیچ کسی میں بہ رنگِ ریگِ رواں — ہزار دل بہ وداعِ قرار رکھتے ہیں — ص ۶۴

ہزار شکر: ہزار شکر کہ سیّد غلام بابا نے — فرازِ مسندِ عیش و طرب جگہ پائی — ص ۲۶۲

ہزار عکس: دیکھیے: عرضِ جوہر خط و خالِ ہزار عکس۔

ہزار قافلۂ آرزو: ہزار قافلۂ آرزو بیاباں مرگ — ہنوز محملِ حسرت بہ دوشِ خود رائی — ص ۱۱۰

ہزار گرہ: دیکھیے: ہزار دانے۔

ہزاراں ہزار: اور پھر ہندسہ تھا بارہ کا — با ہزاراں ہزار زیبائی — ص ۲۶۳

ہزاروں: (۱) پر افشاں ہوگئے شعلے ہزاروں — رہے ہم داغ اپنی کاہلی سے — ص ۹۱

(۲) ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے — بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے — ص ۲۲۹

(۳) اک گرم آہ کی تو ہزاروں کے گھر جلے — رکھتے ہیں عشق میں یہ اثر ہم جگر جلے — ص ۳۰۲

(۴) ہزاروں دل دیے جوشِ جنونِ عشق نے مجھ کو — سیہ ہوکر سویدا ہوگیا ہر قطرہ خوں تن میں — ص ۱۸۱

ہزبر[۱]: ہزبر پنجے سے لیتا ہے کام شانے کا — کبھی جو ہوتی ہے اُلجھی ہوئی دُمِ روباہ — ص ۲۷۷

ہستی[۲]: (۱) ہے گرفتاریِ نیرنگِ تماشا، ہستی — پرِ طاؤس سے دل پاے بہ زنجیر آیا — ص ۲۷

(۲) دو عالم کی ہستی پہ خطِ فنا کھینچ — دل و دستِ اربابِ ہمت سلامت — ص ۳۳

(۳) آہنگِ عدم نالہ بہ کہسار گرو ہے — ہستی میں نہیں شوخیِ ایجادِ صدا ہیچ — ص ۳۶

(۴) حیرت ہمہ اسرار، پہ مجبورِ خموشی — ہستی، نہیں جز بستنِ پیمانِ وفا، ہیچ — ص ۳۶

۱۔ ہزبر : ایک بار۔

۲۔ ہستی : اکسٹھ بار [مفرد: سترہ بار، مرکب: چوالیس بار]۔

(۵) تمثالِ ناز: جلوۂ نیرنگِ اعتبار	ہستی عدم ہے، آئنہ گر روبرو نہ ہو	ص ۶۸
(۶) ہستی: فریب نامۂ موجِ سراب ہے	یک عمر نازِ شوخیِ عنواں اٹھایئے	ص ۷۳
(۷) وحشت کہاں کہ بے خودی انشا کرے کوئی	ہستی کو لفظِ معنیِ عنقا کرے کوئی	ص ۸۷
(۸) محیطِ دہر میں بالیدن، از ہستی گزشتن ہے	کہ یہاں ہر یک حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے	ص ۹۸
(۹) فرصت آئینہ و پروازِ عدم تا ہستی	یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ ہے	ص ۱۰۹
(۱۰) عدم وحشت سراغ و ہستی آئینہ بندِ رنگینی	دماغِ دو جہاں پر سنبل و گل یک شبیخوں ہے	ص ۱۱۱
(۱۱) ہستی کا اعتبار بھی غم نے مٹا دیا	کس سے کہوں کہ داغ، جگر کا نشان ہے	ص ۲۰۳
(۱۲) ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسدؔ!	عالم تمام، حلقۂ دامِ خیال ہے	ص ۲۰۵
(۱۳) مری ہستی، فضائے حیرت آبادِ تمنا ہے	جسے کہتے ہیں نالہ، وہ اسی عالم کا عنقا ہے	ص ۲۲۰
(۱۴) اپنی ہستی ہی سے ہو، جو کچھ ہو	آگہی گر نہیں، غفلت ہی سہی	ص ۲۲۰
(۱۵) ہستی ہماری، اپنی فنا پر دلیل ہے	یہاں تک مٹے کہ آپ ہم اپنی قسم ہوئے	ص ۲۲۶
(۱۶) ہستی ہے نہ کچھ عدم ہے غالبؔ	آخر تو کیا ہے؟ اے نہیں ہے!	ص ۲۲۹
(۱۷)، (۱۸) عزت پہ اہلِ نام کی ہستی کی ہے بنا	عزت جہاں گئی، تو نہ ہستی رہی نہ نام	ص ۲۸۲
(۱۹) شکر سمجھو اسے یا کوئی شکایت سمجھو	اپنی ہستی سے ہوں بیزار، کہوں یا نہ کہوں	ص ۲۹۸

دیکھیے ـــــ: (۲۰) بزمِ ہستی۔ (۲۱) بہارِ فرصتِ ہستی۔ (۲۲) جامۂ ہستی۔ (۲۳) جنونِ وحشتِ ہستی۔ (۲۴) خرقۂ ہستی۔ (۲۵) خطِ پرکارِ ہستی۔ (۲۶) خونِ دو عالم ہستی۔ (۲۷) خود فروشی ہائے ہستی۔ (۲۸) داغِ حسرتِ ہستی۔ (۲۹) رازِ ہستی۔ (۳۰) رونقِ ہستی۔ (۳۱)، (۳۲) سازِ ہستی [دوبار]۔ (۳۳) سپند آہنگیِ ہستی۔ (۳۴) سرمنزلِ ہستی۔ (۳۵) سرنوشتِ کلفتِ ہستی۔ (۳۶) شرحِ ہنگامۂ ہستی۔ (۳۷) عالمِ ہستی۔ (۳۸) عشرت کوشیِ ہستی۔ (۳۹) غفلتِ ہستی۔ (۴۰) غشِ ہستی۔ (۴۱) فالِ ہستی۔ (۴۲) فرصتِ ہستی۔ (۴۳) فوتِ فرصتِ ہستی۔ (۴۴) فرصت آرامِ غمِ ہستی۔ (۴۵) فریبِ ہستی۔ (۴۶) قامتِ ہستی۔ (۴۷) قطعِ سفرِ ہستی۔ (۴۸) قیدِ ہستی۔ (۴۹) کارگاہِ ہستی۔ (۵۰) کاشانۂ ہستی۔ (۵۱) کشاکش ہائے ہستی۔ (۵۲) کلفت کشیِ ہستی۔ (۵۳)، (۵۴) موجِ ہستی [دوبار]۔ (۵۵) ناگزیرِ الفتِ ہستی۔ (۵۶) وحشتِ بے ربطیِ پیچ و خمِ ہستی۔ (۵۷) وہمِ طربِ ہستی۔

ہستیِ اشیا: جُز نام، نہیں صورتِ عالم مجھے منظور — جُز وہم، نہیں ہستیِ اشیا مرے آگے ص۲۴۸

ہستیِ شبنم: دیکھیے: سیلِ بنائے ہستیِ شبنم۔

ہستیِ مطلق: دیکھیے: شاہدِ ہستیِ مطلق۔

ہستی و عدم: دیکھیے: نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم۔

ہشت[1] بہشت: رام پور اہلِ نظر کی ہے نظر میں وہ شہر — کہ جہاں ہشت بہشت آ کے ہوئے ہیں باہم ص۲۶۵

ہشت و چار: دیکھیے: عاشقِ ہشت و چار۔

ہشیار[2]: دیکھا اسدؔ کو خلوت و جلوت میں بارہا — دیوانہ گر نہیں ہے تو ہشیار بھی نہیں ص۱۸۴

ہشیار تر: سادہ و پُرکار تر، غافل و ہشیار تر — مانگے ہے شمشاد سے شانۂ سنبل ہنوز ص۴۳

ہشیاری: دیکھیے: بے خودی و ہشیاری۔

ہفت[3] اختر: دیکھیے: مقصدِ چرخ و ہفت اختر۔

ہفت اقلیم: دیکھیے: صانعِ ہفت چرخ و ہفت اقلیم۔

ہفت چرخ: دیکھیے: صانعِ ہفت چرخ و ہفت اقلیم۔

ہفت دریا: دیکھیے: آبِ ہفت دریا۔

ہفتاد[4] و دو ملت: دیکھیے: دلِ وارستۂ ہفتاد و دو ملت بیزار۔

ہفتہ[5]: دیکھیے: سہ ہفتہ۔

ہلاک[6]: (۱) مستی، بہ ذوقِ غفلتِ ساقی ہلاک ہے — موجِ شراب، یک مژۂ خوابناک ہے ص۲۱۶

(۲) بہ ضربِ تیشہ وہ اِس واسطے ہلاک ہوا — کہ ضربِ تیشہ پہ رکھتا تھا کوہکن تکیہ ص۳۰۳

ہلاکِ حسرتِ پابوس: مشہدِ عاشق سے کوسوں تک جو اُگتی ہے حنا — کس قدر یارب ہلاکِ حسرتِ پابوس تھا! ص۱۵۳

ہلاکِ بے خبری: ہلاکِ بے خبری نغمۂ وجود و عدم — جہان و اہلِ جہاں سے جہاں جہاں فریاد ص۳۷

ہلاکِ فریبِ وفائے گل: ہے کس قدر ہلاکِ فریبِ وفائے گل — بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل ص۱۷۶

۱۔ ہشت : دو بار [مرکب]۔
۲۔ ہشیار : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
ہشیاری : ایک بار [مرکب]۔
۳۔ ہفت : تین بار [مرکب]۔
۴۔ ہفتاد : ایک بار [مرکب]۔
۵۔ ہفتہ : ایک بار [مرکب]۔
۶۔ ہلاک : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔

ہلاک نامہ بر: دیکھیے: دردِ ہلاک نامہ بر۔

ہلال[۱] (۱) اگر وہ آفتِ نظارہ جلوہ گستر ہو — ہلال، ناخنکِ دیدہ ہائے اختر ہو — ص ۹۷

(۲) ہلال آسا تہی رہ، گر کشادن ہائے دل چاہے — ہوا مہ کثرتِ سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر — ص ۴۰

(۳) ہر مہینے میں جو یہ بدر سے ہوتا ہے ہلال — آستاں پر ترے مہ ناصیہ سا ہوتا ہے — ص ۲۲۱

دیکھیے ____: (۴) آئینۂ طاقِ ہلال۔ (۵) اندازِ ہلال۔ (۶) پہلوے ہلال۔ (۷) گُلِ شاخِ ہلالِ عید۔

ہلالِ مہِ محرم: بہارِ تعزیتِ آبادِ عشق ماتم ہے — کہ تیغِ یار ہلالِ مہِ محرم ہے — ص ۱۰۲

ہلاہلِ[۲] حسرت: دیکھیے: خونابۂ ہلاہلِ حسرت۔

ہل من مزید[۳]: دیکھیے: مطربِ ترانۂ ہل من مزید۔

ہم[۴] دیکھیے: (۲) داغِ ربطِ ہم۔ (۳) ذوقِ گرفتاریِ ہم۔ (۴) رزقِ ہم۔

ہم آغوشی[۵]: (۱) غالبؔ! مجھے ہے اُس سے ہم آغوشی آرزو — جس کا خیال، ہے گلِ جیبِ قبائے گل — ص ۱۷۹

(۲) دیکھنا حالت مرے دل کی ہم آغوشی کے وقت — ہے نگاہِ آشنا تیرا سرِ ہر مو مجھے — ص ۲۰۹

(۳) دیکھیے: ہنگامِ ہم آغوشی۔

ہم پیشہ[۶]: ہم پیشہ و ہم مشرب و ہم راز ہے میرا — غالبؔ کو برا کیوں کہو، اچھا، مرے آگے — ص ۲۳۹

ہم چشم[۷]: نہ آفتاب، ولے آفتاب کا ہم چشم — نہ بادشاہ، ولے مرتبے میں ہمسرِ شاہ — ص ۲۷۷

ہم چشمیِ ساغر: دیکھیے: حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر۔

ہمدگر[۸] [باہدگر]: ہوگئے باہدگر جوشِ پریشانی سے جمع — گردشِ جامِ تمنا، دورِ گردوں ہے مجھے — ص ۱۰۰

(۲) باہدگر ہوئے ہیں دل و دیدہ پھر رقیب — نظارہ و خیال کا ساماں کیے ہوئے — ص ۲۲۵

(۳) خود پرستی سے رہے باہدگر ناآشنا — بے کسی میری شریک، آئینہ تیرا آشنا — ص ۱۹

۱۔ ہلال : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکب: پانچ بار]۔
۲۔ ہلاہل : ایک بار [مرکب]۔
۳۔ ہم من مزید: ایک بار [مرکب]۔
۴۔ ہم : تین بار [مرکب]۔
۵۔ ہم آغوشی : تین بار [مرکب: ایک بار]۔
۶۔ ہم پیشہ : ایک بار [مرکب]۔
۷۔ ہم چشم : ایک بار [مرکب]۔ ہم چشمی : ایک بار [مرکب]۔
۸۔ ہمدگر سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چھے بار]۔

(۴) جوہر آئینہ جُز رمزِ سرِ مژگاں نہیں — آشنا کی ہمدگر سمجھے ہے ایما آشنا — ص۱۹

دیکھیے ــــــــ: (۵) آئنہ دارِ ہمدگر۔ (۶) دلِ ہمدگر۔ (۷) سینہ ہائے ہمدگر۔

ہمدم[۱]: (۱) قفس میں مجھ سے رودادِ چمن کہتے نہ ڈر ہمدم! — گری ہے جس پہ کل بجلی، وہ میرا آشیاں کیوں ہو — ص۲۰۰

(۲) نہ کرتا کاش نالہ، مجھ کو کیا معلوم تھا ہمدم! — کہ ہوگا باعثِ افزائشِ دردِ دروں وہ بھی — ص۲۰۲

(۳) وفائے دلبراں ہے اتفاقی، ورنہ اے ہمدم! — اثر فریادِ دل ہائے حزیں کا کس نے دیکھا ہے — ص۲۲۰

(۴) وہ داد و دیدِ گراں مایہ شرط ہے ہمدم! — وگرنہ مُہرِ سلیمان و جامِ جم کیا ہے — ص۳۱۲

(۵) سمجھا تھا نبی نے اُن کو اپنا ہمدم — ہے ہے! نہ کہو بُرا، کسے بُرا کہتے ہیں؟ — ص۳۱۳

ہمدمی: نہیں گر ہمدمی آساں، نہ ہو، یہ رشک کیا کم ہے — نہ دی ہوتی خدایا! آرزوئے دوست، دشمن کو — ص۱۹۸

ہمدوشی[۲]: دیکھیے: تصور ہائے ہمدوشی۔

ہمدیگر[۳]: (۱) دیکھیے: شکوۂ سنجِ رشکِ ہمدیگر۔

(۲) دیکھیے: باطنِ ہمدیگر۔

ہمراز[۴]: دیکھیے: ہم پیشہ۔

ہمرنگِ تسلّی[۵]: بیتابیِ یادِ دوست ہمرنگِ تسلّی ہے — غافل! تپشِ مجنوں محمل کشِ لیلیٰ ہے — ص۱۱۳

ہمرہاں[۶]: دیکھیے: ستمِ ہمرہاں۔

ہمزباں[۷]: ہمزباں آیا نظر فکرِ سخن میں تو مجھے — مردمک ہے طوطیِ آئینۂ زانو مجھے — ص۷۸

(۲) تا کرے نہ غمّازی، کرلیا ہے دشمن کو — دوست کی شکایت میں ہم نے ہمزباں اپنا — ص۱۵۹

(۳) پاتا ہوں اُس سے داد کچھ اپنے کلام کی — روح القدس اگرچہ مرا ہمزباں نہیں — ص۱۸۸

(۴) رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو — ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہمزباں کوئی نہ ہو — ص۱۹۵

(۵) ہم سخن اور ہمزباں حضرت قاسم و طپاں — ایک طپش کا جانشیں، درد کا یادگار ایک — ص۲۹۶

۱۔ ہمدم : پانچ بار۔
ہمدمی : ایک بار۔
۲۔ ہمدوشی : ایک بار [مرکب]۔
۳۔ ہمدیگر : دو بار [مرکب]۔
۴۔ ہمراز : ایک بار [مرکب]۔
۵۔ ہمرنگ : ایک بار [مرکب]۔
۶۔ ہمرہاں : ایک بار [مرکب]۔
۷۔ ہمزباں : پانچ بار۔

ہمسایہ[1]: (۱) بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے | کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو ص۱۹۵

(۲) وہ آرہا مرے ہمسایے میں تو سایے سے | ہوئے فدا در و دیوار پر در و دیوار ص۱۶۷

(۳) دیکھیے: آتشِ ہمسایہ۔(۴) یک سرِ دو خانہ ہمسایہ۔

ہمسایۂ خدا: مسجد کے زیرِ سایہ اک گھر بنالیا ہے | یہ بندۂ کمینہ ہمسایۂ خدا ہے ص۳۱۴

ہم سخن[2]: (۱) ہم سخن تیشے نے فرہاد کو شیریں سے کیا | جس طرح کا بھی کسی میں ہو کمال، اچھا ہے ص۲۳۹

(۲) یہ رشک ہے کہ وہ ہوتا ہے ہم سخن تم سے | وگرنہ خوفِ بد آموزیِ عدو کیا ہے ص۲۳۱

(۳) دیکھیے: تحتِ ہمزباں [نمبر ۴]۔ [ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہمزباں کوئی نہ ہو]۔

(۴) دیکھیے: تحتِ ہمزباں [نمبر ۵]۔ [ہم سخن اور ہمزباں حضرت قاسم و طپاں]۔

ہمسر[3] شاہ: نہ آفتاب، ولے آفتاب کا ہم چشم | نہ بادشاہ، ولے مرتبے میں ہمسرِ شاہ ص۲۷۷

ہمسری: دود میرا، سنبلستاں سے کرے ہے ہمسری | بس کہ ذوقِ آتشِ گل سے سراپا جل گیا ص۲۰

ہمسفر[4]: قیامت ہے کہ ہووے مدّعی کا ہمسفر، غالبؔ! | وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے ص۲۲۵

(۲) لازم نہیں کہ خضر کی ہم پیروی کریں | جانا کہ اک بزرگ ہمیں ہمسفر ملے ص۲۳۷

ہم سنگ[5] کفِ خاک: میں جو گردوں کو بہ میزانِ طبیعت تولا | تھا یہ کم وزن کہ ہم سنگِ کفِ خاک چڑھا ص۳۲۵

ہم طرحی[6]: دیکھیے: (۱) بے قرار داغ ہم طرحی۔ (۲) رشکِ ہم طرحی۔

ہم فتنہ[7]: دیکھیے: سرِ ہم فتنہ۔

ہم کلامی[8]: دیکھیے: دعوائے ہم کلامی۔

ہم مشرب[9]: دیکھیے: تحت ''ہم پیشہ'' [ہم پیشہ و ہم مشرب و ہمراز ہے میرا]۔

ہمنائی[10] چشمِ خوباں: دیکھیے: نازشِ ہم نائیِ چشمِ خوباں۔

۱۔ ہمسایہ : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکب: تین بار]۔
۲۔ ہم سخن : چار بار۔
۳۔ ہمسر : ایک بار [مرکب]۔ ہمسری : ایک بار۔
۴۔ ہمسفر : دو بار۔
۵۔ ہم سنگ : ایک بار [مرکب]۔
۶۔ ہم طرحی : ایک بار [مرکب]۔
۷۔ ہم فتنہ : ایک بار [مرکب]۔
۸۔ ہم کلامی : ایک بار [مرکب]۔
۹۔ ہم مشرب : ایک بار [مرکب]۔
۱۰۔ ہمنائی : ایک بار [مرکب]۔

همنشیں[1]: (۱) وہ بات چاہتے ہو کہ جو بات چاہیے — صاحب کے ہم نشیں کو کرامات چاہیے — ص ۱۱۶

قلقے کا جو ذکر کیا تو نے ہمنشیں! — اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے! — ص ۱۲۳

(۳) ہمنشیں! مت کہہ کہ برہم کر نہ بزمِ عیشِ دوست — وھاں تو میرے نالے کو بھی اعتبارِ نغمہ ہے — ص ۲۱۴

(۴) ہمنشیں تارے ہیں اور چاند شہاب الدیں خاں — بزمِ شادی ہے فلک، کاہکشاں ہے سہرا! — ص ۲۸۸

همنشینیِ رقیباں: ہمنشینیِ رقیباں گرچہ ہے سامانِ رشک — لیکن اُس سے ناگوارا تر ہے بدنامی تری — ص ۹۳

ہم نفسِ[2] یک دیگر: وصلِ آئینہ رُخاں ہم نفسِ یک دیگر — ہیں دعا ہائے سحر گاہ سے خواہاں گل و صبح — ص ۳۷

ہم نفسوں: کی ہم نفسوں نے اثرِ گریہ میں تقریر — اچھے رہے آپ اُس سے، مگر مجھ کو ڈبو آئے — ص ۲۳۸

ہُما[3]: سایہ اُس کا، ہُما کا سایہ ہے — خلق پر وہ خدا کا سایہ ہے — ص ۱۳۱

دیکھیے ــــــ: (۲) بالِ ہُما۔ (۳) داغ سایۂ بالِ ہُما۔ (۴) وبالِ سایۂ بالِ ہُما۔ (۵) یک بیاباں سایۂ بالِ ہُما۔

ہمایوں[4]: (۱) دیکھیے: باغِ ہمایونِ تقدس آثار۔

ہمت[5]: جوابِ سنگ دلی ہائے دشمناں، ہمت — ز دستِ شیشۂ دل ہائے دوستاں فریاد! — ص ۳۷

دیکھیے ــــــ: (۲) اندازۂ ہمت۔ (۳) اہلِ ہمت۔ (۴) توسنِ ہمت۔ (۵) دل و دستِ اربابِ ہمت۔ (۶) عجزِ ہمت۔ (۷) تنگیِ ہمت۔ (۸) ہنگامۂ زبونیِ ہمت۔

ہمتِ باطل: دیکھیے: تنگیِ ہمتِ باطل۔

ہمتِ دشوار پسند: تھی نو آموزِ فنا ہمتِ دشوار پسند — سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا — ص ۱۳۲

ہمتِ صدعارف: دیکھیے: رفعتِ ہمتِ صدعارف۔

ہمتِ عالی: نسیہ و نقدِ دو عالم کی حقیقت معلوم — لے لیا مجھ سے مری ہمتِ عالی نے مجھے — ص ۲۲۲

ہمتِ مردانہ: دیکھیے: وبالِ تکیہ گاہِ ہمتِ مردانہ۔

ہمتِ نشوونما: ہمتِ نشو و نما میں یہ بلندی ہے کہ سرو — پہ قمری سے کرے صیقلِ تیغ کہسار — ص ۳

---

[1] ہمنشیں : چار بار۔
ہمنشینی : ایک بار [مرکب]۔
[2] ہم نفس : ایک بار [مرکب]۔ ہم نفسوں : ایک بار۔
[3] ہُما : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔
[4] ہمایوں : ایک بار [مرکب]۔
[5] ہمت : چودہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تیرہ بار]۔

ہموار[1]:	زنّار باندھ، سبحۂ صد دانہ توڑ ڈال	رہ رو چلے ہے راہ کو ہموار دیکھ کر	ص۱۶۹
ہمہ[2]:	(۱) کوہ و صحرا ہمہ، معموریِ شوقِ بلبل	راہِ خوابیدہ، ہوئی خندۂ گل سے بیدار	ص۱۳۲
	(۲،۳) نقشِ معنی ہمہ، خمیازۂ عرضِ صورت	سخنِ حق ہمہ، پیمانۂ ذوقِ تحسیں	ص۱۳۲
	(۴) گرچہ ہے کس کس برائی سے، و لے باایں ہمہ	ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اُس محفل میں ہے	ص۲۳۱
ہمہ اسرار:	حیرت ہمہ اسرار، پہ مجبورِ خموشی	ہستی، نہیں جُز بستنِ پیمانِ وفا، ہیچ	ص۳۶
ہمہ اُفتادگی:	داد از دستِ جفائے صدمۂ ضرب المثل	گر ہمہ اُفتادگی جوں نقشِ پا ہوجایئے	ص۸۸
ہمہ افسردن:	دیدن: ہمہ بالیدن، کردن ہمہ افسردن	خوش تر زِ گل و غنچہ چشم و دلِ ساقی ہے	ص۱۱۳
ہمہ بالیدن:	دیکھیے: ہمہ افسردن۔		
ہمہ بدگمانی:	ہمہ ناامیدی، ہمہ بدگمانی	میں دل ہوں فریبِ وفا خوردگاں کا	ص۱۳۸
ہمہ ناامیدی:	دیکھیے: ہمہ بدگمانی۔		
ہمہ بیتابِ تردّد شکنی:	کوشش، ہمہ بیتابِ تردّد شکنی ہے	صد جُنبشِ دل، یک مژہ برہم زدنی ہے	ص۱۱۰
ہمہ بے مدّعائی:	از دلِ ہر درد مندے جوشِ بیتابی زدن	اے ہمہ بے مدّعائی یک دُعا ہوجایئے	ص۳۵۲
ہمہ تنگی:	پرواز تپش رنگی، گلزار ہمہ تنگی	خوں ہو قفسِ دل میں اے ذوقِ پرافشانی!	ص۱۰۹
ہمہ حیرت:	میں ہمہ حیرت، جنوں بیتابِ دورانِ خمار	مردمِ چشمِ تقاضا نقطۂ پرکارِ باغ	ص۳۸
ہمہ خوابِ گراں:	غفلتِ افسردگی تہمتِ تمکیں نہ ہو	اے ہمہ خوابِ گراں! حوصلہ بدنام ہے	ص۹۹
ہمہ دست:	آئینہ و شانہ ہمہ دست و ہمہ زانو	اے حُسن! مگر حسرتِ پیماں شکنی ہے!	ص۱۱۱
ہمہ زانو:	دیکھیے: ہمہ دست۔		
ہمہ ذوقِ قصہ خوانی:	بہ فراقِ رفتہ یاراں، خط و حرف مو پریشاں	دلِ غافل از حقیقت ہمہ ذوقِ قصہ خوانی	ص۹
ہمہ نادانی:	بستنِ عہدِ محبت ہمہ نادانی تھا	چشمِ نکشودہ رہا عقدۂ پیماں مجھ سے	ص۸۳
ہمہ نقصاں:	الفتِ زر ہمہ نقصاں ہے کہ آخر قارُوں	زیرِ بارِ غمِ دام و درم چند رہا	ص۳۳۶

۱۔ ہموار : ایک بار۔

۲۔ ہمہ : اکیس بار [مرتب]۔

همہ یک نفس تپش: همہ یک نفس تپش سے تب وتابِ ہجر مت پوچھ — کہ ستم کشِ جنوں ہوں نہ بقدرِ زندگانی ص ۱۰

ہمیشہ[۱]: (۱) نہیں ہے باز گشتِ سیلِ غیر از جانبِ دریا — ہمیشہ دیدۂ گریاں کو آبِ رفتہ در جو تھا ص ۲۲

(۲) ہمیشہ مجھ کو طفلی میں بھی مشقِ تیرہ روزی تھی — سیاہی ہے مرے ایام میں لوحِ دبستاں کی ص ۷۶

(۳) اسدؔ ہمیشہ پئے کفشِ پائے سیم تناں — شعاعِ مہر سے کرتا ہے چرخ زردوزی ص ۱۰۰

(۴) خانہ زاد اور مرید اور مدّاح — تھا ہمیشہ سے یہ عریضہ نگار ص ۱۲۶

(۵) نظر میں کھٹکے ہے بن تیرے گھر کی آبادی — ہمیشہ روتے ہیں ہم، دیکھ کر در و دیوار ص ۱۶۷

(۶) آئے ہو کل اور آج ہی کہتے ہو کہ جاؤں؟ — مانا کہ ہمیشہ نہیں، اچھا کوئی دن اور ص ۱۷۰

(۷) یعنی بہ حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات — عارف ہمیشہ مستِ مئِ ذات چاہیے ص ۲۲۰

(۸) قسم جنازے پہ آنے کی میرے کھاتے ہیں غالبؔ! — ہمیشہ کھاتے تھے جو میری جان کی قسم آگے ص ۲۲۸

(۹) نام منکوؔ جن کا ہے مشہور — یہ ہمیشہ بہ صد نشاط و سُرور ص ۲۷۶

ہمیشہ بہار: دیکھیے: گلشنِ ہمیشہ بہار۔

ہنجار[۲]: میری تنخواہ جو مقرر ہے — اُس کے ملنے کا ہے عجب ہنجار ص ۱۲۶

ہندؔ[۳]: (۱) ہے اصلِ تخم ہندؔ سے، اور اِس زمین سے — پھیلا ہے سب جہان میں یہ میوہ دور دور ص ۲۶۳

(۲) ہندؔ میں اہلِ تسنن کی ہیں دو سلطنتیں ص ۲۶۵

(۳) ہندؔ میں اسدؔ نالاں، نالہ در صفاہاں ہے ص ۳۵۳

(۴) دیکھیے: بیضۂ طوطیِ ہندؔ۔

ہندؔ و سندؔ: دیکھیے: اقلیمِ ہندؔ و سندؔ۔

ہندسہ[۴]: (۱) اور پھر ہندسہ تھا بارہ کا — با ہزاراں ہزار زیبائی ص ۲۶۳

(۲) ہند سے پہلے سات سات کے دو — دیے ناگاہ مجھ کو دکھلائی ص ۲۶۳

---

۱ ہمیشہ : دس بار [مفرد: نو بار، مرکب: ایک بار]۔
۲ ہنجار : ایک بار۔
۳ ہندؔ : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔
۴ ہندسہ : دو بار۔

ہندوستان[۱]: ہندوستاں سایۂ گل، پاے تخت تھا — جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بتاں نہ پوچھ — ص ۷۰

(۲) ہندوستان کی بھی عجب سرزمین ہے — جس میں وفا و مہر و محبت کا ہے وفور — ص ۲۶۳

(۳) دیکھیے: فرماں روائے کشورِ ہندوستان۔

ہنر[۲]: ہنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں — کہ جوہر آئنے کا، ہر پلک ہے چشمِ حیراں کی — ص ۷۶

(۲) ہم کہاں کے دانا تھے؟ کس ہنر میں یکتا تھے؟ — بے سبب ہوا غالبؔ! دشمن آسماں اپنا — ص ۱۵۹

دیکھیے ــــــ: (۳) بہاے متاعِ ہنر۔ (۴) عرضِ ہنر۔ (۵) فضائلِ علم و ہنر۔ (۶) متاعِ ہنر۔

ہنرمندی: عیب کا دریافت کرنا، ہے ہنرمندی اسدؔ! — نقص پر اپنے ہوا جو مطلع، کامل ہوا — ص ۲۹

ہنسی[۳]: (۱) دے وہ جس قدر ذلت، ہم ہنسی میں ٹالیں گے — بارے، آشنا نکلا اُن کا پاسباں، اپنا — ص ۱۵۹

(۲) آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی — اب کسی بات پر نہیں آتی — ص ۲۳۷

ہنگام[۴] انتظارِ قدومِ بتاں: ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں اسدؔ! — ہے بر سرِ مژہ نگراں دیدبانِ اشک — ص ۵۰

ہنگامِ بےخودی: سر، پاے خُم پہ چاہیے ہنگامِ بے خودی — رو سوے قبلہ وقتِ مناجات چاہیے — ص ۲۲۰

ہنگامِ تصور: ہنگامِ تصور دریوزہ گرِ بوسہ — یہ کاسۂ زانو بھی اک جامِ گدائی ہے — ص ۸۰

(۲) بہ ہنگامِ تصور ہوں ساغرِ زانو سے پیتا ہوں — مَیِ کیفیتِ خمیازہ ہاے صبح آغوشاں — ص ۲۲۹

ہنگامِ سماع: شمع سے ہے بزم انگشتِ تحیّر در دہن — شعلۂ آوازِ خوباں پر بہ ہنگامِ سماع — ص ۴۷

ہنگامِ شب: صافیِ رخ سے ترے ہنگامِ شب — عکسِ داغِ مہ، ہوا عارض پہ خال — ص ۵۱

ہنگامِ قتل: آشیاں بندِ بہارِ عیش ہوں ہنگامِ قتل — یعاں پہ پروازِ رنگِ رفتہ، بالِ تیر ہے — ص ۹۵

ہنگامِ کمال: حُسنِ مہ گرچہ بہ ہنگامِ کمال اچھا ہے — اُس سے میرا مہِ خرشید جمال اچھا ہے — ص ۲۳۹

ہنگامِ وداع: دامنِ گردوں میں رہ جاتا ہے ہنگامِ وداع — گوہرِ شب تاب، اشکِ دیدۂ خرشید ہے — ص ۱۰۳

ہنگامِ ہم آغوشی: اسدؔ! جاں نذرِ الطافے کہ ہنگامِ ہم آغوشی — زبانِ ہر سرِ مو حالِ دل پُرسیدنی جانے — ص ۱۱۵

۱۔ ہندوستان : تین بار [مفرد: دو بار، مرکّب: ایک بار]۔
۲۔ ہنر : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چار بار]۔
ہنرمندی : ایک بار۔
۳۔ ہنسی : دو بار۔
۴۔ ہنگام : دس بار [مرکّب]۔

ہنگامہ[۱]: (۱) بازیِ خور فریب ہے اہلِ نظر کا ذوق ہنگامہ، گرمِ حیرتِ بود و نبود تھا ص ۱۲
(۲) گرچہ تو وہ ہے کہ ہنگامہ اگر گرم کرے رونقِ بزمِ مہ و مہر تری ذات سے ہے ص ۱۲۸
(۳) ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی ص ۲۰۹
(۴) جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود پھر یہ ہنگامہ اے خدا! کیا ہے؟ ص ۲۳۸
(۵) دو رات میں تمام ہے ہنگامہ ماہ کا حضرت کا عزّ و جاہ رہے گا علی الدّوام ص ۲۸۲
(۶) یہ رات بھر کا ہے ہنگامہ، صبح ہوتے تک رکھو نہ شمع پر اے اہلِ انجمن! تکیہ ص ۳۰۳
(۷) دیکھیے: باوجودِ یک جہاں ہنگامہ۔

ہنگامہ آرا: اپنی، رُسوائی میں کیا چلتی ہے سعی یار ہی ہنگامہ آرا چاہیے ص ۲۲۳

ہنگامۂ زبونیِ ہمت: ہنگامۂ زبونیِ ہمت ہے انفعال حاصل نہ کیجیے دہر سے، عبرت ہی کیوں نہ ہو ص ۱۹۳

ہنگامۂ محفل: دیکھیے: برہم زنِ ہنگامۂ محفل۔

ہنگامۂ ہستی: دیکھیے: شرحِ ہنگامۂ ہستی۔

ہنگامۂ یارب: یاد ہے شادی میں بھی ہنگامۂ یارب، مجھے سبحۂ زاہد ہوا ہے خندہ زیرِ لب مجھے ص ۲۱۳

ہَوا[۲]: [۱] ہَوا نے ابر سے کی موسمِ گل میں نمد بافی کہ تھا آئینۂ خور پر تصوّرِ زنگ بستن کا ص ۲۷
(۲) برہم ہے بزمِ غنچہ بہ یک جنبشِ نشاط کاشانہ بس کہ تنگ ہے، غافل! ہَوا نہ مانگ ص ۵۰
(۳) حیرت اگر خرام ہے، کارِ نگہ تمام ہے گر کفِ دست بام ہے، آئنے کو ہَوا سمجھ ص ۷۳
(۴) ضعف سے گریہ مبدّل بہ دمِ سرد ہوا باور آیا ہمیں پانی کا ہَوا ہوجانا ص ۱۵۶
(۵) پوچھ مت وجہِ سیہ مستیِ اربابِ چمن سایۂ تاک میں ہوتی ہے ہَوا موجِ شراب ص ۱۹۳
(۶) مجھ سے کہا جو یار نے جاتے ہیں ہوش کس طرح؟ دیکھ کے میری بےخودی، چلنے لگی ہَوا کہ یوں ص ۱۷۸
(۷) تیرے توسن کو صبا باندھتے ہیں ہم بھی مضموں کی ہَوا باندھتے ہیں ص ۱۸۱

۱۔ ہنگامہ : بارہ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: چھے بار]۔
۲۔ ہَوا [۲،۱] : چھیالیس بار [مفرد: ستّرہ بار، مرکب: انتیس بار]۔

ہواخواہ : ایک بار۔ ہواخواہی : ایک بار۔
ہواداروں : ایک بار۔

(۸) آہ کا کس نے اثر دیکھا ہے!	ہم بھی ایک اپنی ہوا باندھتے ہیں	ص ۱۸۱
(۹) گر غبار ہوئے پر ہوا اُڑا لے جائے	وگرنہ تاب و تواں بال و پر میں خاک نہیں	ص ۱۸۳
(۱۰) اک شرر دل میں ہے، اُس سے کوئی گھبرائے گا کیا	آگ مطلوب ہے ہم کو، جو ہوا کہتے ہیں	ص ۱۸۸
(۱۱) نہ پوچھ سینۂ عاشق سے آبِ تیغِ نگاہ	کہ زخمِ روزنِ در سے ہوا نکلتی ہے	ص ۲۱۸
(۱۲) اُڑتی پھرے ہے خاک مری کوے یار میں	بارے، اب اے ہوا! ہوسِ بال و پر گئی	ص ۲۳۳
(۱۳) سبزہ و گل کہاں سے آئے ہیں؟	ابر کیا چیز ہے؟ ہوا کیا ہے؟	ص ۲۳۸
(۱۴) ہے ہوا میں شراب کی تاثیر	بادہ نوشی ہے بادپیمائی	ص ۲۵۱
(۱۵) بھوکے نہیں ہیں سیرِ گلستاں کے ہم، ولے	کیوں کر نہ کھائیے کہ ہوا ہے بہار کی	ص ۲۵۱
(۱۶) انھیں کی سالگرہ کے لیے بناتا ہے	ہوا میں بوند کو ابرِ تگرگ بار، گرہ	ص ۲۷۹
(۱۷) اُس شعلے نے گلگوں کو جو گلشن میں کیا گرم	پھولوں کو ہوئی بادِ بہاری وہ ہوا گرم	ص ۳۳۸

دیکھیے: (۱۸) پردۂ ہوا۔ (۱۹) پیمانۂ ہوا۔ (۲۰) خوبیِ ہوا۔ (۲۱) سوارِ ہوا۔ (۲۲) طوفانِ ہوا۔ (۲۳، ۲۴)
فیضِ ہوا [دوبار]۔ (۲۵) لطفِ ہوا۔ (۲۶) یک بام و صد ہوا۔ [مزید دیکھیے: آب و ہوا]۔

ہوا خواہ:	کیا شمع کے نہیں ہیں ہوا خواہ اہلِ بزم	ہو غم ہی جاں گداز تو غم خوار کیا کریں!	ص ۱۹۱
ہوا خواہی:	نسیمِ مصر کو کیا پیرِ کنعاں کی ہوا خواہی	اُسے یوسف کی بوے پیرہن کی آزمائش ہے	ص ۲۲۳
ہواداروں:	پھر وہ سوے چمن آتا ہے خدا خیر کرے!	رنگ اُڑتا ہے گلستاں کے ہواداروں کا	ص ۲۸
ہواے بام:	ہے نفَس پروردہ گلشن کس ہواے بام کا	طوقِ قمری میں ہے سرو باغ، ریحانِ سفال	ص ۵۲
ہواے پرفشانی:	ہواے پرفشانی برقِ خرمن ہاے خاطر ہے	بہ بالِ شعلۂ بیتاب ہے پروانہ زار آتش	ص ۶۷
ہواے تند:	بجز پروازِ شوقِ ناز، کیا باقی رہا ہوگا!	قیامت اک، ہواے تند ہے خاکِ شہیداں پر	ص ۱۶۷
ہواے جلوۂ ناز:	ہر ایک ذرۂ عاشق ہے آفتاب پرست	گئی نہ خاک ہوئے پر ہواے جلوۂ ناز	ص ۱۶۲
ہواے چمن:	بیگانۂ وفا ہے ہواے چمن ہنوز	وہ سبزہ سنگ پر نہ اُگا کوہکن ہنوز	ص ۳۲
ہواے چمنِ جلوہ:	بہ ہواے چمنِ جلوہ ہے طاؤس پرست	باندھے ہے پیرِ فلک موجِ شفق سے زُنّار	ص ۳

ہوائے چمن نشو و نما: دیکھیے: فیضِ ہوائے چمن نشو و نما۔

ہوائے خرامِ ناز: دل، ہوائے خرامِ ناز سے پھر محشرستانِ بے قراری ہے ص ۲۲۳

ہوائے دل: دیکھیے: تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل۔

ہوائے دلبراں: میں کہا: اے دل! ہوائے دلبراں بس کہ تیرے حق میں رکھتی ہے زیاں ص ۲۶۶

ہوائے دیدار: شکلِ طاؤس کرے آئنہ خانہ پرواز ذوق میں جلوے کے تیرے بہ ہوائے دیدار ص ۱۳۳

ہوائے سرِ رہگزار: دیکھیے: جاں دادۂ ہوائے سرِ رہگزار۔

ہوائے سیرِ گل: ہوائے سیرِ گل آئینۂ بے مہریِ قاتل کہ اندازِ بہ خوں غلطیدنِ بسمل پسند آیا ص ۱۳۳

ہوائے صبح: ہوائے صبح یک عالم گریباں چاکیِ گل ہے دہانِ زخم پیدا کر، اگر کھاتا ہے غم میرا ص ۱۶

ہوائے صیقل: دیکھیے: اعجازِ ہوائے صیقل۔

ہوائے کامرانی: اگر آرزو ہے راحت تو عبث بہ خوں تپیدن کہ خیال ہو تعب کش بہ ہوائے کامرانی ص ۱۰

ہوائے کشتِ وفا: دل سے ہوائے کشتِ وفا مٹ گئی کہ واں حاصل، سوائے حسرتِ حاصل نہیں رہا ص ۱۵۳

ہوائے گفتار: پشتِ لبِ تبسمِ خط کھینچے ہے بیجا، یعنی سبز ہے موجِ تبسم بہ ہوائے گفتار ص ۳

ہوائے گل: (۱) دیکھیے: دل بے ہوائے گل۔ (۲) حلقۂ دامِ ہوائے گل۔

ہوائے گلشن: دیوانگی اسدؔ کی حسرت کشِ طرب ہے سر میں ہوائے گلشن، دل میں غبارِ صحرا ص ۲۶

ہوائے یک نگہِ گرم: جاں، در ہوائے یک نگہِ گرم ہے اسدؔ پروانہ ہے وکیل ترے داد خواہ کا ص ۱۳۹

ہوس[1]: (۱) شر و شورِ آرزو سے تب و تابِ عجز بہتر نہ کرے اگر ہوس پر غمِ بے دلی گرانی ص ۱۰

(۲) بہ ہوس دردِ سرِ اہلِ سلامت تا چند؟ مشکلِ عشق ہوں، مطلب نہیں آساں میرا ص ۲۱

(۳) ہے ہوس محمل بہ دوشِ شوخیِ ساقیِ مست نشۂ مے کے تصور میں نگہبانی عبث ص ۳۳

(۴) شوقِ عناں گسل اگر درپئے جنوں ہوس کرے جادۂ سیرِ دو جہاں یک مژہ خوابِ پا سمجھ ص ۴۲

(۵) اے ہوس! عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی نہ مانگ جوں پرِ طاؤس یکسر داغِ مشک اندودہ ہے ص ۱۰۳

۱۔ ہوس : چوّن بار [مفرد: نو بار، مرکب: پینتالیس بار]۔ ہوس ہا : ایک بار [مرکب]۔

(۶) ہوں خلوتِ فسردگیِ انتظار میں ‏ ‏ وہ بے دماغ، جس کو ہوس بھی تپاک ہے ‏ ‏ ص۱۱۰

(۷) گر نہیں نکہتِ گل کو ترے کوچے کی ہوس ‏ ‏ کیوں ہے گردِ رہِ جولانِ صبا ہو جانا ‏ ‏ ص۱۵۶

(۸) ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا! ‏ ‏ نہ ہو مرنا تو جینے کا مزا کیا! ‏ ‏ ص۱۵۷

(۹) فروغِ شعلۂ خس یک نفَس ہے ‏ ‏ ہوس کو پاسِ ناموسِ وفا کیا! ‏ ‏ ص۱۵۷

(۱۰) مانگے ہے پھر کسی کو لبِ بام پر ہوس ‏ ‏ زلفِ سیاہ رُخ پہ پریشاں کیے ہوئے ‏ ‏ ص۲۲۶

دیکھیے ــــــ: (۱۱) آفتِ جولانِ ہوس۔ (۱۲) ادیبِ یاوگی ہاے ہوس۔ (۱۳) امتحانِ ہوس۔ (۱۴)، (۱۵) اہلِ ہوس [دوبار]۔ (۱۶) باعثِ نومیدیِ اربابِ ہوس۔ (۱۷) بالاے ہوس۔ (۱۸) بندِ ہوس۔ (۱۹) پاے ہوس۔ (۲۰) پیچ وتابِ ہوس۔ (۲۱) تسکینِ ہوس۔ (۲۲) تکلیفِ ہوس۔ (۲۳) جولانِ ہوس۔ (۲۴) چراغانِ ہوس۔ (۲۵) خرمن سوزِ اسبابِ ہوس۔ (۲۶)، (۲۷) دامِ ہوس [دوبار]۔ (۲۸) دستِ ہوس۔ (۲۹) سینۂ اہلِ ہوس۔ (۳۰) شغلِ ہوس۔ (۳۱) صحراے ہوس۔ (۳۲) فرسودنِ پاے ہوس۔ (۳۳) کنارِ ہوس۔ (۳۴) گرفتارِ ہوس۔ (۳۵) میدانِ ہوس۔ (۳۶) یک جہاں قماشِ ہوس۔

ہوسِ آرمیدگی: روتا ہوں بس کہ در ہوسِ آرمیدگی ‏ ‏ جوں گوہر اشک کو ہے فراشِ چکیدگی ‏ ‏ ص۲۵۳

ہوسِ بال و پر: اُڑتی پھرے ہے خاک مری کوے یار میں ‏ ‏ بارے، اب اے ہَوا! ہوسِ بال و پر گئی ‏ ‏ ص۲۳۳

ہوس پیشہ: غیر کی مرگ کا غم کس لیے اے غیرتِ ماہ! ‏ ‏ ہیں ہوس پیشہ بہت، وہ نہ ہوا اور سہی ‏ ‏ ص۳۱۱

ہوسِ خانماں: جس جا کہ پاے سیلِ بلا درمیاں نہیں ‏ ‏ دیوانگاں کو وھاں ہوسِ خانماں نہیں ‏ ‏ ص۵۷

ہوسِ زر: غارت گرِ ناموس نہ ہو گر ہوسِ زر ‏ ‏ کیوں شاہدِ گل باغ سے بازار میں آوے ‏ ‏ ص۲۳۳

ہوسِ سیرِ لالہ زار: بے چشمِ دل نہ کر ہوسِ سیرِ لالہ زار ‏ ‏ یعنی یہ ہر ورق، ورقِ انتخاب ہے ‏ ‏ ص۷۶

ہوسِ سیر و تماشا: لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کھلتا، یعنی ‏ ‏ ہوسِ سیر و تماشا، سو وہ کم ہے ہم کو ‏ ‏ ص۱۹۵

ہوسِ شعلہ: شعلے سے نہ ہوتی، ہوسِ شعلہ نے جو کی ‏ ‏ جی کس قدر افسردگیِ دل پہ جلا ہے ‏ ‏ ص۲۱۸

ہوسِ صد قدح شراب: ہے تاک میں سَلَم ہوسِ صد قدح شراب ‏ ‏ تسبیحِ زاہداں بہ کفِ مدعا گرو ‏ ‏ ص۲۹

ہوسِ غزل سرائی: مجھے انبعاشِ غم نے پئے عرضِ حال بخشی ‏ ‏ ہوسِ غزل سرائی، تپشِ فسانہ خوانی ‏ ‏ ص۱۰

ہوسِ فروختن ہا: ہوسِ فروختن ہا تب و تابِ سوختن ہا — سرِ شمع نقشِ پا ہے بہ سپاسِ ناتوانی ص۱۰

ہوس گستاخ مطلب: جفاشوخ وہوس گستاخ مطلب، ہے، مگر عاشق — نفس در قالبِ خشتِ لحد دُزدیدنی جانے ص۱۱۵

ہوس گستاخیِ آئینہ: ہوس گستاخیِ آئینہ تکلیفِ نظر بازی — بہ جَیبِ آرزو پنہاں ہے حاصل دل رُبائی کا ص۱۶

ہوسِ گل: ہوسِ گل کا تصور میں بھی کھٹکا نہ رہا — عجب آرام دیا بے پر و بالی نے مجھے ص۲۲۲

(۲) دیکھیے: عرضِ فسونِ ہوسِ گل۔

ہوسِ نائے ونوش: اے تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل! — زنہار! اگر تمھیں ہوسِ نائے و نوش ہے ص۲۳۰

ہوسِ وعدہ: اے تسلی! ہوسِ وعدہ فریب افسوں ہے — ورنہ کیا ہو نہ سکے نالہ بہ ساماں مجھ سے ص۸۳

ہوس ہائے جہاں: چوں کہ بالائے ہوس پر ہر قبا کوتاہ ہے — بر ہوس ہائے جہاں دامن فشانی مفت ہے ص۱۱۴

ہوسِ یار: گنجائشِ عداوتِ اغیار یک طرف — یھاں دل میں ضعف سے ہوسِ یار بھی نہیں ص۱۸۴

ہوش[1]: ہوش اے ہرزہ درا! تہمتِ بیدردی چند؟ — نالہ در گروِ تمنائے اثر پنہاں ہے ص۱۱۰

(۲) ہوش اُڑتے ہیں مرے جلوۂ گل دیکھ اسدؔ! — پھر ہوا وقت کہ ہو بال کُشا موجِ شراب ص۱۹۳

(۳) مجھ سے کہا جو یار نے: جاتے ہیں ہوش کس طرح؟ — دیکھ کے میری بے خودی، چلنے لگی ہوا کہ یوں ص۱۷۸

(۴) عمر بھر ہوش نہ یک جا ہوئے میرے، کہ اسدؔ — میں پرستندۂ روئے صنمِ چند رہا ص۴۴۶

دیکھیے ——: (۵) اجازتِ تسلیم ہوش۔ (۶) دہزنِ تمکین وہوش۔ (۷) وداعِ ہوش۔

ہوشیار[2]: خواب و بیداری پہ کب ہے آدمی کو اختیار — مثلِ زخم آنکھوں کو سی دیتا جو ہوتا ہوشیار ص۲۹۰

ہوشیاری: حریفِ جوششِ دریا نہیں خودداریِ ساحل — جہاں ساقی ہو تو، باطل ہے دعویٰ ہوشیاری کا ص۱۳۸

ہَولِ[3] دل: وھاں اُس کو ہولِ دل ہے تو یھاں میں ہوں شرمسار — یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو ص۱۹۵

ہولی[4]: سو اِس اکیس دن میں ہولی کی — جا بجا مجلسیں ہوئیں رنگیں ص۲۸۰

ہیچ[5]: [سات بار بہ طور ردیف، ص۳۶]:

۱ـ ہوش : سات بار [مفرد: چار بار، مرکب: تین بار]۔
۲ـ ہوشیار : ایک بار۔
ہوشیاری : ایک بار۔
۳ـ ہول : ایک بار [مرکب]۔
۴ـ ہولی : ایک بار۔
۵ـ ہیچ : سات بار۔

(۱)، (۲) قطعِ سفرِ ہستی و آرامِ فنا ہیچ | رفتار نہیں بیش تر از لغزشِ پا ہیچ
(۳) حیرت ہمہ اسرار، پہ مجبورِ خموشی | ہستی نہیں جز بستنِ پیمانِ وفا، ہیچ
(۴) تمثالِ گداز آئنہ، ہے عبرتِ بینش | نظارہ تحیر، چمنستانِ بقا ہیچ
(۵) گلزارِ دمیدن، شررستانِ رمیدن | فرصت تپش و حوصلۂ نشوونما ہیچ
(۶) آہنگِ عدم نالہ بہ کہسار گرو ہے | ہستی میں نہیں شوخیِ ایجادِ صدا ہیچ
(۷) کس بات پہ مغرور ہے اے عجزِ تمنا! | سامانِ دعا وحشت و تاثیرِ دعا ہیچ

ہیچ کسی[۱]: دیکھیے: بساطِ ہیچ کسی۔

ہیچ مدانی[۲]: دہن اُس کا جو نہ معلوم ہوا | کھل گئی ہیچ مدانی میری ص۲۳۱

ہیولیٰ[۳]: (۱) مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی | ہیولیٰ برقِ خرمن کا ہے خونِ گرم دہقاں کا ص۱۵۶
(۲) قطرہ قطرہ اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا | خوں بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں ص۱۸۵

ہیولائے دوعالم: ہوں ہیولائے دو عالم صورتِ تقریر اسدؔ! | فکر نے سونپی خموشی کی گریبانی مجھے ص۸۶

ہیولائے مداد: بہ اقلیمِ سخن ہے جلوۂ گردِ سوادِ آتش | کہ ہے دودِ چراغاں سے ہیولائے مدادِ آتش ص۴۷

ہے ہے[۳]: (۱) مُند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں، ہے ہے! | خوب وقت آئے تم اِس عاشقِ بیمار کے پاس ص۱۷۳
(۲) مرگیا پھوڑ کے سر غالبِ وحشی، ہے ہے! | بیٹھنا اُس کا وہ آکر تری دیوار کے پاس ص۱۷۳
(۳) ظالم! مرے گماں سے مجھے منفعل نہ چاہ | ہے ہے! خدا نکردہ تجھے بے وفا کہوں! ص۱۷۸
(۴) بیکسی ہائے شبِ ہجر کی وحشت، ہے ہے! | سایہ، خرشیدِ قیامت میں ہے پنہاں مجھ سے ص۲۱۱
(۵) ہے ہے! خدا نخواستہ وہ اور دشمنی! | اے شوقِ منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے! ص۲۰۵
(۶) سمجھا تھا نبی نے اُن کو اپنا ہمدم | ہے ہے! نہ کہو برا، کسے برا کہتے ہیں! ص۳۱۳

ہیہات[۴]: دی سادگی سے جان، پڑوں کوہکن کے پانو | ہیہات! کیوں نہ ٹوٹ گئے پیرزن کے پانو ص۱۹۶

۱۔ ہیچ کسی : ایک بار [مرکب]۔
۲۔ ہیچ مدانی : ایک بار۔
ہیولیٰ : چار بار [مفرد: دوبار، مرکب: دوبار]۔
۳۔ ہے ہے : چھے بار۔ ۴۔ ہیہات : ایک بار۔

ی

یا الٰہی : دیکھیے: الٰہی۔

یاد[1] :

(۱) دہانِ تنگ مجھے کس کا یاد آیا تھا؟ — کہ شب خیال میں بوسوں کا ازدحام رہا — ص۳۰

(۲) بس کہ وہ پا کوبیاں در پردۂ وحشت ہیں یاد — ہے غلافِ دلچۂ خرشید ہر یک گرد باد — ص۳۸

(۳) کرے ہے لطفِ اندازِ برہنہ گوئیِ خوباں — بہ تقریبِ نگارش ہائے سطرِ شعلہ یادِ آتش — ص۴۷

(۴) گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یادِ گل — غنچے سے منقارِ بلبل وار ہو فریادِ گل — ص۵۲

(۵) گاہ بہ خلد اُمیدوار، گہ بہ جحیم بیمناک — گرچہ خدا کی یاد ہے، کلفتِ ماسوا کبھی — ص۷۲

(۶) زنجیر یاد پڑتی ہے جادے کو دیکھ کر — اُس چشم سے ہنوز نگہ یادگار ہے — ص۹۰

(۷) یاد کر وہ دن کہ ہر یک حلقہ تیرے دام کا — انتظارِ صید میں اک دیدۂ بے خواب تھا — ص۱۳۵

(۸) فلک کو دیکھ کے، کرتا ہوں اُس کو یاد اسدؔ! — جفا میں اِس کی، ہے اندازِ کارفرما کا — ص۱۳۸

(۹) قید میں ہے ترے وحشی کو وہی زلف کی یاد — ہاں کچھ اک رنجِ گراں باریِ زنجیر بھی تھا — ص۱۵۸

[دس بار بہ طورِ جزوِ ردیف ص ۱۵۲]

(۱۰) پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا — دل، جگر تشنۂ فریاد آیا

(۱۱) دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز — پھر ترا وقتِ سفر یاد آیا

(۱۲) سادگی ہائے تمنا، یعنی — پھر وہ نیرنگِ نظر یاد آیا

(۱۳) عذرِ واماندگی اے حسرتِ دل! — نالہ کرتا تھا، جگر یاد آیا

---

[1] یاد : ستاون بار [مفرد: پینتالیس بار، مرکب: بارہ بار]۔

(۱۴) زندگی یوں بھی گزر ہی جاتی	کیوں ترا راہ گزر یاد آیا	
(۱۵) آہ! وہ جرأتِ فریاد کہاں	دل سے تنگ آ کے جگر یاد آیا	
(۱۶) پھر ترے کوچے کو جاتا ہے خیال	دلِ گم گشتہ مگر یاد آیا	
(۱۷) کوئی ویرانی سی ویرانی ہے!	دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا	
(۱۸) کیا ہی رضواں سے لڑائی ہوگی!	گھر ترا خلد میں گر یاد آیا	
(۱۹) میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسدؔ !	سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا	
(۲۰) ہوئی مدت کہ غالبؔ مرگیا، پر یاد آتا ہے	وہ ہر یک بات پر کہنا کہ یوں ہوتا تو کیا ہوتا؟	ص ۱۹۰
(۲۱) مجھے اب، دیکھ کر ابرِ شفق آلودہ، یاد آیا	کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر	ص ۱۶۷
(۲۲) سر پھوڑنا وہ غالبؔ شوریدہ حال کا	یاد آگیا مجھے، تری دیوار دیکھ کر	ص ۱۶۹
(۲۳) یاد ہیں غالبؔ! تجھے وہ دن کہ وجدِ ذوق میں	زخم سے گرتا تو میں پلکوں سے چنتا تھا نمک	ص ۱۷۵
(۲۴) داد دیتا ہے مرے زخمِ جگر کی، واہ واہ!	یاد کرتا ہے مجھے، دیکھے ہے وہ جس جا نمک	ص ۱۷۵
(۲۵) آتا ہے داغِ حسرتِ دل کا شمار یاد	مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے خدا نہ مانگ	ص ۱۷۶
(۲۶) کب مجھے کوئے یار میں رہنے کی وضع یاد تھی؟	آئنہ دار بن گئی حیرتِ نقشِ پا کہ یوں	ص ۱۷۸
(۲۷) کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم!	دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں	ص ۱۸۶
(۲۸) کرتے کس منہ سے ہو غربت کی شکایت غالبؔ!	تم کو بے مہریِ یارانِ وطن یاد نہیں	ص ۱۸۶
(۲۹) یاد تھیں ہم کو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں	لیکن اب نقش و نگارِ طاقِ نسیاں ہو گئیں	ص ۱۹۱
(۳۰) کبھی جو یاد بھی آتا ہوں میں تو کہتے ہیں	کہ آج بزم میں کچھ فتنہ و فساد نہیں	ص ۱۹۲
(۳۱) وہاں گیا بھی میں تو اُن کی گالیوں کا کیا جواب	یاد تھیں جتنی دُعائیں، صرفِ درباں ہو گئیں	ص ۱۹۲
(۳۲) تم اُن کے وعدے کا ذکر اُن سے کیوں کرو غالبؔ!	یہ کیا کہ تم کہو اور وہ کہیں کہ یاد نہیں	ص ۱۹۲
(۳۳) غمِ دُنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اُٹھانے کی	فلک کا دیکھنا، تقریب تیرے یاد آنے کی	ص ۲۰۲
(۳۴) یاد ہے شادی میں بھی ہنگامۂ یارب مجھے	سبحۂ زاہد ہوا ہے خندہ زیرِ لب مجھے	ص ۲۱۳
(۳۵) عارضِ گل دیکھ روئے یار یاد آیا اسدؔ!	جوششِ فصلِ بہاری اشتیاق انگیز ہے	ص ۲۱۳
(۳۶) کبھی نیکی بھی اُس کے جی میں گر آجائے ہے مجھ سے	جفائیں کر کے اپنی یاد شرما جائے ہے مجھ سے	ص ۲۲۳

	(۳۷) زندگی اپنی جب اس شکل سے گزری غالب!	ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے	ص۲۳۳
	(۳۸) کیوں نہ چیخوں کہ یاد کرتے ہیں	میری آواز گر نہیں آتی	ص۲۳۷
	(۳۹) تمام دہر میں اُس کے مطلب کا چرچا ہے	کسی کو یاد بھی لقمان کا نہیں ہے نام	ص۲۶۳
	(۴۰) کس کو کہتے ہیں غزل، ارشاد ہو	ہاں غزل پڑھیے، سبق گر یاد ہو	[قادرنامہ]
	(۴۱) وہ پچھواڑے باغ میں میوہ جسے	پھاند جانا یاد ہو دیوار کا	[قادرنامہ]
	(۴۲) وہ فرد، جس میں نام ہے میرا غلط لکھا	جب یاد آگئی ہے، کلیجا لیا ہے تھام	ص۲۸۲
	(۴۳) ناگہاں یاد آگئی ہے مجھ کو یارب! کب کی بات	کچھ نہیں کہتا کسی سے، سُن رہا ہوں سب کی بات	ص۲۹۱
	(۴۴) یاد آیا جو وہ کہنا کہ: نہیں، واہ! غلط	کی تصور نے بہ صحرائے ہوس راہ غلط	ص۲۹۳
	(۴۵) گو یاد مجھ کو کرتے ہیں خوباں	لیکن بسانِ دردِ کشیدہ	ص۳۵۰
یادِ ایامے:	بے دلی ہائے اسدؔ افسردگی آہنگ تر	یادِ ایامے کہ ذوقِ صحبتِ احباب تھا	ص۱۵
یادِ بُتِ رنگیں:	کرتا ہے بہ یادِ بُتِ رنگیں دلِ مایوس	رنگِ ز نظر رفتہ حنائے کفِ افسوس	ص۳۶
یادِ حُسنِ سبز:	دیکھیے: پا اُفتادۂ اندازِ یادِ حُسنِ سبز۔		
یادِ دوست:	دیکھیے: بیتابیِ یادِ دوست۔		
یادِ روزے	یادِ روزے کہ نفس سلسلۂ یارب تھا	نالۂ دل، بہ کمر دامنِ قطعِ شب تھا	ص۲۳
	(۲) اسدؔ افسردگی آوارۂ کفر و دیں ہے	یادِ روزے کہ نفَس در گرو یارب تھا	ص۴۴۳
یادِ روئے یار:	شب کہ تھی کیفیتِ محفل بہ یادِ روئے یار	ہر نظر میں داغ مَے خالِ لبِ پیمانہ تھا	ص۲۵
یادِ زلفِ مشکیں:	ہے بہ یادِ زلفِ مشکیں سال و ماہ	رُوزِ روشن، شامِ آں سوے خیال	ص۵۱
یادِ قامت:	بہ یادِ قامت اگر ہو بلند آتشِ غم	ہر ایک داغ جگر آفتابِ محشر ہو	ص۶۷
یادِ گرمیِ صحبت:	بہ یادِ گرمیِ صحبت بہ رنگِ شعلہ دہکے ہے	چھپاؤں کیونکے غالبؔ سوزشیں داغِ نمایاں کی	ص۷۷
یادِ مژگاں	یادِ مژگاں میں بہ نشتر زارِ سودائے خیال	چاہیے وقتِ تپش یکدست صد پہلو مجھے	ص۷۸
یادِ یار:	دل میں ذوقِ وصل و یادِ یار تک باقی نہیں	آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا، جل گیا	ص۱۵۱
یادگار[1]:	(۱) زنجیر یاد پڑتی ہے جادے کو دیکھ کر	اُس چشم سے ہنوز نگہ یادگار ہے	ص۹۰

۱۔ یادگار : چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔ یادگاری ہا : ایک بار۔

	(۲) ایک طپش کا جانشیں دردؔ کا یادگار ایک		ص۲۹۶
یادگارِ صحرا:	اے آبلے! کرم کر، یہاں رنجہ یک قدم کر	اے نورِ چشمِ وحشت! اے یادگارِ صحرا!	ص۲۶
یادگارِ نالہ:	نالۂ دل نے دیے اوراقِ لختِ دل بباد	یادگارِ نالہ یک دیوانِ بے شیرازہ تھا	ص۱۳۷
یادگاری ہا:	تھا جب قطرۂ بے دست و پا بالا دویدن سے	زِ بہرِ یادگاری ہا گرہ دیتا ہے گوہر کی	ص۴۵۲
یار[1]:	(۱) پوچھا تھا گرچہ یار نے احوالِ دل، مگر	کس کو دماغِ منّتِ گفت و شنود تھا	ص۱۲
	(۲) بے دماغی شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہیں	یار تیرا جامِ مَے، خمیازہ میرا آشنا	ص۱۹
	(۳) لگے گر سنگ سر پر یار کے دستِ نگاریں سے	بجائے زخم، گل برگوشۂ دستار ہو پیدا	ص۳۱
	(۴) بس کہ پائی یار کی رنگیں ادائی سے شکست	ہے کلاہِ نازِ گل برطاقِ دیوارِ چمن	ص۵۹
	(۵) یوں بعدِ ضبطِ اشک پھروں گرد یار کے	پانی پیے کسو پہ کوئی جیسے وار کے	ص۸۰
	(۶) جادو ہے یار کی روشِ گفتگو اسدؔ!	یہاں جُز فسوں نہیں، اگر افسانہ چاہیے	ص۸۲
	(۷) ہاتھ پر گر ہاتھ مارے یار وقتِ قہقہہ	کرمکِ شب تاب آسا مہ پرافشانی کرے	ص۸۲
	(۸) یار معذورِ تغافل ہے، عزیزاں! شگفتے	نالۂ بلبل بہ گوشِ گل شنیدن منع ہے	ص۱۱۳
	(۹) ہم پکاریں اور کھلے، یوں کون جائے	یار کا دروازہ پاویں گر کھلا	ص۱۳۰
	(۱۰) جب بہ تقریبِ سفر یار نے محمل باندھا	تپشِ شوق نے ہر ذرّے پہ اک دل باندھا	ص۱۳۴
	(۱۱) مندگئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں غالبؔ!	یار لائے مری بالیں پہ اُسے، پر کس وقت!	ص۱۶۵
	(۱۲) وا حسرتا! کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ	ہم کو حریصِ لذّتِ آزار دیکھ کر	ص۱۶۹
	(۱۳) مجھ سے کہا جو یار نے: جاتے ہیں ہوش کس طرح؟	دیکھ کے میری بے خودی چلنے لگی ہوا کہ یوں	ص۱۷۸
	(۱۴) دل میں ہے یار کی صفِ مژگاں سے روکشی	حال آنکہ طاقتِ خلشِ خار بھی نہیں	ص۱۸۴
	(۱۵) یار سے چھیڑ چلی جائے اسدؔ	گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی	ص۲۲۱
	(۱۶) اپنی رُسوائی میں کیا چلتی ہے سعی	یار ہی ہنگامہ آرا چاہیے	ص۲۲۳
	(۱۷) مدّت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے	جوشِ قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے	ص۲۲۵

---

[1] یار : سو بار [مفرد: بیس بار، مرکب: اسّی بار]۔
یاراں : چودہ بار [مرکب]۔
یارو : ایک بار۔
یاروں : چار بار۔
یاری : ایک بار [مرکب]۔

(۱۸) کیا بیاں کر کے مرا روئیں گے یار؟ مگر آشفتہ بیانی میری ص۲۳۱

(۱۹) پر یار کے آگے بول سکتے ہی نہیں غالبؔ! منہ بند ہوگیا ہے گویا ص۲۵۳

(۲۰) صبح سے دیکھیں گے رستہ یار کا جمعے کے دن وعدہ ہے دیدار کا [قادرنامہ]

دیکھیے ــــــ: (۲۱) آرزوگیِ یار۔ (۲۲) آستانِ یار۔ (۲۳) آہنگِ شوقِ یار۔ (۲۴) اوہامِ مشکینِ یار۔ (۲۵) افسانۂ زلفِ یار۔ (۲۶) بالینِ یار۔ (۲۷) بلاگردانِ بے پرواخرامی ہائے یار۔ (۲۸) بندِ قبائے یار۔ (۲۹) بندِ نقابِ یار۔ (۳۰) پرتوِ نقشِ خیالِ یار۔ (۳۱) تابِ رُخِ یار۔ (۳۲) تصورِ یار۔ (۳۳) تیغِ نگاہِ یار۔ (۳۴)، (۳۵)، (۳۶)، (۳۷) تیغِ یار [چار بار]۔ (۳۸) جرعہ نوشی ہائے یار۔ (۳۹) جوششِ سودائے زلفِ یار (۴۰) چشمِ یار۔ (۴۱) چشمِ مستِ یار۔ (۴۲) حسرت کشِ یار۔ (۴۳) حیرتِ خطِ رُخِ یار۔ (۴۴) خوئے یار۔ (۴۵) خیالِ عارضِ یار۔ (۴۶) دامانِ خیالِ یار۔ (۴۷) درِ یار۔ (۴۸) دوشِ یار۔ (۴۹) دہنِ یار۔ (۵۰) راہِ کوئے یار۔ (۵۱) رخسارِ یار۔ (۵۲) رنجشِ یارِ مہرباں۔ (۵۳) روئے یار۔ (۵۴) زخمِ تیغِ یار۔ (۵۵)--(۵۸) زلفِ یار [چار بار]۔ (۵۹) سایۂ دیوارِ یار۔ (۶۰) سرشکِ چشمِ یار۔ (۶۱) سرِ کوئے یار۔ (۶۲) سرمۂ چشمِ رکابِ یار۔ (۶۳) یادِ روئے یار۔ (۶۴) شامِ فراقِ یار۔ (۶۵) شامِ وصالِ یار۔ (۶۶) شانہ کشِ زلفِ یار۔ (۶۷) شب ہائے ہجرِ یار۔ (۶۸) شکن آموزِ یارِ خمِ طرۂ یار۔ (۶۹) شمشیرِ صافِ یار۔ (۷۰) شہیدِ جنبشِ ابروئے یار۔ (۷۱) صرفِ بہارِ حُسنِ یار۔ (۷۲) صرفِ جنگ جوئی ہائے یار۔ (۷۳) عذارِ یار۔ (۷۴) عکسِ خیالِ قدِ یار۔ (۷۵) غیرِ یار۔ (۷۶) فکرِ کشیدن ہائے نقشِ روئے یار۔ (۷۷) قدِ یار۔ (۷۸) کفِ تغافلِ ابروئے یار۔ (۷۹) کوچۂ یار۔ (۸۰)، (۸۱) کوئے یار [دوبار]۔ (۸۲) گردِ راہِ یار۔ (۸۳) گروِ یار۔ (۸۴) محبِ چار یار۔ (۸۵) محوِ شوخیِ ابروئے یار۔ (۸۶)، (۸۷) مژۂ یار [دوبار]۔ (۸۸) مسرتِ پیغامِ یار۔ (۸۹) موجِ خرامِ یار۔ (۹۰)، (۹۱) نقابِ یار [دوبار]۔ (۹۲) نقشِ روئے یار۔ (۹۳) نویدِ مقدمِ یار۔ (۹۴) وداعِ یار۔ (۹۵) ودیعتِ مژگانِ یار۔ (۹۶) وصالِ یار۔ (۹۷) ہجرِ یار۔ (۹۸) ہوسِ یار۔ (۹۹) یادِ یار۔

یارِ غار: بیچ میں اِن کے نہ آنا زینہار! یہ نہیں ہیں گے کسو کے یارِ غار ص۲۶۶

یاراں: دیکھیے ــــــ: (۱) دردسرِ یاراں۔ (۲) سنجیدنِ یاراں۔ (۳) شکوۂ یاراں۔ (۴) عیادت ہائے طعن آلودِ یاراں۔ (۵) غفلت آرائیِ یاراں۔ (۶) فراقِ رفتہ یاراں۔

یارانِ رفتہ: دیکھیے: جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ۔

یارانِ رسول: یاران رسول یعنی اصحابِ کبار — ہیں گرچہ بہت، خلیفہ اُن میں ہیں چار — ص ۳۱۳

یارانِ غمگیں: عیادت سے زبس ٹوٹا ہے دل یارانِ غمگیں کا — نظر آتا ہے موے شیشہ، رشتہ شمعِ بالیں کا — ص ۲۸

یارانِ نبی: یارانِ نبی سے رکھ تولّا باللہ! — ہر یک ہے کمالِ دیں میں یکتا باللہ! — ص ۳۱۳

(۲) یارانِ نبی میں تھی لڑائی کس میں؟ — اُلفت کی نہ تھی جلوہ نمائی کس میں؟ — ص ۳۱۳

یارانِ نکتہ‌داں: ادائے خاص سے غالبؔ ہوا ہے نکتہ سرا — صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے — ص ۲۳۶

یارانِ وطن: دیکھیے: (۱) ہجرِ یارانِ وطن۔ (۲) بے مہریِ یارانِ وطن۔

یارانِ یک‌دل: دیکھیے: دردمندِ دوریِ یارانِ یک دل۔

یارو: یارو! اسدؔ کا نام و نشاں کیا! — بے دل، فقیرِ آفت رسیدہ — ص ۲۵۱

یاروں: (۱) لکھی یاروں کی بدمستی نے مے خانے کی پامالی — ہوئی قطرہ فشانی ہاے مے، بارانِ سنگ آخر — ص ۴۰

(۲) دیا یاروں نے بے ہوشی میں درماں کا فریب آخر — ہوا سکتے سے میں آئینۂ دستِ طبیب آخر — ص ۴۱

(۳) زندانِ تحمل میں مہمانِ تغافل ہیں — بے فائدہ یاروں کو فرقِ غم و شادی ہے — ص ۱۱۵

(۴) دلِ حسرت زدہ تھا مائدۂ لذّتِ درد — کام یاروں کا بقدرِ لب و دنداں نکلا — ص ۱۳۳

یاری: دیکھیے: راہ و رسمِ یاری۔

یارب: دیکھیے: رب۔

یاس[۱]: (۱) یاس تمثالِ بہار آئنۂ استغنا — وہم، آئینۂ پیدائیِ تمثالِ یقیں — ص ۷

(۲) چشمِ اُمید سے گرتے ہیں دو عالم جوں اشک — یاس، پیمانہ کشِ گریۂ مستانہ نہیں — ص ۸

(۳) خاکبازیِ اُمید: کارخانۂ طفلی — یاس کو دو عالم سے لب بہ خندہ وا پایا — ص ۱۳

(۴) یاس: آئینۂ پیدائیِ استغنا ہے — نااُمیدی: ہے پرستارِ دلِ رنجیدہ — ص ۴۲

(۵) ہے یاس میں اسدؔ کو ساقی سے بھی فراغت — دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی — ص ۷۵

(۶) گر یاس سر نہ کھینچے، تنگی عجب فضا ہے — وسعت گہِ تمنا: یک بام و صد ہوا ہے — ص ۹۳

(۷) بزم و داغِ نظر، یاس طرب نامہ بر — فرصتِ رقصِ شرر بوسہ بہ پیغام ہے — ص ۹۹

(۸) سرگشتگی میں عالمِ ہستی سے یاس ہے — تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے — ص ۲۰۳

---

[۱] یاس : سولہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: آٹھ بار]۔

دیکھیے ـــــ: (۹) بزمِ یاس۔ (۱۰) تارِ اشکِ یاس۔ (۱۱) جنونِ یاس و الم۔ (۱۲) شکنجِ یاس۔ (۱۳) مرحلۂ یاس۔

یاسِ تمنّا: اسدؔ! یاسِ تمنّا سے نہ رکھ اُمّیدِ آزادی — گدازِ ہر تمنّا، آبیارِ صد تمنّا ہے — ص۸۵

یاس خیز: ہے وحشتِ طبیعتِ ایجاد یاس خیز — یہ درد وہ نہیں کہ نہ پیدا کرے کوئی — ص۲۱۵

یاس و اُمید: یاس و اُمید نے یک عربدہ میداں مانگا — عجزِ ہمّت نے طلسمِ دلِ سائل باندھا — ص۱۲۵

یاسمیں[1]: دیکھیے: تختۂ گل ہاے یاسمیں۔

یاقوت[2]: دیکھیے: (۱) رگِ یاقوت۔ (۲) شوخیِ رگِ یاقوت۔

(۳) گرمیِ دولت ہوئی آتش زنِ نامِ نکو — خانۂ خاتم میں یاقوتِ نگیں اخگر ہوا — ص۲۱

یاوَگی[3]: دیکھیے: پردہ دارِ یاوگی۔

یاوَگی ہاے ہوس: دیکھیے: ادبِ یاوگی ہاے ہوس۔

یتیم[4]: دیکھیے: صورتِ مژگانِ یتیم۔

یزداں[5] پرست: دیکھیے: غالبِ یزداں پرست۔

یزید[6]: یزید کو تو نہ تھا اجتہاد کا پایہ — بُرا نہ مانیے، گر ہم بُرا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

یعقوب[7]: (۱) یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشمِ یعقوب — لالہ ہا داغ بر افگندہ و گل ہا بے خار — ص۳

(۲) بہرِ جاں پروریِ یعقوب، بالِ خاک سے — وام لیتی ہے پرِ پرواز، پیراہن کی بو — ص۶۹

(۳) کی ہیں کس پانی سے یہاں یعقوب نے آنکھیں سفید — ہے جو آبی پیرہن ہر موجِ رودِ نیل کی — ص۹۱

(۴) نہ چھوڑی حضرتِ یوسف نے یہاں بھی خانہ آرائی — سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر — ص۱۶۷

(۵) قید میں یعقوب نے لی گو نہ یوسف کی خبر — لیکن آنکھیں روزنِ دیوارِ زنداں ہوگئیں — ص۱۹۱

یعنی[8]: (۱) پشتِ لب تُہمتِ خط کھینچے ہے بیجا، یعنی — سبز ہے موجِ تبسّم بہ ہواے گفتار — ص۳

(۲) گستاخیِ وصال ہے مشاطۂ نیاز — یعنی دُعا بجز خمِ زلفِ دوتا نہ مانگ — ص۵۰

(۳) میرا نیاز و عجز ہے مُفتِ بتاں اسدؔ — یعنی کہ بندۂ بہ درم ناخریدہ ہوں — ص۶۱

۱۔ یاسمیں : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ یاقوت : تین بار [مرکّب]۔
۳۔ یاوَگی : دوبار [مرکّب]۔
۴۔ یتیم : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ یزداں : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ یزید : ایک بار۔
۷۔ یعقوب : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: تین بار]۔
۸۔ یعنی : بتّیس بار۔

(۴) حیف! بے حاصلیِ اہلِ ریا پر غالبؔ! یعنی ہیں ماندہ ازاں سو و ازیں سو راندہ ص ۷۱

(۵) بے چشمِ دل نہ کر ہوسِ سیرِ لالہ زار یعنی یہ ہر ورق، ورقِ انتخاب ہے ص ۷۶

(۶) خدا، یعنی پدر سے مہرباں تر پھرے ہم در بہ در ناقابلی سے ص ۹۱

(۷) مدعا درپردہ، یعنی جو کہوں، باطل سمجھ وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی ص ۹۱

(۸) اے غنچۂ تمنا، یعنی کفِ نگاریں! دل دے تو ہم بتادیں مٹھی میں تیری کیا ہے ص ۹۵

(۹) ہر نالۂ اسدؔ ہے مضمونِ داد خواہی یعنی سخن کو کاغذ احرامِ مدعا ہے ص ۹۵

(۱۰) شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع سر بہ زیرِ تا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے ص ۹۶

(۱۱) یعنی دماغِ غفلتِ ساقی رسیدہ تر خمیازۂ خمار سے پیمانہ کھینچیے ص ۱۰۵

(۱۲) ہوا ترکِ لباسِ زعفرانی دل کشا، لیکن ہنوز آفت نسب یک خندہ، یعنی چاک باقی ہے ص ۱۰۷

(۱۳) نقدِ انجم تابکے از کیسہ بیروں ریختن یعنی اے پیرِ فلک! شامِ جوانی مفت ہے ص ۱۱۳

[تین بار بہ طور جزو ردیفِ رباعی ص ۱۱۷]:

(۱۴) سامانِ ہزار جستجو، یعنی دل ساغر کشِ خونِ آرزو، یعنی دل

(۱۵) پشت و رُخِ آئینہ ہے دین و دنیا منظور ہے دو جہاں سے تو، یعنی دل

(۱۶) جوہرِ دستِ دعا آئنہ، یعنی تاثیر یک طرف نازشِ مژگان و دگر سو غمِ خار ص ۱۳۳

(۱۷) حالِ دل نہیں معلوم لیکن اس قدر، یعنی ہم نے بارہا ڈھونڈھا، تم نے بارہا پایا ص ۱۴۳

(۱۸) دل کو ہم صرفِ وفا سمجھے تھے، کیا معلوم تھا یعنی یہ پہلے ہی نذرِ امتحاں ہوجائے گا ص ۱۵۱

(۱۹) سادگی ہائے تمنا، یعنی پھر وہ نیرنگِ نظر یاد آیا ص ۱۵۲

(۲۰) میں سادہ دل آزردگیِ یار سے خوش ہوں یعنی، سبقِ شوق مکرر نہ ہوا تھا ص ۱۵۲

(۲۱) خوں ہے دل خاک میں احوالِ بتاں پر، یعنی اُن کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد ص ۱۶۹

(۲۲) گر تجھ کو ہے یقینِ اجابت، دعا نہ مانگ یعنی، بغیرِ یک دلِ بے مدعا نہ مانگ ص ۱۷۹

(۲۳) دیوانگی سے دوش پہ زنار بھی نہیں یعنی، ہمارے جیب میں اک تار بھی نہیں ص ۱۸۳

(۲۴) لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کھلتا، یعنی ہوسِ سیر و تماشا، سو وہ کم ہے ہم کو ص ۱۹۵

(۲۵) وہاں اُس کو ہولِ دل ہے تو یہاں میں ہوں بے قرار یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو ص ۱۹۵

(۲۶) ہے سنگ پر براتِ معاشِ جنونِ عشق — یعنی، ہنوز منتِ طفلاں اُٹھائیے — ص ۲۰۱

(۲۷) زہر لگتی ہے مجھے آب و ہوائے زندگی — یعنی، تجھ سے تھی اسے ناسازگاری، ہائے ہائے! — ص ۲۰۳

(۲۸) کیوں نہ ہو چشمِ بتاں محوِ تغافل، کیوں نہ ہو — یعنی، اِس بیمار کو نظارے سے پرہیز ہے — ص ۲۱۳

(۲۹) یعنی بہ حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات — عارف ہمیشہ مستِ مَئے ذات چاہیے — ص ۲۲۰

(۳۰) یعنی ہر بار صورتِ کاغذِ باد — ملتے ہیں یہ بدمعاش لڑنے کے لیے — ص ۲۵۳

(۳۱) دستورِ فنِ شعر یہی ہے قدیم سے — یعنی، دعا پہ مدح کا کرتے ہیں اختتام — ص ۲۸۳

(۳۲) یارانِ رسول، یعنی اصحابِ کبار — ہیں گرچہ بہت، خلیفہ اُن میں ہیں چار — ص ۳۱۳

یقین[ا]: (۱) سوجِ خمیازۂ یک نشہ، چہ اسلام و چہ کفر — کجیِ یک خطِ مسطر، چہ توہّم، چہ یقیں — ص ۷

(۲) یقیں ہے آدمی کو دستگاہِ فقر حاصل ہو — دمِ تیغِ توکّل سے اگر پائے سبب کاٹے — ص ۹۸

(۳) شوخیِ عرضِ مطالب میں ہے گستاخِ طلب — ہے ترے حوصلۂ فضل پر از بس کہ یقیں — ص ۱۳۵

(۴) سخن میں خامۂ غالبؔ کی آتش افشانی — یقیں ہے ہم کو بھی لیکن اب اُس میں دم کیا ہے — ص ۲۵۱

(۵) صبح دم باغ میں آجائے، جسے ہو نہ یقیں — سبزہ و برگِ گل و لالہ پہ دیکھے شبنم — ص ۲۶۵

(۶) یقین جان، برس گانٹھ کا جو تاگا ہے — یہ کہکشاں ہے کہ ہیں اس میں بے شمار گرہ — ص ۲۷۸

(۷) آپ کی مدح اور میرا مُنہ — گر کہوں بھی تو کس کو آئے یقیں — ص ۲۸۱

دیکھیے ____: (۸) آئینۂ پیدائِ تمثالِ یقیں۔ (۹) اثباتِ یقیں۔ (۱۰) اہلِ یقیں۔ (۱۱) زنگارِ رُخِ آئینۂ حُسنِ یقیں۔ (۱۲) سرابِ یقیں۔ (۱۳) سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں۔ (۱۴) ضیا بخشِ چشمِ اہلِ یقیں۔ (۱۵) فتوائے یقیں۔ (۱۶) کعبۂ اربابِ یقیں۔ (۱۷) کعبۂ ایجادِ یقیں۔

یقینِ اجابت: گر تجھ کو ہے یقینِ اجابت، دعا نہ مانگ — یعنی، بغیرِ یک دلِ بے مدعا نہ مانگ — ص ۱۷۶

یک[ب] آسماں: قربانِ اوجِ ریزیِ چشمِ حیا پرست — یک آسماں ہے مرتبۂ پشتِ پا بلند — ص ۳۸

یک آغوشِ وداع: بازماندن ہائے مژگاں، ہے یک آغوشِ وداع — عید در حیرت سوادِ چشمِ قربانی عبث — ص ۳۳

یک آوِ نارسا: موے دماغِ وحشت سررشتۂ فنا ہے — شیرازۂ دو عالم یک آوِ نارسا ہے — ص ۹۳

یک آئینہ چراغاں: دیدہ تا دل ہے یک آئینہ چراغاں، کس نے — خلوتِ ناز پہ پیرایۂ محفل باندھا؟ — ص ۱۳

ا یقین: اٹھارہ بار [مفرد: سات بار، مرکب: گیارہ بار]۔ ب یک: دو سو تیس بار، (مرکب)۔

یک بیاباں حسرتِ تعمیر: ذرہ ذرے مجنوں کے کس کس داغ کو پروازِ عرض — ہر بیاباں، یک بیاباں حسرتِ تعمیر ہے — ص ۹۵

یک بیاباں دلِ بیتاب: گرد باد، آئینۂ محشرِ خاکِ مجنوں — یک بیاباں دلِ بیتاب اُٹھایا ہے مجھے — ص ۱۰۷

یک بیاباں سایۂ بالِ ہما: وسعتِ مشرب نیازِ کلفتِ وحشت اسدؔ! — یک بیاباں سایۂ بالِ ہما ہوجائیے — ص ۸۸

یک بیاباں ماندگی: نہ ہوگا یک بیاباں ماندگی سے ذوق کم میرا — حبابِ موجۂ رفتار ہے نقشِ قدم میرا — ص ۱۳۶

یک بیضۂ طاؤس: گرچہ ہے یک بیضۂ طاؤس آسا تنگ، دل — ہے چمن سرمایۂ بالیدنِ صد رنگ، دل — ص ۵۳

یک پرتوِ شوق: دیکھیے: آئینۂ یک پرتوِ شوق۔

یک پردہ نازک تر: (۱) اے بہ ضبطِ حال خو نا کردگاں! جوشِ جنوں — نشۂ مے ہے، اگر یک پردہ نازک تر ہوا — ص ۲۰

(۲) کریں خوباں جو سیرِ حسن اسدؔ یک پردہ نازک تر — دمِ صبحِ قیامت در گریبانِ قبا گم ہو — ص ۶۸

یک پرزدن تپش: اے بالِ اضطراب! کہاں تک فسردگی — یک پرزدن تپش میں ہے کارِ قفس تمام — ص ۵۵

یک پرکاہ: وحاں کے خاشاک سے حاصل ہو جسے یک پرکاہ — وہ رہے مروحۂ بالِ پری سے بیزار — ص ۱۳۳

یک پنبۂ مینا: بزم ہے یک پنبۂ مینا گدازِ ربط سے — عیش کر غافل، حجابِ نشۂ محفل نہ پوچھ — ص ۴۲

یک پیرہن: دیکھیے: زینتِ یک پیرہن۔

یک تارِ نفس: یک تارِ نفس میں جوں طنابِ صناع — ہر پارۂ دل بہ رنگِ دیگر ہے آج — ص ۱۱۸

یک تبِ غمِ تسخیرِ نالہ: پرواز، یک تبِ غمِ تسخیرِ نالہ ہے — گرمیِ نبضِ خار و خسِ آشیاں نہ پوچھ — ص ۷۰

یک تپش آموختن: دیکھیے: سرابِ یک تپش آموختن۔

یک تپیدن: دیکھیے: بالِ یک تپیدن۔

یک تصویرِ چاک: ہے فروغِ ماہ سے ہر موج یک تصویرِ چاک — سیل سے فرشِ کتاں کرتے ہیں تا ویرانہ ہم — ص ۵۴

یک تماشا: دیکھیے: مشتاقِ یک تماشا۔

یک تمثالِ شیریں: دیکھیے: نقاشِ یک تمثالِ شیریں۔

یک جامہ وار: دیکھیے: جنونِ حسرتِ یک جامہ وار۔

یک جانِ بے نوائے اسدؔ: ہزار آفت و یک جانِ بے نوائے اسدؔ — خدا کے واسطے، اے شاہِ بیکساں فریاد! — ص ۳۷

یک خطِ پشتِ لبِ بام: سبزہ ہے چمن و یک خطِ پشتِ لبِ بام — رفعتِ ہمتِ صد عارف و یک اوجِ حصار — ص ۱۳۲

یک خطِ مسطر: دیکھیے: کجیِ یک خطِ مسطر۔

یک خلق: (۱) دیکھیے: طلسمِ منتِ یک خلق۔

(۲) دیکھیے: مشکل آساں کنِ یک خلق۔

یک خمِ تسلیم: ناتوانی سے نہیں سر در گریبانی اسدؔ ! — ہوں سراپا یک خمِ تسلیم، جو مولا کرے — ص ۱۰۲

یک خمستاں: اے خوشا! وقتے کہ ساقی یک خمستاں وا کرے — تار و پودِ فرشِ محفل پنبۂ مینا کرے — ص ۱۰۱

یک خندہ: ہوا ترکِ لباسِ زعفرانی خوش نما، لیکن — ہنوز آفت نسب یک خندہ، یعنی چاک باقی ہے — ص ۱۰۷

یک خواب: دیکھیے: مجموعۂ یک خواب۔

یک خوابِ پریشاں: (۱) دیکھیے: سازِ یک خوابِ پریشاں۔

(۲) دیکھیے: سامانِ یک خوابِ پریشاں۔

یک خوابِ خوش: لوں وام بختِ خفتہ سے یک خوابِ خوش، و لے — غالبؔ! یہ خوف ہے کہ کہاں سے ادا کروں — ص ۱۷۷

یک خیال: دیکھیے: سادگیِ یک خیال۔

بہ یک داغِ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ: بے خود بہ لطفِ چشمکِ عبرت ہے چشمِ صید — یک داغ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ کھینچ — ص ۳۶

یک داغِ مشکِ اندودہ: دیکھیے: حسرت کشِ یک داغِ مشکِ اندودہ۔

یک دامنِ کوتاہ: حُسن در رعنائی میں وہمِ صد سرو گردن ہے فرق — سرو کے قامت پہ گُل یک دامنِ کوتاہ ہے — ص ۹۳

یک دانۂ انگور: پا پُر از آبلہ راہِ طلبِ مے میں ہوا — ہاتھ آیا نہیں یک دانۂ انگور ہنوز — ص ۴۵

یک درازیِ عمرِ خمار: دیکھی وفائے فرصتِ رنج و نشاطِ دہر — خمیازہ، یک درازیِ عمرِ خمار تھا — ص ۱۷

یک در برروئے رحمت بستہ: یک در برروئے رحمت بستہ دورِ شش جہت — نا اُمیدی ہے، خیالِ خانہ ویراں کیا کرے — ص ۱۰۱

یک درد: دیکھیے: قربان سازِ یک درد۔

یک درد و صد دوا: نے حسرتِ تسلی، نہ ذوقِ بے قراری — یک درد و صد دوا ہے، یک دست و صد دعا ہے — ص ۹۳

یک درسِ آگاہی: دیکھیے: گردن کشِ یک درسِ آگاہی۔

یک دستِ ردِّ امتناعِ جلوہ: حُسنِ خوباں بس کہ بے قدرِ تماشا ہے اسدؔ! آئنہ یک دستِ ردِّ امتناعِ جلوہ ہے ص۸۷

یک دستِ سوال: نور سے تیرے، ہے اُس کی روشنی ورنہ تھا خرشید یک دستِ سوال ص۱۵

یک دست و دامانِ نگاہِ واپسیں: نَفَس حیرت پرستِ طرزِ ناگیرائیِ مژگاں مگر یک دست و دامانِ نگاہِ واپسیں پایا ص۲۲

یک دست و صد دُعا: دیکھیے: یک درد و صد دوا۔

یک دستہ شرار: مژۂ خواب سے کرتا ہوں بہ آسایشِ درد بخیۂ زخمِ دلِ چاک بہ یک دستہ شرار ص۹

یک دشت: دیکھیے: بہ یک دشت۔

یک دعا: اے ہمہ بے مدعائی! یک دعا ہو جایئے، ص۳۵۲

یک دل: دیکھیے: دردمندِ دوریِ یارانِ یک دل۔

یک دلِ بے مدعا: گر تجھ کو ہے یقینِ اجابت، دعا نہ مانگ یعنی بغیرِ یک دلِ بے مدعا نہ مانگ ص۱۷۶

یک دلِ پاک: ہر ذرہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ بے خاک تمثالِ شوقِ بیباک ہر جا دوچار صحرا ص۲۶

یک دلِ داغ انتظار: ہر داغِ تازہ، یک دلِ داغ انتظار ہے عرضِ فضائے سینۂ درد امتحاں نہ پوچھ ص۷۰

یک دلِ سرد: دیکھیے: روئے یک دلِ سرد۔

یک دلِ صدا: فکرِ نالہ میں گویا حلقہ ہوں ز سر تا پا عضو عضو جوں زنجیر یک دلِ صدا پایا ص۱۳

یک دلِ صد چاک: دیکھیے: نقشِ یک دلِ صد چاک۔

یک دو چیں دامانِ صحرا: قیس نے از بس کہ کی سیرِ گریبانِ نفس یک دو چیں دامانِ صحرا پردۂ محمل ہوا ص۲۹

یک دیدۂ حیراں: دیکھیے: آئنہ داریِ یک دیدۂ حیراں۔

یک دیوانِ بے شیرازہ: نالۂ دل نے دیے اوراقِ لختِ دل بہ باد یادگارِ نالہ، یک دیوانِ بے شیرازہ تھا ص۱۳۷

یک ذرہ: دیکھیے: سازِ یک ذرہ۔

یک ذرۂ زمیں یک ذرۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا یعنی جادہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا ص۱۳۹

یک رگِ خواب: ہے تماشا حیرت آبادِ تغافل ہائے شوق یک رگِ خواب و سراسر جوشِ خونِ آرزو ص۶۹

یک رنگ: بس کہ یک رنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجاد نسیم لالے کے داغ سے جوں نقطہ و خط، سنبل زار ص۳

یکِ رو خوابیدۂ شوق: قبلہ و ابروے بت: یک رو خوابیدۂ شوق — کعبہ و بت کدہ: یک محملِ خوابِ سنگیں — ص ۷

یک ریشہ دویدن: دیکھیے: سررشتۂ یک ریشہ دویدن۔

یک زبان و یک دل: ہر چند کہ دوستی میں کامل ہونا — ممکن نہیں یک زبان و یک دل ہونا — ص ۱۱۷

یک زخم: دیکھیے: ذوقِ یک زخم۔

یک زخم نمک سودِ چراغ کشتہ: شور ہے کس بزم کی عرضِ جراحت خانہ کا — صبح، یک زخم نمک سودِ چراغ کشتہ ہے — ص ۸۰

یک ساز: دیکھیے: پردۂ یک ساز۔

یک ساغرِ خالی: وہمِ طربِ ہستی، ایجادِ سیہ مستی — تسکیں دو صد محفل یک ساغرِ خالی ہے — ص ۱۱۵

یک ساغرِ غفلت: دیکھیے: ذُردِ یک ساغرِ غفلت۔

یک سجدۂ اسرارِ نیاز: دیکھیے: گردشِ یک سجدۂ اسرارِ نیاز۔

یک سجدہ وارِ تمکیں: اے اضطرابِ سرکش! یک سجدہ وار تمکیں — میں بھی ہوں شمعِ کشتہ، گر داغ خوں بہا ہے — ص ۹۳

یک سخنِ بے صدا: اسدؔ کو حسرتِ عرضِ نیاز تھی دمِ قتل — ہنوز یک سخنِ بے صدا نکلتی ہے — ص ۹۰

یک سرودِ خانۂ ہمسایہ: شورشِ باطن سے یہاں تک مجھ کو غفلت ہے کہ آہ! — شیونِ دل، یک سرودِ خانۂ ہمسایہ ہے — ص ۱۰۳

یک سطرِ غبار: سونپے ہے فیضِ ہوا، صورتِ مژگانِ یتیم — سرنوشتِ دوجہاں ابر بہ یک سطرِ غبار — ص ۱۳۲

یک سو: طراوتِ سحرِ ایجادیِ اثر یک سو — بہارِ نالہ و رنگینیِ فغاں تجھ سے — ص ۱۱۳

یک شکیر: دیکھیے: رزقِ یک شکیر۔

یک شبستاں: دیکھیے: فرصتِ یک شبستاں۔

یک شبیخوں: عدم، وحشت سراغ و ہستی، آئینہ بندِ رنگینی — دماغِ دوجہاں پر سنبل و گل یک شبیخوں ہے — ص ۱۱۱

یک شبِ آشفتہ نازِ سنبلستانی: دودِ شمعِ کشتۂ گل، بزم سامانی عبث — یک شبِ آشفتہ نازِ سنبلستانی عبث — ص ۳۳

یک شرر: کو یک شرر کہ سازِ چراغاں کروں اسدؔ — بزمِ طرب ہے پردگیِ سوختن ہنوز — ص ۳۲

یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ: فرصت آئینہ و پروازِ عدم تا ہستی — یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ ہے — ص ۱۰۹

یک شعلۂ ایما: دیکھیے: آتش افروزیِ یک شعلۂ ایما۔

یک شکستِ رنگِ گل: ہے بہار تیز رو گلگونِ نکہت پر سوار | یک شکستِ رنگِ گل صد جنبشِ مہمیز ہے ص ۸۵

یک شہر آرزو: دیکھیے: ماتمِ یک شہر آرزو۔

یک شیرازۂ وحشت: دیکھیے: ربطِ یک شیرازۂ وحشت۔

یک صبحِ جدائی: وہ دیکھ کے حُسن اپنا مغرور ہوا غالبؔ! | صد جلوۂ آئینہ یک صبحِ جدائی ہے ص ۸۰

یک صدا: (۱) تیشے کی کوہسار میں ہے یک صدا گرو ص ۶۹

(۲) دیکھیے: تکلیفِ یک صدا۔

یک طرف: (۲،۳) اے نواساز تماشا! سر بہ کف جلتا ہوں میں | یک طرف جلتا ہے دل اور یک طرف جلتا ہوں میں ص ۴۳

(۴) جوہرِ دستِ دعا آئنہ، یعنی تاثیر | یک طرف نازشِ مژگان و دگر سوغمِ خار ص ۱۳۳

(۵) گنجایشِ عداوتِ اغیار یک طرف | یہاں دل میں، ضعف سے، ہوسِ یار بھی نہیں ص ۱۸۴

[سات بار بہ طور ردیف ص ۴۹]:

(۶)،(۷) عیسیٰؔ مہرباں ہے شفا ریز یک طرف | درد آفریں ہے طبعِ الم خیز یک طرف

(۸) سنجیدنی ہے ایک طرف رنجِ کوہکن | خوابِ گرانِ خسروِ پرویز یک طرف

(۹)،(۱۰) خرمن بہ بادِ دادۂ دعوٰی ہیں، ہو نہ ہو | ہم یک طرف ہیں، برقِ شرر بیز یک طرف

(۱۱) مفتِ دل و جگر خلشِ غمزہ ہائے ناز | کاوش فروشیِ مژۂ تیز یک طرف

(۱۲) ہر مو بدن پہ شہ پرِ پرواز ہے مجھے | بیتابیِ دل تپش انگیز یک طرف

(۱۳) یک جانب اے اسدؔ! شبِ فرقت کا بیم ہے | دامِ ہوس ہے زلفِ دل آویز یک طرف

یک عالم: (۱) ہے سوادِ چشمِ قربانی میں یک عالم مقیم | حسرتِ فرصت جہاں دیتی ہے حیرت کو رواج ص ۳۵

(۲) دیکھیے: سرمایۂ یک عالم۔(۳) مستعدِ قتلِ یک عالم۔

یک عالم افسردگاں: سراپا یک آئینہ دارِ شکستن | ارادہ ہوں یک عالم افسردگاں کا ص ۱۸

یک عالم چراغاں: دیکھیے: سامانِ یک عالم چراغاں۔

یک عالم گریباں چاکیِ گل:	ہوائے صبح، یک عالم گریباں چاکیِ گل ہے	دہانِ زخم پیدا کر، اگر کھاتا ہے غم میرا	ص ۱۶
یک عالم گلستاں:	اسدؔ! بندِ قبائے یار، ہے فردوس کا غنچہ	اگر وا ہو، تو دکھلا دوں کہ یک عالم گلستاں ہے	ص ۸۱
یک عربدہ میداں:	یاس و اُمید نے یک عربدہ میداں مانگا	عجزِ ہمت نے طلسمِ دلِ سائل باندھا	ص ۱۳۵
یک عرصہ جولاں:	سراسر تاختن کو شش جہت یک عرصہ جولاں تھا	ہوا واماندگی سے رہرواں کی فرقِ منزل کا	ص ۱۸
یک عرق آئنہ:	حیف اے ننگِ تمنا! کہ پئے عرضِ حیا	یک عرق آئنہ بر جبہۂ سائل باندھا	ص ۱۴
یک عقدۂ تارِ نفس:	دیکھیے وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس۔		
یک عمر:	(۱) آئی یک عمر سے معذورِ تماشا نرگس	چشمِ شبنم میں نہ ٹوٹا مژۂ خار ہنوز	ص ۴۳
	(۲) ہستی: فریب نامۂ موجِ سراب ہے	یک عمر نازِ شوخیِ عنواں اُٹھائیے	ص ۷۴
	(۳) زلفِ پری بہ سلسلۂ آرزو رسا	یک عمر دامنِ دلِ دیوانہ کھینچیے	ص ۱۰۴
	(۴) ہوئی یک عمر صرفِ مشقِ نالہ	اثر موقوف بر عمرِ دگر ہے	ص ۲۵۵
یک عمر خود داری:	جنوں افسردہ و جاں ناتواں، اے جلوہ! شوخی کر	گئی یک عمر خود داری بہ استقبالِ رعنائی	ص ۹۴
یک عمر ورع:	دیکھیے: بعدِ یک عمر ورع۔		
یک غربالِ خشر بیز:	اِن ستم کیشوں کے کھائے ہیں ز بس تیرِ نگاہ	پردۂ بادام یک غربالِ حسرت بیز ہے	ص ۸۵
یک غنچہ:	(۱) تنگیِ حوصلہ گردابِ دو عالم آداب	دیدِ یک غنچہ سے ہوں بسملِ نقصانِ بہار	ص ۶
	(۲) کیفیتِ دیگر ہے فشارِ دلِ خونیں	یک غنچے سے صد خُم مئے گل رنگ نکالوں	ص ۶۰
یک فردِ نسب نامۂ نیرنگ:	طاؤس نمط داغ کے گر رنگ نکالوں	یک فردِ نسب نامۂ نیرنگ نکالوں	ص ۶۰
یک فضائے خندہ:	دیکھیے: بقدرِ یک فضائے خندہ۔		
یک قافلۂ آبلہ منزل:	دیکھیے: بارِ یک قافلۂ آبلہ منزل۔		
یک قدِ آدم:	ترے سرو قامت سے یک قدِ آدم	قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں	ص ۱۶۹
یک قدحِ بادہ:	مے کدے میں ہو اگر آرزوئے گل چینی	بھول جا یک قدحِ بادہ بہ طاقِ گلزار	ص ۱۳۲
یک قدم:	(۱) آ پہنچے ہیں تا سوادِ اقلیمِ عدم	اے عمرِ گزشتہ! یک قدم استقبال!	ص ۲۵۲
	(۲) دیکھیے: بساطِ دستگہِ یک قدم۔		

(۳) اے آبلے! کرم کر، یھاں رنجہ یک قدم کر — اے نورِ چشمِ وحشت! اے یادگارِ صحرا — ص۲۶

یک قدم وحشت: یک قدم وحشت سے درسِ دفترِ امکاں کھلا — جادہ، اجزاے دو عالم دشت کا شیرازہ تھا — ص۱۳۶

یک قطرہ خوں: بساطِ عجز میں تھا ایک دل، یک قطرہ خوں وہ بھی — سو رہتا ہے بہ اندازِ چکیدن سرنگوں وہ بھی — ص۲۰۲

یک قطرۂ خون: یک قطرۂ خون و دعوتِ صد نشتر — یک وہم و عبادتِ ہزار اندیشہ — ص۱۱۸

(۲) بہارِ گل، دماغ نشۂ ایجادِ مجنوں ہے — ہجومِ برق سے چرخ و زمیں، یک قطرۂ خوں ہے — ص۱۱۱

(۳) دیکھیے: صورتِ یک قطرۂ خوں۔

یک قیامت خاور: دلِ خونیں جگر بے صبر و فیضِ عشق مستغنی — الٰہی! یک قیامت خاور آ ٹوٹے بدخشاں پر — ص۴۰

یک کف: دیکھیے: تماشاے بہ یک کف بُردنِ صد دل۔

یک کفِ افسوسِ تماشائی: فرصت: آئینۂ صد رنگ خود آرائی ہے — روز و شب: یک کفِ افسوسِ تماشائی ہے — ص۱۰۳

یک کفِ خاک: خراجِ دیہِ ویراں: یک کفِ خاک — بیاباں خوش ہوں تیری عاملی سے — ص۹۱

یک کفِ خس: اے عندلیب! یک کفِ خس بہرِ آشیاں — طوفانِ آمد آمدِ فصلِ بہار ہے — ص۲۱۸

یک کفِ سیلاب: دیکھتے تھے ہم بہ چشمِ خود وہ طوفانِ بلا — آسمانِ سفلہ جس میں یک کفِ سیلاب تھا — ص۱۵

یک گام بے خودی: یک گام بے خودی سے لوٹیں بہارِ صحرا — آغوشِ نقشِ پا میں کیجیے فشارِ صحرا — ص۲۶

یک گلستاں: دیکھیے: رنگِ یک گلستاں۔

یک گلستاں برگِ ریزِ تاک: عیش گرمِ اضطراب و اہلِ غفلت سرد مہر — دورِ ساغر: یک گلستاں برگِ ریزِ تاک ہے — ص۱۰۷

یک گلستاں دل: حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق جب آؤں — کہ مثلِ غنچہ سازِ یک گلستاں دل مہیا ہو — ص۹۷

یک گوشۂ دامن: بقدرِ حسرتِ دل چاہیے ذوقِ معاصی بھی — بھروں یک گوشۂ دامن، گر آب ہفت دریا ہو — ص۱۹۳

یک گوشۂ دلِ خالی: بہ رنگِ شیشہ ہوں یک گوشۂ دلِ خالی — کبھی پری مری خلوت میں آنکلتی ہے — ص۹۰

یک لبِ افسوس: حاصلِ اُلفت نہ دیکھا جز شکستِ آرزو — دل بہ دل پیوستہ گویا یک لبِ افسوس تھا — ص۱۵۳

یک محملِ خوابِ سنگیں: قبلہ و ابروے بُت: یک روِ خوابیدۂ شوق — کعبہ و بُت کدہ: یک محملِ خوابِ سنگیں — ص۷

یک مرتبہ: کہتے تو ہو تم سب کہ بُتِ غالیہ مو آئے — یک مرتبہ گھبرا کے کہو کوئی کہ وُہ آئے! — ص۲۳۸

یک مژگانِ خوباں: نوائے بلبل و گل پاسبانِ بے دماغی ہے — بہ یک مژگانِ خوباں صد چمن خوابیدنی جانے ص ۱۱۵

یک مژہ برہم زدن: یک مژہ برہم زدن حشرِ دو عالم فتنہ ہے — یہاں سراغِ عافیت جز دیدۂ بسمل نہ پوچھ ص ۴۲

یک مژہ برہم زدنی: کوشش، ہمہ بیتابِ تردد شکنی ہے — صد جنبشِ دل، یک مژہ برہم زدنی ہے ص ۱۱۰

یک مژہ خوابِ پا: شوقِ عناں گسل اگر درسِ جنوں ہوس کرے — جادۂ سیرِ دو جہاں، یک مژہ خوابِ پا سمجھ ص ۴۲

یک مژۂ خوابناک: مستی، بہ ذوقِ غفلتِ ساقی ہلاک ہے — موجِ شراب، یک مژۂ خوابناک ہے ص ۲۱۶

یک مشتِ خاک: جوشِ جنوں سے کچھ نظر آتا نہیں اسدؔ — صحرا ہماری آنکھ میں یک مشتِ خاک ہے ص ۲۱۶

یک مشتِ خوں: یک مشتِ خوں ہے پرتوِ خور سے تمام دشت — دردِ طلب بہ آبلۂ نادمیدہ کھینچ ص ۳۶

یک موجِ خیال: دیکھیے: سیلابیِ یک موجِ خیال۔

یک نالہ: ضبطِ جنوں سے ہر سرِ مو ہے ترانہ خیز — یک نالہ بیٹھیے تو نیستاں اٹھایئے ص ۴۳

یک نالۂ شوق: شورِ رسوائیِ دل دیکھ کہ یک نالۂ شوق — لاکھ پردے میں چھپا، پر وہی عریاں نکلا ص ۱۳

یک نالۂ ناقوس: بت پرستی ہے بہارِ نقش بندی ہائے دہر — ہر صریرِ خامہ میں یک نالۂ ناقوس تھا ص ۲۱

یک نشو ونما: یک نشو و نما جا نہیں جولانِ ہوس کو — ہر چند بمقدارِ دلِ تنگ نکالوں ص ۶۰

یک نشہ: دیکھیے: موجِ خمیازۂ یک نشہ۔

یک نظر بیش: یک نظر بیش نہیں فرصتِ ہستی غافل! — گرمیِ بزم ہے اک رقصِ شرر ہوتے تک ص ۱۷۵

یک نفس: یک نفس ہر یک نفس جاتا ہے قطعِ عمر میں — حیف ہے اُن کو جو سمجھیں زندگانی مفت ہے ص ۱۱۳

(۲) فروغِ شعلۂ خس یک نفس ہے — ہوس کو پاسِ ناموسِ وفا کیا ص ۱۵۷

(۳) غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفس — برق سے کرتے ہیں روشن شمعِ ماتم خانہ ہم ص ۱۷۷

(۴) دیکھیے: بقدرِ یک نفس۔ (۵) رنگِ یک نفس۔

یک نفسِ آرمیدہ: بے دل نہ نازِ وحشتِ جیبِ دریدہ کھینچ — جوں بوئے غنچہ یک نفس آرمیدہ کھینچ ص ۳۶

یک نفس تپش: دیکھیے: ہمہ یک نفس تپش۔

یک نگاہ: شرم ہے طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ — اضطرابِ چشم برپا دوختہ غماز ہے ص ۸۲

(۲) دیکھیے: کسمنگرِ ایجادِ یک نگاہ۔

یک نگاہِ آشنا: لطفِ عشقِ ہر یک، اندازِ دگر دکھلائے گا | بے تکلف یک نگاہِ آشنا ہوجایئے ص۸۸

یک نگاہِ پاک: گدازِ سعیِ بینش، شست وشوے نقشِ خودکامی | سراپا شبنم آئینہ یک نگاہِ پاک باقی ہے ص۱۰۷

یک نگاہِ صاف یک نگاہِ صاف صد آئینۂ تاثیر ہے | ہے رگِ یاقوت، عکسِ خطِّ جامِ آفتاب ص۳۱

یک نگاہِ گرم یک نگاہِ گرم ہے جوں شمع سرتاپا گداز | بہر از خود رفتگاں رنجِ خود آرائی عبث ص۳۴

یک نگہِ قہر آشنا: دیکھیے: سراغِ یک نگہِ قہر آشنا۔

یک نگہِ گرم: دیکھیے: ہواے یک نگہِ گرم۔

یک نیستاں عالم: بے نوائی تر صداے نغمۂ شہرت اسدؔ! | بوریا، یک نیستاں عالم بلند آوازہ تھا ص۱۷

یک نیستاں قلمروِ اعجاز: ہے خامہ، فیضِ بیعتِ بیدلؔ بہ کف اسدؔ! | یک نیستاں قلمروِ اعجاز ہے مجھے ص۹۷

یک ورقِ گردانده: خلق ہے صفحۂ عبرت سے سبق ناخواندہ | ورنہ ہے چرخ و زمیں یک ورقِ گردانده ص۱۷

یک وہم: یک قطرۂ خون و دعوتِ صد نشتر | یک وہم و عبادتِ ہزار اندیشہ ص۱۱۸

یکتا[۱]: (۱) جان دینے میں اُس کو یکتا جان | پر وہ یوں سہل دے نہ سکتا جان ص۱۳۰

(۲) ہم کہاں کے دانا تھے؟ کس ہنر میں یکتا تھے؟ | بے سبب ہوا غالبؔ! دشمن آسماں اپنا ص۱۵۹

(۳) اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا | جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا ص۱۶۰

(۴) یارانِ نبی سے رکھ تولا، یا اللہ! | ہر یک ہے کمالِ دیں میں یکتا، یا اللہ! ص۳۱۳

یکتائی[۲]: سب کو مقبول ہے دعویٰ تری یکتائی کا | روبرو کوئی بتِ آئنہ سیما نہ ہوا ص۱۹۲

یکتائیِ معشوق: دیکھیے: جلوۂ یکتائیِ معشوق۔

یکجا[۳]: عمر بھر ہوش نہ یکجا ہوئے میرے کہ اسدؔ! | میں پرستندۂ روے صنمِ چند رہا ص۲۳۶

یکدست[۴]: (۱) جاتا ہوں جدھر، سب کی اُٹھے ہے اُدھر انگشت | یکدست جہاں مجھ سے پھرا ہے، مگر انگشت ص۳۲

(۲) بہ رنگِ سبزہ، عزیزانِ بدزباں یکدست | ہزار تیغ بہ زہراب دادہ رکھتے ہیں ص۶۰

(۳) یادِ مژگاں میں بہ نشتر زارِ سوداے خیال | چاہیے وقتِ تپش یکدست صد پہلو مجھے ص۷۸

---

[۱] یکتا : چار بار۔

[۲] یکتائی : دوبار [مرکب: ایک بار]۔

[۳] یکجا : ایک بار۔

[۴] یکدست : تین بار۔

یکدلی[۱]: دیکھیے: فسونِ یکدلی۔

یک دیگر[۲]: دیکھیے: ہم نفسِ یک دیگر۔

یکسر[۳]:

(۱) سیہ مستیِ چشمِ شوخ سے ہیں جوہرِ مژگاں — شرار آسا ز سنگِ سرمہ یکسر تار جستن ہا — ص ۲۲

(۲) آئینہ خانہ ہے صحنِ چمنستاں یکسر — بس کہ ہیں بے خود و وارفتہ و حیراں گل و صبح — ص ۴۷

(۳) کیا یکسر گدازِ دل نیازِ جوششِ حسرت — سویدا، نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنا ہے — ص ۸۳

(۴) دیوانگی ہے، تجھ کو درسِ خرام دینا — موجِ بہار، یکسر زنجیرِ نقشِ پا ہے — ص ۹۳

(۵) نقشِ سُمِ سمند سے یکسر — بن گیا دشت، دامنِ گلچیں — ص ۲۸۱

(۶) ٹوٹا ہے، افسوس! موئے خمِ زلف — ہے شانہ یکسر دستِ گزیدہ — ص ۳۵۰

یکشنبہ[۴]: آج یکشنبے کا دن ہے، آؤ گے؟ — یا فقط رستا ہمیں بتلاؤ گے — ص ۳۱۲

یکقلم[۵]:

(۱) ناخنِ دخلِ عزیزاں یکقلم ہے نقب زن — پاسبانیِ طلسمِ گنجِ تنہائی عبث — ص ۳۲

(۲) خطِ لختِ دل یکقلم موکیتے ہیں — مژہ کو جواہر رقم دیکھتے ہیں — ص ۵۶

(۳) بس کہ چشم از انتظارِ خوش خطاں بے نور ہے — یکقلم شاخِ گلِ نرگس عصائے کور ہے — ص ۹۳

(۴) گر دکھاؤں صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ کو — دستِ رو سطرِ تبسم یکقلم انشا کرے — ص ۱۰۱

(۵) کس قدر ہرزہ سرا ہوں کہ عیاذاً باللہ! — یکقلم خارجِ آدابِ وقار و تمکیں — ص ۱۳۲

(۶) یکقلم کاغذِ آتش زدہ ہے صفحۂ دشت — نقشِ پا میں ہے تپِ گرمیِ رفتار ہنوز — ص ۱۴۲

(۷) اے ترا غمزہ: یکقلم انگیز — اے ترا ظلم: سر بسر انداز — ص ۱۴۲

(۸) خطِ عارض سے لکھا ہے زلف کو اُلفت نے عہد — یکقلم منظور ہے، جو کچھ پریشانی کرے — ص ۲۱۱

(۹) گرگانویں کی ہے جتنی رعیت، وہ یکقلم — عاشق ہے اپنے حاکمِ عادل کے نام کی — ص ۲۶۳

(۱۰) سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یکقلم — لبریز رہا نہ نذر نہ خلعت کا انتظام — ص ۲۸۲

(۱۱) ہوئے سیر رہرواں دل خستۂ شرمِ نارسائی سے — کہ دستِ آرزو سے یکقلم پائے طلب کاٹے — ص ۳۵۵

۱۔ یکدلی : ایک بار [مرتب]۔
۲۔ یکدیگر : ایک بار [مرتب]۔
۳۔ یکسر : چھے بار۔
۴۔ یکشنبہ : ایک بار۔
۵۔ یکقلم : گیارہ بار۔

یگانہ[1]: اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا — جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا — ص ۱۶۰

یلدا[2]: دیکھیے: شبِ یلدا۔

یوسف[3]: (۱) دیکھیے: یعقوب [۱]۔ (۲) دیکھیے: یعقوب [۴]۔ (۳) دیکھیے: یعقوب [۵]۔

(۴) بوے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی اسدؔ — دے نے برباد کیا پیرہنِ ستاں میرا — ص ۲۱

(۵) ہنوز اک پرتوِ نقشِ خیالِ یار باقی ہے — دلِ افسردہ گویا حجرہ ہے یوسف کے زنداں کا — ص ۱۵۷

(۶) یوسف اُس کو کہوں اور کچھ نہ کہے، خیر ہوئی — گر بگڑ بیٹھے تو میں لائقِ تعزیر بھی تھا — ص ۱۵۸

(۷) نسیمِ مصر کو کیا پیرِ کنعاں کی ہوا خواہی — اُسے یوسف کی بوے پیرہن کی آزمایش ہے — ص ۲۲۴

(۸) بُتو! توبہ کرو، تم کیا ہو، جب اِدبار آتا ہے — تو یوسف سا حسیں بکنے سرِ بازار آتا ہے — ص ۳۱۰

یوسفِ بے قیمتِ اوّل خریدہ: جو چاہیے، نہیں وہ مری قدر و منزلت — میں یوسفِ بہ قیمتِ اوّل خریدہ ہوں — ص ۲۹۹

یوسفِ ثانی: دیکھیے: یوسف [میرزا]۔

یوسفِ گل: وقت ہے، گر بلبلِ مسکیں زلیخائی کرے — یوسفِ گل جلوہ فرما ہے بہ بازارِ چمن — ص ۵۹

یوسف[4] **[میرزا]**: دی مرے بھائی کو حق نے از سرِ نو زندگی — میرزا یوسف ہے غالبؔ! یوسفِ ثانی مجھے — ص ۲۳۲

یوسفستاں[5]: تکلف برطرف، ذوقِ زلیخا جمع کر، ورنہ — پریشاں خوابِ آغوشِ وداعِ یوسفستاں ہے — ص ۸۱

۱۔ یگانہ : ایک بار۔
۲۔ یلدا : ایک بار [مرکب]۔
۳۔ یوسف : گیارہ بار (مفرد: پانچ بار۔ مرکب: چھے بار)۔
۴۔ یوسف (میرزا) : ایک بار۔
۵۔ یوسفستاں : ایک بار [مرکب]۔

رشید حسن خاں (۱۹۲۵-۲۰۰۶ء) ہمارے عہد کے ایسے نامور محقق تھے جن کی پوری زندگی قلم و قرطاس سے ان کے مسلسل اور شکست ناپذیر تعلق کی گواہی دیتی ہے۔ انھیں اُردو قواعد، املا اور لغت و زبان سے طبعی مناسبت تھی۔ ان موضوعات اور ان کے علاوہ تدوینِ متن وغیرہ سے اسی فطری مناسبت کے باعث اُنھوں نے متعدد اہم کتابیں تحریر کیں جو اُردو زبان کے چاہنے والوں، دانشوروں اور دانشگاہوں کے اساتذہ اور طلبہ و طالبات کے لیے انمول گنجینے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ رشید حسن خاں کلاسیکی اُردو متون میں پیرے ہوئے اور لفظ و لسان کے تہ رس پارکھ اور محقق تھے۔ ان کا عربی اور فارسی زبانوں کا علم کافی و وافی تھا، اُردو کے نامور قدیم و جدید تخلیق کاروں کے عشاق میں سے تھے۔ انھی میں غالب بھی شامل ہیں جن کے دیوان کا ایک بے مثال اشاریہ ''گنجینۂ معنی کا طلسم'' کے زیرِ عنوان اُنھوں نے سالہا سال کی جگر توڑ کاوش و محنت کے بعد اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے تیار کر لیا تھا اور اشاعت کے لیے انجمن ترقی اُردو (ہند) کے سپرد کر دیا تھا۔ پھر نہ معلوم کیا ہوگ پڑا کہ کتاب سالہا سال تک اشاعت سے محروم رہی تا آنکہ انجمن کے موجودہ جنرل سیکرٹری ممتاز ادیب اطہر فاروقی صاحب کی کاوشوں سے اس کی پہلی جلد غالب انسٹی ٹیوٹ کے زیرِ اہتمام اور انجمن کے اشتراک سے چند سال پہلے شائع ہوگئی۔ (واضح رہے کہ ''گنجینۂ معنی کا طلسم'' کا مسودہ تین جلدوں پر مشتمل ہے)۔ میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے بھی فاروقی صاحب کی طرح رشید حسن خاں سے گہرا تعلق خاطر رہا۔ میرے اشتیاق کو دیکھتے ہوئے فاروقی صاحب نے کمال مہربانی سے ''گنجینۂ معنی کا طلسم'' کی تینوں جلدوں کا مسودہ مجھے بھیج دیا اور اب یہ تینوں جلدیں اُن کی باقاعدہ اجازت سے ایک ہی جلد میں ان کے شکریے کے ساتھ شائع کی جا رہی ہیں۔

اُردو کے بے مثل اور طرحدار شاعر غالب کا کلام، کیا اُردو، کیا فارسی، واقعی ''گنجینۂ معنی کا طلسم'' اور ''نقش ہائے رنگ رنگ'' سے عبارت ہے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ ان کے کلام کا ایک مفصل، مُحشّی اور محققانہ اشاریہ تیار کیا جائے۔ رشید حسن خاں نے اس ضرورت کو بہ طریقِ احسن پورا کیا۔ یقین ہے کہ ان کا یہ آخری کام بھی ان کے اعلیٰ تحقیقی و علمی کارناموں میں شمار ہوگا۔ مجلس ترقی ادب کے اربابِ علم کے لیے یہ امر باعثِ افتخار ہے کہ ''گنجینۂ معنی کا طلسم'' غالب کے ایک سو پچاسویں سالِ وفات کے موقع کی مناسبت سے شائع کی جا رہی ہے۔ یقین ہے کہ اس کتاب سے غالب شناسی کی کئی نئی راہیں کھلیں گی۔

— ڈاکٹر تحسین فراقی